

بے وضو (یا جس نے غسل فرض ہوا اس)

کیسے قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے۔

بے وضو (جبکہ غسل فرض نہ ہو) بے چھوئے زبانی یاد کیا کر تلاوت کر سکتا ہے۔

(طہار شریعت، ج ۱، صفحہ ۲۶۶ مکتبۃ المدینہ)



کنز الایمان تفسیر خزانہ العرفان

ترجمہ: اعلیٰ حضرت امام اہلسنت
مفت و دین و ملت پروفیسر شیخ رسالت شاہ

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی

ناشر: مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

”کنز الایمان شریف“ کے چودہ حروف کی نسبت سے اس ”کنز الایمان“ کے بارے میں ۱۴ وضاحتی مدنی پھول

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، عاشق ماہ نبوت، پروانہ شمع رسالت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ کو جملہ اردو تراجم قرآن میں جو بلند مقام اور خصوصی امتیاز حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے، نیز اس پر صدر الافاضل، مفسر شہیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی مختلف عربی تفاسیر کی جامع نہایت ہی علمی و تحقیقی تفسیر ”خزائن العرفان“ نے ”کنز الایمان“ کی اہمیت و افادیت کو مزید بارہ چاند لگا دیے ہیں، اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں روزانہ ”کنز الایمان“ کی تلاوت کی سعادت حاصل کرتے ہوں گے۔ الحمد للہ عزوجل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے فیضان سے ”دعوتِ اسلامی“ نے سارے جہان میں ”کنز الایمان“ کی دھوم مچا دی ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔۔۔! اس غیر معمولی اہمیت و افادیت اور عالمگیر مقبولیت کے پیش نظر ”دعوتِ اسلامی“ کے علمی و تحقیقی شعبے ”المدينة العلمية“ نے ”کنز الایمان مع خزائن العرفان“ پر جدید انداز میں کام کرنے کی سعی کی ہے اور کم و بیش چھ ماہ کے قلیل عرصے میں اس تاریخی و عظیم الشان کام کی تکمیل ہوئی۔ ان مدنی پھولوں کے تحت اس پر کام کیا گیا:

- 1..... متن، ترجمہ اور تفسیر تینوں پر عالمی معیار کے مطابق جدید فارمیٹنگ کی گئی ہے اور حتی المقدور ہر اعتبار سے انتہائی احتیاط کے ساتھ اس کے حسنِ صوری (یعنی ظاہری حسن و جمال) کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- 2..... متن قرآن کا پالا استیعاب تقابل کم و بیش آٹھ بار کروایا گیا ہے۔ تقابل میں نفسِ متن، رُموزِ اوقاف، اطراف کی علامات و عبارات، عزِ بی رسم الخط کا خصوصی التزام اور کم و بیش چار بار تقابل بالکتب بھی شامل ہے۔
- 3..... متن کے تقابل کے لیے پاک و ہند کے مختلف اداروں کے کئی نسخے پیش نظر رکھے گئے۔
- 4..... رسم الخط کے حوالے سے رہنمائی اور اغلاط کی درستی کے لیے ”الاتقان“، ”فتاویٰ رضویہ“ اور دیگر کتب علمائے اہلسنت سے استفادہ اور دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی) کے جید مفتیانِ عظام کثرہم اللہ تعالیٰ سے شرعی رہنمائی بھی لی گئی ہے۔
- 5..... متن کے تقابل کے دوران عرب شریف کے مطبوعہ متعدد نسخوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے اور ان نسخوں کے علاوہ ”المکتبة الشاملة“، ”المصحف الرقمی“، ”مصحف المدينة النبویہ“، ”Quran Searcher“، ”خزائن الہدایت“، ”القرآن الکریم بالرسم العثماني“ اور اس جیسے دیگر قرآنی سافٹ ویئر کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔
- 6..... متن کے تقابل کیلئے المدينة العلمية کے ماہر حفظ و غیر حفظ مدنی اسلامی بھائیوں کثرہم اللہ تعالیٰ کی خدمات لی گئی ہیں، نیز جید قراء و حفاظ زید مجتہدہم سے مشاورت کی ترکیب بھی بنائی گئی ہے۔
- 7..... ترجمہ و تفسیر کے تقابل کیلئے رضا اکیڈمی بمبئی (ہند) کے مطبوعہ تصحیح شدہ نسخے کو معیار بنایا گیا ہے، اور پاک و ہند کے قدیم و جدید کئی نسخوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔
- 8..... ترجمہ و تفسیر کے تقابل کے دوران پاک و ہند کے مطبوعہ کم و بیش بارہ نسخوں کی تقریباً 500 سے زائد لفظی، کتابت، طباعت، قدیم رسم الخط اور نظر ثانی میں رہ جانے والی اغلاط کی تصحیح بھی کی گئی ہے۔
- 9..... تفسیر کے تقابل کے بعد نظر ثانی، علاماتِ ترقیم، تسہیل اور غیر معروف الفاظ پر اعراب کی ترکیب بھی بنائی گئی ہے، نیز ایسے

۱۰..... الْحَمْدُ لِلَّهِ عزوجل ”کنز الایمان مع خزائن العرفان“ کے اس نسخے میں کم و بیش 2000 مشکل حل طلب مقامات کی تسہیل بھی کی گئی ہے۔

۱۱..... قاری کی سہولت کیلئے ترجمے کے مشکل الفاظ کی تسہیل ترجمہ ہی میں کر دی گئی ہے اور مشکل لفظ کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی تسہیل کو ہلالین ”()“ میں واضح کر دیا گیا ہے تاکہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے الفاظ مبارکہ بعینہ ترجمہ میں موجود رہیں اور قاری کو بھی ترجمہ سمجھنے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو، نیز ترجمے کی تسہیل کرتے وقت خلیفہ مفتی اعظم ہند، ادیب شہیر حضرت علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہ جہانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”تسہیل کنز الایمان“ سے بھی مدد لی گئی ہے۔

۱۲..... ترجمہ و تفسیر کی تسہیل کرتے ہوئے عربی و اردو لغات، لغات القرآن، معجم القرآن، مفردات القرآن، عربی تفسیر، معروف سنی تراجم و تفسیر کو پیش نظر رکھتے ہوئے عبارات کے ربط پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

۱۳..... تسہیل کرتے وقت متوسط طبقے کو سامنے رکھا گیا ہے، چونکہ تفسیر خزائن العرفان ایک مختصر، جامع، علمی و تحقیقی تفسیر ہے اور صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تفسیر میں علمی اصطلاحات کا بکثرت استعمال فرمایا ہے جسے عوام الناس کا سمجھنا نہایت ہی دشوار ہے، لہذا حتی المقدور انہی مقامات کی تسہیل کی گئی ہے جن کا تعلق عوام سے ہے، اور ایسی دقیق، خالص علمی اباحت جن کا تعلق علماء سے ہے ان کی تسہیل نہیں کی گئی۔

۱۴..... حتی المقدور قاری کی آسانی کیلئے فارمیشن / فارمیٹنگ اس انداز پر کی گئی ہے کہ ترجمے میں جو تفسیری حاشیہ نمبر ہے اُس کی تفسیر اُسی صفحہ سے شروع ہو، دیگر نسخوں کی طرح آخری صفحات پر تفسیر کی ترکیب نہیں بنائی گئی، اسی وجہ سے ہر صفحہ پر متن قرآن کی لائنوں کو مخصوص نہیں کیا گیا بلکہ تفسیر و ترجمہ کی مناسبت سے جتنے متن کی حاجت تھی اتنا ہی لایا گیا ہے۔ اسی طرح ہر پارہ نئے صفحے سے شروع کیا گیا ہے۔

مدنی التجا: الْحَمْدُ لِلَّهِ عزوجل ہماری اس کاوش میں جو حسن و خوبی نظر آئے وہ قرآن پاک کا خاص اعجاز اور اعلیٰ حضرت و صدر الافاضل رحمہما اللہ تعالیٰ اور امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کا خصوصی فیضان ہے اور جہاں کوئی خامی ہو اس میں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ قارئین و اہل علم حضرات سے مدنی التجا ہے کہ جہاں کہیں کتابت، طباعت یا کوئی اور غلطی دیکھیں تو بذریعہ ای میل یا مکتوب ہماری رہنمائی فرمائیں ان شاء اللہ عزوجل آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

”کنز الایمان اور دعوت اسلامی“، ”تلاوت کے خوشبودار مدنی پھول“ اور ”مطالب القرآن“ آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ یارِ پُرسِ مصطفیٰ! دعوت اسلامی کے علمی و تحقیقی شعبے ”المدينة العلمية“ کی اس عظیم کاوش کو قبول فرما، اور اس کا رخیہ حصہ لینے والے تمام اسلامی بھائیوں کو دو جہاں کی بھلائیاں عطا فرما اور ”دعوت اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول مجلس ”المدينة العلمية“ کو دن پچیسویں، رات چھبیسویں ترقی عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مجلس المدينة العلمية (دعوت اسلامی)

شعبۂ کتب اعلیٰ حضرت

Email: ilmia@dawateislami.net

تاریخ: ۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

کا مالک ہم تجھی کو پوچیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا

الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

راستہ چلا راستہ اُن کا جن پر تُو نے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۝

ہوا اور نہ بےکے ہوؤں کا

ابتداء میں تسبیح کی طرح حمد الہی بجالانا چاہئے۔ مسئلہ: کبھی حمد واجب ہوتی ہے جیسے خطبہ جمعہ میں، کبھی مُسْتَحَب جیسے خطبہ نکاح و دعا و ہر امرِ ذیشان میں اور ہر کھانے پینے کے بعد، کبھی سنت مؤکدہ جیسے چھینک آنے کے بعد۔ (طحاوی) ”رَبِّ الْعَالَمِيْنَ“ میں تمام کائنات کے حادث، ممکن، محتاج ہونے اور اللہ تعالیٰ کے واجب، قدیم، آزی، ابدی، ہی، قیوم، قادر، علیم ہونے کی طرف اشارہ ہے جن کو ”رَبِّ الْعَالَمِيْنَ“ مُسْتَحَب ہے، دو لفظوں میں علم الہیات کے اہم مباحث طے ہو گئے۔ ”مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ“ ملک کے ظہور تام کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ دنیا دار اُتَمَل ہے اور اس کے لئے ایک آخر ہے، جہاں کے سلسلہ کو آزی و قدیم کہنا باطل ہے۔ اختتام دنیا کے بعد ایک جزاء کا دن ہے، اس سے تیناچ باطل ہو گیا۔ ”اِيَّاكَ نَعْبُدُ“ ذکر ذات و صفات کے بعد یہ فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ اعتقادِ عمل پر مَقْدَم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے۔ مسئلہ: ”نَعْبُدُ“ کے صیغہ جمع سے ادا جماعت بھی مُسْتَفَاد ہوتی ہے اور یہ بھی کہ عوام کی عبادتیں مجبوریوں اور مقبولوں کی عبادتوں کے ساتھ درجہ قبول پاتی ہیں۔ مسئلہ: اس میں رُشْرک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کے لئے نہیں ہو سکتی۔ ”وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ“ میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بلا واسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے حقیقی مُسْتَعَانَ (مددگار) وہی ہے، باقی آلات و خُدا ام و احباب وغیرہ سب عون الہی کے مظہر ہیں، بندے کو چاہئے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدہ باطلہ ہے کیونکہ مُقَرَّبانِ حق کی امداد، امداد الہی ہے استعانت یا تغیر نہیں۔ اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں ”اعِيْنُونِيْ بِقُوَّةٍ“ (میری مدد طاقت سے کرو) اور ”اسْتَعِيْنُوا بِالْبَصِيْرِ وَالصَّلٰوةِ“ (صبر اور نماز سے مدد چاہو) کیوں وارد ہوتا، اور احادیث میں اهل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی۔ ”اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ“ معرفت ذات و صفات کے بعد عبادت، اس کے بعد دعا تعلیم فرمائی، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد مشغول دعا ہونا چاہئے، حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن) ”صِرَاطِ مُسْتَقِيْمٍ“ سے مراد اسلام یا قرآن، یا خُلُقِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضور، یا حضور کے آل و اصحاب ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراطِ مستقیم طریقِ اہل سنت ہے جو اہل بیت و اصحاب اور سنت و قرآن و سوا ادا عظم سب کو مانتے ہیں۔ ”صِرَاطِ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ جملہ اولیٰ کی تفسیر ہے کہ صراطِ مستقیم سے طریقِ مُسْلِمین مراد ہے۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں کہ جن امور پر بزرگانِ دین کا عمل رہا ہو وہ صراطِ مستقیم میں داخل ہے۔ ”غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ“ اس میں ہدایت ہے کہ مسئلہ: طالبِ حق کو دشمنانِ خدا سے اجتناب اور ان کے راہ و رسم و وضع و اطوار سے پرہیز لازم ہے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ مَغْضُوْب عَلَيْهِمْ سے یہود، اور ضَالِّيْنَ سے نصاریٰ مراد ہیں۔ مسئلہ: ”ضاد“ اور ”طاء“ میں مابین ذاتی ہے بعض صفات کا اِھْتِرَاک انہیں متحد نہیں کر سکتا لہذا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ ”بَطْل“ پڑھنا اگر بقصد ہو تو تخریفِ قرآن و کفر ہے، ورنہ ناجائز۔ مسئلہ: جو شخص ”ضاد“ کی جگہ ”طا“ پڑھے اس کی امامت جائز نہیں۔ (محیط ربانی) ”اِھْسِيْن“ اس کے معنی ہیں: ایسا ہی کر، یا قبول فرما۔ مسئلہ: یہ کلمہ قرآن نہیں۔ مسئلہ: سورہ فاتحہ کے ختم پر ”آمین کہنا“ سنت ہے نماز کے اندر بھی اور نماز کے باہر بھی۔ مسئلہ: حضرت امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں ”آمین“ اخفاء کے ساتھ یعنی آہستہ کہی جائے۔ تمام احادیث پر نظر اور تحقیق سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جہر کی روایتوں میں صرف واکل کی روایت صحیح ہے اس میں ”مَدَّ بَہَا“ کا لفظ ہے جس کی دلالت جہر پر قطعی نہیں جیسا جہر کا احتمال ہے ویسا ہی بلکہ اس سے قوی مدغمہ کا احتمال ہے اس لئے یہ روایت جہر کیلئے حجت نہیں ہو سکتی۔ دوسری روایتیں جن میں جہر و رفع کے الفاظ ہیں ان کی اسناد میں کلام ہے، علاوہ بریں وہ روایت یا لمعنے ہیں اور فہم راوی حدیث نہیں لہذا ”آمین“ کا آہستہ ہی پڑھنا صحیح تر ہے۔

﴿ ایتھا ۲۸۲ ﴾ ﴿ ۲ سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ۸۷ ﴾ ﴿ رکوعا ۴۰ ﴾

سورۃ بقرہ مدنیہ ہے، اس میں دو سو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں و

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الْمَزَّ ۱ ذَلِكِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ ۱ فِيهِ ۱ هُدًى ۱ لِلْمُتَّقِينَ ۱ الَّذِينَ

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں و اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو و وہ جو سورۃ بقرہ: یہ سورۃ مدنی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے یہی سورۃ نازل ہوئی سوائے آیت ”وَ اتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ“ کے کہ حج واداع میں بمقام مکہ مکرمہ نازل ہوئی۔ (خازن) اس سورۃ میں دو سو چھیاسی آیتیں، چالیس رکوع، چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے، پچیس ہزار پانچ سو حرف ہیں۔ (خازن) پہلے قرآن پاک میں سورتوں کے نام نہ لکھے جاتے تھے یہ طریقہ حجاج نے نکالا۔ ابن عربی کا قول ہے کہ سورۃ بقرہ میں ہزار امر، ہزار نہی، ہزار حکم، ہزار خبریں ہیں، اس کے اخذ میں برکت، ترک میں حسرت ہے، اہل باطل جادو گراس کی استطاعت نہیں رکھتے، جس گھر میں یہ سورۃ پڑھی جائے تین دن تک سرکش شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں یہ سورۃ پڑھی جائے۔ (جمل) بہیقی وسعید بن منصور نے حضرت مغیرہ سے روایت کی کہ جو شخص سوتے وقت سورۃ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا قرآن شریف کو نہ بھولے گا، وہ آیتیں یہ ہیں: چار آیتیں اول کی اور آیت الکری اور دو اس کے بعد کی، اور تین آخر سورۃ کی۔ مسئلہ طبرانی و بہیقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میت کو دفن کر کے قبر کے سر ہانے سورۃ بقرہ کے اول کی آیتیں اور پاؤں کی طرف آخر کی آیتیں پڑھو۔ شان نزول: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ایسی کتاب نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا جو نہ پانی سے دھو کر مٹائی جاسکے نہ پرانی ہو، جب قرآن پاک نازل ہوا تو فرمایا: ”ذَلِكِ الْكِتَابُ“ کہ وہ کتاب موعودہ (جس کا وعدہ کیا گیا تھا) یہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ایک کتاب نازل فرمانے اور بنی اسرائیل میں سے ایک رسول بھیجے کا وعدہ فرمایا تھا جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی جہاں یہود بکثرت تھے تو ”الْمَزَّ ۱ ذَلِكِ الْكِتَابِ“ نازل فرما کر اس وعدے کے پورے ہونے کی خبر دی۔ (خازن) و ”الْمَزَّ“ سورتوں کے اول جو حرف مَفْطُوح آتے ہیں ان کی نسبت قول راجح یہی ہے کہ وہ اسرار الہی اور منشا بہات سے ہیں ان کی مراد اللہ اور رسول جائیں ہم اس کے حق ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ و اسلئے کہ شک اس میں ہوتا ہے جس پر دلیل نہ ہو، قرآن پاک ایسی واضح اور قوی دلیلیں رکھتا ہے جو عاقل، مصحف کو اس کے کتاب الہی اور حق ہونے کے یقین پر مجبور کرتی ہیں تو یہ کتاب کسی طرح قابل شک نہیں جس طرح اندھے کے انکار سے آفتاب کا وجود مشتبہ نہیں ہوتا ایسے ہی معاہدہ سیاہ دل کے شک و انکار سے یہ کتاب مشکوک نہیں ہو سکتی۔ و ”هُدًى ۱ لِلْمُتَّقِينَ“ (اس میں ہدایت ہے ڈر والوں) اگرچہ قرآن کریم کی ہدایت ہر ناظر کے لئے عام ہے مومن ہو یا کافر جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ”هُدًى ۱ لِلنَّاسِ“ (لوگوں کے لئے ہدایت) لیکن چونکہ انصاف اس سے اہل تقویٰ کو ہوتا ہے اسلئے ”هُدًى ۱ لِلْمُتَّقِينَ“ ارشاد ہوا، جیسے کہتے ہیں بارش سبزہ کے لئے ہے یعنی منفع اس سے سبزہ ہوتا ہے اگرچہ برستی کلروز زمین بے گیاہ (بیکار و بخر) پر بھی ہے۔ تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں: نفس کو خوف کی چیز سے بچانا، اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: متقی وہ ہے جو شرک و کبار و فواحش سے بچے۔ بعضوں نے کہا: متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔ بعض کا قول ہے: تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔ بعض نے کہا: تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔ (خازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مال (یعنی اصل) کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں: عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا، متوسلین کا اوامر و نواہی کی اطاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ (جمل) حضرت مخرج قدس سرہ نے فرمایا: تقویٰ سات قسم ہے: (۱) کفر سے بچنا، یہ بفضلہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے (۲) بد مذہبی سے بچنا، یہ ہر سنی کو نصیب ہے (۳) ہر کبیرہ سے بچنا (۴) صغائر سے بھی بچنا (۵) شبہات سے اجتناب (۶) شہوات سے بچنا (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا، یہ انھیں انھو اص کا منصب ہے۔ اور قرآن عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۱﴾

بے دیکھے ایمان لائیں وہ اور نماز قائم رکھیں وہ اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں وہ

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا وہ

وہ ”الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“ یہاں سے ”مُفْلِحُونَ“ تک آیتیں مؤمنین باخلاص کے حق میں ہیں جو ظاہر و باطناً ایماندار ہیں، اس کے بعد دو آیتیں کلمہ کافروں کے حق میں ہیں جو ظاہر و باطناً کافر ہیں۔ اس کے بعد ”وَمِنَ النَّاسِ“ سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں ہیں جو باطن میں کافر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ (جمل) ”غیب“ مصدر، یا اسم فاعل کے معنی میں ہے اس تقدیر پر ”غیب“ وہ ہے جو اس وقت تک سے یہی طور پر معلوم نہ ہو سکے، اس کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو، یہ علم غیب ذاتی ہے، اور یہی مراد ہے آیہ ”عِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ“ (اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے) میں اور ان تمام آیات میں جن میں علم غیب کی غیر خدا سے نفی کی گئی ہے، اس قسم کا علم غیب یعنی ذاتی جس پر کوئی دلیل نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ ”غیب“ کی دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اس کے صفات، نبوت اور ان کے متعلقات، احکام و شرائع و روز آخر اور اس کے احوال، بحث، شعر، حساب، جزا وغیرہ کا علم جس پر دلیل قائم ہیں، اور جو تعلیم الہی سے حاصل ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے۔ اس دوسرے قسم کے غیب جو ایمان سے علاقہ رکھتے ہیں ان کا علم و یقین ہر مومن کو حاصل ہے، اگر نہ ہو آدمی مومن نہ ہو سکے، اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرر بندوں انبیاء و اولیاء پر جو غیب کے دروازے کھولتا ہے وہ اسی قسم کا غیب ہے۔ یا ”غیب“ معنی ہمدردی میں رکھا جائے اور غیب کا صلہ ”مُؤْمِنٌ بِهِ“ قرار دیا جائے، یا ”بَاء“ کو مُتَكَلِّسِینَ محذوف کے متعلق کر کے حال قرار دیا جائے۔ پہلی صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے جو بے دیکھے ایمان لائیں جیسا کہ حضرت مخرج قدس سرہ نے ترجمہ کیا ہے۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہونگے جو مؤمنین کے پس غیبت ایمان لائیں یعنی ان کا ایمان منافقوں کی طرح مؤمنین کے دکھانے کے لئے نہ ہو بلکہ وہ مخلص ہوں، غائب، حاضر ہر حال میں مومن رہیں۔ ”غیب“ کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ غیب سے قلب یعنی دل مراد ہے، اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ وہ دل سے ایمان لائیں۔ (جمل) ”ایمان“ جن چیزوں کی نسبت ہدایت و یقین سے معلوم ہے کہ یہ دین محمدی سے ہیں ان سب کو ماننے اور دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان صحیح ہے، عمل ایمان میں داخل نہیں اسی لئے ”يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“ کے بعد ”يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ“ فرمایا۔ وہ نماز کے قائم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس پر مداومت کرتے ہیں اور ٹھیک وقتوں پر پابندی کے ساتھ اس کے ارکان پورے پورے ادا کرتے، اور فرائض، سنن، مستحبات کی حفاظت کرتے ہیں کسی میں خلل نہیں آنے دیتے، مفسدات و مکروہات سے اس کو بچاتے ہیں اور اس کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ نماز کے حقوق دو طرح کے ہیں: ایک ظاہری وہ تو یہی ہیں جو ذکر ہوئے، دوسرے باطنی وہ خشوع اور حضور یعنی دل کو فارغ کر کے ہمہ تن بارگاہ حق میں متوجہ ہو جانا اور عرض و نیاز و مناجات میں تجویز پانا۔ وہ راہ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا: ”يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ“ یا مطلقاً اتفاق خواہ فرض و واجب ہو جیسے زکوٰۃ، نذر، اپنا اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ، خواہ مستحب جیسے صدقات نافلہ، اموات کا ایصال ثواب۔ مسئلہ: گیارہویں، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقات نافلہ ہیں اور قرآن پاک و کلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کے ساتھ اور نیکی ملا کر اجر و ثواب بڑھاتا ہے۔ مسئلہ: ”مِمَّا“ میں ”مِنْ“ تبییضیہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اتفاق میں اسراف ممنوع ہے یعنی اتفاق خواہ اپنے نفس پر ہو، یا اپنے اہل پر، یا کسی اور پر اعتدال کے ساتھ ہو اسراف نہ ہونے پائے۔ ”رَزَقْنَاهُمْ“ کی تقدیم اور رزق کو اپنی طرف نسبت فرما کر ظاہر فرمایا کہ مال تمہارا پیدا کیا ہوا نہیں ہمارا عطا فرمایا ہوا ہے، اس کو اگر ہمارے حکم سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو تو تم نہایت ہی بخیل ہو، اور یہ بخل نہایت قبیح۔ اس آیت میں اہل کتاب سے وہ مؤمنین مراد ہیں جو اپنی کتاب اور تمام پچھلی آسمانی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کی وخبوں پر بھی ایمان لائے اور قرآن پاک پر بھی، اور ”مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ“ سے تمام قرآن پاک اور پوری شریعت مراد ہے۔ (جمل) مسئلہ: جس طرح قرآن پاک پر ایمان لانا ہر مکلف پر فرض ہے اسی طرح کُتُبِ سابقہ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی، البتہ ان کے جو احکام ہماری شریعت میں منسوخ ہو گئے ان پر عمل درست نہیں مگر ایمان ضروری ہے مثلاً پچھلی شریعتوں میں بیت المقدس قبلہ تھا اس پر ایمان لانا تو ہمارے لئے ضروری ہے مگر عمل یعنی نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا جائز نہیں منسوخ ہو چکا۔ مسئلہ: قرآن کریم سے پہلے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے انبیاء پر نازل ہوا ان سب پر اجمالاً ایمان لانا فرض عین ہے اور قرآن شریف پر تفصیلاً فرض کفایہ ہے لہذا عوام پر اس کی تفصیلات کے علم کی تحصیل فرض نہیں جبکہ علماء موجود ہوں جنہوں نے اس کی تحصیل علم میں پوری جہد صرف کی ہو۔

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ اُولَٰئِكَ عَلٰی هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولَٰئِكَ

اور آخرت پر یقین رکھیں وہ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی

هُم الْمُفْلِحُونَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاذُنُرْتَهُمْ

مراد کو پہنچنے والے بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے وہ انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ

اَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ ۝

یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں اللہ نے اُن کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی

وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ

اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے وہ اور ان کے لیے بڑا عذاب اور کچھ لوگ کہتے ہیں وہ

یَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ یُخٰدِعُونَ

کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں فریب دیا چاہتے ہیں

اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا یُخٰدِعُونَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝

اللہ اور ایمان والوں کو وہ اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں

۱ یعنی دار آخرت اور جو کچھ اس میں ہے جزو حساب وغیرہ سب پر ایسا یقین و اطمینان رکھتے ہیں کہ ذرا شک و شبہ نہیں۔ اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار پر تعریض ہے جن کے اعتقاد آخرت کے متعلق فاسد ہیں۔ ۲ اولیاء کے بعد اعداء کا ذکر فرمانا حکمت ہدایت ہے کہ اس مقابلہ سے ہر ایک کو اپنے کردار کی حقیقت اور اس کے نتائج پر نظر ہو جائے۔ شان نزول: یہ آیت ابو جہل، ابولہب وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی جو علم الہی میں ایمان سے محروم ہیں اسی لیے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرانا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں انہیں نفع نہ ہوگا مگر حضور کی سعی بیکار نہیں کیونکہ مصب رسالت عامہ کا فرض رہنمائی و اقامت حجت و تبلیغ علی و جبر الگمال ہے۔ مسئلہ: اگر قوم پند پرست نہ ہو (یعنی نصیحت قبول نہ کرے) تب بھی ہادی کو ہدایت کا ثواب ملے گا۔ اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر (تلی اور دلجوئی) ہے کہ کفار کے ایمان نہ لانے سے آپ مغموم نہ ہوں آپ کی سعی تبلیغ کامل ہے اس کا اجر ملے گا محروم تو یہ بد نصیب ہیں جنہوں نے آپ کی اطاعت نہ کی۔ ”کفر“ کے معنی اللہ تعالیٰ کے وجود یا اس کی وحدانیت، یا کسی نبی کی نبوت، یا ضروریات دین سے کسی امر کا انکار، یا کوئی ایسا فعل جو عند الشرع انکار کی دلیل ہو کفر ہے۔ ۳ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کفار ضلالت و گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے، سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندوں کے افعال بھی تحت قدرت الہی ہیں۔ ۴ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کی راہیں اُن کے لیے اوّل ہی سے بند تھیں کہ جائے عذر ہوتی بلکہ ان کے کفر و عناد اور سرکشی و بے دینی اور مخالفت حق و عداوت انبیاء علیہم السلام کا یہ انجام ہے جیسے کوئی شخص طیب کی مخالفت کرے اور زہر قاتل کھالے اور اس کے لیے دوا سے احتیاج کی صورت نہ رہے تو خود وہی مستحق ملامت ہے۔ ۵ شان نزول: یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ“ وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا، اسلام کا مذہبی ہونا، نماز روزہ ادا کرنا مؤمن ہونے کے لیے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جتنے فرقے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ کافر خارج از اسلام ہیں، شرع میں ایسوں کو منافق کہتے ہیں ان کا ضرر کھلے کافروں سے زیادہ ہے۔ ”هِنَّ النَّاسِ“ فرمانے میں لطیف رمزیہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات و انسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف و خوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا، یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لیے قرآن پاک میں جا بجا

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ۖ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۰

ان کے دلوں میں بیماری ہے ۱۰؎ تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ

كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝۱۱ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا

ان کے جھوٹ کا ۱۱؎ اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو ۱۱؎ تو کہتے ہیں

إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝۱۲ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا

ہم تو سنوارنے والے ہیں ۱۲؎ سنا ہوا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں

يَشْعُرُونَ ۝۱۳ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ امْنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنْتُمْ

شعور نہیں ۱۳؎ اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں ۱۳؎ تو کہیں کیا ہم

كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۴

اہتوں کی طرح ایمان لے آئیں ۱۴؎ سنا ہوا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں ۱۴؎

انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا، اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا: ”مِنَ النَّاسِ“ سا معین

کو تعجب دلانے کے لیے فرمایا گیا کہ ایسے فریبی نکار اور ایسے احمق بھی آدمیوں میں ہیں۔ ۱۴؎ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو کوئی دھوکا دے سکے وہ اسرار و

مخفیات کا جاننے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ منافق اپنے گمان میں خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں، یا یہ کہ خدا کو فریب دینا یہی ہے کہ رسول علیہ السلام کو دھوکا دینا چاہیں

کیونکہ وہ اس کے خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اسرار کا علم عطا فرمایا ہے وہ ان منافقین کے چھپے کفر پر مطلع ہیں اور مسلمان ان کے اطلاع دینے سے باخبر،

تو ان بے دینوں کا فریب نہ خدا پر چلے نہ رسول پر نہ مومنین پر بلکہ درحقیقت وہ اپنی جانوں کو فریب دے رہے ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ تفسیر بڑا عیب

ہے جس مذہب کی بنا تفسیر پر ہو وہ باطل ہے، تفسیر والے کا حال قابلِ اعتماد نہیں ہوتا، تو بہ نا قابلِ اطمینان ہوتی ہے اس لیے علماء نے فرمایا: ”لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزَّانِدِ بَقِي“

(زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی)۔ ۱۵؎ بدعتیہ کی کو قلبی مرض فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدعتیہ کی روحانی زندگی کے لیے تباہ کن ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت

ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذاب الیم مُرْتَب ہوتا ہے۔ ۱۶؎ مسئلہ: کفار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مُدَاہَنَت (بادجو قدرت انہیں باطل سے نہ روکنا)

اور اہل باطل کے ساتھ تملُّق و چالپوی اور ان کی خوشی کے لیے صلح کل بن جانا اور اظہارِ حق سے باز رہنا نشانِ منافق اور حرام ہے، اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔ آج

کل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کر لیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے اسلام میں اس کی مُمَانَعَت ہے، ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے۔ ۱۷؎ یہاں

”النَّاسُ“ سے یا صحابہ کرام مراد ہیں یا مومنین کیونکہ خدا شناسی، فرمانبرداری و عاقبتِ اندیشی کی بدولت وہی انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔ مسئلہ: ”إِمْنُوا كَمَا آمَنَ

النَّاسُ“ (ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں) سے ثابت ہوا کہ صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے۔ مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ مذہبِ اہل سنت حق ہے کیونکہ اس میں

صالحین کا اتباع ہے۔ مسئلہ: باقی تمام فرقے صالحین سے مُخَرَف ہیں لہذا گمراہ ہیں۔ مسئلہ: بعض علماء نے اس آیت کو ”زندیق“ کی توبہ مقبول ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

(بخاری) ”زندیق“ وہ ہے جو نبوت کا مُنْكَر (اقرار کرتا) ہو، شُعائرِ اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالاتفاق کفر ہوں یہ بھی منافقوں میں داخل ہے۔

۱۸؎ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے، آج کل کے باطل فرقے بھی پیچھے بزرگوں کو برا کہتے ہیں و انفس خلفائے راشدین اور بہت

سے صحابہ کو، خوارج حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء کو، غیر مُقلِّدِ ائمہ مجتہدین یا لخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، وہابیہ بکثرت اولیاء و

مقبولانِ بارگاہ کو، مرزائی انبیاء سابقین تک کو، مُرْآنی (پکڑائی) صحابہ و محدثین کو، نیچری تمام اکابر دین کو برا کہتے اور زبانِ طعن دراز کرتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا

کہ یہ سب گمراہی میں ہیں۔ اس میں دیندار عالموں کے لیے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں سمجھ لیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے۔ (مدارک)

۱۹؎ منافقین کی یہ بدزبانی مسلمانوں کے سامنے نہ تھی ان سے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم باخلاص مومن ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں ہے اِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شُيَاطِينِهِمْ لَا

اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ لَا إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ۱۳) اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ

تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں ۱۳) اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے ۱۴) (جیسا اس

وَيَسُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۱۵) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ

کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی

بِالْهُدَىٰ ۱۶) فَمَا رِبْحُ تِجَارَتِهِمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۱۷) مَثَلُهُمْ

خریدی ۱۶) تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ۱۷) ان کی کہادت

كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۱۸) فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ

اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگہ اٹھا اللہ ان کا

اُمسائیہ تیرا بازیاں اپنی خاص مجلسوں میں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کر دیا۔ (خازن) اسی طرح آج کل کے گمراہ فرقے مسلمانوں سے اپنے خیالات

فاسدہ کو چھپاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی کتابوں اور تحریروں سے ان کے راز فاش کر دیتا ہے۔ اس آیت سے مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ بے دینوں کی فریب

کاریوں سے ہوشیار رہیں دھوکا نہ کھائیں۔ ۱۸) یہاں ”طیغیان“ سے کفار کے وہ سردار مراد ہیں جو اغواء (ورغلانے) میں مصروف رہتے ہیں۔ (خازن و بیضاوی) یہ

منافق جب ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے ملنا محض براہ فریب و استہزاء، اس لیے ہے کہ ان کے راز معلوم ہوں اور ان

میں فساد انگیزی کے مواقع ملیں۔ (خازن) ۱۹) یعنی اظہار ایمان تحریر کے طور پر کیا۔ یہ اسلام کا انکار ہوا۔ مسئلہ: انبیاء علیہم السلام اور دین کے ساتھ استہزاء

و تمسخر کفر ہے۔ شان نزول: یہ آیت عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی ایک روز انہوں نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو آتے دیکھا تو

ابن ابی نے اپنے یاروں سے کہا دیکھو تو میں انہیں کیسا بنا تا ہوں؟ جب وہ حضرات قریب پہنچے تو ابن ابی نے پہلے حضرت صدیق اکبر کا دست مبارک اپنے ہاتھ

میں لے کر آپ کی تعریف کی پھر اسی طرح حضرت عمر اور حضرت علی کی تعریف کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے

ابن ابی خدا سے ڈرنا کہ منافقین بدترین خلق ہیں، اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ باتیں نفاق سے نہیں کی گئیں بخدا ہم آپ کی طرح مومن صادق ہیں،

جب یہ حضرات تشریف لے گئے تو آپ اپنے یاروں میں اپنی چال بازی پر فخر کرنے لگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین مومنین سے ملتے وقت اظہار ایمان

و اخلاص کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنی خاص مجلسوں میں ان کی ہنسی اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں۔ (اخر جہ الفلعی والواحیدی و ضعفہ ابن حجر و

السیوطی فی لباب النقول) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام و پیشوایان دین کا تمسخر اڑانا کفر ہے۔ ۲۰) اللہ تعالیٰ استہزاء اور تمام نکاتھنص و عیوب سے

مُزَّہ و پاک ہے، یہاں ”جزاء استہزاء“ کو استہزاء فرمایا گیا تاکہ خوب دل نشین ہو جائے کہ یہ سزا اس ناکردنی فعل کی ہے۔ ایسے موقع پر جزاء کو اسی فعل سے تعبیر

کرنا آئین فصاحت ہے جیسے ”جزاء سبب سبب“ میں۔ کمال حسن بیان یہ ہے کہ اس جملہ کو جملہ سابقہ پر معطوف نہ فرمایا کیونکہ وہاں استہزاء حقیقی معنی میں تھا۔

۲۱) ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنا یعنی بجائے ایمان کے کفر اختیار کرنا نہایت خسارہ اور ٹوٹے کی بات ہے۔ شان نزول: یہ آیت یا ان لوگوں کے حق میں

نازل ہوئی جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے، یا یہود کے حق میں جو پہلے سے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے مگر جب حضور کی تشریف

آوری ہوئی تو منکر ہو گئے، یا تمام کفار کے حق میں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرت سلیمہ عطا فرمائی، حق کے دلائل واضح کیے، ہدایت کی راہیں کھولیں لیکن انہوں

نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا اور گمراہی اختیار کی۔ مسئلہ: اس آیت سے بیچ تعلی کا جو اثر ثابت ہوا یعنی خرید و فروخت کے الفاظ کہے بغیر محض رضامندی سے

ایک چیز کے بدلے دوسری چیز لینا جائز ہے۔ ۲۲) کیونکہ اگر تجارت کا طریقہ جاننے تو اصل پونجی (ہدایت) نہ کھو بیٹھتے۔

بَنُو رَاهِمٍ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ صُمُّ بَكْمٌ عُمِيٌّ فَهُمْ

نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوچتا ۲۵ بہرے گونگے اندھے تو وہ

لَا يَرْجِعُونَ ۝ اَوْ كَصِيبٍ مِّنَ السَّاءِ فِيهِ ظُلُمٌ وَّرَاعِدٌ وَّرَبُّكَ ج

پھر آنے والے نہیں یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک ۲۶

يَجْعَلُونَ اَصَابِعَهُمْ فِيْ اْذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۝ وَاللّٰهُ

اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے ۲۷ اور اللہ

مُحِيطٌ بِالْكَافِرِيْنَ ۝ يَّكَادُ الْبَرْقُ يَخْطِفُ اَبْصَارَهُمْ ۝ كُلَّمَا اَضَاءَ لَهُمْ

کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ۲۸ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اُچک لے جائے گی ۲۹ جب کچھ چمک ہوئی

مَشَوْا فِيْهِ ۝ وَاِذَا اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۝ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ

اس میں چلنے لگے ۳۰ اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے

۳۱ یہ ان کی مثال ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کچھ ہدایت دی یا اس پر قدرت بخشی پھر انہوں نے اس کو ضائع کر دیا اور ابدی دولت کو حاصل نہ کیا، ان کا مال (انجام)

حسرت و افسوس، حیرت و خوف ہے۔ اس میں وہ منافق بھی داخل ہیں جنہوں نے اظہار ایمان کیا اور دل میں کفر رکھ کر اقرار کی روشنی کو ضائع کر دیا، اور وہ بھی جو مومن

ہونے کے بعد مرنے ہو گئے، اور وہ بھی جنہیں فطرت سلیمہ عطا ہوئی اور دلائل کی روشنی نے حق کو واضح کیا مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور گمراہی اختیار کی اور

جب حق سننے ماننے کہنے، راہ حق دیکھنے سے محروم ہوئے تو کان، زبان، آنکھ سب بیکار ہیں۔ ۳۲ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی یہ دوسری تمثیل ہے

کہ جیسے بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور اس کے ساتھ خوفناک تاریکیاں اور مہیب گرج اور چمک ہوتی ہے اسی طرح ”قرآن و اسلام“ قلوب کی حیات کا

سبب ہیں، اور ذکر ”کفر و شرک و نفاق“ ظلمت کے مشابہ جیسے تاریکی رہز (راہ چلنے والے) کو منزل تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے ایسے ہی کفر و نفاق راہ پائی (راہ

پانے) سے مانع ہیں، اور ”وعیدات“ گرج کے، اور ”حجج بینہ“ چمک کے مشابہ ہیں۔ شان نزول: منافقوں میں سے دو آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے پاس سے مشرکین کی طرف بھاگے راہ میں یہی بارش آئی جس کا آیت میں ذکر ہے اس میں شدت کی گرج، کڑک اور چمک تھی جب گرج ہوتی تو کانوں میں

انگلیاں ٹھونس لیتے کہیں یہ کانوں کو پھاڑ کر مار نہ ڈالے، جب چمک ہوتی چلنے لگتے، جب اندھیری ہوتی اندھے رہ جاتے، آپس میں کہنے لگے: خدا خیر سے صبح

کرے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس میں دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسلام پر ثابت قدم

رہے۔ اُن کے حال کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لئے منکّل (کہاوت) بنایا جو مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں حضور کا کلام ان

میں اثر نہ کر جائے جس سے مرہی جائیں، اور جب ان کے مال و اولاد زیادہ ہوتے اور فتوح و غنیمت ملتی تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ اب تو دین محمدی

سچا ہے، اور جب مال و اولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیروں میں ٹھک رہنے والوں کی طرح کہتے کہ یہ مصیبتیں اسی دین کی وجہ سے ہیں اور اسلام سے

پلٹ جاتے۔ (باب العقول للسیوطی) ۳۳ جیسے اندھیری رات میں کالی گھٹا چھائی ہو اور بجلی کی گرج و چمک جنگل میں مسافر کو حیران کرتی ہو، اور وہ کڑک کی وحشت

ناک آواز سے باندھ بھلاک کانوں میں انگلیاں ٹھونستا ہو۔ ایسے ہی کفار قرآن پاک کے سننے سے کان بند کرتے ہیں اور انہیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اس کے

دُشمن مضامین اسلام و ایمان کی طرف مائل کر کے باپ دادا کا کفری دین ترک نہ کرادیں جو ان کے نزدیک موت کے برابر ہے۔ ۳۴ لہذا یہ گمراہ انہیں کچھ فائدہ نہیں

دے سکتے کیونکہ وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر قبر الہی سے خلاص (چھٹکارا) نہیں پاسکتے۔ ۳۵ جیسے بجلی کی چمک معلوم ہوتا ہے کہ بینائی کو زائل کر دے گی ایسے ہی

دلائل باہرہ کے انوار ان کی بصر و بصیرت کو خیرہ (تاریک) کرتے ہیں۔ ۳۶ جس طرح اندھیری رات اور ابرو بارش کی تاریکیوں میں مسافر خیر ہوتا ہے جب بجلی

چمکتی ہے تو کچھ چل لیتا ہے جب اندھیرا ہوتا ہے کھڑا رہ جاتا ہے اسی طرح اسلام کے غلبہ اور معجزات کی روشنی اور آرام کے وقت منافق اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں

بِسْمِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۰﴾ يَا أَيُّهَا

کان اور آنکھیں لے جاتا ۲۰ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۲۱ اے

النَّاسِ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

لوگو ۲۲ اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے

تَتَّقُونَ ﴿۲۱﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً ۖ

کہ تمہیں پرہیزگاری ملے ۲۳ اور جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا

وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا

اور آسمان سے پانی اتارا ۲۴ تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو

تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۲﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا

اللہ کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ ۲۵ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو

نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ ۖ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ

ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ ۲۶ اور اللہ کے سوا اپنے سب

اور جب کوئی مشقت پیش آتی ہے تو کفر کی تاریکی میں کھڑے رہ جاتے ہیں اور اسلام سے ہٹنے لگتے ہیں، اسی مضمون کو دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا: ”إِذَا

دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْتَصِمُونَ ۚ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمْ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝“ (خازن صادی وغیرہ) ۲۷ یعنی اگرچہ

منافقین کا طریق اس کا متعین تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے سمیع و بصر کو باطل نہ کیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کی تاثیر مشیت الہیہ کے ساتھ مشروط ہے، بغیر

مشیت تنہا اسباب کچھ نہیں کر سکتے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مشیت اسباب کی محتاج نہیں وہ بے سبب جو چاہے کر سکتا ہے۔ ۲۸ ”شی“ اسی کو کہتے ہیں جسے اللہ چاہے

اور جو تحت مشیت آسکے، تمام ممکنات ”شی“ میں داخل ہیں اس لئے وہ تحت قدرت ہیں، اور جو ممکن نہیں واجب یا متمنع ہے اس سے قدرت و ارادہ متعلق نہیں ہوتا جیسے

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات واجب ہیں اس لئے مقہور نہیں۔ مسئلہ: باری تعالیٰ کے لئے جھوٹ اور تمام عیوب محال ہیں اسی لئے قدرت کو ان سے کچھ واسطہ نہیں۔

۲۹ اول سورہ میں کچھ بتایا گیا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی، پھر متقین کے اوصاف کا ذکر فرمایا، اس کے بعد اس سے مخرف ہونے والے فرقوں کا

اور ان کے احوال کا ذکر فرمایا کہ سعادت مند انسان ہدایت و تقویٰ کی طرف راغب ہو اور نافرمانی و بغاوت سے بچے، اب طریق تحصیل تقویٰ تعلیم فرمایا جاتا ہے۔

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ“ (اے لوگو) کا خطاب اکثر اہل مکہ کو اور ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ (اے ایمان والو) کا اہل مدینہ کو ہوتا ہے مگر یہاں یہ خطاب مومن، کافر سب کو عام ہے،

اس میں اشارہ ہے کہ انسانی شرافت اسی میں ہے کہ آدمی تقویٰ حاصل کرے اور مصروف عبادت رہے۔ ”عبادت“ وہ غایت تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور موجودگی

الوہیت کے اعتقاد و اعتراف کے ساتھ بجالائے، یہاں عبادت عام ہے اپنے تمام انواع و اقسام و اقوال و فروع کو شامل ہے۔ مسئلہ: کفار عبادت کے مامور ہیں

جس طرح بے وضو ہونا نماز کے فرض ہونے کا مانع نہیں اسی طرح کافر ہونا جو عبادت کو منع نہیں کرتا، اور جیسے بے وضو شخص پر نماز کی فرضیت رفعِ حدت لازم کرتی

ہے ایسے ہی کافر پر جو عبادت سے ترک کفر لازم آتا ہے۔ ۳۰ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا فائدہ عابد ہی کو ملتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو

عبادت یا اور کسی چیز سے نفع حاصل ہو۔ ۳۱ پہلی آیت میں نعمتِ ایجاد کا بیان فرمایا کہ تمہیں اور تمہارے آباء کو معبود مسموع سے موجود کیا اور دوسری آیت میں اسباب

معبودیت و آسائش و آب و غذا کا بیان فرما کر ظاہر کر دیا کہ وہی ولی نعمت ہے تو غیر کی پرستش محض باطل ہے۔ ۳۲ توحید الہی کے بعد حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلّم کی نبوت اور قرآن کریم کے کتاب الہی و معجز (عاجز کر دینے والی کتاب) ہونے کی وہ قاهر دلیل بیان فرمائی جاتی ہے جو طالبِ صادق کو اطمینان بخشنے اور منکروں کو

عاجز کر دے۔ ۳۳ بندہ خاص سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں۔ ۳۴ یعنی ایسی سورت بنا کر لاؤ جو فصاحت و بلاغت اور حسنِ نظم

دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا

جہاننیوں کو بلاؤ اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو

النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾ وَبَشِّرِ

اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ۲۴ تیار رکھی ہے کافروں کے لیے فتنے اور خوشخبری دے

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ ۖ كُلًّا رِزْقًا مِنْهَا مِنْ شَرِّ رِزْقًا ۖ قَالُوا هَذَا الَّذِي

نہریں رواں لائے جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی

رِزْقُنَا مِنْ قَبْلُ ۖ وَاتُّبَاهُ مِثْلَابِهَا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَنْهَارٌ مِثْلُ طُفْرِ

رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا ۲۵ اور وہ صورت میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا اور ان کے لیے ان باغوں میں ستھری پیمیاں ہیں ۲۶

وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيٰ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا

اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۲۶ بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے

بَعُوضَةٍ ۖ فَمَا لِلَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

چمچر ہو یا اس سے بڑھ کر ۲۷ تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف

رَبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۖ

سے حق ہے ۲۸ وہ کہتے ہیں ایسی کہادت میں اللہ کا کیا مقصود ہے

وَرَتَّبَ آيَاتِهِ فِي الْقُرْآنِ ۖ فَيَقُولُونَ سَاءَ الْغَيْبِ مَا كُنَّا فِيهِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

ترتیب اور غیب کی خبریں دینے میں قرآن پاک کی مثل ہو۔ ۲۹ پھر سے وہ بُت مراد ہیں جنہیں کفار پوجتے ہیں اور ان کی محبت میں قرآن پاک اور رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عناد انکار کرتے ہیں۔ ۳۰ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے۔ مسئلہ: یہ بھی اشارہ ہے کہ مومنین کے لئے بکرمہ

تعالیٰ خَلُو دنا یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنا نہیں۔ ۳۱ سنت الہی ہے کہ کتاب میں ترغیب کے ساتھ ترغیب ذکر فرماتا ہے اسی لیے کفار اور ان کے اعمال و عذاب کے

ذکر کے بعد مومنین اور ان کے اعمال کا ذکر فرمایا اور انہیں جنت کی بشارت دی۔ ”صَالِحَاتٍ“ یعنی نیکیاں وہ عمل ہیں جو شرعاً اچھے ہوں، ان میں فرائض و نوافل

سب داخل ہیں۔ (جلالین) مسئلہ: عمل صالح کا ایمان پر عطف دلیل ہے اس کی کہ عمل جزو ایمان نہیں۔ مسئلہ: یہ بشارت مومنین صالحین کے لیے بلا قید ہے اور

گنہگاروں کو جو بشارت دی گئی ہے وہ مُقَيَّد بِمَشِيئَةِ الْإِلَهِ ہے کہ چاہے آزارہ کرم معاف فرمائے، چاہے گناہوں کی سزا دے کر جنت عطا کرے۔ (مدارک) ۳۲ جنت

کے پھل باہم مشابہ ہوں گے اور ذائقے ان کے جدا جدا، اس لیے جنتی کہیں گے کہ یہی پھل تو ہمیں پہلے چکا ہے، مگر کھانے سے نئی لذت پائیں گے تو ان کا لطف

بہت زیادہ ہو جائے گا۔ ۳۳ جنتی پیمیاں، خواہ حوریں ہوں یا اور، سب زنانے عواض اور تمام ناپاکیوں اور گندگیوں سے مُبرّأ ہوں گی، نہ جسم پر میل ہوگا نہ بول و

براز، اس کے ساتھ ہی وہ بد مزاجی و بد خلقی سے بھی پاک ہوں گی۔ (مدارک و دنازن) ۳۴ یعنی اہل جنت نہ کبھی فنا ہوں گے نہ جنت سے نکالے جائیں گے۔ مسئلہ:

اس سے معلوم ہوا کہ جنت و اہل جنت کے لیے فنا نہیں۔ ۳۵ شان نزول: جب اللہ تعالیٰ نے آیہ ”مَنْ لَّهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْفَدَ“ اور آیہ ”أَوْ كَصَيْبٍ“ میں

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ۖ وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۖ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾

اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے ۲۶ اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں ۲۵

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ ۚ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ

وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں ۲۷ پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے

اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسَدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٢٧﴾

جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ۲۸ (الف) وہی نقصان میں ہیں

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ

بھلا تم کیوں کر خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا پھر

يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾ ۚ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ

تمہیں جلانے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ۲۹ (ب) وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین

منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائیں تو منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالاتر ہے کہ ایسی مثالیں بیان فرمائے، اس کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۶ چونکہ مثالوں کا بیان مُفَضَّلًا حکمت اور مضمون کو دلنشین کرنے والا ہوتا ہے اور فُضَّلًا عرب کا دستور ہے اس لیے اس پر اعتراض غلط و بے جا ہے اور بیان

امثلہ حق ہے۔ ۲۷ ”يُضِلُّ بِهِ“ کفار کے اس مقولہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس مشکل سے کیا مقصود ہے اور ”أَمْوَاتًا أَمْوَاتًا“ اور ”أَمْوَاتًا أَمْوَاتًا“

کُفْرًا“ جو دو جملے اوپر ارشاد ہوئے ان کی تفسیر ہے کہ اس مشکل سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے جن کی عقلوں پر پہل نے غلبہ کیا ہے اور جن کی عادت مُکَابَرَہ و عِنَاد (تکبر

و سرکشی) ہے اور جو امر حق اور کھلی حکمت کے انکار و مخالفت کے خوگر ہیں، اور باوجودیکہ یہ مثل نہایت ہی برحل ہے پھر بھی انکار کرتے ہیں۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ بہتوں

کو ہدایت فرماتا ہے جو غور و تحقیق کے عادی ہیں اور انصاف کے خلاف بات نہیں کہتے وہ جانتے ہیں کہ حکمت یہی ہے کہ عظیم المرتبہ چیز کی تمثیل کسی قدر والی چیز سے

اور حقیر چیز کی ادنیٰ شے سے دی جائے جیسا کہ اوپر کی آیت میں حق کی نور سے اور باطل کی ظلمت سے تمثیل دی گئی۔ ۲۸ شرع میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو

کبیرہ کا مرتکب ہو، فتن کے متن درجے ہیں: ایک ”تَعَالَى“ وہ یہ کہ آدمی اتفاقیہ کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا اور اس کو برا ہی جانتا رہا۔ دوسرا ”إِنَّمَا“ کہ کبیرہ کا

عادی ہو گیا اور اس سے بچنے کی پرواہ نہ رہی۔ تیسرا ”جُحُود“ کہ حرام کو اچھا جان کر ارتکاب کرے، اس درجہ والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے، پہلے دو درجوں میں

جب تک اکبر کبار (کفر و شرک) کا ارتکاب نہ کرے اس پر مؤمن کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں ”فَاسِقِينَ“ سے وہی نافرمان مراد ہیں جو ایمان سے خارج ہو گئے، قرآن

کریم میں کفار پر بھی فاسق کا اطلاق ہوا ہے: ”إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ“۔ بعض مفسرین نے یہاں فاسق سے کافر مراد لیے، بعض نے منافق، بعض نے یہود۔

۲۹ اس سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی نسبت فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ عہد تین ہیں:

پہلا عہد وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم سے لیا کہ اس کی ربوبیت کا اقرار کریں، اس کا بیان اس آیت میں ہے ”وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ... الْمَالِيَةَ“۔

دوسرا عہد انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے کہ رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور دین کی اقامت کریں، اس کا بیان آیہ ”وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ“ میں ہے۔ تیسرا عہد

علماء کے ساتھ خاص ہے کہ حق کو نہ چھپائیں، اس کا بیان ”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ“ میں ہے۔ ۳۰ (الف) رشتہ و قرابت کے تعلقات،

مسلمانوں کی دوستی و محبت، تمام انبیاء کا ماننا، کتب الہی کی تصدیق، حق پر جمع ہونا یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ملانے کا حکم فرمایا گیا ان میں قطع کرنا، بعض کو بعض سے ناحق

جدا کرنا، تفرقوں کی بناؤں اور التامنع فرمایا گیا۔ ۳۱ (ب) دلائل توحید و نبوت اور جزائے کفر و ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی عام و خاص نعمتوں کا اور آثار و قدرت

و عجائب و حکمت کا ذکر فرمایا اور قباحات کفر و لشیس کرنے کے لیے کفار کو خطاب فرمایا کہ تم کس طرح خدا کے منکر ہوتے ہو باوجودیکہ تمہارا اپنا حال اس پر ایمان لانے کا

مُتَقَضٍّ ہے کہ تم مردہ تھے۔ مردہ سے جسم بے جان مراد ہے، ہمارے عُرف میں بھی بولتے ہیں زمین مردہ ہوگئی، عربی میں بھی موت اس معنی میں آئی، خود قرآن پاک

جَبِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۹﴾

میں ہے وہ پھر آسمان کی طرف استوا (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب

شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۹﴾ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ

کچھ جانتا ہے اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے

خَلِیْفَةً ۖ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ

والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا

اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰی الْمَلٰٓئِكَةِ

نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے

میں ارشاد ہوا: ”یٰحٰی الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِهَا“ تو مطلب یہ ہے کہ تم بے جان جسم تھے عصر کی صورت میں، پھر غذا کی شکل میں، پھر اخلاط کی شان میں، پھر نفی کی

حالت میں اس نے تم کو جان دی، زندہ فرمایا، پھر عمر کی ميعاد پوری ہونے پر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا اس سے یا قبر کی زندگی مراد ہے جو سوال کے

لیے ہوگی یا حشر کی، پھر تم حساب و جزاء کے لیے اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اپنے اس حال کو جان کر تمہارا کفر کرنا نہایت عجیب ہے۔ ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے

کہ کَيْفَ تَحْكُمُوْنَ کا خطاب مومنین سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم کس طرح کا فر ہو سکتے ہو درآئینہ تمہل کی موت سے مردہ تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم و

ایمان کی زندگی عطا فرمائی، اس کے بعد تمہارے لیے وہی موت ہے جو عمر گزرنے کے بعد سب کو آیا کرتی ہے، اس کے بعد وہ تمہیں حقیقی دائمی حیات عطا فرمائے گا

پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں ایسا ثواب دے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گذرا۔ وہ یعنی کائناتیں، سبزے،

جانور، دریا، پہاڑ جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دینی و دنیوی نفع کے لیے بنائے دینی نفع اس طرح کہ زمین کے عجاہات دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی

حکمت و قدرت کی معرفت ہو، اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو اپنے کاموں میں لاؤ، تو ان نعمتوں کے باوجود تم کس طرح کفر کرو گے۔ مسئلہ: کزنجی و ابوبکر

رازی وغیرہ نے ”تَخْلُقْ لَكُمْ“ کو قابل انتفاع اشیاء کے مباح الاصل ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ یعنی یہ خلقت و ایجاد اللہ تعالیٰ کے عالم جمیع اشیاء

ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسی پر حکمت مخلوق کا پیدا کرنا بغیر علم و محیط کے ممکن و متصور نہیں۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا کا فر حال جانتے تھے ان آیتوں میں ان کے

بطلان پر قوی برہان قائم فرمادی کہ جب اللہ تعالیٰ قادر ہے، عليم ہے اور ابدان کے مادے جمع و حیات کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں تو موت کے بعد حیات کیسے محال ہو سکتی ہے؟

پیدائش آسمان و زمین کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان میں فرشتوں کو اور زمین میں جنات کو سکونت دی، جنات نے فساد انگیزی کی تو ملائکہ کی ایک جماعت بھی جس

نے انہیں پہاڑوں اور جزیروں میں نکال بھگایا۔ ﴿۳۱﴾ ”خليفة“ احکام و اوامر کے اجراء و دیگر تضرعات میں اصل کا نائب ہوتا ہے، یہاں خلیفہ سے حضرت آدم علیہ

السلام مراد ہیں اگرچہ اور تمام انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، حضرت داود علیہ السلام کے حق میں فرمایا: ”يٰۤاٰدَمُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ“۔ فرشتوں کو

خلافت آدم کی خبر اس لیے دی گئی کہ وہ ان کے خلیفہ بنائے جانے کی حکمت دریافت کر کے معلوم کر لیں اور ان پر خلیفہ کی عظمت و شان ظاہر ہو کہ ان کو پیدائش سے

قبل ہی خلیفہ کا لقب عطا ہوا اور آسمان والوں کو ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی۔ مسئلہ: اس میں بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کام سے پہلے مشورہ کیا کریں اور اللہ تعالیٰ اس

سے پاک ہے کہ اس کو مشورہ کی حاجت ہو۔ ملائکہ کا مقصد اعتراض یا حضرت آدم پر طعن نہیں بلکہ حکمت خلافت دریافت کرنا ہے اور انسانوں کی طرف فساد

انگیزی کی نسبت کرنا اس کا علم یا انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہو، یا لوح محفوظ سے حاصل ہوا ہو، اور یا خود انہوں نے جنات پر قیاس کیا ہو۔ ﴿۳۲﴾ یعنی میری

حکمتیں تم پر ظاہر نہیں۔ بات یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء بھی ہوں گے، اولیاء بھی، علماء بھی اور وہ علمی و عملی دونوں فضیلتوں کے جامع ہوں گے۔ ﴿۳۳﴾ اللہ تعالیٰ نے

فَقَالَ اٰتُبُوْنِيْ بِاَسْبَآءٍ هٰؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۱ قَالُوْٓا

فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ ۵۷ بولے

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۙ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۳۲

پاک ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے ۵۸

قَالَ يٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ

فرمایا اے آدم بتا دے انھیں سب اشیاء کے نام جب آدم نے انھیں سب کے نام بتا دیئے ۵۹ فرمایا

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَيْۢبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ مَا

میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ

تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۳۳ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ۶۰ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوْٓا اِلَّاۤ اِبْلِیۡسَ ۙ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ ۙ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۴ وَقُلْنَا

تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا ۶۱ اور ہم نے فرمایا

حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء و جملہ سمیات پیش فرما کر آپ کو ان کے اسماء و صفات و افعال و خواص و اصول علوم و صناعات سب کا علم بطریق الہام عطا فرمایا۔

۵۷ یعنی اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ کروں گا اور خلافت کے تم ہی مستحق ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ کیونکہ خلیفہ کا کام

تصرّف و تدبیر اور عدل و انصاف ہے اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا علم ہو جن پر اس کو مخصّرف فرمایا گیا اور جن کا اس کو فیصلہ کرنا ہے۔ مسئلہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ملائکہ پر افضل ہونے کا سبب علم ظاہر فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ علم اسماء مخلوٹوں اور تنہائیوں کی عبادت سے افضل ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔ ۵۸ اس میں ملائکہ کی طرف سے اپنے عجز و قصور کا اعتراف اور اس امر کا اظہار ہے

کہ ان کا سوال استفسار اٹھانے کا اعتراضاً اور اب انہیں انسان کی فضیلت اور اس کی پیدائش کی حکمت بتادی۔ ۶۰ ملائکہ نے جو بات ظاہر کی تھی وہ یہ تھی کہ انسان فساد انگیزی و خون ریزی کرے گا اور جو

بات چھپائی تھی وہ یہ تھی کہ مستحق خلافت وہ خود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے افضل و اعلم کوئی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے انسان کی شرافت اور علم کی فضیلت

ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تعلیم کی نسبت کرنا صحیح ہے اگرچہ اس کو معلّم نہ کہا جائے گا کیونکہ معلّم پیشہ ور تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں۔ مسئلہ: اس

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جملہ لغات اور کل زبانیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ ملائکہ کے علوم و کمالات میں زیادتی ہوتی ہے۔ ۶۱ اللہ

تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام موجودات کا نمونہ اور عالم روحانی و جسمانی کا مجموعہ بنایا اور ملائکہ کے لیے حصول کمالات کا وسیلہ کیا تو انہیں حکم فرمایا کہ حضرت

آدم کو سجدہ کریں کیونکہ اس میں شکرگزاری اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کے اعتراف اور اپنے مقولہ کی معذرت کی شان پائی جاتی ہے۔ بعض مفسرین کا قول

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا تھا، ان کی سند یہ آیت ہے: ”فَاِذَا سُوِّیْتُمْ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ

فَقُضُوْا لَہٗ سٰجِدٰتٌ ط“ (بیضاوی)۔ سجدہ کا حکم تمام ملائکہ کو دیا گیا تھا یہی اصحّ ہے۔ (خازن) مسئلہ: سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک سجدہ عبادت جو بقصد پرستش کیا جاتا

ہے، دوسرا سجدہ تحیّات جس سے مسجود کی تعظیم منظور ہوتی ہے نہ کہ عبادت۔ مسئلہ: سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے کسی اور کے لیے نہیں ہو سکتا، نہ کسی شریعت

میں کبھی جائز ہوا۔ یہاں جو مفسرین سجدہ عبادت مراد لیتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ خاص اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اور حضرت آدم علیہ السلام قبلہ بنائے گئے تھے تو وہ

يَا أَدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۚ

اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۵﴾ فَآذَنَّا

مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا ۳۵ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے ۳۶ تو شیطان نے

الشَّيْطَانُ عَنْهَا ۚ فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۚ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ

جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا ۳۷ اور ہم نے فرمایا نیچے اترو ۳۸ آپس میں ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقَّى

تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ۳۹ پھر سیکھ لے

أَدَمُ مِنْ رَبِّهِ ۖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا

آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی ۴۰ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہم نے فرمایا

مَنْجُو دَالِيہ تھے نہ کہ مَنْجُو دَلہ مگر یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اس سجدہ سے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا فضل و شرف ظاہر فرمانا مقصود تھا اور مَنْجُو دَالِيہ کا ساجد

سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں۔ جیسا کہ کعبہ معظمہ حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبلہ مَنْجُو دَالِيہ ہے باوجودیکہ حضور اس سے افضل ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے

کہ یہاں سجدہ عبادت نہ تھا سجدہ تَحِیَّت تھا اور خاص حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا، زمین پر پیشانی رکھ کر تھکانہ صرف جھکنا، یہی قول صحیح ہے اور اسی پر جمہور ہیں۔

(مدارک) مسئلہ: سجدہ تَحِیَّت پہلی شریعتوں میں جائز تھا، ہماری شریعت میں مَنْجُو کیا گیا اب کسی کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ جب حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ مخلوق کو نہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ (مدارک) ملائکہ میں

سب سے پہلے سجدہ کرنے والے حضرت جبریل ہیں پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل پھر اور ملائکہ مقررین، یہ سجدہ جمعہ کے روز وقت زوال سے عصر تک کیا گیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ملائکہ مقررین سو برس اور ایک قول میں پانچ سو برس سجدہ میں رہے، شیطان نے سجدہ نہ کیا اور براہ تکبر یہ اعتقاد کرتا رہا کہ وہ حضرت آدم سے

افضل ہے، اس کے لئے سجدہ کا حکم مَعَاذ اللہ تعالیٰ خلاف حکمت ہے، اس اعتقادِ باطل سے وہ کافر ہو گیا۔ مسئلہ: آیت میں دلالت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام

فرشتوں سے افضل ہیں کہ ان سے انہیں سجدہ کرایا گیا۔ مسئلہ: تکبر نہایت قبیح ہے اس سے کبھی تکبر کی توبہ کفر تک پہنچتی ہے۔ (بیضاوی و جمل) ۳۶ اس سے گندم یا

انگور وغیرہ مراد ہے۔ (جلالین) ۳۷ ظلم کے معنی ہیں: کسی شے کو بے محل وضع کرنا، یہ ممنوع ہے اور انبیاء معصوم ہیں ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا، یہاں ظلم خلافِ اولیٰ

کے معنی میں ہے۔ مسئلہ: انبیاء علیہم السلام کو ظالم کہنا اہانت و کفر ہے جو کہ وہ کافر ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ مالک و مولیٰ ہے جو چاہے فرمائے اس میں ان کی عزت

ہے، دوسرے کی کیا مجال کہ خلافِ ادب کلمہ زبان پر لائے اور خطاب حضرت حق کو اپنی جرأت کے لئے سہ بنائے، ہمیں تعظیم و توقیر اور ادب و طاعت کا حکم فرمایا ہم

پر یہی لازم ہے۔ ۳۸ شیطان نے کسی طرح حضرت آدم و حوا (علیہما السلام) کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں تمہیں شجرِ خلد بتا دوں! حضرت آدم علیہ السلام نے انکار

فرمایا، اس نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، انہیں خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے؟ بایں خیال حضرت حوا نے اس میں سے کچھ کھایا پھر

حضرت آدم کو دیا انہوں نے بھی تناول کیا، حضرت آدم کو خیال ہوا کہ لَا تَقْرَبُوا کی نئی تفسیر یہی ہے تحریری نہیں کیونکہ اگر وہ تحریری سمجھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ انبیاء معصوم

ہوتے ہیں، یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطائے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔ ۳۹ حضرت آدم و حوا اور ان کی ذُرِّیَّت کو جو ان کے

صلب میں تھی جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا، حضرت آدم علیہ السلام زمین ہند میں ”سراندیپ“ کے پہاڑوں پر اور حضرت حوا ”جدے“ میں اتارے گئے۔

(غازن) حضرت آدم علیہ السلام کی برکت سے زمین کے اشجار میں پاکیزہ خوشبو پیدا ہوئی۔ (روح البیان) ۴۰ اس سے اختتامِ عمر یعنی موت کا وقت مراد ہے اور

حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بشارت ہے کہ وہ دنیا میں صرف اتنی مدت کے لئے ہیں اس کے بعد پھر انہیں جنت کی طرف رجوع فرمانا ہے اور آپ کی اولاد

کے لئے معاد پر دلالت ہے کہ دنیا کی زندگی مُعِیْن وقت تک ہے عمر تمام ہونے کے بعد انہیں آخرت کی طرف رجوع کرنا ہے۔ ۴۱ اللہ تعالیٰ علیہ السلام

اٰهْبِطُوۡا مِنْهَا جَمِیْعًاۙ فَاِمَّا يٰۤاَتِيْنَکُمْ مِّنۡیْ هُدًیۙ فَمَنْ تَبَعَ هٰذَاۤیۙ فَلَا

تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے

خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِآیٰتِنَاۙ

نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم نہ اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے

اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِۙ هُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ یٰۤاَبْنٰیۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوۡا

وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا اے یعقوب کی اولاد ۱۹ یاد کرو

نِعْمَتِیۡ الَّتِیۡۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوا بِعَهْدِیۡۤ اَوْفِ بِعَهْدِکُمْ وَاِیَّآیَ

میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا وہ اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا وائے اور خاص میرا

نے زمین پر آنے کے بعد تین سو برس تک حیات سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا اگرچہ حضرت داود علیہ السلام ”کَثِیْرُ الْبَکَّاءِ“ (یعنی بہت زیادہ رونے والے) تھے،

آپ کے آنسو تمام زمین والوں کے آنسوؤں سے زیادہ ہیں مگر حضرت آدم علیہ السلام اس قدر رونے کے آپ کے آنسو حضرت داود علیہ السلام اور تمام اہل زمین کے

آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ (غازن) طبرانی وحاکم وابو نعیم و بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ

السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکرِ توبہ میں حیران تھے، اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقتِ بیدارش میں نے سراٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ میں سمجھا تھا کہ بارگاہِ الہی میں وہ رتبہ کسی کو نہیں جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام

اقدس کے ساتھ عرش پر لکھ دیا، لہذا آپ نے اپنی دعائیں ”رَبَّنَا ظَلَمْنَا... الْاٰیٰہِ“ کے ساتھ یہ عرض کیا: ”اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِّی“۔ ابن منذر

کی روایت میں یہ کلمے ہیں: ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِجَہِ مُحَمَّدٍ عَبْدَکَ وَکَرَامَتِہِ عَلَیْکَ اَنْ تَغْفِرَ لِّیْ خَطِیْئَتِیْ“، یعنی یارب! میں تجھ سے تیرے بندہ

خاص محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبہ کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔ یہ دعا

کرتی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔ مسئلہ: اس روایت سے ثابت ہے کہ مقبولانِ بارگاہ کے وسیلہ سے دعا حق فلاں اور بجا فلاں کہہ کر ماننا جائز اور حضرت

آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے مقبولوں کو اپنے فضل و کرم سے حق دیتا ہے اسی تقضیٰ حق کے وسیلہ سے دعا کی

جاتی ہے، صحیح احادیث سے یہ حق ثابت ہے جیسے وارد ہوا: ”مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَرَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلٰی اللّٰهِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّةَ“

(جو ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے، اللہ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرے)۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

دسویں محرم کو قبول ہوئی۔ جنت سے اخراج کے وقت اور نعمتوں کے ساتھ عربی زبان بھی آپ سے سلب کر لی گئی تھی بجائے اس کے زبان مبارک پُرسرانی جاری کر دی

گئی تھی قبولِ توبہ کے بعد پھر زبان عربی عطا ہوئی۔ (فتح العزیز) مسئلہ: توبہ کی اصل ”رُجُوْعُ اِلَی اللّٰهِ“ ہے، اس کے تین رکن ہیں: ایک اعترافِ جرم، دوسرے

ندامت، تیسرے عزم ترک۔ اگر گناہ قابلِ تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے مثلاً تارکِ صلوٰۃ کی توبہ کے لئے پچھلی نمازوں کی قضا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ توبہ

کے بعد حضرت جبرئیل نے زمین کے تمام جانوروں میں حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کیا اور سب پر ان کی فرمان برداری لازم ہونے کا حکم سنایا، سب

نے قبولِ طاعت کا اظہار کیا۔ (فتح العزیز) ۱۸ یہ مؤمنینِ صالحین کے لیے بشارت ہے کہ نہ انہیں فزع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) کے وقت خوف ہو نہ آخرت

میں غم، وہ بے غم جنت میں داخل ہوں گے۔ ۱۹ اسرائیل بمعنی عبد اللہ عبری زبان کا لفظ ہے، یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ (مدارک) کلمی مفسر نے

کہا: اللہ تعالیٰ نے ”یٰۤاٰیُّهَا النَّاسُ اٰغْبِدُوْا“ (اے لوگو! اپنے رب کو پوجو) فرما کر پہلے تمام انسانوں کو عموماً دعوت دی، پھر ”اِذْقَالْ رِبُّکَ“ فرما کر ان کے

مَنْہَءِ (بیدارش) کا ذکر کیا، اس کے بعد خصوصیت کے ساتھ بنی اسرائیل کو دعوت دی، یہ لوگ یہودی ہیں اور یہاں سے ”سَیْقُوْلُ“ تک ان سے کلام جاری ہے۔ کبھی

بِمَلٰطِفَتِ (عنایت و مہربانی کرتے ہوئے) انعام یاد دلا کر دعوت دی جاتی ہے کبھی خوف دلا جاتا ہے، کبھی حجت قائم کی جاتی ہے کبھی ان کی بد عملی پر توبیخ ہوتی ہے، کبھی

گذشتہ عقوبات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وائے یہ احسان کہ تمہارے آباء کو فرعون سے نجات دلائی، دریا کو پھاڑا، ابر کو سائبان بنایا، ان کے علاوہ اور احسانات جو آگے آتے

ہیں ان سب کو یاد کرو، اور یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کر کے شکر بجالاؤ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا ہی اس کا بھلانا ہے۔ وائے یعنی تم ایمان و

فَارْهَبُونِ ۴۰) وَأَمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا

ہی ڈر رکھو ۴۰ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اُتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے

أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ۴۱)

پہلے اس کے منکر نہ بنو ۴۱ اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو ۴۱ اور مجھی سے ڈرو

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۴۲)

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۴۳) أَتَأْمُرُونَ

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ۴۳ کیا لوگوں کو

النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْهَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا

بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں

تَعْقِلُونَ ۴۴) وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى

عقل نہیں ۴۴ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر

الْخَاشِعِينَ ۴۵) الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهَمْ مُلْقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهَمْ إِلَيْهِ

جودل سے میری طرف جھکتے ہیں ۴۵ جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی

طاعت بجالا کر میرا عہد پورا کرو، میں جزاء و ثواب دے کر تمہارا عہد پورا کروں گا، اس عہد کا بیان آیہ ”وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ“ میں ہے۔ ۴۵

مسئلہ: اس آیت میں شکر نعمت و وفا عہد کے واجب ہونے کا بیان ہے اور یہ بھی کہ مومن کو چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ ۴۵ کے یعنی قرآن پاک اور

توریت و انجیل پر جو تمہارے ساتھ ہیں ایمان لاؤ اور اہل کتاب میں پہلے کافر نہ بنو کہ جو تمہارے اتباع میں کفر اختیار کرے اس کا وبال بھی تم پر ہو۔ ۴۵ کے ان آیات

سے توریت و انجیل کی وہ آیات مراد ہیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے، مقصد یہ ہے کہ حضور کی نعت دولت دنیا کے لیے مت چھپاؤ کہ

متاع دنیا من کلیل اور نعمت آخرت کے مقابل بے حقیقت ہے۔ شان نزول: یہ آیت کعب بن اشرف اور دوسرے رؤساء و علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی

قوم کے جاہلوں اور کمینوں سے نکلے وصول کر لیتے اور ان پر سالانہ مقرر کرتے تھے اور انہوں نے پھلوں اور نقد مالوں میں اپنے حق معین کر لیے تھے انہیں اندیشہ

ہوا کہ توریت میں جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے اگر اس کو ظاہر کریں تو قوم حضور پر ایمان لے آئے گی اور ان کی کچھ پریش نہ رہے

گی، یہ تمام منافع جاتے رہیں گے، اس لیے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغیر کی اور حضور کی نعت کو بدل ڈالا، جب ان سے لوگ دریافت کرتے کہ توریت میں

حضور کے کیا اوصاف مذکور ہیں؟ تو وہ چھپا لیتے اور ہرگز نہ بتاتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن وغیرہ) ۴۵ کے اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے

اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔ مسئلہ: جماعت کی ترغیب بھی ہے، حدیث شریف میں ہے

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ ۴۵ کے شان نزول: علماء یہود سے ان کے مسلمان رشتہ داروں نے دین اسلام کی

نسبت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تم اس دین پر قائم رہو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین حق اور کلام سچا ہے! اس پر یہ آیت نازل ہوئی، ایک قول یہ

ہے کہ آیت ان یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مشرکین عرب کو حضور کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی اور حضور کی اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی پھر جب

حضور مبعوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے حسد سے خود کافر ہو گئے اور اس پر انہیں توبیح کی گئی۔ (خازن و مدارک) ۴۵ کے یعنی اپنی حاجتوں میں صبر اور نماز سے مدد

لَارْجِعُونَ ﴿۳۶﴾ یٰبَنۡیَ إِسْرَءٰیِلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ

طرف پھرنا ۷۵ اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا

وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّقُوا یَوْمًا لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ

اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی ۷۶ اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ

نَفْسٍ شَیْءًا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ

نہ ہو سکے گی ۷۷ اور نہ کافر کے لیے کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی

یُنۡصَرُونَ ﴿۳۸﴾ وَ اذۡنَجِیْنٰكُمْ مِّنۡ اِلۡ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ

مدد ہو ۷۸ اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی ۷۹ کہ تم پر بُرا عذاب کرتے تھے ۸۰

یَذۡبَحُوْنَ اَبۡنَآءَکُمْ وَ یَسْتَحِیُّوْنَ نِسَآءَکُمْ ط وَ فِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنۡ

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے ۸۱ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے

چاہو۔ سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے! صبر مصیبتوں کا اخلاقی مقابلہ ہے انسان عدل و عزم، حق پرستی پر بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتا۔ صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) شدت و مصیبت پر نفس کو روکنا۔ (۲) طاعت و عبادت کی مشقتوں میں مستقل رہنا۔ (۳) معصیت کی طرف مائل ہونے سے طبیعت کو باز رکھنا۔ بعض مفسرین نے یہاں صبر سے روزہ مراد لیا ہے، وہ بھی صبر کا ایک فرد ہے۔ اس آیت میں مصیبت کے وقت نماز کے ساتھ استغاثت کی تعلیم بھی فرمائی کیونکہ وہ عبادتِ بدنہ و نفسانیہ کی جامع ہے اور اس میں قرب الہی حاصل ہوتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہم امور کے پیش آنے پر مشغول نماز ہو جاتے تھے، اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا کہ مومنین صادقین کے سوا اوروں پر نماز گراں ہے۔ ۷۵ اس میں بشارت ہے کہ آخرت میں مومنین کو دیدار الہی کی نعمت ملے گی۔ ۷۶ ”الْعٰلَمِیْنَ“ کا استعراق حقیقی نہیں مراد یہ ہے کہ میں نے تمہارے آباء کو ان کے زمانہ والوں پر فضیلت دی یا فضلِ تجزیٰ مراد ہے جو اور کسی امت کی فضیلت کا نافی نہیں ہو سکتا، اسی لیے امت محمدیہ کے حق میں ارشاد ہوا: ”کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ“ (روح البیان جمل وغیرہ) ۷۷ وہ روزِ قیامت ہے۔ آیت میں نفس دومرتبہ آیا ہے پہلے سے نفس مومن دوسرے سے نفس کافر مراد ہے۔ (مدارک) ۷۸ یہاں سے کوع کے آخر تک دس لغتوں کا بیان ہے جو ان بنی اسرائیل کے آباء کو ملیں۔ ۷۹ قوم قبط و عمار لبق سے جو مصر کا بادشاہ ہوا اس کو فرعون کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان ہے، یہاں اسی کا ذکر ہے، اس کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہوئی، آل فرعون سے اس کے مومنین مراد ہیں۔ (جمل وغیرہ) ۸۰ عذاب سب برے ہوتے ہیں ”سُوْءَ الْعَذَابِ“ وہ کہلانے کا جو اور عذابوں سے شدید ہو اس لیے حضرت مخرج قدس سرہ نے ”براعذاب“ ترجمہ کیا۔ (کافی الجلالین وغیرہ) فرعون نے بنی اسرائیل پر نہایت بے دردی سے محنت و مشقت کے دشوار کام لازم کیے تھے، پتھروں کی چٹانیں کاٹ کر ڈھوتے ڈھوتے ان کی کمریں گردنیں زخمی ہو گئیں تھیں، غریبوں پر ٹیکس مقرر کیے تھے جو غروبِ آفتاب سے قبل بکھر (زبردستی) وصول کیے جاتے تھے، جو نادار کسی دن ٹیکس ادا نہ کر سکا اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیئے جاتے تھے اور ہمیدہ بھرتک اسی مصیبت میں رکھا جاتا تھا اور طرح طرح کی بے رحمانہ سختیاں تھیں۔ (غازن وغیرہ) ۸۱ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ آئی اس نے مصر کو گھیر کر تمام قبطیوں کو جلا ڈالا بنی اسرائیل کو کچھ ضرر نہ پہنچا یا اس سے اس کو بہت وحشت ہوئی، کابھنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیرے ہلاک اور زوالِ سلطنت کا باعث ہوگا، یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے، دائیاں تفتیش کے لیے مقرر ہوئیں، بارہ ہزار ویر ویرے (اور ایک روایت کے مطابق) ستر ہزار لڑکے قتل کر ڈالے گئے اور نوے ہزار حمل گرا دیئے گئے، اور مشیتِ الہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے، قوم قبط کے رؤساء نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے، اس پر ان کے بچے بھی قتل کیے جاتے ہیں تو ہمیں خدمت گار کہاں سے میسر آئیں گے؟ فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کیے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۴۹﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بَيْنَكُمْ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ

بڑی بلا تھی یا بڑا انعام ۴۹ اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا بھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا اور فرعون

فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۵۰﴾ وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ

والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا ۵۰ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر

اتَّخَذْتُمُ الْعَجَلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِمَّنْ

اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کردی اور تم ظالم تھے ۵۱ پھر اس کے بعد ہم نے

بَعْدَ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۲﴾ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ

تمہیں معافی دی ۵۲ کہ کہیں تم احسان مانو ۵۱ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کر دینا

ولادت ہوئی۔ ۵۵ ”بلا“ امتحان و آزمائش کو کہتے ہیں، آزمائش نعمت سے بھی ہوتی ہے اور شدت و محنت سے بھی، نعمت سے بندہ کی شکر گزاری اور محنت سے اس

کے صبر کا حال ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ”ذَلِكُمْ“ کا اشارہ فرعون کے مظالم کی طرف ہو تو ”بلا“ سے محنت و مصیبت مراد ہوگی اور اگر ان مظالم سے نجات دینے کی طرف ہو تو

نعمت۔ ۵۱ یہ دوسری نعمت کا بیان ہے جو بنی اسرائیل پر فرمائی کہ انہیں فرعونوں کے ظلم و ستم سے نجات دی اور فرعون کو موع اس کی قوم کے ان کے سامنے غرق کیا،

یہاں ”آل فرعون“ سے فرعون مع اپنی قوم کے مراد ہے جیسے کہ ”كُرْمَانِي اَدَمَ“ میں حضرت آدم و اولاد آدم دونوں داخل ہیں۔ (جمل مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضرت

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم الہی شب میں بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر روانہ ہوئے صبح کو فرعون ان کی جستجو میں لشکر گراں لے کر چلا اور انہیں دریا کے کنارے جا

پایا، بنی اسرائیل نے لشکر فرعون دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی، آپ نے بحکم الہی دریا میں اپنا عصا مارا، اس کی برکت سے عین دریا میں بارہ خشک رستے

پیدا ہو گئے، پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا، ان آبی دیواروں میں جالی کی مثل روشندان بن گئے، بنی اسرائیل کی ہر جماعت ان رستوں میں ایک دوسرے کو دیکھتی

اور باہم باتیں کرتی کرتی گزر گئی۔ فرعون دریائی رستے دیکھ کر ان میں چل پڑا جب اس کا تمام لشکر دریا کے اندر آ گیا تو دریا حالت اصلی پر آیا اور تمام فرعونوں اس میں غرق

ہو گئے۔ دریا کا غرض چار فرسنگ (بارہ میل سے زائد فاصلہ) تھا یہ واقعہ بحر قزویم کا ہے جو بحر فارس کے کنارہ پر ہے، یا بحر ماوراء مصر کا جس کو اساف کہتے ہیں۔ بنی

اسرائیل لپ دریا فرعونوں کے غرق کا منظر دیکھ رہے تھے۔ یہ غرق محرم کی دسویں تاریخ ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکر کا روزہ رکھا، سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک بھی یہود اس دن کا روزہ رکھتے تھے، حضور نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کی خوشی منانے اور اس

کی شکر گزاری کرنے کے ہم یہود سے زیادہ حق دار ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ عاشورہ کا روزہ سنت ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء پر جو انعام الہی ہوا اس

کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجالانا سنئون ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے امور میں دن کا تعین سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم

ہوا کہ انبیاء کی یادگار اگر کفار بھی قائم کرتے ہوں جب بھی اس کو چھوڑا نہ جائے گا۔ ۵۱ فرعون اور فرعونوں کے ہلاک کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی

اسرائیل کو لے کر مصر کی طرف لوٹے اور ان کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے عطاے توریت کا وعدہ فرمایا اور اس کے لیے بیقات معین کیا جس کی مدت معہ اضافہ

ایک ماہ دس روز تھی مہینہ ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے، حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم میں اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشین بنا کر توریت حاصل

کرنے کے لیے کوہ طور پر تشریف لے گئے چالیس شب وہاں ٹھہرے اس عرصہ میں کسی سے بات نہ کی، اللہ تعالیٰ نے زبردی اَلواح میں توریت آپ پر نازل فرمائی۔

یہاں سامری نے سونے کا جواہرات سے مُصَّح بچھڑا بنا کر قوم سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے؟ وہ لوگ ایک ماہ حضرت کا انتظار کر کے سامری کے بہکانے سے بچھڑا

پوجنے لگے سوائے حضرت ہارون علیہ السلام اور آپ کے بارہ ہزار ہمراہیوں کے، تمام بنی اسرائیل نے گوسالہ (بچھڑے) کو پوجا۔ ۵۱ ”عَفُو“ کی کیفیت

یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ جنہوں نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی ہے وہ پرستش کرنے والوں کو قتل کریں اور مجرم برضا و تسلیم

سکون کے ساتھ قتل ہو جائیں، وہ اس پر راضی ہو گئے، صبح سے شام تک ستر ہزار قتل ہو گئے، تب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام بصفیر ع و زاری (روتے لڑکھاتے)

بارگاہ حق کی طرف ہلتی ہوئے، وحی آئی کہ جو قتل ہو چکے شہید ہوئے، باقی مغفور فرمائے گئے، ان میں سے قاتل و مقتول سب جنتی ہیں۔ مسئلہ: شرک سے مسلمان مُرتد

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۵۲﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ إِنِّكُمْ ظَلَمْتُمْ

کہ کہیں تم راہ پر آؤ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بھڑا بنا
انفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ط
کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔

ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ط قَتَابَ عَلَيْكُمْ ط إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ

یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ﴿۵۳﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً

مہربان ۱۹ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں

فَاخَذَتْكُمْ الصُّعْقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۵۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِ

تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں

مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۵﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ

زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا ۲۰ اور تم پر

ہو جاتا ہے۔ مسئلہ: مرتد کی سزا قتل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت قتل و خور پزی سے سخت تر جرم ہے۔ فائدہ: گوسالہ بنا کر پوجنے میں بنی اسرائیل کے کئی جرم تھے

ایک تصویر سازی جو حرام ہے، دوسرے حضرت ہارون علیہ السلام کی نافرمانی، تیسرے گوسالہ پوج کر مشرک ہو جانا، یہ ظلم آل فرعون کے مظالم سے بھی زیادہ شدید

ہیں کیونکہ یہ افعال ان سے بعد ایمان سرزد ہوئے اس لیے مستحق تو اس کے تھے کہ عذاب الہی انہیں مہلت نہ دے اور فی الفور ہلاکت سے کفر پران کا خاتمہ ہو جائے

لیکن حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی بدولت انہیں توبہ کا موقع دیا گیا، یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ ۵۹ اس میں اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل کی استعداد

فرعونوں کی طرح باطل نہ ہوئی تھی اور ان کی نسل سے صالحین پیدا ہونے والے تھے چنانچہ ان میں ہزار ہا نبی و صالح پیدا ہوئے۔ ۶۰ یہ قتل ان کے لیے کفارہ

تھا۔ ۶۱ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارہ میں اپنی جانیں دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں گوسالہ پرستی کی عذرخواہی کے

لیے حاضر لائیں، حضرت ان میں سے سزا دی منتخب کر کے طور پر لے گئے وہاں وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! ہم آپ کا یقین نہ کریں گے جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ

لیں، اس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے وہ مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھڑک (عاجزی کے ساتھ) عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو

کیا جواب دوں گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے زندہ فرمادیا۔ مسئلہ: اس سے شان انبیاء معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ”لَنْ نُؤْمِنَ

لَكَ“ (ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے) کہنے کی شامت میں بنی اسرائیل ہلاک کیے گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد والوں کو آگاہ کیا جاتا ہے

کہ انبیاء کی جناب میں ترک ادب غضب الہی کا باعث ہوتا ہے اس سے ڈرتے رہیں۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولان بارگاہ کی دعا سے مردے زندہ

فرماتا ہے۔ ۶۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام فارغ ہو کر لشکر بنی اسرائیل میں پہنچے اور آپ نے انہیں حکم الہی سنایا کہ ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی

اولاد کا مدفن ہے، اسی میں بیت المقدس ہے، اس کو عمارت سے آزاد کرانے کے لیے جہاد کرو اور مصر چھوڑ کر وہیں وطن بناؤ، مصر کا چھوڑنا بنی اسرائیل پر نہایت شاق تھا

اول تو انہوں نے اسی میں پس و پیش کیا اور جب بحجر واکراہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی رکاب سعادت میں روانہ ہوئے تو راہ میں جو کوئی سختی و

دشواری پیش آتی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایتیں کرتے، جب اس صحرا میں پہنچے جہاں نہ بڑھ تھا نہ سایہ نہ غلہ نہ مراہ تھا وہاں دھوپ کی گرمی اور بھوک کی شکایت

کی، اللہ تعالیٰ نے بڑے عاے حضرت موسیٰ علیہ السلام ابر سفید کو ان کا سائبان بنایا جو رات دن ان کے ساتھ چلتا، شب کو ان کے لئے نوری ستون اترتا جس کی روشنی

السَّنَّ وَالسَّلْوَىٰ ط كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ط وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ

من اور سلوی اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں ۹۳ اور انھوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں

كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَاكُلُوا

اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ ۹۴ پھر اس میں

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَاغِدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ

جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو ۹۵ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں

نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ ط وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں ۹۶ تو ظالموں نے اور بات بدل دی

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّن

جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا ۹۷ تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب

السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۵۹﴾ وَإِذَا اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا

اتارا ۹۸ بدلہ ان کی بے حکمی کا اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا

میں کام کرتے، ان کے پیڑے میلے اور پرانے نہ ہوتے، ناخن اور بال نہ بڑھتے، اس سفر میں جوڑ کا پیدا ہوتا اس کا لباس اس کے ساتھ پیدا ہوتا جتنا وہ بڑھتا ہوتا

بھی بڑھتا۔ ۹۳ ”مَنْ“ تَرْجُمَنِ کی طرح ایک شیریں چیز تھی روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کے لئے ایک صاع کی قدر آسمان سے نازل ہوتی،

لوگ اس کو چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے۔ ”سَلْوَىٰ“ ایک چھوٹا پرند ہوتا ہے اس کو ”ہوا“ لاتی، یہ شکار کر کے کھاتے دونوں چیزیں شنبہ کو تو مطلق نہ

آتیں، باقی ہر روز پہنچتیں جمعہ کو اور دنوں سے دونی آتیں۔ حکم یہ تھا کہ جمعہ کو شنبہ کے لئے بھی حسب ضرورت جمع کر لو مگر ایک دن سے زیادہ کا جمع نہ کرو، بنی اسرائیل

نے ان نعمتوں کی ناشکری کی، ذخیرے جمع کئے، وہ سڑ گئے اور ان کی آمد بند کر دی گئی، یہ انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا کہ دنیا میں نعمت سے محروم اور آخرت میں سزاوار

عذاب کے ہوئے۔ ۹۴ اس بستی سے بیت المقدس مراد ہے یا اُربنحاً جو بیت المقدس کے قریب ہے جس میں عمالقہ آباد تھے اور اس کو خالی کر گئے، وہاں غلے

میوے بکثرت تھے۔ ۹۵ یہ دروازہ ان کے لئے بمنزلہ کعبہ کے تھا کہ اس میں داخل ہونا اور اس کی طرف سجدہ کرنا سبب کفارہ ذنوب قرار دیا گیا۔ ۹۶ مسئلہ: اس

آیت سے معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ وغیرہ بجالانا توبہ کا تمام (کامل و پورا کرنے والا) ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مشہور گناہ کی توبہ

باِعلان ہونی چاہئے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مقامات مُتَبَرِّکہ جو رحمت الہی کے مَوَدِّ ہوں وہاں توبہ کرنا اور طاعت بجالانا ثمرات نیک اور سُرعت قبول کا سبب ہوتا

ہے۔ (فتح العزیز) اسی لئے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے مَوَالِد (پیدائش گاہ) و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار و طاعت بجاتے ہیں۔ عرس و زیارت میں

بھی یہ فائدہ مَنصُور ہے۔ ۹۷ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور زبان سے ”حِطَّةٌ“ کہے

توبہ و استغفار کہتے جائیں، انہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی، داخل تو ہوئے سرینوں کے بل گھسٹے اور بجائے کلمہ توبہ کے تمسخر سے ”حَبَّةٌ فِی شَعْرَةٍ“ کہا

جس کے معنی ہیں بال میں دانہ۔ ۹۸ یہ عذاب طاعون تھا جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہو گئے۔ مسئلہ: صحاح کی حدیث میں ہے کہ طاعون چھلی

امتوں کے عذاب کا لقیہ ہے جب تمہارے شہر میں واقع ہو وہاں سے نہ بھاگو، دوسرے شہر میں ہو تو وہاں نہ جاؤ۔ مسئلہ: صحیح حدیث میں ہے کہ جو لوگ مقام و باء میں

رضائے الہی پر صابر رہیں اگر وہ و باء سے محفوظ رہیں جب بھی انہیں شہادت کا ثواب ملے گا۔

اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ

اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے ۹۹ ہر

عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ وَ لَا

گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا کھاؤ اور پیو خدا کا دیا نل اور

تَعَثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۶۰ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نَّبْرَحَ عَلٰى

زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو ۶۰ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ۱۰۱ ہم سے تو ایک کھانے پر ۱۰۲

طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَاَدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِئُ الْاَرْضُ مِنْ

ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے

بَقْلِهَا وَتَشَايِهَا وَفُومَهَا وَعَدِسَهَا وَبَصِلَهَا ۖ قَالَ اَتُتْبَدِلُونَ

کچھ ساگ اور مکڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز

الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ ۖ اِهْبِطُوا مِصْرًا ۚ فَاِنَّ لَكُمْ مَّا

کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو ۱۰۳ اچھا مصر ۱۰۴ یا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا

سَأَلْتُمْ ۖ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمُسْكِنَةُ ۖ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنْ

جو تم نے مانگا ۱۰۵ اور ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری ۱۰۶ اور خدا کے غضب میں

۹۹ جب بنی اسرائیل نے سفر میں پانی نہ پایا حدت پیاس کی شکایت کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو آپ کے پاس ایک مروج پتھر تھا

جب پانی کی ضرورت ہوتی آپ اس پر عصا مارتے اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے اور سب سیراب ہوتے۔ یہ بڑا معجزہ ہے لیکن سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے

انگشت مبارک سے چشمے جاری فرما کر جماعت کثیرہ کو سیراب فرمانا اس سے بہت اعظم و اعلیٰ ہے کیونکہ عضو انسانی سے چشمے جاری ہونا پتھر کی نسبت زیادہ

اعجب (تعجب نیز) ہے۔ (غازن و مدارک) ۱۰۱ یعنی آسمانی طعام ”مَنّ و سَلْوٰی“ کھاؤ اور اس پتھر کے چشموں کا پانی پیو جو تمہیں فضل الہی سے بے محنت میسر

ہے۔ ۱۰۲ نعمتوں کے ذکر کے بعد بنی اسرائیل کی نالیقتی (نااہلی)، دون ہمتی (بزدلی) اور نافرمانی کے چند واقعات بیان فرمائے جاتے ہیں۔ ۱۰۳ بنی اسرائیل کی

یہ ادا بھی نہایت بے ادبانتھی کہ پیغمبر اُولُو الْعُرْمِ کو نام لے کر پکارا، یا نبی اللہ، یا رسول اللہ! یا اور کوئی تعظیم کا کلمہ نہ کہا۔ (فتح العزیز) جب انبیاء کا خالی نام لینا بے

ادبی ہے تو ان کو بشر اور اپنی کہنا کس طرح گستاخی نہ ہوگا! غرض انبیاء کے ذکر میں بے تعظیمی کا شانہ بھی ناجائز ہے۔ ۱۰۴ ”ایک کھانے“ سے ایک قسم کا کھانا

مراد ہے۔ ۱۰۵ جب وہ اس پر بھی نہ مانے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں دعا کی ارشاد ہوا ”اِهْبِطُوا“۔ ۱۰۶ ”مصر“ عربی میں شہر کو بھی کہتے

ہیں کوئی شہر ہو، اور خاص شہر یعنی مصر موسیٰ علیہ السلام کا نام بھی ہے یہاں دونوں میں سے ہر ایک مراد ہو سکتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہاں خاص شہر مصر مراد

نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے لیے یہ لفظ غیر مُصَرَّف ہو کر مستعمل ہوتا ہے اور اس پر تنوین نہیں آتی جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے: ”اَلَيْسَ لِيْ مُلْكٌ مِّصْرَ“

اور ”اَدْخُلُوْا مِصْرَ“ مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ سکون اوسط کی وجہ سے لفظ ہند کی طرح اس کو مُصَرَّف پڑھنا درست ہے مجھ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ علاوہ

بریں سخن وغیرہ کی قرأت میں مصر بلا تنوین آیا ہے اور بعض مصاحف حضرت عثمان اور مصحف ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ایسا ہی ہے اسی لیے حضرت مُزَنَّم

قدس سرہ نے ترجمہ میں دونوں احتمالات کو اخذ فرمایا ہے اور شہر معین کے احتمال کو مقدم کیا۔ ۱۰۷ یعنی ساگ، مکڑی وغیرہ کو ان چیزوں کی طلب گناہ نہ

اللَّهُ ط ذَلِكْ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ

لوٹے ۱۸۱ یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق شہید

بَغَيْرِ الْحَقِّ ط ذَلِكْ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۶۱ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

کرتے ۱۹۱ یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا بے شک ایمان والے

وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّبِيَّانَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اور نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ

يَحْزَنُونَ ۶۲ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ط خُذُوا

کچھ غم ۱۹۱ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا ۱۹۱ اور تم پر طور کو اونچا کیا ۱۹۱ لو جو کچھ

مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۶۳ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

ہم تم کو دیتے ہیں زور سے ۱۹۱ اور اس کے مضمون یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیزگاری ملے پھر اس کے

تھی لیکن ”مَنْ و سَلَوٰی“ جیسی نعمت بے محنت چھوڑ کر ان کی طرف مائل ہونا پست خیالی ہے، ہمیشہ ان لوگوں کا میلان طبع پستی ہی کی طرف رہا، اور حضرت موسیٰ و

ہارون وغیرہ جلیل القدر بلند ہمت انبیاء (علیہم السلام) کے بعد بنی اسرائیل کی لٹی (کینگی) و کم حوصلگی کا پورا ظہور ہوا، اور تسلطِ جالوت و حادثہٴ بُخْتِ

نَصْر کے بعد تو وہ بہت ہی ذلیل و خوار ہو گئے، اس کا بیان ”ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ“ میں ہے۔ ۱۹۱ یہودی ذلت تو یہ کہ دنیا میں کہیں نام کو ان کی سلطنت نہیں

اور ناداری یہ کہ مال موجود ہوتے ہوئے بھی حرص سے محتاج ہی رہتے ہیں۔ ۱۹۱ انبیاء و صلحاء کی بذلت جو ربے انہیں حاصل ہوئے تھے ان سے محروم ہو گئے،

اس غضب کا باعث صرف یہی نہیں کہ انہوں نے آسمانی غذاؤں کے بدلے ارضی پیداوار کی خواہش کی یا اسی طرح کی اور خطائیں جو زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

میں صادر ہوئیں بلکہ عہدِ نبوت سے دور ہونے اور زمانہ دراز گزرنے سے ان کی استعدادیں باطل ہوئیں اور نہایت قبیح افعال اور عظیم جرم ان سے سرزد ہوئے، یہ

ان کی اس ذلت و خواری کا باعث ہوئے۔ ۱۹۱ جیسا کہ انہوں نے حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو شہید کیا اور یہ قتل ایسے ناحق تھے جن کی وجہ خود یہ

قاتل بھی نہیں بتا سکتے۔ ۱۹۱ شانِ نزول: ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سُدّی سے روایت کی کہ یہ آیت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے حق میں نازل

ہوئی۔ (باب القول) ۱۹۱ کہ تم تو ریت مانو گے اور اس پر عمل کرو گے۔ پھر تم نے اس کے احکام کو شاق و گراں جان کر قبول سے انکار کر دیا یا بدیکہ تم نے خود

بِالْحَاح (گرو گڑا کر) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسی آسمانی کتاب کی استدعا کی تھی جس میں قوانین شریعت و آئین عبادت مُفَصَّل مذکور ہوں اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے تم سے بار بار اس کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کا عہد لیا تھا، جب وہ کتاب عطا ہوئی تم نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عہد پورا نہ

کیا۔ ۱۹۱ بنی اسرائیل کی عہد شکنی کے بعد حضرت جبریل نے حکم الہی طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر قدرتِ قامت فاصلہ پر معلق کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے فرمایا: یا تو تم عہد قبول کرو، ورنہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا اور تم کچل ڈالے جاؤ گے، اس میں صورتِ وفائے عہد پر اکرہ تھا اور درحقیقت پہاڑ کا سروں پر معلق کر

دینا آیت الہی اور قدرتِ حق کی برہان قوی ہے، اس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ بیشک یہ رسول مظہرِ قدرت الہی ہیں۔ یہ اطمینان ان کو ماننے اور عہد

پورا کرنے کا اصل سبب ہے۔ ۱۹۱ یعنی بکوشش تمام۔

مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٣﴾

بعد تم پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے (نقصان)

الْخَاسِرِينَ ﴿٦٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا

والوں میں ہو جاتے ۱۱۳ اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے وہ جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی ۱۱۵ تو ہم نے اُن

لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّبَاسِينَ يَدِيهَا وَمَا

سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے تو ہم نے اس لہستی کا یہ واقعہ اس کے آگے اور

خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٦٥﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ

پیچھے والوں کے لیے عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں

يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ

حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو ۱۱۶ بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں ۱۱۷ فرمایا خدا کی

بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٦﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا

پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں ۱۱۸ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے گائے

۱۱۹ یہاں فضل و رحمت سے یا توفیق تو بہ مراد ہے یا تاخیر عذاب۔ (مدارک وغیرہ) ایک قول یہ ہے کہ فضل الہی و رحمت حق سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات پاک مراد ہے معنی یہ ہیں کہ اگر تمہیں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی دولت نہ ملتی اور آپ کی ہدایت نصیب نہ ہوتی تو تمہارا انجام ہلاک و خسران

ہوتا۔ ۱۱۵ شہر ”ایک“ میں بنی اسرائیل آباد تھے انہیں حکم تھا کہ شنبہ کا دن عبادت کے لیے خاص کر دیں، اس روز شکار نہ کریں اور نہ ہی کسی مشاغل ترک کر دیں، ان

کے ایک گروہ نے یہ چال کی کہ جمعہ کو دریا کے کنارے کنارے بہت سے گڑھے کھودتے اور شنبہ کی صبح کو دریا سے ان گڑھوں تک نالیاں بناتے جن کے ذریعہ پانی

کے ساتھ آ کر مچھلیاں گڑھوں میں قید ہو جاتیں، یک شنبہ (اتوار) کو انہیں نکالتے اور کہتے کہ ہم مچھلی کو پانی سے شنبہ (ہفتہ) کے روز نہیں نکالتے، چالیس یا ستر سال تک

یہی عمل رہا، جب حضرت داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا عہد آیا آپ نے انہیں اس سے منع کیا اور فرمایا قید کرنا ہی شکار ہے جو شنبہ کو کرتے ہو اس سے باز آؤ ورنہ

عذاب میں گرفتار کیے جاؤ گے، وہ باز نہ آئے، آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے انہیں بندروں کی شکل میں مٹ کر دیا، عقل و حواس تو ان کے باقی رہے مگر قوت گو یابی

زائل ہو گئی، بدنوں سے بدبو نکلنے لگی، اپنے اس حال پر روتے روتے تین روز میں سب ہلاک ہو گئے ان کی نسل باقی نہ رہی، یہ ستر ہزار کے قریب تھے۔ بنی اسرائیل کا

دوسرا گروہ جو بارہ ہزار کے قریب تھا انہیں اس عمل سے منع کرتا رہا جب یہ نہ مانے تو انہوں نے ان کے اور اپنے مصلوں کے درمیان دیوار بنا کر علیحدگی کر لی ان سب

نے نجات پائی۔ بنی اسرائیل کا تیسرا گروہ ساکت (خاموش) رہا۔ اس کے حق میں حضرت ابن عباس کے سامنے عکرمہ نے کہا کہ وہ مغفور ہیں کیونکہ انہیں یا لمعروف

فرض کفایہ ہے بعض کا ادا کرنا کل کا حکم رکھتا ہے، ان کے شکوت کی وجہ یہ تھی کہ یہ ان کے چند پذیر ہونے (نصیحت قبول کرنے) سے مایوس تھے عکرمہ کی یہ تقریر حضرت

ابن عباس کو بہت پسند آئی اور آپ نے سرور سے اٹھ کر ان سے معاہدہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (فتح العزیز) مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ سور کا معافیت سنت

صحابہ ہے اس کے لیے سفر سے آنا اور غیبت کے بعد ملنا شرط نہیں۔ ۱۱۶ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار تھا اس کے چچا زاد بھائی نے بطمع وراشت اس کو قتل

کر کے دوسری ہستی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح کو اس کے خون کا مڈھی بنا، وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں

کہ اللہ تعالیٰ حقیقت حال ظاہر فرمائے، اس پر حکم صادر ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کا کوئی حصہ مقتول کے ماریں وہ زندہ ہو کر قاتل کو بتا دے گا۔ ۱۱۷ کیونکہ

مقتول کا حال معلوم ہونے اور گائے کے ذبح میں کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ ۱۱۸ ایسا جواب جو سوال سے ربط نہ رکھے جاہلوں کا کام ہے یا یہ معنی ہیں کہ مجھ (انصاف طلبی)

هِيَ ۱۰ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ ۖ ط عَوَانُ بَيْنَ

کیسی ہے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر (بچھیا) بلکہ ان دونوں کے

ذَلِكَ ۱۱ فَاَفْعَلُوا مَا تُمَرُونَ ۝ ۱۲ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا

بچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتا دے اس

لَوْهَا ۱۳ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءٌ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ

کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈبڈباتی (گہری چمکدار)

النَّظَرِينَ ۱۴ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۱۵ إِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَهُ

دیکھنے والوں کو خوشی دیتی بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لیے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے بے شک گائیوں میں ہم کو

عَلَيْنَا ۱۶ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝ ۱۷ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے ۱۷ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۱۸ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۱۹

جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں

قَالُوا لَنَجْئَنَّكَ بِالْحَقِّ ۱۰ فَذَبْحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝ ۲۰ وَإِذْ

بولے اب آپ ٹھیک بات لائے ۲۰ تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے ۲۱ اور جب

کے موقع پر استہزاء جاہلوں کا کام ہے انبیاء کی شان اس سے برتر ہے۔ اقصہ جب ہی بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے کا ذبح کرنا لازم ہے تو انہوں نے آپ سے

اس کے اوصاف دریافت کیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل بحث نہ نکالتے تو جو گائے ذبح کر دیتے کافی ہو جاتی۔ ۱۱ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلّم نے فرمایا اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو کبھی وہ گائے نہ پاتے۔ مسئلہ ہر نیک کام میں ان شاء اللہ کہنا مستحب و باعث برکت ہے۔ ۱۲ یعنی اب تشفی ہوئی

اور پوری شان و صفت معلوم ہوئی۔ پھر انہوں نے گائے کی تلاش شروع کی، ان اطراف میں ایسی صرف ایک گائے تھی اس کا حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک

صالح شخص تھے ان کا ایک صغیر اسن بچہ تھا اور ان کے پاس سوائے ایک گائے کے بچے کے کچھ نہ رہا تھا، انہوں نے اس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا

اور بارگاہ حق میں عرض کیا: یا رب! میں اس بچھیا کو اس فرزند کے لیے تیرے پاس ودیعت (امانت) رکھتا ہوں جب یہ فرزند بڑا ہو یہ اس کے کام آئے ان کا تو انتقال

ہو گیا، بچھیا جنگل میں محفوظ الہی پرورش پاتی رہی۔ یہ لڑکا بڑا ہوا اور بفضلہ صالح و متقی ہوا، ماں کا فرماں بردار تھا، ایک روز اس کی والدہ نے کہا: اے نور! نظر! تیرے

باپ نے تیرے لیے فلاں جنگل میں خدا کے نام ایک بچھیا چھوڑ دی ہے، وہ اب جوان ہو گئی اس کو جنگل سے لا اور اللہ سے دعا کر کہ وہ تجھے عطا فرمائے، لڑکے نے

گائے کو جنگل میں دیکھا اور والدہ کی بتائی ہوئی علامتیں اس میں پائیں اور اس کو اللہ کی قسم دے کر بلایا وہ حاضر ہوئی، جوان اس کو والدہ کی خدمت میں لایا، والدہ نے

بازار میں لے جا کر تین دینار پر فروخت کرنے کا حکم دیا اور یہ شرط کی کہ سودا ہونے پر پھر اس کی اجازت حاصل کی جائے، اس زمانہ میں گائے کی قیمت ان اطراف

میں تین دینار ہی تھی جوان جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور اس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگا دی مگر اس شرط سے کہ جوان

والدہ کی اجازت کا پابند نہ ہو، جوان نے یہ منظور نہ کیا اور والدہ سے تمام قصہ کہا، اس کی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی تو اجازت دی مگر بیچ میں پھر دوبارہ

اپنی مرضی دریافت کرنے کی شرط کی۔ جوان پھر بازار میں آیا اس مرتبہ فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگائی اور کہا کہ والدہ کی اجازت پر موقوف نہ رکھو، جوان نے

قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادْرَأَتْكُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿۵۲﴾

تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا جو تم چھپاتے تھے

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۖ كَذَلِكَ يُخَيِّ اللَّهُ الْمَوْتَىٰ ۖ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو ۱۲۲۰ اللہ یونہی مردے چلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ

کہ کہیں تمہیں عقل ہو ۱۲۲۱ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے ۱۲۲۲ تو وہ

كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۖ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ

پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کڑے (سخت) اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ

الْأَنْهَارُ ۖ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ يَّشَقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْبَاءُ ۖ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ

نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو

يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۖ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۵۴﴾ أَفَتَطْبَعُونَ

اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں ۱۲۲۳ اور اللہ تمہارے کو تکوں (بڑے کاموں) سے بے خبر نہیں تو اے مسلمانو! کیا تمہیں یہ طبع ہے

نہ مانا اور والدہ کو اطلاع دی وہ صاحب فراست سمجھ گئی کہ یہ خیریدار نہیں کوئی فرشتہ ہے جو آزمائش کے لیے آتا ہے، بیٹے سے کہا کہ اب کی مرتبہ اس خریدار سے یہ کہنا کہ

آپ ہمیں اس گائے کے فروخت کرنے کا حکم دیتے ہیں یا نہیں؟ لڑکے نے یہی کہا، فرشتہ نے جواب دیا کہ ابھی اس کو روکے رہو، جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو

اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال میں سونا بھر دیا جائے، جو ان گائے کو گھیر لایا اور جب بنی اسرائیل جستجو کرتے ہوئے اس کے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت طے کی

اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کی۔ مسائل: اس واقعہ سے کئی مسئلے معلوم ہوئے (۱) جو اپنے عیال کو اللہ کے سپرد

کرے اللہ تعالیٰ اس کی ایسی عمدہ پرورش فرماتا ہے۔ (۲) جو اپنا مال اللہ کے بھروسہ پر اس کی امانت میں دے اللہ اس میں برکت دیتا ہے۔ (۳) والدین کی

فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (۴) غیبی فیض قربانی و خیرات کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۵) راہ خدا میں نفیس مال دینا چاہیے۔ (۶) گائے کی قربانی افضل

ہے۔ ۱۲۲۴ بنی اسرائیل کے مسلسل سوالات اور اپنی رسوائی کے اندیشہ اور گائے کی گرانی قیمت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ذبح کا قصد نہیں رکھتے مگر جب ان کے

سوالات ثنائی جوابوں سے ختم کر دیے گئے تو انہیں ذبح کرنا ہی پڑا۔ ۱۲۲۵ بنی اسرائیل نے گائے ذبح کر کے اس کے کسی عضو سے مردہ کو مارا وہ حکم الہی زندہ ہوا

اس کے خلق سے خون کے فوارے جاری تھے اس نے اپنے چچا زاد بھائی کا بتایا کہ اس نے مجھے قتل کیا، اب اس کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

اس پر قصاص کا حکم فرمایا، اس کے بعد شرع کا حکم ہوا کہ مسئلہ: قاتل مقتول کی میراث سے محروم رہے گا۔ مسئلہ: لیکن اگر عادل نے باغی کو قتل کیا یا کسی حملہ آور سے

جان بچانے کے لیے مدافعت کی اس میں وہ قتل ہو گیا تو مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا۔ ۱۲۲۶ اور تم سمجھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ مردے زندہ کرنے پر قادر ہے اور

روز جزا مردوں کو زندہ کرنا اور حساب لینا حق ہے۔ ۱۲۲۷ اور ایسے بڑے نشانہائے قدرت سے تم نے عبرت حاصل نہ کی۔ ۱۲۲۸ یاقین ہم تمہارے دل اثر پذیر

نہیں، پتھروں میں بھی اللہ نے ادراک و شعور دیا ہے انہیں خوف الہی ہوتا ہے وہ تسبیح کرتے ہیں ”إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ“ ”مسلم شریف میں حضرت

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اس پتھر کو پچھانتا ہوں جو بیعت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔“ ”ترمذی میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اطراف مکہ میں گیا جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا تھا ”السلام علیک یا رسول

اللہ“ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرض کرتا تھا۔

أَنْ يُؤْمِنُوا بِالْكِتَابِ وَقَدْ كَانُوا مِنْهُمْ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ

کہ یہ یہودی تمہارا یقین لائیں گے اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر

يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۵﴾ وَإِذَا قَالُوا الَّذِينَ

سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے ۴۵ اور جب مسلمانوں سے

أَمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بِعَصْفِهِمْ إِلَىٰ بَعْضِ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ

میں تو کہیں ہم ایمان لائے ۴۶ اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں

بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۶﴾

سے بیان کیے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے یہاں تمہیں پر حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۴۷﴾ وَمِنْهُمْ

کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور ان میں کچھ

أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِي وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۴۸﴾

ان پڑھ ہیں جو کتاب ۴۸ کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا ۴۹ یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا

تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ

خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں ۴۹ تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے

۴۹ جیسے انہوں نے توریت میں تحریف کی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بدل ڈالی۔ ۵۰ شان نزول: یہ آیت ان یہودیوں کی شان میں نازل ہوئی جو

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہودی منافق جب صحابہ کرام سے ملتے تو کہتے کہ جس پر تم ایمان لائے اس پر ہم

بھی ایمان لائے، تم حق پر ہو اور تمہارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں ان کا قول حق ہے، ہم ان کی نعت و صفت اپنی کتاب توریت میں پاتے ہیں ان

لوگوں پر رؤساء یہود ملامت کرتے تھے، اس کا بیان ”وَإِذَا خَلَا بِعَصْفِهِمْ“ میں ہے۔ (خازن) فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حق پوشی اور سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے اوصاف کا چھپانا اور کمالات کا انکار کرنا یہود کا طریقہ ہے آج کل کے بہت سے گمراہوں کی یہی عادت ہے۔ ۵۱ کتاب سے توریت مراد ہے۔ ۵۲ ”امانی“ امانی کی جمع ہے اور اس کے معنی زبانی پڑھنے کے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ کتاب کو نہیں جانتے مگر

صرف زبانی پڑھ لینا بغیر معنی سمجھے۔ (خازن) بعض مفسرین نے یہ معنی بھی بیان کیے ہیں کہ امانی سے وہ جھوٹی گھڑی ہوئی باتیں مراد ہیں جو یہودیوں نے اپنے علماء

سے سن کر بے تحقیق مان لی تھیں۔ ۵۳ شان نزول: جب سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو علماء توریت و رؤساء یہود کو قوی اندیشہ ہو گیا کہ

ان کی روزی جاتی رہے گی اور سرداری مٹ جائے گی کیونکہ توریت میں حضور کا خلیہ اور اوصاف مذکور ہیں جب لوگ حضور کو اس کے مطابق پائیں گے فوراً ایمان لے

أَيِّدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالُوا لَنْ تَمْسَنَا النَّارُ إِلَّا

ہاتھوں کے لکھ سے اور خرابی ان کے لیے اس کمائی سے اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر
آيَامًا مَّعْدُودَةً ﴿٥٠﴾ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلَفَ اللَّهُ
گنتی کے دن ۱۳۱ تم فرما دو کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ

عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥١﴾ بَلَى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً
کرے گا ۱۳۲ یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے

وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٥٢﴾
اور اس کی خطا اسے گھیر لے ۱۳۳ وہ دوزخ والوں میں ہے انہیں ہمیشہ اس میں رہنا

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا
اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ

خَالِدُونَ ﴿٥٣﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا
اس میں رہنا اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ

اللَّهُ قُفِّ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ۱۳۴ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے

آپ کے اوصاف یہ لکھے تھے کہ آپ خوب رؤ ہیں، بال خوبصورت، آنکھیں سرگمیں، قدمیہ نہ ہے، اس کو مٹا کر انہوں نے یہ بنایا کہ وہ بہت دراز قامت ہیں، آنکھیں
گچی نیلی، بال اچھے ہیں یہی عوام کو سناتے یہی کتاب الہی کا مضمون بتاتے اور سمجھتے کہ لوگ حضور کو اس کے خلاف پائیں گے تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے ہمارے
گرویدہ رہیں گے اور ہماری کمائی میں فرق نہ آئے گا۔ ۱۳۱ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ وہ دوزخ میں ہرگز
داخل نہ ہوں گے مگر صرف اتنی مدت کے لیے جتنے عرصے ان کے آباء و اجداد نے گوسالہ (بھڑا) پوجا تھا اور وہ چالیس روز ہیں اس کے بعد وہ عذاب سے چھوٹ
جائیں گے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۳۲ کیونکہ کذب بڑا عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال لہذا اس کا کذب تو ممکن نہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے تم
سے صرف چالیس روز کے عذاب کے بعد چھوڑ دینے کا وعدہ ہی نہیں فرمایا تو تمہارا قول باطل ہوا۔ ۱۳۳ اس آیت میں گناہ سے شرک و کفر مراد ہے اور احاطہ کرنے
سے یہ مراد ہے کہ نجات کی تمام راہیں بند ہو جائیں اور کفر و شرک ہی پر اس کو موت آئے کیونکہ مومن خواہ کیسا بھی گناہ گار ہو گناہوں سے گھرا نہیں ہوتا اس لیے کہ
ایمان جو اعظم طاعت ہے وہ اس کے ساتھ ہے۔ ۱۳۴ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے
بدن و مال سے ان کی خدمت میں دروغ نہ کرے جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے۔ مسئلہ: اگر والدین اپنی خدمت کے لیے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں
تو چھوڑ دے ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔ مسئلہ: واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کیے جاسکتے۔ والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت
ہیں یہ ہیں کہ تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے رفتار و گفتار میں، نشست و برخاست میں ادب لازم جانے، ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے، ان کو راضی کرنے کی
سعی کرتا رہے، اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے، ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے، ان کے لیے فاتحہ، صدقات، تلاوت قرآن سے ایصال ثواب

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَقِيُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۖ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

اور لوگوں سے اچھی بات کہو ۱۳۵ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے ۱۳۶

إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۸۳﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ

مگر تم میں کے تھوڑے ۱۳۷ اور تم رو گرداں ہو ۱۳۸ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا

لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ

کہ اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر

أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ

تم نے اس کا اقرار کیا اور تم گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے

وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظْهَرُونَ عَلَيْهِم بِآلَاتِهِم

اور اپنے میں ایک گروہ کو ان کے وطن سے نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو) گناہ

وَالْعُدُوَّانِ ۖ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسْرَىٰ تَقْدُواهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ

اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر

إِخْرَاجُهُمْ ۖ أَفْتَوْا مُنُونٌ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا

حرام ہے ۱۳۹ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو

کرے، اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے، ہفتہ وار اُن کی قبر کی زیارت کرے۔ (فتح العزیز) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بد مذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو یہ نرمی اصلاح و تقویٰ اور عقیدہ کھد کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہے۔ (خازن) ۱۳۵ اچھی بات سے مراد

نیکوئی کی ترغیب اور بدیوں سے روکنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حق اور سچ بات کہو، اگر کوئی دریافت کرے تو حضور کے کمالات و اوصاف سچائی کے ساتھ بیان کر دو، آپ کی خوبیاں نہ چھپاؤ۔ ۱۳۶ عہد کے بعد ۱۳۷ جو ایمان لے آئے مثل حضرت

عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے انہوں نے تو عہد پورا کیا۔ ۱۳۸ اور تمہاری قوم کی عادت ہی اعراض کرنا اور عہد سے پھر جانا ہے۔ ۱۳۹ شان نزول: تورات میں بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں، وطن سے نہ نکالیں اور جو بنی اسرائیل کسی کی قید میں ہو اس کو مال دے کر چھڑا

لیں، اس عہد پر انہوں نے اقرار بھی کیا، اپنے نفس پر شاہد بھی ہوئے لیکن قائم نہ رہے اور اس سے پھر گئے۔ صورت واقعہ یہ ہے کہ نواح مدینہ میں یہود کے دو فرقے ”بنی قریظہ“ اور ”بنی نضیر“ سکونت رکھتے تھے اور مدینہ شریف میں دو فرقے ”اؤس و خزرج“ رہتے تھے، بنی قریظہ اؤس کے حلیف تھے اور بنی نضیر خزرج کے یعنی ہر ایک قبیلہ نے اپنے حلیف کے ساتھ قسم قسمی کی تھی (یقین دہانی کرائی تھی) کہ اگر ہم میں سے کسی پر کوئی حملہ آور ہو تو دوسرا اس کی مدد کرے گا۔ اؤس

اور خزرج باہم جنگ کرتے تھے بنی قریظہ اؤس کی اور بنی نضیر خزرج کی مدد کے لیے آتے تھے اور حلیف کے ساتھ ہو کر آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلاتے تھے بنی قریظہ بنی نضیر کو اور وہ بنی قریظہ کو قتل کرتے تھے اور ان کے گھر ویران کر دیتے تھے، انہیں ان کے مساکن سے نکال دیتے تھے لیکن جب ان کی قوم کے لوگوں کو ان کے حلیف قید کرتے تھے تو وہ ان کو مال دے کر چھڑا لیتے تھے۔ مثلاً اگر بنی نضیر کو کوئی شخص اؤس کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا تو بنی قریظہ

اؤس کو مالی معاوضہ دے کر اس کو چھڑا لیتے باوجودیکہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت ان کے موقع پر آجاتا تو اس کے قتل میں ہرگز دریغ نہ کرتے۔

جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ج

تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو ۱۱۷

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا

اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوئی کاموں سے

تَعْمَلُونَ ۝۸۵ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ خ

بے خبر نہیں ۱۱۸ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی

فَلَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝۸۶ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ

تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا اور نہ ان کی مدد کی جائے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو

الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ز وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

کتاب عطا کی ۱۱۹ اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے ۱۲۰ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو

الْبَيْتَ وَإِيَّاهُ بَرُّوْهُمُ الْقُدُسِ ط أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

کھلی نشانیاں عطا فرمائیں ۱۲۱ اور پاک روح سے ۱۲۲ اس کی مدد کی ۱۲۳ تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے

اس فعل پر ملامت کی جاتی ہے کہ جب تم نے اپنوں کی خوریزی نہ کرنے، ان کو بستیوں سے نہ نکالنے، ان کے اسیروں کو چھڑانے کا عہد کیا تھا تو اس کے کیا معنی کہ قتل

واخراج میں تو درگزر نہ کرو اور گرفتار ہو جائیں تو چھٹاتے پھرو، عہد میں سے کچھ ماننا اور کچھ نہ ماننا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب تم قتل و اخراج سے باز نہ رہے تو تم نے عہد

کھنی کی اور حرام کے مرتکب ہوئے اور اس کو حلال جان کر کافر ہو گئے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم و حرام پر امداد کرنا بھی حرام ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ

حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب الہی کے ایک حکم کا نہ ماننا بھی ساری کتاب کا نہ ماننا اور کفر ہے۔ فائدہ: اس میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ جب

احکام الہی میں سے بعض کا ماننا بعض کا نہ ماننا کفر ہوا تو یہود کا حضرت سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو ماننا کفر

سے نہیں بچا سکتا۔ ۱۲۴ دنیا میں تو یہ رسوائی ہوئی کہ بنی قریظہ ۳ ہجری میں مارے گئے، ایک روز میں ان کے سات سو آدمی قتل کیے گئے تھے اور بنی نضیر اس

سے پہلے ہی جلاوطن کر دیئے گئے، حلیفوں کی خاطر عہد الہی کی مخالفت کا یہ وبال تھا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی طرف ازاری میں دین کی مخالفت کرنا علاوہ آخر وی

عذاب کے دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے۔ ۱۲۵ اس میں جیسی نافرمانوں کے لیے وعید شدید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے افعال سے بے خبر نہیں ہے

تمہاری نافرمانیوں پر عذاب شدید فرمائے گا ایسے ہی اس آیت میں مؤمنین و صالحین کے لیے مژدہ ہے کہ انہیں اعمال حسنہ کی بہترین جزا ملے گی۔ (تفسیر کبیر)

۱۲۶ اس کتاب سے تورات مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور تھے سب سے اہم عہد یہ تھے کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا، ان پر ایمان لانا اور

ان کی تعظیم و توقیر کرنا۔ ۱۲۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک مٹو ابراہیم آتے رہے، ان کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے یہ

سب حضرات شریعت موسیٰ کے محافظ اور اس کے احکام جاری کرنے والے تھے چونکہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی اس لیے شریعت محمدی کی حفاظت و

اشاعت کی خدمت ربانی علماء اور مجتہدین ملت کو عطا ہوئی۔ ۱۲۸ ان نشانوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں جیسے مردے زندہ کرنا، اندھے اور

برص والے کو اچھا کرنا، پرند پیدا کرنا، غیب کی خبر دینا وغیرہ۔ ۱۲۹ ”روح قدس“ سے حضرت جبریل مراد ہیں کہ روحانی ہیں وحی لاتے ہیں جس سے قلوب کی

حیات ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے پر مامور تھے، آپ ۳۳ سال کی عمر شریف میں آسمان پر اٹھالیے گئے اس وقت تک حضرت جبریل سفر، حضر میں بھی

آپ سے جدا نہ ہوئے، تاہم روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلیل فضیلت ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور کے بعض امتیوں کو بھی

تاہم روح القدس میسر ہوئی۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے منبر چھایا جاتا وہ نعت شریف پڑھتے، حضور ان کے لیے فرماتے:

أَنفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ ۖ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ ۖ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٤﴾ وَقَالُوا

نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو قتل چھڑاتے اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو ۱۴۷ اور یہودی بولے ہمارے

قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۖ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٥﴾ وَ

دلوں پر پردے پڑے ہیں ۱۴۸ بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں ۱۴۹ اور

لَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۖ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ

جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے ۱۵۱ اور اس سے پہلے اسی نبی

يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا

کے وسیلہ سے کافروں پر فحش مانگتے تھے ۱۵۱ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو

بِهِ ۖ فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكُفْرِينَ ﴿٨٩﴾ بِسْمَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَنُ

بیٹھے ۱۵۲ تو اللہ کی لعنت منکروں پر کس بڑے مولوں انھوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ

يَكْفُرُوا بِمَا آتَاهُ اللَّهُ بُعْيًا ۖ أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ

اللہ کے اتارے سے منکر ہوں ۱۵۳ اس کی جلن سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے

مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

وہی اتارے ۱۵۴ تو غضب پر غضب کے سزا وار ہوئے ۱۵۵ اور کافروں کے لیے ذلت کا

”اللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ“ (اے اللہ! حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان کی مدد فرما) ۱۴۷ پھر بھی اے یہود! تمہاری سرکشی میں فرق نہ آیا۔ ۱۴۷ یہود

پیغمبروں کے احکام اپنی خواہشوں کے خلاف پا کر انہیں جھڑلاتے اور موقع پاتے تو قتل کر ڈالتے تھے جیسے کہ انہوں نے حضرت یحییٰ و زکریا علیہما السلام (اور بہت سے

انبیاء کو شہید کیا، سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی درپے رہے، کبھی آپ پر جادو کیا، کبھی زہر دیا، طرح طرح کے فریب بارادہ قتل کئے۔ ۱۴۸ یہود نے یہ استہزاء کہا

تھا ان کی مراد یہ تھی کہ حضور کی ہدایت کو ان کے دلوں تک راہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ بے دین جھوٹے ہیں قلوب اللہ تعالیٰ نے فطرت پر پیدا فرمائے

ان میں قبول حق کی لیاقت رکھی، ان کے کفر کی شامت ہے کہ انہوں نے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرنے کے بعد انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر

لعنت فرمائی اس کا اثر ہے کہ قبول حق کی نعمت سے محروم ہو گئے۔ ۱۴۹ یہی مضمون دوسری جگہ ارشاد ہوا: ”بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا“

(بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے) ۱۵۰ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضور کے اوصاف کے بیان

میں۔ (کبیر و خازن) ۱۵۱ شان نزول: سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنے حاجات کے لیے حضور کے نام پاک کے وسیلہ

سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح دعا کیا کرتے تھے: ”اللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْأَمِيِّ“ یارب! ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح و نصرت

عطا فرما۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے قبل جہان میں حضور کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اس

وقت بھی حضور کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ ۱۵۲ یہ انکار عناد و حسد اور حُب ریاست کی وجہ سے تھا۔ ۱۵۳ یعنی آدمی کو اپنی جان کی خلاصی کے لیے وہی کرنا

چاہئے جس سے رہائی کی امید ہو۔ یہود نے یہ براسوا کیا کہ اللہ کے نبی اور اس کی کتاب کے منکر ہو گئے۔ ۱۵۴ یہودی خواہش تھی کہ تم نبوت کا منصب بنی اسرائیل میں سے کسی

کو ملتا جب دیکھا کہ وہ محروم رہے، بنی اسرائیل نوازے گئے تو حسد سے منکر ہو گئے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ حد حرام اور محرمیوں کا باعث ہے۔ ۱۵۵ یعنی انواع

مُهِينٌ ۹۰) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نَوْمٌ مِنْ

عذاب ہے ۱۵۱ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ ۱۵۱ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا

بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا

اس پر ایمان لاتے ہیں ۱۵۱ اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق

مَعَهُمْ ۚ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ

فرماتا ہوا ۱۵۱ تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب

مُؤْمِنِينَ ۹۱) وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعَجَلَ

پر ایمان تھا ۱۶۰ اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد ۱۶۱ بچھڑے

مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۹۲) وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

کو معبود بنا لیا اور تم ظالم تھے ۱۶۲ اور یاد کرو جب ہم نے تم سے بیان لیا ۱۶۳ اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر

الطُّورَ ۚ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْعَوْا ۚ قَالُوا اسْبِعْنَا وَعَصِيْنَا

بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو بولے ہم نے سنا اور نہ مانا

وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعَجَلَ بِكُفْرِهِمْ ۚ قُلْ بِئْسَ مَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ

اور ان کے دلوں میں بچھڑا رنج رہا تھا ان کے کفر کے سبب تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو

إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۹۳) قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ

تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو ۱۶۴ تم فرماؤ اگر پچھلا گھر

عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَبَدُّوا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ

اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لیے ہو نہ آوروں کے لیے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر

وَأَقْسَامُكَ غَضَبِكَ سَازِوَارِ هُوَ ۚ ۱۵۱ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت و اہانت والا عذاب کفار کے ساتھ خاص ہے، مؤمنین کو گناہوں کی وجہ سے عذاب ہوا بھی تو

ذلت و اہانت کے ساتھ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ" (اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے) ۱۵۱

اس سے قرآن پاک اور تمام وہ کتابیں اور صحائف مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے یعنی سب پر ایمان لاؤ۔ ۱۵۱ اس سے ان کی مراد تو ریت ہے۔ ۱۵۱ یعنی

توریت پر ایمان لانے کا دعویٰ غلط ہے چونکہ قرآن پاک جو توریت کا مُصَدِّق (تصدیق کرنے والا) ہے اس کا انکار تو ریت کا انکار ہو گیا۔ ۱۶۱ اس میں بھی ان کی

تکذیب ہے کہ اگر تو ریت پر ایمان رکھتے تو انبیاء علیہم السلام کو ہرگز شہید نہ کرتے۔ ۱۶۱ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر تشریف لے جانے کے بعد۔

۱۶۲ اس میں بھی ان کی تکذیب ہے کہ شریعت موسیٰ کے ماننے کا دعویٰ جھوٹا ہے اگر تم مانتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور بیضا وغیرہ کھلی نشانیوں کے

دیکھنے کے بعد گوسالہ پرستی (بچھڑے کی پوجا) نہ کرتے۔ ۱۶۳ تو ریت کے احکام پر عمل کرنے کا۔ ۱۶۴ اس میں بھی ان کے دعوئے ایمان کی تکذیب ہے۔

صٰدِقِيْنَ ۙ وَلَنْ يَّتَمُوْهُ اَبَدًاۤ اِبٰقَدَمَتْ اَيُّدِيْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

سچے ہو ۱۵۱ اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ۱۵۲ ان بد اعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے ۱۵۳ اور اللہ خوب جانتا ہے

بِالظٰلِمِيْنَ ۙ وَلَتَجِدَنَّهٗمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَيٰوَةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ

ظالموں کو اور بے شک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں سے

اَشْرَكُوْاۤ اَيُّوْدُ اَحَدُهُمْ لَوْ يَّعْمُرُ الْاَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِزَحٰرِحِهٖ

ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے ۱۵۴ اور وہ اسے عذاب

مِّنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعْمَرَ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَّعْمَلُوْنَ ۙ ۚ قُلْ مِّنْ كَانَ

سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کو تک (بڑے عمل) دیکھ رہا ہے تم فرما دو جو کوئی

عَدُوٌّۭاَلْجَبْرِیْلُ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًاۢ لِّمَا بَيَّنَّ

جبریل کا دشمن ہو ۱۵۵ تو اس (جبریل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی

بِیْدِيْهِ وَهُدًىۙ وَبُشْرٰیۙ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ ۚ مِّنْ كَانَ عَدُوٌّۭاَللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

تقدیق فرماتا اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو ۱۵۶ جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں

۱۵۷ یہود کے باطل دعاوی (جھوٹے دعویٰ) میں سے ایک یہ دعویٰ تھا کہ جنت خاص انہیں کے لیے ہے اس کا رد فرمایا جاتا ہے کہ اگر تمہارے دُعم میں جنت

تمہارے لیے خاص ہے اور آخرت کی طرف سے تمہیں اطمینان ہے اعمال کی حاجت نہیں تو جتنی نعمتوں کے مقابلہ میں دُنویٰ مصائب کیوں برداشت کرتے ہو؟

موت کی تمنا کرو کہ تمہارے دعویٰ کی بنا پر تمہارے لیے باعث راحت ہے، اگر تم نے موت کی تمنا نہ کی تو یہ تمہارے کذب کی دلیل ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ

اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو سب ہلاک ہو جاتے اور روئے زمین پر کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔ ۱۵۸ یہ غیب کی خبر اور معجزہ ہے کہ یہود باوجود نہایت ضد اور شدت

مخالفت کے بھی تمنائے موت کا لفظ زبان پر نہ لاسکے۔ ۱۵۹ جیسے نبی آخر الزمان اور قرآن کے ساتھ کفر اور توریت کی تحریف وغیرہ۔ مسئلہ: موت کی محبت اور لقائے

پروردگار کا شوق اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد دعا فرماتے: ”اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَہَادَۃً فِیْ سَبِّیْلِکَ وَوَفَاۃً بِبَلَدِ

رَسُوْلَکَ“ یارب! مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر میں وفات نصیب فرما۔ بالغوم تمام صحابہ کبار اور بالخصوص شہدائے بدر و اُحد و احصاب بیعت

رضوان موت فی سبیل اللہ کی محبت رکھتے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکر کفار کے سردار رستم بن فرخ زاد کے پاس جو خط بھیجا اس میں تحریر

فرمایا تھا: ”اِنَّ مَعِیْ قُوًمًا یُّحِبُّوْنَ الْمَوْتَ کَمَا یُحِبُّ الْاَعَاجِمُ الْحَمْرَ“ یعنی میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو موت کو اتنا محبوب رکھتی ہے جتنا عجمی شراب کو۔ اس

میں لطیف اشارہ تھا کہ شراب کی ناقص مستی کو محبت دنیا کے دیوانے پسند کرتے ہیں اور اہل اللہ موت کو محبوب حقیقی کے وصال کا ذریعہ سمجھ کر محبوب جانتے ہیں۔ فی الجملہ

اہل ایمان آخرت کی رغبت رکھتے ہیں اور اگر طول حیات کی تمنا بھی کریں تو وہ اس لیے ہوتی ہے کہ نیکیاں کرنے کے لیے کچھ اور عرصہ مل جائے جس سے آخرت کے

لیے ذخیرہ سعادت زیادہ کر سکیں اگر گزشتہ آیام میں گناہ ہوئے ہیں تو ان سے توبہ و استغفار کر لیں۔ مسئلہ: صحاح کی حدیث میں سے کوئی دنیوی مصیبت سے پریشان

ہو کہ موت کی تمنا نہ کرے۔ اور درحقیقت حوادث دنیا سے تنگ آکر موت کی دعا کرنا صبر و رضا و تسلیم و توکل کے خلاف و ناجائز ہے۔ ۱۶۰ مشرکین کا ایک گروہ مجوسی

ہے آپس میں تخیّت و سلام کے موقع پر کہتے ہیں: ”یٰٰہ ہزار سال“ یعنی ہزار برس چو، مطلب یہ ہے کہ مجوسی مشرک ہزار برس جینے کی تمنا رکھتے ہیں، یہودی ان سے

بھی بڑھ گئے کہ انہیں حرص و زندگانی سب سے زیادہ ہے۔ ۱۶۱ شان نزول: یہود کے عالم عبداللہ بن صُورِیّا نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ

کے پاس آسمان سے کون فرشتہ آتا ہے؟ فرمایا: جبریل۔ ابن صوریّا نے کہا: وہ ہمارا دشمن ہے، عذاب شدت اور خسف اتارتا ہے، کئی مرتبہ ہم سے عداوت کر چکا ہے،

اگر آپ کے پاس میکائیل آتے تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔ ۱۶۲ تو یہودی عداوت جبریل کے ساتھ بے معنی ہے بلکہ اگر انہیں انصاف ہوتا تو وہ جبریل امین سے

وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ۙ ۹۸ وَلَقَدْ

اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا ۱۱۷ اور بے شک

أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ۙ ۹۹ أَوَكَلَّمَا

ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں ۱۱۸ اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ اور کیا جب کبھی

عَهْدُ وَعَاهِدًا نَّبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۙ ۱۰۰

کوئی عہد کرتے ہیں ان میں ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے بلکہ ان میں بہتروں کو ایمان نہیں ۱۱۹

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ

اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ۱۲۰ ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا ۱۲۱ تو کتاب

مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ ۚ كَتَبَ اللَّهُ وَرَأَى ظُهُورَهُمْ كَانَتْهُمْ

والوں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی ۱۲۲ گویا وہ

لَا يَعْلَمُونَ ۙ ۱۰۱ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمٍ ۖ وَ

کچھ علم ہی نہیں رکھتے ۱۲۳ اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں ۱۲۴ اور

مُحِبَّتِ كَرْتِے اور ان کے شکر گزار ہوتے کہ وہ ایسی کتاب لائے جس سے ان کی کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور ”بُشْرَىٰ لِّلْمُؤْمِنِينَ“ (بشارت مسلمانوں کو) فرمانے

میں یہود کا رد ہے کہ اب تو جبریل ہدایت و بشارت لا رہے ہیں پھر بھی تم عداوت سے باز نہیں آتے۔ ۱۱۷ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور

غضب الہی کا سبب ہے اور محبوبان حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے۔ ۱۱۸ شان نزول: یہ آیت ابن صوریہ کی روایت میں نازل ہوئی جس نے حضور سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد! آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ لائے جسے ہم پہچانتے اور نہ آپ پر کوئی واضح آیت نازل ہوئی جس کا ہم اتباع کرتے۔

۱۱۹ شان نزول: یہ آیت مالک بن صفین کی روایت میں نازل ہوئی جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اللہ تعالیٰ کے وہ عہد یاد دلانے جو حضور

پر ایمان لانے کے متعلق کئے تھے تو ابن صفین نے عہد بنی کا انکار کر دیا۔ ۱۲۰ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۲۱ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم توریت و

زبور وغیرہ کی تصدیق فرماتے تھے اور خود ان کتابوں میں بھی حضور کی تشریف آوری کی بشارت اور آپ کے اوصاف و احوال کا بیان تھا اس لیے حضور کی تشریف آوری

اور آپ کا وجود مبارک ہی ان کتابوں کی تصدیق ہے تو حال اس کا مُفَضِّل تھا کہ حضور کی آمد پر اہل کتاب کا ایمان اپنی کتابوں کے ساتھ اور زیادہ پختہ ہوتا مگر اس کے

برعکس انہوں نے اپنی کتابوں کے ساتھ بھی کفر کیا۔ سُدّی کا قول ہے کہ جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو یہود نے توریت سے مقابلہ کر کے توریت و قرآن کو

مطابق پایا تو توریت کو بھی چھوڑ دیا۔ ۱۲۲ یعنی اس کتاب کی طرف بے التفاتی کی۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ یہود نے توریت کو خریو دیا کہ ریشمی غلافوں

میں زروسیم کے ساتھ مُطَوَّعاً و مُزَيَّن کر کے رکھ لیا اور اس کے احکام کو نہ مانا۔ ۱۲۳ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے چار فرقے تھے: ایک توریت پر ایمان لایا اور

اس نے اس کے حقوق کو بھی ادا کیا، یہ مؤمنین اہل کتاب ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے اور ”أَكْثَرُهُمْ“ سے ان کا پتہ چلتا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے بالاعلان توریت کے

عہد توڑے اس کی حدود سے باہر ہوئے، سرکشی اختیار کی ”نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ“ (ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی) میں ان کا بیان ہے۔ تیسرا فرقہ وہ جس

نے عہد شکنی کا اعلان تو نہ کیا لیکن اپنی جہالت سے عہد شکنی کرتے رہے ان کا ذکر ”بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ“ (بلکہ ان میں سے بہتروں کو ایمان نہیں) میں ہے۔ چوتھے

فرقے نے ظاہری طور پر تو عہد مانے اور باطن میں بغاوت و عناد سے مخالفت کرتے رہے یہ تَصَوُّع سے جا مل جتے تھے ”كَمَاءَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ“ (گویا وہ کچھ علم ہی نہیں

رکھتے) میں ان پر دلالت ہے۔ ۱۲۴ شان نزول: حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے ان کو اس سے روکا

مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيْطٰنَ كَفَرُوْا يَعْلَمُوْنَ النَّاسُ السَّحْرَ

سلیمان نے کفر نہ کیا وہاں شیطان کافر ہوئے ۱۸۰ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں

وَمَا اَنْزَلَ عَلٰی الْمَلٰٓئِكِیْنَ بِبَابِلَ هٰرُوتَ وَمَارُوتَ ط وَمَا يَعْلَمٰنِ

اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ

مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرُ ط فَيَتَعَلَّمُوْنَ

نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو ۱۸۱ تو ان سے

مِنْهُمَا مَا یَفْرِقُوْنَ بَیْنَ الْبَرِّ وَزَوْجِهِ ط وَمَا هُمْ بِضٰرِّیْنَ بِهٖ

سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے

مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یُضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ ط

کسی کو مگر خدا کے حکم سے ۱۸۲ اور وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا اور

لَقَدْ عَلِمُوْا لَیْنَ اَشْتَرٰهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلٰقٍ ط وَلَیْسَ مَا

بے شک ضرور انھیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بڑی چیز ہے وہ

شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ ط لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۱۰۲ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح انھیں علم ہوتا ۱۸۳ اور اگر وہ ایمان لاتے ۱۸۴ اور پرہیز گاری کرتے

لَشُوْبَةُ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ ط لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۱۰۳ یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

تو اللہ کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے کسی طرح انھیں علم ہوتا اے ایمان والو ۱۸۵

اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد خلیفین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام

اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے، بنی اسرائیل کے صلحا و علماء نے تو اس کا انکار کیا لیکن ان کے جہاں جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اس کے سیکھنے پر

ٹوٹ پڑے انبیاء کی کتابیں چھوڑ دیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک اسی حال پر رہے اللہ تعالیٰ نے

حضور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی براءت میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۸۹ کیونکہ وہ نبی ہیں اور انبیاء کفر سے قطعاً معصوم ہوتے ہیں ان کی طرف سحر کی نسبت باطل و

غلط ہے کیونکہ سحر کا کفریات سے خالی ہونا نادر ہے۔ ۱۹۰ جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی جھوٹی تہمت لگائی۔ ۱۹۱ یعنی جادو سیکھ کر اور اس پر

عمل و اعتقاد کر کے اور اس کو مباح جان کر کافر نہ بن۔ یہ جادو فرما کر دانا فرما کر درمیان امتیاز و آزمائش کے لیے نازل ہوا جو اس کو سیکھ کر اس پر عمل کرے کافر ہو

جائے گا بشرطیکہ اس جادو میں منافی ایمان کلمات و افعال ہوں اور جو اس سے بچے نہ دیکھے، یا سیکھے اور اس پر عمل نہ کرے اور اس کے کفریات کا معتقد نہ ہو وہ مومن

رہے گا یہی امام ابو منصور مائری کا قول ہے۔ مسئلہ: جو سحر کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو قتل کر دیا جائے گا۔ مسئلہ: جو سحر کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کی جاتی ہیں اس کا

عامل شطّار طریق (ڈاکو، راہزنوں) کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت۔ مسئلہ: جادوگری تو یہ قول ہے۔ (مدارک) ۱۹۲ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا مؤخر حقیق اللہ تعالیٰ ہے

اور تاثیر اسباب تحت مشیت ہے۔ ۱۹۳ اپنے انجام کا روشدت عذاب کا۔ ۱۹۴ حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر ۱۹۵ اثنان نزول: جب

لَا تَقُولُوا أَرْعَانَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۖ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۰۴﴾

راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو ۱۸۷ اور کافروں کے لیے درد ناک عذاب ہے ۱۸۸

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْبَشَرِ كَيْنَ أَنْ يُنْزَلَ

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک ۱۸۹ وہ نہیں چاہتے

عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۖ

کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے ۱۸۹ اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نُنْسخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ

اور اللہ بڑے فضل والا ہے جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں ۱۹۰ تو اس سے

مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا ۖ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰۶﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ

بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے کیا تجھے خبر نہیں

أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ

کہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ کے سوا تمہارا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے: ”رَاعِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ“ اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ!

ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجیے، یہودی لغت میں یہ کلمہ سُواءِ ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا

شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہودی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا: اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت، اگر میں نے

اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن مار دوں گا، یہود نے کہا: ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں، اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں

حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ”رَاعِنَا“ کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ ”انْظُرْنَا“ (حضور ہم پر نظر رکھیں) کہنے کا حکم ہوا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا

ممنوع۔ ۱۸۷ اور ہمرتن گوش ہو جاؤ (انتہائی توجہ کے ساتھ سنو) تاکہ یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور! توجہ فرمائیں، کیونکہ دربار نبوت کا یہی ادب ہے۔

مسئلہ: دربار انبیاء میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔ ۱۸۸ مسئلہ: ”لِلْكَافِرِينَ“ (اور کافروں کے لئے درد ناک عذاب ہے) میں اشارہ ہے کہ انبیاء

علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔ ۱۸۹ شان نزول: یہودی کی ایک جماعت مسلمانوں سے دوستی و خیر خواہی کا اظہار کرتی تھی ان کی تکذیب میں یہ آیت

نازل ہوئی، مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار خیر خواہی کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ (جمل) ۱۸۹ یعنی کفار اہل کتاب اور مشرکین دونوں مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں

اور اس رنج میں ہیں کہ ان کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و وحی عطا ہوئی اور مسلمانوں کو یہ نعمت عظمیٰ ملی۔ (غازن وغیرہ) ۱۹۰ شان نزول: قرآن کریم

نے شرائع سابقہ (پہلی شریعتوں) و کتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت تسوُّحش (دھ) ہوا اور انہوں نے اس پر طعن کیے، اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا

گیا کہ منسوخ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی دونوں عین حکمت ہیں۔ اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ ہل و انفع (آسان اور فائدہ مند) ہوتا ہے قدرت الہی پر یقین

رکھنے والے کو اس میں جائے تَزَوُّد نہیں کائنات میں مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دن سے رات کو، گرم سے سرما کو، جوانی سے بچپن کو، بیماری سے تندرستی کو، ہمارے

خزاں کو منسوخ فرماتا ہے، یہ تمام نسخ و تبدیل اس کی قدرت کے دلائل ہیں تو ایک آیت اور ایک حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب؟ نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت کا

بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کے لیے تھا اور عین حکمت تھا کفار کی نافرمانی پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اہل کتاب کا اعتراض ان کے معتقدات کے لحاظ

وَلَيْ وَلَا نَصِيرٍ ۝۱۰۷ أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سَأَلَ

نہ کوئی حمایتی نہ مددگار کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے دیا سوال کرو جو پہلے

مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَنْ يَتَّبِدَلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءً

موسیٰ سے ہوا تھا ۱۹۱ اور جو ایمان کے بدلے کفر لے ۱۹۲ وہ ٹھیک راستہ (سے)

السَّبِيلِ ۝۱۰۸ وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوكُمْ مِّنْ بَعْدِ

بہک گیا بہت کتابیوں نے کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی

إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا ۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے ۱۹۳ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو

الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

چکا ہے تو تم چھوڑو اور در گزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بے شک اللہ ہر

سے بھی غلط ہے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوخت تسلیم کرنا پڑے گی، یہ ماننا ہی پڑے گا کہ شنبہ کے روز دنیوی کام ان سے پہلے حرام نہ

تھے ان پر حرام ہوئے، یہ بھی اقرار ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح (علیہ السلام) کی امت کے لیے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام پر بہت سے حرام کر دیئے گئے، ان امور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کس طرح ممکن ہے۔ مسئلہ: جس طرح آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوتی ہے اسی طرح

حدیث متواتر سے بھی ہوتی ہے۔ مسئلہ: نسخ کبھی صرف تلاوت کا ہوتا ہے کبھی صرف حکم کا، کبھی تلاوت و حکم دونوں کا۔ بیہقی نے ابوالائمہ سے روایت کی کہ ایک

انصاری صحابی شب کو تہجد کے لیے اٹھے اور سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی اور سوائے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کے کچھ

نہ پڑھ سکے، صبح کو دوسرے اصحاب سے اس کا ذکر کیا ان حضرات نے فرمایا ہمارا بھی یہی حال ہے وہ سورت ہمیں بھی یاد تھی اور اب ہمارے حافظہ میں بھی نہ رہی،

سب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ عرض کیا، حضور اکرم نے فرمایا: آج شب وہ سورت اٹھائی گئی اس کے حکم و تلاوت دونوں منسوخ ہوئے،

جن کا غنڈوں پر وہ کبھی گئی تھی ان پر نقش تک باقی نہ رہے۔ ۱۹۱ شان نزول: یہود نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس آپ ایسی کتاب لائیے جو

آسمان سے ایک بارگی نازل ہو، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۹۲ یعنی جو آیتیں نازل ہو چکی ہیں ان کے قبول کرنے میں بے جا بحث کرے اور دوسری

آیتیں طلب کرے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس سوال میں مفسدہ (فساد) ہو وہ بزرگوں کے سامنے پیش کرنا جائز نہیں اور سب سے بڑا مفسدہ یہ ہے کہ اس

سے نافرمانی ظاہر ہوتی ہو۔ ۱۹۳ شان نزول: جنگ اُحد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تم حق

پر ہوتے تو تمہیں شکست نہ ہوتی، تم ہمارے دین کی طرف واپس آ جاؤ، حضرت عمار نے فرمایا تمہارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے؟ انہوں نے کہا نہایت بری۔ آپ

نے فرمایا میں نے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخر لمحہ تک سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھروں گا اور کفر نہ اختیار کروں گا اور حضرت حذیفہ نے فرمایا میں

راضی ہوں اللہ کے رب ہونے، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام ہونے، کعبہ کے قبلہ ہونے، مومنین کے

بھائی ہونے سے، پھر یہ دونوں صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی خبر دی، حضور نے فرمایا: تم نے بہتر کیا اور فلاح

پائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۹۴ اسلام کی حقانیت جاننے کے بعد یہود کا مسلمانوں کے کفر و ارتداد کی تمنا کرنا اور یہ چاہنا کہ وہ ایمان سے محروم ہو جائیں

حسد اُتھا، حسد بڑا ہی عیب ہے۔ مسئلہ: حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حسد سے بچو وہ بیکسوں کو اس طرح کھا تا ہے جیسے آگ خشک

لکڑی کو“۔ مسئلہ: حد حرام ہے۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے مال و دولت یا اثر و جاہت سے گمراہی و بے دینی پھیلاتا ہو تو اس کے فتنے سے محفوظ رہنے کے لیے اس

کے زوال و لغت کی تمنا حسد میں داخل نہیں اور حرام بھی نہیں۔

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۰۹ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۖ وَمَا تُقَدِّمُوا

چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ۱۹۵۹ اور اپنی جانوں کے لیے

لَا تُفْسِدُوا مِمَّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے کام

بَصِيرٌ ۱۱۰ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصْرًا ۖ

دیکھ رہا ہے اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو ۱۹۶۰

تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۱۱ بَلَىٰ مَن

یہ ان کی خیال بندیاں ہیں تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل ۱۹۶۱ اگر سچے ہو ہاں کیوں نہیں جس نے

أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ وَلَا خَوْفٌ

اپنا منہ جھکایا اللہ کے لیے اور وہ نیکو کار ہے ۱۹۶۲ تو اس کا نیک (بدلہ) اس کے رب کے پاس ہے اور انھیں

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۱۱۲ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرَاءُ عَلَىٰ

نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم ۱۹۶۳ اور یہودی بولے نصرانی کچھ

شَيْءٍ ۖ وَقَالَتِ النَّصْرَاءُ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ ۖ وَلَا هُمْ يَثْلَوْنَ

نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں ۱۹۶۴ حالانکہ وہ کتاب

الْكِتَابِ ۖ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۖ قَالَ اللَّهُ يَحْكُمُ

پڑھتے ہیں ۱۹۶۵ اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی ۱۹۶۶ تو اللہ قیامت

۱۹۶۷ میں کو یہود سے درگزر کا حکم دینے کے بعد انہیں اپنے اصلاح نفس کی طرف متوجہ فرماتا ہے۔ ۱۹۶۸ یعنی یہود کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یہودی داخل ہوں

گے اور نصرانی کہتے ہیں کہ فقط نصرانی اور یہ مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے کے لیے کہتے ہیں جیسے نوح وغیرہ کے لچر (یہودہ) شبہات انہوں نے اس امید پر پیش

کیے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے دین میں کچھ تڑو دہو جائے، اسی طرح ان کو جنت سے مایوس کر کے اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ آخر پارہ میں ان کا یہ

مَقُولہ مذکور ہے: ”وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصْرًا تَهْتَدُوا“ (اور کتابی بولے یہودی نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے) اللہ تعالیٰ ان کے اس خیال باطل کا رد فرماتا ہے۔

۱۹۶۸ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ نفی کے مدعی کو بھی دلیل لانا ضرور ہے بغیر اس کے دعویٰ باطل و نامُسَوِّع (نامقبول) ہوگا۔ ۱۹۶۹ خواہ وہ کسی زمانہ، کسی نسل،

کسی قوم کا ہو۔ ۱۹۷۰ اس میں اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ جنت کے فقط وہی مالک ہیں بالکل غلط ہے کیونکہ دخول جنت مُرْتَب ہے عقیدہ صحیحہ و عمل

صالح پر اور یہ انہیں مُبْتَلٰی نہیں۔ ۱۹۷۱ شان نزول: نجران کے نصاریٰ کا وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ

شروع ہو گیا آوازیں بلند ہوئیں شور مچا یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل شریف کا انکار کیا، اسی طرح نصاریٰ نے یہود سے

کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور توریت شریف و حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۹۷۲ یعنی باوجود علم کے انہوں نے ایسی جاہلانہ

گفتگو کی۔ حالانکہ انجیل شریف جس کو نصاریٰ مانتے ہیں اس میں توریت شریف و حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق ہے، اسی طرح توریت جس کو یہودی

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا

مَنْعَ مَسْجِدِ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۖ أُولَٰئِكَ مَا

اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لیے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے اور ان کو نہ

كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ

پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے

فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيُّ الْيَشَانِ تُؤْمِنُونَ

آخرت میں بڑا عذاب ہے اور پورب وچمچ (مشرق و مغرب) سب اللہ ہی کا ہے تو تم جہدہ منہ کروادھر وَجْهَ اللَّهِ

فَتَمَّ وَجْهَ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۚ

(خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی

مانتے ہیں اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور ان تمام احکام کی تصدیق ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴

سُبْحَنَهُ ط بَلْ لَّهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط كُلُّ لَّهُ قٰنِثُوْنَ ۝۱۱۶

پاکی ہے اسے ۲۱۵ بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۲۱۶ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا ۲۱۷ اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا

فَيَكُوْنُ ۝۱۱۷ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَا

دو فوراً ہو جاتی ہے ۲۱۸ اور جاہل بولے ۲۱۹ اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا ۲۲۰ یا ہمیں کوئی

اٰیۃ ط كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ط تَشَابَهَتْ

نشانیں ملے ۲۲۱ ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات ان کے اُن کے دل

قُلُوْبُهُمْ ط قَدْ بَيَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُوْنَ ۝۱۱۸ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ

ایک سے ہیں ۲۲۲ بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لیے ۲۲۳ بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا

بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۝۱۱۹ وَلَا تَسْئَلْ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝۱۲۰ وَلَنْ تَرْضٰی

خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا ۲۲۴ اور ہر گز تم سے

عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط قُلْ اِنْ هٰدٰی اللّٰهُ

یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو ۲۲۵ تم فرما دو کہ اللہ ہی کی ہدایت

ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اگر کفار خانہ کعبہ میں نماز سے منع کریں تو تمہارے لیے تمام زمین مسجد بنا دی گئی ہے جہاں سے چاہو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز

پڑھو۔ ۲۲۶ شان نزول: یہود نے حضرت عزیر (علیہ السلام) کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح (علیہ السلام) کو خدا کا بیٹا کہا، مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں

بتایا ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی فرمایا: ”سُبْحَنَهُ“ وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو، اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور بے ادبی ہے،

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابنِ آدم نے مجھے گالی دی میرے لیے اولاد بتائی، میں اولاد فریوسی سے پاک ہوں۔ ۲۲۷ اور مملوک ہونا اولاد ہونے

کے مُنافی ہے جب تمام جہان اس کا مملوک ہے تو کوئی اولاد کیسے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ: اگر کوئی اپنی اولاد کا مالک ہو جائے وہ اسی وقت آزاد ہو جائے گی۔ ۲۲۸ جس

نے بغیر کسی مثال سابق کے اشیاء کو عدم سے وجود عطا فرمایا۔ ۲۲۹ یعنی کائنات اس کے ارادہ فرماتے ہی وجود میں آ جاتی ہے۔ ۲۳۰ یعنی اہل کتاب یا مشرکین۔

۲۳۱ یعنی بے واسطہ خود کیوں نہیں فرماتا جیسا کہ ملائکہ و انبیاء سے کلام فرماتا ہے۔ یہ ان کا کمال تکبر اور نہایت سرکشی تھی انہوں نے اپنے آپ کو انبیاء و ملائکہ کے برابر

سمجھا۔ شان نزول: رافع بن جحیم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے فرمائیے وہ ہم سے کلام کرے ہم خود سنیں، اس

پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۳۲ یہ ان آیات کا عینا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ ۲۳۳ کوری و ناپینائی اور کفر و قساوت میں۔ اس میں نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان کی سرکشی اور وعائدانہ (دشمنانہ) انکار سے رنجیدہ نہ ہوں پچھلے کفار بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے۔

۲۳۴ یعنی آیات قرآنی و معجزات باہرات انصاف والے کو سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین دلانے کے لیے کافی ہیں مگر جو طالب یقین نہ ہو وہ

دلائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ۲۳۵ کہ وہ کیوں ایمان نہ لائے؟ اس لیے کہ آپ نے اپنا فرض تبلیغ پورے طور پر ادا فرما دیا۔ ۲۳۶ اور یہ ناممکن کیونکہ وہ باطل

هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۚ

ہدایت ہے ۲۱۹ اور (اے سننے والے کے باشند) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا

مَالِكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝۱۲۰ ۚ الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ

تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار ۲۲۰ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے

يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ۖ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ

وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی

هُمْ الْخٰسِرُونَ ۝۱۲۱ ۚ يُبَنِّيٰٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ

زیاں کار (نقصان اٹھانے والے) ہیں ۲۲۱ اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا احسان جو میں نے

عَلَيْكُمْ وَاِنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۲۲ ۚ وَاتَّقُوا یَوْمًا لَا تَجْزِیٰ

تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی اور ڈرو اُس دن سے کہ کوئی

نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْءًا وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ

جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی اور نہ اُس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے ۲۲۲

وَلَا هُمْ یُنصَرُونَ ۝۱۲۳ ۚ وَاِذْ اَبْتَلٰٓ اِبْرٰهٖمَ رَبُّهُۥ بِكَلِمٰتٍ فَاَتٰہُنَّ ۖ قَالَ

اور نہ ان کی مدد ہو اور جب ۲۲۳ ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا ۲۲۴ تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں ۲۲۵ فرمایا

اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۖ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ قَالَ لَا یَبْتَئٰلُ

میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد

پر ہیں۔ ۲۱۹ وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر ایک راہ باطل و ضلالت۔ ۲۲۰ یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے کہ جب تم نے جان لیا کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے پاس حق و ہدایت لائے تو تم ہرگز کفار کی خواہشوں کا اتباع نہ کرنا، اگر ایسا کیا تو تمہیں کوئی عذاب الہی سے بچانے والا نہیں۔ (خازن) ۲۲۱ شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت اہل سفینہ کے باب میں نازل ہوئی جو جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے، ان کی تعداد

چالیس تھی، بتیس اہل حبشہ اور آٹھ شامی راہب، ان میں بحیرہ راہب بھی تھے۔ معنی یہ ہیں کہ درحقیقت توریت شریف پر ایمان لانے والے وہی ہیں جو اس کی تلاوت کا

حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف و تبدیل پڑھتے ہیں اور اس کے معنی سمجھتے اور مانتے ہیں اور اس میں حضور سید کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت

دیکھ کر حضور پر ایمان لاتے ہیں اور جو حضور کے منکر ہوتے ہیں وہ توریت شریف پر ایمان نہیں رکھتے۔ ۲۲۲ اس میں یہود کا رد ہے جو کہتے تھے ہمارے باپ دادا بزرگ

گزرے ہیں ہمیں شفاعت کر کے چھڑالیں گے انہیں مایوس کیا جاتا ہے کہ شفاعت کا کفر کے لیے نہیں۔ ۲۲۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سرزمینِ اہواز میں

بمقامِ سوس ہوئی، پھر آپ کے والد آپ کو بابل ملکِ نمرود میں لے آئے، یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب سب آپ کے فضل و شرف کے معترف اور آپ کی نسل میں ہونے پر فخر

کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے وہ حالات بیان فرمائے جن سے سب پر اسلام کا قبول کرنا لازم ہو جاتا ہے کیونکہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر واجب کیں وہ اسلام

کے خصائص میں سے ہیں۔ ۲۲۴ خدائی آزمائش یہ ہے کہ بندے پر کوئی پابندی لازم فرما کر دوسروں پر اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا اظہار کر دے۔ ۲۲۵ جو باتیں

عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَ

ظالموں کو نہیں پہنچتا ۲۲۹ اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو ۲۲۷ لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا ۲۲۸ اور

اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدُنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ

ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ ۲۲۹ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمعیل کو کہ

طَهَّرَا بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعَ السُّجُودَ ﴿١٢٥﴾ وَإِذْ قَالَ

میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور استسکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے اور جب عرض کی

إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَدَلًا لِّمَنَّا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الشَّرَائِطِ مَنْ

ابراہیم نے کہ اے رب میرے اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو

أَمِنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمِتُّهُ قَلِيلًا ثُمَّ

ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں ۲۳۰ فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر

أَصْطَرُّكَ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٣٦﴾ وَإِذِ رَفَعُوا إِبْرَاهِيمَ

اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کروں گا اور وہ بہت بری جگہ سے ملنے کی اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْعَىٰ ۖ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ

اس گھر کی نیوس (بنادس) اور اسماعیل یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما ۲۳۱ ے شک تو ہی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش کے لیے واجب کی تھیں ان میں مفسرین کے چند قول ہیں قتادہ کا قول ہے کہ وہ مناسک حج ہیں۔ مجاہد نے کہا

اس سے وہ دس چیزیں مراد ہیں جو اگلی آیات میں مذکور ہیں۔ حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ وہ دس چیزیں یہ ہیں: (۱) مونچھیں کتر وانا (۲) کلی کرنا

(۳) ناک میں صفائی کے لیے مانی استعمال کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) سر میں مانگ نکالنا (۶) ناخن ترشوانا (۷) بغل کے بال دور کرنا (۸) مونے زربان کی صفائی

(۹) ختنہ (۱۰) پانی سے استنجا کرنا۔ یہ سب چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھیں اور ہم پر ان میں سے بعض واجب ہیں بعض سنت۔ **۲۲۶ مسئلہ:** یعنی

آپ کی اولاد میں جو ظالم (کافر) ہیں وہ امامت کا منصب نہ پائیں گے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا پیشوا نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو اس کا اتباع

حاضر نہیں۔ ۲۲۷ ”بیت“ سے کعبہ شریف مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل ہے۔ ۲۲۸ امن بنانے سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام

ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو امن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر بھڑے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مومن اس

میں داخل ہو کر عذاب سے مأمون ہو جاتا ہے۔ ”حرم“ کو حرم اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل، ظلم، شکار حرام و ممنوع ہے۔ (احمدی) اگر کوئی مجرم بھی داخل ہو

جائے تو وہاں اس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ (مدارک) ۲۲۹ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی بنیاد (تعمیر)

فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا، اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استجاب کے لیے ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد

ہیں۔ (احمدی وغیرہ) **ف** چونکہ امامت کے باب میں ”لَا يَنْأَلُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ“ (میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا) ارشاد ہو چکا تھا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ

السلامہ نے اس دعائیں مومنین کو خاص فرمایا اور یہی شان ادب تھی، اللہ تعالیٰ نے کرم کیا دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ رزق سب کو دیا جائے گا مومن کو بھی کافر

کو بھی لیکن کافر کا رزق تھوڑا ہے یعنی صرف دنیوی زندگی میں وہ بہرہ مند ہو سکتا ہے۔ **۲۳** پہلی مرتبہ کعبہ معظمہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی اور بعد طوفان

السَّبِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا

سنتا جانتا اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والے ۲۲۲ اور ہماری اولاد میں سے

أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَآرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ

ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما ۲۲۳ بے شک تو ہی ہے

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ

بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ۲۲۴ ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت

اَيْتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ

فرمائے اور انہیں تیری کتاب ۲۲۵ اور پختہ علم سکھائے ۲۲۶ اور انہیں خوب سترہ فرمادے ۲۲۷ بے شک تو ہی ہے غالب

الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبْ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدْ

حکمت والا اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے ۲۲۸ سوا اس کے جو دل کا احمق ہے اور بے شک ضرور

نوح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی، یہ تعمیر خاص آپ کے دست مبارک سے ہوئی، اس کے لیے پتھر اٹھا کر لانے کی خدمت و سعادت حضرت

اسماعیل علیہ السلام کو مقرر ہوئی، دونوں حضرات نے اس وقت یہ دعا کی کہ یارب ہماری یہ طاعت و خدمت قبول فرما۔ ۲۲۹ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے مطیع و مخلص

بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لیے ہے کہ طاعت و اخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب رکھتے ہیں، ذوق طاعت سیر نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ۔ فکر ہر کس

بِقَدْرِ سَمْتِ اَوْ سَمْتِ (ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق ہی غور و فکر کرتا ہے)۔ ۲۳۰ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام معصوم ہیں آپ کی طرف سے توبہ و تَوَّابُ

ہے اور اللہ والوں کے لیے تعلیم ہے۔ مسئلہ کہ یہ مقام قبول دعا کا ہے اور یہاں دعا و توبہ سنت ابراہیمی ہے۔ ۲۳۱ یعنی حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل کی ذُرِّيَّتِ

میں۔ یہ دعا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی یعنی کعبہ معظمہ کی تعمیر کی عظیم خدمت، بجالانے اور توبہ و استغفار کرنے کے بعد حضرت ابراہیم و اسماعیل نے یہ دعا

کی کہ یارب! اپنے محبوب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف ہمیں عنایت کر، یہ دعا قبول ہوئی اور ان دونوں صاحبوں کی نسل

میں حضور کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا، اولاد حضرت ابراہیم میں باقی انبیاء حضرت ائق کی نسل سے ہیں۔ مسئلہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد شریف خود بیان

فرمایا امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی کہ حضور نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”خَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ لکھا ہوا تھا بحالیکہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے تئلا کا

خمیر ہو رہا تھا، میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں، میں دعائے ابراہیم ہوں، بشارت عیسیٰ ہوں، اپنی والدہ کی اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری

ولادت کے وقت دیکھی اور ان کے لیے ایک نور ساطع (پھیلتا ہوا نور) ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان و قصور اُن کے لیے روشن ہو گئے۔ اس حدیث میں

دعائے ابراہیم سے یہی دعا مراد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آرزو مانہ میں حضور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث

فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہ۔ (جمل و غازن) اس کتاب سے قرآن پاک اور اس کی تعلیم سے اس کے حقائق و معانی کا سکھانا مراد ہے۔ ۲۳۲ حکمت

کے معنی میں بہت اقوال ہیں بعض کے نزدیک حکمت سے فقہ مراد ہے، فقہادہ کا قول ہے کہ حکمت سنت کا نام ہے، بعض کہتے ہیں کہ حکمت علم احکام کو کہتے ہیں خلاصہ

یہ کہ حکمت علم اسرار ہے۔ ۲۳۳ سترہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ لوح نفوس و ارواح کو کد و رات (آلودگیوں) سے پاک کر کے حجاب اٹھا دیں اور اَیْنِہ استبعاد کی جلا

فرما کر انہیں اس قابل کر دیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہو سکے۔ ۲۳۴ شان نزول: علماء یہود میں سے حضرت عبد اللہ بن سلام نے اسلام لانے کے بعد

اپنے دو بھتیجوں مہاجر و مسلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا ہے کہ میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی پیدا

کروں گا جن کا نام احمد ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا راہ یاب (راستہ پانے والا) ہوگا، جو ان پر ایمان نہ لائے گا ملعون ہے، یہ سن کر سلمہ ایمان لے آئے اور

مہاجر نے اسلام سے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ظاہر کر دیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود اس رسولِ مُعْظَم کے مبعوث

اَصْطَفَيْتُهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۳۰ اِذْ قَالَ

ہم نے دنیا میں اُسے چُن لیا ۲۳۹ اور بے شک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے ۲۴۰ جب کہ اس سے

لَهُ رَٰبِعَةٌ اَسْلَمُ ۚ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۳۱ وَ وصىٰ بِهَا اِبْرٰهٖمُ

اس کے رب نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی اس کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے

بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۚ يُبْنِیْ اِنَّ اللّٰهَ اَصْطَفٰی لَكُمْ الدِّیْنَ فَلَا تَتَوَتَّنَ اِلَّا

اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمہارے لیے چُن لیا تو نہ مرنا

وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۳۲ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْوُتُّ ۚ اِذْ

مگر مسلمان ۲۴۱ تم میں کے خود موجود تھے ۲۴۲ جب یعقوب کو موت آئی جب کہ

قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ قَالُوْا نَعْبُدُ الْهٰکَ وَ اِلٰهَ

اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے

اَبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَ نَحْنُ لَهُ

والدوں ابراہیم و اسمعیل ۲۴۳ و اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے

مُسْلِمُوْنَ ۝۱۳۳ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا

حضور گردن رکھے ہیں یہ ۲۴۴ ایک امت ہے کہ گذر چکی ۲۴۵ ان کے لیے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو

كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تَسْأَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۴ وَ قَالُوْا كُنُوْا هُودًا

تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی اور کتابی بولے ۲۴۶ یہودی

ہونے کی دعا فرمائی تو جو ان کے دین سے پھرے وہ حضرت ابراہیم کے دین سے پھرا۔ اس میں یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب پر تعزیریں ہے جو اپنے آپ کو افتخاراً

(فخر کرتے ہوئے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے جب ان کے دین سے پھر گئے تو شرافت کہاں رہی؟ ۲۴۷ رسالت و خلقت کے ساتھ رسول و خلیل بنایا۔ ۲۴۸ جن کے لیے بلند درجے ہیں۔ تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کرامت و آئین کے جامع ہیں تو ان کی طریقت و ملت سے پھرنے والا ضرور

نادان و احمق ہے۔ ۲۴۹ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے کہا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بہتان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (خازن) معنی یہ ہیں کہ اے بنی اسرائیل! تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب

علیہ السلام کے آخر وقت ان کے پاس موجود تھے جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام و توحید کا اقرار لیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا جو آیت میں مذکور ہے۔ ۲۵۰ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں داخل کرنا تو اس لیے ہے کہ آپ ان کے چچا ہیں اور چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے جیسا

کہ حدیث شریف میں ہے۔ اور آپ کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام سے پہلے ذکر فرما نا دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں، دوسرے اس لیے کہ آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد ہیں۔ ۲۵۱ یعنی حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام اور ان کی مسلمان اولاد۔ ۲۵۲ اے یہود! تم ان پر بہتان مت اٹھاؤ۔ ۲۵۳ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت رؤساء یہود اور نجران کے نصرانیوں کے

أَوْ نَصْرَانِي تَهْتَدُوا ۖ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ

یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں

الْمُشْرِكِينَ ۚ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى

سے نہ تھے ۲۳۶ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُتارا گیا

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى

ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسیٰ

وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ

و عیسیٰ اور جو عطا کیے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق

مِنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۚ فَإِنْ آمَنُوا بِشَيْءٍ مَّا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ

نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھتے ہیں پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو

اهْتَدَوْا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ

وہ ہدایت پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں ۲۳۷ تو اے محبوب عقیب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے

السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۚ صِبْغَةَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً

سنتا جانتا ۲۳۸ ہم نے اللہ کی ربی (رنگائی) کی ۲۳۹ اور اللہ سے بہتر کس کی ربی (رنگائی)

جواب میں نازل ہوئی یہودیوں نے تو مسلمانوں سے یہ کہا تھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں اور تو ریت تمام کتابوں سے افضل

ہے اور یہودی دین تمام ادیان سے اعلیٰ ہے، اس کے ساتھ انہوں نے حضرت سید کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انجیل شریف و قرآن شریف کے

ساتھ کفر کر کے مسلمانوں سے کہا تھا کہ یہودی بن جاؤ، اسی طرح نصرانیوں نے بھی اپنے ہی دین کو حق بتا کر مسلمانوں سے نصرانی ہونے کو کہا تھا اس پر یہ آیت نازل

ہوئی۔ ۲۳۶ اس میں یہود و نصاریٰ وغیرہ پر تعریض ہے کہ تم مشرک ہو اس لیے ملت ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ جو تم کرتے ہو وہ باطل ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو

خطاب فرمایا جاتا ہے کہ وہ ان یہود و نصاریٰ سے یہ کہہ دیں ”قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ“ ۲۳۷ اور ان میں طلب حق کا شائبہ بھی نہیں۔ ۲۳۸ یہ اللہ کی طرف سے

ذمہ ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ حاصل ہونے والی فتح و ظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا، اس میں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ پورا ہوا اور یہ غیبی خبر صادق ہو کر رہی، کفار کے حسد و عناد اور ان کے مکائد (مکر و فریب) سے حضور کو ضرر نہ

پہنچا، حضور کی فتح ہوئی، بنی قریظہ قتل ہوئے، بنی نضیر جلا وطن کئے گئے، یہود و نصاریٰ پر جو یہ مقرر ہوا۔ ۲۳۹ یعنی جس طرح رنگ کپڑے کے ظاہر و باطن میں

نُفوذ (سرایت) کرتا ہے اسی طرح دین الہی کے اعتقادات کھد ہمارے رگ و پے میں سما گئے ہمارا ظاہر و باطن قلب و قالب اس کے رنگ میں رنگ گیا ہمارا رنگ

ظاہری رنگ نہیں جو کچھ فائدہ نہ دے بلکہ یہ نفوس کو پاک کرتا ہے، ظاہر میں اس کے آثار و ضاع و افعال سے نمودار ہوتے ہیں۔ نصاریٰ جب اپنے دین میں کسی کو

داخل کرتے یا ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پانی میں زرد رنگ ڈال کر اس میں اس شخص یا بچہ کو غوطہ دیتے اور کہتے کہ اب یہ سچا نصرانی ہوا اس کا اس آیت میں رد

فرمایا کہ یہ ظاہری رنگ کسی کام کا نہیں۔

وَنَحْنُ لَهُ عِبْدُونَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ أَتَحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ج

اور ہم اسی کو پوجتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو ﴿۱۳۸﴾ حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک اور تمہارا بھی مالک

وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ج وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿۱۳۹﴾ أَمْ

اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ اور تمہاری کرنی تمہارے ساتھ اور ہم نرے اسی کے ہیں ﴿۱۳۹﴾ بلکہ

تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ

تم یوں کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے

كَانُوا هُودًا أَوْ نَصْرَى ط قُلْ ءَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ط وَمَنْ أَظْلَمُ

یہودی یا نصرانی تھے تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو ﴿۱۴۰﴾ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

مِمَّنْ كُنتُمْ شَهِادَةً عِنْدَ اللَّهِ ط وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۴۰﴾

جس کے پاس اللہ کی طرف کی گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے ﴿۱۴۰﴾ اور خدا تمہارے گونگوں (بُرے اعمال) سے بے خبر نہیں

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ج وَلَا تَسْأَلُونَ

وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لیے ان کی کمائی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی اور ان کے کاموں کی

عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ع ﴿۱۴۱﴾

تم سے پرسش نہ ہوگی

﴿۱۴۱﴾ شان نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہیں ہمارا قبلہ پرانا ہے ہمارا دین قدیم ہے، انبیاء ہم میں سے ہوئے ہیں، اگر سید عالم محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو ہم میں سے ہی ہوتے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ ﴿۱۴۱﴾ اسے اختیار ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے نبی بنائے

عرب میں سے ہو یا دوسروں میں سے۔ ﴿۱۴۲﴾ کسی دوسرے کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتے اور عبادت و طاعت خالص اسی کے لیے کرتے ہیں تو ہم مستحقِ اکرام

ہیں۔ ﴿۱۴۳﴾ اس کا قطعی جواب یہی ہے کہ اللہ ہی اعلم (زیادہ علم والا) ہے تو جب اس نے فرمایا: ”مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا“ (ابراہیم نہ یہودی تھے

اور نہ نصرانی) تو تمہارا یہ قول باطل ہوا۔ ﴿۱۴۴﴾ یہ یہود کا حال ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شہادتیں چھپائیں جو تورات شریف میں مذکور تھیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم اس کے نبی ہیں اور ان کی یہ نعت و صفات ہیں اور حضرت ابراہیم مسلمان ہیں اور دینِ مقبول اسلام ہے نہ یہودیت و نصرانیت۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّهُمْ عَنِ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا

اب کہیں گے ۲۵۵ بیوقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر

عَلَيْهَا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۖ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ

تھے ۲۵۶ تم فرما دو کہ پورب بچشم (مشرق و مغرب) سب اللہ ہی کا ہے ۲۵۷ جسے چاہے سیدھی راہ

مُسْتَقِيمٌ ﴿۱۳۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شٰهَدَآءَ عَلٰى

چلاتا ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر

النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شٰهِيْدًا ۖ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي

گواہ ہو ۲۵۸ اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ۲۵۹ اور اے محبوب تم پہلے جس

۲۵۵ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بیٹ المقدس کے کعبہ معظمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کئے کیونکہ یہ انہیں ناگوار تھا اور

وہ نوح کے قائل نہ تھے۔ ایک قول پر یہ آیت مشرکین مکہ کے اور ایک قول پر منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے کفار کے یہ سب گروہ مراد

ہوں کیونکہ طعن و تشنیع میں سب شریک تھے اور کفار کے طعن کرنے سے قبل قرآن پاک میں اس کی خبر دے دینا نبی خبروں میں سے ہے۔ طعن کرنے والوں کو بے

وقوف اس لیے کہا گیا کہ وہ نہایت واضح بات پر معترض ہوئے باوجودیکہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزماں کے خصائص میں آپ کا لقب ذوالقنبلین (دو قبلوں والا)

ذکر فرمایا اور توحید قبلہ (قبلہ کا تبدیل ہونا) اس کی دلیل ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی پہلے انبیاء خبر دیتے آئے! ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور معترض ہونا

کمال حماقت ہے۔ ۲۵۶ قبلہ اس جہت کو کہتے ہیں جس کی طرف آدمی نماز میں منہ کرتا ہے، یہاں قبلہ سے بیٹ المقدس مراد ہے۔ ۲۵۷ اسے اختیار ہے جسے

چاہے قبلہ بنائے کسی کو کیا جائے اعتراض! بندے کا کام فرماں برداری ہے۔ ۲۵۸ دنیا و آخرت میں مسئلہ دنیا میں تو یہ کہ مسلمان کی شہادت مومن کا کفر سب کے

حق میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں۔ مسئلہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امت کا اجماع حجت لازم القبول ہے۔ مسئلہ اموات کے حق

میں بھی اس امت کی شہادت معتبر ہے رحمت و عذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ صحاح کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی تعریف کی حضور نے فرمایا: واجب ہوئی، پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی برائی کی حضور نے فرمایا: واجب ہوئی

حضرت عمر نے دریافت کیا کہ حضور کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: پہلے جنازہ کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوئی، دوسرے کی تم نے برائی بیان کی اس

کے لیے دوزخ واجب ہوئی، تم زمین میں اللہ کے شہداء (گواہ) ہو، پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ مسئلہ: یہ تمام شہادتیں صلحاء امت اور اہل صدق کے

ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لیے زبان کی گہداشت شرط ہے۔ جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلاف شرع کلمات ان کی زبان سے

نکلتے ہیں اور ناحق لعنت کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد۔ اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب

تمام اولیٰین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا: کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے؟ تو وہ انکار کریں گے

اور کہیں گے کوئی نہیں آیا۔ حضرات انبیاء سے دریافت فرمایا جائے گا: وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی، اس پر ان سے اقامۃ للہ حجۃ دلیل

طلب کی جائے گی! وہ عرض کریں گے کہ امت محمدیہ ہماری شاہد ہے، یہ امت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی، اس پر گزشتہ امت کے

کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے، دریافت فرمایا جائے گا: تم کیسے جانتے ہو؟ یہ عرض کریں گے یارب! تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، قرآن پاک نازل فرمایا، ان کے ذریعے سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فرض تبلیغ علی وجہ الکمال ادا

کیا۔ پھر سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور ان کی تصدیق فرمائیں گے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء

معرفہ میں شہادت نسامع (سننے) کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہوا اس پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔ ۲۵۹ امت کو تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کے ذریعے سے احوال اُمم و تبلیغ انبیاء کا علم قطعی و یقینی حاصل ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکرم الہی نور نبوت سے ہر شخص

كُنْتُ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ ط

قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے ۲۶۱

وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ط وَمَا كَانَ اللَّهُ

اور بے شک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں

لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۲۶۲﴾ قَدْ نَرَىٰ

کہ تمہارا ایمان اکارت (ضائع) کرے ۲۶۲ بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر (رحم) والا ہے ہم دیکھ رہے ہیں

تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ج فَلَوْلَيْبِكَ قِبَلَةٌ تَرْضَاهَا قَوْلٌ وَجْهَكَ

بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا ۲۶۳ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ط

مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ۲۶۴

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ط وَمَا اللَّهُ

اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ۲۶۵ اور اللہ ان کے

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۲۶۶﴾ وَلَئِنْ آتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ

کوئیوں (برے اعمال) سے بے خبر نہیں اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر

کے حال اور اس کی حقیقت ایمان اور اعمال نیک و بد اور اخلاص و نفاق سب پر مُطَّلَعٌ ہیں۔ مسئلہ: اسی لیے حضور کی شہادت دنیا میں حکم شرع امت کے حق میں

مقبول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے اپنے زمانہ کے حاضرین کے متعلق جو کچھ فرمایا مثلاً صحابہ و ازواج و اہل بیت کے فضائل و مناقب یا غائبوں اور بعد والوں کے

لیے مثل حضرت اویس و امام مہدی وغیرہ کے اس پر اعتقاد واجب ہے۔ مسئلہ: ہر نبی کو ان کی امت کے اعمال پر مُطَّلَعٌ کیا جاتا ہے تاکہ روز قیامت شہادت دے

سکیں چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت عام ہوگی اس لیے حضور تمام امتوں کے احوال پر مُطَّلَعٌ ہیں۔ فائدہ: یہاں شہید بمعنی مُطَّلَعٌ بھی ہو سکتا

ہے کیونکہ شہادت کا لفظ ظلم و اطلاع کے معنی میں بھی آیا ہے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے)۔

۲۶۰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کعبہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے، بعد ہجرت بیٹہ المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا، سترہ مہینے کے قریب اس

طرف نماز پڑھی، پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ اس تحویل (قبلہ تبدیل کرنے) کی ایک یہ حکمت ارشاد ہوئی کہ اس سے مومن و کافر میں فرق و امتیاز ہو جائے

گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲۶۱ شان نزول: بیٹہ المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانہ میں جن صحابہ نے وفات پائی ان کے رشتہ داروں نے تحویل قبلہ کے بعد ان کی

نمازوں کا حکم دریافت کیا! اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اطمینان دلایا گیا کہ ان کی نمازیں ضائع نہیں ان پر ثواب ملے گا۔ فائدہ: نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا

گیا کیونکہ اس کی ادا اور جماعت پڑھنا دلیل ایمان ہے۔ ۲۶۲ شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنایا چنانچہ سندر خاطر (محبوب) تھا اور حضور اس امید

میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، آپ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرف رخ کیا۔ مسئلہ:

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔ ۲۶۳ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں رُوقبلہ ہونا فرض ہے۔

۲۶۴ کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ بھی مذکور تھا کہ آپ بیٹہ المقدس سے کعبہ کی طرف پھریں گے اور ان کے انبیاء نے بشارتوں

آيَةُ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتِهِمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ

آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے ۲۱۵ اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو ۲۱۶ اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے

قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۚ

کے قبلہ کے تابع نہیں ۲۱۷ اور (اے سننے والے کے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا

إِنَّكَ إِذَا لَنِ الظَّالِمِينَ ۚ (۱۳۵) الَّذِينَ اتَّبَعْتَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا

تو اس وقت تو ضرور ستم گار (ظالم) ہوگا جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ۲۱۸ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے

يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۚ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ

آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے ۲۱۹ اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے

يَعْلَمُونَ ۚ (۱۳۶) الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُبْتَلِينَ ۚ (۱۳۷) وَلِكُلِّ

ہیں ۲۲۰ (اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یا حق دہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو شک نہ کرنا اور ہر ایک کے لیے تو جکی

وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيَهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ آيِنَ مَا تَكُونُوا يَاتِ بِكُمْ

ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں تم کہیں ہو اللہ تم سب کو

اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ (۱۳۸) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

اکٹھالے آئے گا ۲۲۱ بے شک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے آؤ ۲۲۲

کے ساتھ حضور کا یہ نشان بتایا تھا کہ آپ بیٹھ المقدس اور کعبہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے۔ ۲۱۵ کیونکہ نشانی اس کو نافع ہو سکتی ہے جو کسی شے کی وجہ سے

منکر ہو، یہ تو حسد و عناد سے انکار کرتے ہیں انہیں اس سے کیا نفع ہوگا۔ ۲۱۶ معنی یہ ہیں کہ یہ قید منسوخ نہ ہوگا تو اب اہل کتاب کو یہ طمع نہ رکھنا چاہیے کہ آپ ان

میں سے کسی کے قبلہ کی طرف رخ کریں گے۔ ۲۱۷ ہر ایک کا قبلہ جدا ہے۔ یہود تو صحیحہ بیت المقدس (بیت المقدس میں رکھی ایک چٹان) کو اپنا قبلہ قرار دیتے ہیں اور

نصاری بیت المقدس کے اس مکان شرقی کو جہاں روح حضرت مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک پھونکنا) واقع ہوا۔ (فتح) ۲۱۸ یعنی علماء یہود و نصاریٰ۔

۲۱۹ مطلب یہ ہے کہ کتب سابقہ میں نبی آخر الزماں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ایسے واضح اور صاف بیان کیے گئے ہیں جن سے علماء اہل کتاب کو

حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضور کے اس منصب عالی کو اتم (پورے) یقین کے ساتھ جانتے ہیں۔ احبار یہود (یہودیوں کے علماء)

میں سے عبد اللہ بن سلام مشرف ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ آیہ ”يَعْرِفُونَهُ“ (یعنی علماء یہود و نصاریٰ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں

جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے) میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اے عمر! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اشتباہ

(بغیر کسی شک و شبہ کے) پہچان لیا اور میرا حضور کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدرجہا زیادہ اتم و اکمل ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیسے؟ انہوں نے کہا

کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے اس کے بھیجے رسول ہیں، ان کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں، بیٹے کی طرف

سے ایسا یقین کس طرح ہو! عورتوں کا حال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہو سکتا ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا سر چوم لیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ غیر محل ثبوت

میں دینی محبت سے پیشانی چومنا جائز ہے۔ ۲۲۰ یعنی توریت و انجیل میں جو حضور کی نعت و صفت ہے علماء اہل کتاب کا ایک گروہ اس کو حسد و عناد و دیدہ و دانستہ

چھپاتا ہے۔ مسئلہ: حق کا چھپانا معصیت و گناہ ہے۔ ۲۲۱ روز قیامت سب کو جمع فرمائے گا اور اعمال کی جزا دے گا۔ ۲۲۲ یعنی خواہ کسی شہر سے سفر کے لیے نکلنا میں

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لِلْحَقِّ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَمَا

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور

اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۳۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ

اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ

مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو

لَعَلَّكُمْ يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا

کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے ﴿۱۴۰﴾ مگر جو ان میں نا انصافی کریں تو ان سے نہ

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۚ وَلَا تَمْنَعُوا نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۴۱﴾

ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ

جیسے ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے ﴿۱۴۲﴾ کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ﴿۱۴۳﴾

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۴۴﴾

اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے ﴿۱۴۵﴾ اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۴۵﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا ﴿۱۴۶﴾ اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو اے ایمان

اپنا منہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کرو۔ ﴿۱۴۷﴾ اور کفار کو یہ طعن کرنے کا موقع نہ ملے کہ انہوں نے قریش کی مخالفت میں حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کا قبلہ

بھی چھوڑ دیا یا وجود یکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اولاد میں ہیں اور ان کی عظمت و بزرگی مانتے بھی ہیں۔ ﴿۱۴۸﴾ اور براہِ عبادت بجا اعتراض کریں ﴿۱۴۹﴾ یعنی سید

عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿۱۵۰﴾ نجاستِ شرک و ذنوب سے۔ ﴿۱۵۱﴾ حکمت سے مفسرین نے فقہ مراد لی ہے۔ ﴿۱۵۲﴾ ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: (۱) لسانی

(۲) قلبی (۳) بالجوارح۔ ذکر لسانی: تسبیح، تقدیس، ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے، خطبہ، توبہ، استغفار، دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ ذکر قلبی: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا،

اس کی عظمت و کبر پائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا، علماء کا استنباط، مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ ذکر بالجوارح: یہ ہے کہ اعضا طاعت الہی

میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح و تکبیر ثناء و قراءت تو ذکر لسانی ہے، اور خشوع و

خضوع اخلاص ذکر قلبی، اور قیام رکوع و سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں

تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد

فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر

أَمُّوا اسْتَعِيْزُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۖ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٥٣﴾ وَلَا

والو صبر اور نماز سے مدد چاہو ۲۵۹ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جو

تَقُولُوا لِنَا يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۖ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا

خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ۲۶۰ بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں

تَشْعُرُونَ ﴿٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ

خبر نہیں ۲۸۱ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے ۲۸۲ اور کچھ

الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۖ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا

مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ۲۸۳ اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر

أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿٥٦﴾ أُولَٰئِكَ

کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ۲۸۴ یہ لوگ ہیں

طرح کے ذکر کو شامل ہیں ذکر یا تہجد (بلند آواز سے ذکر کرنے) کو بھی اور پالنا خفاء کو بھی۔ ۲۵۹ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت
مُہم پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے اور نماز سے مدد چاہنے میں نماز استسقاء و صلوة حاجت داخل ہے۔ ۲۶۰ شان نزول: یہ آیت فہداء بدر کے حق میں نازل
ہوئی۔ لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا وہ دُنیوی آسائش سے محروم ہو گیا! ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۸۱ موت کے بعد نبی اللہ
تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے، ان کی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں، انہیں راحتیں دی جاتی ہیں، ان کے عمل جاری رہتے ہیں، اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے،
حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روہیں سبز پرندوں کے قالب (روپ) میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ کے
فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی نعمتیں ملتی ہیں۔ شہید وہ مسلمان مکلف طاہر ہے جو تہذیب و تمدن سے ظلماً مارا گیا ہو اور اس کے قتل سے مال بھی واجب نہ ہوا ہو، یا
معرکہ جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی۔ اس پر دنیا میں یہ احکام ہیں کہ نہ اس کو غسل دیا جائے، نہ کفن اپنے کپڑوں میں ہی رکھا جائے،
اسی طرح اس پر نماز پڑھی جائے، اسی حالت میں دفن کیا جائے۔ آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے۔ بعض شہداء وہ ہیں کہ ان پر دنیا کے یہ احکام تو جاری نہیں ہوتے
لیکن آخرت میں ان کے لیے شہادت کا درجہ ہے جیسے ڈوب کر یا جل کر، یا دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا، طلب علم، سفر حج، غرض راہ خدا میں مرنے والا، اور
نفاس میں مرنے والی عورت، اور پیٹ کے مرض اور طاعون اور ذات الحُجْب اور رسل (پہلی کے درد اور پیچڑوں کی بیماری و پرانے بخار) میں، اور جمعہ کے روز مرنے
والے وغیرہ۔ ۲۸۲ آزمائش سے فرمانبردار و نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے۔ ۲۸۳ امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خوف سے اللہ
کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد
ہے اس لیے کہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے
تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یا رب! پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ عرض کرتے ہیں ہاں یا رب!
فرماتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھا! فرماتا ہے: اس کے لیے جنت میں مکان
بناؤ اور اس کا نام ”بَيْتُ الْحَمْد“ رکھو۔ حکمت: مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو وقت مصیبت صبر آسان ہو
جاتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا مصیبت کے وقت صابر و شاکر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو
اور اس کی طرف رغبت ہو۔ ایک یہ کہ آنے والی مصیبت کی قبل وقوع اطلاع غیبی خبر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلاء
(مصیبت میں ہٹنا ہونے) کی خبر سے اکھڑ جائیں اور مؤمن و منافق میں امتیاز ہو جائے۔ ۲۸۴ حدیث شریف میں ہے کہ وقت مصیبت کے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ إِنَّ

جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں بے شک

الصَّافَا وَالْبَرَوَةَ ۖ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا

صفا اور مروہ ۱۵۷ اللہ کے نشانوں سے ہیں ۱۵۷ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ

جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ

گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے ۱۵۸ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا

عَلَيْهِمْ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ

خبردار ہے بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں ۱۵۸

بَعْدَ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۖ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ

بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں

پڑھنا رحمت الہی کا سبب ہوتا ہے، یہ بھی حدیث میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارہ گناہ بناتا ہے۔ ۱۵۷ صفا و مروہ مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظمہ کے مقابل جانب شرق واقع ہیں، مروہ شمال کی طرف مائل، اور صفا جنوب کی طرف جبل الیٰ فیس کے دامن میں ہے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہہاں زمزم ہے حکم الہی سکونت اختیار فرمائی، اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی نہ خورد و نوش کا کوئی سامان رضائے الہی کے لئے ان مقبول بندوں نے صبر کیا۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام بہت خرد سال (کم عمر) تھے لہٰذا جب ان کی جان بلی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بیتاب ہو کر وہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ”إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ“ کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ ”زمزم“ نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں کو محلِ اجابت دعا بنایا۔ ۱۵۸ ”شَعَائِرُ اللَّهِ“ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، جبار علیہ صفا، مروہ، منیٰ، مساجد۔ یا اذمنہ جیسے رمضان، اشہر حرام، عید فطر و اشعیٰ، جمعہ، ایام تشریق۔ یا دوسرے علامات جیسے اذان، اقامت، نماز باجماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین، حتنہ یہ سب شعائر دین ہیں۔ ۱۵۹ شان نزول: زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دویت رکھے تھے صفا پر جویت تھا اس کا نام آساف اور جو مروہ پر تھا اس کا نام نالک تھا کفار جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیم ہاتھ پھیرتے، عہد اسلام میں بت تو توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرک نہ فعل کرتے تھے اس لئے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اس میں کفار کے مشرک نہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے۔ اس آیت میں ان کا اطمینان فرمادیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت الہی کی ہے تمہیں اندیشہ مشابہت نہیں! اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانہ جاہلیت میں کفار نے بت رکھے تھے، اب عہد اسلام میں بت اٹھا دیئے گئے اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ شعائر دین میں سے رہا اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔ مسئلہ: سعی (یعنی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا) واجب ہے حدیث سے ثابت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مُدِ اَوْمَتِ فرمائی ہے، اس کے ترک سے دَم دینا یعنی قربانی واجب ہوتی ہے۔ مسئلہ: صفا و مروہ کے درمیان سعی حج و عمرہ دونوں میں لازم ہے۔ فرق یہ ہے کہ حج کے اندر عرفات میں جانا اور وہاں سے طواف کعبہ کے لئے آنا شرط ہے، اور عمرہ کے لئے عرفات میں جانا شرط نہیں۔ مسئلہ: عمرہ کرنے والا اگر بیرون مکہ سے آئے اس کو براہ راست مکہ مکرمہ میں آکر طواف کرنا چاہئے اور اگر مکہ کا ساکن (رہنے والا) ہو تو اس کو چاہئے کہ حرم سے باہر جائے وہاں سے طواف کعبہ کا احرام باندھ کر آئے۔ حج و عمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ حج سال میں ایک ہی مرتبہ ہو سکتا ہے کیونکہ عرفات میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو جانا جو حج میں شرط ہے سال میں ایک ہی مرتبہ ممکن ہے اور عمرہ ہر دن ہو سکتا ہے اس کے لئے کوئی وقت مُعَيَّن نہیں۔ ۱۵۹ آیت ان علماء یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور آیت رَحِمَ اور توریت کے دوسرے احکام کو چھپایا کرتے تھے۔

اللَّعْنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ

کی لعنت ۲۸۹ مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں (اصلاح کریں) اور ظاہر کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول

عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَآمَنُوا وَهُمْ

فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر

كُفَّارًا أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾

ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ۲۹۰

خُلِدِينَ فِيهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾

ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے

وَاللَّهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے ۲۹۱ اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان بے شک

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي

آسمانوں ۲۹۲ اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی

مسئلہ: علوم دین کا اظہار فرض ہے۔ ۲۸۹ لعنت کرنے والوں سے ملائکہ و مومنین مراد ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اللہ کے تمام بندے مراد ہیں۔ ۲۹۰ مومن تو کافروں پر لعنت کریں گے ہی، کافر بھی روز قیامت باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ مسئلہ: اس آیت میں ان پر لعنت فرمائی گئی جو کفر پر مرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کی موت کفر پر معلوم ہو اس پر لعنت کرنی جائز ہے۔ مسئلہ: گنہگار مسلمان پر بالتسعیین (اس کا نام لے کر) لعنت کرنا جائز نہیں لیکن علی الاطلاق جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں چور اور سود خوار وغیرہ پر لعنت آئی ہے۔ ۲۹۱ شان نزول: کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے رب کی شان و صفت بیان فرمائیے! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتا دیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے، نہ وہ تجزی ہوتا ہے نہ مقسم، نہ اس کے لیے مثل، نظیر، الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اس کا قسم (شریک) نہیں، اپنے صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک یہی آیت ”وَاللَّهُمَّ“ دوسری ”الْمَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ“... الآیہ ۲۹۲ کعبہ معظمہ کے گرد مشرکین کے تین سوساٹھ بت تھے جنہیں وہ معبود اعتقاد کرتے تھے انہیں یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس لیے انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی آیت طلب کی جس سے وحدانیت پر استدلال صحیح ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں یہ بتایا گیا کہ آسمان اور اس کی بلندی اور اس کا بغیر کسی ستون اور علاقہ کے قائم رہنا اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے آفتاب مہتاب ستارے وغیرہ یہ تمام، اور زمین اور اس کی درازی اور پانی پر مغر و ش (بچھا ہوا) ہونا، اور پہاڑ دریا چشمے، معدن جواہر درخت سبزہ پھل، اور شب و روز کا آنا جانا گھٹنا بڑھنا، کشتیاں اور ان کا مسخر ہونا باوجود بہت سے وزن اور بوجھ کے رونے آب (پانی کی سطح) پر رہنا اور آدمیوں کا ان میں سوار ہو کر دریا کے عجائب دیکھنا اور تجارتوں میں ان سے بار برداری (وزن اٹھانے) کا کام لینا، اور بارش اور اس سے خشک و مرده ہو جانے کے بعد زمین کا سرسبز و شاداب کرنا اور تازہ زندگی عطا فرمانا، اور زمین کو انواع و اقسام کے جانوروں سے بھر دینا جن میں بے شمار عجائب حکمت و ولایت (رکھے ہوئے) ہیں، اسی طرح ہواؤں کی گردش اور ان کے خواص اور ہوا کے عجائبات، اور ابر (بادل) اور اس کا اتنے کثیر پانی کے ساتھ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہنا، یہ آٹھ انواع ہیں جو حضرت قادر مختار کے علم و حکمت اور اس کی وحدانیت پر بڑا ہان قوی (مضبوط دلائل) ہیں اور ان کی دلالت وحدانیت پر بیشمار وجوہ سے ہے۔ اجمالی بیان یہ ہے کہ یہ سب امور ممکنہ ہیں اور ان کا وجود بہت سے مختلف

فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ

دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر

فَاحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَ

مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلانے اور

تَصْرِيفِ الرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے

لَا يَتَّبِعُونَ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ (۱۶۳) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا

أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ

لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں اور کیسی ہو اگر

يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ

دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اس لیے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس لیے کہ

اللَّهُ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ (۱۶۵) إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے ۱۶۵

طریقوں سے ممکن تھا مگر وہ مخصوص شان سے وجود میں آئے یہ دلالت کرتا ہے کہ ضرور ان کے لیے موجد ہے قادر و حکیم جو بمقتضائے حکمت و مشیت جیسا چاہتا ہے

بناتا ہے کسی کو دخل و اعتراض کی مجال نہیں۔ وہ معبود بالیقین واحد و یکتا ہے کیونکہ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی فرض کیا جائے تو اس کو بھی ان مقدر ورات

پر قادر ماننا پڑے گا! اب دو حال سے خالی نہیں پاؤا ایجاد و تاثیر میں دونوں متفق الٰہِ ارادہ ہوں گے یا نہ ہوں گے اگر ہوں تو ایک ہی شے کے وجود میں دو مؤثر وں کا

تاثیر کرنا لازم آئے گا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ مستلزم ہے معلول کے دونوں سے مستغنی ہونے کو اور دونوں کی طرف مفتقر ہونے کو۔ کیونکہ علت جب مُسْتَقْلِلہ ہو تو

معلول صرف اسی کی طرف محتاج ہوتا ہے دوسرے کی طرف محتاج نہیں ہوتا، اور دونوں کو علت مُسْتَقْلِلہ فرض کیا گیا ہے تو لازم آئے گا کہ معلول دونوں میں سے

ہر ایک کی طرف محتاج ہو اور ہر ایک سے غنی ہو تو تَقْضِیْنِ مجتمع ہو گئیں اور یہ محال ہے۔ اور اگر یہ فرض کرو کہ تاثیر ان میں سے ایک کی ہے تو تَرْجِیحِ بِلَامُزَجِّ لازم

آئے گی اور دوسرے کا عجز لازم آئے گا جو الٰہِ ہونے کے مُتَنَافِی ہے۔ اور اگر یہ فرض کرو کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے ہیں تو تَمَنُّعِ و تَنَازُلِ لازم آئے گا کہ

ایک کسی شے کے وجود کا ارادہ کرے اور دوسرا اسی حال میں اس کے عدم کا تو وہ شے ایک ہی حال میں موجود و معدوم دونوں ہوگی یا دونوں نہ ہوگی یہ دونوں

تقدیریں باطل ہیں تو ضرور ہے کہ یا موجودگی ہوگی یا معدوم ایک ہی بات ہوگی، اگر موجود ہوئی تو عدم کا چاہنے والا عاجز ہوا الٰہِ نہ رہا اور اگر معدوم ہوئی تو وجود کا

ارادہ کرنے والا مجبور رہا الٰہِ نہ رہا! ثابت ہو گیا کہ الٰہِ ایک ہی ہو سکتا ہے اور یہ تمام انواع بے نہایت وجہ سے اس کی توحید پر دلالت کرتے ہیں۔ ۱۶۳ یہ روز

قیامت کا بیان ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنہوں نے انہیں کفر کی ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہوں گے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھ کر ایک دوسرے سے

بیزار ہو جائیں گے۔

وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی ان سب کی ڈوریں ۲۹۴ اور کہیں گے پیرو

لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ط كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ

کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے توڑ دیتے (جدا ہو جاتے) جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا

أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ط وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ يَا أَيُّهَا

ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر ۲۹۵ اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں اے

النَّاسُ كُلُّوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ط وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ط

لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں ۲۹۶ حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ

بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ

تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ

اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے پر

اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا

چلو ۲۹۷ تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ

يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي

کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت ۲۹۸ اور کافروں کی کہات اس کی سی ہے جو

۲۹۴ یعنی وہ تمام تعلقات جو دنیا میں ان کے مابین تھے خواہ وہ دوستیاں ہوں یا رشتہ داریاں، یا باہمی موافقت کے عہدہ ۲۹۵ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال ان

کے سامنے کرے گا تو انہیں نہایت حسرت ہوگی کہ انہوں نے یہ کام کیوں کئے تھے، ایک قول یہ ہے کہ جنت کے مقامات دکھا کر ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ

کی فرمانبرداری کرتے تو یہ تمہارے لیے تھے، پھر وہ مساکرن و منازلِ مومنین کو دیئے جائیں گے اس پر انہیں حسرت و عداوت ہوگی۔ ۲۹۶ یہ آیت ان اشخاص کے

حق میں نازل ہوئی جنہوں نے بحار (زمانہ جاہلیت کے نامزد مخصوص جانوروں) وغیرہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام

قرار دینا اس کی ردِ اذیت سے بغاوت ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو مال میں اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہوں وہ ان کے لیے حلال ہے، اور

اسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا، پھر ان کے پاس شیاطین آئے اور انہوں نے دین سے بہکایا اور جو میں نے ان کے لیے حلال کیا

تھا اس کو حرام ٹھہرایا۔ ایک اور حدیث میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تو حضرت

سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مُسْتَجَابُ الدَّعَاۃِ کر دے! حضور نے فرمایا: اے سعد! بنی خوراک پاک کرو

مُسْتَجَابُ الدَّعَاۃِ ہو جاوے گا! اس ذات پاک کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس

روز تک قبولیت سے محروم رہتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) ۲۹۷ و ۲۹۸ تو حید و قرآن پر ایمان لاؤ اور پاک چیزوں کو حلال جانو جنہیں اللہ نے حلال کیا۔ ۲۹۸ جب باپ دادا

يُنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءٌ وَنِدَاءٌ ط صَمُّ بَكْمٌ عُنِيَ فُهُمٌ لَا

پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے ۲۹۹ بہرے گوئے اندھے تو انہیں

يَعْقِلُونَ ﴿۱۴۱﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَ

سمجھ نہیں ۱۴۱ اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی سٹھری چیزیں اور

اشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۱۴۲﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو ۱۴۲ اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار ۱۴۲

وَالْدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنْزِيرِ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۴۳﴾ فَسَنُضْطَرُّ غَيْرَ

اور خون ۱۴۳ اور سور کا گوشت ۱۴۳ اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ۱۴۳ تو جو ناچار ہو ۱۴۳ نہ یوں کہ

بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ط إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۴۴﴾ إِنَّ الَّذِينَ

خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ جو

يَكْتَسِبُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

چمپاتے ہیں ۱۴۴ اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں ۱۴۴

دین کے امور کو نہ سمجھتے ہوں اور راہ راست پر نہ ہوں تو ان کی پیروی کرنا حماقت و گمراہی ہے۔ ۲۹۹ یعنی جس طرح چوپائے چرانے والے کی صرف آواز ہی سنتے ہیں کلام کے معنی نہیں سمجھتے یہی حال ان کفار کا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدائے مبارک کو سنتے ہیں لیکن اس کے معنی و نشین کر کے ارشاد فیض

بنیاد سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ۱۴۱ یہ اس لیے کہ وہ حق بات سن کر مطمئن نہ ہوتے کلام حق ان کی زبان پر جاری نہ ہوا، نصیحتوں سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا۔ ۱۴۲ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر واجب ہے۔ ۱۴۳ جو حلال جانور بغیر ذبح کیے مر جائے یا اس کو طریق شرع کے خلاف مارا گیا ہو مثلاً گلا گھونٹ کر، یا لالچی پتھر ڈھیلے گولی سے مار کر ہلاک کیا گیا ہو، یا وہ گر کر مر گیا ہو، یا کسی جانور نے سینک سے مارا ہو، یا کسی درندے نے ہلاک کیا ہو اس کو

مردار کہتے ہیں اور اسی کے حکم میں داخل ہے زندہ جانور کا وہ عضو جو کاٹ لیا گیا ہو۔ مسئلہ: مردار جانور کا کھانا حرام ہے مگر اس کا پکا ہوا چمڑہ کام میں لانا اور اس کے بال، سینک، ہڈی، پٹھے، سُم (کھر) سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: خون ہر جانور کا حرام ہے اگر بہنے والا ہو دوسری آیت میں فرمایا:

”أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا“۔ ۱۴۳ مسئلہ: خنزیر نجس العین (بالکل ناپاک) ہے اس کا گوشت، پوست، بال، ناخن وغیرہ تمام اجزاء نجس و حرام ہیں کسی کو کام میں لانا جائز نہیں۔ چونکہ اوپر سے کھانے کا بیان ہو رہا ہے اس لیے یہاں گوشت کے ذکر پر اکتفا فرمایا گیا۔ ۱۴۴ مسئلہ: جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ

تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر (مثلاً: بِسْمِ اللَّهِ وَمُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ) وہ حرام ہے۔ مسئلہ: اور اگر نام خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا (مثلاً: بِسْمِ اللَّهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ) تو مکروہ ہے۔ مسئلہ: اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ، یا جس کی طرف

سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا، یا جن اولیاء کے لیے ایصالِ ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تفسیر احمدی) ”مُضْطَرُ“ (ناچار) وہ ہے جو حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو اور اس کو نہ کھانے سے خوف جان ہو خواہ شدت کی بھوک یا ناداری کی وجہ سے جان پر بن جائے اور کوئی حلال چیز ہاتھ نہ آئے، یا

کوئی شخص حرام کھانے پر مجبور کرتا ہو اور اس سے جان کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں جان بچانے کے لیے حرام چیز کا قدر ضرورت یعنی اتنا کھالینا جائز ہے کہ خوف ہلاکت نہ رہے۔ ۱۴۴ شان نزول: یہود کے علماء و رؤساء جو امیر رکھتے تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے مبعوث ہوں گے جب انہوں نے

دیکھا کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قوم میں سے مبعوث فرمائے گئے تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ تو ریت و انجیل میں حضور کے اوصاف دیکھ کر آپ

أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا

وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۴۳﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ

اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے

بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابِ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۴۵﴾ ذَٰلِكَ

گمراہی مولیٰ اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار (برداشت) ہے یہ

بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي

اس لیے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور

شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۱۴۶﴾ لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف

وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ

کرد و ملائکہ ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں

وَالْكِتَابِ وَالْبَيْنِ ۚ وَأَتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَ

اور کتاب اور یتیموں پر ملا اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور

کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑیں گے اور ان کے نذرانے ہدیے تحفے متخائف سب بند ہو جائیں گے حکومت جاتی رہے گی! اس خیال سے انہیں حسد پیدا ہوا

اور توریت و انجیل میں جو حضور کی نعت و صفت اور آپ کے وقت نبوت کا بیان تھا انہوں نے اس کو چھپایا اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ مسئلہ: چھپانا یہ بھی ہے کہ

کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے نہ دکھایا جائے، اور یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں کر کے معنی بدلنے کی کوشش کی

جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے۔ ۱۴۵ یعنی دنیا کے حقیر نفع کے لیے اخفاء حق کرتے ہیں۔ ۱۴۶ کیونکہ یہ رشتہ داروں اور یہ مال حرام جو حق پوشی کے

عوض انہوں نے لیا ہے انہیں آتش جہنم میں پہنچائے گا۔ ۱۴۷ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے توریت میں اختلاف کیا بعض نے

اس کو حق کہا، بعض نے باطل، بعض نے غلط تاویلیں کیں، بعض نے تخریفات کیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی! اس صورت میں کتاب سے

قرآن مراد ہے، اور ان کا اختلاف یہ ہے کہ بعض ان میں سے اس کو شعر کہتے تھے، بعض سحر، بعض کہانت۔ ۱۴۸ شان نزول: یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں

نازل ہوئی کیونکہ یہود نے بیت المقدس کے مشرق کو اور نصاریٰ نے اس کے مغرب کو قبلہ بنا رکھا تھا، اور ہر فرقہ کا گمان تھا کہ صرف اس قبلہ ہی کی طرف منہ کرنا کافی

ہے اس آیت میں ان کا رد فرما دیا گیا کہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہو گیا۔ (مدارک) مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب اہل کتاب اور مومنین سب کو عام

ہے اور معنی یہ ہیں کہ صرف رُقبہ ہونا اصل نیکی نہیں جب تک عقائد درست نہ ہوں اور دل اخلاص کے ساتھ رب قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ۱۴۹ اس آیت میں نیکی

کے چھ طریقے ارشاد فرمائے (۱) ایمان لانا (۲) مال دینا (۳) نماز قائم کرنا (۴) زکوٰۃ دینا (۵) عہد پورا کرنا (۶) صبر کرنا۔ ایمان کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ

پر ایمان لائے کہ وہ حَیٌّ وَ قَیُّوْمٌ، عَلِیْمٌ، حَكِیْمٌ، سَمِیْعٌ، بَصِیْرٌ، غَنِیٌّ، قَدِیْرٌ، اَزَلِیٌّ، اَبَدِیٌّ، وَاحِدٌ، لَا شَرِیْكَ لَہٗ ہے۔ دوسرے قیامت پر ایمان

لائے کہ وہ حق ہے اس میں بندوں کا حساب ہوگا، اعمال کی جزا دی جائے گی، مقبولان حق شفاعت کریں گے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سعادت مندوں کو خوش

کوش پر سیراب فرمائیں گے، پل صراط پر گزر ہوگا، اور اس روز کے تمام احوال جو قرآن میں آئے یا سید انبیاء نے بیان فرمائے سب حق ہیں۔ تیسرے فرشتوں پر

الْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ

مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں رقاب اور نماز قائم رکھے

وَاتَى الزَّكَاةَ ۚ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۚ وَالصَّابِرِينَ فِي

اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے

الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۚ وَ

مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۱۷۷﴾ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

یہی پرہیزگار ہیں اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں

الْقَصَاصُ فِي الْقَتْلِ ۚ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَىٰ

ان کے خون کا بدلہ لو ۱۷۸ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے

بِالْأُنْثَىٰ ۚ فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعُ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ

بدلے عورت ۱۷۹ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی ۱۸۰ تو بھلائی سے تقاضا ہو اور

ایمان لانے کے وہ اللہ کی مخلوق اور فرمانبردار بندے ہیں، نمرود ہیں نہ عورت ان کی تعداد اللہ جانتا ہے، چار اُن میں سے بہت مُقَرَّب ہیں جبریل، میکائیل، اسرافیل،

عزرائیل علیہم السلام۔ چوتھے کتب الہیہ پر ایمان لانا کہ جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی حق ہے، ان میں چار بڑی کتابیں ہیں (۱) تورات جو حضرت موسیٰ پر

(۲) انجیل جو حضرت عیسیٰ پر (۳) زبور حضرت داود پر (۴) قرآن حضرت محمد مصطفیٰ پر نازل ہوئیں، اور پچاس صحیفے حضرت شیث پر، تیس حضرت ادریس پر، دس

حضرت آدم پر، دس حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ پانچویں تمام انبیاء پر ایمان لانا کہ وہ سب اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور معصوم یعنی گناہوں

سے پاک ہیں، ان کی صحیح تعداد اللہ جانتا ہے، ان میں سے تین سوتیرہ رسول ہیں۔ ”تَبَيَّنَ“ بھئیہ جمع مذکر سالم ذکر فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ انبیاء مرد ہوئے ہیں کوئی

عورت کبھی نبی نہیں ہوئی جیسا کہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا... الآية سے ثابت ہے۔ ایمان جمل یہ ہے اَمُنْتُ بِاللّٰهِ وَبِجَمِيعِ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ (صلی اللہ

علیہ وسلم) یعنی میں اللہ پر ایمان لایا اور ان تمام امور پر جو سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے۔ (تفسیر احمدی) ۱۸۱ ایمان کے بعد اعمال کا اور اس

سلسلہ میں مال دینے کا بیان فرمایا، اس کے چھ مُصَرَّف ذکر کیے۔ گردنیں چھڑانے سے غلاموں کا آزاد کرنا مراد ہے، یہ سب مُسْتَحَب طور پر مال دینے کا بیان تھا۔ مسئلہ:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ دینا بحالت تندرستی زیادہ اجر رکھتا ہے بہ نسبت اس کے کہ مرتے وقت زندگی سے مایوس ہو کر دے۔ (حکذا فی حَدِیثِ عَنْ ابْنِ

هُرَيْرَةَ) مسئلہ: حدیث شریف میں ہے کہ رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو ثواب ہیں: ایک صدقہ کا، ایک صلہ رحم کا۔ (نسائی شریف) ۱۸۲ شان نزول: یہ آیت اُس و

خوارج کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت تعداد، مال و شرف میں زیادہ تھا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے

قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو، اور ایک کے بدلے دو قتل کرے گا! زمانہ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعذی (زیادتی) کے عادی تھے، عہد اسلام میں یہ

معاملہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اور عدل و مساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے۔ قرآن کریم میں

قصاص (خون کے بدلہ لینے) کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے، اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کے مسئلہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے

اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار کیا چاہیں قصاص لیں یا عفو کریں۔ آیت کے اول میں قصاص کے ذُجوب کا بیان ہے۔ ۱۸۳ اس سے ہر قاتل یا لُعمد (جان بوجھ کر

قتل کرنے والے) پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو، مسلمان کو یا کافر کو، مرد کو یا عورت کو کیونکہ قُتْلُی جو قُتْلِی کی جمع ہے

وہ سب کو شامل ہے، ہاں جس کو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (احکام القرآن) ۱۸۴ اس آیت میں بتایا گیا جو قتل کرے گا وہی قتل کیا

إِلَيْهِ بِأَحْسَنِ ۖ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۖ فَمَنِ اعْتَدَىٰ

اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی

بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (۱۷۸) وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي

کرے ۱۷۸ اس کے لیے درد ناک عذاب ہے اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے

الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (۱۷۹) كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

عقل مندو ۱۷۹ کہ تم کہیں بچو تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے

إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا

اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور ۱۸۰ یہ واجب ہے

عَلَى السَّكِينِ ۝ (۱۸۰) فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ

پرہیزگاروں پر تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے ۱۸۰ اس کا گناہ انہیں بدلنے

يَبْدِلُونَهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۝ (۱۸۱) فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوَصَّ جَنَفًا أَوْ

والوں پر ہے ۱۸۱ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا

إِثْمًا فَاصْدَحْ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (۱۸۲) يَا أَيُّهَا

گناہ کیا تو اس نے ان میں صلح کرا دی اس پر کچھ گناہ نہیں ۱۸۲ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے

جائے کا خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، اور اہل جاہلیت کا یہ طریقہ ظلم ہے جو ان میں رائج تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدلے دو قتل کرتے،

غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے، عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے اور محض قاتل کے قتل پر اکتفا نہ کرتے، اس کو منع فرمایا

گیا۔ ۱۸۱ معنی یہ ہیں کہ جس قاتل کو ولی مقتول کچھ معاف کریں اور اس کے ذمہ مال لازم کیا جائے اس پر اولیاء مقتول تقاضا کرنے میں نیک روش اختیار کریں

اور قاتل خوں بہا خوش معاہدگی کے ساتھ ادا کرے اس میں صلح بر مال (مال پر صلح کرنے) کا بیان ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: ولی مقتول کو اختیار ہے کہ خواہ قاتل کو بے

عوض معاف کرے یا مال پر صلح کرے، اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص چاہے تو قصاص ہی فرض رہے گا۔ (جمل) مسئلہ: اگر مقتول کے تمام اولیاء قصاص معاف کر

دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہیں رہتا۔ مسئلہ: اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مال واجب ہوتا ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: ولی مقتول کو قاتل کا بھائی

فرمانے میں دلالت ہے اس پر کہ قاتل اگرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے انکسرت ایمانی قطع نہیں ہوتی، اس میں خوارج کا ابطال ہے جو مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔

۱۸۲ یعنی بدستور جاہلیت غیر قاتل کو قتل کرے، یا دیت قبول کرنے اور معاف کرنے کے بعد قتل کرے ۱۸۲ کیونکہ قصاص مقرر ہونے سے لوگ قتل سے باز رہیں

گے اور جانیں بچیں گی۔ ۱۸۲ یعنی موافق دستور شریعت کے عدل کرے اور ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہ کرے، اور محتاجوں پر مالداروں کو ترجیح نہ دے۔

مسئلہ: ابتدائے اسلام میں یہ وصیت فرض تھی، جب میراث کے احکام نازل ہوئے منسوخ کی گئی، اب غیر وارث کے لیے تہائی کے سم میں وصیت کرنا مستحب ہے

بشرطیکہ وارث محتاج نہ ہوں یا ترکہ ملنے پر محتاج نہ رہیں، ورنہ ترکہ وصیت سے افضل ہے۔ (تفسیر احمدی) ۱۸۲ خواہ وصی ہو یا ولی یا شاہد۔ اور وہ تبدیل کتابت میں

کرے یا تقسیم میں یا ادائے شہادت میں، اگر وہ وصیت موافق شرع ہے تو بدلنے والا گنہگار ہے۔ ۱۸۲ اور دوسرے خواہ وہ موصی ہوں یا موصی لہٰ بری ہیں۔

۱۸۲ معنی یہ ہیں کہ وارث، یا وصی، یا امام، یا قاضی جس کو بھی موصی کی طرف سے ناانصافی یا ناحق کارروائی کا اندیشہ ہو وہ اگر موصی لہٰ یا وارثوں میں شرع کے موافق

الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

ایمان والو ۳۳۵ تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے

قَبْلُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے ۲۲۵ گنتی کے دن ہیں ۲۲۶ تو تم میں جو کوئی

مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۖ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ

بیمار یا سفر میں ہو ۳۲۷ تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو

فِدْيَةُ طَعَامِ مُسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۖ وَأَنْ

وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا ۳۲۸ پھر جو انی طرف سے نیکی زیادہ کرے ۳۲۹ تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور

تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٣﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ

روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو ۳۳۰ رمضان کا مہینہ جس میں

فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ

قرآن اتر ۳۱ لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی

صلح کرادے تو کنہکا نہیں کیونکہ اس نے حق کی حمایت کے لیے باطل کو بدلا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو وقت وصیت دیکھے کہ موصی حق سے تجاوز کرتا

اور خلاف شرع طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کو روک دے اور حق و انصاف کا حکم کرے۔ ۳۲۴ اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ روزہ شرع میں اس کا

نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض و نفاس سے خالی عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک یہ نیت عبادت خورد و نوش و مُجَامَعَت (کھانا پینا اور جماع کرنا) ترک

کرے۔ (عالمگیری وغیرہ) رمضان کے روزے ۱۰ شعبان ۲ھ کو فرض کیے گئے۔ (درمختار وخازن) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں زمانہ آدم

علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے اگرچہ آیام و احکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے۔ (۳۲۵) اور تم گناہوں سے بچو۔

کیونکہ یہ کسر نفس کا سبب اور متقین کا شعار ہے۔ **۳۶۶** یعنی صرف رمضان کا ایک مہینہ۔ **۳۶۷** سفر سے وہ مراوے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس آیت

میں اللہ تعالیٰ نے مریض و مسافر کو رخصت دی کہ اگر اس کو رمضان مبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو، یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ

مرض و سفر کے ایام میں افطار کرے اور بجائے اس کے ایام منہیہ کے سوا اور دنوں میں اس کی قضا کرے، ایام منہیہ یا پنج دن جن میں روزہ رکھنا جائز

نہیں دونوں عیدیں اور ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخیں۔ مسئلہ: مریض کو کھس وہم پر روزے کا افطار جائز نہیں جب تک دلیل یا تجربہ یا غیر ظاہر

افسوس طبیب کی خبر سے اس کا غلبہ ظن حاصل نہ ہو کہ روزہ مرض کے طول پاز یا دقتی کا سبب ہوگا۔ مسئلہ: جو بالفعل بیمار نہ ہو لیکن مسلمان طبیب یہ کہے کہ وہ روزہ

رکھنے سے بیمار ہو جائے گا وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔ مسئلہ: حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا

اندیشہ ہوتا اس کو بھی افطار جائز ہے۔ مسئلہ: جس مسافر نے طلوع فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو تو روزے کا افطار جائز ہے لیکن جس نے بعد طلوع سفر کیا اس کو اس

۳۲۸ مسئلہ: جس بوڑھے مرد یا عورت کو کبیرا نہ سالی (بڑھاپے) کے ضعف سے روزہ رکھنے کی قدرت نہ رہے اور آئندہ قوت حاصل ہونے

کی امید بھی نہ ہو اس کو شیشہ فانی کہتے ہیں اس کے لیے جائز ہے کہ افطار کرے اور ہر روز کے بدلے نصف صاع یعنی ایک سو چھتر روپیہ اور ایک اٹھنی بھرے گیہوں

یا گیہوں کا آٹا یا اس سے دوئے جو یا اس کی قیمت بطور فدیہ دے۔ مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آگئی تو روزہ واجب ہوگا۔ مسئلہ: اگر کشتی فانی نادار

ہو اور نہ دینے کی قدرت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور ایسے عفو و تقصیر (کو تاہی کی بخشش) کی دعا کرتا ہے۔ ۳۹ یعنی فدیہ کی مقدار سے زیادہ دے

۳۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ مسافر و مریض کو افطار کی اجازت ہے لیکن روزہ بہتر و افضل روزہ رکھنا ہی ہے۔ ۳۴۔ اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں:

شَهَدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُّهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ

یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو

فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ

تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری

الْعُسْرَ ۚ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو ۳۳۲ اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم

تَشْكُرُونَ ۝ (۱۸۵) وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط أُجِيبُ

حق گزار ہو اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں ۳۳۳ دعا قبول کرتا ہوں

دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ

پکارنے والے کی جب مجھے پکارے ۳۳۴ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں

يُرْشِدُون ۝ (۱۸۶) أَحَلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ ط هُنَّ

راہ پائیں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا ۳۳۵ وہ

(۱) یہ کہ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا (۲) یہ کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی (۳) یہ کہ قرآن کریم و تمام رمضان

مبارک کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیعت العزت میں رہا، یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے یہاں سے وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے

حکمت جتنا جتنا منظور الہی ہوا جبریل امین لاتے رہے، یہ نزول تیس سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔ ۳۳۲ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے تو چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند کچھ کرافطار کرو، اگر ۲۹ رمضان کو چاند کی رویت نہ ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

۳۳۳ اس میں طالبان حق کی طلب مولیٰ کا بیان ہے جنہوں نے عشق الہی پر اپنے خوان کج قربان کر دیا وہ اسی کے طلبگار ہیں انہیں قرب و وصال کے مژدہ سے شاد

کام فرمایا۔ شان نزول: ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نوید قرب سے

سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دُور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے

قریب ہے مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ دوست نزدیک تر از من یمین است۔ وہیں

عجب تر کہ من ازوے دورم (دوست تو مجھ سے بھی زیادہ میرے قریب ہے۔ اور یہ عجب تر ہے کہ میں اس سے دور ہوں)۔ ۳۳۴ ”دعا“ عرض حاجت ہے، اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر ”لیک عبس“ فرماتا ہے۔ مُرِ اعطافرمانا دوسری چیز ہے وہ بھی کبھی اس کے کرم سے فی الفور ہوتی ہے کبھی بمقتضائے

حکمت کسی تاخیر سے، کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے کبھی آخرت میں، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے کبھی بندہ محبوب

ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے، کبھی دعا کرنے والے میں صدق و اخلاص وغیرہ شرائط قبول

نہیں ہوتے اسی لیے اللہ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔ مسئلہ: ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں۔ دعا کے آداب میں سے ہے کہ حضور قلب کے

ساتھ قبول کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی، ترمذی کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثنا اور درود شریف پڑھے

پھر دعا کرے۔ ۳۳۵ شان نزول: شُرُائخ سابقہ میں افطار کے بعد کھانا پینا مجامعت کرنا نماز عشاء تک حلال تھا بعد نماز عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو

جاتی تھیں، یہ حکم زمانہ اقدس تک باقی تھا، بعض صحابہ سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مُبَاشرَت وقوع میں آئی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے

لِبَاسٍ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عِلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ

تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں

أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ج قَالَنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا

ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا ۳۳۱ تواب ان سے صحبت کرو ۳۳۲ اور طلب کرو جو اللہ نے

كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۝ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ

تمہارے نصیب میں لکھا ہو ۳۳۳ اور کھاؤ اور پیو ۳۳۴ یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا

مِّنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۝ ثُمَّ أَتُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۝ وَلَا

سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر ۳۳۵ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو ۳۳۶ اور

تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ ۝ فِي الْمَسْجِدِ ط تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا

عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو ۳۳۷ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے

تَقْرَبُوهَا ط كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا

پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے اور

اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور درگاہ رسالت میں عرض کیا اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی، اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لیے رمضان کی

راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کیا گیا۔ ۳۳۱ اس خیانت سے وہ مجامعت مراد ہے جو قبل اباحت رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے

سرزد ہوئی تھی اس کی معافی کا بیان فرما کر ان کی تسکین فرمادی گئی۔ ۳۳۲ یہ امر اباحت کے لیے ہے کہ اب وہ ممانعت اٹھا دی گئی اور لیا گیا رمضان (رمضان کی

راتوں) میں مباشرت مباح کر دی گئی۔ ۳۳۳ اس میں ہدایت ہے کہ مباشرت نسل و اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمان بڑھیں اور دین

قوی ہو۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ مباشرت موافق حکم شرع ہو جس محل میں جس طریقہ سے مباح فرمائی اس سے تجاوز نہ ہو۔ (تفسیر احمدی)

ایک قول یہ بھی ہے جو اللہ نے لکھا اس کو طلب کرنے کے معنی ہیں رمضان کی راتوں میں کثرت عبادت اور بیدار رہ کر شب قدر کی جستجو کرنا۔ ۳۳۴ یہ آیت صرمہ

بن قیس کے حق میں نازل ہوئی آپ سختی آدمی تھے ایک دن بحالت روزہ دن بھر اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے بیوی سے کھانا مانگا وہ پکانے میں مصروف

ہوئیں یہ تھکے تھے آنکھ لگ گئی جب کھانا تیار کر کے انہیں بیدار کیا انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس زمانہ میں سو جانے کے بعد روزہ دار پر کھانا پینا ممنوع

ہو جاتا تھا اور اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا، ضعف انتہا کو پہنچ گیا تھا وہ پہر کو غشی آگئی ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور رمضان کی راتوں میں ان کے سب

سے کھانا پینا مباح فرمایا گیا جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انابت و رجوع کے باعث قربت حلال ہوئی۔ ۳۳۵ رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید

ڈورے سے تشبیہ دی گئی معنی یہ ہیں کہ تمہارے لیے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: صبح صادق تک

تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا

فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۸ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ

کچھ مال ناجائز طور پر کھالو ۱۸۸ جان بوجھ کر تم سے نئے چاند

الْاَهْلِ ۚ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَاجِّ ۚ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوْا

کو پوچھتے ہیں ۱۸۸ تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے ۱۸۹ اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں

الْبُرِّوْتُ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ

پچھت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں

اَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۸۹ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

سے آؤ ۱۸۹ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں لڑو ۱۹۰

مسئلہ: عورتوں کا اعتکاف ان کے گھروں میں جائز ہے۔ مسئلہ: اعتکاف ہر ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں جماعت قائم ہو۔ مسئلہ: اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔ ۱۸۸ اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر یا چوری سے، یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے، یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا جعل خوری سے یہ سب ممنوع و حرام ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کے لیے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حکام تک

لے جانا ناجائز و حرام ہے، اسی طرح اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لیے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے۔ جو حکم رس لوگ ہیں (یعنی جن کی پہنچ حکمرانوں تک ہے) وہ اس آیت کے حکم کو پیش نظر رکھیں، حدیث شریف میں مسلمانوں کے ضرر پہنچانے والے پر لعنت آئی ہے۔ ۱۸۹ نشان نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبل اور شعبہ بن غنم انصاری کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! چاند کیا حال

ہے؟ ابتداء میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہو جاتا ہے، پھر گھٹنے لگتا ہے اور یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلی طرح باریک ہو جاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا۔ اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں دریافت کرنا تھا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصد چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا۔ ۱۸۹ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فوائد بیان فرمائے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزار بادینی و دنیاوی کام اس سے

متعلق ہیں زراعت، تجارت لین دین کے معاملات، روزے اور عید کے اوقات، عورتوں کی عدتیں، حیض کے ایام، حمل اور دودھ پلانے کی مدتیں اور دودھ چھڑانے کے وقت، اور حج کے اوقات اس سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اوّل میں جب چاند باریک ہوتا ہے تو دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ یہ ابتدائی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مہینے کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے اسی طرح ان کے مابین ایام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں، پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے۔ یہ وہ قدرتی جنتی ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر

زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے بھی سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔ ۱۹۰ نشان نزول: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لیے احرام باندھتے تو کسی مکان میں اس کے دروازے سے داخل نہ ہوتے، اگر ضرورت ہوتی تو پچھت (مکان کی پچھلی دیوار) توڑ کر آتے اور اس کو نیکی جانتے

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۹۰ خواہ حالت احرام ہو یا غیر احرام۔ ۱۹۱ میں حدیث کا واقعہ پیش آیا اس سال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے بقصد عمرہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا اور اس پر صلح ہوئی کہ آپ سالِ آئندہ تشریف لائیں تو آپ کے لیے تین روز مکہ مکرمہ خالی کر دیا جائے گا! چنانچہ اگلے سال ۷ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضاء کے لیے تشریف لائے اب حضور کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی جماعت تھی مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار و فاء عہد نہ کریں گے اور حرم مکہ میں شہر حرام یعنی ماہ ذی القعدہ میں جنگ کریں

الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝۱۹۰

ان سے جو تم سے لڑتے ہیں ۳۴۹ اور حد سے نہ بڑھوں ۳۵۰ اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُم

اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو ۳۵۱ اور انہیں نکال دو ۳۵۲ جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا ۳۵۳

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے ۳۵۴ اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو

حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۚ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ ۖ كَذَلِكَ جَزَاءُ

جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں ۳۵۵ اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو ۳۵۶ کافروں کی یہی

الْكَافِرِينَ ۝۱۹۱ فَإِنْ أَنْتَهُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱۹۲ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى

سزا ہے پھر اگر وہ باز ہیں ۳۵۷ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ان سے لڑو یہاں تک کہ

لَا تَكُونُ فِتْنَةً وَيَكُونا الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنْ أَنْتَهُوا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى

کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں ۳۵۸ تو زیادتی نہیں مگر

الظَّالِمِينَ ۝۱۹۳ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَتُ قِصَاصٌ ۖ

ظالموں پر ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے ۳۵۹

گے اور مسلمان بحالت احرام ہیں، اس حالت میں جنگ کرنا گراں ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت سے ابتدائے اسلام تک نہ حرم میں جنگ جائز تھی نہ ماہ حرام میں نہ

حالت احرام میں تو انہیں ترڈ ہوا کہ اس وقت جنگ کی اجازت ملتی ہے یا نہیں! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۴۹ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ جو کفار تم سے لڑیں یا

جنگ کی ابتدا کریں تم ان سے دین کی حمایت اور اعزاز کے لیے لڑو! یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ کیا گیا اور کفار سے قتال کرنا واجب ہوا خواہ وہ ابتدا کریں

یا نہ کریں، یا یہ معنی ہیں کہ جو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ بات سارے ہی کفار میں ہے کیونکہ وہ سب دین کے مخالف اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، خواہ انہوں

نے کسی وجہ سے جنگ نہ کی ہو لیکن موقع پانے پر چوکنے والے نہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو کافر میدان میں تمہارے مقابل آئیں اور تم سے لڑنے والے

ہوں ان سے لڑو! اس صورت میں ضعیف، بوڑھے، بچے، مجنون، اپانچ، اندھے، بیمار، عورتیں وغیرہ جو جنگ کی قدرت نہیں رکھتے اس حکم میں داخل نہ ہوں گے ان

کو قتل کرنا جائز نہیں۔ ۳۵۰ جو جنگ کے قابل نہیں ان سے نہ لڑو، یا جن سے تم نے عہد کیا ہو، یا بغیر دعوت کے جنگ نہ کرو کیونکہ طریقہ شرع یہ ہے کہ پہلے

کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے اگر انکار کریں تو جزیہ طلب کیا جائے، اس سے بھی منکر ہوں تب جنگ کی جائے! اس معنی پر آیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں۔

(تفسیر احمدی) ۳۵۱ خواہ حرم ہو یا غیر حرم ۳۵۲ مکہ مکرمہ سے ۳۵۳ سال گذشتہ۔ چنانچہ روز فتح مکہ جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا ان کے ساتھ یہی کیا

گیا۔ ۳۵۴ فساد سے شرک مراد ہے یا مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکنا۔ ۳۵۵ کیونکہ یہ حرمت حرم (حرم کی تعظیم) کے خلاف ہے۔ ۳۵۶ کہ انہوں

نے حرم شریف کی بے حرمتی کی۔ ۳۵۷ قتل و شرک سے ۳۵۸ کفر و باطل پرستی سے ۳۵۹ جب گذشتہ سال ذی القعدہ ۶ھ میں مشرکین عرب نے ماہ حرام کی

حرمت و ادب کا لحاظ نہ رکھا اور تمہیں ادائے عمرہ سے روکا تو یہ بے حرمتی ان سے واقع ہوئی اور اس کے بدلے جو فقیہ الہی سے ذی القعدہ میں تمہیں

فَسِنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ ۖ

تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ (۱۹۳) وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ

اللَّهُ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ وَأَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

مع

کرم و ۳۶۴ اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو ۳۶۵ اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے

الْمُحْسِنِينَ ۝ (۱۹۵) وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ

اللہ کے محبوب ہیں اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو ۳۶۶ پھر اگر تم روکے جاؤ ۳۶۷ تو قربانی بھیجو

مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ ۚ

جو مُبْتَسِر آئے ۳۶۸ اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے ۳۶۹

موقع ملا کہ تم عمرہ قضا کو ادا کرو۔ ۳۷۰ اس سے تمام دینی امور میں طاعت و رضائے الہی کے لیے خرچ کرنا مراد ہے خواہ جہاد ہو یا اونٹنیاں۔ ۳۷۱ راہِ خدا میں

اتفاق کا ترک بھی سبب ہلاک ہے اور اسراف بیجا بھی، اور اس طرح اور چیز بھی جو خطرہ و ہلاک کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے حتیٰ کہ بے ہتھیار

میدانِ جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا۔ مسئلہ: علماء نے اس سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جائیں اگرچہ وہاں کے

لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے۔ ۳۷۲ اور ان دونوں کو ان کے فرائض و شرائط کے ساتھ خاص اللہ کے لیے بے سستی و نقصان کامل کرو۔ حج نام ہے احرام باندھ

کرنے کی ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ مُکَبَّمہ کے طواف کا۔ اس کے لیے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ مسئلہ: حج بقولِ رائج

۹ھ میں فرض ہوا اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض یہ ہیں (۱) احرام (۲) عرفہ میں وقوف (۳) طوافِ زیارت۔ حج کے واجبات (۱) مزدلفہ میں وقوف (۲)

صفاء و رمہ کے درمیان سعی (۳) رمی جمار (خیالین کو کنکریاں مارنا) اور (۴) آفاقی (کدے کے باہر ہونے والے) کے لیے طوافِ رُجوع اور (۵) حلق یا تقصیر (سر کے بال

مونڈنا یا چھوٹے کرنا)۔ عمرہ کے رُکن طواف و سعی ہیں، اور اس کی شرط احرام حلق ہے۔ حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں (۱) افراد بالُحج: وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا

ان سے قبل، میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل سے اس کی نیت کرے خواہ زبان سے تلبیہ کے وقت اس کا نام لے یا نہ لے۔ (۲) افراد

بالعمرہ: وہ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اَشْبُرُ حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے خواہ وقتِ تلبیہ زبان سے اس کا ذکر

کرے یا نہ کرے، اور اس کے لیے اَشْبُرُ حج میں یا اس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج و عمرہ کے درمیان المام صحیح کرے اس طرح

کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہو کر واپس ہو۔ (المام صحیح یہ ہے کہ عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جائے۔) (۳) قرآن: یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کو ایک احرام

میں جمع کرے وہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے، اَشْبُرُ حج میں یا اس سے قبل، اوّل سے حج و عمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقتِ تلبیہ زبان سے دونوں کا

ذکر کرے یا نہ کرے، پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے۔ (۴) تَمَتُّع: یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اَشْبُرُ حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور

اَشْبُرُ حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اس کے اَشْبُرُ حج میں ہوں! اور حلال ہو کر حج کے لیے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے، اور حج و عمرہ کے درمیان اپنے

اہل کے ساتھ المام صحیح نہ کرے۔ (مسکین و فح) مسئلہ: اس آیت سے علماء نے قرآن ثابت کیا ہے۔ ۳۷۳ حج یا عمرہ سے۔ بعد شروع کرنے اور گھر سے نکلنے اور مُرُحْم

ہو جانے کے بعد یعنی تمہیں کوئی مانع ادا نہ کرے حج یا عمرہ سے پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض وغیرہ ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آ جاؤ۔ ۳۷۴ اونٹ یا گائے یا

کبریٰ اور یہ قربانی بھیجنا واجب ہے۔ ۳۷۵ یعنی حرم میں جہاں اس کے ذبح کا حکم ہے۔ مسئلہ: یہ قربانی بیرونِ حرم نہیں ہو سکتی۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَغَدِيَّةٌ مِّنْ صِيَامٍ

پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے ۳۶۷ تو بدلہ دے روزے ۳۶۷

أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسْكَ ۚ فَإِذَا أَمُنْتُمْ ۖ فَمَنْ تَتَّبَعَ بِالْعِدَّةِ إِلَى الْحَجِّ

یا خیرات ۳۶۸ یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو ۳۶۸ تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے ۳۶۹

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ فِي

اس پر قربانی ہے جیسی مُيسَّر آئے ۳۷۰ پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں

الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۚ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ

رکھے ۳۷۱ اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس

يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ

کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو ۳۷۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

اللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ١٩٦ ۚ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ

اللہ کا عذاب سخت ہے حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے ۳۷۳ تو جو اُن میں حج کی نیت

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ ۚ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ

کرے ۳۷۴ تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا ۳۷۵ حج کے وقت تک اور تم جو بھلائی

۳۷۶ جس سے وہ سرمنڈانے کے لیے مجبور ہو اور سرمنڈالے ۳۷۷ تین دن کے ۳۷۸ چھ مسکینوں کا کھانا ہر مسکین کے لیے پونے دو سیر

گیہوں۔ (دو کلو سے اسی ۸۰ گرام کم۔ ”فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ باب المدینہ کراچی“) ۳۷۹ یعنی تمسّح کرے ۳۸۰ یہ قربانی تمسّح کی ہے حج

کے شکر میں واجب ہوئی خواہ تمسّح کرنے والا فقیر ہو، عید اضحیٰ کی قربانی نہیں جو فقیر و مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔ ۳۸۱ یعنی یکم شوال سے نویں ذی

الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا مُتَفَرَّق کر کے، بہتر یہ ہے کہ ۷۔ ۸۔ ۹ ذی الحجہ کو

رکھے۔ ۳۸۲ مسئلہ: اہل مکہ کے لیے نہ تمسّح ہے نہ قرآن، اور حدود و مواقیف کے اندر کے رہنے والے اہل مکہ میں داخل ہیں۔ مواقیف: پانچ

ہیں (۱) ذوالحلیفہ (۲) ذاتِ عرق (۳) جُحَفہ (۴) قَرْن (۵) یلملم۔ ”ذوالحلیفہ“ اہل مدینہ کے لیے، ”ذاتِ عرق“ اہل

عراق کے لیے، ”جُحَفہ“ اہل شام کے لیے، ”قَرْن“ اہل نجد کے لیے، ”یلملم“ اہل یمن کے لیے۔ ۳۸۳ شوال، ذوالقعدہ اور دس

تاریخیں ذی الحجہ کی۔ حج کے افعال انہی ایام میں درست ہیں۔ مسئلہ: اگر کسی نے ان ایام سے پہلے حج کا احرام باندھا تو جائز ہے لیکن بکراہت۔

۳۸۴ یعنی حج کو اپنے اوپر لازم و واجب کرے احرام باندھ کر یا تکبیر کہہ کر یا ہدی (قربانی کا جانور) چلا کر۔ اس پر یہ چیزیں لازم ہیں جن کا

آگے ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ۳۸۵ ”رَفَث“ جماع یا عورتوں کے سامنے ذکر جماع یا کلام فحش کرنا ہے، نکاح اس میں داخل نہیں۔ مسئلہ: مُحْرَم و

مُحْرَمہ (احرام والے اجنبی مرد و عورت) کا نکاح جائز ہے مجامعت جائز نہیں۔ ”فُسُوق“ سے معاصی و سبکدوشی، اور ”جِدَالَ“ سے جھگڑا مراد ہے

خواہ وہ اپنے رفیقوں یا خادموں کے ساتھ ہو یا غیروں کے ساتھ۔

خَيْرٌ يَعْلَمُهُ اللَّهُ ۖ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ

کرو اللہ اسے جانتا ہے ۲۷۱ اور توشہ (سفر کا خرچ) ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے ۲۷۲ اور مجھ سے ڈرتے رہو

يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۖ

اے عقل والو ۲۷۳ تم پر کچھ گناہ نہیں ۲۷۴ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو

فَإِذَا آفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَ

تو جب عرفات سے پلٹو ۲۷۵ تو اللہ کی یاد کرو ۲۷۶ مشعر حرام کے پاس ۲۷۷ اور

اذْكُرُوهُ كَمَا هَدَكُمْ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ ۱۹۸ ثُمَّ

اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک تم اس سے پہلے بہکے ہوئے تھے ۲۷۸ پھر بات

أَفِيضُوا مِّنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں ۲۷۹ اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ۝ ۱۹۹ فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ

مہربان ہے ۲۸۰ پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو ۲۸۱ تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے ۲۸۲ بلکہ

۲۸۳ بدیوں کی ممانعت کے بعد نیکیوں کی ترغیب فرمائی کہ بجائے فسق کے تقویٰ اور بجائے جدال کے اخلاق حمیدہ اختیار کرو۔ ۲۸۴ شان نزول: بعض یمنی حج

کے لیے بے سامانی کے ساتھ روانہ ہوتے تھے اور اپنے آپ کو مٹوکل کہتے تھے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر سوال شروع کرتے اور کبھی غصب و خیانت کے مرتکب ہوتے ان

کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ توشہ لے کر چلو! اوروں پر بار نہ ڈالو، سوال نہ کرو کہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ کا توشہ ساتھ لو

جس طرح دنیاوی سفر کے لیے توشہ ضروری ہے ایسے ہی سفر آخرت کے لیے پرہیزگاری کا توشہ لازم ہے۔ ۲۸۵ یعنی عقل کا مقتضی خوف الہی ہے جو اللہ سے نہ

ڈرے وہ بے عقلوں کی طرح ہے۔ ۲۸۶ شان نزول: بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرایہ پر چلائے اس کا حج ہی کیا؟ اس

پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مسئلہ: جب تک تجارت سے افعال حج کی ادا میں فرق نہ آئے اس وقت تک تجارت مباح ہے۔ ۲۸۷ ”عرفات“ ایک مقام کا نام ہے جو

موقف (حاجیوں کے ٹھہرنے کی جگہ) ہے۔ ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے مقام پر جمع ہوئے اور دونوں میں

تعارف ہوا اس لیے اس دن کا نام عرفہ اور مقام کا نام عرفات ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اس لیے اس دن کا

نام عرفہ ہے۔ مسئلہ: عرفات میں وقوف فرض ہے کیونکہ افاضہ (مشعر حرام کی طرف جانا) بلا وقوف مٹھو نہیں۔ ۲۸۸ تلبیہ و تہلیل (”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ بِبَيْتِكَ“

اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا) و تکبیر و ثناء و دعا کے ساتھ یا نماز مغرب و عشاء کے ساتھ ۲۸۹ مشعر حرام قبل فجر ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے۔ مسئلہ: وادی حنجر کے

سوا تمام مزدلفہ موقف ہے اس میں وقوف واجب ہے بے عذر ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے، اور مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔ ۲۹۰ طریق ذکر و

عبادت کچھ نہ جانتے تھے۔ ۲۹۱ قریش مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے اور سب لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف نہ کرتے، جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ

سے پلٹتے اور اس میں اپنی بڑائی سمجھتے اس آیت میں انہیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں اور ایک ساتھ پلٹیں یہی حضرت ابراہیم و اسماعیل

علیہما السلام کی سنت ہے۔ ۲۹۲ طریق حج کا مختصر بیان یہ ہے کہ حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہو وہاں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی فجر

تک ٹھہرے، اسی روز منیٰ سے عرفات آئے۔ بعد زوال امام دو خطبہ پڑھے یہاں حاجی ظہر و عصر کی نماز امام کے ساتھ ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھے ان

دونوں نمازوں کے لئے اذان ایک ہوگی اور تکبیریں دو اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت ظہر کے سوا کوئی نفل نہ پڑھا جائے، اس جمع کے

أَشَدَّ ذِكْرًا ۱۰ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي

اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور

الْآخِرَةِ مِن خَلْقٍ ۲۰ وَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا

آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں

حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۲۱ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ

بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچاؤ ۲۸ ایسوں کو ان کی کمائی سے

مِمَّا كَسَبُوا ۲۲ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۲۳ وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ

بھاگ ۳۸۸ ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ۳۸۹ اور اللہ کی یاد کرو گئے ہوئے

مَعْدُودَاتٍ ۲۴ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۲۵ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَا

دنوں میں ۳۹۰ تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس

إِثْمَ عَلَيْهِ ۲۶ لَسِنِ اثْقَى ۲۷ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَعْلَمُوا أَنَّكُم مِّنْ حَشَرٍ ۲۸

پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے ۳۹۱ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے

لئے امام اعظم ضروری ہے اگر امام اعظم نہ ہو، یا گمراہ بد مذہب ہو تو ہر ایک نماز علیحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے۔ اور عرفات میں غروب تک ٹھہرے پھر

مزدلفہ کی طرف لوٹے اور جبلِ ثور کے قریب اترے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے عشاء کے وقت پڑھے اور فجر کی نماز خوب اول وقت

اندھیرے میں پڑھے۔ وادیِ خمیر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطنِ عُرْنہ کے سوا تمام عرفات موقوف ہے۔ جب صبح خوب روشن ہو تو روزِ نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف

آئے اور بطنِ وادی سے حجرِ عقبہ کی ۷ مرتبہ رمی کرے۔ پھر اگر چاہے قربانی کرے پھر بال منڈائے یا کترائے، پھر ایامِ نحر میں سے کسی دن طوافِ زیارت

کرے۔ پھر منیٰ آ کر تین روز اقامت کرے اور گیارہویں کے روزال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اس

کے بعد ہے پھر جمرہ عقبہ، ہر ایک کی سات سات مرتبہ، پھر اگلے روز ایسا ہی کرے، پھر اگلے روز ایسا ہی، پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے۔ (تفصیل کتاب فقہ میں مذکور

ہے)۔ ۳۸۸ زمانہ جاہلیت میں عرب حج کے بعد کعبہ کے قریب اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے تھے اسلام میں بتایا گیا کہ یہ شہرت و خود نمائی کی بیکار

باتیں ہیں بجائے اس کے ذوق و شوق کے ساتھ ذکرِ الہی کرو۔ مسئلہ: اس آیت سے ذکرِ ہجر و ذکرِ جماعت ثابت ہوتا ہے۔ ۳۸۹ دعا کر نیوالوں کی دو قسمیں بیان

فرمائیں: ایک وہ کافر جن کی دعا میں صرف طلبِ دنیا ہوتی تھی آخرت پر ان کا اعتقاد نہ تھا ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ دوسرے وہ

ایماندار جو دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کی دعا کرتے ہیں۔ مسئلہ: مومن دنیا کی بہتری جو طلب کرتا ہے وہ بھی امرِ جائز اور دین کی تائید و تقویت کے لئے اس لئے

اس کی یہ دعا بھی امورِ دین سے ہے۔ ۳۸۹ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ دعا کسب و اعمال میں داخل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم اکثر یہی دعا فرماتے تھے ”اَللّٰهُمَّ اَتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“۔ ۳۸۹ عنقریب قیامت قائم کر کے بندوں کا

حساب فرمائے گا۔ تو چاہئے کہ بندے ذکر و دعا و طاعت میں جلدی کریں۔ (مدارک و خازن) ۳۹۰ ان دنوں سے ایامِ تشریق (ذی ۱۱، ۱۲، ۱۳)،

اور ذِکْرُ اللہ سے نمازوں کے بعد اور رمیِ جمار کے وقت تکبیر کہنا مراد ہے۔ ۳۹۱ بعض مفسرین کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ دو فریق تھے بعض جلدی کرنے

والوں کو کھنگار بتاتے تھے، بعض رہ جانے والوں کو۔ قرآن پاک نے بیان فرما دیا کہ ان دونوں میں کوئی کھنگار نہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا

اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے ۲۹۲ اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو

فِي قُلُوبِهِ ۚ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۚ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ

گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا

فِيهَا وَيُهْلِكُ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ۚ وَإِذَا قِيلَ

پھرے اور کھیتی اور جائیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا

لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَيْسَ الْبِهَادُ ۚ

جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ۲۹۳ ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ سَءَوْفٌ

اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے ۲۹۴ اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر

بِالْعِبَادِ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا

مہربان ہے اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو ۲۹۵ اور شیطان

خُطُوتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۚ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

کے قدموں پر نہ چلو ۲۹۶ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اگر اس کے بعد بھی بچلو (بہکو) کہ

۲۹۲ شان نزول: یہ اور اس سے اگلی آیت اخس بن شریق منافق کے حق میں نازل ہوئی جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت
لجأت (خوشامد) سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اور اپنے اسلام اور آپ کی محبت کا دعویٰ کرتا اور اس پر قسمیں کھاتا، اور درپردہ فساد انگیزی میں مصروف رہتا تھا،
مسلمانوں کے مولیٰ کو اس نے ہلاک کیا اور ان کی کھیتی کو آگ لگا دی۔ ۲۹۳ گناہ سے ظلم و سرکشی اور نصیحت کی طرف التفات نہ کرنا مراد ہے۔ (خازن)

۲۹۴ شان نزول: حضرت صہیب ابن ریمان رومی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے
مشرکین قریش کی ایک جماعت نے آپ کا تعاقب کیا تو آپ سواری سے اتارے اور ترش سے تیر نکال کر فرمانے لگے کہ اے قریش! تم میں سے کوئی میرے پاس
نہیں آ سکتا جب تک کہ میں تیر مارتے مارتے تمام ترش خالی نہ کر دوں، اور پھر جب تک تلوار میرے ہاتھ میں رہے اس سے ماروں! اس وقت تک تمہاری
جماعت کا کھیت (خاتمہ) ہو جائے گا! اگر تم میرا مال چاہو جو مکہ مکرمہ میں مدفون ہے تو میں تمہیں اس کا پتہ بتا دوں تم مجھ سے تعرض (چھیڑ چھاڑ) نہ کرو! وہ اس پر

راضی ہو گئے اور آپ نے اپنے تمام مال کا پتہ بتا دیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی حضور نے تلاوت فرمائی اور
ارشاد فرمایا کہ تمہاری یہ جان فروشی بڑی نافع تجارت ہے۔ ۲۹۵ شان نزول: اہل کتاب میں سے عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب حضور سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے شنبہ (ہفتہ کے دن) کی تعظیم کرتے اس روز شکار سے اجتناب لازم جانتے، اور اونٹ

کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے، اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں تو مباح ہیں ان کا کرنا ضروری نہیں اور توریت میں ان سے اجتناب لازم کیا گیا
ہے تو ان کے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہے اور شریعت موسوی پر عمل بھی ہوتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ اسلام کے احکام کا
پورا اتباع کرو یعنی توریت کے احکام منسوخ ہو گئے اب ان سے تمسک (یعنی ان پر عمل) نہ کرو۔ (خازن) ۲۹۶ اس کے وسوسوں و شبہات میں نہ آؤ۔

جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٠﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ

تمہارے پاس روشن حکم آچکے ۲۰ تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے کاہے کے انتظار میں ہیں ۲۰

إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ط

مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آنے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں ۲۱ اور کام ہو چکے

وَالِلَّهِ تَرْجِعُ الْأُمُورُ ۚ سَلِّ بَنِي إِسْرَءِيلَ كَمَا آتَيْنَهُمْ مِنْ آيَةٍ ط

اور سب کاموں کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں

بَيِّنَةٍ ط وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

دیں ۲۲ اور جو اللہ کی آئی ہوئی نعمت کو بدل دے ۲۳ تو بے شک اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ۚ ﴿٢١﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ

نہت ہے کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ۲۴ اور مسلمانوں سے ہنستے

أَمَنُوا ۚ وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ط وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ

ہیں ۲۵ اور ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن ۲۶ اور خدا جسے

يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۚ ﴿٢٢﴾ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِينَ

چاہے بے گنتی دے لوگ ایک دین پر تھے ۲۷ پھر اللہ نے انبیاء بھیجے

مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۚ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ

خوشخبری دیتے ۲۸ اور ڈر سناتے ۲۹ اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری ۳۰ کہ وہ لوگوں میں

۳۱ اور باوجود واضح دلیلوں کے اسلام کی راہ کے خلاف روش اختیار کرو ۳۲ ملت اسلام کے چھوڑنے اور شیطان کی فرمانبرداری کرنے والے ۳۳ جو عذاب

پر مامور ہیں۔ ۳۴ کہ ان کے انبیاء کے معجزات کو ان کے صدق نبوت کی دلیل بنایا، ان کے ارشاد اور ان کی کتابوں کو دین اسلام کی حقانیت کا شاہد کیا۔ ۳۵

اللہ کی نعمت سے آیات الہیہ مراد ہیں جو سبب رشد و ہدایت ہیں اور ان کی بدولت گمراہی سے نجات حاصل ہوتی ہے، انہیں میں سے وہ آیات ہیں جن میں سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور حضور کی نبوت و رسالت کا بیان ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تحریفیں اس نعت کی تبدیل ہے۔ ۳۶ وہ اسی کی قدر کرتے اور

اسی پر مرتے ہیں ۳۷ اور سامان دنیوی سے ان کی بے رغبتی دیکھ کر ان کی تحقیر کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور صہیب و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ کر کفار کھڑے (مناق) کرتے تھے اور دولت دنیا کے غرور میں اپنے آپ کو اونچا سمجھتے تھے۔ ۳۸ یعنی ایمانداروں کی قیامت بکثرت عالمیہ میں ہوں گے اور مغرور کفار جہنم میں ذلیل و خوار۔ ۳۹ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہد نوح تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں۔ (غازن) ۴۰ ایمانداروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کی۔ (مدارک و غازن) ۴۱ کافروں اور فرمانبرداروں کو عذاب کا۔ (غازن) ۴۲ جیسا کہ حضرت آدم و شیش و ادریس پر صحائف اور حضرت موسیٰ پر توریت، حضرت داود پر زبور، حضرت عیسیٰ پر انجیل اور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن۔

النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۖ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ

ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف انہیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی وقت بعد اس کے کہ

بَعْدَ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا

ان کے پاس روشن علم آچکے ۱۱۱ آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھا دی

اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِآذِنِهِ ۖ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى

جس میں جھگڑ رہے تھے اپنے علم سے اور اللہ جسے چاہے

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۲۱۳ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَسَايَاتِكُمْ

سیدھی راہ دکھائے کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر

مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمْ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَاءُ وَزُلْزِلُوا

اگلوں کی سی روداد نہ آئی ۱۱۲ پہنچی انہیں سختی اور شدت اور بلا ہلا ڈالے گئے

حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ ۖ آلَا إِنَّ

یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول ۱۱۳ اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد ۱۱۴ سن لو بے شک

نَصْرُ اللَّهِ قَرِيبٌ ۝۲۱۴ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أُنْفِقُ مِنْ

اللہ کی مدد قریب ہے تم سے پوچھتے ہیں ۱۱۵ کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ

خَيْرٍ فَلِلَّوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ

کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے

۱۱۶ یہ اختلاف تبدیل و تحریف اور ایمان و کفر کے ساتھ تھا جیسا کہ یہود و نصاریٰ سے واقع ہوا۔ (خازن) ۱۱۷ یعنی یہ اختلاف نادانی سے نہ تھا بلکہ ۱۱۸ اور جیسی

سختیاں ان پر گذر چکیں ابھی تک تمہیں پیش نہ آئیں۔ شان نزول: یہ آیت غزوہ احزاب کے متعلق نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو سردی اور بھوک وغیرہ کی سخت

تکلیفیں پہنچی تھیں اس میں انہیں صبر کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہِ خدا میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصانِ خدا کا معمول رہا ہے ابھی تو تمہیں پہلوں کی

سی تکلیفیں پہنچی بھی نہیں ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت نجاب بن اُرت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سایہ کعبہ میں اپنی چادر

مبارک سے تکیہ کیے ہوئے تشریف فرما تھے ہم نے حضور سے عرض کی کہ حضور! ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے، ہماری کیوں مدد نہیں کرتے؟ فرمایا: تم سے پہلے

لوگ گرفتار کیے جاتے تھے، زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دبائے جاتے تھے، آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے جاتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت

نوپے جاتے تھے، اور ان میں کی کوئی مصیبت انہیں ان کے دین سے روک نہ سکتی تھی۔ ۱۱۹ یعنی شدت اس نہایت (حد) کو پہنچ گئی کہ ان امتوں کے رسول اور ان کے

فرمانبردار مومن بھی طلبِ مدد میں جلدی کرنے لگے باوجودیکہ رسول بڑے صابر ہوتے ہیں اور ان کے اصحاب بھی۔ لیکن باوجود ان انتہائی مصیبتوں کے وہ لوگ

اپنے دین پر قائم رہے اور کوئی مصیبت و بلا اُن کے حال کو متغیر نہ کر سکی۔ ۱۲۰ اس کے جواب میں انہیں تسلی دی گئی اور یہ ارشاد ہوا ۱۲۱ شان نزول: یہ آیت غزوہ

بنی مکنع کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ

اور جو بھلائی کرو ﴿٢١٥﴾ بے شک اللہ اسے جانتا ہے ﴿٢١٥﴾ تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا

وَهُوَ كَرِهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ

اور وہ تمہیں ناگوار ہے ﴿٢١٥﴾ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ

تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿٢١٦﴾

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ﴿٢١٧﴾ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ﴿٢١٨﴾

تم سے پوچھتے ہیں ماہِ حرام میں لڑنے کا حکم ﴿٢١٧﴾ تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے ﴿٢١٨﴾

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ

اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجدِ حرام سے روکنا اور اس کے بسنے

أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ ﴿٢١٩﴾ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴿٢٢٠﴾ وَلَا

والوں کو نکال دینا ﴿٢١٩﴾ اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد ﴿٢٢٠﴾ قتل سے سخت تر ہے ﴿٢٢٠﴾ اور

يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ﴿٢٢١﴾ وَمَنْ

ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ﴿٢٢١﴾ اور تم میں

کس پر خرچ کریں؟ اس آیت میں انہیں بتا دیا گیا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور مصارف اس کے یہ ہیں۔ مسئلہ: آیت میں

صَدَقَ تافلہ کا بیان ہے، ماں باپ کو لڑو اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ (بہل وغیرہ) ﴿٢١٥﴾ یہ ہر نیکی کو عام ہے اتفاق ہوا اور کچھ، اور باقی مصارف بھی اس میں

آگئے۔ ﴿٢١٦﴾ اس کی جزا عطا فرمائے گا۔ مسئلہ: جہاد فرض ہے جب اس کی شرائط پائی جائیں، اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھائی کریں تو جہاد فرض عین

ہوتا ہے ورنہ فرض کفایہ۔ ﴿٢١٨﴾ کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے۔ تو تم پر لازم ہے حکم الہی کی اطاعت کرو اور اسی کو بہتر سمجھو چاہے وہ تمہارے نفس پر گراں ہو۔

﴿٢١٩﴾ شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن جحش کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی اس نے مشرکین سے قتال کیا، ان کا

خیال تھا کہ وہ روزِ جمادٰی الاخریٰ کا آخر دن ہے مگر درحقیقت چاند ۲۹ کو ہو گیا تھا اور وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی، اس پر کفار نے مسلمانوں کو عار دلانی کہ تم نے ماہِ

حرام میں جنگ کی اور حضور سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿٢٢٠﴾ مگر صحابہ سے یہ گناہ واقع نہیں ہوا کیونکہ انہیں چاند ہونے کی خبر ہی

نہ تھی ان کے نزدیک وہ دن ماہِ حرام رجب کا نہ تھا۔ مسئلہ: ماہِ حرام میں جنگ کی حرمت کا حکم آیہ ”فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ“ (تو مشرکوں کو

مارو جہاں پاؤ) سے منسوخ ہو گیا۔ ﴿٢٢١﴾ جو مشرکین سے واقع ہوا کہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سالِ حدیبیہ کعبہ معظمہ سے روکا

اور آپ کے زمانہ قیام مکہ معظمہ میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اتنی ایذائیں دیں کہ وہاں سے ہجرت کرنا پڑی ﴿٢٢٢﴾ یعنی مشرکین کا کہ وہ شرک کرتے ہیں اور

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو مسجدِ حرام سے روکتے اور طرح طرح کی ایذائیں دیتے ہیں ﴿٢٢٣﴾ کیونکہ قتل تو بعض حالات میں مباح ہوتا ہے اور کفر کسی

حال میں مباح نہیں، اور یہاں تاریخ کا مشکوک ہونا عذرِ معقول ہے اور کفار کے کفر کے لیے تو کوئی عذر ہی نہیں۔ ﴿٢٢٤﴾ اس میں خبر دی گئی کہ کفار مسلمانوں سے

ہمیشہ عداوت رکھیں گے کبھی اس کے خلاف نہ ہوگا اور جہاں تک ان سے ممکن ہوگا وہ مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے کی سعی کرتے رہیں گے۔ ”إِنْ اسْتَطَاعُوا“

يَرْتَدُّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَسِتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۱۷﴾

دنیا میں اور آخرت میں ۲۱۷ (الف) اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجْهَهُدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا

وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے

أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْأَلُونَكَ

وہ رحمت الہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲۱۸ (ب) تم سے شراب

عَنِ الْخَيْرِ وَالْبَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۚ

اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور

إِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۖ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۖ

ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے ۲۱۹ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں ۲۲۰ تم فرما جو فاضل بچے ۲۲۱

سے مستفاد ہوتا ہے کہ بکرمہ تعالیٰ وہ اپنی اس مراد میں ناکام رہیں گے۔ ۲۱۷ (الف) مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارتداد (دین سے پھر جانے) سے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ آخرت میں تو اس طرح کہ ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں، اور دنیا میں اس طرح کہ شریعت مُرْتَدِّ کے قتل کا حکم دیتی ہے، اس کی عورت اس پر حلال نہیں

رہتی، وہ اپنے اقارب کا ورثہ پانے کا مستحق نہیں رہتا، اس کا مال معصوم نہیں رہتا، اس کی مدح و ثناء و امداد جائز نہیں۔ (روح البیان وغیرہ) ۲۱۷ (ب) شان نزول: عبد اللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اس لیے اس روز قتل کرنا گناہ تو

نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ ان کا یہ عمل جہاد مقبول ہے اور اس پر انہیں امیدوار رحمت الہی رہنا چاہیے اور یہ امید قطعاً پوری ہوگی۔ (خازن) مسئلہ: ”یَرْجُونَ“ سے ظاہر ہوا کہ عمل سے اجر واجب نہیں ہوتا بلکہ ثواب دینا محض فضل الہی ہے۔ ۲۱۸ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں، اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور

وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو نہ چراؤں سُبْحَانَ اللَّهِ! گناہ سے کس قدر نفرت ہے۔ رَزَقْنَا اللَّهُ تَعَالَى اِتِّبَاعُهُمْ (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی اتباع نصیب فرمائے)۔ شراب ۳۳ھ میں غزوہٴ احزاب سے چند روز بعد حرام کی گئی اس سے قبل یہ بتایا گیا تھا کہ جوئے اور شراب کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔ نفع تو یہی ہے کہ

شراب سے کچھ مُرور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے، اور جوئے میں کبھی مفت کا مال ہاتھ آتا ہے۔ اور گناہوں اور مفسدوں کا کیا شمار! عقل کا زوال، غیرت و حُجَّت کا زوال، عبادات سے محرومی، لوگوں سے عداوتیں، سب کی نظر میں خوار ہونا، دولت و مال کی اِضَاعَت۔ ایک روایت میں ہے کہ جبریل

امین نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں حضور نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: انہوں نے عرض کیا کہ ایک تو یہ ہے کہ میں نے شراب کبھی نہیں پی لی یعنی حکم حرمت سے پہلے بھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور

میں چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو، دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت کی پوچھا نہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکے نہ ضرر، تیسری خصلت یہ ہے کہ کبھی میں زمانہ میں مبتلا نہ ہوا کہ اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا، چوتھی خصلت یہ کہ میں نے بھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اس کو کمینہ پن خیال کرتا تھا۔ مسئلہ:

شطنخ بتاش وغیرہ ہارجیت کے کھیل اور جن پر بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور حرام ہیں۔ (روح البیان) ۲۱۹ شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ مقدار ارشاد فرمائیں کتنا مال راہ خدا میں دیا جائے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن)

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾ فِي الدُّنْيَا

اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ

الْآخِرَةِ ۖ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِنْ

کر کرو ۲۲۰ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں ۲۲۰ تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر

تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۖ وَلَوْ شَاءَ

اپنا ان کا خرچ ملا تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا

اللَّهُ لَا أَعْنَتُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٠﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِي

تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو

حَتَّىٰ يُؤْمِنَ ۖ وَلَا مَٰمَّةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ ۖ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۖ وَلَا

جب تک مسلمان نہ ہو جائیں ۲۲۱ اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ۲۲۱ اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور

تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۖ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں ۲۲۲ اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا

۲۲۱ یعنی جتنا تمہاری حاجت سے زائد ہو۔ ابتدائے اسلام میں حاجت سے زائد مال کا خرچ کرنا فرض تھا صحابہ کرام اپنے مال میں سے اپنی ضرورت کی قدر لے کر باقی سب راہ خدا میں تصدق کر دیتے تھے یہ حکم آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہو گیا۔ ۲۲۰ کہ جتنا تمہاری دنیوی ضرورت کے لیے کافی ہو وہ لے کر باقی سب اپنے

نفع آخرت کے لیے خیرات کر دو۔ (خازن) ۲۲۰ کہ ان کے اموال کو اپنے مال سے ملانے کا کیا حکم ہے۔ شان نزول: آیت ”إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا“ کے نزول کے بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کر دینے اور ان کا کھانا پینا علیحدہ کر دیا، اس میں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کے لیے

پکایا اور اس میں سے کچھ بچ رہا وہ خراب ہو گیا اور کسی کے کام نہ آیا اس میں یتیموں کا نقصان ہوا، یہ صورتیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی نظر سے اس کا کھانا اس کے اولیاء اپنے کھانے کے ساتھ ملا لیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یتیموں کے فائدے کے لیے ملانے کی اجازت دی گئی۔ ۲۲۱ شان نزول: حضرت مرثد غنوی ایک بہادر شخص تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں! وہاں عنان نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت رکھتی تھی حسین اور مالدار تھی جب اس کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور طالب وصال ہوئی، آپ نے بخوف الہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اس

کی اجازت نہیں دیتا! تب اس نے نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ یہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پر موقوف ہے، اپنے کام سے فارغ ہو کر جب آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کر کے نکاح کی بابت دریافت کیا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی) بعض علماء نے فرمایا: جو کوئی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرے وہ مشرک ہے خواہ اللہ کو واحد ہی کہتا ہو اور تو حید کا مذہبی ہو۔ (خازن) ۲۲۲ شان نزول: ایک روز حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کسی خطا پر اپنی باندی کے طمانچہ مارا پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت کیا: عرض کیا کہ وہ

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور کی رسالت کی گواہی دیتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، خوب وضو کرتی اور نماز پڑھتی ہے! حضور نے فرمایا: وہ مؤمنہ ہے۔ آپ نے عرض کیا تو اس کی قسم! جس نے آپ کو سچائی بنا کر سبوح فرمایا میں اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کروں گا! اور آپ نے ایسا ہی کیا، اس پر لوگوں نے طعنہ زنی

کی کہ تم نے ایک سیاہ فام باندی کے ساتھ نکاح کیا باوجودیکہ فلاں مشرکہ خُرہ (آزاد) عورت تمہارے لیے حاضر ہے وہ حسین بھی ہے مالدار بھی ہے، اس پر نازل ہوا ”وَلَا مَٰمَّةٌ مُّؤْمِنَةٌ“ یعنی مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے خواہ مشرکہ آزاد ہو اور حسن و مال کی وجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہو۔ ۲۲۳ یہ عورت کے اولیاء کو

وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۖ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَى الْجَنَّةِ

اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں ۲۳۴ اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف

وَالْمَغْفِرَةِ بِآذِنِهِ ۚ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۚ

بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۚ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي

اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم ۲۳۵ تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو

الْمَحِيضِ ۚ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ

حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہوں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ

حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۚ

جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو

نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۚ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنْتُمْ ۚ وَقَدْ مَوْلَا أَنْفُسَكُمْ ۖ

تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو ۲۳۶ اور اپنے بھلے کام پہلے کرو ۲۳۷

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلْقَوَةٌ ۚ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَلَا

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو اور

تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ

اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنا لو ۲۳۸ کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے

خطاب ہے۔ مسئلہ: مسلمان عورت کا نکاح مشرک و کافر کے ساتھ باطل و حرام ہے۔ ۲۳۹ تو ان سے اجتناب ضروری اور ان کے ساتھ دوستی و قرابت ناروا۔

۲۳۵ شان نزول: عرب کے لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے ساتھ کھانا پینا ایک مکان میں رہنا گوارا نہ تھا بلکہ شدت یہاں تک

پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے، اور نصاریٰ اس کے برعکس حیض کے ایام میں عورتوں کے ساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے

تھے اور اختلاط (میل جول) میں بہت مبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حضور سے حیض کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور افراط و تفریط کی راہیں چھوڑ کر

اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتا دیا گیا کہ حالت حیض میں عورتوں سے جماعت ممنوع ہے۔ ۲۳۶ یعنی عورتوں کی قربت سے نسل کا قصد کرو نہ قضاء شہوت کا۔

۲۳۷ یعنی اعمال صالحہ یا جماع سے پہلے ”بِسْمِ اللَّهِ“ پڑھنا۔ ۲۳۸ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور ان سے کلام

کرنے اور ان کے ٹھوم (دشمنوں) کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھالی تھی، جب اس کے متعلق ان سے کہا جاتا تھا تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھا چکا ہوں اس لیے

یہ کام کر ہی نہیں سکتا! اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی اور نیک کام کرنے سے قسم کھالینے کی ممانعت فرمائی گئی۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالے تو

اس کو چاہیے کہ قسم کو پورا نہ کرے بلکہ وہ نیک کام کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے

کسی امر پر قسم کھالی پھر معلوم ہوا کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو چاہیے کہ اس امر خیر کو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ مسئلہ: بعض مُفَسِّرین نے یہ بھی کہا ہے

النَّاسِ ۝ وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْبَانِكُمْ

کی قسم کر لو اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے

وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۝ وَاللَّهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دل نے کیے ۲۳۹ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے

لِّلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرْبُصُّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاَوْ

وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَبِيْعٌ

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کر لیا تو اللہ سنتا

عَلِيْمٌ ۝ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ ۚ وَلَا

جانتا ہے ۲۴۰ اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک ۲۴۱ اور

يَحِلُّ لِهِنَّ اَنْ يَّكْتُبْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنُ

انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ۲۴۲ اگر اللہ اور

بِاللّٰهِ وَاليَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ

قیامت پر ایمان رکھتی ہیں ۲۴۳ اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر

کہ اس آیت سے بکثرت قسم کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ ۲۳۹ مسئلہ: قسم تین طرح کی ہوتی ہے (۱) لغو (۲) غموس (۳) منعقدہ۔ لغو: یہ ہے کہ کسی گزرے

ہوئے امر پر اپنے خیال میں سچ جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اس کے خلاف ہو! یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔ غموس: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر

دائستہ جھوٹی قسم کھائے! اس میں گنہگار ہوگا۔ منعقدہ: یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائے! اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم۔

۲۴۰ شان نزول: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال دو سال تین سال یا اس سے

زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھا لیتے تھے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے نہ وہ بیوہ ہی تھیں کہ کہیں اپنا ٹھکانا کر لیتیں نہ شوہر دار

کہ شوہر سے آرام پاتیں، اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ

کے لیے یا غیر معین مدت کے لیے ترک صحبت کی قسم کھا لے جس کو ”ایلاء“ کہتے ہیں تو اس کے لیے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے

کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لیے بہتر ہے یا رکھنا اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا، اور اگر اس مدت

میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگی۔ مسئلہ: اگر مرد صحبت پر قادر ہو تو رجوع صحبت ہی سے ہوگا اور اگر کسی

وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے۔ (تفسیر احمدی) ۲۴۱ اس آیت میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے

طلاق دی اگر وہ شوہر کے پاس نہ لگتی تھیں اور ان سے خلوت صحیح نہ ہوتی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ آیہ ”مَالِكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَّةٍ“ میں

ارشاد ہے۔ اور جن عورتوں کو خوردہ سال (کم عمری) یا کبر سن (بڑھاپے) کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا جو حاملہ ہوں ان کی عدت کا بیان سورہ طلاق میں آئے گا، باقی جو

آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدت و طلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے۔ ۲۴۲ وہ حمل ہو یا خون حیض۔ کیونکہ اس کے چھپانے سے رجعت اور ولد

میں جو شوہر کا حق ہے وہ ضائع ہوگا۔ ۲۴۳ یعنی یہی مختصاٰ ایمان داری ہے۔

أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَ

ملاپ چاہیں ۲۴۴ اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق ۲۴۵

لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۲۴۸ (۲۴۸) الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ ۚ

مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ طلاق ۲۴۹ دو بار تک ہے

فَامْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِِيْهِ بِإِحْسَانٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَكُمُ أَنْ

پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے ۲۴۹ یا نکوئی (ایچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ۲۴۸ اور تمہیں روا نہیں کہ

تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقْبِيَا حُدُودَ

جو کچھ عورتوں کو دیا ۲۴۹ اس میں سے کچھ واپس لو ۲۵۰ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں

اللَّهُ ۚ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقْبِيَا حُدُودَ اللَّهِ ۚ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا

گے ۲۵۰ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ

اِفْتَدَتْ بِهِ ۚ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ

دے کر عورت چھٹی لے ۲۵۰ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے

اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝۲۴۹ (۲۴۹) فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّىٰ

بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک

۲۴۴ یعنی طلاقِ رجعی میں عدت کے اندر شوہر عورت سے رُجوع کر سکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو لیکن اگر شوہر کو ملاپ منظور ہو تو ایسا کرے ضررِ سانی کا قصد

نہ کرے جیسا کہ اہلِ جاہلیت عورت کو پریشان کرنے کے لیے کرتے تھے۔ ۲۴۵ یعنی جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں

پر عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے۔ ۲۴۶ یعنی طلاقِ رجعی۔ ۲۴۷: ۲۴۸: ۲۴۹: ۲۵۰: ۲۵۱: ۲۵۲: ۲۵۳: ۲۵۴: ۲۵۵: ۲۵۶: ۲۵۷: ۲۵۸: ۲۵۹: ۲۶۰: ۲۶۱: ۲۶۲: ۲۶۳: ۲۶۴: ۲۶۵: ۲۶۶: ۲۶۷: ۲۶۸: ۲۶۹: ۲۷۰: ۲۷۱: ۲۷۲: ۲۷۳: ۲۷۴: ۲۷۵: ۲۷۶: ۲۷۷: ۲۷۸: ۲۷۹: ۲۸۰: ۲۸۱: ۲۸۲: ۲۸۳: ۲۸۴: ۲۸۵: ۲۸۶: ۲۸۷: ۲۸۸: ۲۸۹: ۲۹۰: ۲۹۱: ۲۹۲: ۲۹۳: ۲۹۴: ۲۹۵: ۲۹۶: ۲۹۷: ۲۹۸: ۲۹۹: ۳۰۰: ۳۰۱: ۳۰۲: ۳۰۳: ۳۰۴: ۳۰۵: ۳۰۶: ۳۰۷: ۳۰۸: ۳۰۹: ۳۱۰: ۳۱۱: ۳۱۲: ۳۱۳: ۳۱۴: ۳۱۵: ۳۱۶: ۳۱۷: ۳۱۸: ۳۱۹: ۳۲۰: ۳۲۱: ۳۲۲: ۳۲۳: ۳۲۴: ۳۲۵: ۳۲۶: ۳۲۷: ۳۲۸: ۳۲۹: ۳۳۰: ۳۳۱: ۳۳۲: ۳۳۳: ۳۳۴: ۳۳۵: ۳۳۶: ۳۳۷: ۳۳۸: ۳۳۹: ۳۴۰: ۳۴۱: ۳۴۲: ۳۴۳: ۳۴۴: ۳۴۵: ۳۴۶: ۳۴۷: ۳۴۸: ۳۴۹: ۳۵۰: ۳۵۱: ۳۵۲: ۳۵۳: ۳۵۴: ۳۵۵: ۳۵۶: ۳۵۷: ۳۵۸: ۳۵۹: ۳۶۰: ۳۶۱: ۳۶۲: ۳۶۳: ۳۶۴: ۳۶۵: ۳۶۶: ۳۶۷: ۳۶۸: ۳۶۹: ۳۷۰: ۳۷۱: ۳۷۲: ۳۷۳: ۳۷۴: ۳۷۵: ۳۷۶: ۳۷۷: ۳۷۸: ۳۷۹: ۳۸۰: ۳۸۱: ۳۸۲: ۳۸۳: ۳۸۴: ۳۸۵: ۳۸۶: ۳۸۷: ۳۸۸: ۳۸۹: ۳۹۰: ۳۹۱: ۳۹۲: ۳۹۳: ۳۹۴: ۳۹۵: ۳۹۶: ۳۹۷: ۳۹۸: ۳۹۹: ۴۰۰: ۴۰۱: ۴۰۲: ۴۰۳: ۴۰۴: ۴۰۵: ۴۰۶: ۴۰۷: ۴۰۸: ۴۰۹: ۴۱۰: ۴۱۱: ۴۱۲: ۴۱۳: ۴۱۴: ۴۱۵: ۴۱۶: ۴۱۷: ۴۱۸: ۴۱۹: ۴۲۰: ۴۲۱: ۴۲۲: ۴۲۳: ۴۲۴: ۴۲۵: ۴۲۶: ۴۲۷: ۴۲۸: ۴۲۹: ۴۳۰: ۴۳۱: ۴۳۲: ۴۳۳: ۴۳۴: ۴۳۵: ۴۳۶: ۴۳۷: ۴۳۸: ۴۳۹: ۴۴۰: ۴۴۱: ۴۴۲: ۴۴۳: ۴۴۴: ۴۴۵: ۴۴۶: ۴۴۷: ۴۴۸: ۴۴۹: ۴۵۰: ۴۵۱: ۴۵۲: ۴۵۳: ۴۵۴: ۴۵۵: ۴۵۶: ۴۵۷: ۴۵۸: ۴۵۹: ۴۶۰: ۴۶۱: ۴۶۲: ۴۶۳: ۴۶۴: ۴۶۵: ۴۶۶: ۴۶۷: ۴۶۸: ۴۶۹: ۴۷۰: ۴۷۱: ۴۷۲: ۴۷۳: ۴۷۴: ۴۷۵: ۴۷۶: ۴۷۷: ۴۷۸: ۴۷۹: ۴۸۰: ۴۸۱: ۴۸۲: ۴۸۳: ۴۸۴: ۴۸۵: ۴۸۶: ۴۸۷: ۴۸۸: ۴۸۹: ۴۹۰: ۴۹۱: ۴۹۲: ۴۹۳: ۴۹۴: ۴۹۵: ۴۹۶: ۴۹۷: ۴۹۸: ۴۹۹: ۵۰۰: ۵۰۱: ۵۰۲: ۵۰۳: ۵۰۴: ۵۰۵: ۵۰۶: ۵۰۷: ۵۰۸: ۵۰۹: ۵۱۰: ۵۱۱: ۵۱۲: ۵۱۳: ۵۱۴: ۵۱۵: ۵۱۶: ۵۱۷: ۵۱۸: ۵۱۹: ۵۲۰: ۵۲۱: ۵۲۲: ۵۲۳: ۵۲۴: ۵۲۵: ۵۲۶: ۵۲۷: ۵۲۸: ۵۲۹: ۵۳۰: ۵۳۱: ۵۳۲: ۵۳۳: ۵۳۴: ۵۳۵: ۵۳۶: ۵۳۷: ۵۳۸: ۵۳۹: ۵۴۰: ۵۴۱: ۵۴۲: ۵۴۳: ۵۴۴: ۵۴۵: ۵۴۶: ۵۴۷: ۵۴۸: ۵۴۹: ۵۵۰: ۵۵۱: ۵۵۲: ۵۵۳: ۵۵۴: ۵۵۵: ۵۵۶: ۵۵۷: ۵۵۸: ۵۵۹: ۵۶۰: ۵۶۱: ۵۶۲: ۵۶۳: ۵۶۴: ۵۶۵: ۵۶۶: ۵۶۷: ۵۶۸: ۵۶۹: ۵۷۰: ۵۷۱: ۵۷۲: ۵۷۳: ۵۷۴: ۵۷۵: ۵۷۶: ۵۷۷: ۵۷۸: ۵۷۹: ۵۸۰: ۵۸۱: ۵۸۲: ۵۸۳: ۵۸۴: ۵۸۵: ۵۸۶: ۵۸۷: ۵۸۸: ۵۸۹: ۵۹۰: ۵۹۱: ۵۹۲: ۵۹۳: ۵۹۴: ۵۹۵: ۵۹۶: ۵۹۷: ۵۹۸: ۵۹۹: ۶۰۰: ۶۰۱: ۶۰۲: ۶۰۳: ۶۰۴: ۶۰۵: ۶۰۶: ۶۰۷: ۶۰۸: ۶۰۹: ۶۱۰: ۶۱۱: ۶۱۲: ۶۱۳: ۶۱۴: ۶۱۵: ۶۱۶: ۶۱۷: ۶۱۸: ۶۱۹: ۶۲۰: ۶۲۱: ۶۲۲: ۶۲۳: ۶۲۴: ۶۲۵: ۶۲۶: ۶۲۷: ۶۲۸: ۶۲۹: ۶۳۰: ۶۳۱: ۶۳۲: ۶۳۳: ۶۳۴: ۶۳۵: ۶۳۶: ۶۳۷: ۶۳۸: ۶۳۹: ۶۴۰: ۶۴۱: ۶۴۲: ۶۴۳: ۶۴۴: ۶۴۵: ۶۴۶: ۶۴۷: ۶۴۸: ۶۴۹: ۶۵۰: ۶۵۱: ۶۵۲: ۶۵۳: ۶۵۴: ۶۵۵: ۶۵۶: ۶۵۷: ۶۵۸: ۶۵۹: ۶۶۰: ۶۶۱: ۶۶۲: ۶۶۳: ۶۶۴: ۶۶۵: ۶۶۶: ۶۶۷: ۶۶۸: ۶۶۹: ۶۷۰: ۶۷۱: ۶۷۲: ۶۷۳: ۶۷۴: ۶۷۵: ۶۷۶: ۶۷۷: ۶۷۸: ۶۷۹: ۶۸۰: ۶۸۱: ۶۸۲: ۶۸۳: ۶۸۴: ۶۸۵: ۶۸۶: ۶۸۷: ۶۸۸: ۶۸۹: ۶۹۰: ۶۹۱: ۶۹۲: ۶۹۳: ۶۹۴: ۶۹۵: ۶۹۶: ۶۹۷: ۶۹۸: ۶۹۹: ۷۰۰: ۷۰۱: ۷۰۲: ۷۰۳: ۷۰۴: ۷۰۵: ۷۰۶: ۷۰۷: ۷۰۸: ۷۰۹: ۷۱۰: ۷۱۱: ۷۱۲: ۷۱۳: ۷۱۴: ۷۱۵: ۷۱۶: ۷۱۷: ۷۱۸: ۷۱۹: ۷۲۰: ۷۲۱: ۷۲۲: ۷۲۳: ۷۲۴: ۷۲۵: ۷۲۶: ۷۲۷: ۷۲۸: ۷۲۹: ۷۳۰: ۷۳۱: ۷۳۲: ۷۳۳: ۷۳۴: ۷۳۵: ۷۳۶: ۷۳۷: ۷۳۸: ۷۳۹: ۷۴۰: ۷۴۱: ۷۴۲: ۷۴۳: ۷۴۴: ۷۴۵: ۷۴۶: ۷۴۷: ۷۴۸: ۷۴۹: ۷۵۰: ۷۵۱: ۷۵۲: ۷۵۳: ۷۵۴: ۷۵۵: ۷۵۶: ۷۵۷: ۷۵۸: ۷۵۹: ۷۶۰: ۷۶۱: ۷۶۲: ۷۶۳: ۷۶۴: ۷۶۵: ۷۶۶: ۷۶۷: ۷۶۸: ۷۶۹: ۷۷۰: ۷۷۱: ۷۷۲: ۷۷۳: ۷۷۴: ۷۷۵: ۷۷۶: ۷۷۷: ۷۷۸: ۷۷۹: ۷۸۰: ۷۸۱: ۷۸۲: ۷۸۳: ۷۸۴: ۷۸۵: ۷۸۶: ۷۸۷: ۷۸۸: ۷۸۹: ۷۹۰: ۷۹۱: ۷۹۲: ۷۹۳: ۷۹۴: ۷۹۵: ۷۹۶: ۷۹۷: ۷۹۸: ۷۹۹: ۸۰۰: ۸۰۱: ۸۰۲: ۸۰۳: ۸۰۴: ۸۰۵: ۸۰۶: ۸۰۷: ۸۰۸: ۸۰۹: ۸۱۰: ۸۱۱: ۸۱۲: ۸۱۳: ۸۱۴: ۸۱۵: ۸۱۶: ۸۱۷: ۸۱۸: ۸۱۹: ۸۲۰: ۸۲۱: ۸۲۲: ۸۲۳: ۸۲۴: ۸۲۵: ۸۲۶: ۸۲۷: ۸۲۸: ۸۲۹: ۸۳۰: ۸۳۱: ۸۳۲: ۸۳۳: ۸۳۴: ۸۳۵: ۸۳۶: ۸۳۷: ۸۳۸: ۸۳۹: ۸۴۰: ۸۴۱: ۸۴۲: ۸۴۳: ۸۴۴: ۸۴۵: ۸۴۶: ۸۴۷: ۸۴۸: ۸۴۹: ۸۵۰: ۸۵۱: ۸۵۲: ۸۵۳: ۸۵۴: ۸۵۵: ۸۵۶: ۸۵۷: ۸۵۸: ۸۵۹: ۸۶۰: ۸۶۱: ۸۶۲: ۸۶۳: ۸۶۴: ۸۶۵: ۸۶۶: ۸۶۷: ۸۶۸: ۸۶۹: ۸۷۰: ۸۷۱: ۸۷۲: ۸۷۳: ۸۷۴: ۸۷۵: ۸۷۶: ۸۷۷: ۸۷۸: ۸۷۹: ۸۸۰: ۸۸۱: ۸۸۲: ۸۸۳: ۸۸۴: ۸۸۵: ۸۸۶: ۸۸۷: ۸۸۸: ۸۸۹: ۸۹۰: ۸۹۱: ۸۹۲: ۸۹۳: ۸۹۴: ۸۹۵: ۸۹۶: ۸۹۷: ۸۹۸: ۸۹۹: ۹۰۰: ۹۰۱: ۹۰۲: ۹۰۳: ۹۰۴: ۹۰۵: ۹۰۶: ۹۰۷: ۹۰۸: ۹۰۹: ۹۱۰: ۹۱۱: ۹۱۲: ۹۱۳: ۹۱۴: ۹۱۵: ۹۱۶: ۹۱۷: ۹۱۸: ۹۱۹: ۹۲۰: ۹۲۱: ۹۲۲: ۹۲۳: ۹۲۴: ۹۲۵: ۹۲۶: ۹۲۷: ۹۲۸: ۹۲۹: ۹۳۰: ۹۳۱: ۹۳۲: ۹۳۳: ۹۳۴: ۹۳۵: ۹۳۶: ۹۳۷: ۹۳۸: ۹۳۹: ۹۴۰: ۹۴۱: ۹۴۲: ۹۴۳: ۹۴۴: ۹۴۵: ۹۴۶: ۹۴۷: ۹۴۸: ۹۴۹: ۹۵۰: ۹۵۱: ۹۵۲: ۹۵۳: ۹۵۴: ۹۵۵: ۹۵۶: ۹۵۷: ۹۵۸: ۹۵۹: ۹۶۰: ۹۶۱: ۹۶۲: ۹۶۳: ۹۶۴: ۹۶۵: ۹۶۶: ۹۶۷: ۹۶۸: ۹۶۹: ۹۷۰: ۹۷۱: ۹۷۲: ۹۷۳: ۹۷۴: ۹۷۵: ۹۷۶: ۹۷۷: ۹۷۸: ۹۷۹: ۹۸۰: ۹۸۱: ۹۸۲: ۹۸۳: ۹۸۴: ۹۸۵: ۹۸۶: ۹۸۷: ۹۸۸: ۹۸۹: ۹۹۰: ۹۹۱: ۹۹۲: ۹۹۳: ۹۹۴: ۹۹۵: ۹۹۶: ۹۹۷: ۹۹۸: ۹۹۹: ۱۰۰۰: ۱۰۰۱: ۱۰۰۲: ۱۰۰۳: ۱۰۰۴: ۱۰۰۵: ۱۰۰۶: ۱۰۰۷: ۱۰۰۸: ۱۰۰۹: ۱۰۱۰: ۱۰۱۱: ۱۰۱۲: ۱۰۱۳: ۱۰۱۴: ۱۰۱۵: ۱۰۱۶: ۱۰۱۷: ۱۰۱۸: ۱۰۱۹: ۱۰۲۰: ۱۰۲۱: ۱۰۲۲: ۱۰۲۳: ۱۰۲۴: ۱۰۲۵: ۱۰۲۶: ۱۰۲۷: ۱۰۲۸: ۱۰۲۹: ۱۰۳۰: ۱۰۳۱: ۱۰۳۲: ۱۰۳۳: ۱۰۳۴: ۱۰۳۵: ۱۰۳۶: ۱۰۳۷: ۱۰۳۸: ۱۰۳۹: ۱۰۴۰: ۱۰۴۱: ۱۰۴۲: ۱۰۴۳: ۱۰۴۴: ۱۰۴۵: ۱۰۴۶: ۱۰۴۷: ۱۰۴۸: ۱۰۴۹: ۱۰۵۰: ۱۰۵۱: ۱۰۵۲: ۱۰۵۳: ۱۰۵۴: ۱۰۵۵: ۱۰۵۶: ۱۰۵۷: ۱۰۵۸: ۱۰۵۹: ۱۰۶۰: ۱۰۶۱: ۱۰۶۲: ۱۰۶۳: ۱۰۶۴: ۱۰۶۵: ۱۰۶۶: ۱۰۶۷: ۱۰۶۸: ۱۰۶۹: ۱۰۷۰: ۱۰۷۱: ۱۰۷۲: ۱۰۷۳: ۱۰۷۴: ۱۰۷۵: ۱۰۷۶: ۱۰۷۷: ۱۰۷۸: ۱۰۷۹: ۱۰۸۰: ۱۰۸۱: ۱۰۸۲: ۱۰۸۳: ۱۰۸۴: ۱۰۸۵: ۱۰۸۶: ۱۰۸۷: ۱۰۸۸: ۱۰۸۹: ۱۰۹۰: ۱۰۹۱: ۱۰۹۲: ۱۰۹۳: ۱۰۹۴: ۱۰۹۵: ۱۰۹۶: ۱۰۹۷: ۱۰۹۸: ۱۰۹۹: ۱۱۰۰: ۱۱۰۱: ۱۱۰۲: ۱۱۰۳: ۱۱۰۴: ۱۱۰۵: ۱۱۰۶: ۱۱۰۷: ۱۱۰۸: ۱۱۰۹: ۱۱۱۰: ۱۱۱۱: ۱۱۱۲: ۱۱۱۳: ۱۱۱۴: ۱۱۱۵: ۱۱۱۶: ۱۱۱۷: ۱۱۱۸: ۱۱۱۹: ۱۱۲۰: ۱۱۲۱: ۱۱۲۲: ۱۱۲۳: ۱۱۲۴: ۱۱۲۵: ۱۱۲۶: ۱۱۲۷: ۱۱۲۸: ۱۱۲۹: ۱۱۳۰: ۱۱۳۱: ۱۱۳۲: ۱۱۳۳: ۱۱۳۴: ۱۱۳۵: ۱۱۳۶: ۱۱۳۷: ۱۱۳۸: ۱۱۳۹: ۱۱۴۰: ۱۱۴۱: ۱۱۴۲: ۱۱۴۳: ۱۱۴۴: ۱۱۴۵: ۱۱۴۶: ۱۱۴۷: ۱۱۴۸: ۱۱۴۹: ۱۱۵۰: ۱۱۵۱: ۱۱۵۲: ۱۱۵۳: ۱۱۵۴: ۱۱۵۵: ۱۱۵۶: ۱۱۵۷: ۱۱۵۸: ۱۱۵۹: ۱۱۶۰: ۱۱۶۱: ۱۱۶۲: ۱۱۶۳: ۱۱۶۴: ۱۱۶۵: ۱۱۶۶: ۱۱۶۷: ۱۱۶۸: ۱۱۶۹: ۱۱۷۰: ۱۱۷۱: ۱۱۷۲: ۱۱۷۳: ۱۱۷۴: ۱۱۷۵: ۱۱۷۶: ۱۱۷۷: ۱۱۷۸: ۱۱۷۹: ۱۱۸۰: ۱۱۸۱: ۱۱۸۲: ۱۱۸۳: ۱۱۸۴: ۱۱۸۵: ۱۱۸۶: ۱۱۸۷: ۱۱۸۸: ۱۱۸۹: ۱۱۹۰: ۱۱۹۱: ۱۱۹۲: ۱۱۹۳: ۱۱۹۴: ۱۱۹۵: ۱۱۹۶: ۱۱۹۷: ۱۱۹۸: ۱۱۹۹: ۱۲۰۰: ۱۲۰۱: ۱۲۰۲: ۱۲۰۳: ۱۲۰۴: ۱۲۰۵: ۱۲۰۶: ۱۲۰۷: ۱۲۰۸: ۱۲۰۹: ۱۲۱۰: ۱۲۱۱: ۱۲۱۲: ۱۲۱۳: ۱۲۱۴: ۱۲۱۵: ۱۲۱۶: ۱۲۱۷: ۱۲۱۸: ۱۲۱۹: ۱۲۲۰: ۱۲۲۱: ۱۲۲۲: ۱۲۲۳: ۱۲۲۴: ۱۲۲۵: ۱۲۲۶: ۱۲۲۷: ۱۲۲۸: ۱۲۲۹: ۱۲۳۰: ۱۲۳۱: ۱۲۳۲: ۱۲۳۳: ۱۲۳۴: ۱۲۳۵: ۱۲۳۶: ۱۲۳۷: ۱۲۳۸: ۱۲۳۹: ۱۲۴۰: ۱۲۴۱: ۱۲۴۲: ۱۲۴۳: ۱۲۴۴: ۱۲۴۵: ۱۲۴۶: ۱۲۴۷: ۱۲۴۸: ۱۲۴۹: ۱۲۵۰: ۱۲۵۱: ۱۲۵۲: ۱۲۵۳: ۱۲۵۴: ۱۲۵۵: ۱۲۵۶: ۱۲۵۷: ۱۲۵۸: ۱۲۵۹: ۱۲۶۰: ۱۲۶۱: ۱۲۶۲: ۱۲۶۳: ۱۲۶۴: ۱۲۶۵: ۱۲۶۶: ۱۲۶۷: ۱۲۶۸: ۱۲۶۹: ۱۲۷۰: ۱۲۷۱: ۱۲۷۲: ۱۲۷۳: ۱۲۷۴: ۱۲۷۵: ۱۲۷۶: ۱۲۷۷: ۱۲۷۸: ۱۲۷۹: ۱۲۸۰: ۱۲۸۱: ۱۲۸۲: ۱۲۸۳: ۱۲۸۴: ۱۲۸۵: ۱۲۸۶: ۱۲۸۷: ۱۲۸۸: ۱۲۸۹: ۱۲۹۰: ۱۲۹۱: ۱۲۹۲: ۱۲۹۳: ۱۲۹۴: ۱۲۹۵: ۱۲۹۶: ۱۲۹۷: ۱۲۹۸: ۱۲۹۹: ۱۳۰۰: ۱۳۰۱: ۱۳۰۲: ۱۳۰۳: ۱۳۰۴: ۱۳۰۵: ۱۳۰۶: ۱۳۰۷: ۱۳۰۸: ۱۳۰۹: ۱۳۱۰: ۱۳۱۱: ۱۳۱۲: ۱۳۱۳: ۱۳۱۴: ۱۳۱۵: ۱۳۱۶: ۱۳۱۷: ۱۳۱۸: ۱۳۱۹: ۱۳۲۰: ۱۳۲۱: ۱۳۲۲: ۱۳۲۳: ۱۳۲۴: ۱۳۲۵: ۱۳۲۶: ۱۳۲۷: ۱۳۲۸: ۱۳۲۹: ۱۳۳۰: ۱۳۳۱: ۱۳۳۲: ۱۳۳۳: ۱۳۳۴: ۱۳۳۵: ۱۳۳۶: ۱۳۳۷: ۱۳۳۸: ۱۳۳۹: ۱۳۴۰: ۱۳۴۱: ۱۳۴۲: ۱۳۴۳: ۱۳۴۴: ۱۳۴۵: ۱۳۴۶: ۱۳۴۷: ۱۳۴۸: ۱۳۴۹: ۱۳۵۰: ۱۳۵۱: ۱۳۵۲: ۱۳۵۳: ۱۳۵۴: ۱۳۵۵: ۱۳۵۶: ۱۳۵۷: ۱۳۵۸: ۱۳۵۹: ۱۳۶۰: ۱۳۶۱: ۱۳۶۲: ۱۳۶۳: ۱۳۶۴: ۱۳۶۵: ۱۳۶۶: ۱۳۶۷: ۱۳۶۸: ۱۳۶۹: ۱۳۷۰: ۱۳۷۱: ۱۳۷۲: ۱۳۷۳: ۱۳۷۴: ۱۳۷۵: ۱۳۷۶: ۱۳۷۷: ۱۳۷۸: ۱۳۷۹: ۱۳۸۰: ۱۳۸۱: ۱۳۸۲: ۱۳۸۳: ۱۳۸۴: ۱۳۸۵: ۱۳۸۶: ۱۳۸۷: ۱۳۸۸: ۱۳۸۹: ۱۳۹۰: ۱۳۹۱: ۱۳۹۲: ۱۳۹۳: ۱۳۹۴: ۱۳۹۵: ۱۳۹۶: ۱۳۹۷: ۱۳۹۸: ۱۳۹۹: ۱۴۰۰: ۱۴۰۱: ۱۴۰۲: ۱۴۰۳: ۱۴۰۴: ۱۴۰۵: ۱۴۰۶: ۱۴۰۷: ۱۴۰۸: ۱۴۰۹: ۱۴۱۰: ۱۴۱۱: ۱۴۱۲: ۱۴۱۳: ۱۴۱۴: ۱۴۱۵: ۱۴۱۶: ۱۴۱۷: ۱۴۱۸: ۱۴۱۹: ۱۴۲۰: ۱۴۲۱: ۱۴۲۲: ۱۴۲۳: ۱۴۲۴: ۱۴۲۵: ۱۴۲۶: ۱۴۲۷: ۱۴۲۸: ۱۴۲۹: ۱۴۳۰: ۱۴۳۱: ۱۴۳۲: ۱۴۳۳: ۱۴۳۴: ۱۴۳۵: ۱۴۳۶: ۱۴۳۷: ۱۴۳۸: ۱۴۳۹: ۱۴۴۰: ۱۴۴۱: ۱۴۴۲: ۱۴۴۳: ۱۴۴۴: ۱۴۴۵: ۱۴۴۶: ۱۴۴۷: ۱۴۴۸: ۱۴۴۹: ۱۴۵۰: ۱۴۵۱: ۱۴۵۲: ۱۴۵۳: ۱۴۵۴: ۱۴۵۵: ۱۴۵۶: ۱۴۵۷: ۱۴۵۸: ۱۴۵۹: ۱۴۶۰: ۱۴۶۱: ۱۴۶۲: ۱۴۶۳: ۱۴۶۴: ۱۴۶۵: ۱۴۶۶: ۱۴۶۷: ۱۴۶۸: ۱۴۶۹: ۱۴۷۰: ۱۴۷۱: ۱۴۷۲: ۱۴۷۳: ۱۴۷۴: ۱۴۷۵: ۱۴۷۶: ۱۴۷۷: ۱۴۷۸: ۱۴۷۹: ۱۴۸۰: ۱۴۸۱: ۱۴۸۲: ۱۴۸۳: ۱

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۖ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ

دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے ۲۵۲ پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں ۲۵۳ اگر

ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ

سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں بتائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے

يَعْلَمُونَ ۚ وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمَّا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ

دانش مندوں کے لیے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آگے ۲۵۴ تو اس وقت تک یا بھلائی کے

بِعَرُوفٍ أَوْ سِرِّحُوهُنَّ بِعَرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضَرَارًا لِتَعْتَدُوا ج

ساتھ روک لو ۲۵۵ یا کھوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو ۲۵۶ اور انہیں ضرر دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ

اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے ۲۵۷ اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بناؤ ۲۵۸

وَأَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ

اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے ۲۵۹ اور وہ جو تم پر کتاب

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

و حکمت والا ۲۶۰ اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ

عَلِيمٌ ۚ وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمَّا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْصِلُوهُنَّ أَنْ

جانتا ہے ۲۶۱ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے ۲۶۲ تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ

يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُنَّ بِالْعَرُوفِ ۖ ذَلِكَ يُوعَظُ بِهِ

اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں ۲۶۳ جب کہ آپس میں موافق شرع رضا مند ہو جائیں ۲۶۴ یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے

۲۵۲ مسئلہ: تین طلاقیں کے بعد عورت شوہر پر بحرِ مُعْظَمِ حرام ہو جاتی ہے اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ خلاہ نہ ہو یعنی بعد

عدت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ بعدِ صحبت طلاق دے پھر عدت گزرے۔ ۲۵۳ دوبارہ نکاح کر لیں۔ ۲۵۴ یعنی عدت تمام ہونے کے قریب ہو۔ شانِ نزول: یہ

آیت ثابت بن یسار انصاری کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت قریب ختم ہوتی تھی رجعت کر لیا کرتے تھے تاکہ عورت قید

میں پڑی رہے۔ ۲۵۵ یعنی نابینے اور اچھا معاملہ کرنے کی نیت سے رجعت کرو ۲۵۶ اور عدت گزر جانے دو تاکہ بعدِ عدت وہ آزاد ہو جائیں۔ ۲۵۷ کہ حکم

الہی کی مخالفت کر کے گنہگار ہوتا ہے۔ ۲۵۸ کہ ان کی پرواہ نہ کرو اور ان کے خلاف عمل کرو۔ ۲۵۹ کہ تمہیں مسلمان کیا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔

۲۶۰ کتاب سے قرآن اور حکمت سے احکام قرآن و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ ۲۶۱ اس سے کچھ نفی نہیں۔ ۲۶۲ یعنی ان کی عدت گزر چکے

۲۶۳ جن کو انہوں نے اپنے نکاح کے لیے تجویز کیا ہو خواہ وہ نئے ہوں یا پہلی طلاق دینے والے، یا ان سے پہلے جو طلاق دے چکے تھے۔ ۲۶۴ اپنے کفو میں مہر مثل

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ ذَلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَظْهَرُ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۳۱﴾ وَالْوَالِدَتُ يُرْضَعْنَ

جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور

پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنے

أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۖ وَعَلَىٰ

بچوں کو ۳۳۲ پورے دو برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے ۳۳۳ اور جس کا

الْمَوْلُودُ لَهُ يَرْزُقُهُنَّ وَكُسُوتَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۖ لَا تَكْلَفُ نَفْسٌ إِلَّا

بچہ ہے ۳۳۴ اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور ۳۳۵ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے مگر اس کے

وُسْعَهَا ۚ لَا تَضَارُّ الْوَالِدَةُ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودُهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَىٰ

مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے ۳۳۶ اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے ۳۳۷ یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو ۳۳۸ اور جو

الْوَارِثُ مِثْلُ ذَلِكَ ۚ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا

باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا

پر۔ کیونکہ اس کے خلاف کی صورت میں اولیاء اعتراض و تعرض کا حق رکھتے ہیں۔ شان نزول: معقل بن یسار مرنے کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا انہوں نے طلاق دی اور عدت گزرنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے! ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری شریف)

۳۳۱ بیان طلاق کے بعد یہ سوال طبعاً سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا؟ اس لیے یہ قرین حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو احکام ہیں وہ اس موقع پر بیان فرما دیئے جائیں! لہذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔ مسئلہ: ماں خواہ

مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی مہتر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے، اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔

(تفسیر احمدی و جمل وغیرہ) ۳۳۲ یعنی اس مدت کا پورا کرنا لازم نہیں۔ اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ چھڑانے میں اس کے لیے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی چھڑانا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی غازی وغیرہ) ۳۳۳ یعنی والد۔ اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ۳۳۴ مسئلہ: بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لیے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔ مسئلہ: شوہر اپنی

زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لیے خبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے۔ مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔ مسئلہ: اگر باپ نے کسی عورت کو

اپنے بچہ کے دودھ پلانے پر بہ اجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے، اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی و مدارک) ”الْمَعْرُوف“ سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر

تنگی اور فضول خرچی کے۔ ۳۳۵ یعنی اس کو اس کے خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے۔ ۳۳۶ زیادہ اجرت طلب کر کے ۳۳۷ ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے، اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔

وَتَشَاوِرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۖ وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا

اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دانیوں سے اپنے بچوں کو

أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۖ وَ

دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور

اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۲۳۳ وَالَّذِينَ

اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور تم میں جو

يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ

مہینے اور یہ بیاہنے والے چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو

أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا

روکے رہیں ۲۳۴ تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں

فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۲۳۴ وَلَا

جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنُتُمْ فِي

تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں

أَنْفُسِكُمْ ۖ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تَأْتُوا عِدُّوهُنَّ

چسپا رکھو ۲۳۵ اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ۲۳۶ ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ

سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ۖ وَلَا تَعْرِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ

کر رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک

۲۳۷ حاملہ کی عدت تو وضع حمل ہے جیسا کہ سورہ طلاق میں مذکور ہے۔ یہاں غیر حاملہ کا بیان ہے جس کا شوہر مر جائے اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے اس مدت میں نہ وہ نکاح کرے نہ اپنا مسکن چھوڑے نہ بے عذر تیل لگائے نہ خوشبو لگائے نہ سنگار کرے نہ رنگین اور ریشمیں کپڑے پہنے نہ مہندی لگائے نہ

جدید نکاح کی بات چیت کھل کر کرے، اور جو طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے۔ ۲۳۸ یعنی عدت میں نکاح اور نکاح کا کھلا ہوا پیام تو ممنوع ہے لیکن پردہ کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ

تم بہت نیک عورت ہو، یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے۔ ۲۳۹ اور تمہارے دلوں میں خواہش ہوگی اسی لیے تمہارے واسطے تحریرِ مباح کی گئی۔

يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ط وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ

لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے ۲۷۱ اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے

فَاذْرُوهُ ج وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ع لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ

تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے تم پر کچھ مطالبہ نہیں ۲۷۲ اگر

طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ط

تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر نہ کر لیا ہو ۲۷۳

وَمَتَّعُوهُنَّ ج عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرَهُ وَ عَلَى الْمُقْتَرِ قَدَرَهُ ج مَتَاعًا

اور ان کو کچھ برتنے کو دو ۲۷۴ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس کے لائق حسب دستور

بِالْمَعْرُوفِ ج حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۲۳۶ وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر ۲۷۵ اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے

تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ

طلاق دے دی اور ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں

يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوا الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ط وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ

کچھ چھوڑ دیں ۲۷۶ یا وہ زیادہ دے ۲۷۷ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے ۲۷۸ اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے

لِلتَّقْوَى ط وَلَا تَسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۲۳۷

نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۲۷۹

حِفْظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى ق وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۲۳۸ فَإِنْ

نگہبانی کرو سب نمازوں ۲۸۰ اور بیچ کی نماز کی ۲۸۱ اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے ۲۸۲ پھر اگر

۲۸۳ یعنی عادت گزر چکے۔ ۲۸۴ مہر کا ۲۸۵ شان نزول: یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا

اور کوئی مہر معین نہ کیا پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہوا اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو مہر

لازم نہیں۔ ہاتھ لگانے سے مجامعت مراد ہے، اور خلوت صحیحہ اسی کے حکم میں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکر مہر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر

معین کرنا ہوگا اگر نہ کیا تو بعد دخول مہر مثل لازم ہو جائے گا۔ ۲۸۶ تین کپڑوں کا ایک جوڑا۔ ۲۸۷ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہوا اور اس کو قبل دخول طلاق دی ہو

اس کو تو جوڑا دینا واجب ہے، اور اس کے سوا ہر مطلقہ کے لیے مستحب ہے۔ (مدارک) ۲۸۸ اپنے اس نصف میں سے ۲۸۹ نصف سے۔ جو اس صورت میں واجب

ہے۔ ۲۹۰ یعنی شوہر۔ ۲۹۱ اس میں حسن سلوک و مکارم اخلاق (اچھے اخلاق) کی ترغیب ہے۔ ۲۹۲ یعنی بچکانہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و شرائط

کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ اس میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے اور اولاد و ازواج کے مسائل و احکام کے درمیان میں نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجہ پر

خَفْتُمْ فِرَجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمْنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا

خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو

لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۲۳۹ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ

تم نہ جانتے تھے اور جو تم میں مریں اور بیٹیاں چھوڑ

أَزْوَاجًا ۖ وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ

جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں ۲۴۰ سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے ۲۳۹ پھر اگر

خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ ۖ ط

وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۲۴۰ وَلِلَّهِ طَلَّقَ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ ط حَقًّا عَلَى

اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے یہ واجب ہے

الْمُتَّقِينَ ۲۴۱ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۚ ع أَلَمْ

پرہیزگاروں پر اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے اپنی آیتیں کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو اے محبوب کیا

تَرَى إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ ص

تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے

فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ۖ ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ ط إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۚ ۲۴۲ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا

مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں ۲۴۱ اور لڑو اللہ کی راہ میں ۲۴۲ اور جان لو

پہنچاتا ہے کہ ان کو ادائے نماز سے غافل نہ ہونے دو اور نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا مستحکم نہیں۔ ۲۴۱

حضرت امام ابوحنیفہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ۲۴۲ اس سے نماز کے اندر

قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا۔ ۲۴۱ اپنے اقارب کو ۲۴۲ ابتداءً اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال کی تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان و نفقہ

پانے کی مستحق ہوتی تھی پھر ایک سال کی عدت تو ”يَتَرَبِّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا“ سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر

فرمائی گئی، اور سال بھر کا نفقہ آہستہ میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا! لہذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ حکمت اس کی

یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث (یعنی مرنے والے) کی بیوہ کا ٹکنا یا غیر سے ٹکنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے تھے اور اس کو عار سمجھتے تھے اس لیے اگر ایک دم چار

ماہ دس روز کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر بہت شاق ہوتی! لہذا بتدریج انہیں راہ پر لایا گیا۔ ۲۴۲ بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی جس کے بلاد (شہروں) میں

کہ اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے ۴۹۲

تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے ۴۹۳ اور تمہیں اسی کی طرف

پھر جانا اے محبوب کہا تم نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا ۴۹

جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لیے کھڑا کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا

تمہارے انداز اسے ہیں کہ تم بے جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو بولے ہمیں کیا ہوا کہ

طاغون ہوا تو وہ موت کے ڈر سے اپنی بستیاں چھوڑ بھاگے اور جنگل میں جا پڑے حکم الہی سب وہیں مر گئے! کچھ عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا

موت مقدر ہے وہ ضرور پہنچے گی بندے کو چاہیے کہ رضائے الہی پر راضی رہے، مجاہدین کو بھی سمجھنا چاہیے کہ جہاد سے بیٹھ رہنا موت کو دعوے نہیں کر سکتا لہذا دل مضبوط

جاری ملک رہا ہے مگر جس سے بغیر کمرے میں یہ دل میں کرنا محسوس ہے کہ جس طرح فرس دے والا امینان رہا ہے کہ اس کا مال صاف میں ہوا وہ اس کی

۴۹۹ھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور انہوں نے عبد الہی کو فراموش کیا تب پرستی میں مبتلا ہوئے سرکشی اور بدافعالی

اسرائیل میں موجود نہ تھے خاندانِ نبوت سے صرف ایک بی بی بانی رہی تھیں جو حاملہ تھیں ان کے فرزند تولد (پیدا) ہوئے ان کا نام اسموئیل رکھا جب وہ بڑے ہوئے

اپ عام سے پاں لے کر اور کرایا لے کر پلے سے پلے پڑا ہے، عام سے بائیں جیسوں کہ انکار کرے سے میں آپ دے دے جا میں یہ کہہ دیا کہ سر کر دم سو جاؤ اور پھر دوبارہ

سُحُوتِ بَیْزِی سے اُٹا سر پُلا اور سُرُت اُنویں عَلَیْہِ السَّلَامِ عَم سے پاں سے عَم سے بَہا اے سر رُندِ اَدب اُتریں: بَیْنِ پَر پُلا رُکوں و مِجْدَابِ سَدِ دُیْنِ:

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ

ان پر جہاد فرض کیا گیا منہ پھیر گئے مگر ان میں کے تھوڑے ۴۹۶ اور اللہ خوب جانتا ہے

بِالظَّلِيلِينَ ۳۲۶) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ

ظالموں کو اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر

مَلِكًا ط قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ

بھیجا ہے ۴۹۷ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی ۴۹۸ اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق

مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ط قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَ

ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی ۴۹۹ فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا ۵۰۰ اور

زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنُ يَشَاءُ ط وَ

اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی ۵۰۱ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے ۵۰۲ اور

اللَّهُ وَاسِعٌ عَلَيْهِمُ ۳۲۷) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ

اللہ وسعت والا علم والا ہے ۵۰۳ اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس

التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ

تابوت ۵۰۴ جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز

تیسری مرتبہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہو گئے اور انہوں نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کا منصب عطا فرمایا آپ اپنی قوم کی طرف جائیے

اور اپنے رب کے احکام پہنچائیے جب آپ قوم کی طرف تشریف لائے انہوں نے تکذیب کی اور کہا کہ آپ اتنی جلدی نبی بن گئے! اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے

لیے ایک بادشاہ قائم کیجئے۔ (غازن وغیرہ) ۴۹۵ کہ قوم جالوت نے ہماری قوم کے لوگوں کو ان کے وطن سے نکالا ان کی اولاد کو قتل و غارت کیا چار سو چالیس شاہی

خاندان کے فرزندوں کو گرفتار کیا جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ تب نبی اللہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کی

درخواست قبول فرمائی اور ان کے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا اور جہاد فرض فرمایا (غازن) ۴۹۶ جن کی تعداد اہل بدر کے برابر تین سو تیرہ تھی۔ ۴۹۷ ”طالوت“

پنیا مین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں آپ کا نام طول قامت کی وجہ سے طالوت ہے، حضرت اشمویل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک

عصا ملتا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا! آپ نے اس عصا سے طالوت کا قدناپ کر فرمایا کہ میں تم کو حکم الہی بنی

اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں! اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ (غازن و حمل) ۴۹۸ بنی اسرائیل کے سرداروں

نے اپنے نبی حضرت اشمویل علیہ السلام سے کہا کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آتی ہے اور سلطنت یہود بن یعقوب کی اولاد میں، اور

طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہیں تو بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ ۴۹۹ وہ غریب شخص ہیں بادشاہ کو صاحب مال ہونا چاہیے ۵۰۰ یعنی سلطنت ورثہ نہیں کہ

کسی نسل و خاندان کے ساتھ خاص ہو یہ محض فضل الہی پر ہے۔ اس میں شیعہ کا رد ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت وراثت ہے۔ ۵۰۱ یعنی ”نسل و دولت“ پر

سلطنت کا استحقاق نہیں ”علم و قوت“، سلطنت کے لئے بڑے متعین ہیں۔ اور طالوت اس زمانہ میں تمام بنی اسرائیل سے زیادہ علم رکھتے تھے اور سب سے جسم اور توانا

تھے۔ ۵۰۲ اس میں وراثت کو کچھ خل نہیں۔ ۵۰۳ جسے چاہئے غی کر دے اور وسعت مال عطا فرمادے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت اشمویل علیہ السلام سے

عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں سلطنت کے لیے مقرر فرمایا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے۔ (غازن و مدارک) ۵۰۴ یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زراوند (سونے کا

هُرُونَ تَحْبِلُهُ الْمَلِكَةُ^ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر

مُؤْمِنِينَ^ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ^ل قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ

ایمان رکھتے ہو پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا ۵۰۵ بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے

بَنَهَرٍ^ج فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي^ج وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي

آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پئے وہ میرا نہیں اور جو نہ پیے وہ میرا ہے

إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ^ج فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ^ط فَلَمَّا

مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے ۵۰۶ تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے ۵۰۷ پھر جب

جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ^ل قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ

طاوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے بولے ہم میں آج طاقت نہیں جالوت

کا کیا ہوا) صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں تھیں ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یا قوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا، یہ صندوق وراثتہً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں تورات بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی چنانچہ اس تابوت میں الواح تورات کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا سا ”من“ جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین دیتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں مٹھو ارث (بطور وراثت منتقل) ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے، جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بد عملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو جس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طاوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طاوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لیے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا، طاوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کیے جن میں حضرت داود علیہ السلام بھی تھے۔ (جلالین وحمل و خازن و مدارک وغیرہ) فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شجر کات کا اعزاز و احترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔ فائدہ: تابوت میں انبیاء کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں اللہ کی طرف سے آئی تھیں۔ ۵۰۵ یعنی بیت المقدس سے دشمن کی طرف روانہ ہوا وہ وقت نہایت ہڈت کی گرمی کا تھا لشکریوں نے طاوت سے اس کی شکایت کی اور پانی کے طلبگار ہوئے ۵۰۶ یہ امتحان مقرر فرمایا گیا تھا کہ شدت تشنگی کے وقت جو اطاعت حکم پر مستقل رہا وہ آئندہ بھی مستقل رہے گا اور تختیوں کا مقابلہ کر سکے گا اور جو اس وقت اپنی خواہش سے مغلوب ہوا اور نافرمانی کرے وہ آئندہ تختیوں کو کیا برداشت کرے گا۔ ۵۰۷ جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی انہوں نے صبر کیا اور ایک چلو ان کے اور ان کے جانوروں کے لیے کافی ہو گیا اور ان کے قلب و ایمان کو قوت ہوئی اور نہر سے سلامت گذر گئے، اور جنہوں نے خوب بیا تھا ان کے ہونٹ سیاہ ہو گئے تشنگی اور بڑھ گئی اور ہمت ہار گئے۔

وَجُنُودَهُ ۖ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا اللَّهَ لَا كُمْ مِّنْ فِئَةٍ

اور اس کے لشکروں کی بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم

قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةٌ كَثِيرَةٌ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۲۳۹﴾ وَلَبَّآ

جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے ۲۳۹۔ پھر جب

بَرَزُوا لِلْجَالُوتِ وَجُنُودَهُ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبَّتْ

سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے عرض کی اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے

أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۲۴۰﴾ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ

پاؤں جھے رکھ اور کافر لوگوں پر ہماری مدد کر تو انہوں نے ان کو بھگا دیا اللہ کے

اللَّهِ ۖ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَاتَّهَ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ

حکم سے اور قتل کیا داود نے جالوت کو ۲۴۰۔ اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور اسے جو

مِمَّا يَشَاءُ ۖ وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ

چاہا سکھایا ۲۴۱۔ اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے ۲۴۱۔ تو ضرور زمین

الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۲۴۱﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا

تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۴۲﴾

تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو

۵۸۔ ان کی مدد فرماتا ہے اور اسی کی مدد کام آتی ہے۔ ۲۴۱۔ حضرت داود علیہ السلام کے والد ”ایشا“ طاوت کے لشکر میں تھے اور ان کے ساتھ ان کے تمام فرزند بھی حضرت داود علیہ السلام ان سب میں چھوٹے تھے بیمار تھے رنگ زرد تھا بکریاں چراتے تھے، جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اس کی قوت جسامت دیکھ کر گھبرائے کیونکہ وہ بڑا جبار قوی شہرور عظیم الجثہ (بڑے اور موٹے جسم والا) قد آور تھا، طاوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک اس کو دوں گا مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو طاوت نے اپنے نبی حضرت اشوئل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہ الہی میں دعا کریں، آپ نے دعا کی تو بتایا گیا کہ حضرت داود علیہ السلام جالوت کو قتل کریں گے، طاوت نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی آپ کے نکاح میں دوں اور نصف ملک پیش کروں! آپ نے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہو گئے صفِ قتال قائم ہوئی اور حضرت داود علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن (پتھر پھینکنے کا آلہ) لے کر مقابل ہوئے، جالوت کے دل میں آپ کو دیکھ کر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے باتیں بہت مکتبرانہ کیں اور آپ کو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا آپ نے فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا وہ اس کی پیشانی کو توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت مر کر گر گیا حضرت داود علیہ السلام نے اس کو لا کر طاوت کے سامنے ڈال دیا، تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے اور طاوت نے حضرت داود علیہ السلام کو حسب وعدہ نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا، ایک مدت کے بعد طاوت نے وفات پائی تمام ملک پر حضرت داود علیہ السلام کی سلطنت ہوئی۔ (جمل وغیرہ) ۲۴۱۔ حکمت سے نبوت مراد ہے۔ ۲۴۲۔ جیسے کہ زرہ بنانا اور جانوروں کا کلام سمجھنا۔ ۲۴۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ

یہ ۱۲۳ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ۱۲۴ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا ۱۲۵ اور کوئی وہ ہے

بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ

جسے سب پر درجوں بلند کیا ۱۲۶ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں ۱۲۷ اور پاکیزہ روح سے

الْقُدُسِ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

اس کی مدد کی ۱۲۸ اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ

جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۖ

ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں ۱۲۹ لیکن وہ تو مختلف ہو گئے ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا ۱۳۰

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۚ يَا أَيُّهَا

اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے ۱۳۱ اے

نبیوں کے صدقہ میں دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک صالح مسلمان کی برکت سے اس کے پڑوس کے سو گھر والوں کی بِلاد دفع فرماتا ہے۔ سبحان اللہ نبیوں کا قرب بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ (خازن) ۱۲۴ یہ حضرات جن کا ذکر مابین (گزشتہ آیات) میں اور خاص آیت ”إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ“ میں فرمایا گیا۔ ۱۲۵ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مراتب جدا گانہ ہیں، بعض حضرات سے بعض افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی تفرقہ نہیں، وصف نبوت میں سب شریک یک (برابر کے شریک) ہیں مگر خصائص و کمالات میں درجے متفاوت (الگ الگ) ہیں، یہی آیت کا مضمون ہے اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ (خازن و مدارک) ۱۲۶ یعنی وہ واسطہ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کلام سے مشرف فرمایا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں۔ (جمل) ۱۲۷ وہ حضور پر نور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ کو بدرجہات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے اور کثرت احادیث سے ثابت ہے۔ آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نامبارک کی تصریح (وضاحت) نہ کی گئی۔ اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غُلُوّ نشان (مراتب کی بلندی) کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والاکی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں، بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا: ”درجوں بلند کیا۔“ ان درجوں کی کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی، تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔ ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی و مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامہ ہے، تمام کائنات آپ کی امت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا“، دوسری آیت میں فرمایا: ”لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا“، مسلم شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا: ”أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلَائِقِ كَافَّةً“، اور آپ پر نبوت ختم کی گئی۔ قرآن پاک میں آپ کو خاتم النبیین فرمایا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: ”خَتِمَ بِسَيِّدِ النَّبِيِّينَ“ آیات بینات و معجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیاء پر افضل فرمایا گیا، آپ کی امت کو تمام امتوں پر افضل کیا گیا، شفاعت کبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی، قرب خاص معراج آپ کو ملا، علمی و عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ بے انتہا خصائص آپ کو عطا ہوئے۔ (مدارک، جمل، خازن، بیضاوی وغیرہ) ۱۲۸ جیسے مردے کو زندہ کرنا، بیماروں کو تندرست کرنا، مٹی سے پرند بنانا، غیب کی خبریں دینا وغیرہ۔ ۱۲۹ یعنی جبریل علیہ السلام سے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ ۱۳۰ یعنی انبیاء علیہم السلام کے معجزات۔ ۱۳۱ یعنی ایمان و کفر میں مختلف رہیں یہ نہ ہوا کہ تمام امت مطیع ہو جاتی۔ ۱۳۲ اس کے ملک میں اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور یہی خدا کی شان ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ

ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت

فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۖ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (۲۵۳) اللَّهُ لَا

ہے نہ کافروں کے لیے دوستی نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں ۲۵۳ اللہ ہے جس

إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي

کے سوا کوئی معبود نہیں ۲۵۴ وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا ۲۵۵ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند ۲۵۶ اسی کا ہے جو کچھ

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۲۵۷ وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے ۲۵۸

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ

جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ۲۵۹ اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے

إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ وَلَا يَئُودُهُ

مگر جتنا وہ چاہے ۲۶۰ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین ۲۶۱ اور اسے بھاری نہیں

حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ (۲۵۵) لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ

ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا ۲۶۲ کچھ زبردستی نہیں دین میں ۲۶۳ بے شک خوب جدا ہو گئی ہے

۲۶۴ کہ انہوں نے زندگانی دنیا میں روزِ حاجت یعنی قیامت کے لئے کچھ نہ کیا۔ ۲۶۵ اس میں اللہ تعالیٰ کی اَلُوْبِيَّت اور اس کی توحید کا بیان ہے۔ اس آیت کو

آیت الکریٰ کہتے ہیں، احادیث میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔ ۲۶۶ یعنی واجب الوجود اور عالم کا ایجاد کرنے اور تدبیر فرمانے والا۔ ۲۶۷ کیونکہ یہ نقص ہے

اور وہ نقص وعیب سے پاک۔ ۲۶۸ اس میں اس کی مالکیت اور نفاذ امر و تصرف کا بیان ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں ردِ شرک ہے کہ جب سارا جہان اس کی

ملک ہے تو شریک کون ہو سکتا ہے! مشرکین یا تو کواکب کو پوجتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یا دریاؤں، پہاڑوں، پتھروں، درختوں، جانوروں، آگ وغیرہ کو جو

زمین میں ہیں۔ جب آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے تو یہ کیسے پوجنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ۲۶۹ اس میں شرکین کا رد ہے جن کا گمان تھا کہ بت شفاعت

کریں گے، انہیں بتا دیا گیا کہ کفار کے لیے شفاعت نہیں۔ اللہ کے حضور مازونین (اجازت یافتہ لوگوں) کے سوا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اور اذن والے انبیاء و

ملائکہ و مؤمنین ہیں۔ ۲۷۰ یعنی ماقبل و مابعد یا امور دنیا و آخرت۔ ۲۷۱ اور جن کو وہ مطلع فرمائے وہ انبیاء و رسل ہیں جن کو غیب پر مطلع فرمانا ان کی نبوت کی دلیل

ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: ”فَلَا يُظْهَرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ“ (خازن) ۲۷۲ اس میں اس کی عظمتِ شان کا اظہار ہے اور کرسی

سے یا علم و قدرت مراد ہے یا عرش یا وہ جو عرش کے نیچے اور ساتواں آسمانوں کے اوپر ہے اور ممکن ہے کہ یہ وہی ہو جو ”فَلَكَ الْبَرُوجُ“ کے نام سے مشہور ہے۔

۲۷۳ اس آیت میں الہیات کے اعلیٰ مسائل کا بیان ہے اور اس سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، الہیت میں واحد ہے، حیات کے ساتھ متصف ہے، واجب

الوجود اپنے ماسوا کا موجد ہے، تجزیر و حلول سے منزہ اور تغیر اور فتور سے مبرا ہے، نہ کسی کو اس سے مشابہت، نہ عوارض مخلوق کو اس تک رسائی، ملک و ملکوت کا مالک،

اصول و فروع کا مبدع، قوی گرفت والا، جس کے حضور سوائے مازون (اجازت یافتہ) کے کوئی شفاعت کے لیے لب نہ ہلا سکے، تمام اشیاء کا جاننے والا،

جلی (ظاہر) کا بھی اور خفی کا بھی، کلی کا بھی اور جزئی کا بھی، واسعُ الْمُلْكِ وَالْقُدْرَةِ، اِدراک و وہم و فہم سے برتر و بالا۔ ۲۷۴ صفات الہیہ کے بعد ”لَا اِكْرَاهَ“

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَسَنُيَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَقَدِ

نیک راہ گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے ۵۳۳ اس نے

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۖ وَاللّٰهُ سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھٹنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے

اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا ۙ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۖ

اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے ۵۳۴ نور کی طرف نکالتا ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا ۖ اُولٰٓئِهِمُ الطَّاغُوتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُم مِّنَ النُّوْرِ اِلَى

اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف

الظُّلُمٰتِ ۖ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۚ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا

الَّذِيْ حٰجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اِشْهَ اللّٰهُ الْمَلِكُ ۖ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر ۵۳۵ کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی ۵۳۶ جب کہ ابراہیم نے کہا کہ

رَبِّی الَّذِیْ یُحٰی وَیُمِیْتُ ۚ قَالَ اَنَا اُحٰی وَاُمِیْتُ ۖ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے ۵۳۷ بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں ۵۳۸ ابراہیم نے فرمایا

فِی الدِّیْنِ ”فرمانے میں یہ اشعار (بتادینا) ہے کہ اب عاقل کے لیے قبول حق میں تا مل کی کوئی وجہ باقی نہ رہی۔ ۵۳۳ اس میں اشارہ ہے کہ کافر کے لیے اول

اپنے کفر سے توبہ ویزاری ضرور ہے، اس کے بعد ایمان لانا صحیح ہوتا ہے۔ ۵۳۴ کفر و ضلالت کی، ایمان و ہدایت کی روشنی اور ۵۳۵ غرور و تکبر پر۔ ۵۳۶ اور تمام

زمین کی سلطنت عطا فرمائی، اس پر اس نے بجائے شکر و طاعت کے تکبر و تجبر کیا اور ربوبیت کا دعویٰ کرنے لگا۔ اس کا نام نمرود بن کنعان تھا۔ سب سے پہلے سر پر تاج

رکھنے والا یہی ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو خدا پرستی کی دعوت دی، خواہ آگ میں ڈالے جانے سے قبل یا اس کے بعد تو وہ کہنے لگا کہ تمہارا رب

کون ہے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو؟ ۵۳۷ یعنی اجسام میں موت و حیات پیدا کرتا ہے۔ ایک خدا شناس کے لیے یہ بہترین ہدایت تھی اور اس میں بتایا گیا تھا

کہ خود تیری زندگی اس کے وجود کی شاہد ہے کہ تو ایک بے جان نطفہ تھا، جس (ذات) نے اس کو انسانی صورت دی اور حیات عطا فرمائی وہ رب ہے اور زندگی کے بعد

پھر زندہ اجسام کو جو موت دیتا ہے وہ پروردگار ہے، اس کی قدرت کی شہادت خود تیری اپنی موت و حیات میں موجود ہے، اس کے وجود سے بے خبر رہنا کمال جہالت و

سفاہت (بے وقوفی) اور انتہائی بد نصیبی ہے۔ یہ دلیل ایسی زبردست تھی کہ اس کا جواب نمرود سے بن نہ پڑا اور اس خیال سے کہ مجمع کے سامنے اس کو لا جواب اور

شرمندہ ہونا پڑتا ہے اس نے کج بحثی (فضول تکرار) اختیار کی۔ ۵۳۸ نمرود نے دو شخصوں کو بلایا، ان میں سے ایک کو قتل کیا، ایک کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ میں بھی

جلا تا مارتا ہوں، یعنی کسی کو گرفتار کر کے چھوڑ دینا اس کو جلاتا ہے، یہ اس کی نہایت احمقانہ بات تھی، کہاں قتل کرنا اور چھوڑنا اور کہاں موت و حیات پیدا کرنا! قتل کیے

ہوئے شخص کو زندہ کرنے سے عاجز رہنا اور بجائے اس کے زندہ کے چھوڑنے کو جلاتا کہنا ہی اس کی ذلت کے لیے کافی تھا۔ عقلاء پر اسی سے ظاہر ہو گیا کہ جو جنت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم فرمائی وہ قاطع ہے اور اس کا جواب ممکن نہیں، لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں شان دعویٰ پیدا ہو گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے اس پر مناظرانہ گرفت فرمائی کہ موت و حیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور (اختیار) میں نہیں، اے ربوبیت کے جھوٹے مدعی! تو اس سے سہل (آسان) کام ہی کر

فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّيْءِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب (مشرق) سے تو اس کو پچھم (مغرب) سے لے آئے تو ہوش اڑ گئے

الَّذِي كَفَرَ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى

کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو یا اس کی طرح جو گزرا

قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا ۚ قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ

ایک بستی پر نہ اور وہ ڈھٹی (گری) پڑی تھی اپنی چھتوں پر ۵۲۱ بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی

دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کا بدلنا ہے۔ ۵۲۰ یہ بھی نہ کر سکے تو ربوبیت کا دعویٰ کس منہ سے کرتا ہے! مسئلہ: اس آیت سے علم کلام میں مناظرہ کرنے کا ثبوت

ہوتا ہے۔ ۵۲۱ بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بَیْتُ الْمُقَدَّسِ مراد ہے۔ جب بخت نصر بادشاہ نے بَیْتُ الْمُقَدَّسِ کو ویران کیا اور

بنی اسرائیل کو قتل کیا، گرفتار کیا، تباہ کر ڈالا، پھر حضرت عزیر علیہ السلام وہاں گزرے، آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش

پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا۔ بستی کی عمارتوں کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہ تعجب کہا: ”أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا“ (اسے کیونکر

جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد!) اور آپ نے اپنی سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا، اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور گدھا

بھی مر گیا۔ صبح کے وقت کا واقعہ ہے، اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور

اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد

ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا۔ جب آپ کی

وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا، پہلے آنکھوں میں جان آئی، ابھی تک تمام جسم مردہ تھا، وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا۔ یہ واقعہ شام

کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ

اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے۔ فرمایا: نہیں بلکہ تم سو برس ٹھہرے، اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھئے کہ ویسا ہی ہے اس میں بوتک

نہ آئی اور اپنے گدھے کو دیکھئے۔ دیکھا تو وہ مر گیا تھا، گل گیا، اعضا بکھر گئے تھے، ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں، آپ کی نگاہ کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے،

اعضاء اپنے اپنے مواقع پر آئے، ہڈیوں پر گوشت چڑھا، گوشت پر کھال آئی، بال نکلے، پھر اس میں روح پھونکی، وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا۔ آپ نے اللہ

تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے، پھر آپ اپنی اس سواری پر سوار ہو کر اپنے محلے میں تشریف لائے، سر اقدس

اور ریش مبارک کے بال سفید تھے، عمرو ہی چالیس سال کی تھی، کوئی آپ کو نہ پہچانتا تھا۔ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے ایک ضعیف بڑھیا ملی جس کے پاؤں رہ

گئے تھے، وہ ناپینا ہو گئی تھی، وہ آپ کے گھر کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ عزیر کا مکان ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اور

عزیر کہاں! انہیں مفقود (گم) ہوئے سو برس گزر گئے یہ کہہ کر خوب روئی۔ آپ نے فرمایا: میں عزیر ہوں۔ اس نے کہا: سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھا، پھر زندہ کیا۔ اس نے کہا: حضرت عزیر ”مُسْتَجَابُ الدُّعَوَاتِ“ تھے، جو دعا کرتے قبول ہوتی، آپ دعا کیجئے کہ میں بینا

ہو جاؤں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھوں۔ آپ نے دعا فرمائی، وہ بینا ہوئی، آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اٹھ خدا کے حکم سے یہ فرماتے ہی اس کے

مارے ہوئے پاؤں درست ہو گئے۔ اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بیشک حضرت عزیر ہیں۔ وہ آپ کو بنی اسرائیل کے محلے میں لے

گئی وہاں ایک مجلس میں آپ کے فرزند تھے جن کی عمر ایک سو اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی اور آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے، بڑھیا نے مجلس میں پکارا کہ

یہ حضرت عزیر تشریف لے آئے، اہل مجلس نے اس کو جھٹلایا اس نے کہا: مجھے دیکھو! آپ کی دعا سے میری یہ حالت ہو گئی۔ لوگ اٹھے اور آپ کے پاس آئے آپ

کے فرزند نے کہا کہ میرے والد صاحب کے شانوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال تھا۔ جسم مبارک کھول کر دکھایا گیا تو وہ موجود تھا۔ اس زمانہ میں توریت کا کوئی

نسخہ نہ رہا تھا، کوئی اس کا جاننے والا موجود نہ تھا، آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ دی۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ بخت نصر کی ستم انگیزیوں کے

بعد گرفتاری کے زمانہ میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتہ مجھے معلوم ہے، اس پتہ پر جستجو کر کے توریت کا وہ مدفن نسخہ نکالا گیا اور حضرت عزیر

علیہ السلام نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا۔ (جمل) ۵۲۱ کہ پہلے چھتیں گریں پھر ان پر دیواریں اُڑیں۔

مَوْتَهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ

موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی

لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى

دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے

طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ ۚ وَلِنَجْعَلَكَ

کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بونہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں

آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِرُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۖ

کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ ۚ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَإِذْ قَالَ

جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جب عرض کی

إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلَىٰ

ابراہیم نے ۲۶۰ اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلانے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ۲۶۱ عرض کی یقین کیوں نہیں

وَلَكِن لِّيَطْبَعَٰنَ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ

مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے ۲۶۲ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ

إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيَنَّكَ سَعْيًا ۖ

بلالے ۲۶۳ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلاوہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ۲۶۴

۲۶۵ مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا۔ جوار بھالے میں سمندر کا پانی چڑھتا اترتا رہتا ہے، جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اس لاش کو

کھاتیں، جب اتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے، جب درندے جاتے تو پرندے کھاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ

ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کئے جائیں گے؟ آپ نے بارگاہ الہی میں عرض کیا: یا رب! مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور ان کے اجزاء

دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا، لیکن میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا، ملک الموت حضرت رب العزت سے اذن لے کر آپ کو یہ بشارت سنانے آئے، آپ نے بشارت سن

کر اللہ کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خلقت کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے اور آپ کے سوال پر مردے

زندہ کرے۔ تب آپ نے یہ دعا کی۔ (خازن) ۲۶۶ اللہ تعالیٰ عالم غیب و شہادت ہے اُس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ایمان و یقین کا علم ہے باوجود اس

کے یہ سوال فرمانا کہ کیا تجھے یقین نہیں؟ اس لئے ہے کہ سامعین کو سوال کا مقصد معلوم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ یہ سوال کسی شک و شبہ کی بناء پر نہ تھا۔ (بیضاوی و حمل

وغیرہ) ۲۶۷ اور انتظار کی بے چینی رفع ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اس علامت سے میرے دل کو تسکین ہو جائے کہ تو نے مجھے اپنا

خلیل بنایا۔ ۲۶۸ تاکہ اچھی طرح شناخت ہو جائے۔ ۲۶۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے لیے: مور، مرغ، کبوتر، کوا۔ انہیں بحکم الہی ذبح کیا، ان کے پر

وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي

اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ان کی کہات جو اپنے مال اللہ کی راہ میں

سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةٌ

خرچ کرتے ہیں ۵۴۷ اس دانہ کی طرح جس نے اواگائیں سات بالیں ۵۴۸ ہر بال میں سو

حَبَّةٌ ۚ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۚ الَّذِينَ

دانے ۵۴۹ اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے وہ جو

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۵۵۰ پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ

أَذَى ۚ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

تکلیف دیں ۵۵۱ ان کا نیک (اجرو ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ

يَحْزَنُونَ ۚ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا

کچھ غم اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا ۵۵۲ اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد

اکھاڑے اور اوقاف کر کے ان کے اجزاء باہم خلط کر دیے اور اس مجموعہ کے کئی حصے کیے۔ ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے پھر فرمایا: چلے آؤ! حکم الہی سے۔ یہ فرماتے ہی وہ اجزاء اڑے اور ہر جانور کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے سروں سے مل کر بے پناہ کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے۔ سبحان اللہ ۵۴۷ خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل، تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفا خانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصالِ ثواب کے لیے تیجہ، دسویں، بیسویں، چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ ۵۴۸ اُگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو ”مُسْتَقْبَلُ فِي التَّصَرُّفِ“ اعتقاد نہ کرتا ہو۔ اسی لیے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے، یہ میسر ہے، یہ درہم کی دافع ہے، ماں باپ نے پالا، عالم نے گمراہی سے بچایا، بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ، سب میں اسناد مجازی ہے اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل۔ ۵۴۹ تو ایک دانہ کے سات سودا نے ہو گئے، اسی طرح راہِ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گنا اجر ہو جاتا ہے۔ ۵۵۰ شانِ نزول: یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر لشکرِ اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کیے اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہِ رسالت میں حاضر کیے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے، نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے رکھ لیے اور نصف راہِ خدا میں حاضر ہیں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم نے دیے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے۔ ۵۵۱ احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کیے اور اس کو مکتدہ (رنجیدہ و غمگین) کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا، مفلس تھا، مجبور تھا، بکرا تھا، ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں، یہ ممنوع فرمایا گیا۔ ۵۵۲ یعنی اگر مسائل کو کچھ نہ دیا جائے تو اس سے اچھی بات کہنا اور خوش خلقی کے ساتھ جواب دینا جو اس کو ناگوار نہ گذرے اور اگر وہ سوال میں اصرار کرے یا زبان درازی کرے تو اس سے درگزر کرنا۔

أَذَى ط وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿۳۲۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا

ستانا ہو ۵۵۵ اور اللہ بے پروا حلم والا ہے اے ایمان والو اپنے صدقے

صَدَقْتِكُمْ بِالْحَقِّ وَالْأَذَى ط كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا

باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر ۵۵۵ اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور

يَوْمٍ مِّنْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ط فَشَلُّهُ كَشَلِّ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ

اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہات ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے

فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ط لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ط

اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے زرا پتھر کر چھوڑا ۵۵۵ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۲۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ

اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا اور ان کی کہات جو اپنے مال

أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَشَلِّ جَنَّةٍ

اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل بھانے کو ۵۵۵ اس باغ کی سی ہے

بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضَعْفَيْنِ ج فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ

جو بھوڑ (ریستلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دوئے میوے لایا پھر اگر زور کا میوہ اسے نہ پہنچے

فَقُلُّ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۳۲۵﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ

تو اس کا پی ۵۵۵ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۵۵۵ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا ۵۵۵ کہ اس کے پاس

جَنَّةٌ مِّنْ مَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ

ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا ۵۵۵ جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لیے اس میں ہر قسم کے

۵۵۵ عار ولا کر یا احسان جتا کر یا اور کوئی تکلیف پہنچا کر۔ ۵۵۵ یعنی جس طرح منافق کو رضائے الہی مقصود نہیں ہوتی، وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع

کر دیتا ہے اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا اجر ضائع نہ کرو۔ ۵۵۵ یہ منافق ریاکار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے

لیکن بارش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے، یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روز قیامت وہ تمام عمل باطل

ہوں گے کیونکہ رضائے الہی کے لیے نہ تھے۔ ۵۵۵ راہ خدا میں خرچ کرنے پر۔ ۵۵۵ یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا

باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ، ایسے ہی با اخلاص مومن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔ ۵۵۵ اور

تمہاری نیت و اخلاص کو جانتا ہے۔ ۵۵۵ یعنی کوئی پسند نہ کرے گا کیونکہ یہ بات کسی عاقل کے گوارا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ۵۵۵ گرچہ اس باغ میں بھی قسم قسم

کے درخت ہوں مگر کھجور اور انگور کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ نہیں میوے ہیں۔

الشَّرَبِ ۱ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ ۚ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ

بھلوں سے ہے ۵۱۴ اور اسے بڑھاپا آیا ۵۱۵ اور اس کے ناتواں بچے ہیں ۵۱۶ تو آیا اس پر ایک گولا (انتہائی تیز ہوا کا چکر)

فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ

جس میں آگ تھی تو جل گیا ۵۱۷ ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم

تَتَفَكَّرُونَ ۚ (۳۶۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ

دھیان لگاؤ ۵۱۸ اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو ۵۱۹

وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ۚ وَلَا تَيَسُّوا الْخَبِيثَ مِنْهُ

اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ۵۲۰ اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ

تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخْذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْنُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

دو تو اس میں سے ۵۲۱ اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ

غَنِيٌّ حَيِّدٌ ۚ (۳۶۷) الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۚ

بے پرواہ سراہا گیا ہے شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے ۵۲۲ محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا ۵۲۳

وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۚ (۳۶۸) يُؤْتِي

اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا ۵۲۴ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اللہ

۵۲۵ یعنی وہ باغ فرحت انگیز و دلکش بھی ہے اور نافع اور عمدہ جانکد بھی ۵۲۶ جو حاجت کا وقت ہوتا ہے اور آدمی کسب و معاش کے قابل نہیں رہتا۔ ۵۲۷ جو کمانے

کے قابل نہیں اور ان کی پرورش کی حاجت ہے۔ غرض وقت نہایت شدت حاجت کا ہے اور دار و مدار صرف باغ پر اور باغ بھی نہایت عمدہ ہے۔ ۵۲۸ وہ باغ۔ تو اس

وقت اس کے رنج و غم اور حسرت و یاس کی کیا انتہا ہے، یہی حال اس کا ہے جس نے اعمالِ حسنہ تو کئے ہوں مگر رضائے الہی کے لیے نہیں بلکہ ریا کی غرض سے، اور وہ

اس گمان میں ہو کہ میرے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہے مگر جب شدت حاجت کا وقت یعنی قیامت کا دن آئے تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو نامقبول کر دے، اس وقت اس کو کتنا

رنج اور کتنی حسرت ہوگی۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آپ کے علم میں یہ آیت کس باب میں نازل ہوئی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما نے فرمایا کہ یہ مثال ہے ایک دولت مند شخص کے لیے جو نیک عمل کرتا ہو پھر شیطان کے اغواء سے گمراہ ہو کر اپنی تمام نیکیوں کو ضائع کر دے۔ (مدارک و خازن)

۵۲۹ اور سمجھو کہ دنیا فانی اور عاقبت آتی ہے۔ ۵۳۰ مسئلہ: اس سے کسب کی اباحت اور اموال تجارت میں زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے۔ (خازن و مدارک) یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ آیت صدقہ نافلہ و فرضیہ دونوں کو عام ہو۔ (تفسیر احمدی) ۵۳۱ خواہ وہ غلے ہوں یا پھل یا معادن وغیرہ۔ ۵۳۲ شان نزول: بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے

تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مسئلہ: مصدق یعنی صدقہ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ وہ متوسط مال لے، نہ بالکل خراب نہ سب سے اعلیٰ۔ ۵۳۳ کہ اگر

خرچ کرو گے، صدقہ دو گے تو نادار ہو جائو گے۔ ۵۳۴ یعنی بخل کا اور زکوٰۃ و صدقہ نہ دینے کا۔ اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین

نہیں کر سکتا اس لیے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے۔ آج کل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مُصر (ڈٹے ہوئے) ہیں وہ بھی اسی حیلہ

سے کام لیتے ہیں۔ ۵۳۵ صدقہ دینے پر اور خرچ کرنے پر۔

الْحِكْمَةُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۖ ط

حکمت دیتا ہے ۵۷۲ جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی

وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (۳۶۹) وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو ۵۷۳ یا منت

مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ ۖ ط وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ (۳۷۰) إِنْ تَبَدُّوا

مانو ۵۷۴ اللہ کو اس کی خبر ہے ۵۷۵ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر خیرات

الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُوتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ ط

علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے ۵۷۶

وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۖ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ (۳۷۱) لَيْسَ

اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے انہیں راہ

عَلَيْكَ هُدًى وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۖ ط وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ

دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ۵۷۷ ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو

خَيْرٍ فَلَا يُفْسِدُكُمْ ۖ ط وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۖ ط وَمَا تُنْفِقُوا

تو تمہارا ہی بھلا ہے ۵۷۸ اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لیے اور جو مال دو

مِنْ خَيْرٍ يُؤَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ (۳۷۲) لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ

تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیے جاؤ گے ان فقیروں کے لیے جو

۵۷۹ حکمت سے یا قرآن وحدیث وفقہ کا علم مراد ہے یا تقویٰ یا نبوت۔ (مدارک وخازن) ۵۸۰ نیکی میں خواہ بدی میں۔ ۵۸۱ طاعت کی یا گناہ کی۔ ”مذر“ عرف

میں ہدیہ اور پیشکش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربت مقصود ہے، اسی لیے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ نذر خاص اللہ تعالیٰ کے

لیے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ کے لئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کھل (خرچ کرنے کی جگہ) مقرر کرے، مثلاً کسی نے یہ کہا:

یارب! میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کر دے کہ فلاں بیمار کو تندرست کر دے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھاؤں یا وہاں کے خدام کو

روپیہ پیسہ دوں یا ان کی مسجد کے لیے تیل یا بور یا حاضر کروں تو یہ نذر جائز ہے۔ (رد المحتار) ۵۸۲ وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔ ۵۸۳ صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب

اخلاص سے اللہ کے لیے دیا جائے اور ریاسے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں۔ مسئلہ: لیکن صدقہ فرض کا ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفل کا

چھپا کر۔ مسئلہ: اور اگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لیے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے۔ (مدارک) ۵۸۴ آپ بشیر و نذیر و

داعی بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کا فرض دعوت پر تمام ہو جاتا ہے اس سے زیادہ جہد (کوشش کرنا) آپ پر لازم نہیں۔ شان نزول: قبل اسلام مسلمانوں کی یہود سے

رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے، مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا اور انہوں نے اس لیے

باتھرو کنا چاہا کہ ان کے اس طرز عمل سے یہود اسلام کی طرف مائل ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۵۸۵ تو دوسروں پر اس کا احسان نہ جتاؤ۔

أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسِبُهُمْ

راہ خدا میں روکے گئے ۵۸۹ میں چل نہیں سکتے ۵۹۰ نادان انہیں

الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسَيِّئِهِمْ ۚ لَا يَسْأَلُونَ

تو گھر سمجھے بچے کے سبب ۵۹۱ تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا ۵۹۲ لوگوں سے سوال

النَّاسِ الْإِحَافًا ۖ وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۚ الَّذِينَ

نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے وہ جو

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ۵۹۳ ان کے لیے ان کا نیک (اجر) ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ الَّذِينَ

ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم وہ جو

يَاكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ

سود کھاتے ہیں ۵۹۴ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے

۵۹۵ یعنی صدقات مذکورہ جو آیت "وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ" میں ذکر ہوئے ان کا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو جہاد و طاعت الہی پر روکا۔

شان نزول: یہ آیت اہل صفہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی، یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے نہ یہاں ان کا مکان تھا،

نہ قبیلہ کنبر، نہ ان حضرات نے شادی کی تھی، ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے، رات میں قرآن کریم سیکھنا، دن میں جہاد کے کام میں رہنا۔ آیت

میں ان کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔ ۵۹۶ کیونکہ انہیں دینی کاموں سے اتنی فرصت نہیں کہ وہ چل پھر کر کسب معاش کر سکیں۔ ۵۹۷ یعنی چونکہ وہ کسی سے سوال

نہیں کرتے اس لیے ناواقف لوگ انہیں مالدار خیال کرتے ہیں۔ ۵۹۸ کہ مزاج میں تواضع و انکسار ہے، چہرہ پر ضعف کے آثار ہیں، بھوک سے رنگ زرد پڑ گئے

ہیں۔ ۵۹۹ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنے کا نہایت شوق رکھتے ہیں اور ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ شان نزول: یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے تھے، دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی، جب کہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے ان چاروں کو

خیرات کر دیا، ایک رات میں، ایک دن میں، ایک کو پوشیدہ، ایک کو ظاہر۔ فائدہ: آیت کریمہ میں نفقہ لیل کو نفقہ نہار (رات کے خرچ کرنے کو دن کے خرچ

کرنے) پر اور نفقہ سر کو نفقہ علانیہ (چھپا کر خرچ کرنے کو دکھا کر خرچ کرنے) پر مقدم فرمایا گیا۔ اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کر کے دینے سے افضل ہے۔

۵۹۹ اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی شامت کا بیان ہے۔ سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں، بعض ان میں سے یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لی

جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل و عوض کے لینا ہے یہ صریح نا انصافی ہے۔ دوم سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بے محنت مال

کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔ سوم سود کے رواج سے باقی

مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہنچانا ناگوار نہیں کرتا۔ چہارم سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں

سے زیادہ بڑی جرم پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مدیون (مقرضوں) کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان

ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خوار اور اس کے کارپرداز اور سودی

الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا م

چھو کر مضبوط بنا دیا ہو ۵۸۵ یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے

وَاحِلَ اللَّهِ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ط فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَبِّهِ

اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی

فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ ط وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ ط وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا ۵۸۶ اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے ۵۸۷ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ

النَّارِ ج هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٤٥﴾ يَسْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيْرِي الصَّدَقَاتِ ط

دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے ۵۸۸ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو ۵۸۹ اور بڑھاتا ہے خیرات کو ۵۹۰

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ﴿٢٤٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکر بڑا گنہگار بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج

کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیک (اجرو ثواب) ان کے رب کے پاس ہے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٤٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے ایمان والو اللہ سے

اللَّهُ وَذُرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾ فَإِنْ لَّمْ

ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو ۵۹۱ پھر اگر ایسا

دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ ۵۸۵ معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا گرتا پڑتا

چلتا ہے قیامت کے روز سود خوار کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر کر پڑے گا۔ سعید بن جبیر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ علامت اس سود خوار کی ہے جو سود کو حلال جانے۔ ۵۸۶ یعنی حرمت نازل ہونے سے قبل جو لیا اس پر مواخذہ نہیں۔ ۵۸۷ جو چاہے امر

فرمائے، جو چاہے ممنوع و حرام کرے، بندے پر اس کی اطاعت لازم ہے۔ ۵۸۸ مسئلہ: جو سود کو حلال جانے وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ ہر ایک حرام

قطعی کا حلال جانے والا کافر ہے۔ ۵۸۹ اور اس کو برکت سے محروم کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے نہ صدقہ قبول

کرے، نہ حج، نہ جہاد، نہ صلہ (رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا)۔ ۵۹۰ اس کو زیادہ کرتا ہے اور اس میں برکت فرماتا ہے دنیا میں اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب

بڑھاتا ہے۔ ۵۹۱ شان نزول: یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سود کی حرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور ان کی گراں

قدر سودی رقمیں دوسروں کے ذمہ باقی تھیں۔ اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبہ بھی واجب الترتک ہیں اور پہلا مقرر کیا ہوا سود

بھی اب لینا جائز نہیں۔

تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ

نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا ۵۹۲ اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا

رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تْظَلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٤٩﴾ وَإِنْ كَانَ دُو

اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ ۵۹۳ نہ تمہیں نقصان ہو ۵۹۴ اور اگر قرضدار

عُسْرَةً فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۖ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر

تَعْلَمُونَ ﴿٢٥٠﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَىٰ اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ

جانو ۵۹۵ اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۵۹۶ اے ایمان والو جب

تَدَايَيْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۖ وَلْيَكْتُب بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ

تم ایک مقرر مدت تک کسی دین کا لین دین کرو ۵۹۷ تو اسے لکھ لو ۵۹۸ اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا

بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ ۚ

ٹھیک ٹھیک لکھے ۵۹۹ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے ۶۰۰ تو اسے لکھ دینا چاہیے

۵۹۲ یہ وعید و تہدید میں مبالغہ و تشدید ہے، کس کی مجال کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے، چنانچہ ان اصحاب نے اپنے سودی مطالبہ چھوڑے اور

یہ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب! اور تائب ہوئے۔ ۵۹۳ زیادہ لے کر۔ ۵۹۴ اس المال گھٹا کر۔ ۵۹۵ قرضدار اگر تنگدست یا

نادر ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا جزویا کل معاف کر دینا سبب اجر عظیم ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تنگدست کو

مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنا سایہ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ۵۹۶ یعنی نہ ان کی نیکیاں گھٹائی

جائیں نہ بدیاں بڑھائی جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب سے آخری آیت ہے جو حضور پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم اکیس روز دنیا میں تشریف فرما رہے اور ایک قول میں نو شب اور ایک میں سات، لیکن شعبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے

کہ سب سے آخر آیت نبویٰ نازل ہوئی۔ ۵۹۷ خواہ وہ دین بیع ہو یا من، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے بیع مسلم مراد ہے۔ بیع مسلم یہ ہے کہ کسی

چیز کو بیشگی قیمت لے کر فروخت کیا جائے اور بیع مشتری (خریدار) کو سپرد کرنے کے لیے ایک مدت معین کر لی جائے۔ اس بیع کے جواز کے لیے جنس، نوع، صفت،

مقدار، مدت اور مکان ادا اور مقدار اس المال ان چیزوں کا معلوم ہونا شرط ہے۔ ۵۹۸ یہ لکھنا مستحب ہے۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا

اندیشہ نہیں رہتا۔ ۵۹۹ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کرے، نہ فریقین میں سے کسی کی رورعایت۔ ۶۰۰ حاصل معنی یہ کہ کوئی کاتب لکھنے سے منع نہ کرے، جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی (عہد و بیان لکھنے) کا علم دیا، بے تغیر و تبدیل دیانت و امانت کے ساتھ لکھے۔ یہ کتابت ایک قول پر فرض کفایہ ہے، اور ایک قول پر

فرض عین بشرط فراغ کاتب جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے، اور ایک قول پر مستحب، کیونکہ اس میں مسلمان کی حاجت برآری (حاجت پوری کرنے)

اور نعمتِ علم کا شکر ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر ”لَا يُضَارُّ كَاتِبٌ“ سے منسوخ ہوئی۔

وَلْيُسَلِّلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ

اور جس پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ رکھ نہ

شَيْئًا ۱۰۱ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ

چھوڑے پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتواں ہو یا لکھا نہ

أَنْ يُسَلِّلَ هُوَ فَلْيُسَلِّلْ وَلِيَّهُ بِالْعَدْلِ ۱۰۲ وَأُسْتَشْهِدُ وَاشْهِدَايْنِ مِنْ

سکے ۱۰۱ تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے

رِّجَالِكُمْ ۱۰۳ فَإِنْ لَّمْ يَكُنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ

مردوں میں سے ۱۰۲ پھر اگر دو مرد نہ ہوں ۱۰۳ تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو

مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إْحْدُهُمَا فَتُذَكَّرَ إْحْدُهُمَا الْآخَرَىٰ ۱۰۴

پسند کرو ۱۰۳ کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلاوے

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۱۰۵ وَلَا تَسْمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا

اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں ۱۰۴ اور اسے بھاری نہ جانو کہ دین چھوٹا ہو

أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۱۰۶ ذِكُّكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

یا بڑا اس کی میعاد تک لکھت کر لو ۱۰۵ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی

وَأَذُنِي إِلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُ وَنَهَا

اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سر دست کا سودا دست بدست

۱۰۶ یعنی اگر مردیوں بچوں یا ناقص العقل یا بچہ یا شیخ فانی ہو یا گونا گونا ہونے یا زبان نہ جاننے کی وجہ سے اپنے مدعا کا بیان نہ کر سکتا ہو۔ ۱۰۷ گواہ کے لیے حریت و

بلوغ مع اسلام شرط ہے۔ کفار کی گواہی صرف کفار پر مقبول ہے۔ ۱۰۸ مسئلہ: تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں مگر جن امور پر مرد مطلع

نہیں ہو سکتے جیسے کہ بچہ جنتا، باکرہ ہونا اور نسائی عیوب ان میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے۔ مسئلہ: حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت بالکل معتبر نہیں،

صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے۔ اس کے سوا اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے۔ (مدارک و اجمہری) ۱۰۹ جن کا عادل ہونا

تمہیں معلوم ہو اور جن کے صالح ہونے پر تم اعتماد رکھتے ہو۔ ۱۱۰ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادائے شہادت فرض ہے۔ جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو

انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں۔ یہ حکم حدود کے سوا اور امور میں ہے، لیکن حدود میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے بلکہ اخفاء افضل ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستاری کرے گا، لیکن چوری میں مال لینے کی

شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری گیا ہے اس کا حق تلف نہ ہو۔ گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے، گواہی میں یہ کہنے پر اکتفا کرے کہ یہ

مال فلاں شخص نے لیا۔

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۖ وَأَشْهَدُ وَإِذَا

(ہاتھوں ہاتھ) ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں ۱۰۶ اور جب خرید و فروخت

تَبَايَعْتُمْ ۖ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۖ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ

کرو تو گواہ کرلو ۱۰۷ اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) ۱۰۸ اور جو ایسا کرو تو یہ

فُسُوقٌ بِكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيَعْلَمُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

تمہارا فسق ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ

عَلِيمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ مَّقْبُوضَةً ۖ

جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو ۱۰۹ اور لکھنے والا نہ پاؤ ۱۱۰ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا ۱۱۱

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فليؤدِّ الَّذِي أَوْثِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ

اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا ۱۱۲ اپنی امانت ادا کرے ۱۱۳ اور اللہ سے ڈرے جو

رَبَّهُ ۖ وَلَا تَكْتُبُوا الشَّهَادَةَ ۖ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ إِثْمٌ قَلْبُهُ ۖ وَاللَّهُ

اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ ۱۱۴ اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے ۱۱۵ اور اللہ

بِأَتَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنْ

تمہارے کاموں کو جانتا ہے اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر

۱۰۶ چونکہ اس صورت میں لین دین ہو کر معاملہ ختم ہو گیا اور کوئی اندیشہ باقی نہ رہا نیز ایسی تجارت اور خرید و فروخت بکثرت جاری رہتی ہے، اس میں کتابت و

اشہاد (لکھت پڑھت اور گواہ بنانے) کی پابندی شاق و گراں ہوگی۔ ۱۰۷ یہ مستحب ہے، کیونکہ اس میں احتیاط ہے۔ ۱۰۸ ”يُضَارُّ“ میں دو احتمال ہیں مجہول و

معروف ہونے کے، قراءۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما اول کی اور قراءۃ عمر رضی اللہ عنہ ثانی کی مؤید ہے۔ پہلی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کا تبوں اور گواہوں کو

ضرر نہ پہنچائیں، اس طرح کہ وہ اگر اپنی ضرورتوں میں مشغول ہوں تو انہیں مجبور کریں اور ان کے کام چھڑائیں یا حق کتابت نہ دیں یا گواہ کو سفر خرچ نہ دیں اگر وہ

دوسرے شہر سے آیا ہو۔ دوسری تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ کاتب و شاہد اہل معاملہ کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ باوجود فرصت و فراغت کے نہ آئیں یا کتابت میں تخریف و

تبدیل، زیادتی و کمی کریں۔ ۱۰۹ اور قرض کی ضرورت پیش آئے۔ ۱۱۰ اور وثیقہ و دستاویز کی تحریر کا موقع نہ ملے تو اطمینان کے لیے۔ ۱۱۱ یعنی کوئی چیز

دائن (قرض دینے والے) کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو۔ مسئلہ: یہ مستحب ہے اور حالت سفر میں رہن آیت سے ثابت ہوا اور غیر سفر کی حالت میں حدیث سے ثابت ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر بیس صاع جو لیے۔ مسئلہ: اس آیت سے رہن کا

جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ۱۱۲ یعنی مدیون جس کو دائن نے امین سمجھا تھا۔ ۱۱۳ اس امانت سے دین مراد ہے۔ ۱۱۴ کیونکہ اس میں صاحب حق کے حق کا ابطال ہے۔ یہ خطاب گواہوں کو ہے کہ وہ جب شہادت کی اقامت و آداء کے لیے طلب کیے جائیں تو حق کو نہ چھپائیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب مدیونوں کو ہے کہ وہ اپنے نفس پر شہادت دینے میں تامل نہ کریں۔ ۱۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور گواہی کو چھپانا ہے۔

تَبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ يَحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ ۖ فَيَغْفِرْ لِمَنْ

تم ظاہر کرو جو کچھ فلا تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا فلا تو جسے چاہے گا

يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۸۳﴾

جسے گا فلا اور جسے چاہے گا سزا دے گا فلا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول

الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ كُلُّ أَمَنْ بِاللَّهِ

ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا فلا اللہ اور اس کے

وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتِبَ لَهُمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ ۚ

فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو فلا یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے فلا

وَقَالُوا اسْبِعْنَاوَاطْعَنَّا ۖ غُفْرَانُكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿۲۸۴﴾ لَا يُكَلِّفُ

اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا فلا تیری معافی ہوا ہے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی

فَلَا بَدَىٰ ۖ وَلَا يَأْتِيهِمْ فِي الْيَوْمِ ۚ وَلَئِنْ لَّمْ يَأْتُواكَ لَ تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ۚ

لیکن وہ ان کو برا جانتا ہے اور عمل میں لانے کا ارادہ نہیں کرتا ان کو حدیث نفس اور وسوسہ کہتے ہیں، اس پر مؤاخذہ نہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دلوں میں جو وسوسہ گزرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے تجاؤز فرماتا ہے جب تک کہ وہ انہیں عمل میں نہ لائیں یا ان کے ساتھ کلام

نہ کریں، یہ وسوسے اس آیت میں داخل نہیں۔ دوسرے وہ خیالات جن کو انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد و ارادہ کرتا ہے ان پر مؤاخذہ

ہوگا، اور انہیں کا بیان اس آیت میں ہے۔ مسئلہ: کفر کا عزم کرنا کفر ہے اور گناہ کا عزم کر کے اگر آدمی اس پر ثابت رہے اور اس کا قصد و ارادہ رکھے لیکن اس گناہ کو عمل

میں لانے کے اسباب اس کو بہم نہ پہنچیں اور مجبوراً وہ اس کو کرنے سے تو مجبور کے نزدیک اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔ شیخ ابو منصور ماتریدی اور شمس الائمہ حلوانی اسی

طرف گئے ہیں اور ان کی دلیل آیہ ”إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ“ اور حدیث حضرت عائشہ ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بندہ جس گناہ کا قصد کرتا ہے

اگر وہ عمل میں نہ آئے جب بھی اس پر عقاب کیا جاتا ہے۔ مسئلہ: اگر بندے نے کسی گناہ کا ارادہ کیا، پھر اس پر نادم ہوا، استغفار کیا تو اللہ اس کو معاف فرمائے گا۔

فلا اپنے فضل سے اہل ایمان کو۔ فلا اپنے عدل سے۔ فلا زجاج نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں نماز، زکوٰۃ، روزے، حج کی فرضیت اور طلاق،

ایلاء، حیض و جہاد کے احکام اور انبیاء کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین نے اس تمام کی تصدیق

فرمائی اور قرآن اور اس کے جملہ شرائع و احکام کے مُسْتَوِلٌ مِنَ اللَّهِ (اللہ کی طرف سے نازل) ہونے کی تصدیق کی۔ فلا یہ اصول و ضروریات ایمان کے چار

مرتبے ہیں: (۱) ”اللہ پر ایمان لانا“ یہ اس طرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ واحد، احد ہے، اس کا کوئی شریک و نظیر نہیں، اس کے تمام اسمائے حسنی و صفات

علیہا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شے پر قدر ہے اور اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ (۲) ”ملائکہ پر ایمان لانا“ یہ اس طرح پر

ہے کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں، معصوم ہیں، پاک ہیں، اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان احکام و پیام کے وساطت (واسطے) ہیں۔ (۳) ”اللہ

کی کتابوں پر ایمان لانا“ اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریق وحی بھیجیں بیٹک و شبہ سب حق و صدق اور اللہ کی

طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغیر، تبدل، تحریف سے محفوظ ہے اور محکم اور متشابہ پر مشتمل ہے۔ (۴) ”رسولوں پر ایمان لانا“ اس طرح پر کہ ایمان لائے کہ وہ اللہ

کے رسول ہیں جنہیں اس نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا، اس کی وحی کے امین ہیں، گناہوں سے پاک معصوم ہیں، ہماری خلق سے افضل ہیں، ان میں بعض حضرات بعض

سے افضل ہیں۔ فلا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے بعض کا انکار کیا۔ فلا تیرے حکم و ارشاد کو۔

اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا

جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی ۲۲۴ اے رب ہمارے

تَوَّأخِذْنَا ۚ إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۖ رَبَّنَا وَلَا تَحْبِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا

ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں ۲۲۵ یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا

حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحِثْ عَلَيْنَا مَالًا طَاقَةً لَّنَا

تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (طاقت)

بِهِ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۖ وَاعْفِرْ لَنَا ۖ وَارْحَمْنَا ۖ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا

نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر مہر (رحم) کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

کافروں پر ہمیں مدد دے

﴿ایاتھا ۲۰﴾ ﴿۳ سُورَةُ الْعَمْرَنِ مَكِّيَّةٌ ۸۹﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲۰﴾

سورہ آل عمران مدنیہ ہے، اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں ۱ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اس نے تم پر یہ نچلی کتاب

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۚ مِنْ

اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل

۲۲۴ یعنی ہر جان کو عمل نیک کا اجر و ثواب اور عمل بد کا عذاب و عقاب ہوگا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو طریق دعا کی تلقین فرمائی کہ وہ اس طرح

اپنے پروردگار سے عرض کریں۔ ۲۲۵ اور سہو سے تیرے کسی حکم کی تعمیل میں قاصر رہیں۔ ۱ سورہ آل عمران مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی، اس میں دو سو آیتیں، تین

ہزار چار سو اسی کلمہ، چودہ ہزار پانچ سو بیس حروف ہیں۔ ۲ شان نزول: مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت وفدِ ہجران کے حق میں نازل ہوئی جو ساٹھ سو اوروں پر مشتمل

تھا، اس میں چودہ سردار تھے اور تین اس قوم کے بڑے اکابر و مقتدا، ایک عاقب جس کا نام عبد المسیح تھا، یہ شخص امیر قوم تھا اور بغیر اس کی رائے کے تمام انصاری کوئی

کام نہیں کرتے تھے۔ دوسرا سید جس کا نام ابیہم تھا، یہ شخص اپنی قوم کا معتد اعظم اور مالیات کا افسر اعلیٰ تھا۔ خورد و نوش اور رسدوں (ذخیرہ اندوزی) کے تمام انتظامات

اسی کے حکم سے ہوتے تھے۔ تیسرا ابو حارثہ ابن علقمہ تھا، یہ شخص انصاری کے تمام علماء اور پادریوں کا پیشوا اعلیٰ اعظم تھا۔ سلاطین روم اس کے علم اور اس کی دینی عظمت

کے لحاظ سے اس کا اکرام و ادب کرتے تھے۔ یہ تمام لوگ عمدہ اور قیمتی پوشاکیں پہن کر بڑی شان و شکوہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کرنے کے

قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

اتاری لوگوں کو راہ دکھاتی اور فیصلہ اتارا بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى

ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے اللہ پر کچھ چھپا

عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي

نہیں زمین میں نہ آسمان میں وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے

الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي

ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے وہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں والا حکمت والا وہی ہے جس نے

أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ

تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں وہ دوسری وہ ہیں جن کے

قصد سے آئے اور مسجد اقدس میں داخل ہوئے، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اس وقت نماز عصر ادا فرما رہے تھے، ان لوگوں کی نماز کا وقت بھی آ گیا اور انہوں

نے بھی مسجد شریف ہی میں جانب شرق متوجہ ہو کر نماز شروع کر دی۔ فراغ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات

نے فرمایا: تم اسلام لاؤ! کہنے لگے: ہم آپ سے پہلے اسلام لا چکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا: یہ غلط ہے، یہ دعویٰ جھوٹا ہے، تمہیں اسلام سے تمہارا یہ

دعویٰ روکتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے، اور تمہاری صلیب پرستی روکتی ہے اور تمہارا خنزیر کھانا روکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوں تو بتائیے

ان کا باپ کون ہے؟ اور سب کے سب بولنے لگے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے ضرور مشابہ ہوتا ہے! انہوں نے اقرار

کیا۔ پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب سخی لَا یَمُوت ہے، اس کے لیے موت محال ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر موت آنے والی ہے! انہوں نے

اس کا بھی اقرار کیا۔ پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز اور ان کا حافظ حقیقی اور روزی دینے والا ہے! انہوں نے کہا: ہاں۔ حضور نے فرمایا: کیا

حضرت عیسیٰ بھی ایسے ہی ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پر آسمان و زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں! انہوں نے اقرار کیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ

وسلم) نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بغیر تعلیم الہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ حضور نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ حمل میں رہے، پیدا

ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیے گئے، کھاتے، پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے، انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ حضور نے فرمایا: پھر وہ کیسے الہ

ہو سکتے ہیں! جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔ اس پر وہ سب ساکت رہ گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ اس پر سورہ آل عمران کی اول سے کچھ اور پراسی آیتیں نازل ہوئیں۔

فائدہ: صفات الہیہ میں ”حَسْبُ“ بمعنی دائم باقی کے ہے یعنی ایسا بیشک رکھنے والا جس کی موت ممکن نہ ہو۔ قیوم وہ ہے جو قائم بالذات ہو اور خلق اپنی دنیوی اور اخروی

زندگی میں جو حاجتیں رکھتی ہے اس کی تدبیر فرمائے۔ اس میں وفدِ نجران کے نصرانی بھی داخل ہیں وہ مرد، عورت، گورا، کالا، خوبصورت، بدشکل وغیرہ۔ بخاری و

مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن علقہ یعنی خون بستہ

(جسے ہوئے خون) کی شکل میں ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن پارہ گوشت کی صورت میں رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق، اس کی عمر، اس کے عمل،

اس کا انجام کار یعنی اس کی سعادت و شقاوت لکھتا ہے، پھر اس میں روح ڈالتا ہے۔ تو اس کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے،

یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت ہی کم فرق رہ جاتا ہے تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہو جاتا

ہے اور داخل جہنم ہوتا ہے، اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے پھر کتاب

سبقت کرتی ہے اور اس کی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور داخل جنت ہو جاتا ہے۔ وہ اس میں بھی

نصاری کا رد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خدا کا بیٹا کہتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ جس میں کوئی احتمال و اشتباہ نہیں۔ وک کہ احکام میں ان

مُتَشَبِّهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ

معنی میں اشتباہ ہے ۱۔ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے ۲۔ وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے

مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا

ہیں ۳۔ گمراہی جاننے والا اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو ۴۔ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم

اللَّهُ ۚ وَالرُّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ ۚ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ

ہے ۵۔ اور پختہ علم والے ۶۔ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ۷۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ۸۔

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۚ رَبَّنَا لَا تَزِرْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ۹۔ اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے

هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۚ رَبَّنَا إِنَّكَ

ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا ۱۰۔ اے رب ہمارے بے شک تو

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ ۚ

سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے ۱۱۔ اس دن کے لیے جس میں کوئی شبہ نہیں ۱۲۔ بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا ۱۳۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنْ

بے شک وہ جو کافر ہوئے ۱۴۔ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ سے انہیں کچھ

اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ وَقُودُ النَّارِ ۚ كَذَّابٌ إِلِٰهٍ فِرْعَوْنَ ۚ

نہ بچا سکیں گے اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں ۱۵۔ جسے فرعون والوں

کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور حلال و حرام میں انہیں پر عمل ۱۶۔ وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں۔ ان میں سے کوئی وجہ مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے، یا جس کو

اللہ تعالیٰ اس کا علم دے۔ ۱۷۔ یعنی گمراہ اور بد مذہب لوگ جو ہوائے نفسانی کے پابند ہیں۔ ۱۸۔ اور اس کے ظاہر پر حکم کرتے ہیں یا تاویل باطل کرتے ہیں اور

یہ نیک نیتی سے نہیں بلکہ (جمل) ۱۹۔ اور شک و شبہ میں ڈالنے (جمل) ۲۰۔ اپنی خواہش کے مطابق باوجودیکہ وہ تاویل کے اہل نہیں۔ (جمل و خازن) ۲۱۔ حقیقت

میں (جمل) اور اپنے کرم و عطا سے جس کو وہ نوازے۔ ۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: آپ فرماتے تھے کہ میں ”راسخین فی العلم“

سے ہوں، اور مجاہد سے مروی ہے کہ میں ان میں سے ہوں جو متشابہ کی تاویل جانتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”راسخ فی

العلم“ وہ عالم باعمل ہے جو اپنے علم کا تتبع ہو، اور ایک قول مفسرین کا یہ ہے کہ ”راسخ فی العلم“ وہ ہیں جن میں چار صفتیں ہوں: تقویٰ اللہ کا، تواضع لوگوں سے،

زہد دنیا سے، مجاہدہ نفس کے ساتھ۔ (خازن) ۲۳۔ کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو معنی اس کی مراد ہیں حق ہیں اور اس کا نازل فرمانا حکمت ہے۔ ۲۴۔ محکم ہو یا

متشابہ۔ ۲۵۔ اور راسخ علم والے کہتے ہیں۔ ۲۶۔ حساب یا جزا کے واسطے۔ ۲۷۔ وہ روز قیامت ہے۔ ۲۸۔ تو جس کے دل میں کجی ہو وہ ہلاک ہوگا اور جو تیرے

منت و احسان سے ہدایت پائے وہ سعید ہوگا، نجات پائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ کذب ”منسافی الوہیت“ ہے، لہذا حضرت قدوس قدیر کا کذب

محال اور اس کی طرف اس کی نسبت سخت بے ادبی۔ (مدارک و ابوسعود وغیرہ) ۲۹۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخرف ہو کر۔

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَآخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ط

اور ان سے اگلوں کا طریقہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا

وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتْغَلِبُونَ

اور اللہ کا عذاب سخت فرما دو کافروں سے کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہو گے

وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ط وَيُسَّ إِلَهُادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي

اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے ۲۲ اور وہ بہت ہی برا بکھونا بے شک تمہارے لیے نشانی تھی ۲۳

فَتَيْنِ التَّقَاتُ فَمَةُ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ

دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے ۲۴ ایک جتنا (گروہ) اللہ کی راہ میں لڑتا ۲۵ اور دوسرا کافر ۲۶

يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَأَى الْعَيْنِ ط وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصَرِهِ مَنْ يَشَاءُ ط

کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے ۲۷

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ

بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت ۲۸

مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِصَّةِ

عورتیں اور بیٹے اور تلوے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ

اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی

۲۹ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جمع کر کے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لاؤ کہ تم پر ایسی مصیبت نازل ہو جیسی بدر میں قریش پر ہوئی، تم جان چکے ہو میں نبی مرسل ہوں، تم اپنی کتاب میں یہ لکھا پاتے ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ قریش تو فون حرب (جنگی ہنر و مہارت) سے نا آشنا ہیں، اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو

آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں خبر دی گئی کہ وہ مغلوب ہو گئے اور قتل کیے جائیں گے، گرفتار کیے جائیں گے، ان پر جزیہ مقرر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز میں چھ سو کی تعداد کو قتل فرمایا اور بہتوں کو گرفتار کیا اور اہل خیبر پر جزیہ

مقرر فرمایا۔ ۳۰ اس کے مخاطب یہود ہیں اور بعض کے نزدیک تمام کفار اور بعض کے نزدیک مؤمنین (جمل) ۳۱ جنگ بدر میں۔ ۳۲ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ان کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی، متتر مہاجر اور دو سو چھتیس انصار، مہاجرین کے صاحبِ رائے (جن کے ہاتھ میں پرچم تھا وہ) حضرت علی مرتضیٰ تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما۔ اس کل لشکر میں دو گھوڑے سزاوٹ اور چھ زرہ، آٹھ تلواریں تھیں اور اس واقعہ میں چودہ صحابہ شہید

ہوئے، چھ مہاجر اور آٹھ انصار۔ ۳۳ کفار کی تعداد نو سو پچاس تھی ان کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا اور ان کے پاس سو گھوڑے تھے اور سات سو اداوت اور بکثرت زرہ اور ہتھیار تھے۔ (جمل) ۳۴ خواہ اس کی تعداد قلیل ہی ہو اور سر و سامان کی کتنی ہی کمی ہو۔ ۳۵ تاکہ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے درمیان فرق و امتیاز ظاہر ہو،

الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَإِ ۝۱۴ قُلْ أَوْفَيْتُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ

ہے ۲۹ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ۳۰ تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے ۳۱ بہتر چیز

ذِكُمْ ۖ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

بتادوں ۳۲ پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں

خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ بَصِيرٌ

بیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں ۳۳ اور اللہ کی خوشنودی ۳۴ اور اللہ بندوں کو

بِالْعِبَادِ ۝۱۵ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا أَمْنَا غُفِرَ لَنَا ذُنُوبُنَا

دیکھتا ہے ۳۵ وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۶ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَنِتَّةِينَ وَالْمُتَّقِينَ

اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر والے ۳۶ اور سچے ۳۷ اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے

وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۝۱۷ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا

اور پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے ۳۸ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۳۹

وَالْمَلِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۖ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ

اور فرشتوں نے اور عالموں نے ۴۰ انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا

جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: "إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِيَبْلُوَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ عَمَلًا"۔ ۴۱ اس سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے پھر فنا ہو جاتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ متاع دنیا کو ایسے کام میں خرچ کرے جس میں اس کی عاقبت کی درستی اور سعادت آخرت ہو۔ ۴۲ جنت۔ تو چاہیے کہ اس کی رغبت کی جائے اور دنیا سے ناپائیدار کی فانی مرغوبات سے دل نہ لگایا جائے۔ ۴۳ متاع دنیا سے۔ ۴۴ جو زمانہ عوارض اور ہر ناپسند و قابل نفرت چیز سے پاک۔ ۴۵ اور

یہ سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔ ۴۶ اور ان کے اعمال و احوال جانتا اور ان کی جزا دیتا ہے۔ ۴۷ جو طاعتوں اور مصیبتوں پر صبر کریں اور گناہوں سے باز رہیں۔ ۴۸ جن کے قول اور ارادے اور نیتیں سب سچی ہوں۔ ۴۹ اس میں آخر شب میں نماز پڑھنے والے بھی داخل ہیں اور وقت سحر کے دعا و استغفار کرنے والے بھی، یہ

وقت خلوت و اجابت دعا کا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ مرغ سے کم نہ رہنا کہ وہ تو سحر سے نڈا کرے اور تم سوتے رہو۔ ۵۰ شان نزول:

احبار شام میں سے دو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزماں کے شہر کی یہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے۔ جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور کے شکل و شمائل تو ربیت کے مطابق دیکھ کر حضور کو پہچان لیا اور

عرض کیا: آپ محمد ہیں؟ حضور نے فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا کہ آپ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: ہم ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے ٹھیک جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ فرمایا: سوال کرو! انہوں نے عرض کیا کہ کسب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کون سی ہے؟ اس پر یہ آیت

کریمہ نازل ہوئی اور اس کو سن کر وہ دونوں خیر (یہودی عالم) مسلمان ہو گئے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظمہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو کعبہ کے اندر وہ سب سجدہ میں گر گئے۔ ۵۱ یعنی انبیاء و اولیاء نے۔

الْحَكِيمُ ۱۸) إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ

حکمت والا بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے ۱۸ اور پھوٹ میں نہ پڑے

أَوْ تَوَالِ الْكُتُبِ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ

کتابی ۱۹ مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا ۱۹ اپنے دلوں کی جلن سے ۱۹ اور جو اللہ کی

بَايَتِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۱۹) فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسَلَّمْتُ

آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرما دو میں اپنا منہ اللہ

وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۚ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ

کے حضور جھکائے ہوں اور جو میرے پیرو ہوئے ۲۰ اور کتابیوں اور اُن پڑھوں سے فرماؤ ۲۰

عَاسَلَّمْتُمْ فَإِنْ أَسَلِمُوا فَقَدْ اهْتَدَوْا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ

کیا تم نے گردن رکھی پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا

الْبَلَدُ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۲۰) إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

دینا ہے ۲۱ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ

اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے ۲۲ اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۚ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۲۱) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

قتل کرتے ہیں انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی یہ ہیں وہ جن کے

۲۱) اس کے سوا کوئی اور دین مقبول نہیں۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار جو اپنے دین کو افضل و مقبول کہتے ہیں اس آیت میں ان کے دعوے کو باطل کر دیا۔ ۲۱) یہ آیت

یہود و نصاریٰ کے حق میں وارد ہوئی، جنہوں نے اسلام کو چھوڑا اور انہوں نے سیدنا نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں اختلاف کیا۔ ۲۲) وہ اپنی کتابوں

میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت دیکھ چکے اور انہوں نے پہچان لیا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی کتب الہیہ میں خبریں دی گئی ہیں۔ ۲۳) یعنی ان کے

اختلاف کا سبب ان کا حسد اور منافق دنیویہ کی طمع ہے۔ ۲۴) یعنی میں اور میرے متبعین ہمہ تن (یکسوئی سے پورے طور پر) اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور مطیع ہیں،

”ہمارا دین“ دین توحید ہے، جس کی صحت تمہیں خود اپنی کتابوں سے بھی ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تمہارا ہم سے جھگڑا کرنا بالکل باطل ہے۔ ۲۵) جتنے کافر غیر

کتابی ہیں وہ اُمّیّین میں داخل ہیں، انہیں میں سے عرب کے مشرکین بھی ہیں۔ ۲۶) اور دین اسلام کے حضور سر نیاز تم کیا یا باوجود براہین پینہ قائم ہونے کے تم ابھی

تک اپنے کفر پر ہو۔ یہ دعوت اسلام کا ایک پیرایہ ہے، اور اس طرح انہیں دین حق کی طرف بلایا جاتا ہے۔ ۲۷) وہ تم نے پورا کر ہی دیا اس سے انہوں نے نفع نہ

اٹھایا تو نقصان میں وہ رہے۔ اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے سے رنجیدہ نہ ہوں۔ ۲۸) جیسا کہ بنی

اسرائیل نے صبح کو ایک ساعت کے اندر تینتالیس نبیوں کو قتل کیا، پھر جب ان میں سے ایک سو بارہ عابدوں نے اُٹھ کر انہیں نیکیوں کا حکم دیا اور بدیوں سے منع کیا

تو اسی روز شام کو انہیں بھی قتل کر دیا۔ اس آیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود کو تو بیخ ہے کیونکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ایسے بدترین فعل سے راضی ہیں۔

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَالُهُمْ مِّنْ نَّصِرِينَ ۖ ﴿٢١﴾ أَلَمْ

عمل اکارت گئے دنیا و آخرت میں وہ ان کا کوئی مددگار نہیں وہ کیا تم نے

تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ

انہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا وہ کتاب اللہ کی طرف بلاتے جاتے ہیں

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۖ ﴿٢٢﴾ ذَلِكَ

کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر ان میں کا ایک گروہ اس سے روگرداں ہو کر پھر جاتا ہے وہ یہ جرات و

بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَسْنَأَ النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي

انہیں اس لیے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دنوں وہ اور ان کے

دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۖ ﴿٢٣﴾ فَكَيْفَ إِذَا جُمِعْتُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ

دین میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ نے جو باندھتے تھے وہ تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کے لیے جس میں شک

فِيهِ ۖ وَوَفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۖ ﴿٢٤﴾ قُلْ

نہیں وہ اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا یوں عرض کر

۲۴ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں بے ادبی کفر ہے اور یہ بھی کہ کفر سے تمام اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ وہ کہ انہیں عذاب الہی سے

بچائے۔ ۲۵ یعنی یہود کو کہ انہیں توریت شریف کے علوم و احکام سکھائے گئے تھے جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و احوال اور دین اسلام کی

تھانیت کا بیان ہے۔ اس سے لازم آتا تھا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں اور انہیں قرآن کریم کی طرف دعوت دیں تو وہ حضور پر اور قرآن شریف پر ایمان لائیں اور

اس کے احکام کی تعمیل کریں لیکن ان میں سے بہتوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس تقدیر پر آیت میں ”مِنَ الْكِتَابِ“ سے توریت اور ”کِتَابُ اللَّهِ“ سے قرآن شریف

مراد ہے۔ ۲۶ شان نزول: اس آیت کے شان نزول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بیت المدینہ میں تشریف لے گئے اور وہاں یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ نعیم ابن عمرو اور حارث ابن زید نے کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کس دین پر

ہیں؟ فرمایا: ملت ابراہیمی پر۔ وہ کہنے لگے: حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توریت لاؤ! ابھی ہمارے تمہارے

درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ اس پر نہ جے اور منکر ہو گئے، اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ اس تقدیر پر آیت میں ”کِتَابُ اللَّهِ“ سے توریت مراد ہے۔ انہیں حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ یہود خیبر میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور توریت میں ایسے گناہ کی سزا پتھر مار

مار کر ہلاک کر دینا ہے لیکن چونکہ یہ لوگ یہودیوں میں اپنے خاندان کے تھے اس لیے انہوں نے ان کا سنگسار کرنا گوارا نہ کیا اور اس معاملہ کو بایں امید سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ شاید آپ سنگسار کرنے کا حکم نہ دیں مگر حضور نے ان دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم دیا، اس پر یہود طیش میں آئے اور کہنے لگے کہ اس

گناہ کی یہ سزا انہیں آپ نے ظلم کیا۔ حضور نے فرمایا کہ فیصلہ توریت پر رکھو۔ کہنے لگے: یہ انصاف کی بات ہے۔ توریت مذکوری گئی اور عبد اللہ بن مسعود نے یہود کے

بڑے عالم نے اس کو پڑھا، اس میں آیت رجم آئی، جس میں سنگسار کرنے کا حکم تھا، عبد اللہ نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اس کو چھوڑ گیا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام نے

اس کا ہاتھ ہٹا کر آیت پڑھ دی یہودی ذلیل ہوئے اور وہ یہودی مرد و عورت جنہوں نے زنا کیا تھا حضور کے حکم سے سنگسار کیے گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۷ کتاب الہی سے روگردانی کرنے کی۔ ۲۸ یعنی چالیس دن یا ایک ہفتہ پھر کچھ غم نہیں۔ ۲۹ اور ان کا یہ قول تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں،

وہ ہمیں گناہوں پر عذاب نہ کرے گا مگر بہت تھوڑی مدت ۳۰ اور وہ روز قیامت ہے۔

اللَّهُمَّ مَلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ

اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت

تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ

جھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۶ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي

سب کچھ کر سکتا ہے ۲۶ تو رات کا حصہ دن میں ڈالے اور دن کا حصہ رات میں

الَّيْلَ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۲۷

ڈالے ۲۷ اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے ۲۷

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۲۸ لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ

اور جسے چاہے بے گنتی دے مسلمان کافروں کو اپنا دوست

أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۲۹ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ

نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا نہ اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ (تعلق)

فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَةً ۳۰ وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ۳۱ وَإِلَى

نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو ۳۰ اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ

اللَّهُ الْمَصِيرُ ۳۲ قُلْ إِنْ تُخَفُّوْا مَافِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْذَرُوهُ يَعْلَمُهُ

ہی کی طرف پھرنا ہے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب

۳۲ شان نزول: فتح مکہ کے وقت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا

اور کہنے لگے: کہاں محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہاں فارس و روم کے ملک! وہ بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آخر

کا حضور کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ ۳۱ یعنی کبھی رات کو بڑھائے دن کو گھٹائے اور کبھی دن کو بڑھا کر رات کو گھٹائے یہ تیری قدرت ہے، تو فارس و روم سے ملک لے

کر غلامان مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو عطا کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے! ۳۰ ”مردہ سے زندہ کا نکالنا“ اس طرح ہے جیسے کہ زندہ انسان کو نطفہ

بے جان سے، اور پرند کے زندہ بچے کو بے روح انڈے سے، اور زندہ دل مؤمن کو مردہ دل کافر سے، اور ”زندہ سے مردہ نکالنا“ اس طرح جیسے کہ زندہ انسان سے

نطفہ بے جان، اور زندہ پرند سے بے جان انڈا، اور زندہ دل ایمان دار سے مردہ دل کافر۔ ۳۲ شان نزول: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ

احزاب کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں، میری رائے ہے کہ میں دشمن کے مقابل ان سے

مدد حاصل کروں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور کافروں کو دوست اور مددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی۔ ۳۱ کفار سے دوستی و محبت ممنوع و حرام ہے، انہیں

اللَّهُ ط وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز پر اللہ کا

قَدِيرٌ ۲۹ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا

قابو ہے جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی ۲۹ اور جو

عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ط

مرا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا ۲۹

وَيُحْذِرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ط وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۳۰ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور بندوں پر مہربان ہے اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم

تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَاللَّهُ

اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا ۳۰ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۳۱ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ

بخشنے والا مہربان ہے تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا ۳۱ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ

لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۳۲ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ

کو خوش نہیں آتے کافر بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل

وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۳۳ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ط وَاللَّهُ

اور عمران کی آل کو سارے جہان سے ۳۳ یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے ۳۳ اور اللہ

۳۳ یعنی روز قیامت ہر نفس کو اعمال کی جزا ملے گی اور اس میں کچھ کی کوتاہی نہ ہوگی۔ ۳۳ یعنی میں نے یہ برا کام نہ کیا ہوتا۔ ۳۳ اس آیت سے معلوم ہوا کہ

اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تتبع ہو اور حضور کی اطاعت اختیار کرے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے، جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کیے تھے اور انہیں سچا سچا کران کو سجدہ کر رہے تھے۔

حضور نے فرمایا: اے گروہ قریش! خدا کی قسم! تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے دین کے خلاف ہو گئے۔ قریش نے کہا کہ ہم ان بتوں

کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبت الہی کا دعویٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں، جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے۔ اور حضور نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور کا

نافرمان اور محبت الہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ ۳۳ یہی اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت بغیر اطاعت رسول نہیں ہو سکتی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ ۳۳ یہود نے کہا تھا کہ ہم حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں اور انہیں کے دین پر ہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اسلام کے ساتھ برگزیدہ کیا تھا اور تم اے یہود! اسلام پر نہیں ہو تو تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے۔ ۳۳ ان میں باہم نسلی تعلقات بھی ہیں اور آپس میں یہ حضرات ایک دوسرے کے معاون و مددگار بھی۔

سَبِّعْ عَلَيِّمْ ۚ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي

سنتا جانتا ہے جب عمران کی بی بی نے عرض کی ۱۸ اے رب میرے میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ

بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّبِّعُ الْعَلِيمُ ۝۳۵ فَلَمَّا

میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے ۱۹ تو مجھ سے قبول کر لے بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا پھر جب

وَضَعْتُهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّي وَضَعْتُهَا اُنْثٰى ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۚ ط

اسے جنا بولی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی نکے اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّي سَبَّيْتُهَا مَرْيَمَ ۚ وَاِنِّي اُعِيذُهَا بِكَ

اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں وائے اور میں نے اس کا نام مریم رکھا وائے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝۳۶ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ

پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے تو اُسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا نکے

وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۚ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ ط كَلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا

اور اسے اچھا پروان چڑھایا وائے اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا جب زکریا اس کے پاس اس کی

۱۸ عمران دو ہیں: ایک عمران بن یصہر بن فاہش بن لاوی بن یعقوب یہ تو حضرت موسیٰ و ہارون کے والد ہیں، دوسرے عمران بن ماٹان یہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلامہ کی والدہ مریم کے والد ہیں۔ دونوں عمرانوں کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو برس کا فرق ہے۔ یہاں دوسرے عمران مراد ہیں، ان کی بی بی صاحبہ کا نام کنحہ بنت

فاقوذہ ہے، یہ مریم علیہا السلام کی والدہ ہیں۔ ۱۹ اور تیری عبادت کے سودا کا کوئی کام اس کے متعلق نہ ہو، بیت المقدس کی خدمت اس کے ذمہ ہو۔ علماء نے

واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت زکریا و عمران دونوں ہم زلف تھے۔ فاقوذہ کی دختر ایشاع جو حضرت یحییٰ کی والدہ ہیں اور ان کی بہن کنحہ جو فاقوذہ کی دوسری دختر

اور حضرت مریم کی والدہ ہیں، وہ عمران کی بی بی تھیں۔ ایک زمانہ تک کنحہ کے اولاد نہیں ہوئی یہاں تک کہ بڑھاپا آ گیا اور مایوسی ہو گئی۔ یہ صالحین کا خاندان تھا اور یہ

سب لوگ اللہ کے مقبول بندے تھے۔ ایک روز کنحہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچے کو بھرا (کھلا) رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کے دل میں اولاد

کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہ الہی میں دعا کی کہ یا رب! اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اس کو بیت المقدس کا خادم بناؤں اور اس خدمت کے لیے حاضر کردوں۔ جب وہ حاملہ

ہوئیں اور انہوں نے یہ نذر مان لی تو ان کے شوہر نے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ اگر لڑکی ہوگی تو! وہ اس قابل کہاں ہے؟ اس زمانہ میں لڑکوں کو خدمت بیت المقدس

کے لیے دیا جاتا تھا اور لڑکیاں عوارض نسائی اور زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ سے اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھیں، اس لیے ان صاحبوں کو شدید فکر

لاحق ہوئی اور کنحہ کے وضع حمل سے قبل عمران کا انتقال ہو گیا۔ وائے کنحہ نے یہ کلمہ اعتذار کے طور پر (یعنی عذر بیان کرتے ہوئے) کہا اور ان کو حسرت و غم ہوا کہ لڑکی ہوئی تو

نذر کس طرح پوری ہو سکتی؟ وائے کیونکہ یہ لڑکی اللہ کی عطا ہے اور اس کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے۔ یہ صاحبزادی حضرت مریم تھیں اور

اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے اجمل و افضل تھیں۔ وائے مریم کے معنی عابدہ ہیں۔ وائے اور نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا۔ کنحہ نے ولادت کے بعد

حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں اجبار کے سامنے رکھ دیا۔ یہ اجبار حضرت ہارون کی اولاد میں تھے اور بیت المقدس میں ان کا منصب ایسا تھا جیسا کہ

کعبہ شریف میں جبرہ کا، چونکہ حضرت مریم ان کے امام اور ان کے صاحبِ قُربان کی دختر تھیں اور ان کا خاندان بنی اسرائیل میں بہت اعلیٰ اور اہل علم کا خاندان

تھا، اس لیے ان سب نے جن کی تعداد ستائیس تھی، حضرت مریم کو لینے اور ان کا کفّل (دیکھ بھال) کرنے کی رغبت کی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: میں ان

کا سب سے زیادہ حق دار ہوں کیونکہ میرے گھر میں ان کی خالہ ہیں۔ معاملہ اس پر ختم ہوا کہ قرعہ ڈالا جائے، قرعہ حضرت زکریا ہی کے نام پر نکلا۔ وائے حضرت مریم

الْبَحْرَابِ ۱ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۲ قَالَ يُرِيمُ أُنَىٰ لَكَ هَذَا ۳ قَالَتْ

نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے ۵۵ کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۴ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۵

وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے دے شک

هُنَالِكَ دَعَا زَكْرِيَّا رَبَّهُ ۶ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً

یہاں ۵۶ پکارا زکریا اپنے رب کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستمری

طَيِّبَةً ۷ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۸ فَنَادَتْهُ الْمَلِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي

اولاد ۵۷ بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز

الْبَحْرَابِ ۱ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ

پڑھ رہا تھا ۵۸ بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی وفہ تصدیق کرے گا

وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا ۹ مِنَ الصَّالِحِينَ ۱۰ قَالَ رَبِّ أُنَىٰ يَكُونُ لِي

اور سردار ۵۹ اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے ۶۰ بولا اے میرے رب میرے لڑکا کہاں

عِلْمٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۱۱ قَالَ كَذَلِكِ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا

سے ہوگا مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا ۶۱ اور میری عورت بانجھ ۶۲ فرمایا اللہ یوں ہی کرتا ہے جو

ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں۔ ۵۵ بے فصل میوے جو جنت سے اترتے اور حضرت مریم نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ ۵۶ حضرت مریم نے صغریٰ میں کلام کیا جبکہ وہ پالنے (جھولے) میں پرورش پارتی تھیں، جیسا کہ ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حال میں کلام فرمایا۔ مسئلہ: یہ آیت کرامات اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارق (کرامات) ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا: جو ذات پاک مریم کو بے وقت، بے فصل اور بغیر سب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے، وہ بے شک اس پر قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نفی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہو جانے کے بعد فرزند عطا کرے۔ بایں خیال آپ نے دعا کی جس کا اگلی آیت میں بیان ہے۔ ۵۷ یعنی محراب بیت المقدس میں دروازے بند کر کے دعا کی۔ ۵۸ حضرت زکریا علیہ السلام عالم کبیر تھے۔ قربانیاں بارگاہ الہی میں آپ ہی پیش کیا کرتے تھے اور مسجد شریف میں بغیر آپ کے اذن کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ جس وقت محراب میں آپ نماز میں مشغول تھے اور باہر آدمی دخول کی اجازت کا انتظار کر رہے تھے، دروازہ بند تھا، اچانک آپ نے ایک سفید پوش جوان دیکھا، وہ حضرت جبریل تھے، انہوں نے آپ کو فرزند کی بشارت دی، جو ”أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ“ میں بیان فرمائی گئی۔ ۵۹ کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ”مُکِن“ فرما کر بغیر باپ کے پیدا کیا، اور ان پر سب سے پہلے ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت یحییٰ ہیں، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ یہ دونوں حضرات خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت یحییٰ کی والدہ اپنی بہن حضرت مریم سے ملیں تو انہیں اپنے حاملہ ہونے پر مطلع کیا۔ حضرت مریم نے فرمایا: میں بھی حاملہ ہوں۔ حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا: اے مریم! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ ۶۰ ”سید“ اس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم و مطاع ہو۔ حضرت یحییٰ مومنین کے سردار اور علم و حلم و دین میں ان کے رئیس تھے۔ ۶۱ حضرت زکریا علیہ السلام نے براہِ تعجب عرض کیا: ۶۲ اور عمر ایک سو بیس سال کی ہو چکی۔ ۶۳ ان کی عمر اٹھانوے سال کی۔ مقصود سوال سے یہ ہے کہ بیٹا

يَشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تَكَلِّمَ النَّاسَ

چاہے ۸۵۲ عرض کی اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی کر دے ۸۵۳ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْرًا ۖ وَادْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالنَّعْشِيِّ

سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے اور اپنے رب کی بہت یاد کر ۸۵۴ اور کچھ دن رہے (شام) اور تڑکے (صبح)

وَالْإِبْكَارِ ۝ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ لِيَرِيْمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفٰكَ وَطَهَّرَكَ

اس کی پاکی بول اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا ۸۵۵ اور خوب ستھرا کیا ۸۵۶

وَاصْطَفٰكَ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۝ لِيَرِيْمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي

اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا ۸۵۷ اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو ۸۵۸ اور اس کے لیے سجدہ کر

وَارْكَعِي مَعَ الرُّكَّعِينَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ ۖ

اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں ۸۵۹

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقَوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۚ وَمَا

اور تم اُن کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ اِذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ لِيَرِيْمُ إِنَّ اللَّهَ

ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے ۸۶۰ اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ

يُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اِسْمُهُ الْيَسِيْرُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهَا فِي

تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی ۸۶۱ جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا ۸۶۲ رودار ہوگا ۸۶۳

کس طرح عطا ہوگا؟ آیا میری جوانی لوٹائی جائے گی اور بی بی کا بائجھ ہونا دور کیا جائے گا یا ہم دونوں اپنے حال پر رہیں گے۔ ۸۶۴ بڑھاپے میں فرزند عطا کرنا اس

کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔ ۸۶۵ جس سے مجھے اپنی بی بی کے حمل کا وقت معلوم ہوتا کہ میں اور زیادہ شکر و عبادت میں مصروف ہوں۔ ۸۶۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ

آدمیوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے زبان مبارک تین روز تک بند رہی اور تسبیح و ذکر پر آپ قادر رہے اور یہ ایک عظیم معجزہ ہے کہ جس میں جوارح (اعضاء) صحیح و سالم

ہوں اور زبان سے تسبیح و تقدیس کے کلمات ادا ہوتے رہیں مگر لوگوں کے ساتھ گفتگو نہ ہو سکے اور یہ علامت اس لیے مقرر کی گئی کہ اس نعمت عظیمہ کے ادائے حق میں

زبان ذکر و شکر کے سوا اور کسی بات میں مشغول نہ ہو۔ ۸۶۷ کہ باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لیے نذر میں قبول فرمایا اور یہ بات ان کے سوا

کسی عورت کو نہیں سنائی۔ اسی طرح ان کے لیے جنتی رزق بھیجنا، حضرت زکریا کو ان کا لیل بنانا، یہ حضرت مریم کی برگزیدگی ہے۔ ۸۶۸ مرد رسیدگی سے اور گناہوں

سے اور بقول بعضے زنانے عوارض سے۔ ۸۶۹ کہ بغیر باپ کے پیدا دیا اور ملائکہ کا کلام سنوایا۔ ۸۷۰ جب فرشتوں نے یہ کہا تو حضرت مریم نے اتنا طویل قیام کیا کہ

آپ کے قدم مبارک پرورم آگیا اور پاؤں پھٹ کر خون جاری ہو گیا۔ ۸۷۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کے

علوم عطا فرمائے۔ ۸۷۲ باوجود اس کے آپ کا ان واقعات کی اطلاع دینا دلیل قوی ہے اس کی کہ آپ کو نبی علوم عطا فرمائے گئے۔ ۸۷۳ یعنی ایک فرزند کی۔

۸۷۴ صاحب جاہ و منزلت۔

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٣٥﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

دنیا اور آخرت میں اور قرب والا ۳۵ اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے (جھولے) میں ۳۵

وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ

اور بچی عمر میں ۳۶ اور خاصوں میں ہوگا بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو

يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا

کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا ۳۷ فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے

فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اور اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت

وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۚ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۖ أَنِّي قَدْ

اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ

جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ إِنِّي أَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ

میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں ۳۸ تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں

فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے ۳۹ اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید (سفید) داغ والے کو ۳۹

وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَكُلُونَ وَمَاتَ دَخْرُونَ ۖ فِي

اور میں مردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے ۴۰ اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع

۳۵ بارگاہ الہی میں۔ ۳۶ بات کرنے کی عمر سے قبل ۳۷ آسمان سے نزول کے بعد۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین

کی طرف اتریں گے، جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور دجال کو قتل کریں گے۔ ۳۸ اور دستور یہ ہے کہ بچہ عورت و مرد کے اختلاط (ملاپ) سے ہوتا ہے، تو مجھے

بچہ کس طرح عطا ہوگا کلاخ سے یا یونہی بغیر مرد کے؟ ۳۹ جو میرے دعوائے نبوت کے صدق کی دلیل ہے۔ ۴۰ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا

دعویٰ کیا اور معجزات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگادڑ پیدا کریں۔ آپ نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی، پھر اس میں پھونک ماری، تو وہ

اڑنے لگی۔ چمگادڑ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اڑنے والے جانوروں میں بہت اکل اور عجیب تر ہے اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلغ (زیادہ قوی ہے) کیونکہ وہ بغیر پروں کے تو اڑتی ہے اور دانت رکھتی ہے اور ہنستی ہے اور اس کی مادہ کے چھاتی ہوتی ہے اور بچہ جلتی ہے باد جو یکہ اڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں

نہیں ہیں۔ ۴۰ جس کا برص عام ہو گیا ہو اور اطباء اس کے علاج سے عاجز ہوں، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں طب انتہائے عروج پر تھی اور اس کے ماہرین امر علاج میں بدطولی (بڑی مہارت) رکھتے تھے، اس لیے ان کو اسی قسم کے معجزے دکھائے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقہ سے جس کا علاج ممکن نہیں ہے اس کو تندرست کر دینا یقیناً معجزہ اور نبی کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ وہ بکا قول ہے کہ اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا، ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا تھا اور جسے چلنے کی طاقت نہ ہوتی اس کے پاس خود حضرت تشریف لے

يُوتِكُمْ ۱۰۰ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۴۹ وَمُصَدِّقًا

کر رکھتے ہو ۱۰۰ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا

لِّبَابَيْنِ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَلِأَحَلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کروں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں ۱۰۰

وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۵۰ إِنَّ اللَّهَ رَئِيٌّ

اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بے شک میرا تمہارا

وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۱۰۰ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۵۱ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ

سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو ۱۰۰ یہ ہے سیدھا راستہ پھر جب عیسیٰ نے

مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۱۰۰ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ

ان سے کفر پایا ۱۰۰ بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ۱۰۰ ہم

جاتے اور دعا فرما کر اس کو تندرست کرتے اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی شرط کر لیتے۔ ۱۰۰ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے چار شخصوں کو زندہ کیا: ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ اخلاص تھا، جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی مگر وہ آپ سے تین روز کی

مسافت کے فاصلہ پر تھا، جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے، آپ نے اس کی بہن سے فرمایا: ہمیں اس کی قبر پر لے

چل وہ لے گئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی عازر باذن الہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اور اس کے اولاد ہوئی۔ ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا

جنائزہ حضرت کے سامنے جا رہا تھا، آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی، وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اتر پڑا کپڑے پہنے گھر آیا زندہ رہا، اولاد ہوئی۔

ایک عاشر کی لڑکی شام کو مرئی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے اس کو زندہ کیا۔ ایک سام بن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گذر چکے تھے،

لوگوں نے خواہش کی کہ آپ ان کو زندہ کریں۔ آپ ان کی نشاندہی سے قبر پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی سام نے سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے: ”أَجِبْ رُوحَ اللَّهِ“ (یعنی

عیسیٰ علیہ السلام کو جواب دیں) یہ سنتے ہی وہ مرعوب اور خوفزدہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی، اس ہول (خوف) سے ان کا نصف سر سفید

ہو گیا، پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ ہو بغیر اس کے

واپس کیا جائے چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا، اور باذن اللہ فرمانے میں روئے نصاریٰ کا جو حضرت مسیح کی اَلُوْہِیَّت کے قائل تھے۔ ۱۰۰ جب حضرت عیسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیماروں کو اچھا کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور کوئی معجزہ دکھائیے! تو آپ نے فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور

جو جمع کر رکھتے ہو، میں اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اسی سے ثابت ہوا کہ غیب کے علوم انبیاء کا معجزہ ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک پر یہ معجزہ بھی

ظاہر ہوا، آپ آدمی کو بتا دیتے تھے جو وہ کل کھا چکا اور آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لیے تیار کر رکھا۔ آپ کے پاس بچے بہت سے جمع ہو جاتے تھے، آپ انہیں

بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے، تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے، فلاں چیز تمہارے لیے اٹھا رکھی ہے، بچے کھر جاتے روتے گھر

والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے اور ان سے کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا؟ بچے کہتے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے، تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے

پاس آنے سے روکا اور کہا: وہ جادوگر ہیں، ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان میں سب بچوں کو جمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو تلاش کرتے تشریف لائے تو

لوگوں نے کہا: وہ یہاں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں کون ہے؟ انہوں نے کہا: سؤر ہیں۔ فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ اب جو دروازہ کھولتے ہیں تو سب سؤر

ہی سؤر تھے۔ الحاصل غیب کی خبریں دینا انبیاء کا معجزہ ہے اور بے وساطت انبیاء کوئی بشر امور غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ ۱۰۰ جو شریعت موسیٰ علیہ السلام میں حرام

تھیں جیسے کہ اونٹ کے گوشت، مچھلی، کچھ پرند۔ ۱۰۰ یہ اپنی عہدیت کا اقرار اور اپنی ربوبیت کی نفی ہے۔ اس میں نصاریٰ کا رد ہے۔ ۱۰۰ یعنی جب حضرت عیسیٰ

أَنْصَارُ اللَّهِ ۚ أَمَنَّا بِاللَّهِ ۚ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَا أَمَنَّابَا

دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں ۵۲ اے رب ہمارے ہم اس پر ایمان لائے جو

أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ ۖ فَاكْتَسَبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿۵۳﴾ وَمَكْرُؤًا وَمَكْرَ

تو نے اُتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے اور کافروں نے مکر کیا ۵۳ اور اللہ نے ان کے ہلاک کی

اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْبَكْرِينَ ﴿۵۴﴾ إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعْقِبِي إِنِّي مُتَوَفِّيكَ

خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے ۵۴ یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا ۵۴

وَرَأْفِعُكَ إِلَىٰ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ

اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا ۵۵ اور تجھے کافروں سے پاک کر دوں گا اور تیرے

اتَّبِعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ

پیروؤں کو ۵۶ قیامت تک تیرے منکروں پر ۵۶ غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے

فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِي مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۵۵﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

تو میں تم میں فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو تو وہ جو کافر ہوئے

عليه الصلوة والسلام نے دیکھا کہ یہود اپنے کفر پر قائم ہیں اور آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور اتنی آیات باہرات اور معجزات سے اثر پذیر نہیں ہوئے اور اس کا

سبب یہ تھا کہ انہوں نے پہچان لیا تھا کہ آپ ہی وہ مسیح ہیں جن کی توریت میں بشارت دی گئی ہے اور آپ ان کے دین کو منسوخ کریں گے تو جب حضرت عیسیٰ علیہ

الصلوة والسلام نے دعوت کا اظہار فرمایا تو یہ ان پر بہت شاق گزرا اور وہ آپ کے ایذا قتل کے درپے ہوئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے کفر کیا۔ ۵۴ حواری وہ

مخلصین ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے مددگار تھے اور آپ پر اہل ایمان لائے یہ بارہ اشخاص تھے۔ ۵۵ مسئلہ: اس آیت سے ایمان و اسلام کے ایک

ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء کا دین اسلام تھا نہ کہ یہودیت و نصرانیت۔ ۵۶ یعنی کفار بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے ساتھ مکر کیا کہ دھوکے کے ساتھ آپ کے قتل کا انتظام کیا اور اپنے ایک شخص کو اس کام پر مقرر کر دیا۔ ۵۷ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کا یہ بدلہ دیا کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا، اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خباہت (شکل و صورت) اس شخص پر ڈال دی جو ان کے قتل کے لیے آمادہ ہوا تھا چنانچہ

یہود نے اس کو اسی شبہ پر قتل کر دیا۔ مسئلہ: لفظ ”مکر“ لغت عرب میں ”بستر“ یعنی پوشیدگی کے معنی میں ہے۔ اسی لیے خفیہ تدبیر کو بھی مکر کہتے ہیں اور وہ تدبیر اگر اچھے

مقصد کے لیے ہو تو محمود اور کسی قبیح غرض کے لیے ہو تو مذموم ہوتی ہے، مگر اردو زبان میں یہ لفظ فریب کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اس لیے ہرگز شان الہی میں نہ کہا

جائے گا، اور اب چونکہ عربی میں بھی بمعنی خداع کے معروف ہو گیا ہے، اس لیے عربی میں بھی شان الہی میں اس کا اطلاق جائز نہیں آیت میں جہاں کہیں وارد ہوا وہ

خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے۔ ۵۸ یعنی تمہیں کفار قتل نہ کر سکیں گے۔ (مدارک وغیرہ) ۵۹ آسمان پر محل کرامت اور مقر ملائکہ میں بغیر موت کے۔ حدیث شریف

میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ میری امت پر خلیفہ ہو کر نازل ہوں گے، صلیب توڑیں گے، خنازیر کو قتل کریں گے، چالیس سال رہیں

گے، نکاح فرمائیں گے، اولاد ہوگی، پھر آپ کا وصال ہوگا، وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کے اڈل میں ہوں اور آخر عیسیٰ اور وسط میں میرے اہل بیت میں سے

مہدیؑ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منارۃ شرقیٰ دمشق پر نازل ہوں گے۔ یہ بھی وارد ہوا کہ حجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں مدفون ہوں گے۔ ۶۰ یعنی مسلمانوں کو جو آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ ۶۱ جو یہود ہیں۔

فَاعَذِّبْهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَالَهُمْ مِّنْ

میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی

نَصِيرِينَ ﴿۵۶﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ

مددگار نہ ہوگا اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ ان کا نیک (اجر)

أَجُورَهُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۵۷﴾ ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ

انہیں بھرپور دے گا اور ظالم اللہ کو نہیں بھاتے یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں کچھ

الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ﴿۵۸﴾ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ

آیتیں اور حکمت والی نصیحت عیسیٰ کی کہادت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے ۱۱۵

خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۵۹﴾ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا

اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو

تَكُنْ مِنَ الْمُسْتَرِينَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ

شک والوں میں نہ ہونا پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں جھگڑا کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم

الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ

آچکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں

وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ۖ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَىٰ

اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مہابکہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی

الْكُذِبِينَ ﴿۶۱﴾ إِنَّ هَٰذَا هُوَ الْقَصْصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ ۖ

لعنت ڈالیں ۱۱۶ یہی ہے شک سچا بیان ہے ۱۱۷ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۱۸

۱۱۵ شان نزول: نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور سے کہنے لگے: آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے

بندے ہیں؟ فرمایا: ہاں، اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذراء کی طرف القاء کیے گئے۔ نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور

کہنے لگے یا محمد! کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے؟ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ (مَعَاذَ اللَّهِ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے۔ تو جب انہیں اللہ کی مخلوق

اور بندہ ماننے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے۔ ۱۱۶ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران کو یہ آیت

پڑھ کر سنائی اور مہابکہ کی دعوت دی (یعنی فریقین کا ایک دوسرے کیلئے اس طرح بدعوا کرنا کہ جو جھوٹا ہو وہ ہلاک ہو جائے مہابکہ کہلاتا ہے۔) تو کہنے لگے کہ ہم غور

اور مشورہ کر لیں کل آپ کو جواب دیں گے۔ جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبد المسیح آپ

وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

اور بے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ فساد یوں کو

بِالْفُسَادِ ۶۲ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا

جانتا ہے تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں

وَبَيْنَكُمْ إِلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

یکساں ہے ۱۱۹ یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں ۱۲۰ اور ہم میں کوئی ایک دوسرے

بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا

کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا ۱۲۱ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم

مُسْلِمُونَ ۶۳ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتْ

مسلمان ہیں اے کتاب والو ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو توریت و

التَّوْرَةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۶۴ هَآئِثُمْ

انجیل تو نہ اُتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں ۱۲۲ سنتے ہو یہ جو

کی کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ اے جماعت نصاریٰ تم پہچان چکے کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مبالغہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ دو اور گھر کو لوٹ چلو۔ یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ اور علی حضور کے پیچھے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آئیں کہنا۔ نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: اے جماعت نصاریٰ! میں ایسے چہرے دکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے۔ ان سے مبالغہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر نصاریٰ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مبالغہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے۔ آخر کار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مبالغہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مبالغہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا، اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔ ۱۱۸ کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان کا وہ حال ہے جو اب پر مذکور ہو چکا۔ ۱۱۸ اس میں نصاریٰ کا بھی رد ہے اور تمام مشرکین کا بھی۔ ۱۱۹ اور قرآن اور توریت اور انجیل اس میں مختلف نہیں۔ ۱۲۰ نہ حضرت عیسیٰ کو نہ حضرت عزیر کو نہ اور کسی کو۔ ۱۲۱ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے احبار و رہبان (یہودی علماء و عیسائی راہبوں) کو بنایا کہ انہیں سجدے کرتے اور ان کی عبادتیں کرتے۔ (جمل) ۱۲۲ شان نزول: نجران کے نصاریٰ اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نصرانیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ نصرانی تھے۔ یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مانا اور آپ سے فیصلہ چاہا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور علمائے توریت و انجیل پر ان کا کمال جہل ظاہر کر دیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ان کے کمال جہل کی دلیل ہے۔ یہودیت و نصرانیت توریت و انجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جن پر توریت نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صد ہا برس بعد ہے اور حضرت عیسیٰ جن پر انجیل نازل ہوئی، ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دو ہزار برس کے قریب ہوا ہے اور توریت و انجیل کسی میں آپ کو یہودی یا نصرانی نہیں فرمایا گیا باوجود اس کے آپ کی نسبت یہ دعویٰ جہل و حماقت کی انتہا ہے۔

هَؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ

تم ہو ۱۲۳ اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا ۱۲۴ تو اس میں ۱۲۵ مجھ سے کیوں جھگڑتے ہو جس کا

لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۶۷ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۶۸ مَا كَانَ إِبْرَاهِيْمُ

تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۱۲۶ ابراہیم نہ

يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ

یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے

الشُّرَكِيّۖۚ ۶۹ إِنَّ أَوَّلِي النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لِلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهَذَا

نہ تھے ۱۲۷ بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے ۱۲۸ اور یہ

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا ۷۰ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۷۱ وَدَّتْ طَآئِفَةٌ

نبی ۱۲۹ اور ایمان والے ۱۳۰ اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے کتابیوں کا ایک گروہ

مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّوكُمْ ۷۲ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا

دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کر دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور

يَشْعُرُونَ ۷۳ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ

انہیں شعور نہیں ۱۳۱ اے کتابیو اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود

تَشْهَدُونَ ۷۴ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْسِبُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ

گواہ ہو ۱۳۲ اے کتابیو حق میں باطل کیوں ملاتے ہو ۱۳۳ اور حق کیوں

الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۷۵ وَقَالَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا

چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے اور کتابیوں کا ایک گروہ ۱۳۴ بولا ۱۳۵ وہ جو

۱۳۶ اے اہل کتاب! تم ۱۳۷ اور تمہاری کتابوں میں اس کی خبر دی گئی تھی یعنی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور آپ کی نعت و صفت کی جب یہ سب کچھ جان

پہچان کر بھی تم حضور پر ایمان نہ لائے اور تم نے اس میں جھگڑا کیا۔ ۱۳۸ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی یا نصرانی کہتے ہیں۔ ۱۳۹ حقیقت حال یہ ہے کہ ۱۴۰

تو نہ کسی یہودی یا نصرانی کا اپنے آپ کو دین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا صحیح ہو سکتا ہے نہ کسی مشرک کا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں یہود و نصاریٰ پر تعریض ہے کہ وہ مشرک ہیں۔ ۱۴۱ اور ان کے عہد نبوت میں ان پر ایمان لائے اور ان کی شریعت پر عامل رہے۔ ۱۴۲ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۳ اور

آپ کے امتی۔ ۱۴۴ شان نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبل و حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے حق میں نازل ہوئی جن کو یہود اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتے اور یہودیت کی دعوت دیتے تھے۔ اس میں بتایا گیا کہ یہ ان کی ہوس خام (فضول خواہش) ہے، وہ ان کو گمراہ نہ کر سکیں گے۔ ۱۴۵ اور تمہاری کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت موجود ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں اور ان کا دین سچا دین۔ ۱۴۶ اپنی کتابوں میں تحریف و تبدیل کر کے۔

بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجَهَ النَّهَارِ وَاکْفُرُوا الْآخِرَهُ

ایمان والوں پر اُترا ۱۲۵ صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو منکر ہو جاؤ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۲﴾ وَلَا تَوْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبَعَ دِينَكُمْ ط قُلْ إِنْ

شاید وہ پھر جائیں ۱۲۶ اور یقین نہ لاؤ مگر اس کا جو تمہارے دین کا پیرو ہے تم فرما دو کہ

الْهُدَى هُدَى اللَّهِ لَا أَنْ يُؤْتَى أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيْتُمْ أَوْ يُحَاجُّكُمْ

اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے ۱۲۷ (یقین کا ہے کہ نہ لاؤ) اس کا کہ کسی کو ملے ۱۲۸ جیسا تمہیں ملا یا کوئی تم پر حجت لا سکے

عِنْدَ رَبِّكُمْ ط قُلْ إِنْ الْفَضْلُ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ

تمہارے رب کے پاس ۱۲۹ تم فرما دو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۴۳﴾ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

وسعت والا علم والا ہے اپنی رحمت سے ۱۳۰ خاص کرتا ہے جسے چاہے ۱۳۱ اور اللہ بڑے فضل

الْعَظِيمِ ﴿۴۴﴾ وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنَّهُ بِقِنطَارٍ يُودِّعَ

والا ہے اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا

إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنَّهُ بِدِينَارٍ لَا يُودِّعَ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ

کردے گا ۱۳۲ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے

عَلَيْهِ قَائِمًا ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّمِينَ سَبِيلٌ ج

سر پر کھڑا رہے ۱۳۳ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اُن پڑھوں ۱۳۴ کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں

۱۳۵ اور انہوں نے باہم مشورہ کر کے یہ مکر سوچا۔ ۱۳۶ یعنی قرآن شریف۔ ۱۳۷ شان نزول: یہود اسلام کی مخالفت میں رات دن نئے نئے مکر کیا کرتے تھے۔

خیبر کے علماء یہود کے بارہ شخصوں نے باہمی مشورہ سے ایک یہ مکر سوچا کہ ان کی ایک جماعت صبح کو اسلام لے آئے اور شام کو مرتد ہو جائے اور لوگوں سے کہے کہ ہم

نے اپنی کتابوں میں جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبی موعود نہیں ہیں جن کی ہماری کتابوں میں خبر ہے تاکہ اس حرکت سے مسلمانوں کو دین

میں شبہ پیدا ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کا یہ راز فاش کر دیا اور ان کا یہ مکر نہ چل سکا اور مسلمان پہلے سے خبردار ہو گئے۔ ۱۳۸ اور جو اس کے سوا ہے

وہ باطل و گمراہی ہے۔ ۱۳۹ دین و ہدایت اور کتاب و حکمت اور شرف و فضیلت۔ ۱۴۰ روز قیامت۔ ۱۴۱ یعنی نبوت و رسالت سے۔ ۱۴۲ مسئلہ: اس سے ثابت

ہوتا ہے کہ نبوت جس کسی کو ملتی ہے اللہ کے فضل سے ملتی ہے، اس میں استحقاق کا دخل نہیں۔ (خازن) ۱۴۳ شان نزول: یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی اور

اس میں ظاہر فرمایا گیا کہ ان میں دو قسم کے لوگ ہیں: ۱۔ امین و خائن۔ بعض تو ایسے ہیں کہ کثیر مال ان کے پاس امانت رکھا جائے تو بے کم و کاست وقت پر ادا کر دیں

جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام جن کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ (تقریباً ۲ من ۱۲ کلو) سونا امانت رکھا تھا آپ نے اس کو واپس ہی ادا کیا اور بعض اہل کتاب

میں اتنے بددیانت ہیں کہ تھوڑے پر بھی ان کی نیت بگڑ جاتی ہے جیسے کہ فسح خاص بن عازرہ جس کے پاس کسی نے ایک اشرفی امانت رکھی تھی، مانتے وقت اس

سے مکر گیا۔ ۱۴۴ اور جب ہی دینے والا اس کے پاس سے بٹے وہ مال امانت ہضم کر جاتا ہے۔ ۱۴۵ یعنی غیر کتابیوں۔

وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٥﴾ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ

اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں ۱۳۵۵ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا عہد پورا کیا

وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ السَّاقِينَ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ

اور پرہیزگاری کی اور بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں وہ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے

وَأَيَّانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

بدلے ذلیل دام لیتے ہیں ۱۳۵۶ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات

اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کرے نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لیے دردناک

أَلِيمٌ ﴿٤٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُنَ أَلْسِنَتَهُمُ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ

عذاب ہے ۱۳۵۷ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل (ملاوٹ) کرتے ہیں کہ تم سمجھو

مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا

یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٨﴾ مَا

وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور اللہ پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں ۱۳۵۸ کسی

كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ

آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اُسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے ۱۳۵۹ پھر وہ لوگوں

۱۳۶۰ کہ اس نے اپنی کتابوں میں دوسرے دین والوں کے مال ہضم کر جانے کا حکم دیا ہے، باوجودیکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں کوئی ایسا حکم نہیں۔

۱۳۶۱ شان نزول: یہ آیت یہود کے اُجبار اور ان کے رؤساء ابورافع و کنا نہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف و حُجَی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے

اللہ تعالیٰ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق ان سے تورات میں لیا گیا۔ انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے

ہاتھوں سے کچھ کچھ لکھ دیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کے

لیے کیا۔ ۱۳۶۲ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام فرمائے اور نہ ان کی

طرف نظر رحمت کرے، نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے اور انہیں دردناک عذاب ہے۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تین مرتبہ پڑھا۔

حضرت ابوذر راوی نے کہا کہ وہ لوگ ٹوٹے اور نقصان میں رہے، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ حضور نے فرمایا: ازار کوٹنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان

جتانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا۔ حضرت ابوامامہ کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کا حق

مارنے کے لئے قسم کھائے، اللہ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو۔ فرمایا: اگرچہ بھول کی

شاخ ہی کیوں نہ ہو۔ ۱۳۶۳ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ دونوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے تورات و

لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِينَ بِنَا

سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ۱۵۱ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ۱۵۱ ہو جاؤ اس سبب سے کہ

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَبِأَكُنْتُمْ تُدْرُسُونَ ۴۹ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ

تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو ۱۵۲ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا ۱۵۲ کہ

تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّنَ أَرْبَابًا ۱۵۳ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ

فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہراؤ کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ

أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۱۵۴ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ

تم مسلمان ہو لیے ۱۵۴ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا ۱۵۴ جو میں تم کو

كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ

کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول ۱۵۵ کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے ۱۵۵ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا

وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۱۵۶ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۱۵۷ قَالُوا

اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی

أَقْرَرْنَا ۱۵۸ قَالَ فَاشْهَدُوا ۱۵۹ وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۱۶۰ فَمَنْ تَوَلَّىٰ

ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی

بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۱۶۱ أَفَغَيَّرِ دِينَ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ

اس ۱۵۹ کے بعد پھرے ۱۵۹ تو وہی لوگ فاسق ہیں ۱۶۱ تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں ۱۶۱ اور اسی کے حضور

انجیل کی تحریف کی اور کتب اللہ میں اپنی طرف سے جو چاہا ملایا۔ ۱۶۲ اور کمال علم و عمل عطا فرمائے اور گناہوں سے معصوم کرے۔ ۱۶۳ یہ انبیاء سے ناممکن ہے اور

ان کی طرف ایسی نسبت بہتان ہے۔ شان نزول: نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں۔ اس

آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ناممکن ہی نہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابورافع

یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا محمد! آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں؟ حضور نے فرمایا: اللہ کی پناہ

کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں، نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا، نہ مجھے اس لیے بھیجا۔ ۱۶۴ ربانی کے معنی عالم فقیر اور عالم باعمل اور نہایت دیندار کے ہیں۔

۱۶۵ اس سے ثابت ہوا کہ علم و تعلیم کا ثمرہ یہ ہونا چاہیے کہ آدمی اللہ والا ہو جائے جسے علم سے یہ فائدہ نہ ہوا اس کا علم ضائع اور بیکار ہے۔ ۱۶۶ اللہ تعالیٰ یا اس کا

کوئی نبی۔ ۱۶۷ ایسا کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ ۱۶۸ حضرت علی مرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) اور ان کے بعد

جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔ ۱۶۹ یعنی سید عالم

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۰ اس طرح کہ ان کے صفات و احوال اس کے مطابق ہوں جو کتب انبیاء میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ ۱۷۱ عہد ۱۷۱ اور آنے

أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ

گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ۱۲۲ خوشی سے ۱۲۳ اور مجبوری سے ۱۲۴ اور اسی کی طرف

يُرْجَعُونَ ﴿۸۳﴾ قُلْ أَمَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

پھیریں گے یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو ابراہیم

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ

اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ

وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ

اور انبیاء کو ان کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے ۱۲۵ اور ہم اسی کے حضور

مُسْلِمُونَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ

گردن جھکائے ہیں اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا

وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا

اور وہ آخرت میں زیان کاروں (نقصان اٹھانے والوں میں) سے ہے کیونکہ اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان

بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ط

لا کر کافر ہو گئے ۱۲۶ اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول ۱۲۷ سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں ۱۲۸

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۸۶﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ وَّهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ

اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر

لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْبَلَاةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۸۷﴾ خُلِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ

لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ اس میں رہیں نہ ان پر سے

والے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے اعراض کرے۔ ۱۲۹ خارج از ایمان۔ ۱۳۰ بعد عہد لیے جانے کے اور دلائل واضح ہونے کے باوجود۔

۱۳۱ ملائکہ اور انسان و جنات۔ ۱۳۲ دلائل میں نظر کر کے اور انصاف اختیار کر کے اور یہ اطاعت ان کو فائدہ دیتی اور نفع پہنچاتی ہے۔ ۱۳۳ کسی خوف سے یا

عذاب کے دیکھ لینے سے، جیسا کہ کافر عند الموت وقت یاس (مرتے وقت زندگی سے مایوس ہو کر) ایمان لاتا ہے، یہ ایمان اس کو قیامت میں نفع نہ دے گا۔

۱۳۴ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے، بعض کے منکر ہو گئے۔ ۱۳۵ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و

نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضور کی بعثت سے قبل آپ کے وسیلے سے دعائیں کرتے تھے اور آپ کی نبوت کے منکر (ماننے اور تسلیم کرنے والے) تھے، اور

آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے۔ جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو حسداً آپ کا انکار کرنے لگے اور کافر ہو گئے۔ معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کیسے

توفیق ایمان دے کہ جو جان پہچان کر اور مان کر منکر ہو گئی۔ ۱۳۶ یعنی سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۳۷ اور وہ روشن معجزات دیکھ چکے تھے۔

عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۸﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ

عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی ﴿۸۸﴾

وَأَصْلَحُوا ۚ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۸۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ

اور آپ (خود کو) سنبھالا تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک وہ جو ایمان لا کر

إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ارْتَدَّوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے واپس ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی ﴿۸۹﴾ وہی ہیں

الضَّالُّونَ ﴿۹۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ مَاتُوا هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ

بہکے ہوئے وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں کسی سے

أَحَدِهِمْ مِلَّةٌ إِلَّا رِضْ ذَهَبًا وَلَوْ أَقْتَدَىٰ بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

زمین بھر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اگرچہ اپنی خلاصی کو دے اُن کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَالُهُمْ مِّنْ نَّصِيرِينَ ﴿۹۱﴾

دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں

﴿۸۹﴾ اور کفر سے باز آئے۔ شان نزول: حارث ابن سُیْدانصاری کو کفار کے ساتھ جا ملنے کے بعد ندامت ہوئی تو انہوں نے اپنی قوم کے پاس پیام بھیجا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ تب وہ مدینہ منورہ میں تائب ہو کر حاضر ہوئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ وئے شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے ساتھ کفر کیا، پھر کفر میں اور بڑھے، اور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ساتھ کفر کیا، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت دیکھ کر آپ پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کے ظہور کے بعد کافر ہو گئے اور پھر کفر میں اور شدید ہو گئے۔ وئے اس حال میں یا وقت موت یا اگر وہ کفر پر مرے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۖ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو ۱۲۵ اور تم جو کچھ خرچ کرو

فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۙ ۱۲۶ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حَلَالًا لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ إِلَّا مَا

اللہ کو معلوم ہے سب کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے مگر وہ جو

حَرَّمَ إِسْرَءِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَةُ ۚ قُلْ فَاَتُوا

یعقوب نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا توریت اترنے سے پہلے تم فرماؤ توریت

بِالتَّوْرَةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۙ ۱۲۷ فَمَنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ

لا کر پڑھو اگر سچے ہو ۱۲۷ تو اس کے بعد جو

الْكُذِبَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۙ ۱۲۸ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ

اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۲۸ تو وہی ظالم ہیں تم فرماؤ اللہ سچا ہے

فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ ۱۲۹ إِنَّا أَوَّلَ

تو ابراہیم کے دین پر چلو ۱۲۹ جو ہر باطل سے جدا تھے اور شرک والوں میں نہ تھے بے شک سب میں پہلا

۱۲۵ ”ہو“ سے تقویٰ و طاعت مراد ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں

داخل ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الہی کے لیے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو۔ (خازن) عمر

بن عبدالعزیز شمرکی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے، ان سے کہا گیا: اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے؟ فرمایا: شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ

راہ خدا میں پیاری چیز خرچ کروں۔ (مدارک) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری مدینے میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں پیرھا (بارغ)

بہت پیارا تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا: مجھے اپنے اموال میں پیرھا سب سے پیارا ہے میں اس کو راہ خدا میں

صدقہ کرتا ہوں، حضور نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ نے بائیماء حضور (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کہنے پر) اپنے اقارب اور بنی

عم (چچا کی اولاد) میں اس کو تقسیم کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ میرے لیے ایک باندی خرید کر بھیج دو! جب وہ آئی تو آپ کو

بہت پسند آئی، آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لیے اس کو آزاد کر دیا۔ ۱۲۶ شان نزول: یہود نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حضور اپنے آپ کو ملت

ابراہیمی پر خیال کرتے ہیں باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور دودھ نہیں کھاتے تھے، آپ کھاتے ہیں! تو آپ ملت ابراہیمی پر کیسے ہوئے؟

حضور نے فرمایا کہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم پر حلال تھیں، یہود کہنے لگے کہ یہ حضرت نوح پر بھی حرام تھیں، حضرت ابراہیم پر بھی حرام تھیں اور ہم تک حرام ہی چلی

آئیں، اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا گیا کہ یہود کا یہ دعویٰ غلط ہے بلکہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب پر حلال تھیں

حضرت یعقوب نے کسی سبب سے ان کو اپنے اوپر حرام فرمایا اور یہ حرمت ان کی اولاد میں باقی رہی، یہود نے اس کا انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

توریت اس مضمون پر ناطق ہے اگر تمہیں انکار ہے تو توریت لاؤ اس پر یہود کو اپنی فضیحت و رسوائی کا خوف ہوا اور وہ توریت نہ لاسکے، ان کا کذب ظاہر ہو گیا اور انہیں

شرمندگی اٹھانی پڑی۔ فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ بچیلی شریعتوں میں احکام منسوخ ہوتے تھے اس میں یہود کا رد ہے جو نسخ کے قائل نہ تھے۔ فائدہ: حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم اُنہی تھے باوجود اس کے یہود کو توریت سے الزام دینا اور توریت کے مضامین سے استدلال فرمانا آپ کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے اور اس سے

آپ کے وہبی اور غیبی علوم کا پتہ چلتا ہے۔ ۱۲۷ اور کہے کہ ملت ابراہیمی میں اونٹوں کے گوشت اور دودھ اللہ تعالیٰ نے حرام کئے تھے۔ ۱۲۸ کہ وہی اسلام اور

بَيْتٍ وَضَعَ لِلنَّاسِ لِلَّذِي بِكَ مَبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٦﴾

گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما ﴿۹۶﴾

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى

اس میں کھلی نشانیاں ہیں ﴿۹۷﴾ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ﴿۹۸﴾ اور جو اس میں آئے امان میں ہو ﴿۹۹﴾ اور اللہ کے لیے

النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ

لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے ﴿۱۰۰﴾ اور جو منکر ہو تو اللہ

غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ ﴿۱۰۱﴾ تم فرماؤ اے کتابیو اللہ کی آیتیں کیوں نہیں مانتے ﴿۱۰۲﴾

وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٨﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصَدُّونَ

اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں تم فرماؤ اے کتابیو کیوں اللہ کی راہ

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبِعُونَهَا عَوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۗ وَاللَّهُ

سے روکتے ہو ﴿۱۰۳﴾ اسے جو ایمان لائے اسے ٹیڑھا کیا چاہتے ہو اور تم خود اس پر گواہ ہو ﴿۱۰۴﴾ اور اللہ

دَسِّينَ مُحَمَّدٍ ۖ هُوَ ۖ الْإِسْلَامُ نَزَلَ: يَهُودُ دَنِيَّةً مَسْلُومًا سَلَامًا ۖ هُوَ ۖ الْإِسْلَامُ نَزَلَ: يَهُودُ دَنِيَّةً مَسْلُومًا سَلَامًا ۖ

عبادت ہے، مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت و عبادت

کے لیے مقرر کیا نماز کا قبلہ حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے

کہ کعبہ معظمہ بیٹ المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔ ﴿۱۰۵﴾ جو اس کی حرمت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے

اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے

ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور دُخوش (جنگلی جانور) ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر

نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھینچے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شے جمعہ کو ارواح

اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔ انہیں آیات (نشانیوں) میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن

کا آیت میں بیان فرمایا گیا۔ (مدارک و خازن و احمدی) ﴿۱۰۶﴾ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور

اس میں آپ کے قدم مبارک کے نشان تھے جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور کمبشت ہاتھوں سے مس ہونے کے ابھی تک کچھ باقی ہیں۔ ﴿۱۰۷﴾ یہاں تک کہ اگر کوئی

شخص قتل و جنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد

خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔ ﴿۱۰۸﴾ مسئلہ: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس

کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد و راجلہ سے فرمائی۔ زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے

کہ جا کر واپس آنے تک کے لیے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل و عیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے، راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت

نہیں ہوتی۔ ﴿۱۰۹﴾ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض طبعی کا منکر کافر ہے۔ ﴿۱۱۰﴾ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق

نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ ﴿۱۱۱﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے اور آپ کی نعت و صفت چھپا کر جو توریت میں مذکور ہے۔ ﴿۱۱۲﴾ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيقًا

تمہارے کوٹکوں (برے کاموں) سے بے خبر نہیں اے ایمان والو اگر تم کچھ

مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفْرِينَ ﴿١٠٠﴾ وَكَيْفَ

کتابوں کے کہے پر چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر چھوڑیں گے ۱۸۵ اور تم کیونکر

تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۚ وَمَنْ

کفر کرو گے تم پر تو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول تشریف فرما ہے اور جس نے

يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٠١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اللہ کا سہارا لیا تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا اے ایمان

آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾

والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان

وَاغْتَصِبُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ

اور اللہ کی رسی مضبوط تمام لو ۱۸۶ سب مل کر اور آپس میں بچھٹ نہ جانا (فرتوں میں بٹ نہ جانا) ۱۸۷ اور اللہ کا احسان

عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ

اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بے رحمتی تھی اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں

کی نعت توریت میں مکتوب ہے اور اللہ کو جو دین مقبول ہے وہ صرف دین اسلام ہی ہے۔ ۱۸۵ اٹھان نزول: اوس و خورج کے قبیلوں میں پہلے بڑی عداوت تھی

اور مدینہ ان کے درمیان جنگ جاری رہی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق میں ان قبیلوں کے لوگ اسلام لا کر باہم شیر و شکر ہوئے۔ ایک روز وہ ایک مجلس

میں بیٹھے ہوئے اُنس و محبت کی باتیں کر رہے تھے، شام بن گئی یہودی جو بڑا دشمن اسلام تھا اس طرف سے گزرا اور ان کے باہمی روابط و کچھ دجل گیا اور کہنے لگا کہ

جب یہ لوگ آپس میں مل گئے تو ہمارا کیا ٹھکانا ہے، ایک جوان کو مقرر کیا کہ ان کی مجلس میں بیٹھ کر ان کی کچھلی لڑائیوں کا ذکر چھیڑے اور اس زمانہ میں ہر ایک قبیلہ جو

اپنی مدح اور دوسروں کی حقارت کے اشعار لکھتا تھا پڑھے۔ چنانچہ اس یہودی نے ایسا ہی کیا اور اس کی شراکتی سے دونوں قبیلوں کے لوگ طیش میں آ گئے اور ہتھیار

اٹھالے قریب تھا کہ خونریزی ہو جائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر پا کر مہاجرین کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے جماعت اہل اسلام یہ کیا جاہلیت کی

حرکات ہیں میں تمہارے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کی عزت دی، جاہلیت کی بلا سے نجات دی، تمہارے درمیان الفت و محبت ڈالی تم پھر زمانہ کفر کی

حالت کی طرف لوٹتے ہو، حضور کے ارشاد نے ان کے دلوں پر اثر کیا اور انہوں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا فریب اور دشمن کا مکر تھا انہوں نے ہاتھوں سے ہتھیار پھینک

دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرمانبردارانہ چلے آئے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۸۶ حَبْلِ اللَّهِ کی تفسیر میں مفسرین کے چند قول ہیں بعض کہتے ہیں اس سے قرآن مراد ہے۔ مسلم کی حدیث شریف میں وارد ہوا کہ قرآن پاک ”حَبْلِ اللَّهِ“

(اللہ کی رسی) ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حَبْلُ اللَّهِ جماعت

مراد ہے اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کر لو کہ وہ حَبْلُ اللَّهِ ہے جس کو مضبوط تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۱۸۷ جیسے کہ یہود و نصاریٰ متفرق ہو گئے، اس آیت میں ان

افعال و حرکات کی ممانعت کی گئی جو مسلمانوں کے درمیان تفرق کا سبب ہوں، طریقہ مسلمین مذہب اہل سنت ہے اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا دین میں تقریق اور

اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا ۖ كَذٰلِكَ

بھائی ہو گئے ۱۸۸ اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے ۱۸۹ تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا ۱۹۰ اللہ تم

يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ

سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ

يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ

بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں ۱۹۱

وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا

اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ۱۹۲ اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی ۱۹۳

مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ

بعد اس کے کہ روشن نشانیاں انہیں آچکی تھیں ۱۹۴ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے جس دن

تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ

کچھ منہ اونچالے (چمکتے) ہوں گے اور کچھ منہ کالے تو وہ جن کے منہ کالے ہوئے ۱۹۵

أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ آيَاتِنَا كُفُّوا عَنِ الْعَذَابِ ۚ إِنَّمَا تَكْفُرُونَ ۝

کیا تم ایمان لا کر کافر ہوئے ۱۹۶ تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ

ممنوع ہے۔ ۱۸۸ اور اسلام کی بدولت عداوت دور ہو کر آپس میں دینی محبت پیدا ہوئی حتیٰ کہ اوس اور خزرج کی وہ مشہور لڑائی جو ایک سوئس سال سے جاری تھی اور

اس کے سبب رات دن قتل و غارت کی گرم بازاری رہتی تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مٹا دی اور جنگ کی آگ ٹھنڈی کر دی اور جنگجو قبیلوں

میں الفت و محبت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ ۱۸۹ یعنی حالت کفر میں کہ اگر اسی حال پر مر جاتے تو دوزخ میں پہنچتے۔ ۱۹۰ دولت ایمان عطا کر کے۔ ۱۹۱ اس

آیت سے امر معروف و نہی منکر کی فرضیت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ ۱۹۲ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ نیکوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے

روکنا بہترین جہاد ہے۔ ۱۹۳ جیسا کہ یہود و نصاریٰ آپس میں مختلف ہوئے اور ان میں ایک دوسرے کے ساتھ عناد و دشمنی رائج ہو گئی یا جیسا کہ خود تم زمانہ اسلام

سے پہلے جاہلیت کے وقت میں متفرق تھے تمہارے درمیان بغض و عناد تھا۔ مسئلہ: اس آیت میں مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اجتماع کا حکم دیا گیا اور اختلاف اور

اس کے اسباب پیدا کرنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ احادیث میں بھی اس کی بہت تاکیدیں وارد ہیں اور جماعت مسلمین سے جدا ہونے کی سختی سے ممانعت فرمائی گئی

ہے جو فرقہ پیدا ہوتا ہے اس حکم کی مخالفت کر کے ہی پیدا ہوتا ہے اور جماعت مسلمین میں تفرقہ اندازی کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور حسب ارشاد حدیث وہ شیطان کا

شکار ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَنَحْنُ ۱۹۴ اور حق واضح ہو چکا تھا۔ ۱۹۵ یعنی کفار۔ اُن سے توبیخاً (جھڑکتے ہوئے) کہا جائے گا: ۱۹۶ اس کے مخاطب یا تو تمام کفار ہیں

اس صورت میں ایمان سے روزِ بیثاق کا ایمان مراد ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے بلی کہا تھا اور ایمان لائے تھے

اب جو دنیا میں کافر ہوئے تو ان سے فرمایا جاتا ہے کہ روزِ بیثاق ایمان لانے کے بعد تم کافر ہو گئے۔ حسن کا قول ہے کہ اس سے منافقین مراد ہیں جنہوں نے زبان

سے اظہار ایمان کیا تھا اور ان کے دل منکر تھے۔ عِلْمٌ مَّہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو حضور پر ایمان لائے اور حضور

کے ظہور کے بعد آپ کا انکار کر کے کافر ہو گئے، ایک قول یہ ہے کہ اس کے مخاطب مرتدین ہیں جو اسلام لا کر پھر گئے اور کافر ہو گئے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَمِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا

اور وہ جن کے منہ اونچالے (روشن) ہوئے ۱۹۷ وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں

خَلِدُونَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوَهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۖ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ

رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم ٹھیک ٹھیک تم پر پڑھتے ہیں اور اللہ جہاں والوں پر

ظُلُمًا لِّلْعَالَمِينَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِلَى اللَّهِ

ظلم نہیں چاہتا ۱۹۸ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ ہی کی

تَرْجِعُ الْأُمُورُ ۚ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ

طرف سب کاموں کی رجوع ہے تم بہتر ہو ۱۹۹ ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں

بِالْعُرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۖ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ

بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان

الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لِّلْهِم ۖ مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿۱۱۰﴾

لائے ۱۱۰ تو ان کا بھلا تھا اُن میں کچھ مسلمان ہیں ۱۱۰ اور زیادہ کافر

لَنْ يَصْرُوكُمْ إِلَّا آذًى ۖ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمْ إِلَّا دَبَارًا ثُمَّ

وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا ۱۱۱ اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے ۱۱۱ پھر

لَا يُنْصَرُونَ ﴿۱۱۱﴾ ضَرَبْتُ عَلَيْهِمُ الدِّلَّةَ أَيُّنَ مَا شَقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنْ

ان کی مدد نہ ہوگی ان پر جما دی گئی خواری (ذلت) جہاں ہوں امان نہ پائیں ۱۱۲ مگر اللہ کی ڈور ۱۱۲

۱۹۷ یعنی اہل ایمان، کہ اس روز بگڑو وہ تعالیٰ وہ فرحان و شاداں ہوں گے اور ان کے چہرے چمکتے دھکتے ہوں گے، داہنے بائیں اور سامنے نور ہوگا۔ ۱۹۸ اور کسی

کو بے جرم عذاب نہیں دیتا اور کسی کی نیکی کا ثواب کم نہیں کرتا۔ ۱۹۹ اے اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! شانِ نزول: یہودیوں میں سے مالک بن صفیہ اور وہب

بن یہود نے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحاب رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے جس کی تم

ہمیں دعوت دیتے ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترمذی کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری اُمّت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا

اور اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔ ۲۰۰ سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۱۱۲ جیسے کہ حضرت عبداللہ

بن سلام اور ان کے اصحاب یہود میں سے اور نجاشی اور ان کے اصحاب نصاریٰ میں سے۔ ۱۱۲ زبانی طعن و تشنیع اور دھمکی وغیرہ سے۔ شانِ نزول: یہود میں سے جو

لوگ اسلام لائے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی رؤساء یہود اُن کے دشمن ہو گئے اور انہیں ایذا دینے کی فکر میں رہنے لگے، اس پر یہ آیت

نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو مطمئن کر دیا کہ زبانی قبیل و قال کے سوا وہ مسلمانوں کو کوئی آزار نہ پہنچائیں گے، غلبہ مسلمانوں ہی کو رہے گا اور یہود

کا انجام ذلت و رسوائی ہے۔ ۲۰۱ اور تمہارے مقابلہ کی تاب نہ لائیں گے، یہی نبیِ خبریں ایسی ہی واقع ہوئیں۔ ۲۰۲ ہمیشہ ذلیل ہی رہیں گے عزت کبھی نہ پائیں

گے اسی کا اثر ہے کہ آج تک یہود کو کہیں کی سلطنت میسر نہ آئی جہاں رہے رعایا و غلام ہی بن کر رہے۔ ۲۰۳ تمام کر یعنی ایمان لا کر۔

اللَّهُ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُ وَبَغَضٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

اور آدمیوں کی ڈور سے ۲۱۵ اور غضب الہی کے سزاوار ہوئے اور اُن پر ہما دی گئی

السُّكْنَةُ ط ذَلِكْ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ

مخابی ۲۱۶ یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے اور پیغمبروں

الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ حَقِّ ط ذَلِكْ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۱۱۲ ق لَيْسُوا

کو ناحق شہید کرتے یہ اس لیے کہ نافرمان بردار اور سرکش تھے سب ایک

سَوَاءً ط مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتَّبِعُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْاءَ الْبَيْلِ

سے نہیں کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں ۲۱۷ اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں

وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۱۱۳ يَوْمُئِذٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ

اور سجدہ کرتے ہیں ۲۱۸ اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ط

کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں ۲۱۹ اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں

وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۱۱۴ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ط

اور یہ لوگ لائق ہیں اور وہ جو بھلائی کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا

وَاللَّهُ عَلَيْهِمُ بِالْمُتَّقِينَ ۱۱۵ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے ۲۲۰ وہ جو کافر ہوئے ان کے مال اور اولاد ۲۲۱

أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ط وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ

ان کو اللہ سے کچھ نہ بچائیں گے اور وہ جہنمی ہیں ان کو

۲۲۲ یعنی مسلمانوں کی پناہ لے کر اور انہیں جزیہ دے کر۔ ۲۲۳ چنانچہ یہودی کو مالدار ہو کر بھی غنائی میسر نہیں ہوتا۔ ۲۲۴ شان نزول: جب حضرت عبد اللہ

بن سلام اور ان کے اصحاب ایمان لائے تو احبار یہود نے جل کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم میں سے جو ایمان لائے ہیں وہ برے لوگ ہیں اگر برے نہ

ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے، اس پر یہ آیت نازل فرمائی گئی۔ عطاء کا قول ہے کہ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ (کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر

قائم ہیں) سے چالیس مرد اہل نجران کے، بتیس حبشہ کے، آٹھ روم کے مراد ہیں جو دین عیسوی پر تھے پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ۲۲۵ یعنی نماز

پڑھتے ہیں، اس سے یا تو نماز عشاء مراد ہے جو اہل کتاب نہیں پڑھتے یا نماز تہجد۔ ۲۲۶ اور دین میں مُدَاهَنَةٌ (حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ) نہیں کرتے۔

۲۲۷ یہود نے عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب سے کہا تھا کہ تم دین اسلام قبول کر کے ٹوٹے (نقصان) میں پڑے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ وہ درجہ جات

عالیہ کے مستحق ہوئے اور اپنی نیکیوں کی جزا پائیں گے یہودی کو اس بیہودہ ہے۔ ۲۲۸ جن پر انہیں بہت ناز ہے۔

فِيهَا خِلْدُونَ ﴿۱۱۲﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ

ہمیشہ اس میں رہنا ۲۱۲ کہات اُس کی جو اس دنیا کی زندگی میں ۲۱۳ خرچ کرتے ہیں اس ہوا

رَیْحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۖ وَمَا

کی سی ہے جس میں پالا (سخت ٹھنڈک) ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی ۲۱۵ اور

ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں اے ایمان والو غیروں کو

تَتَّخِذُوا بَطَانَةً ۖ مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ۖ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ

اپنا راز دار نہ بناؤ ۲۱۶ وہ تمہاری برائی میں لگی (کی) نہیں کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے

بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَقْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تَخْفَىٰ صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ

بیر (بغض) ان کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ ۲۱۷ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے

بَيِّنَاتُكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۱۴﴾ هَآئِثُمْ أُولَآءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا

ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو ۲۱۸ سنتے ہو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو ۲۱۹ اور

يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ ۚ وَإِذَا الْقَوْمُ قَالَُوا امْنَا ۖ وَإِذَا

وہ تمہیں نہیں چاہتے ۲۲۰ اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو ۲۲۱ اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ۲۲۲ اور

۲۱۳ شان نزول: یہ آیت بنی قریظہ و بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی، یہود کے رؤساء نے تحصیل ریاست و مال کی غرض سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ دشمنی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ان کے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے وہ رسول کی دشمنی میں ناحق اپنی عاقبت پر باد کر رہے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین قریش کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ ابو جہل کو اپنی دولت و مال پر بڑا فخر تھا اور ابوسفیان نے بدر و احد میں مشرکین پر بہت کثیر مال

خرچ کیا تھا ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے ان سب کو بتایا گیا کہ مال و اولاد میں سے کوئی بھی کام آنے والا اور عذاب الہی سے بچانے والا

نہیں۔ ۲۱۴ مفسرین کا قول ہے کہ اس سے یہود کا وہ خرچ مراد ہے جو اپنے علماء اور رؤساء پر کرتے تھے ایک قول یہ ہے کہ کفار کے تمام نفقات و صدقات مراد ہیں

ایک قول یہ ہے کہ ریاکار کا خرچ کرنا مراد ہے کیونکہ ان سب لوگوں کا خرچ کرنا نفع دنیوی کے لیے ہوگا یا نفع اخروی کے لیے اگر محض نفع دنیوی کے لیے ہو تو آخرت

میں اس سے کیا فائدہ اور ریاکار کو تو آخرت اور رضائے الہی مقصود ہی نہیں ہوتی اس کا عمل دکھاوے اور نمود کے لیے ہوتا ہے ایسے عمل کا آخرت میں کیا نفع اور کافر کے

تمام عمل اکارت ہیں وہ اگر آخرت کی نیت سے بھی خرچ کرے تو نفع نہیں پاسکتا ان لوگوں کے لیے وہ مثال بالکل مطابق ہے جو آیت میں ذکر فرمائی جاتی ہے۔

۲۱۵ یعنی جس طرح کہ برفانی ہوا کھیتی کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر انفاق کو باطل کر دیتا ہے۔ ۲۱۶ ان سے دوستی نہ کرو، محبت کے تعلقات نہ رکھو، وہ قابل اعتماد

نہیں ہیں۔ شان نزول: بعض مسلمان یہود سے قرابت اور دوستی اور پڑوس وغیرہ تعلقات کی بناء پر میل جول رکھتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

مسئلہ: کفار سے دوستی و محبت کرنا اور انہیں اپنا راز دار بنانا ناجائز و ممنوع ہے۔ ۲۱۷ غیظ و عناد ۲۱۸ تو ان سے دوستی نہ کرو۔ ۲۱۹ رشتہ داری اور دوستی وغیرہ تعلقات

کی بناء پر ۲۲۰ اور دینی مخالفت کی بنا پر تم سے دشمنی رکھتے ہیں۔ ۲۲۱ اور وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے۔ ۲۲۲ یہ منافقین کا حال ہے۔

خَلَوْا عَصُوا عَلَيْكُمْ إِلَّا نَامِلًا مِنَ الْغَيْظِ ط قُلْ مَوْتُوَابِغِيظِكُمْ ط إِنَّ

اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرما دو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن (قلبی جلن) میں ۲۲۲

اللَّهُ عَلَيْهِمُ إِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۱۱۹ إِنَّ تَمَسُّكُمْ حَسَنَةٌ تَسُومُهُمْ

اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے ۲۲۳

وَإِنْ تُصِيبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ط وَإِنْ تُصِيبْكُمْ صَبْرٌ وَاتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ

اور تم کو بُرائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کیے رہو ۲۲۴ تو ان کا

كَيْدُهُمْ شَيْءٌ ط إِنَّ اللَّهَ بِأَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝۱۲۰ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ

داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا بے شک ان کے سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں اور یاد کرو اے محبوب جب تم صبح کو ۲۲۵

أَهْلِكَ تَبَوَّئِ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ط وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلَيْهِمُ ۝۱۲۱

اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے ۲۲۶ اور اللہ سنتا جانتا ہے

۲۲۳ بمبیر تاجر ہسی اے حُسد کی رنجِ نیست۔ کہ از مُشقتِ او جز بمرگ نَتَوَان رَسْت (اے حاسد! حسد کی بیماری سے نجات

حاصل کرنے کیلئے مرجا کیونکہ موت کے سوا اس سے چھٹکارا پانا بہت مشکل ہے)۔ ۲۲۴ اور اس پر وہ رنجیدہ ہوں۔ ۲۲۵ اور ان سے دوستی و محبت نہ کرو۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ دشمن کے مقابلہ میں صبر و تقویٰ کام آتا ہے۔ ۲۲۶ بمقام مدینہ طیبہ بقصد احد ۲۲۷ جمہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ بیان جنگِ اُحد کا

ہے جس کا اجمالی واقعہ یہ ہے کہ جنگ بدر میں شکست کھانے سے کفار کو بڑا رنج تھا اس لیے انہوں نے بقصد انتقام لشکر گراں مرتب کر کے فوج کشی کی، جب رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ لشکر کفار اُحد میں اُتر رہے تو آپ نے اصحاب سے مشورہ فرمایا اس مشورت میں عبد اللہ بن ابی بن سلول کو بھی بلایا گیا جو

اس سے قبل کبھی کسی مشورت کے لیے بلایا نہ گیا تھا اکثر انصار کی اور اس عبد اللہ کی یہ رائے ہوئی کہ حضور مدینہ طیبہ میں ہی قائم رہیں اور جب کفار یہاں آئیں تب

ان سے مقابلہ کیا جائے، یہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی لیکن بعض اصحاب کی رائے یہ ہوئی کہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہئے اور اسی پر انہوں نے

اصرار کیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرائے اقدس میں تشریف لے گئے اور اسلحہ زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے اب حضور کو دیکھ کر ان اصحاب کو ندامت

ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور کو رائے دینا اور اس پر اصرار کرنا ہماری غلطی تھی اس کو معاف فرمائیے اور جو مرضی مبارک ہو وہی کیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ نبی کے

لیے سزاوار نہیں کہ ہتھیار پہن کر قبل جنگ اتار دے۔ مشرکین اُحد میں چہار شبہ (بدھ) پنجشنبہ (جمعرات) کو پہنچے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز

بعد نماز جمعہ ایک انصاری کی نماز جنازہ پڑھ کر روانہ ہوئے اور پندرہ شوال ۳ھ روز یکشنبہ (اتوار کے دن) اُحد میں پہنچے یہاں نزول فرمایا اور پہاڑ کا ایک درہ جو لشکر

اسلام کے پیچھے تھا اس طرف سے اندیشہ تھا کہ کسی وقت دشمن پشت پر سے آکر حملہ کرے اس لیے حضور نے عبد اللہ بن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ وہاں

مامور فرمایا کہ اگر دشمن اس طرف سے حملہ آور ہو تو تیر باری کر کے اس کو دفع کر دیا جائے اور حکم دیا کہ کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا اور اس جگہ کو نہ چھوڑنا خواہ فتح ہو یا

شکست ہو عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق جس نے مدینہ طیبہ میں رہ کر جنگ کرنے کی رائے دی تھی اپنی رائے کے خلاف کیے جانے کی وجہ سے برہم ہوا اور

کہنے لگا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعمر لڑکوں کا کہنا تو مانا اور میری بات کی پروا نہ کی اس عبد اللہ بن ابی کے ساتھ تین سو منافق تھے ان سے اس نے

کہا کہ جب دشمن لشکر اسلام کے مقابل آجائے اس وقت بھاگ پڑو تاکہ لشکر اسلام میں اُتر ی (انتشار و گڑبڑ) ہو جائے۔ اور تمہیں دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگ نکلیں،

مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد مع ان منافقین کے ہزار تھی اور مشرکین تین ہزار، مقابلہ ہوتے ہی عبد اللہ بن ابی منافق اپنے تین سو منافقوں کو لے کر بھاگ نکلا اور

حضور کے سات سو اصحاب حضور کے ساتھ رہ گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو غایت رکھا یہاں تک کہ مشرکین کو ہزیمت ہوئی اب صحابہ بھاگتے ہوئے مشرکین کے پیچھے

پڑ گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں قائم رہنے کے لیے فرمایا تھا وہاں قائم نہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ دکھا دیا کہ بدر میں اللہ اور اس کے

اِذْ هَبَّتْ طَائِفَتَيْنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّهَا ۖ وَعَلَى اللّٰهِ

جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں ۲۲۸ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ (۱۲۲) وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ ۚ وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے ۲۲۹

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ۝ (۱۲۳) اِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ

تو اللہ سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں

اَنْ يُبَدِّلَكُمْ رَابُعًا ۚ بِلَالٍ ۝ (۱۲۴) اِنَّ

کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر ہاں کیوں نہیں اگر

تَصْبِرُوا وَاتَّقُوا ۚ وَيَا يُتُوكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هَذَا ۚ يُدِدُّكُمْ رَبُّكُمْ

تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو

بِخَمْسَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ (۱۲۵) وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى

پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا ۲۳۰ اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی

لَكُمْ وَلِتُطَبِّئَ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ

کے لیے اور اسی لیے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے ۲۳۱ اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت

الْحَكِيمِ ۝ (۱۲۶) لَيَقْطَعَنَّ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ اَوْ يَكْبِتُهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا

والے کے پاس سے ۲۳۲ اس لیے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے ۲۳۳ یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد

خٰٓئِبِيْنَ ۝ (۱۲۷) لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ ۚ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ

پھر (لوٹ) جائیں بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا

رسول کی فرمانبرداری کی برکت سے فتح ہوئی تھی یہاں حضور کے حکم کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں سے رعب و ہیبت دور فرمائی اور وہ پلٹ

پڑے اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت رہی جس میں حضرت ابوبکر علی و عباس و طلحہ و سعد تھے اسی جنگ میں دندانِ اقدس

شہید ہوا اور چہرہ اقدس پر زخم آیا، اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۲۸ یہ دونوں گروہ انصار میں سے تھے ایک بنی سلمہ خزرج میں سے اور ایک بنی حارثہ اوس

میں سے یہ دونوں لشکر کے بازو تھے جب عبد اللہ بن اُبَی بن سلول منافق بھاگتا تو انہوں نے بھی واپس جانے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور انہیں اس سے محفوظ

رکھا اور وہ حضور کے ساتھ ثابت رہے یہاں اس نعمت و احسان کا ذکر فرمایا ہے۔ ۲۲۹ تمہاری تعداد بھی کم تھی تمہارے پاس ہتھیاروں اور سواروں کی بھی کمی تھی۔

۲۳۰ چنانچہ مؤمنین نے روز بدر صبر و تقویٰ سے کام لیا اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ پانچ ہزار فرشتوں کی مدد بھیجی اور مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست ہوئی۔ ۲۳۱ اور

دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے پریشانی اور اضطراب نہ ہو۔ ۲۳۲ تو چاہیے کہ بندہ مسببِ الاسباب (رب عزوجل) پر نظر رکھے اور اسی پر توکل رکھے۔ ۲۳۳ اس طرح

يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط

ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

يَغْفِرْ لِمَن يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَّشَاءُ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ع ﴿١٢٩﴾

جسے چاہے بخشنے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ص وَاتَّقُوا

اے ایمان والو سود دونا دون نہ کھاؤ ۲۳۲ اور اللہ سے

اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ج وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ح ﴿١٣١﴾

ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رکھی ہے ۲۳۵

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ج وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ

اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو ۲۳۶ اس امید پر کہ تم کیے جاؤ اور دوڑو ۲۳۷ اپنے رب کی

مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ل ﴿١٣٢﴾

بخشش اور ایسی جنت جس کی چوڑائی میں سب آسمان و زمین آجائیں ۲۳۸ پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے ۲۳۹

الَّذِينَ يُفْقَهُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظَيْنِ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ

وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں ۲۴۰ اور غصہ پہننے والے اور لوگوں

کہ ان کے بڑے بڑے سردار مقتول ہوں اور گرفتار کیے جائیں جیسا کہ بدر میں پیش آیا۔ ۲۴۱ مسئلہ: اس آیت میں سود کی ممانعت فرمائی گئی مع توقع کے اس زیادتی پر جو اس زمانہ میں معمول تھی کہ جب میعاد آجاتی تھی اور قرض دار کے پاس ادا کی کوئی شکل نہ ہوتی تو قرض خواہ مال زیادہ کر کے مدت بڑھا دیتا اور ایسا بار بار کرتے جیسا کہ اس ملک کے سود خوار کرتے ہیں اور اس کو سود در سود کہتے مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا گناہ کبیرہ سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ ۲۴۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس میں ایمانداروں کو تہدید (خبردار کرنا) ہے کہ سود وغیرہ جو چیزیں اللہ نے حرام فرمائیں ان کو حلال نہ جائیں کیونکہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے۔ ۲۴۶ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت طاعت الہی ہے اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اللہ کافر مانبردار نہیں ہو سکتا۔ ۲۴۷ توبہ و ادائے فرائض و طاعات و اخلاص عمل اختیار کر کے۔ ۲۴۸ یہ جنت کی وسعت کا بیان ہے اس طرح کہ لوگ سمجھ سکیں کیونکہ انہوں نے سب سے وسیع چیز جو دیکھی ہے وہ آسمان و زمین ہی ہے اس سے وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین کے طبقے طبقے اور پرت پرت بنا کر جوڑ دیئے جائیں اور سب کا ایک پرت کر دیا جائے اس سے جنت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے ہر قل بادشاہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ جب جنت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان و زمین اس میں آجائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے، اس کلام بلاغت نظام کے معنی نہایت دقیق ہیں ظاہر پہلو یہ ہے کہ دورہ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کے جانب مقابل میں شب ہوتی ہے اسی طرح جنت جانب بالا میں ہے اور دوزخ جہت پستی میں، یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا، اس پر انہوں نے کہا کہ تو ریت میں بھی اسی طرح سمجھا گیا ہے، معنی یہ ہیں کہ اللہ کی قدرت و اختیار سے کچھ بعید نہیں جس شے کو جہاں چاہے رکھے یہ انسان کی تنگی نظر ہے کہ کسی چیز کی وسعت سے حیران ہوتا ہے تو پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی بڑی چیز کہاں سامنے گی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں؟ فرمایا: کون سی زمین اور کون سا آسمان ہے جس میں جنت سما سکے۔ عرض کیا گیا: پھر کہاں ہے؟ فرمایا: آسمانوں کے اوپر زیر عرش۔ ۲۴۹ اس آیت اور اس

عَنِ النَّاسِ ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا

سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں اور وہ کہ جب کوئی

فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۚ

بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں ۲۳۱ اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں ۲۳۲

وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ

اور گناہ کون بخشتے سوا اللہ کے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑ نہ

يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۵﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ وَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ

جانیں ایسوں کا بدلہ اُن کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں ۲۳۳ جن کے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ

نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں (نیک لوگوں) کا کیا اچھا نیک (بدلہ) ہے ۲۳۴ تم سے

مِّن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۖ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے ہیں ۲۳۵ تو زمین میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا

الْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۳۷﴾ هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۸﴾

جھٹلانے والوں کا ۲۳۶ یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت ہے

سے اوپر کی آیت ”وَاقْنُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ“ سے ثابت ہوا کہ جنت و دوزخ پیدا ہو چکیں موجود ہیں۔ ۲۳۷ یعنی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں۔ بخاری

و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا، یعنی خدا کی راہ میں دو تمہیں اللہ کی

رحمت سے ملے گا۔ ۲۳۸ یعنی ان سے کوئی کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو۔ ۲۳۹ اور توبہ کریں اور گناہ سے باز آئیں اور آئندہ کے لیے اس سے باز رہنے کا عزم پختہ

کریں کہ یہ توبہ مقبولہ کے شرائط میں سے ہے۔ ۲۴۰ شان نزول: تہان خرمافروش (کھجور بیچنے والے) کے پاس ایک حسین عورت خرمے خریدنے آئی اس نے

کہا: یہ خرمے تو اچھے نہیں ہیں عمدہ خرمے مکان کے اندر ہیں اس حیلے سے اس کو مکان میں لے گیا اور پکڑ کر لپٹا لیا اور منہ چوم لیا، عورت نے کہا: خدا سے ڈر! یہ

سننے ہی اس کو چھوڑ دیا اور شرمندہ ہوا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حال عرض کیا، اس پر یہ آیت ”وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا“ نازل ہوئی،

ایک قول یہ ہے کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی دونوں میں محبت تھی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو بھائی بنایا تھا ثقفی جہاد میں گیا تھا اور اپنے مکان کی نگرانی اپنے

بھائی انصاری کے سپرد کر گیا تھا ایک روز انصاری گوشت لایا جب ثقفی کی عورت نے گوشت لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو انصاری نے اس کا ہاتھ چوم لیا اور چومتے

ہی اس کو سخت ندامت و شرمندگی ہوئی اور وہ جنگل میں نکل گیا اپنے سر پر خاک ڈالی اور منہ پر طمانچے مارے جب ثقفی جہاد سے واپس آیا تو اس نے اپنی بی بی

سے انصاری کا حال دریافت کیا: اس نے کہا: خدا ایسے بھائی نہ بڑھائے اور واقعہ بیان کیا، انصاری پہاڑوں میں روتا و استغفار و توبہ کرتا پھرتا تھا ثقفی اُس کو تلاش

کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اس کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ۲۴۱ یعنی اطاعت شعاروں کے لیے بہتر جزا ہے۔ ۲۴۲ پچھلی

اُمّتوں کے ساتھ جنہوں نے حرص دنیا اور اس کے لذات کی طلب میں انبیاء و مرسلین کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلتیں دیں پھر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے

تو انہیں ہلاک و برباد کر دیا۔ ۲۴۳ تاکہ تمہیں عبرت ہو۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾

اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ ۱۳۹ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو اگر

يَسْسُكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۖ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ

تمہیں ۱۳۸ کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پاچکے ہیں ۱۳۹ اور یہ دن ہیں

نُذًاءِ لِهَآبِئِنَّ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں ۱۴۰ اور اس لیے کہ اللہ پہچان کر دے ایمان والوں کی ۱۴۱ اور تم میں سے کچھ لوگوں

شُهَدَاءَ ۖ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيَحْصِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے ۱۴۱

وَيَسْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿۱۴۱﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ

اور کافروں کو مٹا دے ۱۴۲ کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے

الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ

تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی ۱۴۳ اور تم تو موت کی تمنا کیا

الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا

کرتے تھے اس کے ملنے سے پہلے ۱۴۴ تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے اور

مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَأَنْتُمْ مَاتَ أَوْ

محمد تو ایک رسول ہیں ۱۴۵ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ۱۴۶ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا

۱۴۷ اس کا جو جنگ اُحد میں پیش آیا۔ ۱۴۸ جنگ اُحد میں ۱۴۹ جنگ بدر میں، باوجود اس کے انہوں نے پست ہمتی نہ کی اور تم سے مقابلہ کرنے میں سستی سے کام نہ

لیا تو تمہیں بھی سستی و کم ہمتی نہ چاہئے۔ ۱۵۰ کبھی کسی کی باری ہے کبھی کسی کی۔ ۱۵۱ صبر و اخلاص کے ساتھ کہ ان کو مشقت و نا کامی جگہ سے نہیں ہٹا سکتی اور ان

کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آ سکتی۔ ۱۵۲ اور انہیں گناہوں سے پاک کر دے۔ ۱۵۳ یعنی کافروں سے جو مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ تو مسلمانوں کے لیے

شہادت و تطہیر (گناہوں سے پاکی) ہیں اور مسلمان جو کفار کو قتل کریں تو یہ کفار کی بربادی اور ان کا استیصال (خاتمہ کرنا) ہے۔ ۱۵۴ کہ اللہ کی رضا کے لیے

کیسے زخم کھاتے اور تکلیف اٹھاتے ہیں اس میں ان پر عتاب ہے جو روز اُحد کفار کے مقابلہ سے بھاگے۔ ۱۵۵ شانِ نزول: جب شہداء بدر کے درجے اور مرتبے

اور ان پر اللہ تعالیٰ کے انعام و احسان بیان فرمائے گئے تو جو مسلمان وہاں حاضر نہ تھے انہیں حسرت ہوئی اور انہوں نے آرزو کی کہ کاش کسی جہاد میں انہیں حاضری

میسر آئے اور شہادت کے درجات ملیں، انہیں لوگوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُحد پر جانے کے لیے اصرار کیا تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل

ہوئی۔ ۱۵۶ اور رسولوں کی بعثت کا مقصود رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کر دینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا۔ ۱۵۷ اور ان کے متبعین ان کے بعد

ان کے دین پر باقی رہے۔ شانِ نزول: جنگ اُحد میں جب کافروں نے پکارا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور شیطان نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کی تو

صحابہ کو بہت اضطراب ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ بھاگ نکلے پھر جب ندا کی گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں تو صحابہ کرام کی ایک جماعت

قَتَلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۖ وَمَنْ يَتَّقِلْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَصِّرَ اللَّهُ

شہید ہوں تو تم اٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ

شَيْئًا ۖ وَسَيُجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٣٣﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ

کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا ۱۳۳ اور کوئی جان بے حکم خدا مر

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ كِتَابًا مُّوجَّلًا ۖ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۖ

نہیں سکتی ۱۳۴ سب کا وقت لکھا رکھا ہے ۱۳۴ اور جو دنیا کا انعام چاہے ۱۳۴ ہم اس میں سے اسے دیں

وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۖ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٣٥﴾ وَ

اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں ۱۳۵ اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں اور

كَأَيِّنْ مِنْ نَبِيِّ قُتِلَ مَعَهُ رَاسِيُونَ كَثِيرٌ ۖ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ

کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے تو نہ ست پڑے ان مصیبتوں سے جو

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٣٦﴾

اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے ۱۳۶ اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں

وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي

وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے سوا اس دعا کے ۱۳۷ کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے

أَمْرِنَا وَثَبَّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٣٨﴾ فَاتَّهَمُوا

کام میں کس ۱۳۸ اور ہمارے قدم جما دے اور ہمیں ان کافر لوگوں پر مدد دے ۱۳۸ تو اللہ نے انہیں

واپس آئی حضور نے انہیں ہزیمت پر ملامت کی، انہوں نے عرض کیا: ہمارے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہمارے دل ٹوٹ گئے اور ہم

سے ٹھہرا نہ گیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ انبیاء کے بعد بھی امتوں پر ان کے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا ہوتا بھی تو حضور کے دین کا

اتباع اور اس کی حمایت لازم رہتی۔ ۱۳۹ جو نہ پھرے اور اپنے دین پر ثابت رہے ان کو شاگردین فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے ثبات سے نعمت اسلام کا شکر ادا کیا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُمیئس الشاکرین ہیں۔ ۱۴۰ اس میں جہاد کی ترغیب ہے اور مسلمانوں کو

دشمن کے مقابلہ پر جری (بہادر) بنایا جاتا ہے کہ کوئی شخص بغیر حکم الہی کے مر نہیں سکتا چاہے وہ نہالک و معارک (خونناک جگہوں اور جنگوں) میں ٹھس جائے اور

جب موت کا وقت آتا ہے تو کوئی تدبیر نہیں بچا سکتی۔ ۱۴۱ اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ۱۴۲ اور اس کو اپنے عمل و طاعت سے حصول دنیا مقصود ہو۔ ۱۴۳ اس

سے ثابت ہوا کہ مدارِ نبیت پر ہے جیسا کہ بخاری و مسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے۔ ۱۴۴ ایسا ہی ہر ایماندار کو چاہیے۔ ۱۴۵ یعنی حمایت دین و مقامات

حرب (جنگ کے میدانوں) میں ان کی زبان پر کوئی ایسا کلمہ نہ آتا جس میں گھبراہٹ پریشانی اور زلزل کا شائبہ بھی ہوتا بلکہ وہ استیقلال (مضبوطی) کے ساتھ ثابت قدم

رہتے اور دعا کرتے ۱۴۶ یعنی تمام صفات و کبار باوجودیکہ وہ لوگ ربانی یعنی التقیاء تھے پھر بھی گناہوں کا اپنی طرف نسبت کرنا شان تواضع و انکسار اور آدابِ عبادیت

میں سے ہے۔ ۱۴۷ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طلبِ حاجت سے قبل توبہ و استغفار آداب دعا میں سے ہے۔

اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنِ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ

دنیا کا انعام دیا ۲۶۷ اور آخرت کے ثواب کی خوبی ۲۶۸ اور نیکی والے اللہ کو

الْمُحْسِنِينَ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا

پیارے ہیں اے ایمان والو اگر تم کافروں کے کہے پر چلے ۲۶۹

يَرُدُّكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ

تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے ۲۷۰ پھر ٹوٹا کھا کے (نقصان اٹھا کے) پلٹ جاؤ گے ۲۷۱ بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے

وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرُّعْبَ

اور وہ سب سے بہتر مددگار کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے ۲۷۲

بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ سُلْطَانٌ وَمَا لَهُمُ النَّارُ ۖ وَبِئْسَ

کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ اُتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برا

مَثْوًى لِلظَّالِمِينَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم

ٹھکانا نا انصافوں کا اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جب کہ تم اس کے حکم سے کافروں کو

بِأَذْنِهِ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأُمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِمَّا بَعَدَ

قتل کرتے تھے ۲۷۳ یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا ۲۷۴ اور نافرمانی کی ۲۷۵ بعد اس کے

مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ ۖ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ

کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات ۲۷۶ تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا ۲۷۷ اور تم میں کوئی آخرت

۲۷۸ یعنی فتح و ظفر اور دشمنوں پر غلبہ ۲۷۹ مغفرت و جنت اور استحقاق سے زیادہ انعام و اکرام ۲۸۰ خواہ وہ یہود و نصاریٰ ہوں یا منافق و مشرک ۲۸۱ کفر و بے

دینی کی طرف ۲۸۲ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کفار سے علیحدگی اختیار کریں اور ہرگز ان کی رائے و مشورے پر عمل نہ کریں اور ان

کے کہے پر نہ چلیں۔ ۲۸۳ جنگ اُحد سے واپس ہو کر جب ابوسفیان وغیرہ اپنے لشکریوں کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سے روانہ ہوئے تو انہیں اس پر افسوس ہوا کہ ہم

نے مسلمانوں کو بالکل ختم کیوں نہ کر ڈالا آپس میں مشورہ کر کے اس پر آمادہ ہوئے کہ چل کر انہیں ختم کر دیں جب یہ قصد پختہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں

رعب ڈالا اور انہیں خوف شدید پیدا ہوا اور وہ مکہ مکرمہ ہی کی طرف واپس ہو گئے اگرچہ سب تو خاص تھا لیکن رعب تمام کفار کے دلوں میں ڈال دیا گیا کہ دنیا کے

سارے کفار مسلمانوں سے ڈرتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہے۔ ۲۸۴ جنگ اُحد میں ۲۸۵ کفار کی ہزیمت کے بعد حضرت

عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ جو تیرا انداز تھے وہ آپس میں کہنے لگے کہ مشرکین کو ہزیمت ہو چکی اب یہاں ٹھہر کر کیا کریں چلو کچھ مال غنیمت حاصل کرنے کی کوشش

کریں بعض نے کہا: مرکز مت چھوڑو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید حکم فرمایا ہے کہ تم اپنی جگہ قائم رہنا کسی حال میں مرکز نہ چھوڑنا جب تک میرا حکم نہ آئے

مگر لوگ غنیمت کے لیے چل پڑے اور حضرت عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ دس سے کم اصحاب رہ گئے۔ ۲۸۶ کہ مرکز چھوڑ دیا اور غنیمت حاصل کرنے میں مشغول

ہو گئے۔ ۲۸۷ یعنی کفار کی ہزیمت۔ ۲۸۸ کہ مرکز چھوڑ کر غنیمت کے لیے چلا گیا۔

الْآخِرَةِ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ

چاہتا تھا ۲۷۸ پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے ۲۷۹ اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ

ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ (۱۵۶) اِذْ تَصْعَدُونَ وَلَا تَكُونُ عَلَى أَحَدٍ وَ

مسلمانوں پر فضل کرتا ہے جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور

الرُّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَبًّا بِغِمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَى

دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے ۲۸۰ تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا ۲۸۱ اور معافی اس لیے سنائی کہ جو ہاتھ

مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۖ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (۱۵۷) ثُمَّ أَنْزَلَ

سے گیا اور جو افتاد (مصیبت) پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے پھر غم کے بعد

عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشَى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۚ وَ

تم پر چین کی نیند اُتاری ۲۸۲ کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی ۲۸۳ اور

طَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ

ایک گروہ کو ۲۸۴ اپنی جان کی پڑی تھی ۲۸۵ اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے ۲۸۶ جاہلیت کے

الْجَاهِلِيَّةِ ۚ يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِّنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۖ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ

سے گمان کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے تم فرما دو کہ اختیار تو

كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ يَخْشَوْنَ فِي أَنفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۚ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ

سارا اللہ کا ہے ۲۸۷ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں ۲۸۸ جو تم پر ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں

۲۸۹ جو اپنے امیر عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہ کر شہید ہو گیا۔ ۲۹۰ اور مصیبتوں پر تمہارے صابر و ثابت رہنے کا امتحان ہو۔ ۲۹۱ کہ خدا کے

بند و میری طرف آؤ۔ ۲۹۲ یعنی تم نے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کر کے آپ کو غم پہنچایا تھا اس کے بدلے تم کو ہزیمت کے غم میں مبتلا کیا۔

۲۹۳ جو عرب و خوف دلوں میں تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے دور کیا اور اس و راحت کے ساتھ ان پر نیند اُتاری یہاں تک کہ مسلمانوں کو غنودگی آگئی اور نیند نے ان پر

غلبہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ روزِ اُحد نیند ہم پر چھا گئی ہم میدان میں تھے تلوار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تھی پھر اٹھاتے تھے پھر چھوٹ جاتی تھی۔

۲۹۴ اور وہ جماعت مؤمنین صادق الایمان کی تھی۔ ۲۹۵ جو منافق تھے۔ ۲۹۶ اور وہ خوف سے پریشان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں مؤمنین کو منافقین سے اس

طرح ممتاز کیا تھا کہ مؤمنین پر تو امن و اطمینان کی نیند کا غلبہ تھا اور منافقین خوف و ہراس میں اپنی جانوں کے خوف سے پریشان تھے اور یہ آیت عظیمہ اور معجزہٗ باہرہ

تھا۔ ۲۹۷ یعنی منافقین کو یہ گمان ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ فرمائے گا یا یہ کہ حضور شہید ہو گئے اب آپ کا دین باقی نہ رہے گا۔

۲۹۸ فتح و ظفر قضا و قدر سب اس کے ہاتھ ہے۔ ۲۹۹ منافقین اپنا کفر اور وعدہ الہی میں اپنا متردد ہونا اور جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ چلے آنے پر

مُتَّسِفٌ (افردہ) ہونا۔

لَنَامِنَ إِلَّا مَرِشِيٍّ مَّا قَتَلْنَا هُنَا ط قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ

ہمارا کچھ بس ہوتا ۲۸۹ تو ہم یہاں نہ مارے جاتے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی

الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ج وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي

جن کا مارا جانا لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے ۲۹۰ اور اس لیے کہ اللہ تمہارے

صُدُورِكُمْ وَلِيُخَصَّ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے ۲۹۱ اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات

الصُّدُورِ ۱۵۴ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجُجَيْنِ لَا إِنَّمَا

جانتا ہے ۲۹۲ بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے ۲۹۳ جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں

اسْتَرْزَلَهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ج وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ط إِنَّ

انہیں شیطان ہی نے لغزش دی ان کے بعض اعمال کے باعث ۲۹۴ اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرما دیا بے شک

اللَّهُ عَفُورٌ حَلِيمٌ ۱۵۵ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

اللہ بخشنے والا حلم والا ہے اے ایمان والو ان کافروں ۲۹۵ کی طرح

كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُرًى

نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا جب وہ سفر یا جہاد کو گئے ۲۹۶

لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا ج لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي

کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے اس لیے کہ اللہ ان کے دلوں میں اس کا

قُلُوبِهِمْ ط وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۱۵۶ وَ

افسوس رکھے اور اللہ جلاتا اور مارتا ہے ۲۹۷ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور

۲۸۹ اور ہمیں سمجھ ہوتی تو ہم گھر سے نہ نکلتے؛ مسلمانوں کے ساتھ اہل مکہ سے لڑائی کے لیے نہ آتے اور ہمارے سردار نہ مارے جاتے۔ پہلے مقولہ کا قائل عبد اللہ

بن اُبَی بن سلُول منافق ہے اور اس مقولہ کا قائل مُعْتَب بن قُثَیْر۔ ۲۹۰ اور گھروں میں بیٹھ رہنا کچھ کام نہ آتا کیونکہ قضا و قدر کے سامنے تدبیر و حیلہ بیکار ہے۔

۲۹۱ اخلاص یا نفاق ۲۹۲ اس سے کچھ چھپا نہیں اور یہ آزمائش دوسروں کو خیردار کرنے کے لیے ہے۔ ۲۹۳ اور جنگ اُحد میں بھاگ گئے اور نبی کریم کے ساتھ تیرہ

یا چودہ اصحاب کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ ۲۹۴ کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے برخلاف مرکز چھوڑا۔ ۲۹۵ یعنی ابن اُبَی وغیرہ منافقین ۲۹۶ اور

اس سفر میں مر گئے یا جہاد میں شہید ہو گئے۔ ۲۹۷ موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے، وہ چاہے تو مسافر و غازی کو سلامت لائے اور محفوظ گھر میں بیٹھے ہوئے کو

موت دے ان منافقین کے پاس بیٹھ رہنا کیا کسی کو موت سے بچا سکتا ہے اور جہاد میں جانے سے کب موت لازم ہے اور اگر آدمی جہاد میں مارا جائے تو وہ موت گھر

لَنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ

بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مرجاؤ ۲۹۸ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ۲۹۹ ان کے

مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَنْ مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا

سارے دھن دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ ہی کی طرف اٹھنا ہے ۱۵۸ تو کیسی کچھ

رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ لَئِنْ لَّهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا

اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے ۱۵۹ اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے ۱۶۰ تو وہ ضرور تمہارے گرد

مِنْ حَوْلِكَ ۚ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ج

سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو ۱۶۱ اور کاموں میں ان سے مشورہ لو ۱۶۲

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۱۵۹﴾ إِنَّ

اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو ۱۶۳ بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں اگر

يَنْصُرْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ج وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ

اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا ۱۶۴ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر

مِّنْ بَعْدِهِ ۖ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ

تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ

يَعْلَلٌ ۖ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِغُلٍّ ۖ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ج ثُمَّ تَوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

وہ کچھ چھپا رکھے ۱۶۵ اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان کی

کی موت سے بدرجہا بہتر، لہذا منافقین کا یہ قول باطل اور فریب دہی ہے اور ان کا مقصد مسلمانوں کو جہاد سے نفرت دلانا ہے جیسا کہ اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

۲۹۸ اور بالفرض وہ صورت پیش ہی آجائے جس کا تمہیں اندیشہ دلایا جاتا ہے۔ ۲۹۹ جو راہ خدا میں مرنے پر حاصل ہوتی ہے۔ ۱۶۰ یہاں مقاماتِ عبادت کے تیوں

مقاموں کا بیان فرمایا گیا۔ پہلا مقام توبہ ہے کہ بندہ بخوف ووزخ اللہ کی عبادت کرے تو اس کو عذابِ نارسے امن دی جاتی ہے اس کی طرف ”لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ“ میں

اشارہ ہے۔ دوسری قسم وہ بندے ہیں جو جنت کے شوق میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس کی طرف ”وَرَحْمَةً“ میں اشارہ ہے کیونکہ رحمت بھی جنت کا ایک نام ہے

تیسری قسم وہ مخلص بندے ہیں جو عشقِ الہی اور اس کی ذاتِ پاک کی محبت میں اس کی عبادت کرتے ہیں اور ان کا مقصد اس کی ذات کے سوا اور کچھ نہیں ہے انہیں حق

سبحانہ تعالیٰ اپنے دائرہ کرامت میں اپنی تجلّی سے نوازے گا اس کی طرف ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَحْشَرُونَ“ میں اشارہ ہے۔ ۱۶۱ اور آپ کے مزاج میں اس درجہ لطف وکرم

اور رافت ورحمت ہوئی کہ روزِ احد غضب نہ فرمایا۔ ۱۶۲ اور شدت وغلظت سے کام لیتے ۱۶۳ تاکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ ۱۶۴ کہ اس میں ان کی دلداری

بھی ہے اور عزت افزائی بھی اور یہ فائدہ بھی کہ مشورہ سنت ہو جائے گا اور آئندہ امت اس سے نفع اٹھاتی رہے گی۔ مشورہ کے معنی ہیں کسی امر میں رائے دریافت کرنا۔

مسئلہ: اس سے اجتہاد کا جواز اور قیاس کا حجت ہونا ثابت ہوا۔ (مدارک وناظرین) ۱۶۵ توکل کے معنی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد کرنا اور کاموں کو اس کے سپرد کر

دینا۔ مقصود یہ ہے کہ بندے کا اعتماد تمام کاموں میں اللہ پر ہونا چاہئے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مشورہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ ۱۶۰ اور مددِ الہی وہی پاتا ہے

كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾ أَفَسِنِ اتَّبَعِ رِضْوَانَ اللَّهِ كَسْبُ بَاءٍ

کمانی بھر پور دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا وہ اس جیسا ہو گا جس نے

بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَهْ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجَتٌ

اللہ کا غضب اور اڑھا (حقدار بنا) اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بُری جگہ پلٹنے کی وہ اللہ کے یہاں

عِنْدَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٣﴾ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

درجہ درجہ ہیں اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر

إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ج وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ

اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی

مُبِينٍ ﴿١٦٤﴾ أَوَلَمْ آصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ

میں تھے کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ اس سے دُنی تم پہنچا چکے ہو تو کہنے لگو کہ یہ کہاں

هَذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنفُسِكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾

سے آئی تم فرما دو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

جو اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت کا امیدوار رہتا ہے۔ کیونکہ یہ شان نبوت کے خلاف ہے اور انبیاء سب معصوم ہیں ان سے

ایسا ممکن نہیں نہ وحی میں نہ غیروحی میں اور جو کوئی شخص کچھ چھپا رکھے اس کا حکم اسی آیت میں آگے بیان فرمایا جاتا ہے۔ اور اس کی اطاعت کی نافرمانی سے بچا

جیسے کہ مہاجرین و انصار و صالحین اُمت و یعنی اللہ کا نافرمان ہوا جیسے منافقین و کفار ہر ایک کی منزلت اور اس کا مقام جدا، نیک کا الگ، بد کا الگ اور اللہ

مَنْتُ نعمت عظیمہ کو کہتے ہیں اور بے شک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نعمت عظیمہ ہے کیونکہ خلق کی پیدائش جہل و عدم و راسخ و فہم و نقصان عقل پر

ہے تو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور کی بدولت انہیں بینائی عطا فرما کر جہل سے نکالا اور

آپ کے صدقہ میں راہ راست کی ہدایت فرمائی اور آپ کے طفیل میں بے شمار نعمتیں عطا کیں۔ یعنی ان کے حال پر شفقت و کرم فرمانے والا اور ان کے لیے

باعثِ فخر و شرف جس کے احوال، زہد، ورع، راست بازی، دیانتداری، خصائل جلیلہ، اخلاق حمیدہ سے وہ واقف ہیں۔ سید عالم خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم اور اس کی کتاب مجید، فرقان حمید ان کو سناتا ہے باوجودیکہ ان کے کان پہلے کبھی کلام حق و وحی نہ سناوی سے آشنا نہ ہوئے تھے۔ اور کفر و ضلالت

اور ارتکاب محرمات و معاصی اور خصائل ناپسندیدہ و ملکاتِ رذیلہ (بری عادتوں) و ظلماتِ نفسانیہ (گمراہیوں) سے اور نفس کی قوتِ عملیہ اور علمیہ دونوں کی

تکمیل فرماتا ہے۔ کہ حق و باطل و نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے اور جہل و نادبائی میں مبتلا تھے۔ اور جیسی کہ جنگِ اُحد میں پہنچی کہ تم میں سے ستر قتل

ہوئے۔ اور بدر میں کہ تم نے ستر قتل کیا ستر کو گرفتار کیا۔ اور کیوں پہنچی جبکہ ہم مسلمان ہیں اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

اور تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے پر اصرار کیا پھر وہاں پہنچنے کے بعد باوجود حضور کی شدید

ممانعت کے غنیمت کے لیے مرکز چھوڑا یہ سب تمہارے قتل و ہزیمت کا ہوا۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّقَى الْجُوعُ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾

اور وہ مصیبت جو تم پر آئی ۳۲۲ جس دن دونوں فوجیں ۳۲۳ ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لیے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۖ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اور اس لیے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہوئے ۳۲۴ اور ان سے ۳۲۵ کہا گیا کہ آؤ ۳۲۶ اللہ کی راہ میں لڑو

أَوْ ادْفَعُوا ۚ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَا اتَّبَعْنَاكُمْ ۚ هُمْ لِلْكَفَرِ يَوْمَئِذٍ

یا دشمن کو ہٹاؤ ۳۲۷ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت

أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيْمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ

کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِلْإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ

اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں ۳۲۸ وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں ۳۲۹ کہا اور آپ بیٹھ رہے کہ

أَطَاعُوا مَا قَاتِلُوا ۚ قُلْ فَادْرَءُوا عَنِ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ

وہ ہمارا کہنا مانتے ۳۳۰ تو نہ مارے جاتے تم فرما دو تو اپنی ہی موت ٹال دو اگر

صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ

سچے ہو ۳۳۱ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ۳۳۲ ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ

أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں ۳۳۳ شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے ۳۳۴ دیا

۳۳۵ اُحد میں ۳۳۶ مؤمنین و مشرکین کی ۳۳۷ یعنی مومن و منافق ممتاز ہو گئے ۳۳۸ یعنی عبد اللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین سے ۳۳۹ مسلمانوں کی

تعداد بڑھاؤ اور حفاظت دین کے لیے ۳۴۰ اپنے اہل و مال کو بچانے کے لیے ۳۴۱ یعنی نفاق۔ ۳۴۲ یعنی شہدائے اُحد، جو جیسی طور پر ان کے بھائی تھے ان کے حق

میں عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقین نے ۳۴۳ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نہ جاتے یا وہاں سے پھر آتے۔ ۳۴۴ مروی ہے کہ جس روز

منافقین نے یہ بات کہی اسی دن ستر منافق مر گئے۔ ۳۴۵ شان نزول: اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہدائے اُحد کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے

قالب (جسم) عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں جنتی میوے کھاتے ہیں طلائی قنادیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں جب انہوں نے

کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ

رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا، پس یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابوداؤد) اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں

ہوتیں۔ ۳۴۶ اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح و جسم دونوں کے لیے ہے۔ علماء نے فرمایا کہ شہداء

کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مگر ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم

وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ ۖ أَلَا خَوْفٌ

اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پیچلوں کی جو ابھی اُن سے نہ ملے ۳۲۵ کہ ان پر نہ کچھ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٤٠﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلٍ ۖ

انڈیشہ ہے اور نہ کچھ غم خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی

وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤١﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ

اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا ۳۲۶ وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر

وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ

حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ۳۲۷ ان کے نکوکاروں

وَاتَّقُوا أَجْرَ عَظِيمٍ ﴿١٤٢﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ

اور پرہیزگاروں کے لئے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں نے کہا ۳۲۸ کہ لوگوں نے ۳۲۹

جَعَوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ

تمہارے لیے جتنا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا

الْوَكِيلُ ﴿١٤٣﴾ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَبْسُغْهُمْ سُوءٌ وَلَا

کارساز ۳۳۰ تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے ۳۳۱ کہ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور

تروتازہ پائے گئے۔ (خازن وغیرہ) ۳۳۲ فضل و کرامت اور انعام و احسان، موت کے بعد حیات دی، اپنا مقرب کیا، جنت کا رزق اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں اور

ان منازل کے حاصل کرنے کے لیے توفیق شہادت دی۔ ۳۳۵ اور دنیا میں وہ ایمان و تقویٰ پر ہیں جب شہید ہوں گے ان کے ساتھ ملیں گے اور روز قیامت امن

اور چین کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ ۳۳۶ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: حضور نے فرمایا: جس کسی کے راہِ خدا میں زخم لگا وہ روز قیامت ویسا ہی آئے گا جیسا

زخم لگنے کے وقت تھا اس کے خون میں خوشبو مشک کی ہوگی اور رنگ خون کا۔ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ شہید کو قتل سے تکلیف نہیں ہوتی مگر ایسی جیسی کسی کو

ایک خراش لگے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔ ۳۳۷ شان نزول: جنگِ اُحد سے فارغ ہونے

کے بعد جب ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مقامِ زوہاء میں پہنچے تو انہیں افسوس ہوا کہ وہ واپس کیوں آگئے مسلمانوں کا بالکل خاتمہ ہی کیوں نہ کر دیا یہ خیال کر کے

انہوں نے پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے تعاقب کے لیے اپنی رواگتی کا اعلان فرما دیا صحابہ کی ایک جماعت جن کی تعداد

ستر تھی اور جو جنگِ اُحد کے زخموں سے چور ہو رہے تھے حضور کے اعلان پر حاضر ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں

روانہ ہو گئے جب حضور مقامِ حراء الاسد پر پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے تو وہاں معلوم ہوا کہ مشرکین مرعوب و خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت

نازل ہوئی۔ ۳۳۸ یعنی نُعِیم بن مسعود اشجعی نے۔ ۳۳۹ یعنی ابوسفیان وغیرہ مشرکین نے ۳۴۰ شان نزول: جنگِ اُحد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان نے

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگلے سال ہماری آپ کی مقامِ بدر میں جنگ ہوگی حضور نے ان کے جواب میں فرمایا: اِنْ شَاءَ اللَّهُ، جب وہ

وقت آیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جنگ کے لیے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس ہو جانے کا ارادہ کیا اس موقع پر ابوسفیان

کی نُعِیم بن مسعود اشجعی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اے نُعِیم! اس زمانہ میں میری لڑائی مقامِ بدر میں محمد مصطفیٰ صلی

اتَّبِعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝۱۴۴ إِنَّمَا ذُكِرَ الشَّيْطَانُ

اللہ کی خوشی پر چلے ۳۴۴ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۳۴۳ وہ تو شیطان ہی ہے کہ

يَخَوْفُ أَوْلِيَاءَهُ ۚ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا اللَّهَ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۱۴۵

اپنے دوستوں سے ڈھمکاتا ہے ۳۴۴ تو ان سے نہ ڈرو ۳۴۵ اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ۳۴۶

وَلَا يَحْزُنُكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنُيْضِرُّوا اللَّهَ

اور اے محبوب تم ان کا کچھ غم نہ کرو جو کفر پر دوڑتے ہیں ۳۴۷ وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں

شَيْئًا ط يُرِيدُ اللَّهُ أَلاَّ يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

گے اور اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے ۳۴۸ اور ان کے لیے بڑا

عَظِيمٌ ۝۱۴۶ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنُيْضِرُّوا اللَّهَ شَيْئًا

عذاب ہے وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا ۳۴۹ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۴۷ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ بِنَانِئِلِي لَهُمْ

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں

خَيْرٌ لَّا أَنْفُسِهِمْ ط إِنَّمَا نُنْصِلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ

کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں ۳۵۰ اور ان کے لیے ذلت کا

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طے ہو چکی ہے اور اس وقت مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جنگ میں نہ جاؤں واپس جاؤں تو مدینہ جا اور مدینہ کے ساتھ مسلمانوں

کو میدان جنگ میں جانے سے روک دے اس کے عوض میں تجھ کو دس اونٹ دوں گا، نسیم نے مدینہ پہنچ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں ان سے کہنے لگا

کہ تم جنگ کے لیے جانا چاہتے ہو اہل مکہ نے تمہارے لیے بڑے لشکر جمع کیے ہیں، خدا کی قسم! تم میں سے ایک بھی پھر نہ آئے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: خدا کی قسم! میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔ پس حضور ستر سواروں کو ہمراہ لے کر ”حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“ پڑھتے ہوئے روانہ

ہوئے بدر میں پہنچے وہاں آٹھ شب قیام کیا مال تجارت ساتھ تھا اس کو فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم غانم مدینہ طیبہ واپس ہوئے جنگ نہیں ہوئی چونکہ ابوسفیان اور

اہل مکہ خوفزدہ ہو کر مکہ شریف کو واپس ہو گئے تھے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۴۱ بَا مُنْ وَعَافِيَتِ مَنْفَعِ تِجَارَتِ حَاصِلِ کر کے ۳۴۲ اور دشمن کے مقابلہ

کے لیے جرات سے نکلے اور جہاد کا ثواب پایا۔ ۳۴۳ کہ اس نے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آمادگی جہاد کی توفیق دی اور مشرکین کے دلوں کو خوفزدہ کر دیا

کہ وہ مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے اور راہ میں سے واپس ہو گئے۔ ۳۴۴ اور مسلمانوں کو مشرکین کی کثرت سے ڈراتا ہے جیسا کہ نُعَيْمُ بن مَسْعُودٌ اَشْجَعِي نے کیا۔

۳۴۵ یعنی منافقین و مشرکین جو شیطان کے دوست ہیں ان کا خوف نہ کرو۔ ۳۴۶ کیونکہ ایمان کا مقتضای یہ ہے کہ بندے کو خدا ہی کا خوف ہو۔ ۳۴۷ خواہ کفار

قریش ہوں یا منافقین یا رؤساء یہود یا مرتدین وہ آپ کے مقابلہ کے لیے کتنے ہی لشکر جمع کریں کامیاب نہ ہوں گے۔ ۳۴۸ اس میں قدریہ و معتزلہ کا رد ہے اور

آیت دلیل ہے اس پر کہ خیر و شر بہ ارادۃ الہی ہے۔ ۳۴۹ یعنی منافقین جو کلمہ ایمان پڑھنے کے بعد کافر ہوئے یا وہ لوگ جو باوجود ایمان پر قادر ہونے کے کافر ہی

رہے اور ایمان نہ لائے۔ ۳۵۰ حق سے عناد اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خلاف کر کے۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت

کیا کیا کون شخص اچھا ہے؟ فرمایا: جس کی عمر دراز ہو اور عمل اچھے ہوں، عرض کیا گیا اور بدتر کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر دراز ہو اور عمل خراب۔

مُهِينٌ ﴿۱۴۸﴾ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ

عذاب ہے اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو ۲۵۱ جب تک

يَبَيِّرَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۖ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

جدا نہ کر دے گندے کو ۲۵۲ ستھرے سے ۲۵۳ اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے

وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ

ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے ۲۵۴ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر

وَأِنْ تُوْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۴۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

اور اگر ایمان لاؤ ۲۵۵ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے اور جو بخل کرتے ہیں ۲۵۶ اس چیز میں

يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ أَلَّهُمْ ۚ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۚ

جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے

سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ

عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا ۲۵۷ اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں

۲۵۸ کے مکملے گو یاں اسلام! ۲۵۹ یعنی منافق کو ۲۶۰ مومن مخلص سے یہاں تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے احوال پر مطلع کر کے مومن و منافق ہر

ایک کو ممتاز فرما دے۔ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلقت و آفرینش (پیدائش) سے قبل جبکہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ

میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا، کون مجھ پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو

انہوں نے براہ استہزاء کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا،

کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ان

لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں! آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں

تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں۔ عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا: میرا باپ کون ہے؟ یا رسول اللہ! فرمایا: حذافہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے

ہوئے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے، قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے، آپ کے نبی

ہونے پر راضی ہوئے، ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

فرمائی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے اور حضور کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا

طریقہ ہے۔ ۲۶۱ تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور

اس سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کے علوم عطا فرمائے اور غیب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔

۲۶۲ اور تصدیق کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع کیا ہے۔ ۲۶۳ بخل کے معنی میں اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل

ہے اسی لیے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید آ رہی ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے: بخل اور بد خلقی یہ دو خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں

ہوتیں، اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکوٰۃ کا نہ دینا مراد ہے۔ ۲۶۴ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی

روز قیامت وہ مال سانپ بن کر اس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔

وَالْأَرْضُ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ

اور زمین کا ۳۵۸ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے بے شک اللہ نے سنا

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ ۖ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا

جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ۳۵۹ اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا ۳۶۰

وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا ۳۶۱ اور فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ اَيْدِيَكُمْ ۚ وَاَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝

یہ بدلا ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا

الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللَّهَ عٰهَدُ الْاِیْنَآ اَلَا نُوْمِنُ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِنَا

وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے قرار کر لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی

بَقَرٰۤیۡنٍ تَاْتٰكُمُ النَّارُ ۚ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ

قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے ۳۶۲ تم فرما دو مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں

وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو ۳۶۳ تو اے محبوب اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں

فَقَدْ كَذَّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُوْا بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۚ وَالْكِتٰبِ

تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے جو صاف نشانیاں ۳۶۴ اور صحیفے اور چمکتی کتاب ۳۶۵

۳۵۸ وہی دائم باقی ہے اور سب مخلوق فانی ان سب کی ملک باطل ہونے والی ہے تو نہایت نادانی ہے کہ اس مال ناپائیدار پر بھل کر کیا جائے اور راہ خدا میں نہ دیا

جائے۔ ۳۵۹ یہود نے یہ آیت ”مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا“ سن کر کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معبود ہم سے قرض مانگتا ہے تو ہم غمی ہوئے وہ

فقیر ہوا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۶۰ اعمال ناموں میں ۳۶۱ قتل انبیاء کو اس مقولہ پر معطوف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں جرم بہت عظیم ترین

ہیں اور قباحیت میں برابر ہیں اور شانِ انبیاء میں گستاخی کرنے والا شانِ الہی میں بے ادب ہو جاتا ہے۔ ۳۶۲ شانِ نزول: یہود کی ایک جماعت نے سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم سے توریت میں عہد لیا گیا ہے کہ جو مدعی رسالت ایسی قربانی نہ لائے جس کو آسمان سے سفید آگ اتر کر کھائے اس پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس کذب محض اور افتراء خالص کا ابطال کیا گیا کیونکہ اس شرط کا توریت میں نام و نشان بھی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نبی کی

تصدیق کے لیے معجزہ کافی ہے کوئی معجزہ ہو جب نبی نے کوئی معجزہ دکھایا اس کے صدق پر دلیل قائم ہو گئی اور اس کی تصدیق کرنا اور اس کی نبوت کو ماننا لازم ہو گیا اب کسی خاص معجزہ کا اصرار حجت قائم ہونے کے بعد نبی کی تصدیق کا انکار ہے۔ ۳۶۳ جب تم نے یہ نشانی لانے والے انبیاء قتل کیا اور ان پر ایمان نہ لائے تو ثابت ہو گیا کہ تمہارا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ ۳۶۴ یعنی معجزاتِ باہرہ (روشن اور لا جواب کر دینے والے معجزات) ۳۶۵ توریت و انجیل۔

النَّبِيرِ ۝۱۸۳ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ

لے کر آئے تھے ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے

الْقِيَامَةِ ۖ فَمَنْ رُحِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۖ وَمَا

میں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝۱۸۵ لَتُبْلَوْنَ فِيْ أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے ۳۶۷ بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں ۳۶۸

وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ

اور بے شک ضرور تم اگلے کتاب والوں ۳۶۸ اور مشرکوں سے

أَشْرَكُوا أَدْوَى كَثِيرًا ۖ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ

بہت کچھ برا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو ۳۶۹ تو یہ بڑی ہمت کا

الْأُمُورِ ۝۱۸۶ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ

کام ہے اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ ۚ فَبَدُّوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا

لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا ۳۷۰ تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام

قَلِيلًا ۖ فَبُئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝۱۸۷ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا

حاصل کیے ۳۷۱ تو کتنی بری خریداری ہے ۳۷۲ ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے

۳۷۳ دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب کر دی آدمی زندگی پر مفتون (شیدائی و دیوانہ) ہوتا ہے اسی کو سرمایہ سمجھتا ہے اور اس فرصت کو بیکار ضائع کر دیتا

ہے وقت اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقائے بھی اور اس کے ساتھ دل لگانا حیات باقی اور اخروی زندگی کے لیے سخت مضرت رساں (نقصان دہ ثابت) ہوا۔

حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ دنیا طالب دنیا کے لیے متاع غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے لیکن آخرت کے طلبگار کے لیے دولت باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع

دینے والا سرمایہ ہے، یہ مضمون اس آیت کے اوپر کے جملوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ ۳۷۴ حقوق و فرائض اور نقصان اور مصائب اور امراض و خطرات و قتل و رنج و غم

وغیرہ سے تاکہ مومن و غیر مومن میں امتیاز ہو جائے، مسلمانوں کو یہ خطاب اس لیے فرمایا گیا کہ آنے والے مصائب و شدائد پر انہیں صبر آسان ہو جائے۔ ۳۷۵ یہود و نصاریٰ ۳۷۶ معصیت سے ۳۷۷ اللہ تعالیٰ نے علماء و تورات و انجیل پر واجب کیا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت

کرنے والے جودلائل ہیں وہ لوگوں کو خوب اچھی طرح مشرح (واضح تشریح) کر کے سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں۔ ۳۷۸ اور روشنی لے کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو چھپایا جو تورات و انجیل میں مذکور تھے۔ ۳۷۹ علم دین کا چھپانا ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں آیا کہ جس شخص سے کچھ دریافت کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے اور اس نے اس کو چھپایا روز قیامت اس کے آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ مسئلہ: علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض فاسد کے لیے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

اَتُوا وَيُجِبُونَ اَنْ يُحْمَدُوا بِاِلٰهٍ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسِبْنَهُمْ بِفَاَزَةٍ

کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی تعریف ہو ﴿۱۸۷﴾ ایسوں کو ہرگز عذاب سے

مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

دور نہ جاننا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

اور زمین کی بادشاہی ﴿۱۸۷﴾ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے بے شک آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ وَاِخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَا یَتَّخِذُ اِلٰهًا وَّلٰی اِلَّا الْبَابُ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ

کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں ﴿۱۸۷﴾ عقل مندوں کے لیے ﴿۱۸۷﴾ جو

یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَاسًا وَقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ

اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کھڑے پر لیٹے ﴿۱۸۷﴾ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا

میں غور کرتے ہیں ﴿۱۸۷﴾ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا ﴿۱۸۷﴾ پاکی ہے تجھے تو ہمیں

عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَا اِنَّكَ مَن تَدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْرَجْتَهُ ۚ وَمَا

دوزخ کے عذاب سے بچالے اے رب ہمارے بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور

لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُنَادِیْ لِلْاِیْمٰنِ

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی کو سنا ﴿۱۸۷﴾ کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے

اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكْفِّرْ عَنَّا سِیِّاٰتِنَا

کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرما ﴿۱۸۷﴾ دے

وَلَا تُشٰنِ نَزْوٰلَہِ ۚ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا

جائے۔ مسئلہ: اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لیے اور اس کے لیے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے۔ جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم

کہلو اتے ہیں یا اسی طرح اور کوئی غلط وصف اپنے لیے پسند کرتے ہیں انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ ﴿۱۸۷﴾ اس میں ان گستاخوں کا رد ہے جنہوں نے کہا تھا

کہ اللہ فقیر ہے۔ ﴿۱۸۷﴾ صنائع، قدیم، حکیم، قادر کے وجود پر دلالت کرنے والی ﴿۱۸۷﴾ جن کی عقل کدورت سے پاک ہو اور مخلوقات کے عجائب و غرائب کو اعتبار و

استدلال کی نظر سے دیکھتے ہوں۔ ﴿۱۸۷﴾ یعنی تمام احوال میں۔ مسلم شریف میں مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام احیان (اوقات) میں اللہ کا ذکر

فرماتے تھے۔ بندہ کا کوئی حال یا الہی سے خالی نہ ہونا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے: جو بہشتی باغوں کی خوشچینی پسند کرے اسے چاہیے کہ ذکر الہی کی کثرت

کرے۔ ﴿۱۸۷﴾ اور اس سے ان کے صنائع کی قدرت و حکمت پر استدلال کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ ﴿۱۸۷﴾ بلکہ اپنی معرفت کی دلیل بنایا۔ ﴿۱۸۷﴾ اس منادی سے

وَتَوْفَنَّا مَعَ الْبَرِّ ۚ رَابِعًا ۖ وَاتِّمَامًا وَعَدُتُنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا

اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کرو ۳۸۵ اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ ۳۸۵ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں

يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْبِعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي

قیامت کے دن رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ

لَا أَضِيعُ عَمَلِ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ ۚ

میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو ۳۸۶

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآخَرُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقُتِلُوا

تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے

وَقُتِلُوا إِلَّا كُفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَآ دُخْلَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِّنْ تَحْتِهَا

اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا

نہریں رواں ۳۸۷ اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے اے سننے

يَعْرَنَكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۖ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۚ ثُمَّ

والے کافروں کا شہروں میں اگلے گہلے (اتراتے) پھرنا ہرگز تجھے دھوکا نہ دے ۳۸۸ تھوڑا برتنا ہے پھر

مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَبُسْ الْبِهَادِ ۝ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے

جَنَّتٌ تَجْرِي مِّنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نَزَّلًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ

جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی

مراد یا سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی شان میں ”ذَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ“ وارد ہے یا قرآن کریم ﷺ انبیاء و صالحین کے۔ کہ ہم ان کے

فرمانبرداروں میں داخل کیے جائیں۔ ۳۸۹ وہ فضل و رحمت ۳۸۹ اور جزائے اعمال میں عورت و مرد کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ شان نزول: ام المؤمنین حضرت ام

سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے فضائل تو معلوم ہوئے لیکن یہ

بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کی تسکین فرمادی گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔

۳۸۹ یہ سب اللہ کا فضل و کرم ہے۔ ۳۸۹ شان نزول: مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ کفار و مشرکین اللہ کے دشمن تو عیش و آرام میں ہیں اور ہم تنگی و

مشقت میں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ کفار کا یہ عیش متاعِ قلیل ہے اور انجامِ خراب۔

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلَّابِرَارِ ۝۱۹۸ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ

اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے سب سے بھلا ۱۹۸ اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر

بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَشَعَيْنَ لَلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ

ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا ۲۸۷ ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ۲۸۸ اللہ کی

بَايَتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۝۱۹۹ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ

آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے ۱۹۹ یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹۹ يَٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۚ قَفْ

حساب کرنے والا ہے اے ایمان والو صبر کرو ۱۹۹ اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۲۰۰

اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو

﴿ایاتھا ۱۷۶﴾ ﴿سُورَةُ النِّسَاءِ مَكِّيَّةٌ ۹۲﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲۲﴾

۱۔ سورہ نساء مدنیہ ہے، اس میں ایک سو چھتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

۲۸۷ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ سلطان کوئین ایک بورینے پر آرام فرما ہیں چہرہ کا تکیہ جس میں ناریل کے ریشے بھرے ہوئے ہیں زیر سر مبارک ہے جسم اقدس میں بورینے کے نقش ہو گئے ہیں، یہ حال دیکھ کر حضرت فاروق رو پڑے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب گریہ دریافت کیا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ تو عیش و راحت میں ہوں اور آپ رسول خدا ہو کر اس حالت میں، فرمایا: کیا تمہیں پسند نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔ ۲۸۸ ثمان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت نجاشی بادشاہ حبشہ کے باب میں نازل ہوئی، ان کی وفات کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: چلو اور اپنے بھائی کی نماز پڑھو جس نے دوسرے ملک میں وفات پائی ہے حضور ربیع شریف میں تشریف لے گئے اور زمین حبشہ آپ کے سامنے کی گئی اور نجاشی بادشاہ کا جنازہ پیش نظر ہوا اس پر آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی اور اس کے لیے استغفار فرمایا۔ سبحان اللہ! کیا نظر ہے کیا شان ہے سر زمین حبشہ حجاز میں سامنے پیش کر دی جاتی ہے۔ منافقین نے اس پر طعن کیا اور کہا دیکھو حبشہ کے نصرانی پر نماز پڑھتے ہیں جس کو آپ نے کبھی دیکھا بھی نہیں اور وہ آپ کے دین پر بھی نہ تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۲۸۹ عجز و انکسار اور تواضع و اخلاص کے ساتھ۔ ۲۹۰ جیسا کہ یہود کے رؤساء لیتے ہیں۔ ۲۹۱ اپنے دین پر اور اس کو کسی شدت و تکلیف وغیرہ کی وجہ سے نہ چھوڑ و صبر کے معنی میں حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبر نفس کو ناگوار امر پر روکنا ہے بغیر جزع کے۔ بعض حکماء نے کہا صبر کی تین قسمیں ہیں: (۱) ترک شکایت (۲) قبول قضا (۳) صدق رضا۔ ۱۔ سورہ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو چھتر آیتیں ہیں اور تین ہزار پینتالیس کلمے اور سولہ ہزار تیس حرف ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اسی میں

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

سے اُس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے

نِسَاءً لُونِ بِهِ ۚ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱ وَاتَّقُوا

نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو ۚ بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے اور

الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۚ وَلَا تَأْكُلُوا

یتیموں کو ان کے مال دو وٹ اور ستھرے وٹ کے بدلے گندہ نہ لو وٹ اور ان کے

أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝۲ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا

مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ ۚ بے شک یہ بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ

وَلَا يَخَاطَبُ عَامٌ هَٰذَا بَنَىٰ آدَمَ ۚ وَالْأَبَشَرُ حَضَرَتْ آدَمَ ۚ مِنْ جَنِّ كَوْبَغِيرِ مَالِ بَابِ كَافٍ ۚ

الہیہ کی عظمت کا بیان فرمایا گیا اگرچہ دنیا کے بے دین بد عقلی و نا فہمی سے اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں لیکن اصحاب فہم و خرد جانتے ہیں کہ یہ مضمون ایسی زبردست برہان

سے ثابت ہے جس کا انکار محال ہے۔ مردم شماری کا حساب پتہ دیتا ہے کہ آج سے سو برس قبل دنیا میں انسانوں کی تعداد آج سے بہت کم تھی اور اس سے سو برس پہلے

اور ابھی کم تو اس طرح جانب ماضی میں چلتے چلتے اس کی حد ایک ذات قرار پائے گی یا یوں کہیں کہ قبائل کی کثیر تعداد میں ایک شخص کی طرف متنبی ہو جاتی ہیں مثلاً سید

دنیا میں کروڑوں پائے جائیں گے مگر جانب ماضی میں ان کی نہایت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات پر ہوگی اور بنی اسرائیل کتنے بھی کثیر ہوں مگر اس تمام

کثرت کا مرجع حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ذات ہوگی اسی طرح اور اوپر کو چلنا شروع کریں تو انسان کے تمام شعوب و قبائل کی انتہا ایک ذات پر ہوگی اس کا

نام کتب الہیہ میں آدم علیہ السلام ہے اور ممکن نہیں کہ وہ ایک شخص تو والد و تاسل کے معمولی طریقہ سے پیدا ہو سکے اگر اس کے لیے باپ فرض بھی کیا جائے تو ماں

کہاں سے آئے لہذا ضروری ہے کہ اس کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہو اور جب بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تو بالیقین انہیں عناصر سے پیدا ہوگا جو اس کے وجود میں

پائے جاتے ہیں پھر عناصر میں سے جو عنصر اس کا مسکن ہو اور جس کے سوا دوسرے میں وہ نہ رہ سکے لازم ہے کہ وہی اس کے وجود میں غالب ہو اس لیے پیدائش کی

نسبت اسی عنصر کی طرف کی جائے گی یہ بھی ظاہر ہے کہ تو والد و تاسل کا معمولی طریقہ ایک شخص سے جاری نہیں ہو سکتا اس لیے اس کے ساتھ ایک اور بھی ہو کہ جوڑا ہو

جائے اور وہ دوسرا شخص انسانی جو اس کے بعد پیدا ہو مقتضائے حکمت یہی ہے کہ اسی کے جسم سے پیدا کیا جائے کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہونے سے نوع موجود ہو چکی

مگر یہ بھی لازم ہے اس کی خلقت پہلے انسان سے تو والد معمولی کے سوا کسی اور طریقہ سے ہو کیونکہ تو والد معمولی بغیر دو کے ممکن ہی نہیں اور یہاں ایک ہی ہے لہذا حکمت

الہیہ نے حضرت آدم کی ایک بائیں پبلی ان کے خواب کے وقت نکالی اور ان سے ان کی بی بی حضرت حوا کو پیدا کیا چونکہ حضرت حوا بطریق تو والد معمولی (عام بچوں

کی طرح) پیدا نہیں ہوئیں اس لیے وہ اولاد نہیں ہو سکتیں جس طرح کہ اس طریقہ کے خلاف جسم انسانی سے بہت سے کیڑے پیدا ہوا کرتے ہیں وہ اس کی اولاد نہیں

ہو سکتے ہیں خواب سے بیدار ہو کر حضرت آدم نے اپنے پاس حضرت حوا کو دیکھا تو محبت جنسیت دل میں موجزن ہوئی ان سے فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے عرض

کیا: عورت۔ فرمایا: کس لیے پیدا کی گئی ہو؟ عرض کیا: آپ کی تسکین خاطر کے لیے تو آپ ان سے مانوس ہوئے۔ وٹ انہیں قطع نہ کرو۔ حدیث شریف میں

ہے: جو رزق کی کشائش چاہے اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھے۔ وٹ شان نزول: ایک شخص کی گمرانی میں اس کے یتیم

بھتیجے کا کثیر مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا اور اس نے اپنا مال طلب کیا تو چچانے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس کو اس شخص نے یتیم کا مال

اس کے حوالہ کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ وٹ یعنی اپنے حلال مال وٹ یتیم کا مال جو تمہارے لیے حرام ہے اس کو اچھا سمجھ کر اپنے

تُقْسَطُوا فِي الْيَتَمَى فَإِنْ كُنْ حُومًا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثٌ

یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے ورنہ تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین

وَرُبَاعٌ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط

اور چار چار و پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو

ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۝۳ وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً ط فَإِنْ

یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو ورنہ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو ورنہ پھر اگر

طَبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيًّا ۝۴ وَلَا تَوْتُوا

وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچنا بچنا (خوش گوار اور مزے سے) ورنہ اور بے عقلوں

السُّفَهَاءِ أَمْوَالُكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيًّا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ

کو ورنہ ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسراوقات کیا ہے اور انہیں اس میں سے کھاؤ اور پہناؤ

ردی مال سے نہ بدلو کیونکہ وہ ردی تمہارے لیے حلال و طیب ہے اور یہ حرام و غبیث۔ ورنہ اور ان کے حقوق کی رعایت نہ رکھ سکو گے ورنہ آیت کے معنی میں چند

قول ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے باوجود یکہ اس کی طرف رغبت نہ ہوتی

پھر اس کے ساتھ صحبت و معاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اس کے مال کے وارث بننے کے لیے اس کی موت کے منتظر رہتے، اس آیت میں انہیں اس سے روکا

گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے تو بے انصافی ہو جانے کے اندیشہ سے گھبراتے تھے اور زنا کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ اگر تم نا انصافی

کے اندیشہ سے یتیموں کی ولایت سے گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اس سے بچنے کے لیے جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو اور حرام

کے قریب مت جاؤ۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو نا انصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ باک (خوف) نہیں

رکھتے تھے، انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو ان کے حق میں نا انصافی سے بھی ڈرو۔ اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔ مگر مہ

نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ قریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب ان کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں ان کی سرپرستی میں ہوتیں

ان کے مال خرچ کر ڈالتے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تا کہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے خواہ وہ حرہ (آزاد) ہوں یا ائمہ یعنی باندی۔ مسئلہ: تمام امت

کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لیے جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، یہ آپ کے خصائص میں سے

ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیبیاں تھیں حضور نے فرمایا: ان میں سے چار رکھنا۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ غنیان بن

سلمہ سفیٰ اسلام لائے ان کے دس بیبیاں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہوئیں حضور نے حکم دیا کہ ان میں سے چار رکھو۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بیبیوں کے

درمیان عدل فرض ہے نئی، پرانی، باکرہ (کنواری)، نیکہ (شادی شدہ) سب اس استحقاق (حق داری) میں برابر ہیں۔ یہ عدل لباس میں، کھانے پینے میں، سکئی

یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔ ورنہ اس سے معلوم ہوا کہ مہر کی مستحق عورتیں ہیں نہ کہ ان کے

اولیاء اگر اولیاء نے مہر وصول کر لیا ہو تو انہیں لازم ہے کہ وہ مہر اس کی مستحق عورت کو پہنچا دیں۔ مسئلہ: عورتوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو مہر کا کوئی جزو

بہرہ کریں یا کل مہر مگر بخشوانے کے لیے انہیں مجبور کرنا ان کے ساتھ بدخلقی کرنا نہ چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طَبْنَ لَكُمْ فرمایا جس کے معنی ہیں دل کی خوشی سے

معاف کرنا۔ ورنہ جو اتنی سمجھ نہیں رکھتے کہ مال کا مصرف پہنچائیں اس کو بے محل خرچ کرتے ہیں اور اگر ان پر چھوڑ دیا جائے تو وہ جلد ضائع کر دیں گے۔

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝۵ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ

اور ان سے اچھی بات کہو ۵ اور یتیموں کو آزماتے رہو ۵ یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں

فَإِنْ اَنْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَأْكُلُوهَا

تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ

إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ

حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے ۷ اور جو

كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ

حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے پھر جب تم ان کے مال انہیں سپرد کرو

فَاشْهَدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝۶ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا

تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو مردوں کے لیے حصہ ہے

تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ

اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ

وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝۷ وَإِذَا حَضَرَ

اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا ۷ پھر بانٹتے وقت

الْقُسَّةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّكِينِ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا

اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین ۷ آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو ۷ اور ان سے

لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝۸ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً

اچھی بات کہو ۸ اور ڈریں ۸ وہ لوگ کہ اگر اپنے بعد ناتوان اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں

۷ جس سے ان کے دل کوتاہی ہو اور وہ پریشان نہ ہوں مثلاً یہ کہ مال تمہارا ہے اور تم ہوشیار ہو جاؤ گے تو تمہیں سپرد کیا جائے گا۔ ۷ کہ ان میں ہوشیاری اور

معاملہ جہی پیدا ہوئی یا نہیں ۷ یتیم کا مال کھانے سے ۷ زمانہ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں کو ورثہ نہ دیتے تھے اس آیت میں اس رسم کو باطل کیا گیا۔ ۷ اجنبی

جن میں سے کوئی میت کا وارث نہ ہو ۷ قبل تقسیم اور یہ دینا مستحب ہے۔ ۷ اس میں عذر جمیل، وعدہ حسنہ اور دعائے خیر سب داخل ہیں۔ اس آیت میں میت

کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قول معروف (اچھی بات) کہنے کا حکم دیا، زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا۔ محمد بن

سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کر کے کھانا پکایا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی، ابن

سیرین نے اسی مضمون کی عبیدہ سلمانی سے بھی روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ کہا کہ اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔ تبیر جس کو سوئم

کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں یتیموں و مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت

ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا اقُولًا سَدِيدًا ۝۹ اِنَّ

خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں ۲۲ اور سیدھی بات کریں ۲۳ وہ

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ اَمْوَالَ الْيَتٰى ظُلْمًا اِنْسَآيًا كَلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ ط

جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں زری آگ بھرتے ہیں ۲۴

وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰ يُوْصِيْكُمْ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْ كَرِهْتَ حَظَّ

اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (بھڑکتی آگ) میں جائیں گے اللہ تمہیں حکم دیتا ہے ۲۵ تمہاری اولاد کے بارے میں فلا بیٹے کا حصہ

الْاُنثٰى ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اِثْنَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ ج

دو بیٹیوں برابر ۲۶ پھر اگر زری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر ۲۷ تو ان کو ترکہ کی دو تہائی

وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ ط وَلَا بَوٰىءٌ لِّكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

اور اگر ایک لڑکی تو اُس کا آدھا ۲۹ اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو

السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَةٌ ۚ

اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو ۳۰ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ

اَبَوَاهُ فَلِاِمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُ اِخْوَةٌ فَلِاِمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ

چھوڑے ۳۱ تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ۳۲ تو ماں کا چھٹا ۳۳ بعد اس

اور دعا قول معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہو گیا ہے جو بزرگوں کے اس عمل کا ماخذ تو تلاش نہ کر سکے باوجودیکہ انتا صاف قرآن پاک میں موجود تھا

لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مصر ہو گئے۔ اللہ ہدایت کرے۔ ۳۴ وہی اور یتیموں کے ولی اور وہ لوگ جو قریب موت مرنے

والے کے پاس موجود ہوں۔ ۳۵ اور مرنے والے کی ذریت کے ساتھ خلاف شفقت کوئی کارروائی نہ کریں جس سے اس کی اولاد پریشان ہو۔ ۳۶ مریض کے

پاس اس کی موت کے قریب موجود ہونے والوں کی سیدھی بات تو یہ ہے کہ اسے صدقہ وصیت میں یہ رائے دیں کہ وہ اتنے مال سے کرے جس سے اس کی اولاد

تنگ دست نادر نہ رہ جائے اور وہی ولی کی سیدھی بات یہ ہے کہ وہ مرنے والے کی ذریت سے حسن خلق کے ساتھ کلام کریں جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں۔

۳۷ یعنی یتیموں کا مال ناحق کھانا گویا آگ کھانا ہے کیونکہ وہ سبب ہے عذاب کا۔ حدیث شریف میں ہے: روز قیامت یتیموں کا مال کھانے والے اس طرح

اٹھائے جائیں گے کہ ان کی قبروں سے اور ان کے منہ سے اور ان کے کانوں سے دھواں نکلتا ہوگا تو لوگ پہچانیں گے کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے۔ ۳۸ ورثہ

کے متعلق ۳۹ اگر میت نے بیٹے بیٹیاں دونوں چھوڑی ہوں تو ۴۰ یعنی دختر کا حصہ پسر سے آدھا ہے اور اگر مرنے والے نے صرف لڑکے چھوڑے ہوں تو کل

مال ان کا۔ ۴۱ یاد ۴۲ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکیلا لڑکا وارث رہا ہو تو کل مال اس کا ہوگا کیونکہ اوپر بیٹے کا حصہ بیٹیوں سے دونا بتایا گیا ہے تو جب اکیلی لڑکی کا

نصف ہوا تو اکیل لڑکے کا اس سے دونا ہوا اور وہ کل ہے۔ ۴۳ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی کہ ان میں سے ہر ایک کو اولاد کہا جاتا ہے۔ ۴۴ یعنی صرف ماں باپ چھوڑے

اور اگر ماں باپ کے ساتھ زوج یا زوجہ میں سے کسی کو چھوڑا تو ماں کا حصہ زوج کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچے اس کا تہائی ہوگا نہ کل کا تہائی۔ ۴۵ سگے خواہ

سوتیلے ۴۶ اور ایک ہی بھائی ہو تو وہ ماں کا حصہ نہیں گھٹا سکتا۔

وَصِيَّةٌ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ^ط أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ

وصیت کے جو کر گیا اور دین کے ^{۲۴} تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون

أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ^ط فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ ^ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۱۱

تمہارے زیادہ کام آئے گا ^{۲۵} یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهِنَّ وَلَدٌ ^ج فَإِنْ كَانَ

اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيَنَّ بِهَا

ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دین

أَوْ دَيْنٍ ^ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ^ج فَإِنْ

نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے ^{۲۶} اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر

كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّلُثُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ

تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ^{۲۷} جو وصیت تم کر جاؤ

بِهَا أَوْ دَيْنٍ ^ط وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ

اور دین نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹھا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا

أُخْتُ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ^ج فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں

فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ^{لا} غَيْرِ

تو سب تہائی میں شریک ہیں ^{۲۸} میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ

مُضَارٍ ^ج وَصِيَّةٌ مِّنَ اللَّهِ ^ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝۱۲ ^ط تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ

پہنچایا ہو ^{۲۹} یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حکم والا ہے یہ اللہ کی حدیں ہیں

^{۳۰} کیونکہ وصیت اور دین یعنی قرض وراثت کی تقسیم سے مقدم ہے اور دین وصیت پر بھی مقدم ہے۔ حدیث شریف میں ہے ”إِنَّ الدِّينَ قَبْلُ الْوَصِيَّةِ“۔

^{۳۱} اس لیے حصوں کی تعیین تمہاری رائے پر نہیں چھوڑی۔ ^{۳۲} خواہ ایک بی بی ہو یا کئی، ایک ہوگی تو وہ اکیلی چوتھائی پائے گی، کئی ہوں گی تو سب اس چوتھائی

میں برابر شریک ہوں گی خواہ بی بی ایک ہو یا کئی ہوں حصہ یہی رہے گا۔ ^{۳۳} خواہ بی بی ایک ہو یا زیادہ۔ ^{۳۴} کیونکہ وہ ماں کے رشتہ کی بدولت مستحق ہوئے اور

ماں تہائی سے زیادہ نہیں پاتی اور اسی لیے ان میں مرد کا حصہ عورت سے زیادہ نہیں ہے۔ ^{۳۵} اپنے وارثوں کو تہائی سے زیادہ وصیت کر کے یا کسی وارث کے حق

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۱۳ وَمَنْ يَعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے

وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا يَدْخُلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا ۚ وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝۱۴

اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے ونے

وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاُسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً

اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے واسے چار مردوں کی

مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ

گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو ۱۵ یہاں تک کہ انہیں موت اٹھا لے

میں وصیت کر کے۔ مسائل فرائض:- وارث کئی قسم ہیں، اصحاب فرائض: یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصے مقرر ہیں مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی مالک، زیادہ

ہوں تو سب کے لیے دو تہائی، پوتی اور پر پوتی اور اس سے نیچے کی ہر پوتی اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت نے ایک بیٹی چھوڑی ہو تو یہ اس

کے ساتھ چھٹا پائے گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائے گی کچھ نہ پائے گی اور اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی ساقط ہوگی لیکن اگر اس کے ساتھ

یا اس کے نیچے درجہ میں کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اس کو عصہ بنادے گا۔ سگی بہن میت کے بیٹا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔ علاقائی بہنیں جو باپ

میں شریک ہوں اور ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہوں وہ حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی مثل ہیں اور دونوں قسم کی بہنیں یعنی علاقائی و حقیقی میت کی بیٹی یا پوتی

کے ساتھ عصہ ہو جاتی ہیں اور بیٹے اور پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔ سوتیلے

بھائی بہن جو حفظ ماں میں شریک ہوں ان میں سے ایک ہو تو چھٹا اور زیادہ ہوں تو تہائی اور ان میں مرد و عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے پوتے اور اس کے ماتحت

کے پوتے اور باپ دادا کے ہوتے ساقط ہو جائیں گے۔ باپ چھٹا حصہ پائے گا اگر میت نے بیٹا یا پوتا یا اس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں اور اگر میت نے بیٹی

یا پوتی، یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا اور وہ باقی بھی پائے گا جو اصحاب فرض کو دے کر بچے۔ دادا یعنی باپ کا باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل

باپ کے ہے سوائے اس کے کہ ماں کو مثلث باقی کی طرف رد نہ کر سکے گا۔ ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے یا پوتے کی اولاد یا بہن

بھائی میں سے دو چھوڑے ہوں خواہ وہ بھائی سکے ہوں یا سوتیلے اور اگر ان میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی اور اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں

باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے اس کا تہائی ملے گا اور جدہ کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی یا باپ کی

طرف سے ہو یعنی دادی ایک ہو یا زیادہ ہوں اور قریب والی دور والی کے لیے حاجب ہو جاتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدات باپ

کے ہونے سے محجوب ہوتی ہیں اس صورت میں کچھ نہ ملے گا زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے پوتے پر پوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو اور اگر اس قسم

کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں

چوتھائی۔ عصبات: وہ وارث ہیں جن کے لیے کوئی حصہ معین نہیں اصحاب فرض سے جو باقی بچتا ہے وہ پاتے ہیں ان میں سب سے اولیٰ بیٹا ہے پھر اس کا بیٹا پھر اور

نیچے کے پوتے پھر باپ پھر دادا پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے، پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلے یعنی باپ شریک بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر باپ شریک بھائی

کا بیٹا، پھر چچا پھر باپ کے چچا پھر دادا کے چچا پھر آزاد کرنے والا پھر اس کے عصبات ترتیب وار اور جن عورتوں کا حصہ نصف یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے

ساتھ عصہ ہو جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں ذوی الارحام اصحاب فرض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور ان کی ترتیب

عصبات کی مثل ہے۔ ونے کیونکہ کل حدوں سے تجاوز کرنے والا کافر ہے اس لیے کہ مومن کیسا بھی گنہگار ہو ایمان کی حد سے تو نہ گزرے گا۔ ۱۶ یعنی مسلمانوں

أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۝ وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَهَا مِنْكُمْ فَاذْهُبُوا ۚ

یا اللہ اُن کی کچھ راہ نکالے ۱۵ اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو ۱۶

فَإِنْ تَابَا وَأُصْلَحَا فَاغْرِضُوا غُرَّتَهُمَا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝

پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۷

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ

وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے بُرائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی ہی دیر میں

مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

توبہ کر لیں ۱۸ ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ

اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں ۱۹ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو

الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ إِلَٰهَ وَلَا الَّذِينَ يَسُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ

موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی ۲۰ اور نہ ان کی جو کافر مریں ان کے لیے

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ

ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۲۱ اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ

تَرْتَوُوا النِّسَاءَ كُرْهًا ۚ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا اتَّيَسَّرَ

عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی ۲۲ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہراں کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو ۲۳

میں کے ۲۴ کہ وہ بدکاری نہ کرنے پائیں ۲۵ یعنی حد مقرر فرمائے یا توبہ اور نکاح کی توفیق دے۔ جو مفسرین اس آیت میں ”الْفَاحِشَةُ“ (بدکاری) سے زنا

مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس (عورتوں کو گھر قید میں رکھنے) کا حکم حدود نازل ہونے سے قبل تھا حدود کے ساتھ منسوخ کیا گیا۔ (خازن و جلالین و احمدی) ۲۶ جھڑکو

گھڑکو برا کہو شرم دلاؤ جو تیاں مارو۔ (جلالین و مدارک و خازن وغیرہ) ۲۷ حسن کا قول ہے کہ زنا کی سزا پہلے ایذا مقرر کی گئی پھر جس پھر کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا۔ ابن

جر کا قول ہے کہ پہلی آیت ”وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَ“ ان عورتوں کے باب میں ہے جو عورتوں کے ساتھ (بطریق مساحت) بدکاری کرتی ہیں اور دوسری آیت ”وَالَّذِينَ“ لو اطاعت

کرنے والوں کے حق میں ہے اور زانی اور زانیہ کا حکم سورہ نور میں بیان فرمایا گیا اس تقدیر پر یہ آیتیں غیر منسوخ ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے

دلیل ظاہر ہے اس پر جو وہ فرماتے ہیں کہ لو اطاعت میں تعزیر ہے حد نہیں۔ ۲۸ ضحاک کا قول ہے کہ جو توبہ موت سے پہلے ہو وہ قریب ہے۔ ۲۹ اور توبہ میں تاخیر

کرتے جاتے ہیں۔ ۳۰ قبول توبہ کا وعدہ جو اوپر کی آیت میں گزرا وہ ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ اللہ مالک ہے جو چاہے کرے ان کی توبہ قبول کرے یا نہ کرے

بخشے یا عذاب فرمائے اس کی مرضی۔ (احمدی) ۳۱ اس سے معلوم ہوا کہ وقت موت کا فخر کی توبہ اور اس کا ایمان مقبول نہیں۔ ۳۲ شان نزول: زمانہ جاہلیت کے

لوگ مال کی طرح اپنے اقارب کی بیبیوں کے بھی وارث بن جاتے تھے پھر اگر چاہتے تھے توبہ مہراں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی اور کے ساتھ شادی کر دیتے اور

خود مہر لے لیتے یا انہیں قید کر رکھتے کہ جو ورثہ انہوں نے پایا ہے وہ دے کر رہائی حاصل کریں یا مر جائیں تو یہ ان کے وارث ہو جائیں غرض وہ عورتیں بالکل ان کے ہاتھ میں

إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ ۚ وَعَاشِرُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ

مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں ۱۵ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو ۱۶ پھر اگر

كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُهُوَ شَيْئًا ۚ وَيَجْعَلُ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا

وہ تمہیں پسند نہ آئیں ۱۷ تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں نا پسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی

كَثِيرًا ۙ ۱۹ وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۚ وَآتَيْتُمْ

رکھے ۱۸ اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو ۱۹ اور اُسے ڈھیروں

أَحَدَهُنَّ قِطْرًا ۖ فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ اتَّخِذُوا مِنْهُ بِهَتَانَا وَاشْبَا

مال دے چکے ہو ۲۰ تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو ۲۱ کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلے

مُبِينًا ۚ ۲۰ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ ۚ وَأَخَذْنَ

گناہ سے ۲۱ اور کیوں کر اُسے واپس لو گے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو لیا اور وہ تم

مِنْكُمْ مِّمَّا قَاعِلِيًّا ۚ ۲۱ وَلَا تَنْكِحُوا أُمَّانَكُمْ أَبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ۚ إِلَّا مَا

سے گاڑھا عہد لے چکیں ۲۲ اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو ۲۳ مگر جو

قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا ۚ وَسَاءَ سَبِيلًا ۚ ۲۲ حُرِّمَتْ

ہو گزرا وہ بے شک بے حیائی ۲۳ اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ ۲۴ حرام ہوئیں

مجبور ہوتی تھیں اور اپنے اختیار سے کچھ بھی نہ کر سکتی تھیں اس رسم کو مٹانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی گئی۔ ۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اس

کے متعلق ہے جو اپنی بی بی سے نفرت رکھتا ہو اور اس لیے بدسلوکی کرتا ہو کہ عورت پریشان ہو کر مہر واپس کر دے یا چھوڑ دے اس کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ عورت کو طلاق دیتے پھر رجعت کرتے پھر طلاق دیتے اس طرح اس کو معلق رکھتے تھے کہ نہ وہ ان کے پاس آرام پا سکتی نہ دوسری جگہ ٹھکانا

کر سکتی اس کو منع فرمایا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ میت کے اولیاء کو خطاب ہے کہ وہ اپنے مورث کی بی بی کو نہ روکیں۔ ۱۶ شوہر کی نافرمانی یا اس کی یا اس کے گھر والوں

کی ایذا و بدزبانی یا حرام کاری ایسی کوئی حالت ہو تو خلع چاہنے میں مضائقہ نہیں۔ ۱۷ کھلانے پہنانے میں بات چیت میں اور زوجیت کے امور میں ۱۸ بدخلقی

یا صورت نا پسند ہونے کی وجہ سے تو صبر کرو اور جدائی مت چاہو۔ ۱۹ ولد صالح وغیرہ۔ ۲۰ یعنی ایک کو طلاق دے کر دوسری سے نکاح کرنا۔ ۲۱ اس آیت

سے گراں مہر مقرر کرنے کے جواز پر دلیل لائی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا کہ عورتوں کے مہر گراں نہ کرو ایک عورت نے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ

اے ابن خطاب! اللہ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو اس پر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے جو چاہو مقرر

کرو، سبوحان اللہ! خلیفہ رسول کے شان انصاف اور نفس شریف کی پاکی رَزَقْنَا اللہ تعالیٰ اِتِّبَاعَهُ آمین۔ ۱۸ کیونکہ جدائی تمہاری طرف سے ہے۔ ۱۹ یہ اہل

جاہلیت کے اس فعل کا رد ہے کہ جب انہیں کوئی دوسری عورت پسند آتی تو وہ اپنی بی بی پر تہمت لگاتے تاکہ وہ اس سے پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس دے

دے اس طریقہ کو اس آیت میں منع فرمایا اور جھوٹ اور گناہ بتایا۔ ۲۰ وہ عہد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ”فَأَمْسَاكُمْ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِخْسَانٍ“ مسئلہ یہ

آیت دلیل ہے اس پر کہ خلوت صحیحہ سے مہر مٹا دیا جاتا ہے۔ ۲۱ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں روانہ تھا کہ اپنی ماں کے سوا باپ کے بعد اس کی دوسری عورت کو بیٹا بیاہ

لیتا تھا۔ ۲۲ کیونکہ باپ کی بی بی بمنزلہ ماں کے ہے، کہا گیا ہے نکاح سے وحی مراد ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہو

خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو اس کا وہ مالک ہو کر ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا اس سے نکاح حرام ہے۔ ۲۳ اب اس کے بعد جس قدر

عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ

تم پر تمہاری مائیں ۶۴ اور بیٹیاں ۶۵ اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں

وَبَنَاتُ الْأَخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ

اور بھانجیاں ۶۶ اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ۶۷ اور دودھ کی بہنیں

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَّائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي

اور عورتوں کی مائیں ۶۸ اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ۶۹ ان بیبیوں سے جن سے

دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں ہے

وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْعُوا بَيْنَ

اور تمہاری نسلی بیٹیوں کی بیٹیوں کے اور دو بہنیں اکٹھی

الْأُحْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝۲۳

کرنا ۷۰ مگر جو ہو گزرا ۷۱ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

عورتیں حرام ہیں ان کا بیان فرمایا جاتا ہے ان میں سات تو نسب سے حرام ہیں۔ ۶۴ اور ہر عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے ذریعہ سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی دادیاں و نانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔ ۶۵ پوتیاں اور نواسیاں کسی درجہ کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔ ۶۶ یہ سب سگی ہوں یا سوتیلی۔ ان کے بعد ان عورتوں کا بیان کیا جاتا ہے جو سب سے حرام ہیں۔ ۶۷ دودھ کے رشتے: شیر خوار کی مدت میں قلیل دودھ پیا جائے یا کثیر اس کے ساتھ حرمت متعلق ہوتی ہے۔ شیر خوار کی مدت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تیس ماہ اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہیں۔ شیر خوار کی مدت کے بعد جو دودھ پیا جائے اس سے حرمت متعلق نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے رضاعت (دودھ پلانے) کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دودھ پلانے والی کو شیر خوار کی ماں اور اس کی لڑکی کو شیر خوار کی بہن فرمایا اسی طرح دودھ پلائی کا شوہر شیر خوار کا باپ اور اس کا باپ شیر خوار کا دادا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی اور اس کا ہرچہ جو دودھ پلائی کے سوا اور کسی عورت سے بھی ہو خواہ وہ قبل شیر خوار کے پیدا ہوا یا اس کے بعد وہ سب اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں اور دودھ پلائی کی ماں شیر خوار کی نانی اور اس کی بہن اس کی خالہ اور اس شوہر سے اس کے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کے رضاعی بھائی بہن اور اس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اس کے سوتیلے بھائی بہن۔ اس میں اصل یہ حدیث ہے کہ رضاع سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں اس لیے شیر خوار پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔ ۶۸ یہاں سے محرمات بالصبریہ (سرکاری رشتہ داری کی وجہ سے جو عورتیں حرام ہیں ان) کا بیان ہے وہ تین ذکر فرمائی گئیں بیبیوں کی مائیں بیبیوں کی بیٹیاں اور بیٹیوں کی بیٹیاں، بیبیوں کی مائیں صرف عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیبیاں مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ (یعنی ان سے ہم بستری ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو)۔ ۶۹ گود میں ہونا غالب حال کا بیان ہے حرمت کے لیے شرط نہیں۔ ۷۰ ان کی ماؤں سے طلاق یا موت وغیرہ کے ذریعہ سے قبل صحبت جدائی ہونے کی صورت میں ان کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ ۷۱ اس سے مُتَبَسِّئِ (منہ بولے بیٹے) نکل گئے۔ ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور رضاعی بیٹے کی بی بی بھی حرام ہے کیونکہ وہ نسبی کے حکم میں ہے اور پوتے پر پوتے بیٹیوں میں داخل ہیں۔ ۷۲ یہ بھی حرام ہے خواہ دونوں بہنوں کو نکاح میں جمع کیا جائے یا ملک نبیین کے ذریعہ سے وحی میں اور حدیث شریف میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا نکاح میں

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آجائیں وکے یہ اللہ کا وحیہ (مقرر کردہ) ہے تم پر

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ

اور اُن وکے کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو قید لاتے وکے نہ

مُسْفِحِينَ ط فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ط

پانی گراتے وکے تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا تَرَضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ط إِنَّ اللَّهَ

اور قرارداد (طے شدہ) کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضا مندی ہو جائے تو اس میں گناہ نہیں وکے بے شک اللہ

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ٢٣ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ

علم و حکمت والا ہے اور تم میں سے بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں

الْمُحْصَنَاتِ الْيُومِ مَنِ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيَاتِكُمُ

آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو اُن سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی

جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا اور ضابطہ یہ ہے کہ نکاح میں ہر ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ہر ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اس کے

لیے حلال نہ ہو جیسے کہ پھوپھی بھتیجی کہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کیا جائے تو چچا بھتیجی اس پر حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو بھتیجا بھوپھی اس

پر حرام ہے حرمت دونوں طرف ہے اور اگر صرف ایک طرف سے ہو تو جمع حرام نہ ہوگی جیسے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی ان دونوں کو جمع کرنا حلال

ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کیا جائے تو اس کے لیے باپ کی بی بی تو حرام رہتی ہے۔ مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بی بی کو اگر

مرد فرض کیا جائے تو یہ اجنبی ہوگا اور کوئی رشتہ ہی نہ رہے گا۔ وکے گرفتار ہو کر بغیر اپنے شوہروں کے وہ تمہارے لیے بعد استبراء (یعنی حیض آجانے

اور بچہ جننے کے بعد) حلال ہیں اگرچہ دار الحرب میں ان کے شوہر موجود ہوں کیونکہ نبیین دارین (ملک بدل جانے) کی وجہ سے ان کی شوہروں سے

فرقت ہو چکی۔ شان نزول: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے ایک روز بہت سی قیدی عورتیں پائیں جن کے شوہر دار الحرب میں

موجود تھے تو ہم نے ان سے قربت میں شامل کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وکے محرمات

مذکورہ وکے نکاح سے یا ملک بئیں سے اس آیت سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔ مسئلہ: نکاح میں مہر ضروری ہے۔ مسئلہ: اگر مہر معین نہ کیا ہو جب بھی

واجب ہوتا ہے۔ مسئلہ: مہر مال ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت و تعلیم وغیرہ جو چیزیں مال نہیں ہیں۔ مسئلہ: اتنا قلیل جس کو مال نہ کہا جائے مہر ہونے کی

صلاحیت نہیں رکھتا۔ حضرت جابر اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مہر کی ادنی مقدار دس درہم ہیں اس سے کم نہیں ہو سکتا۔ وکے اس

سے حرام کاری مراد ہے اور اس تعبیر (معنی بیان کرنے) میں تنبیہ ہے کہ زانی محض شہوت رانی کرتا اور مستی نکالتا ہے اور اس کا فعل غرض صحیح اور مقصد

سکن سے خالی ہوتا ہے نہ اولاد حاصل کرنا نہ نسل و نسب محفوظ رکھنا نہ اپنے نفس کو حرام سے بچانا ان میں سے کوئی بات اس کو مد نظر نہیں ہوتی وہ اپنے

نطفہ و مال کو ضائع کر کے دین و دنیا کے خسارہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ وکے خواہ عورت مہر مقرر شدہ سے کم کر دے یا بالکل بخش دے یا مرد مقدار مہر کی

اور زیادہ کر دے۔

الْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ فَإِنَّكُمْ حَوْهْنٌ

کنیزیں ۵ اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم میں ایک دوسرے سے ہے تو ان سے نکاح کرو ۵

بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْعَرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ

ان کے مالکوں کی اجازت سے ۵ اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو ۵ قید میں آتیاں نہ

مُسْفِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أُحْصِنَ فَإِنَّ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ

مستی نکالتی اور نہ یار بناتی ۵ جب وہ قید میں آجائیں ۵ پھر بُرا کام کریں

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ

تو ان پر اُس سزا کی آدھی ہے جو آزاد عورتوں پر ہے ۵ یہ ۵ اس کے لیے جسے تم میں سے زنا کا

الْعَنَتِ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۚ ۲۵ يُرِيدُ

اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہے ۵ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اللہ چاہتا

اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ

ہے کہ اپنے احکام تمہارے لیے صاف بیان کر دے اور تمہیں اگلوں کی رُشیں (طور طریقے) بتا دے ۵ اور تم پر اپنی رحمت سے

عَلَيْكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۚ ۲۶ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَ

رجوع فرمائے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے اور

يُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۚ ۲۷ يُرِيدُ

جو اپنے مزوں کے پیچھے پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھی راہ سے بہت الگ ہو جاؤ ۵ اللہ چاہتا

۵ یعنی مسلمانوں کی ایمان دار کنیزیں کیونکہ نکاح اپنی کنیز سے نہیں ہوتا وہ بغیر نکاح ہی مولیٰ کے لیے حلال ہے معنی یہ ہیں کہ جو شخص حرۃ مؤمنہ سے نکاح کی

مَقْدَرَت (طاقت) و وسعت نہ رکھتا ہو وہ ایماندار کنیز سے نکاح کرے یہ بات عار کی نہیں ہے۔ مسئلہ: جو شخص حرہ سے نکاح کی وسعت رکھتا ہو اس کو بھی مسلمان

باندی سے نکاح کرنا جائز ہے، یہ مسئلہ اس آیت میں تو نہیں ہے مگر اوپر کی آیت ”وَاحِلٌ لَّكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ“ (اور ان حرام کی گئیں عورتوں کے سوا جو ہیں وہ

تمہیں حلال ہیں) سے ثابت ہے۔ مسئلہ: ایسے ہی کتابیہ باندی سے بھی نکاح جائز ہے اور مؤمنہ کے ساتھ افضل و مستحب ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت

ہوا۔ ۵ یہ کوئی عار کی بات نہیں فضیلت ایمان سے ہے اسی کو کافی سمجھو۔ ۵ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ باندی کو اپنے مولیٰ کی اجازت کے بغیر نکاح کا حق

نہیں، اسی طرح غلام کو ۵ اگرچہ مالک ان کے مہر کے مولیٰ ہیں لیکن باندیوں کو دینا مولیٰ ہی کو دینا ہے کیونکہ خود وہ اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ہو سب مولیٰ کی

ملک ہے یا یہ معنی ہیں کہ ان کے مالکوں کی اجازت سے مہر انہیں دو۔ ۵ یعنی علانیہ و خفیہ کسی طرح بدکاری نہیں کرتیں ۵ اور شوہر دار ہو جائیں ۵ جو شوہر

دار نہ ہوں یعنی پچاس تازیانے (کوڑے) کیونکہ حرہ کے لیے سوتازیاں ہیں اور باندیوں کو رجم نہیں کیا جاتا کیونکہ ”رجم“ قابل تنصیف (دو حصوں میں تقسیم کے

قابل) نہیں ہے۔ ۵ باندی سے نکاح کرنا ۵ باندی کے ساتھ نکاح کرنے سے کیونکہ اس سے اولاد مملوک (غلام) پیدا ہوگی۔ ۵ انبیاء و صالحین

کی ۵ اور حرام میں مبتلا ہو کر انہیں کی طرح ہو جاؤ۔

اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ۝۲۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ہے کہ تم پر تخفیف (آسانی) کرے ۲۸ اور آدمی کمزور بنایا گیا ۲۸ اے ایمان والو

أَمْوَالِكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً

آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ ۲۹ مگر یہ کہ کوئی سودا

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝۲۹

تمہاری باہمی رضامندی کا ہو ۲۹ اور اپنی جانیں قتل نہ کرو ۲۹ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عَدُوًّا وَإِنَّا وَظَلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَلِكَ

اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ

عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۳۰ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

اللہ کو آسان ہے ۳۰ اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے ۳۰ تو تمہارے

عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝۳۱ وَلَا تَتَّبِعُوا مَا فُضِّلَ

اور گناہ ۳۱ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ

اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ ط لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبُوا ط وَ

نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ۳۲ مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور

۳۲ اور اپنے فضل سے احکام ہل (آسان) کرے۔ ۳۲ اس کو عورتوں سے اور شہوات سے صبر دشوار ہے۔ حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: عورتوں میں بھلائی نہیں اور ان کی طرف سے صبر بھی نہیں ہو سکتا، نیکیوں پر وہ غالب آتی ہیں، بدن پر غالب آ جاتے ہیں۔ ۳۱ چوری، خیانت، غصب، جوا،

سود جتنے حرام طریقے ہیں سب ناحق ہیں سب کی ممانعت ہے ۳۲ وہ تمہارے لیے حلال ہے ۳۲ ایسے افعال اختیار کر کے جو دنیا یا آخرت میں ہلاکت کا باعث

ہوں، اس میں مسلمانوں کو قتل کرنا بھی آگیا اور مومن کا قتل خود اپنا ہی قتل ہے کیونکہ تمام مومن نفس واحد کی طرح ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے خودکشی کی حرمت بھی ثابت

ہوئی اور نفس کا اتباع کر کے حرام میں مبتلا ہونا بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ ۳۲ اور جن پر وعید آئی یعنی وعدہ عذاب دیا گیا مثل قتل، زنا، چوری وغیرہ

کے۔ ۳۱ صغائر۔ مسئلہ: کفر و شرک تو نہ بخشا جائے گا اگر آدمی اسی پر مرا (اللہ کی پناہ) باقی تمام گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اللہ کی مشیت میں ہیں چاہے ان پر عذاب

کرے چاہے معاف فرمائے۔ ۳۱ خواہ دنیا کی جہت سے یا دین کی کہ آپس میں حسد و بغض نہ پیدا ہو۔ حسد نہایت بری صفت ہے حسد والا دوسرے کو اچھے حال

میں دیکھتا ہے تو اپنے لیے اس کی خواہش کرتا ہے اور ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا بھائی اس نعمت سے محروم ہو جائے یہ ممنوع ہے، بندے کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ

کی تقدیر پر راضی رہے اس نے جس بندے کو جو فضیلت دی خواہ دولت و غنا کی یا دینی مناصب و مدارج کی یہ اس کی حکمت ہے۔ شان نزول: جب آیت میراث میں

”لِّلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ“ (بیٹوں کا حصہ دو بیٹیوں برابر ہے) نازل ہوا اور میت کے ترکہ میں مرد کا حصہ عورت سے دو نامقرر کیا گیا تو مردوں نے کہا کہ ہمیں

امید ہے کہ آخرت میں نیکیوں کا ثواب بھی ہمیں عورتوں سے دو ملے گا اور عورتوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہوگا، اس پر یہ

آیت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جو فضل دیا وہ عین حکمت ہے بندے کو چاہیے کہ وہ اس کی قضا پر راضی رہے۔

لِّلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۖ وَسَأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ دے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳۲ وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ

سب کچھ جانتا ہے اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق بنادیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ

وَالْأَقْرَبُونَ ۖ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۖ إِنَّ

اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا ۹۸ انہیں ان کا حصہ دو بے شک

اللَّهُ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝۳۳ الرِّجَالُ قَوُّمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا

ہر چیز اللہ کے سامنے ہے مرد افسر ہیں عورتوں پر ۹۹ اس لیے کہ

فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَبِأَنفُقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۖ فَالصَّالِحَاتُ

اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ۱۰۰ اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے ۱۰۱ تو نیک بخت عورتیں

كُنْتُمْ حَافِظَاتٍ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۖ وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ

ادب والیاں ہیں خاندان کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں ۱۰۲ جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو

فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۚ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ

تو انہیں سمجھاؤ ۱۰۳ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو ۱۰۴ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں

وَعَلَىٰ هَٰذَا ۖ شَٰنُ نَزُولِ: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم بھی اگر مرد ہوتے تو جہاد کرتے اور مردوں کی

طرح جان فدا کرنے کا ثواب عظیم پاتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسکین دی گئی کہ مرد جہاد سے ثواب حاصل کر سکتے ہیں تو عورتیں شوہروں کی

اطاعت اور پاک دامنی سے ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔ ۹۸ اس سے عقد مولات مراد ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص (جس کے نسب کا کچھ پتا

نہ ہو وہ) دوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنایت کروں تو تجھے دیت دینی ہوگی دوسرا کہے میں نے قبول کیا اس

صورت میں یہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دیت بھی اس پر آ جاتی ہے اور دوسرا بھی اسی کی طرح سے مجہول النسب ہو اور ایسا ہی کہے

اور یہ بھی قبول کر لے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث اور اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا یہ عقد ثابت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے قائل ہیں۔ ۹۹ تو عورتوں

کو ان کی اطاعت لازم ہے اور مردوں کو حق ہے کہ وہ عورتوں پر رعایا کی طرح حکمرانی کریں اور ان کے مصالح اور تدابیر اور تادیب و حفاظت کی سرانجام دہی کریں۔

شان نزول: حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کو کسی خطا پر ایک طمانچہ مارا ان کے والد انہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور

ان کے شوہر کی شکایت کی اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۰۱ یعنی مردوں کو عورتوں پر عقل و دانائی اور جہاد اور نبوت و خلافت و امامت و اذان و خطبہ و جماعت و

جمعہ و تکبیر و تشریق اور حد و قصاص کی شہادت کے اور ورثہ میں دو حصے اور تعصیب اور نکاح و طلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کے ان کی طرف نسبت کیے

جانے اور نماز و روزہ کے کامل طور پر قابل ہونے کے ساتھ کہ ان کے لیے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھیوں اور عماموں کے

ساتھ فضیلت دی۔ ۱۰۲ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے نفقے مردوں پر واجب ہیں۔ ۱۰۳ اپنی عفت اور شوہروں کے گھر، مال اور ان کے راز

کی ۱۰۴ انہیں شوہر کی نافرمانی اور اس کے اطاعت نہ کرنے اور اس کے حقوق کا لحاظ نہ رکھنے کے نتائج سمجھاؤ جو دنیا و آخرت میں پیش آتے ہیں اور اللہ کے عذاب کا

فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا ﴿٣٣﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ

تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے ﴿۳۳﴾ اور اگر تم کو میاں بی بی کے

شِقَاقٍ بَيْنَهُمَا فَبَعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنَّ

جھگڑے کا خوف ہو ﴿۳۴﴾ تو ایک بیچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک بیچ عورت والوں کی طرف سے ﴿۳۴﴾ یہ دونوں

يُرِيدُ أَصْلًا حَائِضًا يُّفَقِّ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴿٣٥﴾

اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل (موافقت پیدا) کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ﴿۳۵﴾

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ ﴿۳۶﴾ اور ماں باپ سے بھلائی کرو ﴿۳۶﴾ اور

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ

رشتہ داروں ﴿۳۷﴾ اور یتیموں اور محتاجوں ﴿۳۷﴾ اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے ﴿۳۷﴾

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ

اور کروٹ کے ساتھی ﴿۳۸﴾ اور راہ گیر ﴿۳۸﴾ اور اپنی باندی غلام سے ﴿۳۸﴾ بے شک اللہ

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُحْتَالًا فَخُورًا ۚ ﴿٣٦﴾ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ

کو خوش (پسند) نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا ﴿۳۶﴾ جو آپ بخل کریں اور اوروں

خوف دلاؤ اور بتاؤ کہ ہمارا تم پر شرعاً حق ہے اور ہماری اطاعت تم پر فرض ہے اگر اس پر بھی نہ مانیں ﴿۳۷﴾ ضرب غیر شدید ﴿۳۷﴾ اور تم گناہ کرتے ہو پھر بھی وہ تمہاری

تو یہ قبول فرماتا ہے تو تمہاری زیر دست عورتیں اگر قصور کرنے کے بعد معافی چاہیں تو تمہیں بطریق اولیٰ معاف کرنا چاہئے اور اللہ کی قدرت و برتری کا لحاظ رکھ کر ظلم

سے مُجْتَنِب (بچتے) رہنا چاہیے۔ ﴿۳۸﴾ اور تم دیکھو کہ سمجھانا علیحدہ سونا، مارنا کچھ بھی کارآمد نہ ہوا اور دونوں کی نا اتفاقی رفع نہ ہوئی۔ ﴿۳۹﴾ کیونکہ اقارب اپنے

رشتہ داروں کے خانگی حالات سے واقف ہوتے ہیں اور زوجین کے درمیان موافقت کی خواہش بھی رکھتے ہیں اور فریقین کو ان پر اطمینان بھی ہوتا ہے اور ان سے

اپنے دل کی بات کہنے میں تاثر بھی نہیں ہوتا ہے۔ ﴿۴۰﴾ جانتا ہے کہ زوجین میں ظالم کون ہے۔ مسئلہ: بچوں (کسی بھی برادری میں فیصلے کیلئے مقرر کردہ افراد) کو زوجین

میں تفریق کر دینے کا اختیار نہیں۔ ﴿۴۱﴾ نہ جاندار کو نہ بے جان کو نہ اس کی ربوبیت میں نہ اس کی عبادت میں۔ ﴿۴۲﴾ ادب و تعظیم کے ساتھ اور ان کی خدمت میں

مُسْتَعِد رہنا اور ان پر خرچ کرنے میں کمی نہ کرو۔ مسلم شریف کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کس کی یا رسول اللہ؟ فرمایا: جس نے بوڑھے ماں باپ پائے یا ان میں سے ایک کو پایا اور جنتی نہ ہو گیا۔ ﴿۴۳﴾ حدیث شریف میں

ہے: رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک کرنے والوں کی عمر دراز اور رزق وسیع ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم) ﴿۴۴﴾ حدیث: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم

کی سرپرستی کرنے والا ایسے قریب ہوں گے جیسے اکشت شہادت اور بیچ کی انگلی۔ (بخاری و مسلم) ﴿۴۵﴾ حدیث: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسکین کی امداد دے

خبر گیری کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے مثل ہے۔ ﴿۴۶﴾ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل مجھے ہمیشہ ہمسایوں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کرتے

رہے اس حدیث کے گمان ہوتا تھا کہ ان کو وارث قرار دیں۔ (بخاری و مسلم) ﴿۴۷﴾ یعنی بی بی یا جو صحبت میں رہے یا رفیق سفر ہو یا ساتھ پڑھے یا مجلس و مسجد میں برابر بیٹھے

﴿۴۸﴾ اور مسافر و مہمان۔ حدیث: جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھے اسے چاہیے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ (بخاری و مسلم) ﴿۴۹﴾ کہ انہیں ان کی طاقت سے زیادہ

النَّاسِ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ وَأَعْتَدْنَا

سے بخل کے لیے کہیں ۱۱۸ اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپائیں ۱۱۹ اور کافروں کے لیے

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۚ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ

ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں ۱۲۰

وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ

اور ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ قیامت پر اور جس کا مصاحب (ساتھی و شیر) شیطان ہوا ۱۲۱

قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۚ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

تو کتنا برا مصاحب ہے اور ان کا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور قیامت پر

وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۚ ۱۲۲

اور اللہ کے دیئے میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ۱۲۲ اور اللہ ان کو جانتا ہے اللہ ایک ذرہ بھر

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهِ أَجْرًا

ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوئی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب

عَظِيمًا ۚ ۱۲۳ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَاكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ

دیتا ہے تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں ۱۲۳ اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان

شَهِيدًا ۚ ۱۲۴ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصُوا الرَّسُولَ لَوْ تَسَوَّىٰ

بنائے لائیں ۱۲۴ اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں

تکلیف نہ دو اور سخت کلامی نہ کرو اور کھانا کپڑا بقدر ضرورت دو۔ حدیث: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بد خلق داخل نہ ہوگا۔ (ترمذی) ۱۱۸۰

متکبر خود میں جو رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ذلیل سمجھے۔ ۱۱۸۱ بخل یہ ہے کہ خود کھائے دوسرے کو نہ دے۔ ”شُح“ یہ ہے کہ نہ کھائے نہ کھلائے، بھائیہ ہے کہ خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے، جو یہ ہے کہ آپ نہ کھائے دوسرے کو کھلائے۔ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرنے میں بخل کرتے اور چھپاتے تھے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ علم کو چھپانا مذموم ہے۔ ۱۱۹ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کو پسند ہے کہ بندے پر

اس کی نعمت ظاہر ہو۔ مسئلہ: اللہ کی نعمت کا اظہار اخلاص کے ساتھ ہو تو یہ بھی شکر ہے اور اس لیے آدمی کو اپنی حیثیت کے لائق جائز لباسوں میں بہتر پہننا مستحب ہے۔ ۱۲۰ بخل کے بعد صرف بے جا کی برائی بیان فرمائی کہ جو لوگ محض نمود و نمائش اور نام آوری کے لیے خرچ کرتے ہیں اور رضائے الہی انہیں مقصود نہیں ہوتی جیسے کہ

مشرکین و منافقین یہ بھی انہیں کے حکم میں ہیں جن کا حکم اوپر گر گیا۔ ۱۲۱ دنیا و آخرت میں۔ دنیا میں تو اس طرح کہ وہ شیطانی کام کر کے اس کو خوش کرتا رہا اور آخرت میں اس طرح کہ ہر کافر ایک شیطان کے ساتھ آتشی زنجیر میں جکڑا ہوا ہوگا (خازن) ۱۲۲ اس میں سراسر ان کا نفع ہی تھا۔ ۱۲۳ اس نبی کو اور وہ اپنی امت کے ایمان و کفر و نفاق اور تمام افعال پر گواہی دیں کیونکہ انبیاء اپنی امتوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں۔ ۱۲۴ کہ تم نبی الانبیاء اور سارا عالم تمہاری امت۔

بِهِمُ إِلَّا رُضٌ ط وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ٣٢ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

دبا کر زمین برابر کر دی جائے اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے ۱۲۵ اے ایمان والو

لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا

نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ ۱۲۶ جب تک اتنا ہوؤں نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی

إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ط وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں ۱۲۷ اور اگر تم بیمار ہو ۱۲۸ یا سفر میں یا تم میں

أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَايِطِ أَوْ لَسْتُمْ مِنَ النِّسَاءِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَسَّؤُوا

سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ۱۲۹ یا تم نے عورتوں کو چھوا ۱۳۰ اور پانی نہ پایا ۱۳۱ تو پاک مٹی

صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا

سے تیسیم کرو ۱۳۲ تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو ۱۳۳ بے شک اللہ معاف فرمانے والا

۱۲۵ کیونکہ جب وہ اپنی خطا سے منکر میں گئے اور تم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے خطا نہ کی تھی تو ان کے مونہوں پر ہم لگا دی جائے گی اور ان کے

اعضاء و جوارح کو گویائی دی جائے گی، وہ ان کے خلاف شہادت دیں گے۔ ۱۲۶ شان نزول: حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ایک جماعت صحابہ کی دعوت کی اس

میں کھانے کے بعد شراب پیش کی گئی، بعضوں نے پی کیونکہ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی پھر مغرب کی نماز پڑھی امام نشہ میں ”قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ اَعْبُدُوا

مَا تَعْبُدُونَ وَاَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا اَعْبُدُ“ پڑھ گئے اور دونوں جگہ ”لا“ ترک کر دیا اور نشہ میں خبر نہ ہوئی اور معنی فاسد ہو گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں نشہ

کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا گیا تو مسلمانوں نے نماز کے اوقات میں شراب ترک کر دی اس کے بعد شراب بالکل حرام کر دی گئی۔ مسئلہ: اس سے ثابت

ہوا کہ آدمی نشہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان پر لانے سے کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ ”قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ میں دونوں جگہ ”لا“ کا ترک کفر ہے لیکن اس حالت میں

حضور نے اس پر کفر کا حکم نہ فرمایا بلکہ قرآن پاک میں ان کو ”يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ سے خطاب فرمایا گیا۔ ۱۲۷ جبکہ پانی نہ پاؤ تیسیم کر لو ۱۲۸ اور پانی کا استعمال ضرر

کرتا ہو ۱۲۹ یہ رکنا یہ ہے بے وضو ہونے سے ۱۳۰ یعنی جماع کیا ۱۳۱ اس کے استعمال پر قادر نہ ہونے، خواہ پانی موجود نہ ہونے کے باعث یا دور ہونے کے

سبب یا اس کے حاصل کرنے کا آلہ نہ ہونے کے سبب یا سانپ، درندہ، دشمن وغیرہ کوئی مانع ہونے کے باعث ۱۳۲ یہ حکم مریضوں، مسافروں، جنابت اور حدث

والوں کو شامل ہے جو پانی نہ پائیں یا اس کے استعمال سے عاجز ہوں۔ (مدارک) مسئلہ: حیض و نفاس سے طہارت کے لیے بھی پانی سے عاجز ہونے کی صورت میں تیسیم

جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ۱۳۳ طریقہ تیسیم: تیسیم کرنے والا دل سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے تیسیم میں نیت پالا جماع شرط ہے کیونکہ وہ

نص سے ثابت ہے، جو چیز مٹی کی جنس سے ہو جیسے گرو، ریتا، پتھر ان سب پر تیسیم جائز ہے خواہ پتھر پر غبار بھی نہ ہو لیکن پاک ہونا ان چیزوں کا شرط ہے۔ تیسیم میں

دو ضربیں ہیں: ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرہ پر پھیر لیں دوسری مرتبہ ہاتھوں پر۔ مسئلہ: پانی کے ساتھ طہارت اصل ہے اور تیسیم پانی سے عاجز ہونے کی حالت میں اس کا

پورا پورا قائم مقام ہے جس طرح حدث پانی سے زائل ہوتا ہے اسی طرح تیسیم سے حتیٰ کہ ایک تیسیم سے بہت سے فرائض و نوافل پڑھ جاسکتے ہیں۔ مسئلہ: تیسیم کرنے

والے کے پیچھے غسل اور وضو کرنے والے کی اقتداء صحیح ہے۔ شان نزول: غزوہ بنی النضلیق میں جب لشکر اسلام شب کو ایک بیابان میں اترا جہاں پانی نہ تھا اور صبح

وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ تھا وہاں اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہارگم ہو گیا اس کی تلاش کے لیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اقامت

فرمائی، صبح ہوئی تو پانی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے آیت تیسیم نازل فرمائی۔ اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے یعنی

تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوئیں اور بہت فوائد پہنچے پھر اوٹ اٹھایا گیا تو اس کے نیچے ہار ملا۔ ہارگم ہونے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ

بتانے میں بہت حکمتیں ہیں، حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے قیام ان کی فضیلت و منزلت کا مغبّر (ظاہر کرنے والا) ہے، صحابہ کا جتو فرمانا، اس میں ہدایت ہے کہ

غُفُورًا ۳۳) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ

بخشنے والا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو کتاب سے ایک حصہ ملا ۱۳۴۹ گمراہی مول

الصَّلَاةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضَلُّوا السَّبِيلَ ۳۴) وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ط

لیتے ہیں ۱۳۵۰ اور چاہتے ہیں ۱۳۵۱ کہ تم بھی راہ سے بہک جاؤ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو ۱۳۵۲

وَكَفَى بِاللَّهِ وَلِيًّا ۳۵) وَكَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا ۳۶) مِنَ الَّذِينَ هَادُوا

اور اللہ کافی ہے والی ۱۳۵۳ اور اللہ کافی ہے مددگار کچھ یہودی کلاموں (ارشادات خداوندی)

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَسْمَعُ

کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں ۱۳۵۴ اور ۱۳۵۵ کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور ۱۳۵۶ سننے

غَيْرِ مُسْمِعٍ ۳۷) وَرَاعِنَا لِبِأْسِنْتَهُمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ط وَلَوْ أَنَّهُمْ

آپ سنائے نہ جائیں ۱۳۵۷ اور راعنا کہتے ہیں ۱۳۵۸ زبانیں پھیر کر ۱۳۵۹ اور دین میں طعنہ کے لیے ۱۳۶۰ اور اگر وہ ۱۳۶۱

قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَسْمَعُ ۳۸) وَانْظُرْنَا لَكَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ لَا

کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لیے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا

وَلَكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۳۹) يَا أَيُّهَا

لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا ۱۳۶۲ اے

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مَصْدِقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ

کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب ۱۳۶۳ کی تصدیق فرماتا قبل اس کے

حضور کی ازواج کی خدمت مومنین کی سعادت ہے اور پھر حکم تیم ہونا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی ازواج کی خدمت کا ایسا صلہ ہے جس سے قیامت تک مسلمان

مُنتَفِع ہوتے رہیں گے، سبحان اللہ۔ ۱۳۶۴ وہ یہ کہ توریت سے انہوں نے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو پہچانا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اس

میں بیان تھا اس حصہ سے وہ محروم رہے اور آپ کی نبوت کے منکر ہو گئے۔ شان نزول: یہ آیت رفاعہ بن زید اور مالک بن خثیم یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی یہ

دونوں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے تو زبان ٹیڑھی کر کے بولتے ۱۳۶۵ حضور کی نبوت کا انکار کر کے۔ ۱۳۶۶ اے مسلمانو! ۱۳۶۷ اور اس نے

تمہیں بھی ان کی عداوت پر خبردار کر دیا تو چاہیے کہ ان سے بچتے رہو۔ ۱۳۶۸ اور جس کا کارساز اللہ ہوا ہے کیا اندیشہ۔ ۱۳۶۹ جو توریت شریف میں اللہ تعالیٰ نے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں فرمائے ۱۳۷۰ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کچھ حکم فرماتے ہیں تو ۱۳۷۱ کہتے ہیں: ۱۳۷۲ یہ کلمہ دو چہتین ہے (یعنی) مدح و

ذم کے دونوں پہلو رکھتا ہے۔ مدح کا پہلو تو یہ ہے کہ کوئی ناگوار بات آپ کے سننے میں نہ آئے اور ذم کا پہلو یہ کہ آپ کو سننا نصیب نہ ہو۔ ۱۳۷۳ باوجودیکہ اس کلمہ کے

ساتھ خطاب کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ یہ ان کی زبان میں خراب معنی رکھتا ہے۔ ۱۳۷۴ حق سے باطل کی طرف۔ ۱۳۷۵ کہ وہ اپنے رفیقوں سے کہتے تھے کہ ہم حضور کی

بدگویی کرتے ہیں اگر آپ نبی ہوتے تو آپ اس کو جان لیتے اللہ تعالیٰ نے ان کے جبٹ ضمائر کو ظاہر فرما دیا۔ ۱۳۷۶ بجائے ان کلمات کے اہل ادب کے طریقہ پر

۱۳۷۷ اتنا کہ اللہ نے انہیں پیدا کیا اور روزی دی اور اس قدر کافی نہیں جب تک کہ تمام ایمانیات کو نہ مانیں اور سب کی تصدیق نہ کریں۔ ۱۳۷۸ توریت۔

أَنْ تَطِيسَ وَجُوهًا فَرَدَّهَا عَلَىٰ أَذْبَارِهَا أَوْ تُلْعِمَهُمْ مَّا لَعَنَّا

کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو ۱۴۹ تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف یا انہیں لعنت کریں جیسی لعنت کی

أَصْحَابِ السَّبْتِ ۖ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿۲۷﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ

ہفتہ والوں پر ۱۵۰ اور خدا کا حکم ہو کر رہے بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ

يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرَ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ

اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے ۱۵۱ اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا

فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿۲۸﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۖ

اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں ۱۵۲

بَلِ اللَّهُ يَمُزُّكُم مِّنْ يَّشَاءُ وَلَا يُمْظِلُّونَ فَتِيلًا ﴿۲۹﴾ أَنْظِرْ كَيْفَ

بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرمائے کے ڈورے برابر ۱۵۳ دیکھو کیسا

يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ﴿۳۰﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى

اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں ۱۵۴ اور یہ کافی ہے صریح (کھلا) گناہ کیا تم نے وہ نہ دیکھے

الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجُبَّتِ وَالطَّاغُوتِ

جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان لاتے ہیں بت اور شیطان پر

۱۴۹ آنکھ، ناک، ابرو وغیرہ نقشہ مٹا کر ۱۵۰ ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور لازم ہے اور لعنت تو ان پر ایسی پڑی کہ دنیا انہیں ملعون کہتی ہے، یہاں مفسرین

کے چند اقوال ہیں: بعض اس وعید کا وقوع دنیا میں بتاتے ہیں، بعض آخرت میں، بعض کہتے ہیں کہ لعنت ہو چکی اور وعید واقع ہو گئی، بعض کہتے ہیں: ابھی انتظار رہے،

بعض کا قول ہے کہ یہ وعید اس صورت میں تھی جبکہ یہود میں سے کوئی ایمان نہ لاتا اور چونکہ بہت سے یہود ایمان لے آئے اس لیے شرط نہیں پائی گئی اور وعید اٹھ گئی۔

حضرت عبداللہ بن سلام جو اعظم علمائے یہود سے ہیں انہوں نے ملک شام سے واپس آتے ہوئے راہ میں یہ آیت سنی اور اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اسلام لا کر سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نہیں خیال کرتا تھا کہ میں اپنا منہ پیٹھ کی طرف پھر جانے سے پہلے اور چہرہ کا نقشہ

مٹ جانے سے قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں گا یعنی اس خوف سے انہوں نے ایمان لانے میں جلدی کی کیونکہ توریت شریف سے انہیں آپ کے رسول

برحق ہونے کا یقینی علم تھا، اسی خوف سے حضرت کعب احبار جو علماء یہود میں بڑی منزلت رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سن کر مسلمان ہو گئے۔ ۱۵۱

معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں اس کے لیے نیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گناہگار، مُرتکب گناہگار ہو اور بے توبہ بھی مر جائے

تو اس کے لیے خلود نہیں اس کی مغفرت اللہ کی مشیت میں ہے چاہے معاف فرمائے یا اس کے گناہوں پر عذاب کرے پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔

اس آیت میں یہود کو ایمان کی ترغیب ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ یہود پر عرف شرع میں مشرک کا اطلاق درست ہے۔ ۱۵۲ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں

نازل ہوئی جو اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا اور اس کا پیارا بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہود و نصاریٰ کے سوا کوئی جنت میں نہ داخل ہوگا۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ انسان کا

دینداری اور صلاح و تقویٰ اور قرب و مقبولیت کا مدعی ہونا اور اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا نام نہیں آتا۔ ۱۵۳ یعنی بالکل ظلم نہ ہوگا وہی سزا دی جائے گی جس کے وہ

مستحق ہیں۔ ۱۵۴ اپنے آپ کو بے گناہ اور مقبول بارگاہ بتا کر۔

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ

سَبِيلًا ۵۱) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ

پر ہیں یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز

تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۵۲) أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذَا لَا يُؤْتُونَ

اس کا کوئی یار نہ پائے گا ۵۱) کیا ملک میں ان کا کچھ حصہ ہے ۵۲) ایسا ہو تو لوگوں

النَّاسِ نَصِيرًا ۵۳) أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ

کو تیل بھر نہ دیں یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں ۵۳) اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ۵۳)

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَهُم مَّلَكًا عَظِيمًا ۵۴)

تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا ۵۴)

فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۖ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ۵۵)

تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا نہ ۵۴) اور کسی نے اس سے منہ پھیرا ۵۵) اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ ۵۵)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا ۖ كُلَّمَا نَضِجَتْ

جھڑوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ۵۵) عقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں

جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَ هَٰلِكَ ۖ وَتُؤَاغَبُ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں ۵۶) شک اللہ

۵۵) شان نزول: یہ آیت کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو ستر سواروں کی جمعیت لے کر قریش سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

جنگ کرنے پر حلف لینے پہنچے قریش نے ان سے کہا چونکہ تم کتابی ہو اس لیے تم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ قرب رکھتے ہو ہم کیسے اطمینان کریں کہ

تم ہم سے فریب کے ساتھ نہیں مل رہے ہو اگر اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بتوں کو جدہ کرو تو انہوں نے شیطان کی اطاعت کر کے بتوں کو سجدہ کیا، پھر ابوسفیان نے کہا

کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں یا محمد مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کعب بن اشرف نے کہا: تم ہی ٹھیک راہ پر ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت

فرمائی کہ انہوں نے حضور کی عداوت میں مشرکین کے بتوں تک کو پوجا۔ ۵۶) یہود کہتے تھے کہ ہم ملک و بیوت کے زیادہ حق دار ہیں تو ہم کیسے عربوں کا اتباع

کریں! اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے کو جھٹلادیا کہ ان کا ملک میں حصہ ہی کیا ہے اور اگر بالفرض کچھ ہوتا تو ان کا بھل اس درجہ کا ہے کہ ۵۷) نبی صلی اللہ علیہ

وسلم اور اہل ایمان سے ۵۸) نبوت و نصرت و غلبہ و عزت وغیرہ نعمتیں۔ ۵۹) جیسا کہ حضرت یوسف اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کو تو پھر اگر

اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کرم کیا تو اس سے کیوں جلتے اور حسد کرتے ہو۔ ۶۰) جیسے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ والے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ۶۱) اور ایمان سے محروم رہا ۶۲) اس کے لیے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔

عَزِيزًا حَكِيمًا ٥۲ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ

غالب حکمت والا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں

جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ٥۳ لَهُمْ فِيهَا

باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لیے وہاں

أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ٥۴ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ٥۵ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ

سحری بیبیاں ہیں ۱۶۳ اور ہم انہیں وہاں داخل کریں گے جہاں سایہ ہی سایہ ہوگا ۱۶۴ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ

تُودُّوا إِلَّا مَنَّتْ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا

امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو ۱۶۵ اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے

بِالْعَدْلِ ٥۶ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ٥۷ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَبِيعًا بَصِيرًا ٥۸

ساتھ فیصلہ کرو ۱۶۶ بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۱۶۷ اور ان کا جو تم میں حکومت

مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ

والے ہیں ۱۶۸ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے اللہ و رسول کے حضور رجوع کرو اگر

۱۶۳ جو ہر نجاست و گندگی اور قابل نفرت چیز سے پاک ہیں۔ ۱۶۴ یعنی سایہ جنت جس کی راحت و آسائش، رسائی فہم و احاطہ بیان سے بالاتر ہے۔ ۱۶۵ اصحاب

امانات اور حکام کو امانتیں دیا نہ تدارکی کے ساتھ حق دار کو ادا کرنے اور فیصلوں میں انصاف کرنے کا حکم دیا، بعض مفسرین کا قول ہے کہ فرائض بھی اللہ تعالیٰ کی امانتیں

ہیں ان کی ادا بھی اس حکم میں داخل ہے۔ ۱۶۶ فریقین میں سے اصلاً کسی کی رعایت نہ ہو۔ علماء نے فرمایا کہ حاکم کو چاہیے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ برابر

سلوک کرے (۱) اپنے پاس آنے میں جیسے ایک کو موقع دے دوسرے کو بھی دے۔ (۲) نشست دونوں کو ایک سی دے۔ (۳) دونوں کی طرف برابر متوجہ رہے۔ (۴)

کلام سننے میں ہر ایک کے ساتھ ایک ہی طریقہ رکھے (۵) فیصلہ دینے میں حق کی رعایت کرے جس کا دوسرے پر حق ہو پورا پورا دلائے۔ حدیث شریف میں ہے:

انصاف کرنے والوں کو قرب الہی میں نوری منبر عطا ہوں گے۔ شان نزول: بعض مفسرین نے اس کے شان نزول میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے وقت سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ خادم کعبہ سے کعبہ معظمہ کی کلید (چابی) لے لی، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے وہ کلید انہیں واپس دی اور فرمایا کہ

اب یہ کلید ہمیشہ تمہاری نسل میں رہے گی اس پر عثمان بن طلحہ حجتی اسلام لائے اگرچہ یہ واقعہ تھوڑے تھوڑے تغیرات کے ساتھ بہت سے محدثین نے ذکر کیا ہے مگر

احادیث پر نظر کرنے سے یہ قابل وثوق (قابل یقین) نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ابن عبد اللہ اور ابن مندہ اور ابن اشیر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان بن طلحہ

۸ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے اور انہوں نے فتح مکہ کے روز کئی خود اپنی خوشی سے پیش کی تھی، بخاری اور مسلم کی حدیثوں سے یہی مستفاد

ہوتا ہے۔ ۱۶۷ کہ رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس

نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ ۱۶۸ اسی حدیث میں حضور فرماتے ہیں: جس نے میری اطاعت کی اس نے میری

اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلم امراء و حکام کی اطاعت واجب ہے جب تک وہ حق کے موافق

تُوْمُنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹ اَلَمْ

اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو ۱۶۹ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا کیا تم نے

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ

انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اس پر جو تم

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ

سے پہلے اُترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا بیچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ

يَكْفُرُوْا بِهٖ ۚ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝۶۰ وَاِذَا

اُسے اصلاً نہ مانیں اور انہیں یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے ۱۷۰ اور جب

قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اُنْزِلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاٰیْتُ السُّفٰقِيْنَ

ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق

يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ فَكَيْفَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۭ بِمَا

تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد (مصیبت) پڑے ۱۷۱ بدلہ اس کا

قَدَّمْتُ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُوْنَ ۚ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا اِحْسٰنًا

جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱۷۲ پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی

رہیں اور اگر حق کے خلاف حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں۔ ۱۶۹ اس آیت سے معلوم ہوا کہ احکام تین قسم کے ہیں: ایک وہ جو ظاہر کتاب یعنی قرآن سے ثابت

ہوں، ایک وہ جو ظاہر حدیث سے، ایک وہ جو قرآن وحدیث کی طرف بطریق قیاس رجوع کرنے سے۔ ”اولی الامر“ میں امام، امیر، بادشاہ، حاکم، قاضی سب داخل

ہیں، خلافت کاملہ تو زمانہ رسالت کے بعد تیس سال رہی مگر خلافت ناقصہ خلفاء عباسیہ میں بھی تھی اور اب تو امامت بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ امام کے لیے قریش میں

سے ہونا شرط ہے اور یہ بات اکثر مقامات میں معدوم ہے لیکن سلطنت و امارت باقی ہے اور چونکہ سلطان و امیر بھی اولی الامر میں داخل ہیں اس لیے ہم پر ان کی

اطاعت بھی لازم ہے۔ ۱۷۰ شان نزول: بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا یہودی نے کہا: چلو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طے کرالیں منافق نے

خیال کیا کہ حضور تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے اس کا مطلب حاصل نہ ہوگا اس لیے اس نے باوجود مدعی ایمان ہونے کے یہ کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کو بیچ

بناؤ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے اس لیے اس نے باوجود ہم مذہب

ہونے کے اس کو بیچ (فیصلہ کرنے والا) تسلیم نہ کیا ناچار (مجبوراً) منافق کو فیصلہ کے لیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنا پڑا۔ حضور نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی

کے موافق ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ

میرا اس کا معاملہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم طے فرما چکے لیکن یہ حضور کے فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے، فرمایا کہ ہاں میں ابھی آکر اس کا فیصلہ کرتا

ہوں یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلواریں لاکر اس کو قتل کر دیا اور فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

۱۷۱ جس سے بھاگے بچنے کی کوئی راہ نہ ہو جیسی کہ بشر منافق پر پڑی کہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ ۱۷۲ کفر و نفاق اور معاصی، جیسا کہ بشر منافق

نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے اعراض کر کے کیا۔

وَتَوْفِيقًا ۶۲) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ

اور میل ہی تھا ۱۷۱ ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی

عَنْهُمْ وَعَظُّهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۶۳) وَمَا أَرْسَلْنَا

کرو اور انہیں سمجھاؤ اور ان کے معاملہ میں اُن سے رسا (اثر کرنے والی) بات کہو ۱۷۲ اور ہم نے کوئی

مِّنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ۱۷۳ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں ۱۷۴

جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ

تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت

تَوَّابًا رَّحِيمًا ۶۴) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ

توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ۱۷۵ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں

بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے

تَسْلِيمًا ۶۵) وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنْ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوْ اخْرَجُوا مِنْ

مان لیں ۱۷۶ اور اگر ہم اُن پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ کر

۱۷۷ اور وہ عذر و نہاد امت کچھ کام نہ دے جیسا کہ بشر منافق کے مارے جانے کے بعد اس کے اولیاء اس کے خون کا بدلہ طلب کرنے آئے اور بے جا معذرتیں کرنے

اور باتیں بنانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں دلایا کیونکہ وہ کُشتی ہی (قتل ہی کے لائق) تھا۔ ۱۷۸ جوان کے دل میں اثر کر جائے۔ ۱۷۹

جبکہ رسول کا بھیجنا ہی اس لیے ہے کہ وہ مطاع (لائق اطاعت) بنائے جائیں اور ان کی اطاعت فرض ہو تو جو ان کے حکم سے راضی نہ ہو اس نے رسالت کو تسلیم نہ کیا

وہ کافر واجب القتل ہے۔ ۱۸۰ معصیت و نافرمانی کر کے ۱۸۱ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت

کا رُبرُ اُری (حاجت روائی) کا ذریعہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ شریفہ کی خاک پاک

اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ”وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا“ میں نے بیشک

اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے، اس پر قبر شریف سے ندا

آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لیے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

مسئلہ: قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی ”جَاءُوكَ“ میں داخل اور ”خَيْرُ الْقُرُونِ“ کا معمول ہے۔ مسئلہ: بعد وفات مقبولان حق کو ”یَا“ کے ساتھ ندا کرنا جائز

ہے۔ مسئلہ: مقبولان حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ ۱۸۲ معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے نہ مان لیں

مسلمان نہیں ہو سکتے۔ سبحان اللہ! اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے۔ شان نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب

رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا معاملہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا، حضور نے فرمایا: اے زبیر!

تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے بھوپھی زاد بھائی ہیں،

دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ

نکل جاؤ ۱۷۹؎ تو اُن میں تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی

بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثِيئًا ۖ وَإِذَا لَأَتَيْنَهُمْ مِّنْ لَّدُنَّا أَجْرًا

ہے ۱۸۰؎ تو اس میں اُن کا بھلا تھا اور ایمان پر خوب جتنا اور ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا

عَظِيمًا ۖ وَلَهْدَيْنَهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

ثواب دیتے اور ضرور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ

تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء ۱۸۱؎ اور صدیق ۱۸۲؎

وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۖ ذَٰلِكَ الْفَصْلُ

اور شہید ۱۸۳؎ اور نیک لوگ ۱۸۴؎ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا

مِنَ اللَّهِ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ عِلْمًا ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اخذُوا حِذْرَكُمْ

فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا اے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو ۱۸۵؎

فَأَنفِرُوا ثُبَاتٍ أَوْ أَنفِرُوا جَمِيعًا ۚ وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَن لَّيَبِطُ

پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلے یا اکٹھے چلو اور تم میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا ۱۸۶؎

بِأُجُودٍ يَكْفُلُهُمْ فَيُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَيُفَصِّلُ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ

دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۸۷؎ جیسا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے اور

توبہ کے لیے اپنے آپ کو قتل کا حکم دیا تھا۔ شان نزول: ثابت بن قیس بن ہشام سے ایک یہودی نے کہا کہ اللہ نے ہم پر اپنا فضل اور گھربار چھوڑنا فرض کیا تھا ہم اس

کو بجالائے ثابت نے فرمایا کہ اگر اللہ ہم پر فرض کرتا تو ہم بھی ضرور بجالاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۸۸؎ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور

آپ کی فرمانبرداری کی۔ ۱۸۹؎ تو انبیاء کے مخلص فرمانبردار جنت میں ان کی صحبت و دیدار سے محروم نہ ہوں گے۔ ۱۹۰؎ ”صدیق“ انبیاء کے سچے متبعین کو کہتے

ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم رہیں مگر اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل اصحاب مراد ہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق۔ ۱۹۱؎ جنہوں

نے راہِ خدا میں جائیں دیں۔ ۱۹۲؎ وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کریں اور ان کے احوال و اعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں۔ شان نزول:

حضرت ثوبان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ لے کر ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا

تھا، حضور نے فرمایا: آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ عرض کیا: نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد، بجز اس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی

ہو جاتی ہے جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم

سے جنت بھی دی تو اس مقام عالی تک رسائی کہاں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسکین دی گئی کہ باوجود فرق منازل کے فرمانبرداروں کو باریابی اور

معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ ۱۹۵؎ دشمن کے گھات سے بچو اور اسے اپنے اوپر موقع نہ دو، ایک قول یہ بھی ہے کہ ہتھیار ساتھ رکھو۔ مسئلہ اس سے معلوم

ہوا کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی تدبیریں جائز ہیں ۱۹۶؎ یعنی منافقین۔

فَإِنْ أَصَابَكُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْنَا إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ

پھر اگر تم پر کوئی افتاد (مصیبت) پڑے تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ میں ان کے ساتھ

شَهِيدًا ۴۲ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فُضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَنْ لَّمْ تَكُنْ

حاضر نہ تھا اور اگر تمہیں اللہ کا فضل ملے ۱۸۷ تو ضرور کہے ۱۸۸ گویا

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يُّبَيِّنُ كُنْتُمْ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۴۳

تم میں اس میں کوئی دوستی نہ تھی اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ط

تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے جو دنیا کی زندگی بچ کر آخرت لیتے ہیں

وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا

اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا

عَظِيمًا ۴۴ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالسُّتَظْفِعِينَ مِّنَ

ثواب دیں گے اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں ۱۸۹ اور کمزور

الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ

مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے رب ہمارے ہمیں اس بستی

هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا جَاجَعَلْ لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ۴۵ وَاجْعَلْ

سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں

لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ط الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ج

اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں ۱۹۰

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ

اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو شیطان کے دوستوں

۱۸۷ تمہاری فتح ہو اور غنیمت ہاتھ آئے ۱۸۸ وہی جس کے مقولہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۱۸۹ یعنی جہاد فرض ہے اور اس کے ترک کا تمہارے پاس کوئی عذر نہیں

۱۹۰ اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی گئی تاکہ وہ ان کمزور مسلمانوں کو کفار کے بچہ نظلم سے چھڑائیں جنہیں مکہ مکرمہ میں مشرکین نے قید کر لیا تھا اور طرح

طرح کی ایذائیں دے رہے تھے اور ان کی عورتوں اور بچوں تک پر بے رحمانہ مظالم کرتے تھے اور وہ لوگ ان کے ہاتھوں میں مجبور تھے اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ

سے اپنی خلاصی اور مدد الہی کی دعائیں کرتے تھے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا ولی و ناصر کیا اور انہیں مشرکین کے

الشَّيْطَانُ ۚ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ۝۶۱ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ

سے ۱۹۱ لڑو بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے ۱۹۲ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا

كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

اپنے ہاتھ روک لو ۱۹۳ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر جب ان پر جہاد فرض

الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ

کیا گیا ۱۹۴ تو ان میں بعض لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد ۱۹۵

وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ

اور بولے اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ۱۹۶ تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے

قَرِيبٍ ۚ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ ۚ وَلَا

دیا ہوتا تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے ۱۹۷ اور ڈر والوں کے لیے آخرت اچھی اور تم

تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝۶۲ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرَأَكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ

پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا ۱۹۸ تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی ۱۹۹ اگرچہ

فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ

مضبوط قلعوں میں ہو اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے ۲۰۰ تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے

اللَّهِ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلُّ مِّنْ

ہے اور انہیں کوئی بُرائی پہنچے ۲۰۱ تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی ۲۰۲ تم فرما دو سب اللہ کی

ہاتھوں سے چھڑایا اور مکہ مکرمہ فتح کر کے ان کی زبردست مدد فرمائی۔ ۱۹۱ اعلیٰ دین اور رضائے الہی کے لیے ۱۹۲ یعنی کافروں کا، اور وہ اللہ کی مدد کے مقابلہ

میں کیا چیز ہے۔ ۱۹۳ اقبال سے۔ شان نزول: مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذا نہیں دیتے تھے ہجرت سے قبل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک

جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذا نہیں دیتے ہیں۔ حضور نے

فرمایا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو، نماز اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔ فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ نماز و زکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں۔

۱۹۴ مدینہ طیبہ میں اور بدر کی حاضری کا حکم دیا گیا۔ ۱۹۵ یہ خوف طبعی تھا کہ انسان کی جبلت (فطرت) ہے کہ موت و ہلاکت سے گھبراتا اور ڈرتا ہے۔ ۱۹۶ اس کی

حکمت کیا ہے؟ یہ سوال وجہ حکمت دریافت کرنے کے لیے تھا نہ بطریق اعتراض، اسی لیے ان کو اس سوال پر توجیح و جز نہ فرمایا گیا بلکہ جواب تسکین بخش عطا فرما دیا

گیا۔ ۱۹۷ زائل و فانی ہے۔ ۱۹۸ اور تمہارے اجر کم نہ کیے جائیں گے تو جہاد میں اندیشہ و تامل نہ کرو۔ ۱۹۹ اور اس سے رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں اور جب

موت ناگزیر ہے تو بستر پر مر جانے سے راہ خدا میں جان دینا بہتر ہے کہ یہ سعادت آخرت کا سبب ہے۔ ۲۰۰ ارزانی و کثرت پیداوار وغیرہ کی ۲۰۱ گرانی قحط

سالی وغیرہ ۲۰۲ یہ حال منافقین کا ہے کہ جب انہیں کوئی سختی پیش آتی تو اس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے اور کہتے جب سے یہ آئے ہیں ایسی

ہی سختیاں پیش آیا کرتی ہیں۔

عَنْدِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝ (۸)

طرف سے ہے ۲۳ تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے اے سننے والے

أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۚ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ

تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے ۲۴ اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے ۲۵

وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ (۹)

اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بھیجا ۲۶ اور اللہ کافی ہے گواہ ۲۷ جس نے رسول کا حکم مانا

فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ (۱۰)

بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا ۲۸ اور جس نے منہ پھیرا ۲۹ تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا اور

يَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ

کہتے ہیں ہم نے حکم مانا ۳۰ پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا

الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۚ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ

اس کے خلاف رات کو منسوبے کا ٹھہتا ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے منصوبے ۳۱ تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ

عَلَى اللَّهِ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ (۱۱)

پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو ۳۲ تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں ۳۳ اور اگر وہ

۳۴ گرانی ہو یا آرزائی، قطع ہو یا فراخ حالی، رنج ہو یا راحت، آرام ہو یا تکلیف، فتح ہو یا شکست، حقیقت میں سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ۳۵ اس کا فضل و

رحمت ہے ۳۶ کہ تو نے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا کہ تو اس کا مستحق ہوا۔ مسئلہ: یہاں برائی کی نسبت بندے کی طرف مجاز ہے اور اوپر جو مذکور ہوا وہ حقیقت تھی

بعض مفسرین نے فرمایا کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف برسیل ادب ہے۔ خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعل حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اسی کی طرف سے جانے

اور جب اسباب پر نظر کرے تو برائیوں کو اپنی شامت نفس کے سبب سے سمجھے۔ ۳۷ عرب ہوں یا عجم آپ تمام خلق کے لیے رسول بنائے گئے اور کل جہان آپ کا

امتی کیا گیا، یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت منصب اور رفعت منزلت کا بیان ہے ۳۸ آپ کی رسالت عامہ پر، تو سب پر آپ کی اطاعت اور آپ کا اتباع

فرض ہے۔ ۳۹ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے

اللہ سے محبت کی۔ اس پر آج کل کے گستاخ بدبینوں کی طرح اس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان

لیں جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو رب مانا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ

پیشک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ ۴۰ اور آپ کی اطاعت سے اعراض کیا۔ ۴۱ شان نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایمان و اطاعت شعاری کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے: ہم حضور پر ایمان لائے ہیں، ہم نے حضور کی تصدیق کی ہے، حضور جو ہمیں حکم

فرمائیں اس کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔ ۴۲ ان کے اعمال ناموں میں اور اس کا انہیں بدلہ دے گا۔ ۴۳ اور اس کے علوم و حکم کو نہیں دیکھتے کہ اس نے اپنی

فصاحت سے تمام خلق کو عاجز کر دیا ہے اور غیبی خبروں سے منافقین کے احوال اور ان کے مکر و کید کا افشائے راز کر دیا ہے اور اذلیل و آخرین کی خبریں دی ہیں۔

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝۸۲ وَإِذَا جَاءَهُمْ

غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے ۱۸۲ اور جب ان کے پاس

أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ

کوئی بات اطمینان ۱۸۳ یا ڈر ۱۸۴ کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں ۱۸۵ اور اگر اس میں رسول

وَإِلَى أُولَى الْأُمْرِ مِنْهُمْ لَعَلَّهُ الَّذِينَ يَسْتَكْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۖ وَلَوْ لَا

اور اپنے ذی اختیار لوگوں ۱۸۶ کی طرف رجوع لاتے ۱۸۷ تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں ۱۸۸ اور اگر

فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَا تَبْعَتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۸۳ فَقَاتِلْ

تم پر اللہ کا فضل ۱۸۹ اور اس کی رحمت ۱۹۰ نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے ۱۹۱ مگر تھوڑے ۱۹۲ تو اے محبوب

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا تُكَلِّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ عَسَى

اللہ کی راہ میں لڑو ۱۹۳ تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی ۱۹۴ اور مسلمانوں کو آمادہ کرو ۱۹۵ قریب ہے

اللَّهُ أَنْ يَكْفِيَ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ

کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے ۱۹۶ اور اللہ کی آنچ (گرفت) سب سے سخت تر ہے اور اس کا عذاب سب

۱۸۳ اور زمانہ آئندہ کے متعلق غیبی خبریں مطابق نہ ہوتیں اور جب ایسا نہ ہوا اور قرآن پاک کی غیبی خبروں سے آئندہ پیش آنے والے واقعات مطابقت کرتے چلے

گئے تو غابت ہوا کہ یقیناً وہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے نیز اس کے مضامین میں بھی باہم اختلاف نہیں اسی طرح فصاحت و بلاغت میں بھی کیونکہ مخلوق کا کلام فصیح

بھی ہو تو سب یکساں نہیں ہوتا کچھ بلیغ ہوتا ہے تو کچھ رکیک ہوتا ہے جیسا کہ شعراء اور زبان دانوں کے کلام میں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بہت بلیغ (دلچسپ) اور کوئی

نہایت پھیکا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے کلام کی شان ہے کہ اس کا تمام کلام فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ مرتبت پر ہے۔ ۱۸۴ یعنی فتح اسلام ۱۸۵ یعنی مسلمانوں کی ہزیمت

کی خبر ۱۸۶ جو مفسدے (فتنے فساد) کا موجب ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی فتح کی شہرت سے تو کفار میں جوش پیدا ہوتا ہے اور شکست کی خبر سے مسلمانوں کی حوصلہ شکنی

ہوتی ہے۔ ۱۸۷ اکابر صحابہ جو صاحب رائے اور صاحب بصیرت ہیں ۱۸۸ اور خود کچھ دخل نہ دیتے ۱۸۹ مسئلہ: مفسرین نے فرمایا: اس آیت میں دلیل ہے جواز

قیاس پر اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک علم تو وہ ہے جو بہ نص قرآن و حدیث حاصل ہو، اور ایک علم وہ ہے جو قرآن و حدیث سے استنباط و قیاس کے ذریعہ حاصل ہوتا

ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ امور دینیہ میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں جو اہل ہوا اس کو تفویض (سپردہ) کرنا چاہئے۔ ۱۹۰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

۱۹۱ نزول قرآن ۱۹۲ اور کفر و ضلال میں گرفتار رہتے ۱۹۳ وہ لوگ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن پاک کے نزول سے پہلے آپ پر ایمان

لائے جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل اور قیس بن سعد ۱۹۴ خواہ کوئی تمہارا ساتھ دے یا نہ دے اور تم اکیلے رہ جاؤ ۱۹۵ شان نزول: بدر صغریٰ کی

جنگ جو ابوسفیان سے ٹھہر چکی تھی جب اس کا وقت آپ پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جانے کے لیے لوگوں کو دعوت دی بعضوں پر یہ گراں ہوا تو اللہ

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ جہاد نہ چھوڑیں اگرچہ تنہا ہوں اللہ آپ کا ناصر ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے یہ حکم پا کر رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر صغریٰ کی جنگ کے لیے روانہ ہوئے صرف ستر سوار ہمراہ تھے۔ ۱۹۶ انہیں جہاد کی ترغیب دواور بس۔ ۱۹۷ چنانچہ، ایسا ہی ہوا کہ

مسلمانوں کا یہ چھوٹا سا لشکر کامیاب آیا اور کفار ایسے مرعوب ہوئے کہ وہ مسلمانوں کے مقابل میدان میں نہ آ سکے۔ فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم شجاعت میں سب سے اعلیٰ ہیں کہ آپ کو تنہا کفار کے مقابل تشریف لے جانے کا حکم ہوا اور آپ آمادہ ہو گئے۔

تَنْكِيلًا ۸۴) مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَ

سے کڑا (زبردست سخت) جو اچھی سفارش کرے ۲۲۸ اس کے لیے اس میں سے حصہ ہے ۲۲۹ اور

مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ

جو بُری سفارش کرے اُس کے لیے اس میں سے حصہ ہے ۲۳۰ اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ مُّقِيتًا ۸۵) وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنِ مَا آؤُ

قادر ہے اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا

رُدُّوْهَا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۸۶) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ

وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے ۲۳۱ اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۖ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ

اور وہ ضرور تمہیں اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں اور اللہ سے زیادہ کس کی بات

حَدِيثًا ۸۷) فَمَالَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةٍ وَاللَّهُ أَرَّكَسَهُمْ بِمَا

حقی ۲۳۲ تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو فریق ہو گئے ۲۳۳ اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ۲۳۴ ان کے

كَسَبُوا ۖ أَتَرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ

کوٹوں (برے اعمال) کے سبب ۲۳۵ کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے

۲۳۸ کسی سے کسی کی کہ اس کو نفع پہنچائے یا کسی مصیبت و بلا سے خلاص کرائے اور ہو وہ موافق شرع تو ۲۳۹ اجرو جزا ۲۴۰ عذاب و سزا ۲۴۱ مسائل سلام: سلام

کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض اور جواب میں افضل یہ ہے کہ سلام کرنے والے کے سلام پر کچھ بڑھائے مثلاً پہلا شخص السلاّم علیکم کہے تو دوسرا شخص وعلیکم

السلاّم ورحمة اللہ کہے اور اگر پہلے نے ورحمة اللہ بھی کہا تھا تو یہ ویر کاتھ اور بڑھائے پس اس سے زیادہ سلام و جواب میں اور کوئی اضافہ نہیں ہے۔ کافر،

گمراہ، فاسق اور استغیا کرتے مسلمانوں کو سلام نہ کریں۔ جو شخص خطبہ یا تلاوت قرآن یا حدیث یا مذاکرہ علم یا اذان یا تکبیر میں مشغول ہو، اس حال میں ان کو سلام نہ

کیا جائے اور اگر کوئی سلام کرے تو ان پر جواب دینا لازم نہیں اور جو شخص شطرنج، چوسر، تاش، گجھہ وغیرہ کوئی ناجائز کھیل کھیل رہا ہو یا گانے بجانے میں مشغول ہو یا

پاخانہ یا غسل خانہ میں ہو یا بے عذر برہنہ ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔ مسئلہ: آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو بی بی کو سلام کرے۔ ہندوستان میں یہ بڑی غلط رسم ہے

کہ زن و شو کے اتنے گہرے تعلقات ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو سلام سے محروم کرتے ہیں باوجودیکہ سلام جس کو کیا جاتا ہے اس کے لیے سلامتی کی دعا ہے۔

مسئلہ: بہتر سواری والا کمتر سواری والے کو اور کم تر سواری والا پیدل چلنے والے کو اور پیدل بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹے بڑے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ ۲۳۲ یعنی

اس سے زیادہ سچا کوئی نہیں اس لیے کہ اس کا کذب ناممکن و محال ہے کیونکہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ پر محال ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ہے۔ ۲۳۳ شان

نزول: منافقین کی ایک جماعت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے رک گئی تھی ان کے باب میں اصحاب کرام کے دو فرقے ہو گئے ایک فرقہ

قتل پر مصر تھا اور ایک ان کے قتل سے انکار کرتا تھا اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۳۴ کہ وہ حضور کے ساتھ جہاد میں جانے سے محروم رہے۔ ۲۳۵ ان کے

کفر و ارتداد اور مشرکین کے ساتھ ملنے کے باعث تو چاہیے کہ مسلمان بھی ان کے کفر میں اختلاف نہ کریں۔

فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝۸۸ وَذُو الْوَتَكَفَرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ

تو ہرگز تو اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب

سَوَاءٌ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط

ایک سے ہو جاؤ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ ۲۳۷ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں ۲۳۸

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعُدُّوهُمْ وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا

پھر اگر وہ منہ پھیریں ۲۳۸ تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو

مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝۸۹ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

نہ دوست ٹھہرائے نہ مددگار ۲۳۹ مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ (تعلق) رکھتے ہیں کہ تم میں

وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ

ان میں معاہدہ ہے ۲۴۰ یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت (طاقت) نہ رہی کہ تم سے لڑیں ۲۴۱ یا

يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ط وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتِلُوكُمْ فَإِنْ

اپنی قوم سے لڑیں ۲۴۲ اور اللہ چاہتا تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا تو وہ بے شک تم سے لڑتے ۲۴۳ پھر اگر

اعْتَرَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَالْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَامَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ

وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی

عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝۹۰ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ

راہ نہ رکھی ۲۴۴ اب کچھ اور تم ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں

وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ ط كُلًّا رُدُّوْا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ

اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں ۲۴۵ جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد ۲۴۶ کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے گرتے ہیں پھر اگر

۲۴۷ اس آیت میں کفار کے ساتھ موالات ممنوع کی گئی خواہ وہ ایمان کا اظہار ہی کرتے ہوں ۲۴۸ اور اس سے ان کے ایمان کی تحقیق نہ ہو لے۔ ۲۴۸ ایمان و

ہجرت سے اور اپنی حالت پر قائم رہیں۔ ۲۴۹ اور اگر تمہاری دوستی کا دعویٰ کریں اور مدد کے لیے تیار ہوں تو ان کی مدد نہ قبول کرو۔ ۲۵۰ یہ استثناء قتل کی طرف راجع

ہے کیونکہ کفار و منافقین کے ساتھ موالات کسی حال میں جائز نہیں اور عہد سے یہ عہد مراد ہے کہ اس قوم کو اور جو اس قوم سے جا ملے اس کو امن ہے جیسا کہ سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے وقت ہلال بن غوث بنو اسلمی سے معاملہ کیا تھا۔ ۲۵۱ اپنی قوم کے ساتھ ہو کر ۲۵۲ تمہارے ساتھ ہو کر ۲۵۳

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ ۲۵۴ کہ تم ان سے جنگ کرو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ حکم

آیت ”أَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ“ (انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو) سے منسوخ ہو گیا۔ ۲۵۵ شان نزول: مدینہ طیبہ میں قبیلہ اسد و غطفان

کے لوگ رِیاء کلمہ اسلام پڑھتے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے اور جب ان میں سے کوئی اپنی قوم سے ملتا اور وہ لوگ ان سے کہتے کہ تم کس چیز پر ایمان لائے تو

يَعْتَزُّ لَكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَامَ وَيَكْفُرُوا أَيْدِيَهُمْ فخذوهم و

وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور صلح کی گردن نہ ڈالیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو انہیں پکڑو اور

اقتلوهم حیث ثقتبؤہم^ط وأولیکم جعلناکم علیہم سلطاناً

جہاں پاؤ قتل کرو اور یہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں صریح (کھلا)

مبیناً^{٩١} وما کان لمؤمن أن یقتل مؤمناً إلا خطأً ومن قتل

اختیار دیا ۲۴۸ اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر ۲۴۹ اور جو کسی مسلمان کو

مؤمناً خطاً فتحیر رقبۃ مؤمنۃ ودية مسلمۃ إلى أهله إلا

نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان (مسلم غلام) کا آزاد کرنا ہے اور خوں بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے ۲۵۰ مگر

أن یصدقوا^ط فإن کان من قوم عدو لکم وهو مؤمن فتحیر

یہ کہ وہ معاف کردیں پھر اگر وہ ۲۵۱ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے ۲۵۲ اور خود مسلمان ہے تو صرف ایک

رقبۃ مؤمنۃ^ط وإن کان من قوم بینکم و بینہم میثاق فدیۃ

مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ۲۵۳ اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو

مسلمۃ إلى أهله وتحریر رقبۃ مؤمنۃ^ج فمن لم یجد فصیام

خوں بہا سپرد کی جائے اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا ۲۵۴ تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے ۲۵۵ وہ لگاتار

شہرین متتابعین توبۃ من الله^ط وکان الله علیہا حکیمًا^{٩٢}

دو مہینے کے روزے رکھے ۲۵۶ یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وہ لوگ کہتے کہ بندروں بچھوؤں وغیرہ پر، اس انداز سے ان کا مطلب یہ تھا کہ دونوں طرف سے رسم و راہ رکھیں اور کسی جانب سے انہیں نقصان نہ پہنچے یہ لوگ

منافقین تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۴۶ شرک یا مسلمانوں سے جنگ ۲۴۷ جنگ سے باز آ کر ۲۴۸ ان کے کفر، غدر اور مسلمانوں کی ضرر رسانی کے

سبب ۲۴۹ یعنی مؤمن کافر کی مثل مباح اللہ تم نہیں ہے جس کا حکم اوپر کی آیت میں مذکور ہو چکا تو مسلمان کا قتل کرنا بغیر حق کے روا نہیں اور مسلمان کی شان نہیں کہ اس

سے کسی مسلمان کا قتل سرزد ہو بجز اس کے کہ خطا ہو اس طرح کہ مارتا تھا شکار کو یا کافر حربی کو اور ہاتھ بہک کر زدی مسلمان پر یا یہ کہ کسی شخص کو کافر حربی جان کر مارا اور

تھا وہ مسلمان۔ ۲۵۰ یعنی اس کے وارثوں کو دی جائے وہ اسے مثل میراث کے تقسیم کر لیں۔ دیت مقتول کے ترکہ کے حکم میں ہے اس سے مقتول کا دین بھی ادا کیا

جائے گا، وصیت بھی جاری کی جائے گی۔ ۲۵۱ جو خطا قتل کیا گیا ۲۵۲ یعنی کافر ۲۵۳ لازم ہے اور دیت نہیں ۲۵۴ یعنی اگر مقتول ذمی ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو

مسلمان کا۔ ۲۵۵ یعنی وہ کسی غلام کا مالک نہ ہو ۲۵۶ لگاتار روزہ رکھنا یہ ہے کہ ان روزوں کے درمیان رمضان اور ایام تشریق نہ ہوں اور درمیان میں روزوں کا

سلسلہ بعد ریابلا عذر کسی طرح توڑا نہ جائے۔ شان نزول: یہ آیت عیاش بن ربیعہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی وہ قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں اسلام لائے اور گھر والوں

کے خوف سے مدینہ طیبہ جا کر پناہ گزیں ہوئے ان کی ماں کو اس سے بہت بیقراری ہوئی اور اس نے حارث اور ابو جہل اپنے دونوں بیٹوں سے جو عیاش کے سوتیلے بھائی

تھے یہ کہا کہ خدا کی قسم نہ میں سایہ میں بیٹھوں نہ کھانا چکھوں نہ پانی پیوں جب تک تم عیاش کو میرے پاس نہ لے آؤ۔ وہ دونوں حارث بن زید بن ابی اُئیہ کو

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے ۲۵۷ اور اللہ نے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب اے ایمان والو جب

ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا إِنَّا وَلَئِنْ كُنَّا إِلَّا لَنَقُولُ

تم جہاد کو چلو تو تحقیق کرلو اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ

السَّلَامُ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِندَ اللَّهِ

کہو کہ تو مسلمان نہیں ۲۵۸ تم جیتی دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس

مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۖ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا ط

بہتری غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے ۲۵۹ پھر اللہ نے تم پر احسان کیا ۲۶۰ تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے ۲۶۱

ساتھ لے کر تلاش کے لیے نکلے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر عیاش کو پالیا اور ان کو ماں کی جزع فزع بے قراری اور کھانا پینا چھوڑنے کی خبر سنائی اور اللہ کو درمیان دے کر یہ

عہد کیا کہ ہم دین کے باب میں تجھ سے کچھ نہ کہیں گے، اس طرح وہ عیاش کو مدینہ سے نکال لائے اور مدینہ سے باہر آکر اس کو باندھا اور ہر ایک نے سوسو کوڑے

مارے پھر ماں کے پاس لائے تو ماں نے کہا کہ میں تیری مشکلیں نہ کھولوں گی جب تک تو اپنا دین ترک نہ کرے پھر عیاش کو دھوپ میں بندھا ہوا ڈال دیا اور ان

مصیبتوں میں مبتلا ہو کر عیاش نے ان کا کہا مان لیا اور اپنا دین ترک کر دیا تو حارث بن زید نے عیاش کو ملامت کی اور کہا تو اسی دین پر تھا اگر یہ حق تھا تو تو نے حق کو

چھوڑ دیا اور اگر باطل تھا تو تو باطل دین پر رہا یہ بات عیاش کو بڑی ناگوار گزری اور عیاش نے کہا کہ میں تجھ کو اکیلا پاؤں گا تو خدا کی قسم ضرور قتل کر دوں گا۔ اس کے بعد

عیاش اسلام لائے اور انہوں نے مدینہ ہجرت کی اور ان کے بعد حارث بھی اسلام لائے اور ہجرت کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے لیکن

اس روز عیاش موجود نہ تھے نہ انہیں حارث کے اسلام کی اطلاع ہوئی۔ قبائے کے قریب عیاش نے حارث کو دیکھ پایا اور قتل کر دیا تو لوگوں نے کہا کہ اے عیاش! تم نے

بہت برا کیا حارث اسلام لائے تھے اس پر عیاش کو بہت افسوس ہوا اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا اور کہا کہ

مجھے تا وقت قتل ان کے اسلام لانے کی خبر ہی نہ ہوئی اس پر یہ آریہ کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۶۲ مسلمان کو عہد اقل کرنا سخت گناہ اور اشد کبیرہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے

کہ دنیا کا ہلاک ہونا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے۔ پھر قتل اگر ایمان کی عداوت سے ہو یا قاتل اس قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر بھی ہے۔

فائدہ: خُلُودِ مَدَّتِ دراز کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور قاتل اگر صرف دنیوی عداوت سے مسلمان کو قتل کرے اور اس کے قتل کو مباح نہ جانے جب بھی اس کی جزا

مدَّتِ دراز کے لیے جہنم ہے۔ فائدہ: خُلُودِ کالْفُظِ مَدَّتِ طویلہ کے معنی میں ہوتا ہے تو قرآن کریم میں اس کے ساتھ لفظ اَبَدِ مَدَّوْر نہیں ہوتا اور کفار کے حق میں

خُلُودِ بمعنی دوام (بیشتگی) آیا ہے تو اس کے ساتھ اَبَدِ بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ شانِ نزول: یہ آیت مقیس بن صُبَّانہ کے حق میں نازل ہوئی اس کے بھائی قبیلہ بنی

نَجَار میں مقتول پائے گئے تھے اور قاتل معلوم نہ تھا بنی نَجَار نے بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیت ادا کر دی اس کے بعد مقیس نے باغوائے شیطان ایک

مسلمان کو بے خبری میں قتل کر دیا اور دیت کے اونٹ لے کر مکہ کو چلتا ہو گیا اور مُرْتَد ہو گیا یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جو مُرْتَد ہوا۔ ۲۵۸ یا جس میں اسلام کی علامت

و نشانی پاؤں اس سے ہاتھ روکو اور جب تک اس کا کفر ثابت نہ ہو جائے اس پر ہاتھ نہ ڈالو۔ ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی

لشکر روانہ فرماتے حکم دیتے کہ اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا۔ مسئلہ: اکثر فقہاء نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی یہ کہے کہ میں مؤمن ہوں تو اس کو مؤمن نہ مانا

جائے گا کیونکہ وہ اپنے عقیدہ ہی کو ایمان کہتا ہے اور اگر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کہے جب بھی اس کے مسلمان ہونے کا حکم نہ کیا جائے گا جب تک

کہ وہ اپنے دین سے بیزاری کا اظہار اور اس کے باطل ہونے کا اعتراف نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کفر میں مبتلا ہو اس کے لیے اس کفر سے بیزاری

اور اس کو کفر جاننا ضروری ہے۔ ۲۵۹ یعنی جب تم اسلام میں داخل ہوئے تھے تو تمہاری زبان سے کلمہ شہادت سن کر تمہارے جان و مال محفوظ کر دیئے گئے تھے اور

إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٩٣﴾ لَا يَسْتَوِي الْقَعْدُونَ مِنَ

بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے برابر نہیں وہ مسلمان کہ

الْمُؤْمِنِينَ غَيْرًا أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ

بے عذر مومن غیر اوی الضرر ہیں اور وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں

وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَعْدِينَ

سے جہاد کرتے ہیں ۲۶۲ اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد والوں کا درجہ بیٹھنے والوں

دَرَجَةً ط وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى ط وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى

سے بڑا کیا ۲۶۳ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ۲۶۴ اور اللہ نے جہاد والوں کو ۲۶۵ بیٹھنے والوں پر

الْقَعْدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ط وَكَانَ

بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت ۲۶۶ اور

اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٩٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے

قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ط قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ط قَالُوا أَلَمْ

ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کہاں تھے کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے ۲۶۷ کہتے ہیں کیا

تمہارا اظہار بے اعتبار نہ قرار دیا گیا تھا، ایسا ہی اسلام میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تمہیں بھی سلوک کرنا چاہیے۔ شان نزول: یہ آیت مرزا داس بن ٹھیک کے حق

میں نازل ہوئی جو اہل فکد میں سے تھے اور ان کے سوا ان کی قوم کا کوئی شخص اسلام نہ لایا تھا اس قوم کو خبر ملی کہ لشکر اسلام ان کی طرف آ رہا ہے تو قوم کے سب لوگ

بھاگ گئے مگر مرزا داس ٹھیرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو بایں خیال کہ مبادا (ایسا نہ ہو کہ) کوئی غیر مسلم جماعت ہو یہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں

لے کر چڑھ گئے جب لشکر آیا اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیر پڑھتے ہوئے اتر آئے اور کہنے لگے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ

اللَّهِ، أَلَسَلَامُ عَلَيْكُمْ“ مسلمانوں نے خیال کیا کہ اہل فکد تو سب کافر ہیں یہ شخص مغالطہ دینے کے لیے اظہار ایمان کرتا ہے بایں خیال اسامہ بن زید نے ان کو

قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا عرض کیا، حضور کو نہایت رنج ہوا اور فرمایا: تم نے اس کے سامان

کے سبب اس کو قتل کر دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو حکم دیا کہ مقتول کی بکریاں اس کے اہل کو واپس کریں۔ ۲۶۸ کہ

تم کو اسلام پر استقامت بخشی اور تمہارا مومن ہونا مشہور کیا۔ ۲۶۹ تاکہ تمہارے ہاتھ سے کوئی ایماندار قتل نہ ہو۔ ۲۷۰ اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے کہ بیٹھ رہنے

والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، مجاہدین کے لیے بڑے درجہ جہاد و ثواب ہیں اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ بیماری یا پیری و ناطقتی یا نابینائی یا ہاتھ

پاؤں کے ناکارہ ہونے اور عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہوں وہ فضیلت سے محروم نہ کیے جائیں گے اگر نیت صالح رکھتے ہوں۔ حدیث بخاری میں ہے: سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت فرمایا: کچھ لوگ مدینہ میں رہ گئے ہیں ہم کسی گھائی یا آبادی میں نہیں چلتے مگر وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں

انہیں عذر نہ روک لیا ہے۔ ۲۷۱ جو عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہو سکے اگرچہ وہ نیت کا ثواب پائیں گے لیکن جہاد کرنے والوں کو عمل کی فضیلت اس سے زیادہ

حاصل ہے۔ ۲۷۲ جہاد کرنے والے ہوں یا عذر سے رہ جانے والے۔ ۲۷۳ بغیر عذر کے ۲۷۴ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے جنت

تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ط فَأُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ط

اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے

وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۙ إِلَّا السُّتُصْعَفَيْنِ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

اور بہت بُری جگہ پلٹنے کی ۲۶۸۰ مگر وہ جو دبا لیے گئے مرد اور عورتیں

وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۙ فَأُولَٰئِكَ

اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے ۲۶۹۰ نہ راستہ جانیں تو

عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفُو عَنْهُمْ ط وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۙ وَمَنْ

قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف فرمائے ۲۷۰۰ اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو

يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرْعًا كَثِيرًا وَسَعَةً ط

اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ

اور جو اپنے گھر سے نکلا ۲۷۱۰ اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت

الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۙ وَ

نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا ۲۷۲۰ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

میں سو درجے مہیا فرمائے، ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے آسمان و زمین میں۔ ۲۷۳۰ شان نزول: یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کلمہ

اسلام تو زبان سے ادا کیا مگر جس زمانہ میں ہجرت فرض تھی اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے گئے تو یہ لوگ ان کے

ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہی مارے بھی گئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا

ہے۔ ۲۷۴۰ مسئلہ: یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جو شخص کسی شہر میں اپنے دین پر قائم نہ رہ سکتا ہو اور یہ جانے کہ دوسری جگہ جانے سے اپنے فرائض دینی ادا کر سکے گا اس

پر ہجرت واجب ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے: جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا اگرچہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو اس کے لئے

جنت واجب ہوئی اور اس کو حضرت ابراہیم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میسر ہوگی۔ ۲۷۵۰ زمین کفر سے نکلنے اور ہجرت کرنے کی۔ ۲۷۶۰ کہ وہ کریم

ہے اور کریم جو امید دلاتا ہے پوری کرتا ہے اور یقیناً معاف فرمائے گا۔ ۲۷۷۰ شان نزول: اس سے پہلی آیت جب نازل ہوئی تو جند بن ضمرہ اللہی نے اس

کو سنایہ بہت بوڑھے شخص تھے کہنے لگے کہ میں مستثنیٰ لوگوں میں تو ہوں نہیں کیونکہ میرے پاس اتنا مال ہے کہ جس سے مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ سکتا ہوں، خدا کی

قسم! مکہ مکرمہ میں اب ایک رات نہ ٹھہروں گا مجھے لے چلو۔ چنانچہ، ان کو چار پائی پر لے کر چلے مقام تنعیم میں آکر ان کا انتقال ہو گیا، آخر وقت انہوں نے اپنا دانا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا: یا رب! یہ تیرا اور یہ تیرے رسول کا، میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت کی، یہ خبر پاکر صحابہ کرام نے فرمایا: کاش!

وہ مدینہ پہنچنے تو ان کا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرک بننے اور کہنے لگے کہ جس مطلب کے لیے نکلے تھے وہ نہ ملا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۷۸۰ اس کے وعدے اور اس کے فضل و کرم سے کیونکہ بطریق استحقاق کوئی چیز اس پر واجب نہیں اس کی شان اس سے عالی ہے۔ مسئلہ: جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو پورا کرنے سے عاجز ہو جائے وہ اس طاعت کا ثواب پائے گا۔ مسئلہ: طلب علم، جہاد، حج، زیارت، طاعت، زہد و قناعت اور رزق حلال کی طلب کے لیے ترک وطن کرنا خدا اور رسول

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوا مِنْ

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر

الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ اِنَّ الْكُفْرَيْنَ كَانُوا

سے پڑھو ۲۷۷ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے ۲۷۸ بے شک کفار

لَكُمْ عَدُوٌّ اُمِّيْنًا ۝۱۰۱ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقِمْ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ

تمہارے کھلے دشمن ہیں اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو ۲۷۹ پھر نماز میں ان کی امامت کرو ۲۸۰ تو چاہئے کہ

طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلِيَاْخُذُواْ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَاِذَا سَجَدُواْ فَلْيَكُونُواْ

ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو ۲۸۱ اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں ۲۸۲ پھر جب وہ سجدہ کر لیں ۲۸۳ تو ہٹ کر

مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۚ وَلَتَاْ تَطَائِفَةٌ اُخْرٰى لَّمْ يُصَلُّوْاْ فَلْيُصَلُّوْاْ مَعَكَ

تم سے پیچھے ہو جائیں ۲۸۴ اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی ۲۸۵ اب وہ تمہارے مقتدی ہوں

کی طرف ہجرت ہے، اس راہ میں مرجانے والا اجر پائے گا۔ ۲۸۶ یعنی چار رکعت والی دو رکعت۔ ۲۸۷ مسئلہ: خوف کفار قصر کے لیے شرط نہیں۔ حدیث: یعلیٰ بن

أمیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں، پھر ہم کیوں قصر کرتے ہیں۔ فرمایا: اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلّم سے دریافت کیا: حضور نے فرمایا: کہ تمہارے لیے یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں چار رکعت

والی نماز کو پورا پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو چیزیں قابل تمسک نہیں ہیں ان کا صدقہ اسقاط محض ہے رد کا احتمال نہیں رکھتا، آیت کے نزول کے وقت سفر اندیشہ سے

خالی نہ ہوتے تھے اس لیے آیت میں اس کا ذکر بیان حال ہے شرط قصر نہیں حضرت عبد اللہ بن عمر کی قراءت بھی اس کی دلیل ہے جس میں ”اَنْ يَّفْتِنَكُمْ“ بغیر

”اِنْ خِفْتُمْ“ کے ہے، صحابہ کا بھی یہی عمل تھا کہ امن کے سفروں میں بھی قصر فرماتے جیسا کہ اوپر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے اور

پوری چار پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے صدقہ کا رد کرنا لازم آتا ہے لہذا قصر ضروری ہے۔ مدت سفر: مسئلہ: جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے اس کی ادنیٰ مدت تین رات

دن کی مسافت ہے جو اونٹ یا پیدل کی متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہو اور اس کی مقداریں خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہیں جو مسافت متوسط رفتار

سے چلنے والے تین روز میں طے کرتے ہوں اس کے سفر میں قصر ہوگا۔ مسئلہ: مسافر کی جلدی اور دیر کا اعتبار نہیں خواہ وہ تین روز کی مسافت تین گھنٹہ میں طے

کرے جب بھی قصر ہوگا اور اگر ایک روز کی مسافت تین روز سے زیادہ میں طے کرے تو قصر نہ ہوگا، غرض اعتبار مسافت کا ہے۔ ۲۸۷ یعنی اپنے اصحاب

میں ۲۸۸ اس میں باجماعت نماز خوف کا بیان ہے۔ شان نزول: جہاد میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو مشرکین نے دیکھا کہ آپ نے مع تمام اصحاب

کے نماز ظہر بجماعت ادا فرمائی تو انہیں افسوس ہوا کہ انہوں نے اس وقت میں کیوں نہ حملہ کیا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا یہی اچھا موقع تھا،

بعضوں نے ان میں سے کہا: اس کے بعد ایک اور نماز ہے جو مسلمانوں کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے یعنی نماز عصر جب مسلمان اس نماز کے لیے کھڑے

ہوں تو پوری قوت سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دو، اس وقت حضرت جبریل نازل ہوئے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ

نماز خوف ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ“ الآية۔ ۲۸۹ یعنی حاضرین کو دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا جائے ایک ان میں سے آپ کے ساتھ

رہے آپ انہیں نماز پڑھائیں اور ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں قائم رہے۔ ۲۹۰ یعنی جو لوگ دشمن کے مقابل ہوں، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

مروی ہے کہ اگر جماعت کے نمازی مراد ہوں تو وہ لوگ ایسے ہتھیار لگائے رہیں جن سے نماز میں کوئی خلل نہ ہو جیسے تلوار خنجر وغیرہ۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ

ہتھیار ساتھ رکھنے کا حکم دونوں فریقوں کے لیے ہے اور یہ احتیاط کے قریب ہے۔ ۲۹۱ یعنی دونوں سجدے کر کے رکعت پوری کر لیں۔ ۲۹۲ تاکہ دشمن کے

مقابلہ میں کھڑے ہو سکیں۔ ۲۹۳ اور اب تک دشمن کے مقابل تھی۔

وَلِيَا خُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَذَٰلِ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ

اور چاہئے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں ۲۸۴ کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے
عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً ۚ وَاحِدَةً ط

ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں ۲۸۵
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ ۖ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ

اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں میٹھ (بارش) کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو
أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لیے رہو ۲۸۶ بے شک اللہ نے کافروں کے لیے خواری (ذلت)
عَذَابًا مُّهِينًا ۱۰۲ ۖ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيًّا وَرُغُودًا

کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے
وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ

اور کروٹوں پر لیئے ۲۸۷ پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بے شک نماز
۲۸۸ پناہ سے زرہ وغیرہ ایسی چیزیں مراد ہیں جن سے دشمن کے حملے سے بچا جاسکے ان کا ساتھ رکھنا بہر حال واجب ہے جیسا کہ قریب ہی ارشاد
ہوگا ”وَاخْذُوا حِذْرَكُمْ“ اور ہتھیار ساتھ رکھنا مستحب ہے۔ نماز خوف کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل
جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آکر دوسری رکعت بغیر
قراءت کے پڑھے اور سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابل چلی جائے پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آکر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اس کو قرات کے ساتھ پورا کر کے
سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلے لاحق۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح نماز خوف ادا فرمانا مروی ہے۔
حضور کے بعد بھی نماز خوف صحابہ پڑھتے رہے ہیں حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر
ضروری ہے۔ مسائل: حالت سفر میں اگر صورت خوف پیش آئے تو اس کا یہ بیان ہوا لیکن اگر مقیم کو ایسی حالت پیش آئے تو وہ چار رکعت والی نمازوں میں ہر ہر
جماعت کو دو دو رکعت پڑھائے اور تین رکعت والی نماز میں پہلی جماعت کو دو رکعت اور دوسری کو ایک۔ ۲۸۹ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات
الرباع سے جب فارغ ہوئے اور دشمن کے بہت آدمیوں کو گرفتار کیا اور اموال غنیمت ہاتھ آئے اور کوئی دشمن مقابل باقی نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے
حاجت کے لیے جنگل میں تنہا تشریف لے گئے تو دشمن کی جماعت میں سے غویرث بن حرث محاربی نے خبر پا کر تلوار لیے ہوئے چھپا چھپا پہاڑ سے اترا اور چاکلک
حضرت کے پاس پہنچا اور تلوار کھینچ کر کہنے لگا: یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اور دعا فرمائی، جب ہی اس
نے حضور پر تلوار چلانے کا ارادہ کیا اوندھے منہ گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضور نے وہ تلوار لے کر فرمایا کہ تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ کہنے لگا: میرا بچانے
والا کوئی نہیں ہے۔ فرمایا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ پڑھ تو تیری تلوار تجھے دے دوں گا، اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اس
کی شہادت دیتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہ لڑوں گا اور زندگی بھر آپ کے کسی دشمن کی مدد نہ کروں گا، آپ نے اس کی تلوار اس کو دے دی، کہنے لگا: یا محمد! (صلی اللہ
علیہ وسلم) آپ مجھ سے بہت بہتر ہیں۔ فرمایا: ہاں ہمارے لیے یہی سزاوار ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہتھیار اور بچاؤ ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا (احمدی) ۲۹۰
کہ اس کا ساتھ رکھنا ہمیشہ ضروری ہے۔ شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف زخمی تھے اور اس وقت ہتھیار رکھنا ان کے لیے بہت
تکلیف اور بار تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حالت عذر میں ہتھیار کھول رکھنے کی اجازت دی گئی۔ ۲۹۱ یعنی ذکر الہی کی ہر حال میں مداومت کرو اور کسی حال

كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝ وَلَا تَهْنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ط

مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے ۲۸۶ اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو

إِنْ تَكُونُوا تَأْكُمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْكُمُونَ كَمَا تَأْكُمُونَ ج وَتَرْجُونَ مَنْ

اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسا تمہیں پہنچتا ہے اور تم اللہ سے

اللَّهُ مَا لَا يَرْجُونَ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ

وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۲۸۷ اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أُرِيكَ اللَّهُ ط وَلَا تَكُنْ

تجی کتاب اُناری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو ۲۸۸ جس طرح تمہیں اللہ دکھائے ۲۸۹ اور دعا والوں

لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

کی طرف سے نہ جھگرو اور اللہ سے معافی چاہو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيمًا ۝ وَلَا تَجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ

مہربان ہے اور ان کی طرف سے نہ جھگرو جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں ۲۹۰ بے شک اللہ

میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد معین فرمائی سوائے ذکر کے اس کی کوئی حد نہ رکھی۔

فرمایا: ذکر کو کھڑے، بیٹھے، کروٹوں پر لیٹے، رات میں ہو یا دن میں، خشکی میں ہو یا تری میں، سفر میں اور حضر میں، غنا میں اور فقر میں، تندرستی اور بیماری میں، پوشیدہ

اور ظاہر۔ مسئلہ: اس سے نمازوں کے بعد بغیر فصل کے کلمہ تو حید پڑھنے پر استدلال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مشائخ کی عادت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مسئلہ: ذکر میں تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، ثناء، دعاء سب داخل ہیں۔ ۲۸۶ تو لازم ہے کہ اس کے اوقات کی رعایت کی جائے۔ ۲۸۷ شان نزول: اُحد کی جنگ سے

جب ابوخیان اور ان کے ساتھی واپس ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ اُحد میں حاضر ہوئے تھے انہیں مشرکین کے تعاقب میں جانے کا حکم

دیا۔ اصحاب زخمی تھے انہوں نے اپنے زخموں کی شکایت کی، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۸۸ شان نزول: انصار کے قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طُعْمَہ بن

أُبَیْرُق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زرہ چرا کر آٹے کی بوری میں زید بن سمین یہودی کے یہاں چھپائی جب زرہ کی تلاش ہوئی اور طُعْمَہ پر شبہ کیا گیا تو وہ

انکار کر گیا اور قسم کھا گیا۔ بوری چھٹی ہوئی تھی اور آٹا اس میں سے گرتا جاتا تھا اس کے نشان سے لوگ یہودی کے مکان تک پہنچے اور بوری وہاں پائی گئی یہودی نے

کہا کہ طُعْمَہ اس کے پاس رکھ گیا ہے اور یہودی کی ایک جماعت نے اس کی گواہی دی اور اس گواہی پر کوئی جرح و قدرح نہ ہوئی اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (اس

اس پر قسم کھالیں گے تاکہ قوم رسوا نہ ہو اور ان کی خواہش تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طُعْمَہ کو بری کر دیں اور یہودی کو سزا دیں اسی لیے انہوں نے

واقعہ کے متعلق متعدد روایات آئی ہیں اور ان میں باہم اختلافات بھی ہیں) ۲۸۹ اور علم عطا فرمائے۔ علم یقینی کو قوت ظہور کی وجہ سے روایت سے تعبیر فرمایا۔ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہرگز کوئی نہ کہے جو اللہ نے مجھے دکھایا اس پر میں نے فیصلہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب خاص اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

عطا فرمایا آپ کی رائے ہمیشہ صواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق و حوادث آپ کے پیش نظر کر دیئے ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے ظن کا مرتبہ رکھتی

ہے۔ ۲۹۰ محصنیت کا ارتکاب کر کے۔

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝۱۰۷ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا

نہیں چاہتا کسی بڑے دغا باز کنگار کو آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ

يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُمْ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ

سے نہیں چھپتے ۱۰۷ اور اللہ ان کے پاس ہے ۲۹۲ جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ

الْقَوْلِ ۝ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝۱۰۸ هَآنَتْكُمْ هَؤُلَاءِ جَدَلْتُمْ

کو ناپسند ہے ۲۹۳ اور اللہ ان کے کاموں کو گہرے ہوئے ہے ۱۰۸ ہاں تم ہو اے یہ جو تم ہو ۲۹۴

عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ فَمَنْ يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَم مَّنْ

دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑے تو ان کی طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن یا کون

يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝۱۰۹ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ

ان کا وکیل ہوگا اور جو کوئی بُرائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر

يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝۱۱۰ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا

اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا اور جو گناہ کمائے تو

يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۱۱۱ وَمَنْ يَكْسِبْ

اس کی کمائی اسی کی جان پر پڑے اور اللہ علم و حکمت والا ہے ۱۱۱ اور جو کوئی

خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِيهِ بَرِيًّا فَقَدْ احْتَلَبَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا

خطا یا گناہ کمائے ۲۹۵ پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ

مُبِينًا ۝۱۱۲ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ

اٹھایا اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا ۲۹۶ تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے

أَنْ يُضِلُّوكَ ۚ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۚ

کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں ۲۹۷ اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے ۲۹۸

۲۹۸ حیا نہیں کرتے ۲۹۹ ان کا حال جانتا ہے اس پر ان کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا ۳۰۰ جسے طغتمہ کی طرف فداری میں جھوٹی قسم اور جھوٹی شہادت۔ ۳۰۱ اے قوم

طغتمہ! ۳۰۲ کسی کو دوسرے کے گناہ پر عذاب نہیں فرماتا۔ ۳۰۳ صغیرہ یا کبیرہ ۳۰۴ تمہیں نبی و معصوم کر کے اور رازوں پر مطلع فرما کے ۳۰۵ کیونکہ اس کا وبال

انہیں پر ہے ۳۰۶ کیونکہ اللہ نے آپ کو ہمیشہ کے لیے معصوم کیا ہے۔

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۖ

اور اللہ نے تم پر کتاب ۱۸۹ اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے ۱۹۰

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝۱۳ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجُوهُمْ إِلَّا

اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ۱۹۱ ہے ۱۹۲ ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں ۱۹۳ مگر

مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ

جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو اللہ کی رضا

ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۴ وَمَنْ

چاہنے کو ایسا کرے اُسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے اور جو

يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ

رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے

الْمُؤْمِنِينَ نُؤَلِّهِمْ مَّا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝۱۵ إِنْ

جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی ۱۹۴

اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۖ

اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے ۱۹۵

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝۱۶ إِنْ يَدْعُونَ مِنْ

اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا یہ شرک والے اللہ کے

۱۹۶ یعنی قرآن کریم ۱۹۷ امور دین و احکام شرع و علوم غیب۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے

علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع کیا۔ یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ ۱۹۸ کہ تمہیں ان نعمتوں کے ساتھ ممتاز کیا۔ ۱۹۹ یہ سب لوگوں کے حق میں عام ہے۔ ۲۰۰ یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں۔ (مدارک) اور اس سے ثابت ہوا کہ طریق مسلمان ہی صراطِ مستقیم ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ سواۃً اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو جو جماعتِ مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے۔ اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ ۲۰۱ شانِ نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ آیت ایک کھن سال (عمر رسیدہ) اعرابی کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ! میں بوڑھا ہوں، گناہوں میں غرق ہوں، بجز اس کے کہ جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے

اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا اور جرأت کے ساتھ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ سے بھاگ سکتا ہوں۔ شرمندہ ہوں، تائب ہوں، مغفرت چاہتا ہوں، اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ آیت نص صریح ہے اس پر کہ شرک بخشتا نہ

جائے گا اگر مشرک اپنے شرک پر مرمے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مشرک جو اپنے شرک سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اس کی توبہ و ایمان مقبول ہے۔

دُونَهُ إِلَّا اِنْشَاجًا وَاِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَعَنَهُ اللَّهُ ۖ

سوانہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو فلاں اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو فلاں جس پر اللہ نے لعنت کی

وَقَالَ لَا تَخْذَنْ مِنْ عِبَادِكْ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَا ضَلَّتْهُمْ

اور بولا ۲۸۸ قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا ۲۸۹ قسم ہے میں ضرور انہیں بہکا دوں گا

وَلَا مَنِيَّةَ لَهُمْ وَلَا مَرْتَبَهُمْ فَلْيَبْتَئِكُنَّ اِذَا نَالُوا نِعَامًا وَلَا مَرْتَبَهُمْ

اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا ۲۹۰ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے ۲۹۱ اور ضرور انہیں کہوں گا

فَلْيُغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ ط وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ

کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز بدل دیں گے ۲۹۲ اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے

فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِينًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ط وَمَا يَعِدُهُمْ

وہ صریح ٹوٹے (کھلے نقصان) میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے ۲۹۳ اور شیطان انہیں

الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾ اُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا

وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے ۲۹۴ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور اس سے بچنے کی

مَحِيصًا ﴿١٢١﴾ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سُدُّ خَلْمِهِمْ جَنَّٰتٍ تَجْرٰی

جگہ نہ پائیں گے اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے

مِنْ تَحْتِهَا اِلَّا نَهْرٌ خٰلِدٌ فِيْهَا اَبَدًا ط وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا ط وَمَنْ

جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کا سچا وعدہ اور

فَلَا يَحِثُّ لَیْسَ مَوْثِقُ بَنَاتٍ مِّنْهُنَّ لَیْسَ مَوْثِقُ بَنَاتٍ مِّنْهُنَّ لَیْسَ مَوْثِقُ بَنَاتٍ مِّنْهُنَّ لَیْسَ مَوْثِقُ بَنَاتٍ مِّنْهُنَّ لَیْسَ مَوْثِقُ بَنَاتٍ مِّنْهُنَّ

(عورت) کہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قراءت میں اَلَا اَوْفَانَا اور حضرت ابن عباس کی قراءت میں ”اَلَا اُنَا“ آیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ

”اُنَا“ سے مراد بت ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو زیور وغیرہ پہنا

کر عورتوں کی طرح سجاتے تھے ۲۹۵ کیونکہ اسی کے اغواء (بہکانے) سے بت پرستی کرتے ہیں ۲۹۶ شیطان ۲۹۷ انہیں اپنا مطیع بناؤں گا ۲۹۸ طرح طرح کی

کبھی عمر طویل کی کبھی لذت دنیا کی کبھی خواہشات باطلہ کی کبھی اور کبھی اور ۲۹۹ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا کہ اونٹنی جب پانچ مرتبہ بیاہ لیتی تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور

اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اس کا دودھ بتوں کے لیے کر لیتے اور اس کو بھیڑ کہتے تھے شیطان نے ان کے دل میں یہ ڈال دیا تھا کہ ایسا کرنا عبادت

ہے۔ ۳۰۰ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا، جسم کو گود کر سرمہ یا سبندور (سرخ رنگ کا ایک پاؤڈر جسے ہندو

مانگ میں لگاتے ہیں) وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا، بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی بیٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ ۳۰۱ اور دل میں طرح طرح

کی امیدیں اور وسوسے ڈالتا ہے تاکہ انسان گمراہی میں پڑے ۳۰۲ کہ جس چیز کے نفع اور فائدہ کی توقع دلاتا ہے درحقیقت اس میں سخت ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔

أَصْدَقَ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝ لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ ط

اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے ۱۳۱ اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر ۱۳۲

مَنْ يَعْمَلْ سَوْءًا يُجْزَ بِهِ ۚ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا

جو بُرائی کرے گا ۱۳۳ اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ

نَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

مرد ۱۳۴ اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان ۱۳۵

فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝ وَمَنْ أَحْسَنُ

تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تیل بھر نقصان نہ دیا جائے گا اور اس سے بہتر

دِينًا مِّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

کس کا دین جس نے اپنا منہ اللہ کے لیے جھکا دیا ۱۳۶ اور وہ نیکی والا ہے اور ابراہیم کے دین پر چلا ۱۳۷

حَنِيفًا ط وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جو ہر باطل سے جدا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا ۱۳۸ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝ وَيَسْتَفْتُونَكَ

اور جو کچھ زمین میں اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے ۱۳۹ اور تم سے عورتوں کے بارے

فِي النِّسَاءِ ط قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۚ وَمَا يُثَلِّي عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ

میں فتویٰ پوچھتے ہیں ۱۴۰ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے

۱۴۱ جو تم نے سوچ رکھا ہے کہ بت تمہیں نفع پہنچائیں گے۔ ۱۴۲ جو کہتے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ہمیں آگ چند روز سے زیادہ نہ جلانے گی،

یہود و نصاریٰ کا یہ خیال بھی مشرکین کی طرح باطل ہے۔ ۱۴۳ خواہ مشرکین میں سے ہو یا یہود و نصاریٰ میں سے ۱۴۴ یہ وعید کفار کے لیے ہے ۱۴۵ مسئلہ: اس میں

اشارہ ہے کہ اعمال داخل ایمان نہیں۔ ۱۴۶ یعنی اطاعت و اخلاص اختیار کیا ۱۴۷ جو ملت اسلام کے موافق ہے۔ حضرت ابراہیم کی شریعت و ملت سید انبیاء صلی

اللہ علیہ وسلم کی ملت میں داخل ہے اور خصوصیات دین محمدی کہ اس کے علاوہ ہیں دین محمدی کا اتباع کرنے سے شرع و ملت ابراہیم علیہ السلام کا اتباع حاصل

ہوتا ہے چونکہ عرب اور یہود و نصاریٰ سب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امتساب (نسبت رکھنے) پر فخر کرتے تھے اور آپ کی شریعت ان سب کو مقبول تھی

اور شرع محمدی اس پر حاوی ہے تو ان سب کو دین محمدی میں داخل ہونا اور اس کو قبول کرنا لازم ہے۔ ۱۴۸ خُلْتُ صَفَاءً مَوْذُوتٌ (سچی محبت) اور غیر سے انقطاع کو

کہتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوصاف رکھتے تھے اس لیے آپ کو خلیل کہا گیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ خلیل اس محبت کو کہتے ہیں جس کی محبت کاملہ

ہو اور اس میں کسی قسم کا خلل اور نقصان نہ ہو، یہ معنی بھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائے جاتے ہیں۔ تمام انبیاء کے جو کمالات ہیں سب سید انبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ حضور اللہ کے خلیل بھی ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: اور حبیب بھی جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ

میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخر انہیں کہتا۔ ۱۴۹ اور وہ اس کے احاطہ علم و قدرت میں ہے۔ احاطہ باعلم یہ ہے کہ کسی شے کے لیے جتنے وجوہ ہو سکتے ہیں ان میں

فِي يَتْسَى النِّسَاءِ الَّتِي لَا تُوْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ

اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے ۳۲۵ اور انہیں نکاح میں بھی

تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَى

لانے سے منہ پھیرتے ہو اور کمزور ۳۲۶ بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں

بِالْقِسْطِ ۖ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۝۱۲۷ وَإِنْ

انصاف پر قائم رہو ۳۲۷ اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ کو اس کی خبر ہے اور اگر

أَمْرًا أَخَافْتُ مِنْ بَعْضِهَا شُورًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهَا أَنْ

کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے ۳۲۸ تو ان پر گناہ نہیں کہ

يُصْلِحَ بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۖ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۖ

آپس میں صلح کر لیں ۳۲۹ اور صلح خوب ہے ۳۳۰ اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں ۳۳۱

وَإِنْ تَحْسَبُوا أَنْ تَنْفِقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝۱۲۸ وَلَنْ

اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو ۳۳۲ تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۳۳۳ اور تم سے

تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَبِيلُوا ۝۱۲۹

ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو چاہے کتنی ہی حرص کرو ۳۳۴ تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا

سے کوئی وجہ علم سے خارج نہ ہو۔ ۳۳۵ شان نزول: زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث نہیں قرار دیتے تھے جب

آیت میراث نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا عورت اور چھوٹے بچے وارث ہوں گے؟ آپ نے ان کو اس آیت سے جواب دیا۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحب مال و جمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر حسن و مال نہ رکھتی تو

اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسن صورت نہ رکھتی اور ہوتی مالدار تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشہ سے دوسرے کے نکاح میں بھی نہ دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہو

جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر انہیں ان عادتوں سے منع فرمایا۔ ۳۳۶ میراث سے ۳۳۷ یتیم ۳۳۸ ان کے پورے حقوق ان کو دو۔ ۳۳۹ زیادتی

تو اس طرح کہ اس سے علیحدہ رہے کھانے پہننے کو نہ دے یا کمی کرے یا بارے یا بدزبانی کرے اور اعراض یہ کہ محبت نہ رکھے بول چال ترک کر دے یا کم کر دے۔

۳۴۰ اور اس صلح کے لیے اپنے حقوق کا بار کم کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ۳۴۱ اور زیادتی اور جدائی دونوں سے بہتر ہے۔ ۳۴۲ ہر ایک اپنی راحت و آسائش چاہتا اور

اپنے اوپر کچھ مشقت گوارا کر کے دوسرے کی آسائش کو ترجیح نہیں دیتا۔ ۳۴۳ اور باوجود نامرغوب ہونے کے اپنی موجودہ عورتوں پر صبر کرو اور بر عایت حق صحبت ان

کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور انہیں ایذا اور نینج دینے سے اور جھگڑا پیدا کرنے والی باتوں سے بچتے رہو اور صحبت و معاشرت میں نیک سلوک کرو اور یہ جانتے رہو کہ وہ

تمہارے پاس امانتیں ہیں ۳۴۴ وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔ ۳۴۵ یعنی اگر کئی بیبیاں ہوں تو یہ تمہاری مفد رت (طاقت) میں نہیں کہ ہر امر میں تم انہیں

برابر رکھو اور کسی امر میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہونے دو نہ میل و محبت میں نہ خواہش و رغبت میں نہ عشرت و اختلاط میں نہ نظر و توجہ میں تم کوشش کر کے یہ تو کر نہیں سکتے

لیکن اگر اتنا تمہارے مفد و میں نہیں ہے اور اس وجہ سے ان تمام پابندیوں کا بار تم پر نہیں رکھا گیا اور محبت قلبی اور میل طبعی جو تمہارا اختیاری نہیں ہے اس میں برابری

کرنے کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا۔

السَّبِيلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ^ط وَإِنْ تَصْلَحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر (درمیان) میں لٹکی چھوڑ دو ۳۲۵ اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۲۹ ۱۲۹) وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلاًّ مِّنْ سَعَتِهِ^ط وَكَانَ

بخشنے والا مہربان ہے اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی کفالت سے تم میں ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا ۳۲۶ اور

اللَّهُ وَاسِعٌ حَكِيمٌ ۱۳۰ ۱۳۰) وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ^ط وَلَقَدْ

اللہ کفالت والا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور بے شک

وَصَيِّنَا الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ^ط

تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو ۳۲۸

وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ^ط وَكَانَ اللَّهُ

اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۳۲۹ اور اللہ

غَنِيًّا حَبِيدًا ۱۳۱ ۱۳۱) وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ^ط وَكَفَى بِاللَّهِ

بے نیاز ہے ۳۳۰ سب غنیوں والا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ کافی ہے

وَكَيْلًا ۱۳۲ ۱۳۲) إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ^ط وَكَانَ اللَّهُ

کارساز (کام بنانے والا) اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے ۳۳۱ اور آوروں کو لے آئے اور اللہ کو

عَلَىٰ ذٰلِكَ قَدِيرٌ ۱۳۳ ۱۳۳) مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ ثَوَابٌ

اس کی قدرت ہے جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ ہی کے پاس دنیا و آخرت

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ^ط وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۱۳۴ ۱۳۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

دونوں کا انعام ہے ۳۳۲ اور اللہ سنتا دیکھتا ہے اے ایمان والو

۳۳۵ بلکہ یہ ضرور ہے کہ جہاں تک تمہیں قدرت و اختیار ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو محبت و اختیاری شے نہیں تو بات چیت حسن و اخلاق کھانے، پہننے، پاس رکھنے

اور ایسے امور میں براہری کرنا اختیاری ہے ان امور میں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا لازم و ضروری ہے۔ ۳۳۶ زن و شو (میاں بیوی) باہم صلح نہ کریں اور وہ

جدائی ہی بہتر سمجھیں اور خلع کے ساتھ تفریق ہو جائے، یا مرد و عورت کو طلاق دے کر اس کا مہر اور عدت کا نفقہ ادا کر دے اور اس طرح وہ ۳۳۷ اور ہر ایک کو بہتر بدل

عطا فرمائے گا ۳۳۸ اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کے حکم کے خلاف نہ کرو، توحید و شریعت پر قائم رہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا حکم قدیم

ہے تمام امتوں کو اس کی تاکید ہوتی رہی ہے۔ ۳۳۹ تمام جہان اس کے فرماں برداروں سے بھرا ہے تمہارے کفر سے اس کا کیا ضرر۔ ۳۴۰ تمام خلق سے اور ان کی

عبادت سے۔ ۳۴۱ معدوم کر دے ۳۴۲ معنی یہ ہیں کہ جس کو اپنے عمل سے دنیا مقصود ہو اور اس کی مراد اتنی ہے جو اللہ اس کو دے دیتا ہے اور ثواب آخرت سے وہ

محروم رہتا ہے اور جس نے عمل رضائے الہی اور ثواب آخرت کے لیے کیا تو اللہ دنیا و آخرت دونوں میں ثواب دینے والا ہے تو جو شخص اللہ سے فقط دنیا کا طالب ہو

كُونُوا قَوْمِينَ بِالْقِسْطِ شَهِدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوَالِدَايَ

انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہی دیتے چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا

وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أُولَىٰ بِهَا ۚ فَلَا تَتَّبِعُوا

یاریشتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ۳۳۲ بہر حال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے تو خواہش کے پیچھے

الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانُ بِمَا

نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو اور اگر تم ہیر پھیر کرو ۳۳۳ یا منہ پھیرو ۳۳۴ تو اللہ کو تمہارے

تَعْمَلُونَ خَيْرًا ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

کاموں کی خبر ہے ۳۳۵ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر ۳۳۶

وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۚ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ مِنْ

اور اس کتاب پر جو اپنے اُن رسول پر اُتاری اور اُس کتاب پر جو پہلے

قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

اُتاری ۳۳۷ اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو ۳۳۸

فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۖ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ

تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر

كَفَرُوا ثُمَّ آذَادُوا كُفْرًا ۖ أَلَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ۳۳۹ اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے ۳۴۰ نہ انہیں راہ

وہ نادان خبیث اور کم ہمت ہے۔ ۳۴۱ کسی کی رعایت و طرفداری میں انصاف سے نہ ہو اور کوئی قربت و رشتہ حق کہنے میں مائل نہ ہونے پائے۔ ۳۴۲ حق کے

بیان میں اور جیسا چاہیے نہ کہو ۳۴۳ ادائے شہادت سے ۳۴۴ جیسے عمل ہوں گے ویسا بدلہ دے گا۔ ۳۴۵ یعنی ایمان پر ثابت رہو یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ کا خطاب مسلمانوں سے ہو اور اگر خطاب یہود و نصاریٰ سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ اے بعض کتابوں بعض رسولوں پر ایمان لانے والو تمہیں یہ حکم

ہے، اور اگر خطاب منافقین سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ اے ایمان کا ظاہری دعویٰ کرنے والو اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ یہاں رسول سے سید انبیاء صلی اللہ علیہ

وسلّم اور کتاب سے قرآن پاک مراد ہے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت عبد اللہ بن سلام اور اسد و اسید اور ثعلبہ بن قیس اور

سلام و سلمہ و یامین کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ مؤمنین اہل کتاب میں سے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہم

آپ پر اور آپ کی کتاب پر اور حضرت موسیٰ پر اور توریت پر اور عزیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے سوا باقی کتابوں اور رسولوں پر ایمان نہ لائیں گے۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ پر اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر اور اس سے پہلے ہر کتاب پر ایمان لاؤ، اس پر یہ آیت نازل

ہوئی۔ ۳۴۸ یعنی قرآن پاک پر اور ان تمام کتابوں پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن سے پہلے اپنے انبیاء پر نازل فرمائیں۔ ۳۴۹ یعنی ان میں سے کسی ایک کا

بھی انکار کرے کہ ایک رسول اور ایک کتاب کا انکار بھی سب کا انکار ہے۔ ۳۵۰ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود کے حق میں

سَبِيلًا ۱۳۷ ﴿بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۳۸﴾ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ

دکھائے خوش خبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو

الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۱۳۹ أَيْبَتُونَ عِنْدَهُمْ

چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں ۱۳۹ کیا ان کے پاس عزت

الْعِزَّةُ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۱۴۰﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ

ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے ۱۴۰ اور بے شک اللہ تم پر کتاب ۲۵۲ میں اتار چکا

أَنْ إِذَا سَأَعْتُمُ آيَاتِ اللَّهِ يَكْفُرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا

کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ

مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۱۴۱﴾ إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ ۱۴۲﴾ إِنَّ اللَّهَ

نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ۱۴۱ ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو ۱۴۲ بے شک اللہ

جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۱۴۰﴾ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ

کافروں اور منافقوں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا وہ جو تمہاری حالت ٹکا (دیکھا)

بِكُمْ ۱۴۱﴾ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۱۴۲﴾ وَ

کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ۱۴۲ اور

إِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ ۱۴۳﴾ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحِذْكُمْ عَلَيْكُمْ ۱۴۴﴾ وَنَسْعَكُمْ

اگر کافروں کا حصہ ہو تو ان سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا ۱۴۳ اور ہم نے تمہیں

نازل ہوئی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر پھڑپھڑا پوج کر کافر ہوئے پھر اس کے بعد ایمان لائے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر کے کافر

ہو گئے پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کر کے اور کفر میں بڑھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ایمان لائے پھر

کافر ہو گئے ایمان کے بعد پھر ایمان لائے یعنی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تا کہ ان پر مؤمنین کے احکام جاری ہوں پھر کفر میں بڑھے یعنی کفر پر ان کی

موت ہوئی۔ ۱۴۱ جب تک کفر پر ہیں اور کفر پر مریں کیونکہ کفر بخشنا نہیں جاتا مگر جبکہ کفر تو بہ کرے اور ایمان لائے جیسا کہ فرمایا: ”قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنِّي

يَسْتَهْزِئُ بِكُمْ لَكُم مَّا قَدْ سَلَفَ“ (تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا) ۱۴۲ یہ منافقین کا حال ہے جن کا خیال تھا

کہ اسلام غالب نہ ہوگا اور اس لیے وہ کفار کو صاحب قوت اور شوکت سمجھ کر ان سے دوستی کرتے تھے اور ان سے ملنے میں عزت جانتے تھے باوجودیکہ کفار کے

ساتھ دوستی ممنوع اور ان کے ملنے سے طلب عزت باطل۔ ۱۴۳ اور اس کے لیے جس کو وہ عزت دے جیسے کہ انبیاء و مؤمنین۔ ۱۴۴ یعنی قرآن ۲۵۵ کفار کی ہم

نشینی اور ان کی مجلسوں میں شرکت کرنا ایسے ہی اور بے دینوں اور گمراہوں کی مجلسوں کی شرکت اور ان کے ساتھ یارانہ و مصاحبت ممنوع فرمائی گئی۔ ۱۴۵ اس

سے ثابت ہوا کہ کفر کے ساتھ راضی ہونے والا بھی کافر ہے۔ ۱۴۶ اس سے ان کی مراد غنیمت میں شرکت کرنا اور حصہ چاہنا ہے۔ ۱۴۷ کہ ہم تمہیں قتل کرتے

گرفتار کرتے مگر ہم نے یہ کچھ نہیں کیا۔

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ قَالَ لَهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ وَلَنْ يَجْعَلَ

مسلمانوں سے بچایا ۳۵۹ تو اللہ تم سب میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا ۳۶۰ اور اللہ کافروں کو

اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۚ إِنَّ السُّفْهَانَ يُخْرِعُونَ

مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا ۳۶۱ بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا جاتے

اللَّهُ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۖ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَىٰ يُرَآءُونَ

ہیں ۳۶۲ اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں ۳۶۳ تو ہارے جی سے ۳۶۴ لوگوں کا

النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ مَذْبُذِينَ بَيْنَ ذَلِكَ

دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا ۳۶۵ بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں ۳۶۶

لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ ۖ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ

نہ ادھر کے نہ ادھر کے ۳۶۷ اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی راہ نہ

سَبِيلًا ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ

پائے گا اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ

دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۚ

مسلمانوں کے سوا ۳۶۸ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لیے صریح حجت کر لو ۳۶۹

إِنَّ السُّفْهَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں ۳۷۰ اور تو ہر گز ان کا کوئی

۳۷۱ اور انہیں طرح طرح کے حیلوں سے روکا اور ان کے رازوں پر تمہیں مطلع کیا تو اب ہمارے اس سلوک کی قدر کرو اور حصہ دو۔ (یہ منافقوں کا حال ہے)

۳۷۲ اے ایماندارو اور منافقو! ۳۷۳ کہ مؤمنین کو جنت عطا کرے گا اور منافقوں کو داخل جہنم کرے گا۔ ۳۷۴ یعنی کافر نہ مسلمانوں کو ملائیں گے نہ حجت میں

غالب آسکیں گے۔ علماء نے اس آیت سے چند مسائل مُتَخِطُّہ کئے ہیں (۱) کافر مسلمان کا وارث نہیں۔ (۲) کافر مسلمان کے مال پر استیلاء پاکر مالک نہیں ہو سکتا۔

(۳) کافر مسلمان غلام کے خریدنے کا مجاز نہیں (۴) ذمی کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جائے گا۔ (جمل) ۳۷۵ کیونکہ حقیقت میں تو اللہ کو فریب دینا ممکن نہیں۔ ۳۷۶

مؤمنین کے ساتھ ۳۷۷ کیونکہ ایمان تو ہے نہیں جس سے ذوق طاعت اور لطف عبادت حاصل ہو محض ریاکاری ہے اس لیے منافق کو نماز بار معلوم ہوتی ہے۔

۳۷۸ اس طرح کہ مسلمانوں کے پاس ہوئے تو نماز پڑھ لی اور علیحدہ ہوئے تو نادر (چھوڑ دی)۔ ۳۷۹ کفر و ایمان کے ۳۸۰ نہ خالص مؤمن نہ کھلے کافر۔ ۳۸۱

اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار کو دوست بنانا منافقین کی خصلت ہے تم اس سے بچو۔ ۳۸۲ اپنے نفاق کی اور مستحق جہنم ہو جاؤ۔ ۳۸۳ منافق کا عذاب کافر

سے بھی زیادہ ہے کیونکہ وہ دنیا میں اظہار اسلام کر کے مجاہدین کے ہاتھوں سے بچا رہا ہے اور کفر کے باوجود مسلمانوں کو مغالطہ دینا اور اسلام کے ساتھ استہزاء

(نفاق) کرنا اس کا شیوہ رہا ہے۔

نَصِيرًا ۱۳۵) إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا

مددگار نہ پائے گا مگر وہ جنہوں نے توبہ کی ۱۳۵ اور سنورے (اپنی اصلاح کی) اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی اور اپنا دین خالص

دِينَهُمُ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۳۶) وَسَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

اللہ کے لیے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں ۱۳۶ اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو

أَجْرًا عَظِيمًا ۱۳۷) مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۱۳۸) ط

بڑا ثواب دے گا اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ ط

وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۱۳۹)

اور اللہ ہے صلہ دینے والا جاننے والا

۱۳۵ تا ۱۳۷ سے ۱۳۸ تا ۱۳۹ دارین میں۔

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلِمَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ

اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا ۲۴۸ مگر مظلوم سے ۲۴۹ اور اللہ

سَبِيحًا عَلِيمًا ۝ (۱۳۸) اِنْ تَبَدُّوا خَيْرًا اَوْ تَخَفُوهُ اَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَاِنَّ

سنتا جانتا ہے اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر تو بے شک

اللَّهُ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ۝ (۱۳۹) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَ

اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے ۲۴۹ وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور

يُرِيدُوْنَ اَنْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَ

چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں ۲۵۰ اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور

نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۚ وَيُرِيدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ۝ (۱۴۰) اُولٰٓئِكَ

کسی کے منکر ہوئے ۲۵۱ اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں یہی

هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مَّهِينًا ۝ (۱۴۱) وَالَّذِيْنَ

ہیں ٹھیک ٹھیک کافر ۲۵۲ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو

اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ

اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عقیب

۲۵۳ یعنی کسی کے پوشیدہ حال کا ظاہر کرنا۔ اس میں غیبت بھی آگئی چغل خوری بھی۔ عاقل وہ ہے جو اپنے پیسوں کو دیکھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ بری بات سے

گالی مراد ہے۔ ۲۵۴ کہ اس کو جائز ہے کہ ظالم کے ظلم کا بیان کرے وہ چور یا غاصب کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرا مال چرایا، غصب کیا۔ شان نزول:

ایک شخص ایک قوم کا مہمان ہوا تھا انہوں نے اچھی طرح اس کی میزبانی نہ کی جب وہ وہاں سے نکلا تو ان کی شکایت کرتا نکلا۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل

ہوئی، بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باب میں نازل ہوئی ایک شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شان میں زبانی درازی کرتا رہا آپ نے کئی بار سکوت کیا مگر وہ باز نہ آیا تو ایک مرتبہ آپ نے اس کو جواب دیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص مجھ کو برا کہتا رہا تو حضور نے کچھ نہ فرمایا میں نے ایک

مرتبہ جواب دیا تو حضور اٹھ گئے، فرمایا: ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آگیا۔ اس کے متعلق یہ

آیت نازل ہوئی۔ ۲۵۵ تم اس کے بندوں سے درگزر کرو وہ تم سے درگزر فرمائے گا۔ حدیث: تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

۲۵۶ اس طرح کہ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسولوں پر نہ لائیں۔ ۲۵۷ شان نزول: یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضرت موسیٰ

علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے کفر کیا اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام پر ایمان لائے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا۔ ۲۵۸ بعض رسولوں پر ایمان لانا انہیں کفر سے نہیں بچاتا کیونکہ ایک نبی کا

انکار بھی تمام انبیاء کے انکار کے برابر ہے۔

يُؤْتِيهِمْ أَجُورَهُمْ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ١٥٦ يَسْأَلُكَ أَهْلُ

اللہ ان کے ثواب دے گا ۳۸۵ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۳۸۶ اے محبوب اہل کتاب ۳۸۷ تم

الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ

سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دو ۳۸۷ تو وہ تو موسیٰ سے اس سے بھی بڑا

مِنْ ذَلِكْ فَقَالُوا آتِنَا اللَّهُ جَهَنَّمَ فَآخَذَتْهُمْ الصَّعِقَةُ يُظْلِمُهُمْ ج ثُمَّ

سوال کر چکے ۳۸۸ کہ بولے ہمیں اللہ کو علانیہ (ظاہر کر کے) دکھا دو تو انہیں کڑک نے آلیا ان کے گناہوں پر پھر

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَلِكَ ج

بچھڑا لے بیٹھے ۳۸۹ بعد اس کے کہ روشن آیتیں ۳۸۹ ان کے پاس آچکیں تو ہم نے یہ معاف فرما دیا ۳۹۰

وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ١٥٧ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِبَيْتِاقِهِمْ

اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا ۳۹۱ پھر ہم نے ان پر طور کو اونچا کیا ان سے عہد لینے کو

وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ

اور ان سے فرمایا کہ دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور ان سے فرمایا کہ ہفتہ میں حد سے نہ بڑھو ۳۹۲

وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ١٥٨ فَبَا نَقَضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكَفَرُوا بِهِمْ

اور ہم نے ان سے گاڑھا (پختہ) عہد لیا ۳۹۳ تو ان کی کسی بدعہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور اس لئے کہ وہ

۳۸۵ مَرَاتِبَ کَبِيرَةٍ بھی اس میں داخل ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان رکھتا ہے۔ ”معتزلہ“ صاحب کبیرہ (کبیرہ گناہ کرنے والے) کے خُلو و

عذاب (ہمیشہ جہنم میں رہنے) کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس آیت سے ان کے اس عقیدہ کا بطلان ثابت ہوا۔ ۳۸۶ مَسْئَلَةٌ: یہ آیت صفات فعلیہ (جیسے کہ مغفرت و

رحمت) کے قدیم ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خُذْ کے قائل کو کہنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل میں غفور و رحیم نہیں تھا پھر ہو گیا (معاذ اللہ)۔ اس کے اس قول کو

یہ آیت باطل کرتی ہے۔ ۳۸۷ بَرَاهِ سَرَكَشِي ۳۸۸ یکبارگی۔ شان نزول: یہود میں سے کعب بن اشرف، فَنَحَاصِ دِنِ عَاذُورَاءِ نے سید عالم صَلَّی اللہ علیہ وسلم سے

کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے یکبارگی کتاب لائیے جیسا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام توریت لائے تھے۔ یہ سوال ان کا طلب ہدایت و

اتباع کے لئے نہ تھا بلکہ سرکشی و بغاوت سے تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۸۹ یعنی یہ سوال ان کا کمال جہل (انتہائی جہالت کے سبب) سے ہے اور اس قسم کی

جہالتوں میں ان کے باپ دادا بھی گرفتار تھے۔ اگر سوال طلبِ رُشد (ہدایت طلب کرنے) کے لئے ہوتا تو پورا کر دیا جاتا مگر وہ تو کسی حال میں ایمان لانے والے نہ

تھے۔ ۳۹۰ اس کو پوچھنے کے لئے ۳۹۱ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

صدق پر واضح الدلالتہ (واضح دلیل) تھے اور باوجودیکہ توریت ہم نے یکبارگی ہی نازل کی تھی لیکن ”خُونِے بَد رَا بَسْهَانَه بَسْیَار“ (بدخلست کے لئے

بہانے بہت) بجائے اطاعت کرنے کے انہوں نے خدا کے دیکھنے کا سوال کیا۔ ۳۹۲ جب انہوں نے توبہ کی۔ اس میں حضور کے زمانہ کے یہودیوں کے لئے تَوْفِیْع

ہے کہ وہ بھی توبہ کریں تو اللہ انہیں بھی اپنے فضل سے معاف فرمائے۔ ۳۹۳ ایسا تسلط عطا فرمایا کہ جب آپ نے بنی اسرائیل کو توبہ کے لئے خود ان کے اپنے قتل کا

حکم دیا وہ انکار نہ کر سکے اور انہوں نے اطاعت کی۔ ۳۹۴ یعنی مچھلی کا شکار وغیرہ جو عمل اس روز تہارے لئے حلال نہیں نہ کرو۔ سورۃ بقرہ میں ان تمام احکام کی

تفصیلیں گزر چکیں۔ ۳۹۵ کہ جو انہیں حکم دیا گیا ہے وہ کریں اور جس کی ممانعت کی گئی ہے اس سے باز رہیں پھر انہوں نے اس عہد کو توڑا۔

بَايَتَ اللَّهِ وَقَتْلَهُمْ إِلَّا نَبِيَّاءَ بَغِيرَ حَقِّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبَنَا غُلْفٌ ٭ بَلْ

آیات الہی کے منکر ہوئے ۳۹۱ اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے ۳۹۲ اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں ۳۹۳ بلکہ

طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ٭ (۱۵۵) وَبِكُفْرِهِمْ

اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے اور اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا ۳۹۴

وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ٭ (۱۵۶) وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ

اور مریم پر بڑا بہتان اٹھایا (باندھا) اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح

عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ٭ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ

عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا ۳۹۵ اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ اُن کے لئے اِس کی شبیہ (شکل و صورت) کا

لَهُمْ ٭ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ٭ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ

ایک بنا دیا گیا ۳۹۶ اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں ۳۹۷ انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں ۳۹۸

إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ٭ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ٭ (۱۵۷) بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ٭ وَكَانَ

مگر یہی گمان کی پیروی ۳۹۹ اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہ کیا ۴۰۰ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ۴۰۱ اور

اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ٭ (۱۵۸) وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ

اللہ غالب حکمت والا ہے کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے

قَبْلَ مَوْتِهِ ٭ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ٭ (۱۵۹) فَبُظْلِمَ مَنْ

اس پر ایمان نہ لائے ۴۰۲ اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا ۴۰۳ تو یہودیوں کے بڑے

۳۹۱ جو انبیاء کے صدق پر دلالت کرتے تھے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات۔ ۳۹۲ انبیاء کا قتل کرنا تو ناحق ہے کسی طرح حق ہو ہی نہیں سکتا

لیکن یہاں مقصود یہ ہے کہ ان کے زعم میں بھی انہیں اس کا کوئی استحقاق (حق حاصل) نہ تھا۔ ۳۹۳ لہذا کوئی پند (نصیحت) و وعظ کا گرج نہیں ہو سکتا۔ ۳۹۴ حضرت

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی۔ ۳۹۵ یہود نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دیا اور نصاریٰ نے اس کی تصدیق کی تھی،

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی تکذیب فرمادی۔ ۳۹۶ جس کو انہوں نے قتل کیا اور خیال کرتے رہے کہ یہ حضرت عیسیٰ ہیں، باوجودیکہ ان کا یہ خیال غلط تھا۔ ۳۹۷

اور یقینی نہیں کہہ سکتے کہ وہ مقتول کون ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مقتول عیسیٰ ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ چہرہ تو عیسیٰ کا ہے اور جسم عیسیٰ کا نہیں، لہذا یہ وہ نہیں۔ اسی

تزوّد (شش و پنج) میں ہیں۔ ۳۹۸ جو حقیقت حال ہے۔ ۳۹۹ اور انکلیں دوڑانا۔ ۴۰۰ ان کا دعوائے قتل جھوٹا ہے۔ ۴۰۱ صحیح و سالم بسوئے آسمان (آسمان کی

طرف)۔ احادیث میں اس کی تفصیلیں وارد ہیں، سورۃ آل عمران میں اس واقعہ کا ذکر گزر چکا ہے۔ ۴۰۲ اس آیت کی تفسیر میں چند قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ

یہود و نصاریٰ کو اپنی موت کے وقت جب عذاب کے فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آتے ہیں جن کے ساتھ انہوں نے کفر

کیا تھا اور اس وقت کا ایمان مقبول و معتبر نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قریب قیامت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اس وقت کے تمام

اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شریعت محمدیہ کے مطابق حکم کریں گے، اور اسی دین کے ائمہ میں سے

الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ

ظلم کے وقت سب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کے لئے حلال تھیں ۱۵۴ ان پر حرام فرما دیں اور اس لئے کہ انہوں نے بہتوں

سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۱۶۰ ۱۶۰ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ

(بہت سے لوگوں) کو اللہ کی راہ سے روکا اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے اور لوگوں کا

أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۱۶۱ ۱۶۱ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۶۱

مال ناحق کھا جاتے ۱۶۱ اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

لَكِنِ الرَّسْخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ

ہاں جو ان میں علم میں چکے ۱۶۲ اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری

إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ

طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا ۱۶۳ اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ

الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۱۶۴ ۱۶۴ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا

دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب

عَظِيمًا ۱۶۵ ۱۶۵ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ

دیں گے بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو

بَعْدِهِ ۱۶۶ ۱۶۶ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ

بھیجی ۱۶۶ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں

ایک امام کی حیثیت میں ہوں گے اور نصاریٰ نے ان کی نسبت جو گمان باندھ رکھے ہیں ان کا ابطال (رد) فرمائیں گے، دین محمدی کی اشاعت کریں گے، اس

وقت یہود و نصاریٰ کو یا تو اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل کر ڈالے جائیں گے۔ جزیہ قبول کرنے کا حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کرنے کے وقت تک ہے۔ تیسرا

قول یہ ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے گا۔ چوتھا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے

گا لیکن وقت موت کا ایمان مقبول نہیں، نافع نہ ہوگا۔ ۱۶۷ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود پر تو یہ گواہی دیں گے کہ انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے حق

میں زبان طعن دراز کی اور نصاریٰ پر یہ کہ انہوں نے آپ کو رب ٹھہرایا اور خدا کا شریک گردانا اور اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لے آئیں ان کے ایمان کی بھی

آپ شہادت دیں گے۔ ۱۶۸ نقض عہد (وعدہ خلافی) وغیرہ جن کا اوپر آیات میں ذکر ہو چکا۔ ۱۶۹ جن کا سورہ انعام کی آیہ ”وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَمْنَا“ میں

بیان ہے۔ ۱۷۰ رشوت وغیرہ حرام طریقوں سے۔ ۱۷۱ مثل حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے، جو علمِ راسخ (زبردست علم) اور عقل

صافی (یعنی شکوک و شبہات سے پاک عقل) اور بصیرت کاملہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے علم سے دین اسلام کی حقیقت کو جاننا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر

ایمان لائے۔ ۱۷۲ پہلے انبیاء پر۔ ۱۷۳ شان نزول: یہود و نصاریٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو یہ سوال کیا تھا کہ ان کے لئے آسمان سے یکبارگی

کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان پر حجت قائم کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا

وَعِيسَىٰ وَآيُوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسَلِيمَانَ وَسُلَيْمَانَ ج وَآدَمَ وَدَاوُدَ زَبُورًا ١٣١

اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داود کو زبور عطا فرمایا

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

اور اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے ہیں اور ان کو جن کا ذکر تم سے

عَلَيْكَ ط وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ١٣٢ رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

نہ فرمایا اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا اور رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے

لِّنَّا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ط وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب

حَكِيمًا ١٣٥ لَكِنَّ اللَّهَ يُشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ج وَ

حکمت والا ہے لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور

الْمَلَائِكَةُ يُشْهَدُونَ ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ١٣٦ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی وہ جنہوں نے کفر کیا اور

صَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ١٣٧ إِنَّ الَّذِينَ

اللہ کی راہ سے روکا جائے بے شک وہ دور کی گمراہی میں پڑے بے شک جنہوں

بکثرت انبیاء ہیں جن میں سے گیارہ کے اسماء شریفہ یہاں آیت میں بیان فرمائے گئے ہیں اہل کتاب ان سب کی نبوت کو مانتے ہیں ان سب حضرات میں سے کسی

پر یکبارگی کتاب نازل نہ ہوئی تو جب اس وجہ سے ان کی نبوت تسلیم کرنے میں اہل کتاب کو کچھ پس و پیش نہ ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تسلیم کرنے

میں کیا عذر ہے اور مقصود رسولوں کے بھیجنے سے خلق کی ہدایت اور ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید و معرفت کا درس دینا اور ایمان کی تکمیل اور طریق عبادت کی تعلیم ہے۔

کتاب کے متفرق طور پر نازل ہونے سے یہ مقصد بروجہ اتم حاصل ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا آسان دل نشین ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس حکمت کو نہ سمجھنا اور اعتراض کرنا

کمال حماقت (انتہائی بے وقوفی) ہے۔ فلا قرآن شریف میں نام بنام فرما چکے ہیں۔ فلا اور اب تک ان کے اسماء کی تفصیل قرآن پاک میں ذکر نہیں فرمائی گئی۔

۱۳۱ تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے واسطہ کلام فرمانا دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت میں قاطع (عیب لگانے والا) نہیں جن سے اس طرح

کلام نہیں فرمایا گیا، ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کتاب کا یکبارگی نازل ہونا دوسرے انبیاء کی نبوت میں کچھ بھی قاطع نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۲ ثواب کی

ایمان لانے والوں کو ۱۳۳ عذاب کا کفر کرنے والوں کو ۱۳۴ اور یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ اگر ہمارے پاس رسول آتے تو ہم ضرور ان کا حکم مانتے اور اللہ کے مطیع و

فرمان بردار ہوتے۔ اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں کی بعثت سے قبل خلق پر عذاب نہیں فرماتا جیسا دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ”وَمَا كُنَّا

مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا“ (اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں)۔ اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معرفت الہی بیان شرع و زبان

انبیاء ہی سے حاصل ہوتی ہے عقل محض (صرف عقل) سے اس منزل تک پہنچنا میسر نہیں ہوتا۔ ۱۳۵ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کر کے۔ ۱۳۶ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت چھپا کر اور لوگوں کے دلوں میں خُجَبہ ڈال کر (یہ حال یہود کا ہے۔)

كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۖ إِلَّا

نے کفر کیا ۲۱۸ اور حد سے بڑھے ۲۱۹ اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا ۲۲۰ نہ انہیں کوئی راہ دکھائے مگر

طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

جہنم کا راستہ کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَامْنُوا خَيْرًا

اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول ۲۲۱ حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے تو ایمان لاؤ

لَكُمْ ۖ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ

اپنے بھلے کو اور اگر تم کفر کرو ۲۲۲ تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ

عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا

علم و حکمت والا ہے اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو ۲۲۳ اور اللہ پر

عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۖ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ

نہ کہو مگر ۲۲۴ حق ۲۲۵ اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ کا بیٹا ۲۲۵ اللہ کا رسول ہی ہے

وَكَلَّمَتْهُ ۖ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ۖ فَامْنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَ

اور اس کا ایک کلمہ ۲۲۶ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح ۲۲۷ تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ ۲۲۸ اور

اللَّهُ کے ساتھ ۲۱۹ کتاب الہی میں حضور کے اوصاف بدل کر اور آپ کی نبوت کا انکار کر کے ۲۲۰ جب تک وہ کفر پر قائم رہیں یا کفر پر مریں۔ ۲۱۸ سید

انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲۱ اور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرو تو اس میں ان کا کچھ ضرر نہیں اور اللہ تمہارے ایمان سے

بے نیاز ہے۔ ۲۲۲ شان نزول: یہ آیت نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جن کے کئی فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جدا گانہ

کفری عقیدہ رکھتا تھا۔ سطوری آپ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، مرقوسی کہتے کہ وہ تین میں سے تیسرے ہیں۔ اور اس کلمہ کی توجیہات میں بھی اختلاف تھا: بعض تین اقوام

مانتے تھے اور کہتے تھے کہ باپ، بیٹا، روح القدس۔ باپ سے ذات، بیٹے سے عیسیٰ، روح القدس سے ان میں حلول کرنے والی حیات مراد لیتے تھے۔ تو ان کے نزدیک

”الہ“ تین تھے اور اس تین کو ایک بتاتے تھے ”توحید فی التثلیث“ (تینوں کے مجموعہ کو خدا سمجھنے) اور ”تثلیث فی التوحید“ (تینوں میں سے ہر ایک کو خدا سمجھنے) کے

چکر میں گرفتار تھے۔ بعض کہتے تھے عیسیٰ ناسوتیت (بشریت) اور اولویت (معبودیت) کے جامع ہیں، ماں کی طرف سے ان میں ”ناسوتیت“ آئی، اور باپ کی طرف

سے ”الوہیت“ آئی، تعالیٰ اللہ عَمَّا يَقُولُونَ غُلُوًّا كَبِيرًا (اللہ ان کی باتوں سے بہت ہی برتر و بلند ہے)۔ یہ فرقہ بندی نصاریٰ میں ایک یہودی نے پیدا کی جس کا نام

بولس تھا اور اس نے انہیں گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کے عقیدوں کی تعلیم کی۔ اس آیت میں اہل کتاب کو ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باب

میں افراط و تفریط (کمی زیادتی) سے باز رہیں، خدا اور خدا کا بیٹا بھی نہ کہیں اور ان کی تنقیص (شان میں کمی) بھی نہ کریں۔ ۲۲۳ اللہ کا شریک اور بیٹا بھی کسی کو نہ

بناؤ اور حلول و اتحاد (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں خدا کے آنے اور اللہ عزوجل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مریم علیہا السلام کا ملکر ایک

خدا ہونے) کا عیب بھی مت لگاؤ اور اس اعتقاد حق پر رہو کہ ۲۲۵ ہے اور اس محترم کے لئے اس کے سوا کوئی نسب نہیں ۲۲۶ کہ ”مُحَن“ فرمایا اور وہ بغیر باپ اور بغیر

نطفہ کے محض امر الہی سے پیدا ہو گئے۔ ۲۲۷ اور تصدیق کرو کہ اللہ واحد ہے بیٹے اور اولاد سے پاک ہے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو اور اس کی کہ حضرت عیسیٰ

لَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً ۖ إِنَّهُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَنَهُ

تین نہ کہو ۲۲۸ باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے ۲۲۹ پاکی اُسے

أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَكَفَىٰ

اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اسی کا مال ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۲۳۰ اور اللہ کافی

بِاللّٰهِ وَكِيلًا ۚ لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ وَلَا

کار ساز (کام بنانے والا) ہے ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا ۲۳۱ اور نہ

الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۖ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ

مُقَرَّب فرشتے اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے

فَسَيَحْشُرْهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ

تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا ۲۳۲ تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

فِيْوَفِّيْهِمْ أَجْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنَكَفُوْا

اُن کی مزدوری انہیں بھر پور دے کر اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور وہ جنہوں نے ۲۳۳ نفرت

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ

اور تکبر کیا تھا انہیں درد ناک سزا دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی

وَلِيًّا وَلَا نَصِيْرًا ۚ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَبِّكُمْ ۖ وَ

حمایتی پائیں گے نہ مددگار اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی ۲۳۴ اور

أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِيْنًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوا

ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا ۲۳۵ تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کی رسی مضبوط

عَلَيْهِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اللّٰهُ کے رسولوں میں سے ہیں ۲۳۸ جیسا کہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ وہ کفر محض (خالص کفر) ہے ۲۳۹ کوئی اس کا شریک نہیں۔

۲۴۰ اور وہ سب کا مالک ہے اور جو مالک ہو وہ باپ نہیں ہو سکتا۔ ۲۴۱ شان نزول: نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صَلَّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا، اس نے حضور سے کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ کو عیب لگاتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کے لئے یہ عار کی

بات نہیں۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ ۲۴۲ یعنی آخرت میں اس تکبر کی سزا دے گا۔ ۲۴۳ عبادت الہی بجالانے سے ۲۴۴ دلیل واضح سے سید

عالم صَلَّی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے جن کے صدق پر ان کے معجزے شاہد ہیں اور منکرین کی عقلوں کو حیران کر دیتے ہیں۔ ۲۴۵ یعنی

قرآن پاک۔

بِهِ فَسَيَدْخُلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۚ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ

تھامی تو عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا ۲۳۹ اور انہیں اپنی طرف سیدھی راہ

مُسْتَقِيمًا ۚ يَسْتَفْتُونَكَ ۚ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ

دکھائے گا اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ ۲۴۰ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد

هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا

کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے ۲۴۱ اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے ۲۴۲ اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا

إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّلُّنِ مِمَّا تَرَكَ ۚ

اگر بہن کی اولاد نہ ہو ۲۴۳ پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی

وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ

اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر

يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۚ

اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

﴿سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۲﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۱۶﴾

سورہ مائدہ مدنیہ ہے، اس میں ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان والا

۲۴۱ اور جنت و درجات عالیہ عطا فرمائے گا۔ ۲۴۲ ”کلالہ“ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔ ۲۴۳ شان نزول: حضرت جابر بن عبد اللہ

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عیادت کے لئے تشریف لائے، حضرت جابر

بے ہوش تھے حضرت نے وضو فرما کر آب وضو اُن پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں، عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے مال کا کیا

انتظام کروں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (بخاری و مسلم)، ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

فرمایا: اے جابر! میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ مسئلہ: بزرگوں کا آب وضو تبرک ہے اور اس کو

حصول شفا کے لئے استعمال کرنا سنت ہے۔ مسئلہ: مریضوں کی عیادت سنت ہے۔ مسئلہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علوم غیب عطا فرمائے ہیں،

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت جابر کی موت اس مرض میں نہیں ہے۔ ۲۴۴ اگر وہ بہن سگی یا باپ شریک ہو۔ ۲۴۵ یعنی اگر بہن بے اولاد

مری اور بھائی ربا تو وہ بھائی اس کے کل مال کا وارث ہوگا۔ ۲۴۶ سورہ مائدہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی سوائے آیت ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ کے، یہ آیت

روئے عرفہ، حجۃ الوداع میں نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں اس کو پڑھا اس میں ایک سو بیس آیتیں اور بارہ ہزار چار سو چونسٹھ حرف ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۖ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ

اے ایمان والو! اپنے قول (عہد) پورے کرو۔ تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی

الْأَمْثَلُ عَلَيْكُمْ غَيْرُ مُحِلِّ الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ

مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو۔ لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو۔ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے

مَا يُرِيدُ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهَرِ

جو چاہے اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہرا لو اللہ کے نشان و نشانہ اور نہ ادب

الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا أُمِّينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَبْتَغُونَ

والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ وہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں ہوں اور نہ ان کا مال آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں و

فَضْلًا مِّنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۖ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہوں اور تمہیں کسی

شَنْآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۚ

قوم کی عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا زیادتی کرنے پر نہ ابھارے۔

وَالْعُقُودِ ۖ وَمَعْنَى يَبْتَغُونَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

مُتَعَدِّينَ (سابقہ آسانی کتابوں) میں سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت کرنے کے متعلق جو تم سے عہد لئے ہیں وہ پورے کرو۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ خطاب مؤمنین کو ہے انہیں عقود کے وفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان عقود سے مراد ایمان

اور وہ عہد ہیں جو حرام و حلال کے متعلق قرآن پاک میں لئے گئے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس میں مؤمنین کے باہمی معاہدے مراد ہیں۔ یعنی جن کی

حُرمت شریعت میں وارد ہوئی ان کے سوا تمام چوپائے تمہارے لئے حلال کئے گئے۔ مسئلہ: کہ خشکی کا شکار حالت احرام میں حرام ہے اور دریائی شکار جائز ہے

جیسا کہ اس سورت کے آخر میں آئے گا۔ ۱۔ اس کے دین کے معاملہ (ارکان حج یا احکام اسلام)۔ معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے فرض کیں اور منع فرمائیں

سب کی حرمت کا لحاظ رکھو۔ ۲۔ ماہ ہائے حج جن میں ”قَالَ“ زمانہ جاہلیت میں بھی ممنوع تھا اور اسلام میں بھی یہ حکم باقی رہا۔ ۳۔ وہ قربانیاں۔ ۴۔ عرب کے

لوگ قربانیوں کے گلے میں حرم شریف کے اشجار کی چھالوں وغیرہ سے گلو بند بن کر ڈالتے تھے تاکہ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں ہیں اور ان

سے تعزُّض (چھیڑ چھاڑ) نہ کریں ۵۔ حج و عمرہ کرنے کے لیے۔ ۶۔ شان نزول: شُرَحَّ بن ہند ایک مشہور شفی (بد بخت) تھا وہ مدینہ طیبہ میں آیا اور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ خلق خدا کو کیا دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا: اپنے رب کے ساتھ ایمان لانے اور اپنی رسالت کی تصدیق

کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی، کہنے لگا بہت اچھی دعوت ہے میں اپنے سرداروں سے رائے لوں تو میں بھی اسلام لاؤں گا اور انہیں بھی لاؤں گا یہ

کہہ کر چلا گیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آنے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو خبر دے دی تھی کہ قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص آنے والا ہے جو شیطان زبانی

بولے گا۔ اس کے چلے جانے کے بعد حضور نے فرمایا کہ کافر کا چہرہ لے کر آیا اور غار و بدعہد کی طرح پیٹھ پھیر کر گیا، یہ اسلام لانے والا نہیں۔ چنانچہ اُس نے غدار

(دھوکہ) کیا اور مدینہ شریف سے نکلتے ہوئے وہاں کے مویشی اور اموال لے گیا۔ اگلے سال یمامہ کے حاجیوں کے ساتھ تجارت کا کثیر سامان اور حج کی قلاوہ

پوش (ہار و گلو بند پہنائی ہوئی) قربانیاں لے کر بارادو حج نکلا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے راہ میں صحابہ نے شُرَحَّ کو

دیکھا اور چاہا کہ مویشی اس سے واپس لے لیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ جس کی ایسی شان ہو اس سے

تعزُّض نہ چاہیے۔ ۷۔ یہ بیان اباحت ہے کہ احرام کے بعد شکار مباح ہو جاتا ہے۔ ۸۔ یعنی اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو ۚ

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۲ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے ۳ مردار

وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنْزِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَ

اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور

الْمَوْقُودَةُ وَالْمُتَرَدِّيةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا

بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں

ذَكَيْتُمْ ۚ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَلِكُمْ

تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان (باطل معبودوں کے مخصوص نشانات) پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ

فُسُقٌ ۚ الْيَوْمَ يَسِّرُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

کا کام ہے آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی ۴ تو ان سے نہ ڈرو

کورو ز حد یہ عہدہ سے روکا، ان کے اس معاندانہ (دشمنانہ) فعل کا تم انتقام نہ لو۔ ۲ بعض مفسرین نے فرمایا جس کا حکم دیا گیا اس کا بچالانا ”بر“ (نیکی) اور جس

سے منع فرمایا گیا اس کو ترک کرنا ”تقویٰ“ اور جس کا حکم دیا گیا اس کو نہ کرنا ”إثم“ (گناہ) اور جس سے منع کیا گیا اس کو کرنا ”عدوان“ (زیادتی) کہلاتا ہے۔ ۳ آیت

”إِلَّا مَا يُنْسَلَىٰ عَلَيْكُمْ“ میں جو استثناء ذکر فرمایا گیا تھا یہاں اس کا بیان ہے اور گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے ایک مردار یعنی جس جانور کے لئے شریعت

میں ذبح کا حکم ہوا اور وہ بے ذبح مر جائے۔ دوسرے بننے والا خون۔ تیسرے سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء۔ چوتھے وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا

نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے، اور جس جانور کو ذبح تو صرف اللہ کے نام پر کیا گیا ہو مگر دوسرے اوقات میں وہ غیر خدا

کی طرف منسوب رہا ہو وہ حرام نہیں جیسے کہ عبد اللہ کی گائے، عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا جانور، یا وہ جانور جن سے اولیاء کی ارواح کو ثواب پہنچانا منظور ہوا ان کو غیر وقت

ذبح میں اولیاء کے ناموں کے ساتھ نذر دیا جائے مگر ذبح ان کا فقط اللہ کے نام پر ہو، اس وقت کسی دوسرے کا نام نہ لیا جائے وہ حلال و طیب ہیں۔ اس آیت میں

صرف اسی کو حرام فرمایا گیا ہے جس کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو، وہابی جو ذبح کی قید نہیں لگاتے وہ آیت کے معنی میں غلطی کرتے ہیں اور ان کا قول تمام

تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے اور خود آیت ان کے معنی کو بننے نہیں دیتی کیونکہ ”مَا أَهَلَ بِهِ“ کو اگر وقت ذبح کے ساتھ مقتید نہ کریں تو ”إِلَّا مَا ذَكَيْتُمْ“ کا استثناء اس

کو لاحق ہوگا اور وہ جانور جو غیر وقت ذبح میں غیر خدا کے نام سے موسوم رہا ہو وہ ”إِلَّا مَا ذَكَيْتُمْ“ سے حلال ہوگا۔ غرض وہابی کو آیت سے سند لانے کی کوئی نیل

نہیں۔ پانچواں گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور۔ چھٹے وہ جانور جو لاشی، پتھر، ڈھیلے، گولی، پتھرے یعنی بغیر دھار دار چیز سے مارا گیا ہو۔ ساتویں جو گر کر مرا ہو خواہ پہاڑ

سے یا کنوئیں وغیرہ میں۔ آٹھویں وہ جانور جسے دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ اس کے صدمے سے مر گیا ہو۔ نویں وہ جسے کسی درندے نے تھوڑا سا کھایا ہو

اور وہ اس کے زخم کی تکلیف سے مر گیا ہو۔ لیکن اگر یہ جانور مر نہ گئے ہوں اور بعد ایسے واقعات کے زندہ بچ رہے ہوں پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کر لو تو وہ حلال ہیں۔

دسویں وہ جو کسی تھان پر عبادۃ ذبح کیا گیا ہو جیسے کہ اہل جاہلیت نے کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ پتھر نصب کئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے اور ان کے لئے

ذبح کرتے تھے اور اس ذبح سے ان کی تعظیم و تقرب کی نیت کرتے تھے۔ گیارہویں حصہ اور حکم معلوم کرنے کے لئے پانسہ (قرعہ) ڈالنا زمانہ جاہلیت کے لوگوں کو

جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نا کاغ وغیرہ کام درپیش ہوتے تو وہ تین تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کو حکم الہی جانتے، ان سب کی

ممانعت فرمائی گئی۔ ۴ یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا بعد عصر نازل ہوئی۔ معنی یہ ہیں کہ کفار تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے۔

وَإِخْشَوْنَ ط الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتُسْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی

وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ط فَسَنَ اضْطُرُّ فِي مَخْصَصَةٍ غَيْرِ

اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا اور تم پر جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار (مجبور) ہو یوں کہ

مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ۚ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۲ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أَحَلَّ

گناہ کی طرف نہ بھکے اور نہ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا

لَهُمْ ۚ قُلْ أَحَلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ ۚ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ

حلال ہوا تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا (سکھا) لئے وہ انہیں شکار پر دوڑاتے

تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۚ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ

جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں اور

۱۵ اور اُمور تکلیفیہ (بندوں پر لازم چیزوں) میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے اسی لئے اس آیت کے نزول کے بعد

بیان حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ ”وَاقْفُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ“ نازل ہوئی مگر وہ آیت موعظت و نصیحت ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے

کہ دین کامل کرنے کے معنی اسلام کو غالب کرنا ہے۔ جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ

ہو سکا۔ ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی، ایک قول یہ ہے کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ وہ کچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور

قیامت تک باقی رہے گا۔ شان نزول: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ

کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی تو ہم روزِ نزول کو عید مناتے، فرمایا: کون سی آیت؟ اس نے یہی آیت ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ“

پڑھی، آپ نے فرمایا: میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقامِ نزول کو بھی پہچانتا ہوں، وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا۔ آپ کی مراد

اس سے تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا، آپ نے

فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے

ورنہ حضرت عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما صاف فرمادیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں۔ اس

سے ثابت ہوا کہ عید میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ ”اَعْظَمُ نِعَمِ الْهَيْهَةِ“ (اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت) کی یادگار و شکرگزاری ہے۔ ۱۶ مکہ مکرمہ فتح فرما

کر۔ ۱۷ کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔ ۱۸ معنی یہ ہیں کہ اوپر حرام چیزوں کا بیان کر دیا گیا ہے لیکن جب کھانے پینے کو کوئی حلال چیز میسر نہ آئے

اور بھوک پیاس کی شدت سے جان پر بن جائے اس وقت جان بچانے کے لئے قدرِ ضرورت کھانے پینے کی اجازت ہے اس طرح کہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو یعنی

ضرورت سے زیادہ نہ کھائے۔ اور ضرورت اسی قدر کھانے سے رفع ہو جاتی ہے جس سے خطرہ جان جاتا رہے۔ ۱۹ جن کی حرمت قرآن و حدیث، اجماع اور

قیاس سے ثابت نہیں ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ طہیات وہ چیزیں ہیں جن کو عرب اور سلیم الطبع (نیک طبیعت) لوگ پسند کرتے ہیں اور غیبت وہ چیزیں ہیں جن

سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی حرمت (حرام ہونے) پر دلیل نہ ہونا بھی اس کی حلالیت (حلال ہونے) کے لئے کافی ہے۔

شان نزول: یہ آیت عدی ابن حاتم اور زید بن مہلہل کے حق میں نازل ہوئی جن کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر رکھا تھا ان دونوں صاحبوں نے

عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ کتے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرتے ہیں تو کیا ہمارے لئے حلال ہے؟ تو اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۰ خواہ وہ درندوں

میں سے ہوں مثل کتے اور چیتے کے یا شکاری پرندوں میں سے مثل شکرے، باز، شاہین وغیرہ کے۔ جب انہیں اس طرح سدھا لیا جائے کہ جو شکار کریں اس میں سے نہ

کھائیں اور جب شکاری ان کو چھوڑے تب شکار پر جائیں جب بلائے واپس آجائیں ایسے شکاری جانوروں کو ”مُعَلَّم“ (سکھایا ہوا) کہتے ہیں۔ ۲۱ اور خود اس

اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

اس پر اللہ کا نام لو ۲۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی
الْيَوْمَ أَحْلَلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَ ۚ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَلَّلٌ لَّكُمْ ۚ

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتاہوں کا کھانا ۲۳ تمہارے لئے حلال ہے
وَطَعَامُكُمْ حَلَّلٌ لَهُمْ ۚ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ

اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا (پاک دامن) عورتیں مسلمان ۲۴ اور پارسا عورتیں ان میں سے
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ

جن کو تم سے پہلے کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو قید میں لاتے ہوئے ۲۵
غَيْرِ مُسْفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ

نہ مستی نکالتے اور نہ آشنا بناتے ۲۶ اور جو مسلمان سے کافر ہو
حَبِطَ عَمَلُهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝

اس کا کیا ڈھراسب اکارت (ضائع) گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار (نقصان اٹھانے والا) ہے ۲۷ اے ایمان والو
إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ

جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو ۲۸ تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ ۲۹
میں سے نہ کھائیں۔ ۲۲ آیت سے جو مستنفاہ (فائدہ حاصل) ہوتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے کتا یا شکرہ وغیرہ کوئی شکاری جانور شکار پر چھوڑا تو اس کا

شکار چند شرطوں سے حلال ہے: (۱) شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہو۔ (۲) اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔ (۳) شکاری جانور ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ کر
چھوڑا گیا ہو۔ (۴) اگر شکاری کے پاس شکار زندہ پہنچا ہو تو اس کو ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ کر ذبح کرے۔ اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو حلال نہ

ہوگا مثلاً اگر شکاری جانور معلّم سکھایا ہو) نہ ہو یا اس نے زخم نہ کیا ہو یا شکار پر چھوڑتے وقت ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ نہ پڑھا ہو یا شکار زندہ پہنچا ہو اور اس کو ذبح
نہ کیا ہو یا معلّم کے ساتھ غیر معلّم شکار میں شریک ہو گیا ہو یا ایسا شکاری جانور شریک ہو گیا ہو جس کو چھوڑتے وقت ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ نہ پڑھا گیا ہو یا وہ

شکاری جانور نجوسی (آتش پرست) کافر کا ہو ان سب صورتوں میں وہ شکار حرام ہے۔ مسئلہ: تیرے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے اگر ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ کر
تیرا مارا اور اس سے شکار مجروح (زخمی) ہو کر مر گیا تو حلال ہے اور اگر نہ مارا تو دوبارہ اس کو ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ پڑھ کر ذبح کرے، اگر اس پر بسم اللہ نہ پڑھی

یا تیرا زخم اس کو نہ لگا یا زندہ پانے کے بعد اس کو ذبح نہ کیا ان سب صورتوں میں حرام ہے۔ ۲۳ یعنی ان کے ذبیحے مسئلہ: مسلم و کتابی کا ذبیحہ حلال ہے خواہ وہ مرد ہو
یا عورت یا بچہ۔ ۲۴ نکاح کرنے میں عورت کی پارسائی (پاک دامن) کا لحاظ مستحب ہے لیکن صحیح نکاح کے لئے شرط نہیں۔ ۲۵ نکاح کر کے ۲۶ ناجائز طریقہ

سے مستی نکالنے سے بے دھڑک زنا کرنا اور آشنا بنانے سے پوشیدہ زنا مراد ہے۔ ۲۷ کیونکہ ارتداد (دین سے پھر جانے) سے تمام عمل اکارت (برباد) ہو جاتے
ہیں۔ ۲۸ اور تم بے وضو ہو تو تم پر وضو فرض ہے اور فرائض وضو کے یہ چار ہیں جو آگے بیان کئے جاتے ہیں۔ فائدہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب

ہر نماز کے لئے تازہ وضو کے عادی تھے اگرچہ ایک وضو سے بھی بہت سی نمازیں فرائض و نوافل درست ہیں مگر ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو کا زیادہ برکت و ثواب کا
موجب ہے، بعض مفسرین کا قول ہے کہ ابتداء اسلام میں ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو فرض تھا بعد میں منسوخ کیا گیا اور جب تک حدیث سے ثابت ہے جمہور اسی پر ہیں۔

ایک ہی وضو سے فرائض و نوافل سب کا ادا کرنا جائز ہوا۔ ۲۹ کہنیاں بھی دھونے کے حکم میں داخل ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے جمہور اسی پر ہیں۔

وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ط وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا

اور سروں کا مسح کرو ۳۱ اور گلوں تک پاؤں دھوؤ ۳۲ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو

فَاَطْهَرُوا ط وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ

تو خوب ستھرے ہو لو ۳۳ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں کوئی قضائے حاجت

الْغَايِبِ أَوْ لَسْتُمْ النَّسَاءِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَسَّؤُوا صَعِيدًا طَيِّبًا

سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو

فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ط مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ

تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ

مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهَّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

تجلی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم

تَشْكُرُونَ ٦ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ

احسان مانو اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر ۳۴ اور وہ عہد جو اُس نے تم سے

بِهِ ۱ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

لیا ۳۵ جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا ۳۵ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی

الصُّدُورِ ۷ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوْمِ اللَّهِ شُهَدَاءَ

بات جانتا ہے اے ایمان والو اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ

بِالْقِسْطِ ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ط اِعْدِلُوا ۚ هُوَ

گواہی دیتے ۳۶ اور تم کو کسی قوم کی عداوت (دشمنی) اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو وہ

۳۷ چوتھائی سر کا مسح فرض ہے یہ مقدار حدیث مغیرہ سے ثابت ہے اور یہ حدیث آیت کا بیان ہے۔ ۳۸ یہ وضو کا چوتھا فرض ہے۔ حدیث صحیح میں ہے سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو پاؤں پر مسح کرتے دیکھا تو منع فرمایا اور عطا سے مروی ہے وہ بہ قسم فرماتے ہیں کہ میرے علم میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم میں سے کسی نے بھی وضو میں پاؤں پر مسح نہ کیا۔ ۳۹ مسئلہ: جنابت سے طہارت کاملہ لازم ہوتی ہے۔ جنابت کبھی بیداری میں وفق و شہوت کے ساتھ انزال

سے ہوتی ہے اور کبھی نیند میں احتلام سے جس کے بعد اثر پایا جائے حتیٰ کہ اگر خواب یاد آیا مگر تری نہ پائی تو غسل واجب نہ ہوگا، اور کبھی سہیلین میں سے کسی میں ادخال

کُفَّہ سے۔ فاعل و مفعول دونوں کے حق میں خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ یہ تمام صورتیں جنابت میں داخل ہیں ان سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مسئلہ: حیض و نفاس سے بھی

غسل لازم ہوتا ہے۔ حیض کا مسئلہ سورہ بقرہ میں گزر گیا اور نفاس کا موجب غسل ہونا اجماع سے ثابت ہے۔ تیمم کا بیان سورہ نساء میں گزر چکا۔ ۴۰ کہ تمہیں مسلمان کیا۔

۴۱ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے وقت شہ عقیبہ اور بیعت رضوان میں ۴۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حال میں۔ ۴۳ اس طرح

أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝٨ وَعَدَ

پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ایمان

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝٩

والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝١٠ يَا أَيُّهَا

اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہیں ۱۰ اے

الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ يَّبْسُطُونَ

ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر

إِلَيْكُمْ أَيْدِيهِمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَعَلَى اللَّهِ

دست درازی کریں تو اُس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے ۱۱ اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝١١ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۖ

اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ۱۲

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ

اور ہم نے اُن میں بارہ سردار قائم کئے ۱۳ اور اللہ نے فرمایا بے شک میں ۱۴ تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم

الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّيْتُمْهُمْ وَاقْرَضْتُمُ

نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ کو

اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا لَّا يَغْفِرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَا يُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ

قرض حسن دو ۱۵ تو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا

کہ قرابت و عداوت کا کوئی اثر تمہیں عدل سے نہ ہٹا سکے۔ ۱۶ یہ آیت نص قاطع ہے اس پر کہ خلو و نار (ہمیشہ جہنم میں رہنا) سوائے کفار کے اور کسی کے لئے نہیں۔ (غازن) ۱۷ شان نزول: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منزل میں قیام فرمایا، اصحاب جدا جدا درختوں کے سایہ میں آرام کرنے لگے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ایک درخت میں لٹکا دی، ایک اعرابی موقع پا کر آیا اور چھپ کر اس نے تلوار لی اور تلوار کھینچ کر حضور سے کہنے لگا: اے محمد! تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور نے فرمایا: ”اللہ“۔ یہ فرمانا تھا حضرت جبریل نے اس کے ہاتھ سے تلوار گرا دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لے کر فرمایا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ کہنے لگا کہ کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (تفسیر ابوسعود) ۱۸ کہ اللہ کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، تورات کے احکام کا اتباع کریں گے۔ ۱۹ ہر سبط (گروہ) پر ایک سردار جو اپنی قوم کا ذمہ دار ہو کہ وہ عہد وفا کریں گے اور حکم پر چلیں گے۔ ۲۰ مدد نصرت سے ۲۱ یعنی اس کی راہ میں خرچ کرو۔

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۚ ۱۲ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ

راہ سے بہکا ۱۲ تو اُن کی کیسی بدعہدیوں پر ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے دل

قَسِيَةً ۚ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ ۚ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا

سخت کر دیئے اللہ کی باتوں کو ۱۳ ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی

بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَآئِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۚ مِنْهُمْ فَاعْفُ

گنیں ۱۴ اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے ۱۵ سوا تھوڑوں کے ۱۶ تو انہیں معاف

عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۚ ۱۷ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا

کردو اور ان سے درگزر نہ کرے بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم

نَصْرَى أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ فَاعْرِضْ

نصاری ہیں ہم نے ان سے عہد لیا ۱۸ تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئی ۱۹ تو ہم نے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ

اُن کے آپس میں قیامت کے دن تک بے (دشمنی) اور بغض ڈال دیا ۲۰ اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا

۲۱ واقعہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ انہیں اور ان کی قوم کو ”ارض مقدسہ“ (بیت المقدس) کا وارث بنائے گا

جس میں کنعانی جبار رہتے تھے تو فرعون کے ہلاک کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم الہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو ”ارض مقدسہ“ کی طرف لے جائیں میں

نے اس کو تمہارے لئے دار و قرار بنایا ہے تو وہاں جاؤ اور جو دشمن وہاں ہیں ان پر جہاد کرو میں تمہاری مدد فرماؤں گا اور اے موسیٰ! تم اپنی قوم کے ہر ہر سبط (گروہ)

میں سے ایک ایک سردار بناؤ اس طرح بارہ سردار مقرر کرو ہر ایک ان میں سے اپنی قوم کے حکم ماننے اور عہد وفا کرنے کا ذمہ دار ہو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

سردار منتخب کر کے بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے جب اریحا (بستی) کے قریب پہنچے تو ان قبیلوں کو تجسس احوال (حالات کا جائزہ لینے) کے لئے بھیجا وہاں

انہوں نے دیکھا کہ لوگ بہت عظیم الجثہ (بڑے بڑے جسموں والے) اور نہایت قوی و توانا صاحب ہیبت و شوکت ہیں یہ ان سے ہیبت زدہ ہو کر واپس ہوئے اور آ کر

انہوں نے اپنی قوم سے سب حال بیان کیا باوجودیکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا لیکن سب نے عہد شکنی کی سوائے کالب بن یوفنا اور یوشع بن نون کے کہ یہ عہد پر قائم

رہے۔ ۲۲ کہ انہوں نے عہد الہی کو توڑا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آنے والے انبیاء کی تکذیب کی اور انبیاء کو قتل کیا، کتاب کے احکام کی

مخالفت کی۔ ۲۳ جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے اور جو توریت میں بیان کی گئی ہیں۔ ۲۴ توریت میں کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کا اتباع کریں اور ان پر ایمان لائیں۔ ۲۵ کیونکہ دغا و خیانت و نقض عہد اور رسولوں کے ساتھ بدعہدی ان کی اور ان کے آباء کی قدیم عادت ہے۔ ۲۶ جو

ایمان لائے۔ ۲۷ اور جو کچھ ان سے پہلے سرزد ہوا اس پر گرفت نہ کرو۔ شان نزول: بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت اس قوم کے حق میں نازل ہوئی جنہوں

نے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا پھر توڑا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی اس صورت میں معنی یہ ہیں

کہ ان کی اس عہد شکنی سے درگزر کیجئے جب تک کہ وہ جنگ سے باز رہیں اور جزیہ ادا کرنے سے منع نہ کریں۔ ۲۸ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کا۔

۲۹ انجیل میں اور انہوں نے عہد شکنی کی۔ ۳۰ قنادہ نے کہا کہ جب نصاریٰ نے کتاب الہی (انجیل) پر عمل کرنا ترک کیا اور رسولوں کی نافرمانی کی، فرائض ادا نہ کئے،

بَاكَانُوا يَصْنَعُونَ ۝۱۴ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ

جو کچھ کرتے تھے ۱۴ اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ۱۵ تشریف لائے کہ تم پر ظاہر

لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۝۱۵ قَدْ

فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں ۱۵ اور بہت سی معاف فرماتے ہیں ۱۶ بے شک

جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝۱۶ يَهْدِي بِهٖ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ۱۶ اور روشن کتاب ۱۷ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی

رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ

مرضی پر چلا سلامتی کے راستے اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے

وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۱۷ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ

اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے ۱۷ بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ

هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۝۱۸ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ

مسیح بن مریم ہی ہے ۱۸ تم فرما دو پھر اللہ کا کوئی کیا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ

يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۝۱۹ وَلِلَّهِ

ہلاک کر دے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ۱۹ اور اللہ

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۝۲۰ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۝۲۱ وَاللَّهُ

ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۲۲ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ

سب کچھ کر سکتا ہے اور یہودی اور نصرانی بولے کہ ہم اللہ کے بیٹے

خُودِكُمْ بِرُوحِ اللَّهِ تَعَالَىٰ ۝۲۳ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ ۝۲۴ يَهُودُ يُوَدُّونَ النَّصَارَىٰ ۝۲۵ سِيد

خود کی پرواہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان عداوت ڈال دی۔ ۲۳ یعنی روز قیامت وہ اپنے کردار کا بدلہ پائیں گے۔ ۲۴ یہودیوں و نصرانیوں! ۲۵ سید

عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶ جیسے کہ آیت رحم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حضور کا اس کو بیان فرمانا مجرہ ہے۔ ۱۷ اور ان کا ذکر

بھی نہیں کرتے نہ ان پر مؤاخذہ فرماتے ہیں کیونکہ آپ اسی چیز کا ذکر فرماتے ہیں جس میں مصلحت ہو۔ ۱۸ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ

سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔ ۱۹ یعنی قرآن شریف۔ ۲۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نجران کے نصاریٰ سے یہ مقولہ سرزد ہوا

اور نصرانیوں کے فرقہ یقوتیہ و مکنانیکہ کا یہ مذہب ہے وہ حضرت مسیح کو ”اللہ“ بتاتے ہیں کیونکہ وہ حلول کے قائل ہیں اور ان کا اعتقاد باطل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدن

عیسیٰ میں حلول کیا (سا گیا)۔ معاذ اللہ۔ ”وَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُفُتَوْنَ غُلُوًّا كَبِيرًا“ (اللہ ان کی باتوں سے بہت ہی برتر و بلند ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت

میں حکم کفر دیا اور اس کے بعد ان کے مذہب کا فساد بیان فرمایا۔ ۱۷ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا تو پھر حضرت مسیح کو اللہ بتانا کتنا صریح باطل ہے۔

وَأَحِبَّاءُ ۖ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّثْلُ

اور اس کے پیارے ہیں ۱۷ تم فرما دو پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے ۱۸ بلکہ تم آدمی ہو اس کی

خَلْقٌ ۖ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ مُلْكُ

مخلوقات سے جسے چاہے بخشتا ہے اور جسے چاہے سزا دیتا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝۱۸ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی اور اسی کی طرف پھرنا ہے اے کتاب والو

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا

بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ۱۹ تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا ۲۰ کہ تم کہو

جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ ۚ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ

ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں اور اللہ کو

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۹ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ أَذْكُرُوا نِعْمَةَ

سب قدرت ہے اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے

اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا ۖ وَآتَاكُمْ مَا لَمْ

اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کئے ۲۱ اور تمہیں بادشاہ کیا ۲۲ وہ دیا جو

يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝۲۰ لِقَوْمِهِمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا ۖ وَآتَاكُمْ مَا لَمْ

آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا ۲۱ اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو

۲۲ شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل کتاب آئے اور انہوں نے دین کے معاملہ میں آپ سے گفتگو شروع کی آپ نے انہیں اسلام کی

دعوت دی اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے اس کے عذاب کا خوف دلایا تو وہ کہنے لگے کہ اے محمد! آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے

ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس دعوے کا بطلان ظاہر فرمایا گیا۔ ۲۳ یعنی اس بات کا تو تمہیں بھی اقرار ہے کہ کف کی دن تم جہنم میں رہو گے تو سوچو

کوئی باپ اپنے بیٹے کو یا کوئی شخص اپنے پیارے کو آگ میں جلاتا ہے! جب ایسا نہیں تو تمہارے دعوے کا کذب و بطلان تمہارے اقرار سے ثابت ہے۔ ۲۴ محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پانچ سو اہتر برس کی مدت نبی سے خالی رہی

اس کے بعد حضور کے تشریف لانے کی مدت (احسان) کا اظہار فرمایا جاتا ہے کہ نہایت حاجت کے وقت تم پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت بھیجی گئی اور اس میں الزام حجت

(دلیل قائم کرنا) قطع عذر (عذر ختم کرنا) بھی ہے کہ اب یہ کہنے کا موقع نہ رہا کہ ہمارے پاس تنبیہ کرنے والے تشریف نہ لائے۔ ۲۶ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا

کہ پیغمبروں کی تشریف آوری نعمت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اس کے ذکر کرنے کا حکم دیا کہ وہ برکات و ثمرات کا سبب ہے اس سے

محافل میلاد مبارک کے موجب برکات و ثمرات اور محمود و مستحسن ہونے کی سند ملتی ہے۔ ۲۷ یعنی آزاد و صاحب حشم و خدم (نوکر چاکر والا) اور فرعونوں کے ہاتھوں

میں مقید ہونے کے بعد ان کی غلامی سے نجات حاصل کر کے عیش و آرام کی زندگی پانا بڑی نعمت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم

الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَسِرِينَ ٢١

جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو ۶۹ کہ نقصان پر پلٹو گے

قَالُوا يٰمُوسٰى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبّٰرِيْنَ ۖ وَاِنَّكَ لَتَدْخُلُهَا حَتّٰى

بولے اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک

يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۚ ٢٢ قَالَ رَاجِلُنِ

وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں جائیں گے دو مرد

مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا دُخِلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابُ ۚ فَاِذَا

کہ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے تھے وہ اللہ نے انہیں نوازا وہ لے بولے کہ زبردستی دروازے میں دے ان پر داخل ہو اگر

دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ ٢٣

تم دروازے میں داخل ہو گئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے وہ لے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے

قَالُوا يٰمُوسٰى اِنَّكَ لَتَدْخُلُهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ

بولے وہ لے اے موسیٰ ہم تو وہاں دھکے کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جائیے اور

رَبُّكَ فَقَاتِلَا ۚ اِنَّهَا هُنَّ اَعْدُوْنَ ۚ ٢٤ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَا اَمْلِكُ اِلَّا

آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں موسیٰ نے عرض کی کہ اے رب میرے مجھے اختیار نہیں مگر

نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَاَفَرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۚ ٢٥ قَالَ فَاِنَّهَا

اپنا اور اپنے بھائی کا تو تو ہم کو ان بے حکموں سے جدا رکھ دے فرمایا تو وہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جو کوئی خادم اور عورت اور سواری رکھتا وہ ملک (بادشاہ) کہلایا جاتا۔ ۶۸ جیسے کہ دریا میں راہ بنانا، دشمن کو غرق کرنا، منّ اور سلوئی اتارنا، پتھر سے چشمے جاری کرنا، ابر کو سائبان بنانا وغیرہ۔ ۶۹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد دلانے کے بعد ان کو اپنے دشمنوں پر جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اے قوم ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ۔ اس زمین کو مقدس اس لئے کہا گیا کہ وہ انبیاء کی مسکن تھی۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی سکونت سے زمینوں کو بھی شرف حاصل ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے وہ باعث برکت ہوتا ہے۔ کبھی سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ لبنان پر چڑھے تو آپ سے کہا گیا دیکھئے جہاں تک آپ کی نظر پہنچے وہ جگہ مقدس ہے اور آپ کی ذریت کی میراث ہے یہ سرزمین طور اور اس کے گرد و پیش کی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ تمام ملک شام وہ لے کالب بن یوتنا اور یوشع بن نون جو ان نقباء (سرداروں) میں سے تھے جنہیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبائزہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ لے ہدایت اور وفاء عہد کے ساتھ انہوں نے جبائزہ کا حال صرف حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اور اس کا افشاء (کسی اور کے سامنے اظہار) نہ کیا بخلاف دوسرے نقباء کے کہ انہوں نے افشاء کیا تھا۔ وہ لے شہر کے۔ وہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مدد کا وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہونا تم جبارین کے بڑے بڑے جسموں سے اندیشہ نہ کرو ہم نے انہیں دیکھا ہے ان کے جسم بڑے ہیں اور دل کمزور ہیں ان دونوں نے جب یہ کہا تو بنی اسرائیل بہت برہم ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ ان پر سنگباری کریں۔ وہ لے بنی اسرائیل وہ لے جبارین کے شہر میں وہ لے اور ہمیں ان کی

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيَهُونَ فِي الْأَرْضِ ط فَلَا تَأْسَ

زمین ان پر حرام ہے مکے چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں مکے تو تم ان

عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ٣٦ ۱۰ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِ آدَمَ بِالْحَقِّ ۖ إِذْ

بے حکموں کا افسوس نہ کھاؤ اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر مکے جب

قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ط قَالَ

دونوں نے ایک ایک نیاز (قربانی) پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا

لَا قُتِلَكَ ط قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ السَّائِقِينَ ٢٤ ۱۱ لَئِنْ بَسَطْتَ

قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا ۱۱ کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے ۱۱ بے شک اگر تو اپنا ہاتھ

صحبت اور قرب سے بچا۔ یا یہ معنی کہ ہمارے ان کے درمیان فیصلہ فرما۔ مکے اس میں نہ داخل ہو سکیں گے ۱۱ وہ زمین جس میں یہ لوگ بھٹکتے پھرے نافرستگ تھی

اور قوم چھ لاکھ جنگی جو اپنے سامان لئے تمام دن چلتے تھے جب شام ہوتی تو اپنے کو وہیں پاتے جہاں سے چلے تھے یہ ان پر غنیمت (سزا) تھی سوائے حضرت موسیٰ و

ہارون و یوشع و کالب کے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے آسانی فرمائی اور ان کی اعانت کی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آگ کو سرد اور سلامتی بنایا اور

اتنی بڑی جماعت عظیمہ کا اتنے چھوٹے حصہ زمین میں چالیس برس آوارہ و حیران پھرنا اور کسی کا وہاں سے نکل نہ سنا خوارقِ عادات (خلافِ عادات) میں سے

ہے۔ جب بنی اسرائیل نے اس جنگل میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کھانے پینے وغیرہ ضروریات اور تکالیف کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ان کو آسانی غذا ”مَنْ وَسَلَوٰی“ عطا فرمایا اور لباس خود ان کے بدن پر پیدا کیا جو جسم کے ساتھ بڑھتا تھا اور ایک سفید پتھر کا طور کا

عنایت کیا کہ جب رختِ سفر (سفر کا سامان) اتارتے اور کسی وقت ٹھہرتے تو حضرت اس پتھر پر عصا مارتے اس سے بنی اسرائیل کے بارہ اَسْبَاط (گروہوں) کے

لئے بارہ چشمے جاری ہو جاتے اور سایہ کرنے کے لئے ایک اُتر بھیجا اور ”نَبِیْہ“ (میدان) میں جتنے لوگ داخل ہوئے تھے ان میں سے جو بیس سال سے زیادہ عمر کے

تھے سب وہیں مر گئے سوائے یوشع بن نون اور کالب بن یوفا کے، اور جن لوگوں نے ارض مقدسہ میں داخل ہونے سے انکار کیا ان میں سے کوئی بھی داخل نہ ہو سکا۔

اور کہا گیا ہے کہ بنیہ میں ہی حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے چالیس برس بعد

حضرت یوشع کو نبوت عطا کی گئی اور جبارین پر جہاد کا حکم دیا گیا۔ آپ باقی ماندہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر گئے اور جبارین پر جہاد کیا۔ ۱۱ جن کا نام ہابیل اور

قابیل تھا اس خبر کو سنانے سے مقصد یہ ہے کہ حسد کی برائی معلوم ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنے کا موقع ملے۔

علماء سیر و اخبار کا بیان ہے کہ حضرت حوا کے حمل میں ایک لڑکا، ایک لڑکی پیدا ہوئے تھے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا اور

جبکہ آدمی صرف حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں منحصر تھے تو مُنَاكَحَتْ (نکاح) کی اور کوئی سبیل ہی نہ تھی اسی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے قابیل کا نکاح ”لیوذا“ سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا ”اقلیما“ سے جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا قابیل اس پر راضی نہ ہوا

اور چونکہ اقلیمہ زیادہ خوبصورت تھی اس لئے اس کا طلبگار ہوا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی لہذا تیری بہن ہے اس کے

ساتھ تیرا نکاح حلال نہیں۔ کہنے لگا: یہ تو آپ کی رائے ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: تو تم دونوں قربانیاں لاؤ! جس کی قربانی مقبول ہو جائے

وہی اقلیمہ کا حق دار ہے۔ اس زمانہ میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک

بکری قربانی کے لئے پیش کی، آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قابیل کے گیسوں چھوڑ گئی۔ اس پر قابیل کے دل میں بہت بغض و حسد پیدا ہوا۔ ۱۱ جب

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ ہابیل نے کہا: کیوں؟ کہنے لگا: اس لئے

کہ تیری قربانی مقبول ہوئی میری نہ ہوئی اور تو اقلیمہ کا مستحق ٹھہرا، اس میں میری ذلت ہے۔ ۱۱ ہابیل کے اس مقولہ کا یہ مطلب ہے کہ قربانی کا قبول کرنا اللہ کا

کام ہے وہ متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے، تو متقی ہوتا تو تیری قربانی قبول ہوتی، یہ خود تیرے افعال کا نتیجہ ہے، اس میں میرا کیا دخل ہے۔

إِلَى يَدِكَ لَتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسٍ يَدِي إِلَيْكَ لَا قُتْلَكَ ۚ إِنِّي أَخَافُ

مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں ۵۲ میں اللہ سے ڈرتا ہوں

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ (۲۸) إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبْوَأَ بَاشِي وَإِنَّكَ فَتَكُونُ

جو مالک سارے جہان کا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا ۵۳ اور تیرا گناہ ۵۴ دونوں تیرے ہی پلہ پڑے

مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۚ (۲۹) فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ

تو تو دوزخی ہو جائے اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے تو اس کے نفس نے اُسے بھائی کے

قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخُسِرِينَ ۚ (۳۰) فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا

قتل کا چاؤ دلایا (قتل پر ابھارا) تو اُسے قتل کر دیا تو رہ گیا نقصان میں ۵۵ تو اللہ نے ایک کوا بھیجا

يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۖ قَالَ يُوَيَّلَتِي

زمین کریدتا کہ اسے دکھائے کیونکر (کس طرح) اپنے بھائی کی لاش چھپائے ۵۶ بولا ہائے خرابی

أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۚ

میں اس کو بے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا

فَأَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۚ (۳۱) مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ

تو پہنچتا رہ گیا ۵۷ اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا

أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ

کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے ۵۸ تو گویا اس نے سب

النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَلَقَدْ

لوگوں کو قتل کیا ۵۹ اور جس نے ایک جان کو جلا لیا ۶۰ اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا اور بیشک

۵۲ اور میری طرف سے ابتدا ہو باوجودیکہ میں تجھ سے قوی و توانا ہوں یہ صرف اس لئے کہ ۵۳ یعنی مجھ کو قتل کرنے کا۔ ۵۴ جو اس سے پہلے تو نے کیا کہ والد کی

نافرمانی کی، حسد کیا اور خدائی فیصلہ کو نہ مانا۔ ۵۵ اور تجیر (حیران و پریشان) ہوا کہ اس لاش کو کیا کرے؟ کیونکہ اس وقت تک کوئی انسان مرا ہی نہ تھا، مدت تک

لاش کو پشت پر لادے پھر ۵۶ مروی ہے کہ دو کوئے آپس میں لڑے، ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا، پھر زندہ کوئے نے اپنی منقار (چوچ) اور پنجوں سے

زمین کرید کر گڑھا کیا اس میں مرے ہوئے کوئے کو ڈال کر مٹی سے دبایا، یہ دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو دفن کرنا چاہئے چنانچہ اس نے زمین کھود کر

دفن کر دیا۔ (جلالین، مدارک وغیرہ) ۵۷ اپنی نادانی و پریشانی پر، اور یہ ندامت گناہ پر نہ تھی کہ توبہ میں شمار ہو سکتی یا ندامت کا توبہ ہونا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی

کی امت کے ساتھ خاص ہو (مدارک) ۵۸ یعنی خون ناحق کیا کہ نہ تو مقتول کو کسی خون کے بدلے قصاص کے طور پر مارا نہ شرک و کفر یا قطع طریق (رہزنی) وغیرہ

کسی موجب قتل فساد کی وجہ سے مارا۔ ۵۹ کیونکہ اس نے حق اللہ کی رعایت اور حد و شریعت کا پاس نہ کیا۔ ۶۰ اس طرح کہ قتل ہونے یا ڈوبنے یا جلنے وغیرہ

جَاءَهُمْ رَسُولُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي

ان کے ملک پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے ۹۲ پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد

الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ۳۲) إِنَّا جَزَوُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں ۹۳ وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ۹۴

وَيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ

اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے

أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ

ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیئے جائیں یہ دنیا میں

خِزْمٍ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۳۳) إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا

اُن کی رُسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۳۴) ع

اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ ۹۵ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو ۹۶ اور اس کی راہ میں

فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۳۵) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَ أَنَّ لَهُمْ مَانِي

جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ ۹۷ بے شک وہ جو کافر ہوئے جو کچھ

الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

زمین میں ہے سب اور اس کی برابر اور اگر ان کی ملک ہو کہ اسے دے کر قیامت کے عذاب سے اپنی جان

اسباب ہلاکت سے بچایا۔ ۹۸ یعنی بنی اسرائیل کے۔ ۹۹ معجزات باہرات بھی لائے اور احکام و شرائع بھی۔ ۱۰۰ کہ کفر و قتل وغیرہ کا ارتکاب کر کے حدود سے

تجاوز کرتے ہیں۔ ۱۰۱ اللہ تعالیٰ سے لڑنا یہی ہے کہ اس کے اولیاء سے عداوت کرے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ اس آیت میں فُطَّاع طریقی یعنی

راہزنوں کی سزا کا بیان ہے۔ شان نزول: ۱۰۲ میں غزینہ کے چند لوگ مدینہ طیبہ میں آکر اسلام لائے اور پیار ہو گئے، ان کے رنگ زرد ہو گئے، پیٹ بڑھ گئے،

حضور نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں ایسا کرنے سے وہ تندرست ہو گئے مگر تندرست ہو کر وہ مرتد ہو گئے اور پندرہ اونٹ لے کر وہ

اپنے وطن کو چلتے ہو گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طلب میں حضرت یسار کو بھیجا۔ ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایذا کیں دیتے دیتے

شہید کر ڈالا پھر جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں گرفتار کر کے حاضر کئے گئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی) ۱۰۳ یعنی گرفتاری سے قبل توبہ کر

لینے سے وہ عذاب آخرت اور قطع طریق (رہزنی) کی حد سے توفیق جائیں گے مگر مال کی واپسی اور قصاص حق العباد ہے یہ باقی رہے گا۔ (احمدی) ۱۰۴ جس کی

مَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۳۶ يُرِيدُونَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ

چھڑائیں تو ان سے نہ لیا جائے گا اور ان کے لئے دکھ کا عذاب ہے ۳۶ دوزخ سے نکلتا چاہیں گے

النَّارِ وَمَا هُمْ بِخُرِجِينَ مِنْهَا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝۳۷ وَالسَّارِقُ

اور وہ اس سے نہ نکلیں گے اور اُن کو دوا می (ہمیشہ ہمیشہ کی) سزا ہے اور جو مرد

وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ

یا عورت چور ہو ۳۷ تو ان کا ہاتھ کاٹو ۳۷ ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور

اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۳۸ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ

اللہ غالب حکمت والا ہے تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی مہر

يَتُوبُ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۳۹ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ

سے اس پر رجوع فرمائے گا ۳۸ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے ہے

مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے

يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۴۰ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ

چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۴۰ اے رسول تمہیں غمگین نہ کریں

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَنفُسِهِمْ وَلَمْ

وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں ۴۱ کچھ وہ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور

تُؤْمِنُ قُلُوبُهُمْ ۚ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۚ سَعُونُ لِلْكَذِبِ سَعُونَ

اُن کے دل مسلمان نہیں ۴۲ اور کچھ یہودی جھوٹ خوب سنتے ہیں ۴۲ اور لوگوں

بدولت تمہیں اس کا قرب حاصل ہو۔ ۴۱ یعنی کفار کے لئے عذاب لازم ہے اور اس سے رہائی پانے کی کوئی سبیل نہیں۔ ۴۲ اور اس کی چوری دومرتبہ کے اقرار یا

دومردوں کی شہادت سے حاکم کے سامنے ثابت ہوا اور جو مال چرایا ہے وہ دس درہم سے کم کا نہ ہو (کمافی حدیث ابن مسعود) ۴۳ یعنی داہنا، اس لئے کہ حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ”اَيَمَانُهُمَا“ آیا ہے۔ مسئلہ: پہلی مرتبہ کی چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا پھر دوبارہ اگر کرے تو بائیں پاؤں اس کے بعد بھی اگر

چوری کرے تو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے۔ مسئلہ: چور کا ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے اور ”مَالٍ مَسْهُوقٍ“ (چوری شدہ مال) موجود ہو تو اس کا واپس کرنا بھی واجب

اور اگر وہ ضائع ہو گیا ہو تو ضمان (تاوان) واجب نہیں۔ (تفسیر احمدی) ۴۴ اور عذاب آخرت سے اس کو نجات دے گا۔ ۴۵ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ عذاب

کرنا اور رحمت فرمانا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے وہ مالک ہے جو چاہے کرے کسی کو جال اعتراض نہیں۔ اس سے قَدَرِيَّةٌ وَ مُعْتَزَلَةٌ کا ابطال ہو گیا جو مطیع پر رحمت اور

عاصی پر عذاب کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب کہتے ہیں۔ ۴۶ اللہ تعالیٰ سید عالم صَلَّی اللہ علیہ وسلم کو ”يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ“ کے خطاب عزت کے ساتھ مخاطب فرما کر

لِقَوْمٍ آخَرِينَ ۚ لَمْ يَأْتُواكَ بِحَرْفٍ مِنَ الْكَلِمِ مِنْ بَعْدِ مَا أَضَعَهُ ج

کی خوب سنتے ہیں ۱۵۱ جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں

يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ط

کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو ۱۵۲

وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ بنا نہ سکے گا وہ ہیں کہ

تسکین خاطر فرماتا ہے کہ اے حبیب! میں آپ کا ناصر و معین ہوں، منافقین کے کفر میں جلدی کرنے یعنی ان کے اظہار کفر اور کفار کے ساتھ دوستی و موالات کر لینے

سے آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ ۱۵۳ یہ ان کے نفاق کا بیان ہے۔ ۱۵۴ اپنے سرداروں سے اور ان کے افتراؤں کو قبول کرتے ہیں۔ ۱۵۵ ما شاء اللہ حضرت مخرج

قدس سرہ نے بہت صحیح ترجمہ فرمایا اس مقام پر بعض مترجمین و مفسرین سے لغزش واقع ہوئی کہ انہوں نے ”لِقَوْمٍ“ کے ”لاہ“ کو علت قرار دے کر آیت کے معنی یہ

بیان کئے کہ منافقین و یہود اپنے سرداروں کی جھوٹی باتیں سنتے ہیں، آپ کی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر کر سنتے ہیں جس کے وہ جاسوس ہیں۔ مگر یہ معنی صحیح

نہیں اور نظم قرآنی اس سے بالکل موافقت نہیں فرماتی بلکہ یہاں ”لاہ“ ”مَنْ“ کے معنی میں ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے سرداروں کی جھوٹی باتیں خوب سنتے

ہیں اور لوگوں یعنی یہود خیر کی باتوں کو خوب مانتے ہیں جن کے احوال کا آیت شریف میں بیان آ رہا ہے (تفسیر ابوالسعود جمل) ۱۵۶ شان نزول: یہود خیر کے شرفا

میں سے ایک بیا ہے (شادی شدہ) مرد اور بیابا عورت نے زنا کیا اس کی سزا تورات میں سنگسار کرنا تھی یہ انہیں گوارا نہ تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمے کا

فیصلہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائیں چنانچہ ان دونوں (ہجروں) کو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر حضور ”حد“ کا حکم دیں تو مان

لینا اور سنگسار کرنے کا حکم دیں تو مت ماننا۔ وہ لوگ یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے پاس آئے اور خیال کیا کہ یہ حضور کے ہم وطن ہیں اور ان کے ساتھ آپ کی صلح بھی

ہے ان کی سفارش سے کام بن جائے گا چنانچہ سرداران یہود میں سے کعب بن اشرف و کعب بن اسد و سعید بن عمرو و مالک بن صیف و کنانہ بن ابی الحثیق وغیرہ انہیں

لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا: کیا میرا فیصلہ مانو گے؟ انہوں نے اقرار کیا، آیت رجم نازل ہوئی اور سنگسار کرنے کا

حکم دیا گیا، یہود نے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا۔ حضور نے فرمایا کہ تم میں ایک نوجوان گورا یک چشم (ایک آنکھ والا) فذک کا باشندہ ”ابن صوریہ“ نامی ہے تم اس کو

جانتے ہو؟ کہنے لگے: ہاں۔ فرمایا: وہ کیسا آدمی ہے؟ کہنے لگے کہ آج روئے زمین پر یہود میں اس کے پایہ کا عالم نہیں، توریث کا یکتا ماہر ہے۔ فرمایا: اس کو بلاؤ،

چنانچہ بلایا گیا جب وہ حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا: تو ابن صوریہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: یہود میں سب سے بڑا عالم تو ہی ہے؟ عرض کیا: لوگ تو ایسا ہی

کہتے ہیں۔ حضور نے یہود سے فرمایا: اس معاملہ میں اس کی بات مانو گے؟ سب نے اقرار کیا۔ تب حضور نے ابن صوریہ سے فرمایا: میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں

جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریث نازل فرمائی اور تم لوگوں کو مصر سے نکالا، تمہارے لئے دریا میں راہیں بنائیں، تمہیں

نجات دی، فرعونوں کو غرق کیا، تمہارے لئے اُز کو سیاہ بان بنایا، من و سلویٰ نازل فرمایا، اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں حلال و حرام کا بیان ہے، کیا تمہاری کتاب

میں بیا ہے مرد و عورت کے لئے سنگسار کرنے کا حکم ہے؟ ابن صوریہ نے عرض کیا: بیشک ہے اسی کی قسم جس کا آپ نے مجھ سے ذکر کیا، عذاب نازل ہونے کا اندیشہ نہ

ہوتا تو میں اقرار نہ کرتا اور جھوٹ بول دیتا مگر یہ فرمائیے کہ آپ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جب چار عادل و معتبر شاہدوں کی گواہی سے زنا بصر اُخت ثابت

ہو جائے تو سنگسار کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ابن صوریہ نے عرض کیا: بخدا اچھا، ایسا ہی توریث میں ہے، پھر حضور نے ابن صوریہ سے دریافت فرمایا کہ حکم الہی میں

تبدیلی کس طرح واقع ہوئی؟ اس نے عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم کسی شریف کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے، اس طرح و عمل سے شرفاء

میں زنا کی بہت کثرت ہو گئی یہاں تک کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے پچازاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اس کو سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے

زنا کیا تو بادشاہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا اس کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ جب تک بادشاہ کے بھائی کو سنگسار نہ کیا جائے اس وقت تک اس کو ہرگز سنگسار

نہ کیا جائے گا تب ہم نے جمع ہو کر غریب شریف سب کے لئے بجائے سنگسار کرنے کے یہ سزا نکالی کہ چالیس کوڑے مارے جائیں اور مردہ کالا کر کے گدھے پر اٹا

بٹھا کر گشت کرائی جائے۔ یہ سن کر یہود بہت بگڑے اور ابن صوریہ سے کہنے لگے: تو نے حضرت کو بڑی جلدی خبر دے دی اور ہم نے جتنی تیری تعریف

لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي

اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا انہیں دنیا میں رُسوائی ہے اور انہیں

الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ سَعَوْنَ لِلْكَذِبِ أَكَلُونَ لِلسُّحْتِ ۖ فَإِنْ

آخرت میں بڑا عذاب بڑے جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور کھاتے تو اگر

جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرَضْ عَنْهُمْ ۚ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ

تمہارے حضور حاضر ہوں اور تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو ۱۹۹ اور اگر تم ان سے منہ پھیر لو گے تو

يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے ۲۰۰ اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک انصاف

يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ وَكَيْفَ يُحْكُمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ فِيهَا

والے اللہ کو پسند ہیں اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں

حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۖ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝

اللہ کا حکم موجود ہے ۲۰۱ بایں ہمہ (اس کے باوجود) اسی سے منہ پھرتے ہیں ۲۰۲ اور وہ ایمان لانے والے نہیں

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۖ يُحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ

بے شک ہم نے توریت اُتاری اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے

أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّنِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ

ہمارے فرماں بردار نبی اور عالم اور فقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت

كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنَ وَلَا

چاہی گئی تھی ۲۰۳ اور وہ اس پر گواہ تھے تو ۲۰۴ لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور

کی تھی تو اس کا مستحق نہیں۔ ابن صوریانے کہا کہ حضور نے مجھے توریت کی قسم دلائی اگر مجھے عذاب کے نازل ہونے کا اندیشہ ہوتا تو میں آپ کو خبر نہ دیتا۔ اس کے

بعد حضور کے حکم سے ان دونوں زنا کاروں کو سنگسار کیا گیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن) ۲۰۵ یہ یہود کے حکام کی شان میں ہے جو رشوتیں لے کر حرام کو

حلال کرتے اور احکام شرع کو بدل دیتے تھے۔ مسئلہ: رشوت کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ حدیث شریف میں رشوت لینے دینے والے دونوں پر لعنت آئی ہے۔

۲۰۶ یعنی اہل کتاب ۲۰۷ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مَخْیَر فرمایا گیا کہ اہل کتاب آپ کے پاس کوئی مقدمہ لائیں تو آپ کو اختیار ہے فیصلہ فرمائیں یا نہ

فرمائیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ تَخْیِیْر آیت ”وَأَنْ أَحْكُمَ بَيْنَهُمْ“ سے منسوخ ہو گئی۔ امام احمد نے فرمایا کہ ان آیتوں میں کچھ منافات (ایک آیت دوسری

کے خلاف) نہیں کیونکہ یہ آیت مفید تَخْیِیْر ہے اور آیت ”وَأَنْ أَحْكُمَ... الخ“ میں کیفیت حکم کا بیان ہے۔ (خازن و مدارک وغیرہ) ۲۰۸ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ

کا گمبھان ہے۔ ۲۰۹ کہ بیا ہے مرد اور شوہر دار عورت کے زنا کی سزا جرم یعنی سنگسار کرنا ہے۔ ۲۱۰ باوجودیکہ توریت پر ایمان لانے کے مدعی بھی ہیں اور انہیں یہ

تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ

میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہ لو ۱۱۵ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے ۱۱۶ وہی لوگ

هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ ۳۳ وَكُتِبَ عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۖ وَالْعَيْنَ

کافر ہیں اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا ۱۱۷ کہ جان کے بدلے جان ۱۱۸ اور آنکھ

بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۖ

کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت

وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۖ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۖ وَمَنْ لَّمْ

اور زخموں میں بدلہ ہے ۱۱۹ پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کراوے تو وہ اس کا گناہ اُتار دے گا ۱۲۰ اور جو

يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ ۳۴ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم

اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں اور ہم اُن نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم

بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ ۚ وَآتَيْنَاهُ

پر عیسیٰ بن مریم کو لائے تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی ۱۲۱ اور ہم نے اسے

الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ ۚ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ

انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق فرماتی ہے توریت کی کہ اس سے پہلی تھی

بھی معلوم ہے کہ توریت میں رجم کا حکم ہے، اس کو نہ ماننا اور آپ کی نبوت کے منکر ہوتے ہوئے آپ سے فیصلہ چاہنا نہایت تعجب کی بات ہے۔ ۱۲۲ کہ اس کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں اور اس کے درس میں مشغول رہیں تاکہ وہ کتاب فراموش نہ ہو اور اس کے احکام ضائع نہ ہوں۔ (خازن) مسئلہ: توریت کے مطابق

انبیاء کا حکم دینا جو اس آیت میں مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم سے پہلی شریعتوں کے جو احکام اللہ اور رسول نے بیان فرمائے ہوں اور ان کے ہمیں ترک کا حکم نہ دیا ہو، منسوخ نہ کئے گئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوتے ہیں۔ (جمل و ابوالسود) ۱۲۳ اے یہودیو! تم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور رجم کا حکم جو

توریت میں مذکور ہے اس کے اظہار میں ۱۲۴ یعنی احکام الہیہ کی تبدیل بہر صورت ممنوع ہے خواہ لوگوں کے خوف اور ان کی ناراضی کے اندیشہ سے ہو یا مال و جاہ و رشوت کی طمع سے۔ ۱۲۵ اس کا منکر ہو کر (كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) ۱۲۶ اس آیت میں اگرچہ یہ بیان ہے کہ توریت میں یہود پر قصاص کے یہ احکام

تھے لیکن چونکہ ہمیں ان کے ترک کا حکم نہیں دیا گیا اس لئے ہم پر یہ احکام لازم رہیں گے کیونکہ شرائع سابقہ کے جو احکام خدا اور رسول کے بیان سے ہم تک پہنچے اور منسوخ نہ ہوئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی آیت سے ثابت ہوا۔ ۱۲۷ یعنی اگر کسی نے کسی کو قتل کیا تو اس کی جان مقتول کے بدلے میں ماخوذ

ہوگی خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، مسلم ہو یا ذمی۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل نہ کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مدارک) ۱۲۸ یعنی مُمَاتَلَتْ وَمُسَاوَاتٌ کی رعایت ضروری ہے۔ ۱۲۹ یعنی جو قاتل یا جانیّت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر وبال معصیت سے بچنے کے لئے بخوشی اپنے اوپر حکم شرعی جاری کرائے تو قصاص اس کے جرم کا کفارہ ہو جائے گا اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا۔ (جلالین و

جمل) بعض مفسرین نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جو صاحب حق قصاص کو معاف کر دے تو یہ معافی اس کے لئے کفارہ ہے۔ (مدارک) تفسیر احمدی میں ہے یہ تمام قصاص جب ہی واجب ہوں گے جب کہ صاحب حق معاف نہ کرے اور اگر وہ معاف کر دے تو قصاص ساقط۔ ۱۳۰ احکام توریت کے بیان کے بعد احکام

وَهْدَىٰ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۖ ﴿٣٦﴾ وَلِيَحْكُمَ أَهْلَ الْاِنْجِيلِ بِمَا اُنْزَلَ

اور ہدایت ۱۲۲ اور نصیحت پرہیزگاروں کو اور چاہیے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے

اللَّهُ فِيهِ ۖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا اُنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٣٧﴾

اس میں اُتارے ۱۲۳ اور جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ۱۲۴

وَمُهَيِّئْنَا عَلَيْهِ فَاحُكْمٌ بَيْنَهُمْ بِمَا اُنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ

اور ان پر محافظ و گواہ تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اُتارے سے ۱۲۵ اور اے سننے والے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا

عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شَرْعَةً وَمِنْهَا جَا ۙ وَلَوْ

اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ۱۲۶ اور

شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا اَتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا

اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظوریہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے گا ۱۲۷ تو بھلائیوں

الْخَيْرَاتِ ۚ اِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ

کی طرف سبقت چاہو تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جس بات میں تم

تَخْتَلِفُونَ ۙ ﴿٣٨﴾ وَاِنْ اَحْكَمُ بَيْنَهُمْ بِمَا اُنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ

جھگڑتے تھے اور یہ کہ اے مسلمان اللہ کے اُتارے پر حکم کر اور ان کی خواہشوں پر نہ چل

انجیل کا ذکر شروع ہوا اور بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام توریت کے مُصَدِّق تھے کہ وہ مُنْزَلٌ مِّنَ اللَّهِ (اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب) ہے اور نسخ سے

پہلے اس پر عمل واجب تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں اس کے بعض احکام منسوخ ہوئے۔ ۱۲۲ اس آیت میں انجیل کے لئے لفظ ”هَدَىٰ“

دو جگہ ارشاد ہوا، پہلی جگہ ضلالت و جہالت سے بچانے کے لئے رہنمائی مراد ہے، دوسری جگہ هَدَىٰ سے سید انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف

آوری کی بشارت مراد ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی طرف لوگوں کی راہ یابی کا سبب ہے۔ ۱۲۳ یعنی سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے

اور آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے کا حکم۔ ۱۲۴ جو اس سے قبل حضرات انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔ ۱۲۵ یعنی جب اہل کتاب اپنے مقدمات میں آپ

کی طرف رجوع کریں تو آپ قرآن پاک سے فیصلہ فرمائیں۔ ۱۲۶ یعنی فروع و اعمال ہر ایک کے خاص ہیں اور اصل دین سب کا ایک حضرت علی مرتضیٰ رضی

اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایمان حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے یہی ہے کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی شہادت اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا اس کا اقرار

کرنا اور شریعت و طریق ہر امت کا خاص ہے۔ ۱۲۷ اور امتحان میں ڈالے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ ہر زمانہ کے مناسب جو احکام دیئے گئے ان پر اس یقین و اعتقاد

کے ساتھ عمل کرتے ہو کہ ان کا اختلاف مشیت الہیہ کے اقتضاء سے حکمت بالغہ اور دنیوی و اخروی مصالح نافعہ پر مبنی ہے، یا حق کو چھوڑ کر ہوائے نفس کا اتباع

کرتے ہو۔ (تفسیر ابوالسعود)

وَاحْذَرُهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ

اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش (بہکا) نہ دے دیں کسی حکم میں جو تیری طرف اُترا پھر اگر وہ

تَوَلَّوْا فاعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۖ وَإِنْ

منہ پھیریں ۱۲۸ تو جان لو کہ اللہ ان کے بعض گناہوں کی ۱۲۹ سزا ان کو پہنچایا جاتا ہے ۱۳۰ اور بے شک

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۝۳۹ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۖ وَمَنْ

بہت آدمی بے حکم ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں ۱۳۱ اور

أَحْسَنُ مِّنَ اللَّهِ حُكْمًا الْقَوْمُ يُوقِنُونَ ۝۴۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں کے لئے ۱۴۰ اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ

یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ۱۳۲ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ۱۳۳

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فإِنَّهُ مِنْهُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے ۱۳۴ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ

۱۲۸ اللہ کے نازل فرمائے ہوئے حکم سے ۱۲۹ جن میں یہ اعراض بھی ہے۔ ۱۳۰ دنیا میں قتل و گرفتاری و جلا وطنی کے ساتھ اور تمام گناہوں کی سزا آخرت میں

دے گا۔ ۱۳۱ جو سرگرمی اور ظلم اور مخالف احکام الہی ہوتا تھا۔ شان نزول: بنی نصیر اور بنی قریظہ یہود کے دو قبیلے تھے ان میں باہم ایک دوسرے کا قتل ہوتا

رہتا تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو یہ لوگ اپنا مقدمہ حضور کی خدمت میں لائے اور بنی قریظہ نے کہا کہ بنی نصیر ہمارے

بھائی ہیں ہم، وہ ایک جد کی اولاد ہیں، ایک دین رکھتے ہیں ایک کتاب (توریت) مانتے ہیں لیکن اگر بنی نصیر ہم میں سے کسی کو قتل کریں تو اس کے خون بہا میں ہم

(کو) ستر و سق کھجوریں دیتے ہیں اور اگر ہم میں سے کوئی ان کے کسی آدمی کو قتل کرے تو ہم سے اس کے خون بہا میں ایک سو چالیس و سق لیتے ہیں آپ اس کا فیصلہ

فرمادیں۔ حضور نے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ قریظی اور نصیری کا خون برابر ہے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں۔ اس پر بنی نصیر بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے ہم آپ

کے فیصلہ سے راضی نہیں، آپ ہمارے دشمن ہیں، ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ کیا جاہلیت کی گمراہی و ظلم کا حکم چاہتے ہیں۔

۱۳۲ مسئلہ: اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی و موالات یعنی ان کی مدد کرنا ان سے مدد چاہنا ان کے ساتھ محبت کے روابط رکھنا ممنوع فرمایا گیا، یہ حکم عام

ہے اگرچہ آیت کا نزول کسی خاص واقعہ میں ہوا ہو۔ شان نزول: یہ آیت حضرت عبادۃ بن صامت صحابی اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کے حق میں نازل ہوئی

جو منافقین کا سردار تھا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت کثیر العدد (بہت زیادہ) دوست ہیں جو بڑی شوکت و قوت والے ہیں، اب

میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ و رسول کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں۔ اس پر عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ میں تو یہود کی دوستی سے

بیزاری نہیں کر سکتا مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ رسم و راہ رکھنی ضرور ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ

یہود کی دوستی کا دم بھرنے کی تیرا ہی کام ہے عبادہ کا یہ کام نہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن) ۱۳۳ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کوئی بھی ہوں ان میں باہم کتنے

ہی اختلاف ہوں مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہیں ”الْكَافِرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ“ (مدارک) ۱۳۴ اس میں بہت شدت و تاکید ہے کہ مسلمانوں پر یہود و نصاریٰ

اور ہر مخالف دین اسلام سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے۔ (مدارک و خازن)

الظَّالِمِينَ ٥١) فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ

نہیں دیتا ۱۳۵ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار (بیماری) ہے ۱۳۶ کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں

يَقُولُونَ نَحْشَى أَنْ تُصِيبَنَا آيَةٌ ٥٢ ط فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ

کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے ۱۳۷ تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے ۱۳۸

أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرَوْا فِي أَنْفُسِهِمْ نَدِمِينَ ٥٣ ط

یا اپنی طرف سے کوئی حکم ۱۳۹ پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا ۱۴۰ پچھتاتے رہ جائیں

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا

اور ۱۴۱ ایمان والے کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے علف (عہد) میں پوری کوشش سے

إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ٥٤ ط حَبِطَتْ أَعْيَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَسِرِينَ ٥٥ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت (ضائع) گیا تو رہ گئے نقصان میں ۱۴۲ اے ایمان

آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ

والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا ۱۴۳ تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے

وَيُحِبُّونَهُ ٥٦ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ٥٧ يَجَاهِدُونَ

اور اللہ ان کا پیارا ۱۴۴ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ٥٨ ط ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے ۱۴۵ یہ اللہ کا فضل ہے

۱۳۵ جو کافروں سے دوستی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا، حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے

ان سے فرمایا کہ نصرانی سے کیا واسطہ؟ تم نے یہ آیت نہیں سنی ”يَسْأَلُهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخْجَلُوا الْيَهُودَ... الْآيَةَ“۔ انہوں نے عرض کیا: اس کا دین اس کے ساتھ

مجھے تو اس کی کتابت سے غرض ہے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزت نہ دو، اللہ نے انہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو، حضرت ابو موسیٰ

نے عرض کیا کہ بغیر اس کے حکومت بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے یعنی اس ضرورت سے مجبوری اس کو رکھا ہے کہ اس قابلیت کا دوسرا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا، اس پر

حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا: نصرانی مر گیا! والسلام یعنی فرض کرو کہ وہ مر گیا اس وقت جو انتظام کرو گے وہی اب کرو اور اس سے ہرگز کام نہ لو یہ آخری بات ہے۔

(غازن) ۱۳۶ یعنی نفاق۔ ۱۳۷ جیسا کہ عبد اللہ بن ابی منافق نے کہا۔ ۱۳۸ اور اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر منصور کرے اور ان کے دین کو

تمام ادیان پر غالب کرے اور مسلمانوں کو ان کے دشمن یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار پر غلبہ دے چنانچہ یہ خبر صادق ہوئی اور بکرمہ تعالیٰ مکہ مکرمہ اور یہود کے بلاد فتح

ہوئے۔ (غازن وغیرہ) ۱۳۹ جیسے کہ سرزمین حجاز کو یہود سے پاک کرنا اور وہاں ان کا نام و نشان باقی نہ رکھنا یا منافقین کے راز افشا کر کے انہیں رسوا کرنا۔ (غازن و

جلائین) ۱۴۰ یعنی نفاق، یا منافقین کا یہ خیال کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوں گے۔ ۱۴۱ منافقین کا پردہ کھلنے پر ۱۴۲ کہ دنیا

میں ذلیل و رسوا ہوئے اور آخرت میں عذاب دائمی کے سزاوار۔ ۱۴۳ کفار کے ساتھ دوستی و موالات بے دینی و ارتداد کی مستعدی (طلب) ہے۔ اس کی

مَنْ يَشَاءُ ٥٤ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلَيْهِ ٥٥ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَ

جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور

الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ

ایمان والے ۱۳۵ کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور

لِرَاكِعُونَ ٥٥ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ

جھکے ہوئے ہیں ۱۳۶ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ

اللَّهُ هُمْ الْغَالِبُونَ ٥٦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ

ہی کا گروہ غالب ہے اے ایمان والو جنہوں نے تمہارے دین کو

اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

ہنسی کھیل بنا لیا ہے ۱۳۷ وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافر ۱۳۸ ان میں کسی کو

الْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ٥٧ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُمْ مَوْمِنِينَ ٥٨ وَإِذَا نَادَيْتُمْ

اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو ۱۳۹ اور جب تم نماز کے

ممانعت کے بعد مرتدین کا ذکر فرمایا اور مرتد ہونے سے قبل لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ یہ خبر صادق ہوئی اور بہت لوگ مرتد ہوئے۔ ۱۴۰ یہ صفت جن

کی ہے وہ کون ہیں؟ اس میں کئی قول ہیں: حضرت علی مرتضیٰ حسن و قنادہ نے کہا کہ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے اصحاب ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے اور زکوٰۃ سے منکر ہونے والوں پر جہاد کیا۔ وعیاض بن غنم اشعری سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کی نسبت فرمایا کہ یہ ان کی قوم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہل یمن ہیں جن کی تعریف بخاری و مسلم کی حدیثوں میں آئی ہے۔

سہری کا قول ہے کہ یہ لوگ انصار ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور ان اقوال میں کچھ منافات (اختلاف) نہیں کیونکہ ان سب

حضرات کا ان صفات کے ساتھ متصف ہونا صحیح ہے۔ ۱۴۱ جن کے ساتھ مؤالات حرام ہے ان کا ذکر فرمانے کے بعد ان کا بیان فرمایا جن کے ساتھ مؤالات

واجب ہے۔ شان نزول: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری قوم قریظہ اور نصیر نے ہمیں چھوڑ دیا اور قسمیں کھالیں کہ وہ ہمارے ساتھ بحال نہ رہیں گے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن سلام نے کہا: ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر، اس کے رسول کے نبی ہونے پر، مؤمنین کے دوست ہونے پر اور حکم

آیت کا تمام مؤمنین کے لئے عام ہے، سب ایک دوسرے کے دوست اور محب ہیں۔ ۱۴۲ جملہ ”وَهُمْ رَاكِعُونَ“ دو وجہ رکھتا ہے ایک یہ کہ پہلے جملوں پر معطوف

ہو۔ دوسری یہ کہ حال واقع ہو، پہلی وجہ اظہر واقویٰ ہے اور حضرت مترجم قدس سرہ کا ترجمہ بھی اسی کے مساعدا ہے۔ (جمل عن السمین) دوسری وجہ پر دو احتمال ہیں ایک

یہ کہ ”يُقِيمُونَ“، ”وَيُؤْتُونَ“ دونوں فعلوں کے فاعل سے حال واقع ہو، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ وہ بخشوع و تواضع نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(تفسیر ابوالسود) دوسرا احتمال یہ ہے کہ صرف ”يُؤْتُونَ“ کے فاعل سے حال واقع ہو، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور متواضع ہو کر زکوٰۃ

دیتے ہیں۔ (جمل) بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتی صدقہ دی تھی، وہ انگشتی

(انگشتی) انگشت مبارک میں ڈھیلی تھی بے عمل کثیر کے نکل گئی۔ لیکن امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس کا بہت شد و مند سے رد کیا ہے اور اس کے بطلان پر

بہت وجہ قائم کئے ہیں۔ ۱۴۳ شان نزول: رفاعہ بن زید اور سید بن حارث دونوں اظہار اسلام کے بعد منافق ہو گئے، بعض مسلمان ان سے محبت رکھتے تھے اللہ

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ زبان سے اسلام کا اظہار کرنا اور دل میں کفر چھپائے رکھنا دین کو ہنسی اور کھیل بنانا ہے۔ ۱۴۴ یعنی بت پرست مشرک جو

إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هَازِرًا وَلَعِبًا ۖ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾

لئے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں ۵۸ یہ اس لئے کہ وہ نرمے بے عقل لوگ ہیں ۵۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَتَّقُونَ مِمَّا إِلَّا أَنْ أَمَّنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ

تم فرماؤ اے کتابیو تمہیں ہمارا کیا برا لگا یہی نہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری

الْيَنَاءِ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَسِقُونَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ

طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا ۵۹ اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم (نافرمان) ہیں تم فرماؤ کیا

أَنْبِئَكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ ۖ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ

میں بتا دوں جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجہ میں ہیں ۵۹ وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب

عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۖ أُولَٰئِكَ

فرمایا اور ان میں سے کر دیئے بندر اور سور ۵۹ اور شیطان کے پوجاری ان کا ٹھکانا

شَرٌّ مَّكَانًا وَ أَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٦٠﴾ وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا

زیادہ برا ہے ۶۰ اور یہ سیدھی راہ سے زیادہ بیکے اور جب تمہارے پاس آئیں ۶۰ تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں

وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

اور وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور اللہ خوب جانتا ہے جو

اہل کتاب سے بھی بدتر ہیں۔ (خازن) ۱۲۹ کیونکہ خدا کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایماندار کا کام نہیں۔ ۵۸ شان نزول: کبھی کا قول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذن نماز کے لئے اذان کہتا اور مسلمان اٹھتے تو یہود ہنستے اور تمسخر (مذاق اڑایا) کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ سیدی کا قول ہے کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن اذان میں ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ جل جائے جھوٹا۔ ایک شب اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ سے ایک شرارہ اڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔ ۵۹ جو ایسی کُفیانہ (بے وقوفانہ) اور جاہلانہ حرکات کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اذان نص قرآنی سے بھی ثابت ہے۔ ۵۸ شان نزول: یہود کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ انبیاء میں سے کس کس کو مانتے ہیں اس سوال سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ مانتے تو وہ آپ پر ایمان لے آئیں لیکن حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اس نے ہم پر نازل فرمایا اور جو حضرت ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و اسباط پر نازل فرمایا اور جو حضرت عیسیٰ و موسیٰ کو دیا گیا یعنی تورات و انجیل اور جو انبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا سب کو مانتا ہوں، ہم انبیاء میں فرق نہیں کرتے کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو بھی مانتے ہیں تو وہ آپ کی نبوت کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے: جو عیسیٰ کو مانے ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۵۹ اس کا برحق دین والوں کو تو تم محض اپنے عناد و عداوت ہی سے برا کہتے ہو اور تم پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور غضب فرمایا اور آیت میں جو مذکور ہے وہ تمہارا حال ہوا تو بدتر درجہ میں تو تم خود ہو، کچھ دل میں سوچو! ۵۹ صورتیں مسخ کر کے۔ ۵۹ اور وہ جہنم ہے۔ ۵۸ شان نزول: یہ آیت یہود کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ایمان و اخلاص کا اظہار کیا اور کفر و ضلال چھپانے رکھا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

يَكْتُمُونَ ① وَتَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

چھپا رہے ہیں اور اُن ۱۵۷ میں تم بہتوں کو دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی

وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ② لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ③ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ

اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں ۱۵۸ بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں انہیں کیوں نہیں منع کرتے

الرَّبُّنِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ④ لَبِئْسَ

ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے بے شک

مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ⑤ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يُدْعِيُ اللَّهُ مَعْلُولَةً ⑥ غُلَّتْ

بہت ہی بُرے کام کر رہے ہیں ۱۵۹ اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے ۱۶۰ انہیں کے

أَيْدِيهِمْ وَلَعَنُوا بِأَقْلَامِهِمْ بَلْ يَدُهُ مَبْسُوطَتْنِ لَا يَنْفِقُ كَيْفَ

ہاتھ باندھے جائیں ۱۶۱ اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ اُس کے ہاتھ کشادہ ہیں ۱۶۲ عطا فرماتا ہے جیسے

يَشَاءُ ⑦ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا

چاہے ۱۶۳ اور اے محبوب یہ ۱۶۴ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اس سے ان میں بہتوں کو شرارت

وَكُفْرًا ⑧ وَالْقِيَابِ يَنْهَاهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ⑨ كُلَّمَا

اور کفر میں ترقی ہوگی ۱۶۵ اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بُر (بغض) ڈال دیا ۱۶۶ جب کبھی

أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ⑩

لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے ۱۶۷ اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں

کوان کے حال کی خبر دی۔ ۱۵۷ یعنی یہود گناہ ہر معصیت و نافرمانی کو شامل ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ گناہ سے تورات کے مضامین کا چھپانا اور اس میں سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو محاسن و اوصاف ہیں ان کا مخفی رکھنا اور عدوان یعنی زیادتی سے تورات کے اندر اپنی طرف سے کچھ بڑھادینا اور حرام خوری سے رشوتیں وغیرہ مراد

ہیں۔ (خازن) ۱۵۹ کہ لوگوں کو گناہوں اور برے کاموں سے نہیں روکتے۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ علماء پر نصیحت اور بدی سے روکنا واجب ہے اور جو شخص بری بات سے

منع کرنے کو ترک کرے اور نہی منکر سے باز رہے وہ بمنزلہ مرتکب گناہ کے ہے۔ ۱۶۰ یعنی معاذ اللہ وہ بخیل ہے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا کہ یہود بہت خوش حال اور نہایت دولت مند تھے جب انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب و مخالفت کی تو ان کی روزی کم ہو گئی، اس وقت فحش یہودی

نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہے یعنی معاذ اللہ وہ رزق دینے اور خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے، اس کے اس قول پر کسی یہودی نے منع نہ کیا بلکہ راضی رہے اسی لئے یہ سب کا

مقولہ قرار دیا گیا اور یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔ ۱۶۱ تنگی اور داد و بخش (سخاوت) سے۔ اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ یہود دنیا میں سب سے زیادہ بخیل ہو گئے یا یہ معنی

ہیں کہ ان کے ہاتھ جنہم میں باندھے جائیں اور اس طرح انہیں آتش دوزخ میں ڈالا جائے ان کی اس بیہودہ گوئی اور گستاخی کی سزا میں۔ ۱۶۲ وہ جو اد کریم ہے۔ ۱۶۳ اپنی

حکمت کے موافق اس میں کسی کو مجال اعتراض نہیں۔ ۱۶۴ قرآن شریف ۱۵۷ یعنی جتنا قرآن پاک اترتا جائے گا اتنا حسد و عناد بڑھتا جائے گا اور وہ اس کے ساتھ کفر و

سرکشی میں بڑھتے رہیں گے۔ ۱۶۵ وہ ہمیشہ باہم مختلف رہیں گے اور ان کے دل کبھی نہ ملیں گے۔ ۱۶۶ اور ان کی مدد نہیں فرماتا وہ ذلیل ہوتے ہیں۔

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٣﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا

اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے

لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلُهَا جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا

تو ضرور ہم ان کے گناہ اُتار دیتے اور ضرور انہیں جہنم کے باغوں میں لے جاتے اور اگر قائم رکھتے

التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكْلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ

توریت اور انجیل ۱۶۸ اور جو کچھ اُن کی طرف ان کے رب کی طرف سے اُترا ۱۶۹ تو انہیں رزق ملتا اوپر سے

وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ط وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءٌ

اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ۱۷۰ ان میں کوئی گروہ اعتدال پر ہے ۱۷۱ اور ان میں اکثر بہت ہی برے

مَاعِبِلُونَ ﴿٦٥﴾ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط وَإِنْ

کام کر رہے ہیں ۱۷۲ اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے ۱۷۳ اور ایسا

لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ ط وَاللَّهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط إِنَّ اللَّهَ

نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے ۱۷۴ بے شک اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٦﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ

کافروں کو راہ نہیں دیتا تم فرما دو اے کتابیو تم کچھ بھی نہیں ہو ۱۷۵

حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ط

جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا ۱۷۶

وَلِيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِمَّنْ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ج

اور بے شک اے محبوب وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا اُس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہو گی ۱۷۷

۱۷۸ اس طرح کہ سیدانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے کہ توریت و انجیل میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ ۱۷۹ یعنی تمام کتابیں جو اللہ تعالیٰ

نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائیں سب میں سیدانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ ۱۸۰ یعنی رزق کی کثرت ہوتی اور ہر طرف سے پہنچتا۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔ ۱۸۱ حد سے تجاوز نہیں کرتا، یہ یہود یوں

میں سے وہ لوگ ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ۱۸۲ جو کفر پر جے ہوئے ہیں۔ ۱۸۳ اور کچھ اندیشہ نہ کرو۔ ۱۸۴ یعنی کفار سے جو آپ کے قتل

کا ارادہ رکھتے ہیں۔ سفروں میں شب کو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی چہرہ ہٹا دیا گیا اور حضور نے چہرہ داروں

سے فرمایا کہ تم لوگ چلے جاؤ! اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی۔ ۱۸۵ کسی دین و ملت میں نہیں۔ ۱۸۶ یعنی قرآن پاک۔ ان تمام کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور آپ پر ایمان لانے کا حکم ہے جب تک حضور پر ایمان نہ لائیں توریت و انجیل کی اقامت کا دعویٰ صحیح نہیں ہو سکتا۔ ۱۸۷ کیونکہ جتنا

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا

تو تم کافروں کا کچھ غم نہ کھاؤ بے شک وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ۱۸۷ اور اسی طرح یہودی

وَالصَّبِیُّونَ وَالنَّصْرَانِیُّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا

اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ و قیامت پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي

تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم بے شک ہم نے بنی اسرائیل

إِسْرَءِیْلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رَسُولًا ط كَلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا

سے عہد لیا ۱۸۸ اور ان کی طرف رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو

تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِیْقًا كَذِبُ ۖ وَفَرِیْقًا یَّقِیْتُتُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا ۖ أَلَّا

ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ۱۸۹ ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں ۱۹۰ اور اس گمان میں رہے کہ

تَكُونُ فِتْنَةً فَعَبَوْا وَصَوَّوْا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَوَّوْا

کوئی سزا نہ ہو گی ۱۹۱ تو اندھے اور بہرے ہو گئے ۱۹۲ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی ۱۹۳ پھر ان میں بہترے (بہت سے)

كَثِیْرٌ مِنْهُمْ ط وَاللَّهُ بِصِرِّیِّهِمْ بَآیِعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا

اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ط وَقَالَ الْمَسِیْحُ یَبْنِیْ اِسْرَءِیْلَ

کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے ۱۹۴ اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ط إِنَّهُ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ

اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب ۱۹۵ اور تمہارا رب بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر

قرآن پاک نازل ہوتا جائے گا یہ مکابرہ و عناد (غرور و دشمنی کی وجہ) سے اس کے انکار میں اور شدت کرتے جائیں گے۔ ۱۹۶ اور دل میں ایمان نہیں رکھتے، منافق ہیں۔ ۱۹۷ اور تورات میں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں اور حکم الہی کے مطابق عمل کریں۔ ۱۹۸ اور انہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے احکام کو اپنی خواہشوں کے خلاف پایا تو ان میں سے ۱۹۹ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں تو یہود و نصاریٰ سب شریک ہیں مگر قتل کرنا یہ خاص یہود کا کام ہے۔ انہوں نے بہت سے انبیاء کو شہید کیا جن میں سے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔ ۲۰۰ اور ایسے شدید جرموں پر بھی عذاب نہ کیا جائے گا۔ ۲۰۱ حق کے دیکھنے اور سننے سے۔ یہ ان کے غایت جہل اور نہایت کفر اور قبول حق سے بدرجہ غایت اعراض کرنے کا بیان ہے۔ ۲۰۲ جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد توبہ کی اس کے بعد دوبارہ ۲۰۳ نصاریٰ کے بہت فرقے ہیں ان میں سے یعقوبیہ اور ملکانیہ کا یہ قول تھا وہ کہتے تھے کہ مریم نے ”الہ“ جنا اور یہ بھی کہتے تھے کہ الہ نے ذات عیسیٰ میں حلول کیا اور وہ ان کے ساتھ متحد ہو گیا تو عیسیٰ الہ ہو گئے۔ تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَٰلِكَ غُلُوًّا کَبِیْرًا (اللہ ان

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا لَهُ النَّارُ ٥ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ٥ لَقَدْ كَفَرَ

جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں بے شک کافر ہیں

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۖ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهُ وَاحِدٌ ٥ ط

وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے ۱۸۸ اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا ۱۸۸

وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ

اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے ۱۸۹ تو جو ان میں کافر مرے گے ان کو ضرور درد ناک عذاب

أَلِيمٌ ٥ ٣٢ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ٥ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ

پہونچے گا تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ٥ ٣٣ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

مہربان مسیح ابن مریم نہیں مگر ایک رسول ۱۹۰ اس سے پہلے بہت

الرُّسُلُ ٥ ط وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ٥ ط كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ٥ ط أَنْظُرْ كَيْفَ

رسول ہو گزرے ۱۹۱ اور اس کی ماں صدیقہ ہے ۱۹۲ دونوں کھانا کھاتے تھے ۱۹۳ دیکھو تو

نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ أَتَى يُؤْفَكُونَ ٥ ٣٤ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لئے بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو

اللَّهُ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ٥ ط وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٥ ٣٥

پوجتے ہو جو تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا ۱۹۴ اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے

٥ ٣٦ (غازن) ۱۸۹ اور میں اس کا بندہ ہوں انہیں ۱۸۹ قول نصاریٰ کے فرقہ مرقسیہ و سطوریہ کا ہے، اکثر مفسرین کا قول ہے کہ

اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اللہ اور مریم اور عیسیٰ تینوں الہ ہیں اور الہ ہونا ان سب میں مشترک ہے۔ متکلمین فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ باپ، بیٹا، روح القدس

یہ تینوں ایک الہ ہیں۔ ۱۸۸ نہ اس کا کوئی ثانی نہ ثالث وہ وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے اس کا کوئی شریک نہیں، باپ بیٹے بیوی سب سے پاک۔ ۱۸۹ اور

تفلیٹ (تین خدا ہونے) کے معتقد رہے، توحید اختیار نہ کی ۱۹۰ ان کو الہ ماننا غلط باطل اور کفر ہے۔ ۱۹۱ وہ بھی معجزات رکھتے تھے یہ معجزات ان کے صدق نبوت

کی دلیل تھے اسی طرح حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رسول ہیں ان کے معجزات بھی دلیل نبوت ہیں، انہیں رسول ہی ماننا چاہئے جیسے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام کو معجزات کی بنا پر خدا نہیں مانتے ان کو بھی خدا نہ مانو۔ ۱۹۲ جو اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہیں۔ ۱۹۳ اس میں نصاریٰ کا

رد ہے کہ الہ غذا کا محتاج نہیں ہو سکتا تو جو غذا کھائے، جسم رکھے، اس جسم میں تحلیل (لاغری و کمزوری) واقع ہو، غذا اس کا بدل بنے، وہ کیسے الہ ہو سکتا ہے؟ ۱۹۴ یہ

ابطال شرک کی ایک اور دلیل ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ الہ (مستحق عبادت) وہی ہو سکتا ہے جو نفع و ضرر وغیرہ ہر چیز پر ذاتی قدرت و اختیار رکھتا ہو، جو ایسا نہ ہو وہ

الہ مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نفع و ضرر کے بالذات مالک نہ تھے اللہ تعالیٰ کے مالک کرنے سے مالک ہوئے تو ان کی نسبت

الوہیت کا اعتقاد باطل ہے۔ (تفسیر ابوسعود)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

تم فرماؤ اے کتاب والو اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو ۱۹۵ اور ایسے لوگوں کی

أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ

خواہش پر نہ چلو ۱۹۶ جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے

السَّبِيلِ ۷۷ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ

بہک گئے لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داود

وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۷۸ كَانُوا لَا

اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ۱۹۷ یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بُری بات کرتے آپس میں

يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۷۹ تَرَى كَثِيرًا

ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی بُرے کام کرتے تھے ۱۹۹ ان میں تم بہت کو

مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَنْ

دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بُری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ

سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۸۰ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ

اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ۸۰ اور اگر وہ ایمان لاتے ۱۹۸

۱۹۵ یہودی کی زیادتی تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ہی نہیں مانتے، اور نصاریٰ کی زیادتی یہ کہ انہیں معبود ٹھہراتے ہیں۔ ۱۹۶ یعنی اپنے بددین

باپ دادا وغیرہ کی۔ ۱۹۷ باشندگان اُنیلہ نے جب حد سے تجاوز کیا اور سینچ کے روز شکار ترک کرنے کا جو حکم تھا اس کی مخالفت کی تو حضرت داود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ان پر لعنت کی اور ان کے حق میں بددعا فرمائی تو وہ بندروں اور خزیروں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے اور اصحابِ مائدہ نے جب نازل شدہ خوان کی

نعتیں کھانے کے بعد کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں بددعا کی تو وہ خزیر اور بندر ہو گئے اور ان کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ (جمل وغیرہ)

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہود اپنے آباء پر فخر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے: ہم انبیاء کی اولاد ہیں۔ اس آیت میں انہیں بتایا گیا کہ ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

نے ان پر لعنت کی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے ان پر لعنت کی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت

عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کی بشارت دی اور حضور پر ایمان نہ لانے اور کفر کرنے والوں پر لعنت کی۔

۱۹۸ لعنت ۱۹۹ مسئلہ: آیت سے ثابت ہوا کہ نبی منکر یعنی برائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور بدی کو منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔ ترمذی کی

حدیث میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے اول تو انہیں منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے

پینے اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے ان کے اس عصیان و تعدی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد و حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی زبان

سے ان پر لعنت اتاری۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار سے دوستی و موالات حرام اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔ ۲۰۰ صدق و اخلاص کے

ساتھ بغیر نفاق کے۔

بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا

اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اُترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہترے (اکثر)

مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ

فاسق ہیں ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں

وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ

اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے

قَالُوا إِنَّا نَصْرِي ۖ ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِيَسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ

جو کہتے تھے ہم نصاریٰ ہیں مگر یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ

لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

غور نہیں کرتے مگر

۲۳۳ اس سے ثابت ہوا کہ مشرکین کے ساتھ دوستی اور موالات علامتِ نفاق ہے۔ ۲۳۴ اس آیت میں ان کی مدح ہے جو زمانہ اقدس تک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر رہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت معلوم ہونے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے۔ شانِ نزول: ابتدائے اسلام میں جب کفار قریش نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیں تو اصحاب کرام میں سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حضور کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کی ان مہاجرین کے اسماء یہ ہیں حضرت عثمان غنی اور ان کی زوجہ طاہرہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زبیر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابو جندبہ اور ان کی زوجہ حضرت سہلہ بنت سہیل اور حضرت مصعب بن عمیر، حضرت ابوسلمہ اور ان کی بی بی حضرت ام سلمہ بنت امیہ، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی بی بی حضرت لیلیٰ بنت ابی خنیسہ، حضرت حاطب بن عمرو، حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم یہ حضرات نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں بحری سفر کر کے حبشہ پہنچے اس ہجرت کو ہجرتِ اولیٰ کہتے ہیں ان کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب گئے پھر اور مسلمان روانہ ہوتے رہے یہاں تک کہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد بیاسی مردوں تک پہنچ گئی، جب قریش کو اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے ایک جماعت تحفہ تحائف دے کر نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجی ان لوگوں نے دربارِ نجاشی میں بارِ بانی حاصل کر کے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے ملک میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کو نادان بنا ڈالا ہے ان کی جماعت جو آپ کے ملک میں آئی ہے وہ یہاں فساد انگیزی کرے گی اور آپ کی رعایا کو باغی بنائے گی ہم آپ کو خبر دینے کے لئے آئے ہیں اور ہماری قوم درخواست کرتی ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالہ کیجئے۔ نجاشی بادشاہ نے کہا: ہم ان لوگوں سے گفتگو کر لیں یہ کہہ کر مسلمانوں کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ کے حق میں کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ حضرت جعفر بن ابی طالب نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں اور حضرت مریم کنواری پاک ہیں یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا کر کہا: خدا کی قسم تمہارے آقا نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اتنا بھی نہیں بڑھایا جتنی یہ لکڑی یعنی حضور کا ارشاد کلامِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالکل مطابق ہے۔ یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کے چہرے اتر گئے۔ پھر نجاشی نے قرآن شریف سننے کی خواہش کی، حضرت جعفر نے سورہ مریم تلاوت کی اس وقت دربار میں نصرانی عالم اور درویش موجود تھے قرآن کریم سن کر بے اختیار رونے لگے اور نجاشی نے مسلمانوں سے کہا: تمہارے لئے میرے قلمرو (ملک) میں کوئی خطرہ نہیں۔ مشرکین مکہ ناکام پھرے اور مسلمان نجاشی کے پاس بہت عزت و آسائش کے ساتھ رہے اور فضل الہی سے نجاشی کو دولت ایمان کا شرف حاصل ہوا۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۳۵ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ علم اور ترکِ تکبر بہت کام آنے والی چیزیں ہیں اور ان کی بدولت ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اُترا ۲۵۱ تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے اُبل رہی ہیں ۲۵۱

مَسَاعِرُ فَوْا مِنْ الْحَقِّ ۚ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝۸۳

اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ۲۵۲ تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے ۲۵۲

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۚ وَنُطْعِمُ أَنْ يَدْخُلَنَا

اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر کہ ہمارے پاس آیا اور ہم طمع کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب

رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ۝۸۴ فَآثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا اجْتَبَتْ تَجْرِي

نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے ۲۵۳ تو اللہ نے ان کے اس کہنے کے بدلے انہیں باغ دیئے

مِنْ تَحْتِهَا إِلَّا نُهَرُ خُلْدِينَ فِيهَا ۚ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝۸۵

جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بدلہ ہے نیکوں کا ۲۵۴ اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝۸۶ يَا أَيُّهَا

وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ ہیں دوزخ والے ۲۵۵ اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرَّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ

ایمان والو ۲۵۶ حرام نہ ٹھہراؤ وہ سٹھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں ۲۵۷ اور حد سے نہ بڑھو

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝۸۷ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ

بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ

۲۵۸ یعنی قرآن شریف ۲۵۸ یہ ان کی رقت قلب کا بیان ہے کہ قرآن کریم کے دل میں اثر کرنے والے مضامین سن کر رو پڑتے ہیں۔ چنانچہ نجاشی بادشاہ کی درخواست پر حضرت جعفر نے اس کے دربار میں سورہ مریم اور سورہ طہ کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی بادشاہ اور اس کے درباری جن میں اس کی قوم کے علماء موجود تھے سب زار و قطار رونے لگے۔ اسی طرح نجاشی کی قوم کے ستر آدمی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے حضور سے سورہ یسین سن کر بہت

روئے۔ ۲۵۹ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہم نے ان کے برحق ہونے کی شہادت دی ۲۶۰ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل کر جو روز قیامت تمام امتوں کے گواہ ہوں گے۔ (یہ انہیں انجیل سے معلوم ہو چکا تھا) ۲۶۱ جب حبشہ کا وفد اسلام سے مشرف ہو کر واپس ہوا تو یہود نے انہیں اس پر ملامت کی، اس کے جواب میں انہوں نے یہ کہا کہ جب حق واضح ہو گیا تو ہم کیوں ایمان نہ لاتے یعنی ایسی حالت میں ایمان نہ لانا قابل ملامت ہے نہ کہ ایمان لانا کیونکہ

یہ سب ہے فلاح دارین کا۔ ۲۶۲ جو صدق و اخلاص کے ساتھ ایمان لائیں اور حق کا اقرار کریں۔ ۲۶۳ شان نزول: صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سن کر ایک روز حضرت عثمان بن مظعون کے یہاں جمع ہوئی اور انہوں نے باہم ترک دنیا کا عہد کیا اور اس پر اتفاق کیا کہ وہ ٹاٹ پہنیں گے، ہمیشہ دن میں روزہ رکھیں گے، شب عبادت الہی میں بیدار رہ کر گزارا کریں گے، بستر پر نہ لیٹیں گے، گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے، عورتوں سے جدار ہیں گے، خوشبو نہ لگائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس ارادہ سے روک دیا گیا۔ ۲۶۴ یعنی جس طرح حرام کو ترک کیا جاتا ہے اس طرح حلال چیزوں کو

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ لَا يُوَ أَخِذُكُمْ اللَّهُ بِاللُّغُوفِ

اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی

آيَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ

کی قسموں پر ۲۱۳ ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا ۲۱۴ تو ایسی قسم کا بدلہ دس

عَشْرَةَ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تَطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ

مسکینوں کو کھانا دینا ۲۱۵ اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے ۲۱۶ یا انہیں کپڑے دینا ۲۱۷ یا

تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَلِكَ كَفَّارَةُ

ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے ۲۱۸ یہ بدلہ ہے

آيَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا آيَانَكُمْ ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ ۲۱۹ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو ۲۲۰ اسی طرح اللہ تم سے اپنی

آيَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۸۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْبَيْسُورُ

آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو شراب اور جوا اور

الْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجُسٌ مِنْ عِنْدِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ

بت اور پانے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم

تُفْلِحُونَ ﴿۹۰﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بر اور دشمنی ڈلوا دے

ترک نہ کرو اور نہ مبالغہ کسی حلال چیز کو یہ کہو کہ ہم نے اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ ۲۱۲ غلط فہمی کی قسم یعنی عین لغو یہ ہے کہ آدمی کسی واقعہ کو اپنے خیال میں صحیح

جان کر قسم کھالے اور حقیقت میں وہ ایسا نہ ہو ایسی قسم پر کفارہ نہیں۔ ۲۱۴ یعنی عین منقہ پر جو کسی آئندہ امر پر قصد کر کے کھائی جائے ایسی قسم توڑنا گناہ بھی

ہے اور اس پر کفارہ بھی لازم ہے۔ ۲۱۵ دونوں وقت کا خواہ انہیں کھلاوے یا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو صدقہ فطر کی طرح دے دے۔ (دو کلو

سے اسی ۸۰ گرام کم۔ ”فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ باب المدینہ کراچی“)۔ مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو دس روز دے دے یا کھلا دیا کرے۔

۲۱۶ یعنی نہ بہت اعلیٰ درجہ کا نہ بالکل ادنیٰ بلکہ متوسط۔ ۲۱۷ اوسط درجہ کے جن سے اکثر بدن ڈھک سکے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

ایک تہبند اور کرتا یا ایک تہبند اور ایک چادر ہو۔ مسئلہ: کفارہ میں ان تینوں باتوں کا اختیار ہے خواہ کھانا دے خواہ کپڑے، خواہ غلام آزاد کرے، ہر ایک سے

کفارہ ادا ہو جائے گا۔ ۲۱۸ مسئلہ: روزہ سے کفارہ جب ہی ادا ہو سکتا ہے جبکہ کھانا، کپڑا دینے اور غلام آزاد کرنے کی قدرت نہ ہو۔ مسئلہ: یہ بھی ضروری ہے

کہ یہ روزے متواتر رکھے جائیں۔ ۲۱۹ اور قسم کھا کر توڑ دو یعنی اس کو پورا نہ کرو۔ مسئلہ: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا درست نہیں۔ ۲۲۰ یعنی انہیں پورا

فِي الْخَمْرِ وَالْبَيْسِرِ وَيَصَدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ

شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے ۲۲۱ تو کیا تم

مُنْتَهُونَ ۙ ۹۱ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ

باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر جاؤ ۲۲۲

فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَدُ الْمُبِينُ ۙ ۹۲ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا

تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے ۲۲۳ جو ایمان لائے اور نیک

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا

کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں ہے ۲۲۴ جو کچھ انہوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور

الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ

نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو

الْمُحْسِنِينَ ۙ ۹۳ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَبِئْسَ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ ۚ

دوست رکھتا ہے ۲۲۵ اے ایمان والو ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے

تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنْ

جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچیں ۲۲۶ کہ اللہ پہچان کر دے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس

۲۲۱ اس آیت میں شراب اور جوئے کے نتائج اور وبال بیان فرمائے گئے کہ شراب خوری اور جوئے بازی کا ایک وبال تو یہ ہے کہ اس سے آپس میں بغض اور

عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور جوان بدیوں میں مبتلا ہو وہ ذکر الہی اور نماز کے اوقات کی پابندی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۲۲۲ اطاعت خدا اور رسول سے ۲۲۳ یہ وعید و

تہدید ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی صاف صاف پہنچا دیا تو ان کا جو فرض تھا ادا ہو چکا اب جو اعراض کرے وہ مستحق عذاب ہے۔

۲۲۴ شان نزول: یہ آیت اُن اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام کیے جانے سے قبل وفات پا چکے تھے۔ حرمت شراب کا حکم نازل ہونے کے بعد صحابہ

کرام کو ان کی فکر ہوئی کہ ان سے اس کا مواخذہ ہوگا یا نہ ہوگا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل جن نیک ایمانداروں

نے کچھ کھایا پیا وہ گنہگار نہیں۔ ۲۲۵ آیت میں لفظ ”اتَّقَوْا“ جس کے معنی ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں تین مرتبہ آیا ہے۔ پہلے سے شرک سے ڈرنا اور پرہیز کرنا،

دوسرے سے شراب اور جوئے سے بچنا، تیسرے سے تمام محرمات سے پرہیز کرنا مراد ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ پہلے سے ترک شرک، دوسرے سے ترک

معاصی و محرمات، تیسرے سے ترک شبہات مراد ہے۔ بعض کا قول ہے کہ پہلے سے تمام حرام چیزوں سے بچنا اور دوسرے سے اس پر قائم رہنا اور تیسرے سے زمانہ

نزول وحی میں یا اس کے بعد جو چیزیں منع کی جائیں ان کو چھوڑ دینا مراد ہے۔ (مدارک و خازن و جمل وغیرہ) ۲۲۶ ہجری جس میں حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اس سال

مسلمان محرم (حالت احرام میں) تھے، اس حالت میں وہ اس آزمائش میں ڈالے گئے کہ وحش و طیور (جنگلی جانور اور پرندے) بکثرت آئے اور ان کی ساریوں پر

چھا گئے، ہاتھ سے پکڑنا، ہتھیار سے شکار کر لینا بالکل اختیار میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس آزمائش میں وہ بفضل الہی فرمانبردار ثابت ہوئے اور

حکم الہی کی تعمیل میں ثابت قدم رہے۔ (خازن وغیرہ)

اَعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۴﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا

کے بعد جو حد سے بڑھے ۲۲۷ اس کے لیے درد ناک سزا ہے اے ایمان والو شکار

الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ۖ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَبِدًا فَأَجْزَاءُ مِثْلُ مَا

نہ مارو جب تم احرام میں ہو ۲۲۸ اور تم میں جو اُسے قصداً قتل کرے ۲۲۹ تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ

قَتَلَ مِنَ النِّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بِلِغَةِ الْكُفَّةِ ۖ أَوْ

ویسا ہی جانور مویشی سے دے ۲۳۰ تم میں کہ دو ٹھنڈے آدمی اس کا حکم کریں ۲۳۱ یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی ۲۳۲ یا

كَفَّارَةً طَعَامُ مَسْكِينٍ ۖ أَوْ عَدْلٌ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّذَوِّقٍ وَبَالَ أَمْرٍ ۖ

کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا ۲۳۳ یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے

عَفَا اللَّهُ عَنْكَ ۖ عَسَا سَلِفٌ ۖ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۖ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا ۲۳۴ اور جو اب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے

ذُو انْتِقَامٍ ۖ ﴿۹۵﴾ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلْسَيَّارَةِ ۖ

بدلہ لینے والا حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو

وَحُرْمٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرْمًا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ

اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار ۲۳۵ جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں

۲۳۶ اور بعد ابتلاء کے نافرمانی کرے ۲۳۷ مسئلہ: مُحْرَم پر شکار یعنی خشکی کے کسی وحشی جانور کو مارنا حرام ہے۔ مسئلہ: جانور کی طرف شکار کرنے کے لیے اشارہ کرنا

یا کسی طرح بتانا بھی شکار میں داخل اور ممنوع ہے۔ مسئلہ: حالت احرام میں ہر وحشی جانور کا شکار ممنوع ہے خواہ وہ حلال ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ: کاٹنے والا کتا اور کوا، اور بچھو

اور چیل اور چوہا اور بھیڑ یا اور سانپ ان جانوروں کو احادیث میں فَوَاحِش فرمایا گیا اور ان کے قتل کی اجازت دی گئی۔ مسئلہ: مچھر، پھو، چیونٹی، مکھی اور شراب الا رض

اور حملہ آور درندوں کو مارنا معاف ہے۔ (تفسیر احمدی وغیرہ) ۲۳۹ مسئلہ: حالت احرام میں جن جانوروں کا مارنا ممنوع ہے وہ ہر حال میں ممنوع ہے عمدہ یا خطاء۔

عمدہ کا حکم تو اس آیت سے معلوم ہوا اور خطاء کا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ (مدارک) ۲۴۰ ویسا ہی جانور دینے سے مراد یہ ہے کہ قیمت میں مارے ہوئے جانور

کے برابر ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا یہی قول ہے اور امام محمد وشافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک خلقت و صورت میں مارے

ہوئے جانور کی مثل ہونا مراد ہے۔ (مدارک و احمدی) ۲۴۱ یعنی قیمت کا اندازہ کریں اور قیمت وہاں کی معتبر ہوگی جہاں شکار مارا گیا ہو یا اس کے قریب کے مقام

کی۔ ۲۴۲ یعنی کفارہ کے جانور کا حرم مکہ شریف کے باہر ذبح کرنا درست نہیں، مکہ مکرمہ میں ہونا چاہیے اور عین کعبہ میں بھی ذبح جائز نہیں اسی لیے کعبہ کو پہنچتی فرمایا

کعبہ کے اندر نہ فرمایا اور کفارہ کھانے یا روزہ سے ادا کیا جائے تو اس کے لیے مکہ مکرمہ میں ہونے کی قید نہیں باہر بھی جائز ہے۔ (تفسیر احمدی وغیرہ) ۲۴۳ مسئلہ: یہ بھی

جائز ہے کہ شکار کی قیمت کاغذ خرید کر مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو صدقہ فطر کے برابر پہنچے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس قیمت میں جتنے مسکینوں کے ایسے حصے

ہوتے تھے اتنے روزے رکھے۔ ۲۴۴ یعنی اس حکم سے قبل جو شکار مارے۔ ۲۴۵ اس آیت میں یہ مسئلہ بیان فرمایا گیا کہ مُحْرَم کے لیے دریا کا شکار حلال ہے اور

خشکی کا حرام۔ دریا کا شکار وہ ہے جس کی پیدائش دریا میں ہو اور خشکی کا وہ جس کی پیدائش خشکی میں ہو۔

تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِبْلًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ

اٹھنا ہے اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا ۲۳۷ اور حرمت والے

الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۖ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي

مہینے ۲۳۷ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو ۲۳۸ یہ اس لیے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اَعْلَمُوا

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جان رکھو کہ

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۖ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى

اللہ کا عذاب سخت ہے ۲۳۹ اور اللہ بخشنے والا مہربان رسول پر نہیں

الرَّسُولِ إِلَّا الْبَدْعُ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَا

مگر حکم پہنچانا ۲۴۰ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو ۲۴۱ تم فرما دو

يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ

کہ ستھرا اور گندہ برابر نہیں ۲۴۲ اگرچہ تجھے گندے کی کثرت بھائے تو اللہ سے ڈرتے رہو

يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ﴿١٠٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا

اے عقل والو کہ تم فلاح پاؤ اے ایمان والو ایسی باتیں نہ

عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبَدِّلَكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَإِن تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ

پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں ۲۴۳ اور اگر انھیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے

وَلَا تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ وَلَا تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ وَلَا تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ

۲۴۳ کہ وہاں دینی و دنیوی امور کا قیام ہوتا ہے، خائف وہاں پناہ لیتا ہے، ضعیفوں کو وہاں امن ملتی ہے، تاہم وہاں نفع پاتے ہیں، حج و عمرہ کرنے والے وہاں حاضر ہو کر مناسک ادا کرتے ہیں۔ ۲۴۴ یعنی ذی الحجہ کو جس میں حج کیا جاتا ہے۔ ۲۴۵ کہ ان میں ثواب زیادہ ہے، ان سب کو تمہارے مصالح کے قیام کا سبب بنایا۔

۲۴۶ تو حرم و احرام کی حرمت کا لحاظ رکھو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد اپنی صفت ”شَدِيدُ الْعِقَابِ“ ذکر فرمائی تاکہ خوف و رجاء سے تکمیل ایمان ہو اس کے بعد صفت غفور و رحیم بیان فرما کر اپنی وسعت و رحمت کا اظہار فرمایا۔ ۲۴۷ تو جب رسول حکم پہنچا کر فارغ ہو گئے تو تم پر طاعت لازم اور حجت قائم ہو گئی اور

جائے عذر باقی نہ رہی۔ ۲۴۸ اس کو تمہارے ظاہر و باطن، نفاق و اخلاص سب کا علم ہے۔ ۲۴۹ یعنی حلال و حرام، نیک و بد، مسلم و کافر اور کھر اکھوٹا ایک درجہ میں نہیں ہو سکتا۔ ۲۵۰ شان نزول: بعض لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے، یہ خاطر مبارک پر گراں ہوتا تھا۔ ایک روز فرمایا کہ

جو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرو میں ہر بات کا جواب دوں گا، ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا انجام کیا ہے؟ فرمایا: جہنم۔ دوسرے نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے اس کے اصلی باپ کا نام بتا دیا جس کے نطفہ سے وہ تھا کہ صداقہ ہے باوجودیکہ اس کی ماں کا شوہر اور تھا، جس کا یہ شخص بیٹا کہلاتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ایسی باتیں نہ پوچھو جو ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔ (تفسیر احمدی) بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرماتے ہوئے فرمایا: جس کو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرے! عباد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟

تُبَدِّلْكُمْ ط عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ط وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ⑩ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ

تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے ۲۳۴ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے تم سے اگلی ایک قوم نے

قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ⑪ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا

انہیں پوچھا ۲۳۵ پھر ان سے منکر ہو بیٹھے اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چڑا ہوا اور نہ

سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ⑫ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى

بجارت اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ۲۳۶ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا

اللهِ الْكُذِبَ ط وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ⑬ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ

انفرا باندھتے ہیں ۲۳۷ اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں ۲۳۸ اور جب ان سے کہا جائے آؤ اس طرف

مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَآلِیَ الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط

جو اللہ نے اُتارا اور رسول کی طرف ۲۳۹ کہیں ہمیں وہ بہت ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا

فرمایا: حذافہ۔ پھر فرمایا: اور پوچھو! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر اقرار ایمان و رسالت کے ساتھ معذرت پیش کی۔ ابن شہاب کی روایت ہے کہ عبد اللہ

بن حذافہ کی والدہ نے ان سے شکایت کی اور کہا کہ تو بہت نالائق بیٹا ہے، تجھے کیا معلوم کہ زمانہ جاہلیت کی عورتوں کا کیا حال تھا، خدا نخواستہ تیری ماں سے کوئی قصور

ہوا ہوتا تو آج وہ کیسی رسوا ہوتی، اس پر عبد اللہ بن حذافہ نے کہا کہ اگر حضور کسی حبشی غلام کو میرا باپ بتا دیتے تو میں یقین کے ساتھ مان لیتا۔ بخاری شریف کی

حدیث میں ہے کہ لوگ بطریق استہزاء اس قسم کے سوال کیا کرتے تھے کوئی کہتا: میرا باپ کون ہے؟ کوئی پوچھتا میری اونٹنی گم ہو گئی ہے وہ کہاں ہے؟ اس پر یہ آیت

نازل ہوئی۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں حج فرض ہونے کا بیان فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے کہا: کیا ہر سال فرض

ہے؟ حضرت نے سکوت فرمایا، سائل نے سوال کی تکرار کی تو ارشاد فرمایا کہ جو میں بیان نہ کروں اس کے درپے نہ ہوا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو

جاتا اور تم نہ کر سکتے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ احکام حضور کو موقوف (عطا کر دیے گئے) ہیں جو فرض فرما دیں وہ فرض ہو جائے نہ فرمائیں نہ ہو۔ ۲۴۲ مسئلہ: اس

آیت سے ثابت ہوا کہ جس امر کی شرع میں ممانعت نہ آئی ہو وہ مباح ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب

میں حلال فرمایا، حرام وہ ہے جس کو اس نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا وہ معاف تو کُفِلَتْ (تکلیف و مشقت) میں نہ پڑو۔ (غازن) ۲۴۵ اپنے

انبیاء سے۔ اور بے ضرورت سوال کیے۔ حضرات انبیاء نے احکام بیان فرما دیئے تو بجا نہ لائے۔ ۲۴۶ زمانہ جاہلیت میں کفار کا یہ دستور تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ

بچے چنتی اور آخر مرتبہ اس کے زہوتا اس کا کان چیر دیتے پھر نہ اس پر سواری کرتے نہ اس کو ذبح کرتے نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے اس کو بَسْحِیْہ کہتے اور جب

سفر پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آؤں یا تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سَائِبَہ (بجارت) ہے اور اس سے بھی نفع اٹھانا

بَسْحِیْہ کی طرح حرام جانتے اور اس کو آزاد چھوڑ دیتے اور بکری جب سات مرتبہ بچے چن چکتی تو اگر ساتواں بچہ نہ ہوتا تو اس کو مر دکھاتے اور اگر مادہ ہوتا تو بکریوں

میں چھوڑ دیتے اور ایسے ہی اگر نر مادہ دونوں ہوتے اور کہتے کہ یہ اپنے بھائی سے مل گئی اس کو وَصِیْلَہ کہتے اور جب نراونٹ سے دس گیا بھ (حمل) حاصل ہو جاتے تو

اس کو چھوڑ دیتے، نہ اس پر سواری کرتے، نہ اس سے کام لیتے، نہ اس کو چارے پانی پر سے روکتے، اس کو حامی کہتے۔ (مدارک) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ

بَسْحِیْہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکتے تھے، کوئی اس جانور کا دودھ نہ دودھتا اور سَائِبَہ وہ جس کو اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے کوئی ان سے کام نہ لیتا۔

یہ رسمیں زمانہ جاہلیت سے ابتدائے عہد اسلام تک چلی آ رہی تھیں۔ اس آیت میں ان کو باطل کیا گیا۔ ۲۴۷ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام نہیں کیا، اس کی

طرف اس کی نسبت غلط ہے۔ ۲۴۸ جو اپنے سرداروں کے کہنے سے ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اتنا شعور نہیں رکھتے کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول نے حرام نہ کی اس کو

اَوْ لَوْ كَانَ اَبَا وَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں اور نہ راہ پر ہوں ۱۰۴ اے ایمان

اٰمِنُوْا عَلٰیكُمْ اَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِّنْ ضَلَّ اِذَا هُمْ تَدَيُّتُمْ ط اِلَى اللّٰهِ

والو تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو ۱۰۵ تم سب کی رجوع

مَرْجِعُكُمْ جَبِيْعًا فَيَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمِنُوْا

اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے اے ایمان والو ۱۰۵

شَهَادَةً بَيْنَكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدُكُمْ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اِثْنِ ذَوَا

تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں کسی کو موت آئے ۱۰۶ وصیت کرتے وقت تم میں کے دو

عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرِ مِّنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ

معتبر شخص ہیں یا غیروں میں کے دو جب تم ملک میں سفر کو جاؤ

۱۰۶ یعنی باپ دادا کا اتباع جب درست ہوتا کہ وہ علم رکھتے اور سیدھی راہ پر ہوتے۔ ۱۰۷ مسلمان کفار کی محرومی پر افسوس کرتے تھے اور انہیں رنج ہوتا تھا کہ

کفار رعنا میں مبتلا ہو کر دولت اسلام سے محروم رہے اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی فرمادی کہ اس میں تمہارا کچھ ضرر نہیں امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا فرض ادا

کر کے تم بری الذمہ ہو چکے تم اپنی نیکی کی جزا پاؤ گے۔ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: اس آیت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے وجوب کی بہت

تاکید کی ہے کیونکہ اپنی فکر رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کی خبر گیری کرے، نیکیوں کی رغبت دلائے، بدیوں سے روکے۔ (خازن) ۱۰۸ شان نزول:

مہاجرین میں سے بڑیل جو حضرت عمرو بن العاص کے موالی (غلاموں) میں سے تھے بقصد تجارت ملک شام کی طرف و نضرانیوں کے ساتھ روانہ ہوئے ان میں

سے ایک کا نام تميم بن اوس ذاری تھا اور دوسرے کا عدی بن بڈاء، شام پہنچتے ہی بڈیل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام سامان کی ایک فہرست لکھ کر سامان میں

ڈال دی اور ہمر ایوں کو اس کی اطلاع نہ دی جب مرض کی شدت ہوئی تو بڈیل نے تميم و عدی دونوں کو وصیت کی کہ ان کا تمام سرمایہ مدینہ شریف پہنچ کر ان کے

اہل کو دے دیں اور بڈیل کی وفات ہو گئی۔ ان دونوں نے ان کی موت کے بعد ان کا سامان دیکھا اس میں ایک چاندی کا جام تھا جس پر سونے کا کام بنا تھا اس میں

تین سو مختال چاندی تھی بڈیل یہ جام بادشاہ کو نذر کرنے کے قصد سے لائے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں ساتھیوں نے اس جام کو غائب کر دیا اور اپنے

کام سے فارغ ہونے کے بعد جب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے بڈیل کا سامان ان کے گھر والوں کے سپرد کر دیا۔ سامان کھولنے پر فہرست ان کے ہاتھ آ گئی

جس میں تمام متاع کی تفصیل تھی۔ سامان کو اس کے مطابق کیا تو جام نہ پایا۔ اب وہ تميم و عدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بڈیل نے کچھ سامان

بیچا بھی تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر دریافت کیا بڈیل بہت عرصہ بیمار رہے اور انہوں نے اپنے علاج میں کچھ

خرچ کیا؟ انہوں نے کہا: نہیں، وہ تو شہر پہنچتے ہی بیمار ہو گئے اور جلد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے سامان میں ایک فہرست ملی ہے اس میں

چاندی کا ایک جام سونے سے منقش کیا ہوا جس میں تین سو مختال چاندی ہے یہ بھی لکھا ہے۔ تميم و عدی نے کہا: ہمیں نہیں معلوم، ہمیں تو جو وصیت کی تھی اس کے

مطابق سامان ہم نے تمہیں دے دیا جام کی ہمیں خبر بھی نہیں۔ یہ مقدمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہوا، تميم و عدی وہاں بھی انکار پر مجب

رہے اور قسم کھائی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ پھر وہ جام مکہ مکرمہ میں پکڑا گیا، جس شخص کے پاس

تھا اس نے کہا کہ میں نے یہ جام تميم و عدی سے خریدا ہے۔ مالک جام کے اولیاء میں سے دو شخصوں نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ ہماری شہادت ان کی شہادت

سے زیادہ احمق (اہم اور درست) ہے، یہ جام ہمارے مورث کا ہے۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی) ۱۰۹ یعنی موت کا وقت قریب آئے، زندگی کی

امید نہ رہے، موت کے آثار و علامات ظاہر ہوں۔

فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْبَوْتِ ۖ تَحْسِبُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمْنَ

پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے ان دونوں کو نماز کے بعد رکو ۲۵۴ وہ اللہ کی

بِاللَّهِ إِنْ أُرْتَبْتُمْ أَنْ تَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَلَا نَكْتُمُ

قسم کھائیں اگر تمہیں کچھ شک پڑے ۲۵۵ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے ۲۵۶ اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی

شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذْ لَبِئْسَ الْأَشِدَّاءُ ۖ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا

نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں پھر اگر پتہ چلے کہ وہ کسی گناہ کے سزاوار

إِثْبَافًا خَرِنَ يَقُولُنَّ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ

ہوئے ۲۵۷ تو ان کی جگہ دواور کھڑے ہوں ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جھوٹی گواہی نے ان کا حق لے کر ان کو نقصان پہنچایا ۲۵۸ جو میت سے

الْأُولَٰئِن فَيُقْسِمْنَ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا

زیادہ قریب ہوں تو اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم

اعْتَدَيْنَا ۖ إِنَّا إِذْ لَبِئْسَ الظَّالِمِينَ ۖ ذٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ

حد سے نہ بڑھے ۲۵۹ ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں یہ قریب تر ہے اس سے کہ گواہی

عَلَىٰ وَجْهَهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ آيَاتُنَا بِعَدَايَا نِهِمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ

جیسی چاہئے ادا کریں یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کردی جائیں ان کی قسموں کے بعد ۲۶۰ اور اللہ سے ڈرو

وَأَسْمِعُوا ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۖ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ

اور حکم سنو اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا جس دن اللہ جمع فرمائے گا

۲۵۴ اس نماز سے نماز عصر مراد ہے کیونکہ وہ لوگوں کے اجتماع کا وقت ہوتا ہے۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نماز ظہر یا عصر۔ کیونکہ اہل حجاز مقدمات اسی وقت

کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر عدی و تمیم کو بلا یا ان دونوں کو منبر شریف کے

پاس قسمیں دیں، ان دونوں نے قسمیں کھائیں، اس کے بعد مکہ مکرمہ میں وہ جام پکڑا گیا تو جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا: میں نے تمیم و عدی سے خریدا ہے۔

(مدارک) ۲۵۵ ان کی امانت و دیانت میں اور وہ یہ کہیں کہ ۲۵۶ یعنی جھوٹی قسم نہ کھائیں گے اور کسی کی خاطر ایسا نہ کریں گے ۲۵۷ خیانت کے یا جھوٹ وغیرہ

کے ۲۵۸ اور وہ میت کے اہل و اقارب ہیں۔ ۲۵۹ چنانچہ ہڈیل کے واقعہ میں جب ان کے دونوں ہمراہیوں کی خیانت ظاہر ہوئی تو بدیل کے ورثاء میں سے دو

شخص کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ جام ہمارے مورث کا ہے اور ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ ٹھیک ہے۔ ۲۶۰ حاصل معنی یہ ہے کہ اس

معاملہ میں جو حکم دیا گیا کہ عدی و تمیم کی قسموں کے بعد مال برآمد ہونے پر اولیائے میت کی قسمیں لی گئیں یہ اس لیے کہ لوگ اس واقعہ سے سبق لیں اور شہادتوں میں

راہ حق و صواب نہ چھوڑیں اور اس سے خائف رہیں کہ جھوٹی گواہی کا انجام شرمندگی و رسوائی ہے۔ فائدہ: مدعی پر قسم نہیں لیکن یہاں جب مال پایا گیا تو مدعی علیہا نے

دعویٰ کیا کہ انہوں نے میت سے خریدا تھا اب ان کی حیثیت مدعی کی ہوگئی اور ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہ تھا، لہذا ان کے خلاف اولیائے میت کی قسم لی گئی۔

الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ

رسولوں کو ۲۶۱ پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا ۲۶۱ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا

الْغُيُوبِ ۱۰۹ اِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ

خوب جاننے والا ۲۶۱ جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور

وَالِدَتِكَ ۖ اِذَا يَدُوكُ بَرُوحِ الْقُدُسِ ۖ تَكَلِّمُ النَّاسَ فِي السَّهَدِ وَكَهْلًا ۚ

اپنی ماں پر ۲۶۲ جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی ۲۶۲ تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے (جھولے) میں ۲۶۲ اور پکی عمر کا ہو کر ۲۶۲

وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ

اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت ۲۶۸ اور توریت اور انجیل اور جب تُو مٹی

مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا

سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے

بِاِذْنِي وَتُبْرِئُ الْاَكْثَرَهُ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِي ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْبَوْتِ

اڑنے لگتی ۲۶۹ اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے

بِاِذْنِي ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيَ إِسْرَءِيلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ

زندہ نکالتا ۲۷۰ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا ۲۷۰ جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ اِنْ هَذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۱۱۰ وَ اِذْ اَوْحَيْتُ

ان میں کے کافر بولے کہ یہ ۲۷۱ تو نہیں مگر کھلا جادو اور جب میں نے حواریوں کو ۲۷۱

وَالَّذِينَ رَفَعُوا يَدِيهِمْ ۚ اِنِّي لَعَلِّي لَذِي اِلَهِيَّةٍ مُّبِينٍ ۱۱۱ وَ اِذْ نَبَاكَ اَنَّا

۲۷۱ یعنی روز قیامت ۲۷۱ یعنی جب تم نے اپنی امتوں کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا؟ اس سوال میں منکرین کی تو بیخ ہے۔ ۲۷۲ نبیاء کا یہ جواب ان کے کمال ادب کی شان ظاہر کرتا ہے کہ وہ علم الہی کے حضور اپنے علم کو اصلاً نظر میں نہ لائیں گے اور قابل ذکر قرار نہ دیں گے اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم و عدل پر تفویض فرما (سوچ) دیں گے۔ ۲۷۲ کہ میں نے ان کو پاک کیا اور جہاں کی عورتوں پر ان کو فضیلت دی۔ ۲۷۳ یعنی حضرت جبریل سے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے اور حوادث میں اُن کی مدد کرتے۔ ۲۷۴ صغریٰ میں، اور یہ معجزہ ہے۔ ۲۷۵ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نزول فرمائیں گے کیونکہ کہولت (بڑھاپے) کا وقت آنے سے پہلے آپ اٹھالیے گئے، نزول کے وقت آپ تینتیس ۳۳ سال کے جوان کی صورت میں جلوہ افروز ہو گئے اور بمصدق اس آیت کے کلام کریں گے اور جو پالنے (جھولے) میں فرمایا تھا ”اِنْسَى عَبْدُ اللَّهِ“ (میں ہوں اللہ کا بندہ) وہی فرمائیں گے۔

۲۷۶ یعنی اسرارِ علوم ۲۷۶ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا۔ ۲۷۷ اندھے اور سفید داغ والے کو بینا اور تندرست کرنا اور مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے نکالنا یہ سب بِاِذْنِ اللّٰہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزاتِ جلیہ ہیں۔ ۲۷۸ یہ ایک اور نعمت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہود کے شر سے محفوظ رکھا جنہوں نے حضرت کے معجزاتِ باہرات دیکھ کر آپ کے قتل کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا اور یہود نامراد رہ گئے۔ ۲۷۹ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ۲۷۹ حواری حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب اور آپ کے

إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ۚ قَالُوا آمَنَّا وَشَهِدْنَا بِأَنَّكَ

کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ

مُسْلِمُونَ ۝۱۱۱ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ لِيَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ

ہم مسلمان ہیں ۱۱۱ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب ایسا

رَبُّكَ أَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ

کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے ۱۱۲ کہا اللہ سے ڈرو اگر

كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۱۱۲ قَالُوا نَرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَ

ایمان رکھتے ہو ۱۱۲ بولے ہم چاہتے ہیں ۱۱۲ کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں ۱۱۲ اور

نَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَّقْتَنَا وَنَكُونُ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝۱۱۳ قَالَ عِيسَى

ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا ۱۱۳ اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں ۱۱۳ عیسیٰ ابن مریم

ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ

نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ

لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ

ہمارے لیے عید ہو ۱۱۴ ہمارے اگلے پچھلوں کی ۱۱۴ اور تیری طرف سے نشانی ۱۱۴ اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر

مُخَصَّصِينَ هِيَ۔ ۱۱۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ۱۱۴ ظاہر اور باطن میں مخلص و مطہر۔ ۱۱۴ معنی یہ ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس باب میں آپ کی دعا قبول فرمائے گا۔

۱۱۴ اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ یہ مراد حاصل ہو۔ بعض مفسرین نے کہا معنی یہ ہیں کہ تمام امتوں سے نرالا سوال کرنے میں اللہ سے ڈرو یا یہ معنی ہیں کہ اس کی کمال

قدرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں تردد نہ کرو۔ حواری مؤمن، عارف اور قدرت الہیہ کے معترف تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: ۱۱۴

حصول برکت کے لیے ۱۱۴ اور یقین قوی ہو اور جیسا کہ ہم نے قدرت الہی کو دلیل سے جانا ہے مشاہدہ سے بھی اس کو پختہ کر لیں۔ ۱۱۴ بیشک آپ اللہ کے

رسول ہیں۔ ۱۱۴ اپنے بعد والوں کے لیے۔ حواریوں کے یہ عرض کرنے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں تیس روزے رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب تم ان

روزوں سے فارغ ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرو گے قبول ہوگی۔ انہوں نے روزے رکھ کر خوان اترنے کی دعا کی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے غسل فرمایا اور موٹا لباس پہنا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سر مبارک جھکایا اور رو کر یہ دعا کی جس کا اگلی آیت میں ذکر ہے۔ ۱۱۴ یعنی ہم اس کے نزول

کے دن کو عید بنائیں، اس کی تعظیم کریں، خوشیاں منائیں، تیری عبادت کریں، شکر بجالائیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل

ہو اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا، شکر الہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ

کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الہی بجالانا

اور انہما فرح اور سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ ۱۱۴ جو دیندار ہمارے زمانہ میں ہیں ان کی اور جو ہمارے بعد آئیں ان کی

۱۱۴ تیری قدرت کی اور میری نبوت کی۔

الرَّزَقِينَ ۝۱۱۳ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ مِنْكُمْ

روزی دینے والا ہے اللہ نے فرمایا کہ میں اُسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا ۱۱۳

فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝۱۱۴ وَإِذْ قَالَ

تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا ۱۱۴ اور جب اللہ

اللَّهُ يُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ

فرمائے گا ۱۱۵ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو

مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَنكَ مَا يَكُونُ لِي ۚ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي

اللہ کے سوا ۱۱۶ عرض کرے گا پاکی ہے مجھے ۱۱۷ روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں

بِحَقِّ ۖ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۖ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا

پہونچتی ۱۱۸ اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو

فِي نَفْسِكَ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝۱۱۹ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي

تیرے علم میں ہے بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا ۱۱۹ میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو مجھے تو نے حکم

بِهِ أَنْ أَعْبُدُ وَاللَّهُ رَبِّي وَرَبُّكُمْ ۖ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ

دیا تھا کہ اللہ کو پوجو جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں

فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۖ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ

ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا ۱۲۰ تو تُو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے

شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝۱۲۰ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبْدُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

سامنے حاضر ہے ۱۲۱ اگر تو انھیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے

۱۲۲ یعنی خوان نازل ہونے کے بعد ۱۲۳ چنانچہ آسمان سے خوان نازل ہوا اس کے بعد جنہوں نے ان میں سے کفر کیا وہ صورتیں مٹ کر کے خنزیر بنادیئے گئے اور

تین روز میں سب ہلاک ہو گئے۔ ۱۲۴ روز قیامت عیسائیوں کی توحیح کے لیے ۱۲۵ اس خطاب کو نہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی جائیں گے اور ۱۲۶ ہملہ

نقلہ و عیوب سے اور اس سے کہ کوئی تیرا شریک ہو سکے۔ ۱۲۷ یعنی جب کوئی تیرا شریک نہیں ہو سکتا تو میں یہ لوگوں سے کیسے کہہ سکتا تھا۔ ۱۲۸ علم کو اللہ تعالیٰ کی

طرف نسبت کرنا اور معاملہ اس کو تفویض کر دینا اور عظمت الہی کے سامنے اپنی مسکینی کا اظہار کرنا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان ادب ہے۔ ۱۲۹ ”تَوَفَّيْتَنِي“

کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر دلیل لانا صحیح نہیں کیونکہ اول تو لفظ ”توفی“، موت کے لیے خاص نہیں کسی شے کے پورے طور پر لینے کو کہتے ہیں خواہ

وہ بغیر موت کے ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا: ”الَّذِي يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَاقِبِهَا“ (اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی

موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوئے میں) (رکوع: ۲) دوم جب یہ سوال وجواب روز قیامت کا ہے تو اگر لفظ ”توفی“، موت کے معنی میں بھی فرض کر لیا جائے

فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ

تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا ۱۱۸؎ اللہ نے فرمایا کہ یہ ۲۹۵ھ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ۲۹۶ھ

صَدُقَهُمْ ۱؎ لَهُمْ جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۱؎ ط

ان کا سچ کام آئے گا ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے

رَاضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَاضُوا عَنْهُ ۱؎ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ ہے بڑی کامیابی اللہ ہی کے لیے ہے

السَّوَاتِ وَالْاَرْضُ وَمَا فِيْهِنَّ ۱؎ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱؎ ع

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی سلطنت اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۲۹۷ھ

﴿اياتھا ۱۲۵﴾ ﴿سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۵۵﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتُهَا ۲۰﴾

سورہ انعام مکہ ہے، اس میں ایک سو پینسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا فل

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّوَاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۱؎ ط

سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے فل اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی فل

جب بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت قبل نزول اس سے ثابت نہ ہو سکی۔ ۲۹۳ھ اور میرا ان کا کسی کا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ ۲۹۴ھ حضرت عیسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہے کہ قوم میں بعض لوگ کفر پر مصر رہے بعض شرف ایمان سے شرف ہوئے اس لیے آپ کی بارگاہ الہی میں یہ عرض ہے کہ ان میں

سے جو کفر پر قائم رہے ان پر تو عذاب فرمائے تو بالکل حق و بجا اور عدل و انصاف ہے کیونکہ انہوں نے جنت تمام ہونے کے بعد کفر اختیار کیا اور جو ایمان لائے انہیں

تو بخشے تو تیرا فضل و کرم ہے اور تیرا ہر کام حکمت ہے۔ ۲۹۵ھ روز قیامت ۲۹۶ھ جو دنیا میں سچائی پر رہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ۲۹۷ھ صادق کو ثواب دینے

پر بھی اور کاذب کو عذاب فرمانے پر بھی۔ مسئلہ: قدرت ممکنات سے متعلق ہوتی ہے نہ کہ واجبات و محالات سے تو معنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر امر ممکن الوجود

پر قادر ہے۔ (محل) مسئلہ: کذب و غیرہ عیوب و قبائح اللہ سبحانہ تبارک و تعالیٰ کے لیے محال ہیں ان کو تحت قدرت بتانا اور اس آیت سے سند لانا غلط و باطل

ہے۔ فل سورہ انعام کی ہے اس میں بیس رکوع اور ایک سو پینسٹھ آیتیں تین ہزار ایک سو کلمہ اور بارہ ہزار نو سو پینتیس حرف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

نے فرمایا کہ یہ کل سورہ ایک ہی شب میں بمقام مکہ مکرمہ نازل ہوئی اور اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے جن سے آسمانوں کے کنارہ بھر گئے۔ یہ بھی ایک روایت

میں ہے کہ وہ فرشتے تسبیح و تقدیس کرتے آئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ“ فرماتے ہوئے سر بسجود ہوئے۔ فل حضرت کعب احبار

رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو روایت میں سب سے اول یہی آیت ہے، اس آیت میں بندوں کو شان استغناء کے ساتھ حمد کی تعلیم فرمائی گئی اور پیدائش آسمان و زمین کا ذکر

اس لئے ہے کہ ان میں ناظرین کے لیے بہت عجائب قدرت و غرائب حکمت اور عبرتیں و منافع ہیں۔ فل یعنی ہر ایک اندھیری اور روشنی خواہ وہ اندھیری شب کی

ہو یا کفر کی یا جہل کی یا جہنم کی اور روشنی خواہ دن کی ہو یا ایمان و ہدایت و علم و جنت کی۔ ظلمات کو جمع اور نور کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ

ہے کہ باطل کی راہیں بہت کثیر ہیں اور راہ حق صرف ایک دین اسلام۔

ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ① هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ

اس پرست کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں وہ وہی ہے جس نے تمہیں لٹ مٹی سے پیدا کیا

ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَ اللَّهِ ثُمَّ أَنْتُمْ تَبْتَرُونَ ② وَهُوَ

پھر ایک میعاد کا حکم رکھا وہ اور ایک مقررہ وعدہ اس کے یہاں ہے وہ پھر تم لوگ شک کرتے ہو اور وہی

اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ ۖ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا

اللہ ہے آسمانوں کا اور زمین کا وہ اسے تمہارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے اور تمہارے

تَكْسِبُونَ ③ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا

کام جانتا ہے اور ان کے پاس کوئی بھی نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے نہیں آتی مگر اس سے منہ

مُعْرِضِينَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ

پھیر لیتے ہیں تو بے شک انھوں نے حق کو جھٹلایا وہ جب ان کے پاس آیا تو اب انھیں خبر ہوا

أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ⑤ أَلَمْ يَرَوْا كَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

چاہتی ہے اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے وہ کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں

مِنْ قَبْلِهِمْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمْكِنْ لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ

(قویں) کھپادیں انھیں ہم نے زمین میں وہ جما دیا وہ جو تم کو نہ دیا اور ان پر

عَلَيْهِمْ مَدْرَارًا ۖ وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ

موسلا دھار پانی بھیجا وہ اور ان کے نیچے نہریں بہائیں وہ تو انھیں ہم نے ان کے گناہوں

بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ⑥ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَيْكَ

کے سب ہلاک کیا وہ اور ان کے بعد اور سنگت اٹھائی وہ اور اگر ہم تم پر کاغذ

۱ یعنی باوجود ایسے دلائل پر مطلع ہونے اور ایسے نشانہائے قدرت دیکھنے کے وہ دوسروں کو حتیٰ کہ پتھروں کو پوجتے ہیں باوجودیکہ اس کے مؤخر (اقراری) ہیں

کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ وہ یعنی تمہاری اصل حضرت آدم کو جن کی نسل سے تم پیدا ہوئے۔ فائدہ: اس میں مشرکین کا رد ہے جو کہتے تھے

کہ ہم جب گل کر مٹی ہو جائیں گے پھر کیسے زندہ کیے جائیں گے؟ انہیں بتایا گیا کہ تمہاری اصل مٹی ہی سے ہے تو پھر دوبارہ پیدا کیے جانے پر کیا تعجب! جس قادر نے

پہلے پیدا کیا اس کی قدرت سے بعد موت زندہ فرمانے کو بعد جاننا نادانی ہے۔ وہ جس کے پورا ہو جانے پر تم مر جاؤ گے۔ وہ مرنے کے بعد اٹھانے کا۔

۲ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ یہاں حق سے یا قرآن مجید کی آیات مراد ہیں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے معجزات۔ وہ کہ وہ کیسی عظمت والی

ہے اور اس کی ہنسی بنانے کا انجام کیسا وبال و عذاب۔ وہ پچھلی امتوں میں سے وہ قوت و مال اور دنیا کے کثیر سامان دے کر وہ جس سے کھیتیں شاداب

ہوں وہ جس سے باغ پرورش پائے اور دنیا کی زندگانی کے لیے عیش و راحت کے اسباب ہم پہنچے وہ کہ انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کا یہ سر و سامان

کِتَابِنِیْ قُرْطَاسٍ فَلَمَّسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَا

میں کچھ لکھا ہوا اُتارتے ۱۸ کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں

اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۚ ۱۹ وَقَالُوْۤا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلٰٓئِکَةٌ ۚ ۲۰ وَلَوْ اُنْزِلْنَا مَلٰٓئِکًا

مگر کھلا جادو اور بولے ۱۹ ان پر ۲۰ کوئی فرشتہ کیوں نہ اُتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اُتارتے ۲۱

لَقَضٰیۤا اِلَّا مَرۡثَمًا لَا یُنۡظَرُوْنَ ۚ ۲۱ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلٰٓئِکًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا

تو کام تمام ہو گیا ہوتا ۲۱ پھر انھیں مہلت نہ دی جاتی ۲۲ اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے ۲۳ جب بھی اسے مردہ ہی بناتے ۲۴

وَلَلْبَسۡنَا عَلَیْهِمْ مَا یَلْبَسُوْنَ ۚ ۲۲ وَلَقَدِ اسۡتَهۡزِیۡ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبْلِکَ

اور ان پر وہی شہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں اور ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا

فَحَاقَ بِالَّذِیۡنَ سَخَرُوْۤا مِنْہُمْ مَّا کَانُوْا بِہِ یَسۡتَهۡزِءُوْنَ ۚ ۲۳ قُلْ

تو وہ جو ان سے ہنستے تھے ان کی ہنسی انھیں کو لے بیٹھی ۲۴ تم فرما دو ۲۵

سَیِّرُوْۤا فِی الْاَرۡضِ ثُمَّ اَنْظُرُوْۤا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیۡنَ ۚ ۲۴ قُلْ

زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ۲۵ تم فرماؤ

اَنۡہِیۡمَ ہٰلَاکَ سَے نہ بچا سکا۔ ۲۶ اور دوسرے قرن (زمانے) والوں کو ان کا ناشیں کیا، مَدَّ عَیۡہِے کہ گزری ہوئی امتوں کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا

چاہیے کہ وہ لوگ باوجود قوت و دولت و کثرت مال و عیال کے کفر و طغیان کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے تو چاہیے کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کر کے خواب

غفلت سے بیدار ہوں۔ ۲۷ شانِ نزول: یہ آیت نصر بن حارث اور عبد اللہ بن امیہ اور نوفل بن خویلد کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ محمد (صلی

اللہ علیہ وسلم) پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نہ لاؤ جس کے ساتھ چار فرشتے ہوں وہ گواہی دیں کہ یہ اللہ کی

کتاب ہے اور تم اس کے رسول ہو۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ یہ سب جیلے بہانے ہیں اگر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتار دی جاتی اور وہ اسے اپنے

ہاتھوں سے چھو کر اور ٹٹول کر دیکھ بھی لیتے اور یہ کہنے کا موقع بھی نہ ہوتا کہ نظر بندی کر دی گئی تھی کتاب اتاری نظر آئی تھا کچھ بھی نہیں۔ تو بھی یہ بد نصیب ایمان لانے

والے نہ تھے اس کو جادو بتاتے اور جس طرح شق القمر کو جادو بتایا اور اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اس طرح اس پر بھی ایمان نہ لائے۔ ۲۸ یعنی عذاب و عذاب

ہو جاتا اور یہ سنت الہیہ ہے کہ جب کفار کوئی نشانی طلب کریں اور اس کے بعد بھی ایمان نہ لائیں تو عذاب واجب ہو جاتا ہے اور وہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔

۲۹ ایک لمحہ کی بھی اور عذاب مؤخر نہ کیا جاتا تو فرشتہ کا اتارنا جس کو وہ طلب کرتے ہیں انہیں کیا نافع ہوتا۔ ۳۰ یہ ان کفار کا جواب ہے جو نبی علیہ السلام کو کہا

کرتے تھے یہ ہماری طرح بشر ہیں اور اسی خط (جنون) میں وہ ایمان سے محروم رہتے تھے۔ انہیں انسانوں میں سے رسول مبعوث فرمانے کی حکمت بتائی جاتی ہے کہ

ان کے منفع ہونے اور تعلیم نبی سے فیض اٹھانے کی یہی صورت ہے کہ نبی صورت بشری میں جلوہ گر ہو کیونکہ فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے کی تو یہ لوگ تاب نہ

لا سکتے، دیکھتے ہی ہیبت سے بیہوش ہو جاتے یا مر جاتے۔ اس لیے اگر بالفرض رسول فرشتہ ہی بنایا جاتا ۳۱ اور صورت انسانی ہی میں بھیجتے، تا کہ یہ لوگ اس کو دیکھ سکیں

اس کا کلام سن سکیں اس سے دین کے احکام معلوم کر سکیں لیکن اگر فرشتہ صورت بشری میں آتا تو انہیں پھر وہی کہنے کا موقع رہتا کہ یہ بشر ہے تو فرشتہ کو نبی بنانے کا کیا

فائدہ ہوتا۔ ۳۲ وہ مبتلائے عذاب ہوئے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ رنجیدہ و ملول نہ ہوں کفار کا پہلے انبیاء کے ساتھ بھی

یہی دستور رہا ہے اور اس کا وبال ان کفار کو اٹھانا پڑا ہے نیز مشرکین کو تنبیہ ہے کہ پچھلی امتوں کے حال سے عبرت حاصل کریں اور انبیاء کے ساتھ طریق ادب

ملاحظہ رکھیں تا کہ پہلوں کی طرح مبتلائے عذاب نہ ہوں۔ ۳۳ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! ان تسخر (ٹھٹھا) کرنے والوں سے کہ تم ۳۴ اور انہوں نے

لَيْسَ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ قُلْ لِلّٰهِ ۖ كَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَۃُ ط

کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۱۱ تم فرماؤ اللہ کا ہے ۱۲ اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے ۱۳

لِيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ

بے شک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا ۱۴ اس میں کچھ شک نہیں ۱۵ وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ۱۶

فَهُمْ لَا يُوْمِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الْبَيْلِ وَالنَّهَارِ ط وَهُوَ السَّمِيعُ

ایمان نہیں لاتے ۱۷ اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے ۱۸ رات اور دن میں ۱۹ اور وہی ہے سنتا

الْعَلِيْمُ ۝۱۳ قُلْ اَغْيَرَ اللّٰهُ اَتَّخِذْ وَلِيًّا فَاَطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

جانتا ۲۰ تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں ۲۱ وہ اللہ جس نے آسمان و زمین پیدا کیے

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ط قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اُسْلِمَ

اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے ۲۲ تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں ۲۳

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۴ قُلْ اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ

اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا ۲۴ تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے

عَذَابٌ یَّوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَاحَهُ ط

بڑے دن ۲۵ کے عذاب کا ڈر ہے ۲۶ اُس دن جس سے عذاب پھیر دیا جائے ۲۷ ضرور اس پر اللہ کی مہر (رحمت) ہوئی

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝۱۶ وَاِنْ یَسْـَٔلْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا

اور یہی کھلی کامیابی ہے ۲۸ اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی ۲۹ پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا

کفر و تکذیب کا کیا شرمہ پایا۔ ۳۰ اگر وہ اس کا جواب نہ دیں تو ۳۱ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہیں ہے اور وہ اس کے خلاف نہیں کر سکتے کیونکہ بت جن کو

مشرکین پوجتے ہیں وہ بے جان ہیں کسی چیز کے مالک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے خود دوسرے کے مملوک ہیں آسمان و زمین کا وہی مالک ہو سکتا ہے جو حییٰ و قیوم،

آزلی وابدی، قادر مطلق، ہر شے پر متصرف و حکمران ہو، تمام چیزیں اس کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہوں ایسا سوائے اللہ کے کوئی نہیں اس لیے تمام سماوی و

ارضی کائنات کا مالک اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ۳۲ یعنی اس نے رحمت کا وعدہ کیا اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ وعدہ خلافی و کذب اس کے لیے محال

ہے اور رحمت عام ہے دینی ہو یا دنیوی اپنی معرفت اور توحید اور علم کی طرف ہدایت فرمانا بھی رحمت میں داخل ہے اور کفار کو مہلت دینا اور عقوبت میں تعجیل نہ فرمانا

بھی کہ اس سے انہیں توبہ اور انابت کا موقع ملتا ہے۔ (جمل وغیرہ) ۳۳ اور اعمال کا بدلہ دے گا۔ ۳۴ کفر اختیار کر کے ۳۵ یعنی تمام موجودات اسی کی ملک ہے

اور وہ سب کا خالق، مالک، رب ہے۔ ۳۶ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ۳۷ شان نزول: جب کفار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ دادا کے

دین کی دعوت دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۸ یعنی خلق سب اس کی محتاج ہے، وہ سب سے بے نیاز۔ ۳۹ کیونکہ نبی اپنی امت سے دین میں سابق ہوتے

ہیں۔ ۴۰ یعنی روز قیامت ۴۱ اور نجات دی جائے۔ ۴۲ پیاری یا تنگدستی یا اور کوئی بلا۔

هُوَ ۖ وَإِنْ يَسْسُكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۷ وَهُوَ الْقَاهِرُ

نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے ۱۷ تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے ۱۷ اور وہی غالب ہے

فَوْقَ عِبَادِهِ ۖ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝۱۸ قُلْ أَمِ شَيْءٌ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ

اپنے بندوں پر اور وہی ہے حکمت والا خبردار تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی ۱۸

قُلْ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ هَذَا الْقُرْآنِ

تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں ۱۹ اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے

لَا تُذِرْكُم بِهِ وَمَنْ بَدَعَ ۖ أَيْبُكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ إِلَهَةً

کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں ۱۹ اور جن جن کو پہنچے ۱۹ تو کیا تم ۱۹ یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ

أُخْرَىٰ ۖ قُلْ لَا أَشْهَدُ ۖ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا

اور خدا ہیں تم فرماؤ ۱۹ کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا ۱۹ تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے ۱۹ اور میں بیزار ہوں ان سے جن کو

تُشْرِكُونَ ۝۱۹ الَّذِينَ اتَّيَهُمُ الْكِتَابُ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

تم شریک ٹھہراتے ہو ۱۹ جن کو ہم نے کتاب دی ۱۹ اس نبی کو پہچانتے ہیں ۱۹ جیسا اپنے

۱۹ مثل صحت و دولت وغیرہ کے۔ ۱۹ قادر مطلق ہے ہر شے پر ذاتی قدرت رکھتا ہے کوئی اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تو کوئی اس کے سوا مستحق

عبادت کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ رد شرک کی دل میں اثر کرنے والی دلیل ہے۔ ۱۹ شان نزول: اہل مکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اے محمد! (صلی

اللہ علیہ وسلم) ہمیں کوئی ایسا دکھائیے جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۹ اور اتنی بڑی اور قابل قبول گواہی اور کس کی ہو سکتی

ہے۔ ۱۹ یعنی اللہ تعالیٰ میری نبوت کی شہادت دیتا ہے اس لیے کہ اُس نے میری طرف اس قرآن کی وحی فرمائی اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ تم باوجود فصیح، بلیغ، صاحب

زبان ہونے کے اس کے مقابلے سے عاجز رہے تو اس کتاب کا مجھ پر نازل ہونا اللہ کی طرف سے میرے رسول ہونے کی شہادت ہے جب یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی

طرف سے یقینی شہادت ہے اور میری طرف وحی فرمایا گیا تاکہ میں تمہیں ڈراؤں کہ تم حکم الہی کی مخالفت نہ کرو۔ ۱۹ یعنی میرے بعد قیامت تک آنے والے

جنہیں یہ قرآن پاک پہنچے خواہ وہ انسان ہوں یا جن ان سب کو میں حکم الہی کی مخالفت سے ڈراؤں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک پہنچا گویا کہ

اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کا کلام مبارک سنا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر وغیرہ سلاطین کو دعوت اسلام کے مکتوب بھیجے۔ (مدارک و مخازن) اس کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے مَن بَلَغَ مِنِّي مَن مِّنْ مَّرْفُوعِ الْمَحَلِّ

ہے اور معنی یہ ہیں کہ اس قرآن سے میں تم کو ڈراؤں اور وہ ڈرائیں جنہیں یہ قرآن پہنچے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارا کلام سنا

اور جیسا سنا ویسا پہنچایا بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ اہل ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے سننے والے سے زیادہ آفاقہ (غور و فکر کرنے والے)

ہوتے ہیں۔ اس سے فقہاء کی منزلت معلوم ہوتی ہے۔ ۱۹ اے مشرکین! ۱۹ اے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ۱۹ جو گواہی تم دیتے ہو اور اللہ کے ساتھ

دوسرے معبود ٹھہراتے ہو۔ ۱۹ اس کا کوئی شریک نہیں ۱۹ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص اسلام لائے اس کو چاہیے کہ توحید و رسالت کی شہادت کے

ساتھ اسلام کے مخالف عقیدہ و دین سے بیزاری کا اظہار کرے۔ ۱۹ یعنی علماء یہود و نصاریٰ جنہوں نے تورات و انجیل پائی۔ ۱۹ آپ کے حلیہ شریف اور

آپ کے کعت و صفت سے جو ان کتابوں میں مذکور ہے۔

أَبْنَاءَهُمْ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ وَمَنْ

بیٹوں کو پہچانتے ہیں وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لاتے اور اس سے

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ

بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک ظالم فلاح

الظَّالِمُونَ ۚ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا آيِنَ

نہ پائیں گے اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہاں ہیں

شُرَكَاءُكُمْ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۚ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فَتَنْتَهُمْ إِلَّا أَنْ

تمہارے وہ شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی وہ مگر یہ کہ

قَالُوا وَاللَّهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۚ أَنْظِرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ

بولے ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے دیکھو کیسا جھوٹ باندھا خود اپنے اوپر وہ

وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ج

اور تم گم گئیں ان سے جو باتیں بناتے تھے اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے وہ

وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِنْ

اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹیٹ (ٹھونسی ہوئی روٹی) اور اگر

يَرَوْا كَلًّا آيَةً لَا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ

ساری نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۚ وَهُمْ يَنْهَوْنَ

کافر کہیں یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں اور وہ اس سے روکتے ہیں

وہ یعنی بغیر کسی شک و شبہ کے۔ ۵۶۔ اس کا شریک ٹھہرائے یا جو بات اس کی شان کے لائق نہ ہو اس کی طرف نسبت کرے۔ ۵۷۔ یعنی کچھ معذرت نہ

لی۔ ۵۸۔ کہ عمر بھر کے شرک ہی سے مکر گئے۔ ۵۹۔ ابوسفیان ولید و نضر اور ابو جہل وغیرہ جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن پاک سننے لگے تو

نضر سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہتے ہیں کہنے لگائیں نہیں جانتا زبان کو حرکت دیتے ہیں اور پہلوں کے قصہ کہتے ہیں جیسے میں تمہیں

سنایا کرتا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ ان کی باتیں مجھے حق معلوم ہوتی ہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ اس کا اقرار کرنے سے مر جانا بہتر ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۶۰۔ اس سے ان کا مطلب کلام پاک کی وحی الہی ہونے کا انکار کرنا ہے۔ ۶۱۔ یعنی مشرکین لوگوں کو قرآن شریف سے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ پر ایمان لانے اور آپ کا اتباع کرنے سے روکتے ہیں۔ شان نزول: یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی مجلس میں حاضر ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکتے تھے اور خود بھی دور رہتے تھے کہ کہیں کلام مبارک اُن کے دل میں اثر نہ کر جائے۔

عَنْهُ وَيَتَوَنَّنَ عَنْهُ ۚ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾

اور اُس سے دور بھاگتے ہیں اور ہلاک نہیں کرتے مگر اپنی جانیں ۲۷ اور انھیں شعور نہیں

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ ذُقُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا أَلَيْتُنَا زُجُورًا لَّكَذَّبَ بِآيَاتِ

اور کبھی تم دیکھو جب وہ آگ پر کھڑے کیے جائیں گے تو کہیں گے کاش کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں ۲۸ اور اپنے رب کی آیتیں

رَبِّنَا وَنَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ

نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں بلکہ ان پر کھل گیا جو پہلے

مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِبَآئِهِمْ ۚ عَنْهُمْ لَكُذِبُونَ ﴿٢٨﴾

چھپاتے تھے ۲۹ اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں

وَقَالُوا إِن هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِبَعُوثٍ ۚ وَإِنْ

اور بولے ۳۰ وہ تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہمیں اٹھنا نہیں ۳۱ اور کبھی

تَرَىٰ إِذْ ذُقُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۖ قَالَ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَ

تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور کھڑے کیے جائیں گے فرمائے گا کیا یہ حق نہیں ہے ۳۲ کہیں گے کیوں نہیں ہمیں

رَبِّنَا ۖ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٠﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

اپنے رب کی قسم فرمائے گا تو اب عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا بے شک ہار میں رہے وہ جنہوں نے اپنے

كَذَّبُوا بِقَاءِ اللَّهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَحْسِرَتُنَا

رب سے ملنے کا انکار کیا یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آگئی بولے ہائے افسوس

عَلَىٰ مَا قَرَّرْنَا بِهِنَّ ۚ وَهُنَّ يُحْمَلُونَ أَوْذَانَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۖ إِلَّا

ہمارا اس پر کہ اس کے ماننے میں تقصیر کی اور وہ اپنے ۳۳ بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں ارے کتنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضور کے چچا ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کو تو حضور کی ایذا رسانی سے روکتے تھے اور خود

ایمان لانے سے بچتے تھے۔ ۳۴ یعنی اس کا ضرر خود انہیں کو پہنچتا ہے۔ ۳۵ دنیا میں ۳۶ جیسا کہ اوپر اسی رکوع میں مذکور ہو چکا کہ مشرکین سے جب فرمایا جائے

گا کہ تمہارے شریک کہاں ہیں تو وہ اپنے کفر کو چھپا جائیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ پھر جب انہیں ظاہر ہو جائے گا

جو وہ چھپاتے تھے یعنی ان کا کفر اس طرح ظاہر ہوگا کہ ان کے اعضاء و جوارح ان کے کفر و شرک کی گواہیاں دیں گے تب وہ دنیا میں واپس جانے کی تمنا کریں

گے۔ ۳۷ یعنی کفار جو بحث و آخرت کے منکر ہیں اور اس کا واقعہ یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو قیامت کے احوال اور آخرت کی زندگانی،

ایمانداروں اور فرمانبرداروں کے ثواب، کافروں اور نافرمانوں پر عذاب کا ذکر فرمایا تو کافر کہنے لگے کہ زندگی تو بس دنیا ہی کی ہے۔ ۳۸ یعنی مرنے کے بعد۔

۳۹ کیا تم مرنے کے بعد زندہ نہیں کیے گئے؟ ۴۰ گناہوں کے۔

سَاءَ مَا يَزُرُونَ ﴿٣١﴾ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَلَلْآخِرَةُ

بُرا بوجھ اٹھائے ہیں ۖ اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کودنے اور بے شک

الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٣٢﴾ قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ

چھپلا گھر بھلا ان کے لیے جو ڈرتے ہیں ۖ تو کیا تمہیں سمجھ نہیں ہمیں معلوم ہے کہ

لَيَحْزُنَكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يَكْذِبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ

تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں ۖ تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے ۖ بلکہ ظالم

بَايَتَ اللَّهَ يَجْحَدُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ كَذَّبْتَ رَسُولٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبِرُوا

اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں ۖ اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا

عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا ۖ وَأَوْدُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۖ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِ

اس جھٹلانے اور ایذا نیک پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی ۖ اور اللہ کی باتیں بدلنے والا

اللَّهُ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَّبَايَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾ وَإِنْ كَانَ كَبِيرٌ

کوئی نہیں ۖ اور تمہارے پاس رسولوں کی خبریں آہی چکی ہیں ۖ اور اگر ان کا منہ

عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ

پھیرنا تم پر شاق گزرا ہے ۖ تو اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کرلو یا

ۖ حَدِيثُ شَرِيفٍ مِّنْ كَافِرٍ جَبَّ ابْنِي قَبْرِ سَے نکلے گا تو اس کے سامنے نہایت قبیح بھیا تک اور بہت بدبودار صورت آئے گی وہ کافر سے کہے گی تو مجھے پہچانتا

ہے؟ کافر کہے گا کہ نہیں، تو وہ کافر سے کہے گی: میں تیرا خبیث عمل ہوں دنیا میں تو مجھ پر سوار ہوا تھا آج میں تجھ پر سوار ہوں گا اور تجھے تمام خلق میں رسوا کروں گا پھر وہ

اس پر سوار ہو جاتا ہے۔ ۖ وکے جسے بقائے نہیں جلد گزر جاتی ہے اور نیکیاں اور طاعتیں اگرچہ مومنین سے دنیا ہی میں واقع ہوں لیکن وہ امور آخرت میں سے

ہیں۔ ۖ وکے اس سے ثابت ہوا کہ اعمال متقین کے سوا دنیا میں جو کچھ ہے سب اہو واجب ہے۔ ۖ وکے شان نزول: اخس بن شریق اور ابو جہل کی باہم ملاقات ہوئی

تو اخس نے ابو جہل سے کہا: اے ابو جہل! (کفار ابو جہل کو ابو جہل کہتے تھے) یہ تمہاری کی جگہ ہے اور یہاں کوئی ایسا نہیں جو میری تیری بات پر مطلع ہو سکے اب تو مجھے

ٹھیک ٹھیک بتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا نہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک سچے ہیں، کبھی کوئی جھوٹا حرف ان کی زبان پر

نہ آیا مگر بات یہ ہے کہ یہ فُصِّی کی اولاد ہیں اور ربوہ، سقایت، حجاب، ندوہ وغیرہ تو سارے اعزاز انہیں حاصل ہی ہیں نبوت بھی انہیں میں ہو جائے تو باقی قرشیوں

کے لیے اعزاز کیا رہ گیا۔ ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ ابو جہل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے ہم تو

اس کتاب کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لائے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۖ وکے اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ قوم حضور کے

صدق کا اعتقاد رکھتی ہے لیکن ان کی ظاہری تکذیب کا باعث ان کا حسد و عناد ہے۔ ۖ وکے آیت کے یہ معنی بھی ہوتے ہیں کہ اے حبیب اکرم آپ کی تکذیب آیات

الہیہ کی تکذیب ہے اور تکذیب کرنے والے ظالم۔ ۖ وکے اور تکذیب کرنے والے ہلاک کیے گئے۔ ۖ وکے اس کے حکم کو کوئی پلٹ نہیں سکتا رسولوں کی نصرت اور ان

کی تکذیب کرنے والوں کا ہلاک اس نے جس وقت مقدر فرمایا ہے ضرور ہوگا۔ ۖ وکے آپ جانتے ہیں کہ انہیں کفار سے کیسی ایذا نہیں پہنچیں یہ پیش نظر رکھ کر آپ

دل مطمئن رکھیں۔ ۖ وکے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خواہش تھی کہ سب لوگ اسلام لے آئیں جو اسلام سے محروم رہتے ان کی محرومی آپ پر بہت شاق

سَلَّمَ فِي السَّمَاءِ فَتَاتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ

آسمان میں زینہ پھران کے لیے نشانی لے آؤں اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۚ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۖ وَ

تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں ۱۵ اور

الْبُوتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۚ وَقَالُوا الْوَلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ

ان مردہ دلوں ۱۶ کو اللہ اٹھائے گا ۱۷ پھر اس کی طرف ہانکے جائیں گے ۱۸ اور بولے ۱۹ ان پر کوئی نشانی کیوں نہ اُتری

مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنْزِلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا

ان کے رب کی طرف سے ۲۰ تم فرماؤ کہ اللہ قادر ہے کہ کوئی نشانی اُتارے لیکن ان میں بہت سے

يَعْلَمُونَ ۚ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحِهِ إِلَّا

جابل ہیں ۲۱ اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں اڑتا ہے مگر

أُمِّ امْثَالِكُمْ ۖ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ

تم جیسی امتیں ۲۲ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا ۲۳ پھر اپنے رب کی طرف

يُحْشَرُونَ ۚ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمُّوهُمْ فِي الظُّلُمَاتِ ۖ مَن

اٹھائے جائیں گے ۲۴ اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں بہرے اور گونگے ہیں ۲۵ اندھیروں میں ۲۶ اللہ

رہتی۔ ۲۷ مقصود ان کے ایمان کی طرف سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امید منقطع کرنا ہے تاکہ آپ کو ان کے اعراض کرنے اور ایمان نہ لانے سے رنج و

تکلیف نہ ہو۔ ۲۸ دل لگا کر سمجھنے کے لیے وہی چند پذیر ہوتے (نصیحت قبول کرتے) ہیں اور دین حق کی دعوت قبول کرتے ہیں۔ ۲۹ یعنی کفار ۳۰ روز

قیامت ۳۱ اور اپنے اعمال کی جزا پائیں گے۔ ۳۲ کفار ۳۳ کفار کی گمراہی اور ان کی سرکشی اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ کثیر آیات و معجزات جو انہوں نے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ کیے تھے ان پر قناعت نہ کی اور سب سے مکر گئے اور ایسی آیت طلب کرنے لگے جس کے ساتھ عذاب الہی ہو جیسا کہ انہوں نے

کہا تھا ”إِنَّا لَهُمْ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطُرْ عَلَيْنَا مِثْرًا مِنَ السَّمَاءِ“ یارب! اگر یہ حق ہے تیرے پاس ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر

برسا۔ (تفسیر ابواسعد) ۳۴ نہیں جانتے کہ اس کا نزول ان کے لیے بلا ہے کہ انکار کرتے ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ ۳۵ یعنی تمام جاندار خواہ وہ بہائم ہوں یا

درندے یا پرند تمہاری مثل امتیں ہیں۔ یہ مماثلت (مثل ہونا) جمع وجوہ سے تو ہے نہیں بعض سے ہے ان وجوہ کے بیان میں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ حیوانات

تمہاری طرح اللہ کو پہچانتے، واحد جانتے، اس کی تسبیح پڑھتے، عبادت کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ انسان

کی طرح باہمی الفت رکھتے اور ایک دوسرے سے تفہیم و تفہیم (بات سمجھتے اور سمجھایا) کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ روزی طلب کرنے، ہلاکت سے بچنے، ز

مادہ کا امتیاز رکھنے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا پیدا ہونے، مرنے، مرنے کے بعد حساب کے لیے اٹھنے میں تمہاری مثل ہیں۔ ۳۶ یعنی جملہ علوم اور تمام

”مَا كَانَ وَمَا يُكُونُ“ کا اس میں بیان ہے اور جمع اشیاء کا علم اس میں ہے، اس کتاب سے یہ قرآن کریم مراد ہے یا لوح محفوظ۔ (جمل وغیرہ) ۳۷ اور تمام دواب و

طیور کا حساب ہوگا، اس کے بعد وہ خاک کر دیئے جائیں گے۔ ۳۸ کہ حق ماننا اور حق بولنا انہیں میسر نہیں۔ ۳۹ جہل اور حیرت اور کفر کے۔

يَسْأَلُ اللَّهُ يُضِلُّهُ ط وَمَنْ يَشَأْ يُجْعَلْهُ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۳۹ قُلْ

جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے سیدھے رستے ڈال دے ۹۲ تم فرماؤ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرِ اللَّهِ تَدْعُونَ ج

بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے ۹۳

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۴۰ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ

اگر سچے ہو ۹۴ بلکہ اسی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے ۹۵ جس پر اُسے پکارتے ہو

إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝۴۱ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

اے اٹھالے اور شریکوں کو بھول جاؤ گے ۹۶ اور بے شک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے

فَاخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝۴۲ فَلَوْلَا إِذْ

تو انھیں سختی اور تکلیف سے پکڑا دے کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں ۹۷ تو کیوں نہ ہوا کہ جب

جَاءَهُمْ بِأَسْنَاءٍ تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ

ان پر ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے ہوتے لیکن ان کے تو دل سخت ہو گئے ۹۸ اور شیطان نے ان کے کام

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۴۳ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ

ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے پھر جب انھوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئیں تھیں ۹۹ ہم نے اُن پر ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ ط حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِآثُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَاذَاهُمْ

کے دروازے کھول دیئے ۱۰۰ یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انھیں ملا ۱۰۱ تو ہم نے اچانک انھیں پکڑ لیا ۱۰۲ اب وہ

مُبْلِسُونَ ۝۴۴ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ط وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

آس ٹوٹے رہ گئے تو جڑ کاٹ دی گئی ظالموں کی ۱۰۳ اور سب خوبیوں سرابا اللہ رب

۹۲ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ ۹۳ اور جن کو دنیا میں معبود مانتے تھے ان سے حاجت روائی چاہو گے۔ ۹۴ اپنے اس دعویٰ میں کہ معاذ اللہ بت معبود ہیں تو

اس وقت انہیں پکارو مگر ایسا نہ کرو گے۔ ۹۵ تو اس مصیبت کو ۹۶ جنہیں اپنے اعتقاد باطل میں معبود جانتے تھے اور اُن کی طرف التفات بھی نہ کرو گے کیونکہ

تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے کام نہیں آسکتے۔ ۹۷ فقر و افلاس اور بیماری وغیرہ میں مبتلا کیا۔ ۹۸ اللہ کی طرف رجوع کریں، اپنے گناہوں سے باز آئیں۔

۹۹ وہ بارگاہ الہی میں عاجزی کرنے کے بجائے کفر و تکذیب پر مصر رہے۔ ۱۰۰ اور وہ کسی طرح چند پذیر نہ ہوئے نہ پیش آئی ہوئی مصیبتوں سے نہ انبیاء کی نصیحتوں

سے۔ ۱۰۱ صحت و سلامت اور وسعت رزق و عیش وغیرہ کے ۱۰۲ اور اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھے اور قارون کی طرح تکبر کرنے لگے۔ ۱۰۳ اور مبتلائے عذاب

کیا۔ ۱۰۴ اور سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے کوئی باقی نہ چھوڑا گیا۔

الْعَالَمِينَ ﴿۳۵﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ

سارے جہاں کا سناؤ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان آنکھ لے لے اور تمہارے

عَلَى قُلُوبِكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيَكُمْ بِهِ ۖ أَنْظِرْ كَيْفَ نَصْرُ الْآلِیَةِ

دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لادے دے دیکھو ہم کس کس رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں

ثُمَّ هُمْ يَصْذِفُونَ ﴿۳۶﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ

پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے اچانک یا

جَهْرَةً هَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الظَّالِمُونَ ﴿۳۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ

کھلم کھلا تو کون تباہ ہوگا سوا ظالموں کے اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو

إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۚ فَسَنُأْمِنُ وَأَصْلَحَ ۚ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

مگر خوشی اور ڈر سناتے والا تو جو ایمان لائے اور سنورے والا ان کو نہ کچھ اندیشہ

لَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَسْتَهْمُ الْعَذَابُ بِمَا

نہ کچھ غم اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں انہیں عذاب پہنچے گا

كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۳۹﴾ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ

بدلہ ان کی بے حکمی کا تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ

الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۚ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ قُلْ هَلْ

غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں والا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے والا تم فرماؤ کیا

ہو اس سے معلوم ہوا کہ گمراہوں، بے دینوں، ظالموں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس پر شکر کرنا چاہیے۔ والا اور علم و معرفت کا تمام نظام درہم برہم ہو

جائے۔ والا اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں، تو اب توحید پر دلیل قائم ہوگی کہ جب اللہ کے سوا کوئی اتنی قدرت و اختیار والا نہیں تو عبادت کا مستحق صرف وہی ہے

اور شرک بدترین ظلم و جرم ہے۔ والا جس کے آثار و علامات پہلے سے معلوم نہ ہوں۔ والا آنکھوں دیکھتے والا یعنی کافروں کے کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا

اور یہ ہلاکت ان کے حق میں عذاب ہے۔ والا ایمانداروں کو جنت و ثواب کی بشارتیں دیتے اور کافروں کو جہنم و عذاب سے ڈراتے۔ والا نیک عمل کرے۔

والا کفار کا طریقہ تھا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے سوال کیا کرتے تھے کبھی کہتے کہ آپ رسول ہیں تو ہمیں بہت سی دولت اور مال دیجئے

کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں، ہمارے لیے پہاڑوں کو سونا کر دیجیے، کبھی کہتے کہ گزشتہ اور آئندہ کی خبریں سنائیے اور ہمیں ہمارے مستقبل کی خبر دیجیے کیا کیا پیش آئے

گا؟ تاکہ ہم منافع حاصل کر لیں اور نقصانوں سے بچنے کے پہلے سے انتظام کر لیں، کبھی کہتے ہمیں قیامت کا وقت بتائیے کب آئے گی؟ کبھی کہتے کہ آپ کیسے

رسول ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں، نکاح بھی کرتے ہیں۔ ان کی ان تمام باتوں کا اس آیت میں جواب دیا گیا کہ یہ کلام نہایت بے عمل اور جاہلانہ ہے کیونکہ جو شخص

کسی امر کا مدعی ہو اس سے وہی باتیں دریافت کی جاسکتی ہیں جو اس کے دعویٰ سے تعلق رکھتی ہوں غیر متعلق باتوں کا دریافت کرنا اور ان کو اس دعویٰ کے خلاف جت

بنانا انتہا درجہ کا جہل ہے۔ اس لیے ارشاد ہوا کہ آپ فرما دیجئے کہ میرا دعویٰ یہ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں جو تم مجھ سے مال و دولت کا سوال کرو اور میں

يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۖ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ۝٥٠ وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ

برابر ہو جائیں گے اندھے اور اکھیرے ۱۱۵؎ تو کیا تم غور نہیں کرتے اور اس قرآن سے انھیں ڈراؤ جنہیں

يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا ۖ إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ

خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارش

لَهُمْ يَتَّقُونَ ۝٥١ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعُدْوَةِ وَ

اس امید پر کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں اور دور نہ کرو انھیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور

الْعِشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ

شام اس کی رضا چاہتے ۱۱۶؎ تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر

حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝٥٢ وَ

تمہارے حساب سے کچھ نہیں ۱۱۷؎ پھر انھیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے اور

كَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ

یونہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لیے فتنہ بنایا کہ مالدار کا فرمنا جو کو دیکھ کر ۱۱۸؎ کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا

بَيْنَنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ۝٥٣ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ

ہم میں سے ۱۱۹؎ کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو

اس کی طرف التفات نہ کروں تو رسالت سے منکر ہو جاؤ نہ میرا دعویٰ ذاتی غیب دانی کا ہے کہ اگر میں تمہیں گزشتہ یا آئندہ کی خبریں نہ بتاؤں تو میری نبوت ماننے

میں عذر کر سکو نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ کھانا پینا نکاح کرنا قابل اعتراض ہو تو جن چیزوں کا دعویٰ ہی نہیں کیا ان کا سوال بے محل ہے اور اس کی

اجابت (جواب دہی) مجھ پر لازم نہیں، میرا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے اور جب اس پر زبردست دلیلیں اور قوی برہانیں قائم ہو چکیں تو غیر متعلق باتیں پیش کرنا کیا

معنی رکھتا ہے۔ فائدہ: اس سے صاف واضح ہو گیا کہ اس آیت کریمہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع کیے جانے کی نفی کے لیے سند بنانا ایسا ہی بے محل

ہے جیسا کفار کا ان سوالات کو انکار نبوت کی دستاویز بنانا بے محل تھا۔ علاوہ بریں اس آیت سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کسی طرح مراد ہی

نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں تعارض بین الآیات کا قائل ہونا پڑے گا وَهُوَ بَاطِلٌ۔ مفسرین کا یہ بھی قول ہے کہ حضور کا ”لَا أَقُولُ لَكُمْ“ الایہ فرمانا بطریق

تواضع ہے۔ (خازن و مدارک و ہمل وغیرہ) ۱۲۰؎ اور یہی نبی کا کام ہے تو میں تمہیں وہی دوں گا جس کا مجھے اذن ہوگا وہی بتاؤں گا، جس کی اجازت ہوگی وہی کروں گا،

جس کا مجھے حکم ملا ہو۔ ۱۲۱؎ مومن و کافر، عالم و جاہل۔ ۱۲۲؎ شان نزول: کفار کی ایک جماعت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو انہوں نے دیکھا

کہ حضور کے گرد غریب صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہے جو ادنیٰ درجہ کے لباس پہنے ہوئے ہیں، یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ ہمیں ان لوگوں کے پاس بیٹھتے شرم آتی ہے

اگر آپ انہیں اپنی مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر رہیں۔ حضور نے اس کو منظور نہ فرمایا، اس پر یہ آیت نازل

ہوئی۔ ۱۲۳؎ سب کا حساب اللہ پر ہے وہی تمام خلق کو روزی دینے والا ہے اس کے سوا کسی کے ذمہ کسی کا حساب نہیں حاصل معنی یہ کہ وہ ضعیف فقراء جن کا اوپر ذکر ہوا

آپ کے دربار میں قرب پانے کے مستحق ہیں انہیں دور نہ کرنا ہی بجا ہے۔ ۱۲۴؎ بطریق حسد ۱۲۵؎ کہ انہیں ایمان و ہدایت نصیب کی باوجود یکہ وہ لوگ فقیہ غریب

ہیں اور ہم رئیس سردار ہیں۔ اس سے ان کا مطلب اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے کہ غریب امراء پر سبقت کا حق نہیں رکھتے تو اگر وہ حق ہوتا جس پر یہ غریب ہیں تو وہ ہم پر

يَوْمُنُونِ بِآيَاتِنَا أَقْبَلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ

ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے ۱۲۱

أَنَّهُ مَن عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ

کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۵۴ وَكَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ لِّيَسْتَعِينُوا ۖ

بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں ۱۲۲ اور اس لیے کہ مجرموں کا

الْمُجْرِمِينَ ۝۵۵ قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

رستہ ظاہر ہو جائے ۱۲۳ تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انھیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا

اللَّهُ ۖ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ

پوجتے ہو ۱۲۴ تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا ۱۲۵ یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ

الْمُهْتَدِينَ ۝۵۶ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَكَذَّبْتُمْ بِهِ ۖ مَا عِندِي

پر نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں ۱۲۶ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں

مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَبِيرٌ

جس کی تم جلدی مچا رہے ہو ۱۲۷ حکم نہیں مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر

الْفَصِيلِينَ ۝۵۷ قُلْ لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ

فیصلہ کرنے والا تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو ۱۲۸ تو مجھ میں

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۝۵۸ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ

تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا ۱۲۹ اور اللہ خوب جانتا ہے ستم گاروں کو اور اسی کے پاس ہیں کتبیاں غیب کی

سابق نہ ہوتے۔ ۱۳۰ اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا۔ ۱۳۱ تاکہ حق ظاہر ہو اور اس پر عمل کیا جائے۔ ۱۳۲ تاکہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ ۱۳۳ کیونکہ یہ عقل

و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ ۱۳۴ یعنی تمہارا طریقہ اتباع نفس و خواہش ہوا ہے نہ کہ اتباع دلیل اس لیے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔ ۱۳۵ اور مجھے اس کی معرفت

حاصل ہے میں جانتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ روشن دلیل قرآن شریف اور معجزات اور توحید کے براہین واضح سب کو شامل ہے۔

۱۳۶ کفار استہزاء حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ ہم پر جلدی عذاب نازل کرائیے، اس آیت میں انہیں جواب دیا گیا اور ظاہر کر دیا گیا کہ

حضور سے یہ سوال کرنا نہایت بے جا ہے۔ ۱۳۷ یعنی عذاب ۱۳۸ میں تمہیں ایک ساعت کی مہلت نہ دیتا اور تمہیں رب کا مخالف دیکھ کر بے درنگ ہلاک کر ڈالتا۔

لیکن اللہ تعالیٰ حلیم ہے عقوبت میں جلدی نہیں فرماتا۔

لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۖ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ

انہیں وہی جانتا ہے ۱۲۹ اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پٹا گرتا ہے

إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمٍ إِلَّا رُضٌ وَلَا رَاطِبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي

وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک

كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝۵۹ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم

روشن کتاب میں لکھا نہ ہو ۱۳۰ اور وہی ہے جو رات کو تمہاری رگوں قبض کرتا ہے ۱۳۱ اور جانتا ہے جو کچھ دن

بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَيَّجٌ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ

میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو ۱۳۲ پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے ۱۳۳ پھر

يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۖ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ

وہ بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر

عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ

نگہبان بھیجتا ہے ۱۳۴ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں ۱۳۵ اور وہ

لَا يُفَرِّطُونَ ۖ ثُمَّ رُدُّوْا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ ۚ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

قصور نہیں کرتے ۱۳۶ پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے اسی کا حکم ہے ۱۳۷ اور وہ

۱۲۹ تو جسے وہ چاہے وہی غیب پر مطلع ہو سکتا ہے بغیر اس کے بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا۔ (واحدی) ۱۳۰ کتابِ مبین سے لوح محفوظ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے

مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ (جو کچھ ہو چکا اور آئندہ ہو کچھ ہوگا تمام) کے علوم اس میں مکتوب فرمائے۔ ۱۳۱ تو تم پر نیند مسلط ہوتی ہے اور تمہارے تصرفات اپنے حال پر

باقی نہیں رہتے۔ ۱۳۲ اور عمر اپنی انتہا کو پہنچے۔ ۱۳۳ آخرت میں۔ اس آیت میں بَعَثَ بَعْدَ الْمَوْتِ یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے پر دلیل ذکر فرمائی گئی، جس

طرح روزمرہ سونے کے وقت ایک طرح کی موت تم پر وارد کی جاتی ہے جس سے تمہارے حواس معطل ہو جاتے ہیں اور چلنا پھرنا پکڑنا اور بیداری کے افعال

سب معطل ہوتے ہیں اس کے بعد پھر بیداری کے وقت اللہ تعالیٰ تمام قوئی (طاقتوں) کو ان کے تصرفات عطا فرماتا ہے۔ یہ دلیل بین ہے اس بات کی کہ وہ زندگانی

کے تصرفات بعد موت عطا کرنے پر اسی طرح قادر ہے۔ ۱۳۴ فرشتے جن کو کراماتین کہتے ہیں وہ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے رہتے ہیں ہر آدمی کے ساتھ دو

فرشتے ہیں ایک داہنے ایک بائیں نیکیاں داہنی طرف کا فرشتہ لکھتا ہے اور بدیاں بائیں طرف کا۔ بندوں کو چاہیے ہوشیار رہیں اور بدیوں اور گناہوں سے بچیں

کیونکہ ہر ایک عمل لکھا جاتا ہے اور روز قیامت وہ نامہ اعمال تمام خلق کے سامنے پڑھا جائے گا تو گناہ کتنی رسوائی کا سبب ہوں گے اللہ پناہ دے۔ (آمین ثم آمین)

۱۳۵ ان فرشتوں سے مراد یا تو تنہا ملک الموت ہیں اس صورت میں صیغہ جمع تعظیم کے لیے ہے یا ملک الموت مع ان فرشتوں کے مراد ہیں جو ان کے اعوان (معاون و مددگار) ہیں، جب کسی کی موت کا وقت آتا ہے ملک الموت بحکم الہی اپنے اعوان کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیتے ہیں جب روح حلق تک پہنچتی

ہے تو خود قبض فرماتے ہیں۔ (غازن) ۱۳۶ اور تعمیل حکم میں ان سے کوتاہی واقع نہیں ہوتی اور ان کے عمل میں سستی اور تاخیر راہ نہیں پاتی، اپنے فرائض ٹھیک وقت

أَسْرَعُ الْحَسِبِينَ ۖ قُلْ مَنْ يُنَجِّكُمْ مَنْ ظَلَمْتِ الْبَرَّ وَالْبَحْرَ

سب سے جلد حساب کرنے والا ۱۳۸۹ تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے

تَدْعُوهُ تَضُرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ لَئِنْ أُنْجِنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ

جسے پکارتے ہو گڑگڑا کر اور آہستہ کہ اگر وہ ہمیں اس سے بچا دے تو ہم ضرور

الشَّاكِرِينَ ۖ قُلْ اللَّهُ يُنَجِّكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ

احسان مانیں گے ۱۳۹۰ تم فرماؤ اللہ تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر بے چینی سے پھر تم

تُشْرِكُونَ ۖ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ

شریک ٹھہراتے ہو ۱۳۹۱ تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے

أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْضِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ

یا تمہارے پاؤں کے تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی

بَعْضٌ ۖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ۖ وَكَذَّبَ بِهِ

بکھائے ۱۳۹۲ دیکھو ہم کیونکر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ کہیں ان کو سمجھ ہو ۱۳۹۳ اور اسے ۱۳۹۴ جھٹلایا

قَوْمَكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۖ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۖ لِكُلِّ نَبِيٍّ مَّسْتَقَرٌّ

تمہاری قوم نے اور یہی حق ہے ۱۳۹۵ تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا (نگہبان) نہیں ۱۳۹۶ ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہے ۱۳۹۷

۱۳۹۸ کیونکہ اس کو سوچنے، جانچنے، شمار کرنے کی حاجت نہیں جس میں دیر ہو۔ ۱۳۹۹ اس آیت میں کفار کو تنبیہ کی گئی کہ خشکی اور تری کے سفروں میں جب وہ بتلائے

آفات ہو کر پریشان ہوتے ہیں اور ایسے شدائد احوال پیش آتے ہیں جن سے دل کانپ جاتے ہیں اور خطرات قلوب کو مضطرب اور بے چین کر دیتے ہیں اس وقت

بُت پرست بھی بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرتا ہے اسی کی جناب میں تقضر و زاری کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مصیبت سے اگر تو نے نجات دی تو

میں شکر گزار ہوں گا اور تیرا حق نعمت بجالاؤں گا۔ ۱۴۰۰ اور بجائے شکرگزاری کے ایسی بڑی ناشکری کرتے ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ بت نکلے ہیں کسی کام کے نہیں

پھر انہیں اللہ کا شریک کرتے ہو کتنی بڑی گمراہی ہے۔ ۱۴۰۱ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں؟ ایک جماعت نے کہا کہ اس سے

امت محمدیہ مراد ہے اور آیت انہیں کے حق میں نازل ہوئی۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب یہ نازل ہوا کہ وہ قادر ہے تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے تو سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ہی پناہ مانگتا ہوں اور جب یہ نازل ہوا کہ یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو فرمایا: میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں اور جب یہ نازل ہوا

یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے تو فرمایا: یہ آسان ہے۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے مسجد بنی معاویہ میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد طویل دعا کی، پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین سوال کیے ان میں

سے صرف دو قبول فرمائے گئے، ایک سوال تو یہ تھا کہ میری امت کو قحط عام سے ہلاک نہ فرمائے یہ قبول ہوا، ایک یہ تھا کہ انہیں غرق سے عذاب نہ فرمائے یہ بھی قبول

ہوا، تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ و جدال نہ ہو یہ قبول نہیں ہوا۔ ۱۴۰۲ یعنی قرآن شریف کو یا نزول عذاب کو ۱۴۰۳ میرا کام ہدایت ہے قلوب کی ذمہ داری

مجھ پر نہیں۔ ۱۴۰۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دیں ان کے لئے وقت معین ہیں ان کا وقوع ٹھیک اسی وقت ہوگا۔

وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۖ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي الْإِتْنَفِ عَرْضُ

اور عنقریب جان جاؤ گے اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں ۱۵۵ تو ان سے منہ

عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۖ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا

پھیر لے ۱۵۶ جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو

تَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۖ وَمَا عَلَى الَّذِينَ

یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ اور پرہیزگاروں پر

يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَلَٰكِنْ ذِكْرٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۖ

اُن کے حساب سے کچھ نہیں ۱۵۷ ہاں نصیحت دینا شاید وہ باز آئیں ۱۵۸

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لِبَآءٍ وَلَهُمْ أَوَّغَثْتَهُمُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

اور چھوڑ دے ان کو جنہوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنالیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور

ذِكْرِيۤهٖٓ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ

قرآن سے نصیحت دو ۱۵۹ کہ کہیں کوئی جان اپنے کیے پر پکڑی نہ جائے ۱۶۰ اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو

وَلَا شَفِيعٌ ۚ وَإِنْ تَعْدِلْ كُلُّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذُ مِنْهَا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

نہ سفارش اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اُس سے نہ لیے جائیں یہ ہیں ۱۶۱ وہ جو

أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَيِّمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌۭ بِمَا كَانُوا

اپنے کیے پر پکڑے گئے انہیں پینے کو کھولتا پانی اور درد ناک عذاب بدلہ ان کے

يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَ

کفر کا تم فرماؤ ۱۶۲ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوچھیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا ۱۶۳ اور

۱۵۵ طعن، تشنیع، استہزاء کے ساتھ ۱۵۶ اور ان کی ہم نشینی ترک کر۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں کی جس مجلس میں دین کا احترام نہ کیا جاتا ہو

مسلمان کو وہاں بیٹھنا جائز نہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ کفار اور بے دینوں کے جلسے جن میں وہ دین کے خلاف تقریریں کرتے ہیں ان میں جانا سننے کے لیے

شرکت کرنا جائز نہیں اور ردو جواب کے لیے جانا مجالست (شرکت کرنا) نہیں بلکہ اظہار حق ہے وہ ممنوع نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔ ۱۵۷ یعنی طعن و

استہزاء کرنے والوں کے گناہ انہیں پر ہیں، انہیں سے اس کا حساب ہوگا پرہیزگاروں پر نہیں۔ شان نزول: مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہمیں گناہ کا اندیشہ ہے جبکہ ہم

انہیں چھوڑ دیں اور منع نہ کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۵۸ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ چند نصیحت اور اظہار حق کے لیے ان کے پاس بیٹھنا جائز

ہے۔ ۱۵۹ اور احکام شرعیہ بتاؤ۔ ۱۶۰ اور اپنے جرائم کے سبب عذاب جہنم میں گرفتار نہ ہو۔ ۱۶۱ دین کو ہنسی اور کھیل بنانے والے اور دنیا کے مفتون (شیدائی)

۱۶۲ اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ان مشرکین سے جو اپنے باپ دادا کے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ ۱۶۳ اور اس میں کوئی قدرت نہیں۔

نُرْدُ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْنَا اللَّهَ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي

اٹے پاؤں پلٹا دیئے جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی ۱۵۱ اس کی طرح جسے شیطانوں نے

الْأَرْضِ حَيْرَانَ ۚ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَىٰ ائْتِنَا ۖ قُلْ إِنْ

زمین میں راہ بھلا دی ۱۵۲ حیران ہے اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلارہے ہیں کہ ادھر آ تم فرماؤ کہ

هُدَىٰ اللَّهُ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأَمْرُنَا لِلْإِسْلَامِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ ۱۵۱ وَأَنْ

اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے ۱۵۲ اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں ۱۵۳ جو رب ہے سارے جہان کا اور یہ کہ

أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۚ ۱۵۲ وَهُوَ الَّذِي

نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ

آسمان و زمین ٹھیک بنائے ۱۵۳ اور جس دن فنا ہوئی ہر چیز کو کہے گا ہو جا وہ فوراً ہو جائے گی اس کی بات

الْحَقِّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ ۱۵۳

سچ ہی ہے اور اسی کی سلطنت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا ۱۵۴ ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۚ ۱۵۴ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ إِذْ رَأَىٰ أَن تَتَّخِذَ

اور وہی ہے حکمت والا خبردار اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ ۱۵۵ آزر سے کہا کیا تم

۱۵۵ اور اسلام اور توحید کی نعمت عطا فرمائی اور بت پرستی کے بدترین وبال سے بچایا۔ ۱۵۵ اس آیت میں حق و باطل کی دعوت دینے والوں کی ایک تمثیل بیان فرمائی

گئی کہ جس طرح مسافر اپنے رفیقوں کے ساتھ تھا جنگل میں بھوتوں اور شیطانوں نے اس کو رستہ بہکا دیا اور کہا منزل مقصود کی یہی راہ ہے اور اس کے رفیق اس کو راہ

راست کی طرف بلانے لگے وہ حیران رہ گیا کدھر جائے! انجام اس کا یہی ہوگا کہ اگر وہ بھوتوں کی راہ پر چل دے تو ہلاک ہو جائے گا اور رفیقوں کا کہنا ہے تو سلامت

رہے گا اور منزل پر پہنچ جائے گا۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو طریقہ اسلام سے بہکا اور شیطان کی راہ چلا مسلمان اس کو راہ راست کی طرف بلاتے ہیں اگر ان کی بات

مانے گا راہ پائے گا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ ۱۵۶ یعنی جو طریق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے واضح فرمایا اور جو دین ان کے لیے مقرر کیا وہی ہدایت و نور ہے

اور جو اس کے سوا ہے وہ دین باطل ہے۔ ۱۵۷ اور اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور خاص اسی کی عبادت کریں۔ ۱۵۸ جن سے اس کی قدرت کاملہ اور اس کا

علم محیط اور اس کی حکمت و صنعت ظاہر ہے۔ ۱۵۹ کہ نام کو بھی کوئی سلطنت کا دعویٰ کرنے والا نہ ہوگا۔ تمام جبارہ فرعونہ (ظالم و جابر بادشاہ) اور سب دنیا کی

سلطنت کا غرور کرنے والے دیکھیں گے کہ دنیا میں جو وہ سلطنت کا دعویٰ رکھتے تھے وہ باطل تھا۔ ۱۶۰ قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا

نام ہے۔ امام علامہ جلال الدین سیوطی نے مَسَالِكُ الْحَقَائِدِ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں۔ قرآن کریم

میں ہے: ”نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَاتُكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهًُا وَاحِدًا۔“ اس میں حضرت اسماعیل کو حضرت یعقوب کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے

باوجودیکہ آپ عم (چچا) ہیں۔ حدیث شریف میں بھی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آب فرمایا۔ چنانچہ ارشاد کیا: ”رُدُّوْا

أَصْنَامًا إِلَهَ ۚ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٣﴾ وَكَذَلِكَ

بتوں کو خدا بناتے ہو بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں ۱۶۱ اور اسی طرح

نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوقِنِيْنَ ﴿٤٥﴾

ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ۱۶۲ اور اس لیے کہ وہ عین یقین والوں میں ہو جائے ۱۶۳

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأٰ الْكُوْكَبَ ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا ۱۶۴ بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے

أَحَبُّ الْاَفْلٰكِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا رَا الْقَمَرَ بَازِعًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّا أَفَلَ

خوش نہیں آتے ڈوبنے والے پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا

۱۶۱ یہ آیت مشرکین عرب پر جرح ہے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معظم جانتے تھے اور ان کی فضیلت کے معترف تھے انہیں دکھایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بت پرستی کو کتنا بڑا عیب اور گمراہی بتاتے ہیں اگر تم انہیں مانتے ہو تو بت پرستی تم بھی چھوڑ دو۔ ۱۶۲ یعنی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دین میں بیٹائی عطا فرمائی ایسے ہی انہیں آسمانوں اور زمین کے ملک دکھاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے آسمانوں اور زمین کی خلق مراد ہے۔ مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ آیات سموات وارض (زمین و آسمان کے عجائبات) مراد ہیں۔ یہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحرا (ایک چٹان) پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لئے سماوات کشوف کئے (کھول دیئے) گئے، یہاں تک کہ آپ نے عرش و کرسی اور آسمانوں کے تمام عجائب اور جنت میں اپنے مقام کو معائنہ فرمایا، آپ کے لیے زمین کشف فرمادی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائب دیکھے۔ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ روایت بخشم یا بطن تھی یا بخشم سر۔ (درمنثور و خازن وغیرہ) ۱۶۳ کیونکہ ہر ظاہر و مخفی چیز ان کے سامنے کر دی گئی اور خلق کے اعمال میں سے کچھ بھی ان سے نہ چھپا رہا۔ ۱۶۴ علماء تفسیر اور اصحاب اخبار و سیر کا بیان ہے کہ نمرود ابن کنعان بڑا جابر بادشاہ تھا سب سے پہلے اسی نے تاج سر پر رکھا یہ بادشاہ لوگوں سے اپنی پرستش کراتا تھا کاہن اور مُنَجِّم (نجومی) کثرت سے اس کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے، اس کی روشنی کے سامنے آفتاب مہتاب بالکل بے نور ہو گئے اس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا کاہنوں سے تعبیر دریافت کی، انہوں نے کہا: اس سال تیری قَلَمُور (سلطنت) میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو تیرے زوال ملک کا باعث ہوگا اور تیرے دین والے اس کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔ یہ خبر سن کر وہ پریشان ہوا اور اس نے حکم دے دیا کہ جو بچہ پیدا ہو تو قتل کر ڈالا جائے اور مرد عورتوں سے علیحدہ رہیں اور اس کی نگہبانی کے لیے ایک محکمہ قائم کر دیا گیا۔ تقدیرات الہیہ کو کون ٹال سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں اور کاہنوں نے نمرود کو اس کی بھی خبر دی کہ وہ بچہ حمل میں آگیا لیکن چونکہ حضرت کی والدہ صاحبہ کی عمر کم تھی ان کا حمل کسی طرح پہچانا ہی نہ گیا جب زمانہ ولادت قریب ہوا تو آپ کی والدہ اس نہ خانہ میں چلی گئیں جو آپ کے والد نے شہر سے دور کھود کر تیار کیا تھا وہاں آپ کی ولادت ہوئی اور وہیں آپ رہے پھر وہیں سے اس نہ خانہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا روزانہ والدہ صاحبہ دودھ پلا آتی تھیں اور جب وہاں پہنچتی تھیں تو دیکھتی تھیں کہ آپ اپنی سرگشتی چوس رہے ہیں اور اس سے دودھ برآمد ہوتا ہے آپ بہت جلد بڑھتے تھے ایک مہینہ میں اتنا جتنے دوسرے بچے ایک سال میں، اس میں اختلاف ہے کہ آپ نہ خانہ میں کتنا عرصہ رہے، بعض کہتے ہیں سات برس، بعض تیرہ برس، بعض سترہ برس۔ یہ مسئلہ یقینی ہے کہ انبیاء ہر حال میں معصوم ہوتے ہیں اور وہ اپنی ابتداء ہستی سے تمام اوقات وجود میں عارف ہوتے ہیں۔ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے دریافت فرمایا: میرا رب (پالنے والا) کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں۔ فرمایا: تمہارا رب کون ہے؟ انہوں نے کہا: تمہارا رب والد۔ فرمایا: ان کا رب کون ہے؟ اس پر والدہ نے کہا: خاموش رہو اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند ہی ہے اور یہ گفتگو بیان کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتدائی سے توحید کی حمایت اور عقائد گفیریہ کا ابطال شروع فرمادیا اور جب ایک سوراخ کی راہ سے شب کے وقت آپ نے زہرہ یا مشتری ستارہ کو دیکھا تو اقامت جنت شروع کر دی کیونکہ اس زمانہ کے لوگ بت اور کواکب کی پرستش کرتے تھے تو آپ نے ایک نہایت نفیس اور دلنشین پیرایہ میں انہیں نظر و استدلال کی

قَالَ لَيْنٌ لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا

کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا ۱۶۵ پھر جب

رَأَى الشَّمْسُ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ

سورج جب لگتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو ۱۶۶ یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا کہا

لِقَوْمِ إِيَّيْ بِرِّيْءٍ مِّمَّا تَشْرِكُونَ ﴿٤٨﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّمِيِّ فَطَرَ

اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو ۱۶۷ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٤٩﴾ وَحَاجَّهُ

آسمان و زمین بنائے ایک اُسی کا ہو کر ۱۶۸ اور میں مشرکوں میں نہیں اور ان کی قوم ان سے

قَوْمُهُ ط قَالَ اتَّحَاجُّونِي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ط وَلَا أَخَافُ مَا

جھگڑنے لگی کہا کیا اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو وہ تو مجھے راہ بتا چکا ۱۶۹ اور مجھے ان کا ڈر نہیں

تَشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يُشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ط وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط

جنہیں تم شریک بتاتے ہو ۱۷۰ ہاں جو میرا ہی رب کوئی بات چاہے ۱۷۱ میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے

أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ

تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور میں تمہارے شریکوں سے کیونکر ڈروں ۱۷۲ اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے

أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ط فَايُّ الْفَرِيقَيْنِ

اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا جس کی تم پر اس نے کوئی سند نہ اتاری تو دونوں گروہوں میں

طرف راہنمائی کی جس سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ عالم بے سمانہ واقعہ ہے، انہیں ہو سکتا، وہ خود موجد و مدبر کا محتاج ہے جس کے قدرت و اختیار سے اس میں تغیر

ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۷۵ اس میں قوم کو تنبیہ ہے کہ جو قرآن کو الٹھہرائے وہ گمراہ ہے کیونکہ اس کا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا دلیل حدوث و امکان

ہے۔ ۱۷۶ شمس مؤنث غیر حقیقی ہے اس کے لیے مذکر مؤنث کے دونوں صیغے استعمال کیے جاسکتے ہیں، یہاں ”هَذَا“ مذکر لایا گیا اس میں تعلیم ادب ہے کہ لفظ

رب کی رعایت کے لیے لفظ تانیث نہ لایا گیا، اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفت میں غلام آتا ہے نہ کہ عَلَامَہ۔ ۱۷۷ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ثابت کر دیا کہ ستاروں میں چھوٹے سے بڑے تک کوئی بھی رب ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا ان کا الہ ہونا باطل ہے اور قوم جس شرک میں مبتلا ہے آپ نے اس سے

بیزاری کا اظہار کیا اور اس کے بعد دین حق کا بیان فرمایا جو آگے آتا ہے۔ ۱۷۸ یعنی اسلام کے سوا باقی تمام ادیان سے جدا رہ کر۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دین حق

کا قیام و استحکام جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ تمام ادیان باطلہ سے بیزاری ہو۔ ۱۷۹ اپنی توحید و معرفت کی فطرت کیونکہ وہ بے جان بت ہیں نہ ضرر دے سکتے ہیں نہ نفع

پہنچا سکتے ہیں ان سے کیا ڈرنا۔ یہ آپ نے مشرکین سے جواب میں فرمایا تھا جنہوں نے آپ سے کہا تھا کہ بتوں سے ڈرو ان کے برا کہنے سے کہیں آپ کو کچھ نقصان

نہ پہنچ جائے۔ ۱۸۰ وہ ہوگی کیونکہ میرا رب قادر مطلق ہے۔ ۱۸۱ جو بے جان جماد اور عاجز محض ہیں۔

أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ^ج إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨١﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا

امان کا زیادہ سزاوار کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی

إِيَّانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا

ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لیے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں اور یہ ہماری دلیل ہے

اَتَيْنَاهَا اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهِ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مِّنْ نَّشَأُ ط اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ

کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں **۱۲۱** بے شک تمہارا رب علم و حکمت

عَلَيْهِمُ ۝۸۳ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۖ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا
عَلَيْهِمُ ۝۸۳ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۖ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا

والا ہے اور ہم نے انھیں اسحق اور یعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو

مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَ

راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور

هَارُونَ^ط وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ^{لا} ۝۸۳ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَ

ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور

إِلْيَاسَ كُلِّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝^{٨٥} وَإِسْعَىٰ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا^ط

الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمٰعیل اور یسوع اور یونس اور لوط کو

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَ

اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی ۱۵۱۱ اور کچھ ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو ملکا اور

۱۷۔ اَلْمَوْعِد (توحید کا قائل) یا مُشْرِك، ۱۸۔ اَلْعَقْل و فہم و فضیلت کے ساتھ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دَرَجے بلند فرمائے دنیا میں علم و حکمت و نبوت

کے ساتھ اور آخرت میں قرب و ثواب کے ساتھ۔ **۵۱** انبوت و رسالت کے ساتھ۔ مسئلہ: اس آیت سے اس پر سند لائی جاتی ہے کہ انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں

کیونکہ عالم اللہ کے سوا تمام موجودات کو شامل ہے فرشتے بھی اس میں داخل ہیں تو جب تمام جہان والوں پر فضیلت دی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ثابت ہوگئی۔ یہاں

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا اور اس ذکر میں ترتیب نہ زمانہ کے اعتبار سے نہ فضیلت کے نہ ”واو“ ترتیب کا مفہم تھی لیکن جس شان

سے کہ انبیاء علیہم السلام کے اسماء ذکر فرمائے گئے اس میں ایک عجیب لطیفہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی ہر ایک جماعت کو ایک خاص طرح کی کرامت و

خصیلت کے ساتھ ممتاز فرمایا کہ حضرت لوح و ابراہیم واس و یعقوب کا اول ذکر کیا یونہی ائمہ کے اصول (آباء و اجداد) ہیں انی اولاد میں بقرت ائمہ

ہوئے مین کے اسباب ایسی ہی طرف رہیں گے ہیں۔ نبوت کے بعد مرثیہ شہید سے ملک و احیاء و سلطنت و امداد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد و سلیمان

واں ٹاکھ وائر دیا اور مرتب ریعہ میں سے سمیت و بلاء پر صابر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سحر ت ایوب نواں لے ساھ سراسر مایا، پھر ملک و مبر لے و ووں مبر لے

سُورَةُ يٰسُف عَلِيهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمَا يَتْلُو مِنْهُ مِنْ شَيْءٍ مُّذْ بَرَأَ مِنْهُ لِيَكْذِبَ عَلَيْهِ السَّامِرِيُّ لِيَكُونَ مِنَ الْكَاذِبِينَ

برہمچاریوں کے لیے: سب سے پہلے اس بات پر غور کریں کہ کیا آپ کو اس بات پر یقین ہے کہ آپ اس بات کو کر سکتے ہیں؟

اجْتَبَيْنَهُمْ وَهَدَيْنَهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٨٤﴾ ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ يَهْدِى

ہم نے انھیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی یہ اللہ کی ہدایت ہے

بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَلَوْ أَشْرَكُوا الْحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾

کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اتَّيَهُمُ الْكُتُبُ وَالْحُكْمُ وَالنُّبُوَّةُ ۚ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا

یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تو اگر یہ لوگ **مکلا** اس سے

هَؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَىٰ

منکر ہوں تو ہم نے اس کے لیے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے جو انکار والی نہیں ۱۷۸

یہ ہیں جن کو اللہ نے

اللَّهُ فِيهِدَاهُمْ أَقْتَدَهُ ۖ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنُّهُوَ إِلَّا ذِكْرِي

ہدایت کی تو تم اُنھیں کی راہ چلو ۱۹۷۱ء تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت

لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ

سارے جہان کو ۱۸۰۰ اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی ۱۸۱۰ جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر

بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۖ ^ط قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُورًا وَ

کچھ نہیں اتارا تم فرماؤ کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور

عیسیٰ و الیاس کو اس کے ساتھ مخصوص فرمایا کہ ان حضرات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء کا ذکر فرمایا کہ جن کے نہ تمبین باقی رہے نہ ان کی شریعت جیسے کہ حضرت اسماعیل، یسوع، یونس، لوط علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اس شان سے انبیاء کا ذکر فرمانے میں ان کی کرامتوں اور خصوصیتوں کا ایک عجیب لطیفہ نظر آتا ہے۔ **وَلَا** ہم نے فضیلت دی **وَلَا** یعنی اہل مکہ **وَلَا** اس قوم سے یا انصار مراد ہیں یا مہاجرین یا تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور پر ایمان لانے والے سب لوگ۔ **فَاَمَّا** اس آیت میں دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائے گا اور آپ کے دین کو قوت دے گا اور اس کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ غیبی خبر واقع ہو گئی۔ **وَلَا** مسئلہ: ملاء نے دین نے اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ خصال کمال و اوصاف شرف جو جدا جدا انبیاء کو عطا فرمائے گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سب کو جمع فرمادیا اور آپ کو حکم دیا **فَبِهَذَا هُمْ اَقْبَلُ** (تو تم انہیں کی راہ چلو) تو جب آپ تمام انبیاء کے اوصاف کمالیہ کے جامع ہیں تو بیشک سب سے افضل ہوئے۔ **وَلَا** اس آیت سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق کی طرف مبعوث ہیں اور آپ کی دعوت تمام خلق کو عام اور کل جہان آپ کی امت (خازن) اور اس کی معرفت سے محروم رہے اور اپنے بندوں پر اس کو جو رحمت و کرم ہے اس کو نہ جانا۔ **ثَانِ** نزول: یہودی کی ایک جماعت اپنے خبیث الاحبار (بڑے عالم پیشوا) مالک ابن صیف کو لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجادلہ کرنے آئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں تجھے اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی۔ کیا تو ریت میں تو نے یہ دیکھا ہے **اِنَّ اللّٰهَ يَنْغِصُ الْجُبْنَ السَّمِیْنِ**، یعنی اللہ کو مونٹا عالم مبغوض ہے، کہنے لگا: ہاں! یہ تو ریت میں ہے، حضور نے فرمایا: تو مونٹا عالم ہی تو ہے۔ اس پر وہ غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں فرمایا گیا کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے؟ تو وہ لا جواب ہوا اور یہود اس سے براہم ہوئے اور اس کو جھڑکنے لگے اور اس کو جبر کے عہدہ سے معزول کر دیا۔ (مدارک و خازن)

هُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۚ وَ

لوگوں کے لیے ہدایت جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنالیے ظاہر کرتے ہو ۱۸۲ اور بہت سا چھپالیتے ہو ۱۸۳ اور

عَلَيْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاؤُكُمْ ۚ قُلِ اللّٰهُ شَمَّ ذُرَّهُمْ فِي

تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے ۱۸۴ جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو اللہ کہو ۱۸۵ پھر انہیں چھوڑ دو ان کی

خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۙ ۹۱ ۚ وَهَذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبْرَكٌ مُّصَدِّقٌ لِّلَّذِي

بیہودگی میں کھیلتا ۱۸۶ اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اُناری ۱۸۷ تصدیق فرماتی ان کتابوں کی

بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

جو آگے تھیں اور اس لیے تم ڈر سناؤ سب بستیوں کے سردار کو ۱۸۸ اور جو کوئی سارے جہان میں اس کے گرد ہیں اور وہ جو آخرت پر

بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۙ ۹۲ ۚ وَمَنْ اَظْلَمُ

ایمان لاتے ہیں ۱۸۹ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ اَوْ قَالَ اُوْحٰى اِلٰى وَلَمْ يُؤْحَرِ اِلَيْهِ شَيْءٌ ۙ وَ

جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۹۰ یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی ۱۹۱ اور

مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ۚ وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُونَ فِي

جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا خدا نے اتارا ۱۹۲ اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم

۱۸۲ ان میں سے بعض کو جس کا اظہار اپنی خواہش کے مطابق سمجھتے ہو ۱۸۳ جو تمہاری خواہش کے خلاف کرتے ہیں جیسے کہ توریت کے وہ مضامین جن میں سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت مذکور ہے۔ ۱۸۴ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور قرآن کریم سے ۱۸۵ یعنی جب وہ اس کا جواب نہ دے سکیں

کہ وہ کتاب کس نے اتاری تو آپ فرمادیجئے اللہ نے ۱۸۶ کیونکہ جب آپ نے حجت قائم کر دی اور انداز و نصیحت نہایت کو پہنچا دی اور ان کے لیے جائے عذر نہ

چھوڑی اس پر بھی وہ باز نہ آئیں تو انہیں ان کی بیہودگی میں چھوڑ دیجئے، یہ کفار کے حق میں وعید و تہدید ہے۔ ۱۸۷ یعنی قرآن شریف ۱۸۸ اُمّ الفسریٰ مکہ مکرمہ

ہے کیونکہ وہ تمام زمین والوں کا قبلہ ہے۔ ۱۸۹ اور قیامت و آخرت اور مرنے کے بعد اٹھنے کا یقین رکھتے ہیں اور اپنے انجام سے غافل اور بے خبر نہیں ہیں۔

۱۹۰ اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ ۱۹۱ شان نزول: یہ آیت مُسَيِّئُہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی جس نے یمامہ علاقہ یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا

تھا۔ قبیلہ بنی حنیفہ کے چند لوگ اس کے فریب میں آگئے تھے، یہ کذاب زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق میں وحشی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل

ہوا۔ ۱۹۲ شان نزول: یہ عبد اللہ بن ابی سرح کا تب وحی کے حق میں نازل ہوئی۔ جب آیت ”وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ“ (اور بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی

مٹی سے بنایا) نازل ہوئی اس نے اس کو لکھا اور آخر تک پیچتے پیچتے پیدائش انسان کی تفصیل پر مطلع ہو کر متعجب ہوا اور اس حالت میں آیت کا آخر ”فَتَبَارَكَ اللّٰهُ

اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ“ (تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا) بے اختیار اس کی زبان پر جاری ہو گیا اس پر اس کو یہ گھمنڈ ہوا کہ مجھ پر وحی آنے لگی اور

مرد ہو گیا یہ نہ سمجھا کہ نور وحی اور قوت و حسن کلام سے آیت کا آخر کلمہ زبان پر آ گیا اس میں اس کی قابلیت کا کوئی دخل نہ تھا زور کلام خود اپنے آخر کو بتا دیا کرتا ہے جیسے

کبھی کوئی شاعر نفس مضمون پڑھے وہ مضمون خود قافیہ بتا دیتا ہے اور سننے والے شاعر سے پہلے قافیہ پڑھ دیتے ہیں ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ہرگز ویسا شعر

کہنے پر قادر نہیں تو قافیہ بتانا ان کی قابلیت نہیں کلام کی قوت ہے اور یہاں تو نور وحی اور نور نبی سے سینہ میں روشنی آتی تھی۔ چنانچہ مجلس شریف سے جدا ہونے اور

غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ

موت کی سختیوں میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں ۱۹۳ کہ نکالو اپنی جانیں آج

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ

تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے ۱۹۴ اور

عَنْ آيَتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ۙ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فِرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاهُ أَوَّلَ

اس کی آیتوں سے تکبر کرتے اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا

مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاهُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ

تھا ۱۹۵ اور پیچھے پیچھے چھوڑ آئے جو مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا اور تم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشچیوں کو نہیں دیکھتے

الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۖ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ

جن کا تم اپنے میں سا جھا بتاتے تھے ۱۹۶ بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی ۱۹۷ اور تم سے گئے

مَا كُنْتُمْ تَرْعَوْنَ ۚ إِنَّ اللَّهَ فَأَلَقَ الْحَبَّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ

جو دعوے کرتے تھے ۱۹۸ بیشک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے ۱۹۹ زندہ کو

مِنَ السَّيِّئِ وَمُخْرِجُ السَّيِّئِ مِنَ الْحَيِّ ۖ ذَلِكُمُ اللَّهُ فَأَلَىٰ تُؤْفَكُونَ ۙ

مردہ سے نکالے ۲۰۰ اور مردہ کو زندہ سے نکالے والا ۲۰۱ یہ ہے اللہ تم کہاں اونٹھے جاتے ہو ۲۰۲

فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ۖ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا ۚ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ حُسْبَانًا ۚ ذَلِكُ

تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو چین بنایا ۲۰۳ اور سورج اور چاند کو حساب ۲۰۴

مردہ ہو جانے کے بعد پھر وہ ایک جملہ بھی ایسا بنانے پر قادر نہ ہوا جو نظم قرآنی سے مل سکتا آخر کار زمانہ اقدس ہی میں قبل فتح مکہ پھر اسلام سے مشرف

ہوا۔ ۱۹۳ اور اوح قبض کرنے کے لیے جھڑکتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں۔ ۱۹۴ نبوت اور وحی کے جھوٹے دعوے کر کے اور اللہ کے لیے شریک اور بی بی بچے

بتا کر۔ ۱۹۵ نہ تمہارے ساتھ مال ہے نہ جاہ نہ اولاد جن کی محبت میں تم عمر بھر گرفتار رہے نہ وہ بت جنہیں پوجا کئے (کرتے تھے) آج ان میں سے کوئی تمہارے کام

نہ آیا۔ یہ کفار سے روز قیامت فرمایا جاوے گا۔ ۱۹۶ کہ وہ عبادت کے حق دار ہونے میں اللہ کے شریک ہیں۔ (مَعَاذَ اللَّهِ) ۱۹۷ اور علاقے (تعلقات) ٹوٹ گئے

جماعت منتشر ہو گئی۔ ۱۹۸ تمہارے وہ تمام جھوٹے دعوے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے باطل ہو گئے۔ ۱۹۹ توحید و نبوت کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال

قدرت و علم و حکمت کے دلائل ذکر فرمائے کیونکہ مقصود اعظم اللہ سبحانہ اور اس کے تمام صفات و افعال کی معرفت ہے اور یہ جاننا کہ وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا

ہے اور جو ایسا ہو وہی مستحق عبادت ہو سکتا ہے نہ کہ وہ بت جنہیں مشرکین پوجتے ہیں۔ خشک دانہ اور گٹھلی کو چیر کر ان سے سبزہ اور درخت پیدا کرنا اور ایسی سنگلاخ

زمینوں میں ان کے نرم ریشوں کو رواں کرنا جہاں آہنی تیخ بھی کام نہ کر سکے اس کی قدرت کے کیسے عجائبات ہیں۔ ۲۰۰ جاندار سبزہ کو بے جان دانے اور گٹھلی سے

اور انسان و حیوان کو نطفہ سے اور پرند کو انڈے سے۔ ۲۰۱ جاندار درخت سے بے جان گٹھلی اور دانہ کو اور انسان و حیوان سے نطفہ کو اور پرند سے انڈے کو یہ اس کے

عجاب قدرت و حکمت ہیں۔ ۲۰۲ اور ایسے براہین قائم ہونے کے بعد کیوں ایمان نہیں لاتے اور موت کے بعد اٹھنے کا یقین نہیں کرتے، جو بے جان نطفہ سے

تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۙ ۹۶ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا

سادھا (مقرر کیا ہوا) ہے زبردست جاننے والے کا اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تارے بنائے کہ ان سے راہ

بِهَافِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۙ ۹۷

پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان کر دیں علم والوں کے لیے

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۖ ۹۸

اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ۹۸ پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے ۹۸ اور کہیں امانت رہنا ۹۸

قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ۙ ۹۸ وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

بے شک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والوں کے لیے اور وہی ہے جس نے آسمان سے

مَاءً ۖ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ

پانی اتارا تو ہم نے اس سے ہر اگنے والی چیز نکالی ۹۸ تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں

مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ

سے دانے نکالتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے اور کھجور کے گاجھے سے پاس پاس گچھے اور انگور

مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۖ انظُرُوا

کے باغ اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ اس کا

إِلَى ثَمَرَةٍ إِذْ أَثَرَوْنَ ۖ إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۙ ۹۹

پھل دیکھو جب پھلے اور اس کا پکنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ

اور ۹۹ اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو ۱۰۰ حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گڑھ لیں

جاندار حیوان پیدا کرتا ہے اس کی قدرت سے مردہ کو زندہ کرنا کیا بعید ہے۔ ۱۰۱ کہ خلق اس میں چین پاتی ہے اور دن کی تکان و ماندگی کو استراحت سے دور

کرتی ہے اور شب بیدار زاهد تنہائی میں اپنے رب کی عبادت سے چین پاتے ہیں۔ ۱۰۲ کہ ان کے دورے اور سیر (گردش کرنے) سے عبادات و معاملات

کے اوقات معلوم ہوں۔ ۱۰۳ یعنی حضرت آدم سے۔ ۱۰۴ ماں کے رحم میں یا زمین کے اوپر ۱۰۵ باپ کی پشت میں یا قبر کے اندر ۱۰۶ پانی ایک اور اس

سے جو چیزیں اگائیں وہ قسم قسم اور رنگا رنگ ۱۰۷ باوجودیکہ ان دلائل قدرت و عجائب حکمت اور اس انعام و اکرام اور ان نعمتوں کے پیدا کرنے اور عطا

فرمانے کا اقتضاء تھا کہ اس کریم کارساز پر ایمان لاتے بجائے اس کے بت پرستوں نے یہ ستم کیا (جو آیت میں آگے مذکور ہے) کہ ۱۰۸ کہ ان کی اطاعت کر

کے بت پرست ہو گئے۔

عِلْمٌ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۰﴾ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

جہالت سے پاک اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے بے کسی نمونے کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا

أَنِّي يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً ط وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ج

اس کے بچے کہاں سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ۱۱ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ۱۲

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۱﴾ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ج خَالِقُ

اور وہ سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب ۱۳ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا

كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ج وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿۱۲﴾ لَا تَدْرِيكُهُ

بنانے والا تو اسے پوجو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے ۱۴ آنکھیں اُسے

الْأَبْصَارُ ج وَهُوَ يُدْرِكُ الْآبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿۱۳﴾ قَدْ

احاطہ نہیں کرتیں ۱۵ اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے نہایت باطن پورا خبردار تمہارے پاس

جَاءَكُمْ بِصَآئِرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ ج فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ج وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ط

آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا تو اپنے برے کو

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ﴿۱۴﴾ وَكَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا

اور میں تم پر نگہبان نہیں اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ۱۶ اور اس لیے کہ کافر بول انھیں

۱۷ اور بے عورت اولاد نہیں ہوتی اور زوجہ اس کی شان کے لائق نہیں کیونکہ کوئی شے اس کی مثل نہیں ۱۸ تو جو ہے وہ اس کی مخلوق ہے اور مخلوق اولاد نہیں ہو سکتی

تو کسی مخلوق کو اولاد بنانا باطل ہے ۱۹ جس کی صفات مذکور ہوئیں اور جس کی یہ صفات ہوں وہی مستحق عبادت ہے ۲۰ خواہ وہ رزق ہو یا اجل

یا حمل ۲۱ مسائل: ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب و حدود پر واقف ہونا، اسی کو احاطہ کہتے ہیں۔ ادراک کی یہی تفسیر حضرت سعید ابن مسیب اور حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے اور جہور مفسرین ادراک کی تفسیر احاطہ سے فرماتے ہیں اور احاطہ اسی چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود و جہات ہوں،

اللہ تعالیٰ کے لیے حد و جہت محال ہے تو اس کا ادراک و احاطہ بھی ناممکن، یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔ خوارج و معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے ادراک اور رویت میں فرق

نہیں کرتے، اس لیے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انہوں نے دیدار الہی کو محال عقلی قرار دے دیا، باوجودیکہ نفی رویت نفی علم کو مستلزم ہے ورنہ جیسا کہ باری تعالیٰ

بخلاف تمام موجودات کے بلا کیفیت و جہت جانا جاسکتا ہے، ایسے ہی دیکھا بھی جاسکتا ہے، کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت و جہت کے دیکھی نہیں جاسکتیں تو

جانی بھی نہیں جاسکتیں۔ راز اس کا یہ ہے کہ رویت و دید کے معنی یہ ہیں کہ بصر کسی شے کو جیسی کہ وہ ہو دیکھا جانے تو جو شے جہت والی ہوگی اس کی رویت و دید جہت میں

ہوگی اور جس کے لیے جہت نہ ہوگی اس کی دید بے جہت ہوگی۔ دیدار الہی: آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کے لیے اہل سنت کا عقیدہ اور قرآن و حدیث و

اجماع صحابہ و سلف امت کے دلائل کثیرہ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا: ”وَجُودَ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ أَلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ“ (کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں

گے اپنے رب کو دیکھتے) اس سے ثابت ہے کہ مومنین کو روز قیامت ان کے رب کا دیدار میسر ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بہت آیات اور صحاح کی کثیر احادیث سے

ثابت ہے اگر دیدار الہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیدار کا سوال نہ فرماتے، ”رَبِّ اَرْنِي اَنْظُرُ اِلَيْكَ“ (اے رب میرے! مجھے اپنا دیدار

دکھا کہ میں تجھے دیکھوں) ارشاد نہ کرتے اور ان کے جواب میں ”اِنْ اَسْتَقَرَّ مَكَانَتُهُ فَسَوْفَ تَرَانِي“ (یہ پہاڑ اگر اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا) نہ

فرمایا جاتا۔ ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ آخرت میں مومنین کے لیے دیدار الہی شرع میں ثابت ہے اور اس کا انکار گمراہی۔ ۱۷ کہ جہت لازم ہو۔

دَرَسْتَ وَلَنْبِئِنَّهٗ لِقَوْمٍ يُعْلَمُونَ ﴿١٠٥﴾ اِتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ

کہ تم تو پڑھے ہو اور اس لیے کہ اُسے علم والوں پر واضح کر دیں اس پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے ۱۰۵

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا

اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو اور اللہ چاہتا تو وہ

أَشْرَكُوا ۚ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾

شریک نہ کرتے اور ہم نے تمہیں ان پر نگہبان نہیں کیا اور تم ان پر کڑوڑے (نگہبان) نہیں اور

لَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْبُوا اللَّهَ عَدُوًّا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ

انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے ۱۰۷

كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم

یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے کر دیے ہیں پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے اور وہ انہیں بتادے گا

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٠٨﴾ وَأَقْسُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَعِنَ جَاءَتْهُمْ

جو کرتے تھے اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی

آيَةٍ لَّيُؤْمِنَنَّ بِهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا

آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے تم فرمادو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں ۱۰۸ اور تمہیں ۲۱۹ کیا خبر کہ جب

جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا

وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے اور ہم پھر دیتے ہیں ان کے دلوں اور آنکھوں کو ۲۲۱ جیسا وہ پہلی بار اس پر

بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾

ایمان نہ لائے تھے ۲۲۲ اور انہیں جھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں

۲۱۹ اور کفار کی بیہودہ گویوں کی طرف التفات نہ کرو۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ کفار کی یا وہ گویوں سے رنجیدہ نہ ہوں، یہ ان کی بد نصیبی ہے کہ وہ ایسی واضح برہانوں سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ ۲۱۸ قنادہ کا قول ہے کہ مسلمان کفار کے بتوں کی برائی کیا کرتے تھے تاکہ کفار کو نصیحت ہو اور وہ بت پرستی کے عیب سے باخبر ہوں مگر ان ناخدا شناس جاہلوں نے بجائے پند پذیر ہونے کے شان الہی میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولنی شروع کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اگرچہ بتوں کو برا کہنا اور ان کی حقیقت کا اظہار طاعت و ثواب ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کفار کی بد گویوں کو روکنے کے لیے اس کو منع فرمایا گیا۔ ابن انباری کا قول ہے کہ یہ حکم اول زمانہ میں تھا جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی منسوخ ہو گیا۔ ۲۱۹ وہ جب چاہتا ہے حسب اقتضائے حکمت نازل فرماتا ہے۔ ۲۲۰ اے مسلمانو! حق کے ماننے اور دیکھنے سے ۲۲۲ ان آیات پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر ظاہر ہوئی تھیں مثل شق القمر وغیرہ معجزات باہرات کے۔

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْبَشَرَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اُتارتے ۲۲۲ اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز

كُلَّ شَيْءٍ قَبْلًا مَا كَانُوا يَوْمِنَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ

ان کے سامنے اٹھا لاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے ۲۲۳ مگر یہ کہ خدا چاہتا ۲۲۴ لیکن ان میں بہت

يَجْهَلُونَ ۝ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطِينِ الْإِنْسِ

نرے جاہل ہیں ۲۲۵ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں

وَالْجِنَّ يُوحَىٰ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۖ وَلَوْ

اور جنوں میں کہ شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات ۲۲۶ دھوکے کو اور تمہارا

شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝ وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ

رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے ۲۲۷ تو انہیں ان کی بناوٹوں پر چھوڑ دو ۲۲۸ اور اس لئے کہ اس ۲۲۹ کی طرف

أَفِئْدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرِّضُوهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ

ان کے دل جھکیں جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور گناہ کمائیں جو انہیں

مُقْتَرِفُونَ ۝ أَفَغَيْرَ اللَّهِ ابْتَغَىٰ حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ

گناہ کمانا ہے تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف

الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۖ وَالَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّنْ

مُفَصَّل کتاب اُتاری ۲۳۰ اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے

۲۳۱ ثَانِ نَزُولٍ: ابن جریر کا قول ہے کہ یہ آیت استہزاء کرنے والے قریش کی شان میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے

محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمارے مردوں کو اٹھا لائیے ہم اُن سے دریافت کر لیں کہ آپ جو فرماتے ہیں یہ حق ہے یا نہیں اور ہمیں فرشتے دکھائیے جو آپ

کے رسول ہونے کی گواہی دیں یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیے۔ اسکے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۳۲ وہ اہل شقاوت ہیں۔ ۲۳۳ اس کی

مُشَيِّت جو ہوتی ہے وہی ہوتا ہے جو اس کے علم میں اہل سعادت ہیں وہ ایمان سے مشرّف ہوتے ہیں۔ ۲۳۴ نہیں جانتے کہ یہ لوگ وہ نشانیاں بلکہ اس سے

زیادہ دیکھ کر بھی ایمان لانے والے نہیں۔ (جمل و مدارک) ۲۳۵ یعنی وسوسے اور فریب کی باتیں انہیں کرنے (بہکانے) کے لئے۔ ۲۳۶ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے

بندوں میں سے جسے چاہتا ہے امتحان میں ڈالتا ہے تاکہ اس کے محنت پر صابر رہنے سے ظاہر ہو جائے کہ یہ جزیل ثواب پانے والا ہے۔ ۲۳۷ اللہ انہیں بدلہ دے

گا، رسوا کرے گا اور آپ کی مدد فرمائے گا۔ ۲۳۸ بناوٹ کی بات ۲۳۹ یعنی قرآن شریف جس میں امر و نہی، وعدہ و وعید اور حق و باطل کا فیصلہ اور میرے صدق کی

شہادت اور تمہارے افتراء کا بیان ہے۔ ثانی نزل: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کہا کرتے تھے کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک حکم مقرر کیجئے۔

ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُبْتَرِينَ ﴿۱۱۳﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

سچ اُترا ہے ﴿۱۱۳﴾ تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو اور پوری ہے تیرے رب کی بات

صِدْقًا وَعَدًا ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۱۵﴾ وَإِنْ

سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلے والا نہیں ﴿۱۱۵﴾ اور وہی ہے سنتا جانتا اور اے سننے

تُطِيعُ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ

والے زمین میں اکثر وہ ہیں کہ تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں وہ صرف گمان کے

إِلَّا الظَّنَّ ۚ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۱۱۶﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ

پیچھے ہیں ﴿۱۱۶﴾ اور نری اٹکیں (فضول اندازے) دوڑاتے ہیں ﴿۱۱۶﴾ تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون بہکا

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ

اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام

عَلَيْهِ ۚ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَالَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ

لیا گیا ﴿۱۱۸﴾ اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس ﴿۱۱۸﴾

اللَّهُ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرُّرْتُمْ إِلَيْهِ ۖ

پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا ﴿۱۱۹﴾ مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو ﴿۱۱۹﴾

وَإِنْ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

اور بے شک بہترے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بے جانے بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے

﴿۱۲۰﴾ کیونکہ اُن کے پاس اس کی دلیلیں ہیں۔ ﴿۱۲۰﴾ نہ کوئی اس کی قضا کا تبدیل کرنے والا نہ حکم کا رد کرنے والا نہ اس کا وعدہ خلاف ہو سکے۔ بعض مفسرین

نے فرمایا کہ کلام جب تام ہے تو وہ قابلِ نقص و تغیر نہیں اور وہ قیامت تک تحریف و تغیر سے محفوظ ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ کسی کی قدرت

نہیں کہ قرآن پاک کی تحریف کر سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا ضامن ہے۔ (تفسیر ابوالسعود) ﴿۱۲۰﴾ اپنے جاہل اور گمراہ باپ دادا کی تقلید کرتے ہیں

بصیرت و حق شناسی سے محروم ہیں۔ ﴿۱۲۰﴾ کہ یہ حلال ہے یہ حرام اور اٹکل سے کوئی چیز حلال حرام نہیں ہوتی جسے اللہ اور اس کے رسول نے حلال کیا وہ حلال اور

جسے حرام کیا وہ حرام۔ ﴿۱۲۰﴾ یعنی جو اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا نہ وہ جو اپنی موت مرایا بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حرام ہے جلّت اللہ کے نام پر ذبح ہونے

سے متعلق ہے یہ مشرکین کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا کہ تم اپنا قتل کیا ہوا تو کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا یعنی جو اپنی موت

مرے اس کو حرام جانتے ہو۔ ﴿۱۲۰﴾ بیحد مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے اور ثبوتِ حرمت کے لئے حکمِ حرمت درکار ہے اور جس چیز پر شریعت میں حرمت (حرام ہونے) کا حکم نہ ہو وہ مباح ہے۔ ﴿۱۲۰﴾ تو عِنْدَ الْاضْطِرَّارِ قدرِ ضرورت روا ہے۔ (یعنی شدید مجبوری کے وقت

بقدرِ ضرورت جائز ہے)

بِالْمُعْتَدِينَ ۝۱۱۹ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۖ إِنَّ الَّذِينَ

والوں کو خوب جانتا ہے اور چھوڑ دو کھلا اور چھپا گناہ وہ جو

يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيَجْزُونَ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝۱۲۰ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا

گناہ کساتے ہیں عنقریب اپنی کمائی کی سزا پائیں گے اور اسے نہ کھاؤ جس

لَمْ يَذْكُرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۖ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لِيُوحِيَ إِلَىٰ

پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ۲۲۰ اور وہ بے شک حکم عدولی ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے

أُولِيهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝۱۲۱ أَوْ مَن

دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم اُن کا کہنا مانو ۲۲۱ تو اس وقت تم مشرک ہو ۲۲۲ اور کیا

كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَاهُ نُورًا يَّشْهِي بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَن

وہ کہ مُردہ تھا تو ہم نے اُسے زندہ کیا ۲۲۲ اور اس کے لئے ایک نور کر دیا ۲۲۳ جس سے لوگوں میں چلتا ہے ۲۲۵ وہ اس

مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۖ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ

جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے ۲۲۴ ان سے نکلنے والا نہیں یونہی کافروں کی آنکھ میں ان کے

۲۲۴ وقتِ ذبح نہ تحقیقاً نہ تقدیراً خواہ اس طرح کہ وہ جانور اپنی موت مر گیا ہو یا اس طرح کہ اس کو بغیر تسمیہ کے یا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یہ سب حرام ہیں

لیکن جہاں مسلمان ذبح کرنے والا وقتِ ذبح بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا بھول گیا وہ ذبح جائز ہے وہاں ذکر تقدیری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔

۲۲۴ اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جانو ۲۲۵ کیونکہ دین میں حکم الہی کو چھوڑنا اور دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے۔ ۲۲۳ مردہ

سے کافر اور زندہ سے مومن مراد ہے کیونکہ کفر و قلوب کے لئے موت ہے اور ایمان حیات۔ ۲۲۴ نور سے ایمان مراد ہے جس کی بدولت آدمی کفر کی تاریکیوں سے

نجات پاتا ہے۔ قنادہ کا قول ہے کہ نور سے کتاب اللہ یعنی قرآن مراد ہے۔ ۲۲۵ اور بینائی حاصل کر کے راہِ حق کا امتیاز کر لیتا ہے۔ ۲۲۶ کفر و جہل و تیرہ باطنی

کی یہ ایک مثال ہے جس میں مومن و کافر کا حال بیان فرمایا گیا ہے کہ ہدایت پانے والا مومن اس مردہ کی طرح ہے جس نے زندگانی پائی اور اس کو نور ملا جس سے وہ

مقصود کی راہ پاتا ہے اور کافر اس کی مثل ہے جو طرح طرح کی اندھیریوں میں گرفتار ہوا اور ان سے نکل نہ سکے ہمیشہ حیرت میں مبتلا رہے یہ دونوں مثالیں ہر مومن و

کافر کے لئے عام ہیں اگرچہ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کا شان نزول یہ ہے کہ ابو جہل نے ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نجس چیز پھینکی

تھی اس روز حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کو گئے ہوئے تھے جس وقت وہ ہاتھ میں کمان لئے ہوئے شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر دی گئی گوا بھی

تک وہ ایمان سے مشرف نہ ہوئے تھے مگر یہ خبر سن کر ان کو نہایت طیش آیا اور وہ ابو جہل پر چڑھ گئے اور اس کو کمان سے مارنے لگے اور ابو جہل عاجزی و خوشامد کرنے

لگا اور کہنے لگا ابولعلی! (حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کیسا دین لائے اور انہوں

نے ہمارے معبودوں کو برا کہا اور ہمارے باپ دادا کی مخالفت کی اور ہمیں بدعتیں بتایا، اس پر حضرت امیر حمزہ نے فرمایا: تمہارے برابر بدعتیں کون ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر

پتھروں کو پوجتے ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اسی وقت حضرت

امیر حمزہ اسلام لے آئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت امیر حمزہ کا حال اس کے مشابہ ہے جو مُردہ تھا ایمان نہ رکھتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور نورِ

باطن عطا فرمایا اور ابو جہل کی شان یہی ہے کہ وہ کفر و جہل کی تاریکیوں میں گرفتار رہے اور۔

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۲﴾ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكْبَرًا مُّجْرِمِيهَا

اعمال بھلے کر دیئے گئے ہیں اور اُسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرموں کے سرغنہ کئے

لِيَكُ رُؤُوفِيهَا ۖ وَمَا يَكْسُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۳۳﴾ وَإِذَا

کہ اس میں داؤں کھیلے ۲۳۷ اور داؤں نہیں کھیلے مگر اپنی جانوں پر اور انھیں شعور نہیں ۲۳۸ اور جب

جَاءَهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۖ

ان کے پاس کوئی نشانی آئے کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا ۲۳۹

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۖ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ

اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے ۲۴۰ عنقریب مجرموں کو اللہ

عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَكْسُرُونَ ﴿۱۳۴﴾ فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ

کے یہاں ذلت پہنچے گی اور سخت عذاب بدلہ ان کے سر کا اور جسے اللہ

أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ

راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ۲۴۱ اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا

صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا ۖ كَانُوا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ ۖ كَذَلِكَ يَجْعَلُ

سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے ۲۴۲ گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے اللہ یونہی

اللَّهُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۳۵﴾ وَهَذَا صِرَاطٌ رَبِّكَ

عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو اور یہ ۲۴۳ تمہارے رب کی سیدھی

مُسْتَقِيمًا ۖ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۳۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ

راہ ہے ہم نے آیتیں مفصل بیان کر دیں نصیحت ماننے والوں کے لئے ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے

۲۴۷ اور طرح طرح کے جیلوں اور فریبوں اور مکاریوں سے لوگوں کو بہکاتے اور باطل کو رواج دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۲۴۸ کہ اس کا وبال انہیں پر پڑتا ہے۔

۲۴۹ یعنی جب تک ہمارے پاس وحی نہ آئے اور ہمیں نبی نہ بنایا جائے۔ شان نزول: ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوت حق ہو تو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ

میری عمر سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ ہے اور مال بھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۵۰ یعنی اللہ جانتا ہے کہ نبوت کی اہلیت اور اس کا استحقاق کس کو ہے

کس کو نہیں، عمرو مال سے کوئی مستحق نبوت نہیں ہو سکتا یہ نبوت کے طلبگار تو حسد، مکر، بدعہدی وغیرہ قباغ افعال اور زائل نصال میں مبتلا ہیں یہ کہاں اور نبوت کا

مصنوب عالی کہاں۔ ۲۵۱ اس کو ایمان کی توفیق دیتا ہے اور اس کے دل میں روشنی پیدا کرتا ہے۔ ۲۵۲ کہ اس میں علم اور دلائل تو حید و ایمان کی گنجائش نہ ہو تو اس کی

ایسی حالت ہوتی ہے کہ جب اس کو ایمان کی دعوت دی جاتی ہے اور اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس پر نہایت شاق ہوتا ہے اور اس کو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔

۲۵۳ دین اسلام۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ

اپنے رب کے یہاں اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا

جَمِيعًا ۚ يَبْعَثُ الْجِنَّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ ۚ وَقَالَ

اور فرمائے گا اے جن کے گروہ تم نے بہت آدمی گھیر لئے ۲۵۴ اور ان کے

أُولَئِهِمْ مِنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا

دوست آدمی عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا ۲۵۵ اور ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے

الَّذِينَ أَجَلْتُمْ لَنَا ۖ قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خُلِدْتُمْ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ

جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی ۲۵۶ فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانہ ہے ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے خدا

اللَّهُ ۖ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذَلِكَ نُؤَيِّدُ بَعْضَ الظَّالِمِينَ

چاہے ۲۵۷ اے محبوب بے شک تمہارا رب حکمت والا علم والا ہے اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے

بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۲۹﴾ يَبْعَثُ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ

پر مسلط کرتے ہیں بدلہ اُن کے کئے کا ۲۵۸ اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقْصُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

تم میں کے رسول نہ آئے تھے تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن ۲۵۹ دیکھنے سے

هَذَا ۖ قَالُوا أَشْهَدُ نَاعَلَىٰ أَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا

ڈراتے ۲۶۰ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی ۲۶۱ اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور خود

عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿۱۳۰﴾ ذَلِكَ أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ

اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے ۲۶۲ یہ ۲۶۳ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ۲۶۴

۲۵۴ ان کو بہکایا اور اغوا کیا۔ ۲۵۵ اس طرح کہ انسانوں نے شہوات و معاصی میں ان سے مدد پائی اور جنوں نے انسانوں کو اپنا مطیع بنایا آخر کار اس کا نتیجہ پایا۔

۲۵۶ وقت گزر گیا قیامت کا دن آگیا حسرت و ندامت باقی رہ گئی۔ ۲۵۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ استثناء اس قوم کی طرف راجع ہے جس کی

نسبت علم الہی میں ہے کہ وہ اسلام لائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے اور جہنم سے نکالے جائیں گے۔ ۲۵۸ حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ جب کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو اچھوں کو ان پر مسلط کرتا ہے برائی چاہتا ہے تو بڑوں کو، اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جو قوم ظالم ہوتی

ہے اس پر ظالم بادشاہ مسلط کیا جاتا ہے تو جو اس ظالم کے بچے ظلم سے رہائی چاہیں انہیں چاہئے کہ ظلم ترک کریں۔ ۲۵۹ یعنی روز قیامت ۲۶۰ اور عذاب الہی کا

خوف دلاتے ۲۶۱ کافر جن اور انسان اقرار کریں گے کہ رسول اُن کے پاس آئے اور انہوں نے زبانی پیام پہنچائے اور اس دن کے پیش آنے والے حالات کا خوف

دلا لیکن کافروں نے اُن کی تکذیب کی اور ان پر ایمان نہ لائے کفار کا یہ اقرار اس وقت ہوگا جبکہ ان کے اعضاء و جوارح ان کے شرک و کفر کی شہادتیں دیں گے۔

الْقَرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَفُلُونَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلِّ دَرَجَةٍ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَمَا

ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ بے خبر ہوں ۲۶۵ اور ہر ایک کے لئے ۲۶۶ ان کے کاموں سے درجے ہیں اور

رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ إِنَّ يَسَّ

تیرا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں اور اے محبوب تمہارا رب بے پروا ہے رحمت والا اے لوگو وہ چاہے تو

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةٍ

تمہیں لے جائے ۲۶۷ اور جسے چاہے تمہاری جگہ لائے جیسے تمہیں اُوروں

قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿۱۳۳﴾ إِنَّ مَا تُوْعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِبُعْزِ يٰۤا ۖ ﴿۱۳۴﴾

کی اولاد سے پیدا کیا ۲۶۸ بیشک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۲۶۹ ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے

قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَّ

تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں تو اب جاننا چاہتے ہو کس

تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا

کا رہتا ہے آخرت کا گھر بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے اور ۲۷۰ اللہ نے جو

ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا

کھیتی اور مویشی پیدا کئے ان میں اُسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ

لِشُرَكَائِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ

ہمارے شریکوں کا ۲۷۱ تو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو خدا کا ہے

وَالْقِيَامَتِ كَادُونَ ۚ بَہت طویل ہوگا اور اس میں حالات بہت مختلف پیش آئیں گے۔ جب کفار مومنین کے انعام و اکرام اور عزت و منزلت کو دیکھیں گے تو اپنے کفر و

شُرک سے منکر ہو جائیں گے اور اس خیال سے کہ شاید مگر جانے سے کچھ کام بنے یہ کہیں گے ”وَاللّٰهُ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ“ یعنی خدا کی قسم! ہم مشرک نہ تھے، اس

وقت ان کے مونہوں پر مہر لگا دی جائیں گی اور اُن کے اعضاء ان کے کفر و شرک کی گواہی دیں گے اسی کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا: ”وَشَهِدُوا عَلٰی

أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ“ ۲۷۲ یعنی رسولوں کی بعثت ۲۷۳ ان کی معصیت اور ۲۷۴ بلکہ رسول بھیجے جاتے ہیں وہ انہیں ہدایتیں فرماتے ہیں جتیں قائم

کرتے ہیں اس پر بھی وہ سرکشی کرتے ہیں تب ہلاک کئے جاتے ہیں۔ ۲۷۵ خواہ وہ نیک ہو یا بد، نیکی اور بدی کے درجہ ہیں انہی کے مطابق ثواب و عذاب ہوگا۔

۲۷۶ یعنی ہلاک کر دے ۲۷۸ اور ان کا جانشین بنایا۔ ۲۷۹ وہ چیز خواہ قیامت ہو یا مرنے کے بعد اٹھنا یا حساب یا ثواب و عذاب۔ ۲۸۰ زمانہ جاہلیت میں

مشرکین کا طریقہ تھا کہ وہ اپنی کھیتیوں اور درختوں کے پھلوں اور چوپایوں اور تمام مالوں میں سے ایک حصہ تو اللہ کا مقرر کرتے تھے اور ایک حصہ بتوں کا تو جو حصہ

اللہ کے لئے مقرر کرتے تھے اس کو تو مہمانوں اور مسکینوں پر صرف کر دیتے تھے اور جو بتوں کے لئے مقرر کرتے تھے وہ خاص اُن پر اور ان کے خادموں پر صرف

کرتے جو حصہ اللہ کے لئے مقرر کرتے اگر اس میں سے کچھ بتوں والے حصہ میں مل جاتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور اگر بتوں والے حصہ میں سے کچھ اس میں ملتا تو

اس کو نکال کر پھر بتوں ہی کے حصہ میں شامل کر دیتے اس آیت میں ان کی اس جہالت اور بد عقلی کا ذکر فرما کر ان پر تنبیہ فرمائی گئی۔ ۲۸۱ یعنی بتوں کا۔

فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ ۖ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذَلِكَ زَيَّنَ

وہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں ۲۷۲ اور یوں ہی بہت مشرکوں

لِكثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتَلَ أَوْلَادَهُمْ شُرَكَاءُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ

کی نگاہ میں ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل بھلا کر دکھایا ہے ۲۷۳ کہ انہیں ہلاک کریں

وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

اور ان کا دین ان پر مُشَبَّہ کر دیں ۲۷۴ اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور

يَفْتَرُونَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْتُ حِجْرٌ لَا يَطْعُمُهَا إِلَّا مَنْ

ان کے افتراء اور بولے ۲۷۵ یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی ۲۷۶ ہے اسے وہی کھائے جسے ہم

نَسَاءُ بَزَعِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ أَسْمَ

چاہیں اپنے جھوٹے خیال سے ۲۷۷ اور کچھ مویشی ہیں جن پر چڑھنا حرام ٹھہرایا ۲۷۸ اور کچھ مویشی کے ذبح پر

اللَّهُ عَلَيْهَا افْتِرَاءٌ عَلَيْهِ ۖ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۱۳۸﴾

اللہ کا نام نہیں لیتے ۲۷۹ یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے غنقریب وہ انہیں بدلہ دے گا اُن کے افتراءوں کا

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَى

اور بولے جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ ذرا (خالص) ہمارے مردوں کا ہے ۲۸۰ اور ہماری عورتوں پر

أَزْوَاجَنَا ۚ وَإِنْ يَكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۖ سَيَجْزِيهِمْ

حرام ہے اور مرا ہوا نکلے تو وہ سب ۲۸۱ اس میں شریک ہیں قریب ہے کہ اللہ انہیں ان کی

۲۸۲ اور انتہا درجہ کے جہل میں گرفتار ہیں خالقِ مُنعم کے عزت و جلال کی انہیں ذرا بھی معرفت نہیں اور فسادِ عقل اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے بے جان بتوں پتھر

کی تصویروں کو کارسازِ عالم کے برابر کر دیا اور جیسا اس کے لئے حصہ مقرر کیا ایسا ہی بتوں کے لئے بھی کیا بیشک یہ بہت ہی بُرا فعل اور انتہا کا جہل اور عظیم خطا و

ضلال (گمراہی) ہے اس کے بعد اُن کے جہل اور ضلالت کی ایک اور حالت ذکر فرمائی جاتی ہے۔ ۲۸۳ یہاں شریکوں سے مراد وہ شیاطین ہیں جن کی اطاعت کے

شوق میں مشرکین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی معصیت گوارا کرتے تھے اور ایسے قبائحِ افعال اور جاہلانہ افعال کے مرتکب ہوتے تھے جن کو عقل صحیح کبھی گوارا نہ

کر سکے اور جن کی قباحیت میں ادنیٰ سمجھ کے آدمی کو بھی ترؤد نہ ہو بُت پرستی کی شامت سے وہ ایسے فسادِ عقل میں مبتلا ہوئے کہ حیوانوں سے بدرجہ ہو گئے اور اولاد جس

کے ساتھ ہر جاندار کو فطرۃً محبت ہوتی ہے شیاطین کے اتباع میں اس کا بے گناہ خون کرنا انہوں نے گوارا کیا اور اس کو اچھا سمجھنے لگے۔ ۲۸۴ حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ لوگ پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھے شیاطین نے اُن کو اغوا کر کے ان گمراہیوں میں ڈال دیا کہ انہیں دینِ اسماعیلی سے منحرف

کرے ۲۸۵ مشرکین اپنے بعض مویشیوں اور کھیتیوں کو اپنے باطل معبودوں کے ساتھ نامزد کر کے کہ ۲۸۶ ممنوع الاقتراع (فائدہ اٹھانا منع) ۲۸۷ یعنی بتوں کی

خدمت کرنے والے وغیرہ۔ ۲۸۸ جن کو بخیرہ، سائبہ، حامی کہتے ہیں۔ ۲۸۹ بلکہ ان بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اور ان تمام افعال کی نسبت یہ خیال کرتے

ہیں کہ انہیں اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔ ۲۹۰ صرف انہیں کے لئے حلال ہے اگر زندہ پیدا ہو۔ ۲۹۱ مرد و عورت۔

وَصَفَّهُمْ ۖ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ

ان باتوں کا بدلہ دے گا بے شک وہ علم حکمت والا ہے بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں

سَفَهَا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۖ قَدْ

احقانہ جہالت سے ۲۸۲ اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو اللہ نے انھیں روزی دی ۲۸۳ اللہ پر جھوٹ باندھنے کو ۲۸۴ بے شک

صَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّتٍ مَّعْرُوشٍ

وہ جس نے پیدا کئے باغ کچھ زمین پر چھئے (چھائے) ہوئے ۲۸۵

وَّغَيْرِ مَّعْرُوشٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أَكْثَرُ ۚ وَالزَّيْتُونَ

اور کچھ بے چھئے (بے پھلے) اور کھجور اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے ۲۸۶ اور زیتون

وَالرُّمَانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۖ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثَرَ

اور انار کسی بات میں ملتے ۲۸۷ اور کسی میں الگ ۲۸۸ کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائے

وَاتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ۚ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿۱۴۱﴾

اور اس کا حق دو جس دن کئے ۲۸۹ اور بے جا نہ خرچو ۲۹۰ بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں

وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةٌ وَفَرُشٌ ۖ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا

اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر کچھے ۲۹۱ کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان

۲۸۲ شان نزول: یہ آیت زمانہ جاہلیت کے اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی لڑکیوں کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی کے ساتھ زندہ درگور کر دیا کرتے تھے

وَبَيْعَهُ وَمُضَرٍّ وَغَيْرِهِ قَبْلَ مِلِّ اس کا بہت رواج تھا اور جاہلیت کے بعض لوگ لڑکوں کو بھی قتل کرتے تھے اور بے رحمی کا یہ عالم تھا کہ کتوں کی پرورش کرتے اور اولاد کو قتل

کرتے تھے ان کی نسبت یہ ارشاد ہوا کہ تباہ ہوئے۔ اس میں شک نہیں کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اس کی ہلاکت سے اپنی تعداد کم ہوتی ہے اپنی نسل ٹٹی ہے یہ

دُنیا کا خسارہ ہے گھر کی تباہی ہے اور آخرت میں اس پر عذاب عظیم ہے تو یہ عمل دُنیا اور آخرت دونوں میں تباہی کا باعث ہوا اور اپنی دُنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر لینا

اور اولاد جیسی عزیز اور پیاری چیز کے ساتھ اس قسم کی سفاکی اور بے دردی گوارا کرنا انتہا درجہ کی حماقت اور جہالت ہے۔ ۲۸۳ یعنی بیکھرے، سانبہ، حامی وغیرہ جو

مذکور ہو چکے۔ ۲۸۴ کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ایسے مذموم افعال کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا یہ خیال اللہ پر افتراء ہے۔ ۲۸۵ حق و صواب کی۔ ۲۸۶ یعنی

ٹیٹوں (سہارے) پر قائم کئے ہوئے مثل انگور وغیرہ کے ۲۸۷ رنگ اور مزے اور مقدار اور خوشبو میں باہم مختلف ۲۸۸ مثلاً رنگ میں پاپٹوں میں ۲۸۹ مثلاً ذائقہ

اور تاثیر میں۔ ۲۹۰ معنی یہ ہیں کہ یہ چیزیں جب پھلیں کھانا تو اُسی وقت سے تمہارے لئے مباح ہے اور اس کی زکوٰۃ یعنی عشر اس کے کامل ہونے کے بعد واجب

ہوتا ہے جب کھیتی کاٹی جائے یا پھل توڑے جائیں۔ مسئلہ: لکڑی، بانس، گھاس کے سوا زمین کی باقی پیداوار میں اگر یہ پیداوار بارش سے ہو تو اس میں عشر واجب

ہوتا ہے اور اگر زہمت (چرنے) وغیرہ سے ہو تو نصف عشر۔ ۲۹۱ حضرت مڑمڑ قدس سرہ نے اسراف کا ترجمہ بے جا خرچ کرنا فرمایا، نہایت ہی نفیس ترجمہ ہے اگر

کل مال خرچ کر ڈالا اور اپنے عیال کو کچھ نہ دیا اور خود فقیر بن بیٹھا تو سدی کا قول ہے کہ یہ خرچ بیجا ہے اور اگر صدقہ دینے ہی سے ہاتھ روک لیا تو یہ بھی بے جا اور

داخل اسراف ہے جیسا کہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سفیان کا قول ہے کہ اللہ کی طاعت کے سوا اور کام میں جو مال خرچ کیا جاوے وہ قلیل بھی ہو تو

اسراف ہے۔ زہری کا قول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ معصیت میں خرچ نہ کرو۔ مجاہد نے کہا: حَقُّ اللہ میں کوتاہی کرنا اسراف ہے اور اگر اَبُو قُبَيْس پہاڑ سونا ہوا اور

خُطُوبِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۳۲﴾ ثَنِیَّةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الصَّانِ

کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے آٹھ نر اور مادہ ایک جوڑا بھیڑ

اُثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَعَرِ اُثْنَيْنِ ۖ قُلْ اِلَّا الذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمَّا الْاُنْثٰیٰنِ

کا اور ایک جوڑا بکری کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ

اَمَّا اُشْتَمَلْتُ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثٰیٰنِ ۖ نَبَوْنِي بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہیں ۲۹۳ کسی علم سے بتاؤ اگر تم

صٰدِقٰیۙنَ ﴿۱۳۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اُثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اُثْنَيْنِ ۖ قُلْ

سچے ہو اور ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا تم فرماؤ

اِلَّا الذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمَّا الْاُنْثٰیٰنِ اَمَّا اُشْتَمَلْتُ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں

الْاُنْثٰیٰنِ ۖ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصَّیْكُمْ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَنُ اَظْلَمُ

لئے ہیں ۲۹۴ کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا ۲۹۵ تو اس سے بڑھ کر ظالم

اس تمام کو راہ خدا میں خرچ کر دو تو اسراف نہ ہو اور ایک درہم معصیت میں خرچ کرو تو اسراف۔ ۲۹۲ چوپائے دو قسم کے ہوتے ہیں: کچھ بڑے چلوادنے کے کام میں آتے ہیں کچھ چھوٹے مثل بکری وغیرہ کے جو اس قابل نہیں، ان میں سے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کئے انہیں کھاؤ اور اہل جاہلیت کی طرح اللہ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ ۲۹۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے نہ بھیڑ بکری کے نر حرام کئے نہ اُن کی مادائیں حرام کیں نہ اُن کی اولاد، ان میں سے تمہارا یہ فعل کہ کبھی نر حرام ٹھہراؤ کبھی مادہ کبھی اُن کے بچے یہ سب تمہارا اختراع ہے (یعنی تمہاری ایجاد ہے) اور ہوائے نفس کا اتباع۔ کوئی حلال چیز کسی کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔ ۲۹۴ اس آیت میں اہل جاہلیت کو تو بخ کی گئی جو اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام ٹھہرا لیا کرتے تھے جن کا ذکر اوپر کی آیات میں آچکا ہے۔ جب اسلام میں احکام کا بیان ہوا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدال (جھگڑا) کیا اور ان کا خطیب مالک بن عوف جُشَمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یا مُحَمَّدُ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے سنا ہے آپ اُن چیزوں کو حرام کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں، حضور نے فرمایا: تم نے بغیر کسی اصل کے چند قسمیں چوپایوں کی حرام کر لیں اور اللہ تعالیٰ نے اُٹھ نر و مادہ اپنے بندوں کے کھانے اور اُن کے نفع اُٹھانے کے لئے پیدا کئے تم نے کہاں سے انہیں حرام کیا ان میں حرمت نر کی طرف سے آئی یا مادہ کی طرف سے، مالک بن عوف یہ سُن کر ساکت اور مُتَحَیِّر (حیران) رہ گیا اور کچھ نہ بول سکا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بولتا کیوں نہیں؟ کہنے لگا: آپ فرمائیے میں سنوں گا۔ سبحان اللہ! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی قوت اور زور نے اہل جاہلیت کے خطیب کو ساکت و حیران کر دیا اور وہ بول ہی کیا سکتا تھا اگر کہتا کہ نر کی طرف سے حرمت آئی تو لازم ہوتا کہ تمام نر حرام ہوں اگر کہتا کہ مادہ کی طرف سے تو ضروری ہوتا کہ ہر ایک مادہ حرام ہو اور اگر کہتا جو پیٹ میں ہے وہ حرام ہے تو پھر سب ہی حرام ہو جاتے کیونکہ جو پیٹ میں رہتا ہے وہ نر ہوتا ہے یا مادہ۔ وہ جو تخصیصیں قائم کرتے تھے اور بعض کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیتے تھے اس حجت نے ان کے اس دعویٰ تحریم کو باطل کر دیا علاوہ بریں اُن سے یہ دریافت کرنا کہ اللہ نے نر حرام کئے ہیں یا مادہ یا اُن کے بچے یہ منکر نبوت مخالف کو اقرار نبوت پر مجبور کرتا تھا کیونکہ جب تک نبوت کا واسطہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کا کسی چیز کو حرام فرمانا کیسے جانا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اگلے جملہ نے اس کو صاف کیا ہے۔ ۲۹۵ جب یہ نہیں ہے اور نبوت کا تو اقرار نہیں کرتے تو ان احکام حرمت کو اللہ کی طرف نسبت کرنا کذب و باطل و افتراء ہے خالص ہے۔

مِّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ

کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے بے شک اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۳۳﴾ قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا

ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا تم فرماؤ ۲۹۶ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے

عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ

والے پر کوئی کھانا حرام ۲۹۷ مگر یہ کہ مُردار ہو یا رگوں کا بہتا خون ۲۹۸ یا بدجانور کا

خَنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهْلًا لِّغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ

گوشت کہ وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار ہوا ۲۹۹ نہ یوں کہ آپ خواہش

بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۳۵﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا

کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۳۵ اور یہودیوں پر ہم نے

حَرَّمَ مَنَاجِلَ ذِمِّي ظُفْرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمَ مَنَاعِلِيهِمْ شُحُومَهَا

حرام کیا ہر ناخن والا جانور ۱۳۶ اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی

إِلَّا مَا حَبَلَتْ ظُهُورُهُمْ أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَلِكِ

مگر جو اُن کی پیٹھ میں لگی ہو یا آنت میں یا ہڈی سے ملی ہو ہم نے

جَزَيْنَهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۱۳۶﴾ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ

یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا ۱۳۷ اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب

ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۳۷﴾

وسیع رحمت والا ہے ۱۳۸ اور اس کا عذاب مجرموں پر سے نہیں ٹالا جاتا ۱۳۹

۲۹۶ ان جاہل مشرکوں سے جو حلال چیزوں کو اپنی خواہش نفس سے حرام کر لیتے ہیں۔ ۲۹۷ اس میں تنبیہ ہے کہ حرمت جہت شرع سے ثابت ہوتی ہے نہ ہوائے

نفس سے۔ مسئلہ: تو جس چیز کی حرمت شرع میں وارد نہ ہو اس کو ناجائز و حرام کہنا باطل۔ ثبوت حرمت خواہ وحی قرآنی سے ہو یا وحی حدیث سے یہی معتبر ہے۔ ۲۹۸ تو

جو خون بہتا نہ ہو مثل جگر و تلی کے وہ حرام نہیں۔ ۲۹۹ اور ضرورت نے اُسے ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے پر مجبور کیا ایسی حالت میں مُضْطَرُّ ہو کر اُس نے کچھ

کھایا۔ ۱۳۵ اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ ۱۳۶ جو انگلی رکھتا ہو خواہ چوپایہ ہو یا پرند اس میں اُونٹ اور شتر مرغ داخل ہیں۔ (مدارک) بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہاں

شتر مرغ اور بٹ (بطخ) اور اُونٹ خاص طور پر مراد ہیں۔ ۱۳۷ یہود اپنی سرکشی کے باعث اُن چیزوں سے محروم کئے گئے لہذا یہ چیزیں ان پر حرام رہیں اور ہماری

شریعت میں گائے بکری کی چربی اور اُونٹ اور بٹ اور شتر مرغ حلال ہیں اسی پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے۔ (تفسیر احمدی) ۱۳۸ مُكَذِّبِينَ (جھٹلانے والوں) کو

مُہلت دیتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا تا کہ انہیں ایمان لانے کا موقع ملے۔ ۱۳۹ اپنے وقت پر آئی جاتا ہے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا

اب کہیں گے مشرک کہ ہمت اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا

وَلَا حَرَمٌ مِّنْ شَيْءٍ ۖ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا

نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے تھے ایسا ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا

بِأَسْنَا ۖ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا

عذاب چکھنا تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے کہ اسے ہمارے لئے نکالو تم تو بڑے گمان

الظَّنِّ وَإِن أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ

کے پیچھے ہو اور تم یوں ہی تخمینے کرتے ہو ۱۴۸ تم فرماؤ تو اللہ ہی کی حجت پوری ہے وہ

شَاءَ لَهْدُكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ

چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں

أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَذَا ۖ فَإِن شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدُ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ

کہ اللہ نے اسے حرام کیا پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں فلا تو اے سننے والے ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور ان کی خواہشوں

أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ

کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اپنے

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي عَلَيْكُمْ أَلَّا

رب کا برابر والا ٹھہراتے ہیں ۱۵۰ تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا ۱۵۰ یہ کہ

تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِّنْ

اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی ۱۵۱ اور اپنی اولاد قتل نہ کرو

وَعَنَافِي خَيْرٍ غَيْبٍ ۚ هُوَ الَّذِي مَشَيْتُمْ سَوَاءً ۚ يَدْلِيلُ ۚ هُوَ الَّذِي مَشَيْتُمْ سَوَاءً ۚ يَدْلِيلُ ۚ

۱۵۱ یہ خبر غیب ہے کہ جو بات وہ کہنے والے تھے وہ بات پہلے سے بیان فرمادی۔ ۱۵۲ ہم نے جو کچھ کیا یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوا، یہ دلیل ہے اس کی کہ وہ اس سے راضی ہے۔ ۱۵۳ اور یہ عذر باطل ان کے کچھ کام نہ آیا کیونکہ کسی امر کا مشیت میں ہونا اس کی مرضی و مامور ہونے کو مستلزم نہیں مرضی وہی ہے جو انبیاء کے واسطے سے بتائی گئی اور اس کا امر فرمایا گیا۔ ۱۵۴ اور غلط انگلیں چلاتے ہو۔ ۱۵۵ کہ اُس نے رسول بھیجے کتابیں نازل فرمائیں اور راہ حق واضح کردی۔ ۱۵۶ جسے تم اپنے لئے حرام قرار دیتے ہو اور کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ یہ گواہی اس لئے طلب کی گئی کہ ظاہر ہو جائے کہ کفار کے پاس کوئی شاہد نہیں ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ اُن کی تراشیدہ بات ہے۔ ۱۵۷ اس میں تنبیہ ہے کہ اگر یہ شہادت واقع ہو بھی تو وہ محض اتباع ہوا اور کذب و باطل ہوگی۔ ۱۵۸ بتوں کو معبود مانتے ہیں اور شرک میں گرفتار ہیں۔ ۱۵۹ اس کا بیان یہ ہے۔ ۱۶۰ کیونکہ تم پر ان کے بہت حقوق ہیں انہوں نے تمہاری پرورش کی تمہارے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کیا تمہاری ہر خطرے سے نگہبانی کی اُن کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کا ترک کرنا حرام ہے۔

اُمْلَاقٍ ۱۰ نَحْنُ نَزَرُكُمْ وَاِيَاهُمْ ۱۱ وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے ۱۰ اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۱۲ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۱۳

کھلی ہیں اور جو چھپی ۱۲ اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو ۱۳

ذِكُمْ وَصُكُّم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۱۴ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا

یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر

بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۱۵ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْبِيزَانَ

بہت اچھے طریقے سے ۱۵ جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے ۱۵ اور تول انصاف کے ساتھ

بِالْقِسْطِ ۱۶ لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۱۷ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ

پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے

ذَاقِرْبِي ۱۸ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۱۹ ذِكُمْ وَصُكُّم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۲۰

رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ ۲۱ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

اور یہ کہ ۲۱ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو ۲۱ کہ تمہیں

بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۲۲ ذِكُمْ وَصُكُّم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۲۳ ثُمَّ آتَيْنَا

اس کی راہ سے جدا کر دیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے پھر ہم نے

مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۲۴ پورا احسان کرنے کو اس پر جو نکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل

۲۵ اس میں اولاد کو زندہ درگور کرنے اور مار ڈالنے کی حرمت بیان فرمائی گئی جس کا اہل جاہلیت میں دستور تھا کہ وہ اکثر ناداری کے اندیشہ سے اولاد کو ہلاک کرتے

تھے انہیں بتایا گیا کہ روزی دینے والا تمہارا، ان کا سب کا اللہ ہے پھر تم کیوں قتل جیسے شدید جرم کا ارتکاب کرتے ہو۔ ۲۶ کیونکہ انسان جب کھلے اور ظاہر گناہ

سے بچے اور چھپے گناہ سے پرہیز نہ کرے تو اس کا ظاہر گناہ سے چھپا بھی للہیت سے نہیں لوگوں کے دکھانے اور ان کی بدگوئی سے بچنے کے لئے ہے اور اللہ کی رضا و

ثواب کا مستحق وہ ہے جو اس کے خوف سے گناہ ترک کرے۔ ۲۷ وہ امور جن سے قتل مباح ہوتا ہے یہ ہیں: مرتد ہونا یا قصاص یا بیابا ہے ہونے کا زنا۔ بخاری و مسلم

کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مسلمان جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کی گواہی دیتا ہو اس کا خون حلال نہیں مگر ان تین

سببوں میں سے کسی ایک سبب سے یا تو بیابا ہے ہونے کے باوجود اس سے زنا سرزد ہوا ہو یا اس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو اور اس کا قصاص اس پر آتا ہو یا وہ دین چھوڑ کر

مرتد ہو گیا ہو۔ ۲۸ جس سے اس کا فائدہ ہو۔ ۲۹ اس وقت اس کا مال اس کے سپرد کر دو۔ ۳۰ ان دونوں آیتوں میں جو حکم دیا۔ ۳۱ جو اسلام کے خلاف

وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۵۴﴾ وَهَذَا كِتَابٌ

اور ہدایت اور رحمت کہ کہیں وہ ۲۲۳ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں ۲۲۴ اور یہ برکت والی کتاب ۲۲۵

أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۵۵﴾ أَنْ تَقُولُوا

ہم نے اُتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو کبھی

إِنَّمَا أَنْزَلَ الْكِتَابَ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۖ وَإِنْ كُنَّا عَنْ

کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اُتری تھی ۲۲۶ اور ہمیں ان کے

دَرَسَتِهِمْ لُغْلِيلِينَ ﴿۱۵۶﴾ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا

پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی ۲۲۷ یا کہو کہ اگر ہم پر کتاب اُترتی تو ہم ان سے

أَهْدَى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ

زیادہ ٹھیک راہ پر ہوتے ۲۲۸ تو تمہارے پاس تمہارے رب کی روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آئی ۲۲۹

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۖ سَنَجْزِي الَّذِينَ

تو اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ پھیرے عنقریب وہ جو ہماری

يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ

آیتوں سے منہ پھرتے ہیں ہم انھیں برے عذاب کی سزا دیں گے بدلہ ان کے منہ پھرنے کا کاہے کے

يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ

انتظار میں ہیں ۲۳۰ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے ۲۳۱ یا تمہارے رب کا عذاب آئے یا تمہارے رب کی ایک نشانی

رَبِّكَ ۖ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

آئے ۲۳۲ جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے

ہوں یہودیت ہو یا نصرانیت یا اور کوئی ملت ۲۳۳ توریت ۲۳۴ یعنی بنی اسرائیل ۲۳۵ اور بحث و حساب اور ثواب و عذاب اور دین الہی کی تصدیق کریں۔ ۲۳۶ یعنی

قرآن شریف جو کثیر الخیر اور کثیر النفع اور کثیر البرکت ہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور تحریف و تبدیل و نسخ سے محفوظ رہے گا۔ ۲۳۷ یعنی یہود و نصاریٰ پر توریت اور انجیل

۲۳۸ کیونکہ وہ ہماری زبان ہی میں نہ تھی نہ ہمیں کسی نے اس کے معنی بتائے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرما کر ان کے اس عذر کو قطع فرما دیا۔ ۲۳۹ کفار کی ایک

جماعت نے کہا تھا کہ یہود و نصاریٰ پر کتابیں نازل ہوئیں مگر وہ بدعتی میں گرفتار رہے ان کتابوں سے مُنتَفِع (نفع اُٹھانے والے) نہ ہوئے ہم اُن کی طرح خفیف

الاعتل (کم عقل) اور نادان نہیں ہیں ہماری عقلیں صحیح ہیں ہماری عقل و ذہانت اور فہم و فراست ایسی ہے کہ اگر ہم پر کتاب اُترتی تو ہم ٹھیک راہ پر ہوتے، قرآن نازل فرما کر

ان کا یہ عذر بھی قطع فرما دیا۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوتا ہے ۲۴۰ یعنی یہ قرآن پاک جس میں حجت واضح اور بیان صاف اور ہدایت و رحمت ہے۔ ۲۴۱ جب وحدانیت

و رسالت پر زبردست حجتیں قائم ہو چکیں اور اعتقادات کفر و ضلال کا اعلان ظاہر کر دیا گیا تو اب ایمان لانے میں کیوں توقف ہے کیا انتظار باقی ہے۔ ۲۴۲ ان کی ارواح

أَمِنْتُ مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبْتُ فِي إِيَّانِهَا خَيْرًا ۖ قُلْ أَنْتَظِرُوا إِنَّا

ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی ۳۳۳ تم فرماؤ رستہ دیکھو ۳۳۴ ہم

مُنْتَظِرُونَ ۝ (۱۵۸) إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِعَاعًا لِّسِتٍ مِنْهُمْ

بھی دیکھتے ہیں وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے ۳۳۵ اے محبوب تمہیں ان سے کچھ

فِي شَيْءٍ ۖ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ (۱۵۹)

علاقہ (تعلق) نہیں ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے ۳۳۶

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَالٍ هَآءِ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں ۳۳۷ اور جو بُرائی لائے تو اسے

يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (۱۶۰) قُلْ إِنِّي هَدَىٰ رَبِّيَ إِلَىٰ

بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ دِينًا قَبِيْلًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ

سیدھی راہ دکھائی ۳۳۸ ٹھیک دین ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک

الْمُشْرِكِينَ ۝ (۱۶۱) قُلْ إِن صَلَآتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ

نہ تھے ۳۳۹ تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے

تَجْزَىٰ كَرَنِ كَلْنَقِيَامَتِ كِي نَشَانِيوں ميں سَے مُجْهُو مفسرين كے نزديك اس نَشَانِي سَے آفتاب كَا مغرب سَے طلوع هونا مراد هے۔ ترمذِي كِي حديث ميں بهي

ايسا بهي وارد هے۔ بخاري و مسلم كِي حديث ميں هے كه قِيَامَت قائم نہ هوكي جب تك آفتاب مغرب سَے طلوع نہ كرے اور جب وه مغرب سَے طلوع كرے كا اور

اُسے لوگ ديكھيس گے تو سب ايمان لائيس گے اور يه ايمان نفع نہ دے كا ۳۳۳ يعني طاعت نہ كي تهي، معني يه هیں كه نَشَانِي آنے سَے پہلے جو ايمان نہ لائے نَشَانِي كے

بعد اس كا ايمان قبول نهيں اسي طرح جو نَشَانِي سَے پہلے توبہ نہ كرے بعد نَشَانِي كے اس كِي توبہ قبول نهيں ليكن جو ايمان دار پہلے سَے نيك عمل كرتے هوں گے نَشَانِي كے

بعد بهي اُن كے عمل مقبول هوں گے۔ ۳۳۴ ان ميں سَے كسي ايك كا يعني موت كے فرشتوں كِي آمد يا عذاب يا نَشَانِي آنے كا۔ ۳۳۵ مثل يهود و نصاري كے۔ حديث

شريف ميں هے يهود اكبر فرتے هوكے ان سَے صرف ايك ناجي (نجات پانے والا) هے باقي سب ناري اور نصاري بهتر فرتے هوكے ايك ناجي باقي سب ناري اور ميرے اُمت بهتر فرتے هوجائے كي۔ وه سب كے سب ناري هوں گے سوائے ايك كے جو سوا اَعْظَم يعني بڑي جماعت هے اور ايك روايت ميں هے كه جو ميرے

حد و نهايت كے طريقه پر نهيں بلكه اللہ تعالٰي جس كے لئے جتنا چاهے اس كِي نيكيوں كو بڑھائے ايك كے سات سو كرے يا بے حساب عطا فرمائے اصل يه هے كه نيكيوں كا ثواب محض فضل هے بهي مذہب هے اهل سنت كا اور بدى كِي اتني بهي جزاء يه عدل هے۔ ۳۳۸ يعني دين اسلام جو اللہ كو مقبول هے۔ ۳۳۹ اس ميں كفار قریش كا رد هے جو گمان كرتے تھے كه وه دين اِبراهيمي پر هیں اللہ تعالٰي نے فرمايا كه حضرت ابراهيم عليه السلام مشرڪ و بت پرست نہ تھے توبت پرستي كرنے والے مشركين كا يه دعوى كه وه ابراهيمي ملت پر هیں باطل هے۔

الْعَالَمِينَ ﴿١٢٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٢٣﴾

جورب سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ﴿۱۲۳﴾

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے ﴿۱۲۴﴾ اور جو کوئی کچھ کمائے وہ

إِلَّا عَلَيْهِمَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ

اسی کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ﴿۱۲۵﴾ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے ﴿۱۲۶﴾

فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ

وہ تمہیں بتا دے گا جس میں اختلاف کرتے تھے اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں

الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا

نائب کیا ﴿۱۲۷﴾ اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی ﴿۱۲۸﴾ کہ تمہیں آزمائے ﴿۱۲۹﴾ اس چیز میں جو

اَشْكُمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ۚ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٣٠﴾

تمہیں عطا کی بے شک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی اور بے شک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿۲۰۶﴾ ﴿سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ ۳۹﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲۲﴾

سورۃ اعراف مکہ ہے، اس میں دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

﴿۳۴﴾ ”اَوَلَيْتَ“ یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی امت پر مقدم ہوتا ہے یا اس اعتبار سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوقات ہیں تو ضرور اول المسلمین ہوئے۔ ﴿۳۵﴾ شان نزول: کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیے اور ہمارے معبودوں کی عبادت کیجئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولید بن مغیرہ کہتا تھا کہ میرا رستہ اختیار کرو اس میں اگر کچھ گناہ ہے تو میری گردن پر، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ وہ رستہ باطل ہے خدا شناس کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو رب بتائے اور یہ بھی باطل ہے کہ کسی کا گناہ دوسرا اٹھائے۔ ﴿۳۶﴾ ہر شخص اپنے گناہ میں ماخوذ (پکڑا ہوا) ہوگا دوسرے کے گناہ میں نہیں۔ ﴿۳۷﴾ روز قیامت ﴿۳۸﴾ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی امت آخر الأمم ہے اس لئے ان کو زمین میں پہلوں کا خلیفہ کیا کہ اس کے مالک ہوں اور اس میں تصرف کریں۔ ﴿۳۹﴾ شکل و صورت میں، حسن و جمال میں، رزق و مال میں، علم و عقل میں، قوت و کمال میں۔ ﴿۴۰﴾ یعنی آزمائش میں ڈالے کہ تم نعمت و جاہ و مال پا کر کیسے شکر گزار رہتے ہو اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ کس قسم کے سلوک کرتے ہو۔ ﴿۴۱﴾ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ یہ سورت مکہ ہے سوا پانچ آیتوں کے جن میں سے پہلی ”وَسُئِلُهُمْ عَنِ الْقُرْيَةِ الَّتِي“ ہے۔ اس سورت میں دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں اور تین ہزار تین سو پچیس کلمے اور چودہ ہزار دس حرف ہیں۔

النَّص ۱ كُتِبَ أَنْزَلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ

اے محبوب ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا جی اس سے نہ رُکے و

لِتُنذِرَ رِبِّهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۲ اِتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّنْ

اس لئے کہ تم اس سے ڈرناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت اے لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس

رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۳ وَكَمْ

سے اُتراؤ اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ بہت ہی کم سمجھتے ہو اور کتنی

مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۴ فَمَا

ہی بستیوں ہم نے ہلاک کیں و تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا یا جب وہ دوپہر کو سوتے تھے و تو ان

كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۵

کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے و

فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۶ فَلَنَقْصُنَّ

تو بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے و اور بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے و تو ضرور ہم ان کو

عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ ۷ وَالْوَرُنُّ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۸ فَسَنُ

بتا دیں گے و اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے اور اس دن قول ضرور ہونی ہے و تو جن

و بایں خیال کہ شاید لوگ نہ مانیں اور اس سے اعراض کریں اور اس کی تکذیب کے درپے ہوں۔ و یعنی قرآن شریف، جس میں ہدایت و نور کا بیان ہے۔

زجاج نے کہا کہ اتباع کرو قرآن کا اور اس چیز کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے کیونکہ یہ سب اللہ کا نازل کیا ہوا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا: ”مَا آتَيْنَاكُمُ

السُّورُ فَقُلُوْهُ...“ آیتہ یعنی جو کچھ رسول تمہارے پاس لائیں اسے اخذ (قبول) کرو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ و اب حکم الہی کا اتباع

ترک کرنے اور اس سے اعراض کرنے کے نتائج کچھلی قوموں کے حالات میں دکھائے جاتے ہیں۔ و معنی یہ ہیں کہ ہمارا عذاب ایسے وقت آیا جبکہ انہیں خیال

بھی نہ تھا یا تو رات کا وقت تھا اور وہ آرام کی نیند سوتے تھے یا دن میں قیلولہ کا وقت تھا اور وہ مصروف راحت تھے نہ عذاب کے نزول کی کوئی نشانی تھی نہ قریب نہ کہ پہلے

سے آگاہ ہوتے اچانک آگیا اس سے کفار کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اسباب امن و راحت پر مغرور نہ ہوں عذاب الہی جب آتا ہے تو دفعہ آجاتا ہے۔ و عذاب

آنے پر انہوں نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور اس وقت اعتراف بھی فائدہ نہیں دیتا۔ و کہ انہوں نے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا اور ان کے حکم کی کیا

تعمیل کی۔ و کہ انہوں نے اپنی امتوں کو ہمارے پیام پہنچائے اور ان امتوں نے انہیں کیا جواب دیا۔ و رسولوں کو بھی اور ان کی امتوں کو بھی کہ انہوں نے

دنیا میں کیا کیا۔ و اس طرح کہ اللہ عزوجل ایک میزان قائم فرمائے گا جس کا ہر ایک پلہ اتنی وسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان وسعت ہے۔ ابن

جوزی نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت داود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الہی میں میزان دیکھنے کی درخواست کی جب میزان دکھائی گئی اور آپ نے اس کے

پلوں کی وسعت دیکھی تو عرض کیا: یا رب! کس کا مقدور ہے کہ ان کونکلیوں سے بھر سکے۔ ارشاد ہوا کہ اے داود میں جب اپنے بندوں سے راضی ہوتا ہوں تو ایک

کھجور سے اس کو بھر دیتا ہوں یعنی تھوڑی نیکی بھی مقبول ہو جائے تو فضل الہی سے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ میزان کو بھر دے۔

ثَقُلْتُ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑧ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ

کے پلے بھاری ہوئے فلا وہی مراد کو پہنچے اور جن کے پلے ہلکے ہوئے ۱۲

فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ⑨ وَ

تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھائے میں ڈالی ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے ۱۳ اور

لَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۖ قَلِيلًا مَّا

بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ (ٹھکانا) دیا اور تمہارے لئے اس میں زندگی کے اسباب بنائے ۱۴ بہت ہی کم

تَشْكُرُونَ ⑩ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ

شکر کرتے ہو ۱۵ اور بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ

اسْجُدُوا لِلْآدَمِ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ⑪

آدم کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گرے مگر ابلیس یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي

فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا ۱۶ بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے

مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ⑫ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ

آگ سے بنایا اور اُسے مٹی سے بنایا ۱۷ فرمایا تو یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں

تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ⑬ قَالَ أَنظِرْنِي إِلَى يَوْمِ

رہ کر غرور کرے نکل ۱۸ تو ہے ذلت والوں میں ۱۹ بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ

وَاللَّيْلِيَاں زِيَادَةً هُنَّ ۚ اور ان میں کوئی نیکی نہ ہوئی، یہ کفار کا حال ہوگا جو ایمان سے محروم ہیں اور اس وجہ سے ان کا کوئی عمل مقبول نہیں۔ ۲۰ کہ ان کو

چھوڑتے تھے جھٹلاتے تھے اور ان کی اطاعت سے منہ موڑتے تھے۔ ۲۱ اور اپنے فضل سے تمہیں راحتیں دیں باوجود اس کے تم ۲۲ شکر کی حقیقت نعت کا تصور

اور اس کا اظہار ہے اور ناشکری نعمت کو بھول جانا اور اس کو چھپانا۔ ۲۳ مسئلہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امر و جوب کے لئے ہوتا ہے اور سجدہ نہ کرنے کا سبب

دریافت فرمانا تو نبی کے لئے ہے اور اس لئے کہ شیطان کی مُعَانَدَت (دشمنی) اور اس کا کفر و کبر اور اپنی اصل پر مُفْتَخُو (فخر کرنے والا) ہونا اور حضرت آدم علیہ السلام

کے اصل کی تحقیر کرنا ظاہر ہو جائے۔ ۲۴ اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ آگ مٹی سے افضل والی ہے تو جس کی اصل آگ ہوگی وہ اس سے افضل ہوگا جس کی اصل مٹی ہو

اور اس غیبت کا یہ خیال غلط و باطل ہے کیونکہ افضل وہ ہے جسے مالک و مولیٰ فضیلت دے، فضیلت کا مدار اصل و جوہر پر نہیں بلکہ مالک کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہے

اور آگ کا مٹی سے افضل ہونا یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ آگ میں طیش و تیزی اور قَسَرْ قُوع (اوپر کی طرف اٹھنا) ہے یہ سبب استکبار (تکبر و غرور پیدا کرنے) کا ہوتا ہے اور مٹی

سے وقار، حلم و حیا و صبر حاصل ہوتے ہیں مٹی سے مُلک آباد ہوتے ہیں، آگ سے ہلاک، مٹی امانتدار ہے جو چیز اس میں رکھی جائے اس کو محفوظ رکھے اور بڑھائے، آگ فنا کر

دیتی ہے باوجود اس کے لطف یہ ہے کہ مٹی آگ کو بجھا دیتی ہے اور آگ مٹی کو فنا نہیں کر سکتی علاوہ بریں حماقت و شقاوت ابلیس کی یہ کہ اس نے نص کے موجود ہوتے ہوئے اس

کے مقابل قیاس کیا اور جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو وہ ضرور مردود۔ ۲۵ جنت سے کہ یہ جگہ اطاعت و تواضع والوں کی ہے منکر و سرکش کی نہیں۔ ۲۶ کہ انسان تیری

يُبْعَثُونَ ﴿١٣﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي

لوگ اٹھائے جائیں فرمایا تجھے مہلت ہے ۱۳ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا

لَا قُودَ لَكُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَا تِيْنَهُمْ مِّنْ بَيْنِ

میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ۱۶ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا

أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ

ان کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں سے ۱۷ اور تو ان میں

أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٨﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْعُوًّا مُّخَوَّرًا ۖ لَّكَ

اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ۱۸ فرمایا یہاں سے نکل جا رڈ کیا گیا راندہ (دھتکارا) ہوا ضرور جو

تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَا مُلْكَ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْعَلِينَ ﴿١٩﴾ وَيَا أَدَمُ اسْكُنْ

ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھریوں گا ۱۹ اور اے آدم تو اور

أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ

تیرا جوڑا ۲۰ جنت میں رہو تو اُس میں سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا

فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٢١﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا

کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے پھر شیطان نے ان کے جی (دل) میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے

مَا وَّرَىٰ عَنْهُمَا مِنَ سَوَاتِيهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ

ان کی شرم کی چیزیں ۲۱ جو ان سے چھپی تھیں ۲۲ اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس

مَذْمُومَ كَرَمٍ ۖ وَأَمَّا هَذِهِ ۖ فَهِيَ مَبْنِيَّةٌ عَلَىٰ غِيٍّ ۖ وَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۚ

الٰہی یوم الوقت المعلوم (تو تو مہلت والوں میں ہے اس جانے ہوئے وقت کے دن تک) اور یہ وقت تجھے اولیٰ کا ہے جب سب لوگ مر جائیں گے شیطان نے

مُردوں کے زندہ ہونے کے وقت تک کی مہلت چاہی تھی اور اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ موت کی سختی سے بچ جائے یہ قبول نہ ہوا اور تجھے اولیٰ تک کی مہلت دی

گئی۔ ۲۳ کہ بنی آدم کے دل میں وسوسے ڈالوں اور انہیں باطل کی طرف مائل کروں، گناہوں کی رغبت دلاؤں، تیری اطاعت اور عبادت سے روکوں اور گمراہی

میں ڈالوں۔ ۲۴ یعنی چاروں طرف سے انہیں گھیر کر راہ راست سے روکوں گا۔ ۲۵ چونکہ شیطان بنی آدم کو گمراہ کرنے اور بتلائے شہوات و قباح کرنے میں اپنی

انتہائی سعی خرچ کرنے کا عزم کر چکا تھا اس لئے اُسے گمان تھا کہ وہ بنی آدم کو بہکا لے گا۔ انہیں فریب دے کر خداوند عالم کی نعمتوں کے شکر اور اس کی اطاعت و

فرمانبرداری سے روک دے گا۔ ۲۶ تجھ کو بھی اور تیری ذریت کو بھی اور تیری اطاعت کرنے والے آدمیوں کو بھی سب کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ شیطان کو جنت

سے نکال دینے کے بعد حضرت آدم کو خطاب فرمایا جو آگے آتا ہے۔ ۲۷ یعنی حضرت خا ۲۸ یعنی ایسا وسوسہ ڈالا کہ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ دونوں آپس میں ایک

دوسرے کے سامنے برہنہ ہو جائیں۔ اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ وہ جسم جس کو عورت کہتے ہیں اس کا چھپانا ضروری اور کھونا منع ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ

اس کا کھونا ہمیشہ سے عقل کے نزدیک مذموم اور طبعیتوں کو ناگوار رہا ہے۔ ۲۹ اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں صاحبوں نے اب تک ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔

الشَّجَرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۚ وَقَاسَاهُمَا

پیڑ سے اسی لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے ۲۸ اور ان سے قسم کھائی

إِنِّي لَكُمْ مِنَ النَّاصِحِينَ ۚ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں تو اُتار لایا انھیں فریب سے ۲۹ پھر جب انھوں نے وہ پیڑ چکھا

بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَ

ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں ۳۰ اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چٹانے لگے اور

نَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ

انھیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا اور نہ فرمایا تھا کہ

الشَّيْطَانُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۚ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا ۖ وَإِنْ لَمْ

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو

تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۚ قَالِ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ

ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے فرمایا اُترو ۳۱ تم میں ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۚ قَالِ

دوسرے کا دشمن اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے فرمایا

فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تَخْرَجُونَ ۚ يَبْنِيٰ آدَمَ قَدْرًا

اسی میں جینو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے اٹھائے جاؤ گے ۳۲ اے آدم کی اولاد بیشک

أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ

ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو ۳۳ اور پرہیزگاری کا لباس

۳۴ کہ جنت میں رہو اور کبھی نہ مرو۔ ۳۵ معنی یہ ہیں کہ ابلیس ملعون نے جھوٹی قسم کھا کر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دھوکا دیا اور پہلا جھوٹی قسم

کھانے والا ابلیس ہی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو گمان بھی نہ تھا کہ کوئی اللہ کی قسم کھا کر جھوٹ بول سکتا ہے اس لئے آپ نے اس کی بات کا

اعتبار کیا۔ ۳۶ اور جتنی لباس جسم سے جُدا ہو گئے اور ان میں ایک دوسرے سے اپنا بدن چھپانے کا اس وقت تک ان صاحبوں میں سے کسی نے خود

بھی اپنا ستر نہ دیکھا تھا اور نہ اس وقت تک انہیں اس کی حاجت پیش آئی تھی۔ ۳۷ اے آدم وحواء! مع اپنی ذریت کے جو تم میں ہے ۳۸ روزِ

قیامت حساب کے لئے۔ ۳۹ یعنی ایک لباس تو وہ ہے جس سے بدن چھپایا جائے اور ستر کیا جائے اور ایک لباس وہ ہے جس سے زینت ہو اور یہ

بھی غرض صحیح ہے۔

ذَلِكَ خَيْرٌ ۖ ذَلِكُمْ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذْكُرُونَ ﴿٢٦﴾ يُبْنَىٰ أَدَمَ

وہ سب سے بھلا ۲۶ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں اے آدم کی اولاد ۲۵

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا

خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا اُتروا دیئے ان

لِبَاسُهُمَا لِيَرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا ۖ إِنَّهُ يَرَائِكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ

کے لباس کہ ان کی چیزیں انہیں نظر پڑیں بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ

لَا تَرَوْهُمْ ۖ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٧﴾

تم انہیں نہیں دیکھتے ۲۷ ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۖ

اور جب کوئی بے حیائی کریں ۲۸ تو کہتے ہیں ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ۲۷

قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى اللَّهِ مَالًا تَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾

تم فرماؤ بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں

قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۚ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ

تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اس کی عبادت کرو

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿٢٩﴾ فَرِيقًا هَدَىٰ

۲۹ (خالص) اس کے بندے ہو کر جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے ۲۹ ایک فرقے کو راہ دکھائی دے

۳۰ پر ہیز گاری کا لباس ایمان، حیا، نیک خصلتیں، نیک عمل ہیں یہ بے شک لباسِ زینت سے افضل و بہتر ہیں۔ ۳۰ شیطان کی کیا دی (مکاری) اور حضرت آدم

علیہ السلام کے ساتھ اس کی عداوت کا بیان فرما کر بنی آدم کو متنبہ اور ہوشیار کیا جاتا ہے کہ وہ شیطان کے وسوسے اور اغواء (بہکاوے) اور اس کی مکاریوں سے بچتے

رہیں جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایسی فریب کاری کر چکا ہے وہ اُن کی اولاد کے ساتھ کب درگزر کرنے والا ہے۔ ۳۱ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ایسا

ادراک دیا ہے کہ وہ انسانوں کو دیکھتے ہیں اور انسانوں کو ایسا ادراک نہیں ملا کہ وہ جنوں کو دیکھ سکیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی

راہوں میں پیر (سما) جاتا ہے۔ حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شیطان ایسا ہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے تم اُسے نہیں دیکھ سکتے تو تم ایسے سے مدد چاہو جو

اس کو دیکھتا ہو اور وہ اسے نہ دیکھ سکے یعنی اللہ کریم ستار رحیم غفار سے مدد چاہو۔ ۳۲ اور کوئی قبیح فعل یا گناہ اُن سے صادر ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ مرد و

عورت ننگے ہو کر کعبہ معظمہ کا طواف کرتے تھے۔ عطاء کا قول ہے کہ بے حیائی شرک ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر قبیح فعل اور تمام معاصی و کبائر اس میں داخل ہیں

اگرچہ یہ آیت خاص ننگے ہو کر طواف کرنے کے بارے میں آئی ہو جب کفار کی ایسی بے حیائی کے کاموں پر اُن کی مذمت کی گئی تو اس پر اُنہوں نے جو کہا وہ آگے آتا

ہے۔ ۳۳ کفار نے اپنے افعالِ قبیحہ کے دو عذر بیان کئے ایک تو یہ کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو یہی فعل کرتے پایا لہذا اُن کی اتباع میں یہ بھی کرتے ہیں یہ تو

جاہل بدکاری تقلید ہوئی اور یہ کسی صاحب عقل کے نزدیک جائز نہیں۔ تقلید کی جاتی ہے اہل علم و تقویٰ کی نہ کہ جاہل گمراہ کی۔ دوسرا عذر ان کا یہ تھا کہ اللہ نے انہیں ان

وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۚ إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ

اور ایک فریق کی گمراہی ثابت ہوئی ہے انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں

دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ۚ ﴿۳۰﴾ يَبْنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ

کو والی بنایا ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے

السُّرِفِينَ ۚ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ

اسے پسند نہیں تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے اور پاک

مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ

رزق ہے تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص

الْقِيَامَةِ ۚ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۚ ﴿۳۲﴾ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ

انہیں کی ہے ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے ہے تم فرماؤ میرے

افعال کا حکم دیا ہے یہ محض افتراء و بہتان تھا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ رد فرماتا ہے ۳۱ یعنی جیسے اس نے تمہیں نیست سے ہست کیا ایسے ہی بعد موت زندہ فرمائے گا یہ آخری زندگی کا انکار کرنے والوں پر جحمت ہے اور اس سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جب اسی کی طرف پلٹنا ہے اور وہ اعمال کی جزا دے گا تو طاعات و عبادات کو اس کے لئے خالص کرنا ضروری ہے۔ ۳۲ ایمان و معرفت کی اور انہیں طاعت و عبادت کی توفیق دی۔ ۳۳ وہ کفار ہیں ۳۴ اُن کی اطاعت کی اُن کے کہے پر چلے اُن کے حکم سے کفر و معاصی کو اختیار کیا۔ ۳۵ یعنی لباس زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا، خوشبو لگانا داخل زینت ہے۔ مسئلہ: اور سنت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو کیونکہ نماز میں رب سے مناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا، عطر لگانا مستحب جیسا کہ ستر عورت واجب ہے۔ شان نزول: مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دن میں مرد اور رات میں عورتیں سنگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں ستر چھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا اور اس میں دلیل ہے کہ ستر عورت نماز و طواف اور ہر حال میں واجب ہے۔ ۳۶ شان نزول: کلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانہ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کو حج کی تعظیم جانتے تھے مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے اس پر یہ نازل ہوا کہ کھاؤ اور پیو گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اسراف ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کی اس کو حرام کر لو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے اسراف اور تکبر سے بچتا رہ۔ مسئلہ: آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیل حرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقررہ مسلمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت ہے مگر جس پر شارع نے ممانعت فرمائی ہو اور اس کی حرمت دلیل مستقل سے ثابت ہو۔ ۳۷ خواہ لباس ہو یا اور سامان زینت ۳۸ اور کھانے پینے کی لذیذ چیزیں۔ مسئلہ: آیت اپنے عموم پر ہے ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے کہ جس کی حرمت پر نص وارد نہ ہوئی ہو۔ (خانان) تو جو لوگ توشہ گیارہویں، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ، عرس، مجالس شہادت وغیرہ کی شیرینی، بسبیل کے شربت کو ممنوع کہتے ہیں وہ اس آیت کے خلاف کر کے گنگار ہوتے ہیں اور اس کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہی بدعت و ضلالت ہے۔ ۳۹ جن سے حلال و حرام کے احکام معلوم ہوں۔ ۴۰ جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ ”وَاحِدٌ لَا شَرِيكَ لَهُ“ ہے وہ جو حرام کرے وہی حرام ہے۔

رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں وہ جو ان میں کھلی ہیں اور چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی

وَأَنْ تَشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا

اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اُتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس

لَا تَعْلَمُونَ ۝۳۲ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ

کا علم نہیں رکھتے اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے وہ تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ

سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝۳۳ لِيُنَبِّئَ أَدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ

پہنچے ہو نہ آگے اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں وہ

يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي ۚ فَسِنِ اثْقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

میری آیتیں پڑھتے تو جو پرہیزگاری کرے وہ اور سنوے وہ تو اس پر نہ کچھ خوف اور نہ

يَحْزَنُونَ ۝۳۵ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ

کچھ غم اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا وہ

أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۳۶ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَىٰ

دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے

اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمُ نَصِيبُهُمْ مِنَ الْكِتَابِ ۖ ط

اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں ان کے نصیب کا لکھا پہونچے گا وہ

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۖ قَالُوا آيِنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ

یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے وہ ان کی جان نکالنے آئیں تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم

۴۹۰ یہ خطاب مشرکین سے ہے جو برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی پاک چیزوں کو حرام کر لیتے تھے اُن سے فرمایا جاتا ہے کہ

اللہ نے یہ چیزیں حرام نہیں کیں اور اُن سے اپنے بندوں کو نہیں روکا جن چیزوں کو اس نے حرام فرمایا وہ یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے، ان میں سے بے حیائیاں

ہیں جو کھلی ہوئی ہوں یا چھپی ہوئی قوی ہوں یا فعلی۔ وہ حرام کیا وہ حرام کیا وہ وقت معین جس پر مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ ۵۳ مفسرین کے اس میں دو قول

ہیں: ایک تو یہ کہ رُسُل سے تمام مُرسِلین مراد ہیں۔ دوسرا یہ کہ خاص سید عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو تمام خلق کی طرف رسول بنائے گئے ہیں اور

صیغہ جمع تعظیم کے لئے ہے۔ ۵۴ ممنوعات سے بچے وہ طاعات و عبادات بجالائے ۵۵ یعنی جتنی عمر اور روزی اللہ نے ان کے لئے لکھ دی ہے ان کو پہنچے گی۔

۵۵ ملک الموت اور اُن کے اعوان (دوسرے مددگار فرشتے) ان لوگوں کی عمریں اور روزیاں پوری ہونے کے بعد۔

مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَيَّ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا

اللہ کے سوا پوجتے تھے کہتے ہیں وہ ہم سے گم گئے ۵۵ اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ

كُفَرِيْنَ ۚ قَالَ ادْخُلُوا فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ

کافرین ۲۷ اللہ اُن سے ۵۶ فرماتا ہے کہ تم سے پہلے جو اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی

وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۖ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعْنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ اِذَا

آگ میں گئیں انھیں میں جاؤ جب ایک گروہ ۵۷ داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے ۲۸ یہاں تک کہ جب

اِذَا رَاكُودًا فِيْهَا جَبِيْعًا ۚ قَالَتْ اُخْرَاهُمْ لَا اُولَهُمْ رَٰبِنَا هَٰؤُلَاءِ اَصْلُونَا

سب اس میں جا پڑے تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے ۲۹ اے رب ہمارے انھوں نے ہم کو بہکایا تھا

فَاَنۡتِهِمۡ عَذَابًا ۖ ضَعُفًا مِّنَ النَّارِ ۚ قَالَ لِكُلِّ ضَعْفٌ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۚ

تو انھیں آگ کا دونا (دگنا) عذاب دے فرمائے گا سب کو دونا ہے ۳۰ مگر تمہیں خبر نہیں ۳۱

وَقَالَتْ اُولٰٓئِهِمۡ لَا اُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فذُوقُوا

اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے تو تم کچھ ہم سے اچھے نہ رہے ۳۲ تو چکو

العَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۚ ۝۳۹ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوْا بِآٰتِنَا

عذاب بدلہ اپنے کئے کا ۳۳ وہ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

وَاَسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تَفْتَحْ لَّهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اور ان کے مقابل تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے ۳۴ اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں

حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَبَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۖ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۚ

جب تک سوئی کے ناکے اونٹ نہ داخل ہو ۳۵ اور مجرموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ۳۶

۵۸ ان کا کہیں نام و نشان ہی نہیں ۵۹ ان کافروں سے روز قیامت ۶۰ دوزخ میں ۶۱ جو اس کے دین پر تھا تو مشرک مشرکوں پر لعنت کریں گے اور یہود

یہودیوں پر اور نصاریٰ نصاریٰ پر ۶۲ یعنی پہلوں کی نسبت اللہ تعالیٰ سے کہیں گے ۶۳ کیونکہ پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دُوسروں کو بھی گمراہ کیا اور

پچھلے بھی ایسے ہی ہیں کہ خود گمراہ ہوئے اور گمراہوں کا ہی اتباع کرتے رہے۔ ۶۴ کہ تم میں سے ہر فریق کے لئے کیسا عذاب ہے۔ ۶۵ کفر و ضلال میں دونوں

برابر ہیں۔ ۶۶ کفر کا اور اعمال خبیثہ کا۔ ۶۷ نہ ان کے اعمال کے لئے نہ ان کی ارواح کے لئے کیونکہ ان کے اعمال و ارواح دونوں خبیث ہیں۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کفار کی ارواح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور مومنین کی ارواح کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ ابن جریر نے کہا

کہ آسمان کے دروازے نہ کافروں کے اعمال کے لئے کھولے جائیں نہ ارواح کے لئے یعنی نہ زندگی میں ان کا عمل ہی آسمان پر جاسکتا ہے نہ بعد موت روح۔ اس

آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کے یہ معنی ہیں کہ وہ خیر و برکت اور رحمت کے نزول سے محروم رہتے ہیں۔ ۶۸ اور یہ

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ط وَكَذَلِكَ نَجْزِي

انہیں آگ ہی بچھونا اور آگ ہی اوڑھنا دے اور ظالموں کو ہم ایسا ہی

الظَّالِمِينَ ۝۳۱ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا

بدلہ دیتے ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور طاقت بھر اچھے کام کئے ہم کسی پر طاقت سے زیادہ

وَسُعَهَا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۳۲ وَنَزَعْنَا مَا

بوجھ نہیں رکھتے وہ جنت والے ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا اور ہم نے ان کے

فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأُنْهَارُ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

سینوں میں سے کینے کھینچ لئے وہ ان کے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے اے سب خوبیاں اللہ کو

الَّذِي هَدَىَٰنَا هَذَا ۖ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنَّ هَدَىَٰنَا اللَّهُ ۖ لَقَدْ

جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی دے اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ نہ دکھاتا بے شک

جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ط وَنُودُوا أَن تِلْكَمُ الْجَنَّةُ أَوْ رِشْتُوهَا

ہمارے رب کے رسول حق لائے دے اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی دے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۳۳ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ

صلہ تمہارے اعمال کا اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا کہ

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ط قَالُوا

ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا دے تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے دے سچا وعدہ تمہیں دیا تھا بولے

حال تو کفار کا جنت میں داخل ہونا محال کیونکہ محال پر جو موقوف ہو وہ محال ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ کفار کا جنت سے محروم رہنا طبعی ہے۔ ۳۱۔ مخرجین سے

یہاں کفار مراد ہیں کیونکہ اوپر ان کی صفت میں آیات الہیہ کی تکذیب اور ان سے تکبر کرنے کا بیان ہو چکا ہے۔ دے یعنی اوپر نیچے ہر طرف سے آگ انہیں گھیرے

ہوئے ہے۔ دے جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبعیتیں صاف کردی گئیں اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر محبت و مودت (پیار)۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ

عنه نے فرمایا کہ یہ ہم اہل بدر کے حق میں نازل ہوا اور یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان میں سے ہوں جن

کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ”وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ“ فرمایا۔ حضرت علی مرتضیٰ کے اس ارشاد نے رضی (رافضیوں کے عقیدے) کی بیخ و بنیاد کا قلع

قلع کر دیا۔ دے مؤمنین جنت میں داخل ہوتے وقت دے اور ہمیں ایسے عمل کی توفیق دی جس کا یہ اجر و ثواب ہے اور ہم پر فضل و رحمت فرمائی اور اپنے کرم سے

عذاب جہنم سے محفوظ کیا۔ دے اور جو انہوں نے ہمیں دنیا میں ثواب کی خبریں دیں وہ سب ہم نے عیاں دیکھ لیں ان کی ہدایت ہمارے لئے کمال لطف و کرم تھا۔

۳۲۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے ایک ندا کرنے والا پکارے گا تمہارے لئے زندگانی ہے کبھی نہ مرو گے، تمہارے لئے

تندرستی ہے کبھی بیمار نہ ہو گے، تمہارے لئے عیش ہے کبھی تنگ حال نہ ہو گے۔ جنت کو میراث فرمایا گیا اس میں اشارہ ہے کہ وہ محض اللہ کے فضل سے حاصل ہوئی۔

دے اور رسولوں نے فرمایا تھا کہ ایمان و طاعت پر اجر و ثواب پاؤ گے۔ دے کفر و نافرمانی پر عذاب کا۔

نَعَمْ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۳۳﴾ الَّذِينَ

ہاں اور بیچ میں منادی نے پکار دیا کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر جو

يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں وہ اور اسے کجی چاہتے ہیں وہ آخرت کا

كُفْرًا ۚ ﴿۳۴﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ

انکار رکھتے ہیں اور جنت و دوزخ کے بیچ میں ایک پردہ ہے اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے وہ کہ دونوں فریق کو

كُلًّا بِسِيئِهِمْ ۚ وَنَادُوا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلِّمُوا عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ

ان کی پیشانیوں سے پچائیں گے اور وہ جنتیوں کو پکاریں گے کہ سلام تم پر یہ

يَدْخُلُونَهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿۳۵﴾ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ

جنت میں نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں

النَّارِ ۚ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۳۶﴾ وَنَادَى أَصْحَابُ

گی کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر اور اعراف والے

الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسَيِّئِهِمْ ۚ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جُوعُكُمْ

کچھ مردوں کو پکاریں گے جنہیں ان کی پیشانی سے پچانتے ہیں کہیں گے تمہیں کیا کام آیا تمہارا بھٹا

۳۷ اور لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں۔ ۳۸ یعنی یہ چاہتے ہیں کہ دین الہی کو بدل دیں اور جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے

مقرر فرمایا ہے اس میں تغیر ڈال دیں۔ (خازن) ۳۹ جس کو اعراف کہتے ہیں۔ ۴۰ یہ کس طبقہ کے ہوں گے اس میں بہت مختلف اقوال ہیں: ایک قول تو یہ ہے

کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں وہ اعراف پر ٹھہرے رہیں گے جب اہل جنت کی طرف دیکھیں گے تو انہیں سلام کریں گے اور دوزخیوں

کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے یا رب! ہمیں ظالم قوم کے ساتھ نہ کر۔ آخر کار جنت میں داخل کئے جائیں گے، ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں شہید ہوئے مگر

ان کے والدین ان سے ناراض تھے وہ اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے، ایک قول یہ ہے: جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے والدین میں سے ایک اُن سے راضی ہو، ایک

ناراض وہ اعراف میں رکھے جائیں گے۔ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اعراف کا مرتبہ اہل جنت سے کم ہے: مجاہد کا قول یہ ہے: اعراف میں صلحاء، فقراء، علماء

ہوں گے اور ان کا وہاں قیام اس لئے ہوگا کہ دوسرے اُن کے فضل و شرف کو دیکھیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اعراف میں انبیاء ہونگے اور وہ اس مکان عالی میں تمام

اہل قیامت پر ممتاز کئے جائیں گے اور ان کی فضیلت اور رتبہ عالیہ کا اظہار کیا جائے گا تاکہ جنتی اور دوزخی ان کو دیکھیں اور وہ ان سب کے احوال اور ثواب و عذاب

کے مقدار و احوال کا معائنہ کریں۔ ان قولوں پر اصحاب اعراف جنتیوں میں سے افضل لوگ ہوں گے کیونکہ وہ باقیوں سے مرتبہ میں اعلیٰ ہیں۔ ان تمام اقوال میں

کچھ تناقض (ٹکرائ) نہیں ہے اس لئے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ اعراف میں ٹھہرائے جائیں اور ہر ایک کے ٹھہرانے کی حکمت جداگانہ ہو۔ ۴۱ دونوں فریق

سے جنتی اور دوزخی مراد ہیں جنتیوں کے چہرے سفید اور تروتازہ ہوں گے اور دوزخیوں کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی یہی اُن کی علامتیں ہیں۔ ۴۲ اعراف والے

ابھی تک ۴۳ اعراف والوں کی ۴۴ کفار میں سے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۸﴾ أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ

اور وہ جو تم غرور کرتے تھے ۳۸ کیا یہ ہیں وہ لوگ ۳۸ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان کو اپنی رحمت کچھ

بِرَحْمَةٍ ۳۹ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿۳۹﴾

نہ کرے گا ۳۹ ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ نہ تم کو اندیشہ نہ کچھ غم

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ

اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو

أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۖ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَهْمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۴۰﴾

یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا ۴۰ کہیں گے بے شک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے

الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ

جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا ۴۱ اور دنیا کی زینت نے انہیں فریب دیا ۴۱

فَالْيَوْمَ نَنسِفُهُمْ كَمَا نَسَوُا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا ۖ وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

تو آج ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں سے

يَجْحَدُونَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً

انکار کرتے تھے ۴۱ اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے ۴۱ جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا ہدایت و رحمت

لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۴۲﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ ۖ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلَهُ

ایمان والوں کے لئے ۴۲ کا ہے کی راہ دیکھتے ہیں مگر اس کی کہ اس کتاب کا کہا ہوا انجام سامنے آئے جس دن اس کا بتایا انجام واقع ہوگا ۴۲

يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ

بول اٹھیں گے وہ جو اسے پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے ۴۳ کہ بے شک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے

۴۴ اور اہل اغواف غریب مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے کفار سے کہیں گے ۴۴ جن کو تم دنیا میں حقیر سمجھتے تھے اور ۴۴ اب دیکھ لو کہ جنت کے دائمی عیش و

راحت میں کس عزت و احترام کے ساتھ ہیں۔ ۴۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اغواف والے جنت میں چلے جائیں گے تو

دوزخیوں کو بھی طمع دامن گیر ہوگی اور وہ عرض کریں گے: یا رب! جنت میں ہمارے رشتہ دار ہیں اجازت فرما کہ ہم انہیں دیکھیں اُن سے بات کریں، اجازت دی

جائے گی تو وہ اپنے رشتہ داروں کو جنت کی نعمتوں میں دیکھیں گے اور پہچانیں گے لیکن اہل جنت ان دوزخی رشتہ داروں کو نہ پہچانیں گے کیونکہ دوزخیوں کے منہ

کالے ہوں گے، صورتیں بگڑ گئی ہوں گی تو وہ جنتیوں کو نام لے لے کر پکاریں گے کوئی اپنے باپ کو پکارے گا، کوئی بھائی کو اور کہے گا میں جل گیا مجھ پر پانی ڈالو اور

تمہیں اللہ نے دیا ہے کھانے کو، اس پر اہل جنت ۴۶ کہ حلال و حرام میں اپنی ہوائے نفس کے تابع ہوئے جب ایمان کی طرف انہیں دعوت دی گئی مخرگی

کرنے لگے۔ ۴۷ اس کی لذتوں میں آخرت کو بھول گئے۔ ۴۸ قرآن شریف ۴۸ اور وہ روز قیامت ہے۔ ۴۹ نہ اس پر ایمان لاتے تھے نہ اس کے مطابق

فَهَلْ لَنَا مِنْ شَفْعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلْ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں یا ہم واپس بھیجے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف

نَعْمَلْ ۱۰ قَدْ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۱۱

کام کریں ۱۰ بے شک انھوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں اور ان سے کھوئے گئے جو بہتان اٹھاتے تھے ۱۱

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین ۶ دن میں بنائے ۹۸ پھر

اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ۱۲ يُعْشَى اللَّيْلُ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسُ

عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۹۹ رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج

وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۱۳ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۱۴ تَبَارَكَ

اور چاند اور تاروں کو بنایا سب اُس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۱۵ اَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۱۶ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

والا ہے اللہ رب سارے جہان کا اپنے رب سے دعا کرو گزرگزارتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے

الْمُعْتَدِينَ ۱۷ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ

اُسے پسند نہیں ۱۷ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ۱۸ اس کے سنورنے کے بعد ۱۹ اور اس سے دعا کرو

عمل کرتے تھے۔ ۹۵ یعنی بجائے کفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت اور نافرمانی کے طاعت اور فرمانبرداری اختیار کریں مگر نہ انہیں شفاعت میسر آئے گی نہ

دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔ ۹۶ اور جھوٹ بکتے تھے کہ بُت خدا کے شریک ہیں اور اپنے پجاریوں کی شفاعت کریں گے اب آخرت میں انہیں معلوم ہو گیا کہ

ان کے یہ دعوے جھوٹے تھے۔ ۹۷ مع ان تمام چیزوں کے جو ان کے درمیان ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا: ”وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا

بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ“۔ ۹۸ چھ دن سے دنیا کے چھ دنوں کی مقدار مراد ہے کیونکہ یہ دن تو اس وقت تھے نہیں، آفتاب ہی نہ تھا جس سے دن ہوتا اور اللہ تعالیٰ قادر

تھا کہ ایک لمحہ میں یا اس سے کم میں پیدا فرماتا لیکن اتنے عرصہ میں اُن کی پیدائش فرمانا بہ تقاضائے حکمت ہے اور اس سے بندوں کو اپنے کاموں میں تدریج اختیار

کرنے کا سبق ملتا ہے۔ ۹۹ یہ استواء منکشا بہات میں سے ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب۔ حضرت مُزَنَّم قُدْسِ سِرِّہ نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ اَفْرِيش (کائنات) کا

خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَسْرَارِ كِتَابِهِ۔ ۱۰۰ دعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو

عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے، اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہوا: ”الِدُّعَاءُ مُسَخُّ الْعِبَادَةِ“ (یعنی دعا عبادت کا مغز ہے)

تضرع سے اظہارِ عجز و خشوع مراد ہے اور ادب دعا میں یہ ہے کہ آہستہ ہو۔ حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل

ہے۔ مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادت میں اظہارِ افضل ہے یا اخفاء، بعض کہتے ہیں کہ اخفاء افضل ہے کیونکہ وہ ریا سے بہت دور ہے، بعض کہتے ہیں کہ

اظہار افضل ہے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو رغبت عبادت پیدا ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی اپنے نفس پر پاپا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اخفاء افضل

ہے اور اگر قلب صاف ہو اندیشہ ریا نہ ہو تو اظہار افضل ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں میں اظہار افضل ہے، نماز فرض مسجد ہی میں بہتر ہے اور

خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ

ڈرتے اور طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے اور وہی ہے

الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ

کہ ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی ہے یہاں تک کہ جب اٹھالائیں

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ

بھاری بادل ہم نے اسے کسی مردہ شہر کی طرف چلایا پھر اس سے پانی اُتارا پھر اس سے

مِّنْ كُلِّ الشَّרَاطِ ۚ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

طرح طرح کے پھل نکالے اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے وہاں کہیں تم نصیحت مانو

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاتَهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبِثَ لَا يَخْرِجُ

اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا

إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ لَّا يَشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

مگر تھوڑا بمشکل ہم یونہی طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں وہاں اُن کے لئے جو احسان مانیں بیشک ہم نے

نُوحًا اِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمٍ اٰعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۚ

نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا وہ اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو وہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں وہاں

زکوٰۃ کا اظہار کر کے دینا ہی افضل ہے اور نفل عبادات میں خواہ وہ نماز ہو یا صدقہ وغیرہ ان میں اخفاء افضل ہے۔ دعا میں حد سے بڑھنا اکی طرح ہوتا ہے اس میں

سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت بلند آواز سے چیخے۔ وہاں کفر و معصیت و ظلم کر کے وہاں انبیاء کے تشریف لانے، حق کی دعوت فرمانے، احکام بیان کرنے، عدل قائم

فرمانے کے بعد۔ وہاں بارش کا۔ اور رحمت سے یہاں مینہ مراد ہے۔ وہاں جہاں بارش نہ ہوتی تھی سبزہ نہ جھاتھا۔ وہاں یعنی جس طرح مردہ زمین کو ویرانی کے بعد

زندگی عطا فرماتا اور اس کو سرسبز اور شاداب فرماتا ہے اور اس میں کھیتی درخت پھل پھول پیدا کرتا ہے ایسے ہی مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اُٹھائے گا کیونکہ جو

خشت لکڑی سے تروتازہ پھل پیدا کرنے پر قادر ہے اُسے مردوں کا زندہ کرنا کیا بعید ہے، قدرت کی یہ نشانی دیکھ لینے کے بعد عاقل، سلیم الحواس کو مردوں کے زندہ کئے

جانے میں کچھ تردید باقی نہیں رہتا۔ وہاں یہ مؤمن کی مثال ہے جس طرح عمدہ زمین پانی سے نفع پاتی ہے اور اس میں پھول پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جب

مؤمن کے دل پر قرآنی انوار کی بارش ہوتی ہے تو وہ اس سے نفع پاتا ہے ایمان لاتا ہے طاعات و عبادات سے مہلکتا پھولتا ہے۔ وہاں یہ کافر کی مثال ہے کہ جیسے

خراب زمین بارش سے نفع نہیں پاتی ایسے ہی کافر قرآن پاک سے مُنتفع (فائدہ حاصل کرنے والا) نہیں ہوتا۔ وہاں جو توحید و ایمان پر حجت و برہان ہیں۔

وہاں حضرت نوح علیہ السلام کے والد کا نام لَمَک ہے وہ ممتو شلیخ کے وہ اخنوخ علیہ السلام کے فرزند ہیں اخنوخ حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے،

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس یا پچاس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمائے گئے۔ آیات بالا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دلائل قدرت و غرائب صنعت

بیان فرمائے جن سے اس کی توحید و ربوبیت ثابت ہوتی ہے اور مرنے کے بعد اُٹھے اور زندہ ہونے کی حجت پر دلائل قاطعہ قائم کئے اس کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام کا ذکر فرماتا ہے اور اُن کے ان معاملات کا جو انہیں اُمتوں کے ساتھ پیش آئے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ فقط آپ ہی کی قوم نے

قبول حق سے اعراض نہیں کیا بلکہ پہلی اُمتیں بھی اعراض کرتی رہیں اور انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کا انجام دنیا میں ہلاک اور آخرت میں عذاب عظیم ہے اس سے

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۵۹ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا

بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۱۱۵۹ اس کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم

لَنَرِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۶۰ قَالَ يَقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَالَّةٌ وَلَكِنِّي

تمہیں گھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں

رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝۶۱ أُبَلِّغُكُمْ رَأْيِي وَأَنْصَحُ لَكُمْ

میں تو رب العالمین کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا اور تمہارا بھلا چاہتا

وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۶۲ أَوْ عَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن

اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے اور کیا تمہیں اس کا اچھٹھا (تعجب) ہوا کہ تمہارے پاس

رَأْيِكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝۶۳

تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت ۱۱۶۳ کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو

فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا

تو انہوں نے اسے ۱۱۶۴ جھٹلایا تو ہم نے اُسے اور جو ۱۱۶۵ اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو

بِأَيَّتِنَا أَنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ۝۶۴ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۝۶۵ قَالَ

ڈبو دیا ۱۱۶۴ بے شک وہ اندھا گروہ تھا ۱۱۶۵ اور عاد کی طرف ۱۱۶۶ ان کی برادری سے ہود کو بھیجا ۱۱۶۷ کہا

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۝۶۵ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝۶۵ قَالَ

اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں ۱۱۶۷ اس

ظاہر ہے کہ انبیاء کی تکذیب کرنے والے غضب الہی کے سزاوار ہوتے ہیں جو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرے گا اس کا بھی یہی انجام ہوگا۔ انبیاء

کے ان تذکروں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی زبردست دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُمی تھے پھر آپ کا ان واقعات کو تفصیلاً بیان

فرمانا بالخصوص ایسے ملک میں جہاں اہل کتاب کے علماء بکثرت موجود تھے اور سرگرم مخالفت بھی تھے ذرا سی بات پاتے تو بہت شور مچاتے وہاں حضور کا ان واقعات

کو بیان فرمانا اور اہل کتاب کا ساکت و حیران رہ جانا صریح دلیل ہے کہ آپ نبی برحق ہیں اور پروردگار عالم نے آپ پر علوم کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

۱۱۶۷ وہی مستحق عبادت ہے ۱۱۶۸ تو اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ ۱۱۶۹ روز قیامت کا یا روز طوفان کا اگر تم میری نصیحت قبول نہ کرو اور راہ راست پر نہ آؤ۔

۱۱۷۰ جس کو تم خوب جانتے اور اس کے نسب کو پہچانتے ہو۔ ۱۱۷۱ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو ۱۱۷۲ اُن پر ایمان لائے اور ۱۱۷۳ جسے حق نظر نہ آتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اُن کے دل اندھے تھے تو معرفت سے، اُن کو بہرہ نہ تھا۔ ۱۱۷۴ یہاں عاد و اولیٰ مراد ہے یہ حضرت ہود علیہ السلام

کی قوم ہے اور عاد ثانیہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے اُسی کو ثمود کہتے ہیں، ان دونوں کے درمیان سو برس کا فاصلہ ہے۔ (بہار) ۱۱۷۵ ہود علیہ السلام نے

۱۱۶۹ اللہ کے عذاب کا۔

الْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ لَنُفِثُكَ

کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں

مِنَ الْكَاذِبِينَ ۶۶ قَالَ يُقَوْمُ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ

میں گمان کرتے ہیں ۱۲۰ کہا اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ (تعلق) میں تو پروردگار

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۶۷ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۶۸

عالم کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا مُعْتَمِد خیر خواہ ہوں ۱۲۱

أَوْعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنذِرَكُمْ

اور کیا تمہیں اس کا اچھٹھا (تعجب) ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ

اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کا جانشین کیا ۱۲۲ اور تمہارے بدن کا پھیلاؤ

بَصُطَةً ۶۹ فَادْكُرُوا الْآيَةَ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ۷۰ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ

بڑھایا ۱۲۳ تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو ۱۲۴ کہ کہیں تمہارا بھلا ہو بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو ۱۲۵ کہ

اللَّهُ وَحْدَهُ وَنَدَّ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَاتَّبَعْنَا مَا لَتِ غُرُوتُ

ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ۱۲۶ ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انھیں چھوڑ دیں تو لاؤ ۱۲۷ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر

مِنَ الصَّادِقِينَ ۷۱ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَبِّكُمْ رَجْسٌ وَغَضَبٌ ۷۲

سچے کہا ۱۲۸ ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا ۱۲۹

۱۲۰ یعنی رسالت کے دعویٰ میں سچا نہیں جانتے۔ ۱۲۱ کفار کا حضرت ہود علیہ السلام کی جناب میں یہ گستاخانہ کلام کہ تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں جھوٹا گمان کرتے

ہیں انتہا درجہ کی بے ادبی اور کمینگی تھی اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا مگر آپ نے اپنے اخلاق و ادب اور شانِ علم سے جو

جواب دیا اس میں شانِ مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی اور اُن کی جہالت سے چشم پوشی فرمائی۔ اس سے دنیا کو سبق ملتا ہے کہ سُفہاء (بے وقوف) اور

بد خصال (بُرے) لوگوں سے اس طرح مخاطبہ (کلام) کرنا چاہئے مَعَ هَذَا (اس کے ساتھ) آپ نے اپنی رسالت اور خیر خواہی و امانت کا ذکر فرمایا۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اہل علم و کمال کو ضرورت کے موقع پر اپنے منصب و کمال کا اظہار جائز ہے۔ ۱۲۲ یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے ۱۲۳ اور بہت

زیادہ قوت و طولِ قامت عنایت کیا ۱۲۴ اور ایسے مُنْعَم (نعمت عطا فرمانے والے) پر ایمان لاؤ اور طاعات و عبادات بجالا کر اس کے احسان کی شکر

گزاری کرو ۱۲۵ یعنی اپنے عبادت خانہ سے۔ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کی ہستی سے علیحدہ ایک تنہائی کے مقام میں عبادت کیا کرتے تھے، جب

آپ کے پاس وحی آتی تو قوم کے پاس آکر سنا دیتے۔ ۱۲۶ بُت ۱۲۷ وہ عذاب ۱۲۸ حضرت ہود علیہ السلام نے ۱۲۹ اور تمہاری سرکشی سے تم پر

عذاب آنا واجب و لازم ہو گیا۔

أَتَجَادِلُونَنِي فِي أَسَاءِ سَيِّئُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاءُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا

کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے؟ واللہ نے ان کی کوئی

مِنْ سُلْطٰنٍ ۖ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظَرِينَ ﴿٤١﴾ فَانْجِبْنَاهُ

سند نہ اُتاری تو راستہ دیکھو ۴۱ میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں تو ہم نے اُسے اور اس

وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَّعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا

کے ساتھ والوں کو ۴۲ اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی ۴۳ اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ۴۴ تھے ان کی جڑ کاٹ دی ۴۵ اور وہ

كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۚ ﴿٤٢﴾ وَإِلَى شُودَا آخَاهُمْ صُلِحَ ۚ قَالَ يُقَوْمُوا عِبُدُوا

ایمان والے نہ تھے اور شمود کی طرف ۴۳ ان کی برادری سے صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو

۴۱ اور انہیں پوجنے لگے اور معبود ماننے لگے باوجودیکہ ان کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے اور اُلُوہیت کے معنی سے قطعاً خالی و عاری ہیں۔ ۴۲ اس عذاب الہی کا ۴۳ جو اُن کے مُنْتَجِع تھے اور ان پر ایمان لائے تھے ۴۴ اس عذاب سے جو قوم ہود پر اُترا۔ ۴۵ اور حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کرتے ۴۶ اور اس طرح ہلاک کر دیا کہ ان میں ایک بھی نہ بچا۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ قوم عاد اَحْقَاف میں رہتی تھی جو عُثْمَان و خَضِر مَوْت کے درمیان علاقہ یمن میں ایک ریگستان ہے انہوں نے زمین کو فُسْق سے بھر دیا تھا اور دنیا کی قوموں کو اپنی جفا کاریوں سے اپنے زور و قوت کے زُعم میں پامال کر ڈالا تھا یہ لوگ بُت پرست تھے اُن کے ایک بُت کا نام صُدَاء، ایک کا صُمُود، ایک کاہَب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، آپ نے اُنہیں توحید کا حکم دیا شرک و بت پرستی اور ظلم و جفا کاری کی ممانعت کی اس پر وہ لوگ منکر ہوئے آپ کی تکذیب کرنے لگے اور کہنے لگے: ہم سے زیادہ زور و رکون ہے، چند آدمی اُن میں سے حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لائے وہ تھوڑے تھے اور اپنا ایمان چھپائے رہتے تھے ان مؤمنین میں سے ایک شخص کا نام مَرْثَد بن سَعْد بن عُفْرِیْر تھا وہ اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے جب قوم نے سرکشی کی اور اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کی اور زمین میں فساد کیا اور ستم گاریوں میں زیادتی کی اور بڑی مضبوط عمارتیں بنائیں معلوم ہوتا تھا کہ اُنہیں گمان ہے کہ وہ دنیا میں ہمیشہ ہی رہیں گے جب اُن کی نوبت یہاں تک پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے بارش روک دی تین سال بارش نہ ہوئی اب وہ بہت مصیبت میں مبتلا ہوئے اور اس زمانہ میں دستور یہ تھا کہ جب کوئی بایا مصیبت نازل ہوتی تھی تو لوگ بیت اللہ الحرام میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کے دفع کی دعا کرتے تھے اسی لئے ان لوگوں نے ایک وفد بیت اللہ کو روانہ کیا اس وفد میں قَبیل بن عِزْر اور نَعِیم بن ہِزَال اور مَرْثَد بن سَعْد تھے وہی صاحب ہیں جو حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے اس زمانہ میں مکہ مکرمہ میں عمالِ حق کی سکونت تھی اور ان لوگوں کا سردار معاویہ بن بکر تھا اس شخص کا ناہنل قوم عاد میں تھا اسی علاقہ (تعلق) سے یہ وفد مکہ مکرمہ کے حوالی (گرد و نواح) میں معاویہ بن بکر کے یہاں مقیم ہوا اس نے ان لوگوں کا بہت اُکرام کیا نہایت خاطر و مدارات کی یہ لوگ وہاں شراب پیتے اور باندیوں کا ناچ دیکھتے تھے اس طرح انہوں نے عیش و نشاط میں ایک مہینہ بسر کیا معاویہ کو خیال آیا کہ یہ لوگ تو راحت میں پڑ گئے اور قوم کی مصیبت کو بھول گئے جو وہاں گرفتار بلا ہے مگر معاویہ بن بکر کو یہ خیال بھی تھا کہ اگر وہ ان لوگوں سے کچھ کہے تو شاید وہ یہ خیال کریں کہ اب اس کو میزبانی گراں گزرنے لگی ہے اس لئے اُس نے گانے والی باندی کو ایسے اشعار دیئے جن میں قوم عاد کی حاجت کا تذکرہ تھا جب باندی نے وہ نظم گائی تو ان لوگوں کو یاد آیا کہ ہم اس قوم کی مصیبت کی فریاد کرنے کے لئے مکہ مکرمہ بھیجے گئے ہیں، اب انہیں خیال ہوا کہ حرم شریف میں داخل ہو کر قوم کے لئے پانی برسنے کی دعا کریں، اس وقت مَرْثَد بن سَعْد نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہاری دعا سے پانی نہ برے گا لیکن اگر تم اپنے نبی کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تو بارش ہوگی اور اس وقت مَرْثَد نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا ان لوگوں نے مَرْثَد کو چھوڑ دیا اور خود مکہ مکرمہ جا کر دعا کی اللہ تعالیٰ نے تین اُبر (بادل) بھیجے ایک سفید ایک سرخ ایک سیاہ اور آسمان سے ندا ہوئی کہ اے قبیل! اپنے اور اپنی قوم کے لئے ان میں سے ایک اُبر اختیار کر۔ اس نے اُبر سیاہ کو اختیار کیا بایں خیال کہ اس سے بہت پانی برسے گا۔ چنانچہ وہ اُبر قوم عاد کی طرف چلا اور وہ لوگ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے مگر اس میں سے ایک ہوا چلی وہ اس شدت کی تھی کہ اونٹوں اور آدمیوں کو اڑا اڑا کر کہیں سے کہیں لے جاتی تھی یہ دیکھ کر وہ لوگ گھروں میں داخل ہوئے اور اپنے دروازے بند کر لئے مگر ہوا کی تیزی سے بچ نہ سکے اُس نے دروازے بھی اکھڑ دیئے اور ان لوگوں کو ہلاک بھی کر دیا اور قدرت الہی سے سیاہ پرندے نمودار ہوئے جنہوں نے اُن کی لاشوں کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیا حضرت ہود مؤمنین کو لے کر قوم سے جدا ہو گئے تھے اس لئے وہ سلامت

اللَّهُ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَذِهِ

پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ۱۳۵ روشن دلیل آئی ۱۳۵

نَاقَةٌ لَّكُمْ آيَةٌ فَذُرُّوْهَا تَأْكُلُ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ

اللہ کا ناکہ ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ ۱۳۶

فِيَاْخُذْكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ وَادْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن مِّن بَعْدِ

کہ تمہیں درد ناک عذاب آئے گا اور یاد کرو ۱۳۷ جب تم کو عاد کا جانشین

عَادٍ وَابَوَاكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَتَّخِثُونَ

کیا اور ملک میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو ۱۳۸ اور پہاڑوں میں

الْجِبَالِ بُيُوتًا فَادْكُرُوا الْآءَ اللَّهِ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ

مکان تراشتے ہو ۱۳۹ تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو ۱۴۰ اور زمین میں فساد چلاتے

مُفْسِدِينَ ۚ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ

نہ پھرو اس کی قوم کے تکبر والے کمزور

اسْتَضَعُوا بِالسِّنِّ امْنٌ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مَّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ط

مسلمانوں سے بولے کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں

قَالُوا إِنَّا بِنَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۚ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا

بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں ۱۴۱ متکبر بولے جس

بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كُفَرَاُونَ ۚ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ

پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے پس ۱۴۲ ناکہ کی کوچیں (قدم) کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی

رہے قوم کے ہلاک ہونے کے بعد ایمانداروں کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آخر عمر شریف تک وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ ۱۴۳ جو حجاز و شام کے

درمیان سرزمین حجر میں رہتے تھے۔ ۱۴۴ میرے صدق نبوت پر ۱۴۵ جس کا بیان یہ ہے کہ ۱۴۶ جو نہ کسی پیٹھ میں رہا نہ کسی پیٹ میں نہ کسی نر سے پیدا ہوا نہ مادہ سے نہ

حمل میں رہا نہ اس کی خلقت تدریجاً (درجہ بدرجہ پیدائش) کمال کو پہنچی بلکہ طریقہ عادیہ کے خلاف وہ پہاڑ کے ایک پتھر سے دفعتاً پیدا ہوا اس کی یہ پیدائش معجزہ ہے پھر وہ

ایک دن پانی پیتا ہے اور تمام قبیلہ ثمود ایک دن۔ یہ بھی معجزہ ہے کہ ایک ناکہ ایک قبیلہ کے برابر پی جائے اس کے علاوہ اس کے پینے کے روز اس کا دودھ دوبا جاتا تھا اور وہ

اتنا ہوتا تھا کہ تمام قبیلہ کو کافی ہو اور پانی کے قائم مقام ہو جائے یہ بھی معجزہ اور تمام وحوش و حیوانات اس کی باری کے روز پانی پینے سے باز رہتے تھے یہ بھی معجزہ۔ اتنے

معجزات حضرت صالح علیہ السلام کے صدق نبوت کی زبردست حجتیں ہیں۔ ۱۴۷ نہ مارو نہ ہکاؤ اگر ایسا کیا تو یہی نتیجہ ہوگا ۱۴۸ اے قوم ثمود! ۱۴۹ موسم گرما میں آرام

کرنے کے لئے ۱۴۳ موسم سرما کے لئے ۱۴۴ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ ۱۴۵ ان کے دین کو قبول کرتے ہیں ان کی رسالت کو مانگتے ہیں۔ ۱۴۶ قوم ثمود نے۔

وَقَالُوا يَصْلِحْ ائْتَابًا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْبُرْسَلِينَ ﴿٤٧﴾

اور بولے اے صالح ہم پرلے آؤ ۱۳۷ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَثِيئِينَ ﴿٤٨﴾ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ

تو انھیں زلزلہ نے آیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے رہ گئے تو صالح نے اُن سے منہ پھیرا ۱۳۸

وَقَالَ يَقُومُ لَقَدْ ابْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا

اور کہا اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم

تُحِبُّونَ النَّصِيحِينَ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

خیر خواہوں کے غرضی (پسند کرنے والے) ہی نہیں اور لو ط کو بھیجا ۱۳۹ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿٥٠﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ

جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی تم تو مردوں کے پاس

شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۖ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٥١﴾ وَمَا كَانَ

شہوت سے جاتے ہو ۱۴۰ عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے ۱۴۱ اور اس کی

جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ

قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان ۱۴۲ کو اپنی بستی سے نکال دو یہ

۱۴۳ وہ عذاب ۱۴۴ جبکہ انہوں نے سرکشی کی۔ منقول ہے کہ اُن لوگوں نے چہار شنبہ (بدھ) کو ناقد کی کونجیں کاٹی تھیں تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم

اس کے بعد تین روز زندہ رہو گے پہلے روز تمہارے سب کے چہرے زرد ہو جائیں گے دوسرے روز سرخ تیسرے روز سیاہ چوتھے روز عذاب آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی

ہوا اور یکشنبہ (اتوار) کو دوپہر کے قریب آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے اُن لوگوں کے دل پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔ ۱۴۵ جو حضرت ابراہیم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھتیجے ہیں آپ اہل سدوم کی طرف بھیجے گئے اور جب آپ کے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے سرزمینِ فلسطین میں نزول فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام اُردُن میں اُترے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل سدوم کی طرف مبعوث کیا آپ ان لوگوں کو

دین حق کی دعوت دیتے تھے اور فعل بد سے روکتے تھے جیسا کہ آیت شریف میں ذکر آتا ہے۔ ۱۴۶ یعنی اُن کے ساتھ بد فعلی کرتے ہو۔ ۱۴۷ کہ حلال کو چھوڑ کر

حرام میں مبتلا ہوئے اور ایسے خبیث فعل کا ارتکاب کیا۔ انسان کو شہوت بقائے نسل اور دنیا کی آبادی کے لئے دی گئی ہے اور عورتیں محل شہوت و موضع نسل بنائی گئی

ہیں کہ اُن سے بطریقہ معروف حسب اجازت شرع اولاد حاصل کی جائے، جب آدمیوں نے عورتوں کو چھوڑ کر ان کا کام مردوں سے لینا چاہا تو وہ حد سے گزر گئے

اور انہوں نے اس قوت کے مقصد صحیح کو فوت کر دیا کیونکہ مرد کو نہ حمل رہتا ہے نہ وہ بچہ جنتا ہے تو اس کے ساتھ مشغول ہونا سوائے شیطانیہ کے اور کیا ہے۔ علمائے

سیر و اخبار کا بیان ہے کہ قوم لوط کی بہتیاں نہایت سرسبز و شاداب تھیں اور وہاں غلے اور پھل بکثرت پیدا ہوتے تھے زمین کا دوسرا خطہ اس کا مثل نہ تھا اس لئے جا بجا

سے لوگ یہاں آتے تھے اور انہیں پریشان کرتے تھے ایسے وقت میں ابلیس لعین ایک بوڑھے کی صورت میں نمودار ہوا اور اُن سے کہنے لگا کہ اگر تم مہمانوں کی اس

کثرت سے نجات چاہتے ہو تو جب وہ لوگ آئیں تو ان کے ساتھ بد فعلی کرو اس طرح یہ فعل بد انہوں نے شیطان سے سیکھا اور ان میں رائج ہوا۔ ۱۴۸ یعنی

حضرت لوط اور اُن کے تبعین۔

أَنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٨٢﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۖ كَانَتْ مِنَ

لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں ۱۵۳ تو ہم نے اسے ۱۵۴ اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت وہ رہ جانے

الْغَرِيرِينَ ﴿٨٣﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

والوں میں ہوئی ۱۵۵ اور ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا ۱۵۶ تو دیکھو کیا انجام ہوا

الْمُجْرِمِينَ ﴿٨٤﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۖ قَالَ يَبْنَؤُا

مجرموں کا ۱۵۷ اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا ۱۵۸ کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت

اللَّهِ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا

کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی ۱۵۹ تو

الْكَيْلَ وَالْبِزَانَ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَفْسِدُوا فِي

ناپ اور تول پوری کرو اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو ۱۶۰ اور زمین میں

الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۖ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَ

انتظام کے بعد فساد نہ پھیلاؤ یہ تمہارا بھلا ہے اگر ایمان لاؤ اور

لَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَن

ہر راستے پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گروں کو ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے انھیں روکو ۱۶۱ جو

أَمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَرَكُم

اس پر ایمان لائے اور اس میں کبھی چاہو (ٹیڑھا راستہ ڈھونڈو) اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھا دیا ۱۶۲

وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨٦﴾ وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ

اور دیکھو ۱۶۳ فسادیوں کا کیا انجام ہوا اور اگر تم میں ایک گروہ

۱۵۳ اور پاکیزگی ہی اچھی ہوتی ہے وہی قابل مدح ہے لیکن اس قوم کا ذوق اتنا خراب ہو گیا تھا کہ انہوں نے اس صفت مدح کو عیب قرار دیا۔ ۱۵۴ یعنی حضرت

لوط علیہ السلام کو ۱۵۵ وہ کافر تھی اور اس قوم سے محبت رکھتی تھی۔ ۱۵۶ عجیب طرح کا جس میں ایسے پتھر برسے کہ گندھک اور آگ سے مرکب تھے۔ ایک قول یہ

ہے کہ بستی میں رہنے والے جو وہاں مقیم تھے وہ تو زمین میں دھنسا دیئے گئے اور جو سفر میں تھے وہ اس بارش سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۵۷ مجاہد نے کہا کہ حضرت جبریل

علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے اپنا بازو قوم لوط کی بستیوں کے نیچے ڈال کر اس جگہ کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب پہنچ کر اس کو اوندھا کر کے گرا دیا اس کے

بعد پتھروں کی بارش کی گئی۔ ۱۵۸ حضرت شعیب علیہ السلام نے ۱۵۹ جس سے میری نبوت و رسالت یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے، اس دلیل سے معجزہ مراد ہے۔

۱۶۱ اُن کے حق دیانت داری کے ساتھ پورے پورے ادا کرو۔ ۱۶۲ اور دین کا اتباع کرنے میں لوگوں کے لئے سب راہ (رکاوٹ) نہ بنو۔ ۱۶۳ تمہاری تعداد

اٰمَنُوْا بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى

اس پر ایمان لایا جو میں لے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے نہ مانا ۱۶۴ تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ

يُحْكَمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

اللہ ہم میں فیصلہ کرے ۱۶۵ اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ۱۶۶

زیادہ کردی تو اس کی نعمت کا شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ ۱۶۳ پہنچاؤ عبرت پچھلی اُمتوں کے احوال اور گزرے ہوئے زمانوں میں سرکشی کرنے والوں کے انجام و مال دیکھو اور سوچو ۱۶۴ یعنی اگر تم میری رسالت میں اختلاف کر کے دو فرقے ہو گئے ایک فرقے نے مانا اور ایک منکر ہوا ۱۶۵ کہ تصدیق کرنے والے ایمانداروں کو عزت دے اور اُن کی مدد فرمائے اور جھٹلانے والے منکرین کو ہلاک کرے اور انہیں عذاب دے۔ ۱۶۶ کیونکہ وہ حاکم حقیقی ہے۔

اٰمَنُوْا مَعَكُمْ مِنْ قُرَيْبِنَاۙ اَوْ لَتَعُوْدُنَّۙ فِىۤ مِلَّتِنَاۙ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا

كَرِهِينَ ﴿٨٨﴾ قَدْ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ

نَجِّنَا اللَّهُ مِنْهَا ۖ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

رَبُّنَا ۖ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۖ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۖ رَبَّنَا افْتَحْ

يُنْشَاوَبَيْنَ قَوْمًا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَتَحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِيَنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذَا الْخِسرُونَ ﴿٩﴾

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّحْفَةُ فَأَصْحَوْا فِي دَارِهِمْ حُشِينَ ﴿٩١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا

۱۶۸۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ۱۶۸ حاصل مطلب یہ ہے کہ ہم تمہارا دین نہ قبول کریں گے اور اگر تم نے ہم پر جبر کیا جب بھی نہ مانیں گے کیونکہ ۱۶۹ اور تمہارے دین باطل کے فُتْح (عیب) و فساد کا علم دیا ہے۔ ۱۷۰ اور اس کو ملاک کرنا منظور ہو اور ایسا ہی مقدر ہو۔ ۱۷۱ اے تمام امور میں وہی ہمیں ایمان و ثبات

وے مراد اس سے یہ ہے کہ ان پر ایسا عذاب نازل فرما جس سے ان کا باطل پر ہونا اور حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے متبعین کا حق پر ہونا ظاہر ہو۔ **۳۱** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر جہنم کا دروازہ کھولا اور ان پر دوزخ کی شید گری بھیجی جس سے سانس بند ہو گئے، اب نہ انہیں سایہ

اللہ تعالیٰ نے ایک ابر (بادل) بھیجا جس میں نہایت سرد اور خوشگوار ہوا تھی اس کے سایہ میں آئے اور ایک نے دوسرے کو پکار پکار کر جمع کر لیا، مرد و عورتیں بچے سب مجتمع ہو گئے تو وہ حکم الہی آگ بن کر بھڑک اٹھا اور وہ اس میں اس طرح جل گئے جیسے بھڑا (بھٹی) میں کوئی چیز جھین جاتی ہے۔ قوادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ہوئے اور ایک ہولناک آواز سے ہلاک ہو گئے۔

والے گویا ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے شعیب کو جھٹلانے والے وہی

تباهی میں پڑے تو شعیب نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا

اور تمہارے بھلے نصیحت کی ۱۵۱ تو کیونکر غم کروں کافروں کا اور نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں

کوئی نبی ﷺ مگر یہ کہ اس کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں پکڑا دے کہ وہ کسی طرح زاری (عاجزی) کریں ۱۷۱

پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی بدل دی ۱۷؎ یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے ۱۸؎ اور بولے بے شک ہمارے باپ دادا کو

رنج و راحت پہنچے تھے ۱۸۱ تو ہم نے انہیں اچانک ان کی غفلت میں پکڑ لیا ۱۸۲ اور اگر

بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے ۱۸۳ تو ضرور ہم اُن پر آسمان اور زمین سے برکتیں

کھول دیتے ۱۸۴۰ مگر انھوں نے تو جھٹایا ۱۸۵۲ تو ہم نے انھیں ان کے کئے پر گرفتار کیا ۱۸۶۲ کیا بستیوں والے ۱۸۶۲

الْمَنْزِلُ الثَّانِي ﴿ 2 ﴾

الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿٩٤﴾ أَوْ أَمِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ

نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب وہ سوتے ہوں یا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ

أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يُلْعَبُونَ ﴿٩٥﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ

ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں ﴿۹۵﴾ کیا اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر ہیں ﴿۹۶﴾ تو اللہ کی خفی تدبیر

مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩٦﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ

سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے ﴿۹۶﴾ اور کیا وہ جو زمین کے مالکوں کے بعد اس کے

الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَوْ نَشَاءُ أَصْبْنُهُمْ بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَ

وارث ہوئے انہیں اتنی ہدایت نہ ملی کہ ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں پر آفت پہنچائیں ﴿۹۷﴾ اور

نُطَبِّعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٩٧﴾ تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ

ہم ان کے دلوں پر مہر کرتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سنے ﴿۹۷﴾ یہ بستیاں ہیں ﴿۹۸﴾ جن کے

عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۚ فَمَا

احوال ہم تمہیں سناتے ہیں ﴿۹۸﴾ اور بے شک ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں ﴿۹۹﴾ لے کر آئے تو وہ ﴿۱۰۰﴾

كَانُوا يَوْمِنَا كَاذِبِينَ ﴿٩٩﴾ كَذِبُوا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ

اس قابل نہ ہوئے کہ وہ اس پر ایمان لاتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ﴿۹۹﴾ اللہ یونہی چھاپ (مہر) لگا دیتا ہے کافروں

الْكُفْرِينَ ﴿١٠٠﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ ۚ وَإِنْ وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ

کے دلوں پر ﴿۱۰۰﴾ اور ان میں اکثر کو ہم نے قول (وعدے) کا سچا نہ پایا ﴿۱۰۱﴾ اور ضرور ان میں اکثر کو

لَفُسَقِينَ ﴿١٠١﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَ

بے حکم ہی پایا پھر ان ﴿۱۰۱﴾ کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانوں ﴿۱۰۲﴾ کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں

﴿۱۰۲﴾ اور عذاب کے آنے سے غافل ہوں ﴿۱۰۳﴾ اور اس کے ڈھیل دینے اور دنیوی نعمت دینے پر مغرور ہو کر اس کے عذاب سے بے فکر ہو گئے ہیں ﴿۱۰۴﴾ اور اس

کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں رجب بن خثیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا کیا سبب ہے میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں فرمایا

اے نور نظر تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سبب عذاب نہ ہو۔ ﴿۱۰۵﴾ جیسا کہ ہم نے ان کے موروثوں (ورثہ چھوڑنے والوں) کو

ان کی نافرمانی کے سبب ہلاک کیا۔ ﴿۱۰۶﴾ اور کوئی پند و نصیحت نہیں مانتے۔ ﴿۱۰۷﴾ قوم حضرت نوح اور عاد و ثمود اور قوم حضرت لوط و قوم حضرت شعیب کی۔ ﴿۱۰۸﴾ تاکہ

معلوم ہو کہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اپنے دشمنوں یعنی کافروں کے مقابلہ میں مدد کیا کرتے ہیں۔ ﴿۱۰۹﴾ یعنی معجزات باہرات (زبردست

معجزات)۔ ﴿۱۱۰﴾ تادم مرگ۔ ﴿۱۱۱﴾ اپنے کفر و تکذیب پر جے ہی رہے۔ ﴿۱۱۲﴾ جن کی نسبت اس کے علم میں ہے کہ کفر پر قائم رہیں گے اور کبھی ایمان نہ لائیں

گے۔ ﴿۱۱۳﴾ انہوں نے اللہ کے عہد پورے نہ کئے اُن پر جب کبھی کوئی مصیبت آتی تو عہد کرتے کہ یارب! تو اگر اس سے ہمیں نجات دے تو ہم ضرور ایمان لائیں

مَلَأَ بِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ

کی طرف بھیجا تو انھوں نے ان نشانوں پر زیادتی کی ۲۰۱ تو دیکھو کیسا انجام ہوا مفسدوں (فساد کرنے والوں) کا اور موسیٰ

مُوسَىٰ يَفِرُّ عَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٣﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَا

نے کہا اے فرعون میں پروردگار عالم کا رسول ہوں مجھے سزاوار (مناسب یہی) ہے کہ

أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ ۚ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ

اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات ۲۰۲ میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں ۲۰۳ تو تو بنی اسرائیل

مَعِيَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَآتِ بِهَا إِنْ كُنْتَ

کو میرے ساتھ چھوڑ دے ۲۰۴ بولا اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے ہو تو لاؤ اگر

مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٦﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ

سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک ظاہر اژدھا ہو گیا ۲۰۵ اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا

فَإِذَا هِيَ بِيَضَاءٍ لِلنَّظَرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا

تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا ۲۰۶ قوم فرعون کے سردار بولے یہ تو ایک

لَسِحْرٍ عَلَيْنَا ۚ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ ۚ فَإِذَا تَأْمُرُونَ ﴿١٠٩﴾

علم والا جادوگر ہے ۲۰۷ تمہیں تمہارے ملک ۲۰۸ سے نکالا چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے

قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ

بولے انھیں اور ان کے بھائی ۲۱۰ کو ٹھہرا اور شہروں میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دے کہ ہر علم والے

گے پھر جب نجات پاتے عہد سے پھر جاتے۔ (مدارک) ۲۱۱ انبیاء مذکورین۔ ۲۱۲ یعنی معجزات و اضمحاث مثل ید بیضا وعصا وغیرہ۔ ۲۱۳ انہیں جھٹلایا اور کفر کیا۔

۲۱۴ کیونکہ رسول کی یہی شان ہے وہ کبھی غلط بات نہیں کہتے اور تبلیغ رسالت میں ان کا کذب ممکن نہیں۔ ۲۱۵ جس سے میری رسالت ثابت ہے اور وہ نشانی

معجزات ہیں۔ ۲۱۶ اور اپنی قید سے آزاد کر دے تاکہ وہ میرے ساتھ ارض مقدسہ میں چلے جائیں جو ان کا وطن ہے۔ ۲۱۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدھا بن گیا زرد رنگ منہ کھولے ہوئے زمین سے ایک میل اونچا اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور

ایک جڑا اُس نے زمین پر رکھا اور ایک قصر شاہی کی دیوار پر پھر اُس نے فرعون کی طرف رخ کیا تو فرعون اپنے تخت سے کود کر بھاگا اور ڈر سے اس کی ریح نکل گئی

اور لوگوں کی طرف رخ کیا تو ایسی بھاگ پڑی کہ ہزاروں آدمی آپس میں پھیل کر مر گئے فرعون گھر میں جا کر چیخنے لگا: اے موسیٰ! تمہیں اس کی قسم جس نے تمہیں رسول

بنایا اس کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لاتا ہوں اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اٹھالیا تو وہ مثل سابق عصا تھا۔ ۲۱۸

اور اس کی روشنی اور چمک نور آفتاب پر غالب ہو گئی۔ ۲۱۹ جس نے جادو سے نظر بندی کی اور لوگوں کو عصا اژدھا نظر آنے لگا اور گندی رنگ کا ہاتھ آفتاب سے زیادہ

روشن معلوم ہونے لگا۔ ۲۲۰ مصر ۲۱۱ حضرت ہارون۔

سُحْرٍ عَلَيْهِمْ ۝۱۱۲ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا

جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ۱۱۲ اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے کچھ ہمیں انعام ملے گا اگر

نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝۱۱۳ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝۱۱۴ قَالُوا يَمُوسَىٰ

ہم غالب آئیں ۱۱۳ بولا ہاں اور اس وقت تم مقرب ہو جاؤ گے بولے اے موسیٰ

إِمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ۝۱۱۵ قَالَ أَتَقْوٰ۟ا فَلَٰمَآ

یا تو ۱۱۵ آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے ہوں ۱۱۵ کہا تمہیں ڈالو ۱۱۵ جب

الْقَوٰ۟ا سَحَرُوْا أَعْيَنَ النَّاسِ وَاسْتَزْهَبُوْهُمُ وَجَاءَ وَبِسُحْرِ عَظِيمٍ ۝۱۱۶ وَ

انہوں نے ڈال ڈالا ۱۱۶ لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا اور بڑا جادو لائے اور

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۚ ۝۱۱۷

ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ وہ ان کی بناؤں کو نکلنے لگا ۱۱۷

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ ۝۱۱۸ فَعَلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا

تو حق ثابت ہوا اور ان کا کام باطل ہوا تو یہاں وہ مغلوب پڑے اور ذلیل

طُغْرَيْنَ ۚ ۝۱۱۹ وَأَلْقَى السَّحَرَةُ سُجَّدِينَ ۚ ۝۱۲۰ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ ۝۱۲۱

ہو کر پلٹے اور جادوگر سجدے میں گرا دیئے گئے ۱۲۰ بولے ہم ایمان لائے جہان کے رب پر

رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ ۝۱۲۲ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذِنَ لَكُمْ ۚ

جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا فرعون بولا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں

۱۲۲ جو سحر میں ماہر ہو اور سب سے فائق چنانچہ لوگ روانہ ہوئے اور اطراف و بلاد میں تلاش کر کے جادوگروں کو لے آئے۔ ۱۲۲ پہلے اپنا عصا۔ ۱۲۲ جادوگروں

نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ادب کیا کہ آپ کو مقدم کیا اور بغیر آپ کی اجازت کے اپنے عمل میں مشغول نہ ہوئے اس ادب کا عوض (بدلہ) انہیں یہ ملا

کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان و ہدایت کے ساتھ شرف کیا۔ ۱۲۲ یہ فرمانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس لئے تھا کہ آپ ان کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے اور اعتماد

کامل رکھتے تھے کہ اُن کے معجزے کے سامنے سحر ناکام و مغلوب ہوگا۔ ۱۲۵ اپنا سامان جس میں بڑے بڑے اور شہتیر تھے تو وہ اُڑ رہے نظر آنے لگے اور میدان

اُن سے بھر معلوم ہونے لگا۔ ۱۲۶ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ایک عظیم الشان اُڑ دبا بن گیا۔ ابن زید کا قول ہے کہ یہ اجتماع اسکندر یہ میں

ہوا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُڑ رہے کی دُور سمندر کے پار پہنچ گئی تھی وہ جادوگروں کی سحر کار یوں کو ایک ایک کر کے نکل گیا اور تمام رستے دھکے جو انہوں

نے جمع کئے تھے جو تین سواونٹ کا بار تھے سب کا خاتمہ کر دیا جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دوست مبارک میں لیا تو پہلے کی طرح عصا ہو گیا اور اس کا حجم اور

وزن اپنے حال پر رہا، یہ دیکھ کر جادوگروں نے پہچان لیا کہ عصائے موسیٰ سحر نہیں اور قدرت بشری ایسا کرشمہ نہیں دکھا سکتی، ضرور یہ امر سامی ہے، یہ بات سمجھ کر وہ

”اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ“ (ہم ایمان لائے جہان کے رب پر) کہتے ہوئے سجدے میں گر گئے۔ ۱۲۲ یعنی یہ معجزہ دیکھ کر ان پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار سجدے

میں گر گئے، معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے پیشانیاں پکڑ کر زمین پر لگا دیں۔

اِنَّ هَذَا الْمَكْرَ مَكْرٌ تُسَوُّهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا اَهْلَهَا فَسَوْفَ

یہ تو بڑا جمل (مکرو فریب) ہے جو تم سب نے ۲۱۸ شہر میں پھیلا دیا ہے کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو ۲۱۹ تو اب

تَعْلَبُوْنَ ۱۲۳ لَا قُطْعَنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلُكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَا صَلْبَ لَكُمْ

جان جاؤ گے ۲۲۰ قسم ہے کہ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو

اَجْعَلِيْنَ ۱۲۴ قَالُوْا اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۱۲۵ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا اِلَّا اَنْ

سولی دوں گا ۲۲۱ بولے ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں ۲۲۲ اور تجھے ہمارا کیا برا لگا بھی نہ کہ

اَمَّا بَايْتَ رَبِّنَا لَبَّا جَاءَتْنَا رَبَّنَا اَفِرْغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا

ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے جب وہ ہمارے پاس آئیں اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے ۲۲۳ اور ہمیں

مُسْلِمِيْنَ ۱۲۶ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوسٰى وَقَوْمَهُ

مسلمان اٹھا ۲۲۴ اور قوم فرعون کے سردار بولے کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لیے چھوڑتا ہے

لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَالْهَيْكَلُ ۱۲۷ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَاءَهُمْ

کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں ۲۲۵ اور موسیٰ تجھے اور تیرے ٹھہرائے ہوئے معبودوں کو چھوڑ دے ۲۲۶ بولا اب ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے

وَنَسْتَحْيِ نِسَاءَهُمْ ۱۲۸ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ ۱۲۹ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ

اور ان کی بیٹیاں زندہ رکھیں گے اور ہم بے شک ان پر غالب ہیں ۲۲۷ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا

۲۱۸ یعنی تم نے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب نے متفق ہو کر ۲۱۹ اور خود اس پر مسلط ہو جاؤ۔ ۲۲۰ کہ میں تمہارے ساتھ کس طرح پیش آتا ہوں۔

۲۲۱ نیل کے کنارے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دنیا میں پہلا سولی دینے والا پہلا ہاتھ پاؤں کاٹنے والا فرعون ہے۔ فرعون کی اس گفتگو پر

جادوگروں نے یہ جواب دیا جو آگلی آیت میں مذکور ہے: ۲۲۲ تو ہمیں موت کا کیا غم کیونکہ مرکز ہمیں اپنے رب کی لقاء (ملاقات و دیدار) اور اس کی رحمت نصیب

ہوگی اور جب سب کو اسی کی طرف رجوع کرنا ہے تو وہ خود ہمارے تیرے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ ۲۲۳ یعنی ہم کو صبر کامل تام عطا فرما اور اس کثرت سے عطا فرما

جیسے پانی کسی پرائیڈل دیا جاتا ہے۔ ۲۲۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ لوگ دن کے اوّل وقت میں جادوگر تھے اور اسی روز آخر وقت میں شہید۔

۲۲۵ یعنی مصر میں تیری مخالفت کریں اور وہاں کے باشندوں کا دین بدلیں اور یہ انہوں نے اس لئے کہا تھا کہ ساحروں کے ساتھ چھ لاکھ آدمی ایمان لے آئے

تھے۔ (مدارک) ۲۲۶ کہ نہ تیری عبادت کریں نہ تیرے مقرر کئے ہوئے معبودوں کی۔ سدی کا قول ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے لئے بت بنوا دیئے تھے اور ان کی

عبادت کرنے کا حکم دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تمہارا بھی رب ہوں اور ان بچوں کا بھی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ فرعون ذہری تھا یعنی ”صالح عالم کے وجود کا منکر“

اس کا خیال تھا کہ عالم سفلی کے مدبر کو اکب ہیں اسی لئے اُس نے ستاروں کی صورتوں پر بت بنوائے تھے، اُن کی خود بھی عبادت کرتا تھا اور دوسروں کو بھی اُن کی

عبادت کا حکم دیتا تھا اور اپنے آپ کو موطاع و مخدوم (سردار و مالک) زمین کا کہتا تھا اسی لئے ”اَنَا رَبُّكُمْ الْاَعْلٰی“ (میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں) کہتا تھا۔

۲۲۷ قوم فرعون کے سرداروں نے فرعون سے یہ جو کہا تھا کہ کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں، اس سے ان کا مطلب

فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور آپ کی قوم کے قتل پر ابھارنا تھا، جب انہوں نے ایسا کیا تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو نزول عذاب کا خوف دلایا

اور فرعون اپنی قوم کی خواہش پر قدرت نہیں رکھتا تھا کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مجرے کی قوت سے مرعوب ہو چکا تھا اسی لئے اُس نے اپنی قوم سے یہ کہا

اُسْتَعِيْزُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ قَدْ يُورِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ

اللہ کی مدد چاہو ۲۲۹ اور صبر کرو ۲۲۹ بے شک زمین کا مالک اللہ ہے ۲۲۹ اپنے بندوں میں جسے چاہے

عِبَادَهٗ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْا اَوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيْنَا وَ

وارث بنائے ۲۲۸ اور آخر میدان پر ہیزگاروں کے ہاتھ ہے ۲۲۸ بولے ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے پہلے ۲۲۸ اور

مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ط قَالَ عَسَى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوْكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ

آپ کے تشریف لانے کے بعد ۲۲۹ کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور اس کی جگہ

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ؕ ﴿۱۲۹﴾ وَ لَقَدْ اَخَذْنَا اِلٰ فِرْعَوْنَ

زمین کا مالک تمہیں بنائے پھر دیکھے کیسے کام کرتے ہو ۲۲۹ اور بے شک ہم نے فرعون والوں کو

بِالسِّنِيْنَ وَنَقَصِ مِنَ الشَّرْبِ لَعَلَّهُمْ يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَاءَتْهُمْ

برسوں کے قحط اور پھلوں کے گھٹانے سے پکڑا ۲۳۰ کہ کہیں وہ نصیحت مانیں ۲۳۰ تو جب انہیں بھلائی

الْحَسَنَةُ قَالُوْا النَّاهِيْهٖ ج وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّتَّخِذُوْا بِمُوسٰى وَمَنْ

ممتی ۲۳۰ کہتے یہ ہمارے لئے ہے ۲۳۰ اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں سے

مَعَهٗ ط اِلَّا اِنَّمَا طَرَفُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا

بدشگونی لیتے ۲۳۱ ان لوگوں کے نصیبہ (مقدّر) کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے ۲۳۱ لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں اور بولے

کہ ہم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کریں گے لڑکیوں کو چھوڑ دیں گے اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اس طرح قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعداد گھٹا کر ان کی

قوت کم کریں گے اور عوام میں اپنا بھرم رکھنے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کہ ہم بیشک اُن پر غالب ہیں لیکن فرعون کے اس قول سے کہ ہم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کریں

گے بنی اسرائیل میں کچھ پریشانی پیدا ہو گئی اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی شکایت کی، اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے یہ فرمایا (جو اس کے بعد آتا ہے) ۲۲۸ وہ کافی ہے۔ ۲۲۹ مصیبتوں اور بلاؤں پر اور گھبراؤ نہیں ۲۳۰ اور زمین مصر بھی اس میں داخل ہے۔ ۲۳۱ یہ فرما کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توقع (امید) دلائی کہ فرعون اور اس کی قوم ہلاک ہوگی اور بنی اسرائیل اُن کی زمینوں اور شہروں کے مالک ہوں گے۔

۲۳۲ انہیں کے لئے فتح و ظفر ہے اور انہیں کے لئے عاقبت محمودہ۔ ۲۳۳ کہ فرعون اور فرعونوں نے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر رکھا تھا اور لڑکوں کو بہت

زیادہ قتل کیا تھا ۲۳۴ کہ اب وہ پھر ہماری اولاد کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو ہماری مدد کب ہوگی اور یہ مصیبتیں کب دفع کی جائیں گی۔ ۲۳۵ اور کس طرح شکر نعمت بجا

لاتے ہو۔ ۲۳۶ اور فقر و فاقہ کی مصیبت میں گرفتار کیا۔ ۲۳۷ اور کفر و معصیت سے باز آئیں۔ فرعون نے اپنی چار سو برس کی عمر میں سے تین سو بیس سال تو اس آرام

کے ساتھ گزارے تھے کہ اس مدت میں کبھی درد یا بخار یا بھوک میں مبتلا ہی نہیں ہوا اب قحط سالی کی سختی اُن پر اس لئے ڈالی گئی کہ وہ اس سختی ہی سے خدا کو یاد کریں اور

اس کی طرف متوجہ ہوں لیکن وہ کفر میں اس قدر راسخ (پختہ) ہو چکے تھے کہ ان تکلیفوں سے بھی ان کی سرکشی ہی بڑھتی رہی۔ ۲۳۸ اور آزمانی و فراغی (یعنی پھلوں کی

کثرت) و امن و عافیت ہوتی ۲۳۹ یعنی ہم اس کے مستحق ہی ہیں اور اس کو اللہ کا فضل نہ جانتے اور شکر الہی نہ بجالاتے۔ ۲۴۰ اور کہتے کہ یہ بلائیں اُن کی وجہ سے

پہنچیں اگر یہ نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں نہ آتیں۔ ۲۴۱ جو اس نے مقدر کیا ہے وہی پہنچتا ہے اور یہ اُن کے کفر کے سبب ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ

بڑی شامت تو وہ ہے جو اُن کے لئے اللہ کے یہاں ہے یعنی عذاب دوزخ۔

مَهَبَاتُ تَابِهِ مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَّا بِهَا ۖ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾

تم کیسی بھی نشانی لے کر ہمارے پاس آؤ کہ ہم پر اس سے جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں ۲۲۲

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالْدَّمَ

تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان ۲۲۳ اور میڑی (بڈی) اور گھن (کھنسی یا جوئیں) اور مینڈک اور خون

۲۲۲ جب اُن کی سرکشی یہاں تک پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کے حق میں بددعا کی، آپ متجانب الدعوات تھے، دُعا قبول ہوئی۔ ۲۲۳ جب جادوگروں

کے ایمان لانے کے بعد بھی فرعون نے اپنے کفر و سرکشی پر جھڑپیں کرتے رہے تو اُن پر آیات الہیہ پیاپے (لگاتار) وارد ہونے لگیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا

کی تھی کہ یارب فرعون زمین میں بہت سرکش ہو گیا اور اس کی قوم نے عہد شکنی کی، انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کر جو ان کے لئے سزا ہو اور میری قوم اور بعد والوں

کے لئے عبرت، تو اللہ تعالیٰ نے طوفان بھیجا برآیا، اندھیرا ہوا، کثرت سے بارش ہونے لگی قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا، یہاں تک کہ وہ اس میں کھڑے رہ

گئے اور پانی اُن کی گردنوں کی ہنسلوں تک آ گیا، اُن میں سے جو بیٹھا ڈوب گیا، نہ ابل سکتے تھے نہ کچھ کام کر سکتے تھے۔ سنبڑے سے سنبڑے (یعنی ایک ہفتے سے اگلے ہفتے) تک

سات روز تک اسی مصیبت میں مبتلا رہے اور باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل کے گھرانے کے گھروں سے متصل تھے اُن کے گھروں میں پانی نہ آیا جب یہ لوگ عاجز ہوئے

تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: ہمارے لئے دُعا فرمائیے کہ یہ مصیبت رفع ہو تو ہم آپ پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا فرمائی طوفان کی مصیبت رفع ہوئی، زمین میں وہ سرسبز و شادابی آئی جو پہلے نہ دیکھی تھی کھیتاں خوب ہوئیں درخت خوب پھلے تو

فرعون نے کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے۔ ایک مہینہ تو عافیت سے گزرا پھر اللہ تعالیٰ نے میڑی بھیجی، وہ کھیتاں اور پھل، درختوں کے پتے، مکانوں کے

دروازے، چھتیں، تختے، سامان حتیٰ کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں اور قبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں اور بنی اسرائیل کے یہاں نہ گئیں اب قبطیوں نے پریشان ہو کر

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دُعا کی درخواست کی، ایمان لانے کا وعدہ کیا، اس پر عہد و پیمان کیا، سات روز یعنی شنبہ سے شنبہ تک میڑی کی مصیبت میں مبتلا رہے

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے نجات پائی کھیتاں اور پھل جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ ہمیں کافی ہیں، ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے چنانچہ

ایمان نہ لائے عہد و پیمان کیا اور اپنے اعمال خبیثہ میں مبتلا ہو گئے۔ ایک مہینہ عافیت سے گزرا پھر اللہ تعالیٰ نے قُمَّل بھیجے۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے

ہیں کہ قُمَّل گھن ہے، بعض کہتے ہیں جوں، بعض کہتے ہیں ایک اور چھوٹا سا کیڑا ہے، اس کیڑے نے جو کھیتاں اور پھل باقی رہے تھے وہ کھالے کیڑوں میں گھس جاتا

تھا اور جلد کو کاٹتا تھا، کھانے میں بھر جاتا تھا، اگر کوئی دس بوری گیہوں چکی پر لے جاتا تو تین سیر واپس لاتا، باقی سب کیڑے کھا جاتے۔ یہ کیڑے فرعونوں کے بال،

بھنوس، بلیکس چاٹ گئے۔ جسم پر چچک کی طرح بھر جاتے، سونا دشوار کر دیتا تھا، اس مصیبت سے فرعون نے جیج پڑے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض

کیا ہم توبہ کرتے ہیں، آپ اس بلا کے دفع ہونے کی دُعا فرمائیے چنانچہ سات روز کے بعد یہ مصیبت بھی حضرت کی دُعا سے رفع ہوئی لیکن فرعونوں نے پھر عہد شکنی

کی اور پہلے سے زیادہ خبیثہ تر عمل شروع کئے۔ ایک مہینہ امن میں گزرنے کے بعد پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مینڈک بھیجے

اور یہ حال ہوا کہ آدمی بیٹھتا تھا تو اس کی مجلس میں مینڈک بھر جاتے تھے بات کرنے کے لئے منہ کھولتا تو مینڈک گود کر منہ میں پہنچتا۔ ہانڈیوں میں مینڈک، کھانوں

میں مینڈک، چولہوں میں مینڈک بھر جاتے تھے آگ بجھ جاتی تھی، لیتے تھے تو مینڈک اُپر سوار ہوتے تھے، اس مصیبت سے فرعون نے رو پڑے اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے عرض کیا اب کی بار ہم کئی توبہ کرتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے عہد و پیمان لے کر دعا کی تو سات روز کے بعد یہ مصیبت بھی دفع ہوئی اور

ایک مہینہ عافیت سے گزرا لیکن پھر انہوں نے عہد توڑ دیا اور اپنے کفر کی طرف لوٹے پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بددعا فرمائی تو تمام کنوؤں کا پانی نہروں

اور چشموں کا پانی دریائے نیل کا پانی غرض ہر پانی ان کے لئے تازہ خون بن گیا۔ انہوں نے فرعون سے اس کی شکایت کی تو کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

جادو سے تمہاری نظر بندی کر دی، انہوں نے کہا: کیسی نظر بندی؟ ہمارے برتنوں میں خون کے سوا پانی کا نام و نشان ہی نہیں۔ فرعون نے حکم دیا کہ قبطی بنی اسرائیل

کے ساتھ ایک ہی برتن سے پانی لیں تو جب بنی اسرائیل نکالتے تو پانی نکلتا قبطی نکالتے تو اسی برتن سے خون نکلتا یہاں تک کہ فرعون کی عورتیں پیاس سے عاجز ہو کر بنی

اسرائیل کی عورتوں کے پاس آئیں اور اُن سے پانی مانگا تو وہ پانی اُن کے برتن میں آتے ہی خون ہو گیا۔ تو فرعون عورت کہنے لگی کہ تو پانی اپنے منہ میں لے کر میرے منہ

میں کھلی کر دے، جب تک وہ پانی اسرائیلی عورت کے منہ میں رہا پانی تھا جب فرعون کی عورت کے منہ میں پہنچا تو خون ہو گیا۔ فرعون خود پیاس سے مضطرب (بے چین) ہوا تو

اس نے تر درختوں کی رطوبت پھوسی وہ رطوبت منہ میں پہنچتے ہی خون ہو گئی۔ سات روز تک خون کے سوا کوئی چیز پینے کی میسر نہ آئی تو پھر حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ

آيَةُ مَفْصَلَةٍ ٢٢٣ قَفَّ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ١٣٣ وَلَسَّ أَوْقَعُ

جدا جدا نشانیاں ٢٢٣ تو انھوں نے تکبر کیا ٢٢٥ اور وہ مجرم قوم تھی اور جب

عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَمُوسَى اذْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ٢٢٤ لَيْنُ

ان پر عذاب پڑتا کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے ٢٢٤ بے شک اگر

كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِدَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ١٣٤

تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بِلِغْوِهِ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ١٣٥

پھر جب ہم اُن سے عذاب اٹھا لیتے ایک مدت کے لئے جس تک انھیں پہنچنا ہے جہی وہ پھر جاتے

فَانْتَقَبْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا

تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انھیں دریا میں ڈبو دیا ٢٢٤ اس لئے کہ ہماری آیتیں جھٹلاتے اور ان سے

غَفِلِينَ ١٣٦ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ

بے خبر تھے ٢٢٨ اور ہم نے اس قوم کو ٢٢٩ جو دہالی (کنز و سنجی) گئی تھی اس زمین ٢٣٠ کے پورے

الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا ٢٣١ وَتَبَّتْ غَلَّتْ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ

پچھم (مشرق و مغرب) کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی ٢٣١ اور تیرے رب کا اچھا وعدہ

عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ ٢٣٢ بِمَا صَبَرُوا ٢٣٣ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ

بنی اسرائیل پر پورا ہوا بدلہ اُن کے صبر کا اور ہم نے برباد کر دیا ٢٣٣ جو کچھ فرعون اور

قَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ١٣٧ وَجُوزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا

اس کی قوم بنائی اور جو چٹانیاں اٹھاتے (تعمیر کرتے) تھے اور ہم نے ٢٣٤ بنی اسرائیل کو دریا پار اُتارا تو ان کا گزر

والسلام سے دُعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی، یہ مصیبت بھی رفع ہوئی مگر ایمان پھر بھی نہ لائے۔

٢٣٣ ایک کے بعد دوسری اور ہر عذاب ایک ہفتہ قائم رہتا اور دوسرے عذاب سے ایک مہینہ کا فاصلہ ہوتا۔ ٢٣٤ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

٢٣٣ کہ وہ آپ کی دعا قبول فرمانے گا۔ ٢٣٤ یعنی دریائے نیل میں جب بار بار انہیں عذابوں سے نجات دی گئی اور وہ کسی عہد پر قائم نہ رہے اور ایمان نہ لائے اور

کفر نہ چھوڑا تو وہ میعاد پوری ہونے کے بعد جو اُن کے لئے مقرر فرمائی گئی تھی انہیں اللہ تعالیٰ نے غرق کر کے ہلاک کر دیا۔ ٢٣٨ اصلاً تَدْرُ والتفات (انجام پر غور

و توجہ) نہ کرتے تھے۔ ٢٣٩ یعنی بنی اسرائیل کو ٢٣٥ یعنی مصر و شام ٢٣٥ نہروں، درختوں، پھلوں، کھیتیوں اور پیداوار کی کثرت سے ٢٣٥ ان تمام عمارتوں اور

ایوانوں اور باغوں کو۔ ٢٣٥ فرعون اور اس کی قوم کو دسویں محرم کو غرق کرنے کے بعد۔

عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا يُوسَىٰ اجْعَلْ لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا

ایک ایسی قوم پر ہوا کہ اپنے بتوں کے آگے آسن مارے (عبادت کیلئے جم کر بیٹھے) تھے ۲۵۴ بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنادے جیسا

لَهُمُ إِلَٰهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۱۳۸﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَّبَرِّءٌ مَّا هُمْ

ان کے لئے اتنے خدا ہیں بولا تم ضرور جاہل لوگ ہو ۲۵۵ یہ حال تو بربادی کا ہے جس میں

فِيهِ وَبِطْلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ

یہ ۲۵۶ لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں بڑا (بالکل) باطل ہے کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے

فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَإِذْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُم

تمہیں زمانے بھر پر فضیلت دی ۲۵۷ اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تمہیں

سُوءَ الْعَذَابِ ۚ يَقْتُلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذِكْرِكُمْ

بُری مار دیتے تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں باقی رکھتے اور اس میں

بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوَعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَيْنَاهَا

تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا ۲۵۸ اور ہم نے موسیٰ سے ۲۵۹ تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں ۲۶۰ دس اور

بِعَشْرِفَتِّمْ مِّيقَاتٍ رَبِّهِ ۚ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ

بڑھا کر پوری کیں تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا ۲۶۱ اور موسیٰ نے ۲۶۲ اپنے بھائی ہارون سے کہا

اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَبَّاجَاءَ

میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فساد یوں کی راہ کو دخل نہ دینا (ان کے راستے پر نہ چلنا) اور جب موسیٰ ہمارے

۲۵۴ اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ ابن جریج نے کہا کہ یہ بت گائے کی شکل کے تھے، ان کو دیکھ کر بنی اسرائیل ۲۵۵ کہ اتنی نشانیاں دیکھ کر بھی نہ سمجھے کہ اللہ واحد

”لا شریک لہ“ ہے، اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور کسی کی عبادت جائز نہیں۔ ۲۵۶ بت پرست ۲۵۷ یعنی خدا وہ نہیں ہوتا جو تلاش کر کے بنا لیا جائے

بلکہ خدا وہ ہے جس نے تمہیں فضیلت دی کیونکہ وہ فضل و احسان پر قادر ہے تو وہی عبادت کا مستحق ہے۔ ۲۵۸ یعنی جب اس نے تم پر ایسی عظیم نعمتیں فرمائیں تو

تمہیں کب شایان ہے کہ تم اس کے سوا اور کی عبادت کرو۔ ۲۵۹ تو ریت عطا فرمانے کے لئے ماہ ذوالقعدہ کی ۲۶۰ ذی الحجہ کی ۲۶۱ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا بنی اسرائیل سے وعدہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ اُن کے دشمن فرعون کو ہلاک فرمادے تو وہ اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک کتاب لائیں گے جس

میں حلال اور حرام کا بیان ہوگا، جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے اس کتاب کے نازل فرمانے کی درخواست

کی۔ حکم ہوا کہ تیس روزے رکھیں، جب وہ روزے پورے کر چکے تو آپ کو اپنے دہن مبارک میں ایک طرح کی بو معلوم ہوئی۔ آپ نے مسواک کی ملائکہ نے

عرض کیا کہ ہمیں آپ کے دہن مبارک سے بڑی محبوب خوشبو آیا کرتی تھی آپ نے مسواک کر کے اس کو ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ماہ ذی الحجہ میں دس

روزے اور رکھیں اور فرمایا کہ اے موسیٰ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ روزے دار کے منہ کی خوشبو میرے نزدیک خوشبوئے مشک سے زیادہ اطیب (پسند) ہے۔

۲۶۲ پہاڑ پر مناجات کے لئے جاتے وقت۔

مُوسَىٰ لِبَيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ ۚ قَالَ رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرْ اِلَيْكَ ط قَالَ لَنْ

وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا ۲۶۳ عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ

تَرِنِي وَلَكِنْ اَنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنْ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ج

دیکھ سکے گا ۲۶۴ ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو غنقریب تو مجھے دیکھ لے گا ۲۶۵

فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكَّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا اَفَاقَ

پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش پھر جب ہوش ہوا

قَالَ سُبْحٰنَكَ ثُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۳ قَالَ يٰمُوسٰى

بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۲۶۶ فرمایا اے موسیٰ

اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلَتِيْ وَبِكَلَامِىْ ۚ فَخُذْ مَا اَتَيْتُكَ وَكُنْ

میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور

مِّنَ الشُّكْرِیْنَ ۝۱۳۴ وَكُتِبَ لَهُ فِي الْاَلْوَامِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةٌ وَّ

شکر والوں میں ہو اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں ۲۶۷ لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور

۲۶۳ آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام فرمایا اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہماری کیا حقیقت ہے کہ ہم اس کلام

کی حقیقت سے بحث کر سکیں (روایتوں) میں وارد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام سننے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے طہارت کی اور

پاکیزہ لباس پہنا اور روزہ رکھ کر طور سینا میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ابرنازل فرمایا جس نے پہاڑ کو ہر طرف سے بقدر چار فرسنگ ڈھک لیا۔

شیاطین اور زمین کے جانور حتیٰ کہ ساتھ رہنے والے فرشتے تک وہاں سے علیحدہ کر دیے گئے اور آپ کے لئے آسمان کھول دیا گیا تو آپ نے ملائکہ کو ملاحظہ

فرمایا کہ ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ نے عرش الہی کو صاف دیکھا یہاں تک کہ الواح پر قلموں کی آواز سنی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا۔ آپ نے

اس کی بارگاہ میں اپنے معروضات پیش کئے۔ اس نے اپنا کلام کریم سنا کر نوازا۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے لیکن جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے فرمایا وہ انہوں نے کچھ نہ سنا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلام ربانی کی لذت نے اس کے دیدار کا آرزو مند بنایا۔ (خازن وغیرہ)

۲۶۴ ان آنکھوں سے سوال کر کے بلکہ دیدار الہی بغیر سوال کے محض اس کی عطا و فضل سے حاصل ہوگا وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی

بشر مجھے دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیدار الہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیونکہ صحیح

حدیثوں میں ہے کہ روز قیامت مومنین اپنے رب عزوجل کے دیدار سے فیضیاب کئے جائیں گے علاوہ بریں یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عارف باللہ

ہیں اگر دیدار الہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ فرماتے۔ ۲۶۵ اور پہاڑ کا ثابت رہنا امر ممکن ہے کیونکہ اس کی نسبت فرمایا: ”جَعَلَهُ دَكَّا“ اس کو پاش

پاش کر دیا تو جو چیز اللہ تعالیٰ کی جمبول (بنائی ہوئی) ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے کہ وہ نہ موجود ہو اگر اس کو نہ موجود کرے کیونکہ وہ اپنے فعل میں

مختار ہے، اس سے ثابت ہوا کہ پہاڑ کا استقرار امر ممکن ہے محال نہیں اور جو چیز امر ممکن پر معلق کی جائے وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے محال نہیں ہوتی لہذا دیدار الہی

جس کو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلق فرمایا گیا وہ ممکن ہوا تو ان کا قول باطل ہے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار محال بتاتے ہیں۔ ۲۶۶ بنی اسرائیل میں سے۔ ۲۶۷ توریت کی

جو سات یادس تھیں زبرد کی یا زمرہ کی۔

تَقْصِيلاً لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخَذَهَا بِقُوَّةٍ وَأَمْرُ قَوْمِكَ يَأْخُذُ وَاِبَا حُسَيْنَهَا ط

ہر چیز کی تفصیل اور فرمایا اے موسیٰ اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں ۲۶۸

سَاوْرِيكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيَتِي الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ

عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا بے حکموں کا گھر ۲۶۹ اور میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا جو زمین میں

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا

ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں ۲۷۰ اور اگر سب نشانیاں دیکھیں ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت

سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ

کی راہ دیکھیں اس میں چلنا پسند نہ کریں ۲۷۱ اور گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو

سَبِيْلًا ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا وَاَكٰنُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

موجود ہو جائیں یہ اس لئے کہ انھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے بے خبر بنے اور جنھوں نے

كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا وَلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ط هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

ہماری آیتیں اور آخرت کے دربار (آخرت کی حاضری) کو جھٹلایا ان کا سب کیا دھرا اکارت گیا انہیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْۢ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عَجَلًا

جو کرتے تھے اور موسیٰ کے بعد اس کی قوم اپنے زیوروں سے ۲۷۲ ایک بچھڑا بنا بیٹھی

جَسَدًا لَّهُ خَوَاصُّ ط اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهُ لَا يَكْلَهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۚ

بے جان کا دھڑ ۲۷۳ گائے کی طرح آواز کرتا کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے نہ بات کرتا ہے اور نہ انہیں کچھ راہ بتائے ۲۷۴

۲۷۵ اس کے احکام پر عامل ہوں۔ ۲۷۶ جو آخرت میں ان کا ٹھکانا ہے۔ حسن و عطا نے کہا کہ بے حکموں کے گھر سے جہنم مراد ہے۔ قنادہ کا قول ہے کہ معنی یہ ہیں

کہ میں تمہیں شام میں داخل کروں گا اور گزری ہوئی اُمتوں کے منازل دکھاؤں گا جنہوں نے اللہ کی مخالفت کی تا کہ تمہیں اس سے عبرت حاصل ہو۔ عطیہ عوفی کا

قول ہے کہ ”دَارُ الْفٰسِقِيْنَ“ سے فرعون اور اس کی قوم کے مکانات مراد ہیں جو مصر میں ہیں۔ سدی کا قول ہے کہ اس سے منازل کفار مراد ہیں۔ کلبی نے کہا کہ عاد

و ثمود اور ہلاک شدہ اُمتوں کے منازل مراد ہیں جن پر عرب کے لوگ اپنے سفروں میں ہو کر گزرا کرتے تھے۔ ۲۷۷ ذوالنون قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حکمت

قرآن سے اہل باطل کے قلوب کا اکرام نہیں فرماتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ جو لوگ میرے بندوں پر تجبّر (تکبر و زیادتی کی

روش اختیار) کرتے ہیں اور میرے اولیاء سے لڑتے ہیں میں انہیں اپنی آیتوں کے قبول اور تصدیق سے پھیر دوں گا تا کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائیں، یہ ان کے

عناد (بغض و دشمنی) کی سزا ہے کہ انہیں ہدایت سے محروم کیا گیا۔ ۲۷۸ یہی تکبر کا ثمرہ متکبر کا انجام ہے۔ ۲۷۹ طور کی طرف اپنے رب کی مناجات کے لئے جانے

کے۔ ۲۸۰ جو انہوں نے قوم فرعون سے اپنی عید کے لئے عاریت لئے تھے ۲۸۱ اور اس کے منہ میں حضرت جبریل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی خاک ڈالی

اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١٣٨﴾ وَلَبَّاسُقْطٍ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ

اسے لیا اور وہ ظالم تھے ۱۳۸ اور جب پچٹائے اور سمجھے کہ ہم

صَلُّوا قَالُوا لَئِنْ لَّمْ يَرَحِمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٣٩﴾

ہم بولے اگر ہمارا رب ہم پر مہر (رحم و کرم) نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے تو ہم تباہ ہوئے

وَلَبَّاسَرَاجِعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالِ بِسْمَا خَلَقْتُنِي

اور جب موسیٰ ۱۳۹ اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا جھنجھایا ہوا ۱۳۹ کہا تم نے کیا بُری میری جانشینی کی

مِنْ بَعْدِي ۚ أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَالْقَىٰ الْاَلْوَاهِ ۚ وَآخَذَ بِرَأْسِ

میرے بعد ۱۳۹ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی ۱۳۹ اور تختیاں ڈال دیں ۱۳۹ اور اپنے بھائی کے سر کے بال

أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضَعُّونِي وَكَادُوا

پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا ۱۳۹ کہا اے میرے ماں جانے ۱۳۹ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ

يَقْتُلُونِي ۚ فَلَا تَشِبْ فِي الْاَعْدَاءِ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ

مجھے مار ڈالیں ۱۳۹ تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسنا ۱۳۹ اور مجھے ظالموں

الظَّالِمِينَ ﴿١٤٠﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلَا خِي ۚ وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۚ وَ

میں نہ ملا ۱۴۰ عرض کی اے رب میرے مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے ۱۴۰ اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر لے لے اور

أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿١٤١﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيِّئًا لَهُمْ غَضَبٌ

تو سب مہر (رحم کرنے) والوں سے بڑھ کر مہر والا بیشک وہ جو بچھڑا لے بیٹھے عنقریب انھیں ان کے رب

مِّنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٤٢﴾

کا غضب اور ذلت پہنچنا ہے دنیا کی زندگی میں اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں بہتان بایوں (بہتان باندھنے والوں) کو

۱۴۱ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اعراض کیا اور ایسے عاجز و ناقص بچھڑے کو پوجا۔ ۱۴۱ اپنے رب کی مناجات سے مشرف ہو کر طور سے ۱۴۱ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خبر دے دی تھی کہ سامری نے ان کی قوم کو گمراہ کر دیا۔ ۱۴۱ کہ لوگوں کو بچھڑا پوجنے سے نہ روکا۔ ۱۴۱ اور میرے توریت لے کر آنے کا

انتظار نہ کیا۔ ۱۴۱ توریت کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۱۴۱ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم کا ایسی بدترین معصیت میں مبتلا ہونا نہایت شاق اور گراں ہوا تب حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ۱۴۱ میں نے قوم کو روکنے اور ان کو وعظ و نصیحت کرنے میں کمی نہیں کی

لیکن ۱۴۱ اور میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو جس سے وہ خوش ہوں۔ ۱۴۱ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائی کا عذر قبول کر کے بارگاہِ الہی میں ۱۴۱ اگر ہم میں سے کسی سے کوئی افراتفریط (کمی یا بیشی) ہوگئی۔ یہ دعا آپ نے بھائی کو راضی کرنے اور اعداء کی شامت رفع (دشمن کے خوش ہونے کو دور) کرنے کے لئے فرمائی۔

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ

اور جنہوں نے برائیاں کیں اور ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو اس کے بعد

بَعْدِهَا الْغَفُورُ رَحِيمٌ ۱۵۳ وَلَبَّاسَكْتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ

تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے ۲۸۷ اور جب موسیٰ کا غصہ تھا (دور ہوا) تختیاں

الْأُلُوحَ ۚ وَفِي نُسُخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ۱۵۴

اٹھالیں اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں

وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ

اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد ہمارے وعدے کے لئے چنے ۲۸۸ پھر جب انھیں

الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا

زلزلہ نے لیا ۲۸۹ موسیٰ نے عرض کی اے رب میرے تو چاہتا تو پہلے ہی انھیں اور مجھے ہلاک کر دیتا ۲۹۰ کیا تو ہمیں اس کام

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنَّ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَ

پر ہلاک فرمانے گا جو ہمارے بے عقلوں نے کیا ۲۹۱ وہ نہیں مگر تیرا آزمانا تو اس سے بہکائے جسے چاہے اور

تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ ۖ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ

راہ دکھائے جسے چاہے تو ہمارا مولیٰ ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر مہر (رحم و کرم) کر اور تو سب سے بہتر

الْغَفِيرِينَ ۱۵۵ ۚ وَكَتَبْنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُنَا

بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ ۲۹۲ اور آخرت میں بے شک ہم تیری طرف

إِلَيْكَ ۖ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۚ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ

رجوع لائے فرمایا ۲۹۳ میرا عذاب میں جسے چاہوں دوں ۲۹۴ اور میری رحمت ہر چیز کو

۲۸۷ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ جب بندہ اُن سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان سب کو معاف فرماتا

ہے۔ ۲۸۸ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر قوم کی گوسالہ پرستی کی عذر خواہی کریں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام انہیں لے کر حاضر ہوئے۔ ۲۸۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زلزلہ میں مبتلا ہونے کا سبب یہ تھا کہ قوم نے جب بھڑا قائم کیا تھا یہ اُن

سے جدا نہ ہوئے تھے۔ (غازن) ۲۹۰ یعنی میقات میں حاضر ہونے سے پہلے تا کہ بنی اسرائیل ان سب کی ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے اور انہیں مجھ پر قتل کی

تہمت لگانے کا موقع نہ ملتا۔ ۲۹۱ یعنی ہمیں ہلاک نہ کر اور اپنا لطف و کرم فرما۔ ۲۹۲ اور ہمیں توفیق طاعت مرحمت فرما۔ ۲۹۳ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے ۲۹۴ مجھے اختیار ہے سب میرے مملوک اور بندے ہیں کسی کو مجال اعتراض نہیں۔

شَيْءٌ ۖ فَسَاكُنْهَا الَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ

گھیرے ہے ۲۹۵ تو عنقریب میں ۲۹۶ نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ

بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي

ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی ۲۹۷ جسے

يَجِدُ وَنَهْ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمُ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ

لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں ۲۹۸ وہ انھیں بھلائی

۲۹۵ دنیا میں نیک اور بد سب کو پہنچتی ہے۔ ۲۹۶ آخرت کی ۲۹۷ یہاں رسول سے بہ اجماع مفسرین سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مراد ہیں آپ کا ذکر وصف رسالت سے فرمایا گیا کیونکہ آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں، فرائض رسالت ادا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اوامر ونہی و شرائع و احکام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں، اس کے بعد آپ کی توصیف میں نبی فرمایا گیا، اس کا ترجمہ حضرت مترجم قدس سرہ نے ”غیب کی خبریں دینے والے“ کیا ہے اور یہ نہایت ہی صحیح ترجمہ ہے کیونکہ ”نَبَا“ خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور شائبہ کذب سے خالی ہو۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اس معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے ایک جگہ ارشاد ہوا: ”قُلْ هُوَ نَبُو عَظِيمٌ“ (تم فرماؤ وہ بڑی خبر ہے)، ایک جگہ فرمایا: ”تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ“ (یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں)، ایک جگہ فرمایا: ”فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَاءِهِمْ“ (جب آدم نے انہیں سب کے نام بتادیئے) اور بکثرت آیات میں یہ لفظ اس معنی میں وارد ہوا ہے پھر یہ لفظ یا فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی میں پہلی صورت میں اس کے معنی غیب کی خبریں دینے والے اور دوسری صورت میں اس کے معنی ہوں گے غیب کی خبریں دینے ہوئے اور دونوں معنی کو قرآن کریم سے تائید پہنچتی ہے پہلے معنی کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: ”نَبِيٍّ عِبَادِي“، دوسری آیت میں فرمایا: ”قُلْ أَوْيَسُّكُمْ“ (تم فرماؤ! کیا میں تمہیں خبر دوں) اور اسی قبیل سے ہے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد جو قرآن میں وارد ہوا: ”أَنْبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْجُرُونَ“ (اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو جمع کر رکھتے ہو) اور دوسری صورت کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: ”نَبَايَ الْعَالَمِ الْخَبِيرِ“ (فرمایا مجھے علم والے خبر دار نے بتایا) اور حقیقت میں انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے کہ آپ کے وصف میں نبی فرمایا کیونکہ نبی ہونا اعلیٰ اور اشرف مراتب میں سے ہے اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ اللہ کے نزدیک بہت بلند درجے رکھنے والے اور اس کی طرف سے خبر دینے والے ہیں ”أُمِّي“ کا ترجمہ حضرت مترجم قدس سرہ نے (بے پڑھے) فرمایا، یہ ترجمہ بالکل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کے مطابق ہے اور یقیناً ”أُمِّي“ ہونا آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی سے بڑھے نہیں اور کتاب وہ لائے جس میں اوّلین و آخرین اور غیبوں کے علوم ہیں۔ (خازن)

خاکی و بر آج عرش منزل اُمی و کتاب خانہ در دل

بشر ایسے کہ عرش کی بلندیوں پر آپ کا مقام ہے امی ایسے کہ تمام علوم کا خزانہ آپ کے دل میں ہے

دیگر اُمی و دقیقہ دان عالم بے سایہ و سائبان عالم

امی ہیں مگر دقیقہ دان جہاں ہیں بے سایہ ہیں لیکن سائبان جہاں ہیں (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم)

۲۹۸ یعنی توریت و انجیل میں آپ کی نعت و صفت و نبوت لکھی پائیں گے۔ حدیث: حضرت عطاء ابن یسار نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف دریافت کئے جو توریت میں مذکور ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضور کے جو اوصاف قرآن کریم میں آئے ہیں انہیں میں سے بعض اوصاف توریت میں مذکور ہیں، اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا: اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا شاہد و مبشر اور نذیر اور اُمیوں کا نگہاں بنا کر، تم میرے بندے اور میرے رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا، نہ بدخلق ہو نہ سخت مزاج، نہ باز اور زور میں آواز بلند کرنے والے نہ بُرائی سے بُرائی کو دفع کرو، لیکن خطا کاروں کو معاف کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اٹھائے گا جب تک کہ تمہاری برکت سے غیر مستقیم ملت (سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں) کو اس طرح راست (راہ حق پر) نہ فرمادے کہ لوگ صدق و یقین کے ساتھ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں ”بینا“ اور بہرے کان ”شَنُوا“ (سننے والے) اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل ”کشادہ“ ہو جائیں اور حضرت کعب احبار سے حضور کی صفات میں توریت شریف کا یہ مضمون بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت میں فرمایا کہ میں اُنہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا اور ہر خلق کریم عطا فرماؤں گا اور اطمینان قلب و وقار کو ان کا

بِالْعُرُوفِ وَيَنْهَهُمُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ

کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں

عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط

اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ ۲۹۹۰ اور گلے کے پھندے ۳۰۰ جو ان پر تھے اُتارے گا

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ

تو وہ جو اس پر وائے ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے

لباس بناؤں گا اور طاعات و احسان کو ان کا شعار کروں گا اور تقویٰ کو ان کا ضمیر اور حکمت کو ان کا راز اور صدق و وفا کو ان کی طبیعت اور مغفول کرم کو ان کی عادت اور عدل

کو ان کی سیرت اور اظہارِ حق کو ان کی شریعت اور ہدایت کو ان کا امام اور اسلام کو ان کی مِلّت بناؤں گا۔ احمد اُن کا نام ہے، خلق کو اُن کے صدقے میں گمراہی کے بعد

ہدایت اور جہالت کے بعد علم و معرفت اور گمناہی کے بعد رفعت و منزلت عطا کروں گا اور انہیں کی برکت سے قلت کے بعد کثرت اور فقر کے بعد دولت اور تفرقے

کے بعد محبت عنایت کروں گا، انہیں کی بدولت مختلف قبائل، غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والے دلوں میں اُلفت پیدا کروں گا اور اُن کی اُمت کو تمام امتوں

سے بہتر کروں گا۔ ایک اور حدیث میں تو ربیت شریف سے حضور کے یہ اوصاف منقول ہیں: میرے بندے احمد مختار، ان کا جائے ولادت مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت

مدینہ طیبہ ہے، اُن کی اُمت ہر حال میں اللہ کی کثیر حمد کرنے والی ہے۔ یہ چند نقول احادیث سے پیش کئے گئے۔ کتب الہیہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نعت و صفت سے بھری ہوئی تھیں، اہل کتاب ہر قرن (زمانے) میں اپنی کتابوں میں تراش خراش کرتے رہے اور ان کی بڑی کوشش اس پر مسلط رہی کہ حضور کا ذکر

اپنی کتابوں میں نام کو نہ چھوڑیں۔ تو بیت انجیل وغیرہ اُن کے ہاتھ میں تھیں اس لئے انہیں اس میں کچھ دشواری نہ تھی لیکن ہزاروں تبدیلیاں کرنے کے بعد بھی

موجودہ زمانہ کی بائبل میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی

ہوئی بائبل میں یوحنا کی انجیل کے باب چودہ کی سولہویں آیت میں ہے: ”اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے

ساتھ رہے۔“ لفظ ”مددگار“ پر حاشیہ ہے اس میں اس کے معنی وکیل یا شفیع لکھے تو اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایسا آنے والا جو شیخ ہوا اور ابد تک

رہے یعنی اس کا دین کبھی منسوخ نہ ہو جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہے پھر انتیسویں تیسویں آیت میں ہے: ”اور اب میں تم سے اس کے ہونے سے

پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔“ کیسی صاف

بشارت ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی اُمت کو حضور کی ولادت کا کیسا منتظر بنایا اور شوق دلایا ہے اور دنیا کا سردار خاص سید عالم کا ترجمہ ہے اور یہ فرمانا کہ

مجھ میں اس کا کچھ نہیں حضور کی عظمت کا اظہار اور اس کے حضور اپنا کمال ادب و انکسار ہے پھر اسی کتاب کے باب سولہ کی ساتویں آیت ہے: ”لیکن میں تم سے سچ

کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔“ اس

میں حضور کی بشارت کے ساتھ اس کا بھی صاف اظہار ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں آپ کا ظہور جب ہی ہو گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے جائیں

اس کی تیرہویں آیت ہے۔ ”لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی

کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔“ اس آیت میں بتایا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دین الہی کی تکمیل ہو جائے گی اور آپ سچائی کی راہ یعنی دین

حق کو مکمل کر دیں گے اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ کلمے کہ اپنی طرف سے نہ کہے گا جو کچھ سنے گا وہی کہے گا خاص ”مَسَايِنُطِقُ عَنِ

الْهُوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰی یُوْحٰی“ کا ترجمہ ہے اور یہ جملہ کہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا اس میں صاف بیان ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی علوم تعلیم

فرمائیں گے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا: ”يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُ اَوْ تَعْلَمُوْنَ“ (اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا) اور ”مَسَاوَعُ عَلٰی الْعَيْبِ

بَضِيْنِ“ (اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں) ۲۹۹ یعنی سخت تکلیفیں جیسے کہ تو یہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا اور جن اعضاء سے گناہ صادر ہوں ان کو کاٹ ڈالنا۔

۳۰۰ یعنی احکام شائع (وہ احکام جن پر عمل کرنا دشوار ہو) جیسے کہ بدن اور کپڑے کے جس مقام کو نجاست لگے اس کو تپنچی سے کاٹ ڈالنا اور غمیوں کو جلانا اور گناہوں

کا مکانات کے دروازوں پر ظاہر ہونا وغیرہ۔ ۳۰۱ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

مَعَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ

ساتھ اُترا ہوا وہی بامراد ہوئے تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس

إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۚ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

اللہ کا رسول ہوں ہوں کہ آسمان و زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ النَّبِيُّ ٱلَّذِي ٱلَّذِي يُؤْمِنُ

جلائے اور مارے (زندگی اور موت دے) تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اُس کی

بِٱللَّهِ وَكَلِمَتِهِ ۚ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ

باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے

يَهْدُونَ بِٱلْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنَهُمْ اثْنَتَى عَشْرَةَ أَسْبَاطًا

کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے قسط انصاف کرتا اور ہم نے انھیں بانٹ دیا بارہ قبیلے

أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ

گروہ گروہ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا کہ اس پتھر پر اپنا

ٱلْحَجَرَ فَٱتَّبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۚ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ

عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ

مَشْرَبَهُمْ ۖ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ ٱلْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ ٱلْمَنَّ وَ

پچان لیا اور ہم نے ان پر ابر سائبان کیا اور ان پر من و سلویٰ

ٱلسَّلٰوٰى ۖ كُلُوا مِن طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِن كَانُوا

اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک چیزیں اور انھوں نے ظلم ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنی ہی

ظلم اس نور سے قرآن شریف مراد ہے جس سے مومن کا دل روشن ہوتا ہے اور شک و جہالت کی تاریکیاں دُور ہوتی ہیں اور علم و یقین کی ضیاء پھیلتی ہے۔ ﴿۱۵۷﴾

آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ کی اُمت۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے، حضور

فرماتے ہیں: پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں: (۱) ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سُرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا

گیا۔ (۲) میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوئی تھیں۔ (۳) میرے لئے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابلِ تیمم) اور

مسجد کی گئی، جس کسی کو کہیں نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے۔ (۴) دشمن پر ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔ (۵) اور مجھے شفاعت

عنایت کی گئی۔ مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے۔ ﴿۱۵۸﴾ یعنی حق سے ﴿۱۵۹﴾ تیرہ میں

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٦٠﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ اسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا

جانوں کا برا کرتے تھے اور یاد کرو جب اُن وقت سے فرمایا گیا اس شہر میں بسو ۱۶۰ اور اس میں

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ

جو چاہو کھاؤ اور کہو گناہ اُترے (اے اللہ ہمارے گناہ بخش دے) اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ہم تمہارے گناہ

خَطِيئَتِكُمْ سَنَرِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا

بخش دیں گے عنقریب نیکوں کو زیادہ عطا فرمائیں گے تو ان میں کے ظالموں نے بات بدل دی

غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا

اس کے خلاف جس کا انھیں حکم تھا ۱۶۱ تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا بدلہ ان کے

يَظْلِمُونَ ﴿١٦٢﴾ وَسَلَّطَهُمْ عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ

ظلم کا ۱۶۲ اور ان سے حال پوچھو اس بستی کا کہ دریا کنارے تھی ۱۶۲ جب

يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَاعًا وَيَوْمَ لَا

وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھتے ۱۶۳ جب ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں پانی پر تیرتی ان کے سامنے آتیں اور جو دن

وَسَبَّحُوا بُكْرَةً يُذَكِّرُونَ فِيهَا مَنْ يَرْجِعُ إِلَى اللَّهِ يَلْقَاهُ رِجًّا مَبْسُورًا ﴿١٦٣﴾ وَتَقَرَّبُ إِلَيْهِ النَّفْسُ الَّتِي نَفَسَا وَتَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنَا وَنَارُ السَّيِّئَاتِ أَتَمَّ

۱۶۳ یعنی بیت المقدس میں ۱۶۴ یعنی حکم تو تھا کہ ”حِطَّةٌ“ کہتے ہوئے دروازے میں داخل ہوں ”حِطَّةٌ“ توبہ اور استغفار کا کلمہ ہے لیکن وہ

بجائے اس کے براہِ تمسخر ”حِطَّةٌ فِي شَعِيرَةٍ“ کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ ۱۶۵ یعنی عذاب بھیجنے کا سبب ان کا ظلم اور حکم الہی کی مخالفت کرنا ہے۔ ۱۶۶ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ اپنے قریب رہنے والے یہود سے تو بچنا (ملامت کرتے ہوئے) اس بستی والوں کا حال دریافت فرمائیں مقصود اس

سوال سے یہ تھا کہ کفار پر ظاہر کر دیا جائے کہ کفر و معصیت ان کا قدیمی دستور ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضور کے معجزات کا انکار کرنا یہ اُن کے لئے

کوئی نئی بات نہیں ہے ان کے پہلے بھی کفر پر مصر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اسلاف کا حال بیان فرمایا کہ وہ حکم الہی کی مخالفت کے سبب بندروں اور سؤروں کی

شکل میں مسخ کر دیئے گئے اس بستی میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ ایک قریہ مصر مدینہ کے درمیان ہے۔ ایک

قول ہے کہ مَدَّيْنِ وطور کے درمیان۔ زہری نے کہا کہ وہ قریہ طبریہ شام ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ وہ مَدَّيْنِ ہے۔ بعض

نے کہا: ایلہ ہے۔ وَاللَّهِ تَعَالَىٰ أَغْلَمُ ۖ کہ باوجود ممانعت کے ہفتے کے روز شکار کرتے اس بستی کے لوگ تین گروہ میں مُنْقَسِم ہو گئے تھے ایک تہائی ایسے

لوگ تھے جو شکار سے باز رہے اور شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے اور ایک تہائی خاموش تھے دوسروں کو منع نہ کرتے تھے اور منع کرنے والوں سے کہتے تھے ایسی قوم

کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے اور ایک گروہ وہ خطا کار لوگ تھے جنہوں نے حکم الہی کی مخالفت کی اور شکار کیا اور کھایا اور بیچا اور جب وہ

اس معصیت سے باز نہ آئے تو منع کرنے والے گروہ نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ بود و باش (رہنا سہنا اکھٹا) نہ رکھیں گے اور گاؤں کو تقسیم کر کے درمیان میں ایک

دیوار کھینچ دی۔ منع کرنے والوں کا ایک دروازہ الگ تھا جس سے آتے جاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے خطا کاروں پر لعنت کی۔ ایک روز منع کرنے والوں

نے دیکھا کہ خطا کاروں میں سے کوئی نہیں نکلا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید آج شراب کے نشہ میں مدہوش ہو گئے ہوں گے، انہیں دیکھنے کے لئے دیوار پر چڑھے تو

دیکھا کہ وہ بندروں کی صورتوں میں مسخ ہو گئے تھے۔ اب یہ لوگ دروازہ کھول کر داخل ہوئے تو وہ بندر اپنے رشتہ داروں کو پہچانتے تھے اور ان کے پاس آکر اُن کے

کپڑے سوگھتے تھے اور یہ لوگ ان بندر ہو جانے والوں کو نہیں پہچانتے تھے اُن لوگوں نے ان سے کہا کیا ہم لوگوں نے تم کو منع نہیں کیا تھا! انہوں نے سر کے اشارے

سے کہا: ہاں۔ اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور منع کرنے والے سلامت رہے۔

يُسَبِّتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذْ

ہفتے کا نہ ہوتا نہ آئیں اس طرح ہم انہیں آزماتے تھے ان کی بے حکمی کے سبب اور جب

قَالَتْ أُمَمَةٌ مِنْهُمْ لِمَ تَعْطُونَ قَوْمًا لَا إِلَهَ مِثْلُكُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

ان میں سے ایک گروہ نے کہا کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب

شَدِيدًا ۱۲۴ قَالُوا مَعَذِرَةَ إِلَىٰ رَبِّكُم وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٢٣﴾ فَلَمَّا نَسُوا

دینے والا بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو ۱۲۵ اور شاید انہیں ڈر ہو ۱۲۶ پھر جب وہ بھلا بیٹھے

مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ

جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچالے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو

ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَیْسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٢٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا

برے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی

عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لِيَبْعَثَنَّ

ہم نے اُن سے فرمایا ہو جاؤ بندر دُنگارے (دھسکارے) ہوئے ۱۲۷ اور جب تمہارے رب نے حکم سنا دیا کہ ضرور

عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۱۲۸ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ

قیامت کے دن تک ان پر ایسے کو بھیجتا رہوں گا جو انہیں بُری مار چکائے ۱۲۹ بے شک تمہارا رب ضرور جلد

الْعِقَابِ ۱۳۰ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٧﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِنْهُمْ

عذاب والا ہے ۱۳۱ اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۳۲ اور انہیں ہم نے زمین میں متفرق کر دیا گروہ گروہ ان میں کچھ

الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَلِكَ ۱۳۳ وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ

نیک ہیں ۱۳۴ اور کچھ اور طرح کے ۱۳۵ اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے آزمایا کہ کہیں

يَرْجِعُونَ ﴿١٣٦﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ

وہ رجوع لائیں ۱۳۶ پھر اُن کی جگہ ان کے بعد وہ ۱۳۷ ناخلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے ۱۳۸ اس دنیا

۱۳۵ تاکہ ہم پر ”نَفْسِي عَنِ الْمُنْكَرِ“ ترک کرنے کا الزام نہ رہے۔ ۱۳۶ اور وہ نصیحت سے نفع اٹھاسکیں۔ ۱۳۷ وہ بندر ہو گئے اور تین روز اسی حال میں مبتلا رہ کر ہلاک ہو گئے۔ ۱۳۸ یہود ۱۳۹ چنانچہ اُن پر اللہ تعالیٰ نے سخت نصر اور سنجاریب اور شاہانِ روم کو بھیجا جنہوں نے انہیں سخت ایذا کی اور لکھنیں دیں اور قیامت تک کے لئے ان پر جزیہ اور ذلت لازم ہوئی۔ ۱۴۰ اُن کے لئے جو کفر پر قائم رہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان پر عذاب مستمر (ہمیشہ) رہے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ۱۴۱ ان کو جو اللہ کی اطاعت کریں اور ایمان لائیں۔ ۱۴۲ جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور دین پر ثابت رہے۔ ۱۴۳ جنہوں نے نافرمانی

عَرَضَ لِهَذَا الْاَدْنٰى وَيَقُولُوْنَ سَيُعْفِرُ لَنَا وَاِنْ يَّاتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ

کا مال لیتے ہیں ۳۲۵ اور کہتے اب ہماری بخشش ہوگی ۳۲۸ اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے

يَاْخُذُوْهُ ۚ اَلَمْ يُوْخِذْ عَلَيْهِمْ مِّيثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَا يَقُولُوْا عَلٰى اللّٰهِ

تو لے لیں ۳۲۹ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں

اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۚ وَالَّذٰى اٰلَاٰ خِرَةً خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۚ

مگر حق اور انھوں نے اُسے پڑھا ۳۳۰ اور بے شک پچھلا گھر (آخرت) بہتر ہے پرہیزگاروں کو ۳۳۱

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُسٰكِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّا

تو کیا تمہیں عقل نہیں اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں ۳۳۲ اور انھوں نے نماز قائم رکھی ہم

لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۙ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهُ ظِلَّةٌ وَّا

نیوں کا نیک (ثواب) نہیں گناتے (ضائع نہیں کرتے) اور جب ہم نے پہاڑ ان پر اٹھایا گویا وہ سائبان ہے اور

ظَنُّوْا اَنَّهُ وَاَقِعَ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَا اٰتٰيَكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ

سمجھتے کہ وہ ان پر گر پڑے گا ۳۳۳ لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے ۳۳۴ اور یاد کرو جو اس میں ہے کہ کہیں

کی اور جنہوں نے کفر کیا اور دین کو بدلا اور متغیر کیا۔ ۳۳۵ بھلائیوں سے نعمت و راحت اور بُرائیوں سے شدت و تکلیف مراد ہے۔ ۳۳۶ جن کی دو قسمیں بیان فرمائی

گئیں۔ ۳۳۷ یعنی تورات کے جو انہوں نے اپنے اسلاف سے پائی اور اس کے اوامر و نواہی اور تحلیل و تحریم وغیرہ مضامین پر مطلع ہوئے۔ مدارک میں ہے کہ یہ وہ

لوگ ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اُن کی حالت یہ ہے کہ ۳۳۸ بطور رشوت کے احکام کی تبدیل اور کام کی تغیر پر اور وہ جانتے بھی ہیں

کہ یہ حرام ہے لیکن پھر بھی اس گناہ عظیم پر مصر ہیں۔ ۳۳۹ اور ان گناہوں پر ہم سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔ ۳۴۰ اور آئندہ بھی گناہ کرتے چلے جائیں۔ سدی نے کہا

کہ بنی اسرائیل میں کوئی قاضی ایسا نہ ہوتا تھا جو رشوت نہ لے، جب اس سے کہا جاتا تھا کہ تم رشوت لیتے ہو تو کہتا تھا کہ یہ گناہ بخش دیا جائے گا۔ اس کے زمانہ میں

دوسرے اس پر طعن کرتے تھے لیکن جب وہ مرجا تا یا معزول کر دیا جاتا اور وہی طعن کرنے والے اس کی جگہ حاکم و قاضی ہوتے تو وہ بھی اسی طرح رشوت لیتے۔ ۳۴۱ لیکن

باوجود اس کے انہوں نے اس کے خلاف کیا۔ تورات میں گناہ پر اصرار کرنے والے کے لئے مغفرت کا وعدہ نہ تھا تو ان کا گناہ کئے جانا تو بہ نہ کرنا اور اس پر یہ کہنا کہ

ہم سے مواخذہ نہ ہوگا یہ اللہ پر افترا ہے۔ ۳۴۲ جو اللہ کے عذاب سے ڈریں اور رشوت و حرام سے بچیں اور اس کی فرمانبرداری کریں ۳۴۳ اور اس کے مطابق

عمل کرتے ہیں اور اس کے تمام احکام کو مانتے ہیں اور اس میں تغیر و تبدل روا (جائز) نہیں رکھتے۔ شان نزول: یہ آیت اہل کتاب میں سے حضرت

عبد اللہ بن سلام وغیرہ ایسے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے پہلی کتاب کا اتباع کیا اس کی تحریف نہ کی، اس کے مضامین کو نہ چھپایا اور اس کتاب کے

اتباع کی بدولت انہیں قرآن پاک پر ایمان نصیب ہوا۔ (خازن و مدارک) ۳۴۴ جب بنی اسرائیل نے تکالیف شاقہ کی وجہ سے احکام تورات کو قبول کرنے سے

انکار کیا تو حضرت جبریل نے بحکم الہی ایک پہاڑ جس کی مقدار ان کے لشکر کے برابر ایک فرسنگ طویل ایک فرسنگ عریض تھی اُٹھا کر سائبان کی طرح اُن کے

سروں کے قریب کر دیا اور اُن سے کہا گیا کہ احکام تورات قبول کرو ورنہ یہ تم پر گرا دیا جائے گا پہاڑ کو سروں پر دیکھ کر سب کے سب سجدے میں گر گئے مگر اس طرح

کہ بایاں رخسارہ وائر تو انہوں نے سجدے میں رکھ دی اور داہنی آنکھ سے پہاڑ کو دیکھتے رہے کہ کہیں گرنہ پڑے چنانچہ اب تک یہودیوں کے سجدے کی شان یہی

ہے۔ ۳۴۵ عزم و کوشش سے۔

تَتَّقُونَ ﴿١٤١﴾ وَإِذَا خَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

تم پرہیزگار ہو اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور

أَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالَُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا

انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں ۳۲۵ سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے ۳۲۶ کہ کہیں

يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غْفِلِينَ ﴿١٤٢﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ

قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی ۳۲۷ یا کہو کہ شرک تو پہلے

أَبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے ۳۲۸ تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو

الْمُبْطِلُونَ ﴿١٤٣﴾ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٤٤﴾ وَاتْلُ

اہلِ باطل نے کیا ۳۲۹ اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ (تفصیل) سے بیان کرتے ہیں ۳۳۰ اور اس لئے کہیں وہ پھر آئیں ۳۳۱ اور اے محبوب

عَلَيْهِمْ نَبَا الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَخْ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ

انہیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں ۳۳۲ تو وہ ان سے صاف نکل گیا ۳۳۳ تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو

۳۳۵ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت نکالی اور ان سے عہد لیا۔ آیات وحدیث دونوں پر نظر کرنے سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذریت کا نکالنا اس سلسلہ کے ساتھ تھا جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہوں گے اور ان کے لئے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل

قائم فرما کر اور عقل دے کر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی ۳۳۶ اپنے اوپر اور ہم نے تیری ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کیا یہ شاہد کرنا اس لئے ہے

۳۳۷ ہمیں کوئی تنبیہ نہیں کی گئی تھی۔ ۳۳۸ جیسا انہیں دیکھا ان کے اتباع و اقتداء میں ویسا ہی کرتے رہے۔ ۳۳۹ یہ عذر کرنے کا موقع نہ رہا جب کہ ان سے عہد

لے لیا گیا اور ان کے پاس رسول آئے اور انہوں نے اس عہد کو یاد دلایا اور توحید پر دلائل قائم ہوئے۔ ۳۴۰ تاکہ بندے تدبر و تفکر کر کے حق و ایمان قبول کریں

۳۴۱ شرک و کفر سے توحید و ایمان کی طرف اور نبی صاحب معجزات کے بتانے سے اپنے عہد میثاق کو یاد کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ ۳۴۲ یعنی بلعم باعور

جس کا واقعہ مفسرین نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبارین سے جنگ کا قصد کیا اور سرزمین شام میں نزول فرمایا تو بلعم باعور کی قوم

اس کے پاس آئی اور اس سے کہنے لگی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ کثیر لشکر ہے وہ یہاں آئے ہیں، ہمیں ہمارے بلاد سے نکالیں

گے اور قتل کریں گے اور بجائے ہمارے بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں آباد کریں گے، تیرے پاس اسم اعظم ہے اور تیری دعا قبول ہوتی ہے تو نکل اور اللہ تعالیٰ

سے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہاں سے ہٹا دے۔ بلعم باعور نے کہا: تمہارا رب اہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے ہیں اور ایماندار لوگ ہیں

میں کیسے ان پر دعا کروں، میں جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ ہے، اگر میں ایسا کروں تو میری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی مگر قوم اس سے اصرار

کرتی رہی اور بہت الحاح و زاری (روئے پینے) کے ساتھ انہوں نے اپنا یہ سوال جاری رکھا تو بلعم باعور نے کہا کہ میں اپنے رب کی مرضی معلوم کر لوں اور اس کا

بھی طریقہ تھا کہ جب کبھی کوئی دعا کرتا پہلے مرضی الہی معلوم کر لیتا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا، چنانچہ اس مرتبہ بھی اس کو یہی جواب ملا کہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام اور ان کے ہمراہیوں کے خلاف دعا نہ کرنا اُس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی تھی مگر میرے رب نے ان پر دعا کرنے کی

ممانعت فرمادی تب قوم نے اس کو ہدیے اور نذرانے دیئے جو اُس نے قبول کئے اور قوم نے اپنا سوال جاری رکھا تو پھر دوسری مرتبہ بلعم باعور نے رب تبارک و تعالیٰ

سے اجازت چاہی اُس کا کچھ جواب نہ ملا اُس نے قوم سے کہہ دیا کہ مجھے اس مرتبہ کچھ جواب ہی نہ ملا تو قوم کے لوگ کہنے لگے کہ اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا تو وہ پہلے کی

مِنَ الْغَوِينَ ۱۴۵) وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَ

گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آبیوں کے سبب اُسے اٹھا لیتے ۳۲۴ مگر وہ تو زمین پکڑ گیا ۳۲۵ اور

اتَّبَعَ هَوَاهُ فَشَلَّهُ بِمَنشَلِّ الْكَلْبِ ۚ إِن تَحِلَّ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوتَشْرُكُهُ

اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو

يَلْهَثُ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَتِنَا ۚ فَاقْصُصْ

زبان نکالے ۳۲۶ یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت

الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۱۴۶) سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا

سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں کیا بُری کہات ہے اُن کی جنہوں نے ہماری آیتیں

بِآيَتِنَا وَأَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ۱۴۷) مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ

جھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا بُرا کرتے تھے جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ پر ہے اور

مَنْ يَضِلُّ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۱۴۸) وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ

جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیے بہت

الْجِنَّ وَالْإِنسَ ۚ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ

جِن اور آدمی ۳۲۷ وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں ۳۲۸ اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں ۳۲۹

بِهَا ۚ وَلَهُمْ أُذُنٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ

اور وہ کان جن سے سنتے نہیں ۳۳۰ وہ چوپایوں کی طرح ہیں ۳۳۱ بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ۳۳۲

طرح دوبارہ بھی منع فرماتا اور قوم کا الحاح و اصرار اور بھی زیادہ ہوا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو قلعہ میں ڈال دیا اور آخر کار وہ بددعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھا تو جو بددعا

کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو اس کی قوم کی طرف پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعائے خیر کرتا تھا بجائے قوم کے بنی اسرائیل کا نام اُس کی زبان پر آتا تھا۔

قوم نے کہا: اے بلعم! یہ کیا کر رہا ہے؟ بنی اسرائیل کے لئے دعا کرتا ہے ہمارے لئے بددعا۔ کہا: یہ میرے اختیار کی بات نہیں، میری زبان میرے قبضہ میں نہیں ہے

اور اُس کی زبان باہر نکل پڑی تو اُس نے اپنی قوم سے کہا: میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے۔ ۳۳۳ اور ان کا اتباع نہ کیا۔ ۳۳۴ اور

بلند درجہ عطا فرما کر ابراہار (فرمانبرداروں) کی منازل میں پہنچاتے۔ ۳۳۵ اور دنیا کا مفتوں ہو گیا۔ ۳۳۶ یہ ایک ذلیل جانور کے ساتھ تشبیہ ہے کہ دنیا کی حرص رکھنے

والا اگر اس کو نصیحت کرو تو مفید نہیں، بتلائے حرص رہتا ہے، چھوڑ دو تو اسی حرص کا گرفتار۔ جس طرح زبان نکالنا کتنے کی لازمی طبیعت ہے ایسی ہی حرص ان کے لئے

لازم ہو گئی ہے۔ ۳۳۷ یعنی کفار جو آیات الہیہ میں تدبر سے اعراض کرتے ہیں اور ان کا کافر ہونا اللہ کے علم ازلی میں ہے۔ ۳۳۸ یعنی حق سے اعراض کر کے

آیات الہیہ میں تدبر کرنے سے محروم ہو گئے اور یہی دل کا خاص کام تھا۔ ۳۳۹ راہ حق و ہدایت اور آیات الہیہ اور دلائل توحید۔ ۳۴۰ موعظت و نصیحت کو

بگوش (وعظ نصیحت کو غور و توجہ سے سن کر) قبول اور باوجود قلب و حواس رکھنے کے وہ امور دین میں اُن سے نفع نہیں اٹھاتے لہذا ۳۴۱ کہ اپنے قلب و حواس سے

مدارک علمیہ و معارف ربانیہ کا ادراک نہیں کرتے ہیں۔ کھانے پینے کے دنیوی کاموں میں تمام حیوانات بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں انسان بھی اتنا ہی کرتا رہا تو

أُولَٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَ لِلّٰهِ الْأَسْبَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا ۚ وَذُرُوا

وہی غفلت میں پڑے ہیں اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام ۳۵۳ تو اسے اُن سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو

الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيٓ أَسْبَآئِهِ ۖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥٠﴾ وَ

جو اس کے ناموں میں حق سے نکلے ہیں ۳۵۴ وہ جلد اپنا کیا پائیں گے اور

مِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا

ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں ۳۵۵ اور جنہوں نے ہماری آیتیں

بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٥٢﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۖ إِنَّ

جھٹلائیں جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ ۳۵۶ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا ۳۵۷ بیشک

كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٥٣﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جَنَّةٍ ۖ إِن هُوَ

میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے ۳۵۸ کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنوں سے کچھ علاقہ (تعلق) نہیں وہ توصاف

الْأَنْذِيرُ مُبِينٌ ﴿١٥٤﴾ أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ وَمَا

ڈر سنانے والے ہیں ۳۵۹ کیا انھوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو جو

اس کو بہانہ پر کیا فضیلت۔ ۳۵۲ کیونکہ چوپایہ بھی اپنے نفع کی طرف بڑھتا ہے اور ضرر سے بچتا اور اس سے پیچھے ہٹتا ہے اور کافر جہنم کی راہ چل کر اپنا ضرر اختیار کرتا

ہے تو اس سے بدتر ہوا آدمی روحانی، شہوانی، سماوی، ارضی ہے۔ جب اس کی روح شہوات پر غالب ہو جاتی ہے تو ملائکہ سے فائق ہو جاتا ہے اور جب شہوات روح پر

غلبہ پا جاتی ہیں تو زمین کے جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے۔ ۳۵۳ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کے نانوے نام جس کسی نے یاد کر لئے جنتی ہوا۔ علماء کا اس پر

اتفاق ہے کہ اسمائے الہیہ ننانوے میں منحصر نہیں ہیں، حدیث کا مقصود صرف یہ ہے کہ اتنے ناموں کے یاد کرنے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے۔ شان نزول: ابو جہل نے

کہا تھا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمن دو کو کیوں پکارتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی اور اس جاہل بے خرد (بے عقل) کو بتایا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے نام اس کے بہت ہیں۔ ۳۵۴ اس کے ناموں میں حق و استقامت سے نکلنا کی طرح پر

ہے۔ مسائل: ایک تو یہ کہ اس کے ناموں کو کچھ بگاڑ کر غیروں پر اطلاق کرنا جیسا کہ مشرکین نے ”الہ“، ”کا“، ”لات“ اور ”عزیز“، ”کا“، ”عزیز“ اور ”حسان“ کا

”مَنَات“ کر کے اپنے بتوں کے نام رکھے تھے یہ ناموں میں حق سے تجاوز اور ناجائز ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا نام مقرر کیا جائے جو قرآن وحدیث

میں نہ آیا ہو، یہ بھی جائز نہیں جیسے کہ نئی یا رفیق کہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توفیقیہ (یعنی شریعت سے ہی معلوم ہو سکتے) ہیں۔ تیسرے حسن ادب کی رعایت کرنا تو

فتنہ یا ضار یا مانع یا خالق القوۃ کہنا جائز نہیں بلکہ دوسرے اسماء کے ساتھ ملا کر کہا جائے گا یا ضار یا نافع یا معطی یا خالق الخلق۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ

کے لئے کوئی ایسا نام مقرر کیا جائے جس کے معنی فاسد ہوں یہ بھی بہت سخت ناجائز ہے جیسے کہ لفظ ”رآم“ اور ”پر ماتما“ وغیرہ۔ پنجم ایسے اسماء کا اطلاق جن کے معنی

معلوم نہیں ہیں اور یہ نہیں جانا سکتا کہ وہ جلال الہی کے لائق ہیں یا نہیں ۳۵۵ یہ گروہ حق پڑوہ (اہل حق) علماء اور ہادیان دین کا ہے۔ اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت

ہوا کہ ہر زمانہ کے اہل حق کا اجماع حجت ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی زمانہ حق پرستوں اور دین کے ہادیوں سے خالی نہ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک

گروہ میری امت کا تاقیامت دین حق پر قائم رہے گا، اس کو کسی کی عداوت ومخالفت ضرر نہ پہنچائے گی۔ ۳۵۶ یعنی تدبیر ۳۵۷ ان کی عمریں دراز کر کے ۳۵۸ اور

میری گرفت سخت۔ ۳۵۹ شان نزول: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر شرب کے وقت قبیلہ قبیلہ کو پکارا اور فرمایا کہ میں تمہیں عذاب الہی سے

ڈرانے والا ہوں اور آپ نے انہیں اللہ کا خوف دلایا اور پیش آنے والے حوادث کا ذکر کیا تو ان میں سے کسی نے آپ کی طرف جنوں کی نسبت کی اس پر یہ آیت کریمہ

خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَأَنْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۚ

چیز اللہ نے بنائی ۱۳۱ اور یہ کہ شاید اُن کا وعدہ نزدیک آگیا ہو ۱۳۱

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝ (۱۸۵) مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۖ وَ

تو اس کے بعد اور کوئی بات پر یقین لائیں گے ۱۳۲ جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور

يَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ (۱۸۶) يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ

انھیں چھوڑتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں ۱۳۳ کہ وہ کب کو ٹھہری ہے

مُرْسَهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ۚ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۖ ثَقُلَتْ

(کب آئے گی) تم فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اُسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا ۱۳۴ بھاری پڑ رہی ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمُ الْاَبْعَثَةُ ۖ يُسْأَلُونَكَ كَانَتْكَ حَفِيٌّ

آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اُسے خوب تحقیق

عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (۱۸۷) قُلْ

کر رکھا ہے تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت لوگ جانتے نہیں ۱۳۵ تم فرماؤ

لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ

میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں ۱۳۶ مگر جو اللہ چاہے ۱۳۷ اور اگر میں غیب جان

نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ انہوں نے فکر و تامل سے کام نہ لیا اور عاقبت اندیشی و دور بینی بالکل بالائے طاق رکھ دی اور یہ دیکھ کر کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

اقوال و افعال میں اُن کے مخالف ہیں اور دنیا اور اس کی لذتوں سے آپ نے منہ پھیر لیا ہے، آخرت کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور اس کا

خوف دلانے میں شب و روز مشغول ہیں، ان لوگوں نے آپ کی طرف جنون کی نسبت کر دی، یہ اُن کی غلطی ہے۔ ۱۳۸ ان سب میں اس کی وحدانیت اور کمال حکمت و

قدرت کی روشن دلیلیں ہیں۔ ۱۳۹ اور وہ کفر پر مرجائیں اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جائیں ایسے حال میں عاقل پر ضروری ہے کہ وہ سوچے سمجھے دلائل پر نظر کرے۔ ۱۴۰ یعنی

قرآن پاک کے بعد اور کوئی کتاب اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی رسول آنے والا نہیں جس کا انتظار ہو کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ ۱۴۱ شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟

کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۴۲ قیامت کے وقت کا بتانا رسالت کے لوازم سے نہیں ہے جیسا کہ تم نے قرار دیا اور اے یہود! تم

نے جو اس کا وقت جاننے کا دعویٰ کیا یہ بھی غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو مخفی کیا ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے۔ ۱۴۳ اس کے اخفا کی حکمت تفسیر روح البیان میں ہے

کہ بعض مشائخ اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام الہی (اللہ تعالیٰ کی عطا سے) وقت قیامت کا علم ہے اور یہ حصر آیت کے منافی نہیں۔

۱۴۴ شان نزول: غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چو پائے بھاگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا

اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا نانا کہہاں ہے عبد اللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا ان کا کیسا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی تو خبر دے رہے ہیں اور اپنی

نانہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا حضور نے فرمایا منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا نانا کہہاں میں ہے اس کی

نکیل ایک درخت میں اُجھٹی ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا تھا اسی شان سے وہ نانا پایا گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر) ۱۴۵ وہ مالک حقیقی ہے جو کچھ ہے اس

الْغَيْبَ لَا سَتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۖ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ

لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی ۳۶۸ میں تو یہی ڈر ۳۶۹

وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (۱۸۸) هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ

اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ۳۷۰ اور

جَعَلَ مِنْهَا زُجْجًا لِّبَسَ كُنَ الْيَهَا ۖ فَلَمَّا تَغَشَّيْهَا حَاصِلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا

اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا ۳۷۱ کہ اس سے چین (آرام) پائے پھر جب مرد اس پر چھایا اسے ایک ہلکا سا پیٹ رہ گیا ۳۷۲ تو اسے لئے

فَمَرَّتْ بِهِ ۖ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لِّنُكُونَنَّ

پھر اکی (چلتی پھرتی رہی) پھر جب بوجھل پڑی دونوں نے اپنے رب اللہ سے دعا کی ضرور اگر تو ہمیں جیسا چاہیے بچہ دے گا تو بے شک ہم

مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ (۱۸۹) فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَ لَهُ شُرَكَاءَ فِيهَا أَتَاهُمَا

شکر گزار ہوں گے پھر جب اس نے انھیں جیسا چاہیے بچہ عطا فرمایا انھوں نے اس کی عطا میں اس کے ساتھی (شریک) ٹھہرائے

فَتَعَلَّى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (۱۹۰) أَيْشُرْكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ

تو اللہ کو برتری ہے اُن کے شرک سے ۳۷۳ کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ بنائے ۳۷۴ اور وہ

کی عطا سے ہے۔ ۳۷۵ یہ کلام براہِ ادب و تواضع ہے معنی یہ ہیں کہ میں اپنی ذات سے غیب نہیں جانتا جو جانتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع اور اس کی عطا سے۔ (خازن)

حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہو سکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی

ہو کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہے اس کے تمام صفات ذاتی تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کر لیتا اور

برائی نہ پہنچنے دیتا بھلائی سے مراد ارحمیت اور کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے اور بُرائیوں سے تنگی و تکلیف اور دشمنوں کا غالب آنا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی سے

مراد سرکشوں کا مطیع اور نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مومن کر لینا ہو اور برائی سے بد بخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا تو حاصل کلام یہ ہوگا کہ اگر میں

نفع و ضرر کا ذاتی اختیار رکھتا تو اے منافقین و کافرین! تمہیں سب کو مومن کر ڈالتا اور تمہاری کفری حالت دیکھنے کی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ ۳۷۹ سنانے والا ہوں کافروں

کو ۳۸۰ عکرمہ کا قول ہے کہ اس آیت میں خطاب عام ہے ہر ایک شخص کو اور معنی یہ ہیں کہ اللہ وہی ہے جس نے تم میں سے ہر ایک کو ایک جان سے یعنی اس کے

باپ سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کی بی بی کو بنایا پھر جب وہ دونوں جمع ہوئے اور حمل ظاہر ہوا اور ان دونوں نے تندرست بچہ کی دعا کی اور ایسا بچہ ملنے

پر ادائے شکر کا عہد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ویسا ہی بچہ عنایت فرمایا۔ اُن کی حالت یہ ہوئی کہ کبھی تو وہ اس بچہ کو طہالغ کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے دہریوں

کا حال ہے کبھی ستاروں کی طرف جیسا کہ اکابر پرستوں کا طریقہ ہے کبھی بتوں کی طرف جیسا بت پرستوں کا دستور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اُن کے اس

شرک سے برتر ہے۔ (کبیر) ۳۸۱ یعنی اس کے باپ کی جنس سے اس کی بی بی بنائی۔ ۳۸۲ مرد کا چھانا کتنا یہ ہے جماع کرنے سے اور ہلکا سا پیٹ رہنا ابتدا

حمل کی حالت کا بیان ہے۔ ۳۸۳ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں قریش کو خطاب ہے جو قصی کی اولاد ہیں اُن سے فرمایا گیا کہ تمہیں ایک شخص

قصی سے پیدا کیا اور اس کی بی بی اسی کی جنس سے عربی قرشی کی تاکہ اس سے چین و آرام پائے پھر جب اُن کی درخواست کے مطابق انہیں تندرست بچہ عنایت کیا تو

انہوں نے اللہ کی اس عطا میں دوسروں کو شریک بنایا اور اپنے چاروں بیٹوں کا نام عبد مناف، عبد العزیٰ، عبد قصیٰ اور عبد الدار رکھا۔ ۳۸۴ یعنی بتوں کو جنہوں

نے کچھ نہیں بنایا۔

يُخْلَقُونَ ۝۹۱ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ۝۹۲ وَإِنْ

خود بنائے ہوئے ہیں اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہنچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں ۳۳۵ اور اگر

تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لَا يَتَّبِعُوكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ

تم انھیں ۳۳۶ راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں ۳۳۷ تم پر ایک سا ہے چاہے انھیں پکارو یا

صَامِتُونَ ۝۹۳ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَلُكُمْ فَادْعُوهُمْ

چپ رہو ۳۳۸ بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں ۳۳۹ تو انھیں پکارو

فَلَيْسَتْ جِبُوبُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۹۴ أَلَمْ أَرْجُلُ يَمُشُونَ بِهَا

پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو کیا اُن کے پاؤں ہیں جن سے چلیں

أَمْ لَهُمْ آيْدٍ يَبِطْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ

یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے

أَذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۝۹۵ قُلْ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُوا فَلَا تَنْظُرُونَ ۝۹۶

کان ہیں جن سے سُنیں ۳۴۰ تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو ۳۴۱

إِنَّ وَلِيَ اللَّهِ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۝۹۷ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ۝۹۸ وَالَّذِينَ

بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری ۳۴۲ اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے ۳۴۳ اور جنہیں

۳۴۴ اس میں بتوں کی بے قدری اور بطلانِ شرک کا بیان اور مشرکین کے کمالِ جہل کا اظہار ہے اور بتایا گیا ہے کہ عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عابد کو نفع پہنچانے

اور اس کا ضرر دفع کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ مشرکین جن بتوں کو پوجتے ہیں ان کی بے قدرتی اس درجہ کی ہے کہ وہ کسی چیز کے بنانے والے نہیں کسی چیز کے

بنانے والے تو کیا ہوتے خود اپنی ذات میں دوسرے سے بے نیاز نہیں، آپ مخلوق ہیں، بنانے والے کے محتاج ہیں، اس سے بڑھ کر بے اختیاری یہ ہے کہ وہ

کسی کی مدد نہیں کر سکتے اور کسی کی کیا مدد کریں خود انہیں ضرر پہنچے تو دفع نہیں کر سکتے، کوئی انہیں توڑ دے، گرا دے، جو چاہے کرے، وہ اس سے اپنی حفاظت نہیں

کر سکتے ایسے مجبور بے اختیار کو بوجنا انتہا درجہ کا جہل ہے۔ ۳۴۵ یعنی بتوں کو ۳۴۶ کیونکہ وہ نہ سُن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں ۳۴۷ وہ بہر حال عاجز ہیں، ایسے کو

پوچنا اور معبود بنانا بڑی بے خودی (بے عقلی) ہے ۳۴۸ اور اللہ کے مملوک و مخلوق کسی طرح پوجنے کے قابل نہیں، اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہو ۳۴۹ یہ

کچھ بھی نہیں تو پھر اپنے سے کمتر کو پوج کر کیوں ذلیل ہوتے ہو۔ ۳۵۰ شانِ نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بت پرستی کی مذمت کی اور بتوں کی

عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا تو مشرکین نے دھمکا دیا اور کہا کہ بتوں کو برا کہنے والے تباہ ہو جاتے ہیں، برباد ہو جاتے ہیں، یہ بت انہیں ہلاک کر دیتے

ہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر بتوں میں کچھ قدرت سمجھتے ہو تو انہیں پکارو! اور میری نقصان رسانی میں اُن سے مدد لو اور تم بھی جو کمزور فریب کر سکتے

ہو وہ میرے مقابلہ میں کرو اور اس میں دیر نہ کرو، مجھے تمہاری اور تمہارے معبود کی کچھ بھی پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ ۳۵۱ اور میری

طرف وحی بھیجی اور میری عزت کی۔ ۳۵۲ اور ان کا حافظ و ناصر ہے اس پر بھروسہ رکھنے والوں کو مشرکین وغیرہ کا کیا اندیشہ تم اور تمہارے معبود مجھے کچھ نقصان

نہیں پہنچا سکتے۔

تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿١٩٧﴾ وَ

اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں ﴿۱۹۷﴾ اور

إِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ

اگر انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں ﴿۱۹۸﴾ اور انہیں

لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٩٨﴾ خذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿١٩٩﴾

کچھ بھی نہیں سوچتا اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو

وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ سَيَعُودُ عَلَيْكُمْ ﴿٢٠٠﴾

اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچادے (کسی برے کام پر اکسائے) ﴿۱۹۹﴾ تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سُنتا جانتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَيفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا ۖ وَإِذَا هُمُ

بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی

مُبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾ وَإِخْوَانُهُمْ يَبْتَغُونَ فِي الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ﴿٢٠٢﴾ وَإِذَا

آنکھیں کھل جاتی ہیں ﴿۲۰۱﴾ اور وہ جوشیطانوں کے بھائی ہیں ﴿۲۰۰﴾ شیطان انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر گئی (کو تا ہی) نہیں کرتے اور اے محبوب

لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ

جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو کہتے ہیں تم نے دل سے کیوں نہ بنائی تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے

رَبِّي ۚ هَذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠٣﴾ وَ

وحی ہوتی ہے یہ تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے لئے اور

إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنُ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَانصِتُوا لِلَّهِ ۚ تَرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾ وَإِذْ كُنَّا

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو ﴿۲۰۳﴾ اور اپنے رب

﴿۲۰۴﴾ تو میرا کیا بگاڑ سکیں گے۔ ﴿۲۰۳﴾ کیونکہ بتوں کی تصویریں اس شکل کی بنائی جاتی تھیں جیسے کوئی دیکھ رہا ہے۔ ﴿۲۰۴﴾ کوئی وسوسہ ڈالے۔ ﴿۲۰۵﴾ اور وہ اس وسوسے

کو دور کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ﴿۲۰۵﴾ یعنی کفار۔ ﴿۲۰۶﴾ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز

میں یا خارج نماز اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے، جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے

اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں خطبہ سننے کے لئے گوش ہر آواز ہونے (خطبہ بغور سننے) اور خاموش رہنے کا حکم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے نماز و خطبہ دونوں میں

بغور سننا اور خاموش رہنا واجب ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قرأت

کرتے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو۔ غرض اس آیت سے قراءت خَلْفَ الْإِمَامِ (نماز باجماعت میں امام کے

پیچھے قراءت) کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کو اس کے مقابل جت قرار دیا جاسکے۔ قراءت خَلْفَ الْإِمَامِ کی تائید میں سب سے

رَبِّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

کو اپنے دل میں یاد کرو صبح زاری (عاجزی) اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح

وَالْأَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿۲۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

اور شام ۲۵ اور غافلوں میں نہ ہونا بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں ۲۵

يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ﴿۲۶﴾

اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ۲۶

﴿آیتھا ۷۵﴾ ﴿۸ سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۝۸﴾ ﴿مَرْكُوعَاتِهَا ۱۰﴾

سورہ انفال مدنیہ ہے، اس میں پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ ۖ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَأَتَقُوا اللَّهَ وَ

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ و رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو

زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے: ”لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ“ مگر اس حدیث سے قراءت خَلْفُ الْإِمَامِ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل نہیں ہوتی تو جبکہ حدیث: ”قِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ“ سے ثابت ہے کہ امام کا قراءت کرنا ہی مقتدی کا قراءت کرنا ہے تو جب امام نے قراءت کی اور مقتدی ساکت رہا تو اس کی قراءت حکمیہ ہوئی اس کی نماز بے قرأت کہاں رہی یہ قراءت حکمیہ ہے تو امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے سے قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہو جاتا ہے اور قراءت کرنے سے آیت کا اتباع ترک ہوتا ہے لہذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔ ۲۹۰ اور پر کی آیت کے بعد اس آیت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف سننے والے کو خاموش رہنا اور بے آواز نکالے دل میں ذکر کرنا یعنی عظمت وجلال الہی کا استحضار (موجود ہونا) لازم ہے کَذَافِي تَفْسِيرِ ابْنِ جَرِيرٍ۔ اس سے امام کے پیچھے بلند یا پست آواز سے قرأت کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دل میں عظمت وجلال حق کا استحضار ذکر قلبی ہے۔ مسئلہ: ذکر بالجہر اور ذکر بالانفاء دونوں میں نصوص وارد ہیں جس شخص کو جس قسم کے ذکر میں ذوق وشوق تام و اخلاص کامل میسر ہو اس کے لئے وہی افضل ہے، کذا فی رد المحتار وغیرہ۔ ۲۹۱ شام عصر وغیرہ کے درمیان کا وقت ہے، ان دونوں وقتوں میں ذکر افضل ہے کیونکہ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور اسی طرح نماز عصر کے بعد غروب تک نماز ممنوع ہے اس لئے ان وقتوں میں ذکر مستحب ہوتا کہ بندے کے تمام اوقات قربت وطاعت میں مشغول رہیں۔ ۲۹۲ یعنی ملائکہ مقررین ۲۹۳ یہ آیت آیات سجدہ میں سے ہے، ان کے پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ لازم ہو جاتا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: جب آدمی آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور کہتا ہے افسوس بنی آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا وہ سجدہ کر کے جنتی ہوا اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں انکار کر کے جہنمی ہو گیا۔ ۲۹۴ یہ سورت مدنی ہے بجز سات آیتوں کے جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اور ”إِذْ يَمْكُورُ بِكَ الَّذِينَ“ سے شروع ہوتی ہیں، اس میں پچھتر آیتیں اور ایک ہزار پچھتر کلمے اور پانچ ہزار اسی حروف ہیں۔ ۲۹۵ شان نزول: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی جب غنیمت کے معاملہ میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور بدرمگی کی نوبت آگئی تو اللہ تعالیٰ نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا۔ آپ نے وہ مال برابر تقسیم کر دیا۔ ۲۹۶ جیسے چاہیں تقسیم فرمائیں۔ ۲۹۷ اور باہم اختلاف نہ کرو۔

أَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۖ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ①

اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو اور اللہ و رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تَلِيَتْ

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے وہ ان کے دل ڈر جائیں اور جب اُن پر

عَلَيْهِمْ آيَةٌ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ② الَّذِينَ يُقِيمُونَ

اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں وہ جو نماز قائم

الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ③ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ

رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے

دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ④ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ

درجے ہیں ان کے رب کے پاس مکے اور بخشش ہے اور عزت کی روزی وہ جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے

مِّنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُونَ ⑤

تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا وہ اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا وہ

وہ تو اس کے عظمت و جلال سے وہ اور اپنے تمام کاموں کو اس کے سپرد کریں۔ مکے بقدر اُن کے اعمال کے کیونکہ مؤمنین کے احوال ان اوصاف میں

متفاوت ہیں اس لئے اُن کے مراتب بھی جدا گانہ ہیں۔ وہ جو ہمیشہ اکرام و تعظیم کے ساتھ بے محنت و مشقت عطا کی جائے۔ وہ یعنی مدینہ طیبہ سے بدر کی

طرف۔ مکے کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ اُن کی تعداد کم ہے، ہتھیار تھوڑے ہیں، دشمن کی تعداد بھی زیادہ ہے اور وہ اسلحہ وغیرہ کا بڑا سامان رکھتا ہے۔ مختصر واقعہ یہ ہے

کہ ابوسفیان کے ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ آنے کی خبر پا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے مکہ مکرمہ

سے ابوجہل قریش کا ایک لشکر گراں لے کر قافلہ کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ ابوسفیان تو رستہ سے کتر اکرمع اپنے قافلہ کے ساحل بحر کی راہ چل پڑے اور ابوجہل سے

اس کے رفیقوں نے کہا کہ قافلہ تو بچ گیا اب مکہ مکرمہ واپس چل، تو اس نے انکار کر دیا اور وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے قصد سے بدر کی طرف

چل پڑا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کے دونوں گروہوں میں

سے ایک پر مسلمانوں کو فتح مند کرے گا خواہ قافلہ ہو یا قریش کا لشکر۔ صحابہ نے اس میں موافقت کی مگر بعض کو یہ عذر ہوا کہ ہم اس تیاری سے نہیں چلے تھے اور نہ ہماری

تعداد اتنی ہے نہ ہمارے پاس کافی سامان اسلحہ ہے، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں گذرا اور حضور نے فرمایا کہ قافلہ تو ساحل کی طرف نکل گیا اور ابوجہل

سامنے آ رہا ہے۔ اس پر ان لوگوں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قافلے ہی کا تعاقب کیجئے اور لشکر دشمن کو چھوڑ دیجئے۔ یہ بات ناگوار خاطر

اقدس ہوئی تو حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھڑے ہو کر اپنے اخلاص و فرمانبرداری اور رضا جوئی و جاں نثاری کا اظہار کیا اور بڑی قوت و

استحکام کے ساتھ عرض کی کہ وہ کسی طرح مرضی مبارک کے خلاف سستی کرنے والے نہیں ہیں پھر اور صحابہ نے بھی عرض کیا کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو

امر فرمایا اس کے مطابق تشریف لے چلیں، ہم ساتھ ہیں، کبھی تخلف نہ کریں (پچھے نہ رہیں) گے، ہم آپ پر ایمان لائے، ہم نے آپ کی تصدیق کی، ہم نے آپ

کے اتباع کے عہد کئے، ہمیں آپ کی اتباع میں سمندر کے اندر گود جانے سے بھی عذر نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا: چلو اللہ کی برکت پر بھروسہ کرو، اُس نے مجھے وعدہ

دیا ہے، میں تمہیں بشارت دیتا ہوں، مجھے دشمنوں کے گرنے کی جگہ نظر آ رہی ہے اور حضور نے کفار کے مرنے اور گرنے کی جگہ نام بنام بتا دیں اور ایک ایک کی جگہ پر

يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

سچی بات میں تم سے جھگڑتے تھے واک بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی واک گویا وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف

يَنْظُرُونَ ۖ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ

ہانکے جاتے ہیں واک اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں واک میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے

أَنَّ غَيْرِ ذَاتِ الشُّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ

کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا (کسی نقصان کا ڈر) نہیں واک اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے واک

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۚ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ

اور کافروں کی جڑ کاٹ دے (ہلاک کر دے) واک کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا واک پڑے بُرا

الْمُجْرِمُونَ ۚ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِالْفِ

مانیں مجرم جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے واک تو اُس نے تمہاری سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار

مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۙ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ

فرشتوں کی قطار سے واک اور یہ تو اللہ نے کیا مگر تمہاری خوشی کو اور اس لئے کہ تمہارے دل

فَلَوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ إِذْ

چین پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے واک بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے جب

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تُكْمِلُونَ ۚ وَكَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَالْأَنْوَاعَ ۚ وَاللَّهُ

وہ اور کہتے تھے کہ ہمیں لشکر قریش کا حال ہی معلوم نہ تھا کہ ہم اُن کے مقابلہ کی تیاری کر کے چلتے۔ واک یہ بات کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ

کرتے ہیں علم الہی سے کرتے ہیں اور آپ نے اعلان فرما دیا ہے کہ مسلمانوں کو ٹیپی مدد پہنچے گی۔ واک یعنی قریش سے مقابلہ انہیں ایسا مہیب (بڑا بھیانک) معلوم

ہوتا ہے۔ واک یعنی ابوسفیان کے قافلے اور ابو جہل کے لشکر۔ واک یعنی ابوسفیان کا قافلہ واک دسین حق کو غلبہ دے، اس کو بلند و بالا کرے۔ واک اور انہیں اس

طرح ہلاک کرے کہ اُن میں سے کوئی باقی نہ بچے۔ واک یعنی اسلام کو ظہور و ثبات عطا فرمائے اور کفر کو مٹائے۔ واک شان نزول: مسلم شریف کی حدیث ہے روز

بدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور آپ کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مبارک

ہاتھ پھیلا کر اپنے رب سے یہ دعا کرنے لگے یا رب! جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر، یا رب! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، یا رب! اگر تو اہل اسلام کی اس

جماعت کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی۔ اسی طرح حضور دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دوش (شانہ) مبارک سے چادر شریف اتر گئی تو حضرت ابو بکر

حاضر ہوئے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ کی مناجات اپنے رب کے ساتھ کافی ہو گئی، وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا، اس پر یہ

آیت شریفہ نازل ہوئی۔ واک چنانچہ اول ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان اس روز کافروں کا

تغاقب کرتے تھے اور کافر مسلمان کے آگے آگے بھاگتا جاتا تھا اچانک اوپر سے کوڑے کی آواز آتی تھی اور سوار کا یہ کلمہ سنا جاتا تھا: (أَقْدِمُ حَبِزُومَ) یعنی آگے بڑھ

اے حیزوم! (حیزوم حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) اور نظر آتا تھا کہ کافر گر کر مر گیا اور اس کی ناک تلوار سے اڑا دی گئی اور چہرہ زخمی ہو گیا۔ صحابہ

نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے یہ معائنہ بیان کئے تو حضور نے فرمایا کہ یہ آسمان ربوم کی مدد ہے۔ ابو جہل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کہاں

سے ضرب آتی تھی؟ مارنے والا تو ہم کو نظر نہیں آتا تھا۔ آپ نے فرمایا: فرشتوں کی طرف سے، تو کہنے لگا: پھر وہی تو غالب ہوئے تم تو غالب نہیں ہوئے۔ واک تو بندے

يُعْشِيَكُمْ النَّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

اُس نے تمہیں اُونگھ سے گھیر دیا تو اُس کی طرف سے چلین (تسکین) تھی ۲۲ اور آسمان سے تم پر پانی اُتارا

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رَجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَ

کہ تمہیں اس سے تھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور

يُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۖ ۱۱ اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلِكَةِ اِنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا

اس سے تمہارے قدم جمادے ۲۳ جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں

الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقَىٰ فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا

کو ثابت رکھو ۲۴ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیت ڈالوں گا تو کافروں

فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۖ ۱۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوا

کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور (جوڑ) پر ضرب لگاؤ ۲۵ یہ اس لئے کہ انھوں نے اللہ اور

اللَّهِ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

اس کے رسول سے مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب

کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ کرے اور اپنے زور و قوت اور اسباب و جماعت پر ناز نہ کرے۔ ۲۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غنودگی اگر جنگ میں

ہو تو اُس ہے اور اللہ کی طرف سے ہے اور نماز میں ہو تو شیطان کی طرف سے ہے جنگ میں غنودگی کا امن ہونا اس سے ظاہر ہے کہ جسے جان کا اندیشہ ہو اُسے نیند اور

اُونگھ نہیں آتی وہ خطرے اور اضطراب میں رہتا ہے۔ خوف شدید کے وقت غنودگی آنا حصول امن اور زوال خوف کی دلیل ہے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جب

مسلمانوں کو دشمنوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت سے جانوں کا خوف ہوا اور بہت زیادہ پیاس لگی تو ان پر غنودگی ڈال دی گئی جس سے انہیں راحت حاصل ہوئی اور

تنگان اور پیاس رفع ہوئی اور وہ دشمن سے جنگ کرنے پر قادر ہوئے۔ یہ اُونگھ اُن کے حق میں نعمت تھی اور یکبارگی سب کو آئی جماعت کثیر کا خوف شدید کی حالت میں

اسی طرح یکبارگی اُونگھ جانا خلاف عادت ہے اسی لئے بعض علماء نے فرمایا: یہ اُونگھ معجزہ کے حکم میں ہے۔ (خازن) ۲۳ روز بدر مسلمان ریگستان میں اترے اُن کے

اور اُن کے جانوروں کے پاؤں ریت میں دھسنے جاتے تھے اور مشرکین ان سے پہلے آب قبضہ کر چکے تھے۔ صحابہ میں بعض حضرات کو وضو کی بعض کو غسل کی

ضرورت تھی اور پیاس کی شدت تھی تو شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ تم گمان کرتے ہو کہ تم حق پر ہو تم میں اللہ کے نبی ہیں اور تم اللہ والے ہو اور حال یہ ہے کہ مشرکین

غالب ہو کر پانی پر پہنچ گئے تم بغیر وضو اور غسل کئے نمازیں پڑھتے ہو تو تمہیں دشمن پر فتح یاب ہونے کی کس طرح امید ہے تو اللہ تعالیٰ نے مینہ بھیجا جس سے جنگل

سیراب ہو گیا اور مسلمانوں نے اس سے پانی پیا اور غسل کئے اور وضو کئے اور اپنی سواریوں کو پلایا اور اپنے برتنوں کو بھرا اور غبار بیٹھ گیا اور زمین اس قابل ہو گئی کہ اس

پر قدم جننے لگے اور شیطان کا وسوسہ زائل ہوا اور صحابہ کے دل خوش ہوئے اور یہ نعمت فتح و ظفر حاصل ہونے کی دلیل ہوئی۔ ۲۴ ان کی اعانت کر کے اور انہیں

بشارت دے کر ۲۵ ابوداؤد مازنی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے فرماتے ہیں کہ میں مشرک کی گردن مارنے کے لئے اس کے درپے ہوا، اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے

پہلے ہی کٹ کر گر گیا تو میں نے جان لیا کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا۔ سہل بن حنیف فرماتے ہیں کہ روز بدر ہم میں سے کوئی تلوار سے اشارہ کرتا تھا تو اس کی تلوار پہنچنے

سے پہلے ہی مشرک کا سر جسم سے جدا ہو کر گر جاتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک سکریزے کفار پر پھینک کر مارے تو کوئی کافر ایسا نہ بچا جس کی

آنکھوں میں اس میں سے کچھ پڑا نہ ہو۔ بدر کا یہ واقعہ صبح جمعہ سترہ رمضان مبارک ۲ ہجری میں پیش آیا۔

الْعِقَابِ ۝۱۳ ذَلِكُمْ فَذُقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝۱۴ يَا أَيُّهَا

سخت ہے یہ تو چکھو ۱۳ اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے ۱۴ اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحَفًا فَلَا تُولُوهُمْ إِلَّا دُبَارًا ۝۱۵

ایمان والو جب کافروں کے لام (لشکر) سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو ۱۵

وَمَنْ يُولِهِمْ يُؤَمِّدْ دُبْرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّرًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ

اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جانے کو

فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا لَهُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ۝۱۶ فَلَمْ

تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی ۱۶ تو تم

تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۖ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ

نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے قتل انہیں قتل کیا اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے

رَمَىٰ جَوْلِيْلِي الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءٌ حَسَنًا ۖ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۷

پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے

ذَلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُؤْمِنٌ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۝۱۸ إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ

یہ ۱۸ تو لو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ کافروں کا دواؤں ست کرنے والا ہے اے کافرو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو یہ فیصلہ

الْفَتْحُ ۖ وَإِنْ تَنْتَهُوا فهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَكِنْ تُغْنِي

تم پر آچکا ۱۹ اور اگر باز آؤ ۲۰ تو تمہارا بھلا ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم پھر سزا دیں گے اور تمہارا جتنا (گروہ)

۲۱ جو بدر میں پیش آیا اور کفار مقتول اور مقید (قید) ہوئے یہ تو عذاب دینا ہے۔ ۲۲ آخرت میں ۲۳ یعنی اگر کفار تم سے زیادہ بھی ہوں تو ان کے مقابلہ سے نہ

بھاگو۔ ۲۴ یعنی مسلمانوں میں سے جو جنگ میں کفار کے مقابلہ سے بھاگا وہ غضب الہی میں گرفتار ہوا، اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، سوائے دو حالتوں کے: ایک تو یہ کہ

لڑائی کا ہنر یا کرتب کرنے کے لئے پیچھے ہٹا ہو وہ پیٹھ دینے اور بھاگنے والا نہیں ہے۔ دوسرے جو اپنی جماعت میں ملنے کے لئے پیچھے ہٹا ہو بھی بھاگنے والا نہیں ہے۔

۲۵ شان نزول: جب مسلمان جنگ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں سے ایک کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا دوسرا کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا، اس پر یہ آیت

نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس قتل کو تم اپنے زور و قوت کی طرف نسبت نہ کرو کہ یہ درحقیقت اللہ کی امداد اور اس کی تقویت اور تائید ہے۔ ۲۶ فتح و نصرت ۲۷ شان

نزول: یہ خطاب مشرکین کو ہے جنہوں نے بدر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور ان میں سے ابو جہل نے اپنی اور حضور کی نسبت یہ دعا کی کہ یارب!

ہم میں جو تیرے نزدیک اچھا ہو اس کی مدد کرو اور جو برا ہو اس سے بھٹلائے مصیبت کرو اور ایک روایت میں ہے کہ مشرکین نے مکہ مکرمہ سے بدر کو چلتے وقت کعبہ معظمہ کے

پردوں سے لپٹ کر یہ دعا کی تھی کہ یارب! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہوں تو ان کی مدد فرما اور اگر ہم حق پر ہوں تو ہماری مدد کر اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو فیصلہ تم

نے چاہا تھا وہ کرو یا گیا اور جو گروہ حق پر تھا اس کو فتح دی گئی یہ تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے، اب آسانی فیصلہ سے بھی جو ان کا طلب کیا ہوا تھا اسلام کی حقانیت ثابت ہوئی۔

ابو جہل بھی اس جنگ میں ذلت اور رسوائی کے ساتھ مارا گیا اور اس کا سر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیا گیا۔ ۲۸ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْكُمْ فَمَنْكُمْ شَيْءًا لَوْ كَثُرَتْ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۹ يَا أَيُّهَا

تمہیں کچھ کام نہ دے گا چاہے کتنا ہی بہت ہو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے اے

الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عُنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۲۰

ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ۲۰ اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۲۱ إِنَّ شَرَّ

اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے ۲۱ بے شک سب جانوروں

الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۲۲ وَلَوْ عَلِمَ

میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گوئیں جن کو عقل نہیں ۲۲ اور اگر اللہ ان میں

اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرٌ لَّا أَسْمَعَهُمْ ۚ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۲۳

کچھ بھلائی ۲۳ جانتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر ۲۳ سنا دیتا جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے ۲۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ

اے ایمان والو اللہ ورسول کے بلائے پر حاضر ہو ۲۴ جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے کی ۲۴

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۲۴

اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے

کے ساتھ عداوت اور حضور کے ساتھ جنگ کرنے سے ۲۴ کیونکہ رسول کی اطاعت اور اللہ کی اطاعت ایک ہی چیز ہے، جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے

اللہ کی اطاعت کی۔ ۲۵ کیونکہ جو سن کر نفع نہ اٹھائے اور نصیحت پذیر نہ ہو اس کا سنا سنا ہی نہیں ہے، یہ منافقین و مشرکین کا حال ہے، مسلمانوں کو اس حال سے

دور رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ ۲۶ نہ وہ حق سنتے ہیں نہ حق بولتے ہیں نہ حق کو سمجھتے ہیں کان اور زبان و عقل سے فائدہ نہیں اٹھاتے، جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ

یہ دیدہ و دانستہ بہرے گوئیں جتنے ہیں اور عقل سے دشمنی کرتے ہیں۔ ۲۷ شان نزول: یہ آیت نبی عبد اللہ بن قُصی کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ جو کچھ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہم اس سے بہرے، گوئیں، اندھے ہیں۔ یہ سب لوگ جنگ اُحد میں مقتول ہوئے اور ان میں سے صرف دو شخص ایمان لائے: مصعب

بن عمیر اور سہیل بن حرملہ۔ ۲۸ یعنی صدق و رغبت ۲۸ بحالت موجودہ یہ جانتے ہوئے کہ اُن میں صدق و رغبت نہیں ہے۔ ۲۹ اپنے عناد (بغض) اور حق سے

دشمنی کے باعث ۲۹ کیونکہ رسول کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے۔ بخاری شریف میں سعید بن معنٰی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا، مجھے رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلائے پر حاضر ہو؟ ایسا ہی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب نماز پڑھتے تھے حضور نے انہیں

پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے سلام عرض کیا، حضور نے فرمایا: تمہیں جواب دینے سے کیا بات مانع ہوئی؟ عرض کیا: حضور میں نماز میں تھا۔ حضور نے فرمایا:

کیا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلائے پر حاضر ہو؟ عرض کیا: بیشک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ ۳۰ اس چیز سے یا ایمان مراد ہے کیونکہ کافر مردہ

ہوتا ہے، ایمان سے اس کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ قتادہ نے کہا کہ وہ چیز قرآن ہے کیونکہ اس سے دلوں کی زندگی ہے اور اس میں نجات ہے اور عصمت دارین ہے۔

محمد بن اسحق نے کہا کہ وہ چیز جہاد ہے کیونکہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ دلت کے بعد عزت عطا فرماتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ وہ شہادت ہے اس لئے کہ شہداء

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَعَلَمُوا

اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا ۲۴ اور جان لو

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۲۵) وَادْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ

کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور یاد کرو ۲۵ جب تم تھوڑے تھے ملک میں

فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِبَصَرِهِ

دبے ہوئے ۲۴ ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں ۲۵ جگہ دی اور اپنی مدد سے زور دیا

وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۲۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اور ستمی چیزیں تمہیں روزی دیں ۲۶ کہ کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو اللہ

تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنَكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۲۷)

و رسول سے دغا نہ کرو ۲۷ اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور

اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں۔ ۲۴ بلکہ اگر تم اس سے نہ ڈرے اور اس کے اسباب یعنی ممنوعات کو ترک نہ کیا اور وہ فتنہ نازل ہوا تو یہ نہ ہوگا کہ اس میں خاص

ظالم اور بدکار ہی مبتلا ہوں بلکہ وہ نیک اور بد سب کو پہنچ جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے درمیان

ممنوعات نہ ہونے دیں یعنی اپنے مقدور (طاقت) تک برائیوں کو روکیں اور گناہ کرنے والوں کو گناہ سے منع کریں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو عذاب ان سب کو عام

ہوگا، خطا کار اور غیر خطا کا سب کو پہنچے گا۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذاب عام نہیں کرتا

جب تک کہ عام طور پر لوگ ایسا نہ کریں کہ ممنوعات کو اپنے درمیان ہوتا دیکھتے ہیں اور اس کے روکنے اور منع کرنے پر قادر ہوں باوجود اس کے نہ روکیں نہ منع کریں،

جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عذاب میں عام و خاص سب کو مبتلا کرتا ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم میں سرگرم معاصی ہو اور وہ لوگ باوجود

قدرت کے اس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم نہی عَنِ الْمُنْكَرِ ترک کرتی ہے اور لوگوں کو

گناہوں سے نہیں روکتی وہ اپنے اس ترک فرض کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے۔ ۲۳ اے مؤمنین مہاجرین! ابتداءً اسلام میں ہجرت کرنے سے پہلے

مکہ مکرمہ میں۔ ۲۴ قریش تم پر غالب تھے اور تم ۲۵ مدینہ طیبہ میں۔ ۲۶ یعنی اموال غنیمت جو تم سے پہلے کسی امت کے لئے حلال نہیں کئے گئے تھے۔ ۲۷ فرض

کا چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ سے خیانت کرنا ہے اور سنت کا ترک کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ شان نزول: یہ آیت ابولبابہ ہارون بن عبدالمعز الانصاری کے حق

میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی قریظہ کا دوفتنے سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ فرمایا وہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور ان کے دل

خائف ہو گئے تو ان سے ان کے سردار کعب بن اسد نے یہ کہا کہ اب تین شکلیں (صورتیں) ہیں یا تو اس شخص یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو اور ان

کی بیعت کر لو کیونکہ قسم بخدا وہ نبی مرسل ہیں، یہ ظاہر ہو چکا اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے، ان پر ایمان لے آئے تو جان، مال، اہل و اولاد

سب محفوظ رہیں گے، مگر اس بات کو قوم نے نہ مانا تو کعب نے دوسری شکل (صورت) پیش کی اور کہا کہ تم اگر اسے نہیں مانتے تو آؤ پہلے ہم اپنے بی بی بچوں کو قتل کر

دیں پھر تلواریں کھینچ کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے مقابل آئیں کہ اگر ہم اس مقابلہ میں ہلاک بھی ہو جائیں تو ہمارے ساتھ اپنے اہل و

اولاد کا غم تو نہ رہے۔ اس پر قوم نے کہا کہ اہل و اولاد کے بعد جینا ہی کس کام کا؟ تو کعب نے کہا کہ یہ بھی منظور نہیں ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی

درخواست کرو شاید اس میں کوئی بہتری کی صورت نظر نہ آئے انہوں نے حضور سے صلح کی درخواست کی لیکن حضور نے منظور نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اپنے حق میں سعد بن

معاذ کے فیصلہ کو منظور کریں، اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے کیونکہ ابولبابہ سے ان کے تعلقات تھے اور ابولبابہ کا مال اور ان کی اولاد اور ان

کے عیال سب بنی قریظہ کے پاس تھے۔ حضور نے ابولبابہ کو بھیج دیا بنی قریظہ نے ان سے رائے دریافت کی کہ کیا ہم سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لیں کہ جو کچھ ہمارے

اعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝۲۸

جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے ۲۸ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ۲۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُغْفِرْ

اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے وہ تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو اور تمہاری

عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۲۹

برائیاں اُتار دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور اے محبوب یاد کرو جب کافر

بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْيَثْبُوتُ أَوْ يُقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَسْكُرُونَ

تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند (قید) کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال (جلا وطن کر) دیں ۲۹ اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے

حق میں فیصلہ دیں وہ ہمیں قبول ہوا بولباہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ یہ تو گلے کٹوانے کی بات ہے، ابولباہ کہتے ہیں کہ میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہ

پائے تھے کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت واقع ہوئی یہ سوچ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تو نہ آئے

سیدھے مسجد شریف پہنچے اور مسجد شریف کے ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھوا لیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ نہ کچھ کھائیں گے نہ پیئیں گے یہاں تک کہ مر جائیں یا

اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول کرے۔ وقتاً فوقتاً ان کی بی بی آ کر انہیں نمازوں کے لئے اور انسانی حاجتوں کے لیے کھول دیا کرتی تھیں اور پھر باندھ دیئے جاتے تھے۔

حضور کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ ابولباہ میرے پاس آتے تو میں اُن کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے یہ کیا ہے تو میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ

اُن کی توبہ قبول نہ کرے۔ وہ سات روز بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کی۔ صحابہ نے انہیں توبہ قبول

ہونے کی بشارت دی تو انہوں نے کہا: میں خدا کی قسم! نہ گھسوں گا جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خود نہ کھولیں۔ حضرت نے انہیں اپنے دست مبارک

سے کھول دیا۔ ابولباہ نے کہا میری توبہ اس وقت پوری ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی اور میں اپنے کل مال کو اپنے ملک

سے نکال دوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مال کا صدقہ کرنا کافی ہے۔ اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۹ کہ آخرت کے کاموں میں سِدِّ

رَاہ (رکاوٹ) ہوتا ہے۔ ۲۹ تو عاقل کو چاہئے کہ اسی کا طلب گار رہے اور مال و اولاد کے سبب سے اس سے محروم نہ ہو۔ ۲۹ اس طرح کہ گناہ ترک کرو اور طاعت

بجالاؤ۔ ۲۹ اس میں اس واقعہ کا بیان ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر فرمایا کہ کفار قریش دار الندوہ (کمٹی گھر) میں رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی نسبت مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور اہل بیتین ایک بڑے کھانے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجد ہوں مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی

تو میں آیا، مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا، میں تمہارا رقیب ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا، انہوں نے اس کو شامل کر لیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی، ابولختر نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دو اور مضبوط بندشوں سے

باندھ دو دروازہ بند کر دو صرف ایک سو راخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں، اس پر شیطان لعین جو شیخ نجدی بنا ہوا تھا

بہت ناخوش ہوا اور کہا نہایت ناقص رائے ہے، یہ خبر مشہور ہوگی اور اُن کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔

لوگوں نے کہا: شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے۔ پھر ہشام بن عمر کھڑا ہوا اُس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اُن کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اونٹ پر سوار کر کے اپنے

شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں۔ اہل بیت نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا: جس شخص نے تمہارے ہوش اُڑا دیئے اور تمہارے

دانشمندی کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو! تم نے اس کی شیریں کلامی، سیف زبانی لکشی نہیں دیکھی ہے! اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے

قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے، اہل جمع نے کہا: شیخ نجدی کی رائے ٹھیک ہے، اس پر ابو جہل کھڑا ہوا اور اُس نے یہ رائے دی کہ قریش

کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیرتواریں دی جائیں وہ سب یکبارگی حضرت پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں تو نبی شام قریش

کے تمام قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا۔ اہل بیت لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابو جہل کی بہت تعریف کی

وَيُسْكِرُ اللَّهُ ط وَاللَّهُ خَيْرُ الْبَكْرَيْنِ ۝۳۰ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا

اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں

قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا ۖ إِنْ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ

ہاں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے یہ تو نہیں مگر اگلوں

الْأَوَّلِينَ ۝۳۱ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ

کے قصے ۵۲ اور جب بولے ۵۳ کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ اتَّبِعْنَا بَعْدَ آلِ يَمٍ ۝۳۲ وَمَا كَانَ

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا اور اللہ کا کام

اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ط وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو ۵۴ اور اللہ انھیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ

اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا اور عرض کیا کہ حضور اپنی خواب

گاہ میں شب کو نہ رہیں، اللہ تعالیٰ نے اذن دیا ہے مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں، حضور نے حضرت علی مرتضیٰ کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری

چادر شریف اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی اور حضور دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشیت خاک دست مبارک میں لی اور آیت

”إِنَّا جَعَلْنَا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا“ پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری سب کی آنکھوں اور سروں پر پینچی سب اندھے ہو گئے اور حضور کو نہ دیکھ سکے اور حضور مع ابوبکر

صدیق کے غار ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضیٰ کو لوگوں کی امانتیں پہنچانے کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑا مشرکین رات بھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

دولت سرائے کا پہرہ دیتے رہے صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی ہیں اُن سے حضور کو دریافت کیا کہ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا کہ

ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکزی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے حضور اس غار میں تین

روز ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ ۵۲ شان نزول: یہ آیت نصر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک سن

کر کہا تھا کہ ہم چاہتے تو ہم بھی ایسی ہی کتاب کہہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا یہ مقولہ نقل کیا کہ اس میں ان کی کمال بے شرمی و بے حیائی ہے کہ قرآن پاک کی تحدی

فرمانے (لکارنے) اور فصحاء عرب کو قرآن کریم کے مثل ایک سورۃ بنالانے کی دعوتیں دینے اور ان سب کے عاجز و در ماندہ (مجبور) رہ جانے کے بعد یہ کلمہ کہنا اور

ایسا اذعانے باطل (باطل دعویٰ) کرنا نہایت ذلیل حرکت ہے۔ ۵۳ کفار اور ان میں یہ کہنے والا یا نصر بن حارث تھا یا ابو جہل جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں

ہے۔ ۵۴ کیونکہ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ بنا کر بھیجے گئے ہو اور سنت الہیہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں اس کے نبی موجود ہوں ان پر عام بربادی کا عذاب نہیں بھیجتا

جس سے سب کے سب ہلاک ہو جائیں اور کوئی نہ بچے۔ ایک جماعت مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب

آپ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے پھر جب آپ نے ہجرت فرمائی اور کچھ مسلمان رہ گئے جو استغفار کیا کرتے تھے تو ”وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ“ نازل ہوا، جس میں بتایا گیا

کہ جب تک استغفار کرنے والے ایماندار موجود ہیں اس وقت تک بھی عذاب نہ آئے گا پھر جب وہ حضرات بھی مدینہ طیبہ کو روانہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کا

اذن دیا اور یہ عذاب موعود (جس کا وعدہ کیا گیا وہ) آگیا جس کی نسبت اس آیت میں فرمایا: ”وَمَا لَهُمْ آلًا يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ“۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ ”مَا كَانَ اللَّهُ

لِيُعَذِّبَهُمْ“ بھی کفار کا مقولہ ہے جو اُن سے حکایہ نقل کیا گیا، اللہ عزوجل نے اُن کی جہالت کا ذکر فرمایا کہ اس قدر احمق ہیں، آپ ہی تو یہ کہتے ہیں کہ یارب! اگر یہ

تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر عذاب نازل کر، اور آپ ہی یہ کہتے ہیں کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب تک آپ ہیں عذاب نازل نہ ہوگا۔ کیونکہ کوئی امت

اپنے نبی کی موجودگی میں ہلاک نہیں کی جاتی۔ کس قدر معارض (ایک دوسرے کے مخالف) اقوال ہیں۔

يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ

بخش مانگ رہے ہیں ۵۵ اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَ ۖ إِنَّ أَوْلِيَاءَ ۖ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

سے روک رہے ہیں ۵۶ اور وہ اس کے اہل نہیں ۵۷ اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا

مگر ان میں اکثر کو علم نہیں اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر

مُكَاءً وَتَصَدِيَةً ۖ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ

سیٹی اور تالی ۵۸ تو اب عذاب پکھو ۵۹ بدلہ اپنے کفر کا بے شک

كَفَرُوا وَيُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَسَيُنْفِقُونَهَا

کافر اپنے مال خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں ۶۰ تو اب انہیں خرچ کریں گے

ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ۖ ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ

پھر وہ ان پر پچھتاوا ہوں گے ۶۱ پھر مغلوب کردیے جائیں گے اور کافروں کا

يُحْشَرُونَ ﴿۳۶﴾ لِيَبْزِلَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ

جہنم کی طرف ہوگا اس لئے کہ اللہ گندے کو ستھرے سے جدا فرمادے ۶۲ اور

بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكَبَهُ جَبِيعًا فَيَجْعَلُهُ فِي جَهَنَّمَ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ

تले اوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے وہی نقصان

الْخٰسِرُونَ ﴿۳۷﴾ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ

پانے والے ہیں ۶۳ تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا ۶۴

۵۵ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ”استغفار“ عذاب سے امن میں رہنے کا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دو امنیں

اتاریں، ایک میرا اُن میں تشریف فرما ہونا، ایک اُن کا استغفار کرنا ۶۵ اور مومنین کو طواف کعبہ کیلئے نہیں آنے دیتے جیسا کہ واقعہ حدیبیہ کے سال سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو روکا۔ ۶۶ اور کعبہ کے امور میں تصرف و انتظام کا کوئی اختیار نہیں رکھتے کیونکہ مشرک ہیں۔ ۵۸ یعنی نماز کی جگہ سیٹی اور تالی بجاتے

ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریش ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور یہ فعل اُن کا باتو اس اعتقاد

باطل سے تھا کہ سیٹی اور تالی بجانا عبادت ہے اور یا اس شرارت سے کہ ان کے اس شور سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پریشانی ہو۔ ۵۹ قتل و قید کا بدر

میں ۶۰ یعنی لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے سے مانع ہوں۔ شان نزول: یہ آیت کفار میں سے ان بارہ قریشیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں

نے لشکر کفار کا کھانا اپنے ذمہ لیا تھا اور ہر ایک ان میں سے لشکر کو کھانا دیتا تھا ہر روز دس اونٹ۔ ۶۱ کہ مال بھی گیا اور کام بھی نہ بنا۔ ۶۲ یعنی گروہ کفار کو

وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ۖ ۛ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا

اور اگر پھر وہی کریں تو اگلوں کا دستور گزر چکا ہے ۛ اور اگر ان سے لڑو یہاں تک

تَكُونَ فِتْنَةً ۖ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا

کہ کوئی فساد ۛ باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے پھر اگر وہ باز رہیں تو اللہ

يَعْمَلُونَ بَصِيرٍ ۖ ۛ وَإِنْ تَوَلَّوْا فاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَكُمْ ۖ نِعْمَ الْبَوَلَىٰ

اُن کے کام دیکھ رہا ہے اور اگر وہ پھریں ۛ تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے ۛ تو کیا ہی اچھا مولیٰ

وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۖ ۛ

اور کیا ہی اچھا مددگار

گروہِ مؤمنین سے ممتاز کر دے۔ ۛ کہ دنیا و آخرت کے ٹوٹے میں رہے اور اپنے مال خرچ کر کے عذابِ آخرت مول لیا۔ ۛ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر جب کفر سے باز آئے اور اسلام لائے تو اس کا پہلا کفر اور معاصی (تمام گناہ) معاف ہو جاتے ہیں۔ ۛ کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے اور اپنے انبیاء اور اولیاء کی مدد فرماتا ہے۔ ۛ یعنی شرک ۛ ایمان لانے سے ۛ تم اس کی مدد پر بھروسہ رکھو۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُصَّةً وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لوٹا تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ إِن كُنتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ

والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے ورنہ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر

وَمَا أَنْزَلْنَاهُ عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّلَاقِ الْجَعْنِ ط وَاللَّهُ عَلَىٰ

اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں ورنہ اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۱﴾ إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدُوِّ الْقُصْوَىٰ

سب کچھ کر سکتا ہے جب تم نالے کے اُس کنارے تھے ورنہ اور کافر پرلے کنارے

وَالرَّكْبُ اسْفَلَ مِنْكُمْ ط وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَا خْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۚ وَ

اور قافلہ ورنہ تم سے ترائی میں ورنہ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے ورنہ

لَكِنْ لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۚ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ

لیکن یہ اس لئے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے ورنہ کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو ورنہ

وَيَجِيَّ مَنْ حَىٰ عَنْ بَيِّنَةٍ ط وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۳۲﴾ إِذْ يَرِيْكَهْمُ

اور جو جئے دلیل سے جئے ورنہ اور بے شک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے جب کہ اے محبوب اللہ تمہیں

۶۹ خواہ قلیل یا کثیر۔ ”غنیمت“ وہ مال ہے جو مسلمانوں کو کفار سے جنگ میں بطریق قہر وغلبہ حاصل ہو۔ مسئلہ: مال غنیمت پانچ حصوں پر تقسیم کیا جائے اس میں

سے چار حصے غنمین (غازیوں) کے۔ ورنہ مسئلہ: غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کل مال کا پچیسواں حصہ ہوا وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے مسئلہ: رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہیں تین پر تقسیم ہو جائے گا۔

نبی قول ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا۔ ورنہ اس دن سے روزِ بدر مراد ہے اور دونوں فوجوں سے مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں اور یہ واقعہ سترہ یا انیس رمضان کو

پیش آیا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی اور مشرکین ہزار کے قریب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہزیمت (شکست) دی

ان میں سے ستر سے زیادہ مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔ ورنہ جو مدینہ طیبہ کی طرف ہے۔ ورنہ قریش کا جس میں ابوسفیان وغیرہ تھے۔ ورنہ تین میل

کے فاصلہ پر ساحل کی طرف۔ ورنہ یعنی اگر تم اور وہ باہم جنگ کا کوئی وقت معین کرتے پھر تمہیں اپنی قلت و بے سامانی اور ان کی کثرت و سامان کا حال معلوم ہوتا تو

ضرور تم ہیبت و اندیشہ سے میعاد میں اختلاف کرتے۔ ورنہ یعنی اسلام اور مسلمین کی نصرت اور دین کا اعزاز اور دشمنانِ دین کی ہلاکت، اس لئے تمہیں اُس نے

بے میعاد (وقت مقرر کئے بغیر) ہی جمع کر دیا۔ ورنہ یعنی حجت ظاہرہ قائم ہونے اور عبرت کا معائنہ کر لینے کے بعد۔ ورنہ محمد بن اسحق نے کہا کہ ہلاک سے کفر،

حیات سے ایمان مراد ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جو کوئی کافر ہو اس کو چاہئے کہ پہلے حجت قائم کرے اور ایسے ہی جو ایمان لائے وہ یقین کے ساتھ ایمان لائے اور حجت و

برہان سے جان لے کہ یہ دین حق ہے اور بدر کا واقعہ آیات واضحہ میں سے ہے، اس کے بعد جس نے کفر اختیار کیا وہ مکابر (بڑا مغرور) ہے، اپنے نفس کو

مغالطہ (دھوکا) دیتا ہے۔

کافروں کو تمہاری خواب میں تھوڑا دکھاتا تھا ۹ اور اے مسلمانو! اگر وہ تمہیں بہت کر کے دکھاتا تو ضرور تم بُدلی کرتے اور معاملہ میں

جگر ڈالتے ہیں مگر اللہ نے بچا لیا وہ بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور

جب لڑتے وقت ۸۲ تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے ۸۳ اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا ۸۴

کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے ۵۵ اور اللہ کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے اے

ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو **۸۷** کہ تم

مراد کو پہنچو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندگی ہوئی

ہوا جاتی رہے گی **۱۷** اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے **۱۸** اور ان جیسے نہ ہونا جو

اسے کفار جو دنیا سے بے ایمان جائیں اور کفر ہی پر ان کا خاتمہ ہو وہ تھوڑے ہی تھے کیونکہ جو لشکر مقابل آتا تھا اس میں کثیر لوگ وہ تھے جنہیں اپنی زندگی میں ایمان

فرما کہ وہ ہمارے نگاہوں میں اتنے کم محسوس ہوتے ہیں کہ ایک شخص سے کہا کہ تمہارے گمان میں کافر سیٹھ ہوں گے اس نے کہا کہ میرے خیال میں سو

۸۵۰ یعنی اسلام کا کھلا اور مسلموں کی انصاف پر مشتمل ایک اور مشکم کی فکر و فطرت اور

بھی معلوم ہوا کہ ان کے سوا کسی اور شخص نے ان کے ساتھ ہمارے ساتھ نہیں تھا۔



خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَأَوْرَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ط

اپنے گھر سے نکلے اتراتے اور لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے ۹۷

وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۚ وَإِذْ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ

اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں اور جب کہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے ۹۸ اور بولا

لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌّ لَكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَأَتْ الْفِئْتَنِ

آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو توجب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے

نَكَصَ عَلَى عَقَبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي

اُلٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں ۹۹ میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا ۱۰۰ میں

أَخَافُ اللَّهَ ط وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ إِذْ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ

اللہ سے ڈرتا ہوں ۱۰۱ اور اللہ کا عذاب سخت ہے جب کہتے تھے منافق ۱۰۲ اور وہ جن کے

۹۷ شان نزول: یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں بہت اتراتے اور تکبر کرتے آئے تھے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: یارب! یہ

قریش آگئے، تکبر و غرور میں سرشار اور جنگ کے لئے تیار، تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں، یارب! اب وہ مدد عنایت ہو جس کا تو نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں رہا تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کے لئے آئے تھے، اب اس

کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا واپس جاؤ اس پر ابو جہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک کہ ہم بدر میں اتریں، تین روز قیام کریں، اونٹ ذبح

کریں، بہت سے کھانے پکائیں، شرابیں پیئیں، کنیروں کا گانا بجانائیں، عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا،

جب وہ بدر میں پہنچے تو جام شراب کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا اور کنیروں کی ساز و نو کی جگہ رونے والیاں انہیں روئیں۔ اللہ تعالیٰ مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ اس

واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور سمجھ لیں کہ فخر و ریاء اور غرور و تکبر کا انجام خراب ہے بندے کو اخلاص اور اطاعت خدا اور رسول چاہئے۔ ۱۰۱ اور رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی عداوت اور مسلمانوں کی مخالفت میں جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس پر ان کی تعریفیں کیں اور انہیں خبیث اعمال پر قائم رہنے کی رغبت دلائی اور جب

قریش نے بدر میں جانے پر اتفاق کر لیا تو انہیں یاد آیا کہ ان کے اور قبیلہ بنی کر کے درمیان عداوت ہے ممکن تھا کہ وہ یہ خیال کر کے واپسی کا قصد کرتے یہ شیطان کو

منظور نہ تھا اس لئے اس نے یہ فریب کیا کہ وہ سراقہ بن مالک بن نضیم بنی کنانہ کے سردار کی صورت میں نمودار ہوا اور ایک لشکر اور ایک جھنڈا ساتھ لے کر مشرکین

سے آلا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں۔ جب مسلمانوں اور کافروں کے دونوں لشکر صف آراء ہوئے اور رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت خاک مشرکین کے منہ پر ماری اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف بڑھے جو سراقہ کی شکل میں حارث

بن ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا، وہ ہاتھ چھڑا کر مع اپنے گروہ کے بھاگا حارث پکارتا رہ گیا سراقہ! سراقہ! تم تو ہمارے ضامن ہوئے تھے کہاں جاتے ہو؟ کہنے

لگا: مجھے وہ نظر آتا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا، اس آیت میں اس واقعہ کا بیان ہے۔ ۱۰۱ اور اس کی جو ذمہ داری لی تھی اس سے سبکدوش (بری الذمہ) ہوتا ہوں، اس

پر حارث بن ہشام نے کہا کہ ہم تیرے بھروسہ پر آئے تھے تو اس حالت میں ہمیں رسوا کرے گا! کہنے لگا: ۱۰۲ یعنی لشکر ملائکہ۔ ۱۰۳ کہیں وہ مجھے ہلاک نہ کر

دے۔ جب کفار کو ہزیمت (ہار) ہوئی اور وہ شکست کھا کر مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے یہ مشہور کیا کہ ہماری شکست و ہزیمت کا باعث سراقہ ہوا۔ سراقہ کو یہ خبر پہنچی تو

اسے حیرت ہوئی اور اس نے کہا: یہ لوگ کیا کہتے ہیں! نہ مجھے ان کے آنے کی خبر نہ جانے کی۔ ہزیمت ہو گئی جب میں نے سنا ہے۔ تو قریش نے کہا کہ تو فلاں فلاں

روز ہمارے پاس آیا تھا۔ اس نے قسم کھائی کہ یہ غلط ہے، تب انہیں معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔ ۱۰۴ مدینہ کے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّهُوا لِأَدْيِهِمْ ۖ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ

دلوں میں آزار (بیماری) ہے ۹۵ کہ یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں ۹۶ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے ۹۷ تو بے شک اللہ ۹۸

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ ۳۹ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ اتَّوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ الْمَلَائِكَةُ يُضْرِبُونَ

غالب حکمت والا ہے اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں

وَجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۚ ۵۰ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ

ان کے منہ پر اور ان کی پیٹھ پر ۹۹ اور چکمو آگ کا عذاب یہ ۱۰۰ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے

أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۚ ۵۱ كَذَّابٌ إِلِٰهٌ فَرْعَوْنَ لَا

آگے بھیجا ۱۰۱ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۰۲ جیسے فرعون والوں

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۖ ط

اور ان سے اگلوں کا دستور ۱۰۳ وہ اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے تو اللہ نے انھیں ان کے گناہوں پر پکڑا

إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ ۵۲ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا لِّلْعَبَاةِ

بے شک اللہ قوت والا سخت عذاب والا ہے یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انھیں

أَنعَمَ هَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۚ ۵۳

دی تھی بدلتا نہیں جب تک وہ خود نہ بدل جائیں ۱۰۴ اور بے شک اللہ سنتا جانتا ہے

كَذَّابٌ إِلِٰهٌ فَرْعَوْنَ ۚ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ

جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا دستور انھوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں

۹۵ یہ مکہ مکرمہ کے کچھ لوگ تھے جنہوں نے کلمہ اسلام تو پڑھ لیا تھا مگر ابھی تک ان کے دلوں میں شک و تردید باقی تھا۔ جب کفار قریش سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سے جنگ کے لئے نکلے یہ بھی ان کے ساتھ بدر میں پہنچے، وہاں جا کر مسلمانوں کو قلیل دیکھا تو شک اور بڑھا اور مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ۹۶ کہ باوجود اپنی ایسی

قلیل تعداد کے ایسے لشکر گراں (بڑے لشکر) کے مقابل ہو گئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۹۷ اور اپنا کام اس کے سپرد کر دے اور اس کے فضل و احسان پر مطمئن ہو۔

۹۸ اس کا حافظ و ناصر ہے۔ ۹۹ لوہے کے گرز جو آگ میں لال کئے ہوئے ہیں اور ان سے جو زخم لگتا ہے اس میں آگ پڑتی ہے اور سوزش ہوتی ہے ان سے مار

کر فرشتے کافروں سے کہتے ہیں: ۱۰۰ مُصِيبَتِينَ اور عذاب۔ ۱۰۱ یعنی جو تم نے کسب کیا کفر اور عصیان۔ ۱۰۲ کسی پر بے جرم عذاب نہیں کرتا اور کافر پر عذاب

کرنا عدل ہے۔ ۱۰۳ یعنی ان کافروں کی عادت کفر و سرکشی میں فرعون اور ان سے پہلوں کی مش ہے تو جس طرح وہ ہلاک کئے گئے یہ بھی روز بدر قتل و قید میں مبتلا

کئے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس طرح فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو یہ یقین جان کر ان کی تکذیب کی

یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو جان پہچان کر تکذیب کرتے ہیں۔ ۱۰۴ اور زیادہ بدتر حال میں مبتلا نہ ہوں جیسے کہ اللہ

تعالیٰ نے کفار مکہ کو روزی دے کر بھوک کی تکلیف رفع کی، امن دے کر خوف سے نجات دی اور ان کی طرف اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر

مبعوث کیا۔ انہوں نے ان نعمتوں پر شکرت تو نہ کیا بجائے اس کے یہ سرکشی کی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی، ان کی خوں ریزی کے درپے ہوئے اور لوگوں کو

فَاَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَعْرَقْنَاهُ الْفِرْعَوْنَ وَكُلُّ كَانٍ أَظْلَمِينَ ﴿۵۴﴾

تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے فرعون والوں کو ڈبو دیا ۵۴ اور وہ سب ظالم تھے

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۵﴾ الَّذِينَ

بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے وہ جن سے

عَاهَدْتُمْ لَهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿۵۶﴾

تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں فلا اور ڈرتے نہیں فلا

فَمَا تَتَّقُهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدُ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَدَّكُرُونَ ﴿۵۷﴾

تو اگر تم کہیں انہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں کو ہکا بکا ۵۷ اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو ۵۶

وَمَا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا

اور اگر تم کسی قوم سے دغا (عہد شکنی) کا اندیشہ کرو فلا تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو برابری پر فلا بے شک دغا والے

يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ

اللہ کو پسند نہیں اور ہرگز کافر اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ فلا ہاتھ سے نکل گئے بے شک وہ

لَا يُعْجِرُونَ ﴿۵۹﴾ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ

عاجز نہیں کرتے فلا اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے فلا اور جتنے گھوڑے

راہ حق سے روکا۔ سُدّی نے کہا کہ اللہ کی نعمت حضرت سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۵۸ ایسے ہی یہ کفار قریش ہیں جنہیں بدر میں ہلاک کیا گیا۔

۵۹ شان نزول: ”إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ“ اور اس کے بعد کی آیتیں بنی قریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئیں جن کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد

تھا کہ وہ آپ سے نہ لڑیں گے نہ آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے۔ انہوں نے عہد توڑا اور مشرکین مکہ نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو

انہوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم نے قصور ہوا، پھر دوبارہ عہد کیا اور اس کو بھی

توڑا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سب جانوروں سے بدتر بتایا کیونکہ کفار سب جانوروں سے بدتر ہیں اور باوجود کفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔ فلا خدا

سے، نہ عہد شکنی کے خراب نتیجے سے اور نہ اس سے شرماتے ہیں باوجودیکہ عہد شکنی ہر عاقل کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک

بے اعتبار ہو جاتا ہے، جب ان کی بے غیرتی اس درجہ پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔ ۵۸ اور ان کی ہمتیں توڑ دو اور ان کی جماعتیں منتشر کر دو۔

۵۹ اور وہ ہند پدیر (نصیحت قبول کرنے والے) ہوں۔ فلا اور ایسے آثار و قرائن پائے جائیں جن سے ثابت ہو کہ وہ خد کر کریں گے اور عہد پر قائم نہ رہیں

گے۔ فلا یعنی انہیں اس عہد کی مخالفت کرنے سے پہلے آگاہ کر دو کہ تمہاری بد عہدی کے قرائن پائے گئے لہذا وہ عہد قابل اعتبار نہ رہا، اس کی پابندی نہ کی

جائے گی۔ فلا جنگ بدر سے بھاگ کر قتل و قید سے بچ گئے اور مسلمانوں کے۔ فلا اپنے گرفتار کرنے والے کو۔ اس کے بعد مسلمانوں کو خطاب ہوتا ہے۔

۵۸ خواہ وہ ہتھیار ہوں یا قلعے یا تیر اندازی۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں قوت کے معنی رمی یعنی

تیر اندازی بتائے۔

الْخَيْلِ تَرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ ۚ لَا

باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں ۱۱۵ اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں

تَعْلَمُونَهُمْ ۚ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۖ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

جنہیں تم نہیں جانتے ۱۱۶ اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے

يُوفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۖ ۚ وَإِنْ جَحُوا لِلْسَّلَامِ فَأَجْزَحْ لَهَا

تمہیں پورا دیا جائے گا ۱۱۷ اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو ۱۱۸

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۖ ۚ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ

اور اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک وہی ہے سُنَّتا جانتا اور اگر وہ تمہیں

يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي آيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَ

فریب دیا چاہیں ۱۱۹ تو بے شک اللہ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور

بِالْمُؤْمِنِينَ ۖ ۚ وَالْأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ

مسلمانوں کا اور ان کے دلوں میں میل کر دیا (ألفت پیدا کر دی) ۱۲۰ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے

جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ

سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے ۱۲۱ لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے بے شک وہی ہے غالب

حَكِيمٌ ۖ ۚ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ ۚ

حکمت والا اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے ۱۲۲

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں کے

۱۱۵ یعنی کفار اہل مکہ ہوں یا دوسرے۔ ۱۱۶ ابن زید کا قول ہے کہ یہاں اوروں سے منافقین مراد ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ کافر جن۔ ۱۱۷ اس کی جزا وافر ملے

گی۔ ۱۱۸ ان سے صلح قبول کر لو۔ ۱۱۹ اور صلح کا اظہار کر (فریب دینے) کے لئے کریں۔ ۱۲۰ جیسا کہ قبیلہ اوس و خزرج میں محبت و اُلفت پیدا کر دی

باوجود یکہ ان میں سو برس سے زیادہ کی عداوتیں تھیں اور بڑی بڑی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں، یہ حض اللہ کا کرم ہے۔ ۱۲۱ یعنی ان کی باہمی عداوت اس حد تک پہنچ

گئی تھی کہ انہیں ملا دینے کے لئے تمام سامان (حربے) بیکار ہو چکے تھے اور کوئی صورت باقی نہ رہی تھی، ذرا ذرا سی بات میں بگڑ جاتے اور صدیوں تک جنگ باقی

رہتی، کسی طرح دو دل نہ مل سکتے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور عرب لوگ آپ پر ایمان لائے اور انہوں نے آپ کا اتباع کیا تو یہ حالت

بدل گئی اور دلوں سے دیرینہ عداوتیں (پرانی دشمنیاں) اور کینے دور ہوئے اور ایمانی محبتیں پیدا ہوئیں، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن معجزہ ہے۔ ۱۲۲ شان

نزول: سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل

عَشْرُونَ صَبْرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا

بیس صبر والے ہوں گے دوسو پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں کے

الْفَائِزِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآلِهِمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۖ ۲۵ ۝ أَلَنْ خَفَّفَ اللَّهُ

ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے ۱۲۳۰ اب اللہ نے تم پر سے تخفیف

عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

فرمادی اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں دو سو پر غالب

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ

آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ کے حکم سے اور اللہ

مَعَ الصَّابِرِينَ ۖ ۲۶ ۝ مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يَبْخُنَ فِي

صبر والوں کے ساتھ ہے کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب

الْأَرْضِ ۖ تَرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۖ وَاللَّهُ

نہ بہائے ۱۲۳۱ تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو ۱۲۳۲ اور اللہ آخرت چاہتا ہے ۱۲۳۳ اور اللہ

ہوئی۔ ایمان سے صرف تینتیس مرد اور چھ عورتیں مشرف ہو چکے تھے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ اس قول کی بنا پر یہ آیت کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے حکم سے مدنی سورت میں لکھی گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر میں قبل قتال نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت مدنی ہے اور مؤمنین سے یہاں ایک قول

میں انصار، ایک میں تمام مہاجرین و انصار مراد ہیں۔ ۱۲۳۰ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ اور بشارت ہے کہ مسلمانوں کی جماعت صابر رہے تو بعد الہی دس گنے

کافروں پر غالب رہے گی کیونکہ کفار جاہل ہیں اور ان کی غرض جنگ سے نہ حصول ثواب ہے نہ خوف عذاب، جانوروں کی طرح لڑتے بھڑتے ہیں، تو وہ

للہیت (اخلاص) کے ساتھ لڑنے والے کے مقابل کیا ٹھہریں گے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا کہ

مسلمانوں کا ایک دس کے مقابلہ سے نہ بھاگے پھر آیت ”الْفُسْنُ خَفَّفَ اللَّهُ“ نازل ہوئی تو یہ لازم کیا گیا کہ ایک سو دوسو کے مقابل قائم رہیں یعنی دس گنے سے

مقابلہ کی فرضیت منسوخ ہوئی اور دو گنے کے مقابلہ سے بھاگنا ممنوع رکھا گیا۔ ۱۲۳۲ اور قتیل کفار میں مبالغہ کر کے کفر کی ذلت اور اسلام کی شوکت کا اظہار نہ کرے۔

شان نزول: مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے گئے حضور نے اُن کے متعلق

صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم و قبیلہ کے لوگ ہیں، میری رائے میں انہیں فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں

کو قوت بھی پہنچے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام نصیب کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اُن لوگوں نے آپ کی تکذیب کی آپ کو

ملکہ مکرمہ میں نہ رہنے دیا یہ کفر کے سردار اور سر پرست ہیں ان کی گردنیں اڑائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے غنی کیا ہے، علی مرتضیٰ کو قتیل پر اور حضرت حمزہ کو عباس

پر اور مجھے میرے قرائقی پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں مار دیں۔ آخر کار فدیہ ہی لینے کی رائے قرار پائی اور جب فدیہ لیا گیا تو آیت نازل ہوئی۔ ۱۲۳۵ یہ خطاب

مؤمنین کو ہے اور مال سے فدیہ مراد ہے۔ ۱۲۳۶ یعنی تمہارے لئے آخرت کا ثواب جو قتل کفار و اعداء اسلام پر مرتب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کہ یہ حکم بدر میں تھا جبکہ مسلمان تھوڑے تھے پھر جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور وہ فضل الہی سے قوی ہوئے تو قیدیوں کے حق میں نازل ہوئی ”فَمَا مَنَّا“

بَعْدُ وَأَمَّا فِدَاءٌ“ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو اختیار دیا کہ چاہے کافروں کو قتل کریں، چاہے انہیں غلام بنائیں، چاہے فدیہ لیں،

چاہے آزاد کریں۔ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونائی کس تھا جس کے سولہ سو درہم ہوئے۔

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ

غالب حکمت والا ہے اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا ﴿۶۷﴾ تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

تم پر بڑا عذاب آتا تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ ﴿۶۸﴾ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۶۹﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَن فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرَىٰ لَا

بخشنے والا مہربان ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ ﴿۶۹﴾

إِن يَّعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا أَوْ بُرْءًا أَوْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط

اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی ﴿۷۰﴾ تو جو تم سے لیا گیا ﴿۷۰﴾ اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۷۰﴾ وَإِنْ يُّرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۷۰﴾ اور اے محبوب اگر وہ ﴿۷۰﴾ تم سے دغا چاہیں گے ﴿۷۰﴾ تو اس سے پہلے اللہ ہی کی خیانت کر چکے ہیں

﴿۷۰﴾ یہ کہ اجتہاد پر عمل کرنے والے سے مواخذہ (پوچھ گچھ) نہ فرمائے گا اور یہاں صحابہ نے اجتہاد ہی کیا تھا اور ان کی فکر میں یہی بات آئی تھی کہ کافروں کو زندہ چھوڑ

دینے میں ان کے اسلام لانے کی امید ہے اور فدیہ لینے میں دین کو تقویت ہوتی ہے اور اس پر نظر نہیں کی گئی کہ قتل میں عزت اسلام اور تہدید کفار (کافروں کے

دلوں میں خوف اور بدبے بھٹانا) ہے۔ مسئلہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دینی معاملہ میں صحابہ کی رائے دریافت فرمانا مشروعیت اجتہاد کی دلیل ہے یا ”مکتاتب

مِنَ اللَّهِ سَبَقَ“ سے وہ مراد ہے جو اس نے لوح محفوظ میں لکھا کہ اہل بدر پر عذاب نہ کیا جائے گا۔ ﴿۷۱﴾ جب اوپر کی آیت نازل ہوئی تو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

جوفدیے لئے تھے ان سے ہاتھ روک لئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بیان فرمایا گیا کہ تمہاری غنیمتیں حلال کی گئیں انہیں کھاؤ۔ صحیحین کی حدیث میں ہے اللہ

تعالیٰ نے ہمارے لئے غنیمتیں حلال کیں ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کی گئی تھیں۔ ﴿۷۲﴾ شان نزول: یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے

بارے میں نازل ہوئی ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں یہ کفار قریش کے ان دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں لشکر کفار کے کھانے کی ذمہ

داری لی تھی اور یہ اس خرچ کے لئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) لیکن ان کے ذمے جس دن کھانا تجویز ہوا تھا خاص اسی روز

جنگ کا واقعہ پیش آیا اور قتال میں کھانے کھانے کی فرصت و مہلت نہ ملی تو یہ بیس اوقیہ سونا ان کے پاس بچ کر باقی رہ گیا وہ گرفتار ہوئے اور یہ سونا ان سے لے لیا گیا تو انہوں

نے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں محسوب (شمار) کر لیا جائے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا ارشاد کیا جو چیز ہماری مخالفت میں صرف کرنے کے

لئے لائے تھے وہ نہ چھوڑی جائے گی اور حضرت عباس پر ان کے دونوں بھتیجیوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے فدیہ کا بار بھی ڈالا گیا تو حضرت عباس نے

عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مجھے اس حال میں چھوڑو گے کہ میں باقی عمر قریش سے مانگ مانگ کر بسر کیا کروں تو حضور نے فرمایا کہ پھر وہ سونا کہاں ہے جس کو

تمہارے مکہ مکرمہ سے چلنے وقت تمہاری بی بی ام الفضل نے فتن کیا ہے اور تم ان سے کہہ کر آئے ہو کہ خبر نہیں ہے کہ مجھے کیا حادثہ پیش آئے اگر میں جنگ میں کام

آجاؤں (مارا جاؤں) تو یہ تیرا ہے اور عبد اللہ اور عُبَیْدُ اللہ کا اور فضل اور فُہْم کا (یہ سب ان کے بیٹے تھے)۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

حضور نے فرمایا: مجھے میرے رب نے خبردار کیا ہے۔ اس پر حضرت عباس نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ سچے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا

کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اس کے بندے اور رسول ہیں، میرے اس راز پر اللہ کے سوا کوئی مطلع نہ تھا اور حضرت عباس نے اپنے بھتیجیوں عقیل و نوفل کو حکم دیا وہ بھی اسلام

لائے۔ ﴿۷۳﴾ خلوص ایمان اور صحت نیت سے۔ ﴿۷۴﴾ یعنی فدیہ۔ ﴿۷۵﴾ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرین کا مال آیا جس کی مقدار اسی ہزار تھی تو حضور نے

نماز ظہر کے لئے وضو کیا اور نماز سے پہلے پہلے کل کا کل تقسیم کر دیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس میں سے لے لو۔ تو بختنا ان سے اٹھ سکا اتنا انہوں نے لے

لیا۔ وہ فرماتے تھے کہ یہ اس سے بہتر ہے کہ جو اللہ نے مجھ سے لیا اور میں اس کی مغفرت کی امید رکھتا ہوں اور ان کے تمول (دولت مند ہونے) کا یہ حال ہوا کہ ان کے

میں غلام تھے سب کے سب تاجر اور ان میں سب سے کم سرمایہ جس کا تھا اس کا بیس ہزار کا تھا۔ ﴿۷۶﴾ وہ قیدی۔ ﴿۷۷﴾ تمہاری بیعت سے پھر کر او کفر اختیار کر کے۔

قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ط وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

جس پر اس نے اتنے تمہارے قابو میں دے دیئے ۱۳۵ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے بے شک جو ایمان لائے اور

هَاجَرُوا وَاجْهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَوْوَا

اللہ کے لئے ۱۳۶ گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے ۱۳۷ اور وہ جنہوں نے جگہ دی

وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا

اور مدد کی ۱۳۸ وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں ۱۳۹ اور وہ جو ایمان لائے ۱۴۰ اور ہجرت نہ کی

مَا لَكُمْ مِنْ وَلَا يَتَرَهُمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنْ اسْتَنْصَرُوكُمْ

تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں

فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ ط وَاللَّهُ

تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴۲﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا

تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں ۱۴۱ ایسا

تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿۴۳﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا ۱۴۲ اور وہ جو ایمان لائے اور

هَاجَرُوا وَاجْهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَوْوَا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ

ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی

الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ط لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۴۴﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ

سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۱۴۳ اور جو بعد کو ایمان

۱۳۵ جیسا کہ وہ بدر میں دیکھ چکے ہیں کہ قتل ہوئے، گرفتار ہوئے، آئندہ بھی اگر ان کے اطوار وہی رہے تو انہیں اسی کا امیدوار رہنا چاہئے۔ ۱۳۶ اور اسی کے رسول

کی محبت میں انہوں نے اپنے ۱۳۷ یہ مہاجرین اولین ہیں۔ ۱۳۸ مسلمانوں کی اور انہیں اپنے مکانوں میں ٹھہرایا، یہ انصار ہیں۔ ان مہاجرین اور انصار دونوں کے

لئے ارشاد ہوتا ہے: ۱۳۹ مہاجر انصار کے اور انصار مہاجر کے۔ یہ وراثت آیت ”وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ“ سے منسوخ ہوگئی۔ ۱۴۰ اور مکہ مکرمہ

ہی میں مقیم رہے۔ ۱۴۱ ان کے اور مؤمنین کے درمیان وراثت نہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو کفار کی موالات و موارثت سے منع کیا گیا اور ان سے

جدارہنے کا حکم دیا گیا اور مسلمانوں پر باہم میل جول رکھنا لازم کیا گیا۔ ۱۴۲ یعنی اگر مسلمانوں میں باہم تعاون و تناصر نہ ہوا اور وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو کر ایک

قوت نہ بن جائیں تو کفار قوی ہوں گے اور مسلمان ضعیف اور یہ بڑا فتنہ و فساد ہے۔ ۱۴۳ پہلی آیت میں مہاجرین و انصار کے باہمی تعلقات اور ان میں سے ہر

ایک کے دوسرے کے معین و ناصر ہونے کا بیان تھا۔ اس آیت میں ان دونوں کے ایمان کی تصدیق اور ان کے مورد رحمت الہی ہونے کا ذکر ہے۔

بَعْدُ وَهَاجِرُوا وَاجْهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ ۖ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ

لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں ۱۲۴ اور رشتہ والے

بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۷

ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں ۱۲۵ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے

﴿اياتها ۱۲۹﴾ ﴿۹ سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳﴾ ﴿مُكْرَعَاتُهَا ۱۶﴾

سورہ توبہ مدنیہ ہے اس میں ایک سو انتیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں ۱

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۖ

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے ۲

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

تو چار مہینے زمین پر چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں

۱۲۴ اور تمہارے ہی حکم میں ہیں اے مہاجرین و انصار۔ مہاجرین کے کئی طبقے ہیں: ایک وہ ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کی انہیں مہاجرین اولین

کہتے ہیں۔ کچھ وہ حضرات ہیں جنہوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ طیبہ کی طرف انہیں اصحاب البحر تین کہتے ہیں۔ بعض حضرات وہ ہیں جنہوں نے

صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے قبل ہجرت کی یہ اصحاب ہجرت ثانیہ کہلاتے ہیں۔ پہلی آیت میں مہاجرین اولین کا ذکر ہے اور اس آیت میں اصحاب ہجرت ثانیہ کا۔

۱۲۵ اس آیت سے توارث بالہجرت (ہجرت کی وجہ سے جو وراثت میں حصہ ملتا تھا) منسوخ کیا گیا اور ذوی الارحام (رشتہ والوں) کی وراثت ثابت ہوئی۔

۱ سورہ توبہ مدنیہ ہے مگر اس کے اخیر کی آیتیں ”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ“ سے اخیر تک ان کو بعض علماء کی کہتے ہیں۔ اس سورت میں سولہ ۱۶ رکوع ایک سو انتیس ۱۲۹

آیتیں چار ہزار اٹھتر ۴۰۷۸ آیتیں دس ہزار چار سو اٹھاسی ۱۰۴۸۸ حرف ہیں۔ اس سورت کے دس نام ہیں ان میں سے توبہ اور براءت دونام مشہور ہیں۔ اس سورت

کے اول میں ”بِسْمِ اللَّهِ“ نہیں لکھی گئی اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام اس سورت کے ساتھ ”بِسْمِ اللَّهِ“ لے کر نازل ہی نہیں ہوئے تھے اور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے ”بِسْمِ اللَّهِ“ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔ حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ ”بِسْمِ اللَّهِ“ امان ہے اور یہ سورت تلوار کے ساتھ امن اٹھادینے

کیلئے نازل ہوئی۔ بخاری نے حضرت براء سے روایت کیا کہ قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے آخر یہی سورت نازل ہوئی۔ ۲ مشرکین عرب اور مسلمانوں

کے درمیان عہد تھا، ان میں سے چند کے سوا سب نے عہد شکنی کی تو ان عہد شکنوں کا عہد ساقط کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ چار مہینے وہ امن کے ساتھ جہاں چاہیں

گزاریں ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا، اس عرصہ میں انہیں موقعہ ہے کہ خوب سوچ سمجھ لیں کہ ان کے لئے کیا بہتر ہے اور اپنی احتیاطیں کر لیں اور جان لیں کہ

اس مدت کے بعد اسلام منظور کرنا ہوگا یا قتل۔ یہ سورت ۹ ہجری میں فتح مکہ سے ایک سال بعد نازل ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سنہ میں حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا تھا اور ان کے بعد علی مرتضیٰ کو جمع حجاج میں یہ سورت سنانے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ نے دس ذی الحجہ

کو جمرہ عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر ندا کی ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ“ میں تمہاری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فہرستہ (بھیجا ہوا) آیا ہوں۔ لوگوں نے کہا:

آپ کیا پیام لائے ہیں؟ تو آپ نے تمیں یا چالیس آیتیں اس سورت مبارکہ کی تلاوت فرمائیں پھر فرمایا میں چار حکم لایا ہوں: (۱) اس سال کے بعد کوئی مشرک کعبہ

معظّمہ کے پاس نہ آئے۔ (۲) کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ معظّمہ کا طواف نہ کرے۔ (۳) جنت میں مومن کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (۴) جس کا رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ عہد ہے وہ عہد اپنی مدت تک رہے گا اور جس کی مدت معین نہیں ہے اس کی ميعاد چار ماہ پر تمام ہو جائے گی۔ مشرکین نے یہ سن کر کہا کہ اے علی اپنے

چچا کے فرزند (یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر دے دیجئے کہ ہم نے عہد پس پشت پھینک دیا ہمارے ان کے درمیان کوئی عہد نہیں ہے۔ مجزیہ بازی اور تیغ زنی

کے۔ اس واقعہ میں خلافت حضرت صدیق اکبر کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ حضور نے حضرت ابوبکر کو تو امیر حج بنایا اور حضرت علی مرتضیٰ کو ان کے پیچھے سورہ براءت

اللَّهُ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ۝ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى

سکتے ہیں اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے اور منادی پکار دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ وَرَسُولُهُ ۚ

سب لوگوں میں بڑے حج کے دن ہے کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول

فَإِنْ تُبْتِغُوا فَهَوْاْ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا

اللَّهُ ۚ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ

سکو گے اور کافروں کو خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی مگر وہ مشرک جن سے تمہارا

مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوا شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا

معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہ کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی

فَاتَّبَعُوا إِلَيْهِمْ عَهْدُهُمْ إِلَىٰ مَدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ السَّاقِينَ ۝

تو ان کا عہد بھری ہوئی مدت تک پورا کرو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ

پھر جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ گے

وَخُذُوهُمْ وَأَحْصُواهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَ

اور انہیں پکڑو اور قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کریں اور

أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو بے شک اللہ بخشنے والا

پڑھنے کیلئے بھیجا تو حضرت ابوبکر امام ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰ مقتدی۔ اس سے حضرت ابوبکر کی تقدیم حضرت علی مرتضیٰ پر ثابت ہوئی۔ اور باوجود اس مہلت

کے اس کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ دنیا میں قتل کے ساتھ اور آخرت میں عذاب کے ساتھ۔ حج کو حج اکبر فرمایا اس لئے کہ اس زمانہ میں عمرہ کو حج اصغر کہا

جاتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس حج کو حج اکبر اس لئے کہا گیا کہ اس سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا تھا اور چونکہ یہ جمعہ کو واقع ہوا تھا اس لئے

مسلمان اس حج کو جو روز جمعہ ہو حج واداع کا مہذب کبر (یاد دلانے والا) جان کر حج اکبر کہتے ہیں۔ کفر و غدر سے۔ وک ایمان لانے اور توبہ کرنے سے۔

وہ یہ عہد عظیم ہے اور اس میں یہ اعلام (جتنا مقصود) ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرنے پر قادر ہے۔ اور اس کو اس کی شرطوں کے ساتھ پورا کیا۔ یہ لوگ

بنی ضمرہ تھے جو کہ نہ کا ایک قبیلہ ہے اور ان کی مدت کے نو مہینے باقی رہے تھے۔ جنہوں نے عہد شکنی کی۔ وک جہاں میں خواہ حرم میں کسی وقت و مکان کی

تخصیص نہیں۔ وک شرک و کفر سے اور ایمان قبول کریں۔ اور قید سے رہا کر دو اور ان سے تعرض (چھیڑ چھاڑ) نہ کرو۔

سَّاحِجِيمٌ ۝ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ

مہربان ہے اور اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا

كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ۖ كَيْفَ

کلام سنے پھر اسے اس کی جگہ پہنچا دو ۱۵ یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں ۱۶ مشرکوں

يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُمْ

کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر ہوگا ۱۷ مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ

مسجد حرام کے پاس ہوا ۱۸ تو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پر قائم رہیں تم ان کے لئے قائم رہو بے شک

يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۚ كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلَّا وَا

پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں بھلا کیونکر ۱۹ ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں

لَا ذِمَّةٌ ۖ يَرْضَوْنَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ ۚ وَكَثَرُهُمْ فُسْقُونَ ۚ

نہ عہد کا اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں ۲۰ اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں اکثر بے حکم ہیں ۲۱

اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِهِ ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا

اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لئے ۲۲ تو اس کی راہ سے روکا ۲۳ بے شک وہ بہت

كَانُوا يَعْمَلُونَ ۙ لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلَّا وَا وَلَا ذِمَّةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

ہی برے کام کرتے ہیں کسی مسلمان میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا ۲۴ اور وہی

الْمُعْتَدُونَ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِذَا هُمْ

سرکش ہیں پھر اگر وہ ۲۵ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے

۱۲ مہلت کے مہینے گزرنے کے بعد تاکہ آپ سے توحید کے مسائل اور قرآن پاک سنیں جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔ ۱۵ اگر ایمان نہ لائے۔ مسئلہ: اس سے

ثابت ہوا کہ مستأمن کو ایذا نہ دی جائے اور مدت گزرنے کے بعد اس کو دارالاسلام میں اقامت کا حق نہیں۔ ۱۶ اسلام اور اس کی حقیقت کو نہیں جانتے تو انہیں

اسن دینی عین حکمت ہے تاکہ کلام اللہ سنیں اور سمجھیں۔ ۱۷ کہ وہ غدر و عہد شکنی کیا کرتے ہیں۔ ۱۸ اور ان سے کوئی عہد شکنی ظہور میں نہ آئی مثل بنی کنانہ و

بنی ضمرہ کے۔ ۱۹ عہد پورا کریں گے اور کیسے قول پر قائم رہیں گے۔ ۲۰ ایمان اور وفائے عہد کے وعدے کر کے۔ ۲۱ عہد شکن کفر میں سرکش بے مروت

جھوٹ سے نہ شرماتے والے انہوں نے۔ ۲۲ اور دنیا کے تھوڑے سے نفع کے پیچھے ایمان و قرآن چھوڑ بیٹھے اور جو عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا وہ

ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ دینے سے توڑ دیا۔ ۲۳ اور لوگوں کو دین الہی میں داخل ہونے سے مانع ہوئے۔ ۲۴ جب موقع پائیں قتل کر ڈالیں۔ تو مسلمانوں

کو بھی چاہئے کہ جب مشرکین پر دسترس ہو (قابو) پائیں تو ان سے درگزر نہ کریں۔ ۲۵ کفر و عہد شکنی سے باز آئیں اور ایمان قبول کر کے۔

فِي الدِّينِ ۖ وَنُقِصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝۱۱ وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ

دینی بھائی ہیں فلا اور ہم آیتیں مفصل (کھول کھول کر) بیان کرتے ہیں جاننے والوں کے لئے فلا اور اگر عہد کر کے

مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَيْسَةَ الْكُفْرِ لَا إِنَّهُمْ لَا

اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں (اعتراض و طعن کریں) تو کفر کے سرغنوں سے لڑو فلا بے شک ان کی

أَيَّانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝۱۲ أَلَا تَقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ

قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں فلا کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں فلا

وَهُمْ أُولَا خُرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ أَتَخْشَوْنَهُمْ ج

اور رسول کے نکلنے کا ارادہ کیا فلا حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو

فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۱۳ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمْ

تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب

اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصَرِّكُمْ عَلَيْهِمْ وَيُشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ

دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا فلا اور تمہیں ان پر مدد دے گا فلا ایمان والوں کا جی

مُؤْمِنِينَ ۝۱۴ وَيَذْهَبُ غِيظُ قُلُوبِهِمْ ۖ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ ط

ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کی گھٹن (جلن و غصہ) دور فرمائے گا فلا اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے فلا

وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝۱۵ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَسَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ

اور اللہ علم و حکمت والا ہے کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو

جَهْدُ وَإِمْنُكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ

تم میں سے جہاد کریں فلا اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز

۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل قبلہ کے خون حرام ہیں۔ فلا اس سے ثابت ہوا کہ تفصیل آیات پر جس کو نظر

ہو وہ عالم ہے۔ ۱۲ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو کافر ذمی دین اسلام پر ظاہر طعن کرے اس کا عہد باقی نہیں رہتا اور وہ ذمہ سے خارج ہو جاتا ہے اُس کو قتل

کرنا جائز ہے۔ ۱۳ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ جنگ کرنے سے مسلمانوں کی غرض انہیں کفر و بد اعمالی سے روک دینا ہے۔ فلا اور صلح حدیبیہ کا

عہد توڑا اور مسلمانوں کے حلیف خزاعہ کے مقابل بنی بکر کی مدد کی۔ فلا مکہ مکرمہ سے دار النہدۃ میں مشورہ کر کے۔ ۱۴ قتل و قید سے۔ ۱۵ اور ان پر غلبہ عطا

فرمائے گا فلا یہ تمام موااعد (وعدے) پورے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں صادق ہوئیں اور نبوت کا ثبوت واضح تر ہو گیا۔ ۱۶ اس میں اشعار

ہے کہ بعض اہل مکہ کفر سے باز آ کر تائب ہوں گے، یہ خبر بھی ایسی ہی واقع ہو گئی۔ چنانچہ ابوسفیان اور عمرہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو ایمان سے مشرف ہوئے۔

۱۷ اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔

وَلِجَنَّةٍ وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝۱۶ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا

نہ بنائیں گے ۱۶ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی

مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ ۝۱۷ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

مسجدیں آباد کریں ۱۷ خود اپنے کفر کی گواہی دے کر ۱۷ ان کا تو سب کیا دھرا اکارت (ضائع) ہے

وَفِي النَّارِهِمْ خَالِدُونَ ۝۱۸ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ

اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے ۱۸ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور

الْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ

قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ۱۹ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ۱۹ تو قریب ہے کہ

أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝۱۸ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَ

یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور

عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجْهَدَ فِي

مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرا لی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ

۱۶ اس سے معلوم ہوا کہ مخلص اور غیر مخلص میں امتیاز کر دیا جائے گا اور مقصود اس سے مسلمانوں کو مشرکین کی مولات (آپس کی دوستی و تعلق) اور ان کے پاس

مسلمانوں کے راز پہنچانے سے ممانعت کرنا ہے۔ ۱۷ مسجدوں سے مسجد حرام کعبہ معظمہ مراد ہے اس کو جمع کے صیغے سے اس لئے ذکر فرمایا کہ وہ تمام مسجدوں کا قبلہ

اور امام ہے اس کا آباد کرنے والا ایسا ہے جیسے تمام مسجدوں کا آباد کرنے والا اور جمع کا صیغہ لانے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر بقعہ (ہر حصہ و ٹکڑا) مسجد حرام کا مسجد

ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسجدوں سے جنس مراد ہو اور کعبہ معظمہ اس میں داخل ہو کیونکہ وہ اس جنس کا صدر ہے۔ شان نزول: کفار قریش کے رؤسا کی ایک

جماعت جو بدر میں گرفتار ہوئی اور ان میں حضور کے چچا حضرت عباس بھی تھے ان کو اصحاب کرام نے شرک پر عار دلائی اور حضرت علی مرتضیٰ نے تو خاص حضرت

عباس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آنے پر بہت سخت کہا۔ حضرت عباس کہنے لگے کہ تم ہماری برائیاں تو بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیاں چھپاتے

ہو! ان سے کہا گیا کہ کیا آپ کی کچھ خوبیاں بھی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم تم سے افضل ہیں، ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں، کعبہ کی خدمت کرتے ہیں، حاجیوں کو

سیراب کرتے ہیں، اسیروں کو رہا کراتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسجدوں کا آباد کرنا کافروں کو نہیں پہنچتا کیونکہ مسجد آباد کی جاتی ہے اللہ کی عبادت کے

لئے تو جو خدا ہی کا منکر ہو اس کے ساتھ کفر کرے وہ کیا مسجد آباد کرے گا۔ اور آباد کرنے کے معنی میں بھی کئی قول ہیں: ایک تو یہ کہ آباد کرنے سے مسجد کا بنانا، بلند کرنا،

مرمت کرنا مراد ہے کافر کو اس سے منع کیا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مسجد آباد کرنے سے اس میں داخل ہونا، بیٹھنا مراد ہے۔ ۱۷ اور بت پرستی کا اقرار کر کے یعنی

یہ دونوں باتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ آدمی کافر بھی ہو اور خاص اسلامی اور توحید کے عبادت خانہ کو آباد بھی کرے۔ ۱۸ کیونکہ حالت کفر کے اعمال مقبول نہیں،

نہ مہمانداری، نہ حاجیوں کی خدمت، نہ قیدیوں کا رہا کرنا، اس لئے کہ کافر کا کوئی فعل اللہ کے لئے تو ہوتا نہیں لہذا اس کا عمل سب اکارت (ضائع) ہے اور اگر وہ

اسی کفر پر مرجائے تو جہنم میں اُن کے لئے ہیئتگی کا عذاب ہے۔ ۱۹ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد

کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں: جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لئے وہ نہیں بنائی گئیں۔

مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔ ۲۰ یعنی کسی کی رضا کو رضائے الہی پر کسی اندیشہ سے بھی مقدم

نہیں کرتے۔ یہی معنی ہیں اللہ سے ڈرنے اور غیر سے نہ ڈرنے کے۔

سَبِيلِ اللَّهِ ۖ لَا يَسْتَوْنَ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ

الْظَّالِمِينَ ۱۹) الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

نہیں دیتا ۱۹ وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال جان سے

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۖ أَكْثَرُ دَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے ۲۰ اور وہی

الْفَائِزُونَ ۲۰) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتْ لَهُمْ

مراد کو پہنچے ۲۰ ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی ۲۱ اور ان باغوں کی

فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۲۱) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۲۲)

جن میں انہیں دائمی نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا

اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر

الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۲۳)

کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں ۲۳

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ

وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا

اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

۲۴) مَرَادُ يَهْدِي كَقَدَرِ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ نَحْوُ كَوْنِهِمْ

أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ

یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ

يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۚ ۲۴ لَقَدْ نَصَرَكُمُ

اللہ اپنا حکم لائے ۲۴ اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا بے شک اللہ نے

اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۚ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۖ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

بہت جگہ تمہاری مدد کی ۲۵ اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اتر گئے تھے تو

تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمُ

وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی ۲۶ اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی ۲۷ پھر تم پیٹھ دے کر

مُذَبِّرِينَ ۚ ۲۵ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ

پھر گئے ۲۵ پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر ۲۵ اور مسلمانوں پر ۲۵

وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَذَلِكَ جَزَاءُ

اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے ۲۶ اور کافروں کو عذاب دیا ۲۷ اور منکروں کی

۲۸ اور جلدی آنے والے عذاب میں مبتلا کرے یاد میں آنے والے میں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دین کے محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا

مسلمان پر لازم ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات کچھ قابل التفات نہیں اور خدا اور رسول کی محبت ایمان کی دلیل ہے۔ ۲۹

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا جیسا کہ واقعہ بدر اور قُصْفُ ظُفَر اور نصیب اور خیبر اور فتح مکہ میں۔

۲۵ حنین ایک وادی ہے طائف کے قریب مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر یہاں فتح مکہ سے تھوڑے ہی روز بعد قبیلہ ہوازن وثقیف سے جنگ ہوئی۔ اس

جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کثیر بارہ ہزار یا اس سے زائد تھی اور مشرکین چار ہزار تھے جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو مسلمانوں میں سے کسی شخص نے اپنی

کثرت پر نظر کر کے یہ کہا کہ اب ہم ہرگز مغلوب نہ ہوں گے۔ یہ کلمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت گراں گزرا کیونکہ حضور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکل

فرماتے تھے اور تعداد کی قلت و کثرت پر نظر نہ رکھتے تھے۔ جنگ شروع ہوئی اور قتال شدید ہوا مشرکین بھاگے اور مسلمان مال غنیمت لینے میں مصروف ہو گئے تو

بھاگے ہوئے لشکر نے اس کو غنیمت سمجھا اور تیروں کی بارش شروع کر دی اور تیر اندازی میں وہ بہت مہارت رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس ہنگامے میں مسلمانوں کے

قدم اکھڑ گئے لشکر بھاگ پڑا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوائے حضور کے چچا حضرت عباس اور آپ کے ابن عم ابوسفیان بن حارث کے اور کوئی باقی نہ

رہا حضور نے اس وقت اپنی سواری کو کفار کی طرف آگے بڑھایا اور حضرت عباس کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اپنے اصحاب کو پکاریں ان کے پکارنے سے وہ لوگ

لبیک لبیک کہتے ہوئے پلٹ آئے اور کفار سے جنگ شروع ہو گئی جب لڑائی خوب گرم ہوئی حضور نے اپنے دست مبارک میں سنگ ریزے لے کر کفار کے مونہوں

پر مارے اور فرمایا: رب محمد کی قسم بھاگ نکلے، منگریزوں کا مارنا تھا کہ کفار بھاگ پڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں کو تقسیم فرما

دیں۔ ان آیتوں میں اس واقعہ کا بیان ہے۔ ۲۶ اور تم وہاں نہ ٹھہر سکے۔ ۲۷ کہ اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ قائم رہے۔ ۲۸ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

کے پکارنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے۔ ۲۹ یعنی فرشتے جنہیں کفار نے اہل حق گھوڑوں پر سفید لباس پہنے عمامہ باندھے دیکھا۔ یہ

فرشتے مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے آئے تھے، اس جنگ میں انہوں نے قتال نہیں کیا قتال صرف بدر میں کیا تھا۔ ۳۰ کہ پکڑے گئے، مارے گئے، ان کے عیال و اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

الْكَافِرِينَ ۳۶) ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ

یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا اور اللہ بخشنے والا

رَحِيمٌ ۳۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

مہربان ہے اے ایمان والو مشرک نرے (بالکل) ناپاک ہیں اور تو اس برس کے بعد وہ

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا ۖ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ

مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۳۸) قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا

کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے لڑو ان سے جو

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَ

ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور

رَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا

اس کے رسول نے اور سچے دین سے کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک

۵۱) اور توفیق اسلام عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ہوازن کے باقی لوگوں کو توفیق دی اور وہ مسلمان ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

حضور نے ان کے اسیروں کو رہا کر دیا۔ ۵۲) کہ ان کا باطن خبیث ہے اور وہ نہ طہارت کرتے ہیں نہ نجاستوں سے بچتے ہیں۔ ۵۳) نہ حج کے لئے نہ عمرہ کے لئے

اور اس سال سے مراد ۹ ہجری ہے اور مشرکین کے منع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان ان کو روکیں۔ ۵۴) کہ مشرکین کو حج سے روک دینے سے تجارتوں کو نقصان

پہنچے گا اور اہل مکہ کو تنگی پیش آئے گی۔ ۵۵) مکرّمہ نے کہا: ایسا ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے انہیں غنی کر دیا، بارشیں خوب ہوئیں، پیداوار کثرت سے ہوئی، مقاتل نے کہا

کہ خطہ ہائے یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اہل مکہ پر اپنی کثیر دولتیں خرچ کیں ”اگر چاہے“ فرمانے میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے کہ طلب خیر اور

دفع آفات کے لئے ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہے اور تمام امور کو اسی کی مشیت سے متعلق جانے۔ ۵۶) اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کی ذات اور جملہ صفات و

تزیہات کو مانے اور جو اس کی شان کے لائق نہ ہو اس کی طرف نسبت نہ کرے اور بعض مفسرین نے رسولوں پر ایمان لانا بھی اللہ پر ایمان لانے میں داخل قرار دیا

ہے تو یہود و نصاریٰ اگرچہ اللہ پر ایمان لانے کے مدعی ہیں لیکن ان کا یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ یہود تجسّیم و تشبیہ (خدا کے انسانوں کی طرح مجسم و مثل ہونے)

کے اور نصاریٰ حلول (خدا کا عیسیٰ کے جسم میں اتر آنے) کے معتقد ہیں تو وہ کس طرح اللہ پر ایمان لانے والے ہو سکتے ہیں ایسے ہی یہود میں سے جو حضرت عزیر کو

اور نصاریٰ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی اللہ پر ایمان لانے والا نہ ہوا، اسی طرح جو ایک رسول کی تکذیب کرے وہ اللہ پر ایمان لانے والا

نہیں۔ یہود و نصاریٰ بہت انبیاء کی تکذیب کرتے ہیں لہذا وہ اللہ پر ایمان لانے والوں میں نہیں۔ شان نزول: مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روم سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور اسی کے نازل ہونے کے بعد غزوہ تبوک ہوا۔ کلبی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے قبیلہ قریظہ اور

نضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح منظور فرمائی اور یہی پہلا جز یہ ہے جو اہل اسلام کو ملا اور پہلی ذلت ہے جو کفار کو مسلمانوں

کے ہاتھ سے پہنچی۔ ۵۷) قرآن وحدیث میں اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ معنی یہ ہیں کہ تورات و انجیل کے مطابق عمل نہیں کرتے ان کی تحریف (رد و بدل)

کرتے ہیں اور احکام اپنے دل سے گھڑتے ہیں۔ ۵۸) اسلام دین الہی۔

۱۰۰

الْجُزْيَةِ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صُغُرُونَ ۲۹ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَ

اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر ۲۹ اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے ۲۵ اور

قَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۝ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهَوْنَ

نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں ۲۶ اگلے

قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۝ قَتَلْتَهُمُ اللَّهُ ۝ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۳۰ ۝ اتَّخَذُوا

کافروں کی سی بات بناتے ہیں اللہ انھیں مارے کہاں اونٹھے جاتے ہیں ۳۰ انھوں نے

أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۝

اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ۲۸ اور مسیح ابن مریم کو ۲۶

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا ۝ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝ سُبْحَنَهُ عَمَّا

اور انھیں حکم نہ تھا کہ یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے

يُشْرِكُونَ ۳۱ ۝ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ

ان کے شرک سے چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور فکے اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا

إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۳۲ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

مگر اپنے نور کا پورا کرنا فکے پڑے (اگرچہ) برا مانیں کافر وہی ہے جس نے اپنا رسول ۳۲

بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۝ وَلَوْ كَرِهَ

ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۳۳ پڑے برا مانیں

۳۲ ۝ معاد اہل کتاب سے جو خراج لیا جاتا ہے اس کا نام جزیہ ہے۔ مسائل: یہ جزیہ نقد لیا جاتا ہے اس میں ادھار نہیں۔ مسئلہ: جزیہ دینے والے کو خود حاضر ہو کر دینا

چاہئے۔ مسئلہ: پیادہ پا (پیدل بغیر سواری کے) لے کر حاضر ہو، کھڑے ہو کر پیش کرے۔ مسئلہ: قبول جزیہ میں ترک و ہندو وغیرہ اہل کتاب کے ساتھ ملحق ہیں سوا

مشرکین عرب کے کہ ان سے جزیہ قبول نہیں۔ مسئلہ: اسلام لانے سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔ حکمت جزیہ مقرر کرنے کی یہ ہے کہ کفار کو مہلت دی جائے تاکہ وہ

اسلام کے محاسن اور دلائل کی قوت دیکھیں اور کتب قدیمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور حضور کی نعت و صفت دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہونے کا موقع پائیں۔

۳۵ ۝ اہل کتاب کی بے دینی کا جو اوپر ذکر فرمایا گیا یہ اس کی تفصیل ہے کہ وہ اللہ کی جناب میں ایسے فاسد اعتقاد رکھتے ہیں اور مخلوق کو اللہ کا بیٹا بنا کر پوجتے ہیں۔

شان نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودی ایک جماعت آئی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا کس طرح اتباع کریں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا

اور آپ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۶ ۝ جن پر نہ کوئی دلیل نہ برہان اور پھر اپنے جہل سے اس باطل صریح کے معتقد بھی ہیں۔ ۳۷ ۝

اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر چھتیں قائم ہونے اور دلیلیں واضح ہونے کے باوجود اس کفر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ۳۸ ۝ حکم الہی کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے۔ ۳۹ ۝

کہ انہیں بھی خدا بنایا اور ان کی نسبت یہ اعتقاد باطل کیا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں یا خدا نے ان میں حلول کیا ہے۔ ۴۰ ۝ ان کی کتابوں میں نہ ان کے انبیاء کی طرف

سے۔ ۴۱ ۝ یعنی دین اسلام یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل۔ ۴۲ ۝ اور اپنے دین کو غلبہ دینا۔ ۴۳ ۝ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۴۴ ۝ اور اس کی

الْمُشْرِكُونَ ۳۳ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

مشرک اے ایمان والو بے شک بہت پادری اور جوگی

لَيَاكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَ

لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں وہی اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور

الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہی

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۳۴ يَوْمَ يُحْصَىٰ عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فِتْكُومُ يَهَا

انہیں خوش خبری سنو دردناک عذاب کی جس دن وہ بتایا جائے گا جہنم کی آگ میں وہی پھر اس سے دانیں گے

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَذَا مِمَّا كُنْتُمْ لَا تُفْسِكُمْ فَذُوقُوا

ان کی پیشانیاں اور کمرے اور پیٹھیں وہی یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا

مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۳۵ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا

اس جوڑنے کا بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں وہی

فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۖ

اللہ کی کتاب میں وہی جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں وہی

حِجْتَ قَوِي كَرِهَ اور دوسرے دینوں کو اس سے منسوخ کرے۔ چنانچہ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ ضحاک کا قول ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ظاہر

ہوگا جبکہ کوئی دین والا ایسا نہ ہوگا جو اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

زمانہ میں اسلام کے سوا ہر ملت ہلاک ہو جائے گی۔ وہی اس طرح کہ دین کے احکام بدل کر لوگوں سے رشتیں لیتے ہیں اور اپنی کتابوں میں طبع زر (دنوی مال کی

لاج) کے لئے تحریف و تبدیل کرتے ہیں اور کتب سابقہ کی جن آیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفات مذکور ہے مال حاصل کرنے کیلئے ان میں فساد و بلیں

اور تحریفیں کرتے ہیں۔ وہی اسلام سے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وہی بخل کرتے ہیں اور مال کے حقوق ادا نہیں کرتے زکوٰۃ نہیں دیتے۔ شان

نزل: سدی کا قول ہے کہ یہ آیت مانعین زکوٰۃ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے احبار اور رُہبان (یہودی و عیسائی علماء) کی حرص مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال

جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے حَذَر (خوف) دلایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ ”کنز“ نہیں خواہ وہ فینہ ہی ہو

اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی وہ ”کنز“ ہے، جس کا ذکر قرآن میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب نے عرض کیا کہ

سو نے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوا تو پھر کون سا مال بہتر ہے جس کو جمع کیا جائے؟ فرمایا: ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بی بی جو ایماندار کی اس کے

ایمان پر مدد کرے یعنی پرہیزگار ہو کہ اس کی صحبت سے طاعت و عبادت کا شوق بڑھے۔ (رواہ الترمذی) مسئلہ مال کا جمع کرنا مباح ہے مذموم نہیں جبکہ اس کے حقوق ادا کئے

جائیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ وغیرہ اصحاب مالدار تھے اور جو اصحاب کہ جمع مال سے نفرت رکھتے تھے وہ ان پر اعتراض نہ کرتے تھے۔ وہی اور

شدت حرارت سے سفید ہو جائے گا۔ وہی جسم کے تمام اطراف و جوانب اور کہا جائے گا: وہی یہاں فرمایا گیا کہ احکام شرع کی بنا قمری مہینوں پر ہے

جن کا حساب چاند سے ہے۔ وہی یہاں اللہ کی کتاب سے یا لوح محفوظ مراد ہے یا قرآن یا وہ حکم جو اس نے اپنے بندوں پر لازم کیا۔ وہی تین متصل ذوالقعدہ و

ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ

یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں ^{۵۳} اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت

كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۖ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝۳۶ إِنَّمَا

لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ^{۵۴} ان کا

النَّسَىٰ عَزِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَ

مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھاتا ^{۵۵} اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے ^{۵۶} حلال ٹھہراتے ہیں اور

يُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُؤَاطِئَ عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۖ

دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی ^{۵۷} اور اللہ کے حرام کئے ہوئے حلال کر لیں

زِينَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝۳۷ يَا أَيُّهَا

ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ^{۵۸} اے

الَّذِينَ آمَنُوا مَالَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَثَقَلْتُمْ

ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ راہِ خدا میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے

إِلَى الْأَرْضِ ۖ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ

زمین پر بیٹھ جاتے ہو ^{۵۹} کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی اور حقیقی دنیا (دنیا کی زندگی)

ذوالحجہ، محرم اور ایک جُدا رجب۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے، اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و

عظمت اور زیادہ کی گئی۔ ^{۶۰} گناہ و نافرمانی سے۔ ^{۶۱} ان کی نصرت و مدد فرمائے گا۔ ^{۶۲} نسبیۃ لغت میں وقت کے مؤخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہر حرام

کی حرمت کا دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا مراد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب اشہر حُرُم (یعنی ذوالقعدہ و ذی الحجہ، محرم، رجب) کی حرمت و عظمت کے معتقد تھے تو

جب کبھی لڑائی کے زمانے میں یہ حرمت والے مہینے آ جاتے تو ان کو بہت شاق گزرتے اس لئے انہوں نے یہ کیا کہ ایک مہینے کی حرمت دوسرے کی طرف ہٹانے لگے

محرم کی حرمت صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ جاری رکھتے اور بجائے اس کے صفر کو ماہ حرام بنالیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی حاجت سمجھتے تو اس میں بھی

جنگ حلال کر لیتے اور ربیع الاول کو ماہ حرام قرار دیتے، اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی اور ان کے اس طرز عمل سے ماہ ہائے حرام کی تخصیص ہی باقی نہ

رہی اسی طرح حج کو مختلف مہینوں میں گھماتے پھرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ نسبیۃ کے مہینے گئے گزرے ہوئے اب

مہینوں کے اوقات کی وضع الہی کے مطابق حفاظت کی جائے اور کوئی مہینہ اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے اور اس آیت میں نسبیۃ کو ممنوع قرار دیا گیا اور کفر پر کفر کی

زیادتی بتایا گیا کیونکہ اس میں ماہ ہائے حرام میں تحریم قتال کو حلال جاننا اور خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لینا پایا جاتا ہے۔ ^{۶۳} یعنی ماہ حرام کو یا اس ہٹانے کو۔

۶۴ یعنی ماہ حرام چارہی رہیں اس کی تو پابندی کرتے ہیں اور ان کی تخصیص تو ذکر حکم الہی کی مخالفت، جو مہینہ حرام تھا اسے حلال کر لیا اس کی جگہ دوسرے کو حرام قرار

دیا۔ ^{۶۵} اور سفر سے گھبراتے ہو۔ شان نزول: یہ آیت غزوہ تبوک کی ترغیب میں نازل ہوئی۔ تبوک ایک مقام ہے اطراف شام میں مدینہ طیبہ سے چودہ منزل

فاصلہ پر۔ رجب ۹ ہجری میں طائف سے واپسی کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ عرب کے نصرائیوں کی تحریک سے ہرقل شاہ روم نے رومیوں

اور شامیوں کی فوج گراں (کثیر فوج) جمع کی ہے اور وہ مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا۔ یہ زمانہ نہایت تنگی

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا تَتَفَرُّوا يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا

کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا ۹۸ اگر نہ کوچ کرو گے تو وہ تمہیں سخت

اَلِیْمًا ۙ وَیَسْتَبْدِلُ تَوَمَّاعِیْرُکُمْ وَلَا تَصْرُوهُ شَیْئًا ۖ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ

سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا ۹۹ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿٣٩﴾ اَلَّا تَتَصْرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذَا خَرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

کر سکتا ہے اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا ۹۲

ثَانِیْ اَشْتِیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے ۹۳ فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ

مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْہَا وَجَعَلَ

ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (طمینان) اتارا ۹۴ اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں ۹۵ اور کافروں

فِی السَّامِیِّ اَوْرَشَدَتْ غَرْمِیْ کَا تَہَا یَہَا تَکْ کَرْدُو دُو اَدَمِیْ اَیْکَ اَیْکَ کَہْجُو رَہْ رَہْ کَرتے تھے، سفر دور کا تھا دشمن کثیر اور قوی تھے اس لئے بعض قبیلے پیچھے رہے اور انہیں اس وقت

جہاد میں جانا گراں معلوم ہوا اور اس غزوہ میں بہت سے منافقین کا پردہ فاش اور حال ظاہر ہو گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غزوہ میں بڑی عالی

ہمتی سے خرچ کیا دس ہزار مجاہدین کو سامان دیا اور دس ہزار دینار اس غزوہ پر خرچ کئے جو سوانٹ اور سو گھوڑے مع ساز و سامان کے اس کے علاوہ ہیں اور اصحاب نے

بھی خوب خرچ کیا ان میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق ہیں جنہوں نے اپنا کل مال حاضر کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

اپنا نصف مال حاضر کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت علی مرتضیٰ کو مدینہ طیبہ میں چھوڑا عبید اللہ بن ابی اور اس کے ہمراہی

منافقین غنیہ الوداع تک چل کر رہ گئے جب لشکر اسلام تبوک میں اترا تو انہوں نے دیکھا کہ چشمے میں پانی بہت تھوڑا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کے پانی سے اس میں کلی فرمائی جس کی برکت سے پانی جوش میں آیا اور چشمہ بھر گیا لشکر اور اس کے تمام جانور اچھی طرح سیراب ہوئے حضرت نے کافی عرصہ یہاں

قیام فرمایا۔ ہر قل اپنے دل میں آپ کو چاہی جانتا تھا اس لئے اسے خوف ہوا اور اس نے آپ سے مقابلہ نہ کیا حضرت نے اطراف میں لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالد کو

چار سو سے زائد سواروں کے ساتھ اکید رحاکم ذؤمۃ الجندل کے مقابل بھیجا اور فرمایا کہ تم اس کو نیل گائے کے شکار میں پکڑ لو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ نیل

گائے کے شکار کے لئے اپنے قلعہ سے اترا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کو گرفتار کر کے خدمت اقدس میں لائے حضور نے جزیہ مقرر فرما کر اس کو چھوڑ

دیا اسی طرح حاکم ایلہ پر اسلام پیش کیا اور جزیہ پر صلح فرمائی۔ واپسی کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب تشریف لائے تو جو لوگ جہاد میں ساتھ

ہونے سے رہ گئے تھے وہ حاضر ہوئے حضور نے اصحاب سے فرمایا کہ ان میں سے کسی سے کلام نہ کریں اور اپنے پاس نہ بٹھائیں جب تک ہم اجازت نہ دیں تو

مسلمانوں نے ان سے اعراض کیا یہاں تک کہ باپ اور بھائی کی طرف بھی التفات نہ کیا اسی باب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ۹۶ کہ دنیا اور اس کی تمام متاع

فانی ہے اور آخرت اور اس کی تمام نعمتیں باقی ہیں۔ ۹۷ اے مسلمانو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب حکم اللہ تعالیٰ ۹۸ جو تم سے بہتر اور فرمانبردار ہوں

گے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور ان کے دین کو عزت دینے کا خود کفیل ہے تو اگر تم اطاعت فرمان رسول میں جلدی کرو گے تو

یہ سعادت تمہیں نصیب ہوگی اور اگر تم نے سستی کی تو اللہ تعالیٰ دوسروں کو اپنے نبی کے شرف خدمت سے سرفراز فرمائے گا۔ ۹۹ یعنی وقت ہجرت مکہ مکرمہ سے۔

جبکہ کفار نے دارالندوہ میں حضور کے لئے قتل و قید وغیرہ کے برے برے مشورے کئے تھے۔ ۱۰۰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی

اللہ عنہ۔ ۱۰۱ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔ مسئلہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اس آیت سے ثابت

ہے۔ حسن بن فضل نے فرمایا: جو شخص حضرت صدیق اکبر کی صحابیت کا انکار کرے وہ نص قرآنی کا منکر ہو کر کافر ہوا۔ ۱۰۲ اور قلب کو اطمینان عطا فرمایا۔ ۱۰۳ ان

سے مراد ملائکہ کی فوجیں ہیں جنہوں نے کفار کے رخ پھیر دیئے اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے اور بدر و احزاب و حنین میں بھی انہیں غیبی فوجوں سے مدد فرمائی۔

كَلِمَةُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالسُّفْلَى ۖ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

کی بات نیچے ڈالی ہے اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب

حَكِيمٌ ﴿٢٠﴾ اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي

حکمت والا ہے کوچ کروہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے ۹۸ اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے

سَبِيلِ اللَّهِ ۖ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا

مال اور جان سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو ۹۹ اگر کوئی قریب

قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا ۖ أَتَتَّبِعُكَ وَلَكِنْ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۖ وَ

مال یا متوسط سفر ہوتا ہے تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے ہیں مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا اور

سَيُخْلِقُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا خَرَجْنَا مَعَكُمْ ^ج يَهْلِكُونَ اَنْفُسُهُمْ وَ

اب اللہ کی قسم کھائیں گے وہ کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں وہ اور

اللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٣٢﴾ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ ^ج لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّى

اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں اللہ تمہیں معاف کرے و ۱۵: تم نے انہیں کیوں اذن (اجازت) دے دیا جب تک

يَتَّبِعِينَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴿٣٣﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ

نہ کھلے تھے تم پر سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے وہ جو اللہ اور قیامت

۹۷ دعوتِ کفر و شرک کو پست فرمایا۔ ۹۸ یعنی خوشی سے یا گرانی سے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ قوت کے ساتھ یا ضعف کے ساتھ اور بے سامانی سے یا سر و سامان

سے ۹۹ کہ جہاد کا ثواب بیٹھ رہنے سے بہتر ہے تو مُسْتَحْدٰی (پوری آمادگی) کے ساتھ تیار ہو اور کابل نہ کرو۔ فتا اور دنیوی نفع کی امید ہوتی اور شدید محنت و

مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ **وَلَا** شانِ نزول: یہ آیت ان منافقین کی شان میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک میں جانے سے تَخَلُّف (پیچھے بیٹھ جانا اختیار) کیا

تھا۔ ۱۰۲۔ یہ منافقین۔ اور اس طرح معذرت کریں گے۔ ۱۰۳۔ منافقین کی اس معذرت سے پہلے خبر دے دینا غیبی خبر اور دلائل نبوت میں سے ہے۔ چنانچہ جیسا

فرمایا تھا ویسا ہی پیش آیا اور انہوں نے یہی معذرت کی اور جھوٹی قسمیں کھائیں۔ **۱۴۰** جھوٹی قسم کھا کر۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹی قسمیں کھانا سبب

ہلاکت ہے۔ ۱۵۔ ”عَفَاَ اللّٰهُ عَنْكَ“ سے ابتداء کلام و افتتاح خطاب، مخاطب کی تعظیم و توقیر میں مبالغہ کے لئے ہے اور زبان عرب میں یہ عرف شائع ہے کہ

مخاطب کی تعظیم کے موقع پر ایسے کلمے استعمال کئے جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ عنہ نے (اپنی کتاب شفا میں فرمایا: جس کسی نے اس سوال کو غتاب قرار دیا

اس نے غلطی کی کیونکہ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہونے اور گھر رہ جانے کی احازت مانگنے والوں کو احازت دینا نہ دینا دونوں حضرت کے اختیار میں تھے اور آپ اس

میں مختار تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”فَإِذْ لَمْ يَلْمُكَ مِنْهُمْ“۔ آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دیجئے تو ”لَمْ أَذْنُتْ لَهُمْ“ فرمایا مانتاب کے

لئے نہیں ہے بلکہ یہ اظہار ہے کہ اگر آپ انہیں احازت نہ دے تو بھی وہ جہاد میں جانے والے نہ تھے اور ”عَفَا اللَّهُ عَنْكَ“ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں

معاف کرے گناہ سے تو تمہیں واسطہ ہی نہیں، اس میں سداً لصلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تکریم و توقیر اور تسکین و تسلی سے کہ قلب مبارک ر ”لَمْ اَذْنَبْ لَهُمْ“

فرمانے سے کوئی مار نہ ہو۔

فرمانے سے کوئی بار نہ ہو۔

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ط

پر ایمان رکھتے ہیں تم سے چھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور

اللَّهُ عَلَيْهِمُ بِالْإِتْقَانِ ۝ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأُتْرِبَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَايِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ۝ وَلَوْ

اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے فلا اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول میں فلا انھیں

أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَا عَدُوَّ لَهُ عُدَّةٌ وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ

نکلنا منظور ہوتا فلا تو اس کا سامان کرتے مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا تو ان میں کاہلی بھری

وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقُعْدِيِّنَ ۝ لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا

اور فلا فرمایا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ فلا اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا

وَلَا أَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ ۖ وَفِيكُمْ سَعُونَ لَهُمْ ط وَاللَّهُ

اور تم میں فتنہ ڈالنے کو تمہارے بیچ میں غرائب دوڑاتے (فساد پھیلاتے) فلا اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں فلا اور اللہ

عَلَيْهِمُ بِالْظُلْمِ ۝ لَقَدْ ابْتَغُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَبُوا لَكَ الْأُمُورَ

خوب جانتا ہے ظالموں کو بے شک انھوں نے پہلے ہی فتنہ چاہا تھا فلا اور اے محبوب تمہارے لئے تدبیریں الٹی پٹیں فلا

حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَرِهُونَ ۝ وَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ

یہاں تک کہ حق آیا فلا اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا فلا اور انھیں ناگوار تھا اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے

إِذْنِي وَلَا تَقْتَبِنِي ط أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۖ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَبِحِيطَةٌ

کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالے فلا سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے فلا اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے

فلا یعنی منافقین فلا نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے نہ کفار کے ساتھ رہ سکے نہ مؤمنین کا ساتھ دے سکے۔ فلا اور جہاد کا ارادہ رکھتے۔ فلا ان کے

اجازت چاہنے پر فلا بیٹھ رہنے والوں سے عورتیں بچے بیمار اور پانچ لوگ مراد ہیں۔ فلا اور جھوٹی جھوٹی باتیں بنا کر فساد انگیزی کرتے۔ فلا جو تمہاری

باتیں ان تک پہنچائیں۔ فلا اور وہ آپ کے اصحاب کو دین سے روکنے کی کوشش کرتے جیسا کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق نے روز احد کیا کہ مسلمانوں کو اغوا

کرنے کے لئے اپنی جماعت لے کر واپس ہوا۔ فلا اور انہوں نے تمہارا کام بگاڑنے اور دین میں فساد ڈالنے کے لئے بہت کمر چلے کیے فلا یعنی اللہ تعالیٰ

کی طرف سے تائید و نصرت۔ فلا اور اس کا دین غالب ہوا۔ فلا شان نزول: یہ آیت جد بن قیس منافق کے حق میں نازل ہوئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے غزوہ تبوک کے لئے تیاری فرمائی تو جد بن قیس نے کہا: یا رسول اللہ! میری قوم جاتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ میں رومی

عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اس لئے آپ مجھے یہیں ٹھہر جانے کی اجازت دیجئے اور ان عورتوں کے فتنہ میں نہ ڈالے میں آپ کی اپنے مال سے مدد

بِالْكَافِرِينَ ۴۹) إِنْ تُصِيبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَإِنْ تُصِيبْكَ مُصِيبَةٌ

کافروں کو اگر تمہیں بھلائی پہنچے ۱۱۹ تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے ۱۲۰

يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرًا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَهُمْ فَرِحُونَ ۵۰) قُلْ

تو کہیں ۱۲۱ ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے پھر جائیں تم فرماؤ

لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی

الْمُؤْمِنُونَ ۵۱) قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۚ وَ

پر بھروسہ چاہیے تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا ۱۲۲ اور

نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ ۚ أَوْ بِأَيْدِينَا ۚ

ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے ۱۲۳ یا ہمارے ہاتھوں ۱۲۴

فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ۵۲) قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ

تو اب راہ دیکھو (انتظار کرو) ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں ۱۲۵ تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری سے تم سے ہرگز

يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۚ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۵۳) وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ

قبول نہ ہوگا ۱۲۶ بے شک تم بے حکم (نافرمان) لوگ ہو اور وہ جو خرچ کرتے ہیں

مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنْهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ

اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے

کروں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اس کا حیلہ تھا اور اس میں سوائے نفاق کے اور کوئی علت نہ تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اسے اجازت دے دی، اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۱۸ کیونکہ جہاد سے رک رہنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

حکم کی مخالفت کرنا بہت بڑا فتنہ ہے۔ ۱۱۹ اور تم دشمن پر فتیاب ہو اور غنیمت تمہارے ہاتھ آئے۔ ۱۲۰ اور کسی طرح کی شدت پیش آئے۔ ۱۲۱ منافقین کہ چالاکی

سے جہاد میں نہ جا کر۔ ۱۲۲ یا توفیق و غنیمت ملے گی یا شہادت و مغفرت۔ کیونکہ مسلمان جب جہاد میں جاتا ہے تو وہ اگر غالب ہو جب توفیق و غنیمت اور اجر عظیم پاتا

ہے اور اگر راہ خدا میں مارا جائے تو اس کو شہادت حاصل ہوتی ہے جو اس کی اعلیٰ مراد ہے۔ ۱۲۳ اور تمہیں عادی و شہود وغیرہ کی طرح ہلاک کرے۔ ۱۲۴ تم کو قتل و

اسیری کے عذاب میں گرفتار کرے۔ ۱۲۵ کہ تمہارا کیا انجام ہوتا ہے۔ ۱۲۶ شان نزول: یہ آیت حد بن قیس منافق کے جواب میں نازل ہوئی جس نے جہاد میں

نہ جانے کی اجازت طلب کرنے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ میں اپنے مال سے مدد کروں گا۔ اس پر حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سے فرمایا (اے محبوب آپ فرما دیجئے) کہ تم خوشی سے دو یا ناخوشی سے تمہارا مال قبول نہ کیا جائے گا یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ لیں گے کیونکہ یہ دینا

اللہ کے لئے نہیں ہے۔

إِلَّا وَهُمْ كَسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كِرْهُونَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تَعْجَبْكَ أَمْوَالُهُمْ

مگر جی ہارے (سستی کی حالت میں) اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے ۱۲۷ تو تمہیں ان کے مال اور ان کی

وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ

اولاد کا تعجب نہ آئے اللہ یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے اور

تَرْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَ

کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ۱۲۸ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں ۱۲۹ کہ وہ تم میں سے ہیں ۱۳۰ اور

مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرُقُونَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأًا أَوْ مَغْرِبًا

تم میں سے ہیں نہیں ۱۳۱ ہاں وہ لوگ ڈرتے ہیں ۱۳۲ اگر پائیں کوئی پناہ یا غار

أَوْ مَدْخَلًا لَّوَلَوْ أَلِیَّهِ وَهُمْ يَجْحَدُونَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْعَنُ فِي

یا سا جانے کی جگہ تو رسیاں تڑاتے (پوری کوشش کرتے) ادھر پھر جائیں گے ۱۳۳ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹے

الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَأَوْا وَإِنْ لَّمْ يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ

میں تم پر طعن کرتا ہے ۱۳۴ تو اگر ان ۱۳۵ میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جھپی

يَسْخَطُونَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا

وہ ناراض ہیں اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ

اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿۵۹﴾ إِنَّمَا

کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے ۱۳۶ زکوٰۃ

۱۳۷ کیونکہ انہیں رضائے الہی مقصود نہیں۔ ۱۳۸ تو وہ مال ان کے حق میں سب راحت نہ ہوا بلکہ وبال ہوا۔ ۱۳۹ منافقین اس پر ۱۴۰ یعنی تمہارے دین و ملت پر

ہیں، مسلمان ہیں۔ ۱۴۱ تمہیں دھوکا دیتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ ۱۴۲ کہ اگر ان کا نفاق ظاہر ہو جائے تو مسلمان ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو مشرکین

کے ساتھ کرتے ہیں اس لئے وہ براہِ تقیہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۴۳ کیونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے انتہا درجے کا

بغض ہے۔ ۱۴۴ شانِ نزول: یہ آیت ذوالخوینصرہ تمیمی کے حق میں نازل ہوئی اس شخص کا نام خرقوص بن زہیر ہے اور یہی خوارج کی اصل و بنیاد ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تو ذوالخوینصرہ نے کہا: یا رسول اللہ! عدل کیجئے۔ حضور نے فرمایا: تجھے

خرابی ہو میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور نے فرمایا کہ

اسے چھوڑ دو، اس کے اور بھی ہمراہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے وہ قرآن پڑھیں

گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ ۱۴۵ صدقات۔ ۱۴۶ کہ ہم پر اپنا فضل وسیع کرے اور ہمیں خلق کے

اموال سے غنی اور بے نیاز کر دے۔

الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالسَّكِينِ وَالْعِيلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ

تو انھیں لوگوں کے لئے ہے ۱۳۷ محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل (وصول) کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے

وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرَمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ

اور گردنیں چھوڑنے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے

اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۖ ۲۰ وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ

اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں ۱۳۸ اور کہتے ہیں

هُوَ أَذُنٌ ۖ قُلْ أُذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ

وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں ۱۳۹ اور

رَاحَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۖ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ

جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ ۲۱ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لَيْدٌ صُوكُمْ ۖ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ

دردناک عذاب ہے تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں ۱۴۰ کہ تمہیں راضی کر لیں ۱۴۱ اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا

۱۳۷ جب منافقین نے تقسیم صدقات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا تو اللہ عزوجل نے اس آیت میں بیان فرمادیا کہ صدقات کے مستحق صرف یہی آٹھ

قسم کے لوگ ہیں انہیں پر صدقات صرف کئے جائیں گے ان کے سوا اور کوئی مستحق نہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اموال صدقہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں آپ

پر اور آپ کی اولاد پر صدقات حرام ہیں تو طعن کرنے والوں کو اعتراض کا کیا موقع؟ صدقہ سے اس آیت میں زکوٰۃ مراد ہے۔ مسئلہ: زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ

قرار دینے گئے ہیں ان میں سے مؤلفۃ القلوب باجماع صحابہ ساقط ہو گئے کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی یہ اجماع

زمانہ صدیق میں منعقد ہوا۔ مسئلہ: فقیر وہ ہے جس کے پاس ادنیٰ چیز ہو اور جب تک اس کے پاس ایک وقت کے لئے کچھ ہو اس کو سوال حلال نہیں۔ مسکین وہ ہے

جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ سوال کر سکتا ہے۔ عاملین وہ لوگ ہیں جن کو امام نے صدقہ تحصیل کرنے پر مقرر کیا ہو، انہیں امام اتادے جو ان کے متعلقین

کے لئے کافی ہو۔ مسئلہ: اگر عامل غنی ہو تو بھی اس کو لینا جائز ہے۔ مسئلہ: عامل سید یا شامی ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے نہ لے۔ گردنیں چھڑانے سے مراد یہ ہے کہ جن

غلاموں کو ان کے مالکوں نے مکاتب کر دیا ہو اور ایک مقدار مال کی مقرر کردی ہو کہ اس قدر وہ ادا کر دیں تو آزاد ہیں وہ بھی مستحق ہیں ان کو آزاد کرانے کے لئے مال

زکوٰۃ دیا جائے۔ قرضدار جو بغیر کسی گناہ کے مبتلائے قرض ہوئے ہوں اور اتنا مال نہ رکھتے ہوں جس سے قرض ادا کریں انہیں ادائے قرض میں مال زکوٰۃ سے مدد دی

جائے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بے سامان مجاہدین اور نادار حاجیوں پر صرف کرنا مراد ہے۔ ابن سبیل سے وہ مسافر مراد ہے جس کے پاس مال نہ ہو۔

أَنْ يَرْضَوْهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مِنْ يَحَادِ اللَّهِ

کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے کیا انھیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ

وَرَسُولُهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۖ ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾

اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ

منافق ڈرتے ہیں کہ ان ۱۴۲۲ پر کوئی سورۃ ایسی اترے جو ان ۱۴۲۳ کے دلوں کی چھپی ۱۴۲۴ جتادے

قُلْ اسْتَهِزْءُوا جَإِ اللَّهُ مَخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

تم فرماؤ ہنسے جاؤ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو

لَيَقُولَنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ

تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے ۱۴۲۵ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ

سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر ۱۴۲۶ اگر

تَعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں ۱۴۲۷ تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے ۱۴۲۸

تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر اس سے مکر جاتے تھے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی بریت (بے گناہی) ثابت کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ

مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھانے سے زیادہ اہم اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول کی

ناراضی کا سبب ہوں۔ ۱۴۲۹ مسلمانوں۔ ۱۴۳۰ منافقوں۔ ۱۴۳۱ دلوں کی چھپی چیز ان کا نفاق ہے اور وہ بغض و عداوت جو وہ مسلمانوں کے ساتھ رکھتے تھے اور اس

کو چھپایا کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھنے اور آپ کی غیبی خبریں سننے اور ان کو واقع کے مطابق پانے کے بعد منافقوں کو اندیشہ ہو گیا کہ

کہیں اللہ تعالیٰ کوئی ایسی سورت نازل نہ فرمائے جس سے ان کے اسرار ظاہر کر دیئے جائیں اور ان کی رسوائی ہو۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔ ۱۴۳۲ شان نزول:

غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تمسخر اُکھتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب

آجائیں گے کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سنکر ہنستا تھا۔ حضور نے اُن کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے؟ انہوں نے کہا:

ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کا یہ عذر و حیل قبول نہ کیا گیا اور ان کے لئے یہ فرمایا

گیا جو آگے ارشاد ہوتا ہے: ۱۴۳۳ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول

نہیں۔ ۱۴۳۴ اس کے نائب ہونے اور یہ اخلاص ایمان لانے سے۔ محمد بن اسحق کا قول ہے کہ اس سے وہی شخص مراد ہے جو ہنستا تھا مگر اس نے اپنی زبان سے کوئی

کلمہ گستاخی نہ کہا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ نائب ہوا اور اخلاص کے ساتھ ایمان لایا اور اس نے دعا کی کہ یا رب! مجھے اپنی راہ میں مقتول کر کے ایسی موت دے

کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا میں نے کفن دیا میں نے دفن کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کا پتہ ہی نہ چلا۔ ان کا نام یحییٰ بن

حمیرا شجعی تھا اور چونکہ انہوں نے حضور کی بدگوئی سے زبان روکی تھی اس لئے انہیں توبہ و ایمان کی توفیق ملی۔ ۱۴۳۵ اور اپنے جرم پر قائم رہے اور نائب نہ ہوئے۔

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۖ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے (ایک جیسے) ہیں ۱۵۹ برائی کا حکم دیں ۱۶۰ اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۖ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۖ إِنَّ

بھلائی سے منع کریں ۱۶۱ اور اپنی مٹھی بند رکھیں (خرچ نہ کریں) ۱۶۲ وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے ۱۶۳ تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا ۱۶۴ بے شک

الْمُنْفِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٠﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقَتِ وَالْكُفَّارَ

منافق وہی کچے بچے حکم (نافرمان) ہیں ۱۶۵ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ هِيَ حَسْبُهُمْ ۖ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ

جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں بس (کافی) ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا

مُقِيمٌ ﴿٦١﴾ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَآكَثَرَ أَمْوَالًا

عذاب ہے جیسے وہ جو تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور ان کے مال اور اولاد

وَأَوْلَادًا ۖ فَاسْتَعَوْا بِخَلْقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلْقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ

تم سے زیادہ تو وہ اپنا حصہ ۱۶۵ برت (فائدہ اٹھا) گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا جیسے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلْقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاصُوا ۖ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ

اگلی اپنا حصہ برت گئے اور تم بیہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے ۱۶۶ ان کے عمل

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ

اکارت (ضائع) گئے دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ گھائے میں ہیں ۱۶۷ کیا انہیں ۱۶۸ اپنے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٍ وَثُودٌ ۖ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ

سے اگلوں کی خبر نہ آئی ۱۶۹ نوح کی قوم ۱۷۰ اور عاد ۱۷۱ اور ثمود ۱۷۲ اور ابراہیم کی قوم ۱۷۳ اور مدین

۱۷۴ وہ سب نفاق اور اعمال خبیثہ میں یکساں ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ ۱۷۵ یعنی کفر و معصیت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کا۔ (خازن) ۱۷۵ یعنی

ایمان و طاعت و تصدیق رسول سے ۱۷۶ راہ خدا میں خرچ کرنے سے ۱۷۷ اور انہوں نے اس کی اطاعت و رضا طلبی نہ کی۔ ۱۷۸ اور ثواب و فضل سے محروم کر دیا۔

۱۷۹ لذات و شہوات دنیویہ کا۔ ۱۸۰ اور تم نے اتباع باطل اور تکذیب خدا و رسول اور مومنین کے ساتھ استہزاء (ٹھٹھا مذاق) کرنے میں ان کی راہ اختیار کی۔

۱۸۱ انہیں کفار کی طرح اے منافقین! تم ٹوٹے میں ہوا اور تمہارے عمل باطل ہیں۔ ۱۸۲ یعنی منافقوں کو۔ ۱۸۳ گزری ہوئی امتوں کا حال معلوم نہ ہوا کہ ہم نے

انہیں اپنے حکم کی مخالفت اور اپنے رسولوں کی نافرمانی کرنے پر کس طرح ہلاک کیا۔ ۱۸۴ جو طوفان سے ہلاک کی گئی۔ ۱۸۵ جو ہوا سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۸۶ جو

زلزلہ سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۸۷ جو سلبِ نعمت سے ہلاک کی گئی اور نمرود و جہنم سے ہلاک کیا گیا۔

مَدِينَ وَالْمُوتَفَكَتِ ط أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ج فَمَا كَانَ اللَّهُ

والے ۱۶۴ اور وہ بستیوں کو الٹ دی گئیں ۱۶۵ ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے ۱۶۶ تو اللہ کی شان نہ تھی

لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۴۰ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

کہ ان پر ظلم کرتا ۱۶۷ بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے ۱۶۸ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ م يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ایک دوسرے کے رفیق ہیں ۱۶۹ بھلائی کا حکم دیں ۱۷۰ اور برائی سے منع کریں

وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط

اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں

أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۴۱ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے اللہ نے مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكَنَ

اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ

طَيِّبَةً فِي جَنَّتٍ عَدْنٍ ط وَرِضْوَانٍ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ط ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

مکانوں کا ۱۷۱ بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ۱۷۲ یہی ہے بڑی

الْعَظِيمُ ۴۲ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَ

مراد پانی اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر ۱۷۳ اور ان پر سختی کرو اور

مَا أُولَهُمْ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ۴۳ يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا ط وَلَقَدْ

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا ۱۷۴ اور بے شک

۱۶۴ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جو روزِ اُبر (غیبی آگ) کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔ ۱۶۵ اور روزِ یزبر کردالی گئیں وہ قوم لوط کی بستیوں تھیں اللہ تعالیٰ نے

ان چھ کا ذکر فرمایا اس لئے کہ بلادِ شام و عراق و یمن جو سرزمینِ عرب کے بالکل قریب ہیں ان میں ان ہلاک شدہ قوموں کے نشان باقی ہیں اور عرب لوگ ان مقامات

پر اکثر گزرتے رہتے ہیں۔ ۱۶۶ ان لوگوں نے بجائے تصدیق کرنے کے اپنے رسولوں کی تکذیب کی جیسا کہ اے منافقین، کفار! تم کر رہے ہو، ڈرو کہ انہیں کی طرح

بتلائے عذاب نہ کئے جاؤ۔ ۱۶۷ کیونکہ وہ حکیم ہے بغیر جرم کے سزا نہیں فرماتا۔ ۱۶۸ کہ کفر اور تکذیب انبیاء کے عذاب کے مستحق ہے۔ ۱۶۹ اور باہم دینی محبت و

مُؤَالَات (دوستانہ تعلقات) رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں۔ ۱۷۰ یعنی اللہ اور رسول پر ایمان لانے اور شریعت کا اتباع کرنے کا۔ ۱۷۱ حسن رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنت میں موتی اور یاقوت سرخ اور زبرجد کے کل موئین کو عطا ہوں گے۔ ۱۷۲ اور تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور عاشقانِ الہی کی سب سے بڑی تمنا۔

رَزَقْنَا اللَّهُ تَعَالَى بِجَاهِ حَبِيبِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ۱۷۳ کافروں پر تو تلوار اور حرب سے اور منافقوں پر اقامتِ حجت سے۔ ۱۷۴ شانِ نزول: امام بغوی نے

قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَبُوا بِأَلْسِنِهِمْ لَوْلَا جِ وَ مَا

ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انھیں نہ ملا ۱۵۱ اور انھیں

نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ

کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا ۱۵۲ تو اگر وہ توبہ کریں

خَيْرٌ لَّهُمْ ۚ وَإِنْ يَتُوبُوا يَعِدُّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں ۱۵۳ تو اللہ انھیں سخت عذاب کرے گا دنیا اور آخرت میں

وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۚ ۴۴ وَمِنْهُمْ مَن عٰهَدَ اللّٰهَ

اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار ۱۵۴ اور ان میں کوئی وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا

لَيْنُؤْتِيَنَّهُمْ فِضْلًا مِّنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ ۴۵ فَلَمَّا

کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے ۱۵۵ تو جب

کلبی سے نقل کیا کہ یہ آیت مجلاس بن سؤید کے حق میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں خطبہ فرمایا اس میں منافقین کا

ذکر کیا اور ان کی بدحالی و بدامالی کا ذکر فرمایا۔ یہ سن کر مجالس نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر۔ جب حضور مدینہ واپس

تشریف لائے تو عامر بن قیس نے حضور سے مجالس کا مقولہ بیان کیا، مجالس نے انکار کیا اور کہا کہ یارسول اللہ! عامر نے مجھ پر جھوٹ بولا۔ حضور نے دونوں کو حکم

فرمایا کہ منبر کے پاس قسم کھائیں۔ مجالس نے بعد عصر منبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھائی کہ یہ بات اس نے نہیں کہی اور عامر نے اس پر جھوٹ بولا۔ پھر عامر

نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ بیشک یہ مقولہ مجالس نے کہا اور میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا۔ پھر عامر نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور میں دعا کی: یا رب! اپنے نبی پر سچے

کی تصدیق نازل فرما۔ ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی حضرت جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے آیت میں ”فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ“ سن کر مجالس

کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! سنئے اللہ نے مجھے توبہ کا موقع دیا، عامر بن قیس نے جو کچھ کہا سچ کہا، میں نے وہ کلمہ کہا تھا اور اب میں توبہ و استغفار کرتا

ہوں۔ حضور نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور وہ توبہ پر ثابت رہے۔ ۱۵۶ عجب اہل بدعت نے ان پر شکر واجب تھا نہ کہ ناپاسی (ناشکری)۔ ۱۵۷ توبہ و ایمان سے۔ اور کفر و

نفاق پر مصر ہیں۔ ۱۵۸ کہ انہیں عذاب الہی سے بچا سکے۔ ۱۵۹ شان نزول: ثعلبہ بن حاطب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس کے لئے

مالدار ہونے کی دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا: اے ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کر سکے۔ دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو

کر یہی درخواست کی اور کہا: اسی کی قسم! جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور نے دعا فرمائی اللہ

تعالیٰ نے اس کی بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی

محروم ہو گیا۔ حضور نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا مال بہت کثیر ہو گیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ حضور نے

فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس! پھر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے تحصیل (حاصل) کرنے والے بھیجے لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیئے جب

ثعلبہ سے جا کر انہوں نے صدقہ مانگا اس نے کہا کہ یہ تو ٹیکس ہو گیا، جاؤ سوچ لوں۔ جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو

حضور نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دوسرے فرمایا: ثعلبہ پر افسوس! تو یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرمادی وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا، پھر اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔ انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا۔ پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور

خلافت عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہو گیا۔ (مدارک)

أَتَاهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ بَخْلَؤًا وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٤٦﴾ فَأَعْقَبَهُمْ

اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے

نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا

اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس

كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿٤٧﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَ

کا کہ جھوٹ بولتے تھے ۱۸۰ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور

أَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِّنَ

یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے ۱۸۱ وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ

کہ دل سے خیرات کرتے ہیں ۱۸۲ اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے ۱۸۳

فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٩﴾ اِسْتَغْفِرُ

تو ان سے ہنستے ہیں ۱۸۴ اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے تم ان کی معافی

لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۖ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ

چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں

۱۸۵ امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے تو مسلمان پر لازم ہے کہ ان باتوں سے احتراز

کرے اور عہد پورا کرنے اور وعدہ وفا کرنے میں پوری کوشش کرے۔ حدیث شریف میں ہے: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب

وعدہ کرے خلاف کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔ ۱۸۶ اس پر کچھ مخفی نہیں منافقین کے دلوں کی بات بھی جانتا ہے اور جو آپس میں وہ

ایک دوسرے سے کہیں وہ بھی۔ ۱۸۷ شان نزول: جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو لوگ صدقہ لائے ان میں کوئی بہت کثیر لائے انہیں تو منافقین نے ریا کار کہا اور

کوئی ایک صاع (۳۴۰ گرام) (دو کلو سے اسی ۸۰ گرام کم۔ ”فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ باب المدینہ کراچی“) لائے تو انہیں کہا: اللہ کو اس کی کیا پرواہ، اس پر یہ آیت

نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف

چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا کل مال آٹھ ہزار درہم تھا چار ہزار تو یہ راہ خدا میں حاضر ہے اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے روک لئے

ہیں۔ حضور نے فرمایا: جو تم نے دیا اللہ اس میں بھی برکت فرمائے اور جو روک لیا اس میں بھی برکت فرمائے۔ حضور کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کا مال بہت بڑھا یہاں

تک کہ جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے دو پیمیاں چھوڑیں انہیں آٹھواں حصہ ملا جس کی مقدار ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔ ۱۸۸ ابو قتیل انصاری ایک صاع

کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میں نے آج رات پانی کھینچنے کی مزدوری کی اس کی اجرت دو صاع کھجوریں ملیں ایک

صاع تو میں گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا اور ایک صاع راہ خدا میں حاضر ہے۔ حضور نے یہ صدقہ قبول فرمایا اور اس کی قدر کی۔ ۱۸۹ منافقین۔ اور صدقہ کی قلت پر

عائد لاتے ہیں۔

لَهُمْ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

بخشہ ۱۸۵۱ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ

الْفَاسِقِينَ ۝۸۰ فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِ هِمِّ خَلْفِ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا

نہیں دیتا ۱۸۵۲ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے ۱۸۵۳ اور انھیں گوارا نہ ہوا

أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي

کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے اس گرمی

الْحَرِّ ۖ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۖ لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ۝۸۱ فَلْيَضْحَكُوا

میں نہ نکلے تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے کسی طرح انھیں سمجھ ہوتی ۱۸۵۴ تو انھیں چاہیے کہ تھوڑا

قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝۸۲ فَإِنْ رَجَعَكَ

نہیں اور بہت روئیں ۱۸۵۵ بدلہ اس کا جو کماتے تھے ۱۸۵۶ پھر اے محبوب! اگر اللہ تمہیں

اللَّهُ إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذِنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَنْ تَخْرُجُوا

ان ۱۸۵۷ میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ ۱۸۵۸ تم سے جہاد کو نکلنے کی اجازت مانگیں تو تم فرمانا کہ تم کبھی

مَعِيَ أَبَدًا وَلَنْ تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا ۖ إِنَّكُمْ رَضِيتُمْ بِالْقُعُودِ أَوَّلَ

میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا

مَرَّةٍ فَأَقْعُدُوا مَعَ الْخُلَفَاءِ ۝۸۳ وَلَا تَصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا

پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ۱۸۵۹ اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا

۱۸۵۱ شان نزول: اوپر کی آیتیں جب نازل ہوئیں اور منافقین کا اتفاق کھل گیا اور مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا تو منافقین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور آپ سے معذرت کر کے کہنے لگے کہ آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ فرمائے گا

چاہے آپ استغفار میں مبالغہ کریں۔ ۱۸۵۲ جو ایمان سے خارج ہوں جب تک کہ وہ کفر پر رہیں۔ (مدارک) ۱۸۵۳ اور غزوہ تبوک میں نہ گئے۔ ۱۸۵۴ تو تھوڑی دیر کی

گرمی برداشت کرتے اور ہمیشہ کی آگ میں جلنے سے اپنے آپ کو بچاتے۔ ۱۸۵۵ یعنی دنیا میں خوش ہونا اور ہنسنا چاہیے کتنی ہی دراز مدت کے لئے ہو مگر وہ آخرت

کے رونے کے مقابل تھوڑا ہے کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائم اور باقی ہے۔ ۱۸۵۶ یعنی آخرت کا رونا دنیا میں ہنسنے اور خبیث عمل کرنے کا بدلہ ہے۔ حدیث شریف

میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جانتے ہو جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنسنے اور بہت روتے۔ ۱۸۵۷ غزوہ تبوک کے بعد۔ ۱۸۵۸ متخلفین (پیچھے

رہ جانے والوں) ۱۸۵۹ اگر وہ منافق جو تبوک میں جانے سے پیڑھ رہا تھا۔ ۱۸۶۰ عورتوں، بچوں، بیماروں اور اُپاجیوں کے۔ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ جس شخص

سے مکروہ و خدع (دھوکا اور فریب) ظاہر ہو اس سے انقطاع اور علیحدگی کرنا چاہئے اور محض اسلام کے مدعی ہونے سے مصاحبت و موافقت (ہم نشینی اور دوستی) جائز نہیں

ہوتی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منافقین کے جہاد میں جانے کو منع فرما دیا۔ آج کل جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر کلمہ کو کولملاؤ اور اس کے

ساتھ اتفاق و اتحاد کرو یہ اس حکم قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔

وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَآثِرَهُمْ

اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی

فَسِقُونَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تَعْجَبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۖ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ

میں مر گئے ۱۹۵ اور ان کے مال یا اولاد پر تعجب نہ کرنا اللہ یہی چاہتا ہے کہ

يُعَذِّبَهُمْ بِمَا فِي الدُّنْيَا وَتَرْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا

اسے دنیا میں ان پر وبال کرے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے اور جب

أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ أَمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهَدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا

کوئی سورت اترے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور (طاقت رکھنے والے

الطُّولُ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذُرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقَعْدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا

تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہولیں انھیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطِبَّ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۸۷﴾ لَكِنَّ الرَّسُولَ

عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کردی گئی ۱۹۶ تو وہ کچھ نہیں سمجھتے ۱۹۷ لیکن رسول

۱۹۵ اس آیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ

کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لئے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے اور یہ جو فرمایا ”اور فسق ہی میں مر گئے“ یہاں فسق

سے کفر مراد ہے قرآن کریم میں اور جگہ بھی فسق بمعنی کفر وارد ہوا ہے جیسے کہ آیت ”أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا“ میں۔ مسئلہ: فاسق کے جنازے کی نماز

جائز ہے اس پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے اور اس پر علمائے صالحین کا عمل اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے مسلمانوں کے جنازے کی

نماز کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے اور اس کا فرض کفایہ ہونا حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ مسئلہ: جس شخص کے مومن یا کافر ہونے میں شبہ ہو اس کے جنازے کی نماز نہ

پڑھی جائے۔ مسئلہ: جب کوئی کافر مر جائے اور اس کا ولی مسلمان ہو تو اس کو چاہئے کہ بطریق مسنون غسل نہ دے بلکہ نجاست کی طرح اس پر پانی بہا دے اور نہ کفن

مسنون دے بلکہ اتنے کپڑے میں لپیٹ دے جس سے ستر چھپ جائے اور نہ سنت طریقتہ پر دفن کرے نہ بطریق سنت قبر بنائے صرف گڑھا کھود کر دبا دے۔ شان نزول:

عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار تھا جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ نے جو مسلمان صالح مخلص صحابی اور کثیر العبادت تھے۔ انہوں نے یہ خواہش کی

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ عبد اللہ بن ابی بن سلول کو کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عنایت فرمادیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور کو معلوم تھا کہ حضور کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا

باعث ہوگا اس لئے حضور نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ کی شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت

عباس جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو عبد اللہ بن ابی نے اپنا کرتہ انہیں پہنایا تھا حضور کو اس کا بدلہ کر دینا بھی منظور تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور اس کے بعد

پھر کبھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازہ کی شرکت نہ فرمائی اور حضور کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت

شخص جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ کے حبیب اور اس کے سچے رسول ہیں یہ

سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔ ۱۹۶ ان کے کفر و نفاق اختیار کرنے کے باعث۔ ۱۹۷ کہ جہاد میں کیا فوز و سعادت (کا میابی و خوش بختی) اور بیٹھ رہنے میں

کیسی ہلاکت و شقاوت (نا کامی و بد بختی) ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جُهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ

اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انھوں نے اپنے مالوں جانوں سے جہاد کیا اور انہیں کے لئے

الْخَيْرَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۸۸﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

بھلائیاں ہیں ۱۹۸ اور یہی مراد کو پہونچے اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جن

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۸۹﴾ وَجَاءَ الْمُعَذِّبُونَ

کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی مراد ملتی ہے اور بہانے بنانے والے

مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ

گنوار آئے ۱۹۹ کہ انھیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنھوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا ۲۰۰

سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ

جلد ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب پہونچے گا ۲۰۱ ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں ۲۰۲

وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا

اور نہ بیماروں پر ۲۰۳ اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور (طاقت) نہ ہو ۲۰۴ جب

نَصَحُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ

کہ اللہ و رسول کے خیر خواہ رہیں ۲۰۵ نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں ۲۰۶ اور اللہ بخشنے والا

رَحِيمٌ ﴿۹۱﴾ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا اتَّوَكَّلْتَ لْتَخْلُفَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا

مہربان ہے اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انھیں سواری عطا فرماؤ ۲۰۷ تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس

۱۹۸ دونوں جہان کی۔ ۱۹۹ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد سے رہ جانے کا عذر کرنے۔ سخاک کا قول ہے کہ یہ عامر بن مہل کی جماعت تھی

انہوں نے سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں جائیں تو قبیلہ طے کے عرب ہماری بیبیوں، بچوں اور جانوروں کو

لوٹ لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ نے تمہارے حال سے خبردار کیا ہے اور وہ مجھے تم سے بے نیاز کرے گا۔ عمرو بن علاء نے کہا کہ ان لوگوں

نے عذر باطل بنا کر پیش کیا تھا۔ ۲۰۰ یہ دوسرے گروہ کا حال ہے جو بغیر کسی عذر کے بیٹھ رہے، یہ منافقین تھے انہوں نے ایمان کا دعویٰ جھوٹا کیا تھا۔ ۲۰۱ دنیا میں

قتل ہونے کا اور آخرت میں جہنم کا۔ ۲۰۲ باطل والوں کا ذکر فرمانے کے بعد سچے عذر والوں کے متعلق فرمایا کہ ان پر سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے۔ یہ کون لوگ

ہیں؟ ان کے چند طبقے بیان فرمائے: پہلے ضعیف جیسے کہ بوڑھے، بچے، عورتیں اور وہ شخص بھی انہی میں داخل ہے جو پیداؤشی کمزور ضعیف نحیف ناکارہ ہو۔ ۲۰۳ یہ

دوسرا طبقہ ہے جس میں اندھے، لنگڑے، اپانچ بھی داخل ہیں۔ ۲۰۴ اور سامان جہاد نہ رکھیں، یہ لوگ رہ جائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ ۲۰۵ ان کی اطاعت کریں

اور مجاہدین کے گھروالوں کی خبر گیری رکھیں۔ ۲۰۶ مواخذہ کی۔ ۲۰۷ شان نزول: اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چند حضرات جہاد میں جانے کے لئے

حاضر ہوئے، انہوں نے حضور سے سواری کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں تو وہ روتے واپس ہوئے ان کے حق

میں یہ آیت نازل ہوئی۔

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۖ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ

تم سے بہانے بنائیں گے ۱۱ جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز
نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَأْنَا اللَّهَ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۖ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ

تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام

وَرَسُولُهُ ثُمَّ تَرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

دیکھیں گے ۱۲ پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۙ سَيُحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ

تم کرتے تھے اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب ۱۳ تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے

لِتَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رَاجِسٌ ۖ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ

اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو ۱۴ تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو ۱۵ وہ تو نزے (بالکل) پلید ہیں ۱۶ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

جَزَاءٌ ۖ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۙ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ

بدلہ اس کا جو کما تے تھے ۱۷ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ ۱۸ تو اگر

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۙ ۙ أَلَا عَرَابُ

تم ان سے راضی ہو جاؤ ۱۹ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا ۲۰ گنوار ۲۱

۱۱ اور باطل عذر پیش کریں گے یہ جہاد سے رہ جانے والے منافق تمہارے اس سفر سے واپس ہونے کے وقت ۱۲ کہ تم نفاق سے توبہ کرتے ہو یا

اس پر قائم رہتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ زمانہ مستقبل میں وہ مومنین کی مدد کریں گے ہو سکتا ہے کہ اسی کی نسبت فرمایا گیا

ہو کہ اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے کہ تم اپنے اس عہد کو بھی وفا کرتے ہو یا نہیں۔ ۱۳ اپنے اس سفر سے واپس ہو کر مدینہ طیبہ میں ۱۴ اور

ان پر ملامت و عتاب نہ کرو۔ ۱۵ اور ان سے اجتناب کرو۔ بعض مفسرین نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنا، ان سے بولنا ترک کر دو

چنانچہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ منافقین کے پاس نہ بیٹھیں، ان سے بات نہ کریں کیونکہ ان

کے باطن خبیث اور اعمال قبیح (برے) ہیں اور ملامت و عتاب سے ان کی اصلاح نہ ہوگی اس لئے کہ ۱۶ اور پلیدی کے پاک ہونے کا کوئی

طریقہ نہیں۔ ۱۷ دنیا میں خبیث عمل۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت جد بن قیس اور مُعْتَبِ بن قُشَيْر اور

ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی، یہ اسی منافق تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے کلام نہ

کرو۔ مقاتل نے کہا کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھائی تھی کہ اب کبھی وہ

جہاد میں جانے سے سستی نہ کرے گا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ حضور اس سے راضی ہو جائیں اس پر یہ آیت اور اس

کے بعد والی آیت نازل ہوئی ۱۸ اور ان کے عذر قبول کر لو تو اس سے انہیں چھ نفع نہ ہوگا، کیونکہ تم اگر ان کی قسموں کا اعتبار بھی کر لو۔ ۱۹ اس

لئے کہ وہ ان کے دل کے کفر و نفاق کو جانتا ہے۔ ۲۰ جنگل کے رہنے والے۔

أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى

كفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں ۲۲۰ اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے اس

رَسُولِهِ ۱۰ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۹۷ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا

سے جاہل رہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں

يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمُ الدَّوْآءِ ۱۱ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۱۲ وَ

تو اسے تاوان سمجھیں ۲۲۱ اور تم پر گردشیں (مصائب) آنے کے انتظار میں رہیں ۲۲۲ انھیں پر ہے بُری گردش ۲۲۳ اور

اللَّهُ سَبِيْعٌ عَلَيْهِمْ ۱۳ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

اللہ سنتا جانتا ہے اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان

الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۱۴

رکھتے ہیں ۲۲۴ اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ۲۲۵

أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۱۵ سَيَدْخُلُوهَا اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۱۶ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ

ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے اللہ جلد انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ۱۷ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ

مہربان ہے اور سب میں اگلے پہلے مہاجر ۲۲۶ اور انصار ۲۲۷ اور

الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ۱۸ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ

جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے ۲۲۸ اللہ ان سے راضی ۲۲۹ اور وہ اللہ سے راضی ۲۳۰ اور ان کے لئے

۲۳۱ کیونکہ وہ مجالس علم اور صحبت علماء سے دور رہتے ہیں۔ ۲۳۲ کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں رضائے الہی اور طلبِ ثواب کے لئے تو کرتے نہیں ریاکاری اور

مسلمانوں کے خوف سے خرچ کرتے ہیں۔ ۲۳۳ اور یہ راہ دیکھتے ہیں کہ کب مسلمانوں کا زور کم ہوا و کب وہ مغلوب ہوں، انہیں خبر نہیں کہ اللہ کو کیا منظور ہے وہ

بتلا دیا جاتا ہے۔ ۲۳۴ اور وہی رنج و بلا اور بد حالی میں گرفتار ہوں گے۔ شانِ نزول: یہ آیت قبیلہ اَسَد و غطفان و تمیم کے اعرابیوں (دیہاتیوں) کے حق میں نازل

ہوئی پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان میں سے جن کو مستثنیٰ کیا ان کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ (غازن) ۲۳۵ مجاہد نے کہا کہ یہ لوگ قبیلہ مُزَنَہ میں سے بنی مُقَرِّن

ہیں۔ کلبی نے کہا: وہ اسلم اور غفار اور جُھینہ کے قبیلہ ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش اور انصار اور

جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور شجاع اور غفار موالی ہیں، اللہ اور رسول کے سوا ان کا کوئی مولا نہیں۔ ۲۳۶ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صدقہ

لائیں تو حضور ان کے لئے خیر و برکت و مغفرت کی دعا فرمائیں، یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ مسئلہ: یہی فاتحہ کی اصل ہے کہ صدقہ کے ساتھ

دعائے مغفرت کی جاتی ہے، لہذا فاتحہ کو بدعت و ناروا (ناجائز) بتانا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ ۲۳۷ وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں

پڑھیں یا اہل بدر یا اہل بیعت رضوان ۲۳۸ اصحاب بیعت عقبہ اولیٰ جو چھ حضرات تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثانیہ جو بارہ تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثالثہ جو ستر

اصحاب ہیں، یہ حضرات سابقین انصار کہلاتے ہیں۔ (غازن) ۲۳۹ کہا گیا ہے کہ ان سے باقی مہاجرین و انصار مراد ہیں تو اب تمام اصحاب اس میں آگئے اور

لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ

تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی

الْعَظِيمُ ۱۰ وَمَنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ

کامیابی ہے اور تمہارے آس پاس ۲۳۱ کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ

الْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ ۚ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۖ

والے ان کی خو (عادت) ہو گئی ہے نفاق تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ۲۳۲

سُعِدَ بِهِمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يَرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۱۱ وَآخِرُونَ

جلد ہم انہیں دو بار ۲۳۳ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے ۲۳۴ اور کچھ اور ہیں جو

اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرًا سَيِّئًا ۖ عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ

اپنے گناہوں کے مقبر (اقراری) ہوئے ۲۳۵ اور ملایا ایک کام اچھا ۲۳۶ اور دوسرا برا ۲۳۷ قریب ہے کہ

يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۲ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ

اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب ان کے مال میں سے

ایک قول یہ ہے کہ جبر و ہونے والوں سے قیامت تک کے وہ ایماندار مراد ہیں جو ایمان و طاعت و نیکی میں انصار و مہاجرین کی راہ چلیں۔ ۲۲۹ اس کو ان کے نیک

عمل قبول ۲۳۰ اس کے ثواب و عطا سے خوش ۲۳۱ یعنی مدینہ طیبہ کے قرب و جوار ۲۳۲ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ ایسا جاننا جس کا اثر انہیں معلوم ہو وہ ہمارا جاننا ہے

کہ ہم انہیں عذاب کریں گے یا حضور سے منافقین کے حال جاننے کی نفی باعتبار ماضی ہے اور اس کا علم بعد کو عطا ہوا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ”وَلَنَعْلَمَنَّ فِتْنَهُمْ

فِي لَحْنِ الْقَوْلِ“۔ (جمل بکلی وسدّی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روز جمعہ خطبہ کے لئے قیام کر کے نام بنام فرمایا: نکل اے فلاں! تو منافق

ہے، نکل اے فلاں! تو منافق ہے۔ تو مسجد سے چند لوگوں کو رسوا کر کے نکالا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو اس کے بعد منافقین کے حال کا علم عطا فرمایا گیا۔

۲۳۳ ایک بار تو دنیا میں رسوائی اور قتل کے ساتھ اور دوسری مرتبہ قبر میں ۲۳۴ یعنی عذاب دوزخ کی طرف جس میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ ۲۳۵ اور انہوں نے

دوسروں کی طرح جھوٹے عذر نہ کیے اور اپنے فعل پر نادم ہوئے۔ شان نزول: یہ جو مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کی ایک جماعت کے حق

میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے، اس کے بعد نادم ہوئے اور توبہ کی اور کہا: افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ یا عورتوں کے ساتھ رہ گئے اور رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جہاد میں ہیں، جب حضور اپنے سفر سے واپس ہوئے اور قریب مدینہ پہنچے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو

مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھولیں، یہ قسمیں کھا کر وہ مسجد کے ستونوں سے بندھ

گئے۔ جب حضور تشریف لائے اور انہیں ملاحظہ کیا تو فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں حاضر ہونے سے رہ گئے تھے، انہوں نے اللہ سے عہد

کیا ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ان سے راضی ہو کر انہیں خود نہ کھولیں۔ حضور نے فرمایا: اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا

نہ ان کا عذر قبول کروں جب تک کہ مجھے اللہ کی طرف سے اُن کے کھولنے کا حکم دیا جائے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھولا

تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مال ہمارے رہ جانے کے باعث ہوئے، انہیں لیجئے اور صدقہ کیجئے اور ہمیں پاک کر دیجئے اور ہمارے لئے دعائے مغفرت

فرمائیے۔ حضور نے فرمایا: مجھے تمہارے مال لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس پر اُگلی آیت نازل ہوئی ”خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ“۔ ۲۳۶ یہاں عملی صالح سے یا اعتراف قصور

اور توبہ مراد ہے یا اس تحلف (جہاد سے رہ جانے) سے پہلے غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہونا یا طاعت و تقویٰ کے تمام اعمال اس تقدیر

پر آیت تمام مسلمانوں کے حق میں ہوگی۔ ۲۳۷ اس سے تحلف یعنی جہاد سے رہ جانا مراد ہے۔

صَدَقَةٌ تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ ط إِنَّ صَلَاتَكَ

زکوٰۃ تحصیل (وصول) کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو ۲۳۸ بے شک تمہاری دعا

سَكَنَ لَهُمْ ط وَاللَّهُ سَيِّعٌ عَلَيْهِمْ ۱۰۳ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ

ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ

بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ۱۰۴ وَقُلْ اَعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَ

مہربان ہے ۲۳۹ اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور

الْمُؤْمِنُونَ ط وَسُتَرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

مسلمان اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۱۰۵ وَآخَرُونَ مُرْجُونَ لَإِْمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ

تمہیں جتا دے گا اور کچھ ۲۴۰ متوقف رکھے گئے ہیں اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے

وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ط وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۱۰۶ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا

یا ان کی توبہ قبول کرے ۲۴۱ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور وہ جنہوں نے مسجد

مَسْجِدًا ضَرَارًا وَكُفْرًا وَتَفَرُّقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا

بنائی ۲۴۲ نقصان پہنچانے کو ۲۴۳ اور کفر کے سبب ۲۴۴ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو ۲۴۵ اور اس کے انتظار میں

۲۴۸ آیت میں جو صدقہ وارد ہوا ہے اس کے معنی میں مفسرین نے کئی قول دیے ہیں: ایک تو یہ کہ وہ صدقہ غیر واجب تھا جو بطور کفارہ کے ان صاحبوں نے دیا تھا جن کا ذکر

اوپر کی آیت میں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو ان کے ذمہ واجب تھی، وہ تائب ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ

نے اس کے لینے کا حکم دیا۔ امام ابو بکر رازی جصاص نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔ (خازن و احکام القرآن) مدارک میں ہے کہ سنت یہ ہے

کہ صدقہ لینے والا صدقہ دینے والے کے لئے دعا کرے اور بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن ابی اؤفی کی حدیث ہے کہ جب کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس صدقہ لاتا آپ اس کے حق میں دعا کرتے۔ میرے باپ نے صدقہ حاضر کیا تو حضور نے دعا فرمائی ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَبِیْ اَوْفٰی“ (یعنی اے

اللہ عزوجل ابی اوفی پر رحمت فرما)۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ فاتحہ میں جو صدقہ لینے والے صدقہ پا کر دعا کرتے ہیں یہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔

۲۴۹ اس میں توبہ کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ ان کی توبہ اور ان کے صدقات مقبول ہیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ جن لوگوں نے اب تک توبہ نہیں کی اس

آیت میں انہیں توبہ اور صدقہ کی ترغیب دی گئی۔ ۲۵۰ مُتَخَلِّفِينَ میں سے ۲۵۱ مُتَخَلِّفِينَ یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والے تین قسم کے تھے: ایک منافقین جو

نفاق کے خوگر اور عادی تھے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے قصور کے اعتراف اور توبہ میں جلدی کی جن کا اوپر ذکر ہو چکا۔ تیسرے وہ جنہوں نے توقف کیا اور جلدی

توبہ نہ کی، یہی اس آیت سے مراد ہیں۔ ۲۵۲ شان نزول: یہ آیت ایک جماعت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مسجد نبی کو نقصان پہنچانے اور اس کی

لَمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَيَحْلِفَنَّ إِنْ أَرَادْنَا إِلَّا

جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے ۲۳۶ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو

الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۖ

بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا ۲۳۷

لَمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۖ

بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پر ہیزگاری پر رکھی گئی ہے ۲۳۸ وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ﴿۱۰۸﴾

اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں ۲۳۹ اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں

جماعت متفرق کرنے کے لئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی، اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابوعامر جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا: یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں ملت حَنِيفِيَّةً دین ابراہیم لایا ہوں۔

کہنے لگا: میں اسی دین پر ہوں۔ حضور نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ نے اس میں کچھ اور ملا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں، میں خالص صاف ملت لایا ہوں۔

ابوعامر نے کہا: ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اس کو مسافرت میں تنہا اور یکس کر کے ہلاک کرے۔ حضور نے آمین فرمایا۔ لوگوں نے اس کا نام ابوعامر فاسق رکھ دیا۔

روز اُحد ابوعامر فاسق نے حضور سے کہا کہ جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے جنگ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ سے جنگ کروں گا چنانچہ جنگ حنین تک

اس کا یہی معمول رہا اور وہ حضور کے ساتھ مصروف جنگ رہا۔ جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر ملک شام کی طرف بھاگا تو اس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم

سے جو سامان جنگ ہو سکے قوت و سلاح سب جمع کرو اور میرے لئے ایک مسجد بناؤ میں شاہ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور (سید عالم)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا، یہ خبر پا کر ان لوگوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا یہ مسجد ہم نے

آسانی کے لئے بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے ضعیف کمزور ہیں وہ اس میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔

حضور نے فرمایا کہ اب تو میں سفرِ تبوک کے لئے پائے کاب (چلنے کو تیار) ہوں واپسی پر اللہ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک موضع (گاؤں) میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ سے درخواست کی کہ ان کی مسجد میں تشریف لے

چلیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرمایا گیا، تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر ڈھا

دیں اور جلا دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابوعامر راہب ملک شام میں بحالت سفر بے کسی و تنہائی میں ہلاک ہوا۔ ۲۳۳ مسجد قبا والوں کے۔ ۲۳۴ کہ وہاں خدا

اور رسول کے ساتھ کفر کریں اور نفاق کو قوت دیں۔ ۲۳۵ جو مسجد قبا میں نماز کے لئے مجتمع ہوتے ہیں۔ ۲۳۶ یعنی ابوعامر راہب۔ ۲۳۷ اس میں سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کو مسجد ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ مسئلہ: جو مسجد فخر و ریا اور نمود و نمائش یا رضائے الہی کے سوا اور کسی غرض کے لئے یا غیر طیب مال

سے بنائی گئی ہو وہ مسجد ضرار کے ساتھ لاحق ہے۔ (مدارک) ۲۳۸ اس سے مراد مسجد قبا ہے جس کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور جب تک

حضور نے قبا میں قیام فرمایا اس میں نماز پڑھی۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ مسجد قبا میں تشریف لاتے تھے۔ دوسری

حدیث میں ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مسجد مدینہ مراد ہے اور اس میں بھی حدیثیں وارد

ہیں، ان دونوں باتوں میں کچھ تعارض نہیں کیونکہ آیت کا مسجد قبا کے حق میں نازل ہونا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ مسجد مدینہ میں یہ اوصاف نہ ہوں۔ ۲۳۹ تمام

نجاتوں سے یا گناہوں سے۔ شان نزول: یہ آیت اہل مسجد قبا کے حق میں نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے گروہ انصار! اللہ

عزوجل نے تمہاری شافرمائی، تم وضو اور اتنیجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بڑا استنجائیں ڈھیلوں سے

کرتے ہیں، اس کے بعد پھر پانی سے طہارت کرتے ہیں۔

أَفَمَنْ أَسَسَ بُنْيَانَهُ عَلَى تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ

تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر ۲۵۵ وہ بھلا یا وہ جس

أَسَسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرْفٍ هَارٍ فَأَنْهَارُ بِهِ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ ۖ وَاللَّهُ

نے اپنی نیو چنی (بنیاد رکھی) ایک گراؤ گڑھے کے کنارے ۲۵۶ تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا ۲۵۷ اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝۱۰ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي

ظالموں کو راہ نہیں دیتا وہ تعمیر جو جتنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی

قُلُوبُهُمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۱ إِنَّ اللَّهَ

رہے گی ۲۵۸ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ۲۵۹ اور اللہ علم و حکمت والا ہے بے شک اللہ نے

اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ ۖ

مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے ۲۶۰

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعَدًّا عَلَيْهِ حَقًّا فِي

اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں ۲۶۱ اور مریں ۲۶۲ اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ

التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا

توریت اور انجیل اور قرآن میں ۲۶۳ اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں مناؤ

مسئلہ: نجاست اگر جائے خروج سے مٹتا وز ہو جائے تو پانی سے استنجا واجب ہے ورنہ مستحب۔ مسئلہ: ڈھیلوں سے استنجاست ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پر مَوَاطِئُ (ہنگامی) (فرمائی اور کبھی ترک بھی کیا۔ ۲۵۰ جیسے کہ مسجد قبا اور مسجد مدینہ۔ ۲۵۱ جیسے کہ مسجد ضرار والے۔ ۲۵۲ مراد یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے دین

کی بنا (بنیاد) تقویٰ اور رضائے الہی کی مضبوط سطح پر رکھی وہ بہتر ہے نہ کہ وہ جس نے اپنے دین کی بنا باطل و ففاق کے گراؤ گڑھے پر رکھی۔ ۲۵۳ اور اس کے گرائے

جانے کا صدمہ باقی رہے گا۔ ۲۵۴ خواہ قتل ہو کر یا قبر میں یا جہنم میں۔ معنی یہ ہیں کہ ان کے دلوں کا غم و غصہ تا مرگ باقی رہے گا: بمیسرنا برہسی اے

حُسد کیس رنجیدہ است کہ از مشقت اوجز بمرگ نتوان رست (اے حاسد! حسد کی بیماری سے چھٹکارا پانے کیلئے مر جا کیونکہ اس سے

نجات پانے کیلئے تیرے پاس موت کے سوا کوئی راستہ نہیں) اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب تک ان کے دل اپنے قصور کی عداوت اور افسوس سے پارہ پارہ نہ ہوں

اور وہ اخلاص سے تاب نہ ہوں اس وقت تک وہ اسی رنج و غم میں رہیں گے۔ (مدارک) ۲۵۵ راہ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والے ایمان داروں کی

ایک تمثیل ہے جس سے کمال لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا یہ کمال

عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے کس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی، جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی، مال ہے تو اس کا عطا

فرمایا ہوا۔ شان نزول: جب انصار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب عقبہ بیعت کی تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اپنے

رب کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرما لیجئے جو آپ چاہیں۔ فرمایا: میں اپنے رب کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ

اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا

ملے گا؟ فرمایا: جنت۔ ۲۵۶ خدا کے دشمنوں کو ۲۵۷ راہ خدا میں ۲۵۸ اس سے ثابت ہوا کہ تمام شریعتوں اور ملتوں میں جہاد کا حکم تھا۔

بِيعُكُمْ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۖ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (۱۱) التَّائِبُونَ

اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے توبہ والے ۲۵۹

الْعِبَادُونَ الْحَمْدُونَ السَّائِحُونَ الرُّكْعُونَ السُّجْدُونَ الْأَمْرُونَ

عبادت والے ۲۶۰ سراپنے والے ۲۶۱ روزے والے رکوع والے سجدہ والے ۲۶۲ بھلائی کے

بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفَظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۖ وَ

بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے ۲۶۳ اور

بَشِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (۱۲) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا

خوشی سناؤ مسلمانوں کو ۲۶۴ نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی

لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ

بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں ۲۶۵ جب کہ انھیں کھل چکا کہ وہ

الْجَحِيمِ ۝ (۱۳) وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ

دوزخی ہیں ۲۶۶ اور ابراہیم کا اپنے باپ ۲۶۷ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب

وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۖ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ

جو اس سے کرچکا تھا ۲۶۸ پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا (العلق ہو گیا) ۲۶۹ بے شک ابراہیم ضرور

۲۵۹ تمام گناہوں سے ۲۶۰ اللہ کے فرمانبردار بندے جو اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں ۲۶۱ جو ہر حال میں

اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ ۲۶۲ یعنی نمازوں کے پابند اور ان کو خوبی سے ادا کرنے والے ۲۶۳ اور اس کے احکام بجالانے والے یہ لوگ جنتی ہیں ۲۶۴ کہ وہ اللہ کا

عہد وفا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ ۲۶۵ شان نزول: اس آیت کے شان نزول میں مفسرین کے چند قول ہیں: (۱) نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر

ممانعت فرمادی۔ (۲) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی زیارت قبر کی اجازت چاہی اس نے مجھے اجازت دی پھر میں

نے ان کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ دی اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا“ (میں کہتا ہوں): یہ وجہ شان نزول کی صحیح نہیں

ہے کیونکہ یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اس کو صحیح بتایا اور ذہبی نے حاکم پر اعتماد کر کے میزان میں اس کی تصحیح کی لیکن ”مختصر المستدرک“ میں ذہبی نے اس حدیث

کی تضعیف کی اور کہا کہ ایوب بن ہانی کو ابن معین نے ضعیف بتایا ہے علاوہ بریں یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں اس آیت کے نزول کا سبب

آپ کا والدہ کے لئے استغفار کرنا نہیں بتایا گیا بلکہ بخاری کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کے باب میں یہ حدیث وارد ہوئی اس

کے علاوہ اور حدیثیں جو اس مضمون کی ہیں جن کو طبرانی اور ابن سعد اور ابن شاہین وغیرہ نے روایت کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں ابن سعد نے طبقات میں حدیث کی

تخریج کے بعد اس کو غلط بتایا اور سند احمد شین امام جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ التنظيم والمیزان میں اس مضمون کی تمام احادیث کو معلول بتایا لہذا یہ وجہ شان

نزول میں صحیح نہیں اور یہ ثابت ہے اس پر بہت دلائل قائم ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ موحّدہ اور دین ابراہیمی پر تھیں۔ (۳) بعض اصحاب نے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آباء کے لئے استغفار کرنے کی درخواست کی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۲۶۶ شرک پر مری ۲۶۷ یعنی آزر ۲۶۸ اس سے یا تو

لَا وَاهٍ حَلِيمٌ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ

بہت آپس کرنے والا ۱۱۳ متحمل ہے اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے ۱۱۴

حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ إِنَّ اللَّهَ

جب تک انھیں صاف نہ بتا دے کہ کس چیز سے انھیں بچنا چاہیے ۱۱۵ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے بے شک اللہ

لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ

اس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت چلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا

اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ

تمہارا کوئی والی اور نہ مددگار ۱۱۶ بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اور ان مہاجرین

وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ

اور انصار پر جنھوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا ۱۱۷ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ

قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ لَمَّا تَابَ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّهُ بِهُمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں ۱۱۸ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا ۱۱۹ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے

وہ وعدہ مراد ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر سے کیا تھا کہ میں اپنے رب سے تیری مغفرت کی دعا کروں گا یا وہ وعدہ مراد ہے جو آزر نے حضرت ابراہیم

علیہ السلام سے اسلام لانے کا کیا تھا۔ شان نزول: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي“ تو میں نے

سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کر رہا ہے باوجودیکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے کہا تو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے اس نے کہا

کیا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لئے دعائے تھی وہ بھی تو مشرک تھا، یہ واقعہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا

کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استغفار بہ امید اسلام تھا جس کا آزر آپ سے وعدہ کر چکا تھا اور آپ آزر سے استغفار کا وعدہ کر چکے تھے جب وہ امید منقطع

ہو گئی تو آپ نے اس سے اپنا علاقہ قطع (تعلق ختم) کر دیا ۱۱۹ اور استغفار کرنا ترک فرمادیا۔ ۱۲۰ ”كَثِيرٌ مِّنْهُمْ تَابَ“ (بہت زیادہ دعا اور اظہار عجز و خشوع

کرنے والا)۔ ۱۲۱ یعنی ان پر گمراہی کا حکم کرے اور انہیں گمراہوں میں داخل فرمادے ۱۲۲ معنی یہ ہیں کہ جو چیز ممنوع ہے اور اس سے اجتناب واجب ہے اس

پر اللہ تبارک و تعالیٰ اُس وقت تک اپنے بندوں کی گرفت نہیں فرماتا جب تک کہ اس کی ممانعت کا صاف بیان اللہ کی طرف سے نہ آجائے لہذا قبل ممانعت اس فعل

کے کرنے میں خرچ نہیں۔ (مدارک و خازن) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی جانپوشی سے ممانعت نہ ہو وہ جائز ہے۔ شان نزول: جب مومنین کو مشرکین کیلئے

استغفار کرنے سے منع فرمایا گیا تو انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم پہلے جو استغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو اس آیت سے انہیں تسکین دی گئی اور بتایا گیا کہ ممانعت کا

بیان ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے مواخذہ ہوتا ہے۔ ۱۲۳ یعنی غزوہ تبوک میں جس کو غزوہ غمرت بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں غمرت (مفسی و تنگی) کا یہ

حال تھا کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لئے ایک ایک اونٹ تھا، نو بت بہ نو بت (باری باری) اسی پر سوار ہو لیتے تھے اور کھانے کی قلت کا یہ حال تھا کہ ایک ایک

کھجور پر کئی کئی آدمی بسر کرتے تھے، اس طرح کہ ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیا، پانی کی بھی نہایت قلت تھی، گرمی شدت کی تھی، پیاس کا غلبہ اور

پانی ناپید، اس حال میں صحابہ اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص کے ساتھ حضور کی جاں نثاری میں ثابت قدم رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ فرمایا: کیا تمہیں یہ خواہش ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ تو حضور نے دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی اور ابھی دست مبارک اٹھے ہی

ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُبرجھجا بارش ہوئی، لشکر سیراب ہوا، لشکر والوں نے اپنے برتن بھر لئے، اس کے بعد جب آگے چلے تو زمین خشک تھی، اُبر نے لشکر کے باہر

بارش ہی نہیں کی، وہ خاص اسی لشکر کو سیراب کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ۱۲۴ اور وہ اس شدت سختی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونا گوارا کریں۔ ۱۲۵ اور وہ صابر

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا ط حَتَّىٰ إِذَا صَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ

اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے ۲۷۱ یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر

بَسَارَحَبْتُ وَصَاقَتْ عَلَيْهِمُ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنْ

تنگ ہو گئی ۲۷۲ اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے ۲۷۳ اور انھیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ

اللَّهُ إِلَّا إِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ط إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ

نہیں مگر اسی کے پاس پھر ۲۷۴ ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ع ۱۱۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۱۱۹

مہربان ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو ۲۷۵ اور سچوں کے ساتھ ہو ۲۷۶

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا

مدینے والوں ۲۷۷ اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ

پیچھے بیٹھ رہیں ۲۷۸ اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں ۲۷۹ یہ اس لئے کہ انھیں

لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْصَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ

جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم

وثابت رہے اور ان کا اخلاص محفوظ رہا اور جو خطرہ دل میں گزرا تھا اس پر نادم ہوئے۔ ۲۸۰ توبہ سے، جن کا ذکر آیت ”وَالْآخِرُونَ مُرْجُونَ لَإِمْرٍ إِلَهُ“ میں ہے اور

یہ تین صاحب کعب بن مالک اور بلال بن اُمیہ اور مرآۃ بن ربیع ہیں یہ سب انصاری تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپس ہو کر ان سے جہاد

میں حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا: بھڑوا! جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی فیصلہ فرمائے اور مسلمانوں کو ان لوگوں سے ملنے جلنے کا کام کرنے سے

ممانعت فرمادی حتیٰ کہ ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کر دیا یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو کوئی پہچانتا ہی نہیں اور ان کی کسی سے

شناسائی (واقفیت) ہی نہیں، اس حال پر انہیں پچاس روز گزرے۔ ۲۸۱ اور انہیں کوئی ایسی جگہ نمل سکی جہاں ایک لمحہ کے لئے انہیں قرار ہوتا، ہر وقت پریشانی اور

رنج و غم بے چینی واضطراب میں مبتلا تھے۔ ۲۸۲ شدت رنج و غم سے، نہ کوئی انیس (دوست) ہے جس سے بات کریں نہ کوئی غمخوار جسے حال دل سنائیں، وحشت و

تنہائی ہے اور شب و روز کی گریہ و زاری۔ ۲۸۳ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ۲۸۴ معاصی ترک کرو۔ ۲۸۵ جو صادق الایمان ہیں، مخلص ہیں، رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ

مہاجرین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب و اعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوہ تبوک میں حاضر

ہوئے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اجماع حجت ہے کیونکہ صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا، اس سے ان کے قول کا قبول کرنا لازم آتا ہے۔ ۲۸۶

یہاں اہل مدینہ سے مدینہ طیبہ میں سکونت رکھنے والے مراد ہیں خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار۔ ۲۸۷ اور جہاد میں حاضر نہ ہوں۔ ۲۸۸ بلکہ انہیں حکم تھا کہ شدت و

تکلیف میں حضور کا ساتھ نہ چھوڑیں اور سختی کے موقع پر اپنی جانیں آپ پر فدا کریں۔

مَوْطَأًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ

رکھتے ہیں ۲۸۵ جس سے کافروں کو غیظ (غصہ) آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں ۲۸۶ اس سب کے بدلے ان کے لئے

عَمَلٌ صَالِحٌ ۱۰ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۱۱ وَلَا يُنْفِقُونَ

نیک عمل لکھا جاتا ہے ۲۸۷ بے شک اللہ نیکوں کا نیک (اجر و انعام) ضائع نہیں کرتا اور جو کچھ خرچ کرتے

نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًّا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

ہیں چھوٹا ۲۸۸ یا بڑا ۲۸۹ اور جو نالا طے کرتے ہیں سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے

لِيَجْزِيََهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۲ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ

تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انھیں صلہ دے ۲۹۰ اور مسلمانوں سے یہ توہو نہیں سکتا

لِيَنْفَرُوا كَافَّةً ۱۳ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ

کہ سب کے سب نکلیں ۲۹۱ تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ۲۹۲ ایک جماعت نکلے

لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں ۲۹۳ اس امید پر کہ

۲۸۵ اور کفار کی زمین کو اپنے گھوڑوں کے سُموں (پاؤں کے کھروں) سے روندتے ہیں۔ ۲۸۶ قید کر کے یا قتل کر کے یا زخمی کر کے یا ہزیمت (نکست) دے

کر۔ ۲۸۷ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اطاعتِ الہی کا قصد کرے اس کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، حرکت کرنا، ساکن رہنا، سب نیکیاں ہیں، اللہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔

۲۸۸ یعنی قلیل مثلاً ایک کھجور۔ ۲۸۹ جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عُسرت میں خرچ کیا۔ ۲۹۰ اس آیت سے جہاد کی فضیلت اور اس کا

حُسْنُ الْأَعْمَالِ ہونا ثابت ہوا ۲۹۱ اور ایک دم اپنے وطن خالی کر دیں۔ ۲۹۲ ایک جماعت وطن میں رہے اور ۲۹۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی

ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتیں اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے اور تفقُّہ (دین میں

سمجھ بوجھ) حاصل کرتے اور اپنے لئے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کے لئے حضور انہیں اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوٰۃ، وغیرہ کی تعلیم

کے لئے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے۔ جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور

دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرما دیتے۔ (غازن) یہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ عظیم ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی (راہنما) بنا دیتے تھے۔ اس

آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے: مسئلہ: علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔ جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اس کا سیکھنا

فرضِ عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرضِ کفایہ۔ حدیث شریف میں ہے: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا افضل

نماز سے افضل ہے۔ مسئلہ: طلب علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف میں ہے: جو شخص طلب علم کے لئے راہِ طے اللہ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کرتا ہے۔ (ترمذی)

مسئلہ: فقہ افضل ترین علوم ہے۔ حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بناتا

ہے، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔ (بخاری و مسلم) حدیث میں ہے: ایک ”فقیہ“ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ (ترمذی) ”فقہ“

احکام دین کے علم کو کہتے ہیں۔ فقہ مصطلح اس کا صحیح مصداق ہے۔

يَحْذَرُونَ ﴿۱۲۱﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ

وہ بچیں ۲۹۵۴ اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب

الْكَفَّارِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۲﴾

ہیں ۲۹۵۵ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۲۹۵۶

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ

اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی

إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۲۳﴾ وَ

دی ۲۹۵۷ تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور

أَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا

جن کے دلوں میں آزار (بیماری) ہے ۲۹۵۸ انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی ۲۹۵۹ اور کفر ہی

وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۱۲۴﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ

پر مرتبہ گئے کیا انہیں سمجھتا ہے کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے

مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ ﴿۱۲۵﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ

جاتے ہیں ۲۹۶۰ پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں اور جب کوئی سورت

سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ ۖ هَلْ يَرَاكُمْ مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا ۖ

اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے ۲۹۶۱ کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں ۲۹۶۲ پھر پلٹ جاتے ہیں ۲۹۶۳

صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بَأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۶﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ

اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے ۲۹۶۴ کہ وہ سمجھ لوگ ہیں ۲۹۶۵ بے شک تمہارے پاس تشریف

۲۹۶۶ عذاب الہی سے احکام دین کا اتباع کر کے۔ ۲۹۶۷ قتال تمام کافروں سے واجب ہے قریب کے ہوں یا دور کے لیکن قریب والے مقدم ہیں پھر

جو ان سے متصل ہوں ایسے ہی درجہ بدرجہ۔ ۲۹۶۸ انہیں غلبہ دیتا ہے اور ان کی نصرت فرماتا ہے۔ ۲۹۶۹ یعنی منافقین آپس میں بطریق استہزاء ایسی

باتیں کہتے ہیں، ان کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے: ۲۹۷۰ شک و نفاق کا۔ ۲۹۷۱ کہ پہلے جتنا نازل ہوا تھا اسی کے انکار کے وبال میں گرفتار تھے، اب

جو اور نازل ہوا اس کے انکار کی خباثت میں بھی مبتلا ہوئے۔ ۲۹۷۲ یعنی منافقین کو ۲۹۷۳ امراض و شدائد اور قحط و غیرہ کے ساتھ۔ ۲۹۷۴ اور آنکھوں سے

نکل بھاگنے کے اشارے کرتا ہے اور کہتا ہے: ۲۹۷۵ اگر دیکھتا ہوا تو پیچھے گئے ورنہ نکل گئے۔ ۲۹۷۶ کفر کی طرف ۲۹۷۷ اس سبب سے ۲۹۷۸ اپنے نفع و ضرر

کو نہیں سوچتے۔

رَأْسُ مَنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

لائے تم میں سے وہ رسول ﷺ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۱۷۸﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ

مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان ۳۵۸ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ کافی ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۱۷۹﴾

اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے ۳۵۹

﴿آیتھا ۱۰۹﴾ ﴿سُورَةُ يُونُسَ مَكِّيَّةٌ ۵۱﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۱۱﴾

سورہ یونس مکہ ہے اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الَّذِي تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ﴿۱﴾ أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں کیا لوگوں کو اس کا اچھٹھا (عجب) ہوا کہ ہم نے ان میں سے

إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ أَنْذِرَ النَّاسَ وَبَشِّرَ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ

ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کیلئے

قَدْ مَصَدَّقٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴿۲﴾ قَالَ الْكُفَرُونَ إِنَّ هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۳﴾

ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے کافر بولے بیشک یہ تو کھلا جادوگر ہے ۳

۳۵ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی قرشی جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم ان کے صدق و امانت، زہد و تقویٰ،

طہارت و تقدس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو اور ایک قراءۃ میں ”أَنْفُسِكُمْ“، فتح ”ف“، آیا ہے، اس کے معنی ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف

وافضل۔ اس آیت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کر کے فرمایا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد مبارک کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ۳۵۸ اس آیت

میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں سے مشرف فرمایا یہ کمال تکریم ہے اس سرور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۵۹ یعنی منافقین

وکفار آپ پر ایمان لانے سے اعراض کریں۔ ۳۶۰ حاکم نے مستدرک میں ابی ابن کعب سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ ”لَقَدْ جَاءَكُمْ“ سے آخر سورت تک

دونوں آیتیں قرآن کریم میں سب کے بعد نازل ہوئیں۔ ۳۶۱ سورہ یونس مکہ ہے سوائے تین آیتوں کے ”فَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ“ سے۔ اس میں گیارہ رکوع اور

ایک سو نو آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو تیس کلمے اور نو ہزار ننانوے حرف ہیں۔ ۳۶۲ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب اللہ تبارک وتعالیٰ

نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے مشرف فرمایا اور آپ نے اس کا اظہار کیا تو عرب منکر ہو گئے اور ان میں سے بعضوں نے یہ کہا کہ اللہ اس سے برتر

ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ ۳۶۳ کفار نے پہلے بشر کا رسول ہونا قابلِ تعجب و انکار قرار دیا اور پھر جب حضور کے معجزات دیکھے اور

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر

اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ

عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے کام کی تدبیر فرماتا ہے نہ کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت

إِذْنِهِ ۖ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝۳ إِلَيْهِ

کے بعد وہ یہ ہے اللہ تمہارا رب نہ تو اس کی بندگی کرو تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

تم سب کو پھرنا ہے وہ اللہ کا سچا وعدہ ہے شک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِينَ

کہ ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے وہ اور کافروں

كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴ هُوَ

کے لئے پینے کو کھولتا پانی اور درد ناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا وہی

الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرُ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا

ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں وہ کہ تم

عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابِ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ

برسوں کی گنتی اور حساب جانو اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق والے نشانیاں

لیقین ہوا کہ یہ بشر کے مفذرت (انسان کی طاقت) سے بالاتر ہیں تو آپ کو سلاخ (جادوگر) بتایا، ان کا یہ دعویٰ تو کذب و باطل ہے مگر اس میں بھی حضور کے کمال اور

اپنے عجز کا اعتراف پایا جاتا ہے۔ ۲ یعنی تمام خلق کے امور کا حسب اقتضاء حکمت سرانجام فرماتا ہے۔ ۳ اس میں بت پرستوں کے اس قول کا رد ہے کہ بت

ان کی شفاعت کریں گے، انہیں بتایا گیا کہ ”شفاعت“ ماذونین (اجازت یافتہ) کے سوا کوئی نہیں کرے گا اور ماذون صرف اس کے مقبول بندے ہوں گے۔ ۴

جو آسمان و زمین کا خالق اور تمام امور کا مُدبّر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں فقط وہی مستحق عبادت ہے۔ ۵ روز قیامت اور یہی ہے۔ ۶ اس آیت میں حشر و نشر

ومعاد کا بیان اور منکرین کا رد ہے اور اس پر نہایت لطیف پیرایہ میں دلیل قائم فرمائی گئی ہے کہ وہ پہلی بار بناتا ہے اور اعضاء مرکبہ کو پیدا کرتا ہے اور ترکیب دیتا ہے تو

موت کے ساتھ متفرق و منتشر ہونے کے بعد ان کو دوبارہ پھر ترکیب دینا اور بنے ہوئے انسان کو فنا کے بعد پھر دوبارہ بنا دینا اور وہی جان جو اس بدن سے متعلق تھی

اس کو اس بدن کی درستی کے بعد پھر اسی بدن سے متعلق کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے اور اس کو دوبارہ پیدا کرنے کا مقصود جزائے اعمال یعنی مطیع کو ثواب اور

عاصی (نافرمان) کو عذاب دینا ہے۔ ۷ اٹھائیس منزلیں جو بارہ برجوں پر منقسم ہیں ہر برج کے لئے ۲۱ منزلیں ہیں، چاند ہر شب ایک منزل میں رہتا ہے اور

مہینہ تیس دن کا ہو تو دو شب، ورنہ ایک شب چھپتا ہے۔ ۸ مہینوں، دنوں، ساعتوں کا وال کہ اس سے اس کی قدرت اور اس کی وحدانیت کے دلائل

ظاہر ہوں۔

الْأَيِّتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ

مُفَصَّلُ بَيَان فرماتا ہے علم والوں کے لئے ۱۲ بے شک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ

اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَتَّبِعُ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ لَا

اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں نشانیاں ہیں اور والوں کے لئے بے شک وہ جو

يَرْجُونَ لِقَاءَ نَاوَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِالَّذِينَ هُمْ

ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ۱۳ اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے ۱۴ اور وہ جو

عَنِ آيَتِنَا غَفُلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ مَا لَهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں ۱۵ ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيُهُمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ ۝

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا ۱۶

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوَاهُمْ فِيهَا

ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ

سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ

اللہ تجھے پاکی ہے ۱۷ اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے ۱۸ اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبوں سراہا (خوبیوں والا)

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَلَوْ يَعْلَمُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْبَاهُمْ

اللہ جو رب ہے سارے جہان کا ۱۹ اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی

۱۲ کہ ان میں غور کر کے نفع اٹھائیں۔ ۱۳ روز قیامت اور ثواب و عذاب کے قائل نہیں۔ ۱۴ اور اس فانی (دنیا) کو جاودانی (ہمیشہ باقی

رہنے والی آخرت) پر ترجیح دی اور عمر اس کی طلب میں گزاری۔ ۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں آیات سے سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور قرآن شریف مراد ہے اور غفلت کرنے سے مراد ان سے اعراض کرنا ہے۔ ۱۶ جنتوں کی طرف۔ قنادہ کا

قول ہے کہ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل خوبصورت شکل میں اس کے سامنے آئے گا۔ یہ شخص کہے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا عمل

ہوں اور اس کے لئے نور ہوگا اور جنت تک پہنچائے گا اور کافر کا معاملہ برعکس ہوگا کہ اس کا عمل بری شکل میں نمودار ہو کر اسے جہنم پہنچائے گا۔ ۱۷ یعنی

اہل جنت اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید، تقدیس میں مشغول رہیں گے اور اس کے ذکر سے انہیں فرحت و سرور اور انتہا درجہ کی لذت حاصل ہوگی، سبحان اللہ۔

۱۸ یعنی اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی تحیت و تکریم (تعظیم) سلام سے کریں گے یا ملائکہ انہیں بطور تحیت سلام عرض کریں گے یا ملائکہ رب

عز وجل کی طرف سے ان کے پاس سلام لائیں گے۔ ۱۹ ان کے کلام کی ابتداء اللہ کی تعظیم و تَنْزِيْہ (پاکی) سے ہوگی اور کلام کا اختتام اس کی

حمد و ثناء پر ہوگا۔

بِالْخَيْرِ لَقَضَى إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ ۖ فَذَرُوا الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا

جلدی کرتے ہیں تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا ہے ۱۰ تو ہم چھوڑتے انہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۱۱ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا الْجَنِبَةَ أَوْ

کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں ۱۱ اور جب آدمی کو ۱۲ تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور

قَاعِدًا أَوْ قَائِبًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّكَانَ لَمْ يَدْعُنَا إِلَى

بیٹھے اور کھڑے ۱۳ پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں چل دیتا ہے ۱۴ گویا کبھی کسی تکلیف کے

ضُرِّمَسَّهُ ۖ كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۲ وَلَقَدْ

پہنچتے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا یونہی بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والوں کو ۱۵ ان کے کام ۱۶ اور بے شک

أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكَ لَمَّا ظَلَمُوا ۖ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ۱۷ ہلاک فرما دیں جب وہ حد سے بڑھے ۱۸ اور ان کے رسول ان کے پاس

بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۖ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝۱۳

روشن دلیلین لے کر آئے ۱۹ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝۱۴

پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو ۲۰

۲۱ یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی بددعائیں جیسے کہ وہ غضب کے وقت اپنے لئے اور اپنے اہل واولاد و مال کے لئے کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ہلاک ہو جائیں، خدا

ہمیں غارت کرے، برباد کرے اور ایسے کلمے ہی اپنی اولاد و اقارب کے لئے کہہ گزرتے ہیں جسے ہندی میں گوسنا کہتے ہیں اگر وہ دعائیں جلدی قبول کر لی جاتی

جیسی جلدی وہ دعائے خیر کے قبول ہونے میں چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور وہ کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کرم سے

دعائے خیر قبول فرمانے میں جلدی کرتا ہے، دعائے بد کے قبول میں نہیں، یہ اس کی رحمت ہے۔ شان نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا: یارب! یہ دین اسلام اگر

تیرے نزدیک حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے عذاب میں جلدی فرماتا

جیسا کہ ان کے لئے مال و اولاد وغیرہ دنیا کی بھلائی دینے میں جلدی فرمائی تو وہ سب ہلاک ہو چکے ہوتے۔ ۲۱ اور ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور ان کے عذاب

میں جلدی نہیں فرماتے۔ ۲۲ یہاں آدمی سے کافر مراد ہے۔ ۲۳ ہر حال میں اور جب تک اس کی تکلیف زائل نہ ہو دعا میں مشغول رہتا ہے۔ ۲۴ اپنے پہلے

طریقہ پر اور وہی کفر کی راہ اختیار کرتا ہے اور تکلیف کے وقت کو بھول جاتا ہے۔ ۲۵ یعنی کافروں کو۔ ۲۶ مقصد یہ ہے کہ انسان بلا کے وقت بہت ہی بے صبرا

ہے اور راحت کے وقت نہایت ناشکرا، جب تکلیف پہنچتی ہے تو کھڑے، لیٹے، بیٹھے ہر حال میں دعا کرتا ہے، جب اللہ تکلیف دور کر دے تو شکر بجا نہیں لاتا اور اپنی

حالت سابقہ کی طرف لوٹ جاتا ہے، یہ حال غافل کا ہے، مؤمن غافل کا حال اس کے خلاف ہے، وہ مصیبت و بلا پر صبر کرتا ہے، راحت و آسائش میں شکر کرتا ہے،

تکلیف و راحت کے جملہ احوال میں اللہ تعالیٰ کے حضور تضرع (گریہ) و زاری اور دعا کرتا ہے اور ایک مقام اس سے بھی اعلیٰ ہے جو مومنوں میں بھی مخصوص

بندوں کو حاصل ہے کہ جب کوئی مصیبت و بلا آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں، قضائے الہی پر دل سے راضی رہتے ہیں اور جمیع احوال پر شکر کرتے ہیں۔ ۲۷ یعنی

اثنين ۲۸ اور کفر میں مبتلا ہوئے۔ ۲۹ جو ان کے صدق کی بہت واضح دلیلیں تھیں لیکن انہوں نے نہ مانا اور انبیاء کی تصدیق نہ کی۔ ۳۰ تاکہ تمہارے ساتھ

وَإِذَا تَنَادَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ لَّا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا

اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں ملے پڑھی جاتی ہیں وہ کہنے لگتے ہیں جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں ہے کہ

أَنْتَ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ

اس کے سوا اور قرآن لے آئیے ۲۳ یا اسی کو بدل دیجئے ۲۴ تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف

تَلْقَائِي نَفْسِي ۚ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ

سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے ۲۵ میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں ۲۶

رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيْكُمْ وَلَا

تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۲۷ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ

أَدْرَاكُمْ بِهِ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

تم کو اس سے خبر دار کرتا ۲۸ تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں ۲۹ تو کیا تمہیں عقل نہیں ہے

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۳۰ یا اس کی آیتیں جھٹلائے ۳۱ بے شک

يُفْلِحُ الْبَاطِلُ مِمَّنْ يُعْبِدُونَ ۚ وَمِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

مجرموں کا بھلا نہ ہوگا اور اللہ کے سوا ایسی چیز ۳۲ کو پوجتے ہیں جو ان کا نہ کچھ نقصان کرے اور نہ

تمہارے عمل کے لائق معاملہ فرمائیں ۳۳ جن میں ہماری توحید اور بت پرستی کی برائی اور بت پرستوں کی سزا کا بیان ہے۔ ۳۴ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

۳۵ جس میں بتوں کی برائی نہ ہو۔ ۳۶ شان نزول: کفار کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ

ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیے! جس میں لات و عزیٰ و منات وغیرہ بتوں کی برائی اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو

اور اگر اللہ ایسا قرآن نازل نہ کرے تو آپ اپنی طرف سے بنا لیجئے یا اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق کر دیجئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ان کا یہ کلام یا

تو بطریق تمسخر و استہزاء تھا یا انہوں نے تجربہ و امتحان کے لئے ایسا کہا تھا کہ اگر یہ دوسرا قرآن بنالائیں یا اس کو بدل دیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کلام ربانی نہیں

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اس کا یہ جواب دیں جو آیت میں مذکور ہوتا ہے: ۳۵ میں اس میں کوئی تغیر و تبدل کی بیشی نہیں

کر سکتا یہ میرا کلام نہیں کلام الہی ہے۔ ۳۶ یا اس کی کتاب کے احکام کو بدلوں۔ ۳۷ اور دوسرا قرآن بنانا انسان کی مقدرت (طاقت) ہی سے باہر ہے اور خلق کا

اس سے عاجز ہونا خوب ظاہر ہو چکا۔ ۳۸ یعنی اس کی تلاوت محض اللہ کی مرضی سے ہے۔ ۳۹ اور چالیس سال تم میں رہا ہوں، اس زمانہ میں میں تمہارے پاس

کچھ نہیں لایا اور میں نے تمہیں کچھ نہیں سنایا تم نے میرے احوال کا خوب مشاہدہ کیا ہے، میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا، کسی کتاب کا مطالعہ نہ کیا، اس کے بعد

یہ کتاب عظیم لایا جس کے حضور ہر ایک کلام فصیح پست اور بے حقیقت ہو گیا، اس کتاب میں نفیس علوم ہیں، اصول و فروع کا بیان ہے، احکام و آداب ہیں، مکارم اخلاق

کی تعلیم ہے، نبی خبریں ہیں، اس کی فصاحت و بلاغت نے ملک بھر کے فصحاء و بلغاء کو عاجز کر دیا ہے، ہر صاحب عقل سلیم کے لئے یہ بات اظہر من الشمس (سورج

سے زیادہ روشن) ہو گئی ہے کہ یہ بغیر وحی الہی کے ممکن ہی نہیں۔ ۴۰ کہ اتنا سمجھ سکو کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے مخلوق کی قدرت میں نہیں کہ اس کی مثل بنا سکے

۴۱ اس کے لئے شریک بتائے ۴۲ بت۔

يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ۖ قُلْ أَتَتَّبِعُونَ اللَّهَ

کچھ بھلا اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں ۴۳ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات جانتا ہے جو

بِأَلَّا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا

جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں ۴۴ اسے پاکی اور برتری ہے ان کے

يُشْرِكُونَ ۱۸ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا

شرک سے اور لوگ ایک ہی امت تھے ۴۵ پھر مختلف ہوئے اور اگر تیرے

كَلِمَةُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِي مَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۱۹

رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی ۴۶ تو یہیں ان کے اختلافوں کا ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا ۴۷

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغِيبُ لِلَّهِ

اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ۴۸ تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے

۴۹ یعنی دنیوی امور میں کیونکہ آخرت اور مرنے کے بعد اٹھنے کا تو وہ اعتقاد ہی نہیں رکھتے۔ ۵۰ یعنی اس کا وجود ہی نہیں کیونکہ جو چیز موجود ہے وہ ضرور علم الہی

میں ہے۔ ۵۱ ایک دین اسلام پر جیسا کہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام میں قاتیل کے ہاتھ قاتل کرنے کے وقت تک حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت

ایک ہی دین پر تھے اس کے بعد ان میں اختلاف ہوا، اور ایک قول یہ ہے کہ زمانہ نوح علیہ السلام تک ایک دین پر رہے پھر اختلاف ہوا تو نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

مبعوث فرمائے گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ششی سے اُترنے کے وقت سب لوگ ایک دین اسلام پر تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ عہد

حضرت ابراہیم سے سب لوگ ایک دین پر تھے یہاں تک کہ عرب و بن لئی نے دین کو متغیر کیا۔ اس تقدیر پر ”الناس“ سے مراد خاص عرب ہوں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ

لوگ ایک دین پر تھے یعنی کفر پر پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا تو بعض ان میں سے ایمان لائے اور بعض علماء نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لوگ اولیٰ خلقت میں فطرت

سلیمہ پر تھے پھر ان میں اختلافات ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں یا

مجوسی بناتے ہیں اور حدیث میں فطرت سے فطرت اسلام مراد ہے۔ ۵۲ اور ہر امت کے لئے ایک میعاد معین نہ کر دی گئی ہوتی یا جزاء اعمال قیامت تک مؤخر نہ

فرمائی گئی ہوتی۔ ۵۳ نزول عذاب سے۔ ۵۴ اہل باطل کا طریقہ ہے کہ جب ان کے خلاف بُراں قوی قائم ہوتی ہے اور وہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اس

بُراں کا ذکر اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دلیل لاؤ تا کہ سننے والے اس مغالطہ میں پڑ جائیں کہ ان کے مقابل اب

تک کوئی دلیل ہی نہیں قائم کی گئی ہے، اس طرح کفار نے معجزات کے مجزرات اور بالخصوص قرآن کریم جو معجزہ عظیمہ ہے اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے یہ کہنا

شروع کیا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری گویا کہ معجزات انہوں نے دیکھے ہی نہیں اور قرآن پاک کو وہ نشانی شمار ہی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ فرمادیجئے کہ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔ تقریر جواب یہ ہے کہ دلالتِ قاہرہ

(زبردست دلیل) اس پر قائم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک کا ظاہر ہونا نہایت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ حضور ان میں پیدا ہوئے، ان کے

درمیان حضور بڑھے، تمام زمانے حضور کے ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے، وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا، نہ کسی استاد کی شاگردی کی،

یکبارگی قرآن کریم آپ پر ظاہر ہوا اور ایسی بے مثال اعلیٰ ترین کتاب کا ایسی شان کے ساتھ نزول بغیر وحی کے ممکن ہی نہیں، یہ قرآن کریم کے معجزہ قاہرہ ہونے کی

برہان ہے اور جب ایسی قوی برہان قائم ہے تو اثباتِ نبوت کے لئے کسی دوسری نشانی کا طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے، ایسی حالت میں اس نشانی کا نازل کرنا نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے چاہے نہ کرے تو یہ امر غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللہ کیا کرتا ہے۔ لیکن وہ یہ غیر ضروری نشانی جو کفار نے

طلب کی ہے نازل فرمائے یا نہ فرمائے نبوت ثابت ہو چکی اور رسالت کا ثبوت قاہرہ معجزات سے کمال کو پہنچ چکا۔

فَانْتَظِرُوا ۚ اِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۚ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا آدَقْنَا النَّاسَ

اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں اور جب ہم آدمیوں کو رحمت کا

رَاحَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَّسَتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِیْ اٰیَاتِنَا ۚ قُلِ اللّٰهُ

مزدہ دیتے ہیں کسی تکلیف کے بعد جو انھیں پہنچی تھی جیسی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ دانتوں چلتے ہیں ۲۱ تم فرما دو اللہ کی خفیہ تدبیر

اَسْرَعُ مَكْرًا ۚ اِنَّ رُّسُلَنَا یُکْتُبُوْنَ مَا تَبْکُرُوْنَ ۚ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِیْ

سب سے جلد ہو جاتا ہے وہ بے شک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں وہی ہے کہ

یُسَبِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ ۚ وَجَرَّیْنِ بِہُمْ

تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے ۲۲ یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ ۲۳ اچھی ہوا

بِرِّیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رَیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاءَهُمُ الْبُوجُ

سے انھیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوئے ۲۴ ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف لہروں

مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّظَنُّوْا اَنَّهُمْ اُحِیْطُ بِہُمْ ۚ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَّہٗ

نے انھیں آلیا اور سمجھ لئے کہ ہم گھر گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے (خالص) اس کے

الدِّیْنِ ۚ لَیْنٌ اَنْجِیْتَنَا مِنْ ہٰذِہٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشَّکْرِیْنَ ۚ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ

بندے ہو کر کہ اگر تو اس سے ہمیں بچالے گا تو ہم ضرور شکرگزار ہوں گے ۲۵ پھر اللہ جب

اَنْجٰہُمْ اِذَا ہُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ۚ یَاٰیُهَا النَّاسُ اِنَّمَا

انھیں بچا لیتا ہے جیسی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں ۲۶ اے لوگو

بَغِیْکُمْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ ۚ مَتَاعَ الْحَیْوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ

تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے دنیا کے جیتے جی برت لو (فائدہ اٹھا لو) پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے

۲۷ اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ نے قحط مسلط کیا جس کی مصیبت میں وہ سات برس گرفتار رہے یہاں تک کہ قریب ہلاکت کے پہنچے پھر اس نے رحم فرمایا، بارش ہوئی،

زمینیں سرسبز ہوئیں تو اگرچہ اس تکلیف و راحت دونوں میں قدرت کی نشانیاں تھیں اور تکلیف کے بعد راحت بڑی عظیم نعمت تھی، اس پر شکر لازم تھا مگر بجائے اس کے

وہ چند پذیر (صحیح قبول کرنے والے) نہ ہوئے اور فساد و کفر کی طرف پلٹے ۲۸ اور اس کا عذاب دیر نہیں کرتا ۲۹ اور تمہاری خفیہ تدبیریں کاتب اعمال فرشتوں

پر بھی مخفی نہیں ہیں تو اللہ علیم وخبیر سے کیسے چھپ سکتی ہیں۔ ۳۰ اور تمہیں قطع مسافت (راستہ طے کرنے) کی قدرت دیتا ہے خشکی میں تم پیادہ اور سوار منزلیں طے

کرتے ہو اور دریاؤں میں کشتیوں اور جہازوں سے سفر کرتے ہو وہ تمہیں خشکی اور تری دونوں میں اسباب سیر عطا فرماتا ہے۔ ۳۱ یعنی کشتیاں۔ ۳۲ کہ ہوا

موافق ہے اچانک ۳۳ تیری نعمتوں کے، تجھ پر ایمان لا کر اور خاص تیری عبادت کر کے۔ ۳۴ اور وعدہ کے خلاف کر کے کفر و معصیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

فَنَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾ إِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَاءٍ

اس وقت ہم تمہیں بتا دیں گے جو تمہارے کو تک (کرتوت) تھے ۵۵ دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی

أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ

کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اُگنے والی چیزیں گھنی (زیادہ) ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور

وَالْأَنْعَامُ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَاتَّخَذَتْ وَحْشًا

چوپائے کھاتے ہیں ۵۸ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا ۵۹ اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے

أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِ رُؤِنَ عَلَيْهَا أَشْهَاءُ أَمْ رُنَالَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا

مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی ۶۰ ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں ۶۱ تو ہم نے اسے کر دیا

حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَبِ إِلَّا مَسً ۖ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ۶۲ ہم یونہی آیتیں مُفَصَّل بیان کرتے ہیں غور کرنے

يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ ۖ وَيَهْدِي مَنْ

والوں کے لئے ۶۳ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے ۶۴ اور جسے چاہے

يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢٥﴾ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ

سیدھی راہ چلاتا ہے ۶۵ بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد ۶۶

۵۷ اور ان کی تمہیں جزا دیں گے۔ ۵۸ غلے اور پھل اور سبزہ۔ ۵۹ خوب پھولی پھلی سرسبز و شاداب ہوئی۔ ۶۰ کہ کھیتیاں تیار ہو گئیں پھل رسیدہ (تیار)

ہو گئے ایسے وقت ۶۱ یعنی اچانک ہمارا عذاب آیا خواہ بجلی کرنے کی شکل میں یا اولے برسنے یا آندھی چلنے کی صورت میں۔ ۶۲ یہ ان لوگوں کے حال کی ایک

تمثیل ہے جو دنیا کے شیفہ (عاشق) ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پروا نہیں۔ اس میں بہت دلپذیر طریقہ پر خاطر گزریں کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگی امیدوں کا سبز

باغ ہے اس میں عمر کو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشہ میں مست ہو اچانک اس کو موت پہنچتی ہے

اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قنادہ نے کہا کہ دنیا کا طلبگار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذاب الہی آتا ہے اور اس کا تمام

سروسامان جس سے اسکی امیدیں وابستہ تھیں غارت ہو جاتا ہے۔ ۶۳ تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور ظلمات شکوک و اوبہام سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیداری کی

بے ثباتی (ناپائیداری) سے باخبر ہوں۔ ۶۴ دنیا کی بے ثباتی بیان فرمانے کے بعد دار باقی (بہشت رہنے والے گھر جنت) کی طرف دعوت دی۔ قنادہ نے کہا کہ

دار السلام جنت ہے، یہ اللہ کا کمال رحمت و کرم ہے کہ اپنے بندوں کو جنت کی دعوت دی۔ ۶۵ سیدھی راہ دین اسلام ہے۔ بخاری کی حدیث میں ہے: نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فرشتے حاضر ہوئے، آپ خواب میں تھے، ان میں سے بعض نے کہا کہ آپ خواب میں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھیں خواب

میں ہیں دل بیدار ہے۔ بعض کہنے لگے کہ ان کی کوئی مثال بیان کرو تو انہوں نے کہا: جس طرح کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور اس میں طرح طرح کی نعمتیں مہیا

کیں اور ایک بلانے والے کو بھیجا کہ لوگوں کو بلائے جس نے اس بلانے والے کی اطاعت کی اس مکان میں داخل ہوا اور ان نعمتوں کو کھایا پیا اور جس نے بلانے

والے کی اطاعت نہ کی وہ نہ مکان میں داخل ہو سکا نہ کچھ کھا سکا، پھر وہ کہنے لگے کہ اس مثال کی تطبیق کرو کہ سمجھ میں آئے۔ تطبیق یہ ہے کہ مکان جنت ہے داعی

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ ۶۶ بھلائی والوں

وَلَا يَرَهُمْ قَتَرُوا وَلَا ذَلَّةٌ ۖ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ

اور ان کے منہ پر نہ چڑھے گی سیاہی اور نہ خوارى ولا وہی جنت والے ہیں وہ

فِيهَا خَالِدُونَ ۚ ۲۶) وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِسُلْهَةٍ ۚ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہوں نے برائیاں کمائیں ۲۷) تو برائی کا بدلہ اسی جیسا ۲۸) اور

تَرَهُمْ ذَلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَانَمَا أَغْشَيْتُمْ وُجُوهَهُمْ

ان پر ذلت چڑھے گی انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا ان کے چہروں پر اندھیری

قُطْعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۖ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ ۲۷)

رات کے ٹکڑے چڑھا دیے ہیں وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ

اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے دے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو تم

وَشُرَكَاءُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِلَّا نَا

اور تمہارے شریک دے تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا کر دیں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے تم نہیں

تَعْبُدُونَ ۚ ۲۸) فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ

کب پوجتے تھے ولا تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں اور تم میں کہ ہمیں

عِبَادَتِكُمْ لَغْفِيلٍ ۚ ۲۹) هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوْا

تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی یہاں ہر جان جانچ لے گی جو آگے بھجوائے اور اللہ کی طرف

سے اللہ کے فرمانبردار بندے مومن مراد ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے لئے بھلائی ہے۔ اس بھلائی سے جنت مراد ہے اور زیادت اس پر دیدار الہی ہے۔ مسلم شریف

کی حدیث میں ہے کہ جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر اور زیادہ عنایت کروں وہ عرض کریں گے یارب! کیا تو

نے ہمارے چہرے سفید نہیں کئے کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی۔ حضور نے فرمایا: پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا تو

دیدار الہی انہیں ہر نعمت سے زیادہ پیارا ہوگا۔ صحاح کی بہت حدیثیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ زیادت سے آیت میں دیدار الہی مراد ہے۔ ولا کہ یہ بات جہنم والوں

کے لئے ہے۔ ۲۸) یعنی کفر و معاصی میں مبتلا ہوئے۔ ۲۹) ایسا نہیں کہ جیسے نیکوں کا ثواب دس گنا اور سات سو گنا کیا جاتا ہے ایسے ہی بدیوں کا عذاب بھی بڑھا دیا

جائے بلکہ جتنی بدی ہوگی اتنا ہی عذاب کیا جائے گا۔ ولا یہ حال ہوگا ان کی روسیاهی کا، خدا کی پناہ۔ ولا اور تمام خلق کو موقف حساب میں جمع کریں گے۔ ولا

یعنی وہ بت جن کو تم پوجتے تھے۔ ولا روز قیامت ایک ساعت ایسی شدت کی ہوگی کہ بت اپنے پجاریوں کے پوجا کا انکار کر دیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے

کہ ہم نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ جانتے تھے، نہ سمجھتے تھے کہ تم ہمیں پوجتے ہو اس پر بت پرست کہیں گے کہ اللہ کی قسم! ہم تمہیں کو پوجتے تھے تو بت کہیں گے:

ولا یعنی اس موقف میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے پہلے جو عمل کئے تھے وہ کیسے تھے اچھے یا برے مضریا مفید۔

ج ۲۰

إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمْ الْحَقُّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۚ قُلْ مَنْ

پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کی ساری بناوٹیں وہ ان سے گم ہو جائیں گی ۱۰ تم فرماؤ تمہیں

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْ مِّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعُ وَالْأَبْصَارُ ۚ

کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے ۱۱ یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا ۱۲ اور

مَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرُ

کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندے سے ۱۳ اور کون تمام کاموں کی

الْأُمُورَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۚ قَدْ لَكُمْ اللَّهُ

مدیر کرتا ہے ۱۴ تو اب کہیں گے کہ اللہ ۱۵ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ۱۶ تو یہ اللہ ہے

رَبُّكُمْ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۚ فَأَنَّى تُصَرِّفُونَ ۚ

تمہارا سچا رب ۱۷ پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی ۱۸ پھر کہاں پھرے جاتے ہو

كَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ

یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر ۱۹ تو وہ ایمان نہیں لائیں گے

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلْ اللَّهُ

تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں ۲۰ کوئی ایسا ہے کہ اوّل بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے ۲۱ تم فرماؤ اللہ

يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ فَأَنَّى تُؤْفِكُونَ ۚ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ

اوّل بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اوندھے جاتے ہو ۲۲ تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں

۱۰ وہ بتوں کو خدا کا شریک بنانا اور معبود ٹھہرانا۔ ۱۱ اور باطل و بے حقیقت ثابت ہوں گی۔ ۱۲ آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اگا کر۔ ۱۳ اور یہ

حواس تمہیں کس نے دیئے ہیں، کس نے یہ عجائب تمہیں عنایت کئے ہیں، کون انہیں مدتوں محفوظ رکھتا ہے۔ ۱۴ انسان کو نطفہ سے اور نطفہ کو انسان سے، پرند کو

انڈے سے اور انڈے کو پرندے سے، مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے، عالم کو جاہل سے اور جاہل کو عالم سے۔ ۱۵ اور اس کی قدرت کاملہ کا اعتراف کریں

گے اور اس کے سوا کچھ چارہ نہ ہوگا۔ ۱۶ اس کے عذاب سے اور کیوں بتوں کو پوجتے اور ان کو معبود بناتے ہو باوجودیکہ وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ ۱۷ جس کی

ایسی قدرت کاملہ ہے ۱۸ یعنی جب ایسے برائین واضحہ اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو گیا کہ مستحق عبادت صرف اللہ ہے تو ماسوا اس کے سب باطل و ضلال گمراہی

ہے اور جب تم نے اس کی قدرت کو پہچان لیا اور اس کی کارسازی کا اعتراف کر لیا تو ۱۹ جو کفر میں راسخ ہو گئے اور رب کی بات سے مراد یا قضاۃ الہی ہے یا اللہ

تعالیٰ کا ارشاد لَا تَسْلُبْ جَهَنَّمَ الْآيَةَ (بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا..... الخ) ۲۰ جنہیں اے مشرکین! تم معبود ٹھہراتے ہو۔ ۲۱ اس کا جواب ظاہر ہے کہ کوئی

ایسا نہیں کیونکہ مشرکین بھی یہ جانتے ہیں کہ پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے لہذا اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ۲۲ اور ایسی روشن دلیل قائم ہونے کے بعد راہ

راست سے منحرف ہوتے ہو۔

مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ط قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ط أَفَنْ يَهْدِيَ إِلَى

کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے ۸۸۷ تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق راہ

الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يَهْدِيَ ج فَمَا لَكُمْ قِف

دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے ۸۸۹ تو تمہیں کیا ہوا

كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۳۵ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ط إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي

کیسا حکم لگاتے ہو اور ان ۳۵ میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر ۳۵ بے شک گمان حق

مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ط إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۳۶ وَمَا كَانَ هَذَا

کا کچھ کام نہیں دیتا بے شک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے اور اس قرآن کی

الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ

یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے ۳۶ ہاں وہ اگلی کتابوں کی

يَدِيهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۳۷ أَمْ

تصدیق ہے ۳۷ اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے کیا

يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ط قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

یہ کہتے ہیں ۳۷ کہ انھوں نے اسے بنالیا ہے تم فرماؤ ۳۷ تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں

مَنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۳۸ بَلْ كَذَّبُوا بِآلَمِ يُحِيطُوا

سب کو بلا لاؤ ۳۸ اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو

۸۸۷ جتیں اور دلائل قائم کر کے، رسول بھیج کر، کتابیں نازل فرما کر، مُكَلِّفِينَ کو عقل و نظر عطا فرما کر، اس کا واضح جواب یہ ہے کہ کوئی نہیں تو اسے حبیب! (صلی اللہ

علیہ وسلم) جیسے کہ تمہارے بت ہیں کہ کسی جگہ جانہیں سکتے جب تک کہ کوئی اٹھالے جانے والا انہیں اٹھا کر لے نہ جائے اور نہ کسی چیز کی حقیقت کو سمجھیں اور

راہ حق کو پہچانیں بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندگی، عقل اور ادراک دے تو جب ان کی مجبوری کا یہ عالم ہے تو وہ دوسروں کو کیا راہ بتا سکیں! ایسوں کو معبود بنانا، ان

کا مطیع بننا کتنا باطل اور بیہودہ ہے۔ ۳۵ مشرکین۔ ۳۶ جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، نہ اس کی صحت کا جزم و یقین، شک میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ

گمان کرتے ہیں کہ پہلے لوگ بھی بت پرستی کرتے تھے انہوں نے کچھ تو سمجھا ہوگا۔ ۳۷ کفار مکہ نے یہ وہم کیا تھا کہ قرآن کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود

بنالیا ہے، اس آیت میں ان کا یہ وہم دفع فرمایا گیا کہ قرآن کریم ایسی کتاب ہی نہیں جس کی نسبت تردید ہو سکے، اس کی مثال بنانے سے ساری مخلوق عاجز ہے تو یقیناً

وہ اللہ کی نازل فرمائی ہوئی کتاب ہے۔ ۳۸ توریت و انجیل وغیرہ کی ۳۷ کفار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ۳۵ کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم بھی

عرب ہو، فصاحت و بلاغت کے دعویٰ دار ہو، دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کے کلام کے مقابل کلام بنانے کو تم ناممکن سمجھتے ہو، اگر تمہارے گمان میں یہ انسانی

کلام ہے ۳۸ اور ان سے مددیں لو اور سب مل کر قرآن جیسی ایک سورت تو بناؤ۔

بِعِلْمِهِ وَلَسَايَاتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ط كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ

نہ پایا ۹۹ اور ابھی انھوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا ہے ۹۸ ایسے ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا ۹۹ تو دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۳۹ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَا

ظالموں کا انجام کیسا ہوا ۳۹ اور ان میں کوئی اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر

يُّؤْمِنُ بِهِ ط وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ۴۰ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي

ایمان نہیں لاتا ہے اور تمہارا رب مفسدوں (فساد کرنے والوں) کو خوب جانتا ہے ۴۰ اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں ۴۰ تو فرما دو کہ میرے

عَمَلٍ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيءُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا

لئے میری کرنی اور تمہارے لئے تمہاری کرنی ۴۱ تمہیں میرے کام سے علاقہ (تعلق) نہیں اور مجھے تمہارے کام

تَعْمَلُونَ ۴۱ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَبْعُونَ إِلَيْكَ ط أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ

سے تعلق نہیں ۴۱ اور ان میں کوئی وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں ۴۱ تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے اگرچہ

كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ۴۲ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّظُنُّ أَنَّكَ إِنْ كُنْتَ تُهْدِي

انھیں عقل نہ ہو ۴۲ اور ان میں کوئی تمہاری طرف سمجھتا ہے ۴۲ کیا تم انھوں کو

الْعُمَى وَلَوْ كَانُوا لَا يَبْصُرُونَ ۴۳ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَ

راہ دکھا دو گے اگرچہ وہ نہ سوجھیں (نہ دیکھ سکیں) بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ۴۳

لَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۴۴ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَانُ لَّمْ يَلْبَثُوا

ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ۴۴ اور جس دن انہیں اٹھائے گا ۴۴ گویا دنیا میں نہ رہے تھے

۴۵ یعنی قرآن پاک کو سمجھنے اور جاننے کے بغیر انہوں نے اس کی تکذیب کی اور یہ کمال جہل ہے کہ کسی شے کو جانے بغیر اس کا انکار کیا جائے۔ قرآن کریم کا ایسے

علوم پر مشتمل ہونا جن کا مدعیان علم و خرد (علم و عقل کے دعوے دار) احاطہ نہ کر سکیں اس کتاب کی عظمت و جلالت ظاہر کرتا ہے تو ایسی اعلیٰ علوم والی کتاب کو ماننا چاہئے

تھا نہ کہ اس کا انکار کرنا ۴۵ یعنی اس عذاب کو جس کی قرآن پاک میں وعیدیں ہیں۔ ۴۶ عناد سے اپنے رسولوں کو بغیر اس کے کہ ان کے معجزات اور آیات دیکھ کر

نظر و تدبر سے کام لیتے۔ ۴۷ اور پہلی امتیں اپنے انبیاء کو جھٹلا کر کیسے کیسے عذابوں میں مبتلا ہوئیں تو اے سید انبیاء! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی تکذیب کرنے

والوں کو ڈرنا چاہئے۔ ۴۸ اہل مکہ ۴۹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم ۵۰ جو عناد سے ایمان نہیں لاتے اور کفر پر مصر رہتے ہیں۔ ۵۱ اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! اور ان کی راہ پر آنے اور حق و ہدایت قبول کرنے کی امید منقطع ہو جائے۔ ۵۲ ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔ ۵۳ کسی کے عمل پر دوسرا ماحوذ

(گرفتار) نہ ہوگا جو پکڑا جائے گا خود اپنے عمل پر پکڑا جائے گا، یہ فرمانا بطور زجر (تنبیہ) کے ہے کہ تم نصیحت نہیں مانتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو اس کا وبال خود

تم پر ہوگا کسی دوسرے کا اس سے ضرر نہیں۔ ۵۴ اور آپ سے قرآن پاک اور احکام دین سنتے ہیں اور بغض و عداوت کی وجہ سے دل میں جگہ نہیں دیتے اور قبول نہیں

کرتے تو یہ سننا بیکار ہے اور وہ ہدایت سے نفع نہ پانے میں بہروں کی مثل ہیں۔ ۵۵ اور وہ نہ حواس سے کام لیں نہ عقل سے۔ ۵۶ اور دلائل صدق اور اعلام نبوت کو دیکھتا ہے لیکن تصدیق نہیں کرتا اور اس دیکھنے سے نتیجہ نہیں نکالتا، فائدہ نہیں اٹھاتا، دل کی بینائی سے محروم اور باطن کا اندھا ہے۔ ۵۷ بلکہ انہیں ہدایت اور

إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۖ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

مگر اس دن کی ایک گھڑی ۱۱۳ آپس میں پہچان کریں گے ۱۱۴ پورے گھائے میں رہے وہ

كَذَّبُوا بِإِيقَاعِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝۳۵ وَإِمَانُ رَّبِّكَ بِعَصَ

جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور ہدایت پر نہ تھے ۱۱۵ اور اگر تم تمہیں دکھادیں کچھ ۱۱۶ اس میں سے

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ تَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا

جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں ۱۱۷ یا تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلا لیں ۱۱۸ بہر حال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے ۱۱۹ ان

يَفْعَلُونَ ۝۳۶ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَأْسُوهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ

کے کاموں پر اور ہر امت میں ایک رسول ہوا ۱۲۰ جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ۱۲۱ ان پر

بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝۳۷ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا ۱۲۲ اور ان پر ظلم نہ ہوتا اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم

صَادِقِينَ ۝۳۸ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ

سچے ہو ۱۲۳ تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا ذاتی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ

راہ پانے کے تمام سامان عطا فرماتا ہے اور روشن دلائل قائم فرماتا ہے۔ ۱۱۱ کہ ان دلائل میں غور نہیں کرتے اور حق واضح ہو جانے کے باوجود خود گمراہی میں مبتلا

ہوتے ہیں۔ ۱۱۲ قبروں سے موقوف حساب (حساب و کتاب کی جگہ) میں حاضر کرنے کے لئے تو اس روز کی ہیبت و وحشت سے یہ حال ہوگا کہ وہ دنیا میں رہنے

کی مدت کو بہت تھوڑا سمجھیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ ۱۱۳ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ کفار نے طلب دنیا میں عمریں ضائع کر دیں اور اللہ کی طاعت جو آج

کا آمد ہوتی بجا نہ لائے تو ان کی زندگی کا وقت ان کے کام نہ آیا اس لئے وہ اسے بہت ہی کم سمجھیں گے۔ ۱۱۴ قبروں سے نکلنے وقت تو ایک دوسرے کو پہچانیں

گے جیسا دنیا میں پہچانتے تھے پھر روز قیامت کے احوال اور دہشت ناک مناظر دیکھ کر یہ معرفت باقی نہ رہے گی اور ایک قول یہ ہے کہ روز قیامت دم بدم حال بدلیں

گے، کبھی ایسا حال ہوگا کہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے، کبھی ایسا کہ نہ پہچانیں گے اور جب پہچانیں گے تو کہیں گے: ۱۱۵ جو انہیں گھائے سے بچاتی۔ ۱۱۶ عذاب

۱۱۷ دنیا ہی میں آپ کے زمانہ حیات میں تو وہ ملاحظہ کیجئے ۱۱۸ تو آخرت میں آپ کو ان کا عذاب دکھائیں گے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے بہت سے عذاب اور ان کی ذلت و رسوائیاں آپ کی حیات دنیا ہی میں آپ کو دکھائے گا چنانچہ بدر وغیرہ میں دکھائی گئیں اور

جو عذاب کافروں کے لئے سبب کفر و تکذیب کے آخرت میں مقرر فرمایا ہے وہ آخرت میں دکھائے گا۔ ۱۱۹ مطلع ہے، عذاب دینے والا ہے ۱۲۰ جو انہیں دین

حق کی دعوت دیتا اور طاعت و ایمان کا حکم کرتا۔ ۱۲۱ اور احکام الہی کی تبلیغ کرتا تو کچھ لوگ ایمان لاتے اور کچھ تکذیب کرتے اور منکر ہو جاتے تو ۱۲۲ کہ رسول کو

اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دی جاتی اور تکذیب کرنے والوں کو عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ آیت کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں آخرت کا بیان

ہے اور معنی یہ ہیں کہ روز قیامت ہر امت کے لئے ایک رسول ہوگا جس کی طرف وہ منسوب ہوگی جب وہ رسول موقوف (حساب و کتاب کی جگہ) میں آئے گا اور

مومن و کافر پر شہادت دے گا تب ان میں فیصلہ کیا جائے گا کہ مومنوں کو نجات ہوگی اور کافر گرفتار عذاب ہوں گے۔ ۱۲۳ شان نزول: جب آیت ”إِنَّمَا نُرِيَنَّكَ“

میں عذاب کی وعید دی گئی تو کافروں نے براہ سرکشی یہ کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جس عذاب کا آپ وعدہ دیتے ہیں وہ کب آئے گا؟ اس میں کیا تاخیر ہے؟

اس عذاب کو جلد لائیے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَ

چاہے ۱۲۴ ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ۱۲۵ جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ بیچھے نہیں

لَا يَسْتَقْدِمُونَ ۚ قُلْ أَسَأَئِلْتُمْ إِنَّا أَنتُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا

نہ آگے بڑھیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب ۱۲۶ تم پر رات کو آئے ۱۲۷ یا دن کو ۱۲۸

مَا ذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْجُرْمُونَ ۚ أَتُمْ إِذَا مَا وَقَعَ أَمْنْتُمْ بِهِ ۖ

تو اس میں وہ کوئی چیز ہے کہ مجرموں کو جس کی جلدی ہے تو کیا جب ۱۲۹ ہو پڑے گا اس وقت اس کا یقین کرو گے ۱۳۰

أَلَنْ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۚ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا

کیا اب مانتے ہو پہلے تو ۱۳۱ اس کی جلدی مچا رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ

عَذَابِ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۚ

کا عذاب چکھو تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر وہی جو کماتے تھے ۱۳۲

وَيَسْتَبِشُونَكَ أَحَقُّهُ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ

اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ ۱۳۳ حق ہے تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے اور تم کچھ تھکا

بِعُجْرَيْنِ ۚ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ

نہ سکو گے ۱۳۴ اور اگر ہر ظالم جان زمین میں جو کچھ ہے ۱۳۵ سب کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھڑانے میں

بِهِ ۖ وَأَسْرُ وَالنَّدَامَةَ لَبَّارًا ۖ وَالْعَذَابَ ۚ وَقَضَىٰ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ

دیتی ۱۳۶ اور دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوئے جب عذاب دیکھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا گیا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۚ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

اور ان پر ظلم نہ ہوگا سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ۱۳۷ سن لو

۱۲۴ یعنی دشمنوں پر عذاب نازل کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا اور انہیں غلبہ دینا یہ سب بے مشیت الہی ہے اور مشیت الہی میں ۱۲۵ اس کے ہلاک و عذاب کا ایک وقت معین ہے، لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ ۱۲۶ جس کی تم جلدی کرتے ہو ۱۲۷ جب تم غافل پڑے سوتے ہو۔ ۱۲۸ جب تم معاش کے کاموں میں مشغول ہو۔ ۱۲۹ وہ عذاب تم پر نازل ۱۳۰ اس وقت کا یقین کچھ فائدہ نہ دے گا اور کہا جائے گا: ۱۳۱ بطریق تکذیب و استہزاء ۱۳۲ یعنی دنیا میں جو عمل کرتے تھے اور کفر و تکذیب انبیاء میں مصروف رہتے تھے اسی کا بدلہ۔ ۱۳۳ بعث اور عذاب جس کے نازل ہونے کی آپ نے ہمیں خبر دی ۱۳۴ یعنی وہ عذاب تمہیں ضرور پہنچے گا ۱۳۵ مال و متاع خزانہ و دنیہ ۱۳۶ اور روز قیامت اس کو اپنی رہائی کے لئے فدیہ کر ڈالتی مگر یہ فدیہ قبول نہیں اور تمام دنیا کی دولت خرچ کر کے بھی اب رہائی ممکن نہیں، جب قیامت میں یہ منظر پیش آیا اور کفار کی امیدیں ٹوٹیں۔ ۱۳۷ تو کافر کسی چیز کا مالک ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اللہ کا مملوک ہے، اس کا فدیہ دینا ممکن ہی نہیں۔

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَ

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں وہ چلاتا اور

يُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّنْ

ماتا ہے اور اسی کی طرف پھرو گے اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت

رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّبَاقِي الصُّدُورِ ۚ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾

آئی ۱۳۸ اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کیلئے

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۖ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں ۱۳۹ وہ ان کے سب

يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾ قُلْ أَسَاءَ يُتَمَّمَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

دھن دولت سے بہتر ہے تم فرماؤ بھلا بناؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے

مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلٰلًا ۖ قُلْ أَلَّهِ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿٥٩﴾ وَ

اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرا لیا ۱۴۰ تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ۱۴۱ اور

مَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا بے شک اللہ

۱۴۲ اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے موعظت و شفا و ہدایت و رحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فوائد عظیمہ کی جامع ہے۔ موعظت کے معنی

ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔ غلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔ شفاء سے مراد

یہ ہے کہ قرآن پاک قلبی امراض کو دور کرتا ہے۔ دل کے امراض، اخلاقی ذمیرہ، عقائد فاسدہ اور جہالت مُہلکہ ہیں، قرآن پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے۔

قرآن کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہِ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لئے رحمت اس لئے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ

اٹھاتے ہیں۔ ۱۴۳ فَرَح کسی بیماری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کو فرح کہتے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل و

رحمت پر خوش ہونا چاہئے کہ اس نے انہیں موعظت اور شفاء و رحمت اور ایمان کے ساتھ دل کی راحت و سکون عطا فرمائے۔ حضرت ابن عباس و حسن و قتادہ نے کہا کہ

اللہ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں۔ ۱۴۴ جیسے کہ اہل

جاہلیت نے بحیرہ سائبہ وغیرہ کو اپنی طرف سے حرام قرار دے لیا تھا۔ ۱۴۵ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور خدا

پر افتراء ہے (اللہ کی پناہ) آج کل بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام، بعض سود کو حلال کرنے پر مصر ہیں، بعض تصویروں کو،

بعض کھیل تماشوں کو، بعض عورتوں کی بے قید یوں اور بے پردگیوں کو، بعض بھوک بڑھانے کو جو خود کشی ہے مباح سمجھتے ہیں اور حلال ٹھہراتے ہیں اور بعض لوگ حلال

چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مصر ہیں جیسے محفل میلاد کو، فاتحہ کو، گیارہویں کو اور دیگر طریقہ ہائے ایصالِ ثواب کو، بعض میلاد شریف و فاتحہ و توشہ کی شیرینی و تبرک کو جو سب

حلال و طیب چیزیں ہیں ناجائز و ممنوع بتاتے ہیں، اسی کو قرآن پاک نے خدا پر افتراء کرنا بتایا ہے۔

ج

لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝۶ وَمَا تَكُونُ

لوگوں پر فضل کرتا ہے ۱۳۲ مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اور تم کسی

فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا

کام میں ہو ۱۳۳ اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ ۱۳۴ کوئی کام کرو ہم

عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ

تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو اور تمہارے رب سے

مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا

ذره بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس

أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝۷۱ إِلَّا أَنْ أُولِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

سے بڑی کوئی چیز جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو ۱۳۵ سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۷۲ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝۷۳ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ

نہ کچھ غم ۱۳۶ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۖ ذَلِكَ هُوَ

دنیا کی زندگی میں ۱۳۷ اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں ۱۳۸ یہی

۱۳۹ کہ رسول بھیجتا ہے کتابیں نازل فرماتا ہے اور حلال و حرام سے باخبر فرماتا ہے۔ ۱۴۰ اے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ۱۴۱ اے مسلمانو! ۱۴۲ کتاب

مبین سے لوح محفوظ مراد ہے۔ ۱۴۳ ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو قرآن سے قرب الہی حاصل کرے اور

اطاعت الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الہی کی معرفت میں مستغرق ہو، جب دیکھے دلائل قدرت الہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے

اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعت الہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ

قرب الہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و

مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے

قرب الہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس

میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے ”الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ“ یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے

لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت سے قرب الہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا بُرہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف

ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جدا گانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قرب

الہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں، ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے ۱۴۴ اس خوشخبری سے

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۶۳ وَلَا يَحْزَنْكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۖ هُوَ

بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو ۱۵۹ بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے ۱۶۰ وہی

السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۶۵ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مِنْ فِي السَّبُوتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۖ ط

سنتا جانتا ہے سن لو بے شک اللہ ہی کی ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ۱۶۱

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۖ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا

اور کاہے کے پیچھے جارہے ہیں ۱۶۲ وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر

الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۶۶ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ

گمان کے اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے (اندازے کرتے) ۱۶۳ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی

لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصَرًا ۖ إِن فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

کہ اس میں چین پاؤ ۱۶۴ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتے ۱۶۵ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے

يَسْمَعُونَ ۶۷ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي

والوں کے لئے ۱۶۶ بولے اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی ۱۶۷ پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ

یا تو وہ مراد ہے جو پرہیزگار ایمانداروں کو قرآن کریم میں جا بجا دی گئی ہے یا بہترین خواب مراد ہے جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ کثیر

احادیث میں وارد ہوا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکر الہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقت خواب اس کے دل میں سوائے ذکر و

معرفت الہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے ولی جب خواب دیکھتا ہے تو اس کی خواب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے۔ بعض

مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد لی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اس شخص کے لئے کیا

ارشاد فرماتے ہیں جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ فرمایا: یہ مومن کے لئے بشارت عاجلہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضائے

الہی اور اللہ کے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔ فقاہد نے

کہا کہ ملائکہ وقت موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔ عطا کا قول ہے کہ دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ وقت موت سناتے ہیں اور آخرت کی

بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ راضی ہے۔ ۱۶۸ اس کے وعدے خلاف نہیں ہو سکتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور

اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے۔ ۱۶۹ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین فرمائی گئی کہ کفار نابکار جو آپ

کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کے خلاف برے برے مشورے کرتے ہیں آپ اس کا کچھ غم نہ فرمائیں۔ ۱۷۰ وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل

کرے۔ اے سید انبیاء! وہ آپ کا ناصر و مددگار ہے اس نے آپ کو اور آپ کے صدقہ میں آپ کے فرمانبرداروں کو عزت دی جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ

اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں کے لئے۔ ۱۷۱ سب اس کے مملوک ہیں اس کے تحت قدرت و اختیار اور مملوک رب نہیں

ہو سکتا اس لئے اللہ کے سوا ہر ایک کی پرستش باطل ہے یہ توحید کی ایک عمدہ برہان ہے۔ ۱۷۲ یعنی کس دلیل کا اتباع کرتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی

دلیل نہیں۔ ۱۷۳ اور بے دلیل محض گمان فاسد سے اپنے باطل معبودوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و نعمت کا اظہار فرماتا

ہے۔ ۱۷۴ اور آرام کر کے دن کی تکان دور کرو۔ ۱۷۵ روشن تا کہ تم اپنے حوائج (حاجات) و اسباب معاش کا سرانجام کر سکو۔ ۱۷۶ جو نیل اور سمجھیں کہ جس

نے ان چیزوں کو پیدا کیا وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے بعد مشرکین کا ایک مقولہ ذکر فرماتا ہے ۱۷۷ کفار کا یہ کلمہ نہایت قبیح اور انتہا درجہ کے جہل کا

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ط

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۱۵۸ تمہارے پاس اس کی کوئی بھی سند نہیں

أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى

کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں تم فرماؤ وہ جو اللہ پر

اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ

جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا دنیا میں کچھ برت لینا (فائدہ اٹھانا) ہے پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا پھر

نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ ان کے کفر کا اور انہیں نوح کی خبر

نَبَأِ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِن كَانَ كِبَرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِي

پڑھ کر سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تم پر شاق (ناگوار) گزرا ہے میرا کھڑا ہونا ۱۵۹

وَتَذِكْرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجِئُوكُمُ أَمْرًا

اور اللہ کی نشانیاں یاد دلانا ۱۶۰ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ۱۶۱ تو مل کر کام کرو

وَشُرَكَاءَكُمُ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا

اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کر لو پھر تمہارے کام میں تم پر کچھ گجنگ (الجبھن و پوشیدگی) نہ رہے پھر جو ہو سکے میرا کر لو اور

تَنْظُرُونَ ﴿٧١﴾ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنَّا مُجْرِي إِلَّا

مجھے مہلت نہ دو ۱۶۲ پھر اگر تم منہ پھيرو ۱۶۳ تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ۱۶۴ میرا اجر تو نہیں مگر

۱۵۸ یہاں مشرکین کے اس مقولہ (اللہ نے اپنے لیے اولاد بنائی) کے تین رد فرمائے پہلا رد تو کلمہ ”سُبْحٰنَہُ“ میں ہے جس میں بتایا گیا کہ اس کی ذات ولد سے

مترہ ہے کہ وہ واحد حقیقی ہے۔ دوسرا رد ”هُوَ الْغَنِيُّ“ فرمانے میں ہے کہ وہ تمام خلق سے بے نیاز ہے تو اولاد اس کے لئے کیسے ہو سکتی ہے؟ اولاد تو یا کمزور چاہتا ہے

جو اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر چاہتا ہے جو اس سے مدد لے یا ذلیل چاہتا ہے جو اس کے ذریعہ سے عزت حاصل کرے غرض جو چاہتا ہے وہ حاجت رکھتا ہے تو

جو غنی ہو یا غیر محتاج ہو اس کے لئے ولد کس طرح ہو سکتا ہے نیز ولد والد کا ایک جزو ہوتا ہے تو والد ہونا مرکب ہونے کو مستلزم اور مرکب ہونا ممکن ہونے کو اور ہر ممکن

غیر کا محتاج ہے تو حادث ہوا، لہذا محال ہوا کہ غنی قدیم کے ولد ہو۔ تیسرا رد ”لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ“ میں ہے کہ تمام خلق اس کی مملوک ہے اور

مملوک ہونا مینا ہونے کے ساتھ نہیں جمع ہوتا لہذا ان میں سے کوئی اس کی اولاد نہیں ہو سکتا۔ ۱۵۹ اور مدت دراز تک تم میں ٹھہرنا ۱۶۱ اور اس پر تم نے میرے قتل

کرنے اور نکال دینے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۶۱ اور اپنا معاملہ اس واحد، لَا شَرِيْكَ لَهُ کے سپرد کیا۔ ۱۶۲ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا یہ کام بطریق تعجیز (عاجز کر دینے کیلئے) ہے مدعا یہ ہے کہ مجھے اپنے قوی وقادر پروردگار پر کمال بھروسہ ہے تم اور تمہارے بے اختیار معبود مجھے کچھ بھی

ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ۱۶۳ میری نصیحت سے۔ ۱۶۴ جس کے فوت ہونے کا مجھے انہوں نے۔

عَلَى اللَّهِ ۚ وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ فَكَذَّبُوهُ فَتَبَايَاهُ وَ

اللہ پر ۱۲۵ اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں سے ہوں تو انھوں نے اسے ۱۲۶ جھٹلایا تو ہم نے اسے اور

مَنْ مَعَهُ فِي الْفُلِكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ وَأَعْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا

جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انھیں ہم نے نائب کیا ۱۲۷ اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو

بِأَيَّتِنَا فَأَنْظِرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ

ہم نے ڈوب دیا تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا پھر اس کے بعد اور

رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِهَا

رسول ۱۲۸ ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر

كَذَّبُوا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۖ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ

جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دل پر پھر

بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسٰى وَهَارُونَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَٓئِهٖ بِآيٰتِنَا

ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا

فَاَسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٤٥﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ

تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے

عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٦﴾ قَالَ مُوسٰى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ

حق آیا ۱۲۹ بولے یہ تو ضرور کھلا جادو ہے موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو

لَمَّا جَاءَكُمْ اَسِحْرٌ هٰذَا ۙ وَلَا يُفْلِحُ السَّحَرُوْنَ ﴿٤٧﴾ قَالُوْۤا اَجْتَنَّا

جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے ۱۳۰ اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے بولے ۱۳۱ کیا تم ہمارے پاس

لِتَلْفِتْنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَنَا وَتَكُوْنُ لَكُمُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي

اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس ۱۳۲ سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں

۱۳۳ وہی مجھے جزا دے گا مدعا یہ ہے کہ میرا وعظ و نصیحت خاص اللہ کے لئے ہے کسی دنیوی غرض سے نہیں۔ ۱۳۴ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو ۱۳۵ اور ہلاک

ہونے والوں کے بعد زمین میں ساکن کیا۔ ۱۳۶ ہود، صالح، ابراہیم، لوط، شعیب وغیرہم علیہم السلام۔ ۱۳۷ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے

اور فرعونیوں نے پہچان لیا کہ یہ حق ہے اللہ کی طرف سے ہے تو براہِ نفسانیت ۱۳۸ ہرگز نہیں ۱۳۹ فرعونی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ ۱۴۰ دین و ملت اور بت

الْأَرْضِ ۖ وَمَنْحُنْ لَكُمْ بَرُؤْمَيْنِ ۝۷۸ وَقَالَ فِرْعَوْنُ اسْتَوْنِي

کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں اور فرعون ﷺ بولا ہر جادوگر

بِكُلِّ سِحْرِ عَلِيمٍ ۝۷۹ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى الْقُوا مَا

علم والے کو میرے پاس لے آؤ پھر جب جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو

أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝۸۰ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السَّحَرُ ۖ

تمہیں ڈالنا ہے ﷺ پھر جب انھوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے ﷺ

إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝۸۱ وَيُحَقِّقُ

اب اللہ اسے باطل کر دے گا اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا اور اللہ اپنی

اللَّهُ الْحَقُّ بِكَلِمَتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝۸۲ فَبَا أَمِنْ لِّمُوسَى إِلَّا ذُرِّيَّتَهُ

باتوں سے ﷺ حق کو حق کر دکھاتا ہے پڑے برا مانیں مجرم تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے

مِنْ قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ ۖ وَإِنَّ

کچھ لوگ ﷺ فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انھیں ﷺ ہٹنے پر مجبور نہ کر دیں اور بیشک

فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝۸۳ وَقَالَ

فرعون زمین میں سر اٹھانے والا تھا اور بیشک وہ حد سے گزر گیا ﷺ اور موسیٰ

پرستی و فرعون پرستی ﷺ سرکش و تکبر نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ کا مقابلہ باطل سے کرے اور دنیا کو اس مغالطہ میں ڈالے کہ حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات (معاذ اللہ) جادو کی قسم سے ہیں اس لئے وہ ﷺ اسے شہنشاہ وغیرہ اور جو تمہیں جادو کرنا ہے کرو۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ حق

و باطل ظاہر ہو جائے اور جادو کے کرشمے جو وہ کرنے والے ہیں ان کا فساد واضح ہو۔ ﷺ نہ کہ وہ آیات الہیہ جن کو فرعون نے اپنی بے ایمانی سے جادو بتایا۔ ﷺ

یعنی اپنے حکم اپنی قضاء و قدر اور اپنے اس وعدے سے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جادو گروں پر غالب کرے گا۔ ﷺ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی تسلی ہے کہ آپ اپنی امت کے ایمان لانے کا نہایت اہتمام فرماتے تھے اور ان کے اعراض کرنے سے مغموم ہوتے تھے آپ کی تسکین فرمائی گئی کہ باوجودیکہ

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا بڑا معجزہ دکھایا پھر بھی تھوڑے لوگوں نے ایمان قبول کیا ایسی حالتیں انبیاء کو پیش آتی رہی ہیں آپ اپنی امت کے اعراض

سے رنجیدہ نہ ہوں ”مَنْ قَوْمِهِ“ میں جو ضمیر ہے وہ یا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ اس صورت میں قوم کی ذریت سے بنی اسرائیل مراد

ہوں گے جن کی اولاد مصر میں آپ کے ساتھ تھی اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو فرعون کے قتل سے بچ رہے تھے کیونکہ جب بنی اسرائیل کے لڑکے

حکم فرعون قتل کئے جاتے تھے تو بنی اسرائیل کی بعض عورتیں جو قوم فرعون کی عورتوں کے ساتھ کچھ رسم و راہ رکھتی تھیں وہ جب بچہ جنمیں تو اس کی جان کے اندیشہ سے وہ

بچہ فرعون کی قوم کی عورتوں کو دے ڈالتیں ایسے بچے جو فرعون کیوں گھروں میں پلے تھے اس روز حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے جس دن اللہ

تعالیٰ نے آپ کو جادو گروں پر غلبہ دیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ضمیر فرعون کی طرف راجع ہے اور قوم فرعون کی ذریت (اولاد) مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ قوم فرعون کے تھوڑے لوگ تھے جو ایمان لائے۔ ﷺ دین سے۔ ﷺ کہ بندہ ہو کر خدائی کا مدعی ہوا۔

مُوسَى يَقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا اِنْ كُنْتُمْ

نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو ۱۸۰ اگر اسلام

مُسْلِمِينَ ﴿۸۳﴾ فَقَالُوا عَلٰی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ

رکھتے ہو بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا الہی ہم کو ظالم لوگوں کے لئے

الظَّالِمِينَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَا

آزمائش نہ بنا دے اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے ۱۸۲ اور ہم نے

اِلٰی مُوسٰی وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوِّا الْقَوْمَ مَكَا بِيُوْتًا وَاَجْعَلُوْا بِيُوْتَكُمْ

موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ

قُبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوسٰی رَبَّنَا

کرو ۱۸۳ اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سنا ۱۸۴ اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے

اِنَّكَ اَتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَآءَ زَيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا

تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو آرائش ۱۸۵ اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے اے رب ہمارے

لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْحِسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَاَشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ

اس لئے کہ تیری راہ سے بہکاویں اے رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے ۱۸۶ اور ان کے دل سخت کر دے

فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰی يَرُوْا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيبَتْ

کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ۱۸۷ فرمایا تم دونوں کی دعا

دَعْوٰكُمْ فَاَسْتَقْبِلَا وَلَا تَتَّبِعَنَّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

قبول ہوئی ۱۸۸ تو ثابت قدم رہو ۱۸۹ اور نادانوں کی راہ نہ چلو ۱۹۰

۱۸۰ وہ اپنے فرمانبرداروں کی مدد کرتا اور دشمنوں کو ہلاک فرماتا ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ پر بھروسہ کرنا کمال ایمان کا مقتضی ہے ۱۸۱ یعنی انہیں

ہم پر غالب نہ کرتا کہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ حق پر ہیں۔ ۱۸۲ اور ان کے ظلم و ستم سے بچا۔ ۱۸۳ کہ قبلہ رو ہو، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا قبلہ عقبہ شریف

تھا اور ابتداء میں بنی اسرائیل کو یہی حکم تھا کہ وہ گھروں میں چھپ کر نماز پڑھیں تاکہ فرعونین کے شر و ایذا سے محفوظ رہیں۔ ۱۸۴ مدد الہی کی اور جنت کی ۱۸۵ عمدہ

لباس نفیس فرش قیمتی زیور طرح طرح کے سامان۔ ۱۸۶ کہ وہ تیری نعمتوں پر بجائے شکر کے جری ہو کر محصیت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ

دعا قبول ہوئی اور فرعونین کے درہم و دینار وغیرہ پتھر ہو کر رہ گئے حتیٰ کہ پھل اور کھانے کی چیزیں بھی اور یہ ان نونشانیوں میں سے ایک ہے جو حضرت موسیٰ علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھیں۔ ۱۸۷ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تب آپ نے ان کے لئے یہ دعا کی اور

ایسا ہی ہوا کہ وہ غرق ہونے کے وقت تک ایمان نہ لائے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے لئے کفر پر مرنے کی دعا کرنا کفر نہیں ہے۔ (مدارک) ۱۸۸ دعا کی

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَاكُهُ الْعُرْقُ قَالَ أَمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي

اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور ظلم سے یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آیا ۱۹۱ بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے

أَمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَءِيلَ وَآنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۙ ۹۰ ۚ أَلَّنَ وَقَدْ

جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں ۱۹۲ کیا اب ۱۹۳ اور

عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْفَاسِدِينَ ۙ ۹۱ ۚ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ

پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا ۱۹۴ آج ہم تیری لاش کو اُترا دیں (باقی رکھیں) گے

لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَتِنَا

کہ تو اپنے پیچلوں کے لئے نشانی ہو ۱۹۵ اور بے شک لوگ ہماری آیتوں سے

لَا غَفْلُونَ ۙ ۹۲ ۚ وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مَبَآئِدَ صِدْقٍ وَرَآرَقْتَهُمْ

غافل ہیں اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی ۱۹۶ اور انہیں

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْعِلْمُ ۖ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي

سحری روزی عطا کی تو اختلاف میں نہ پڑے ۱۹۷ مگر علم آنے کے بعد ۱۹۸ بے شک تمہارا رب قیامت

نسبت حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں کی طرف کی گئی باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آمین کہنے والا بھی دعا کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے لہذا اس کے لئے اخفاء (آہستہ کہنا) ہی مناسب

ہے۔ (مدارک) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اور اس کی مقبولیت کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوا۔ ۱۸۹ دعوت و تبلیغ پر ۱۹۰ دعوت قبول دعا میں دیر ہونے

کی حکمت نہیں جانتے۔ ۱۹۱ تب فرعون ۱۹۲ فرعون نے بہ تنہا قبول ایمان کا مضمون تین مرتبہ تکرار کے ساتھ ادا کیا لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ ملائکہ اور

عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں اگر حالت اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی یہ کلمہ کہتا تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا لیکن اس نے وقت کھودیا اس لئے اس سے یہ کہا

گیا جو آیت میں آگے مذکور ہے۔ ۱۹۳ حالت اضطرار میں جب کہ غرق میں مبتلا ہو چکا ہے اور زندگانی کی امید باقی نہیں رہی اس وقت ایمان لاتا ہے۔ ۱۹۴ خود گمراہ

تھا، دوسروں کو گمراہ کرتا تھا۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام

کے حق میں جس نے ایک شخص کے مال و نعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدعی بن گیا اس پر فرعون

نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت

جبریل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔ (سبحان اللہ) ۱۹۵ علماء تفسیر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق

کیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ان کے ہلاکت کی خبر دی تو بعض بنی اسرائیل کو شہرہ راہ اور اس کی عظمت و ہیبت جو ان کے قلوب میں تھی اس کے باعث

انہیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا مگر الہی دریا نے فرعون کی لاش ساحل پر پھینک دی بنی اسرائیل نے اس کو دیکھ کر پہچانا ۱۹۶ عزت کی جگہ سے یا تو ملک مصر اور فرعون و

فرعونوں کے املاک (جائیداد) مراد ہیں یا سر زمین شام و قُذُس و اُرْدُن جو نہایت سرسبز و شاداب اور زرخیز بلاد (شہر) ہیں۔ ۱۹۷ بنی اسرائیل جن

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩٣﴾ فَإِنْ كُنْتَ فِي شكٍّ

کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑتے تھے ۱۹۹ اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شبہ ہو

مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَأُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ

اس میں جو ہم نے تیری طرف اتارا ہے تو ان سے پوچھ دیکھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں ۲۰۰ بے شک

جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُسْتَرِينَ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَكُونَنَّ

تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا ۲۰۱ تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو اور ہرگز ان

مِنَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَنَّ مِنَ الْخُسِرِينَ ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ

میں نہ ہونا جنھوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں میں ہو جائے گا بے شک وہ

حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ

جن پر تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے ۲۰۲ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ سب نشانیاں ان کے پاس آئیں

حَتَّى يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ أَمِنَتْ فَتَنْفَعَهَا

جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ۲۰۳ تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی ۲۰۴ کہ ایمان لاتی ۲۰۵ تو اس کا ایمان

إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ ۖ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي

کام آتا ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَأَمَنَّ

دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انھیں برتنے دیا ۲۰۶ اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں

کے ساتھ یہ واقعات ہو چکے ۱۹۸ علم سے مراد یہاں یا تو توریت ہے جس کے معنی میں یہود باہم اختلاف کرتے تھے یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری

ہے کہ اس سے پہلے تو یہود سب آپ کے مقرر (ماننے والے) اور آپ کی نبوت پر متفق تھے اور توریت میں جو آپ کی صفات مذکور تھیں ان کو ماننے والے تھے لیکن تشریف آوری

کے بعد اختلاف کرنے لگے کچھ ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے حسد و عداوت سے کفر کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ علم سے قرآن مراد ہے۔ ۱۹۹ اس طرح کہ اے سید

انبیاء! آپ پر ایمان لانے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور آپ کا انکار کرنے والوں کو جہنم میں عذاب فرمائے گا۔ ۲۰۷ بواسطہ اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ۲۰۸ یعنی علمائے اہل کتاب مثل حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے تاکہ وہ تجھ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اطمینان دلائیں اور

آپ کی نعت و صفت جو توریت میں مذکور ہے وہ سنا کر شک رفع (دور) کریں۔ فائدہ: شک انسان کے نزدیک کسی امر میں دونوں طرفوں کا برابر ہونا ہے خواہ وہ اس طرح

ہو کہ دونوں جانب برابر قریے پائے جائیں خواہ اس طرح کہ کسی طرف بھی کوئی قریہ نہ ہو۔ محققین کے نزدیک شک اقسام چہل سے ہے اور چہل و شک میں عام و خاص

مطلق کی نسبت ہے کہ ہر ایک شک جہل ہے اور ہر جہل شک نہیں۔ ۲۰۹ جو براہین لائحہ و آیات واضحہ سے اتار و شہ ہے کہ اس میں شک کی مجال نہیں۔ (غازن)

۲۱۰ یعنی وہ قول ان پر ثابت ہو چکا جو لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے اور جس کی ملائکہ نے خبر دی ہے کہ یہ لوگ کافر مرین گے وہ ۲۱۱ اور اس وقت کا ایمان نافع

نہیں۔ ۲۱۲ ان بستیوں میں سے جن کو ہم نے ہلاک کیا۔ ۲۱۳ اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرتی عذاب نازل ہونے سے پہلے۔ (مدارک) ۲۱۴ قوم یونس

الْأَرْضَ كُلَّهُمْ جَمِيعًا ۖ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾

جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے ۲۰۸ تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں ۲۰۹

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُوْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَيَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلَىٰ

اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ۲۱۰ اور عذاب ان پر

الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۰﴾ قُلْ أَنْظِرُوا مَاذَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ط

ڈالتا ہے جنہیں عقل نہیں تم فرماؤ دیکھو ۲۱۱ آسمانوں اور زمین میں کیا کیا ہے ۲۱۲

وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ

اور آیتیں اور رسول انھیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب میں ایمان نہیں تو انھیں کاہے کا انتظار ہے

الْأَمْثَلُ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ط قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ

مگر انھیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو گزرے ۲۱۳ تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ حَقًّا

انتظار میں ہوں ۲۱۴ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے

کا واقعہ یہ ہے کہ نبیوں کی علاقہ موصل میں یہ لوگ رہتے تھے اور کفر و شرک میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی طرف بھیجا آپ نے

بت پرستی چھوڑنے اور ایمان لانے کا ان کو حکم دیا۔ ان لوگوں نے انکار کیا، حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی، آپ نے انہیں حکم الہی نزول عذاب کی

خبر دی، ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کوئی بات غلط نہیں کہی ہے دیکھو اگر وہ رات کو یہاں رہے جب تو کوئی اندیشہ نہیں اور

اگر انہوں نے رات یہاں نہ گزاری تو سمجھ لینا چاہئے کہ عذاب آئے گا۔ شب میں حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے تشریف لے گئے صبح کو آثار عذاب نمودار

ہو گئے، آسمان پر سیاہ ہیبت ناک ابر آیا اور دھواں کثیر جمع ہوا تمام شہر پر چھا گیا یہ دیکھ کر انہیں یقین ہوا کہ عذاب آنے والا ہے تو انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام

کی جستجو کی اور آپ کو نہ پایا اب انہیں اور زیادہ اندیشہ ہوا تو وہ مح اپنی عورتوں بچوں اور جانوروں کے جنگل کو نکل گئے موٹے کپڑے پہنے اور توبہ و اسلام کا اظہار کیا،

شوہر سے بی بی اور ماں سے بچے جدا ہو گئے اور سب نے بارگاہ الہی میں گریہ و زاری شروع کی اور کہا کہ جو یونس علیہ السلام لائے اس پر ہم ایمان لائے اور توبہ

صادقہ (بچی توبہ) کی، جو مظالم ان سے ہوئے تھے ان کو دفع کیا، پرانے مال واپس کئے، حتیٰ کہ گراہیک پتھر دوسرے کا کسی کی بنیاد میں لگ گیا تھا تو بنیاد اکھاڑ کر پتھر

نکال دیا اور واپس کر دیا اور اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ مغفرت کی دعائیں کیں۔ پروردگار عالم نے ان پر رحم کیا، دعا قبول فرمائی عذاب اٹھا دیا گیا۔ یہاں یہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نزول عذاب کے بعد فرعون کا ایمان اور اس کی توبہ قبول نہ ہوئی تو قوم یونس کی توبہ قبول فرمانے اور عذاب اٹھا دینے میں کیا حکمت ہے؟

علماء نے اس کے کئی جواب دیے ہیں: ایک تو یہ کرم خاص تھا قوم حضرت یونس کے ساتھ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ فرعون عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان لایا جب

امید زندگانی ہی باقی نہ رہی اور قوم یونس علیہ السلام سے جب عذاب قریب ہوا تو وہ اس میں مبتلا ہونے سے پہلے ایمان لے آئے اور اللہ قلوب کا جاننے والا ہے،

اخلاص مندوں کے صدق و اخلاص کا اس کو علم ہے۔ ۲۰۸ یعنی ایمان لانا سعادۂ اُزلی پر موقوف ہے، ایمان وہی لائیں گے جن کے لئے توفیق الہی مساعدا

(مددگار) ہو، اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں اور راہ راست اختیار کریں پھر جو ایمان سے محروم رہ جاتے

ہیں ان کا آپ کو غم ہوتا ہے اس کا آپ کو غم نہ ہونا چاہئے کیونکہ ازل سے جو شقی ہے وہ ایمان نہ لائے گا۔ ۲۰۹ اور ایمان میں زبردستی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایمان ہوتا ہے

تصدیق و اقرار سے اور جبر و اکراہ (زبردستی کرنے) سے تصدیق قلبی حاصل نہیں ہوتی۔ ۲۱۰ اس کی مشیت سے ۲۱۱ دل کی آنکھوں سے اور غور کرو کہ ۲۱۲

جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتا ہے۔ ۲۱۳ مثل نوح و عاد و ثمود وغیرہ۔ ۲۱۴ تمہاری ہلاکت اور عذاب کے۔ ربیع بن انس نے کہا کہ عذاب کا خوف دلانے

عَلَيْنَا نُنَجِّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ

ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا تم فرماؤ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے

دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِن أَعْبُدُ اللَّهَ

کسی شبہ میں ہو تو میں تو اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ﴿۱۰۴﴾ ہاں اس اللہ کو پوجتا ہوں

الَّذِي يَتَوَفَّكُمُ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۰۴﴾ وَأَنْ أَقِمَّ

جو تمہاری جان نکالے گا ﴿۱۰۴﴾ اور مجھے حکم ہے کہ ایمان والوں میں ہوں اور یہ کہ اپنا منہ

وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ

دین کے لئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر ﴿۱۰۵﴾ اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا اور اللہ کے سوا

مِّنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مَنَّ

اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو

الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۶﴾ وَإِنْ يَسْسِسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ

ظالموں سے ہوگا اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا

يُرِدُّكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِّنْ عِبَادِهِ ۖ

بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں ﴿۱۰۷﴾ اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے

وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۸﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِّنْ

اور وہی بخشنے والا مہربان ہے تم فرماؤ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

رَبِّكُمْ ۚ فَسِنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا

سے حق آیا ﴿۱۰۹﴾ تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا ﴿۱۱۰﴾ اور جو بہکا وہ اپنے

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَ

برے کو بہکا ﴿۱۱۱﴾ اور کچھ میں تم پر کڑوڑا (نگہبان) نہیں ﴿۱۱۲﴾ اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے اور

کے بعد اگلی آیت میں یہ بیان فرمایا کہ جب عذاب واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات عطا فرماتا ہے۔ ﴿۱۱۵﴾ کیونکہ وہ

مخلوق ہے عبادت کے لائق نہیں۔ ﴿۱۱۶﴾ کیونکہ وہ قادر، مختار، الہ برحق، مستحق عبادت ہے۔ ﴿۱۱۷﴾ یعنی مخلص مومن رہو۔ ﴿۱۱۸﴾ وہی نفع و ضرر کا مالک ہے تمام کائنات اسی کی

محتاج ہے وہی ہر چیز پر قادر اور جوود و کرم والا ہے بندوں کو اس کی طرف رغبت اور اس کا خوف اور اسی پر بھروسہ اور اسی پر اعتماد چاہئے اور نفع و ضرر جو کچھ بھی ہے وہی۔ ﴿۱۱۹﴾

حق سے یہاں قرآن مراد ہے یا اسلام یا سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ﴿۱۲۰﴾ کیونکہ اس کا نفع اسی کو پہنچے گا۔ ﴿۱۲۱﴾ کیونکہ اس کا وبال اسی پر ہے۔ ﴿۱۲۲﴾ کہ تم پر جبر کروں

اصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝۱۰۹

صبر کرو ۲۲۳ یہاں تک کہ اللہ حکم فرمائے ۲۲۴ اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے ۲۲۵

﴿ایاتھا ۱۲۳﴾ ﴿۱۱ سُورَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ ۵۲﴾ ﴿مَرْكُوعَاتِهَا ۱۰﴾

سورہ ہود مکہ ہے، اس میں ایک سو تیس آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الرَّ كُتِبَ أَحْكَمَتْ آيَتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝۱

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں ۲ پھر تفصیل کی گئیں ۳ حکمت والے خبردار کی طرف سے

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ۝۲ وَأَن

کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُغْفِرْ لَكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ

اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتنا (فائدہ) دے گا وہ ایک ٹھہرائے

مُسَىٰ وَيُوتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ

وعدہ تک اور ہر فضیلت والے کو وہ اس کا فضل پہنچائے گا ۷ اور اگر منہ پھيرو تو میں تم پر

۲۲۳ کفار کی تکذیب اور ان کی ایذا پر ۲۲۴ مشرکین سے قتال کرنے اور کتابوں سے جزیہ لینے کا۔ ۲۲۵ کہ اس کے حکم میں خطا و غلط کا احتمال نہیں اور وہ بندوں

کے اسرار و مخفی حالات سب کا جاننے والا ہے اس کا فیصلہ دلیل و گواہ کا محتاج نہیں۔ ۷ سورہ ہود مکہ ہے حسن و مکرمہ وغیرہم مفسرین نے فرمایا کہ آیت ”وَأَقِمِ

الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ“ کے سوا باقی تمام سورت مکہ ہے۔ مقاتل نے کہا کہ آیت ”فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ“ اور ”أَوَلَيْكَ يَوْمَنُونَ بِهِ“ اور ”إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ

السَّيِّئَاتِ“ کے علاوہ تمام سورت مکی ہے اس میں دس رکوع اور ایک سو تیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو کلمے اور نو ہزار پانچ سو ستر حرف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

صحا بہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور پر پیری کے آثار نمودار ہو گئے۔ فرمایا: مجھے سورہ ہود، سورہ واقہ، سورہ غم یتسآء لُون اور سورہ

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی) غالباً یہ اس وجہ سے فرمایا کہ ان سورتوں میں قیامت و بعث و حساب و جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ ۷ جیسا کہ

دوسری آیت میں ارشاد ہوا: ”يُكَفِّرُ الْبُذْءَ الْكَبِيرَ الْحَكِيمَ“۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ”أَحْكَمَتْ“ کے معنی یہ ہیں کہ ان کی نظم محکم و استوار کی گئی۔ اس

صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اس میں نقص و خلل راہ نہیں پاسکتا وہ بنائے محکم ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی کتاب ان کی ناسخ نہیں جیسا

کہ یہ دوسری کتابوں اور شریعتوں کی ناسخ ہیں۔ ۷ اور سورت سورت اور آیت آیت جدا جدا ذکر کی گئیں یا علیحدہ علیحدہ نازل ہوئیں یا عقائد و احکام و مواعظ و

قصص اور غیبی خبریں ان میں بہ تفصیل بیان فرمائی گئیں ۷ عمر دراز اور عیش و سب و رزق کثیر۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ توبہ و استغفار کرنا

درازئی عمر و کثرت رزق کے لئے بہتر عمل ہے۔ ۷ جس نے دنیا میں اعمال فاضلہ کئے ہوں اور اس کی طاعات و حسنات زیادہ ہوں ۷ اس کو جنت میں

بقدر اعمال و درجات عطا فرمائے گا۔ بعض مفسرین نے فرمایا: آیت کے معنی یہ ہیں کہ جس نے اللہ کے لئے عمل کیا، اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے اسے عمل نیک و طاعت

کی توفیق دیتا ہے۔

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ③ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے وہ ہر شے پر

قَدِيرٌ ④ إِلَّا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ⑤ أَلَا

قادر ہے وہ اپنے سینے دوہرے کرتے (منہ چھپاتے) ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں وہ سنو

حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ لَا يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ⑥

جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے

إِنَّهُ عَلَيْهِمُ بَذَاتِ الصُّدُورِ ⑦

بے شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے

وَلَعَنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ⑧ آخرت میں وہاں نیکیوں اور بدیوں کی جزا و سزا ملے گی۔ ⑨ دنیا میں روزی دینے پر بھی، موت دینے پر بھی، موت کے بعد زندہ کرنے اور ثواب و عذاب پر بھی۔ ⑩ شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت انھیں بن شریق کے حق میں نازل ہوئی یہ بہت شیریں گفتار شخص تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تو بہت خوشامد کی باتیں کرتا اور دل میں بغض و عداوت چھپائے رکھتا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے سینوں میں عداوت چھپائے رکھتے ہیں جیسے کپڑے کی تہ میں کوئی چیز چھپائی جاتی ہے، ایک قول یہ ہے کہ بعض منافقین کی عادت تھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا ہوتا تو سینہ اور پیٹھ جھکاتے اور سر نیچا کرتے چہرہ چھپا لیتے تاکہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ نہ پائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری نے افراد میں ایک حدیث روایت کی کہ مسلمان بول و براز و جماعت کے وقت اپنے بدن کھولنے سے شرماتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ سے بندے کا کوئی حال چھپایا نہیں ہے لہذا چاہئے کہ وہ شریعت کی اجازتوں پر عامل رہے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا

اور زمین پر چلنے والا کوئی فلا ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو فلا اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا فلا

وَمُسْتَوْدَعَهَا ۱۳ كُلُّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۱۴ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَ

اور کہاں سپرد ہوگا فلا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب فلا میں ہے اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور

الْأَرْضِ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْبَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَئِكُمْ

زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا فلا کہ تمہیں آزمائے فلا تم میں

أَحْسَنُ عَمَلًا ۱۵ وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ

کس کا کام اچھا ہے اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے

لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۱۶ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا

تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ فلا تو نہیں مگر کھلا جادو فلا اور اگر ہم ان سے

عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِلَى أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولَنَّ مَا يَحِبُّهُ ۱۷ إِلَّا يَوْمَ

عذاب فلا کچھ گنتی کی مدت تک ہٹادیں تو ضرور کہیں گے کس چیز نے اسے روکا ہے فلا سن لو جس دن

يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۱۸

ان پر آئے گا ان سے پھیرا نہ جائے گا اور انھیں گھیر لے گا وہی عذاب جس کی ہنسی اڑاتے تھے

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ ۱۹ إِنَّهُ لَيَكُوفُ

اور اگر ہم آدمی کو اپنی کسی رحمت کا مزہ دیں فلا پھر اسے اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناامید

كُفُورٌ ۲۰ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءً بَعْدَ ضَرَاءٍ مَسَّهٖ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ

ناشکرا ہے فلا اور اگر ہم اسے نعمت کا مزہ دیں اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا کہ برائیاں

فلا جاندار ہو فلا یعنی وہ اپنے فضل سے ہر جاندار کے رزق کا کفیل ہے۔ فلا یعنی اس کے جائے سکونت کو جانتا ہے۔ فلا سپرد ہونے کی جگہ سے یا مدفن

مراد ہے یا مکان یا موت یا قبر۔ فلا یعنی لوح محفوظ فلا یعنی عرش کے نیچے پانی کے سوا اور کوئی مخلوق نہ تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش اور پانی آسمانوں اور

زمینوں کی پیدائش سے قبل پیدا فرمائے گئے۔ فلا یعنی آسمان وزمین اور ان کی درمیانی کائنات کو پیدا کیا جس میں تمہارے منافع و مصالح (بھلائیوں) ہیں تاکہ

تمہیں آزمائش میں ڈالے اور ظاہر ہو کہ کون شکر گزار، متقی، فرمانبردار ہے اور فلا یعنی قرآن شریف جس میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا بیان ہے یہ فلا

یعنی باطل اور دھوکا۔ فلا جس کا وعدہ کیا ہے فلا وہ عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا! کیا دیر ہے! کفار کا یہ جلدی کرنا براہ تکذیب و استہزاء ہے۔ فلا صحت و امن کا

یا وسعت رزق و دولت کا۔ فلا کہ دوبارہ اس نعمت کے پانے سے مایوس ہو جاتا ہے اور اللہ کے فضل سے اپنی امید قطع (ختم) کر لیتا ہے اور صبر و رضا پر ثابت نہیں

رہتا اور گزشتہ نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔

السَّيِّئَاتِ عَنِّي ۖ إِنَّهُ لَفَرِحَ فَخُورٌ ۖ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا

مجھ سے دور ہوئیں بے شک وہ خوش ہونے والا بڑائی مارنے والا ہے ۲۴ مگر جنہوں نے صبر کیا اور

الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۖ ۱۱ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضُ

ایچھے کام کیے ۲۵ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے تو کیا جو وحی تمہاری طرف

مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَصَائِقُ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ

ہوتی ہے اس میں سے کچھ تم چھوڑ دو گے اور اس پر دل تنگ ہو گے ۲۶ اس بنا پر کہ وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ

كُنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۖ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا تم تو ڈر سنانے والے ہو ۲۷ اور اللہ ہر چیز پر

وَكَيْلٌ ۖ ۱۲ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَاتٍ

محافظ ہے کیا ۲۸ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ ۲۹

وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۖ ۱۳ فَإِنَّمَا

اور اللہ کے سوا جو مل سکیں ۳۰ سب کو بلالو اگر سچے ہو ۳۱ تو اے مسلمانو

يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَأَعْلَمُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ

اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں

فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ۖ ۱۴ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّتْهَا نَوْفٌ

تو کیا اب تم مانو گے ۳۲ جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ۳۳ ہم اس میں

۳۴ بجائے شکر گزار ہونے اور حق نعمت ادا کرنے کے۔ ۳۵ مصیبت پر صابر اور نعمت پر شاکر رہے ۳۶ ترمذی نے کہا کہ استفہام ”نہی“ کے معنی میں ہے یعنی

آپ کی طرف جو وحی ہوتی ہے وہ سب آپ انہیں پہنچائیں اور دل تنگ نہ ہوں۔ یہ تبلیغ رسالت کی تاکید ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم ادائے رسالت میں کمی کرنے والے نہیں اور اس نے ان کو اس سے معصوم فرمایا ہے۔ اس تاکید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر بھی ہے اور کفار

کی مایوسی بھی کہ ان کا استہزاء تبلیغ کے کام میں نخل نہیں ہو سکتا۔ شان نزول: عبد اللہ بن امیہ خزومی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ سچے

رسول ہیں اور آپ کا خدا ہر چیز پر قادر ہے تو اس نے آپ پر خزانہ کیوں نہیں اتارا؟ یا آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا؟ جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا

، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۷ تمہیں کیا پرواہ اگر کفار نہ مانیں یا تمسخر کریں۔ ۳۸ کفار مکہ قرآن کریم کی نسبت ۳۹ کیونکہ انسان اگر ایسا کلام بنا

سکتا ہے تو اس کے مثل بنانا تمہارے مقدور سے باہر نہ ہوگا! تم بھی عرب ہو فصیح و بلیغ ہو کوشش کرو۔ ۴۰ اپنی مدد کے لیے ۴۱ اس میں کہ یہ کلام انسان کا بنایا

ہوا ہے۔ ۴۲ اور یقین رکھو گے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، یعنی اعجاز قرآن دیکھ لینے کے بعد ایمان و اسلام پر ثابت رہو۔ ۴۳ اور اپنی دون ہمتی (غفلت) سے

آخرت پر نظر نہ رکھتا ہو۔

إِلَيْهِمْ أَعْبَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝۱۵ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ

ان کا پورا پھل دے دیں گے ۱۵ اور اس میں کسی نہ دیں گے یہ ہیں وہ جن کے لیے

لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۚ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطْلٌ مَّا كَانُوا

آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود (برباد) ہوئے جو ان کے

يَعْمَلُونَ ۝۱۶ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ

عمل تھے ۱۶ تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ۱۶ اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے ۱۶ اور اس

قَبْلِهِ كُتِبَ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمَنْ يَكْفُرْ

سے پہلے موسیٰ کی کتاب ۱۸ پیشوا اور رحمت وہ اس پر ۱۸ ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا منکر ہو

بِهِ مِنَ الْآخِرَاتِ قَالُوا مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ

سارے گروہوں میں ۱۷ تو آگ اس کا وعدہ ہے تو اے سننے والے تجھے کچھ اس میں شک نہ ہو بے شک وہ حق ہے

مِّن رَّبِّكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۱۷ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ

جھوٹ باندھے ۱۸ وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے ۱۸ اور گواہ کہیں گے یہ ہیں

الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝۱۸ الَّذِينَ

جھوٹوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے ظالموں پر خدا کی لعنت ۱۸ جو

۱۷ اور جو اعمال انہوں نے طلب دنیا کے لیے کئے ہیں اس کا اجر صحت و دولت، وسعت رزق، کثرت اولاد وغیرہ سے دنیا ہی میں پورا کر دیں گے۔ ۱۷ شان

نزول: ضحاک نے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کہ وہ اگر صلہ رحمی کریں یا محتاجوں کو دیں یا کسی پریشان حال کی مدد کریں یا اس طرح کی کوئی اور نیکی کریں تو

اللہ تعالیٰ وسعت رزق وغیرہ سے ان کے عمل کی جزاء دنیا ہی میں دے دیتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق

میں نازل ہوئی جو ثواب آخرت کے تو معتقد نہ تھے اور جہادوں میں مالی غنیمت حاصل کرنے کے لیے شامل ہوتے تھے۔ ۱۷ وہ اس کی مثل ہو سکتا ہے جو دنیا کی

زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو ایسا نہیں ان دونوں میں عظیم فرق ہے۔ روشن دلیل سے وہ دلیل عقلی مراد ہے جو اسلام کی حقانیت پر دلالت کرے اور اس شخص سے

جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو وہ یہود مراد ہیں جو اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام۔ ۱۷ اور اس کی صحت کی گواہی دے۔ یہ

گواہ قرآن مجید ہے۔ ۱۸ یعنی تورات۔ ۱۹ یعنی قرآن پر ۱۹ خواہ کوئی بھی ہوں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی

قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اس امت میں جو کوئی بھی ہے یہودی ہو یا نصرانی جس کو بھی میری خبر پہنچے اور وہ میرے دین

پر ایمان لائے بغیر مرجائے، وہ ضرور جہنمی ہے۔ ۱۷ اور اس کے لیے شریک و اولاد بتائے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا بدترین

ظلم ہے۔ ۱۷ روز قیامت اور ان سے ان کے اعمال دریافت کئے جائیں گے اور انبیاء و ملائکہ ان پر گواہی دیں گے۔ ۱۷ بخاری و مسلم کی حدیث میں

يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے

كُفْرُونَ ۱۹ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ

منکر ہیں وہ تھکانے والے نہیں زمین میں ۴۴ اور نہ اللہ سے جدا

مَنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ۚ يُضْعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۖ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ

ان کے کوئی حمایتی ۴۵ انھیں عذاب پر عذاب ہوگا ۴۶ وہ نہ سن سکتے

السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ۲۰ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَ

تھے اور نہ دیکھتے ۴۷ وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھائے میں ڈالی اور

صَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۲۱ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ

ان سے کھوئی گئیں جو باتیں جوڑتے تھے خواہ مخواہ (یقیناً) وہی آخرت میں سب سے

الْأَخْسَرُونَ ۲۲ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآخَبَتُوا إِلَىٰ

زیادہ نقصان میں ہیں ۴۸ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اپنے رب کی طرف

رَبِّهِمْ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۲۳ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ

رجوع لائے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے دونوں فریق ۴۹ کا حال ایسا ہے

كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّيِّعِ ۖ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا ۖ أَفَلَا

جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا ۵۰ کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے ۵۱ تو کیا

تَذَكَّرُونَ ۲۴ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ ۚ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ

تم دھیان نہیں کرتے اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۵۲ کہ میں تمہارے لیے صریح ڈر

ہے کہ روز قیامت کفار اور منافقین کو تمام خلق کے سامنے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا، ظالموں پر خدا کی لعنت، اس طرح وہ تمام خلق

کے سامنے رسوا کئے جائیں گے۔ ۵۳ اللہ کو۔ اگر وہ ان پر عذاب کرنا چاہے کیونکہ وہ اس کے قبضہ اور اس کی ملک میں ہیں، نہ اس سے بھاگ سکتے ہیں نہ بچ سکتے

ہیں۔ ۵۴ کہ ان کی مدد کریں اور انہیں اس کے عذاب سے بچائیں۔ ۵۵ کیونکہ انہوں نے لوگوں کو راہ خدا سے روکا اور مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار کیا۔ ۵۶

قادر نہ کہا کہ وہ حق سننے سے بہرے ہو گئے تو کوئی خیر کی بات سن کر نفع نہیں اٹھاتے اور نہ وہ آیات قدرت کو دیکھ کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ۵۷ کہ انہوں نے

بجائے جنت کے جہنم کو اختیار کیا۔ ۵۸ یعنی کافر اور مومن۔ ۵۹ کافر اس کی مثل ہے جو نہ دیکھے نہ سنے، یہ ناقص ہے اور مومن اس کی مثل ہے جو دیکھتا بھی ہے اور

سنتا بھی ہے، وہ کامل ہے حق و باطل میں امتیاز رکھتا ہے۔ ۶۰ ہرگز نہیں ۶۱ انہوں نے قوم سے فرمایا۔

مُبِينٌ ۲۵) اَنْ لَا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰهَ ۱۱ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ

سنانے والا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے

الَیْمِ ۲۶) فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِیْنَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرُکَ اِلَّا بَشَرًا

ڈرتا ہوں ۲۶) تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے

مَثَلْنَا وَمَا نَرُکَ اَتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَسْرَا ذِلْنَا بِاَدِی الرَّأِیِ ۲۷

ہیں ۲۷) اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے ۲۷) سرسری نظر سے ۲۷) اور

مَا نَرِیْ لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلِۤ اَبَلْ نَظُنُّکُمْ کَذِبِیْنَ ۲۸) قَالَ لِقَوْمِ

ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے ۲۸) بلکہ ہم تمہیں ۲۸) جھوٹا خیال کرتے ہیں بولا اے میری قوم

اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَبِّیْ وَاَتٰنِیْ رَاحَةً مِّنْ عِنْدِہٖ

بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں ۲۹) اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی ۲۹)

فَعَبِیْتُ عَلَیْکُمْ ۳۰) اَنْزَلْنَا مَکُوهًا وَاَنْتُمْ لَهَا کِرْهُوْنَ ۳۱) وَلِیَقُوْمَ لَا اَسْأَلُکُمْ

تو تم اس سے اندھے رہے کیا ہم اسے تمہارے گلے چھیٹ دیں اور تم بیزار ہو ۳۱) اور اے قوم میں تم سے کچھ اس پر ۳۱)

عَلِیْہِ مَا لَا ۳۲) اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی اللّٰهِ وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۳۳

مال نہیں مانگتا ۳۲) میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں ۳۳)

اِنَّہُمْ مُّلَقُوْا اَرَبِّہُمْ وَلٰکِنِّیْ اَرٰکُمْ قَوْمًا تَجْہَلُوْنَ ۳۴) وَلِیَقُوْمَ مِّنْ

بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں ۳۴) لیکن میں تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں ۳۴) اور اے قوم

۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے اور نوسو پچاس سال اپنی قوم کو دعوت فرماتے

رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس دنیا میں رہے تو آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال کی ہوئی اس کے علاوہ عمر شریف کے متعلق اور بھی قول ہیں۔ (خازن) ۳۵) اس

گمراہی میں بہت سی امتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم رہیں، قرآن پاک میں جا بجا ان کے تذکرے ہیں۔ اس امت میں بھی بہت سے بد نصیب سید انبیاء صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر کہتے اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی سے بچائے۔ ۳۵) کمینوں سے مراد ان کی وہ لوگ تھے جو ان کی نظر میں

خسین (ادنیٰ و معمولی) پیشے رکھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ قول جہل خالص تھا کیونکہ انسان کا مرتبہ دین کی اتباع اور رسول کی فرمانبرداری سے ہے مال و منصب و

پیشے کو اس میں دخل نہیں۔ دیندار نیک سیرت پیشہ ور کو نظر تحارت سے دیکھنا اور حقیر جاننا جاہلانہ فعل ہے۔ ۳۶) یعنی بغیر غور و فکر کے۔ ۳۶) مال اور ریاست میں، ان

کا یہ قول بھی جہل تھا کیونکہ اللہ کے نزدیک بندے کے لیے ایمان و طاعت سب فضیلت ہے نہ کہ مال و ریاست۔ ۳۷) نبوت کے دعویٰ میں اور تمہارے متبعین کو

اس کی تصدیق میں ۳۸) جو میرے دعویٰ کے صدق پر گواہ ہو ۳۸) یعنی نبوت عطا کی ۳۸) اور اس جہت کو ناپسند رکھتے ہو۔ ۳۹) یعنی تبلیغ رسالت پر ۳۹) کہ تم پر اس کا ادا

کرنا گراں ہو ۴۰) حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی اس بات کے جواب میں فرمایا تھا جو وہ لوگ کہتے تھے کہ اے نوح! رذیل (حقیر و کمین) لوگوں کو اپنی مجلس سے

نکال دیجئے تاکہ ہمیں آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے شرم نہ آئے۔ ۴۱) اور اس کے قرب سے فائر ہوں گے تو میں انہیں کیسے نکال دوں ۴۱) ایمانداروں کو رذیل

يُضْرَبُونَ مِنَ اللَّهِ أَنْ طَرَدْتَهُمْ ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ (۳۰) وَلَا أَقُولُ لَكُمْ

مجھے اللہ سے کون بچالے گا اگر میں انہیں دور کروں گا تو کیا تمہیں دھیان نہیں اور میں تم سے نہیں کہتا کہ

عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ

میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۷۱ اور میں انہیں نہیں کہتا

لِلَّذِينَ تَرَدُّرًا بَرَأَىٰ أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي

جن کو تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں کہ ہرگز انہیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو

أَنْفُسِهِمْ ۖ إِنِّي إِذَا لَسَنَ الظَّالِمِينَ ۝ (۳۱) قَالُوا يُنُوحُ قَدْ جَدَلْتَنَا

ان کے دلوں میں ہے ۷۲ ایسا کروں ۷۳ تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں ۷۴ بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑے

فَاكْثَرْتَ جِدَالَاتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ (۳۲) قَالَ

اور بہت ہی جھگڑے تو لے آؤ جس ملک کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو بولا

إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ (۳۳) وَلَا يَنْفَعُكُمْ

وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے اور تم تھکا نہ سکو گے ۷۵ اور تمہیں میری نصیحت

نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ ۖ هُوَ

نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے وہ

کہتے ہو اور ان کی فتنہ نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ وہ تم سے بہتر ہیں۔ ۷۶ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی قوم نے آپ کی نبوت میں تین شبہ کئے تھے:

ایک شبہ تو یہ کہ ”مَنْ أَسْرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ“ کہ تم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے یعنی تم مال و دولت میں ہم سے زیادہ نہیں ہو۔ اس کے جواب میں

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا: ”لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ“ یعنی میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، تو تمہارا یہ

اعتراض بالکل بے محل ہے۔ میں نے کبھی مال کی فضیلت نہیں جتائی اور نبوی دولت کا تم کو متوقع نہیں کیا اور اپنی دعوت کو مال کے ساتھ وابستہ نہیں کیا پھر تم یہ کہنے کے

کیسے مستحق ہو کہ ہم تم میں کوئی مالی فضیلت نہیں پاتے اور تمہارا یہ اعتراض محض بیہودہ ہے۔ دومرا شبہ قوم نوح نے یہ کیا تھا: ”مَنْ أَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ

أَرَادُوا لِنَا بَادِي الرِّأْيِ“ یعنی ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری کسی نے پیروی کی ہو مگر ہمارے کینوں نے سرسری نظر سے۔ مطلب یہ تھا کہ وہ بھی صرف ظاہر میں مومن ہیں

باطن میں نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں تو میرے احکام غیب پر مبنی ہیں تاکہ تمہیں یہ اعتراض

کرنے کا موقع نہ ہو۔ جب میں نے یہ کہا ہی نہیں، تو اعتراض بے محل ہے، اور شرع میں ظاہر ہی کا اعتبار ہے، لہذا تمہارا اعتراض بالکل بے جا ہے نیز ”لَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ“

فرمانے میں قوم پر ایک لطیف تعریض بھی ہے کہ کسی کے باطن پر حکم کرنا اس کا کام ہے جو غیب کا علم رکھتا ہو۔ میں نے تو اس کا دعویٰ نہیں کیا باوجودیکہ نبی ہوں! تم کس

طرح کہتے ہو کہ وہ دل سے ایمان نہیں لائے۔ تیسرا شبہ اس قوم کا یہ تھا کہ ”مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا“ یعنی ہم تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں۔ اس کے

جواب میں فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں یعنی میں نے اپنی دعوت کو اپنے فرشتہ ہونے پر موقوف نہیں کیا تھا کہ تمہیں یہ اعتراض کا موقع ملتا کہ جتنا تے

تو تھے وہ اپنے آپ کو فرشتہ اور تھے بشر لہذا تمہارا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ ۷۸ نیکی یا بدی، اخلاص یا انفاق۔ ۷۹ یعنی اگر میں ان کے ایمان ظاہر کو جھٹلا کر ان کے

باطن پر الزام لگاؤں اور انہیں نکال دوں ۷۹ اور بِحَمْدِ اللَّهِ میں ظالموں میں سے ہرگز نہیں ہوں تو ایسا کبھی نہ کروں گا۔ ۷۹ عذاب و ۷۹ اس کو عذاب کرنے

رَبِّكُمْ ۖ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۲﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ

تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف پھرو گے ۳۲ کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے اپنے جی سے بنالیا ۳۳ تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا

فَعَلَىٰ أَجْرَامِي ۖ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿۳۳﴾ وَأَوْحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ

تو میرا گناہ مجھ پر ہے ۳۳ اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری

يُؤْمِنُ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۳۴﴾

قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لائے تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں ۳۴

وَاصْنَعِ الْفُلَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُمْ

اور کشتی بنا ہمارے سامنے ۳۵ اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا ۳۶ وہ ضرور

مُغْرَقُونَ ﴿۳۵﴾ وَيَصْنَعِ الْفُلَ ۖ وَكَلَّمَا مَرْءَ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا

ڈوبائے جائیں گے ۳۵ اور نوح کشتی بناتا ہے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر

مِنْهُ ۖ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنِّي فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿۳۶﴾ فَسَوْفَ

ہنتے ۳۶ بولا اگر تم ہم پر ہنتے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنیں گے ۳۷ جیسا تم ہنتے ہو ۳۸ تو اب

تَعْلَمُونَ ۚ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿۳۷﴾

جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے ۳۷ اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے ۳۸

سے، یعنی نہ اس عذاب کو روک سکو گے نہ اس سے بچ سکو گے۔ ۳۷ آخرت میں وہی تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔ ۳۸ اور اس طرح خدا کے کلام اور اس کے احکام

ماننے سے گریز کرتے ہیں اور اس کے رسول پر بہتان اٹھاتے ہیں اور ان کی طرف افتراء کی نسبت کرتے ہیں جن کا صدق (سچا ہونا) براہین پتہ اور حجت قویہ

(انتہائی واضح اور مضبوط دلائل) سے ثابت ہو چکا ہے، لہذا اب ان سے ۳۷ ضرور اس کا وبال آئے گا لیکن ”بِحَمْدِ اللَّهِ“ میں صادق ہوں، تو تم سمجھ لو کہ تمہاری

تکذیب کا وبال تم پر پڑے گا۔ ۳۸ یعنی کفر اور آپ کی تکذیب اور آپ کی ایذا کیونکہ اب آپ کے اعداء سے انتقام لینے کا وقت آ گیا۔ ۳۹ ۴۰ ہمارے حفاظت میں،

ہماری تعلیم سے ۴۱ یعنی ان کی شفاعت اور دفع عذاب کی دعا نہ کرنا کیونکہ ان کا غرق مقرر ہو چکا ہے۔ ۴۲ ۴۳ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے حکم الہی سال کے درخت بوئے، بیس سال میں یہ درخت تیار ہوئے۔ اس عرصہ میں مطلقاً کوئی بچہ پیدا نہ ہوا اس سے پہلے جو بچے پیدا ہو چکے تھے وہ بالغ ہو گئے

اور انہوں نے بھی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی بنانے میں مشغول ہوئے۔ ۴۴ اور

کہتے اے نوح! کیا کرتے ہو؟ آپ فرماتے: ایسا مکان بناتا ہوں جو پانی پر چلے۔ یہ سن کر ہنستے آپ کشتی جنگل میں بناتے تھے جہاں دور دور تک پانی نہ تھا اور وہ

لوگ تَمَسُّخَر (مذاق) سے یہ بھی کہتے تھے کہ پہلے تو آپ نبی تھے اب بڑھئی ہو گئے۔ ۴۵ تمہیں ہلاک ہوتا دیکھ کر ۴۶ کشتی دیکھ کر۔ مروی ہے کہ یہ کشتی دو سال

میں تیار ہوئی، اس کی لمبائی تین سو گز، چوڑائی پچاس گز، اونچائی تین گز تھی، اس میں اور بھی اقوال ہیں۔ اس کشتی میں تین درجے بنائے گئے تھے۔ طبقہ زیریں (چلی

منزل) میں وحوش (جنگلی جانور) اور درندے (چیر پھاڑ کرنے والے جانور) اور ہوام (زمین پرینگنے والے جانور) اور درمیانی طبقہ میں چوبائے وغیرہ، اور طبقہ اعلیٰ میں

خود حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اور حضرت آدم علیہ السلام کا جسد مبارک جو عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل تھا اور کھانے وغیرہ کا سامان تھا۔ پرندے

بھی اوپر ہی کے طبقہ میں تھے۔ (غازان و مدارک) ۴۷ دنیا میں اور وہ عذاب غرق ہے۔ ۴۸ یعنی عذاب آخرت۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۖ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا ۵۵ اور تنور ابلا ۵۶ ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لے ہر جنس میں سے ایک جوڑا

اثنین وأهلك إلا من سبق عليه القول ومن آمن ۖ وما آمن معه

نر و مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ۵۷ ان کے سوا اپنے گھر والوں اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے

إِلَّا قَلِيلٌ ۖ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ

مگر تھوڑے ۵۸ اور بولا اس میں سوار ہو ۵۹ اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ۶۰ بے شک

رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۖ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَىٰ

میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے اور وہ انہیں لیے جا رہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ ۶۱ اور نوح نے

نُوحَ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يُبَيِّنُ أُرْكَبُ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ۖ

اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس سے کنارے تھا ۶۲ اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو ۶۳

قَالَ سَاوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۖ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ

بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا

أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ وَحَالٌ بَيْنَهُمَا الْبُوجُ فَكَانَ مِنَ الْمُعْرِقِينَ ۖ

نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا ۶۴

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَسَّاءِ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ

اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام

۵۵ عذاب و ہلاک کا۔ ۵۶ اور پانی نے اس میں سے جوش مارا۔ تنور سے یاروئے زمین مراد ہے یا یہی تنور جس میں روٹی بھی پکائی جاتی ہے۔ اس میں بھی چند

قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا، حضرت حوا کا جو آپ کو ترکہ میں پہنچا تھا اور وہ یا شام میں تھا یا ہند میں اور تنور کا جوش مارنا عذاب آنے کی علامت تھی۔

۵۷ یعنی ان کے ہلاک کا حکم ہو چکا ہے اور ان سے مراد آپ کی بی بی و اعلیٰ جو ایمان نہ لائی تھی اور آپ کا بیٹا کنعان ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ان سب کو سوار کیا۔ جانور آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کا داہنا ہاتھ زبر اور بائیں مادہ پر پڑتا تھا اور آپ سوار کرتے تھے۔ ۵۸ مقاتل نے کہا کہ کل

مرد و عورت بہتر ۷۲ تھے اور اس میں اور اقوال بھی ہیں، صحیح تعداد اللہ جانتا ہے ان کی تعداد کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں ہے۔ ۵۹ یہ کہتے ہوئے کہ ۶۰ اس میں

تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے جب کوئی کام کرنا چاہے تو اس کو ”بسم اللہ“ پڑھ کر شروع کرے تاکہ اس کام میں برکت ہو اور وہ سبب فلاح ہو۔ ضحاک نے کہا کہ

جب حضرت نوح علیہ السلام چاہتے تھے کہ کشتی چلے تو ”بسم اللہ“ فرماتے تھے کشتی چلنے لگتی تھی اور جب چاہتے تھے کہ ٹھہر جائے ”بسم اللہ“ فرماتے تھے ٹھہر

جانی تھی۔ ۶۱ چالیس شب و روز آسمان سے مینہ برستار ہوا اور زمین سے پانی ابلتا رہا یہاں تک کہ تمام پہاڑ غرق ہو گئے۔ ۶۲ یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے

جدا تھا آپ کے ساتھ سوار نہ ہوا تھا۔ ۶۳ کہ ہلاک ہو جائے گا۔ یہ لڑکا منافق تھا، اپنے والد پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور باطن میں کافروں کے ساتھ

ہو

الَا مُرُوا اسْتَوْتُ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بَعْدَ اللَّقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَ

ہوا اور کشتی ۹۵ کوہ جودی پر ٹھہری ۹۶ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ اور

نَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے ۹۷ اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے

وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكَمِينَ ﴿٣٥﴾ قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ

اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا ۹۸ فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ۹۹ بے شک اس کے

عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعْطُكَ أَنْ

کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں ۱۰۰ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ

تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ

نادان نہ بن عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا

لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَالْأَلَّا تَغْفِرَ لِي وَتَرْحِمَنِي أَكُنْ مِنَ الْخُسْرَيْنِ ﴿٣٧﴾ قِيلَ

مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیان کا (نقصان اٹھانے والا) ہو جاؤں فرمایا گیا

يُنُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ ۖ وَ

اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ ۱۰۱ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر ۱۰۲ اور

أُمَمٌ سَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّكَ قَدِ احْمَدُوا نِعْمَتَكَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٣٨﴾ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ

کچھ گروہ وہ ہیں جنہیں ہم دنیا برتنے دیں گے ۱۰۳ پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ۱۰۴ یہ غیب کی خبریں ہیں

۹۵ چھ مہینے تمام زمین کا طواف کر کے۔ ۹۶ جو موصل یا شام کی حدود میں واقع ہے، حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں دسویں رجب کو بیٹھے اور دسویں

محرم کو کشتی کوہ جودی پر ٹھہری تو آپ نے اس کے شکر کا روزہ رکھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی روزے کا حکم فرمایا۔ ۹۷ اور تو نے مجھ سے میرے اور

میرے گھر والوں کی نجات کا وعدہ فرمایا ہے۔ ۹۸ تو اس میں کیا حکمت ہے؟ شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا بیٹا کنعان منافق تھا اور آپ کے سامنے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتا تھا اگر وہ اپنا کفر ظاہر کر دیتا تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے نجات کی دعا نہ

کرتے۔ (مدارک) ۹۹ اس سے ثابت ہوا کہ نسبی قرابت سے دینی قرابت زیادہ قوی ہے۔ ۱۰۰ کہ وہ مانگنے کے قابل ہے یا نہیں۔ ۱۰۱ ان برکتوں

سے آپ کی ذرّیّت (اولاد) اور آپ کے تبعین کی کثرت مراد ہے کہ بکثرت انبیاء اور ائمہ دین آپ کی نسل پاک سے ہوئے، ان کی نسبت فرمایا کہ یہ

برکات۔ ۱۰۲ محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ ان گروہوں میں قیامت تک ہونے والا ہر ایک مومن داخل ہے۔ ۱۰۳ اس سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے بعد پیدا ہونے والے کا فر گروہ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ان کی میعادوں تک فراخی عیش (لمبی زندگی) اور وسعت رزق عطا فرمائے گا۔

۱۰۴ آخرت میں۔

نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا ط

کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں وہاں انھیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس وقت سے پہلے

فَاصْبِرْ ط إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ع (۳۹) وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ط قَالَ

تو صبر کرو وہاں بے شک بھلا انجام پر ہیگزگاروں کا وہاں اور عاد کی طرف ان کے ہم قوم ہود کو وہاں کہا

لِقَوْمٍ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ط إِنَّ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۝

اے میری قوم اللہ کو پوجو وہاں اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم تو نرے مفتری (بالکل جھوٹے الزام عائد کرنے والے) ہو وہاں

لِقَوْمٍ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ط إِنَّ أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ الَّذِي فَطَرَنِي ط أَفَلَا

اے قوم میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا وہاں تو کیا

تَعْقِلُونَ ۝ وَلِقَوْمٍ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ

تمہیں عقل نہیں وہاں اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو وہاں پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر

السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

زور کا پانی بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا وہاں اور جرم کرتے ہوئے

وہاں یہ خطاب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ وہاں خبر دینے۔ وہاں اپنی قوم کی ایذاؤں پر جیسا کہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کی ایذاؤں پر صبر

کیا۔ وہاں کہ دنیا میں مظفر و منصور اور آخرت میں مخاطب و ماجور (اجرو ثواب کے مستحق)۔ وہاں نبی بنا کر بھیجا حضرت ہود علیہ السلام کو ”آخ“ (بھائی) یا اعتبار

نسب فرمایا گیا اسی لیے حضرت مترجم قدس سرہ نے اس لفظ کا ترجمہ ہم قوم کیا ”أَعْلَى اللَّهِ مَقَامَهُ“ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے)۔ وہاں اس کی توحید

کے معتقد ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ وہاں جو بتوں کو خدا کا شریک بتاتے ہو۔ وہاں جتنے رسول تشریف لائے سب نے اپنی قوموں سے یہی فرمایا اور

نصیحت خالصہ وہی ہے جو کسی طرح سے نہ ہو۔ وہاں اتنا سمجھ سکو کہ جو شخص بے غرض نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً خیر خواہ اور سچا ہے۔ باطل کار جو کسی کو گمراہ کرتا ہے ضرور کسی نہ

کسی غرض اور کسی نہ کسی مقصد سے کرتا ہے۔ اس سے حق و باطل میں باسانی تمیز کی جاسکتی ہے۔ وہاں ایمان لا کر۔ جب قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت

قبول نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب تین سال تک بارش موقوف کر دی اور نہایت شدید قحط نمودار ہوا اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا، جب یہ لوگ بہت

پریشان ہوئے تو حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعدہ فرمایا کہ اگر وہ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسول کی تصدیق کریں اور اس کے حضور توبہ و استغفار

کریں تو اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا اور ان کی زمینوں کو سرسبز و شاداب کر کے تازہ زندگی عطا فرمائے گا اور قوت و اولاد دے گا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک مرتبہ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس تشریف لے گئے تو آپ سے (حضرت) امیر معاویہ کے ایک ملازم نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں مگر میرے

کوئی اولاد نہیں، مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جس سے اللہ مجھے اولاد دے۔ آپ نے فرمایا: استغفار پڑھا کرو۔ اس نے استغفار کی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ

سات سو مرتبہ استغفار پڑھنے لگا، اس کی برکت سے اس شخص کے دس بیٹے ہوئے۔ یہ خبر حضرت معاویہ کو ہوئی تو انہوں نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے حضرت

امام سے یہ کیوں نہ دریافت کیا کہ یہ عمل حضور نے کہاں سے فرمایا؟ دوسری مرتبہ جب اس شخص کو امام سے نیاز حاصل ہوا تو اس نے یہ دریافت کیا: امام نے فرمایا

کہ تو نے حضرت ہود کا قول نہیں سنا جو انہوں نے فرمایا: ”يَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ“ (تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا) اور حضرت نوح علیہ

السلام کا یہ ارشاد: ”يُزِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ“ (مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا) فائدہ: کثرت رزق اور حصول اولاد کے لیے استغفار کا بکثرت پڑھنا

قرآنی عمل ہے۔ وہاں مال و اولاد کے ساتھ۔

مُجْرِمِينَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا

روگردانی نہ کرو ۱۱۸ بولے اے ہود تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے فلا اور ہم خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے

عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَقُولُ اِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ

کے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی

الِهَتِنَا بِسُوءٍ ط قَالَ اِنِّي اَشْهَدُ اللّٰهَ وَ اَشْهَدُ وَا اَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا

تمہیں بری جھپٹ (پکڑ) پہنچی ۱۱۹ کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں

تُشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُونِهِ فَاكِيدُوْنِي جَبِيْعًا شُمَّ لَا تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اِنِّي تَوَكَّلْتُ

تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر میرا برا چاہو ۱۱۹ پھر مجھے مہلت نہ دو ۱۲۰ میں نے اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ ط مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَا خِذْ بِذُنُوبِهَا ط اِنَّ رَبِّي

بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں ۱۲۱ جس کی چوٹی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو ۱۲۲ بے شک میرا رب

عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِهِ

سیدھے راستہ پر ملتا ہے پھر اگر تم منہ پھيرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف

اِلَيْكُمْ ط وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهُ شَيْئًا ط اِنَّ

لے کر بھیجا گیا ۱۲۳ اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا ۱۲۴ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے ۱۲۵ بے شک

رَبِّي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَبَّ اَجَاءَ اَمْرُنَا نَجِيْنَا هُوْدًا وَالَّذِيْنَ

میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے ۱۲۶ اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود اور اس کے

۱۱۸ میری دعوت سے۔ ۱۱۹ جو تمہارے دعوے کی صحت پر دلالت کرتی اور یہ بات انہوں نے بالکل غلط اور جھوٹ کہی تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں جو

معجزات دکھائے تھے ان سب سے مکر گئے۔ ۱۱۸ یعنی تم جو بتوں کو برا کہتے ہو، اس لیے انہوں نے تمہیں دیوانہ کر دیا، مراد یہ ہے کہ اب جو کچھ کہتے ہو یہ دیوانگی کی

باتیں ہیں۔ (معاذ اللہ) ۱۱۹ یعنی تم اور وہ جنہیں تم معبود سمجھتے ہو سب مل کر مجھے ضرر پہنچانے کی کوشش کرو۔ ۱۲۰ مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی اور تمہاری

مکاریوں کی کچھ پرواہ نہیں اور مجھے تمہاری شوکت و قوت سے کچھ اندیشہ نہیں، جن کو تم معبود کہتے ہو وہ جہاد و بے جان ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر، ان کی کیا

حقیقت کہ وہ مجھے دیوانہ کر سکتے۔ یہ حضرت ہود علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ نے ایک زبردست جبار صاحب قوت و شوکت قوم سے جو آپ کے خون کی پیاسی اور

جان کی دشمن تھی، اس طرح کے کلمات فرمائے اور اصلاً خوف نہ کیا اور وہ قوم باوجود انتہائی عداوت اور دشمنی کے آپ کو ضرر پہنچانے سے عاجز رہی۔ ۱۲۱ اسی میں بنی

آدم اور حیوان سب آگئے۔ ۱۲۲ یعنی وہ سب کا مالک ہے اور سب پر غالب اور قادر و مہضر ہے۔ ۱۲۳ اور حجت ثابت ہو چکی۔ ۱۲۴ یعنی اگر تم نے ایمان سے

اعراض کیا اور جو احکام میں تمہاری طرف لایا ہوں انہیں قبول نہ کیا تو اللہ تمہیں ہلاک کرے گا اور بجائے تمہارے ایک دوسری قوم کو تمہارے دیار و اموال کا والی

بنائے گا جو اس کی توحید کے معتقد ہوں اور اس کی عبادت کریں۔ ۱۲۵ کیونکہ وہ اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی ضرر پہنچ سکے لہذا تمہارے اعراض کا جو ضرر ہے وہ

تمہیں کو پہنچے گا۔ ۱۲۶ اور کسی کا قول فعل اس سے مخفی نہیں۔ جب قوم ہود نصیحت پذیر نہ ہوئی تو بارگاہِ تدبیرِ برحق سے ان کے عذاب کا حکم نافذ ہوا۔

أَمْنُوامَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۖ وَنَجِيئُهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝٥٨ وَتِلْكَ عَادٌ قَدْ

ساتھ کے مسلمانوں کو ۱۲۸ اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ۱۲۸ اور انھیں ۱۲۹ سخت عذاب سے نجات دی اور یہ عاد ہیں ۱۳۰

جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ

کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے

عَنِيدٍ ۝٥٩ وَاتَّبَعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ أَلَا إِنَّ عَادًا

کہنے پر چلے اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن سن لو بے شک عاد

كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۖ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ۖ وَ إِلَىٰ شُودٍ أَخَاهُمْ

اپنے رب سے منکر ہوئے اے دور ہوں عاد ہود کی قوم اور شمود کی طرف ان کے ہم قوم

صَلِحًا ۚ قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُمْ

صالح کو ۱۳۱ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ۱۳۲ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۱۳۳ اس نے تمہیں

مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَغْمَرَ كُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ تَتُوبُوا إِلَيْهِ ۖ إِنَّ

زمین سے پیدا کیا ۱۳۴ اور اس میں تمہیں بسایا ۱۳۵ تو اس سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بے شک

رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۖ قَالُوا يَصْلِحْ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا

میرا رب قریب ہے دعا سننے والا بولے اے صالح اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے ۱۳۶

اتَّهْنَأْنَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّ لَآلِهَةَ شِكِّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَىٰهِ

کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو پوجیں اور بے شک جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکے ڈالنے والے

مُرِيبٌ ۖ قَالَ يَقَوْمِ أَسَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَآتَيْنِي

شک میں ہیں بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے

۱۳۷ جن کی تعداد چار ہزار تھی۔ ۱۳۸ اور قوم عاد کو ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ ۱۳۹ یعنی جیسے مسلمانوں کو عذاب دنیا سے بچایا ایسے ہی آخرت کے ۱۴۰ یہ

خطاب ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو، اور تِلْكَ اٰیَاتُہٗا اشارہ ہے قوم عاد کی قبور و آثار کی طرف۔ مقصد یہ ہے کہ زمین میں چلو آئیں دیکھو اور عبرت حاصل

کرو۔ ۱۴۱ بھیجا تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے ۱۴۲ اور اس کی وحدانیت مانو ۱۴۳ صرف وہی مستحق عبادت ہے کیونکہ ۱۴۴ تمہارے جد حضرت آدم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے پیدا کر کے اور تمہاری نسل کی اصل نطفوں کے مادوں کو اس سے بنا کر۔ ۱۴۵ اور زمین کو تم سے آباد کیا۔ ضحاک نے ”اِسْتَغْمَرَ كُمْ“

کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ تمہیں طویل عمریں دیں، حتیٰ کہ ان کی عمریں تین سو برس سے لے کر ہزار برس تک کی ہوئیں۔ ۱۴۶ اور ہم امید کرتے تھے کہ تم ہمارے

سردار بنو گے کیونکہ آپ کمزوروں کی مدد کرتے تھے، فقیروں پر سخاوت فرماتے تھے، جب آپ نے توحید کی دعوت دی اور بتوں کی برائیاں بیان کیں تو قوم کی امیدیں

آپ سے منقطع ہو گئیں اور کہنے لگے۔

مِنْهُ رَاحَةٌ فَمَنْ يُصِرْني مِنَ اللَّهِ إِنَّ عَصِيَّتَهُ قَفَ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ

اپنے پاس سے رحمت بخشی ۱۳۷ تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں ۱۳۸ تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ

تَخْسِرُ ۶۳ وَيَقُومُ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ فَذَرُوهَا تَاكُلْ فِي أَرْضِ

بڑھاؤ گے ۱۳۹ اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ (اونٹنی) ہے تمہارے لیے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں

اللَّهُ وَلَا تَسْوَاهَا بَسُوءٍ فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ۶۴ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ

کھائے اور اسے بری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا ۱۴۰ تو انھوں نے ۱۴۱ اس کی کوچیں کاٹیں (پاؤں کاٹ دیئے) تو صالح نے کہا

تَسْعَوْنِي دَارَكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ۶۵ فَلَمَّا جَاءَ

اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو (فائدہ اٹھاؤ) ۱۴۲ یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا ۱۴۳ پھر جب

أَمَرْنَا نَجِيئًا صَاحِبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ

ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر ۱۴۴ بچالیا اور اس دن کی

يَوْمٍ مِّنْ أَنْ رَّبِّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۶۶ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

رسوائی سے بے شک تمہارا رب قوی عزت والا ہے اور ظالموں کو چنگھاڑنے ۱۴۵ نے آلیا

فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَيَيْنَ ۶۷ كَانَ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۱۴۶ إِنَّ تَشُودًا

تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے سن لو بے شک تھوڑے

كَفَرُوا أَرَأَيْتُمْ ۱۴۷ أَلَا بَعْدَ الشُّوْدَ ۶۸ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ

اپنے رب سے منکر ہوئے ارے لعنت ہو تھوڑے پر اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس ۱۴۸

بِالْبُشْرَى قَالُوا أَسَلِمًا ۱۴۹ قَالَ سَلِمٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيدٍ ۶۹

مژدہ لے کر آئے بولے سلام کہا ۱۴۹ سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک مچھڑا بھٹا لے آئے ۱۴۸

۱۴۷ حکمت و نبوت عطا کی۔ ۱۴۸ رسالت کی تبلیغ اور بت پرستی سے روکنے میں۔ ۱۴۹ یعنی مجھے تمہارے خسارے کا تجربہ اور زیادہ ہوگا۔ ۱۵۰ تھوڑے حضرت

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزہ طلب کیا تھا (جس کا بیان سورہ اعراف میں ہو چکا ہے)۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پتھر سے حکم الہی ناقہ پیدا ہوا یہ ناقہ

ان کے لیے آیت (نشانی) و معجزہ تھا۔ اس آیت میں اس ناقہ (اونٹنی) کے متعلق احکام ارشاد فرمائے گئے کہ اسے زمین میں چرنے دو اور کوئی آزار (تکلیف) نہ

پہنچاؤ ورنہ دنیا ہی میں گرفتار عذاب ہو گے اور مہلت نہ پاؤ گے۔ ۱۴۹ حکم الہی کی مخالفت کی اور چہار شنبہ (بدھ) کو ۱۵۱ یعنی جمعہ تک جو کچھ دنیا کا عیش کرنا ہے کر لو

شنبہ (ہفتہ) کو تم پر عذاب آئے گا۔ پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے، دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز یعنی جمعہ کو سیاہ اور شنبہ کو عذاب نازل ہو جائے گا۔

۱۵۰ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۵۱ ان بلاؤں سے ۱۵۲ یعنی ہولناک آواز نے جس کی ہیبت سے ان کے دل پھٹ گئے اور وہ سب کے سب مر گئے۔ ۱۵۳ سادہ رو

نوجوانوں کی حسین شکلوں میں حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام کی پیدائش کا ۱۵۴ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔ ۱۵۵ مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت

فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكَرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا

پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کو اوپری (اجنبی) سمجھا اور جی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا بولے

لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ لُّوطٍ ۖ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحَكْتُ

ڈرئیے نہیں ہم قوم لوط کی طرف ۱۵۹ بھیجے گئے ہیں اور اس کی بی بی ۱۵۸ کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی

فَبَشِّرْنَاهَا بِاسْحَاقَ ۚ وَمِنْ وَّرَاءِ اسْحَاقَ يَعْقُوبُ ۚ قَالَتْ يَوَيْلَ لِيَّ وَالْأُحْدُ

تو ہم نے اُسے ۱۵۸ اسحق کی خوشخبری دی اور اسحق کے پیچھے ۱۵۹ یعقوب کی ۱۵۸ بولی ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا

وَأَنَا عَجُوزٌ ۖ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَذَا الشَّيْءَ عَجِيبٌ ۖ قَالُوا

اور میں بوڑھی ہوں ۱۵۸ اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے ۱۵۹ بے شک یہ تو اچھی (تعجب) کی بات ہے فرشتے بولے

أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمْتُ الْوَحْشَ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۖ

کیا اللہ کے کام کا اچھی (تعجب) کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے اس گھر والو ۱۵۸

إِنَّهُ حَبِيبٌ مَّجِيدٌ ۖ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ

بے شک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا پھر جب ابراہیم کا خوف زائل (دور) ہوا اور اسے خوش خبری ملی

يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۖ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۖ يٰٓإِبْرَاهِيمُ

ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ۱۵۸ بے شک ابراہیم تحمّل والا بہت آپس کرنے والا رجوع لانے والا ہے ۱۵۹ اے ابراہیم

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات بہت ہی مہمان نواز تھے، بغیر مہمان کے کھانا تناول نہ فرماتے۔ اس وقت ایسا اتفاق ہوا کہ پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا تھا، آپ اس

غم میں تھے، ان مہمانوں کو دیکھتے ہی آپ نے ان کے لیے کھانا لانے میں جلدی فرمائی چونکہ آپ کے یہاں گائیں بکثرت تھیں اس لیے پھڑکے کا بھنا ہوا گوشت

سامنے لایا گیا۔ قائمہ: اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے دسترخوان پر زیادہ آتا تھا اور آپ اس کو پسند فرماتے تھے،

گائے کا گوشت کھانے والے اگر سنت ابراہیمی ادا کرنے کی نیت کریں تو مزید ثواب پائیں۔ ۱۵۹ عذاب کرنے کے لیے۔ ۱۵۸ حضرت سارہ پسر پروردہ ۱۵۸

اس کے فرزند ۱۵۹ حضرت اسحق کے فرزند ۱۵۸ حضرت سارہ کو خوشخبری دینے کی وجہ یہ تھی کہ اولاد کی خوشی عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اور نیز یہ بھی سبب تھا

کہ حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام موجود تھے اس بشارت کے ضمن میں ایک بشارت یہ

بھی تھی کہ حضرت سارہ کی عمر اتنی دراز ہوگی کہ وہ پوتے کو بھی دیکھیں گی۔ ۱۵۹ میری عمر نوے سے مئچا وز ہو چکی ہے۔ ۱۵۸ جن کی عمر ایک سو بیس سال کی ہو گئی

ہے۔ ۱۵۸ فرشتوں کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے لیے کیا ”جائے تعجب“ (تعجب کی بات) ہے! تم اُس گھر میں ہو جو معجزات اور خوارق عادات (کرامات)

اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا مورد (مقام نزول) بنا ہوا ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ بیبیاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ ۱۵۸ یعنی کلام و سوال

کرنے لگا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مُجَادِلَہ (تکرار کرنا) یہ تھا کہ آپ نے فرشتوں سے فرمایا کہ قوم لوط کی بہنیوں میں اگر پچاس ایماندار ہوں تو بھی

انہیں ہلاک کرو گے؟ فرشتوں نے کہا نہیں۔ فرمایا: اگر چالیس ہوں؟ انہوں نے کہا: جب بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تیس ہوں؟ انہوں نے کہا: جب بھی نہیں۔

آپ اس طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اگر ایک مرد مسلمان موجود ہو تب ہلاک کر دو گے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس میں لوط علیہ

السلام ہیں۔ اس پر فرشتوں نے کہا: ہمیں معلوم ہے جو وہاں ہیں، ہم حضرت لوط علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو بچائیں گے سوائے ان کی عورت کے۔

أَعْرَضَ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَالنَّهْمُ إِلَيْهِمْ عَذَابٌ

اس خیال میں نہ پڑے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے

غَيْرُ مُرْدُوْدٍ ۚ وَلَسَا جَاءَتْ رُسُلُنَا لَوْ كَانُوا يَشْعُرُونَ ۚ وَصَاقَ بِهِمْ

کہ پھیرا نہ جائے گا اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے ۱۵۹ اسے ان کا غم ہوا اور ان کے سبب دل

ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۚ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ ۚ

تنگ ہوا اور بولا یہ بڑی سختی کا دن ہے ۱۶۰ اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی

وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ لِقَوْمِهِمْ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ

اور انھیں آگے ہی سے بُرے کاموں کی عادت پڑی تھی ۱۶۱ کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ

أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزَوْا فِي صِغْفَىٰ ۚ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ

تمہارے لیے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو ۱۶۲ اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں ایک آدمی بھی

رَّاشِدٌ ۚ قَالُوا الْقَدْعِلْبَتْ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ

نیک چلن نہیں بولے تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ۱۶۳ اور تم ضرور جانتے ہو

مَا نَرِيدُ ۚ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أَوْ إِيَّائِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۚ قَالُوا

جو ہماری خواہش ہے بولا اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا ۱۶۴ فرشتے بولے

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد یہ تھا کہ آپ عذاب میں تاخیر چاہتے تھے تاکہ اس بستی والوں کو کفر و معاصی سے باز آنے کے لیے ایک فرصت اور مل

جائے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت میں ارشاد ہوتا ہے: ۱۵۸ ان صفات سے آپ کی رقتِ قلب اور آپ کی رافت و رحمت معلوم ہوتی ہے جو

اس مُباحثہ کا سبب ہوئی۔ فرشتوں نے کہا: ۱۵۹ حسین صورتوں میں۔ اور حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی ہیئت اور جمال کو دیکھا تو قوم کی خیانت و بدعملی کا خیال

کر کے ۱۶۰ مروی ہے کہ ملائکہ کو حکم الہی یہ تھا کہ وہ قوم لوط کو اس وقت تک ہلاک نہ کریں جب تک کہ حضرت لوط علیہ السلام خود اس قوم کی بدعملی پر چار مرتبہ گواہی

نہ دیں چنانچہ جب یہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام سے ملے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہیں اس بستی والوں کا حال معلوم نہ تھا! فرشتوں نے کہا: ان کا کیا

حال ہے؟ آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ عمل کے اعتبار سے روئے زمین پر یہ بدترین بستی ہے اور یہ بات آپ نے چار مرتبہ فرمائی، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی عورت جو کافرہ تھی نگلی اور اس نے اپنی قوم کو جا کر خبر دی کہ حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں ایسے خوب رو اور حسین مہمان آئے ہیں جن کی مثل اب

تک کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ ۱۶۱ اور کچھ شرم و حیا باقی نہ رہی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ۱۶۲ اور اپنی بیٹیوں سے تَمَتُّع (فائدہ حاصل) کرو کہ یہ تمہارے لیے

حلال ہے۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی عورتوں کو جو قوم کی بیٹیاں تھیں بزرگانہ شفقت سے اپنی بیٹیاں فرمایا تاکہ اس حسنِ اخلاق سے وہ فائدہ اٹھائیں

اور حُجَّت (غیرت) سیکھیں۔ ۱۶۳ یعنی ہمیں ان کی طرف رغبت نہیں۔ ۱۶۴ یعنی مجھے اگر تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا ایسا قبیلہ رکھتا جو میری مدد کرتا تو تم سے

مقابلہ و مُقاتلہ کرتا۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا اور اندر سے یہ گفتگو فرما رہے تھے، قوم نے چاہا کہ دیوار توڑے،

فرشتوں نے آپ کا رنج و اضطراب دیکھا تو۔

يَلُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصْلُوَا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِاهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ

اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ۱۶۵ وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے ۱۶۶ تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرَاتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۖ إِنَّ

اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے ۱۶۷ سوائے تمہاری عورت کے اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا ۱۶۸ بے شک

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۖ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝۸۱ ۖ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا

ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے ۱۶۹ کیا صبح قریب نہیں پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے

عَالِيهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ۖ لَّا مَنصُودٍ ۝۸۲

اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا ۱۷۰ اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے

مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝۸۳ ۖ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ

جوشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں ۱۷۱ اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں ۱۷۲ اور مدین کی طرف

آخَاهُمْ شُعَيْبًا ۖ قَالَ يَقُومُ عَبْدُ وَاللَّهِ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا

ان کے ہم قوم شعیب کو ۱۷۳ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۱۷۴ اور

تَقْصُوا الْبَيْكَالَ وَالْبِيزَانَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

ناپ اور تول میں کمی نہ کرو بے شک میں تمہیں آسودہ حال (مالدار و خوشحال) دیکھتا ہوں ۱۷۵ اور مجھے تم پر

۱۶۵ تمہارا پایہ مضبوط ہے، ہم ان لوگوں کو عذاب کرنے کے لیے آئے ہیں تم دروازہ کھول دو اور ہمیں اور انہیں چھوڑ دو۔ ۱۶۶ اور تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

حضرت نے دروازہ کھول دیا، قوم کے لوگ مکان میں گھس آئے۔ حضرت جبریل نے حکم الہی اپنا بازو ان کے منہ پر مارا سب اندھے ہو گئے اور حضرت لوط علیہ

الصلوة والسلام کے مکان سے نکل کر بھاگے، انہیں راستہ نظر نہیں آتا تھا اور یہ کہتے جاتے تھے: ہائے لوط کے گھر میں بڑے جادو گر ہیں، انہوں نے ہمیں جادو

کر دیا۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا: ۱۶۷ اس طرح آپ کے گھر کے تمام لوگ چلے جائیں۔ ۱۶۸ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: یہ عذاب

کب ہوگا؟ حضرت جبریل نے کہا: ۱۶۹ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ میں تو اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ۱۷۰ یعنی

الٹ دیا اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے قوم لوط کے شہر جس طبقہ زمین پر تھے اس کے نیچے اپنا بازو ڈالا اور ان پانچوں شہروں کو جن میں سب سے بڑا

سَدُوم تھا اور ان میں چار لاکھ آدمی بستے تھے، اتنا اونچا اٹھایا کہ وہاں کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچنے لگیں اور اس آہستگی سے اٹھایا کہ کسی برتن کا پانی

نہ گرا اور کوئی سونے والا بیدار نہ ہوا، پھر اس بلندی سے اس کو اوندھا کر کے پلٹا ۱۷۱ ان پتھروں پر ایسا نشان تھا جس سے وہ دوسروں سے ممتاز تھے۔ قنادہ نے کہا

کہ ان پر سرخ خطوط تھے۔ حسن و سدی کا قول ہے کہ ان پر مہریں لگی ہوئی تھیں اور ایک قول یہ ہے کہ جس پتھر سے جس شخص کی ہلاکت منظور تھی اس کا نام اس

پتھر پر لکھا تھا۔ ۱۷۲ یعنی اہل مکہ سے۔ ۱۷۳ ہم نے بھیجا باشندگان شہر ۱۷۴ آپ نے اپنی قوم سے ۱۷۵ پہلے تو آپ نے توحید و عبادت کی ہدایت فرمائی کہ وہ

تمام امور میں سب سے اہم ہے۔ اس کے بعد جن عادات فحشہ میں وہ مبتلا تھے اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا۔ ۱۷۶ ایسے حال میں آدمی کو چاہئے کہ نعمت کی شکر

گزاری کرے اور دوسروں کو اپنے مال سے فائدہ پہنچائے نہ کہ ان کے حقوق میں کمی کرے ایسی حالت میں اس خیانت کی عادت سے اندیشہ ہے کہ کہیں اس نعمت

سے محروم نہ کر دیئے جاؤ۔

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝۸۲ وَيَقُومُ أَوْفُوا الْبَيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ

گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۱۸۲ اور اے میری قوم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور

لَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۸۵

لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو

بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝۸۶ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝۸۶

اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو ۱۸۶ اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں ۱۸۶

قَالُوا ائِشْعِيبُ أَصْلُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَأَنْ

بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں ۱۸۷ یا

نَفْعَلْ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۝۸۷ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝۸۷ قَالَ يَقُومُ

اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ۱۸۷ ہاں جی تمہیں بڑے عقل مند نیک چلن ہو کہا اے میری قوم

أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَرَأَيْتُمْنِي رَاكِعًا حَسَنًا ۝۸۸

بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں ۱۸۸ اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی ۱۸۸

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَنْهُ إِنِ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ

اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کا خلاف کرنے لگوں ۱۸۹ میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی

مَا اسْتَطَعْتُ ۝۸۹ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝۸۹

چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں

۱۸۹ کہ جس سے کسی کو رہائی میسر نہ ہو اور سب کے سب ہلاک ہو جائیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دن کے عذاب سے عذاب آخرت مراد ہو۔ ۱۸۹ یعنی مال حرام

ترک کرنے کے بعد حلال جس قدر بھی بچے وہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پورا تولنے اور ناپنے کے بعد جو بچے وہ بہتر

ہے۔ ۱۸۹ کہ تمہارے افعال پر دار و گیر (مؤاخذہ) کروں۔ علماء نے فرمایا کہ بعض انبیاء کو حرب (جہاد و قتال) کی اجازت تھی جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد،

حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہم، بعض وہ تھے جنہیں حرب (قتال) کا حکم نہ تھا، حضرت شعیب علیہ السلام انہیں میں سے ہیں، تمام دن وعظ فرماتے اور شب

تمام نماز میں گزارتے، قوم آپ سے کہتی کہ اس نماز سے آپ کو کیا فائدہ؟ آپ فرماتے: نماز خوبیوں کا حکم دیتی ہے برائیوں سے منع کرتی ہے، تو اس پر وہ تسخر

سے (مراقب اڑاتے ہوئے) یہ کہتے جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ۱۸۹ بت پرستی نہ کریں۔ ۱۸۹ مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے مال کے مختار ہیں، چاہے کم ناپیں چاہے کم

تولیں۔ ۱۸۹ بصیرت و ہدایت پر ۱۸۹ یعنی نبوت و رسالت یا مال حلال اور ہدایت و معرفت، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں بت پرستی اور گناہوں سے منع نہ

کروں کیونکہ انبیاء اسی لیے بھیجے جاتے ہیں۔ ۱۸۹ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے حلیم و رشید ہونے کا اعتراف

کیا تھا اور ان کا یہ کلام استہزاء (مذاق) نہ تھا بلکہ مدعا یہ تھا کہ آپ باوجود حلم و کمال عقل کے ہم کو اپنے مال میں اپنے حسب مرضی تصرف کرنے سے کیوں منع فرماتے

ہیں؟ اس کا جواب جو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ جب تم میرے کمال عقل کے معترف ہو تو تمہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ میں نے اپنے

وَلَيَقُومَنَّ لَكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ

اور اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ کموادے (برا کام کراوے) کہ تم پر پڑے جو پڑا تھا نوح کی قوم یا

قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ط وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۝۸۹ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوا

ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں ۱۸۹ اور اپنے رب سے

رَبِّكُمْ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ ط إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝۹۰ ﴿۹۰﴾ قَالُوا اإِشْعِيبُ مَا

معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بے شک میرا رب مہربان محبت والا ہے بولے اے شعیب

نَفَقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرُكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ

ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں اور بے شک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں ۱۸۹ اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا ۱۸۹

لَرَجَّحْنَاكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بَعِزٌّ ۝۹۱ ﴿۹۱﴾ قَالَ يَقُومَنَّ أَرَاهُطِي أَعَزُّ عَلَيْكُمْ

تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں کہا اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ

مِّنَ اللَّهِ ط وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظَهْرِيًّا ط إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ

اللہ سے زیادہ ہے ۱۸۹ اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ۱۸۹ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے

مُحِيطٌ ۝۹۲ ﴿۹۲﴾ وَلَيَقُومَنَّ أَعْلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ط سَوْفَ تَعْلَمُونَ لَا

بس میں ہے اور اے قوم تم اپنی جگہ اپنا کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں اب جانا (جاننا) چاہتے ہو

مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ط وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ

کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے ۱۹۰ اور انتظار کرو ۱۹۱ میں بھی تمہارے ساتھ

رَاقِبٌ ۝۹۳ ﴿۹۳﴾ وَلَبَّاءُ أَمْرًا نَّجِينًا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ

انتظار میں ہوں اور جب ۱۹۲ ہمارا حکم آیا ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر

لِجِبَاتٍ پَسْنَدِیْ ہے وہ وہی ہوگی جو سب سے بہتر ہو اور وہ خدا کی توحید اور ناپ تول میں ترک خیانت ہے، میں اس کا پابندی سے عامل ہوں تو تمہیں سمجھ لینا

چاہئے کہ یہی طریقہ بہتر ہے۔ ۱۸۵ انہیں کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے نہ وہ کچھ دور کے رہنے والے تھے تو ان کے حال سے عبرت حاصل کرو۔ ۱۸۶ کہ اگر تم

آپ کے ساتھ کچھ زیادتی کریں تو آپ میں مدافعت کی طاقت نہیں۔ ۱۸۷ جو دین میں ہمارا موافق ہے اور جس کو ہم عزیز رکھتے ہیں۔ ۱۸۸ کہ اللہ کے لیے تو تم

میرے قتل سے باز نہ رہے اور میرے کنبہ کی وجہ سے باز رہے اور تم نے اللہ کے نبی کا تو احترام نہ کیا اور کنبے کا احترام کیا۔ ۱۸۹ اور اس کے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔

۱۹۰ اپنے دعاوی (دعووں) میں یعنی تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ میں حق پر ہوں یا تم اور عذاب الہی سے شقی کی شقاوت (بد بختی کی بد بختی) ظاہر ہو جائے گی۔

۱۹۱ عاقبت امر اور انجام کار کا۔ ۱۹۲ ان کے عذاب اور ہلاک کے لیے۔

مِّنَّا ۚ وَ أَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَيْنٍ ۝۹۳

بچا لیا اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آیا ۱۹۳ تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے

كَانَ لَمْ يَخْنُوا فِيهَا ۚ أَلَا بُعْدًا لِّلْبَدِيْنَ كَمَا بَعَدَتْ شُعُودُ ۝۹۵ وَلَقَدْ

گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے ارے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے شعود ۱۹۵ اور بے شک

أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۹۶ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَِٓٔهِ

ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں ۱۹۶ اور صریح غلبے کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا

فَاتَّبَعُوا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝۹۷ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ

تو وہ فرعون کے کہنے پر چلے ۱۹۷ اور فرعون کا کام راستی (درست و دیانتداری) کا نہ تھا ۱۹۷ اپنی قوم کے آگے ہوگا قیامت کے

الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۚ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْبُورُودُ ۝۹۸ وَاتَّبَعُوا فِي هٰذِهِ

دن تو انھیں دوزخ میں لا اتارے گا ۱۹۸ اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا اور ان کے پیچھے پڑی اس جہان میں

لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْبُرْفُودُ ۝۹۹ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْاَقْبٰى

لعنت اور قیامت کے دن ۱۹۹ کیا ہی برا انعام جو انھیں ملا یہ بستیوں ۱۹۹ کی خبریں ہیں

نَقْصُهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيْدٌ ۝۱۰۰ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا

کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ۱۰۰ ان میں کوئی کھڑی ہے ۱۰۰ اور کوئی کٹ گئی ۱۰۰ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انھوں نے ۱۰۰

اَنْفُسَهُمْ فَمَا اَغْنَتْ عَنْهُمْ اِلٰهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

اپنا برا کیا تو ان کے معبود جنہیں ۱۰۰ اللہ کے سوا پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ

۱۹۳ حضرت جبریل علیہ السلام نے بہت ناک آواز سے کہا: ”مُؤْتُوا جَمِيْعًا“ سب مرجاؤ! اس آواز کی دہشت سے ان کے دم نکل گئے اور سب مر گئے۔ ۱۹۴

اللہ کی رحمت سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کبھی دو امتیں ایک ہی عذاب میں مبتلا نہیں کی گئیں بجز حضرت شعیب و صالح علیہما السلام کی

امتوں کے لیکن قوم صالح کو ان کے نیچے سے ہولناک آواز نے ہلاک کیا اور قوم شعیب کو اوپر سے۔ ۱۹۵ یعنی معجزات ۱۹۶ اور کفر میں مبتلا ہوئے اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ ۱۹۷ وہ چلی گمراہی میں تھا کیونکہ باوجود بشر ہونے کے خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور علانیہ ایسے ظلم اور ایسی ستم گاریاں کرتا تھا جس کا

شیطانی کام ہونا ظاہر اور یقینی ہے، وہ کہاں اور خدائی کہاں! اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رُشد و حقانیت تھی، آپ کی سچائی کی دلیلیں، آیات ظاہرہ

و معجزات باہرہ (صاف صاف آیتیں اور زبردست معجزات) وہ لوگ معاند کر چکے تھے، پھر بھی انہوں نے آپ کی اتباع سے منہ پھیرا اور ایسے گمراہ کی اطاعت کی تو

جب وہ دنیا میں کفر و ضلال میں اپنی قوم کا پیشوا تھا ایسے ہی جہنم میں ان کا امام ہوگا اور ۱۹۸ جیسا کہ انہیں دریائے نیل میں لا ڈالا تھا۔ ۱۹۹ یعنی دنیا میں بھی ملعون

اور آخرت میں بھی ملعون۔ ۱۰۰ یعنی گزری ہوئی امتوں ۱۰۰ کہ تم اپنی امت کو ان کی خبریں دوتا کہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں، ان بستیوں کی حالت تھیتیوں

کی طرح ہے کہ ۱۰۰ اس کے مکانات کی دیواریں موجود ہیں، کھنڈر پائے جاتے ہیں، نشان باقی ہیں جیسے کہ عاد و شعود کے دیار (بستیاں)۔ ۲۰۳ یعنی کئی ہوئی کھیتی

کی طرح بالکل بے نام و نشان ہو گئی اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا جیسے کہ قوم نوح علیہ السلام کے دیار۔ ۲۰۴ کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے ۲۰۵ جہل و گمراہی سے

شَيْءٍ لِّسَّاجِدٍ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ۝۱۰ وَكَذَلِكَ أَخْذُ

آئے ۱۰ جب تمہارے رب کا حکم آیا اور ان ۱۰ سے انہیں ہلاک کے سوا کچھ نہ بڑھا اور ایسی ہی پکڑ ہے

رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنُ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۖ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَرِيدٌ ۝۱۱ إِنَّ

تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی (سخت) ہے ۱۱ بے شک

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۖ ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْجُوعٌ ۖ لِلَّهِ

اس میں نشانی ۱۱ ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ہے جس میں سب لوگ ۱۱

النَّاسِ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۝۱۲ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مُّعَدُّودٍ ۝۱۳

اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے ۱۲ اور ہم اسے ۱۲ پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لیے ۱۳

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلِّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۖ فَبَيْنُهُمْ شِقَئٌ وَسَعِيدٌ ۝۱۴ فَمَا

جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا ۱۴ تو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش نصیب ۱۴ تو

الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝۱۵ خَلِدِينَ فِيهَا

وہ جو بدبخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینگیں (چینیں چلائیں) گے وہ اس میں رہیں گے

مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ

جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا ۱۵ بے شک تمہارا رب

لِّبَايِرٍ ۝۱۶ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فِي الْجَنَّةِ خَلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ

جب جو چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک

السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْدُودٍ ۝۱۷

آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا ۱۷ یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی

۱۷ اور ایک ۱۷ (تھوڑا سا بھی) عذاب دفع نہ کر سکے۔ ۱۷ بتوں اور جھوٹے مجبوروں ۱۷ تو ہر ظالم کو چاہئے کہ ان واقعات سے عبرت پکڑے اور توبہ میں

جلدی کرے۔ ۱۷ عبرت و نصیحت ۱۷ اگلے پچھلے حساب کے لیے ۱۷ جس میں آسمان والے اور زمین والے سب حاضر ہوں گے۔ ۱۷ یعنی روز قیامت کو

۱۷ یعنی جو مدت ہم نے بقائے دنیا کے لیے مقرر فرمائی ہے اس کے تمام ہونے تک۔ ۱۷ تمام خلق ساکت ہوگی، قیامت کا دن بہت طویل ہوگا، اس میں

احوال مختلف ہوں گے، بعض احوال میں تو شدت ہیبت سے کسی کو بے اذن الہی بات زبان پر لانے کی قدرت نہ ہوگی اور بعض احوال میں اذن دیا جائے گا کہ لوگ

اذن (اجازت) سے کلام کریں گے اور بعض احوال میں ہول و وحشت کم ہوگی اس وقت لوگ اپنے معاملات میں جھگڑیں گے اور اپنے مقدمات پیش کریں گے۔

۱۷ شقیں ۱۷ یعنی قدس سرہ نے فرمایا: سعادت کی پانچ علامتیں ہیں: (۱) دل کی تسکین (۲) آنکھ کی خشکی یعنی عدم گریہ (نردونا) (۳) دنیا کی رغبت (۴) امیدوں کا کوتاہ ہونا (۵) حیا۔ اور

بدبختی کی علامتیں بھی پانچ چیزیں ہیں: (۱) دل کی سختی (۲) آنکھ کی خشکی یعنی عدم گریہ (نردونا) (۳) دنیا کی رغبت (۴) دراز امیدیں (۵) بے حیائی۔ ۱۷ اتنا اور

فَلَا تَكُ فِي مَرِيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ ۖ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ

تو اے سننے والے دھوکے میں نہ پڑ اس سے جسے یہ کافر پوجتے ہیں ۲۱۸ یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسا پہلے

آبَاؤُهُمْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَإِنَّا لَنُوقُوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ ۚ وَلَقَدْ

ان کے باپ دادا پوجتے تھے ۲۱۹ اور بے شک ہم ان کا حصہ انہیں پورا پھیر دیں گے جس میں کمی نہ ہوگی اور بے شک

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ ۖ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ۲۲۰ تو اس میں پھوٹ پڑ گئی ۲۲۱ اگر تمہارے رب کی ایک بات ۲۲۲ پہلے نہ ہو چکی ہوتی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۖ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۚ وَإِنَّا لَنَسَائِلُ يَوْمَئِذٍ

تو جیسی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا ۲۲۳ اور بے شک وہ اس کی طرف سے ۲۲۴ دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں ۲۲۵ اور بے شک جتنے ہیں ۲۲۶ ایک ایک کو

رَبُّكَ أَعْمَالُهُمْ ۖ إِنَّهُمْ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۚ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَ

تمہارا رب اس کا عمل پورا بھر دے گا اسے ان کے کاموں کی خبر ہے ۲۲۷ تو قائم رہو ۲۲۸ جیسا تمہیں حکم ہے اور

مَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۖ إِنَّهُمْ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۚ وَلَا تَرْكُنُوا

جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے ۲۲۹ اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف

إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا افْتَسِكُمُ النَّارُ ۖ وَمَالَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ

نہ جھکو ۲۳۰ کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں ۲۳۱

زیادہ رہیں گے اور اس زیادتی کی کوئی انتہا نہیں تو معنی یہ ہوئے کہ ہمیشہ رہیں گے، کبھی اس سے رہائی نہ پائیں گے۔ (جلالین) ۲۳۲ اتنا اور زیادہ رہیں گے۔ اس

زیادتی کی کچھ انتہا نہیں اس سے بیشگی مراد ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ۲۳۳ بیشک یہ اس بت پرستی پر عذاب دیئے جائیں گے جیسے کہ پہلی آیتیں بتلائے عذاب

ہوئیں۔ ۲۳۴ اور تمہیں معلوم ہو چکا کہ ان کا کیا انجام ہوگا۔ ۲۳۵ یعنی تورات۔ ۲۳۶ بعض اس پر ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔ ۲۳۷ کہ ان کے حساب میں

جلدی نہ فرمائے گا مخلوق کے حساب و جزا کا دن روز قیامت ہے۔ ۲۳۸ اور دنیا ہی میں گرفتار عذاب کئے جاتے۔ ۲۳۹ یعنی آپ کی امت کے کفار قرآن کریم کی

طرف سے۔ ۲۴۰ جس نے ان کی عقلوں کو حیران کر دیا ہے۔ ۲۴۱ تمام خلق، تصدیق کرنے والے ہوں یا تکذیب کرنے والے روز قیامت ۲۴۲ اس پر کچھ حجتی

نہیں۔ اس میں نیکیوں اور تصدیق کرنے والوں کے لیے تو بشارت ہے کہ وہ نیکی کی جزا پائیں گے اور کافروں اور تکذیب کرنے والوں کے لیے وعید ہے کہ وہ اپنے

عمل کی سزا میں گرفتار ہوں گے۔ ۲۴۳ اپنے رب کے حکم اور اس کے دین کی دعوت پر ۲۴۴ اور اس نے تمہارا دین قبول کیا ہے، وہ دین و طاعت پر قائم رہے۔ مسلم

شریف کی حدیث میں ہے: سفیان بن عبد اللہ ثقفی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے دین میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے

دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے۔ فرمایا: ”أَهْنُ بِاللَّهِ“ کہہ اور قائم رہ۔ ۲۴۵ ”کسی کی طرف جھکنا“ اس کے ساتھ میل محبت رکھنے کو کہتے ہیں، ابو العالیہ نے کہا

کہ معنی یہ ہیں کہ ظالموں کے اعمال سے راضی نہ ہو۔ سِدِّی نے کہا: ان کے ساتھ مَدَامَنَت (باد و قدرت ان کے سامنے دین میں پلپلا پن اختیار) نہ کرو۔ قتادہ

نے کہا: مشرکین سے نہ ملو۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نافرمانوں کے ساتھ یعنی کافروں اور بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول، رسم و راہ،

مَوَدَّت (بیار) و محبت، ان کی ہاں میں ہاں ملانا، ان کی خوشامد میں رہنا ممنوع ہے۔ ۲۴۶ کہ تمہیں اس کے عذاب سے بچا سکے۔ یہ حال تو ان کا ہے جو ظالموں سے

رسم و راہ میل و محبت رکھیں اور اسی سے ان کا حال قیاس کرنا چاہئے جو خود ظالم ہیں۔

ثُمَّ لَا تَصْرُونَ ۝۱۳ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ ۖ إِنَّ

پھر مدد نہ پاؤ گے اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں ۲۳۲ اور کچھ رات کے حصوں میں ۲۳۳ بے شک

الْحَسَنَاتِ يُدْهَبْنَ السَّيِّئَاتِ ۖ ذٰلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِ كَرِ يْنَ ۝۱۴ وَأَصْبِرْ فَإِنَّ

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ۲۳۴ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو اور صبر کرو کہ

اللَّهُ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۵ فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ

اللہ نیکوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتا تو کیوں نہ ہوئے تم میں سے اگلی سنگتوں (قوموں) میں ۲۳۵ ایسے جن میں

أُولُو ابْقِيَّةٍ يَمْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْ أَُنَجِّنَا

بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا کہ زمین میں فساد سے روکتے ۲۳۶ ہاں ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات

مِنْهُمْ ۖ وَاتَّبِعْ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أَتَوْا فَبِئْسَ مَا أَتَوْا فَبِئْسَ مَا أَتَوْا فَبِئْسَ مَا أَتَوْا ۝۱۶ وَ

دی ۲۳۷ اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا ۲۳۸ اور وہ گنہگار تھے اور

مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ ۖ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ۝۱۷ وَلَوْ شَاءَ

تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کردے اور ان کے لوگ اچھے ہوں اور اگر

رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝۱۸ إِلَّا مَن

تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا ۲۳۹ اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے ۲۴۰ مگر جن

رَّحِمَ رَبُّكَ ۖ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۖ وَتَبَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا مَلَكٌ جَهَنَّمَ

پر تمہارے رب نے رحم کیا ۲۴۱ اور لوگ اسی لیے بنائے ہیں ۲۴۲ اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا

۲۴۳ دن کے دو کناروں سے صبح و شام مراد ہیں۔ زوال سے قبل کا وقت صبح میں اور بعد کا شام میں داخل ہے۔ صبح کی نماز ”فجر“ اور شام کی نماز ”ظہر وعصر“ ہیں۔

۲۴۴ اور رات کے حصوں کی نمازیں ”مغرب وعشاء“ ہیں۔ ۲۴۵ نیکوں سے مراد یا یہی جگہ نمازیں ہیں جو آیت میں ذکر ہوئیں یا مطلق طاعتیں یا ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پڑھنا۔ مسئلہ: آیت سے معلوم ہوا کہ نیکیاں صغیرہ گناہوں کے لیے کفارہ ہوتی ہیں خواہ وہ نیکیاں نماز ہوں یا صدقہ یا ذکر و استغفار یا اور کچھ۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان دوسرے رمضان تک

یہ سب کفارہ ہیں ان گناہوں کے لیے جو ان کے درمیان واقع ہوں جبکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔ شان نزول: ایک شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اس سے کوئی خفیف سی حرکت بے حجابی کی سرزد ہوئی اس پر وہ نادم ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس شخص نے عرض کیا کہ صغیرہ گناہوں کے لیے نیکوں کا کفارہ ہونا کیا خاص میرے لیے ہے؟ فرمایا: نہیں، سب کے لیے۔ ۲۴۵ یعنی پہلی امتوں میں جو ہلاک کی گئیں۔ ۲۴۶ معنی یہ ہیں کہ ان امتوں میں ایسے اہل خیر نہیں ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد کرنے سے روکتے اور گناہوں سے منع کرتے اسی لیے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ ۲۴۷ وہ انبیاء پر ایمان لائے، ان کے احکام پر فرمانبردار رہے اور لوگوں کو فساد سے روکتے رہے۔ ۲۴۸ اور تَنَعُّمٌ و تَلَذُّذٌ (عیش و لذات) اور خواہشات و شہوات کے عادی ہو گئے اور کفر و معاصی میں ڈوبے رہے۔ ۲۴۹ تو سب ایک دین پر ہوتے ۲۵۰ کوئی کسی دین پر کوئی کسی پر۔ ۲۵۱ وہ دین حق پر

الْمَنْزِلُ الثَّالِثُ { 3 }

تَعْقِلُونَ ٢ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

کہ تم سمجھو ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں وے اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف

هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَفْلِينَ ٣ اِذْ قَالَ يُوسُفُ

اس قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی یاد کرو جب یوسف نے

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا أَنَا إِلَهٌ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كُوكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ

اپنے باپ وے سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انھیں

لِي سُجِدِينَ ٤ قَالَ يُبْنَىٰ لَا تَقْصُصْ رُءُيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا

اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا وے کہا اے میرے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا وے کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال

لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ ٥ وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ

چلیں گے وے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے وے اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا وے

الصلوة والتسليمات کا واقعہ کیا ہے؟ اس پر سورۃ مبارکہ نازل ہوئی۔ وے جس کا اعجاز ظاہر اور من عند اللہ (اللہ کی طرف سے) ہونا واضح اور معانی اہل علم کے

نزدیک غیر مشتبہ ہیں اور اس میں حلال و حرام حدود و احکام صاف بیان فرمائے گئے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں متقدمین کے احوال روشن طور پر مذکور ہیں اور

حق و باطل کو ممتاز کر دیا گیا ہے۔ وے جو بہت سے عجائب و غرائب اور حرکتوں اور عبرتوں پر مشتمل ہے اور اس میں دین و دنیا کے بہت فوائد اور سلاطین و رعایا اور علماء

کے احوال اور عورتوں کے خصائص اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر اور ان پر قابو پانے کے بعد ان سے تجاوز کرنے کا نفیس بیان ہے، جس سے سننے والے میں نیک

سیرتی اور پاکیزہ خصائل پیدا ہوتے ہیں۔ صاحب مخزن الحقائق نے کہا کہ اس بیان کا احسن ہونا اس سبب سے ہے کہ یہ قصہ انسان کے احوال کے ساتھ کمال مشابہت

رکھتا ہے، اگر یوسف سے دل کو اور یعقوب سے روح کو اور راحیل سے نفس کو، برادران یوسف سے قوی حواس کو تعبیر کیا جائے اور تمام قصہ کو انسانوں کے حالات سے

مطابقت دی جائے چنانچہ انہوں نے وہ مطابقت بیان بھی کی ہے جو یہاں بظہر اجتناف درج نہیں کی جاسکتی۔ وے حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام

وے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ آسمان سے گیارہ ستارے اترے اور ان کے ساتھ سورج اور چاند بھی ہیں، ان سب نے آپ کو سجدہ

کیا۔ یہ خواب شب جمعہ کو دیکھا، یہ رات شب قدر تھی۔ ستاروں کی تعبیر آپ کے گیارہ بھائی ہیں اور سورج آپ کے والد اور چاند آپ کی والدہ یا خالہ، آپ کی والدہ

ماجدہ کا نام راحیل ہے۔ سیدی کا قول ہے کہ چونکہ راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اس لیے قمر سے آپ کی خالہ مراد ہیں اور سجدہ کرنے سے تواضع کرنا اور مطہج ہونا مراد ہے

اور ایک قول یہ ہے کہ حقیقتہً سجدہ ہی مراد ہے کیونکہ اُس زمانہ میں سلام کی طرح سجدہ تھی (تغلیبی سجدہ) تھا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف اس

وقت بارہ سال کی تھی اور سات اور سترہ کے قول بھی آئے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت زیادہ محبت تھی اس لیے

ان کے ساتھ ان کے بھائی حسد کرتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس پر مطلع تھے اس لیے جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خواب دیکھا تو

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وے کیونکہ وہ اس کی تعبیر کو سمجھ لیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو نبوت کے لیے برگزیدہ فرمائے گا اور دوزخین کی نعمتیں اور شرف عنایت کرے گا اس لیے آپ کو بھائیوں کے حسد کا اندیشہ ہوا اور آپ نے فرمایا: وے اور

تمہاری ہلاکت کی کوئی تدبیر سوچیں گے۔ وے ان کو کید و حسد پر ابھارے گا۔ اس میں ایما (اشارہ) ہے کہ برادران یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر حضرت یوسف

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایذا و ضرر پر اقدام کریں گے تو اس کا سبب وسوسہ شیطان ہوگا۔ (غازن) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلّمہ نے فرمایا: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے، چاہے اس کو سبب سے بیان کیا جاوے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے جب کوئی دیکھنے والا وہ خواب

دیکھے تو چاہے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھکارے اور یہ پڑھے: ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَمِنْ شَرِّ هَذِهِ الرُّؤْيَا“ وے اجتنباء یعنی اللہ

وَيَعْلَمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ

اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا فلاں اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے

يَعْقُوبَ كَمَا أَتَتْهَا عَلَىٰ أَبِيكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ

گھر والوں پر فلاں جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی فلاں بے شک تیرا رب

عَلَيْكُمْ حَكِيمٌ ۝ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِلْسَّائِلِينَ ۝ اِذْ

علم و حکمت والا ہے بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں میں فلاں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں فلاں جب

قَالُوا لِيُوسُفَ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا نَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا

بولے فلاں کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی فلاں ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں فلاں بے شک ہمارے باپ

لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ اَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَظْهَرُوا أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُهُ

صراحتاً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں فلاں یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ فلاں کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی

تعالیٰ کا کسی بندے کو برگزیدہ کر لینا یعنی چن لینا، اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی بندے کو فیضِ ربانی کے ساتھ مخصوص کرے جس سے اس کو طرح طرح کے کرامات

و کمالات بے سعی و محنت حاصل ہوں۔ یہ مرتبہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے اور ان کی بدولت ان کے مقررین، صدیقین و شہداء و صالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کئے

جاتے ہیں۔ فلاں علم و حکمت عطا کرے گا اور کتب سابقہ اور احادیث انبیاء کے غوامض کشف (بہید ظاہر) فرمائے گا اور مفسرین نے اس سے تعبیر خواب بھی مراد

لی ہے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام تعبیر خواب کے بڑے ماہر تھے۔ فلاں نبوت عطا فرما کر، جو اعلیٰ مناصب میں سے ہے اور خلق کے تمام منصب اس سے

فروتر (کمتر) ہیں اور سلطنتیں دے کر دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز کر کے۔ فلاں کہ انہیں نبوت عطا فرمائی۔ بعض مفسرین نے فرمایا: اس نعمت سے مراد یہ ہے کہ

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نافرود سے خلاصی دی اور اپنا غلیل بنایا اور حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یعقوب اور اسبابِ عنایت کے۔ فلاں

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بی بی لیا بنت لیان آپ کے ماموں کی بیٹی ہیں، ان سے آپ کے چھ فرزند ہوئے: زوہیل، شمعون، لاوی، یوسف،

زبولون، یسجر اور چار بیٹے حرم (باندیوں) سے ہوئے: دان، نفتالی، جاد، آشیر، ان کی مائیں زلفہ اور باہہ۔ ”لیا“ کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے

ان کی بہن راحیل سے نکاح فرمایا، ان سے دو فرزند ہوئے: یوسف، بنیامین۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ صاحبزادے ہیں۔ انہیں کو ”اسباط“ کہتے ہیں۔

فلاں پوچھنے والوں سے یہود مراد ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال اور اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام

کے خطہ کنعان سے سرزمین مصر کی طرف منتقل ہونے کا سبب دریافت کیا تھا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات

بیان فرمائے اور یہود نے ان کو توریت کے مطابق پایا تو انہیں حیرت ہوئی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابیں پڑھنے اور علماء و اخبار کی مجلس میں بیٹھنے اور کسی

سے کچھ سیکھنے کے بغیر اس قدر صحیح واقعات کیسے بیان فرمائے! یہ دلیل ہے کہ آپ ضرور نبی ہیں اور قرآن پاک ضرور وحی الہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ قدس

سے مشرف فرمایا، علاوہ بریں اس واقعہ میں بہت سی عبرتیں اور نصیحتیں اور حکمتیں ہیں۔ فلاں برادرانِ حضرت یوسف فلاں حقیقی بنیامین فلاں قوی ہیں، زیادہ کام

آسکتے ہیں، زیادہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام چھوٹے ہیں کیا کام کر سکتے ہیں؟ فلاں اور یہ بات ان کے خیال میں نہ آئی کہ حضرت یوسف علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا ان کی صغر سنی میں انتقال ہو گیا اس لیے وہ مزید شفقت و محبت کے مورد (مستحق) ہوئے اور ان میں رُشد و نجابت (بزرگی) کی وہ نشانیاں

پائی جاتی ہیں جو دوسرے بھائیوں میں نہیں ہیں۔ یہ سب ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔

یہ سب باتیں خیال میں نہ لا کر انہیں اپنے والد ماجد کا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت فرمانا شاق گزرا اور انہوں نے باہم ل کر یہ مشورہ کیا کہ کوئی

ایسی تدبیر سوچنی چاہئے جس سے ہمارے والد صاحب کو ہماری طرف زیادہ التفات ہو۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ شیطان بھی اس مجلسِ مشورہ میں شریک ہوا اور

اس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کی رائے دی اور گفتگوئے مشورہ اس طرح ہوئی فلاں آبادیوں سے دور۔

أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ⑨ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا

طرف رہے وٹ اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا وٹ ان میں ایک کہنے والا وٹ بولا

تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيِّبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

یوسف کو مارو نہیں وٹ اور اسے اندھے (گہرے تاریک) کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہ چلتا اسے آکر لے جائے وٹ

إِنْ كُنْتُمْ فَعِلَيْنَ ⑩ قَالُوا يَا بَنَا مَالِكِ لَا تَأْمَمْنَا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ

اگر تمہیں کرنا ہے وٹ بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اس کے

لنُصَحُونَ ⑪ أَرْسَلَهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعُو وَيَلْعَبُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفُظُونَ ⑫

خیر خواہ ہیں کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ میوے کھائے اور کھیلے وٹ اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں وٹ

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ

بولا بے شک مجھے رنج دے گا کہ تم اسے لے جاؤ وٹ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے وٹ اور تم

عَنْهُ غَفَلُونَ ⑬ قَالُوا لَيْنِ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذَا

اس سے بے خبر رہو وٹ بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم کسی

لَخَسِرُونَا ⑭ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيِّبَتِ الْجُبِّ ج

مُضَرَّف (کام) کے نہیں وٹ پھر جب اسے لے گئے وٹ اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے (تاریک گہرے) کنویں میں ڈال دیں وٹ

بِسُوءِ صُورَتِهِمْ هُنَّ جَنَّتُ مِنْهُ وَتَحْتَهُ بَنَاتُ الْعِمْلُ ⑮ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ⑯ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ⑰ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ⑱ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ⑲ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ⑳ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉑ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉒ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉓ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉔ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉕ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉖ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉗ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉘ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉙ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉚ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉛ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉜ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉝ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉞ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㉟ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊱ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊲ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊳ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊴ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊵ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊶ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊷ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊸ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊹ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊺ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊻ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊼ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊽ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊾ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ ㊿ قَالُوا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ مِنْكُمْ وَنَحْنُ أَكْبَرُ

پر ہوگی۔ وٹ اس میں اشارہ ہے کہ چاہئے تو یہ کہ کچھ بھی نہ کرو لیکن اگر تم نے ارادہ ہی کر لیا ہے تو بس اتنے ہی پر اکتفا کرو۔ چنانچہ سب اس پر متفق ہو گئے اور اپنے

والد سے وٹ یعنی تفریح کے حلال مشاغل سے لطف اندوز ہوں مثل شکار اور تیر اندازی وغیرہ کے۔ وٹ ان کی پوری نگہداشت رکھیں گے۔ وٹ کیونکہ ان کی

ایک ساعت کی جدائی گوارا نہیں ہے۔ وٹ کیونکہ اس سرزمین میں بھیڑیے اور درندے بہت ہیں۔ وٹ اور اپنی سیر و تفریح میں مشغول ہو جاؤ۔ وٹ لہذا انہیں

ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔ تقدیر الہی یونہی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دی اور وقت رواگئی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص جو خرپر

جنت (جنتی ریشم) کی تھی اور جس وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسحاق علیہ السلام کو اور ان سے ان کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچی تھی، وہ قمیص حضرت

یعقوب علیہ السلام نے تعویذ بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دی۔ وٹ اس طرح کہ جب تک حضرت یعقوب علیہ السلام انہیں دیکھتے رہے

وہاں تک تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر سوار کئے ہوئے عزت و آرام کے ساتھ لے گئے، جب دور نکل گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی

نظروں سے غائب ہو گئے تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر دے پکا اور دلوں میں جو عداوت تھی وہ ظاہر ہوئی، جس کی طرف جاتے تھے وہ مارتا تھا

اور طعنے دیتا تھا اور خواب جو کسی طرح انہوں نے سن پایا تھا اس پر تشبیح کرتے تھے اور کہتے تھے اپنے خواب کو بلا وہ اب تجھے ہمارے ہاتھوں سے چھٹائے

(چھڑائے)۔ جب سختیاں حد کو پہنچیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے یہود اسے کہا: خدا سے ڈر! اور ان لوگوں کو ان زیادتیوں سے روک! یہود انے اپنے بھائیوں

وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِ هُمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ⑮ وَجَاءُوا

اور ہم نے اسے وحی بھیجی ۲۴ کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام بتا دے گا ۲۵ ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے ۲۶ اور رات ہوئے

آبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ⑯ قَالُوا يَا بَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا

اپنے باپ کے پاس روتے آئے ۲۷ بولے اے ہمارے باپ ہم دوڑ کرتے نکل گئے ۲۸ اور یوسف کو

يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَالْكَذِبُ ⑰ وَمَا أَنْتَ بِسُوءٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ

صَادِقِينَ ⑱ وَجَاءُوا عَلَى قَبْرِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ⑲ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

ہم سچے ہوں ۲۹ اور اس کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگا لائے ۳۰ کہا بلکہ تمہارے دلوں نے

أَنْفُسَكُمْ أَمْراً فَصَبْرٌ جَبِيلٌ ⑳ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ㉑ وَ

ایک بات تمہارے واسطے بنائی ہے ۳۱ تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو ۳۲ اور

سے کہا کہ تم نے مجھ سے کیا عہد کیا تھا؟ یاد کرو، قتل کی نہیں ٹھہری تھی، تب وہ ان حرکتوں سے باز آئے۔ ۳۳ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ یہ کنواں کنعان سے تین

فرسنگ کے فاصلہ پر بحالی بیٹھ المقدس (بیت المقدس کے ارد گرد) یا سرزمین اردن میں واقع تھا۔ اوپر سے اس کا منہ تنگ تھا اور اندر سے فراخ۔ حضرت یوسف علیہ

الصلوة والسلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قمیص اتار کر، کنوئیں میں چھوڑا، جب وہ اس کی نصف گہرائی تک پہنچے تو رسی چھوڑ دی تاکہ آپ پانی میں گر کر ہلاک ہو جائیں۔

حضرت جبریل امینؑ انہیں نے آپ کو ایک پتھر پر بٹھا دیا جو کنوئیں میں تھا اور آپ کے ہاتھ کھول دیئے اور روانگی کے وقت حضرت یعقوب علیہ

السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قمیص جو تعویذ بنا کر آپ کے گلے میں ڈال دیا تھا وہ کھول کر آپ کو پہنا دیا، اس سے اندھیرے کنوئیں میں روشنی ہو گئی۔

سبحان اللہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک اجساد شریفہ میں کیا برکت ہے کہ ایک قمیص جو اس بابرکت بدن سے مس ہوا اس نے اندھیرے کنوئیں کو روشن

کر دیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ملبوسات اور آثار مقبولان حق سے برکت حاصل کرنا شرع میں ثابت اور انبیاء کی سنت ہے۔ ۳۴ بواسطہ حضرت جبریل علیہ

السلام کے یا بطریق الہام کہ آپ غمگین نہ ہوں، ہم آپ کو عقیق چاہ (گہرے کنوئیں) سے بلند جاہ (بلند مرتبے) پر پہنچائیں گے اور تمہارے بھائیوں کو حاجت مند بنا

کر تمہارے پاس لائیں گے اور انہیں تمہارے زیر فرمان کریں گے اور ایسا ہوگا۔ ۳۵ جو انہوں نے اس وقت تمہارے ساتھ کیا۔ ۳۶ کہ تم یوسف ہو۔ کیونکہ اس

وقت آپ کی شان ایسی رفیع ہوگی، آپ اس مسند سلطنت و حکومت پر ہوں گے کہ وہ آپ کو نہ پہنچائیں گے۔ الحاصل برادران یوسف علیہ السلام حضرت یوسف علیہ

السلام کو کنوئیں میں ڈال کر واپس ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص جو اتار لیا تھا اس کو ایک بکری کے بچے کے خون میں رنگ کر ساتھ لے لیا۔ ۳۷ جب

مکان کے قریب پہنچے ان کے پیچھے کی آواز حضرت یعقوب علیہ السلام نے سنی تو گھبرا کر باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے میرے فرزندو! کیا تمہیں بکریوں میں کچھ

نقصان ہوا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا پھر کیا مصیبت پہنچی اور یوسف کہاں ہیں؟ ۳۸ یعنی ہم آپس میں ایک دوسرے سے دوڑ کرتے تھے کہ کون آگے نکلے اس

دوڑ میں ہم دوڑ نکل گئے ۳۹ کیونکہ نہ ہمارے ساتھ کوئی گواہ ہے نہ کوئی ایسی دلیل و علامت ہے جس سے ہماری راست گوئی (سچائی) ثابت ہو۔ ۴۰ اور قمیص کو

پھاڑنا بھول گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام وہ قمیص اپنے چہرہ مبارک پر رکھ کر بہت روئے اور فرمایا: عجب طرح کا ہوشیار بھیڑیا تھا جو میرے بیٹے کو کھا تو گیا اور

قمیص کو پھاڑا انک نہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک بھیڑیا پکڑ لائے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ بھیڑیا ہے جس نے حضرت یوسف

علیہ السلام کو کھا یا ہے آپ نے اس بھیڑیے سے دریافت فرمایا: وہ حکم الہی گویا ہو کر کہنے لگا: حضور نہ میں نے آپ کے فرزند کو کھا یا اور نہ انبیاء کے ساتھ کوئی بھیڑیا

ایسا کر سکتا ہے۔ حضرت نے اس بھیڑیے کو چھوڑ دیا اور بیٹوں سے ۴۱ اور واقعہ اس کے خلاف ہے۔ ۴۲ حضرت یوسف علیہ السلام تین روز کنوئیں میں

رہے، اس کے بعد اللہ نے انہیں اس سے نجات عطا فرمائی۔

جَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَةً ۖ قَالَ يَبُشَىٰ هَٰذَا

ایک قافلہ آیا ۳۳ انہوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا ۳۴ تو اس نے اپنا ڈول ڈالا ۳۵ بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو

غَلَمٌ ۖ وَأَسْرُوهُ بِضَاعَةً ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ ۱۹ ۖ وَشَرُّهُ بِشَنِّ

ایک لڑکا ہے اور اسے ایک پونجی بنا کر چھپالیا ۳۶ اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور بھائیوں نے اسے کھوٹے

بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۖ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۖ ۝ ۲۰ ۖ وَقَالَ

داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا ۳۷ اور انہیں اس میں کچھ رغبت نہ تھی ۳۸ اور مصر کے

الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لَا مِرَاتٍ ۖ أَكْرَمَىٰ مِثْلَهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا

جس شخص نے اسے خریدا وہ اپنی عورت سے بولا ۳۹ انہیں عزت سے رکھو شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے ۴۰

أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۖ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ

یا ان کو ہم بیٹا بنا لیں ۴۱ اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جماؤ (رہنے کو ٹھکانا) دیا اور اس لیے کہ اسے

تَأْوِيلَ الْأَحَادِيثِ ۖ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

باتوں کا انجام سکھائیں ۴۲ اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی

۳۳ جو مدین سے مصر کی طرف جا رہا تھا وہ راستہ بہک کر اس جنگل میں آ پڑا جہاں آبادی سے بہت دور یہ کنواں تھا اور اس کا پانی کھاری تھا مگر حضرت یوسف علیہ

السلام کی برکت سے بیٹھا ہو گیا، جب وہ قافلہ والے اس کنویں کے قریب آئے تو ۳۴ جس کا نام مالک بن دُغر تھا، یہ شخص مدین کا رہنے والا تھا، جب وہ

کنویں پر پہنچا ۳۵ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ڈول پکڑ لیا اور اس میں لٹک گئے، مالک نے ڈول کھینچا، آپ باہر تشریف لائے، اس نے آپ کا حُسن

عالمِ اُفروز دیکھا تو نہایت خوشی میں آ کر اپنے یاروں کو مُوَدہ دیا ۳۶ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جو اس جنگل میں اپنی بکریاں چراتے تھے وہ دیکھ بھال

رکھتے تھے آج جو انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں نہ دیکھا تو انہیں تلاش ہوئی اور قافلہ میں پہنچے وہاں انہوں نے مالک بن دُغر کے پاس حضرت یوسف علیہ

السلام کو دیکھا تو وہ اس سے کہنے لگے کہ یہ غلام ہے، ہمارے پاس سے بھاگ آیا ہے، کسی کام کا نہیں ہے، نا فرمان ہے، اگر خریدو تو ہم اسے سستا بیچ دیں گے، پھر

اسے کہیں اتنی دور لے جانا کہ اس کی خبر بھی ہمارے سننے میں نہ آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کے خوف سے خاموش کھڑے رہے اور آپ نے کچھ نہ فرمایا۔

۳۷ جن کی تعداد بقول قنادہ بیس درہم تھی۔ ۳۸ پھر مالک بن دُغر اور اس کے ساتھی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصر میں لائے، اس زمانہ میں مصر کا

بادشاہ رِیّا بن ولید بن نِزوان علیہ السلام تھا اور اس نے اپنی عنانِ سلطنت قطفیر مصری کے ہاتھ میں دے رکھی تھی، تمام خزانہ اسی کے تحت تھَرُف تھے، اس کو عزیز مصر

کہتے تھے اور وہ بادشاہ کا وزیرِ اعظم تھا، جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بازار میں پہنچے کے لیے لائے گئے تو ہر شخص کے دل میں آپ کی طلب پیدا ہوئی اور

خریداروں نے قیمت بڑھانا شروع کی تا آنکہ آپ کے وزن کے برابر سونا، اتنی ہی چاندی، اتنا ہی مٹیک، اتنا ہی حریر، قیمت مقرر ہوئی اور آپ کا وزن چار سو پل تھا

اور عمر شریف اس وقت تیرہ یا سترہ سال کی تھی عزیز مصر نے اس قیمت پر آپ کو خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا، دوسرے خریدار اس کے مقابلہ میں خاموش ہو گئے۔

۳۹ جس کا نام زلیخا تھا ۴۰ قیام گاہ نفیس ہو، لباس و خوراک اعلیٰ قسم کی ہو۔ ۴۱ اور وہ ہمارے کاموں میں اپنے تدبیر و دانائی سے ہمارے لیے نافع اور بہتر مددگار

ہوں اور امورِ سلطنت و ملک داری کے سرانجام میں ہمارے کام آئیں کیونکہ رشد کے آثار ان کے چہرے سے نمودار ہیں۔ ۴۲ یہ قطفیر نے اس لیے کہا کہ اس کے

يَعْلَمُونَ ٢١) وَلَبَّابَدْغَ أَشَدَّاءِ اتَيْنُهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ط وَكَذَلِكَ نَجْزِي

نہیں جانتے اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچاؤ ۵۵ ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا ۵۵ اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں

الْمُحْسِنِينَ ٢٢) وَرَأَوْدَتُهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتْ

نیکوں کو اور وہ جس عورت ۵۶ کے گھر میں تھا اس نے اسے لہایا کہ اپنا آپا نہ روکے ۵۷ اور دروازے سب بند

الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ط قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ

کردیے ۵۸ اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں ۵۹ کہا اللہ کی پناہ ۶۰ وہ عزیز تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے

مَثْوَايَ ط إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ٢٣) وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ج وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا

اس نے مجھے اچھی طرح رکھا والا بے شک ظالموں کا بھلا نہیں ہوتا اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر

أَنْ رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ط كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ط إِنَّهُ

اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ۶۱ ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں ۶۲ بے شک وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ٢٤) وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَبِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ

ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے ۶۳ اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے ۶۴ اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے چیر لیا

وَالْفَيَاسِيْدَ هَالِكًا الْبَابَ ط قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا

اور دونوں کو عورت کا میاں ملا ۶۵ بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی ۶۶

۵۵ شباب اپنی نہایت (عروج) پر آیا اور عمر شریف بقول ضخاک بیس سال کی اور بقول مدّی تیس کی اور بقول کلبی اٹھارہ اور تیس کے درمیان ہوئی۔ ۵۵ یعنی علم

بائل اور فقاہت فی الدین (دین کی کامل پہچان) عنایت کی۔ بعض علماء نے کہا کہ حکم سے قول صواب اور علم سے تعبیر خواب مراد ہے۔ بعض نے فرمایا: علم حق

اشیاء کا جاننا اور حکمت علم کے مطابق عمل کرنا ہے۔ ۶۱ یعنی زینچ ۵۷ اور اس کے ساتھ مشغول ہو کر اس کی ناجائز خواہش کو پورا کریں۔ زینچ کے مکان میں یکے

بعد دیگرے سات دروازے تھے۔ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام پر تو یہ خواہش پیش کی ۵۸ مُقْتَل کر ڈالے (تالے لگا دیے) ۵۹ حضرت یوسف علیہ

السلام نے ۶۰ وہ مجھے اس قباحیت سے بچائے جس کی تو طلب گار ہے مدّ عاید تھا کہ یہ فعل حرام ہے، میں اس کے پاس جانے والا نہیں۔ ۶۱ اس کا بدلہ یہ نہیں کہ میں

اس کے اہل میں خیانت کروں، جو ایسا کرے وہ ظالم ہے۔ ۶۲ مگر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی برہان دیکھی اور اس ارادہ فاسدہ سے محفوظ

رہے اور برہان عصمت نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نفوس طاہرہ کو اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) و افعال رذیلہ (گھٹیا کاموں) سے

پاک پیدا کیا ہے اور اخلاق شریفہ طاہرہ مقدسہ پر ان کی خلقت فرمائی ہے اس لیے وہ ہر ناکردنی (نا قابل عمل) فعل سے باز رہتے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس

وقت زینچا آپ کے درپے ہوئی اس وقت آپ نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ انگشت مبارک دندان اقدس کے نیچے دبا کر اجتناب کا اشارہ

فرماتے ہیں۔ ۶۳ اور خیانت و زنا سے محفوظ رکھیں۔ ۶۴ جنہیں ہم نے برگزیدہ کیا ہے اور جو ہماری طاعت میں اخلاص رکھتے ہیں۔ الحاصل جب زینچا آپ کے

درپے ہوئی تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بھاگے اور زینچا ان کے پیچھے نہیں پکڑنے بھاگی حضرت جس جس دروازے پر پہنچتے جاتے تھے اس کا قفل کھل کر

گرتا چلا جاتا تھا۔ ۵۸ آخر کار زینچا حضرت تک پہنچی اور اس نے آپ کا کرتا پیچھے سے پکڑ کر آپ کو کھینچا کہ آپ نکلنے نہ پائیں مگر آپ غالب آئے۔ ۶۱ یعنی عزیز مصر

۶۲ فوراً ہی زینچا نے اپنی برأت ظاہر کرنے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مکر سے خائف کرنے کے لیے حیلہ تراشا اور شوہر سے ۶۳ اتنا کہہ کر اسے

إِلَّا أَنْ يُسَجَّنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٢٥ قَالَ هِيَ رَأَوْدَتُنِي عَنْ نَفْسِي وَ

مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار ۲۵ کہا اس نے مجھ کو بھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں دے اور

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قُدًّا مِنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ

عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے دے گواہی دی اگر ان کا کرتا آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے

وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ٢٦ وَإِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قُدًّا مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ

اور انھوں نے غلط کہا دے اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی ہے اور یہ

مِنَ الصَّادِقِينَ ٢٧ فَلَمَّا رَأَى قَبِيضَهُ قُدًّا مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ط

سچے دے پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا دے بولا بے شک یہ تم عورتوں کا چر (فریب) ہے

إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ٢٨ يُّوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا ۖ وَاسْتَغْفِرِي

بے شک تمہارا چر (فریب) بڑا ہے دے اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو دے اور اے عورت تو اپنے گناہ کی

لِذُنُوبِكِ ۚ إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ ٢٩ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْبَدِينَةِ امْرَأَتُ

معافی مانگ دے بے شک تو خطاواروں میں ہے دے اور شہر میں کچھ عورتیں بولیں دے کہ عزیز کی

اندیشہ ہوا کہ کہیں عزیز طیش میں آکر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے درپے نہ ہو جائے اور یہ زلیخا کی خدشہ تھی کہ گوارا کر سکتی تھی اس لیے اس نے

یہ کہا: ۲۹ یعنی اس کو کوڑے لگائے جائیں۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ زلیخا اٹھا آپ پر الزام لگاتی ہے اور آپ کے لیے قید و سزا کی

صورت پیدا کرتی ہے تو آپ نے اپنی برأت کا اظہار اور حقیقت حال کا بیان ضروری سمجھا اور دے یعنی یہ مجھ سے فعل قبیح کی طلبگار ہوئی میں نے اس سے انکار کیا

اور میں بھاگا۔ عزیز نے کہا: یہ بات کس طرح باور کی جائے؟ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ گھر میں ایک چار مہینے کا بچہ پالنے میں تھا جو زلیخا کے

ماموں کا لڑکا ہے اس سے دریافت کرنا چاہئے۔ عزیز نے کہا کہ چار مہینے کا بچہ کیا جانے اور کیسے بولے؟ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

اس کو گویائی دینے اور اس سے میری بے گناہی کی شہادت ادا کر دینے پر قادر ہے۔ عزیز نے اس بچے سے دریافت کیا: قدرت الہی سے وہ بچہ گویا ہوا اور اس نے

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی اور زلیخا کے قول کو باطل بتایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: دے یعنی اس بچے نے دے کیونکہ یہ صورت بتاتی ہے

کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے بڑھے اور زلیخا نے ان کو دفع کیا تو گرتا آگے سے پھٹا دے اس لیے کہ یہ حال صاف بتاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ

الصلوٰۃ والسلام اس سے بھاگتے تھے اور زلیخا پیچھے سے پکڑتی تھی اس لیے گرتا پیچھے سے پھٹا۔ دے اور جان لیا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں اور

زلیخا جھوٹی ہے۔ ۲۹ پھر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہو کر عزیز نے اس طرح معذرت کی دے اور اس پر مغموں نہ ہو بیشک تم پاک ہو اور اس

کلام سے یہ بھی مطلب تھا کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کر دنا کہ چرچا نہ ہو اور شہر عام نہ ہو جائے۔ فائدہ: اس کے علاوہ بھی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برأت

کی بہت سی علامتیں موجود تھیں: ایک تو یہ کہ کوئی شریف طبیعت انسان اپنے محسن کے ساتھ اس طرح کی خیانت روا نہیں رکھتا، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بایں

کرامت اخلاق کس طرح ایسا کر سکتے تھے۔ دوم یہ کہ دیکھنے والوں نے آپ کو بھاگتے آتے دیکھا اور طالب کی یہ شان نہیں ہوتی، وہ درپے ہوتا ہے، بھاگتا نہیں،

بھاگتا وہی ہے جو کسی بات پر مجبور کیا جائے اور وہ اسے گوارا نہ کرے۔ سوم یہ کہ عورت نے انہما درجہ کا سگار کیا تھا اور وہ غیر معمولی زیب و زینت کی حالت میں تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رغبت و اہتمام شخص اس کی طرف سے تھا۔ چہاں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقویٰ و طہارت جو ایک دراز مدت تک دیکھا جا

چکا تھا اس سے آپ کی طرف ایسے امر قبیح (بڑے فعل) کی نسبت کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہو سکتی تھی، پھر عزیز مصر زلیخا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: دے کرتونے

بے گناہ پر تہمت لگائی۔ دے عزیز مصر نے اگرچہ اس قصہ کو بہت دبا یا لیکن یہ خبر چھپ نہ سکی اور اس کا چرچا اور شہرہ ہو ہی گیا۔ دے یعنی شرفاء مصر کی

الْعَزِيزُ تَرَاوَدُّ فَتَهَا عَنْ نَفْسِهِ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي

لبی اپنے نوجوان کا دل لہاتی ہے بے شک ان کی محبت اس کے دل میں پیر (سا) گئی ہے ہم تو اسے صریح

صَلِّ مُبِينٍ ۚ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَبَعَتْ بِكَرِهِنَ أُرْسِلَتْ إِلَيْهِنَّ ۖ وَأَعْتَدَتْ

خود رفتہ پاتے ہیں ۵۸ تو جب زلیخا نے ان کا چکروا (چہ میگوئی وطن) سنا تو ان عورتوں کو بلا بھیجا ۵۹ اور ان کے لیے

لَهُنَّ مُشْكًا وَاتَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ

مسندیں تیار کیں ۶۰ اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی ۶۱ اور یوسف ۶۲ سے کہا ان پر نکل

عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ

آؤ ۶۳ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں ۶۴ اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے ۶۵ اور بولیں اللہ کو

بِاللَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا ۖ إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۚ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي

پاکی ہے یہ تو جس بشر سے نہیں ۶۶ یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر

لُتُنَّبِئُ فِيهِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ

تم مجھے طعنہ دیتی تھیں ۶۷ اور بے شک میں نے ان کا جی لہانا چاہا تو انھوں نے اپنے آپ کو بچایا ۶۸ اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے

مَا أَمْرُهُ لِيُسْجَنَ وَلَيْكُونَا مِنَ الصَّغِيرِينَ ۚ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ

جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے ۶۹ یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند

عورتیں ۷۰ کہ اس آشفنگی میں اس کو اپنے ننگ و ناموس (عزت و مرتبے) اور پردے و عفت (پاکدامنی) کا لحاظ بھی نہ رہا۔ ۷۱ یعنی جب اس نے سنا کہ

اشراف مصر کی عورتیں اس کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پر ملامت کرتی ہیں تو اس نے چاہا کہ وہ اپنا عذر انہیں ظاہر کر دے، اس لیے اس نے ان کی

دعوت کی اور اشراف مصر کی چالیس عورتوں کو مدعو کر دیا، ان میں وہ سب بھی تھیں جنہوں نے اس پر ملامت کی تھی، زلیخا نے ان عورتوں کو بہت عزت و احترام کے

ساتھ مہمان بنایا۔ ۷۲ نہایت پر تکلف، جن پر وہ بہت عزت و آرام سے ٹیکے لگا کر بیٹھیں اور دسترخوان بچھائے گئے اور قسم قسم کے کھانے اور میوے چنے گئے۔

۷۳ تاکہ کھانے کے لیے اس سے گوشت کا ٹیٹل اور میوے تراشیں۔ ۷۴ کوعدہ لباس پہنا کر ان ۷۵ پہلے تو آپ نے اس سے انکار کیا لیکن جب اصرار و تاکید

زیادہ ہوئی تو اس کی مخالفت کے اندیشہ سے آپ کو آنا ہی پڑا۔ ۷۶ کیونکہ انہوں نے اس جمال عالم افروز کے ساتھ نبوت و رسالت کے انوار اور تواضع و انکسار کے

آثار اور شاہانہ ہیبت و اقتدار اور لذائذ اطعمہ (لذیذ کھانوں) اور صُورِ جلیلہ (حسین چہروں) کی طرف سے بے نیازی کی شان دیکھی تعجب میں آ گئیں اور آپ کی

عظمت و ہیبت دلوں میں بھر گئی اور حسن و جمال نے ایسا وارفتہ کیا کہ ان عورتوں کو خود فراموشی ہو گئی ۷۷ بجائے لیموں کے اور دل حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ساتھ ایسے مشغول ہوئے کہ ہاتھ کاٹنے کی تکلیف کا اصلاً احساس نہ ہوا ۷۸ کہ ایسا حسن و جمال بشر میں دیکھائی نہیں گیا اور اس کے ساتھ نفس کی یہ طہارت کہ

مصر کے عالی خاندان، جمیلہ مخدرات (خوبصورت پردہ نشین عورتیں) طرح طرح کے نفیس لباسوں اور زیوروں سے آراستہ و پیراستہ سامنے موجود ہیں اور آپ کسی کی

طرف نظر نہیں فرماتے اور قطعاً التفات نہیں کرتے۔ ۷۹ اب تم نے دیکھ لیا اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ میری شیفنگی (محبت) کچھ قابل تعجب اور جانے ملامت نہیں۔

۸۰ اور کسی طرح میری طرف مائل نہ ہوئے۔ اس پر مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ زلیخا کا کہنا مان لیجئے ازلیخا بولی: ۸۱ اور

چوروں اور قاتلوں اور نافرمانوں کے ساتھ جیل میں رہیں گے کیونکہ انہوں نے میرا دل لیا اور میری نافرمانی کی اور فراق کی تلوار سے میرا خون بہایا تو یوسف علیہ السلام

إِلَىٰ مَسَايِدُ عُونَتِي إِلَيْهِ ۚ وَالْأَتَصْرِفُ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ ۚ

ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا ۹۲ تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا

وَإَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝۳۳ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ ط

اور نادان بنوں گا تو اس کے رب نے اس کی سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۳۴ ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ

بے شک وہی ہے سنتا جانتا ۹۳ پھر سب کچھ نشانیاں دیکھ کر پچھلی مت انھیں یہی آئی (یہی مناسب سمجھا) کہ ضرور

لَيْسَ جُنَّتُهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۝۳۵ وَدَخَلَ مَعَهُ السَّجَنَ فَتَيْنِ ط قَالَ أَحَدُهُمَا

ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں ۹۴ اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے ۹۵ ان میں ایک ۹۶ بولا

إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ

میں نے خواب دیکھا کہ ۹۷ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرا بولا ۹۸ میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر

رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۚ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ۚ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ

کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بے شک ہم آپ کو نیکوکار

الْمُحْسِنِينَ ۝۳۶ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقُنِي إِلَّا نَبَأُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ

دیکھتے ہیں ۹۹ یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے

کو بھی خوشگوار کھانا پینا اور آرام کی نیند سونا میسر نہ ہوگا جیسا میں جدائی کی تکلیفوں میں مصیبتیں جھیلی اور صدموں میں پریشانی کے ساتھ وقت کاٹی ہوں، یہ بھی تو کچھ

تکلیف اٹھائیں، میرے ساتھ حریر (نرم و ملائم ریشمی بستر) میں شاہانہ سریر (شانی پلنگ) پر عیش گوارا نہیں ہے تو قید خانہ کے چھبے والے بورے پر ننگے جسم کو دکھانا

گوارا کریں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سن کر مجلس سے اٹھ گئے اور مصری عورتیں ملامت کرنے کے بہانہ سے باہر آئیں اور ایک ایک نے آپ سے اپنی

تمناؤں اور مردوں کا اظہار کیا آپ کو ان کی گفتگو بہت ناگوار ہوئی (خازن و مدارک حسنی) تو بارگاہ الہی میں ۱۰۰ اور اپنی عصمت کی پناہ میں نہ لے گا ۱۰۱ جب

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امید پوری ہونے کی کوئی شکل نہ دیکھی تو مصری عورتوں نے زلیخا سے کہا کہ اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب دو تین روز

حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں رکھا جائے تاکہ وہاں کی محنت و مشقت دیکھ کر انہیں نعت و راحت کی قدر ہو اور وہ تیری درخواست قبول کریں، زلیخا نے اس

رائے کو مانا اور عزیز مصر سے کہا کہ میں اس عبری غلام کی وجہ سے بدنام ہو گئی ہوں اور میری طبیعت اس سے نفرت کرنے لگی ہے، مناسب یہ ہے کہ ان کو قید کیا جائے

تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ وہ خطا وار ہیں اور میں ملامت سے بری ہوں، یہ بات عزیز کے خیال میں آگئی۔ ۱۰۲ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور آپ کو قید خانہ میں بھیج دیا۔

۱۰۳ ان میں سے ایک تو مصر کے شاہ اعظم ریان بن ولید بن نزوان عملیقی کا مہتمم مطبخ (باورچی خانے کا ذمہ دار) تھا اور دوسرا اس کا ساتھی (شراب پلانے والا)

ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا اس جرم میں دونوں قید کئے گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب قید خانہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے

علم کا اظہار شروع کر دیا اور فرمایا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتا ہوں۔ ۱۰۴ جو بادشاہ کا ساتھی تھا۔ ۱۰۵ میں ایک باغ میں ہوں وہاں ایک انگور کے درخت میں

تین خوشے رسیدہ لگے ہوئے ہیں، بادشاہ کا کاسہ میرے ہاتھ میں ہے، میں ان خوشوں سے ۱۰۶ یعنی مہتمم مطبخ۔ ۱۰۷ کہ آپ دن میں روزہ دار رہتے ہیں رات

تمام نماز میں گزارتے ہیں جب کوئی جیل میں بیمار ہوتا ہے اس کی عیادت کرتے ہیں، اس کی خبر گیری رکھتے ہیں، جب کسی پر تنگی ہوتی ہے اس کے لیے کشائش کی راہ

قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۖ ذَلِكُمَا مَعَ عِلِّيِّ بْنِ رَبِّي ۖ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا

پہلے تمہیں بتا دوں گا فلا یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۚ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي

اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں اور میں نے اپنے باپ دادا

إِبْرَاهِيمَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ۖ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا فلا ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک

شَيْءٌ ۖ ذَلِكُمْ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

کچھرائیں یہ فلا اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُونَ ۚ يُصَاحِبِي السَّجْنَ عَارِبًا مُتَفَرِّقُونَ خَيْرًا أَمِ اللَّهُ

شکر نہیں کرتے فلا اے میرے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو کیا جدا جدا رب فلا اچھے یا ایک

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۚ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْبَاءً سَيِّمُوهُنَّ

اللہ جو سب پر غالب فلا تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے اور تمہارے

أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهِمَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۖ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ۖ

باپ دادا نے تراش لیے ہیں فلا اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری حکم نہیں مگر اللہ کا

تکالتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے تعبیر دینے سے پہلے اپنے معجزے کا اظہار اور توحید کی دعوت شروع کر دی اور یہ ظاہر فرمادیا کہ علم میں

آپ کا درجہ اس سے زیادہ ہے جتنا وہ لوگ آپ کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ علم تعبیر ظن پر مبنی ہے اس لیے آپ نے چاہا کہ انہیں ظاہر فرمادیں کہ آپ غیب کی

یقینی خبریں دینے پر قدرت رکھتے ہیں اور اس سے مخلوق عاجز ہے۔ جس کو اللہ نے غیبی علوم عطا فرمائے ہوں اس کے نزدیک خواب کی تعبیر کیا بڑی بات ہے۔ اس

وقت معجزے کا اظہار آپ نے اس لیے فرمایا کہ آپ جانتے تھے کہ ان دونوں میں ایک عقیقہ سولی دیا جائے گا تو آپ نے چاہا کہ اس کو کفر سے نکال کر اسلام میں

داخل کریں اور جہنم سے بچاویں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر عالم اپنی علمی منزلت کا اس لیے اظہار کرے کہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں تو یہ جائز ہے۔ (مدارک و

خازن) فلا اس کی مقدار اور اس کا رنگ اور اس کے آنے کا وقت اور یہ کہ تم نے کیا کھایا یا کتنا کھایا، کب کھایا۔ فلا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے معجزہ کا

اظہار فرمانے کے بعد یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ آپ خاندان نبوت سے ہیں اور آپ کے آباؤ اجداد انبیاء ہیں، جن کا مرتبہ علیا (بلند ترین مرتبہ) دنیا میں مشہور ہے۔ اس

سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ سننے والے آپ کی دعوت قبول کریں اور آپ کی ہدایت کو مانیں۔ فلا توحید اختیار کرنا اور شرک سے بچنا فلا اس کی عبادت بجا

نہیں لاتے اور مخلوق پرستی کرتے ہیں۔ فلا جیسے کہ بت پرستوں نے بنا رکھے ہیں۔ کوئی سونے کا کوئی چاندی کا کوئی تانبے کا کوئی لوہے کا کوئی لکڑی کا کوئی پتھر کا

کوئی اور کسی چیز کا کوئی چھوٹا کوئی بڑا مگر سب کے سب ٹکے، بیکار، نہ نفع دے سکیں، نہ ضرر پہنچا سکیں، ایسے جھوٹے معبود فلا کہ نہ کوئی اس کا مقابل ہو سکتا ہے نہ اس

کے حکم میں دخل دے سکتا ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ نظیر، سب پر اس کا حکم جاری اور سب اس کے مملوک (بندے)۔ فلا اور ان کا نام معبود رکھ لیا ہے

باوجودیکہ وہ بے حقیقت پتھر ہیں۔

أَمَرَ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۖ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

اس نے فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ۱۱۸ یہ سیدھا دین ہے ۱۱۹ لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ۚ ۱۲۰ لِصَاحِبِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۚ

نہیں جانتے ۱۲۰ اے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا ۱۲۱

وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي

رہا دوسرا ۱۲۱ وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے ۱۲۲ حکم ہو چکا اس بات کا

فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ۚ ۱۲۳ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ

جس کا تم سوال کرتے تھے ۱۲۳ اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا ۱۲۴ اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا

رَبِّكَ ۚ فَإِنْسَهُ الشَّيْطَانُ ذَكَرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

ذکر کرنا ۱۲۵ تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیل خانہ میں

سِنِينَ ۚ ۱۲۶ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ

رہا ۱۲۶ اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں سات گائیں فربہ (موٹی تازی) کہ انھیں ساتھ دلی گائیں کھا

سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعٌ سُئِلَتْ خُضْرًا وَأُخْرَىٰ يُسْتِ ۚ يَأْكُلْنَ الْمَلَأَ

رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سات سوکھی ۱۲۷ اے درباریو

أَفْتُونِي فِي رُءْيَايَ إِن كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ ۚ ۱۲۸ قَالُوا أَضْغَاثُ

میری خواب کا جواب دو اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو ۱۲۸ بولے پریشان

۱۲۹ کیونکہ صرف وہی مستحق عبادت ہے۔ ۱۳۰ جس پر دلائل و براہین قائم ہیں۔ ۱۳۱ توحید و عبادت الہی کی دعوت دینے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے

تعبیر خواب کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد کیا۔ ۱۳۲ یعنی بادشاہ کا ساتی تو اپنے عہدہ پر بحال کیا جائے گا اور پہلے کی طرح بادشاہ کو شراب پلائے گا اور تین خوشے جو

خواب میں بیان کئے گئے ہیں یہ تین دن ہیں اتنے ہی ایام قید خانہ میں رہے گا پھر بادشاہ اس کو بلا لے گا۔ ۱۳۳ یعنی مہتمم مطبخ و طعام۔ ۱۳۴ حضرت ابن مسعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تعبیر سن کر ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ خواب تو ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا ہم تو ہنسی کر رہے تھے۔ حضرت یوسف علیہ

الصلوة والسلام نے فرمایا۔ ۱۳۵ جو میں نے کہہ دیا یہ ضرور واقع ہوگا تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اب یہ حکم ٹل نہیں سکتا۔ ۱۳۶ یعنی ساتی کو۔ ۱۳۷ اور میرا حال

بیان کرنا کہ قید خانہ میں ایک مظلوم بے گناہ قید ہے اور اس کی قید کو ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ ۱۳۸ اکثر مفسرین اس طرف ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یوسف علیہ

السلام سات برس اور قید میں رہے اور پانچ برس پہلے رہ چکے تھے اور اس مدت کے گزرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حضرت یوسف کا قید سے نکالنا منظور ہوا تو مصر

کے شاہ و اعظم ریان بن ولید نے ایک عجیب خواب دیکھا، جس سے اس کو بہت پریشانی ہوئی اور اس نے ملک کے ساحروں اور کانہوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر

کے ان سے اپنا خواب بیان کیا۔ ۱۳۹ جو ہری پرلٹیں اور انہوں نے ہری کو سکھا دیا۔

أَحْلَامِهِ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعِلْمَيْنِ ۖ وَقَالَ الَّذِي

خوابیں ہیں اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے اور بولا وہ جو

نَجَّامُنْهَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ۖ

ان دونوں میں سے بچا تھا ۱۱۸ اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا ۱۱۹ میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو ۱۲۰

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ

اے یوسف اے صدیق ہمیں تعبیر دیجئے سات فرہ گایوں کی جنہیں سات دہلی کھاتی

عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَةٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى

ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی ۱۲۱ شاید میں لوگوں کی طرف

النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ۖ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا

لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں ۱۲۲ کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار ۱۲۳ تو جو

حَصَدْتُمْ فَذَرُّوهُ فِي سُنبُلِهِ ۖ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَاكُلُونَ ۖ ۚ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ

کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو ۱۲۴ مگر تھوڑا جتنا کھاو ۱۲۵ پھر اس کے

بَعْدَ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا

بعد سات کڑے (سخت تنگی والے) برس آئیں گے ۱۲۶ کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لیے پہلے جمع کر رکھا تھا ۱۲۷ مگر تھوڑا جو

تُحْصِنُونَ ۖ ۚ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ

بچاؤ ۱۲۸ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو مینھ دیا جائے گا اور اس میں

يُعْصَرُونَ ۖ ۚ وَقَالَ الْمَلِكُ اسْتَوْفِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ

رس نہچڑھیں گے ۱۲۹ اور بادشاہ بولا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ تو جب اس کے پاس پہنچی آیا ۱۳۰ کہا

۱۱۸ یعنی ساتی۔ ۱۱۹ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا تھا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا ذکر کرنا۔ ساتی نے کہا کہ ۱۲۰ قید خانہ میں وہاں تعبیر خواب

کے ایک عالم ہیں بس بادشاہ نے اس کو بھیج دیا وہ قید خانہ میں پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا: ۱۲۱ یہ خواب بادشاہ نے دیکھا ہے اور

ملک کے تمام علماء و حکماء اس کی تعبیر سے عاجز رہے ہیں حضرت اس کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔ ۱۲۲ خواب کی تعبیر سے اور آپ کے علم و فضل اور مرتبت و منزلت کو

جائیں اور آپ کو اس محنت سے رہا کر کے اپنے پاس بلائیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعبیر دی اور ۱۲۳ اس زمانہ میں خوب پیداوار ہوگی، سات موٹی

گایوں اور سات ہزبالیوں سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲۴ تاکہ خراب نہ ہو اور آفات سے محفوظ رہے۔ ۱۲۵ اس پر سے بھوتی اتار لو اور اسے صاف کر لو باقی کو

ذخیرہ بنا کر محفوظ کر لو۔ ۱۲۶ جن کی طرف دہلی گایوں اور سوکھی بالوں میں اشارہ ہے۔ ۱۲۷ ذخیرہ کر لیا تھا۔ ۱۲۸ بیج کے لیے تاکہ اس سے کاشت کرو۔

۱۲۹ انکو راکھ اور تل، زیتون کے تیل نکالیں گے، یہ سال کثیر الخیر ہوگا، زمین سرسبز و شاداب ہوگی، درخت خوب پھیلیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ تعبیر سن کر

ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسَأْلُهُ مَا بَالُ الْمَرْءِ الَّذِي تَقْطَعُ عَنْ أَيْدِيهِمْ ۖ ط

اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا پھر اس سے پوچھ ۱۳۱ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے

إِنَّ رَبِّي بَكِيدٌ هُنَّ عَلَيَّ ۖ ۵۰ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ

بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے ۱۳۲ بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا

عَنْ نَفْسِهِ ۖ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ ۖ ط قَالَتِ امْرَأَتُ

جی (دل) لہجنا چاہا بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے ان میں کوئی بدی نہ پائی عزیز کی عورت ۱۳۳

الْعَزِيزِ النَّحْصِ الْحَقُّ ۖ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ

بولی اب اصلی بات کھل گئی میں نے ان کا جی لہجنا چاہا تھا اور وہ بے شک

الصَّادِقِينَ ۖ ۵۱ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخْنُهِ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

سچے ہیں ۱۳۴ یوسف نے کہا یہ میں نے اس لیے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ

كَيْدَ الْخَائِنِينَ ۖ ۵۲

دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا

واپس ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں جا کر تعبیر بیان کی، بادشاہ کو یہ تعبیر بہت پسند آئی اور اسے یقین ہوا کہ جیسا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ضرور ویسا ہی ہوگا بادشاہ کو شوق پیدا ہوا کہ اس خواب کی تعبیر خود حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سنے۔ ۱۳۵ اور اس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بادشاہ کا پیام عرض کیا تو آپ نے ۱۳۶ یعنی اس سے درخواست کر کہ وہ پوچھے تفتیش کرے۔ ۱۳۷ یہ آپ نے اس لیے فرمایا تاکہ بادشاہ کے سامنے آپ کی برأت اور بے گناہی معلوم ہو جائے اور یہ اس کو معلوم ہو کہ یہ قید طویل بے وجہ ہوئی تاکہ آئندہ حاسدوں کو نیش زنی (برائی کرنے) کا موقع نہ ملے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دفعِ تہمت میں کوشش کرنا ضروری ہے۔ اب قاصد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے یہ پیام لے کر بادشاہ کی خدمت میں پہنچا۔ بادشاہ نے سن کر عورتوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ عزیز کی عورت کو بھی۔ ۱۳۸ زلیخا ۱۳۹ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پیام بھیجا کہ عورتوں نے آپ کی پاکی بیان کی اور عزیز کی عورت نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا، اس پر حضرت۔

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۖ ط

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا ۱۳۵ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے ۱۳۶

إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۵۳ وَقَالَ الْمَلِكُ اسْتَوْنِي بِهِ أَسْتَخْلِصُهُ

بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ۱۳۷ اور بادشاہ بولا انھیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خاص اپنے

لِنَفْسِي ۚ فَلَمَّا كَلَمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝۵۴ قَالَ

لیے چن لوں ۱۳۸ پھر جب اس سے بات کی کہا بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں ۱۳۹ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۚ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْمُ ۝۵۵ وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا

مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں ۱۴۰ اور یونہی ہم نے

۱۳۵ از لہجہ کے اقرار و اعتراف کے بعد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ میں نے اپنی براءت کا اظہار اس لیے چاہا تھا تاکہ عزیز کو یہ معلوم ہو

جائے کہ میں نے اس کی غیبت (غیر موجودگی) میں اس کی خیانت نہیں کی ہے اور اس کے اہل کی حرمت (عزت) خراب کرنے سے مجتنب (دور) رہا ہوں اور

جو الزام مجھ پر لگائے گئے ہیں میں ان سے پاک ہوں، اس کے بعد آپ کا خیال مبارک اس طرف گیا کہ اس میں اپنی طرف پاکی کی نسبت اور اپنی نیکی کا بیان ہے

ایسا نہ ہو کہ اس میں شان خود بینی اور خود پسندی (اپنے فخر و کمال اور تعریف) کا شائبہ بھی آئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں تواضع و انکسار (عاجزی)

سے عرض کیا کہ میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، مجھے اپنی بے گناہی پر ناز نہیں ہے اور میں گناہ سے بچنے کو اپنے نفس کی خوبی قرار نہیں دیتا نفس کی جس کا یہ حال ہے

کہ ۱۳۶ یعنی اپنے جس مخصوص بندے کو اپنے کرم سے معصوم کرے تو اس کا برائیوں سے بچنا اللہ کے فضل و رحمت سے ہے اور معصوم کرنا ای کا کرم ہے۔ ۱۳۷ جب

بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور آپ کی امانت کا حال معلوم ہوا، اور وہ آپ کے حسن صبر، حسن ادب، قید خانے والوں کے ساتھ احسان، محنتوں

اور تکلیفوں پر رُفَات و اسْتِقْلَال (ثابت قدمی) رکھنے پر مطلع ہوا تو اس کے دل میں آپ کا بہت ہی عظیم اعتقاد پیدا ہوا ۱۳۸ اور اپنا مخصوص بنا لوں۔ چنانچہ اس نے

مُعَزِّزین کی ایک جماعت بہترین سواریاں اور شاہانہ ساز و سامان اور نفیس لباس لے کر قید خانہ بھیجی تاکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ

ایوان شاهی میں لائیں ان لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کا پیام عرض کیا آپ نے قبول فرمایا اور قید خانہ سے نکلتے وقت قیدیوں کے

لیے دعا فرمائی، جب قید خانہ سے باہر تشریف لائے تو اس کے دروازہ پر لکھا: یہ بلا گھر، زندوں کی قبر اور دشمنوں کی بدگوئی اور بچوں کے امتحان کی جگہ ہے پھر غسل فرمایا اور

پوشاک پہن کر ایوان شاهی کی طرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہنچے تو فرمایا: میرا رب مجھے کافی ہے اس کی پناہ بڑی اور اس کی ثناء بڑی اور اس کے سوا کوئی معبود

نہیں پھر قلعہ میں داخل ہوئے بادشاہ کے سامنے پہنچے تو یہ دعا کی کہ یارب میرے! تیرے فضل سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کی اور دوسروں کی برائی سے

تیری پناہ چاہتا ہوں، جب بادشاہ سے نظر ملی تو آپ نے عربی میں سلام فرمایا، بادشاہ نے دریافت کیا: یہ کیا زبان ہے؟ فرمایا: یہ میرے عم (بیچا) حضرت اسْتَعِیْل علیہ السلام

کی زبان ہے، پھر آپ نے اس کو عبوری زبان میں دعا دی۔ اس نے دریافت کیا: یہ کیوں سی زبان ہے؟ فرمایا: یہ میرے ابا کی زبان ہے۔ بادشاہ یہ دونوں زبانیں نہ

سمجھ سکا باوجودیکہ وہ ستر زبانیں جانتا تھا، پھر اس نے جس زبان میں حضرت سے گفتگو کی آپ نے اسی زبان میں اس کو جواب دیا، اس وقت آپ کی عمر شریف تیس

سال کی تھی، اس عمر میں یہ وسعتِ علوم دیکھ کر بادشاہ کو بہت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو اپنے برابر جگہ دی۔ ۱۳۹ بادشاہ نے درخواست کی کہ حضرت اس کے

خواب کی تعبیر اپنی زبان مبارک سے سنا دیں حضرت نے اس خواب کی پوری تفصیل بھی سنا دی جس جس شان سے کہ اس نے دیکھا تھا، باوجودیکہ آپ سے یہ خواب

پہلے مُجَمَّلًا (مختصر) بیان کیا گیا تھا۔ اس پر بادشاہ کو بہت تعجب ہوا! کہنے لگا کہ آپ نے میرا خواب ہو بہو بیان فرمادیا خواب تو عجیب تھا ہی مگر آپ کا اس طرح بیان

فرمادینا اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے، اب تعبیر ارشاد ہو جائے، آپ نے تعبیر بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اب لازم یہ ہے کہ غلے جمع کئے جائیں اور ان

فرانی کے سالوں میں کثرت سے کاشت کرائی جائے اور غلے مع بالیوں کے محفوظ رکھے جائیں اور رعایا کی پیداوار میں سے خُمُس (پانچواں حصہ) لیا جائے اس سے

جو جمع ہوگا وہ مصر و حوالی مصر (مصر کے ارد گرد) کے باشندوں کے لیے کافی ہوگا اور پھر خلقِ خدا ہر طرف سے تیرے پاس غلہ خریدنے آئے گی اور تیرے یہاں اتنے

خزائن و اموال جمع ہوں گے جو تجھ سے پہلوں کے لیے جمع نہ ہوئے، بادشاہ نے کہا: یہ انتظام کون کرے گا؟ ۱۴۰ یعنی اپنی قَلَمَر و (سلطنت) کے تمام خزانے میرے

لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُوا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۖ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا

یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی اس میں جہاں چاہے رہے ۱۲۱ ہم اپنی رحمت ۱۲۲ جسے

مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۵۶ وَلَا جُرْأَ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ

چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتے اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر جو

سپر کر دے، بادشاہ نے کہا: آپ سے زیادہ اس کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے اور اس نے اس کو منظور کیا۔ مسائل: احادیث میں طلب امارت (حکومت) کی ممانعت

آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ملک میں اہل موجود ہوں اور اقامت احکام الہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت امارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن

جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکام الہیہ کی اقامت کے لیے امارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حال میں تھے،

آپ رسول تھے، امت کے مصالح (فائدوں) کے عالم تھے، یہ جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے جس میں خلق کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی سہیل (راہ)

ہے کہ عنان حکومت (نظام حکومت) کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لیے آپ نے امارت طلب فرمائی۔ مسئلہ: ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا بہت

اقامت عدل جائز ہے۔ مسئلہ: اگر احکام دین کا اجراء (نفاذ) کا فریا فاسق بادشاہ کی تمکین (طاقت) کے بغیر نہ ہو سکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔

مسئلہ: اپنی خوبیوں کا بیان تفاح و تکبر کے لیے ناجائز ہے لیکن دوسروں کو نفع پہنچانے یا خلق کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لیے اگر اظہار کی ضرورت پیش آئے تو

ممنوع نہیں اسی لیے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ سے فرمایا کہ میں حفاظت و علم والا ہوں۔ ۱۲۳ سب ان کے تحت تصرف (اختیار میں) ہے۔

امارت طلب کرنے کے ایک سال بعد بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر آپ کی تاج پوشی کی اور تلوار اور مہر آپ کے سامنے پیش کی اور آپ کو طلائی

تخت پر تخت نشین کیا جو جوہرات سے موصع تھا اور اپنا ملک آپ کو تفویض (سپرد) کیا اور قطفیر (عزیز مصر) کو معزول کر کے آپ کو اس کی جگہ والی بنایا اور تمام

خزائن آپ کو تفویض کئے اور سلطنت کے تمام امور آپ کے ہاتھ میں دے دیئے اور خود مش تالبع کے ہو گیا کہ آپ کی رائے میں دخل نہ دیتا اور آپ کے حکم کو مانتا۔

اسی زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہو گیا، بادشاہ نے اس کے انتقال کے بعد زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کر دیا، جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

زلیخا کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی! زلیخا نے عرض کیا: اے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجئے میں خور و تھی نو جوان تھی عیش میں

تھی اور عزیز مصر عورتوں سے سرکار رہی نہ رکھتا تھا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حسن و جمال عطا کیا ہے میرا دل اختیار سے باہر ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو معصوم کیا

ہے آپ محفوظ رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو باکرہ (کنواری) پایا اور اس سے آپ کے دو فرزند ہوئے (فرانیم اور میشا اور مصر میں آپ کی

حکومت مضبوط ہوئی، آپ نے عدل کی بنیادیں قائم کیں ہر زن و مرد کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوئی اور آپ نے خط سالی کے ایام کے لیے غلوں کے ذخیرے

جمع کرنے کی تدبیر فرمائی اس کے لیے بہت وسیع اور عالیشان انبار خانے (گودام) تعمیر فرمائے اور بہت کثیر ذخائر جمع کئے، جب فراخی کے سال گزر گئے اور قحط کا

زمانہ آیا تو آپ نے بادشاہ اور اس کے خدام کے لیے روزانہ صرف ایک وقت کا کھانا مقرر فرما دیا، ایک روز دو پہر کے وقت بادشاہ نے حضرت (یوسف علیہ السلام)

سے جھوک کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: یہ قحط کی ابتدا کا وقت ہے۔ پہلے سال میں لوگوں کے پاس جو ذخیرے تھے سب ختم ہو گئے، بازار خالی رہ گئے، اہل مصر

حضرت یوسف علیہ السلام سے جس (غلہ) خریدنے لگے اور ان کے تمام درہم، دینار آپ کے پاس آ گئے۔ دوسرے سال زیور اور جوہرات سے غلہ خریدا اور وہ

تمام آپ کے پاس آ گئے لوگوں کے پاس زیور و جوہر کی قسم سے کوئی چیز نہ رہی۔ تیسرے سال چوپائے اور جانور دے کر غلے خریدے اور ملک میں کوئی کسی جانور کا

مالک نہ رہا۔ چوتھے سال میں غلے کے لیے تمام غلام اور باندیاں بیچ ڈالیں۔ پانچویں سال تمام اراضی و عملہ و جاگیریں فروخت کر کے حضرت سے غلہ خریدا اور یہ

تمام چیزیں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔ چھٹے سال جب کچھ نہ رہا تو انہوں نے اپنی اولادیں بیچیں اس طرح غلے خرید کر وقت گزارا۔ ساتویں سال

وہ لوگ خود بک گئے اور غلام بن گئے اور مصر میں کوئی آزاد مرد و عورت باقی نہ رہا جو مرد تھا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام تھا جو عورت تھی وہ آپ کی کنیت تھی اور

لوگوں کی زبان پر تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سی عظمت و جلالت کبھی کسی بادشاہ کو میسر نہ آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا کہ تو نے

دیکھا اللہ کا مجھ پر کیا کرم ہے اس نے مجھ پر ایسا احسان عظیم فرمایا، اب ان کے حق میں تیری کیا رائے ہے؟ بادشاہ نے کہا: جو حضرت کی رائے اور ہم آپ کے تابع

ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کیا اور ان کے تمام املاک (مال و مکانات) اور کل جاگیریں

واپس کیں۔ اس زمانہ میں حضرت نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں ملاحظہ فرمایا، آپ سے عرض کیا گیا کہ اتنے عظیم خزانوں کے مالک ہو کر آپ بھوکے رہتے ہیں؟

فرمایا: اس اندیشہ سے کہ سیر ہو جاؤں تو کہیں بھوکوں کو نہ بھول جاؤں۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اخلاق ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ مصر کے تمام زن و مرد کو حضرت

اَمْشُوا وَاَكُنُوا يَتَّقُونَ ۝۵۷ وَجَاءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ

ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ۱۳۲ اور یوسف کے بھائی آئے تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انھیں ۱۳۳ پہچان لیا

وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝۵۸ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ اِتُونِي بِآخِ

اور وہ اس سے انجان رہے ۱۳۵ اور جب ان کا سامان مہیا کر دیا ۱۳۶ کہا اپنا سوتیلا بھائی ۱۳۷

لَكُمْ مِّنْ اَبْيَكُمۡۙ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيۤ اُفِي الْكَيْلِ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝۵۹

میرے پاس لے آؤ کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپتا ہوں ۱۳۸ اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُونِي بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرُبُوْنِ ۝۶۰ قَالُوْا

پھر اگر اسے لے کر میرے پاس نہ آؤ تو تمہارے لیے میرے یہاں ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکتا بولے

سَنُرَاوِدُّعُهُۥ اَبَاہٗۤ وَاِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝۶۱ وَقَالَ لِفَتٰیہٖۤ اِجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ

ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی ان کی

فِيۤ رِّحَالِهِمْ لَعَلَّہُمْ یَعْرِفُوْنَہَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰی اٰہْلِہُمْ لَعَلَّہُمْ

مُرجیوں (تھیلوں) میں رکھ دو ۱۳۹ شاید وہ اسے پہچانیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں ۱۴۰ شاید وہ

یوسف علیہ السلام کے خریدے ہوئے غلام اور کنیریں بنانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں

آئے تھے اور مصر کے ایک شخص کے خریدے ہوئے ہیں بلکہ سب مصری ان کے خریدے اور آزاد کئے ہوئے غلام ہوں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جو اس

حالت میں صبر کیا اس کی یہ جزادی گئی۔ ۱۴۱ یعنی ملک و دولت یا نبوت ۱۴۲ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آخرت کا اجر و ثواب

اس سے بہت زیادہ افضل و اعلیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں عطا فرمایا اور ابن عیینہ نے کہا کہ مؤمن اپنی نیکیوں کا ثمرہ دنیا و آخرت دونوں میں پاتا ہے اور کافر

جو کچھ پاتا ہے دنیا ہی میں پاتا ہے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ جب قحط کی شدت ہوئی اور بلائے عظیم عام ہو گئی تمام بلاد

و اقصاء (شہر) قحط کی سخت تر مصیبت میں مبتلا ہوئے اور ہر جانب سے لوگ غلہ خریدنے کے لیے مصر پہنچنے لگے حضرت یوسف علیہ السلام کسی کو ایک اونٹ کے بار

سے زیادہ غلہ نہیں دیتے تھے تاکہ مساوات (برابری) رہے اور سب کی مصیبت رفع ہو۔ قحط کی جیسی مصیبت مصر اور تمام بلاد میں آئی، ایسی ہی کنعان میں بھی آئی،

اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین (حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی) کے سوا اپنے دسویں بیٹوں کو غلہ خریدنے مصر بھیجا۔ ۱۴۳ دیکھتے

ہی ۱۴۴ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے سے اب تک چالیس سال کا طویل زمانہ گزر چکا تھا اور ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام

کا انتقال ہو چکا ہوگا اور یہاں آپ تخت سلطنت پر شاہانہ لباس میں شوکت و شان کے ساتھ جلوہ فرما تھے اس لیے انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ سے عبرانی زبان

میں گفتگو کی آپ نے بھی اسی زبان میں جواب دیا، آپ نے فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم شام کے رہنے والے ہیں جس مصیبت میں دنیا مبتلا ہے

اسی میں ہم بھی ہیں، آپ سے غلہ خریدنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہیں تم جاسوس تو نہیں ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں ہم جاسوس نہیں ہیں، ہم

سب بھائی ہیں ایک باپ کی اولاد ہیں ہمارے والد بہت بزرگ معمر (بڑی عمر کے) صدیق ہیں اور ان کا نام نامی حضرت یعقوب ہے وہ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ

نے فرمایا: تم کتنے بھائی ہو؟ کہنے لگے: تھے تو ہم بارہ مگر ایک بھائی ہمارا ہمارے ساتھ جنگل گیا تھا ہلاک ہو گیا اور وہ والد صاحب کو ہم سب سے زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا:

اب تم کتنے ہو؟ عرض کیا: دس۔ فرمایا: گیارہ ہواں کہاں ہے؟ کہا: وہ والد صاحب کے پاس ہے کیونکہ جو ہلاک ہو گیا وہ اسی کا حقیقی بھائی تھا اب والد صاحب کی اسی

سے کچھ تسلی ہوتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان بھائیوں کی بہت عزت کی اور بہت خاطر و مفاہات (اچھی طرح) اسے ان کی میزبانی فرمائی۔ ۱۴۵ ہر

ایک کا اونٹ بھر دیا اور زاد سفر دے دیا۔ ۱۴۶ یعنی بنیامین ۱۴۷ اس کو لے آؤ گے تو ایک اونٹ غلہ اس کے حصہ کا اور زیادہ دوں گا۔ ۱۴۸ جو انہوں نے قیمت میں

يَرْجِعُونَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ آبِيهِمْ قَالُوا يَا بَنَا مُنَعٍ مِّنَّا الْكَيْلُ

واپس آئیں پھر جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے ۱۵۱ بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے ۱۵۲

فَأَرْسَلَ مَعَنَا آخَانًا نَّكْتُلُ وَإِنَّا لَهُ لَحُفُظُونَ ﴿٢٣﴾ قَالَ هَلْ أَمْنُكُمْ

تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے کہا کیا اس کے بارے میں تم پر

عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمْنُتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَفِظًا ۖ وَهُوَ

ویسا ہی اعتبار کرلوں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا ۱۵۳ تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ

أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿٢٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ

ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر

إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا بَنَا مَانِبَعٍ ۖ هَذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا وَنَبِيرُ

دی گئی ہے بولے اے ہمارے باپ اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کر دی گئی اور ہم اپنے گھر کے

أَهْلُنَا وَنَحْفُظُ آخَانًا وَنَزِدَا دُكَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيرٌ ﴿٢٥﴾

لیے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں ۱۵۴

قَالَ لَنُأَرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُتَوَّنَ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتِنِي بِهِ إِلَّا

کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو ۱۵۵ کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر

أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٦﴾

یہ کہ تم گھر جاؤ (مجبور ہو جاؤ) ۱۵۶ پھر جب انھوں نے یعقوب کو عہد دے دیا ۱۵۷ اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر جو ہم کہہ رہے ہیں

وَقَالَ يُبَنَّى لَا تَدْخُلُوا مِنِّي بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِن أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ

اور کہا اے میرے بیٹو ۱۵۸ ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا ۱۵۹

دی تھی تاکہ جب وہ اپنا سامان کھولیں تو اپنی پونجی انہیں مل جائے اور قحط کے زمانہ میں کام آئے اور مخفی (پوشیدہ) طور پر ان کے پاس پہنچے تاکہ انہیں لینے میں شرم بھی نہ آئے اور یہ کرم و احسان دوبارہ آنے کے لیے ان کی رغبت کا باعث بھی ہو۔ ۱۶۰ اور اس کا واپس کرنا ضروری سمجھیں۔ ۱۶۱ اور بادشاہ کے حسن سلوک اور اس کے احسان کا ذکر کیا کہ اس نے ہماری وہ عزت و تکریم کی کہ اگر آپ کی اولاد میں سے کوئی ہوتا تو بھی ایسا نہ کر سکتا۔ فرمایا: اب اگر تم بادشاہ مصر کے پاس جاؤ تو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ ہمارے والد تیرے حق میں تیرے اس سلوک کی وجہ سے دعا کرتے ہیں۔ ۱۶۲ اگر آپ ہمارے بھائی بنیامین کو نہ بھیجیں گے تو غلہ نہ ملے گا۔ ۱۶۳ اس وقت بھی تم نے حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ ۱۶۴ کیونکہ اس نے اس سے زیادہ احسان کئے ہیں۔ ۱۶۵ یعنی اللہ کی قسم نہ کھاؤ۔ ۱۶۶ اور اس کو لے کر آنا تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے۔ ۱۶۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ۱۶۸ مصر میں ۱۶۹ تاکہ نظر بد سے محفوظ رہو۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ نظر حق ہے۔ پہلی مرتبہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا تھا اس لیے کہ اس وقت تک کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب بھائی اور ایک باپ کی اولاد

وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ج

اور میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا ۱۱۸ حکم تو سب اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۖ ۱۱۹ وَلَبَّأْ دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ

اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ

أَبُوهُمْ ط مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِّنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةٌ فِي نَفْسِ

نے حکم دیا تھا ۱۲۰ وہ کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا ہاں یعقوب کے جی کی

يَعْقُوبَ قَضَاهَا ط وَإِنَّهُ لَدُوْءٌ عَلِيمٌ لِّبَا عِلْمُهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھانے سے مگر اکثر لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ۖ ۱۲۱ وَلَبَّأْ دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوْى إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا

جانتے ۱۲۲ اور جب وہ یوسف کے پاس گئے ۱۲۳ اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی ۱۲۴ کہا یقین جان میں ہی

أَخُوكَ فَلَا تَبْتَسِ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۖ ۱۲۵ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ

تیرا بھائی ۱۲۵ ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا ۱۲۶ پھر جب ان کا سامان مہیا کر دیا ۱۲۷

جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتَهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ

پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا ۱۲۸ پھر ایک منادی نے ندا کی اے قافلہ والو! بے شک

ہیں لیکن اب چونکہ جان چکے تھے اس لیے نظر ہو جانے (لگ جانے) کا احتمال تھا اس واسطے آپ نے علیحدہ علیحدہ ہو کر داخل ہونے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

آفتوں اور مصیبتوں سے دفع کی تدبیر اور مناسب احتیاطیں انبیاء کا طریقہ ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے امر اللہ کو توفیق کر دیا کہ باوجود احتیاطوں کے توکل و

اعتماد اللہ پر ہے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں۔ ۱۲۵ یعنی جو مقدر ہے وہ تدبیر سے ٹالائیں جاسکتا۔ ۱۲۶ یعنی شہر کے مختلف دروازوں سے تو ان کا متفرق ہو کر داخل ہونا۔

۱۲۷ جو اللہ تعالیٰ اپنے اصفیاء (خاص بندوں) کو علم دیتا ہے۔ ۱۲۸ اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اپنے بھائی بنیامین کو لے آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا، پھر انہیں عزت کے ساتھ مہمان بنایا اور باجہ دسترخوان لگائے گئے اور ہر دسترخوان پر دو دو صاحبوں کو بٹھایا گیا، بنیامین اکیلے

رہ گئے تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ آج اگر میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو مجھے اپنے ساتھ بٹھاتے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا ایک بھائی اکیلا رہ گیا اور آپ نے بنیامین کو اپنے دسترخوان پر بٹھایا۔ ۱۲۹ اور فرمایا کہ تمہارے ہلاک شدہ بھائی کی جگہ میں تمہارا بھائی ہو جاؤں تو کیا تم پسند

کرو گے؟ بنیامین نے کہا کہ آپ جیسا بھائی کس کو میسر آئے لیکن یعقوب (علیہ السلام) کا فرزند اور راحیل (مادر حضرت یوسف علیہ السلام) کا نور نظر ہونا تمہیں کیسے حاصل ہو سکتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام رو پڑے اور بنیامین کو گلے سے لگایا اور ۱۳۰ یوسف (علیہ السلام) ۱۳۱ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں خیر کے ساتھ جمع فرمایا اور ابھی اس راز کی بھائیوں کو اطلاع نہ دینا یہ سن کر بنیامین فرط مسرت سے بے خود ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگے: اب میں آپ سے جدا نہ ہوں گا آپ نے فرمایا: والد صاحب کو میری جدائی کا بہت غم پہنچ چکا ہے اگر میں نے تمہیں بھی روک لیا تو انہیں اور زیادہ غم ہوگا علاوہ بریں روکنے کی

بجز اس کے اور کوئی سبیل بھی نہیں ہے کہ تمہاری طرف کوئی غیر پسندیدہ بات منسوب ہو۔ بنیامین نے کہا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ۱۳۲ اور ہر ایک کو ایک بار شُتر (ایک اونٹ کا بوجھ) غلہ دے دیا اور ایک بار شُتر بنیامین کے نام خاص کر دیا۔ ۱۳۳ جو بادشاہ کے پانی پینے کا سونے کا جو اہرات سے مُرَصَّع کیا ہوا تھا اور

لَسْرِقُونَ ۴۰ قَالُوا وَاقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقَدُونَ ۴۱ قَالُوا نَفَقْدُ

تم چور ہو بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تم کیا نہیں پاتے بولے بادشاہ کا

صَوَاعِقُ الْمَلِكِ وَلَيْسَ جَاءَ بِهِ حُلٌّ بَعِيرٌ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۴۲ قَالُوا

پیالہ نہیں ملتا اور جو اسے لائے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے اور میں اس کا ضامن ہوں بولے

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ۴۳

خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم چور

قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ۴۴ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وَجِدَ فِي

بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو ۱۶۹ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے

رَاحِلُهُ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۴۵ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۴۶ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَّتِهِمْ

اسباب (سامان) میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے ۱۷۰ ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے ۱۷۱ تو اول ان کی خرجیوں (تھیلوں) سے تلاشی شروع

قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرِجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ ۴۷ كَذَلِكَ كِدْنَا

کی اپنے بھائی ۱۷۲ کی خرجی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا ۱۷۳ ہم نے یوسف کو

لِيُؤَسِّفَ ۴۸ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۴۹

یہی تدبیر بتائی ۱۷۴ بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے ۱۷۵ مگر یہ کہ خدا چاہے ۱۷۶

نَرْفَعُ دَرَجَتٍ مِّنْ شَأْنٍ ۴۹ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۵۰ قَالُوا إِنْ

ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں ۱۷۷ اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے ۱۷۸ بھائی بولے اگر

اس وقت اس سے غلے ناپنے کا کام لیا جاتا تھا یہ پیالہ بنیامین کے کجاوے میں رکھ دیا گیا اور قافلہ کنعان کے قصد سے روانہ ہو گیا، جب شہر کے باہر جا چکا تو انبار خانہ

کے کارکنوں کو معلوم ہوا کہ پیالہ نہیں ہے ان کے خیال میں یہی آیا کہ یہ قافلہ والے لے گئے انہوں نے اس کی جستجو کے لیے آدمی بھیجے۔ ۱۶۹ اس بات میں اور

پیالہ تنہا رہے پاس نکلے۔ ۱۷۰ اور شریعت حضرت یعقوب علیہ السلام میں چوری کی یہی سزا مقرر تھی۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ۱۷۱ پھر یہ قافلہ مصر لایا گیا اور ان

صاحبوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر کیا گیا ۱۷۲ یعنی بنیامین کی خرجی سے پیالہ برآمد کیا۔ ۱۷۳ اپنے بھائی کے لینے کی۔ اس

معاملہ میں بھائیوں سے استفسار کریں تاکہ وہ شریعت حضرت یعقوب علیہ السلام کا حکم بتائیں جس سے بھائی مل سکے۔ ۱۷۴ کیونکہ بادشاہ مصر کے قانون میں

چوری کی سزا امارنا اور دونامال لے لینا مقرر تھی۔ ۱۷۵ یعنی یہ بات خدا کی مہیمنت (مرضی) سے ہوئی کہ ان کے دل میں ڈال دیا کہ سزا بھائیوں سے دریافت کریں

اور ان کے دل میں ڈال دیا کہ وہ اپنی سنت کے مطابق جواب دیں۔ ۱۷۶ علم میں جیسے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجے بلند فرمائے۔ ۱۷۷ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر عالم کے اوپر اس سے زیادہ علم رکھنے والا عالم ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اس کا علم سب کے

علم سے برتر ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی علماء تھے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے اعلم

(بڑے عالم) تھے۔ جب پیالہ بنیامین کے سامان سے نکلا تو بھائی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے سر جھکائے اور۔

يُسْرِقُ فَقَدْ سَرَاقٌ آخَرٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاسْرَّهَا يُوْسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ

یہ چوری کرے ۱۷۱؎ تو بے شک اس سے پہلے ایک بھائی چوری کر چکا ہے ۱۸۰؎ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان

يُبْدِيهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿۷۸﴾ قَالُوا

پر ظاہر نہ کی جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو ۱۸۱؎ اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو ۱۷۲؎ بولے

يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبَاشِيخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۚ إِنَّا

اے عزیز! اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے ۱۸۲؎ تو ہم میں اس کی جگہ کسی کو لے لو بے شک ہم

نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷۹﴾ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا

تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں ۱۸۳؎ خدا کی پناہ کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس

مَتَاعَنَا عِنْدَهُ ۚ إِنَّا إِذَا الظَّالِمُونَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّا اسْتَأْيَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۚ

ہمارا مال ۱۸۴؎ جب تو ہم ظالم ہوں گے پھر جب اس سے ناامید ہوئے الگ جاکر سرگوشی کرنے لگے

قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ

ان کا بڑا بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لے لیا تھا

وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۚ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي

اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی ۱۸۵؎ تو میں یہاں سے نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ ۱۸۶؎

أَبِي أَوْ يُحْكَمَ اللَّهُ لِي ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿۸۱﴾ ارْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَقُولُوا

مجھے اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے ۱۸۷؎ اور اس کا حکم سب سے بہتر ۱۸۸؎ اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو

يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَيْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

اے ہمارے باپ بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی ۱۸۹؎ اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوئے تھے جتنی ہمارے علم میں تھی ۱۹۰؎ اور ہم غیب کے

وَعَلَىٰ سَامَانَ مِمَّنْ يَلْهَىٰ نَفْسَهُ سَامَانٌ وَلَمْ يَكُنْ لِيَوْمَئِذٍ يَتَّقِي ۚ وَلَمْ يَكُنْ لِيَوْمَئِذٍ يَتَّقِي ۚ وَلَمْ يَكُنْ لِيَوْمَئِذٍ يَتَّقِي ۚ

چوری قرار دے کر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نسبت کیا وہ واقعہ یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نانا کا ایک بت تھا جس کو وہ پوجتے تھے حضرت یوسف

علیہ السلام نے چپکے سے وہ بت لیا اور توڑ کر راستہ میں نجاست کے اندر ڈال دیا، یہ حقیقت میں چوری نہ تھی بت پرستی کا مٹانا تھا بھائیوں کا اس ذکر سے یہ مُدْعَا

(مقصد) تھا کہ ہم لوگ بنیامین کے سوتیلے بھائی ہیں، یہ فعل ہو تو شاید بنیامین کا ہو، نہ ہماری اس میں شرکت نہ ہمیں اس کی اطلاع۔ ۱۹۱؎ اس سے جس کی طرف

چوری کی نسبت کرتے ہو۔ کیونکہ چوری کی نسبت حضرت یوسف کی طرف تو غلط ہے وہ فعل تو شرک کا ابطال (مٹانا) اور عبادت تھا اور تم نے جو یوسف کے ساتھ کیا وہ

بڑی زیادتیاں ہیں۔ ۱۹۲؎ ان سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں سے ان کے دل کی تسلی ہے۔ ۱۹۳؎ حضرت یوسف علیہ السلام نے ۱۹۴؎ کیونکہ تمہارے فیصلہ سے ہم

اسی کو لینے کے مستحق ہیں جس کے کچاوے میں ہمارا مال ملا اگر ہم بجائے اس کے دوسرے کو لیں ۱۹۵؎ میرے واپس آنے کی ۱۹۶؎ میرے بھائی کو خلاصی دے کر یا

حَفِظَيْنِ ① وَسَلِّ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ط

نگہبان نہ تھے ۱۸۹ اور اس بستی سے پوچھ دیکھئے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے
وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ② قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ط فَصَبْرٌ جَبِيلٌ ط

اور ہم بے شک سچے ہیں ۱۹۰ کہا ۱۹۱ تمہارے نفس نے تمہیں کچھ حیلہ بنا دیا تو اچھا صبر ہے
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ط إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ③ وَ

قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے ۱۹۲ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے اور
تَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَفَى عَلَى يُونُسَ وَابْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ

ان سے منہ پھیرا ۱۹۳ اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں ۱۹۴
فَهُوَ كَظِيمٌ ④ قَالُوا اتَّاللَّهُ تَفْتُوْا تَذْكُرُ يُونُسَ حَتَّى تَكُونَ حَرَضًا

تو وہ غصہ کھاتا رہا بولے ۱۹۵ خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گورکنارے (موت کے قریب) جا لگیں
أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ⑤ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ

یا جان سے گزر جائیں کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں ۱۹۶
وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ⑥ لِيَبْنِيَ أَذْهَبُ أَفْتَحَسَّوْا مِنْ يُونُسَ

اور مجھے اللہ کی وہ شائیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۱۹۷ اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی
وَأَخِيهِ وَلَا تَأَيَّسُوا مِنْ رَّوْحِ اللَّهِ ط إِنَّهُ لَا يَأَيَّسُ مِنْ رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا

کاسراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر
اس کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ چلے گا۔ ۱۸۷ یعنی ان کی طرف چوری کی نسبت کی گئی ۱۸۸ کہ پیالہ ان کے کجاوہ میں نکلا ۱۸۹ اور ہمیں خبر نہ تھی کہ یہ صورت پیش آئے
گی حقیقت حال اللہ ہی جانے کہ کیا ہے اور پیالہ کس طرح بنیامین کے سامان سے برآمد ہوا۔ ۱۹۰ پھر یہ لوگ اپنے والد کے پاس واپس آئے اور سفر میں جو کچھ پیش
آیا تھا اس کی خبر دی اور بڑے بھائی نے جو کچھ بتا دیا تھا وہ سب والد سے عرض کیا۔ ۱۹۱ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ چوری کی نسبت بنیامین کی طرف غلط
ہے اور چوری کی سزا غلام بنانا یہ بھی کوئی کیا جانے اگر تم فتویٰ نہ دیتے اور تمہیں نہ بتاتے تو ۱۹۲ یعنی حضرت یوسف کو اور ان کے دونوں بھائیوں کو۔ ۱۹۳ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کی خبر سن کر اور آپ کا غم و اندوہ (رنج و الم) انتہا کو پہنچ گیا ۱۹۴ روتے روتے آنکھ کی سیاہی کارنگ جاتا رہا اور بیٹائی ضعیف ہو گئی۔
حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں حضرت یعقوب علیہ السلام اُسی برس روتے رہے۔ اور اَحِبَّاء (پیاروں) کے غم
میں رونا جو تکلیف اور نمائش سے نہ ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی شکایت و بے صبری نہ پائی جائے رحمت ہے، ان غم کے ایام میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان
مبارک پر کبھی کوئی کلمہ بے صبری کا نہ آیا۔ ۱۹۵ برادران یوسف اپنے والد سے ۱۹۶ تم سے یا اور کسی سے نہیں ۱۹۷ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ
الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان سے ملنے کی توقع رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان کا خواب حق ہے ضرور واقع ہوگا۔ ایک
روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت مَلِكُ الْمَوْت سے دریافت کیا کہ کیا تم نے میرے بیٹے یوسف کی روح قبض کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! اس سے بھی

الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَاو

کافر لوگ ۱۹۸ پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی ۱۹۹ اور

أَهْلَنَا الضُّرُّ وَجُنَا بِيضَاعَةٍ مُّرْجَةٍ فَأَوْفَ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ

ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں ۲۰۰ تو آپ ہمیں پورا ماپ دیجئے ۲۰۱ اور ہم پر

عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ

خیرات کیجئے ۲۰۲ بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے ۲۰۳ بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور

يُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٨٩﴾ قَالُوا إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ ط

اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب تم نادان تھے ۲۰۴ بولے کیا سچ سچ آپ ہی یوسف ہیں

قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَ

کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا ۲۰۵ بے شک جو پرہیزگاری اور

يَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾ قَالُوا اتَّالَهِ لَقَدْ أَشْرَكَ

مبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتا ۲۰۶ بولے خدا کی قسم بے شک اللہ نے آپ کو

اللَّهُ عَلَيْنَاوَا إِنَّ كُنَّا لَخٰطِئِينَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط

ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطاوار تھے ۲۰۷ کہا آج ۲۰۸ تم پر کچھ ملامت نہیں

يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿٩٢﴾ إِذْ هَبُوا بَقِيصِي هَذَا فَأَلْقَوْهُ

اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے ۲۰۹ میرا یہ گرتا لے جاؤ ۲۱۰ اسے میرے باپ کے

آپ کو ان کی زندگانی کا اطمینان ہوا اور آپ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا ۱۹۸ یہ سن کر برادران حضرت یوسف علیہ السلام پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۹۹

یعنی ننگی اور بھوک کی سختی اور جسموں کا دبلا ہونا۔ ۲۰۰ ردی کھوٹی جسے کوئی سوداگر مال کی قیمت میں قبول نہ کرے وہ چند کھوٹے درہم تھے اور اثاثہ البیت (گھریلو

سامان) کی چند پرانی بوسیدہ چیزیں۔ ۲۰۱ جیسا کھرے داموں سے دیتے تھے۔ ۲۰۲ یہ ناقص پونجی قبول کر کے۔ ۲۰۳ ان کا یہ حال سن کر حضرت یوسف علیہ

الصلوة والسلام پر گریہ طاری ہوا اور چشم گوہر فشاں سے آنکھ رواں ہو گئے اور ۲۰۴ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو مارنا، کنوئیں میں گرانا، بیچنا، والد سے جدا کرنا

اور ان کے بعد ان کے بھائی کو تنگ رکھنا، پریشان کرنا تمہیں یاد ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کو قسم آگیا اور انہوں نے آپ کے گویہ

زندہ (موتی جیسے دانتوں) کا حسن دیکھ کر پہچانا کہ یہ تو جمال یوسفی کی شان ہے۔ ۲۰۵ ہمیں جدائی کے بعد سلامتی کے ساتھ ملایا اور دنیا و دین کی نعمتوں سے سرفراز

فرمایا۔ ۲۰۶ برادران حضرت یوسف علیہ السلام یہ طریقہ غدر خواہی (معافی چاہتے ہوئے) ۲۰۷ اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے آپ کو عزت دی بادشاہ بنایا اور ہمیں

مسکین بنا کر آپ کے سامنے لایا۔ ۲۰۸ اگرچہ ملامت کرنے کا دن ہے مگر میری جانب سے ۲۰۹ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے اپنے والد

ماجد کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا: آپ کی جدائی کے غم میں روتے روتے ان کی بیٹائی بحال نہیں رہی آپ نے فرمایا ۲۱۰ جو میرے والد ماجد نے تعویذ بنا کر

میرے گلے میں ڈال دیا تھا۔

عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَاتٍ بَصِيرًا ۚ وَآتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَبَّاقَصَلَتِ

منہ پر ڈالو اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر (گھر والوں) کو میرے پاس لے آؤ جب قافلہ مصر سے

الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رَيْحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَن تَقْبَدُونِ ﴿٩٤﴾

جدا ہوا! یہاں ان کے باپ نے ۲۱۲ کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ (بہک) گیا

قَالُوا تَاللّٰهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّا أَن جَاءَ الْبَشِيرُ

بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی (محبت) میں ہیں ۲۱۳ پھر جب خوشی سنانے والا آیا ۲۱۴

الْقَهْلُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۚ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ

اس نے وہ گرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (روشن ہو گئیں) کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ

مِّنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا يَا بَنَاآ اِسْتَعْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا

شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۲۱۵ بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے بے شک ہم

خٰطِئِينَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٩٨﴾

خطاوار ہیں کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۲۱۶

۲۱۷ اور کُنْعَنان کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۱۸ اپنے پوتوں اور پاس والوں سے ۲۱۹ کیونکہ وہ اس گمان میں تھے کہ اب حضرت یوسف (علیہ السلام) کہاں ان کی

وفات بھی ہو چکی ہوگی۔ ۲۲۰ لشکر کے آگے آگے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہودا تھے انہوں نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خون آلودہ

قیمص بھی میں ہی لے کر گیا تھا میں نے ہی کہا تھا کہ یوسف (علیہ السلام) کو بھیڑ یا کھا گیا میں نے ہی انہیں غمگین کیا تھا آج گرتا بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور حضرت

یوسف (علیہ السلام) کی زندگانی کی فرحت انگیز (خوشی پہنچانے والی) خبر بھی میں ہی سناؤں گا تو یہودا ہر ہنسہر، ہر ہنہ پاء، گرتا لے کر آئی فرسنگ (دوسو چالیس میل)

دوڑتے آئے، راستہ میں کھانے کے لیے سات روٹیاں ساتھ لائے تھے، فرط شوق کا یہ عالم تھا کہ ان کو بھی راستہ میں کھا کر تمام نہ کر سکے۔ ۲۲۱ حضرت یعقوب

علیہ السلام نے دریافت فرمایا: یوسف کیسے ہیں؟ یہودا نے عرض کیا: حضور وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔ فرمایا: میں بادشاہی کو کیا کروں یہ بتاؤ کس دین پر ہیں؟ عرض کیا:

دین اسلام پر۔ فرمایا: الْحَمْدُ لِلّٰہ! اللہ کی نعمت پوری ہوئی۔ برادران حضرت یوسف علیہ السلام ۲۲۲ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت سحر بعد نماز

باتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے صاحبزادوں کے لیے دعا کی وہ قبول ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی فرمائی گئی کہ صاحبزادوں کی خطا بخش دی

گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو مع ان کے اہل واولاد کے بلانے کے لیے اپنے بھائیوں کے ساتھ دوسو سواریاں اور کثیر سامان بھیجا تھا حضرت

یعقوب علیہ السلام نے مصر کا ارادہ فرمایا اور اپنے اہل کو جمع کیا کل مردوزن بہتر یا تہتر تن تھے اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ برکت فرمائی کہ ان کی نسل اتنی بڑھی کہ جب

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو چھ لاکھ سے زیادہ تھے باوجود کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ اس سے صرف چار

سوسال بعد ہے۔ الْحَاصِلُ (قصہ مختصر یہ کہ) جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ اعظم کو اپنے والد

ماجد کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور چار ہزار لشکری اور بہت سے مصری سواروں کو ہمراہ لے کر آپ اپنے والد صاحب کے استقبال کے لیے صدارتی پھریرے

اڑاتے (جھنڈے لہراتے)، قطاریں باندھے روانہ ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لارہے تھے، جب آپ کی

نظر لشکر پر پڑی اور آپ نے دیکھا کہ صحرا زَرْقِ بَرَقَ (رنگ برنگ) سواروں سے پُر ہو رہا ہے۔ فرمایا: اے یہودا! کیا یہ فرعون مصر ہے جس کا لشکر اس شوکت و شکوہ

سے آ رہا ہے؟ عرض کیا: نہیں! یہ حضور کے فرزند یوسف ہیں۔ ”علیہم السلام“ حضرت جبریل نے آپ کو متوجہ دیکھ کر عرض کیا: ہوا کی طرف نظر فرمائیے آپ کے

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوْى إِلَيْهِ أَبُو يَهُ وَيَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ

پھر جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں ۲۱۵ء داخل ہو

شَاءَ اللَّهُ اٰمِنِيْنَ ۹۹ ۱۰۰ وَرَفَعَ اَبُو يَهُ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۱۰۱ وَ

اللہ چاہے تو امان کے ساتھ ۲۱۹ء اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب ۲۲۰ء اس کے لیے سجدے میں گرے ۲۲۱ء اور

قَالَ يَا بَتِ هَذَا تَاوِيلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۱۰۲ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۱۰۳ وَ

یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے ۲۲۲ء بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا اور

قَدْ اَحْسَنَ بِيْ اِذَا خَرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ ۱۰۴

بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا ۲۲۳ء اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے

اَنْ نَّزِعَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۱۰۵ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّبَايَسَاءٍ ۱۰۶ ط

کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے

اِنَّهُ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۱۰۷ رَبِّ قَدْ اَتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ

بے شک وہی علم و حکمت والا ہے ۲۲۴ء اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ

مِنْ تَاوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۱۰۸ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۱۰۹ اَنْتَ وَلِيٌّ فِی

باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے

سِرِّیْنَ ۱۱۰ میں شرکت کے لیے ملائکہ حاضر ہوئے ہیں جو مدتوں آپ کے غم کے سبب روتے رہے ہیں۔ ملائکہ کی تسبیح نے اور گھوڑوں کے چنہانے نے اور طبل و بوق کی

آوازوں نے عجب کیفیت پیدا کر دی تھی، یہ محرم کی دسویں تاریخ تھی جب دونوں حضرات والد و ولد، پدر و پسر (باپ اور بیٹا) قریب ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ

السلام نے سلام عرض کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ توقف کیجئے اور والد صاحب کو ابتداء بسلام کا موقع دیجئے۔ چنانچہ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مُذْهَبَ الْاَحْزَانِ (یعنی اے غم و اندوہ کے دور کرنے والے سلام ہو) اور دونوں صاحبوں نے اتر کر

معاقدہ کیا اور مل کر خوب روئے، پھر اس مؤین فرو و ذکا (قیام گاہ) میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ کے استقبال کے لیے نفیس خیمے وغیرہ نصب کر کے آراستہ کی

گئی تھی۔ یہ دخول حدود مصر میں تھا اس کے بعد دوسرا دخول خاص شہر میں ہے جس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔ ۲۱۸ء ماں سے باخاں والدہ مراد ہیں اگر اس وقت تک

زندہ ہوں یا خالہ۔ مفسرین کے اس باب میں کئی اقوال ہیں۔ ۲۱۸ء یعنی خاص شہر میں ۲۱۹ء جب مصر میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف اپنے تخت پر جلوہ افروز

ہوئے آپ نے اپنے والدین کا اکرام فرمایا۔ ۲۲۰ء یعنی والدین اور سب بھائی ۲۲۱ء یہ سجدہ تحیت و تواضع (سلام و عاجزی) کا تھا جو ان کی شریعت میں جائز تھا جیسے

کہ ہماری شریعت میں کسی مُعَظَّم (بزرگ) کی تعظیم کے لیے قیام اور مصافحہ اور دست بوسی جائز ہے۔ سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لیے کبھی جائز نہیں

ہو اندہ ہوسکتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور سجدہ تحیت و تعظیم بھی ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ ۲۲۲ء جو میں نے مصر سنی یعنی بچپن کی حالت میں دیکھا تھا۔ ۲۲۳ء اس موقع

پر آپ نے کنوئیں کا ذکر نہ کیا تا کہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو۔ ۲۲۴ء اصحاب تواریخ کا بیان ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ

السلام کے پاس مصر میں جو بیس ۲۴ سال بہترین عیش و آرام میں خوشحالی کے ساتھ رہے قریب وفات آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ آپ کا

جنازہ ملک شام میں لے جا کر ارض مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحق علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس دفن کیا جائے اس وصیت کی تعمیل کی گئی اور بعد وفات سال

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝۱۰۱ ذَلِكُمْ

دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قُرب خاص کے لائق ہیں ۲۲۵ یہ کچھ

أَنْبَاءُ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْجَعُوا أَمْرَهُمْ

غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے ۲۲۶ جب انھوں نے اپنا کام پکا کیا تھا

وَهُمْ يَكْشُرُونَ ۝۱۰۲ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ۝۱۰۳ وَمَا

اور وہ داؤں چل رہے تھے ۲۲۷ اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے اور تم

تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝۱۰۴ وَكَأَيِّنْ مِنْ

اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ ۲۲۸ تو نہیں مگر سارے جہان کو نصیحت اور کتنی نشانیاں

آيَةٍ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ يَسْرُونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۝۱۰۵ وَ

ہیں ۲۲۹ آسمانوں اور زمین میں کہ لوگ ان پر گزرتے ہیں ۲۳۰ اور ان سے بے خبر رہتے ہیں اور

مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝۱۰۶ أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ

ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے ۲۳۱ کیا اس سے ڈر ہو بیٹھے کہ

غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۰۷

اللہ کا عذاب انھیں آکر گھیر لے یا قیامت ان پر اچانک آجائے اور انھیں خبر نہ ہو

(ایک خاص قسم کے درخت) کی لکڑی کے تابوت میں آپ کا جسد اطہر شام میں لایا گیا اسی وقت آپ کے بھائی عیص کی وفات ہوئی اور آپ دونوں بھائیوں کی

ولادت بھی ساتھ ہوئی تھی اور دفن بھی ایک ہی قبر میں کئے گئے اور دونوں صاحبوں کی عمر ایک سو پینتالیس سال کی تھی جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا

کو دفن کر کے مصر کی طرف واپس ہوئے تو آپ نے یہ دعا کی جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ۲۲۵ یعنی حضرت ابراہیم و حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہم السلام۔

انبیاء سب معصوم ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا تعلیم امت کے لیے ہے کہ وہ حسن خاتمہ کی دعا مانگتے رہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد کے

بعد تیس سال رہے اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کے مقام دفن میں اہل مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا، ہر محلہ والے حصول برکت کے لیے اپنے ہی

محلہ میں دفن کرنے پر مُصِر (اصرار کر رہے) تھے، آخر یہ رائے قرار پائی کہ آپ کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تاکہ پانی آپ کی قبر سے چھوٹا ہوا گزرے اور اس

کی برکت سے تمام اہل مصر فیض یاب ہوں۔ چنانچہ آپ کو سنگِ رُخام، یاسگِ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ وہیں رہے یہاں تک

کہ چار سو برس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آبائے کرام کے پاس ملکِ شام میں دفن کیا۔ ۲۲۶ یعنی

برادرانِ یوسف علیہ السلام کے ۲۲۷ باوجود اس کے اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کا ان تمام واقعات کو اس تفصیل سے بیان فرمانا نبیِ خیر اور مجرہ

ہے۔ ۲۲۸ قرآن شریف ۲۲۹ خالق اور اس کی توحید و صفات پر دلالت کرنے والی، ان نشانہوں سے ہلاک شدہ امتوں کے آثار مراد ہیں۔ (مدارک) ۲۳۰ اور ان

کا مُعَاہَدہ کرتے ہیں لیکن تَفَكُّر (سوچ بچار) نہیں کرتے، عبرت نہیں حاصل کرتے۔ ۲۳۱ جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت مشرکین کے رد میں نازل ہوئی جو

اللہ تعالیٰ کی خَالِقِیَّتِ و رَزَاقِیَّتِ کا اقرار کرنے کے ساتھ بت پرستی کے غیر کو عبادت میں اس کا شریک کرتے تھے۔

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ط

تم فرماؤ ۲۳۲ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں ۲۳۳

وَسُبْحَنَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۰۸ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

اور اللہ کو پاکی ہے ۲۳۴ اور میں شریک کرنے والا نہیں اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے

إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى ط أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

سب مرد ہی تھے ۲۳۵ جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے ۲۳۶ تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے نہیں

فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ

تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا ۲۳۷ اور بے شک آخرت کا گھر

لِلَّذِينَ اتَّقَوْا ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۱۰۹ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَأْذَنَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا

پرہیزگاروں کے لیے بہتر تو کیا تمہیں عقل نہیں یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی ۲۳۸ اور لوگ سمجھے

أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ ط وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا

کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا ۲۳۹ اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا گیا ۲۴۰ اور ہمارا عذاب

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۱۱۰ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي

مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بے شک ان کی خبروں سے ۲۴۱ عقل مندوں کی آنکھیں

الْأَلْبَابِ ط مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ

کھلتی ہیں ۲۴۲ یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں ۲۴۳ لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی ۲۴۴

۲۴۵ اے مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مشرکین سے کہ توحید الہی اور دین اسلام کی دعوت دینا ۲۴۶ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: محمد مصطفیٰ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب احسن طریق اور افضل ہدایت پر ہیں، یہ علم کے معین (سرچشمے)، ایمان کے خزانے، رحمن کے لشکر ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: طریقہ اختیار کرنے والوں کو چاہئے کہ گزرے ہوؤں کا طریقہ اختیار کریں وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کے دل امت میں

سب سے زیادہ پاک، علم میں سب سے عمیق (کامل)، تکلف (نمود و نمائش) میں سب سے کم، ایسے حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

صحبت اور ان کے دین کی اشاعت کے لیے برگزیدہ کیا۔ ۲۴۷ تمام عیوب و نقائص اور شرکاء و اضراد و انداد (مخالف و ہم پلہ) سے۔ ۲۴۸ فرشتے نہ کسی عورت کو نبی

بنایا گیا۔ یہ اہل مکہ کا جواب ہے جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ نے فرشتوں کو کیوں نہ نبی بنا کر بھیجا انہیں بتایا گیا کہ یہ کیا تعجب کی بات ہے پہلے ہی سے کبھی فرشتے نبی ہو کر نہ

آئے۔ ۲۴۹ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل بادیہ (دیہاتیوں) اور جنات اور عورتوں میں سے کبھی کوئی نبی نہیں کیا گیا۔ ۲۵۰ انبیاء کے چھٹلانے سے کس طرح

ہلاک کئے گئے ۲۵۱ یعنی لوگوں کو چاہئے کہ عذاب الہی میں تاخیر ہوئے اور عیش و آسائش کے دیر تک رہنے پر مغرور نہ ہو جائیں کیونکہ پہلی امتوں کو بھی بہت مہلتیں دی جا

چکی ہیں یہاں تک کہ جب ان کے عذابوں میں بہت تاخیر ہوئی اور یہ اسباب ظاہر رسول کو قوم پر دنیا میں ظاہر عذاب آنے کی امید نہ رہی۔ (ابو اسود) ۲۵۲ یعنی قوموں

نے گمان کیا کہ رسولوں نے انہیں جو عذاب کے وعدے دیئے تھے وہ پورے ہونے والے نہیں۔ (مدارک وغیرہ) ۲۵۳ اپنے بندوں میں سے یعنی اطاعت کرنے والے

يَدِيهِ وَتَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

تصدیق ہے اور ہر چیز کا مُفَصَّل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت۔

﴿ایاتھا ۲۳﴾ ﴿۱۳ سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۶﴾ ﴿رکوعاتها ۶﴾

سورہ رعد مدنیہ ہے، اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْمَرَّ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ ۖ وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَ

یہ کتاب کی آیتیں ہیں ۖ اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے ۖ

لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ ۱۱ اللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ۖ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ

تَرَوْنَهَا تَمْشٰٓهُنَّ عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي

تم دیکھو ۖ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ۖ ہر ایک ایک ٹھہرائے ہوئے

لَا جَلِّ مُسَيِّ ۖ يَدَّبَّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ

وعدہ تک چلتا ہے ۖ اللہ کام کی تدبیر فرماتا اور مُفَصَّل نشانیاں بتاتا ہے ۖ کہیں تم اپنے رب کا ملنا

ایماندروں کو بچالیا۔ ۲۳۱ یعنی انبیاء کی اور ان کی قوموں کی ۲۳۲ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے بڑے بڑے نتائج نکلتے ہیں اور معلوم ہوتا

ہے کہ صبر کا نتیجہ سلامت و کرامت ہے اور ایذا رسانی و بدخواہی کا انجام ندامت اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے اور بندے کو سختیوں کے پیش آنے سے

ماپس نہ ہونا چاہئے رحمت الہی دیکھ کر کسی کی بدخواہی کچھ نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد قرآن پاک کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ ۲۳۳ جس کو کسی انسان نے اپنی

طرف سے بنالیا ہو کیونکہ اس کا اعجاز (عاجز کر دینا) اس کے مین اللہ (اللہ کی طرف سے) ہونے کو قطعی طور پر ثابت کرتا ہے۔ ۲۳۴ توریت انجیل وغیرہ کتب

الہیہ کی ۱۔ سورہ رعد مدنیہ ہے اور ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ دو آیتوں ”لَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِیْهُمُ“ اور ”يَقُولُ

الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتُ مُرْسَلًا“ کے سوا باقی سب مکی ہیں، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے، اس میں چھ رکوع تینتالیس یا پینتالیس آیتیں اور آٹھ سو پچپن کلمے

اور تین ہزار پانچ سو چھ حرف ہیں۔ ۱۔ یعنی قرآن شریف کی ۱۔ یعنی قرآن شریف ۲۔ کہ اس میں کچھ شے نہیں ۳۔ یعنی مشرکین مکہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کلام

محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہے انہوں نے خود بنایا، اس آیت میں ان کا رد فرمایا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے دلائل اور اپنے عجائب

قدرت بیان فرمائے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں ۱۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جیسا کہ تم ان کو دیکھتے ہو

یعنی حقیقت میں کوئی ستون ہی نہیں ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارے دیکھنے میں آنے والے ستونوں کے بغیر بلند کیا، اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ ستون تو

ہیں مگر تمہارے دیکھنے میں نہیں آتے اور قول اول صحیح تر ہے اسی پر جمہور ہیں۔ ۲۔ (خازن و جمل) ۱۔ اپنے بندوں کے منافع اور اپنے بلاد کے مصالح کے لیے وہ

حسب حکم گردش میں ہیں۔ ۱۔ یعنی فناء دنیائے دنیا کے وقت تک۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اجل مُسَمَّی سے ان کے درجات و منازل مراد

ہیں یعنی وہ اپنی منازل و درجات میں ایک غایت (حد) تک گردش کرتے ہیں جس سے تسجائوز نہیں کر سکتے، شمس و قمر میں سے ہر ایک کے لیے سیر خاص جہت

خاص کی طرف سرعت و بطور حرکت کی مقدار خاص سے مقرر فرمائی ہے۔ ۱۔ اپنی وحدانیت و کمال قدرت کی۔

تُوقِنُونَ ۲) وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ط

یقین کروں اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں لنگر والے اور نہریں بنائیں

وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اشْتَيْنِ الْيَلِ النَّهَارِ ط

اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے رات سے دن کو چھپا لیتا ہے

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳) وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّرَاتٌ ط

بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو اور زمین کے مختلف قطعے (ٹکڑے) ہیں اور ہیں پاس پاس

وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صُفْوَانٌ وَغَيْرُ صُفْوَانٍ يُسْقَى بِهَاءٍ ط

اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے (گڑھے) سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی

وَاحِدٍ قَفٍّ وَنُفُصْلٌ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ ط

دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں

يَعْقِلُونَ ۴) وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ إِذَا كُنَّا تُرَبَّاءً إِنَّا لَنَفِي خَلْقٍ ط

عقل مندوں کے لیے اور اگر تم تعجب کرو تو تعجبنا (تعجب) تو ان کے اس کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر

جَدِيدٌ ۵) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَىٰ فِي ط

نئے بنیں گے وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں

أَعْنَاقِهِمْ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۵) وَيَسْتَعْجِلُونَكَ ط

طوق ہوں گے وہ اور وہ دوزخ والے ہیں انھیں اسی میں رہنا اور تم سے عذاب کی

وَكَانَ جَانُودًا كَوْنِيَسْتَعِجِلُونَكَ ط

وہ اور جانو کہ جو انسان کو نیستی کے بعد ہنسٹ (یعنی جب وہ تھاہی نہیں تو اس کو پیدا) کرنے پر قادر ہے وہ اس کو موت کے بعد بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔

۱۱ یعنی مضبوط پہاڑ ۱۲ سیاہ و سفید، ترش و شیریں، صغیر و کبیر، بڑی و بستاننی (صحرائی و بانائی)، گرم و سرد، تر و خشک وغیرہ۔ ۱۳ جو سمجھیں کہ یہ تمام آثار صنایع

حکیم (یعنی اللہ عزوجل) کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ ۱۴ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ان میں سے کوئی قابل زراعت ہے کوئی ناقابل زراعت کوئی

پتھر یا کوئی ریتلا۔ ۱۵ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس میں بنی آدم کے قلوب کی ایک تمثیل (مثال) ہے کہ جس طرح زمین ایک تھی اس کے مختلف

قطعات (ٹکڑے) ہوئے، ان پر آسمان سے ایک ہی پانی برسا، اس سے مختلف قسم کے پھل پھول تیل بوٹے اچھے برے پیدا ہوئے، اسی طرح آدمی حضرت آدم

سے پیدا کئے گئے ان پر آسمان سے ہدایت اتری اس سے بعض دل نرم ہوئے ان میں خشوع خضوع پیدا ہوا بعض سخت ہو گئے وہ ابھولے ہوئے تھے تو جس طرح

زمین کے قطعات اپنے پھول پھل میں مختلف ہیں اسی طرح انسانی قلوب اپنے آخار و انوار و اسرار میں مختلف ہیں۔ ۱۶ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کفار کی تکذیب کرنے سے باوجود یکہ آپ ان میں صادق و امین معروف تھے اور انہوں نے کچھ نہ سمجھا کہ جس نے ابتداء بغیر مثال کے پیدا کر دیا اس کو دوبارہ

پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ ۱۸ روز قیامت۔

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلُ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلُطُ وَإِنَّ رَبَّكَ

جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے ۱۹ اور ان سے اگلوں کی سزائیں ہو چکیں ۲۰ اور بے شک تمہارا رب

لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۶

تو لوگوں کے ظلم پر بھی انھیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے ۲۱ اور بے شک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے ۲۲ اور

يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْوَلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ إِنَّمَا أَنْتَ

کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ۲۳ تم تو

مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷

ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی ۲۴ اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے ۲۵ اور پیٹ جو

۱۹۔ مشرکین مکہ اور یہ جلدی کرنا بطریق تَمَسُّخُو (بطور مذاق) تھا اور رحمت سے سلامت و عافیت مراد ہے۔ ۲۰۔ وہ بھی رسولوں کی تکذیب اور عذاب کا تسخیر کیا

کرتے تھے ان کا حال دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ ۲۱۔ کہ ان کے عذاب میں جلدی نہیں فرماتا اور انہیں مہلت دیتا ہے۔ ۲۲۔ جب عذاب فرمائے۔

۲۳۔ کافروں کا یہ قول نہایت بے ایمانی کا قول تھا جتنی آیات نازل ہو چکی تھیں اور معجزات دکھائے جا چکے تھے سب کو انہوں نے کالعدم قرار دے دیا، یہ انتہا درجہ کی

نا انصافی اور حق دشمنی ہے جب حجت قائم ہو چکے اور ناقابل انکار براہین پیش کر دیئے جائیں اور ایسے دلائل سے مُدْعَا ثابت کر دیا جائے جس کے جواب سے مخالفین

کے تمام اہل علم و ہنر عاجز و مُتَحَيِّر (حیران) رہیں اور انہیں لب ہلانا اور زبان کھولنا محال ہو جائے۔ ایسے آیات پینہ اور براہین واضحہ (روشن دلائل) و معجزات ظاہرہ

دیکھ کر یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری روز روشن میں دن کا انکار کر دینے سے بھی زیادہ بدتر اور باطل تر ہے اور حقیقت میں یہ حق کو پہچان کر اس سے

عناد (سرکشی) و فرار ہے، کسی مدعا پر جب برہان قوی (مضبوط دلیل) قائم ہو جائے پھر اس پر دوبارہ دلیل قائم کرنی ضروری نہیں رہتی اور ایسی حالت میں طلب دلیل

عناد و مُکَاَبَرَہ (سرکشی و جھگڑا کرنا) ہوتا ہے، جب تک کہ دلیل کو مَجْزُوح (باطل) نہ کر دیا جائے کوئی شخص دوسری دلیل کے طلب کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر یہ

سلسلہ قائم کر دیا جائے کہ ہر شخص کے لیے نئی برہان قائم کی جائے جس کو وہ طلب کرے اور وہی نشانی لائی جائے جو وہ مانگے تو نشانیوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اس لیے

حکمت الہیہ یہ ہے کہ انبیاء کو ایسے معجزات دیے جاتے ہیں جن سے ہر شخص ان کے صدق و نبوت کا یقین کر سکے اور بیشتر وہ اس قَبِيل (قسم) سے ہوتے ہیں جس میں

ان کی امت اور ان کے عہد (زمانہ) کے لوگ زیادہ مشق و مہارت رکھتے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں علمِ مسخو (جادو کا علم) اپنے کمال

کو پہنچا ہوا تھا اور اس زمانہ کے لوگ مسخو کے بڑے ماہر کامل تھے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ معجزہ عطا ہوا جس نے مسخو کو باطل کر دیا اور ساحروں

(جادوگروں) کو یقین دلا دیا کہ جو کمال حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھایا وہ ربانی نشان ہے، سحر (جادو) سے اس کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں طبِ انتہائے عروج پر تھی، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو شفاۓ امراض و احیائے اموات (بیماریوں سے شفا اور مردوں کو

زندہ کرنے) کا وہ معجزہ عطا فرمایا گیا جس سے طب کے ماہر عاجز ہو گئے اور وہ اس یقین پر مجبور تھے کہ یہ کام طب سے ناممکن ہے ضرور یہ قدرت الہی کا زبردست

نشان ہے، اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عرب کی فصاحت و بلاغت اور کمال پر پہنچی ہوئی تھی اور وہ لوگ خوش بیانی میں عالم پر فائق

تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ معجزہ عطا فرمایا جس نے انہیں عاجز و حیران کر دیا اور ان کے بڑے سے بڑے لوگ اور ان کے اہل کمال کی جماعتیں قرآن

کریم کے مقابل ایک چھوٹی سی عبارت پیش کرنے سے بھی عاجز و قاصر رہیں اور قرآن کے اس کمال نے یہ ثابت کر دیا کہ بیشک یہ ربانی عظیم نشان ہے اور اس کا مثل

بنالانا بشری قوت کے امکان میں نہیں، اس کے علاوہ اور صد ہا معجزات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش فرمائے جنہوں نے ہر طبقہ کے انسانوں کو آپ کے

صدق رسالت کا یقین دلا دیا ان معجزات کے ہوتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری کس قدر عناد اور حق سے مکرنا ہے۔ ۲۴۔ اپنی نبوت کے دلائل پیش

کرنے اور اطمینان بخش معجزات دکھا کر اپنی رسالت ثابت کر دینے کے بعد احکام الہیہ پہنچانے اور خدا کا خوف دلانے کے سوا آپ پر کچھ لازم نہیں اور ہر شخص کے

لیے اس کی طَبِیْعَہ (ماگی ہوئی) جدا جدا نشانیاں پیش کرنا آپ پر ضروری نہیں جیسا کہ آپ سے پہلے ہادیوں (انبیاء علیہم السلام) کا طریقہ رہا ہے۔ ۲۵۔ نہ، مادہ

ایک یا زیادہ وَغَيْرَ ذَٰلِكَ

الْأَرْحَامُ وَمَا تَرَدَّدُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِقَدَرٍ ۝۸ عَلِيمُ الْغَيْبِ

کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں ۱۲ اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ۱۳ ہر چھپے اور

وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ ۝۹ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ

کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا ۱۴ برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو

جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخَفٌّ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝۱۰ لَهُ مُعَقَّبٌ

آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے ۱۵ آدمی کے لیے بدلی والے

مَنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا

فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے ۱۶ کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں ۱۷ بے شک اللہ

يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۖ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ

کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود ۱۸ اپنی حالت نہ بدل دیں اور جب اللہ کسی قوم سے برائی

سَوَاءٌ أَفْلَا مَرَدُّ لَهُ ۚ وَمَالَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَّالٍ ۝۱۱ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ

چاہے ۱۹ تو وہ پھر نہیں سکتی اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں ۲۰ وہی ہے کہ تمہیں بجلی

الْبَرْقِ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۲ وَيَسْبِغُ الرَّعْدُ

دکھاتا ہے ڈر کو اور امید کو ۲۱ اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے اور گرج اسے سراہتی (خدا کی تعریف کرتی) ہوئی

بِحُصْدِهِ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ

اس کی پاکی بولتی ہے ۲۲ اور فرشتے اس کے ڈر سے ۲۳ اور کڑک بھجھتا ہے ۲۴ تو اسے ڈالتا ہے جس پر

۲۵ یعنی مدت میں کس کا عمل جلد وضع (بچہ جلد پیدا) ہوگا کس کا دیر میں۔ حمل کی کم سے کم مدت جس میں بچہ پیدا ہو کر زندہ رہ سکے چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو

سال یہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور اسی کے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قائل ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ پیٹ کے گھٹنے

بڑھنے سے بچہ کا قوی، تمام الْخَلْقُ اور ناقص الْخَلْقُ (اعضاء کا تمام اور ناقص) ہونا مراد ہے۔ ۲۶ کہ اس سے گھٹ بڑھ نہیں سکتی۔ ۲۷ ہر نقص سے

مُنَزَّہ (پاک)۔ ۲۸ یعنی دل کی چھپی باتیں اور زبان سے باغیانہ کہی ہوئی اور رات کو چھپ کر کئے ہوئے عمل اور دن کو ظاہر طور پر کئے ہوئے کام سب اللہ تعالیٰ جانتا

ہے کوئی اس کے علم سے باہر نہیں۔ ۲۹ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ تم میں فرشتے نُفُوسُ بَہِ نُفُوسِ (باری باری) آتے ہیں رات اور دن میں اور نماز فجر اور

نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں نئے فرشتے رہ جاتے ہیں اور جو فرشتے رہ چکے ہیں وہ چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کو کس حال

میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں کہ نماز پڑھتے پایا اور نماز پڑھتے چھوڑا۔ ۳۰ مجاہد نے کہا: ہر بندے کے ساتھ ایک فرشتہ حفاظت پر مامور ہے جو سوتے جاگتے جن و انس

اور موذی (تکلیف پہنچانے والے) جانوروں سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہر ستانے والی چیز کو اس سے روک دیتا ہے۔ ۳۱ جس کا پہنچنا مشیت میں ہو۔

۳۲ معاصی میں مبتلا ہو کر ۳۳ اس کے عذاب و ہلاک کا ارادہ فرمائے ۳۴ جو اس کے عذاب کو روک سکے۔ ۳۵ کہ اس سے گر کر نقصان پہنچانے کا خوف ہوتا

ہے اور بارش سے نفع اٹھانے کی امید یا بعضوں کو خوف ہوتا ہے جیسے مسافروں کو جو سفر میں ہوں اور بعضوں کو فائدہ کی امید جیسے کہ کاشتکار وغیرہ۔ ۳۶ گرج یعنی

يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ ۚ وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ۝۱۳ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط

چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں وقت اور اس کی پکڑ سخت ہے اسی کا پکارنا سچا ہے وقت

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٍ

اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں وقت وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی

كَفِّهِ إِلَى الْبَاءِ لِيَبْلُغَ فَإِنَّهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ط وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا

کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے وقت اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا

فِي ضَلَالٍ ۝۱۴ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طُوعًا وَكَرْهًا وَ

بھٹکتی پھرتی ہے اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے وقت خواہ مجبوری سے وقت اور

بَدَلٍ ۚ جَوَّازٌ هُوَ يُدْعَى ۚ اس کے تسبیح کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس آواز کا پیدا ہونا خالق، قادر، ہر نقص سے منزہ کے وجود کی دلیل ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ

تَسْبِيحٌ رَّغَدٌ سے وہ مراد ہے کہ اس آواز کو سن کر اللہ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ رَّغَدٌ ایک فرشتہ کا نام ہے جو بدل پر مامور ہے

اس کو چلاتا ہے۔ وقت یعنی اس کی ہیبت و جلال سے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ ۳۸۵ صَاعِقُہ وہ شدید آواز ہے جو جَوَّاز (آسمان وزمین کے درمیان) سے اترتی ہے

پھر اس میں آگ پیدا ہو جاتی ہے یا عذاب یا موت اور وہ اپنی ذات میں ایک ہی چیز ہے اور یہ تینوں چیزیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ (خازن) ۳۸۶ شان نزول:

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے اصحاب کی ایک

جماعت بھیجی انہوں نے اس کو دعوت دی کہنے لگا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا یا

تانے کا؟ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس ہو کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا اُکھڑو (سخت کافر) سیاہ دل، سرکش

دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور نے فرمایا: اس کے پاس پھر جاؤ! اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو

مان لوں جسے نہ میں نے دیکھا ہے نہ پہچانا۔ یہ حضرات پھر واپس ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کا خُبشت (شر) تو اور ترقی پر ہے۔ فرمایا: پھر جاؤ! بے قیلیل

ارشاد (حکم بجالاتے ہوئے) پھر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابراہیم آ یا اس سے بجلی چمکی اور کڑک ہوئی اور

بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انہیں اصحاب کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہنے

وہ شخص جل گیا ان حضرات نے کہا کہ آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا انہوں نے فرمایا: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی ہے ”وَيُرْسِلُ

الصَّوَاعِقُ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ“۔ (خازن) بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ عامر بن طفیل نے اَزْد بن رَيْبَعہ سے کہا کہ محمد مصطفیٰ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس چلو میں انہیں باتوں میں لگاؤں گا تو پیچھے سے تلوار سے حملہ کرنا، یہ مشورہ کر کے وہ حضور کے پاس آئے اور عامر نے حضور سے

گفتگو شروع کی، بہت طویل گفتگو کے بعد کہنے لگا کہ اب ہم جاتے ہیں اور ایک بڑا جَوَّاز لشکر آپ پر لائیں گے، یہ کہہ کر چلا آیا، باہر آ کر اَزْد سے کہنے لگا کہ تو نے

تلوار کیوں نہیں ماری؟ اس نے کہا: جب میں تلوار مارنے کا ارادہ کرتا تھا تو تو درمیان میں آ جاتا تھا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے نکلنے وقت یہ

دعا فرمائی: ”اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمَا بِمَا شِئْتَ“ جب یہ دونوں مدینہ شریف سے باہر آئے تو ان پر بجلی گری اَزْد جل گیا اور عامر بھی اسی راہ میں بہت بدتر حالت میں

مرا۔ (حسین) ۳۸۷ یعنی اس کی توحید کی شہادت دینا اور ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہنا یا یہ معنی ہیں کہ وہ دعا قبول کرتا ہے اور اسی سے دعا کرتا سزاوار ہے۔ ۳۸۸ ملک معبود جان

کر یعنی کفار جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے مراد میں مانگتے ہیں۔ ۳۸۹ تو ہتھیلیاں پھیلانے اور بلانے سے پانی کنویں سے نکل کر اس کے منہ میں نہ آئے

گا کیونکہ پانی کو نہ علم ہے نہ شعور جو اس کی حاجت اور پیاس کو جانے اور اس کے بلانے کو سمجھے اور پہچانے نہ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور

اپنے مقتضائے طبعیت (یعنی طبعیت کی خواہش) کے خلاف اوپر چڑھ کر بلانے والے کے منہ میں پہنچ جائے یہی حال بتوں کا ہے کہ نہ انہیں بت پرستوں کے

پکارنے کی خبر ہے نہ ان کی حاجت کا شعور نہ وہ ان کے نفع پر کچھ قدرت رکھتے ہیں۔ ۳۹۰ جیسے کہ مومن ۳۹۱ جیسے کہ منافق و کافر۔

ظَلُّهُمْ بِالْعُدُوِّ وَالْأَصَالِ ۝۱۵ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

ان کی پرچھائیاں ہر صبح و شام ۱۵ تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا

قُلِ اللَّهُ ط قُلْ أَفَاتَّخَذْتُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ

تم خود ہی فرماؤ اللہ ۱۶ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالئے ہیں جو اپنا

نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي

بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں ۱۷ تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھا اور آنکھدار ۱۸ یا کیا برابر ہو جائیں گی

الْظُّلُمُتِ وَالنُّورِ ۚ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ

اندھیریاں اور اجالا ۱۹ کیا اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا تو انہیں ان کا اور اس کا بنانا

عَلَيْهِمْ ط قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۶ أَنْزَلَ مِنَ

ایک معلوم ہوا ۲۰ تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے ۲۱ اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے ۲۲ اس نے

السَّمَاءَ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَايًّا ط وَ

آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رُو (دھار) اس پر ابھرے ہوئے جھاگ اٹھا لائی اور

مِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُه ۚ ط كَذَلِكَ

جس پر آگ دھکاتے ہیں ۲۳ گہنا (زیور) یا اور اسباب ۲۴ بنانے کو اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں اللہ

يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ط فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۚ وَ

بتاتا ہے کہ حق اور باطل کی یہی مثال ہے تو جھاگ تو پھٹک کر دور ہو جاتا ہے اور

۱۵ ان کی تَبَعِيَّت میں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں۔ زُجَّاج نے کہا کہ کافر ”غَيْرُ اللَّهِ“ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کا سایہ اللہ کو۔ اِنِّ اَنْبَارِي نے کہا کہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ

تعالیٰ پر چھائیوں (یعنی سائے) میں ایسی فہم (سمجھ) پیدا کرے کہ وہ اس کو سجدہ کریں۔ بعض کا قول ہے: سجدے سے سایہ کا ایک طرف سے دوسری طرف مائل ہونا

اور آفتاب کے ارتقا و نزول (بلند ہونے و ڈھلنے) کے ساتھ دراز و کوتاہ (لمبا اور چھوٹا) ہونا مراد ہے۔ (خازن) ۱۶ کیونکہ اس سوال کا اس کے سوا اور کوئی جواب

ہی نہیں اور مشرکین باوجود غَيْرُ اللَّهِ کی عبادت کرنے کے اس کے مُقَرَّر (اقرار کرنے والے) ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہے جب یہ امر مُسَلَّم (مانا ہوا) ہے

تو ۱۷ یعنی بت۔ جب ان کی یہ بے قدرتی و بیچارگی ہے تو وہ دوسرے کو کیا نفع و ضرر پہنچا سکتے ہیں ایسوں کو معبود بنانا اور خالق، رازق، قوی و قادر کو چھوڑنا انتہا درجے

کی گمراہی ہے۔ ۱۸ یعنی کافر و مومن ۱۹ یعنی کفر و ایمان ۲۰ اور اس وجہ سے حق ان پر مُسْتَبِیْہ (مشکوٰۃ) ہو گیا اور وہ بت پرستی کرنے لگے، ایسا تو نہیں ہے

بلکہ جن بتوں کو وہ پوجتے ہیں اللہ کی مخلوق کی طرح کچھ بنانا تو کُجَّاسا وہ بندوں کی مصنوعات (تیار کی ہوئی چیزوں) کے مثل بھی نہیں بنا سکتے عاجز محض ہیں، ایسے

پتھروں کا پوجنا عقل و دانش کے بالکل خلاف ہے۔ ۲۱ جو مخلوق ہونے کی صلاحیت رکھے اس سب کا خالق اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو دوسرے کو شریک عبادت

کرنا عاقل کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔ ۲۲ سب اس کے تحت قدرت و اختیار ہیں۔ ۲۳ جیسے کہ سونا، چاندی، تانبا وغیرہ۔ ۲۴ برتن وغیرہ۔

أَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَبِئْكَ فِي الْأَرْضِ ط كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ

وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے ۵۵ اللہ یوں ہی مثالیں بیان

الْأَمْثَالِ ۱۷ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحَسَنُ ط وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا

فرماتا ہے جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا انھیں کے لیے بھلائی ہے ۵۶ اور جنھوں نے اس کا حکم نہ مانا ۵۷

لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا فُتَدُوا بِهِ ط أُولَٰئِكَ

اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے یہی ہیں

لَهُمْ سُوءُ الْحَسَابِ ط وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْبِهَادُ ۱۸ أَفَنُ يَعْلَمُ

جن کا برا حساب ہوگا ۵۸ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا ۵۹ تو کیا وہ جو جانتا ہے

أَنبَأُ نُزِّلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْلَى ط إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے ۶۰ وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے ۶۱ نصیحت وہی مانتے ہیں

أُولَٰئِكَ الْآلِبَابِ ۱۹ الَّذِينَ يُؤْفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَتَّقُونَ الْبَيْتَاقِ ۲۰

جنہیں عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں ۶۲ اور قول باندھ کر (وعدہ کر کے) پھرتے نہیں

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ

اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ۶۳ اور اپنے رب سے ڈرتے اور

يَخَافُونَ سُوءَ الْحَسَابِ ۲۱ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ

حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں ۶۴ اور وہ جنھوں نے صبر کیا ۶۵ اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور

۵۵ ایسے ہی باطل اگرچہ کتنا ہی ابھر جائے اور بعض اوقات احوال میں جھجک کی طرح حد سے اونچا ہو جائے مگر انجام کار مٹ جاتا ہے اور حق اصل شے اور جو ہر

صاف کی طرح باقی و ثابت رہتا ہے۔ ۵۶ یعنی جنت ۵۷ اور کفر کیا ۵۸ کہ ہر امر پر مؤاخذہ کیا جائے گا اور اس میں سے کچھ نہ بخشا جائے گا۔ (جلالین و

خازن) ۵۹ اور اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے ۶۰ حق کو نہیں جانتا، قرآن پر ایمان نہیں لاتا، اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ یہ آیت

حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی۔ ۶۱ اس کی ربوبیت کی شہادت دیتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں ۶۲ یعنی اللہ کی تمام

کتابوں اور اس کے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق (جدائی) نہیں کرتے یا یہ معنی ہیں کہ حقوق قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے اسی میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں، سادات کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ مودت (پیار و محبت) و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مَدَافَعَت (دفاع) اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں خادموں ہمسایوں، سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں اس کا لحاظ رکھنے کی بہت تاکیدیں آئی ہیں بکثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں۔ ۶۳ اور وقتِ حساب سے پہلے خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے ہیں ۶۴ طاعتوں اور مصیبتوں پر اور مَحْصِيَّت سے باز رہے۔

أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ

نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا ۶۵ اور برائی کے بدلے

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۲۲ جَنَّتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا

بھلائی کر کے ٹالتے ہیں ۶۶ انھیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَالْبَلَايَةُ يَدْخُلُونَ

اور جو لائق ہوں ۶۷ ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں ۶۸ اور فرشتے ۶۹ ہر دروازے سے

عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۲۳ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۲۴

ان پر ۶۵ یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا

وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ

اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے والے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا

بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ

اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ۷۰ ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیب برا

الدَّارِ ۲۵ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۲۶ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ

گھر ۷۱ اللہ جس کے لیے چاہے رزق کشادہ اور ۷۲ تنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر

الدُّنْيَا ۲۷ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۲۸ وَيَقُولُ الَّذِينَ

اترا گئے ۷۳ اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا اور کافر کہتے

كَفَرُوا وَالْوَلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةً مِنْ رَبِّهِ ۲۹ قُلْ إِنْ اللَّهُ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ

ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتری تم فرماؤ بے شک اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے ۷۴

وَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ أَضَلُّ وَأَعْيُنُهُمْ كُمٌ لَا يُبْصِرُونَ ۳۰ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۳۱ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۳۲ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۳۳

۷۵ نوافل کا چھپانا اور فرائض کا ظاہر کرنا افضل ہے۔ ۷۶ بدکلامی کا جواب شیریں سُخنی (خوش کلامی) سے دیتے ہیں اور جو انہیں محروم کرتا ہے اس پر عطا کرتے

ہیں جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے معاف کرتے ہیں، جب ان سے پیوند (تعلق) قطع کیا جاتا ہے ملاتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں توبہ کرتے ہیں، جب ناجائز کام

دیکھتے ہیں اسے بدلتے ہیں، بہل کے بدلے علم اور ایذا کے بدلے صبر کرتے ہیں۔ ۷۷ یعنی مؤمن ہوں ۷۸ اگرچہ لوگوں نے ان کے سے عمل نہ کئے ہوں جب بھی اللہ تعالیٰ ان کے اکرام کے لیے ان کو ان کے درجہ میں داخل فرمائے گا ۷۹ ہر ایک روز و شب میں ہدایا (تختے) اور رضا کی بشارتیں لے کر جنت کے

۷۰ بے طریق تھیت و تکبریم (عزت و احترام) والے اور اس کو قبول کر لینے والے کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے ۷۱ یعنی جہنم۔ ۷۲ جس کے لیے چاہے

۷۳ اور شکر گزار نہ ہوئے۔ مسئلہ: دولت دنیا پر اترانا اور مغرور ہونا حرام ہے۔ ۷۴ کہ وہ آیات و معجزات نازل ہونے کے بعد بھی یہ کہتا رہتا ہے کہ کوئی نشانی

کیوں نہیں اتری، کوئی معجزہ کیوں نہیں آیا، معجزات کثیرہ کے باوجود گمراہ رہتا ہے۔

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمِئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ

اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین

اللّٰهُ ۙ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے مکے وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ طُوبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاۗبٍ ﴿٢٩﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَا فِيْٓ اُمَّةٍ

کام کیے ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام دے اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ لَّا تَحِلُّ اَعْلَيْهِمُ الَّذِيْنَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَهُمْ

جس سے پہلے امتیں ہو گزریں دے کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ دے جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ

يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّيْٓ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ

رجن کے منکر ہو رہے ہیں دے تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف

مَتَّابٍ ﴿٣٠﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سِيِّرْتُ بِهٖ الْجِبَالُ اَوْ قُطِعَتْ بِهٖ الْاَرْضُ

میری رجوع ہے اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے دے یا زمین پھٹ جاتی

اَوْ كَلِمَۢ بِهٖ الْمَوْتٰى ۙ بَلْ لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيعًا ۚ اَلَمْ يَأَيُّسَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یا مردے باتیں کرتے جب بھی یہ کافر نہ مانتے دے بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں دے تو کیا مسلمان اس سے ناامید نہ ہوئے دے

ۛۛۛ اس کے رحمت و فضل اور اس کے احسان و کرم کو یاد کر کے بے قرار دلوں کو قرار و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کے عدل و عتاب (غضب) کی یاد دلوں کو

خائف کر دیتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ”اِنَّمَّا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ“ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس

آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے دوسرے مسلمان اس کا اعتبار کر لیتے ہیں اور ان کے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ ”طوبیٰ“

بشارت ہے راحت و نعمت اور غری و خوش حالی کی۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ طوبیٰ زبان جنتی میں جنت کا نام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ اور دیگر اصحاب سے مروی ہے کہ

طوبیٰ جنت کے ایک درخت کا نام ہے جس کا سایہ ہر جنت میں پہنچے گا، یہ درخت جنت عدن میں ہے اور اس کی اصل (جڑ) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

اَبُو اَن مَعْلٰی میں اور اس کی شاخیں جنت کے ہر عُزْفَہ (کمرے) اور قصر (محل) میں، اس میں سوا سیاہی کے ہر قسم کے رنگ اور خوشنایاں ہیں ہر طرح کے پھل اور

میوہ اس میں پھلے ہیں، اس کی بیج (جڑ) سے کافور سلسبیل (ایک چشمہ) کی نہریں رواں ہیں۔ ۛۛۛ تو تمہاری امت سب سے بچھلی امت ہے اور تم خاتم الانبیاء

ہو تمہیں بڑے شان و شکوہ سے رسالت عطا کی ۛۛۛ وہ کتاب عظیم ۛۛۛ شان نزول: قتادہ و مقاتل وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی جس کا مختصر

واقعہ یہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لیے آیا اور صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہو گیا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

لکھو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کفار نے اس میں جھگڑا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستور کے مطابق ”بِسْمِکَ اللّٰهُمَّ“ (یعنی اے اللہ تیرے نام سے

شروع) لکھوائے۔ اس کے متعلق آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ رجمن کے منکر ہو رہے ہیں۔ ۛۛۛ اپنی جگہ سے ۛۛۛ شان نزول: کفار قریش نے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ ہم آپ کی نبوت مانیں اور آپ کا اتباع کریں تو آپ قرآن شریف پڑھ کر اس کی تاثیر سے مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہٹا

دیتے تاکہ ہمیں کھیتیں کرنے (کاشتکاری) کے لیے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کیجئے تاکہ ہم کھیتوں اور باغوں کو ان سے سیراب کریں اور

أَنْ لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا

کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا ۱۷ اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے

تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةً ۖ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ

پر سخت دھکم (انتہائی سخت مصیبت) پہنچتی رہے گی ۱۸ یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی ۱۹ یہاں تک کہ

وَعَدُ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ ۚ ۝۳۱ وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلِ

اللہ کا وعدہ آئے ۲۰ بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا ۲۱ اور بے شک تم سے اگلے رسولوں

مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمَلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا شَمًّا ۖ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ

پر بھی ہنسی کی گئی تو میں نے کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی پھر انھیں پکڑا ۲۲ تو میرا عذاب

عِقَابٍ ۚ ۝۳۲ أَفَمَن هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۖ وَجَعَلُوا لِلَّهِ

کیسا تھا ۲۳ تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے ۲۴ اور وہ اللہ کے شریک

شُرَكَاءٌ ۖ قُلْ سَبُّهُمْ ط ۖ أَمْ تُبَسِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ ۖ أَمْ بَظَاهِرٍ

ٹھہراتے ہیں تم فرماؤ ان کا نام تو لو ۲۵ یا اسے وہ بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں ۲۶ یا یونہی اُورپی

فُصِّیٰ بن کلاب وغیرہ ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے وہ ہم سے کہہ جائیں کہ آپ نبی ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتا دیا گیا

کہ یہ حیلے حوالے کرنے والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں۔ ۲۷ تو ایمان وہی لائے گا جس کو اللہ چاہے اور تو یقین دے اس کے سوا اور کوئی ایمان

لانے والا نہیں اگرچہ انہیں وہی نشان دکھادیے جائیں جو وہ طلب کریں ۲۸ یعنی کفار کے ایمان لانے سے خواہ انہیں کتنی ہی نشانیاں دکھلا دی جائیں اور کیا

مسلمانوں کو اس کا یقین علم نہیں ۲۹ بغیر کسی نشانی کے لیکن وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہی حکمت ہے، یہ جواب ہے ان مسلمانوں کا جنہوں نے کفار کے نئی نئی نشانیاں

طلب کرنے پر یہ چاہا تھا کہ جو کافر بھی کوئی نشانی طلب کرے وہی اس کو دکھا دی جائے۔ اس میں انہیں بتا دیا گیا کہ جب زبردست نشان آچکے اور شکوک وادھام کی

تمام راہیں بند کر دی گئیں، دین کی حقانیت روز روشن سے زیادہ واضح ہو چکی، ان جلی بُرہانوں (روشن دلیلوں) کے باوجود جو لوگ مکر گئے، حق کے مُعَصِّر نہ ہوئے۔

(حق کو نہ مانے) ظاہر ہو گیا کہ وہ مُعَصِد (بغض و کینہ رکھنے والے) ہیں اور معاند کسی دلیل سے بھی مانا نہیں کرتا تو مسلمانوں کو اب ان سے قبول حق کی کیا امید۔ کیا

اب تک ان کا عناد دیکھ کر اور آیات و بینات واضح (صاف اور روشن دلیلوں) سے اعراض مشاہدہ کر کے بھی ان سے قبول حق کی امید رکھی جاسکتی ہے؟ البتہ اب ان

کے ایمان لانے اور مان جانے کی یہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مجبور کرے اور ان کا اختیار سلب فرمالے۔ اس طرح کی ہدایت چاہتا تو تمام آدمیوں کو ہدایت

فرمادیتا اور کوئی کافر نہ رہتا مگر دارُالابتلا و دارُ الامتحان کی حکمت اس کی متقاضی نہیں۔ ۳۰ یعنی وہ اس تکذیب و عناد کی وجہ سے طرح طرح کے حوادث و مصائب

اور آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا رہیں گے کبھی قحط میں، کبھی لٹنے میں، کبھی مارے جانے میں، کبھی قید میں۔ ۳۱ اور ان کے اضطراب و پریشانی کا باعث ہوگی اور ان

تک ان مصائب کے ضرر (نقصانات) پہنچیں گے ۳۲ اللہ کی طرف سے فتح و نصرت آئے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کا دین غالب ہوا اور مکہ

مکرمہ فتح کیا جائے بعض مفسرین نے کہا کہ اس وعدہ سے روز قیامت مراد ہے جس میں اعمال کی جزا دی جائے گی۔ ۳۳ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر (تسل و دلجوئی) فرماتا ہے کہ اس قسم کے بیہودہ سوال اور ایسے تمسخر و استہزاء (ٹھٹھے اور مذاق) سے آپ رنجیدہ نہ

ہوں کیونکہ ہادیوں کو ایسے واقعات پیش آیا ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ۳۴ اور دنیا میں انہیں قحط و قتل و قید میں مبتلا کیا اور آخرت میں ان کے لیے عذاب

جہنم ہے ۳۵ نیک کی بھی مدد بھی یعنی اللہ تعالیٰ کیا وہ ان بتوں کی مثل ہو سکتا ہے جو ایسے نہیں نہ انہیں علم ہے نہ قدرت، عاجز بے شعور ہیں ۳۶ وہ ہیں کون

۳۷ اور جو اس کے علم میں نہ ہو وہ باطل محض ہے، ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے لہذا اس کے لیے شریک ہونا باطل و غلط۔

مِّنَ الْقَوْلِ ۖ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۚ ط

(بے معنی) بات ۹۵ بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے اور راہ سے روکے گئے ۹۶

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝۳۳ لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں انھیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا ۹۷ اور

لَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝۳۴ مَثَلُ الْجَنَّةِ

بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت ہے اور انھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں احوال اس جنت کا

الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ۚ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ط اَكْلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ط

کہ ڈر والوں کے لیے جس کا وعدہ ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ ۹۸

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ۖ وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۝۳۵ وَالَّذِينَ اتَّيْتَهُمْ

ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے ۹۹ اور کافروں کا انجام آگ اور جن کو ہم نے

الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ ۚ ط يُنْكِرُ بَعْضُهُ

کتاب دی سنت وہ اس پر خوش ہوتے جو تمہاری طرف اترا اور ان گروہوں میں سے کچھ وہ ہیں کہ اس کے بعض سے منکر ہیں

قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ ۚ ط إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ

تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف

مَا بَ ۝۳۶ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ ط وَلِئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ

مجھے پھرنا ۱۰۰ اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا ۱۰۱ اور اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا ۱۰۲

بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۚ ط مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ۝۳۷ وَلَقَدْ

بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا نہ بچانے والا اور بے شک

۹۵ کے درپے ہوتے ہو جس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں ۹۶ یعنی رشد و ہدایت اور دین کی راہ سے ۹۷ قتل و قید کا ۹۸ یعنی اس کے میوے اور اس کا سایہ دائمی ہے

ان میں سے کوئی منقطع اور زائل ہونے والا نہیں۔ جنت کا حال عجیب ہے اس میں نہ سورج ہے نہ چاند نہ تاریکی، باوجود اس کے غیر منقطع دائمی (نہ ختم ہونے والا ہمیشہ کا)

سایہ ہے۔ ۹۹ یعنی تقویٰ والوں کے لیے جنت ہے ۱۰۰ یعنی وہ یہود و نصاریٰ جو اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ اور حبشہ و نجران کے نصرانی۔

۱۰۱ یہود و نصاریٰ و مشرکین کے جو آپ کی عداوت میں سرشار ہیں اور آپ پر انہوں نے چڑھائیاں کی ہیں۔ ۱۰۲ اس میں کیا بات قابل انکار ہے کیوں نہیں مانتے

۱۰۳ یعنی جس طرح پہلے انبیاء کو ان کی زبانوں میں احکام دیے تھے اسی طرح ہم نے یہ قرآن اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی زبان عربی میں نازل

فرمایا۔ قرآن کریم کو حکم اس لیے فرمایا کہ اس میں اللہ کی عبادت اور اس کی توحید اور اس کے دین کی طرف دعوت اور تمام تکالیف و احکام اور حلال و حرام کا بیان ہے۔

بعض علماء نے فرمایا: چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلق پر قرآن شریف کے قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم فرمایا اس لیے اس کا نام حکم رکھا۔ ۱۰۴ یعنی کافروں کی

أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۖ وَمَا كَانَ

ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں ۱۵ اور بچے کئے اور کسی

لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝۳۸ يَسْحُوا

رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ۱۶ ہر وعدہ کی ایک لکھت (تحریر) ہے ۱۷ اللہ جو

اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝۳۹ وَإِنْ مَا نُرِيَنَّكَ

چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے ۱۸ اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے ۱۹ اور اگر ہمیں تمہیں دکھادیں

بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا

کوئی وعدہ ۲۰ جو انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی ۲۱ اپنے پاس بلا لیں تو بہر حال تم پر تو صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا ۲۲

الْحِسَابُ ۝۴۰ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ

ہمارا ذمہ ۲۳ کیا انہیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں ۲۴ اور اللہ

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۖ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۴۱ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن

حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں ۲۵ اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی ۲۶ اور ان سے اگلے ۲۷ فریب

قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۖ وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ

کر چکے ہیں ۲۸ تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے ۲۹ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کماے ۳۰ اور اب جانتا چاہتے ہیں کافر

جو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں ۳۱ شان نزول: کافروں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ عیب لگایا تھا کہ وہ نکاح کرتے ہیں اگر نبی ہوتے تو دنیا ترک

کر دیتے، بی بی بننے سے کچھ واسطہ نہ رکھتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ بی بی بننے ہونا نبوت کے منافی نہیں لہذا یہ اعتراض محض بے جا ہے

اور پہلے جو رسول آپ کے ہیں وہ بھی نکاح کرتے تھے ان کے بھی بیبیاں اور بچے تھے ۳۲ اس سے مُقَدِّمٌ و مُؤَخَّرٌ نہیں ہو سکتا خواہ وہ وعدہ عذاب کا ہو یا کوئی اور

۳۳ سعید بن جبیر اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اللہ جن احکام کو چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے، جنہیں چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ انہیں ابن جبیر کا ایک قول یہ

ہے کہ بندوں کے گناہوں میں سے اللہ جو چاہتا ہے مغفرت فرما کر مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ عِکْرٌ مَّہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بہ سے جس گناہ کو

چاہتا ہے مٹاتا ہے اور اس کی جگہ نیکیاں قائم فرماتا ہے اور اس کی تفسیر میں اور بھی بہت اقوال ہیں ۳۴ جس کو اس نے اَزَّل میں لکھا۔ یہ علم الہی ہے یا مِ الْكِتَاب سے لوح محفوظ مراد ہے جس میں تمام کائنات اور عالم میں ہونے والے جملہ حوادث و واقعات اور تمام اشیاء مکتوب ہیں اور اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

۳۵ عذاب کا ۳۶ ہم نہیں ۳۷ اور اعمال کی جزا دینا ۳۸ تو آپ کافروں کے اعراض کرنے سے رنجیدہ نہ ہوں اور عذاب کی جلدی نہ کریں۔ ۳۹ اور زمین

شرک کی وسعت دم بدم کم کر رہے ہیں اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کفار کے گرد و پیش کی اراضی یکے بعد دیگرے فتح ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ صریح

دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لشکر کو فتح مند کرتا ہے اور ان کے دین کو غلبہ دیتا ہے۔ ۴۰ اس کا حکم نافذ ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس

میں چوں چاہے یا تغیر و تبدل کر سکے، جب وہ اسلام کو غلبہ دینا چاہے اور کفر کو پسند کرنا تو کسی کی تاب و مجال کہ اس کے حکم میں دخل دے سکے۔ ۴۱ یعنی گزری

ہوئی امتوں کے کفار اپنے انبیاء کے ساتھ ۴۲ پھر بغیر اس کی مشیت کے کسی کی کیا چل سکتی ہے اور جب حقیقت یہ ہے تو مخلوق کا کیا اندیشہ۔ ۴۳ ہر ایک کا کسب

اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور اس کے نزدیک ان کی جزا مقرر ہے۔

لَسَنُ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتُ مُرْسَلًا ۝ قُلْ

کے ملتا ہے پچھلا گھر ۱۱۸ اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ

كُفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۝ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝

اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں ۱۱۹ اور وہ جسے کتاب کا علم ہے ۱۲۰

﴿ایاتھا ۵۲﴾ ﴿۱۲ سُورَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ۲۷﴾ ﴿مکوعاتھا ۷﴾

سورۃ ابراہیم مکہ ہے، اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الرَّ كُتِبَ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۝

ایک کتاب ہے ۱۲۱ کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو ۱۲۲ اندھیروں سے ۱۲۳ نکلنے میں لاؤ

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهُ الَّذِيْ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ ۱۲۴ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِى الْاَرْضِ ۝ وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ الَّذِيْنَ

اور جو کچھ زمین میں ہے ۱۲۵ اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب سے جنہیں

يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

آخرت سے دنیا کی زندگی پیاری ہے اور اللہ کی راہ سے روکتے ۱۲۶

وَيَبْغُوْنَهَا عَوْجًا ۝ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ

اور اس میں کبھی (ٹیزھا پن) چاہتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں ۱۲۷ اور ہم نے ہر رسول

۱۱۸ یعنی کافر عنقریب جان لیں گے کہ راحت آخرت مؤمنین کے لیے ہے اور وہاں کی ذلت و خواری کفار کے لیے ہے۔ ۱۱۹ جس نے میرے ہاتھوں میں

معجزات باہرہ و آیات قاہرہ ظاہر فرما کر میرے نبی مرسل ہونے کی شہادت دی۔ ۱۲۰ خواہ وہ علمائے یہود میں سے تو رہتے یا نصرانی میں سے انجیل کا

عالم، وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کو اپنی کتابوں میں دیکھ کر جانتا ہے، ان علماء میں سے اکثر آپ کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ ۱۲۱ سورۃ

ابراہیم مکہ ہے سوائے آیت ”اَلَمْ تَرَ اِلٰى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا“ اور اس کے بعد والی آیت کے۔ اس سورت میں سات رکوع باون آیتیں آٹھ سو

اکٹھ کلمے، تین ہزار چار سو پچیس حرف ہیں ۱۲۲ یہ قرآن شریف ۱۲۳ کفر و ضلالت و جہل و غواہیت (جہالت و گمراہیت) کی ۱۲۴ ایمان کے ۱۲۵ ظلمات کو جمع

اور نور کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں ایماء (اشارہ) ہے کہ دین حق کی راہ ایک ہے اور کفر و ضلالت کے طریقے کثیر۔ ۱۲۶ یعنی دین اسلام کے وہ سب کا

رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ فَيُضِلَّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَ

اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجاؤں گا کہ وہ انہیں صاف بتائے گا پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۴ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ

وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دلا

بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَذَكَرَهُمْ بِآيَاتِنَا

دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکلے اور انہیں اللہ کے دن

اللَّهُ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝۵ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ

یاد دلاؤں گا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکرگزار کو اور جب موسیٰ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهِ أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ

سے کہاؤں گا یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی

يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۖ

جو تم کو بری مار دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے

قَوْلِ كَرْنِ سَے مانع ہوتے ہیں وہ کہ حق سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ وں جس میں وہ رسول مبعوث ہوا خواہ اس کی دعوت عام ہو اور دوسری قوموں اور

دوسرے ملکوں پر بھی اس کا اتباع لازم ہو جیسا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت تمام آدمیوں اور جنوں بلکہ ساری خلق کی طرف ہے اور آپ سب کے نبی

ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ”لَيَكُونَنَّ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا“ وں اور جب اس کی قوم اچھی طرح سمجھ لے تو دوسری قوموں کو ترجحوں کے ذریعہ سے وہ احکام

پہنچا دیے جائیں اور ان کے معنی سمجھا دیے جائیں۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ”قَوْمِهِ“ کی ضمیر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر رسول کو سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان یعنی عربی میں وحی فرمائی اور یہ معنی ایک روایت میں بھی آئے

ہیں کہ وحی ہمیشہ عربی زبان ہی میں نازل ہوئی پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے لیے ان کی زبانوں میں ترجمہ فرمادیا۔ (اقتان، حسنی) مسئلہ اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ عربی تمام زبانوں میں سب سے افضل ہے۔ وں مثل عصا وید بیضا وغیرہ معجزات باہرہ کے وں کفر کی نکال کر ایمان کے وں قوموں میں ہے

کہ ”آیام اللہ“ سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس والی بن کعب و مجاہد و قتادہ نے بھی آیام اللہ کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں) فرمائیں۔ مُقَاتِل کا قول ہے کہ

آیام اللہ وہ بڑے بڑے وقائع (حادثات و واقعات) مراد ہیں جو اللہ کے امر سے واقع ہوئے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن

میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعام کئے جیسے کہ بنی اسرائیل کے لیے مَن و سلویٰ اتارنے کا دن، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا میں راستہ بنانے کا

دن۔ (خازن و مدارک و مفردات راغب) ان آیام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں ان کی یاد قائم

کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے اسی طرح اور بزرگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوئیں یا جن آیام میں واقعات عظیمہ پیش آئے جیسا کہ دسویں محرم کو کربلا کا

واقعہ ہانکہ (ہولناک واقعہ) ان کی یادگار قائم کرنا بھی تذکیر بآیام اللہ میں داخل ہے بعض لوگ میلاد شریف، معراج شریف اور ذکر شہادت کے آیام کی تخصیص

(تاریخ مخصوص کرنے) میں کلام کرتے ہیں انہیں اس آیت سے نصیحت پذیر ہونا چاہئے۔ وں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا اپنی قوم کو یہ ارشاد فرمانا

تذکیر بآیام اللہ کی تعمیل ہے۔

وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝۶ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ

اور اس میں بلا تہارے رب کا بڑا فضل ہوا اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے

لَا زَيْدَنَّاكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ

تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر

تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لَا فَانَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَيُّدٌ ۝۸ أَلَمْ

تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کافر ہو جاؤ ۱۸ تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے کیا

يَأْتِكُم نَبُوءُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۝۹ وَالَّذِينَ مِن

تمہیں ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو ان کے

بَعْدِهِمْ ۝۱۰ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۝۱۱ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا

بعد ہوئے انہیں اللہ ہی جانے والا ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے ۱۰ تو وہ اپنے

أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي

ہاتھ ۱۱ اپنے منہ کی طرف لے گئے ۱۱ اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا اور جس راہ ۱۲ کی

شَكِّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٌ ۝۱۲ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ

طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں وہ شک ہے کہ بات کھلے نہیں دیتا ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے ۱۲ آسمانوں

السَّلَوتِ وَالْأَرْضِ ۝۱۳ يَدْعُوكُم لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخَّرَكُمْ

اور زمین کا بنانے والا تمہیں بلاتا ہے ۱۳ کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے ۱۳ اور موت کے مقرر وقت

۱۴ یعنی نجات دینے میں ۱۴ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت

شکریہ ہے کہ مُنْعَم (نعت دینے والے) کی نعت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے، یہاں ایک باریکی (اہم بات) ہے وہ یہ کہ

بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم و احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور

بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے، یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ مُنْعَم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو

نعمتوں کی طرف التفات (رغبت) باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقیوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ ۱۸ تو تم ہی ضرر پاؤ گے اور تم ہی نعمتوں سے محروم رہو گے۔ ۱۹ کتنے تھے ۱۹ اور انہوں نے معجزات دکھائے ۱۹ شدت غیظ (سخت غصے) سے ۲۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ غصہ میں آکر اپنے ہاتھ کاٹنے لگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انہوں نے کتاب اللہ میں کہتے ہیں کہ جب تم اپنے منہ پر ہاتھ رکھو غرض یہ کہ کوئی نہ کوئی انکار کی ادائیگی نہ کرے۔ ۲۳ یعنی توحید و ایمان ۲۳ کیا اس کی توحید میں تسرُّد ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے اس کی دلیلیں تو نہایت ظاہر ہیں۔ ۲۵ اپنی طاعت و ایمان کی طرف ۲۵ جب تم ایمان لے آؤ۔ اس لیے کہ اسلام لانے کے بعد پہلے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں سوائے حقوق عباد کے اور اسی لیے کچھ گناہ فرمایا۔

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا

تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو ۲۷ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأَتُونَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ

جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ۲۸ اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ ۲۹ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ۳۰

إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ

ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے ۳۱

وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے حکم سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُونَ ۱۱ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۖ وَ

بھروسہ چاہیے ۳۲ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں ۳۳ اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں ۳۴ اور

لَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا أَدَيْتُونَا ۖ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۱۲ وَ

تم جو ہمیں ستارہ ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوْدَنَّ فِي

کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین

مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۱۳ وَلَنُسَكِّنَنَّكُمْ

پر ہو جاؤ تو انہیں ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ان ظالموں کو ہلاک کریں گے اور ضرور ہم تم کو ان کے

الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ۱۴ وَ

بعد زمین میں بسائیں گے ۱۴ یہ اس کے لیے ہے جو ۱۵ میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے اور

۱۵ ظاہر میں ہمیں اپنی مثل معلوم ہوتے ہو پھر کیسے مانا جائے کہ ہم تو نبی نہ ہوئے اور تمہیں یہ فضیلت مل گئی۔ ۱۶ یعنی بت پرستی سے ۱۷ جس سے تمہارے

دعوے کی صحت ثابت ہو۔ یہ کلام ان کا عناد و سرکشی سے تھا اور باوجود یکہ انبیاء آیات لاکچھے تھے معجزات دکھا چکے تھے پھر بھی انہوں نے نئی سند مانگی اور پیش کئے ہوئے

معجزات کو کالعدم (نا قابل قبول) قرار دیا۔ ۱۸ اچھا یہی مانو کہ ۱۹ اور نبوت و رسالت کے ساتھ برگزیدہ کرتا ہے اور اس منصب عظیم کے ساتھ مشرف فرماتا

ہے۔ ۲۰ وہی اعداء کا شرفِ دفع کرتا اور اس سے محفوظ رکھتا ہے ۲۱ ہم سے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ قضائے الہی میں ہے وہی ہوگا ہمیں اس

پر پورا بھروسہ اور کامل اعتماد ہے۔ اب تو اب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ تو کل بدن کو عبودیت میں ڈالنا، قلب کو ربوبیت کے ساتھ متعلق رکھنا، عطا پر شکر، بلا پر صبر کا

نام ہے۔ ۲۲ اور رشد و نجات کے طریقے ہم پر واضح فرما دیے اور ہم جانتے ہیں کہ تمام اُمور اس کے قدرت و اختیار میں ہیں۔ ۲۳ یعنی اپنے دیار۔

۲۴ حدیث شریف میں ہے جو اپنے ہمسائے کو ایذا دیتا ہے اللہ اس کے گھر کا اسی ہمسائے کو مالک بناتا ہے۔ ۲۵ قیامت کے دن۔

اُسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝۱۵ مِّنْ وَرَأْيِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ

انہوں نے ۲۸ فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا ۱۵۔ جہنم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا پانی

مَاءٍ صَدِيدٍ ۝۱۶ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ

پلایا جائے گا بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی ۱۶۔ اور اسے ہر طرف سے

كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۝۱۷ وَمِنْ وَرَأْيِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝۱۸ مَثَلُ

موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب ۱۷۔ اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب ۱۸۔

الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَسَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ

سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں ۱۷۔ جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی

عَاصِفٍ ۝۱۹ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۝۲۰ ذَلِكَ هُوَ الصَّلٰٓءُ

کے دن میں ۱۹۔ ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا یہی ہے دور کی

الْبَعِيدُ ۝۲۱ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۝۲۲ إِنَّ

گمراہی کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین حق کے ساتھ بنائے ۲۱۔ اگر

يَسْأَلُكَ رَبُّكَ عَنْ يَّاتٍ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝۲۳ وَمَا ذٰلِكَ عَلَىٰ اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝۲۴

چاہے تو تمہیں لے جائے ۲۳۔ اور ایک نئی مخلوق لے آئے ۲۴۔ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور

بَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓءُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

سب اللہ کے حضور ۲۵۔ علانیہ حاضر ہوں گے تو جو کمزور تھے وہ ۲۶۔ بڑائی والوں سے کہیں گے ۲۷۔ ہم تمہارے تابع تھے

۲۸۔ یعنی انبیاء نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی یا امتوں نے اپنے اور رسولوں کے درمیان اللہ تعالیٰ سے ۲۹۔ معنی یہ ہیں کہ انبیاء کی نصرت فرمائی گئی اور انہیں فتح

دی گئی اور حق کے معاند، سرکش، کافر نامراد ہوئے اور ان کے خلاص (چھٹکارے) کی کوئی سبیل نہ رہی۔ ۳۰۔ حدیث شریف میں ہے کہ جہنمی کو پیپ کا پانی پلایا

جائے گا جب وہ منہ کے پاس آئے گا تو اس کو بہت ناگوار معلوم ہوگا جب اور قریب ہوگا تو اس سے چہرہ بھن جائے گا اور سر تک کی کھال جل کر گر پڑے گی جب پئے

گا تو آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ (اللہ کی پناہ) ۳۱۔ یعنی ہر عذاب کے بعد اس سے زیادہ شدید و غلیظ عذاب ہوگا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ) ۳۲۔ جن کو وہ نیک عمل سمجھتے تھے جیسے کہ محتاجوں کی امداد، مسافروں کی اعانت اور بیماروں کی خبر گیری وغیرہ۔ چونکہ ایمان پر مبنی نہیں اس لیے وہ

سب بیکار ہیں اور ان کی ایسی مثال ہے ۳۳۔ اور وہ سب اڑ گئی اور اس کے اجزاء منتشر ہو گئے اور اس میں سے کچھ باقی نہ رہا یہی حال ہے کفار کے اعمال کا کہ ان کے شرک و کفر کی وجہ سے سب برباد اور باطل ہو گئے۔ ۳۴۔ ان میں بڑی حکمتیں ہیں اور ان کی پیدائش عبث (بیکار) نہیں ہے۔ ۳۵۔ معدوم کر دے ۳۶۔ بجائے تمہارے جو فرمانبردار ہو اس کی قدرت سے یہ کیا بعید ہے جو آسمان و زمین پیدا کرنے پر قادر ہے ۳۷۔ معدوم کرنا اور موجود فرمانا ۳۸۔ روز قیامت ۳۹۔ اور دولت مندوں اور بااثر لوگوں کی اتباع میں انہوں نے کفر اختیار کیا تھا ۴۰۔ کہ دین و اعتقاد میں۔

فَهَلْ أَنْتُمْ مُّعْتُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ قَالُوا لَوْ هَدَانَا

کیا تم سے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر سے ٹال دو واکہ کہیں گے اللہ ہمیں ہدایت

اللَّهُ لَهَدَىٰ بَيْنَكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرُنَا أَمْ صَبْرُنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحْيِيصٍ ۖ ۚ

کرتا تو ہم تمہیں کرتے واکہ ہم پر ایک سا ہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ

اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا واکہ بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا واکہ اور

وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ

میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا واکہ وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا واکہ مگر یہی کہ میں نے تم کو واکہ بلایا

فَأَسْتَجِبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُمُونِي وَلَوْلُمُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِبَصِيرٍ خَكْمٌ وَمَا

تم نے میری مان لی واکہ تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو واکہ خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ

أَنْتُمْ بِبَصِيرٍ خَكْمٍ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّ الظَّالِمِينَ

تم میری فریاد کو پہنچ سکو وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا واکہ میں اس سے سخت بیزار ہوں بے شک ظالموں

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ ۚ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ

کے لیے دردناک عذاب ہے اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۖ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا

جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا

واکہ یہ کلام ان کا تو بیخ و عناد کے طور پر ہو گا کہ دنیا میں تم نے گمراہ کیا تھا اور اور حق سے روکا تھا اور بڑھ بڑھ کر باتیں کیا کرتے تھے اب وہ دعوے کیا ہوئے اب اس

عذاب میں سے ذرا سا تو ٹالو! کافروں کے سردار اس کے جواب میں واکہ جب خود ہی گمراہ ہو رہے تھے تو تمہیں کیا راہ دکھاتے اب خلاصی کی کوئی راہ نہیں نہ

کافروں کے لیے شفاعت۔ آؤ روئیں اور فریاد کریں پانچ سو برس فریاد و زاری کریں گے اور کچھ کام نہ آئے گی تو کہیں گے کہ اب صبر کر کے دیکھو شاید اس سے کچھ

کام نکلے، پانچ سو برس صبر کریں گے وہ بھی کام نہ آئے گا تو کہیں گے کہ واکہ اور حساب سے فراغت ہو جائے گی۔ جنتی جنت کا اور دوزخی دوزخ کا حکم پا کر جنت و

دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی شیطان پر ملامت کریں گے اور اس کو برا کہیں گے کہ بد نصیب تو نے ہمیں گمراہ کر کے اس مصیبت میں گرفتار کیا تو وہ جواب

دے گا کہ واکہ کہ مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے اور آخرت میں نیکیوں اور بدیوں کا بدلہ ملے گا اللہ کا وعدہ سچا تھا سچا ہوا واکہ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا، نہ جڑا، نہ

جنت، نہ دوزخ واکہ نہ میں نے تمہیں اپنی اتباع پر مجبور کیا تھا یا یہ کہ میں نے اپنے وعدہ پر تمہارے سامنے کوئی حجت و برہان پیش نہیں کی تھی۔ واکہ وسوسے ڈال کر

گمراہی کی طرف واکہ اور بغیر حجت و برہان کے تم میرے بہکائے میں آگئے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے تم سے فرما دیا تھا کہ شیطان کے بہکائے میں نہ آنا اور اس کے

رسول اس کی طرف سے دلائل لے کر تمہارے پاس آئے اور انہوں نے جنتیں پیش کیں اور برہانیں قائم کیں تو تم پر خود لازم تھا کہ تم ان کا اتباع کرتے اور ان کے

روشن دلائل اور ظاہر معجزات سے منہ نہ پھیرتے اور میری بات نہ مانتے اور میری طرف التفات نہ کرتے مگر تم نے ایسا نہ کیا واکہ کیونکہ میں دشمن ہوں اور میری دشمنی

سَلَّمَ ۲۳) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلْبَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اکرام سلام ہے ۲۳ کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی ۲۴ جیسے پاکیزہ درخت

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۲۴) تَوْتَىٰ أَكْثَاهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ

جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے

رَبِّهَا ۲۵) وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۲۵) وَمَثَلُ

حکم سے ۲۵ اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں ۲۶ اور گندی

كَلْبَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا

بات ۲۵ کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ ۲۶ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے

مِنْ قَرَارٍ ۲۶) يَثْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ

کوئی قیام نہیں ۲۶ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات ۲۷ پر دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۲۷) وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۲۸)

میں ۲۷ اور آخرت میں ۲۷ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے ۲۸ اور اللہ جو چاہے کرے

ظاہر ہے اور دشمن سے خیر خواہی کی امید رکھنا ہی حماقت ہے تو ۲۷ اللہ کا اس کی عبادت میں (خازن) ۲۸ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے اور آپس میں ایک دوسرے کی طرف سے۔ ۲۹ یعنی کلمہ توحید کی ۳۰ ایسے ہی کلمہ ایمان ہے کہ اس کی جڑ قلبِ مومن کی زمین میں ثابت اور مضبوط ہوتی ہے اور اس کی شاخیں یعنی عمل آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس کے ثمرات برکت و ثواب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصحاب کرام سے فرمایا: وہ درخت بتاؤ جو مومن کے مثل ہے اس کے پتے نہیں گرتے اور وہ ہر وقت پھل دیتا ہے (یعنی جس طرح مومن کے عمل اکارت نہیں ہوتے اور اس کی برکتیں ہر وقت حاصل رہتی ہیں) صحابہ نے فکریں کیں کہ ایسا کون سا درخت ہے جس کے پتے نہ گرتے ہوں اور اس کا پھل ہر وقت موجود رہتا ہے۔ چنانچہ جنگل کے درختوں کے نام لیے جب ایسا کوئی درخت خیال میں نہ آیا تو حضور سے دریافت کیا، فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ جب حضور نے دریافت فرمایا تھا تو میرے دل میں آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن بڑے بڑے صحابہ تشریف فرماتے تھے میں چھوٹا تھا اس لیے میں ادباً خاموش رہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم بتا دیتے تو مجھے بہت خوشی ہوتی۔ ۳۱ اور ایمان لائیں کیونکہ مثالوں سے معنی اچھی طرح خاطر گزین (ذہن نشین) ہو جاتے ہیں ۳۲ یعنی کفری کلام ۳۳ مثل اندرائن (ایک پھل) کے جس کا مزہ کڑوا، بو ناگوار یا مثل لہسن کے بدبودار ۳۴ کیونکہ جڑ اس کی زمین میں ثابت و مستحکم نہیں شاخیں اس کی بلند نہیں ہوتیں یہی حال ہے کفری کلام کا کہ اس کی کوئی اصل ثابت نہیں اور کوئی حجت و برہان نہیں رکھتا جس سے استحکام (مضبوطی) ہو، نہ اس میں کوئی خیر و برکت کہ وہ بلندی قبول پر پہنچ سکے۔ ۳۵ یعنی کلمہ ایمان ۳۶ کہ وہ ابتلاء (آزمائش) اور مصیبت کے وقتوں میں بھی صابر و قائم رہتے ہیں اور راہِ حق و دینِ توہم سے نہیں ہٹتے حتیٰ کہ ان کی حیات کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ ۳۷ یعنی قبر میں کہ اول منازل آخرت ہے جب مُنْكَر و نکیہ آکر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے؟ تو مومن اس منزل میں بفضلِ الہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام اور یہ میرے نبی ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منور کر دی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ ۳۸ وہ قبر میں منکر و نکیہ کو جواب صحیح نہیں دے سکتے اور ہر

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحْلَوْا قَوْمَهُمْ دَارَ

کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی وکے اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر

الْبَوَارِ ۲۸ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۚ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ اُنْدَادًا

لا اتارا وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ اور اللہ کے لیے برابر والے ٹھہرائے وکے

لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهِ ۖ قُلْ تَسْعَوْنَ اِذَا نَصَبْتُمْ مَصْبِرًا ۚ اِلَى النَّارِ ۚ قُلْ

کہ اس کی راہ سے بہکاؤں تم فرماؤ وکے کچھ برت لو کہ تمہارا انجام آگ ہے وکے میرے ان

لِعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يٰقِيْبُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْتَهُمْ سِرًّا وَّ

بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور

عَلٰنِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِيَ يَوْمٌ لَاْ يَبِيْعُ فِيْهِ وَلَا يَخْلٰى ۚ اَللّٰهُ الَّذِيْ

ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی وکے نہ یارانہ وکے اللہ ہے جس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنْ

نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل

الشَّجَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِ ۚ

تمہارے کھانے کو پیدا کئے اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے وکے

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهَارَ ۚ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآبِّیْنَ ۚ وَ

اور تمہارے لیے ندیاں مسخر کیں وکے اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں وکے اور

سوال کے جواب میں یہی کہتے ہیں ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ آسمان سے ندا ہوتی ہے میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا فرش بچھاؤ، دوزخ کا لباس پہناؤ، دوزخ

کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس کو دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹ پہنچتی ہے اور قمراتی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آ جاتی ہیں عذاب کرنے

والے فرشتے اس پر مقرر کئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔ (اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَتَبَتْنَا عَلٰی الْاِيْمَانِ) وکے بخاری

شریف کی حدیث میں ہے کہ ان لوگوں سے مراد کفار مکہ ہیں اور وہ نعمت جس کی شکر گزاری انہوں نے نہ کی وہ اللہ کے حبیب ہیں سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود سے اس امت کو نوازا اور ان کی زیارت سراپا کرامت کی سعادت سے مشرف کیا، لازم تھا کہ اس نعمت جلیلہ کا شکر بجالاتے اور ان کا اتباع کر کے مزید کرم کے مورد (قابل) ہوتے۔ بجائے اس کے انہوں نے ناشکری کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اپنی قوم کو جو دین میں ان کے موافق تھے داڑا اہلاک (یعنی دوزخ) میں پہنچایا۔ وکے یعنی بتوں کو اس کا شریک کیا۔ وکے اے مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کفار سے کہ تھوڑے دن دنیا کی خواہشات کو وکے آخرت میں۔ وکے کہ خرید و فروخت یعنی مالی معاوضے اور فدیے ہی سے کچھ نفع اٹھایا جاسکے۔ وکے کہ اس سے نفع اٹھایا جائے بلکہ بہت سے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ اس آیت میں نفسانی و طبعی دوستی کی نفی ہے اور ایمانی دوستی جو محبت الہی کے سبب سے ہو وہ باقی رہے گی جیسا کہ سورہ زخرف میں فرمایا: ”اَلَا خَلَّاءُ يَوْمَئِذٍ يَوْمِئِذِهِمْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اَلَا الْمُتَّقِيْنَ۔“ وکے اور اس سے تم فائدے اٹھاؤ وکے کہ ان سے کام لو۔ وکے نہ ٹھہیں نہ کہیں تم ان سے

سَخَّرَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاشْكُرْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۖ وَإِنْ

تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے وہ اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر

تَعْدُوْا نَعْبَتَ اللَّهِ لَا تَحْصَوْهَا ۖ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۚ وَإِذْ

اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے بے شک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے اور یاد کرو

قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ

جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امن والا کر دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے

الْأَصْنَامَ ۚ رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۖ فَسَنُتَعَبَىٰ

پوجنے سے بچاؤں اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیے تھے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ

فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۚ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ

وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد

مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زُرْعَةٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا

ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب اس لیے کہ وہ نفع

نَفْعٌ أَتُّهَاتِ ۖ وَأَمَّا أَرْكَامُ كَلِّ لِي ۚ وَكَفَرُوعَصِيَّتِ كَالْإِرْتِكَابِ كَرَكِ لِي ۚ وَكَفَرُوعَصِيَّتِ كَالْإِرْتِكَابِ كَرَكِ لِي ۚ وَكَفَرُوعَصِيَّتِ كَالْإِرْتِكَابِ كَرَكِ لِي ۚ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انسان سے یہاں ابو جہل مراد ہے۔ زجاج کا قول ہے کہ انسان اسم جنس ہے (یعنی مسلمان ہو یا کافر) اور یہاں اس

سے کافر مراد ہے۔ مکہ مکرمہ کے قرب قیامت دنیا کے ویران ہونے کے وقت تک یہ ویرانی سے محفوظ رہے یا اس شہر والے امن میں ہوں۔ حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا مستجاب ہوئی اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ویران ہونے سے امن دیا اور کوئی بھی اس کے ویران کرنے پر قادر نہ ہو سکا اور اس کو اللہ

تعالیٰ نے حرم بنایا کہ اس میں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے نہ کسی پر ظلم کیا جائے نہ وہاں شکار مارا جائے نہ سبزہ کاٹا جائے۔ انبیاء علیہم السلام بت پرستی اور

تمام گناہوں سے معصوم ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعا کرنا بارگاہ الہی میں تواضع و اظہار احتیاج کے لیے ہے کہ باوجودیکہ تو نے اپنے کرم سے معصوم

کیا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دست احتیاج دراز رکھتے ہیں۔ یعنی ان کی گمراہی کا سبب ہوئے کہ وہ انہیں پوجنے لگے اور میرے عقیدے و

دین پر ہاں چاہے تو اسے ہدایت کرے اور توفیق تو بہ عطا فرمائے۔ اور ذریت سے مراد حضرت اسماعیل علیہ

السلام ہیں، آپ سرزمین شام میں حضرت ہاجرہ کے بطن پاک سے پیدا ہوئے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی اس

وجہ سے انہیں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے جدا کر دیجئے حکمت الہی نے

یہ ایک سبب پیدا کیا تھا۔ چنانچہ وحی آئی کہ آپ حضرت ہاجرہ و اسماعیل کو اس سرزمین میں لے جائیں (جہاں اب مکہ مکرمہ ہے) آپ ان دونوں کو اپنے ساتھ براق پر

سوار کر کے شام سے سرزمین حرم میں لائے اور کعبہ مقدسہ کے نزدیک اتارا، یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی، نہ کوئی چشمہ، نہ پانی، ایک توشہ دان میں کھجوریں اور

ایک برتن میں پانی انہیں دے کر آپ واپس ہوئے اور مرکز کراں کی طرف نہ دیکھا حضرت ہاجرہ و ولدہ اسماعیل نے عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی

میں بے انیس و رقیق (بے یار و مددگار) چھوڑے جاتے ہیں؟ لیکن آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور ان کی طرف التفات (دھیان) نہ فرمایا۔ حضرت ہاجرہ نے

چند مرتبہ یہی عرض کیا اور جواب نہ پایا تو کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس وقت انہیں اطمینان ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے

گئے اور انہوں نے بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی جو آیت میں مذکور ہے۔ حضرت ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں جب وہ پانی

الصَّلَاةُ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الشَّرَاتِ

نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے ۱۲ اور انھیں کچھ پھل کھانے کو دے ۱۳

لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا خَفِيَ وَمَا نَعْلَمُ ط

شاید وہ احسان مانیں اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے اور اللہ پر

عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿۳۸﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں ۳۷ سب خوبیاں اللہ کو جس نے

وَهَبَ لِي عَلَى الْكَبِيرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ط إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿۳۹﴾

مجھے بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق دیے بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿۴۰﴾

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو ۳۸ اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو ۳۹ اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا اور ہرگز

ختم ہو گیا اور پیاس کی شدت ہوئی اور صاحبزادے کا خلق شریف بھی پیاس سے خشک ہو گیا تو آپ پانی کی جستجو یا آبادی کی تلاش میں صفا و مردہ کے درمیان دوڑیں،

ایسا ستم مرتبہ ہوا۔ یہاں تک کہ فرشتے کے پر مارنے سے یا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ (زمزم) نمودار ہوا۔

آیت میں حرمت والے گھر سے بیت اللہ مراد ہے جو طوفان نوح سے پہلے کعبہ مقدسہ کی جگہ تھا اور طوفان کے وقت آسمان پر اٹھایا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

یہ واقعہ آپ کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا آگ کے واقعہ میں آپ نے دعا نہ فرمائی تھی اور اس واقعہ میں دعا کی اور تضرع کیا (یعنی گریا و زاری کی)۔ اللہ

تعالیٰ کی کارسازی پر اعتماد کر کے دعا نہ کرنا بھی توکل اور بہتر ہے لیکن مقام دعا اس سے بھی افضل ہے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا اس آخر واقعہ میں دعا

فرمانا اس لیے ہے کہ آپ مدارج کمال (کمال کے درجات) میں دم بدم ترقی پر ہیں۔ ۴۰ یعنی حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد اس وادی بے زراعت میں تیرے

ذکر و عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے بیت حرام کے پاس ۴۱ اطراف و بلاد سے یہاں آئیں اور ان کے قلوب اس مکان طاہر کی شوق زیارت میں کھینچیں۔

اس میں ایمانداروں کے لیے یہ دعا ہے کہ انہیں بیت اللہ کا حج میسر آئے اور اپنی یہاں رہنے والی ذُرِّیَّت (نسل) کے لیے یہ کہ وہ زیارت کے لیے آنے والوں

سے متنبہ ہوتے رہیں، غرض یہ دعا دینی دنیوی برکات پر مشتمل ہے۔ حضرت کی دعا قبول ہوئی اور قبیلہ جُحُوم نے اس طرف سے گزرتے ہوئے ایک پرند دیکھا تو

انہیں تعجب ہوا کہ بیابان میں پرند کیسا شاید کہیں چشمہ نمودار ہوا جستجو کی تو دیکھا کہ زمزم شریف میں پانی ہے یہ دیکھ کر ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ سے وہاں بسنے کی

اجازت چاہی انہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ پانی میں تمہارا حق نہ ہوگا وہ لوگ وہاں بسے اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہوئے تو ان لوگوں

نے آپ کے صلاح و تقویٰ کو دیکھ کر اپنے خاندان میں آپ کی شادی کر دی اور حضرت ہاجرہ کا وصال ہو گیا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا

پوری ہوئی اور آپ نے دعا میں یہ بھی فرمایا ۴۲ اسی کا ثمرہ (نتیجہ) ہے کہ فصول مختلفہ (مختلف موسموں) ربیع و خریف و صیف و شتاء (بہار و خزاں، گرمی و سردی) کے

میوے وہاں بیک وقت موجود ملتے ہیں۔ ۴۳ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور فرزند کی دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تو آپ نے اس کا شکر

ادا کیا اور بارگاہ الہی میں عرض کیا ۴۴ کیونکہ بعض کی نسبت تو آپ کو نبی غلام الہی (رب تعالیٰ کے آگاہ فرما دینے سے) معلوم تھا کہ کافر ہوں گے اس لیے بعض

ذریعت کے واسطے نمازوں کی پابندی و محافظت کی دعا کی۔ ۴۵ بشرط ایمان یا ماں باپ سے حضرت آدم و حوا مراد ہیں۔

تَحْسِبَنَّ اللَّهُ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے ۹۶ انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لیے

تَشْخَصُ فِيهِ إِلَّا بَصَارًا ۚ ۹۷ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

جس میں ۹۷ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی بے تشاوش دوڑتے نکلیں گے ۹۸ اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک

إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۚ ۹۹ وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ

ان کی طرف لڑتی نہیں ۹۹ اور ان کے دلوں میں کچھ سکت (طاقت) نہ ہوگی ۱۰۰ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ ۱۰۱ جب ان پر

الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا آخِرْنَا إِلَىٰ آجَلٍ قَرِيبٍ ۚ نُنْجِبُ

عذاب آئے گا تو ظالم ۱۰۲ کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں ۱۰۳ مہلت دے کہ ہم تیرا

دَعْوَتَكَ وَتَتَّبِعَ الرُّسُلَ ۚ ۱۰۴ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَكُم مِّنْ

بلانا مانیں ۱۰۴ اور رسولوں کی غلامی کریں ۱۰۵ تو کیا تم پہلے ۱۰۶ قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں

زَوَالٍ ۚ ۱۰۷ وَسَكَنْتُمْ فِي مَسْكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمُ

ہٹ کر جانا نہیں ۱۰۷ اور تم ان کے گھروں میں بے جنھوں نے اپنا برا کیا تھا ۱۰۸ اور تم پر خوب کھل گیا

كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْآمَثَالَ ۚ ۱۰۹ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمُ

ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا ۱۰۹ اور ہم نے تمہیں مثالیں دے دے کر بتا دیا ۱۱۰ اور بے شک وہ ۱۱۱ اپنا ساداتوں (فریب) چلے ۱۱۲

وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ ۚ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۚ ۱۱۳ فَلَا

اور ان کا دانتوں اللہ کے قابو میں ہے اور ان کا دانتوں کچھ ایسا نہ تھا کہ جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں ۱۱۳ تو ہرگز

۹۶ اس میں مظلوم کو سلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ظالم سے اس کا انتقام لے گا ۹۷ ہول و دہشت سے ۹۸ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرف جو انہیں عرصہ محشر کی

طرف بلائیں گے۔ ۹۹ کہ اپنے آپ کو دیکھ سکیں ۱۰۰ شدت حیرت و دہشت سے۔ ۱۰۱ قہار نے کہا کہ دل سینوں سے نکل کر گلوں میں آ پھنسیں گے نہ باہر نکل سکیں

گے نہ اپنی جگہ واپس جا سکیں گے۔ معنی یہ ہیں کہ اس دن کی شدت ہول و دہشت کا یہ عالم ہوگا کہ سر اوپر اٹھے ہوں گے، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی دل اپنی جگہ پر

قرار نہ پاسکیں گے۔ ۱۰۲ یعنی کفار کو قیامت کے دن کا خوف دلاؤ ۱۰۳ یعنی کافروں ۱۰۴ دنیا میں واپس بھیج دے اور ۱۰۵ اور تیری توحید پر ایمان لائیں ۱۰۶ اور ہم

سے جو قصور ہو چکے اس کی تلافی کریں اس پر انہیں زجر و توبیخ کی جائے گی اور فرمایا جائے گا ۱۰۷ دنیا میں ۱۰۸ اور کیا تم نے بعثت و آخرت کا انکار نہ کیا تھا ۱۰۹ کفر

و معاصی کا ارتکاب کر کے جیسے کہ قوم نوح و عاد و ثمود وغیرہ۔ ۱۱۰ اور تم نے اپنی آنکھوں سے ان کی منازل میں عذاب کے آثار اور نشان دیکھے اور تمہیں ان کی

ہلاکت و بربادی کی خبریں ملیں یہ سب کچھ دیکھ کر اور جان کر تم نے عبرت نہ حاصل کی اور تم سے باز نہ آئے۔ ۱۱۱ تاکہ تم تذبذب نہ کرو اور سمجھو اور عذاب و ہلاکت سے

اپنے آپ کو بچاؤ۔ ۱۱۲ اسلام کے مٹانے اور کفر کی تائید کرنے کے لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ۱۱۳ کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے قتل کرنے یا قید کرنے یا نکال دینے کا ارادہ کیا۔ ۱۱۴ یعنی آیات الہی اور احکام شرع مصطفائی جو اپنے قوت و ثبات میں بمنزلہ مضبوط پہاڑوں کے ہیں۔

محال ہے کہ کافروں کے مکر اور ان کی حیلہ انگیزیوں سے اپنی جگہ سے ٹل سکیں۔

تَحْسَبَنَّ اللَّهُ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝۳۷

خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا ۱۱۳۷ بے شک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا

يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ

جس دن ۱۱۳۸ بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان ۱۱۳۹ اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ۱۱۴۰ ایک اللہ کے سامنے

الْقَهَّارِ ۝۳۸ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝۳۹

جوسب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں ۱۱۴۱ کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے ۱۱۴۲

سَرَّابِيلُهُمْ مِّنْ قِطْرٍ إِنٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهُهُمُ النَّارُ ۝۴۰ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ

ان کے گرتے رال کے ہوں گے ۱۱۴۳ اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی اس لیے کہ اللہ ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۴۱ هَذَا بَدْعُ الْبَنَاتِ وَ

اس کی کمائی کا بدلہ دے بے شک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی یہ ۱۱۴۲ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور

لِيُنْذِرُوا بِهِ وَيَعْلَمُوا أَنَّهُ هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَلْيَذْكُرُوا الْأُولَآئِ ۝۴۲

اس لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے ۱۱۴۳ اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت مانیں

﴿اٰیٰتِهَا ۹۹﴾ ﴿سُوْرَةُ الْحَجَرِ مَكِّيَّةٌ ۵۴﴾ ﴿رَكَعَاتِهَا ۶﴾

سورہ حجر کیہ ہے، اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان والا ہے

الرَّحْمٰنُ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱

یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی

۱۱۴۴ یہ تو ممکن ہی نہیں وہ ضرور وعدہ پورا کرے گا اور اپنے رسول کی نصرت فرمائے گا، ان کے دین کو غالب کرے گا، ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ ۱۱۴۵ اس دن سے روز قیامت مراد ہے۔ ۱۱۴۶ زمین و آسمان کی تبدیلی میں مفسرین کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ ان کے اوصاف بدل دیے جائیں گے مثلاً زمین ایک سطح ہو جائے گی نہ اس پر پہاڑ باقی رہیں گے نہ بلند ٹیلے نہ گہرے غار نہ درخت نہ عمارت نہ کسی بستی اور اقلیم کا نشان اور آسمان پر کوئی ستارہ نہ رہے گا اور آفتاب، ماہتاب کی روشنیاں معدوم ہوں گی یہ تبدیلی اوصاف کی ہے ذات کی نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی اس زمین کی جگہ ایک دوسری چاندی کی زمین ہوگی سفید و صاف جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو نہ گناہ کیا گیا ہو اور آسمان سونے کا ہوگا۔ یہ دو قول اگرچہ بظاہر باہم مخالف معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک صحیح ہے اور وجہ جمع یہ ہے کہ اول تبدیلی صفات ہوگی اور دوسری مرتبہ بعد حساب تبدیلی ثانی ہوگی اس میں زمین و آسمان کی ذاتیں ہی بدل جائیں گی۔ ۱۱۴۷ اپنی قبروں سے ۱۱۴۸ یعنی کافروں۔ ۱۱۴۹ اپنے شیاطین کے ساتھ بندھے ہوئے ۱۱۵۰ سیاہ رنگ بدبودار جن سے آگ کے شعلے اور زیادہ تیز ہو جائیں۔

رَبَّايَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ذُرُّهُمْ يَأْكُلُوا وَيَمْتَعُوا

بہت آرزوئیں کریں گے کافر وہ کاش مسلمان ہوتے انھیں چھوڑ دو کہ کھائیں اور برتیں وہ

وَيُلْهِمُهُمُ الْإِلَّامَ فَلْهُمْ يَعْلمُونَ ۝ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا

اور امید وہ انھیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں وہ اور جو ہستی ہم نے ہلاک کی اس کا ایک

كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝

جانا ہوا تو غیب (لکھا ہوا فیصلہ) تھا وہ کوئی گروہ اپنے وعدہ سے نہ آگے بڑھے نہ پیچھے ہٹے اور

قَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِيَنَا

بولے وہ کہ اے وہ جن پر قرآن اترا بے شک تم مجنون ہو وہ ہمارے پاس فرشتے کیوں

بِالْمَلَكَةِ إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ

نہیں لاتے وہ اگر تم سچے ہو وہ ہم فرشتے بیکار نہیں اتارتے

وَمَا كَانُوا إِذَا مُنْظَرِينَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ

اور وہ اتریں تو انھیں مہلت نہ ملے وہ بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود

لَحْفُظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا

اس کے نگہبان ہیں وہ اور بیشک ہم نے تم سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے اور

(مدارک و خازن) تفسیر بیضاوی میں ہے کہ ان کے بدلوں پر رال (ایک خاص گوند) لپ دی جائے گی وہ مثل گرتے کے ہو جائے گی اس کی سوزش اور اس کے رنگ کی

وحشت و بدبو سے تکلیف پائیں گے۔ ۱۲ قرآن شریف ۱۲ یعنی ان آیات سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیلیں پائیں۔ ۱۳ سورہ حجر مکیہ ہے، اس میں چھ رکوع

ننانوے آیتیں، چھ سو چوں کلمے، دو ہزار سات سو ساٹھ حرف ہیں۔ ۱۴ یہ آرزوئیں یا وقت نزع عذاب دیکھ کر ہوں گی جب کافر کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ گمراہی میں

تھایا آخرت میں روز قیامت کے شدائد اور ابوال اور اپنا انجام و مال دیکھ کر۔ ۱۵ زجاج کا قول ہے کہ کافر جب کبھی اپنے احوال، عذاب اور مسلمانوں پر اللہ کی رحمت

دیکھیں گے ہر مرتبہ آرزوئیں کریں گے کہ ۱۶ اے مصطفیٰ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دنیا کی لذتیں وہ تنعم و تلذذ (عیش و لذت) و طول حیات کی جس

کے سبب وہ ایمان سے محروم ہیں۔ ۱۷ اپنا انجام کار، اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی امیدوں میں گرفتار ہونا اور لذات دنیا کی طلب میں غرق ہو جانا ایماندار کی شان نہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لمبی امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور خواہشات کا اتباع حق سے روکتا ہے۔ ۱۸ لوح محفوظ میں اسی معین وقت پر وہ ہلاک

ہوئی۔ ۱۹ کفار مکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ ۲۰ ان کا یہ قول تسخراور استہزاء (یعنی مذاق) کے طور پر تھا جیسا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کہا تھا: ”إِنَّ رَسُولَكُمْ أَلَدَىٰ أَرْسَلِ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ“۔ ۲۱ جو تمہارے رسول ہونے اور قرآن شریف کے کتاب الہی ہونے کی

گواہی دیں۔ ۲۲ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے ۲۳ فی الحال عذاب میں گرفتار کر دیئے جائیں۔ ۲۴ کہ تحریف و تبدیل و زیادت و کمی سے اس کی

حفاظت فرماتے ہیں، تمام جن و انس اور ساری خلق کے مقدور (بس) میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے یا تغیر و تبدیل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ

نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لیے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے ایک

یہ کہ قرآن کریم کو مجرہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے، ایک یہ کہ اس کو معارضے اور مقابلہ سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو، ایک یہ کہ

يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ فِي

ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں وہ ایسے ہی ہم اس ہنسی کو ان

قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝

مجرموں کے دلوں میں راہ دیتے ہیں وہ اس پر فلا ایمان نہیں لاتے اور اگلوں کی راہ پڑ چکی ہے فلا

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا

اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں کہ دن کو اس میں چڑھتے جب بھی یہی

إِنَّمَا سَكْرَاتُ أَبْصَارِنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝ وَلَقَدْ جَعَلْنَا

کہتے کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو ہوا فلا اور بے شک ہم نے

فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

آسمان میں بُرج بنائے فلا اور اسے دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا فلا اور اسے ہر شیطان

رَّاجِمٍ ۝ إِلَّا مَن اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ۝ وَ

مردود سے محفوظ رکھا فلا مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ فلا اور

الْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے زمین پھیلائی اور اس میں لنگر ڈالے فلا اور اس میں ہر چیز اندازے

ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمالِ عداوت کے اس کتابِ مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔ فلا اس

آیت میں بتایا گیا کہ جس طرح کفار مکہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا بلانہ باتیں کیں اور بے ادبی سے آپ کو بخنوں کہا، قدیم زمانہ سے کفار کی انبیاء

کے ساتھ یہی عادت رہی ہے اور وہ رسولوں کے ساتھ تمسخر کرتے رہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکینِ خاطر (تسلی و دلجوئی) ہے۔ فلا

یعنی مشرکین مکہ۔ فلا یعنی سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا قرآن پر فلا کہ وہ انبیاء کی تکذیب کر کے عذاب الہی سے ہلاک ہوتے رہے ہیں، یہی

حال ان کا ہے تو انہیں عذاب الہی سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ فلا یعنی ان کفار کا عناد اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان کے لیے آسمان میں دروازہ کھول دیا

جائے اور انہیں اس میں چڑھنا میسر ہو اور دن میں اس سے گزریں اور آنکھوں سے دیکھیں جب بھی نہ مانیں اور یہ کہہ دیں کہ ہماری نظر بندی کی گئی اور ہم پر

جادو ہوا، تو جب خود اپنے معاندانہ سے انہیں یقین حاصل نہ ہوا تو ملائکہ کے آنے اور گواہی دینے سے جس کو یہ طلب کرتے ہیں انہیں کیا فائدہ ہوگا۔ فلا جو

کواکب سیارہ کے منازل ہیں، وہ بارہ ہیں: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔ فلا ستاروں سے فلا حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: شیاطین آسمانوں میں داخل ہوتے تھے اور وہاں کی خبریں کانہوں کے پاس لاتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ

السلام پیدا ہوئے تو شیاطین تین آسمانوں سے روک دیئے گئے۔ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو تمام آسمانوں سے منع کر دیئے

گئے۔ فلا شہاب اس ستارے کو کہتے ہیں جو شعلہ کے مثل روشن ہوتا ہے اور فرشتے اس سے شیاطین کو مارتے ہیں۔ فلا پہاڑوں کے تاکہ ثابت و قائم

رہے اور جنبش نہ کرے۔

مُؤْذُونٍ ۱۹) وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَاشٍ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۲۰) وَ

سے اگائی اور تمہارے لئے اس میں روزیاں کر دیں ۲۱ اور وہ کر دیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے ۲۵ اور

إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِرُهُ وَمَا نُنْزِلُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۲۱)

کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں ۲۱ اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے

وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّبَاءِ مَاءً فَاسْقَيْنَاكُمُوهُ ۲۲)

اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں ۲۲ تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پینے کو دیا

وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ۲۲) وَإِنَّا لَنَخْنِ نُحْيٍ وَنُيِّتُ وَنَحْنُ

اور تم اس کے خزانچی نہیں ۲۲ اور بیشک ہم ہی جلائیں اور ہم ہی ماریں اور ہم

الْوَارِثُونَ ۲۳) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

ہی وارث ہیں ۲۳ اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں آگے بڑھے اور بے شک ہمیں معلوم ہیں

الْمُسْتَأْخِرِينَ ۲۴) وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۲۵) إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۲۵)

جو تم میں پیچھے رہے ۲۴ اور بے شک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا ۲۵ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۲۶) وَالْجَانَّ

اور بے شک ہم نے آدمی کو ۲۶ بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی ۲۶ اور جن کو

۲۷ غلے پھل وغیرہ۔ ۲۸ باندی غلام چوپائے اور خدام وغیرہ۔ ۲۹ خزانے ہونا عبارت ہے اقتدار و اختیار سے معنی یہ ہیں کہ ہم ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر

ہیں جتنی چاہیں اور جو اندازہ مقتضائے حکمت ہو۔ ۳۰ جو آبادیوں کو پانی سے بھرتی اور سیراب کرتی ہیں۔ ۳۱ کہ پانی تمہارے اختیار میں ہو باوجودیکہ تمہیں اس

کی حاجت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندوں کے بجز پر دلالت عظیمہ ہے۔ ۳۲ یعنی تمام خلق فنا ہونے والی ہے اور ہم ہی باقی رہنے والے ہیں اور مدعی

ملک کی ملک ضائع ہو جائے گی اور سب مالکوں کا مالک باقی رہے گا۔ ۳۳ یعنی پہلی امتیں اور امت محمدیہ جو سب امتوں میں کچھلی ہے یا وہ جو طاعت و خیر میں

سبقت کرنے والے ہیں اور جو سستی سے پیچھے رہ جانے والے ہیں یا وہ جو فضیلت حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھنے والے ہیں اور جو عذر سے پیچھے رہ جانے والے

ہیں۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جماعت نماز کی صف اول کے فضائل بیان فرمائے تو

صحابہ صف اول حاصل کرنے میں نہایت کوشاں ہوئے اور ان کا اڑدھام ہونے لگا اور جن حضرات کے مکان مسجد شریف سے دور تھے وہ اپنے مکان بیچ کر قریب

مکان خریدنے پر آمادہ ہو گئے تاکہ صف اول میں جگہ ملنے سے کبھی محروم نہ ہوں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسلی دی گئی کہ ثواب نیتوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ

اگلوں کو بھی جانتا ہے اور جو عذر سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور ان کی نیتوں سے بھی خبردار ہے اور اس پر کچھ مخفی نہیں۔ ۳۴ جس حال پر وہ مرے ہوں

گے۔ ۳۵ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو سوکھی ۳۶ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو زمین سے ایک مشت خاک لی اس کو

پانی میں خمیر کیا جب وہ گارا سیاہ ہو گیا اور اس میں بو پیدا ہوئی تو اس میں صورت انسانی بنائی پھر وہ سوکھ کر خشک ہو گیا تو جب ہوا اس میں جاتی تھی تو وہ بجتا اور اس میں آواز

پیدا ہوتی جب آفتاب کی تمازت (گرمی) سے وہ پختہ ہو گیا تو اس میں روح پھونکی اور وہ انسان ہو گیا۔

خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السُّوْمِ ۝۲۷ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلِكَةِ إِنِّي

اس سے پہلے بنایا ہے دھوئیں کی آگ سے ۲۷ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں

خَالِقُ بَشَرٍ مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَبٍ مُّسْنُونٍ ۝۲۸ فَإِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتُ

آدمی کو بنانے والا ہوں بھتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں

فِيهِ مِنْ رُّوْحِي فَقَعُوْا لَهُ سُجْدِيْنَ ۝۲۹ فَسَجَدَ الْمَلِكَةُ كُلُّهُمْ

اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک لوں ۲۹ تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب

أَجْمَعُونَ ۝۳۰ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِيْنَ ۝۳۱ قَالَ

سجدے میں گرے سوا ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا ۳۱ فرمایا

يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِيْنَ ۝۳۲ قَالَ لَمْ أَكُنْ لِلسُّجْدِ

اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو

لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَبٍ مُّسْنُونٍ ۝۳۳ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا

سجدہ کروں جسے تو نے بھتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی فرمایا تو جنت سے نکل جا

فَإِنَّكَ رَاجِعٌ ۝۳۴ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝۳۵ قَالَ رَبِّ

کہ تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے ۳۵ بولا اے میرے رب

فَاَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝۳۶ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝۳۷ إِلَىٰ

تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں ۳۷ فرمایا تو ان میں ہے جن کو اس معلوم

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي

وقت کے دن تک مہلت ہے ۳۸ بولا اے رب میرے قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین

۳۴ جو اپنی حرارت و لطافت سے مساموں میں نفوذ (سرایت) کر جاتی ہے۔ ۳۵ اور اس کو حیات عطا فرما دوں ۳۶ کی تحیت و تعظیم ۳۷ اور حضرت آدم علیہ السلام

کو سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ۳۸ کہ آسمان وزمین والے تجھ پر لعنت کریں گے اور جب قیامت کا دن آئے گا تو اس لعنت کے ساتھ بیٹگی کے عذاب میں گرفتار کیا

جائے گا جس سے کبھی رہائی نہ ہوگی، یہ سن کر شیطان ۳۹ یعنی قیامت کے دن تک۔ اس سے شیطان کا مطلب یہ تھا کہ وہ کبھی نہ مرے کیونکہ قیامت کے بعد کوئی نہ

مرے گا اور قیامت تک کی اس نے مہلت مانگ ہی لی لیکن اس کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبول کیا کہ ۴۰ جس میں تمام خلق مرجائے گی اور وہ فحشہ اولیٰ

(پہلی مرتبہ پھونکا جانے والا صور) ہے تو شیطان کے مُردہ رہنے کی مدت فحشہ اولیٰ سے فحشہ ثانیہ (دوسرے صور پھونکنے) تک چالیس برس ہے اور اس کو اس قدر مہلت

دینا اس کے اکرام کے لیے نہیں بلکہ اس کی بلا و شقاوت اور عذاب کی زیادتی کے لیے ہے یہ سن کر شیطان۔

الْأَرْضِ وَلَا غُورِيَّهِمْ أَجْعَلِينَ ۝۳۹ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ۝۴۰

میں بھلاوے دوں گا فلاں اور ضرور میں ان سب کو فلاں بے راہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں فلاں

قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَىٰ مُسْتَقِيمٍ ۝۴۱ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے بے شک میرے فلاں بندوں پر تیرا کچھ

سُلْطَنٌ إِلَّا مَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَوِيں ۝۴۲ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں فلاں اور بے شک جہنم ان سب کا

أَجْعَلِينَ ۝۴۳ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ۝۴۴ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ۝۴۵

وعدہ ہے فلاں اس کے سات دروازے ہیں فلاں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے فلاں

إِنَّ الْمُسْتَقِيمِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۝۴۶ أَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ أَمِينٍ ۝۴۷

بے شک ڈر والے باغوں اور چشموں میں ہیں فلاں ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں فلاں اور

نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ۝۴۸ لَا

ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ دکھ کینے تھے سب کھینچ لئے فلاں آپس میں بھائی ہیں فلاں تنہوں پر رو برو بیٹھے نہ

يَسْأَلُهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِخُرَجِينَ ۝۴۹ نَبِيُّ عِبَادِي أَنِّي أَنَا

انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں خبر دو فلاں میرے بندوں کو کہ بے شک

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝۵۰ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْآلِيمُ ۝۵۱ وَنَبِّئُهُمْ عَنِ

میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان اور میرا ہی عذاب درد ناک عذاب ہے اور انہیں احوال سناؤ

۵۰ یعنی دنیا میں گناہوں کی رغبت دلاؤں گا۔ ۵۱ دلوں میں وسوسہ ڈال کر ۵۲ جنہیں تو نے اپنی توحید و عبادت کے لیے برگزیدہ فرمایا ان پر شیطان کا

وسوسہ اور اس کا کید (دھوکا) نہ چلے گا۔ ۵۳ ایماندار ۵۴ یعنی جو کافر کہ تیرے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں اور تیرے اتباع کا قصد کر لیں۔ ۵۵ ابلیس کا بھی

اور اس کے اتباع کرنے والوں کا بھی۔ ۵۶ یعنی سات طبقے۔ ابن جریج کا قول ہے کہ دوزخ کے سات درکات (طبقات) ہیں: اوّل جہنم، لَطْفٰی،

حُطْمَةٌ، سَعِيرٌ، سَقَرٌ، جَحِيمٌ، ہَاوِیَہ۔ ۵۷ یعنی شیطان کی پیروی کرنے والے بھی سات حصوں میں منقسم ہیں ان میں سے ہر ایک کے لیے جہنم کا

ایک درکہ (طبقہ) مُعین ہے۔ ۵۸ ان سے کہا جائے گا کہ ۵۹ یعنی جنت میں داخل ہو امن و سلامتی کے ساتھ نہ یہاں سے نکالے جاؤ نہ موت آئے نہ

کوئی آفت رونما ہو نہ کوئی خوف نہ پریشانی۔ ۶۰ دنیا میں ۶۱ اور ان کے نفوس کو حقد و حسد و عناد و عداوت وغیرہ مذموم خصلتوں سے پاک کر دیا وہ

۶۲ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان ہی میں سے

ہیں یعنی ہمارے سینوں سے عناد و عداوت اور بغض و حسد نکال دیا گیا ہے، ہم آپس میں خالص محبت رکھنے والے ہیں۔ اس میں روافض کا رد ہے۔ ۶۳ اے محمد

مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

صِيفِ اِبْرٰهِيْمَ ۵۱ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۱ ط قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ

ابراہیم کے مہمانوں کا ۵۱ جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے سلام ۵۱ کہا ہمیں تم سے

وَجَلُوْنَ ۵۲ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نَبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۵۳ قَالَ

ڈر معلوم ہوتا ہے ۵۲ انھوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں ۵۳ کہا

اَبَشِّرْتُمُوْنِيْ عَلٰی اَنْ مَّسِّنِيَ الْكِبَرُ فَيَمَّ تَبَشِّرُوْنَ ۵۴ قَالُوْا بَشِّرْنَاكَ

کیا اس پر مجھے بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا اب کاہے پر بشارت دیتے ہو ۵۴ کہا ہم نے آپ کو سچی

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقٰطِطِيْنَ ۵۵ قَالَ وَمَنْ يَّقْطُطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖ

بشارت دی ہے ۵۵ آپ ناامید نہ ہوں کہا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو

اِلَّا الضَّالُّوْنَ ۵۶ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۵۷ قَالُوْا اِنَّا

مگر وہی جو گمراہ ہوئے ۵۶ کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اے فرشتو ۵۷ بولے ہم

اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۵۸ اِلَّا اِلَ لُّوْطٍ ۱ ط اِنَّا لَنَسْجُوْهُمْ

ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ۵۸ مگر لوط کے گھر والے ان سب کو ہم

اَجْعِلِيْنَ ۵۹ اِلَّا اَمْرًا تَهٗ قَدَّرْنَا ۱ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰیْبِيْنَ ۶۰ فَلَمَّا جَاءَ

بچالیں گے ۵۹ مگر اس کی عورت ہم ٹھہرا چکے ہیں کہ وہ بیچھے رہ جانے والوں میں ہے ۶۰ تو جب

اِلَ لُّوْطٍ الْمُرْسَلُوْنَ ۶۱ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۶۲ قَالُوْا بَلْ

لوط کے گھر فرشتے آئے ۶۱ کہا تم تو کچھ بیگانہ لوگ ہو ۶۲ کہا بلکہ

۵۵ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے بھیجا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی بشارت دیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کریں۔ یہ مہمان حضرت

جبریل علیہ السلام تھے مع کئی فرشتوں کے۔ ۵۶ یعنی فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا اور آپ کی تحیت و تکریم، بجالائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے ان سے ۵۷ اس لیے کہ بے اذن اور بے وقت آئے اور کھانا نہیں کھایا۔ ۵۸ یعنی حضرت اسحق علیہ السلام کی، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۵۹ یعنی

ایسی پیرانہ سالی (بڑھاپے) میں اولاد ہونا عجیب و غریب ہے کس طرح اولاد ہوگی، کیا ہمیں پھر جوان کیا جائے گا یا اسی حالت میں بیٹا عطا فرمایا جائے گا؟ فرشتوں

نے ۶۰ قضاء الہی اس پر جاری ہو چکی کہ آپ کے بیٹا ہوا اور اس کی ذریت بہت پھیلے۔ ۶۱ یعنی میں اس کی رحمت سے ناامید نہیں کیونکہ رحمت سے ناامید کا کفر ہو

ہوتے ہیں، ہاں اس کی سنت جو عالم میں جاری ہے اس سے یہ بات عجیب معلوم ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے ۶۲ یعنی اس بشارت کے سوا

اور کیا کام ہے جس کے لیے تم بھیجے گئے ہو۔ ۶۳ یعنی قوم لوط کی طرف کہ ہم انہیں ہلاک کریں۔ ۶۴ کیونکہ وہ ایماندار ہیں۔ ۶۵ اپنے کفر کے سبب۔ ۶۶

خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں اور حضرت لوط علیہ السلام کو اندیشہ ہوا کہ قوم ان کے درپے ہوگی تو آپ نے فرشتوں سے ۶۷ نہ تو یہاں کے باشندے ہونے کوئی

جُنُكْ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَسْتَرْوْنَ ﴿٦٣﴾ وَآتَيْنَكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا

ہم تو آپ کے پاس وہ ۶۳ لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک کرتے تھے ۶۴ اور ہم آپ کے پاس سچا حکم لائے ہیں اور ہم

لَصِدْقُونَ ﴿٦٣﴾ فَاسْرِ بِأَهْلِكَ بِقُطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا

بے شک تھے ۶۳ تو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے کر باہر جائیے اور آپ ان کے پیچھے چلئے اور

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ

تم میں کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے وئے اور جہاں کو حکم ہے سیدھے چلے جائیے وئے اور ہم نے اسے اس

الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَهُمْ لَآءٍ مَّقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٥﴾ وَجَاءَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ

حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ان کافروں کی جڑ کٹ جائے گی وئے اور شہر والے وئے

يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٧﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ

خوشیاں مناتے آئے لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں وئے مجھے فضیحت نہ کرو وئے اور اللہ سے ڈرو

وَلَا تَخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نُنْهَكَ عَنِ الْعَلَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هَؤُلَاءِ

اور مجھے رسوا نہ کرو وئے بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اوروں کے معاملہ میں دخل نہ دو کہا یہ قوم کی عورتیں

بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾

میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے وئے اے محبوب تمہاری جان کی قسم وئے بے شک وہ اپنے نشہ میں بھگ رہے ہیں

فَاخْذُتْهُمْ الصَّبِيحَةَ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا

تو دن نکلتے انہیں چنگھاڑنے آلیا وئے تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا وئے

وَلَا تَخْزُونِ ﴿٧٤﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نُنْهَكَ عَنِ الْعَلَمِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ هَؤُلَاءِ

۶۴ عذاب جس کے نازل ہونے کا آپ اپنی قوم کو خوف دلایا کرتے تھے ۶۵ اور آپ کو جھٹلاتے تھے ۶۶ کہ قوم پر کیا بلا نازل ہوئی اور وہ کس عذاب میں

بتلا کئے گئے ۶۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حکم ملک شام کو جانے کا تھا ۶۸ اور تمام قوم عذاب سے ہلاک کر دی جائے گی ۶۹ یعنی شہر سدوم کے رہنے والے ۷۰ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں خوبصورت نوجوانوں کے آنے کی خبر

سن کر بہ ارادہ فاسدو بہ نیت ناپاک وئے اور مہمان کا اکرام لازم ہوتا ہے تم ان کی بے حرمتی کا قصد کر کے وئے کہ مہمان کی رسوائی میزبان کے لیے خجالت و

شرمندگی کا سبب ہوتی ہے ۷۱ وئے ان کے ساتھ برا ارادہ کر کے، اس پر قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام سے وئے تو ان سے نکاح کرو اور احرام سے باز رہو ۷۲ اب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرماتا ہے وئے اور مخلوق الہی میں سے کوئی جان بارگاہ الہی میں آپ کی جان پاک کی طرح عزت و

حرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر کے سو کسی کی عمر و حیات کی قسم نہیں فرمائی، یہ مرتبہ صرف حضور ہی کا ہے ۷۳ اب اس قسم کے بعد ارشاد فرماتا ہے وئے یعنی ہولناک آواز نے ۷۴ اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس خطہ کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور وہاں سے

اوندھا کر کے زمین پر ڈال دیا۔

عَلَيْهِمْ حَجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ۖ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُتَوَسِّينَ ﴿٤٥﴾

اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے

وَإِنَّهَا لَسَبِيلٌ مُّقِيمٌ ﴿٤٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَإِنْ كَانَ

اور بے شک وہ راستہ ہی ہے چلتی ہے اور بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو اور بے شک

أَصْحَابُ الْآيَةِ لَظَالِمِينَ ۖ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ وَإِنَّهَا لِبِأَمَامٍ

جھاڑی والے ضرور ظالم تھے اور ہم نے ان سے بدلہ لیا اور بے شک یہ دونوں بستیاں

مُبِينٌ ۖ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحَجَرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٤٧﴾ وَاتَّيْنَهُمْ

کھلے راستہ پر پڑتی ہیں اور بے شک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور ہم نے ان کو

اِيتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۖ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ يَوْمُوتًا

اپنی نشانیاں دیں اور وہ ان سے منہ پھیرے رہے اور وہ پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے

أَمِينٌ ﴿٤٨﴾ فَأَخَذْتُهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۖ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا

بے خوف اور تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑنے آیا تو ان کی کمائی کچھ

كَانُوا يَكْسِبُونَ ۖ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا

ان کے کام نہ آئی اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَبِيلَ ﴿٤٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ

عزت (بیکار) نہ بنایا اور بے شک قیامت آنے والی ہے اور تو تم اچھی طرح در گزر کرو اور بے شک تمہارا رب

اور قافلے اس پر گزرتے ہیں اور غضب الہی کے آثار ان کے دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور یعنی کافر تھے۔ ”ایکے“ جھاڑی کو کہتے ہیں ان لوگوں کا شہر سبزر

جنگلوں اور مرغزاروں (سبزاروں) کے درمیان تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان پر رسول بنا کر بھیجا ان لوگوں نے نافرمانی کی اور حضرت شعیب

علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اور یعنی عذاب بھیج کر ہلاک کیا۔ اور یعنی قوم لوط کے شہر اور اصحاب ایک کے وہاں آدمی گزرتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو اے اہل

مکہ تم ان کو دیکھ کر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اور ”حجر“ ایک وادی ہے مدینہ اور شام کے درمیان جس میں قوم شموذ رہتے تھے، انہوں نے اپنے پیغمبر

حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب ہے کیونکہ ہر رسول تمام انبیاء پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ اور کہ پتھر

سے ناقہ (اوشی کو) پیدا کیا جو بہت سے عجائب پر مشتمل تھا مثلاً اس کا عظیم الجثہ (قد و قامت کا بڑا) ہونا اور پیدا ہوتے ہی بچہ جننا اور کثرت سے دودھ دینا کہ تمام قوم

شموذ کو کافی ہو وغیرہ، یہ سب حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور قوم شموذ کے لیے ہماری نشانیاں تھیں۔ اور ایمان نہ لائے۔ اور کہ انہیں اس

کے گرنے اور اس میں نقب لگائے جانے کا اندیشہ نہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ گھربتاہ نہیں ہو سکتے ان پر کوئی آفت نہیں آسکتی۔ اور وہ عذاب میں گرفتار

ہوئے۔ اور ان کے مال و متاع اور ان کے مضبوط مکان انہیں عذاب سے نہ بچا سکے۔ اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا ملے گی۔ اور اے مصطفیٰ! اصلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنی قوم کی ایذاؤں پر تحمل کرو۔ یہ حکم آیت قیل سے منسوخ ہو گیا۔

هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيمُ ۝۸۶ وَلَقَدْ آتَيْنَكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ

ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے ۹۸۶ اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں ۹۸۵ اور عظمت

الْعَظِيمِ ۝۸۷ لَا تَسُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا

والا قرآن اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی ۹۸۷ اور

تَحْزَنُ عَلَيْهِمْ وَاخْفُضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۸۸ وَقُلْ إِنِّي أَنَا

ان کا کچھ غم نہ کھاؤ ۹۸۸ اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو ۹۸۸ اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں

النَّذِيرُ الْمُبِينُ ۝۸۹ كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِبِينَ ۝۹۰ الَّذِينَ جَعَلُوا

صاف ڈر سنانے والا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے بائٹے والوں پر اتارا جنہوں نے کلام الہی کو

الْقُرْآنَ عِصِينَ ۝۹۱ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۹۲ عَمَّا كَانُوا

تکے بوٹی کر لیا ۹۹۱ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے ۹۹۲ جو کچھ وہ

يَعْمَلُونَ ۝۹۳ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝۹۴ إِنَّا

کرتے تھے ۹۹۳ تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے ۹۹۴ اور مشرکوں سے منہ پھیر لو ۹۹۴ بے شک

۹۹۳ اسی نے سب کو پیدا کیا اور وہ اپنی مخلوق کے تمام حال جانتا ہے۔ ۹۹۵ نماز کی رکعتوں میں یعنی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں اور ان سات آیتوں سے سورت

فاتحہ مراد ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں وارد ہوا۔ ۹۹۶ معنی یہ ہیں کہ اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کو ایسی نعمتیں عطا فرمائیں

جن کے سامنے دنیوی نعمتیں حقیر ہیں تو آپ متاع دنیا سے مستغنی رہیں جو یہود و نصاریٰ وغیرہ مختلف قسم کے کافروں کو دی گئیں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کی بدولت ہر چیز سے مستغنی نہ ہو گیا یعنی قرآن ایسی نعمت ہے جس کے سامنے دنیوی نعمتیں بیچ

ہیں۔ ۹۹۷ کہ وہ ایمان نہ لائے۔ ۹۹۸ اور انہیں اپنے کرم سے نوازا۔ ۹۹۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بائٹے والوں سے یہود و

نصاری مراد ہیں چونکہ وہ قرآن کریم کے کچھ حصہ پر ایمان لائے جو ان کے خیال میں ان کی کتابوں کے موافق تھا اور کچھ کے منکر ہو گئے۔ قتادہ وابن سائب کا

قول ہے کہ بائٹے والوں سے کفار قریش مراد ہیں جن میں بعض قرآن کو سحر بعض کہانت بعض افسانہ کہتے تھے۔ اس طرح انہوں نے قرآن کریم کے حق میں اپنے

اقوال تقسیم کر رکھے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ بائٹے والوں سے وہ بارہ اشخاص مراد ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ کے راستوں پر مقرر کیا تھا، حج کے زمانہ میں ہر

ہر راستہ پر ان میں کا ایک ایک شخص بیٹھ جاتا تھا اور وہ آنے والوں کو بہکانے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منحرف کرنے کے لیے ایک ایک بات

مقرر کر لیتا تھا کہ کوئی آنے والوں سے یہ کہتا تھا کہ ان کی باتوں میں نہ آنا کہ وہ جا دو گر ہیں، کوئی کہتا وہ کذاب ہیں، کوئی کہتا وہ مجنون ہیں، کوئی کہتا وہ کاہن ہیں،

کوئی کہتا وہ شاعر ہیں، یہ سن کر لوگ جب خانہ کعبہ کے دروازہ پر آتے وہاں ولید بن مغیرہ بیٹھا رہتا، اس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال دریافت کرتے

اور کہتے کہ ہم نے مکہ مکرمہ آتے ہوئے شہر کے کنارے ان کی نسبت ایسا سنا وہ کہہ دیتا کہ ٹھیک سنا اس طرح خلق کو بہکاتے اور گمراہ کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ

نے ہلاک کیا۔ ۱۰۰۰ روز قیامت ۱۰۰۱ اور جو کچھ وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن کی نسبت کہتے تھے۔ ۱۰۰۲ اس آیت میں سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو رسالت کی تبلیغ اور اسلام کی دعوت کے اظہار کا حکم دیا گیا عبد اللہ بن عبیدہ کا قول ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت تک دعوت اسلام

اعلان کے ساتھ نہیں کی جاتی تھی۔ ۱۰۰۳ یعنی اپنا دین ظاہر کرنے پر مشرکوں کی ملامت کرنے کی پرواہ نہ کرو اور ان کی طرف مُلْتَفِت (متوجہ) نہ ہوا اور ان کے

تمسخر و استہزاء کا غم نہ کرو۔

كَفَيْتُكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۙ (۹۵) الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ

ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں ۱۰۴ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب

يَعْلَمُونَ ۙ (۹۶) وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۙ (۹۷)

جان جائیں گے ۱۰۵ اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو ۱۰۶

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۙ (۹۸) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ

تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو ۱۰۷ اور مرتے دم تک اپنے رب کی

يَأْتِيكَ الْيَقِينُ ۙ (۹۹)

عبادت میں رہو۔

﴿اٰیٰتِهَا ۱۲۸﴾ ﴿۱۲ سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۰﴾ ﴿رُكُوْعَاتُهَا ۱۶﴾

سورہ نحل مکہ ہے اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

۱۰۴ کفار قریش کے پانچ سردار عاص بن وائل سہمی اور اسود بن مطلب اور اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس اور ان سب کا افسر ولید ابن مغبہ مخزومی، یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت اذیت دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخر و استہزاء کرتے تھے۔ اسود بن مطلب کے لیے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ یارب! اس کو اندھا کر دے۔ ایک روز سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسب دستور طعن و تمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے۔ اسی حال میں حضرت جبریل امین حضرت کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ولید بن مغبہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے گفہ پا (پاؤں کے تلوؤں) کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شردفع کروں گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ ہلاک ہو گئے ولید بن مغبہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا اس کے تہہ بند میں ایک پیکان چبھا (یعنی نیزے کی نوک چبھی) مگر اس نے تکبر سے اس کو نکالنے کے لیے سر نیچا نہ کیا اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا عاص ابن وائل کے پاؤں میں کا ٹالا لگا اور نظر نہ آیا اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مر گیا اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سرمارتا تھا اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھ کو محمد نے قتل کیا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اسود بن عبد یغوث کو استسقاء ہوا (یعنی پیاس لگنے کی بیماری ہو گئی) اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھ کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے رب نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا اسی میں ہلاک ہو گیا، انہیں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن) ۱۰۵ اپنا انجام کار ۱۰۶ اور ان کے طعن اور استہزاء اور شرک و کفر کی باتوں سے آپ کو ملال ہوتا ہے۔ ۱۰۷ کہ خدا پرستوں کے لیے تسبیح و عبادت میں مشغول ہونا غم کا بہترین علاج ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ ۱۰۸ سورہ نحل مکہ ہے مگر آیت ”فَعَاقِبُوْا اِمْلًا مَّا عُوْذِبْتُمْ بِهٖ“ سے آخر سورت تک جو آیات ہیں وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں اور اس میں اور اقوال بھی ہیں اس سورت میں سولہ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں اور دو ہزار آٹھ سو چالیس کلمے اور سات ہزار سات سو سات حرف ہیں۔

اَتَىٰ اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ط سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ①

اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو۔ پاک اور برتری ہے اسے ان کے شریکوں سے۔

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهِ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ اَنْ

ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے۔

اَنْذِرُوْا اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنَ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ڈر سناؤ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو مجھ سے ڈرو۔ اس نے آسمان اور زمین

بِالْحَقِّ ط تَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ تُطْفَاةٍ فَاِذَا هُوَ

بجا بنائے۔ وہ ان کے شرک سے برتر ہے (اس نے) آدمی کو ایک تھری بوند سے بنایا۔ تو جی

خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَمَنْفَعٌ وَمِنْهَا

کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا کئے ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں۔ اور ان میں سے

تَاْكُلُوْنَ ⑤ وَلَكُمْ فِيْهَا جَبَالٌ حٰیۡنَ تَرِيْحُوْنَ وَحٰیۡنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥

کھاتے ہو اور تمہارا ان میں تجمُّل ہے جب انھیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو

وَتَحِبُّ اَثْقَالَكُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا اِلَیْهِ اِلَّا بِشَقِّ الْاَنْفُسِ ط اِنَّ

اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچتے مگر ادھ مرے ہو کر بے شک

رَبَّكُمْ لَرَعُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لَتَرْكَبُوْهَا وَ

تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے۔ اور گھوڑے اور خیر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور

① شان نزول: جب کفار نے عذاب موعود (مقررہ عذاب) کے نزول اور قیامت کے قائم ہونے کی بطریق تکذیب واستہزاء جلدی کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی

اور بتا دیا گیا کہ جس کی تم جلدی کرتے ہو وہ کچھ دور نہیں بہت ہی قریب ہے اور اپنے وقت پر بالیقین واقع ہوگا اور جب واقع ہوگا تو تمہیں اس سے خلاص کی کوئی راہ نہ

ملے گی اور وہ بہت جنہیں تم پوجتے ہو تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے۔ وہ واحد ”لَا شَرِيْكَ لَہٗ“ ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور انہیں نبوت و رسالت کے

ساتھ برگزیدہ کرتا ہے۔ اور میری ہی عبادت کرو اور میرے سوا کسی کو نہ پوجو کیونکہ میں وہ ہوں کہ جن میں اس کی توحید کے بے شمار دلائل ہیں۔ یعنی

مُنٰی سے، جس میں نہ جس ہے نہ حرکت پھر اس کو اپنی قدرت کاملہ سے انسان بنایا، قوت و طاقت عطا کی۔ یہ آیت اُن بنی خلف کے حق میں نازل ہوئی جو

مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کسی مردے کی گلی ہوئی بڑی اٹھالایا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ

اللہ تعالیٰ اس بڑی کوزندگی دے گا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور نہایت نفیس جواب دیا گیا کہ بڑی تو کچھ نہ کچھ عضوی شکل رکھتی بھی ہے اللہ تعالیٰ تو مٰنٰی کے

ایک چھوٹے سے بے جس و حرکت قطرے سے تجھ جیسا جھگڑالو انسان پیدا کر دیتا ہے یہ دیکھ کر بھی تو اس کی قدرت پر ایمان نہیں لاتا۔ اور ان کی نسل سے دولت

بڑھاتے ہو، ان کے دودھ پیتے ہو اور ان پر سواری کرتے ہو۔ کہ اس نے تمہارے نفع اور آرام کے لیے یہ چیزیں پیدا کیں۔

زِينَةً ۖ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۸ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا

زینت کے لئے اور وہ پیدا کرے گا وہ جس کی تمہیں خبر نہیں ملا اور بیچ کی راہ ملا ٹھیک اللہ تک ہے اور کوئی راہ

جَائِزٌ ۖ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْـمَعِينَ ۝۹ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

میرھی ہے ملا اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا ملا وہی ہے جس نے آسمان سے

مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيُونَ ۝۱۰ يُبْقِي لَكُمْ بِهِ

پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو ملا اس پانی سے تمہارے لئے

الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۖ إِنَّ

کھیتی اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل ملا بے شک

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝۱۱ وَسَخَّرْنَا لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ

اس میں نشانی ہے ملا دھیان کرنے والوں کو اور اس نے تمہارے لئے مُسَخَّر (تالیف) کیے رات اور دن

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةٍ

اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَأْنَا لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۖ إِنَّ

عقل مندوں کو ملا اور وہ جو تمہارے لئے زمین میں پیدا کیا رنگ رنگ ملا بے شک

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝۱۳ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لَكُمْ لَـكُلُوا

اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا مخر کیا ملا کہ اس میں سے

وَلَا يَكُنْ لَكُمْ فِيهِ حَبْلٌ مُنْقَلَبٌ ۖ وَمِنْهَا شَرَابٌ ۖ وَمِنْهَا حَبْلٌ يُنْزَلُ بِهِ الْبُلُوكَ ۖ وَمِنْهَا

نہ ایسی عجیب و غریب چیزیں ملا اس میں وہ تمام چیزیں آگئیں جو آدمی کے نفع و راحت و آرام و آسائش کے کام آتی ہیں اور اس وقت تک موجود نہیں ہوتی

تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا آئندہ پیدا کرنا منظور تھا جیسے کہ دُخانی (بھاپ سے چلنے والے) جہاز، ریلیں، موٹر، ہوائی جہاز، برقی (بجلی کی) قوتوں سے کام کرنے

والے آلات، دُخانی (دھوئیں والی) اور برقی (بجلی والی) مشینیں، خبررسانی و شُر صوت (آواز پھیلانے) کے سامان اور خدا جانے اس کے علاوہ اس کو کیا پیدا

کرنا منظور ہے۔ ۱۲ یعنی صراطِ مستقیم اور دینِ اسلام کیونکہ دو مقاموں کے درمیان جتنی راہیں نکالی جائیں ان میں سے جو بیچ کی راہ ہوگی وہی سیدھی ہوگی۔

۱۳ جس پر چلنے والا منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا، کفر کی تمام راہیں ایسی ہی ہیں۔ ۱۴ راہِ راست پر ۱۵ اپنے جانوروں کو اور اللہ تعالیٰ ۱۶ مختلف صورت و

رنگ، مزے، بو، خاصیت والے کہ سب ایک ہی پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک کے اوصاف دوسرے سے جدا ہیں یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ۱۷ اس کی

قدرت و حکمت اور وحدانیت کی۔ ۱۸ جو ان چیزوں میں غور کر کے سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ فاعلِ مختار ہے اور علوِ یات (بلند یاں) و سفلیات (پستیائیں) سب اس

کے تحت قدرت و اختیار ۱۹ خواہ حیوانوں کی قسم سے ہو یا درختوں کی یا پھلوں کی۔ ۲۰ کہ اس میں کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کرو یا غوطے لگا کر اس کی تہ تک پہنچو یا

اس سے شکار کرو۔

مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُ أَمْنَهُ حَلِيَّةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ

تازہ گوشت کھاتے ہو ملک اور اس میں سے گہنا (زیور) نکالتے ہو جسے پہنتے ہو ۲۲ اور تو اس میں کشتیاں دیکھ

مَوَاحِرِفِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۱۳) وَالْقَى فِي

کہ پانی چیر کر چلتی ہیں اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کہیں احسان مانو اور اس نے

الْأَرْضِ رَوَّاسِي أَنْ تَبِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۱۵)

زمین میں لنگر ڈالے ۲۳ کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے اور ندیاں اور رستے کہ تم راہ پاؤ ۲۴

وَعَلَّيْتُ ۱۶) وَالنَّجْمُ هُمْ يَهْتَدُونَ ۱۷) أَفَسَنْ يَخْلُقُ كَسَنُ لَا يَخْلُقُ ط

اور علامتیں ۲۵ اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں ۲۶ تو کیا جو بنائے ۲۷ وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے ۲۸

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۱۸) وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ط إِنَّ اللَّهَ

تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے ۲۹ بے شک اللہ

لَعَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۹) وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۱۹) وَالَّذِينَ

بخشنے والا مہربان ہے ۳۰ اور اللہ جانتا ہے ملک جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور

يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ط أَمْ وَاتَّ

اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں ۳۱ وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور ۳۲ وہ خود بنائے ہوئے ہیں ۳۳ مُرَدَّ ۳۴

غَيْرُ أَحْيَاءٍ ط وَمَا يَشْعُرُونَ لَا أَيَّانَ يَبْعَثُونَ ۲۱) إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ج

زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے ۳۵ تمہارا معبود ایک معبود ہے ۳۶

فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۲۲)

تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں ۳۷ اور وہ مغرور ۳۸

۲۱۔ یعنی پھلی۔ ۲۲۔ یعنی گوہر و مرجان۔ ۲۳۔ بھاری پہاڑوں کے ۲۴۔ اپنے مقاصد کی طرف ۲۵۔ بنائیں جن سے تمہیں رستے کا پتہ چلے۔ ۲۶۔ خشکی اور

تری میں اور اس سے انہیں رستے اور قبلہ کی پہچان ہوتی ہے۔ ۲۷۔ ان تمام چیزوں کو اپنی قدرت و حکمت سے یعنی اللہ تعالیٰ۔ ۲۸۔ کسی چیز کو اور عاجز و بے قدرت ہو جیسے کہ بت تو عاقل کو کب سزاوار (لائق) ہے کہ ایسے خالق و مالک کی عبادت چھوڑ کر عاجز و بے اختیار بتوں کی پرستش کرے یا انہیں عبادت میں اس کا شریک

ٹھہرائے۔ ۲۹۔ چہ جائیکہ ان کے شکر سے عہدہ برآ ہو سکے۔ ۳۰۔ کہ تمہارے ادائے شکر سے قاصر ہونے کے باوجود اپنی نعمتوں سے تمہیں محروم نہیں فرماتا۔ ۳۱۔ تمہارے تمام اقوال و افعال ۳۲۔ یعنی بتوں کو ۳۳۔ بنائیں کیا کہ ۳۴۔ اور اپنے وجود میں بنانے والے کے محتاج اور وہ ۳۵۔ بے جان ۳۶۔ تو ایسے مجبور اور بے جان بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا کہ ۳۷۔ اللہ عز و جل جو اپنی ذات و صفات میں نظیر و شریک سے پاک ہے۔ ۳۸۔ وحدانیت کے۔ ۳۹۔ کہ حق ظاہر ہو جانے کے باوجود اس کا اتباع نہیں کرتے۔

لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۖ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ مغروروں

الْمُسْتَكْبِرِينَ ۚ ۞ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَّاذَا آتٰنَا رَبُّكُمُ قَالَوَا۟ اَسَاطِيرُ

کو پسند نہیں فرماتا اور جب ان سے کہا جائے تمہارے رب نے کیا اتارا وہ کہیں اگلوں کی

الْاَوَّلِينَ ۚ ۞ لِيَحْمِلُو۟ا وِزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَمِنْ اُو۟رَارِ

کہانیاں ہیں وہ کہ قیامت کے دن اپنے سے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ

الَّذِينَ يُضِلُّوۡهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ اَلَا سَاءَ مَا يَزِيۡرُوۡنَ ۚ ۞ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ

ان کے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں سن لو کیا ہی برا بوجھ اٹھاتے ہیں بے شک ان سے اگلوں نے وہ

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَاتَىٰ اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ

فریب کیا تھا تو اللہ نے ان کی چٹائی کو بنیاد سے لیا تو اوپر سے ان پر چھت گر

فَوْقِهِمْ ۚ وَاشْتَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوۡنَ ۚ ۞ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

پڑی اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں کی انہیں خبر نہ تھی وہ پھر قیامت کے دن

يُخْرِیۡهِمْ وَيَقُوۡلُ اٰیْنَ شُرَكَآءِی الَّذِیۡنَ كُنْتُمْ تُشَاقُّوۡنَ فِیۡهِمْ ۖ قَالَ

انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک وہ جن میں تم جھگڑتے تھے وہ

الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْیَ الْیَوْمَ وَالسُّوۡءَ عَلٰی الْكٰفِرِیۡنَ ۚ ۞

علم والے کہیں گے آج ساری رسوائی اور برائی وہ کافروں پر ہے

۞ یعنی لوگ ان سے دریافت کریں کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو ۱۲ یعنی جھوٹے افسانے کوئی ماننے کی بات نہیں۔ شان نزول: یہ آیت اُضر

بن حارث کی شان میں نازل ہوئی اس نے بہت سی کہانیاں یا دکر لی تھیں اس سے جب کوئی قرآن کریم کی نسبت دریافت کرتا تو وہ یہ جاننے کے باوجود کہ قرآن شریف

کتاب معجز (عاجز کرنے والی) اور حق و ہدایت سے منلو (بھری ہوئی) ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ کہہ دیتا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ایسی کہانیاں مجھے بھی

بہت یاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں کو اس طرح گمراہ کرنے کا انجام یہ ہے ۱۳ گناہوں اور گمراہی و گمراہ گری کے ۱۴ یعنی پہلی امتوں نے اپنے انبیاء کے

ساتھ ۱۵ یہ ایک تمثیل (مثال) ہے کہ پچھلی امتوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ مکر کرنے کے لیے کچھ منصوبے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں خود انہیں کے منصوبوں میں

ہلاک کیا اور ان کا حال ایسا ہوا جیسے کسی قوم نے کوئی بلند عمارت بنائی پھر وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہو گئے، اسی طرح کفار اپنی مکاریوں سے خود برباد ہوئے۔

مفسرین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس آیت میں اگلے مکر کرنے والوں سے غمزدہ بن گئے ان مراد ہے جو زمانہ ابراہیم علیہ السلام میں رونے زمین کا سب سے بڑا بادشاہ

تھا۔ اس نے بابل میں بہت اونچی ایک عمارت بنائی تھی جس کی بلندی پانچ ہزار گز تھی اور اس کا مکر یہ تھا کہ اس نے یہ بلند عمارت اپنے خیال میں آسمان پر پہنچنے اور

آسمانوں والوں سے ملنے کے لیے بنائی تھی اللہ تعالیٰ نے ہوا چلائی اور وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔ ۱۶ جو تم نے گھڑ لیے تھے اور ۱۷ مسلمانوں

سے ۱۸ یعنی ان امتوں کے انبیاء و علماء جو انہیں دنیا میں ایمان کی دعوت دیتے اور نصیحت کرتے تھے اور یہ لوگ ان کی بات نہ مانتے تھے ۱۹ یعنی عذاب۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ۖ فَالْقُوا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ

وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنا برا کر رہے تھے وہ اب صلح ڈالیں گے واکہ کہ ہم تو کچھ

مِنْ سُوءٍ ۖ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ

جہنم نہ کرتے تھے وہ ہاں کیوں نہیں بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے کو تک (کرتوت) تھے وہ اب جہنم کے دروازوں

جَهَنَّمَ خُلِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَيْسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۲۹﴾ وَقِيلَ لِلَّذِينَ

میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی بُرا ٹھکانا مغروروں کا اور ڈر والوں وہ سے

اتَّقُوا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا خَيْرًا ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ

کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا بولے خوبی وہ جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی وہ ان کے

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعَمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۰﴾ جَنَّاتُ

لئے بھلائی ہے وہ اور بے شک پچھلا گھر سب سے بہتر اور ضرور وہ کیا ہی اچھا گھر پر ہیزار گاروں کا بسنے کے

عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجْرَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۖ

باغ جن میں جائیں گے ان کے نیچے نہریں رواں انہیں وہاں ملے گا جو چاہیں وہ

كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۱﴾ الَّذِينَ تَتَوَفَّيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۚ

اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے پر ہیزار گاروں کو وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے سترے پن میں وہ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ فِيهَا سَكِينٌ مِّنْ عِذَابِ اللَّهِ الَّذِي لَهُمُ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ فِيهَا سَكِينٌ مِّنْ عِذَابِ اللَّهِ الَّذِي لَهُمُ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ

یعنی کفر میں مبتلا تھے۔ وہ اور وقت موت اپنے کفر سے مکر جائیں گے اور کہیں گے وہ اس پر فرشتے کہیں گے وہ لہذا یہ انکا تمہیں مفید نہیں۔ وہ یعنی

ایمانداروں وہ یعنی ”قرآن شریف“ جو تمام خوبیوں کا جامع اور حسنات و برکات کا منبع اور دینی و دنیوی اور ظاہری و باطنی کمالات کا سرچشمہ ہے۔ شان نزول:

قبل عرب ایام حج میں حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحقیق حال کے لیے مکہ مکرمہ کو قاصد بھیجتے تھے، یہ قاصد جب مکہ مکرمہ پہنچتے اور شہر کے کنارے

راستوں پر انہیں کفار کے کارندے ملتے (جیسا کہ سابق میں ذکر ہو چکا ہے) ان سے یہ قاصد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال دریافت کرتے تو وہ بہکانے پر

مامور ہی ہوتے تھے۔ ان میں سے کوئی حضرت کو سا کر کہتا، کوئی کاہن، کوئی شاعر، کوئی کذاب، کوئی مجنون اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ تم ان سے نہ ملنا یہی

تمہارے حق میں بہتر ہے اس پر قاصد کہتے کہ اگر ہم مکہ مکرمہ پہنچ کر بغیر ان سے ملے اپنی قوم کی طرف واپس ہوں تو ہم بُرے قاصد ہوں گے اور ایسا کرنا قاصد کے

مَنْصُوبِ فَرَاغِ کا ترک اور قوم کی خیانت ہوگی، ہمیں تحقیق کے لیے بھیجا گیا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے اپنے اور بیگانوں سب سے ان کے حال کی تحقیق کریں اور جو

کچھ معلوم ہو اس سے بے کم و کاست (بغیر کمی بیشی کے) قوم کو مطلع کریں، اس خیال سے وہ لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملتے

تھے اور ان سے آپ کے حال کی تحقیق کرتے تھے، اصحاب کرام انہیں تمام حال بتاتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات و کمالات اور قرآن کریم

کے مضامین سے مطلع کرتے تھے۔ ان کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا۔ وہ یعنی ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ یعنی حیاتِ طیبہ ہے اور فتح و ظفر و رزق و وسیع وغیرہ

نعمتیں۔ وہ دارِ آخرت وہ اور یہ بات جنت کے سوا کسی کو کہیں بھی حاصل نہیں۔ وہ کہ وہ شرک و کفر سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے اقوال و افعال اور

اخلاق و خصال پاکیزہ ہوتے ہیں، طاعتیں ساتھ ہوتی ہیں، محرمات و ممنوعات کے داغوں سے ان کا دامن عمل میلان نہیں ہوتا، قبضِ روح کے وقت ان کو جنت و رضوان

و رحمت و کرامت کی بشارتیں دی جاتی ہیں، اس حالت میں موت انہیں خوشگوار معلوم ہوتی ہے اور جانِ فرحت و سرور کے ساتھ جسم سے نکلتی ہے اور ملائکہ عزت کے

يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾ هَلْ

یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر ولا جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کیے کا کاہے کے

يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رَبِّكَ ط كَذَلِكَ فَعَلَ

انتظار میں ہیں ولا مگر اس کے کہ فرشتے ان پر آئیں ولا یا تمہارے رب کا عذاب آئے ولا ان سے اگلوں

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾

نے بھی ایسا ہی کیا ولا اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی ولا اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٤﴾

تو ان کی بُری کمائیاں ان پر پڑیں ولا اور انھیں گھیر لیا اس ولا نے جس پر ہنستے تھے

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ

اور مشرک بولے اللہ چاہتا تو اس کے سوا کچھ نہ پوجتے

نَحْنُ وَلَا آبَاءُ وَلَا حَرَمٌ مِمَّا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ط كَذَلِكَ فَعَلَ

نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے ولا ایسا ہی

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ

ان سے اگلوں نے کیا وہی تو رسولوں پر کیا ہے مگر صاف پہونچا دینا ولا اور بے شک

بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ج

ہر امت میں سے ہم نے ایک رسول بھیجا ولا کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو

فِيهِمْ مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ط فَسِيرُوا فِي

تو ان ولا میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی ولا اور کسی پر گمراہی ٹھیک اتری ولا تو زمین میں چل

ساتھ اس کو قبض کرتے ہیں۔ (خازن) ولا مروی ہے کہ قریب موت بندہ مومن کے پاس فرشتہ آکر کہتا ہے: اے اللہ کے دوست! تجھ پر سلام اور اللہ تعالیٰ تجھے

سلام فرماتا ہے اور آخرت میں ان سے کہا جائے گا۔ ولا کفار کیوں ایمان نہیں لاتے کس چیز کے انتظار میں ہیں۔ ولا ان کی ارواح قبض کرنے۔ ولا دنیا

میں یا روز قیامت۔ ولا یعنی پہلی امتوں کے کفار نے بھی کہ کفر و تکذیب پر قائم رہے۔ ولا کفر اختیار کر کے ولا اور انہوں نے اپنے اعمال خبیثہ کی سزا

پائی۔ ولا عذاب ولا مثل ہجرہ و سائبہ وغیرہ کے اس سے ان کی مراد یہی کہ ان کا شرک کرنا اور ان چیزوں کو حرام قرار دے لینا اللہ کی مشیت و مرضی سے ہے،

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا کہ رسولوں کی تکذیب کی اور حلال کو حرام کیا اور ایسے ہی تسخر کی باتیں کہیں۔ ولا حق کا ظاہر کر دینا اور شرک کے باطل و فوج ہونے

پر مطلع کر دینا۔ ولا اور ہر رسول کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے فرمائیں ولا امتوں ولا وہ ایمان سے مشرف ہوئے۔ ولا وہ اپنی آزلی شقاوت سے کفر پر مرمے اور

ایمان سے محروم رہے۔

الْأَرْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ اِنْ تَحْرُصْ عَلَى

پھر کر دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ۳۶ اگر تم ان کی

هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَالَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٣٧﴾

ہدایت کی حرص کرو ۳۷ تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے اور ان کا کوئی مددگار نہیں

وَأَقْسُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْبَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَى وَعْدًا

اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اللہ مُردے نہ اٹھائے گا ۳۸ ہاں کیوں نہیں ۳۹

عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي

سچا وعدہ اس کے ذمہ پر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۳۸ اس لئے کہ انھیں صاف بتادے جس

يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَذِبِينَ ﴿٣٩﴾ إِنَّمَا

بات میں جھگڑتے تھے ۳۹ اور اس لئے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے ۴۰ جو چیز

قَوْلُنَا شَيْءٌ إِذَا آتَيْنَاهُ لَكَ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا

ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ۴۱ اور جنھوں نے اللہ کی

فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لِنُبَوِّئَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَا جُرْ

راہ میں ۴۲ اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انھیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے ۴۳ اور بے شک

الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے ۴۱ وہ جنھوں نے صبر کیا ۴۲ اور اپنے رب ہی پر

وَاللَّهُ جَنِّبَهُمُ اللَّهُ تَعَالَىٰ نَظَرَ ۖ لَمْ يَكُنْ يَكُونُ لَهُمْ حَقٌّ ۖ لَمْ يَكُنْ يَكُونُ لَهُمْ حَقٌّ ۖ لَمْ يَكُنْ يَكُونُ لَهُمْ حَقٌّ ۖ

۴۳ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحالیکہ یہ لوگ ان میں سے ہیں جن کی گمراہی ثابت ہو چکی اور ان کی

شقاوت ازلی ہے۔ ۴۴ شان نزول: ایک مشرک ایک مسلمان کا مقروض تھا مسلمان نے مشرک پر تقاضا کیا، دوران گفتگو میں اس نے اس طرح اللہ کی قسم کھائی کہ

”اس کی قسم جس سے میں مرنے کے بعد ملنے کی تمنا رکھتا ہوں“ اس پر مشرک نے کہا کہ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو مرنے کے بعد اٹھے گا اور مشرک نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ

مُردے نہ اٹھائے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا ۴۵ یعنی ضرور اٹھائے گا۔ ۴۶ اس اٹھانے کی حکمت اور اس کی قدرت بے شک وہ مُردوں کو اٹھائے

گا۔ ۴۷ یعنی مُردوں کو اٹھانے میں کہ وہ حق ہے۔ ۴۸ اور مُردوں کے زندہ کئے جانے کا انکار غلط۔ ۴۹ تو ہمیں مردوں کو زندہ کر دینا کیا دشوار۔ ۵۰ اس کے

دین کی خاطر ہجرت کی۔ شان نزول: قتادہ نے کہا کہ یہ آیت اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی جن پر اہل مکہ نے بہت ظلم کئے اور انہیں

دین کی خاطر وطن چھوڑنا ہی پڑا، بعض ان میں سے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے مدینہ طیبہ آئے اور بعض مدینہ شریف ہی کو ہجرت کر گئے انہوں نے ۵۱ وہ مدینہ طیبہ

ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دارالہجرت (ہجرت گاہ) بنایا۔ ۵۲ یعنی کفار یا وہ لوگ جو ہجرت کرنے سے رہ گئے کہ اس کا اجر کتنا عظیم ہے۔ ۵۳ وطن کی

مفارقت اور کفار کی ایذا اور جان و مال کے خرچ کرنے پر۔

يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ

بھروسہ کرتے ہیں ۵۸ اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد ۵۹ جن کی طرف ہم وحی کرتے

فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ط

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ۶۰ روشن دلیلیں اور کتابیں لے کر ۶۱

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری ۶۲ کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ۶۳ ان کی طرف اترا اور کہیں وہ

يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣٤﴾ أَفَأَمِّنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمْ

دھیان کریں تو کیا جو لوگ بُرے مکر کرتے ہیں ۶۴ اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں

الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٣٥﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

دھنسا دے ۶۵ یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو ۶۶ یا انہیں چلتے پھرتے ۶۷

فِي تَقْلِبِهِمْ فَمَاهُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٣٦﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ ط فَإِنَّ

پکڑ لے کہ وہ تھکا نہیں سکتے ۶۸ یا انہیں نقصان دیتے دیتے گرفتار کر لے کہ بے شک

رَبُّكُمْ لَرَعُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٧﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ

تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے ۶۹ اور کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ جو ۷۰ چیز اللہ نے بنائی ہے

يَتَّقِيُوا ظِلَّ اللَّهِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٣٨﴾

اس کی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھکتی ہیں ۷۱ اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں ۷۲

۵۸ اور اس کے دین کی وجہ سے جو پیش آئے اس پر راضی ہیں اور خلق سے انقطاع (علحدگی اختیار) کر کے بالکل حق کی طرف متوجہ ہیں اور سالک کے لیے یہ

انتہائے سلوک کا مقام ہے۔ ۵۹ شان نزول: یہ آیت مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اس طرح انکار

کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ انہیں بتایا گیا کہ سنت الہی اسی طرح جاری ہے، ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی

کو رسول بنا کر بھیجا۔ ۶۰ حدیث شریف میں ہے: بیماری جہل کی شفاء علماء سے دریافت کرنا ہے، لہذا علماء سے دریافت کرو وہ تمہیں بتا دیں گے کہ سنت الہیہ یونہی

جاری رہی کہ اس نے مردوں کو رسول بنا کر بھیجا۔ ۶۱ مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ روشن دلیلوں اور کتابوں کے جاننے والوں سے پوچھو اگر تم کو دلیل و

کتاب کا علم نہ ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے تقلید ائمہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ۶۲ یعنی قرآن شریف۔ ۶۳ حکم ۹۴ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ

کے اصحاب کے ساتھ اور ان کی ایذا کے درپے رہتے ہیں اور چھپ چھپ کر فساد انگیزی کی تدبیریں کیا کرتے ہیں جیسے کہ کفار مکہ۔ ۶۵ جیسے قارون کو دھنسا دیا

تھا۔ ۶۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بدر میں ہلاک کئے گئے باوجودیکہ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے۔ ۶۷ سفر و حضر میں ہر ایک حال میں ۶۸ خدا کو عذاب کرنے سے۔ ۶۹ کہ

علم کرتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔ ۷۰ سایہ دار ۷۱ صبح اور شام ۷۲ خوار و عاجز و مطیع و مسخر۔

وَاللَّهُ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَ

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے ﴿۵۳﴾ اور فرشتے اور

هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۵۴﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا

وہ غرور نہیں کرتے اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو

يُؤْمَرُونَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَهَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ

انہیں حکم ہو ﴿۵۴﴾ اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ ﴿۵۵﴾ وہ تو ایک ہی

وَاحِدٌ فَإِلَآئِي فَارْهُبُونِ ﴿۵۶﴾ وَلَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ

معبود ہے تو مجھی سے ڈرو ﴿۵۶﴾ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی

الْدِّينِ وَاصْبِرْ أَفْعِيرَ اللَّهُ تَتَّقُونَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَكُمُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ

فرمانبرداری لازم ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈرو گے ﴿۵۷﴾ اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے

ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْرُونَ ﴿۵۸﴾ ثُمَّ إِذَا كُشِفَ الضُّرُّ عَنْكُمْ إِذَا

پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے ﴿۵۸﴾ تو اسی کی طرف پناہ لے جاتے ہو ﴿۵۹﴾ پھر جب وہ تم سے برائی نال دیتا ہے تو

فَرِيقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۶۰﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَسْتَعِزُّوا

تم میں ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے ﴿۶۰﴾ کہ ہماری دی نعمتوں کی ناشکری کریں تو کچھ برت لو ﴿۶۱﴾

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۶۲﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ

کہ عنقریب جان جاؤ گے ﴿۶۲﴾ اور انجانی چیزوں کے لئے ﴿۶۳﴾ ہماری دی ہوئی روزی میں سے ﴿۶۴﴾ حصہ مقرر کرتے ہیں

تَاللَّهِ لَتَسْلُنَّ عِبَادَكُمْ تَفْتَرُونَ ﴿۶۵﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ

خدا کی قسم تم سے ضرور سوال ہونا ہے جو کچھ جھوٹ باندھتے تھے ﴿۶۵﴾ اور اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں ﴿۶۶﴾

﴿۶۷﴾ سجدہ دو طرح پر ہے: ایک سجدہ طاعت و عبادت جیسا کہ مسلمانوں کا سجدہ اللہ کے لیے، دوسرا سجدہ انقیاد (فرمانبرداری) و خضوع جیسا کہ سایہ وغیرہ کا سجدہ ہر چیز

کا سجدہ اس کے حسب حیثیت ہے، مسلمانوں اور فرشتوں کا سجدہ، سجدہ طاعت و عبادت ہے اور ان کے ماسوا کا سجدہ سجدہ انقیاد و خضوع۔ ﴿۶۸﴾ اس آیت سے ثابت

ہوا کہ فرشتے مکلف ہیں اور جب ثابت کر دیا گیا کہ تمام آسمان وزمین کی کائنات اللہ کے حضور خاضع و متواضع اور عابد و مطیع ہے اور سب اس کے مملوک اور اسی

کے تحت قدرت و تصرف ہیں تو شرک سے ممانعت فرمائی۔ ﴿۶۹﴾ کیونکہ دو خدا ہو ہی نہیں سکتے۔ ﴿۷۰﴾ میں ہی وہ معبود برحق ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ﴿۷۱﴾

باوجودیکہ معبود برحق صرف وہی ہے۔ ﴿۷۲﴾ خواہ فکر کی یا مرض کی یا اور کوئی ﴿۷۳﴾ اسی سے دعا مانگتے ہو اسی سے فریاد کرتے ہو۔ ﴿۷۴﴾ اور ان لوگوں کا انجام یہ ہوتا

ہے ﴿۷۵﴾ اور چند روز اس حالت میں زندگی گزار لو ﴿۷۶﴾ کہ اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ ﴿۷۷﴾ یعنی بتوں کے لیے جن کا اللہ اور مستحق اور نافع و ضار (فائدہ مند و نقصان دہ)

ہونا انہیں معلوم نہیں۔ ﴿۷۸﴾ یعنی کھیتوں اور چوپایوں وغیرہ میں سے ﴿۷۹﴾ بتوں کو معبود اور اہل تقرب اور بت پرستی کو خدا کا حکم بتا کر۔ ﴿۸۰﴾ جیسے کہ خزاعہ و

سُبْحَنَهُ ۚ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ

پاکی ہے اس کو فلا اور اپنے لئے جو اپنا جی چاہتا ہے فلا اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر

وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَا

اس کا منہ فلا کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے فلا چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی بُرائی کے سبب کیا

بِهِ ۖ أَيُّسِكُّهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۚ أَلَا سَاءَ مَا

اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا فلا ارے بہت ہی بُرا

يَحْكُمُونَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلَّهِ

حکم لگاتے ہیں فلا جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے انھیں کا بُرا حال ہے اور اللہ

الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يَوَّاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ

کی شان سب سے بلند فلا اور وہی عزت و حکمت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر گرفت کرتا فلا

بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ

تو زمین پر کوئی چلنے والا نہیں چھوڑتا فلا لیکن انھیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت دیتا ہے فلا

فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۚ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿۶۱﴾

پھر جب ان کا وعدہ آئے گا نہ ایک گھڑی پیچھے نہیں نہ آگے بڑھیں

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذِبَ أَنَّ لَهُمُ

اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے فلا اور ان کی زبانیں جھوٹوں کہتی ہیں کہ ان کے لئے

رُكْنًا ۖ لَّيْسَ كَذِبًا ۚ وَلَهُمْ مَا يَكْرَهُونَ ۚ وَلَهُمْ مَا يَكْرَهُونَ ۚ وَلَهُمْ مَا يَكْرَهُونَ ۚ

یہ کمال بدتمیزی بھی ہے کہ اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں بیٹیاں ناپسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے جو مطلقاً اولاد سے منزہ اور پاک ہے اور اس کے لیے اولاد ہی کا

ثابت کرنا عیب لگانا ہے، اس کے لیے اولاد میں بھی وہ ثابت کرتے ہیں جس کو اپنے لیے حقیر اور سبب عار جانتے ہیں۔ فلا غم سے فلا شرم کے مارے فلا

جیسا کہ کفار مُضَرَّ وَجُوْهُہُمْ وَتَمِيمٍ (قبیلے) لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ فلا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں جو اپنے لیے انہیں اس قدر ناگوار ہیں۔

فلا کہ وہ والد و ولد (اولاد) سب سے پاک اور منزہ کوئی اس کا شریک نہیں، تمام صفات جلال و کمال سے مُتَّصِفٌ یعنی معاصی پر پکڑتا اور عذاب میں جلدی

فرماتا فلا سب کو ہلاک کر دیتا۔ زمین پر چلنے والے سے یا کافر مراد ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے: ”إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا“ یا یہ معنی

ہیں کہ روئے زمین پر کسی چلنے والے کو باقی نہیں چھوڑتا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو کوئی زمین پر تھا ان سب کو ہلاک کر دیا صرف وہی باقی رہے جو زمین پر

نہ تھے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کشتی میں تھے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ظالموں کو ہلاک کر دیتا اور ان کی نسلیں منقطع ہو جاتیں پھر زمین

میں کوئی باقی نہیں رہتا۔ فلا اپنے فضل و کرم اور حلم سے، ٹھہرائے وعدے سے یا اختتامِ عمر مراد ہے یا قیامت۔ فلا یعنی بیٹیاں اور شریک۔

الْحُسْنَى ط لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا

بھلائی ہے ۱۲۸ تو آپ ہی ہوا کہ ان کے لئے آگ ہے اور وہ حد سے گزارے ہوئے ہیں ۱۲۹ خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے

إِلَى أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ

کتنی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے کوٹک (برے اعمال) ان کی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے ۱۳۰ تو آج وہی ان کا رفیق ہے ۱۳۱

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أُنزِلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے ۱۳۲ اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری ۱۳۳ مگر اس لئے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو

الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ

جس بات میں اختلاف کریں ۱۳۴ اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے اور اللہ

أُنزِلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَاهُ الْآرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین کو زندہ کر دیا اس کے مرے پیچھے ۱۳۵ بے شک اس میں

لَايَةً لِّقَوْمٍ يُسْعَوْنَ ﴿٦٥﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِيكُم مِّمَّا

نشانی ہے ان کو جو کان رکھتے ہیں ۱۳۶ اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے ۱۳۷ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے

فِي بُطُونِهِمْ مِّنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ﴿٦٦﴾

جوان کے پیٹ میں ہے گوہر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لئے ۱۳۸

۱۲۸ یعنی جنت۔ کفار باوجود اپنے کفر و بہتان کے اور خدا کے لیے بیٹیاں بتانے کے بھی اپنے آپ کو حق پر گمان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سچے ہوں اور خلقت مرنے کے بعد پھراٹھائی جائے تو جنت ہمیں کو ملے گی کیونکہ ہم حق پر ہیں ان کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۲۹ جہنم ہی میں چھوڑ

دیئے جائیں گے۔ ۱۳۰ اور انہوں نے اپنی بدیوں کو نیکیاں سمجھا۔ ۱۳۱ دنیا میں اسی کے کہے پر چلتے ہیں اور جو شیطان کو اپنا رفیق اور مختار کار بنائے وہ ضرور ذلیل و خوار ہو یا یہ معنی ہیں کہ روزِ آخرت شیطان کے سوا انہیں کوئی رفیق نہ ملے گا اور شیطان خود ہی گرفتار عذاب ہوگا ان کی کیا مدد کر سکے گا۔ ۱۳۲ آخرت میں۔ ۱۳۳ یعنی

قرآن شریف ۱۳۴ امرو دین سے ۱۳۵ رُویندگی (نباتات) سے سرسبزی و شادابی بخش کر ۱۳۶ یعنی خشک اور بے سبزہ ہوئے کے بعد۔ ۱۳۷ اور سن کر سمجھتے اور غور کرتے ہیں وہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں جو قادر بر حق زمین کو اس کی موت یعنی قوت نامیہ (بڑھنے کی قوت) فنا ہو جانے کے بعد پھر زندگی دیتا ہے وہ انسان کو اس کے مرنے کے بعد بے شک زندہ کرنے پر قادر ہے۔ ۱۳۸ اگر تم اس میں غور کرو تو بہت نتائج حاصل کر سکتے ہو اور حکمت الہیہ کے عجائب پر تمہیں آگاہی حاصل

ہو سکتی ہے۔ ۱۳۹ جس میں کوئی شائبہ کسی چیز کی آمیزش کا نہیں باوجود یکہ حیوان کے جسم میں غذا کا ایک ہی مقام ہے جہاں چارا، گھاس، بھوسہ وغیرہ پہنچتا ہے اور دودھ، خون، گوہر سب اسی غذا سے پیدا ہوتے ہیں، ان میں سے ایک دوسرے سے ملنے نہیں پاتا۔ دودھ میں نہ خون کی رنگت کا شائبہ ہوتا ہے نہ گوہر کی بوکا، نہایت صاف لطیف برآمد ہوتا ہے۔ اس سے حکمت الہیہ کی عجیب کاری ظاہر ہے۔ اوپر مسئلہ بعثت کا بیان ہو چکا ہے یعنی مردوں کو زندہ کئے جانے کا، کفار اس کے منکر تھے اور

انہیں اس میں دوشیے درپیش تھے: ایک تو یہ کہ جو چیز فاسد ہوگئی اور اس کی حیات جاتی رہی اس میں دوبارہ پھر زندگی کس طرح لوٹے گی، اس شبہ کا ازالہ تو اس سے پہلی آیت میں فرمادیا گیا کہ تم دیکھتے رہتے ہو کہ ہم مُردہ زمین کو خشک ہونے کے بعد آسمان سے پانی برساکر حیات عطا فرمادیا کرتے ہیں تو قدرت کا یہ فیض دیکھنے کے بعد کسی مخلوق کا مرنے کے بعد زندہ ہونا ایسے قادر مطلق کی قدرت سے بعید نہیں۔ دوسرا شبہ کفار کا یہ تھا کہ جب آدمی مر گیا اور اس کے جسم کے اجزا منتشر ہو گئے اور خاک

وَمِنْ شَرَابِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا

اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے پلا کہ اس سے نیند بناتے ہو اور اچھا

حَسَنًا ۱۳۱ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ۝۶۷ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ

رِزْق ۱۳۱ بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا

أَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۝۶۸ ثُمَّ

کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں پھر

كُلِّيْ مِنْ كُلِّ الشَّرَابِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۝۶۹ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا

ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور ۱۳۲ اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں ۱۳۳ اس کے پیٹ سے ایک

شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۝۷۰ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

پینے کی چیز ۱۳۴ رنگ رنگ نکلتی ہے ۱۳۵ جس میں لوگوں کی تندرستی ہے ۱۳۶ بے شک اس میں نشانی ہے ۱۳۷

يَتَفَكَّرُونَ ۝۷۱ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلٍ

دھیان کرنے والوں کو ۱۳۸ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا ۱۳۹ پھر تمہاری جان قبض کرے گا ۱۴۰ اور تم میں کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف

میں مل گئے وہ اجزاء کس طرح جمع کئے جائیں گے اور خاک کے ذروں سے ان کو کس طرح ممتاز کیا جائے گا؟ اس آیت کریمہ میں جو صاف دودھ کا بیان فرمایا اس میں

غور کرنے سے وہ شبہ بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے کہ قدرت الہی کی یہ شان تو روزانہ دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ غذا کے مخلوط اجزاء میں سے خالص دودھ نکالتا ہے اور

اس کے قرب و جوار کی چیزوں کی آمیزش کا شائبہ بھی اس میں نہیں آتا، اس حکیم برحق کی قدرت سے کیا بعید کہ انسانی جسم کے اجزاء کو منتشر ہونے کے بعد پھر جمع فرما

دے۔ شفیق مخلصی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نعمت کا اتمام یہی ہے کہ دودھ صاف خالص آئے اور اس میں خون اور گوبر کے رنگ و بو کا نام و نشان نہ ہو ورنہ نعمت تام

نہ ہوگی اور طبع سلیم اس کو قبول نہ کرے گی، جیسی صاف نعمت پروردگار کی طرف سے پہنچتی ہے بندے کو لازم ہے کہ وہ بھی پروردگار کے ساتھ اخلاص سے معاملہ کرے

اور اس کے عمل ریا اور ہوائے نفس کی آمیزشوں سے پاک و صاف ہوں تا کہ شرف قبول سے شرف ہوں۔ ۱۴۱ ہم تمہیں رس پلاتے ہیں ۱۴۲ یعنی سرکہ اور رب (پکا

ہو اس جو جمایا گیا ہو) اور خرّمہ (کھجور) اور مویزہ (بڑے سوکھے ہوئے انگور)۔ مسئلہ: مویزہ اور انگور وغیرہ کارس جب اس قدر پکا لیا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور

ایک تہائی باقی رہے اور تیز ہو جائے اس کو نمید کہتے ہیں یہ حد تک نہ پہنچے اور نشہ نہ لائے تو شیخین کے نزدیک حلال ہے اور یہی آیت اور بہت سی احادیث ان کی

دلیل ہے۔ ۱۴۳ پھلوں کی تلاش میں ۱۴۴ فضل الہی سے جن کا تجھے الہام کیا گیا ہے حتیٰ کہ تجھے چلنا پھرنا دشواریں اور تو کتنی ہی دور نکل جائے راہ نہیں بہکتی اور

اپنے مقام پر واپس آ جاتی ہے۔ ۱۴۵ یعنی شہد ۱۴۶ سفید اور زرد اور سُرخ۔ ۱۴۷ اور نافع ترین دواؤں میں سے ہے اور بکثرت معاین میں شامل کیا جاتا

ہے۔ ۱۴۸ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر ۱۴۹ کہ اس نے ایک کمزور ناتوان کبھی کو ایسی زیر کی ودانائی (عقل مندی) عطا فرمائی اور ایسی دقیق صنعتیں مرحمت کیں،

پاک ہے وہ اور اپنی ذات و صفات میں شریک سے منزہ، اس سے فکر کرنے والوں کو اس پر بھی تمبیہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ایک ادنیٰ ضعیف سی مکھی کو یہ

صفت عطا فرماتا ہے کہ وہ مختلف قسم کے پھولوں اور پھلوں سے ایسے لطیف اجزاء حاصل کرے جن سے نفیس شہد بنے جو نہایت خوشگوار ہو، طاہر و پاکیزہ ہو، فاسد ہونے

اور سڑنے کی اس میں قابلیت نہ ہو تو جو قادر حکیم ایک مکھی کو اس مادے کے جمع کرنے کی قدرت دیتا ہے وہ اگر مرے ہوئے انسان کے منتشر اجزاء کو جمع کر دے تو اس کی

قدرت سے کیا بعید ہے کہ مرے کے بعد زندہ کئے جانے کو محال (ناممکن) سمجھنے والے کس قدر احمق ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی قدرت کے وہ آثار

ظاہر فرماتا ہے جو خود ان میں اور ان کے احوال میں نمایاں ہیں۔ ۱۴۹ عدم سے اور نیستی (جب تمہارا وجود ہی نہ تھا اس) کے بعد رستہ عطا فرمائی، کیسی عجیب قدرت

ہے۔ ۱۵۰ اور تمہیں زندگی کے بعد موت دے گا جب تمہاری اہل پوری ہو جو اس نے مقرر فرمائی ہے خواہ بچپن میں یا جوانی میں یا بوڑھاپے میں۔

الْعُمَرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾ وَاللَّهُ

پھیرا جاتا ہے ۱۵۱ کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ۱۵۲ بے شک اللہ سب کچھ جانتا سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ نے

فَصَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَأْسِي

تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی ۱۵۳ تو جنہیں بڑائی دی ہے

رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۖ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ

وہ اپنا رزق اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں ۱۵۴ تو کیا اللہ کی نعمت سے

يَجْحَدُونَ ﴿٤١﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ

مکرتے ہیں ۱۵۵ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لئے

أَزْوَاجَكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۖ أَفَبِالْبَاطِلِ

تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں ستمی چیزوں سے روزی دی ۱۵۶ تو کیا جھوٹی بات ۱۵۷ پر

يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿٤٢﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا

یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل ۱۵۸ سے منکر ہوتے ہیں اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں ۱۵۹ جو

لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٣﴾

انہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے نہ کچھ کر سکتے ہیں

فَلَا تَصْرِبُوا لِلَّهِ إِلَّا مِثَالَ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٤﴾ ضَرَبَ

تو اللہ کے لئے مانند نہ ٹھہراؤ ۱۶۰ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اللہ نے ایک

۱۵۱ جس کا زمانہ عمر انسانی کے مراتب میں ساٹھ سال کے بعد آتا ہے کہ قوی (طاقتیں) اور حواس سب ناکارہ ہو جاتے ہیں اور انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے ۱۵۲

اور نادانی میں بچوں سے زیادہ بدتر ہو جائے۔ ان تغیرات میں قدرت الہی کے کیسے عجیب مشاہدے میں آتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ مسلمان بفضل الہی اس سے محفوظ ہیں، طول عمر و بقاء سے انہیں اللہ کے حضور میں کرامت اور عقل و معرفت کی زیادتی حاصل ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ تَوَجُّهٌ اِلَی

اللہ کا ایسا غلبہ ہو کہ اس عالم سے انقطاع ہو جائے اور بندہ مقبول دنیا کی طرف التفات سے مُجْتَنِبٌ ہو۔ عِبْرۃ کا قول ہے کہ جس نے قرآن پاک پڑھا وہ اس آرذل

(ناقص) عمر کی حالت کو نہ پہنچے گا کہ علم کے بعد محض بے علم ہو جائے۔ ۱۵۳ تو کسی کو غنی کیا کسی کو فقیر کسی کو مالدار کسی کو نادار کسی کو مالک کسی کو مملوک۔ ۱۵۴ اور باندی

غلام آقاؤں کے شریک ہو جائیں جب تم اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کرتے تو اللہ کے بندوں اور اس کے مملوکوں کو اس کا شریک ٹھہرانا کس طرح گوارا

کرتے ہو مسبحان اللہ! یہ بت پرستی کا کیسا نفیس دل نشین اور خاطر گزین رد ہے۔ ۱۵۵ کہ اس کو چھوڑ کر مخلوق کو پوجتے ہیں۔ ۱۶۰ قسم قسم کے غلوں، پھلوں، میوؤں،

کھانے پینے کی چیزوں سے۔ ۱۶۱ یعنی شرک و بت پرستی ۱۵۸ اللہ کے فضل و نعمت سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی یا اسلام مراد ہے۔ (مدارک)

۱۵۹ یعنی بتوں کو ۱۶۰ اس کا کسی کو شریک نہ کرو۔

اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا أَمْلُوْكَ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّْا رِزْقًا

کہاوت بیان فرمائی ۱۱۱ ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدور (طاقت) نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی

حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا ۱۱۲ هَلْ يَسْتَوْنَ ۱۱۳ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۱۱۴ بَلْ

عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر ۱۱۲ کیا وہ برابر ہو جائیں گے ۱۱۳ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۱۱۵ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ

ان میں اکثر کو خبر نہیں ۱۱۵ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی دو مرد ایک گونگا

لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ ۱۱۶ أَيْنَمَا يُوَجِّههُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۱۱۷

جو کچھ کام نہیں کر سکتا ۱۱۶ اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے ۱۱۷

هَلْ يَسْتَوِي هُوَ ۱۱۸ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۱۱۹ وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۱۲۰ وَ

کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے ۱۱۸ اور

لِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۱۲۱ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۱۲۱ اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا

أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۱۲۲ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۲۳ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ

بلکہ اس سے بھی قریب ۱۲۲ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ نے تمہیں تمہاری

بُطُونٍ أَمْهَتَكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا ۱۲۴ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ

ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے ۱۲۴ اور تمہیں کان اور آنکھ اور

۱۲۵ لِيَكُونَ ۱۲۶ جِيسَ جَابِتَا ۱۲۷ تَوَصَّفُ كَرْتَا ۱۲۸ تَوَدَّ عَازِ مَلُوكِ ۱۲۹ غَلَامِ ۱۳۰

۱۲۵ تاکہ ۱۲۶ جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، تو وہ عاجز ملوک غلام اور یہ آزاد مالک صاحب مال جو بفضل الہی قدرت و اختیار رکھتا ہے۔ ۱۲۷ ہرگز نہیں تو جب

غلام و آزاد برابر نہیں ہو سکتے باوجود یکہ دونوں اللہ کے بندے ہیں تو اللہ خالق، مالک، قادر کے ساتھ بے قدرت و اختیار بت کیسے شریک ہو سکتے ہیں اور ان کو اس

کے مثل قرار دینا کیسا بڑا ظلم و جہل ہے۔ ۱۲۸ کہ ایسے براہین پیہ اور حجت واضح (روشن اور واضح دلائل) کے ہوتے ہوئے شرک کرنا کتنے بڑے وبال و عذاب

کا سبب ہے۔ ۱۲۹ نہ اپنی کسی سے کہہ سکے نہ دوسرے کی سمجھ سکے۔ ۱۳۰ اور کسی کام نہ آئے یہ مثال کافر کی ہے۔ ۱۳۱ یہ مثال مومن کی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ کافر

ناکارہ گونکے غلام کی طرح ہے وہ کسی طرح مسلمان کی مثل نہیں ہو سکتا جو عدل کا حکم کرتا ہے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ گونکے ناکارہ

غلام سے بتوں کو تمثیل دی گئی اور انصاف کا حکم دینا شان الہی کا بیان ہوا، اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو شریک کرنا باطل ہے کیونکہ

انصاف قائم کرنے والے بادشاہ کے ساتھ گونکے اور ناکارہ غلام کو کیا نسبت۔ ۱۳۲ اس میں اللہ تعالیٰ کے کمال علم کا بیان ہے کہ وہ جمیع غیوب کا جاننے والا

ہے، اس پر کوئی چھپنے والی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے مراد علم قیامت ہے۔ ۱۳۳ کیونکہ پلک مارنا بھی زمانہ چاہتا ہے جس میں

پلک کی حرکت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ جس چیز کا ہونا چاہے وہ ”کُن“ فرماتے ہی ہو جاتی ہے۔ ۱۳۴ اور اپنی پیدائش کی ابتداء اور اول فطرت میں علم و معرفت

سے خالی تھے۔

الْأَفْدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٤٨﴾ أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوْ

دل دیئے ۱۷۱ کہ تم احسان مانو ۱۷۲ کیا انھوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے آسمان کی

السَّبَاءِ ط مَا يُسْكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٤٩﴾

فضا میں انھیں کوئی نہیں روکتا ۱۷۳ سوا خدا کے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو ۱۷۴

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ

اور اللہ نے تمہیں گھر دیئے بسنے کو ۱۷۵ اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ

بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَابِهَا

گھربنائے ۱۷۶ جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن اور ان کی اون

وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارُهَا أَثَانًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٥٠﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ

اور بنبوی (اونٹ کے بال) اور بالوں سے کچھ گزرتی (گھریلو ضروریات) کا سامان ۱۷۷ اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی

مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ

چیزوں ۱۷۸ سے سائے دیئے ۱۷۹ اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی ۱۸۰ اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے

تَقِيَّكُمْ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيَّكُمْ بِأَسْكُمُ ط كَذَلِكَ يَتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ

کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے ۱۸۱ کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں ۱۸۲ یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے ۱۸۳

لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿٥١﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٢﴾

کہ تم فرمان مانو ۱۸۴ پھر اگر وہ منہ پھیریں ۱۸۵ تو اے محبوب تم پر نہیں مگر صاف پہنچا دیتا ۱۸۶

۱۸۷ کہ ان سے اپنا پیدائشی جہل دور کرو۔ ۱۸۸ اور علم و عمل سے فیض یاب ہو کر منعم (نعمت دینے والے) کا شکر بجالاؤ اور اس کی عبادت میں مشغول ہو اور اس کے

حقوق نعمت ادا کرو۔ ۱۸۹ کرنے سے باوجود یکہ جسم ثقیل (بھاری جسم) بساط طبع گرنا چاہتا ہے۔ ۱۹۰ کہ اس نے انہیں ایسا پیدا کیا کہ وہ ہوا میں پرواز کر سکتے ہیں

اور اپنے جسم ثقیل کی طبیعت کے خلاف ہوا میں ٹھہرے رہتے ہیں گرتے نہیں اور ہوا کو ایسا پیدا کیا کہ اس میں ان کی پرواز ممکن ہے، ایماندار اس میں غور کر کے قدرت

الہی کا اعتراف کرتے ہیں۔ ۱۹۱ جن میں تم آرام کرتے ہو۔ ۱۹۲ مثل خیمہ وغیرہ کے ۱۹۳ اچھانے اور ڈھنے کی چیزیں۔ مسئلہ: یہ آیات اللہ کی نعمتوں کے بیان

میں ہے مگر اس سے اشارۃً اُن اور یسینے (اُونی کپڑے) اور بالوں کی طہارت اور ان سے نفع اٹھانے کی حلت ثابت ہوتی ہے۔ ۱۹۴ مکانوں، دیواروں، چھتوں،

درختوں اور اُبر (بادلوں) وغیرہ ۱۹۵ جس میں تم آرام کرتے ہو۔ ۱۹۶ غار وغیرہ کہ امیر و غریب سب آرام کر سکیں۔ ۱۹۷ زہ و بوشن وغیرہ ۱۹۸ کہ تیر، تلوار،

نیزے وغیرہ سے بچاؤ کا سامان ہو۔ ۱۹۹ دنیا میں تمہارے حوائج و ضروریات کا سامان پیدا فرما کر ۲۰۰ اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کر کے اسلام لاؤ اور دین برحق

قبول کرو۔ ۲۰۱ اور اے سید عالم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے سے اعراض کریں اور اپنے کفر پر جسے رہیں۔ ۲۰۲ اور

جب آپ نے پیام الہی پہنچا دیا تو آپ کا کام پورا ہو چکا اور نہ ماننے کا وبال ان کی گردن پر رہا۔

ع ۱۲

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُ وَنَهَاوَا كَثُرَهُمُ الْكُفْرُ ۚ وَنَوْمٌ ۚ

اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں ۱۸۷ پھر اس سے منکر ہوتے ہیں ۱۸۸ اور ان میں اکثر کافر ہیں ۱۸۹ اور جس دن ۱۹۰

نَبَعْتُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ

ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ ۱۹۱ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو ۱۹۲ نہ وہ

يُسْتَعْتَبُونَ ۚ وَإِذَا رَأَوْا الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفُّ عَنْهُمْ وَ

منائے جائیں ۱۹۳ اور ظلم کرنے والے ۱۹۴ جب عذاب دیکھیں گے اسی وقت سے نہ وہ ان پر سے ہلکا ہو

لَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۚ وَإِذَا رَأَوْا الَّذِينَ أَشْرَكُوا شَرَّكَاءَ هُمْ قَالُوا ائْتِنَا

نہ انھیں مہلت ملے اور شرک کرنے والے جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے ۱۹۵ کہیں گے اے ہمارے رب

هَؤُلَاءِ شُرَكَائُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقُوا إِلَيْهِمُ

یہ ہیں ہمارے شریک کہ ہم تیرے سوا پوجتے تھے تو وہ ان پر بات بھیجیں

الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۚ وَأَلْقُوا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامَ وَضَلَّ

گے کہ تم بے شک جھوٹے ہو ۱۹۶ اور اس دن ۱۹۷ اللہ کی طرف عاجزی سے گریں گے ۱۹۸ اور ان سے

عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۚ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

گم ہو جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے ۱۹۹ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا

زَدْنَهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۚ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي

ہم نے عذاب پر عذاب بڑھایا ۲۰۰ بدلہ ان کے فساد کا اور جس دن ہم

كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ ۚ

ہر گروہ میں ایک گواہ انھیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے ۲۰۱

۱۸۷ یعنی جو نعمتیں کہ ذکر کی گئیں ان سب کو پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں پھر بھی اس کا شکر بجا نہیں لاتے۔ سِدِّی کا قول ہے کہ اللہ کی

نعمت سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ وہ حضور کو پہچانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور باوجود

اس کے ۱۸۸ اور دین اسلام قبول نہیں کرتے ۱۸۹ مُعَانِد (حاسدین) کہ حسد و عناد سے کفر پر قائم رہتے ہیں۔ ۱۹۰ یعنی روز قیامت۔ ۱۹۱ جو ان کی تصدیق و

تکذیب اور ایمان و کفر کی گواہی دے اور یہ گواہ انبیاء ہیں علیہم السلام۔ ۱۹۲ معذرت کی یا کسی کلام کی یا دنیا کی طرف لوٹنے کی ۱۹۳ یعنی نہ ان سے عتاب و ملامت

دور کی جائے۔ ۱۹۴ یعنی کفار ۱۹۵ بتوں وغیرہ کو جنہیں پوجتے تھے۔ ۱۹۶ جو ہمیں معبود بتاتے ہو ہم نے تمہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی۔ ۱۹۷ مشرکین

۱۹۸ اور اس کے فرمانبردار ہونا چاہیں گے۔ ۱۹۹ دنیا میں بتوں کو خدا کا شریک بتا کر ۲۰۰ ان کے کفر کا عذاب اور دوسروں کو خدا کی راہ سے روکنے اور گمراہ کرنے کا

عذاب ۲۰۱ یہ گواہ انبیاء ہوں گے جو اپنی اپنی امتوں پر گواہی دیں گے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر ۲۰۲ شہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے ۲۰۱ اور ہدایت اور رحمت اور بشارت

لِّلْمُسْلِمِينَ ۝۸۹ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ

مسلمانوں کو ۸۹ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی ۲۰۲ اور رشتہ داروں کے دینے کا ۲۰۳

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُم لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝۹۰

اور منع فرماتا ہے بے حیائی ۲۰۴ اور بری بات ۲۰۵ اور سرکشی سے ۲۰۸ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا

اور اللہ کا عہد پورا کرو ۲۰۶ جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو

۲۰۷ امتوں اور ان کے شاہدوں پر جو انبیاء ہوں گے جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا: ”فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ

شَهِيدًا“ (ابو السعود وغیرہ) ۲۰۸ جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: ”مَسَافِرُ طُنَافِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ“ اور ترمذی کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے پیش آنے والے فتنوں کی خبر دی صحابہ نے ان سے خلاص (چھڑکارے) کا طریقہ دریافت کیا۔ فرمایا: کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے

تم سے بعد کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کر لے، اس میں

اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امت کے سارے علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث قرآن کی اور یہ بھی فرمایا کہ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کوئی حکم بھی فرمایا وہ وہی تھا جو آپ کو قرآن پاک سے مفہوم ہوا۔ ابوبکر بن مجاہد سے منقول ہے: انہوں نے ایک روز فرمایا کہ عالم میں

کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ یعنی قرآن شریف میں مذکور نہ ہو اس پر کسی نے ان سے کہا: سراؤں (مسافر خانے) کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا: اس آیت میں ”لَيْسَ

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ... الْخ“۔ (اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں۔)

ابن ابوالفضل مریسی نے کہا کہ اولین و آخرین کے تمام علوم قرآن پاک میں ہیں غرض یہ کتاب جامع ہے جمع علوم کی جس کسی کو اس کا جتنا علم ملا ہے اتنا ہی جانتا ہے۔

۲۰۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انصاف تو یہ ہے کہ آدمی آلہ اللہ کی گواہی دے اور نیکی اور فرائض کا ادا کرنا اور آپ ہی سے ایک اور

روایت ہے کہ انصاف شرک کا ترک کرنا اور نیکی اللہ کی اس طرح عبادت کرنا گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور دوسروں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو،

اگر وہ مومن ہو تو اس کے برکات ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر کافر ہو تو تمہیں یہ پسند آئے کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی ہو جائے۔ انہیں سے ایک اور روایت ہے: اس

میں ہے کہ انصاف تو حید ہے اور نیکی اخلاص اور ان تمام روایتوں کا طرز بیان اگرچہ جدا جدا ہے لیکن مال و مدعا ایک ہی ہے۔ ۲۱۰ اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی

سلوک کرنے کا ۲۱۱ یعنی ہر شرمناک مذموم قول و فعل ۲۱۲ یعنی شرک و کفر و معاصی تمام ممنوعات شرعیہ ۲۱۳ یعنی ظلم و تکبر سے۔ ابن عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں

کہا کہ عدل ظاہر و باطن دونوں میں برابر حق و طاعت بجالانے کو کہتے ہیں اور احسان یہ ہے کہ باطن کا حال ظاہر سے بہتر ہو اور ”فَحْشَاءٌ وَمُنْكَرٌ وَبَغْيٌ“ یہ ہے کہ

ظاہر اچھا ہو اور باطن ایسا نہ ہو۔ بعض مفسرین نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین سے منع فرمایا: عدل کا حکم دیا اور وہ انصاف و مساوات

ہے اقوال و افعال میں اس کے مقابل فَحْشَاءٌ یعنی بے حیائی ہے وہ فبیح اقوال و افعال ہیں اور احسان کا حکم فرمایا، وہ یہ ہے کہ جس نے ظلم کیا اس کو معاف کرو اور جس

نے برائی کی اس کے ساتھ بھلائی کرو اس کے مقابل مُنْكَرٌ ہے یعنی محسن کے احسان کا انکار کرنا اور تیسرا حکم اس آیت میں رشتہ داروں کو دینے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی

اور شفقت و محبت کا فرمایا، اس کے مقابل بَغْيٌ ہے اور وہ اپنے آپ کو اونچا کھینچنا اور اپنے علاقہ داروں کے حقوق تلف کرنا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کہ یہ آیت تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے۔ یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے اسلام کا سبب ہوئی جو فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے ایمان میرے دل

میں جگہ پکڑ گیا۔ اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ ولید بن مغیرہ اور ابو جہل جیسے سخت دل کفار کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف آہی گئی اس لیے یہ آیت ہر خطبہ کے آخر

میں پڑھی جاتی ہے۔ ۲۱۴ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی تھی انہیں اپنے عہد کے وفا

کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ حکم انسان کے ہر عہد نیک اور وعدہ کو شامل ہے۔

وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَلَا

اور تم اللہ کو فلا اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے اور ۲۱۱

تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَا ۖ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ

اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا ۲۱۲ اپنی قسمیں آپس میں

دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۖ إِنَّهَا يَبْلُغُكُمْ اللَّهُ

ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ نہ ہو ۲۱۳ اللہ تو اس سے تمہیں آزماتا

بِهِ ۖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَاءَ

ہے ۲۱۴ اور ضرور تم پر صاف ظاہر کر دے گا قیامت کے دن ۲۱۵ جس بات میں جھگڑتے تھے ۲۱۶ اور اللہ چاہتا

اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ

تو تم کو ایک ہی امت کرتا ۲۱۷ لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے ۲۱۸ جسے چاہے اور راہ دیتا ہے ۲۱۹ جسے

يَشَاءُ ۖ وَلَسْتَ لَنْ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ

چاہے اور ضرور تم سے ۲۲۰ تمہارے کام پوچھے جائیں گے ۲۲۱ اور اپنی قسمیں آپس میں بے اصل

دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ

بہانہ نہ بنالو کہ کہیں کوئی پاؤں ۲۲۲ جھنے کے بعد لغزش نہ کرے اور تمہیں برائی چکھنی ہو ۲۲۳ بدلہ اس کا

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا

کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور تمہیں بڑا عذاب ہو ۲۲۴ اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام

قَلِيلًا ۖ إِنَّ سَاعِدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ

مول نہ لو ۲۲۵ بے شک وہ ۲۲۶ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو جو تمہارے پاس ہے ۲۲۷

۲۲۸ اس کے نام کی قسم کھا کر ۲۲۹ تم عہد اور قسمیں توڑ کر ۲۳۰ مکہ مکرمہ میں ریطہ بنت عمرو ایک عورت تھی جس کی طبیعت میں بہت وہم تھا اور عقل میں فتور، وہ

دو پہر تک محنت کر کے سوت کا تار کرتی اور اپنی باندیوں سے بھی کوتاہی اور دو پہر کے وقت اس کا تے ہوئے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی اور باندیوں سے بھی تڑواتی یہی

اس کا معمول تھا۔ معنی یہ ہیں کہ اپنے عہد کو توڑ کر اس عورت کی طرح بیوقوف نہ بنو۔ ۲۳۱ مجاہد کا قول ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے اور جب

دوسری قوم اس سے زیادہ تعداد یا مال یا قوت میں پاتے تو پہلوں سے جو حلف کئے تھے توڑ دیتے اور اب دوسرے سے حلف کرتے اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا اور عہد

کے وفا کرنے کا حکم دیا۔ ۲۳۲ کہ مطیع اور عاصی ظاہر ہو جائے ۲۳۳ اعمال کی جزا دے کر ۲۳۴ دنیا کے اندر ۲۳۵ کہ تم سب ایک دین پر ہوتے ۲۳۶ اپنے عدل

سے ۲۳۷ اپنے فضل سے ۲۳۸ روز قیامت ۲۳۹ جو تم نے دنیا میں کئے ۲۴۰ راہ حق و طریقہ اسلام سے ۲۴۱ یعنی عذاب ۲۴۲ آخرت میں ۲۴۳ اس طرح کہ

دنیا سے ناپائیدار کے قلیل نفع پر اس کو توڑ دو۔ ۲۴۴ جزاء و ثواب ۲۴۵ سامان دنیا یہ سب فنا ہو جائے گا اور ختم۔

يَقْدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۖ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ

ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ۲۲۸ ہمیشہ رہنے والا ہے اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو ۲۲۹ جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان ۲۳۰

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا

تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلانیں گے ۲۳۱ اور ضرور انہیں ان کا نیک (اجر) دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے

يَعْمَلُونَ ﴿۹۷﴾ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

لاّئق ہو تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان

الرَّجِيمِ ﴿۹۸﴾ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

مردود سے ۲۳۲ بے شک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر

يَتَوَكَّلُونَ ﴿۹۹﴾ إِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ

بھروسہ رکھتے ہیں ۲۳۳ اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور اسے

مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ قَالُوا

شریک ٹھہراتے ہیں اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں ۲۳۴ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے ۲۳۵ کافر کہیں

إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ

تم تو دل سے بنا لاتے ہو ۲۳۶ بلکہ ان میں اکثر کو علم نہیں ۲۳۷ تم فرماؤ اسے پاکیزگی

۲۳۸ اس کا خزانہ رحمت و ثواب آخرت ۲۳۹ یعنی ان کی ادنیٰ سی ادنیٰ نیکی پر بھی وہ اجر و ثواب دیا جائے گا جو وہ اپنی اعلیٰ نیکی پر پاتے۔ (ابو السعد) ۲۴۰ یہ ضرور شرط

ہے کیونکہ کفار کے اعمال بیکار ہیں، عمل صالح کے موجب ثواب ہونے کے لیے ایمان شرط ہے۔ ۲۴۱ دنیا میں رزق حلال اور قناعت عطا فرما کر اور آخرت میں جنت کی نعمتیں دے کر۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اچھی زندگی سے لذت عبادت مراد ہے۔ حکمت: مومن اگرچہ فقیر بھی ہو اس کی زندگانی دولت مند کافر کے عیش سے بہتر اور

پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ کی طرف سے ہے جو اس نے مقدّر رکھا اس پر راضی ہوتا ہے اور مومن کا دل حرص کی پریشانیوں سے محفوظ اور آرام میں رہتا ہے اور کافر جو اللہ پر نظر نہیں رکھتا وہ حریص رہتا ہے اور ہمیشہ رنج و تعب (دُکھ) اور تحصیل مال کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔ ۲۴۲ یعنی قرآن کریم کی تلاوت شروع کرتے وقت ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ“ پڑھو، یہ مستحب ہے۔ اَعُوذُ... الخ کے مسائل سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکے۔ ۲۴۳ وہ شیطانی

وسوسے قبول نہیں کرتے۔ ۲۴۴ اور اپنی حکمت سے ایک حکم کو منسوخ کر کے دوسرا حکم دیں: شان نزول: مشرکین مکہ اپنی جہالت سے نسخ پر اعتراض کرتے تھے اور اس کی حکمتوں سے ناواقف ہونے کے باعث اس کو تسخر بناتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایک روز ایک حکم دیتے ہیں دوسرے روز اور

دوسرا ہی حکم دیتے ہیں وہ اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۴۵ کہ اس میں کیا حکمت اور اس کے بندوں کے لیے اس میں کیا مصلحت ہے۔ ۲۴۶ اللہ تعالیٰ نے اس پر کفار کی تہلیل فرمائی اور ارشاد کیا ۲۴۷ اور وہ نسخ و تبدیل کی حکمت و فوائد سے خبردار نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآن کریم کی طرف

الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ يَنْشِبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى

کی روح ۲۳۸ نے اتارا تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے اور ہدایت اور بشارت

لِلْمُسْلِمِينَ ۱۰۲) وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ

مسلمانوں کو اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے جس کی

الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَىٰ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ۱۰۳) إِنَّ

طرف ڈھالتے (اشارہ کرتے) ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان ۲۳۹ بے شک

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۰۴)

وہ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ۲۴۰ اللہ انہیں راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۲۴۱

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے ۲۴۲ اور وہی

الْكَاذِبُونَ ۱۰۵) مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيَّانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ

جھوٹے ہیں جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو ۲۴۳ سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل

مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيَّانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

ایمان پر جما ہوا ہو ۲۴۴ ہاں وہ جو دل کھول کر ۲۴۵ کافر ہو ان پر اللہ کا

افترا کی نسبت ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ جس کلام کے مثل بنانا قدرت بشری سے باہر ہے وہ کسی انسان کا بنایا ہوا کیسے ہو سکتا ہے! لہذا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب ہوا۔ ۲۳۸ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام ۲۳۹ قرآن کریم کی حلاوت اور اس کے علوم کی نورانیت جب قلوب کی تسخیر (دلوں کو اپنی طرف مائل) کرنے لگی اور کفار نے دیکھا کہ دنیا اس کی گرویدہ ہوتی چلی جاتی ہے اور کوئی تدبیر اسلام کی مخالفت میں کامیاب نہیں ہوتی تو انہوں نے طرح طرح کے افتراء اٹھانے (بہتان لگانے) شروع کئے کبھی اس کو خیر بتایا کبھی پہلوں کے قصے اور کہانیاں کہا کبھی یہ کہا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خود بنالیا ہے اور ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح لوگ اس کتاب مقدس کی طرف سے بدگمان ہوں انہیں مکاریوں میں سے ایک کمر یہ بھی تھا کہ انہوں نے ایک عجمی غلام کی نسبت یہ کہا کہ وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھاتا ہے۔ اس کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ ایسی باطل باتیں دنیا میں کون قبول کر سکتا ہے جس غلام کی طرف کفار نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے ایسا کلام بنانا اس کے تو کیا امکان میں ہوتا تمہارے فصحاء و بلغاء جن کی زبان دانی پر اہل عرب کو فخر و ناز ہے وہ سب کے سب حیران ہیں اور چند جملے قرآن کی مثل بنانا انہیں محال اور ان کی قدرت سے باہر ہے تو ایک عجمی کی طرف ایسی نسبت کس قدر باطل اور بے شرمی کا فعل ہے، خدا کی شان جس غلام کی طرف کفار یہ نسبت کرتے تھے اس کو بھی اس کلام کے اعجاز نے تسخیر کیا اور وہ بھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلقہ بگوش طاعت ہوا اور صدق و اخلاص کے ساتھ ایمان لایا۔ ۲۴۰ اور اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ ۲۴۱ بسبب انکار قرآن و تکذیب رسول علیہ السلام کے۔ ۲۴۲ یعنی جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ کبیرہ گناہوں میں بدترین گناہ ہے۔ ۲۴۳ اس پر اللہ کا غضب، ۲۴۴ وہ مغضوب نہیں۔ شان نزول: یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی انہیں اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ ثمریہ اور رضی اللہ عنہم کو پکڑ کر کفار نے سخت سخت ایذاں دیں تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں لیکن یہ حضرات نہ پھرے تو کفار نے حضرت عمار کے والدین کو بہت بے رحمیوں سے قتل کیا اور عمار

مِّنَ اللَّهِ جَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے یہ اس لئے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے

عَلَى الْآخِرَةِ ۚ وَاَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

پیاری جانی ۲۳۷ اور اس لئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو راہ نہیں دیتا یہ ہیں وہ جن کے

طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوْبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ جَ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے ۲۳۸ اور وہی غفلت میں پڑے ہیں ۲۳۸

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

آپ ہی ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں ۲۳۹ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنھوں نے

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا قٰتَلْتُمْ اَوْ صَبَرُوْا ۚ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

اپنے گھر چھوڑے ۲۴۰ بعد اس کے کہ ستائے گئے ۲۴۱ پھر انھوں نے ۲۴۲ جہاد کیا اور صابر رہے بے شک تمہارا رب اس ۲۴۳ کے بعد

لَعَفُوْا رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تَجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفٰى كُلُّ

ضرور بخشنے والا ہے مہربان جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی آئے گی ۲۴۴ اور ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا عٰمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس کا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۲۴۵ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ۲۴۶ ایک بستی ۲۴۷

ضعیف تھے بھاگ نہیں سکتے تھے انہوں نے مجبور ہو کر جب دیکھا کہ جان پر بن گئی تو بادل نوحہ استکملہ کفر کا تلفظ کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی

گئی کہ عمار کافر ہو گئے۔ فرمایا: ہرگز نہیں! عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے پُر ہیں اور اس کے گوشت اور خون میں ذوق ایمانی سرایت کر گیا ہے پھر حضرت عمار روتے

ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا: کیا ہوا؟ عمار نے عرض کیا: اے خدا کے رسول! بہت ہی بُرا ہوا اور بہت ہی بُرے کلمے میری زبان پر جاری

ہوئے۔ ارشاد فرمایا: اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شفقت و رحمت فرمائی اور فرمایا

کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن) مسئلہ: آیت سے معلوم ہوا کہ حالات اگر اہ (کفر پر مجبور کئے جانے کی حالت)

میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمہ کفر کا اجزا (زبان پر جاری کرنا) جائز ہے جبکہ آدمی کو اپنے جان یا کسی عضو کے تلف (ضائع) ہونے کا خوف ہو۔ مسئلہ: اگر اس

حالت میں بھی صبر کرے اور قتل کر ڈالا جائے تو وہ ماجور (ثواب پائے گا) اور شہید ہوگا جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کیا اور وہ سولی پر چڑھا کر

شہید کر ڈالے گئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سید الشہداء فرمایا۔ مسئلہ: جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا نہ ہو وہ کلمہ کفر

زبان پر لانے سے کافر ہو جائے گا۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص بغیر مجبوری کے تسخیر یا جہل سے کلمہ کفر زبان پر جاری کرے کافر ہو جائے گا۔ (تفسیر احمدی) ۲۴۵ رضامندی

اور اعتقاد کے ساتھ۔ ۲۴۶ اور یہ دنیا ارتداد (مرتد ہونے) پر اقدام کرنے کا سبب ہے۔ ۲۴۷ نہ وہ تدر (انجام پر غور) کرتے ہیں نہ مواظظ و نصح پر کان رکھتے

ہیں نہ طریق رُشد و صواب کو دیکھتے ہیں۔ ۲۴۸ کہ اپنی عاقبت و انجام کار کو نہیں سوچتے۔ ۲۴۹ کہ ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ۲۵۰ اور کہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کو

ہجرت کی۔ ۲۵۱ کفار نے ان پر سختیاں کیں اور انہیں کفر پر مجبور کیا۔ ۲۵۲ ہجرت کے بعد ۲۵۳ ہجرت و جہاد و صبر ۲۵۴ وہ روز قیامت ہے جب ہر ایک نفسی نفسی

کہتا ہوگا اور سب کو اپنی پڑی ہوگی۔ ۲۵۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ روز قیامت لوگوں میں خُصومت (دشمنی)

كَانَتْ اٰمَنَةً مُّطْمَئِنِّةً يَّاتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

کہ امان و اطمینان سے تھی ۲۵۸ ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی ۲۵۹

بِاَنْعَمِ اللّٰهُ فَاِذَا قَهَّاءُ اللّٰهُ لِبَاسِ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۱۲

تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا ۲۶۰ بدلہ ان کے کئے کا

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَّسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

اور بے شک ان کے پاس انھیں میں سے ایک رسول تشریف لایا ۲۶۱ تو انھوں نے اسے جھٹلایا تو انھیں عذاب نے پکڑا ۲۶۲ اور وہ

ظٰلِمُوْنَ ۝۱۱۳ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۚ وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

بے انصاف تھے تو اللہ کی دی ہوئی روزی ۲۶۳ حلال پاکیزہ کھاؤ ۲۶۴ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۱۱۴ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

اگر تم اسے پوجتے ہو تم پر تو یہی حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا

الْخَنْزِيْرَ وَمَا اٰهَلَ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ ۚ فَمَنْ اضْطَرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَاِنَّ

گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ۲۶۵ پھر جو لاچار ہو ۲۶۶ نہ خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا ۲۶۷ تو بے شک

یہاں تک بڑھے گی کہ روح و جسم میں جھگڑا ہوگا۔ روح کہے گی: یارب! نہ میرے ہاتھ تھا کہ میں کسی کو پکڑتی نہ پاؤں تھا کہ چلتی نہ آنکھ تھی کہ دیکھتی۔ جسم کہے گا: یارب!

میں تو لکڑی کی طرح تھا نہ میرا ہاتھ پکڑ سکتا تھا نہ پاؤں چل سکتا تھا نہ آنکھ دیکھ سکتی تھی، جب یہ روح نوری شعاع کی طرح آئی تو اس سے میری زبان بولنے لگی، آنکھ بینا

ہو گئی، پاؤں چلنے لگے، جو کچھ کیا اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرمائے گا کہ ایک اندھا اور ایک لولا دونوں ایک باغ میں گئے، اندھے کو تو پھل نظر نہیں آتے

تھے اور لو لے کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا تھا تو اندھے نے لو لے کو اپنے اوپر سوار کر لیا اس طرح انہوں نے پھل توڑے تو سزا کے وہ دونوں مستحق ہوئے اس لیے روح اور

جسم دونوں ملزم ہیں۔ ۲۵۹ ایسے لوگوں کے لیے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور وہ اس نعمت پر مغرور ہو کر ناشکری کرنے لگے کا فر ہو گئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی

ناراضی کا ہوا، ان کی مثال ایسی سمجھو جیسے کہ ۲۵۷ مثل مکہ کے ۲۵۸ نہ اس پر غنیم چڑھتا (دشمن حملہ کرتا) نہ وہاں کے لوگ قتل و قید کی مصیبت میں گرفتار کئے جاتے۔

۲۵۹ اور اس نے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ ۲۶۰ کہ سات برس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدعا سے خط اور خشک سالی کی

مصیبت میں گرفتار رہے یہاں تک کہ مَرُ دار کھاتے تھے پھر امن و اطمینان کے بجائے خوف و ہراس ان پر مسلط ہوا اور ہر وقت مسلمانوں کے حملے اور لشکر کشی کا اندیشہ

رہنے لگا۔ ۲۶۱ یعنی سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۶۲ بھوک اور خوف کے ۲۶۳ جو اس نے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست

مبارک سے عطا فرمائی۔ ۲۶۴ بجائے ان حرام اور خبیث اموال کے جو کھایا کرتے تھے لوٹ، غصب اور خبیث مکاسب (پیشے) سے حاصل کئے ہوئے۔ جمہور

مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مخاطب مسلمان ہیں اور ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ مخاطب مشرکین مکہ ہیں۔ مکی نے کہا کہ جب اہل مکہ قحط کے سبب بھوک

سے پریشان ہوئے اور تکلیف کی برداشت نہ رہی تو ان کے سرداروں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے دشمنی تو مرد کرتے ہیں عورتوں اور

بچوں کو جو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کا خیال فرمائیے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ ان کے لیے طعام لے جایا جائے اس آیت میں اس

کا بیان ہوا۔ ان دونوں قولوں میں اول صحیح تر ہے۔ (غازن) ۲۶۵ یعنی اس کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ ۲۶۶ اور ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھانے پر مجبور

ہو۔ ۲۶۷ یعنی قدر ضرورت پر صبر کر کے۔

اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السِّتَةُ الْكُذِبَ هَذَا

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ

حَلَّٰلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو ۲۶۸ بے شک جو

يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۖ وَلَهُمْ

اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہو گا تھوڑا برتنا ہے ۲۶۹ اور ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ

درد ناک عذاب ۲۷۰ اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے تمہیں

قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ

سنا ۲۷۱ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۲۷۲ پھر بے شک تمہارا رب

لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا

ان کے لئے جو نادانی سے ۲۷۳ بُرائی کر بیٹھیں پھر اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں

إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۹﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا

بے شک تمہارا رب اس کے بعد ۲۷۴ ضرور بخشنے والا مہربان ہے بے شک ابراہیم ایک امام تھا ۲۷۵ اللہ کا فرمانبردار

لِلَّهِ حَنِيفًا ۚ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۖ اجْتَبَاهُ

اور سب سے جدا ۲۷۶ اور مشرک نہ تھا ۲۷۷ اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا اللہ نے اسے چن لیا ۲۷۸

وَهَدَاهُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاتَّبِعْهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۚ وَإِنَّهُ

اور اسے سیدھی راہ دکھائی اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی ۲۷۹ اور بے شک وہ

۲۶۸ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال بعض چیزوں کو حرام کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے اس کی ممانعت

فرمائی گئی اور اس کو اللہ پرافترمایا گیا۔ آج کل بھی جو لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بنا دیتے ہیں جیسے میلا و شریف کی شیرینی، فاتحہ، گیارہویں، عرس وغیرہ

ایصال ثواب کی چیزیں جن کی حرمت شریعت میں وارد نہیں ہوئی انہیں اس آیت کے حکم سے ڈرنا چاہئے کہ ایسی چیزوں کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ شرعاً حرام ہیں اللہ

تعالیٰ پرافترما کرنا ہے۔ ۲۶۹ اور دنیا کی چند روزہ آسائش ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔ ۲۷۰ ہے آخرت میں ۲۷۱ سورۃ النعام میں آیت ”وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَفًا كُلَّ دَنِيٍّ ظُفَرِ الْآيَةِ“ میں ارشاد فرمایا گیا۔ ۲۷۲ بغیر انجام سوچے۔ ۲۷۳ یعنی توبہ کے ۲۷۴ نیک خصائل اور پسندیدہ اخلاق اور حمیدہ صفات کا جامع ۲۷۵ دین اسلام پر قائم ۲۷۶ اس میں کفار قریش کی تکذیب ہے جو اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر خیال کرتے تھے۔ ۲۷۷ اپنی نبوت و خلقت کے لیے ۲۷۸ رسالت و

فِي الْآخِرَةِ لَمَنِ الصَّالِحِينَ ۝ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ

آخرت میں شانیں قرب ہے پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی

إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّمَا جَعَلَ السَّبْتُ عَلَىٰ

کرو جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا ۲۸۰ ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا

جو اس میں مختلف ہو گئے ۲۸۱ اور بے شک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اختلاف کرتے تھے ۲۸۲ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ ۲۸۳ پکی تدبیر اور اچھی

الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۖ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

نصیحت سے ۲۸۴ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو ۲۸۵ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی

عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِشَلِّ

راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو

مَا عَوْقَبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ

جیسی تکلیف تمہیں پہنچائی تھی ۲۸۶ اور اگر تم صبر کرو ۲۸۷ تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا اور اے محبوب تم صبر کرو

اموال و اولاد و ثناء و قبول عام کہ تمام ادیان والے مسلمان اور یہود اور نصاریٰ اور عرب کے مشرکین سب ان کی عظمت کرتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔ ۲۸۸

اتباع سے مراد یہاں عقائد و اصول دین میں موافقت کرنا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس اتباع کا حکم کیا گیا، اس میں آپ کی عظمت و منزلت اور رفعت

و رتبت (بلند درجات) کا اظہار ہے کہ آپ کا دین ابراہیمی کی موافقت فرماتا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ان کے تمام فضائل و کمالات میں سب سے

اعلیٰ فضل و شرف ہے کیونکہ آپ اکرم الاولین و آخرین ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا اور تمام انبیاء اور کل خلق سے آپ کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے: تو اصل

و باقی طفیل تواضع: تو شاہی و مجموع خلیل تواضع (سب سے پہلے آپ ہیں اور باقی سب آپ کے طفیل، آپ بادشاہ ہیں باقی سب آپ کی رعایا ہے)

۲۸۱ یعنی شنبہ کی تعظیم اور اس روز شکار ترک کرنا اور وقت کو عبادت کے لیے فارغ کرنا یہود پر فرض کیا گیا تھا اور اس کا واقعہ اس طرح ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے انہیں روز جمعہ کی تعظیم کا حکم فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے خاص کرو اس دن میں کچھ کام نہ کرو اس میں انہوں

نے اختلاف کیا اور کہا وہ دن جمعہ نہیں بلکہ سنیچر ہونا چاہئے۔ بجز ایک چھوٹی سی جماعت کے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل میں جمعہ پر ہی راضی ہو گئی

تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو سنیچر کی اجازت دے دی اور شکار حرام فرما کر ابتلا (امتحان) میں ڈال دیا تو جو لوگ جمعہ پر راضی ہو گئے تھے وہ تو مطیع رہے اور انہوں نے اس

حکم کی فرمانبرداری کی۔ باقی لوگ صبر نہ کر سکے انہوں نے شکار کئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ مسخ کئے گئے۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ سورہ اعراف میں بیان ہو چکا ہے۔ ۲۸۲ اس

طرح کی مطیع کو ثواب دے گا اور عاصی کو عقاب (عذاب) فرمانے گا۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا جاتا ہے۔ ۲۸۳ یعنی خلق کو دین

اسلام کی دعوت دو۔ ۲۸۴ پکی تدبیر سے وہ دلیل محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات و ترہیبات مراد ہیں۔ ۲۸۵ بہتر

طریق سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیات اور دلائل سے بلائیں۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ دعوت حق اور اظہار حقانیت دین کے لیے مناظرہ جائز ہے۔

وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا

اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ ۲۸۸ اور ان کے فریبوں سے دل

يَسْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝ ۱۲۷

تگ نہ ہو ۲۸۹ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

۲۸۹ یعنی سزا بقدر جناہت (جرم کے برابر) ہو اس سے زائد نہ ہو۔ شان نزول: جنگ احد میں کفار نے مسلمانوں کے شہداء کے چہروں کو زخمی کر کے ان کی شکلوں کو تبدیل کیا تھا اور ان کے پیٹ چاک کئے تھے ان کے اعضاء کاٹے تھے ان شہداء میں حضرت حمزہ بھی تھے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو حضور کو بہت صدمہ ہوا اور حضور نے قسم کھائی کہ ایک حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ ستر کافروں سے لیا جائے گا اور ستر کا یہی حال کیا جائے گا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور نے وہ ارادہ ترک فرمایا اور اپنی قسم کا کفارہ دیا۔ مسئلہ: مُثْلُهُ یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ کر کسی کی ہیئت کو تبدیل کرنا شرع میں حرام ہے۔ (مدارک) ۲۸۸ اور انتقام نہ لو۔ ۲۸۸ اگر وہ ایمان نہ لائیں ۲۸۹ کیونکہ ہم تمہارے معین و ناصر ہیں۔

﴿اٰیٰتِهَا ۱۱۱﴾ ﴿۱۸ سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مَكِّيَّةٌ ۵۰﴾ ﴿رُكُوْعَاتُهَا ۱۲﴾

سورۃ بنی اسرائیل مکیہ ہے، اس میں ۱۱۱ آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ

پاک ہے اسے وہ جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا وہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد

الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

اقصا (بیت المقدس) تک وہ جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا

وہ سورۃ بنی اسرائیل اس کا نام سورۃ اسراء اور سورۃ سبحان بھی ہے، یہ سورت مکیہ ہے مگر آیتیں ”وَإِنْ كَذَّبُوا لَيُفْتِنَنَّكَ“ سے ”نَصِيرًا“ تک، یہ قول قادمہ کا

ہے۔ بیضاوی نے جزم کیا ہے کہ یہ سورت تمام کی تمام مکیہ ہے۔ اس سورت میں بارہ رکوع اور ایک سو دس آیتیں بصری ہیں اور کوئی ایک سو گیارہ اور پانچ سو تینتیس کلمے

اور تین ہزار چار سو ساٹھ حرف ہیں۔ وہ منزہ (پاک) ہے اس کی ذات ہر عیب و نقص سے۔ وہ محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وہ شب معراج

وہ جس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج درجائے عالیہ و مراتب رفیعہ

(بلند ترین مرتبوں) پر فائز ہوئے تو رب عزوجل نے خطاب فرمایا: اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ فضیلت و شرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا؟ حضور نے

عرض کیا: اس لیے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (خازن) وہ دینی بھی دنیوی بھی کہ وہ سرزمین پاک،

وحی کی جائے نزول اور انبیاء کی عبادت گاہ اور ان کا جائے قیام و قبلۂ عبادت ہے اور کثرت انہار و آشجار (دریاؤں اور درختوں کی کثرت) سے وہ زمین سرسبز و شاداب

اور میوے اور پھلوں کی کثرت سے بہترین عیش و راحت کا مقام ہے۔ معراج شریف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے

اور اس سے حضور کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوق الہی میں آپ کے سوا کسی کو میسر نہیں، نبوت کے بارہویں سال سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج سے

نوازے گئے، مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہر (زیادہ مشہور) یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ کہ مکرمہ سے حضور پر نور کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے

حصہ میں تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو

حدیث تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے۔ معراج شریف بحالت بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی، یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور

اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور کے اہلہ اصحاب (جلیل القدر صحابہ کرام) اسی کے معتقد ہیں، نصوص آیات و احادیث سے بھی یہی

مستفاد ہوتا ہے۔ تیرہ دماغان فلسفہ (بیوقوف فلسفیوں) کے اوہام فاسدہ (فاسد خیالات و گمان) محض باطل ہیں قدرت الہی کے معتقد (پختہ یقین رکھنے والے) کے

سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں۔ حضرت جبریل کا براق لے کر حاضر ہونا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غایت (انتہائی) اکرام و احترام کے ساتھ

سوار کر کے لے جانا، بیت المقدس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انبیاء کی امامت فرمانا، پھر وہاں سے سیر سلوت (آسمانوں کی سیر) کی طرف متوجہ ہونا،

جبریل امین کا ہر آسمان کے دروازہ کھلوانا، ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحب مقام انبیاء علیہم السلام کا شرف زیارت سے شرف ہونا اور حضور کی تکریم کرنا، احترام، بجا

لانا، تشریف آوری کی مبارکبادیں دینا، حضور کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا، وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقربین کی نہایت منازل (منازل کی

انتہا) ”سدرۃ المنتہی“ کو پہنچنا جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی ملک مقرب کو بھی مجال نہیں ہے، جبریل امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا، پھر مقام قرب خاص میں

حضور کا ترقیاں فرمانا اور اس قرب اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصور تک خلق کے اوہام و افکار (فکر و خیال) بھی پرواز سے عاجز ہیں وہاں مورد رحمت و کرم ہونا اور

انعامات الہیہ اور خصائص نعم (خصوصی نعمتوں) سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوت سلوت و اراض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امت کے لیے نمازیں فرض ہونا،

حضور کا شفاعت فرمانا، جنت و دوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا، کفار کا اس پر شور مچانا اور بیت المقدس کی عمارت کا

حال اور ملک شام جانے والے قافلوں کی کیفیتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرنا، حضور کا سب کچھ بتانا اور قافلوں کے جو احوال حضور نے بتائے قافلوں

الْبَصِيرُ ① وَاتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ

دیکھتا ہے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دے عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا

أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا ② ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ③ إِنَّهُ

کہ میرے سوا کسی کو کارساز (کام بنانے والا) نہ ٹھہراؤ اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ وٹ سوار کیا ہے شک وہ

كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ④ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكِتَابِ لُتُفْسِدُنَّ

بڑا شکر گزار بندہ تھا وہ اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب دے میں وہی بھیجی کہ ضرور تم زمین میں

فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلِتَعْلُنَّ عَلٰٓؤَ كَبِيرًا ⑤ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولٰٓئِهٖمَا

دوبارہ فساد مچاؤ گے وٹ اور ضرور بڑا غرور کرو گے وٹ پھر جب ان میں پہلی بار وٹ کا وعدہ آیا وٹ

بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَرِيذٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ⑥

ہم نے تم پر اپنے کچھ بندے بھیجے سخت لڑائی والے وٹ تو وہ شہروں کے اندر تمہاری تلاش کو گھسے وٹ

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ⑦ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكُرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ

اور یہ ایک وعدہ تھا وٹ جسے پورا ہونا پھر ہم نے ان پر الٹ کر تمہارا حملہ کر دیا وٹ اور تم کو

بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ⑧ إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ

مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمہارا بچھا بڑھا دیا اگر تم بھلائی کرو گے

لَا تُفْسِدُكُمْ ⑨ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ⑩ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءَا

اپنا بھلا کرو گے وٹ اور برا کرو گے تو اپنا پھر جب دوسری بار کا وعدہ آیا وٹ کہ دشمن

كُفَّ عَنْكُمْ ⑪ وَتَوَلَّوْا ⑫ وَتَوَلَّوْا ⑬ وَتَوَلَّوْا ⑭ وَتَوَلَّوْا ⑮ وَتَوَلَّوْا ⑯ وَتَوَلَّوْا ⑰ وَتَوَلَّوْا ⑱ وَتَوَلَّوْا ⑲ وَتَوَلَّوْا ⑳ وَتَوَلَّوْا ㉑ وَتَوَلَّوْا ㉒ وَتَوَلَّوْا ㉓ وَتَوَلَّوْا ㉔ وَتَوَلَّوْا ㉕ وَتَوَلَّوْا ㉖ وَتَوَلَّوْا ㉗ وَتَوَلَّوْا ㉘ وَتَوَلَّوْا ㉙ وَتَوَلَّوْا ㉚ وَتَوَلَّوْا ㉛ وَتَوَلَّوْا ㉜ وَتَوَلَّوْا ㉝ وَتَوَلَّوْا ㉞ وَتَوَلَّوْا ㉟ وَتَوَلَّوْا ㊱ وَتَوَلَّوْا ㊲ وَتَوَلَّوْا ㊳ وَتَوَلَّوْا ㊴ وَتَوَلَّوْا ㊵ وَتَوَلَّوْا ㊶ وَتَوَلَّوْا ㊷ وَتَوَلَّوْا ㊸ وَتَوَلَّوْا ㊹ وَتَوَلَّوْا ㊺ وَتَوَلَّوْا ㊻ وَتَوَلَّوْا ㊼ وَتَوَلَّوْا ㊽ وَتَوَلَّوْا ㊾ وَتَوَلَّوْا ㊿

کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا، یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کے بیان اور ان کی تفصیل سے منکمل (بھرے ہوئی)

ہیں۔ وٹ یعنی توریت۔ وٹ کشتی میں وٹ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کثیر الشکر (بہت زیادہ شکر کرنے والے) تھے جب کچھ کھاتے پیتے پہنتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور اس کا شکر بجالاتے اور ان کی ذریت (اولاد) پر لازم ہے کہ وہ اپنے جدِ محترم کے طریقہ پر قائم رہے۔ وٹ توریت وٹ اس سے زمین شام

وٹ ایٹ المقدس مراد ہے اور دوسرے جگہ کے فساد کا بیان اگلی آیت میں آتا ہے۔ وٹ اور ظلم و بغاوت میں مبتلا ہو گے۔ وٹ کے فساد کے عذاب وٹ اور انہوں نے احکام توریت کی مخالفت کی اور محارم و معاصی (حرام و گناہ) کا ارتکاب کیا اور حضرت شعیبؑ پیغمبر علیہ السلام (و یقولے) (اور دوسرے قول کے مطابق) حضرت ارمیا کو

قتل کیا۔ (بیضاوی وغیرہ) وٹ بہت زور و قوت والے، ان کو تم پر مسلط کیا اور وہ سنجاریب اور اس کی افواج میں یا تخت نصر یا جالوت جنہوں نے بنی اسرائیل کے علماء کو قتل کیا، توریت کو جلایا، مسجد کو خراب کیا اور ستر ہزار کو ان میں سے گرفتار کیا۔ وٹ کہ تمہیں لوٹیں اور قتل و قید کریں۔ وٹ عذاب کا کہ لازم تھا۔ وٹ جب تم نے توبہ کی اور تکبر و فساد سے باز آئے تو ہم نے تم کو دولت دی اور ان پر غلبہ عنایت فرمایا جو تم پر مسلط ہو چکے تھے۔ وٹ تمہیں اس بھلائی کی جزا ملے گی۔ وٹ اور تم نے پھر فساد برپا کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بچایا اور اپنی طرف اٹھالیا اور تم نے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے تم پر اہل فارس اور روم کو مسلط کیا کہ تمہارے وہ دشمن تمہیں قتل کریں، قید کریں اور تمہیں اتنا پریشان کریں

وَجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا

تمہارا منہ بگاڑ دیں ۲۱ اور مسجد میں داخل ہوں ۲۲ جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے ۲۳ اور جس چیز پر قابو

مَاعَلَوْا تَشِيرًا ۷۰ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُثِمَ عُدْنَا ۚ

پائیں ۲۴ تباہ کر کے برباد کر دیں قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے ۲۵ اور اگر تم پھر شرارت کرو ۲۶ تو ہم پھر عذاب کریں گے ۲۷

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۸۱ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ

اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قیدخانہ بنایا ہے بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو

أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا

سب سے سیدھی ہے ۲۸ اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا

كَبِيرًا ۹۱ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا

ثواب ہے اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار

الْيَمَاءُ ۱۰ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ

کر رکھا ہے اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے ۲۹ جیسے بھلائی مانگتا ہے ۳۰ اور آدمی بڑا

عَجُولًا ۱۱ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحْوُناً آيَةً اللَّيْلَ وَجَعَلْنَا

جلد باز ہے ۳۱ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ۳۲ تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی ۳۳ اور دن کی

آيَةَ النَّهَارِ مُبْصَرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ

نشانیاں دکھانے والی کی ۳۴ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو ۳۵ اور ۳۶ برسوں کی گنتی اور

۳۷ کہ رُخ و پریشانی کے آثار تمہارے چہروں سے ظاہر ہوں ۳۸ یعنی بیت المقدس میں اور اس کو ویران کریں ۳۹ اور اس کو ویران کیا تھا تمہارے پہلے فساد کے وقت

۴۰ بلا و بنی اسرائیل سے اس کو ۴۱ دوسری مرتبہ کے بعد بھی اگر تم دوبارہ توبہ کرو اور معاصی سے باز آؤ ۴۲ تیسری مرتبہ ۴۳ چنانچہ ایسا ہوا اور انہوں نے

پھر اپنی شرارت کی طرف عود کیا (پلٹے) اور زمانہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی تکذیب کی تو قیامت تک کے لیے

ان پر ذلت لازم کر دی گئی اور مسلمان ان پر مسلط فرمادیے گئے جیسا کہ قرآن کریم میں یہودی کہتے ہیں: ”ضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ“ ۴۴ وہ اللہ تعالیٰ

کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا ہے ۴۵ اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے اور اپنے مال کے لیے اور اپنی اولاد کے لیے اور

غصہ میں آکر ان سب کو کوستا ہے اور ان کے لیے بددعا نہیں کرتا ہے ۴۶ اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بددعا قبول کر لے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہو جائیں لیکن

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول نہیں فرماتا ۴۷ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں انسان سے کافر مراد ہے اور برائی کی دعا سے اس کا عذاب کی جلدی

کرنا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نضر بن حارث کافر نے کہا: یا رب! اگر یہ دین اسلام تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا

دردناک عذاب بھیج اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول کر لی اور اس کی گردن ماری گئی ۴۸ اپنی وحدانیت و قدرت پر دلالت کرنے والی ۴۹ یعنی شب کو تاریک کیا تاکہ اس

میں آرام کیا جائے ۵۰ روشن کر کے اس میں سب چیزیں نظر آئیں ۵۱ اور کسب و معاش کے کام بآسانی انجام دے سکے ۵۲ رات دن کے دورے سے

وَالْحِسَابَ ط وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۱۲ وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَهْرَهُ

حساب جانو ۱۲ اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرما دی ۱۲ اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے

فِي عُنُقِهِ ط وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَشْورًا ۱۳ اِقْرَأْ

گلے سے لگا دی ہے ۱۳ اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نُوحِیہ (تحریر) نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا وہ فرمایا جائے گا کہ اپنا

كِتَابَكَ ط كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۱۴ مَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا

نامہ (اعمال) پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے جو راہ پر آیا وہ

يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ج وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ط وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

اپنے ہی بھلے کو راہ پر آیا ۱۴ اور جو بہکا تو اپنے ہی بُرے کو بہکا ۱۴ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان

وِزْرًا أُخْرَى ط وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۱۵ وَإِذَا

دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۱۵ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں ۱۵ اور جب

أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں (امیروں) ۱۶ پر احکام بھیجتے ہیں پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر

الْقَوْلُ فَنَدْمَرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۱۶ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ

بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں (قومیں) ۱۶ نوح کے بعد ہلاک

نُوحٍ ط وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبٍ عِبَادٍ خَبِيرًا بَصِيرًا ۱۷ مَنْ كَانَ يُرِيدُ

کردیں ۱۷ اور تمہارا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا ۱۷ جو یہ جلدی والی

الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ ج

چاہے ۱۷ ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں ۱۷ پھر اس کے لئے جہنم کردیں

۱۷ دینی و دنیوی کاموں کے اوقات کا۔ ۱۷ خواہ اس کی حاجت دین میں ہو یا دنیا میں۔ مدعا یہ ہے کہ ہر ایک چیز کی تفصیل فرمادی جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد

فرمایا ”مَا فَرَّقْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ“ ہم نے کتاب میں کچھ چھوڑ نہ دیا اور ایک اور آیت میں ارشاد کیا ”وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ“ غرض

ان آیات سے ثابت ہے کہ قرآن کریم میں جمیع اشیاء کا بیان ہے۔ ”سبحان اللہ“ کیا کتاب ہے! کیسی اس کی جامعیت! (جمل، خازن، مدارک وغیرہ) ۱۷ یعنی جو

کچھ اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے خیر یا شر، سعادت یا شقاوت وہ اس کو اس طرح لازم ہے جیسے گلے کا بار جہاں جائے ساتھ رہے کبھی جدا نہ ہو۔ مجاہد نے کہا کہ ہر انسان

کے گلے میں اس کی سعادت یا شقاوت کا نُوحِیہ (لکھا ہوا) ڈال دیا جاتا ہے۔ ۱۷ وہ اس کا اعمال نامہ ہوگا۔ ۱۷ اس کا ثواب وہی پائے گا۔ ۱۷ اس کے بہکنے کا گناہ

اور وبال اس پر ۱۷ ہر ایک کے گناہوں کا بار اسی پر ہوگا۔ ۱۷ جو امت کو اس کے فرائض سے آگاہ فرمائے اور راہ حق ان پر واضح کرے اور حجت قائم فرمائے۔

يَصْلَهُ مَا مَدُّ مُوَّمًا دُحُورًا ①۸ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا

کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا اور جو آخرت چاہے اور اس کی سعی کوشش کرے وہ

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا ①۹ كَلَّا يُبْدِيهِمْ هَؤُلَاءِ وَ

اور ہو ایمان والا تو انھیں کی کوشش ٹھکانے لگی ۱۹ ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی ۱۸ اور

هَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۖ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ②۰ أَنْظِرْ

ان کو بھی ۲۰ تمہارے رب کی عطا سے ۲۰ اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں دیکھو

كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلِلَّآخِرَةِ الْكِبْرُ دَرَجَاتٍ ۚ وَأَكْبَرُ

ہم نے ان میں ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی ۲۱ اور بے شک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں سب

تَفْضِيلًا ②۱ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُومًا ②۲

سے اعلیٰ ۲۱ اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا جاتا بیکس ۲۲

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِمَّا يَبْلُغَنَّ

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے

عِنْدَكَ الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَ

ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں ۲۳ تو ان سے ہوں (اُف تک) نہ کہنا ۲۳ اور انھیں نہ جھڑکنا اور

۲۴ اور سرداروں ۲۴ یعنی تکذیب کرنے والی امتیں ۲۴ مثل عاد و ثمود وغیرہ کے۔ ۲۵ ظاہر و باطن کا عالم اس سے کچھ چھپایا نہیں جاسکتا۔ ۲۶ یعنی دنیا کا

طلبگار ہو۔ ۲۷ یہ ضروری نہیں کہ طالب دنیا کی ہر خواہش پوری کی جائے اور اسے دیا ہی جائے اور جو وہ مانگے وہی دیا جائے ایسا نہیں ہے بلکہ ان میں سے جسے

چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں دیتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محروم کر دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہت چاہتا ہے اور تو ہوا دیتے ہیں، کبھی ایسا کہ عیش

چاہتا ہے تکلیف دیتے ہیں، ان حالتوں میں کافر دنیا و آخرت دونوں کے ٹوٹے (نقصان) میں رہا اور اگر دنیا میں اس کو اس کی پوری مراد دے دی گئی تو آخرت کی

بد نصیبی و شقاوت جب بھی ہے بخلاف مومن کے جو آخرت کا طلبگار ہے اگر وہ دنیا میں فقر سے بھی بسر کر گیا تو آخرت کی دائمی نعمت اس کے لیے ہے اور اگر دنیا میں بھی

فضل الہی سے اس کو عیش ملا تو دونوں جہان میں کامیاب، غرض مومن ہر حال میں کامیاب ہے اور کافر اگر دنیا میں آرام پا بھی لے تو بھی کیا؟ کیونکہ ۲۸ اور عمل

صالح بجالائے۔ ۲۹ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی مقبولیت کے لیے تین چیزیں درکار ہیں: ایک تو طالب آخرت ہونا یعنی نیت نیک۔ دوسرے سعی یعنی عمل کو

باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا۔ تیسری ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ۳۰ جو دنیا چاہتے ہیں ۳۱ جو طالب آخرت ہیں ۳۲ دنیا میں سب کو

روزی دیتے ہیں اور انجام ہر ایک کا اس کے حسب حال۔ ۳۳ دنیا میں سب اس سے فیض اٹھاتے ہیں نیک ہوں یا بد۔ ۳۴ مال و کمال و جاہ و ثروت میں۔ ۳۵

بے یار و مددگار۔ ۳۶ ضعف کا غلبہ ہوا اعضا میں قوت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخر عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ

جائیں۔ ۳۷ یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرائی (بو جھ) ہے۔

قُلْ لَّهْمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝۲۳ وَ اخْفِضْ لَهْمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ

ان سے تعظیم کی بات کہنا ولا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچاؤ لا نرم دلی سے اور

قُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝۲۴ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي

عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھپن (چھوٹی عمر) میں پالا ولا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے

نُفُوسِكُمْ ۝۲۵ اِنْ تَكُونُوا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِاٰبِیْنِ غَفُوْرًا ۝۲۶ وَ

دلوں میں ہے ولا اگر تم لائق ہوئے ولا تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور

اِذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالسُّكُوْنُ وَابْنُ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَدِّرْ تَبْدِيْرًا ۝۲۷ اِنْ

رشتہ داروں کو ان کا حق دے ولا اور مسکین اور مسافر کو ولا اور فضول نہ اڑا ولا بے شک

الْمُبَدِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیْطٰنِ ۝۲۸ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝۲۹

اڑانے والے (فضول خرچی کرنے والے) شیطانوں کے بھائی ہیں ولا اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے ولا

وَ اِمَّا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوْهُنَّ فَاَقْلُ لَّهُمْ قَوْلًا

اور اگر تو ان سے ولا منہ پھیرے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے آسان

ولا اور حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا۔ مسئلہ: ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلاف ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے

نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔ مسئلہ: ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔ ولا یعنی یہ نرمی و تواضع (عاجزی و انکساری

سے) پیش آ اور ان کے ساتھ تھکے وقت (بڑھاپے) میں شفقت و محبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت (بچپن میں) تجھے محبت سے پرورش کیا تھا اور جو

چیز انہیں درکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کر۔ ولا مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا

نہیں ہوتا، اس لیے بندے کو چاہیے کہ بارگاہِ الہی میں ان پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یا رب! میری خدمتیں ان کے احسان کی جزائیں

ہو سکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا جائز اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہے۔

مردوں کے ایصالِ ثواب میں بھی ان کے لیے دعائے رحمت ہوتی ہے لہذا اس کے لیے یہ آیت اصل ہے۔ مسئلہ: والدین کا فرہوں تو ان کے لیے ہدایت و ایمان کی دعا

کرے کہ یہی ان کے حق میں رحمت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی ناراضی ہے۔ دوسری حدیث

میں ہے: والدین کا فرمانبردار جہنمی نہ ہوگا اور ان کا نافرمان کچھ بھی عمل کرے گرفتار عذاب ہوگا۔ ایک اور حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

والدین کی نافرمانی سے بچو اس لیے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور نافرمان وہ خوشبو نہ پائے گا، نہ قاطع رحم، نہ بوڑھا زنا کار، نہ تکبر سے اپنی ازار کٹوں

سے نیچے لٹکانے والا۔ ولا والدین کی اطاعت کا ارادہ اور ان کی خدمت کا ذوق۔ ولا اور تم سے والدین کی خدمت میں تقصیر واقع ہوئی تو تم نے توبہ کی۔ ولا ان

کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور محبت اور میل جول اور خبر گیری اور موقع پر مدد اور حسن معاشرت۔ مسئلہ: اور اگر وہ محارم میں سے ہوں اور محتاج ہو جائیں تو ان کا خرچ اٹھانا یہ

بھی ان کا حق ہے اور صاحب استطاعت رشتہ دار پر لازم ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا ہے کہ رشتہ داروں سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے ساتھ قربت رکھنے والے مراد ہیں اور ان کا حق خمس دینا اور ان کی تعظیم و توقیر بجالانا ہے۔ ولا ان کا حق دو یعنی زکوٰۃ۔ ولا یعنی ناجائز کام میں خرچ نہ کر۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”تَبْزِیو“ مال کا ناحق میں خرچ کرنا ہے۔ ولا کہ ان کی راہ چلتے ہیں۔ ولا تو اس کی راہ اختیار کرنا نہ چاہئے۔

ولا یعنی رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں سے۔ شان نزول: یہ آیت مہجع و بلال و مہیب و سلم و جناب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

مَسْئُورًا ۲۸ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ

بات کہہ دے اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا

الْبَسِطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۲۹ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا ہے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۱۰ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۳۰ وَلَا تَقْتُلُوا

دیتا اور دے (تنگی دیتا ہے) بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے اور اپنی اولاد

أَوْلَادَكُمْ خَشِيَةً إِمْلَاقٍ ۱۱ نَحْنُ نَرِزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۱۲ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے دے ہم تمہیں بھی اور انہیں بھی روزی دیں گے بے شک ان کا قتل

خَطَاً كَبِيرًا ۳۱ وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۱۳ وَسَاءَ

بڑی خطا ہے اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری

سَبِيلًا ۳۲ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۱۴ وَمَن قُتِلَ

راہ اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو اور جو ناحق

مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ ۱۵ إِنَّهُ كَانَ

مارا جائے تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے دے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے دے ضرور اس کی

شان میں نازل ہوئی جو وقتاً فوقتاً سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے حوائج (حاجات) و ضروریات کے لیے سوال کرتے رہتے تھے اگر کسی وقت حضور کے

پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ ”جاء“ ان سے اعراض کرتے اور خاموش ہو جاتے بایں انتظار کہ اللہ تعالیٰ کچھ بھیجے تو انہیں عطا فرمائیں۔ ۱۶ یعنی ان کی خوشدلی کے لیے

ان سے وعدہ کیجئے یا ان کے حق میں دعا فرمائیے۔ ۱۷ یہ تمثیل ہے جس سے انفاق یعنی خرچ کرنے میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی ہدایت منظور ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ

نہ تو اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گیا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے دینے کے لیے بل ہی نہیں سکتا، ایسا کرنا تو سبب ملامت ہوتا ہے کہ

بخیل کنجوس کو سب برا کہتے ہیں اور نہ ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لیے بھی کچھ باقی نہ رہے۔ شان نزول: ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیدی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والتسلیمات کی سخاوت تو اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنی ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے یہ بات مسلمان بی بی کو

ناگوار گزری اور انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سب صاحب فضل و کمال ہیں، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے جو دونوں میں کچھ شبہ نہیں، لیکن سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو دو کرم کی آزمائش کرادی

جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں بھیجا کہ حضور سے قمیص مانگ لائے اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو

زیب تر تھی وہی اتار کر عطا فرمادی اور اپنے آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھی شرم سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا اذان ہوئی صحابہ

نے انتظار کیا حضور تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی حال معلوم کرنے کے لیے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جسم مبارک پر قمیص نہیں ہے اس پر یہ

آیت نازل ہوئی۔ ۱۸ جسے چاہے اس کے لیے تنگی کرتا اور اس کو ۱۹ اور ان کے احوال و مصالح کو۔ ۲۰ زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا کرتے

مَنْصُورًا ۳۳ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ

مدد ہونی ہے ۳۳ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے ۳۴ یہاں تک کہ وہ اپنی

أَشَدَّهُ ۳۴ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۳۵ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۳۶ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ

جوانی کو پہنچے ۳۴ اور عہد پورا کرو ۳۵ بے شک عہد سے سوال ہونا ہے اور ماپو تو

إِذَا كَلَّمْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ ۳۷ السَّيْقِيمِ ۳۸ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۳۹

تو پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۳۹ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ

اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ۳۹ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب

أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۴۰ وَلَا تَنشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۴۱ إِنَّكَ لَن

سے سوال ہونا ہے ۴۰ اور زمین میں اترتا نہ چل ۴۱ بے شک تو ہرگز

تَخْرُقُ إِلَّا رُضًا وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۴۲ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ

زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا ۴۲ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بُری بات

عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۴۳ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۴۴

تیرے رب کو ناپسند ہے یہ ان وجہوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی حکمت کی باتیں ۴۴

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ۴۵

اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا

تھے اور اس کے کئی سبب تھے ناداری و مفلسی کا خوف، لوٹ کا خوف، اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمائی۔ ۴۵ قصاص لینے کا۔ مسئلہ: آیت سے ثابت ہوا کہ قصاص

لینے کا حق ولی کو ہے اور وہ بہ ترتیب عصبات ہیں۔ مسئلہ: اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ ۴۶ اور زمانہ جاہلیت کی طرح ایک مقتول کے عوض میں کئی کئی کو

یا بجائے قاتل کے اس کی قوم و جماعت کے اور کسی شخص کو قتل نہ کرے۔ ۴۷ یعنی ولی کی یا مقتول مظلوم کی یا اس شخص کی جس کو ولی ناحق قتل کرے۔ ۴۸ وہ یہ ہے کہ

اس کی حفاظت کرو اور اس کو بڑھاؤ۔ ۴۹ اور وہ اٹھارہ سال کی عمر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک یہی مختار ہے اور حضرت امام اعظم ابو

حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامات ظاہر نہ ہونے کی حالت میں انتہائے مدّت بلوغ اسی سے تمسک کر کے اٹھارہ سال قرار دی۔ (احمدی) (علامات بلوغ ظاہر نہ

ہونے کی صورت میں لڑکا لڑکی کیلئے انتہائی مدت بلوغ ۱۵ سال اور اقل مدت لڑکے کیلئے ۱۲ اور لڑکی کیلئے ۹ سال ہے، اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ ”فتاویٰ رضویہ، ج ۱۱،

ص ۵۶۰،“ ملخصاً) ۵۰ اللہ کا بھی بندوں کا بھی۔ ۵۱ یعنی جس چیز کو دیکھا نہ ہوا سے یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا جس کو سنا نہ ہوا اس کی نسبت نہ کہو کہ میں نے سنا۔

ابن حنیفہ سے منقول ہے کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کسی پر وہ الزام نہ لگاؤ جو تم نہ جانتے ہو۔ ۵۲ کہ تم نے ان سے کیا کام لیا؟

۵۳ تکبر و خود نمائی سے۔ ۵۴ معنی یہ ہیں کہ تکبر و خود نمائی سے کچھ فائدہ نہیں۔ ۵۵ جن کی صحت پر عقل گواہی دے اور ان سے نفس کی اصلاح ہو ان کی رعایت

لازم ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان آیات کا حاصل تو حیدر اور نیکیوں اور طاعتوں کا حکم دینا اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت دلانا ہے۔ حضرت ابن عباس

اَفَاَصْفُكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۖ اِنَّكُمْ

کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیئے اور اپنے لئے فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں ۵۸ بے شک تم

لَتَقُولُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۚ ۵۹ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ وَ

بڑا بول بولتے ہو ۵۹ اور بے شک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا ۶۰ کہ وہ سمجھیں ۶۱ اور

مَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نِفُوْرًا ۚ ۶۱ قُلْ لَّوْكَانَ مَعَهُ اِلٰهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذَا

اس سے انھیں نہیں بڑھتی مگر نفرت ۶۱ تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ کہتے ہیں جب تو وہ

لَا يَتَّبِعُوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۚ ۶۲ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے ۶۲ اسے پاکی اور برتری ان کی باتوں سے

عُلُوًّا كَبِيْرًا ۚ ۶۳ تَسْبِيْحٌ لِّهٖ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۖ

بڑی برتری اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں ۶۳

وَ اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اَيَسَّبِحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۖ اِنَّهٗ

اور کوئی چیز نہیں ۶۴ جو اسے سراہتی (تعریف کرتی) ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ۶۵ ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے ۶۶ بے شک وہ

كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۚ ۶۶ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ

حلم والا بخشنے والا ہے ۶۶ اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ اٹھارہ آیتیں ”لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ“ سے ”مَذْحُوْرًا“ تک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آلواح میں تھیں، ان کی

ابتداء وحید کے حکم سے ہوئی اور انتہا شرک کی ممانعت پر، اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل تو حید و ایمان ہے اور کوئی قول و عمل بغیر اس کے قابل پذیرائی نہیں۔

۵۸ یہ خلاف حکمت بات کس طرح کہتے ہو۔ ۵۹ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہو جو خواص اجسام سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک، پھر اس میں بھی

اپنی بڑائی رکھتے ہو کہ اپنے لیے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اس کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہو کتنی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ ۶۰ دلیلوں سے بھی، مثالوں سے بھی، حکمتوں

سے بھی، عبرتوں سے بھی اور جا بجا اس مضمون کو قسم قسم کے پیرایوں میں بیان فرمایا۔ ۶۱ اور پند پذیر (نصیحت قبول کرنے والے) ہوں۔ ۶۲ اور حق سے دوری۔

۶۳ اور اس سے برسر مقابلہ ہوتے جیسا بادشاہوں کا طریقہ ہے۔ ۶۴ زبان حال سے اس طرح کہ ان کے وجود صانع کی قدرت و حکمت پر دلالت کرتے ہیں یا

زبان قال سے اور یہی صحیح ہے، احادیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور سلف سے یہی منقول ہے۔ ۶۵ جماد و نبات و حیوان سے زندہ۔ ۶۶ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی زندگی اس کے حسب حیثیت ہے۔ مفسرین نے کہا کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا

چٹخنا یہ بھی تسبیح کرنا ہے اور ان سب کی تسبیح ”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ“ ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی انگشت مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہم نے دیکھے اور یہ بھی ہم نے دیکھا کہ کھاتے وقت میں کھانا تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری شریف) حدیث شریف میں ہے:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت کے زمانہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (مسلم شریف) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکڑی کے ایک ستون سے ٹکرا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور حضور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ ستون

رویہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اس پر دست کرم پھیرا اور شفقت فرمائی اور تسکین دی۔ (بخاری شریف) ان تمام احادیث سے جماد کا کلام اور تسبیح کرنا ثابت ہوا۔

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حَبَابًا مُّسْتَوْرًا ۝۳۵ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا ۳۵ اور ہم نے ان کے دلوں پر

اَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۝۳۶ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ

غلاف ڈال دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹیٹ (روٹی) ملا اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی

وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝۳۷ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَعِينُونَ بِهِ

یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے ہم خوب جانتے ہیں جس لئے وہ سنتے ہیں فلا

إِذْ يَسْتَعِينُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ

جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں تم پیچھے نہیں چلے مگر ایک ایسے مرد

إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝۳۸ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا

کے جس پر جادو ہوا ۳۸ دیکھو انھوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں تو گمراہ ہوئے کہ

يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝۳۹ وَقَالُوا إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا إِنْ نَالِ الْبَعُوثُونَ

راہ نہیں پاسکتے اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا سچ سچ

خَلْقًا جَدِيدًا ۝۴۰ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ۝۴۱ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا

نئے بن کر انھیں گے ۴۰ تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا ہو جاؤ یا اور کوئی مخلوق جو

يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ

تمہارے خیال میں بڑی ہو ۴۱ تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں

۴۲ اختلاف لغات کے باعث یا دشواری اور اک کے سبب ۴۸ کہ ہندوں کی غفلت پر عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔ ۴۹ کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکیں۔ شان

نزل: جب آیت ”تَبَّتْ يَدَا“ نازل ہوئی تو ابولہب کی عورت پتھر لے کر آئی حضور مع حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشریف رکھتے تھے اس نے حضور کو نہ دیکھا

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگی تمہارے آقا کہاں ہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے انہوں نے میری بھوک ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا: وہ شعر گوئی نہیں کرتے ہیں۔ تو وہ یہ کہتی ہوئی واپس ہوئی کہ میں ان کا سر کچلنے کے لیے یہ پتھر لائی تھی۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس نے حضور کو دیکھا نہیں۔ فرمایا: میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل رہا، اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ فلا گرائی

جس کے باعث وہ قرآن شریف نہیں سنتے۔ ۴۰ یعنی سنتے بھی ہیں تو تمسخر اور تکذیب (مزاح اور جھٹلانے) کے لیے۔ ۴۱ تو بعض ان میں سے آپ کو مجنوں کہتے

ہیں، بعض ساحر، بعض کاہن، بعض شاعر۔ ۴۲ یہ بات انہوں نے بہت تعجب سے کہی اور مرنے اور خاک میں مل جانے کے بعد زندہ کئے جانے کو انہوں نے بہت

بعید سمجھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا: ۴۳ اور حیات سے دور ہو جان اس سے کبھی متعلق نہ ہوئی ہو تو بھی اللہ تبارک و

تعالیٰ تمہیں زندہ کرے گا اور پہلی حالت کی طرف واپس فرمائے گا چہ جائیکہ ہڈیاں اور اس جسم کے ذرے انہیں زندہ کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے ان سے تو جان

پہلے متعلق رہ چکی ہے۔

أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ

پہلی بار پیدا کیا تھا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے ۱۵۱ تم فرماؤ

عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ۝۵۱ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِ اللَّهِ

شاید نزدیک ہی ہو جس دن وہ تمہیں بلائے گا ۱۵۱ تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے اور ۱۵۲

تَتُذَكَّرُونَ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۝۵۲ وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ

سمجھو گے کہ نہ رہے تھے ۱۵۲ مگر تھوڑا اور میرے وفادار بندوں سے فرماؤ ۱۵۲ وہ بات کہیں جو سب سے

أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا

اچھی ہو ۱۵۲ بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن

مُبِينًا ۝۵۳ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۚ إِنَّ يَشَاءُ يَرْحَمَكُمُ أَوْ إِنَّ يَشَاءُ يُعَذِّبُكُمْ ۚ

ہے تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ چاہے تو تم پر رحم کرے ۱۵۳ یا چاہے تو تمہیں عذاب کرے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝۵۴ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ

اور ہم نے تم کو ان پر گروہ دار (ذمہ دار) بنا کر نہ بھیجا ۱۵۴ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور

الْأَرْضِ ۚ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَاتَّبَعْنَا دَاوُدَ

زمین میں ہیں ۱۵۴ اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی ۱۵۴ اور داؤد کو زبور

زَبُورًا ۝۵۵ قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفِ

عطا فرمائی ۱۵۵ تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے

۱۵۵ یعنی قیامت کب قائم ہوگی اور مرنے کب اٹھائے جائیں گے۔ ۱۵۵ قبروں سے موقت قیامت (قیامت قائم ہونے کی جگہ) کی طرف نکالنے اپنے سروں

سے خاک جھاڑتے اور ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ“ کہتے اور یہ اقرار کرتے کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا اور مرنے کے بعد اٹھانے والا ہے۔ ۱۵۵ دنیا میں یا

قبروں میں ۱۵۵ ایماندار ۱۵۵ کہ وہ کافروں سے ۱۵۵ نرم ہو یا پاکیزہ ہو ادب اور تہذیب کی ہو، ارشاد ہدایت کی ہو، کفار اگر بیہودگی کریں تو ان کا جواب انہیں

کے انداز میں نہ دیا جائے۔ شان نزول: مشرکین مسلمانوں کے ساتھ بدکلامیاں کرتے اور انہیں ایذا میں دیتے تھے انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی

شکایت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو بتایا گیا کہ وہ کفار کی جاہلانہ باتوں کا ویسا ہی جواب نہ دیں، صبر کریں اور ”يَهْدِيكُمْ اللَّهُ“ کہہ دیں۔ یہ حکم قتال و

جہاد کے حکم سے پہلے تھا بعد کو منسوخ ہو گیا اور ارشاد فرمایا گیا ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ“ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، ایک کافر نے ان کی شان میں بیہودہ کلمہ زبان سے نکالا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کرنے اور معاف فرمانے کا حکم دیا۔ ۱۵۵ اور تمہیں

توبہ اور ایمان کی توفیق عطا فرمائے۔ ۱۵۵ کہ تم ان کے اعمال کے ذمہ دار ہو۔ ۱۵۵ سب کے احوال کو اور اس کو کہ کون کس لائق ہے۔ ۱۵۵ مخصوص فضائل

کے ساتھ جیسے کہ حضرت ابراہیم کو خلیل کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حبیب۔ ۱۵۵ زبور کتاب الہی ہے جو حضرت داؤد

علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی اس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں سب میں دعا اور اللہ تعالیٰ کی ثناء اور اس کی حمد و تجید ہے، نہ اس میں حلال و حرام کا بیان نہ فرائض

الضَّرَّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝۵۲ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ

تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا عمل وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں ۱۱۸ وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف

الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۝۵۳ إِنَّ

وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے ۱۱۹ اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں ۱۲۰ بے شک

عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝۵۴ وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا

تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے روز قیامت

قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۝۵۵ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ

سے پہلے نیست (ہلاک) کر دیں گے یا اسے سخت عذاب دیں گے ۱۲۱ یہ کتاب میں ۱۲۲

مَسْطُورًا ۝۵۸ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا

لکھا ہوا ہے اور ہم ایسی نشانیاں بھیجے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے

الْأَوَّلُونَ ۝۵۹ وَآتَيْنَا شُرُودَ الثَّاقَةِ مُبْصَرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۝۶۰ وَمَا نُرْسِلُ

جھٹلایا ۱۲۳ اور ہم نے شُرود کو ۱۲۴ ناتہ دیا (نوٹنی دی) آنکھیں کھولنے کو ۱۲۵ تو انہوں نے اس پر ظلم کیا ۱۲۶ اور ہم ایسی نشانیاں

نہ حدود و احکام اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لے کر ذکر فرمایا گیا۔ مفسرین نے اس کے چند وجوہ بیان کئے ہیں: ایک یہ کہ اس آیت

میں بیان فرمایا گیا کہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی پھر ارشاد کیا کہ حضرت داؤد کو زبور عطا کیا باوجودیکہ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ

ملک بھی عطا کیا تھا لیکن اس کا ذکر نہ فرمایا، اس میں تنبیہ ہے کہ آیت میں جس فضیلت کا ذکر ہے وہ فضیلت علم ہے نہ کہ فضیلت ملک و مال۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے زبور میں فرمایا ہے کہ محمد خاتم الانبیاء ہیں اور ان کی امت خیر الامم، اسی سبب سے آیت میں حضرت داؤد اور زبور کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔ تیسری وجہ یہ

ہے کہ یہود کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں اور تواریت کے بعد کوئی کتاب نہیں اس آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمانے کا

ذکر کر کے یہودی تکذیب کر دی گئی اور ان کے دعوے کا بطلان ظاہر فرمایا گیا غرض کہ یہ آیت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کبریٰ پر دلالت کرتی ہے۔

قطعہ: اے وصف تو ذکر کتاب موسیٰ وے نعت تو ذکر زبور داؤد مقصود تو نبی زافرینش باقی بہ طفیل تست موجود

(ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہی کے اوصاف باکمال تو موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات میں ہیں اور وہ! اسی طرح آپ کی نعت داؤد

علیہ السلام کی کتاب زبور میں موجود ہے پس آپ ہی تو اس کائنات کا مقصود ہیں باقی تو سب کچھ فقط آپ کے طفیل سے ہے)۔ ۱۱۸ شان نزول: کفار جب قحط شدید

میں مبتلا ہوئے اور نبوت یہاں تک پہنچی کہ کتنے اور مر دارکھا گئے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں فریاد لائے اور آپ سے دعا کی التجا کی، اس پر یہ

آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب بتوں کو خدا ماننے ہو تو اس وقت انہیں پکارو اور وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انہیں

معبود بناتے ہو۔ ۱۱۹ جیسے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر اور ملائکہ۔ شان نزول: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ آیت ایک جماعت عرب کے حق میں

نازل ہوئی جو چٹات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے، وہ چٹات اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انہیں عار دلائی۔

۱۱۹ تاکہ جو سب سے زیادہ مقرب ہو اس کو وسیلہ بنائیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ

ہے۔ ۱۲۰ کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں۔ ۱۲۱ قتل وغیرہ کے ساتھ جب وہ کفر کریں اور معاصی میں مبتلا ہوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا: جب کسی بستی میں زنا اور سود کی کثرت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک کا حکم دیتا ہے۔ ۱۲۲ لوح محفوظ میں۔ ۱۲۳ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا کہ اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ صفا پہاڑ کو سونا کر دیں اور پہاڑوں کو سرزمین مکہ سے بنادیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخَوْفًا ۝۵۹ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۖ وَمَا

نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو ۱۲۷ اور جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں ۱۲۸ اور ہم

جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي

نے نہ کیا وہ دکھاوا ۱۲۹ جو تمہیں دکھایا تھا ۱۳۰ مگر لوگوں کی آزمائش کو ۱۳۱ اور وہ بیڑ جس پر قرآن

الْقُرْآنِ ۖ وَنُخَوِّفُهُمْ ۖ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۖ ۝۶۰ وَإِذْ قُلْنَا

میں لعنت ہے ۱۳۲ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں ۱۳۳ تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی اور یا کرو جب ہم نے

لِلْمَلَكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ قَالَ عَسَىٰ جُودُ

فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ۱۳۴ تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں اسے سجدہ کروں

لِمَنْ خَلَقْتُ طِينًا ۖ ۝۶۱ قَالَ أَسَاءُ يَتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ

جسے تو نے مٹی سے بنایا بولا ۱۳۵ دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا ۱۳۶ اگر

أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا خُشْيَاكَ دُورًا ۖ ۝۶۲ وَإِلَّا قَلِيلًا ۖ ۝۶۳ قَالَ

تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں (برباد کر ڈالوں) گا ۱۳۷ مگر تھوڑا ۱۳۸ فرمایا

اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ۖ ۝۶۴

دور ہو ۱۳۹ تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بے شک تم سب کا بدلہ جہنم ہے بھرپور سزا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی فرمائی کہ آپ فرمائیں تو آپ کی امت کو مہلت دی جائے اور اگر آپ فرمائیں تو جو انہوں نے طلب کیا ہے وہ پورا کیا جائے لیکن اگر

پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تو ان کو ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جائے گا اس لیے کہ ہماری سنت یہی ہے کہ جب کوئی قوم نشانی طلب کر کے ایمان نہیں لاتی تو ہم اسے

ہلاک کر دیتے ہیں اور مہلت نہیں دیتے، ایسا ہی ہم نے پہلوں کے ساتھ کیا ہے، اسی بیان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۴۰ ان کے حب طلب ۱۴۱ یعنی حجت

واضح (واضح و زبردست دلائل) ۱۴۲ اور کفر کیا کہ اس کے من اللہ ہونے سے منکر ہو گئے۔ ۱۴۳ جلد آنے والے عذاب سے۔ ۱۴۴ اس کے قبضہ قدرت میں تو آپ

تبلیغ فرمائیے اور کسی کا خوف نہ کیجئے اللہ آپ کا نگہبان ہے۔ ۱۴۵ یعنی معاذ عجائب آیات الہیہ کا۔ ۱۴۶ شب معراج بحالت بیداری ۱۴۷ یعنی اہل مکہ کی۔ چنانچہ

جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں واقعہ معراج کی خبر دی تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اور بعض مرتد ہو گئے اور تسخر سے عمارت بیت المقدس کا نقشہ

دریافت کرنے لگے۔ حضور نے سارا نقشہ بتا دیا تو اس پر کفار آپ کو سحر کہنے لگے۔ ۱۴۸ یعنی درخت زقوم جو جہنم میں پیدا ہوتا ہے اس کو سب آزمائش بنادیا یہاں

تک کہ ابو جہل نے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو جہنم کی آگ سے ڈراتے ہیں کہ وہ پتھروں کو جلادے گی پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس میں درخت آگیں

گے، آگ میں درخت کہاں رہ سکتا ہے؟ یہ اعتراض انہوں نے کیا اور قدرت الہی سے غافل رہے نہ سمجھے کہ اس قادر مختار کی قدرت سے آگ میں درخت پیدا کرنا کچھ بعید نہیں،

سمندر ایک کیڑا ہوتا ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے آگ ہی میں رہتا ہے۔ بلا ذکر میں اس کے اون کی تو لیاں بنائی جاتی تھیں جو میلی ہو جانے پر آگ میں ڈال کر

صاف کر لی جاتی ہیں اور جلتی کی تھیں۔ شتر مرغ انکارے کھا جاتا ہے اللہ کی قدرت سے آگ میں درخت پیدا کرنا کیا بعید ہے۔ ۱۴۹ دینی اور دنیوی خوفناک امور سے

۱۵۰ تحیت کا ۱۵۱ شیطان ۱۵۲ اور اس کو مجھ پر فضیلت دی اور اس کو سجدہ کرایا تو میں تم کھاتا ہوں کہ ۱۵۳ گمراہ کر کے ۱۵۴ جنہیں اللہ بچائے اور محفوظ رکھے وہ

اس کے مخلص بندے ہیں شیطان کے اس کلام پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سے ۱۵۵ تجھے تختہ اولیٰ (پہلی مرتبہ صورت پھونکے جانے) تک مہلت دی گئی۔

وَاسْتَفْزُرْ مَن اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَ

اور ڈگا دے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے ۱۴۱ اور ان پر لام باندھ لا (فوجی لشکر چڑھا لا) اپنے سواروں اور

رَجْلِكَ وَشَارِكُهم فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهم ۚ وَمَا يَعْدهُمْ

اپنے پیادوں کا ۱۴۱ اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں ۱۴۲ اور انھیں وعدہ دے ۱۴۳ اور شیطان انھیں وعدہ

الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۚ ۲۴۱ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَ

نہیں دیتا مگر فریب سے بے شک جو میرے بندے ہیں ۱۴۴ ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور

كُفِيَ بِرَبِّكَ وَكَيْلًا ۚ ۲۴۲ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ

تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو ۱۴۵ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے دریا میں کشتی رواں کرتا ہے

لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۚ ۲۴۳ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ

کہ ۱۴۶ تم اس کا فضل تلاش کرو بے شک وہ تم پر مہربان ہے اور جب تمہیں دریا

فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجَّكُم إِلَى الْبَرِّ

میں مصیبت پہنچتی ہے ۱۴۷ تو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہو سب گم ہو جاتے ہیں ۱۴۸ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے

أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۚ ۲۴۴ أَفَأَمِنْتُمْ أَن يَخْصِفَ بِكُمْ

تو منہ پھیر لیتے ہو ۱۴۹ اور آدمی بڑا ناشکرا ہے کیا تم ۱۵۰ اس سے بڑھ ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا

جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۚ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكَيْلًا ۚ ۲۴۵ أَمْ

کوئی کنارہ تمہارے ساتھ دھنسا دے ۱۵۱ یا تم پر پتھراؤ بھیجے ۱۵۲ پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ ۱۵۳ یا

۱۵۴ وسوسے ڈال کر اور معصیت کی طرف بلا کر۔ بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس سے گانے باجے، ہجو و لعب کی آوازیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول

ہے کہ جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے۔ ۱۵۱ یعنی اپنے سب منکر تمام (فریب مکمل) کر لے اور اپنے تمام لشکروں سے مدد لے۔

۱۵۲ زجاج نے کہا کہ جو گناہ مال میں ہو یا اولاد میں ہو ابلیس اس میں شریک ہے جیسے کہ سود اور مال حاصل کرنے کے دوسرے حرام طریقے اور فرق و ممنوعات میں

خرچ کرنا اور زکوٰۃ نہ دینا یہ مالی امور ہیں جن میں شیطان کی شرکت ہے اور زنا و ناجائز طریقے سے اولاد حاصل کرنا یہ اولاد میں شیطان کی شرکت ہے۔ ۱۵۳ اپنی

طاعت پر ۱۵۴ نیک مخلص انبیاء اور اصحاب فضل و صلاح۔ ۱۵۵ انہیں تجھ سے محفوظ رکھے گا اور شیطانی مکاند اور وساوس (شیطانی مکر و فریب اور وسوسوں) کو دفع

فرمائے گا۔ ۱۵۶ ان میں تجارتوں کے لیے سفر کر کے۔ ۱۵۷ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ۱۵۸ اور ان جھوٹے معبودوں میں سے کسی کا نام زبان پر نہیں آتا اس

وقت اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی چاہتے ہیں۔ ۱۵۹ اس کی توحید سے اور پھر انہیں ناکارہ بتوں کی پرستش شروع کر دیتے ہو۔ ۱۶۰ دریا سے نجات پا کر ۱۶۱ جیسا کہ

قارون کو دھنسا دیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ خشکی و تری سب اس کے تحت قدرت ہیں جیسا کہ مؤمنان میں غرق کرنے اور بچانے دونوں پر قادر ہے ایسا ہی خشکی میں بھی زمین

کے اندر دھنسا دینے اور محفوظ رکھنے دونوں پر قادر ہے۔ خشکی ہو یا تری ہر کہیں بندہ اس کی رحمت کا محتاج ہے۔ وہ زمین میں دھنسانے پر بھی قادر ہے اور یہ بھی قدرت

رکھتا ہے کہ ۱۶۲ جیسا تو مملوٹ پر بھیجا تھا۔ ۱۶۳ جو انہیں بچا سکے۔

أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ

اس سے بندر (بے خوف) ہوئے کہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے پھر تم پر جہاز توڑنے والی

الرَّيْحَ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۞۶۹

آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے پھر اپنے لئے کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا پیچھا کرے ۱۵۲۹ اور

لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ

بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی ۱۵۳۰ اور ان کو خشکی اور تری میں ۱۵۳۱ سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں

الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۞۷۰

روزی دیں ۱۵۳۲ اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا ۱۵۳۳ جس دن ہم ہر جماعت کو

أَنَاسٍ بِأَمَانِهِمْ ۚ فَمَن أَؤْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ

اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے ۱۵۳۴ تو جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے ۱۵۳۵

وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۞۷۱

اور تاکے بھران کا حق نہ دیا جائے گا ۱۵۳۶ اور جو اس زندگی میں ۱۵۳۷ اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے ۱۵۳۸

۱۵۳۹ اور ہم سے دریافت کر سکے کہ ہم نے ایسا کیوں کیا کیونکہ ہم قادر مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں ہمارے کام میں کوئی دخل دینے والا اور دم مارنے والا نہیں۔

۱۵۴۰ عقل و علم و گویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قامت اور معاش و معاد کی تدابیر اور تمام چیزوں پر استیلا و تسخیر (غلبہ و قابو) عطا فرما کر اور اس کے علاوہ اور بہت سی

فضیلتیں دے کر ۱۵۴۱ جانوروں اور دوسری سواریوں اور کشتیوں اور جہازوں وغیرہ میں ۱۵۴۲ لطیف خوش ذائقہ حیوانی اور نباتی ہر طرح کی غذائیں خوب اچھی طرح

پکی ہوئی کیونکہ انسان کے سوا حیوانات میں پکی ہوئی غذا اور کسی کی خوراک نہیں۔ ۱۵۴۳ حسن کا قول ہے کہ اکثر سے کل مراد ہے اور اکثر کا لفظ کل کے معنی میں بولا جاتا

ہے۔ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوا: ”وَكَثَرُهُمْ كَذِبُونَ“ اور ”مَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا“ میں ”اکثر“ بمعنی ”کل“ ہے، لہذا ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں اور خواص

بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور صلحائے بشر (نیک و متقی انسان) عوام ملائکہ (عام فرشتوں) سے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن اللہ کے

نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فرشتے طاعت پر مجبور ہیں یہی ان کی سرشت (فطرت) ہے ان میں عقل ہے شہوت نہیں اور بہائم (جانوروں)

میں شہوت ہے عقل نہیں اور آدمی شہوت و عقل دونوں کا جامع ہے تو جس نے عقل کو شہوت پر غالب کیا وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس نے شہوت کو عقل پر غالب کیا وہ

بہائم سے بدتر ہے۔ ۱۵۴۹ جس کا وہ دنیا میں اتباع کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس سے وہ امامِ زمان مراد ہے جس کی دعوت پر دنیا میں

لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت کی ہو یا باطل کی۔ حاصل یہ ہے کہ ہر قوم اپنے سردار کے پاس جمع ہوگی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انہیں اسی کے نام سے

پکارا جائے گا کہ اے فلاں کے تبعین۔ ۱۵۵۰ نیک لوگ جو دنیا میں صاحبِ بصیرت تھے اور راہِ راست پر رہے ان کو ان کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ

اس میں نیکیاں اور طاعتیں دیکھیں گے تو اس کو ذوق و شوق سے پڑھیں گے اور جو بد بخت ہیں کفار ہیں ان کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے وہ انہیں

دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور دہشت سے پوری طرح پڑھنے پر قادر نہ ہوں گے۔ ۱۵۵۱ یعنی ثوابِ اعمال میں ان سے ادنیٰ بھی کمی نہ کی جائے گی۔ ۱۵۵۲ دنیا کی حق کے

دیکھنے سے ۱۵۵۳ نجات کی راہ سے معنی یہ ہیں کہ جو دنیا میں کافر گمراہ ہے وہ آخرت میں اندھا ہوگا کیونکہ دنیا میں توبہ مقبول ہے اور آخرت میں توبہ مقبول نہیں۔

وَأَصْلُ سَبِيلًا ۚ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُوكَ عَنِ الذِّمِّيِّ أَوْ حِينًا إِلَيْكَ

اور اور بھی زیادہ گمراہ اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے ہماری وحی سے جو ہم نے تم کو بھیجی

لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذَا لَا تَخَذُوكَ خَلِيلًا ۚ وَلَوْلَا أَنْ

کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے ۱۶۴ اور اگر ہم تمہیں ۱۶۵

ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْءًا قَلِيلًا ۚ إِذَا لَا أَذُقُكَ ضَعْفَ

ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دونی

الْحَيَاةِ وَضَعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۚ وَإِنْ

عمر اور دو چند موت ۱۶۶ کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے اور بے شک

كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذَا لَا يَلْبَثُونَ

قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ۱۶۷ ڈگا دیں (بٹا دیں) کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے

خَلْقِكَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا

پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا ۱۶۸ دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ۱۶۹ اور

تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۚ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّيْءِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ

تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک ۱۷۰

وَقُرْ أَنْ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۚ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ

اور صبح کا قرآن ۱۷۱ بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ۱۷۲ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد

۱۷۳ شان نزول: (قبیلہ) ثقیف کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا کہ اگر آپ تین باتیں منظور کر لیں تو ہم آپ کی بیعت کر لیں:

ایک تو یہ کہ نماز میں جھکیں گے نہیں یعنی رکوع سجدہ نہ کریں گے۔ دوسری یہ کہ ہم اپنے بت اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے۔ تیسری یہ کہ لات کو پوجیں گے تو نہیں مگر

ایک سال اس سے نفع اٹھالیں کہ اس کے پوجنے والے جو نذریں چڑھاوے لائیں اس کو وصول کر لیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دین میں کچھ

بھلائی نہیں جس میں رکوع سجدہ نہ ہو اور بتوں کو توڑنے کی بابت تمہاری مرضی اور لات و عزیٰ سے فائدہ اٹھانے کی اجازت میں ہرگز نہ دوں گا۔ وہ کہنے لگے: یا رسول

اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسا اعزاز ملے جو دوسروں کو نہ ملا ہوتا کہ ہم فخر کر سکیں، اس میں اگر آپ کو اندیشہ ہو کہ عرب

شکایت کریں گے تو آپ ان سے کہہ دیجئے گا کہ اللہ کا حکم ہی ایسا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۶۵ معصوم کر کے ۱۶۶ کے عذاب ۱۷۱ یعنی عرب سے۔ شان

نزول: مشرکین نے اتفاق کر کے چاہا کہ سب مل کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سر زمین عرب سے باہر کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا

اور ان کی یہ مراد بر نہ آئی، اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (غازن) ۱۶۸ اور جلد ہلاک کر دیے جاتے۔ ۱۶۹ یعنی جس قوم نے اپنے درمیان سے اپنے

رسول کو نکالا ان کے لیے سنت الہی یہی رہی کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ ۱۷۰ اس میں ظہر سے عشا تک کی چار نمازیں آگئیں۔ ۱۷۱ اس سے نماز فجر مراد ہے اور اس کو

قرآن اس لیے فرمایا گیا کہ قراءت ایک رکن ہے اور جز سے گل تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں نماز کو رکوع و سجود سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم

بِهِ نَافِلَةٌ لَّكَ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَبِّ

کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے فلاں قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں فلاں اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب

اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ

مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا فلاں اور مجھے

لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ

اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے فلاں اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا فلاں بے شک

الْبَاطِلُ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ

باطل کو ٹٹا ہی تھا فلاں اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز فلاں جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَا آتٰ اَنْعَمًا عَلٰی

ہے فلاں اور اس سے ظالموں کو فلاں نقصان ہی بڑھتا ہے اور جب ہم آدمی پر

ہوا کہ قراءت نماز کا رکن ہے۔ فلاں یعنی نماز فجر میں رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی آجاتے ہیں۔ فلاں تہجد: نماز کے لیے نیند کو

چھوڑنے یا بعد عشاء سونے کے بعد جو نماز پڑھی جائے اس کو کہتے ہیں۔ نماز تہجد کی حدیث شریف میں بہت فضیلتیں آئی ہیں، نماز تہجد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر فرض تھی، جمہور کا یہی قول ہے حضور کی امت کے لیے یہ نماز سنت ہے۔ مسئلہ: تہجد کی کم سے کم دو ۲ رکعتیں اور متوسط چار اور زیادہ آٹھ ہیں اور سخت یہ ہے کہ دو دو

رکعت کی نیت سے پڑھی جائیں۔ مسئلہ: اگر آدمی شب کی ایک تہائی عبادت کرنا چاہے اور دو تہائی سونا تو شب کے تین حصے کر لے درمیانی تہائی میں تہجد پڑھنا افضل

ہے اور اگر چاہے کہ آدھی رات سوئے آدھی رات عبادت کرے تو نصف اخیر افضل ہے۔ مسئلہ: جو شخص نماز تہجد کا عادی ہو اس کے لیے تہجد ترک کرنا مکروہ ہے جیسا کہ

بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے۔ (رد المحتار) فلاں اور مقام محمود مقام شفاعت ہے کہ اس میں اولین و آخرین حضور کی حمد کریں گے، اسی پر جمہور ہیں۔ فلاں جہاں

بھی میں داخل ہوں اور جہاں سے بھی میں باہر آؤں خواہ وہ کوئی مکان ہو یا منصب ہو یا کام۔ بعض مفسرین نے کہا: مراد یہ ہے کہ مجھے قبر میں اپنی رضا اور طہارت کے

ساتھ داخل کرو اور وقت بعثت عزت و کرامت کے ساتھ باہر لا۔ بعض نے کہا: معنی یہ ہیں کہ مجھے اپنی طاعت میں صدق کے ساتھ داخل کرو اور اپنے منابہا (منوع

کاموں) سے صدق کے ساتھ خارج فرما اور اس کے معنی میں ایک قول یہ بھی ہے کہ منصب نبوت میں مجھے صدق کے ساتھ داخل کرو اور صدق کے ساتھ دنیا سے

رخصت کے وقت نبوت کے حقوق واجبہ سے عہدہ برآ فرما۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مجھے مدینہ طیبہ میں پسندیدہ داخلہ عنایت کرو اور مکہ مکرمہ سے میرا خروج صدق کے

ساتھ کر کہ اس سے میرا دل غمگین نہ ہو، مگر یہ توجیہ اس صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جبکہ یہ آیت مدنی نہ ہو جیسا کہ علامہ سیوطی نے ”قیل“ فرما کر اس آیت کے مدنی ہونے

کا قول ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ فلاں وہ قوت عطا فرما جس سے میں تیرے دشمنوں پر غالب ہوں اور وہ حجت جس سے میں ہر مخالف پر فتح پاؤں اور وہ غلبہ

ظاہرہ جس سے میں تیرے دین و تقویت دوں، یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے ان کے دین کو غالب کرنے اور انہیں دشمنوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ

فرمایا۔ فلاں یعنی اسلام آیا اور کفر مٹ گیا یا قرآن آیا اور شیطان ہلاک ہوا۔ فلاں کیونکہ اگرچہ باطل کو کسی وقت میں دولت و وصولت (زعب و بدبہ) حاصل ہو مگر

اس کو پائیداری نہیں، اس کا انجام بربادی و خواری ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز فتح مکہ مکرمہ میں

داخل ہوئے تو کعبہ مقدسہ کے گرد دین سوساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے جن کو لوہے اور رانگ (قلعی دھات) سے جوڑ کر مضبوط کیا گیا تھا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی حضور یہ آیت پڑھ کر اس لکڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے جاتے تھے وہ گرتا جاتا تھا۔ فلاں سورتیں اور آیتیں

فلاں کہ اس سے امراض ظاہرہ اور باطنہ، ضلالت و جہالت وغیرہ دور ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی صحت حاصل ہوتی ہے، اعتقادات باطلہ و اخلاق رذیلہ (غلط

عقیدے اور بُرے اخلاق) دفع ہوتے ہیں اور عقائد حقہ و معارف الہیہ و صفات حمیدہ و اخلاق فاضلہ (صحیح عقیدے، اللہ تعالیٰ کی معرفت و پہچان، بہترین صفات اور

الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ جَانِبَهُ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ۝۸۳ قُلْ

احسان کرتے ہیں ۱۸۳ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے ۱۸۴ اور جب اسے برائی پہنچے ۱۸۵ تو ناامید ہو جاتا ہے ۱۸۵ تم فرماؤ

كُلُّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ ۖ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۝۸۴ وَ

سب اپنے کینڈے (انداز) پر کام کرتے ہیں ۱۸۴ تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے اور

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ

تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا

إِلَّا قَلِيلًا ۝۸۵ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُنَّ بَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ شَيْئًا لَّا تُجِدَنَّ

مگر تھوڑا ۱۸۵ اور اگر ہم چاہتے تو یہ جی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے ۱۸۵ پھر تم کوئی نہ پاتے کہ

لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝۸۶ إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ۖ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ

تمہارے لئے ہمارے حضور اس پر وکالت کرتا مگر تمہارے رب کی رحمت ۱۸۶ بے شک تم پر اس کا

عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝۸۷ قُلْ لِّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا

بڑا فضل ہے ۱۸۷ تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ ۱۸۸ اس قرآن

زبردست (اخلاق) حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یہ کتاب مجید ایسے علوم و دلائل پر مشتمل ہے جو دہائی و شیطانی ظلماتوں کو اپنے انوار سے نیست و نابود کر دیتے ہیں اور اس کا

ایک ایک حرف برکات کا گنجینہ ہے جس سے جسمانی امراض اور آسیب دور ہوتے ہیں۔ ۱۸۹ یعنی کافروں کو جو اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ ۱۹۰ یعنی کافر پر کس کو

صحت اور وسعت عطا فرماتے ہیں تو وہ ہمارے ذکر و دعا اور طاعت و ادائے شکر سے۔ ۱۹۱ یعنی تکبر کرتا ہے۔ ۱۹۲ کوئی شدت و ضرر (تکلیف و نقصان) اور کوئی

فقر و حادثہ (مفسدی و صدمہ) تو شکر و عزاری سے (گڑ گڑاتے اور روتے ہوئے) دعائیں کرتا ہے اور ان دعاؤں کے قبول کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ ۱۹۳ مؤمن کو ایسا

نہ چاہئے اگر اجابت دعا میں تاخیر ہو تو وہ مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔ ۱۹۴ ہم اپنے طریقہ پر تم اپنے طریقہ پر جس کا جو ہر ذات، شریف و طاہر ہے،

اس سے افعال جمیلہ و اخلاقی پاکیزہ صادر ہوتے ہیں اور جس کا نفس خبیث ہے اس سے افعال خبیثہ ردیہ سرزد ہوتے ہیں۔ ۱۹۵ قریش مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور

ان میں باہم گفتگو یہ ہوئی کہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم میں رہے اور کبھی ہم نے ان کو صدق و امانت میں کمزور نہ پایا کبھی ان پر تہمت لگانے کا موقع ہاتھ

نہ آیا، اب انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو ان کی سیرت اور ان کے چال چلن پر کوئی عیب لگانا تو ممکن نہیں ہے، یہود سے پوچھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں کیا کیا

جائے؟ اس مطلب کے لیے ایک جماعت یہود کے پاس بھیجی گئی یہود نے کہا کہ ان سے تین سوال کرو اگر تینوں کے جواب نہ دیں تو وہ نبی نہیں اور اگر تینوں کا جواب

دے دیں جب بھی نبی نہیں اور اگر دو کا جواب دے دیں ایک کا جواب نہ دیں تو وہ سچے نبی ہیں، وہ تین سوال یہ ہیں: اصحاب کہف کا واقعہ، ذوالقرنین کا واقعہ اور روح

کا حال؟ چنانچہ قریش نے حضور سے یہ سوال کئے۔ آپ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے واقعات تو مفصل بیان فرما دیے اور روح کا معاملہ ابہام میں رکھا (یعنی

پوشیدہ رکھا) جیسا کہ توریت میں مَبْہَم رکھا گیا تھا۔ قریش یہ سوال کر کے نادم ہوئے۔ اس میں اختلاف ہے کہ سوال حقیقت روح سے تھا یا اس کی مخلوقیت سے۔ جواب

دونوں کا ہو گیا اور آیت میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ مخلوق کا علم علم الہی کے سامنے قلیل ہے اگرچہ ”مَّا أُوتِيتُمْ“ کا خطاب یہود کے ساتھ خاص ہو۔ ۱۹۸ یعنی قرآن کریم کو

سینوں اور صحیفوں سے محو کر دیتے (مٹا دیتے) اور اس کا کوئی اثر باقی نہ چھوڑتے۔ ۱۹۹ کہ قیامت تک اس کو باقی رکھا اور ہر تغیر و تبدل سے محفوظ فرمایا۔ حضرت ابن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پاک خوب پڑھو! اس سے پہلے کہ قرآن پاک اٹھایا جائے کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قرآن پاک نہ اٹھایا جائے۔

۱۹۰ کہ اس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کو باقی و محفوظ رکھا اور آپ کو تمام بنی آدم کا سردار اور خاتم النبیین کیا اور مقام محمود عطا فرمایا۔ ۱۹۱ بلاغت اور

حسن نظم و ترتیب اور علوم غیبیہ و معارف الہیہ میں سے کسی کمال میں۔

بِسْمِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِشَيْءٍ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا

ظہیراً ۸۸) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ

مددگار ہو ۱۹۲ اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل (مثالیں) طرح طرح بیان فرمائی تو اکثر

أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۸۹) وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ

آدمیوں نے نہ مانا مگر ہاشکر کرنا ۱۹۳ اور بولے کہ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے

الْأَرْضُ يَنْبُوعًا ۹۰) أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ مَّحِيلٍ وَعَنْبٌ فَتُفَجَّرَ

زمین سے کوئی چشمہ بہا دو ۱۹۴ یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تم اس کے اندر

۱۹۵) شایعہ نزل: مشرکین نے کہا تھا کہ ہم چاہیں تو اس قرآن کی مثل بنالیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی کہ خالق کے

کلام کے مثل مخلوق کا کلام ہو ہی نہیں سکتا اگر وہ سب باہم مل کر کوشش کریں جب بھی ممکن نہیں کہ اس کلام کے مثل لاسکیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تمام کفار عاجز ہوئے اور

انہیں رسوائی اٹھانا پڑی اور وہ ایک سطر بھی قرآن کریم کے مقابل بنا کر پیش نہ کر سکے۔ ۱۹۶) اور حق سے منکر ہونا اختیار کیا۔ ۱۹۷) شایعہ نزل: جب قرآن کریم کا اعجاز

(معجزہ) خوب ظاہر ہو چکا اور معجزات و واضحات نے حجت قائم کر دی اور کفار کے لیے کوئی جائے عذر باقی نہ رہی تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے طرح طرح کی

نشانیاں طلب کرنے لگے اور انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔ مروی ہے کہ کفار قریش کے سردار کعبہ معظمہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلوایا۔ حضور تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ آج گفتگو کر کے آپ سے معاملہ طے کر لیں تاکہ ہم پھر

آپ کے حق میں معذرت سمجھے جائیں، عرب میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم پر وہ شداوند کئے ہوں جو آپ نے کئے ہیں، آپ نے ہمارے باپ دادا کو برا

کہا، ہمارے دین کو عیب لگائے، ہمارے دانش مندوں کو کم عقل ٹھہرایا، مجبوروں کی توہین کی، جماعت متفرق کر دی، کوئی برائی اٹھا نہ رکھی، اس سے تمہاری غرض کیا

ہے؟ اگر تم مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لیے اتنا مال جمع کر دیں کہ ہماری قوم میں تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ، اگر اعزاز چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنالیں، اگر

ملک و سلطنت چاہتے ہو تو ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کر لیں، یہ سب باتیں کرنے کیلئے ہم تیار ہیں اور اگر تمہیں کوئی دماغی بیماری ہو گئی ہے یا کوئی خلش (چھین و درد) ہو گیا

ہے تو ہم تمہارا علاج کریں اور اس میں جس قدر خرچ ہوا اٹھائیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے کوئی بات نہیں اور میں مال و سلطنت و سرداری

کسی چیز کا طلبگار نہیں، واقعہ صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا اور مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور حکم دیا کہ میں تمہیں اس کے ماننے پر اللہ کی رضا اور

نعمت آخرت کی بشارت دوں اور انکار کرنے پر عذاب الہی کا خوف دلاؤں، میں نے تمہیں اپنے رب کا پیام پہنچایا اگر تم اسے قبول کرو تو تمہارے لیے دنیا و آخرت کی

خوش نصیبی ہے اور نہ مانو تو میں صبر کروں گا اور اللہ کے فیصلہ کا انتظار کروں گا۔ اس پر ان لوگوں نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر آپ ہمارے معروضات

(پیشکش) کو قبول نہیں کرتے ہیں تو ان پہاڑوں کو ہٹا دیجئے اور میدان صاف نکال دیجئے اور نہریں جاری کر دیجئے اور ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے ہم

ان سے پوچھ دیکھیں کہ آپ جو فرماتے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم مان لیں گے۔ حضور نے فرمایا: میں ان باتوں کے لیے نہیں بھیجا گیا جو پہنچانے کے

لیے میں بھیجا گیا تھا وہ میں نے پہنچا دیا اگر تم مانو تمہارا نصیب نہ مانو تو میں خدائی فیصلہ کا انتظار کروں گا۔ کفار نے کہا: پھر آپ اپنے رب سے عرض کر کے ایک فرشتہ بلوا

لیجئے جو آپ کی تصدیق کرے اور اپنے لیے باغ اور محل اور سونے چاندی کے خزانے طلب کیجئے۔ فرمایا کہ میں اس لیے نہیں بھیجا گیا، میں بشر و نذیر (خوشخبری دینے اور

ڈرسانے والا) بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس پر کہنے لگے: تو ہم پر آسمان کروا دیجئے اور بعضے ان میں سے یہ بولے کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ کو اور فرشتوں

کو ہمارے سامنے نہ لائیں۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مجلس سے اٹھ آئے اور عبد اللہ بن امیہ آپ کے ساتھ اٹھا اور آپ سے کہنے لگا: خدا کی قسم! میں

کبھی آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک تم سیڑھی لگا کر آسمان پر نہ چڑھو اور میری نظروں کے سامنے وہاں سے ایک کتاب اور فرشتوں کی ایک جماعت لے کر نہ آؤ

اور خدا کی قسم! اگر یہ بھی کرو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں پھر بھی نہ مانوں گا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ یہ لوگ اس قدر ضد اور عناد میں ہیں اور

ان کی حق دشمنی حد سے گزر گئی ہے تو آپ کو ان کی حالت پر رنج ہوا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

الَاٰنْهَآ خَلَلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقَطُ السَّمَآءُ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا

بہتی نہریں رواں کرو یا تم ہم پر آسمان گرا دو جیسا تم نے کہا ہے

كِسْفًا اَوْ تَاْتِي بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ رُّحْرٍ

کھڑے کھڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ ۱۹۵ یا تمہارے لئے طلائی (سونے کا) گھر ہو

اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۚ وَلَنْ نُؤْمِنَ بِرُقِيَّتِكَ حَتّٰى تُنْزِلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا

یا تم آسمان میں چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو

تَقْرَؤْهُ ۚ قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّيْٓ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۙ وَمَا مَنَعُ

جو ہم پڑھیں تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا ۱۹۶ اور کس بات نے

النَّاسَ اَنْ يُؤْمِنُوْا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَبْعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا

لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول

رَّسُوْلًا ۙ قُلْ لَّوْكَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّسْمُوْنَ مَطٰٓئِيْنَ لَنَنْزِلُنَا

بنا کر بھیجا ۱۹۷ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے ۱۹۸ چین (اطمینان) سے چلتے تو ان پر

عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۙ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِيْ وَ

ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے ۱۹۹ تم فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے

بَيْنَكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۙ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

تمہارے درمیان ۲۰۰ بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے اور جسے اللہ راہ دے وہی

الْمُهْتَدٰى ۚ وَمَنْ يُضِلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۚ وَنَحْشُرُهُمْ

راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے ۲۰۱ تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے ۲۰۲ اور ہم انہیں

۱۹۵ جو ہمارے سامنے تمہارے صدق (سچا ہونے) کی گواہی دیں۔ ۱۹۶ میرا کام اللہ کا پیام پہنچا دینا ہے، وہ میں نے پہنچا دیا، اب جس قدر معجزات و آیات یقین

و اطمینان کے لیے درکار ہیں ان سے بہت زیادہ میرا پروردگار ظاہر فرما چکا، حجت ختم ہو گئی، اب یہ سمجھ لو کہ رسول کے انکار کرنے اور آیات الہیہ سے مکرنے کا کیا انجام

ہوتا ہے۔ ۱۹۷ رسولوں کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے کمالات کے مؤقر اور مؤخر ف (اقرار و اعتراف کرنے والے)

نہ ہوئے بھی ان کے کفر کی اصل تھی اور اسی لیے وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے

کہ اے حبیب! ان سے ۱۹۸ وہی اس میں بستے ۱۹۹ کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا

نہایت ہی بے جا ہے۔ ۲۰۰ میرے صدق و ادائے فرض رسالت اور تمہارے کذب و عداوت پر ۲۰۱ اور تو نیک نہ دے ۲۰۲ جو انہیں ہدایت کریں۔

يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمَاءٌ بَكِيَّا وَصَبَّا ۖ مَا وَرَهُمُ جَهَنَّمَ ۖ كُلًّا

قیامت کے دن ان کے منہ کے بل قہقہے اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے قہقہے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی

خَبَتْ زِدْنَهُمْ سَعِيرًا ۙ ذٰلِكَ جَزَاءُ وَّهُمْ بِآثَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآلِيتِنَا وَقَالُوا

بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ انھوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا اور بولے

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ؕ اِنَّا لَسَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۙ اَوَلَمْ

کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا سچ مچ ہم نئے بن کر اٹھائے جائیں گے اور کیا

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ

وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے قہقہے ان لوگوں کی مثل بنا

مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَا رَيْبَ فِيْهِ ۖ فَاَبٰى الظَّالِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۙ

سکتا ہے قہقہے اور اس نے ان کے لئے قہقہے ایک میعاد ٹھہرا رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں تو ظالم نہیں مانتے بے ناشکری کے قہقہے

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَسْلِكُوْنَ خَزَاۤئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْ ؕ اِذَا لَا مُسَكِّمُ خَشِيَّةَ

تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے قہقہے تو انھیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ

الْاِنْفَاقِ ۖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۙ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰى تِسْعَ اٰتِیْ

نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنبوس ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو روشن

بَيِّنٰتٍ فَمَسَّلَ بَنٰی اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَا اُظَنُّكَ

نشانیوں دیں قہقہے تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ قہقہے ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال

یٰمُوسٰى مَسْحُوْرًا ۙ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَءَبٌ

میں تو تم پر جادو ہوا قہقہے کہا یقیناً تو خوب جانتا ہے قہقہے کہ انھیں نہ اتارا مگر

۲۰۳ گھٹنا ۲۰۴ جیسے وہ دنیا میں حق کے دیکھنے بولنے اور سننے سے اندھے، گونگے، بہرے بنے رہے، ایسے ہی اٹھائے جائیں گے۔ ۲۰۵ ایسے عظیم وسیع وہ قہقہے یہ

اس کی قدرت سے کچھ عجیب نہیں ۲۰۷ عذاب کی یا موت و بعث کی ۲۰۸ باوجود دلیل واضح اور حجت قائم ہونے کے ۲۰۹ جن کی کچھ انتہا نہیں ۲۱۰ حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: وہ نشانیاں یہ ہیں: عصا، ید بیضا، وہ عقده جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک میں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو حل فرمایا

اور دریا کا چھٹنا اور اس میں رستے بنا، طوفان، ٹیڑی (ٹڈی دل)، گھن، مینڈک، خون۔ ان میں سے چھ آخر کا مفصل بیان نویں پارے کے چھٹے رکوع میں گزر چکا۔

۲۱۱ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ۲۱۲ یعنی معاذ اللہ جادو کے اثر سے تمہاری عقل بجا (دُڑست) نہ رہی یا ”مسحور“ ساحر کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ

عجائب جو آپ دکھاتے ہیں یہ جادو کے کرشمہ ہیں، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۲۱۳ اے فرعون! (دشمنی رکھنے والے)۔

السُّبُوتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَا ظُنُّكَ يَفِرُّعُونَ مَثْبُورًا ۝۱۰

آسمانوں اور زمین کے مالک نے دل کی آنکھیں کھولنے والیاں ۲۱۴ اور میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے ۲۱۵

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَعْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ جَمِيعًا ۝۱۰۳

تو اس نے چاہا کہ ان کو ۲۱۶ زمین سے نکال دے تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں سب کو ڈبو دیا ۲۱۷ اور

قُلْنَا مِمَّنْ بَعْدَہٗ لِبَنِي اِسْرَآءِیْلَ اَسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ

اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس زمین میں بسو ۲۱۸ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے

الْاُخْرٰی جُنَّا بِكُمْ لَفِیْفًا ۝۱۰۴ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ط وَمَا

گا ۲۱۹ ہم تم سب کو گھال میل لے آئیں گے ۲۲۰ اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق ہی کے ساتھ اترا ۲۲۱ اور

اَرْسَلْنَاكَ الْاَمْبَشَّرَ اَوْنَذِیْرًا ۝۱۰۵ وَقُرْاْنَا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَ عَلَی النَّاسِ

ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے ۲۲۲ اتارا کہ تم اسے لوگوں پر پڑھ کر پڑھو ۲۲۳

عَلٰی مُكْتٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِیْلًا ۝۱۰۶ قُلْ اٰمِنُوْا بِہٖ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ط اِنَّ الَّذِیْنَ

اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا ۲۲۴ تم فرماؤ کہ تم لوگ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ ۲۲۵ بے شک وہ جنہیں

اَوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖ اِذَا یَتْلٰی عَلَیْہُمْ یَخْرُؤْنَ لِلاَّ ذُقَانِ سَجْدًا ۝۱۰۷

اس کے اترنے سے پہلے علم ملا ۲۲۶ جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں

۲۱۷ کہ ان آیات سے میرا صدق اور میرا غیر منحور (جادو کیا ہوا نہ) ہونا اور ان آیات کا خدا کی طرف سے ہونا ظاہر ہے۔ ۲۱۸ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف

سے فرعون کے اس قول کا جواب ہے کہ اس نے آپ کو منحور کہا تھا مگر اس کا قول کذب و باطل تھا جسے وہ خود بھی جانتا تھا مگر اس کے عناد نے اس سے کہلایا اور آپ کا

ارشاد حق و صحیح۔ چنانچہ ویسا ہی واقعہ ہوا۔ ۲۱۹ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو مصر کی ۲۲۰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو ہم نے سلامتی

عطا فرمائی۔ ۲۱۸ یعنی زمین مصر و شام میں۔ (غازن و قرطبی) ۲۱۹ یعنی قیامت۔ ۲۲۰ موقف (میدان) قیامت میں پھر سعداء (سعادت مندوں) اور اشقیاء

(بد بختوں) کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیں گے۔ ۲۲۱ شیاطین کے غلط (غلط) سے محفوظ رہا اور کسی تغیر نے اس میں راہ نہ پائی۔ تبیان میں ہے کہ حق سے مراد سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔ فائدہ: آیت شریفہ کا یہ جملہ ہر ایک بیماری کے لیے عمل مجرب ہے، موضع مرض (مرض کی جگہ) پر ہاتھ رکھ کر پڑھ کر دم

کر دیا جائے تو باذن اللہ بیماری دور ہو جاتی ہے۔ محمد بن سماک بیمار ہوئے تو ان کے متولین (عقیدت مند) قارورہ (پیشاب کی شیشی) لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس

بغرض علاج گئے، راہ میں ایک صاحب ملے، نہایت خوش رو و خوش لباس (یعنی ہشاش بشاش چہرے اور صاف ستھرے لباس والے)، ان کے جسم مبارک سے نہایت

پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی، انہوں نے فرمایا: کہاں جاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ابن سناک کا قارورہ دکھانے کے لیے فلاں طبیب کے پاس جاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

سبحان اللہ! اللہ کے ولی کے لیے خدا کے دشمن سے مدد چاہتے ہو! قارورہ پھینکو، واپس جاؤ! اور ان سے کہو کہ مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھو ”بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ

نَزَّلَ“ یہ فرما کرو ہر بزرگ غائب ہو گئے۔ ان صاحبوں نے واپس ہو کر ابن سماک سے واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمے پڑھے، فوراً آرام ہو گیا اور

ابن سماک نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر تھے علی نبینا وعلیہ السلام۔ ۲۲۲ تیس سال کے عرصہ میں ۲۲۳ تاکہ اس کے مضامین آسانی سننے والوں کے ذہن نشین ہوتے

رہیں۔ ۲۲۴ حسب اقتضائے مصالح و حوادث (یعنی مختلف مصلحتوں اور واقعات کی ضرورت کے پیش نظر) ۲۲۵ اور اپنے لیے نعمت آخرت اختیار کرو یا عذاب جنم۔

وَيَقُولُونَ سُبْحَنَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝۱۰۸ وَيَخِرُّونَ

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا ۲۲۷ اور ٹھوڑی

لِلَّذِّقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝۱۰۹ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا

کے بل گرتے ہیں ۲۲۸ روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکا بڑھاتا ہے ۲۲۹ تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا

الرَّحْمَنِ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْبَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ

رحمن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں ۲۳۰ اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو

وَلَا تَخَافُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۝۱۱۰ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو ۲۳۱ اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ

نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا ۲۳۲ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ۲۳۳ اور کمزوری سے کوئی

وَلِيُّ مِنَ الدُّلِّ وَكَبِّرُهُ تَكْبِيرًا ۝۱۱۱

اس کا حمایتی نہیں ۲۳۴ اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو ۲۳۵

﴿اٰیٰتِهَا ۱۱۰﴾ ﴿سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۶۹﴾ ﴿رُكُوْعَاتِهَا ۱۲﴾

سورہ کہف مکہ ہے، اس میں ۱۱۰ آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں

۲۲۶ یعنی مؤمنین اہل کتاب جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انتظار و جستجو میں تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد شرف اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان فارسی اور ابوذر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۲۲۷ جو اس نے اپنی پہلی کتابوں میں فرمایا تھا کہ نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمائیں گے۔ ۲۲۸ اپنے رب کے حضور عاجز و نیاز سے نرم دلی سے۔ ۲۲۹ مسئلہ: قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے۔ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنم میں نہ جائے گا جو خوف الہی سے روئے۔ ۲۳۰ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک شب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں ”یا اللہ یا رحمن“ فرماتے رہے۔ ابو جہل نے سنا تو کہنے لگا کہ (حضرت) محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ اور رحمن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمن دونوں ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔ ۲۳۱ یعنی متوسط آواز سے پڑھو جس سے مقتدی بآسانی سن لیں۔ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں جب اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تو قراءت بلند آواز سے فرماتے۔ مشرکین سنتے تو قرآن پاک کو اور اس کے نازل فرمانے والے کو اور جن پر نازل ہوا ان سب کو گالیاں دیتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۳۲ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا گمان ہے۔ ۲۳۳ جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں۔ ۲۳۴ یعنی وہ کمزور نہیں کہ اس کو کسی حمایتی اور مددگار کی حاجت ہو۔ ۲۳۵ حدیث شریف میں ہے: روز قیامت جنت کی طرف سب سے پہلے وہی لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ بہترین دعا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ ہے اور بہترین ذکر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“۔ (ترمذی) مسلم شریف کی حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے بہت پیارے ہیں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ“ فائدہ: اس آیت کا نام آیۃ المعجز ہے۔ بنی عبدالمطلب کے بچے جب بولنا شروع کرتے تھے تو ان کو سب سے پہلے یہی آیت ”قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي“ سکھائی جاتی تھی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهٖ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری ہے اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی (ذرا بھی ٹیڑھا پن نہ رکھا) ہے

قِيَمًا لِّيُنْذِرَ اَبَاسًا شَرِيۡدًا ۚ مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيۡنَ الَّذِيۡنَ

عدل والی کتاب کہ وہ اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ایمان والوں کو جو

يَعْمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲ مَا كَثِيۡنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۳

نیک کام کریں بشارت دے کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے

وَيُنْذِرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝۴ مَا لَهُمۡ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۚ وَلَا

اور ان کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا اس بارے میں نہ وہ کچھ علم رکھتے ہیں نہ

لَاۤ اَبَآئِهِمۡ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْۢ أَفْوَاهِهِمْ ۚ اِنْ يَقُوۡلُوۡنَ اِلَّا

ان کے باپ دادا کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا (بالکل) جھوٹ کہہ

كٰذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اِثٰرِهِمْ اِنْ لَّمۡ يُؤْمِنُوۡا بِهٰذَا

رہے ہیں تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر وہ ایمان نہ لائیں

اَلْحَدِيۡثِ اَسْفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلٰی الْاَرْضِ زَيۡنَةً لِّهَا لِنَبۡلُوۡهُمْ

غم سے وہ بے شک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے وہ کہ انہیں آزمائیں

اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَيۡهَا صَعِيۡدًا جُرۡرًا ۝۸ اَمْ

ان میں کس کے کام بہتر ہیں وہ اور بے شک جو کچھ اس پر ہے ایک دن ہم اسے پٹ پر (چٹیل، بے کار) میدان کر چھوڑیں گے وہ کیا

۱۔ اس سورت کا نام سورۃ کہف ہے، یہ سورت مکیہ ہے، اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور ایک ہزار پانچ سو ستر کلمے اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حرف ہیں۔ ۲۔ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۳۔ یعنی قرآن پاک جو اس کی بہترین نعمت اور بندوں کے لیے نجات و فلاح کا سبب ہے۔ ۴۔ لفظی نہ معنوی نہ اس میں اختلاف نہ

تناقض۔ ۵۔ کفار کو وہ کفار کے خالص جہالت سے یہ بہتان اٹھاتے اور ایسی باطل بات کہتے ہیں۔ ۶۔ یعنی قرآن شریف پر۔ ۷۔ اس میں نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی قلب فرمائی گئی کہ آپ ان بے ایمانوں کے ایمان سے محروم رہنے پر اس قدر رنج و غم نہ کیجئے اور اپنی جان پاک کو اس غم سے ہلاکت

میں نہ ڈالیے۔ ۸۔ وہ خواہ حیوان ہو یا نبات یا معادن (پہاڑ کی کانیں) یا آنہار (نہریں)۔ ۹۔ اور کون زہد اختیار کرتا اور محرمات و ممنوعات (حرام کردہ اور منع کی

ہوئی چیزوں) سے بچتا ہے۔ ۱۰۔ اور آباد ہونے کے بعد ویران کر دیں گے اور نبات و اشجار وغیرہ جو چیزیں زینت کی تھیں ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا تو دنیا

کی ناپائیدار زینت پر شیفہ نہ ہو۔

حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ

تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ۳۱ ہماری ایک عجیب نشانی تھے جب

أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ

ان جوانوں نے ۳۱ غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے ۳۱ اور ہمارے

۳۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رقیم اس وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کھف ہیں۔ آیت میں ان اصحاب کی نسبت فرمایا کہ وہ ۳۱ اپنی

کافروں سے اپنا ایمان بچانے کے لیے ۳۱ اور ہدایت و نصرت اور رزق و مغفرت اور دشمن سے امن عطا فرما۔ ”اصحاب کھف“ قوی ترین قول یہ ہے کہ سات حضرات

تھے اگرچہ ان کے ناموں میں کسی قدر اختلاف ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت پر جو خازن میں ہے ان کے نام یہ ہیں: مکسلمینا،

بمیلیخا، مرطونس، بینونس، سارینونس، ذونانس، کشفیط طونس اور ان کے کتے کا نام قسطمیر ہے۔ خواص: یہ اسماء لکھ کر دروازے پر لگا دیئے

جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں ہوتا، کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا، بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس

آ جاتا ہے کہیں آگ لگی ہو اور یہ اسماء کپڑے میں لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بچھ جاتی ہے، بچے کے رونے، باری کے بخار، دروسر، ام الصبیان، خشکی و تری کے سفر میں

جان و مال کی حفاظت، عقل کی تیزی، قیدیوں کی آزادی کے لیے یہ اسماء لکھ کر بطریق تعویذ بازو میں باندھے جائیں۔ (جمل) واقعہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد

اہل انجیل کی حالت ابتر ہو گئی، وہ بت پرستی میں مبتلا ہوئے اور دوسروں کو بت پرستی پر مجبور کرنے لگے، ان میں دقیا نوس بادشاہ بڑا جاہل تھا جو بت پرستی پر راضی نہ ہوتا اس

کو قتل کر ڈالتا، اصحاب کھف شہر افسوس کے شرفاء و معززین میں سے ایماندار لوگ تھے۔ دقیا نوس کے جبر و ظلم سے اپنا ایمان بچانے کے لیے بھاگے اور قریب کے پہاڑ

میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوئے، وہاں سو گئے، تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حال میں رہے۔ بادشاہ کو جتو سے معلوم ہوا کہ وہ غار کے اندر ہیں تو اس نے

حکم دیا کہ غار کو ایک سنگین دیوار کھینچ کر بند کر دیا جائے تاکہ وہ اس میں مکر رہ جائیں اور وہ ان کی قبر ہو جائے، یہی ان کی سزا ہے۔ شمال حکومت (حکومتی عہدے

داران) میں سے یہ کام جس کے سپرد کیا گیا وہ نیک آدمی تھا، اس نے ان اصحاب کے نام تعداد پورا واقعہ رانگ (ایک نرم دھات) کی تختی پر کندہ کر کرتا بنے کے

صندوق میں دیوار کی بنیاد کے اندر محفوظ کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی طرح ایک تختی شاہی خزانے میں بھی محفوظ کرادی گئی۔ کچھ عرصہ بعد دقیا نوس ہلاک ہوا،

زمانے گزرے، سلطنتیں بدلیں، تا آنکہ (یہاں تک کہ) ایک نیک بادشاہ فرما زوا ہوا، اس کا نام بیدروس تھا جس نے اڑسٹھ سال حکومت کی، پھر ملک میں فرقہ بندی

پیدا ہوئی اور بعض لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور قیامت آنے کے منکر ہو گئے بادشاہ ایک تنہا مکان میں بند ہو گیا اور اس نے گریہ و زاری سے بارگاہ الہی میں دعا کی یا

رب! کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما جس سے خلق کو مرنے کے اٹھنے اور قیامت آنے کا یقین حاصل ہو، اسی زمانہ میں ایک شخص نے اپنی بکریوں کے لیے آرام کی جگہ

حاصل کرنے کے واسطے اسی غار کو تجویز کیا اور دیوار گرا دی دیوار گرنے کے بعد کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ گرانے والے بھاگ گئے۔ اصحاب کھف حکم الہی فرماں و

شاداں (مسرور و خوشحال) اٹھے چہرے شگفتہ، طبیعتیں خوش، زندگی کی تروتازگی موجود، ایک نے دوسرے کو سلام کیا نماز کے لیے کھڑے ہو گئے فارغ ہو کر بیٹھنا سے کہا

کہ آپ جانیے اور بازار سے کچھ کھانے کو بھی لائیے اور یہ خبر بھی لائیے کہ دقیا نوس کا ہم لوگوں کی نسبت کیا ارادہ ہے؟ وہ بازار گئے اور شہر پناہ کے دروازے پر اسلامی

علامت دیکھی نئے نئے لوگ پائے انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی قسم کھاتے سنا جب ہوا یہ کیا معاملہ ہے؟ کل تو کوئی شخص اپنا ایمان ظاہر نہیں کر سکتا تھا، حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا نام لینے سے قتل کر دیا جاتا تھا، آج اسلامی علامتیں شہر پناہ پر ظاہر ہیں، لوگ بے خوف و خطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی قسم کھاتے ہیں پھر آپ

نان بُز (نان بانی) کی دوکان پر گئے، کھانا خریدنے کے لیے اس کو دقیا نوسی سکہ کاروبہ دیا، جس کا چلن صدیوں سے موقوف ہو گیا تھا اور اس کا دیکھنے والا کوئی بھی باقی نہ

رہا تھا۔ بازار والوں نے خیال کیا کہ کوئی پرانا خزانہ ان کے ہاتھ آ گیا ہے، انہیں پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے وہ نیک شخص تھا، اس نے بھی ان سے دریافت کیا کہ

خزانہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: خزانہ کہیں نہیں ہے یہ روپیہ ہمارا اپنا ہے۔ حاکم نے کہا: یہ بات کسی طرح قابل یقین نہیں، اس میں جو سہ (سن) موجود ہے وہ تین سو

برس سے زیادہ کا ہے اور آپ نوجوان ہیں، ہم لوگ بوڑھے ہیں، ہم نے تو کبھی یہ سکہ دیکھا ہی نہیں آپ نے فرمایا میں جو دریافت کروں وہ ٹھیک ٹھیک بتاؤ تو

عقدہ (معاملہ) حل ہو جائے گا یہ بتاؤ کہ دقیا نوس بادشاہ کس حال و خیال میں ہے؟ حاکم نے کہا کہ آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں، بیگزوں برس ہوئے

جب ایک بے ایمان بادشاہ اس نام کا گزرا ہے۔ آپ نے فرمایا: کل ہی تو ہم اس کے خوف سے جان بچا کر بھاگے ہیں، میرے ساتھی قریب کے پہاڑ میں ایک غار

کے اندر پناہ گزین ہیں، چلو! میں تمہیں ان سے ملا دوں حاکم اور شہر کے عمائد (معززین) اور ایک خلق کثیران کے ہمراہ سر غار پہنچے، اصحاب کھف بیٹھنا کے انتظار میں

تھے، بشر لوگوں کے آنے کی آواز اور کھٹکے سن کر سمجھے کہ بیٹھنا پکڑے گئے اور دقیا نوسی فوج ہماری جتو میں آ رہی ہے اللہ کی حمد اور شکر بجالانے لگے، اتنے میں یہ لوگ پہنچے،

لَنَامِنْ أَمْرِنَا رَاشِدًا ۱۰ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ

کام میں ہمارے لئے راہ یابی (راہ پانے) کے سامان کر تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس

عَدَدًا ۱۱ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِسَالِبَتِهَا أَمَّا ۱۲

تھپکا ۱۱ پھر ہم نے انھیں جگایا کہ دیکھیں وہ دو گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۱۳ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَ

ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور

زِدْنَاهُمْ هُدًى ۱۴ وَ رَابِطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ

ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی اور ہم نے ان کے دلوں کی ڈھارس بندھائی جب ۱۴ کھڑے ہو کر بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوًا مِنْ دُونِهَا إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا

آسمان اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے ایسا ہوتا تو ہم نے ضرور حد سے گزری ہوئی

شَطَطًا ۱۵ هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهَا إِلَهَةً ۱۶ لَوْلَا يَأْتُونَ

بات کہی یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں نہیں لاتے

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ بَيِّنٌ ۱۷ فَسَنُأْظِلُّم مِّنْ أَفْتَرٰى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۱۸ وَإِذْ

ان پر کوئی روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۷ اور جب

یہ لہجہ نے تمام قصہ سنایا ان حضرات نے سمجھ لیا کہ ہم حکم الہی اتنا طویل زمانہ سوئے اور اب اس لیے اٹھائے گئے ہیں کہ لوگوں کے لیے بعد موت زندہ کئے جانے کی

دلیل اور نشانی ہوں حاکم سر غار پہنچا تو اس نے تانبے کا صندوق دیکھا اس کو کھولا تو تختی برآمد ہوئی، اس تختی میں ان اصحاب کے اسماء اور ان کے کتے کا نام لکھا تھا، یہ بھی

لکھا تھا کہ یہ جماعت اپنے دین کی حفاظت کے لیے دقیانوس کے ڈر سے اس غار میں پناہ گزین ہوئی۔ دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار سے انہیں غار میں بند کر دینے

کا حکم دیا۔ ہم یہ حال اس لیے لکھتے ہیں کہ جب کبھی غار کھلے تو لوگ حال پر مطلع ہو جائیں، یہ لوح پڑھ کر سب کو تعجب ہوا اور لوگ اللہ کی حمد و ثنا بجالائے کہ اس نے

ایسی نشانی ظاہر فرمادی جس سے موت کے بعد اٹھنے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ حاکم نے اپنے بادشاہ بیدروس کو واقعہ کی اطلاع دی وہ امراء و عمائد کو لے کر حاضر ہوا

اور سجدہ شکر الہی بجالایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔ اصحاب کہف نے بادشاہ سے معافدہ کیا اور فرمایا ہم تمہیں اللہ کے سپرد کرتے ہیں والسلام علیک

ورحمة اللہ وبرکاتہ، اللہ تیری اور تیرے ملک کی حفاظت فرمائے اور جن و انس کے شر سے بچائے بادشاہ کھڑا ہی تھا کہ وہ حضرات اپنی خوابگا ہوں کی طرف واپس

ہو کر مصروف خواب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی۔ بادشاہ نے سال (نامی ایک درخت) کے صندوق میں ان کے اجساد (جسموں) کو محفوظ کیا اور اللہ

تعالیٰ نے رُعب (جلال و شان و شوکت) سے ان کی حفاظت فرمائی کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہاں پہنچ سکے۔ بادشاہ نے سر غار (غار کے سرے پر) مسجد بنانے کا حکم دیا

اور ایک سُرور (خوشی) کا دن معین کیا، ہر سال لوگ عید کی طرح وہاں آ کر سیں۔ (خازن وغیرہ) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صالحین میں عرس کا معمول قدیم

(پہلے) سے ہے۔ ۱۶ یعنی انہیں ایسی نیند سلا دیا کہ کوئی آواز بیدار نہ کر سکے۔ ۱۷ کہ اصحاب کہف کے ۱۸ دقیانوس بادشاہ کے سامنے ۱۹ اور اس کے

لیے شریک اور اولاد بٹھرائے پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔

اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوَّا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرُ لَكُمْ رَبُّكُمْ

تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لئے

مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ أَمْرِكُمْ مَّرْفَقًا ۝۱۶

اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا اور اے محبوب تم سورج کو دیکھو گے کہ جب

طَلَعَتْ تَرَوْهُمُ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقَرُّهُمْ ذَاتَ

نکلتا ہے تو ان کے غار سے دہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو انہیں بائیں طرف

الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ط مَن يَّهْدِ اللَّهُ فَهُوَ

کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلمیدان میں ہیں و لا یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی

الْمُهْتَدِ ۚ وَمَن يُضِلُّ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝۱۷

راہ پر اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے اور تم انہیں

أَيْقَظُوا لَهُمْ رُقُودًا ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَكَلْبُهُم

جاگتا سمجھو و لا اور وہ سوتے ہیں اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں و لا اور ان کا کتا

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ط لَوِ اطَّلَعَتْ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتُ مِنْهُمْ فِرَارًا

اپنی کلاںیاں پھیلانے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر و لا اے سننے والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے

وَلَوْلِيتُ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝۱۸

اور ان سے ہیبت میں بھر جائے و لا اور یونہی ہم نے ان کو جگایا و لا کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں و لا ان میں

قَائِلٌ مِّنْهُمْ كُتِبَتْ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذُنُوبُهُمْ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

ایک کہنے والا بولا و لا تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ بولے کہ ایک دن رہے یا دن سے کم و لا دوسرے بولے تمہارا رب

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَازِلُ مُتَقَابِلِينَ ۚ أَصْحَابُ الْأَيْمَنِ عَلَى الْبِشْرِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ فِيهَا مَنَازِلُ مُتَقَابِلِينَ ۚ أَصْحَابُ الْأَيْمَنِ عَلَى الْبِشْرِ ۚ

و لا یعنی ان پر تمام دن سایہ رہتا ہے اور طلوع سے غروب تک کسی وقت بھی دھوپ کی گرمی انہیں نہیں پہنچتی و لا اور تازہ ہوائیں ان کو پہنچتی ہیں۔ و لا کیونکہ ان

کی آنکھیں کھلی ہیں۔ و لا سال میں ایک مرتبہ دسویں محرم کو و لا جب وہ کروٹ لیتے ہیں وہ بھی کروٹ بدلتا ہے۔ فائدہ: تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جو کوئی ان کلمات

”وَكَلْبُهُمْ بِأَسْطِ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ“ کو لکھ کر اپنے ساتھ رکھے کتے کے ضرر سے امن میں رہے۔ و لا اللہ تعالیٰ نے ایسی ہیبت سے ان کی حفاظت فرمائی ہے کہ

ان تک کوئی جانیں سکتا۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنگ روم کے وقت کھف کی طرف گزرے تو انہوں نے اصحاب کھف پر داخل ہونا چاہا حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں منع کیا اور یہ آیت پڑھی پھر ایک جماعت حضرت امیر معاویہ کے حکم سے داخل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا چلائی کہ سب جل گئے۔ و لا ایک مدت دراز کے بعد و لا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ دیکھ کر ان کا یقین زیادہ ہوا اور وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ و لا یعنی مکسمینا جو

ان میں سب سے بڑے اور ان کے سردار ہیں۔ و لا کیونکہ وہ غار میں طلوع آفتاب کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب اٹھے تو آفتاب قریب غروب تھا اس سے

أَعْلَمُ بِالسَّائِثِ ط فَاْبَعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرُوا

خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے وقت تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر واپس شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ

أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ

وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے ۳۲ کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع

أَحَدًا ۱۹) إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ

نہ دے بے شک اگر وہ تمہیں جان لیں گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے ۳۳ یا اپنے دین وقت میں پھیر لیں گے

وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذَا أَبَدًا ۲۰) وَكَذَلِكَ أَعَثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ

اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کردی ۳۴ کہ لوگ جان لیں ۳۴ کہ

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں جب وہ لوگ ان کے معاملہ میں باہم

أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُيُوتًا ط رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ط قَالَ الَّذِينَ

جھگڑنے لگے وقت تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو

غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۲۱) سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ

اس کام میں غالب رہے تھے ۳۵ قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے ۳۶ اب کہیں گے وقت کہ وہ تین ہیں

رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خُمُسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجَاءٌ بِالْغَيْبِ ۚ وَ

چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاؤ نکال (بے تکی) بات وقت اور

انہوں نے گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے۔ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ اجتہاد جائز اور ظن غالب کی بنا پر قول کرنا درست ہے۔ وقت انہیں یا تو الہام سے معلوم ہوا کہ

مدت دراز گزر چکی یا انہیں کچھ ایسے دلائل و قرائن ملے جیسے کہ بالوں اور ناخنوں کا بڑھ جانا۔ جس سے انہوں نے یہ خیال کیا کہ عرصہ بہت گزر چکا۔ ۳۲ یعنی دقیانوسی

سلک کے روپے جو گھر سے لے کر آئے تھے اور سوتے وقت اپنے سر ہانے رکھ لیے تھے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو خرچ ساتھ میں رکھنا طریقہ توکل کے خلاف نہیں

ہے چاہئے کہ بھر و سہ اللہ پر رکھے۔ ۳۳ اور اس میں کوئی شبہ حرمت نہیں۔ ۳۴ اور بری طرح قتل کریں گے۔ ۳۵ یعنی جبر و ستم سے کفری ملت ۳۵ لوگوں کو

دقیانوس کے مرنے اور مدت گزر جانے کے بعد۔ ۳۶ اور بیدروں کی قوم میں جو لوگ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں انہیں معلوم ہو جائے۔ ۳۷ یعنی

ان کی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت بنانے میں۔ ۳۸ یعنی بیدروں بادشاہ اور اس کے ساتھی۔ ۳۹ جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے قرب سے برکت

حاصل کریں۔ (مدارک) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرماتا اور

اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔ مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت حاصل ہوتی ہے اسی لیے اہل اللہ

کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لیے جایا کرتے ہیں اور اسی لیے قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے۔ وقت نصرانی جیسا کہ ان میں سے سید اور عاقب

نے کہا وقت جو بے جانے کہہ دی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی۔

يَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامَنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۖ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ

کچھ کہیں گے سات ہیں ۲۲ اور آٹھواں ان کا کتا ۲۳ تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے ۲۴ انہیں نہیں جانتے

الْأَقَلِيلُ ۚ فَلَا تُبَارِقِيهِمْ إِلَّا مَرَاءً ظَاهِرًا ۚ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ

مگر تھوڑے ۲۵ تو ان کے بارے میں ۲۶ بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو ظاہر ہو چکی ۲۷ اور ان کے ۲۸ بارے میں کسی کتابی سے

أَحَدًا ۚ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۚ (۲۳) إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

کچھ نہ پوچھو اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ

اللَّهُ ۚ وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذْ أَنْسَيْتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنَّ رَبِّي لِأَقْرَبَ

چاہے ۲۹ اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے ۳۰ اور یوں کہہ کہ قریب ہے میرا رب مجھے اس ۳۱ سے نزدیک تر

مِنْ هَٰذَا ارْشَادًا ۚ (۲۴) وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا

راستی (ہدایت) کی راہ دکھائے ۳۲ اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے

تِسْعًا ۚ (۲۵) قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ أَبْصِرْ

نو اوپر ۳۳ تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے ۳۴ اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے سب غیب وہ کیا ہی

۳۵ اور یہ کہنے والے مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو ثابت رکھا کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم حاصل کر کے کہا۔ ۳۶ کیونکہ

جہانوں کی تفصیل اور کائنات ماضیہ و مستقبلہ کا علم اللہ ہی کو ہے یا جس کو وہ عطا فرمائے۔ ۳۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں انہیں قلیل

میں سے ہوں جن کا آیت میں استثناء فرمایا۔ ۳۸ اہل کتاب سے ۳۹ اور قرآن میں نازل فرمادی گئی آپ اتنے ہی پر اکتفا کریں اس معاملہ میں یہود کے جہل کا

اظہار کرنے کے درپے نہ ہوں۔ ۴۰ یعنی اصحاب کہف کے ۴۱ یعنی جب کسی کام کا ارادہ ہو تو یہ کہنا چاہئے کہ ان شاء اللہ ایسا کروں گا، بغیر ان شاء اللہ کے نہ

کہے۔ شان نزول: اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تھا تو حضور نے فرمایا: کل بتاؤں گا اور ان شاء اللہ انہیں

فرمایا تھا کئی روز وحی نہیں آئی پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۴۲ یعنی ان شاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے کہہ لے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تک اس

مجلس میں رہے۔ اس آیت کی تفسیروں میں کئی قول ہیں؛ بعض مفسرین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اگر کسی نماز کو بھول گیا تو یاد آتے ہی ادا کرے۔ (بخاری و مسلم) بعض

عارفین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اپنے رب کو یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے۔ کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذکر کرنے والا) مذکور (ذکر کئے جانے والے)

میں فنا ہو جائے:

ذکرو ذاکر محو گردد بالتزام جملگی مذکور ماند والسلام

(ترجمہ: ذکر اور ذاکر دونوں مذکور کی ذات میں اس طرح فنا ہو جائیں کہ صرف مذکور ہی باقی رہ جائے)

۴۳ واقعہ اصحاب کہف کے بیان اور اس کی خبر دینے۔ ۴۴ یعنی ایسے معجزات عطا فرمائے جو میری نبوت پر اس سے بھی زیادہ ظاہر دلالت کریں جیسے کہ انبیاء

سابقین کے احوال کا بیان اور غیوب کا علم اور قیامت تک پیش آنے والے حوادث و وقائع کا بیان اور شق القمر اور حیوانات سے اپنی شہادتیں دلوانا وغیرہا۔ (غازن و

جمل) ۴۵ اور اگر وہ اس مدت میں جھگڑا کریں تو ۴۶ اسی کا فرمانا حق ہے۔ شان نزول: نجران کے نصرانیوں نے کہا تھا تین سو برس تو ٹھیک ہیں اور نو کی زیادتی کیسی

ہے اس کا ہمیں علم نہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بِهِ وَأَسِعُ ط مَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ مِّنْ وَلِيٍّ ۚ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝۲۶

دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے ۲۶ اُس کے سوا ان کا ۲۷ کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا

وَإِثْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِّنْ كِتَابِ رَبِّكَ ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ۚ وَلَكُنْ

اور تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب ۲۷ تمہیں وحی ہوئی اس کی باتوں کا کوئی بدلے والا نہیں ۲۸ اور ہرگز

تَجِدَ مِّنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝۲۷ وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

تم اس کے سوا پناہ نہ پاؤ گے اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو

بِالْغَدَاوَةِ وَالْعِشِيِّ يَرْيَدُونَ ۚ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ

پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ۲۸ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم

زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تَطْغَمَنَّ ۚ أَغْفَلْنَا قُلُوبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

دنیا کی زندگی کا سنگار (زینت) چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ

هَوَاهُ ۚ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرْطًا ۝۲۸ وَقُلِ الْحَقُّ مِّنْ رَبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَاءَ

اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے ۲۹ تو جو چاہے

فَلْيُؤْمِنْ ۚ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۚ لَا آخَاطُ بِهِمْ

ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے ۲۹ بے شک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھر

سَرَادِقُهَا ط وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ط

لیں گی اور اگر ۳۰ پانی کے لئے فریاد کریں تو ان کی فریادیں ہونگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے (پگھلے) ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون (جلا) دے گا

بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝۲۹ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کیا ہی برا پینا ۳۱ اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام

۳۲ کوئی ظاہر اور کوئی باطن اس سے چھپا نہیں۔ ۳۳ آسمان اور زمین والوں کا ۳۴ یعنی قرآن شریف۔ ۳۵ اور کسی کو اس کے تبدیل و تغیر کی قدرت نہیں

۳۶ یعنی اخلاص کے ساتھ ہر وقت اللہ کی طاعت میں مشغول رہتے ہیں۔ ۳۷ شان نزول: سردارانِ کفار کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

عرض کیا کہ ہمیں غرباء اور شکستہ حالوں کے ساتھ بیٹھتے شرم آتی ہے اگر آپ انہیں اپنی صحبت سے جدا کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اسلام لے آنے سے

خلق کثیر اسلام لے آئے گی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۸ یعنی اس کی توفیق سے اور حق و باطل ظاہر ہو چکا، میں تو مسلمانوں کو ان کی غربت کے باعث

تمہاری دلجوئی کے لیے اپنی مجلس مبارک سے جدا نہیں کروں گا۔ ۳۹ اپنے انجام و آل کو سوچ لے اور سمجھ لے کہ ۴۰ یعنی کافروں ۴۱ پیاس کی شدت سے ۴۲ اللہ

کی پناہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: وہ غلیظ پانی ہے روغنِ زیتون کی تلچھٹ کی طرح۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب وہ منہ کے قریب کیا

جائے گا تو منہ کی کھال اس سے جل کر گر پڑے گی۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ وہ پگھلا یا ہوا رانگ (سیسہ) اور پیتل ہے۔

الصَّلَاحِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝۳۰ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ

کیے ہم ان کے نیک (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں ۳۰ ان کے لئے بسنے کے

عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

باغ ہیں ان کے نیچے ندیاں بہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے ۳۱

وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُندُسٍ وَاسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى

اور سبز کپڑے کریب (ریشم کے باریک) اور قنادیز (موٹے) کے پہنیں گے وہاں تختوں پر

الَّا رَأَيْكَ ۖ نِعْمَ الثَّوَابُ ۖ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝۳۱ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا

تکلیہ لگائے ۳۱ کیا ہی اچھا ثواب اور جنت کیا ہی اچھی آرام کی جگہ اور ان کے سامنے

رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَ

دو مردوں کا حال بیان کرو ۳۲ کہ ان میں ایک کو ۳۲ ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور

جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زُرْعًا ۝۳۲ كُلَّا الْجَنَّتَيْنِ اتَتْهُمَا وَلَمْ تُظْلَمْ مِنْهُ

ان کے باغ کے بیچ میں کھیتی رکھی ۳۲ دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی

شَيْءًا ۖ وَفَجَّرْنَا خِلْفَهُمَا نَهْرًا ۝۳۳ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ

نہ دی ۳۳ اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی اور وہاں پھل رکھتا تھا ۳۳ تو اپنے ساتھی ۳۳ سے بولا اور وہ

يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝۳۴ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ

اس سے رو بدل (بتادلہ خیال) کرتا تھا ۳۴ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں ۳۴ اپنے باغ میں گیا ۳۴ اور اپنی جان پر ظلم

لِنَفْسِهِ ۖ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا ۝۳۵ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ

کرتا ہوا ۳۵ بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت

۳۵ بلکہ انہیں ان کی نیکیوں کی جزا دیتے ہیں۔ ۳۵ ہر جنتی کو تین تین کنگن پہنائے جائیں گے سونے اور چاندی اور موتیوں کے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ وضو کا پانی

جہاں جہاں پہنچتا ہے وہ تمام اعضاء بہشتی زیوروں سے آراستہ کئے جائیں گے۔ ۳۶ شاہانہ شان و شکوہ کے ساتھ ہوں گے۔ ۳۷ کہ کافر و مومن اس میں غور کر کے

اپنا اپنا انجام و مال سمجھیں اور ان دو مردوں کا حال یہ ہے۔ ۳۸ یعنی کافر کو ۳۸ یعنی انہیں نہایت بہترین ترتیب کے ساتھ مرتب کیا۔ ۳۹ بے بہار خوب آئی ۳۹ باغ

والا اس کے علاوہ اور بھی ۳۹ یعنی اموال کثیرہ، سونا، چاندی وغیرہ ہر قسم کی چیزیں ۳۹ ایماندار ۳۹ اور اتر کر اور اپنے مال پر فخر کر کے کہنے لگا کہ ۳۹ میرا کنبہ

قبیلہ بڑا ہے ملازم خدمتگار نوکر چاکر بہت ہیں۔ ۴۰ اور مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر اس کو ساتھ لے گیا وہاں اس کو افتخار ہر طرف لیے پھرا اور ہر چیز دکھائی۔ ۴۰ کفر

کے ساتھ اور باغ کی زینت و زیبائش اور رونق و بہار دیکھ کر مغرور ہو گیا اور۔

قَائِبَةً ۱۷ وَلَئِنْ رُدُّتْ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۝۳۶ قَالَ

قائم ہو اور اگر میں ۱۷ اپنے رب کی طرف پھر کر بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا ۱۸ اس کے ساتھی ۱۹

لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

نے اس سے الٹ پھیر (بحث و مباحثہ) کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا پھر تھکے (صاف شفاف) پانی کی

نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاهُ رَجُلًا ۝۳۷ لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي

بوند سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا ۱۹ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں

أَحَدًا ۝۳۸ وَلَوْلَا إِدْخَالُكَ جَنَّاتٍ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا

کرتا ہوں اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر

بِاللَّهِ ۝۳۹ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝۴۰ فَعَسَىٰ رَبِّي أَنْ

اللہ کی مدد کا ۲۸ اگر تو مجھے اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا تھا ۲۹ تو قریب ہے کہ میرا رب

يُؤْتِيَنَّ خَيْرًا مِنْ جَنَّاتٍ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ

مجھے تیرے باغ سے اچھا دے ۳۰ اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ پٹ پر

صَعِيدًا زَلَقًا ۝۴۱ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۝۴۲

میدان (چٹیل بے کار) ہو کر رہ جائے ۴۱ یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے ۴۲ پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے ۴۳ اور

أَحِيطَ بِشَرِّهِ ۝۴۳ فَاصْبِرْ يَقْلَبْ كَفِّهِ عَلَىٰ مَا أُنْفِقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ

اس کے پھل گھیر لئے گئے ۴۳ تو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا ۴۴ اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹہنیوں (چھتریوں) پر

عُرُوشَهَا وَيَقُولُ لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝۴۴ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ

گرا ہوا تھاف اور کہہ رہا ہے اے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا اور اس کے پاس کوئی جماعت

۴۵ جیسا کہ تیرا گمان ہے بالفرض ۴۶ کیونکہ دنیا میں بھی میں نے بہترین جگہ پائی ہے۔ ۴۷ مسلمان ۴۸ عقل و بلوغ قوت و طاقت عطا کی اور تو سب کچھ

پاکر کافر ہو گیا۔ ۴۹ اگر تو باغ دیکھ کر مامشاء اللہ کہتا اور اعتراف کرتا کہ یہ باغ اور اس کے تمام محاصل (پیداوار) و منافع اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے فضل و کرم

سے ہیں اور سب کچھ اس کے اختیار میں ہے، چاہے اس کو آبدار رکھے چاہے ویران کرے، ایسا کہتا تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوتا تو نے ایسا کیوں نہیں کہا۔ ۵۰ اس وجہ

سے تکبر میں مبتلا تھا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا۔ ۵۱ دنیا میں یا عقلی میں ۵۲ کہ اس میں سبزہ کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ ۵۳ نیچے چلا جائے کسی طرح نکالانہ

جاسکے۔ ۵۴ چنانچہ ایسا ہی ہوا عذاب آیا۔ ۵۵ اور باغ بالکل ویران ہو گیا۔ ۵۶ پشیمانی اور حسرت سے ۵۷ اس حال کو پہنچ کر اس کو مومن کی نصیحت یاد آتی ہے

اور اب وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کے کفر و سرکشی کا نتیجہ ہے۔

فَمَنْ يَصْرِفُهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝۳۳ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ

نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ بدلہ لینے (کے) قابل تھا ۳۳ یہاں کہتا ہے ۳۲ کہ اختیار

لِلَّهِ الْحَقِّ ۝ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝۳۴ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلُ الْحَيَاةِ

سچے اللہ کا ہے اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام سب سے بھلا اور ان کے سامنے ۳۳ زندگی دنیا کی کہات

الدُّنْيَا كَمَا أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ

بیان کرو ۳۴ جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا ۳۵ کہ سوکھی گھاس

هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيحُ ۝ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۳۵ أَلَمْ يَأَل

ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں ۳۶ اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے ۳۷ مال

وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَتُ الصَّالِحَتُ خَيْرٌ عِنْدَ

اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سگار (زینت) ہے ۳۸ اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ۳۹ ان کا ثواب

رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝۳۶ وَيَوْمَ نُسِيرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ

تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے ۳۶ اور تم زمین کو صاف کھلی ہوئی

بَارِزَةً ۝ وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝۳۷ وَعَرِضُوا عَلَى رَبِّكَ

دیکھو گے ۳۷ اور ہم انھیں اٹھائیں گے ۳۸ تو ان میں سے کسی کو چھوڑ نہ دیں گے اور سب تمہارے رب کے حضور پرا باندھے (صفیں بنائے) پیش

صَفًّا ۝ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۝ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ

ہوں گے ۳۹ بے شک تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا ۴۰ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا

۹۱ کہ ضائع شدہ چیز کو واپس کر سکتا۔ ۹۲ اور ایسے حالات میں معلوم ہوتا ہے۔ ۹۳ اے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ۹۴ اس کی حالت ایسی ہے

۹۵ زمین تروتازہ ہوئی پھر قریب ہی ایسا ہوا ۹۶ اور پراگندہ کر دیں۔ ۹۷ پیدا کرنے پر بھی اور فنا کرنے پر بھی، اس آیت میں دنیا کی تری و تازگی اور بھرت و

شادمانی (خوشی و مسرت) اور اس کے فنا و ہلاک ہونے کی سبزہ سے تمثیل فرمائی گئی کہ جس طرح سبزہ شاداب ہو کر فنا ہو جاتا ہے اور اس کا نام و نشان باقی نہیں رہتا یہی

حالت دنیا کی حیات بے اعتبار کی ہے، اس پر مغرور و شیدا ہونا عقل کا کام نہیں۔ ۹۸ راہِ قبر و آخرت کے لیے توشہ نہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کہ مال و اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور اعمالِ صالحہ آخرت کی اور اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے بندوں کو یہ سب عطا فرماتا ہے۔ ۹۹ باقیاتِ صالحات سے اعمالِ خیر مراد ہیں جن

کے ثمرے انسان کے لیے باقی رہتے ہیں جیسے کہ پنجگانہ نمازیں اور تسبیح و تحمید۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باقیاتِ صالحات کی

کثرت کا حکم فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ”اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ پڑھنا۔

۱۰۰ کہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر ابر (بادلوں) کی طرح روانہ ہوں گے ۱۰۱ نہ اس پر کوئی پہاڑ ہوگا نہ عمارت نہ درخت ۱۰۲ قبروں سے اور موقفِ حساب (حشر) کے

میدان (میں) حاضر کریں گے۔ ۱۰۳ ہر ہر امت کی جماعت کی قطاریں علیحدہ علیحدہ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا ۱۰۴ زندہ برہنہ تن (نگے بدن) و برہنہ پا (نگے

پاؤں) بے زرو مال۔

لَكُمْ مَوْعِدًا ۴۸) وَوَضَعَ الْكِتَابَ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا

وقت نہ رکھیں گے ۴۸ اور نامہ اعمال رکھا جائے گا ۴۹ تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے

فِيهِ وَيَقُولُونَ يَوْمَئِذٍ نَتَذَكَّرُ لَكُمْ هَذَا الْكِتَابُ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا

ہوں گے اور ۵۰ کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس فوج (تحریر) کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ

كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۵۱ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ

بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انھوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم

أَحَدًا ۴۹) وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۵۰

نہیں کرتا ۴۹ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو ۵۰ تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس

كَانَ مِنَ الْجِنَّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۵۱ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ

کہ قوم جن سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا ۵۱ بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست

مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۵۲ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۵۰ مَا أَشْهَدُهُمْ

بناتے ہو ۵۲ اور وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدل (بدلہ) ملا ۵۰ نہ میں نے

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا خَلَقَ أَنْفُسَهُمْ ۵۱ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ

آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انھیں سامنے بٹھا لیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میری شان کہ

الْمُضِلِّينَ عَصَدًا ۵۱) وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ

گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں ۵۱ اور جس دن فرمائے گا ۵۲ کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا ۵۲) وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ

تو انھیں پکاریں گے وہ انھیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے ۵۲ درمیان ایک ہلاکت کا میدان کردیں گے ۵۳ اور مجرم دوزخ کو

۵۴ جو وعدہ کہ ہم نے زبان انبیاء پر فرمایا تھا یہ ان سے فرمایا جائے گا جو لوگ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور قیامت قائم ہونے کے منکر تھے۔ ۵۴ ہر شخص کا

اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں، مومن کا دامن میں کافر کا بائیں میں۔ ۵۴ اس میں اپنی بدیاں لکھی دیکھ کر ۵۴ نہ کسی پر بے جرم عذاب کرے نہ کسی کی نیکیاں گھٹائے۔

۵۴ تحیت کا ۵۴ اور باوجود مامور ہونے کے اس نے سجدہ نہ کیا تو اسے بنی آدم! ۵۴ اور ان کی اطاعت اختیار کرتے ہو۔ ۵۴ کہ بجائے طاعت الہی بجالانے

کے طاعت شیطان میں مبتلا ہوئے۔ ۵۴ معنی یہ ہیں کہ اشیاء کے پیدا کرنے میں متفرد اور یگانہ ہوں نہ میرا کوئی شریک عمل نہ کوئی مشیر کار پھر میرے سوا اور کسی کی

عبادت کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ ۵۴ اللہ تعالیٰ کفار سے ۵۴ یعنی بتوں اور بت پرستوں کے یا اہل ہدٰی اور اہل ضلال (گمراہوں) کے ۵۴ حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”موبق“ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔

۷۰۳۹

النَّارَ فَظَنُّوْا اَنْهُمْ مُوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرَفًا ۝۵۳ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ انھیں اس میں گرنا ہے اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے اور بے شک ہم نے

فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرُ شَيْءٍ

لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں (مثالیں) طرح طرح بیان فرمائی ۱۱۸ اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر

جَدَلًا ۝۵۴ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُؤْمِنُوْا اِذْ جَاءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا

جھگڑالو ۱۱۹ اور آدمیوں کو کس چیز نے اس سے روکا کہ ایمان لاتے جب ہدایت ۱۱۹ ان کے پاس آئی اور اپنے رب سے معافی

رَبَّهُمْ اِلَّا اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةٌ اَلَا وَّلِيْنَ اَوْ يٰتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝۵۵ وَ

مانگتے ۱۲۰ مگر یہ کہ ان پر اگلوں کا دستور آئے ۱۲۰ یا ان پر قسم قسم کا عذاب آئے اور

مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ

ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر ۱۲۲ خوشی اور ۱۲۳ ڈر سنانے والے اور جو کافر ہیں

كَفَرُوْا بِالْبٰطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْا الْاَيْتٰى وَمَا اُنْذِرُوْا

وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں ۱۲۴ کہ اس سے حق کو ہٹا دیں اور انھوں نے میری آیتوں کی اور جو ڈر نہیں سنائے گئے تھے ۱۲۵ ان کی

هٰزُوا ۝۵۶ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيٰتِ رَبِّهِ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا

ہنسی بنائی اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتیں یاد دلانی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے ۱۲۶ اور اس کے ہاتھ جو آگے بھیج چکے ۱۲۷

قَدْ مَتَّ يَدُهٗ ۖ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ اِذَا نِهِمْ

اسے بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں کہ قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں

وَقُرْا ۖ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْا ۚ اِذَا اَبَدًا ۝۵۷ وَرَبُّكَ

گرامی (نقص) ۱۲۸ اور اگر تم انھیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے ۱۲۹ اور تمہارا رب

۱۱۷ تاکہ سمجھیں اور پسند پذیر ہوں۔ ۱۱۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں آدمی سے مراد نضر ابن حارث ہے اور جھگڑے سے اس کا

قرآن پاک میں جھگڑا کرنا۔ بعض نے کہا: ابی بن خلف مراد ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ تمام کفار مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک آیت عموم پر ہے اور یہی اصح (زیادہ

صحیح قول) ہے۔ ۱۱۹ یعنی ”قرآن کریم“ یا ”رسول کریم“ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک ۱۲۰ معنی یہ ہیں کہ ان کے لیے جائے عذر نہیں ہے کیونکہ انہیں

ایمان و استغفار سے کوئی مانع نہیں۔ ۱۲۱ یعنی وہ ہلاکت جو مقدر ہے اس کے بعد ۱۲۲ ایمانداروں اطاعت شعاروں کے لیے ثواب کی۔ ۱۲۳ بے ایمانوں

نافرمانوں کے لیے عذاب کا۔ ۱۲۴ اور رسولوں کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ ۱۲۵ عذاب کے ۱۲۶ اور پسند پذیر نہ ہو اور ان پر ایمان نہ لائے ۱۲۷ یعنی معصیت اور

گناہ اور نافرمانی جو کچھ اس نے کیا۔ ۱۲۸ کہ حق بات نہیں سنتے ۱۲۹ یہ ان کے حق میں ہے جو علم الہی میں ایمان سے محروم ہیں۔

الْغُفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ط لَوِیُّوْاْخِذْهُمْ بِمَا كَسَبُوْا الْعَجَلُ لَهُمُ الْعَذَابُ ط

بخشنے والا مہر (رحمت) والا ہے اگر وہ انھیں عجلہ ان کے کئے پر پکڑتا تو جلد ان پر عذاب بھیجتا ۱۳۱

بَلْ لَهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهِ مَوْیِلًا ۵۸ وَتِلْكَ الْقُرْاٰی اَهْلَکَتْهُمْ

بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے ۱۳۲ جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں ۱۳۳

لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِهٰمُکُمْ مَّوْعِدًا ۵۹ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰیہٗ لَا

جب انھوں نے ظلم کیا ۱۳۴ اور ہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ رکھا تھا اور یاد کرو جب موسیٰ ۱۳۵ نے اپنے خادم سے کہا ۱۳۶ میں

اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرِیْنِ اَوْ اَمْضٰی حُقْبًا ۶۰ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں ۱۳۷ یا قرونوں چلا (مدتوں چلتا) جاؤں ۱۳۸ پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے

بَیْنَهُمَا نَسِیَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ۶۱ فَلَمَّا جَاوَزَا

ملنے کی جگہ پہنچے ۱۳۹ اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی پھر جب وہاں سے گزر گئے ۱۴۰

قَالَ لِفَتٰیہٗ اَتَبَاغِدَاۤءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۶۲ قَالَ

موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا ۱۴۱ بولا

اَسَرَّیْتُ اِذْ اَوَیْتَاۤ اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسٰیہٗ

بھلا دیکھتے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا

اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْکُرَہٗ ۶۳ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ عَجَبًا ۶۴ قَالَ

کہ میں اس کا مذکور (ذکر) کروں اور اس نے ۱۴۲ تو سمندر میں اپنی راہ لی اچنبھا (عجیب بات) ہے موسیٰ نے کہا

۱۴۳ دنیا ہی میں ۱۴۴ لیکن اس کی رحمت ہے کہ اس نے مہلت دی اور عذاب میں جلدی نہ فرمائی۔ ۱۴۵ یعنی روز قیامت بعث و حساب کا دن ۱۴۶ وہاں کے

رہنے والوں کو ہلاک کر دیا اور وہ بستیاں ویران ہو گئیں ان بستیوں سے قوم لوط و عاد و ثمود وغیرہ کی بستیاں مراد ہیں۔ ۱۴۷ حق کو نہ مانا اور کفر اختیار کیا۔ ۱۴۸ ابن

عمران نبی محترم صاحب توریت و معجزات ظاہرہ ۱۴۹ جن کا نام یوشع ابن نون ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت و صحبت میں رہتے تھے اور آپ سے علم اخذ کرتے

تھے اور آپ کے بعد آپ کے ولی عہد ہیں۔ ۱۵۰ بحر فارس و بحر روم جانب مشرق میں اور مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ

السلامہ کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا تھا اس لیے آپ نے وہاں پہنچنے کا عزم مصمم کیا اور فرمایا کہ میں اپنی سعی جاری رکھوں گا جب تک کہ وہاں پہنچوں۔ ۱۵۱ اگر وہ جگہ دور

ہو، پھر یہ حضرات روٹی اور نمکین بھنی مچھلی زنبیل میں توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے ۱۵۲ جہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اور چشمہ حیات تھا تو وہاں دونوں حضرات نے

استراحت کی اور مصروف خواب ہو گئے، بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں زندہ ہو گئی اور تڑپ کر دریا میں گری اور اس پر سے پانی کا بہاؤ رک گیا اور ایک مہراب سی بن گئی۔

حضرت یوشع کو بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۱۵۳ اور چلتے رہے یہاں تک کہ دوسرے روز کھانے

کا وقت آیا تو حضرت ۱۵۴ اٹھ کان بھی بے جھوک کی شدت بھی ہے اور یہ بات جب تک مجمع البحرین پہنچے تھے پیش نہ آئی تھی، منزل مقصود سے آگے بڑھ کر تکان اور بھوک

معلوم ہوئی، اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مچھلی یاد کریں اور اس کی طلب میں منزل مقصود کی طرف واپس ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ فرمانے پر خادم نے

ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبِغُ ۖ فَارْتَدَّا عَلَىٰ اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٣﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا

یہی تو ہم چاہتے تھے ۱۶۳ تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے تو ہمارے بندوں

مِّنْ عِبَادِنَا اَتَيْنَهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِّنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٤﴾ قَالَ

میں سے ایک بندہ پایا ۱۶۴ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی ۱۶۵ اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا ۱۶۶ اس سے

لَهُ مُوسَىٰ هَلْ اَتَّبِعْكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِيْ مَا عَلَّمْتَنِيْ رُشْدًا ﴿٦٥﴾ قَالَ اِنَّكَ

موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی ۱۶۷ کہا آپ

لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٦﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٧﴾

میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے ۱۶۸ اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں ۱۶۹

قَالَ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ فَاِنْ

کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا ۱۷۰ کہا تو اگر آپ میرے

اَتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٦٩﴾

ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں ۱۷۱

معذرت کی اور ۱۷۲ یعنی مچھلی نے ۱۷۳ مچھلی کا جانا ہی تو ہمارے حصول مقصد کی علامت ہے اور جن کی طلب میں ہم چلے ہیں ان کی ملاقات وہیں ہوگی۔ ۱۷۴ جو

چادر اوڑھے آرام فرما رہا تھا، یہ حضرت خضر تھے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، لفظ خضر لغت میں تین طرح آیا ہے بکسر خا و سکون ضا اور فتح خا و سکون ضا اور فتح خا و کسر

ضاد یہ لقب ہے اور وجہ اس لقب کی یہ ہے کہ جہاں بیٹھتے یا نماز پڑھتے ہیں وہاں اگر گھاس خشک ہو تو سرسبز ہو جاتی ہے، نام آپ کا بلیا بن ماکان اور کنیت ابوالعباس

ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل میں سے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ آپ شاہزادے ہیں، آپ نے دنیا ترک کر کے زہد اختیار فرمایا۔ ۱۷۵ اس رحمت سے یا

نبوت مراد ہے یا ولایت یا علم یا طول حیات، آپ ولی تو بالیقین ہیں آپ کی نبوت میں اختلاف ہے۔ ۱۷۶ یعنی غیوب کا علم۔ مفسرین نے فرمایا: علم لدنی وہ ہے جو

بندہ کو بطریق الہام حاصل ہو۔ حدیث شریف میں ہے: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام کو دیکھا کہ سفید چادر میں لپٹے ہوئے

ہیں تو آپ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تمہاری سرزمین میں سلام کہاں؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟

فرمایا کہ جی ہاں پھر ۱۷۷ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو علم کی طلب میں رہنا چاہئے خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم ہو۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے علم سیکھے اس کے

ساتھ بتواضع و ادب پیش آئے۔ (مدارک) خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں ۱۷۸ حضرت خضر نے یہ اس لیے فرمایا کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام امور منکرہ و ممنوعہ دیکھیں گے اور انبیاء علیہم السلام سے ممکن ہی نہیں کہ وہ منکرات دیکھ کر صبر کر سکیں پھر حضرت خضر علیہ السلام نے اس ترک صبر کا عذر بھی

خود ہی بیان فرمادیا اور فرمایا ۱۷۹ اور ظاہر میں وہ منکر ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک علم اللہ

تعالیٰ نے مجھ کو ایسا عطا فرمایا جو آپ نہیں جانتے اور ایک علم آپ کو ایسا عطا فرمایا جو میں نہیں جانتا۔ مفسرین و محدثین کہتے ہیں کہ جو علم حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے

لیے خاص فرمایا وہ علم باطن و مکاشفہ ہے اور اہل کمال کے لیے یہ باعث فضل ہے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ صدیق کو نماز وغیرہ اعمال کی بنا پر صحابہ پر فضیلت نہیں بلکہ ان

کی فضیلت اس چیز سے ہے جو ان کے سینہ میں ہے یعنی علم باطن و علم اسرار کیونکہ جو افعال صادر ہوں گے وہ حکمت سے ہوں گے اگرچہ بظاہر خلاف معلوم ہوں۔

۱۷۵ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور مُسْتَرْشِد (مرید) کے آداب میں سے ہے کہ وہ شیخ و استاد کے افعال پر زبانِ اعتراض نہ کھولے اور منتظر رہے کہ وہ خود ہی

اس کی حکمت ظاہر فرماویں۔ (مدارک و ابوالسعود)

فَانْطَلَقَا^{وقفه} حَتَّىٰ اِذَا رَاكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا^ط قَالَ اٰخَرُ قَتْمَا لَتَغْرُقَ

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے ۱۵۱ اس بندہ نے اسے چیر ڈالا ۱۵۱ مویٰ نے کہا کیا تم نے اسے اس لئے چیرا کہ اس کے سواروں کو

اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا^{۴۱} قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

ڈبا دو بے شک یہ تم نے بری بات کی ۱۵۲ کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ

مَعِيَ صَبْرًا^{۴۲} قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ اَمْرِي

ٹھہر سکیں گے ۱۵۳ کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو ۱۵۴ اور مجھ پر میرے کام میں مشکل

عُسْرًا^{۴۳} فَاِنْطَلَقَا^{وقفه} حَتَّىٰ اِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ^ط قَالَ اَقْتَلْتَنِيْ

نہ ڈالو پھر دونوں چلے ۱۵۵ یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا ۱۵۵ اس بندہ نے اسے قتل کر دیا مویٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری

زَكِيَّةٌ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا^{۴۴}

جان ۱۵۶ بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بے شک تم نے بہت بری بات کی

۱۵۱ اور کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر معاوضہ کے سوار کر لیا۔ ۱۵۲ اور مویٰ نے (لکڑی پھیلنے کے اوزار) یا کھاڑی سے اس کا ایک تختہ یادو

تختہ اکھاڑ ڈالے لیکن باوجود اس کے پانی کشتی میں نہ آیا۔ ۱۵۳ حضرت خضر نے ۱۵۴ حضرت مویٰ علیہ السلام نے ۱۵۵ کیونکہ بھول پر شریعت میں گرفت نہیں۔

۱۵۶ یعنی کشتی سے اتر کر ایک مقام پر گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے۔ ۱۵۷ جوان میں خوبصورت تھا اور حد بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا جوان تھا اور

رہزنی کیا کرتا تھا۔ ۱۵۸ جس کا کوئی گناہ ثابت نہ تھا۔

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝۵۱ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ

کہا ۱۵۱ میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے ۱۵۱ کہا اس کے بعد

عَنْ شَيْءٍ مِّنْ بَعْدِهَا فَلَا تُصَحِّبْنِي ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا ۝۵۲

میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا بے شک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا

فَانْطَلَقَا ۚ حَتَّىٰ إِذَا آتَيْتُمَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعَا أَهْلُهَا فَابْوَا ۚ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ۱۵۲ ان دہقانوں (کسانوں) سے کھانا مانگا تو انھوں نے انھیں دعوت

يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ ۚ قَالَ لَوْ

دینی قبول نہ کی ۱۵۲ پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے اس بندہ نے ۱۵۲ اسے سیدھا کر دیا موسیٰ نے کہا

شِئْتُ لَنَتَّخِذَ عَلَيْهِ جُرًّا ۝۵۳ قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ

تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے ۱۵۳ کہا یہ ۱۵۳ میری اور آپ کی جدائی ہے

سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝۵۴ أَمَّا السَّفِينَةُ

اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (بھید) بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ۱۵۴ وہ جو کشتی تھی

فَكَانَتْ لِمَسْكِينٍ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ

وہ کچھ محتاجوں کی تھی ۱۵۴ کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں اور ان کے

وَرَأَوْهُمْ مِلَّةً يَأْخُذُ كُلٌّ سَفِينَةً غَصَبًا ۝۵۵ وَأَمَّا الْعُلَمَاءُ فَكَانَ أَبُوهُ

بیچھے ایک بادشاہ تھا ۱۵۵ کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا ۱۵۵ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ

مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝۵۶ فَأَرَدْنَا أَنْ

مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھاوے ۱۵۶ تو ہم نے چاہا کہ

۱۵۶ حضرت خضر نے کہ اے موسیٰ! ۱۵۶ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۱۵۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس گاؤں

سے مراد اٹلا کہیہ ہے۔ وہاں ان حضرات نے ۱۵۶ اور میزبانی پر آمادہ نہ ہوئے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ وہ بستی بہت بدتر ہے جہاں مہمانوں کی میزبانی نہ کی

جائے۔ ۱۵۶ یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے اپنا دست مبارک لگا کر اپنی کرامت سے ۱۵۶ کیونکہ یہ ہماری تو حاجت کا وقت ہے اور بستی والوں نے ہماری کچھ

مُدارات (خاطر تواضع) نہیں کی ایسی حالت میں ان کا کام بنانے پر اجرت لینا مناسب تھا! اس پر حضرت خضر نے ۱۵۶ وقت یا اس مرتبہ کا انکار۔ ۱۵۶ اور ان کے

اندر جو راز تھے ان کا اظہار کر دوں گا۔ ۱۵۶ جو دس بھائی تھے ان میں پانچ تو پانچ تھے جو کچھ نہیں کر سکتے تھے اور پانچ تندرست تھے جو ۱۵۶ کہ انہیں واپسی میں اس

کی طرف گزرنا ہوتا، اس بادشاہ کا نام جلندی تھا، کشتی والوں کو اس کا حال معلوم نہ تھا اور اس کا طریقہ یہ تھا ۱۵۶ اور اگر عیب دار ہوتی چھوڑ دیتا، اس لیے میں نے

اس کشتی کو عیب دار کر دیا کہ وہ ان غریبوں کے لیے بچ رہے۔ ۱۵۶ اور وہ اس کی محبت میں دین سے پھر جائیں اور گمراہ ہو جائیں اور حضرت خضر کا یہ اندیشہ اس سبب

يُبْدِلْهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝۸۱ وَأَمَّا الْجِدَارُ

ان دونوں کا رب اس سے بہتر ملک ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے ۱۸۱ وہ دیوار

فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا

وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی ۱۸۲ اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا ۱۸۲ اور ان کا باپ

صَالِحًا فَإِذَا رَادَّ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيُسَخِّرَ جَاكَنْزَهُمَا ۝۸۲

نیک آدمی تھا ۱۸۲ تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں ۱۸۲ اور اپنا خزانہ نکالیں

رَاحَةً مِّنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ

آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا ۱۸۳ یہ پھیر (بھید) ہے ان باتوں کا

تَسْطَعُ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝۸۳ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقُرْنَيْنِ ۚ قُلْ سَأَتْلُو

جس پر آپ سے صبر نہ ہو ۱۸۳ اور تم سے ۱۸۳ ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں ۱۸۳ تم فرماؤ میں تمہیں اس کا

سے تھا کہ وہ باعلام الہی (اللہ تعالیٰ کے خبر دینے کی وجہ سے) اس کے حال باطن کو جانتے تھے۔ حدیث مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا۔ امام سبکی نے فرمایا کہ

حال باطن جان کر بچے کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے، انہیں اس کی اجازت تھی، اگر کوئی ولی کسی بچے کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اس کو قتل جائز

نہیں ہے۔ کتاب عراس میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے فرمایا کہ تم نے سحری جان کو قتل کر دیا تو یہ انہیں گراں گذرا، اور انہوں نے

اس لڑکے کا کندھا توڑ کر اس کا گوشت چیرا تو اس کے اندر لکھا ہوا تھا: کافر ہے کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا۔ (جمل) ۱۸۴ بچہ گناہوں اور نجاستوں سے پاک اور

۱۸۴ جو والدین کے ساتھ طریق ادب و حسن سلوک اور مودت (پیار) و محبت رکھتا ہو۔ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بٹی عطا کی جو ایک نبی کے نکاح میں

آئی اور اس سے نبی پیدا ہوئے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک اُمت کو ہدایت دی۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ کی قضا پر راضی رہے اسی میں بہتری ہوتی ہے۔

۱۸۴ جن کے نام اضریم اور ضریم تھے۔ ۱۸۴ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونا، چاندی مدفون تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا کہ اس میں سونے کی ایک تختی تھی، اس پر ایک طرف لکھا تھا: اس کا حال عجیب ہے جسے موت کا یقین ہوا اس کو خوشی کس طرح ہوتی ہے! اس کا حال عجیب ہے

جو قضا و قدر کا یقین رکھے اس کو غصہ کیسے آتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جسے رزق کا یقین ہو وہ کیوں تعب (مشقت) میں پڑتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جسے

حساب کا یقین ہو وہ کیسے غافل رہتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جس کو دنیا کے زوال و تغیر کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے! اور اس کے ساتھ لکھا تھا: لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور دوسری جانب اس لوح (تختی) پر لکھا تھا: میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں کیتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں، میں نے خیر و

شر پیدا کی۔ اُس کے لیے خوشی جسے میں نے خیر کے لیے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر جاری کی۔ اُس کے لیے تباہی جس کو شر کے لیے پیدا کیا اور اس کے

ہاتھوں پر شر جاری کی۔ ۱۸۵ اس کا نام کاخ تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا۔ حضرت محمد ابن منکدر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی

اولاد کی اولاد کو اور اس کے کنبہ والوں کو اور اس کے محلہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ (سبحان اللہ) ۱۸۶ اور ان کی عقل کامل ہو جائے اور وہ قوی و

توانا ہو جائیں۔ ۱۸۶ بلکہ باہر الہی و الہام خداوندی کیا۔ ۱۸۶ بعض لوگ ولی کو نبی پر فضیلت دے کر گمراہ ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ حضرت موسیٰ کو

حضرت خضر سے علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا یا وجودیکہ حضرت خضر ولی ہیں اور درحقیقت ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے اور حضرت خضر نبی ہیں اور اگر ایسا

نہ ہو جیسا کہ بعض کا گمان ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ابتلاء ہے۔ علاوہ بریں یہ کہ اہل کتاب اس کے قائل ہیں کہ یہ

حضرت موسیٰ بنجیر بنی اسرائیل کا واقعہ ہی نہیں بلکہ موسیٰ بن مائان کا واقعہ ہے اور ولی تو نبی پر ایمان لانے سے مرتبہ ولایت پر پہنچتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ نبی سے

بڑھ جائے۔ (مدارک) اکثر علماء اس پر ہیں اور مشائخ صوفیہ و اصحاب عرفان کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ شیخ ابو عمر و بن صلاح نے اپنے

فتاویٰ میں فرمایا کہ حضرت خضر جمہور علماء و صالحین کے نزدیک زندہ ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت خضر و الیاس دونوں زندہ ہیں اور ہر سال زمانہ حج میں ملتے ہیں۔

عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۱۸۳ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ

مذکور پڑھ کر سناتا ہوں بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا

شَيْءٍ سَبَبًا ۱۸۴ فَاتَّبَعَ سَبَبًا ۱۸۵ حَتَّىٰ إِذَا بَدَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

ایک سامان عطا فرمایا ۱۸۴ تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا ۱۸۵ یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا اُسے ایک سیاہ

تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حِشَّةٍ ۱۸۶ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۱۸۷ قُلْنَا يَا الْقَارِئِينَ

کچھ کے چشمے میں ڈوبتا پایا ۱۸۶ اور وہاں ۱۸۷ ایک قوم ملی ۱۸۷ ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین

إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۱۸۸ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ

یا تو تو انہیں سزا دے ۱۸۸ یا اُن کے ساتھ بھلائی اختیار کر ۱۸۸ عرض کی کہ وہ جس نے ظلم کیا ۱۸۸

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا مُّكْرًا ۱۸۹ وَآمَّا

اسے تو ہم عذیب سزا دیں گے ۱۸۹ پھر اپنے رب کی طرف پھیرا جائے گا ۱۸۹ وہ اسے بُری مار دے گا اور

مَنْ أَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ الْحُسْنَىٰ ۱۹۰ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا

جو ایمان لایا اور نیک کام کیا تو اُس کا بدلہ بھلائی ہے ۱۹۰ اور عذیب ہم اسے آسان کام

یہ بھی منقول ہے کہ حضرت خضر نے چشمہ حیات میں غسل فرمایا اور اس کا پانی پیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (غازن) ۱۹۱ ابو جہل وغیرہ کفار مکہ یا یہود بہ طریق امتحان۔

۱۹۲ ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے، یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں، انہوں نے اسکندر ریہ بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا، حضرت خضر علیہ

السلام ان کے وزیر اور صاحبِ لواء (پرچم اٹھانے والے) تھے۔ دنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے:۔ دومومن: حضرت ذوالقرنین اور

حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہما السلام، اور دو کافر: نمرود اور بخت نصر، اور عذیب ایک پانچویں بادشاہ اور اس امت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم مبارک

حضرت امام مہدی ہے، ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی، ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نہ نبی تھے نہ

فرشتے، اللہ سے محبت کرنے والے بندے تھے اللہ نے انہیں محبوب بنایا۔ ۱۹۱ جس چیز کی خلق کو حاجت ہوتی ہے جو کچھ بادشاہوں کو دیا و امصار (بستیوں

اور شہروں کے) فتح کرنے اور دشمنوں کے محارَبہ (لڑائی و محرکہ) میں درکار ہوتا ہے وہ سب عنایت کیا۔ ۱۹۲ ”سب“ وہ چیز ہے جو مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہو خواہ

وہ علم ہو یا قدرت، تو ذوالقرنین نے جس مقصد کا ارادہ کیا اسی کا سبب اختیار کیا۔ ۱۹۳ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولادِ سام میں سے ایک شخص چشمہ

حیات سے پانی پئے گا اور اس کو موت نہ آئے گی یہ دیکھ کر وہ چشمہ حیات کی طلب میں مغرب و مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت خضر بھی تھے، وہ

تو چشمہ حیات تک پہنچ گئے اور انہوں نے پی بھی لیا مگر ذوالقرنین کے مقدر میں نہ تھا انہوں نے نہ پایا، اس سفر میں جانبِ مغرب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی ہے

وہ سب منازل قطع کر ڈالے اور سمتِ مغرب میں وہاں پہنچے جہاں آبادی کا نام و نشان باقی نہ رہا، وہاں انہیں آفتاب و قمر غروب ایسا نظر آیا گویا کہ وہ سیاہ چشمہ میں

ڈوبتا ہے جیسا کہ دریائی سفر کرنے والے کو پانی میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے۔ ۱۹۴ اس چشمہ کے پاس ۱۹۵ جو شکار کئے ہوئے جانوروں کے چمڑے پہنے تھے، اس

کے سوا ان کے بدن پر اور کوئی لباس نہ تھا اور دریائی مردہ جانور ان کی غذا تھے، یہ لوگ کافر تھے۔ ۱۹۶ اور ان میں سے جو اسلام میں داخل نہ ہو اس کو قتل کر دے

۱۹۷ اور انہیں احکامِ شرع کی تعلیم دے اگر وہ ایمان لائیں ۱۹۸ یعنی کفر و شرک اختیار کیا، ایمان نہ لایا ۱۹۹ قتل کریں گے۔ یہ تو اس کی دنیوی سزا ہے ۱۹۹

قیامت میں ۱۹۱ یعنی جنت۔

يُسْرًا ۸۸ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ۸۹ حَتَّىٰ إِذَا بَدَغَ مَظْلِعُ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

کہیں گے ۱۹۲ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ۱۹۳ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اُسے ایسی

تَظْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُونِهَا سَبِيلًا ۹۰ كَذٰلِكَ ۚ وَقَدْ أَحْطٰنَا

قوم پر نکلتا پایا جن کے لیے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی ۱۹۴ بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے

بِالَّذِي هُوَ خَبِيرًا ۹۱ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ۹۲ حَتَّىٰ إِذَا بَدَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ

پاس تھا وہ ۱۹۵ سب کو ہمارا علم محیط ہے ۱۹۶ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ۱۹۷ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا

وَجَدَ مِنْ دُونِهَا قَوْمًا ۹۳ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۹۴ قَالُوا

اُن سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے ۱۹۸ انھوں نے کہا

يٰۤاَۡلَۡلَاقِرۡنَيۡنِ اِنَّ يٰۤاِجۡوَجَ وَمَا جۡوَجَ مُفۡسِدُوۡنَ فِیۡ الْاَرۡضِ فَهَلْ

اے ذوالقرنین بے شک یا جوج و ما جوج ۱۹۹ زمین میں فساد مچاتے ہیں تو کیا

نَجْعَلُ لَّكَ خَرَجًا عَلٰی اَنْ تَجْعَلَ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَهُمۡ سَدًّا ۹۵ قَالَ مَا مَكۡنٰی

ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کردیں اس پر کہ آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنا دیں ۲۰۰ کہا وہ جس پر مجھے میرے

فِیۡہِ رَآبِیۡ خَیۡرٌ فَاَعِیۡنُوۡنِیۡ بِقُوَّةٍ اَجْعَلۡ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَهُمۡ رَادًّا ۹۶

رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے ۲۰۱ تو میری مدد طاقت سے کرو ۲۰۲ میں تم میں اور اُن میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں ۲۰۳

اَتَوۡنِیۡ زُبَرَ الْحَدِیۡدِ ۹۷ حَتَّىٰ اِذَا سَاوٰی بَیۡنَ الصَّدَفَیۡنِ قَالَ اَنۡفُخُوا ۹۸

میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ ۲۰۴ یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کردی کہا دھونکو

۱۹۲ اور اس کو ایسی چیزوں کا حکم دیں گے جو اس پر پہل ہوں، دشوار نہ ہوں۔ اب ذوالقرنین کی نسبت ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ وہ ۱۹۳ جانب مشرق میں ۱۹۴ اس

مقام پر جس کے اور آفتاب کے درمیان کوئی چیز پہاڑ درخت وغیرہ حائل نہ تھی نہ وہاں کوئی عمارت قائم ہو سکتی تھی اور وہاں کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ طلوع آفتاب کے

وقت غاروں میں گھس جاتے تھے اور زوال کے بعد نکل کر اپنا کام کاج کرتے تھے۔ ۱۹۵ فوج، لشکر، آلات حرب، سامان سلطنت اور بعض مفسرین نے فرمایا:

سلطنت و ملک داری کی قابلیت اور امور مملکت کے سرانجام کی لیاقت ۱۹۶ مفسرین نے ”کَذٰلِكَ“ کے معنی میں یہ بھی کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ذوالقرنین نے جیسا

مغربی قوم کے ساتھ سلوک کیا تھا ایسا ہی اہل مشرق کے ساتھ بھی کیا کیونکہ یہ لوگ بھی ان کی طرح کافر تھے تو جو ان میں سے ایمان لائے ان کے ساتھ احسان کیا اور

جو کفر پر مصر (اڑے) رہے ان کو تعذیب کی۔ ۱۹۷ جانب شمال میں۔ (غازن) ۱۹۸ کیونکہ ان کی زبان عجیب و غریب تھی، ان کے ساتھ اشارہ وغیرہ کی مدد سے

بہ مشقت بات کی جاسکتی تھی۔ ۱۹۹ یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے فساد گروہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، زمین میں فساد کرتے تھے، ربیع کے زمانے

میں نکلتے تھے تو کھیتیاں اور ہنرے سب کھا جاتے تھے، کچھ نہ چھوڑتے تھے اور خشک چیزیں لاد کر لے جاتے تھے، آدمیوں کو کھالیتے تھے، درندوں وحشی جانوروں سانپوں

بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے ان کی شکایت کی کہ وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں اور ہم ان کے شر و اذیت سے محفوظ رہیں ۲۰۰ یعنی اللہ کے فضل سے میرے پاس مالی کثیر اور ہر قسم کا سامان موجود ہے تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں ۲۰۱ اور جو کام میں بتاؤں وہ انجام دو ۲۰۲ ان لوگوں نے

حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا ۖ قَالَ اتُّوْنِي أَفْرِغْ عَلَيْهِ قَطْرًا ۖ ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا

یہاں تک کہ جب اُسے آگ کر دیا کہا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبہ اونڈیل دوں تو یا جوج و ماجوج

أَنْ يَّظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۖ ﴿٩٧﴾ قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ

اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے کہا ۹۷ یہ میرے رب کی رحمت ہے

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۖ ﴿٩٨﴾ وَتَرَكَنَا

پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا ۹۸ اُسے پاش پاش کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ۹۸ اور اس دن ہم انھیں

بَعْضُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّسُوجٌ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَعَلْنَاهُمْ جَمْعًا ۖ ﴿٩٩﴾

چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا دے گا اور صور پھونکا جائے گا ۹۹ تو ہم ان سب کو ۲۰۹ اکٹھا کر لائیں گے اور

عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۖ ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي

ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے ۱۰۰ وہ جن کی آنکھوں پر میری

غَطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۖ ﴿١٠١﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ

یاد سے پردہ پڑا تھا ۱۰۱ اور حق بات سن نہ سکتے تھے ۱۰۱ تو کیا کافر

كَفَرُوا أَنْ يَّتَّخِذُوا عِبَادِي مِّنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۖ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

یہ سمجھے ہیں کہ میرے بندوں کو ۱۰۲ میرے سوا حمایتی بنالیں گے ۱۰۲ بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی

عرض کیا پھر ہمارے متعلق کیا خدمت ہے فرمایا: ۱۰۳ اور بنیاد کھودوائی جب پانی تک پہنچی تو اس میں پھر گھلے ہوئے تانبے سے جمائے گئے اور لوہے کے تختے

اور پیچھے چن کر ان کے درمیان لکڑی اور کونڈھ بھر دیا اور آگ دے دی اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ

چھوڑی گئی، اوپر سے پگھلایا ہوا تانہ دیوار میں پلا دیا گیا یہ سب ل کر ایک سخت جسم بن گیا ۱۰۵ ذوالقرنین نے کہ ۱۰۴ اور یا جوج ماجوج کے خروج کا وقت آپہنچے گا

قریب قیامت ۱۰۵ حدیث شریف ہے کہ یا جوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اس کے کوڑے کے قریب ہوتے ہیں تو

ان میں کوئی کہتا ہے: اب چلو باقی کل توڑ لیں گے۔ دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ کچھ الٹی پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے، جب ان کے خروج کا وقت آئے گا

تو ان میں کہنے والا کہے گا کہ اب چلو باقی دیوار کل توڑ لیں گے ان شاء اللہ۔ ”ان شاء اللہ“ کہنے کا یہ ثمرہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہ جائے گی اور اگلے دن

انہیں دیوار اتنی ٹوٹی ملے گی جتنی پہلے روز توڑ گئے تھے۔ اب وہ نکل آئیں گے اور زمین میں فساد اٹھائیں گے، قتل و غارت کریں گے اور چشموں کا پانی پی جائیں گے،

جانوروں درختوں کو اور جو آدمی ہاتھ آئیں گے ان کو کھا جائیں گے، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر عاے حضرت عیسیٰ

علیہ السلام انہیں ہلاک کرے گا اس طرح کہ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوں گے جو ان کی ہلاکت کا سبب ہوں گے۔ ۱۰۵ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یا جوج

ماجوج کا ٹکنا قریب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ ۱۰۶ یعنی تمام خلق کو عذاب و ثواب کے لیے روز قیامت ۱۰۶ کہ اس کو صاف دیکھیں۔ ۱۰۷ اور وہ آیات

الہیہ اور قرآن و ہدایت و بیان اور دلائل قدرت و ایمان سے اندھے بنے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو وہ نہ دیکھ سکے۔ ۱۰۸ اپنی بدبختی سے رسول کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے کے باعث ۱۰۹ مثل حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر و ملائکہ کے ۱۰۹ اور اس سے کچھ نفع پائیں گے یہ گمان فاسد ہے بلکہ وہ

بندے ان سے بیزار ہیں اور بیشک ہم ان کے اس شرک پر عذاب کریں گے۔

لِّلْكَافِرِينَ نَزُلًا ۝۱۰۲ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝۱۰۳ الَّذِينَ

کو جہنم تیار کر رکھی ہے تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں ۲۱۵ ان کے جن

ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ

کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی ۲۱۶ اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام

صُنْعًا ۝۱۰۴ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ

کر رہے ہیں یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا ۲۱۷ تو ان کا کیا دھراسب

أَعْمَالُهُمْ فَلَا تُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا ۝۱۰۵ ذَلِكَ جَزَاءُ وَهُمْ جَهَنَّمَ

اکارت (ضائع) ہے تو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے ۲۱۸ یہ ان کا بدلہ ہے جہنم اس

بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝۱۰۶ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی بے شک جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝۱۰۷ خُلِدِينَ فِيهَا

اچھے کام کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے ۲۱۹ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے

لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حَوْلًا ۝۱۰۸ قُلْ لَّوْكَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ

ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے ۲۲۰ تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر

الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتِ رَبِّي وَلَوْ جَنَّا بِإِثْلِهِ مَدَدًا ۝۱۰۹ قُلْ إِنَّمَا

ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں ۲۲۱ تم فرماؤ ظاہر

۲۱۵ یعنی وہ کون لوگ ہیں جو عمل کر کے تھکے اور مشقتیں اٹھائیں اور یہ امید کرتے رہے کہ ان اعمالِ پُفضل و نوال سے نوازے جائیں گے مگر بجائے اس کے

ہلاکت و بربادی میں پڑے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ وہ راہب لوگ ہیں جو صوامع

(گرجوں) میں عزت گزین (تہا) رہتے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل حروراء یعنی خوارج ہیں۔ ۲۱۶ اور عملِ باطل ہو گئے

۲۱۷ رسول و قرآن پر ایمان نہ لائے اور بغث (قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانے) و حساب و ثواب و عذاب کے منکر رہے ۲۱۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روز قیامت بعض لوگ ایسے اعمالِ لائیں گے جو ان کے خیالوں میں مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے زیادہ بڑے ہوں گے لیکن جب وہ تولے جائیں

گے تو ان میں وزن کچھ نہ ہوگا۔ ۲۱۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ سے مانگو تو

فردوس مانگو! کیونکہ وہ جنتوں میں سب کے درمیان اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرشِ رحمن ہے اور اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ حضرت کعب نے

فرمایا کہ فردوس جنتوں میں سب سے اعلیٰ ہے، اس میں نیکیوں کا حکم کرنے والے اور بدیوں سے روکنے والے عیش کریں گے۔ ۲۲۰ جس طرح دنیا میں انسان نیکی

ی بہتر جگہ ہو اس سے اور اعلیٰ و ارفع کی طلب رکھتا ہے یہ بات وہاں نہ ہوگی کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ فضلِ الہی سے انہیں بہت اعلیٰ و ارفع مکان و

مقامت (رہائش) حاصل ہے۔ ۲۲۱ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کے کلمات لکھے جائیں اور ان کے لیے تمام سمندروں کا پانی سیاہ بنا دیا جائے اور تمام خلق

اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنبَاءِ الْهِكْمِ إِلَهُ وَاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا

صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں ۲۲۲ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے ۲۲۳ تو جسے اپنے رب سے

لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ ۚ أَحَدًا ۝۱۱۰

ملنے کی امید ہو اُسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے ۲۲۴

﴿اِیَاتِهَا ۹۸﴾ ﴿۱۹ سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۲۴﴾ ﴿مَرْكُوعَاتِهَا ۶﴾

سورہ مریم مکہ ہے، اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

كَهَيْعَصَ ۝۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدًا زَكِرِيَّا ۝۲ اِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی جب اُس نے اپنے رب کو

لکھے تو وہ کلمات ختم نہ ہوں اور یہ تمام پانی ختم ہو جائے اور اتنا ہی اور بھی ختم ہو جائے۔ مَدَّ عَا یَہ ہے کہ اس کے علم و حکمت کی نہایت (انتہا) نہیں۔ شانِ نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہود نے کہا: اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی اور آپ کی کتاب میں

ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی، پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ تمہیں نہیں دیا گیا مگر تھوڑا علم؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آیہ

”وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا“ نازل ہوئی تو یہود نے کہا کہ ہمیں تو ریت کا علم دیا گیا اور اس میں ہر شے کا علم ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ مَدَّ عَا

یہ ہے کہ گُل شے کا علم بھی علم الہی کے حضور قلیل ہے اور اتنی بھی نسبت نہیں رکھتا جتنی ایک قطرے کو سمندر سے ہو۔ ۲۲۲ کہ مجھ پر بشری اعراض و امراض طاری

ہوتے ہیں اور صورت خاصہ میں کوئی بھی آپ کا مثل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن و صورت میں بھی سب سے اعلیٰ و بالا کیا اور حقیقت و روح و باطن کے اعتبار

سے تو تمام انبیاء و اوصاف بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ شفاء قاضی عیاض میں ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ

انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ظواہر تو وحدہ بشریت پر چھوڑے گئے اور ان کے ارواح و بواطن بشریت سے بالا اور مَلَا ءِ اَعْلٰی سے متعلق ہیں۔ شاہ عبدالعزیز

صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ وَالْضُّحٰی کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ کی بشریت کا وجود اصلانہ رہے اور غَلَبَ اَنُو اَحَقَّ آپ پر عَلٰی الدَّوَام

حاصل ہو۔ بہر حال آپ کی ذات و کمالات میں آپ کا کوئی بھی مثل نہیں۔ اس آیت کریمہ میں آپ کو اپنی ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا اظہار تو اضع کے

لیے حکم فرمایا گیا، یہی فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے۔ (خازن) مسئلہ: کسی کو جائز نہیں کہ حضور کو اپنے مثل بشر کہے کیونکہ جو کلمات

اصحاب عزت و عظمت بہ طریق تواضع فرماتے ہیں ان کا کہنا دوسروں کے لیے روا (جائز) نہیں ہوتا۔ دوئم یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فضائلِ عِلَّیَّہ و مراتب

رَفِیْعَہ عطا فرمائے ہوں اس کے ان فضائل و مراتب کا ذکر چھوڑ کر ایسے وصفِ عام سے ذکر کرنا جو ہر کہ و مہ (چھوٹے، بڑے، ادنیٰ و اعلیٰ) میں پایا جائے ان

کمالات کے نہ ماننے کا مُشْعَر (اشارہ دیتا) ہے۔ سوئم یہ کہ قرآن کریم میں جابجا کفار کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے تھے اور اسی سے گمراہی

میں مبتلا ہوئے۔ پھر اس کے بعد آیت ”يُوحِیْ اِلَیَّ“ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مَخْصُوص بِالْعِلْمِ اور مُكْرَم عِنْدَ اللّٰہ (یعنی علوم کے

ساتھ خاص ہونے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا) ہونے کا بیان ہے۔ ۲۲۳ اس کا کوئی شریک نہیں ۲۲۴ شرک اکبر سے بھی بچے اور

رباء سے بھی جس کو شرک اصغر کہتے ہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرے اللہ تعالیٰ اس کو فتنہ و جال سے محفوظ رکھے گا، یہ

بھی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کو پڑھے وہ اٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ ۱ سورہ مریم مکہ ہے، اس میں چھ رکوع، اٹھانوے

آیتیں، سات سو اسی کلمے ہیں۔

نِدَاءً خَفِيًّا ۲ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا

آہستہ پکارا ۲ عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہوگئی ہے اور سر سے بڑھاپے کا بھسوکا پھوٹا (سفیدی ظاہر ہوئی) ہے

وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۳ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي

اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا ۳ اور مجھے اپنے بعد اپنے قُرابت والوں کا ڈر ہے

وَكَاثِبِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۵ يَرِثُنِي وَيَرِثُ

اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھالے ۵ وہ میرا جانشین ہو اور اولاد

مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۶ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۶ يُزَكِّرِيَا إِنَّا نَبْشُرُكَ

یعقوب کا وارث ہو ۶ اور اے میرے رب اُسے پسندیدہ کر ۶ اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں

بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ ۷ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۷ قَالَ رَبِّ أَنَّى

ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے ۷ اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا ۷ عرض کی اے میرے رب میرے

يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۸

لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا ۸

قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَئِئَ وَوَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

فرمایا ایسا ہی ہے ۸ تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا

تَكَ شَيْئًا ۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۱۰ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تَكَلَّمَ النَّاسُ

جب تو کچھ بھی نہ تھا ۹ عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دے دے ۱۰ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں

۱۱ کیونکہ اخفاء (آہستہ پکارنا) ریا سے دور اور اخلاص سے معمور ہوتا ہے، نیز یہ بھی فائدہ تھا کہ پیرانہ سالی (بڑھاپے) کی عمر میں جبکہ سن شریف چکھڑ یا آستی برس

کا تھا اولاد کا طلب کرنا احتمال رکھتا تھا کہ عوام اس پر ملامت کریں اس لیے بھی اس دعا کا اخفاء (آہستہ کرنا) مناسب تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ضعف پیری

(بڑھاپے کی کمزوری) کے باعث حضرت کی آواز بھی ضعیف ہوگئی تھی۔ (مدارک خازن) ۱۲ یعنی پیرانہ سالی کا ضعف غایت (انتہا) کو پہنچ گیا کہ ہڈی جونہایت

مضبوط غصو ہے اس میں کمزوری آگئی تو باقی اعضاء و قوئی (طاقت) کا حال محتاج بیان ہی نہیں۔ ۱۳ کہ تمام سرفید ہو گیا ۱۴ ہمیشہ تو نے میری دعا قبول کی اور

مجھے مستجاب الدعوات کیا۔ ۱۵ چچا زاد وغیرہ کا، کہ وہ شریر لوگ ہیں کہیں میرے بعد دین میں رخنہ اندازی نہ کریں جیسا کہ بنی اسرائیل سے مشاہدہ میں آچکا ہے۔

۱۶ اور میرے علم کا حامل (سنجھنے والا) ہو۔ ۱۷ کہ تو اپنے فضل سے اس کو نبوت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی

اور ارشاد فرمایا: ۱۸ یہ سوال استبعاد (محال جان کر) نہیں بلکہ مقصود یہ دریافت کرنا ہے کہ عطاے فرزند کس طریقہ پر ہوگا کیا دوبارہ جوانی مرحمت ہوگی یا ایسا حال

میں فرزند عطا کیا جائے گا؟ ۱۹ تمہیں دونوں سے لڑکا پیدا فرمانا منظور ہے ۲۰ جو جمعہ دم کے موجود کرنے پر قادر ہے اس سے بڑھاپے میں اولاد عطا فرمانا کیا

عجب ہے۔ ۲۱ جس سے مجھے اپنی بی بی کے حاملہ ہونے کی معرفت ہو۔

ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۱۰ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ

سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہو کر ۱۰ تو اپنی قوم پر مسجد سے باہر آیا ۱۱ تو انہیں اشارہ سے کہا

أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۱۱ يَجِيئُ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۱۲ وَاتَّبِعِ الْحُكْمَ

کہ صبح و شام تسبیح کرتے رہو ۱۱ اے بچی! کتاب و ۱۲ مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں

صَبِيًّا ۱۲ وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكَاةً ۱۳ وَكَانَ تَقِيًّا ۱۴ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَ

نبوت دی ۱۲ اور اپنی طرف سے مہربانی ۱۳ اور سکھائی ۱۴ اور کمال ڈروالا تھا ۱۵ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا اور

لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۱۴ وَسَلَّمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ

زبردست و نافرمان نہ تھا ۱۴ اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن

يُبْعَثُ حَيًّا ۱۵ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ ۱۶ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا

زندہ اٹھایا جائے گا ۱۵ اور کتاب میں مریم کو یاد کرو ۱۶ جب اپنے گھروالوں سے پورب (مشرق)

مَكَانًا شَرْقِيًّا ۱۶ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۱۷ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا

کی طرف ایک جگہ الگ گئی ۱۶ تو ان سے ادھر ۱۷ ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا

وَحُجَّجَ سَالِمٌ بَوَكْرَ غَيْرِ كِسْيَارِي كَے اور بغیر گونگا ہونے کے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان آیات میں آپ لوگوں سے کلام کرنے پر قادر نہ ہوئے جب اللہ کا ذکر کرنا چاہتے

زبان کھل جاتی۔ ۱۷ جو اس کی نماز کی جگہ تھی اور لوگ پس حراب انتظار میں تھے کہ آپ ان کے لیے دروازہ کھولیں تو وہ داخل ہوں اور نماز پڑھیں جب حضرت

زکریا علیہ السلام باہر آئے تو آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا، گفتگو نہیں فرما سکتے تھے، یہ حال دیکھ کر لوگوں نے دریافت کیا کیا حال ہے؟ ۱۸ اور حسب عادت فجر و عصر کی

نمازیں ادا کرتے رہو۔ اب حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے کلام نہ کر سکنے سے جان لیا کہ آپ کی بیوی صاحبہ حاملہ ہو گئیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی

ولادت سے دو سال بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ۱۹ یعنی توریث کو ۱۹ جبکہ آپ کی عمر شریف تین سال کی تھی اس وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو

عقل کامل عطا فرمائی اور آپ کی طرف وحی کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہی قول ہے اور اتنی سی عمر میں فہم و فراست اور کمال عقل و دانش خوارق

عادات (کرامات) میں سے ہے اور جب بگو کہ تمہاری (اللہ تعالیٰ کے کرم سے) یہ حاصل ہو تو اس حال میں نبوت ملنا کچھ بھی بعید نہیں، لہذا اس آیت میں حکم

سے نبوت مراد ہے، یہی قول صحیح ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے حکمت یعنی فہم توریث (توریث کا جاننا) اور فقہ فی الدین (دین میں سمجھ بوجھ) بھی مراد لی ہے۔

(خانن و مدار کبیر) منقول ہے کہ اس کم سنی کے زمانہ میں بچوں نے آپ کو کھیل کے لیے بلایا تو آپ نے فرمایا: ”مَا لَلْعَبِ خُلِقْنَا“ ہم کھیل کے لیے پیدا نہیں کئے

گئے۔ ۱۸ عطا کی اور ان کے دل میں رقت و رحمت رکھی کہ لوگوں پر مہربانی کریں۔ ۱۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”زکوٰۃ“ سے

یہاں طاعت و اخلاص مراد ہے۔ ۲۰ اور آپ خوفِ الہی سے بہت گریہ و زاری کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک پر آنسوؤں سے نشان بن گئے

تھے۔ ۲۱ یعنی آپ نہایت متواضع اور خلیق (تواضع کرنے والے اور خوب خوش اخلاق) تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطیع۔ ۲۲ کہ یہ تینوں دن بہت اندیشہ

ناک ہیں کیونکہ ان میں آدمی وہ دیکھتا ہے جو اس سے پہلے اس نے نہیں دیکھا اس لیے ان تینوں موقعوں پر نہایت وحشت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ

السلام کا اکرام فرمایا کہ انہیں ان تینوں موقعوں پر امن و سلامتی عطا کی۔ ۲۳ یعنی اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن کریم میں حضرت مریم کا واقعہ پڑھ

کر ان لوگوں کو سنائیے تاکہ انہیں ان کا حال معلوم ہو۔ ۲۴ اور اپنے مکان میں یا بیت المقدس کی شرقی جانب میں لوگوں سے جدا ہو کر عبادت کے لیے

خَلُوت (تنہائی) میں بیٹھیں۔ ۲۵ یعنی اپنے اور گھروالوں کے درمیان۔

رُوحًا فَتَبَشَّرَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ

روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا بولی میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں

إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ ۝ لَا هَبْ لَكَ غُلَامًا

اگر تجھے خدا کا ڈر ہے بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا

زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝

بیٹا دوں بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو نہ کسی آدمی نے ہاتھ لگایا نہ میں بدکار ہوں

قَالَ كَذَلِكَ ۝ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَيْئٍ ۝ وَلَنَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ وَ

کہا یونہی ہے ۱۷ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ ۱۸ مجھے آسان ہے اور اس لیے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی ۱۹ کریں اور

رَاحَةً مِّنَّا ۝ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَصَلَتْهُ فَانْتَبَدَتْ بِهِ مَكَانًا

اپنی طرف سے ایک رحمت ۲۰ اور یہ کام ٹھہر چکا ہے ۲۱ اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لیے ہوئے ایک دورگہ

قَصِيًّا ۝ فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جُذْعِ النَّخْلَةِ ۝ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ

چلی گئی ۲۲ پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا ۲۳ بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے

۲۴ جبریل علیہ السلام ۲۵ یہی منظور الہی ہے کہ تمہیں بغیر مرد کے چھوئے ہی لڑکا عنایت فرمائے۔ ۲۸ یعنی بغیر باپ کے بیٹا دینا ۲۹ اور اپنی قدرت کی

برہان (دلیل) ۳۰ ان کے لیے جو اس کے دین کا اتباع کریں اس پر ایمان لائیں ۳۱ علم الہی میں، اب نہ درد ہو سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ جب حضرت مریم کو

اطمینان ہو گیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبریل نے ان کے گریبان میں یا آستین میں یا دامن میں یا منہ میں دم کیا اور وہ بقد رت الہی فی الحال حاملہ

ہو گئیں، اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ سال یا دس کی تھی۔ ۳۲ اپنے گھر والوں سے اور وہ جگہ بیٹھ اللہم تھی۔ وہب کا قول ہے کہ سب سے پہلے جس شخص کو

حضرت مریم کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچا زاد بھائی یوسف نجار ہے جو مسجد بیت المقدس کا خادم تھا اور بہت بڑا عابد شخص تھا، اس کو جب معلوم ہوا کہ مریم حاملہ ہیں تو

نہایت حیرت ہوئی۔ جب چاہتا تھا کہ ان پر تہمت لگائے تو ان کی عبادت و تقویٰ، ہر وقت کا حاضر رہنا، کسی وقت غائب نہ ہونا، یاد کر کے خاموش ہو جاتا تھا اور جب

حمل کا خیال کرتا تھا تو ان کو زری سمجھنا مشکل معلوم ہوتا تھا! بالآخر اس نے حضرت مریم سے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہے، ہر چند چاہتا ہوں کہ زبان پر نہ

لاؤں مگر اب صبر نہیں ہوتا ہے، آپ اجازت دیجئے کہ میں کہہ گذروں تاکہ میرے دل کی پریشانی رفع (دور) ہو۔ حضرت مریم نے کہا کہ اچھی بات کہو! تو اس نے کہا

کہ اے مریم! مجھے بتاؤ کہ کیا حقیقی بغیر تخم اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہو سکتا ہے؟ حضرت مریم نے فرمایا کہ ہاں، تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو

سب سے پہلے کھیتی پیدا کی بغیر تخم ہی کے پیدا کی اور درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے، کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پانی کی مدد کے بغیر درخت پیدا

کرنے پر قادر نہیں۔ یوسف نے کہا: میں یہ تو نہیں کہتا بے شک میں اس کا قائل ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے، جسے ”سکن“ فرمائے وہ ہو جاتی ہے۔ حضرت مریم

نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی بی بی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا! حضرت مریم کے اس کلام سے یوسف کا شبہ رفع ہو گیا اور

حضرت مریم حمل کے سبب سے ضعیف ہو گئیں تھیں اس لیے وہ خدمت مسجد میں ان کی نیابت انجام دینے لگا، اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو الہام کیا کہ وہ اپنی قوم سے

علیحدہ چلی جائیں، اس لیے وہ بیٹھ اللہم میں چلی گئیں۔ ۳۳ جس کا درخت جنگل میں خشک ہو گیا تھا، وقت تیز سردی کا تھا، آپ اس درخت کی جڑ میں آئیں

تاکہ اس سے ٹیک لگائیں اور فضیحت (رسوائی و بدنامی) کے اندیشہ سے۔

قَبْلَ هَذَا وَكُنْتَ نَسِيًّا مَنَسِيًّا ۲۳) فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِي قَدْ

مرگئی ہوتی اور بھولی بھری ہو جاتی تو اسے ۲۳ اس کے تلے سے پکارا کہ غم نہ کھا ۲۵ بے شک

جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۲۴) وَهَزَمْنِي إِلَيْكَ بِجُدْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ

تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی ہے ۲۴ اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی

عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا ۲۵) فَكُلْنِي وَاشْرَبْنِي وَقَرِّبْنِي عَيْنًا فَأَمَّا تَرَيْنَ مِنَ

پکی کھجوریں گریں گی ۲۵ تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ ۲۸ پھر اگر تو کسی

الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

آدمی کو دیکھے ۲۶ تو کہہ دینا میں نے آج رخصت کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ

اُنْسِيًّا ۲۷) فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۲۸) قَالُوا اَيِّرِمُ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا

کروں گی ۲۷ تو اسے گود میں لیے اپنی قوم کے پاس آئی ۲۸ بولے اے مریم بے شک تو نے بہت

فَرِيًّا ۲۹) يَا خُتْلُ هُرُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْرًا سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ

بڑی بات کی اے ہارون کی بہن ۲۹ تیرا باپ ۳۰ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں ۳۱

بَغِيًّا ۳۲) فَاشَارَتْ إِلَيْهِ ۳۳) قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۳۴)

بدکار ۳۲ اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا ۳۳ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے ۳۴

۳۵) جبریل نے وادی کے نشیب سے ۳۵ اپنی تنہائی کا اور کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہ ہونے کا اور لوگوں کی بدگوئی کرنے کا ۳۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا حضرت جبریل نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو آبِ شیریں کا ایک چشمہ جاری ہو گیا اور کھجور کا درخت سرسبز

ہو گیا پھل لایا وہ پھل پختہ اور رسیدہ (پک کر تیار) ہو گئے اور حضرت مریم سے کہا گیا: ۳۷ جوڑ کے لیے بہترین غذا ہیں۔ ۳۸ اپنے فرزند عیسیٰ سے۔ ۳۹

کہ تجھ سے بچے کو دریافت کرتا ہے۔ ۴۰ پہلے زمانہ میں بولنے اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں کھانے اور پینے کا روزہ ہوتا ہے، ہماری

شریعت میں چپ رہنے کا روزہ منسوخ ہو گیا۔ حضرت مریم کو سکوت (خاموشی اختیار کرنے) کی نذر ماننے کا اس لیے حکم دیا گیا تا کہ کلام حضرت عیسیٰ فرمائیں اور ان

کا کلام جیتِ قویہ (مضبوط دلیل ثابت) ہو جس سے تہمت زائل ہو جائے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: مسئلہ: تنفیہ (جامل و بے وقوف) کے جواب میں سکوت

و اعراض چاہئے، جواب جاہلان باحدِ نموشی (جاہلوں کی بات کا جواب خاموشی ہے)۔ مسئلہ: کلام کو افضل شخص کی طرف تفویض کرنا (پھیرنا) اولیٰ ہے۔ حضرت مریم

نے یہ بھی اشارہ سے کہا کہ میں کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔ ۴۱ جب لوگوں نے حضرت مریم کو دیکھا کہ ان کی گود میں بچہ ہے تو روئے اور غمگین ہوئے کیونکہ وہ

صالحین کے گھرانے کے لوگ تھے اور ۴۲ اور ہارون یا تو حضرت مریم کے بھائی کا نام تھا یا بنی اسرائیل میں اور نہایت بزرگ اور صالح شخص کا نام تھا جس کے تقویٰ

اور پرہیزگاری سے تشبیہ دینے کے لیے ان لوگوں نے حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا یا حضرت ہارون برادر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف نسبت کی باوجودیکہ

ان کا زمانہ بہت بعید تھا اور ہزار برس کا عرصہ ہو چکا تھا مگر چونکہ یہ ان کی نسل سے تھیں اس لیے ہارون کی بہن کہہ دیا جیسا کہ عربوں کا مٹھا ورہ ہے کہ وہ تمیمی کو

”یا اُخاتِمْمِمْ“ کہتے ہیں۔ ۴۳ یعنی عمران ۴۴ ۴۵ کہ جو کچھ کہنا ہے خود ان سے کہو! اس پر قوم کے لوگوں کو غصہ آیا اور ۴۶ یہ گفتگوں کر حضرت عیسیٰ علیہ

الصلوة والسلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور داہنے دست مبارک سے اشارہ کر کے کلام شروع کیا۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ اٰثَنِي الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۖ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا

بچنے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ ۵۷۳ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا ۵۷۴ اور اس نے مجھے مبارک کیا ۵۷۵

أَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَأَوْصَنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۖ وَبَرًّا

میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے

بِوَالِدَتِي ۖ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۖ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ ۖ وَ

اچھا سلوک کرنے والا ۵۷۶ اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا اور وہی سلامتی مجھ پر وہ جس دن میں پیدا ہوا اور

يَوْمَ أَمُوتُ ۖ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۖ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۖ قَوْلَ الْحَقِّ

جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا ۵۷۷ یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات

الَّذِي فِيهِ يَسْتَرْوْنَ ۖ مَا كَانَ لِلّٰهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحٰنَهُ

جس میں شک کرتے ہیں ۵۷۸ اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھہرائے ۵۷۹ پاکی ہے اس کو ۵۸۰

إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّا نَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۖ وَإِنَّ اللّٰهَ رَبِّيَّ وَرَبَّكُمْ

جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یونہی کہ اُس سے فرماتا ہے ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اور عیسیٰ نے کہا بے شک اللہ رب ہے میرا اور تمہارا ۵۸۱

فَاعْبُدُوهُ ۖ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۖ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ

تو اس کی بندگی کرو یہ راہ سیدھی ہے پھر جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں ۵۸۲

۵۸۳ پہلے اپنے بندہ ہونے کا اقرار فرمایا تاکہ کوئی انہیں خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہے کیونکہ آپ کی نسبت بہتہمت لگائی جانے والی تھی اور یہ تہمت اللہ تبارک و تعالیٰ پر لگتی

تھی، اس لیے منصب رسالت کا اقتضایہی تھا کہ والدہ کی برأت بیان کرنے سے پہلے اس تہمت کو رفع فرما دیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں لگائی جائے گی اور

اسی سے وہ تہمت بھی رفع ہو گئی جو والدہ پر لگائی جاتی کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس مرتبہ عظیمہ کے ساتھ جس بندے کو نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کی

سرشت (فطرت) نہایت پاک و طاہر ہے۔ ۵۸۴ کتاب سے انجیل مراد ہے۔ حسن کا قول ہے کہ آپ بطن والدہ ہی میں تھے کہ آپ کو توریت کا الہام فرمایا گیا تھا

اور پالنے میں تھے جب آپ کو نبوت عطا کر دی گئی اور اس حالت میں آپ کا کلام فرمانا آپ کا معجزہ ہے۔ بعض مفسرین نے آیت کے معنی میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ

نبوت اور کتاب ملنے کی خبر تھی جو عنقریب آپ کو ملنے والی تھی۔ ۵۸۵ یعنی لوگوں کے لیے نفع پہنچانے والا اور خیر کی تعلیم دینے والا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کی

دعوت دینے والا۔ ۵۸۶ بنایا ۵۸۷ جو حضرت یحییٰ پر ہوئی ۵۸۸ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلام فرمایا تو لوگوں کو حضرت مریم کی براءت و طہارت کا

یقین ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا فرما کر خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کلام نہ کیا جب تک کہ اس عمر کو پہنچے جس میں بچے بولنے لگتے ہیں۔ (خازن)

۵۸۹ کہ یہود تو انہیں ساحر، کذاب کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور نصاریٰ انہیں خدا اور خدا کا بیٹا اور تین میں کا تیسرا کہتے ہیں۔ تعالیٰ اللہ عَمَّا يَقُولُونَ غُلُوًّا كَبِيرًا

(اللہ بہت ہی بلند و بالا، پاک و مَظْہَر ہے ان کی باتوں سے)۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی تشریہ (پاکی) بیان فرماتا ہے: ۵۹۰ اس سے ۵۹۱ اور اس کے سوا

کوئی رب نہیں ۵۹۲ اور حضرت عیسیٰ کے باب میں نصاریٰ کے کئی فرقے ہو گئے: ایک یعقوبیہ، ایک نسطوریہ، ایک ماکانیہ۔ یعقوبیہ کہتا تھا کہ وہ اللہ ہے زمین پر اتر

آیا تھا پھر آسمان پر چڑھ گیا۔ نسطوریہ کا قول ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے جب تک چاہا اسے زمین پر کھرا پھرا اٹھالیا اور تیسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں مخلوق

ہیں نبی ہیں یہ مؤمن تھا۔ (مدارک)

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصُرْ لَا

تو خرابی ہے کافروں کے لیے ایک بڑے دن کی حاضری سے ۵۷۵ کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے

يَوْمَ يَأْتُونَ تَالِكِينَ الظُّلُمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾ وَأَنْذِرْهُمْ

جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں گے ۵۷۸ مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں ۵۷۹ اور انہیں ڈر سناؤ

يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾

پچھتاوے کے دن کا ۵۸۰ جب کام ہو چکے گا ۵۸۱ اور وہ غفلت میں ہیں ۵۸۲ اور وہ نہیں مانتے

إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَادْكُرْ فِي

بے شک زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہم ہوں گے ۵۸۳ اور وہ ہماری ہی طرف پھریں گے ۵۸۴ اور کتاب میں ۵۸۵

الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۖ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ

ابراہیم کو یاد کرو بے شک وہ صدیق ۵۸۶ تھا غیب کی خبریں بتاتا جب اپنے باپ سے بولا ۵۸۷ اے میرے باپ

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ

کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے ۵۸۸ اے میرے باپ بیشک

جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾

میرے پاس ۵۸۹ وہ علم آیا جو تجھے نہ آیا تو تو میرے پیچھے چلا آؤں گے میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں گا ۵۹۰

يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾

اے میرے باپ شیطان کا بندہ نہ بنو ۵۹۱ بے شک شیطان رُحمن کا نافرمان ہے اے میرے باپ

۵۹۲ بڑے دن سے روز قیامت مراد ہے۔ ۵۹۳ اور اس دن کا دیکھنا اور سننا کچھ نفع نہ دے گا جب انہوں نے دنیا میں دلائل حق کو نہیں دیکھا اور اللہ کے موعید کو

نہیں سنا۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ کلام بطریق تہدید (بطور تنبیہ اور ڈرانے کے) ہے کہ اس روز ایسی ہولناک باتیں سنیں اور دیکھیں گے جن سے دل پھٹ جائیں۔ ۵۹۴ نہ حق دیکھیں نہ حق سنیں بہرے، اندھے بنے ہوئے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الہ اور معبود ٹھہراتے ہیں باوجودیکہ انہوں نے بصر احت اپنے

بندہ ہونے کا اعلان فرمایا۔ ۵۹۵ حدیث شریف میں ہے کہ جب کافر منازل جنت دیکھیں گے جن سے وہ محروم کئے گئے تو انہیں ندامت و حسرت ہوگی کہ کاش وہ دنیا میں ایمان لے آئے ہوتے۔ ۵۹۶ اور جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں پہنچیں گے، ایسا سخت دن درپیش ہے۔ ۵۹۷ اور اس دن کے لیے کچھ فکر

نہیں کرتے۔ ۵۹۸ یعنی سب فنا ہو جائیں گے ہم ہی باقی رہ جائیں گے۔ ۵۹۹ ہم انہیں ان کے اعمال کی جزا دیں گے۔ ۶۰۰ یعنی قرآن میں۔ ۶۰۱ یعنی کثیر الصدق (ہمیشہ سچ بولنے والے)۔ بعض مفسرین نے کہا کہ صدیق کے معنی ہیں کثیر التصدیق جو اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت اور اس کے انبیاء اور اس کے رسولوں

کی اور مرنے کے بعد اٹھنے کی تصدیق کرے اور احکام الہیہ بجالائے۔ ۶۰۲ یعنی آزر بت پرست سے۔ ۶۰۳ یعنی عبادت معبود کی غایت (انتہا درجے کی) تعظیم ہے، اس کا وہی مستحق ہو سکتا ہے جو صاحب اوصاف کمال اور ولی نعم ہونے کے بت جیسی ناکارہ مخلوق، مدعا یہ ہے کہ اللہ واحد، لا شریک لہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ ۶۰۴ میرے رب کی طرف سے معرفت الہی کا فائدہ میرا دین قبول کرنا ۶۰۵ جس سے تو قرب الہی کی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔ ۶۰۶ اور اس کی فرمانبرداری

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَسْكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونُ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝۳۵

میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمن کا کوئی عذاب پہنچے تو تو شیطان کا رفیق ہو جائے ۳۵

قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ تَمَتَّعْتَ بِغُفْلَةٍ لَّيْنٌ لِّمَن تَتَّبَعُهُ لَا تَرَ جَسَدًا

بولا کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم بے شک اگر تو منہ باز نہ آیا تو میں تجھے پھراؤ کروں گا

وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝۳۶ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُكَ رَبِّي ۝۳۷ إِنَّهُ كَانَ

اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جاؤں گا بس تجھے سلام ہے وہ قریب ہے کہ میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا وہ بے شک وہ

بِي حَفِيًّا ۝۳۸ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُوا رَبِّي ۝۳۹

مجھ پر مہربان ہے اور میں ایک کنارے ہو جاؤں گا وہ تم سے اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو اور اپنے رب کو پوجوں گا وہ

عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ۝۴۰ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ

قریب ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے بدبخت نہ ہوں ۴۰ پھر جب ان سے اور اللہ کے سوا ان کے

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۝۴۱ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝۴۲

معبودوں سے کنارہ کر گیا وہ ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا کئے اور ہر ایک کو غیب کی خبریں بتانے والا کیا اور

وَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝۴۳ وَادْكُرْ

ہم نے انھیں اپنی رحمت عطا کی وہ ان کے لیے سچی بلند ناموری رکھی ۴۳ اور کتاب میں

فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ۝۴۴ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝۴۵ وَنَادَيْنَاهُ

موسیٰ کو یاد کرو بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا اور اسے ہم نے

مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝۴۶ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا

طور کی داہنی جانب سے ندا فرمائی وہ اور اسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا وہ اور اپنی رحمت سے اسے اس کا بھائی ہارون

کر کے کفر و شرک میں مبتلا نہ ہو ۴۶ اور لعنت و عذاب میں اس کا ساتھی ہو اس نصیحت لطف آمیز اور ہدایت دلپذیر سے آزر نے نفع نہ اٹھایا اور اس کے جواب

میں وہ کہ بتوں کی مخالفت اور ان کو برا کہنے اور ان کے عیوب بیان کرنے سے وہ کہ تاکہ میرے ہاتھ اور زبان سے امن میں رہے حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے وہ کہ یہ سلام متا رکھتا تھا وہ کہ وہ تجھے توفیق تو بہ و ایمان دے کر تیری مغفرت کرے ۴۷ شہر بابل سے شام کی طرف ہجرت کر کے ۴۸ جس

نے مجھے پیدا کیا اور مجھ پر احسان فرمائے ۴۹ اس میں تعریف ہے کہ جیسے تم بتوں کی پوجا کر کے بد نصیب ہوئے خدا کے پرستار کے لیے یہ بات نہیں، اس کی

بندگی کرنے والا شقی و محروم نہیں ہوتا ۵۰ ارض مقدسہ کی طرف ہجرت کر کے ۵۱ فرزند و ۵۲ فرزند کے فرزند یعنی پوتے ۵۳ فائدہ اس میں اشارہ ہے کہ حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف اتنی دراز ہوئی کہ آپ نے اپنے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللہ کے لیے

ہجرت کرنے اور اپنے گھر بار کو چھوڑنے کی یہ جزا ملی کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے اور پوتے عطا فرمائے ۵۴ کہ اموال و اولاد بکثرت عنایت کئے ۵۵ کہ ہر دین

أَخَاهُ هُرُونَ نَبِيًّا ۝۵۲ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ

عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) ۵۵۲ اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو ۵۵۲ بے شک وہ وعدے

الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝۵۳ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ

کا سچا تھا ۵۵۳ اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا

وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝۵۴ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ

اور اپنے رب کو پسند تھا ۵۵۴ اور کتاب میں ادريس کو یاد کرو ۵۵۴ بے شک وہ

صَدِيقًا نَّبِيًّا ۝۵۵ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝۵۶ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

صدق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا ۵۵۵ یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان

والے مسلمان ہوں خواہ یہودی خواہ نصرانی سب ان کی ثناء کرتے ہیں اور نمازوں میں ان پر اور ان کی آل پر درود پڑھا جاتا ہے۔ ۵۵۶ ”طور“ ایک پہاڑ کا نام ہے

جو مصر و مدین کے درمیان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین سے آتے ہوئے طور کی اس جانب سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دائیں طرف تھی ایک

درخت سے ندادی گئی: ”يٰمُوسَىٰ اِنِّى اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ“ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں تمام جہانوں کا پالنے والا۔ ۵۵۷ مرتبہ قرب عطا فرمایا عجب رفیع

کئے یہاں تک کہ آپ نے صریحاً قلام (قلموں کے لکھنے کی آواز) سنی اور آپ کی قدر و منزلت بلند کی گئی اور آپ سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ ۵۵۸ جبکہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ یارب! میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت

ہارون علیہ السلام کو آپ کی دعا سے نبی کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔ ۵۵۹ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند

اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد ہیں۔ ۵۶۰ انبیاء سب ہی سچے ہوتے ہیں لیکن آپ اس وصف میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی مقام پر

آپ سے کوئی شخص کہہ گیا تھا کہ آپ یہیں ٹھہرے رہے جب تک میں واپس آؤں۔ آپ اس جگہ اس کے انتظار میں تین روز ٹھہرے رہے۔ آپ نے صبر کا وعدہ کیا

تھا، ذبح کے موقع پر اس شان سے اس کو وفا فرمایا کہ سبحان اللہ۔ ۵۶۱ اور اپنی قوم جرہم کو جن کی طرف آپ مبعوث تھے ۵۶۲ بسبب اپنے طاعت و اعمال و

صبر و استقلال و احوال و خصال کے۔ ۵۶۳ آپ کا نام اخنوخ ہے، آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی

پہلے رسول ہیں، آپ کے والد حضرت شیث بن آدم علیہ السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں، کپڑوں کے سینے اور سِلے کپڑے پہننے

کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی، آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہنتے تھے۔ سب سے پہلے تھیا بنانے والے ترازو اور پیالے قائم کرنے والے اور علم نجوم و حساب میں

نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں، یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صفیں نازل کئے اور تئیس الہیہ کی کثرت درس کے باعث آپ

کا نام ادريس ہوا۔ ۵۶۴ دنیا میں انہیں علو مرتبت عطا کیا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان پر اٹھالیا اور یہی صحیح تر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے شب معراج حضرت ادريس علیہ السلام کو آسمان چہارم پر دیکھا۔ حضرت کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادريس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے، تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ! انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کر کے اسی وقت

آپ کی طرف لوٹادی آپ زندہ ہو گئے۔ فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ تاکہ خوف الہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا، جہنم دیکھ کر آپ نے مالک داروغہ جہنم سے فرمایا

کہ دروازہ کھولو میں اس پر گزرتا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے، پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ! وہ آپ کو

جنت میں لے گئے، آپ دروازے کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے، تھوڑی دیر انتظار کر کے ملک الموت نے کہا کہ آپ اب اپنے مقام پر تشریف لے چلے! فرمایا:

اب میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”كُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةُ الْمَوْتِ“ وہ میں چکھ ہی چکا ہوں اور یہ فرمایا ہے: ”وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَاِدْهٰ“

کہ ہر شخص کو جہنم پر گزرتا ہے تو میں گزر چکا، اب میں جنت میں پہنچ گیا اور جنت میں پہنچنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ“

کہ وہ جنت سے نکالے نہ جائیں گے۔ اب مجھے جنت سے چلنے کے لیے کیوں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو وحی فرمائی کہ حضرت ادريس علیہ السلام نے

جو کچھ کیا میرے اذن سے کیا اور وہ میرے اذن سے جنت میں داخل ہوئے، انہیں چھوڑ دو! وہ جنت ہی میں رہیں گے، چنانچہ آپ وہاں زندہ ہیں۔

عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ ۖ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۖ وَمِنْ

کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے ۹۵ اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا ۹۶ اور

ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَءِيلَ ۖ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۖ إِذَا تُتْلَىٰ

ابراہیم ۹۷ اور یعقوب کی اولاد سے ۹۸ اور ان میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا ۹۹ جب ان پر

عَلَيْهِمْ آيَةُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝ (۵۸) فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

رحمن کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے ۵۸ تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف

خَلْفَ أَصَاغُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝ (۵۹)

آئے ۵۹ جنہوں نے نمازیں گنوانیں (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے ۶۰ تو عنقریب وہ دوزخ میں غمی کا جنگل پائیں گے ۶۱

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا

مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں

يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ (۶۰) جَنَّتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۖ

کچھ نقصان نہ دیا جائے گا ۶۰ بسنے کے باغ جن کا وعدہ رحمن نے اپنے بندوں سے غیب میں کیا تھا ۶۱

إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝ (۶۱) لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ

بے شک اس کا وعدہ آنے والا ہے ۶۱ وہ اس میں کوئی بے کار بات نہ سنیں گے مگر سلام ۶۲ اور انہیں

رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ (۶۲) تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا

اس میں ان کا رزق ہے صبح و شام ۶۲ یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے

۹۵ یعنی حضرت ادریس و حضرت نوح۔ ۹۶ یعنی ابراہیم علیہ السلام جو حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے اور آپ کے فرزند سام کے فرزند ہیں۔ ۹۷ کی

اولاد سے حضرت اسمعیل و حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب ۹۸ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم

وسلامہ۔ ۹۹ شرح شریعت و کشف حقیقت کے لیے۔ ۱۰۰ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خبر دی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو سن کر

خُشوع و خُشوع اور خوف سے روتے اور سجدے کرتے تھے۔ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ قرآن پاک بخُشوع قلب سننا اور رونا مستحب ہے۔ ۱۰۱ مثل یہود و نصاریٰ

وغیرہ کے ۱۰۲ اور بجائے طاعت الہی کے معاصی کو اختیار کیا۔ ۱۰۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ”غَمِي“ جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی سے جہنم کی وادیاں بھی پناہ مانگتی ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو زنا کے عادی اور اس پر مُصر (ڈٹے ہوئے) ہوں اور جو شراب کے عادی ہوں اور جو سود

خوار سود کے خوگر (عادی) ہوں اور جو والدین کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور جو جھوٹی گواہی دینے والے ہوں۔ ۱۰۴ اور ان کے اعمال کی جزا میں کچھ بھی کمی نہ

کی جائے گی۔ ۱۰۵ ایمان دار صالح و تائب ۱۰۶ یعنی اس حال میں کہ جنت ان سے غائب ہے ان کی نظر کے سامنے نہیں یا اس حال میں کہ وہ جنت سے غائب ہیں اس کا مشاہدہ نہیں کرتے۔ ۱۰۷ ملائکہ کا یا آپس میں ایک دوسرے کا۔ ۱۰۸ یعنی علی الدوام کیونکہ جنت میں رات اور دن نہیں ہیں، اہل جنت ہمیشہ نور ہی

میں رہیں گے یا مراد یہ ہے کہ دنیا کے دن کی مقدار میں دوسرے بہشتی نعمتیں ان کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

الْمَنْزِلُ الرَّابِعُ ﴿4﴾

عَلَىٰ رَبِّكَ حَبَابًا مُّقْضِيًّا ۚ ﴿٤١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ

رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے ﴿۴۱﴾ پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے ﴿۴۲﴾ اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے

فِيهَا جَثِيًّا ۚ ﴿٤٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

گھٹنوں کے بل گرے اور جب ان پر ہماری روئے آیتیں پڑھی جاتی ہیں کافر ﴿۴۳﴾ مسلمانوں

لِلَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا أَىُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۚ ﴿٤٣﴾ وَكَمْ

سے کہتے ہیں کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے ﴿۴۴﴾ اور ہم

أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئِيًّا ۚ ﴿٤٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ

نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپادیں ﴿۴۵﴾ کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود (دیکھنے) میں بہتر تھے تم فرماؤ جو گمراہی

فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَبْذُذْ لَهُ الرَّحْمَنُ مَذَاً ۚ حَتَّىٰ إِذَا سَارَ أَوْ أَمَّا يُوعَدُونَ إِمَّا

میں ہو تو اسے رحمن خوب ڈھیل دے ﴿۴۶﴾ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انھیں وعدہ دیا جاتا ہے یا

الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ۖ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ

تو عذاب ﴿۴۷﴾ یا قیامت ﴿۴۸﴾ تو اب جان لیں گے کہ کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج

جُدًّا ۚ ﴿٤٥﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۖ وَالْبَقِيَّةُ الصُّلِحَةُ

کمزور ﴿۴۹﴾ اور جنھوں نے ہدایت پائی ﴿۵۰﴾ اللہ انھیں اور ہدایت بڑھائے گا ﴿۵۱﴾ اور باقی رہنے والی نیک باتوں کا ﴿۵۲﴾

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۚ ﴿٤٦﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا

تیرے رب کے یہاں سب سے بہتر ثواب اور سب سے بھلا انجام ﴿۵۳﴾ تو کیا تم نے اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور

قَالَ لَا أُوتِيَنَّ مَالًا وَلَا وُلْدًا ۚ ﴿٤٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ

کہتا ہے مجھے ضرور مال و اولاد ملیں گے ﴿۵۴﴾ کیا غیب کو جھانک آیا ہے ﴿۵۵﴾ یا رحمن کے پاس کوئی قرار

مروی ہے کہ دوزخ پر گزرنے سے پہلے صراط پر گزرنے پر ہے۔ ﴿۵۶﴾ یعنی دوزخ پر سے گزرتا (قضاے لازم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے

بندوں پر لازم کیا ہے۔ ﴿۵۷﴾ یعنی ایمانداروں کو ﴿۵۸﴾ مثل نضر بن حارث وغیرہ کفار قریش بناؤ سنگھار کر کے بالوں میں تیل ڈال کر نکلیاں کر کے عمدہ لباس پہن کر

فخر و تکبر کے ساتھ غریب فقیر ﴿۵۹﴾ مدعا یہ ہے کہ جب آیات نازل کی جاتی ہیں اور دلائل و براہین پیش کئے جاتے ہیں تو کفار ان میں تو فکر نہیں کرتے اور ان سے

فائدہ نہیں اٹھاتے اور بجائے اس کے دولت و مال اور لباس و مکان پر فخر و تکبر کرتے ہیں۔ ﴿۶۰﴾ آیتیں ہلاک کر دیں ﴿۶۱﴾ دنیا میں اس کی عمر دراز کر کے اور اس کو اس

کی گمراہی و طغیان میں چھوڑ کر ﴿۶۲﴾ دنیا کا قتل و گرفتاری ﴿۶۳﴾ جو طرح طرح کی رسوائی اور عذاب پر مشتمل ہے۔ ﴿۶۴﴾ کفار کی شیطانی فوج یا مسلمانوں کا ملکی لشکر۔

اس میں مشرکین کے اس قول کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے۔ ﴿۶۵﴾ اور ایمان سے مشرف ہوئے ﴿۶۶﴾ اس پر

استقامت عطا فرما کر اور مزید بصیرت و توفیق دے کر۔ ﴿۶۷﴾ طاعتیں اور آخرت کے تمام اعمال اور بیچکا نہ نمازیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور اس کا ذکر اور تمام

عَهْدًا ۷۸ ﴿۷۸﴾ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۷۹ ﴿۷۹﴾

(عہد) رکھا ہے ہرگز نہیں ۱۳۵ اب ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے

وَنَرِيهِ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۸۰ ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً

اور جو چیزیں کہہ رہا ہے ۱۳۶ ان کے ہمیں وارث ہوں گے اور ہمارے پاس اکیلا آئے گا ۱۳۷ اور اللہ کے سوا اور خدا بنائے ۱۳۸

لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۸۱ ﴿۸۱﴾ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ

کہ وہ انھیں زور دیں ۱۳۹ ہرگز نہیں ۱۴۰ کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ۱۴۱ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور ان کے مخالف

ضِدًّا ۸۲ ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَوَعُّدُهُمْ اَمَّا ۸۳ ﴿۸۳﴾

ہو جائیں گے ۱۴۲ کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے ۱۴۳ کہ وہ انھیں خوب اچھالتے ہیں ۱۴۴

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۸۴ ﴿۸۴﴾ اِنَّمَا نَعِدُّ لَهُمْ عَذَابًا ۸۵ ﴿۸۵﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ السَّافِقِينَ اِلَى

تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں ۱۴۵ جس دن ہم پرہیزگاروں کو رُحُن کی طرف لے جائیں

الرَّحُحِينَ وَفُودًا ۸۶ ﴿۸۶﴾ وَنَسُوْقُ الْمَجْرِمِيْنَ اِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۸۷ ﴿۸۷﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ

گے مہمان بنا کر ۱۴۶ اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے ۱۴۷ لوگ شفاعت

الشَّفَاعَةِ اِلَّا مَن اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۸۸ ﴿۸۸﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رُحُن کے پاس قرار کر رکھا ہے ۱۴۸ اور کافر بولے ۱۴۹

اَعْمَالُ صَالِحٍ يَهْدِيهِمْ سَبَبًا ۸۹ ﴿۸۹﴾ اَلَمْ نَكْفُرْ بِالْكَافِرِ ۹۰ ﴿۹۰﴾ اَلَمْ نَكْفُرْ بِالْكَافِرِ ۹۱ ﴿۹۱﴾ اَلَمْ نَكْفُرْ بِالْكَافِرِ ۹۲ ﴿۹۲﴾

شان نزول: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت خباب بن ارت کا زمانہ جاہلیت میں عاص بن وائل سہمی پر قرض تھا، وہ اس کے پاس قاضی کو گئے تو عاص نے کہا کہ میں تمہارا قرض نہ ادا کروں گا جب تک کہ تم سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر نہ جاؤ اور کفر اختیار نہ کرو۔ حضرت خباب نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو مرے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھے۔ وہ کہنے لگا کہ کیا میں مرنے کے بعد پھر اٹھوں گا؟ حضرت خباب نے کہا: ہاں۔ عاص نے کہا تو

پھر مجھے چھوڑ بیٹے یہاں تک کہ میں مر جاؤں اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہوں اور مجھے مال و اولاد ملے جب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا، اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ ۱۳۹ اور اس نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ آخرت میں اس کو مال و اولاد ملے گی ۱۴۰ ایسا نہیں ہے۔ تو ۱۴۱ یعنی مال و اولاد ان سب سے اس کی ملک

اور اس کا تصرف اس کے ہلاک ہونے سے اٹھ جائے گا اور ۱۴۲ کہ نہ اس کے پاس مال ہوگا نہ اولاد اور اس کا یہ دعویٰ کرنا جھوٹا ہو جائے گا۔ ۱۴۳ یعنی مشرکوں نے بتوں کو معبود بنایا اور ان کی عبادت کرنے لگے اس امید پر ۱۴۴ اور ان کی مدد کریں اور انہیں عذاب سے بچائیں ۱۴۵ ایسا ہو ہی نہیں سکتا ۱۴۶ بت جنہیں یہ

پوجتے تھے ۱۴۷ انہیں جھٹلائیں گے اور ان پر لعنت کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں زبان دے گا اور وہ کہیں گے: یارب! انہیں عذاب کر۔ ۱۴۸ یعنی شیاطین کو ان پر چھوڑ دیا اور مسلط کر دیا۔ ۱۴۹ اور معاصی (نافرمانی) پر ابھارتے ہیں۔ ۱۵۰ اعمال کی جزا کے لیے یا سانسوں کی فنا کے لیے یا دنوں مہینوں اور برسوں کی اس میعاد کے

لیے جو ان کے عذاب کے واسطے مقرر ہے۔ ۱۵۱ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مؤمنین متقین حشر میں اپنی قبروں سے سوار کر کے اٹھائے جائیں گے اور ان کی سوار یوں پر طائی مَرُصَّع زینیں اور پالان ہوں گے۔ ۱۵۲ ذلت و اہانت کے ساتھ بسبب ان کے کفر کے۔ ۱۵۳ یعنی جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے وہی شفاعت کریں گے یا یہ معنی ہیں کہ شفاعت صرف مؤمنین کی ہوگی اور وہی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے: جو ایمان لایا جس

الرَّحْمَنِ وَلَدًا ۝۸۸ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝۸۹ تَكَادُ السَّمُوتُ يَتَفَقَّرْنَ

رحمن نے اولاد اختیار کی بے شک تم حد کی بھاری بات لائے ۱۵۱ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ

مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝۹۰ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ

پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گرجائیں ڈھ (مسمار ہو) کر ۱۵۱ اس پر کہ انھوں نے رحمن کے لیے

وَلَدًا ۝۹۱ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝۹۲ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي

اولاد بتائی اور رحمن کے لئے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے ۱۵۲ آسمانوں اور زمین

السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتَى الرَّحْمَنِ عَبْدًا ۝۹۳ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ

میں جتنے ہیں سب اُس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے ۱۵۳ بے شک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے

عَدًّا ۝۹۴ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَرْدًا ۝۹۵ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

گن رکھا ہے ۱۵۴ اور ان میں ہر ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا ۱۵۵ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۝۹۶ فَإِنَّا بَيَّرْنَاهُ بِلسَانِكَ لِنُبَشِّرَ

کام کئے عقرب ان کے لیے رحمن محبت کر دے گا ۱۵۶ تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا کہ تم اس

بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَدَّا ۝۹۷ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ ط

سے ڈروالوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈرناؤ اور ہم نے ان سے پہلی کتنی سنگتیں کھپائیں ۱۵۷

نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا: کہا: اس کے لیے اللہ کے نزدیک عہد ہے۔ ۱۴۹ یعنی یہودی و نصرانی و مشرکین جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے کہ ۱۵۱ اور انتہا

درجہ کا باطل و نہایت سخت و شیع کلمہ تم نے منہ سے نکالا ۱۵۱ یعنی یہ کلمہ ایسی بے ادبی و گستاخی کا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ غضب فرمائے تو اس پر تمام جہان کا نظام درہم

برہم کر دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کفار نے جب یہ گستاخی کی اور ایسا بے باکانہ کلمہ منہ سے نکالا تو جن و انس کے سوا آسمان، زمین،

پہاڑ وغیرہ تمام خلق پریشانی سے بے چین ہو گئی اور قریب ہلاکت کے پہنچ گئی، ملائکہ کو غضب ہوا اور جہنم کو جوش آیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تزیہ (پاک) بیان فرمائی۔

۱۵۲ وہ اس سے پاک ہے اور اس کے لیے اولاد ہونا محال ہے ممکن نہیں۔ ۱۵۳ بندہ ہونے کا اقرار کرتے ہوئے اور بندہ ہونا اولاد ہونا جمع ہو ہی نہیں سکتا اور

اولاد و مملوک (غلام) نہیں ہوتی تو جو مملوک ہے ہرگز اولاد نہیں۔ ۱۵۴ سب اس کے علم میں محصور و محاط (گھرے ہوئے) ہیں اور ہر ایک کے انفاس، ایام، آثار اور

تمام احوال اور جملہ امور اس کے شمار میں ہیں، اس پر کچھ مخفی نہیں، سب اس کی تدبیر و قدرت کے تحت میں ہیں۔ ۱۵۵ بغیر مال و اولاد اور متعین و ناصر کے۔ ۱۵۶

یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو

جبریل سے فرماتا ہے کہ فلا نامیرا محبوب ہے، جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا

ہے، سب اس کو محبوب رکھیں، تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مؤمنین صالحین

و اولیائے کاملین کی مقبولیت عامدان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلطان نظام الدین دہلوی اور حضرت سلطان سید

اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر حضرات اولیائے کاملین کی عام مقبولیت ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔ ۱۵۷ تکذیب انبیاء کی وجہ سے کتنی بہت سی

امتیہں ہلاک کیں۔

هَلْ تُحْسِنُ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْعُ لَهُمْ بِرَكْرًا ۙ

کیا تم ان میں کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی بھٹکتے ہو ۱۵۸

﴿ایاتھا ۱۳۵﴾ ﴿سُورَةُ طه مکیہ ۲۵﴾ ﴿مکوعاتھا ۸﴾

سورہ طہ مکیہ ہے، اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

طه ۱ مَا أُنزِلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى ۙ إِلَّا تَذَكَّرَ ۚ لَئِنْ

اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو ۱ ہاں اس کو نصیحت جو

يَخْشَى ۙ تَنْزِيلًا مِّنْ خَلْقِ الْأَرْضِ وَالسَّوَاتِ الْعُلَى ۙ

ڈر رکھتا ہو ۲ اس کا اتارا ہوا جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے وہ بڑی مہر (رحمت) والا

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ۙ لَهُ مَا فِي السَّوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا

اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا وَمَاتَحْتَ الثَّرَى ۙ وَإِنْ تَجَهَّرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ

ان کے بیچ میں اور جو کچھ اس گہلی مٹی کے نیچے ہے ۳ اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا ہے اور

أَخْفَى ۙ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۙ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ۙ وَهَلْ أَتَاكَ

اُسے جو اُس سے بھی زیادہ چھپا ہے ۴ اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام ۵ اور کچھ تمہیں

۱۵۸ وہ سب عیست و نابود (ہلاک و برباد) کر دیے گئے اسی طرح یہ لوگ اگر وہی طریقہ اختیار کریں گے تو ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔ سورہ طہ مکیہ ہے۔ اس میں آٹھ رکوع، ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو اکتالیس کلمے اور پانچ ہزار دوسو بیالیس حروف ہیں۔ ۱ اور تمام شب کے قیام کی تکلیف اٹھاؤ۔ شان

نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبادت میں بہت جہد فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر حکم الہی عرض کیا کہ اپنے نفس پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے کفر اور ان کے ایمان سے محروم رہنے پر بہت زیادہ متاثر و متحسّر (افردہ) رہتے تھے اور خاطر مبارک پر اس سبب سے رنج و ملال رہا کرتا تھا، اس آیت میں فرمایا گیا کہ آپ رنج و ملال کی کوفت نہ اٹھائیں، قرآن پاک آپ کی مشقت کے لیے نازل نہیں کیا گیا ہے۔ ۲ وہ اس سے

نفع اٹھائے گا اور ہدایت پائے گا۔ ۳ جو ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ مراد یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہے عرش و سماوات، زمین و تحت الثریٰ کچھ ہو، کہیں ہو سب کا مالک اللہ ہے۔ ۴ ”سیر“ یعنی بھید وہ ہے جس کو آدمی رکھتا اور چھپاتا ہے اور اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ہے جس کو انسان کرنے والا ہے مگر ابھی جانتا بھی نہیں

نہ اس سے اس کا ارادہ متعلق ہوا نہ اس تک خیال پہنچا۔ ایک قول یہ ہے کہ بھید سے مراد وہ ہے جس کو انسانوں سے چھپاتا ہے اور اس سے زیادہ چھپی ہوئی چیز و سوسہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بھید بندہ کا وہ ہے جسے بندہ خود جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اس سے زیادہ پوشیدہ ربانی اسرار ہیں جن کو اللہ جانتا ہے بندہ نہیں جانتا۔

حَدِيثُ مُوسَى ۹ اِذْ رَأَى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا

موسیٰ کی خبر آئی وہ جب اُس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے

لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدٍ عَلَى النَّارِ هُدًى ۱۰ فَلَمَّا أَتَاهَا

شاید میں تمہارے لیے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں یا آگ پر راستہ پاؤں پھر جب آگ کے پاس آیا

نُودَىٰ يُوسَى ۱۱ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ إِنَّكَ بِالْوَادِ

ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال وہ بے شک تو پاک

الْمُقَدَّسِ طُوى ۱۲ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۱۳ إِنِّي أَنَا اللَّهُ

جنگل طوی میں ہے وہ اور میں نے تجھے پسند کیا وہ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے بیٹک میں ہی ہوں اللہ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۚ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۱۴ إِنَّ السَّاعَةَ

کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ وہ بے شک قیامت آنے

آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۱۵ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا

والی ہے قریب تھا کہ میں اُسے سب سے چھپاؤں وہ کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے وہ تو ہرگز تجھے وہ اس کے ماننے سے وہ

آیت میں تنبیہ ہے کہ آدمی کو قُبَاحِ افعال سے پرہیز کرنا چاہئے وہ ظاہرہ ہوں یا باطنی کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپا نہیں اور اس میں نیک اعمال پر ترغیب بھی ہے کہ

طاعت ظاہر ہو یا باطن اللہ سے چھپی نہیں وہ جزا عطا فرمائے گا۔ تفسیر بیضاوی میں ”قول“ سے ذکر الہی اور عام ادبی ہے اور فرمایا ہے کہ اس آیت میں اس پر تنبیہ

کی گئی ہے کہ ذکر و دعا میں بھر (بلند آواز کرنا) اللہ تعالیٰ کو سنانے کے لیے نہیں ہے بلکہ ذکر کُفُس میں راح کرنے اور کُفُس کو غیر کے ساتھ مشغولی سے روکنے اور باز

رکھنے کے لیے ہے۔ وہ واحد بالذات ہے اور اسماء و صفات عبارات ہیں اور ظاہر ہے کہ تعدُّ و عبارات تعدُّ معنی کو مقتضی نہیں۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے احوال کا بیان فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ انبیاء علیہم السلام جو درجہ علیا پاتے ہیں وہ ادا فرماؤں نبوت و رسالت میں کس قدر مشقتیں برداشت کرتے

اور کیسے کیسے شہداء پر صبر فرماتے ہیں۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سفر کا واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے جس میں آپ مدین سے مصر کی طرف حضرت

شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے تھے آپ کے اہل بیت ہمراہ تھے اور آپ نے بادشاہان شام کے

اندیشہ سے سرک چھوڑ کر جنگل میں قطع مسافت اختیار فرمائی، بی بی صاحبہ حاملہ تھیں چلتے چلتے طور کے غریبی جانب پہنچے یہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو درد زہ

شروع ہوا یہ رات اندھیری تھی، برف پڑ رہی تھی، سردی شدت کی تھی، آپ کو دور سے آگ معلوم ہوئی وہاں ایک درخت سرسبز و شاداب دیکھا جو اوپر سے نیچے

تک نہایت روشن تھا جتنا اس کے قریب جاتے ہیں دور ہوتا ہے جب ٹھہر جاتے ہیں قریب ہوتا ہے اس وقت آپ کو وہ کہ اس میں تواضع اور بقعہ عظیم کا احترام

اور وادی مقدس کی خاک سے حصول برکت کا موقع ہے۔ وہ ”طوی“ وادی مقدس کا نام ہے جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ تیری قوم میں سے نبوت و رسالت و

شرف کلام کے ساتھ مشرف فرمایا، یہ ندا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہر جز و بدن سے سنی اور قوت سامعہ ایسی عام ہوئی کہ تمام جسم اقدس کان بن گیا۔

سبحان اللہ۔ وہ تاکہ تو اس میں مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اخلاص اور میری رضا مقصود ہو کوئی دوسری غرض نہ ہو اسی طرح ریا کا دخل نہ ہو یا یہ معنی ہیں کہ تو

میری نماز قائم رکھ تاکہ میں تجھے اپنی رحمت سے یاد فرماؤں۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد اعظم فرائض نماز ہے۔ وہ اور بندوں کو اس کے آنے کی

خبر نہ دوں اور اس کے آنے کی خبر نہ دی جاتی اگر اس خبر دینے میں یہ حکمت نہ ہوتی۔ وہ اور اس کے خوف سے معاصی ترک کرنے کی نیکیاں زیادہ کرے اور ہر وقت

تو پر کرتا رہے۔ وہ اے امت موسیٰ! خطاب بظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہے اور مراد اس سے آپ کی امت ہے۔ (مدارک)

مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدِي ①٦ وَمَاتِلَكَ بِسَيِّئِكَ

باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا دے پھر تو ہلاک ہو جائے اور یہ تیرے دانے ہاتھ میں کیا ہے

يُوسَى ①٧ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَاهْبُشْ بِهَا عَلَى غَنِيِّ وَ

اے موسیٰ ۱۷ عرض کی یہ میرا عصا ہے ۱۸ میں اس پر تکیہ (تکیہ و سہارا) لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور

لِي فِيهَا مَارِبٌ أُخْرَى ①٨ قَالَ أَلْقِهَا يُوسَى ①٩ فَالْقَهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ

میرے اس میں اور کام ہیں ۱۹ فرمایا اسے ڈال دے اے موسیٰ تو موسیٰ نے اسے ڈال دیا تو جھبی وہ دوڑتا ہوا

تَسْعَى ②٠ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ②١ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى ②٢ وَ

سانپ ہو گیا ۲۰ فرمایا اسے اٹھالے اور ڈر نہیں اب ہم اسے پھر پہلی طرح کر دیں گے ۲۱ وقفہ ۲۲

اَضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى ②٣

اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا ۲۳ خوب سپید نکلے گا بے کسی مرض کے ۲۴ ایک اور نشانی ۲۵

لِنُرِيكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ②٤ اِذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ②٥ قَالَ

کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں فرعون کے پاس جا ۲۵ اس نے سر اٹھایا ۲۶ عرض کی

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ②٥ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ②٦ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ

اے میرے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے ۲۵ اور میرے لیے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی

۲۷ اگر تو اس کا کہنا مانے اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو ۲۸ اس سوال کی حکمت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے عصا کو دیکھ لیں اور یہ بات قلب

میں خوب راسخ ہو جائے کہ یہ عصا ہے تاکہ جس وقت وہ سانپ کی شکل میں ہو تو آپ کے خاطر مبارک پر کوئی پریشانی نہ ہو یا یہ حکمت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو مانوس کیا جائے تاکہ ہیبت مکالمات (اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرتے ہوئے رُعب و دہشت) کا اثر کم ہو (مدارک وغیرہ) ۱۸ اس عصا میں اوپر کی جانب دو

شخص تھیں اور اس کا نام بے تھا۔ ۱۹ مثل توشہ اور پانی اٹھانے اور موذی جانوروں کو دفع کرنے اور اعداء سے محاربت میں کام لینے وغیرہ کے، ان فوائد کا ذکر کرنا

بطریق شکر نعم البہیہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۲۰ اور قدرت الہی دکھائی گئی کہ جو عصا ہاتھ میں رہتا تھا اور اتنے کاموں میں آتا تھا اب

اچانک وہ ایسا ہیبت ناک اثر دہا بن گیا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ۲۱ یہ فرماتے ہی خوف جاتا رہا حتیٰ

کہ آپ نے اپنا دست مبارک اس کے منہ میں ڈال دیا اور وہ آپ کے ہاتھ لگاتے ہی مثل سابق عصا بن گیا، اب اس کے بعد ایک اور معجزہ عطا فرمایا جس کی نسبت

ارشاد فرمایا: ۲۲ یعنی کف دست راست (سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی) بائیں بازو سے بغل کے نیچے ملا کر نکالے تو آفتاب کی طرح چمکتا لگا ہوں کو خیرہ کرتا (چند ہیات

ہوا) اور ۲۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے رات و دن میں آفتاب کی طرح نور ظاہر

ہوتا تھا اور یہ معجزہ آپ کے عظیم معجزات میں سے ہے، جب آپ دوبارہ اپنا دست مبارک بغل کے نیچے رکھ کر بازو سے ملاتے تو وہ دست اقدس حالت سابقہ پر

آجاتا۔ ۲۴ آپ کے صدق نبوت کی عصا کے بعد اس نشانی کو بھی لیجئے۔ ۲۵ رسول ہو کر ۲۶ اور کفر میں حد سے گزر گیا اور اُلُوْہِیَّت کا دعویٰ کرنے لگا۔ ۲۷

اور اسے تحمل رسالت کے لیے وسیع فرما دے۔

لِسَانِي ۲۷ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۲۸ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۲۹ هُرُونَ

گرہ کھول دے ۲۷ کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے ۲۸ وہ کون میرا

اَخِي ۳۰ اَشْدُّ بِهِ اَزْرًا ۳۱ وَاشْرِكُهُ فِيْ اَمْرِيْ ۳۲ كِيْ نُسَبِّحَكَ

بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر اور اُسے میرے کام میں شریک کر دے کہ ہم بکثرت تیری

كَثِيرًا ۳۳ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۳۴ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۳۵ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ

پاکي بولیں اور بکثرت تیری یاد کریں ۳۴ بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے ۳۵ فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ

سُؤْلَكَ يٰمُوسٰى ۳۶ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اٰخَرٰى ۳۷ اِذْ اَوْحَيْنَا

تجھے عطا ہوئی اور بے شک ہم نے تجھ پر ایک بار اور احسان فرمایا جب ہم نے تیری

اِلٰى اَمْلِكَ مَا يُؤْتٰى ۳۸ اَنْ اَقْدِفَ فِيْهِ فِي التَّابُوتِ فَاَقْدِفَ فِيْهِ فِي الْيَمِّ

ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا ۳۸ کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے

فَلْيَلْقِهٖ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۳۹ وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ

تو دریا اسے کنارے پر ڈالے کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اُس کا دشمن ۳۹ اور میں نے تجھ پر اپنی

مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۴۰ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ۴۱ اِذْ تَسْتَشِيْ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ

طرف کی محبت ڈالی ۴۰ اور اس لیے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو ۴۱ تیری بہن چلی ۴۲ پھر کہا کیا

۴۳ جو خورد سالی (بچپن) میں آگ کا انگارہ منہ میں رکھ لینے سے بڑ لگتی ہے اور اس کا واقعہ یہ تھا کہ بچپن میں آپ ایک روز فرعون کی گود میں تھے آپ نے اس کی

داڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر زور سے ٹھانچہ مارا اس پر اسے غصہ آیا اور اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ آئیہ نے کہا کہ اے بادشاہ یہ نادان ہے کیا سمجھے؟ تو چاہے تو

تجربہ کر لے! اس تجربہ کے لیے ایک طشت میں آگ اور ایک طشت میں یا قوت سرخ آپ کے سامنے پیش کئے گئے، آپ نے یا قوت لینا چاہا مگر فرشتہ نے آپ کا

ہاتھ انگارہ پر رکھ دیا اور وہ انگارہ آپ کے منہ میں دے دیا اس سے زبان مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہو گئی اس کے لیے آپ نے یہ دعا کی۔ ۴۴ جو میرا معاویہ و

مُعْتَمِد ہو۔ ۴۵ یعنی امر نبوت و تبلیغ رسالت میں۔ ۴۶ نمازوں میں بھی اور خارج نماز بھی۔ ۴۷ ہمارے احوال کا عالم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس

درخواست پر اللہ تعالیٰ نے ۴۸ اس سے قبل ۴۹ دل میں ڈال کر یا خواب کے ذریعہ سے جبکہ انہیں آپ کی ولادت کے وقت فرعون کی طرف سے آپ کو قتل کر

ڈالنے کا اندیشہ ہوا۔ ۵۰ یعنی نیل میں ۵۱ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایک صندوق بنایا اور اس میں روٹی بچھائی اور حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس میں رکھ کر صندوق بند کر دیا اور اس کی درزیں (بھریاں) روغن قیر (تارکول) سے بند کر دیں آپ اس صندوق کے اندر پانی میں پہنچے پھر

اس صندوق کو دریائے نیل میں بہا دیا، اس دریا سے ایک بڑی نہر نکل کر فرعون کے محل میں گزرتی تھی، فرعون مع اپنی بی بی آسیہ کے نہر کے کنارہ بیٹھا تھا، نہر میں

صندوق آتا دیکھ کر اس نے غلاموں اور کنیزوں کو اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ وہ صندوق نکال کر سامنے لایا گیا کھولا تو اس میں ایک نورانی شکل فرزند جس کی پیشانی سے

وجاہت و اقبال کے آثار نمودار تھے نظر آیا، دیکھتے ہی فرعون کے دل میں ایسی محبت پیدا ہوئی کہ وہ وارفتہ ہو گیا اور عقل و حواس بجا نہ رہے، اپنے اختیار سے باہر ہو گیا،

اس کی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ۵۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محبوب بنایا اور خلق کا محبوب کر دیا اور جس

کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی محبوبیت سے نوازتا ہے قلوب میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا، یہی حال حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

أَدُلَّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْتُكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ

میں تمہیں وہ لوگ بتا دوں جو اس بچہ کی پرورش کریں ورنہ تو ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے کہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کرے ۲۲

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْتُكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَّيْتُكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ

اور تو نے ایک جان کو قتل کیا ۲۳ تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تجھے خوب جانچ لیا ۲۴ تو تو کئی برس

فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ۚ ثُمَّ جِئْتُ عَلَىٰ قَدَرٍ يُّوسُفُ ۖ وَأَصْطَبَعْتُكَ

مدینہ والوں میں رہا ۲۵ پھر تو ایک ٹھہرائے وعدہ پر حاضر ہوا اے موسیٰ ۲۶ اور میں نے تجھے خاص

لِنَفْسِي ۚ إِذْ هَبُّ أَنتَ وَأَخُوكَ بِالْيَتِيمِ وَلَا تَتَّبِعَانِي فِي ذِكْرِهِ ۚ إِذْ هَبَّ

اپنے لیے بنایا ۲۷ تو اور تیرا بھائی دونوں میری نشانیاں ۲۸ لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا دونوں

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۚ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيْسَ لَكَ يَتَذَكَّرُ أَوْ

فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سراٹھایا تو اُس سے نرم بات کہنا ۲۹ اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا

يَخْشَىٰ ۚ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَىٰ ۚ

کچھ ڈرے ورنہ ۳۰ دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے

کا تھا جو آپ کو دکھاتا تھا اسی کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی تھی۔ فائدہ نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں میں ایسی ملامت تھی جسے دیکھ کر

ہر دیکھنے والے کے دل میں محبت جوش مارنے لگتی تھی۔ ۳۸ یعنی میری حفاظت و نگہبانی میں پرورش پائے۔ ۳۹ جس کا نام مریم تھا تاکہ وہ آپ کے حال کا تجسس

کرے اور معلوم کرے کہ صندوق کہاں پہنچا؟ آپ کس کے ہاتھ آئے؟ جب اس نے دیکھا کہ صندوق فرعون کے پاس پہنچا اور وہاں دودھ پلانے کے لیے دایاں

حاضری لگیں اور آپ نے کسی کی چھاتی کو منہ نہ لگایا تو آپ کی بہن نے ورنہ ان لوگوں نے اس کو منظور کیا، وہ اپنی والدہ کو لے گئیں آپ نے ان کا دودھ قبول فرمایا۔

۴۰ آپ کے دیدار سے ۴۱ یعنی غم فراق دور ہو۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور واقعہ کا ذکر فرمایا جاتا ہے ۴۲ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کی قوم کے ایک کافر کو مارا تھا وہ مر گیا، کہا گیا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ

سال کی تھی، اس واقعہ پر آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا۔ ۴۳ مختوں میں ڈال کر اور ان سے خلاصی عطا فرما کر۔ ۴۴ مدینہ ایک شہر ہے مصر سے آٹھ

منزل فاصلہ پر یہاں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر سے مدینہ آئے اور کئی برس تک حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے پاس اقامت فرمائی اور ان کی صاحبزادی صفوراء کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ ۴۵ یعنی اپنی عمر کے چالیسویں سال، اور یہ وہ سن ہے کہ انبیاء کی طرف

اس سن میں وحی کی جاتی ہے۔ ۴۶ اپنی وحی اور رسالت کے لیے تاکہ تو میرے ارادہ اور میری محبت پر تضرع کرے اور میری جنت پر قائم رہے اور میرے اور میری

خلق کے درمیان خطاب پہنچانے والا ہو۔ ۴۷ یعنی معجزات ۴۸ یعنی اس کو بہ نسی نصیحت فرمانا اور نسی کا حکم اس لیے تھا کہ اس نے بچپن میں آپ کی خدمت کی تھی

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ نسی سے مراد یہ ہے کہ آپ اس سے وعدہ کریں کہ اگر وہ ایمان قبول کرے گا تو تمام عمر جوان رہے گا کبھی بڑھاپا نہ آئے گا اور مرتے دم

تک اس کی سلطنت باقی رہے گی اور کھانے پینے اور نکاح کی لذتیں تادم مرگ باقی رہیں گی اور بعد موت دخول جنت میسر آئے گا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرعون سے یہ وعدے کئے تو اس کو یہ بات بہت پسند آئی لیکن وہ کسی کام پر بغیر مشورہ ہامان کے قطعی فیصلہ نہیں کرتا تھا، ہامان موجود نہ تھا جب وہ آیا تو

فرعون نے اس کو یہ خبر دی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت پر ایمان قبول کر لوں۔ ہامان کہنے لگا: میں تو تجھ کو عاقل و دانا سمجھتا تھا! تو رب

ہے، بندہ بنا چاہتا ہے! تو معبود ہے، عابد بننے کی خواہش کرتا ہے! فرعون نے کہا: تو نے ٹھیک کہا اور حضرت ہارون علیہ السلام مصر میں تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو حکم کیا کہ وہ حضرت ہارون کے پاس آئیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کو وحی کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملیں۔ چنانچہ وہ ایک منزل چل

کر آپ سے ملے اور جو وحی انہیں ہوئی تھی اس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی۔ ۴۹ یعنی آپ کی تعلیم و نصیحت اس امید کے ساتھ ہوئی چاہے تاکہ آپ

قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمِعُ وَأُنْصِتُ ۖ فَاتَّبِعْهُ فَقُولَا إِنَّا سَأُلُّوكَ

فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں ۱۵ سنتا اور دیکھتا ۱۶ تو اُس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب

رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ وَلَا تَعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ

کے بھیجے ہوئے ہیں تو اولادِ یعقوب کو ہمارے ساتھ چھوڑ دے ۱۷ اور انہیں تکلیف نہ دے ۱۸ بے شک ہم تیرے پاس

بَايَةً مِّنْ رَبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى ۚ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا

تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں ۱۹ اور سلامتی اُسے جو ہدایت کی پیروی کرے ۲۰ بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے

أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۚ ۖ قَالَ فَسَنُكَفِّرُكَ بِمُوسَى ۖ

کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے ۲۱ اور منہ پھیرے ۲۲ بولا تو تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسیٰ

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى ۖ ۖ قَالَ فَمَا بَالُ

کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی ۲۳ پھر راہ دکھائی ۲۴ بولا ۲۵ اگلی سنگتوں

الْقُرُونِ الْأُولَى ۖ ۖ قَالَ عَلَيْهَا عُنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي

کا کیا حال ہے ۲۶ کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے ۲۷ میرا رب نہ بھٹکے

وَلَا يَسْئُرُ ۖ ۖ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَوَسَّلَ لَكُمُ فِيهَا سُبُلًا

نہ بھولے ۲۸ وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں چلتی راہیں رکھیں

وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ فَخَرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتَّى ۖ ۖ

اور آسمان سے پانی اتارا ۲۹ تو ہم نے اُس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے ۳۰

کے لیے اجرا اور اس پر الزام جُت اور قطع عذر ہو جائے اور حقیقت میں ہونا تو وہی ہے جو تقدیر الہی ہے۔ ۳۱ اپنی مدد سے ۳۲ اس کے قول و فعل کو ۳۳ اور انہیں

بندگی و اسیری سے رہا کر دے۔ ۳۴ محنت و مشقت کے سخت کام لے کر۔ ۳۵ یعنی معجزے جو ہمارے صدق نبوت کی دلیل ہیں۔ فرعون نے کہا: وہ کیا ہیں؟ تو

آپ نے معجزہ پید بیضاء (سورج کی طرح ہاتھ چمکنے کا معجزہ) دکھایا۔ ۳۶ یعنی دونوں جہان میں اس کے لیے سلامتی ہے وہ عذاب سے محفوظ رہے گا۔ ۳۷ ہماری

نبوت کو اور ان احکام کو جو ہم لائے۔ ۳۸ ہماری ہدایت سے۔ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون کو یہ پیغام پہنچا دیا تو وہ ۳۹ ہاتھ کو اس کے

لائق ایسی کہ کسی چیز کو پکڑ سکے، پاؤں کو اس کے قابل کہ چل سکے، زبان کو اس کے مناسب کہ بول سکے، آنکھ کو اس کے موافق کہ دیکھ سکے، کان کو ایسی کہ سن سکے۔

۴۰ اور اس کی معرفت دی کہ دنیا کی زندگی اور آخرت کی سعادت کے لیے اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو کس طرح کام میں لایا جائے۔ ۴۱ فرعون ۴۲ یعنی

جو امتیں گزر چکی ہیں مثل قوم نوح و عاد و ثمود کے جو بتوں کو پوجتے تھے اور بحث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جانے کے منکر تھے، اس پر حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے ۴۳ یعنی لوح محفوظ میں ان کے تمام احوال مکتوب ہیں، روز قیامت انہیں ان اعمال پر جزا دی جائے گی۔ ۴۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

کلام تو یہاں تمام ہو گیا اب اللہ تعالیٰ اہل مکہ کو خطاب کر کے اس کی تسمیم فرماتا ہے ۴۵ یعنی قسم قسم کے سبزے مختلف رنگتوں خوشبوؤں شکلوں کے بعض آدمیوں

کے لیے بعض جانوروں کے لیے۔

۲۰

كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَى ۝٥٣

تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ ۱۶۱ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ہم نے زمین

خَلَقْنَكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ۝٥٥ وَلَقَدْ

ہی سے تمہیں بنایا ۱۶۲ اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے ۱۶۳ اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے ۱۶۴ اور بیشک ہم

أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى ۝٥٦ قَالَ أَجْتِنَا لِنَخْرُجَ مِنْ أَرْضِنَا

نے اسے دکھائی اپنی سب نشانیاں ۱۶۵ وہ کھانیں تو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ۱۶۶ بولا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری

بِسِحْرِكَ يُؤْسَى ۝٥٧ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرِ مِثْلِهِ فَأَجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

زمین سے نکال دو ۱۶۷ اے موسیٰ ۱۶۸ تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے ۱۶۹ تو ہم میں اور اپنے میں ایک

مَوْعِدًا إِلَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سَوًى ۝٥٨ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

وعدہ ٹھہرا دو جس سے نہ ہم بدلہ لیں (آگے پیچھے ہوں) نہ تم ہموار جگہ ہو موسیٰ نے کہا تمہارا وعدہ

يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝٥٩ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ

میلے کا دن ہے ۱۷۰ اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں ۱۷۱ تو فرعون پھرا اور اپنے دانتوں (مکر و فریب) اکٹھے کئے ۱۷۲

ثُمَّ آتَىٰ ۝٦٠ قَالَ لَهُمُ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ

پھر آیا ۱۷۳ ان سے موسیٰ نے کہا تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو ۱۷۴ کہ وہ تمہیں عذاب

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنْ افْتَرَىٰ ۝٦١ فَتَنَّا عَمَّا مَرَّهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسْرًا

سے ہلاک کر دے اور بے شک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا ۱۷۵ تو اپنے معاملہ میں باہم مختلف ہو گئے ۱۷۶ اور چھپ کر

۱۶۱ یہ امر اباحت اور تذکرِ نعمت کے لیے ہے یعنی ہم نے یہ ہنرے نکالے تمہارے لیے ان کا کھانا اور اپنے جانوروں کو چرانا مباح کر کے۔ ۱۶۲ تمہارے جدِ

اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔ ۱۶۳ تمہاری موت و دفن کے وقت ۱۶۴ روزِ قیامت۔ ۱۶۵ یعنی فرعون کو ۱۶۶ یعنی کل آیاتِ تسبیح (نوشانیاں)

جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں۔ ۱۶۷ اور ان آیات کو سحر بنایا اور قبولِ حق سے انکار کیا اور۔ ۱۶۸ یعنی ہمیں مصر سے نکال کر خود اس پر قبضہ کرو اور بادشاہ

بن جاؤ۔ ۱۶۹ اور جادو میں ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہوگا ۱۷۰ اس میلہ سے فرعونوں کا میلہ مراد ہے جو ان کی عید تھی اور اس میں وہ زمینیں کر کے جمع ہوتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ دن عاشوراء یعنی دسویں محرم کا تھا اور اس سال یہ تاریخِ سنچہ کو واقع ہوئی تھی۔ اس روز کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے اس لیے مُعْتَمِن فرمایا کہ یہ روز ان کی غایت شوکت کا دن تھا اس کو مقرر کرنا اپنے کمالِ قوت کا اظہار ہے نیز اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ حق کا ظہور اور باطل

کی رسوائی کے لیے ایسا ہی وقت مناسب ہے جبکہ اطراف و جوارب کے تمام لوگ مجتمع ہوں۔ ۱۷۱ تاکہ خوب روشنی پھیل جائے اور دیکھنے والے باطمینان دیکھ سکیں

اور ہر چیز صاف صاف نظر آئے۔ ۱۷۲ کثیر التعداد جادوگروں کو جمع کیا ۱۷۳ وعدہ کے دن ان سب کو لے کر ۱۷۴ کسی کو اس کا شریک کر کے ۱۷۵ اللہ تعالیٰ پر۔

۱۷۶ یعنی جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام سن کر آپس میں مختلف ہو گئے۔ بعض کہنے لگے کہ یہ بھی ہماری مثل جادوگر ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ باتیں ہی جادوگروں

کی نہیں وہ اللہ پر جھوٹ باندھنے کو منع کرتے ہیں۔

النَّجْوَى ٦٢) قَالُوا إِنَّ هَذَا مِنْ لَسَحَرٍ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ

مشورت کی بولے بیشک یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری

أَرْضَكُمْ بِسِحْرِهَا وَيَذْهَبَ بِطَرِيقَتِكُمُ الْمَثَلِ ٦٣) فَأَجْعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ

زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا دین لے جائیں تو اپنا دانتوں (فریب) پکا کر لو پھر

اسْتَوَا صَفًّا وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنْ اسْتَعْلَى ٦٤) قَالُوا يَٰمُوسَىٰ إِنَّمَا أَنْ

پُر اباندھ (صف بنا) کر آؤ اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا بولے اے موسیٰ یا تو

تُلْقَىٰ وَإِنَّمَا أَنْ تَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ٦٥) قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا

تم ڈالو ۶۴ یا ہم پہلے ڈالیں ۶۵ موسیٰ نے کہا بلکہ تمہیں ڈالو ۶۶ جی

حِبَالَهُمْ وَعَصِيَّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ٦٦) فَأَوْجَسَ فِي

اُن کی رسیاں اور لٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں ۶۷ تو اپنے

نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ٦٧) قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ٦٨) وَأَلْقَىٰ مَا

جی میں موسیٰ نے خوف پایا ہم نے فرمایا ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے اور ڈال تو دے جو

فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ٦٩) إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سِحْرٍ ط وَلَا يُفْلِحُ

تیرے دہنے ہاتھ میں ہے ۶۹ وہ ان کی بناؤں کو نگل جائے گا وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر

السَّحَرِ حَيْثُ أَتَىٰ ٦٩) فَأَلْقَى السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَرُونَ

کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آدے ۷۰ تو سب جادوگر سجدے میں گرا لیے گئے بولے ہم اُس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ

وَمُوسَىٰ ٧٠) قَالَ أَمُنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ ٧١) إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمْ الَّذِي

کا رب ہے ۷۱ فرعون بولا کیا تم اُس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے

۷۲ یعنی حضرت موسیٰ و حضرت ہارون ۷۳ جادوگر ۷۴ پہلے اپنا عصا ۷۵ اپنے سامان - ابتداء کرنا جادوگروں نے ادباً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رائے

مبارک پر چھوڑا اور اس کی برکت سے آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں دولت ایمان سے مشرف فرمایا۔ ۷۶ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لیے فرمایا کہ جو کچھ

جادو کے مکر ہیں پہلے وہ سب ظاہر کر چکیں اس کے بعد آپ معجزہ دکھائیں اور حق باطل کو مٹائے اور معجزہ سحر کو باطل کرے تو دیکھنے والوں کو بصیرت و عبرت حاصل ہو۔

چنانچہ جادوگروں نے رسیاں لٹھیاں وغیرہ جو سامان لائے تھے سب ڈال دیا اور لوگوں کی نظر بندی کر دی۔ ۷۷ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ

زمین سانپوں سے بھر گئی اور میلوں کے میدان میں سانپ ہی سانپ دوڑ رہے ہیں اور دیکھنے والے اس باطل نظر بندی سے مسحور ہو گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ بعض معجزہ

دیکھنے سے پہلے ہی اس کے گرویدہ ہو جائیں اور معجزہ نہ دیکھیں۔ ۷۸ یعنی اپنا عصا ۷۹ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستان مبارک میں لیا تو مثل سابق عصا

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَا يَقْطَعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ

تم سب کو جادو سکھایا ۹۱؎ تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا ۹۲؎ اور

لَا وَصَلَبَّيْكُمْ فِي جُدُوعِ النَّحْلِ ۚ وَلِتَعْلَمَنَّ أَيْبَا أَشَدُّ عَذَابًا وَابْقَى ۝۴۱

تمہیں کجور کے ڈنڈ (سوکھے تنے) پر سولی چڑھاؤں گا اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے ۹۳؎

قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَ نَافَا قُضِ

بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں ۹۴؎ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم تو تو کر چک

مَا أَنْتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝۴۲ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا

جو تجھے کرنا ہے ۹۵؎ تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا ۹۶؎ بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے

لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِئَنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۖ وَاللَّهُ خَبِيرٌ وَّ

کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو پر ۹۷؎ اور اللہ بہتر ہے ۹۸؎ اور

أَبْقَى ۝۴۳ إِنَّهُ مِّنْ يَّاتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ ۖ لَا يَمُوتُ فِيهَا

سب سے زیادہ باقی رہنے والا ۹۹؎ بیشک جو اپنے رب کے حضور مجرم ملتا ہو کر آئے تو ضرور اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے ۱۰۰؎

وَلَا يَحْيَىٰ ۝۴۴ وَمَنْ يَّاتِهِ مُمُوءًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ

نہ جئے ۱۰۱؎ اور جو اُس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے کام کئے ہوں ۱۰۲؎ تو انہیں کے

ہو گیا یہ دیکھ کر جادو گروں کو یقین ہوا کہ یہ معجزہ ہے جس سے سحر مقابلہ نہیں کر سکتا اور جادو کی فریب کاری اس کے سامنے قائم نہیں رہ سکتی۔ ۱۰۳؎ سبحان اللہ کیا عجیب

حال تھا جن لوگوں نے ابھی کفر و کجی کے لیے رسیاں اور عصا ڈالے تھے ابھی معجزہ نہ دیکھ کر انہوں نے شکر و تہجد کے لیے سر جھکا دیے اور گردنیں ڈال دیں منقول ہے

کہ اس سجدے میں انہیں جنت اور دوزخ دکھائی گئی اور انہوں نے جنت میں اپنے منازل دیکھ لیے۔ ۱۰۴؎ یعنی جادو میں وہ استاد کامل اور تم سب سے فائق ہے۔

(معاذ اللہ) ۱۰۵؎ یعنی دہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں ۱۰۶؎ اس سے فرعون ملعون کی مراد تھی کہ اس کا عذاب سخت تر ہے، یارب العالمین کا فرعون کا یہ متکبرانہ تکبر سن کر وہ

جادوگر ۱۰۷؎ پیدا بیضا اور عصائے موسیٰ۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ان کا استدلال یہ تھا کہ اگر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مُجْرِب کو بھی سحر کہتا ہے تو بتا دے اور

اٹھیاں کہاں گئیں؟ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ بیّنات سے مراد جنت اور اس میں اپنے منازل کا دیکھنا ہے۔ ۱۰۸؎ ہمیں اس کی کچھ پروا نہیں ۱۰۹؎ آگے تو تیری کچھ

مجال نہیں اور دنیا زائل اور یہاں کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو مہربان بھی ہو تو بقائے دوام نہیں دے سکتا پھر زندگانی دنیا اور اس کی راحتوں کے زوال کا کیا غم بالخصوص

اس کو جو جانتا ہے کہ آخرت میں اعمال دنیا کی جزا ملے گی۔ ۱۱۰؎ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ فرعون نے جب جادو گروں کو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے بلایا تھا تو جادو گروں نے فرعون سے کہا تھا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ اس کی کوشش

کی گئی اور انہیں ایسا موقع بہم پہنچا دیا گیا انہوں نے دیکھا کہ حضرت خواب میں ہیں اور عصائے شریف پہرہ دے رہا ہے یہ دیکھ کر جادو گروں نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ

جادوگر نہیں ہیں کیونکہ جادوگر جب سوتا ہے تو اس وقت اس کا جادو کام نہیں کرتا مگر فرعون نے انہیں جادو کرنے پر مجبور کیا، اس کی مغفرت کے وہ اللہ تعالیٰ سے طالب اور

امیدوار ہیں۔ ۱۱۱؎ فرمانبرداروں کو ثواب دینے میں ۱۱۲؎ لحاظ عذاب کرنے کے نافرمانوں پر۔ ۱۱۳؎ یعنی کا فر مثل فرعون کے ۱۱۴؎ کہ مر کر ہی اس سے چھوٹ سکے۔

۱۱۵؎ ایسا جینا جس سے کچھ نفع اٹھا سکے۔ ۱۱۶؎ یعنی جن کا ایمان پر خاتمہ ہوا ہو اور انہوں نے اپنی زندگی میں نیک عمل کئے ہوں فرائض اور نوافل بجالائے ہوں۔

الدَّرَجَاتِ الْعُلَى ۝ جَنَّتٌ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

درجے اونچے بسنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ اُن میں

فِيهَا ۖ وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى ۝ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى ۖ أَنْ أَسْرِ

رہیں اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا ۱۵۱ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی ۱۵۲ کہ راتوں رات میرے

بِعِبَادِي فَاصْرَبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۖ لَا تَخَفْ دَرَكًا وَلَا

بندوں کو لے چل ۱۵۳ اور ان کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے ۱۵۴ تجھے ڈرنہ ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ

تَخْشَى ۝ فَاتَّبِعْهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ ط

خطرہ ۱۵۵ تو ان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر ۱۵۶ تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا ۱۵۷

وَأَصْلَ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَاهِدَى ۝ يُبْنَىٰ إِسْرَءِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكَ

اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ۱۵۸ اے بنی اسرائیل بے شک ہم نے تم کو تمہارے

مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّانَ

دشمن ۱۵۹ سے نجات دی اور تمہیں طور کی دہنی طرف کا وعدہ دیا ۱۶۰ اور تم پر منّ اور

وَالسَّلَوى ۝ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ

سلوی اُتارا ۱۶۱ کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو ۱۶۲ کہ تم پر

عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ۝ ۸۱ ۖ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ

میرا غضب اُترے اور جس پر میرا غضب اُترا بے شک وہ گرا ۱۶۳ اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں

لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ۝ ۸۲ ۖ وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ

اُسے جس نے توبہ کی ۱۶۴ اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا ۱۶۵ اور تو نے اپنی قوم سے

۱۰۴ کفر کی نجاست اور معاصی کی گندگی سے۔ ۱۰۵ جبکہ فرعون معجزات دیکھ کر راہ پر نہ آیا اور پند پذیر نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر ظلم و ستم اور زیادہ کرنے لگا۔ ۱۰۶

مصر سے اور جب دریا کے کنارے پہنچیں اور فرعون بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر مصر سے روانہ ہو گئے۔ ۱۰۷ جن میں چھ لاکھ قبطی تھے۔ ۱۰۸ وہ غرق ہو گئے اور پانی ان کے سروں سے

پا کر شب کے اول وقت ستر ہزار بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر مصر سے روانہ ہو گئے۔ ۱۰۹ جن میں چھ لاکھ قبطی تھے۔ ۱۱۰ وہ غرق ہو گئے اور پانی ان کے سروں سے

اونچا ہو گیا۔ ۱۱۱ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے اور احسان کا ذکر کیا اور فرمایا: ۱۱۲ یعنی فرعون اور اس کی قوم ۱۱۳ کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو وہاں تو ریت عطا

فرمائیں گے جس پر عمل کیا جائے ۱۱۴ جیہ میں اور فرمایا: ۱۱۵ ناشکری اور کفر ان نعمت کر کے اور ان نعمتوں کو معاصی اور گناہوں میں خرچ کر کے یا ایک دوسرے پر

ظلم کر کے ۱۱۶ جہنم میں اور ہلاک ہوا۔ ۱۱۷ شرک سے ۱۱۸ تادم آخر۔

قَوْمِكَ يُؤْسَى ٨٢) قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَى أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ

کیوں جلدی کی اے موسیٰ ۱۱۹ عرض کی کہ وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا

لِتَرْضَى ٨٣) قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ

کہ تو راضی ہو ۱۲۰ فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو ۱۲۱ بلا میں ڈالا اور انھیں سامری

السَّامِرِيُّ ٨٥) فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ يَقَوْمِ

نے گمراہ کر دیا ۱۲۲ تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا ۱۲۳ غصہ میں بھرا افسوس کرتا ۱۲۴ کہا اے میری قوم

أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ

کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا ۱۲۵ کیا تم پر مدت لمبی گزری یا تم نے چاہا

أَنْ يَجِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ٨٦) قَالُوا مَّا

کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے تو تم نے میرا وعدہ خلاف کیا ۱۲۶ بولے ہم نے

أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَلَكِنَّا حَمِلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ

آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہ کیا لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم کے گھنے کے ۱۲۷

فَقَدْ فُتِنَا فكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ٨٧) فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا

تو ہم نے انھیں ۱۲۸ ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے ۱۲۹ ڈالا ۱۳۰ تو اُس نے اُن کے لیے ایک بچھڑا نکالا بے جان کا دھڑ

لَهُ خَوَافًا فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ ٨٨) فَتَنَىٰ ٨٩) أَفَلَا يَرَوْنَ

گائے کی طرح بولتا ۱۳۱ تو بولے ۱۳۲ یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود موسیٰ تو بھول گئے ۱۳۳ تو کیا نہیں دیکھتے

۱۱۹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے توریت لینے طور پر تشریف لے گئے پھر کلام پروردگار کے شوق میں ان سے

آگے بڑھ گئے انہیں پیچھے چھوڑ دیا اور فرما دیا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ، اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا أَغْجَلَكَ (اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی

کی اے موسیٰ!) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۱۲۰ یعنی تیری رضا اور زیادہ ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے اجتہاد کا جواز ثابت ہوا۔ (مدارک) ۱۲۱ جنہیں آپ نے

حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ چھوڑا ہے۔ ۱۲۲ گوسالہ پرستی کی دعوت دے کر۔ مسئلہ: اس آیت میں اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف

فرمائی گئی کیونکہ وہ اس کا سبب و باعث ہوا اس سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو سبب کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ نے پرورش کی، دینی

پیشواؤں نے ہدایت کی، اولیاء نے حاجت روائی فرمائی، بزرگوں نے بلا دفع کی۔ مفسرین نے فرمایا ہے کہ امور ظاہر میں منشاء و سبب کی طرف منسوب کر دیئے

جاتے ہیں اگرچہ حقیقت میں ان کا موجد اللہ تعالیٰ ہے اور قرآن کریم میں ایسی نسبتیں بکثرت وارد ہیں۔ (خازن) ۱۲۳ چالیس دن پورے کر کے توریت لے کر

۱۲۴ ان کے حال پر ۱۲۵ کہ وہ تمہیں توریت عطا فرمائے گا جس میں ہدایت ہے، نور ہے، ہزار سورتیں ہیں، ہر سورت میں ہزار آیتیں ہیں۔ ۱۲۶ اور ایسا ناقص

کام کیا کہ گوسالہ کو پوجنے لگے تمہارا وعدہ تو مجھ سے یہ تھا کہ میرے حکم کی اطاعت کرو گے اور میرے دین پر قائم رہو گے ۱۲۷ یعنی قوم فرعون کے زیوروں کے جو بنی

اسرائیل نے ان لوگوں سے عاریت کے طور پر مانگ لیے تھے۔ ۱۲۸ سامری کے حکم سے آگ میں ۱۲۹ ان زیوروں کو جو اس کے پاس تھے اور اس خاک کو جو

حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اس نے حاصل کی تھی۔ ۱۳۰ یہ بچھڑا سامری نے بنایا اور اس میں کچھ سوراخ اس طرح رکھے کہ جب

کہ وہ ۱۳۲۰ اُنھیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور اُن کے کسی بُرے بھلے کا اختیار نہیں رکھتا ۱۳۲۱ اور بے شک

ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہا تھا کہ اے میری قوم یونہی ہے کہ تم اس کے سبب فتنے میں پڑے ۱۳۵ اور بے شک تمہارا رب رحمن ہے

تو میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو بولے ہم تو اس پر اسمن مارے جے (پوجا کیلئے جم کر بیٹھے) رہیں گے ۱۳۶۰ جب تک

ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کے آئیں ۱۳۷

موسیٰ نے کہا: اے ہارون

تمہیں کس بات نے روکا تھا جب تم نے انھیں گمراہ ہوتے دیکھا تھا

۱۳۸ کہ میرے پیچھے آتے تو کیا تم نے میرا حکم نہ مانا

مَچھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے

میری بات کا انتظار نہ کیا ۱۳۹۰ موسیٰ نے کہا اب تیرا کیا حال ہے اے سامری ۱۴۰۰ بولا میں نے وہ دیکھا جو

اور ایک مٹھی بھری فرشتے کے نشان سے پھر اُسے ڈال دیا ۱۴۲

ان میں ہوا داخل ہوتا تو اسے پھجڑے کی آواز کی طرح آواز پیدا ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ اسپ جبریل کی خاک زیر قدم ڈالنے سے زندہ ہو کر پھجڑے کی طرح بولتا تھا۔ ۱۳۱ سامری اور اس کے متبعین۔ ۱۳۲ یعنی موسیٰ معبود کو کھول گئے اور اس کو یہاں چھوڑ کر اس کی جستجو میں طور پر چلے گئے۔ (معاذ اللہ) بعض مفسرین نے کہا کہ نسیسی کا فاعل سامری ہے اور معنی یہ ہیں کہ سامری نے جو پھجڑے کو معبود بنایا وہ اپنے رب کو بھول گیا اور وہ حادث اجسام سے استدلال کرنا بھول گیا۔ ۱۳۳ پھجڑا ۱۳۴ خطاب سے بھی عاجز اور نفع و ضرر سے بھی وہ کس طرح معبود ہو سکتا ہے۔ ۱۳۵ تو اسے نہ پوجو ۱۳۶ گوسالہ پرستی پر قائم رہیں گے اور تمہاری بات نہ مانیں گے۔ ۱۳۷ اس پر حضرت بارون علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے اور ان کے ساتھ بارہ ہزار وہ لوگ جنہوں نے پھجڑے کی پرستش نہ کی تھی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس تشریف لائے تو آپ نے ان کے شور مچانے اور بابے بجانے کی آوازیں سنیں جو پھجڑے کے گرد دنا چتے تھے، تب آپ نے اپنے ستر ہما ہیوں سے فرمایا یہ فتنہ کی آواز ہے، جب قریب پہنچے اور حضرت بارون کو دیکھا تو غیرت دینی سے جو آپ کی سرشت (فطرت) تھی جوش میں آ کر ان کے سر کے بال داہنے ہاتھ میں اور داڑھی بائیں میں پکڑی اور۔ ۱۳۸ اور مجھے جبر دے دیتے یعنی جب انہوں نے تمہاری بات نہ مانی تھی تو تم مجھ سے کیوں نہیں آملے کہ تمہارا ان سے جدا ہونا بھی ان کے حق میں ایک زجر ہوتا۔ ۱۳۹ یہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ ۱۴۰ تو نے ایسا کیوں کیا اس کی وجہ بتا ۱۴۱ یعنی میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور ان کو پہچان لیا وہ اسپ حیات (جتنی گھوڑے براق) پر سوار تھے، میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں ان کے گھوڑے کے نشان قدم کی خاک لے لوں۔ ۱۴۲ اس پھجڑے میں جس کو بنایا تھا۔

سَوَّلْتُ لِي نَفْسِي ۹۶ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا

میرے جی کو یہی بھلا لگا ۱۴۲ کہا تو چلتا بن ۱۴۴ کہ دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ ۱۴۵ تو کہے

مَسَاسٌ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهُ وَانْظُرْ إِلَى إِلْهِكَ الَّذِي ظَلْتَ

چھو نہ جا ۱۴۶ اور بے شک تیرے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے ۱۴۷ جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور اپنے اس معبود کو دیکھ جس کے سامنے تو دن بھر آسن

عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنَحَرِّقَتْهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۹۷ إِنَّا إِلَهُكُم

مارے (پوجاکے لیے بیٹھا) رہا ۱۴۸ قسم ہے ہم ضرور اسے جلا دیں گے پھر ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہائیں گے ۱۴۹ تمہارا معبود تو وہی

اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۹۸ كَذَلِكَ نَقُصُّ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے ہم ایسا ہی

عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۙ مَنْ

تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا ۱۵۰ جو

أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وِزْرًا ۙ ۱۰۰ خُلِدَيْنِ فِيهِ ۖ وَسَاءَ

اُس سے منہ پھیرے ۱۵۱ تو بے شک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا ۱۵۲ وہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے ۱۵۳ اور وہ قیامت

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حِمْلًا ۙ ۱۰۱ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ

کے دن اُن کے حق میں کیا ہی برا بوجھ ہوگا جس دن صور پھونکا جائے گا ۱۵۴ اور ہم اس دن مجرموں کو ۱۵۵ اٹھائیں گے

يَوْمَئِذٍ ذُرْقًا ۙ ۱۰۲ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۙ ۱۰۳ نَحْنُ

نبی آکھیں ۱۵۶ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم دنیا میں نہ رہے مگر دس رات ۱۵۷ ہم

۱۴۳ اور یہ فعل میں نے اپنے ہی ہوائے نفس سے کیا کوئی دوسرا اس کا باعث و محرک نہ تھا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۱۴۴ دور ہو جا ۱۴۵ جب تجھ سے

کوئی ملنا چاہے جو تیرے حال سے واقف نہ ہو تو اس سے ۱۴۶ یعنی سب سے علیحدہ رہنا نہ تجھ سے کوئی چھوئے نہ تو کسی سے چھوئے۔ لوگوں سے ملنا اس کے لیے کلی

طور پر ممنوع قرار دیا گیا اور ملاقات مکالمات خرید و فروخت ہر ایک کے ساتھ حرام کر دی گئی اور اگر اتفاقاً کوئی اس سے چھو جاتا تو وہ اور چھوئے والا دونوں شدید بخار

میں مبتلا ہوتے، وہ جنگل میں یہی شور مچاتا پھرتا تھا کہ کوئی چھو نہ جانا اور وحشیوں اور درندوں میں زندگی کے دن نہایت تنگی و وحشت میں گزارتا تھا۔ ۱۴۷ یعنی عذاب

کے وعدے کا آخرت میں بعد اس عذاب دنیا کے تیرے شرک و فساد انگیزی پر ۱۴۸ اور اس کی عبادت پر قائم رہا ۱۴۹ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ایسا کیا اور جب آپ سامری کے اس فساد کو منا چکے تو بنی اسرائیل سے مخاطب فرما کر دین حق کا بیان فرمایا اور ارشاد کیا ۱۵۰ یعنی قرآن پاک کہ وہ ذکرِ عظیم ہے اور جو اس

کی طرف متوجہ ہو اس کے لیے اس کتابِ کریم میں نجات اور برکتیں ہیں اور اس کتابِ مقدس میں اُممِ مانویہ (گذشتہ امتوں) کے ایسے حالات کا ذکر و بیان ہے جو

فکر کرنے اور عبرت حاصل کرنے کے لائق ہیں۔ ۱۵۱ یعنی قرآن سے اور اس پر ایمان نہ لائے اور اس کی ہدایتوں سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ۱۵۲ گناہوں کا

بارگراں ۱۵۳ یعنی اس گناہ کے عذاب میں ۱۵۴ لوگوں کو محشر میں حاضر کرنے کے لیے مراد اس سے تھے ثانیہ (دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا) ہے۔ ۱۵۵ یعنی

کافروں کو اس حال میں ۱۵۶ اور کالے منہ ۱۵۷ آخرت کے احوال اور وہاں کے خوفناک منازل دیکھ کر انہیں زندگانی دنیا کی مدت بہت قلیل معلوم ہوگی۔

أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۝۱۰۴

خوب جانتے ہیں جو وہ ۱۵۸ کہیں گے جب کہ ان میں سب سے بہتر رائے والا کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے تھے ۱۵۹

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝۱۰۵ فَيَذَرُهَا قَاعًا

اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں ۱۶۰ تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا تو زمین کو پٹ پٹ

صَفْصَفًا ۝۱۰۶ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝۱۰۷ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ

ہموار کر چھوڑے گا کہ تو اُس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے اُس دن پکارنے والے

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۚ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا

کے پیچھے دوڑیں گے ۱۶۱ اُس میں کبھی نہ ہوگی ۱۶۲ اور سب آوازیں رحمن کے حضور ۱۶۳ پست ہو کر رہ جائیں گی تو تو نہ سنے گا مگر بہت

هَمْسًا ۝۱۰۸ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَاضِيَ

آہستہ آواز ۱۶۴ اُس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے ۱۶۵ اذن دے دیا ہے اور اُس کی

لَهُ قَوْلًا ۝۱۰۹ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ

بات پسند فرمائی وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ۱۶۶ اور اُن کا علم اسے نہیں

عِلْمًا ۝۱۱۰ وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۝۱۱۱ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝۱۱۲

گھیر سکتا ۱۶۷ اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور ۱۶۸ اور بے شک نامراد رہا جس نے ظلم کا بوجھ لیا ۱۶۹

۱۵۸ آپس میں ایک دوسرے سے ۱۵۹ بعض مفسرین نے کہا کہ وہ اس دن کے شدائد دیکھ کر اپنے دنیا میں رہنے کی مقدار بھول جائیں گے۔ ۱۶۰ شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں

کا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۶۱ جو انہیں روز قیامت موقف (میدان محشر) کی طرف بلائے گا اور ہدایہ کرے گا کہ چلو رحمن کے حضور پیش

ہونے کو اور یہ پکارنے والے حضرت اسرافیل ہوں گے۔ ۱۶۲ اور اس دعوت سے کوئی انحراف نہ کر سکے گا۔ ۱۶۳ بیت و جلال سے۔ ۱۶۴ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایسی کہ اس میں صرف لبوں کی جنبش ہوگی۔ ۱۶۵ شفاعت کرنے کا ۱۶۶ یعنی تمام ماضیات و مستقبلات اور جملہ امور دنیا و آخرت یعنی

اللہ تعالیٰ کا علم بندوں کی ذات و صفات اور جملہ حالات کو محیط ہے۔ ۱۶۷ یعنی تمام کائنات کا علم ذات الہی کا احاطہ نہیں کر سکتا اس کی ذات کا ادراک علوم کائنات کی

رسائی سے برتر ہے وہ اپنے اسماء و صفات اور آثار قدرت و عظیم حکمت سے پہچانا جاتا ہے:

کجا در یابد او را عقل چالاک کہ او بالاتر است از حد ادراک

نظر کن اندر اسماء و صفاتش کہ واقف نیست کس از کنہ ذاتش

(یعنی تیز عقل بھی اس کی ذات کا ادراک کیسے کر سکتی ہے؟ جبکہ وہ تو فہم و ادراک سے برتر ہے، لہذا اس کی صفات و اسماء میں غور و فکر کرو کہ اس کی ذات و حقیقت سے

کوئی آشنا نہیں) بعض مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ علوم مخلوق معلومات الہیہ کا احاطہ نہیں کر سکتے، بظاہر یہ عبارتیں دو ہیں مگر مآل پر نظر رکھنے

والے بآسانی سمجھ لیتے ہیں کہ فرق صرف تعبیر کا ہے۔ ۱۶۸ اور ہر ایک شانِ عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہوگا کسی میں سرکشی نہ رہے گی، اللہ تعالیٰ کے قہر و حکومت کا ظہور

تام ہوگا۔ ۱۶۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی تفسیر میں فرمایا: جس نے شرک کیا تو اُسے (نقصان) میں رہا اور بیشک شرک شدید ترین ظلم ہے اور

جو اس ظلم کا زیر بار ہو کر (بوجھ اٹھا کر) موقف قیامت میں آئے اس سے بڑھ کر نامراد کون؟

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخْفُ ظُلْمًا وَلَا هَضْبًا ۝۱۱۲

اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان تو اسے نہ زیادتی کا خوف ہوگا نہ نقصان کا ڈر

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ

اور یونہی ہم نے اُسے عربی قرآن اتارا اور اس میں طرح طرح سے عذاب کے وعدے دیئے تاکہ کہیں

يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝۱۱۳ فَتَعْلَىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا

انھیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ پیدا کرے تاکہ تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ تاکہ اور

تَعَجَّلُ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي

قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہوئے تاکہ اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے

عِلْمًا ۝۱۱۴ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَسَىٰ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝۱۱۵

علم زیادہ دے اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکید کی حکم دیا تھا تاکہ تودہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ط ۝۱۱۶

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گرے مگر ابلیس اُس نے نہ مانا

فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكَ مِنَ الْجَنَّةِ

تو ہم نے فرمایا اے آدم بے شک یہ تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہے تاکہ تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے

فَتَشْتَفِي ۝۱۱۷ إِنَّ لَكَ أَلاَّ تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ۝۱۱۸ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا

پھر تو مشقت میں پڑے تاکہ بیشک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ نہ تھوکا ہو نہ ننگا ہو اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے

وَلَا تَصْحَىٰ ۝۱۱۹ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ

نہ دھوپ تاکہ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا بولا اے آدم کیا میں تمہیں بتا دوں

فَكَذَّبَ عَلَيْهِمَا وَأَعَادَتْ لَهُمَا آسَانَ فَتَلَكَّىٰ ۝۱۲۰ فَتَلَاوَا فِيهَا وَلَهُمَا فِيهَا مِمَّا شَاءَا ۝۱۲۱

تو ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اور جلدی کرتے تھے تاکہ خوب یاد ہو جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، فرمایا گیا کہ آپ مشقت نہ اٹھائیں اور

سُورَةُ قِيَامَةِ مِثْلُ اللَّهِ تَعَالَىٰ لَمْ يَكُنْ لَكَ فِيهَا مَمْلُوكٌ وَلَا مَوْلَا ۝۱۲۲ فَتَلَاوَا فِيهَا وَلَهُمَا فِيهَا مِمَّا شَاءَا ۝۱۲۳

کی فضیلت کو تسلیم نہ کرنا اور اس کی تعظیم و احترام بجالانے سے اعراض کرنا دلیل حسد و عداوت ہے۔ اس آیت میں شیطان کا حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنا آپ کے ساتھ

اس کی دشمنی کی دلیل قرار دیا گیا۔ تاکہ اور اپنی غذا اور خوراک کے لیے زمین جو تنے، بھتی کرنے، دانہ نکالنے، پینے، پکانے کی محنت میں مبتلا ہو اور چونکہ عورت کا

شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَى ۝۱۲۰ ۱۲۰) فَكَلَّا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهَا سَاقُهَا تُنْهَوُ

ہمیشہ جینے کا بیڑ ۱۱۹ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ۱۲۰۔ تو ان دونوں نے اس میں سے کھا لیا اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں ۱۱۹ اور

طَفَقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذَرِّ الْجَنَّةِ ۝۱۲۱ ۱۲۱) وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ۝۱۲۲

جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے ۱۲۱ اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اسکی راہ نہ پائی ۱۲۲

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ۝۱۲۳ ۱۲۳) قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا

پھر اسے اس کے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قریب خاص کی راہ دکھائی فرمایا کہ تم دونوں مل کر جنت سے اُترو

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۝۱۲۴ ۱۲۴) فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى ۝۱۲۵ ۱۲۵) فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ

تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے ۱۲۴ تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا

فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۝۱۲۶ ۱۲۶) وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً

وہ نہ بہکے ۱۲۵ نہ بد بخت ہو ۱۲۶ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا ۱۲۶ تو بے شک اس کے لیے تنگ

ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝۱۲۷ ۱۲۷) قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ

زندگانی ہے ۱۲۷ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے کہے گا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا

وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝۱۲۸ ۱۲۸) قَالَ كَذَلِكِ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۝۱۲۹ ۱۲۹) وَكَذَلِكِ

میں تو اکھیرا (دیکھنے والا) تھا ۱۲۸ فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں ۱۲۹ تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی

نَفْعًا مَرَدُّكَ ذَمُّهُ ۝۱۳۰ ۱۳۰) لَيْسَ اس تمام محنت کی نسبت صرف حضرت آدم علیہ السلام کی طرف فرمائی گئی۔ ۱۳۰ ہر طرح کا عیش و راحت جنت میں موجود ہے کسب و

محنت سے بالکل امن ہے۔ ۱۳۰ جس کو کھا کر کھانے والے کو دائمی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ ۱۳۰ اور اس میں زوال نہ آئے۔ ۱۳۰ یعنی بہشتی لباس ان کے جسم

سے اتر گئے۔ ۱۳۰ ستر چھپانے اور جسم ڈھکنے کے لیے۔ ۱۳۰ اور اس درخت کے کھانے سے دائمی حیات نملی پھر حضرت آدم علیہ السلام تو بہداشتغفار میں مشغول

ہوئے اور بارگاہ الہی میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کی۔ ۱۳۰ یعنی کتاب اور رسول۔ ۱۳۰ یعنی دنیا میں۔ ۱۳۰ آخرت میں کیونکہ آخرت

کی بد بختی دنیا میں طریق حق سے بہکنے کا نتیجہ ہے تو جو کوئی کتاب الہی اور رسول برحق کا اتباع کرے اور ان کے حکم کے مطابق چلے وہ دنیا میں بہکنے سے اور آخرت میں

اس کے عذاب و وبال سے نجات پائے گا۔ ۱۳۰ اور میری ہدایت سے روگردانی کی۔ ۱۳۰ دنیا میں یا قبر میں یا آخرت میں یا دین میں یا ان سب میں دنیا کی تنگ

زندگانی یہ ہے کہ ہدایت کا اتباع نہ کرنے سے عمل بد اور حرام میں مبتلا ہو یا قناعت سے محروم ہو کر گرفتار حرص ہو جائے اور کثرت مال و اسباب سے بھی اس کو فراغ

خاطر (بے فکری) اور سکون قلب میسر نہ ہو، دل ہر چیز کی طلب میں آوارہ ہو اور حرص کے غموں سے کہ یہ نہیں وہ نہیں، حال تاریک اور وقت خراب رہے اور مومن

متوکل کی طرح اس کو سکون و فراغ حاصل ہی نہ ہو جس کو حیات طیبہ کہتے ہیں قَالَ تَعَالَى: فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی چلائیں گے) اور قبر

کی تنگ زندگی یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ کافر پر ننانوے اثر ہے اس کی قبر میں مسلط کئے جاتے ہیں۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما نے فرمایا: یہ آیت اسود بن عبدالعزیٰ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی اور قبر کی زندگی سے مراد قبر کا اس سختی سے دبا نا ہے جس سے ایک طرف کی پسلیاں دوسری

طرف آ جاتی ہیں اور آخرت میں تنگ زندگی یہ ہے کہ نیکی کی راہیں تنگ ہو جائیں اور آدمی کسب حرام میں مبتلا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

بنوے کو تھوڑا ملے یا بہت اگر خوف خدا نہیں تو اس میں کچھ بھلائی نہیں اور یہ تنگ زندگی ہے۔ (تفسیر کبیر و خازن و مدارک وغیرہ) ۱۳۰ دنیا میں۔ ۱۳۰ تو ان پر

الْيَوْمَ تُنْشَىٰ ۝۱۲۶ وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ ط

آج تیری کوئی خبر نہ لے گا ۱۲۶ اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے

وَلْعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ۝۱۲۷ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیرپا ہے تو کیا انہیں اس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی

مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْأُولِي النُّهَىٰ ۝۱۲۸

سنگتیں (تو میں) ہلاک کر دیں ۱۲۷ کہ بیان کے بسنے کی جگہ چلتے پھرتے ہیں ۱۲۸ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ۱۲۸

وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزِمَامًا وَاجِلٌ مِّنْهُ ط فَاصْبِرْ

اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی ۱۲۹ تو ضرور عذاب انہیں لپٹ جاتا اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ پھرایا ہوا ۱۲۹ تو ان کی

عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کو سراہتے (تعریف کرتے) ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے ۱۳۰ اور اس کے

غُرُوبِهَا وَمِنْ أَنَايِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ۝۱۳۰

ڈوبنے سے پہلے ۱۳۰ اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو ۱۳۰ اور دن کے کناروں پر ۱۳۰ اس امید پر کہ تم راضی ہو ۱۳۰

وَلَا تُدَنَّ عَيْنُكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ

اور اسے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اسکی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لیے دی ہے جیتی دنیا کی

الدُّنْيَا لِنَفْسِهِمْ فِيهِ ط وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝۱۳۱ وَأَمْرٌ أَهْلَكَ

تازگی ۱۳۱ کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں ۱۳۱ اور تیرے رب کا رزق ۱۳۱ سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے اور اپنے گھر والوں

ایمان نہ لایا اور ۱۳۱ جہنم کی آگ میں جلا کرے گا۔ ۱۳۲ جو رسولوں کو نہیں مانتی تھیں۔ ۱۳۳ یعنی قریش اپنے سفروں میں ان کے دیار (مکانات و بستیاں) پر

گزرتے ہیں اور ان کی ہلاکت کے نشان دیکھتے ہیں۔ ۱۳۴ جو عبرت حاصل کریں اور سمجھیں کہ انبیاء کی تکذیب اور ان کی مخالفت کا انجام برا ہے۔ ۱۳۵ یعنی یہ کہ

امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عذاب میں تاخیر کی جائے گی۔ ۱۳۶ دنیا ہی میں ۱۳۷ یعنی روز قیامت۔ ۱۳۸ اس سے نماز فجر مراد ہے۔ ۱۳۹ اس

سے ظہر و عصر کی نمازیں مراد ہیں جو دن کے نصف آخر میں آفتاب کے زوال و غروب کے درمیان واقع ہیں۔ ۱۴۰ یعنی مغرب و عشا کی نمازیں پڑھو۔ ۱۴۱ فجر و

مغرب کی نمازیں ان کی تاکید و تکرار فرمائی گئی اور بعض مفسرین قبل غروب سے نماز عصر اور اطرافِ نہار سے ظہر مراد لیتے ہیں، ان کی توجیہ یہ ہے کہ نماز ظہر زوال

کے بعد ہے اور اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کے اطراف ملتے ہیں۔ نصف اول کی انتہا ہے اور نصف آخر کی ابتدا۔ (مدار و خازن) ۱۴۲ اللہ کے

فضل و عطا اور اس کے انعام و اکرام سے کہ تمہیں امت کے حق میں شفع بنا کر تمہاری شفاعت قبول فرمائے اور تمہیں راضی کرے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)۔ ۱۴۳ یعنی اصناف و اقسام کفار یہود و نصاریٰ

و غیرہ کو جو دنیوی ساز و سامان دیا ہے مومن کو چاہئے کہ اس کو استحسان و إعجاب (عجب و اچھائی) کی نظر سے نہ دیکھے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نافرمانوں

کے طمطراق (شان و شوکت، ٹھٹھا باٹ) نہ دیکھو لیکن یہ دیکھو کہ گناہ اور معصیت کی ذلت کس طرح ان کی گردنوں سے نمودار ہے۔ ۱۴۴ اس طرح کہ جتنی ان

بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۖ وَالْعَاقِبَةُ

کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ۲۰۸ ہم تجھے روزی دیں گے ۲۰۹ اور انجام کا بھلا

لِلَّتَّقَى ۝ (۱۳۲) وَقَالُوا الْوَلَا يَأْتِيَنَا بَآيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةٌ مَّا

پرہیز گاری کے لیے ۲۰۸ اور کہا فریادیں یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے ۲۰۹ اور کیا انھیں اس کا بیان نہ آیا جو

فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ (۱۳۳) وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا

اگلے صحیفوں میں ہے ۲۱۰ اور اگر ہم انھیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ۲۱۱ ضرور کہتے

رَبَّنَا لَوْلَا أُرْسِلَتْ إِلَيْنَا رَسُولٌ لَّا فَتَنَّا بِآيَاتِكَ مِّن قَبْلِ أَنْ نُنْذِلَ

اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل

وَنُخْرِجُ ۝ (۱۳۴) قُلْ كُلُّ مُتَرَبِّصٍ فَتَرَبَّصُوا ۚ فَسَتَعْلَمُونَ مَن أَصْحَابُ

و رسوا ہوتے تم فرماؤ سب راہ دیکھ رہے ہیں ۲۱۲ تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے ۲۱۳ کہ کون ہیں

الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝ (۱۳۵)

سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی

پر نعمت زیادہ ہوتی ہی ان کی سرکشی اور ان کا طُغیان بڑھے اور وہ سزائے آخرت کے سزاوار ہوں۔ ۲۰۸ یعنی جنت اور اس کی نعمتیں ۲۰۹ اور اس کا مکلف نہیں کرتے کہ ہماری خلق کو روزی دے یا اپنے نفس اور اپنے اہل کی روزی کا ذمہ دار ہو بلکہ ۲۰۹ اور انہیں بھی، تو روزی کے غم میں نہ پڑ، اپنے دل کو امرِ آخرت کے لیے فارغ رکھ کہ جو اللہ کے کام میں ہوتا ہے اللہ اس کی کارسازی کرتا ہے۔ ۲۰۸ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۰۹ جو ان کی صحتِ نبوت پر دلالت کرے، باوجودیکہ آیاتِ کثیرہ آچکی تھیں اور معجزات کا متواثر ظہور ہو رہا تھا پھر کفار ان سب سے اندھے بنے اور انہوں نے حضور کی نسبت یہ کہہ دیا کہ آپ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے؟ اس کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ۲۰۹ یعنی قرآن اور سید عالم کی بشارت اور آپ کی نبوت و بعثت کا ذکر یہ کیسی اعظم آیات ہیں! ان کے ہوتے ہوئے اور کسی نشانی کی طلب کرنے کا کیا موقع ہے! ۲۱۱ روز قیامت ۲۱۲ ہم بھی اور تم بھی۔ شانِ نزول: مشرکین نے کہا تھا کہ ہم زمانہ کے حوادث اور انقلاب کا انتظار کرتے ہیں کہ کب مسلمانوں پر آئیں اور ان کا قصہ تمام ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ تم مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا انتظار کر رہے ہو اور مسلمان تمہارے عقوبت (انجام) و عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ ۲۱۳ جب خدا کا حکم آئے گا اور قیامت قائم ہوگی۔

﴿اٰیٰتِهَا ۱۱۲﴾ ﴿۲۱ سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ ۚ﴾ ﴿مَكْرُوْعَاتِهَا ۷﴾

سورۃ انبیاء مکیہ ہے اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝۱ مَا يَأْتِيهِمْ

لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں ۱ جب اُن کے

مِّنْ ذِكْرِ مِّنْ رَبِّهِمْ مُّحَدَّثٍ ۚ اِلَّا اسْتَعْوَوْهُ ۚ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝۲ لَا هِيَّةٌ

رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اُسے نہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے ۲ اُن کے دل

قُلُوبُهُمْ ۚ وَاَسْرُ وَالنَّجْوٰى ۚ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ

کھیل میں پڑے ہیں ۳ اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مَقُورَت کی فٹ کہ یہ کون ہیں ایک تم ہی

مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَتَّبِعُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تَبْصُرُوْنَ ۝۳ قُلْ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ

جیسے آدمی تو ہیں ۴ کیا جادو کے پاس جاتے ہو دیکھ بھال کر نبی نے فرمایا میرا رب جانتا ہے آسمانوں

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ السَّیِّعُ الْعَلِیْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْا اَصْغَاثُ

اور زمین میں ہر بات کو اور وہی ہے سُنتا جانتا ہے بلکہ بولے پریشان

۱۔ سورۃ انبیاء مکیہ ہے اس میں سات رکوع اور ایک سو بارہ ۱۱۲ آیتیں اور ایک ہزار ایک سو چھیالیس ۱۱۸۶ کلمے اور چار ہزار آٹھ سو نوے ۴۸۹۰ حرف

ہیں۔ ۲۔ یعنی حساب اعمال کا وقت روز قیامت قریب آگیا اور لوگ ابھی تک غفلت میں ہیں۔ شان نزول: یہ آیت مکرین بعث کے حق میں نازل ہوئی جو

مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو نہیں مانتے تھے اور روز قیامت کو گزرے ہوئے زمانہ کے اعتبار سے قریب فرمایا گیا کیونکہ جتنے دن گزرتے جاتے ہیں آنے

والا دن قریب ہوتا جاتا ہے۔ ۳۔ نہ اس سے پسند پذیر ہوں نہ عبرت حاصل کریں نہ آنے والے وقت کے لئے کچھ تیاری کریں۔ ۴۔ اللہ کی یاد سے

غافل ہیں۔ ۵۔ اور اس کے اخفاء (چھپانے) میں بہت مبالغہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا راز فاش کر دیا اور بیان فرما دیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلّم کی نسبت یہ کہتے ہیں ۶۔ یہ کفر کا ایک اصول تھا کہ جب یہ بات لوگوں کے ذہن نشین کر دی جائے گی کہ وہ تم جیسے بشر ہیں تو پھر کوئی ان پر ایمان نہ لائے

گا حضور کے زمانہ کے کفار نے یہ بات کہی اور اس کو چھپایا لیکن آج کل کے بعض بے باک یہ کلمہ اعلان کے ساتھ کہتے ہیں اور نہیں شرماتے کفار یہ مقولہ کہتے

وقت جانتے تھے کہ ان کی بات کسی کے دل میں جے گی نہیں کیونکہ لوگ رات دن معجزات دیکھتے ہیں وہ کس طرح باور کر سکیں گے کہ حضور ہماری طرح بشر ہیں

اس لئے انہوں نے معجزات کو جادو بتا دیا اور کہا ۷۔ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی خواہ کتنے ہی پردہ اور راز میں رکھی گئی ہو ان کا راز بھی اس میں ظاہر فرما دیا

اس کے بعد قرآن کریم سے انہیں سخت پریشانی و حیرانی لاحق تھی کہ اس کا کس طرح انکار کریں وہ ایسا بین معجزہ ہے جس نے تمام ملک کے مایہ ناز ماہروں کو عاجز

و متحیر کر دیا ہے اور وہ اس کی دو چار آیتوں کی مثل کلام بنا کر نہیں لاسکے اس پریشانی میں انہوں نے قرآن کریم کی نسبت مختلف قسم کی باتیں کہیں جن کا بیان اگلی

آیت میں ہے۔

اَحْلَامٍ بَلٍ اَفْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بَايَةً كَمَا اُرْسِلَ

خوابیں ہیں وہ بلکہ ان کی گڑھت (گھڑی ہوئی چیز) ہے وہ بلکہ یہ شاعر ہیں وہ تو ہمارے پاس کوئی نشانی لائیں جیسے

الْاَوَّلُونَ ۵ مَا اَمْنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَفْهُمْ يُؤْمِنُونَ ۶

اگلے بھیجے گئے تھے وہ ان سے پہلے کوئی بستی ایمان نہ لائی جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے وہ

وَمَا اُرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوحِيْ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ

اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنہیں ہم وحی کرتے وہ تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۷ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا اِلَّا يَاجُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ

اگر تمہیں علم نہ ہو وہ اور ہم نے انہیں وہ خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں وہ

مَا كَانُوْا خُلْدِيْنَ ۸ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَّشَاءُ وَ

نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں پھر ہم نے اپنا وعدہ انہیں سچا کر دکھایا وہ تو انہیں نجات دی اور جن کو چاہی وہ

اهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۚ اَفَلَا

حد سے بڑھنے والوں کو وہ ہلاک کر دیا بیشک ہم نے تمہاری طرف وہ ایک کتاب اتاری جس میں تمہاری ناموری ہے وہ تو کیا

تَعْقِلُوْنَ ۱۰ وَكَمْ قَصَبًا مِّنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَانَا بَعْدَهَا

تمہیں عقل نہیں ۱۰ اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ستم گار تھیں ۱۱ اور اُن کے بعد

وَالاَنْ كُوْنِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحِی الٰہی سمجھ گئے ہیں کفار نے یہ کہہ کر سوچا کہ یہ بات چسپاں نہیں ہو سکے گی تو اب اس کو چھوڑ کر کہنے لگے وہ یہ کہہ کر خیال ہوا

کہ لوگ کہیں گے کہ اگر یہ کلام حضرت کا بنایا ہوا ہے اور تم انہیں اپنے مثل بشر بھی کہتے ہو تو تم ایسا کلام کیوں نہیں بنا سکتے یہ خیال کر کے اس بات کو بھی چھوڑا اور کہنے

لگے وہ اور یہ کلام شعر ہے اسی طرح کی باتیں بناتے رہے کسی ایک بات پر قائم نہ رہ سکے اور اہل باطل کذابوں کا یہی حال ہوتا ہے اب انہوں نے سمجھا کہ ان

باتوں میں سے کوئی بات بھی چلنے والی نہیں ہے تو کہنے لگے وہ اس کے رد و جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ۱۲ معنی یہ ہیں کہ ان سے پہلے لوگوں کے

پاس جو نشانیاں آئیں تو وہ ان پر ایمان نہ لائے اور ان کی تکذیب کرنے لگے اور اس سبب سے ہلاک کر دیئے گئے تو کیا یہ لوگ نشانی دیکھ کر ایمان لے آئیں گے

باوجودیکہ ان کی سرکشی ان سے بڑھی ہوئی ہے۔ ۱۳ یہ ان کے کلام سابق کا رد ہے کہ انبیاء کا صورت بشری میں ظہور فرمانا نبوت کے منافی نہیں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا

ہے۔ ۱۴ کیونکہ واقف کو اس سے چارہ ہی نہیں کہ واقف سے دریافت کرے اور مرض جہل کا علاج یہی ہے کہ عالم سے سوال کرے اور اس کے حکم پر عامل ہو۔

مسئلہ: اس آیت سے تقلید کا وجوب ثابت ہوتا ہے یہاں انہیں علم والوں سے پوچھنے کا حکم دیا گیا کہ ان سے دریافت کرو کہ اللہ کے رسول صورت بشری میں ظہور فرما

ہوئے تھے یا نہیں اس سے تمہارے تردد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ۱۵ یعنی انبیاء کو ۱۶ تو ان پر کھانے پینے کا اعتراض کرنا اور یہ کہنا کہ مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلُ يٰۤاٰحُلُ

الطَّعَامِ محض بے جا ہے تمام انبیاء کا یہی حال تھا وہ سب کھاتے بھی پیتے بھی تھے۔ ۱۷ ان کے دشمنوں کو ہلاک کرنے اور انہیں نجات دینے کا۔ ۱۸ یعنی

ایمانداروں کو جنہوں نے انبیاء کی تصدیق کی۔ ۱۹ جو انبیاء کی تکذیب کرتے تھے۔ ۲۰ اے گروہ قریش ۲۱ اگر تم اس پر عمل کرو یا یہ معنی ہیں کہ وہ کتاب تمہاری

زبان میں ہے یا یہ کہ اس میں تمہارے لئے نصیحت ہے یا یہ کہ اس میں تمہارے دینی اور دنیوی امور اور حوائج کا بیان ہے ۲۲ کہ ایمان لا کر اس عزت و کرامت اور

سعادت کو حاصل کرو۔ ۲۳ یعنی کافر تھیں۔

قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَِمَّا أَحْسَوْا بِأَسَنَاءِ إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا

اور قوم پیدا کی تو جب انھوں نے ۲۴ ہمارا عذاب پایا جیسی وہ اس سے بھاگنے لگے ۲۵ نہ

تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَى مَا أَتَرْتُمْ فِيهِ وَمَسْكِينَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝

بھاگو اور لوٹ کے جاؤ ان آسانوں کی طرف جو تم کو دی گئیں تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھا ہو ۲۶

قَالُوا يَٰوَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَبَازَلَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ

بولے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم ظالم تھے ۲۷ تو وہ بھی پکارتے رہے یہاں تک

جَعَلَهُمْ حَصِيدًا خُلِدِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا

کہ ہم نے انھیں کر دیا کاٹے ہوئے ۲۸ بجھے ہوئے اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا الْعِجِينَ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهُمْ آلًا تَتَّخِذُهُ مِنْ لَدُنَّا ۝

ان کے درمیان ہے عبت نہ بنائے ۲۹ اگر ہم کوئی بہلوا اختیار کرنا چاہتے ۳۰ تو اپنے پاس سے اختیار کرتے

إِنْ كُنَّا فَعَلِينَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا

اگر ہمیں کرنا ہوتا ۳۱ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جی

هُوَ زَاهِقٌ ۝ وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ

وہ مٹ کر رہ جاتا ہے ۳۲ اور تمہاری خرابی ہے ۳۳ ان باتوں سے جو بناتے ہو ۳۴ اور اسی کے ہیں جتنے آسمانوں اور

الْأَرْضِ ۝ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝

زمین میں ہیں ۳۵ اور اُس کے پاس والے ۳۶ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ

تَحْتَسِرُونَ ۝ ۲۵ شانِ نزول: مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ سرزمینِ یمن میں ایک بستی ہے جس کا نام ”حصو“ ہے وہاں کے رہنے والے عرب تھے

انہوں نے اپنے نبی کی تکذیب کی اور ان کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کیا اس نے انہیں قتل کیا اور گرفتار کیا اور اس کا یہ عمل جاری رہا تو یہ لوگ بستی

چھوڑ کر بھاگے تو ملائکہ نے ان سے بطریق طنز کہا (جو اگلی آیت میں ہے) ۳۱ کہ تم پر کیا گزری اور تمہارے اموال کیا ہوئے تو تم دریافت کرنے والے کو اپنے علم

ومشاہدے سے جواب دے سکو۔ ۳۲ عذاب دیکھنے کے بعد انہوں نے گناہ کا اقرار کیا اور نادم ہوئے اس لئے یہ اعتراف انہیں کام نہ آیا ۳۳ کھیت کی طرح کہ

تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اور بجھی ہوئی آگ کی طرح ہو گئے۔ ۳۴ کہ ان سے کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ اس میں ہماری حکمتیں ہیں مجملہ ان کے یہ ہے کہ

ہمارے بندے ان سے ہماری قدرت و حکمت پر استدلال کریں اور انہیں ہمارے اوصاف و کمالات کی معرفت ہو ۳۵ مثل زن و فرزند کے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں

اور ہمارے لئے نبی اور پیٹیاں بتاتے ہیں اگر یہ ہمارے حق میں ممکن ہوتا۔ ۳۶ کیونکہ زن و فرزند والے زن و فرزند اپنے پاس رکھتے ہیں مگر ہم اس سے پاک ہیں

ہمارے لئے یہ ممکن ہی نہیں ۳۷ معنی یہ ہیں کہ ہم اہل باطل کے کذب کو بیان حق سے مٹا دیتے ہیں ۳۸ اے کفار نابکار ۳۹ شانِ الہی میں کہ اس کے لئے بیوی و

بچہ ٹھہراتے ہو۔ ۳۵ وہ سب کا مالک ہے اور سب اس کے مملوک تو کوئی اس کی اولاد کیسے ہو سکتا ہے مملوک ہونے اور اولاد ہونے میں منافات ہے۔ ۳۶ اس کے

مقربین جنہیں اس کے کرم سے اس کے حضور قرب و منزلت حاصل ہے۔

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْثُرُونَ ۚ ۲۰ ۝ أَمْ اتَّخَذُوا إِلَهًا مِّنْ

رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سُستی نہیں کرتے ۲۰ کیا انھوں نے زمین میں سے کچھ ایسے خدا

الَّا رُضُّهُمْ يُنْشِرُونَ ۚ ۲۱ ۝ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَ اللَّهِ لَفَسَدَتَا ۚ

بنائے ہیں ۲۱ کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں ۲۱ اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ فساد پاتا ہوتا ۲۱

فَسُبْحَنَّ اللَّهَ رَبَّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۚ ۲۲ ۝ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ

تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ۲۲ اُس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے ۲۲

وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۚ ۲۳ ۝ أَمْ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ إِلَهًا ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۚ

اور اُن سب سے سوال ہوگا ۲۳ کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں تم فرماؤ ۲۳ اپنی دلیل لاؤ ۲۳

هَذَا ذِكْرٌ مِّن مَّعِيَ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

یہ قرآن میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے ۲۴ اور مجھ سے اگلوں کا تذکرہ ۲۴ بلکہ اُن میں اکثر حق کو نہیں جانتے

فَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۚ ۲۴ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيْ

تو وہ روگرداں ہیں ۲۴ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

۲۵ ۝ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

اِلَيْهِ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاَعْبُدُوْنَ ۝۲۵ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

وہی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو اور بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا۔

سُبْحٰنَهٗ ۝۲۶ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝۲۷ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

پاک ہے وہ والا بلکہ بندے ہیں عزت والے ۲۷ بات میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر

يَعْمَلُوْنَ ۝۲۸ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا

کار بند ہوتے ہیں وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے ۲۸ اور شفاعت نہیں کرتے مگر

لِمَنْ اُرٰتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشِيَّتِهٖ مُّشْفِقُوْنَ ۝۲۹ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْ

اُس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے ۲۹ اور اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور ان میں جو کوئی کہے کہ میں

اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَاِنَّكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۝۳۰ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۱

اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو

اَوَلَمْ يَرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے

فَفَتَقْنٰهُمَا ۝۳۲ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۝۳۳ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۴

تو ہم نے انھیں کھولا ۳۲ اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی ۳۳ تو کیا وہ ایمان نہ لائیں گے اور

جَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَٰضٍ رَّا سٰی اَنْ تَبْيَدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَا جًا سَبِيْلًا

زمین میں ہم نے لنگر ڈالے ۳۴ کہ انھیں لے کر نہ کانپے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳۵ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْطًا ۝۳۶ وَهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا

کہ کہیں وہ راہ پائیں ۳۵ اور ہم نے آسمان کو چھت بنایا نگاہ رکھی گئی فلا اور وہ فلا اس کی نشانیوں

۳۶ شان نزول: یہ آیت خزاعہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا تھا۔ ۳۷ اس کی ذات اس سے مزہ ہے کہ اس کے اولاد ہو۔

۳۸ یعنی فرشتے اس کے برگزیدہ اور مکرم بندے ہیں۔ ۳۹ یعنی جو کچھ انہوں نے کیا اور جو کچھ وہ آئندہ کریں گے۔ ۴۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا یعنی جو توحید کا قائل ہو۔ ۴۱ یہ کہنے والا ابلیس ہے جو اپنی عبادت کی دعوت دیتا ہے فرشتوں میں اور کوئی ایسا نہیں جو یہ کلمہ کہے۔ ۴۲ بند ہونا یا تو یہ ہے

کہ ایک دوسرے سے ملا ہوا تھا ان میں فصل پیدا کر کے انہیں کھولا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان بند تھا بایں معنی کہ اس سے بارش نہیں ہوتی تھی زمین بند تھی بایں معنی کہ اس

سے روئیدگی پیدا نہیں ہوتی تھی تو آسمان کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے بارش ہونے لگی اور زمین کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے سبزہ پیدا ہونے لگا۔ ۴۳ یعنی پانی کو جانداروں

کی حیات کا سبب کیا، بعض مفسرین نے کہا معنی یہ ہیں کہ ہر جاندار پانی سے پیدا کیا ہوا ہے اور بعضوں نے کہا اس سے نطفہ مراد ہے۔ ۴۴ مضبوط پہاڑوں کے

۴۵ اپنے سفروں میں اور جن مقامات کا قصد کریں وہاں تک پہنچ سکیں۔ فلا گرنے سے۔ ۴۶ یعنی کفار

مُعْرُضُونَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط

سے روگرداں ہیں ۳۲ اور وہی ہے جس نے بنائے رات ۳۲ اور دن ۳۲ سورج اور چاند

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط

ہر ایک ایک گھیرے میں پیر (تیر) رہا ہے ۳۳ اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے دنیا میں بیٹھلی نہ بنائی ۳۳

اَفَاِنْ مِتَّ فَهُمْ الْخَالِدُونَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَنَبِّئُكُمْ

تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے ۳۴ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط وَالْيَنَّا تُرْجَعُونَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا رَاكُ الَّذِينَ

برائی اور بھلائی سے ۳۵ جانچنے کو ۳۵ اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے ۳۵ اور جب کافر تمہیں

كَفَرُوا اِنْ يَتَّخِذُونَكَ اِلَّا هُزُوًا ط اَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ

دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (مذاق) ۳۶ کیا یہ ہیں وہ جو تمہارے خداؤں کو

الِهَتَكُمْ وَهُمْ يَذْكُرِ الرَّحْمٰنُ هُمْ كَفَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ

بُرا کہتے ہیں اور وہ ۳۶ رحمن ہی کی یاد سے منکر ہیں ۳۶ آدمی جلد باز

عَجَلٍ ط سَاوِرِیْكُمْ اِیْتٰی فَلَآ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَیَقُولُوْنَ مَتٰی هٰذَا

بنایا گیا اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا مجھ سے جلدی نہ کرو ۳۷ اور کہتے ہیں کب ہوگا

۳۷ یعنی آسانی کا نجات سورج، چاند، ستارے اور اپنے اپنے افلاک میں ان کی حرکتوں کی کیفیت اور اپنے اپنے مطالع سے ان کے طلوع اور غروب اور ان کے

عجائب احوال جو صالح عالم (یعنی اللہ تعالیٰ) کے وجود اور اس کی وحدت اور اس کے کمال قدرت و حکمت پر دلالت کرتے ہیں کفار ان سب سے اعراض کرتے ہیں

اور ان دلائل سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ۳۸ تاریک کہ اس میں آرام کریں۔ ۳۹ روشن کہ اس میں معاش (روزی کمانے) وغیرہ کے کام انجام دیں۔ ۴۰ جس

طرح کہ تیراک پانی میں۔ ۴۱ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن اپنے ضلال و عناد (گمراہی و دشمنی) سے کہتے تھے کہ ہم حوادث زمانہ کا

انتظار کر رہے ہیں عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہو جائے گی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ

دشمنان رسول کے لئے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہم نے دنیا میں کسی آدمی کے لئے بیٹھلی نہیں رکھی ۴۲ اور انہیں موت کے پیچھے سے رہائی مل جائے گی جب ایسا نہیں

ہے تو پھر خوش کس بات پر ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ۴۳ یعنی راحت و تکلیف تندرستی و بیماری دولت مندی و ناداری نفع اور نقصان سے ۴۴ تاکہ ظاہر ہو جائے

کہ صبر و شکر میں تمہارا کیا درجہ ہے۔ ۴۵ ہم تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیں گے۔ ۴۶ شان نزول: یہ آیت ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی حضور تشریف لئے

جاتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ یہ بنی عبد مناف کے نبی ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ۴۷ کفار ۴۸ کہتے ہیں کہ ہم رحمن کو جانتے

ہی نہیں اس جہل و ضلال میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ تسخر کرتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ نبی کے قابل خود ان کا اپنا حال ہے۔ ۴۹ شان نزول: یہ آیت

نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو کہتا تھا کہ جلد عذاب نازل کرائیے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا یعنی جو وعدے عذاب

کے دیئے گئے ہیں ان کا وقت قریب آ گیا ہے چنانچہ روز بروز وہ منظر ان کی نظر کے سامنے آ گیا۔

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكْفُونُ

یہ وعدہ ۵۵ اگر تم سچے ہو کسی طرح جانتے کافر اس وقت کو جب نہ روک سکیں گے

عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۳۹﴾ بَلْ

اپنے منہوں سے آگ ملے اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد ہو سکے بلکہ

تَأْتِيهِمْ بَغْثَةٌ فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۴۰﴾ وَ

وہ ان پر اچانک آپڑے گی ۵۶ تو انہیں بے حواس کر دے گی پھر نہ وہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی ۵۷ اور

لَقَدْ اسْتَهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا

بے شک تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ۵۸ تو مسخرگی (ٹھٹھا) کرنے والوں

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَن يَكْلُوْكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِّنَ

کا ٹھٹھا انہی کو لے بیٹھا ۵۹ تم فرماؤ شبانہ روز تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے

الرَّحْنِ ۚ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمُ الْهَةُ

رحمن سے ۶۰ بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے ہیں ۶۱ کیا ان کے کچھ خدا ہیں ۶۲

تَسْعُهُمْ مِّنْ دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا صَحْبُونَ ﴿۴۳﴾

جو ان کو ہم سے بچاتے ہیں ۶۳ وہ اپنی ہی جانوں کو نہیں بچا سکتے ۶۴ اور نہ ہماری طرف سے ان کی یاری ہو

بَلْ مَتَّعْنَاهُمَا وَلَآءِ وَاَبَآءَهُمْ حَتَّى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا

بلکہ ہم نے ان کو ۶۵ اور ان کے باپ دادا کو برتاوا دیا ۶۶ یہاں تک کہ زندگی ان پر دراز ہوئی ۶۷ تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم ۶۸

نَاتِي الْاَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۚ اَفَهُمُ الْغُلْبُونَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَا

زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں ۶۹ تو کیا یہ غالب ہوں گے ۷۰ تم فرماؤ کہ میں

۵۷ عذاب کا یا قیامت کا، یہ ان کے استعجال (جلدی عذاب مانگنے) کا بیان ہے۔ ۵۸ دوزخ کی ۵۹ اگر وہ یہ جانتے ہوتے تو کفر پر قائم نہ رہتے اور عذاب میں جلدی نہ کرتے ۶۰ قیامت ۶۱ توبہ و معذرت کی ۶۲ اے سید عالم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۶۳ اور وہ اپنے استہزاء اور مسخرگی کے وبال و عذاب میں گرفتار ہوئے۔ اس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی گئی کہ آپ کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کا بھی یہی انجام ہونا ہے۔ ۶۴ یعنی اس کے عذاب سے ۶۵ جب ایسا ہے تو انہیں عذاب الہی کا کیا خوف ہو اور وہ اپنی حفاظت کرنے والے کو کیا پچائیں۔ ۶۶ ہمارے سوا ان کے خیال میں ۶۷ اور ہمارے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں ایسا تو نہیں ہے اور اگر وہ اپنے بتوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں تو ان کا حال یہ ہے کہ ۶۸ اپنے پوجنے والوں کو کیا پچائیں گے۔ ۶۹ یعنی کفار کو ۷۰ اور دنیا میں انہیں نعمت و مہلت دی۔ ۷۱ اور وہ اس سے اور مغرور ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں گے۔ ۷۲ کفرستان کی ۷۳ روز بروز مسلمانوں کو اس پر تسلط دے رہے ہیں اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر فتح ہوتا چلا آ رہا ہے حدود اسلام بڑھ رہی ہیں اور سرزمین کفر

اُنْذِرْكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ اِذَا مَا يُنْذِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَ

تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں ﴿۳۵﴾ اور بہرے پکارنا نہیں سنتے جب ڈرائے جائیں ﴿۳۵﴾ اور

لِئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يُوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا

اگر انھیں تمہارے رب کے عذاب کی ہوا چھو جائے تو ضرور کہیں گے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم

ظَالِمِينَ ﴿٣٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

ظالم تھے ﴿۳۶﴾ اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم

شَيْئًا ۚ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَاهَا ط وَكَفَىٰ بِنَا

نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز مثقال رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں

حُسْبَيْنَ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَذِكْرًا

حساب کو اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا ﴿۳۷﴾ اور اوجالا ﴿۳۷﴾ اور پرہیزگاروں

لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٣٨﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

کو نصیحت ﴿۳۸﴾ وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور انھیں قیامت کا اندیشہ

مُشْفِقُونَ ﴿٣٩﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبْرَكٌ اَنْزَلْنَاهُ ط اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكَرُونَ ﴿٤٠﴾

لگا ہوا ہے اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اُنارافلتہ تو کیا تم اس کے منکر ہو

وَلَقَدْ اَتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدًا مِّنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَلِيمِينَ ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ

اور بے شک ہم نے ابراہیم کو راہِ نیک راہ عطا کردی اور ہم اُس سے خبردار تھے ﴿۴۱﴾ جب اس نے اپنے

لَاۤ اِبِيْهٖ وَقَوْمِهٖ مَّا هٰذِهِ السَّبَاۤئِلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٤٢﴾ قَالُوْا

باپ اور قوم سے کہا یہ مورتیں کیا ہیں ﴿۴۲﴾ جن کے آگے تم آسن مارے (جم کر بیٹھے) ہو ﴿۴۲﴾ بولے

گھنٹی چلی آتی ہے اور حوالی مکہ مکرمہ (مکہ مکرمہ کے گرد و نواح) پر مسلمانوں کا تسلط ہوتا جاتا ہے کیا مشرکین جو عذاب طلب کرنے میں جلدی کرتے ہیں اس کو نہیں

دیکھتے اور عبرت حاصل نہیں کرتے ﴿۴۲﴾ جن کے قبضہ سے زمین دم بدم نکلتی جا رہی ہے یا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جو بفضل الہی فتح

پر فتح پارہے ہیں اور ان کے مقبوضات دم بدم بڑھتے چلے جاتے ہیں ﴿۴۲﴾ اور عذاب الہی کا اسی کی طرف سے خوف دلاتا ہوں ﴿۴۲﴾ یعنی کافر ہدایت کرنے والے

اور خوف دلانے والے کے کلام سے نفع نہ اٹھانے میں بہرے کی طرح ہیں ﴿۴۲﴾ نبی کی بات پر کان نہ رکھا اور ان پر ایمان نہ لائے ﴿۴۲﴾ اعمال میں سے ﴿۴۲﴾ یعنی

توریت عطا کی جو حق و باطل میں تفرقہ (امتیاز) کرنے والی ہے ﴿۴۲﴾ یعنی روشنی ہے کہ اس سے نجات کی راہ معلوم ہوتی ہے ﴿۴۲﴾ جس سے وہ پسند پذیر (فائدہ

اٹھاتے) ہوتے ہیں اور دینی امور کا علم حاصل کرتے ہیں ﴿۴۲﴾ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یعنی قرآن پاک یہ کثیر الخیر (خیر ہی خیر) ہے

اور ایمان لانے والوں کے لئے اس میں بڑی برکتیں ہیں ﴿۴۲﴾ ان کی ابتدائی عمر میں بالغ ہونے کے ﴿۴۲﴾ کہ وہ ہدایت و نبوت کے اہل ہیں ﴿۴۲﴾ یعنی بت،

وَجَدْنَا اَبَاءَنَا لَهَا عِبِدِينَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ فِي

ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا ۵۳ کہا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا سب

صَلِّ مُبِينٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوا اَجْتَنَابُ الْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ الْعَبِيدِ ﴿۵۵﴾ قَالَ

کھلی گمراہی میں ہو بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا یونہی کھیلے ہو ۵۴ کہا

بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ ۚ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ

بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے انھیں پیدا کیا اور میں اس پر گواہوں

مِّنَ الشَّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَا كَيْدَ لَنَا اَصْنَامُكُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا

میں سے ہوں اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا بُرا چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ

مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُزَاًا ۚ اِلَّا كَبِيرًا ۗ لَّهْمْ لَعَلَّهٖمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

پیٹھ دے کر ۵۷ تو ان سب کو ۵۸ چورا کر دیا مگر ایک کو جو ان سب کا بڑا تھا ۵۸ کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں ۵۸

قَالُوا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِالْهَيْتٰنِ اِنَّهٗ لَمِنَ الظَّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوا سَبْعًا

بولے کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بے شک وہ ظالم ہے ان میں کے کچھ بولے ہم

فَتٰی يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوا فَاَتُوَابِهٖ عَلٰی اَعْيُنِ النَّاسِ

نے ایک جوان کو انھیں بُرا کہتے سنا جسے ابراہیم کہتے ہیں ۶۰ بولے تو اُسے لوگوں کے سامنے لاؤ

جو درندوں پرندوں اور انسانوں کی صورتوں کے بنے ہوئے ہیں ۶۱ اور ان کی عبادت میں مشغول ہو۔ ۶۲ تو ہم بھی ان کی اقتداء میں ویسا ہی کرنے لگے۔

۶۳ چونکہ انہیں اپنے طریقہ کا گمراہی ہونا بہت ہی بعید معلوم ہوتا تھا اور اس کا انکار کرنا وہ بہت بڑی بات جانتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام

سے یہ کہا کہ کیا آپ یہ بات واقعی طور پر ہمیں بتا رہے ہیں یا بطریق کھیل کے فرماتے ہیں اس کے جواب میں آپ نے حضرت ملکِ عَلام (یعنی اللہ تعالیٰ) کی

ربوبیت کا اثبات فرما کر ظاہر فرمایا کہ آپ کھیل کے طریقے پر کلام فرمانے والے نہیں ہیں بلکہ حق کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ آپ نے ۶۴ اپنے میلے کو واقعہ یہ

ہے کہ اس قوم کا سالانہ ایک میلہ لگتا تھا جنگل میں جاتے تھے اور شام تک وہاں لہو و لعب میں مشغول رہتے تھے واپسی کے وقت بت خانہ میں آتے تھے اور بتوں کی

پوجا کرتے تھے اس کے بعد اپنے مکاؤں کو واپس جاتے تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی ایک جماعت سے بتوں کے متعلق مناظرہ کیا تو ان

لوگوں نے کہا کہ کل کو ہماری عید ہے آپ وہاں چلیں دیکھیں کہ ہمارے دین اور طریقے میں کیا بہار ہے اور کیسے لطف آتے ہیں جب وہ میلے کا دن آیا اور آپ سے

میلے میں چلے کو کہا گیا تو آپ عذر کر کے رہ گئے وہ لوگ روانہ ہو گئے جب ان کے باقی ماندہ اور کمزور لوگ جو آہستہ آہستہ جارہے تھے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ

میں تمہارے بتوں کا برا چاہوں گا، اس کو بعض لوگوں نے سنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بت خانہ کی طرف لوٹے۔ ۶۵ یعنی بتوں کو تو ذکر و ۶۶ چھوڑ دیا

اور رسول اس کے کاندھے پر رکھ دیا ۶۷ یعنی بڑے بت سے کہ ان چھوٹے بتوں کا کیا حال ہے یہ کیوں ٹوٹے اور رسول اتیری گردن پر کیسا رکھا ہے اور انہیں

اس کا بخیر ظاہر ہوا اور انہیں ہوش آئے کہ ایسے عاجز خدا نہیں ہو سکتے یا یہ معنی ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کریں اور آپ کو حجت قائم کرنے

کا موقع ملے چنانچہ جب قوم کے لوگ شام کو واپس ہوئے اور بت خانے میں پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ بت ٹوٹے پڑے ہیں تو ۶۸ یہ خبر نرو و جبار اور اس کے امراء کو پہنچی تو۔

لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ﴿٦١﴾ قَالُوا أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَتَنِ يَا بُرْهِيمُ ط

شاید وہ گواہی دیں ۱۱۲ بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم ۱۱۳

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ﴿٦٢﴾

فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا ۱۱۴ تو ان سے پوچھو اگر بولتے ہوں ۱۱۵

فَرَجَعُوا إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ نَكَسُوا عَلَىٰ

تو اپنے جی کی طرف پلٹے ۱۱۶ اور بولے بے شک تمہیں ستم گار ہوگا ۱۱۷ پھر اپنے سروں کے بل

رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ﴿٦٤﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ

اوندھائے گئے ۱۱۸ کہ تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں ۱۱۹ کہا تو کیا اللہ کے سوا

مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ط ﴿٦٥﴾ أَفَلَا تَنْتَفِعُونَ

ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے ۱۲۰ اور نہ نقصان پہنچائے ۱۲۱ ٹھ ہے تم پر اور اُن

تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٦﴾ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا

بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں ۱۲۲ بولے ان کو جلادو اور اپنے خداؤں

الْهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ ﴿٦٧﴾ قُلْنَا يَا رُكُونِي بَرْدًا وَسَلَابًا عَلَىٰ

کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے ۱۲۳ ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی

۱۱۲ کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا فعل ہے یا ان سے بتوں کی نسبت ایسا کلام سنا گیا ہے، مدعا یہ تھا کہ شہادت قائم ہو تو وہ آپ کے درپے ہوں چنانچہ حضرت بلائے گئے اور وہ لوگ ۱۱۳ آپ نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا اور شان منظرانہ سے تعریض کے طور پر ایک عجیب و غریب حجت قائم کی۔ ۱۱۴ اس غصہ سے کہ اس کے ہوتے تم اس کے چھوٹوں کو پوجتے ہو اس کے کندھے پر بسولا ہونے سے ایسا ہی قیاس کیا جاسکتا ہے مجھ سے کیا پوچھنا، پوچھنا ہو ۱۱۵ وہ خود بتائیں کہ ان کے ساتھ یہ کس نے کیا، مدعا یہ تھا کہ قوم غور کرے کہ جو بول نہیں سکتا جو کچھ کر نہیں سکتا وہ خدا نہیں ہو سکتا اس کی خدائی کا اعتقاد باطل ہے چنانچہ جب آپ نے یہ فرمایا ۱۱۶ اور سمجھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حق پر ہیں ۱۱۷ جو ایسے مجبوروں اور بے اختیاروں کو پوجتے ہو جو اپنے کاندھے سے بسولا نہ ہٹا سکے وہ اپنے بیماری کو مصیبت سے کیا بچا سکتے اور اس کے کیا کام آسکے۔ ۱۱۸ اور کلمہ حق کہنے کے بعد پھر ان کی بدبختی ان کے سروں پر سوار ہوئی اور وہ کفر کی طرف پلٹے اور باطل مجادلہ و مکابره (بے جا بحث و مباحثہ) شروع کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے ۱۱۹ تو ہم ان سے کیسے پوچھیں اور اے ابراہیم تم ہمیں ان سے پوچھنے کا کیسے حکم دیتے ہو۔ ۱۲۰ اگر اسے پوچھو۔ ۱۲۱ اگر اس کا پوچھنا موقوف کر دو۔ ۱۲۲ کہ اتنا بھی سمجھ سکو کہ یہ بت پوچھنے کے قابل نہیں جب حجت تمام ہو گئی اور وہ لوگ جواب سے عاجز آئے تو ۱۲۳ نمرود اور اس کی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلادے ڈالنے پر متفق ہو گئی اور انہوں نے آپ کو ایک مکان میں قید کر دیا اور قریہ کوئی میں ایک عمارت بنائی اور ایک مہینہ تک بکوشش تمام قسم کی لکڑیاں جمع کیں اور ایک عظیم آگ جلائی جس کی تپش سے ہوا میں پرواز کرنے والے پرندے جل جاتے تھے اور ایک منجیق (پتھر پھینکنے کی توپ) کھڑی کی اور آپ کو باندھ کر اس میں رکھ کر آگ میں پھینکا اس وقت آپ کی زبان مبارک پر تھا حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ جبرئیل امین نے آپ سے عرض کیا کہ کیا کچھ کام ہے آپ نے فرمایا: تم سے نہیں، جبرئیل نے عرض کیا تو اپنے رب سے سوال کیجئے، فرمایا: سوال کرنے سے اس کا میرے حال کو جاننا میرے لئے کفایت کرتا ہے۔

اِبْرٰهِيْمَ ۶۹ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمْ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَ

ابراہیم پر ۱۲۴ اور انھوں نے اس کا بُرا چاہا تو ہم نے انھیں سب سے بڑھ کر زیاں کار کر دیا ۱۲۵ اور ہم نے اُسے اور

لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ ط

لوط کو ۱۲۶ نجات بخشی ۱۲۷ اس زمین کی طرف ۱۲۸ جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکت رکھی ۱۲۹ اور ہم نے اسے اسحق عطا فرمایا ۱۳۰

وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ط وَكَلَّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اٰيَةً يَّهْدُوْنَ

اور یعقوب پوتا اور ہم نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار (اہل) کیا اور ہم نے انھیں امام کیا کہ ۱۳۱ ہمارے حکم

بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فَعَلِ الْخَيْرٰتِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَرَاتٰى

سے بلاتے ہیں اور ہم نے انھیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز برپا (قائم) رکھنے اور زکوٰۃ

الرَّكُوْعَ وَكَانُوْا تٰوٰعِيْدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اَتَيْنٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنٰهُ

دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا اور اسے اس

مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيْثَ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی ۱۳۲ بے شک وہ برے لوگ

فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا

بے حکم (نافرمان) تھے اور ہم نے اسے ۱۳۳ اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے اور نوح کو

اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكُرْبِ

جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی سختی سے

الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيَتِنَا ط اِنَّهُمْ كَانُوْا

نجات دی ۱۳۴ اور ہم نے ان لوگوں پر اس کو مدد دی جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں بے شک وہ

۱۳۵ تو آگ نے سوا آپ کی بندش کے اور کچھ نہ جلایا اور آگ کی گرمی زائل ہو گئی اور روشنی باقی رہی۔ ۱۳۶ کہ ان کی مراد پوری نہ ہوئی اور سعی ناکام رہی اور اللہ

تعالیٰ نے اس قوم پر چھڑ بھیجے جو ان کے گوشت کھا گئے اور خون پی گئے اور ایک چھڑ نمرود کے دماغ میں گھس گیا اور اس کی ہلاکت کا سبب ہوا۔ ۱۳۷ جو ان کے پیچھے

ان کے بھائی ہاران کے فرزند تھے نمرود اور اس کی قوم سے ۱۳۸ اور عراق سے۔ ۱۳۹ روانہ کیا ۱۴۰ اس زمین سے زمین شام مراد ہے اس کی برکت یہ ہے کہ

یہاں کثرت سے انبیاء ہوئے اور تمام جہان میں ان کے دینی برکات پہنچے اور سرسبزی و شادابی کے اعتبار سے بھی یہ خطہ دوسرے خطوں پر فائق ہے یہاں کثرت سے

نہریں ہیں پانی پاکیزہ اور خوشگوار ہے اشجار و شمار (درختوں اور پھلوں) کی کثرت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مقام فلسطین میں نزول فرمایا اور حضرت لوط علیہ

السلام نے مؤتلفہ میں۔ ۱۴۱ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی دعا کی تھی۔ ۱۴۲ لوگوں کو ہمارے دین کی طرف ۱۴۳ اس بستی کا نام سدوم

تھا ۱۴۴ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو ۱۴۵ یعنی طوفان سے اور تکذیب اہل طغیان (باغی و سرکش کی تکذیب) سے۔

قَوْمَ سَوِءٍ فَاَعْرِفْتَهُمْ اَجْمَعِينَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ اِذْ يَحْكُمَنِ فِي

برے لوگ تھے تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا اور داود اور سلیمان کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے

الْحَرْثِ اِذْ نَفَسَتْ فِيْهِ غَمُّ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾

(فیصل کرتے) تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں ۱۳۵ اور ہم اُن کے حکم کے وقت حاضر تھے

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اَتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ

ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا ۱۳۶ اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا ۱۳۷ اور داود کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیے

يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ

کہ تسبیح کرتے اور پرندے ۱۳۸ اور یہ ہمارے کام تھے اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا

لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَاسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيحَ

کہ تمہیں تمہاری آج سے (زخمی ہونے سے) بچائے ۱۳۹ تو کیا تم شکر کرو گے اور سلیمان کے لئے تیز ہوا

عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِىْ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا ط ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ

مسخر کردی کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ۱۴۰ اور ہم کو ہر

شَيْءٍ عَلِيْمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيْطٰنِيْنَ مَنْ يَّغْوِصُوْنَ لَهُ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا

چیز معلوم ہے اور شیطانوں میں سے وہ جو اُس کے لئے غوطہ لگاتے ۱۴۱ اور اس کے سوا

۱۳۵ ان کے ساتھ کوئی چرانے والا نہ تھا وہ کھیتی کھا گئیں یہ مقدمہ حضرت داود علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا آپ نے تجویز کی کہ بکریاں کھیتی والے کو دے دی

جائیں بکریوں کی قیمت کھیتی کے نقصان کے برابر تھی۔ ۱۳۶ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جب یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ فریقین کے لئے اس

سے زیادہ آسانی کی شکل بھی ہو سکتی ہے اس وقت حضرت کی عمر شریف گیارہ سال کی تھی حضرت داود علیہ السلام نے آپ پر لازم کیا کہ وہ صورت بیان فرمائیں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تجویز پیش کی کہ بکری والا کاشت کرے اور جب تک کھیتی اس حالت کو پہنچے جس حالت میں بکریوں نے کھائی ہے اس وقت تک

کھیتی والا بکریوں کے دودھ وغیرہ سے نفع اٹھائے اور کھیتی اس حالت پر پہنچ جانے کے بعد کھیتی والے کو کھیتی دے دی جائے بکری والے کو اس کی بکریاں واپس کر دی

جاویں یہ تجویز حضرت داود علیہ السلام نے پسند فرمائی اس معاملہ میں یہ دونوں حکم اجتہادی تھے اور اس شریعت کے مطابق تھے۔ ہماری شریعت میں حکم یہ ہے کہ اگر

چرانے والا ساتھ نہ ہو تو جانور جو نقصانات کرے اس کا ضمان لازم نہیں۔ مجاہد کا قول ہے کہ حضرت داود علیہ السلام نے جو فیصلہ کیا تھا وہ اس مسئلہ کا حکم تھا اور حضرت

سلیمان علیہ السلام نے جو تجویز فرمائی یہ صورت صلیح تھی۔ ۱۳۷ وجوہ اجتہاد و طریق احکام وغیرہ کا۔ مسئلہ: جن علماء کو اجتہاد کی اہلیت حاصل ہو انہیں ان امور میں

اجتہاد کا حق ہے جس میں وہ کتاب و سنت کا حکم نہ پائیں اور اگر اجتہاد میں خطا بھی ہو جاوے تو بھی ان پر مواخذہ نہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب حکم کرنے والا اجتہاد کے ساتھ حکم کرے اور اس حکم میں مہیب ہو تو اس کے لئے دوا جریں اور اگر اجتہاد میں خطا واقع ہو جائے تو ایک

اجر۔ ۱۳۸ پھر اور پرندے آپ کے ساتھ آپ کی موافقت میں تسبیح کرتے تھے۔ ۱۳۹ یعنی جنگ میں دشمن کے مقابل کام آئے اور وہ زرہ سے سب سے پہلے زرہ

بنانے والے حضرت داود علیہ السلام ہیں۔ ۱۴۰ اس زمین سے مراد شام ہے جو آپ کا مسکن تھا۔ ۱۴۱ دریا کی گہرائی میں داخل ہو کر سمندر کی تہ سے آپ کے

لئے جواہر نکال کر لاتے۔

دُونَ ذَلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حَفِظِينَ ﴿۸۲﴾ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي

اور کام کرتے ۱۴۲ اور ہم انھیں روکے ہوئے تھے ۱۴۳ اور ایوب کو (یاد کرو) جب اُس نے اپنے رب کو پکارا ۱۴۴ کہ مجھے

مَسْنِيَ الضُّرِّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ

تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے تو ہم نے اس کی دعا سُن لی تو ہم نے دور کردی جو

مِنْ ضُرِّهِ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرًا

تکلیف اُسے تھی ۱۴۵ اور ہم نے اُسے اس کے گھر والے اور اُن کے ساتھ اتنے ہی اور عطا کئے ۱۴۶ اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور بندگی

لِّلْعَبِيدِ ﴿۸۴﴾ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ﴿۸۵﴾

والوں کے لئے نصیحت ۱۴۷ اور اسماعیل اور ادريس اور ذوالکفل کو (یاد کرو) وہ سب صبر والے تھے ۱۴۸

وَادْخُلُوهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّونِ إِذْ

اور انھیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہیں اور ذوالنون کو (یاد کرو) ۱۴۹ جب

ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا

چلا غصہ میں بھرا ۱۵۰ تو گمان کیا کہ ہم اس پر ہتھی نہ کریں گے ۱۵۱ تو اندھیروں میں پکارا ۱۵۲ کوئی

۱۵۳ عجیب عجیب صنعتیں، عمارتیں، محل، برتن، شیشے کی چیزیں، صابون وغیرہ بنانا۔ ۱۵۴ کہ آپ کے حکم سے باہر نہ ہوں۔ ۱۵۵ یعنی اپنے رب سے دعا کی حضرت

ایوب علیہ السلام حضرت اٰحق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں حسن صورت بھی کثرت اولاد بھی کثرت

اموال بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتلا میں ڈالا اور آپ کے فرزند اولاد مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے، تمام جانور جس میں ہزار ہا اونٹ ہزار ہا بکریاں تھیں سب

مر گئے، تمام کھیتیاں اور باغات برباد ہو گئے، کچھ بھی باقی نہ رہا اور جب آپ کو ان چیزوں سے ہلاک ہونے اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ حرا الہی بجا

لاتے تھے اور فرماتے تھے میرا کیا ہے جس کا تھا اس نے لیا جب تک مجھے دیا اور میرے پاس رکھا اس کا شکر ہی ادا نہیں ہو سکتا میں اس کی مرضی پر راضی ہوں، پھر آپ

بیمار ہوئے، تمام جسم شریف میں آبلے پڑے، بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا، سب لوگوں نے چھوڑ دیا۔ بجز آپ کی بی بی صاحبہ کے کہ وہ آپ کی خدمت

کرتی رہیں اور یہ حالت ساہا سال رہی آخر کار کوئی ایسا سبب پیش آیا کہ آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی: ۱۵۵ اس طرح کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے فرمایا کہ

آپ زمین میں پاؤں ماریں۔ انہوں نے پاؤں مارا ایک چشمہ ظاہر ہوا حکم دیا گیا اس سے غسل کیجئے غسل کیا تو ظاہر بدن کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں پھر آپ چالیس

قدم چلے پھر دوبارہ زمین میں پاؤں مارنے کا حکم ہوا پھر آپ نے پاؤں مارا اس سے بھی ایک چشمہ ظاہر ہوا جس کا پانی نہایت سرد تھا آپ نے حکم الہی پیا اس سے

باطن کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں اور آپ کو اعلیٰ درجہ کی صحت حاصل ہوئی۔ ۱۵۶ حضرت ابن مسعود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر مفسرین نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اولاد کو زندہ فرما دیا اور آپ کو اتنی ہی اولاد اور عنایت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے آپ کی بی بی صاحبہ کو دوبارہ جوانی عنایت کی اور ان کے کثیر اولاد دی ہوئیں۔ ۱۵۷ کہ وہ اس واقعہ سے بلاؤں پر صبر کرنے اور اس کے ثواب عظیم سے باخبر ہوں

اور صبر کریں اور ثواب پائیں۔ ۱۵۸ کہ انہوں نے محنتوں اور بلاؤں اور عبادتوں کی مشقتوں پر صبر کیا۔ ۱۵۹ یعنی حضرت یونس ابن متیٰ کو ۱۵۰ اپنی قوم سے جس

نے ان کی دعوت نہ قبول کی تھی اور نصیحت نہ مانی تھی اور کفر پر قائم رہی تھی آپ نے گمان کیا کہ یہ ہجرت آپ کے لئے جائز ہے کیونکہ اس کا سبب صرف کفر اور اہل کفر

کے ساتھ بغض اور اللہ کے لئے غضب کرنا ہے لیکن آپ نے اس ہجرت میں حکم الہی کا انتظار نہ کیا ۱۵۱ واللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں ڈالا۔ ۱۵۲ کئی قسم کی

اندھیریاں تھیں دریا کی اندھیری رات کی اندھیری مچھلی کے پیٹ کی اندھیری ان اندھیروں میں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے اس طرح دعا کی کہ

إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ

معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا ۱۵۳ تو ہم نے اس کی پکار سن لی

وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾ وَذَكَرَ يَا اِذْ نَادَىٰ

اور اُسے غم سے نجات بخشی ۱۵۴ اور ایسی ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو ۱۵۵ اور زکریا کو جب اس نے اپنے

رَبِّهِ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ

رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ ۱۵۶ اور تو سب سے بہتر وارث ۱۵۷ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی

وَوَهَبْنَا لَهُ يُحْيِي وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ط إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي

اور اُسے ۱۵۸ بجھی عطا فرمایا اور اس کے لئے اُس کی بی بی سنواری ۱۵۹ بے شک وہ ۱۶۰ بھلے کاموں میں جلدی

الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ط وَكَانُوا النَّاْخِشِعِينَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِي

کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گرگڑاتے ہیں اور اس عورت

أَحْصَتْ فَرْجَهَا فَتَخَفْنَا فِيهَا مِنْ رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً

کو جس نے اپنی پارسائی (پر) نگاہ رکھی ۱۶۱ تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی ۱۶۲ اور اُسے اور اس کے بیٹے کو سارے جہاں

لِّلْعَالَمِينَ ﴿۹۱﴾ إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ط وَأَنَا رَبُّكُمْ

کے لئے نشانی بنایا ۱۶۳ بے شک تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے ۱۶۴ اور میں تمہارا رب ہوں ۱۶۵

فَاعْبُدُونِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ط كُلُّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ﴿۹۳﴾ فَسُنْ

تو میری عبادت کرو اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لئے ۱۶۶ سب کو ہماری طرف پھرنا ہے ۱۶۷ تو جو

يَعْمَلُ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ ج وَإِنَّا لَهُ

کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں اور ہم اسے

۱۵۳ کہ میں اپنی قوم سے قبل تیرا اذن پانے کے جدا ہوا، حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت زدہ بارگاہ الہی میں ان کلمات سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی

دعا قبول فرماتا ہے۔ ۱۵۴ اور چھلی کو حکم دیا تو اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے پر پہنچا دیا۔ ۱۵۵ مصیبتوں اور تکلیفوں سے جب وہ ہم سے فریاد

کریں اور دعا کریں۔ ۱۵۶ یعنی بے اولاد بلکہ وارث عطا فرما ۱۵۷ خلق کی فنا کے بعد باقی رہنے والا مدعا یہ ہے کہ اگر تو مجھے وارث نہ دے تو بھی کچھ غم نہیں کیونکہ تو

بہتر وارث ہے۔ ۱۵۸ فرزند سعید ۱۵۹ جو بانجھ تھی اس کو قابل ولادت کیا۔ ۱۶۰ یعنی انبیاء مذکورین۔ ۱۶۱ پورے طور پر کہ کسی طرح کوئی بشر اس کی پارسائی کو چھو

نہ سکا مراد اس سے حضرت مریم ہیں۔ ۱۶۲ اور اس کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ کو پیدا کیا۔ ۱۶۳ اپنے کمال قدرت کی کہ حضرت عیسیٰ کو اس کے بطن سے بغیر باپ

کے پیدا کیا۔ ۱۶۴ دین اسلام بھی تمام انبیاء کا دین ہے اس کے سوا جتنے ادیان ہیں سب باطل، سب کو اسی دین پر قائم رہنا لازم ہے۔ ۱۶۵ نہ میرے سوا کوئی دوسرا

رب نہ میرے دین کے سوا اور کوئی دین ۱۶۶ یعنی دین میں اختلاف کیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ ۱۶۷ ہم انہیں ان کے اعمال کی جزا دیں گے۔

كَتَبُونَ ﴿٩٣﴾ وَحَرَّمَ عَلَى قَرِيَّةٍ اَهْلَكْنَهَا اَنْهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٤﴾ حَتَّىٰ

لکھ رہے ہیں اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں ۱۷۸ یہاں تک

اِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ﴿٩٥﴾ وَ

کہ جب کھولے جائیں گے یا جوج و ماجوج ۱۷۹ اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے اور

اِقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط

قریب آیا سچا وعدہ ۱۸۰ تو جہی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی دکان کہ

يَوْمَ لَنَسْأَلْكَ كُفَّٰتِيْ غُفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٦﴾ اِنَّكُمْ وَمَا

ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ۱۸۱ اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے ۱۸۲ بے شک تم ۱۸۳ اور جو

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَهَا وِرْدُوْنَ ﴿٩٧﴾ لَوْ كَانَ

کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ۱۸۴ سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا اگر یہ ۱۸۵

هٰؤُلَاءِ اِلٰهَةٌ مَّا وِرَادُوْهَا ط وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَّهُمْ فِيْهَا زَوٰجٌ وَّ

خدا ہوتے جہنم میں نہ جاتے اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا ۱۸۶ وہ اس میں رینگیں (چینی چلائیں) گے ۱۸۷ اور

هُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿٩٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى لَا

وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ۱۸۸ بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا

اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠٠﴾ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا

وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں ۱۸۹ وہ اس کی بھٹک (بلکی سی آواز بھی) نہ سنیں گے ۱۹۰ اور وہ اپنی من مانتی

۱۷۸ دنیا کی طرف تلافی اعمال و تدارک احوال کے لئے یعنی اس لئے کہ ان کا واپس آنا ناممکن ہے مفسرین نے اس کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ جس بستی والوں کو

ہم نے ہلاک کیا ان کا شرک و کفر سے واپس آنا محال ہے یہ معنی اس تقدیر پر ہیں جبکہ ”لا“ کو زائدہ قرار دیا جائے اور اگر ”لا“ زائدہ نہ ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ دار

آخرت میں ان کا حیات کی طرف نہ لوٹنا ناممکن ہے اس میں منکرین بعث کا ابطال ہے اور اوپر جو کُلُّ الْاِيْنَا رٰجِعُوْنَ اور لَا تُفْرٰنَ لِسْعِيْہِ فرمایا گیا اس کی تاکید

ہے۔ (تفسیر کبیر وغیرہ) ۱۷۹ قریب قیامت اور یا جوج و ماجوج کے نام ہیں۔ ۱۸۰ یعنی قیامت ۱۸۱ اس دن کے ہول اور دہشت سے اور کہیں گے

۱۸۲ دنیا کے اندر ۱۸۳ کہ رسولوں کی بات نہ مانتے تھے اور انہیں جھٹلاتے تھے۔ ۱۸۴ اے مشرک! ۱۸۵ یعنی تمہارے بت ۱۸۶ اب جیسا کہ تمہارا گمان ہے

۱۸۷ بتوں کو بھی اور ان کے پوجنے والوں کو بھی۔ ۱۸۸ اور عذاب کی شدت سے چینیں گے اور دھاڑیں گے۔ ۱۸۹ جہنم کے شدت جوش کی وجہ سے۔ حضرت ابن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب جہنم میں وہ لوگ رہ جائیں گے جنہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے تو وہ آگ کے تابوتوں میں بند کئے جائیں گے وہ تابوت اور

تابوتوں میں پھر وہ تابوت اور تابوتوں میں اور ان تابوتوں پر آگ کی میخیں جڑ دی جائیں گی تو وہ کچھ نہ سنیں گے اور نہ کوئی ان میں کسی کو دیکھے گا۔ ۱۹۰ اس میں ایمان

والوں کے لئے بشارت ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ میں انہیں میں سے ہوں اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور

زبیر اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف۔ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اس وقت قریش کے سردار خطیم میں موجود

اَسْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خُلْدُونَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ

خواہشوں میں ۱۸۲ ہمیشہ رہیں گے انھیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ ۱۸۲ اور فرشتے ان کی پیشوائی

الْمَلٰٓئِكَةُ ۖ هٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ

کو آئیں گے ۱۸۳ کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے

كَطَيِّ السَّجْلِ لِلْكِتٰبِ ۖ كَمَا بَدَا اَوَّلَ خَلْقٍ يُعٰدِهُ ۖ وَعَدَا عَلَيْنَا ۖ

جیسے سچل فرشتہ ۱۸۳ نامہ اعمال کو لپیٹتا ہے ہم نے جیسے پہلے اُسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے ۱۸۳ یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ

اِنَّا كُنَّا فَعٰلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ

ہم کو اس کا ضرور کرنا اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ

الْاَرْضَ رِضًا لِّرَثَةِ اَعْبَادِيَ الصَّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ

اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے ۱۸۵ بے شک یہ قرآن کافی ہے

عٰبِدِيْنَ ۖ ﴿۱۰۶﴾ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوحٰى

عبادت والوں کو ۱۸۶ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۱۸۷ تم فرماؤ مجھے تو یہی وحی

تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے نصر بن حارث سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا حضور نے اس کو جواب

دے کر سکت کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں

یہ فرما کر حضور تشریف لے آئے پھر عبد اللہ بن زبیری سہمی آیا اور اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا اس پر

لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا ابن زبیری یہ کہنے لگا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں

حضور نے فرمایا کہ ہاں کہنے لگا یہود تو حضرت عزیر کو پوجتے ہیں اور نصاریٰ حضرت مسیح کو پوجتے ہیں اور بنی بلع فرشتوں کو پوجتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

فرمائی اور بیان فرمادیا کہ حضرت عزیر اور مسیح اور فرشتے وہ ہیں جن کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ درحقیقت یہود و نصاریٰ وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں ان جوابوں کے بعد اس کو مجال دم زد نہ رہی اور وہ سکت رہ گیا اور درحقیقت اس کا

اعتراض کمال عناد (سخت دشمنی کی وجہ) سے تھا کیونکہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا اس میں ”مَا تَعْبُدُوْنَ“ ہے اور ”مَا“ زبان عربی میں غیر ذوی العقول کے

لئے بولا جاتا ہے یہ جانتے ہوئے اس نے اندھا بن کر اعتراض کیا یہ اعتراض تو اہل زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا باطل تھا مگر مزید بیان کے لئے اس آیت میں توضیح

فرمادی گئی۔ ۱۸۱ اور اس کے جوش کی آواز بھی ان تک نہ پہنچے گی وہ منازل جنت میں آرام فرما ہوں گے۔ ۱۸۲ خداوندی نعمتوں اور کرامتوں میں ۱۸۳ یعنی فتح

اخیرہ ۱۸۴ قبروں سے نکلنے وقت مبارکبادیں دیتے تنہائیت پیش کرتے اور یہ کہتے ۱۸۵ جو کا تب اعمال ہے آدمی کی موت کے وقت اس کے ۱۸۶ یعنی ہم نے جیسے

پہلے عدم سے بنایا تھا ویسے ہی پھر معدوم کرنے کے بعد پیدا کر دیں گے یا یہ معنی ہیں کہ جیسا ماں کے پیٹ سے برہنہ غیر محتون پیدا کیا تھا ایسا ہی مرنے کے بعد

اٹھائیں گے۔ ۱۸۷ اس زمین سے مراد زمین جنت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کفار کی زمینیں مراد ہیں جن کو مسلمان فتح کریں گے

اور ایک قول یہ ہے زمین شام مراد ہے۔ ۱۸۸ کہ جو اس کا اتباع کرے اور اس کے مطابق عمل کرے جنت پائے اور مراد کو پہنچنے اور عبادت والوں سے مؤمنین مراد

ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ امت محمدیہ مراد ہے جو پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں رمضان کے روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں۔ ۱۸۹ کوئی ہو، جن ہو یا نس، مومن ہو یا

کافر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے

اِلَىٰ اَنْبَاِ الْهَيْكَمِ الْاِلٰهِيِّ وَاحِدٍ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۱۰۸﴾ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَعَلَّ

ہوتی ہے کہ تمہارا خدا نہیں مگر ایک اللہ تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو فرمادو

اَذْنَبْتُمْ عَلٰی سَوَآءٍ ۖ وَاِنْ اَدْرِیْ اَقْرِبُ اَمْ بَعِیْدُ مَا تُوعَدُونَ ﴿۱۰۹﴾

میں نے تمہیں لڑائی کا اعلان کر دیا برابری پر اور میں کیا جانوں ۱۰۹ کہ پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۱۰۹

اِنَّہٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿۱۱۰﴾ ۚ وَاِنْ اَدْرِیْ

بے شک اللہ جانتا ہے آواز کی بات ۱۱۰ اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ۱۱۰ اور میں کیا جانوں

لَعَلَّہٗ فِتْنَةٌ لَّکُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰی حَیْنٍ ﴿۱۱۱﴾ ۚ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۚ وَاِنَّہٗ

شاید وہ ۱۱۱ تمہاری جانچ ہو ۱۱۱ اور ایک وقت تک برتو تا ۱۱۱ نبی نے عرض کی کہ اے میرے رب حق فیصلہ فرمادے ۱۱۱ اور

رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

ہمارے رب رحمن ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو ۱۱۲

﴿اٰیٰتھا ۷۸﴾ ﴿سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۳﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتُهَا ۱۰﴾

سورۃ حج مدنیہ ہے اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خف و مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، تامہ، کاملہ، عامہ، شاملہ، جامعہ، محیط بہ جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ و غیر ذلک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔ ۱۰۹ اور اسلام نہ لائیں ۱۱۱ بے خدا کے بتائے یعنی یہ بات عقل و قیاس سے جاننے کی نہیں ہے یہاں درایت کی نفی فرمائی گئی ”درایت“ کہتے ہیں اندازے اور قیاس سے جاننے کو جیسا کہ مفردات راغب اور رد المحتار میں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کے واسطے لفظ ”درایت“ استعمال نہیں کیا جاتا اور قرآن کریم کے اطلاقات اس پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ لٰہذا یہاں بے تعلیم الہی محض اپنے عقل و قیاس سے جاننے کی نفی ہے نہ کہ مطلق علم کی اور مطلق علم کی نفی کیسے ہو سکتی ہے جب کہ اسی رکوع کے اول میں آپ کا ہے وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ یعنی قریب آیا سچا وعدہ، تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وعدے کا قرب و بعد کسی طرح معلوم نہیں خلاصہ یہ ہے کہ اپنے عقل و قیاس سے جاننے کی نفی ہے نہ کہ تعلیم الہی سے جاننے کی۔ ۱۱۲ عذاب کا یا قیامت کا۔ ۱۱۳ جو اے کفار تم اعلان کے ساتھ اسلام پر بطریق طعن کہتے ہو ۱۱۳ اپنے دلوں میں یعنی نبی کی عداوت اور مسلمانوں سے حسد جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے اللہ اس کو بھی جانتا ہے سب کا بدلہ دے گا۔ ۱۱۵ یعنی دنیا میں عذاب کو مؤخر کرنا ۱۱۵ جس سے تمہارا حال ظاہر ہو جائے۔ ۱۱۶ یعنی وقت موت تک۔ ۱۱۷ میرے اور ان کے درمیان جو مجھے جھٹلاتے ہیں اس طرح کہ میری مدد کرو اور ان پر عذاب نازل فرما یہ دعا مستجاب ہوئی اور کفار بدرواح حزب و جنین وغیرہ میں مبتلائے عذاب ہوئے۔ ۱۱۹ شرک و کفر اور بے ایمانی کی۔ ۱۲۰ سورۃ حج بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و مجاہد مکیہ ہے سوائے چھ آیتوں کے جو ہلذین خصمن سے شروع ہوتی ہیں اس سورت میں دس رکوع اور اٹھتر آیتیں اور ایک ہزار

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ① يَوْمَ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو! بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے جس دن

تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ

تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گاہنئی اپنے گاہنئی ڈال

حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ

دے گی وٹ اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے وٹ مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار

شَدِيدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ

کڑی ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بے جانے بوجھے اور ہر سرکش شیطان

شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ

کے پیچھے ہولیتے ہیں ۵ جس پر لکھ دیا گیا ہے کہ جو اس کی دوستی کرے گا تو یہ ضرور اُسے گمراہ کر دے گا اور اُسے

إِلَىٰ عَذَابٍ أَلِيمٍ ④ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

عذابِ دوزخ کی راہ بتائے گا ۶ اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو

فَإِنَّا خَلَقْنَاهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ

کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے ۷ پھر پانی کی بوند سے ۸ پھر خون کی پھلک سے ۹ پھر گوشت کی بوٹی سے

مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنَبِّئَنَّكُمْ ۖ وَنَقَرُ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ

نقشہ بنی اور بے ۱۰ بنی تاکہ ہم تمہارے لئے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ۱۱ اور ہم تمہارے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں

دوسو اکانوے کلمات اور پانچ ہزار چھتر حرف ہیں۔ ۱۲ اس کے عذاب کا خوف کرو اور اس کی طاعت میں مشغول ہو۔ ۱۳ جو علامات قیامت میں سے ہے اور

قریب قیامت آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے نزدیک واقع ہوگا ۱۴ اس کی ہیبت سے ۱۵ یعنی حمل والی اس دن کے ہول سے ۱۶ حمل ساقط ہو

جائیں گے۔ ۱۷ بلکہ عذاب الہی کے خوف سے لوگوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔ ۱۸ شانِ نزول: یہ آیت نصر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو بڑا

ہی جھگڑا تھا اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور قرآن کو پہلوں کے قصے بتاتا تھا اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا منکر تھا۔ ۱۹ شیطان کے اتباع سے زجر فرمانے کے

بعد منکرین بعثت پر حجت قائم فرمائی جاتی ہے۔ ۲۰ تمہاری نسل کی اصل یعنی تمہارے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔ ۲۱ یعنی قطرہ منی

سے ان کی تمام ذریت کو۔ ۲۲ کہ نطفہ خون غلیظ ہو جاتا ہے۔ ۲۳ یعنی مصوٰر اور غیر مصوٰر، بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا تم لوگوں کا مادہ پیدائش ماں کے شکم میں چالیس روز تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت خون بستہ (جما ہوا خون) ہو جاتا ہے پھر اتنی ہی مدت گوشت کی

بوٹی کی طرح رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق اس کی عمر اس کے عمل اس کا شقی یا سعید ہونا لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکتا ہے (الحمدیث)

اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش اس طرح فرماتا ہے اور اس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتا ہے یہ اس لئے بیان فرمایا گیا ۲۴ اور تم اللہ تعالیٰ کے کمال

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نَحَرُجْكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لَتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ وَمِنْكُمْ

ایک مقرر میعاد تک وہاں پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ پھر وہاں اس لئے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو گے اور تم میں

مَنْ يَتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُمْرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ

کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سب میں نکلتی عمر تک ڈالا جاتا ہے تاکہ جانے کے بعد

عِلْمٍ شَيْئًا وَتَرَىٰ الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَاهَا عَلَىٰهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

کچھ نہ جانے والا اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی وہاں پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تروتازہ ہوئی

وَرَابَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَ

اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اگا لائی تاکہ یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور

أَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا

یہ کہ وہ مردے جلائے (زندہ کرے) گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اس لئے کہ قیامت آنے والی اس میں

رَايِبٌ فِيهَا ۝ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انھیں جو قبروں میں ہیں اور کوئی آدمی وہ ہے کہ

يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝ ثَانِي عَظْمِهِ

اللہ کے بارے میں یوں جھگڑتا ہے کہ نہ تو علم نہ کوئی دلیل اور نہ کوئی روشن نوشتہ (تحریر) حق سے اپنی گردن موڑے ہوئے

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۝ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

تاکہ اللہ کی راہ سے بہکا دے تاکہ اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اُسے آگ کا

قدرت و حکمت کو جانو اور اپنی ابتداء پر پیدائش کے حالات پر نظر کر کے سمجھ لو کہ جو قادر برحق ہے جان مٹی میں اتنے انقلاب کر کے جاندار آدمی بنا دیتا ہے وہ مرے

ہوئے انسان کو زندہ کرے تو اس کی قدرت سے کیا بعید۔ ۱۵ یعنی وقت ولادت تک۔ ۱۶ تمہیں عمر دیتے ہیں وہاں اور تمہاری عقل و قوت کامل ہو۔

۱۸ اور اس کو اتنا بڑھا پا آ جاتا ہے کہ عقل و حواس بجا نہیں رہتے اور ایسا ہو جاتا ہے ۱۹ اور جو جانتا ہو وہ بھول جائے۔ عکرمہ نہ کہا: جو قرآن کی مداومت

رکھے گا اس حالت کو نہ پہنچے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ بعث یعنی مرنے کے بعد اٹھنے پر دوسری دلیل بیان فرماتا ہے۔ ۲۰ خشک بے گیاہ۔ ۲۱ یعنی ہر قسم

کا خوشنما سبزہ ۲۲ یہ دلیلیں بیان فرمانے کے بعد نتیجہ مرتب فرمایا جاتا ہے۔ ۲۳ اور یہ جو کچھ ذکر کیا گیا آدمی کی پیدائش اور خشک بے گیاہ زمین کو سبز و

شاداب کر دینا اس کے وجود و حکمت کی دلیلیں ہیں ان سے اس کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے۔ ۲۴ شان نزول: یہ آیت ابو جہل وغیرہ ایک جماعت کفار کے حق

میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں جھگڑا کرتے تھے اور اس کی طرف ایسے اوصاف کی نسبت کرتے تھے جو اسکی شان کے لائق نہیں اس آیت میں بتایا

گیا کہ آدمی کو کوئی بات بغیر علم اور بے سند و دلیل کے کہنی نہ چاہئے خاص کر شان الہی میں اور جو بات علم والے کے خلاف بے علمی سے کہی جائے گی وہ باطل

عَذَابَ الْحَرِيقِ ۙ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتَ يَدَكَ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلّٰمٍ

عذاب چکھائیں گے ۲۱ یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۲۱ اور اللہ بندوں پر ظلم

لِّلْعَبِيدِ ۙ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهُ

نہیں کرتا ۲۹ اور کچھ آدمی اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں ۲۱ پھر اگر انھیں کوئی بھلائی بن گئی

خَيْرٌ اَطَّاعَنَ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ اَنۡقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا

جب تو چین سے ہیں اور جب کوئی جانچ آپڑی ۲۱ منہ کے بل پلٹ گئے ۲۲ دنیا اور آخرت

وَالْآٰخِرَةُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرٰنُ الْمُبِيۡنُ ۙ يَدْعُوۡا مِنْ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا

دونوں کا گھانا ۲۳ یہی ہے صریح نقصان ۲۳ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہیں جو

لَا يَضُرُّهُۥ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيۡدُ ۙ يَدْعُوۡا لَكِنۡ

ان کا بُرا بھلا کچھ نہ کرے ۲۴ یہی ہے دور کی گمراہی ایسے کو پوجتے ہیں جس

صُرَّةٖ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۚ لَيْسَ الْهُوٰى وَلَيْسَ الْعَشِيۡرُ ۙ اِنَّ اللّٰهَ

کے نفع سے ۲۵ نقصان کی توقع زیادہ ہے ۲۵ بے شک ۲۵ کیا ہی بُرا مولیٰ اور بے شک کیا ہی برا رفیق بے شک اللہ

يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجۡرٰى مِنْ تَحْتِهَا

داخل کرے گا انھیں جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے

الَا نُهَرُ ۙ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَرِيۡدُ ۙ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنۡ لَّنۡ يَّصْرٰهٗ اللّٰهُ

نہریں رواں بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہے ۲۶ جو یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ اپنے نبی و نبي کی مدد نہ

۲۷ اور اس سے کہا جائے گا ۲۷ یعنی جو تو نے دنیا میں کیا کفر و تکذیب ۲۷ اور کسی کو بے جرم نہیں پکڑتا۔ ۲۷ اس میں اطمینان سے داخل نہیں ہوتے اور انہیں

ثبات و قرار حاصل نہیں ہوتا شک و تردد میں رہتے ہیں جس طرح پہاڑ کے کنارے کھڑا ہوا شخص تزلزل کی حالت میں ہوتا ہے۔ شان نزول: یہ آیت اعرابیوں کی

ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو اطراف سے آکر مدینہ میں داخل ہوتے اور اسلام لاتے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر وہ خوب تندرست رہے اور ان کی

دولت بڑھی اور ان کے بیٹا ہوا تب تو کہتے تھے اسلام اچھا دین ہے اس میں آکر ہمیں فائدہ ہوا اور اگر کوئی بات اپنی امید کے خلاف پیش آئی مثلاً بیمار ہو گئے یا لڑکی

ہو گئی یا مال کی کمی ہوئی تو کہتے تھے جب سے ہم اس دین میں داخل ہوئے ہیں ہمیں نقصان ہی ہوا اور دین سے پھر جاتے تھے یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی اور

بتایا گیا کہ انہیں ابھی دین میں ثبات ہی حاصل نہیں ہوا ان کا حال یہ ہے ۲۸ کسی قسم کی سختی پیش آئی ۲۸ مرتد ہو گئے اور کفر کی طرف لوٹ گئے۔ ۲۸ دنیا کا

گھانا تو یہ کہ جو ان کی امیدیں تھیں وہ پوری نہ ہوئیں اور تہاد کی وجہ سے ان کا خون مباح ہوا اور آخرت کا گھانا ہمیشہ کا عذاب۔ ۲۹ وہ لوگ مرتد ہونے کے بعد

بت پرستی کرتے ہیں اور ۲۹ کیونکہ وہ بے جان ہے۔ ۳۰ یعنی جس کی پرستش کے خیالی نفع سے اس کو پوجنے کے ۳۰ یعنی عذاب دنیا و آخرت کی۔ ۳۰ وہ

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَبْذُذْ سَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لِيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ

فرمائے گا دنیا و آخرت میں ۴۲ تو اُسے چاہئے کہ اوپر کو ایک رسی تانے پھر اپنے آپ کو پھانسی دے لے پھر دیکھے

هَلْ يَدُّ هَٰبِنَ كَيْدُ مَا يَغِيظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاهُ اٰیٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّاۤ اَنْ

کہ اس کا یہ دانتوں (داؤں) کچھ لے گیا اس بات کو جس کی اُسے جلن ہے ۴۳ اور بات یہی ہے کہ ہم نے یہ قرآن اتارا روشن آیتیں اور یہ کہ

اللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِیْنَ

اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے بے شک مسلمان اور یہودی اور ستارہ پرست

وَالنَّصْرٰی وَالْبَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اٰشْرَكُوْا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

اور نصرانی اور آتش پرست اور مشرک بے شک اللہ ان سب میں قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ⑰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ

فیصلہ کرے گا ۴۴ بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے کیا تم نے نہ دیکھا ۴۵ کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں

مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَ

وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور

الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۚ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ

پہاڑ اور درخت اور چوپائے ۴۶ اور بہت آدمی ۴۷ اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب

الْعَذَابِ ۚ وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا

مقرر ہو چکا ۴۸ اور جسے اللہ ذلیل کرے ۴۹ اُسے کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہے

یَشَآءُ ⑱ هٰذٰنِ خَصْمٰنٍ اِخْتَصِمُوْا فِیْ رَٰبِعِهِۦ ۚ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کرے یہ دو فریق ہیں ۵۰ کہ اپنے رب میں جھگڑے ۵۱ تو جو کافر ہوئے

قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۖ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمْ الْحَمِيْمُ ⑲

اُن کے لئے آگ کے کپڑے بیونٹے (کالے) گئے ہیں ۵۲ اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا ۵۳

۵۴ میں ان کے دین کو غلبہ عطا فرما کر ۵۵ ان کے درجے بلند کرے۔ ۵۶ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد ضرور فرمائے گا جسے اس سے جلن ہو وہ اپنی انتہائی سعی

ختم کر دے اور جلن میں مر بھی جائے تو بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ ۵۷ مومنین کو جنت عطا فرمائے گا اور کفار کو کسی قسم کے بھی جہنم میں داخل کرے گا۔ ۵۸ اے

حبیب اکرم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ خضوع جیسا اللہ چاہے۔ ۵۹ یعنی مومنین مزید برآں سجدہ طاعت و عبادت بھی۔ ۶۰ یعنی کفار۔ ۶۱ اس

کی شقاوت کے سبب ۶۲ یعنی مومنین اور پانچوں قسم کے کفار جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ۶۳ یعنی اس کے دین کے بارے میں اور اس کی صفات میں ۶۴ یعنی

يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۲۰ وَلَهُمْ مَقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ ۲۱

جس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور ان کی کھالیں ۵۴ اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں ۵۵

كُلًّا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا

جب گھٹن کے سبب اس میں سے نکلنا چاہیں گے ۵۶ پھر اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور کھم ہوگا کہ چکھو

عَذَابَ الْحَرِيقِ ۲۲ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

آگ کا عذاب بے شک اللہ داخل کرے گا انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّونَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

بیشٹوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن

وَلُؤْلُؤًا طَيِّبًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۲۳ وَهُدًى إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۲۴

اور موتی ۵۷ اور وہاں اُن کی پوشاک ریشم ہے ۵۸ اور انھیں پاکیزہ بات کی ہدایت کی گئی ۵۹

وَهُدًى إِلَى صِرَاطٍ الْحَبِيدِ ۲۳ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ

اور سب خوبیوں سراہے کی راہ بتائی گئی ۶۰ بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں

سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ

اللہ کی راہ ۶۱ اور اس ادب والی مسجد سے ۶۲ جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا کہ اس میں ایک ساحق ہے وہاں کے رہنے والے

آگ انہیں ہر طرف سے گھیر لے گی ۶۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایسا تیز گرم کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا کے پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو

ان کو گلا ڈالے۔ ۶۴ حدیث شریف میں ہے: پھر انہیں ویسا ہی کر دیا جائے گا۔ (ترمذی) ۶۵ جن سے ان کو مارا جائے گا۔ ۶۶ یعنی دوزخ میں سے تو گرزوں

سے مار کر ۶۷ ایسے جن کی چمک مشرق سے مغرب تک روشن کر ڈالے۔ (ترمذی) ۶۸ جس کا پہننا دنیا میں مردوں کو حرام ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں

ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا آخرت میں نہ پہنے گا۔ ۶۹ یعنی دنیا میں اور پاکیزہ بات سے کلمہ توحید مراد ہے

بعض مفسرین نے کہا قرآن مراد ہے۔ ۷۰ یعنی اللہ کا دین اسلام۔ ۷۱ یعنی اس کے دین اور اس کی اطاعت سے ۷۲ یعنی اس میں داخل ہونے سے۔

شان نزول: یہ آیت سفیان بن حرب وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا تھا مسجد حرام سے

یا خاص کعبہ معظمہ مراد ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ وہ تمام لوگوں کا قبلہ ہے وہاں کے رہنے والے اور

پردیسی سب برابر ہیں سب کے لئے اس کی تعظیم و حرمت اور اس میں ادائے مناسک حج کیساں ہے اور طواف و نماز کی فضیلت میں شہری اور پردیسی کے درمیان

کوئی فرق نہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہاں مسجد حرام سے مکہ مکرمہ یعنی مجمع حرم مراد ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ حرم شریف

شہری اور پردیسی سب کے لئے یکساں ہے اس میں رہنے اور ٹھہرنے کا سب کسی کو حق ہے بجز اس کے کہ کوئی کسی کو نکالے نہیں اسی لئے امام صاحب مکہ مکرمہ کی

اراضی کی بیخ اور اس کے کرایہ کو منع فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مکہ مکرمہ حرام ہے اس کی اراضی

فروخت نہ کی جائیں۔ (تفسیر احمدی)

۲۰

فِيهِ وَالْبَادِ ط وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ يُظْلِمُ نَفْسَهُ مِنْ عَذَابِ إِلِيمٍ ۚ

اور پردہ کی کا اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اُسے دردناک عذاب پکھائیں گے ۲۰

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ

اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتا دیا ۲۱ اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر

بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۚ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ

ستھرا رکھ ۲۲ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لئے ۲۳ اور لوگوں میں حج کی عام

بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۚ

نہا کر دے ۲۴ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر ذیلی اونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہیں ۲۵

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَى مَا

تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں ۲۶ اور اللہ کا نام لیں مکے جانے ہوئے دنوں میں مکہ اس پر کہ

رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۚ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ اللَّهِ

انہیں روزی دی بے زبان چوپائے مکہ تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج

۲۷ الْحَادِ يُظْلِمُ ناحق زیادتی سے یا شرک و بت پرستی مراد ہے بعض مفسرین نے کہا کہ ہر ممنوع قول و فعل مراد ہے حتیٰ کہ خادم کو گالی دینا بھی بعض نے کہا اس

سے مراد ہے حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا یا ممنوعات حرم کا ارتکاب کرنا مثل شکار مارنے اور درخت کاٹنے کے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا مراد یہ ہے کہ جو تجھے قتل کرے تو اسے قتل کرے یا جو تجھ پر ظلم نہ کرے تو اس پر ظلم نہ کرے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن انیس کو دو آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا جن میں ایک مہاجر تھا دوسرا انصاری ان لوگوں نے اپنے اپنے مفاخر

نسب بیان کئے تو عبد اللہ بن انیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا اور خود مرتد ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۸ تعمیر

کعبہ شریف کے وقت پہلے عمارت کعبہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی تھی اور طوفان نوح کے وقت وہ آسمان پر اٹھائی گئی اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا مقرر کی

جس نے اس کی جگہ کو صاف کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا جو خاص اس بقعہ (زمین کے ٹکڑے) کے مقابل تھا جہاں کعبہ معظمہ کی عمارت تھی

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ شریف کی جگہ بتائی گئی اور آپ نے اس کی قدیم بنیاد پر عمارت کعبہ تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی۔

۲۹ ۲۵ شرک سے اور بتوں سے اور ہر قسم کی نجاستوں سے ۲۶ یعنی نمازیوں کیلئے۔ ۲۷ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابو تمیس پہاڑ پر چڑھ کر جہان کے

لوگوں کو ندا کر دی کہ بیت اللہ کج کرو جن کے مقدور میں حج ہے انہوں نے پاؤں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا اَللّٰهُمَّ بَنِيكَ حَسَنٌ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اس آیت میں اَذِّنْ کا خطاب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے چنانچہ حجۃ الوداع میں اعلان فرما دیا اور ارشاد کیا کہ اے

لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا تو حج کرو۔ ۲۸ اور کثرت سیر و سفر سے دہلی ہو جاتی ہیں۔ ۲۹ دینی بھی دنیوی بھی جو اس عبادت کے ساتھ خاص ہیں دوسری

عبادت میں نہیں پائے جاتے۔ مکہ وقت ذبح۔ مکہ جانے ہوئے دنوں سے ذی الحجہ کا عشرہ مراد ہے (یعنی پہلے دس دن) جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس و

حسن و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ہمارے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور صاحبین کے نزدیک جانے ہوئے

دنوں سے ایسا نمحر (دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ) مراد ہیں یہ قول ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اور ہر تقدیر پر یہاں ان دنوں سے خاص روز عید مراد

ہے۔ (تفسیری احمدی) مکہ اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ۔

الْفَقِيرِ ۲۸) ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُوفُوا نَدْوَاهُمْ وَلِيَطَّوُّوا بِالْبَيْتِ

کو کھلاؤ ۲۸) پھر اپنا میل کچیل اُتاریں ۲۸) اور اپنی منتیں پوری کریں ۲۸) اور اس آزاد گھر کا

الْعَتِيقِ ۲۹) ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ط وَ

طواف کریں ۲۹) بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے ۲۹) تو وہ اس کے لئے اُس کے رب کے یہاں بھلا ہے اور

أَحَلَّتْ لَكُمْ إِلَّا نَعَامُ إِلَّا مَا يُثَلِّ عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنْ

تمہارے لئے حلال کئے گئے بے زبان چوپائے ۳۰) سوا اُن کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے ۳۰) تو دور دور ہو بتوں کی

الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۳۰) حَقَّاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ط وَ

گندگی سے ۳۰) اور بچو جھوٹی بات سے ۳۰) ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا ساجھی (شریک) کسی کو نہ کرو اور

مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي

جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اُسے اُچک لے جاتے ہیں ۳۱) یا ہوا

بِالرَّيْحِ فِي مَكَانٍ سَجِيٍّ ۳۱) ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا

اُسے کسی دور جگہ بھیجکتی ہے ۳۱) بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ

مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۳۲) لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَيٍّ ثُمَّ مَحَلُّهَا

دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ۳۲) تمہارے لئے چوپایوں میں فائدے ہیں ۳۲) ایک مقرر میعاد تک ۳۲) پھر اُن کا پہنچنا ہے

إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۳۳) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ

اس آزاد گھر تک ۳۳) اور ہر امت کے لئے ۳۳) ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں

۳۳) تطوع اور متعہ وقرآن و ہر ایک ہدی سے جن کا اس آیت میں بیان ہے کھانا جائز ہے باقی ہدایا سے جائز نہیں۔ (تفسیر احمدی و مدارک) ۳۳) مونچھیں کتروائیں

ناخن تراشیں بغلوں اور زیر ناف کے بال دور کریں۔ ۳۳) جو انہوں نے مانی ہوں۔ ۳۳) اس سے طواف زیارت مراد ہے۔ مسائل حج بالانفصیل سورہ بقرہ پارہ دو

میں ذکر ہو چکے۔ ۳۳) یعنی اس کے احکام کی خواہ وہ مناسک حج ہوں یا ان کے سوا اور احکام بعض مفسرین نے اس سے مناسک حج مراد لئے ہیں اور بعض نے بیت

حرام و مشعر حرام و شہر حرام و بلد حرام و مسجد حرام مراد لئے ہیں۔ ۳۳) کہ انہیں ذبح کر کے کھاؤ۔ ۳۳) قرآن پاک میں جیسے کہ سورہ مائدہ کی آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

میں بیان فرمائی گئی۔ ۳۳) جن کی پرستش کرنا بدترین گندگی سے آلودہ ہونا ہے۔ ۳۳) اور بوٹی بوٹی کر کے کھا جاتے ہیں۔ ۳۳) مراد یہ ہے کہ شرک کرنے والا اپنی

جان کو بدترین ہلاکت میں ڈالتا ہے ایمان کو بلندی میں آسمان سے تشبیہ دی گئی اور ایمان ترک کرنے والے کو آسمان سے گرنے والے کے ساتھ اور اس کی خواہشات

نفسانیہ کو جو اس کی فکروں کو منتشر کرتی ہیں بوٹی بوٹی لے جانے والے پرندے کے ساتھ اور شیاطین کو جو اس کو وادی ضلالت میں بھیجتے ہیں ہوا کے ساتھ تشبیہ دی گئی

اور اس نفس تشبیہ سے شرک کا انجام بد سمجھایا گیا۔ ۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ شعائر اللہ سے مراد اُپر نے اور ہدایا ہیں اور ان کی تعظیم

یہ ہے کہ قربہ خوبصورت قیمتی لئے جائیں۔ ۳۳) وقت ضرورت ان پر سوار ہونے اور وقت حاجت ان کے دودھ پینے کے۔ ۳۳) یعنی ان کے ذبح کے وقت تک۔

۳۳) یعنی حرم شریف تک جہاں وہ ذبح کئے جائیں۔ ۳۳) کچیل ایماندار امتوں میں سے۔

عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَاَلْهَكُمُ اللَّهُ وَاحِدَفَلَهُ اسْلُبُوا ط

اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر ۵۸ تو تمہارا معبود ایک معبود ہے ۵۹ تو اسی کے حضور گردن رکھو ۶۰

وَبَشِّرِ الْخَبِيثِينَ ۝۳۴ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَ

اور اے محبوب خوشی سادو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں ۶۱ اور

الصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمُ وَالْمُقِييِي الصَّلَاةِ ۖ وَمِمَّا رَزَقَهُمْ

جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا (قائم) رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ

يُنْفِقُونَ ۝۳۵ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ط

کرتے ہیں ۶۲ اور قربانی کے ڈیل دار (بھاری جسامت والے) جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے ۶۳ تمہارے لئے ان میں

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ ۚ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ

بھلائی ہے ۶۴ تو ان پر اللہ کا نام لو ۶۵ ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے ۶۶ پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں ۶۷ تو ان میں سے خود کھاؤ ۶۸ اور

أَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۳۶

صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ ہم نے یونہی ان کو تمہارے بس میں دے دیا کہ تم احسان مانو

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤها وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ط

اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ اُن کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے ۶۹

كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدٰكُمْ ط وَبَشِّرِ

یونہی ان کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور اے محبوب خوش خبری سناؤ

الْمُحْسِنِينَ ۝۳۷ إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ط إِنَّ اللَّهَ لَا

نیکی والوں کو ۷۰ بے شک اللہ بلائیں ٹالتا ہے مسلمانوں کی ۷۱ بے شک اللہ دوست

۷۲ ان کے ذبح کے وقت۔ ۷۳ تو ذبح کے وقت صرف اسی کا نام لو، اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ نام خدا کا ذکر کرنا ذبح کے لئے شرط ہے اللہ تعالیٰ نے ہر

ایک امت کے لئے مقرر فرمادیا تھا کہ اس کے لئے بہ طریق تقرب قربانی کریں اور تمام قربانیوں پر اسی کا نام لیا جائے۔ ۷۴ اور اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت

کرو۔ ۷۵ اس کے ہیبت و جلال سے۔ ۷۶ یعنی صدقہ دیتے ہیں۔ ۷۷ یعنی اس کے اعلام دین سے۔ ۷۸ دنیا میں نفع اور آخرت میں اجر و ثواب۔ ۷۹ ان

کے ذبح کے وقت جس حال میں کہ وہ ہوں۔ ۸۰ اونٹ کے ذبح کا یہی مسنون طریقہ ہے۔ ۸۱ یعنی بعد ذبح ان کے پہلو زمین پر گرئیں اور ان کی حرکت ساکن

ہو جائے۔ ۸۲ اگر تم چاہو۔ ۸۳ یعنی قربانی کرنے والے صرف نیت کے اخلاص اور شروط تقویٰ کی رعایت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں۔ ۸۴ شان نزول:

زمانہ جاہلیت کے کفار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبہ معظمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اس کو سبب تقرب جانتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۷۱ ثواب کی۔ ۷۲ اور ان کی مدد فرماتا ہے۔

يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتُلُونَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوا ۖ و

نہیں رکھتا ہر بڑے دغا باز ناشکرے کو ۱۲۰ پرواگی (اجازت) عطا ہوئی انہیں جن سے کافر ٹرتے ہیں ۱۲۱ اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا ۱۲۲ اور

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ

بے شک اللہ اُن کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے وہ جو اپنے گھروں سے ناحق

حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللّٰهُ ۖ وَلَوْ لَا دَفَعُ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

نکالے ۱۲۳ صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے ۱۲۴ اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے

بِبَعْضٍ لَّهَدَمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَمَسٰجِدٌ كَرَفِيْهَا اَسْمُ

دفع نہ فرماتا ۱۲۵ تو ضرور ڈھا دی جاتیں خانقاہیں ۱۲۶ اور اگر جافٹ اور کلیسا ۱۲۷ اور مسجدیں ۱۲۸ جن میں اللہ کا بکثرت

اللّٰهِ كَثِيْرًا ۖ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّصْرُهُ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

نام لیا جاتا ہے اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بے شک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے

الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَ

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں ۱۲۹ تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور

اَمْرُوْا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۖ وَاللّٰهُ عَاقِبَةُ الْاُمُوْر ۝ و

بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں ۱۳۰ اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام اور

اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُوْدٌ ۝ وَقَوْمُ

اگر یہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں ۱۳۱ تو بے شک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد ۱۳۲ اور ثمود ۱۳۳ اور ابراہیم

۱۳۴ یعنی کفار کو جو اللہ اور اس کے رسول کی خیانت اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ ۱۳۵ شان نزول: کفار مکہ اصحاب رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزمرہ ہاتھ اور زبان سے شدید اذیتیں دیتے اور آزار پہنچاتے رہتے تھے اور صحابہ حضور کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہے

کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہے روزمرہ اس قسم کی شکایتیں بارگاہ اقدس میں پہنچتی تھیں اور اصحاب کرام کفار کے مظالم کی حضور کے دربار میں فریادیں

کرتے حضور یہ فرما دیا کرتے کہ صبر کرو مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا ہے جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ وہ پہلی آیت ہے

جس میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ۱۳۵ اور بے وطن کئے گئے۔ ۱۳۶ اور یہ کلام حق ہے اور حق پر گھروں سے نکالنا اور بے وطن کرنا قطعاً

ناحق۔ ۱۳۷ جہاد کی اجازت دے کر اور حدود قائم فرما کر تو نتیجہ یہ ہوتا کہ مشرکین کا استیلا (قبضہ) ہو جاتا اور کوئی دین و ملت والا ان کے دست تعدی (ظلم) سے نہ

بچتا۔ ۱۳۸ راہبوں کی ۱۳۹ نصرانیوں کے ۱۴۰ یہودیوں کے ۱۴۱ مسلمانوں کی ۱۴۲ اور ان کے دشمنوں کے مقابل ان کی مدد فرمائیں۔ ۱۴۳ اس میں خبر دی

گئی ہے کہ آئندہ مہاجرین کو زمین میں تصرف عطا فرمانے کے بعد ان کی سیرتیں ایسی پاکیزہ رہیں گی اور وہ دین کے کاموں میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہیں گے

اس میں خلفائے راشدین مہدیین کے عدل اور ان کے تقویٰ و پرہیز گاری کی دلیل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمکین و حکومت عطا فرمائی اور سیرت عادلہ عطا کی۔

۱۴۴ اے حبیب اکرم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۴۵ حضرت ہود کی قوم ۱۴۶ حضرت صالح کی قوم۔

اِبْرَاهِيْمَ وَقَوْمَ لُوطٍ ۝۳۱ وَاَصْحَابَ مَدْيَنَ ۝۳۲ وَكَذَّبَ مُوسٰى فَاُمْلِيَتْ

کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین والے ۱۱۸ اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی ۱۱۸ تو میں نے کافروں

لِلْكَافِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۝۳۳ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ

کو ڈھیل دی ۱۱۹ پھر انھیں پکڑا ۱۱۹ تو کیا ہوا میرا عذاب ۱۱۹ اور کتنی ہی بستیاں ہم نے

اَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فِيْهَا خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا وَبِئْسَ مَعْطَلَةٌ وَقَصْرٌ

کھپا دیں ۱۲۰ کہ وہ ستم گار تھیں ۱۲۰ تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھکی (گری) پڑی ہیں اور کتنے کنویں بیکار پڑے ۱۲۰ اور کتنے محل

مَشِيْدٌ ۝۳۴ اَفَلَمْ يَسِيرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنْ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَعْقِلُوْنَ

گچ کئے ہوئے ۱۲۱ تو کیا زمین میں نہ چلے ۱۲۱ کہ اُن کے دل ہوں جن سے سمجھیں ۱۲۱

بِهَآ اَوْ اِذَا نَسَمِعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمٰى اِلَّا بَصٰرٌ وَلٰكِنْ تَعْمٰى

یا کان ہوں جن سے سنیں ۱۲۱ تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ۱۲۱ بلکہ وہ دل

الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝۳۵ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ

اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ۱۲۱ اور یہ تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں ۱۲۱ اور اللہ

يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ ۝۳۶ وَاِنْ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا ۱۲۲ اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ۱۲۲ ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی

تَعْدُوْنَ ۝۳۷ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ اُمْلِيَتْ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتَهَا

گنتی میں ہزار برس ۱۲۳ اور کتنی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی اس حال پر کہ وہ ستم گار تھیں پھر میں نے انھیں پکڑا ۱۲۳

۱۱۸ یعنی حضرت شعیب کی قوم۔ ۱۱۸ یہاں موسیٰ کی قوم نہ فرمایا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم بنی اسرائیل نے آپ کی تکذیب نہ کی تھی بلکہ

فرعون کی قوم قبطیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ان قوموں کا تذکرہ اور ہر ایک کے اپنے رسول کی تکذیب کرنے کا بیان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے تسکین خاطر (دلی تسلی) کے لئے ہے کہ کفار کا یہ قدیمی طریقہ ہے پچھلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی دستور رہا ہے۔ ۱۱۹ اور ان کے عذاب میں تاخیر کی اور

انہیں مہلت دی۔ ۱۲۰ اور ان کے کفر و سرکشی کی سزا دی۔ ۱۲۱ آپ کی تکذیب کرنے والوں کو چاہئے کہ اپنے انجام کو سوجھیں اور عبرت حاصل کریں۔ ۱۲۲ اور

وہاں کے رہنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ ۱۲۳ یعنی وہاں کے رہنے والے کافر تھے۔ ۱۲۴ کہ ان سے کوئی پانی بھرنے والا نہیں۔ ۱۲۵ ویران پڑے ہیں۔ ۱۲۶ کفار کہ ان حالات کا مشاہدہ کریں۔ ۱۲۷ کہ انبیاء کی تکذیب کا کیا انجام ہوا اور عبرت حاصل کریں۔ ۱۲۸ پچھلی امتوں کے حالات اور ان کا ہلاک ہونا اور

ان کی بستیوں کی ویرانی کہ اس سے عبرت حاصل ہو۔ ۱۲۹ یعنی کفار کی ظاہری حس باطل نہیں ہوئی ہے وہ ان آنکھوں سے دیکھنے کی چیزیں دیکھتے ہیں۔ ۱۳۰ اور

دلوں ہی کا اندھا ہونا غضب ہے اسی لئے آدمی دین کی راہ پانے سے محروم رہتا ہے۔ ۱۳۱ یعنی کفار مکہ مثل نصر بن حارث وغیرہ کے اور یہ جلدی کرنا ان کا استہزاء

کے طریقہ پر تھا۔ ۱۳۲ اور ضرور حسب وعدہ عذاب نازل فرمائے گا۔ چنانچہ یہ وعدہ بدر میں پورا ہوا۔ ۱۳۳ آخرت میں عذاب کا ۱۳۴ تو یہ کفار کیا سمجھ کر عذاب کی

وَإِلَى الْمَصِيرِ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ ج

اور میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے ۱۳۱ تم فرمادو کہ اے لوگو! میں تو یہی تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَرِيمٌ ۝ و

تو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۱۳۲ اور

الَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ و مَا

وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ہارجیت کے ارادہ سے ۱۳۸ وہ جنہی ہیں اور

أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَنْبِي إِلَّا إِذَا تَسَنَّيَ الْقَى الشَّيْطَانُ

ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ۱۳۹ سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب اُنھوں نے پڑھا تو شیطان نے اُن کے پڑھنے میں لوگوں

فِي أُمْنِيَّتِهِ ۝ ج فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ أَيْتَهُ ط

پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے ۱۴۰ اور

اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي

اللہ علم و حکمت والا ہے تاکہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے ۱۴۱ اُن کے لئے

قُلُوبُهُمْ مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ط وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ

جن کے دلوں میں بیماری ہے ۱۴۲ اور جن کے دل سخت ہیں ۱۴۳ اور بے شک ستم گار ۱۴۴ دُھر کے (انتہائی سخت)

بَعِيدٍ ۝ ل وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا

جھگڑالو ہیں اور اس لئے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے ۱۴۵ کہ وہ ۱۴۶ تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اُس پر ایمان لائیں

بِهِ فَتُخَبِّتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ط وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ

تو جھک جائیں اس کے لئے اُن کے دل اور بے شک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ

۱۳۶ آخرت میں۔ ۱۳۷ جو کبھی منقطع نہ ہو وہ جنت ہے۔ ۱۳۸ کہ کبھی ان آیات کو سحر کہتے ہیں کبھی شعر کبھی پچھلوں کے قصے اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام

کے ساتھ ان کا یہ مکر چل جائے گا۔ ۱۳۹ نبی اور رسول میں فرق ہے نبی عام ہے اور رسول خاص بعض مفسرین نے فرمایا کہ رسول شرع کے وضع ہوتے ہیں اور نبی اس

کے حافظ اور نگہبان۔ شان نزول: جب سورۃ النجم نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آیتوں

کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے غور بھی کر سکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے جب آپ نے آیت وَمَنْوَةَ الْآخِرَةِ الْآخِرَى پڑھ

کر حسب دستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو کلمے ایسے کہہ دیئے جن سے بتوں کی تعریف نکلتی تھی جبریل امین نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضور کو رنج ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۴۰ جو پیغمبر پڑھتے ہیں اور انہیں

شیطانی کلمات کے غلط سے محفوظ فرماتا ہے۔ ۱۴۱ اور ابتلاء و آزمائش بنادے۔ ۱۴۲ شک اور نفاق کی۔ ۱۴۳ حق کو قبول نہیں کرتے اور یہ مشرکین ہیں۔ ۱۴۴ یعنی

مُسْتَقِيمٌ ۵۴) وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مَرِيَّةٍ مِّنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ

چلانے والا ہے اور کافر اُس سے ۱۴۷۱ ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ اُن پر

السَّاعَةُ بَعْتُهُمْ أَوْ يَأْتِيَهُمُ عَذَابٌ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۵۵) أَلَمْ تَكُ يَوْمَئِذٍ

قیامت آجائے اچانک ۱۴۷۸ یا ان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس کا پھل ان کے لئے کچھ اچھا نہ ہو ۱۴۷۹ بادشاہی اُس دن ۱۵۰۰

لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۵۶) فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ

اللہ ہی کی ہے وہ ان میں فیصلہ کر دے گا تو جو ایمان لائے اور ۱۵۰۱ اچھے کام کئے وہ جہنم کے

النَّعِيمِ ۵۷) وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

باغوں میں ہیں اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں اُن کے لئے ذلت کا

مُهِينٌ ۵۸) وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا

عذاب ہے اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے ۱۵۰۲ پھر مارے گئے یا مر گئے

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۵۹) وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۶۰)

تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی دے گا ۱۵۰۳ اور بے شک اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَ ۶۱) وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۶۲) ذَلِكَ وَ

ضرور انہیں ایسی جگہ لے جائے گا جسے وہ پسند کریں گے ۱۵۰۴ اور بے شک اللہ علم اور حلم والا ہے بات یہ ہے اور

مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيُصْرَفَهُ اللَّهُ ۶۳) إِنَّ اللَّهَ

جو بدلہ لے ۱۵۰۵ جیسی تکلیف پہنچائی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی جائے ۱۵۰۶ تو بے شک اللہ اُس کی مدد فرمائے گا ۱۵۰۷ بے شک اللہ

مشرکین و منافقین۔ ۱۵۰۸ اللہ کے دین کا اور اس کی آیات کا۔ ۱۵۰۹ یعنی قرآن شریف ۱۵۱۰ یعنی قرآن سے یا دین اسلام سے ۱۵۱۱ یا موت کہ وہ بھی قیامت صغریٰ

۱۵۱۲ اس سے بدر کا دن مراد ہے جس میں کافروں کے لئے کچھ کشائش و راحت نہ تھی اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے روز قیامت مراد ہے۔ ۱۵۱۳ یعنی

قیامت کے دن ۱۵۱۴ انہوں نے ۱۵۱۵ اور اس کی رضا کے لئے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر وطن سے نکلے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی ۱۵۱۶ یعنی رزق

جنت جو کبھی منقطع نہ ہو۔ ۱۵۱۷ وہاں ان کی ہر مراد پوری ہوگی اور کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی۔ ۱۵۱۸ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے

بعض اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے جو اصحاب شہید ہو گئے ہم جانتے ہیں کہ بارگاہ الہی میں ان کے بڑے درجے ہیں اور ہم

جہادوں میں حضور کے ساتھ رہیں گے لیکن اگر ہم آپ کے ساتھ رہے اور بے شہادت کے موت آئی تو آخرت میں ہمارے لئے کیا ہے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں

”وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ“۔ ۱۵۱۹ کوئی مومن ظلم کا مشرک سے۔ ۱۵۲۰ ظالم کی طرف سے اس کو بے وطن کر کے۔ ۱۵۲۱ شان نزول: یہ آیت مشرکین

کے حق میں نازل ہوئی جو ماہِ محرم کی اخیر تاریخوں میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں نے ماہِ مبارک کی حرمت کے خیال سے لڑنا نہ چاہا مگر مشرک نہ مانے اور

الْمَنْزِلُ الرَّابِعُ ﴿4﴾

أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُكَ فِي الْأَمْرِ وَاذْعُ إِلَىٰ

امت کے لئے مناسک ہم نے بنادیے کہ وہ اُن پر چلے ولا تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑانہ کریں ولا اور اپنے رب

رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿۶۷﴾ وَإِنْ جَدَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ

کی طرف بلا ولا بے شک تم سیدھی راہ پر ہو اور اگر وہ مناسک تم سے جھگڑیں تو فرمادو کہ اللہ خوب جانتا ہے

بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۶۸﴾ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ

تمہارے کوئی (کرتوت) اللہ تم میں فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن جس بات میں

تَخْتَلِفُونَ ﴿۶۹﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّاءِ وَالْأَرْضِ ۖ إِنَّ

اختلاف کر رہے ہو ولا کیا تو نے نہ جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک

ذَلِكَ فِي كِتَابٍ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَىٰ اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

یہ سب ایک کتاب میں ہے ولا بے شک یہ ولا اللہ پر آسان ہے ولا اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے

اللَّهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانٌ وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

ہیں ولا جن کی کوئی سند اس نے نہ اتاری اور ایسوں کو جن کا خود انھیں کچھ علم نہیں ولا اور ستم گاروں کا ولا

مِنْ نُّصِيرٍ ﴿۷۱﴾ وَإِذَا تَشَلَّىٰ عَلَيْهِمُ الْيَتِيمَ ابْتِغَاءً تَعَرُفٍ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ

کوئی مددگار نہیں ولا اور جب اُن پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں ولا تو تم ان کے چہروں پر بگڑنے کے آثار دیکھو گے

كَفَرُوا وَالْمُنْكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمُ الْيَتِيمَ ۖ

جنہوں نے کفر کیا قریب ہے کہ لپٹ پڑیں ان کو جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں

قُلْ أَفَأَنْبِئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذَٰلِكُمْ ۖ النَّارُ ۖ وَعَذَابُ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ

تم فرمادو کیا میں تمہیں بتا دوں جو تمہارے اس حال سے بھی بدتر ہے وہ آگ ہے اللہ نے اس کا وعدہ دیا ہے کافروں کو

ولا اہل دین و مل میں سے۔ ولا اور عامل ہو۔ ولا یعنی امر دین میں یا ذبیحہ کے امر میں۔ شان نزول: یہ آیت بدیل ابن ورقاء اور بشر بن سفیان اور یزید

ابن خنیس کے حق میں نازل ہوئی ان لوگوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کیا سبب ہے جس جانور کو تم قتل کرتے ہو اسے تو کھاتے

ہو اور جس کو اللہ مارتا ہے اس کو نہیں کھاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا اور لوگوں کو اس پر ایمان لانے اور اس کا دین قبول کرنے اور اس کی عبادت میں مشغول

ہونے کی دعوت دو۔ ولا باوجود تمہارے طرح دینے کے بھی ولا اور تم پر حقیقت حال ظاہر ہو جائے گی۔ ولا یعنی لوح محفوظ میں۔ ولا یعنی ان سب کا علم یا

تمام حوادث کا لوح محفوظ میں ثبت فرمانا ولا اس کے بعد کفار کی جہالتوں کا بیان فرمایا جاتا ہے کہ وہ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو عبادت کے مستحق

نہیں۔ ولا یعنی بتوں کو ولا یعنی ان کے پاس اپنے اس فعل کی نہ کوئی دلیل عقلی ہے نہ نقلی، جس جہل و نادانی سے گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور جو کسی طرح

پوچھے جانے کے مستحق نہیں ان کو پوچھتے ہیں یہ شدید ظلم ہے۔ ولا یعنی مشرکین کا ولا جو انہیں عذاب الہی سے بچا سکے۔ ولا اور قرآن کریم انہیں سنایا جائے

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبَ مَثَلٍ فَاستَعُوا اللَّهَ ط

اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ اے لوگو! ایک کہادت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو ۱۸۵ وہ

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا ط

جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ۱۸۸ ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں ۱۸۷

وَإِنْ يَسْلُبْهُمْ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ط ضَعْفُ الطَّالِبِ

اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے ۱۸۸ تو اس سے چھڑا نہ سکیں ۱۸۹ کتنا کمزور چاہنے والا

وَالْمَطْلُوبُ ﴿٤٣﴾ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ط إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٤﴾

اور وہ جس کو چاہتا ۱۸۹ اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی ۱۹۱ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ط إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول ۱۹۲ اور آدمیوں میں سے ۱۹۳ بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے

بَصِيرٌ ﴿٤٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ط وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے ۱۹۴ اور سب کاموں کی رجوع اللہ

الْأُمُورُ ﴿٤٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ

کی طرف ہے اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو ۱۹۵ اور اپنے رب کی بندگی کرو ۱۹۶

وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٧﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ط

اور بھلے کام کرو ۱۹۷ اس امید پر کہ تمہیں چھڑکارا ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا ۱۹۸

جس میں بیان احکام اور تفصیل حلال و حرام ہے۔ ۱۸۴ یعنی تمہارے اس غیظ و ناگواری سے بھی جو قرآن پاک سن کر تم میں پیدا ہوتی ہے ۱۸۵ اور اس میں خوب غور کرو وہ کہادت یہ ہے کہ تمہارے بت ۱۸۶ ان کی عاجزی اور بے قدرتی کا یہ حال ہے کہ وہ نہایت چھوٹی سی چیز ۱۸۷ کو عاقل کو کب شایان ہے کہ ایسے کو معبود

ٹھہرائے ایسے کو پوجنا اور الہ قرار دینا کتنا انتہا درجہ کا جہل ہے۔ ۱۸۸ وہ شہد و زعفران وغیرہ جو مشرکین بتوں کے منہ اور سروں پر ملتے ہیں جس پر کھیاں بھکتی ہیں۔ ۱۸۹ ایسے کو خدا بنانا اور معبود ٹھہرانا کتنا عجیب اور عقل سے دور ہے۔ ۱۹۰ چاہنے والے سے بت پرست اور چاہے ہوئے سے بت مراد ہے یا چاہنے والے سے بھی مراد ہے جو بت پرست شہد و زعفران کی طالب ہے اور مطلوب سے بت اور بعض نے کہا کہ طالب سے بت مراد ہے اور مطلوب سے مکھی۔ ۱۹۱ اور اس کی عظمت نہ پہچانی جنہوں نے ایسوں کو خدا کا شریک کیا جو مکھی سے بھی کمزور ہیں معبود وہی ہے جو قدرت کاملہ رکھے۔ ۱۹۲ مثل جبریل و میکائیل وغیرہ کے ۱۹۳ مثل حضرت

ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت سید عالم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم و سلمہ کے۔ شان نزول: یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے وہ انسانوں میں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے۔ ۱۹۴ یعنی امور دنیا کو بھی اور امور آخرت کو بھی یا ان کے گزرنے ہوئے اعمال کو بھی اور آئندہ کے احوال کو بھی۔ ۱۹۵ اپنی نمازوں میں اسلام کے اول عہد میں نماز بغیر رکوع و سجود کے تھی پھر نماز میں رکوع و سجود کا حکم فرمایا گیا۔ ۱۹۶ یعنی رکوع و سجود

هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ط مَلَّةَ اَيْكُمْ

اُس نے تمہیں پسند کیا ۱۹۹ اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی ۲۰۰ تمہارے باپ

اِبْرَاهِيْمَ ط هُوَ سَبَّكُمْ السُّلَيْبِيْنَ ۱۸ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُوْنَ

ابراہیم کا دین ۲۰۱ اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول

الرَّسُوْلُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شَٰهَدًا عَلٰى النَّاسِ ۲۱ فَاَقِيْمُوا

تمہارا نگہبان و گواہ ہو ۲۰۲ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو ۲۰۳ تو نماز

الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلَاكُمْ ۲۲ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى

برپا رکھو ۲۰۴ اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو ۲۰۵ وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۲۳ ع

اور کیا ہی اچھا مددگار

خاص اللہ کے لئے ہوں اور عبادت میں اخلاص اختیار کرو۔ ۱۹۷ صلہ رحمی و مکارم اخلاق وغیرہ نیکیاں۔ ۱۹۸ یعنی نیت صادقہ خالصہ کے ساتھ اعلاء دین کے لئے۔ ۱۹۹ اپنے دین و عبادت کے لئے۔ ۲۰۰ بلکہ ضرورت کے موقعوں پر تمہارے لئے سہولت کر دی جیسے کہ سفر میں نماز کا قصر اور روزے کے افطار کی اجازت اور پانی نہ پانے یا پانی کے ضرر کرنے کی حالت میں غسل اور وضو کی جگہ تیمم تو تم دین کی پیروی کرو۔ ۲۰۱ جو دین محمدی میں داخل ہے۔ ۲۰۲ روز قیامت کہ تمہارے پاس خدا کا پیام پہنچا دیا۔ ۲۰۳ کہ انہیں ان رسولوں نے احکام خداوندی پہنچا دیئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ عزت و کرامت عطا فرمائی۔ ۲۰۴ اس پر مدد و امت کرو۔ ۲۰۵ اور اس کے دین پر قائم رہو۔

﴿اٰیٰتِهَا ۱۱۸﴾ ﴿سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۲۳﴾ ﴿رُكُوْعَاتِهَا ۶﴾

سورہ مؤمنون مکہ ہے، اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشْعُونَ ۲ وَ

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں ۲

الَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۳ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۴

وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف لغات نہیں کرتے ۳ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں ۴

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْمَارِهِمْ حَفِظُونَ ۵ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ

اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر

أَيْسَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۶ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ

جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں ۶ تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی

هُمُ الْعَادُونَ ۷ وَالَّذِينَ هُمْ لَا مُنْتَهٰی لَهُمْ وَعَهْدُهُمْ رُءُوعُونَ ۸ وَالَّذِينَ

حد سے بڑھنے والے ہیں ۷ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں ۸ اور وہ جو

هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۹ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۱۰ الَّذِينَ

اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں ۹ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس

۱ سورہ مؤمنون مکہ ہے اس میں چھ رکوع اور ایک سو اٹھارہ آیتیں ہیں اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس کلمے اور چار ہزار آٹھ سو دو حرف ہیں۔ ۲ ان کے دلوں

میں خدا کا خوف ہوتا ہے اور ان کے اعضاء ساکن ہوتے ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں دل لگا ہوا اور دنیا سے توجہ ہٹئی ہوئی ہو اور

نظر جائے نماز سے باہر نہ جائے اور گوشہ چشم سے کسی طرف نہ دیکھے اور کوئی عیث (فضول) کام نہ کرے اور کوئی کپڑا شانوں پر نہ لٹکائے اس طرح کہ اس کے

دونوں کنارے لٹکتے ہوں اور آپس میں ملے نہ ہوں اور انگلیاں نہ چٹخائے اور اس قسم کے حرکات سے باز رہے۔ بعض نے فرمایا کہ خشوع یہ ہے کہ آسمان کی طرف

نظر نہ اٹھائے۔ ۳ ہر لبو و باطل سے محتجب رہتے ہیں۔ ۴ یعنی اس کے پابند ہیں اور مداومت (ہمیشہ ادا) کرتے ہیں۔ ۵ اپنی بیبیوں اور باندیوں کے

ساتھ جائز طریقے پر قربت کرنے میں۔ ۶ کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے قضائے شہوت کرنا حرام ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک امت کو عذاب کیا جو اپنی شرمگاہوں سے کھیل کرتے تھے۔ ۷ خواہ وہ امانتیں اللہ کی ہوں یا خلق

کی اور اسی طرح عہد خدا کے ساتھ ہوں یا مخلوق کے ساتھ سب کی وفالازم ہے۔ ۸ اور انہیں ان کے قتل میں ان کے شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں

اور فرائض و واجبات اور سنن و نوافل سب کی نگہبانی رکھتے ہیں۔

يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ

کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور بے شک ہم نے آدمی کو

مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طَيِّبٍ ۖ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝۱۲ ثُمَّ

پنجی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اُسے نل پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہرائ میں نل پھر

خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا

ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں

فَكَسَوْنَا الْعِظَ لَحْمًا ۖ ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۖ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ أَحْسَنُ

پھر اُن ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی نل تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر

الْخَالِقِينَ ۝۱۳ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَنَبَشَرُونَ ۝۱۴ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

بنانے والا ہے پھر اُس کے بعد تم ضرور نل مرنے والے ہو پھر تم سب قیامت کے دن نل

تُبْعَثُونَ ۝۱۵ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ

اٹھائے جاؤ گے اور بے شک ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں نل اور ہم خلق سے

غَفِلِينَ ۝۱۶ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَتْهُ فِي الْآرْضِ

بے خبر نہیں نل اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا نل ایک اندازہ پر نل پھر اُسے زمین میں ٹھہرایا

وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِنَّ لَقَادِرُونَ ۖ فَأَنشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّتٍ مِّنْ مُّخِيلٍ

اور بے شک ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں نل تو اُس سے ہم نے تمہارے لئے باغ پیدا کئے کھجوروں

وَأَعْنَابٍ ۖ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاحٍ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝۱۷ وَشَجَرَةً

اور انگوروں کے تمہارے لیے اُن میں بہت سے میوے ہیں نل اور اُن میں سے کھاتے ہو نل اور وہ پیڑ

فَمَنْ مِّنْكُمْ يَفْرِمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَتَعْلَمُونَ ۝۱۸ فَتَعْلَمُونَ ۝۱۹ فَتَعْلَمُونَ ۝۲۰

جان دار کیا نطق اور سَمْع اور بَصَر (بولنے، سننے، دیکھنے کی صلاحیت) عنایت کی۔ نل اپنی عمریں پوری ہونے پر نل حساب و جزا کے لیے نل ان سے

مراد سات آسمان ہیں جو ملائکہ کے چڑھنے اترنے کے رستے ہیں۔ نل سب کے اعمال، اقوال، ضمائر کو جانتے ہیں کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں۔ نل یعنی

میں برسایا نل جتنا ہمارے علم و حکمت میں خلق کی حاجتوں کے لیے چاہئے۔ نل جیسا اپنی قدرت سے نازل فرمایا ایسا ہی اس پر بھی قادر ہیں کہ اس کو

زائل کر دیں، تو بندوں کو چاہئے کہ اس نعمت کی شکرگزاری سے حفاظت کریں۔ نل طرح طرح کے۔ نل جاڑے اور گرمی وغیرہ موسموں میں اور عیش

کرتے ہو۔

تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْأَكْلَيْنِ ۝۲۰ وَإِنَّ

پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے دھن لے کر اگتا ہے تیل اور کھانے والوں کے لیے سالن ۲۰ اور بے شک

لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ ۖ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ

تمہارے لیے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے ۲۱ اور تمہارے لیے اُن میں بہت

كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝۲۱ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝۲۲ وَلَقَدْ

فائدے ہیں ۲۱ اور ان سے تمہاری خوراک ہے ۲۱ اور ان پر ۲۲ اور کشتی پر ۲۸ سوار کئے جاتے ہو ۲۲ اور بے شک

أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اُس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی

غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝۲۳ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا

خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں ۲۳ تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے ۲۳

هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لَا يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے ۲۴ اور اللہ چاہتا ۲۴

لَا نَزَلَ مَلَائِكَةً ۖ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ۝۲۴ إِنَّ هُوَ إِلَّا

تو فرشتے اُتارتا ہم نے تو یہ اپنے اگلے باپ داداؤں میں نہ سنا ۲۴ وہ تو نہیں مگر

رَجُلٌ بِهِ جَنَّةٌ فَنَرَبُّوهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۝۲۵ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا

ایک دیوانہ مرد تو کچھ زمانہ تک اس کا انتظار کئے رہو ۲۵ نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما ۲۵ اس پر کہ

كَذَّبُونِ ۝۲۶ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَوَحَيْنَا إِذَا

انہوں نے مجھے جھٹلایا تو ہم نے اُسے وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے ۲۶ اور ہمارے حکم سے کشتی بنا پھر جب

۲۶ اس درخت سے مراد زیتون ہے۔ ۲۳ یہ اس میں عجیب صفت ہے کہ وہ تیل بھی ہے کہ منافع اور فوائد تیل کے اس سے حاصل کئے جاتے ہیں، جلایا بھی جاتا

ہے، دوا کے طریقہ پر بھی کام میں لایا جاتا ہے اور سالن کا بھی کام دیتا ہے کہ تمہا اس سے روٹی کھائی جاسکتی ہے۔ ۲۴ یعنی دودھ خوشگوار موافق طبع جو لطیف غذا ہوتا

ہے۔ ۲۵ کہ ان کے بال کھال اون وغیرہ سے کام لیتے ہو۔ ۲۶ کہ انہیں ذبح کر کے کھا لیتے ہو۔ ۲۷ خشکی میں ۲۸ دریاؤں میں ۲۹ اس کے عذاب کا

جو اس کے سوا اوروں کو پوجتے ہو۔ ۳۰ اپنی قوم کے لوگوں سے کہ ۳۱ اور تمہیں اپنا تابع بنائے۔ ۳۲ کہ رسول کو بھیجے اور مخلوق پرستی کی ممانعت

فرمائے ۳۳ کہ بشر بھی رسول ہوتا ہے۔ یہ ان کی کمال حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تو تسلیم نہ کیا پتھروں کو خدا مان لیا اور انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی

نسبت یہ بھی کہا ۳۴ تا آنکہ (یہاں تک کہ) اس کا جنون دور ہوا یا ہوا تو خیر ورنہ اس کو قتل کر ڈالتا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام ان لوگوں کے ایمان لانے سے

مایوس ہوئے اور ان کے ہدایت پانے کی امید نہ رہی تو حضرت ۳۵ اور اس قوم کو ہلاک کر ۳۶ یعنی ہماری حمایت و حفاظت میں۔

جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُورُ ۖ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

ہمارا حکم آئے ۲۷ اور تنور اُبلے ۲۸ تو اس میں بٹھالے ۲۹ ہر جوڑے میں سے دو

وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطَبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ

اور اپنے گھروالے ۳۰ مگر ان میں سے وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی ۳۱ اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے

ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۲۸﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى

بات نہ کرنا ۳۲ یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے پھر جب ٹھیک بیٹھے کشتی پر تو اور تیرے ساتھ

الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّيْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۲۹﴾ وَقُلْ

والے تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی اور عرض کر ۳۳

رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَرَّكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿۳۰﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ

کہ اے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اتار اور تو سب سے بہتر اُتارنے والا ہے بے شک اس میں ۳۴

لَايَةٍ وَإِنْ أَنْتَ إِلَّا تَنْزِيلٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿۳۲﴾

ضرور نشانیاں ہیں ۳۵ اور بے شک ضرور ہم جانچنے والے تھے ۳۶ پھر ان کے ۳۷ بعد ہم نے اور نسلت (قوم) پیدا کی ۳۸

فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۖ

تو اُن میں ایک رسول انھیں میں سے بھیجا ۳۹ کہ اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں

أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۳﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

تو کیا تمہیں ڈر نہیں ۴۰ اور بولے اس قوم کے سردار جنھوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری ۴۱

۴۲ ان کی ہلاکت کا اور آخر عذاب نمودار ہوں۔ ۴۳ اور اس میں سے پانی برآمد ہوتا یہ علامت ہے عذاب کے شروع ہونے کی ۴۴ یعنی کشتی میں حیوانات

کے ۴۵ نر اور مادہ۔ ۴۶ یعنی اپنی مؤمنہ بی بی اور ایماندار اولاد یا تمام مؤمنین۔ ۴۷ اور کلام آری میں ان کا عذاب اور ہلاک معین ہو چکا وہ آپ کا

ایک بیٹا تھا گنغان نام اور ایک عورت کہ یہ دونوں کافر تھے آپ نے اپنے تین فرزندوں سام، حام، یافث اور ان کی بیبیوں کو اور دوسرے مؤمنین کو سوار کیا کل

لوگ جو کشتی میں تھے ان کی تعداد اٹھتر تھی۔ نصف مرد اور نصف عورتیں۔ ۴۸ اور ان کے لیے نجات نہ طلب کرنا، دعا نہ فرمانا۔ ۴۹ کشتی سے اترتے وقت

یا اس میں سوار ہوتے وقت ۵۰ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے میں اور اس میں جو دشمنان حق کے ساتھ کیا گیا ۵۱ اور عبرتیں اور نصیحتیں اور قدرت الہی کے دلائل ہیں۔ ۵۲ اس قوم کے حضرت نوح علیہ السلام کو اس میں بھیج کر اور ان کو وعظ و نصیحت پر مامور فرما کر تاکہ ظاہر ہو جائے کہ نزول عذاب سے

پہلے کون نصیحت قبول کرتا اور تصدیق و اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمان تکذیب و مخالفت پر مصر رہتا ہے۔ ۵۳ یعنی قوم نوح کے عذاب و ہلاک کے

۵۴ یعنی عاد و قوم ہود۔ ۵۵ یعنی ہود علیہ السلام اور ان کی معرفت اس قوم کو حکم دیا ۵۶ اس کے عذاب کا کہ شرک چھوڑو اور ایمان لاؤ۔ ۵۷ اور وہاں کے

ثواب و عذاب وغیرہ۔

بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَآتَرَفْنَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لَا

کو جھٹلایا اور ہم نے انھیں دنیا کی زندگی میں چین دیا ۵۳ کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم
يَا كُلُّ مِثَاتَا كَلُونْ مِنْهُ وَيَشْرَبْ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝۳۲ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ

کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پییتے ہو اُسی میں سے پیتا ہے ۵۴ اور اگر تم کسی اپنے جیسے
بَشَرًا مِّثْلُكُمْ إِنَّكُمْ إِذَا الْأَخْسِرُونَ ۝۳۳ أَيْعِدُكُمْ أَنْكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ

آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھائے میں ہو کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور
تُرَابًا وَعِظَامًا أَنْكُمْ مُخْرَجُونَ ۝۳۵ هِيَ هَاتِ هِيَ هَاتِ لِمَا تُوْعَدُونَ ۝۳۶

مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے اس کے بعد پھر ۵۵ نکالے جاؤ گے کتنی دُور ہے کتنی دُور ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۵۶
إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِبَعُوثَيْنِ ۝۳۷

وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی ۵۷ کہ ہم مرتے جیتے ہیں ۵۸ اور ہمیں اٹھنا نہیں ۵۹
إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝۳۸

وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ۶۰ اور ہم اُسے ماننے کے نہیں ۶۱
قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ ۝۳۹ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لِّيُصْبِحَنَّ

عرض کی کہ اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا اللہ نے فرمایا کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے
لِدِمَمِينَ ۝۴۰ فَاخَذَتْهُمْ الصُّبْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا

پچھتاتے ہوئے ۶۲ تو انھیں آلیا بچی چگھاڑنے ۶۳ تو ہم نے انھیں گھاس کوڑا کر دیا ۶۴ تو دُور ہوں ۶۵
۵۳ یعنی بعض کفار جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرائض عیش اور نعمت دنیا عطا فرمائی تھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اپنی قوم کے لوگوں سے کہنے لگے: ۵۴ یعنی

یہ اگر نبی ہوتے تو ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے پاک ہوتے ان باطن کے اندھوں نے کمالات نبوت کو نہ دیکھا اور کھانے پینے کے اوصاف دیکھ کر نبی کو اپنی
طرح بشر کہنے لگے یہ بنیاد ان کی گمراہی کی ہوئی چنانچہ اسی سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ آپس میں کہنے لگے: ۵۵ قبروں سے زندہ ۵۶ یعنی انہوں نے مرنے

کے بعد زندہ ہونے کو بہت بعید جانا اور سمجھا کہ ایسا کبھی ہونے والا ہی نہیں اور اسی خیال باطل کی بنا پر کہنے لگے۔ ۵۷ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اس دنیوی
زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں صرف اتنا ہی ہے۔ ۵۸ کہ ہم میں کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے۔ ۵۹ مرنے کے بعد، اور اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی نسبت انہوں نے یہ کہا ۶۰ کہ اپنے آپ کو اس کا نبی بتایا اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کی خبر دی۔ ۶۱ پیغمبر علیہ السلام جب ان کے ایمان سے
مایوس ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ قوم انتہائی سرکشی پر ہے تو ان کے حق میں بددعا کی اور بارگاہِ الہی میں ۶۲ اپنے کفر و تکذیب پر جب کہ عذاب الہی دیکھیں

گے۔ ۶۳ یعنی وہ عذاب و ہلاک میں گرفتار کئے گئے۔ ۶۴ یعنی وہ ہلاک ہو کر گھاس کوڑے کی طرح ہو گئے۔ ۶۵ یعنی خدا کی رحمت سے دور ہوں انبیاء کی
تکذیب کرنے والے۔

لَلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۴۱ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝۴۲ مَا

ظالم لوگ پھر ان کے بعد ہم نے اور سنگتیں (قومیں) پیدا کیں ۶۳۹ کوئی

تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝۴۳ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا

اُمت اپنی میعاد سے نہ پہلے جائے نہ پیچھے رہے ۶۴۰ پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے

تَتْرَآ ۝۴۴ كَلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَ

ایک پیچھے دوسرا جب کسی اُمت کے پاس اس کا رسول آیا انھوں نے اسے جھٹلایا ۶۴۱ تو ہم نے انھوں سے پچھلے ملا دیئے ۶۴۲ اور

جَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ ۝۴۵ فَبُعِدَ الْقَوْمُ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۴۶ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ

انھیں کہانیاں کر ڈالائے تو دور ہوں وہ لوگ کہ ایمان نہیں لاتے پھر ہم نے موسیٰ

وَآخَاهُ هَارُونَ ۝۴۷ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝۴۸ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا ۶۴۳ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ۝۴۹ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ بِبَشَرٍ مِّثْلِنَا

تو انھوں نے غرور کیا ۶۴۴ اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے ۶۴۵ تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر ۶۴۶

وَقَوْمُهُمَالنَّاعِبِدُونَ ۝۵۰ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ۝۵۱ وَلَقَدْ

اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے ۶۴۷ تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کئے ہوؤں میں ہو گئے ۶۴۸ اور بے شک

اتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝۵۲ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّةً

ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۶۴۹ کہ ان کو ۶۵۰ ہدایت ہو اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو ۶۵۱

آيَةً ۝۵۳ وَأَوْيَيْنَهُمَا إِلَىٰ رَابُوعَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝۵۴ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ

نشانہ ۶۵۲ اور انھیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین ۶۵۳ جہاں بسنے کا مقام ۶۵۴ اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی ۶۵۵

۶۵۶ مثل قوم صالح اور قوم لوط اور قوم شعیب وغیرہ کے۔ ۶۵۷ جس کے لیے ہلاک کا جو وقت مقرر ہے وہ ٹھیک اسی وقت ہلاک ہوگی اس میں کچھ بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ ۶۵۸ اور اس کی ہدایت کو نہ مانا اور اس پر ایمان نہ لائے۔ ۶۵۹ اور بعد والوں کو پہلوں کی طرح ہلاک کر دیا۔ ۶۶۰ کے بعد والے افسانہ کی

طرح ان کا حال بیان کیا کریں اور ان کے عذاب و ہلاک کا بیان سبب عبرت ہو۔ ۶۶۱ کے مثل عصا وید بیضا وغیرہ معجزات ۶۶۲ کے اور اپنے تکبر کے باعث ایمان نہ لائے۔ ۶۶۳ بنی اسرائیل پر اپنے ظلم و ستم سے جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے انہیں ایمان کی دعوت دی ۶۶۴ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون پر۔ ۶۶۵ یعنی بنی اسرائیل ہمارے زیر فرمان ہیں تو یہ کیسے گوارا ہو کہ اسی قوم کے دو آدمیوں پر ایمان لا کر ان کے مطیع بن جائیں۔ ۶۶۶ کے اور غرق کر ڈالے گئے۔

۶۶۷ کے یعنی توریت شریف، فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد۔ ۶۶۸ کے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو ۶۶۹ کے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرما کر اپنی قدرت کی ۶۷۰ اس سے مراد یابیسٹ المقدس ہے یا دمشق یا فلسطین، کئی قول ہیں۔ ۶۷۱ یعنی زمین ہموار فراخ پھولوں والی جس میں

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۵۱ وَإِنَّ

پاکیزہ چیزیں کھاؤ ۵۱ اور اچھا کام کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں ۵۱ اور بے شک

هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝۵۲ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ

یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے ۵۲ اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو ۵۲ تو ان کی امتوں نے اپنا کام

بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝۵۳ فَذَرُهُمْ فِي غَمَرَاتِهِمْ

آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ۵۳ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے ۵۳ تو تم ان کو چھوڑ دو ان کے نشہ میں ۵۳

حَتَّىٰ حِينٍ ۝۵۴ أَيَحْسَبُونَ أَنَّنَا نَجِدُهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينَ ۝۵۵

ایک وقت تک ۵۴ کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے ۵۵

نَسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۖ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۵۶ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ

یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں نہ بلکہ انھیں خبر نہیں ۵۶ بے شک وہ جو اپنے رب

خَشِيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۝۵۷ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝۵۸ وَ

کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں ۵۷ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ۵۸ اور

الَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝۵۹ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ

وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں ۵۹ اور ان کے دل

وَجَلَّةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝۶۰ أُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ

ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے ۶۰ یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں

رَبَّنَا ۖ بَأْسَآ نَشْرِكُ بِكَ ۖ وَإِنَّا لَنَافِلُونَ ۝۶۱ وَإِنَّا لَنَافِلُونَ ۝۶۲ وَإِنَّا لَنَافِلُونَ ۝۶۳

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قول ہیں۔ ۶۱ ان کی جزا عطا فرماؤں گا۔ ۶۲ یعنی اسلام۔ ۶۳ اور فرقے فرقے ہو گئے

یہودی، نصرانی، مجوسی وغیرہ۔ ۶۴ اور اپنے ہی آپ کو حق پر جانتا ہے اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے اس طرح ان کے درمیان دینی اختلافات ہیں اب

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے۔ ۶۵ یعنی ان کے کفر و ضلال اور ان کی جہالت و غفلت میں۔ ۶۶ یعنی ان کی موت کے وقت تک۔

۶۷ دنیا میں۔ ۶۸ اور ہماری یہ نعمتیں ان کے اعمال کی جزا ہیں یا ہمارے راضی ہونے کی دلیل ہیں ایسا خیال کرنا غلط ہے واقعہ یہ نہیں ہے۔ ۶۹ کہ ہم انہیں

ڈھیل دے رہے ہیں۔ ۷۰ انہیں اس کے عذاب کا خوف ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مومن نیکی کرتا ہے اور خدا سے ڈرتا ہے اور کافر

بدی کرتا ہے اور غرور ہوتا ہے۔ ۷۱ اور اس کی کتابوں کو مانتے ہیں۔ ۷۲ زکوٰۃ و صدقات یا یہ معنی ہیں کہ اعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔ ۷۳ ترمذی کی حدیث میں

ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا اس آیت میں ان لوگوں کا بیان ہے جو

شرابیں پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ فرمایا: اے صدیق کی نور دیدہ! ایسا نہیں، یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو روزے رکھتے ہیں، صدقے دیتے ہیں اور ڈرتے

رہتے ہیں کہ کہیں یہ اعمال نامقبول نہ ہو جائیں۔

وَهُمْ لَهَا سَبِقُونَ ۶۱ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ

اور یہی سب سے پہلے انھیں پہنچے ۶۱ اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے

يُطِّقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۶۲ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمَرَةٍ مِّنْ هَذَا

کہ حق بولتی ہے ۶۲ اور ان پر ظلم نہ ہو گا ۶۲ بلکہ اُن کے دل اس سے ۶۲ غفلت میں ہیں

وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ ۶۳ حَتَّىٰ إِذَا آخَذْنَا

اور اُن کے کام اُن کاموں سے جدا ہیں ۶۳ جنہیں وہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب ہم نے

مُتَرَفِّفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْعَرُونَ ۶۴ لَا تَجْعَرُ الْيَوْمَ ۶۴ إِنَّكُمْ

ان کے امیروں کو عذاب میں پکڑا ۶۴ تو جہی وہ فریاد کرنے لگے ۶۴ آج فریاد نہ کرو ہماری طرف

مِّنَّا لَا تُنصِرُونَ ۶۵ قَدْ كَانَتْ آيَتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰٰ أَعْقَابِكُمْ

سے تمہاری مدد نہ ہوگی ۶۵ بے شک میری آیتیں ۶۵ تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل

تَتَكَبَّرُونَ ۶۶ مُسْتَكْبِرِينَ ۶۶ بِهٖ سِرًّا تَهْجُرُونَ ۶۷ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

اُلٹے پلٹتے تھے ۶۶ خدمتِ حرم پر بڑائی مارتے ہو ۶۷ رات کو وہاں بیہودہ کہانیاں بکتے ۶۷ حق کو چھوڑے ہوئے ۶۷ کیا انھوں نے بات کو سوچا نہیں ۶۷

أَمْ جَاءَهُمْ مَّالٌ يَّاتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۶۸ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا

یا اُن کے پاس وہ آیا جو ان کے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا ۶۸ یا انھوں نے اپنے

۶۸ یعنی نیکیوں کو، معنی یہ ہیں کہ وہ نیکیوں میں اور امتوں پر سبقت کرتے ہیں۔ ۶۸ اس میں ہر شخص کا عمل مکتوب (لکھا ہوا) ہے اور وہ لوح محفوظ ہے۔ ۶۸ نہ

کسی کی نیکی گھٹائی جائے گی، نہ بدی بڑھائی جائے گی۔ اس کے بعد کفار کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ۶۹ یعنی قرآن شریف سے ۶۹ جو ایمانداروں کے ذکر کئے

گئے۔ ۶۹ اور وہ روز بروز ترقی (قتل) کئے گئے اور ایک قول یہ ہے کہ اس عذاب سے مراد فاقوں اور بھوک کی وہ مصیبت ہے جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی دعا سے ان پر مسلط کی گئی تھی اور اس قحط سے ان کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ وہ کتے اور مر دارتک کھا گئے تھے۔ ۷۰ اب ان کا جواب یہ ہے کہ ۷۰ یعنی

آیات قرآن مجید ۷۰ اور ان آیات کو نہ مانتے تھے اور ان پر ایمان نہ لاتے تھے۔ ۷۰ اور یہ کہتے ہوئے کہ ہم اہل حرم ہیں اور بیٹ اللہ کے ہمسایہ ہیں ہم پر کوئی

غالب نہ ہوگا ہمیں کسی کا خوف نہیں۔ ۷۰ کعبہ معظمہ کے گرد جمع ہو کر اور ان کہانیوں میں اکثر قرآن پاک پر طعن اور اس کو سخر اور شرع کہنا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی شان میں بے جا باتیں کہنا ہوتا تھا۔ ۷۰ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ پر ایمان لانے کو اور قرآن کریم کو۔ ۷۰ یعنی قرآن

پاک میں غور نہیں کیا اور اس کے اعجاز پر نظر نہیں ڈالی جس سے انہیں معلوم ہوتا کہ یہ کلام حق ہے اس کی تصدیق لازم ہے اور جو کچھ اس میں ارشاد فرمایا گیا وہ سب

حق اور واجب التسلیم ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدق و حقانیت پر اس میں دلائل واضحہ موجود ہیں۔ ۷۰ یعنی رسول کا تشریف لانا ایسی

نرالی بات نہیں ہے جو کبھی پہلے عہد میں ہوئی ہی نہ ہو اور وہ یہ کہہ سکیں کہ ہمیں خبر ہی نہ تھی کہ خدا کی طرف سے رسول آیا بھی کرتے ہیں کبھی پہلے کوئی رسول آیا ہوتا اور

ہم نے اس کا تذکرہ سنا ہوتا تو ہم کیوں اس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانتے۔ یہ عذر کرنے کا موقع بھی نہیں ہے کیونکہ پہلی امتوں میں رسول آپکے ہیں اور

خدا کی کتابیں نازل ہو چکی ہیں۔

رَأْسُوْلَهُمْ فَهَمَّ لَهُ مُنْكَرُوْنَ ۞۶۹ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهِ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَاءَهُمْ

رسول کو نہ پہچانا فلا تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں فلا یا کہتے ہیں اُسے سودا (دیوانہ پن) ہے فلا بلکہ وہ تو اُن کے پاس

بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كُرْهُوْنَ ۞۷۰ وَلَوْ اَتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ

حق لائے فلا اور اُن میں اکثر کو حق بُرا لگتا ہے فلا اور اگر حق فلا اُن کی خواہشوں کی پیروی کرتا فلا

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ

تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے فلا بلکہ ہم تو اُن کے پاس وہ چیز لائے فلا جس میں ان کی ناموری تھی

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۞۷۱ اَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَّاجُ رَبِّكَ

تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں کیا تم اُن سے کچھ اجرت مانگتے ہو فلا تو تمہارے رب کا اجر سب

خَيْرٌ ۭ وَهُوَ خَيْرُ الرَّزٰقِيْنَ ۞۷۲ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

سے بھلا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا فلا اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف

مُسْتَقِيْمٌ ۞۷۳ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ

بلاتے ہو فلا اور بے شک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے ۱۲۲

لَنَكْبُوْنَ ۞۷۴ وَلَوْ رَاحِبْنَهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ

کترائے ہوئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو مصیبت ۱۲۳ ان پر پڑی ہے نال دیں تو ضرور بھٹ پنا (احسان فراموشی) کریں گے اپنی سرکشی

۱۱۱ اور حضور کی عمر شریف کے جملہ احوال کو نہ دیکھا اور آپ کے نسب عالی اور صدق و امانت اور وفور عقل (کثرت دانائی) و حسن اخلاق اور کمالِ حلم اور وفا و کرم و

۱۱۲ حقیقت میں یہ بات تو نہیں بلکہ وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ کے اوصاف و کمالات کو خوب جانتے ہیں اور آپ کے برگزیدہ صفات شہرہ

آفاق ہیں۔ ۱۱۳ یہ بھی سراسر غلط اور باطل ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آپ جیسا دانا اور کامل العقل شخص ان کے دیکھنے میں نہیں آیا۔ ۱۱۴ یعنی قرآن کریم جو

توحید الہی و احکام دین پر مشتمل ہے۔ ۱۱۵ کیونکہ اس میں ان کے خواہشات نفسانیہ کی مخالفت ہے اس لیے وہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صفات

و کمالات کو جاننے کے باوجود حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ ”اکثر“ کی قید سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حال ان میں بیشتر لوگوں کا ہے چنانچہ بعض ان میں ایسے بھی تھے جو

آپ کو حق پر جانتے تھے اور حق انہیں برا بھی نہیں لگتا تھا لیکن وہ اپنی قوم کی موافقت یا ان کے طعن و تشنیع کے خوف سے ایمان نہ لائے جیسے کہ ابوطالب۔ ۱۱۶ یعنی

قرآن شریف ۱۱۷ اس طرح کہ اس میں وہ مضامین مذکور ہوتے جن کی کفار خواہش کرتے ہیں جیسے کہ چند خدا ہونا اور خدا کے بیٹا اور بیٹیاں ہونا وغیرہ کفریات۔

۱۱۸ اور تمام عالم کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ ۱۱۹ یعنی قرآن پاک فلا انہیں ہدایت کرنے اور راہِ حق بتانے پر۔ ایسا تو نہیں اور وہ کیا ہیں اور آپ کو کیا دے

سکتے ہیں تم اگر اچھا چاہو ۱۲۰ اور اس کا فضل آپ پر عظیم اور جو نعمتیں اس نے آپ کو عطا فرمائیں وہ بہت کثیر اور اعلیٰ، تو آپ کو ان کی کیا پرواہ پھر جب وہ آپ کے اوصاف و کمالات سے واقف بھی ہیں قرآن پاک کا اعجاز بھی ان کی نگاہوں کے سامنے ہے اور آپ ان سے ہدایت و ارشاد کا کوئی اجر و عوض بھی طلب نہیں

فرماتے تو اب انہیں ایمان لانے میں کیا عذر رہا۔ ۱۲۱ تو ان پر لازم ہے کہ آپ کی دعوت قبول کریں اور اسلام میں داخل ہوں۔ ۱۲۲ یعنی دینِ حق سے

يَعْمَهُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا

میں بہکتے ہوئے ۱۲۴ اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا ۱۲۵ تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ

يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا

گرو گروا تے ہیں ۱۲۶ یہاں تک کہ جب ہم نے اُن پر کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ ۱۲۷ تو

هُم فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ

وہ اب اس میں نا اُمید پڑے ہیں اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور

الْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٤٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

دل ۱۲۸ تم بہت ہی کم حق مانتے ہو ۱۲۹ اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا یا

وَالِيهِ تُحْشَرُونَ ﴿٤٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ

اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے ۱۳۰ اور وہی جلائے اور مارے اور اسی کے لیے ہیں رات اور دن

وَالنَّهَارِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥٠﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٥١﴾

کی تبدیلیں ۱۳۱ تو کیا تمہیں سمجھ نہیں ۱۳۲ بلکہ انھوں نے وہی کہی جو اگلے ۱۳۳ کہتے تھے

قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّنَا لَبَعُوثُونَ ﴿٥٢﴾ لَقَدْ

بولے کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں کیا پھر نکالے جائیں گے بے شک

۱۲۴ یعنی اپنے کفر و عناد اور سرکشی کی طرف لوٹ جائیں گے اور یہ تمہیں (خوشامد) و چالپوسی جاتی رہے گی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومنین کی

عداوت اور تکبر جو ان کا پہلا طریقہ تھا وہی اختیار کریں گے۔ شان نزول: جب قریش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے سات برس کے قحط میں مبتلا ہوئے اور حالت بہت ابتر ہو گئی تو ابوسفیان ان کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ اپنے خیال میں

”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ بنا کر نہیں بھیجے گئے؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک۔ ابوسفیان نے کہا کہ بڑوں کو تو آپ نے بدر میں نہ تیغ (قتل) کر دیا

اولاد جو رہی وہ آپ کی بددعا سے اس حالت کو پہنچی کہ مصیبت قحط میں مبتلا ہوئی فاقوں سے تنگ آ گئی لوگ بھوک کی بے تابی سے ہڈیاں چاب گئے، مردار تک کھا گئے، میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور قرابت کی۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم سے اس قحط کو دور فرمائے۔ حضور نے دعا کی اور انہوں نے اس بلا سے رہائی پائی،

اس واقعہ کے متعلق یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ۱۲۵ قحط سالی کے یا قتل کے ۱۲۶ بلکہ اپنے مُرَد (بغاوت) و سرکشی پر ہیں۔ ۱۲۷ اس عذاب سے یا قحط سالی مراد ہے

جیسا کہ روایت مذکورہ شان نزول کا مقتضی ہے یا روزِ بدر کا قتل۔ یہ اس قول کی بنا پر ہے کہ واقعہ قحط واقعہ بدر سے پہلے ہو۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سخت عذاب سے موت مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ قیامت۔ ۱۲۸ تاکہ سنو اور دیکھو اور سمجھو اور دینی اور دنیوی منافع حاصل کرو۔ ۱۲۹ کہ تم نے ان نعمتوں کی قدر نہ جانی اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور کانوں آنکھوں اور دلوں سے آیات الہیہ کے سننے دیکھنے سمجھنے اور معرفت الہی حاصل کرنے اور مُنعم حقیقی کا حق پہچان کر شکر گزار بننے کا نفع نہ اٹھایا۔ ۱۳۰ روزِ قیامت۔ ۱۳۱ ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بعد آنا اور تاریکی و روشنی اور زیادت و کمی میں ہر ایک کا دوسرے سے مختلف ہونا یہ سب اس کی قدرت کے نشان ہیں۔ ۱۳۲ کہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان میں خدا کی قدرت کا مشاہدہ کر کے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو تسلیم کرو اور ایمان لاؤ۔ ۱۳۳ یعنی ان سے پہلے کافر۔

وَعْدَنَّا خُبْرًا وَابًا وَنَاهَذَا مِنْ قَبْلُ إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ

یہ وعدہ ہم کو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا گیا یہ تو نہیں مگر وہی اگلی

الْأَوَّلِينَ ۸۳ قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۸۴

داستانیں ۱۳۲ تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو ۱۳۵

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ط قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۸۵ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ

اب کہیں گے کہ اللہ کا ۱۳۲ تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے ۱۳۵ تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۸۶ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ط قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۸۷ قُلْ

اور مالک بڑے عرش کا اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے ۱۳۸ تم فرماؤ

مَنْ يَبْدِئُ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ

کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا قابو ۱۳۹ اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں

تَعْلَمُونَ ۸۸ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ط قُلْ فَأَنِّي تُسْحَرُونَ ۸۹ بَلْ أَتَيْنَهُمْ

علم ہو ۱۴۰ اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہو ۱۴۱ بلکہ ہم اُن کے پاس

بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۹۰ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ

حق لائے ۱۴۲ اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ۱۴۳ اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا ۱۴۴ اور نہ اس کے ساتھ

مِنْ إِلَهٍ إِذَا الذَّهَبَ كُلُّ إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ ط

کوئی دوسرا خدا ۱۴۵ یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا ۱۴۶ اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلیٰ (بڑائی) چاہتا ۱۴۷

۱۴۸ جن کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کفار کے اس مقولہ کا رد فرمانے اور ان پر جہت قائم فرمانے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے

ارشاد فرمایا ۱۴۹ اس کے خالق و مالک کو تو بتاؤ۔ ۱۵۰ کیونکہ کجی اس کے کوئی جواب ہی نہیں اور مشرکین اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے مفکر بھی ہیں، جب وہ یہ جواب

دیں۔ ۱۵۱ کہ جس نے زمین کو اور اس کی کائنات کو ابتداء پیدا وہ ضرور مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ ۱۵۲ اس کے غیر کو پوجنے اور شرک کرنے سے اور

اس کے مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہونے کا انکار کرنے سے۔ ۱۵۳ اور ہر چیز پر حقیقی قدرت و اختیار کس کا ہے۔ ۱۵۴ تو جواب دو۔ ۱۵۵ یعنی کس شیطانی

دھوکے میں ہو کہ تو حید و طاعت الہی کو چھوڑ کر حق کو باطل سمجھ رہے ہو جب تم اقرار کرتے ہو کہ قدرت حقیقی اسی کی ہے اور اس کے خلاف کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا

تو دوسرے کی عبادت قطعاً باطل ہے۔ ۱۵۶ کہ اللہ کے نہ اولاد ہو سکتی ہے نہ اس کا شریک یہ دونوں باتیں محال ہیں۔ ۱۵۷ جو اس کے لیے شریک اور اولاد ٹھہراتے

ہیں۔ ۱۵۸ وہ اس سے منزه ہے کیونکہ نوع اور جنس سے پاک ہے اور اولاد وہی ہو سکتی ہے جو ہم جنس ہو۔ ۱۵۹ جو الوہیت میں شریک ہو۔ ۱۶۰ اور اس کو دوسرے

کے تحت تصرف نہ چھوڑتا۔ ۱۶۱ اور دوسرے پر اپنی برتری اور اپنا غلبہ پسند کرتا کیونکہ متقابل حکومتیں اسی کی مفتضحیٰ ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ خدا ہونا باطل ہے

خدا ایک ہی ہے اور ہر چیز اسی کے تحت تصرف ہے۔

سُبْحَنَ اللّٰهِ عَمَّا يُصِفُونَ ﴿۹۱﴾ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَى عَمَّا

پاکی ہے اللہ کو اُن باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ۱۴۸ جاننے والا ہر نہاں و عیاں (پوشیدہ و ظاہر) کا تو اُسے بلندی ہے اُن کے

يُشْرِكُونَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَبِّ اِمَّا تُرِيّٰنِي مَا يُوعَدُونَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي

شُرک سے تم عرض کرو کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے ۱۴۹ جو انھیں وعده دیا جاتا ہے تو اے میرے رب مجھے

فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ تُرِيْكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدِرُۭوْنَ ﴿۹۵﴾

ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا ۱۵۰ اور بے شک ہم قادر ہیں کہ تمہیں دکھا دیں جو انھیں وعده دے رہے ہیں ۱۵۱

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السِّيَرَةِ ﴿۹۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يُصِفُونَ ﴿۹۷﴾ وَقُلْ

سب سے اچھی بھلائی سے بُرائی کو دفع کرو ۱۵۲ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں ۱۵۳ اور تم عرض کرو

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطٰنِ ﴿۹۸﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ

کہ اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے ۱۵۴ اور اے میرے رب تیری پناہ کہ

يُحْضِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

وہ میرے پاس آئیں یہاں تک کہ جب اُن میں کسی کو موت آئے ۱۵۵ تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے ۱۵۶

لَعَلّٰى اَعْمَلُ صَالِحًا فِىْ مَا تَرَكْتُ كَلَّا ﴿۱۰۱﴾ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ

شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں ۱۵۷ ہشت (ہرگز نہیں) یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے ۱۵۸ اور

وَسَاۤءِلِهِمْ بِرَزَخٍ اِلٰى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا نَفَخَ فِى الصُّوْرِ فَلَا

اُن کے آگے ایک آڑ ہے ۱۵۹ اُس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے تو جب صور پھونکا جائے گا ۱۶۰ تو نہ

۱۶۱ کہ اس کے لیے شریک اور اولاد بٹھراتے ہیں۔ ۱۶۲ وہ عذاب ۱۶۳ اور ان کا قرین اور ساتھی نہ بنانا۔ یہ دعا بہ طریق تَوَاضَعٍ وَاظْهَارِ عِبَادَتِ ہے باوجودیکہ

معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کا قرین و ساتھی نہ کرے گا۔ اسی طرح انبیاءِ معصومین استغفار کیا کرتے ہیں باوجودیکہ انہیں اپنی مغفرت اور اکرامِ خداوندی کا علم

یقینی ہوتا ہے یہ سب بہ طریق تَوَاضَعٍ وَاظْهَارِ بندگی ہے۔ ۱۶۴ یہ جواب ہے ان کفار کا جو عذابِ موعود کا انکار کرتے اور اس کی نفی اڑاتے تھے انہیں بتایا گیا کہ اگر تم

غور کرو تو سمجھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ اس وعده کے پورا کرنے پر قادر ہے پھر وجہ انکار اور سبب استہزاء کیا اور عذاب میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس میں اللہ کی حکمتیں ہیں

کہ ان میں سے جو ایمان لانے والے ہیں وہ ایمان لے آئیں اور جن کی نسلیں ایمان لانے والی ہیں ان سے وہ نسلیں پیدا ہوں گی۔ ۱۶۵ اس جملہ جیلہ کے معنی

بہت وسیع ہیں اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ توحید جو اعلیٰ بہتری ہے اس سے شرک کی برائی کو دفع فرمائیے اور یہ بھی کہ طاعت و تقویٰ کو رواج دے کر معصیت اور گناہ کی

برائی دفع کیجئے اور یہ بھی کہ اپنے مکامِ اخلاق سے خطا کاروں پر اس طرح غفور و رحیم فرمائیے جس سے دین میں کوئی سستی نہ ہو۔ ۱۶۶ اللہ اور اس کے رسول کی

شان میں تو ہم اس کا بدلہ دیں گے۔ ۱۶۷ جن سے وہ لوگوں کو فریب دے کر معاصی اور گناہوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ ۱۶۸ یعنی کافر وقتِ موت تک تو اپنے کفر و

سرکشی اور خدا اور رسول کی تکذیب اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے انکار پر مٹھ رہتا ہے اور جب موت کا وقت آتا ہے اور اس کا جہنم میں اس کا جو مقام ہے

دکھایا جاتا ہے اور جنت کا وہ مقام بھی دکھایا جاتا ہے کہ اگر وہ ایمان لاتا تو یہ مقام اسے دیا جاتا ۱۶۹ دنیا کی طرف ۱۷۰ اور اعمالِ نیک بجا لکرا اپنی تقصیرات کا

أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ۝۱۰۱ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ

ان میں رشتے رہیں گے ۱۰۱ اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے ۱۰۱ تو جن کی تو لیں ۱۰۱ بھاری ہوئیں

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْبَاقِلُونَ ۝۱۰۲ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ

وہی مراد کو پہونچے اور جن کی تو لیں ہلکی پڑیں ۱۰۲ وہی ہیں جنہوں نے

خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝۱۰۳ تَلْفَحُ وُجُوهُهُمُ النَّارَ وَهُمْ

اپنی جانیں گھٹائے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اُن کے منہ پر آگ لپٹ مارے گی اور وہ

فِيهَا كَالْحُوتِ ۝۱۰۴ أَلَمْ تَكُنْ أَتَىٰ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝۱۰۵

اس میں منہ چڑائے ہوں گے ۱۰۴ کیا تم پر میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں ۱۰۵ تو تم انہیں جھٹلاتے تھے

قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝۱۰۶ رَبَّنَا

کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے ہمارے رب

أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝۱۰۷ قَالَ احْسُوا فِيهَا وَلَا

ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں ۱۰۷ رب فرمائے گا دُکھارے (ذلیل ہو کر) پڑے رہو اس میں اور

تُكَلِّمُونَ ۝۱۰۸ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا

مجھ سے بات نہ کرو ۱۰۸ بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے

تَذَكَّرُ كَرُونَ۔ اس پر اس کو فرمایا جائے گا ۱۰۸ حسرت و ندامت سے۔ یہ ہونے والی نہیں اور اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ ۱۰۹ جو انہیں دنیا کی طرف واپس ہونے

سے مانع ہے اور وہ موت ہے۔ (خازن) بعض مفسرین نے کہا کہ برزخ وقت موت سے وقت بعثت تک کی مدت کو کہتے ہیں۔ ۱۱۰ پہلی مرتبہ جس کو تھے اُولی کہتے

ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ ۱۱۱ جن پر دنیا میں فخر کیا کرتے تھے اور آپس کے نسبی تعلقات مُنقطع ہو جائیں گے اور

قربت کی محبتیں باقی نہ رہیں گی اور یہ حال ہوگا کہ آدمی اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور بی بی اور بیٹوں سے بھاگے گا۔ ۱۱۲ جیسے کہ دنیا میں پوچھتے تھے کیونکہ ہر

ایک اپنے ہی حال میں مبتلا ہوگا۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور بعد حساب لوگ ایک دوسرے کا حال دریافت کریں گے۔ ۱۱۳ اعمال صالحہ اور نیکیوں سے

۱۱۴ نیکیاں نہ ہونے کے باعث اور وہ کفار ہیں۔ ۱۱۵ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ آگ ان کو بھون ڈالے گی اور اوپر کا ہونٹ سکر کر نصف سرتک پہنچے گا اور نیچے

کا ناف تک لٹک جائے گا دانت کھلے رہ جائیں گے (خدا کی پناہ) اور ان سے فرمایا جائے گا ۱۱۶ دنیا میں ۱۱۷ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ دوزخی لوگ جہنم کے

داروغہ مالک کو چالیس برس تک پکارتے رہیں گے اس کے بعد وہ کہے گا کہ تم جہنم ہی میں پڑے رہو گے۔ پھر وہ پروردگار کو پکاریں گے اور کہیں گے اے رب

ہمارے ہمیں دوزخ سے نکال اور یہ پکار ان کی دنیا سے دوزخ کی عمر کی مدت تک جاری رہے گی اس کے بعد انہیں یہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے۔ (خازن)

اور دنیا کی عمر کتنی ہے؟ اس میں کئی قول ہیں: بعض نے کہا کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے۔ بعض نے کہا: تین لاکھ ساٹھ برس۔ واللہ

تعالیٰ اعلم۔ (تذکرہ قرطبی) ۱۱۸ اب ان کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور یہ اہل جہنم کا آخر کلام ہوگا پھر اس کے بعد انہیں کلام کرنا نصیب نہ ہوگا روتے چیختے

ڈکراتے (چلاتے) بھونکتے رہیں گے۔

وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سُخْرِيًّا حَتَّىٰ

اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنا لیا ۱۰۹ یہاں تک

أَنْتُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿۱۱۰﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا

کہ انہیں بنانے کے ثقل میں ۱۱۰ میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسا کرتے بے شک آج میں نے ان کے صبر کا

صَبْرُوَا لَا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿۱۱۱﴾ قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ

انہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں فرمایا ۱۱۱ تم زمین میں کتنا ٹھہرے ۱۱۲ برسوں کی

سِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوا الْبَشَاءُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسَلِ الْعَادِّينَ ﴿۱۱۳﴾ قُلْ

گنتی سے بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ ۱۱۲ تو گننے والوں سے دریافت فرما ۱۱۳ فرمایا

إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱۴﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّنَا

تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا ۱۱۴ اگر تمہیں علم ہوتا تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ

خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعَلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج

ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں ۱۱۵ تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا

کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے

لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ ۚ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ط إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿۱۱۷﴾

جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں ۱۱۷ تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے بے شک کافروں کو چھٹکارا نہیں

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ﴿۱۱۸﴾ ع

اور تم عرض کرواے میرے رب بخش دے ۱۱۸ اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا

۱۱۹ شان نزول: یہ آیتیں کفار قریش کے حق میں نازل ہوئیں جو حضرت بلال و حضرت عمار و حضرت صہیب و حضرت نجاب وغیرہ رضی اللہ عنہم فقراء اصحاب

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تمسخر کرتے تھے۔ ۱۱۰ یعنی ان کے ساتھ تمسخر کرنے میں اتنے مشغول ہوئے کہ ۱۱۱ اللہ تعالیٰ نے کفار سے ۱۱۲ یعنی دنیا

میں اور قبر میں ۱۱۳ یہ جواب اس وجہ سے دیں گے کہ اس دن کی دہشت اور عذاب کی ہیبت سے انہیں اپنے دنیا میں رہنے کی مدت یاد نہ رہے گی اور انہیں شک ہو

جائے گا اسی لیے کہیں گے۔ ۱۱۴ یعنی ان ملائکہ سے جن کو تو نے بندوں کی عمریں اور ان کے اعمال لکھنے پر مامور کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ۱۱۵ بہ نسبت آخرت

کے۔ ۱۱۶ اور آخرت میں جزا کے لیے اٹھنا نہیں بلکہ تمہیں عبادت کے لیے پیدا کیا کہ تم پر عبادت لازم کریں اور آخرت میں تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ تو تمہیں

تمہارے اعمال کی جزا دیں۔ ۱۱۷ یعنی غیر اللہ کی پرستش محض باطل ہے۔ ۱۱۸ ایمان والوں کو۔

﴿ اٰیٰتِهَا ۲۴ ﴾ ﴿ سُورَةُ التَّوْبَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۲ ﴾ ﴿ رُكُوْعَاتُهَا ۹ ﴾

سورۃ نور مدنیہ ہے، اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَا آٰیٰتٍ بِّیْنٰتٍ لِّعَلَّكُمْ

یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اُناری اور ہم نے اُس کے احکام فرض کئے وٹ اور ہم نے اس میں روشن آیتیں نازل فرمائیں کہ

تَذَكَّرُوْنَ ۱ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْهُمَا اَكْلًا وَّاحِدًا مِّنْهُمَا مِائَةً

تم دھیان کرو جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے

جَلْدَةً ۚ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهَا سَرَافَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

لگاؤ وٹ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں وٹ اگر تم ایمان لاتے ہو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلِيَشْهَدَ عَدَاِبُهَآ طَآِیْفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۲

اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو وٹ

الزَّانِي لَا يَنْكِحْ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۚ وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحْهَا اِلَّا زَانٍ

بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد

وٹ سورۃ نور مدنیہ ہے، اس میں نو رکوع چونسٹھ آیتیں ہیں۔ وٹ اور ان پر عمل کرنا بندوں پر لازم کیا۔ وٹ یہ خطاب حکام کو ہے کہ جس مرد یا عورت سے زنا

سرزد ہو اس کی ”حد“ یہ ہے کہ اس کو سو ۱۰۰ کوڑے لگاؤ یہ ”حد“ غیر محصن (آزاد کنوارے) کی ہے کیونکہ محصن (آزاد شادی شدہ) کا حکم یہ ہے کہ اس کو رجم کیا جائے

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مابعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجم کیا گیا اور محصن وہ آزاد مسلمان ہے جو مکلف ہو اور نکاح صحیح

کے ساتھ صحبت کر چکا ہو خواہ ایک ہی مرتبہ، ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو رجم کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو مثلاً خُر نہ ہو یا مسلمان نہ ہو یا عاقل بالغ

نہ ہو یا اس نے کبھی اپنی بی بی کے ساتھ صحبت نہ کی ہو یا جس کے ساتھ کی ہو اس کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو تو یہ سب غیر محصن میں داخل ہیں اور ان سب کا حکم کوڑے مارنا

ہے۔ مسائل: مرد کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا کیا جائے اور اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جائیں سوا تہبند کے اور اس کے تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں سوائے سر

چہرے اور شرمگاہ کے، کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ اُلم (درد) گوشت تک نہ پہنچے اور کوڑا متوسّط درجہ کا ہو اور عورت کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا نہ کیا جائے نہ

اس کے کپڑے اتارے جائیں البتہ اگر پوسٹین (چمڑے کا جبہ) یا روئیں دار کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اتار دیئے جائیں یہ حکم حرا و حرہ کا ہے یعنی آزاد مرد اور عورت کا اور

باندی غلام کی حد اس سے نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں جیسا کہ سورۃ نساء میں مذکور ہو چکا۔ ثبوت زنا یا تو چار مردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زنا کرنے والے کے چار

مرتبہ اقرار کر لینے سے پھر بھی امام بار سوال کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زنا سے کیا مراد ہے؟ کہاں کیا، کس سے کیا، کب کیا، اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت

ہوگا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صراحتاً اپنا معائنہ بیان کرنا ہوگا بغیر اس کے ثبوت نہ ہوگا۔ لواطت زنا میں داخل نہیں لہذا اس فعل سے حد واجب نہیں ہوتی لیکن تعزیر واجب

ہوتی ہے اور اس تعزیر میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چند قول مروی ہیں: آگ میں جلادینا، غرق کر دینا، بلندی سے گرانا اور اوپر سے پتھر برسانا، فاعل و مفعول دونوں کا

ایک ہی حکم ہے۔ (تفسیر احمدی) وٹ یعنی عود کے پورا کرنے میں کمی نہ کرو اور دین میں مضبوط اور مضطرب (تختی سے کار بند) رہو۔ وٹ تاکہ عبرت حاصل ہو۔

أَوْ مُشْرِكٍ ۚ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝۳ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ

یا مشرک وک اور یہ کام وک ایمان والوں پر حرام ہے وک اور جو پارسا عورتوں کو

الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً

عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝۴ إِلَّا الَّذِينَ

اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو وک اور وہی فاسق ہیں مگر جو

تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا ۚ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۵ وَالَّذِينَ

اس کے بعد توبہ کر لیں اور سنور جائیں وک تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہ جو

يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ

اپنی عورتوں کو عیب لگائیں وک اور اُن کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی

۱۔ کیونکہ خبیث کا میلان خبیث ہی کی طرف ہوتا ہے نیکوں کو خبیثوں کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ شان نزول: مہاجرین میں بعض بالکل نادار تھے نہ ان کے پاس

کچھ مال تھا نہ ان کا کوئی عزیز قریب تھا اور بدکار مشرک عورتیں دو تھیں اور مالدار تھیں یہ دیکھ کر کسی مہاجر کو خیال آیا کہ اگر ان سے نکاح کر لیا جائے تو ان کی دولت کام

میں آئے گی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انہوں نے اس کی اجازت چاہی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس سے روک دیا گیا۔ وک یعنی

بدکاروں سے نکاح کرنا وک ابتدائے اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا بعد میں آیت ”وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ“ سے منسوخ ہو گیا۔ وک اس آیت سے

چند مسائل ثابت ہوئے۔ مسئلہ ۱: جو شخص کسی پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگائے اور اس پر چار معائنہ کے گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد واجب ہو جاتی ہے اسی

کوڑے۔ آیت میں ”محسنات“ کا لفظ خصوص واقعہ کے سبب سے وارد ہوا یا اس لیے کہ عورتوں کو تہمت لگانا کثیر الوقوع ہے۔ مسئلہ ۲: اور ایسے لوگ جو زنا کی

تہمت میں سزا یاب ہوں اور ان پر حد جاری ہو چکی ہو مردود الشہادۃ ہو جاتے ہیں کبھی ان کی گواہی مقبول نہیں ہوتی۔ پارسا سے مراد وہ ہیں جو مسلمان مکلف، آزاد

اور زنا سے پاک ہوں۔ مسئلہ ۳: زنا کی شہادت کا نصاب چار گواہ ہیں۔ مسئلہ ۴: حد قذف مطالبہ پر مشروط ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو

قاضی پر حد قائم کرنا لازم نہیں۔ مسئلہ ۵: مطالبہ کا حق اسی کو ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ زندہ ہو اور اگر مر گیا ہو تو اس کے بیٹے پوتے کو بھی ہے۔ مسئلہ ۶:

غلام اپنے مولا پر اور بیٹا باپ پر قذف یعنی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ مسئلہ ۷: قذف کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ صراحۃً کسی کو یا زانی کہے یا یہ

کہے کہ تو اپنے باپ سے نہیں ہے یا اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے اور ہو اس کی ماں پارسا تو ایسا شخص

قاذف ہو جائے گا اور اس پر تہمت کی حد آئے گی۔ مسئلہ ۸: اگر غیر محسن کو زنا کی تہمت لگائی مثلاً کسی غلام کو یا کافر کو یا ایسے شخص کو جس کا کبھی زنا کرنا ثابت ہو تو

اس پر حد قذف قائم نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر واجب ہوگی اور یہ تعزیر تین سے انتالیس تک حسب تجویز حاکم شرع کوڑے لگانا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے زنا کے

سوا اور کسی مجور کی تہمت لگائی اور پارسا مسلمان کو اسے فاسق، اے کافر، اے خبیث، اے چور، اے بدکار، اے مہینٹ، اے بددیانت، اے لوطی، اے زندیق،

اے ذی بوث، اے شرابی، اے سود خوار، اے بدکار عورت کے بچے، اے حرام زادے، اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر واجب ہوگی۔ مسئلہ ۹: امام یعنی حاکم

شرع کو اور اس شخص کو جسے تہمت لگائی گئی ہو ثبوت سے قبل معاف کرنے کا حق ہے۔ مسئلہ ۱۰: اگر تہمت لگانے والا آزاد نہ ہو بلکہ غلام ہو تو اس کو چالیس کوڑے

لگائے جائیں گے۔ مسئلہ ۱۱: تہمت لگانے کے جرم میں جس کو حد لگائی گئی ہو اس کی گواہی کسی معاملہ میں معتبر نہیں چاہے وہ توبہ کرے لیکن رمضان کا چاند دیکھنے کے

باب میں توبہ کرنے اور عادل ہونے کی صورت میں اس کا قول قبول کر لیا جائے گا کیونکہ یہ درحقیقت شہادت نہیں ہے اسی لیے اس میں لفظ شہادت اور نصاب

شہادت بھی شرط نہیں۔ وک اپنے احوال و افعال کو درست کر لیں۔ وک زنا کا۔

أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ① وَالْخَامِسَةُ

گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے ۱۲ اور پانچویں

أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ② وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ

یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورت سے یوں سزا مل جائے گی

أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ③ وَالْخَامِسَةَ

کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے ۱۳ اور پانچویں

أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ④ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ

یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو ۱۴ اور اگر اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ⑤ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا حکمت والا ہے تو تمہارا پردہ کھول دیتا بے شک وہ کہ یہ بڑا

بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۖ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ط

بہتان لائے ہیں تمہیں میں کی ایک جماعت ہے ۱۵ اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے ۱۶

ط ۱۷ عورت پر زنا کا الزام لگانے میں۔ ۱۸ اس پر زنا کی تہمت لگانے میں۔ ۱۹ اس کو 'لعان' کہتے ہیں۔ مسئلہ: جب مرد اپنی بی بی پر زنا کی تہمت لگائے تو

اگر مرد و عورت دونوں شہادت کے اہل ہوں اور عورت اس پر مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہو جاتا ہے اگر وہ لعان سے انکار کرے تو اس کو اس وقت تک قید رکھا

جائے گا جب تک وہ لعان کرے یا اپنے جھوٹ کا مقرر ہوگا جھوٹ کا اقرار کرے تو اس کو حد قذف لگائی جائے گی جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور اگر لعان کرنا چاہے

تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ وہ اس عورت پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہوگا کہ اللہ کی لعنت مجھ پر اگر میں یہ الزام

لگانے میں جھوٹا ہوں۔ اتنا کرنے کے بعد مرد پر سے حد قذف ساقط ہو جائے گی اور عورت پر لعان واجب ہوگا انکار کرے گی تو قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان

منظور کرے یا شوہر کے الزام لگانے کی تصدیق کرے اگر تصدیق کی تو عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے

ساتھ کہنا ہوگا کہ مرد اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہوگا کہ اگر مرد اس الزام لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ہوتا کہنے کے

بعد عورت سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی اور لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے فرقت واقع ہوگی بغیر اس کے نہیں اور یہ تفریق طلاق باندہ ہوگی اور اگر مرد

اہل شہادت میں سے نہ ہو مثلاً غلام ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا اور تہمت لگانے سے مرد پر حد قذف لگائی جائے گی اور اگر مرد اہل

شہادت میں سے ہو اور عورت میں یہ اہلیت نہ ہو اس طرح کہ وہ باندی ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو یا بچی ہو یا مجنونہ ہو یا زانیہ ہو اس صورت میں نہ

مرد پر حد ہوگی اور نہ لعان۔ شان نزول: یہ آیت ایک صحابی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اگر آدمی

اپنی عورت کو زنا میں مبتلا دیکھے تو کیا کرے نہ اس وقت گواہوں کے تلاش کرنے کی فرصت ہے اور نہ بغیر گواہی کے وہ یہ بات کہہ سکتا ہے کیونکہ اسے حد قذف کا

اندیشہ ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور لعان کا حکم دیا گیا۔ ۱۵ بڑے بہتان سے مرد اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانا

۱۶ ہجری غزوۃ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت قافلہ قریب مدینہ ایک پڑاؤ پر ٹھہرا تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضرورت کے لیے

کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں وہاں ہار آپ کا ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں ادھر قافلہ نے کوچ کیا اور آپ کا حمل (کجاوہ) شریف اونٹ پر کس دیا اور

انہیں یہی خیال رہا کہ ام المؤمنین اس میں ہیں قافلہ چل دیا آپ آ کر قافلہ کی جگہ بیٹھ گئیں اور آپ نے خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس ہوگا۔ قافلہ کے

لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ

ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا فلا اور اُن میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا فلا

لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۱۱ لَوْلَا إِذْ سَعَوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

اس کے لیے بڑا عذاب ہے فلا کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے

بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ ۱۲ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ

اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا فلا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے فلا اس پر چار گواہ

بِأَرْبَعَةٍ شُهَدَاءَ ۚ فَاذْلَمُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ

کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک

بیچھے پڑی گری چیز اٹھانے کے لیے ایک صاحب رہا کرتے تھے اس موقع پر حضرت صفوان اس کام پر تھے جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پکارا آپ نے کپڑے سے پردہ کر لیا انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھائی آپ اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچیں۔ منافقین سیاہ باطن نے آؤ ہام فاسدہ پھیلائے اور آپ کی شان میں بدگوئی شروع کی۔ بعض مسلمان بھی ان کے فریب میں آگئے اور ان کی زبان سے بھی کوئی کلمہ بے جا سرزد ہوا۔ ام المؤمنین بیمار ہو گئیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں اس زمانہ میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ ان کی نسبت منافقین کیا بک رہے ہیں ایک روز اُمّ مسطح سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی اور اس سے آپ کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمہ میں اس طرح روئیں کہ آپ کا آئسو نہ تھنتھاتا تھا اور نہ ایک لمحہ کے لیے نیند آتی تھی اس حال میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور حضرت ام المؤمنین کی طہارت میں یہ آیتیں اتریں اور آپ کا شرف و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں آپ کی طہارت و فضیلت بیان فرمائی گئی اس دوران میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسر منبر تقسم فرما دیا تھا: مجھے اپنے اہل کی پاکی و خوبی بالیقین معلوم ہے تو جس شخص نے ان کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کر سکتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں ام المؤمنین بالیقین پاک ہیں اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے، کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرح آپ کی طہارت بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے آپ کو لعین اتار دینے کا حکم دیا جو پروردگار آپ کی نعل شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔ اس طرح بہت سے صحابہ اور بہت سی صحابیات نے قسمیں کھائیں، آیت نازل ہونے سے قبل ہی حضرت ام المؤمنین کی طرف سے قلوب مطمئن تھے آیت کے نزول نے ان کا عجز و شرف اور زیادہ کر دیا تو بدگوئیوں کی بدگوئی اللہ اور اس کے رسول اور صحابہ کبار کے نزدیک باطل ہے اور بدگوئی کرنے والوں کے لیے سخت ترین مصیبت ہے۔ فلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں اس پر جزا دے گا اور حضرت ام المؤمنین کی شان اور ان کی برأت ظاہر فرمائے گا۔ چنانچہ اس برأت میں اس نے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔ فلا یعنی بقدر اس کے عمل کے کہ کسی نے طوفان اٹھایا کسی نے بہتان اٹھانے والے کی زبانی موافقت کی کوئی ہنس دیا کسی نے خاموشی کے ساتھ سن ہی لیا جس نے جو کیا اس کا بدلہ پائے گا۔ فلا کہ اپنے دل سے یہ طوفان گھڑا اور اس کو مشہور کرتا پھر ااور وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق ہے۔ فلا آخرت میں مروی ہے کہ ان بہتان لگانے والوں پر حکم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حد قائم کی گئی اور اسی اسی کوڑے لگائے گئے۔ فلا کیونکہ مسلمان کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے اور بدگمانی ممنوع ہے۔ بعض گمراہ بے باک یہ کہہ گزرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ اس معاملہ میں بدگمانی ہو گئی تھی وہ مُفْتَرِی کذاب ہیں اور شان رسالت میں ایسا کلمہ کہتے ہیں جو مؤمنین کے حق میں بھی لائق نہیں ہے اللہ تعالیٰ مؤمنین سے فرماتا ہے کہ تم نے نیک گمان کیوں نہ کیا، تو کیسے ممکن تھا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدگمانی کرتے اور حضور کی نسبت بدگمانی کا لفظ کہنا بڑی سیاہ باطنی ہے خاص کر ایسی حالت میں جبکہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نے تقسم فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے اہل پاک ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر بدگمانی

الْكُذِبُونَ ۱۳) وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

جھوٹے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی ۲۲

لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۱۴) اِذْ تَقُولُونَ بِالْإِسْنَتِ

تو جس چرچے میں تم پڑے اُس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے

وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسِبُونَهُ هَيِّئًا وَهُوَ

اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے ۲۳ اور وہ

عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۱۵) وَلَوْلَا اِذْ سَعَيْتُمْ مَوَاطِنَ مَا يَكُونُ لَنَا اَنْ تَتَكَلَّمُ

اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے ۲۴ اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات

بِهَذَا سُبْحَنَكَ هَذَا ابْهَتَانِ عَظِيمٌ ۱۶) يَعِظُكُمُ اللَّهُ اَنْ تَعُودُوا

کہیں ۲۵ الہی پاکی ہے تجھے ۲۶ یہ بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی

لِيُثْلِقَ أَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۱۷) وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ط وَاللَّهُ

ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ

عَلَيْكُمْ حَكِيمٌ ۱۸) اِنَّ الَّذِيْنَ يُجِبُونَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ

علم و حکمت والا ہے وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا

اٰمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ط فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ط وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

پھیلے ان کے لیے درد ناک عذاب ہے دنیا ۲۷ اور آخرت میں ۲۸ اور اللہ جانتا ہے ۲۹ اور تم

لَا تَعْلَمُونَ ۱۹) وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَاَنَّ اللَّهَ سَرِءُ وُفٍّ

نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان

کرنا ناجائز ہے اور جب کسی نیک شخص پر تہمت لگائی جائے تو بغیر ثبوت مسلمان کو اس کی موافقت اور تصدیق کرنا روا نہیں۔ ۲۱ بالکل جھوٹ ہے بے حقیقت ہے۔ ۲۲ اور تم پر فضل و کرم منظور نہ ہوتا، جس میں سے توبہ کے لیے مہلت دینا بھی ہے اور آخرت میں عفو و مغفرت فرمانا بھی۔ ۲۳ اور خیال کرتے تھے کہ اس

میں بڑا گناہ نہیں۔ ۲۴ جرمِ عظیم ہے۔ ۲۵ یہ ہمارے لیے روانہ نہیں کیونکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ ۲۶ اس سے کہ تیرے نبی کی حُرْم کو فحور کی آلودگی پہنچے۔ مسئلہ:

یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نبی کی بی بی بدکار ہو سکے اگرچہ اس کا بتلائے کفر ہونا ممکن ہے کیونکہ انبیاء کفار کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تو ضروری ہے کہ جو چیز کفار کے نزدیک بھی قابلِ نفرت ہو اس سے وہ پاک ہوں اور ظاہر ہے کہ عورت کی بدکاری ان کے نزدیک قابلِ نفرت ہے۔ (کیروغیرہ) ۲۷ یعنی اس جہان میں، اور وہ حد قائم کرنا ہے چنانچہ ابن ابی اور حسان اور مسطح کے حد لگائی گئی۔ (مدارک) ۲۸ دوزخ۔ اگر توبہ مرجائیں۔ ۲۹ دلوں کے راز اور باطن کے احوال۔

رَّحِيمٌ ۲۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ط وَمَنْ

مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے ہو اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو

يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَوْلَا فَضْلُ

شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا ۲۱ اور اگر اللہ کا

اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي

فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا ۲۲ ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے

مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ سَيُفَعِّلُ عَلَيْكُمْ ۲۱) وَلَا يَأْتِلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ

جسے چاہے ۲۳ اور اللہ سُنتا جانتا ہے اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ۲۴ اور

السَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ

گنجانے والے ہیں ۲۵ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو

اللَّهُ ۚ وَلِيَعْفُوا وَلِيَصْفَحُوا ط أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ط وَاللَّهُ

دینے کی اور چاہے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۲۲) إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغُفْلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

بخشنے والا مہربان ہے ۲۳ بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان ۲۴ پارسا ایمان والیوں کو ۲۵

لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۲۳) يَوْمَ تَشْهَدُ

ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے ۲۶ جس دن ۲۷ ان پر

۲۸ اور عذاب الہی تمہیں مہلت نہ دیتا۔ ۲۹ اس کے وسوسوں میں نہ پڑو اور بہتان اٹھانے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔ ۳۰ اور اللہ تعالیٰ اس کو توبہ و حسن

عمل کی توفیق نہ دیتا اور غفو و مغفرت نہ فرماتا۔ ۳۱ توبہ قبول فرما کر۔ ۳۲ اور منزلت والے ہیں دین میں۔ ۳۳ ثروت و مال میں۔ شان نزول: یہ آیت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ نے قسم کھائی تھی کہ مُسَطَّح کے ساتھ سلوک نہ کریں گے اور وہ آپ کی خالہ کے بیٹے تھے، نادار

تھے مہاجر تھے بدری تھے۔ آپ ہی ان کا خرچ اٹھاتے تھے مگر چونکہ ام المؤمنین پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ انہوں نے موافقت کی تھی اس لیے آپ نے یہ قسم

کھائی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۴ جب یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: بیشک میری آرزو

ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے اور میں مُسَطَّح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو کبھی موقوف نہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے اس کو جاری فرما دیا۔ مسئلہ: اس آیت سے

معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کام پر قسم کھائے پھر معلوم ہو کہ اس کا کرنا ہی بہتر ہے تو چاہئے کہ اس کام کو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ حدیث صحیح میں یہی وارد ہے۔ مسئلہ:

اس آیت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی اس سے آپ کی علوئے شان و مرتبت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولوالفضل

فرمایا اور ۳۵ عورتوں کو جو بدکاری اور فجور کو جانتی بھی نہیں اور برا خیال ان کے دل میں بھی نہیں گزرتا اور ۳۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ یہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے اوصاف ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے تمام ایماندار پارسا عورتیں مراد ہیں، ان کے عیب لگانے

عَلَيْهِمُ السِّنَّةُ وَأَيُّدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾ يَوْمَئِذٍ

گواہی دیں گی اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن

يُوقَفُ لَهُمُ اللَّهُ دِينُهُمُ الْحَقُّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ السَّبِيحُ ﴿٢٥﴾

اللہ انھیں ان کی سچی سزا پوری دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق ہے

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کے لیے اور ستھریاں ستھروں کے لیے اور

الطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

ستھرے ستھریوں کے لیے وہ پاک ہیں اُن باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں اُن کے لیے بخشش

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ

اور عزت کی روزی ہے اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ

حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

جب تک اجازت نہ لے لو اور اُن کے سارکوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم

والوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔ ۲۳۔ یہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کے حق میں ہے۔ (غازن) ۲۴۔ یعنی روز قیامت ۲۵۔ زبانوں کا گواہی دینا تو ان

کے مونہوں پر مہر لگائے جانے سے قبل ہوگا اور اس کے بعد مونہوں پر مہر لگا دی جائیں گی جس سے زبانیں بند ہو جائیں گی اور اعضاء بولنے لگیں گے اور دنیا

میں جو عمل کئے تھے ان کی خبر دیں گے جیسے کہ آگے ارشاد ہے۔ ۲۴۔ جس کے وہ مستحق ہیں۔ ۲۵۔ یعنی موجود ظاہر ہے اسی کی قدرت سے ہر چیز کا وجود ہے۔ بعض

مفسرین نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ کفار دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں شک کرتے تھے اللہ تعالیٰ آخرت میں انہیں ان کے اعمال کی جزا دے کر ان وعدوں کا

حق ہونا ظاہر فرمادے گا۔ فائدہ: قرآن کریم میں کسی گناہ پر ایسی تغلیظ و تشدید اور تکرار و تاکید نہیں فرمائی گئی جیسی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اوپر

بہتان باندھنے پر فرمائی گئی اس سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفعت منزلت ظاہر ہوتی ہے۔ ۲۴۔ یعنی خبیث کے لیے خبیث لائق ہے خبیث عورت

خبیث مرد کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورت کے لیے اور خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتے ہیں اور خبیث باتیں خبیث آدمی کا وظیرہ ہوتی ہیں۔

۲۵۔ یعنی پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صفوان ہیں۔ ۲۶۔ تہمت لگانے والے خبیث ۲۷۔ یعنی ستھروں اور

ستھریوں کے لیے جنت میں۔ اس آیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کمال فضل و شرف ثابت ہوا کہ وہ طیبہ اور پاک پیدا کی گئیں اور قرآن کریم میں

ان کی پاکی کا بیان فرمایا گیا اور انہیں مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ دیا گیا حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ نے بہت خصائص عطا فرمائے

جو آپ کے لیے قابل فخر ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں کہ جبریل امین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں ایک خزیر (ریشمی کپڑے) پر آپ کی تصویر

لائے اور عرض کیا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہ فرمایا اور یہ کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی وفات آپ کی گود میں اور آپ کی نوبت کے دن ہوئی اور آپ ہی کا حجرہ شریفہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آرام گاہ اور آپ کا روضہ ظاہرہ ہوا

اور یہ کہ بعض اوقات ایسی حالت میں حضور پر وحی نازل ہوئی کہ حضرت صدیقہ آپ کے ساتھ آپ کے لحاف میں ہوتیں اور یہ کہ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دختر ہیں اور یہ کہ آپ پاک پیدا کی گئیں اور آپ سے مغفرت و رزق کریم کا وعدہ فرمایا گیا۔ ۲۸۔ مسئلہ:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے ”سبحان اللہ“ یا ”الحمد للہ“ یا ”اللہ اکبر“

تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ

دھیان کرو پھر اگر اُن میں کسی کو نہ پاؤ فہ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ

لَكُمْ ۚ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ اَرْجِعُوا فَاَرْجِعُوا هُوَ اَرْكَىٰ لَكُمْ ۖ وَاللّٰهُ بِمَا

جاؤ واک اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو فہ یہ تمہارے لیے بہت سترہا ہے اللہ تمہارے

تَعْمَلُونَ عَلَيْهِمُ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ

کاموں کو جانتا ہے اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت

مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾

کے نہیں واک اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو

قُلْ لِلّٰهِ مَنِيعٌ يَعِضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوجَهُمْ ۖ ذٰلِكَ اَرْكَىٰ

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں فہ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں واک یہ اُن کے لیے بہت

لَهُمْ ۖ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقُلْ لِلّٰهِ مَنِيعٌ يَعِضُّضْنَ مِنْ

سترہا ہے بے شک اللہ کو اُن کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ

کے یا کھنکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ غیر کے گھر سے وہ گھر مراد ہے جس میں غیر

سکونت رکھتا ہو خواہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ: غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحب مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو اول سلام کرے پھر اجازت

چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت چاہے اس طرح کہ کہے: ”السلام علیکم“ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ

سلام کو کلام پر مقدم کرو۔ حضرت عبداللہ کی قرأت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی قرأت یوں ہے: ”حَتَّىٰ تَسْلِمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا وَتَسْتَأْذِنُوْا“ اور یہ بھی کہا

گیا ہے کہ پہلے اجازت چاہے پھر سلام کرے۔ (مدارک، کشاف، احمدی) مسئلہ: اگر دروازے کے سامنے کھڑے ہونے میں بے پردگی کا اندیشہ ہو تو دائیں یا بائیں

جانب کھڑے ہو کر اجازت طلب کرے۔ مسئلہ: حدیث شریف میں ہے اگر گھر میں ماں ہو جب بھی اجازت طلب کرے۔ (موطا امام مالک) فہ یعنی مکان میں

اجازت دینے والا موجود نہ ہو۔ واک کیونکہ ملک غیر میں تصرف کرنے کے لیے اس کی رضا ضروری ہے۔ واک اور اجازت طلب کرنے میں اصرار و الحاح

(تکرار) نہ کرو۔ مسئلہ: کسی کا دروازہ بہت زور سے کھٹ کھٹانا اور شدید آواز سے چیخنا خاص کر علماء اور بزرگوں کے دروازوں پر ایسا کرنا ان کو زور سے پکارنا مکروہ و

خلاف ادب ہے۔ واک مثل سرائے اور مسافر خانے وغیرہ کے کہ اس میں جانے کے لیے اجازت حاصل کرنے کی حاجت نہیں۔ شان نزول: یہ آیت ان

اصحاب کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے آیت استیذان یعنی اوپر والی آیت نازل ہونے کے بعد دریافت کیا تھا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان اور شام

کی راہ میں جو مسافر خانے بنے ہوئے ہیں کیا ان میں داخل ہونے کے لیے بھی اجازت لینا ضروری ہے۔ واک اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔

مسائل: مرد کا بدن زیر ناف سے گھٹنے کے نیچے تک عورت (چھپانے کی جگہ) ہے اس کا دیکھنا جائز نہیں اور عورتوں میں سے اپنے محارم اور غیر کی باندی کا بھی یہی حکم

ہے مگر اتنا اور ہے کہ ان کے پیٹ اور پیٹھ کا دیکھنا بھی جائز نہیں اور حرہ اجنبیہ کے تمام بدن کا دیکھنا ممنوع ہے ”اِنْ لَّمْ يَأْمَنْ مِنَ الشَّهْوَةِ، وَاِنْ اَمِنَ مِنْهَا فَالْمَمْنُوعُ

النَّظَرُ اِلَى مَا سِوَى الْوُجْهِ وَالْكَفِّ وَالْقَدَمِ، وَمَنْ يَأْمَنْ فَاِنَّ الزَّمَانَ زَمَانُ الْفَسَادِ فَلَا يَحِلُّ النَّظَرُ اِلَى الْحُرَّةِ الْاَجْنَبِيَّةِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ“ مگر

بحالت ضرورت قاضی و گواہ کو اور اس عورت سے نکاح کی خواہش رکھنے والے کو چہرہ دیکھنا جائز ہے اور اگر کسی عورت کے ذریعہ سے حال معلوم کر سکتا ہو تو نہ دیکھے

اور طیبہ کو موضع مرض کا بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے۔ مسئلہ: مرد لڑکے کی طرف بھی شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ (مدارک و احمدی) واک اور زنا و حرام سے بچیں یا

یہ معنی ہیں کہ اپنی شرم گاہوں اور ان کے لواحق یعنی تمام بدن عورت کو چھپائیں اور پردہ کا اہتمام رکھیں۔

أَبْصَارُهُنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ

نیچی رکھیں ۵۱ اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں ۵۲ مگر جتنا خود ہی ظاہر

مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُرُجِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا

ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر

لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ

اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ ۵۳ یا شوہروں کے باپ ۵۴ یا اپنے بیٹے ۵۵ یا شوہروں

بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ

کے بیٹے ۵۶ یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے ۵۷ یا اپنے دین کی عورتیں

أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولَى الْأَرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں ۵۸ یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں ۵۹

أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ

یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں ۶۰ اور زمین پر

بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ ۖ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا

پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار ۶۱ اور اللہ کی طرف توبہ کرو

۵۱ اور غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ازواجِ مطہرات میں سے بعض اہمات المؤمنین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تھیں

اسی وقت ابنِ اُمّ مکتوم آئے حضور نے ازواج کو پردہ کا حکم فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ فرمایا: تم تو نابینا نہیں ہو۔ (ترمذی و ابوداؤد) اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی نا محرم کا دیکھنا اور اس کے سامنے ہونا جائز نہیں۔ ۵۲ اظہر (زیادہ ظاہر بات) یہ ہے کہ یہ حکم نماز کا ہے نہ نظر کا کیونکہ حرہ کا تمام بدن

عورت ہے شوہر اور محرم کے سوا اور کسی کے لیے اس کے کسی حصہ کا دیکھنا بے ضرورت جائز نہیں اور معالجا وغیرہ کی ضرورت سے قدر ضرورت جائز ہے۔ (تفسیر احمدی)

۵۳ اور انہیں کے حکم میں دادا پرداد وغیرہ تمام اصول۔ ۵۴ کہ وہ بھی محرم ہو جاتے ہیں۔ ۵۵ اور انہیں کے حکم میں ہے ان کی اولاد۔ ۵۶ کہ وہ بھی محرم

ہو گئے۔ ۵۷ اور انہیں کے حکم میں ہیں چچا ماموں وغیرہ تمام محارم۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح کو لکھا تھا کہ کفار اہل کتاب کی عورتوں کو

مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمہ عورت کو کافرہ عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔ مسئلہ: عورت

اپنے غلام سے بھی مثل اجنبی کے پردہ کرے۔ (مدارک وغیرہ) ۵۸ ان پر اپنا سنگار ظاہر کرنا ممنوع نہیں اور غلام ان کے حکم میں نہیں اس کو اپنی مالک کے مواضع

زینت کو دیکھنا جائز نہیں۔ ۵۹ مثلاً ایسے بوڑھے ہوں جنہیں اصلاً شہوت باقی نہیں رہی ہو اور ہوں صالح۔ مسئلہ: ائمہ حنفیہ کے نزدیک خضی اور عثین حرمت نظر

میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں۔ مسئلہ: اسی طرح قبیح الافعال منہ سے بھی پردہ کیا جائے جیسا کہ حدیث مسلم سے ثابت ہے۔ ۶۰ وہ ابھی نادان نابالغ ہیں۔

۶۱ یعنی عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے۔ مسئلہ: اسی لیے چاہئے کہ عورتیں باجے دار

جھانچن نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانچن پہنتی ہوں۔ اس سے سمجھنا چاہئے کہ جب زیور کی

آواز عدم قبول دعا کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کسی موجب غضب الہی ہوگی، پردے کی طرف سے بے پردائی تباہی کا سبب ہے

أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۳۱ وَأَنْتُمْ حُرُّوا إِلَّا يَأْمُرُ مِنْكُمْ وَ

اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ اور نکاح کردو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں فلا اور

الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۝۳۲ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ

اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا

مِنْ فَضْلِهِ ۝۳۳ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝۳۴ وَلَيْسْتَ تَعْفِفُ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

اپنے فضل کے سبب ۳۳ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اور چاہیے کہ بچے رہیں فلا وہ جو نکاح کا مقدور

نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۝۳۵ وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا

نہیں رکھتے مکے یہاں تک کہ اللہ انہیں مقدور والا کر دے اپنے فضل سے فلا اور تمہارے ہاتھ کی ملک باندی غلاموں میں سے

مَلَكَتْ أَيْبَانَكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۝۳۶ وَأَتَوْهُمْ مِّنْ

جو یہ چاہیں کہ کچھ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو تو لکھ دو فلا اگر ان میں کچھ بھلائی جانو فلا اور اس پر ان کی مدد کرو

مَالِ اللَّهِ الَّذِي أَتَاكُمْ ۝۳۷ وَلَا تَكْرِهُوا فَتِيَّتَكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَادَ

اللہ کے مال سے جو تم کو دیا فلا اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جب کہ وہ

تَحَصَّنَ الْبَتُّ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۝۳۸ وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ

بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو فلا اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بے شک اللہ

(اللہ کی پناہ)۔ (تفسیر احمدی وغیرہ) فلا خواہ مرد یا عورت کنوارے یا غیر کنوارے۔ ۳۸ اس غناء سے مراد یا قناعت ہے کہ وہ بہترین غنا ہے جو قناعت (قناعت

کرنے والے) کو ترڈ دے بے نیاز کر دیتا ہے یا کفایت کہ ایک کا کھانا دو کے لیے کافی ہو جائے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے یا زوج و زوجہ کے دو

رزقوں کا جمع ہو جانا یا فراموشی بہ برکت نکاح جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ ۳۹ حرام کاری سے فلا جنہیں مہر و نفقہ میسر

نہیں۔ فلا اور مہر و نفقہ ادا کرنے کے قابل ہو جائیں۔ حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نکاح کی قدرت رکھے وہ نکاح

کرے کہ نکاح پارسائی و پاک بازی کا معین (مددگار) ہے اور جسے نکاح کی قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کہ یہ شہوتوں کے توڑنے والے ہیں۔ فلا کہ وہ اس

قدر مال ادا کرے آزاد ہو جائیں اور اس طرح کی آزادی کو کتابت کہتے ہیں اور آیت میں اس کا امر استحباب کے لیے ہے اور یہ استحباب اس شرط کے ساتھ مشروط

ہے جو اس کے بعد ہی آیت میں مذکور ہے۔ شان نزول: حویطب بن عبد العزیٰ کے غلام صبح نے اپنے مولیٰ سے کتابت کی درخواست کی مولیٰ نے انکار کیا اس پر

یہ آیت نازل ہوئی تو حویطب نے اس کو سودینار پر مکاتب کر دیا اور ان میں سے بیس اس کو بخش دیئے باقی اس نے ادا کر دیئے۔ فلا بھلائی سے مراد امانت و

دیانت اور کمائی پر قدرت رکھنا ہے کہ وہ حلال روزی سے مال حاصل کر کے آزاد ہو سکے اور مولیٰ کو مال دے کر آزادی حاصل کرنے کے لیے بھیک نہ مانگتا پھرے۔

اسی لیے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو مکاتب کرنے سے انکار فرما دیا جو سوائے بھیک کے کوئی ذریعہ کسب کا نہ رکھتا تھا۔ فلا مسلمانوں

کو ارشاد ہے کہ وہ مکاتب غلاموں کو زکوٰۃ وغیرہ دے کر مدد کریں جس سے وہ بدل کتابت دے کر اپنی گردن چھڑا سکیں اور آزاد ہو سکیں۔ فلا یعنی طبع مال میں

اندھے ہو کر کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کریں۔ شان نزول: یہ آیت عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کے حق میں نازل ہوئی جو مال حاصل کرنے کے لیے اپنی

کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا ان کنیزوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بَعْدَ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوًّا رَّحِيمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُبِينَاتٍ

بعد اس کے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر ہیں بخشے والا مہربان ہے اُن کے اور بے شک ہم نے اُنہیں تمہاری طرف روشن آیتیں دے

وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۳۴﴾ اللَّهُ

اور کچھ ان لوگوں کا بیان جو تم سے پہلے ہو گزرے اور ڈر والوں کے لیے نصیحت اللہ

نُورُ السَّلَوتِ وَالْأَرْضُ ط مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكُوتٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ط

نور ہے اُن کے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی دیکھ مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے

الْبُصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ط الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن

وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے

شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ط يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ ط

برکت والے پیڑ زیتون سے ہے جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچم (مغرب) کا ہے قریب ہے کہ اس کا تیل اُٹھ

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُورٌ عَلَى نُورٍ ط يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ط

اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے

لَهُ اور وبال گناہ مجبور کرنے والے پر۔ اُن کے جنہوں نے حلال و حرام دود و احکام سب کو واضح کر دیا۔ اُن کے ”نور“ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام

ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اللہ آسمان و زمین کا بادی ہے تو اہل سموات و ارض اس کے نور سے حق کی راہ پاتے ہیں اور

اس کی ہدایت سے گمراہی کی حیرت سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا منور فرمانے والا ہے اس نے

آسمانوں کو ملائکہ سے اور زمین کو انبیاء سے منور کیا۔ اُن کے اللہ کے نور سے یا تو قلبِ مؤمن کی وہ نورانیت مراد ہے جس سے وہ ہدایت پاتا اور راہِ یاب ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے اس نور کی مثال جو اس نے مؤمن کو عطا فرمایا۔ بعض مفسرین نے اس نور سے قرآن مراد لیا اور ایک

تفسیر یہ ہے کہ اس نور سے مراد سید کائنات افضل موجودات حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اُن کی درختِ نہایت کثیر البرکت ہے کیونکہ اس کا

روغن جس کو ”زیت“ کہتے ہیں نہایت صاف و پاکیزہ روشنی دیتا ہے سر میں بھی لگایا جاتا ہے سالن اور ناخوش (گوشت، مچھلی وغیرہ) کی جگہ روٹی سے بھی کھایا جاتا

ہے۔ دنیا کے اور کسی تیل میں یہ وصف نہیں اور درختِ زیتون کے پتے نہیں گرتے۔ (خازن) اُن کے وسط کا ہے کہ نہ اسے گرمی سے ضرر پہنچے نہ سردی سے اور وہ

نہایت اجود و اعلیٰ ہے اور اس کے پھل غایت اعتدال میں۔ اُن کی اپنی صفا و لطافت کے باعث خود اُن کے معنی میں اہل علم کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ

نور سے مراد ہدایت ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت غایت ظہور میں ہے کہ عالمِ محسوسات میں اس کی تشبیہ ایسے روشن دان سے ہو سکتی ہے جس میں صاف

شفاف فانوس ہو اس فانوس میں ایسا چراغ ہو جو نہایت ہی بہتر اور مُصَفًّی زیتون سے روشن ہو کہ اس کی روشنی نہایت اعلیٰ اور صاف ہو اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تمثیل

نورِ سیدِ انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کعبِ احبار سے فرمایا کہ اس آیت کے معنی بیان کرو، انہوں

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی روشن دان (طاق) تو حضور کا سیدِ شریف ہے اور فانوسِ قلبِ مبارک اور چراغِ

نبوت کہ شجرِ نبوت سے روشن ہے اور اس نورِ محمدی کی روشنی و اضاءت اس مرتبہ کمالِ ظہور پر ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان بھی نہ فرمائیں جب بھی خلق پر

ظاہر ہو جائے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ روشن دان تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیدِ مبارک ہے اور فانوسِ قلبِ اُطہر اور

چراغِ وہ نور جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا کہ شرقی ہے نہ غربی نہ یہودی نہ نصرانی، ایک شجرہ مبارک سے روشن ہے وہ شجرہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۖ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۳۵﴾ فِي يَوْمٍ

اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ان گھروں میں

أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ ۙ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ

جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح

وَالْأَصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَا تُلْهِيمُهُمْ تِجَارَةً وَلا بَيْعًا عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

اور شام ۵۵ وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد ۵۶

وَأَقَامِ الصَّلَاةَ وَآيَتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ

اور نماز برپا رکھتے ۵۷ اور زکوٰۃ دینے سے ۵۸ ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے

الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا ۖ وَيَزِيدَهُمُ

دل اور آنکھیں ۵۹ تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے اُن کے سب سے بہتر کام کا اور اپنے فضل سے انہیں

مِنْ فَضْلِهِ ۖ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِينَ

انعام زیادہ دے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے کتنی اور جو

كَفَرُوا ۖ أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّانُّ مَاءً ۖ حَتَّىٰ إِذَا

کافر ہوئے اُن کے کام ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا رہتا کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک جب

نور قلب ابراہیم پر نور محمدی نور پر نور ہے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ روشندان و فانوس تو حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور چراغ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اور شجرہ مبارکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ اکثر انبیاء آپ کی نسل سے ہیں اور شرقی و غربی نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ

نصرانی کیونکہ یہود مغرب کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور نصاریٰ مشرق کی طرف۔ قریب ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محان و کمالات نزول وحی سے

قبل ہی خلق پر ظاہر ہو جائیں نور پر نور یہ کہ نبی ہیں نسل نبی سے نور محمدی ہے نور ابراہیمی پر۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت اقوال ہیں۔ (خازن) ۵۷ اور ان کی تعظیم و

تطہیر لازم کی۔ مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: مسجدیں بیٹ اللہ ہیں زمین میں۔ ۵۸ تسبیح سے مراد

نمازیں ہیں صبح کی تسبیح سے فجر اور شام سے ظہر و عصر و مغرب و عشاء مراد ہیں۔ ۵۹ اور اس کے ذکر قلبی و لسانی اور اوقات نماز پر مسجدوں کی حاضری سے۔

۶۰ اور انہیں وقت پر ادا کرنے سے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بازار میں تھے مسجد میں نماز کے لیے اقامت کہی گئی آپ نے دیکھا کہ بازار والے اُٹھے

اور دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے۔ تو فرمایا کہ آیت ”رِجَالٌ لَّا تُلْهِيمُهُمْ“ ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے۔ ۵۸ اس کے وقت پر۔ ۵۹ دلوں کا الٹ

جاننا یہ ہے کہ شدت خوف و اضطراب سے الٹ کر گلے تک چڑھ جائیں گے نہ باہر نکلیں نہ نیچے اتریں اور آنکھیں اوپر چڑھ جائیں گی یا یہ معنی ہیں کفار کے دل کفر و

شک سے ایمان و یقین کی طرف پلٹ جائیں گے اور آنکھوں سے پردے اٹھ جائیں گے یہ تو اس دن کا بیان ہے آیت میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ وہ فرمانبردار بندے

جو ذکر و طاعت میں نہایت مستعد رہتے ہیں اور عبادت کی ادائیگی سرگرم رہتے ہیں باوجود اس حسن عمل کے اس روز سے خائف رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّهِ حِسَابَهُ ۖ وَاللَّهُ

اُس کے پاس آیا تو اُسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اُس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹ اَوْ كُذِّبَتْ فِي بَحْرِ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ

جلد حساب کر لیتا ہے یا وہ جیسے اندھیریاں کسی گنڈے کے دریا میں ۳۹ اس کے اوپر موج موج کے اوپر اور

مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۖ ظُلُمْتُ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۖ اِذَا آخَرَجَ

موج اس کے اوپر بادل اندھیرے میں ایک پر ایک ۴۰ جب اپنا ہاتھ نکالے

يَدَهُ لَمْ يَكْذِبْ رِهَا ۖ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ۝۴۰

تو سوچائی دیتا معلوم نہ ہو ۴۰ اور جسے اللہ نور نہ دے اُس کے لیے کہیں نور نہیں ۴۰

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَفْتٍ ۖ

کیا تم نے دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے ۴۱ پر پھیلائے

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝۴۱

سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح اور اللہ اُن کے کاموں کو جانتا ہے اور اللہ ہی

مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَ إِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝۴۲ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ

کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف پھر جانا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ

يُرْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَّامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

نرم نرم چلاتا ہے بادل کو ۴۲ پھر اُنھیں آپس میں ملاتا ہے ۴۳ پھر اُنھیں تہہ پر تہہ کر دیتا ہے تو تُو دیکھے کہ اس کے

وَنُحُلٍ لِّمَن يَاقِلُ سَحَابًا ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَّامًا فَتَرَى الْوَدْقَ ۖ وَاللَّهُ

۴۴ یعنی پانی سمجھ کر اس کی تلاش میں چلا جب وہاں پہنچا تو پانی کا نام و نشان نہ تھا ایسے ہی کافر اپنے خیال میں نیکیاں کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے

اس کا ثواب پائے گا جب عرصات قیامت (قیامت کے میدان) میں پہنچے گا تو ثواب نہ پائے گا بلکہ عذاب عظیم میں گرفتار ہوگا اور اس وقت اس کی

حسرت اور اس کا اندوہ و غم اس پیاس سے بدرجہا زیادہ ہوگا۔ ۴۵ اعمال کفار کی مثال ایسی ہے ۴۶ سمندروں کی گہرائی میں ۴۷ ایک اندھیرا دریا کی

گہرائی کا اس پر ایک اور اندھیرا موجوں کے تراکم (اکٹھا ہونے کا) اس پر اور اندھیرا بادلوں کی گہری ہوئی گھٹا کا ان اندھیروں کی شدت کا یہ عالم کہ جو

اس میں ہو وہ ۴۸ باوجودیکہ اپنا ہاتھ نہایت ہی قریب اور اپنے جسم کا جزو ہے جب وہ بھی نظر نہ آئے تو اور دوسری چیز کیا نظر آئے گی ایسا ہی حال ہے کافر

کا کہ وہ اعتقاد باطل اور قول ناحق اور عمل فحش کی تاریکیوں میں گرفتار ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ دریا کے گنڈے اور اس کی گہرائی سے کافر کے دل کو

اور موجوں سے جہل و شک و حیرت کو جو کافر کے دل پر چھائے ہوئے ہیں اور بادلوں سے مہر کو جو ان کے دلوں پر ہے تشبیہ دی گئی۔ ۴۹ راہ یاب وہی ہوتا

ہے جس کو وہ راہ دے۔ ۵۰ جو آسمان وزمین کے درمیان میں ہیں۔ ۵۱ جس سرزمین اور جن بلا دی طرف چاہے۔ ۵۲ اور ان کے متفرق ٹکڑوں کو

یکجا کر دیتا ہے۔

يَخْرِجُ مِنْ خَلَلِهِ ۚ وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ

بچ میں سے میٹھ نکلتا ہے اور اُتارتا ہے آسمان سے اس میں جو برف کے پہاڑ ہیں ان میں سے کچھ اولے ۹۹

فِيصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۖ يَكَادُ سَنَابِرُقه

پھر ڈالتا ہے انھیں جس پر چاہے وٹا اور پھیر دیتا ہے انھیں جس سے چاہے وٹا قریب ہے کہ اس کی بجلی

يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۚ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ

کی چمک آنکھ لے جائے وٹا اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی وٹا بے شک اس میں

لَعِبْرَةٌ لِّلْأُولَى ۚ الْأَبْصَارِ ۚ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ ۚ فَمِنْهُمْ

سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو اور اللہ نے زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا وٹا تو اُن میں

مَّن يَّسْشٰى عَلَىٰ بَطْنِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْشٰى عَلَىٰ رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے وٹا اور اُن میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے وٹا اور اُن میں کوئی

يَّسْشٰى عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

چار پاؤں پر چلتا ہے وٹا اللہ بناتا ہے جو چاہے بے شک اللہ سب کچھ

قَدِيرٌ ۚ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلَىٰ

کر سکتا ہے بے شک ہم نے اُتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں وٹا اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ

سیدھی راہ دکھائے وٹا اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور حکم مانا پھر

۹۹۔ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ جس طرح زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمان میں برف کے پہاڑ اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اور یہ اس کی قدرت سے کچھ

بعد نہیں ان پہاڑوں سے اولے برساتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ آسمان سے اولوں کے پہاڑ کے پہاڑ برساتا ہے یعنی بکثرت اولے برساتا ہے۔ (مدارک وغیرہ)

وٹا اور جس کے جان و مال کو چاہتا ہے ان سے ہلاک و تباہ کرتا ہے۔ وٹا اس کے جان و مال کو محفوظ رکھتا ہے۔ وٹا اور روشنی کی تیزی سے آنکھوں کو بیکار

کر دے۔ وٹا کہ رات کے بعد دن لاتا ہے اور دن کے بعد رات۔ وٹا یعنی تمام اجناس حیوان کو پانی کی جنس سے پیدا کیا اور پانی ان سب کی اصل ہے

اور یہ سب باوجود متحد الاصل ہونے کے باہم کس قدر مختلف الحال ہیں یہ خالق عالم کے علم و حکمت اور اس کے کمال قدرت کی دلیل روشن ہے۔ وٹا جیسے کہ سانپ اور مچھلی اور بہت سے کیڑے۔ وٹا جیسے کہ آدمی اور پرند۔ وٹا مثل بہائم اور درندوں کے۔ وٹا یعنی قرآن کریم جس میں ہدایت و احکام اور

حلال و حرام کا واضح بیان ہے۔ وٹا اور سیدھی راہ جس پر چلنے سے رضائے الہی و نعمت آخرت میسر ہو دین اسلام ہے آیات کا ذکر فرمانے کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ انسان تین فرقوں میں منقسم ہو گئے ایک وہ جنہوں نے ظاہر میں تصدیق حق کی اور باطن میں تکذیب کرتے رہے۔ وہ منافق ہیں دوسرے وہ جنہوں نے ظاہر میں بھی تصدیق کی اور باطن میں بھی تکذیب کی اور باطن میں بھی وہ کفار ہیں ان کا ذکر بالترتیب فرمایا جاتا ہے۔

يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۖ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٧﴾ وَإِذَا

کچھ اُن میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں فلا اور وہ مسلمان نہیں فلا اور جب

دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٣٨﴾

بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو جیسی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے

وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٣٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ

اور اگر ان کی ڈگری ہو (ان کے حق میں فیصلہ ہو) تو اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے فلا کیا اُن کے دلوں میں بیماری ہے فلا

أَمْ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحْجِفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ

یا شک رکھتے ہیں فلا یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول اُن پر ظلم کریں گے فلا بلکہ

أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٠﴾ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ

وہ خود ہی ظالم ہیں مسلمانوں کی بات تو یہی ہے فلا جب اللہ اور رسول کی طرف

وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

بلائے جائیں کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ

الْمُفْلِحُونَ ﴿٤١﴾ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مراد کو پہنچے اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی

هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٤٢﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ

لوگ کامیاب ہیں اور انھوں نے فلا اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اگر تم انھیں حکم دو گے

فَلَا يُرِيدُوا أَنْ يَخْلَعُوا أَوْ يَكُونُوا عَدُوًّا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَمَنْ يُضِلَّ فَرِيقًا

نہا اور اپنے قول کی پابندی نہیں کرتے۔ فلا منافق ہیں کیونکہ ان کے دل ان کی زبانوں کے موافق نہیں۔ فلا کفار و منافقین بار بار تجربہ کر چکے تھے اور انہیں

کامل یقین تھا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ سراسر حق و عدل ہوتا ہے اس لیے ان میں جو سچا ہوتا وہ تو خواہش کرتا تھا کہ حضور اس کا فیصلہ فرمائیں اور جو

ناحق پر ہوتا وہ جانتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عدالت سے وہ اپنی ناجائز مراد نہیں پاسکتا اس لیے وہ حضور کے فیصلہ سے ڈرتا اور گھبراتا تھا۔

شان نزول: دشر نامی ایک منافق تھا ایک زمین کے معاملہ میں اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا، یہودی جانتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ سچا ہے اور اس کو یقین تھا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق و عدل کا فیصلہ فرماتے ہیں اس لیے اس نے خواہش کی کہ یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیصلہ (حل) کرایا جائے لیکن

منافق بھی جانتا تھا کہ وہ باطل پر ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عدل و انصاف میں کسی کی رورعایت نہیں فرماتے اس لیے وہ حضور کے فیصلہ پر تو راضی نہ

ہوا اور کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے پر مصر ہوا اور حضور کی نسبت کہنے لگا کہ وہ ہم پر ظلم کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فلا کفر یا نفاق کی۔ فلا

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت میں۔ فلا ایسا تو ہے نہیں کیونکہ یہ وہ خوب جانتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ حق سے متجاوز ہو ہی

نہیں سکتا اور کوئی بددیانت آپ کی عدالت سے پر ایا حق مارنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے وہ آپ کے فیصلہ سے اعراض کرتے ہیں۔ فلا اور ان کو یہ

طریق ادب لازم ہے کہ فلا یعنی منافقین نے۔ (مدارک)

لِيَخْرُجَنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا طَاعَةً مَّعْرُوفَةً ۖ إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِمَا

تو وہ ضرور جہاد کو نکلیں گے تم فرما دو قسمیں نہ کھاؤ ۱۱۸ موافق شرع حکم برداری چاہئے اللہ جانتا ہے جو

تَعْمَلُونَ ﴿۵۲﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

تم کرتے ہو ۱۱۹ تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۱۲۰ پھر اگر تم منہ پھیرو ۱۲۱ تو رسول کے ذمہ وہی ہے

عَلَيْهِ مَا حَبَلٌ وَعَلَيْكُمْ مَا حَبَلْتُمْ ط وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ط وَمَا

جو اُس پر لازم کیا گیا ۱۲۲ اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ۱۲۳ اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے اور

عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَدُ الْمُبِينُ ﴿۵۳﴾ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ

رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ۱۲۴ اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ۚ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ

اچھے کام کئے ۱۲۵ کہ ضرور انھیں زمین میں خلافت دے گا ۱۲۶ جیسی اُن سے پہلوں

قَبْلِهِمْ ۚ وَلَيُبَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ

کو دی ۱۲۷ اور ضرور اُن کے لیے جمادے گا اُن کا وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے ۱۲۸ اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو

خَوْفِهِمْ آمْنًا ط يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ

امن سے بدل دے گا ۱۲۹ میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۵۴﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا

تو وہی لوگ بے حکم ہیں اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی

۱۱۸ کہ جھوٹی قسم گناہ ہے۔ ۱۱۹ زبانی اطاعت اور عملی مخالفت اس سے کچھ چھپا نہیں۔ ۱۲۰ سچے دل اور سچی نیت سے۔ ۱۲۱ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

فرمانبرداری سے، تو اس میں ان کا کچھ ضرر نہیں۔ ۱۲۲ یعنی دین کی تبلیغ اور احکام الہی کا پہنچا دینا اس کو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اچھی طرح ادا کر دیا اور وہ

اپنے فرض سے ٹھہرہ برآ ہو چکے۔ ۱۲۳ یعنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری۔ ۱۲۴ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت

واضح طور پر پہنچا دیا۔ ۱۲۵ شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وحی نازل ہونے سے دس سال تک مکہ مکرمہ میں مع اصحاب کے قیام فرمایا اور کفار کی

ایذاؤں پر جو شب و روز ہوتی رہتی تھیں صبر کیا پھر حکم الہی مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اور انصار کے منازل (گھروں) کو اپنی سکونت سے سرفراز کیا مگر قریش اس پر بھی

باز نہ آئے روزمرہ ان کی طرف سے جنگ کے اعلان ہوتے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتیں، اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت خطرے میں

رہتے اور ہتھیار ساتھ رکھتے ایک روز ایک صحابی نے فرمایا: کبھی ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ ہمیں امن میسر ہو اور ہتھیاروں کے بار سے ہم سبکدوش ہوں، اس پر یہ آیت

نازل ہوئی ۱۲۶ اور بجائے کفار کے تمہاری فرمانروائی ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جس چیز پر شب و روز

گزرے ہیں ان سب پر دین اسلام داخل ہوگا۔ ۱۲۷ حضرت داؤد و سلیمان وغیرہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور جیسی کہ جابرہ مصر و شام کو ہلاک کر کے بنی

اسرائیل کو خلافت دی اور ان ممالک پر ان کو مسلط کیا۔ ۱۲۸ یعنی دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا۔ ۱۲۹ چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا اور سر زمین عرب سے

الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ

فرمانبرداری کرو اس اُمید پر کہ تم پر رحم ہو ہرگز کافروں کو خیال نہ کرنا کہ وہ کہیں ہمارے قابو سے نکل جائیں

فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَا لَهُمُ النَّارُ ۖ وَلَيْسَ النَّصِيرُ ﴿۵۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

زمین میں اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور ضرور کیا ہی بُرا انجام اے ایمان

أَمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

والو چاہیے کہ تم سے اِذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام و ۱۳۱ اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے ۱۳۱

مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۖ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ

تین وقت ۱۳۲ نماز صبح سے پہلے ۱۳۳ اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو

مِّنَ الظَّهْرِ ۖ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۖ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ

دوپہر کو ۱۳۴ اور نمازِ عشاء کے بعد ۱۳۵ یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ۱۳۶ ان

عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهُمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۖ طَوَّفُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى

تین کے بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ اُن پر ۱۳۷ آمدورفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے

کفار منادیئے گئے مسلمانوں کا تسلط ہوا مشرق و مغرب کے ممالک اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے فتح فرمائے اکاسرہ کے ممالک و خزان ان کے قبضہ میں آئے دنیا پر ان کا رعب چھا گیا۔ فائدہ: اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بعد ہونے والے خلفاء راشدین کی خلافت کی دلیل ہے کیونکہ ان کے زمانہ میں فتوحات عظیم ہوئیں اور کسریٰ وغیرہ ملوک کے خزانے (بادشاہوں کے خزانے) مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور امن و تمکین اور دین کو غلبہ حاصل ہوا۔ ترمذی و ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خلافت میرے بعد تیس سال ہے پھر ملک ہوگا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دو برس تین ماہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دس سال چھ ماہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت چار سال نو ماہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔ (غازن) ۱۳۸ اور باندیاں۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام مُدْرَج بن عمرو کو دو پہر کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلائے کے لیے بھیجا وہ غلام ویسے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں چلا گیا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تکلف اپنے دولت سرائے میں تشریف رکھتے تھے غلام کے اچانک چلے آنے سے آپ کے دل میں خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لے کر مکانات میں داخل ہونے کا حکم ہوتا اس پر یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۳۹ بلکہ ابھی قریب بلوغ ہیں۔ سن بلوغ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک لڑکے کے لیے اٹھارہ سال اور لڑکی کے لیے سترہ سال اور عامہ علماء کے نزدیک لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے پندرہ سال ہے۔ (تفسیر احمدی) ۱۴۰ یعنی ان تینوں وقتوں میں اجازت حاصل کریں جن کا بیان اسی آیت میں فرمایا جاتا ہے۔ ۱۴۱ کہ وہ وقت ہے خواب گاہوں سے اٹھنے اور شبِ خوابی کا لباس اتار کر بیداری کے کپڑے پہننے کا۔ ۱۴۲ قبولہ کرنے کے لیے اور تہ بند باندھ لیتے ہو۔ ۱۴۳ کہ وہ وقت ہے بیداری کا لباس اتارنے اور خواب کا لباس پہننے کا۔ ۱۴۴ کہ ان اوقات میں خلوت و تنہائی ہوتی ہے بدن چھپانے کا بہت اہتمام نہیں ہوتا ممکن ہے کہ بدن کا کوئی حصہ کھل جائے جس کے ظاہر ہونے سے شرم آتی ہے لہذا ان اوقات میں غلام اور بچے بھی بے اجازت داخل نہ ہوں اور ان کے علاوہ جوان لوگ تمام اوقات میں اجازت حاصل کریں کسی وقت بھی بے اجازت داخل نہ ہوں۔ (غازن وغیرہ) ۱۴۵ مسئلہ: یعنی ان تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں غلام اور بچے بے اجازت داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ۔

بَعْضٌ ۱۳۸ ط كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۸ ۵۸ وَإِذَا

کے پاس ۱۳۸ اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب

بَدَغُ الْأَطْفَالِ مِنْكُمْ الْحُلْمُ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ

تم میں لڑکے ۱۳۹ جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں ۱۴۰ جیسے ان کے اگلوں ۱۴۱ نے اذن

قَبْلِهِمْ ط كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۹ ۵۹ وَ

ماٹھا اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے اپنی آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور

الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ

بوڑھی خانہ نشین عورتیں ۱۴۲ جنہیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں

أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ط وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ

کہ اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں جب کہ سنگار نہ چکائیں ۱۴۳ اور اس سے بچنا ۱۴۴ ان کے لیے اور

لَهُنَّ ط وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۶۰ ۶۰ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَلَا عَلَى

بہتر ہے اور اللہ سُنتا جانتا ہے نہ اندھے پر تنگی ۱۴۵ اور نہ

الْاَعْرَجُ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا

لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی

مِنْ بِيُوتِكُمْ أَوْ بِيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بِيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بِيُوتِ إِخْوَانِكُمْ

اولاد کے گھر ۱۴۶ یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں

۱۳۸ کام و خدمت کے لیے تو ان پر ہر وقت استیذان (اجازت لینے) کا لازم ہونا سب حرج ہوگا اور شرع میں خروج مدفوع (دور کیا گیا) ہے۔ (مدارک)

۱۳۹ یعنی آزاد۔ ۱۴۰ تمام اوقات میں ۱۴۱ ان سے بڑے مردوں۔ ۱۴۲ جن کا سن زیادہ ہو چکا اور اولاد ہونے کی عمر نہ رہی اور پیرانہ سالی (بڑھاپے) کے

باعث ۱۴۳ اور بال سیدہ پنڈلی وغیرہ نہ کھولیں۔ ۱۴۴ بالائی کپڑوں کو پہنے رہنا۔ ۱۴۵ شان نزول: سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ

کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو جاتے تو اپنے مکانوں کی چابیاں ناپینا اور بیماروں اور پاجبوں کو دے جاتے جو ان اعداء کے باعث جہاد میں نہ

جاسکتے اور انہیں اجازت دیتے کہ ان کے مکانوں سے کھانے کی چیزیں لے کر کھائیں مگر وہ لوگ اس کو گوارا نہ کرتے بایں خیال کہ شاید یہ ان کو دل سے پسند نہ ہو

اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اس کی اجازت دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ اندھے پانچ اور بیمار لوگ تندرستوں کے ساتھ کھانے سے بچتے کہ کہیں کسی کو نفرت

نہ ہو اس آیت میں انہیں اجازت دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ جب اندھے ناپینا پانچ کسی مسلمان کے پاس جاتے اور اس کے پاس ان کے کھلانے کے لیے کچھ نہ

ہوتا تو وہ انہیں کسی رشتہ دار کے یہاں کھلانے کے لیے جاتا یہ بات ان لوگوں کو گوارا نہ ہوتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس میں کوئی حرج

نہیں ہے۔ ۱۴۶ کہ اولاد کا گھر اپنا ہی گھر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ اسی طرح

شوہر کے لیے بیوی کا اور بیوی کے لیے شوہر کا گھر بھی اپنا ہی گھر ہے۔

أَوْيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ يُوتِ أَعْمَامَكُمْ أَوْ يُوتِ عَمَّتِكُمْ أَوْ يُوتِ

یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں

أَخَوَاتِكُمْ أَوْ يُوتِ خَلَتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقَكُمْ ط

کے یہاں یا اپنی خالائوں کے گھر یا جہاں کی کھنیاں تمہارے قبضہ میں ہیں ۱۴۷ یا اپنے دوست کے یہاں ۱۴۸

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا وَأَشْتَاتًا ط فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا

تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ ۱۴۹ پھر جب کسی گھر میں جاؤ

فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَرَكَةً ط طَيِّبَةً ط كَذَلِكَ

تو اپنوں کو سلام کرو ۱۵۰ ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ اللہ یونہی

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ

بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ

أَمَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ

اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے جمع کئے گئے ہوں ۱۵۱ تو نہ جائیں جب تک

يَسْتَأْذِنُوهُ ط إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

اُن سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول

وَرَسُولِهِ ج فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ

پر ایمان لاتے ہیں ۱۵۲ پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لیے تو ان میں جسے تم چاہو اجازت

۱۵۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد آدمی کا وکیل اور اس کا کارپرداز ہے۔ ۱۴۸ معنی یہ ہیں کہ ان سب لوگوں کے گھر کھانا جائز

ہے خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں جبکہ معلوم ہو کہ وہ اس سے راضی ہیں سلف (پہلے کے لوگوں) کا تو یہ حال تھا کہ آدمی اپنے دوست کے گھر اس کی غیبت (غیر

موجودگی) میں پہنچتا تو اس کی باندی سے اس کا کینہہ (رقم رکھنے کا تھیلا) طلب کرتا اور جو چاہتا اس میں سے لے لیتا جب وہ دوست گھر آتا اور باندی اس کو خبر دیتی تو

اس خوشی میں وہ باندی کو آزاد کر دیتا۔ مگر اس زمانہ میں یہ فیاضی کہاں لہذا بے اجازت کھانا نہ چاہئے۔ (مدارک و جلالین) ۱۴۹ شان نزول: قبیلہ بنی لیث بن عمرو

کے لوگ تنہا بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے تھے کبھی کبھی مہمان نہ ملتا تو صبح سے شام تک کھانا لیے بیٹھے رہتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۵۱ مسئلہ: جب

آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہل کو سلام کرے اور ان لوگوں کو جو مکان میں ہوں بشرطیکہ ان کے دین میں خلل نہ ہو۔ (خازن) مسئلہ: اگر خالی مکان میں

داخل ہو جہاں کوئی نہیں ہے تو کہے: ”السلام علی النبی ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ“ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، السلام علی اہل

البيت ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مکان سے یہاں مسجدیں مراد ہیں۔ نخعی نے کہا کہ جب مسجد میں

کوئی نہ ہو تو کہے: ”السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (شفاء شریف) ملا علی قاری نے شرح شفا میں لکھا کہ خالی مکان میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام کے گھروں میں روح اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے۔ ۱۵۱ جیسے کہ جہاد اور تدبیر جنگ اور جمعہ وعیدین اور مشورہ

مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۲﴾ لَا تَجْعَلُوا

دے دو اور اُن کے لیے اللہ سے معافی مانگو ۱۵۱ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول کے

دُعَاءِ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۖ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ

پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے ۱۵۲ بے شک اللہ جانتا ہے جو

يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ

تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر ۱۵۳ تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ

تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۳﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ

انھیں کوئی فتنہ پہنچے ۱۵۴ یا اُن پر درد ناک عذاب پڑے ۱۵۵ سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ

اور زمین میں ہے بے شک وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو ۱۵۶ اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے ۱۵۷

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۖ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۴﴾

تو وہ انھیں بتا دے گا جو کچھ انھوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۱۵۸

﴿اٰیٰتِهَا ۷۷﴾ ﴿سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۲۲﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتِهَا ۶﴾

سورہ فرقان مکیہ ہے، اس میں ستر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اور ہر اجتماع جو اللہ کے لیے ہو۔ ۱۵۱ ان کا اجازت چاہنا نشان فرمانبرداری اور دلیلِ صحتِ ایمان ہے۔ ۱۵۲ اس سے معلوم ہوا کہ افضل یہی ہے کہ حاضر ہیں اور اجازت طلب نہ کریں۔ مسئلہ: اماموں اور دینی پیشواؤں کی مجلس سے بھی بے اجازت نہ جانا چاہئے۔ (مدارک) ۱۵۳ کیونکہ جس کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پکاریں اس پر اجابت و تعمیل واجب ہو جاتی ہے اور ادب سے حاضر ہونا لازم ہوتا ہے اور قریب حاضر ہونے کے لیے اجازت طلب کرے اور اجازت سے ہی واپس ہو اور ایک معنی مفسرین نے یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرے تو ادب و تکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ، آپ کے مُعْظَمِ الْقَتَاب سے، نرم آواز کے ساتھ، مَوْضِعَانِہ و مُکْسِرَانِہ لہجہ میں ”يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا حَبِيبَ اللَّهِ“ کہہ کر۔ ۱۵۴ شانِ نزول: منافقین پر روزِ جمعہ مسجد میں ٹھہر کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبے کا سننا گراں ہوتا تھا تو وہ چپکے چپکے آہستہ آہستہ صحابہ کی آڑ لے کر سرکتے سرکتے مسجد سے نکل جاتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۵۵ دنیا میں تکلیف یا قتل یا زلزلے یا اور ہولناک حوادث یا ظالم بادشاہ کا مسلط ہونا یا دل کا سخت ہو کر معرفتِ الہی سے محروم رہنا۔ ۱۵۶ آخرت میں۔ ۱۵۷ ایمان پر یا نفاق پر۔ ۱۵۸ جزا کے لیے اور وہ دن روز قیامت ہے۔ ۱۵۹ اس سے کچھ چھپا نہیں۔ ۱۶۰ سورہ فرقان مکیہ ہے اس میں چھ رکوع اور ستر آیتیں اور آٹھ سو بانوے کلمے اور تین ہزار سات سو تین حرف ہیں۔

تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝۱

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر فے جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو فے

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ

وہ جس کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور اُس نے نہ اختیار فرمایا بچہ فے اور اس کی

لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ سَاءَ تَقْدِيرًا ۝۲

سلطنت میں کوئی ساجھی (شریک) نہیں فے اُس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے فے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں اور

يَمْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ضَرًّا أَوْ لَافْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً

خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں اور نہ مرنے کا اختیار نہ جینے کا

وَلَا نُشُورًا ۝۳ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ

نہ اُٹھنے کا اور کافر بولے فے یہ تو نہیں مگر ایک بہتان جو انھوں نے بنا لیا ہے فے

وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۝۴ وَقَالُوا

اور اس پر اور لوگوں نے فے انھیں مدد دی ہے بے شک وہ فے ظلم اور جھوٹ پر آئے اور بولے فے

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُسَمَّى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝۵ قُلْ

اگلوں کی کہانیاں ہیں جو انھوں نے فے لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں تم فرماؤ

فے یعنی سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ فے اس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی

طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے امتی ہیں کیونکہ ”عالم“ ماسوی اللہ کو کہتے ہیں اس میں یہ سب داخل ہیں ملائکہ کو

اس سے خارج کرنا جیسا کہ جلالین میں شیخ مَحَلّی سے اور کبیر میں امام رازی سے اور شُعْبُ الْإِيمَان میں تہذیبی سے صادر ہوا بے دلیل ہے اور دعویٰ اجماع

غیر ثابت چنانچہ امام سبکی و ابی بن خرم و سیوطی نے اس کا تعاقب کیا اور خود امام رازی کو تسلیم ہے کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں پس وہ تمام خلق کو شامل ہے ملائکہ

کو اس سے خارج کرنے پر کوئی دلیل نہیں علاوہ ہر مسلم شریف کی حدیث میں ہے: ”أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً“ یعنی میں تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا

گیا۔ علامہ علی قاری نے مرقات میں اس کی شرح میں فرمایا: یعنی تمام موجودات کی طرف جن ہوں یا انسان یا فرشتے یا حیوانات یا جمادات۔ اس مسئلہ کی کامل تفتیح

و تحقیق شرح و بسط کے ساتھ امام قسطلانی کی مواہب لدنیہ میں ہے۔ فے اس میں یہود و نصاریٰ کا ردّ ہے جو حضرت عزیر و یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا

کہتے ہیں۔ معاذ اللہ فے اس میں بت پرستوں کا ردّ ہے جو بتوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ فے یعنی بت پرستوں نے بتوں کو خدا ٹھہرایا جو ایسے عاجز و بے

قدرت ہیں فے یعنی نصر بن حارث اور اس کے ساتھی قرآن کریم کی نسبت کہ فے یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ فے اور لوگوں سے نصر بن

حارث کی مراد یہودی تھے اور عدّاس و یبار وغیرہ اہل کتاب۔ فے نصر بن حارث وغیرہ مشرکین جو یہ یہود بات کہنے والے تھے۔ فے وہی مشرکین قرآن کریم

أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا

اُسے تو اُس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات جانتا ہے ۱۳ بے شک وہ بخشنے والا

رَّحِيمًا ۖ وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَنْشِئُ فِي

مہربان ہے ۱۴ اور بولے ۱۵ اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں

الْأَسْوَاقِ ۖ لَوْلَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرًا ۚ أَوْ يُلْقَى

چلتا ہے ۱۶ کیوں نہ اُتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ اُن کے ساتھ ڈر سناتا ۱۷ یا غیب سے

إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۖ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ

انھیں کوئی خزانہ مل جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتے ۱۸ اور ظالم بولے ۱۹ تم

تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۚ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

تو پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد کی جس پر جادو ہوا ۲۰ اے محبوب دیکھو کیسی کہاتیں تمہارے لیے بنا رہے ہیں

فَضْلُوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۚ تَبَرَّكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ

تو گمراہ ہوئے کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے

خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ

بہت بہتر اس سے کر دے ۲۱ جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں اور کردے تمہارے لیے اُونچے اُونچے

قُصُورًا ۚ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ

محل بلکہ یہ تو قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اُس کے لیے تیار کر رکھی ہے بھڑکتی ہوئی

سَعِيرًا ۚ إِذَا رَأَوْهُم مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَبِعُوا لَهَا تَغِيظًا وَزَفِيرًا ۚ

آگ جب وہ انھیں دُور جگہ سے دیکھے گی ۲۲ تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا

کی نسبت کہ یہ رستم و اسفندیار وغیرہ کے قصوں کی طرح ۲۳ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ ۲۴ یعنی قرآن کریم علوم نبی پر مشتمل ہے۔ یہ دلیل

صریح ہے اس کی کہ وہ حضرت علام الغیوب کی طرف سے ہے۔ ۲۵ اسی لیے کفار کو مہلت دیتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔ ۲۶ کفار قریش ۲۷ اس

سے ان کی مراد یہ تھی کہ آپ نبی ہوتے تو نہ کھاتے نہ بازاروں میں چلتے اور یہ بھی نہ ہوتا تو۔ ۲۸ اور ان کی تصدیق کرتا اور ان کی نبوت کی شہادت دیتا۔

۲۹ مالداروں کی طرح۔ ۳۰ مسلمانوں سے ۳۱ اور معاذ اللہ اس کی عقل بجا نہ رہی۔ ایسی طرح طرح کی بیہودہ باتیں انہوں نے کہیں۔ ۳۲ یعنی جلد آپ

کو اس خزانے اور باغ سے بہتر عطا فرماوے جو یہ کافر کہتے ہیں۔ ۳۳ ایک برس کی راہ سے یا سو برس کی راہ سے، دونوں قول ہیں اور آگ کا دیکھنا کچھ بعید نہیں

اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو حیات و عقل اور رویت عطا فرمائے اور بعض مفسرین نے کہا کہ مراد ملائکہ جہنم کا دیکھنا ہے۔

وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنَيْنِ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝۱۳

اور جب اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے ۲۳ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ۲۴

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝۱۴ قُلْ أَدْرِكُ

تو وہاں موت مانگیں گے ۲۵ فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو ۲۶ تم فرماؤ کیا یہ ۲۷

خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۝۱۵ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءٌ

بھلا یا وہ بیٹھنے کے باغ جس کا وعدہ ڈر والوں کو ہے وہ ان کا صلہ

وَمَصِيرًا ۝۱۶ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خُلْدٍ يَنْ كَانَتْ عَلَى رَبِّكَ وَعْدًا

اور انجام ہے ان کے لیے وہاں من مانی مرادیں ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے تمہارے رب کے ذمہ وعدہ ہے

مَسْئُولًا ۝۱۷ وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ

مانگا ہوا ۲۸ اور جس دن اکٹھا کرے گا انھیں ۲۹ اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں ۳۰ پھر ان معبودوں سے فرمائے گا

عَأَنْتُمْ أَصْلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝۱۸ قَالُوا

کیا تم نے گمراہ کر دیئے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے ۳۱ وہ عرض کریں گے

سُبْحَنَكَ مَا كَانَ يُنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَ

پاکی ہے تجھ کو ۳۲ ہمیں سزاوار (حق) نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں ۳۳

لَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَإِبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ ۝۱۹ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝۱۸

لیکن تو نے انھیں اور اُن کے باپ داداؤں کو برتنے دیا ۳۴ یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے ۳۵

۳۶ جو نہایت کرب و بے چینی پیدا کرنے والی ہو۔ ۳۷ اس طرح کہ ان کے ہاتھ گردنوں سے ملا کر باندھ دیئے گئے ہوں یا اس طرح کہ ہر ہر کافر اپنے اپنے

شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو۔ ۳۸ اور ”وَأَنْبُورَاهُ وَأَنْبُورَاهُ“ کا شور مچائیں گے بایں معنی کہ ہائے اے موت آجا۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلے

جس شخص کو آتش لباس پہنایا جائے گا وہ اٹلیس ہے اور اس کی ذریت اس کے پیچھے ہوگی اور یہ سب موت موت پکارتے ہوں گے ان سے ۳۹ کیونکہ تم طرح

طرح کے عذابوں میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ ۴۰ عذاب اور احوال جہنم جس کا ذکر کیا گیا۔ ۴۱ یعنی مانگنے کے لائق یا وہ جو مومنین نے دنیا میں یہ عرض کر کے

ماںکا: ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً“ یا یہ عرض کر کے ”رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ“ ۴۲ یعنی مشرکین کو ۴۳ یعنی ان کے

باطل معبودوں کو خواہ ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول۔ کبھی نے کہا کہ ان معبودوں سے بت مراد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ گویائی دے گا۔ ۴۴ اللہ تعالیٰ حقیقت

حال کا جاننے والا ہے اس سے کچھ بھی مخفی نہیں یہ سوال مشرکین کو ذلیل کرنے کے لیے ہے کہ ان کے معبود انہیں جھٹلائیں تو ان کی حسرت و ذلت اور زیادہ ہو۔

۴۵ اس سے کہ کوئی تیرا شریک ہو۔ ۴۶ تو ہم دوسرے کو کیا تیرے غیر کے معبود بنانے کا حکم دے سکتے تھے ہم تیرے بندے ہیں۔ ۴۷ اور انہیں اموال و اولاد

فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ ۚ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ

تو اب معبودوں نے تمہاری بات جھٹلا دی تو اب تم نہ عذاب پھیر سکو نہ اپنی مدد کر سکو اور تم میں

يَظْلِمُ مِّنْكُمْ نَذِقُهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝۱۹ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ

جو ظالم ہے ہم اُسے بڑا عذاب چکھائیں گے اور ہم نے تم سے پہلے جتنے

الرُّسُلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَشْهَوْنَ فِي الْأَسْوَاقِ ۖ وَ

رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے ۲۶ اور

جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۖ أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝۲۰

ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کی جانچ کیا ہے ۲۷ اور اے لوگو! کیا تم صبر کرو گے ۲۸ اور اے محبوب تمہارا رب دیکھتا ہے ۲۹

۲۶ یہ کفار کے اس طعن کا جواب ہے جو انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا تھا کہ وہ بازاروں میں چلتے ہیں کھانا کھاتے ہیں، یہاں بتایا گیا کہ یہ

امور منافی نبوت نہیں بلکہ یہ تمام انبیاء کی عادتِ مُسْتَحَرَّہ تھی لہذا یہ طعن محض جہل و عناد ہے۔ ۲۷ شانِ نزول: شرفاء جب اسلام لانے کا قصد کرتے تھے تو غرباء کو

دیکھ کر یہ خیال کرتے کہ یہ ہم سے پہلے اسلام لائے ان کو ہم پر ایک فضیلت رہے گی بایں خیال وہ اسلام سے باز رہتے اور شرفاء کے لیے غرباء آزمائش بن جاتے

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ابو جہل و ولید بن عتبہ اور عاص بن وائل سہمی اور نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ان لوگوں نے حضرت ابو ذر و ابن مسعود و عمار

ابن یاسر و بلال و صہیب و عامر بن فہیرہ کو دیکھا کہ پہلے سے اسلام لائے ہیں تو غرور سے کہا کہ ہم بھی اسلام لے آئیں تو انہیں جیسے ہو جائیں گے تو ہم میں اور ان

میں فرق کیا رہ جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت فقراء مسلمین کی آزمائش میں نازل ہوئی جن کا کفار قریشِ استہزاء کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سید عالم محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرنے والے یہ لوگ ہیں جو ہمارے غلام اور ارذل (ذلیل و حقیر) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور ان مومنین سے فرمایا۔

(خازن) ۲۸ اس فقر و شدت پر اور کفار کی اس بدگوئی پر۔ ۲۹ اس کو جو صبر کرے اور اس کو جو بے صبری کرے۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَالَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْمَلِكَةَ أَوْ نَرَىٰ

اور بولے وہ لوگ جو ہماری ملنے کی امید نہیں رکھتے ہم پر فرشتے کیوں نہ اُتارے وَا یا ہم اپنے رب کو

رَبَّنَا ۖ لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْعَتُوا كَبِيرًا ۚ (۲۱) يَوْمَ يَرَوْنَ

دیکھتے ہوں کہ بے شک اپنے جی میں بہت ہی اُوچی کھینچی اور بڑی سرکشی پر آئے ۲۱ جس دن فرشتوں کو دیکھیں

الْمَلِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْجُرْمِئِينَ وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا ۚ (۲۲)

گے ۲۲ وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا ۲۲ اور کہیں گے الہی ہم میں ان میں کوئی آڑ کر دے رُکی ہوئی ۲۲

وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا ۚ (۲۳) أَصْحَابُ

اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ۲۳ ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزانہ کی دھوپ میں نظر آتے ہیں ۲۳

الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۚ (۲۴) وَيَوْمَ تَشَقُّ السَّمَاءُ

جنت والوں کا اُس دن اچھا ٹھکانا ۲۴ اور حساب کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان

بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلِكَةُ تَنْزِيلًا ۚ (۲۵) الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ ط

بادلوں سے اور فرشتے اُتارے جائیں گے پوری طرح ۲۵ اس دن سچی بادشاہی رحمن کی ہے

وَكَانَ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ۚ (۲۶) وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ

اور وہ دن کافروں پر سخت ہے ۲۶ اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چپا چپا لے گا ۲۶

وَنُزِّلَ الْكَافِرِينَ فِي حُشْرٍ وَبُعْثَ إِلَىٰ لِيَوْمَئِذٍ لِّمَنْ يَرْجُو ۚ (۲۷) وَلَقَدْ كَفَرَ يٰ قَوْمُ بَنِي إِسْرٰءِيلَ بِرُسُلِهِمْ فَأَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ

۲۷ وہ خود ہمیں خبر دے دیتا کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ ۲۷ اور ان کا تکبر انتہا کو پہنچ گیا اور سرکشی حد سے گزر گئی کہ معجزات کا

مشاہدہ کرنے کے بعد ملائکہ کے اپنے اوپر اترنے اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا سوال کیا۔ ۲۷ یعنی موت کے دن یا قیامت کے دن ۲۷ روز قیامت فرشتے مومنین کو

بشارت سنائیں گے اور کفار سے کہیں گے تمہارے لیے کوئی خوشخبری نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرشتے کہیں گے کہ مومن کے سوا کسی

کے لیے جنت میں داخل ہونا حلال نہیں اس لیے وہ دن کفار کے واسطے نہایت حسرت و اندوہ اور رنج و غم کا دن ہوگا۔ ۲۷ اس کلمے سے وہ ملائکہ سے پناہ چاہیں

گے ۲۷ حالت کفر میں مثل صلہ رحمی و مہمانداری و یتیم نوازی وغیرہ کے ۲۷ نہ ہاتھ سے چھوئے جائیں نہ ان کا سایہ ہو مراد یہ ہے کہ وہ اعمال باطل کر دیئے گئے

ان کا کچھ ثمرہ اور کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اعمال کی مقبولیت کے لیے ایمان شرط ہے اور وہ انہیں میسر نہ تھا اس کے بعد اہل جنت کی فضیلت ارشاد ہوتی ہے۔ ۲۷ اور

ان کی قرار گاہ ان مغرور متکبر مشرکوں سے بلند و بالا بہتر و اعلیٰ ۲۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: آسمان دُنيا پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے

(فرشتے) اتریں گے اور وہ تمام اہل زمین سے زیادہ ہیں جن و انس سب سے۔ پھر دوسرا آسمان پھٹے گا وہاں کے رہنے والے اتریں گے وہ آسمان دنیا کے رہنے

والوں سے اور جن و انس سب سے زیادہ ہیں۔ اسی طرح آسمان پھٹتے جائیں گے اور ہر آسمان والوں کی تعداد اپنے ماتحتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ ساتواں

آسمان پھٹے گا پھر مرکز وہی اتریں گے پھر حاملین عرش اور یہ روز قیامت ہوگا۔ ۲۷ اور اللہ کے فضل سے مسلمانوں پر سہل۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کا دن

مسلمانوں پر آسان کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ان کے لیے ایک فرض نماز سے لگا ہوگا جو دنیا میں پڑھی تھی۔ ۲۷ حسرت و ندامت سے۔ یہ حال اگرچہ کفار کے

لیے عام ہے مگر عقبہ بن ابی معیط سے اس کا خاص تعلق ہے۔ شان نزول: عقبہ بن ابی معیط ابی بن خلف کا گہرا دوست تھا، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

يَقُولُ لِيَأْتِنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۚ ﴿٢٧﴾ يُؤَيِّلُ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنْ

کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی ہے ۵۷ وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے

أَتَّخِذُ فُلَانًا خَلِيلًا ۚ ﴿٢٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۚ وَ

فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے ۵۸ اور

كَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۚ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَرَبِّ إِنَّ قَوْمِي

شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے ۵۹ اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے

أَتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۚ ﴿٣٠﴾ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ

اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا ۶۰ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنا دیئے تھے

الْمُجْرِمِينَ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۚ ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

مجرم لوگ ۶۱ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو ۶۲ اور کافر بولے

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ

قرآن اُن پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ۶۳ ہم نے یونہی بتدریج اُسے اُتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل

فُؤَادُكَ وَرَسَدٌ ۚ تَرْتَبِلًا ۚ ﴿٣٢﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِشَيْءٍ إِلَّا جُنُكٌ بِالْحَقِّ وَ

مضبوط کریں ۶۴ اور ہم نے اُسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھاوا ۶۵ اور وہ کوئی کہادت تمہارے پاس نہ لائیں گے ۶۶ مگر ہم حق اور

کے فرمانے سے اس نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کی شہادت دی اور اس کے بعد ابی بن خلف کے زور ڈالنے سے پھر مرتد ہو گیا اور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو مقتول ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ بدر میں مارا گیا یہ آیت اس کے حق میں نازل ہوئی کہ روز قیامت اس کو انتہا درجہ کی حسرت و ندامت ہوگی

اس حسرت میں وہ اپنے ہاتھ چاب چاب لے گا۔ ۶۷ جنت و نجات کی اور ان کا اتباع کیا ہوتا اور ان کی ہدایت قبول کی ہوتی ۶۸ یعنی قرآن و ایمان سے ۶۹

اور بلا و عذاب نازل ہونے کے وقت اس سے علیحدگی کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوداؤد ترمذی میں ایک حدیث مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تو دیکھنا چاہئے کس کو دوست بناتا ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نشینی نہ کرو مگر ایماندار کے ساتھ اور کھانا نہ کھلاؤ مگر پرہیزگار کو۔ مسئلہ: بے دین اور بد مذہب کی دوستی اور اس کے

ساتھ صحبت و اختلاط اور اُلفت و احترام ممنوع ہے۔ ۷۰ کسی نے اس کو سخت کہا، کسی نے شعر اور وہ لوگ ایمان لانے سے محروم رہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے حضور کو تسلی

دی اور آپ سے مدد کا وعدہ فرمایا جیسا کہ آگے ارشاد ہوتا ہے۔ ۷۱ یعنی انبیاء کے ساتھ بد نصیبوں کا یہی معمول رہا ہے۔ ۷۲ جیسے کہ توریت و انجیل و زبور میں

سے ہر ایک کتاب ایک ساتھ اتری تھی۔ کفار کا یہ اعتراض بالکل فضول اور مہمل ہے کیونکہ قرآن کریم کا معجزہ و معجزہ محتجج بہ ہونا ہر حال میں یکساں ہے، چاہے یکبارگی نازل

ہو یا بتدریج بلکہ بتدریج نازل فرمانے میں اس کے اعجاز کا اور بھی کامل اظہار ہے کہ جب ایک آیت نازل ہوئی اور تھدی کی گئی اور خلق کا اس کے فضل بنانے سے عاجز ہونا

ظاہر ہوا پھر دوسری اتری اسی طرح اس کا اعجاز ظاہر ہوا اس طرح برابر آیت آیت ہو کر قرآن پاک نازل ہوتا رہا اور ہر آدمی اس کی بے مثالی اور خلق کی عاجزی ظاہر ہوتی

رہی۔ غرض کفار کا اعتراض محض لغو و بے معنی ہے، آیت میں اللہ تعالیٰ بتدریج نازل فرمانے کی حکمت ظاہر فرماتا ہے۔ ۷۳ اور پیام کا سلسلہ جاری رہنے سے آپ کے

قلب مبارک کو تسکین ہوتی رہے اور کفار کو ہر موقع پر جواب ملتے رہیں۔ علاوہ بریں یہ بھی فائدہ ہے کہ اس کا حفظ سہل اور آسان ہو۔ ۷۴ بزبان جبریل تھوڑا

أَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۝ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ لَا

اس سے بہتر بیان لے آئیں گے وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل

أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَ

ان کا ٹھکانا سب سے برا ۲۲ اور وہ سب سے گمراہ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور

جَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ

اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا تو ہم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۝ فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۝ وَقَوْمُ نُوحٍ لَّكَ كَذِبُوا

ہماری آیتیں جھٹلائیں ۲۳ پھر ہم نے انھیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا اور نوح کی قوم کو ۲۴ جب انھوں نے رسولوں کو

الرُّسُلَ أَغْرَقْتُهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۝ وَاعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا

جھٹلایا ۲۵ ہم نے ان کو ڈبو دیا اور انھیں لوگوں کے لیے نشانی کر دیا ۲۶ اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار

أَلِيًّا ۝ وَعَادًا وَثَمُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۝

کر رکھا ہے اور عاد اور ثمود ۲۷ اور کنوئیں والوں کو ۲۸ اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں ۲۹

وَكُلًّا ضَرَبْنَاهُ إِلَىٰ مِثَالٍ ۝ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَىٰ

اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں ۳۰ اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا اور ضرور یہ واک ہو آئے ہیں اس

تھوڑا بیس یا بیس برس کی مدت میں، یا یہ معنی ہیں کہ ہم نے آیت کے بعد آیت بتدریج نازل فرمائی اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرأت میں ترتیل کرنے

یعنی ٹھہر ٹھہر کر یہ طمینان پڑھنے اور قرآن شریف کو اچھی طرح ادا کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہوا ”وَزَيَّلَ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا“۔ ۱۱ یعنی مشرکین

آپ کے دین کے خلاف یا آپ کی نبوت میں قدح (عیب جوئی) کرنے والا کوئی سوال پیش نہ کر سکیں گے۔ ۱۲ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی روز قیامت تین

طریقے پر اٹھائے جائیں گے: ایک گروہ سوار یوں پر، ایک گروہ پیادہ پا اور ایک جماعت منہ کے بل گھسٹی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ

منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا: جس نے پاؤں پر چلایا ہے وہی منہ کے بل چلائے گا۔ ۱۳ یعنی قوم فرعون کی طرف۔ چنانچہ وہ دونوں حضرات ان کی طرف گئے

اور انہیں خدا کا خوف دلایا اور اپنی رسالت کی تبلیغ کی لیکن ان بد بختوں نے ان حضرات کو جھٹلایا۔ ۱۴ بھی ہلاک کر دیا۔ ۱۵ یعنی حضرت نوح اور حضرت ادریس کو

اور حضرت شیث کو یا یہ بات ہے کہ ایک رسول کی تکذیب تمام رسولوں کی تکذیب ہے تو جب انہوں نے حضرت نوح کو جھٹلایا تو سب رسولوں کو جھٹلایا۔ ۱۶ کہ بعد

والوں کے لیے عبرت ہوں۔ ۱۷ اور عاد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم اور ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ان دونوں قوموں کو بھی ہلاک کیا۔ ۱۸ یہ حضرت

شعیب علیہ السلام کی قوم تھی جو بت پرستی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے

سرکشی کی، حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی اور آپ کو ایذا دی۔ ان لوگوں کے مکان کنوئیں کے گرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا اور یہ تمام قوم مع اپنے

مکانوں کے اس کنوئیں کے ساتھ زمین میں دھنس گئی۔ اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ ۱۹ یعنی قوم عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کے درمیان میں بہت سی امتیں

ہیں جن کو انبیاء کی تکذیب کرنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔ ۲۰ اور جنہیں قائم کیں اور ان میں سے کسی کو بغیر انذار ہلاک نہ کیا۔ ۲۱ یعنی کفار مکہ اپنی

الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمِطَتْ مَطَرُ السَّوَاءِ ٥٠ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرُونَهَا بَلْ كَانُوا

بستی پر جس پر برا برساؤ برسا تھا ۵۰ تو کیا یہ اُسے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں جی

لَا يَرْجُونَ نَشُورًا ٥١ وَإِذَا رَأَوْكَ أَنْ يَنْتَحِدُونَ ٥٢ إِلَّا هُرُؤًا ٥٣ أَهَذَا

اٹھنے کی امید تھی ہی نہیں ۵۱ اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (مناق) ۵۲ کیا یہ ہیں

الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ٥٤ إِنَّ كَادَ لِيُضِلَّنَا عَنْ الْهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا

جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ

عَلَيْهَا ٥٥ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرُونَ الْعَذَابَ ٥٦ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ٥٧

کرتے ۵۵ اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن عذاب دیکھیں گے ۵۶ کون گمراہ تھا ۵۷

أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ٥٨ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ٥٩ أَمْ

کیا تم نے اُسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنالیا ۵۸ تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے ۵۹ یا

تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ٦٠ إِنَّهُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ

یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں ۶۰ وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے

بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ٦١ أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ٦٢ وَلَوْ شَاءَ

بلکہ اُن سے بھی بدتر گمراہ ۶۱ اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا ۶۲ کہ کیسا پھیلا یا سایہ ۶۲ اور اگر چاہتا

۵۰ اس بستی سے مراد سدوم ہے جو قوم لوط کی پانچ بستیوں میں سب سے بڑی بستی تھی، ان بستیوں میں ایک سب سے چھوٹی بستی کے لوگ تو اس خبیث بدکاری کے

عامل نہ تھے جس میں باقی چار بستیوں کے لوگ مبتلا تھے۔ اسی لیے انہوں نے نجات پائی اور وہ چار بستیاں اپنی بدعملی کے باعث آسمان سے پتھر برسا کر ہلاک کر دی گئیں۔

۵۱ کے عبرت پکڑتے اور ایمان لاتے۔ ۵۲ کے یعنی مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے قائل نہ تھے کہ انہیں آخرت کے ثواب و عذاب کی پرواہ ہوتی۔ ۵۳ اور کہتے ہیں۔

۵۴ اس سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپ کے اظہار معجزات نے کفار پر اتنا اثر کیا تھا اور دین حق کو اس قدر واضح کر دیا تھا کہ خود کفار کو اقرار

ہے کہ اگر وہ اپنی ہٹ پر جے نہ رہتے تو قریب تھا کہ بت پرستی چھوڑ دیں اور دین اسلام اختیار کریں یعنی دین اسلام کی حقانیت ان پر خوب واضح ہو چکی تھی اور شکوک و

شبہات مٹا ڈالے گئے تھے لیکن وہ اپنی ہٹ اور ضد کی وجہ سے محروم رہے۔ ۵۵ کے آخرت میں ۵۶ یہ اس کا جواب ہے کہ کفار نے یہ کہا تھا کہ قریب ہے کہ یہ ہمیں

ہمارے خداؤں سے بہکا دیں یہاں بتایا گیا کہ جبکہ ہوئے تم خود ہو اور آخرت میں یہ تم کو خود معلوم ہو جائے گا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بہکانے

کی نسبت محض بے جا ہے۔ ۵۷ اور اپنی خواہش نفس کو پوجنے لگا، اسی کا مطیع ہو گیا، وہ ہدایت کس طرح قبول کرے گا۔ مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ ایک پتھر

کو پوجتے تھے اور جب کہیں انہیں کوئی دوسرا پتھر اس سے اچھا نظر آتا تو پہلے کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنے لگتے۔ ۵۸ کہ خواہش پرستی سے روک دو ۵۹ یعنی

وہ اپنے شدت عناد سے نہ آپ کی بات سنتے ہیں نہ دلائل و براہین کو سمجھتے ہیں بہرے اور ناتجربے بنے ہوئے ہیں۔ ۶۰ کیونکہ چوپائے بھی اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اور

جو انہیں کھانے کو دے اس کے مطیع رہتے ہیں اور احسان کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور تکلیف دینے والے سے گھبراتے ہیں، نافع کی طلب کرتے ہیں مضر سے بچتے ہیں

چراگاہوں کی راہیں جانتے ہیں یہ کفار ان سے بھی بدتر ہیں کہ نہ رب کی اطاعت کرتے ہیں نہ اس کے احسان کو پہچانتے ہیں نہ شیطان جیسے دشمن کی ضرر رسانی کو سمجھتے ہیں

نہ ثواب جیسی عظیم المنفعت چیز کے طالب ہیں نہ عذاب جیسے سخت مضر مہلکہ سے بچتے ہیں۔ ۶۱ کہ اس کی صنعت و قدرت کیسی عجیب ہے۔ ۶۲ ص ۵۲ صادق

لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝٣٥ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا

تو اُسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا ۵۵ پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا پھر ہم نے آہستہ آہستہ اُسے اپنی

قَبْضًا يَسِيرًا ۝٣٦ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَ

طرف سمیٹا ۵۶ اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ کیا اور نیند کو آرام اور

جَعَلَ النَّهَارَ نَشُورًا ۝٣٧ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

دن بنایا اُٹھنے کے لیے ۵۷ اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آگے

رَاحَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝٣٨ لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيِّتًا وَ

مژدہ سنانی ہوئی ۵۸ اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا پاک کرنے والا تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مُردہ شہر کو ۵۹ اور

نُسْقِيهِ مَاءً خَلْقًا أَنْعَمًا وَأَنَاسِي كَثِيرًا ۝٣٩ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ

اُسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو اور بے شک ہم نے اُن میں پانی کے پھیرے

لِيَذْكُرُوا ۚ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝٤٠ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ

رکھے ۶۰ کہ وہ دھیان کریں ۶۱ تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں

قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝٤١ فَلَا تُطِيعُ الْكُفْرَيْنِ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝٤٢

ایک ڈر سنانے والا بھیجتا ۶۲ تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس قرآن سے اُن پر جہاد کر بڑا جہاد

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۚ وَ

اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کئے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور

جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝٤٣ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ

ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ ۶۳ اور وہی ہے جس نے پانی سے ۶۴ بنایا

کے طلوع کے بعد سے آفتاب کے طلوع تک کہ اس وقت تمام زمین میں سایہ ہی سایہ ہوتا ہے نہ دھوپ ہے نہ اندھیرا ہے۔ ۶۵ کہ آفتاب کے طلوع سے بھی زائل

نہ ہوتا۔ ۶۶ کہ طلوع کے بعد آفتاب جتنا اونچا ہوتا گیا سایہ مٹتا گیا۔ ۶۷ کہ اس میں روزی تلاش کرو اور کاموں میں مشغول ہو۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند

سے فرمایا: جیسے سوتے ہو پھر اُٹھتے ہو ایسے ہی مرو گے اور موت کے بعد پھر اُٹھو گے۔ ۶۸ یہاں رحمت سے مراد بارش ہے ۶۹ جہاں کی زمین خشکی سے بے جان

ہو گئی ۷۰ کہ کبھی کسی شہر میں بارش ہو کبھی کسی میں کبھی کہیں زیادہ ہو کبھی کہیں۔ مختلف طور پر حسب اقتضائے حکمت۔ ایک حدیث میں ہے کہ آسمان سے روز و شب

کی تمام ساعتوں میں بارش ہوتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسے جس خطہ کی جانب چاہتا ہے پھیرتا ہے اور جس زمین کو چاہتا ہے سیراب کرتا ہے۔ ۷۱ اور اللہ تعالیٰ کی

قدرت و نعمت میں غور کریں ۷۲ اور آپ پر سے انذار (ڈرانے) کا بار کم کر دیتے لیکن ہم نے تمام بستیوں کے انذار کا بار آپ ہی پر رکھا تاکہ آپ تمام جہان کے

رسول ہو کر کل رسولوں کی فضیلتوں کے جامع ہوں اور نبوت آپ پر ختم ہو کہ آپ کے بعد پھر کوئی نبی نہ ہو ۷۳ کہ نہ میٹھا کھاری ہو، نہ کھاری میٹھا، نہ کوئی کسی کے

بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا^ط وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا^{٥٣} وَيَعْبُدُونَ مِنْ

آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی ۵۳ اور تمہارا رب قدرت والا ہے ۵۴ اور اللہ کے سوا ایسوں

دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ^ط وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا^{٥٥}

کو پوجتے ہیں ۵۴ جو ان کا بھلا برا کچھ نہ کریں اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے ۵۵

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا^{٥٦} قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ۵۶ تم فرماؤ میں اس ۵۷ پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا

إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا^{٥٥} وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي

مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے ۵۷ اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو

لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ^ط وَكَفَىٰ بِهِ بَذُنُوبٍ عِبَادَهُ خَيْرًا^{٥٨}

کبھی نہ مرے گا ۵۸ اور اُسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو ۵۹ اور وہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار ۶۰

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے ۶۱ پھر

اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ^{٦٢} الرَّحْمَنُ فَسَلِّ بِهٖ خَيْرًا^{٥٩} وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ

عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۶۲ (رحمت) والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھو ۶۳ اور جب اُن سے کہا جائے ۶۴

اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ^{٦٥} قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ

رحمن کو سجدہ کرو کہتے ہیں رحمن کیا ہے کیا ہم سجدہ کر لیں جسے تم کہو ۶۵ اور اس حکم نے انہیں اور بدکنا

ذائقہ بدل سکے جیسے کہ دجلہ دریائے شور میں میلوں تک چلا جاتا ہے اور اس کے ذائقے میں کوئی تغیر نہیں آتا، عجب شان الہی ہے۔ ۶۶ یعنی نطفہ سے ۶۷ کہ

نسل چلے ۶۸ کہ اس نے ایک نطفہ سے دو قسم کے انسان پیدا کئے مذکر اور مؤنث پھر بھی کافروں کا یہ حال ہے کہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ ۶۹ یعنی بتوں کو

۹۸ کیونکہ بت پرستی کرنا شیطان کو مدد دینا ہے ۹۹ ایمان و طاعت پر جنت کی ۱۰۰ کفر و معصیت پر عذاب جہنم کا ۱۰۱ تبلیغ و ارشاد۔ ۱۰۲ اور اس کا قرب

اور اس کی رضا حاصل کرے، مراد یہ ہے کہ ایمانداروں کا ایمان لانا اور ان کا طاعت الہی میں مشغول ہونا ہی میرا اجر ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے اس پر جزا عطا فرمائے

گا اس لیے کہ صلحاء امت کے ایمان اور ان کی نیکیوں کے ثواب انہیں بھی ملتے ہیں اور ان کے انبیاء کو جن کی ہدایت سے وہ اس رتبہ پر پہنچے۔ ۱۰۳ اسی پر بھروسہ کرنا

چاہئے کیونکہ مرنے والے پر بھروسہ کرنا عاقل کی شان نہیں۔ ۱۰۴ اس کی تسبیح و تحمید کرو اس کی طاعت اور شکر بجالاؤ۔ ۱۰۵ نہ اس سے کسی کا گناہ چھپے نہ کوئی اس کی

گرفت سے اپنے کو بچا سکے۔ ۱۰۶ یعنی اتنی مقدار میں کیونکہ لیل و نہار اور آفتاب تو تھے ہی نہیں اور اتنی مقدار میں پیدا کرنا اپنی مخلوق کو آہستگی اور اطمینان کی تعلیم کے

لیے ہے ورنہ وہ ایک لمحہ میں سب کچھ پیدا کر دینے پر قادر ہے۔ ۱۰۷ سلف کا مذہب یہ ہے کہ استواء اور اس کے امثال جو وارد ہوئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس

کی کیفیت کے درپے نہیں ہوتے اس کو اللہ جانے۔ بعض مفسرین استواء کو بلندی اور برتری کے معنی میں لیتے ہیں اور بعض استیلاء (غلبہ) کے معنی میں لیکن قول اول

ہی اسلم و اتوی ہے۔ ۱۰۸ اس میں انسان کو خطاب ہے کہ حضرت رحمن کی صفات مرد عارف سے دریافت کرے۔ ۱۰۹ یعنی جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نُفُورًا ⑥٠ تَبَرَّكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا

بڑھایا ۱۱۱ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں بُرج بنائے ۱۱۲ اور ان میں چراغ رکھا ۱۱۳ اور

قَمَرًا مُنِيرًا ⑥١ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ أَرَادَ

چمکتا چاند اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی ۱۱۴ اس کے لیے

أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ⑥٢ وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَسْشُونَ عَلَى

جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر

الْأَرْضِ هُونًَا إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ⑥٣ وَالَّذِينَ

آہستہ چلتے ہیں ۱۱۵ اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں ۱۱۶ تو کہتے ہیں بس سلام ۱۱۷ اور وہ جو

يَبْتَئُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ⑥٤ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ

رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں ۱۱۸ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے

عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۚ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ⑥٥ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا

پھیر دے جہنم کا عذاب بے شک اس کا عذاب گلے کا غل (پھندا) ہے ۱۱۹ بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی

مشکین سے فرمائیں کہ ۱۲۰ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ رحمن کو جاننے نہیں اور یہ باطل ہے جو انہوں نے براہِ عناد کہا کیونکہ لغت عرب جاننے والا خوب جانتا

ہے کہ رحمن کے معنی نہایت رحم والا ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ ۱۲۱ یعنی جہدہ کا حکم ان کے لیے اور زیادہ ایمان سے دوری کا باعث ہوا۔ ۱۲۲ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بروج سے کو اکب سبجہ سیارہ کے منازل مراد ہیں، جن کی تعداد بارگاہ ہے: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان،

عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔ ۱۲۳ چراغ سے یہاں آفتاب مراد ہے۔ ۱۲۴ کہ ان میں ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل

رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضاء ہو جائے تو دوسرے میں ادا کرے ایسا ہی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد

آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی دلیل ہے۔ ۱۲۵ اطمینان و وقار کے ساتھ متواضعانہ شان سے نہ کہ متکبرانہ طریقہ پر جو تھکھٹاتے پاؤں زور سے

مارتے اترتے کہ یہ متکبرین کی شان ہے اور شرع نے اس کو منع فرمایا۔ ۱۲۶ اور کوئی ناگوار کلمہ یا بیہودہ یا خلاف ادب و تہذیب بات کہتے ہیں۔ ۱۲۷ یہ سلام

مبارکت ہے یعنی جاہلوں کے ساتھ مجادلہ کرنے سے اعراض کرتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ سے سالم رہیں۔ حسن

بصری نے فرمایا کہ یہ تو ان بندوں کے دن کا حال ہے اور ان کی رات کا بیان آگے آتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ان کی مجلسی زندگی اور خلق کے ساتھ معاملہ ایسا پاکیزہ ہے اور

ان کی خلوت کی زندگانی اور حق کے ساتھ رابطہ یہ ہے جو آگے بیان فرمایا جاتا ہے۔ ۱۲۸ یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی

عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما نے فرمایا کہ جس کسی نے بعد عشاء دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔ مسلم شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مروی ہے جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اس نے نصف شب کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے فجر بھی باجماعت ادا کی وہ تمام شب کے عبادت کرنے

والے کی مثل ہے۔ ۱۲۹ یعنی لازم جہادہ ہونے والا اس آیت میں ان بندوں کی شب بیداری اور عبادت کا ذکر فرمانے کے بعد ان کی اس دعا کا بیان کیا اس سے یہ

اظہار مقصود ہے کہ وہ باوجود کثرت عبادت کے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور اس کے حضور تضرع کرتے ہیں۔

وَمُقَامًا ۖ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ

جگہ ہے اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں ۱۲۱ اور ان دونوں کے بیچ

ذَلِكَ قَوَامًا ۖ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ

اعتدال پر رہیں ۱۲۱ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے ۱۲۲ اور اس جان کو

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ

جس کی اللہ نے حرمت رکھی ۱۲۳ ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے ۱۲۴ اور جو یہ کام کرے

يَلْقَ أَثَامًا ۖ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ

وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اُس پر عذاب قیامت کے دن ۱۲۵ اور ہمیشہ اس میں ذلت سے

مُهَانًا ۖ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ

رہے گا مگر جو توبہ کرے ۱۲۶ اور ایمان لائے ۱۲۷ اور اچھا کام کرے ۱۲۸ تو ایسوں کی برائیوں کو

اللَّهُ سَيَأْتِيهِمْ حَسَنَاتٌ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۖ وَمَنْ تَابَ وَ

اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا ۱۲۹ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرے اور

عَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۖ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ

اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی اور جو جھوٹی گواہی نہیں

دیتے اسراف معصیت میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ ایک بزرگ نے کہا کہ اسراف میں بھلائی نہیں۔ دوسرے بزرگ نے کہا: نیکی میں اسراف ہی نہیں اور تنگی کرنا یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق کے ادا کرنے میں کمی کرے، یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی حق کو منہ کیا اس نے اقرار کیا یعنی تنگی کی اور جس نے ناحق میں خرچ کیا اس نے اسراف کیا۔ یہاں ان بندوں کے

خرچ کرنے کا حال ذکر فرمایا جاتا ہے کہ وہ اسراف و اقرار کے دونوں مذموم طریقوں سے بچتے ہیں۔ ۱۲۱ عبدالملک بن مروان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بیٹی بیاہتے وقت خرچ کا حال دریافت کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نیکی دو بدیوں کے درمیان ہے۔ اس سے

مراد یہ تھی کہ خرچ میں اعتدال نیکی ہے اور وہ اسراف و اقرار کے درمیان ہے جو دونوں بدیاں ہیں اس سے عبدالملک نے پہچان لیا کہ وہ اس آیت کے مضمون کی طرف

اشارہ کرتے ہیں۔ مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کبار ہیں جو نہ لذت و تنعم کے لیے

کھاتے نہ خوبصورتی اور زینت کے لیے پہنتے بھوک روکنا ستر چھپانا سردی گرمی کی تکلیف سے بچنا اتنا ان کا مقصد تھا۔ ۱۲۲ شرک سے بری اور بیزار ہیں۔ ۱۲۳

اور اس کا خون مباح نہ کیا جیسے کہ مومن و معاہد اس کو ۱۲۴ صالحین سے ان کبار کی نفی فرمانے میں کفار پر تعریض ہے جو ان بدیوں میں گرفتار تھے۔ ۱۲۵ یعنی وہ

شرک کے عذاب میں بھی گرفتار ہوگا اور ان معاصی کا عذاب اس عذاب پر اور زیادہ کیا جائے گا۔ ۱۲۶ شرک و کبائر سے ۱۲۷ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

۱۲۸ یعنی بعد توبہ نیکی اختیار کرے ۱۲۹ یعنی بدی کرنے کے بعد نیکی کی توفیق دے کر یا یہ معنی کہ بدیوں کو توبہ سے مٹا دے گا اور ان کی جگہ ایمان و طاعت وغیرہ

نیکیاں ثبت فرمائے گا۔ (مدارک) مسلم کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت ایک شخص حاضر کیا جائے گا ملائکہ بحکم الہی اس کے صغیرہ گناہ ایک ایک کر کے اس کو یاد دلاتے

جائیں گے وہ اقرار کرتا جائے گا اور اپنے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈرتا ہوگا۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ ہر ایک بدی کے عوض تجھ کو نیکی دی گئی۔ یہ بیان

الرُّؤُوسَ لَا إِذَا مَرُّوا بِاللَّغُومِ ۚ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ

دیتے وقت اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں ۱۳۱ اور وہ کہ جب کہ انھیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی

رَأَيْهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صَبَّاءُ عُيَيَّا ۚ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا

جائیں تو ان پر ۱۳۲ بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے ۱۳۳ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب

هَبْ لَنَا مِنْ أَرْوَاحِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قَرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ

ہمیں دے ہماری بیٹیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک ۱۳۴ اور ہمیں پرہیزگاروں کا

إِمَامًا ۚ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْعُرْفَةَ بِصَابِرٍ ۚ وَأَيُّكُونَ فِيهَا تَحِيَّةً

پیشوا بنا ۱۳۵ ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے (دعا و آداب) اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی

وَسَلَامًا ۚ خُلِدِينَ فِيهَا حَسَنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۚ قُلْ مَا يَعْبُؤُا بِكُمْ

ہوگی ۱۳۶ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ تم فرماؤ ۱۳۷ تمہاری کچھ قدر نہیں

رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۚ

میرے رب کے یہاں اگر تم اُسے نہ پوجو تو تم نے تو جھٹلایا ۱۳۸ تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا ۱۳۹

﴿آیتھا ۲۲﴾ ﴿سُورَةُ الشَّعْرَاءِ مَكِّيَّةٌ ۴﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۱۱﴾

سورۃ شعراء مکہ ہے، اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

فرماتے ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور اس کی شان کرم پر خوشی ہوئی اور چہرہ اقدس پر سرور سے تبسم کے آثار نمایاں ہوئے۔
۱۳۱ اور جھوٹوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں اور ان کے ساتھ مخالفت نہیں کرتے۔ ۱۳۲ اور اپنے آپ کو لوہو باطل سے ملوث نہیں ہونے دیتے، ایسی مجالس سے
اعراض کرتے ہیں۔ ۱۳۳ بہ طریق تغافل (غفلت کرتے ہوئے) ۱۳۴ کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ گوش ہوش سنتے ہیں اور چشم بصیرت دیکھتے ہیں اور اس نصیحت
سے پسند پذیر ہوتے (نصیحت قبول کرتے) ہیں، نفع اٹھاتے ہیں اور ان آیتوں پر فرمانبردارانہ گرتے ہیں۔ ۱۳۵ یعنی فرحت و سرور مراد یہ ہے کہ ہمیں پیشوا اور
اولاد، نیک صالح متقی عطا فرما کہ ان کے حسن عمل اور ان کی اطاعت خدا و رسول دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔ ۱۳۶ یعنی ہمیں ایسا پرہیزگار اور ایسا
عابد و خدا پرست بنا کہ ہم پرہیزگاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں اور وہ دینی امور میں ہماری اقتدا کریں۔ مسئلہ: بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں دلیل ہے کہ آدمی
کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت و طلب چاہئے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے اوصاف ذکر فرمائے اس کے بعد ان کی جزاء ذکر فرمائی
جاتی ہے۔ ۱۳۷ ملائکہ تحیت و تسلیم کے ساتھ ان کی تکریم کریں گے، یا اللہ عز و جل ان کی طرف سلام بھیجے گا۔ ۱۳۸ اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اہل مکہ
سے کہ ۱۳۹ میرے رسول اور میری کتاب کو ۱۴۰ یعنی عذاب دائم و ہلاک لازم۔ ۱ سورۃ شعراء مکہ ہے سوائے آخر کی چار آیتوں کے جو ”وَالشَّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ“ سے
شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں گیارہ رکوع اور دو سو ستائیس ۲۲۷ آیتیں اور ایک ہزار دو سو اسی ۱۲۷۹ کلمے اور پانچ ہزار پانچ سو چالیس ۵۵۴۰ حرف ہیں۔

طَسَمَ ١ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْبَيِّنِ ٢ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی وٹ کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اُن کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں

مُؤْمِنِينَ ٣ إِنْ تَشَاءُ نَزِلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا

لائے وٹ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اُتاریں کہ اُن کے اونچے اونچے اُس کے حضور جھکے رہ

خُضِعِينَ ٤ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرِ مِّنَ الرَّحْمَنِ مُحَدَّثٍ إِلَّا كَانُوا

جائیں وٹ اور نہیں آتی اُن کے پاس رحمن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت مگر اس سے منہ

عَنْهُ مُعْرِضِينَ ٥ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ

پھیر لیتے ہیں وٹ تو بے شک انھوں نے جھٹلایا تو اب ان پر آیا چاہتی ہیں خبریں ان کے

يَسْتَهْزِءُونَ ٦ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْآرْضِ كَمَا أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

ٹھٹھے (مذاق) کی وٹ کیا انھوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے کتنے عزت والے جوڑے

كَرِيمٍ ٧ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ط وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ٨ وَإِنَّ

اُگائے وٹ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے وٹ اور اُن کے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور بے شک

رَبِّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ٩ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنْ ائْتِ الْقَوْمَ

تمہارا رب ضرور وہی عزت والا مہربان ہے وٹ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے

الظَّالِمِينَ ١٠ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ط لَا يَتَّقُونَ ١١ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ

پاس جا جو فرعون کی قوم ہے وٹ کیا وہ نہ ڈریں گے وٹ عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ

وَلَعَلِّي قَرَأْتُ الْقُرْآنَ بِآيَاتِهِ الْبَاطِلِ ١٢ وَأَنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ١٣

وہوتا ہے۔ وٹ جب اہل مکہ ایمان نہ لائے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے براہِ رحمت و کرم خطاب

یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ آپ اس قدر غم نہ کریں۔ وٹ اور کوئی معصیت و نافرمانی کے ساتھ گردن نہ اٹھاسکے۔ وٹ یعنی دم بدم ان کا کفر بڑھتا جاتا ہے کہ جو

مُوعِظَتٍ وَتَذَكِيرٍ (وعظ و نصیحت) اور جو وحی نازل ہوتی ہے وہ اس کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ وٹ یہ وعید ہے اور اس میں انداز ہے کہ روزِ بدر یا روزِ قیامت

جب انہیں عذاب پہنچے گا تب انہیں خبر ہوگی کہ قرآن اور رسول کی تکذیب کا یہ انجام ہے۔ وٹ یعنی قسم قسم کے بہترین اور نافع نباتات پیدا کئے اور شععی نے کہا کہ

آدمی زمین کی پیداوار ہیں جو جنتی ہے وہ عزت والا اور کریم اور جو جہنمی ہے وہ بد بخت لئیم ہے۔ وٹ اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت پر وٹ کافروں سے انتقام لیتا

اور مومنین پر رحمت فرماتا ہے۔ وٹ جنہوں نے کفر و معاصی سے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بنی اسرائیل کو غلام بنا کر اور انہیں طرح طرح کی ایذائیں پہنچا کر ان پر ظلم

کیا اس قوم کا نام قبط ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا کہ انہیں ان کی بدکرداری پر زبرداریں۔ وٹ اللہ سے اور اپنی جانوں کو

اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اور اس کی فرمانبرداری کر کے اس کے عذاب سے نہ بچائیں گے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الہی میں۔

أَنْ يُكَذِّبُونُ ۝ وَيَضِيقُ صُدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَى

وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے ۱۲ اور میری زبان نہیں چلتی ۱۳ تو تُو ہارون کو بھی

هَرُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَى ذَنْبٍ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ قَالَ كَلَّا فَادْهَبَا

رسول کر ۱۴ اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے ۱۵ تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے ۱۶ قتل کر دیں فرمایا یوں نہیں ۱۷ تم دونوں میری آیتیں

بِآيَتِنَا إِنَّمَا مَعَكُمْ مُسْتَبْعُونَ ۝ فَاثْبِرْ وَصَوِّرْهُمَا فَإِنَّا مُرْسِلُونَ ۝ إِنَّا رَأَوْنَاهُ

لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں ۱۸ تو فرعون کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو ہم دونوں اس کے رسول ہیں

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَنْ أَرْسِلَ مَعَنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ

جو رب ہے سارے جہاں کا کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے ۱۹ بولا کیا ہم نے تمہیں

فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ

اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس گزارے ۲۰ اور تم نے کیا اپنا وہ کام

الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذَا وَأَنَا مِنَ

جو تم نے کیا ۲۱ اور تم ناشکر تھے ۲۲ موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی

الضَّالِّينَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَ

خبر نہ تھی ۲۳ تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا ۲۴ تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا ۲۵ اور

۱۲ ان کے جھٹلانے سے ۱۳ یعنی گفتگو کرنے میں کسی قدر تکلف ہوتا ہے اس عقدہ (گرہ) کی وجہ سے جو زبان میں بایام صغریٰ منہ میں آگ کا انگارہ رکھ لینے

سے ہو گیا ہے۔ ۱۴ تاکہ وہ تبلیغ رسالت میں میری مدد کریں۔ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شام میں نبوت عطا کی گئی اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام

مصر میں تھے۔ ۱۵ کہ میں نے قبلی کو مارا تھا۔ ۱۶ اس کے بدلے میں ۱۷ تمہیں قتل نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

درخواست منظور فرما کر حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی نبی کر دیا اور دونوں کو حکم دیا۔ ۱۸ جو تم کو ہارون جو تمہیں جواب دیا جائے۔ ۱۹ تاکہ ہم انہیں سر زمین شام

میں لے جائیں فرعون نے چار سو برس تک بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھا تھا اور اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار ۶۳۰۰۰۰ تھی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پا کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کی طرف روانہ ہوئے آپ پشیمینہ (اُون) کا جب پہنچے ہوئے تھے، دست مبارک میں عصا تھا عصا کے سرے میں زنبیل لٹکی تھی جس میں سفر کا

توشہ تھا اس شان سے آپ مصر میں پہنچ کر اپنے مکان میں داخل ہوئے۔ حضرت ہارون علیہ السلام وہیں تھے آپ نے انہیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر

فرعون کی طرف بھیجا ہے اور آپ کو بھی رسول بنایا ہے کہ فرعون کو خدا کی طرف دعوت دو۔ یہ سن کر آپ کی والدہ صاحبہ گھبرا گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگیں

کہ فرعون تمہیں قتل کرنے کے لیے تمہاری تلاش میں ہے جب تم اس کے پاس جاؤ گے تو تمہیں قتل کرے گا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے یہ فرمانے سے نہ رکنے

اور حضرت ہارون کو ساتھ لے کر شب کے وقت فرعون کے دروازے پر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا: آپ کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا: میں ہوں موسیٰ رب العالمین کا

رسول۔ فرعون کو خبر دی گئی اور صبح کے وقت آپ بلائے گئے آپ نے پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی رسالت ادا کی اور فرعون کے پاس جو حکم پہنچانے پر آپ مامور کئے گئے تھے وہ

پہنچایا فرعون نے آپ کو پہچانا۔ ۲۰ مفسرین نے کہا: تیس برس اس زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون کے لباس پہنتے تھے اور اس کی سواریوں میں سوار

ہوتے تھے اور اس کے فرزند مشہور تھے۔ ۲۱ قبلی کو قتل کیا ۲۲ کہ تم نے ہماری نعمت کی سپاس گزاری نہ کی اور ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ ۲۳ میں نہ جانتا تھا

جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝۲۱ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَبْتَغَاهَا عَلَىٰ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي

مجھے پیغمبروں سے کیا اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتنا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی

إِسْرَآءِيلَ ۝۲۲ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝۲۳ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ

اسرائیل ۲۲ فرعون بولا اور سارے جہان کا رب کیا ہے ۲۳ موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۝۲۴ إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝۲۵ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو ۲۴ اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم

تَسْتَعْبُونَ ۝۲۵ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝۲۶ قَالَ إِنَّ

غور سے سنتے نہیں ۲۶ موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا ۲۷ بولا

رَسُولُكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَكُجُوعٌ ۝۲۷ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ

تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے ۲۷ موسیٰ نے فرمایا رب پورب (مشرق) اور

الْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۝۲۸ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝۲۹ قَالَ لِمَنِ اتَّخَذَتِ الْهَآ

پچھم (مغرب) کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ۲۸ اگر تمہیں عقل ہو ۲۹ بولا اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا

کے گھونہ مارنے سے وہ شخص مر جائے گا میرا مارنا تادیب کے لیے تھا نہ قتل کے لیے ۳۰ تم مجھے قتل کرو گے اور شہر مدین کو چلا گیا۔ ۳۱ مدین سے واپسی کے

وقت۔ ”حکم“ سے یہاں یا نبوت مراد ہے یا علم۔ ۳۲ یعنی اس میں تیرا کیا احسان ہے کہ تم نے میری تربیت کی اور بچپن میں مجھے رکھا، کھلایا، پہنایا کیونکہ میرے تجھ

تک پہنچنے کا سبب تو یہی ہوا کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا ان کی اولادوں کو قتل کیا یہ تیرا ظلم عظیم اس کا باعث ہوا کہ میرے والدین مجھے پرورش نہ کر سکے اور میرے

دریا میں ڈالنے پر مجبور ہوئے تو ایسا نہ کرتا تو میں اپنے والدین کے پاس رہتا اس لیے یہ بات کیا اس قابل ہے کہ اس کا احسان جتایا جائے؟ فرعون، موسیٰ علیہ السلام

کی اس تقریر سے لا جواب ہوا اور اس نے اسلوب کلام بدلا اور یہ گفتگو چھوڑ کر دوسری بات شروع کی۔ ۳۳ جس کے تم اپنے آپ کو رسول بتاتے ہو۔ ۳۴ یعنی اگر

تم اشیاء کو دلیل سے جاننے کی صلاحیت رکھتے ہو تو ان چیزوں کی پیدائش اس کے وجود کی کافی دلیل ہے۔ ایقان اس علم کو کہتے ہیں جو استدلال سے حاصل ہوا سی لیے

اللہ تعالیٰ کی شان میں موقن نہیں کہا جاتا۔ ۳۵ اس وقت اس کے گرد اس کی قوم کے اشراف میں سے پانچ شخص زبوروں سے آراستہ زریں کرسیوں پر بیٹھے تھے

ان سے فرعون کا یہ کہنا کیا تم غور سے نہیں سنتے بایں معنی تھا کہ وہ آسمان اور زمین کو قدیم سمجھتے تھے اور ان کے حدوث کے منکر تھے مطلب یہ تھا کہ جب یہ چیزیں قدیم

ہیں تو ان کے لیے رب کی کیا حاجت؟ اب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان چیزوں سے استدلال پیش کرنا چاہا جن کا حدوث اور جن کی فنا مشاہدہ

میں آچکی ہے۔ ۳۶ یعنی اگر تم دوسری چیزوں سے استدلال نہیں کر سکتے تو خود تمہارے نفوس سے استدلال پیش کیا جاتا ہے اپنے آپ کو جانتے ہو، پیدا ہوئے ہو،

اپنے باپ دادا کو جانتے ہو کہ وہ فنا ہو گئے تو اپنی پیدائش سے اور ان کی فنا سے پیدا کرنے اور فنا کر دینے والے کے وجود کا ثبوت ملتا ہے۔ ۳۷ فرعون نے یہ اس

لیے کہا کہ وہ اپنے سوا کسی معبود کے وجود کا قائل نہ تھا اور جو اس کے معبود ہونے کا اعتقاد نہ رکھے اس کو خارج از عقل کہتا تھا اور حقیقتاً اس طرح کی گفتگو عجز کے وقت

آدی کی زبان پر آتی ہے لیکن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرض ہدایت و ارشاد کو علی وجہ الکمال ادا کیا اور اس کی تمام لایعنی (فضول) گفتگو کے باوجود

پھر مزید بیان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۳۸ کیونکہ پورب سے آفتاب کا طلوع کرنا اور پچھم میں غروب ہو جانا اور سال کی فصلوں میں ایک حساب معین پر چلنا اور

ہواؤں اور بارشوں وغیرہ کے نظام یہ سب اس کے وجود و قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ ۳۹ اب فرعون متحیر ہو گیا اور آثار قدرت الہی کے انکار کی راہ باقی نہ رہی

اور کوئی جواب اس سے بن نہ آیا۔

غَيْرِي لَا جَعَلَنكَ مِنَ الْمُسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوْلَوْ جُنَّتْ بِشْيءٍ

ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کردوں گا ۳۰ فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز

مُبِينٌ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاتِّبِهَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣١﴾ فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا

لاؤں ۳۱ کہا تو لاؤ اگر سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جیسی

هِيَ تُعْبَانُ مُبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّظِيرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَ

وہ صریح اڑدیا ہو گیا ۳۲ اور اپنا ہاتھ نکالا ۳۳ تو جیسی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا ۳۴ بولا

لِلْمَلَا حَوْلَهُ إِنَّ هَذَا السَّحَرُ عَلَيَّ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ

اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بے شک یہ دانا جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے

بِسِحْرِهِ ﴿٣٥﴾ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَبْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ

جادو کے زور سے تب تمہارا کیا مشورہ ہے ۳۵ وہ بولے انھیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرائے رہو اور شہروں میں

حُشْرَيْنِ ﴿٣٦﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلَيَّ ﴿٣٦﴾ فَجَبَعَ السَّحَرَةُ لِبَيْقَاتِ

جمع کرنے والے بھیجو کہ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو فٹ تو جمع کئے گئے جادوگر ایک مقرر

يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَبِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّانْتَبِعُ

دن کے وعدہ پر ۳۸ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے ۳۹ شاید ہم ان

السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا الْفِرْعَوْنَ

جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ غالب آئیں ۴۰ پھر جب جادوگر آئے فرعون سے بولے

۳۵ فرعون کی قیادت سے بدتر تھی اس کا جیل خانہ تنگ و تاریک عین گڑھا تھا اس میں اکیلا ڈال دیتا تھا نہ وہاں کوئی آواز سنائی آتی تھی نہ کچھ نظر آتا تھا۔ ۳۵ جو

میری رسالت کی برہان ہو۔ مراد اس سے معجزہ ہے اس پر فرعون نے ۳۶ عصا اڑا دی باہن کر آسمان کی طرف بقدر ایک میل کے اڑا پھر اتر کر فرعون کی طرف متوجہ ہوا

اور کہنے لگا: اے موسیٰ مجھے جو چاہئے حکم دیجئے۔ فرعون نے گھبرا کر کہا: اس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا اس کو پکڑو۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دست

مبارک میں لیا تو مثل سابق عصا ہو گیا۔ فرعون کہنے لگا: اس کے سوا اور بھی کوئی معجزہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور اس کو یذبیضا دکھایا۔ ۳۷ گریبان میں ڈال

کر ۳۸ اس سے آفتاب کی سی شعاع ظاہر ہوئی۔ ۳۹ کیونکہ اس زمانہ میں جادو کا بہت رواج تھا اس لیے فرعون نے خیال کیا کہ یہ بات چل جائے گی اور اس کی

قوم کے لوگ اس دھوکے میں آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو جائیں گے اور ان کی بات قبول نہ کریں گے۔ ۴۰ جو علم خیر میں بقول ان کے حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے بڑھ کر ہوا اور وہ لوگ اپنے جادو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا مقابلہ کریں تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے جنت باقی نہ رہے اور

فرعون کیوں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ یہ کام جادو سے ہو جاتے ہیں لہذا نبوت کی دلیل نہیں۔ ۴۱ وہ دن فرعون کیوں کی عید کا تھا اور اس مقابلہ کے لیے وقت چاشت

مقرر کیا گیا تھا۔ ۴۲ تاکہ دیکھو کہ دونوں فریق کیا کرتے ہیں اور ان میں کون غالب آتا ہے۔ ۴۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس سے مقصود ان کا جادوگروں

اَيْنَ لَنَا لَا جُرْأَنَ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّيَنَّ

کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے بولا ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب

الْمُقَرَّبِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَهُمُ مُوسَى الْقَوْمَا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٣٣﴾ فَالْقُوا

ہو جاؤ گے ﴿٣٢﴾ موسیٰ نے اُن سے فرمایا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے ﴿٣٣﴾ تو انھوں نے

حَبَالَهُمْ وَعَصِيَّتَهُمْ وَقَالُوا ابْعِزَّةَ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٣٤﴾ فَالْقَى

اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور بولے فرعون کی عزت کی قسم بے شک ہماری ہی جیت ہے ﴿٣٤﴾ تو

مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٣٥﴾ فَالْقَى السَّحَرَةُ

موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا جیسی وہ ان کی بناوٹوں کو نگٹنے لگا ﴿٣٥﴾ اب سجدہ میں

سُجِدِينَ ﴿٣٦﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ﴿٣٨﴾

گرے جادوگر بولے ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے

قَالَ امْنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ

فرعون بولا کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو

السَّحَرِ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ لَا اقْطَعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافِ

سکھایا ﴿٣٩﴾ تو اب جانا چاہتے ہو ﴿٣٩﴾ مجھے قسم ہے بے شک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا

وَلَا وَصَلْبَكُمْ أَجْعِلِينَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿٤١﴾

اور تم سب کو سولی دوں گا ﴿٤٠﴾ وہ بولے کچھ نقصان نہیں ہے ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں ﴿٤١﴾

﴿٤٢﴾ تمہیں درباری بنایا جائے گا تمہیں خاص اعزاز دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلے داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی سب سے بعد تک دربار میں رہو

گے اس کے بعد جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا حضرت پہلے اپنا عصا ڈالیں گے یا ہمیں اجازت ہے کہ ہم اپنا سامان سحر

ڈالیں۔ ﴿٤٥﴾ تاکہ تم اس کا انجام دیکھ لو۔ ﴿٤٦﴾ انہیں اپنے غلبہ کا اطمینان تھا کیونکہ سحر کے اعمال میں جو انتہا کے عمل تھے یہ ان کو کام میں لائے تھے اور

یقین کامل رکھتے تھے کہ اب کوئی سحر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ﴿٤٧﴾ جو انہوں نے جادو کے ذریعہ سے بنائیں تھیں یعنی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں جو جادو

سے اڑ رہے بن کر دوڑتے نظر آ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اڑ رہا تھا سب کو نگل گیا پھر اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے

دست مبارک میں لیا تو وہ مثل سابق عصا تھا۔ جب جادوگروں نے یہ دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ جادو نہیں ہے۔ ﴿٤٨﴾ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام

تمہارے استاد ہیں اسی لیے وہ تم سے بڑھ گئے۔ ﴿٤٩﴾ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے۔ ﴿٥٠﴾ اس سے مقصود یہ تھا کہ عام خلق ڈر جائے اور جادوگروں کو

دیکھ کر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئیں۔ ﴿٥١﴾ خواہ دنیا میں کچھ بھی پیش آئے کیونکہ ﴿٥٢﴾ ایمان کے ساتھ اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے

رحمت کی امید ہے۔

۲۸

إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيئَاتِنَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ٥١ ط

ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے اس پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ۵۱ اور

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنْكُمْ مُّسْبِعُونَ ٥٢ ق

ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو ۵۲ لے نکل بے شک تمہارا پیچھا ہونا ہے ۵۲ اب فرعون نے

فَرَعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ٥٣ ج

شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے ۵۳ کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں اور

إِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُونَ ٥٤ ط

بے شک وہ ہم سب کا دل جلاتے ہیں ۵۴ اور بے شک ہم سب چوکنے میں ۵۴ تو ہم نے انہیں ۵۴ باہر نکالا

جَنَّتْ وَعُيُونٌ ٥٥ ط

باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے ہم نے ایسا ہی کیا اور اُن کا وارث کر دیا

بَنِي إِسْرَآءِيلَ ٥٦ ط

بنی اسرائیل کو ۵۶ تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے پھر جب آمانا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا ۵۶ موسیٰ

أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدِّرُكَ ٥٧ ج

والوں نے کہا ہم کو اُنھوں نے آلیا ۵۷ موسیٰ نے فرمایا یوں نہیں ۵۷ بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے اب راہ دیتا ہے

فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ٥٨ ط

تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار ۵۸ تو جھبی دریا پھٹ گیا ۵۸ تو ہر حصہ ہو گیا

كَالطُّودِ الْعَظِيمِ ٥٩ ج

جیسے بڑا پہاڑ ۵۹ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو ۶۰ اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اس

وَعَدْتُهُمْ ٦١ ط

۶۱ یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے ۵۵ فرعون اور اس کے لشکر پیچھا کریں گے اور تمہارے پیچھے پیچھے دریا میں داخل

ہوں گے ہم تمہیں نجات دیں گے اور انہیں غرق کریں گے ۶۱ لشکروں کو جمع کرنے کے لیے جب لشکر جمع ہو گئے تو ان کی کثرت کے مقابل بنی اسرائیل کی تعداد

تھوڑی معلوم ہونے لگی۔ چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کی نسبت کہا: ۶۱ ہماری مخالفت کر کے اور بے ہماری اجازت کے ہماری سرزمین سے نکل کر ۵۸ مستعد

ہیں ہتھیار بند ہیں۔ ۵۹ یعنی فرعونیوں کو ۶۰ فرعون اور اس کی قوم کے غرق کے بعد۔ ۶۰ اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ ۶۰ اب وہ ہم پر

قابو پالیں گے نہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت رکھتے ہیں نہ بھاگنے کی جگہ ہے کیونکہ آگے دریا ہے۔ ۶۳ وعدہ الہی پر کامل بھروسہ ہے۔ ۶۲ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام نے دریا پر عصا مارا ۶۱ اور اس کے بارہ حصے نمودار ہوئے ۶۱ اور ان کے درمیان خشک راہیں۔ ۶۱ یعنی فرعون اور فرعونوں کو تاکہ وہ بنی اسرائیل کے

مَعَهُ أَجْبَعِينَ ۖ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا

کے سب ساتھ والوں کو ۶۸ پھر دوسروں کو ڈبو دیا ۶۹ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے مکے اور اُن

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۖ

میں اکثر مسلمان نہ تھے مکے اور بے شک تمہارا رب وہی عزت والا مکے مہربان ہے مکے

وَآتِلْ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۖ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۖ

اور اُن پر پڑھو خبر ابراہیم کی مکے جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو مکے

قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظِلُّ لَهَا عُكُفِينَ ۖ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمُ إِذْ

بولے ہم انہوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے (پوجا کے لئے جم کر بیٹھے) رہتے ہیں فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب

تَدْعُونَ ۖ أَوْ يَنْفَعُونَكُمُ أَوْ يَضُرُّونَ ۖ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا

تم پکارو یا تمہارا کچھ بھلا برا کرتے ہیں مکے بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو

كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ۖ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۖ أَنْتُمْ وَ

ایسا ہی کرتے پایا فرمایا تو کیا دیکھتے ہو جنہیں پوج رہے ہو تم اور

آبَاؤُكُمْ إِلَّا قَدَمُونَ ۖ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۖ

تمہارے اگلے باپ دادا مکے بے شک وہ سب میرے دشمن ہیں مکے مگر پروردگار عالم مکے وہ جس

خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۖ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۖ وَإِذَا

نے مجھے پیدا کیا مکے تو وہ مجھے راہ دے گا مکے اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے مکے اور جب

راستوں میں چل پڑے جوان کے لیے دریا میں بھرت الہی پیدا ہوئے تھے۔ ۶۸ دریا سے سلامت نکال کر ۶۹ یعنی فرعون اور اس کی قوم کو اس طرح کہ جب

بنی اسرائیل کل کے کل دریا سے باہر ہو گئے اور تمام فرعونی دریا کے اندر آ گئے تو دریا بحکم الہی مل گیا اور فرعون مع اپنی قوم کے ڈوب

گیا۔ مکے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے۔ مکے یعنی اہل مصر میں صرف آسیہ فرعون کی بی بی اور حزقیل جن کو مومن آل

فرعون کہتے ہیں وہ اپنا ایمان چھپائے رہتے تھے اور فرعون کے پچازاد تھے اور مریم جس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کا نشان بتایا تھا جبکہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے ان کے تابوت کو دریا سے نکالا مکے کہ اُس نے کافروں کو غرق کر کے ان سے انتقام لیا۔ ۷۲ مکے مومنین پر جنہیں غرق سے نجات دی مکے یعنی

مشرکین پر ۷۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ لوگ بت پرست ہیں باوجود اس کے آپ کا سوال فرمایا اس لیے تھا تا کہ انہیں دکھادیں کہ جن چیزوں کو

وہ لوگ پوجتے ہیں وہ کسی طرح اس کے مستحق نہیں۔ مکے جب یہ کچھ نہیں تو انہیں تم نے معبود کس طرح قرار دیا مکے کہ نہ یہ علم رکھتے ہیں نہ قدرت نہ کچھ سنتے ہیں

نہ کوئی نفع یا ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ مکے میں ان کا پوجا جانا گوارا نہیں کر سکتا۔ ۷۴ مکے میرا رب ہے میرا کارساز ہے میں اس کی عبادت کرتا ہوں وہ مستحق عبادت ہے اس

کے اوصاف یہ ہیں مکے نیست سے ہست (عدم سے وجود عطا) فرمایا اور اپنی طاعت کے لیے بنایا مکے آداب خلعت کی جیسی کہ سابق میں ہدایت فرما چکا ہے

مصلح دنیا و دین کی ۷۵ اور میرا روزی دینے والا ہے۔

مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينُ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُبَيِّتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي

میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے ﴿٨٠﴾ اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا ﴿٨١﴾ اور وہ جس

أَطْعَمُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ

کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا ﴿٨٢﴾ اے میرے رب مجھے حکم عطا کر ﴿٨٢﴾ اور

الْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾

مجھے اُن سے ملا دے جو تیرے قریب خاص کے سزاوار ہیں ﴿٨٣﴾ اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں ﴿٨٤﴾

وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾ وَاعْفُرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ

اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں ﴿٨٥﴾ اور میرے باپ کو بخش دے وہ بے شک وہ

الصَّالِحِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا

گمراہ ہے اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے ﴿٨٧﴾ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ

بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزِلَّتِ الْجَنَّةُ لِلْثَّاقِينَ ﴿٩٠﴾

بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر ﴿٨٩﴾ اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لیے ﴿٩٠﴾

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيُّبَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِنْ

اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے اور اُن سے کہا جائے گا ﴿٩١﴾ کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے اللہ

دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُم أَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَلْيَكْبُوا فِيهَا هُمْ وَالْعَاُونَ ﴿٩٤﴾

کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے ﴿٩٣﴾ یا بدلہ لیں گے تو اوندھا دیئے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ ﴿٩٤﴾

﴿٩٥﴾ میرے امراض دور کرتا ہے۔ ابن عطاء نے کہا: معنی یہ ہیں کہ جب میں غلطی کی دید سے پیار ہوتا ہوں تو مشاہدہ حق سے مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ ﴿٩٦﴾ موت اور

حیات اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ﴿٩٧﴾ انبیاء معصوم ہیں گناہ ان سے صادر نہیں ہوتے ان کا استغفار اپنے رب کے حضور تواضع ہے اور امت کے لیے طلب

مغفرت کی تعلیم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان صفاتِ الہیہ کو بیان کرنا اپنی قوم پر اقامتِ حجت ہے کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جس کی یہ صفات ہوں۔

﴿٩٨﴾ ”حکم“ سے یا علم مراد ہے یا حکمت یا نبوت۔ ﴿٩٩﴾ یعنی انبیاء علیہم السلام اور آپ کی یہ دعا مستجاب ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ

الصَّالِحِينَ“ ﴿١٠٠﴾ یعنی ان امتوں میں جو میرے بعد آئیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عطا فرمایا کہ تمام اہل ادیان ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی شاکرتے

ہیں۔ ﴿١٠١﴾ جنہیں تو جنت عطا فرمائے گا ﴿١٠٢﴾ تو یہ ایمان عطا فرما کر اور یہ دعا آپ نے اس لیے فرمائی کہ وقتِ مفارقت آپ کے والد نے آپ سے ایمان لانے کا

وعدہ کیا تھا جب ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے اس کا وعدہ جھوٹا تھا تو آپ اس سے بیزار ہو گئے جیسا کہ سورۃ براءت میں ہے: ”وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ

إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ“۔ ﴿١٠٣﴾ یعنی روز قیامت ﴿١٠٤﴾ جو شرک کفر و نفاق سے پاک ہو اس کو اس کا مال بھی نفع دے گا جو راہ

خدا میں خرچ کیا ہو اور اولاد بھی جو صالح ہو۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی مرتا ہے اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے ان کے، ایک صدقہ جاریہ۔ دوسرا وہ مال

جس سے وہ لوگ نفع اٹھائیں۔ تیسری نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ ﴿١٠٥﴾ کہ اس کو دیکھیں گے ﴿١٠٦﴾ بطریق زہر و توحیح ان کے شرک و کفر پر ﴿١٠٧﴾ عذاب الہی

وَجُنُودِ ابْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ

اور ابلیس کے لشکر سارے ۹۵ کہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے خدا کی قسم

إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نَسَوْنَكُمْ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَصْلَانَا

بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے اور ہمیں نہ بھکیا

إِلَّا الْجُرْمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ

مگر مجرموں نے ۹۹ تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ۹۹ اور نہ کوئی غم خوار دوست ۱۰۱ تو

أَنْ لَنَا كَرَّةٌ فَنَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ط وَمَا كَانَ

کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا ۱۰۲ کہ ہم مسلمان ہوتے بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں

أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ

بہت ایمان والے نہ تھے اور بے شک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے نوح کی

قَوْمُ نُوحٍ الْبُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾

قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا ۱۰۵ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا تم ڈرتے نہیں ۱۰۶

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں ۱۰۷ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۱۰۸ میں اس پر

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ﴿١٠٩﴾ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١١٠﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ

تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اُسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے تو اللہ سے ڈرو اور

سے بچا کر ۱۱۰ یعنی بُت اور ان کے پجاری سب اوندھے کر کے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ ۱۰۹ یعنی اس کے اتباع کرنے والے جن ہوں یا انسان۔ بعض

مفسرین نے کہا کہ ابلیس کے لشکروں سے اس کی ذریت مراد ہے۔ ۹۸ جنہوں نے بت پرستی کی دعوت دی یا وہ پہلے لوگ جن کا ہم نے اتباع کیا یا ابلیس اور اس کی

ذریت نے ۹۹ جیسے کہ مؤمنین کے لیے انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور مؤمنین شفاعت کرنے والے ہیں۔ ۱۰۸ جو کام آئے یہ بات کفار اس وقت کہیں گے جب

دیکھیں گے کہ انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور صالحین ایمانداروں کی شفاعت کر رہے ہیں اور ان کی دوستیاں کام آ رہی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنتی کہے گا:

میرے فلاں دوست کا کیا حال ہے اور وہ دوست گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے دوست کو نکالو اور جنت میں داخل کرو تو جو لوگ جہنم

میں باقی رہ جائیں گے وہ یہ کہیں گے کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے اور نہ کوئی غم خوار دوست۔ حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ایماندار دوست بڑھاؤ کیونکہ وہ روز

قیامت شفاعت کریں گے۔ ۱۰۷ دنیا میں ۱۰۷ یعنی نوح علیہ السلام کی تکذیب تمام پیغمبروں کی تکذیب ہے کیونکہ دین تمام رسولوں کا ایک ہے اور ہر ایک نبی

لوگوں کو تمام انبیاء پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔ ۱۰۸ اللہ تعالیٰ سے کفر و معاصی ترک کرو۔ ۱۰۹ اس کی وحی و رسالت کی تبلیغ پر اور آپ کی امانت آپ کی

قوم کو مسلم تھی جیسے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت پر عرب کو اتفاق تھا۔ ۱۱۰ جو میں توحید و ایمان و طاعت الہی کے متعلق دیتا ہوں۔

أَطِيعُونَ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَأَتُومِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذُلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا

میرا حکم مانو بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کینے ہوئے ہیں فلا فرمایا مجھے

عَلَيْهِ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنَّ حِسَابَهُمُ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوُتَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾

کیا خبر اُن کے کام کیا ہیں اُن کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے فلاں اگر تمہیں حس (شعور) ہو فلاں

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٣﴾ إِنَّ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِنْ

اور میں مسلمانوں کو دُور کرنے والا نہیں ہوں میں تو نہیں مگر صاف ڈر سُنانے والا ہوں بولے اے نوح

لَمْ تَنْتَهِ يَنْوَحْ لِتَكُونَنَّ مِنَ الْبُرْجُومِينَ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَوْمِي

اگر تم باز نہ آئے ۱۳۲ تو ضرور سنگسار کئے جاؤ گے ۱۳۳ عرض کی اے میرے رب میری قوم

كَذَّبُونَ ﴿١٦﴾ فَاقْتَحِ بِيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَحْطًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنْ

نے مجھے جھٹلایا ۱۱۲؎ تو مجھ میں اور اُن میں پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلِّ الْبَشْرَ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

نجات دے ۱۵۱ تو ہم نے بچا لیا اُسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں ۱۵۲ پھر اس کے بعد ۱۵۳

بَعْدَ الْبَقِيَّةِ ۝^{١٢٠} إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً^ط وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝^{١٢١}

ہم نے باقیوں کو ڈبو دیا بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور اُن میں اکثر مسلمان نہ تھے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادُ الْبُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ

اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے عادی نے رسولوں کو جھٹلایا ۱۱۵ جب کہ

نہ یہ بات انہوں نے غرور سے کہی، غرباء کے پاس بیٹھنا انہیں گوارا نہ تھا اس میں وہ اپنی کبر شان (بے عزتی) سمجھتے تھے اس لیے ایمان جیسی نعمت سے محروم

رہے۔ کمینے سے مراد اُن کی غرباء اور پیشہ ور لوگ تھے اور ان کو ذیل اور کمین کہنا یہ کفار کا متکبرانہ فعل تھا ورنہ درحقیقت صنعت اور پیشہ حیثیت دین سے آدمی کو ذلیل

نہیں کرتا۔ غنا اصل میں دیغی غنا ہے اور نسب نقوی کا نسب۔ مسئلہ: مومن کو زویل کہنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی محتاج و نادار ہو یا وہ کسی نسب کا ہو۔ (مدارک) (فتاویٰ وہ کیا پڑیے

لڑتے ہیں مجھے اس سے لیا مطلب میں امیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ **وفا** وہی انہیں جزا دے گا۔ **وفاء** کو نہ تم انہیں عیب لگاؤ نہ پیہوں کے باعث ان سے عار

مرو۔ چرخو کے ہاں کاپ میس کو پی۔ ن سے نکال دجے تاکہ کاپ سے پاں میں اور پانی بات مین اس کے جواب میں فرمایا۔ یہ میری سان بین نے

میں بکھرا میں تھا، خوش و چہرہ کروں اور بکھرا۔ یہاں سے لائے میں سماؤں کے پتوں سے لائے دوں۔ کہ ہر ماہ میں سے کھا رہا ہے۔ جس سے وہ بائیں میں اسیر ہو جائے تو جو ایمان لائے وہی میرا مقرب ہے اور جو ایمان نہ لائے وہی دور۔ ۱۲۰ دعوت و انداز سے۔ ۱۳۰ حضرت نور علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں ۱۴۰ تری

وہی ورسالت میں، مراد آپ کی تھی کہ میں جو اُن کے حق میں بددعا کرتا ہوں اس کا سبب یہ نہیں کہ انہوں نے مجھے سنگسار کرنے کی دھمکی دی نہ یہ کہ انہوں نے میرے

مُتَعَبِّین کو رذیل کہا بلکہ میری دعا کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے تیرے کلام کو جھٹلایا اور تیری رسالت کو قبول کرنے سے انکار کیا **۱۵۱** ان لوگوں کی شامتِ اعمال

سے ۱۱۱۱ جو آدمیوں، پرندوں اور حیوانوں سے بھری ہوئی تھی۔ ۱۱۱۱ یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دینے کے بعد ۱۱۱۱ عمارت ایک قبیلہ ہے

قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٣٥﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٣٥﴾

اُن سے اُن کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿١٣٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجَرِيَ

تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٣٧﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٣٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ

اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو ﴿١٣٨﴾ اور مضبوط محل

مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٣٩﴾ وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٤٠﴾ فَاتَّقُوا

چلتے ہو اس اُمید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے ﴿١٣٩﴾ اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے ہو ﴿١٤٠﴾ تو اللہ سے

اللَّهُ وَأَطِيعُوا ﴿١٤١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿١٤٢﴾ أَمَدَّكُمْ

ڈرو اور میرا حکم مانو اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں ﴿١٤٢﴾ تمہاری مدد کی

بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿١٤٣﴾ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٤﴾ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

چوپایوں اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے بے شک مجھے تم پر ڈر ہے

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٤٥﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعْتَ أَم لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَعَّظِينَ ﴿١٤٦﴾

ایک بڑے دن کے عذاب کا ﴿١٤٥﴾ بولے ہمیں برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا ناحیوں میں نہ ہو ﴿١٤٦﴾

إِنْ هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٤٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِعَبْدٍ بَيْنَ ﴿١٤٨﴾ فَكَذَّبُوهُ

یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں کی ریت (رسم و رواج) ﴿١٤٧﴾ اور ہمیں عذاب ہونا نہیں ﴿١٤٨﴾ تو انھوں نے اسے جھٹلایا ﴿١٤٨﴾

فَاَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ﴿١٤٩﴾ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٥٠﴾ وَ

تو ہم نے انھیں ہلاک کیا ﴿١٤٩﴾ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے اور

اور دراصل یہ ایک شخص کا نام ہے جس کی اولاد سے یہ قبیلہ ہے۔ ﴿١٤٩﴾ اور میری تکذیب نہ کرو۔ ﴿١٥٠﴾ کہ اس پر چڑھ کر گزرنے والوں سے تمسخر کرو اور یہ اس قوم کا

معمول تھا انہوں نے سر راہ بلند پتائیں بنائی تھیں وہاں بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو پریشان کرتے اور کھیل کرتے۔ ﴿١٥٠﴾ اور کبھی نہ مرو گے ﴿١٥١﴾ تلوار سے قتل کر کے

دُڑے مار کر نہایت بے رحمی سے ﴿١٥١﴾ یعنی وہ نعمتیں جنہیں تم جانتے ہو، آگے ان کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ ﴿١٥٢﴾ اگر تم میری نافرمانی کرو اس کا جواب ان کی طرف

سے یہ ہوا کہ ﴿١٥٥﴾ ہم کسی طرح تمہاری بات نہ مانیں گے اور تمہاری دعوت قبول نہ کریں گے۔ ﴿١٥٦﴾ یعنی جن چیزوں کا آپ نے خوف دلایا یہ پہلوں کا دستور ہے وہ

بھی ایسی ہی باتیں کہا کرتے تھے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم ان باتوں کا اعتبار نہیں کرتے انہیں جھوٹ جانتے ہیں یا آیت کے معنی یہ ہیں کہ یہ موت و حیات اور

عمارتیں بنانا پہلوں کا طریقہ ہے۔ ﴿١٥٧﴾ دنیا میں نہ مرنے کے بعد اٹھنا نہ آخرت میں حساب ﴿١٥٨﴾ یعنی ہود علیہ السلام کو ﴿١٥٩﴾ ہوا کے عذاب سے۔

ع ۱۱

إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطُرُفِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ

بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب کہ

قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ ۖ أَلا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝

اُن سے ان کے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ

تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے کچھ اس پر اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو

إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هُمْ بِآمِنِينَ ۝ فِي

اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے ۱۳۱

جَنَّتْ وَعُيُونٌ ۝ وَزُرُوعٌ وَخُلُوعٌ ۖ طُلُعَا هَاضِمٍ ۝ وَتَنْحُونَ مِنَ

باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگونہ نرم نازک اور پہاڑوں

الْجِبَالِ بِيُوتًا فَرَهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ

میں سے گھر تراشتے ہو استادی سے ۱۳۲ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر

الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا

نہ چلو ۱۳۳ وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ۱۳۴ اور بناؤ نہیں کرتے ۱۳۵ بولے

إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمَسْحَرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا ۖ فَأْتِ بِآيَةٍ ۖ إِنْ

تم پر تو جادو ہوا ہے ۱۳۶ تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ ۱۳۷ اگر

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ ۖ لَهَا شَرِبٌ وَلَكُمْ شَرِبٌ يَوْمَ

سچے ہو ۱۳۸ فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن اُس کے پینے کی باری ۱۳۹ اور ایک معتین دن

وَالْآخَرِ ۖ يَوْمَ تَأْتِي سَاعَةُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

۱۳۱ یعنی دنیا کی ۱۳۱ کہ یہ نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں اور کبھی عذاب نہ آئے کبھی موت نہ آئے، آگے ان کی نعمتوں کا بیان ہے۔ ۱۳۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

”مسرفین“ سے مراد شریکین ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ”مسرفین“ سے مراد وہ شخص ہیں جنہوں نے ناقہ کو قتل کیا تھا۔ ۱۳۳ کفر و ظلم اور معاصی کے ساتھ

۱۳۴ ایمان لا کر اور عدل قائم کر کے اور اللہ کے مطیع ہو کر معنی یہ ہیں کہ ان کا فساد ٹھوس ہے جس میں کسی طرح نیکی کا شائبہ بھی نہیں اور بعض مفسرین ایسے بھی ہوتے

ہیں کہ کچھ فساد بھی کرتے ہیں کچھ نیکی بھی ان میں ہوتی ہے مگر یہ ایسے نہیں۔ ۱۳۵ یعنی بار بار بکثرت جادو ہوا ہے جس کی وجہ سے عقل بجائیں رہی (معاذ اللہ)

۱۳۶ اپنی سچائی کی ۱۳۷ رسالت کے دعویٰ میں۔ ۱۳۸ اس میں اس سے مزاحمت نہ کرو، یہ ایک اونٹنی تھی جو ان کے معجزہ طلب کرنے پر ان کے حسب خواہش

بدعائے حضرت صالح علیہ السلام پتھر سے نکلتی تھی اس کا سیدہ ساٹھ گز کا تھا جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو وہ وہاں کا تمام پانی پی جاتی اور جب لوگوں کے پینے کا دن

مَعْلُومٍ ۝ (۱۵۵) وَلَا تَسْوَاهَا بَسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ (۱۵۶)

تمہاری باری اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ ۱۵۵ کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آئے گا ۱۵۶

فَعَقَرُوهَا فَاصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ (۱۵۷) فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ط

اس پر انھوں نے اس کی کوئی بھی کاٹ دیں ۱۵۷ پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے ۱۵۸ تو انھیں عذاب نے آلیا ۱۵۹ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (۱۵۸) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ع

اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ (۱۶۰) إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ لُوطُ أَلَا

لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جب کہ اُن سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا کیا

تَتَّقُونَ ۝ (۱۶۱) إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ (۱۶۲) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ (۱۶۳) وَ

تم ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور

مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۝ (۱۶۴) إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ط

میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ (۱۶۵) وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ

کیا مخلوق میں مردوں سے بدفعی کرتے ہو ۱۶۵ اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے

مِّنْ أَرْوَاحِكُمْ ط بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ (۱۶۶) قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يَلُوطُ

جوردنیں (بیویاں) بنائیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ۱۶۶ بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے ۱۶۷

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخُرَاجِينَ ۝ (۱۶۷) قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ ط (۱۶۸) رَبِّ

تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے ۱۶۸ فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں ۱۶۹ اے میرے رب

ہوتا تو اس دن نہ پچتی۔ (مدارک) ۱۷۰ نہ اس کو مارو نہ اس کی کوئی بھی کاٹو۔ ۱۷۱ نزول عذاب کی وجہ سے اس دن کو بڑا فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ وہ عذاب اس قدر

عظیم اور سخت تھا کہ جس دن میں وہ واقع ہوا اس کو اس کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا۔ ۱۷۲ کوئی بھی کاٹنے والے شخص کا نام قدر تھا اور وہ لوگ اس کے اس فعل سے راضی

تھے اس لیے کوئی بھی کاٹنے کی نسبت ان سب کی طرف کی گئی۔ ۱۷۳ کوئی بھی کاٹنے پر نزول عذاب کے خوف سے نہ کہ معصیت پر تابانہ نادم ہوئے ہوں یا یہ بات کہ

آثار عذاب دیکھ کر نادم ہوئے ایسے وقت کی ندامت نافع نہیں۔ ۱۷۴ جس کی انہیں خبر دی گئی تھی تو ہلاک ہو گئے۔ ۱۷۵ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کیا مخلوق

میں ایسے فیج اور ذلیل فعل کے لیے تمہیں رہ گئے ہو جہاں کے اور لوگ بھی تو ہیں انہیں دیکھ کر تمہیں شرمانا چاہئے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بکثرت عورتیں ہوتے

ہوئے اس فعل فیج کا مرتکب ہونا انتہا درجہ کی خباثت ہے۔ ۱۷۶ کہ حلال طیب کو چھوڑ کر حرام غبیث میں مبتلا ہوتے ہو۔ ۱۷۷ نصیحت کرنے اور اس فعل کو برا کہنے

سے ۱۷۸ شہر سے اور تمہیں یہاں نہ رہنے دیا جائے گا۔ ۱۷۹ اور مجھے اس سے نہایت دشمنی ہے پھر آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی۔

نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا

مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچاؤ ۱۶۹ تو ہم نے اُسے اور اُس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی ۱۷۰ مگر ایک بڑھیا

فِي الْغَدِيرِ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ

کہ پیچھے رہ گئی ۱۷۱ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا ۱۷۲ اور ہم نے اُن پر ایک برسائے برساوا ۱۷۳ تو کیا ہی بُرا

مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ط وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

برسائے تھا ڈرائے گیوں کا بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان

مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ

نہ تھے اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے بن (جنگل)

نُجُكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ

والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۱۷۶ جب اُن سے شعیب نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر کچھ تم سے اُجرت

أَجْرٍ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا

نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے ۱۸۰ ناپ پورا کرو اور گھٹانے

مِنَ الْبُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَلْسِنَتِكُمْ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

والوں میں نہ ہو ۱۸۱ اور سیدی ترازو سے تولو اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے

أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٢﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ

نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ۱۸۲ اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا

۱۸۱ اس کی شامت اعمال سے محفوظ رکھو۔ ۱۸۲ یعنی آپ کی بیٹیوں کو اور ان تمام لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے۔ ۱۸۳ جو آپ کی بی بی تھی اور وہ اپنی قوم کے فعل

پر راضی تھی اور جو معصیت پر راضی ہو وہ عاصی کے حکم میں ہوتا ہے اسی لیے وہ بڑھیا گرفتار عذاب ہوئی اور اس نے نجات نہ پائی۔ ۱۸۴ پتھروں کا یا گندھک اور

آگ کا ۱۸۵ یہ بن (جنگل) مدین کے قریب تھا اس میں بہت سے درخت اور جھاڑیاں تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تھا

جیسا کہ اہل مدین کی طرف مبعوث کیا تھا اور یہ لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے نہ تھے۔ ۱۸۶ ان تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا یہی عنوان رہا کیونکہ

وہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی اطاعت اور اخلاص فی العبادۃ کا حکم دیتے اور تبلیغ رسالت پر کوئی آہر نہیں لیتے تھے۔ لہذا سب نے یہی فرمایا۔ ۱۸۷

لوگوں کے حقوق کم نہ کرو ناپ اور تول میں ۱۸۸ رہزنی اور لوٹ مار کر کے اور کھیتیاں تباہ کر کے یہی ان لوگوں کی عادتیں تھیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں

ان سے منع فرمایا۔

وَالْجِبَلَةَ الْأَوَّلِينَ^{١٨٧} قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ^{١٨٥} وَمَا أَنْتَ

اور اگلی مخلوق کو بولے تم پر جادو ہوا ہے تم تو نہیں

إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ^{١٨٦} فَاسْقُطْ عَلَيْنَا كِسْفًا

مگر ہم جیسے آدمی ۱۵۸ اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا

مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ^{١٨٨} قَالَ رَبِّیْ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ^{١٨٨}

گرا دو اگر تم سچے ہو ۱۵۹ فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کوکب (کرتوت) ہیں ۱۶۰

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ^{١٨٩} إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ^{١٨٩}

تو انھوں نے اُسے جھٹلایا تو انھیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آلیا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا ۱۶۱

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً^{١٩٠} وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ^{١٩٠} وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور اُن میں بہت مسلمان نہ تھے اور بے شک تمہارا رب ہی

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ^{١٩١} وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ^{١٩٢} نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ

عزت والا مہربان ہے اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اُسے روح الامین لے

الْأَمِينُ^{١٩٣} عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ^{١٩٣} بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ

کر اُتر ۱۶۲ تمہارے دل پر ۱۶۳ کہ تم ڈر سناؤ روشن عربی

مُبِينٍ^{١٩٥} وَإِنَّهُ لَفِي زُبْرِ الْوَيْلِينَ^{١٩٦} أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ

زبان میں اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے ۱۶۴ اور کیا یہ اُن کے لیے نشانی نہ تھی ۱۶۵ کہ اس

۱۵۸ نبوت کا انکار کرنے والے انبیاء کی نسبت بالعموم یہی کہا کرتے تھے جیسا کہ آج کل کے بعض فاسد العقیدہ کہتے ہیں۔ ۱۵۹ نبوت کے دعوے میں۔ ۱۶۰ اور

جس عذاب کے تم مستحق ہو وہ جو عذاب چاہے گا تم پر نازل فرمائے گا۔ ۱۶۱ جو کہ اس طرح ہوا کہ انہیں شدید گرمی پہنچی، ہوا بند ہوئی اور سات روز گرمی کے

عذاب میں گرفتار رہے، تہ خانوں میں جالتے وہاں اور زیادہ گرمی پاتے اس کے بعد ایک آبریا سب اس کے نیچے آ کے جمع ہو گئے اس سے آگ برسی اور سب جل

گئے۔ (اس واقعہ کا بیان سورۃ اعراف اور سورۃ ہود میں گزر چکا ہے)۔ ۱۶۲ روح الامین سے حضرت جبریل مراد ہیں جو وحی کے امین ہیں۔ ۱۶۳ تاکہ آپ

اسے محفوظ رکھیں اور سمجھیں اور نہ بھولیں دل کی تخصیص اس لیے ہے کہ درحقیقت وہی مخاطب ہے اور تمیز و عقل و اختیار کا مقام بھی وہی ہے تمام اعضاء اس کے مسخر و

مطیع ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ دل کے درست ہونے سے تمام بدن درست ہو جاتا ہے اور اس کے خراب ہونے سے سب جسم خراب اور فرح و سرور و رنج و

غم کا مقام دل ہی ہے جب دل کو خوشی ہوتی ہے تمام اعضاء پر اس کا اثر پڑتا ہے تو وہ مثل رئیس کے ہے وہی موضع ہے عقل کا تو امیر مطلق ہوا اور تکلیف جو عقل و فہم

کے ساتھ شرط ہے اسی کی طرف راجع ہوئی۔ ۱۶۴ ”اِنَّهُ“ کی ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا ذکر تمام کتب سماویہ میں ہے اور اگر

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ضمیر راجع ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اگلی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت مذکور ہے۔ ۱۶۵ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے صدق نبوت و رسالت پر۔

يَعْلَمُهُ عَلَمُوا ابْنِي إِسْرَءِيلَ ۖ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۝١٩٨

نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم ۱۹۸ اور اگر ہم اُسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے

فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۖ كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ

کہ وہ انھیں پڑھ سنا تا جب بھی اس پر ایمان نہ لاتے ۱۹۹ ہم نے یونہی جھٹلانا پیرا دیا (پیوست کردیا) ہے مجرموں کے

الْمُجْرِمِينَ ۖ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۖ فَيَأْتِيهِمْ

دلوں میں ۱۹۸ وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دیکھیں دردناک عذاب تو وہ اچانک ان پر

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۖ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ۖ أَفَعَدَّابْنَا

آجائے گا اور انھیں خبر نہ ہوگی تو کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی ۱۹۹ تو کیا ہمارے عذاب کی

يَسْتَعْجِلُونَ ۖ أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۖ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا

جلدی کرتے ہیں بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انھیں برتنے دیں فلا پھر آئے اُن پر وہ جس کا وہ وعدہ

يُوعِدُونَ ۖ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَسْعُونَ ۖ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ

دیئے جاتے ہیں فلا تو کیا کام آئے گا اُن کے وہ جو برتنے تھے فلا اور ہم نے کوئی بستی ہلاک

قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ۖ ذِكْرًا ۖ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۖ وَمَا

نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں نصیحت کے لیے اور ہم ظلم نہیں کرتے فلا اور اس

۱۹۸ اپنی کتابوں سے اور لوگوں کو خبریں دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اہل مکہ نے یہود مدینہ کے پاس اپنے معتمدین کو یہ دریافت

کرنے بھیجا کہ کیا نبی آخر الزماں سید کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان کی کتابوں میں کوئی خبر ہے اس کا جواب علمائے یہود نے یہ دیا کہ یہی ان

کا زمانہ ہے اور ان کی نعت و صفت توریت میں موجود ہے علماء یہود میں سے حضرت عبد اللہ ابن سلام اور ابن پائین اور ثعلبہ اور اسد اور اسید یہ حضرات جنہوں نے

توریت میں حضور کے اوصاف پڑھے تھے حضور پر ایمان لائے۔ فلا معنی یہ ہیں کہ ہم نے یہ قرآن کریم ایک فصیح بیخ عربی نبی پر اتارا جس کی فصاحت اہل عرب کو

مُسَلَّم ہے اور وہ جانتے ہیں کہ قرآن کریم مجرہ ہے اور اس کی مثل ایک سورت بنانے سے بھی تمام دنیا عاجز ہے علاوہ ہرین علماء اہل کتاب کا اتفاق ہے کہ اس کے نزول

سے قبل اس کے نازل ہونے کی بشارت اور اس نبی کی صفت ان کی کتابوں میں انہیں مل چکی ہے اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ”نبی“ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں

اور یہ کتاب اس کی نازل فرمائی ہوئی ہے اور کفار جو طرح طرح کی بے ہودہ باتیں اس کتاب کے متعلق کہتے ہیں سب باطل ہیں اور خود کفار بھی تحقیر (حیران) ہیں

کہ اس کے خلاف کیا بات کہیں اس لیے کبھی اس کو پہلوں کی داستا میں کہتے ہیں کبھی شعر کبھی سحر اور کبھی یہ کہ معاذ اللہ اس کو خود سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

بنالیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی غلط نسبت کر دی ہے اس طرح کے بے ہودہ اعتراض معاند (حاسد) ہر حال میں کر سکتا ہے حتیٰ کہ اگر بالفرض یہ قرآن کسی غیر

عربی شخص پر نازل کیا جاتا جو عربی کی مہارت نہ رکھتا اور باوجود اس کے وہ ایسا معجز قرآن پڑھ کر سنا تا جب بھی یہ لوگ اسی طرح گُفر کرتے جس طرح انہوں نے اب گُفر

وا نکار کیا کیونکہ ان کے گُفر و انکار کا باعث عناد ہے۔ ۱۹۸ یعنی ان کافروں کے جن کا گُفر اختیار کرنا اور اس پر مصررہنا ہمارے علم میں ہے تو ان کے لیے ہدایت کا کوئی

بھی طریقہ اختیار کیا جائے کسی حال میں وہ گُفر سے پلٹنے والے نہیں۔ ۱۹۹ تاکہ ہم ایمان لائیں اور تصدیق کریں لیکن اس وقت مہلت نہ ملے گی۔ جب سید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفار کو اس عذاب کی خبر دی تو براہِ تسخر و استہزاء کہنے لگے کہ یہ عذاب کب آئے گا؟ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فلا اور فوراً

ہلاک نہ کروں فلا یعنی عذاب الہی فلا یعنی دنیا کی زندگانی اور اس کا عیش خواہ طویل بھی ہو لیکن نہ وہ عذاب کو دفع کر سکے گا نہ اس کی شدت کم کر سکے گا۔ فلا پہلے

تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَظِيلُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ

قرآن کو لے کر شیطان نہ اُترے ﴿٢١٠﴾ اور وہ اس قابل نہیں ﴿٢١١﴾ اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں ﴿٢١٢﴾ وہ تو

السَّعِيرِ لَمَعَزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ

سننے کی جگہ سے دُور کر دیئے گئے ہیں ﴿٢١٢﴾ تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر

الْمُعَذِّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفُضْ جَنَاحَكَ

عذاب ہوگا اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ ﴿٢١٣﴾ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ ﴿٢١٤﴾

لَسَنَ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا

اپنے پیرو (تابع) مسلمانوں کے لیے ﴿٢١٥﴾ تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرماد میں تمہارے کاموں سے

تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرُكَّ حِينَ

بے علاقہ (لا تعلق) ہوں اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے ﴿٢١٦﴾ جو تمہیں دیکھتا ہے جب

تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقْلُبُكَ فِي السُّجُودِ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ

تم کھڑے ہوتے ہو ﴿٢١٨﴾ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو ﴿٢١٩﴾ بے شک وہی سُنتا جانتا ہے ﴿٢٢٠﴾ کیا

أَنْبِئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾

میں تمہیں بتا دوں کہ کس پر اُترتے ہیں شیطان اُترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہگار پر ﴿٢٢١﴾

جنت قائم کر دیتے ہیں ڈرسانے والوں کو بھیج دیتے ہیں اس کے بعد بھی جو لوگ راہ پر نہیں آتے اور حق کو قبول نہیں کرتے ان پر عذاب کرتے ہیں۔ ﴿٢٢٢﴾ اس میں

کفار کا رُذہ ہے جو کہتے تھے کہ جس طرح شیاطین کا بنوں کے پاس آسانی خیریں لاتے ہیں اسی طرح معاذ اللہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس

قرآن لاتے ہیں۔ اس آیت میں ان کے اس خیال کو باطل کر دیا کہ یہ غلط ہے۔ ﴿٢٢٣﴾ کہ قرآن لائیں ﴿٢٢٤﴾ کیونکہ یہ ان کے مقدور (بس) سے باہر ہے۔ ﴿٢٢٥﴾

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو وحی ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا جب تک کہ فرشتہ اس کو بارگاہ رسالت میں پہنچائے اس سے پہلے

شیاطین اس کو نہیں سن سکتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے: ﴿٢٢٦﴾ حضور کے قریب کے رشتہ دار بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں حضور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اعلان کے ساتھ انداز فرمایا اور خدا کا خوف دلایا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ ﴿٢٢٧﴾ یعنی لطف و کرم فرماؤ۔ ﴿٢٢٨﴾ جو صدق و اخلاص

سے آپ پر ایمان لائیں خواہ وہ آپ سے قربت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ ﴿٢٢٩﴾ یعنی اللہ تعالیٰ، تم اپنے تمام کام اس کو تفویض کرو (یعنی اللہ تعالیٰ کو سونپ دو)۔

﴿٢٣٠﴾ نماز کے لیے یاد دعا کے لیے یا ہر اس مقام پر جہاں تم ہو۔ ﴿٢٣١﴾ جب تم اپنے تہجد پڑھنے والے اصحاب کے احوال ملاحظہ فرمانے کے لیے شب کو دورہ کرتے ہو۔

بعض مفسرین نے کہا: معنی یہ ہیں کہ جب تم امام ہو کر نماز پڑھاتے ہو اور قیام رکوع و سجود و قعود میں گزرتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا: معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی گردش

چشم کو دیکھتا ہے نمازوں میں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس و پیش (آگے، پیچھے) کیساں ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

حدیث میں ہے بخدا اچھ پر تمہارا خشوع و رکوع مخفی نہیں میں تمہیں اپنے پس پشت دیکھتا ہوں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں مساجدین سے مؤمنین مراد ہیں

اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ حضرت آدم وحواء علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاہ و احرام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔ (مدارک و جمل وغیرہ) ﴿٢٣٢﴾ تمہارے قول و عمل اور تمہاری نیت

يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثُرُهُمْ كَذِبُونَ ﴿٣٢٣﴾ وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٣٢٤﴾

شیطان اپنی سنی ہوئی ۱۸۶ اُن پر ڈالتے ہیں اور اُن میں اکثر جھوٹے ہیں ۱۸۷ اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں ۱۸۸

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٣٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٢٦﴾

کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں ۱۸۹ اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ۱۹۰

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْهُمْ

مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۱۹۱ اور بکثرت اللہ کی یاد کی ۱۹۲ اور بدلہ لیا ۱۹۳

بَعْدَ مَا ظَلَمُوا ۚ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٣٢٧﴾

اس کے کہ اُن پر ظلم ہوا ۱۹۴ اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم ۱۹۵ کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے ۱۹۶

﴿آیتھا ۹۳﴾ ﴿سُورَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ٢٨﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ٤﴾

سورہ نمل مکہ ہے، اس میں ترانے آیتیں اور سات رکوع ہیں

کو اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے جواب میں جو کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شیطان اترتے ہیں، یہ ارشاد فرماتا ہے۔ ۱۸۵ مثل مسلمان وغیرہ کاہنوں کے۔ ۱۸۶ جو انہوں نے ملائکہ سے سنی ہوئی ہے۔ ۱۸۷ کیونکہ وہ فرشتوں سے سنی ہوئی باتوں میں اپنی طرف سے بہت جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بات سنتے ہیں تو سو جھوٹ اس کے ساتھ ملا دیتے ہیں اور یہ بھی اس وقت تک تھا جب تک کہ وہ آسمان پر پہنچنے سے روکے نہ گئے تھے۔ ۱۸۸ ان کے اشعار میں کہ ان کو پڑھتے ہیں رواج دیتے ہیں باوجودیکہ وہ اشعار کذب و باطل ہوتے ہیں۔ شان نزول: یہ آیت شعراء کفار کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھو میں شعر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور ان کی قوم کے گمراہ لوگ ان سے ان اشعار کو نقل کرتے تھے، ان لوگوں کی آیت میں مذمت فرمائی گئی۔ ۱۸۹ اور ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے ہیں اور ہر لغو و باطل میں سخن آرائی کرتے ہیں جھوٹی مدح کرتے ہیں جھوٹی بھوکرتے ہیں۔ ۱۹۰ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا جسم پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ شعر سے پڑ ہو۔ مسلمان شعراء جو اس طریقہ سے اجتناب کرتے ہیں اس حکم سے مستثنیٰ کئے گئے۔ ۱۹۱ اس میں شعراء اسلام کا استثناء فرمایا گیا وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حمد لکھتے ہیں، اسلام کی مدح لکھتے ہیں، پند و نصائح لکھتے ہیں، اس پر اجر و ثواب پاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت حنان کے لیے منبر بچھایا جاتا تھا وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مفاخر پڑھتے (فضائل بیان فرماتے) تھے اور کفار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے حق میں دعا فرماتے تھے۔ بخاری کی حدیث میں ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں اکثر شعر پڑھے جاتے تھے جیسا کہ ترمذی میں جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ شعر کلام ہے بعض اچھا ہوتا ہے بعض برا اچھے کو لو برے کو چھوڑ دو۔ شغنی نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق شعر کہتے تھے۔ حضرت علی ان سب سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۱۹۲ اور شعراء ان کے لیے ذکر الہی سے غفلت کا سبب نہ ہو۔ بلکہ ان لوگوں نے جب شعر کہا بھی تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اور اصحاب کرام و صلحاء امت کی مدح اور حکمت و موعظت اور زہد و ادب میں۔ ۱۹۳ کفار سے ان کی بھوکا ۱۹۴ کفار کی طرف سے کہ انہوں نے مسلمانوں کی اور ان کے پیشواؤں کی بھوکا ان حضرات نے اس کو دفع کیا اور اس کے جواب دیئے یہ مذموم نہیں ہیں بلکہ مستحق اجر و ثواب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی، یہ ان حضرات کا جہاد ہے۔ ۱۹۵ یعنی مشرکین جنہوں نے سید الطاہرین افضل الخلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھوکا۔ ۱۹۶ موت کے بعد۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جہنم کی طرف اور وہ برائی ٹھکانا ہے۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی ہدایت اور خوشخبری

وہ ایمان والوں کو وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں ۳ اور زکوٰۃ دیتے ہیں ۴ اور وہ

آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے

کو تک (برے اعمال) اُن کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں وہ تو وہ بھٹک رہے ہیں یہ وہ ہیں جن کے لیے بُرا عذاب ہے اور

یہی آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں ڈالتی ہے اور بے شک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت

والے علم والے کی طرف سے وہ جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والوں سے کہا وہ مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے عنقریب میں تمہارے پاس

اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم ٹایپوٹ پھر جب آگ کے پاس آیا

نہا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے والے اور پاکی ہے اللہ کو

۱۔ سورہ نمل مکیہ ہے اس میں سات ۷ رکوع اور ترانوں ۹۳ آیتیں اور ایک ہزار تین سو سترہ ۱۳۱۷ کلمے اور چار ہزار سات سو ننانوے ۷۹۹۷ حرف

۲۔ جو حق و باطل میں امتیاز کرتی ہے اور جس میں علوم و حکم و دیعت رکھے گئے ہیں۔ ۳۔ اور اس پر مداومت کرتے ہیں اور اس کے شرائط و آداب و جملہ

مفتوح کی حفاظت کرتے ہیں ۴ خوش دلی سے ۵ کہ وہ اپنی برائیوں کو شہوات کے سبب سے بھلائی جانتے ہیں۔ ۶ دنیا میں قتل اور گرفتاری ۷ کہ ان کا

نجام دائمی عذاب ہے۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے۔ ۵۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے جو

فائدہ یہ ہے۔ فائدہ دین سے مصر کو سفر کرتے ہوئے تاریک رات میں جبکہ برف باری سے نہایت سردی ہو رہی تھی اور راستہ کم ہو گیا تھا اور

نبیؐ کی صاحبہ کو درِ ہشروع ہو گیا تھا۔ **ف** اور سردی کی تکلیف سے امن پاء۔ **و** یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحیت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت

کے ساتھ۔

الْعَالَمِينَ ۸) يَوْمَئِذٍ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۹) وَأَلْقِ عَصَاكَ ط

جورب ہے سارے جہاں کا اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا اور اپنا عصا ڈال دے گا

فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ط يَوْمَئِذٍ

پھر موسیٰ نے اُسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا اے موسیٰ

لَا تَخَفْ ۚ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۱۰) إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ

ڈر نہیں بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا ۱۰) ہاں جو کوئی زیادتی کرے گا پھر برائی کے

حُسْبًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۱) وَأَدْخُلْ يَدَاكَ فِي جَبِّكَ

بعد بھلائی سے بدلے تو بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں ۱۱) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال

تَخْرُجُ بِيضًا مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۱۲) فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ط

نکلے گا سفید چمکتا بے عیب ۱۲) نو نشانیوں میں ۱۲) فرعون اور اس کی قوم کی طرف

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۱۳) فَلَمَّا جَاءَهُمْ ابْتِثَامُ مُوسَىٰ قَالَُوا هَذَا

بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی اُن کے پاس آئیں ۱۳) بولے یہ تو

سِحْرٌ مُّبِينٌ ۱۴) وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا وَعُلُوًّا ط

صریح جادو ہے اور اُن کے منکر ہوئے اور اُن کے دلوں میں ان کا یقین تھا ۱۴) ظلم اور تکبر سے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۱۵) وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ج

تو دیکھو کیا انجام ہوا فساد یوں کا ۱۵) اور بے شک ہم نے داود اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا ۱۵)

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۱۶) وَ

اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی ۱۶) اور

۱۷) چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکم الہی عصا ڈال دیا اور وہ سانپ ہو گیا۔ ۱۸) نہ سانپ کا نہ کسی اور چیز کا یعنی جب میں انہیں امن دوں تو پھر کیا اندیشہ۔

۱۹) اس کو ڈر ہوگا اور وہ بھی جب توبہ کرے۔ ۲۰) توبہ قبول فرماتا ہوں اور بخش دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو دوسری نشانی دکھائی

گئی اور فرمایا ۲۱) یہ نشانی ہے ان کے جن کے ساتھ رسول بنا کر بھیجے گئے ہو۔ ۲۲) یعنی انہیں معجزے دکھائے گئے۔ ۲۳) اور وہ جانتے تھے کہ بیشک یہ

نشانیاں اللہ کی طرف سے ہیں لیکن باوجود اس کے اپنی زبانوں سے انکار کرتے رہے۔ ۲۴) کہ غرق کر کے ہلاک کئے گئے ۲۵) یعنی علم قضا و سیاست اور حضرت

داود کو پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا علم دیا اور حضرت سلیمان کو چوپایوں اور پرندوں کی بولی کا۔ (خازن) ۲۶) نبوت و ملک عطا فرما کر اور جن و انس اور شیاطین کو

مسخر کر کے۔

وَرِثَ سُلَيْمٌ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِمَ نَاطِقُ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا

سليمان داود کا جانشین ہوا ۲۳ اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ط إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۱۶ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ

سے ہم کو عطا ہوا ۲۴ بے شک یہی ظاہر فضل ہے ۲۵ اور جمع کئے گئے سلیمان کے لیے

جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۱۷ حَتَّىٰ إِذَا آتَوُا

اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے ۲۶ یہاں تک کہ جب چیونٹیوں

عَلَىٰ وَادِ النَّبْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّبْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا

کے نالے پر آئے ۲۷ ایک چیونٹی بولی ۲۸ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں

يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٌ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۱۸ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ

پکل نہ ڈالیں سلیمان اور اُن کے لشکر بے خبری میں ۲۹ تو اس کی بات سے مسکرا کر

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ

ہدایت اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مرا پر اور

عَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ

میرے ماں باپ پر کئے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کے

۲۳ نبوت و علم و ملک میں ۲۴ یعنی بکثرت نعمتیں دنیا و آخرت کی ہم کو عطا فرمائی گئیں۔ ۲۵ مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے

مشارق و مغارب ارض کا ملک عطا فرمایا، چالیس سال آپ اس کے مالک رہے پھر تمام دنیا کی مملکت عطا فرمائی جن، انسان، شیطان، پرند، چوپائے، درندے سب

پر آپ کی حکومت تھی اور ہر ایک شے کی زبان آپ کو عطا فرمائی اور عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں بروئے کار آئیں۔ ۲۶ آگے بڑھنے سے تاکہ سب مجتمع

ہو جائیں پھر چلائے جاتے تھے۔ ۲۷ یعنی طائف یا شام میں اس وادی پر گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں۔ ۲۸ جو چیونٹیوں کی ملکہ تھی وہ لنگڑی تھی۔ لطیفہ:

جب حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فد میں داخل ہوئے اور وہاں کی خلق آپ کی گرویدہ ہوئی تو آپ نے لوگوں سے کہا: جو چاہو در یافت کرو۔ حضرت امام ابوحنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت نوجوان تھے، آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی مادہ تھی یا نر؟ حضرت قتادہ ساکت ہو گئے تو امام صاحب نے

فرمایا کہ وہ مادہ تھی آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا: قرآن کریم میں ارشاد ہوا: ”قَالَتْ نَمْلَةٌ“۔ اگر نر ہوتی تو قرآن شریف

میں ”قَالَ نَمْلَةٌ“ وارد ہوتا۔ (سبحان اللہ اس سے حضرت امام کی شان علم معلوم ہوتی ہے) غرض جب اس چیونٹیوں کی ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر

کو دیکھا تو کہنے لگی: ۲۹ یہ اس نے اس لیے کہا کہ وہ جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں، صاحب عدل ہیں، جبر اور زیادتی آپ کی شان نہیں ہے۔ اس

لیے اگر آپ کے لشکر سے چیونٹیاں پکل جائیں گی تو بے خبری ہی میں پکل جائیں گی کہ وہ گزرتے ہوں اور اس طرف التفات نہ کریں۔ چیونٹی کی یہ بات حضرت

سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے سن لی اور ہوا ہر شخص کا کلام آپ کے سمع مبارک تک پہنچاتی تھی۔ جب آپ چیونٹیوں کی وادی پر پہنچے تو آپ نے اپنے لشکروں کو

ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے گھروں میں داخل ہو گئیں سیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اگرچہ ہوا پر تھی مگر بعید نہیں ہے کہ یہ مقام آپ کا جائے نزول

ہو۔ ۳۰ انبیاء کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے وہ حضرات تہمتہ مار کر نہیں ہنستے۔ ۳۱ نبوت و ملک و علم عطا فرما کر۔

الصَّالِحِينَ ۱۹) وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدُودَ ۖ أَمْ كَانِ

سزاوار ہیں ۱۹) اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ

مِنَ الْغَائِبِينَ ۲۰) لَا عَذِيبَ لَهُ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ أَوَلَا اذْبَحَتْهُ أُولِيَايَتِي

واقعی حاضر نہیں ضرور میں اُسے سخت عذاب کروں گا ۲۰) یا ذبح کر دوں گا یا کوئی روشن سند

بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ ۲۱) فَبَكَتْ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تَحْطُ بِهِ وَ

میرے پاس لائے ۲۱) تو ہدہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آکر ۲۵) عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور

جِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۲۲) إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ

میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت دیکھی ۲۲) کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اُسے

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۲۳) وَجَدْتُهُا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ

ہر چیز میں سے ملا ہے ۲۳) اور اس کا بڑا تخت ہے ۲۳) میں نے اُسے اور اُس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھو کر

لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

سورج کو سجدہ کرتے ہیں ۲۴) اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے

السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۲۴) إِلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ

روک دیا ۲۴) تو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۲۵) اللَّهُ لَا إِلَهَ

آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۲۵) اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو ۲۵) اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی

إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۲۶) قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ

سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو

۲۲) حضرات انبیاء و اولیاء ۲۳) اس کے پر اکھاڑ کر یا اس کو اس کے پیاروں سے جدا کر کے یا اس کو اس کے اقران کا خادم بنا کر یا اس کو غیر جانوروں کے ساتھ قید

کر کے اور ہدہد کو حسب مصلحت عذاب کرنا آپ کے لیے حلال تھا اور جب پرند آپ کے لیے مسخر (تابع) کئے گئے تھے تو تادیب و سیاست مقتضائے تغیر

ہے۔ ۲۴) جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو۔ ۲۵) نہایت عجز و انکسار اور ادب و تواضع کے ساتھ معافی چاہ کر ۲۶) جس کا نام بلقیس ہے ۲۷) جو بادشاہوں کے

لیے نمایاں ہوتا ہے ۲۸) جس کا طول اسی گز، عرض چالیس گز، سونے چاندی کا جواہرات کے ساتھ مُرَصَّع (جڑا ہوا) ۲۹) کیونکہ وہ لوگ آفتاب پرست مجوسی

تھے۔ ۳۰) سیدھی راہ سے مراد طریق حق و دین اسلام ہے۔ ۳۱) آسمان کی چھپی چیزوں سے مینہ اور زمین کی چھپی چیزوں سے نباتات مراد ہیں۔ ۳۲) اس میں

آفتاب پرستوں بلکہ تمام باطل پرستوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پوچھیں مقصود یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائنات ارضی و سماوی پر قدرت

رکھتا ہو اور جمع معلومات کا عالم ہو جو ایسا نہیں وہ کسی طرح مستحق عبادت نہیں۔

الْكَذِبِينَ ۲۷ اِذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَاَلْقَهُ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ

جھوٹوں میں ہے ۲۷ میرا یہ فرمان لے جا کر اُن پر ڈال پھر اُن سے الگ ہٹ کر دیکھ

مَاذَا يَرْجِعُونَ ۲۸ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا اِنِّیْ اُلْقِیْ اِلَیْ كِتَابٍ كَرِیْمٍ ۲۹

کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ۲۸ وہ عورت بولی اے سردارو بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ۲۹

اِنَّهُ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۳۰ اَلَا تَعْلَمُوْا عَلَیْ

بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو ۳۰

وَاُتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۳۱ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا اِفْتُوْنِیْ فِیْ اَمْرِیْ مَا كُنْتُ

اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو ۳۱ بولی اے سردارو میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو میں کسی معاملہ میں

قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰی تَشْهَدُوْنَ ۳۲ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا اَبَاسٍ

کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو وہ بولے ہم زور والے اور بڑی سخت لڑائی

شَدِیْدٍ ۳۳ وَاَلَا مَرُّ اِلَیْكَ فَاَنْظِرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ۳۴ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ

والے ہیں ۳۳ اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا حکم دیتی ہے ۳۴ بولی بے شک جب بادشاہ

اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةً اَهْلِهَا اِذْ لَکَ وَاٰلَکَ

کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو فحش ذلیل اور ایسا ہی

یَفْعَلُوْنَ ۳۵ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنظِرَةً بِمَا یَرْجِعُ

کرتے ہیں ۳۵ اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ اپنی کیا جواب

۳۵ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ از جانب بندۂ خدا سلیمان بن داود بسوئے بلقیس ملکہ شہر سبب بسم اللہ الرحمن

الرحیم اس پر سلام جو ہدایت قبول کرے اس کے بعد مدعا یہ کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو۔ اس پر آپ نے اپنی مہر لگا کی اور ہد ہد سے

فرمایا ۳۵ چنانچہ ہد ہد وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت بلقیس کے گرد اس کے اعیان و وزراء کا مجمع تھا۔ ہد ہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں

ڈال دیا اور وہ اس کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر ۳۵ اس نے اس خط کو عزت والا یا اس لیے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی اس سے اس نے جانا کہ

کتاب کا بھیجنے والا جلیل المنزل بادشاہ ہے یا اس مکتوب کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے تھی پھر اس نے بتایا کہ وہ مکتوب کس کی طرف سے آیا ہے۔ چنانچہ

کہا: ۳۵ یعنی میری تعمیل ارشاد کرو اور تکبر نہ کرو جیسا کہ بعض بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ ۳۵ فرمانبردارانہ شان سے مکتوب کا یہ مضمون سنا کر بلقیس اپنے اعیان دولت

کی طرف متوجہ ہوئی۔ ۳۵ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لیے تیار ہیں بہادر اور شجاع ہیں، صاحب قوت و توانائی ہیں،

کثیر فوجیں رکھتے ہیں، جنگ آزما ہیں۔ ۳۵ اے ملکہ! ہم تیری اطاعت کریں گے تیرے حکم کے منتظر ہیں۔ اس جواب میں انہوں نے یہ اشارہ کیا کہ ان کی رائے

جنگ کی ہے یا ان کا مدعا یہ ہو کہ ہم جنگی لوگ ہیں رائے اور مشورہ ہمارا کام نہیں تو خود صاحب عقل و تدبیر ہے ہم بہر حال تیرا اتباع کریں گے جب بلقیس نے دیکھا

کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں تو اس نے انہیں ان کی رائے کی خطا پر آگاہ کیا اور جنگ کے نتائج سامنے کئے۔ ۳۵ اپنے زور و قوت سے ۳۵ قتل اور قید اور

الرُّسُلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمٌ قَالَ أَتَيْدُونَنِي بِإِلٍ فَمَا أَتَيْنِ اللَّهُ

لے کر پلے ۵۳ پھر جب وہ ۵۴ سلیمان کے پاس آیا سلیمان نے فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے اللہ نے دیا ۵۵

خَيْرٌ مِّمَّا أَتَيْتُكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدْيَتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ

وہ بہتر ہے اُس سے جو تمہیں دیا ۵۶ بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو ۵۷ پلٹ جا ان کی طرف

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَخَرَجَهُمْ مِنْهَا آذِلَّةً وَهُمْ

تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انھیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم اُن کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ

صَغُرُونَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَيْكُمُ يَأْتِيَنِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ

پست ہوں گے ۵۸ سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ

يَأْتُوْنِي مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عَفَرَيْتُ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ

وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ۵۹ ایک بڑا خبیث جتن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ

تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ

حضور اجلاس برخواست کریں ۶۰ اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں ۶۱ اس نے عرض کی جس کے پاس

اہانت کے ساتھ ۶۲ یہی بادشاہوں کا طریقہ ہے بادشاہوں کی عادت کا جو اس کو علم تھا اس کی بنا پر اس نے یہ کہا اور مراد اس کی یہ تھی کہ جنگ مناسب نہیں ہے اس

میں ملک اور اہل ملک کی تباہی و بربادی کا خطرہ ہے اس کے بعد اس نے اپنی رائے کا اظہار کیا اور کہا ۶۳ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی کیونکہ

بادشاہ عزت و احترام کے ساتھ ہدیہ قبول کرتے ہیں اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کر لیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور اس کے کہ ہم ان کے دین کا

اتباع کریں وہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے تو اس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں بہترین لباس اور زینوں کے ساتھ آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار

کر کے بھیجے اور پانچ سو انیٹیں سونے کی اور جواہر سے مرصع تاج اور مشک و عنبر وغیرہ مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کئے ہدیہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سب خبر پہنچائی، آپ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی انیٹیں بنا کر نو فرسنگ کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے گرد سونے

چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنادی جائے اور بروجر کے خوبصورت جانور اور بچات کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔ ۶۴ یعنی بلقیس کا پیامی

مع اپنی جماعت کے ہدیہ لے کر ۶۵ یعنی دین اور نبوت اور حکمت و ملک ۶۶ مال و اسباب دنیا ۶۷ یعنی تم اہل مفاخرت (مغرور) ہو زخارف دنیا (دنیا کی

زیبوں) پر فخر کرتے ہو اور ایک دوسرے کے ہدیہ پر خوش ہوتے ہو مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا کثیر عطا فرمایا کہ اوروں کو نہ

دیا باوجود اس کے دین اور نبوت سے مجھ کو مشرف کیا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے وفد کے امیر منذر بن عمرو سے فرمایا کہ یہ ہدیے لے کر ۶۸ یعنی

اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو یہ انجام ہوگا۔ جب قاصد ہدیے لے کر بلقیس کے پاس واپس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اس نے کہا بیشک وہ نبی

ہیں اور ہمیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیے اور ان پر

پہرہ دار مقرر کر دیئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کیا تا کہ دیکھے کہ آپ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں اور وہ ایک لشکر گراں لے کر

آپ کی طرف روانہ ہوئی جس میں بارہ ہزار نواب تھے اور ہر نواب کے ساتھ ہزاروں لشکری جب اتنے قریب پہنچ گئی کہ حضرت سے صرف ایک فرسنگ کا فاصلہ رہ

گیا۔ ۶۹ اس سے آپ کا مدعا یہ تھا کہ اس کا تخت حاضر کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی نبوت پر دلالت کرنے والا معجزہ دکھادیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ

آپ نے چاہا کہ اس کے آنے سے قبل اس کی وضع بدل دیں اور اس سے اس کی عقل کا امتحان فرمائیں کہ پہچان سکتی ہے یا نہیں۔ ۷۰ اور آپ کا اجلاس صبح سے

دوپہر تک ہوتا تھا۔ ۷۱ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں اس سے جلد چاہتا ہوں۔

عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا

کتاب کا علم تھا ۱۲ کہ میں اُسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے ۱۳ پھر جب

رَأَاهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۖ لِيَبْلُوَنِي ۖ أَشْكُرُ

سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں

أَمْ أَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ

یا ناشکری اور جو شکر کرے تو وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے ۱۴ اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے

كَرِيمٌ ۝۳۰ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرَ أَتَهْتَدِي ۚ أَمْ تَكُونُ مِنَ

سب خوبیوں والا سلیمان نے حکم دیا عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کر دو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا اُن میں

الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۝۳۱ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ ۚ قَالَتْ

ہوتی ہے جو ناواقف رہے پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی

كَانَتْهُ هُوَ ۚ وَأُوتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۝۳۲ وَصَدَّهَا مَا

گویا یہ وہی ہے ۱۵ اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی ۱۶ اور ہم فرمانبردار ہوئے ۱۷ اور اُسے روکا ۱۸ اُس

كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝۳۳ قِيلَ

چیز نے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی بے شک وہ کافر لوگوں میں سے تھی اُس سے کہا

لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا ۚ

گیا صحن میں آ ۱۹ پھر جب اُس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں (پنڈلیاں) کھولیں ۲۰

قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۚ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَ

سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں جڑا ۲۱ عورت نے عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ۲۲ اور

۲۳ یعنی آپ کے وزیر آصف بن برخیا جو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے تھے۔ ۲۴ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: لاؤ حاضر کرو۔ آصف نے عرض کیا:

آپ نبی ابن نبی ہیں اور جو رتبہ بارگاہ الہی میں آپ کو حاصل ہے یہاں کس کو میسر ہے آپ دعا کریں تو وہ آپ کے پاس ہی ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو اور

دعا کی اسی وقت تخت زمین کے نیچے نیچے چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے قریب نمودار ہوا۔ ۲۵ کہ اس شکر کا نفع خود اس شکر گزار کی طرف عائد ہوتا ہے۔

۲۶ اس جواب سے اس کا کمال عقل معلوم ہوا اب اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے دروازہ بند کرنے قفل لگانے پہرہ دار مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہوا اس پر اس

نے کہا ۲۷ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ کی صحت نبوت کی ہد ہد کے واقعہ سے اور امیر و فداء سے ۲۸ ہم نے آپ کی اطاعت اور آپ کی فرمانبرداری اختیار کی ۲۹

اللہ کی عبادت و توحید سے یا اسلام کی طرف تقدم سے۔ ۳۰ وہ صحن شفاف آگینہ کا تھا اس کے نیچے آب جاری تھا اس میں مچھلیاں تھیں اور اس کے وسط میں حضرت

سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا جس پر آپ جلوہ افروز تھے۔ ۳۱ تاکہ پانی میں چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو۔ ۳۲ یہ پانی نہیں ہے یہ

أَسَلْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ

اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب سارے جہان کا ملکہ اور بے شک ہم نے ثمود کی طرف

أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ۝ قَالَ

ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو ملے تو جہی وہ دو گروہ ہو گئے ملے جھگڑا کرتے ملے صالح نے فرمایا

يَقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ

اے میری قوم کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو ملے بھلائی سے پہلے ملے اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے ملے

لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ ۖ قَالَ طَيَّرَكُمْ

شاید تم پر رحم ہو ملے بولے ہم نے برا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے ملے فرمایا تمہاری بدشگونی

عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ

اللہ کے پاس ہے ملے بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو ملے اور شہر میں نو شخص تھے ملے

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَصْلِحُونَ ۝ قَالُوا اتَّقَاسُوا بِاللَّهِ

کہ زمین میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر بولے ہم ضرور

لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا

رات کو چھاپا ماریں گے صالح اور اس کے گھر والوں پر ملے پھر اس کے وارث سے ملے کہیں گے اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بے شک ہم

سن کر بائیس نے اپنی ساقیں (چنڈ لیاں) چھپالیں اور اس سے اس کو بہت تعجب ہوا اور اس نے یقین کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک و حکومت اللہ کی طرف

سے ہے اور ان عجائبات سے اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی نبوت پر استدلال کیا اب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ ملے کہ

تیرے غیر کو پوجا آفتاب کی پرستش کی ملے چنانچہ اس نے اخلاص کے ساتھ توحید و اسلام کو قبول کیا اور اخلاص اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کی۔ ملے اور کسی کو اس کا

شریک نہ کرو ملے ایک مومن اور ایک کافر ملے ہر فریق اپنے ہی کو حق پر کہتا اور دونوں باہم جھگڑتے۔ کافر گروہ نے کہا: اے صالح! جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو

اس کو لاؤ اگر رسولوں میں سے ہو۔ ملے یعنی بلا وعذاب کی ملے بھلائی سے مراد عافیت و رحمت ہے۔ ملے عذاب نازل ہونے سے پہلے کفر سے توبہ کر کے ایمان

لا کر ملے اور دنیا میں عذاب نہ کیا جائے۔ ملے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مبعوث ہوئے اور قوم نے تکذیب کی اس کے باعث بارش رک گئی، قحط

ہو گیا، لوگ بھوکے مرنے لگے اس کو انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی تشریف آوری کی طرف نسبت کیا اور آپ کی آمد کو بدشگونی سمجھا۔ ملے حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بدشگونی جو تمہارے پاس آئی یہ تمہارے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی۔ ملے آزمائش میں ڈالے گئے یا اپنے

دین کے باعث عذاب میں مبتلا ہو۔ ملے یعنی ثمود کے شہر میں جس کا نام حجر ہے ان کے شریف زادوں میں سے ٹھنڈے جن کا سردار قدح ابن سالف تھا یہی لوگ

ہیں جنہوں نے ناتہ (اڈھنی) کی کوچیں کاٹنے میں سعی کی تھی۔ ملے یعنی رات کے وقت ان کو اور ان کی اولاد کو اور ان کے متبعین کو جو ان پر ایمان لائے ہیں قتل

کر دیں گے۔ ملے جس کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہوگا۔

لَصِدْقُونَ ﴿۳۹﴾ وَمَكْرُؤًا مَكَرًا وَمَكْرَنَا مَكَرًا ۖ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۰﴾ فَانْظُرْ

سچے ہیں اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی ۳۹ اور وہ غافل رہے تو دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۚ أَنَا دَمَرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمُ أَجْمَعِينَ ﴿۴۱﴾ قِتْلِكَ

کیسا انجام ہوا اُن کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا انہیں ۴۱ اور ان کی ساری قوم کو ۴۱ تو یہ ہیں

بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِمَا ظَلَمُوا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ وَ

ان کے گھر ڈھن پڑے بدلہ اُن کے ظلم کا بے شک اس میں نشانی ہے جاننے والوں کے لیے اور

أُنَجِّينَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

ہم نے اُن کو بچا لیا جو ایمان لائے ۴۳ اور ڈرتے تھے ۴۳ اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿۴۴﴾ أَيْبُكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

کیا بے حیائی پر آتے ہو ۴۴ اور تم سوچھ رہے ہو ۴۴ کیا تم مردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو

مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۴۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

عورتیں چھوڑ کر ۴۵ بلکہ تم جاہل لوگ ہو ۴۵ تو اُس کی قوم کا کچھ جواب

قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أَنْوَاسُ

نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بہتی سے نکال دو یہ لوگ تو

يَتَطَهَّرُونَ ﴿۴۶﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۚ قَدَرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۴۷﴾

ستھرا پین چاہتے ہیں ۴۶ تو ہم نے اُسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے ۴۷

۴۷ یعنی ان کے مکر کی جزا یہ دی کہ ان کے عذاب میں جلدی فرمائی۔ ۴۸ یعنی ان کو شخصوں کو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ نے اس شب حضرت صالح علیہ السلام کے مکان کی حفاظت کے لیے فرشتے بھیجے تو وہ شخص ہتھیار باندھ کر تلواریں کھینچ کر حضرت صالح علیہ السلام

کے دروازے پر آئے فرشتوں نے ان کو پتھر مارے وہ پتھر لگتے تھے اور مارنے والے نظر نہ آتے تھے اس طرح ان کو ہلاک کیا۔ ۴۹ ہولناک آواز

سے۔ ۵۰ حضرت صالح علیہ السلام پر ۵۱ ان کی نافرمانی سے ان لوگوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ ۵۲ اس بے حیائی سے مراد ان کی بدکاری ہے۔ ۵۳

یعنی اس فعل کی قباحت جانتے ہو یا یہ معنی ہیں کہ ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ بلا اعلان بد فعلی کا ارتکاب کرتے ہو یا یہ کہ تم اپنے سے پہلے نافرمانی کرنے

والوں کی تباہی اور ان کے عذاب کے آثار دیکھتے ہو پھر بھی اس بد اعمالی میں مبتلا ہو۔ ۵۴ باوجودیکہ مردوں کے لیے عورتیں بنائی گئی ہیں، مردوں کے لیے

مرد اور عورتوں کے لیے عورتیں نہیں بنائی گئیں لہذا یہ فعل حکمت الہی کی مخالفت ہے۔ ۵۵ جو ایسا فعل کرتے ہو ۵۶ اور اس گندے کام کو منع کرتے ہیں۔

۵۷ عذاب میں۔

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۚ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝۵۸ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

اور ہم نے ان پر ایک برسواؤ برسا یا ۹۵ تو کیا ہی برا برسواؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا تم کہو سب خوبیاں اللہ کو ۹۹

وَسَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۖ اللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۵۹

اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر ۱۰۱ کیا اللہ بہتر ۱۰۱ یا اُن کے ساختہ (من گھڑت) شریک ۱۰۲

۹۸۔ پتھروں کا۔ ۹۹۔ یہ خطاب ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہ کچھلی امتوں کے ہلاک پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں۔ ۱۰۱ یعنی انبیاء و مرسلین پر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ چنے ہوئے بندوں سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب مراد ہیں۔ ۱۰۲ خدا پرستوں کے لیے جو خاص اس کی عبادت کریں اور اس پر ایمان لائیں اور وہ انہیں عذاب و ہلاک سے بچائے۔ ۱۰۳ یعنی بت جو اپنے پرستاروں کے کچھ کام نہ آسکیں تو جب ان میں کوئی بھلائی نہیں وہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے تو ان کو پوجنا اور معبود ماننا نہایت بے جا ہے۔ اس کے بعد چند انواع ذکر فرمائے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے کمال قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔

اَمِّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

یا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا

فَاَنْبَتْنَا بِهِ حَبَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُشْبِتُوا

تو ہم نے اُس سے باغ اُگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ اُن کے بیڑ

شَجَرَهَا ؕ اِلَهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝۶۰ اَمِّنْ جَعَلَ

اُگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ وہ لوگ راہ سے کھٹکتے ہیں فلا یا وہ جس نے

الْاَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا اَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ

زمین بسنے کو بنائی اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور اُس کے لیے لنگر بنائے فلا اور دونوں

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ اِلَهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۶۱

سمندروں میں آڑ رکھی فلا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ اُن میں اکثر جاہل ہیں فلا

اَمِّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَيُكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ

یا وہ جو لاچار کی سُنٹا ہے فلا جب اُسے پکارے اور دُور کر دیتا ہے بُرائی اور تمہیں زمین کے

الْاَرْضِ ؕ اِلَهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذْكُرُونَ ۝۶۲ اَمِّنْ يَهْدِيكُمْ

وارث کرتا ہے فلا کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو یا وہ جو تمہیں راہ

فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيْحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَاحَتِهِ ؕ

دکھاتا ہے ۱۱۲ خشکی اور تری کی اندھیریوں میں فلا اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سناتی فلا

اِلَهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ تَعْلٰی اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۶۳ اَمِّنْ يَبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ اُن کے شرک سے یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اُسے

۱۰۳ عظیم ترین اشیاء جو مشاہدے میں آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیم پر دلالت کرتی ہیں ان کا ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جس نے

آسمان اور زمین جیسی عظیم اور عجیب مخلوق بنائی۔ فلا یہ تمہاری قدرت میں نہ تھا۔ فلا کیا یہ دلائل قدرت دیکھ کر ایسا کہا جاسکتا ہے ہرگز نہیں وہ واحد ہے

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ فلا جو اس کے لیے شریک ٹھہراتے ہیں۔ فلا وزنی پہاڑ جو اسے جہنم سے روکتے ہیں۔ فلا کہ کھاری ٹیٹھے ملنے نہ

پائیں۔ فلا جو اپنے رب کی توحید اور اس کے قدرت و اختیار کو نہیں جانتے اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔ فلا اور حاجت روائی فرماتا ہے۔ فلا کہ تم

اس میں سکونت کرو اور قرآن بعد قرن اس میں متصرف رہو۔ فلا تمہارے منازل و مقاصد کی فلا ستاروں سے اور علامتوں سے۔ فلا رحمت سے مراد

یہاں بارش ہے۔

يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرُدُّكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ط عَالِهٌ مَّعَ اللَّهِ ط قُلْ

دوبارہ بنائے گا ۱۱۵ اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے ۱۱۶ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۶۳ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ

کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ۱۱۷ تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور

الْأَرْضِ الْغَيْبِ اِلَّا اللَّهُ ط وَمَا يَشْعُرُونَ اَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۶۵ بَلِ

زمین میں ہیں مگر اللہ ۱۱۸ اور انھیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے کیا

اَدْرَاكَ عَلَيْهِمْ فِي الْآخِرَةِ قُلْ بَلِ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا

اُن کے علم کا سلسلہ آخرت کے جاننے تک پہنچ گیا ۱۱۹ کوئی نہیں وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں ۱۲۰ بلکہ وہ اس سے

عَمُونَ ۶۶ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّاَبَاؤُنَا اَيُّنَا

اندھے ہیں اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے کیا ہم پھر

لَمُخْرَجُونَ ۶۷ لَقَدْ وُعِدْنَا هَذَا نَحْنُ وَاَبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هَذَا

نکالے جائیں گے ۱۲۱ بے شک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو یہ تو

اِلَّا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ ۶۸ قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ

نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ۱۲۲ تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۶۹ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا

ہوا انجام مجرموں کا ۱۲۳ اور تم ان پر غم نہ کھاؤ ۱۲۴ اور ان کے مکر سے دل تنگ

۱۱۵ اس کی موت کے بعد اگرچہ موت کے بعد زندہ کئے جانے کے کفار مقرر و معترف نہ تھے لیکن جب کہ اس پر براہین قائم ہیں تو ان کا اقرار نہ کرنا کچھ قابل لحاظ نہیں

بلکہ جب وہ ابتدائی پیدائش کے قائل ہیں تو انہیں اعادے کا قائل ہونا پڑے گا کیونکہ ابتداء اعادے پر دلالت تو یہ کرتی ہے، تو اب ان کے لیے کوئی جائے عذر و انکار

باقی نہیں رہی۔ ۱۱۶ آسمان سے بارش اور زمین سے نباتات۔ ۱۱۷ اپنے اس دعویٰ میں کہ اللہ کے سوا اور بھی معبود ہیں تو بتاؤ جو صفات و کمالات اوپر ذکر کئے

گئے وہ کس میں ہیں اور جب اللہ کے سوا ایسا کوئی نہیں تو پھر کسی دوسرے کو کس طرح معبود ٹھہراتے ہو یہاں ”هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ“ فرما کر ان کے عجز و بطلان کا

اظہار منظور ہے۔ ۱۱۸ وہی جاننے والا ہے غیب کا اس کو اختیار ہے جسے چاہے بتائے چنانچہ اپنے پیارے انبیاء کو بتاتا ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں ہے۔ ”وَمَا كَانَ

اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ“ یعنی اللہ کی شان نہیں کہ تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں میں

سے جسے چاہے اور بکثرت آیات میں اپنے پیارے رسولوں کو نبی علوم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا گیا اور خود اسی پارے میں اس سے اگلے رکوع میں وارد ہے۔ ”وَمَا مِنْ

غَآيَةِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ“ یعنی جتنے غیب ہیں آسمان و زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔ شان نزول: یہ آیت مشرکین کے

حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کیا تھا۔ ۱۱۹ اور انہیں قیامت قائم ہونے کا علم و یقین

حاصل ہو گیا جو وہ اس کا وقت دریافت کرتے ہیں۔ ۱۲۰ انہیں ابھی تک قیامت کے آنے کا یقین نہیں ہے ۱۲۱ اپنی قبروں سے زندہ۔ ۱۲۲ یعنی (معاذ اللہ) جھوٹی باتیں۔

يُكْرُونَ ۴۰ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۴۱ قُلْ

نہ ہو ۱۲۵ اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ ۱۲۶ اگر تم سچے ہو تم فرماؤ

عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۴۲ وَإِنَّ رَبَّكَ

قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آگلی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی چاہتے ہو ۱۲۷ اور بے شک تیرا رب

لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۴۳ وَإِنَّ رَبَّكَ

فضل والا ہے آدمیوں پر ۱۲۸ لیکن اکثر آدمی حق نہیں مانتے ۱۲۹ اور بے شک تمہارا رب

لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۴۴ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ

جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپی ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ۱۳۰ اور جتنے غیب ہیں آسمان

وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۴۵ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي

اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں ۱۳۱ بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی

إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۴۶ وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَ

اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ۱۳۲ اور بے شک وہ ہدایت اور

رَاحَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۴۷ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمٍ ۴۸ وَهُوَ الْعَزِيزُ

رحمت ہے مسلمانوں کے لیے بے شک تمہارا رب اُن کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور وہی ہے عزت والا

الْعَلِيمُ ۴۸ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۴۹ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۴۹ إِنَّكَ لَا

علم والا تو تم اللہ پر بھروسہ کرو بے شک تم روشن حق پر ہو بے شک تمہارے

تُسْمِعُ الْبُوتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الصَّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۵۰ وَمَا

سُنَّائے نہیں سنتے مُردے ۱۳۳ اور نہ تمہارے سُنَّائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ دے کر ۱۳۴ اور

۱۳۵ کہ وہ انکار کے سبب عذاب سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۳۶ ان کے اعراض و تکذیب کرنے اور اسلام سے محروم رہنے کے سبب۔ ۱۳۷ کیونکہ اللہ آپ کا حافظ

و ناصر ہے۔ ۱۳۸ یعنی یہ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا۔ ۱۳۹ یعنی عذاب الہی۔ چنانچہ وہ عذاب روزِ بدران پر آہی گیا اور باقی کو وہ بعد موت پائیں گے۔ ۱۴۰ اسی

لیے عذاب میں تاخیر فرماتا ہے۔ ۱۴۱ اور شکرگزاری نہیں کرتے اور اپنی جہالت سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔ ۱۴۲ یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے ساتھ عداوت رکھنا اور آپ کی مخالفت میں مکاریاں کرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے وہ اس کی سزا دے گا۔ ۱۴۳ یعنی لوح محفوظ میں ثبت ہیں اور جنہیں ان

کا دیکھنا بفضل الہی میسر ہے ان کے لئے ظاہر ہیں۔ ۱۴۴ دینی امور میں اہل کتاب نے آپس میں اختلاف کیا ان کے بہت فرقے ہو گئے اور آپس میں لعن طعن

کرنے لگے تو قرآن کریم نے اس کا بیان فرمایا ایسا بیان کیا کہ اگر وہ انصاف کریں اور اس کو قبول کریں اور اسلام لائیں تو ان میں یہ باہمی اختلاف باقی نہ رہے۔

۱۴۵ مُردوں سے مراد یہاں کفار ہیں جن کے دل مُردہ ہیں۔ چنانچہ اسی آیت میں ان کے مقابل اہل ایمان کا ذکر فرمایا۔ ”إِنْ تَسْمِعُ الْأَمَنُ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا“ جو لوگ

اَنْتَ بِهٰدِي الْعُصْبٰى عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ط اِنْ تَسْمِعْ اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيٰتِنَا

انہوں کو ۱۳۵ ان کی گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ۱۳۶

فَهُمْ مُّسْلِمُونَ ۝۸۱ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَاهُمْ دَآبَّةً مِّنْ

اور وہ مسلمان ہیں اور جب بات اُن پر آپڑے گی ۱۳۷ ہم زمین سے ان کے لیے ایک چوپایہ نکالیں گے ۱۳۸

الْاَرْضِ مُكَلِّبُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِآيٰتِنَا لَا يُوقِنُوْنَ ۝۸۲ وَ يَوْمَ

جو لوگوں سے کلام کرے گا ۱۳۹ اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے ۱۴۰ اور جس دن

نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّنْ يُّكَذِّبُ بِآيٰتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝۸۳

اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے ۱۴۱ تو اُن کے اگلے روکے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آئیں

حَتّٰى اِذَا جَآءَ وَقَالَ اَكْذَبْتُمْ بِآيٰتِيْ وَلَمْ تُحِطُوْا بِهَا عَلِمَ اَمَّا ذَا

یہاں تک کہ جب سب حاضر ہو لیں گے ۱۴۲ فرمانے گا کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم اُن تک نہ پہنچتا تھا ۱۴۳ یا کیا

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۸۴ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ۝۸۵

کام کرتے تھے ۱۴۴ اور بات پڑ چکی ان پر ۱۴۵ اُن کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے ۱۴۶

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الْاَيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط اِنَّ فِيْ

کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی کہ اس میں آرام کریں اور دن کو بنایا سوچھانے (دکھانے) والا بے شک

اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں ان کا استدلال غلط ہے چونکہ یہاں مُردہ کفار کو فرمایا گیا اور ان سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سننے کی نفی مراد نہیں

ہے بلکہ ہند و موعظت اور کلام ہدایت کے بُنّے قبول سننے کی نفی ہے (یعنی سن کر قبول نہیں کرتے) اور مراد یہ ہے کہ کافر مُردہ دل ہیں کہ نصیحت سے منفع نہیں ہوتے

اس آیت کے معنی یہ بتانا کہ مُردے نہیں سنتے بالکل غلط ہے صحیح احادیث سے مُردوں کا سننا ثابت ہے۔ ۱۳۲ معنی یہ ہیں کہ کفار غایت اعراض و روگردانی سے

مُردے اور بہرے کے مشل ہو گئے ہیں کہ انہیں پکارنا اور حق کی دعوت دینا کسی طرح نافع نہیں ہوتا۔ ۱۳۵ جن کی بصیرت جاتی رہی اور دل اندھے ہو گئے۔

۱۳۶ جن کے پاس سمجھنے والے دل ہیں اور جو علم الہی میں سعادت ایمان سے بہرہ اندوز ہونے والے ہیں۔ (بیضادی و کبیر و ابوالسعود و مدارک)۔ ۱۳۷ یعنی ان پر غضب

الہی ہوگا اور عذاب واجب ہو جائے گا اور حجت پوری ہو چکے گی اس طرح کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دیں گے اور ان کی درستی کی کوئی امید باقی نہ

رہے گی یعنی قیامت قریب ہو جائے گی اور اس کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں گی اور اس وقت تو بہ نفع نہ دے گی۔ ۱۳۸ اس چوپایہ کو دابہ الارض کہتے ہیں یہ عجیب شکل کا

جانور ہوگا جو کوہ صفا سے برآمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا ہر شخص کی پیشانی پر ایک نشان لگائے گا ایمانداروں کی پیشانی پر

عصائے موسیٰ علیہ السلام سے نورانی خط کھینچے گا کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے سیاہ مہر لگائے گا۔ ۱۳۹ بزبان فصیح اور کہے گا ”هٰذَا

مُؤْمِنٌ وَ هٰذَا كَافِرٌ“ یہ مؤمن ہے اور یہ کافر ہے۔ ۱۴۰ یعنی قرآن پاک پر ایمان نہ لاتے تھے جس میں بعث و حساب و عذاب و خروج دابہ الارض کا بیان ہے اس

کے بعد کی آیت میں قیامت کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ ۱۴۱ جو کہ ہم نے اپنے انبیاء پر نازل فرمائیں فوج سے مراد جماعت کثیرہ ہے۔ ۱۴۲ روز قیامت موقف

حساب میں۔ ۱۴۳ اور تم نے ان کی معرفت حاصل نہ کی تھی بغیر سوچے سمجھے ہی ان آیتوں کا انکار کر دیا۔ ۱۴۴ جب تم نے اُن آیتوں کو بھی نہیں سوچا تم یکار تو نہیں

بیدار کئے گئے تھے۔ ۱۴۵ عذاب ثابت ہو چکا ۱۴۶ کہ ان کے لیے کوئی حجت اور کوئی گفتگو باقی نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عذاب ان پر اس طرح چھا جائے گا

ذٰلِكَ لَا اٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ

اس میں ضرور نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے کہ ایمان رکھتے ہیں ۱۴۷ اور جس دن پھونکا جائے گا صور ۱۴۸ تو گھبرائے جائیں گے

فِی السَّلٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط وَكُلُّ اَتَوْهُ

جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں ۱۴۹ مگر جسے خدا چاہے ۱۵۰ اور سب اس کے حضور حاضر ہوں گے

دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرٰی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَهِيَ تَرْمِیْ مَرَّ السَّحَابِ ط

عاجزی کرتے ۱۵۱ اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمتے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوئے گے بادل کی چال ۱۵۲

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْ اَتَقَنَ کُلَّ شَیْءٍ ط اِنَّهٗ خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ

یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز بے شک اُسے خبر ہے تمہارے کاموں کی جو

جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ج وَهُمْ مِّنْ فِزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَ

نیکو لائے ۱۵۳ اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے ۱۵۴ اور ان کو اس دن کی گھبراہٹ سے امان ہے ۱۵۵ اور

مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَکُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّٰرِ ط هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

جو بدی لائے ۱۵۶ تو اُن کے منہ اونڈھائے گئے آگ میں ۱۵۷ تمہیں کیا بدلہ ملے گا مگر اسی کا

کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّا اَمَرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِیْ

جو کرتے تھے ۱۵۸ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ پوجوں اس شہر کے رب کو ۱۵۹ جس نے اسے

کہ وہ بول نہ سکیں گے۔ ۱۶۰ اور آیت میں بعث بعد الموت پر دلیل ہے اس لیے کہ جودن کی روشنی کو شب کی تاریکی سے اور شب کی تاریکی کو دن کی روشنی سے

بدلے پر قادر ہے وہ مرنے کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ نیز انقلاب لیل ونہار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ان کی دنیوی زندگی کا انتظام ہے تو یہ بعث نہیں کیا

گیا بلکہ اس زندگی کے اعمال پر عذاب و ثواب کا ترتیب مقتضائے حکمت ہے اور جب دنیا دار العمل ہے تو ضروری ہے کہ ایک دار آخرت بھی ہو وہاں کی زندگی میں

یہاں کے اعمال کی جزا ملے۔ ۱۶۱ اور اس کے پھونکنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوں گے۔ ۱۶۲ ایسا گھبرانا جو سب موت ہوگا۔ ۱۶۳ اور جس کے قلب

کو اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ شہداء ہیں جو اپنی تلواریں گلوں میں جھانک کئے عرش کے گرد حاضر ہوں

گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ شہداء ہیں اس لیے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں فزع (ایسا خوف جو موت کا سبب ہو) ان کو نہ

پہنچے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ فزع کے بعد حضرت جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل ہی باقی رہیں گے۔ ۱۶۴ یعنی روز قیامت سب لوگ بعد موت زندہ کئے جائیں

گے اور موقف میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔ صیغہ ماضی سے تعبیر فرمنا تحقق و وقوع کے لیے ہے۔ ۱۶۵ معنی یہ ہیں کہ فزع کے وقت پہاڑ

دیکھنے میں تو اپنی جگہ ثابت و قائم معلوم ہوں گے اور حقیقت میں وہ مثل بادلوں کے نہایت تیز چلتے ہوں گے جیسے کہ بادل وغیرہ بڑے جسم چلتے ہیں متحرک معلوم نہیں

ہوتے یہاں تک کہ وہ پہاڑ زمین پر گر کر اس کے برابر ہو جائیں گے۔ پھر ریزہ ریزہ ہو کر نکھر جائیں گے۔ ۱۶۶ نیکی سے مراد کلمہ توحید کی شہادت ہے۔ بعض

مفسرین نے فرمایا کہ اخلاص عمل اور بعض نے کہا کہ ہر طاعت جو اللہ کے لیے کی ہو۔ ۱۶۷ جنت اور ثواب ۱۶۸ جو خوف عذاب سے ہوگی پہلی گھبراہٹ جس کا

اوپر کی آیت میں ذکر ہوا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ ۱۶۹ یعنی شرک ۱۷۰ یعنی وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور جہنم کے خازن ان سے کہیں گے

۱۷۱ یعنی شرک اور معاصی اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے فرمانے گا کہ آپ فرما دیجئے کہ ۱۷۲ یعنی مکہ مکرمہ کے اور اپنی عبادت اس رب کے ساتھ خاص کروں مکہ

حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۚ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۹۱﴾ وَأَنْ

حرمت والا کیا ہے ۹۱ اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں ہوں اور یہ کہ

أَتْلُوا الْقُرْآنَ ۚ فَسِنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

قرآن کی تلاوت کروں ۹۲ تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی ۹۳ اور جو بھکے ۹۴

فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سِيرُكُمْ إِلَيْهِ

تو فرما دو کہ میں تو بھی ڈر سنانے والا ہوں ۹۵ اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا

فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

تو انھیں پہچان لو گے ۹۶ اور اے محبوب تمہارا رب غافل نہیں اے لوگو تمہارے اعمال سے

﴿۸۸﴾ ﴿۲۸ سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ۴۹﴾ ﴿۹﴾ ﴿۹۳﴾ ﴿۹۲﴾ ﴿۹۱﴾ ﴿۹۰﴾ ﴿۸۹﴾ ﴿۸۸﴾ ﴿۸۷﴾ ﴿۸۶﴾ ﴿۸۵﴾ ﴿۸۴﴾ ﴿۸۳﴾ ﴿۸۲﴾ ﴿۸۱﴾ ﴿۸۰﴾ ﴿۷۹﴾ ﴿۷۸﴾ ﴿۷۷﴾ ﴿۷۶﴾ ﴿۷۵﴾ ﴿۷۴﴾ ﴿۷۳﴾ ﴿۷۲﴾ ﴿۷۱﴾ ﴿۷۰﴾ ﴿۶۹﴾ ﴿۶۸﴾ ﴿۶۷﴾ ﴿۶۶﴾ ﴿۶۵﴾ ﴿۶۴﴾ ﴿۶۳﴾ ﴿۶۲﴾ ﴿۶۱﴾ ﴿۶۰﴾ ﴿۵۹﴾ ﴿۵۸﴾ ﴿۵۷﴾ ﴿۵۶﴾ ﴿۵۵﴾ ﴿۵۴﴾ ﴿۵۳﴾ ﴿۵۲﴾ ﴿۵۱﴾ ﴿۵۰﴾ ﴿۴۹﴾ ﴿۴۸﴾ ﴿۴۷﴾ ﴿۴۶﴾ ﴿۴۵﴾ ﴿۴۴﴾ ﴿۴۳﴾ ﴿۴۲﴾ ﴿۴۱﴾ ﴿۴۰﴾ ﴿۳۹﴾ ﴿۳۸﴾ ﴿۳۷﴾ ﴿۳۶﴾ ﴿۳۵﴾ ﴿۳۴﴾ ﴿۳۳﴾ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾ ﴿۳۰﴾ ﴿۲۹﴾ ﴿۲۸﴾ ﴿۲۷﴾ ﴿۲۶﴾ ﴿۲۵﴾ ﴿۲۴﴾ ﴿۲۳﴾ ﴿۲۲﴾ ﴿۲۱﴾ ﴿۲۰﴾ ﴿۱۹﴾ ﴿۱۸﴾ ﴿۱۷﴾ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۵﴾ ﴿۱۴﴾ ﴿۱۳﴾ ﴿۱۲﴾ ﴿۱۱﴾ ﴿۱۰﴾ ﴿۹﴾ ﴿۸﴾ ﴿۷﴾ ﴿۶﴾ ﴿۵﴾ ﴿۴﴾ ﴿۳﴾ ﴿۲﴾ ﴿۱﴾ ﴿۰﴾

سورہ قصص مکہ ہے، اس میں اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

طَسْمَ ۙ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۚ نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ مُوسَىٰ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ۱ ہم تم پر پڑھیں موسیٰ

وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۚ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَ

اور فرعون کی سچی خبر اُن لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں بے شک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا ۲ اور

جَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضَعِفُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَ

اس (زمین) کے لوگوں کو اپنا تابع بنالیا ان میں ایک گروہ کو ذبح کر دیتا اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور

مَكْرَمَهُ كَذَرَّاسَ لِيَسْهَىٰ بِهِ كَرِيمُ اللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاوْطَنَ اور وحی کا جائے نزول ہے۔ ۳ کہ وہاں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے نہ کوئی شکار مارا جائے نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے۔ ۴ مخلوق خدا کو ایمان کی دعوت دینے کے لیے۔ ۵ اس کا نفع و ثواب وہ پائے گا ۶ اور رسول خدا کی اطاعت نہ کرے

اور ایمان نہ لائے ۷ میرے ذمہ پہنچا دینا تھا وہ میں نے انجام دیا (هَلْذِهِ آيَةٌ يُدْعِيهِ الْقَتَالُ) ۸ ان نشانوں سے مراد حق قمر وغیرہ معجزات ہیں اور وہ عنوتیں جو دنیا میں آئیں جیسے کہ بدر میں کفار کا قتل ہونا قید ہونا ملائکہ کا نہیں مارنا۔ ۹ سورہ قصص کی ہے سوائے چار آیتوں کے جو ”الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْكِتَابَ“ سے شروع ہو کر ”لَا تَنْبَغِي الْجَاهِلِينَ“ پر ختم ہوتی ہیں اور اس سورت میں ایک آیت ”إِنَّ الَّذِي فَرَضَ“ ایسی ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی اس سورت میں ۹۰ رکوع اٹھاسی ۸۸ آیتیں اور چار سو اکتالیس ۴۳۱ کلمے اور پانچ ہزار آٹھ سو ۵۸۰۰ حرف ہیں۔ ۱۰ جو حق کو باطل سے ممتاز کرتی ہے۔ ۱۱ یعنی سرزمین مصر میں اس کا تسلط تھا اور وہ ظلم و تکبر میں انتہا کو پہنچ گیا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی عہدیت اور بندہ ہونا بھی بھلا دیا تھا۔ ۱۲ یعنی بنی اسرائیل کو۔

يَسْتَحْيِ نِسَاءَهُمْ ۖ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى

ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا ہے شک وہ فسادی تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں

الَّذِينَ اسْتُضِعُّوا فِي الْأَرْضِ وَنَجَعَلَهُمْ أَیِّمَةً وَنَجَعَلَهُمْ

پر احسان فرمائیں اور ان کو پیشوا بنائیں اور ان کے ملک و مال کا انھیں

الْوَارِثِينَ ۝ وَنَسَكْنُ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِي فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ

کو وارث بنائیں اور انھیں زمین میں قبضہ دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں

جُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ

کو وہی دکھا دیں جس کا انھیں ان کی طرف سے خطرہ ہے وہ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ

أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خَفَتْ عَلَيْهِ فَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۚ

اُسے دودھ پلاؤ پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہوگا تو اُسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈرو اور نہ غم کرو

إِنَّا رَأَيْنَاهُ إِلَيْكَ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَالتَقَطَهُ الْ

بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے وہ تو اُسے اٹھالیا فرعون کے

فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۖ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا

گھروالوں نے وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہوگا بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر

۵ یعنی لڑکیوں کو خدمت گاری کے لیے زندہ چھوڑ دیتا اور بیٹوں کو ذبح کرنے کا سبب یہ تھا کہ کانہوں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا

جو تیرے ملک کے زوال کا باعث ہوگا اس لیے وہ ایسا کرتا تھا اور یہ اس کی نہایت حماقت تھی کیونکہ وہ اگر اپنے خیال میں کانہوں کو سچا سمجھتا تھا تو یہ بات ہونی ہی

تھی لڑکوں کے قتل کر دینے سے کیا نتیجہ تھا اور اگر سچا نہیں جانتا تھا تو ایسی لغو بات کا کیا لحاظ تھا اور قتل کرنا کیا معنی رکھتا تھا۔ ۶ کہ وہ لوگوں کو نیکی کی راہ

بتائیں اور لوگ نیکی میں ان کی اقتدا کریں ۷ یعنی فرعون اور اس کی قوم کے املاک و اموال ان ضعیف بنی اسرائیل کو دے دیں ۸ مصر اور شام کی

۹ کہ بنی اسرائیل کے ایک فرزند کے ہاتھ سے ان کے ملک کا زوال اور ان کا ہلاک ہو۔ ۱۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوحنا ہے آپ لاوی

بن یعقوب کی نسل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب کے یا فرشتے کے ذریعہ یا ان کے دل میں ڈال کر الہام فرمایا ۱۱ چنانچہ وہ چند روز آپ کو دودھ پلاتی

رہیں اس عرصے میں نہ آپ روتے تھے نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے نہ آپ کی ہمشیرہ کے سوا اور کسی کو آپ کی ولادت کی اطلاع تھی۔ ۱۲ کہ ہمسایہ

واقف ہو گئے ہیں وہ غمازی اور چغل خوری کریں گے اور فرعون اس فرزند ارجمند کے قتل کے درپے ہو جائے گا۔ ۱۳ یعنی نیل مصر میں بے خوف و خطر ڈال

دے اور اس کے غرق و ہلاک کا اندیشہ نہ کر۔ ۱۴ اس کی جدائی کا ۱۵ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین ماہ دودھ پلایا اور جب آپ کو فرعون کی

طرف سے اندیشہ ہوا تو ایک صندوق میں رکھ کر (جو خاص طور پر اس مقصد کے لیے بنایا گیا تھا) شب کے وقت دریائے نیل میں بہا دیا ۱۶ اس شب کی صبح کو

اور اس صندوق کو فرعون کے سامنے رکھا اور وہ کھولا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام برآمد ہوئے جو اپنے انگوٹھے سے دودھ چوستے تھے۔ ۱۷ آخر کار ۱۸ جو

اس کا وزیر تھا۔

كَانُوا خَاطِئِينَ ۝ وَقَالَتْ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا

خطا کار تھے ۱۹ اور فرعون کی بی بی نے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے

تَقْتُلُوهُ ۚ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں ۲۰ اور وہ بے خبر تھے ۲۱ اور

أَصْبَحَ فُؤَادُ أَمِّ مُوسَىٰ فَرِعًا ۖ إِنَّ كَادَتْ لِتَبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَّابَطْنَا

صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا ۲۲ ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول دیتی ۲۳ اگر ہم نہ ڈھارس

عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصَرَتْ

بندھاتے اس کے دل پر کہ اُسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے ۲۵ اور (اس کی ماں نے) اس کی بہن سے کہا ۲۶ اُس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے

بِهِ عَنْ جُنُبٍ ۚ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ

دُور سے دیکھتی رہی اور ان کو خبر نہ تھی ۲۷ اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں ۲۸

فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ ۝

تو بولی کیا میں تمہیں بتا دوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں ۲۹

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَىٰ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ

تو ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف پھیرا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ

۱۹ یعنی نافرمان، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ ان کے ہلاک کرنے والے دشمن کی انہیں سے پرورش کرائی۔ ۲۰ جب کہ فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کے

ورغلا نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ ۲۱ کیونکہ یہی اس کا قابل ہے فرعون کی بی بی آسیہ بہت نیک بی بی تھیں انبیاء کی نسل سے تھیں غریبوں اور مسکینوں پر رحم

وکریم کرتی تھیں انہوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچوں کے قتل کا حکم دیا ہے علاوہ

بریں معلوم نہیں یہ بچہ دریا میں کس سرزمین سے آیا تجھے جس بچہ کا اندیشہ ہے وہ اسی ملک کے بنی اسرائیل سے بتایا گیا ہے آسیہ کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی

۲۲ اس سے جو انجام ہونے والا تھا۔ ۲۳ جب انہوں نے سنا کہ ان کے فرزند فرعون کے ہاتھ میں پہنچ گئے۔ ۲۴ اور جوشِ محبتِ مادری میں ”وَالْإِنْسَانُ وَالْإِنْسَانُ“

(ہائے ہائے بیٹے) پکارا اٹھیں۔ ۲۵ جو وعدہ ہم کر چکے ہیں کہ تیرے اس فرزند کو تیری طرف پھیر لائیں گے۔ ۲۶ جن کا نام مریم تھا کہ حال معلوم کرنے کے

لیے ۲۷ کہ یہ اس بچہ کی بہن ہے اور اس کی نگرانی کرتی ہے۔ ۲۸ چنانچہ جس قدر دائیاں حاضر کی گئیں ان میں سے کسی کی چھاتی آپ نے منہ میں نہ لی اس سے

ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی کہ کہیں کوئی ایسی دائی میسر آئے جس کا دودھ آپ پی لیں دائیوں کے ساتھ آپ کی ہمیشہ بھی یہ حال دیکھنے چلی گئی تھیں اب انہوں نے موقع

پایا ۲۹ چنانچہ وہ ان کی خواہش پر اپنی والدہ کو بلا لائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں تھے اور دودھ کے لیے روتے تھے فرعون آپ کو شفقت کے ساتھ

بہلاتا تھا جب آپ کی والدہ آئیں اور آپ نے ان کی خوشبو پائی تو آپ کو قرا آیا اور آپ نے ان کا دودھ منہ میں لیا فرعون نے کہا تو اس بچے کی کون ہے کہ اس نے

تیرے سوا کسی کے دودھ کو منہ بھی نہ لگایا انہوں نے کہا میں ایک عورت ہوں پاک صاف رہتی ہوں، میرا دودھ خوشگوار ہے جسم خوشبودار ہے اس لیے جن بچوں کے

مزان میں نفاست ہوتی ہے۔ وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں لیتے ہیں میرا دودھ پی لیتے ہیں فرعون نے بچہ انہیں دیا اور دودھ پلانے پر انہیں مقرر کر کے فرزند کو اپنے گھر

لے جانے کی اجازت دی چنانچہ آپ اپنے مکان پر لے آئیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اس وقت انہیں اطمینان کامل ہو گیا کہ یہ فرزند ارجمند ضرور نبی ہوں گے۔

الْبَدِیْنِ

حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا بَدَغَ آسَدُهُ وَاسْتَوَىٰ

سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تھے اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا

اَتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۖ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ

ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو اور اس شہر میں

الْبَدِیْنَةِ عَلَىٰ حِیْنٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ

داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد

يَقْتَتِلَنِ ۖ هَٰذَا مِنْ شَيْعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي

لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اُس کے دشمنوں سے تھا تو وہ جو اُس کے گروہ سے تھا اُس نے موسیٰ سے مدد

مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَوَكَّرَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ

ماگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا اور کہا

هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي

یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ہے بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا عرض کی اے میرے رب میں نے

ظَلَمْتُ نَفْسِي ۖ فَاعْفُرْ لِي ۖ فَعَفَرَهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ

اپنی جان پر زیادتی کی ہے تو مجھے بخش دے تو رب نے اُسے بخش دیا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے عرض کی

اللَّهُ تَعَالَىٰ اس وعدہ کا ذکر فرماتا ہے۔ ۱۳ اور شک میں رہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے پاس دودھ پینے کے زمانہ تک رہے اور اس زمانہ میں فرعون

انہیں ایک اشتری روز دینا ہوا دودھ چھوٹنے کے بعد آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس لے آئیں اور آپ وہاں پرورش پاتے رہے۔ ۱۴ عشر شریف

تیس سال سے زیادہ ہو گئی۔ ۱۵ یعنی مصالح دین و دنیا کا علم۔ ۱۶ وہ شہر یا تو ”منف“ تھا جو حدود مصر میں ہے اصل اس کی مافہ ہے زبان قبطی میں اس لفظ کے معنی

ہیں تین یہ پہلا شہر ہے جو طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آباد ہوا اس سرزمین میں مصر بن حام نے یہ اقامت کی یہ اقامت کرنے والے کل تین تھے اس لیے

اس کا نام مافہ ہوا پھر اس کی عربی منف ہوئی یا وہ شہر ”حابین“ تھا جو مصر سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر تھا ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ شہر ”عین شمس“ تھا۔ (جمل و خازن)

۱۷ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پوشیدہ طور پر داخل ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو آپ نے حق کا بیان اور فرعون اور

فرعونوں کی گمراہی کا رد شروع کیا بنی اسرائیل کے لوگ آپ کی بات سنتے اور آپ کا اتباع کرتے آپ فرعونوں کے دین کی مخالفت فرماتے شدہ شدہ (رفتہ رفتہ) اس

کا چرچا ہوا اور فرعون جتو میں ہوئے اس لیے آپ جس ہستی میں داخل ہوتے ایسے وقت داخل ہوتے جب وہاں کے لوگ غفلت میں ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے مروی ہے کہ وہ دن عید کا تھا لوگ اپنے لہو و لعب میں مشغول تھے۔ (مدارک و خازن)۔ ۱۸ بنی اسرائیل میں سے ۱۹ یعنی قبطی قوم فرعون سے یہ اسرائیلی پر

جبر کر رہا تھا تا کہ اس پر کلڑیوں کا انبار لا کر فرعون کے مطبخ میں لے جائے ۲۰ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے آپ نے قبطی سے کہا کہ اسرائیلی پر ظلم نہ

کر اس کو پھوڑ دے لیکن وہ باز نہ آیا اور بدزبانی کرنے لگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس ظلم سے روکنے کے لیے کھونہ مارا اور ۲۱ یعنی وہ مر گیا اور آپ نے

اس کو ریت میں دفن کر دیا آپ کا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا۔ ۲۲ یعنی اس قبطی کا اسرائیلی پر ظلم کرنا جو اس کی بلاکت کا باعث ہوا۔ (خازن) ۲۳ یہ کلام حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا بطریق تواضع ہے کیونکہ آپ سے کوئی معصیت سرزد نہیں ہوئی اور انبیاء معصوم ہیں ان سے گناہ نہیں ہوتے قبطی کا مارنا آپ کا دفع ظلم اور امداد مظلوم تھی

رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْجُرِمِينَ ﴿۱۷﴾ فَأَصْبَحَ فِي

اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب میں ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا تو صبح کی

الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِحُهُ ط

اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے جسے دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد چاہی تھی فریاد کر رہا ہے

قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ

موسیٰ نے اس سے فرمایا بے شک تو کھلا گمراہ ہے تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر گرفت کرے

بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالِ يُمُوسَى أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ

جو ان دونوں کا دشمن ہے وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل

نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۚ إِنَّ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا

ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں سخت گیر بنو اور

تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿۱۹﴾ وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ

اصلاح کرنا نہیں چاہتے اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص

يَسْعَى قَالَ يُمُوسَى إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَتَرَوْنَ بِكَ لَيَقْتُلُونَكَ فَأَخْرَجَ إِنِّي

دوڑتا آیا کہا اے موسیٰ! بے شک وہ دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو نکل جائیے میں

یہ کسی ملت میں بھی گناہ نہیں پھر بھی اپنی طرف تقصیر کی نسبت کرنا اور استغفار چاہنا یہ مقررین (اللہ والوں) کا دستور ہی ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں تاخیر

اولیٰ تھی اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ترک اولیٰ کو زیادتی فرمایا اور اس پر حق تعالیٰ سے مغفرت طلب کی۔ ۱۷ یہ کرم بھی کر کہ مجھے فرعون کی صحبت اور اس

کے یہاں رہنے سے بھی بچا کہ اس زمرہ میں شمار کیا جانا یہ بھی ایک طرح کا مددگار ہونا ہے۔ ۱۸ کہ خدا جانے اس قبطی کے مارے جانے کا کیا نتیجہ نکلے اور

اس کی قوم کے لوگ کیا کریں۔ ۱۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرعون کی قوم کے لوگوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ کسی بنی اسرائیل

نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے اس پر فرعون نے کہا کہ قاتل اور گواہوں کو تلاش کرو فرعونی گشت کرتے پھرتے تھے اور انہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا دوسرے

روز جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر ایسا اتفاق پیش آیا کہ وہی بنی اسرائیل جس نے ایک روز پہلے ان سے مدد چاہی تھی آج پھر ایک فرعونی نے لڑ رہا ہے اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان سے فریاد کرنے لگا تب حضرت ۱۵ مراد یہ تھی کہ روز لوگوں سے لڑتا ہے اپنے آپ کو بھی مصیبت و پریشانی میں ڈالتا ہے

اور اپنے مددگاروں کو بھی کیوں ایسے موقعوں سے نہیں بچتا اور کیوں احتیاط نہیں کرتا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آیا اور آپ نے چاہا کہ اس کو فرعون کی

جائزہ ظلم سے رہائی دلائیں۔ ۱۶ یعنی فرعون پر تو اسرائیلی غلطی سے یہ سمجھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے خفا ہیں مجھے پکڑنا چاہتے ہیں یہ سمجھ کر۔

۱۷ فرعون نے یہ بات سنی اور جا کر فرعون کو اطلاع دی کہ کل کے فرعونی مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

قتل کا حکم دیا اور لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈنے نکلے ۱۸ جس کو مومن آل فرعون کہتے ہیں یہ خبر سن کر قریب کی راہ سے ۱۹ فرعون کے۔

۱۵ شہر سے۔

لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۚ ۲۰ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ

آپ کا خیر خواہ ہوں ۵۱ تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے عرض کی اے میرے رب

نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۚ ۲۱ وَلَبَّاتُوجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ

مجھے ستم گاروں سے بچالے ۵۲ اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا ۵۳ کہا

عَلَىٰ رَبِّي أَنِّي يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۚ ۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ

قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے ۵۴ اور جب مدین کے پانی پر آیا ۵۵

وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَةٌ مِّنَ النَّاسِ يُسْقُونَ ۚ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ

وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور اُن سے اس طرف ۵۶ دو عورتیں دیکھیں

تَدُودُنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۚ وَ

کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں ۵۷ موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے ۵۸ وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں ۵۹ اور

أَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۚ ۲۳ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي

ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں ۶۰ تو موسیٰ نے اُن دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف پھرا ۶۱ عرض کی اے میرے رب میں

لَبَّاءُ أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۚ ۲۴ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَشْشِي عَلَىٰ

اس کھانے کا جو تو میرے لیے اتارے محتاج ہوں ۶۲ تو اُن دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم

۵۱ یہ بات خیر خواہی اور مصلحت اندیشی سے کہتا ہوں۔ ۵۲ یعنی قوم فرعون سے۔ ۵۳ مدین وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف

رکھتے تھے اس کو مدین ابن ابراہیم کہتے ہیں مصر سے یہاں تک آٹھ روز کی مسافت ہے یہ شہر فرعون کے حدود و قلمرو (سلطنت کی حدود) سے باہر تھا حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے اس کا رستہ بھی نہ دیکھا تھا نہ کوئی سواری ساتھ تھی نہ توشہ نہ کوئی ہمراہی راہ میں درختوں کے پتوں اور زمین کے سبزے کے سوا خوراک کی اور کوئی چیز نہ

ملتی تھی۔ ۵۲ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ کو مدین تک لے گیا۔ ۵۳ یعنی نوکین پر جس سے وہاں کے لوگ پانی لیتے اور اپنے جانوروں کو سیراب

کرتے تھے یہ کنواں شہر کے کنارے تھا۔ ۵۴ یعنی مردوں سے علیحدہ ۵۵ اس انتظار میں کہ لوگ فارغ ہوں اور کنواں خالی ہو کیونکہ نوکین کو قوی اور زوردار لوگوں

نے گھیر رکھا تھا ان کے جہوم میں عورتوں سے ممکن نہ تھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا سکیں۔ ۵۶ یعنی اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں۔ ۵۷ کیونکہ نہ ہم

مردوں کے انہو (جہوم) میں جاسکتے ہیں نہ پانی کھینچ سکتے ہیں جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس ہو جاتے ہیں تو حوض میں جو پانی بچ رہتا ہے وہ ہم اپنے

جانوروں کو پلا لیتے ہیں۔ ۵۸ ضعیف ہیں خود یہ کام نہیں کر سکتے اس لیے جانوروں کو پانی پلانے کی ضرورت ہمیں پیش آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی باتیں

سنیں تو آپ کو رقت آئی اور رحم آیا اور وہیں دوسرا کنواں جو اس کے قریب تھا اور ایک بہت بھاری پتھر اس پر ڈھکا ہوا تھا جس کو بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے آپ

نے تنہا اس کو ہٹا دیا۔ ۵۹ دھوپ اور گرمی کی شدت تھی اور آپ نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا بھوک کا غلبہ تھا اس لیے آرام حاصل کرنے کی غرض سے ایک

درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بارگاہ الہی میں ۶۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھانا ملا حظہ فرمائے پورا ہفتہ گزر چکا تھا اس درمیان میں ایک لقمہ تک نہ کھایا تھا شکم

مبارک پشت اقدس سے مل گیا تھا اس حالت میں اپنے رب سے غذا طلب کی اور باوجودیکہ بارگاہ الہی میں نہایت قرب و منزلت رکھتے ہیں اس عجز و انکساری کے

ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا طلب کیا اور جب وہ دونوں صاحبزادیاں اس روز بہت جلد اپنے مکان واپس ہو گئیں تو ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ آج اس قدر جلد واپس

اُسْتَحْيَاءٍ ۚ قَالَتْ اِنَّ اَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ط

سے چلتی ہوئی ۱۳ بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے ۱۴

فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۚ قَالَ لَا تَخَفْ ۚ وَقَفَّ ۚ نَجَوْتُ مِنَ

جب موسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے باتیں کہہ سنائیں ۱۵ اس نے کہا ڈریئے نہیں آپ بچ گئے

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۲۵ قَالَتْ اِحْدِهْمَا يَابَتْ اُسْتَا جِرُهُ ۚ اِنَّ خَيْرَ

ظالموں سے ۱۶ ان میں کی ایک بولی ۱۷ اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو ۱۸ بے شک بہتر

مَنْ اُسْتَا جَرْتُ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝۲۶ قَالَ اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اُنْكَحَكَ

نوکر وہ جو طاقتور امانت دار ہو ۱۹ کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں

اِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْجُرْنِيْ شَنِىْ حَجَجٍ ۚ فَاِنْ اُتْمِئْتُ

سے ایک تمہیں بیاہ دوں مگر اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو ۲۰ پھر اگر پورے دس

عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ط سَجَدْنِيْ اِنْ

برس کرلو تو تمہاری طرف سے ہے ۲۱ اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا ۲۲ قریب ہے ان

آجانے کا کیا سبب ہوا عرض کیا کہ ہم نے ایک نیک مرد پایا اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا اس پر ان کے والد صاحب نے ایک صاحبزادی

سے فرمایا کہ جاؤ اور اس مرد صاحب کو میرے پاس بلا لاؤ ۲۳ چہرہ آستین سے ڈھکے جسم چھپائے یہ بڑی صاحبزادی تھیں ان کا نام صفوراء ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ

چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ ۲۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام اجرت لینے پر راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کی زیارت اور ان کی ملاقات کے قصد سے

چلے اور ان صاحبزادی صاحبہ سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر رستہ بتاتی جائیے یہ آپ نے پردہ کے اہتمام کے لیے فرمایا اور اس طرح تشریف لائے جب

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا بیٹھے کھانا کھائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے منظور نہ کیا اور اَعُوذُ بِاللّٰہ فرمایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا سبب کھانے میں کیوں عذر ہے کیا آپ کو بھوک نہیں ہے؟ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے

کہ یہ کھانا میرے اس عمل کا عوض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلا کر انجام دیا ہے کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ عمل خیر پر عوض لینا قبول نہیں کرتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: اے جوان! ایسا نہیں ہے یہ کھانا آپ کے عمل کے عوض میں نہیں بلکہ میری اور میرے آباء و اجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان

خوانی کیا کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں تو آپ بیٹھے اور آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ ۲۵ اور تمام واقعات و احوال جو فرعون کے ساتھ گزرے تھے اپنی ولادت

شریف سے لے کر قبطی کے قتل اور فرعون بنوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک کے سبب حضرت شعیب علیہ السلام سے بیان کر دیئے ۲۶ یعنی فرعون اور فرعون بنوں

سے کیونکہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت و سلطنت نہیں۔ مسائل: اس سے ثابت ہوا کہ ایک شخص کی خبر پر عمل کرنا جائز ہے۔ خواہ وہ غلام ہو یا عورت ہو اور یہ بھی

ثابت ہوا کہ اجنبیہ کے ساتھ ورع و احتیاط کے ساتھ چلنا جائز ہے۔ (مدارک)۔ ۲۷ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے واسطے بھیجی گئی تھی بڑی یا چھوٹی۔

۲۸ یہ ہماری بکریاں چرا یا کریں اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑے۔ ۲۹ حضرت شعیب علیہ السلام نے صاحبزادی سے دریافت کیا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کا کیا

علم انہوں نے عرض کیا کہ قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے تنہا کنوئیں پر سے وہ پتھر اٹھا لیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اٹھا سکتے اور امانت اس سے ظاہر ہے کہ

انہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکا لیا اور نظر نہ اٹھائی اور ہم سے کہا کہ تم پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصہ نمودار ہو یہ سن کر حضرت شعیب

علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۳۰ یہ وعدہ نکاح کا تھا الفاظ عقد نہ تھے کیونکہ مسئلہ: عقد کے لیے صیغہ ماضی ضروری ہے۔ مسئلہ: اور ایسے ہی منکوحہ کی

تعیین بھی ضروری ہے۔ ۳۱ مسئلہ: آزاد مرد کا آزاد عورت سے نکاح کسی دوسرے آزاد شخص کی خدمت کرنے یا بکریاں چرانے کو مہر قرار دے کر جائز ہے۔

شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّامًا

شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى تم مجھے نیکوں میں پاؤں گے وہی مویٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں

الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿۲۸﴾

ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں وہی تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے وہی

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ

پھر جب مویٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی وہی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا وہی طور کی طرف سے ایک آگ

نَارًا ۚ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا ۚ لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ

دیکھی وہی اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں وہی

أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ

یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی

شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْسَرِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُّوسَىٰ

میدان کے دہنے کنارے سے وہی برکت والے مقام میں پیڑ سے وہی کہ اے مویٰ

إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۰﴾ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَآهَا تُهْتَزُّ

بے شک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا وہی اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا وہی پھر جب مویٰ نے اُسے دیکھا ہر اتا ہوا

مسئلہ: اور اگر آزاد مرد نے کسی مدت تک عورت کی خدمت کرنے کو یا قرآن کی تعلیم کو مہر قرار دے کر نکاح کیا تو نکاح جائز ہے اور یہ چیزیں مہر نہ ہو سکیں گی بلکہ اس

صورت میں مہر مثل لازم ہوگا۔ (مذاہب احمدی)۔ وہی یعنی یہ تمہاری مہربانی ہوگی اور تم پر واجب نہ ہوگا وہی کہ تم پر پورے دس سال لازم کر دوں۔ وہی تو میری

طرف سے حسن معاملت اور وفائے عہد ہی ہوگی اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد پر بھروسہ کرنے کے لیے فرمایا۔ وہی خواہ دس سال کی یا

آٹھ سال کی وہی پھر جب آپ کا عقد ہو چکا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت مویٰ علیہ السلام کو ایک عصا دیں جس سے وہ

بکریوں کی نگہبانی کریں اور درندوں کو دفع کریں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس انبیاء علیہم السلام کے کئی عصا تھے صاحبزادی کا ہاتھ حضرت آدم

علیہ السلام کے عصا پر پڑا جو آپ جنت سے لائے تھے اور انبیاء اس کے وارث ہوتے چلے آئے تھے اور وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا تھا حضرت شعیب علیہ

السلام نے یہ عصا حضرت مویٰ علیہ السلام کو دیا۔ وہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے بڑی میعاد یعنی دس سال پورے کئے

پھر حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی۔ وہی ان کے والد کی اجازت سے مصر کی طرف۔ وہی

جبکہ آپ جنگل میں تھے اندھیری رات تھی سردی شدت کی پڑ رہی تھی راستہ گم ہو گیا تھا اس وقت آپ نے آگ دیکھ کر۔ وہی راہ کی کہ کس طرف ہے۔ وہی جو

حضرت مویٰ علیہ السلام کے دست راست کی طرف تھا۔ وہی وہ درخت عتاب کا تھا یا عوج کا (عوج ایک خاردار درخت ہے جو جنگلوں میں ہوتا ہے)۔ وہی

جب حضرت مویٰ علیہ السلام نے سرسبز درخت میں آگ دیکھی تو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قدرت نہیں اور بیشک اس کلام کا اللہ تعالیٰ ہی متکلم ہے یہ

بھی منقول ہے کہ یہ کلام حضرت مویٰ علیہ السلام نے صرف گوش مبارک ہی سے نہیں بلکہ اپنے جسم اقدس کے ہر جزو سے سنا۔ وہی چنانچہ آپ نے عصا ڈال

دیا وہ سانپ بن گیا۔

كَانَهَا جَانٌّ وَلِيٌّ مُدْبِرًا ۖ وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَمُوسَىٰ أَقْبَلُ وَلَا تَخَفْ ۚ إِنَّكَ

گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مُدبِر نہ دیکھا ۵۵ اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بے شک تجھے

مِّنَ الْأَمْنَيْنِ ۖ ۳۱ اُسْلُكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخَرُّجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ

امان ہے ۵۶ اپنا ہاتھ ۵۷ گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا ہے

سُوِّءٍ ۚ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ۚ فَذَنِّكَ بُرْهَانٍ مِّن رَّبِّكَ

عیب ۵۸ اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دُور کرنے کو ۵۹ تو یہ دو جھتیں ہیں تیرے رب کی ۶۰

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۖ ۳۲ قَالَ رَبِّ إِنِّي

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بے شک وہ بے حکم (نافرمان) لوگ ہیں عرض کی اے میرے رب میں

قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يُقَتِّلُونِ ۖ ۳۳ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ

نے اُن میں ایک جان مار ڈالی ہے ۶۱ تو ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان

مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۚ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَيِّدُوا ۖ ۳۴

مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے رسول بنا کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ ۶۲ مجھے جھٹلائیں گے

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُونَ

فرمایا قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان

إِلَيْكُمَا ۖ بِإِيتِنَا ۖ أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُونَ ۖ ۳۵ فَلَمَّا جَاءَهُمْ

نہ کر سکیں گے ہماری نشانیاں کے سبب تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے ۶۳ پھر جب موسیٰ ان کے

مُوسَىٰ بِإِيتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا

پاس ہماری روشن نشانیاں لایا بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو ۶۴ اور ہم نے اپنے اگلے

۵۵ تب ندا کی گئی ۵۶ کوئی خطرہ نہیں ۵۷ اپنی قمیص کے ۵۸ شعاع آفتاب کی طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک گریبان میں ڈال کر

نکالا تو اس میں ایسی تیز چمک تھی جس سے نگاہیں جھپکیں۔ ۵۹ تاکہ ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آئے اور خوف رفع ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سینہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا تاکہ جو خوف سانپ دیکھنے کے وقت پیدا ہو گیا تھا رفع ہو جائے اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے بعد جو خوف وہ اپنا ہاتھ سینہ پر رکھے گا اس کا خوف دفع ہو جائے گا۔ ۶۰ یعنی عصا اور ید بیضا تمہاری رسالت کی برہانیں ہیں ۶۱ یعنی قبطی میرے ہاتھ سے

مارا گیا ہے ۶۲ یعنی فرعون اور اس کی قوم ۶۳ فرعون اور اس کی قوم پر۔ ۶۴ ان بد نصیبوں نے معجزات کا انکار کر دیا اور ان کو جادو بتا دیا مطلب یہ تھا کہ جس

طرح تمام انواع سحر باطل ہوتے ہیں اسی طرح معاذ اللہ یہ بھی ہے۔

بِهَذَا فِي ابَائِنَا الْاَوْلِيَيْنِ ۝۳۶ وَقَالَ مُوسٰى رَبِّیْ اَعْلَمُ بِسُنِّ جَاۗءِ

باپ داداؤں میں ایسا نہ سنا ۹۵ اور موسیٰ نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے

بِالْهُدٰی مِنْ عُنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۱۰ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

پاس سے ہدایت لایا ۹۶ اور جس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا ۹۷ بے شک ظالم مراد

الظَّالِمُوْنَ ۝۳۷ وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاۤءِکَةُ کُنْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

کو نہیں پہنچتا ۹۸ اور فرعون بولا اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا

غَیْرِیْ ۱۱ فَاَوْقَدْ لِّیْ لَیْمًا مِّنْ عَلٰی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صِرَاطًا عَلٰی اَظْلَمِ

کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لیے گارا پکا کر ۹۹ ایک محل بنا ۱۰ کہ شاید میں موسیٰ

اِلٰی اِلٰهٍ مُّوْسٰی ۱۲ وَاِنِّیْ لَا اُظَنُّهُ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝۳۸ وَاسْتَکْبَرَ هُوَ وَ

کے خدا کو جھانک آؤں ۱۰ اور بے شک میرے گمان میں تو وہ ۱۱ جھوٹا ہے ۱۰ اور اس نے اور اُس کے

جُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ ۝۳۹

لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی چاہی ۱۰ اور سمجھے کہ انھیں ہماری طرف پھرنا نہیں

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدُهٗ فَغَشَّیْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ ۱۳ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ

تو ہم نے اُسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا ۱۰ تو دیکھو کیسا انجام ہوا

الظَّالِمِیْنَ ۝۴۰ وَجَعَلْنٰهُمْ اٰیَةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ۱۴ وَیَوْمَ الْقِیَمَةِ لَا

ستم گاروں کا اور انھیں ہم نے ۱۰ دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں ۱۰ اور قیامت کے دن

یُنْصَرُوْنَ ۝۴۱ وَاتَّبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةُ ۱۵ وَیَوْمَ الْقِیَمَةِ هُمْ

اُن کی مدد نہ ہوگی اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی ۱۰ اور قیامت کے دن ان

۹۵ یعنی آپ سے پہلے ایسا کبھی نہیں کیا گیا یہ معنی ہیں کہ جو دعوت آپ ہمیں دیتے ہیں وہ ایسی نئی ہے کہ ہمارے آباء و اجداد میں بھی ایسی نہیں سنی گئی تھی ۱۰ یعنی

جو حق پر ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا۔ ۹۷ اور وہ وہاں کی نعمتوں اور رحمتوں کے ساتھ نوازا جائے گا۔ ۹۸ یعنی کافروں کو آخرت کی

فلاح میسر نہیں۔ ۹۹ ایسا تیار کر۔ کہتے ہیں کہ یہی دنیا میں سب سے پہلے اینٹ بنانے والا ہے یہ صنعت اس سے پہلے نہ تھی۔ ۱۰ نہایت بلند ۱۰ چنانچہ

ہامان نے ہزار ہا کارگر اور مزدور جمع کئے انہیں بنوائیں اور عمارتی سامان جمع کر کے اتنی بلند عمارت بنوائی کہ دنیا میں اس کے برابر کوئی عمارت بلند نہ تھی، فرعون نے یہ

گمان کیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے لیے بھی مکان ہے اور وہ جسم ہے کہ اس تک پہنچنا اس کے لیے ممکن ہوگا۔ ۱۰ یعنی موسیٰ علیہ السلام ۱۰ اپنے اس دعویٰ میں

کہ اس کا ایک معبود ہے جس نے اس کو اپنا رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا۔ ۱۰ اور حق کو نہ مانا اور باطل پر رہے ۱۰ اور سب غرق ہو گئے۔ ۱۰ دنیا میں ۱۰ یعنی

کفر و معاصی کی دعوت دیتے ہیں جس سے عذاب جہنم کے مستحق ہوں اور جو ان کی اطاعت کرے وہ بھی جہنمی ہو جائے۔ ۱۰ یعنی رسوائی اور رحمت سے دوری۔

مِّنَ الْبَقُوحِیْنَ ۝۳۲ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰی الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَا اَهْلَكْنَا

کا برا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۱۰۹ بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں (قومیں) ۱۱۰

الْقُرُوْنَ الْاُولٰی بِصَآئِرٍ لِّلنَّاسِ وَهٰدٰی وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۳۳

ہلاک فرمادیں جس میں لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ نصیحت مانیں

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِ اِذْ قَضٰیۤا اِلٰی مُوسٰی الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ

اور تم ۱۱۱ طور کی جانب مغرب میں نہ تھے ۱۱۲ جب کہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا ۱۱۳ اور اُس وقت تم

مِنَ الشَّٰهِدِیْنَ ۝۳۴ وَلٰكِنَّا اَنْشَاْنَا قُرُوْۤنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۝۳۵

حاضر نہ تھے مگر ہوا یہ کہ ہم نے سنگتیں پیدا کیں ۱۱۴ کہ ان پر زمانہ دراز گزرا ۱۱۵ اور

مَا كُنْتَ ثَاوِیًّا فِیْ اَهْلِ مَدَیْنٍ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا

نہ تم اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے ہاں ہم

مُرْسِلِیْنَ ۝۳۵ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادٰیۤنَا وَلٰكِن رَّحْمَةً

رسول بنانے والے ہوئے ۱۱۶ اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی ۱۱۷ ہاں تمہارے رب کی

مِّن رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَتْهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

مہر ہے (کہ تمہیں غیب کے علم دیے) ۱۱۸ کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا ۱۱۹ یہ امید کرتے ہوئے کہ

یَتَذَكَّرُوْنَ ۝۳۶ وَلَوْ لَا اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اٰیٰتِیْهِمْ

ان کو نصیحت ہو اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انھیں کوئی مصیبت ۱۲۰ اس کے سبب جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱۲۱

فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَتُنَبِّئَنَا بِاٰیٰتِكَ وَنَكُوْنَ

تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور

۱۰۹ یعنی توریت۔ ۱۱۰ مثل قوم نوح و عاد و ثمود وغیرہ کے ۱۱۱ اے سید انبیاء محمد مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۱۲ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میقات تھا۔ ۱۱۳ اور ان سے کلام فرمایا اور انہیں مقرب کیا۔ ۱۱۴ یعنی بہت سی امتیں بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ۱۱۵ تو وہ اللہ کا عہد بھول گئے اور انہوں نے اس

کی فرمانبرداری ترک کی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم سے سید عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں اور آپ پر ایمان لانے کے متعلق عہد لے لے تھے جب دراز زمانہ گزرا اور امتوں کے بعد امتیں گزرتی چلی گئیں تو وہ لوگ ان عہدوں کو بھول گئے اور اس کی

وفا ترک کردی۔ ۱۱۶ تو ہم نے آپ کو علم دیا اور پہلوں کے حالات پر مطلع کیا۔ ۱۱۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمانے کے وقت۔ ۱۱۸ جن سے تم ان کے احوال بیان فرماتے ہو آپ کا ان امور کی خبر دینا آپ کی نبوت کی ظاہر دلیل ہے۔ ۱۱۹ اس قوم سے مراد اہل مکہ ہیں جو زمانہ فترت (دو بیغیروں کے درمیان کے

زمانے) میں تھے جو حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان پانچ سو پچاس برس کی مدت کا ہے۔ ۱۲۰ عذاب و سزا ۱۲۱ یعنی جو کفر و

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ

ایمان لاتے ۱۲۲ پھر جب ان کے پاس حق آیا ۱۲۳ ہماری طرف سے بولے ۱۲۴ انھیں کیوں نہ دیا گیا

مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۖ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوا

جو موسیٰ کو دیا گیا ۱۲۵ کیا اس کے منکر نہ ہوئے تھے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا ۱۲۶ بولے

سِحْرَانِ تَظْهَرَا ۚ وَقَالُوا إِنَّا بِكُلِّ كَفْرًا ۚ ﴿۲۸﴾ قُلْ فَاتُوا بَكِتَابٍ مِّنْ

دو جادو ہیں ایک دوسرے کی پشتی (امداد) پر اور بولے ہم ان دونوں کے منکر ہیں ۱۲۷ تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی

عِنْدَ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا ۖ أَتَّبِعُهُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۹﴾ فَإِنْ لَّمْ

کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو ۱۲۸ میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو ۱۲۹ پھر اگر

يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ

وہ یہ تمہارا فرمانا قبول نہ کریں ۱۳۰ تو جان لو کہ ۱۳۱ بس وہ اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی

هُوَ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۰﴾

پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۳۱﴾ الَّذِينَ اتَّبَعْنَاهُمْ

اور بے شک ہم نے اُن کے لیے بات مسلسل اُتاری ۱۳۲ کہ وہ دھیان کریں جن کو ہم نے اس سے پہلے ۱۳۳

عصیان انہوں نے کیا ۱۳۴ معنی آیت کے یہ ہیں کہ رسولوں کا بھیجنا ہی الزامِ حجت کے لیے ہے کہ انہیں یہ عذر کرنے کی گنجائش نہ ملے کہ ہمارے پاس رسول نہیں

بھیجے گئے اس لیے گمراہ ہو گئے اگر رسول آتے تو ہم ضرور مطیع ہوتے اور ایمان لاتے۔ ۱۳۵ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۳۶ مکہ کے کفار

۱۳۷ یعنی انہیں قرآن کریم یک بارگی کیوں نہیں دیا گیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پوری تورات ایک ہی بار میں عطا کی گئی تھی یا یہ معنی ہیں کہ سید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرصا اور ید بیضا جیسے معجزات کیوں نہ دیئے گئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ۱۳۸ یہود نے قریش کو پیغام بھیجا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سے معجزات طلب کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جن یہود نے یہ سوال کیا ہے کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے اور جو انہیں اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے اس کے منکر نہ ہوئے۔ ۱۳۹ یعنی تورات کے بھی اور قرآن کے بھی ان دونوں کو انہوں نے جادو کہا اور ایک

قرأت میں ”ساحران“ ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ دونوں جادوگر ہیں یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ۱۴۰ شانِ نزول:

مشرکین مکہ نے یہود مدینہ کے سرداروں کے پاس قاصد بھیج کر دریافت کیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کتب سابقہ میں کوئی خبر ہے؟ انہوں نے

جواب دیا کہ ہاں حضور کی نعت و صفت ان کی کتاب تورات میں موجود ہے جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام و سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

نسبت کہنے لگے کہ وہ دونوں جادوگر ہیں ان میں ایک دوسرے کا معین و مددگار ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ۱۴۱ یعنی تورات و قرآن سے۔ ۱۴۲ اپنے اس

قول میں کہ یہ دونوں جادو یا جادوگر ہیں اس میں تنبیہ ہے کہ وہ اس کے مثل کتاب لانے سے عاجز محض ہیں چنانچہ آگے ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ ۱۴۳ اور ایسی کتاب نہ

لائیں ۱۴۴ ان کے پاس کوئی حجت نہیں ہے۔ ۱۴۵ یعنی قرآن کریم ان کے پاس پیارے (متواتر) اور مسلسل آیا وعدہ اور وعید اور قصص اور عبرتیں اور موعظتیں تاکہ

سمجھیں اور ایمان لائیں۔ ۱۴۶ یعنی قرآن شریف سے یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ ۱۴۷ شانِ نزول: یہ آیت مؤمنین اہل کتاب حضرت عبداللہ بن سلام

الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا اٰمَنَّا بِهٖ

کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب ان پر یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

اِنَّهٗ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ اُولٰٓئِكَ يُوتُوْنَ

بے شک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے تھے ﴿۵۲﴾ ان کو ان کا اجر

اَجْرُهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَاَوْيَدُ سَاءُ وُنَّ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وَمِمَّا

دوبالا دیا جائے گا ﴿۵۳﴾ بدلہ اُن کے صبر کا ﴿۵۳﴾ اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں ﴿۵۳﴾ اور ہمارے دیئے

رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۵۴﴾ وَإِذَا سَبَّحُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا اِنَّا

سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ﴿۵۴﴾ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اُس سے تغافل کرتے ہیں ﴿۵۴﴾ اور کہتے ہیں ہمارے لیے

اَعْمَالُنَا وَاَلَيْكُمُ اَعْمَالُكُمْ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ

ہمارے عمل اور تمہارے لیے تمہارے عمل بس تم پر سلام ﴿۵۵﴾ ہم جاہلوں کے غرضی (چاہنے والے) نہیں ﴿۵۵﴾ بے شک

لَا تَهْدِي مَنْ اٰحَبَّتْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ

یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوا اِنْ تَتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نَتَّخِطُّ مِنْ

ہدایت والوں کو ﴿۵۶﴾ اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اُچک

اور ان کے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ان اہل انجیل کے حق میں نازل ہوئی جو حبشہ سے آکر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان

لائے یہ چالیس حضرات تھے حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آئے جب انہوں نے مسلمانوں کی حاجت اور تنگی معاش دیکھی تو بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ

ہمارے پاس مال ہیں حضور اجازت دیں تو ہم واپس جا کر اپنے مال لے آئیں اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کریں حضور نے اجازت دی اور وہ جا کر اپنے مال

لے آئے اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کی ان کے حق میں یہ آیات ”مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ“ نازل ہوئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ یہ آیتیں اسی اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئیں جن میں چالیس نجران کے اور تیس حبشہ کے اور آٹھ شام کے تھے۔ ﴿۵۴﴾ یعنی نزول قرآن سے قبل ہی ہم

حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے کہ وہ نبی برحق ہیں کیونکہ توریت و انجیل میں ان کا ذکر ہے۔ ﴿۵۵﴾ کیونکہ وہ پہلی کتاب پر بھی ایمان

لائے اور قرآن پاک پر بھی۔ ﴿۵۶﴾ کہ انہوں نے اپنے دین پر بھی صبر کیا اور مشرکین کی ایذا پر بھی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں دوا جریس کے ایک اہل کتاب کا وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی۔

دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور مولا کا بھی۔ تیسرا وہ جس کے پاس باندی تھی جس سے قربت کرتا تھا پھر اس کو اچھی طرح ادب سکھایا اچھی تعلیم دی اور

آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اس کے لیے بھی دوا جریس ہیں۔ ﴿۵۷﴾ طاعت سے معصیت کو اور حلم سے ایذا کو، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

توحید کی شہادت یعنی ”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ سے شرک کو۔ ﴿۵۸﴾ طاعت میں، یعنی صدقہ کرتے ہیں۔ ﴿۵۹﴾ مشرکین مکہ کرمہ کے ایمان داروں کو ان کا دین

ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے پر گالیاں دیتے اور برا کہتے یہ حضرات ان کی بے ہودہ باتیں سن کر اعراض فرماتے ﴿۶۰﴾ یعنی ہم تمہاری بے ہودہ باتوں اور گالیوں کے

جواب میں گالیاں نہ دیں گے۔ ﴿۶۱﴾ ان کے ساتھ میل جول نشست و برخاست نہیں چاہتے ہمیں جاہلانہ حرکات گوارا نہیں۔ (نُسِخَ ذٰلِكَ بِالْقِتَالِ)۔ ﴿۶۲﴾ جن کے

أَرْضَنَا ۖ أَوْلَمْ تُسْكِنْ لَهُمْ حَرَمًا مِّنَّا يُحِبُّ إِلَيْهِ شَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ

لے جائیں گے ۱۴۳ کیا ہم نے انھیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں ۱۴۴ جس کی طرف ہر چیز کے پھل

سَرْدَقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن

لائے جاتے ہیں ہمارے پاس کی روزی لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں ۱۴۵ اور کتنے شہر ہم نے ہلاک

قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكِنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا

کر دیئے جو اپنے عیش پر اتر گئے تھے ۱۴۶ تو یہ ہیں اُن کے مکان ۱۴۷ کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر

قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ

کم ۱۴۸ اور ہمیں وارث ہیں ۱۴۹ اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک

يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۖ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ

ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے ۱۵۰ جو اُن پر ہماری آیتیں پڑھے ۱۵۱ اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے

إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۵۹﴾ وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

مگر جب کہ ان کے ساکن ستم گار ہوں ۱۵۲ اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کا برتاوا

لے اس نے ہدایت مقدر فرمائی جو دلائل سے پسند پذیر ہونے اور حق بات ماننے والے ہیں۔ شان نزول: مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مردی ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ان کی موت کے وقت فرمایا: اے چچا! کہہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ میں

تمہارے لیے روز قیامت شاہد ہوں گا انہوں نے کہا کہ اگر مجھے قریش کے عار دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا اس کے بعد انہوں

نے یہ شعر پڑھے ”وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ دِينَ مُحَمَّدٍ مِّنْ خَيْرِ أَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِينًا لَّوْ لَا الْمَلَامَةُ أَوْ جَذَارُ مُسَبِّةٍ لَّوْ جَذَنْتَنِي سَمُّحًا بِذَاكَ مُبِينًا“ یعنی میں

یقین سے جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام جہانوں کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت و بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول

کرتا اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۴۳ یعنی سرزمین عرب سے ایک دم نکال دیں گے۔ شان نزول: یہ آیت حارث بن عثمان

بن نوفل بن عبد مناف کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ یہ تو ہم یقین سے جانتے ہیں کہ جو آپ فرماتے ہیں وہ حق ہے

لیکن اگر ہم آپ کے دین کا اتباع کریں تو ہمیں ڈر ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں شہر بدر کر دیں گے اور ہمارے وطن میں نہ رہنے دیں گے۔ اس آیت میں اس کا جواب دیا

گیا۔ ۱۴۴ جہاں کے رہنے والے قتل و غارت سے امن میں ہیں اور جہاں جانوروں اور سبزیوں تک کو امن ہے۔ ۱۴۵ اور وہ اپنی جہالت سے نہیں جانتے کہ یہ روزی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر یہ سمجھ ہوتی تو جانتے کہ خوف و امن بھی اسی کی طرف سے ہے اور ایمان لانے میں شہر بدر کئے جانے کا خوف نہ کرتے۔ ۱۴۶ اور انہوں

نے طغیان اختیار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی کھاتے اور پوجتے بتوں کو، اہل مکہ کو ایسی قوم کے خراب انجام سے خوف دلایا جاتا ہے جن کا حال ان کی طرح تھا

کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاتے اور شکر نہ کرتے ان نعمتوں پر اتراتے وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ ۱۴۷ جن کے آثار باقی ہیں اور عرب کے لوگ اپنے سفروں میں انہیں دیکھتے

ہیں۔ ۱۴۸ کہ کوئی مسافر یا رہبر (راہ چلتا) ان میں تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جاتا ہے پھر خالی پڑے رہتے ہیں۔ ۱۴۹ ان مکانوں کے یعنی وہاں کے رہنے والے ایسے

ہلاک ہوئے کہ ان کے بعد ان کو کوئی جانشین باقی نہ رہا اب اللہ کے سوا ان مکانوں کا کوئی وارث نہیں خلق کی فنا کے بعد وہی سب کا وارث ہے۔ ۱۵۰ یعنی مرکزی مقام

میں بعض مفسرین نے کہا کہ ام القریٰ سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور رسول سے مراد خاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۵۱ اور انہیں تبلیغ کرے اور خبر دے کہ

اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب کیا جائے گا تا کہ ان پر حجت لازم ہو اور ان کے لیے عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔ ۱۵۲ رسول کی تکذیب کرتے ہوں اپنے

وَزَيِّنْهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۶۰ ۚ أَفَسِنِ وَعْدُهُ

اور اس کا سنگار ہے ۱۵۴ اور جو اللہ کے پاس ہے ۱۵۵ وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ۱۵۵ تو کیا تمہیں عقل نہیں ۱۵۶ تو کیا وہ جسے ہم نے

وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَا قِيَّةَ كَسَنُ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ

اچھا وعدہ دیا ۱۵۷ تو وہ اس سے ملے گا اس جیسا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا برتاؤ برتنے دیا پھر وہ قیامت

الْقِيَمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝۶۱ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

کے دن گرفتار کر کے حاضر لایا جائے گا ۱۵۸ اور جس دن انہیں ندا کرے گا ۱۵۹ تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے

الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝۶۲ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا

وہ شریک جنہیں تم ۱۶۰ گمان کرتے تھے کہیں گے وہ جن پر بات ثابت ہو چکی ۱۶۱ اے ہمارے رب

هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا

یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا ہم نے انہیں گمراہ کیا جیسے خود گمراہ ہوئے تھے ۱۶۲ ہم ان سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں وہ

إِنَّا نَاعِبُدُونَ ۝۶۳ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا

ہم کو نہ پوجتے تھے ۱۶۳ اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو ۱۶۴ تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی نہ

لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ۝۶۴ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ

سین گے اور دیکھیں گے عذاب کیا اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے ۱۶۵ اور جس دن انہیں ندا کرے گا

فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۝۶۵ فَعَبِثَ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ

تو فرمائے گا ۱۶۶ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا ۱۶۷ تو اُس دن ان پر خبریں اندھی

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۝۶۶ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

ہو جائیں گی ۱۶۸ تو وہ کچھ پوچھ گچھ نہ کریں گے ۱۶۹ تو وہ جس نے توبہ کی ۱۷۰ اور ایمان لایا ۱۷۱ اور اچھا کام کیا

كُفْرٍ مِّنْهُ (ڈٹے ہوئے) ہوں اور اس سبب سے عذاب کے مستحق ہوں۔ ۱۷۲ جس کی بقا بہت تھوڑی اور جس کا انجام فنا۔ ۱۷۳ یعنی آخرت کے منافع

۱۷۴ تمام کدورتوں سے خالی اور دائم، غیر منقطع۔ ۱۷۵ کہ اتنا سمجھ سکو کہ باقی فانی سے بہتر ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ جو شخص آخرت کو دنیا پر ترجیح نہ دے وہ نادان

ہے۔ ۱۷۶ ثواب جنت کا۔ ۱۷۷ یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ان میں پہلا جسے اچھا وعدہ دیا گیا مومن ہے اور دوسرا کافر۔ ۱۷۸ اللہ تعالیٰ بطریق توحید ۱۷۹ دنیا

میں میرا شریک ۱۸۰ یعنی عذاب واجب ہو چکا اور وہ لوگ اہل ضلالت (گمراہوں) کے سردار اور ائمہ کفر ہیں۔ ۱۸۱ یعنی وہ لوگ ہمارے بہکانے سے باختیار خود

گمراہ ہوئے ہماری ان کی گمراہی میں کوئی فرق نہیں ہم نے انہیں مجبور نہ کیا تھا۔ ۱۸۲ بلکہ وہ اپنی خواہشوں کے پرستار اور اپنی شہوات کے مطیع تھے۔ ۱۸۳ یعنی کفار

سے فرمایا جائے گا کہ اپنے بتوں کو پکارو وہ تمہیں عذاب سے بچائیں ۱۸۴ دنیا میں تاکہ آخرت میں عذاب نہ دیکھتے۔ ۱۸۵ یعنی کفار سے دریافت فرمائے گا۔

۱۸۶ جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے اور حق کی دعوت دیتے تھے۔ ۱۸۷ اور کوئی عذر اور حجت انہیں نظر نہ آئے گی۔ ۱۸۸ اور غایت دہشت سے سکتا رہ جائیں گے

فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْبَٰفِلِیْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ یَخْلُقْ مَا یَشَاءُ وَ

قریب ہے کہ وہ راہ یاب ہو اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور

یَخْتَارُ ۱؎ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیْرَةُ ۲؎ سُبْحَنَ اللّٰهِ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾

پندفرماتا ہے ۱؎ ان کا ۲؎ کچھ اختیار نہیں پاکی اور برتری ہے اللہ کو اُن کے شرک سے

وَرَبُّكَ یَعْلَمُ مَا تَكُنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا یُعْلَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ

اور تمہارا رب جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپا ہے ۳؎ اور جو ظاہر کرتے ہیں ۴؎ اور وہی ہے اللہ کہ

اِلٰهُوَ ۵؎ لَهُ الْحُدُودُ فِی الْاَوَّلٰی وَالْاٰخِرَةِ ۶؎ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ

کوئی خدا نہیں اُس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا ۷؎ اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے ۸؎ اور اُسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَاۤءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ الْاِیْلَ سُرْمَدًا اِلٰی

پھر جاؤ گے تم فرماؤ ۹؎ بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر

یَوْمَ الْقِیَمَةِ مَنْ اِلٰهٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَاۤتِیْكُمْ بِضِیَآءٍ ۱۰؎ اَفَلَا تَسْعَوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ

قیامت تک رات رکھے ۱۱؎ تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لادے ۱۲؎ تو کیا تم سُنْتے نہیں ۱۳؎ تم فرماؤ

اَرَاۤءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ النَّهَارَ سُرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ

بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے ۱۴؎

مَنْ اِلٰهٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَاۤتِیْكُمْ بِلَیْلِ تَسْكُوْنَ فِیْهِ ۱۵؎ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ

تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں رات لادے جس میں آرام کرو ۱۶؎ تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں ۱۷؎ اور

یا کوئی کسی سے اس لیے نہ پوچھے گا کہ جواب سے عاجز ہونے میں سب کے سب برابر ہیں تابع ہوں یا ممتنع کافر ہوں یا کافر گر۔ ۱۸؎ شرک سے۔ ۱۹؎ اپنے

رب پر اور اس تمام پر جوب کی طرف سے آیا ۲۰؎ شان نزول: یہ آیت مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت کے لیے کیوں برگزیدہ کیا۔ یہ قرآن مکہ و طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اتارا اس کلام کا قائل ولید بن مغیرہ تھا اور بڑے آدمی

سے وہ اپنے آپ کو اور عمرو بن مسعود ثقفی کو مراد لیتا تھا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ رسولوں کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اپنی حکمت وہی جانتا ہے انہیں اس کی مرضی میں دخل کی کیا مجال۔ ۲۱؎ یعنی مشرکین کا ۲۲؎ یعنی کفر اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی عداوت جس کو یہ لوگ چھپاتے ہیں ۲۳؎ اپنی زبانوں سے خلاف واقع جیسے کہ نبوت میں طعن کرنا اور قرآن پاک کی تکذیب۔ ۲۴؎ کہ اس کے اولیاء دنیا میں

بھی اس کی حمد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کی حمد سے لذت اٹھاتے ہیں۔ ۲۵؎ اسی کی قضاء ہر چیز میں نافذ و جاری ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا کہ اپنے فرمانبرداروں کے لیے مغفرت کا اور نافرمانوں کے لیے شفاعت کا حکم فرماتا ہے۔ ۲۶؎ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل مکہ سے

۲۷؎ اور دن نکالے ہی نہیں ۲۸؎ جس میں تم اپنی معاش کے کام کر سکو۔ ۲۹؎ گوش ہوش سے کہ شرک سے باز آؤ۔ ۳۰؎ رات ہونے ہی نہ دے۔ ۳۱؎ اور دن

میں جو کام اور محنت کی تھی اس کی تکان دور کرو۔ ۳۲؎ کہ تم کتنی بڑی غلطی میں ہو جو اس کے ساتھ اور کو شرک کرتے ہو۔

مِنْ رَّاحَتِهِ جَعَلَ لَكُمْ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ

اس نے اپنی مہر (رحمت) سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل

فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۴۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

ڈھونڈو ۱۸۵ اور اس لیے کہ تم حق مانو ۱۸۶ اور جس دن انھیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے

الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۴۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا

وہ شریک جو تم کہتے تھے اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گواہ نکال کر ۱۸۷ فرمائیں گے اپنی

بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۴۵﴾ إِنَّ

دلیل لاؤ ۱۸۸ تو جان لیں گے کہ حق اللہ کا ہے اور ان سے کھوئی جائیں گی جو بناٹیں کرتے تھے ۱۹۰ بے شک

قَارُونُ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا

قارون موسیٰ کی قوم سے تھا ۱۹۱ پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے

إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوزُ بِالْعُصْبَةِ أُولِيَ الْقُوَّةِ ۚ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ

جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب اُس سے اس کی قوم ۱۹۲ نے کہا اتر نہیں ۱۹۳

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿۴۶﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ

بے شک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر ۱۹۴

وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا

اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول ۱۹۵ اور احسان کر ۱۹۶ جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور ۱۹۷

وَلَا تَكُن مِمَّنْ يَنْهَوْنَ عَنْ أَمْرِهِمْ أَوْ يَقُولُونَ إِنَّا بِأَمْرِهِمْ لَعَنَدٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

۱۸۹ اور اس کی نعتوں کا شکر بجالاؤ۔ ۱۸۷ یہاں گواہ سے رسول مراد ہیں جو اپنی اپنی امتوں پر شہادت دیں گے کہ انہوں نے انہیں رب

کے پیام پہنچائے اور نصیحتیں کیں۔ ۱۸۸ یعنی شرک اور رسولوں کی مخالفت جو تمہارا شیوہ تھا اس پر کیا دلیل ہے پیش کرو۔ ۱۸۹ الہیت و معبودیت خاص ۱۹۰ دنیا میں

کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ ۱۹۱ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا ”بصھر“ کا بیٹا تھا نہایت خوبصورت نکیل آدمی تھا اسی لیے اس کو منور

کہتے تھے اور بنی اسرائیل میں تو ریت کا سب سے بہتر قاری تھا، ناداری کے زمانہ میں نہایت متواضع و بااخلاق تھا دولت ہاتھ آتے ہی اس کا حال متغیر ہوا اور سامری

کی طرح منافق ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ فرعون نے اس کو بنی اسرائیل پر حاکم بنا دیا تھا۔ ۱۹۲ یعنی مومنین بنی اسرائیل ۱۹۳ کثرت مال پر ۱۹۴ اللہ کی نعمتوں کا شکر

کر کے اور مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے۔ ۱۹۵ یعنی دنیا میں آخرت کے لیے عمل کر کہ عذاب سے نجات پائے اس لیے کہ دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہ ہے کہ

آخرت کے لیے عمل کرے صدقہ دے کر صلہ رحمی کر کے اور اعمال خیر کے ساتھ اور اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی صحت و قوت و جوانی و دولت کو نہ بھول اس

سے کہ ان کے ساتھ آخرت طلب کرے۔ حدیث میں ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے،

ثروت کو ناداری سے پہلے، فراغت کو شغل سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے۔ ۱۹۶ اللہ کے بندوں کے ساتھ۔ ۱۹۷ معاصی اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اور ظلم و

بغاوت کر کے۔

تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۷۸﴾ قَالَ إِنَّمَا

زمین میں فساد نہ چاہے شک اللہ فسادوں کو دوست نہیں رکھتا بولا یہ ۱۹۸

أُوتِيَتْهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۖ أَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ

تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے ۱۹۹ اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ

مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَآكَثَرُ جَعًا ۖ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ

سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں جن کی قوتیں اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ ۲۰۰ اور مجرموں سے

ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۷۹﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ

اُن کے گناہوں کی پوچھ نہیں ۲۰۱ تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں ۲۰۲ بولے وہ جو

يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لَيَلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ ۚ إِنَّهُ لَذُو

دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بے شک اس کا

حِطٌّ عَظِيمٌ ﴿۸۰﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّسَن

بڑا نصیب ہے اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا ۲۰۳ خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو

أَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿۸۱﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَارِهِ

ایمان لائے اور اچھے کام کرے ۲۰۴ اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں ۲۰۵ تو ہم نے اُسے ۲۰۶ اور اُس کے گھر کو

الْأَرْضَ ۖ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ وَمَا كَانَ

زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی ۲۰۷ اور نہ وہ

۱۹۸ یعنی قارون نے کہا کہ یہ مال ۱۹۹ اس علم سے مراد یا علمِ تورات ہے یا علمِ کیا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا تھا اور اس کے ذریعہ سے

رانگ کو چاندی اور تانبے کو سونا بنالیتا تھا یا علمِ تجارت یا علمِ زراعت یا اور پیشوں کا علم۔ سہل نے فرمایا: جس نے خود بینی کی، فلاح نہ پائی۔ ۲۰۰ یعنی قوت و مال میں

اس سے زیادہ تھے اور بڑی جماعتیں رکھتے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔ پھر یہ کیوں قوت و مال کی کثرت پر غور کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ایسے لوگوں کا

انجام ہلاک ہے۔ ۲۰۱ ان سے دریافت کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا حال جاننے والا ہے لہذا استعلاء کے لیے سوال نہ ہوگا تو بخ و زجر (ڈانٹ

ڈپٹ) کے لیے ہوگا۔ ۲۰۲ بہت سے سوار چلو میں (ہمراہ) لیے ہوئے زیوروں سے آراستہ، حریری (ریشمی) لباس پہنے آراستہ گھوڑوں پر سوار۔ ۲۰۳ یعنی بنی

اسرائیل کے علماء۔ ۲۰۴ اس دولت سے جو دنیا میں قارون کو ملی۔ ۲۰۵ یعنی عملِ صالح صابرین ہی کا حصہ ہیں اور اس کا ثواب وہی پاتے ہیں۔ ۲۰۶ یعنی قارون کو

۲۰۷ قارون اور اس کے گھر کے دھنسانے کا واقعہ علمائے سیر و اخبار نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو دریائے پار لے جانے

کے بعد مدینہ کی ریاست حضرت ہارون علیہ السلام کو تفویض کی بنی اسرائیل اپنی قربانیاں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس لاتے اور وہ مدینہ میں رکھتے آگ

آسمان سے اتر کر ان کو کھالیتی قارون کو حضرت ہارون کے اس منصب پر رشک ہوا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ رسالت تو آپ کی ہوئی اور قربانی کی

سرداری حضرت ہارون کی میں کچھ بھی نہ رہا باوجودیکہ میں تورات کا بہترین قاری ہوں میں اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ منصب

مِنَ الْمُتَصَرِّينَ ۝۸۱ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَسْتَوُا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ

بدلہ لے سکا ۲۰ اور کل جس نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح ۲۱ کہنے لگے

وَيَكَاَنَ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْلَا أَن

عجب بات ہے اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے ۲۲ اگر

مِّنَ اللَّهِ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بَنَاتٌ وَيَكَاَنَهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝۸۲ تِلْكَ الدَّارُ

اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا اے عجب کافروں کا بھلا نہیں یہ آخرت

حضرت ہارون کو میں نے نہیں دیا اللہ نے دیا ہے قارون نے کہا خدا کی قسم میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا جب تک آپ اس کا ثبوت مجھے دکھانہ دیں۔ حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے رؤساء بنی اسرائیل کو جمع کر کے فرمایا: اپنی لاٹھیاں لے آؤ۔ انہیں سب کو اپنے قبہ میں جمع کیا رات بھر بنی اسرائیل ان لاٹھیوں کا پہرہ دیتے رہے صبح کو

حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا سرسبز و شاداب ہو گیا اس میں پتے نکل آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے قارون تو نے یہ دیکھا قارون نے کہا یہ آپ

کے جادو سے کچھ عجیب نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی مدارات کرتے تھے اور وہ آپ کو ہر وقت ایذا دیتا تھا اور اس کی سرکشی اور تکبر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے ساتھ عداوت دم بدم ترقی پر تھی اس نے ایک مکان بنایا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور اس کی دیواروں پر سونے کے تختے نصب کئے بنی اسرائیل صبح و شام اس کے

پاس آتے کھانے کھاتے باتیں بناتے اسے ہنساتے جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اس نے آپ سے طے کیا کہ درہم و دینار و

موسیٰ وغیرہ میں سے ہزاروں حصہ زکوٰۃ دے گا لیکن گھر جا کر حساب کیا تو اس کے مال میں سے اتنا بھی بہت کثیر ہوتا تھا اس کے نفس نے اتنی جی ہمت نہ کی اور اس

نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ تم نے موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات میں اطاعت کی اب وہ تمہارے مال لینا چاہتے ہیں کیا کہتے ہو انہوں نے کہا آپ ہمارے بڑے

ہیں جو آپ چاہیں حکم دیجئے کہنے لگا کہ فلاں بدچلن عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ مقرر کرو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے ایسا ہوا تو بنی

اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ قارون نے اس عورت کو ہزار اشرفی اور ہزار روپیہ اور بہت سے مواعید کر کے یہ تہمت لگانے پر طے کیا اور

دوسرے روز بنی اسرائیل کو جمع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمائیں

حضرت تشریف لائے اور بنی اسرائیل میں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے جو بہتان لگائے گا اس

کے اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور جو زنا کرے گا اس کے اگر بی بی نہیں ہے تو سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر بی بی ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ

مر جائے۔ قارون کہنے لگا کہ یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ آپ ہی ہوں؟ فرمایا: خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ کہنے لگا کہ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں بدکار

عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اسے بلاؤ وہ آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لیے دریا

پھاڑا اور اس میں رستے بنائے اور توریت نازل کی سچ کہہ دے وہ عورت ڈر گئی اور اللہ کے رسول پر بہتان لگا کر انہیں ایذا دینے کی جرأت اسے نہ ہوئی اور اس نے

اپنے دل میں کہا کہ اس سے تو یہ کرنا بہتر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو کچھ قارون کہتا ہے اللہ عزوجل کی قسم یہ جھوٹ ہے اور اس نے

آپ پر تہمت لگانے کے عوض میں میرے لیے بہت مال کثیر مقرر کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے حضور روتے ہوئے سجدہ میں گرے اور یہ عرض

کرنے لگے یا رب اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون پر غضب فرما اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کہ میں نے زمین کو آپ کی فرمانبرداری کرنے کا حکم

دیا ہے آپ اس کو جو چاہیں حکم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا: اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کی طرف بھیجا ہے جیسا فرعون

کی طرف بھیجا تھا جو قارون کا ساتھی ہوا اس کے ساتھ اس کی جگہ ٹھہرا رہے جو میرا ساتھی ہو جدا ہو جائے سب لوگ قارون سے جدا ہو گئے سوائے دو شخصوں کے کوئی

اس کے ساتھ نہ رہا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے تو وہ گھٹنوں تک دھنس گئے پھر آپ نے یہی فرمایا تو کمر تک دھنس گئے آپ یہی

فرماتے رہے حتیٰ کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے اب وہ بہت منت، لجاجت کرتے تھے اور قارون آپ کو اللہ کی قسمیں اور رشتہ و قرابت کے واسطے دیتا تھا مگر

آپ نے التفات نہ فرمایا یہاں تک کہ وہ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہو گئی۔ قتادہ نے کہا کہ وہ قیامت تک دھنستے ہی چلے جائیں گے۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے مکان اور اس کے خزانوں و اموال کی وجہ سے اس کے لیے بددعا کی یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا مکان

اور اس کے خزانے و اموال سب زمین میں دھنس گئے۔ ۲۰۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ ۲۰۹ اپنی اس آرزو پر نادم ہو کر ۲۱۰ جس کے لیے چاہے۔

الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا ۖ وَ

کا گھر ۲۱۱ ہم اُن کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝۸۳ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ

عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے ۲۱۲ جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر ہے ۲۱۳ اور جو

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۸۴

بدی لائے تو بد کام والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا کیا تھا

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۖ قُلْ رَبِّیْ أَعْلَمُ

بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا ۲۱۴ وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو ۲۱۵ تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے

مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۸۵ وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ

اُسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے ۲۱۶ اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ

يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا

کتاب تم پر بھیجی جائے گی ۲۱۷ ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی

لِلْكَافِرِينَ ۝۸۶ وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ وَادْعُ

پشتی (مدد) نہ کرنا ۲۱۸ اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تمہاری طرف اُتاری گئیں ۲۱۹ اور اپنے رب

إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمَشْرِكِينَ ۝۸۷ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۖ لَا

کی طرف بلاؤ ۲۲۰ اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا ۲۲۱ اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے

۲۲۱ یعنی جنت ۲۲۲ محمود۔ ۲۲۳ دس گنا ثواب۔ ۲۲۴ یعنی اس کی تلاوت و تبلیغ اور اس کے احکام پر عمل لازم کیا ۲۲۵ یعنی مکہ مکرمہ میں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

آپ کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑے شان و شکوہ اور عزت و وقار اور غلبہ و اقتدار کے ساتھ داخل کرے گا وہاں کے رہنے والے سب آپ کے زیر فرمان ہوں

گے، شرک اور اس کے حامی ذلیل و رسوا ہوں گے۔ شان نزول: یہ آیت کریمہ جحفہ میں نازل ہوئی جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کی طرف

ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنی اور اپنے آباء کی جائے ولادت مکہ مکرمہ کا شوق ہوا تو جبریل امین آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ کیا حضور کو اپنے شہر مکہ

مکرمہ کا شوق ہے، فرمایا: ہاں انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی معاد کی تفسیر موت و قیامت و جنت سے بھی کی گئی ہے۔ ۲۲۶ یعنی

میرا رب جانتا ہے کہ میں ہدایت لایا اور میرے لیے اس کا اجر و ثواب ہے اور مشرکین گمراہی میں ہیں اور سخت عذاب کے مستحق۔ شان نزول: یہ آیت کفار مکہ کے

جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہا تھا ”اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ“ یعنی آپ ضرور کھلی گمراہی میں ہیں۔ (معاذ اللہ)۔

۲۲۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ خطاب ظاہر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے اور مراد اس سے مؤمنین ہیں۔ ۲۲۱ ان کے

مُحِبِّينَ و مددگار نہ ہونا۔ ۲۱۹ یعنی کفار کی گمراہی کی باتوں کی طرف التفات نہ کرنا اور انہیں ٹھکرا دینا۔ ۲۲۰ خَلَقَ کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دو۔

۲۲۱ ان کی اعانت و موافقت نہ کرنا۔

إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اُس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ۲۲۲

﴿ایاتھا ۶۹﴾ ﴿سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ ۱۸﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۷﴾

سورہ عنکبوت مکہ ہے، اس میں انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ هُمُ الْمُحْسِنُونَ ﴿٨٩﴾

کیا لوگ اس گھنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دینے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی ۲

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٩٠﴾

اور بے شک ہم نے اُن سے اگلوں کو جانچا ۳ تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا اور

لَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٩١﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٩٢﴾

ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا ۴ یا یہ سمجھے ہوئے ہیں وہ جو برے کام کرتے ہیں ۵ کہ

يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٩٣﴾ مَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ

ہم سے کہیں نکل جائیں گے ۶ کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو ۷ تو بے شک اللہ کی

۲۲۲ آخرت میں اور وہی اعمال کی جزا دے گا۔ ۱ سورہ عنکبوت مکہ ہے اس میں سات رکوع انہتر آیتیں نو سو اسی کلمے چار ہزار ایک سو پینٹھ حرف ہیں۔

۲ شدائد، تکالیف اور انواع، مصائب اور ذوق طاعات و ترک شہوات و بذل جان و مال سے ان کی حقیقت ایمان خوب ظاہر ہو جائے اور مومن مخلص اور منافق

میں امتیاز ظاہر ہو جائے۔ یہ آیت ان حضرات کے حق میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں تھے اور انہوں نے اسلام کا اقرار کیا تو اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے انہیں لکھا کہ محض اقرار کافی نہیں جب تک کہ ہجرت نہ کرو۔ ان صاحبوں نے ہجرت کی اور بقصد مدینہ روانہ ہوئے مشرکین ان کے درپے ہوئے اور

ان سے قتال کیا۔ بعض حضرات ان میں سے شہید ہو گئے بعض بچ آئے ان کے حق میں یہ دو آیتیں نازل ہوئیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ مراد ان لوگوں سے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید اور عمار بن یاسر وغیرہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت

حضرت عمار کے حق میں نازل ہوئی جو خدا پرستی کی وجہ سے ستائے جاتے تھے اور کفار انہیں سخت ایذا میں پہنچاتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتیں حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت مہجع بن عبد اللہ کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں سب سے پہلے شہید ہونے والے ہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ان کی نسبت فرمایا کہ مہجع سید الشہداء ہیں اور اس امت میں باب جنت کی طرف پہلے وہ پکارے جائیں گے ان کے والدین اور ان کی بی بی کو ان کا بہت

صدمہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی پھر ان کی تسلی فرمائی۔ ۳ طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا، بعض ان میں سے وہ ہیں جو آراء سے چیر ڈالے

گئے۔ بعض لوہے کی کنگھیوں سے پرزے پرزے کئے گئے اور مقام صدق و وفا میں ثابت و قائم رہے۔ ۴ ہر ایک کا حال ظاہر فرما دے گا۔ ۵ شرک و معاصی

میں مبتلا ہیں ۶ اور ہم ان سے انتقام نہ لیں گے۔ ۷ بعث و حساب سے ڈرے یا ثواب کی امید رکھے۔

اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ

میں عداوت کرنے والی ہے وہی سُختا جانتا ہے وہ اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے وہ اپنے ہی

لِنَفْسِهِ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

بھلے کو کوشش کرتا ہے وہ بے شک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے وہ اور جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا

کام کئے ہم ضرور اُن کی برائیاں اُتار دیں گے وہ اور ضرور انھیں اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب

يَعْمَلُونَ ۝ وَصَيَّنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۝ وَإِنْ جَاهَدَاكَ

کاموں میں اچھا تھا وہ اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی وہ اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں

لَتَشْرِكَ بِي مَالِكٌ لَّكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۝ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم

کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا نہ مان وہ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتا دوں گا تمہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ

جو تم کرتے تھے وہ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انھیں نیکوں

فِي الصَّالِحِينَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي

میں شامل کریں گے وہ اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں انھیں کوئی تکلیف دی

۝ اس نے ثواب و عذاب کا جو وعدہ فرمایا ہے ضرور پورا ہونے والا ہے چاہئے کہ اس کے لیے تیار رہے اور عمل صالح میں جلدی کرے۔ وہ بندوں کے اقوال

۝ و افعال کو۔ وہ خواہ اعداء دین سے محاربہ (جنگ) کر کے یا نفس و شیطان کی مخالفت کر کے اور طاعت الہی پر صابر و قائم رہ کر وہ اس کا نفع و ثواب پائے گا۔

۝ اُس و جن و ملائکہ اور ان کے اعمال و عبادات سے اس کا امر و نہی فرمانا بندوں پر رحمت و کرم کے لیے ہے۔ ۝ نیکوں کے سبب۔ ۝ یعنی عمل نیک پر۔

۝ احسان اور نیک سلوک کی۔ شان نزول: یہ آیت اور سورہ لقمان اور سورہ احقاف کی آیتیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں و بقول ابن اُحِق

سعد بن مالک زہری کے حق میں نازل ہوئیں ان کی ماں حمہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں و بقول ابن اُحِق

ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کام کیا خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کھاؤں نہ پیوں یہاں

تک کہ مر جاؤں اور تیری ہمیشہ کے لیے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا نہ پیا نہ سایہ میں بیٹھی اس سے

ضعیف ہو گئی پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی تب حضرت سعد اس کے پاس آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری سو ۱۰۰ جائیں ہوں اور ایک

ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا چاہے مت کھا جب وہ حضرت سعد کی طرف سے مایوس ہو گئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے

والے نہیں تو کھانے پینے لگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا

جائے۔ ۝ کیونکہ جس چیز کا علم نہ ہو اس کو کسی کے کہے سے مان لینا تقلید ہے معنی یہ ہوئے کہ واقع میں میرا کوئی شریک نہیں تو علم و تحقیق سے تو کوئی بھی کسی کو میرا

شریک مان ہی نہیں سکتا محال ہے ہاں تقلید بغیر علم کے میرے لیے شریک مان لینا یہ نہایت قبیح ہے اس میں والدین کی ہرگز اطاعت نہ کر۔ مسئلہ: ایسی اطاعت کسی

مخلوق کی جائز نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہو۔ ۝ تمہارے کردار کی جزا دے کر وہ کہ ان کے ساتھ حشر فرمائیں گے اور صالحین سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں۔

اللّٰهُ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۖ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ

جاتی ہے وہ تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں ۱۷ اور اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے ۱۸

لَيَقُولَنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۖ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ

تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے ۱۹ کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے

الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ السُّفٰٓقِيْنَ ۝۱۱

دلوں میں ہے ۲۰ اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو ۲۱ اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو ۲۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطِيْئَكُمْ

اور کافر مسلمانوں سے بولے ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے ۲۳

وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطِيْئِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲

حالانکہ وہ اُن کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے بے شک وہ جھوٹے ہیں ۲۴ اور

لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۚ وَلَيَسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا

بیشک ضرور اپنے ۲۵ بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ ۲۶ اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳

کچھ بہتان اٹھاتے تھے ۲۷ اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں

اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خُسِيْنَ عَامًا ۖ فَآخَذَهُمُ الطُّوفٰٓنُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۱۴

پچاس سال کم ہزار برس رہا ۲۸ تو انھیں طوفان نے آلیا اور وہ ظالم تھے ۲۹

۱۷ یعنی دین کے سبب سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے جیسے کہ کفار کا ایذا پہنچانا ۲۰ اور جیسا اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے تھا ایسا خلق کی ایذا سے ڈرتے ہیں حتیٰ کہ

ایمان ترک کر دیتے ہیں اور کفر اختیار کر لیتے ہیں یہ حال منافقین کا ہے۔ ۲۱ مثلاً مسلمانوں کی فتح ہو یا انہیں دولت ملے۔ ۲۲ ایمان و اسلام میں اور تمہاری

طرح دین پر ثابت تھے تو ہمیں اس میں شریک کرو۔ ۲۳ کفر یا ایمان۔ ۲۴ جو صدق و اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اور بلا مصیبت میں اپنے ایمان و اسلام پر

ثابت و قائم رہے۔ ۲۵ اور دونوں فریقوں کو جزا دے گا۔ ۲۶ کفار کہ نے مؤمنین قریش سے کہا تھا کہ تم ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین اختیار کرو تمہیں اللہ

کی طرف سے جو مصیبت پہنچے گی اس کے ہم نفعیل ہیں اور تمہارے گناہ ہماری گردن پر یعنی اگر ہمارے طریقہ پر رہنے سے اللہ تعالیٰ نے تم کو پکڑا اور عذاب کیا تو

تمہارا عذاب ہم اپنے اوپر لے لیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی۔ ۲۷ کفر و معاصی کے ۲۸ ان کے گناہوں کے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا اور راہ

حق سے روکا۔ حدیث شریف میں ہے: جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالا اس پر اس طریقہ نکالنے کا گناہ بھی ہے اور قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں ان

کے گناہ بھی بغیر اس کے کہ ان پر سے ان کے بارگناہ میں کچھ بھی کمی ہو۔ (مسلم شریف) ۲۹ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و افتراء (بہتان) سب کا جاننے والا ہے لیکن

یہ سوال تو بیخبر کے لیے ہے۔ ۳۰ اس تمام مدت میں قوم کو توحید و ایمان کی دعوت جاری رکھی اور ان کی ایذاؤں پر صبر کیا اس پر بھی وہ قوم باز نہ آئی اور تکذیب کرتی

رہی۔ ۳۱ طوفان میں غرق ہو گئے اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تلی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں نے بہت سختیاں کی

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَبَ السَّفِينَةَ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۝۱۵ وَإِبْرَاهِيمَ

تو ہم نے اُسے ۲۲ اور کشتی والوں کو ۲۳ بچالیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے نشانی کیا ۲۴ اور ابراہیم کو ۲۵

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم

تَعْلَمُونَ ۝۱۶ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۖ

جاننے تم تو اللہ کے سوا بچوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گڑھتے ہو ۲۶

إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا

بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ

عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝۱۷ وَإِنْ

کے پاس رزق ڈھونڈو ۲۷ اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے ۲۸ اور اگر

تَكذَّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ

تم جھٹلاؤ ۲۹ تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں ۳۰ اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف

الْبَيِّنُ ۝۱۸ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ إِنَّ

پہونچا دینا اور کیا انہوں نے نہ دیکھا اللہ کیسے خلق کی ابتدا فرماتا ہے ۳۱ پھر اُسے دوبارہ بنائے گا ۳۲ بے شک

ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝۱۹ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ

یہ اللہ کو آسان ہے ۳۳ تم فرماؤ زمین میں سفر کر کے دیکھو ۳۴ اللہ کیسے پہلے

الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

بناتا ہے ۳۵ پھر اللہ دوسری اُنھان اُنھاتا ہے ۳۶ بے شک اللہ سب کچھ

ہیں حضرت نوح علیہ السلام پچاس کم ہزار (۹۵۰) برس دعوت فرماتے رہے اور اس طویل مدت میں ان کی قوم کے بہت قلیل لوگ ایمان لائے تو آپ کچھ غم نہ کریں

کیونکہ بفضلہ تعالیٰ آپ کی قلیل مدت کی دعوت سے خلق کثیر مشرف بہ ایمان ہو چکی ہے۔ ۳۲ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو ۳۳ جو آپ کے ساتھ تھے ان کی

تعداد اٹھتر تھی نصف مرد نصف عورتیں ان میں حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند سام و حام و یافث اور ان کی بی بیوں بھی شامل ہیں ۳۴ کہا گیا ہے کہ وہ کشتی ”جودی“

پہاڑ پر مدت دراز تک باقی رہی۔ ۳۵ یاد کرو! ۳۶ کہ بتوں کو خدا کا شریک کہتے ہو۔ ۳۷ وہی رازق ہے۔ ۳۸ آخرت میں۔ ۳۹ اور مجھے نہ مانو تو اس سے میرا

کوئی ضرر نہیں میں نے راہ دکھادی معجزات پیش کر دیے میرا فرض ادا ہو گیا اس پر بھی اگر تم نہ مانو ۳۱ اپنے انبیاء کو جیسے کہ قوم نوح و عاد و ثمود وغیرہ ان کے جھٹلانے کا انجام

یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔ ۳۲ کہ پہلے انہیں نطفہ بناتا ہے پھر خون بستہ کی صورت دیتا ہے۔ پھر گوشت پارہ بناتا ہے اس طرح تدریجاً ان کی خلقت کو

مکمل کرتا ہے۔ ۳۳ آخرت میں بعثت کے وقت۔ ۳۴ یعنی پہلی بار پیدا کرنا اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ بنانا۔ ۳۵ گزشتہ قوموں کے دیار و آثار کو کہ ۳۵ مخلوق کو

قَدِيرٌ ۲۰ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۲۱

کر سکتا ہے عذاب دیتا ہے جسے چاہے ۲۰ اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے ۲۱ اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

اور نہ تم زمین میں ۲۲ قلوب سے نکل سکو اور نہ آسمان میں ۲۳ اور تمہارے لیے اللہ کے سوا

اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۲۴ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ

نہ کوئی کام بنانے والا اور نہ مددگار ۲۴ اور وہ جنہوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا ۲۵

أُولَٰئِكَ يَسُوءُ مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۲۵ فَمَا كَانَ

وہ ہیں جنہیں میری رحمت کی آس نہیں اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے ۲۵ تو اس کی

جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۲۶

قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے انھیں قتل کر دو یا جلا دو ۲۶ تو اللہ نے اُسے ۲۷ آگ سے بچالیا ۲۸

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۲۷ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے ۲۷ اور ابراہیم نے ۲۸ فرمایا تم نے تو اللہ کے سوا

اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ

یہ بت بنا لیے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا کی زندگی تک ہے ۲۹ پھر قیامت کے دن تم میں

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ وَمَا لَكُمْ النَّارُ وَمَا لَكُمْ

ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا ۳۰ اور تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے ۳۱ اور تمہارا

پھر اسے موت دیتا ہے ۳۲ یعنی جب یہ یقین سے جان لیا کہ پہلی مرتبہ اللہ ہی نے پیدا کیا تو معلوم ہو گیا کہ اس خالق کا مخلوق کو موت دینے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا

کچھ بھی معجزہ (مشکل) نہیں۔ ۳۳ اپنے عدل سے ۳۴ اپنے فضل سے ۳۵ اپنے رب کے فضل اس سے بچنے اور بھاگنے کی کہیں مجال نہیں یا یہ معنی ہیں کہ نہ

زمین والے اس کے حکم و قضا سے کہیں بھاگ سکتے ہیں نہ آسمان والے۔ ۳۶ یعنی قرآن شریف اور بعث پر ایمان نہ لائے۔ ۳۷ اس پند و موعظت کے بعد پھر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ جب آپ نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی اور دلائل قائم کئے اور نصیحتیں فرمائیں۔ ۳۸ یہ انہوں نے

آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا سرداروں نے اپنے متبعین سے بہر حال کچھ کہنے والے تھے کچھ اس پر راضی ہونے والے تھے سب متفق، اس لیے وہ سب قائلین

کے حکم میں ہیں۔ ۳۹ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب کہ ان کی قوم نے آگ میں ڈالا۔ ۴۰ اس آگ کو ٹھنڈا کر کے اور حضرت ابراہیم کے لیے سلامتی بنا

کر۔ ۴۱ عجیب عجیب نشانیاں آگ کا اس کثرت کے باوجود اثر نہ کرنا اور سرد ہو جانا اور اس کی جگہ گشت پیدا ہو جانا اور یہ سب بل بھر سے بھی کم میں ہونا۔ ۴۲ اپنی

قوم سے ۴۳ پھر منقطع ہو جائے گی اور آخرت میں کچھ کام نہ آئے گی۔ ۴۴ بت اپنے پجاریوں سے بیزار ہوں گے اور سردار اپنے ماننے والوں سے اور ماننے

والے سرداروں پر لعنت کریں گے۔ ۴۵ بتوں کا بھی اور پجاریوں کا بھی ان میں کے سرداروں کا بھی اور ان کے فرمانبرداروں کا بھی۔

مِّنْ نَّصْرِينَ ۖ ۲۵ ۚ فَاَمِّنْ لَهُ لُوطٌ ۚ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ۚ اِنَّهٗ

کوئی مددگار نہیں دے گا تو لوط اس پر ایمان لایا ۲۵ اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں ۲۵ بے شک

هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۚ ۲۶ ۚ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ

وہی عزت و حکمت والا ہے اور ہم نے اُسے ۲۶ اسحق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے اس کی

ذُرِّیَّتَہٗ النَّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ وَاتَّيْنٰہُ اَجْرَہٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَ اِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَةِ

اولاد میں نبوت دے گا اور کتاب رکھی ۲۶ اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اُسے عطا فرمایا ۲۶ اور بے شک آخرت میں وہ

لَمِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ ۲۷ ۚ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ اِنَّکُمْ لَتَآتُوْنَ الْفَآحِشَۃَ

ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے ۲۷ اور لوط کو نجات دی جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا تم بے شک بے حیائی کا کام کرتے ہو

مَا سَبَقَکُمْ بِہَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۚ ۲۸ ۚ اَیُّکُمْ لَتَآتُوْنَ الرَّجَالَ وَ

کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا ۲۸ کیا تم مردوں سے بدفعی کرتے ہو اور

تَقَطَّعُوْنَ السَّبِیْلَ ۚ وَتَآتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ النَّکَرِ ۚ فَمَا کَانَ جَوَابَ

راہ مارتے ہو ۲۸ اور اپنی مجلس میں بری بات کرتے ہو ۲۸ تو اس کی قوم کا کچھ

قَوْمِہٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَتَّيْنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۚ ۲۹

جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم سچے ہو ۲۹

۲۹ جو تمہیں عذاب سے بچائے اور جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات آگ سے سلامت نکلے اور اس نے آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچایا ۲۹ یعنی حضرت لوط

علیہ السلام نے یہ معجزہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے پہلے تصدیق کرنے والے ہیں

ایمان سے تصدیق رسالت ہی مراد ہے کیونکہ اصل توحید کا اعتقاد تو ان کو ہمیشہ سے حاصل ہے اس لیے کہ انبیاء ہمیشہ ہی مومن ہوتے ہیں اور کفر ان سے کسی حال

میں متصور نہیں۔ ۲۹ اپنی قوم کو چھوڑ کر ۲۹ جہاں اس کا حکم ہو۔ چنانچہ آپ نے سواد عراق سے سرزمین شام کی طرف ہجرت فرمائی اس ہجرت میں آپ کے

ساتھ آپ کی بی بی سارہ اور حضرت لوط علیہ السلام تھے۔ ۲۹ بعد حضرت اسمعیل علیہ السلام کے۔ ۲۹ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد چھٹے انبیاء ہوئے

سب آپ کی نسل سے ہوئے۔ ۲۹ کتاب سے توریت، انجیل، زبور، قرآن شریف مراد ہیں۔ ۲۹ کہ پاک ذریت عطا فرمائی پیغمبری ان کی نسل میں رکھی،

کتا ہیں ان پیغمبروں کو عطا کیں جو ان کی اولاد میں ہیں اور ان کو خلق میں محبوب و مقبول کیا کہ تمام اہل ملل و ادیان ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی طرف نسبت فخر

جانتے ہیں اور ان کے لیے اختتام دنیا تک درود و مقرر کر دیا یہ تو وہ ہے جو دنیا میں عطا فرمایا ۲۹ جن کے لیے بڑے بلند درجے ہیں۔ ۲۹ اس بے حیائی کی تفسیر اس

سے اگلی آیت میں بیان ہوتی ہے۔ ۲۹ راہ گروں کو قتل کر کے ان کے مال لوٹ کر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگ مسافروں کے ساتھ بدفعی کرتے تھے حتیٰ کہ لوگوں

نے اس طرف گزرنا موقوف کر دیا تھا۔ ۲۹ جو عقلاً و عرفاً فتنہ و ممنوع ہے جیسے گالی دینا، تشبہ، تالی اور سیٹی بجانا ایک دوسرے کے کنکریاں مارنا، رستہ چلنے والوں پر

کنکری وغیرہ پھینکنا، شراب پینا، مسخر اور گندی باتیں کرنا ایک دوسرے پر تھوکانا وغیرہ ذلیل افعال و حرکات جن کی قوم لوط عادی تھی حضرت لوط علیہ السلام نے اس پر

انہیں ملامت کی ۲۹ اس بات میں کہ یہ افعال فتنہ ہیں اور ایسا کرنے والے پر عذاب نازل ہوگا۔ یہ انہوں نے براہ استہزاء (بطور مذاق) کہا جب حضرت لوط علیہ السلام

کو اس قوم کے راہ راست پر آنے کی کچھ امید نہ رہی تو آپ نے بارگاہ الہی میں۔

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۚ ﴿٣٠﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

عرض کی اے میرے رب میری مدد کرو اے ان فسادی لوگوں پر ۵۷ اور جب ہمارے فرشتے

اِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ ۖ قَالُوا اِنَّا مُهْلِكُوْا اَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا

ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے ۵۸ بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے ۵۹ بے شک اس کے بسنے والے

كَانُوا ظَالِمِيْنَ ۖ ﴿٣١﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لَوْطًا ۖ قَالُوْا حُنْ اَعْلَمُ بِسَنِّ فِيْهَا ۚ وَفَقَّ

ستم گار ہیں ۶۰ کہا ۵۸ اس میں تو لوط ہے ۶۱ فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے

لَنُنَجِّيَنَّهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا امْرَاَتَهُ ۚ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِيْنَ ۖ ﴿٣٢﴾ وَلَمَّا اَنَّ

ضرور ہم اُسے ۶۲ اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے ۶۳ اور جب ہمارے

جَاءَتْ رُسُلُنَا لَوْطًا سَتَىٰٓ عَلَيْهِمْ وِضَاقُ بُهْمٍ ۚ ذُرْعَاوُ قَالَ اَلَا تَخَفُ

فرشتے لوط کے پاس آئے ۶۴ ان کا آنا اُسے ناگوار ہوا اور اُن کے سبب دل تنگ ہوا ۶۵ اور انھوں نے کہا نہ ڈریے ۶۶

وَلَا تَحْزَنُ ۚ اِنَّا مُنْجُوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۚ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِيْنَ ۖ ﴿٣٣﴾

اور نہ غم کیجئے ۶۷ بے شک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہے

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلَىٰٓ اَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ ۖ بَا كَانُوْا

بے شک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اُتارنے والے ہیں بدلہ ان کی

يَفْسُقُوْنَ ۖ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ ثَرَكْنَا مِنْهَا آيَةًۭ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ۖ ﴿٣٥﴾ وَاِلٰى

نافرمانیوں کا ۶۸ اور بے شک ہم نے اس سے روشن نشانی باقی رکھی عقل والوں کے لیے ۶۹ مدین

مَدِيْنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۖ فَقَالَ يَقُوْمُ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاَرْجُوا الْيَوْمَ

کی طرف اُن کے ہم قوم شعیب کو بھیجا ۷۰ تو اس نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور پیچھے دن کی

۷۱ نزل عذاب کے بارے میں میری بات پوری کر کے ۷۲ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ ۷۳ ان کے بیٹے اور پوتے حضرت اٰلِیٰ و

حضرت یعقوب علیہما السلام کا۔ ۷۴ اس شہر کا نام سدوم تھا۔ ۷۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۷۶ اور لوط علیہ السلام تو اللہ کے نبی اور اس

کے برگزیدہ بندے ہیں۔ ۷۷ یعنی لوط علیہ السلام کو ۷۸ عذاب میں۔ ۷۹ خوبصورت مہمانوں کی شکل میں ۸۰ قوم کے افعال و حرکات اور ان کی

نالائق کا خیال کر کے اس وقت فرشتوں نے ظاہر کیا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ ۸۱ قوم سے ۸۲ ہمارا کہ قوم کے لوگ ہمارے ساتھ کوئی بے ادبی

یا گستاخی کریں ہم فرشتے ہیں ہم لوگوں کو ہلاک کریں گے اور ۸۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ روشن نشانی قوم لوط کے ویران

مکان ہیں۔

الْآخِرَ وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ

اُمید رکھو ۳۶ اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو تو انھوں نے اُسے جھٹلایا تو انھیں زلزلے

الرَّجْفَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَيِّينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ

نے آیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ۳۷ اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ۳۸

لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ ۚ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

ان کی بستیوں معلوم ہو چکی ہیں ۳۸ اور شیطان نے اُن کے کو تک (کرتوت) ۳۹ ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے اور انھیں راہ

السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَارُونُ وَفِرْعَوْنُ وَهَامَانَ ۚ

سے روکا اور انھیں سوچتا تھا ۳۸ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو ۳۹ اور

لَقَدْ جَاءَهُمْ مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا

بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو انھوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے

سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذُنُبِهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا

نکل جانے والے نہ تھے ۳۹ تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ پر پکڑا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا ۴۰

وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۚ

اور اُن میں کسی کو چنگھاڑ نے آ لیا ۴۰ اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا ۴۱ اور

مِنْهُمْ مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ

ان میں کسی کو ڈبو دیا ۴۱ اور اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرے ۴۲ ہاں وہ خود ہی اپنے اپنی جانوں پر

يُظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ

ظلم کرتے تھے ان کی مثال جنھوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنائے ہیں ۴۱

۴۱ یعنی روز قیامت کی ایسے افعال بجالا کر جو ثواب آخرت کا باعث ہوں۔ ۴۲ مَرُدے بے جان۔ ۴۳ اے اہل مکہ! فوج اور یمن میں جب تم اپنے

سفروں میں وہاں گزرے ہو۔ ۴۴ کفر و معاصی ۴۵ صاحب عقل تھے حق و باطل میں تمیز کر سکتے تھے لیکن انہوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا۔ ۴۶ اللہ

تعالیٰ نے ہلاک فرمایا۔ ۴۷ کہ ہمارے عذاب سے بچ سکتے۔ ۴۸ اور وہ قوم لوط تھی جن کو چھوٹے چھوٹے سنگریزوں سے ہلاک کیا گیا جو تیز ہوا سے ان پر لگتے

تھے۔ ۴۹ یعنی قوم ثمود کہ ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔ ۵۰ یعنی قارون اور اس کے ساتھیوں کو ۵۱ جیسے قوم نوح کو اور فرعون کو اور اس کی قوم کو۔

۵۲ وہ کسی کو بغیر گناہ کے عذاب میں گرفتار نہیں کرتا۔ ۵۳ نافرمانیاں کر کے اور کفر و طغیان (سرکشی) اختیار کر کے ۵۴ یعنی بتوں کو معبود ٹھہرایا ہے ان کے ساتھ

امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اور واقع میں ان کے عجز و بے اختیاری کی مثال یہ ہے جو آگے ذکر فرمائی جاتی ہے۔

العَنْكَبُوتُ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا ۱۲۱ اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی

العَنْكَبُوتُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝۳۱ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُدْعَوْنَ مِنْ دُونِهٖ

کا گھر ۱۲۳ کیا اچھا ہوتا اگر جانتے ۱۲۲ اللہ جانتا ہے جس چیز کی اُس کے سوا پوجا

مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۳۲ وَتِلْكَ اِلَّا مَثَالُ نَصْرِ بِهَا لِلنَّاسِ ۚ

کرتے ہیں ۱۲۵ اور وہی عزت و حکمت والا ہے ۱۲۴ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں

وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُونَ ۝۳۳ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ

اور انھیں سمجھتے مگر علم والے ۱۲۶ اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۴

بے شک اس میں نشانی ہے ۱۲۷ مسلمانوں کے لیے

۱۲۱ اپنے رہنے کے لیے نہ اس سے گرمی دور ہونہ سردی نہ گردوغبار و بارش کسی چیز سے حفاظت ایسے ہی بت ہیں کہ اپنے بچاریوں کو نہ دنیا میں نفع پہنچا سکیں نہ آخرت میں کوئی ضرر پہنچا سکیں۔ ۱۲۲ ایسے ہی سب دینوں میں کمزور اور نکما دین بت پرستوں کا دین ہے۔ فائدہ: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: اپنے گھروں سے مکڑیوں کے جالے دور کرو یہ ناداری کا باعث ہوتے ہیں۔ ۱۲۳ کہ ان کا دین اس قدر نکما ہے۔ ۱۲۴ کہ وہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ ۱۲۵ تو عاقل کو کب شایان ہے کہ عزت و حکمت والے قادر مختار کی عبادت چھوڑ کر بے علم بے اختیار پتھروں کی پوجا کرے۔ ۱۲۶ یعنی ان کے حسن و خوبی اور ان کے نفع اور فائدے اور ان کی حکمت کو علم والے سمجھتے ہیں جیسا کہ اس مثال نے مشرک اور موحد کا حال خوب اچھی طرح ظاہر کر دیا اور فرق واضح فرما دیا قریش کے کفار نے طغر کے طور پر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اور مکڑی کی مثالیں بیان فرماتا ہے اور اس پر انہوں نے ہنسی بنائی تھی اس آیت میں ان کا رد کر دیا گیا کہ وہ جاہل ہیں تمثیل کی حکمت کو نہیں جانتے مثال سے مقصود تفہیم ہوتی ہے اور جیسی چیز ہو اس کی شان ظاہر کرنے کے لیے ویسی ہی مثال مقتضائے حکمت ہے تو باطل اور کمزور دین کے ضعف و بطلان کے اظہار کے لیے یہ مثال نہایت ہی نافع ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل و علم عطا فرمایا وہ سمجھتے ہیں۔ ۱۲۷ اس کی قدرت و حکمت اور اس کی توحید و یکتائی پر دلالت کرنے والی۔

اَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی فلا اور نماز قائم فرماؤ بے شک نماز منع کرتی ہے

عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْبُكَرِ ۖ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا

بے حیائی اور بُری بات سے فلا اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا فلا اور اللہ جانتا ہے جو

تَصْنَعُونَ ﴿۳۵﴾ وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۖ إِلَّا

تم کرتے ہو اور اے مسلمانو! کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر فلا مگر

الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ

وہ جنہوں نے اُن میں سے ظلم کیا فلا اور کہو فلا ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو تمہاری

إِلَيْكُمْ وَالْهُنَاوِ الْهُكُمُ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۳۶﴾ وَكَذَلِكَ أُنْزِلْنَا

طرف اُترا اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھ رہے ہیں فلا اور اے محبوب یونہی تمہاری

وَاللَّيْنِ قُرْآنٍ شَرِيفٍ کہ اس کی تلاوت عبادت بھی ہے اور اس میں لوگوں کے لیے چند نصیحت بھی اور احکام و آداب و مکالم اخلاق کی تعلیم بھی۔ فلا یعنی

ممنوعات شرعیہ سے لہذا جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ ان برائیوں کو ترک کر دیتا ہے جن میں مبتلا

تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ہے ایک انصاری جوان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب

کرتا تھا، حضور سے اس کی شکایت کی گئی فرمایا: اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی چنانچہ بہت ہی قریب زمانہ میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال

بہتر ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روک دے وہ نماز ہی نہیں۔ فلا کہ وہ افضل طاعات ہے۔ ترمذی

کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ عمل جو تمہارے اعمال میں بہتر اور رب کے نزدیک پاکیزہ تر نہایت بلند

رتبہ اور تمہارے لیے سونے چاندی دینے سے بہتر اور جہاد میں لڑنے اور مارے جانے سے بہتر ہے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا

ذکر ہے۔ ترمذی ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے حضور سے دریافت کیا تھا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کن بندوں کا درجہ افضل ہے؟ فرمایا: بکثرت

ذکر کرنے والوں کا۔ صحابہ نے عرض کیا: اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا؟ فرمایا: اگر وہ اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ

خون میں رنگ جائے جب بھی ذا کرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے

بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے اور ایک قول اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں۔ فلا اللہ تعالیٰ

کی طرف اس کی آیات سے دعوت دے کر اور جتوں پر آگاہ کر کے۔ فلا زیادتی میں حد سے گزر گئے عناد اختیار کیا نصیحت نہ مانی نرمی سے نفع نہ اٹھایا ان کے ساتھ

غلطت (شدت) اور سختی اختیار کرو اور ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دی یا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے

بیٹا اور شریک بتایا ان کے ساتھ سختی کرو یا یہ معنی ہیں کہ ذمی جزیہ ادا کرنے والوں کے ساتھ احسن طریقہ پر مجادلہ کرو مگر جنہوں نے ظلم کیا اور ذمہ سے نکل گئے اور جزیہ کو

منع کیا ان سے مجادلہ تلوار کے ساتھ ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے کفار کے ساتھ دینی امور میں مناظرہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور ایسے ہی علم کلام سیکھنے کا جواز بھی۔

فلا اہل کتاب سے جب وہ تم سے اپنی کتابوں کا کوئی مضمون بیان کریں۔ فلا حدیث شریف میں ہے: جب اہل کتاب تم سے کوئی مضمون بیان کریں تو تم نہ ان

کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو یہ کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے تو اگر وہ مضمون انہوں نے غلط بیان کیا ہے تو اس کی تصدیق

کے گناہ سے تم بچے رہو گے اور اگر مضمون صحیح تھا تو تم اس کی تکذیب سے محفوظ رہو گے۔

إِلَيْكَ الْكِتَابُ ۖ فَالَّذِينَ أَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمِنْ هَؤُلَاءِ

طرف کتاب اُتاری ۱۱۸ تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ۱۱۸ اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان میں سے ہیں ۱۱۸

مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ۚ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا

جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر ۱۱۹ اور اس ۱۲۰ سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخْطُهُ بِسَبِّحِكَ إِذَا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ۚ

تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا ۱۲۱ تو باطل والے ضرور شک لاتے ۱۲۲

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ

بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ۱۲۳ اور ہماری آیتوں کا

بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۚ وَقَالُوا لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قُلْ

انکار نہیں کرتے مگر ظالم ۱۲۴ اور بولے ۱۲۵ کیوں نہ اُتریں کچھ نشانیاں اُن پر ان کے رب کی طرف سے ۱۲۶ تم فرماؤ

إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۚ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا

نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں ۱۲۷ اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں ۱۲۸ اور کیا یہ انہیں بس نہیں

أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرًا

کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے ۱۲۹ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے

۱۱۸ قرآن پاک جیسے ان کی طرف توریت وغیرہ اتاری تھیں۔ ۱۱۸ یعنی جنہیں توریت دی جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب۔ فائدہ: یہ سورت

مکیہ ہے اور حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب مدینہ میں ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ان کی خبر دی یہ نبی خروں میں سے ہے۔ (جمل)

۱۱۹ یعنی اہل مکہ میں سے ۱۱۹ جو کفر میں نہایت سخت ہیں۔ ”مخوذ“ اس انکار کو کہتے ہیں جو معرفت کے بعد ہو یعنی جان بوجھ کر کرنا اور واقعہ بھی یہی تھا کہ یہود خوب

بیچا پتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور قرآن حق ہے یہ سب کچھ جانتے ہوئے انہوں نے عناد اُٹا کر لیا۔ ۱۲۰ قرآن

کے نازل ہونے ۱۲۱ یعنی آپ لکھتے پڑھتے ہوتے ۱۲۲ یعنی اہل کتاب کہتے کہ ہماری کتابوں میں نبی آخر الزماں کی صفت یہ مذکور ہے کہ وہ آتی ہوں گے نہ لکھیں

گے، نہ پڑھیں گے مگر انہیں اس شک کا موقع ہی نہ ملا۔ ۱۲۳ ضمیر ”ہو“ کا مرجع قرآن ہے اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم روشن آیتیں ہیں جو علماء اور حفاظ

کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ روشن آیت ہونے کے یہ معنی کہ وہ ظاہر الاعجاز ہیں اور یہ دونوں باتیں قرآن پاک کے ساتھ خاص ہیں اور کوئی ایسی کتاب نہیں جو معجزہ ہو

اور نہ ایسی کہ ہر زمانے میں سینوں میں محفوظ رہی ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ”ہو“ کی ضمیر کا مرجع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دے کر آیت

کے یہ معنی بیان فرمائے کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب ہیں ان آیات بینات کے جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں اہل کتاب میں

سے علم دیا گیا کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت پاتے ہیں۔ (خازن) ۱۲۴ یعنی یہود عنود کہ بعد ظہور معجزات کے جان پہچان کر عناد اُٹا کر منکر ہوتے ہیں۔

۱۲۵ کفار کہ ۱۲۶ مثل نافع حضرت صالح و عسائے حضرت موسیٰ اور مائدہ حضرت عیسیٰ کے علیہم الصلوٰۃ والسلام ۱۲۷ حسب حکمت جو چاہتا ہے نازل فرماتا ہے

۱۲۸ انفرمائی کرنے والوں کو عذاب کا اور اسی کا مکلف ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کفار کہہ کے اس قول کا جواب ارشاد فرماتا ہے۔ ۱۲۹ معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم معجزہ

ہے انبیاء متقدمین کے معجزات سے اتم و اکمل اور تمام نشانوں سے طالب حق کو بے نیاز کرنے والا کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآن کریم باقی و ثابت رہے گا اور دوسرے

۴۵

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا

ایمان والوں کے لیے تم فرماؤ اللہ بس (کافی) ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ ۱۳۱ جانتا ہے جو

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ ۚ

کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے

أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۖ وَلَوْلَا أَجَلٌ

وہی گھاٹے میں ہیں اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ۱۳۲ اور اگر ایک ٹھہرائی

مُسَىٰ لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۖ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْةٌ ۚ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾

مدت نہ ہوتی ۱۳۳ تو ضرور ان پر عذاب آجاتا ۱۳۴ اور ضرور ان پر اچانک آئے گا جب وہ بے خبر ہوں گے

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۖ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَكُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ

تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو ۱۳۵ جس دن

يُعْشَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا

انھیں ڈھانپنے کا عذاب اُن کے اوپر اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے اور فرمائے گا چکھو

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾ لِيُعَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ

اپنے کئے کا مزہ ۱۳۵ اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے تو

فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۚ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾

میری ہی بندگی کرو ۱۳۶ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۱۳۷ پھر ہماری ہی طرف پھرو گے ۱۳۸ اور

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرًّا فَآتَجِرُ

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انھیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے

مَعْرَازَاتٍ ۚ لِّمَن لَّمْ يَكُنْ لَهُ مِثْلُ مَا يَرْجُو ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿٥٨﴾

معجزات کی طرح ختم نہ ہوگا۔ ۱۳۹ میرے صدق رسالت اور تمہاری تکذیب کا معجزات سے میری تائید فرما کر۔ ۱۴۰ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی

جس نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش کرائیے۔ ۱۴۱ جو اللہ تعالیٰ نے معین کی ہے اور اس مدت تک

عذاب کا مؤخر فرمانا منتہی حکمت ہے ۱۴۲ اور تاخیر نہ ہوتی ۱۴۳ اس سے ان میں کا کوئی بھی نہ بچے گا۔ ۱۴۴ یعنی اپنے اعمال کی جزا۔ ۱۴۵ جس زمین میں

بسہولت عبادت کر سکو معنی یہ ہیں کہ جب مؤمن کو کسی سرزمین میں اپنے دین پر قائم رہنا اور عبادت کرنا دشوار ہو تو چاہئے کہ وہ ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کرے

جہاں آسانی سے عبادت کر سکے اور دین کی پابندی میں دشواریاں درپیش نہ ہوں۔ ۱۴۶ شان نزول: یہ آیت ضعیف مسلمین کے حق میں نازل ہوئی جنہیں وہاں رہ کر

اسلام کے اظہار میں خطرے اور تکلیفیں تھیں اور نہایت ضیق (تنگی) میں تھے انہیں حکم دیا گیا کہ میری بندگی تو ضرور ہے یہاں رہ کر نہ کہ کوئی مدینہ شریف کو ہجرت کر

جاؤ وہ وسیع ہے وہاں امن ہے۔ ۱۴۷ اور اس دار فانی کو چھوڑنا ہی ہے۔ ۱۴۸ ثواب و عذاب اور جزائے اعمال کے لیے تو لازم ہے کہ ہمارے دین پر قائم رہو اور

مَنْ تَحْتَهَا إِلَّا نُهُرٌ خَلِيدٌ فِيهَا ۖ نِعْمَ أَجْرُ الْعَالِينَ ﴿٥٨﴾ الَّذِينَ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ اُن میں رہیں گے کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا ۱۳۹ وہ جنہوں نے

صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾ وَكَأَيُّنَ مِّنْ ذٰلِكَ لَا تَحِلُّ رِزْقَهَا ۖ

صبر کیا ۱۴۰ اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ۱۴۱ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے ۱۴۲

اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مِّنْ

اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں ۱۴۳ اور وہی سُنتا جانتا ہے ۱۴۴ اور اگر تم اُن سے پوچھو ۱۴۵ کس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ج

بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے

فَإِنِّي يُؤْفِكُونَ ﴿٦١﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ

تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۱۴۶ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس

لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مِّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ

کے لیے چاہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جو تم اُن سے پوچھو کس نے اُتارا آسمان سے

مَاءً فَأُخِيَابِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ قُلِ الْحَدِّ

پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کردی مرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے ۱۴۷ تم فرماؤ سب خوبیاں

لِلَّهِ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هَذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَّ

اللہ کو بلکہ اُن میں اکثر بے عقل ہیں ۱۴۸ اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل

اپنے دین کی حفاظت کے لیے ہجرت کرو۔ ۱۳۹ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالائے۔ ۱۴۰ نختیوں پر اور کسی شدت میں اپنے دین کو نہ چھوڑا مشرکین کی ایذا

سبھی ہجرت اختیار کر کے دین کی خاطر وطن کو چھوڑنا گوارا کیا۔ ۱۴۱ تمام امور میں۔ ۱۴۲ شانِ نزول: مکہ مکرمہ میں مومنین کو مشرکین شب و روز طرح طرح

کی ایذائیں دیتے رہتے تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کو فرمایا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم مدینہ شریف کو

کیسے چلے جائیں نہ وہاں ہمارا گھر نہ مال کون ہمیں کھلائے گا کون پلائے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور فرمایا گیا کہ بہت سے جاندار ایسے ہیں جو اپنی

روزی ساتھ نہیں رکھتے اس کی انہیں قوت نہیں اور نہ وہ اگلے دن کے لیے کوئی ذخیرہ جمع کرتے ہیں جیسے کہ بہائم (چوپائے) ہیں طیور (پرندے) ہیں۔

۱۴۳ تو جہاں ہو گے وہی روزی دے گا تو یہ کیا پوچھنا کہ ہمیں کون کھلائے گا کون پلائے گا ساری خلق کا اللہ رزاق ہے، ضعیف اور قوی، مقیم اور مسافر سب کو

وہی روزی دیتا ہے۔ ۱۴۴ تمہارے اقوال اور تمہارے دل کی باتوں کو حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر

توکل کرو جیسا چاہتے ہو تو وہ تمہیں ایسی روزی دے جیسی پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح بھوکے خالی پیٹ اٹھتے ہیں شام کو سیر (پیٹ بھرے) واپس ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

۱۴۵ یعنی کفار مکہ سے ۱۴۶ اور باوجود اس اقرار کے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید سے منحرف ہوتے ہیں۔ ۱۴۷ اس کے مقرر ہیں۔ ۱۴۸ کہ باوجود اس اقرار

کے توحید کے منکر ہیں۔

لَعِبٌ ۖ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۲۳﴾ فَإِذَا

کود ۱۴۹ اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے ۱۵۰ کیا اچھا تھا اگر جانتے ۱۵۱ پھر جب

رَاكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى

کشتی میں سوار ہوتے ہیں ۱۵۲ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ ۱۵۳ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف

الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿۲۴﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ ۚ وَلِيَتَّعَبُوا ۚ فَسَوْفَ

بچا لاتا ہے ۱۵۴ جبھی شرک کرنے لگتے ہیں ۱۵۵ کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی ۱۵۶ اور برتیں ۱۵۷ تو اب

يَعْلَمُونَ ﴿۲۵﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا مِّنَّا وَيَتَخَفُّ النَّاسُ مِنْ

جانا چاہتے ہیں ۱۵۸ اور کیا انہوں نے ۱۵۹ یہ نہ دیکھا کہ ہم نے ۱۶۰ حرمت والی زمین پناہ بنائی ۱۶۱ اور ان کے آس پاس والے لوگ اُچک لئے

حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿۲۶﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ

جاتے ہیں ۱۶۲ تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں ۱۶۳ اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ۱۶۴ ناشکری کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي

جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۶۵ یا حق کو جھٹلائے ۱۶۶ جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿۲۷﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ

کافروں کا ٹھکانا نہیں ۱۶۷ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے

سُبَلَّنَا ۖ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۲۸﴾

دکھادیں گے ۱۶۸ اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ۱۶۹

۱۴۹ کہ جیسے بچے گھڑی بھر کھیلنے میں کھیل میں دل لگاتے ہیں پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہی حال دنیا کا ہے نہایت سر بلع الزوال (جلدی مٹنے والی) ہے

اور موت یہاں سے ایسا ہی جدا کر دیتی ہے جیسے کھیل والے بچے منتشر ہو جاتے ہیں۔ ۱۵۰ کہ وہ زندگی پائدار ہے دائمی ہے اس میں موت نہیں زندگانی کہلانے کے

الائق وہی ہے۔ ۱۵۱ دنیا اور آخرت کی حقیقت تو دنیا کے فانی کو آخرت کی جاودانی زندگی پر ترجیح نہ دیتے۔ ۱۵۲ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک و

عناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ ۱۵۳ کہ اس مصیبت سے نجات وہی دے گا۔ ۱۵۴ اور ڈوبنے کا اندیشہ اور پریشانی جاتی رہتی ہے اطمینان حاصل ہوتا ہے

۱۵۵ ازمانہ جاہلیت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی خطرہ میں آتی تو بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یارب

یارب پکارنے لگتے اور امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے ۱۵۶ یعنی اس مصیبت سے نجات کی۔ ۱۵۷ اور اس سے فائدہ اٹھائیں بخلاف

مؤمنین مخلصین کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اخلاص کے ساتھ شکر گزار رہتے ہیں اور جب ایسی صورت پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے رہائی دیتا ہے تو اس

کی طاعت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے ہیں مگر کافروں کا حال اس کے بالکل برخلاف ہے۔ ۱۵۸ نتیجہ اپنے کردار کا۔ ۱۵۹ یعنی اہل مکہ نے ۱۶۰ ان کے شہر مکہ

مکہ کی ۱۶۱ ان کے لیے جو اس میں ہوں ۱۶۲ قتل کئے جاتے ہیں، گرفتار کئے جاتے ہیں۔ ۱۶۳ یعنی بتوں پر ۱۶۴ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے اور اسلام سے کفر کر کے ۱۶۵ اس کے لیے شریک ٹھہرائے۔ ۱۶۶ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کو نہ مانے۔ ۱۶۷ بیشک تمام

﴿اٰیٰتِهَا ۶۰﴾ ﴿سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ۸۳﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتِهَا ۶﴾

سورہ روم مکہ ہے، اس میں ساٹھ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اَلَمْۤ اَۡلَمْ ۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۲ فِیۡ اَدْنٰی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنۢ بَعْدِ عَلٰیہِمْ

۱ رومی مغلوب ہوئے ۲ پاس کی زمین میں ۳ اور اپنی مغلوبی کے بعد

سَیَغْلِبُوْنَ ۳ فِیۡ بَضْعِ سَنَیْنٍ ۴ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ۵ وَ

عقرب غالب ہوں گے ۴ چند برس میں ۵ حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے ۵ اور

یَوْمَیۡذِ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۶ بِۡنَصْرِ اللّٰهِ ۷ یُنْصِرُ مَنۢ یَّشَآءُ ۸ وَهُوَ

اس دن ایمان والے خوش ہوں گے ۶ اللہ کی مدد سے ۷ وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے

کافروں کا ٹھکانا جہنم ہی ہے ۱۸۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ثواب کی راہ دیں گے۔ حضرت جنید نے فرمایا: جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اغلاص کی راہ دیں گے۔ حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا: جو طلب علم میں کوشش کریں گے انہیں عمل کی راہ دیں گے۔ حضرت سعد بن عبد اللہ نے فرمایا: جو اقامت سنت میں کوشش کریں گے، ہم انہیں جنت کی راہ دکھا دیں گے۔ ۱۸۶ ان کی مدد اور نصرت فرماتا ہے۔

۱ سورہ روم مکہ ہے اس میں چھ رکوع ساٹھ آیتیں آٹھ سو انیس کلمے تین ہزار پانچ سو چونتیس حرف ہیں۔ ۲ شان نزول: فارس اور روم کے درمیان جنگ تھی

اور چونکہ اہل فارس مجوسی تھے اس لیے مشرکین عرب ان کا غلبہ پسند کرتے تھے رومی اہل کتاب تھے اس لیے مسلمانوں کو ان کا غلبہ اچھا معلوم ہوتا تھا خسرو پرویز بادشاہ

فارس نے رومیوں پر لشکر بھیجا اور قیصر روم نے بھی لشکر بھیجا یہ لشکر سرزمین شام کے قریب مقابل ہوئے اہل فارس غالب ہوئے مسلمانوں کو یہ خبر گراں گزری کفار مکہ

اس سے خوش ہو کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب اور ہم بھی اُنی اور اہل فارس بھی اُنی ہمارے بھائی اہل فارس تمہارے

بھائیوں رومیوں پر غالب ہوئے ہماری تمہاری جنگ ہوئی تو ہم بھی تم پر غالب ہوں گے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں خبر دی گئی کہ چند سال میں پھر رومی

اہل فارس پر غالب آجائیں گے یہ آیتیں سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار مکہ میں جا کر اعلان کر دیا کہ خدا کی قسم رومی ضرور اہل فارس پر غلبہ

پائیں گے اے اہل مکہ! تم اس وقت کے نتیجہ جنگ سے خوش مت ہو ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اُنی بن خلف کافر آپ کے مقابل

کھڑا ہو گیا اور آپ کے اس کے درمیان سو سو اونٹ کی شرط ہو گئی اگر نو سال میں اہل فارس غالب آجائیں تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُنی کو سو اونٹ دیں

گے اور اگر رومی غالب آجائیں تو اُنی حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اونٹ دے گا اس وقت تک قمار کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی۔ مسئلہ: اور حضرت امام ابو

حنیفہ و امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک حربی کفار کے ساتھ عتود فاسدہ دیوا وغیرہ جائز ہیں اور یہی واقعہ ان کی دلیل ہے القصہ سات سال کے بعد اس خبر کا

صدق ظاہر ہوا اور جنگ حدیبیہ یا بدر کے دن رومی اہل فارس پر غالب آئے اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنا

رکھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرط کے اونٹ اُنی کی اولاد سے وصول کر لیے کیونکہ وہ اس درمیان میں مر چکا تھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ شرط کے مال کو صدقہ کر دیں یہ فیہی خبر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحت نبوت اور قرآن کریم

کے کلام الہی ہونے کی روشن دلیل ہے۔ (خازن و مدارک) ۳ یعنی شام کی اس سرزمین میں جو فارس کے قریب تر ہے۔ ۴ اہل فارس پر ۵ جن کی حد نو برس

ہے۔ ۶ یعنی رومیوں کے غلبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی۔ مراد یہ ہے کہ پہلے اہل فارس کا غالب ہونا اور دوبارہ اہل روم کا یہ سب اللہ کے امر و ارادے اور

اس کے قضا و قدر سے ہے۔ ۷ کہ اس نے کتابیوں کو غیر کتابیوں پر غلبہ دیا اور اسی روز بدر میں مسلمانوں کو مشرکوں پر اور مسلمانوں کا صدق اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم اور قرآن کریم کی خبر کی تصدیق ظاہر فرمائی۔

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۵ وَعَدَ اللَّهُ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ

عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۖ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ

لوگ نہیں جانتے ۶ جانتے ہیں آپکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی ۷ اور وہ

عَنِ الْآخِرَةِ ۖ هُمْ غَفُلُونَ ۖ ۷ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ ۚ مَا خَلَقَ

آخرت سے پورے بے خبر ہیں کیا انھوں نے اپنے جی میں نہ سوچا کہ اللہ نے

اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ ۸

پیدا نہ کئے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق ۷ اور ایک مقرر میعاد سے ۸ اور

إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكَفِرُونَ ۖ ۹ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي

بے شک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کا انکار رکھتے ہیں ۹ اور کیا انھوں نے زمین میں

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ كَانُوا أَشَدَّ

سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ اُن سے اگلوں کا انجام کیسا ہوا ۱۰ وہ ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَأَشَارُوا إِلَى الْأَرْضِ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَ

زیادہ زور آور تھے اور زمین جوتی اور آباد کی ان ۱۱ کی آبادی سے زیادہ اور

جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِن كَانُوا

ان کے رسول ان کے پاس روشن نشانیاں لائے ۱۲ تو اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرتا ۱۳ ہاں وہ

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۖ ۱۴ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَاءُوا السُّوْءَ ۖ

خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۱۴ پھر جنھوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا

۱۵ جو اس نے فرمایا تھا کہ رومی چند برس میں پھر غالب ہوں گے۔ ۱۶ یعنی بے علم ہیں۔ ۱۷ تجارت زراعت تعمیر وغیرہ دنیوی دھندے۔ اس میں

اشارہ ہے کہ دنیا کی بھی حقیقت نہیں جانتے اس کا بھی ظاہر ہی جانتے ہیں۔ ۱۸ یعنی آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بعثت

اور باطل نہیں بنایا ان کی پیدائش میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ ۱۹ یعنی ہمیشہ کے لیے نہیں بنایا بلکہ ایک مدت معین کر دی ہے جب وہ مدت پوری ہو جاوے گی

تو یہ فنا ہو جائیں گے اور وہ مدت قیامت قائم ہونے کا وقت ہے۔ ۲۰ یعنی بعثت بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے۔ ۲۱ کہ رسولوں کی تکذیب کے باعث

ہلاک کئے گئے ان کے اجڑے ہوئے دیار اور ان کی بربادی کے آثار دیکھنے والوں کے لیے موجب عبرت ہیں۔ ۲۲ اہل مکہ ۲۳ تو وہ ان پر ایمان نہ

لائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔ ۲۴ ان کے حقوق کم کر کے اور انہیں بغیر جرم کے ہلاک کر کے۔ ۲۵ رسولوں کی تکذیب کر کے اپنے آپ کو

مستحق عذاب بنا کر۔

ع

اَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝۱۰ اَللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ

کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور اُن کے ساتھ تمسخر کرتے اللہ پہلے بناتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

پھر دوبارہ بنائے گا وہ پھر اس کی طرف پھرد گئے دن اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی

الْمُجْرِمُونَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ

آس ٹوٹ جائے گی دن اور اُن کے شریک دن اُن کے سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں سے

كُفْرَيْنَ ۝۱۳ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُنْفِرُونَ ۝۱۴ فَاَمَّا

منکر ہو جائیں گے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن الگ ہو جائیں گے دن تو وہ

الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝۱۵ وَاَمَّا

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطر داری ہوگی دن اور وہ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ

جو کافر ہوئے اور ہماری آیتیں اور آخرت کا ملنا جھٹلایا وہ عذاب میں لادھرے (ڈالے)

مُحْضَرُونَ ۝۱۶ فَسَبِّحْ لِلّٰهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝۱۷ وَلَهُ

جائیں گے دن تو اللہ کی پاکی بولو دن جب شام کرو دن اور جب صبح ہو دن اور اسی کی

الْحَمْدُ فِي السَّبُوتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝۱۸ يُخْرِجُ

تقریف ہے آسمانوں اور زمین میں دن اور کچھ دن رہے دن اور جب تمہیں دوپہر ہو دن وہ زندہ کو

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ لِلّٰهِ وَرَبِّهِمْ لَا يُخْلِقُ الْاَنْفُسَ اُولٰٓئِكَ اُولُو الْاَبْدَانِ الْحَقِيقَةِ ۝۱۹

۱۹ یعنی بعد موت زندہ کر کے دن تو اعمال کی جزا دے گا۔ دن اور کسی نفع اور بھلائی کی امید باقی نہ رہے گی۔ بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ ان کا

کلام منقطع ہو جائے گا وہ ساکت رہ جائیں گے کیونکہ ان کے پاس پیش کرنے کے قابل کوئی حجت نہ ہوگی۔ بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ وہ رسوا ہوں گے

۲۰ یعنی بت جنہیں وہ پوجتے تھے ۲۱ مومن اور کافر پھر کبھی جمع نہ ہوں گے۔ ۲۲ یعنی بہشت میں ان کا اکرام کیا جائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے یہ

خاطر داری جتنی نعمتوں کے ساتھ ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد سماع ہے کہ انہیں نعمات طرب انگیز سنائے جائیں گے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح پر

مشتعل ہوں گے۔ ۲۳ بعث و حشر کے منکر ہوئے۔ ۲۴ نہ اس عذاب میں تخفیف ہو نہ اس سے کبھی نکلیں۔ ۲۵ پاکی بولنے سے یا تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و ثناء مراد

ہے اور اس کی احادیث میں بہت فضیلتیں وارد ہیں یا اس سے نماز مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا پنجگانہ نمازوں کا بیان

قرآن پاک میں ہے؟ فرمایا: ہاں اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور ان کے اوقات مذکور ہیں۔ ۲۶ اس میں مغرب و عشاء کی

نمازیں آئیں۔ ۲۷ یہ نماز فجر ہوئی۔ دن یعنی آسمان اور زمین والوں پر اس کی حمد لازم ہے۔ ۲۸ یعنی تسبیح کرو کچھ دن رہے یہ نماز عصر ہوئی۔ ۲۹ یہ نماز ظہر

ہوئی۔ حکمت: نماز کے لیے یہ پنجگانہ اوقات مقرر فرمائے گئے اس لیے کہ افضل اعمال وہ ہے جو مدام ہو اور انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تمام اوقات نماز میں

صرف کرے کیونکہ اس کے ساتھ کھانے پینے وغیرہ کے حوائج و ضروریات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بندہ پر عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے اول و اوسط و آخر میں اور

الْحَيِّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ

نکالتا ہے مُردے سے ۲۲ اور مُردے کو نکالتا ہے زندہ سے ۲۳ اور زمین کو چلاتا (سرسبز و شاداب کرتا) ہے اس کے

مَوْتِهَا ۲۴ وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ۱۹ ۱۰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ

مرے پیچھے ۲۵ اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے ۲۶ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے ۲۷

ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۲۰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ

پھر جیسی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے

أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۲۱ إِنَّ فِي ذَلِكَ

جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی ۲۸ بے شک اس میں

لَايَةٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۲۱ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش

وَاجْتِلَافِ أَلْسِنَتِكُمْ وَالْوَأَنِكُمُ ۲۲ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةٍ لِلْعَلِيِّينَ ۲۲ وَ

اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف ۲۹ بے شک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے اور

مِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۲۳ إِنَّ فِي

اس کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن میں تمہارا سوناٹا ۳۰ اور اس کا فضل تلاش کرنا ۳۱ بے شک اس

ذَلِكَ لَآيَةٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۲۳ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَ

میں نشانیاں ہیں سُننے والوں کے لیے ۳۲ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی ۳۳ اور

طَمَعًا وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۲۴ إِنَّ

امید دلاتی ۳۴ اور آسمان سے پانی اُتارتا ہے تو اُس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک

رات کے اول و آخر میں نمازیں مقرر کیں تاکہ ان اوقات میں مشغول نماز رہنا دائمی عبادت کے حکم میں ہو۔ (مدارک و خازن) ۳۳ جیسے کہ پرند کو انڈے سے اور

انسان کو نطفہ سے اور مومن کو کافر سے۔ ۳۴ جیسے کہ انڈے کو پرند سے نطفہ کو انسان سے کافر کو مومن سے ۳۵ یعنی خشک ہو جانے کے بعد مینہ برسا کر سبزہ اُگا کر۔

۳۶ قبروں سے بعث و حساب کے لیے۔ ۳۷ تمہارا جدِ اعلیٰ اور تمہاری اصل حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔ ۳۸ کہ بغیر کسی پہلی معرفت اور

بغیر کسی قرابت کے ایک کو دوسرے کے ساتھ محبت و ہمدردی ہے۔ ۳۹ زبانوں کا اختلاف تو یہ ہے کہ کوئی عربی بولتا ہے کوئی عجمی کوئی اور کچھ اور رنگتوں کا اختلاف

یہ ہے کہ کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی گندمی اور یہ اختلاف نہایت عجیب ہے کیونکہ سب ایک اصل سے ہیں اور سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ۴۰ جس سے

تکان دور ہوتی ہے اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ ۴۱ فضل تلاش کرنے سے کسب معاش مراد ہے۔ ۴۲ جو گوشِ ہوش سے سُنیں۔ ۴۳ گرنے اور نقصان

پہنچانے سے ۴۴ بارش کی۔

فِي ذَلِكَ لَا يَتْلِقُومَ يَعْقِلُونَ ۚ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَ

اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے ۲۵ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان

الْأَرْضُ بِأَمْرِهَا ۖ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ

اور زمین قائم ہیں ۲۶ پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا ۲۷ جہی تم

تَخْرُجُونَ ۚ وَلَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلُّ لَّهُ قٰنِتُونَ ۚ وَ

نکل پڑو گے ۲۸ اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیر حکم ہیں اور

هُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ

وہی ہے کہ اوّل بناتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا ۲۹ اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہئے ۳۰ اور اُسی کے لیے ہے

الْأَعْلٰی فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ ضَرَبَ

سب سے برتر شان آسمانوں اور زمین میں ۳۱ اور وہی عزت و حکمت والا ہے تمہارے لیے ۳۲ ایک

لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ ۚ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ

کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے ۳۳ کیا تمہارے لیے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں ۳۴

فِي مَا رَزَقْتُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۚ

اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی ۳۵ تو تم سب اس میں برابر ہو ۳۶ تم اُن سے ڈرو ۳۷ جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ۳۸

كَذٰلِكَ نَفْصَلُ الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۚ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لیے بلکہ ظالم ۳۹ اپنی خواہشوں

۴۰ جو سوچیں اور قدرت الہی پر غور کریں۔ ۴۱ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ وہ دونوں بغیر کسی سہارے کے

قائم ہیں۔ ۴۲ یعنی تمہیں قبروں سے بلائے گا اس طرح کہ حضرت اسرائیل علیہ السلام قبر والوں کے اٹھانے کے لیے صور پھونکیں گے تو اولین و آخرین میں

سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو نہ اٹھے۔ چنانچہ اس کے بعد ہی ارشاد فرماتا ہے: ۴۳ یعنی قبروں سے زندہ ہو کر۔ ۴۴ ہلاک ہونے کے بعد۔ ۴۵ کیونکہ انسانوں

کا تجربہ اور ان کی رائے یہی بتاتی ہے کہ شے کا اعادہ (دوبارہ بنانا) اس کی ابتداء سے سہل (آسان) ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی دشوار نہیں۔

۴۶ کہ اس جیسا کوئی نہیں وہ معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۴۷ اے مشرک! ۴۸ وہ مثل (کہاوت) یہ ہے ۴۹ یعنی کیا تمہارے غلام

تمہارے ساجھی ہیں۔ ۵۰ مال و متاع وغیرہ ۵۱ یعنی آقا اور غلام کو اس مال و متاع میں یکساں استحقاق ہو ایسا کہ ۵۲ اپنے مال و متاع میں بغیر ان

غلاموں کی اجازت کے تصرف کرنے سے ۵۳ مدعا یہ ہے کہ تم کسی طرح اپنے مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مملوکوں کو

اس کا شریک قرار دو۔ اے مشرکین تم اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں اپنا معبود قرار دیتے ہو وہ اس کے بندے اور مملوک ہیں۔ ۵۴ جنہوں نے شرک کر کے اپنی جانوں

پر ظلم عظیم کیا ہے۔

أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَالَهُمْ مِّنْ

کے پیچھے ہو لیے بے جانے والے تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا ۱۱ اور اُن کا کوئی

نَصِيرِينَ ۚ ۲۹ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ

مددگار نہیں ۲۹ تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اسی کے ہو کر ۳۰ اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر

النَّاسَ عَلَيْهَا ۖ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ وَلَكِنَّ

لوگوں کو پیدا کیا ۳۰ اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا ۳۱ یہی سیدھا دین ہے مگر

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ ۳۰ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

بہت لوگ نہیں جانتے ۳۰ اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ ۳۱ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا

اور مشرکوں سے نہ ہو ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۳۲ اور ہو گئے

شَيْعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۚ ۳۲ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ

گروہ گروہ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے ۳۳ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو

دَعَا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِحُوا

تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے تو جی ان میں سے

مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۚ ۳۳ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ ۖ فَتَشْعُورَ ۚ ۳۴

ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے کہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں تو برت لو ۳۴ اب قریب

تَعْلَمُونَ ۚ ۳۴ أَمْ أُنْزِلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ

جاننا چاہتے ہو ۳۴ یا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ہے کہ وہ انہیں ہمارے شریک

۱۱ جہالت سے ۱۲ یعنی کوئی اس کا ہدایت کرنے والا نہیں ۱۳ جو انہیں عذاب الہی سے بچا سکے ۱۴ یعنی خلوص کے ساتھ دین الہی پر باستقامت و

استقلال قائم رہو ۱۵ ”فطرت“ سے مراد دین اسلام ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو ایمان پر پیدا کیا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر بچہ

فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے یعنی اسی عہد پر جو ”اَلْاِسْلَامُ بِرَبِّكُمْ“ فرما کر لیا گیا ہے بخاری شریف کی حدیث میں ہے: پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا

مجوسی بنالیتے ہیں اس آیت میں حکم دیا گیا کہ دین الہی پر قائم رہو جس پر اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا ہے ۱۵ یعنی دین الہی پر قائم رہنا ۱۶ اس کی حقیقت کو تو

اس دین پر قائم رہو ۱۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور طاعت کے ساتھ ۱۸ معبود کے باب میں اختلاف کر کے ۱۹ اور اپنے باطل کو حق گمان کرتا ہے ۲۰

۲۱ مرض کی یا قحط کی یا اس کے سوا اور کوئی ۲۲ اس تکلیف سے خلاصی عنایت کرتا ہے اور راحت عطا فرماتا ہے ۲۳ دنیوی نعمتوں کو چند روز ۲۴ کے کہ آخرت

میں تمہارا کیا حال ہوتا ہے اور اس دنیا طلبی کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے ۲۵ کوئی حجت یا کوئی کتاب

يُشْرِكُونَ ۳۵) وَإِذَا آذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ط وَإِنْ تُصِبْهُمْ

بتا رہی ہے ۵۷ اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں ۵۷ اس پر خوش ہو جاتے ہیں ۵۷ اور اگر انہیں کوئی

سَبَبٌ ۵۸ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْتَطُونَ ۳۶) أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ

برائی پہنچے ۵۸ بدلہ اس کا جو اُن کے ہاتھوں نے بھیجا ۵۸ جیسی وہ نا اُمید ہو جاتے ہیں ۵۸ اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں

يُؤْمِنُونَ ۳۷) فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ط ذَلِكَ

ایمان والوں کے لیے تو رشتہ دار کو اس کا حق دو ۵۹ اور مسکین اور مسافر کو ۶۰ یہ

خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۶۱) وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۳۸) وَمَا

بہتر ہے اُن کے لیے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں ۶۱ اور انہیں کا کام بنا اور

اتَّيْتُمْ مِّنْ رَبِّ بِالْيَرْبُوفِ ۶۲) أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرِبُوا عِنْدَ اللَّهِ ۶۳) وَمَا

تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی ۶۳ اور جو

اتَّيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّعِيفُونَ ۳۹) اللَّهُ

تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے ۶۴ تو انہیں کے دونے ہیں ۶۴ اللہ ہے

الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُعِيَّتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ

جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلانے (زندہ کرے) گا ۶۵ کیا

شُرَكَاءُ كُمْ مِّنْ يَّفْعَلُ مِنْ دِينِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا

تمہارے شریکوں میں ۶۶ بھی کوئی ایسا ہے جو اُن کاموں میں سے کچھ کرے ۶۷ پاکی اور برتری ہے اُسے

۵۷ اور شرک کرنے کا حکم دیتی ہے ایسا نہیں ہے نہ کوئی جنت ہے نہ کوئی سزا ۵۸ یعنی تندرستی اور وسعت رزق کا ۵۷ اور اتراتے ہیں ۵۸ قحط یا خوف یا اور

کوئی بلا ۵۹ یعنی ان کی معصیوں اور ان کے گناہوں کا ۶۰ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور یہ بات مومن کی شان کے خلاف ہے کیونکہ مومن کا حال یہ ہے کہ جب

اسے نعمت ملتی ہے تو شکر گزاری کرتا ہے اور جب سختی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے ۶۱ اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرو ۶۲ ان کے حق دو

صدقہ دے کر اور مہمان نوازی کر کے مسئلہ: اس آیت سے محارم کے نفقہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے ۶۳ (مدارک) ۶۴ اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کے طالب ہیں ۶۵

لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں کو یا اور کسی شخص کو اس نیت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا

اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ عمل خالصاً لِلّٰہ تعالیٰ نہیں ہوا ۶۵ نہ اس سے بدلہ لینا مقصود ہو نہ نام و نمود ۶۶ ان کا اجر و ثواب زیادہ ہوگا ایک نیکی کا دس گنا زیادہ دیا

جائے گا ۶۷ پیدا کرنا، روزی دینا، مارنا، جلانا یہ سب کام اللہ ہی کے ہیں ۶۸ یعنی بتوں میں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو ان میں ۶۹ اس کے

۴۳

يُشْرِكُونَ ۴۰ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ

اُن کے شرک سے چکی خرابی خشکی اور تری میں وہ اُن برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں

لِيُنْذِرَ قَوْمٌ بَعْضُ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۴۱ قُلْ سِيرُوا فِي

تاکہ انھیں ان کے بعض کوکٹوں (برے کاموں) کا مزہ چکھائے کہیں وہ باز آئیں ۴۱ تم فرماؤ زمین

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۖ كَانَ أَكْثَرُهُمْ

میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا اگلوں کا ان میں بہت

مُشْرِكِينَ ۴۲ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلُ ۚ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا

مشرک تھے ۴۲ تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لیے ۴۲ قبل اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ

مَرَدَّلَهُ ۚ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصَدِّقُونَ ۴۳ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۚ وَمَنْ

کی طرف سے ٹلنا نہیں ۴۳ اس دن الگ پھٹ جائیں گے ۴۳ جو کفر کرے اس کے کفر کا وبال اُسی پر اور جو

عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسَ لَهُمْ يَهْدُونَ ۴۴ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لیے تیاری کر رہے ہیں ۴۴ تاکہ صلہ دے ۴۴ انھیں جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۴۵ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ

کام کئے اپنے فضل سے بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ

يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُنْذِرَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ

ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سنا ۴۵ اور اس لیے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ کشتی ۴۵ اس

بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۴۶ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

کے حکم سے چلے اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرونت اور اس لیے کہ تم حق مانو ۴۶ اور بے شک ہم نے تم

جواب سے مشرکین عاجز ہوئے اور انہیں دم مارنے کی مجال نہ ہوئی تو فرماتا ہے۔ ۴۶ شرک و معاصی کے سبب سے قحط اور امساک باراں (بارش کا رک جانا) اور

قلت پیداوار اور کھیتیوں کی خرابی اور تجارتوں کے نقصان اور آدمیوں اور جانوروں میں موت اور کثرت آتش زدگی اور غرق اور ہر شے میں بے برکتی ۴۶ کفر و

معاصی سے اور تائب ہوں۔ ۴۶ اپنے شرک کے باعث ہلاک کئے گئے ان کے منازل اور مساکن ویران پڑے ہیں انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ ۴۶ یعنی

دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ ۴۶ یعنی روز قیامت۔ ۴۶ یعنی حساب کے بعد متفرق ہو جائیں گے جنت کی طرف جائیں گے اور دوزخی دوزخ

کی طرف۔ ۴۶ کہ منازل جنت میں راحت و آرام پائیں ۴۶ اور ثواب عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ۴۶ بارش اور کثرت پیداوار کا ۴۶ دریا میں ان ہواؤں سے

نتل یعنی دریائی تجارتوں سے کسب معاش کرو ۴۶ ان نعمتوں کا اور اللہ کی توحید قبول کرو۔

مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَاَنْتَقَمْنَا مِنْ

سے پہلے کتنے رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لائے ۱۰۲ پھر ہم نے

الَّذِينَ اٰجَرُمُوْا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۷ اَللّٰهُ الَّذِي

مجرموں سے بدلہ لیا ۱۰۳ اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا ۱۰۴ اللہ ہے کہ

يُرْسِلُ الرِّيْحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيُبْسِطُهُ فِي السَّيِّءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَ

بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اُسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے ۱۰۵ اور

يَجْعَلُهُ كَسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۚ فَاِذَا اَصَابَ بِهِ مَنْ

اسے پارہ پارہ کرتا ہے ۱۰۶ تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے پھر جب اُسے پہنچتا ہے ۱۰۷

يَشَاءُ مِنْ عِبَادَةٍ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۸ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ اَنْ

اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جہی وہ خوشیاں مناتے ہیں اگرچہ اس کے اُتارنے

يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِيْنَ ۝۴۹ فَاَنْظُرْ اِلَى الْاَثْرِ رَحِمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ

سے پہلے اُس توڑے ہوئے تھے تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو ۱۰۸ کیونکہ

يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

زمین کو جلاتا (سرسبز کرتا) ہے اس کے مرے پیچھے ۱۰۹ بے شک وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ

قَدِيْرٌ ۝۵۰ وَلَئِنْ اُرْسَلْنَا رٰىحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا ۚ اَظْلَمُوْا مِنْۢ بَعْدِ

کر سکتا ہے اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں ۱۱۰ جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں ۱۱۱ تو ضرور اس کے بعد

يَكْفُرُوْنَ ۝۵۱ فَاِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ اِذَا وُلُّوْا

ناشکری کرنے لگیں ۱۱۲ اس لیے کہ تم مردوں کو نہیں سناؤ ۱۱۳ اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھ

۱۱۴ جو ان رسولوں کے صدق رسالت پر دلیل واضح تھیں تو اس قوم میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔ ۱۱۵ کہ دنیا میں انہیں عذاب کر کے ہلاک کر

دیا۔ ۱۱۶ یعنی انہیں نجات دینا اور کافروں کو ہلاک کرنا اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخرت کی کامیابی اور اعداء پر فتح و نصرت کی بشارت دی گئی ہے۔

ترمذی کی حدیث میں ہے: جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جہنم کی آگ سے بچائے گا یہ فرما کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

یہ آیت تلاوت فرمائی ”كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ“ ۱۱۷ قلیل یا کثیر ۱۱۸ یعنی ہمیں تو اللہ تعالیٰ ابرحیث بھیج دیتا ہے جس سے آسمان گھر معلوم ہوتا ہے اور کبھی

متفرق ٹکڑے علیحدہ علیحدہ۔ ۱۱۹ یعنی یہ کہ ۱۲۰ یعنی بارش کے اثر جو اس پر مرتب ہوتا ہے ہیں کہ بارش زمین کو سیراب کرتی ہے اس سے سبزہ نکلتا ہے سبزے سے پھل

پیدا ہوتے ہیں پھلوں میں غذائیت ہوتی ہے اور اس سے جانداروں کے اجسام کے قوام کو مدد پہنچتی ہے اور یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ یہ سبزے اور پھل پیدا کر کے ۱۲۱ اور خشک

میدان کو سبزہ زار بنا دیتا ہے جس کی یہ قدرت ہے۔ ۱۲۲ ایسی جو کھیتی اور سبزے کے لیے مضر ہو ۱۲۳ بعد اس کے کہ وہ سرسبز و شاداب تھی۔ ۱۲۴ یعنی کھیتی زرد

مُدْبِرِينَ ﴿۵۲﴾ وَمَا أَنْتَ بِهَادٍ الْعُمَىٰ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنَّ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ

دے کر پھریں ۱۱۴ اور نہ تم اندھوں کو ۱۱۵ اُن کی گمراہی سے راہ پر لاؤ تم تو اُسی کو سناتے ہو جو

يُؤْمِنُ بِالْإِيتِنَانِهِمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۵۳﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ

ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ گردن رکھے ہوئے ہیں اللہ ہے جس نے تمہیں ابتدا میں کمزور بنایا ۱۱۶ پھر

جَعَلَ مِنْكُمْ بَعْدَ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْكُمْ بَعْدَ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۖ

تمہیں ناتوانی سے طاقت بخشی ۱۱۷ پھر قوت کے بعد ۱۱۸ کمزوری اور بڑھاپا دیا

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

بناتا ہے جو چاہے ۱۱۹ اور وہی علم و قدرت والا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی

يُقَسِّمُ الْمَجْرُمُونَ ۚ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۖ كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿۵۵﴾

مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی ۱۲۰ وہ ایسے ہی اوندھے جاتے تھے ۱۲۱

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ

اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا ۱۲۲ بے شک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں ۱۲۳

ہونے کے بعد ناشکری کرنے لگیں اور پہلی نعمت سے بھی کمر جائیں معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب انہیں رحمت پہنچتی ہے رزق ملتا ہے خوش ہو جاتے

ہیں اور جب کوئی سختی آتی ہے کھیتی خراب ہوتی ہے تو پہلی نعمتوں سے بھی کمر جاتے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے اور جب نعمت پہنچتی شکر بجالاتے اور

جب بلا آتی صبر کرتے اور دعاء و استغفار میں مشغول ہوتے اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے کہ

آپ ان لوگوں کی محرومی اور ان کے ایمان نہ لانے پر رنجیدہ نہ ہوں ۱۲۴ یعنی جن کے دل مر چکے اور ان سے کسی طرح قبول حق کی توقع نہیں رہی۔ ۱۲۵ یعنی حق

کے سننے سے بہرے ہوں اور بہرے بھی ایسے کہ پیٹھ دے کر پھر گئے ان سے کسی طرح سمجھنے کی امید نہیں۔ ۱۲۶ یہاں اندھوں سے بھی دل کے اندھے مراد ہیں

اس آیت سے بعض لوگوں نے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہاں مُردوں سے مراد کفار ہیں جو دنیوی زندگی تو رکھتے ہیں

مگر پند و موعظت سے منفعہ نہیں ہوتے اس لیے انہیں اموات سے تشبیہ دی گئی جو دارالعمل سے گزر گئے اور وہ پند و نصیحت سے منفعہ نہیں ہو سکتے لہذا آیت سے

مُردوں کے نہ سننے پر استدلال نادرست نہیں اور بکثرت احادیث سے مُردوں کا سننا اور اپنی قبروں پر زیارت کے لیے آنے والوں کو پہچانا ثابت ہے۔ ۱۲۷ اس میں

انسان کے احوال کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے وہ ماں کے پیٹ میں جنم لیا تھا پھر بچہ ہو کر پیدا ہوا شیر خوار رہا یہ احوال نہایت ضعف کے ہیں۔ ۱۲۸ یعنی بچپن کے

ضعف کے بعد جوانی کی قوت عطا فرمائی ۱۲۹ یعنی جوانی کی قوت کے بعد ۱۳۰ ضعف اور قوت اور جوانی اور بڑھاپا یہ سب اللہ کے پیدا کئے سے ہیں ۱۳۱

یعنی آخرت کو دیکھ کر اس کو دنیا یا قبر میں رہنے کی مدت بہت تھوڑی معلوم ہوگی اس لیے وہ اس مدت کو ایک گھڑی سے تعبیر کریں گے۔ ۱۳۲ یعنی ایسے ہی دنیا میں

غلط اور باطل باتوں پر جستے اور حق سے پھرتے تھے اور بعثت کا انکار کرتے تھے جیسے کہ اب قبر یا دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کو قسم کھا کر ایک گھڑی بتا رہے ہیں ان کی

اس قسم سے اللہ تعالیٰ انہیں تمام اہل محشر کے سامنے رسوا کرے گا اور سب دیکھیں گے کہ ایسے مجمع عام میں قسم کھا کر ایسا صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔ ۱۳۳ یعنی

انبیاء اور ملائکہ اور مومنین ان کا رد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو ۱۳۴ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سابق علم میں لوح محفوظ میں لکھا اسی کے مطابق

تم قبروں میں رہے۔

يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٦﴾

اُنھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اُنھنے کا ۱۲۴ لیکن تم نہ جانتے تھے ۱۲۵

فِيَوْمٍ مِّدٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْدِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٥٧﴾

تو اُس دن ظالموں کو نفع نہ دے گی اُن کی معذرت اور نہ ان سے کوئی راضی کرنا مانگے ۱۲۶

وَلَقَدْ صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ

اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی ۱۲۷ اور اگر تم ان کے پاس کوئی

بَايَةٍ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُونَ ﴿٥٨﴾ كَذَلِكَ

نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر یوں ہی

يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

مُہر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر ۱۲۸ تو صبر کرو ۱۲۹ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۱۳۰

وَلَا يَسْتَخَفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴿٦٠﴾

اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے ۱۳۱

﴿ ایتھا ۳۲ ﴾ ﴿ سُورَةُ لَقَمِن مَّكِئَةً ۵۷ ﴾ ﴿ رکوعا تھا ۴ ﴾

سورة لقمن مکہ ہے، اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اَلَمْ ۙ تِلْكَ اَيُّ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۙ ۱ هُدًى وَرَحْمَةً لِلْحَسَنِينَ ۙ ۲

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ہدایت اور رحمت ہیں نیکیوں کے لیے

۱۲۴ جس کے تم دنیا میں منکر تھے ۱۲۵ دنیا میں کہ وہ حق ہے ضرور واقع ہوگا اب تم نے جانا کہ وہ دن آگیا اور اس کا آنا حق تھا تو اس وقت کا جانا تمہیں نفع نہ دے گا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۲۶ یعنی نہ ان سے یہ کہا جائے کہ توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کرو جیسا کہ دنیا میں ان سے توبہ طلب کی جاتی تھی۔ ۱۲۷ تاکہ انہیں تنبیہ ہو

اور انداز اپنے کمال کو پہنچے لیکن انہوں نے اپنی سیاہ باطنی اور سخت دلی کے باعث کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ جب کوئی آیت قرآن آئی اس کو جھٹلادیا اور اس کا انکار کیا۔

۱۲۸ جنہیں جانتا ہے کہ وہ گمراہی اختیار کریں گے اور حق والوں کو باطل پر بتائیں گے۔ ۱۲۹ ان کی ایذا و عداوت پر ۱۳۰ آپ کی مدد فرمانے کا اور دین اسلام کو تمام

دنیوں پر غالب کرنے کا۔ ۱۳۱ یعنی یہ لوگ جنہیں آخرت کا یقین نہیں ہے اور بعثت و حساب کے منکر ہیں ان کی شدتیں اور ان کے انکار اور ان کی نالائق حرکات آپ

کے لیے طیش اور قلق (رنجش) کا باعث نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے حق میں عذاب کی دعا کرنے میں جلدی فرمائیں۔ ۱۳۲ سورہ لقمن مکہ ہے سوائے دو آیتوں

کے جو ”وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ“ سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں چار رکوع، چونتیس آیتیں، پانچ سواڑ تالیس کلمے، دو ہزار ایک سو دس حرف ہیں۔

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر

يُوقِنُونَ ۳ اُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۵

یقین لائیں وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انھیں کام بنا

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۖ ۶ وَإِذَا

بے سمجھ و اُسے ہنسی بنالیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے اور جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِ الْآيَاتُ اسْتَكْبَرُوا ۖ كَانُوا يَسْمَعُهَا كَانًا فِي اُذُنَيْهِ وَقَرَّ اٰج

اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے ۷ جیسے انھیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ٹینٹ (روٹی) ہے وہ

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ ۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ لَهُمْ

تو اُسے دردناک عذاب کا مرثدہ دو بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لیے

جَنَّتِ النَّعِيْمُ ۙ ۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا ۖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

جہنم کے باغ ہیں ہمیشہ اُن میں رہیں گے اللہ کا وعدہ ہے سچا اور وہی عزت و

الْحَكِيْمُ ۙ ۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَّرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ

حکمت والا ہے اُس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تمہیں نظر آئیں ۱۰ اور زمین میں ڈالے

رَاۤاِیَ اَنْ تَسِيْدَ بِكُمْ وَبَتْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ ۱۱ وَاَنْزَلْنَا مِنْ

لنگر وے کہ تمہیں لے کر نہ کانپے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلانے اور ہم نے آسمان

۱۲ کو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے کہانیاں، افسانے اسی میں داخل ہیں۔ شان نزول: یہ آیت نضر

بن حارث بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی جو تجارت کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں میں سفر کیا کرتا تھا اس نے عجیبوں کی کتابیں خریدیں جن میں قصے کہانیاں تھیں وہ

قریش کو سناتا اور کہتا کہ سید کائنات (محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہیں عاد و ثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم و اسفندیار اور شاہان فارس کی کہانیاں

سناتا ہوں کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہو گئے اور قرآن پاک سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۳ یعنی براہ جہالت لوگوں کو اسلام میں داخل

ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکیں اور آیات الہیہ کے ساتھ تمسخر کریں۔ ۱۴ اور ان کی طرف التفات نہ کرے ۱۵ اور وہ بہرا ہے ۱۶ یعنی کوئی ستون نہیں

ہے، تمہاری نظر خود اس کی شاہد ہے۔ ۱۷ بلند پہاڑوں کے۔

السَّاءَ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝۱۰ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ

سے پانی اُتاروا۔ تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اُگایا۔ یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے۔

فَأَرْوُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۖ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ

مجھے وہ دکھاؤ۔ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا۔ بلکہ ظالم کھلی گمراہی

مُبِينٍ ۝۱۱ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ ۖ وَمَنْ يَشْكُرْ

میں ہیں اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی۔ کہ اللہ کا شکر کرو۔ اور جو شکر کرے

فَانْبِشْكُ لَهُ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَبِيدٌ ۝۱۲ وَإِذْ قَالَ

وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرے تو بے شک اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں سراپا اور یاد کرو جب

لُقْمَانُ لَا بَنِي لَهُ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنَى لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا۔ اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا

عَظِيمٌ ۝۱۳ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ

ظلم ہے۔ اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھپکتی ہوئی۔

وَفِصْلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَى الْمَصِيرِ ۝۱۴ وَإِنْ

اور اس کا دودھ چھوٹا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ آخر مجھی تک آتا ہے اور اگر

۱۰ اپنے فضل سے بارش کی ۱۱ عمدہ اقسام کے نباتات پیدا کئے۔ ۱۲ جو تم دیکھ رہے ہو۔ ۱۳ اے شرک! یعنی بتوں نے جنہیں تم مستحق عبادت قرار

دیتے ہو۔ ۱۴ محمد بن اسحق نے کہا کہ لقمان کا نسب یہ ہے لقمان بن باعور بن ناہور بن تارخ۔ وہب کا قول ہے کہ حضرت لقمان، حضرت ایوب علیہ السلام کے

بھانجے تھے۔ مقاتل نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی خالہ کے فرزند تھے۔ واندی نے کہا کہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ہزار سال

زندہ رہے اور حضرت داود علیہ السلام کا زمانہ پایا اور ان سے علم اخذ کیا اور ان کے زمانہ میں فتویٰ دینا ترک کر دیا اگرچہ پہلے سے فتویٰ دیتے تھے آپ کی نبوت میں

اختلاف ہے اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم تھے نہ تھے۔ حکمت عقل فہم کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔ بعض نے

کہا کہ ”حکمت“ معرفت اور اصابت فی الامور کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جس کے دل میں رکھتا ہے اس کے دل کو

روشن کر دیتی ہے۔ ۱۵ اس نعمت پر کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی۔ ۱۶ کیونکہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور ثواب ملتا ہے۔ ۱۷ حضرت لقمان علی نبینا

وعلیہ السلام کے ان صاحبزادے کا نام انعم یا اشکم تھا اور انسان کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ خود کامل ہو اور دوسرے کی تکمیل کرے تو حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ السلام

کا کامل ہونا تو ”اَتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ“ میں بیان فرمادیا اور دوسرے کی تکمیل کرنا ”وَهُوَ يَعِظُهُ“ سے ظاہر فرمایا اور نصیحت بیٹے کو کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت

میں گھر والوں اور قریب تر لوگوں کو مقدم کرنا چاہئے اور نصیحت کی ابتدا منع شرک سے فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت اہم ہے۔ ۱۸ کیونکہ اس میں غیر مستحق

عبادت کو مستحق عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو اس کے محل کے خلاف رکھنا یہ دونوں باتیں عظیم ہیں۔ ۱۹ کہ ان کا فرمانبردار رہے اور ان کے ساتھ

نیک سلوک کرے (جیسا کہ اسی آیت میں آگے ارشاد ہے) ۲۰ یعنی اس کا ضعف دم بدم ترقی پر ہوتا ہے جتنا حمل بڑھتا جاتا ہے بارز یادہ ہوتا ہے اور ضعف ترقی

کرتا ہے عورت کو حاملہ ہونے کے بعد ضعف اور لعب اور مشقتیں پہنچتی رہتی ہیں حمل خود ضعیف کرنے والا ہے روزہ ضعف پر ضعف ہے اور وضع (بچہ جننا) اس پر اور

جَاهِدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ

وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں ملا تو اُن کا کہنا نہ مان ۲۲ اور

صَاحِبُهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۚ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ ۚ إِلَىٰ كَمْ شَأْنٍ إِلَىٰ

دنیا میں اچھی طرح اُن کا ساتھ دے ۲۳ اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا ۲۴ پھر میری ہی

مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾ يُبَيِّنُ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ

طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے ۲۵ اے میرے بیٹے برائی اگر رائی

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمُوتِ أَوْ فِي الْآرَضِ

کے دانہ برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو ۲۶

يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۱۶﴾ يُبَيِّنُ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَامْرُؤُ

اللہ اُسے لے آئے گا ۲۷ بے شک اللہ ہر بار کی کا جاننے والا خبردار ہے ۲۸ اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی

بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَإِنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ

بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو افتاد (مصیبت) تجھ پر پڑے ۲۹ اس پر صبر کر بے شک یہ

عَزْمُ الْأُمُورِ ۚ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَصْعَقْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمُشْ فِي الْآرَضِ

ہمت کے کام ہیں ۳۰ اور کسی سے بات کرنے میں ملا اپنا رخسارہ کج نہ کر ۳۱ اور زمین میں اترتا

مزید شدت ہے دودھ پلانا ان سب پر مزید برآں ہے۔ ۳۲ یہ وہ تاکید ہے جس کا ذکر اوپر فرمایا تھا۔ سفیان بن عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جس نے

بجنگ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور جس نے بجنگ نہ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائیں کیں اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔ ۳۳ یعنی علم

سے تو کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتے کیونکہ میرا شریک محال ہے ہو ہی نہیں سکتا اب جو کوئی بھی کہے گا تو بے علمی ہی سے کسی چیز کے شریک ٹھہرانے کو کہے گا ایسا اگر

ماں باپ بھی کہیں ۳۴ نغی نے کہا کہ والدین کی طاعت واجب ہے لیکن اگر وہ شرک کا حکم کریں تو ان کی اطاعت نہ کر کیونکہ خالق کی نافرمانی کرنے میں کسی مخلوق

کی طاعت روا نہیں۔ ۳۵ حسن اخلاق اور حسن سلوک اور احسان و تحمل کے ساتھ۔ ۳۶ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ اسی کو

مذہب سنت و جماعت کہتے ہیں۔ ۳۷ تمہارے اعمال کی جزاء دے کر ”وَصَيَّنَا الْإِنْسَانَ“ سے یہاں تک جو مضمون ہے یہ حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ السلام کا

نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالیٰ کے شکر نعمت کا حکم دیا تھا اور شرک کی ممانعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے والدین کی طاعت اور اس کا کل ارشاد فرما

دیا اس کے بعد پھر حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ السلام کا مقولہ ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند سے فرمایا: ۳۸ کیسی ہی پوشیدہ جگہ ہو اللہ تعالیٰ سے نہیں

چھپ سکتی ۳۹ روز قیامت اور اس کا حساب فرمائے گا ۴۰ یعنی ہر صغیر و کبیر اس کے احاطہ علمی میں ہے۔ ۴۱ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے

۴۲ ان کا کرنا لازم ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور صبر برائذا (تکلیف پر صبر کرنا) یہ ایسی طاعتیں ہیں جن کا تمام امتوں

میں حکم تھا۔ ۴۳ براہِ تکبر ۴۴ یعنی جب آدمی بات کریں تو انہیں حقیر جان کر ان کی طرف سے رخ پھیرنا جیسا کہ متکبرین کا طریقہ ہے اختیار نہ کرنا، غنی و فقیر سب

کے ساتھ بتواضع پیش آنا۔

نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترتا فخر کرتا اور میانہ چال چل و ۳۳ اور

اپنی آواز کچھ پست کر ۳۴ بے شک سب آوازوں میں بری آواز، گدھے کی آواز ۳۵ کیا

تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں **۳۶** اور تمہیں

بھر پور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی ۳۷ اور بعضے آدمی اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں یوں کہ

نہ علم نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب ۳۸ اور جب اُن سے کہا جائے اس کی پیروی کرو جو

اللہ نے اُتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۳۹ کیا اگرچہ

شیطان ان کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا ہو وہ اور جو اپنا منہ اللہ کی طرف

گدھے کی آواز باوجود بلند ہونے کے مکروہ اور وحشت انگیز ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نرم آواز سے کلام کرنا پسند تھا اور سخت آواز سے بولنے کو نا پسند

سے ہم فائدہ حاصل کرتے ہو۔ **فک** ظاہری نعمتوں سے درکی اعضاء و حواسِ خمسہ طاہرہ اور سن و سفل و صورت مراد ہیں اور باطنی نعمتوں سے علم معرفت و ملکات

[illegible]

اَتَّبِعُوا وَمَحَبَّتِهِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم“ ۲۸ تو جو کہیں گے جہل و نادانی ہوگا اور شان الہی میں اس طرح کی جرأت و بکشائی نہایت بیجا اور گمراہی سے

کی ذات و صفات کے متعلق جھگڑے کیا کرتے تھے۔^{۳۹} یعنی اپنے باپ دادا کے طریقے ہی پر رہیں گے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: وہم جب بھی وہ اپنے



اللّٰهُ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۖ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

جھکا دے وگا اور ہو نیکو کار تو بے شک اُس نے مضبوط گرہ تھامی اور اللہ ہی کی طرف ہے سب

الْاُمُورِ ۚ ۲۲) وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْرُكُكَ كُفْرُهُ ۚ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم

کاموں کی انتہا اور جو کفر کرے تو تم ۲۲ اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ انھیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے ہم انھیں بتا دیں گے

بِمَا عَمِلُوا ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ ۲۳) نُسَبِّحُكُمْ قَلِيلًا ثُمَّ

جو کرتے تھے ۲۳ بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ہم انھیں کچھ برتنے دیں گے ۲۳ پھر

نَضْطَرُّهُمْ اِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۚ ۲۴) وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

انھیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے ۲۴ اور اگر تم اُن سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور

الْاَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۚ ۲۵)

زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو ۲۵ بلکہ اُن میں اکثر جانتے نہیں

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۚ ۲۶) وَلَوْ اَنَّ

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۲۶ بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سربراہ اور اگر

مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَوْ قَلَمٍ وَّ الْبَحْرِ يَدُّهُ مِنْۢ بَعْدِهِ سَبْعَةُ

زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات

اَبْحُرٍ مَا نَفَعَتْ كَلِمَتُ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيْمٌ ۚ ۲۷) مَا خَلَقَكُمْ وَلَا

سمندر اور ۲۷ تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ۲۷ بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور

۲۸ دین خالص اس کے لیے قبول کرے اس کی عبادت میں مشغول ہو اپنے کام اس پر تفویض کرے اسی پر پھر وسر رکھے ۲۸ اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم ۲۹ یعنی ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا دیں گے۔ ۲۹ یعنی تھوڑی مہلت دیں گے کہ وہ دنیا کے مزے اٹھائیں ۳۰ آخرت میں اور وہ دوزخ کا عذاب

ہے جس سے وہ رہائی نہ پائیں گے۔ ۳۱ یہ ان کے اقرار پر انہیں الزام دینا ہے کہ جس نے آسمان و زمین پیدا کئے وہ اللہ واحد لا شریک لہ ہے تو واجب

ہوا کہ اس کی حمد کی جائے۔ اس کا شکر ادا کیا جائے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ ۳۲ سب اس کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں تو اس کے سوا کوئی

مستحق عبادت نہیں۔ ۳۳ اور ساری خلق اللہ تعالیٰ کے کلمات کو لکھے اور وہ تمام قلم اور ان تمام سمندروں کی سیاہی ختم ہو جائے۔ ۳۴ کیونکہ معلومات الہیہ غیر

متناہی ہیں۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کے علماء و احبار نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا

کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں ”وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا“، یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف اپنی قوم؟ فرمایا:

سب مراد ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ ہمیں تو ریت دی گئی ہے، اس میں ہر شے کا علم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر شے کا علم بھی علم الہی

کے حضور قلیل ہے اور تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے کہ اس پر عمل کرو تو نفع پاؤ۔ انہوں نے کہا: آپ کیسے یہ خیال فرماتے ہیں آپ کا قول تو یہ ہے کہ جسے حکمت

دی گئی اسے خیر بشیر دی گئی تو علم قلیل اور خیر کریش کیسے جمع ہو، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس تقدیر پر یہ آیت مدنی ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہود نے قریش سے

بَعَثَكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةً ۖ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝۲۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللَّهَ

قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا ۲۸ بے شک اللہ سُنا دیکھتا ہے اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ

رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں ۲۹ اور اس نے سورج اور چاند

الْقَمَرَ ۚ كُلٌّ يَجْرِي اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى وَاَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْرٌ ۝۲۹

کام میں لگائے ۲۹ ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے ۳۰ اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ ۚ وَاَنَّ

یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے ۳۱ اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں سب باطل ہیں ۳۲ اور اس لیے کہ

اللَّهُ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝۳۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ

اللہ ہی بلند بڑائی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے ۳۱

اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ اٰيٰتِهِ ۖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۳۱ وَاِذَا

تاکہ تمہیں وہ اپنی ۳۲ کچھ نشانیاں دکھائے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو ۳۲ اور جب

غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلُمِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا بَلَغَهُمُ

اُن پر ۳۳ آڑتی ہے کوئی موج پہاڑوں کی طرح تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ رکھتے ہوئے ۳۴ پھر جب انھیں خشکی

اِلَى الْبَرِّ فَبِهِمْ مُّقْتَصِدٌ ۖ وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَا اِلَّا كُلُّ خٰثِرٍ كَفُوْرٍ ۝۳۲

کی طرف بچا لاتا ہے تو اُن میں کوئی اعتدال پر ہوتا ہے ۳۵ اور ہماری آیتوں کا انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا بے وفا ناشکرا

کہا تھا کہ مکہ میں جا کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس طرح کا کلام کریں۔ ایک قول یہ ہے کہ مشرکین نے یہ کہا تھا کہ قرآن اور جو کچھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم لاتے ہیں یہ عنقریب تمام ہو جائے گا پھر قصہ ختم اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۳۲ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اس کی قدرت یہ ہے کہ

ایک کُن سے سب کو پیدا کر دے۔ ۳۳ یعنی ایک کو گھٹنا کر دوسرے کو بڑھا کر اور جو وقت ایک میں سے گھٹاتا ہے دوسرے میں بڑھا دیتا ہے۔ ۳۴ بندوں کے نفع

کے لیے۔ ۳۵ یعنی روز قیامت تک یا اپنے اپنے اوقات میں معینہ تک سورج آخر سال تک اور چاند آخر ماہ تک۔ ۳۶ وہی ان اشیاء مذکورہ پر قادر ہے تو وہی مستحق

عبادت ہے۔ ۳۷ فنا ہونے والے ان میں سے کوئی مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ ۳۸ اس کی رحمت اور اس کے احسان سے ۳۹ عجب قدرت کی ۴۰ جو

بلاؤں پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار ہو صبر و شکر یہ دونوں صفات مؤمن کی ہیں۔ ۴۱ یعنی کفار پر ۴۲ اور اس کے حضور تقصیر اور زاری کرتے

ہیں اور اسی سے دعاء و التجا، اس وقت ماسوا کو بھول جاتے ہیں ۴۳ اپنے ایمان و اخلاص پر قائم رہتا ہے کفر کی طرف نہیں لوٹتا۔ ۴۴ شان نزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت

عکرمہ بن ابی جہل کے حق میں نازل ہوئی جس سال مکہ مکرمہ کی فتح ہوئی تو وہ سمندر کی طرف بھاگ گئے، وہاں باد مخالف نے گھیرا اور خطرے میں پڑ گئے تو عکرمہ نے

کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطرے سے نجات دے تو میں ضرور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا یعنی

اطاعت کروں گا اللہ تعالیٰ نے کرم کیا، ہوا بھڑکائی اور عکرمہ مکہ مکرمہ کی طرف آ گئے اور اسلام لائے اور بڑا اخلاصانہ اسلام لائے اور بعض ان میں ایسے تھے جنہوں نے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَاحْشَوْا يَوْمَآ لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچے کے کام نہ آئے گا

وَلَا مَوْلُوْدُهُمْ جَانِرٌ عَنْ وَالِدِهِ شَيْءًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا

اور نہ کوئی کامی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے گا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز

تَغَرَّبَكُمْ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ وَلَا يَغَرَّبَنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُوْرُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی تمہیں اللہ کے علم پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی ہے بے شک اللہ

عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْضِ حَامٍ ۚ وَ

کے پاس ہے قیامت کا علم ۱۷ اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور

مَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا ذَاتُكَ سَبْ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ اَرْضٍ

کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کماے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں

تَمُوْتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۚ

مرے گی ۱۸ بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے ۱۹

عہد وفا نہ کیا ان کی نسبت اگلے جملہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ ۱۷ یعنی اے اہل کد! ۱۸ روز قیامت ہر انسان نفسی نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کام نہ آسکے گا نہ کافروں کی مسلمان اولاد انہیں فائدہ پہنچا سکے گی نہ مسلمان ماں باپ کا کافراؤ لاد کو۔ ۱۹ ایسا دن ضرور آنا اور بعثت و حساب و جزا کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے ۲۰ جس کی تمام نعمتیں اور لذتیں فانی کہ ان کے شیفتہ ہو کر نعمت ایمان سے محروم رہ جاؤ ۲۱ یعنی شیطان دور و دراز کی امیدوں میں ڈال کر معصیتوں میں مبتلا نہ کر دے۔ ۲۲ شان نزول: یہ آیت حارث بن عمرو کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں نے بھیتی ہوئی ہے خبر دیجئے مینہ کب آئے گا اور میری عورت حاملہ ہے مجھے بتائیے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی؟ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا یہ مجھے بتائیے کہ آئندہ کل کو کیا کروں گا؟ یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا مجھے یہ بتائیے کہ کہاں مروں گا؟ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۳ جس کو چاہے اپنے اولیاء اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں خبردار کرے اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی انہیں کی نسبت سورہ جن میں ارشاد ہوا ”عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ“ غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اس نے سورہ جن میں دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریق معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے اور کہاں مرے گا۔ ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو کبھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو کبھی جنہیں فرشتوں نے اطلاع دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صد ہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ (خازن، بیضاوی، احمدی، روح البیان وغیرہ)

﴿اٰیٰتِهَا ۳۰﴾ ﴿سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۷۵﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتِهَا ۳﴾

سورہ سجدہ مکہ ہے، اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اَلَمْ ۱ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۲ اَمْ

کتاب کا اتارنا شک پروردگار عالم کی طرف سے ہے کیا

یَقُوْلُوْنَ اِفْتَرٰہُۚۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَتْهُمْ

کہتے ہیں وہ ان کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس

مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِکَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۳ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا اس امید پر کہ وہ راہ پائیں اللہ ہے جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۴ مَا

اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا اس سے

لَکُمْ مِّنْ دُوْنِہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَلَا شَفِیْعٍ ۵ اَفَلَا تَتَذٰکَّرُوْنَ ۶ یٰۤاٰیُّہِۚۚ

چھوٹ کر (اتعلق ہو کر) تمہارا کوئی حمایتی نہ سفارشی ہے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے کام کی تدبیر

اَلَا مَرَمَ السَّبَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مَقْدَارُہُۚۚ

فرماتا ہے آسمان سے زمین تک وہ پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا وہ دن کہ جس کی مقدار

اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعْدُوْنَ ۷ ذٰلِکَ عَلِیْمُ الْغِیْبِ وَالشَّہَادَةِ الْعَزِیْزُ

ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں وہ یہ علم غیب کا جاننے والا عزت و

۱۔ سورہ سجدہ مکہ ہے سو اتین آیتوں کے جو ”اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا“ سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں تیس آیتیں اور تین سو اسی کلمے اور ایک ہزار پانچ سواٹھارہ

حرف ہیں۔ ۲۔ یعنی قرآن کریم کا معجزہ کر کے اس طرح کہ اس کے مثل ایک سورت یا چھوٹی سی عبارت بنانے سے تمام فصحاء وبلغاء عاجز رہ گئے۔ ۳۔ مشرکین

کہ یہ کتاب مقدس ۴۔ یعنی سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ ایسے لوگوں سے مراد زمانہ فترت کے لوگ ہیں وہ زمانہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے بعد سے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت تک تھا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔ ۵۔ جیسا استواء کہ اس

کی شان کے لائق ہے۔ ۶۔ یعنی اے گروہ کفار جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ رضا اختیار نہ کرو اور ایمان نہ لاؤ تو نہ تمہیں کوئی مددگار ملے گا جو تمہاری مدد کر سکے نہ کوئی

شفیع جو تمہاری شفاعت کرے۔ ۷۔ یعنی دنیا کے قیامت تک ہونے والے کاموں کی اپنے حکم و امر اور اپنے قضا و قدر سے۔ ۸۔ امر و تدبیر فناء دنیا کے بعد۔

۹۔ یعنی ایام دنیا کے حساب سے اور وہ دن روز قیامت ہے روز قیامت کی درازی بعض کافروں کے لیے ہزار برس کے برابر ہوگی اور بعض کے لیے پچاس ہزار

الرَّحِيمِ ۖ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ

رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی وہ اور پیدائش انسان کی ابتدا

طِينٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۚ ثُمَّ سَوَّاهُ وَ

مٹی سے فرمائی پھر اُس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے وہ پھر اسے ٹھیک کیا اور

نَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ

اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی وہ اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے وہ

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۙ وَقَالُوا إِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي

کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو اور بولے وہ کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے وہ کیا پھر

خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَفِرُونَ ۚ قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ

نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں وہ تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا

الْمَوْتِ الَّذِي يُكَلِّمُكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۚ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ

فرشتہ جو تم پر مقرر ہے وہ پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے وہ اور کہیں تم دیکھو جب

الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا

مجرم وہ اپنے رب کے پاس سر نیچے ڈالے ہوں گے وہ اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا

فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۚ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ

ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آگیا وہ اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو اُس کی ہدایت

برس کے برابر جیسے کہ سورہ معارج میں ہے تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ اور مومن پر یہ دن ایک نماز فرض کے

وقت سے بھی ہکا ہوگا جو دنیا میں پڑھتا تھا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ وہ خالق مدبر جلّ جلالہ وہ حسب اقتضائے حکمت بنائی ہر جاندار کو وہ صورت

دی جو اس کے لیے بہتر ہے اور اس کو ایسے اعضاء عطا فرمائے جو اس کے معاش کے لیے مناسب ہیں۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے بنا کر۔ یعنی

نطفہ سے وہ اور اس کو بے حس بے جان ہونے کے بعد حساس اور جاندار کیا وہ تاکہ تم سنو اور دیکھو اور سمجھو۔ وہ منکرین بعثت وہ اور مٹی ہو جائیں گے

اور ہمارے اجزاء مٹی سے ممتاز نہ رہیں گے وہ یعنی موت کے بعد اٹھنے اور زندہ کئے جانے کا انکار کر کے وہ اس انتہا تک پہنچے ہیں کہ عاقبت (آخرت) کے تمام

امور کے منکر ہیں حتیٰ کہ رب کے حضور حاضر ہونے کے بھی۔ وہ اس فرشتہ کا نام عزرائیل علیہ السلام ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح قبض کرنے پر مقرر

ہیں اپنے کام میں کچھ غفلت نہیں کرتے جس کا وقت آجاتا ہے بے درنگ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ مروی ہے کہ ملک الموت کے لیے دنیا مثل کف دست

(تھیلی کی مانند) کردی گئی ہے تو وہ مشارق و مغارب کی مخلوق کی روحیں بے مشقت اٹھا لیتے ہیں اور رحمت و عذاب کے بہت فرشتے ان کے ماتحت ہیں۔ وہ اور

حساب و جزا کے لیے زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔ یعنی کفار و مشرکین وہ اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر اور عرض کرتے ہوں گے وہ مرنے

کے بعد اٹھنے کو اور تیرے وعدہ و وعید کے صدق کو جن کے ہم دنیا میں منکر تھے۔ وہ تجھ سے تیرے رسولوں کی سچائی کو تو اب دنیا میں وہ اور اب ہم

هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلِكَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

عطا فرماتے ہیں مگر میری بات قرار پاچکی کہ ضرور جہنم کو بھردوں گا ان جنوں اور آدمیوں

أَجْعِلِينَ ۱۳ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنَّا نَسِينُكُمْ وَ

سب سے ۲۸ اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے ۲۹ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا ۲۸

ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۱۴ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا

اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کئے کا بدلہ ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں

الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا

کہ جب وہ انھیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں ۱۵ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور

يَسْتَكْبِرُونَ ۱۵ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

تکبر نہیں کرتے ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے ۱۶ اور اپنے رب کو پکارتے ہیں

خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۱۶ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ

ڈرتے اور اُمید کرتے ۱۷ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک

لَهُمْ مِّنْ قُرْآنٍ آعِينِ ۱۷ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۸ أَفَسَوْفَ كَانُ مَوْمِنًا

ان کے لیے چھپا رکھی ہے ۱۷ صلہ ان کے کاموں کا ۱۸ تو کیا جو ایمان والا ہے

كَانُ مَوْمِنًا فَاسِقًا ۱۸ لَا يَسْتَوُونَ ۱۹ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے ۱۹ یہ برابر نہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

ایمان لے آئے لیکن اس وقت کا ایمان لانا انہیں کچھ کام نہ دے گا۔ ۱۹ اور اس پر ایسا لطف کرتے کہ اگر وہ اس کو اختیار کرتا تو راہِ یاب ہوتا لیکن ہم نے ایسا نہ کیا کیونکہ ہم کافروں کو جانتے تھے کہ وہ کفر ہی اختیار کریں گے۔ ۲۰ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو جہنم کے خازن ان سے کہیں گے

۲۱ اور دنیا میں ایمان نہ لائے تھے۔ ۲۲ عذاب میں اب تمہاری طرف التفات نہ ہوگا۔ ۲۳ تواضع اور خشوع سے اور نعمتِ اسلام پر شکر گزاری کے لیے۔ ۲۴ یعنی خوابِ استراحت کے بستر سے اٹھتے ہیں اور اپنے راحت و آرام کو چھوڑتے ہیں ۲۵ یعنی اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید کرتے ہیں یہ تہجد ادا کرنے والوں کی حالت کا بیان ہے۔

شانِ نزول: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے حق میں نازل ہوئی کہ ہم مغرب پڑھ کر اپنی قیام گاہوں کو واپس نہ آتے تھے جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ عشاء نہ پڑھ لیتے۔ ۲۶ جس سے وہ راحتیں پائیں گے اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی ۲۷ یعنی ان طاغوتوں کا جو انہوں نے دنیا میں ادا کیں ۲۸ یعنی کافر ہے۔

شانِ نزول: حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑ رہا تھا۔ دورانِ گفتگو کہنے لگا خاموش ہو جاؤ تم لڑکے ہو میں بوڑھا ہوں میں بہت زبان دراز ہوں میری نوک سنان تم سے زیادہ تیز ہے میں تم سے زیادہ بہادر ہوں میں بڑا جتھے دار ہوں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: چپ تو فاسق ہے مراد یہ تھی کہ جن باتوں پر تو ناز کرتا ہے انسان کے لیے ان میں سے کوئی قابلِ مدح نہیں انسان کا فضل و شرف ایمان و تقویٰ میں ہے جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ انتہا

فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوٰی نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۹ وَأَمَّْا الَّذِينَ فَسَقُوا

ان کے لیے بسنے کے باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمان داری ہے رہے وہ جو بے حکم ہیں

فَمَا لَهُمْ النَّارُ كُلَّآ أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أَعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ

ان کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلتا چاہیں گے پھر اُسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے فرمایا

لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تَكْدِبُونَ ۝۲۰ وَلَنْذِيْقَهُمْ

جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے اور ضرور ہم انہیں چکھائیں گے

مِّنَ الْعَذَابِ الَّا دُنِيَ دُونَ الْعَذَابِ الَّا كِبَرُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝۲۱ وَ

کچھ نزدیک کا عذاب ہے اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے اور

مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ

اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے اُن سے منہ پھیر لیا اور بے شک ہم مجرموں سے

مُتَّقُونَ ۝۲۲ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ

بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو

وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَآءِيلَ ۝۲۳ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آيَةً يَّهْدُونَ

اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا اور ہم نے اُن میں سے ایک کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم

بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۝۲۴ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ

سے بتاتے ہیں جب کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے بے شک تمہارا رب

کا رزق ہے کافر مومن کے برابر نہیں ہو سکتا اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

یعنی مومنین صالحین کی جنت مادی میں عزت و اکرام کے ساتھ مہمانداری کی جائے گی۔

۲۵۔ نافرمان کافر ہیں ۲۶۔ دنیا ہی میں قتل اور گرفتاری اور قحط و امراض وغیرہ

میں مبتلا کر کے۔ چنانچہ ایسا ہی پیش آیا کہ حضور کی ہجرت سے قبل قریش امراض و مصائب میں گرفتار ہوئے اور بعد ہجرت بدر میں مقتول ہوئے گرفتار ہوئے

اور سات برس قحط کی ایسی سخت مصیبت میں مبتلا رہے کہ ہڈیاں اور مردار اور کتے تک کھا گئے۔

۲۷۔ یعنی عذاب آخرت سے ۲۸۔ اور آیات میں غور نہ کیا اور ان کے وضوح و ارشاد سے فائدہ نہ اٹھایا اور ایمان سے بہرہ اندوز نہ ہوا۔

۲۹۔ یعنی تورات ۳۰۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب کے ملنے میں یا یہ معنی ہیں کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملنے اور ان سے ملاقات ہونے میں شک نہ کرو۔ چنانچہ شب معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

ملاقات ہوئی جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ ۳۱۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یا تورات کو ۳۲۔ یعنی بنی اسرائیل میں سے ۳۳۔ لوگوں کو خدا کی طاعت اور

اس کی فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کا اتباع تورات کے احکام کی تعمیل اور یہ امام انبیاء بنی اسرائیل تھے یا انبیاء کے تبعین۔ ۳۴۔ اپنے دین

پر اور دشمنوں کی طرف سے پہنچنے والی مصیبتوں پر۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صبر کا ثمرہ امامت اور پیشوائی ہے۔

يَفْصَلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ

ان میں فیصلہ کر دے گا ۲۵ قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ۲۶ اور کیا

يَهْدِي لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ ط

انہیں ۲۵ اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں ۱۵ ہلاک کر دیں کہ آج یہ اُن کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں ۲۵

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ ط أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں ۲۶ اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں

إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زُرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ط

شکست زمین کی طرف ۲۶ پھر اُس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے اُن کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں ۲۵

أَفَلَا يَبْصُرُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾

تو کیا انہیں سوچتا نہیں ۲۷ اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو ۲۸

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٢٩﴾

تم فرماؤ فیصلہ کے دن ۲۸ کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے ۲۹

فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرِ إِنَّهُمْ مُنْتَضِرُونَ ﴿٣٠﴾

تو اُن سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو ۳۰ بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے ۳۱

۲۵ یعنی انبیاء میں اور ان کی امتوں میں یا مومنین و مشرکین میں ۲۶ امور دین میں سے اور حق و باطل والوں کو جدا جدا ممتاز کر دے گا۔ ۲۷ یعنی اہل مکہ کو ۱۵ کتنی امتیں مثل عاد، ثمود و قوم لوط کے ۲۷ یعنی اہل مکہ جب سلسلہ تجارت شام کے سفر کرتے ہیں تو ان لوگوں کے منازل و بلاد میں گزرتے ہیں اور ان کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔ ۲۸ جو عبرت حاصل کریں اور پند پذیر ہوں۔ ۲۹ جس میں سبزہ کا نام و نشان نہیں ۳۰ چوپائے بھوسہ اور وہ خود غلہ ۳۱ کہ وہ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت پر استدلال کریں اور سمجھیں کہ جو قادر برحق شکست زمین سے کھیتی نکالنے پر قادر ہے مردوں کا زندہ کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید۔ ۳۲ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور فرمانبردار اور نافرمان کو ان کے حسب عمل جزا دے گا اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم پر رحمت و کرم کرے گا اور کفار و مشرکین کو عذاب میں مبتلا کرے گا اس پر کافر بطور تمسخر و استہزاء کہتے تھے کہ یہ فیصلہ کب ہوگا اس کا وقت کب آئے گا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے ارشاد فرماتا ہے: ۳۳ جب عذاب الہی نازل ہوگا ۳۴ تو یہ معذرت کی۔ فیصلہ کے دن سے یا روز قیامت مراد ہے یا روز فتح مکہ یا روز بدر، بر تقدیر اول اگر روز قیامت مراد ہو تو ایمان کا نافع نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ ایمان وہی مقبول ہے جو دنیا میں ہو اور دنیا سے نکلنے کے بعد نہ ایمان مقبول ہوگا نہ ایمان لانے کے لیے دنیا میں واپس آنا میسر آئے گا اور اگر فیصلہ کے دن سے روز بدر یا روز فتح مکہ مراد ہو تو معنی یہ ہیں کہ جبکہ عذاب آجائے اور وہ لوگ قتل ہونے لگیں تو حالت قتل میں ان کا ایمان لانا قبول نہ کیا جائے گا اور نہ عذاب مؤخر کر کے انہیں مہلت دی جائے۔ چنانچہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو قوم بنی کنانہ بھاگی حضرت خالد بن ولید نے جب انہیں گھیرا اور انہوں نے دیکھا کہ اب قتل سر پر آ گیا کوئی امید جاں بری کی نہیں تو انہوں نے اسلام کا اظہار کیا حضرت خالد نے قبول نہ فرمایا اور انہیں قتل کر دیا۔ (جمل وغیرہ) ۳۵ ان پر عذاب نازل ہونے کا۔ ۳۶ بخاری و مسلم شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز جمعہ نماز فجر میں یہ سورت یعنی سورہ بقرہ اور سورہ دہر پڑھتے تھے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب تک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سورت اور سورہ

﴿اياتھا ۳﴾ ﴿سُورَةُ الْاَحْزَابِ مَكِّيَّةٌ ۹۰﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۹﴾

سورۃ احزاب مدنیہ ہے، اس میں تہتر آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ کا یوں ہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سُننا و بے شک اللہ

عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

علم و حکمت والا ہے اور اس کی پیروی رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اے لوگو اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرًا ۖ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ مَا

تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس (کافی) ہے کام بنانے والا

جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۖ وَمَا جَعَلَ أَرْوَاجَكُمْ أَلْفًا

اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر

”تَبَرَّكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ“ پڑھ نہ لیتے خواب (نیند) نہ فرماتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سورۃ سجدہ عذاب قبر سے محفوظ رکھتی

ہے۔ (خان و مدارک) سورۃ احزاب مدنیہ ہے۔ اس میں نو رکوع تہتر آیتیں اور ایک ہزار دو سو اسی کلمے اور پانچ ہزار سات سو نوے حرف ہیں۔ و یعنی ہماری

طرف سے خبریں دینے والے ہمارے اسرار کے امین ہمارا خطاب ہمارے پیارے بندوں کو پہنچانے والے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ کے ساتھ خطاب فرمایا جس کے یہ معنی ہیں جو ذکر کئے گئے۔ نام پاک کے ساتھ یا محمد! ذکر فرما کر خطاب نہ کیا جیسا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو

خطاب فرمایا ہے اس سے مقصود آپ کی تکریم اور آپ کا احترام اور آپ کی فضیلت کا ظاہر کرنا ہے۔ (مدارک) و شان نزول: ابوسفیان بن حرب اور عمرہ بن ابی

جہل اور ابوالاعور سہمی جنگ احد کے بعد مدینہ طیبہ میں آئے اور منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کے یہاں مقیم ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے گفتگو کے لیے امان حاصل کر کے انہوں نے یہ کہا کہ آپ لات، عزئی، منات وغیرہ بتوں کو جنہیں مشرکین اپنا معبود سمجھتے ہیں کچھ نہ فرمائیے اور یہ فرما دیجئے کہ ان

کی شفاعت ان کے پیاریوں کے لیے ہے اور ہم لوگ آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی یہ گفتگو بہت ناگوار ہوئی

اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میں انہیں امان دے چکا ہوں اس لیے قتل نہ کرو مدینہ

شریف سے نکال دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکال دیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں خطاب تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ساتھ ہے اور مقصود ہے آپ کی امت سے فرمانا کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امان دی تو تم اس کے پابند رہو اور نقض عہد (عہد توڑنے) کا ارادہ نہ کرو

اور کفار و منافقین کی خلاف شرع بات نہ مانو۔ و کہ ایک میں اللہ کا خوف ہو دوسرے میں کسی اور کا، جب ایک ہی دل ہے تو اللہ ہی سے ڈرے۔ شان نزول:

ابو معمر حیدر فہری کی یادداشت اچھی تھی جو سنتا تھا یاد کر لیتا تھا قریش نے کہا کہ اس کے دودل ہیں جیسی تو اس کا حافظہ اتنا قوی ہے وہ خود بھی کہتا تھا کہ اس کے دودل ہیں

اور ہر ایک میں حضرت سید عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے زیادہ دانش ہے۔ جب بدر میں مشرک بھاگے تو ابو معمر اس شان سے بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں،

ایک پاؤں میں۔ ابوسفیان سے ملاقات ہوئی تو ابوسفیان نے پوچھا: کیا حال ہے؟ کہا: لوگ بھاگ گئے تو ابوسفیان نے پوچھا: ایک جوتی ہاتھ میں ایک پاؤں میں

کیوں ہے؟ کہا: اس کی مجھے خبر نہیں میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ دونوں جوتیاں پاؤں میں ہیں۔ اس وقت قریش کو معلوم ہوا کہ دودل ہوتے تو جوتی جو ہاتھ میں لیے

تُظْهِرُونَ مِنْهُمْ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۖ ذِكْرُكُمْ

کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایا وہ اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ

قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝۴

تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے وہ اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے وہ

أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ

اُنھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں اُن کے باپ معلوم نہ ہوں وہ

فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۖ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ

تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد والے اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر

بِهِ ۚ وَلَكِنْ مَّا تَعَصَتْ قُلُوبُكُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۵

ہوا وہ ہاں وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کروا کر اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُوا

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے وہ اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں وہ اور رشتہ

ہوئے تھا بھول نہ جاتا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ منافقین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دودل بتاتے اور کہتے تھے کہ ان کا ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور

ایک اپنے اصحاب کے ساتھ نیز زمانہ جاہلیت میں جب کوئی اپنی عورت سے ظہار کرتا تھا تو لوگ اس ظہار کو طلاق کہتے اور اس عورت کو اس کی ماں قرار دیتے تھے اور

جب کوئی شخص کسی کو بیٹا کہہ دیتا تو اس کو حقیقی بیٹا قرار دے کر شریک میراث ٹھہراتے اور اس کی زوجہ کو بیٹا کہنے والے کے لیے صلی بیٹی کی بی بی کی طرح حرام جانتے

ان سب کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۵ یعنی ظہار سے عورت ماں کے مثل حرام نہیں ہو جاتی۔ ظہار: منکوحہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو ہمیشہ کے لیے حرام ہو

اور یہ تشبیہ ایسے عضو میں ہو جس کو دیکھنا اور چھونا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کسی نے اپنی بی بی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ یا پیٹ کے مثل ہے تو وہ مظاہر ہو گیا۔

مسئلہ: ظہار سے نکاح باطل نہیں ہوتا لیکن کفارہ ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے عورت سے علیحدہ رہنا اور اس سے تنہا نہ کرنا لازم ہے۔ مسئلہ:

ظہار کا کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا اور یہ میسر نہ ہو تو متواتر دو مہینے کے روزے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ مسئلہ: کفارہ ادا کرنے کے بعد

عورت سے قربت اور تمتع حلال ہو جاتا ہے۔ (ہدایہ) ۱۔ خواہ انہیں لوگ تمہارا بیٹا کہتے ہوں۔ ۲۔ یعنی بی بی کو ماں کے مثل کہنا اور لے پا لک کو بیٹا کہنا بے

حقیقت بات ہے نہ بی بی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کا ”فرزند“ اپنا بیٹا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو یہود و

منافقین نے زبان طعن کھولی اور کہا کہ (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے بیٹے زید کی بی بی سے شادی کر لی کیونکہ پہلے حضرت زینب زید

کے نکاح میں تھیں اور حضرت زید ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زرخیز تھے۔ انہوں نے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

میں انہیں ہمہ کردیا، حضور نے انہیں آزاد کر دیا تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے حضور ہی کی خدمت میں رہے حضور ان پر شفقت و کرم فرماتے تھے اس لیے لوگ

انہیں حضور کا فرزند کہنے لگے اس سے وہ ہتھیار حضور کے بیٹے نہ ہو گئے اور یہود و منافقین کا طعنہ محض غلط اور بیجا ہوا اللہ تعالیٰ نے یہاں ان طاعنین (طعنہ دینے

والوں) کی تکذیب فرمائی اور انہیں جھوٹا قرار دیا۔ ۸۔ حق کی۔ لہذا لے پالکوں کو ان کے پالنے والوں کا بیٹا نہ ٹھہراؤ بلکہ ۹۔ جن سے وہ پیدا ہوئے۔ ۱۰۔ وہ اور

اس وجہ سے تم انہیں ان کے باپوں کی طرف نسبت نہ کر سکو ۱۱۔ تو تم انہیں بھائی کہو اور جس کے لے پا لک ہیں اس کا بیٹا نہ کہو۔ ۱۲۔ ممانعت سے پہلے یا یہ معنی ہیں

کہ اگر تم نے لے پا لکوں کو خطا بے ارادہ ان کے پرورش کرنے والوں کا بیٹا کہہ دیا کسی غیر کی اولاد کو محض زبان کی سبقت سے بیٹا کہا تو ان صورتوں میں گناہ نہیں۔

۱۳۔ ممانعت کے بعد۔ ۱۴۔ دنیا و دین کے تمام امور میں اور نبی کا حکم ان پر نافذ اور نبی کی طاعت واجب اور نبی کے حکم کے مقابل نفس کی خواہش واجب التکر یا

الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ

والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں فلا بہ نسبت اور مسلمانوں اور

الْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا ۖ كَانَ ذَٰلِكَ فِي

مہاجروں کے فلا مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو فلا یہ کتاب

الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۖ ۱۰ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ

میں لکھا ہے فلا اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا فلا اور تم سے فلا اور

مِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ

نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے

مِيثَاقًا غَلِيظًا ۚ ۱۱ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صَدَقِهِمْ ۚ وَعَدَّ لِّلْكَافِرِينَ

گاڑھا عہد لیا تاکہ بچوں سے فلا ان کے سچ کا سوال کرے فلا اور اس نے کافروں کے لیے دردناک

عَذَابًا أَلِيمًا ۚ ۱۲ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُورُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ

عذاب تیار کر رکھا ہے اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو فلا جب

جَاءَكُمْ جُنُودُهُمْ فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ

تم پر کچھ لشکر آئے فلا تو ہم نے اُن پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے فلا اور

یہ معنی ہیں کہ نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رافت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: ہر مومن کے لیے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں اگرچہ ہو تو یہ آیت پڑھو ”الْحَسْبِيَ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ“ حضرت ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی قراءت میں ”مِنْ اَنْفُسِهِمْ“ کے بعد ”وَهُوَ اَبْتُ لَّهُمْ“ بھی ہے۔ مجاہد نے کہا کہ تمام انبیاء اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتہ سے مسلمان

آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔ فلا تعظیم حرمت میں اور نکاح کے ہمیشہ کے لیے حرام ہونے میں اور اس کے علاوہ دوسرے احکام

میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں خالہ نہ کہا

جائے گا۔ فلا توارث میں فلا مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ”اَوَّلٰی الْاَرْحَامِ“ ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں، کوئی اجنبی دینی برادری کے ذریعہ سے

وارث نہیں ہوتا فلا اس طرح کہ جس کے لیے چاہو کچھ وصیت کرو تو وصیت ثلث مال کے قدر میں توارث پر مقدم کی جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اول مال ذوی

الفروض کو دیا جائے گا پھر عصباء کو پھر نسبی ذوی الفروض پر رد کیا جائے گا پھر ذوی الارحام کو دیا جاوے گا پھر مولیٰ الموالات کو (تفسیر احمدی) ولا یعنی لوح محفوظ

میں۔ فلا رسالت کی تبلیغ اور دین حق کی دعوت دینے کا فلا خصوصیت کے ساتھ۔ مسئلہ: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر دوسرے انبیاء پر مقدم کرنا ان

سب پر آپ کی افضلیت کے اظہار کے لیے ہے۔ فلا یعنی انبیاء سے یا ان کی تصدیق کرنے والوں سے فلا یعنی جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اور انہیں تبلیغ

کی وہ دریافت فرمائے یا مومنین سے ان کی تصدیق کا سوال کرے یا یہ معنی ہیں کہ انبیاء کو جو ان کی امتوں نے جواب دیئے وہ دریافت فرمائے اور اس سوال سے

مقصود کفار کی تذلیل و تنکیت ہے۔ فلا جو اس نے جنگ احزاب کے دن فرمایا جس کو غزوہ خندق کہتے ہیں جو جنگ احد سے ایک سال بعد تھا جب کہ مسلمانوں

کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ میں محاصرہ کر لیا گیا تھا۔ فلا قریش اور غطفان اور یہود قرظہ و نضیر کے فلا یعنی ملائکہ کے لشکر۔

اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝۹ اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ

اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ۲۷ جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے

مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ

سے ۲۸ اور جب کہ ٹھٹھک کر رہ گئیں نگاہیں ۲۹ اور دل گلوں کے پاس آگئے ۳۰ اور تم اللہ پر طرح طرح کے

الظُّنُونَا ۝۱۰ هٰذَا لِكِ ابْتِلٰى الْمُؤْمِنُوْنَ وَذُلُّوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝۱۱ وَ

گمان کرنے لگے ۳۱ وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی ۳۲ اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے اور

غزوہ احزاب کا مختصر بیان: یہ غزوہ شوال ۴ یا ۵ ہجری میں پیش آیا جب یہود بنی نضیر کو جلا وطن کیا گیا تو ان کے اکابر مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس پہنچے اور انہیں سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ مسلمان نیست و نابود ہو جائیں، ابوسفیان نے اس

تحریک کی بہت قدر کی اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عداوت میں ہمارا ساتھ دے پھر قریش نے ان

یہودیوں سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو بناؤ تو ہم حق پر ہیں یا محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہود نے کہا تمہیں حق پر ہو اس پر قریش خوش ہوئے اسی پر

آیت ”اَلَمْ تَرَ اِلٰى الَّذِيْنَ اَوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجَنِبِ وَالطَّاغُوتِ“ نازل ہوئی پھر یہودی قبائل غطفان، قیس وغیلان وغیرہ میں گئے وہاں

بھی یہی تحریک کی وہ سب ان کے موافق ہو گئے اس طرح انہوں نے جا بجا دورے کئے اور عرب کے قبیلہ قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کر لیا جب سب لوگ تیار

ہو گئے تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفار کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع دی یہ اطلاع پاتے ہی حضور نے بمشورہ حضرت

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کھدوانی شروع کر دی اس خندق میں مسلمانوں کے ساتھ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی کام کیا مسلمان خندق

تیار کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار کاشکر گراں لے کر ان پر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا خندق مسلمانوں کے اور ان کے درمیان حائل تھی

اس کو دیکھ کر تمہیر ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ ایسی تدبیر ہے جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے اب انہوں نے مسلمانوں پر تیرا انداز شروع کی اور اس محاصرہ کو

پندرہ روز یا چوبیس روز گزرے مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ان پر تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اور اندھیری

رات میں اس ہوائے ان کے خیے گرا دیئے، طنائیں توڑ دیں، کھوئے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ دیں، آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے

جنہوں نے کفار کو لرزادیا ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں ملائکہ نے قتال نہیں کیا، پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حذیفہ بن یمان کو

خبر لینے کے لیے بھیجا وقت نہایت سرد تھا یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دست

مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی اثر نہ کر سکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے وہاں تیز ہوا چل رہی تھی اور سنگریزے اڑ اڑ کر لوگوں کے لگ رہے تھے، آنکھوں میں

گرد پڑ رہی تھی، عجب پریشانی کا عالم تھا، لشکر کفار کے سردار ابوسفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا ہر شخص

اپنے برابر والے کو دیکھ لے یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کیا، حضرت حذیفہ نے دانائی سے اپنے واسطے شخص کا ہاتھ پکڑ کر

پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: اے گروہ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے

بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں ہوانے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو بس اب یہاں سے کوچ کر دو میں

کوچ کرتا ہوں ابوسفیان یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور لشکر میں الرجیل الرجیل یعنی کوچ کوچ کا شور مچ گیا ہوا ہر چیز کو اٹٹے ڈالتی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی

اب یہ لشکر بھاگ نکلا اور سامان کا بار کر کے لے جانا اس کو شاق (مشکل) ہو گیا اس لیے کثیر سامان چھوڑ گیا۔ (جمل) ۲۷ یعنی تمہارا خندق کھودنا اور نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہنا۔ ۲۸ یعنی وادی کی بالائی جانب مشرق سے قبیلہ اسد و غطفان کے لوگ مالک بن عوف نصری و عیینہ بن حصن

فزاری کی سرکردگی میں ایک ہزار کی جمیعت لے کر اور ان کے ساتھ طلیحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کی جمیعت لے کر اور جی بن اخطب یہودی بنی قریظہ کی جمیعت

لے کر اور وادی کی زیریں جانب مغرب سے قریش اور کنانہ بسرکردگی ابوسفیان بن حرب۔ ۲۹ اور شدت رعب و ہیبت سے حیرت میں آ گئیں ۳۰ خوف و

اضطراب انتہا کو پہنچ گیا ۳۱ منافق تو یہ گمان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا نام و نشان باقی نہ رہے گا کفار کی اتنی بڑی جمیعت سب کو فنا کر ڈالے گی اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ

کی طرف سے مدد آنے اور اپنے فتناب ہونے کی امید تھی۔ ۳۲ اور ان کا صبر و اخلاص محکم (کسوٹی) امتحان پر لایا گیا۔

اِذْ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ

جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ۳۳ ہمیں اللہ و رسول

رَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۱۲ ۱۲ وَ اِذْ قَالَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا هَلْ يَأْتِيَنَّكَ

نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا ۳۴ اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا ۳۵ اے مدینہ والو! یہاں تمہارے

مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۱۳ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ

ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے تم گھروں کو واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ ۳۸ نبی سے اذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ

بِیُوتِنَا عَوْرَةً ۱۴ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۱۵ اِنْ يُرِيدُونَ اِلَّا فِرَارًا ۱۶ وَلَوْ

ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا اور اگر

دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُلِیَوا الْفِتْنَةَ لَا تَوْهَا وَمَا تَكْتَبُوهَا

ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آئیں پھر اُن سے کفر چاہتیں تو ضرور اُن کا مانگا دے بیٹھے ۳۹ اور اس میں دیر نہ

بِهَآ اِلَّا يَسِيرًا ۱۷ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا لَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ لَا يُؤْلَوْنَ

کرتے مگر تھوڑی اور بے شک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیچھے نہ

اِلَّا دُبَارًا ۱۸ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ۱۹ قُلْ لَّنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ اِنْ

پھیریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا ۴۰ تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر

فَرُرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذَا لَا تَسْعَوْنَ اِلَّا قَلِيلًا ۲۰ قُلْ مَن

موت یا قتل سے بھاگو ۴۱ اور جب بھی دینا نہ برتنے دیئے جاؤ گے مگر تھوڑی ۴۲ تم فرماؤ وہ

ذَ الَّذِي يَعِصُكُمْ مِّنْ اِلٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۲۱

کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا بُرا چاہے ۴۳ یا تم پر بُہر (رحم) فرمانا چاہے ۴۴

۳۳ یعنی ضعف اعتقاد ۳۴ یہ بات معتب بن قیس نے کفار کے لشکر دیکھ کر کہی تھی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہمیں فارس و روم کی فتح کا وعدہ دیتے ہیں

اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی یہ مجال بھی نہیں کہ اپنے ڈیرے سے باہر نکل سکے تو یہ وعدہ نرا دھوکا ہے۔ ۳۵ یعنی منافقین کے ایک گروہ نے ۳۶ یہ مقولہ

منافقین کا ہے انہوں نے مدینہ طیبہ کو یثرب کہا۔ مسئلہ: مسلمانوں کو یثرب نہ کہنا چاہئے۔ حدیث شریف میں مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ حضور سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کونا گوار تھا کہ مدینہ پاک کو یثرب کہا جائے کیونکہ یثرب کے معنی اچھے نہیں ہیں۔ ۳۷ یعنی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لشکر میں

۳۸ یعنی بنی حارثہ بنی سلمہ۔ ۳۹ یعنی اسلام سے منحرف ہو جاتے ۴۰ یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو دریافت فرمائے گا کہ کیوں وفا نہیں کیا گیا۔ ۴۱ کیونکہ

جو مقدر ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ ۴۲ یعنی اگر وقت نہیں آیا ہے تو بھی بھاگ کر تھوڑے ہی دن جتنی عمر باقی ہے اتنے ہی دنیا کو برو تگے اور یہ ایک قلیل مدت ہے۔

۴۳ یعنی اس کو تمہارا قتل و ہلاک منظور ہو تو اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ ۴۴ امن و عافیت عطا فرما کر۔

وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝۱۷ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ

اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے نہ مددگار بے شک اللہ جانتا ہے

الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ

تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ ۱۷ اور لڑائی میں

الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۸ أَشْحَةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ

نہیں آتے مگر تھوڑے ۱۸ تمہاری مدد میں لگی (کو تاہی) کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں

يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا

دیکھو گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو پھر جب

ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِالسِّنَةِ ۖ حَدَادٍ ۖ أَشْحَةً عَلَى الْخَيْرِ ۖ وَأُولَٰئِكَ

ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں ۱۹ یہ لوگ

لَمْ يُؤْمِنُوا ۖ فَآخَضَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۖ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۱۹

ایمان لائے ہی نہیں ۱۹ تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر دیئے ۱۹ یہ اللہ کو آسان ہے

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوْا

وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے ۲۰ اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو اُن کی ۲۰ خواہش ہوگی

لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ

کہ کسی طرح گاؤں میں نکل کر ۲۱ تمہاری خبریں پوچھتے ۲۱ اور اگر وہ تم میں رہتے

۲۱ اور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ دو ان کے ساتھ جہاد میں نہ رہو اس میں جان کا خطرہ ہے۔ شان نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں

نازل ہوئی ان کے پاس یہود نے پیام بھیجا تھا کہ تم کیوں اپنی جانیں ابوسفیان کے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتے ہو اس کے لشکر اس مرتبہ اگر تمہیں پاگئے تو تم میں

سے کسی کو باقی نہ چھوڑیں گے ہمیں تمہارا اندیشہ ہے تم ہمارے بھائی اور ہمسائے ہو ہمارے پاس آ جاؤ، یہ خبر پا کر عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی

مومنین کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرا کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکنے لگے اور اس میں انہوں نے بہت کوشش کی لیکن

جس قدر انہوں نے کوشش کی مومنین کا ثبات استقلال اور بڑھتا گیا۔ ۲۱ ریاکاری اور دکھاوٹ کے لیے۔ ۲۱ اور امن و غنیمت حاصل ہو ۲۱ اور یہ کہیں ہمیں

زیادہ حصہ دہو ہماری ہی وجہ سے تم غالب ہوئے ہو۔ ۲۱ حقیقت میں۔ اگرچہ انہوں نے زبانوں سے ایمان کا اظہار کیا ۲۱ یعنی چونکہ حقیقت میں وہ مومن نہ تھے

اس لیے ان کے تمام ظاہری عمل جہاد وغیرہ سب باطل کر دیئے۔ ۲۱ یعنی منافقین اپنی بزدلی و نامردی سے ابھی تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ کفار قریش و غطفان و یہود

وغیرہ ابھی تک میدان چھوڑ کر بھاگے نہیں ہیں اگرچہ حقیقت حال یہ ہے کہ وہ بھاگ چکے۔ ۲۱ یعنی منافقین کی اپنی نامردی کے باعث یہی آرزو اور ۲۱ مدینہ

طیبہ کے آنے جانے والوں سے ۲۱ کہ مسلمانوں کا کیا انجام ہوا کفار کے مقابلہ میں ان کی کیا حالت رہی۔

مَا قَاتِلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۚ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے ۵۵ بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے ۵۶

لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهُ كَثِيرًا ۖ وَلَمَّا رَأَى

اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے ۵۷ اور جب مسلمانوں

الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ ۖ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ

نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اُس کے رسول نے ۵۸ اور سچ فرمایا

اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۖ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

اللہ اور اس کے رسول نے ۵۹ اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا مسلمانوں میں کچھ

رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ

وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا ۶۰ تو اُن میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا ۶۱ اور کوئی

مَنْ يَنْتَظِرُ ۚ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۖ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ

راہ دیکھ رہا ہے ۶۲ اور وہ ذرا نہ بدلے ۶۳ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے

وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ ۚ إِنِ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ دے بے شک اللہ بخشنے والا

۵۵ ریا کاری اور عذر رکھنے کے لیے تاکہ یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔ ۵۶ ان کی اچھی طرح اتباع کرو اور دین الہی

کی مدد کرو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔

۵۷ ہر موقع پر اس کا ذکر کرے، خوشی میں بھی رنج میں بھی، تنگی میں بھی فراخی میں بھی۔ ۵۸ کہ تمہیں شدت و بلا پہنچے گی اور تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے اور

پیلوں کی طرح تم پر سختیاں آئیں گی اور لشکر جمع ہو ہو کر تم پر ٹوٹیں گے اور انجام کار تم غالب ہو گے اور تمہاری مدد فرمائی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اَمْ

حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ“ الایۃ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ بچھلی نو یا دس راتوں میں لشکر تمہاری طرف آنے والے ہیں جب انہوں نے دیکھا کہ اس میعاد پر لشکر آگئے تو کہا یہ ہے

وہ جو ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا۔ ۵۹ یعنی جو اس کے وعدے ہیں سب سچے ہیں سب یقیناً واقع ہوں گے ہماری مدد بھی ہوگی ہمیں غلبہ بھی دیا جائے گا

اور مکہ مکرمہ اور روم و فارس بھی فتح ہوں گے۔ ۶۰ حضرت عثمان غنی اور حضرت طلحہ اور حضرت سعید بن زید اور حضرت حمزہ اور حضرت مصعب وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ

عنہم نے نذر کی تھی کہ وہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں ان کی نسبت اس

آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دیا۔ ۶۱ جہاد پر ثابت رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا جیسے کہ حضرت حمزہ و مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۶۲ اور شہادت کا

انتظار کر رہا ہے جیسے کہ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۶۳ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے شہید ہو جانے والے بھی اور شہادت کا انتظار

کرنے والے بھی ان منافقین اور مرئیض القلب لوگوں پر تعریض ہے جو اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔

رَّحِيمًا ۲۳) وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ط وَكَفَى

مہربان ہے اور اللہ نے کافروں کو ۲۳ ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا ۲۴ اور اللہ نے

اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ط وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۲۵) وَأَنْزَلَ الَّذِينَ

مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت دی ۲۵ اور اللہ زبردست عزت والا ہے اور جن اہل کتاب

ظَاهَرُوهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ

نے ان کی مدد کی تھی ۲۶ انھیں ان کے قلعوں سے اُتار ۲۷ اور ان کے دلوں میں

الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۲۶) وَأَوْرَشَكُمْ أَرْضَهُمْ وَ

رعب ڈالا ان میں ایک گروہ کو قتل کرتے ہو ۲۶ اور ایک گروہ کو قید کرتے اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے ان کی زمین اور

دِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّهُمْ تَطْوُحَا ط وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

ان کے مکان اور ان کے مال ۲۷ اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے ۲۸ اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيرًا ۲۷) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّإِذَا وَاجَبَكَ إِنَّ كُنْتُمْ تَرُدُّنَ الْحَيَاةَ

قادر ہے اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور

۲۸ یعنی قریش و غطفان وغیرہ کے لشکروں کو جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ۲۹ تاکام و نامراد واپس ہوئے۔ ۳۰ کہ دشمن فرشتوں کی تکبیروں اور ہوا کی تختیوں

سے بھاگ نکلے۔ ۳۱ یعنی بنی قریظہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قریش و غطفان وغیرہ احزاب کی مدد کی تھی ۳۲ اس میں غزوہ بنی قریظہ کا بیان

ہے یہ آخر ذی قعدہ ۳ھ یا ۴ھ میں ہوا جب غزوہ خندق میں شب کو مخالفین کے لشکر بھاگ گئے جس کا اوپر کی آیات میں ذکر ہو چکا ہے اس شب کی صبح کو رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور تھکھارے اور تار دیئے اس روز ظہر کے وقت جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر

مبارک دھویا جا رہا تھا جبریل امین حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور نے تھکھارے دیئے فرشتوں نے چالیس روز سے تھکھارے نہیں رکھے ہیں اللہ تعالیٰ

آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم فرماتا ہے حضور نے حکم فرمایا کہ ندر کردی جائے کہ جو فرمانبردار ہو وہ عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں جا کر حضور یہ فرما کر

روانہ ہو گئے اور مسلمان چلے شروع ہوئے اور یکے بعد دیگرے حضور کی خدمت میں پہنچتے رہے یہاں تک کہ بعض حضرات نماز عشاء کے بعد پہنچے لیکن انہوں نے اس

وقت تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کیونکہ حضور نے بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اس لیے اس روز انہوں نے عصر بعد عشاء پڑھی اور اس پر نہ اللہ

تعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی نہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ لشکر اسلام نے پچیس روز تک بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا اس سے وہ تنگ آ گئے اور اللہ تعالیٰ

نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میرے حکم پر قلعوں سے اترو گے؟ انہوں نے انکار کیا تو فرمایا کیا قبیلہ

اوس کے سردار سعد بن معاذ کے حکم پر اترو گے؟ اس پر وہ راضی ہوئے اور سعد بن معاذ کو ان کے بارے میں حکم دینے پر مامور فرمایا حضرت سعد نے حکم دیا کہ مرد قتل کر

دیئے جائیں۔ عورتیں اور بچے قید کئے جائیں، پھر باز امدینہ میں خندق کھودی گئی اور وہاں لاکر ان سب کی گردنیں ماری گئیں ان لوگوں میں قبیلہ بنی نضیر کا سردار حُجی

بن اخطب اور بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد بھی تھا اور یہ لوگ چھ سو یا سات سو جوان تھے جو گردنیں کاٹ کر خندق میں ڈال دیئے گئے۔ (مدارک و جمل) ۳۹ یعنی

مقاتلین کو۔ ۴۰ عورتوں اور بچوں کو۔ ۴۱ نقد اور سامان اور مویشی سب مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ ۴۲ اس زمین سے مراد خیبر ہے جو فتح قریظہ کے بعد

مسلمانوں کے قبضہ میں آیا یا وہ ہرز زمین مراد ہے جو قیامت تک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والی ہے۔

الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحُكُنَّ سَرَّاحًا جَبِيلًا ۝۲۸ وَإِنْ

اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں دے اور اچھی طرح چھوڑ دوں دے اور اگر

كُنْتُمْ تُرِيدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْحَسَنَاتِ

تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں

مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۲۹ يُنْسَاءُ النَّبِيُّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُمْ بِفَاحِشَةٍ

کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے اے نبی کی بیویو جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی

مُبِينَةٌ يُضَعِّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۝۳۰ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۳۱

جرات کرے دے اس پر اوروں سے دونا (دگنا) عذاب ہوگا دے اور یہ اللہ کو آسان ہے

۝۲۸ یعنی اگر تمہیں مالی کثیر اور اسباب عیش و رکاز ہے۔ شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے آپ سے دنیاوی سامان طلب کئے

اور لفظ میں زیادتی کی درخواست کی یہاں تو کمال زہد تھا سامان دنیا اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا اس لیے یہ خاطر اقدس پر گراں ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی اور

ازواج مطہرات کو تخیر دی گئی اس وقت حضور کی نو بیبیاں تھیں۔ پانچ قریشیہ: (۱) حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۲) حفصہ بنت فاروق،

(۳) ام حبیبہ بنت ابی سفیان، (۴) ام سلمہ بنت ابی امیہ، (۵) سودہ بنت زمعہ اور چار غیر قریشیہ: (۱) زینب بنت جحش اسدیہ، (۲) میمونہ بنت حارث بلالیہ،

(۳) صفیہ بنت ُحُمَی بن اخطب خیبریہ، (۴) جویریہ بنت حارث مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کیا: حضور کے معاملہ

میں مشورہ کیسا میں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دیر آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواج نے بھی جواب دیا۔ مسئلہ: جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے زوج کو

اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ہمارے نزدیک طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ ۝۲۸ جس عورت کے ساتھ بعد نکاح دخول یا

خلوت صحیح ہوئی ہو اس کو طلاق دی جائے تو کچھ سامان دینا مستحب ہے اور وہ سامان تین کپڑوں کا جوڑا ہوتا ہے یہاں مال سے وہی مراد ہے۔ مسئلہ: جس عورت کا مہر

مقرر نہ کیا گیا ہو اس کو قبل دخول طلاق دی تو یہ جوڑا دینا واجب ہے۔ ۝۲۹ بغیر کسی ضرر کے۔ ۝۳۰ جیسے کہ شوہر کی اطاعت میں کوتاہی کرنا اور اس کے ساتھ کج خلقی

سے پیش آنا کیونکہ بدکاری سے تو اللہ تعالیٰ انبیاء کی بیبیوں کو پاک رکھتا ہے۔ ۝۳۱ کیونکہ جس شخص کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے اس سے اگر قصور واقع ہو تو وہ قصور بھی

دوسروں کے قصور سے زیادہ سخت قرار دیا جاتا ہے۔ مسئلہ: اسی لیے عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ قبیح ہوتا ہے اور اسی لیے آزادوں کی سزا شریعت میں غلاموں

سے زیادہ مقرر ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیاں تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں اس لیے ان کی ادنیٰ بات سخت گرفت کے قابل ہے۔

فائدہ: لفظ فاحشہ جب معرفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے زنا اور لواط مراد ہوتی ہے اور اگر نکرہ غیر موصوفہ ہو کر لایا جائے تو اس سے تمام گناہ مراد ہوتے ہیں اور جب

موصوفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے شوہر کی نافرمانی اور فسادِ معشرت مراد ہوتا ہے، اس آیت میں نکرہ موصوفہ ہے اسی لیے اس سے شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خلقی

مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔ (جمل وغیرہ)

وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُوتَهَا أَجْرَهَا

اور ۵۷ کے جو تم میں فرماں بردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا (دگنا)

مَرَّتَيْنِ ۱۰ وَأَعْتَدْنَا لَهُا رِزْقًا كَرِيمًا ۳۱ ۱۰ يُنْسَاءُ النَّبِيُّ لِسْتِنٍ كَا حِدٍ

ثواب دیں گے ۱۰ اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ۵۸ اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں

مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي

کی طرح نہیں ہو ۵۹ اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ

قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۳۲ ۱۰ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ

لا لُج کرے ۶۰ ہاں اچھی بات کہو ۶۱ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو

تَبَرَّجِ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ

جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی ۶۲ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور

اللَّهُ وَرَسُولَهُ ۱۰ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ

اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور

الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۳۳ ۱۰ وَاذْكُرْنَ مَا يُشْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ

فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے ۶۳ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں

۵۸ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویو! ۵۹ یعنی اگر اوروں کو ایک نیکی پر دس گنا ثواب دیں گے تو تمہیں بیس گنا کیونکہ تمام جہان کی عورتوں میں تمہیں شرف و

فضیلت ہے اور تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں ایک ادائے اطاعت دوسرے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا جوئی اور قناعت و حسن معاشرت کے

ساتھ حضور کو خوشنود کرنا۔ ۶۰ جنت میں۔ ۶۱ تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر، جہان کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر

نہیں۔ ۶۲ اس میں تعلیم آداب ہے کہ اگر بضرورت غیر مرد سے پس پردہ گفتگو کرنی پڑے تو قصد کرو کہ لہجہ میں نزاکت نہ آنے پائے اور بات میں لوچ نہ ہو

بات نہایت سادگی سے کی جائے عفت مآب (پاکدامن) خواتین کے لیے یہی شایاں ہے۔ ۶۳ دین و اسلام کی اور نیکی کی تعلیم اور پند و نصیحت کی اگر ضرورت

پیش آئے مگر بے لوچ لہجہ سے۔ ۶۴ اگلی جاہلیت سے مراد قبل اسلام کا زمانہ ہے اس زمانہ میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت و محاسن کا اظہار کرتی تھیں کہ

غیر مرد و بیکس لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں اور پچھلی جاہلیت سے اخیر زمانہ مراد ہے جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کی مثل

ہو جائیں گے۔ ۵۹ یعنی گناہوں کی نجاست سے تم آلودہ نہ ہو۔ اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اور حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہراء اور علی مرتضیٰ اور حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔ آیات و احادیث کو جمع کرنے

سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے ان آیات میں اہل بیت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نصیحت

فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند رہیں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا

مرتکب ان سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے، اس طرز کلام سے مقصود یہ ہے کہ ارباب عقول کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقویٰ و

پرہیزگاری کی ترغیب دی جائے۔

۳۴

اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۴ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ

اللہ کی آیتیں اور حکمت ۵۸۱ بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے بے شک مسلمان مرد اور

الْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالصّٰدِقِيْنَ

مسلمان عورتیں ۵۸۲ اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار اور فرماں برداریں اور سچے

وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعَاتِ وَ

اور سچیاں ۵۸۳ اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور

الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصّٰاِمِيْنَ وَالصّٰاِمَاتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظَاتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذّٰكِرَاتِ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ

رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵ وَمَا كَانَ لِيُوْثِقَ مِنْ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضٰی

نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پھنپتا ہے کہ جب اللہ و

اللّٰهُ وَرَاسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهٖمْ ۝ وَمَنْ

رسول کچھ حکم فرما دیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے ۵۸۴ اور جو

۵۸۱ یعنی سنت۔ ۵۸۲ شان نزول: اسماء بنت عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے انہوں نے فرمایا نہیں تو اسماء نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے عرض کیا کہ حضور عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں فرمایا کیوں عرض کیا کہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

اور ان کے دس مراتب مردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں سے پہلا مرتبہ ”اسلام“ ہے جو خدا اور رسول کی

فرمانبرداری ہے۔ دوسرا ”ایمان“ کہ وہ اعتقاد صحیح اور ظاہر و باطن کا موافق ہوتا ہے۔ تیسرا مرتبہ ”قنوت“ یعنی طاعت ہے۔ ۵۸۳ اس میں چوتھے مرتبہ کا بیان ہے

کہ وہ ”صدق نیت و صدق اقوال و افعال“ ہے۔ اس کے بعد پانچویں مرتبہ صبر کا بیان ہے کہ طاعتوں کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے احتراز رکھنا خواہ نفس پر کتنا ہی

شاق اور گراں ہو، رضائے الہی کے لیے اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد پھر چھٹے مرتبہ ”خشوع“ کا بیان ہے جو طاعتوں اور عبادتوں میں قلوب و جوارح کے ساتھ

متواضع ہونا ہے۔ اس کے بعد ساتویں مرتبہ ”صدقہ“ کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں بطریق فرض و نفل دینا ہے۔ پھر آٹھویں

مرتبہ ”صوم“ کا بیان ہے یہ بھی فرض و نفل دونوں کو شامل ہے۔ منقول ہے کہ جس نے ہر ہفتہ ایک درہم صدقہ کیا وہ متصدقین میں اور جس نے ہر مہینہ ایام بیض (چاند

کی ۱۳، ۱۴، ۱۵) کے تین روزے رکھے وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نویں مرتبہ ”عفت“ کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی پارسائی کو محفوظ رکھے اور جو

حلال نہیں ہے اس سے بچے۔ سب سے آخر میں سوویں مرتبہ ”کثرت ذکر“ کا بیان ہے، ذکر میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، قراءت قرآن، علم دین کا پڑھنا پڑھانا، نماز،

وعظ، بصیحت، میلا و شریف، نعت شریف پڑھنا سب داخل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ بندہ ذکرین میں شمار ہوتا ہے جب کہ وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر حال میں اللہ کا ذکر

کرے۔ ۵۸۴ شان نزول: یہ آیت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیہ بنت عبد المطلب کے حق میں نازل ہوئی

يَعِصُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۝۳۶ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي

حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ

جسے اللہ نے نعمت دی وہ اور تم نے اُسے نعمت دی وہ کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے ۹۲ اور اللہ سے ڈرنا ۹۳

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ

اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا ۹۴ اور تمہیں لوگوں کے طعن کا اندیشہ تھا ۹۵ اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ

تَخْشَهُ ۝ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَ وَلَئِنْ لَا يَكُونُ عَلَىٰ

اس کا خوف رکھو ۹۶ پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی ۹۷ تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی ۹۸ کہ مسلمانوں پر کچھ

الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۝

حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کی بیٹیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے ۹۹ اور

أُمِيرُهُمْ حُضُورُ سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَواتُ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ جن کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد کیا تھا اور وہ حضور ہی کی

خدمت میں رہتے تھے حضور نے زینب کے لیے ان کا پیام دیا اس کو زینب نے اور ان کے بھائی نے منظور نہیں کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت

زینب اور ان کے بھائی اس حکم کو نہ کرنا رضی ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا اور حضور نے ان کا مہر دس

دینار ساٹھ درہم ایک جوڑا کپڑا پچاس مد (ایک پیمانہ ہے) کھانا تیس صاع کھجوریں دیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

طاعت ہر امر میں واجب ہے اور نبی علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امر و وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

فائدہ: بعض تفاسیر میں حضرت زید کو غلام کہا گیا ہے مگر یہ خالی از ساق نہیں کیونکہ وہ حر (آزاد) تھے گرفتاری سے بالخصوص قبل بعثت شرعاً کوئی شخص موقوف یعنی مملوک

نہیں ہو جاتا اور وہ زمانہ فترت کا تھا اور اہل فترت کو حر بی نہیں کہا جاتا۔ (کذا فی الجمل) ۱۰۰ اسلام کی جو بڑی جلیل نعمت ہے۔ ۱۰۱ آزاد فرما کر، مراد اس سے

حضرت زید بن حارثہ ہیں کہ حضور نے انہیں آزاد کیا اور ان کی پرورش فرمائی۔ ۱۰۲ شان نزول: جب حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکا تو حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج طاہرات میں داخل ہوں گی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ

حضرت زید اور زینب کے درمیان موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت زینب کی سخت گفتاری تیز زبانی عدم اطاعت اور

اپنے آپ کو بڑا نکمے کی شکایت کی ایسا بار بار اتفاق ہوا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زید کو سمجھا دیتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۰۳ زینب پر

کبر و ایدائے شوہر کے الزام لگانے میں۔ ۱۰۴ یعنی آپ یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں

ازواج مطہرات میں داخل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ ۱۰۵ یعنی جب حضرت زید نے زینب کو طلاق دے دی تو آپ کو لوگوں کے طعن کا اندیشہ

ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا اور ایسا کرنے سے لوگ طعنہ دیں گے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی عورت کے

ساتھ نکاح کر لیا جو ان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی۔ مقصود یہ ہے کہ امر مباح میں بے جا طعن کرنے والوں کا کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہئے۔ ۱۰۶ اور سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ تقویٰ والے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ۱۰۷ اور حضرت زید

نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اور عدت گزر گئی۔ ۱۰۸ حضرت زینب کی عدت گزرنے کے بعد ان کے پاس حضرت زید رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

پیام لے کر گئے اور انہوں نے سر جھکا کر کمال شرم و ادب سے انہیں یہ پیام پہنچایا انہوں نے کہا کہ اس معاملے میں، میں اپنی رائے کو کچھ بھی دخل نہیں دیتی جو میرے

رب کو منظور ہو اس پر راضی ہوں یہ کہہ کر وہ بارگاہ الہی میں متوجہ ہوئیں اور انہوں نے نماز شروع کر دی اور یہ آیت نازل ہوئی حضرت زینب کو اس نکاح سے بہت

خوشی اور فخر ہوا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شادی کا ولیمہ بہت وسعت کے ساتھ کیا۔ ۱۰۹ یعنی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ لے پالک کی بی بی سے نکاح

كَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۚ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ

اللہ کا حکم ہو کر رہنا نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے

اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۖ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا

مقرر فرمائی سنت اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے وہ اللہ کا کام مقرر

مَقْدُورًا ۚ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ

تقدیر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا

أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ۚ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ

کسی کا خوف نہ کرتے اور اللہ بس (کافی) ہے حساب لینے والا محمد تمہارے مردوں میں کسی کے

مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ

باپ نہیں ہوتا ہاں اللہ کے رسول ہیں وہ اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب

شَيْءٍ عَلِيمًا ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۚ وَ

کچھ جانتا ہے اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور

سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۚ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

صبح و شام اس کی پاکی بولتے وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے

جائز ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو ان کے لیے مباح کیا اور باپ نکاح میں جو وسعت انہیں عطا فرمائی اس پر اقدام کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ یعنی انبیاء

علیہم السلام کو باپ نکاح میں وسعتیں دی گئیں کہ دوسروں سے زیادہ عورتیں ان کے لیے حلال فرمائیں جیسا کہ حضرت داود علیہ السلام کی سو بیبیاں اور حضرت

سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیبیاں تھیں یہ ان کے خاص احکام ہیں ان کے سوا دوسروں کو رو انہیں نہ کوئی اس پر معترض ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کے

لیے جو حکم فرمائے اس پر کسی کو اعتراض کیا مجال، اس میں یہود کا رد ہے جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر چار سے زیادہ نکاح کرنے پر طعن کیا تھا اس میں

انہیں بتایا گیا کہ یہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے جیسا کہ پہلے انبیاء کے لیے تعداد ازواج میں خاص احکام تھے۔ تو اسی سے ڈرنا

چاہئے۔ تو حضرت زید کے بھی آپ حقیقت میں باپ نہیں کہ ان کی منکوحہ آپ کے لیے حلال نہ ہوتی قاسم و طیب و طاہر و ابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر وہ اس

عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں مرد کہا جائے انہوں نے بچپن میں وفات پائی۔ اور سب رسول ناصح شفیق اور واجب التوقیر و لازم الطاعة ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے

باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ کے حقوق سے بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے امت حقیقی اولاد نہیں ہو جاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ اس

کے لیے ثابت نہیں ہوتے۔ یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل

ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پاچے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عمل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف

نماز پڑھیں گے حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تو اترا تک پہنچتی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ

حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام

ہے۔ کیونکہ صبح اور شام کے اوقات ملائکہ روز و شب کے جمع ہونے کے وقت ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اطراف لیل و نہار کا ذکر کرنے سے ذکر کی مداومت

لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝۳۳

کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے گا اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے
تَجِئْتُمْ يَوْمَ يُلْقَوْنَ سَلَمًا ۝۳۴ وَاعَدَ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝۳۵ يَا أَيُّهَا
ان کے لیے ملتے وقت کی دعا سلام ہے فَلَ اور ان کے لیے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے اے غیب کی خبریں

النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝۳۵ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ
بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضرناظر ۱ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنا ۱ اور اللہ کی طرف

بِأَذْنِهِ وَسِرًا جَامِنًا ۝۳۶ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا
اس کے حکم سے بلاتا ۱ اور چکادینے والا آفتاب ۱ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ اُن کے لیے اللہ کا بڑا

كَبِيرًا ۝۳۷ وَلَا تَطْعَمِ الْكُفْرِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَدَعَا أَذْهُمُ وَتَوَكَّلْ عَلَى
فضل ہے اور کافروں اور منافقوں کی خوشی نہ کرو اور ان کی ایذا پر درگزر فرما ۱ اور اللہ پر

اللَّهُ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝۳۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ

بھروسہ کرو اور اللہ بس (کافی) ہے کار ساز اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو
کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ۱ شان نزول: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ“ نازل ہوئی تو
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں
کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱ یعنی کفر و معصیت اور ناخدا شناسی کی اندھیروں سے حق و ہدایت اور معرفت و خدا
شناسی کی روشنی کی طرف ہدایت فرمائے۔ فَلَ ملتے وقت سے مراد یا موت کا وقت ہے یا قبروں سے نکلنے کا یا جنت میں داخل ہونے کا۔ مروی ہے کہ حضرت ملک
الموت علیہ السلام کسی مومن کی روح اس کو سلام کئے بغیر قبض نہیں فرماتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ملک الموت مومن کی روح
قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مومنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ سلامتی کی بشارت کے طور پر انہیں
سلام کریں گے۔ (محل و خازن) ۱ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر بہت بہترین ترجمہ ہے مفردات راغب میں ہے: ”الشُّهُودُ وَالشَّهَادَةُ“ الْحُضُورُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ
إِمَّا بِالْبَصَرِ أَوْ بِالْبَصِيرَةِ یعنی شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہتے ہیں کہ
وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں آپ کی رسالت عامہ ہے جیسا کہ سورہ فرقان
کی پہلی آیت میں بیان ہوا تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک ہونے والی ساری خلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال و افعال و احوال، تصدیق،
تکذیب، ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ (ابو اسعد و دہمل) ۱ یعنی ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو عذاب جہنم کا ڈر سناتا۔ ۱ یعنی خلق
کو طاعت الہی کی دعوت دیتا۔ ۱ سراج کا ترجمہ آفتاب قرآن کریم کے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نوح میں
”وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا“ اور آخر پارہ کی پہلی سورت میں ہے ”وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا“ اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نور نبوت
نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لیے معرفت و توحید الہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور
ضلالت کی وادی تاریک میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نور نبوت سے ضلالت و بصائر اور قلوب و ارواح کو نور کیا حقیقت میں
آپ کا وجود مبارک ایسا آفتاب عالم تاب ہے جس نے ہزار ہا آفتاب بنادئے اسی لیے اس کی صفت میں ”منیر“ ارشاد فرمایا گیا۔ ۱ جب تک کہ اس بارے میں
اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم دیا جائے۔

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں

تَعْتَدُونَهَا فَمِيعُوهُنَّ وَسِرَّ حُوهُنَّ سَرًا حَاجِبِيًّا ۝۳۹ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

جسے گنو ۱۱۵ تو انہیں کچھ فائدہ دولا اور اچھی طرح سے چھوڑ دو ۱۱۶ اے غیب بتانے والے (نبی)

إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي أَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ

ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو ۱۱۷ اور تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں

مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَ

جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں ۱۱۸ اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور بھتیجیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور

بَنَاتِ خَلَّتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ

خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ۱۱۹ اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ

نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے ۱۲۰ یہ خاص تمہارے لیے ہے امت

الْمُؤْمِنِينَ ۝۴۰ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ

کے لیے نہیں ۱۲۱ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے

۱۱۵ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر عورت کو قبل قربت طلاق دی تو اس پر عدت واجب نہیں۔ مسئلہ: خلوت صحیحہ قربت کے حکم میں ہے تو اگر خلوت صحیحہ کے بعد

طلاق واقع ہو تو عدت واجب ہوگی اگرچہ مباشرت (ہم بستری) نہ ہوئی ہو۔ مسئلہ: یہ حکم مؤمنہ اور کتابیہ دونوں کو عام ہے لیکن آیت میں مؤمنات کا ذکر فرمایا اس

طرف مشیر (اشارہ کرتا) ہے کہ نکاح کرنا مؤمنہ سے اولیٰ ہے۔ ۱۱۶ مسئلہ: یعنی اگر ان کا مہر مقرر ہو چکا تھا تو قبل خلوت طلاق دینے سے شوہر پر نصف مہر واجب

ہوگا اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو ایک جوڑا دینا واجب ہے جس میں تین کپڑے ہوتے ہیں۔ ۱۱۷ اچھی طرح سے چھوڑنا یہ ہے کہ ان کے حقوق ادا کر دیئے جائیں

اور ان کو کوئی ضرر نہ دیا جائے اور انہیں روکا نہ جائے کیونکہ ان پر عدت نہیں ہے۔ ۱۱۸ مہر کی تعین اور عقد میں تعین افضل ہے شرط حلت نہیں کیونکہ مہر کو مجمل طریقہ پر

دینا یا اس کو مقرر کرنا اولیٰ اور بہتر ہے واجب نہیں۔ (تفسیر احمدی) ۱۱۹ مثل حضرت صفیہ و حضرت جویریہ کے جن کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد فرمایا اور

ان سے نکاح کیا۔ مسئلہ: غنیمت میں ملنے کا ذکر بھی فضیلت کے لیے ہے کیونکہ مملوکات بملک یمنین خواہ خرید سے ملک میں آئی ہوں یا بہرہ سے یا وراثت سے یا

وصیت سے وہ سب حلال ہیں۔ ۱۲۰ ساتھ ہجرت کرنے کی قید بھی افضل کا بیان ہے کیونکہ بغیر ساتھ ہجرت کرنے کے بھی ان میں سے ہر ایک حلال ہے اور یہ بھی

ہو سکتا ہے کہ خاص حضور کے حق میں ان عورتوں کی حلت اس قید کے ساتھ مقید ہو جیسا کہ ام ہانی بنت ابی طالب کی روایت اس طرف مشیر ہے۔ ۱۲۱ معنی یہ ہیں کہ

ہم نے آپ کے لیے اس مؤمنہ عورت کو حلال کیا جو بغیر مہر اور بغیر شرط نکاح اپنی جان آپ کو بہرہ کرے بشرطیکہ آپ اسے نکاح میں لانے کا ارادہ فرمائیں۔ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے کیونکہ وقت نزول آیت حضور کی ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو بہرہ کے ذریعہ

سے مشرف بزوحیت ہوئی ہوں اور جن مؤمنہ بیبیوں نے اپنی جانیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کر دیں وہ یمونہ بنت حارث اور خولہ بنت حکیم اور

ام شریک اور زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (تفسیر احمدی) ۱۲۲ یعنی نکاح بے مہر خاص آپ کے لیے جائز ہے امت کے لیے نہیں امت پر بہر حال مہر واجب ہے خواہ وہ مہر

أَيُّبَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

مال کنیزوں میں ۱۲۴ یہ خصوصیت تمہاری ۱۲۵ اس لیے کہ تم پر کوئی تکلیف نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان

تُرْجَى مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُعْوَى إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ۖ وَمَنْ ابْتِغَيْتَ

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو ۱۲۵ اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا

مَنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۖ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ تَقْرَءَ عَيْنَهُنَّ وَلَا

اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں ۱۲۶ یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور

يَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَ

غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں ۱۲۷ اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور

كَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ

اللہ علم و حلم والا ہے ان کے بعد ۱۲۸ اور عورتیں تمہیں حلال نہیں ۱۲۹ اور نہ یہ کہ ان کے عوض

بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۖ وَ

اور بیبیاں بدلو ۱۳۰ اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال ۱۳۱ اور

مَعْتَنَ نَهَ كَرِيں یا قصد امہر کی نفی کریں۔ مسئلہ: نکاح بلفظ ہبہ جائز ہے۔ ۱۳۲ یعنی بیبیوں کے حق میں جو کچھ مقرر فرمایا ہے مہر اور گواہ اور باری کا واجب ہونا اور چارہ

عورتوں تک کو نکاح میں لانا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ شرعاً مہر کی مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے۔ ۱۳۳ جو اوپر ذکر ہوئی کہ عورتیں آپ کے لیے محض ہبہ سے بغیر مہر کے حلال کی گئیں۔ ۱۳۴ یعنی آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بی بی کو چاہیں پاس

رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں لیکن باوجود اس اختیار کے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ازواج مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے اور ان کی

باریاں برابر رکھتے مگر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہ رسالت

میں عرض کیا تھا کہ میرے لیے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کی ازواج میں ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے حق میں

نازل ہوئی جنہوں نے اپنی جائیں حضور کو نذر کیں اور حضور کو اختیار دیا گیا کہ ان میں سے جس کو چاہیں قبول کریں اس کے ساتھ تزویج فرمائیں اور جس کو چاہیں انکار

فرمادیں۔ ۱۳۵ یعنی ازواج میں سے آپ نے جس کو معزول یا ساقط القسمہ کر دیا ہو (باری ترک کر دی ہو) آپ جب چاہیں اس کی طرف التفات فرمائیں اور اس

کو نوازیں، اس کا آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔ ۱۳۶ کیونکہ جب وہ یہ جانیں گی کہ یہ تقویٰ اور یہ اختیار آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے تو ان کے قلوب مطمئن

ہو جائیں گے۔ ۱۳۷ یعنی ان نو بیبیوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں جنہیں آپ نے اختیار دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کو اختیار کیا۔ ۱۳۸ کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ازواج کا نصاب نو ہے جیسے کہ امت کے لیے چار۔ ۱۳۹ یعنی انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح

کر لیا بھی نہ کر ویہ احترام ان ازواج کا اس لیے ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دیا تھا تو انہوں نے اللہ و رسول کو اختیار کیا

اور آسائش دنیا کو ٹھکرا دیا چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پراکتفا فرمایا اور اخیر تک یہی بیبیاں حضور کی خدمت میں رہیں۔ حضرت عائشہ و ام سلمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آخر میں حضور کے لیے حلال کر دیا گیا تھا کہ بتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں اس تقدیر پر آیت منسوخ ہے اور اس کا نسخ

آیہ ”إِنَّا خَلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ“ آلا یہ ہے۔ ۱۴۰ کہ وہ تمہارے لیے حلال ہے اور اس کے بعد حضرت ماریہ قبطیہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

ملک میں آئیں اور ان سے حضور کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جنہوں نے چھوٹی عمر میں وفات پائی۔

كَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا ۝^{۵۲} يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے اے ایمان والو نبی کے گھروں میں ۱۳۲۵

بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَظِيرِينَ إِنَّهُ لَا

نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ ۱۳۲۵ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ نکلو ۱۳۲۵

لَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ

ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں

لِحَدِيثٍ ۖ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا

دل بہلاؤ ۱۳۲۵ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے ۱۳۲۵ اور اللہ

يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۖ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ

حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم اُن سے ۱۳۲۵ برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے

حِجَابٍ ۖ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۖ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا

باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی ۱۳۲۵ اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ

۱۳۲۵ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ گھر مرد کا ہوتا ہے اور اسی لیے اس سے اجازت حاصل کرنا مناسب ہے۔ شوہر کے گھر کو عورت کا گھر بھی کہا جاتا ہے اس لحاظ

سے کہ وہ اس میں سکونت کا حق رکھتی ہے اسی وجہ سے ”وَإِذْ كُنْزَ مَا يُنْفَلِي فِي بُيُوتِكُنَّ“ میں گھروں کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے مکانات جن میں حضور کی ازواج مطہرات کی سکونت تھی اور حضور کے پردہ فرمانے کے بعد بھی وہ اپنی حیات تک انہیں میں رہیں وہ حضور کی ملک تھے اور

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواج طاہرات کو بہ نہ فرمانے تھے بلکہ سکونت کی اجازت دی تھی اسی لیے ازواج مطہرات کی وفات کے بعد ان کے وارثوں کو نہ

ملے بلکہ مسجد شریف میں داخل کر دیئے گئے جو وقف ہے اور جس کا نفع تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔ ۱۳۲۵ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر

مردوں کو کسی گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں آیت اگرچہ خاص ازواج رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں وارد ہے لیکن حکم اس کا تمام مسلمان

عورتوں کے لیے عام ہے۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتوں کی جماعتیں

آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر

دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم اٹھے اور ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور پھر

واپس ہو گئے یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی اس سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال حیا اور شان کرم و حسن اخلاق معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ضرورت کے اصحاب سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ

چلے جائیے بلکہ جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسن ادب کا اعلیٰ ترین معلم ہے۔ ۱۳۲۵ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بغیر دعوت کسی کے یہاں کھانے نہ جائے۔ ۱۳۲۵ کہ یہ

اہل خانہ کی تکلیف اور ان کے حرج کا باعث ہے۔ ۱۳۲۵ اور ان سے چلے جانے کے لیے نہیں فرماتے تھے۔ ۱۳۲۵ یعنی ازواج مطہرات سے ۱۳۲۵ کہ وسوسوں اور

خطرات سے امن رہتا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَتَكَبَّرَ أَرْوَاجَهُ مِنْ بَعْدَةِ أَبَدًا ۖ إِنَّ ذَلِكُمْ

رسول اللہ کو ایذا دینا اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو ۱۲۱ بے شک یہ

كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝۵۳ إِنَّ تَبْدُؤَ شَيْءٍ أَوْ تَحْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے ۱۲۱ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۵۴ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَ

کچھ جانتا ہے اُن پر مضائقہ نہیں ۱۲۲ اُن کے باپ اور بیٹوں اور

لَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ

بھائیوں اور بھتیجیوں اور بھانجیوں ۱۲۳ اور اپنے دین کی عورتوں ۱۲۴

وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ۖ وَاتَّقِينَ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

اور اپنی کنیزوں میں ۱۲۵ اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے

شَرِيدًا ۝۵۵ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

سامنے ہے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو

أَمُّوَا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝۵۶ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَ

ان پر درود اور خوب سلام بھیجو ۱۲۶ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور

۱۲۷ اور کوئی کام ایسا نہ کرو جو خاطر اقدس پر گراں ہو۔ ۱۲۸ کیونکہ جس عورت سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عقد فرمایا وہ حضور کے سوا ہر شخص پر ہمیشہ

کے لیے حرام ہو گئی اسی طرح وہ کنیزیں جو باریاب خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لیے حرام ہیں۔ ۱۲۹ اس میں اعلام

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت بڑی عظمت عطا فرمائی اور آپ کی حرمت ہر حال میں واجب کی۔ ۱۳۰ یعنی ان بیبیوں پر کچھ گناہ

نہیں اس میں کہ وہ ان لوگوں سے پردہ نہ کریں جن کا آیت میں آگے ذکر فرمایا جاتا ہے۔ شان نزول: جب پردہ کا حکم نازل ہوا تو عورتوں کے باپ بیٹوں اور قریب

کے رشتہ داروں نے رسول کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہم اپنی ماؤں بیٹیوں کے ساتھ پردہ

کے باہر سے گفتگو کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۳۱ یعنی ان اقارب کے سامنے آنے اور ان سے کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ۱۳۲ یعنی مسلمان

بیبیوں کے سامنے آنا جائز ہے اور کافر عورتوں سے پردہ کرنا اور اپنے جسم چھپانا لازم ہے سوائے جسم کے ان حصوں کے جو گھر کے کام کاج کے لیے کھولنے ضروری

ہوتے ہیں۔ (جمل) ۱۳۵ یہاں پچا اور ماموں کا صراحتہ ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ وہ والدین کے حکم میں ہیں۔ ۱۳۶ سپہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام

بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں

اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشهد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل و اصحاب و دوسرے مؤمنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے یعنی درود

شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: درود شریف میں آل و

اصحاب کا ذکر متواتر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکریم ہے

علماء نے ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ“ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یا رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی

رَسُولُهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۝۵۷

اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں ۱۵۷ اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۱۵۸ اور

الَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَتَبَ ۖ وَافْقَدِ

جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں انہوں

اِحْتَلَوْا بُهْتَانًا ۖ وَإِشْمَامِينًا ۝۵۸ يَأْتِيهَا النَّبِيُّ قُلٌّ لَّا رُوحًا وَ

نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا ۱۵۹ اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں

بَنَاتِكَ ۖ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِئِهِنَّ ۖ ذٰلِكَ

اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں ۱۶۰ یا اس سے

أَدْنَىٰ ۖ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝۵۹ لِّئِنْ

نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو ۱۶۱ تو ستائی نہ جائیں ۱۶۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اگر

لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي

باز نہ آئے منافق ۱۶۳ اور جن کے دلوں میں روگ ہے ۱۶۴ اور مدینہ میں جھوٹ

الْبَدِيَّةِ لَتُغْرِبَنَّ بِهْمُ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝۶۰

اڑانے والے ۱۶۵ تو ضرور ہم تمہیں ان پرشہ (حوصلہ) دیں گے ۱۶۶ پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن ۱۶۷

دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقاعنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت

کا اظہار فرما کر اور انبیاء مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے مسئلہ درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں حدیث شریف میں ہے: سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب درود بھیجئے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے: جو

مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔

۱۶۷ وہ ایذا دینے والے کفار ہیں جو شان الہی میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے وہ منہ اور پاک ہے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں

ان پر دارین میں لعنت۔ ۱۶۸ آخرت میں۔ ۱۶۹ شان نزول: یہ آیت ان منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایذا دیتے تھے

اور ان کے حق میں بدگوئی کرتے تھے۔ حضرت فضیل نے فرمایا کہ کتنے اور سو کو بھی ناحق ایذا دینا حلال نہیں تو مؤمنین و مؤمنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم

ہے۔ ۱۷۰ اور سر اور چہرے کو چھپائیں جب کسی حاجت کے لیے ان کو نکلتا ہو۔ ۱۷۱ کہ یہ خرہ (آزاد) ہیں۔ ۱۷۲ اور منافقین ان کے درپے نہ ہوں منافقین کی

عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اس لیے خرہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ چادر سے جسم ڈھانک کر سر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع ممتاز کر دیں۔ ۱۷۳

اپنے نفاق سے ۱۷۴ اور جو بڑے خیال رکھتے ہیں یعنی فاجر بدکار ہیں وہ اگر اپنی بدکاری سے باز نہ آئے ۱۷۵ جو اسلامی لشکروں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑایا کرتے

تھے اور یہ مشہور کیا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوگئی وہ قتل کر ڈالے گئے دشمن چڑھا چلا آ رہا ہے اور اس سے ان کا مقصد مسلمانوں کی دل شکنی اور ان کو پریشانی

میں ڈالنا ہوتا تھا۔ ان لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اگر وہ ان حرکات سے باز نہ آئے ۱۷۶ اور تمہیں ان پر مسلط کریں گے۔ ۱۷۷ پھر مدینہ طیبہ ان سے

خالی کر لیا جائے گا اور وہاں سے نکال دیئے جائیں گے۔

مَلْعُونِينَ ۚ أَيَبَاشُقْفُوا أَخَذُوا وَقَتْلُوا تَقْتِيلًا ۖ ۶۱ سُنَّةَ اللَّهِ فِي

پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں لیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان

الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ ۶۲ يَسْأَلُكَ

لوگوں میں جو پہلے گزر گئے ۱۵۸ اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے لوگ تم سے

النَّاسِ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ

قیامت کو پوچھتے ہیں ۱۵۹ تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو

السَّاعَةِ تَكُونُ قَرِيبًا ۖ ۶۳ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۖ ۶۴

شاید قیامت پاس ہی ہو ۱۶۰ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے

خُلْدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۖ ۶۵ يَوْمَ تُقَلَّبُ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار ۱۶۱ جس دن اُن کے منہ الٹ الٹ

وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۖ ۶۶ وَ

کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا ۱۶۲ اور

قَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ۖ ۶۷ رَبَّنَا

کہیں گے اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے ۱۶۳ تو انھوں نے ہمیں راہ سے بہکا دیا اے ہمارے رب

أَتَيْتَهُمْ ضَعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَظِيمُ لَعْنًا كَبِيرًا ۖ ۶۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

انھیں آگ کا دونوں (دُگنا) عذاب دے ۱۶۴ اور اُن پر بڑی لعنت کر اے ایمان

أَمْنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّ ۚ أَلَا اللَّهُ مَبَاقِلُهَا ۖ ۶۹ وَكَانَ

والو ۱۶۵ اُن جیسے نہ ہونا جنھوں نے موسیٰ کو ستایا ۱۶۶ تو اللہ نے اُسے بری فرمادیا اس بات سے جو انھوں نے کبی ۱۶۷ اور موسیٰ

۱۵۸ یعنی پہلی امتوں کے منافقین جو ایسی حرکات کرتے تھے ان کے لیے بھی سنت الہیہ یہی رہی کہ جہاں پائے جائیں مار ڈالے جائیں۔ ۱۵۹ کہ کب قائم ہوگی۔

شان نزول: مشرکین تو سنسخر واستہزاء کے طور پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا کرتے تھے گویا کہ ان کو بہت جلدی ہے اور یہود

اس کو امتحاناً پوچھتے تھے کیونکہ توریت میں اس کا علم مخفی رکھا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا۔ ۱۶۰ اس میں جلد کرنے والوں کو

تہدید اور امتحاناً سوال کرنے والوں کا اسکاٹ (چپ کرانا) اور ان کی دہن دوزی (منہ بند کرنا) ہے۔ ۱۶۱ جو انہیں عذاب سے بچا سکے۔ ۱۶۲ دنیا میں تو ہم آج

اس عذاب میں گرفتار نہ ہوتے۔ ۱۶۳ یعنی قوم کے سرداروں اور بڑی عمر کے لوگوں اور اپنی جماعت کے عاملوں کے انہوں نے ہمیں کفر کی تلقین کی۔ ۱۶۴ کیونکہ

وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ۱۶۵ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب واحترام بجالاؤ اور کوئی کام ایسا نہ کرنا جو ان کے رنج و ملال کا

باعث ہو اور ۱۶۶ یعنی ان بنی اسرائیل کی طرح نہ ہونا جو ننگے نہاتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر طعن کرتے تھے کہ حضرت ہمارے ساتھ کیوں نہیں نہاتے انہیں

عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۶۹ يَٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا

اللہ کے یہاں آبرو والا ہے ۶۸ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات

سَدِيدًا ۷۰ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ

کبو ۶۹ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا ۷۰ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور

اللَّهُ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۷۱ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى

اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی ۷۱

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا

آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے ۷۲

وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۷۲ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ

اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں

وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو ۷۳ اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں

برص وغیرہ کی کوئی بیماری ہے۔ ۷۲ اس طرح کہ جب ایک روز حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غسل کے لیے ایک تنہائی کی جگہ میں پتھر پر کپڑے اتار کر رکھے اور غسل شروع کیا تو پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگا آپ کپڑے لینے کے لیے اس کی طرف بڑھے تو بنی اسرائیل نے دیکھ لیا کہ جسم مبارک پر کوئی داغ اور کوئی عیب نہیں ہے۔ ۷۳ صاحب جاہ اور صاحب منزل اور مستجاب الدعوات۔ ۷۴ یعنی سچی اور درست حق و انصاف کی اور اپنی زبان اور کام کی حفاظت رکھو۔ یہ بھلائیوں کی اصل ہے ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر کرم فرمائے گا اور ۷۵ تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور تمہاری طاعتیں قبول فرمائے گا۔ ۷۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد طاعت و فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پیش کیا انہیں کو آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں پر پیش کیا تھا کہ اگر وہ انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیئے جائیں گے نہ ادا کریں گے تو عذاب کئے جائیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امانت نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، خانہ کعبہ کا حج، سچ بولنا، ناپ اور تول میں اور لوگوں کی ودیعتوں میں عدل کرنا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ امانت سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا کہ تمام اعضاء کا ان ہاتھ پاؤں وغیرہ سب امانت ہیں اس کا ایمان ہی کیا جو امانت دار نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد لوگوں کی ودیعتیں اور عہدوں کا پورا کرنا ہے تو ہر مؤمن پر فرض ہے کہ نہ کسی مؤمن کی خیانت کرے نہ کافر معاہدہ کی نقیض میں نہ کثیر میں اللہ تعالیٰ نے یہ امانت اعیان سموات وارض و جبال پر (آسمان وزمین اور پہاڑوں پر امانت) پیش فرمائی پھر ان سے فرمایا: کیا تم ان امانتوں کو مع اس کی ذمہ داری کے اٹھاؤ گے؟ انہوں نے عرض کیا: ذمہ داری کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ اگر تم انہیں اچھی طرح ادا کرو تو تمہیں جزا دی جائے گی اور اگر نافرمانی کرو تو تمہیں عذاب کیا جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا: نہیں، اے رب! ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں، نہ ثواب چاہیں نہ عذاب اور ان کا یہ عرض کرنا براہ خوف و خشیت تھا اور امانت بطور تحبیر پیش کی گئی تھی یعنی انہیں اختیار دیا گیا تھا کہ اپنے میں قوت و ہمت پائیں تو اٹھائیں ورنہ معذرت کر دیں، اس کا اٹھانا لازم نہیں کیا گیا تھا اور اگر لازم کیا جاتا تو وہ انکار نہ کرتے۔ ۷۴ کہ اگر ادا نہ کر سکے تو عذاب کئے جائیں گے تو اللہ عزوجل نے وہ امانت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کی اور فرمایا کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کی تھی وہ نہ اٹھا سکے، کیا تو مع اس کی ذمہ داری کے اٹھا سکے گا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا۔ ۷۵ کہا گیا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم نے امانت پیش کی تاکہ منافقین کا نفاق اور مشرکین کا شرک ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب فرمائے اور مؤمنین

وَالْمُؤْمِنَةُ ۱ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۴۳

اور مسلمان عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

﴿ایاتھا ۵۴﴾ ﴿۳۲ سُوْرَةُ سَبَا مَكِّيَّةٌ ۵۸﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۶﴾

سورہ سبا مکہ ہے، اس میں چون آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحُكْمُ فِي

سب خوبیاں اللہ کو کہ اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور آخرت میں اسی کی

الْآخِرَةِ ۱ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۱ يَعْلَمُ مَا يَلْجِ فِي الْأَرْضِ وَمَا

تعریف ہے ہے اور وہی ہے حکمت والا خبردار جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے ہے اور جو

يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۲ وَهُوَ الرَّحِيمُ

زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے ہے اور وہی ہے مہربان

الْغُفُورُ ۳ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۴ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي

بخشنے والا اور کافر بولے ہم پر قیامت نہ آئے گی تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم

لَتَأْتِيَٰكُمْ لَا عِلْمَ الْغَيْبِ ۵ لَا يَعْرُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ

بے شک ضرور تم پر آئے گی غیب جاننے والا اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں

جو امانت کے ادا کرنے والے ہیں ان کے ایمان کا اظہار ہوا اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے اور ان پر رحمت و مغفرت کرے اگرچہ ان سے بعض طاعات

میں کچھ نقص بھی ہوئی ہو۔ (خازن) ۱۔ سورہ سبا کی ہے سوائے آیت ”وَيَسِّرِ الْيُسْرَىٰ أَوْ تُسْوِ الْأَعْلَمُ“ اس میں چھ رکوع، چون آیتیں اور آٹھ سو تینتیس

کلمے، ایک ہزار پانچ سو بارہ حرف ہیں۔ ۲۔ یعنی ہر چیز کا مالک خالق اور حاکم اللہ تعالیٰ ہے اور ہر نعمت اسی کی طرف سے ہے تو وہی حمد و ثنا کا مستحق اور

سزاوار ہے ۳۔ یعنی جیسا دنیا میں حمد کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے ویسا ہی آخرت میں بھی حمد کا مستحق وہی ہے کیونکہ دونوں جہان اسی کی نعمتوں سے بھرے

ہوئے ہیں دنیا میں تو بندوں پر اس کی حمد و ثنا واجب ہے کیونکہ یہ دار التکلیف ہے اور آخرت میں اہل جنت نعمتوں کے سرور اور راحتوں کی خوشی میں

اس کی حمد کریں گے۔ ۴۔ یعنی زمین کے اندر داخل ہوتا ہے جیسے کہ بارش کا پانی اور مَرْدے اور دھینے ۵۔ جیسے کہ سبزہ اور درخت اور چشمے اور کانیں اور بوقتِ حشر مَرْدے ۶۔ جیسے کہ بارش، برف، اوالے اور طرح طرح کی برکتیں اور فرشتے ۷۔ جیسے کہ فرشتے اور دعائیں اور بندوں کے عمل ۸۔ یعنی انہوں نے قیامت کے آنے کا انکار کیا۔ ۹۔ یعنی میرا رب غیب کا جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں تو قیامت کا آنا اور اس کے قائم ہونے کا وقت بھی اس کے علم میں ہے۔

وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی نہ بڑی مگر ایک صاف بتانے والی

مُبِينٌ ۳ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

کتاب میں ہے وٹ تاکہ صلہ دے انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ ہیں جن کے لیے

مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۴ وَالَّذِينَ سَعَوْا لِإِيْتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ

بخشش ہے اور عزت کی روزی وٹ اور جنھوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کی وٹ ان

لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رَّجْزِ الْيَمِّ ۵ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِينَ

کے لیے سخت عذاب دردناک میں سے عذاب ہے اور جنھیں علم ملا وٹ وہ جانتے ہیں کہ جو

أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ ۖ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ

کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُتر وٹ وہی حق ہے اور عزت والے سب خوبیوں سراسے کی

الْحَيِّدِ ۶ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَهْلُ نَدُكُمُ عَلَى رَجُلٍ يُّبْسِكُمْ إِذَا

راہ بتاتا ہے اور کافر بولے وٹ کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتادیں وٹ جو تمہیں خبر دے کہ جب

مُرِّقَتُمْ كُلَّ مَصْرَقٍ ۖ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۷ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ

تم پرزے ہو کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے کیا اللہ پر اُس نے جھوٹ

كَذِبًا أَمْ بِهِ حِجَّةٌ ۚ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ

باندھا یا اُسے سودا (جنون) ہے وٹ بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وٹ عذاب

وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۸ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنْ

اور دور کی گمراہی میں ہیں تو کیا انھوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ إِنَّ نَاشِئَانَا خِصْفٌ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطُ عَلَيْهِمُ

آسمان اور زمین وٹ ہم چاہیں تو انھیں وٹ زمین میں دھنسا دیں یا اُن پر آسمان

وٹ یعنی لوح محفوظ میں وٹ جنت میں وٹ اور ان میں طعن کر کے اور ان کو شعر و نثر وغیرہ بتا کر لوگوں کو ان سے روکنا چاہا (اس کا مزید بیان اسی سورت کے

آخر کو ع پانچ میں آئے گا) وٹ یعنی اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا مؤمنین اہل کتاب مثل عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے وٹ یعنی

قرآن مجید وٹ یعنی کافروں نے آپس میں متعجب ہو کر کہا: وٹ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وٹ جو وہ ایسی عجیب و غریب باتیں کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس مقولہ کا رد فرمایا کہ یہ دونوں باتیں نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دونوں سے نمبر آئیں وٹ یعنی کافر بعثت و حساب کا

كَسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۙ وَلَقَدْ

کا ٹکڑا گرا دیں بے شک اس ملک میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لیے ۲۲ اور بے شک

اتَّبَادَا وَدَمِنًا فَضْلًا ۖ يُجِبَالُ أَوْ بِي مَعَهُ وَالطَّيْرُ ۚ وَالنَّالَهُ الْحَدِيدُ ۙ

ہم نے داود کو اپنا بڑا فضل دیا ۲۳ اے پہاڑ واس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو ۲۴ اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کیا ۲۵

أَن اَعْمَلْ سِبْغَتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ

کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھو ۲۶ اور تم سب نیکی کرو بے شک میں تمہارے کام

بَصِيرٌ ۙ وَلَسْلَيْمَنَ الرِّيحِ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوْاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَأَسَلْنَا

دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ ۲۷ اور ہم نے اس

لَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنَّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَ

کے لیے گھٹلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا ۲۸ اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے ۲۹ اور

انکار کرنے والے۔ ۱۹ یعنی کیا وہ اندھے ہیں کہ انہوں نے آسمان وزمین کی طرف نظر ہی نہیں ڈالی اور اپنے آگے پیچھے دیکھا ہی نہیں جو انہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہر

طرف سے احاطہ میں ہیں اور زمین و آسمان کے اقطار سے باہر نہیں جاسکتے اور ملک خدا سے نہیں نکل سکتے اور انہیں بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں انہوں نے آیات اور رسول

کی تکذیب و انکار کے دہشت انگیز جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے خوف نہ کھایا اور اپنی اس حالت کا خیال کر کے نہ ڈرے۔ ۲۰ ان کی تکذیب و انکار کی سزائیں

قارون کی طرح۔ ۲۱ نظر و فکر ۲۲ جو دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بعث پر اور اس کے منکر کے عذاب پر اور ہر شے پر قادر ہے۔ ۲۳ یعنی نبوت اور کتاب اور

کہا گیا ہے ملک اور ایک قول یہ ہے کہ حسن صوت وغیرہ تمام چیزیں جو آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا۔

۲۴ جب وہ تسبیح کریں ان کے ساتھ تسبیح کرو۔ چنانچہ جب حضرت داود علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑوں سے بھی تسبیح سنی جاتی اور پرند جھک آتے یہ آپ کا معجزہ

تھا۔ ۲۵ کہ آپ کے دست مبارک میں آکر مثل موم یا گوندھے ہوئے آٹے کے نرم ہو جاتا اور آپ اس سے جو چاہتے بغیر آگ کے اور بغیر ٹھونکنے پیٹنے بنا لیتے

اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ لوگوں کے حالات کی جستجو کے لیے اس طرح نکلتے کہ لوگ

آپ کو نہ پہچانیں اور جب کوئی ملتا اور آپ کو نہ پہچانتا تو اس سے آپ دریافت کرتے کہ داود کیسا شخص ہے سب لوگ تعریف کرتے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بصورت

انسان بھیجا حضرت داود علیہ السلام نے اس سے بھی حسب عادت یہی سوال کیا تو فرشتہ نے کہا کہ داود ہیں تو بہت ہی اچھے آدمی کا ش ان میں ایک خصلت نہ ہوتی۔

اس پر آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بندہ خدا کون سی خصلت؟ اس نے کہا کہ وہ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ بیت المال سے لیتے ہیں یہ سن کر آپ کے خیال میں آیا

کہ اگر آپ بیت المال سے وظیفہ نہ لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا اس لیے آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ ان کے لیے کوئی ایسا سبب کر دے جس سے آپ اپنے اہل و

عیال کا گزارہ کریں اور بیت المال سے آپ کو بے نیازی ہو جائے آپ کی یہ دعا مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہے کو نرم کیا اور آپ کو صنعت زرہ

سازی کا علم دیا سب سے پہلے زرہ بنانے والے آپ ہی ہیں آپ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے وہ چار ہزار کو بکتی تھی اس میں سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر بھی خرچ

فرماتے اور فقراء و مساکین پر بھی صدقہ کرتے اس کا بیان آیت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے داود علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر کے ان سے فرمایا ۲۶ کہ

اس کے حلقے کیساں اور متوسط ہوں نہ بہت تنگ نہ فراخ۔ ۲۷ چنانچہ آپ صبح کو دمشق سے روانہ ہوتے تو دو پہر کو قیلولہ اُصطخر میں فرماتے جو ملک فارس میں

ہے اور دمشق سے ایک مہینہ کی راہ پر ہے اور شام کو اُصطخر سے روانہ ہوتے تو شب کو کابل میں آرام فرماتے یہ بھی تیز سوار کے لیے ایک مہینہ کا راستہ ہے۔ ۲۸

جو تین روز سرزمین یمن میں پانی کی طرح جاری رہا اور ایک قول یہ ہے کہ ہر مہینہ میں تین روز جاری رہتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ

السلام کے لیے تانبے کو گھٹلا دیا جیسا کہ حضرت داود علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کیا تھا۔ ۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

مَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نَذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝۱۲ يَعْمَلُونَ

جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے وہ اُسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے اس کے لیے بناتے

لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَبَاثِيلٍ وَجَفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ

جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل ۳۱ اور تصویریں ۳۲ اور بڑے حوضوں کے برابر لگن ۳۳ اور لنگر دار

رَّسِيَّتٍ ۳۴ اِعْمَلُوا الْاِلَ دَاوُدَ شُكْرًا ۳۵ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ ۱۳

دیکھیں ۳۴ اے داود والو شکر کرو ۳۵ اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّاهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ

پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا ۳۶ جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے

تَأْكُلُ مِنْسَاتِهِ ۳۷ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنَّ أَنَّهُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبِ

کہ اس کا عصا کھاتی تھی پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت کھل گئی ۳۸ اگر غیب جانتے ہوتے ۳۹

مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۱۴ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِهُمْ آيَةٌ ۱۵

تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے ۱۴ بے شک سبائ کے لیے ان کی آبادی میں ۱۵ نشانی تھی ۱۶

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات کو مطلع کیا۔ ۱۷ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری نہ کرے۔ ۱۸ اور عالی شان عمارتیں اور مسجدیں اور

انہیں میں سے بیت المقدس بھی ہے ۱۹ درندوں اور پرندوں وغیرہ کی تانبے اور بلور اور پتھر وغیرہ سے اور اس شریعت میں تصویر بنانا حرام نہ تھا۔ ۲۰ اتنے بڑے

کہ ایک لگن میں ہزار آدمی کھاتے۔ ۲۱ جو اپنے پایوں پر قائم تھیں اور بہت بڑی تھیں حتیٰ کہ اپنی جگہ سے ہٹائی نہیں جاسکتی تھیں سیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھتے تھے یہ

یمن میں تھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے فرمایا کہ ۲۲ اللہ تعالیٰ کا ان نعمتوں پر جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اس کی اطاعت بجالا کر۔ ۲۳ حضرت سلیمان

علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں دعا کی تھی کہ ان کی وفات کا حال جنات پر ظاہر نہ ہوتا کہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جن غیب نہیں جانتے پھر آپ حرم میں داخل

ہوئے اور حسب عادت نماز کے لیے اپنے عصا پر تکیہ لگا کر کھڑے ہو گئے جنات حسب دستور اپنی خدمتوں میں مشغول رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ حضرت زندہ ہیں اور

حضرت سلیمان علیہ السلام کا عرصہ دراز تک اسی حالت پر رہا ان کے لیے کچھ حیرت کا باعث نہیں ہوا کیونکہ وہ بارہا دیکھتے تھے کہ آپ ایک ماہ دو دو ماہ اور اس سے

زیادہ عرصہ تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور آپ کی نماز بہت دراز ہوتی ہے حتیٰ کہ آپ کی وفات کے پورے ایک سال بعد تک جنات آپ کی وفات پر مطلع نہ

ہوئے اور اپنی خدمتوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ حکم الہی دیکھنے آپ کا عصا کھالیا اور آپ کا جسم مبارک جولاٹھی کے سہارے سے قائم تھا زمین پر آیا اس

وقت جنات کو آپ کی وفات کا علم ہوا۔ ۲۴ کہ وہ غیب نہیں جانتے ۲۵ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات سے مطلع ہوتے ۲۶ اور ایک سال تک عمارت

کے کاموں میں تکلیف شاقہ اٹھاتے نہ رہتے۔ مروی ہے کہ حضرت داود علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنا (بنیاد) اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ

السلام کا خیمہ نصب کیا گیا تھا اس عمارت کے پورا ہونے سے قبل حضرت داود علیہ السلام کی وفات کا وقت آ گیا تو آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت سلیمان علیہ

السلام کو اس کی تکمیل کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ آپ نے شیاطین کو اس کی تکمیل کا حکم دیا جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے دعا کی کہ آپ کی وفات

شیاطین پر ظاہر نہ ہوتا کہ وہ عمارت کی تکمیل تک مصروف عمل رہیں اور انہیں جو علم غیب کا دعویٰ ہے وہ باطل ہو جائے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر شریف تر پین

سال کی ہوئی تیرہ سال کی عمر شریف میں آپ سریر آرائے سلطنت ہوئے چالیس سال حکمرانی فرمائی۔ ۲۷ سباعرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے جد کے نام سے مشہور

ہے اور وہ جد سہاب بن یثجب بن یعر ب بن قحطان ہے۔ ۲۸ جو حد و یمن میں واقع تھی ۲۹ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و قدرت پر دلالت کرنے والی اور وہ نشانی کیا تھی

جَنَّتٍ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۝ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۝ ط

دو باغ دہنے اور بائیں ۳۳ اپنے رب کا رزق کھاؤ ۳۴ اور اس کا شکر ادا کرو ۳۵

بَلَدًا طَيِّبَةً وَرَبُّ غَفُورٌ ۝ ۱۵ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ

پاکیزہ ۳۶ شہر ۳۷ بخشنے والا رب ۱۵ ۝ تو انھوں نے منہ پھیرا ۳۸ تو ہم نے ان پر زور کا اہلا (سیلاب)

الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِ الْأَكْلِ خَطِطٍ وَأُشْلِ وَشَيْءٍ

بھجا ۳۹ اور اُن کے باغوں کے عوض دو باغ انھیں بدل دیے جن میں بکنا میوہ ۴۰ اور جھاڑی (جھاڑی) اور کچھ

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ۱۶ ۝ ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۝ وَهَلْ نُجْزِي إِلَّا

تھوڑی سی ۴۱ بیریاں ۴۲ ہم نے انھیں یہ بدلہ دیا ان کی ناشکری ۴۳ کی سزا اور ہم کسے سزا دیتے ہیں

الْكُفُورَ ۝ ۱۷ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْوَادِيَّ الْقَرَىٰ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا قُرًى

اُسی کو جو ناشکرا ہے اور ہم نے کئے تھے ان میں ۴۴ اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی ۴۵ سرراہ

ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۝ ط سِيرٌ وَافِيهَا لِيَالِي وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝ ۱۸

کتنے شہر ۴۶ اور انھیں منزل کے اندازے پر رکھا ۴۷ اُن میں چلو راتوں اور دنوں امن وامان سے ۴۸

اس کا آگے بیان ہوتا ہے۔ ۴۹ یعنی ان کی وادی کے داہنے اور بائیں دو درخت چلے گئے اور ان سے کہا گیا تھا ۵۰ باغ ایسے کثیر اشتر (بہت پھل دار) تھے کہ جب کوئی شخص سر پر ٹوکہ لیے گزرتا تو بغیر ہاتھ لگائے قسم قسم کے میووں سے اس کا ٹوکہ بھر جاتا۔ ۵۱ یعنی اس نعمت پر اس کی طاعت بجالاؤ۔ ۵۲ لطیف آب و ہوا صاف ستھری سرزمین نہ اس میں مچھر نہ کبھی نہ کھٹل نہ سانپ نہ بچھو، ہوا کی پاکیزگی کا یہ عالم کہ اگر کہیں اور کا کوئی شخص اس شہر میں گزر جائے اور اس کے کپڑوں میں جوئیں ہوں تو سب مر جائیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شہر سبا صنعا سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔ ۵۳ یعنی اگر تم رب کی روزی پر شکر کرو اور اطاعت بجالاؤ تو وہ بخشش فرمانے والا ہے۔ ۵۴ اس کی شکر گزاری سے اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی۔ وہب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف تیرہ نبی بھیجے جنہوں نے ان کو حق کی دعوتیں دیں اور اللہ تعالیٰ کی نعتیں یاد دلائیں اور اس کے عذاب سے ڈرایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور انہوں نے انبیاء کو جھٹلایا اور کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ ہم پر خدا کی کوئی بھی نعمت ہو تم اپنے رب سے کہہ دو کہ اس سے ہو سکے تو وہ ان نعمتوں کو روک لے۔ ۵۵ عظیم سیلاب جس سے ان کے باغ اموال سب ڈوب گئے اور ان کے مکانات ریت میں دفن ہو گئے اور اس طرح تباہ ہوئے کہ ان کی تباہی عرب کے لیے مثل بن گئی۔ ۵۶ نہایت بدمزہ ۵۷ جیسی ویرانوں میں جم آتی ہیں اس طرح کی جھاڑیوں اور وحشت ناک جنگل کو جو ان کے خوشنما باغوں کی جگہ پیدا ہو گیا تھا بطریق مشاکلت باغ فرمایا۔ ۵۸ اور ان کے کفر ۵۹ یعنی شہر سبا میں ۶۰ کہ وہاں کے رہنے والوں کو وسیع نعمتیں اور پانی اور درخت اور چشمے عنایت کئے مراد ان سے شام کے شہر ہیں۔ ۶۱ قریب قریب سبا سے شام تک سفر کرنے والوں کو اس راہ میں توشہ اور پانی ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ۶۲ کہ چلنے والا ایک مقام سے صبح چلے تو دو پہر کو ایک آبادی میں پہنچ جائے جہاں ضروریات کے تمام سامان ہوں اور جب دو پہر کو چلے تو شام کو ایک شہر میں پہنچ جائے یمن سے شام تک کا تمام سفر اسی آسائش کے ساتھ طے ہو سکے اور ہم نے ان سے کہا کہ ۶۳ نہ راتوں میں کوئی کھانا نہ دنوں میں کوئی تکلیف نہ دشمن کا اندیشہ نہ بھوک پیاس کا غم مالداروں میں حسد پیدا ہوا کہ ہمارے اور غریبوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں رہا قریب قریب کی منزلیں ہیں لوگ خراماں خراماں ہو خوری کرتے چلے جاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد دوسری آبادی آ جاتی ہے وہاں آرام کرتے ہیں نہ سفر میں تھکان (تھکن) ہے نہ کوفت اگر منزلیں دور ہوتیں سفر کی مدت دراز ہوتی راہ میں پانی نہ ملتا جنگلوں اور بیابانوں میں گزر ہوتا تو ہم توشہ ساتھ لیتے پانی کے انتظام کرتے سواریاں اور خدام ساتھ رکھتے سفر کا لطف آتا اور امیر و غریب کا فرق ظاہر ہوتا یہ خیال کر کے انہوں نے کہا۔

فَقَالُوا رَبَّنَا بَعْدَ بَيِّنَاتٍ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ

تو بولے اے ہمارے رب ہمیں سفر میں دُوری ڈال دے اور انھوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا تو ہم نے انھیں کہانیاں کر دیا ۵۹

وَمَرَقْتُهُمْ كُلَّ مَصْرَقٍ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۱۹ وَ

اور انھیں پوری پریشانی سے پرانگندہ کر دیا ۶۰ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے ہر بڑے شکر والے کے لیے ۱۹ اور

لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۲۰

بے شک ابلیس نے انھیں اپنا گمان سچ کر دکھایا ۶۱ تو وہ اس کے پیچھے ہو لیے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا ۲۰

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُّؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مَسْنُ

اور شیطان کا ان پر ۶۲ کچھ قابو نہ تھا مگر اس لیے کہ ہم دکھادیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون

هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ط وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِیْظٌ ۲۱ قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ

اس سے شک میں ہے اور تمہارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے تم فرماؤ ۶۳ پکارو انھیں جنہیں

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ ج لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

اللہ کے سوا ۶۴ سچے بیٹھے ہوئے اور وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں اور نہ

الْأَرْضِ وَمَالُهُمْ فِيهِمَا مِّنْ شَرِكٍ وَ مَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ۲۲ وَلَا

زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار اور

تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَن أَذِنَ لَهُ ط حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ

اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دُور فرما دی جاتی ہے

قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ط قَالُوا الْحَقَّ ۲۳ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۲۳ قُلْ مَن

ایک دوسرے سے ۶۵ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا ۶۶ اور وہی ہے بلند بڑائی والا تم فرماؤ کون

۵۸ یعنی ہمارے اور شام کے درمیان جنگل اور بیابان کر دے کہ بغیر توشہ اور سواری کے سفر نہ ہو سکے۔ ۵۹ بعد والوں کے لیے کہ ان کے احوال سے عبرت حاصل کریں۔ ۶۰ قبیلہ قبیلہ منتشر ہو گیا وہ بستیاں غرق ہو گئیں اور لوگ بے خانماں (بے سر و سامان) ہو کر جدا جدا ہلا دیں پہنچے غسان شام میں اور ازل عمان میں اور

خزاعہ تہامہ میں اور آل خزیمہ عراق میں اور اوس و خزرج کا جد عمر بن عامر مدینہ میں۔ ۶۱ اور صبر و شکر مومن کی صفت ہے کہ جب وہ بلا میں مبتلا ہوتا ہے صبر کرتا ہے اور جب نعمت پاتا ہے شکر بجالاتا ہے۔ ۶۲ یعنی ابلیس جو گمان رکھتا تھا کہ بنی آدم کو وہ شہوت و حرص اور غضب کے ذریعہ گمراہ کر دے گا، یہ گمان اس نے اہل سبائ پر بلکہ تمام

کافروں پر سچا کر دکھایا کہ وہ اس کے تیغ ہو گئے اور اس کی اطاعت کرنے لگے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شیطان نے نہ کسی پر تلوا کھینچی نہ کسی پر کوڑے مارے جھوٹے وعدوں اور باطل امیدوں سے اہل باطل کو گمراہ کر دیا۔ ۶۳ انہوں نے اس کا اتباع نہ کیا۔ ۶۴ جن کے حق میں اس کا گمان پورا ہوا۔ ۶۵ اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے کافروں سے ۶۶ اپنا معبود ۶۷ کہ وہ تمہاری مصیبتیں دور کریں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی نفع و ضرر میں ۶۸ بطریق استبشار۔

يَرْزُقْكُمْ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلٰ

جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے اے تم خود ہی فرماؤ اللہ اے اور بے شک ہم یا تم اے یا تو ضرور

هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۚ قُلْ لَا تَسْأَلُونَنَا أَجْرَ مَنَا وَلَا نَسْأَلُ

ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں اے تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا تو اس کی تم سے پوچھ نہیں نہ تمہارے کوئیوں

عَمَّا تَعْمَلُونَ ۚ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۖ وَهُوَ

(کرتوتوں) کا ہم سے سوال اے تم فرماؤ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا اے پھر ہم میں سچا فیصلہ فرما دے گا اے اور وہی ہے

الْفَتْاحُ الْعَلِيمُ ۚ قُلْ أَرَأُونِي الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا ۚ بَلْ

بڑا نیا وچکانے والا (درست فیصلہ کرنے والا) سب کچھ جانتا تم فرماؤ مجھے دکھاؤ تو وہ شریک جو تم نے اس سے ملائے ہیں اے ہشت (ہرگز ایسا نہیں) بلکہ

هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا

وہی ہے اللہ عزت والا حکمت والا اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے اے خوشخبری دیتا اے

وَنَذِيرًا ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ

اور ڈر سنا تافنہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اے اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اے

۱۹ یعنی شفاعت کرنے والوں کو ایمانداروں کی شفاعت کا اذن دیا۔ اے یعنی آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اُگا کر۔ اے کیونکہ اس سوال کا بجز

اس کے اور کوئی جواب ہی نہیں۔ اے یعنی دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لیے ان دونوں حالوں میں سے ایک حال ضروری ہے۔ اے اور یہ ظاہر ہے کہ جو

شخص صرف اللہ تعالیٰ کو روزی دینے والا، پانی برسانے والا، سبزہ اگانے والا جانتے ہوئے بھی بتوں کو پوجے جو کسی ایک ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں (جیسا کہ اوپر

آیات میں بیان ہو چکا) وہ یقیناً کھلی گمراہی میں ہے۔ اے بلکہ ہر شخص سے اس کے عمل کا سوال ہوگا اور ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔ اے روز قیامت

اے تو اہل حق کو جنت میں اور اہل باطل کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ اے یعنی جن بتوں کو تم نے عبادت میں شریک کیا ہے مجھے دکھاؤ تو کس قابل ہیں کیا وہ

کچھ پیدا کرتے ہیں روزی دیتے ہیں اور جب یہ کچھ نہیں تو ان کو خدا کا شریک بنانا اور ان کی عبادت کرنا کیسی عظیم خطا ہے اس سے باز آؤ۔ اے اس آیت سے

معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت عامہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی، پہلے ہوں یا

پچھلے، سب کے لیے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا

فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں: (۱) ایک ماہ کی مسافت کے رعب اسے میری مدد کی گئی، (۲) تمام زمین میرے لیے مسجد اور پاک کی گئی کہ جہاں

میرے امتی کو نماز کا وقت ہو نماز پڑھے اور (۳) میرے لیے نعمتیں حلال کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھیں اور (۴) مجھے مرتبہ شفاعت عطا کیا گیا

اور (۵) انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ حدیث میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۹ قُلْ لَّكُمْ مِّعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَخِرُوْنَ عَنْهُ

اگر تم سچے ہو تم فرماؤ تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے

سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۰ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّوْمِنَ بِهٰذَا

ہٹ سکو نہ آگے بڑھ سکو ۸۲۳ اور کافر بولے ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے اس

الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۝۳۱ وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ

قرآن پر نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں ۸۲۴ اور کسی طرح تو دیکھے جب ظالم اپنے رب کے پاس

عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کھڑے کئے جائیں گے ان میں ایک دوسرے پر بات ڈالے گا وہ جو دبے تھے ۸۲۵

اَسْتَضْعِفُوْا الَّذِيْنَ اَسْتَكْبَرُوْا الْوَلَا اَنْتُمْ لَكُمْ اُمُوْمِيْنَ ۝۳۲ قَالَ

اُن سے کہیں گے جو اونچے کھینچتے تھے ۸۲۶ اگر تم نہ ہوتے ۸۲۷ تو ہم ضرور ایمان لے آتے وہ جو اونچے

الَّذِيْنَ اَسْتَكْبَرُوْا الَّذِيْنَ اَسْتَضْعِفُوْا اَنْحٰنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى

کھینچتے تھے ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے کیا ہم نے تمہیں روک دیا ہدایت سے

بَعْدَ اِذْ جَاَءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۳ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَسْتَضْعِفُوْا

بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی بلکہ تم خود مجرم تھے اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے

لِّلَّذِيْنَ اَسْتَكْبَرُوْا اَبْلَ مَكْرٍ اَلَيْلٍ وَالنَّهَارِ اِذْ تَأْمُرُوْنَ اَنْ نَّكْفُرَ

اُن سے جو اونچے کھینچتے تھے بلکہ رات دن کا داؤں (فریب) تھا ۸۲۸ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا

بِاللّٰهِ وَنَجْعَلْ لَّهٗ اَنْدَادًا ۝۳۴ وَاَسْرُ وَالنَّدَامَةَ لَبَّاسًا اَوَّ الْعَذَابِ ۝۳۵

انکار کریں اور اس کے برابر والے ٹھہرائیں اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے ۸۲۹ جب عذاب دیکھا ۸۳۰ اور

جَعَلْنَا الْاَغْلَالَ فِيْ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۝۳۶ هَلْ يُجْزَوْنَ الْاَمَّا

ہم نے طوق ڈالے ان کی گردنوں میں جو منکر تھے ۸۳۱ وہ کیا بدلہ پائیں گے مگر وہی

۸۳۲ یعنی اگر تم مہلت چاہو تو تاخیر ممکن نہیں اور اگر جلدی چاہو تو تقدیر اس وعدہ کا اپنے وقت پر پورا ہونا۔ ۸۳۳ توریت اور انجیل وغیرہ۔ ۸۳۴

یعنی تابع اور پیرو تھے ۸۳۵ یعنی اپنے سرداروں سے ۸۳۶ اور ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے ۸۳۷ یعنی تم شب و روز ہمارے لیے مکر کرتے تھے اور ہمیں ہر وقت

شرک پر ابھارتے تھے ۸۳۸ دونوں فریق تابع بھی اور متبوع بھی، پیرو بھی اور ان کے بہکانے والے بھی، ایمان نہ لانے پر ۸۳۹ خواہ بہکانے والے

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ

جو کچھ کرتے تھے ۳۳ اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں

مُتَرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا

(امیروں) نے یہی کہا کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں ۳۴ اور بولے ہم مال اور

وَأَوْلَادًا ۚ وَمَا نَحْنُ بِعَبْدٍ بَيْنَ ۚ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

اولاد میں بڑھ کر ہیں اور ہم پر عذاب ہونا نہیں ۳۵ تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع کرتا ہے جس کے

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۵﴾ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَ

لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے ۳۵ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور تمہارے مال اور

لَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنَ اٰمَنَ وَعَمِلَ

تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قُرب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیکی

صَالِحًا ۚ فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الصَّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرَفِ

کی ۳۶ ان کے لیے دونوں (کئی گنا) صلہ ۳۶ ان کے عمل کا بدلہ اور وہ بالاخانوں میں

ہوں یا ان کے کہنے میں آنے والے، تمام کفار کی یہی سزا ہے۔ ۳۷ دنیا میں کفر اور معصیت۔ ۳۸ اس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی

گئی کہ آپ ان کفار کی تکذیب و انکار سے رنجیدہ نہ ہوں کفار کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی دستور رہا ہے اور مالدار لوگ اسی طرح اپنے مال اور اولاد کے غرور

میں انبیاء کی تکذیب کرتے رہے ہیں۔ شانِ نزول: دو شخص شریک تجارت تھے ان میں سے ایک ملک شام کو گیا اور ایک مکہ مکرمہ میں رہا جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس نے ملک شام میں حضور کی خبر سنی تو اپنے شریک کو خط لکھا اور اس سے حضور کا مفصل حال دریافت کیا اس شریک نے جواب میں لکھا

کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان تو کیا ہے لیکن سوائے چھوٹے درجے کے حقیر و غریب لوگوں کے اور کسی نے ان کا اتباع نہیں کیا جب یہ

خط اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے تجارتی کام چھوڑ کر مکہ مکرمہ آیا اور آتے ہی اپنے شریک سے کہا کہ مجھے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتاؤ اور معلوم کر کے

حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ دنیا کو کیا دعوت دیتے ہیں اور ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: بت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور آپ

نے احکام اسلام بتائے یہ باتیں اس کے دل میں اثر کر گئیں اور وہ شخص چھلی کتاہوں کا عالم تھا کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضور نے فرمایا: تم نے یہ کیسے جانا اس نے کہا کہ جب کبھی کوئی نبی بھیجا گیا پہلے چھوٹے درجے کے غریب لوگ ہی اس کے تابع ہوئے یہ سنت الہیہ ہمیشہ ہی جاری

رہی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۳۹ یعنی جب دنیا میں ہم خوشحال ہیں تو ہمارے اعمال و افعال اللہ تعالیٰ کو پسند ہوں گے اور ایسا ہوا تو آخرت میں عذاب نہیں

ہوگا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال باطل کا ابطال فرما دیا کہ ثواب آخرت کو معیشت دنیا پر قیاس کرنا غلط ہے۔ ۴۰ بطریق ابتلاء و امتحان تو دنیا میں روزی کی

کشائشِ رضا الہی کی دلیل نہیں اور ایسے ہی اس کی تنگی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی دلیل نہیں کبھی گنہگار پر وسعت کرتا ہے کبھی فرمانبردار پر تنگی یہ اس کی حکمت ہے ثواب

آخرت کو اس پر قیاس کرنا غلط و بے جا ہے۔ ۴۱ یعنی مال کسی کے لیے سببِ قرب نہیں سوائے مومن صالح کے جو اس کو راہِ خدا میں خرچ کرے اور اولاد کسی کے

لیے سببِ قرب نہیں سوائے اس مومن کے جو انہیں نیک علم سکھائے دین کی تعلیم دے اور صالح و متقی بنائے۔ ۴۲ ایک نیکی کے بدلے دس سے لے کر سات سو گنا

تک اور اس سے بھی زیادہ جتنا خدا چاہے۔

اٰمِنُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْ اٰيَاتِنَا مُعْجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ

اٰمن واماں سے ہیں ۹۵ اور وہ جو ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کرتے ہیں ۹۹ وہ عذاب میں

مُحْضَرُوْنَ ۚ ۚ قُلْ اِنَّ رَّبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ

لا دھڑے جائیں گے ۱۰۱ تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور

يَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرَّزٰقِيْنَ ۚ

تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے ۱۰۲ اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا ۱۰۳ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ۱۰۴

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِهْلُوْا اِيَّاكُمْ كَانُوْا

اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا ۱۰۵ پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں

يَعْبُدُوْنَ ۚ ۚ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيْنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا

پوجتے تھے ۱۰۶ وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ ۱۰۷ بلکہ وہ

يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۚ ۚ فَاٰلِيَوْمَ لَا يَمْلِكُ

جنوں کو پوجتے تھے ۱۰۸ اُن میں اکثر انھیں پر یقین لائے تھے ۱۰۹ تو آج تم میں ایک دوسرے

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۚ ۚ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُقُوْا

کے بھلے بڑے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا ۱۱۰ اور ہم فرمائیں گے ظالموں سے اس آگ

عَذَابِ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۚ ۚ وَاِذَا تَلٰى عَلَيْهِمْ اٰیٰتِنَا

کا عذاب چکھو جسے جھٹلاتے تھے ۱۱۱ اور جب اُن پر ہماری روشن آیتیں ۱۱۲

۹۸ یعنی جنت کے منازل بالا میں۔ ۹۹ یعنی قرآن کریم پر زبان طعن کھولتے ہیں اور بیگانہ کرتے ہیں کہ اپنی ان باطل کاریوں سے وہ لوگوں کو ایمان لانے سے

روک دیں گے اور ان کا یہ مکر اسلام کے حق میں چل جائے گا اور وہ ہمارے عذاب سے بچ رہیں گے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہی نہیں ہے تو

عذاب ثواب کیسا۔ ۱۰۱ اور ان کی مکاریاں انہیں کچھ کام نہ آئیں گی۔ ۱۰۲ اپنے حسبِ حکمت۔ ۱۰۳ دنیا میں یا آخرت میں۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔ دوسری حدیث میں ہے: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے، تواضع سے مرتبے بلند

ہوتے ہیں۔ ۱۰۴ کیونکہ اس کے سوا جو کوئی کسی کو دیتا ہے خواہ بادشاہ لشکر کو یا آقا غلام کو یا صاحب خانہ اپنے عیال کو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اور اس کی عطا فرمائی

ہوئی روزی میں سے دیتا ہے رزق اور اس سے منفع ہونے کے اسباب کا خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں وہی رزاق حقیقی ہے۔ ۱۰۵ یعنی ان مشرکین کو ۱۰۶ دنیا

میں ۱۰۷ یعنی ہماری ان سے کوئی دوستی نہیں تو ہم کس طرح ان کے پوجنے سے راضی ہو سکتے تھے ہم اس سے بری ہیں۔ ۱۰۸ یعنی شیاطین کو کہ ان کی اطاعت کے

لیے غیر خدا کو پوجتے تھے۔ ۱۰۹ یعنی شیاطین پر۔ ۱۱۰ اور وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو کچھ نفع نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ۱۱۱ دنیا میں۔ ۱۱۲ یعنی آیات

قرآن زبانِ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَيِّنَتْ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ

پڑھی جائیں تو کہتے ہیں ۱۱۲ یہ تو نہیں مگر ایک مرد کہ تمہیں روکنا چاہتے ہیں تمہارے باپ دادا

أَبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى ۖ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

کے معبودوں سے ۱۱۳ اور کہتے ہیں ۱۱۴ یہ تو نہیں مگر بہتان جوڑا ہوا اور کافروں نے حق کو

لِلْحَقِّ لَسَاءَ جَاءَهُمْ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۚ وَمَا آتَيْنَهُمْ مِنْ

کہا ۱۱۵ جب ان کے پاس آیا یہ تو نہیں مگر کھلا جادو اور ہم نے انہیں کچھ کتابیں

كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ۚ وَكَذَّبَ

نہ دیں جنہیں پڑھتے ہوں نہ تم سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا ۱۱۶ اور ان سے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا بَلَغُوا مَعَشَارَ مَا آتَيْنَهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي

انگوں نے ۱۱۷ جھٹلایا اور یہ اس کے دسویں کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا ۱۱۸ پھر انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعْظُمُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ

تو کیسا ہوا میرا انکار کرنا ۱۱۹ تم فرماؤ میں تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں ۱۲۰ کہ اللہ کے لیے کھڑے رہو ۱۲۱

مَشْنِي وَفَرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنَّ هُوَ إِلَّا

دو دو ۱۲۲ اور اکیلے اکیلے ۱۲۳ پھر سوچو ۱۲۴ کہ تمہارے ان صاحب میں جنوں کی کوئی بات نہیں وہ تو نہیں مگر تمہیں

۱۲۵ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ۱۲۶ یعنی بتوں سے۔ ۱۲۷ قرآن شریف کی نسبت ۱۲۸ یعنی قرآن شریف کو ۱۲۹ یعنی آپ سے پہلے

مشرکین عرب کے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ رسول جس کی طرف اپنے دین کی نسبت کر سکیں تو یہ جس خیال پر ہیں ان کے پاس اس کی کوئی سند نہیں وہ ان کے نفس کا

غریب ہے۔ ۱۳۰ یعنی پہلی امتوں نے مثل قریش کے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو ۱۳۱ یعنی جو قوت و کثرت مال و اولاد و طول عمر پہلوں کو دی گئی تھی مشرکین

قریش کے پاس تو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ان کے پہلے تو ان سے طاقت و قوت، مال و دولت میں دس گنا سے زیادہ تھے۔ ۱۳۲ یعنی ان کو ناپسند رکھنا اور عذاب

دینا اور ہلاک فرمانا یعنی پہلے مکذبین نے جب میرے رسولوں کو جھٹلایا تو میں نے اپنے عذاب سے انہیں ہلاک کیا اور ان کی طاقت و قوت اور مال و دولت کوئی چیز بھی

کام نہ آئی، ان لوگوں کی کیا حقیقت ہے انہیں ڈرنا چاہئے۔ ۱۳۳ اگر تم نے اس پر عمل کیا تو تم پر حق واضح ہو جائے گا اور تم وساوس و شبہات اور گمراہی کی مصیبت سے

نجات پاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے ۱۳۴ محض طلب حق کی نیت سے اپنے آپ کو طرفداری اور تعصب سے خالی کر کے ۱۳۵ تاکہ باہم مشورہ کر سکو اور ہر ایک دوسرے

سے اپنی فکر کا نتیجہ بیان کر سکے اور دونوں انصاف کے ساتھ غور کر سکیں ۱۳۶ تاکہ مجمع اور اثر دہام سے طبیعت متوحش نہ ہو اور تعصب اور طرفداری و مقابلہ و لحاظ وغیرہ

سے طبیعتیں پاک رہیں اور اپنے دل میں انصاف کرنے کا موقع ملے۔ ۱۳۷ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت غور کرو کہ کیا جیسا کہ کفار آپ کی طرف

جنوں کی نسبت کرتے ہیں اس میں سچائی کا کچھ شائبہ بھی ہے تمہارے اپنے تجربہ میں، قریش میں یا نوع انسان میں کوئی شخص بھی اس مرتبہ کا عاقل نظر آیا ہے؟ کیا ایسا

ذہن ایسا صائب الرائے دیکھا ہے ایسا سچا ایسا پاک نفس کوئی اور بھی پایا ہے جب تمہارا نفس حکم (فیصلہ) کر دے اور تمہارا ضمیر مان لے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ان اوصاف میں یکتا ہیں تو تم یقین جانو۔

نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ

ڈر سنانے والے ۱۲۵ ایک سخت عذاب کے آگے ۱۲۶ تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو

فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنَّ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ قُلْ

تو وہ تمہیں کو ۱۲۷ میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے تم فرماؤ

إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَٰمُ الْغُيُوبِ ۝ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا

بے شک میرا رب حق کا القا فرماتا ہے ۱۲۸ بہت جاننے والا سب غیبوں کا تم فرماؤ حق آیا ۱۲۹ اور

يُبْدِئُ الْبَاطِلَ وَمَا يَعْبُدُ ۝ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۚ

باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر (لوٹ) کر آئے ۱۳۰ تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی بُرے کو بہکا ۱۳۱

وَإِنْ اهْتَدَيْتُ فَبِإِذْنِ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ

اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے ۱۳۲ بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے ۱۳۳ اور کسی طرح تو دیکھے ۱۳۴

أَذْفَرُ عَوَافِلَ قَوْمٍ وَأُخْذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝ وَقَالُوا الْمَنَابِتُ ۚ وَ

جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے ۱۳۵ اور ایک قریب جگہ سے پکڑ لیے جائیں گے ۱۳۶ اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے ۱۳۷ اور

أَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَٰوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ

اب وہ اسے کیونکر پائیں اتنی دور جگہ سے ۱۳۸ کہ پہلے ۱۳۹ تو اس سے کفر کر چکے تھے اور

۱۲۵ اللہ تعالیٰ کے نبی ۱۲۶ اور وہ عذاب آخرت ہے۔ ۱۲۷ یعنی میں نصیحت و ہدایت اور تبلیغ و رسالت پر تم سے کوئی اجر نہیں طلب کرتا ۱۲۸ اپنے انبیاء کی طرف۔

۱۲۹ یعنی قرآن و اسلام ۱۳۰ یعنی شرک و کفر مٹ گیا نہ اس کی ابتداء ہی نہ اس کا اعادہ مراد یہ ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ ۱۳۱ کفار مکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے کہتے تھے کہ آپ گمراہ ہو گئے۔ (مَعَاذَ اللَّهِ تَعَالَى) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرمادیں کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ میں

بہکا تو اس کا وبال میرے نفس پر ہے۔ ۱۳۲ حکمت و بیان کی کیونکہ راہ یاب ہونا اس کی توفیق و ہدایت پر ہے۔ انبیاء سب معصوم ہوتے ہیں گناہ ان سے نہیں ہو سکتا اور

حضور تو سید الانبیاء ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق کو نیکیوں کی راہیں آپ کے اتباع سے ملتی ہیں باوجود جلال منزلت اور رفعت مرتبت کے آپ کو حکم دیا گیا کہ ضلالت

کی نسبت علی سبیل الفرض اپنے نفس کی طرف فرمائیں تاکہ خلق کو معلوم ہو کہ ضلالت کا منشاء انسان کا نفس ہے جب اس کو اس پر چھوڑ دیا جاتا ہے اس سے ضلالت پیدا

ہوتی ہے اور ہدایت حضرت حق عز و علی کی رحمت و مہربت سے حاصل ہوتی ہے نفس اس کا منشاء نہیں۔ ۱۳۳ ہر راہ یاب اور گمراہ کو جانتا ہے اور ان کے عمل و کردار سے

باخبر ہے کوئی کتنا ہی چھپائے کسی کا حال اس سے چھپ نہیں سکتا، عرب کے ایک مایہ ناز شاعر اسلام لائے تو کفار نے ان سے کہا کہ کیا تم اپنے دین سے پھر گئے اور

اتنے بڑے شاعر اور زبان کے ماہر ہو کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے انہوں نے کہا ہاں وہ مجھ پر غالب آ گئے قرآن کریم کی تین آیتیں میں نے سنیں

اور چاہا کہ ان کے قافیہ پر تین شعر کہوں ہر چند کوشش کی محنت اٹھائی اپنی تمام قوت صرف کر دی مگر یہ ممکن نہ ہو سکا تب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بشر کا کلام نہیں وہ آیتیں ”قُلْ

إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ“ سے ”سَمِيعٌ قَرِيبٌ“ تک ہیں۔ (روح البیان) ۱۳۴ کفار کو مرنے یا قبر سے اٹھنے کے وقت یا بدر کے دن ۱۳۵ اور کوئی جگہ بھاگنے اور پناہ

لینے کی نہ پا سکیں گے۔ ۱۳۶ جہاں بھی ہوں گے کیونکہ کہیں بھی ہوں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے دور نہیں ہو سکتے اس وقت حق کی معرفت کے لیے مضطر ہوں گے۔ ۱۳۷ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ ۱۳۸ یعنی اب مکلف ہونے کے محل سے دور ہو کر توبہ و ایمان کیسے پا سکیں گے ۱۳۹ یعنی عذاب دیکھنے سے

يَقْنُتُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝۵۲ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا

ہے دیکھے پھینک مارتے ہیں ۵۲ دور مکان سے ۱۴۱ اور روک کر دی گئی ان میں اور اس میں

يَسْتَهْنُونَ كَمَا فَعَلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ ۝۵۳

جسے چاہتے ہیں ۱۴۲ جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا تھا ۱۴۳ بے شک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں تھے ۱۴۴

﴿ایاتھا ۲۵﴾ ﴿سُورَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ ۲۳﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۵﴾

سورۃ فاطر مکیہ ہے، اس میں پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَكِ رُسُلًا أُولَىٰ

سب خوبیاں اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا فرشتوں کو رسول کرنے والا ہے جن کے

أَجْنَحَةٌ مَشْنُوءٌ ثَلَاثٌ وَرُبَاعٌ ۖ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

دو دو تین تین چار چار پر ہیں بڑھاتا ہے آفرینش (پیدائش) میں جو چاہے ہے بے شک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱ مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ

ہر چیز پر قادر ہے اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولے ہے اس کا کوئی روکنے والا نہیں

وَمَا يُمْسِكُ ۖ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۲ يَا أَيُّهَا

اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی عزت و حکمت والا ہے اے

النَّاسِ أَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۖ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ

لوگو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو وہ کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق کہ آسمان اور

پہلے ۱۴۱ یعنی بے جانے کہہ گزرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کہا تھا کہ وہ شاعر ہیں، ساحر ہیں، کاہن ہیں حالانکہ

انہوں نے کبھی حضور سے شعر و کہانت کا صدور نہ دیکھا تھا۔ ۱۴۱ یعنی صدق و واقعیت سے دور کہ ان کے ان مطاعن (طعنوں) کو صدق سے قرب و نزدیکی بھی

نہیں۔ ۱۴۲ یعنی توبہ و ایمان میں۔ ۱۴۳ کہ ان کی توبہ و ایمان وقت یا قبول نہ فرمائی گئی۔ ۱۴۴ ایمانیات کے متعلق۔ ۱۴۵ سورۃ فاطر مکیہ ہے اس میں پانچ

رکوع، پینتالیس آیتیں، نو سو ستر کلمے، تین ہزار ایک سو تیس حروف ہیں۔ ۱۴۶ اپنے انبیاء کی طرف۔ ۱۴۷ فرشتوں میں اور ان کے سوا اور مخلوق میں۔ ۱۴۸ مثل

بارش و رزق و صحت و غیرہ کے۔ ۱۴۹ کہ اس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا آسمان کو بغیر کسی ستون کے قائم کیا اپنی راہ بتانے اور حق کی دعوت دینے کے لیے

رسولوں کو بھیجا رزق کے دروازے کھولے۔

مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَالَّذِينَ تُوْفِكُونَ ۙ ۲۱ وَإِنْ

زمین سے ۲۱ تمہیں روزی دے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو گے اور اگر

يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ ۖ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

یہ تمہیں جھٹلائیں ۲۲ تو بے شک تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے وہ اور سب کام اللہ ہی کی طرف

الْأُمُورِ ۙ ۲۲ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ

پھرتے ہیں وہ ۲۳ اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے وہ تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا

الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۙ ۲۳ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ

کی زندگی ۲۴ اور ہرگز تمہیں اللہ کے حلم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی ۲۵ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے

فَاتَّخِذُوا لَهُ عَدُوًّا ۖ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۙ ۲۴

تو تم بھی اُسے دشمن سمجھو ۲۵ وہ تو اپنے گروہ کو دھک اسی لیے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں وہ ۲۶

الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کافروں کے لیے وہ سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۙ ۲۵ أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ

کام کئے وہ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے تو کیا وہ جس کی نگاہ میں اس کا بُرا کام آراستہ کیا گیا

فَرَأَاهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ فَلَا

کہ اس نے اُسے بھلا سمجھا ہدایت والے کی طرح ہو جائے گا ۲۶ اس لیے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے تو

۲۷ مینہ برسا کر اور طرح طرح کے نباتات پیدا کر کے۔ ۲۸ اور یہ جانتے ہوئے کہ وہی خالق و رازق ہے ایمان و توحید سے کیوں پھرتے ہو اس کے بعد نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے فرمایا جاتا ہے ۲۹ اے مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمہاری نبوت و رسالت کو نہ مانیں اور توحید و بعثت و حساب اور

عذاب کا انکار کریں۔ ۳۰ انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر فرمائیے کفار کا انبیاء کے ساتھ قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے۔ ۳۱ وہ جھٹلانے والوں کو سزا دے گا اور

رسولوں کی مدد فرمائے گا۔ ۳۲ قیامت ضرور آئی ہے مرنے کے بعد ضرور اٹھنا ہے اعمال کا حساب یقیناً ہوگا ہر ایک کو اس کے کئے کی جزاء بے شک ملے گی۔

۳۳ کہ اس کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جاؤ۔ ۳۴ یعنی شیطان تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال کر کہ گناہوں سے مزہ اٹھا لو اللہ تعالیٰ حلم فرمانے

والا ہے وہ درگزر کرے گا اللہ تعالیٰ بیشک حلم والا ہے لیکن شیطان کی فریب کاری یہ ہے کہ وہ بندوں کو اس طرح توبہ و عمل صالح سے روکتا ہے اور گناہ و معصیت پر

جری کرتا ہے اس کے فریب سے ہوشیار رہو۔ ۳۵ اور اس کی اطاعت نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول رہو۔ ۳۶ یعنی اپنے متبعین کو کفر کی طرف۔ ۳۷

اب شیطان کے متبعین اور اس کے مخالفین کا حال تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جاتا ہے ۳۸ جو شیطان کے گروہ میں سے ہیں ۳۹ اور شیطان کے فریب میں نہ آئے

اور اس کی راہ پر نہ چلے۔ ۴۰ ہرگز نہیں۔ برے کام کو اچھا سمجھنے والا راہ یاب کی طرح کیا ہو سکتا ہے! وہ اس بدکار سے بدرجہا بدتر ہے جو اپنے خراب عمل کو برا جانتا

تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝۸

تمہاری جان ان پر حسرتوں میں نہ جائے ورنہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور

اللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ فَثِيرُ سَحَابًا فَسَقْنَهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ

اللہ ہے جس نے بھیجیں ہوائیں کہ بادل اُبھارتی ہیں پھر ہم اُسے کسی مُردہ شہر کی طرف رواں کرتے ہیں ورنہ

فَأَحْيَيْنَاهُ إِلَّا رُضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ كَذَلِكَ النُّشُورُ ۝۹

تو اُس کے سبب ہم زمین کو زندہ فرماتے ہیں اس کے مرے پیچھے ورنہ یونہی حشر میں اٹھتا ہے ورنہ جسے عزت کی

الْعِزَّةُ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۖ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

چاہ ہو تو عزت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے ورنہ اُسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام ورنہ جو نیک کام ہے

يَرْفَعُهُ ۖ وَالَّذِينَ يَبْكُورُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ

وہ اُسے بلند کرتا ہے ورنہ جو بُرے داؤں (فریب) کرتے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہے ورنہ اور انھیں

أُولَٰئِكَ هُمُ الْيَوْمَ ۝۱۰ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِّنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ

کا مکر برباد ہوگا ورنہ اور اللہ نے تمہیں بنایا ورنہ مٹی سے پھر ورنہ پانی کی بوند سے پھر تمہیں کیا

ہو اور حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھتا ہو۔ شان نزول: یہ آیت ابو جہل وغیرہ مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے شرک و کفر جیسے فتنے افعال کو شیطان کے بہکانے

اور بھلا سمجھانے سے اچھا سمجھتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اصحاب بدعت و ہوا کے حق میں نازل ہوئی جن میں روافض و خوارج وغیرہ داخل ہیں جو اپنی

بد مذہبیوں کو اچھا جانتے ہیں اور انہیں کے زمرہ میں داخل ہیں تمام بد مذہب، خواہ وہابی ہوں یا غیر مقلد یا مرزائی یا چکرائی اور کبیرہ گناہ والے جو اپنے گناہوں کو برا

جانتے ہیں اور حلال نہیں سمجھتے اس میں داخل نہیں۔ ورنہ کہ افسوس وہ ایمان نہ لائے اور حق کو قبول کرنے سے محروم رہے مراد یہ ہے کہ آپ ان کے کفر و ہلاکت کا غم

نہ فرمائیں۔ ورنہ جس میں سبزہ اور کھیتی نہیں اور خشک سالی سے وہاں کی زمین بے جان ہوگئی ہے۔ ورنہ اور اس کو سرسبز و شاداب کر دیتے ہیں اس سے ہماری

قدرت ظاہر ہے۔ ورنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مُردے کو کس طرح زندہ فرمائے گا؟ خلق میں اس کی کوئی نشانی ہو

تو ارشاد فرمایا کہ کیا تیرا کسی ایسے جنگل میں گزر رہا ہے جو خشک سالی سے بے جان ہو گیا ہو اور وہاں سبزہ کا نام و نشان نہ رہا ہو پھر کبھی اسی جنگل میں گزر رہا ہو

اور اس کو ہر ابھر اہلہا تا پایا ہو۔ ان صحابی نے عرض کیا: بیشک ایسا دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا: ایسے ہی اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور خلق میں یہ اس کی نشانی ہے۔

ورنہ دنیا و آخرت میں وہی عزت کا مالک ہے جسے چاہے عزت دے تو جو عزت کا طلبگار ہو وہ اللہ تعالیٰ سے عزت طلب کرے کیونکہ ہر چیز اس کے مالک ہی سے

طلب کی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ ہر روز فرماتا ہے جسے عزت دارین کی خواہش ہو چاہئے کہ وہ حضرت عزیز جلّٰت عِزَّتْہ (یعنی اللہ

تعالیٰ) کی اطاعت کرے اور ذریعہ طلب عزت کا ایمان اور اعمالِ صالحہ ہیں۔ ورنہ یعنی اس کے محل قبول و رضا تک پہنچتا ہے اور پاکیزہ کلام سے مراد کلمہ توحید و تسبیح

و تحمید و تکبیر وغیرہ ہیں جیسا کہ حاکم و بیہقی نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کلمہ طیب کی تفسیر ”ذکر“ سے فرمائی اور بعض مفسرین نے قرآن

اور دعا بھی مراد لی ہے۔ ورنہ نیک کام سے مراد وہ عمل و عبادت ہے جو اخلاص سے ہو اور معنی یہ ہیں کہ کلمہ طیبہ عمل کو بلند کرتا ہے کیونکہ عمل بے توحید و ایمان مقبول

نہیں یا یہ معنی ہیں کہ عمل صالح کو اللہ تعالیٰ رفعت قبول عطا فرماتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ عمل نیک عمل کرنے والے کا مرتبہ بلند کرتے ہیں تو جو عزت چاہے اس کو لازم ہے

کہ نیک عمل کرے۔ ورنہ مراد ان مکر کرنے والوں سے وہ قریش ہیں جنہوں نے ”دار الندوہ“ میں جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت قید کرنے اور

قتل کرنے اور جلا وطن کرنے کے مشورے کئے تھے جس کا تفصیلی بیان سورہ انفال میں ہو چکا ہے۔ ورنہ اور وہ اپنے داؤں و فریب میں کامیاب نہ ہوں گے۔ چنانچہ

اَزْوَاجًا ط وَمَا تَحِبُّ مِنْ اُنْثَى وَلَا تَصْعُ اِلَّا بِعَلِيهِ ط وَمَا يَعْمُرُ مِنْ

جوڑے جوڑے ۳۱ اور کسی مادہ کو پیٹ نہیں رہتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس بڑی عمر والے کو

مُعَمَّرٍ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ عُمْرِهِ اِلَّا فِي كِتَابٍ ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے ۳۲ بے شک یہ اللہ کو

يَسِيرٌ ۱۱ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ط هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٍ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَ

آسان ہے ۳۳ اور دونوں سمندر ایک سے نہیں ۳۴ یہ میٹھا ہے خوب میٹھا پانی خوش گوار اور

هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ط وَمِنْ كُلِّ تَاكْلُوْنَ لِحَاطٍ رِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوْنَ

یہ کھاری ہے تلخ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت ۳۵ اور نکالتے ہو

حَلِيَّةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرٰى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَآخِرَ لِّتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهِ وَ

پہننے کا ایک گہنا ۳۶ اور توکشتیوں کو اس میں دیکھے کہ پانی چیرتی ہیں ۳۷ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو ۳۸ اور

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۱۲ يُّوْلِجُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَيُّوْلِجُ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ لَا

کسی طرح حق مانو ۳۹ رات لاتا ہے دن کے حصہ میں ۴۰ اور دن لاتا ہے رات کے حصہ میں ۴۱

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط ذٰلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

اور اُس نے کام میں لگائے سورج اور چاند ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے ۴۲ یہ ہے اللہ تمہارا رب

لَهُ الْمُلْكُ ط وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قُطْبِيْرٍ ۱۳ ط

اُسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو ۴۳ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ط

تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سُنیں ۴۴ اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کر سکیں ۴۵

ایسا ہی ہوا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے شر سے محفوظ رہے اور انہوں نے اپنی مکاریوں کی سزائیں پائیں کہ بدر میں قید بھی ہوئے قتل بھی کئے گئے

اور مکہ مکرمہ سے نکالے بھی گئے۔ ۴۶ یعنی تمہاری اصل حضرت آدم علیہ السلام کو ۴۷ ان کی نسل کو ۴۸ مرد و عورت ۴۹ یعنی لوح محفوظ میں۔ حضرت قتادہ

سے مروی ہے کہ معمر وہ ہے جس کی عمر ساٹھ سال کو پہنچے اور کم عمر والا وہ جو اس سے قبل مر جائے۔ ۵۰ یعنی عمل واجل کا مکتوب فرمانا۔ ۵۱ بلکہ دونوں میں فرق

ہے۔ ۵۲ یعنی مچھلی ۵۳ گوہر و مرجان۔ ۵۴ دریا میں چلتے ہوئے اور ایک ہی ہوا میں آتی بھی ہیں جاتی بھی ہیں ۵۵ تجارتوں میں نفع حاصل کر کے۔ ۵۶

اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکرگزاری کرو۔ ۵۷ تو دن بڑھ جاتا ہے ۵۸ تو رات بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھنے والے دن یا رات کی مقدار پندرہ گھنٹہ تک

پہنچتی ہے اور گھٹنے والا نو گھنٹہ کا رہ جاتا ہے۔ ۵۹ یعنی روز قیامت تک کہ جب قیامت آجائے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گا اور یہ نظام باقی نہ رہے گا۔ ۶۰

یعنی بت ۶۱ کیونکہ جماد بے جان ہیں۔ ۶۲ کیونکہ اصلاً قدرت و اختیار نہیں رکھتے۔

وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۖ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝۱۳

اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے ۱۳ اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح ۱۳

النَّاسُ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝۱۵

لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ۱۵ اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبوں سربراہ ۱۵ وہ چاہے

يُدْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ وَمَا ذَلِكُ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝۱۶

تو تمہیں لے جائے ۱۶ اور نئی مخلوق لے آئے ۱۶ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں ۱۶ اور کوئی

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۖ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جِلْهَا لَا يَحْمِلُ

بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۱۷ اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ

مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قریب رشتہ دار ہو ۱۸ اے محبوب تمہارا ڈر سنانا تو انہیں کو کام دیتا ہے جو بے دیکھے اپنے

بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۖ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۖ وَإِلَىٰ

رب سے ڈرتے اور نماز قائم رکھتے ہیں ۱۹ اور جو ستھرا ہوا ۱۹ تو اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا ۱۹ اور اللہ ہی

اللَّهُ الْمَصِيرُ ۝۲۰ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝۲۱ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا

کی طرف پھرتا ہے ۲۰ اور برابر نہیں اندھا اور آنکھیرا ۲۱ اور نہ اندھیریاں ۲۱ اور

النُّورُ ۝۲۲ وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝۲۳ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا

اُجالا ۲۲ اور نہ سایہ ۲۲ اور نہ تیز دھوپ ۲۳ اور برابر نہیں زندے اور

۲۴ اور بیزاری کا اظہار کریں گے اور کہیں گے تم ہمیں نہ پوجتے تھے۔ ۲۴ یعنی دارین کے احوال اور بت پرستی کے مآل کی جیسی خبر اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور کوئی نہیں

دے سکتا۔ ۲۵ یعنی اس کے فضل و احسان کے حاجت مند ہوا اور تمام خلق اس کی محتاج ہے۔ حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ خلق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور

کیوں نہ ہوگی ان کی ہستی اور ان کی بقا سب اس کے کرم سے ہے۔ ۲۶ یعنی تمہیں معدوم کر دے کیونکہ وہ بے نیاز اور غنی بالذات ہے۔ ۲۷ بجائے تمہارے جو

مطیع اور فرمانبردار ہو ۲۸ معنی یہ ہیں کہ روز قیامت ہر ایک جان پر اسی کے گناہوں کا بار ہوگا جو اس نے کئے ہیں اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض نہ پکڑی جائے

گی البتہ جو گمراہ کرنے والے ہیں ان کے گمراہ کرنے سے جو لوگ گمراہ ہوئے ان کی تمام گمراہیوں کا بار ان گمراہوں پر بھی ہوگا اور ان گمراہ کرنے والوں پر بھی جیسا

کہ کلام کریم میں ارشاد ہوا ”وَلَيْسَ حَمْلُنَ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ“ اور درحقیقت یہ ان کی اپنی کمائی ہے دوسرے کی نہیں۔ ۲۹ باپ یا ماں، بیٹا یا بھائی کوئی

کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ماں باپ بیٹے کو لٹیں گے اور کہیں گے اے ہمارے بیٹے ہمارے کچھ گناہ اٹھالے۔ وہ

کہے گا: میرے امکان میں نہیں میرا اپنا بار کیا کم ہے۔ ۳۰ یعنی بدیوں سے بچا اور نیک عمل کئے ۳۱ اس نیکی کا نفع وہی پائے گا۔ ۳۲ یعنی جاہل اور عالم یا کافر

اور مومن ۳۳ یعنی کفر ۳۴ یعنی ایمان ۳۵ یعنی حق یا جنت ۳۶ یعنی باطل یا دوزخ۔

الْأَمْوَاتُ ۱۰ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يُشَاءُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِسَمِيعٍ مِّنْ فِي

مُردے فلا بے شک اللہ سنا تا ہے جسے چاہے فلا اور تم نہیں سنانے والے انھیں جو قبروں

الْقُبُورِ ۲۲) إِنَّ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۲۳) إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَ

میں پڑے ہیں فلا تم تو یہی ڈر سنانے والے ہو فلا اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا ولا اور

نَذِيرًا ۲۴) وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۲۵) وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ

ڈر سنا فلا اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گزر چکا فلا اور اگر یہ فلا تمہیں جھٹلائیں تو

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَ

اُن سے اگلے بھی جھٹلا چکے ہیں فلا ان کے پاس ان کے رسول آئے روشن دلیلیں ولا اور صحیفے اور

بِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۲۵) ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۲۶) ۲

چمکتی کتاب فلا لے کر پھر میں نے کافروں کو پکڑا فلا تو کیسا ہوا میرا انکار فلا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَخَرَجْنَا بِهِ شَجَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا فلا تو ہم نے اس سے پھل نکالے رنگ

أَلْوَانَهَا ۚ وَمِنْ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ

برنگ فلا اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ رنگ رنگ کے اور کچھ کالے

سُودٌ ۲۷) وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَأَلْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ ۲۸)

بھوپنگ (سیاہ کالے) اور آدمیوں اور جانوروں اور چارپایوں کے رنگ یونہی طرح طرح کے ہیں فلا

۲۸) یعنی موتیوں اور کفار یا علماء اور جہال۔ فلا یعنی جس کی ہدایت منظور ہو اس کو توفیق قبول عطا فرماتا ہے۔ ۲۹) یعنی کفار کو۔ اس آیت میں کفار کو مردوں سے

تشبیہ دی گئی کہ جس طرح مُردے سنی ہوئی بات سے نفع نہیں اٹھا سکتے اور پند پذیر نہیں ہوتے بد انجام کفار کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ہدایت و نصیحت سے منتفع نہیں

ہوتے اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت میں قبر والوں سے مراد کفار ہیں نہ کہ مُردے اور سننے سے مراد وہ سننا ہے جس پر راہ

یابی کا نفع مرتب ہو۔ رہا مُردوں کا سننا وہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اس مسئلہ کا بیان بیسویں پارے کے دوسرے رکوع میں گزرا۔ ۳۰) تو اگر سننے والا آپ کے

انذار (ڈرانے) پر کان رکھے اور بگوش قبول سنے تو نفع پائے اور اگر مُصرِّین مکررین میں سے ہو اور آپ کی نصیحت سے پند پذیر نہ ہو (سبق نہ دیکھے) تو آپ کا کچھ

حرج نہیں وہی محروم ہے۔ ۳۱) ایمانداروں کو جنت کی ۳۲) کافروں کو عذاب کا۔ ۳۳) خواہ وہ نبی ہو یا عالم دین جو نبی کی طرف سے خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کا خوف

دلائے۔ ۳۴) کفار مکہ ۳۵) اپنے رسولوں کو۔ کفار کا قدیم (زمانے) سے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی برتاؤ رہا ہے۔ ۳۶) یعنی نبوت پر دلالت کرنے والے

معجزات فلا توریت و انجیل و زبور و اے طرح طرح کے عذابوں سے بسبب ان کی تکذیبوں کے فلا میرا عذاب دینا۔ ۳۷) بارش نازل کی فلا ہبز، سرخ،

زرد، وغیرہ طرح طرح کے انار، سیب، انجیر، انگور، کھجور وغیرہ بے شمار۔ ۳۸) جیسے پھولوں اور پہاڑوں میں، یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی آیتیں اور اپنے نشانہائے قدرت

اور آثا صنعت جن سے اس کی ذات و صفات پر استدلال کیا جائے ذکر کیس اس کے بعد فرمایا۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۝۲۸

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں ۱؎ بے شک اللہ عزت والا بخشنے والا بے شک

الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا

وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دینے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ

وَعَلَانِيَةً يَّرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورًا ۝۲۹ لِّيُوفِّيَهُمْ أَجُورَهُمْ وَ

اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں ۱؎ جس میں ہرگز ٹوٹا (نقصان) نہیں تاکہ ان کے ثواب انھیں بھر پور دے اور

يَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۖ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝۳۰ وَالَّذِينَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قادر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری

مِّنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ

طرف وحی بھیجی ۱؎ وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار

بَصِيرٌ ۝۳۱ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ

دیکھنے والا ہے ۱؎ پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو ۱؎ تو ان میں کوئی

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۖ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذْ

اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت

اللَّهُ ۖ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝۳۲ جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ

لے گیا ۱؎ یہی بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں داخل ہوں گے وہ ۱؎ ان میں

۱؎ اور اس کی صفات جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں، جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ

مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزت و شان سے باخبر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اللہ عزوجل کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔ ۱؎ یعنی ثواب کے

۱؎ یعنی قرآن مجید ۱؎ اور ان کے ظاہر و باطن کا جاننے والا۔ ۱؎ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو یہ کتاب عطا فرمائی جنہیں تمام امتوں پر

فضیلت دی اور سید رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی و نیاز مندی کی کرامت و شرافت سے مشرف فرمایا اس امت کے لوگ مختلف مدارج و مراتب رکھتے ہیں۔

۱؎ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سبقت لے جانے والا مومن مخلص ہے اور ”مقتصد“ یعنی میانہ روی کرنے والا وہ جس کے عمل ریاسے ہوں

اور ظالم سے مراد یہاں وہ ہے جو نعمت الہی کا منکر تو نہ ہو لیکن شکر بجا نہ لائے۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا ”سابق“ تو سابق

ہی ہے اور ”مقتصد“ ناجی اور ”ظالم“ مغفور۔ ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکیوں میں سبقت لے جانے والا جنت میں بے

حساب داخل ہوگا اور مقتصد سے حساب میں آسانی کی جائے گی اور ظالم مقام حساب میں روکا جائے گا اس کو پریشانی پیش آئے گی پھر جنت میں داخل ہوگا۔ ام المؤمنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سابق عہد رسالت کے وہ مخلصین ہیں جن کے لیے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی

فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا

سونے کے نگین اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی ہے اور کہیں گے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٤﴾

سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا ۵۳ بے شک ہمارا رب بخشنے والا قادر فرمانے والا ہے ۵۴

الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمَقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ ۖ لَا يَسْأَلُنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَسْأَلُنَا

وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اُتارا اپنے فضل سے ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے نہ ہمیں اس میں کوئی

فِيهَا الْعُوبُ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۖ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ

تکلیف لاحق ہو اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ ان کی قضا آئے

فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۖ كَذٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ غَفُورٍ ﴿٣٦﴾

کہ مر جائیں ۵۵ اور نہ ان پر اس کا ۵۶ عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو

وَهُمْ يَصْطَرِحُونَ فِيهَا ۖ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے ۵۷ اے ہمارے رب ہمیں نکال ۵۸ کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے

نَعْمَلُ ۖ أَوَلَمْ نَعْبُدْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مِنْ تَذٰكُرٍ ۖ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ

کرتے تھے ۵۹ اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا ۶۰ تمہارے پاس تشریف لایا تھا ۶۱

فَذُقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ

تو اب چکھو ۶۲ کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں بے شک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی

الْأَرْضِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ

ہر چھپی بات کا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا

اور موصوفہ وہ اصحاب ہیں جو آپ کے طریقہ پر عامل رہے اور ظالم لنفسہ ہم تم جیسے لوگ ہیں یہ کمال انکسار تھا حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہ اپنے آپ

کو اس تیسرے طبقہ میں شمار فرمایا باوجود اس جلال و منزلت و رفعت و درجات کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی اور بھی اس کی تفسیر میں بہت اقوال ہیں جو تفاسیر

میں مفصلاً مذکور ہیں۔ ۵۲ تنیوں گروہ ۵۳ اس غم سے مراد یا دوزخ کا غم ہے یا موت کا یا گناہوں کا یا طاعتوں کے غیر مقبول ہونے کا یا احوال قیامت کا، غرض

انہیں کوئی غم نہ ہوگا اور وہ اس پر اللہ کی حمد کریں گے۔ ۵۴ کہ گناہوں کو بخشتا ہے اور طاعتیں قبول فرماتا ہے۔ ۵۵ اور مر کر عذاب سے چھوٹ سکیں ۵۶ یعنی جہنم

کا ۵۷ یعنی جہنم میں چھینٹے اور فریاد کرتے ہوں گے کہ ۵۸ یعنی دوزخ سے نکال اور دنیا میں بھیج ۵۹ یعنی ہم بجائے کفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت و

نافرمانی کے تیری اطاعت اور فرمانبرداری کریں اس پر انہیں جواب دیا جائے گا ۶۰ یعنی رسول اکرم سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۶۱ تم نے اس رسول

مختر کی دعوت قبول نہ کی اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری بجا نہ لائے۔ ۶۲ عذاب کا مزہ۔

فِي الْأَرْضِ ط فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ط وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ

جانشین کیا ۹۳ تو جو کفر کرے ۹۴ اس کا کفر اسی پر پڑے ۹۵ اور کافروں کو ان کا کفر ان کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ط وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۳۹

رب کے یہاں نہیں بڑھائے گا مگر بیزاری ۹۶ اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر نقصان ۹۷

قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط أَرَأُونِي مَاذَا

تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک ۹۸ جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ

خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ ط أَمْ آتَيْنَهُم كِتَابًا فَهُمْ

انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ بنایا یا آسمانوں میں کچھ ان کا ساجھا ہے ۹۹ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے

عَلَى بَيِّنَاتٍ مِنْهُ ط بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ۴۰

کہ وہ اس کی روشن دلیلوں پر ہیں ۱۰۰ بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو وعدہ نہیں دیتے مگر فریب کا ۱۰۱

إِنَّ اللَّهَ يُسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْ تَزُولَا ط وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ

بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کرے ۱۰۲ اور اگر وہ ہٹ جائیں تو

أَمْ سَكَمًا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ط إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۴۱

انہیں کون روکے اللہ کے سوا بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے اور انہوں نے

بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْبَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَى مِنْ

اللہ کی قسم کھائی اپنی قسموں میں حد کی کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا تو وہ ضرور کسی نہ کسی

أَحَدٍ الْأُمَمِ ط فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۴۲

گروہ سے زیادہ راہ پر ہوں گے ۱۰۳ پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا تشریف لایا ۱۰۴ تو اُس نے انہیں نہ بڑھا یا مگر نفرت کرنا ۱۰۵

۹۳ اور ان کے املاک و مقبوضات کا مالک و متصرف بنایا اور ان کے منافع تمہارے لیے مباح کئے تاکہ تم ایمان و طاعت اختیار کر کے شکر گزاری کرو۔ ۹۴ اور ان

نعمتوں پر شکر الہی نہ بجالائے ۹۵ یعنی اپنے کفر کا وبال اسی کو برداشت کرنا پڑے گا ۹۶ یعنی غضب الہی ۹۷ آخرت میں۔ ۹۸ یعنی بت ۹۹ کہ آسمانوں

کے بنانے میں انہیں کچھ خلل ہو کس سبب سے انہیں مستحق عبادت قرار دیتے ہو۔ ۱۰۰ ان میں سے کوئی بھی بات نہیں۔ ۱۰۱ کہ ان میں جو بہکانے والے ہیں وہ

اپنے متبعین کو دھوکا دیتے ہیں اور بتوں کی طرف سے انہیں باطل امیدیں دلاتے ہیں۔ ۱۰۲ ورنہ آسمان وزمین کے درمیان شرک جیسی معصیت ہو تو آسمان وزمین

کیسے قائم رہیں۔ ۱۰۳ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش نے یہود و نصاریٰ کے اپنے رسولوں کو نہ ماننے اور ان کو جھٹلانے کی نسبت کہا تھا کہ

اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آئے اور انہوں نے انہیں جھٹلایا اور نہ مانا خدا کی قسم اگر ہمارے پاس کوئی رسول آئے تو

ہم ان سے زیادہ راہ پر ہوں گے اور اس رسول کو ماننے میں ان کے بہتر گروہ پر سبقت لے جائیں گے۔ ۱۰۴ یعنی سید المرسلین خاتم النبیین حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی

اُسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ط وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا

اپنی جان کو زمین میں اونچا کھینچنا اور بُرا داؤں والا اور بُرا داؤں (فریب) اپنے چلنے والے ہی

بِأَهْلِهِ ط فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ج فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ

پر پڑتا ہے والا تو کاہے کے انتظار میں ہیں مگر اسی کے جو اگلوں کا دستور ہوا والا تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو

اللَّهِ تَبْدِيلًا ه وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۝۳۳ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي

بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز اللہ کے قانون کو ملتا نہ پاؤ گے اور کیا انھوں نے زمین میں

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ

سفر نہ کیا کہ دیکھتے اُن سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا والا اور وہ اُن سے

مِنْهُمْ قُوَّةً ط وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي

زور میں سخت تھے والا اور اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے آسمانوں اور

الْأَرْضِ ط إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ۝۳۴ وَلَوْ يُوَأْخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا

زمین میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کئے

كَسَبُوا مَاتَرَكْ عَلَى ظَهْرِهِمَا مِنْ ذَا بَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ

پر پکڑتا والا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر میعاد والا تک انھیں ڈھیل

مُسَيَّ ج فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ۝۳۵

دیتا ہے پھر جب ان کا وعدہ آئے گا تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں والا

﴿آیتھا ۸۳﴾ ﴿سُورَةُ يٰسَیٰ ۳۶﴾ ﴿مَكِّيَّةٌ ۳۱﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۵﴾

سورہ یٰسَیٰ مکیہ ہے، اس میں تراسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رونق افروزی و جلوہ آرائی ہوئی۔ ۱۰۵ حق و ہدایت سے اور ۱۰۶ برے داؤں سے مراد یا تو شرک و کفر ہے یا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے ساتھ مکرو فریب کرنا۔ ۱۰۷ یعنی مکار پر۔ چنانچہ فریب کاری کرنے والے بدر میں مارے گئے۔ ۱۰۸ کہ انہوں نے تکذیب کی اور ان پر عذاب نازل ہوئے۔

۱۰۹ یعنی کیا انہوں نے شام اور عراق اور یمن کے سفروں میں انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والوں کی ہلاکت و بربادی اور ان کے عذاب اور تباہی کے نشانات

نہیں دیکھے کہ ان سے عبرت حاصل کرتے۔ ۱۱۰ یعنی وہ تباہ شدہ قومیں ان اہل مکہ سے زور و قوت میں زیادہ تھیں باوجود اس کے اتنا بھی تو نہ ہوسکا کہ وہ عذاب

سے بھاگ کر کہیں پناہ لے سکیں۔ ۱۱۱ یعنی ان کے معاصی پر ۱۱۲ یعنی روز قیامت ۱۱۳ انہیں ان کے اعمال کی جزا دے گا، جو عذاب کے مستحق ہیں انہیں

عذاب فرمائے گا اور جو اُن کی کرم ہیں ان پر رحم و کرم کرے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یٰسَ ۱ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۲ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۳ عَلَى صِرَاطٍ

حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم و سیدھی راہ پر

مُسْتَقِيمٍ ۴ تَنْزِيلِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۵ لَتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ

بیچھے گئے ہوئے عزت والے مہربان کا اُتارا ہوا تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ

أَبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ۶ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا

جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے وہ تو وہ بے خبر ہیں بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے وہ تو وہ

يُؤْمِنُونَ ۷ إِنَّا جَعَلْنَا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ

ایمان نہ لائیں گے وہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اب اوپر کو

مُّقْبَحُونَ ۸ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا ۹ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا

منہ اٹھائے رہ گئے وہ اور ہم نے اُن کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار

۱۔ سورہ ”یٰس“ مکیہ ہے اس میں پانچ رکوع، تراسی آیتیں، سات سو اسی کلمے، تین ہزار حرف ہیں۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لیے قلب ہے اور قرآن کا قلب ”یٰس“ ہے اور جس نے ”یٰس“ پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد

میں ایک راوی جہول ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اموات پر ”یٰس“ پڑھو۔ اسی لیے قریب موت حالت نزع میں مرنے والوں کے پاس ”یٰس“ پڑھی جاتی ہے۔ ۲۔ اے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۔ جو منزل مقصود کو پہنچانے والی ہے یہ راہ

توحید و ہدایت کی راہ ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اسی راہ پر رہے ہیں۔ اس آیت میں کفار کا رد ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہتے تھے ”لَسْتَ مُرْسَلًا“، تم رسول نہیں ہو اس کے بعد قرآن کریم کی نسبت ارشاد فرمایا ۴۔ یعنی ان کے پاس کوئی نبی نہ پہنچے اور قوم قریش کا یہی حال ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ان میں کوئی رسول نہیں آیا ۵۔ یعنی حکم الہی و قضائے آزی ان کے عذاب پر جاری ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”لَا مَلْجَأَ جُنْهَمُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ ان کے حق میں ثابت ہو چکا ہے اور عذاب کا ان کے لیے مقرر ہو جانا اس سبب سے ہے کہ وہ کفر و انکار پر اپنے اختیار سے مصر رہنے

والے ہیں۔ ۶۔ اس کے بعد ان کے کفر میں پختہ ہونے کی ایک تمثیل ارشاد فرمائی۔ ۷۔ یہ تمثیل ہے ان کے کفر میں ایسے راسخ ہونے کی کہ آیات و نذر، چند ہدایت کسی سے وہ منتفع نہیں ہو سکتے جیسے کہ وہ شخص جن کی گردنوں میں غل کی قسم کا طوق پڑا ہو جو ٹھوڑی تک پہنچتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ سر نہیں بھکا سکتے یہی حال

ان کا ہے کہ کسی طرح ان کو حق کی طرف التفات نہیں ہوتا اور اس کے حضور سر نہیں بھکاتے اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ ان کی حقیقت حال ہے جہنم میں انہیں اسی طرح کا عذاب کیا جائے گا جیسا کہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”إِذَا لَا غْلَالُ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ“ شان نزول: یہ آیت ابوجہل اور اس کے دو مخرومی

دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ابوجہل نے قسم کھائی کہ اگر وہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھے گا تو پتھر سے سر پھیل ڈالے گا جب اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ اسی ارادہ فاسدہ سے ایک بھاری پتھر لے کر آیا جب اس پتھر کو اٹھایا تو اس کے ہاتھ گردن میں چپکے گئے اور پتھر ہاتھ کو لپٹ گیا یہ حال

دیکھ کر اپنے دوستوں کی طرف واپس ہوا اور ان سے واقعہ بیان کیا تو اس کے دوست ولید بن مغیرہ نے کہا کہ یہ کام میں کروں گا اور میں ان کا سر پھیل کر ہی آؤں گا۔ چنانچہ وہ پتھر لے کر آیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابھی نماز ہی پڑھ رہے تھے جب یہ قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی سلب کر لی حضور کی آواز سنتا تھا

فَاَغْشَيْنَهُمْ فَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ ۹ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ

اور انھیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انھیں کچھ نہیں سوجھتا ۹ اور انھیں ایک سا ہے تم انھیں ڈراؤ یا نہ

تُنْذِرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۱۰ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ

ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں تم تو اسی کو ڈر سناؤ جو نصیحت پر چلے اور رحمن سے

الرَّحْمَنِ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِسَغْفِرَةٍ ۖ وَاَجْرٍ كَرِيمٍ ۱۱ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ

بے دیکھے ڈرے تو اُسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو ۱۱ بے شک ہم مردوں کو جلائیں (زندہ کریں)

الْمَوْتِ وَنُكْتِبُ مَا قَدَّمُوا وَاِثَارَهُمْ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ

گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انھوں نے آگے بھیجا ۱۲ اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے

آنگھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا یہ بھی پریشان ہو کر اپنے یاروں کی طرف لوٹا وہ بھی نظر نہ آئے انہوں نے ہی اسے پکارا اور اس سے کہا: تو نے کیا کیا؟ کہنے لگا کہ میں

نے ان کی آواز تو سنی مگر وہ مجھے نظر ہی نہیں آئے۔ اب ابو جہل کے تیسرے دوست نے دعویٰ کیا کہ وہ اس کام کو انجام دے گا اور بڑے دعوے کے ساتھ وہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چلا تھا کہ اگلے پاؤں ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اوندھے منہ گر گیا۔ اس کے دوستوں نے حال پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا حال بہت سخت

ہے میں نے ایک بہت بڑا سانڈ دیکھا جو میرے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے درمیان حائل ہو گیا لات وعزیٰ کی قسم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھتا تو وہ مجھے

کھائی جاتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (غازن و جمل) ۱۳ یہ بھی تمثیل ہے کہ جیسے کسی شخص کے لیے دونوں طرف دیواریں ہوں اور ہر طرف سے راستہ بند کر دیا گیا

ہو وہ کسی طرح منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا یہی حال ان کفار کا ہے کہ ان پر ہر طرف سے ایمان کی راہ بند ہے سامنے ان کے غرور دنیا (دنیا کے دھوکے) کی دیوار

ہے اور ان کے پیچھے تکذیب آخرت کی اور وہ جہالت کے قید خانہ میں محبوس ہیں آیات و دلائل میں نظر کرنا انہیں میسر نہیں۔ ۱۴ یعنی آپ کے ڈر سنانے اور خوف

دلانے سے وہی نفع اٹھاتا ہے ۱۵ یعنی جنت کی۔ ۱۶ یعنی دنیا کی زندگانی میں جو نیکی یا بدی کی تاکہ اس پر جزا دی جائے۔ ۱۷ یعنی اور ہم ان کی وہ نشانیاں وہ

طریقے بھی لکھتے ہیں جو وہ اپنے بعد چھوڑ گئے خواہ وہ طریقے نیک ہوں یا بد۔ جو نیک طریقے امتی نکالتے ہیں ان کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اور اس طریقے کے نکالنے

والوں اور عمل کرنے والوں دونوں کو ثواب ملتا ہے اور جو برے طریقے نکالتے ہیں ان کو بدعتِ سیئہ کہتے ہیں اس طریقے کے نکالنے والے اور عمل کرنے والے

دونوں گناہگار ہوتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اسلام میں نیک (اچھا) طریقہ نکالا اس کو

طریقہ نکالنے کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب بغیر اس کے عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں برا

طریقہ نکالا تو اس پر وہ طریقہ نکالنے کا بھی گناہ اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کے بھی گناہ بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صد ہا امورِ خیر مثل فاتحہ، گیارہویں و تیسرے چالیسواں و عرس و توشہ و ختم و محافل ذکر میلاد و شہادت جن کو بد مذہب لوگ بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں

اور لوگوں کو ان نیکیوں سے روکتے ہیں یہ سب درست اور باعثِ اجر و ثواب ہیں اور ان کو بدعتِ سیئہ بتانا غلط و باطل ہے یہ طاعات اور اعمالِ صالحہ جو ذکر و تلاوت

اور صدقہ و خیرات پر مشتمل ہیں بدعتِ سیئہ نہیں، بدعتِ سیئہ وہ برے طریقے ہیں جن سے دین کو نقصان پہنچتا ہے اور جو سنت کے مخالف ہیں جیسا کہ حدیث شریف

میں آیا کہ جو قوم بدعت نکالتی ہے اس سے ایک سنت اٹھ جاتی ہے تو بدعتِ سیئہ وہی ہے جس سے سنت اٹھتی ہو جیسے کہ رفض، خروج، وہابیت یہ سب انتہا درجہ کی

خراب سیئہ بدعتیں ہیں رفض و خروج جو اصحاب و اہل بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت پر مبنی ہیں ان سے اصحاب و اہل بیت کے ساتھ محبت و نیاز

مندی رکھنے کی سنت اٹھ جاتی ہے جس کے شریعت میں تاکید حکم ہیں وہابیت کی اصل مقبولان حق حضرات انبیاء و اولیاء کی جناب میں بے ادبی و گستاخی اور تمام

مسلمانوں کو مشرک قرار دینا ہے اس سے بزرگان دین کی حرمت و عزت اور ادب و تکریم اور مسلمانوں کے ساتھ اخوت و محبت کی سنتیں اٹھ جاتی ہیں جن کی بہت

شدید تاکیدیں ہیں اور جو دین میں بہت ضروری چیزیں ہیں اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آثار سے مراد وہ قدم ہیں جو نماز کی مسجد کی طرف چلنے میں

رکھتا ہے اور اس معنی پر آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ بنی سلمہ مدینہ طیبہ کے کنارے پر رہتے تھے انہوں نے چاہا کہ مسجد شریف کے قریب آئیں اس پر یہ

مُبِیِّنٌ ۱۲) وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا اَصْحَابَ الْقَرْيَةِ ۱۳) اِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۱۴)

والی کتاب میں ۱۲ اور ان سے مثال بیان کرو اس شہر والوں کی ۱۳ جب اُن کے پاس فرستادے آئے ۱۴

اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْا اِنَّا

جب ہم نے اُن کی طرف دو بھیجے ۱۵ پھر انھوں نے ان کو چٹھایا تو ہم نے تیسرے سے زور دیا ۱۶ اب ان سب نے کہا ۱۷ کہ

اَلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ۱۸) قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ

بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمن

الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۱۹) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا سٰكِرٰتٌ ۲۰) قَالُوْا اَرَبْنٰیْعِلْمُ اِنَّا

نے کچھ نہیں اُتارا ۲۱ تم نرے جھوٹے ہو ۲۲ وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ضرور

آیت نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں تم مکان تبدیل نہ کرو یعنی جتنی دور سے آؤ گے اتنے ہی قدم زیادہ

پڑیں گے اور اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔ ۲۳ یعنی لوح محفوظ میں۔ ۲۴ اس شہر سے مراد اُنطاکیہ ہے یہ ایک بڑا شہر ہے اس میں چشمے ہیں کی پہاڑ ہیں ایک سنگین شہر

پناہ ہے بارہ میل کے دور میں بستہ ہے۔ ۲۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا مختصر بیان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو حواریوں صادق و

صدوق کو اُنطاکیہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو جو بت پرست تھے دین حق کی دعوت دیں، جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ

بکریاں چرا رہا ہے اس کا نام حبیب نجا تھا اس نے ان کا حال دریافت کیا ان دونوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے ہیں تمہیں دین حق کی

دعوت دینے آئے ہیں کہ بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرو حبیب نجا نے نشانی دریافت کی انہوں نے کہا کہ نشانی یہ ہے کہ ہم بیاروں کو اچھا کرتے ہیں اندھوں کو

بینا کرتے ہیں برص والے کا مرض دور کر دیتے ہیں۔ حبیب نجا کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا حبیب ایمان لائے اور

اس واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی تا آنکہ ایک غلط فہمی نے ان کے ہاتھوں اپنے امراض سے شفا پائی، یہ خبر پہنچنے پر بادشاہ نے انہیں بلا کر کہا: کیا ہمارے معبودوں کے سوا اور

کوئی معبود بھی ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہاں وہی جس نے تجھے اور تیرے معبود کو پیدا کیا پھر لوگ ان کے درپے ہوئے اور انہیں مارا اور یہ دونوں قید کر لیے گئے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو بھیجا وہ اجنبی بن کر شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے مصلحتین و مؤثرین سے رسم و راہ پیدا کر کے بادشاہ تک پہنچے اور اس پر

اپنا اثر پیدا کر لیا جب دیکھا کہ بادشاہ ان سے خوب مانوس ہو گیا ہے تو ایک روز بادشاہ سے ذکر کیا کہ دو آدمی جو قید کئے گئے ہیں کیا ان کی بات سنی گئی تھی وہ کیا کہتے

تھے بادشاہ نے کہا کہ نہیں جب انہوں نے نئے دین کا نام لیا فوراً ہی مجھے غصہ آ گیا شمعون نے کہا کہ اگر بادشاہ کی رائے ہو تو انہیں بلایا جائے دیکھیں ان کے پاس کیا

ہے۔ چنانچہ وہ دونوں بلائے گئے شمعون نے ان سے دریافت کیا تمہیں کس نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر جاندار کو روزی

دی اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ شمعون نے کہا کہ اس کی مختصر صفت بیان کرو انہوں نے کہا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ شمعون نے کہا: تمہاری نشانی

کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جو بادشاہ چاہے تو بادشاہ نے ایک اندھے لڑکے کو بلایا، انہوں نے دعا کی وہ فوراً بینا ہو گیا۔ شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ تو

اپنے معبودوں سے کہہ کہ وہ بھی ایسا ہی کر کے دکھائیں تاکہ تیری اور ان کی عزت ظاہر ہو۔ بادشاہ نے شمعون سے کہا کہ تم سے کچھ چھپانے کی بات نہیں ہے، ہمارا معبود

نہ دیکھے نہ سنے نہ کچھ بگاڑ سکے نہ بنا سکے پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا کہ اگر تمہارے معبود کو مر دے کے زندہ کر دینے کی قدرت ہو تو ہم اس پر ایمان لے

آئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا معبود ہر شے پر قادر ہے۔ بادشاہ نے ایک دھقان (دیہاتی) کے لڑکے کو منگایا جس کو مرے ہوئے سات دن ہو گئے تھے اور جسم خراب ہو چکا

تھا، بدبو پھیل رہی تھی، ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں مشرک مرا تھا، مجھ کو جہنم کی سات وادیوں میں داخل کیا گیا، میں تمہیں

آگاہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم بہت نقصان دہ ہے، ایمان لاؤ اور کہنے لگا کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جو ان تینوں شخصوں کی سفارش کرتا

ہے۔ بادشاہ نے کہا: کون تین؟ اس نے کہا: ایک شمعون اور دو یہ۔ بادشاہ کو تعجب ہوا، جب شمعون نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ میں اثر کر گئی تو اس نے بادشاہ کو نصیحت

کی، وہ ایمان لایا اور اس کی قوم کے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے اور عذاب الہی سے ہلاک کئے گئے۔ ۲۱ یعنی دو حواری۔ وہب نے کہا کہ ان کے

نام یوحنا اور بولس تھے اور کعب کا قول ہے کہ صادق و صدوق۔ ۲۲ یعنی شمعون سے تقویت اور تائید پہنچائی۔ ۲۳ یعنی تینوں فرستادوں (قاصدوں) نے۔

إِلَيْكُمْ لِمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٧﴾ قَالُوا إِنَّا

ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور ہمارے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ۱۷ بولے ہم

تَطِيرُنَا بِكُمْ لَيْنٌ لَّمْ تَنْتَهُوا لِنَرْجِئَكُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ مُنَازَعَاتٌ

تمہیں منوس سمجھتے ہیں ۱۸ بے شک تم اگر باز نہ آئے ۱۷ تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے بے شک ہمارے ہاتھوں تم پر دکھ کی

أَلِيمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوا طَيرُكُمْ مَعَكُمْ طَائِفٌ ذُرِّيَّتُكُمْ طَائِفٌ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ

مار پڑے گی انھوں نے فرمایا تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے ۱۹ کیا اس پر بدکتے ہو کہ تم سمجھائے گئے ۲۰ بلکہ تم حد سے

مُسْرِفُونَ ﴿١٩﴾ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ لِقَوْمِ

بڑھنے والے لوگ ہو ۲۰ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک مرد دوڑتا آیا ۲۱ بولا اے میری قوم

اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٢١﴾

بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو ایسوں کی پیروی کرو جو تم سے کچھ نیک (اجر) نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں ۲۱

۱۶- ۱۷- اولہ واضح کے ساتھ اور وہ اندھوں اور بیماروں کو اچھا کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا ہے۔ ۱۸- جب سے تم آئے ہو بارش ہی نہیں ہوئی۔ ۱۹- اپنے دین کی تبلیغ

سے ۲۰- یعنی تمہارا کفر ۲۱- اور تمہیں اسلام کی دعوت دی گئی ۲۲- ضلال و طغیان میں اور یہی بڑی نحوست ہے۔ ۲۳- یعنی حبیب نجار جو پہاڑ کے غار میں

مصرف عبادت الہی تھا جب اس نے سنا کہ قوم نے ان فرستادوں (قاصدوں) کی تکذیب کی۔ ۲۴- حبیب نجار کی یہ گفتگو سن کر قوم نے کہا کہ کیا تو ان کے دین پر

ہے اور تو ان کے معبود پر ایمان لے آیا؟ اس کے جواب میں حبیب نجار نے کہا۔

وَمَالِی لَا أَعْبُدُ إِلَّا رَبِّي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۳﴾ ءَأَتَّخِذُ مِنْ

اور مجھے کیا ہے کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے ۲۳ کیا اللہ کے سوا

دُونَهُ إِلَهَةٌ إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمَنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِي عَنْهُمْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَ

اور خدا ٹھہراؤں ۲۴ کہ اگر رحمن میرا کچھ برا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے اور

لَا يُنْقِذُونَ ﴿۲۴﴾ إِنْئِیْ إِذَا لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۵﴾ إِنْئِیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ

نہ وہ مجھے بچا سکیں ۲۵ بے شک جب تو میں کھلی گمراہی میں ہوں ۲۶ مقرر (یقیناً) میں تمہارے رب پر ایمان لایا

فَاسْمِعُونِیْ ﴿۲۵﴾ قَبْلِ اَدْخُلِ الْجَنَّةَ ط قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾ بِمَا

تو میری سنو ۲۷ اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو ۲۸ کہا کسی طرح میری قوم جانتی جیسی

غَفَرْلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِیْ مِنْ

میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا ۲۹ اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر

بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صِیْحَةً

آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا ۲۹ اور نہ ہمیں وہاں کوئی لشکر اتارنا تھا وہ بس ایک

وَاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰبِدُونَ ﴿۲۹﴾ یٰحَسْرَةً عَلٰی الْعِبَادِ ؕ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ

ہی چیخ تھی جیسی وہ بجھ کر رہ گئے ۳۰ اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر ۳۱ جب ان کے پاس کوئی

رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہِ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلٰکْنَا قَبْلَہُمْ مِّنْ

رسول آتا ہے تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں کیا انھوں نے نہ دیکھا ۳۱ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں

۳۲ یعنی ابتدائے ہستی سے جس کی ہم پر نعتیں ہیں اور آخر کار بھی اسی کی طرف رجوع کرنا ہے اس مالکِ حقیقی کی عبادت نہ کرنا کیا معنی! اور اس کی نسبت اعتراض

کیسا! ہر شخص اپنے وجود پر نظر کر کے اس کے حقِ نعمت و احسان کو پہچان سکتا ہے۔ ۳۳ یعنی کیا بتوں کو معبود بناؤں ۳۴ جب حبیبِ نجات نے اپنی قوم سے ایسا

نصیحت آمیز کلام کیا تو وہ لوگ ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور ان پر پتھراؤ شروع کیا اور پاؤں سے پکلا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا، قبران کی انطاکیہ میں ہے۔ جب قوم

نے ان پر حملہ شروع کیا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرستادوں سے بہت جلدی کر کے یہ کہا: ۳۵ یعنی میرے ایمان کے شاہد ہو! جب وہ قتل

ہو چکے تو بطریقِ اکرام ۳۶ جب وہ جنت میں داخل ہوئے اور وہاں کی نعتیں دیکھیں ۳۷ حبیبِ نجات نے یہ تمنا کی کہ ان کی قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے

حبیب کی مغفرت کی اور اکرام فرمایا تاکہ قوم کو مرسلین کے دین کی طرف رغبت ہو۔ جب حبیب قتل کر دیئے گئے تو اللہ رب العزت کا اس قوم پر غضب ہوا اور ان کی

عقوبت و سزا میں تاخیر نہ فرمائی گئی، حضرت جبریل کو حکم ہوا اور ان کی ایک ہی ہولناک آواز سے سب کے سب مر گئے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا جاتا ہے: ۳۸ اس قوم کی

ہلاکت کے لیے ۳۹ فنا ہو گئے جیسے آگ بجھ جاتی ہے۔ ۴۰ ان پر اور ان کی مثل اور سب پر جو رسولوں کی تکذیب کر کے ہلاک ہوئے ۴۱ یعنی اہل مکہ نے جو

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کہ۔

الْقُرُونِ اَنْتَهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۳۱﴾ وَ اِنْ كُلُّ لَمَّا جِئِمْ لَدَيْنَا

ہلاک فرمائیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے والے نہیں ہیں اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور حاضر

مُحْضَرُونَ ﴿۳۲﴾ وَاٰیَةُ لَهُمْ اِلَّا رُضُّ الْبَيْتِ ۖ اَحْيٰیْنَهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا

لائے جائیں گے ۳۲ اور ان کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے ۳۲ ہم نے اسے زندہ کیا ۳۲ اور پھر اس سے اناج

حَبَّافِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا

نکالا تو اس میں سے کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں وادیاں بنائے کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے

فِيْهَا مِّنَ الْعُيُوْنِ ۚ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۚ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا

اس میں کچھ چشمے بہائے کہ اس کے پھلوں میں سے کھائیں اور یہ ان کے ہاتھ کے بنائے نہیں

يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَاَجْمَلَهَا مَّا تَنْتَبِهُتُ الْاَرْضُ

تو کیا حق نہ مانیں گے ۳۵ پاکی ہے اسے جس نے سب جوڑے بنائے ۳۵ ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے ۳۵

وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وِمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰیَةُ لَهُمْ اَلَّیْلٌ نَّسْلَخُ مِنْهُ

اور خود ان سے ۳۶ اور ان چیزوں سے جن کی انہیں خبر نہیں ۳۶ اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے ہم اس پر سے دن

النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرٰی لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذٰلِكَ

کھینچ لیتے ہیں ۳۷ جبھی وہ اندھیرے میں ہیں اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے ۳۷ یہ

تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ الْاَعْرَاجُونَ

حکم ہے زبردست علم والے کا ۳۸ اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کیں ۳۸ یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی

۳۲ یعنی دنیا کی طرف لوٹنے والے۔ نہیں کیا یہ لوگ ان کے حال سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ۳۲ یعنی تمام امتیں روز قیامت ہمارے حضور حساب کے لیے

موقف میں حاضر کی جائیں گی۔ ۳۲ جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مردہ کو زندہ فرمائے گا۔ ۳۲ پانی برسا کر وادیاں بنائیں گی۔ ۳۲ اور اللہ تعالیٰ کی

نعمتوں کا شکر بجا نہ لائیں گے۔ ۳۳ یعنی اَصْنَافُ وَاَقْسَامُ۔ غلے پھل وغیرہ ۳۳ اولادِ ذکور و اُنثا (مذکر اور مؤنث اولاد) ۳۳ بحر و بر کی عجیب و غریب

مخلوقات میں سے جس کی انسانوں کو خبر بھی نہیں ہے۔ ۳۴ ہماری قدرت عظیمہ پر دلالت کرنے والی۔ ۳۴ تو بالکل تاریک رہ جاتی ہے جس طرح کالے بھونجکے

(انتہائی کالے) جیشتی کا سفید لباس اتار لیا جائے تو پھر وہ سیاہ ہی سیاہ رہ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین کے درمیان کی فضا اصل میں تاریک ہے

آفتاب کی روشنی اس کے لیے ایک سفید لباس کی طرح ہے، جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ لباس اتر جاتا ہے اور فضا اپنی اصل حالت میں تاریک رہ جاتی

ہے۔ ۳۶ یعنی جہاں تک اس کی سیر کی نہایت (حد) مقرر فرمائی گئی ہے اور وہ روز قیامت ہے اس وقت تک وہ چلتا ہی رہے گا یا یہ معنی ہیں کہ وہ اپنی منزلوں میں

چلتا ہے اور جب سب سے دور والے مغرب میں پہنچتا ہے تو پھر لوٹ پڑتا ہے کیونکہ یہی اس کا مُسْتَقَرُّ ہے۔ ۳۷ اور یہ نشانی ہے جو اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ

پر دلالت کرتی ہے۔ ۳۷ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں ہر شب ایک منزل میں ہوتا ہے اور پوری منزل طے کر لیتا ہے نہ کم چلے نہ زیادہ طلوع کی تاریخ سے

اٹھائیسویں تاریخ تک تمام منزلیں طے کر لیتا ہے اور اگر مہینہ تیس کا ہو تو دس شب اور اسیس ہو تو ایک شب چھپتا ہے اور جب اپنے آخر منزل میں پہنچتا ہے تو تاریک

الْقَدِيمِ ۳۹ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ

ڈال (شہنی) ۵۲ سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے ۵۳ اور نہ رات دن پر

النَّهَارِ ۴۰ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۴۱ وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي

سہقت لے جائے ۵۴ اور ہر ایک ایک گھرے میں پیر رہا ہے اور ان کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ انہیں ان کے بزرگوں کی پیٹھ میں ہم

الْفَلَكَ السَّحُونِ ۴۱ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ۴۲ وَإِنْ نَشَأْ

نے بھری کشتی میں سوار کیا ۵۵ اور ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں بنادیں جن پر سوار ہوتے ہیں اور ہم چاہیں تو

نُغْرِقَهُمْ فَلَا صِرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ ۴۳ إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا

انہیں ڈبو دیں ۵۶ تو نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے والا ہو اور نہ وہ بچائے جائیں مگر ہماری طرف کی رحمت اور ایک وقت

إِلَىٰ حِينٍ ۴۴ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ

تک برتنے دینا ۵۷ اور جب ان سے فرمایا جاتا ہے ڈرو تم اس سے جو تمہارے سامنے ہے ۵۸ اور جو تمہارے پیچھے آنے والا ہے ۵۹ اس امید پر

تُرْحَمُونَ ۴۵ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا

کہ تم پر مہر ہو تو منہ پھیر لیتے ہیں اور جب کبھی ان کے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو منہ

مُعْرِضِينَ ۴۶ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا رَزَقَكُمْ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ

ہی پھیر لیتے ہیں ۶۰ اور جب ان سے فرمایا جائے اللہ کے دیئے میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر

كَفَرُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْطَعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ ۖ إِنَّ أَنْتُمْ

مسلمانوں کے لیے کہتے ہیں کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا ۶۱ تم تو نہیں

اور کمان کی طرح خمیدہ اور زرد ہو جاتا ہے۔ ۶۲ جو سوکھ کر پتلی اور خیدہ اور زرد ہو گئی ہو۔ ۶۳ یعنی شب میں جو اس کے ظہور شوکت کا وقت ہے اس کے ساتھ جمع

ہو کر اس کے نور کو مغلوب کرے کیونکہ سورج اور چاند میں سے ہر ایک کے ظہور شوکت کے لیے ایک وقت مقرر ہے سورج کے لیے دن اور چاند کے لیے رات۔ ۶۴ کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے آجائے۔ ایسا بھی نہیں بلکہ رات اور دن دونوں معین حساب کے ساتھ آتے جاتے ہیں کوئی ان میں سے اپنے وقت سے

قبل نہیں آتا اور نیرین یعنی آفتاب و مہتاب میں سے کوئی دوسرے کے خدو و شوکت میں داخل نہیں ہوتا نہ آفتاب رات میں چمکے نہ مہتاب دن میں۔ ۶۵ جو سامان

اسباب وغیرہ سے بھری ہوئی تھی۔ مراد اس سے کشتی نوح ہے جس میں ان کے پہلے اجداد سوار کئے گئے تھے اور یہ ان کی ذریتیں ان کی پشت میں

تھیں۔ ۶۶ باوجود کشتیوں کے ۶۷ جو ان کی زندگانی کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ ۶۸ یعنی عذاب دنیا ۶۹ یعنی عذاب آخرت ۷۰ یعنی ان کا دستور اور طریقہ

کار ہی یہ ہے کہ وہ ہر آیت و موعظت سے اعراض و رذ گردانی کیا کرتے ہیں۔ ۷۱ شان نزول: یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی جن سے مسلمانوں نے

کہا تھا کہ تم اپنے مالوں کا وہ حصہ مسکینوں پر خرچ کرو جو تم نے بزعم خود اللہ تعالیٰ کے لیے نکالا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کیا ہم ان کو کھلائیں جنہیں اللہ تعالیٰ کھلانا

چاہتا تو کھلا دیتا، مطلب یہ تھا کہ خدا ہی کو مسکینوں کا محتاج رکھنا منظور ہے تو انہیں کھانے کو دینا اس کی مشیت کے خلاف ہوگا۔ یہ بات انہوں نے بخیل اور تجوی سے

إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۚ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۴۷

مگر کھلی گمراہی میں اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ ۴۷ اگر تم سچے ہو ۴۸

مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّسُونَ ۝۴۹ فَلَا

راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۴۹ کہ انھیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے ۵۰ تو نہ

يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝۵۰ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ

وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں ۵۰ اور پھونکا جائے گا صور ۵۱

فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ۝۵۱ قَالُوا أَيْوَيْكَأُ مَا

جبھی وہ قبروں سے ۵۱ اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے

بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ۚ هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝۵۲

ہمیں سوتے سے جگا دیا ۵۲ یہ ہے وہ جس کا رحمن نے وعدہ دیا تھا اور رسولوں نے حق فرمایا ہے

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝۵۳

وہ تو نہ ہوگی مگر ایک چنگھاڑ والے جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے ۵۳

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۵۴

تو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کئے کا

”انفاق فی سبیل اللہ“ (راہ خدا میں خرچ کرنے) سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ میں زندیق لوگ تھے جب ان سے کہا

جاتا تھا کہ مسکینوں کو صدقہ دو تو کہتے تھے ہرگز نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ محتاج کرے ہم کھلائیں۔ ۵۴ بعثت و قیامت کا ۵۳ اپنے دعوے میں۔ ان کا یہ

خطاب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے: ۵۴ یعنی صور کے پہلے فحی کی جو حضرت اسرافیل علیہ

السلام پھونکیں گے۔ ۵۵ خرید و فروخت میں اور کھانے پینے میں اور بازاروں اور مجلسوں میں، دنیا کے کاموں میں کد اچانک قیامت قائم ہو جائے گی۔ حدیث شریف

میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خریدار اور بائع کے درمیان کپڑا پھیلا ہوگا نہ سودا تمام ہونے پائے گا نہ کپڑا الپٹ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی

یعنی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے اور وہ کام ویسے ہی ناتمام رہ جائیں گے نہ انہیں خود پورا کر سکیں گے نہ کسی دوسرے سے پورا کرنے کو کہہ سکیں گے

اور جو گھر سے باہر گئے ہیں وہ واپس نہ آسکیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ۵۶ وہیں مرجائیں گے اور قیامت فرصت و مہلت نہ دے گی۔ ۵۷ دوسری مرتبہ۔ یہ فحی

ثانیہ ہے جو مومروں کے اٹھانے کے لیے ہوگا اور ان دونوں فحیوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ ۵۸ زندہ ہو کر۔ ۵۹ یہ مقولہ کفار کا ہوگا۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ یہ بات اس لیے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ دونوں فحیوں کے درمیان ان سے عذاب اٹھا دے گا اور اتنا زمانہ وہ سوتے رہیں گے اور

فحی ثانیہ کے بعد جب اٹھائے جائیں گے اور احوال قیامت دیکھیں گے تو اس طرح چیخ اٹھیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب کفار جہنم اور اس کے عذاب دیکھیں گے تو

اس کے مقابلہ میں عذاب قبر انہیں بہل معلوم ہوگا اس لیے وہ ویل (ہائے ہماری خرابی) و افسوس پکار اٹھیں گے اور اس وقت کہیں گے: فکے اور اس وقت کا اقرار

انہیں کچھ نافع نہ ہوگا۔ ۵۷ یعنی ”نفخۃ اخیرہ“ ایک ہولناک آواز ہوگی۔ ۵۸ حساب کے لیے۔ پھر ان سے کہا جائے گا۔

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَاكِهِونَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي

بے شک جنت والے آج دل کے بہلاؤں میں چین کرتے ہیں وے وہ اور ان کی بیویاں

ظِلِّ عَلَىٰ إِلَّا رَأَيْكَ مُتَّكُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾

سایوں میں ہیں تتھوں پر تکیہ لگائے ان کے لیے اس میں میوہ ہے اور ان کے لیے ہے اس میں جو مانگیں

سَلَّمَ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَّازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾

ان پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا وے اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو وے

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يٰبَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا وے کہ شیطان کو نہ پوجنا وے بے شک وہ تمہارا کھلا

مُبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنْ أَعْبُدُونِي ۚ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ

دشمن ہے اور میری بندگی کرنا وے یہ سیدھی راہ ہے اور بے شک اس نے تم میں

مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ

سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا تو کیا تمہیں عقل نہ تھی وے یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے

تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ

وعدہ تھا آج اس میں جاؤ بدلہ اپنے کفر کا آج ہم ان کے مونھوں پر مہر

أَفْوَاهِهِمْ وَتُغْلِقْنَآ أَيْدِيَهُمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾

کردیں گے وے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے وے

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّى يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾ وَ

اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے وے پھر لپک کر رستے کی طرف جاتے تو انھیں کچھ نہ سوچتا وے اور

وے طرح طرح کی نعمتیں اور قسم قسم کے سرور اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت، جنتی نہروں کے کنارے ہشتی اشجار کی دلنواز فضا میں، طرب انگیز نعمات، حسینان

جنت کا قرب اور قسم قسم کی نعمتوں سے التذاذ (لذت حاصل کرنا) یہ ان کے شغل ہوں گے۔ وے یعنی اللہ عزوجل ان پر سلام فرمائے گا خواہ واسطہ یا بے واسطہ

اور یہ سب سے بڑی اور پیاری مراد ہے ملائکہ اہل جنت کے پاس ہر دروازے سے آکر کہیں گے تم پر تمہارے رحمت والے رب کا سلام۔ وے جس وقت مومن

جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے اس وقت کفار سے کہا جائے گا کہ الگ پھٹ جاؤ مومنین سے علیحدہ ہو جاؤ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ حکم کفار کو ہوگا کہ الگ الگ

جہنم میں اپنے اپنے مقام پر جائیں۔ وے اپنے انبیاء کی معرفت وے اس کی فرمانبرداری نہ کرنا۔ وے اور کسی کو عبادت میں میرا شریک نہ کرنا۔ وے کہ تم اس

کی عداوت اور گمراہ گری کو سمجھتے اور جب وہ جہنم کے قریب پہنچیں گے تو ان سے کہا جائے گا: وے کہ وہ بول نہ سکیں اور یہ مہر کرنا ان کے یہ کہنے کے سبب ہوگا کہ ہم

مشرک نہ تھے نہ ہم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ وے ان کے اعضاء بول انھیں گے اور جو کچھ ان سے صادر ہوا ہے سب بیان کر دیں گے۔ وے کہ نشان بھی باقی نہ رہتا

لَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَهُمْ عَلَىٰ مَكَاتِرِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾

اگر ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی صورتیں بدل دیتے ﴿۶۷﴾ نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے لوٹتے ﴿۶۷﴾

وَمَنْ نُعَمِّرْهُ لَا تُغْنِ عَنْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَ

اور جسے ہم بڑی عمر کا کریں اسے پیدائش میں الٹا پھیریں ﴿۶۸﴾ تو کیا وہ سمجھتے نہیں ﴿۶۸﴾ اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا ﴿۶۸﴾

مَا يَتَّبِعِي لَهُ ﴿٦٩﴾ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ﴿٦٩﴾ لِيُنذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا

نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ﴿۶۹﴾ کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو ﴿۶۹﴾

وَيَحِقُّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ

اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے ﴿۷۰﴾ اور کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے

أَيْدِينَا أَنْعَمَّا فَهُمْ لَهَا مَلِكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَاهُمْ فَبَنَاهُمْ كُوبُهُمْ وَ

بنائے ہوئے چوپائے ان کے لیے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں ﴿۷۱﴾ اور انھیں ان کے لیے نرم کر دیا ﴿۷۱﴾ تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور

اس طرح کا اندھا کر دیتے۔ ﴿۷۲﴾ لیکن ہم نے ایسا نہ کیا اور اپنے فضل و کرم سے ”نعمت بصر“ ان کے پاس باقی رکھی تو اب ان پر حق یہ ہے کہ وہ شکر گزاری کریں کفر

نہ کریں۔ ﴿۷۳﴾ اور انہیں بندر یا سوار بنا دیتے۔ ﴿۷۴﴾ اور ان کے جرم اس کے مُستدعی تھے لیکن ہم نے اپنی رحمت و حکمت کے حسب اقتضا عذاب میں جلدی نہ کی اور

ان کے لیے مہلت رکھی۔ ﴿۷۵﴾ کہ وہ بچپن کے سے ضعیف و ناتوانی کی طرف واپس ہونے لگے اور ہم ہر دم اس کی طاقتیں تو تیں اور جسم اور عقل گھٹنے لگے۔ ﴿۷۶﴾ کہ جو

احوال کے بدلے پر ایسا قادر ہو کہ بچپن کے ضعیف و ناتوانی اور صغیر جسم و نادانی کے بعد شباب کی قوتیں و توانائی اور جسم قوی و دانائی عطا فرماتا ہے اور پھر کبر سن اور آخر عمر

میں اسی قوی بیکل جوان کو بدلا اور حقیر کر دیتا ہے اب نہ وہ جسم باقی ہے نہ قوتیں، نشست برخاست میں مجبور یاں درپیش ہیں، عقل کام نہیں کرتی، بات یاد نہیں رہتی، عزیز و

اقارب کو پہچان نہیں سکتا، جس پروردگار نے یہ تغیر کیا وہ قادر ہے کہ انھیں دینے کے بعد انہیں مٹا دے اور اچھی صورتیں عطا کرنے کے بعد ان کو مٹ کر دے اور موت

دینے کے بعد پھر زندہ کر دے۔ ﴿۷۸﴾ معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا مملکہ نہ دیا یہ کہ قرآن تعلیم شعر نہیں ہے اور شعر سے کلام کا ذب مراد ہے خواہ موزوں ہو

یا غیر موزوں۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علومِ اولین و آخرین تعلیم فرمائے گئے جن سے کشفِ حقائق

ہوتا ہے اور آپ کی معلومات واقعی و نفس الامری ہیں کذبِ شعری نہیں جو حقیقت میں جہل ہے وہ آپ کی شان کے لائق نہیں اور آپ کا دامن تقدُّس اس سے پاک

ہے۔ اس میں شعر بمعنی کلامِ موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم، جید و ردی کو پہچاننے کی نفی نہیں۔ علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں طعن کرنے والوں کے

لیے یہ آیت کسی طرح سند نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے حضور کو علومِ کائنات عطا فرمائے۔ اس کے انکار میں اس آیت کو پیش کرنا محض غلط ہے۔ شانِ نزول: کفار قریش نے کہا

تھا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شاعر ہیں اور جو وہ فرماتے ہیں یعنی قرآن پاک وہ شعر ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ (معاذ اللہ) یہ کلام کا ذب ہے

جیسا کہ قرآن کریم میں ان کا مقولہ نقل فرمایا گیا ہے ”بَلْ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ“۔ اسی کا اس آیت میں رد فرمایا گیا کہ ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

ایسی باطل گوئی کا مملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب اشعار یعنی اکاذیب پر مشتمل نہیں۔ کفار قریش زبان سے ایسے بدذوق اور نظم عروضی سے ایسے ناواقف نہ تھے کہ نہ کلام کو نظم

کہہ دیتے اور کلام پاک کو شعر عروضی بتا بیٹھتے اور کلام کا محض وزن عروضی پر ہونا ایسا بھی نہ تھا کہ اس پر اعتراض کیا جاسکے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ان بے دینوں کی مراد

شعر سے کلام کا ذب تھی۔ (مدارک و جمل و روح البیان) اور حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے اس آیت کے معنی میں فرمایا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے مُعنی اور اجمال کے ساتھ خطاب نہیں فرمایا جس میں مراد کے مخفی رہنے کا احتمال ہو بلکہ صاف صریح کلام فرمایا ہے جس سے تمام حجاب اٹھ جائیں اور علوم

روشن ہو جائیں چونکہ شعر لغز و توریہ اور مز و اجمال کا محل ہوتا ہے اس لیے شعر کی نفی فرما کر اس معنی کو بیان فرمایا۔ ﴿۷۹﴾ صاف صریح حق و ہدایت۔ کہاں وہ پاک آسمانی

کتاب تمام علوم کی جامع اور کہاں شعر جیسا کلام کا ذب ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ (گھٹیا کو اعلیٰ سے کیا نسبت؟) (تکبریت الاحمر الخلیفۃ الاکبر)

﴿۸۰﴾ دل زندہ رکھتا ہو کلام و خطاب کو سمجھے اور یہ شانِ مومن کی ہے۔ ﴿۸۱﴾ یعنی حجت عذاب قائم ہو جائے۔ ﴿۸۲﴾ یعنی سُخَّرَ و زبر حکم کر دیا۔

مِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٤٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبٌ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٤٣﴾ وَ

کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان میں کئی طرح کے نفع و ۹۳ اور پینے کی چیزیں ہیں ۹۴ تو کیا شکر نہ کریں گے ۹۵ اور

اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً لَّعَلَّهُمْ يُبْصِرُونَ ﴿٤٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ

انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے ۹۶ کہ شاید ان کی مدد ہو ۹۷ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے ۹۸

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٤٥﴾ فَلَا يَحْزَنْكَ قَوْلُهُمْ ۚ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ

اور وہ ان کے لشکر سب گرفتار حاضر آئیں گے ۹۹ تو تم ان کی بات کا غم نہ کرو ۱۰۰ بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں

وَمَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ أَوَلَمْ يَرِ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ

اور ظاہر کرتے ہیں ۱۰۱ اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح

مُبِينٌ ﴿٤٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَ

جھگڑا لو ہے ۱۰۲ اور ہمارے لیے کہاوت کہتا ہے ۱۰۳ اور اپنی پیدائش بھول گیا ۱۰۴ بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے

هِيَ رَمِيمٌ ﴿٤٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ

جب وہ بالکل گل گئیں تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش

عَلِيمٌ ﴿٤٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ

کا علم ہے ۱۰۵ جس نے تمہارے لیے ہرے بیڑ میں سے آگ پیدا کی جبھی تم اس سے

۹۳ اور فائدے ہیں کہ ان کی کھالوں بالوں اور اون وغیرہ کام میں لاتے ہیں۔ ۹۴ دودھ اور دودھ سے بننے والی چیزیں دہی مٹھا وغیرہ۔ ۹۵ اللہ تعالیٰ کی ان

نعتوں کا۔ ۹۶ یعنی بتوں کو پوجنے لگے ۹۷ اور مصیبت کے وقت کام آئیں اور عذاب سے بچائیں اور ایسا ممکن نہیں۔ ۹۸ کیونکہ جماد بے جان بے قدرت

بے شعور ہیں۔ ۹۹ یعنی کافروں کے ساتھ ان کے بت بھی گرفتار کر کے حاضر کئے جائیں گے اور سب جہنم میں داخل ہوں گے بت بھی اور ان کے پجاری

بھی۔ ۱۰۰ یہ خطاب ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے کہ کفار کی تکذیب و انکار سے اور

ان کی ایذاؤں اور جفا کاریوں سے آپ غمگین نہ ہوں۔ ۱۰۱ ہم انہیں ان کے کردار کی جزا دیں گے۔ ۱۰۲ شان نزول: یہ آیت عاص بن وائل یا ابو جہل اور بقول

مشہور ابی بن خلف جُمحی کے حق میں نازل ہوئی جو انکار بعث میں یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بحث و تکرار کرنے

آیا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی تھی اس کو توڑتا جاتا تھا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہتا جاتا تھا کہ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس ہڈی کو گل جانے اور

ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں اور تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھائے گا اور جہنم میں داخل فرمائے

گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کے جہل کا اظہار فرمایا گیا کہ گلی ہوئی ہڈی کا بکھرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندگی قبول کرنا اپنی نادانی سے ناممکن

سمجھتا ہے کتنا حق ہے اپنے آپ کو نہیں دیکھتا کہ ابتداء میں ایک گندہ نطفہ تھا گلی ہوئی ہڈی سے بھی حقیر تر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے اس میں جان ڈالی انسان بنایا تو

ایسا مغرور و متکبر انسان ہوا کہ اس کی قدرت ہی کا منکر ہو کر جھگڑنے آگیا اتنا نہیں دیکھتا کہ جو قادر برحق پانی کی بوند کو قوی اور توانا انسان بنا دیتا ہے اس کی قدرت

سے گلی ہوئی ہڈی کو دوبارہ زندگی بخش دینا کیا بعید ہے اور اس کو ناممکن سمجھنا کتنی کھلی ہوئی جہالت ہے۔ ۱۰۳ یعنی گلی ہوئی ہڈی کو ہاتھ سے مل کر مٹل بناتا ہے کہ یہ تو

ایسی بکھر گئی کیسے زندہ ہوگی۔ ۱۰۴ کہ قطرہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ ۱۰۵ پہلی کا بھی اور موت کے بعد والی کا بھی۔

تُوقِدُونَ ۱۰۰) أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ

سلگاتے ہو ولا اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے

أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۖ بَلَىٰ ۚ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۱۰۱) إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۱۰۲) فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ

اور نہیں بنا سکتا ولا کیوں نہیں ۱۰۱ اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا اس کا کام تو یہی ہے کہ جب

کسی چیز کو چاہے وہ تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ولا تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ

مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۱۰۳)

ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ولا

﴿آیتھا ۱۸۲﴾ ﴿سُورَةُ الصَّفَاتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۵﴾

سورہ طُفَّت مکہ ہے، اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ولا

وَالصَّفَاتِ صَفًّا ۱) فَالزُّجَرُ زُجْرًا ۲) فَالْتِّلِيتِ ذِكْرًا ۳) إِنَّ إِلَهَكُمْ

قسم ان کی کہ باقاعدہ صف باندھیں ولا پھر ان کی کہ جھڑک کر چلائیں ولا پھر ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں بے شک تمہارا معبود

لَوْاحِدٌ ۴) رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۵)

ضرور ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک مشرقوں کا ولا

ولا عرب کے دودرخت ہوتے ہیں جو وہاں کے جنگلوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں ایک کا نام مرخ ہے دوسرے کا عفار۔ ان کی خاصیت یہ ہے کہ جب

ان کی سبز شاخیں کاٹ کر ایک دوسرے پر گر گزری جائیں تو ان سے آگ نکلتی ہے باوجودیکہ وہ اتنی تر ہوتی ہیں کہ ان سے پانی ٹپکتا ہوتا ہے، اس میں قدرت کی کیسی

عجیب و غریب نشانی ہے کہ آگ اور پانی دونوں ایک دوسرے کی ضد ہر ایک ایک جگہ، ایک لکڑی میں موجود نہ پانی آگ کو بجھائے نہ آگ لکڑی کو جلانے جس قادر

مطلق کی یہ حکمت ہے وہ اگر ایک بدن پر موت کے بعد زندگی وارد کرے تو اس کی قدرت سے کیا عجیب اور اس کو ناممکن کہنا آثار قدرت دیکھ کر جاہلانہ و معاندانہ انکار

کرنا ہے۔ ولا یا انہیں کو بعد موت زندہ نہیں کر سکتا۔ ولا بیشک وہ اس پر قادر ہے۔ ولا کہ پیدا کرے ولا یعنی مخلوقات کا وجود اس کے حکم کے تابع ہے۔

ولا آخرت میں۔ ولا سورہ وَالصَّفَاتِ مکہ ہے اس میں پانچ رکوع ایک سو بیاسی آیتیں اور آٹھ سو ساٹھ کلمے اور تین ہزار آٹھ سو پچیس حرف ہیں۔ ولا اس

آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی چند گروہوں کی یا تو مراد اس سے ملائکہ کے گروہ ہیں جو نمازیوں کی طرح صف بستہ ہو کر اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں یا

علماء دین کے گروہ جو تہجد اور تمام نمازوں میں صفیں باندھ کر مصروف عبادت رہتے ہیں یا غازیوں کے گروہ جو راہ خدا میں صفیں باندھ کر دشمنان حق کے مقابل ہوتے

ہیں۔ (مدارک) ولا پہلی تقدیر پر جھڑک کر چلانے والوں سے مراد ملائکہ ہیں جو ابر پر مقرر ہیں اور اس کو حکم دے کر چلاتے ہیں اور دوسری تقدیر پر وہ علماء جو وعظ و چند

سے لوگوں کو جھڑک کر دین کی راہ چلاتے ہیں، تیسری صورت میں وہ غازی جو گھوڑوں کو ڈپٹ کر جہاد میں چلاتے ہیں۔ ولا یعنی آسمان اور زمین اور ان کی

إِنَّا زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۖ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

بے شک ہم نے نیچے کے آسمان و ستاروں کے سنگار سے آراستہ کیا اور نگاہ رکھنے کو ہر شیطان

مَّا رِدْجٍ ۚ لَا يَسْعَوْنَ إِلَى الْمَلَا أَعْلَىٰ وَيُقْدِفُونَ مِّنْ كُلِّ جَانِبٍ ۚ

سرکش سے نہ عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے وے اور ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے وے

دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۙ إِلَّا مَن خَطَفَ الْخُطْفَةَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ

انہیں بھگانے کو اور ان کے لیے وے ہمیشہ کا عذاب مگر جو ایک آدھ بار اچک لے چلا وے تو روشن انگارا

ثَاقِبٌ ۚ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهَمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مِّنْ خَلْقِنَا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ

اس کے پیچھے لگا وے تو ان سے پوچھو وے کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا ہماری اور مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی وے بیشک ہم نے ان کو

طِينٍ لَّا زِبٍ ۚ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۚ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ۚ

چپکٹی مٹی سے بنایا وے بلکہ تمہیں اچنبا آیا وے اور وہ ہنسی کرتے ہیں وے اور سمجھائے نہیں سمجھتے

وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخَرُونَ ۚ وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۚ

اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں وے ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر کھلا جادو

عَازِفًا مِّثْنًا وَكُنَّا تَرَابًا وَعِظَامًا ۚ إِنَّا لَسَبْعُوثُونَ ۚ أَوْ أَبَاؤُنَا

کیا جب ہم مرکز مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے

الْأَوَّلُونَ ۚ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۚ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ

باپ دادا بھی وے تم فرماؤ ہاں یوں کہ ذلیل ہو کے تو وہ وے تو ایک ہی جھڑک ہے وے

درمیانِ کائنات اور تمام خدو دو چہات سب کا مالک وہی ہے تو کوئی دوسرا کس طرح مستحق عبادت ہو سکتا ہے لہذا وہ شریک سے منزہ ہے۔ وے جو زمین کے بہ نسبت

اور آسمانوں سے قریب تر ہے۔ وے یعنی ہم نے آسمان کو ہر ایک نافرمان شیطان سے محفوظ رکھا کہ جب شیاطین آسمان پر جانے کا ارادہ کریں تو فرشتے شہاب مار کر

ان کو دفع کر دیں۔ لہذا شیاطین آسمان پر نہیں جاسکتے اور وے اور آسمان کے فرشتوں کی گفتگو نہیں سن سکتے۔ وے انگاروں کی۔ جب وہ اس نیت سے آسمان کی طرف

جائیں۔ وے آخرت میں وے یعنی اگر کوئی شیطان ملائکہ کا کوئی کلمہ کہی لے بھا گا وے کہ اسے جلانے اور ایذا پہنچانے۔ وے یعنی کفار کہ سے وے تو جس

قادر برحق کو آسمان وزمین جیسی عظیم مخلوق کا پیدا کر دینا کچھ بھی مشکل اور دشوار نہیں تو انسانوں کا پیدا کرنا اس پر کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ وے یہ ان کے ضحیف کی ایک اور

شہادت ہے کہ ان کی پیدائش کا اصل مادہ مٹی ہے جو کوئی شدت و قوت نہیں رکھتی اور اس میں ان پر ایک اور بُراں قائم فرمائی گئی ہے کہ چپکٹی مٹی ان کا مادہ پیدائش ہے تو

اب پھر جسم کے گل جانے اور غایت یہ ہے کہ مٹی ہو جانے کے بعد اس مٹی سے پھر دوبارہ پیدائش کو وہ کیوں ناممکن جانتے ہیں! مادہ موجود اور صانع موجود پھر دوبارہ

پیدائش کیسے محال ہو سکتی ہے! وے ان کے تکذیب کرنے سے کہ ایسی واضح الدلالة آیات و بینات کے باوجود وہ کس طرح تکذیب کرتے ہیں۔ وے آپ سے اور

آپ کے تعجب سے یا مرنے کے بعد اٹھنے سے۔ وے مثل شق القمر وغیرہ کے وے جو ہم سے زمانہ میں مقدم ہیں۔ کفار کے نزدیک ان کے باپ دادا کا زندہ کیا جانا خود

ان کے زندہ کئے جانے سے زیادہ بعید تھا اس لیے انہوں نے یہ کہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے: وے یعنی بعث وے ایک ہی ہولناک

فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ۱۹ وَقَالُوا يَوْمَئِذٍ هَذَا يَوْمُ الدِّينِ ۲۰ هَذَا يَوْمُ

جہی وہ دیکھنے لگیں گے اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی ان سے کہا جائے گا یہ انصاف کا دن ہے ۲۱ یہ ہے وہ

الْفُصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَكْدِبُونَ ۲۱ أَحْشُرُوَالَّذِينَ ظَلَمُواوَأَزْوَاجَهُمْ

فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے ۲۲ ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ۲۳

وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۲۲ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۲۳

اور جو کچھ وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا ان سب کو ہانکو راہ دوزخ کی طرف

وَقِفُّهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ۲۴ مَا لَكُمْ لَا تَنْصَرُونَ ۲۵ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ

اور انھیں ٹھہراؤ ۲۵ ان سے پوچھنا ہے ۲۶ تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے ۲۷ بلکہ وہ آج

مُسْتَسْلِمُونَ ۲۶ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۲۷ قَالُوا إِنَّكُم

گردن ڈالے ہیں ۲۸ اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ۲۹ تم

كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ۲۸ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۲۹ وَمَا

ہمارے دینی طرف سے بہکانے آتے تھے ۳۰ جواب دیں گے تم خود ہی ایمان نہ رکھتے تھے ۳۱ اور

كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ ۳۱ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِينَ ۳۲ فَحَقَّ عَلَيْنَا

ہمارا تم پر کچھ قابو نہ تھا ۳۳ بلکہ تم سرکش لوگ تھے تو ثابت ہوگئی ہم پر

قَوْلُ رَبِّنَا ۳۳ إِنَّكَ لَآ يَقُونُ ۳۴ فَأَعْوَبُنَا كَمَا كُنَّا غَوِينَ ۳۵ فَإِنَّهُمْ

ہمارے رب کی بات ۳۴ ہمیں ضرور چکھنا ہے ۳۵ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا کہ ہم خود گمراہ تھے تو

آواز ہے تجھ ثانی کی ۳۶ زندہ ہو کر اپنے افعال اور پیش آنے والے احوال ۳۷ یعنی فرشتے کہیں گے کہ یہ انصاف کا دن ہے یہ حساب و جزا کا دن ہے ۳۸ دنیا میں

اور فرشتوں کو حکم دیا جائے گا: ۳۹ ظالموں سے مراد کافر ہیں اور ان کے جوڑوں سے مراد ان کے شیاطین جو دنیا میں ان کے خلیس و قرین رہتے تھے، ہر ایک کافر

اپنے شیطان کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑ دیا جائے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جوڑوں سے مراد اشرار و امثال ہیں یعنی ہر کافر اپنے

ہی قسم کے کفار کے ساتھ ہانکا جائے گا بت پرست بت پرستوں کے ساتھ اور آتش پرست آتش پرستوں کے ساتھ، علیٰ ہذا القیاس۔ ۴۰ صراط کے پاس

۴۱ حدیث شریف میں ہے کہ روز قیامت بندہ جگہ سے بل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں ایک اس کی عمر کہ کس کام میں گزری۔ دوسرے

اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا۔ تیسرے اس کا مال کہ کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا۔ چوتھے اس کا جسم کہ اس کو کس کام میں لایا۔ ۴۲ یہ ان سے جہنم کے خازن بطریق

تو بیخ کہیں گے کہ دنیا میں تو ایک دوسرے کی امداد پر بہت غرہ رکھتے تھے آج دیکھو کیسے عاجز ہو تم میں سے کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ ۴۳ عاجز و ذلیل ہو

کر۔ ۴۴ اپنے سرداروں سے جو دنیا میں بہکاتے تھے۔ ۴۵ یعنی بزدل و قوت نہیں گمراہی پر آمادہ کرتے تھے۔ اس پر کفار کے سردار کہیں گے اور ۴۶ پہلے ہی سے

کافر تھے اور ایمان سے با اختیار خود اعراض کر چکے تھے۔ ۴۷ کہ ہم تمہیں اپنی اتباع پر مجبور کرتے۔ ۴۸ جو اس نے فرمائی کہ میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں

سے بھروں گا۔ لہذا ۴۹ اس کا عذاب۔ گمراہوں کو بھی اور گمراہ کرنے والوں کو بھی۔

يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۳۳﴾ إِنَّا كَذَبْنَاكَ بِالْجُرْمِئِينَ ﴿۳۴﴾

اس دن ۳۳ وہ سب کے سب عذاب میں شریک ہیں ۳۴ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُولُونَ

بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچے کھینچتے (تکبر کرتے) تھے ۳۵ اور کہتے تھے

إِنَّا لَنَارِكُوكُمَا إِلَهَيْنَا إِنْ شَاعِرٌ مُّجْتَوٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ

کیا ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے ۳۶ بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انھوں نے رسولوں کی

الرُّسُلِئِينَ ﴿۳۷﴾ إِنَّكُمْ لَذَاقُوا الْعَذَابِ الْآلِئِينَ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا

تصدیق فرمائی ۳۷ بے شک تمہیں ضرور دکھ کی مار چکھی ہے ۳۸ تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۹﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۴۰﴾ أُولَئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

اپنے کئے کا ۳۹ مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ۴۰ ان کے لیے وہ روزی ہے

مَعْلُومٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهٌ وَهُمْ مُّكْرَمُونَ ﴿۴۲﴾ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿۴۳﴾ عَلَى سُرُرٍ

جو ہمارے علم میں ہے ۴۱ میوے ۴۲ اور ان کی عزت ہوگی چین کے باغوں میں تختوں پر

مُتَقَبِّلِينَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ﴿۴۵﴾ بِيضَاءَ لَدَّةٍ

ہوں گے آمنے سامنے ۴۴ ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا ۴۵ سفید رنگ ۴۵ پینے والوں

لِّلشَّرِبِئِينَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ

کے لیے لذت ۴۶ نہ اس میں خمار ہے ۴۷ اور نہ اس سے ان کا سر پھرے ۴۷ اور ان کے پاس ہیں جو

قِصَاتُ الطَّرْفِئِينَ ﴿۴۸﴾ كَأَنَّهُمْ بِيضٌ مَّكْنُونٌ ﴿۴۹﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى

شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی ۴۸ بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے ۴۹ تو ان میں ۴۹ ایک نے دوسرے کی

۴۵ یعنی روز قیامت ۴۶ گمراہ بھی اور ان کے گمراہ کرنے والے سردار بھی کیونکہ یہ سب دنیا میں گمراہی میں شریک تھے۔ ۴۷ اور توحید قبول نہ کرتے تھے شرک

سے باز نہ آتے تھے۔ ۴۸ یعنی سید عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے سے۔ ۴۹ دین و توحید و نفی شرک میں۔ ۴۹ اس شرک اور

مکذیب کا جو دنیا میں کرائے ہو۔ ۴۹ ایمان اور اخلاص والے ۴۹ اور نفیس و لذیذ نعمتیں، خوش ذائقہ، خوشبودار، خوش منظر۔ ۴۹ ایک دوسرے سے مانوس اور

مسرور۔ ۴۹ جس کی پاکیزہ نہریں نگاہوں کے سامنے جاری ہوں گی۔ ۴۹ دودھ سے بھی زیادہ سفید ۴۹ بخلاف دنیا کی شراب کے جو بدبودار اور بد ذائقہ ہوتی

ہے اور پینے والا اس کو پیتے وقت منہ بگاڑ بگاڑ لیتا ہے۔ ۴۹ جس سے عقل میں خلل آئے۔ ۴۹ بخلاف دنیا کی شراب کے جس میں بہت سے فسادات اور عیب

ہیں اس سے پیٹ میں بھی درد ہوتا ہے سر میں بھی، پیشاب میں بھی تکلیف ہو جاتی ہے، طبیعت مائلش کرتی ہے، تے آتی ہے، سر چکراتا ہے، عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔

۴۹ کہ اس کے نزدیک اس کا شوہر ہی صاحبِ حسن اور پیارا ہے۔ ۴۹ گردوغبار سے پاک صاف دلکش رنگ۔ ۴۹ یعنی اہل جنت میں سے۔

بَعْضٌ يَتَسَاءَلُونَ ۝۵۰ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝۵۱ يَقُولُ

طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ۵۰ ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا ۵۱ مجھ سے کہا کرتا

إِنَّكَ لَمِنَ الْمَصْدِقِينَ ۝۵۲ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنََّّا

کیا تم اسے سچ مانتے ہو ۵۲ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں

لَمَدِينُونَ ۝۵۳ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ ۝۵۴ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ

جزا سزا دی جائے گی ۵۳ کہا کیا تم جہانک کر دیکھو گے ۵۴ پھر جھانکا تو اسے سچ بھرتی

الْجَحِيمِ ۝۵۵ قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتُ لِتُردِّينَ ۝۵۶ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي

آگ میں دیکھا ۵۵ کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے ۵۶ اور میرا رب فضل نہ کرے ۵۷

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝۵۷ أَفَمَنْ حُنِ بَيِّتِينَ ۝۵۸ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ

تو ضرور میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا ۵۷ تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر ہماری پہلی موت ۵۸

وَمَنْ حُنِ بَعْدَ بَيْنٍ ۝۵۹ إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۶۰ لِيُثْلِ هَذَا

اور ہم پر عذاب نہ ہوگا ۵۹ بے شک یہی بڑی کامیابی ہے ایسی ہی بات کے لیے

فَلْيَعْمَلِ الْعِبَادُونَ ۝۶۱ أَذَلِكَ خَيْرٌ نُزْلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝۶۲ إِنَّا

کامیوں کو کام کرنا چاہیے تو یہ مہمانی بھلی ۶۱ یا تھوہڑ کا بیڑ ۶۲ بے شک ہم نے

جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ۝۶۳ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝۶۴

اسے ظالموں کی جانچ کیا ہے ۶۳ بے شک وہ ایک بیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے ۶۴

۵۲ کہ دنیا میں کیا حالات و واقعات پیش آئے۔ ۵۳ ونبایں۔ جو مرنے کے بعد اٹھنے کا منکر تھا اور اس کی نسبت طفر کے طریقہ پر ۵۴ یعنی مرنے کے بعد اٹھنے

کو ۵۵ اور ہم سے حساب لیا جائے گا۔ یہ بیان کر کے اس جنتی نے اپنے جنتی دوستوں سے ۵۶ کہ میرے اس ہم نشین کا جہنم میں کیا حال ہے ۵۷ کہ عذاب کے اندر گرفتار ہے تو اس جنتی نے اس سے ۵۸ راہ راست سے بہکا کر ۵۹ اور اپنے رحمت و کرم سے مجھے تیرے انگوٹے محفوظ نہ رکھتا اور اسلام پر قائم رہنے کی

توفیق نہ دیتا۔ ۶۰ تیرے ساتھ جہنم میں۔ اور جب موت ذبح کر دی جائے گی تو اہل جنت فرشتوں سے کہیں گے: ۶۱ وہی جو دنیا میں ہو چکی ۶۲ فرشتے کہیں گے: نہیں۔ اور اہل جنت کا یہ دریافت کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ تلذذ اور دائمی حیات کی نعمت اور عذاب سے مامون ہونے کے احسان پر اس کی نعمت کا ذکر

کرنے کے لیے ہے اور اس ذکر سے انہیں سرور حاصل ہوگا۔ ۶۳ یعنی جنتی نعمتیں اور لذتیں اور وہاں کے نفیس اور لطیف مآکل و مشارب اور دائمی عیش اور بے نہایت راحت و سرور ۶۴ نہایت تلخ انتہا کا بد بودار حد درجہ کا بد مزہ سخت ناگوار جس سے دوزخیوں کی میزبانی کی جائے گی اور ان کو اس کے کھانے پر مجبور کیا جائے گا۔ ۶۵ کہ دنیا میں کافراں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آگ درختوں کو جلا ڈالتی ہے تو آگ میں درخت کیسے ہوگا۔ ۶۶ اور اس کی شاخیں جہنم کے درکات میں پہنچتی ہیں۔

طَلَعَهَا كَانَهُ رُءُوسُ الشَّيْطَانِ ۖ فَإِنَّهُمْ لَا كُؤُنَ مِنْهَا فَمَا لُؤُنَ

اس کا شگونہ جیسے دیوؤں کے سر ۱۶۷ پھر بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے ۱۶۸ پھر اس سے

مِنْهَا الْبُطُونُ ۖ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَيْمٍ ۖ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ

پیٹ بھرے گئے ۱۶۹ پھر بے شک ان کے لیے اس پر کھولنے پانی کی ملوٹی (ملاوٹ) ہے ۱۷۰ پھر ان کی بازگشت (واپسی)

لَا إِلَى الْجَحِيمِ ۖ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِِّينَ ۖ فَهُمْ عَلَىٰ أَثَرِهِمْ

ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے ۱۷۱ بے شک انھوں نے اپنے باپ دادا گمراہ پائے ۱۷۲ تو وہ انھیں کے نشان قدم پر

يُهْرَعُونَ ۖ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۖ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

دوڑے جاتے ہیں ۱۷۳ اور بے شک ان سے پہلے بہت سے اگلے گمراہ ہوئے ۱۷۴ اور بے شک ہم نے

فِيهِمْ مُّنْذِرِينَ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۖ إِلَّا عِبَادَ

ان میں ڈر سنانے والے بھیجے ۱۷۵ تو دیکھو ڈرائے گیوں کا کیسا انجام ہوا ۱۷۶ مگر اللہ

اللَّهُ الْمُخْلِصِينَ ۖ وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۖ وَنَجَّيْنَاهُ

کے چنے ہوئے بندے ۱۷۷ اور بیشک ہمیں نوح نے پکارا ۱۷۸ تو ہم کیا ہی اچھے قبول فرمانے والے ۱۷۹ اور ہم نے اسے

وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۖ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ۖ وَتَرَكْنَا

اور اس کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے نجات دی ۱۸۰ اور ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی ۱۸۱ اور ہم نے

عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۖ سَلَّمَ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۖ إِنَّا كَذَلِكَ

پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی ۱۸۲ نوح پر سلام ہو جہان والوں میں ۱۸۳ بے شک ہم ایسا ہی

۱۶۷ یعنی نہایت بدہمت اور قبیح المنظر۔ ۱۶۸ شدت کی بھوک سے مجبور ہو کر ۱۶۹ یعنی جہنمی تھوہڑ سے ان کے پیٹ بھرے گئے وہ جلتا ہوگا پیڑوں کو جلائے گا اس کی

سوزش سے پیاس کا غلبہ ہوگا اور مدت تک تو پیاس کی تکلیف میں رکھے جائیں گے پھر جب پیٹیں کودیا جائے گا تو گرم کھولتا پانی اس کی گرمی اور سوزش اس تھوہڑ کی گرمی

اور جلن سے مل کر اور تکلیف و بے چینی بڑھائے گی۔ ۱۷۰ کیونکہ زقوم کھلانے اور گرم پانی پلانے کے لیے ان کو اپنے درکات سے دوسرے درکات میں لے جایا

جائے گا اس کے بعد پھر اپنے درکات کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اس کے بعد ان کے مستحق عذاب ہونے کی علت ارشاد فرمائی جاتی ہے ۱۷۱ اور گمراہی میں ان کا

اتباع کرتے ہیں اور حق کے دلائل واضح سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ ۱۷۲ اسی وجہ سے کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کی غلط راہ نہ چھوڑی اور حجت و دلیل سے

فائدہ نہ اٹھایا۔ ۱۷۳ یعنی انبیاء علیہم السلام جنہوں نے ان کو گمراہی اور بد عملی کے برے انجام کا خوف دلایا۔ ۱۷۴ کہ وہ عذاب سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۷۵ ایماندار

جنہوں نے اپنے اخلاص کے سبب نجات پائی۔ ۱۷۶ اور ہم سے اپنی قوم کے عذاب و ہلاک کی درخواست کی۔ ۱۷۷ کہ ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کے دشمنوں

کے مقابلہ میں مدد کی اور ان سے پورا انتقام لیا کہ انہیں غرق کر کے ہلاک کر دیا۔ ۱۷۸ تو اب دنیا میں جتنے انسان ہیں سب حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشتی سے اترنے کے بعد ان کے ہمراہیوں میں جس قدر مرد و عورت تھے

سبھی مر گئے سوائے آپ کی اولاد اور ان کی عورتوں کے انہیں سے دنیا کی نسلیں چلیں عرب اور فارس اور روم آپ کے فرزند سام کی اولاد سے ہیں اور سوڈان کے لوگ

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝۸۰ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۸۱ ثُمَّ اَغْرَقْنَا

صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے پھر ہم نے دوسروں کو

الْاٰخَرِیْنَ ۝۸۲ وَ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهِ لَا بُرْهَیْمَ ۝۸۳ اِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ

ڈبو دیا ۱۸۲ اور بے شک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے ۱۸۳ جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے

سَلِیْمٌ ۝۸۴ اِذْ قَالَ لِاٰیِّهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝۸۵ اَفِیْكَ الْهَیْةُ دُوْنَ

سلامت دل لے کر ۱۸۴ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا ۱۸۵ تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان سے اللہ کے سوا

اللّٰهُ تُرِیْدُوْنَ ۝۸۶ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۸۷ فَظَرَ نَظْرَةً فِی

اور خدا چاہتے ہو تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین پر ۱۸۷ پھر اس نے ایک نگاہ ستاروں

النُّجُوْمِ ۝۸۸ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ۝۸۹ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ۝۹۰ فَرَاغَ اِلٰی

کو دیکھا ۱۸۸ پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں ۱۸۹ تو وہ اس پر پیٹھ دے کر پھر گئے ۱۹۰ پھر ان کے خداؤں کی طرف

الْهَیْثُمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝۹۱ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝۹۲ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ

چھپ کر چلا تو کہا کیا تم نہیں کھاتے ۱۹۱ تمہیں کیا ہوا کہ نہیں بولتے ۱۹۲ تو لوگوں کی نظر بچا کر انھیں

آپ کے بیٹے حام کی نسل سے اور ترک اور یاجوج ماجوج وغیرہ آپ کے صاحبزادے یافث کی اولاد سے۔ ۱۹۱ یعنی ان کے بعد والے انبیاء علیہم السلام اور ان

کی امتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر جمیل باقی رکھا۔ ۱۹۲ یعنی ملائکہ اور جن و انس سب ان پر قیامت تک سلام بھیجا کریں۔ ۱۹۳ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں کو۔ ۱۹۴ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دین و ملت اور انہی کے طریق و سنت پر ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانی فرق ہے اور دونوں حضرات کے درمیان جو عہد گزرا اس میں صرف دو نبی ہوئے:

حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام۔ ۱۹۵ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیا اور ہر چیز سے فارغ کر لیا۔ ۱۹۶ بہ طریق تو بیخ ۱۹۵ کہ جب تم اس کے سوا دوسرے کو پوجو گے تو کیا وہ تمہیں بے عذاب چھوڑ دے گا باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ وہی مُعْتَمِد حقیقی مستحق عبادت ہے۔ قوم

نے کہا کہ کل کو ہماری عید ہے، جنگل میں میلہ لگے گا، ہم نفیس کھانے پکا کر بتوں کے پاس رکھ جائیں گے اور میلہ سے واپس ہو کر تبرک کے طور پر ان کو کھائیں گے، آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور مجمع اور میلہ کی رونق دیکھیں، وہاں سے واپس ہو کر بتوں کی زینت اور سجاوٹ اور ان کا بناؤ سنگار دیکھیں، یہ تماشہ دیکھنے کے بعد ہم

سمجھتے ہیں کہ آپ بت پرستی پر ہمیں ملامت نہ کریں گے۔ ۱۹۷ جیسے کہ ستارہ شناس نجوم کے ماہر ستاروں کے مواقع اتصالات و انصرافات کو دیکھا کرتے ہیں۔ ۱۹۸ قوم نجوم کی بہت معتقد تھی وہ سمجھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں سے اپنے بیمار ہونے کا حال معلوم کر لیا اب یہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہونے والے

ہیں، متعدی مرض سے وہ لوگ بہت ڈرتے تھے۔ مسئلہ: علم نجوم حق ہے اور سیکھنے میں مشغول ہونا منسوخ ہو چکا۔ مسئلہ: شرعاً کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا یعنی ایک شخص کا مرض بعینہ دوسرے میں نہیں پہنچ جاتا مادوں کے فساد اور ہوا وغیرہ کی سمتوں کے اثر سے ایک وقت میں بہت سے لوگوں کو ایک طرح کے مرض ہو سکتے ہیں لیکن

خدا وٹ مرض کا ہر ایک میں جدا گانہ ہے کسی کا مرض کسی دوسرے میں نہیں پہنچتا۔ ۱۹۹ اپنی عید کی طرف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ گئے، آپ بت خانہ میں آئے۔ ۲۰۰ یعنی اس کھانے کو جو تمہارے سامنے رکھا ہے بتوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور وہ جواب ہی کیا دیتے تو آپ نے فرمایا: ۲۰۱ اس پر بھی بتوں کی

طرف سے کچھ جواب نہ ہوا وہ بے جان پتھر تھے جواب کیا دیتے۔

صَرْبًا بِالْيَمِينِ ۙ ۹۳ ۙ فَاقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْفُونَ ۙ ۹۴ ۙ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا

دہنے ہاتھ سے مارنے لگا وہ ۹۳ تو کافراں کی طرف جلدی کرتے آئے ۹۴ فرمایا کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں

تَتَحْسِنُونَ ۙ ۹۵ ۙ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۙ ۹۶ ۙ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا

کو پوجتے ہو ۹۵ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو ۹۶ بولے اس کے لیے ایک عمارت چلو ۹۷

فَالْقُوَّةُ فِي الْجَحِيمِ ۙ ۹۷ ۙ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۙ ۹۸ ۙ وَ

پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو ۹۷ تو انھوں نے اس پر داؤں چلنا (فریب کرنا) چاہا ہم نے انھیں نیچا دکھایا ۹۸ اور

قَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۙ ۹۹ ۙ رَبُّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۙ ۱۰۰ ۙ

کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں ۹۹ اب وہ مجھے راہ دے گا ۱۰۰ الہی مجھے لائق اولاد دے

فَبَشِّرْنَاهُ بِعُلْمٍ حَلِيمٍ ۙ ۱۰۱ ۙ فَلَمَّا بَدَعَ مَعَهُ السَّعَىٰ قَالَ يُبَيِّنُ إِلَيَّ أَرَىٰ فِي

تو ہم نے اسے خوش خبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی ۱۰۱ پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا ۱۰۲ کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب

الْبَاسِ أَمِئْتُ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۙ ۱۰۲ ۙ قَالَ يَا بَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۙ

دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں ۱۰۲ اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے ۱۰۳ کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے

سَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۙ ۱۰۳ ۙ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۙ ۱۰۴ ۙ

خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھو

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۙ ۱۰۴ ۙ قَدْ صَدَّقَتِ الرُّءْيَا ۙ ۱۰۵ ۙ إِنَّا كَذَلِكْ نَجْزِي

اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم ۱۰۴ بیشک تو نے خواب سچ کر دکھائی ۱۰۵ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں

۱۰۶ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو مار مار کر پارہ پارہ کر دیا۔ جب کافروں کو اس کی خبر پہنچی ۱۰۷ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم تو ان

بتوں کو پوجتے ہیں تم انہیں توڑتے ہو ۱۰۸ تو پوجنے کا مستحق وہ ہے نہ کہ بت۔ اس پر وہ حیران ہو گئے اور ان سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ ۱۰۹ پھر کی تیس گز لمبی

میں گز چوڑی چار دیواری پھر اس کو لکڑیوں سے بھر دو اور ان میں آگ لگا دو یہاں تک کہ آگ زور پکڑے۔ ۱۱۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں

سلامت رکھ کر۔ چنانچہ آگ سے آپ سلامت برآمد ہوئے ۱۱۱ اس دائر الکفر سے ہجرت کر کے، جہاں جانے کا میرا حکم دے ۱۱۲ چنانچہ حکم الہی آپ

سرزمین شام میں ارض مقدسہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے اپنے رب سے دعا کی۔ ۱۱۳ یعنی تیرے ذبح کا انتظام کر رہا ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی خواب

حق ہوتی ہے اور ان کے افعال بحکم الہی ہوا کرتے ہیں۔ ۱۱۴ یہ آپ نے اس لیے کہا تھا کہ فرزند کو ذبح سے وحشت نہ ہو اور اطاعت امر الہی کے لیے وہ

برغبت تیار ہوں۔ چنانچہ اس فرزند ارجمند نے رضائے الہی پر فدا ہونے کا کمال شوق سے اظہار کیا۔ ۱۱۵ یہ واقعہ منیٰ میں واقع ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے فرزند کے گلے پر چھری چلائی، قدرت الہی کہ چھری نے کچھ بھی کام نہ کیا۔ ۱۱۶ اطاعت و فرمانبرداری کمال کو پہنچا دی فرزند کو ذبح کے لیے بے دریغ پیش

کر دیا بس اب اتنا کافی ہے۔

الْمُحْسِنِينَ ۝۱۰۵ إِنَّ هَذَا هُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝۱۰۶ وَقَدَيْنَهُ بِذَبْحِ

نیوں کو بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے صدقہ میں دے کر

عَظِيمٍ ۝۱۰۷ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝۱۰۸ سَلَّمَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝۱۰۹ كَذَلِكَ

اسے بچا لیا ۱۰۷ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر ۱۰۸ ہم ایسا ہی

نَجَزَى الْمُحْسِنِينَ ۝۱۱۰ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۱۱ وَبَشَّرْنَاهُ

صلہ دیتے ہیں نیوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور ہم نے اسے خوشخبری دی

بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝۱۱۲ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۝۱۱۳ وَمِنْ

اسحق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ۱۱۲ اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحق پر ۱۱۳ اور ان کی

ذُرِّيَّتَهُمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝۱۱۴ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَ

اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا ۱۱۴ اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا ۱۱۵ اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون

هُرُونَ ۝۱۱۶ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝۱۱۷ وَنَصَرْنَاهُمَا

پر احسان فرمایا ۱۱۶ اور انھیں اور ان کی قوم و قبایل کو بڑی سختی سے نجات بخشی ۱۱۷ اور ان کی ہم نے مدد فرمائی ۱۱۸

فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝۱۱۹ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ۝۱۲۰ وَهَدَيْنَاهُمَا

تو وہی غالب ہوئے ۱۱۹ اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب عطا فرمائی ۱۲۰ اور ان کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝۱۲۱ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ۝۱۲۲ سَلَّمَ عَلَىٰ

سیدھی راہ دکھائی اور پچھلوں میں ان کی تعریف باقی رکھی سلام ہو

مُوسَىٰ وَهُرُونَ ۝۱۲۳ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۱۲۴ إِنَّهُمْ مِّنْ

موسٰی اور ہارون پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیوں کو بے شک وہ دونوں

۱۲۵ اس میں اختلاف ہے کہ یہ فرزند حضرت اسماعیل ہیں یا حضرت اسحق علیہما السلام لیکن دلائل کی قوت یہی بتاتی ہے کہ ذبیحہ حضرت اسماعیل ہی میں علیہ السلام اور

فدیہ میں جنت سے بکری بھیجی گئی تھی جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح فرمایا۔ ۱۲۶ ہماری طرف سے ۱۲۷ واقعہ ذبح کے بعد حضرت اسحق کی خوشخبری اس کی

دلیل ہے کہ ذبیحہ حضرت اسماعیل علیہما السلام ہیں۔ ۱۲۸ ہر طرح کی برکت دینی بھی اور دنیوی بھی اور ظاہری برکت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

اولاد میں کثرت کی اور حضرت اسحق علیہ السلام کی نسل سے بہت سے انبیاء کے حضرت یعقوب سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک۔ ۱۲۹ یعنی مؤمنوں کے یعنی

کافر۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی باپ کے صاحب فضائل کثیر ہونے سے اولاد کا بھی ویسا ہی ہونا لازم نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی شانیں ہیں کبھی نیک سے نیک پیدا کرتا ہے، کبھی بد سے بد، کبھی بد سے نیک، نہ اولاد کا بد ہونا آباء کے لیے عیب ہونے آباء کی بدی اولاد کے لیے۔ ۱۳۰ کہ انہیں نبوت و رسالت عنایت فرمائی۔

۱۳۱ یعنی بنی اسرائیل ۱۳۲ کہ فرعون اور فرعونوں کے مظالم سے رہائی دی۔ ۱۳۳ قبطیوں کے مقابل ۱۳۴ فرعون اور اس کی قوم پر۔ ۱۳۵ جس کا بیان بلخ اور وہ

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ قَالَ

ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے ﴿۱۳۳﴾ جب اس نے

لِقَوْمِهِ اَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۳۴﴾ اَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ اَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۱۳۵﴾

اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں ﴿۱۳۴﴾ کیا بعل کو پوجتے ہو فلا اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے

اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اَبَائِكُمُ الْاَوَّلِينَ ﴿۱۳۶﴾ فَكَذَّبُوهُ فَانْتَهُم لِحَضْرَتِ رَبِّكَ

اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا فلا پھر انھوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے آئیں گے فلا

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِينَ ﴿۱۳۸﴾ سَلَّمَ عَلٰی

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے فلا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی ثنا باقی رکھی سلام ہو

اِلٰی یٰسِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنَّا كَذَلِکْ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا

الیاس پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَاِنَّ لُوْطَ الْبَنِی الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِذْ نَجَّیْنٰہُ وَاَهْلَہٗ

الایمان بندوں میں ہے اور بے شک لوط پیغمبروں میں ہے جب کہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں

اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰیْرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَ

کو نجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ رہ جانے والوں میں ہوئی فلا پھر دوسروں کو ہم نے ہلاک فرما دیا فلا اور

اِنَّکُمْ لَتَسُرُّوْنَ عَلَیْہِم مَّصْبِحِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ بِاللَّیْلِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَ

بے شک تم ۱۴۶ ان پر گزرتے ہو صبح کو اور رات میں ۱۴۷ تو کیا تمہیں عقل نہیں ۱۴۷ اور

اِنَّ یُّوْسَی لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۹﴾

بے شک یونس پیغمبروں سے ہے جب کہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا ۱۴۹

حدود و احکام وغیرہ کی جامع۔ اس کتاب سے مراد توریت شریف ہے۔ ۱۴۸ جو بعلکب اور اس کے نواح کے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ ۱۴۹ یعنی کیا تمہیں

اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔ ۱۴۶ ”بعل“ ان کے بت کا نام تھا جو سونے کا تھا، اس کی لمبائی بیس گرتھی، چار منہ تھے، اس کی بہت تعظیم کرتے تھے، جس مقام میں وہ تھا

اس جگہ کا نام ”بک“ تھا اسی سے بعلکب مرکب ہوا، یہ بلاد شام میں ہے۔ ۱۴۷ اس کی عبادت ترک کرتے ہو۔ ۱۴۸ جہنم میں ۱۴۹ یعنی اس قوم میں سے اللہ تعالیٰ

کے برگزیدہ بندے جو حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لائے انہوں نے عذاب سے نجات پائی۔ ۱۴۹ عذاب کے اندر۔ ۱۵۰ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی

قوم کے کفار کو۔ ۱۵۱ اے اہل مکہ! ۱۵۲ یعنی اپنے سفروں میں روز و شب تم ان کے آثار و منازل پر گزرتے ہو۔ ۱۵۲ کہ ان سے عبرت حاصل کرو۔ ۱۵۳

حضرت ابن عباس اور وہب کا قول ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا اس میں تاخیر ہوئی تو آپ ان سے چھپ کر نکل گئے اور

آپ نے دریائی سفر کا قصد کیا کشتی پر سوار ہوئے دریا کے درمیان میں کشتی ٹھہر گئی اور اس کے ٹھہرنے کا کوئی سبب ظاہر موجود نہ تھا ملاحوں نے کہا اس کشتی میں اپنے

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿۱۴۱﴾ فَالتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْ

تو قرعہ ڈالا تو دھکیلے ہوؤں میں ہوا پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا ۱۴۱ تو اگر

لَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿۱۴۳﴾ لَلْبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۱۴۴﴾

وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا ۱۴۳ ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے ۱۴۴

فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ﴿۱۴۶﴾

پھر ہم نے اسے میدان ڈال پر دیا اور وہ بیمار تھا ۱۴۵ اور ہم نے اس پر ۱۴۶ کدو کا پیڑ اگایا ۱۴۶

وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿۱۴۷﴾ فَاْمُرُوا فِتْنَتَهُمْ إِلَىٰ

اور ہم نے اسے ۱۴۷ لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ ۱۴۷ تو وہ ایمان لے آئے ۱۴۸ تو ہم نے انہیں ایک وقت

حِينَ ط ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمَ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ﴿۱۴۹﴾ أَمْ خَلَقْنَا

تک برتنے دیا ۱۴۸ تو ان سے پوچھو کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں ۱۴۹ اور ان کے بیٹے ۱۴۹ یا ہم نے ملائکہ

الْمَلَائِكَةَ إِنَّا نَنَّا وَهُمْ شُهُودُونَ ﴿۱۵۰﴾ أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ أَفْكِهْمُ لَيَقُولُونَ ﴿۱۵۱﴾

کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر تھے ۱۵۰ سنتے ہو بے شک وہ اپنے بہتان سے کہتے ہیں

وَلَدَ اللَّهُ ۚ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۵۲﴾ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ط ﴿۱۵۳﴾

کہ اللہ کی اولاد ہے اور بے شک ضرور وہ جھوٹے ہیں ۱۵۲ کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں

مولا سے بھاگا ہوا کوئی غلام ہے قرعہ ڈالنے سے ظاہر ہو جائے گا قرعہ ڈالا گیا تو آپ ہی کے نام نکلا، تو آپ نے فرمایا: میں ہی وہ غلام ہوں اور آپ پانی میں ڈال

دینے گئے کیونکہ دستور یہی تھا کہ جب تک بھاگا ہوا غلام دریا میں غرق نہ کر دیا جائے اس وقت تک کشتی چلتی نہ تھی۔ ۱۵۱ کہ کیوں نکلنے میں جلدی کی اور قوم سے

جدا ہونے میں امر الہی کا انتظار نہ کیا ۱۵۲ یعنی ذکر الہی کی کثرت کرنے والا اور مچھلی کے پیٹ میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ“

پڑھنے والا ۱۵۳ یعنی روز قیامت تک۔ ۱۵۴ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی روز یا تین روز یا سات روز یا چالیس روز کے بعد ۱۵۴ یعنی مچھلی کے پیٹ میں

رہنے کے باعث آپ ایسے ضعیف نحیف اور نازک ہو گئے تھے جیسا بچہ پیدائش کے وقت ہوتا ہے جسم کی کھال نرم ہوگئی اور بدن پر کوئی بال باقی نہ رہا تھا ۱۵۵ سایہ

کرنے اور مکھیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ۱۵۶ کدو کی نیل ہوتی ہے جو زمین پر پھیلتی ہے مگر یہ آپ کا معجزہ تھا کہ یہ کدو کا درخت قد والے درختوں کی طرح شاخ

رکھتا تھا اور اس کے بڑے بڑے پتوں کے سایہ میں آپ آرام کرتے تھے اور حکم الہی روزانہ ایک بکری آتی اور اپنا تھن حضرت کے دہن مبارک میں دے کر آپ

کو صبح وشام دودھ پلا جاتی یہاں تک کہ جسم مبارک کی جلد شریف یعنی کھال مضبوط ہوئی اور اپنے موقع سے بال جمے اور جسم میں توانائی آئی۔ ۱۵۷ پہلے کی طرح

سرزمین موصل میں قوم نینوی کے ۱۵۸ آثار عذاب دیکھ کر (اس کا بیان سورہ یونس کے دسویں رکوع میں گزر چکا ہے اور اس واقعہ کا بیان سورہ انبیاء کے چھٹے رکوع

میں بھی آچکا ہے) ۱۵۹ یعنی ان کی آخر عمر تک انہیں آسائش کے ساتھ رکھا۔ اس واقعہ کے بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے فرماتا ہے کہ آپ کفار کہہ سے انکار بعثت کی وجہ دریافت کیجئے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ۱۶۰ جیسا کہ جہنم اور بنی سلمہ وغیرہ کفار کا اعتقاد ہے کہ فرشتے

خدا کی بیٹیاں ہیں ۱۶۱ یعنی اپنے لیے تو بیٹیاں گوارا نہیں کرتے بڑی جانتے ہیں اور پھر ایسی چیز کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ ۱۶۲ دیکھ رہے تھے، کیوں

ایسی بیہودہ بات کہتے ہیں۔

لَكُمْ ۚ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۱۵۳﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۴﴾ أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

کیا ہے کیا حکم لگاتے ہو ۱۵۳ تو کیا دھیان نہیں کرتے ۱۵۴ یا تمہارے لیے کوئی

مُبِیِّنٌ ۚ ﴿۱۵۵﴾ فَأَتُوا بِكِتَابِكُمْ إِن كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۶﴾ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ

کھلی سند ہے ۱۵۵ تو اپنی کتاب لاؤ ۱۵۶ اگر سچے ہو اور اس میں اور جٹوں میں

الْجَنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْإِنۡجِلَۃُ إِنَّهُمْ لَحٰضِرُونَ ﴿۱۵۷﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

رشتہ ٹھہرایا ۱۵۷ اور بے شک جٹوں کو معلوم ہے کہ وہ ۱۵۸ ضرور حاضر لائے جائیں گے ۱۵۹ پاکی ہے اللہ کو

عَمَّا یَصِفُونَ ۚ ﴿۱۶۰﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿۱۶۲﴾

ان باتوں سے کہ یہ بتاتے ہیں مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے ۱۶۰ تو تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ۱۶۱

مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفِتْنِیْنَ ۚ ﴿۱۶۳﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۶۴﴾ وَمَا مِنَّا

تم اس کے خلاف کسی کو بہکانے والے نہیں ۱۶۳ مگر اسے جو بھڑکتی آگ میں جانے والا ہے ۱۶۴ اور فرشتے کہتے ہیں

اِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۚ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الصّٰفُّوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ

ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے ۱۶۵ اور بے شک ہم پر پھیلانے حکم کے منتظر ہیں اور بے شک ہم

الْمُسَبِّحُونَ ﴿۱۶۷﴾ وَ اِنْ كَانُوا لَیَقُولُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَوْ اَنَّ عِنۡدَنَا ذِکْرًا مِّنْ

اس کی تسبیح کرنے والے ہیں اور بے شک وہ کہتے تھے ۱۶۷ اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی

الْاَوَّلِیْنَ ۚ ﴿۱۶۹﴾ لَّكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ فَكَفَرُوا بِهٖ فَسَوْفَ

نصیحت ہوتی ۱۶۹ تو ضرور ہم اللہ کے چنے بندے ہوتے ۱۷۰ تو اس کے منکر ہوئے تو عنقریب

یَعْلَمُونَ ﴿۱۷۱﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الرَّسُلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّهُمْ لَكٰهُم

جان لیں گے ۱۷۱ اور بے شک ہمارا کلام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے کہ بے شک انھیں

وَسَوْفَ نَسُودُ بٰطِلَہٗ ۚ ﴿۱۷۳﴾ اور اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک اور منزہ ہے۔ ۱۷۳ جس میں یہ سند ہو ۱۷۴ جیسا کہ بعض مشرکین نے کہا تھا کہ اللہ نے جٹوں

میں شادی کی اس سے فرشتے پیدا ہوئے (معاذ اللہ) کیسے عظیم کفر کے مرتکب ہوئے۔ ۱۷۵ یعنی اس بیہودہ بات کے کہنے والے ۱۷۶ جہنم میں عذاب کے لیے۔

۱۷۷ ایماندار۔ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں ان تمام باتوں سے جو یہ کفار ناپاکار کہتے ہیں۔ ۱۷۸ یعنی تمہارے بت سب کے سب وہ اور ۱۷۹ گمراہ نہیں کر سکتے

۱۸۰ جس کی قسمت ہی میں یہ ہے کہ وہ اپنے کردار بد سے مستحق جہنم ہو۔ ۱۸۱ جس میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا کہ آسمانوں میں بالشت بھر بھی جدا ایسی نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ نماز نہ پڑھتا ہو یا تسبیح نہ کرتا ہو۔ ۱۸۲ یعنی کہ کرمہ کے کفار و مشرکین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کہا کرتے تھے کہ ۱۸۳ کوئی کتاب ملے ۱۸۴ اس کی اطاعت کرتے اور اخلاص کے ساتھ عبادت بجالاتے۔ پھر جب تمام

الْمُصَوِّرُونَ ۱۴۲ ۞ وَإِن جُنَدَنَا لَهُمُ الْغُلَبُونَ ۱۴۳ ۞ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ

کی مدد ہوگی اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا تو ایک وقت تک تم ان سے

حِین ۱۴۳ ۞ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصَرُونَ ۱۴۴ ۞ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۱۴۵ ۞

منہ پھیر لو ۱۴۵ اور انہیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ دیکھیں گے ۱۴۴ تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں

فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ۱۴۶ ۞ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ

پھر جب اترے گا ان کے آگن میں تو ڈرائے گیوں کی کیا ہی بُری صبح ہوگی اور ایک وقت تک ان سے

حِین ۱۴۸ ۞ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصَرُونَ ۱۴۹ ۞ سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

منہ پھیر لو اور انتظار کرو کہ وہ عنقریب دیکھیں گے پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو

يَصِفُونَ ۱۵۰ ۞ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۱۵۱ ۞ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۵۲ ۞

ان کی باتوں سے ۱۵۰ اور سلام ہے پیغمبروں پر ۱۵۱ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ہے

﴿اٰیٰتھا ۸۸﴾ ﴿سُوْرَةُ ص ۳۸ مِکِّيَّةٌ﴾ ﴿مَرْکُوْعَاتھا ۵﴾

سورہ ص مکہ ہے، اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

ص وَالْقُرْآنِ ذِی الذِّکْرِ ۱ ۞ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ۲ ۞

اس نامور قرآن کی قسم ۱ بلکہ کافر تکبر اور خلاف میں ہیں ۲

كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَُوا وَاوَلَاتِ حَيْنٍ مِّنَاصٍ ۳ ۞

ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں ۳ تو اب وہ پکاریں ۴ اور چھوٹنے کا وقت نہ تھا ۵ اور

۱۵۴ یعنی اہل ایمان۔ ۱۵۵ جب تک کہ تمہیں ان کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا جائے۔ ۱۵۶ طرح طرح کے عذاب دنیا و آخرت میں جب یہ آیت نازل ہوئی

تو کفار نے براہِ تسخر و استہزاء کہا کہ یہ عذاب کب نازل ہوگا؟ اس کے جواب میں اگلی آیت نازل ہوئی۔ ۱۵۷ جو کافراں کی شان میں کہتے ہیں اور اس کے لیے

شریک اور اولاد بٹھراتے ہیں۔ ۱۵۸ جنہوں نے اللہ عزوجل کی طرف سے توحید اور احکام شرع پہنچائے۔ انسانی مراتب میں سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ خود کامل

ہو اور دوسروں کی تکمیل کرے۔ یہ شان انبیاء کی ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام تو ہر ایک پر ان حضرات کی اتباع اور ان کی اقتداء لازم ہے۔ ۱۵۹ ”سورہ ص“ اس کا

نام ”سورہ داؤد“ بھی ہے، یہ سورت مکی ہے، اس میں پانچ رکوع اٹھاسی آیتیں اور سات سو تیس کلمے اور تین ہزار ستر سٹھ حرف ہیں۔ ۱۶۰ جو شرف والا ہے کہ یہ کلام

مجزز ہے۔ ۱۶۱ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت رکھتے ہیں اس لیے حق کا اعتراف نہیں کرتے۔ ۱۶۲ یعنی آپ کی قوم سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر

دیں اسی استکبار اور انبیاء کی مخالفت کے باعث ۱۶۰ یعنی نزول عذاب کے وقت انہوں نے فریاد کی۔ ۱۶۱ کہ خلاص پاسکتے، اس وقت کی فریاد بیکارتھی، کفار مکہ

عَجَبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكُفَرُونَ هَذَا سِحْرٌ

انہیں اس کا اچنبھا (تعجب) ہوا کہ ان کے پاس انہیں میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا وکے کافر بولے یہ جادوگر ہے

كَذَّابٌ ۖ أَجَعَلَ الْإِلَهَ الْهَآؤَاحِدًا ۖ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ ۝۵

بڑا جھوٹا کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا وکے بے شک یہ عجیب بات ہے

وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنْ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَذَا

اور ان میں کے سردار چلے وکے اس کے پاس سے چل دو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو بے شک اس میں

لَشَيْءٌ يُرَادُ ۖ مَا سِيعُنَا بِهَذَا فِي الْإِلَهِ الْأَخِرَةِ ۖ إِنَّ هَذَا إِلَّا

اس کا کوئی مطلب ہے یہ تو ہم نے سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی وکے یہ تو نری نئی

اِخْتِلَافٌ ۖ ءَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۖ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ

گڑھت ہے کیا ان پر قرآن اتارا گیا ہم سب میں سے وکے بلکہ وہ شک میں ہیں میری

ذِكْرِي ۖ بَلْ لَّسَآيِدُ وَقُوْءَآءَ ۖ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ

کتاب سے وکے بلکہ ابھی میری مار نہیں چھپی ہے وکے کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے خزانچی

رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۖ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

ہیں وکے وہ عزت والا بہت عطا فرمانے والا وکے کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو

نے ان کے حال سے عبرت حاصل نہ کی۔ وکے یعنی سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۵۔ شان نزول: جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو

مسلمانوں کو خوشی ہوئی اور کافروں کو نہایت رنج ہوا ولید بن مغیرہ نے قریش کے عمامہ اور سر برآوردہ (بڑے بڑے اثر و رسوخ والے) پچیس آدمیوں کو جمع کیا اور انہیں ابو

طالب کے پاس لایا اور ان سے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو اور بزرگ ہو ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تم ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان فیصلہ کرو ان کی

جماعت کے چھوٹے درجے کے لوگوں نے جوش و خروش برپا کر رکھی ہے وہ تم جانتے ہو۔ ابوطالب نے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کیا کہ یہ آپ

کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ سے صلہ چاہتے ہیں آپ ان کی طرف سے یک لخت انحراف نہ کیجئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ہم اتنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اور ہمارے معبودوں کے ذکر کو چھوڑ دیجئے ہم آپ کے اور آپ کے معبود کی بدگوئی کے درپے نہ ہوں گے۔ حضور علیہ

الصلوة والسلام نے فرمایا: کیا تم ایک کلمہ قبول کر سکتے ہو؟ جس سے عرب و عجم کے مالک و فرمانروا ہو جاؤ۔ ابوبہل نے کہا کہ ایک کیا ہم دس کلمے قبول کر سکتے ہیں۔ سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اس پر وہ لوگ اٹھ گئے اور کہنے لگے کہ کیا انہوں نے بہت سے خداؤں کا ایک خدا کر دیا اتنی بہت سی مخلوق کے

لیے ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے۔ ۶۔ ابوطالب کی مجلس سے آپس میں یہ کہتے: وکے نصرانی بھی تین خداؤں کے قائل تھے یہ تو ایک ہی خدا بتاتے ہیں۔ وکے اہل مکہ

کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر حسد آیا اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم میں صاحب شرف و عزت آدمی موجود تھے ان میں سے کسی پر قرآن نہ اترا خاص

حضرت سید انبیاء محمد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اترا۔ ۷۔ کہ اس کے لانے والے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔

۸۔ اگر میرا عذاب کچھ لیتے تو یہ شک و تکذیب و حسد کچھ بھی باقی نہ رہتا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرتے لیکن اس وقت کی تصدیق مفید نہ ہوتی۔ ۹۔ اور کیا

نبوت کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہیں دیں اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کی مالکیت کو نہیں جانتے۔ ۱۰۔ حسب اقتضائے حکمت جسے جو

بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ

کچھ ان کے درمیان ہے تو رسیاں لٹکا کر چڑھ نہ جائیں ۱۰ یہ ایک ذلیل لشکر ہے انھیں لشکروں میں سے جو

الْأَحْزَابِ ۝ كَذَبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝

وہیں بھگادیا جائے گا ۱۱ ان سے پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد اور فرعون ۱۲

وَشُعُودٌ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ لَيْكَةِ ۖ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝ إِنَّ كُلًّا إِلَّا

اور شعود اور لوط کی قوم اور بنیٰ والے ۱۳ یہ ہیں وہ گروہ ۱۴ ان میں کوئی ایسا نہیں

كَذَّبَ الرَّسُلَ فَحَقَّ عِقَابُ ۝ وَمَا يَنْظُرُهُمْ إِلَّا صَيْحَةٌ وَاحِدَةٌ

جس نے رسول کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب لازم ہوا ۱۵ اور یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۱۶

مَّا لَهُم مِّنْ فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطْنًا قَبْلَ يَوْمِ

جسے کوئی پھیر نہیں سکتا اور بولے اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں جلد دے دے حساب کے دن

الْحِسَابِ ۝ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ ۚ إِنَّهُ

سے پہلے ۱۷ تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داود نعمتوں والے کو یاد کرو ۱۸ بیشک وہ بڑا رجوع

أَوَّابٌ ۝ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝

کرنے والا ہے ۱۹ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ تسبیح کرتے ۲۰ شام کو اور سورج چمکتے ۲۱

چاہے عطا فرمائے اس نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی تو کسی کو اس میں دخل دینے اور چوں و چرا کی کیا مجال۔ ۲۲ اور ایسا

اختیار ہو تو جسے چاہیں وہی کے ساتھ خاص کریں اور عالم کی تدبیر اپنے ہاتھ میں لیں اور جب یہ کچھ نہیں ہے تو امور ربانیہ و تدابیر الہیہ میں دخل کیوں دیتے ہیں انہیں

اس کا کیا حق ہے۔ کفار کو یہ جواب دینے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ ۲۳

یعنی ان قریش کی جماعت انہیں لشکروں میں سے ایک ہے جو آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے مقابل گروہ باندھ باندھ کر آیا کرتے تھے اور زیادتیاں کیا کرتے

تھے اس سبب سے ہلاک کر دیئے گئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی کہ یہی حال ان کا ہے انہیں بھی ہزیمت ہوگی۔ چنانچہ بدر میں

ایسا واقع ہوا اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کے لیے پچھلے انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کا ذکر

فرمایا۔ ۲۴ جو کسی پر غصہ کرتا تھا تو اسے لٹا کر اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کھینچ کر چاروں طرف کھنٹوں میں بندھوا دیتا تھا پھر اس کو پٹواتا تھا اور اس پر طرح طرح

کی سختیاں کرتا تھا۔ ۲۵ جو شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم سے تھے۔ ۲۶ جو انبیاء کے مقابل جتھے باندھ کر آئے، مشرکین مکہ انہیں گروہوں میں سے ہیں۔

۲۷ یعنی ان گزری ہوئی امتوں نے جب انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی تو ان پر عذاب لازم ہو گیا تو ان ضعیفوں کا کیا حال ہوگا جب ان پر عذاب اترے گا۔

۲۸ یعنی قیامت کے فجر، اولیٰ کی جوان کے عذاب کی میعاد ہے ۲۹ یہ نصر بن حارث نے بطور تمسخر کہا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ۳۰ جن کو عبادت کی بہت قوت دی گئی تھی۔ آپ کا طریقہ تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار فرماتے اور رات کے پہلے نصف حصہ

میں عبادت کرتے اس کے بعد شب کی ایک تہائی آرام فرماتے پھر باقی چھٹا حصہ عبادت میں گزارتے۔ ۳۱ اپنے رب کی طرف ۳۲ حضرت داود علیہ السلام کی تسبیح کے ساتھ۔ ۳۳ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو ایسا مسخر کیا تھا کہ جہاں آپ چاہتے

وَالطَّيْرَ مُحْشُورَةً ۖ كُلُّ لَهٗٓ أَوَّابٌ ۝۱۹ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ

اور پرندے جمع کئے ہوئے ۲۸ سب اس کے فرمانبردار تھے ۲۹ اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا ۳۰ اور اسے

الْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخِطَابِ ۝۲۰ وَهَلْ أَتَاكَ نَبُوءُ الْخَصْمِ ۚ إِذْ تَسْوَرُوا

حکمت ۳۱ اور قول فیصل دیا ۳۲ اور کیا تمہیں ۳۳ اس دعوے والوں کی بھی خبر آئی جب وہ دیوار کوڈ کر

الْبَحْرَابِ ۝۲۱ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ ۚ

داؤد کی مسجد میں آئے ۳۴ جب وہ داؤد پر داخل ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا انھوں نے عرض کی ڈریے نہیں

خَصْنِ بَعْیَ بَعْضًا عَلَى بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا

ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے ۳۵ تو ہم میں سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے ۳۶ اور ہمیں

إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝۲۲ إِنَّ هَذَا آخِرُ ۚ لَهُ تَسْمَعٌ وَتَسْمَعُونَ نَعْجَةً وَلِي

سیدھی راہ بتائیے ۳۷ شک یہ میرا بھائی ہے ۳۸ اس کے پاس ننانوے دُنیاں ہیں اور میرے

نَعْجَةً وَاحِدَةً ۚ فَقَالَ أَكْفَلْنِيهَا وَعَرَّنِي فِي الْخِطَابِ ۝۲۳ قَالَ لَقَدْ

پاس ایک دُنیا اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کر دے اور بات میں مجھ پر زور ڈالتا ہے داؤد نے فرمایا بے شک

انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ (مدارک) ۲۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت داود علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے اور پرندے آپ کے پاس جمع ہو کر تسبیح کرتے۔ ۲۹ پہاڑ بھی اور پرند بھی۔ ۳۰ فوج و لشکر کی کثرت عطا فرما کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روئے زمین کے بادشاہوں میں حضرت داود علیہ السلام کی سلطنت بڑی مضبوط اور قوی سلطنت تھی چھتیس ہزار مرد آپ کے محراب کے پہرے پر مقرر تھے۔ ۳۱ یعنی نبوت۔ بعض مفسرین نے حکمت کی تفسیر عدل کی ہے، بعض نے کتاب اللہ کا علم، بعض نے فقہ، بعض نے سنت۔ (جمل) ۳۲ قول فیصل سے علم قضا مراد ہے جو حق و باطل میں فرق و تمیز کر دے۔ ۳۳ اے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۴ آنے والے بقول مشہور ملائکہ تھے جو حضرت داود علیہ

السلام کی آزمائش کے لئے آئے تھے۔ ۳۵ ان کا یہ قول ایک مسئلہ کی فرضی شکل پیش کر کے جواب حاصل کرنا تھا اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم معلوم کرنے کے لیے فرضی صورتیں مقرر کر لی جاتی ہیں اور مُعْتَمِدِ اَشْخَاص کی طرف ان کی نسبت کر دی جاتی ہے تاکہ مسئلہ کا بیان بہت واضح طریقہ پر ہو اور ابہام باقی نہ رہے۔ یہاں جو صورت مسئلہ ان فرشتوں نے پیش کی اس سے مقصود حضرت داود علیہ السلام کو توجہ دلانا تھی اس امر کی طرف جو انہیں پیش آیا تھا اور وہ یہ تھا کہ آپ کی ننانوے بیبیاں تھیں اس کے بعد

آپ نے ایک اور عورت کو پیام دے دیا جس کو ایک مسلمان پہلے سے پیام دے چکا تھا لیکن آپ کا پیام پہنچنے کے بعد عورت کے اعزہ و اقارب دوسرے کی طرف التفات کرنے والے کب تھے آپ کے لیے راضی ہو گئے اور آپ سے نکاح ہو گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس مسلمان کے ساتھ نکاح ہو چکا تھا آپ نے اس مسلمان

سے اپنی رغبت کا اظہار کیا اور چاہا کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے دے وہ آپ کے لحاظ سے منع نہ کر سکا اور اس نے طلاق دے دی آپ کا نکاح ہو گیا اور اس زمانہ میں ایسا معمول تھا کہ اگر کسی شخص کو کسی کی عورت کی طرف رغبت ہوتی تو اس سے استدعا کر کے طلاق دلو لیتا اور بعد عدت نکاح کر لیتا یہ بات نہ تو شرعاً ناجائز ہے نہ اس

زمانہ کے رسم و عادت کے خلاف لیکن شان انبیاء بہت ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے اس لیے یہ آپ کے منصب عالی کے لائق نہ تھا تو مرضی الہی یہ ہوئی کہ آپ کو اس پر آگاہ کیا جائے اور اس کا سبب یہ پیدا کیا کہ ملائکہ مدنی اور مدنی عالی کی شکل میں آپ کے سامنے پیش ہوئے۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگوں سے کوئی لغزش صادر

ہو اور کوئی امر خلاف شان واقع ہو جائے تو ادب یہ ہے کہ معترضانہ زبان نہ کھولی جائے بلکہ اس واقعہ کی مثل ایک واقعہ منھوڑ کر کے اس کی نسبت سنا لے نہ و مُسْتَفْتِیَانہ و مُسْتَفْتِیَانہ سوال کیا جائے اور ان کی عظمت و احترام کا لحاظ رکھا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عز و جل مالک و مولیٰ اپنے انبیاء کی ایسی عزت فرماتا ہے کہ ان کو کسی بات پر آگاہ کرنے کے لیے ملائکہ کو اس طریق ادب کے ساتھ حاضر ہونے کا حکم دیتا ہے۔ ۳۶ جس کی غلطی ہو بے رورعایت فرما دیجئے۔ ۳۷ یعنی دینی بھائی۔

ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعَجِكَ إِلَىٰ نَعَا جِهَ ط وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي

یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُنبی اپنی دُنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بے شک اکثر ساجھے والے ایک

بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا

دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور وہ بہت تھوڑے

هُم ط وَظَنَّ دَاوُدُ أَن تَبَايَعْتَهُ فَاستَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝۲۳

ہیں ۲۳ اب داؤد سمجھا کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی وہ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا وہ اپنے رجوع لایا

فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ ط وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ۝۲۴ يُدَاوُدُ إِنَّا

تو ہم نے اسے یہ معاف فرمادیا اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرورت قرب اور اچھا ٹھکانا ہے اے داؤد بے شک ہم نے

جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

تجھے زمین میں نائب کیا وہ تو لوگوں میں سچا حکم کر اور خواہش کے

الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ط إِنَّ الَّذِينَ يَصُلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی بے شک وہ جو اللہ کی راہ سے ہٹتے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝۲۵ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ

ان کے لیے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے ۲۵ اور ہم نے آسمان اور

وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ط ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا جَ فَوَيْلٌ

زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار نہ بنائے یہ کافروں کا گمان ہے ۲۶ تو کافروں

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ط أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کی خرابی ہے آگ سے کیا ہم انھیں جو ایمان لائے اور اچھے

۲۸ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر فرشتوں میں سے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور قسم کر کے وہ آسمان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ۲۹ اور دُنبی ایک

کناہیہ تھا جس سے مراد عورت تھی، کیونکہ ننانوے عورتیں آپ کے پاس ہوتے ہوئے ایک اور عورت کی آپ نے خواہش کی تھی، اس لیے دُنبی کے پیرا یہ میں یہ سوال

کیا گیا۔ جب آپ نے یہ سمجھا وہ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں رکوع کرنا سجدہ تلاوت کے قائم مقام ہو جاتا ہے جبکہ نیت کی جائے۔

۳۰ غُلُق کی تدبیر پر آپ کو مامور کیا اور آپ کا حکم ان میں نافذ فرمایا۔ ۳۱ اور اس وجہ سے ایمان سے محروم رہے اگر انہیں روز حساب کا یقین ہوتا تو دنیا ہی میں

ایمان لے آتے۔ ۳۲ اگرچہ وہ صراحتاً یہ نہ کہیں کہ آسمان وزمین اور تمام دنیا بیکار پیدا کی گئی لیکن جب کہ بعث و جزا کے منکر ہیں تو نتیجہ یہی ہے کہ عالم کی ایجاد کو

عبرت اور بے فائدہ مانیں۔

الصِّلَحَتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝۲۸

کام کئے ان جیسا کردیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں ۲۸

كِتَبٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝۲۹

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری ۲۹ برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں

وَهَبْنَا لِذَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۖ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝۳۰

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا کیا اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ۳۰ جبکہ اس پر پیش کئے گئے

بِالْعَشِيِّ الصَّفِيْنَتِ الْجِيَادِ ۝۳۱ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ

تیسرے پہر کو ۳۱ کہ روکنے تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سُم کا کنارہ زمین پر لگائے ہوئے اور چلائے تو ہوا ہو جائیں ۳۱ تو سلیمان نے کہا مجھے ان

رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۳۲ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ

گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے ۳۲ پھر انھیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے ۳۲ پھر حکم دیا کہ انھیں میرے

وَالْأَعْنَاقِ ۝۳۳ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ ۖ وَالْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ

پاس واپس لاؤ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا ۳۳ اور بیشک ہم نے سلیمان کو جانچا ۳۳ اور اسکے تخت پر ایک بے جان بدن ڈال دیا ۳۳ پھر

۳۳ یہ بات بالکل حکمت کے خلاف ہے اور جو شخص جزا کا قائل نہیں وہ ضرور مفسد و مصلح اور فاجر و متقی کو برابر قرار دے گا اور ان میں فرق نہ کرے گا کفار اس

جہل میں گرفتار ہیں۔ شان نزول: کفار قریش نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آخرت میں جو نعمتیں تمہیں ملیں گی وہی ہمیں بھی ملیں گی اس پر یہ آیت کریمہ نازل

ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ نیک و بد مومن و کافر کو برابر کر دینا مقتضائے حکمت نہیں کفار کا خیال باطل ہے۔ ۳۵ یعنی قرآن شریف ۳۵ فرزند ارجمند

۳۵ اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمام اوقات تسبیح و ذکر میں مشغول رہنے والا۔ ۳۸ بعد نظر ایسے گھوڑے ۳۹ یہ ہزار گھوڑے تھے جو جہاد کے لیے حضرت سلیمان

علیہ السلام کے ملاحظہ میں بعد نظر پیش کئے گئے۔ ۳۵ یعنی میں ان سے رضائے الہی اور تقویت و تائید دین کے لیے محبت کرتا ہوں میری محبت ان کے ساتھ

دُنیوی غرض سے نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر) ۳۵ یعنی نظر سے غائب ہو گئے ۳۵ اور اس ہاتھ پھیرنے کے چند باعث تھے: ایک تو گھوڑوں کی عزت و شرف کا

اظہار کہ وہ دشمن کے مقابلے میں بہتر معین ہیں۔ دوسرے امور سلطنت کی خود گردانی فرمانا کہ تمام جہاں مستعد رہیں۔ سوم یہ کہ آپ گھوڑوں کے احوال اور ان

کے امراض و عیوب کے اعلیٰ ماہر تھے ان پر ہاتھ پھیر کر ان کی حالت کا امتحان فرماتے تھے۔ بعض مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں بہت سے داعی (فضول)

اقوال لکھ دیئے ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں اور وہ محض حکایات ہیں جو دلائل تو یہ کے سامنے کسی طرح قابل قبول نہیں اور یہ تفسیر جو ذکر کی گئی یہ عبارت

قرآن سے بالکل مطابق ہے۔ واللہ الحمد۔ (تفسیر کبیر) ۳۵ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میں آج رات میں اپنی نوے بیٹیوں پر دورہ کروں گا ہر ایک حاملہ ہوگی اور ہر

ایک سے راہِ خدا میں جہاد کرنے والا سوار پیدا ہوگا مگر یہ فرماتے وقت زبان مبارک سے ان شاء اللہ نہ فرمایا (غالباً حضرت کسی ایسے شخص میں تھے کہ اس کا

خیال نہ رہا) تو کوئی بھی عورت حاملہ نہ ہوئی سوائے ایک کے اور اس کے بھی ناقص الخلقیت بچہ پیدا ہوا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ فرمایا ہوتا تو ان سب عورتوں کے لڑکے ہی پیدا ہوتے اور وہ راہِ خدا میں جہاد کرتے۔ (بخاری پارہ تیرہ کتاب

الانبیاء) ۳۵ یعنی غیر تمام الخلقیت بچے۔

اَنَابَ ۳۴) قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ

رُجُوعٍ لَّيَا ۵۵ عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو

بَعْدِي ۳۵) إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۳۵) فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ

لَا تُقِنُ ۵۶) بیک تو ہی ہے بڑی دین والا تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم

رُحَاءٌ حَيْثُ أَصَابَ ۳۶) وَالشَّيْطَانُ كُلُّ بَنَاءٍ وَغَوَاصٍ ۳۷) وَآخِرِينَ

چلتی ۵۷) جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کردیے ہر معمار ۵۸) اور غوطہ خور ۵۹) اور دوسرے

مُقَرَّبِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۳۸) هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ

اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ۶۰) یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر ولا یا روک رکھ ولا تجھ پر کچھ

حِسَابٍ ۳۹) وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ۴۰) وَادْكُرْ عَبْدَنَا

حساب نہیں اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرورت قرب اور اچھا ٹھکانا ہے اور یاد کرو ہمارے بندہ

أَيُّوبَ ۴۱) إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۴۲)

ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگادی ۶۱) ۶۲)

أُرْغُصْ بِرَجُلِكَ ۴۳) هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۴۴) وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ

ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار ۶۳) یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ۶۴) اور ہم نے اسے اس کے گھر والے

وَمَثَلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرًا لِّبَابٍ ۴۵) وَخُذْ بِيَدِكَ

اور ان کے برابر اور عطا فرمادیے اپنی رحمت کرنے والا اور عقل مندوں کی نصیحت کو اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں

ضَعُفًا فَاصْرَبْ بِهِ وَلَا تَحْنُطْ ۴۶) إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۴۷) نِعْمَ الْعَبْدُ ۴۸) إِنَّهُ

ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے ۶۵) اور قسم نہ توڑ بے شک ہم نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ ۶۶) بے شک وہ بہت

۵۵) اللہ تعالیٰ کی طرف استغفار کر کے ان شاء اللہ کہنے کی بھول پر اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں ۶۷) اس سے یہ مقصود تھا کہ ایسا ملک آپ

کے لیے معجزہ ہو۔ ۶۸) فرماں بردارانہ طریقہ پر ۵۹) جو آپ کے حکم سے حبّ مرضی عجیب و غریب عمارتیں تعمیر کرتا ۶۹) جو آپ کے لیے سمندر سے موتی نکالتا۔

دنیا میں سب سے پہلے سمندر سے موتی نکلوانے والے آپ ہی ہیں۔ ۷۰) سرکش شیطان بھی آپ کے مسخر کردیئے گئے جن کو آپ تاویب اور فساد سے روکنے کے لیے

بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑوا کر قید کرتے تھے۔ ۷۱) جس پر چاہے ۷۲) جس کسی سے چاہے یعنی آپ کو دینے اور نہ دینے کا اختیار دیا گیا جیسی مرضی ہو کریں۔

۷۳) جسم اور مال میں اس سے آپ کا مرض اور اس کے شدا اند مراد ہیں۔ (اس واقعہ کا مفصل بیان سورہ انبیاء کے رکوع چھ میں گزر چکا ہے) ۷۴) چنانچہ آپ نے

زمین میں پاؤں مارا اور اس سے آب شیریں کا ایک چشمہ ظاہر ہوا اور آپ سے کہا گیا: ۷۵) چنانچہ آپ نے اس سے پیا اور غسل کیا اور تمام ظاہری و باطنی مرض اور تلخیوں

دفع ہو گئیں۔ ۷۶) چنانچہ مروی ہے کہ جو اولاد آپ کی مرچلی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور اپنے فضل و رحمت سے اتنے ہی اور عطا فرمائے۔ ۷۷) اپنی بی بی کو

اَوَابٌ ۴۴) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِی الْاٰیٰتِ

رجوع لانے والا ہے اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب قدرت اور

وَالْاَبْصَارِ ۴۵) اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَاصَّةٍ ذِكْرِی الدَّارِ ۴۶) وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا

علم والوں کو ۴۵) بے شک ہم نے انھیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے مکے اور بے شک وہ ہمارے نزدیک

لِمَنِ الْمُصْطَفٰیْنَ الْاَخْيَارِ ۴۷) وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكُفْلِ ط

چنے ہوئے پسندیدہ ہیں اور یاد کرو اسمعیل اور یسع اور ذوالکفل کو مکے

وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۴۸) هٰذَا ذِكْرٌ ط وَاِنَّ لِّلْمُتَّقِيْنَ لِحُسْنِ مَّآبٍ ۴۹)

اور سب اچھے ہیں یہ نصیحت ہے اور بے شک مکے پر ہیزگاروں کا ٹھکانا بھلا

جَنَّتْ عَدْنٍ مُّفْتِحَةً لَّهٖمُ الْاَبْوَابُ ۵۰) مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا

بسنے کے باغ ان کے لیے سب دروازے کھلے ہوئے ان میں تکیہ لگائے مکے ان میں بہت سے

بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۵۱) وَعِنْدَهُمْ قُصِرٰتُ الطَّرْفِ اَثْرَابٌ ۵۲)

میوے اور شراب مانگتے ہیں اور ان کے پاس وہ پیماں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں ایک عمر کی مکے

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۵۳) اِنَّ هٰذَا لَرِزْقًا مَّآلَهُ مِنْ

یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن بے شک یہ ہمارا رزق ہے کہ کبھی ختم

تَفَادٍ ۵۴) هٰذَا ط وَاِنَّ لِّلْطٰغِيْنَ لَشَرَّ مَّآبٍ ۵۵) جَهَنَّمَ يَصْلُوْنَهَا فَبِئْسَ

نہ ہوگا مکے ان کو تو یہ ہے مکے اور بے شک سرکشوں کا بُرا ٹھکانا جہنم کہ اس میں جائیں گے تو کیا ہی

الْبِهَادُ ۵۶) هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَبِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۵۷) وَّاٰخِرُ مِنْ شَكْلِهٖ

بُرا بچھونا مکے ان کو یہ ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ مکے اور اسی شکل کے

جس کو سوز میں مارنے کی قسم کھائی تھی دیر سے حاضر ہونے کے باعث ۶۸ یعنی ایوب علیہ السلام ۶۹ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمتِ علمیہ و عملیہ عطا فرمائیں اور اپنی معرفت اور طاعات پر قوت عطا فرمائی۔ مکے یعنی دارِ آخرت کی کہ وہ لوگوں کو اسی کی یاد دلاتے ہیں اور کثرت سے اس کا ذکر کرتے ہیں محبتِ دنیا نے ان کے قلوب میں جگہ نہیں پائی۔ مکے یعنی ان کے فضائل اور ان کے صبر کوتاہی کی پاک خصلتوں سے لوگ نیکیوں کا ذوق و شوق حاصل کریں اور ذوالکفل کی نبوت میں اختلاف ہے۔ مکے آخرت میں مکے مَرَّعِ تَخْتوں پر مکے یعنی سب سن میں برابر ایسے ہی حسن و جوانی میں، آپس میں محبت رکھنے والی نہ ایک کو دوسرے سے بغض نہ رشک نہ حسد۔ مکے ہمیشہ باقی رہے گا وہاں جو چیز لی جائے گی اور خرچ کی جائے گی وہ اپنی جگہ ویسی ہی ہو جائے گی دنیا کی چیزوں کی طرح فنا اور نیست و نابود نہ ہوگی۔ مکے یعنی ایمان والوں کو مکے بھڑکنے والی آگ کہ وہی فرش ہوگی۔ مکے جو جہنیموں کے جسموں اور ان کے سرے ہوئے زخموں اور نجاست کے مقاموں سے بے گئی جلتی بدبودار۔

اَزْوَاجٍ ۵۸) هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ إِنَّهُمْ صَالُوا

اور جوڑے ۵۸) ان سے کہا جائے گا یہ ایک اور فوج تمہارے ساتھ دھنسی پڑتی ہے جو تمہاری تھی ۵۸) وہ کہیں گے ان کو کھلی جگہ نہ ملو آگ میں تو ان کو

النَّارِ ۵۹) قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُونَ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ قَدْ مَشَوْهُ لَنَا

جانا ہی ہے وہاں بھی تنگ جگہ میں رہیں تابع بولے بلکہ تمہیں کھلی جگہ نہ ملو یہ مصیبت تم ہمارے آگے لائے ۵۹)

فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۶۰) قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَذَا فَرَدُّهُ عَذَابًا ضِعْفًا

تو کیا ہی برا ٹھکانا ۶۰) وہ بولے اے ہمارے رب جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دونا

فِي النَّارِ ۶۱) وَقَالُوا مَالَنَا لَا نَرَى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ۶۲)

عذاب بڑھا اور ۶۱) بولے ہمیں کیا ہوا ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں برا سمجھتے تھے ۶۲)

أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ الْأَبْصَارُ ۶۳) إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ

کیا ہم نے انہیں ہنسی بنالیا ۶۳) یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں ۶۳) بے شک یہ ضرور حق ہے

تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ۶۴) قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ وَمَا مِّنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ

دوڑخیوں کا باہم جھگڑا ۶۴) تم فرماؤ ۶۴) میں ڈرسانے والا ہی ہوں ۶۴) اور معبود کوئی نہیں مگر ایک

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۶۵) رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ

اللہ سب پر غالب ۶۵) مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے صاحب عزت

الْغَفَّارُ ۶۶) قُلْ هُوَ نَبَوُّ عَظِيمٌ ۶۷) أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ۶۸) مَا كَانَ لِي

بڑا بخشنے والا ۶۶) تم فرماؤ وہ ۶۷) بڑی خبر ہے تم اس سے غفلت میں ہو ۶۸) مجھے

مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۶۹) إِنَّ يُوْحَىٰ إِلَىٰ إِلَّا أَنبَاءَ أَنَا

عالم بالا کی کیا خبر تھی جب وہ جھگڑتے تھے ۶۹) مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر

۷۰) قسم قسم کے عذاب ۷۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب کافروں کے سردار جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کے پیچھے پیچھے ان کی

اتباع کرنے والے تو جہنم کے خازن ان سرداروں سے کہیں گے یہ تمہارے متبعین کی فوج ہے جو تمہاری طرح تمہارے ساتھ جہنم میں دھنسی پڑتی ہے۔ ۷۱) کہ تم نے

پہلے کفر اختیار کیا اور ہمیں اس راہ پر چلایا۔ ۷۲) یعنی جہنم نہایت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ ۷۳) کفار کے عمائد اور سردار (بڑے بڑے اثر و رسوخ والے) ۷۴) یعنی غریب

مسلمانوں کو اور انہیں وہ اپنے دین کا مخالف ہونے کے باعث شریر کہتے تھے اور غریب ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے، جب کفار جہنم میں انہیں نہ دیکھیں گے تو کہیں

گے وہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتے۔ ۷۵) اور درحقیقت وہ ایسے نہ تھے دوزخ میں آئے ہی نہیں ہمارا ان کے ساتھ استہزاء کرنا اور ان کی ہنسی بنانا باطل تھا۔ ۷۶) اس لیے

وہ ہمیں نظر نہ آئے یا یہ معنی ہیں کہ ان کی طرف سے آنکھیں پھر گئیں اور دنیا میں ہم ان کے مرتبے اور بزرگی کو نہ دیکھ سکے۔ ۷۷) اے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

مکہ کے کفار سے ۷۸) تمہیں عذاب الہی کا خوف دلاتا ہوں۔ ۷۹) یعنی قرآن یا قیامت یا میرا رسول مُنذِر ہونا یا اللہ تعالیٰ کا واحد لا شریک لہ ہونا۔ ۸۰) کہ مجھ

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ④۰ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ④۱

روشن ڈر سنانے والا ۹۲ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا ۹۳

فَاِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ④۲

پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں ۹۴ اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں ۹۵ تو تم اس کے لیے سجدے میں گرنا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اٰجَمْعُوْنَ ④۳ اِلَّا اِبْلِیْسَ ط اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ

تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا مگر ابلیس نے ۹۶ اس نے غرور کیا اور وہ تھا

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ④۴ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

ہی کافروں میں ۹۷ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے

بِیْدَیْ ط اِسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ④۵ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ط

ہاتھوں سے بنایا کیا تجھے غرور آگیا یا تو تھا ہی مغروروں میں ۹۸ بولا میں اس سے بہتر ہوں ۹۹

پر ایمان نہیں لاتے اور قرآن پاک اور میرے دین کو نہیں مانتے۔ ۹۱ یعنی فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے باب میں۔ یہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحت نبوت کی ایک دلیل ہے۔ مدعا یہ ہے کہ عالم بالا میں فرشتوں کا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باب میں سوال و جواب کرنا مجھے کیا معلوم ہوتا اگر میں نبی نہ ہوتا اس کی خبر دینا میری نبوت اور میرے پاس وحی آنے کی دلیل ہے۔ ۹۲ دارمی اور ترمذی کی حدیثوں میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بہترین حال میں اپنے رب عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوا (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ واقعہ خواب کا ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت رب العزت عز و علا و تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عالم بالا کے ملائکہ کس بحث میں ہیں؟ میں نے عرض کیا: یارب تو ہی دانا ہے۔ حضور نے فرمایا: پھر رب العزت نے اپنا دست رحمت و کرم میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کے فیض کا اثر اپنے قلب مبارک میں پایا تو آسمان وزمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آگئیں پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ عالم بالا کے ملائکہ کس امر میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کیا: ہاں! اے رب میں جانتا ہوں وہ کفارات میں بحث کر رہے ہیں اور کفارات یہ ہیں نمازوں کے بعد مسجد میں ٹھہرنا اور پیادہ پا جماعتوں کے لیے جانا اور جس وقت سردی وغیرہ کے باعث پانی کا استعمال ناگوار ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا جس نے یہ کیا اس کی زندگی بھی بہتر اور موت بھی بہتر اور گناہوں سے ایسا پاک صاف نکلے گا جیسا اپنی ولادت کے دن تھا اور فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمَسْکٰتِ وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِکَ فَتْنَةً فَاَقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور ایک روایت میں ہے کہ جو کچھ مشرق و مغرب میں ہے سب میں نے جان لیا۔ امام علامہ علاؤ الدین علی بن محمد ابن ابراہیم بغدادی معروف بخازن اپنی تفسیر میں اس کے معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کھول دیا اور قلب شریف کو منور کر دیا اور جو کوئی نہ جانے اس سب کی معرفت آپ کو عطا کر دی تا آنکہ آپ نے نعمت و معرفت کی سردی اپنے قلب مبارک میں پائی اور جب قلب شریف منور ہو گیا اور سینہ پاک کھل گیا تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے باعلام الہی جان لیا۔ ۹۳ یعنی (حضرت) آدم کو پیدا کروں گا۔ ۹۴ یعنی اس کی پیدائش تمام کردوں۔ ۹۵ اور اس کو زندگی عطا کردوں۔ ۹۶ سجدہ نہ کیا۔ ۹۷ یعنی علم الہی میں ۹۸ یعنی اس قوم میں سے جن کا شیوہ ہی تکبر ہے۔ ۹۹ اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ اگر آدم آگ سے پیدا کئے جاتے اور میرے برابر بھی ہوتے جب بھی میں انہیں سجدہ نہ کرتا چڑ جائیکہ ان سے بہتر ہو کر انہیں سجدہ کروں۔

خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَ مِنْ طِينٍ ﴿٤٦﴾ قَالَ فَاحْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ

تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا

رَاجِمٌ ﴿٤٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٨﴾ قَالَ رَبِّ

(لعنت کیا) گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک اور بولا اے میرے رب

فَاَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٤٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٥٠﴾ إِلَى

ایسا ہے تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں اور فرمایا تو تُو مہلت والوں میں ہے اس

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٥١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا غُيُوبَ لَهُمْ أَجْعَلِينَ ﴿٥٢﴾ إِلَّا

جانے ہوئے وقت کے دن تک اور بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر

عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ﴿٥٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ ﴿٥٤﴾ لَا مُلْكَ لَنَا

جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں فرمایا تو سچ یہ ہے اور میں سچ ہی فرماتا ہوں بے شک میں ضرور جہنم

جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْعَلِينَ ﴿٥٥﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

بھروں گا تجھ سے اور ان میں سے وہاں جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ

مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٥٦﴾ إِنَّهُ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٥٧﴾

اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لیے

وَلِتَعْلَمَنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٥٨﴾

اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جانو گے اور

﴿آیتھا ۷۵﴾ ﴿سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ ۵۹﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۸﴾

سورۃ زمر کی ہے، اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اور اپنی سرکشی و نافرمانی و تکبر کے باعث، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت بدل دی وہ پہلے حسین تھا بد شکل رویا ہ کر دیا گیا۔ اور اس کی نورانیت سلب کر دی گئی۔ اور قیامت کے بعد لعنت بھی اور طرح طرح کے عذاب بھی اور آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت اپنے فنا ہونے کے بعد جزا کے لیے اور اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے فراغت پائے اور ان سے اپنا بغض خوب نکالے اور موت سے بالکل بچ جائے کیونکہ اٹھنے کے بعد موت نہیں ہے۔ اور یعنی تھوڑی سی بات جس کو خلق کی فنا کے لیے معین فرمایا گیا۔ اور مع تیری ذریت کے وہ یعنی انسانوں میں سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ

کتاب و اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے بے شک ہم نے تمہاری طرف سے یہ کتاب

حق کے ساتھ اتاری تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر ہاں خالص اللہ ہی کی

بندگی ہے وہ اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے وہ کہتے ہیں ہم تو انہیں و صرف اتنی

بات کے لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں اللہ ان میں فیصلہ کر دے گا اس بات کا جس میں

اختلاف کر رہے ہیں وکے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا بڑا ناشکرا ہو ۸۰ اللہ اپنے لیے

بچہ بناتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا وہ پاکی ہے اسے وہی ہے

ایک اللہ والے سب پر غالب اس نے آسمان اور زمین حق بنائے رات کو دن

پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے ۱۲ اور اس نے چاند اور سورج کو کام میں لگایا ہر ایک ایک

اور آیت ”اللّٰهُ نَزَلَ اَحْسَنَ الْحَدِيثِ“ کے۔ اس سورت میں آٹھ رکوع اور پچھتر آیتیں اور ایک ہزار ایک سو بہتر کلمے اور چار ہزار نو سو آٹھ حرف ہیں۔

۱۔ یعنی بتوں کو ۷ ایمان داروں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں داخل فرما کر ۸ جھوٹا اس بات میں کہ بتوں کو

جسے جاہتا اولاد بناتا نہ کہ تہ تجوز کفار رچھوڑتا کہ وہ جسے جاہن خدا کی اولاد قرار دے (معاذ اللہ) فل اولاد دے اور ہر اس چیز سے جو اس کی شان اقدس کے لائق

مردم سے کہ کبھی دن کا وقت گھٹا کر رات کو بڑھاتا ہے کبھی رات گھٹا کر دن کو زیادہ کرتا ہے اور رات اور دن میں سے گھٹے والا گھٹتے گھٹتے دس گھنٹہ کا رہ جاتا ہے اور

بڑھنے والا بڑھتے بڑھتے چودہ گھنٹے کا ہو جاتا ہے۔

يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ

تھمرائی میعاد کے لیے چلتا ہے ۱۳۱ سنا ہے وہی صاحب عزت بخشے والا ہے ۱۳۲ اس نے تمہیں ایک

وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَانْزَلَ لَكُمْ مِنْهَا نَعَامَ ثَلَاثِيَّةَ

جان سے بنایا ۱۳۳ پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا ۱۳۴ اور تمہارے لیے چوپایوں سے ۱۳۵ آٹھ جوڑے

أَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِی ظُلُمٍ

اتارے ۱۳۶ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح ۱۳۷ تین اندھیروں

ثَلَاثٍ ۖ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَآتِی تَصَرُّفُونَ ۝

میں ۱۳۸ یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے ۱۳۹ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ۱۴۰ پھر کہاں پھیرے جاتے ہوں

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَإِنْ

اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے ۱۴۱ اور اپنے بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں اور اگر

تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۖ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم

شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے ۱۴۲ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی ۱۴۳ پھر تمہیں اپنے رب ہی

مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

کی طرف پھرنا ہے ۱۴۴ تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے ۱۴۵ بے شک وہ دلوں کی

الصُّدُورِ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا

بات جانتا ہے ۱۴۶ اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے ۱۴۷ اپنے رب کو پکارتا ہے اسی طرف جھکا ہوا ۱۴۸ پھر جب

خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ

اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے جس لیے پہلے پکارتا تھا ۱۴۹ اور اللہ کے لیے برابر والے

۱۳۱ یعنی قیامت تک وہ اپنے مقرر نظام پر چلتے رہیں گے۔ ۱۳۲ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے ۱۳۳ یعنی حضرت خا کو ۱۳۴ یعنی اونٹ، گائے، بکری،

بھیڑ سے ۱۳۵ یعنی پیدا کئے۔ جوڑوں سے مراد نر اور مادہ ہیں۔ ۱۳۶ یعنی نطفہ پھر علقہ (خون بستہ) پھر مضغہ (گوشت پارہ) ۱۳۷ ایک اندھیری پیٹ کی،

دوسری رحم کی، تیسری بچہ دان کی۔ ۱۳۸ اور طریق حق سے دور ہوتے ہو کہ اس کی عبادت چھوڑ کر غیر کی عبادت کرتے ہو۔ ۱۳۹ یعنی تمہاری طاعت و عبادت

سے اور تم ہی اس کے محتاج ہو، ایمان لانے میں تمہارا ہی نفع اور کافر ہو جانے میں تمہارا ہی ضرر ہے۔ ۱۴۰ کہ وہ تمہاری کامیابی کا سبب ہے اس پر تمہیں ثواب

دے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔ ۱۴۱ یعنی کوئی شخص دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہ ہوگا۔ ۱۴۲ آخرت میں ۱۴۳ دنیا میں اور اس کی تمہیں جزا دے

گا۔ ۱۴۴ یہاں آدمی سے مطلقاً کافر یا خاص ابو جہل یا عتبہ بن ربیعہ مراد ہے۔ ۱۴۵ اسی سے فریاد کرتا ہے۔ ۱۴۶ یعنی اس شدت و تکلیف کو فراموش کر دیتا

ہے جس کے لیے اللہ سے فریاد کی تھی۔

أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ قُلْ تَتَّبِعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ

ٹھہرانے لگتا ہے کہ اس کی راہ سے بہکادے تم فرماؤ کہ تمھوڑے دن اپنے کفر کے ساتھ برت لے وے بے شک تو

أَصْحَابِ النَّارِ ۝۸ أَمْ مِنْ هُوَ قَانِتٌ أَنْ آءِ الْيَلِّ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ

دوزخیوں میں ہے کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں وے آخرت

الْأَخْدَةِ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ ۖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ

سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے وے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور

الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۚ قُلْ لِعِبَادِ

انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں تم فرماؤ اے میرے بندو

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۖ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۖ

جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو جنھوں نے بھلائی کی وے ان کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے وے

وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۖ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰

اور اللہ کی زمین وسیع ہے وے صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی وے

۲۹ یعنی حاجت برآری کے بعد پھر بہت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وے اے مصطفیٰ! اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کافر سے وے اور دنیا کی زندگی کے دن پورے

کر لے۔ ۳۰ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں نازل ہوئی اور

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود اور

حضرت عمار اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔ فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رات کے نوافل و عبادت دن کے نوافل سے افضل

ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ رات کا عمل پوشیدہ ہوتا ہے اس لیے وہ ریا سے بہت دور ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کے کاروبار بند ہوتے ہیں اس لیے قلب بہ نسبت

دن کے بہت فارغ ہوتا ہے اور توجہ الی اللہ اور خشوع دن سے زیادہ رات میں میسر آتا ہے۔ تیسرے رات چونکہ راحت و خواب کا وقت ہوتا ہے اس لیے اس

میں بیدار رہنا نفس کو بہت مشقت و تعب میں ڈالتا ہے تو ثواب بھی اس کا زیادہ ہوگا۔ ۳۱ اس سے ثابت ہوا کہ مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ بین الخوف والرجاء

(خوف اور امید کے درمیان) ہو، اپنے عمل کی تقصیر پر نظر کر کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے، دنیا میں بالکل بے خوف ہو نہ یا اللہ تعالیٰ

کی رحمت سے مطلقاً مایوس ہو نہ، یہ دونوں قرآن کریم میں کفار کی حالتیں بتائی گئی ہیں ”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ”فَلَا يَأْمَنُ مَكْرًا لِلَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ“ وَقَالَ تَعَالَى:

”لَا يَأْمَنُ مِنْ دُوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ“ ۳۲ طاعت بجالانے اور اچھے عمل کئے۔ ۳۳ یعنی صحت و عافیت وے اس میں ہجرت کی ترغیب ہے کہ جس

شہر میں معاصی کی کثرت ہو اور وہاں رہنے سے آدمی کو اپنی دینداری پر قائم رہنا دشوار ہو جائے چاہئے کہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور وہاں سے ہجرت کر جائے۔ شان

نزول: یہ آیت مہاجرین حبشہ کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ہمراہیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے

مصیبتوں اور بلاؤں پر صبر کیا اور ہجرت کی اور اپنے دین پر قائم رہے اس کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ ۳۴ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کرنے

والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا اور یہ بھی مروی ہے کہ ”اصحاب مصیبت و بلا“ حاضر

کئے جائیں گے نہ ان کے لیے میزان قائم کی جائے نہ ان کے لیے دفتر کھولے جائیں ان پر اجر و ثواب کی بے حساب بارش ہوگی یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی

زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش وہ اہل مصیبت میں سے ہوتے اور ان کے جسم و تنہوں سے کاٹے گئے ہوتے کہ آج یہ صبر کا اجر پاتے۔

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۚ ۝۱۱ وَأُمِرْتُ لِأَنْ

تم فرماؤ ۲۸ مجھے حکم ہے کہ اللہ کو پوجوں نہ اس کا بندہ ہو کر اور مجھے حکم ہے

أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝۱۲ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَأْيِي عَذَابَ

کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں ۲۹ تم فرماؤ بالفرض اگر مجھ سے نافرمانی ہو جائے تو مجھے بھی اپنے رب سے ایک

يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۱۳ قُلِ اللَّهُ أَعْبُدْ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۚ ۝۱۴ فَأَعْبُدُوا مَا

بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۳۰ تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں نہ اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے

شَكْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۚ قُلْ إِنَّ الْخُسْرَيْنِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَ

سوا جسے چاہو پوجو ۳۱ تم فرماؤ پوری ہار انھیں جو اپنی جان اور اپنے

أَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ۝۱۵ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانِ الْمُبِينُ ۝۱۶ لَهُمْ مِنْ

گھروالے قیامت کے دن ہار بیٹھے ۳۲ ہاں ہاں یہی کھلی ہار ہے ان کے

فَوْقِهِمْ ظُلٌّ ۚ ۝۱۷ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلٌّ ۚ ۝۱۸ ذَلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهَ بِهِ

اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ ۳۳ اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے

عِبَادَهُ ۚ ۝۱۹ لِيَعْبُدُوا فَاتَّقُونِ ۝۲۰ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا

بندوں کو ۳۴ اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو ۳۵ اور وہ جو بتوں کی پوجا سے بچے

وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝۲۱ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ

اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے انھیں کے لیے خوشخبری ہے تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر

الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ ۝۲۲ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں ۳۶ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور یہ ہیں جن کو

۳۸ اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۹ اور اہل طاعت و اخلاص میں مقدم و سابق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اخلاص کا حکم دیا جو عملِ قلب ہے، پھر

اطاعت یعنی اعمالِ جوارح کا۔ چونکہ احکامِ شرعیہ رسول سے حاصل ہوتے ہیں، وہی ان کے پہنچانے والے ہیں تو وہ ان کے شروع کرنے میں سب سے مقدم اور

اول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ حکم دے کر تمہید کی کہ دوسروں پر اس کی پابندی نہایت ضروری ہے اور دوسروں کی ترغیب کے لیے نبی علیہ السلام کو یہ حکم

دیا گیا ۴۰ شانِ نزول: کفارِ قریش نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ اپنی قوم کے سرداروں اور اپنے رشتہ داروں کو نہیں دیکھتے جولاٹ و

عزای کی پرستش کرتے ہیں ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۴۱ یہ طریقِ تہدید و توبخ فرمایا۔ ۴۲ یعنی گمراہی اختیار کر کے ہمیشہ کے لیے مستحقِ جہنم ہو گئے اور

جنت کی ان نعمتوں سے محروم ہو گئے جو ایمان لانے پر انہیں ملتیں۔ ۴۳ یعنی ہر طرف سے آگ انہیں گھیرے ہوئے ہے۔ ۴۴ کہ ایمان لائیں اور ممنوعات سے

بچیں۔ ۴۵ وہ کام نہ کرو جو میری ناراضی کا سبب ہو۔ ۴۶ جس میں ان کی بہبود ہو۔

أُولَٰئِكَ الْآلِبَابِ ۝۱۸ أَفَنُ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۖ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ

عقل ہے ۱۷؎ تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی نجات والوں کے برابر ہو جائے گا تو کیا تم ہدایت دے کر

مَنْ فِي السَّارِ ۝۱۹ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا

آگ کے مستحق کو بچالو گے ۱۸؎ لیکن جو اپنے رب سے ڈرے ۱۹؎ ان کے لیے بالا خانے ہیں ان پر

غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ

بالا خانے بنے ۲۰؎ ان کے نیچے نہریں بہیں ۲۱؎ اللہ کا وعدہ ۲۲؎ اللہ وعدہ خلاف

الْبُعَادِ ۝۲۰ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعٌ فِي

نہیں کرتا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمیں میں

الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زُرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيَجُ فَتَرَاهُ

چشمے بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی ۲۳؎ پھر سوکھ جاتی ہے تو تو دیکھے کہ وہ ۲۴؎

مُصَفَّرًا ۖ ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِّأُولِيَ الْآلِبَابِ ۝۲۱

پیلی پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بے شک اس میں دھیان کی بات ہے عقل مندوں کو ۲۵؎

أَفَنُ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ ۖ فَوَيْلٌ

تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ۲۶؎ تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے ۲۷؎ اس جیسا ہو جائے گا

لِّلنَّفْسِیَّةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۖ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۲۲ أَلَمْ نَزَلْ

جوسنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یا خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں ۲۸؎ وہ کھلی گمراہی میں ہیں اللہ نے اُتاری

۱۷؎ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان اور

عبدالرحمن ابن عوف اور طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید آئے اور ان سے حال دریافت کیا انہوں نے اپنے ایمان کی خبر دی یہ حضرات بھی سن کر ایمان لے

آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ”فَبَشِّرْ عِبَادِی..... الْآیَةُ“۔ ۱۸؎ جو اُزل بد بخت اور علم الہی میں جہنمی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا کہ مراد اس سے ابولہب اور اس کے لڑکے ہیں۔ ۱۹؎ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ۲۰؎ یعنی جنت کے منازل رفیعہ جن کے اوپر اور ارفع منازل

ہیں۔ ۲۱؎ زرد، سبز، سرخ، سفید قسم قسم کی گیہوں جو اور طرح طرح کے غلے۔ ۲۲؎ سرسبز و شاداب ہونے کے بعد ۲۳؎ جو اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و قدرت

پر دلیلین قائم کرتے ہیں۔ ۲۴؎ اور اس کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائی۔ ۲۵؎ یعنی یقین و ہدایت پر۔ حدیث: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ آیت

تلاوت فرمائی تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سینہ کا کھلنا کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب نور قلب میں داخل ہوتا ہے تو وہ کھلتا ہے

اور اس میں وسعت ہوتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اس کی کیا علامت ہے؟ فرمایا: دارُ الخُلُود (ہمیشہ رہنے والے گھر جنت) کی طرف متوجہ ہونا اور دارُ الغُرُور (فنا ہونے

أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مَّتَشَابِهًا مَّثَانِي ۖ تَقْشَعُرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ

سب سے اچھی کتاب ہے کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے ۵۵ دوہرے بیان والی ۵۶ اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ

اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یا خدا کی طرف رغبت میں ۵۷ یہ

هُدًى لِلَّذِينَ يَهْدِي إِلَيْهِمْ ۖ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۖ (۲۳)

اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اسے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں

أَفَسَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ

تو کیا وہ جو قیامت کے دن بُرے عذاب کی ڈھال نہ پائے گا اپنے چہرے کے سوا ۵۸ نجات والے کی طرح ہو جائے گا ۵۹

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۖ (۲۴) كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاتَتْهُمْ

اور ظالموں سے فرمایا جائے گا اپنا کمایا کچھو ۶۰ ان سے اگلوں نے جھٹلایا ۶۱ تو انہیں

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۖ (۲۵) فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخَزْيَ فِي الْحَيَاةِ

عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی ۶۲ اور اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ

الدُّنْيَا وَلِعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۖ (۲۶) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

چکھایا ۶۳ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ۶۴ اور بے شک ہم نے

لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۖ (۲۷) قُرْآنًا

لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی کہات بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو ۶۵ عربی زبان

ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔ فائدہ: اس آیت سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنا چاہئے جنہوں نے ذکر اللہ کو روکنا اپنا شعار بنالیا ہے، وہ صوفیوں

کے ذکر کو بھی منع کرتے ہیں، نمازوں کے بعد ذکر اللہ کرنے والوں کو بھی روکتے اور منع کرتے ہیں، ایصال ثواب کے لیے قرآن کریم اور کلمہ پڑھنے والوں کو بھی بدعتی

بتاتے ہیں اور ان ذکر کی محفلوں سے نہایت گھبراتے اور بھاگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ ۶۶ قرآن شریف، جو عبارت میں ایسا فصیح و بلیغ کہ کوئی کلام اس

سے کچھ نہبت ہی نہیں رکھ سکتا مضمون نہایت دل پذیر باوجود یکہ نہ نظم ہے نہ شعر نزلے ہی اسلوب پر ہے اور معنی میں ایسا بلند مرتبہ کہ تمام علوم کا جامع اور معرفت الہی

جیسی عظیم الشان نعمت کا رہنما۔ ۶۷ حسن و خوبی میں ۶۸ کہ اس میں وعدہ کے ساتھ وعید اور امر کے ساتھ نہی اور اخبار کے ساتھ احکام ہیں۔ ۶۹ حضرت قتادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ذکر الہی سے ان کے بال کھڑے ہوتے جسم لرزتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں۔ ۷۰ وہ کافر ہے

جس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور اس کی گردن میں گندھک کا ایک جلتا ہوا پہاڑ پڑا ہوگا جو اس کے چہرے کو بھونے ڈالتا ہوگا اس حال

سے اوندھا کر کے آتش جہنم میں گرایا جائے گا۔ ۷۱ یعنی اس مومن کی طرح جو عذاب سے مامون و محفوظ ہو۔ ۷۲ یعنی دنیا میں جو کفر و سرکشی اختیار کی تھی اب اس کا

وبال و عذاب برداشت کرو۔ ۷۳ یعنی کفار مکہ سے پہلے کافروں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ ۷۴ عذاب آنے کا خطرہ بھی نہ تھا غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔

۷۵ کسی قوم کی صورتیں مخ کیں کسی کوزمین میں دھنسیا۔ ۷۶ اور ایمان لے آتے تکذیب نہ کرتے۔ ۷۷ اور وہ نصیحت قبول کریں۔

عَرِبِيًّا غَيْرَ ذِي عَوْجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا

کا قرآن ۲۸ جس میں اصلاً کبھی نہیں ملے کہ کہیں وہ ڈریں ملے اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ملے ایک غلام

فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَكِّسُونَ وَرَجُلًا سَلْبًا لِرَجُلٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِينَ

میں کئی بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال

مَثَلًا ۚ الْحَدُّ لِلَّهِ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۹﴾ إِنَّكَ مِيتٌ وَإِنَّهُمْ

ایک سا ہے ملے سب خوبیاں اللہ کو ملے بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے ملے بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو

مَيِّتُونَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿۳۱﴾

بھی مرنا ہے ملے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ملے

۲۹ ایسا فصیح جس نے فصحاء و بلغاء کو عاجز کر دیا ملے یعنی تناقض و اختلاف سے پاک۔ ملے اور کفر و تکذیب سے باز آئیں۔ ملے مشرک اور موجد کی

۳۰ یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجالائے اور کس

طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی

خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ

ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے دیئے ہیں۔ ملے جو اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۳۱ ملے کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ ملے اس میں کفار کا رد ہے جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا گیا کہ خود

مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے، کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا

فرمائی جاتی ہے۔ اس پر بہت سی شرعی برہانیں قائم ہیں۔ ملے انبیاء امت پر حجت قائم کریں گے کہ انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی اور دین کی دعوت دینے میں جہد

کیلئے صرف فرمائی اور کافر بے فائدہ معذرتیں پیش کریں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اختصاص عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں مختصمہ کریں گے اور ہر ایک اپنا حق

طلب کرے گا۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۖ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے وہ جب اُس کے پاس آئے

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۚ ۳۲ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ

کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے وہ اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق

بِهِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۚ ۳۳ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ ذَٰلِكَ جَزَاُ

کی وہ بھی ڈر والے ہیں ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس نیکوں کا بھی

الْمُحْسِنِينَ ۚ ۳۴ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَ لَهُمْ

صلہ ہے تاکہ اللہ ان سے اتار دے برے سے برا کام جو انہوں نے کیا اور انہیں اُن کے ثواب کا

أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ ۳۵ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ

صلہ دے اچھے سے اچھے کام پر اور وہ کرتے تھے کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں ہے

وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۖ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ

اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کی کوئی ہدایت کرنے

هَادٍ ۚ ۳۶ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّضِلٍّ ۖ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي

والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی بہکانے والا نہیں کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے

اِنْتِقَامٍ ۚ ۳۷ وَلَٰئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُولُنَّ

والا نہیں؟ ۳۷ اور اگر تم اُن سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے

اللَّهُ ۖ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ

اللہ نے وہ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے وہ

۳۸ اور اس کے لیے شریک اور اولاد قرار دے۔ ۳۸ یعنی قرآن شریف کو یا رسول اللہ علیہ السلام کی رسالت کو۔ ۳۸ یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو

توحید الہی لائے۔ ۳۸ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تمام مومنین ۳۸ یعنی ان کی بدیوں پر گرفت نہ کرے اور نیکوں کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

۳۹ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اور ایک قراءت میں ”عبادہ“ بھی آیا ہے اس صورت میں انبیاء علیہم السلام مراد ہیں جن کے

ساتھ ان کی قوموں نے ایزد ارسانی کے ارادے کئے اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور ان کی کفایت فرمائی۔ ۳۹ یعنی بتوں سے۔ واقعہ یہ تھا کہ

کفار عرب نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈرانا چاہا اور آپ سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں یعنی بتوں کی برائی بیان کرنے سے باز آئیے ورنہ وہ آپ کو نقصان

پہنچائیں گے۔ ہلاک کر دیں گے یا عقل کو فاسد کر دیں گے۔ ۳۹ بے شک وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے۔ ۳۹ یعنی یہ مشرکین خدا کے قادر، علیم، حکیم کی ہستی

کے تو مقرر (ماننے والے) ہیں اور یہ بات تمام خلق کے نزدیک مسلم ہے اور خلق کی فطرت اس کی شاہد ہے اور جو شخص آسمان و زمین کے عجائب میں نظر کرے

هَلْ هُنَّ كُشِفَتْ ضُرَّةٌ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُسَكَّتُ

تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر مہر (رحم) فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی مہر (رحم) کو روک

رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۚ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ ۳۸ قُلْ لِّقَوْمٍ

رکھیں گے ۳۸ تم فرماؤ اللہ مجھے بس ہے وہ بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں تم فرماؤ اے میری قوم

اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ۳۹ مَنْ يَأْتِيهِ

اپنی جگہ کام کئے جاؤ ۳۹ میں اپنا کام کرتا ہوں ۳۹ تو آگے جان جاؤ گے کس پر آتا ہے

عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ ۴۰ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْكَ

وہ عذاب کہ اُسے رُسوا کرے گا ۴۰ اور کس پر اُترتا ہے عذاب کہ رہ پڑے گا ۴۰ بے شک ہم نے تم پر یہ

الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا

کتاب لوگوں کی ہدایت کو حق کے ساتھ اُتاری ۴۱ تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو ۴۱ اور جو بہکا وہ

يَضِلُّ عَلَيْهَِا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ ۴۱ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ

اپنے ہی برے کو بہکاؤ ۴۱ اور تم کچھ ان کے ذمہ دار نہیں ۴۱ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے

حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا

ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انھیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اُسے روک

الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

رکھتا ہے ۴۲ اور دوسری ۴۲ ایک ميعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے ۴۲ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں

اس کو یقینی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ موجودات ایک قادر حکیم کی بنائی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان مشرکین پر حجت قائم

کیجئے چنانچہ فرماتا ہے: ۴۳ یعنی بتوں کو۔ یہ بھی تو دیکھو کہ وہ کچھ بھی قدرت رکھتے ہیں اور کسی کام بھی آسکتے ہیں۔ ۴۴ کسی طرح کی مرض کی یا قحط کی یا ناداری کی

یا اور کوئی ۴۵ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین سے یہ سوال فرمایا تو وہ لا جواب ہوئے اور ساکت رہ گئے اب حجت تمام ہو گئی اور ان کے سکوتی

اقرار سے ثابت ہو گیا کہ بت محض بے قدرت ہیں نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں نہ کچھ ضرر، ان کی عبادت کرنا نہایت ہی جہالت ہے۔ اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ۴۶ میرا اسی پر بھروسہ ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا تم جو مجھے بت جیسی بے قدرت

و بے اختیار چیزوں سے ڈراتے ہو یہ تمہاری نہایت ہی بے وقوفی و جہالت ہے۔ ۴۷ اور جو مکرو حیلتے سے ہو سکیں، میری عداوت میں سب ہی کر گزرو۔

۴۸ جس پر مامور ہوں یعنی دین کا قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ میرا متعین و ناصر ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ ۴۹ چنانچہ روزِ بدر وہ رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔

۵۰ یعنی دائم ہوگا اور وہ عذاب جہنم ہے۔ ۵۱ تاکہ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ۵۲ کہ اس راہ یابی کا نفع وہی پائے گا۔ ۵۳ اس کی گمراہی کا ضرر اور وبال

اسی پر پڑے گا۔ ۵۴ تم سے ان کی نصیر کا مواخذہ نہ ہوگا۔ ۵۵ یعنی اس جان کو اس کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا۔ ۵۶ جس کی موت مُفَضَّل نہیں فرمائی اس کو

لَقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۳۲﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۖ قُلْ أَوَلَوْ

سوچنے والوں کے لیے فلا کیا انھوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں فلا تم فرماؤ کیا اگرچہ

كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿۳۳﴾ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ

وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں فلا اور نہ عقل رکھیں تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے فلا

لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۴﴾ وَإِذَا ذُكِرَ

اُسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اُسی کی طرف پلٹنا ہے فلا اور جب ایک

اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا

اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے دل سٹ جاتے ہیں اُن کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے فلا اور جب

ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۳۵﴾ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ

اُس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے فلا جہی وہ خوشیاں مناتے ہیں تم عرض کرو اے اللہ آسمانوں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلِيمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ

اور زمین کے پیدا کرنے والے نہاں (پوشیدہ) اور عیاں (ظاہر) کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ

عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۳۶﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي

فرمائے گا جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے فلا اور اگر ظالموں کے لیے ہوتا جو کچھ

الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا فُتْدُوا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ اُس جیسا فلا تو یہ سب چھڑائی میں دیتے روز قیامت کے بڑے

الْقِيَامَةِ ۖ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَالٌ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿۳۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ

عذاب سے فلا اور انھیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی فلا اور ان پر اپنی

فلا جو سوچیں اور سمجھیں کہ جو اس پر قادر ہے وہ ضرور مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ فلا یعنی بت جن کی نسبت وہ کہتے تھے کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہیں۔

فلا نہ شفاعت کے نہ اور کسی چیز کے۔ فلا جو اس کا ماذون (اجازت دیا گیا) ہو وہی شفاعت کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے شفاعت

کا اذن دیتا ہے بتوں کو اس نے شفیع نہیں بنایا اور عبادت تو خدا کے سوا کسی کی بھی جائز نہیں شفیع ہو یا نہ ہو۔ فلا آخرت میں۔ فلا اور وہ بہت تنگ دل اور

پریشان ہوتے ہیں اور ناگواری کا اثر ان کے چہروں پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ فلا یعنی بتوں کا وہ یعنی امر دین میں۔ ابن مسیب سے منقول ہے کہ یہ آیت پڑھ کر جو

دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ فلا یعنی اگر بالفرض کا فرض تمام دنیا کے اموال و ذخائر کے مالک ہوتے اور اتنا ہی اور بھی ان کے ملک میں ہوتا فلا کہ کسی طرح

یہ اموال دے کر انہیں اس عذاب عظیم سے رہائی مل جائے۔ فلا یعنی ایسے ایسے عذاب شدید جن کا انہیں خیال بھی نہ تھا اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے

کہ وہ گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے پاس نیکیاں ہیں اور جب نامہ اعمال کھلیں گے تو بدایاں ظاہر ہوں گی۔

سَيِّئَاتٍ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٨﴾ فَاذْأَمَسَّ

کمانی ہوئی برائیاں کھل گئیں ۱۱۳ اور ان پر آ پڑا وہ جس کی ہنسی بناتے تھے ۱۱۴ پھر جب آدمی

الْإِنْسَانَ ضَرَّ دَعَانَا ۚ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۚ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ

کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں بلاتا ہے پھر جب اُسے ہم اپنے پاس سے کوئی نعمت عطا فرمائیں کہتا ہے یہ تو مجھے ایک علم کی

عَلَىٰ عِلْمٍ ۖ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ قَدْ قَالَهَا

بدولت ملی ہے ۱۱۵ بلکہ وہ تو آزمائش ہے ۱۱۶ مگر ان میں بہتوں کو علم نہیں ۱۱۷ ان سے اگلے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٤٠﴾ فَأَصَابَهُمْ

بھی ایسے ہی کہہ چکے ۱۱۸ تو اُن کا کمایا ان کے کچھ کام نہ آیا تو ان پر پڑ گئیں

سَيِّئَاتٍ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ

ان کی کمائیوں کی برائیاں ۱۱۹ اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب ان پر پڑیں گی ان کی

مَا كَسَبُوا ۚ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٤١﴾ أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ

کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے ۱۲۰ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ روزی کشادہ

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٤٢﴾

کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ۱۲۱ اللہ کی رحمت سے ناامید

اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٣﴾ وَ

نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے ۱۲۲ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے اور

۱۱۳ جو انہوں نے دنیا میں کی تھیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا اور اس کے دوستوں پر ظلم کرنا وغیرہ۔ ۱۱۴ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خبر دینے پر وہ جس

عذاب کی ہنسی بنایا کرتے تھے وہ نازل ہو گیا اور اس میں گھر گئے۔ ۱۱۵ یعنی میں معاش کا جو علم رکھتا ہوں اس کے ذریعہ سے میں نے یہ دولت کمائی جیسا کہ قارون

نے کہا تھا۔ ۱۱۶ یعنی یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش و امتحان ہے کہ بندہ اس پر شکر کرتا ہے یا ناشکری۔ ۱۱۷ کہ یہ نعمت و عطا اس قدر راجح (مہلت) و امتحان

ہے۔ ۱۱۸ یعنی یہ بات قارون نے بھی کہی تھی کہ یہ دولت مجھے اپنے علم کی بدولت ملی اور اس کی قوم اس کی اس بیہودہ گوئی پر راضی رہی تھی تو وہ بھی قانلوں میں شمار

ہوئی۔ ۱۱۹ یعنی جو بدیاں انہوں نے کی تھیں ان کی سزائیں۔ ۱۲۰ چنانچہ وہ سات برس قحط کی مصیبت میں مبتلا رکھے گئے۔ ۱۲۱ گناہوں اور معصیوں میں مبتلا

ہو کر۔ ۱۲۲ اس کے جو کفر سے باز آئے۔ شان نزول: مشرکین میں سے چند آدمی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور

سے عرض کیا کہ آپ کا دین تو بیشک حق اور سچا ہے لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں بہت سی معصیوں میں مبتلا رہے ہیں کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ معاف

اَنِيبُوا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا

اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ ۱۲۲ اور اس کے حضور گردن رکھو ۱۲۳ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری

تُضْرَوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاتَّبِعُوا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ

مدد نہ ہو اور اس کی پیروی کرو جو اچھی سے اچھی تمہارے رب سے تمہاری طرف اُتاری گئی ۱۲۵ قبل اس کے

اَنْ يَّاْتِيَكُمْ الْعَذَابُ بَغَْٔةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسُ

کہ عذاب تم پر اچانک آجائے اور تمہیں خبر نہ ہو ۱۲۶ کہ کہیں کوئی جان یہ نہ کہے

يٰحَسْرَتِيْ عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّخِرِيْنَ ﴿۵۵﴾

کہ ہائے افسوس ان تقصیروں پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں ۱۲۷ اور بے شک میں ہنسی بنایا کرتا تھا ۱۲۸

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُسْتَقِيْمِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ حَيْنَ

یا کہے اگر اللہ مجھے راہ دکھاتا تو میں ڈر والوں میں ہوتا یا کہے جب

تَرٰی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةٌ فَاَكُوْنُ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ بَلٰی قَدْ

عذاب دیکھے کسی طرح مجھے واپسی ملے ۱۲۹ کہ میں نیکیاں کروں ۱۳۰ ہاں کیوں نہیں بے شک

جَآءَتْكَ اٰیٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَ

تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تُو نے انھیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافر تھا ۱۳۱ اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرٰی الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰی اللّٰهِ وَجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ط

قیامت کے دن تم دیکھو گے انھیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ۱۳۲ کہ اُن کے منہ کالے ہیں

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوٰی لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

کیا مغرور کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ۱۳۳ اور اللہ بچائے گا پرہیزگاروں کو

ہو سکتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲۳ تا نب ہو کر۔ ۱۲۴ اور اخلاص کے ساتھ طاعت بجالاؤ۔ ۱۲۵ وہ اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ ۱۲۶ تم غفلت میں

پڑے رہو۔ اس لیے چاہئے کہ پہلے سے ہوشیار رہو۔ ۱۲۷ کہ اس کی اطاعت بجانہ لایا اور اس کے حق کو نہ پہچانا اور اس کی رضا جوئی کی فکر نہ کی۔ ۱۲۸ اللہ تعالیٰ کے

دین کی اور اس کی کتاب کی۔ ۱۲۹ اور دوبارہ دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے۔ ۱۳۰ ان باطل عذروں کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہے جو اگلی آیت میں

ارشاد ہوتا ہے۔ ۱۳۱ یعنی تیرے پاس قرآن پاک پہنچا اور حق و باطل کی راہیں واضح کر دی گئیں اور تجھے حق و ہدایت اختیار کرنے کی قدرت دی گئی باوجود اس کے

تو نے حق کو چھوڑا اور اس کو قبول کرنے سے تکبر کیا مگر اسی اختیار کی جو حکم دیا گیا اس کی ضد و مخالفت کی تو اب تیرا یہ کہنا غلط ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے راہ دکھاتا تو میں ڈر

والوں میں ہوتا اور تیرے تمام عذر جھوٹے ہیں۔ ۱۳۲ اور شان الہی میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں اس کے لیے شریک تجویز کئے اولاد بتائی اس کی صفات کا

انکار کیا، اس کا نتیجہ یہ ہے ۱۳۳ جو براہ تکبر ایمان نہ لائے۔

بِفَازِ تِهِمْ ۚ لَا يَسْتَهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۖ ۶۱ ۚ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ

اُن کی نجات کی جگہ ۱۳۵ نہ انھیں عذاب چھوئے اور نہ انھیں غم ہو اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے

شَيْءٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۖ ۶۲ ۚ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَ

والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے اُسی کے لیے ہیں آسمانوں اور

الْأَرْضِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۖ ۶۳ ۚ قُلْ

زمین کی کنجیاں ۱۳۵ اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں تم فرماؤ ۱۳۵

أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۖ ۶۴ ۚ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَ

تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کے پوجنے کو مجھ سے کہتے ہو اے جاہلوں ۱۳۵ اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور

إِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ

تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو

مِنَ الْخَاسِرِينَ ۖ ۶۵ ۚ بَلِ اللَّهُ فَاعِلٌ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۖ ۶۶ ۚ وَمَا قَدَرُوا

ہار میں رہے گا بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو ۱۳۸ اور انہوں نے اللہ کی قدر

اللَّهُ حَقَّ قَدْرِهِ ۚ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَالسَّمَوَاتُ

نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا ۱۳۹ اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے

مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۖ ۶۷ ۚ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ

سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے ۱۴۰ اور اُن کے شرک سے پاک اور برتر ہے اور صور پھونکا جائے گا

۱۳۷ انہیں جنت عطا فرمائے گا۔ ۱۳۵ یعنی خزاں رحمت و رزق و بارش وغیرہ کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں وہی ان کا مالک ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا کہ مَقَالِيدُ سَمَوَاتِ وارض (آسمان و زمین کی کنجیاں) یہ ہیں "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَهُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" مراد یہ ہے کہ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توحید و تمجید ہے یہ آسمان و زمین کی بھلائوں کی کنجیاں ہیں جس مومن نے یہ کلمے

پڑھے دَازِین کی بہتری پائے گا۔ ۱۳۶ اے مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کفارِ قریش سے جو آپ کو اپنے دین یعنی بت پرستی کی طرف بلاتے ہیں۔ ۱۳۷

جاہل اس واسطے فرمایا کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی مستحقِ عبادت نہیں باوجودیکہ اس پر قطعی دلیلیں قائم ہیں۔ ۱۳۸ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے

تجھ کو عطا فرمائیں اس کی طاعت بجالا کر ان کی شکر گزاری کر۔ ۱۳۹ جہی تو شرک میں مبتلا ہوئے اگر عظمتِ الہی سے واقف ہوتے اور اس کا مرتبہ پہچانتے تو ایسا کیوں

کرتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا بیان ہے۔ ۱۴۰ حدیث بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دستِ قدرت میں لے گا، پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں جبار، کہاں ہیں

مستکبر ملک و حکومت کے دعوے دار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دوسرے دستِ مبارک میں لے گا اور یہی فرمائے گا پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔

فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ

تو بے ہوش ہو جائیں گے اور جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے ۱۲۲ پھر

نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۖ ۲۸ ۚ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ

وہ دوبارہ پھونکا جائے گا ۱۲۳ جہی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے ۱۲۴ اور زمین جگمگا اٹھے گی ۱۲۵

بُنُورًا رَیَّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجَاءَتْ بِالْغَيْبِ الْأَخْبَارُ ۖ وَتُحْصَىٰ

اپنے رب کے نور سے ۱۲۶ اور رکھی جائے گی کتاب ۱۲۷ اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اُس کی امت کہ اُن پر گواہ ہوں گے ۱۲۸ اور لوگوں میں

بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۖ ۲۹ ۚ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ

سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا اور ہر جان کو اس کا کیا بھرپور دیا جائے گا اور

هُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ۖ ۳۰ ۚ وَسَيُقَالُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ جَهَنَّمَ زُمْرًا ۖ

اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے ۱۲۹ اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے ۱۳۰ گروہ گروہ ۱۳۱

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ فَتَحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے ۱۳۲ اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس

۱۳۱ یہ پہلے کُتھ کا بیان ہے اس کُتھ سے جو بے ہوش طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے جن پر موت نہ آئی

ہوگی وہ اس سے مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عنایت کی وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے کہ انبیاء و شہداء ان پر اس کُتھ سے

بیہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس کُتھ کا شعور بھی نہ ہوگا۔ (جمل وغیرہ) ۱۳۲ اس استثناء میں کون کون داخل ہے اس میں

مفسرین کے بہت اقوال ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کُتھ صُغْر سے تمام آسمان اور زمین والے مر جائیں گے سوائے جبریل و میکائیل و

اسرافیل و ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں کُتھوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء

ہیں جن کے لیے قرآن مجید میں ”بَلِّ أَحْيَاءُ“ آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حائل کئے گر و عرش حاضر ہوں گے۔ تیسرا قول حضرت

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پر بیہوش ہو چکے ہیں اس لیے اس کُتھ سے آپ بیہوش نہ ہوں گے بلکہ آپ

مُتَنَبِّط (بیدار) و ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ہیں۔ شُحَّاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ

فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ بچھو ہیں۔ (تفسیر کبیر و جمل) ۱۳۳ یہ کُتھ ثانیہ ہے جس سے مردے زندہ کئے جائیں گے۔ ۱۳۴ اپنی قبروں سے اور

دیکھتے ہوئے کھڑے ہونے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آکر مَبْهُوت کی طرح ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے یا یہ معنی ہیں کہ وہ یہ دیکھتے ہوں گے کہ

اب انہیں کیا معاملہ پیش آئے گا اور مومنین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے: ”يَوْمَ نَحْشُرُ

الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفَلَدًا“ ۱۳۵ بہت تیز روشنی سے یہاں تک کہ سرخی کی جھلک نمودار ہوگی یہ زمین دنیا کی زمین نہ ہوگی بلکہ نئی ہی زمین ہوگی جو اللہ تعالیٰ روز

قیامت کی محفل کے لیے پیدا فرمائے گا۔ ۱۳۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ چاند سورج کا نور نہ ہوگا بلکہ یہ اور ہی نور ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ

پیدا فرمائے گا اس سے زمین روشن ہو جائے گی۔ (جمل) ۱۳۷ یعنی اعمال کی کتاب، حساب کے لیے اس سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے جس میں دنیا کے جمیع احوال

قیامت تک شرح و بسط کے ساتھ ثبت ہیں یا ہر شخص کا اعمال نامہ جو اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ ۱۳۸ جو رسولوں کی تبلیغ کی گواہی دیں گے۔ ۱۳۹ اس سے کچھ مخفی نہیں نہ

اس کو شائد و کاتب کی حاجت یہ سب حجت تمام کرنے کے لیے ہوں گے۔ (جمل) ۱۴۰ سختی کے ساتھ قیدیوں کی طرح۔ ۱۴۱ ہر جماعت اور امت علیحدہ

علحدہ۔ ۱۴۲ یعنی جہنم کے ساتوں دروازے کھولے جائیں گے جو پہلے سے بند تھے۔

رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُوكُم لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے

هَذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٤١﴾ قِيلَ

تھے کہیں گے کیوں نہیں ۱۵۲ مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک ۱۵۱ فرمایا جائے گا

ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٤٢﴾

داخل ہو جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانا متکبروں کا

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ

اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے اُن کی سواریاں ۱۵۵ گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور

فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلِّمٌ عَلَيْكُمُ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا

اس کے دروازے کھلے ہوں گے ۱۵۶ اور اس کے داروغہ اُن سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ

خَالِدِينَ ﴿٤٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْشَنَا

ہمیشہ رہنے اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا

الْأَرْضَ نَتَّبِعُوا مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٤٤﴾ وَ

وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا ۱۵۷ اور

تَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِن حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ

تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے

وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٥﴾

اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا ۱۵۸ اور کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ۱۵۹

۱۵۳ بیشک انبیاء شریف بھی لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام بھی سنائے اور اس دن سے بھی ڈرایا۔ ۱۵۴ کہ ہم پر ہماری بد نصیبی غالب ہوئی اور ہم نے گمراہی

اختیار کی اور حسب ارشاد الہی جہنم میں بھرے گئے۔ ۱۵۵ عزت و احترام اور لطف و کرم کے ساتھ ۱۵۶ ان کی عزت و احترام کے لیے اور جنت کے دروازے آٹھ

ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دروازہ جنت کے قریب ایک درخت ہے اس کے نیچے سے دو چشمے نکلتے ہیں مومن وہاں پہنچ کر ایک چشمہ

میں غسل کرے گا اس سے اس کا جسم پاک و صاف ہو جائے گا اور دوسرے چشمہ کا پانی پئے گا اس سے اس کا باطن پاکیزہ ہو جائے گا، پھر فرشتے دروازہ جنت پر

استقبال کریں گے۔ ۱۵۷ یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کا۔ ۱۵۸ کہ مومنوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ ۱۵۹ اہل جنت

جنت میں داخل ہو کر ادائے شکر کے لیے حمد الہی عرض کریں گے۔

﴿اٰیٰتِهَا ۸۵﴾ ﴿سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۶۰﴾ ﴿رُكُوْعَاتِهَا ۹﴾

سورۃ مؤمن مکیہ ہے، اس میں پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حَمِّ ۱ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۲ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ

یہ کتاب اُتارنا ہے اللہ کی طرف سے جو عزت والا علم والا گناہ بخشنے والا اور

قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۳ ذِی الطَّوْلِ ۴ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۵ اِلَیْهِ

توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب کرنے والا بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف

الْمَصِیْرُ ۶ مَا یُجَادِلُ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یُغْنٰی عَنْکَ

پھرنا ہے وہ اللہ کی آیتوں میں جھگڑا نہیں کرتے مگر کافروں تو اے سننے والے تجھے دھوکا نہ دے

تَقْلُبُهُمْ فِی الْبِلَادِ ۷ کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ ۸ وَالْاَحْزَابُ مِنْ

ان کا شہروں میں اُبلے گئے پھرنا ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں

بَعْدِهِمْ ۹ وَهَمَّتْ کُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ لِّیَاْخُذُوْهُ وَجَدَلُوْا بِالْبَاطِلِ

نے جھٹلایا اور ہر امت نے یہ قصد کیا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں وہ اور باطل کے ساتھ جھگڑے

لِّیُدْحِضُوْا بِهٖ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۱۰ فَکِیْفَ کَانَ عِقَابُ ۱۱ وَکَذٰلِکَ

کہ اس سے حق کو ٹال دیں وہ تو میں نے انھیں پکڑا پھر کیا ہوا میرا عذاب وہ اور یونہی

۱۲ ”سورۃ مؤمن“ اس کا نام سورۃ غافر بھی ہے، یہ سورت مکیہ ہے، سوائے دو آیتوں کے جو ”الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰهِ“ سے شروع ہوتی ہیں۔

اس سورت میں نو رکوع اور پچاسی آیتیں اور ایک ہزار ایک سو تانوے کلمے اور چار ہزار نو سو ساٹھ حروف ہیں۔ ۱۳ ایمانداروں کی۔ ۱۴ کافروں

پر۔ ۱۵ عارفوں (اہل معرفت) پر۔ ۱۶ بندوں کو آخرت میں۔ ۱۷ یعنی قرآن پاک میں جھگڑا کرنا کافر کے سوا مؤمن کا کام نہیں۔ ۱۸ ابوداؤد کی حدیث

میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ جھگڑے اور جدال سے مراد آیات الہیہ میں طعن کرنا اور تکذیب و انکار

کے ساتھ پیش آنا ہے اور حل مشکلات و کشف معضلات کے لیے علمی و اصولی بحثیں جدال نہیں بلکہ اعظم طاعات میں سے ہیں۔ کفار کا جھگڑا کرنا آیات میں یہ

تھا کہ وہ کبھی قرآن پاک کو سحر کہتے کبھی شعر کبھی کہانت کبھی داستان۔ ۱۹ یعنی کافروں کا صحت و سلامتی کے ساتھ ملک ملک تجارتیں کرتے پھرنا اور نفع پانا

تمہارے لیے باعث تزداد نہ ہو کہ یہ کفر جیسا عظیم جرم کرنے کے بعد بھی عذاب سے امن میں رہے کیونکہ ان کا انجام کار خوری اور عذاب ہے پہلی امتوں میں

بھی ایسے حالات گزر چکے ہیں۔ ۲۰ عادی و مشہور قوم لوط وغیرہ۔ ۲۱ اور انہیں قتل اور ہلاک کر دیں۔ ۲۲ جس کو انبیاء لائے ہیں۔ ۲۳ کیا ان میں کا کوئی

اس سے بچ سکا۔

حَقَّتْ لَكُمْ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ

تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ دوزخی ہیں

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ

وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اللہ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور

يُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں

رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

ہر چیز کی سمانی ہے وہ تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے

الْجَحِيمِ ۚ رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ

بچالے اے ہمارے رب اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں

مِنْ آبَائِهِمْ وَآزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے

وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَلِكَ

اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچالے اور جسے تو اُس دن گناہوں کی شامت سے بچائے تو بے شک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ لِمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ

بڑی کامیابی ہے بے شک جنہوں نے کفر کیا اُن کو ندا کی جائے گی کہ ضرورتاً سے اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے

مِنْ مَّقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۝

جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو جب کہ تم اللہ ایمان کی طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے کہیں گے اے ہمارے رب

۱۲ یعنی ملائکہ حاملین عرش جو اصحاب قرب اور ملائکہ میں اشرف و افضل ہیں۔ ۱۳ یعنی جو ملائکہ کہ عرش کا طواف کرنے والے ہیں انہیں کروبی کہتے ہیں اور یہ

ملائکہ میں صاحب سیادت (عظمت و شرف والے) ہیں۔ ۱۴ اور ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ کہتے۔ ۱۵ اور اس کی وحدانیت کی تصدیق کرتے۔ شہر بن

خوشب نے کہا کہ حاملین عرش آٹھ ہیں ان میں سے چار کی تسبیح یہ ہے: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَيَّ حَلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ“ اور چار

کی یہ: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَيَّ عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ“۔ ۱۶ اور بارگاہ الہی میں اس طرح عرض کرتے ہیں: وہ یعنی تیری

رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو وسیع ہے۔ فائدہ: دعا سے پہلے عرضِ ثنا سے معلوم ہوا کہ آدابِ دعا میں سے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے پھر مراد عرض کی جائے۔

۱۷ یعنی دین اسلام پر۔ ۱۸ انہیں بھی داخل کر۔ ۱۹ روزِ قیامت، جبکہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کی بدیاں ان پر پیش کی جائیں گی اور وہ عذاب

دیکھیں گے تو فرشتے ان سے کہیں گے: وہ دنیا میں۔

أَمَّا اثْنَتَيْنِ وَاحِدَتَيْنِ فَأَعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ

تو نے ہمیں دوبار مُردہ کیا اور دو بار زندہ کیا ۲۲ اب ہم اپنے گناہوں پر مُقر ہوئے تو آگ سے

خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ۝۱۱ ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَ

نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے ۲۳ یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے ۲۴ اور

إِنْ يُشْرِكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۖ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝۱۲ هُوَ الَّذِي يُرِيكُم

اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے ۲۵ تو حکم اللہ کے لیے ہے جو سب سے بلند بڑا وہی ہے کہ تمہیں اپنی نشانیاں

آيَاتِهِ وَيُنَزِّل لَكُم مِّن السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ۝۱۳

دکھاتا ہے ۲۶ اور تمہارے لیے آسمان سے روزی اُتارتا ہے ۲۷ اور نصیحت نہیں مانتا ۲۸ مگر جو رجوع لائے ۲۹

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝۱۴ رَافِعُ

تو اللہ کی بندگی کرو نہ اس کے بندے ہو کر ۳۰ پڑے برا مانیں کافر بلند درجے

الذَّارِعَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

دینے والا ۳۱ عرش کا مالک ایمان کی جان (یعنی) وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے ۳۲

لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝۱۵ يَوْمَ هُمْ بَرْزُورٌ ۚ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ

کہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے ۳۳ جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے ۳۴ اللہ پر ان کا کچھ حال چھپا

شَيْءٌ ۖ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝۱۶ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ

نہ ہوگا ۳۵ آج کس کی بادشاہی ہے ۳۶ ایک اللہ سب پر غالب کی ۳۷ آج ہر جان

۳۲ کیونکہ پہلے نطفہ ہے جان تھی اس موت کے بعد انہیں جان دے کر زندہ کیا پھر عمر پوری ہونے پر موت دی پھر بعث کے لیے زندہ کیا۔ ۳۳ اس کا جواب یہ

ہوگا کہ تمہارے دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں اور تم جس حال میں ہو جس عذاب میں مبتلا ہو اور اس سے رہائی کی کوئی راہ نہیں پاسکتے۔ ۳۴ یعنی اس عذاب اور

اس کے ذوام و مخلوق (ہمیشہ رہنے) کا سبب تمہارا یہ فعل ہے کہ جب توحید الہی کا اعلان ہوتا اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا جاتا تو تم اس کا انکار کرتے اور کفر اختیار کرتے۔

۳۵ اور اس شرک کی تصدیق کرتے۔ ۳۶ یعنی اپنی مصنوعات کے عجائب جو اس کے کمال قدرت پر دلالت کرتے ہیں مثل ہوا اور بادل اور بجلی وغیرہ کے۔ ۳۷

بینہ برسا کر۔ ۳۸ اور ان نشانوں سے پند پذیر (نصیحت قبول کرنے والا) نہیں ہوتا۔ ۳۹ تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف اور شرک سے تائب ہو۔ ۴۰ شرک

سے کنارہ کش ہو کر۔ ۴۱ انبیاء و اولیاء و علماء کو جنت میں۔ ۴۲ یعنی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے مصیبت نبوت عطا فرماتا ہے اور جس کو نبی بناتا ہے اس کا

کام ہوتا ہے۔ ۴۳ یعنی خلق خدا کو روز قیامت کا خوف دلائے جس دن اہل آسمان اور اہل زمین اور اولین و آخرین ملیں گے اور روحیں جسموں سے اور ہر عمل

کرنے والا اپنے عمل سے ملے گا۔ ۴۴ قبروں سے نکل کر اور کوئی عمارت یا پہاڑ اور چھپنے کی جگہ اور آڑ نہ پائیں گے۔ ۴۵ نہ اعمال نہ اقوال نہ دوسرے احوال اور

اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز کبھی نہیں چھپ سکتی لیکن یہ دن ایسا ہوگا کہ ان لوگوں کے لیے کوئی پردہ اور آڑ کی چیز نہ ہوگی جس کے ذریعے وہ اپنے خیال میں بھی اپنے

حال کو چھپا سکیں اور خلق کی فنا کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا ۴۶ اب کوئی نہ ہوگا کہ جواب دے خود ہی جواب میں فرمائے گا کہ اللہ واحد قہار کی اور ایک قول یہ ہے

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۱۷

اپنے کئے کا بدلہ پائے گی ۱۷ آج کسی پر زیادتی نہیں ہے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْأَرْفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كُظْمِينَ ۖ مَا

اور انھیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے ۱۸ جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے وہ غم میں بھرے اور

لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَبِيمٍ ۖ وَلَا شَفِيعٌ يُطَاعُ ۝۱۸ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا

ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے ۱۸ اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ ۱۸ اور جو کچھ

تُخْفِي الصُّدُورُ ۝۱۹ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

سینوں میں چھپا ہے ۱۹ اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن

دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝۲۰ أَوَلَمْ يَسِيرُوا

کو ۲۰ پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے ۲۰ بے شک اللہ ہی سُننا دیکھتا ہے ۲۰ تو کیا انھوں نے

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ

زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کیا انجام ہوا اُن سے اگلوں کا ۲۱

كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ

اُن کی قوت اور زمین میں جو نشانیاں چھوڑ گئے ۲۱ اُن سے زائد تو اللہ نے انھیں

بَذَلُوهُمْ ۖ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝۲۱ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ

ان کے گناہوں پر پکڑا اور اللہ سے اُن کا کوئی بچانے والا نہ ہوا ۲۱ یہ اس لیے کہ ان

کے روز قیامت جب تمام اولین و آخرین حاضر ہوں گے تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا، آج کس کی بادشاہی ہے؟ تمام خلق جواب دے گی: "اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ"

اللہ واحد قہار کی، جیسا کہ آگے ارشاد ہوتا ہے: ۲۱ مؤمن تو یہ جواب بہت لذت کے ساتھ عرض کریں گے کیونکہ وہ دنیا میں یہی اعتقاد رکھتے تھے یہی کہتے تھے اور

اسی کی بدولت انہیں مرتبے ملے اور کفار ذلت و ندامت کے ساتھ اس کا اقرار کریں گے اور دنیا میں اپنے منکر رہنے پر شرمندہ ہوں گے۔ ۲۱ نیک اپنی نیکی کا اور بد

اپنی بدی کا۔ ۲۱ اس سے روز قیامت مراد ہے۔ ۲۱ شدت خوف سے نہ باہر ہی نکل سکیں نہ اندر ہی اپنی جگہ واپس جاسکیں۔ ۲۱ یعنی کافر شفاعت سے محروم

ہوں گے۔ ۲۱ یعنی نگاہوں کی خیانت اور چوری ناحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا۔ ۲۱ یعنی دلوں کے راز۔ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ ۲۱ یعنی

جن بتوں کو یہ مشرکین ۲۱ کیونکہ نہ وہ علم رکھتے ہیں نہ قدرت تو ان کی عبادت کرنا اور انہیں خدا کا شریک ٹھہرانا بہت ہی کھلا باطل ہے۔ ۲۱ اپنی مخلوق کے اقوال و

افعال اور جملہ احوال کو۔ ۲۱ جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی تھی۔ ۲۱ قلعے اور محل اور نہریں اور حوض اور بڑی بڑی عمارتیں۔ ۲۱ کہ عذاب الہی سے بچا

سکتا، عاقل کا کام ہے کہ دوسرے کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ اس عہد (زمانہ) کے کافر یہ حالات دیکھ کر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے، کیوں نہیں سوچتے

کہ پچھلے قومیں ان سے زیادہ قوی و توانا اور صاحب ثروت و اقتدار ہونے کے باوجود اس عبرت ناک طریقہ پر تباہ کر دی گئیں، یہ کیوں ہوا۔

تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَاذْكُرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ

کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے وہ کفر کرتے تو اللہ نے انہیں پکڑا بے شک اللہ زبردست سخت عذاب

الْعِقَابِ ۚ ۲۲) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۚ ۲۳) اِلٰی

والا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا

فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سِحْرٌ كَذَّابٌ ۚ ۲۴) فَلَمَّا جَاءَهُمْ

فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ بولے جادوگر ہے بڑا جھوٹا وہ پھر جب وہ اُن پر

بِالْحَقِّ مِنْ عُنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا اَبْنَاءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ وَاَسْتَحْيُوا

ہمارے پاس سے حق لایا وہ بولے جو اس پر ایمان لائے اُن کے بیٹے قتل کرو اور عورتیں

نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۚ ۲۵) وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِيَّ

زندہ رکھو ۲۵ اور کافروں کا داؤ نہیں مگر بھٹکتا پھر تا ۲۵ اور فرعون بولا ۲۵ مجھے چھوڑو

اَقْتُلْ مُوسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ

میں موسیٰ کو قتل کروں ۲۵ اور وہ اپنے رب کو پکارے ۲۵ میں ڈرتا ہوں کہیں وہ تمہارا دین بدل دے ۲۵ یا

يُظْهِرَ فِى الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۚ ۲۶) وَقَالَ مُوسٰى اِنِّىْٓ عُدْتُ بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ

زمین میں فساد چکائے ۲۶ اور موسیٰ نے ۲۶ کہا میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں

۲۷) وَمَجْرٰتٍ دَكَّاهُ ۚ ۲۸) اور انہوں نے ہماری نشانیاں اور برہانوں کو جادو بتایا۔ ۲۸ یعنی نبی ہو کر پیام الہی لائے تو فرعون اور فرعون ۲۷ تاکہ لوگ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتباع سے باز آئیں۔ ۲۸ کچھ بھی کارآمد نہیں بالکل نکما اور بیکار۔ پہلے بھی فرعونینوں نے حکم فرعون ہزار ہا قتل کئے مگر قضائے الہی ہو کر

رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پروردگار عالم نے فرعون کے گھربار میں پالا اس سے خدمتیں کرائیں جیسا وہ داؤں فرعونینوں کا بیکار گیا ایسے ہی اب ایمان والوں کو

روکنے کے لیے پھر دوبارہ قتل شروع کرنا بیکار ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا رواج اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اسے کون روک سکتا ہے۔

۲۹) اپنے گروہ سے ۲۹ فرعون جب کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو اس سے منع کرتے اور کہتے کہ یہ وہ شخص

نہیں ہے جس کا تجھے اندیشہ ہے یہ تو ایک معمولی جادوگر ہے اس پر تو ہم اپنے جادو سے غالب آجائیں گے اور اگر اس کو قتل کر دیا تو عام لوگ شیعہ میں پڑ جائیں گے کہ

وہ شخص سچا تھاق پر تھا تو دلیل سے اس کا مقابلہ کرنے میں عاجز ہوا جواب نہ دے سکا تو تو نے اسے قتل کر دیا لیکن حقیقت میں فرعون کا یہ کہنا کہ مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ

کو قتل کروں خالص دھمکی ہی تھی اس کو خود آپ کے نبی برحق ہونے کا یقین تھا اور وہ جانتا تھا کہ جو معجزات آپ لائے ہیں وہ آیات الہیہ ہیں سحر نہیں لیکن یہ سمجھتا تھا کہ

اگر آپ کے قتل کا ارادہ کرے گا تو آپ اس کو ہلاک کرنے میں جلدی فرمائیں گے اس سے یہ بہتر ہے کہ طول بحث میں زیادہ وقت گزاریا جائے اگر فرعون اپنے دل

میں آپ کو نبی برحق نہ سمجھتا اور یہ نہ جانتا کہ ربانی تائیدیں جو آپ کے ساتھ ہیں ان کا مقابلہ ناممکن ہے تو آپ کے قتل میں ہرگز تاثر نہ کرتا کیونکہ وہ بڑا خونخوار سفاک

ظالم بیدرد تھا ادنیٰ سی بات میں ہزار ہا خون کر ڈالتا تھا۔ ۳۰) جس کا اپنے آپ کو رسول بتاتا ہے تاکہ اس کا رب اس کو ہم سے بچائے۔ فرعون کا یہ مقولہ اس پر شاہد ہے

کہ اس کے دل میں آپ کا اور آپ کی دعاؤں کا خوف تھا وہ اپنے دل میں آپ سے ڈرتا تھا ظاہری عزت بنی رکھنے کے لیے یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ قوم کے منع کرنے کے

باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کرتا۔ ۳۱) اور تم سے فرعون پرستی اور بت پرستی چھڑا دے۔ ۳۲) جدال و قتال کر کے۔ ۳۳) فرعون کی دھمکیاں سن کر۔

مَنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۚ ۲۷ وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ

ہر متکبر سے کہ حساب کے دن پر یقین نہیں لاتا ۲۷ اور بولا فرعون والوں

مَنْ أَلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ

میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے

وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۚ

اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے ۲۸ اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال اُن پر

وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں ۲۹ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۚ ۲۸ يَقُومُ لَكُمْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ظَهْرَيْنِ فِي

اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو ۲۸ اے میری قوم آج بادشاہی تمہاری ہے اس زمین میں غلبہ

الْأَرْضِ ۖ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا ۖ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا

رکھتے ہو ۲۹ تو اللہ کے عذاب سے ہمیں کون بچائے گا اگر ہم پر آئے فرعون بولا میں

أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۚ ۲۹ وَقَالَ

تو تمہیں وہی سوچاتا ہوں جو میری سوچ ہے ۳۰ اور میں تمہیں وہی بتاتا ہوں جو بھلائی کی راہ ہے اور وہ

الَّذِي آمَنَ يَقُومُ إِلَيَّ أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۚ ۳۰ مِثْلَ

ایمان والا بولا اے میری قوم مجھے تم پر ۳۱ اگلے گروہوں کے دن کا سا خوف ہے ۳۱ جیسا

۳۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی تختیوں کے جواب میں اپنی طرف سے کوئی کلمہ تعلیٰ کا نہ فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہی اور اس پر بھروسہ کیا۔ یہی خدا

شناسوں کا طریقہ ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھا ان مبارک جملوں میں کیسی نفیس ہدایتیں ہیں یہ فرمانا کہ میں تمہارے اور اپنے رب کی

پناہ لیتا ہوں اور اس میں ہدایت ہے رب ایک ہی ہے یہ بھی ہدایت ہے کہ جو اس کی پناہ میں آئے اس پر بھروسہ کرے اور وہ اس کی مدد فرمائے کوئی اس کو ضرر نہیں پہنچا

سکتا یہ بھی ہدایت ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا شانِ بندگی ہے اور ”تمہارے رب“ فرمانے میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اگر تم اس پر بھروسہ کرو تو تمہیں بھی سعادت نصیب

ہو۔ ۳۲ جن سے ان کا صدق ظاہر ہو گیا یعنی نبوت ثابت ہو گئی۔ ۳۳ مطلب یہ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا یہ سچے ہوں گے یا جھوٹے اگر جھوٹے ہوں تو

ایسے معاملہ میں جھوٹ بول کر اس کے وبال سے بچ ہی نہیں سکتے ہلاک ہو جائیں گے اور اگر سچے ہیں تو جس عذاب کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں اس میں سے بالفعل کچھ

تمہیں پہنچ ہی جائے گا کچھ پہنچنا اس لیے کہا کہ آپ کا وعدہ عذاب دنیا و آخرت دونوں کو عام تھا۔ اس میں سے بالفعل عذاب دنیا ہی پیش آنا تھا۔ ۳۴ کہ خدا پر

جھوٹ باندھے۔ ۳۵ یعنی مصر میں۔ تو ایسا کام نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا ۳۶ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینا۔ ۳۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرنے اور ان کے درپے ہونے سے ۳۸ جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی۔

ذَابَ قَوْمُ نُوحٍ وَآدَمُ وَشُعُودٌ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ

دستور گزرا نوح کی قوم اور عاد اور شموود اور ان کے بعد اوروں کا ۶۹ اور اللہ بندوں پر

ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۚ وَيَقَوْمُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۚ ۳۲ يَوْمَ

ظلم نہیں چاہتا ۳۱ اور اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکار پچے گی مکے جس دن

تَوَلُّونَ مُدْبِرِينَ ۚ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ

پیٹھ دے کر بھاگو گے مکے اللہ سے مکے تمہیں کوئی بچانے والا نہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے

فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۚ ۳۳ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا

اس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے تو

زَلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۚ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ

تم ان کے لئے ہوئے سے شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب انھوں نے انتقال فرمایا تم بولے ہرگز اب اللہ

مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٍ ۚ ۳۴

کوئی رسول نہ بھیجے گا ۳۳ اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے ۳۴

الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ

وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں مکے بے کسی سند کے کہ انھیں ملی ہو کس قدر سخت بیزاری کی بات ہے اللہ کے

اللَّهُ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ

نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے

۶۹ کہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرتے رہے اور ہر ایک کو عذاب الہی نے ہلاک کیا۔ مکے بغیر گناہ کے ان پر عذاب نہیں فرماتا اور بغیر اقامت حجت

کے ان کو ہلاک نہیں کرتا۔ مکے وہ قیامت کا دن ہوگا قیامت کے دن کو ”يَوْمَ التَّنَادِ“ یعنی پکار کا دن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس روز طرح طرح کی پکاریں

مچی ہوں گی ہر شخص اپنے سرگروہ کے ساتھ اور ہر جماعت اپنے امام کے ساتھ بلائی جائے گی جنتی دوزخیوں کو اور دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے سعادت و شقاوت

کی ندائیں کی جائیں گی کہ فلاں سعید ہوا اب کبھی شفی نہ ہوگا اور فلاں شقی ہو گیا اب کبھی سعید نہ ہوگا اور جس وقت موت ذبح کی جائے گی اس وقت ندا کی جائے

گی کہ اے اہل جنت! اب دوام (یہاں ہمیشہ رہنا) ہے موت نہیں اور اے اہل دوزخ! اب دوام ہے موت نہیں۔ مکے موقف حساب (میدان محشر) سے

دوزخ کی طرف۔ مکے یعنی اس کے عذاب سے مکے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل۔ مکے یہ بے دلیل بات تم نے یعنی تمہارے پہلوں نے خود

گھڑی تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء کی تکذیب کرو اور انہیں جھٹلاؤ تو تم کفر پر قائم رہے حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت میں

شک کرتے رہے اور بعد والوں کی نبوت کے انکار کے لیے تم نے یہ منصوبہ بنالیا کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی رسول ہی نہ بھیجے گا۔ مکے ان چیزوں میں جن پر روشن

دلیلیں شاہد ہیں۔ مکے انہیں جھٹلا کر۔

جَبَّارٍ ۚ ۳۵ وَقَالَ فِرْعَوْنُ لِيَهَامُنُ ابْنُ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ

دل پر ۷۷ اور فرعون بولا ۷۸ اے ہامان میرے لیے اونچا محل بنا شاید میں پہنچ جاؤں

الْأَسْبَابِ ۳۶ أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَأَطَدِعَ إِلَى إِلِهِ مُوسَى وَإِنِّي لَا أَظُنُّهُ

راستوں تک کہے کے راستے آسمانوں کے تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور بے شک میرے گمان میں تو وہ

كَاذِبًا ط وَكَذَلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ ط وَمَا

جھوٹا ہے ۷۹ اور یونہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام ۸۰ بھلا کر دکھایا گیا ۸۱ اور وہ راستے سے روکا گیا اور

كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۳۷ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ لِقَوْمِهِ اتَّبِعُونِ

فرعون کا داؤد ۸۲ ہلاک ہونے ہی کو تھا اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو

أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۳۸ لِقَوْمِ آتْمَاهُذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَ

میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاؤں اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے ۸۳ اور

إِنَّ الْأَخْرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۳۹ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا

بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ۸۴ جو برا کام کرے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر

مِثْلَهَا ج وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ

اتنا ہی اور جو اچھا کام کرے مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان ۸۵ تو وہ

يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۴۰ وَ لِقَوْمِ مَالِي

جنت میں داخل کئے جائیں گے وہاں بے گنتی رزق پائیں گے ۸۶ اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا

أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجْوَةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۴۱ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ

میں تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف ۸۷ اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف ۸۸ مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا

۸۹ کہ اس میں ہدایت قبول کرنے کا کوئی عمل باقی نہیں رہتا۔ ۹۰ براہِ جہل و فریب اپنے وزیر سے۔ ۹۱ یعنی موسیٰ میرے سوا اور خدا بتانے میں اور یہ بات

فرعون نے اپنی قوم کو فریب دینے کے لیے کہی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور فرعون اپنے آپ کو فریب کاری کے لیے معبودِ ڈھراتا ہے (اس

واقعہ کا بیان سورہ قصص میں گزر چکا) ۹۲ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور اس کے رسول کو جھٹلانا۔ ۹۳ یعنی شیطانوں نے وسوسے ڈال کر اس کی برائیاں

اس کی نظر میں بھلی کر دکھائیں۔ ۹۴ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آیات کو باطل کرنے کے لیے اس نے اختیار کیا۔ ۹۵ یعنی تھوڑی مدت کے لیے ناپائیدار نفع

ہے جس کو بقائیں۔ ۹۶ مراد یہ ہے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی و جاودانی اور جاودانی ہی بہتر اس کے بعد نیک اور بد اعمال اور ان کے انجام بتائے۔

۹۷ کیونکہ اعمال کی مقبولیت ایمان پر موقوف ہے۔ ۹۸ یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔ ۹۹ جنت کی طرف ایمان و طاعت کی تلقین کر کے۔ ۱۰۰ کفر و شرک

کی دعوت دے کر۔

بِاللّٰهِ وَأُشْرِكُ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۚ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ

انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف

الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ أَنتَ دُعَوْنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ

بلاتا ہوں آپ ہی ثابت ہوا کہ جس کی طرف مجھے بلاتے ہو وہ اسے بلانا کہیں کام کا نہیں دنیا میں

لَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنْ مَّرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ السُّرْفِينَ هُمْ أَصْحَابُ

نہ آخرت میں وہ اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے اور

النَّارِ ۝ فَسْتَدْعُرُونَنَا مَا أَقُولُ لَكُمْ ۖ وَأَفْوِضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۖ إِنَّ

دورنی ہیں تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اُسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک

اللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقَّهٖ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ

اللہ بندوں کو دیکھتا ہے تو اللہ نے اُسے بچا لیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون

فِرْعَوْنَ سُوءِ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَ

والوں کو برے عذاب نے آگھیرا آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور

يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۖ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۖ وَإِذْ

جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو اور جب

يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا

وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور اُن سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم

۹۱ یعنی بت کی طرف وہ کیونکہ وہ جہاد بے جاں ہے۔ ۹۲ وہی ہمیں جزا دے گا۔ ۹۳ یعنی کافر۔ ۹۴ یعنی نزول عذاب کے وقت تم میری نصیحتیں یاد کرو

گے اور اس وقت کا یاد کرنا کچھ کام نہ دے گا یہ سن کر ان لوگوں نے اس مومن کو دھک کیا کہ اگر تو ہمارے دین کی مخالفت کرے گا تو ہم تیرے ساتھ برے پیش آئیں گے

اس کے جواب میں اُس نے کہا ۹۵ اور ان کے اعمال و احوال کو جانتا ہے پھر وہ مومن ان سے نکل کر پہاڑ کی طرف چلا گیا اور وہاں نماز میں مشغول ہو گیا فرعون نے

ہزار آدمی اس کی جستجو میں بھیجے اللہ تعالیٰ نے درندے اس کی حفاظت پر مامور کر دیئے جو فرعون کی طرف آیا درندوں نے اسے ہلاک کیا اور جو واپس گیا اور اس

نے فرعون سے حال بیان کیا فرعون نے اس کو سولی دے دی تاکہ یہ حال مشہور نہ ہو۔ ۹۶ اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر نجات پائی اگرچہ وہ

فرعون کی قوم کا تھا۔ ۹۷ دنیا میں تو یہ عذاب کہ وہ فرعون کے ساتھ غرق ہو گئے اور آخرت میں دوزخ۔ ۹۸ اس میں جلائے جاتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے قالب میں ہر روز دومرتبہ صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تمہارا مقام

ہے۔ اور قیامت تک ان کے ساتھ یہی معمول رہے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے عذاب قبر کے ثبوت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر

مرنے والے پر اس کا مقام صبح و شام پیش کیا جاتا ہے جتنی پر جنت کا اور دوزخی پر دوزخ کا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے تا آنکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تجھ کو

اس کی طرف اٹھائے۔ ۹۹ ذکر فرمائیے اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قوم سے جہنم کے اندر کفار کے آپس میں جھگڑنے کا حال کہ۔

لَكُمْ تَبَعًا فَهُلْ أَنْتُمْ مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۳۷﴾ قَالَ الَّذِينَ

تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے وہ تکبر

اُسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا ۚ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۳۸﴾ وَقَالَ

والے بولے ہاں ہم سب آگ میں ہیں ہاں بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا ہے اور جو

الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا

الْعَذَابِ ﴿۳۹﴾ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمُ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ط قَالُوا بَلَىٰ

کردے ہاں انھوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں نہ لاتے تھے ہاں بولے کیوں نہیں ہاں

قَالُوا فادْعُوا جَ وَمَادُّعُوا الْكُفْرَيْنِ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۚ ﴿۴۰﴾ إِنَّا لَنَنْصُرُ

بولے تو تمہیں دعا کرو گے اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو بے شک ضرور ہم

رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿۴۱﴾

اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی ہاں دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے ہاں

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعَذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿۴۲﴾

جس دن ظالموں کو اُن کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے ہاں اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے برا گھر ہاں

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْشَنَّا بَنِي إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ ﴿۴۳﴾ هُدًى

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ہاں اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ہاں عقل مندوں

وَ ذِكْرَىٰ لِلْأُولَىٰ الْأَلْبَابِ ﴿۴۴﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ

کی ہدایت اور نصیحت کو تو اے محبوب تم صبر کرو ہاں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ہاں اور اپنوں کے گناہوں کی

منہ دنیا میں اور تمہاری بدولت ہی کافر بنے ہاں یعنی کافروں کے سردار جواب دیں گے ہاں ہر ایک اپنی مصیبت میں گرفتار، ہم میں سے کوئی کسی کے کام نہیں

آسکتا۔ ہاں ایمانداروں کو اس نے جنت میں داخل کر دیا اور کافروں کو جہنم میں جو ہونا تھا ہو چکا۔ ہاں یعنی دنیا کے ایک دن کی مقدار تک ہمارے عذاب میں

تخفیف رہے۔ ہاں کیا انہوں نے ظاہر معجزات پیش نہ کئے تھے یعنی اب تمہارے لیے جائے عذر باقی نہ رہی۔ ہاں یعنی کافر۔ انبیاء کے تشریف لانے اور اپنے

کفر کرنے کا اقرار کریں گے۔ ہاں ہم کافر کے حق میں وعدہ نہ کریں گے اور تمہارا دعا کرنا بھی بیکار رہے۔ ہاں ان کو غلبہ عطا فرما کر اور حجت قویہ دے کر اور ان کے

دشمنوں سے انتقام لے کر۔ ہاں وہ قیامت کا دن ہے کہ ملائکہ رسولوں کی تبلیغ اور کفار کی تکذیب کی شہادت دیں گے۔ ہاں اور کافروں کا کوئی عذر قبول نہ کیا جائے

گا۔ ہاں یعنی جہنم۔ ہاں یعنی توریت و معجزات۔ ہاں یعنی توریت کا یا ان کے انبیاء پر نازل شدہ تمام کتابوں کا۔ ہاں اپنی قوم کی ایذا پر۔ ہاں وہ آپ کی مدد

فرمائے گا آپ کے دین کو غالب کرے گا آپ کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ کبھی نے کہا کہ آیت صبر آیت قتال سے منسوخ ہو گئی۔

لَذُنُوبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝۵۵ إِنَّ الَّذِينَ

معافی چاہو ۱۱ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اس کی پاکی بولو ۱۱ وہ جو

يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَتْهُمْ ۚ إِنَّ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا

اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے جو انھیں ملی ہو ۱۱ ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک

كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝۵۶

بڑائی کی ہوس ۱۱ جسے نہ پہنچیں گے ۱۱ تو تم اللہ کی پناہ مانگو ۱۱ بے شک وہی سنتا دیکھتا ہے

لَخَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ۱۱ لیکن بہت لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ۝۵۷ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

نہیں جانتے ۱۱ اور اندھا اور اکھیرا برابر نہیں ۱۱ اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝۵۸ إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ

کام کئے اور بدکار ۱۱ کتنا کم دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے

لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۵۹ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي

اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے ۱۱ اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو

أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ

میں قبول کروں گا ۱۱ بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم

۱۱ یعنی اپنی امت کے (مدارک) ۱۱ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مداومت رکھو۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس سے پانچوں نمازیں

مراد ہیں۔ ۱۱ ان جھگڑا کرنے والوں سے کفار قریش مراد ہیں۔ ۱۱ اور ان کا یہی تکبر ان کے تکذیب و انکار اور کفر کے اختیار کرنے کا باعث ہوا کہ انہوں نے

یہ گوارا نہ کیا کہ کوئی ان سے اونچا ہو اس لیے سیدان نبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت کی، بائیں خیال فاسد کہ اگر آپ کو نبی مان لیں گے تو اپنی بڑائی جاتی رہے

گی اور امتی اور چھوٹا بننا پڑے گا اور ہوس رکھتے ہیں بڑے بننے کی۔ ۱۱ اور بڑائی میسر نہ آئے گی بلکہ حضور کی مخالفت و انکار ان کے حق میں ذلت اور رسوائی کا سبب

ہوگا۔ ۱۱ حاسدوں کے مکر و گنبد سے۔ ۱۱ یہ آیت منکرین بعث کے رد میں نازل ہوئی ان پر حجت قائم کی گئی کہ جب تم آسمان و زمین کی پیدائش پر باوجود ان

کی اس عظمت اور بڑائی کے اللہ تعالیٰ کو قادر مانتے ہو تو پھر انسان کو دوبارہ پیدا کر دینا اس کی قدرت سے کیوں بعید سمجھتے ہو۔ ۱۱ بہت لوگوں سے مراد یہاں کفار

ہیں اور ان کے انکار بعث کا سبب ان کی بے علمی ہے کہ وہ آسمان و زمین کی پیدائش پر قادر ہونے سے بعث پر استدلال نہیں کرتے تو وہ مثل اندھے کے ہیں اور جو

مخلوقات کے وجود سے خالق کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں وہ مثل بینا کے ہیں۔ ۱۱ یعنی جاہل و عالم یکساں نہیں۔ ۱۱ یعنی مومن صالح اور بدکار یہ دونوں

بھی برابر نہیں۔ ۱۱ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر یقین نہیں کرتے۔ ۱۱ اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں: ایک اخلاص دعائیں۔ دوسرے یہ کہ قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ دعائیں امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی

رحمت پر یقین رکھتا ہو۔ پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی۔ جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں

جَهَنَّمَ دُخْرَيْنَ ۚ ۶۰) اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ

میں جائیں گے ذلیل ہو کر اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اُس میں آرام پاؤ اور دن بنایا

مُبَصِّرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

آنکھیں کھولتے ۱۲۸) بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے لیکن بہت آدمی شکر

يَشْكُرُونَ ۚ ۶۱) ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۚ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذُوا

نہیں کرتے وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں

تُؤَفِّكُونَ ۚ ۶۲) كَذَلِكَ يُؤَفِّكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۚ ۶۳)

اوندھے جاتے ہو ۱۲۹) یونہی اوندھے ہوتے ہیں ۱۳۰) وہ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۱۳۱)

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ

اللہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین ٹھہراؤ بنائی ۱۳۲) اور آسمان چھت ۱۳۳) اور تمہاری تصویر کی

فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۚ

تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں ۱۳۴) اور تمہیں ستھری چیزیں ۱۳۵) روزی دیں یہ ہے اللہ تمہارا رب

فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ ۶۴) هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ

تو بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا وہی زندہ ہے ۱۳۶) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اُسے پوجو

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ ۶۵) قُلْ إِنِّي نُهِيتُ

نرے اُسی کے بندے ہو کر سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں

أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَبَّا جَاءَنِي الْبَيْتُ مِنْ

کہ انھیں پوجوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ۱۳۷) جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں ۱۳۸) میرے رب کی طرف

ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے اس کے

گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔ آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔ حدیث

شریف میں ہے ”الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ“ (ابوداؤد و ترمذی) اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا۔ ۱۲۸) کہ اس میں

اپنے کام باطمینان انجام دو۔ ۱۲۹) کہ اس کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اس پر ایمان نہیں لاتے باوجودیکہ دلائل قائم ہیں۔ ۱۳۰) اور حق سے پھرتے ہیں۔

باوجود دلائل قائم ہونے کے۔ ۱۳۱) اور اُن میں حق جو یا نہ (حق کے متلاشی ہو کر) نظر و تامل نہیں کرتے۔ ۱۳۲) کہ وہ تمہاری قرار گاہ ہوزندگی میں بھی اور بعد موت

بھی۔ ۱۳۳) کہ اس کو مثل قبہ کے بلند فرمایا۔ ۱۳۴) کہ تمہیں راست قامت پاکیزہ و متناسب الاعضاء کیا بہانہ کی طرح نہ بنایا کہ اوندھے چلتے۔ ۱۳۵) نفیس مآکل

و مشارب (کھانے پینے کی اشیاء)۔ ۱۳۶) کہ اس کی فناء محال ہے۔ ۱۳۷) شان نزول: کفار ناکار نے براہ جہالت و گمراہی اپنے دین باطل کی طرف حضور پر نور

رَبِّي ۚ وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

سے آئیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں وہی ہے جس نے تمہیں ۱۳۹ مٹی

تَرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِيَبْلُغُوا

سے بنایا پھر ۱۴۰ پانی کی بوند سے ۱۴۱ پھر خون کی چھلک سے پھر تمہیں نکالتا ہے بچہ پھر تمہیں باقی رکھتا ہے کہ اپنی جوانی

أَشَدَّكُمْ ثُمَّ لِيَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يَمُوتُ مِنْ قَبْلُ وَلِيَبْلُغُوا

کو پہنچو ۱۴۲ پھر اس لیے کہ بوڑھے ہو اور تم میں کوئی پہلے ہی اٹھا لیا جاتا ہے ۱۴۳ اور اس لیے کہ تم ایک مقرر وعدہ

أَجَلًا مُّسَمًّى ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَإِذَا

تک پہنچو ۱۴۴ اور اس لیے کہ سمجھو ۱۴۵ وہی ہے کہ جلاتا (زندہ کرتا) ہے اور مارتا ہے پھر جب

قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ

کوئی حکم فرماتا ہے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا جیسی وہ ہو جاتا ہے ۱۴۶ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو

يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ ۚ أَنَّىٰ يَصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَ

اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ۱۴۷ کہاں پھیرے جاتے ہیں ۱۴۸ وہ جنہوں نے جھٹلائی کتاب ۱۴۹ اور

بِمَا أُرْسِلْنَا بِهِ رُسُلُنَا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذَا الْغُلُلُ فِي أَعْنَاقِهِمْ

جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا ۱۵۰ وہ عنقریب جان جائیں گے ۱۵۱ جب اُن کی گردنوں میں طوق ہوں گے

وَالسَّلَاسِلُ ۚ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَبِيمِ ۚ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ

اور زنجیریں ۱۵۲ گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں دھکائے جائیں گے ۱۵۳ پھر

قِيلَ لَهُمْ آيِنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا

ان سے فرمایا جائے گا کہاں گئے وہ جو تم شریک بتاتے تھے ۱۵۴ اللہ کے مقابل کہیں گے وہ تو ہم سے گم گئے ۱۵۵

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت دی تھی اور آپ سے بت پرستی کی درخواست کی تھی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۳۸ عقل و وحی کی، تو حید پر دلالت

کرنے والی۔ ۱۳۹ یعنی تمہارے اصل اور تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو ۱۴۰ بعد حضرت آدم علیہ السلام کے ان کی نسل کو۔ ۱۴۱ یعنی قطرہ مٹی سے

۱۴۲ اور تمہاری قوت کامل ہو۔ ۱۴۳ یعنی بڑھاپے یا جوانی کو پہنچنے سے قبل ہی، یہ اس لیے کیا کہ تم زندگانی کرو۔ ۱۴۴ زندگانی کے وقت محدود تک۔ ۱۴۵ دلائل

توحید کو اور ایمان لاؤ۔ ۱۴۶ یعنی اشیاء کا وجود اس کے ارادہ کا تابع ہے کہ اس نے ارادہ فرمایا اور شے موجود ہوئی نہ کوئی کلفت (تکلیف) ہے نہ کوئی مشقت ہے نہ

کسی سامان کی حاجت۔ یہ اس کے کمال قدرت کا بیان ہے۔ ۱۴۷ یعنی قرآن پاک میں۔ ۱۴۸ ایمان اور دین حق سے۔ ۱۴۹ یعنی کفار جنہوں نے قرآن

شریف کی تکذیب کی۔ ۱۵۰ اس کی بھی تکذیب کی اور اس کے رسولوں کے ساتھ جو چیز بھیجی اس سے مراد یا تو وہ کتابیں ہیں جو پہلے رسول لائے یا وہ عقائد تھے جو

تمام انبیاء نے پہنچائے مثل توحید الہی اور بعث بعد موت کے۔ ۱۵۱ اپنی تکذیب کا انجام۔ ۱۵۲ اور ان زنجیروں سے ۱۵۳ اور وہ آگ باہر سے بھی انہیں گھیرے

بَلْ لَّمْ تَكُنْ نَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ط كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿۴۳﴾

بلکہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے ۱۵۱ اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو
ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ
تَمْرَحُونَ ۱۵۲ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں باطل پر خوش ہوتے تھے ۱۵۸ اور اس کا بدلہ ہے جو تم

تَمْرَحُونَ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوًى
اِتراتے تھے جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانا

الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۴۶﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ج فَاِمَّا نُرَبِّيكَ بِعُصَّ الَّذِي
مغروروں کا ۱۵۹ تو تم صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ ۱۶۰ سچا ہے تو اگر ہم تمہیں دکھا دیں ۱۶۱ کچھ وہ چیز جس کا

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفِّيكَ فَاِلَيْنَا يَرْجِعُونَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا
انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۱۶۲ یا تمہیں پہلے ہی وفات دیں بہر حال انہیں ہماری ہی طرف پھرنا ۱۶۳ اور بے شک ہم نے

مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ
تم سے پہلے کتنے ہی رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا ۱۶۴ اور کسی کا احوال نہ بیان

عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ اَنْ يَّاتِيَ بِآيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللَّهِ ج فَاِذَا جَاءَ
فرمایا ۱۶۵ اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا کہ کوئی نشانی لے آئے بے حکم خدا کے پھر جب اللہ

اَمْرًا لِلَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۴۸﴾ اَللَّهُ الَّذِي

کا حکم آئے گا ۱۶۶ سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا ۱۶۷ اور باطل والوں کا وہاں خسارہ اللہ ہے جس نے
ہوگی اور ان کے اندر بھی بھری ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) ۱۶۸ یعنی وہ بت کیا ہوئے جن کی تم عبادت کرتے تھے۔ ۱۶۹ کہیں نظر ہی نہیں آتے۔ ۱۷۰ بتوں کی
پرستش کا انکار کر جائیں گے۔ پھر بت حاضر کئے جائیں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کہ تم اور تمہارے یہ معبود سب جہنم کا ایندھن ہو۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ
جہنمیوں کا یہ کہنا کہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے اس کے یہ معنی ہیں کہ اب ہمیں ظاہر ہو گیا کہ جہنمیں ہم پوجتے تھے وہ کچھ نہ تھے کہ کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے۔ ۱۷۱
یعنی یہ عذاب جس میں تم مبتلا ہو۔ ۱۷۲ یعنی شرک و بت پرستی و انکار بعثت پر۔ ۱۷۳ جنہوں نے تکبر کیا اور حق کو قبول نہ کیا۔ ۱۷۴ کفار پر عذاب فرمانے کا ۱۷۵
تمہاری وفات سے پہلے ۱۷۶ انواع عذاب سے، مثل بدر میں مارے جانے کے جیسا کہ یہ واقع ہوا۔ ۱۷۷ اور عذاب شدید میں گرفتار ہونا۔ ۱۷۸ اس قرآن میں
صراحت کے ساتھ۔ ۱۷۹ قرآن شریف میں تفصیلاً و صراحة (مرقاۃ) اور ان تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نشانی اور معجزات عطا فرمائے اور ان کی قوموں
نے ان سے مجادلہ (جھگڑا) کیا اور انہیں جھٹلایا اس پر ان حضرات نے صبر کیا۔ اس تذکرہ سے مقصود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ جس طرح کے
واقعات قوم کی طرف سے آپ کو پیش آ رہے ہیں اور جیسی ایذائیں پہنچ رہی ہیں پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی حالات گزر چکے ہیں انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر
فرمائیں۔ ۱۸۰ کفار پر عذاب نازل کرنے کی بابت ۱۸۱ رسولوں کے اور ان کی تکذیب کرنے والوں کے درمیان۔

جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَكُلُونَ ﴿٤٩﴾ وَلَكُمْ فِيهَا

تمہارے لیے چوپائے بنائے کہ کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ اور تمہارے لیے ان میں کتنے ہی

مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

فائدے ہیں ﴿۵۰﴾ اور اس لیے کہ تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہنچو ﴿۵۱﴾ اور اُن پر ﴿۵۲﴾ اور کشتیوں پر ﴿۵۳﴾

تَحْمِلُونَ ﴿۵۰﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ ۖ فَآمِنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُثَبِّتُ لِلَّذِينَ

سوار ہوتے ہو اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے ﴿۵۴﴾ تو اللہ کی کوئی نشانی کا انکار کرو گے ﴿۵۵﴾ تو کیا اُنھوں نے

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ كَانُوا

زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے اُن سے اگلوں کا کیا انجام ہوا وہ

أَكْثَرُ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا

ان سے بہت تھے ﴿۵۶﴾ اور ان کی قوت ﴿۵۷﴾ اور زمین میں نشانیاں اُن سے زیادہ ﴿۵۸﴾ تو ان کے کیا کام آیا جو

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِإِيعَادِهِمْ

اُنھوں نے کما کیا ﴿۵۹﴾ تو جب ان کے پاس اُن کے رسول روشن دلیلیں لائے تو وہ اسی پر خوش رہے جو ان کے پاس

مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۵۲﴾ فَلَمَّآ رَأَوْا بَاسَنَا

دنیا کا علم تھا ﴿۶۰﴾ اور انھیں پر الٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے ﴿۶۱﴾ پھر جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھا

قَالُوا أَمَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿۵۳﴾ فَلَمْ يَكُ

بولے ہم ایک اللہ پر ایمان لائے اور جو اس کے شریک کرتے تھے اُن سے منکر ہوئے ﴿۶۲﴾ تو ان کے

يَنْفَعُهُمْ إِيَّانَهُمْ لَبَّاسًا أَوْ بَاسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهُ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي

ایمان نے اُنھیں کام نہ دیا جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں

﴿۶۳﴾ کہ ان کے دودھ اور اون وغیرہ کام میں لاتے ہو اور ان کی نسل سے نفع اٹھاتے ہو۔ ﴿۶۴﴾ یعنی اپنے سفروں میں اپنے وزنی سامان ان کی پیٹھوں پر لا کر ایک

مقام سے دوسرے مقام پر لے جاتے ہو۔ ﴿۶۵﴾ خشکی کے سفروں میں۔ ﴿۶۶﴾ دریائی سفروں میں۔ ﴿۶۷﴾ جو اس کی قدرت و وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں۔ ﴿۶۸﴾

یعنی وہ نشانیاں ایسی ظاہر و باہر ہیں کہ ان کے انکار کی کوئی صورت ہی نہیں۔ ﴿۶۹﴾ تعداد ان کی کثیر تھی۔ ﴿۷۰﴾ اور جسمانی طاقت بھی ان سے زیادہ تھی۔ ﴿۷۱﴾ یعنی

ان کے محل اور عمراتیں وغیرہ۔ ﴿۷۲﴾ معنی یہ ہیں کہ اگر یہ لوگ زمین میں سفر کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ منکرین متمردين (سرکشی کرنے والوں کا کیا انجام ہوا اور وہ

کس طرح ہلاک و برباد ہوئے اور ان کی تعداد اُن کے زور اور اُن کے مال کچھ بھی اُن کے کام نہ آ سکے۔ ﴿۷۳﴾ اور انہوں نے علم انبیاء کی طرف التفات نہ کیا اس کی

تحصیل اور اس سے انفعاع کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ اس کو حقیر جانا اور اس کی ہنسی بنائی اور اپنے دنیوی علم کو جو حقیقت میں جہل ہے پسند کرتے رہے۔ ﴿۷۴﴾ یعنی

اللہ تعالیٰ کا عذاب۔ ﴿۷۵﴾ یعنی جن بتوں کو اس کے سوا پوجتے تھے ان سے بیزار ہوئے۔

عِبَادِهِ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝۸۵

میں گزر چکا ۱۸۵ اور وہاں کافر گھائے میں رہے ۱۸۵

ایاتھا ۵۴ ﴿۲۱﴾ سُورَةُ حَمِّ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ ﴿۲﴾ رُكُوعَاتُهَا ۶ ﴿۳﴾

سورۃ حم سجدہ مکہ ہے، اس میں چون آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حَمَّ ۱ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۲ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا

یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں ۲ عربی

عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۳ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۴ فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

قرآن عقل والوں کے لیے خوشخبری دیتا ۳ اور ڈر سناتا ۴ تو اُن میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ

لَا يَسْمَعُونَ ۵ وَقَالُوا أَتُؤْتِنَا آيَاتٍ مَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا

سننے ہی نہیں ۵ اور بولے ۵ ہمارے دل غلاف میں ہیں اُس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو فکے اور ہمارے کانوں میں

وَقُرْءٍ مِّن بَيْنِنَا وَبَيْنَكَ حِجَابٌ فَاَعْمَلْ إِنَّا نَحْمِلُونَ ۵ قُلْ إِنبَاءًا

نُبِیَّت (روئی) ہے ۵ اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے ۵ تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں ۵ تم فرماؤ ۵ آدمی

أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنبَاءِ الْهُكْمِ إِلَهُ وَاحِدٌ فَاسْتَقْبِلُوا إِلَيْهِ

ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں ۵ مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو ۵

۱۸۵ یہی ہے کہ نزول عذاب کے وقت ایمان لانا نافع نہیں ہوتا اس وقت ایمان قبول نہیں کیا جاتا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ رسولوں کے جھٹلانے والوں پر

عذاب نازل کرتا ہے۔ ۱۸۵ یعنی ان کا گھانا اور ٹوٹا اچھی طرح ظاہر ہو گیا۔ ۱۸۵ اس سورت کا نام ”سورۃ فصلت“ بھی ہے اور ”سورۃ سجدہ وسورۃ مصابح“ بھی ہے

یہ سورت مکہ ہے، اس میں چھ رکوع چوں آیتیں اور سات سو چھیانوے کلمے اور تین ہزار تین سو پچاس حرف ہیں۔ ۱۸۵ احکام و امثال و مواعظ و وعدہ و وعید وغیرہ کے

بیان میں۔ ۱۸۵ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ثواب کی۔ ۱۸۵ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو عذاب کا۔ ۱۸۵ توجہ سے قبول کا سننا۔ ۱۸۵ مشرکین۔ حضرت نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ۱۸۵ ہم اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے یعنی توحید و ایمان کو۔ ۱۸۵ ہم بہرے ہیں آپ کی بات ہمارے سننے میں نہیں آتی، اس سے اُن کی مراد یہ تھی

کہ آپ ہم سے ایمان و توحید کے قبول کرنے کی توقع نہ رکھئے ہم کسی طرح ماننے والے نہیں اور نہ ماننے میں ہم بمنزلہ اس شخص کے ہیں جو نہ سمجھتا ہو نہ سنتا ہو۔ ۱۸۵

یعنی دینی مخالفت۔ تو ہم آپ کی بات ماننے والے نہیں۔ ۱۸۵ یعنی تم اپنے دین پر ہو ہم اپنے دین پر قائم ہیں یا یہ معنی ہیں کہ تم سے ہمارا کام بگاڑنے کی جو کوشش ہو

سکے وہ کرو ہم بھی تمہارے خلاف جو ہو سکے گا کریں گے۔ ۱۸۵ اے اکرم الخلق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم براہِ تواضع ان لوگوں کے ارشادات و ہدایات کے

لے کہ ۱۸۵ ظاہر ہیں کہ میں دیکھا بھی جاتا ہوں میری بات بھی سنی جاتی ہے اور میرے تمہارے درمیان میں بظاہر کوئی جنسی مغایرت (تبدیلی) بھی نہیں ہے تو

تمہارا یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ میری بات نہ تمہارے دل تک پہنچے نہ تمہارے سننے میں آئے اور میرے تمہارے درمیان کوئی روک ہو، بجائے میرے کوئی غیر جنس

وَأَسْتَغْفِرُوهٗ ط وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ ۖ لَا الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ

اور اس سے معافی مانگو ۱۷ اور خرابی ہے شرک والوں کو وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے ۱۸ اور

هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وہ آخرت کے منکر ہیں ۱۹ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۖ قُلْ أَبِئْسَ كُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ

ان کے لیے بے انتہا ثواب ہے ۲۰ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن

فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أُنْدَادًا ۖ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ وَجَعَلَ

میں زمین بنائی ۲۱ اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو ۲۲ وہ ہے سارے جہان کا رب ۲۳ اور اس میں ۲۴

فِيهَا رَوَاسِي مِّنْ فَوْقِهَا وَبَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ

اس کے اوپر سے لنگر (بھاری بوجھ) ڈالے ۲۵ اور اس میں برکت رکھی ۲۶ اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار

أَيَّامٍ سَوَاءٍ لِّلسَّائِلِينَ ۖ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ

دن میں ۲۷ ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا ۲۸ تو اس

”جن یا فرشتے“ آتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ نہ وہ ہمارے دیکھنے میں آئیں نہ ان کی بات سننے میں آئے نہ ہم ان کے کلام کو سمجھ سکیں ہمارے ان کے درمیان تو جنسی

مخالفت ہی بڑی روک ہے، لیکن یہاں تو ایسا نہیں کیونکہ میں بشری صورت میں جلوہ نما ہوا تو تمہیں مجھ سے مانوس ہونا چاہئے اور میرے کلام کے سمجھنے اور اس سے

فائدہ اٹھانے کی بہت کوشش کرنا چاہئے کیونکہ میرا مرتبہ بہت بلند ہے اور میرا کلام بہت عالی ہے اس لیے کہ میں وہی کہتا ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے۔ فائدہ:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لحاظ ظاہر ”أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ فرمانا حکمت ہدایت و ارشاد (رشد و ہدایت کی حکمت) کے لیے بطریق تواضع ہے اور جو کلمات

تواضع کے لیے کہے جائیں وہ تواضع کرنے والے کے علو منصب کی دلیل ہوتے ہیں، چھوٹوں کا ان کلمات کو اس کی شان میں کہنا یا اس سے برابری ڈھونڈنا ترک

ادب اور گستاخی ہوتا ہے، تو کسی امتی کو روا (جائز) نہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مماثل ہونے کا دعویٰ کرے۔ یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ آپ کی بشریت

بھی سب سے اعلیٰ ہے ہماری بشریت کو اس سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ ۲۹ اس پر ایمان لاؤ اس کی اطاعت اختیار کرو اس کی راہ سے نہ پھرو۔ ۳۰ اپنے فساد عقیدہ و

عمل کی۔ ۳۱ یہ منع زکوٰۃ سے خوف دلانے کے لیے فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کو منع کرنا ایسا بُرا ہے کہ قرآن کریم میں مشرکین کے اوصاف میں ذکر کیا گیا اور

اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو مال بہت پیارا ہوتا ہے تو مال کا راہ خدا میں خرچ کر ڈالنا اس کے غیبات و استقلال اور صدق و اخلاص نیت کی قوی دلیل ہے اور حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے مراد ہے توحید کا معتقد ہونا اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ جو توحید کا اقرار کر کے اپنے

نفس کو شرک سے باز نہیں رکھتے اور فتنہ نہ اس کے معنی یہ ہے کہ جو لوگ زکوٰۃ کو واجب نہیں جانتے۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔ ۳۲ کہ مرنے کے

بعد اٹھنے اور جزا کے ملنے کے قابل نہیں۔ ۳۳ جو منقطع نہ ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت پیاروں اپا بھوں اور بوڑھوں کے حق میں نازل ہوئی جو عمل و طاعت کے

قابل نہ رہیں انہیں وہی اجر ملے گا جو تندرستی میں عمل کرتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جب بندہ کوئی عمل کرتا ہے اور کسی مرض یا سفر کے باعث وہ عامل

اس عمل سے مجبور ہو جاتا ہے تو تندرستی اور اقامت کی حالت میں جو کرتا تھا ویسا ہی اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔ ۳۴ اس کی ایسی قدرت کاملہ ہے اور چاہتا تو ایک لمحہ

سے بھی کم میں بنادیتا۔ ۳۵ یعنی شریک۔ ۳۶ اور وہی عبادت کا مستحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں سب اس کے مملوک و مخلوق ہیں۔ اس کے بعد پھر

اس کی قدرت کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ ۳۷ یعنی زمین میں۔ ۳۸ پہاڑوں کے۔ ۳۹ دریا اور نہریں اور درخت و پھل اور قسم قسم کے حیوانات وغیرہ پیدا کر

کے۔ ۴۰ یعنی دو دن زمین کی پیدائش اور دو دن میں یہ سب۔ ۴۱ یعنی بخار بلند ہونے والا۔

آداب کے واسطے کہ اور ذرا اپنے سر پر کھانسی کی وجہ سے اس نے سانس پکڑ لیا تھا۔

۱۰۔ مراضی اللہ علیہ

وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مَنَاوَةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ

اور بولے ہم سے زیادہ کس کا زور اور کیا انھوں نے نہ جانا کہ اللہ جس نے انھیں بنایا ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةٌ ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا

زیادہ قوی ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ہم نے اُن پر ایک آندھی بھیجی سخت

صَرَصًا ۚ فِي أَيَّامٍ نَحْسَاتٍ لِّنُنْذِرَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ

گرج کی ۳۸ اُن کی شامت کے دنوں میں کہ ہم انھیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی

الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١٦﴾ وَأَمَّا ثَمُودُ

زندگی میں اور بے شک آخرت کے عذاب میں سب سے بڑی رسوائی ہے اور ان کی مدد نہ ہوگی اور رہے ثمود

فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعُلَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَآخَذَتْهُمْ سَعِيقَةُ الْعَذَابِ

انھیں ہم نے راہ دکھائی ۳۹ تو انھوں نے سوچنے پر اندھے ہونے کو پسند کیا ۴۰ تو انھیں ذلت کے عذاب کی کڑک

الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿١٨﴾

نے آلیا ۴۱ سزا اُن کے کئے کی ۴۲ اور ہم نے ۴۳ انھیں بچا لیا جو ایمان لائے ۴۴ اور ڈرتے تھے ۴۵

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا مَا

اور جس دن اللہ کے دشمن ۴۶ آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکیں گے یہاں تک کہ

جَاءَ وَهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَعْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا

بچھلے آئیں ۴۷ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور اُن کے چڑے سب اُن پر ان کے کئے کی

يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا الْجُودُودُ هُمْ لَمْ شَهِدْنَا عَلَيْهِمْ قَالَوَا أَنْطَقَنَا اللَّهُ

گواہی دیں گے ۴۸ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا

وسلم) جو کہتے ہیں نہ وہ شعر ہے نہ سحر ہے نہ کہانت، میں ان چیزوں کو خوب جانتا ہوں۔ میں نے ان کا کلام سنا جب انہوں نے آیت ”فَإِنْ أَعْرَضُوا“ پڑھی تو میں

نے ان کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور انہیں قسم دی کہ بس کریں۔ اور تم جانتے ہی ہو وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہی ہو جاتا ہے، ان کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوتی، مجھے

اندیشہ ہو گیا کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہونے لگے۔ ۴۹ قوم عاد کے لوگ بڑے قوی اور شرور تھے جب حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں عذاب الہی سے ڈرایا

تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنی طاقت سے عذاب کو ہٹا سکتے ہیں۔ ۵۰ نہایت ٹھنڈی بغیر بارش کے۔ ۵۱ اور نیکی اور بدی کے طریقے ان پر ظاہر فرمائے۔ ۵۲ اور

ایمان کے مقابلہ میں کفر اختیار کیا۔ ۵۳ اور ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کئے گئے۔ ۵۴ یعنی ان کے شرک و تکذیب پیغمبر اور معاصی کی۔ ۵۵

صاعقہ (کڑک) کے اس ذلت والے عذاب سے ۵۶ حضرت صالح علیہ السلام پر۔ ۵۷ شرک اور اعمالِ خبیثہ سے۔ ۵۸ یعنی کفار اگلے اور پچھلے۔ ۵۹ پھر

سب کو دوزخ میں ہانک دیا جائے گا۔ ۶۰ اعضاءِ حکم الہی بول انھیں گے اور جو جو عمل کئے تھے بتا دیں گے۔

الْمَنْزِلُ السَّادِسُ ﴿6﴾

كَفَرُوا وَعَذَابًا شَدِيدًا ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَشْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾

کافروں کو سخت عذاب چکھائیں گے اور بے شک ہم اُن کے برے سے برے کام کا اُنھیں بدلہ دیں گے ﴿۲۷﴾

ذَلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارِ ۚ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءُ مِمَّا

یہ ہے اللہ کے دشمنوں کا بدلہ آگ اس میں اُنھیں ہمیشہ رہنا ہے سزا اس

كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرَنَا الَّذِينَ

کی کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور کافر بولے ﴿۲۸﴾ اے ہمارے رب ہمیں دکھا وہ

أَضَلَّنَا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلُهُم تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونُوا مِنَ

دونوں جن اور آدمی جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا ﴿۲۸﴾ کہ ہم اُنھیں اپنے پاؤں تلے ڈالیں ﴿۲۸﴾ کہ وہ ہر نیچے سے

الْأَسْفَلِينَ ﴿۲۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ

نیچے رہیں ﴿۲۹﴾ بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ﴿۲۹﴾ اُن پر

عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي

فرشتے اُترتے ہیں ﴿۲۹﴾ کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ أَوْلَىٰ بِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ

تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ﴿۳۰﴾ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں ﴿۳۰﴾ اور آخرت میں ﴿۳۰﴾

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُىٰ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿۳۱﴾ نَزَّلْنَا

اور تمہارے لیے ہے اس میں ﴿۳۱﴾ جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے

عليه وسلم قراءت موقوف کر دیں۔ ﴿۳۱﴾ یعنی کفر کا بدلہ سخت عذاب۔ ﴿۳۱﴾ جہنم میں۔ ﴿۳۱﴾ یعنی ہمیں وہ دونوں شیطان دکھائی بھی اور انہی بھی۔ شیطان دوسم

کے ہوتے ہیں ایک جنوں میں سے ایک انسانوں میں سے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ”شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ“ (آدمیوں اور جنوں میں سے شیطان)

جہنم میں کفار ان دونوں کے دیکھنے کی خواہش کریں گے۔ ﴿۳۱﴾ آگ میں ﴿۳۱﴾ درکِ اسفل (دوزخ کے سب سے نیچے طبقے) میں ہم سے زیادہ سخت عذاب

میں۔ ﴿۳۱﴾ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا استقامت کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص کرے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ کفر انقض ادا کرے اور استقامت کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور

معاصی سے بچے۔ ﴿۳۱﴾ موت کے وقت یا وہ جب قبروں سے اٹھیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومن کو تین بار بشارت دی جاتی ہے ایک وقت موت۔ دوسرے

قبر میں۔ تیسرے قبروں سے اٹھنے کے وقت۔ ﴿۳۱﴾ موت سے اور آخرت میں پیش آنے والے حالات سے۔ ﴿۳۱﴾ اہل اولاد کے چھوٹے کا یا گناہوں کا۔

﴿۳۱﴾ اور فرشتے کہیں گے: ﴿۳۱﴾ تمہاری حفاظت کرتے تھے۔ ﴿۳۱﴾ تمہارے ساتھ رہیں گے اور جب تک تم جنت میں داخل ہو تم سے جدا نہ ہوں

گے۔ ﴿۳۱﴾ یعنی جنت میں وہ کرامت اور نعمت ولدت۔

غَفُورٍ رَحِيمٍ ۳۲ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

والے مہربان کی طرف سے اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے لے اور نیکی کرے لے

وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۳۳ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط

اور کہے میں مسلمان ہوں لے اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ

برائی کو بھلائی سے ٹال دے جہی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ

وَلِيٌّ حَرِيمٌ ۳۴ وَمَا يُكَلِّمُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ج وَمَا يُكَلِّمُهَا إِلَّا ذُو حِظٍّ

گہرا دوست لے اور یہ دولت لے نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے

عَظِيمٍ ۳۵ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ط إِنَّهُ هُوَ

نصیب والا اور اگر تجھے شیطان کا کوئی کونچا (وار) پہنچے لے تو اللہ کی پناہ مانگ لے بے شک وہی

السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۳۶ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ط

سنتا جانتا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند لے

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنُّ

سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو لے اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا لے اگر

لے اس کی توحید و عبادت کی طرف۔ کہا گیا ہے کہ اس دعوت دینے والے سے مراد حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مومن مراد

ہے جس نے نبی علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا اور دوسروں کو نیکی کی دعوت دی۔ لے شان نزول: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میرے

نزدیک یہ آیت مؤذنون کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو کوئی کسی طریقہ پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے وہ اس میں داخل ہے دعوت الی اللہ

اللہ کے کئی مرتبے ہیں اول دعوت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معجزات اور حجج و براہین و سیف کے ساتھ، یہ مرتبہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہے۔ دوم دعوت علماء

فقط حجج و براہین کے ساتھ اور علماء کئی طرح کے ہیں: ایک عالم باللہ۔ دوسرے عالم بصفات اللہ۔ تیسرے عالم بأحكام اللہ۔ مرتبہ سوم دعوت مجاہدین

ہے، یہ کفار کو سیف کے ساتھ ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ دین میں داخل ہوں اور طاعت قبول کر لیں۔ مرتبہ چہارم مؤذنین کی دعوت نماز کے لیے۔ عمل صالح کی دو

قسمیں ہیں: ایک وہ جو قلب سے ہو وہ معرفت الہی ہے۔ دوسرے جو اعضاء سے ہو وہ تمام طاعات ہیں۔ لے اور یہ فقط قول نہ ہو بلکہ دین اسلام کا دل سے معتقد

ہو کر کہے کہ سچا کہنا یہی ہے۔ لے مثلاً غصہ کو صبر سے اور جہل کو حلم سے اور بدسلوکی کو عفو سے کہ اگر تیرے ساتھ کوئی برائی کرے تو تو معاف کر۔ لے یعنی اس خصلت

کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن دوستوں کی طرح محبت کرنے لگیں گے۔ شان نزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے حق میں نازل ہوئی کہ باوجود ان کی شدت عداوت کے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سلوک نیک کیا ان کی صاحبزادی کو اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صادق المصبت جاں نثار

ہو گئے۔ لے یعنی بدیوں کو نیکیوں سے دفع کرنے کی خصلت۔ لے یعنی شیطان تجھ کو برائیوں پر ابھارے اور اس خصلت نیک سے اور اس کے علاوہ اور نیکیوں سے

مُحَرَّف کرے۔ لے اس کے شر سے اور اپنی نیکیوں پر قائم رہ شیطان کی راہ نہ اختیار کر اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے گا۔ لے جو اس کی قدرت و حکمت اور اس کی ربوبیت و

وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں۔ لے کیونکہ وہ مخلوق ہیں اور حکم خالق سے مسخر ہیں اور جو ایسا ہو مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ لے وہی سجدہ اور عبادت کا مستحق ہے۔

كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۖ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ

تم اس کے بندے ہو تو اگر یہ تکبر کریں ۷۷ تو وہ جو تمہارے رب کے پاس ہیں ۷۸ رات دن

لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئُونَ ۖ ۚ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ

اس کی پاکی بولتے ہیں اور اُکھاتے نہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھ

خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۖ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا

بے قدر پڑی ۷۹ پھر ہم نے جب اس پر پانی اُتارا وہ تروتازہ ہوئی اور بڑھ چلی بے شک جس نے اُسے جلایا ضرور

لَسُحْيُ الْمَوْتَى ۖ إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۖ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي

مُردے جلائے (زندہ کرے) گا بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے بے شک وہ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے

آيَتِنَا لَا يَخْفُونَ عَلَيْنَا ۖ أَفَسَنُ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَن يَأْتِي آمِنًا

چلتے ہیں ۸۰ ہم سے چھپے نہیں ۸۱ تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گاف ۸۲ وہ بھلا یا جو قیامت میں امان سے

يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۖ ۚ إِنَّ

آئے گا ۸۳ جو جی میں آئے کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۖ ۚ لَا يَأْتِيهِ

جو ذکر سے منکر ہوئے ۸۴ جب وہ ان کے پاس آیا اُن کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھ اور بیشک وہ عزت والی کتاب ہے ۸۵ باطل کو اس کی طرف

الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۖ ۚ

راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے ۸۶ اُتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سرا ہے کا

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۖ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو

تم سے نہ فرمایا جائے گا ۸۷ مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا کہ بے شک تمہارا رب بخشش

مَغْفِرَةٌ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٌ ۖ ۚ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَبِيَّا لَقَالُوا آلَؤُلَا

والا ۸۸ اور دردناک عذاب والا ہے ۸۹ اور اگر ہم اُسے عجی زبان کا قرآن کرتے ۹۰ تو ضرور کہتے کہ اس کی

۷۷ صرف اللہ کو سجدہ کرنے سے ۸۸ ملائکہ وہ ۸۹ سوچی کہ اس میں سبزہ کا نام و نشان نہیں۔ ۹۰ بارش نازل کی۔ ۹۱ اور تاویل آیات میں صحت و استقامت

سے عدول و انحراف کرتے ہیں۔ ۹۲ ہم انہیں اس کی سزا دیں گے۔ ۹۳ یعنی کافر ملحد۔ ۹۴ مومن صادق العقیدہ، بیشک وہی بہتر ہے۔ ۹۵ یعنی قرآن

کریم سے اور انہوں نے اس میں طعن کئے۔ ۹۶ بے عدیل و بے نظیر جس کی ایک سورت کا شل بنانے سے تمام خلق عاجز ہے۔ ۹۷ یعنی کسی طرح اور کسی جہت سے

فُصِّلَتْ آيَتُهُ ۖ عَآءُ عَجَبِيٍّ وَعَرَبِيٍّ ۖ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَ

آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں ۱۰۱ کیا کتاب عجمی اور نبی عربی ۱۰۱ تم فرماؤ وہ ۱۰۱ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور

شَفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۖ

شفا ہے ۱۰۱ اور وہ جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں ٹیٹ (روٹی) ہے ۱۰۱ اور وہ ان پر اندھا پن ہے ۱۰۱

أُولَٰئِكَ يُنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۚ ۴۳ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

گویا وہ دُور جگہ سے پکارے جاتے ہیں ۱۰۱ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۱۰۱

فَاخْتَلَفَ فِيهِ ۖ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۖ وَإِنَّهُمْ

تو اس میں اختلاف کیا گیا ۱۰۱ اور اگر ایک بات تمہارے رب کی طرف سے گزر نہ چکی ہوتی ۱۰۱ تو جیسا اُن کا فیصلہ ہو جاتا ۱۰۱ اور بے شک وہ ۱۰۱

لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٌ ۚ ۴۵ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ

ضرور اس کی طرف سے ایک دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں جو نیکی کرے وہ اپنے بھلے کو اور جو برائی کرے

فَعَلَيْهَا ۖ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۚ ۴۶

تو اپنے برے کو اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا

بھی باطل اس تک راہ نہیں پاسکتا وہ تغیر و تبدل و کمی و زیادتی سے محفوظ ہے، شیطان اس میں تضرُّف کی قدرت نہیں رکھتا۔ ۹۸۹ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۹۹۰ اپنے انبیاء

علیہم السلام کے لیے اور ان پر ایمان لانے والوں کے لیے۔ ۱۰۱ انبیاء علیہم السلام کے دشمنوں اور تکذیب کرنے والوں کے لیے۔ ۱۰۱ جیسا کہ یہ کفار بطریق

اعتراض کہتے ہیں کہ یہ قرآن عجمی زبان میں کیوں نہ اترتا۔ ۱۰۱ اور زبان عربی میں بیان نہ کی گئیں کہ ہم سمجھ سکتے۔ ۱۰۱ یعنی کتاب نبی کی زبان کے خلاف کیوں

اتری۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن پاک عجمی زبان میں ہوتا تو یہ کافر اعتراض کرتے عربی میں آیا تو معترض ہوئے بات یہ ہے کہ خوئے بَدَ رَا بَهَانَهُ بِسِّيَار (بد

نیت کیلئے بہانے بہت)۔ ایسے اعتراض طالب حق کی شان کے لائق نہیں۔ ۱۰۱ قرآن شریف ۱۰۱ کہ حق کی راہ بتاتا ہے گمراہی سے بچاتا ہے جہل و شک و غیرہ

قلبی امراض سے شفا دیتا ہے اور جسمانی امراض کے لیے بھی اس کا پڑھ کر دم کرنا دفع مرض کے لیے مؤثر ہے۔ ۱۰۱ کہ وہ قرآن پاک کے سننے کی نعت سے محروم

ہیں۔ ۱۰۱ کہ شکوک و شبہات کی ظلمتوں میں گرفتار ہیں۔ ۱۰۱ یعنی وہ اپنے عدم قبول سے اس حالت کو پہنچ گئے ہیں جیسا کہ کسی کو دودھ سے پکارا جائے تو وہ پکارنے

والے کی بات نہ سنے نہ سمجھے۔ ۱۰۱ یعنی تو ریت مقدس ۱۰۱ بعضوں نے اس کو مانا اور بعضوں نے نہ مانا۔ بعضوں نے اس کی تصدیق کی اور بعضوں نے تکذیب۔

۱۰۱ یعنی حساب و جزا کو روز قیامت تک مؤخر نہ فرمادیا ہوتا ۱۰۱ اور دنیا ہی میں انہیں اس کی سزا دے دی جاتی۔ ۱۰۱ یعنی کتاب الہی کی تکذیب کرنے والے۔

إِلَيْهِ يُرْدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ٥ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ شَرَاتٍ مِّنْ أَكْبَامِهَا وَمَا

قیامت کے علم کا اسی پر حوالہ ہے ۱۱۴ اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ

تَحْبُلُ مِنْ أَشْيٍ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ٥ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَئِینَ شُرَكَائِي ٥

کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے ۱۱۵ اور جس دن انھیں ندا فرمائے گا ۱۱۶ کہاں ہیں میرے شریک ۱۱۷

قَالُوا اذْنُكَ ٥ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ٥ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ ٥

کہیں گے ہم تجھ سے کہہ چکے کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں ۱۱۸ اور گم گیا اُن سے جسے پہلے

مِنْ قَبْلُ وَظُتُّوا مَالَهُمْ مِّنْ مَّحِيصٍ ٥ لَا يَسْمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ

پوجتے تھے ۱۱۹ اور سمجھ لے کہ انھیں کہیں ۱۲۰ بھاگنے کی جگہ نہیں آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں

الْخَيْرِ ٥ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَكُوشُ قَتُوطٌ ٥ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا

اُکتاتا ۱۲۱ اور کوئی بُرائی پہنچے ۱۲۲ تو ناامید آس ٹوٹا ۱۲۳ اور اگر ہم اُسے کچھ اپنی رحمت کا مزہ دیں ۱۲۴

مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَّسَّاهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي ٥ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ٥

اس تکلیف کے بعد جو اُسے پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میری ہے ۱۲۵ اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی

وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ٥ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ

اور اگر ۱۲۶ میں رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی خوبی ہی ہے ۱۲۷ تو ضرور ہم بتا دیں گے

۱۱۴ تو جس سے وقت قیامت دریافت کیا جائے اس کو لازم ہے کہ کہے اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔ ۱۱۵ یعنی اللہ تعالیٰ پھل کے غلاف سے برآمد ہونے سے قبل

اس کے احوال کو جانتا ہے اور مادہ کے حمل کو اور اس کی ساعتوں کو اور وضع (پیدائش) کے وقت کو اور اس کے ناقص و غیر ناقص اور اچھے اور برے اور نرم و مادہ ہونے کو

سب کو جانتا ہے اس کا علم بھی اسی کی طرف حوالہ کرنا چاہئے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اولیائے کرام اصحاب کشف بسا اوقات ان اُمور کی خبریں دیتے ہیں اور وہ

صحیح واقع ہوتی ہیں بلکہ کبھی مُسَجِّم (ستاروں کا علم جاننے والے) اور کاہن بھی خبریں دیتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نجومیوں اور کاہنوں کی خبریں تو محض اُٹکل کی

باتیں ہیں جو اکثر و بیشتر غلط ہو جایا کرتی ہیں وہ علم ہی نہیں ہے بے حقیقت باتیں ہیں اور اولیاء کی خبریں بے شک صحیح ہوتی ہیں اور وہ علم سے فرماتے ہیں اور یہ علم ان کا

ذاتی نہیں اللہ تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا ہے تو حقیقت میں یہ اسی کا علم ہوا غیر کا نہیں۔ (خازن) ۱۱۶ یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین سے فرمائے گا کہ ۱۱۷ جو تم نے دنیا میں گھڑ

رکھے تھے جنہیں تم پوجا کرتے تھے اس کے جواب میں مشرکین ۱۱۸ جو آج یہ باطل گواہی دے کہ تیرا کوئی شریک ہے یعنی ہم سب مومن موحد ہیں۔ یہ مشرکین

عذاب دیکھ کر کہیں گے اور اپنے بتوں سے بڑی ہونے کا اظہار کریں گے۔ ۱۱۹ دنیا میں یعنی بت۔ ۱۲۰ عذاب الہی سے بچنے اور ۱۲۱ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مال

اور تو نگری و تندرستی مانگتا رہتا ہے۔ ۱۲۲ یعنی کوئی سختی و بلا و معاش کی تنگی۔ ۱۲۳ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے۔ یہ اور اس کے بعد جو ذکر فرمایا جاتا

ہے وہ کافر کا حال ہے اور مومن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے ”لَا يَأْسُ مِنْ رُّوحِ اللَّهِ إِلَّا الْفُؤُومُ الْكَفُّورُ“ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے

مگر کافر لوگ) ۱۲۴ صحت و سلامت و مال و دولت عطا فرما کر۔ ۱۲۵ خالص میراث ہے میں اپنے عمل سے اس کا مستحق ہوں۔ ۱۲۶ بالفرض جیسا کہ مسلمان کہتے

ہیں: ۱۲۷ یعنی وہاں بھی میرے لیے دنیا کی طرح عیش و راحت و عزت و کرامت ہے۔

كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا ۖ وَلَنُدِّيَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝٥٠ وَإِذَا أَعْمَنَّا عَلَى

کافروں کو جو انھوں نے کیا ۱۲۸ اور ضرور انھیں گاڑھا عذاب چکھائیں گے ۱۲۹ اور جب ہم آدمی پر احسان

الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأٰجِبَانِهِ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُودَعَا ۖ عَرِيضٍ ۝٥١

کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے ۱۳۰ اور اپنی طرف دُور ہٹ جاتا ہے ۱۳۱ اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے ۱۳۲ تو چوڑی دعا والا ہے ۱۳۳

قُلْ أَسْرَأَيْتُمْ إِنْ كَانِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مِنْ أَضَلِّ مَسْنٰهُو

تم فرماؤ ۱۳۴ بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے ۱۳۵ پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو

فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝٥٢ سَرُّيْهِمْ اٰیْتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى

دور کی ضد میں ہے ۱۳۶ ابھی ہم انھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں ۱۳۷ اور خود ان کے آپے میں ۱۳۸ یہاں تک کہ

يَتَّبِعْنَ لَهُمُ النَّهْلُ ۚ اُولٰٓئِكَ يَكْفُرُ بِرَبِّكَ اَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝٥٣

ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے ۱۳۹ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں

اَلَا اِنَّهُمْ فِيْ مَرِيَّةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۚ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۝٥٤

سنو انھیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے ۱۴۰ سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے ۱۴۱

﴿ ایتھا ۵۳ ﴾ ﴿ سُورَةُ الشُّورَىٰ مَكِّيَّةٌ ٢٢ ﴾ ﴿ رُكُوعَاتُهَا ۵ ﴾

سورہ شوریٰ مکہ ہے، اس میں تہین آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

۱۲۸ یعنی ان کے اعمال قبیحہ اور ان کے اعمال کے نتائج اور جس عذاب کے وہ مستحق ہیں اس سے انہیں آگاہ کر دیں گے۔ ۱۲۹ یعنی نہایت سخت۔ ۱۳۰ اور اس

احسان کا شکر بجا نہیں لاتا اور اس نعمت پر اتراتا ہے اور نعمت دینے والے پروردگار کو بھول جاتا ہے۔ ۱۳۱ یا دالہی سے تکبر کرتا ہے۔ ۱۳۲ کسی قسم کی پریشانی بیماری یا

ناداری وغیرہ پیش آتی ہے ۱۳۳ خوب دعائیں کرتا ہے روتا ہے گڑگڑاتا ہے اور لگاتار دعائیں مانگے جاتا ہے۔ ۱۳۴ اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ

کے کفار سے ۱۳۵ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور براہین قطعیہ ثابت کرتی ہیں۔ ۱۳۶ حق کی مخالفت کرتا ہے۔ ۱۳۷ آسمان وزمین

کے اقطار میں، سورج، چاند، ستارے، نباتات، حیوان یہ سب اس کی قدرت و حکمت پر دلالت کرنے والے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ ان آیات سے مراد گزری ہوئی امتوں کی اجڑی ہوئی بستیوں میں جن سے انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان

نشانوں سے مشرق و مغرب کی وہ فتوحات مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے نیاز مندوں کو عنقریب عطا فرمانے والا ہے۔ ۱۳۸

ان کی ہمتوں میں لاکھوں لطائف صنعت اور بے شمار عجائب حکمت ہیں یا یہ معنی ہیں کہ بدر میں کفار کو مغلوب و مغبور کر کے خود ان کے اپنے احوال میں اپنی نشانوں کا

مشاہدہ کرا دیا، یا یہ معنی ہیں کہ مکہ مکرمہ فتح فرما کر ان میں اپنی نشانیاں ظاہر کر دیں گے۔ ۱۳۹ یعنی اسلام و قرآن کی سچائی اور حقانیت ان پر ظاہر ہو

جائے۔ ۱۴۰ کیونکہ وہ بعث و قیامت کے قائل نہیں ہیں۔ ۱۴۱ کوئی چیز اس کے احاطہ علمی سے باہر نہیں اور اس کے معلومات غیر متناہی ہیں۔ ۱۴۲ سورہ شوریٰ

حَمَّ ۱ عَسَى ۲ كَذَلِكَ يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف سے اور تم سے اگلوں کی طرف سے

اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۳ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ

اللہ عزت و حکمت والا اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی

الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۴ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَّقَطُّنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ

بلندی و عظمت والا ہے قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں و اور فرشتے

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۚ إِلَّا إِنْ

اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں وہ سن لو بے شک

اللَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۵ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ

اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا رکھے ہیں وہ

اللَّهُ حَفِيزٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۶ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا

وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں وہ اور تم اُن کے ذمہ دار نہیں و اور یونہی ہم نے

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ

تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ سب شہروں کی اصل مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں و اور تم ڈراؤ اکٹھے

الْجُمُعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۷ وَلَوْ

ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں و ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں اور

شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يَدْخُلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ

اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک دین پر کردیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے و

جمہور کے نزدیک مکہ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک قول میں اس کی چار آیتیں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں جن میں کی پہلی ”قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ

عَلَيْهِ أَجْرًا“ ہے۔ اس سورت میں پانچ رکوع تیرپن آیتیں آٹھ سو ساٹھ کلمے اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی حرف ہیں۔ ۱ غیبی خبریں۔ (خازن) ۲ انبیاء علیہم

السلام میں سے وحی فرما چکا۔ ۳ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علو شان سے۔ ۴ یعنی ایمانداروں کے لیے۔ کیونکہ کافراں لائق نہیں ہیں کہ ملائکہ ان کے

لیے استغفار کریں یہ ہو سکتا ہے کہ کافروں کے لیے یہ دعا کریں کہ انہیں ایمان دے کر ان کی مغفرت فرما۔ ۵ یعنی بت جن کو وہ پوجتے اور معبود سمجھتے ہیں۔

۶ ان کے اعمال، افعال اس کے سامنے ہیں وہ انہیں بدلہ دے گا۔ ۷ تم سے ان کے افعال کا مواخذہ نہ ہوگا۔ ۸ یعنی تمام عالم کے لوگ ان سب کو۔

۹ یعنی روز قیامت سے ڈراؤ جس میں اللہ تعالیٰ اولین و آخرین اور اہل آسمان و زمین سب کو جمع فرمائے گا اور اس جمع کے بعد پھر سب متفرق ہوں گے۔ ۱۰ اس کو

اسلام کی توفیق دیتا ہے۔

وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ⑧ أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ

اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مددگار ۱۲ کیا اللہ کے سوا اور والی

أَوْلِيَاءَ ۚ قَالَ اللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑨

تھرا لیے ہیں ۱۳ تو اللہ ہی والی ہے اور وہ مردے جلائے (زندہ کرے) گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ۱۴

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۖ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ

تم جس بات میں ۱۵ اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے ۱۶ یہ ہے اللہ میرا رب میں نے

تَوَكَّلْتُ ۖ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ⑩ فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ جَعَلَ لَكُمْ

اس پر بھروسہ کیا اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں ۱۷ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لیے

مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۚ يَذُرُكُمْ فِيهِ ۖ

تمہیں میں سے ۱۸ جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے اس سے ۱۹ تمہاری نسل پھیلاتا ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ⑪ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ

اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سُنُّتا دیکھتا ہے اُسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین

وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۖ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

کی کنجیاں ۲۰ روزی وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے ۲۱ بے شک وہ سب کچھ

عَلِيمٌ ⑫ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا

جانتا ہے تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا ۲۲ اور جو ہم نے تمہاری طرف

إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَ

وحي کی ۲۳ اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا ۲۴ کہ دین ٹھیک رکھو ۲۵ اور

۱۲ یعنی کافروں کو کوئی عذاب سے بچانے والا نہیں۔ ۱۳ یعنی کفار نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنا والی بنا لیا ہے یہ باطل ہے۔ ۱۴ تو اسی کو والی بنانا سزاوار

ہے۔ ۱۵ دین کی باتوں میں سے کفار کے ساتھ ۱۶ روز قیامت تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا تم ان سے کہو ۱۷ ہر امر میں۔ ۱۸ یعنی تمہاری جنس میں

سے۔ ۱۹ یعنی اس ترویج (جوڑے جوڑے بنانے) سے۔ (خازن) ۲۰ مراد یہ ہے کہ آسمان و زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں خواہ مینہ کے خزانے ہوں یا رزق

کے۔ ۲۱ جس کے لیے چاہے۔ وہ مالک ہے، رزق کی کنجیاں اس کے دست قدرت میں ہیں۔ ۲۲ نوح علیہ السلام صاحب شرع انبیاء میں سب سے پہلے نبی

ہیں۔ ۲۳ اے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۴ معنی یہ ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ تک اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم جتنے انبیاء ہوئے سب کے لیے ہم نے دین کی ایک ہی راہ مقرر کی جس میں وہ سب متفق ہیں وہ راہ یہ ہے ۲۵ مراد دین سے اسلام ہے۔ معنی یہ ہیں کہ اللہ

تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت اور اس پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتابوں پر اور روز جزا پر اور باقی تمام ضروریات دین پر ایمان لانا لازم کرو کہ یہ امور تمام

لَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۖ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۗ اللَّهُ

اس میں پھوٹ نہ ڈالو ۲۶ مشرکوں پر بہت ہی گراں ہے وہ ۲۷ جس کی طرف تم انھیں بلاؤ ہو اور اللہ

يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۚ وَمَا تَفَرَّقُوا

اپنے قریب کے لیے چن لیتا ہے جسے چاہے ۲۸ اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اُسے جو رجوع لائے ۲۹ اور انھوں نے پھوٹ نہ ڈالی

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيًّا بَيْنَهُمْ ۖ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

مگر بعد اس کے کہ انھیں علم آچکا تھا ۳۰ آپس کے حسد سے ۳۱ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات

رَبِّكَ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّتُقْضَىٰ بَيْنَهُمْ ۖ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكُتُبَ

گزر نہ چکی ہوتی ۳۲ ایک مقرر میعاد تک ۳۳ تو کب کا ان میں فیصلہ کر دیا ہوتا ۳۴ اور بے شک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے ۳۵

مِنْ بَعْدِهِمْ لَغَىٰ شَكٌّ مِّنْهُ مُرِيبٌ ۚ فَلِذَلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَا

وہ اس سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں ۳۶ تو اسی لیے بلاؤ ۳۷ اور ثابت قدم رہو ۳۸ جیسا

أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَقُلْ أَمِنْتُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيَّ مِنْ

تمہیں حکم ہوا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ

كِتَابٌ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا

نے اُتاری ۳۹ اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں ۴۰ اللہ ہمارا تمہارا سب کا رب ہے ۴۱ ہمارے لیے ہمارا عمل

وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ

اور تمہارے لیے تمہارا کیا ۴۲ کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں ۴۳ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا ۴۴ اور اسی کی

انبیاء کی امتوں کے لیے یکساں لازم ہیں۔ ۴۵ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جماعت رحمت اور فرقت عذاب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

اصول دین میں تمام مسلمان خواہ وہ کسی عہد یا کسی امت کے ہوں یکساں ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں البتہ احکام میں امتیں باعتبار اپنے احوال و خصوصیات کے

جدا گانہ ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَمِنْهَا جَا“ (ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا) ۴۶ یعنی بتوں کو

چھوڑنا اور توحید اختیار کرنا۔ ۴۷ اپنے بندوں میں سے اسی کو توفیق دیتا ہے۔ ۴۸ اور اس کی اطاعت قبول کرے۔ ۴۹ یعنی اہل کتاب نے اپنے انبیاء علیہم السلام

کے بعد جو دین میں اختلاف ڈالا کہ کسی نے توحید اختیار کی کوئی کافر ہو گیا وہ اس سے پہلے جان چکے تھے کہ اس طرح اختلاف کرنا اور فرقہ فرقہ ہو جانا گمراہی ہے لیکن

باوجود اس کے انہوں نے یہ سب کچھ کیا ۵۰ اور ریاست و نفاق کی حکومت کے شوق میں۔ ۵۱ عذاب کے مؤخر فرمانے کی ۵۲ یعنی روز قیامت تک۔ ۵۳ کافروں پر

دنیا میں عذاب نازل فرما کر۔ ۵۴ یعنی یہود و نصاریٰ ۵۵ یعنی اپنی کتاب پر مضبوط ایمان نہیں رکھتے یا یہی معنی ہیں کہ وہ قرآن کی طرف سے یا سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شک میں پڑے ہیں۔ ۵۶ یعنی ان کفار کے اس اختلاف و پرانگی کی وجہ سے انہیں توحید اور ملت حقیقیہ پر متفق ہونے کی دعوت دو۔

۵۷ دین پر اور دین کی دعوت دینے پر۔ ۵۸ یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر، کیونکہ مؤخر قین بعض پر ایمان لاتے تھے اور بعض سے کفر کرتے تھے۔ ۵۹ تمام چیزوں

میں اور جمع احوال میں اور ہر فیصلہ میں۔ ۶۰ اور ہم سب اس کے بندے۔ ۶۱ ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔ ۶۲ کیونکہ حق ظاہر ہو چکا

النَّصِيرُ ١٥ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ

طرف پھرنا ہے اور وہ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ مسلمان اس کی دعوت قبول کر چکے ۱۵

حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ١٦

اُن کی دلیل محض بے ثبات ہے ان کے رب کے پاس اور اُن پر غضب ہے ۱۶ اور اُن کے لیے سخت عذاب ہے ۱۷

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْيِزَانَ ط وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ

اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اُناری ۱۷ اور انصاف کی ترازو ۱۸ اور تم کیا جانو شاید

السَّاعَةِ قَرِيبٌ ١٩ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ

قیمت قریب ہی ہو ۱۹ اس کی جلدی چارہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے ۱۹ اور جنہیں

أَمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ط إِلَّا إِنَّ الَّذِينَ

اس پر ایمان ہے وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بے شک وہ حق ہے سنتے ہو بے شک جو

يَسَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ٢٠ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ

قیمت میں شک کرتے ہیں ضرور دُور کی گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے ۲۰ جسے چاہے

مَنْ يَشَاءُ ج وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ٢١ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ

روزی دیتا ہے ۲۱ اور وہی قوت و عزت والا ہے جو آخرت کی کھیتی چاہے ۲۲

نَزِدْلَهُ فِي حَرْثِهِ ج وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ

ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں ۲۲ اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ۲۳ ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے ۲۴ اور آخرت

”وَهَذِهِ آيَةُ مَنَسُوحَةٍ بَايَةِ الْقِتَالِ“ (اور یہ آیت قال کی آیت سے منسوخ ہے) ۲۵ روز قیامت۔ ۲۶ مراد ان جھگڑنے والوں سے یہود ہیں وہ چاہتے

تھے کہ مسلمانوں کو پھر کفر کی طرف لوٹائیں اس لیے جھگڑا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا ہماری کتاب پرانی ہمارے نبی پہلے، ہم تم سے بہتر ہیں۔ ۲۷ بسبب ان کے کفر کے۔ ۲۸ آخرت میں۔ ۲۹ یعنی قرآن پاک جو قسم قسم کے دلائل و احکام پر مشتمل ہے۔ ۳۰ یعنی اس نے اپنی کُتُب مَنَزَلہ (نازل

کردہ کتابوں) میں عدل کا حکم دیا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ مراد میزان سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ ۳۱ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت کا ذکر فرمایا تو مشرکین نے بطریق تکذیب کہا کہ قیامت کب ہوگی؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۲ اور

یہ گمان کرتے ہیں کہ قیامت آنے والی ہی نہیں اسی لیے بطریق تمسخر جلدی بچاتے ہیں۔ ۳۳ بے شمار احسان کرتا ہے مومن کو بھی اور کافر کو بھی حسب اقتضاء حکمت۔ حدیث

شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ تو نگری ان کے قوت ایمان کا باعث ہے اگر میں انہیں فقیر محتاج کر دوں تو ان کے عقیدے فاسد ہو جائیں اور بعضے بندے ایسے ہیں کہ تنگی اور محتاجی ان کے قوت ایمان کا باعث ہے اگر میں انہیں غنی مالدار کر دوں تو ان کے عقیدے خراب ہو جائیں۔ ۳۴ یعنی جس کو اپنے اعمال سے نفع آخرت مقصود ہو۔ ۳۵ اس کو نیکیوں کی توفیق دے کر اور اس کے لیے خیرات و طاعات کی راہیں سنبھل کر کے اور اس

فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ①٠ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ أَشْرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ

میں اُس کا کچھ حصہ نہیں ①٠ یا ان کے لیے کچھ شریک ہیں ①٠ جنہوں نے ان کے لیے منہ وہ دین نکال دیا ہے ①٠

مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ط وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ط وَإِنَّ

کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی ①١ اور اگر ایک فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا ①٢ تو ہمیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ①٣ اور بے شک

الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ②١ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا

ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے ②١ تم ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں سے سبھے ہوئے ہوں گے ②٢

وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ط وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَةٍ

اور وہ ان پر پڑ کر رہیں گی ②٣ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت کی

الْجَنَّةِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ②٢

پھلوازیوں میں ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہیں جو چاہیں یہی بڑا فضل ہے ②٢

ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ط

یہ ہے وہ جس کی خوش خبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْبَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى ط وَمَنْ يَقْتَرِفْ

تم فرماؤ میں اس ②٤ پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ②٥ مگر قربت کی محبت منے اور جو نیک

کی نیکیوں کا ثواب بڑھا کر۔ ②٦ یعنی جس کا عمل محض دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو اور وہ آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ (مدارک) ②٧ یعنی دنیا میں جتنا اس کے لیے

مقدّر کیا ہے۔ ②٨ کیونکہ اس نے آخرت کے لیے عمل کیا ہی نہیں۔ ②٩ معنی یہ ہیں کہ کیا کفار مکہ اس دین کو قبول کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر

فرمایا یا ان کے کچھ ایسے شرکاء ہیں شیاطین وغیرہ۔ ③٠ کفری دینوں میں سے ③١ جو شرک و انکار بعث پر مشتمل ہے۔ ③٢ یعنی وہ دسین الہی کے خلاف ہے۔

③٣ اور جزاء کے لیے روز قیامت معین نہ فرما دیا گیا ہوتا ③٤ اور دنیا ہی میں تکذیب کرنے والوں کو گرفتار عذاب کر دیا جاتا۔ ③٥ آخرت میں اور ظالموں سے

مراد یہاں کافر ہیں۔ ③٦ یعنی کفر و اعمال خبیثہ سے جو انہوں نے دنیا میں کمائے تھے۔ اس اندیشہ سے کہ اب ان کی سزا ملنے والی ہے۔ ③٧ ضرور ان سے کسی

طرح بچ نہیں سکتے ڈریں یا نہ ڈریں۔ ③٨ تبلیغ رسالت اور ارشاد و ہدایت ③٩ اور تمام انبیاء کا یہی طریقہ ہے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ مصارف

بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور کے حقوق و احسانات یاد کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بہت سامان جمع

کیا اور اس کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی ہم نے گمراہی سے نجات پائی ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کے

مصارف بہت زیادہ ہیں اس لیے ہم یہ مال خدّام آستانہ کی خدمت میں نذر کے لیے لائے ہیں قبول فرما کر ہماری عزت افزائی کی جائے اس پر یہ آیت کریمہ نازل

ہوئی اور حضور نے وہ اموال واپس فرما دیے۔ ④٠ تم پر لازم ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان مؤدّت و محبت واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”الْمُؤْمِنُونَ

وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ“ اور حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان مثل ایک عمارت کے ہیں جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت اور مدد پہنچاتا ہے۔

جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی۔ معنی یہ ہیں کہ میں

حَسَنَةً نَّزَّلْهُ فِيهَا حُسْنًا ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ

کام کرے وکے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے یا وکے یہ کہتے ہیں کہ

اِفْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ فَإِنْ يَشَاءُ اللَّهُ يُخْتِمْ عَلَى قَلْبِكَ ۖ وَيَسْخَرُ اللَّهُ

انھوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا وکے اور اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرمادے وکے اور مٹاتا ہے

الْبَاطِلَ وَيُحْيِي الْحَقَّ بِكَلِمَةٍ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ

باطل کو وکے اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے وکے بے شک وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے اور وہی ہے

الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا

جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے وکے اور جانتا ہے جو کچھ

تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ

تم کرتے ہو اور دعا قبول فرماتا ہے اُن کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انھیں اپنے فضل سے

مِنْ فَضْلِهِ ۖ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ

اور انعام دیتا ہے وکے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ اپنے

الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَّوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۖ

سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے وکے لیکن وہ اندازہ سے اُتارتا ہے جتنا چاہے

إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا

بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے وکے انھیں دیکھتا ہے اور وہی ہے کہ مینہ اُتارتا ہے اُن کے نا اُمید

بدایت و ارشاد پر کچھ اجرت نہیں چاہتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں ان کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں انہیں ایذا نہ دو۔

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پاک ہے۔ (بخاری) مسئلہ: اہل قرابت سے کون کون مراد

ہیں اس میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ مراد اس سے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حسنین و کریمین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ایک قول یہ ہے کہ آل علی و آل عقیل و آل جعفر و

آل عباس مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی مُطَّلِب ہیں، حضور کی ازواج مطہرات حضور کے

اہل بیت میں داخل ہیں۔ مسئلہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حضور کے اقارب کی محبت دین کے فرائض میں سے ہے۔ (مہمل و خازن وغیرہ) وکے یہاں

نیک کام سے مراد یا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پاک کی محبت ہے یا تمام اُمور خیر۔ وکے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کفار مکہ وکے نبوت

کا دعویٰ کر کے یا قرآن کریم کو کتاب الہی بتا کر۔ وکے کہ آپ کو ان کی بدگوئیوں سے ایذا نہ ہو۔ وکے جو کفار کہتے ہیں۔ وکے جو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر نازل فرمائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ ان کے باطل کو مٹایا اور کلمہ اسلام کو غالب کیا۔ وکے مسئلہ: توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی

و معصیت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہوا اس پر نام ہو اور ہمیشہ گناہ سے بچنے کا ارادہ کرے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس

سے بطریق شرعی عہدہ برآ ہو۔ وکے یعنی جتنا دعا مانگنے والے نے طلب کیا تھا اس سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ وکے تکبر و غرور میں مبتلا ہو کر۔ وکے جس کے لیے

قَتُّوْا وَيَنْشُرْ رَحْمَتَهُ ط وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ٢٨ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ

ہونے پر اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے ۲۸ اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا اور اُس کی نشانیوں سے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ دَابَّةٍ ط وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا

ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے ان میں پھیلائے اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر ۲۹ جب

يَشَاءُ قَدِيرٌ ٢٩ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ

چاہے قادر ہے اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا ۳۰ اور

يَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ٣٠ وَمَا أَنْتُمْ بِعُجْرِينَ فِي الْأَرْضِ ط وَمَا لَكُمْ مِنْ

بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے اور تم زمین میں قابو سے نہیں نکل سکتے ۳۱ اور نہ

دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ٣١ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ

اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار ۳۲ اور اُس کی نشانیوں سے ہیں ۳۳ دریا میں چلنے والیاں

كَالْأَعْلَامِ ٣٢ إِنَّ يَشَاءُ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلُنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ ط

جیسے پہاڑیاں وہ چاہے تو ہوا تھا دے دے کہ اس کی پیٹھ پر ۳۴ ٹھہری رہ جائیں ۳۵

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ٣٣ أَوْ يُوقِنُ أَنَّ بِمَا كَسَبُوا

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو ۳۴ یا انھیں تباہ کر دے ۳۵ لوگوں کے گناہوں کے سبب ۳۶ اور

يَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ٣٣ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا ط مَا لَهُمْ مِنْ

بہت کچھ معاف فرما دے ۳۷ اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انھیں ۳۸ کہیں بھاگنے کی

جتنی مصلحت ہے اس کو اتنا عطا فرماتا ہے ۳۹ اور میرے نفع دیتا ہے اور غلط کو دفع فرماتا ہے ۴۰ حشر کے لیے ۴۱ یہ خطاب مومنین مُسْكَلِّفِينَ سے

ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں ان تکلیفوں کو اللہ تعالیٰ ان

کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور کبھی مومن کی تکلیف اس کے رفع و رجاء کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو

گناہوں سے پاک ہیں اور چھوٹے بچے جو مُکَلَّف نہیں ہیں اس آیت کے مخاطب نہیں۔ فائدہ: بعض گمراہ فرتے جو تفسائخ کے قائل ہیں اس آیت سے استدلال

کرتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہوا اور ابھی تک ان سے کوئی گناہ ہوا نہیں تو لازم آیا کہ اس

زندگی سے پہلے کوئی اور زندگی ہو جس میں گناہ ہوئے ہوں۔ یہ بات باطل ہے کیونکہ بچے اس کلام کے مخاطب ہی نہیں جیسا کہ بالعموم تمام خطاب عاقلین بالغین کو

ہوتے ہیں پس تنازع والوں کا استدلال باطل ہوا۔ ۴۲ جو مصیبتیں تمہارے لیے مقدر ہو چکی ہیں ان سے کہیں بھاگ نہیں سکتے بچ نہیں سکتے۔ ۴۳ کہ اس کی مرضی

کے خلاف تمہیں مصیبت و تکلیف سے بچا سکے۔ ۴۴ بڑی بڑی کشتیاں ۴۵ جو کشتیوں کو چلاتی ہے۔ ۴۶ یعنی دریا کے اوپر ۴۷ چلنے نہ پائیں۔ ۴۸ صابر

شاکر سے مومن مخلص مراد ہے جو سختی و تکلیف میں صبر کرتا ہے اور راحت و عیش میں شکر۔ ۴۹ یعنی کشتیوں کو غرق کر دے۔ ۵۰ جو اس میں سوار ہیں۔ ۵۱ گناہوں

میں سے کہ ان پر عذاب نہ کرے۔ ۵۲ ہمارے عذاب سے۔

مَحِيصٍ ٣٥ ﴿فَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ

جگہ نہیں تمہیں جو کچھ ملا ہے ٣٥ وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے ٣٦ اور وہ جو اللہ کے

اللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ٣٦ ﴿وَالَّذِينَ

پاس ہے ٣٦ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ان کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ٣٨ اور وہ جو

يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ٣٧ ﴿

بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کردیتے ہیں

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ٣٨ ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ

اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا ٣٩ اور نماز قائم رکھی ٣٨ اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے

بَيْنَهُمْ ٣٩ ﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ٣٨ ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ

سے ہے ٣٨ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے

يَنْتَصِرُونَ ٣٩ ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ٣٩ ﴿فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ

بدلہ لیتے ہیں ٣٩ اور بُرائی کا بدلہ اُسی کی برابر بُرائی ہے ٣٩ تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر

عَلَى اللَّهِ ٣٩ ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ٣٩ ﴿وَلَمَنِ اتَّقَا اللَّهَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ

اللہ پر ہے ٣٩ بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو ٣٩ اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا اُن پر

مَاعَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ٣٩ ﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ

کچھ مؤاخذہ کی راہ نہیں مواخذہ تو انہیں پر ہے جو ٣٩ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں

٣٩ دنیوی مال و اسباب۔ ٣٩ صرف چند روز اس کو بقائیں۔ ٣٩ یعنی ثواب وہ ٣٩ شان نزول: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں

نازل ہوئی جب آپ نے اپنا کل مال صدقہ کر دیا اور اس پر عرب کے لوگوں نے آپ کو ملامت کی۔ ٣٩ شان نزول: یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی جنہوں

نے اپنے رب کی دعوت قبول کر کے ایمان و طاعت کو اختیار کیا۔ ٣٩ اس پر مدافعت کی۔ ٣٩ وہ جلدی اور خود رائی نہیں کرتے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے فرمایا: جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ صحیح راہ پر پہنچتی ہے۔ ٣٩ یعنی جب ان پر کوئی ظلم کرے تو انصاف سے بدلہ لیتے ہیں اور بدلے میں حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

ابن زید کا قول ہے کہ مومن دو طرح کے ہیں ایک وہ جو ظلم کو معاف کرتے ہیں پہلی آیت میں ان کا ذکر فرمایا گیا، دوسرے وہ جو ظالم سے بدلہ لیتے ہیں ان کا اس آیت

میں ذکر ہے۔ عطا نے کہا کہ یہ وہ مومنین ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ سے نکالا اور ان پر ظلم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سر زمین میں تسلط دیا اور انہوں نے ظالموں

سے بدلہ لیا۔ ٣٩ معنی یہ ہیں کہ بدلہ قدر جنائیت ہونا چاہئے اس میں زیادتی نہ ہو اور بدلے کو برائی کہنا مجاز ہے کہ صورتہ مشابہ ہونے کے سبب سے کہا جاتا ہے اور

جس کو وہ بدلہ دیا جائے اسے بُرا معلوم ہوتا ہے اور بُرائی کے ساتھ تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ بدلہ لینا جائز ہے لیکن ”عفو“ اس سے بہتر ہے۔

٣٩ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ظالموں سے وہ مراد ہیں جو ظلم کی ابتداء کریں۔ ٣٩ ابتداء۔

وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٢٢

اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں فلا اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اور

لَكُنْ صَبِرًا وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَيْسَ عَزْمَ الْأُمُورِ ع وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ

بے شک جس نے صبر کیا فلا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے

فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهِ ط وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَبَّاسًا أَوَّالِ الْعَذَابِ

اُس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل فلا اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب عذاب دیکھیں گے فلا

يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلٍ ج وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا

کہیں گے کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے فلا اور تم انہیں دیکھو گے کہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں

خَشَعَيْنَ مِنَ الذُّلِّ يُنْظَرُونَ مِنْ طَرَفٍ خَفِي ط وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا

ذلت سے دبے لپے چھپی نگاہوں دیکھتے ہیں فلا اور ایمان والے کہیں گے

إِنَّ الْخُسْرَيْنِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ط أَلَا

بے شک ہار میں وہ ہیں جو اپنی جانیں اور اپنے گھر والے ہار بیٹھے قیامت کے دن فلا سنتے ہو

إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ٢٣ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ

بے شک ظالم فلا ہمیشہ کے عذاب میں ہیں اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل

مِّنْ دُونِ اللَّهِ ط وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ٢٤ اسْتَجِيبُوا

اُن کی مدد کرتے فلا اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کہیں راستہ نہیں فلا اپنے رب کا

لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ط مَا لَكُمْ مِّنْ مَّجِبَا

حکم مانو فلا اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں فلا اس دن تمہیں کوئی

٢٥ تکبر اور معاصی کا ارتکاب کر کے۔ فلا ظلم وایذا پر اور بدلہ نہ لیا۔ فلا کہ اُسے عذاب سے بچا سکے۔ فلا روز قیامت فلا یعنی دنیا میں، تاکہ وہاں

جا کر ایمان لے آئیں۔ فلا یعنی ذلت و خوف کے باعث آگ کو دُوزخ دیدہ (ترجمہ) نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے کوئی گردن زدنی (جس کے سر کو قلم کرنے کا حکم ہو

وہ اپنے قتل کے وقت تنق زن (تلوار چلانے والے) کی تلوار کو دُوزخ دیدہ (ترجمہ) نگاہ سے دیکھتا ہے۔ فلا جانوں کا ہارنا تو یہ ہے کہ وہ کفر اختیار کر کے جہنم کے

داعی عذاب میں گرفتار ہوئے اور گھر والوں کا ہارنا یہ ہے کہ ایمان لانے کی صورت میں جنت کی جو حوریں ان کے لیے حاضر تھیں ان سے محروم ہو گئے۔ فلا یعنی

کافر۔ فلا اور اس کے عذاب سے بچا سکتے۔ فلا خیر کا نہ وہ دنیا میں حق تک پہنچ سکے نہ آخرت میں جنت تک۔ فلا اور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی فرماں برداری کر کے توحید و عبادت الہی اختیار کرو۔ فلا اس سے مراد یا موت کا دن ہے یا قیامت کا۔

يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيرٍ ۝ (۴۷) فَإِنْ أَعْرَضُوا فَأَنْرَا سَلْنَكَ عَلَيْهِمْ

پناہ نہ ہوگی اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے ۱۱۸ تو اگر وہ منہ پھیریں ۱۱۹ تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر

حَفِظْنَا ۱۲۰ اِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَدُ ۱۲۱ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً

نہیں بھیجا ۱۲۰ تم پر تو نہیں مگر پہنچا دینا ۱۲۱ اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں ۱۲۲

فَرَحَ بِهَا ۱۲۳ وَإِنْ تُصِبُّهُمْ سَيِّئَةٌ ۱۲۴ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ

اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے ۱۲۴ بدلہ اس کا جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱۲۳ تو انسان بڑا

كَفُورٌ ۝ (۴۸) لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۱۲۵ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۱۲۶ يَهَبُ

ناشکرا ہے ۱۲۵ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ۱۲۶ پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے

لِمَن يَّشَاءُ إِنَّا ثَا ۱۲۷ وَيَهَبُ لِمَن يَّشَاءُ الذُّكُورَ ۱۲۸ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ

بیٹیاں عطا فرمائے ۱۲۷ اور جسے چاہے بیٹے دے ۱۲۸ یا دونوں ملا دے

ذُكْرًا ۱۲۹ وَإِنَّا ثَا ۱۳۰ وَيَجْعَلُ مَن يَّشَاءُ عَقِيْبًا ۱۳۱ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيْرٌ ۝ (۴۹) وَمَا

بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے ۱۲۹ بے شک وہ علم و قدرت والا ہے اور کسی

كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ

آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر ۱۳۲ یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو ۱۳۳ یا کوئی

۱۱۸ اپنے گناہوں کا یعنی اس دن کوئی رہائی کی صورت نہیں نہ عذاب سے بچ سکتے ہو نہ اپنے اعمال قبیحہ کا انکار کر سکتے ہو جو تمہارے اعمال ناموں میں درج ہیں۔

۱۱۹ ایمان لانے اور اطاعت کرنے سے ۱۲۰ کہ تم پر ان کے اعمال کی حفاظت لازم ہو۔ ۱۲۱ اور وہ تم نے ادا کر دیا۔ (وَكَانَ هَذَا قَبْلَ الْأَمْرِ بِالْجَهَادِ)

۱۲۲ خواہ وہ دولت و ثروت ہو یا صحت و عافیت یا امن و سلامت یا جاہ و مرتبت ۱۲۳ یا اور کوئی مصیبت و بلا مثل کھج و بیماری و تنگدستی وغیرہ کے رونما ہو۔ ۱۲۴ یعنی ان

کی نافرمانیوں اور مصیبتوں کے سبب سے۔ ۱۲۵ نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ ۱۲۶ جیسا چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے، کوئی دخل دینے اور اعتراض کرنے کی مجال نہیں

رکھتا۔ ۱۲۷ بیٹا نہ دے۔ ۱۲۸ دختر نہ دے۔ ۱۲۹ کہ اس کی اولاد ہی نہ ہو وہ مالک ہے اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے جسے جو چاہے دے انبیاء علیہم السلام

میں بھی یہ سب صورتیں پائی جاتی ہیں حضرت لوط و حضرت شعیب علیہما السلام کی صرف بیٹیاں تھیں کوئی بیٹا نہ تھا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف

فرزند تھے کوئی دختر نہ ہوئی ہی نہیں اور سید انبیاء حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا فرمائے اور چار صابریاں اور حضرت یحییٰ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اولاد ہی نہیں۔ ۱۳۰ یعنی بے واسطہ اس کے دل میں ”إِنَّا“ فرما کر اور ”إِلَہَام“ کر کے بیداری میں یا خواب میں اس میں وحی کا

وصول بے واسطہ مع کے ہے اور آیت میں ”إِلَّا وَحْيًا“ سے یہی مراد ہے اس میں یہ قید نہیں کہ اس حال میں سامع متکلم کو دیکھتا ہو یا نہ دیکھتا ہو۔ مجاہد سے منقول ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے سینہ مبارک میں زبور کی وحی فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح فرزند کی خواب میں وحی فرمائی اور سید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معراج میں اسی طرح کی وحی فرمائی جس کا ”فَاَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ“ میں بیان ہے۔ یہ سب اسی قسم میں داخل ہیں۔ انبیاء علیہم

الصلوٰۃ والسلام کے خواب حق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہیں۔ (تفسیر ابنی السعد و کبیر و مدارک و زرقانی علی المواہب وغیرہ) ۱۳۱ یعنی

رسول پس پردہ اس کا کلام سنے، اس طریق وحی میں بھی کوئی واسطہ نہیں مگر سامع کو اس حال میں متکلم کا دیدار نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی طرح کے

رَسُولًا فَيُوحِي بِأَذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۖ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝٥١ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا

فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے ۱۳۲ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے اور یونہی ہم نے تمہیں وحی

إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۖ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي

بھیجی ۱۳۳ ایک جانفزا چیز ۱۳۴ اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل

لَكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي

ہاں ہم نے اُسے ۱۳۵ نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک تم ضرور

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝٥٢ صِرَاطُ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

سیدھی راہ بتاتے ہو ۱۳۶ اللہ کی راہ ۱۳۷ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْأَرْضِ ۖ ۚ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ۝٥٣

زمین میں سُنّے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں

﴿اٰیٰتِهَا ٨٩﴾ ﴿سُوْرَةُ الزَّخْرِفِ مَكِّيَّةٌ ٢٣﴾ ﴿رَكَعَاتِهَا ٢﴾

سورہ زخرف مکیہ ہے، اس میں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

حَمْدٌ ۙ وَ الْكِتَابِ الْبَيِّنِ ۙ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

روشن کتاب کی قسم ۱ ہم نے اُسے عربی قرآن اُتارا کہ

تَعْقِلُوْنَ ۚ ۝٣ وَ اِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ لَدَيَّا عَلٰی حَكِيْمٍ ۝٤ اَفْضَرِبْ

تم سمجھو ۲ اور بے شک وہ اصل کتاب میں ۳ ہمارے پاس ضرور بلندی و حکمت والا ہے تو کیا ہم تم

کلام سے مشرف فرمائے گئے۔ شان نزول: یہود نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے کلام کرتے وقت اس

کو کیوں نہیں دیکھتے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھتے تھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھتے

تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کے لیے کوئی ایسا پردہ ہو جیسا جسمانیات کے لیے ہوتا ہے اس پردہ سے مراد

سامع کا دنیا میں ویدار سے محجوب ہونا ہے۔ ۱۳۲ اس طریق وحی میں رسول کی طرف فرشتہ کی وساطت ہے۔ ۱۳۳ اے سید عالم خاتم المرسلین! صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ۱۳۴ یعنی قرآن پاک جو دلوں میں زندگی پیدا کرتا ہے۔ ۱۳۵ یعنی قرآن شریف کو ۱۳۶ یعنی دین اسلام۔ ۱۳۷ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے

لیے مقرر فرمائی۔ ۱ سورہ زخرف مکیہ ہے اس سورت میں سات رکوع نواسی آیتیں اور تین ہزار چار سو حرف ہیں ۲ یعنی قرآن پاک کی جس میں ہدایت و

ضالالت کی راہیں جدا جدا اور واضح کر دیں اور امت کے تمام شرعی ضروریات کو بیان فرما دیا۔ ۳ اس کے معانی و احکام کو۔ ۴ اصل کتاب سے مراد لوح محفوظ

عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ ٥ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ

سے ذکر کا پہلو پھیر دیں اس پر کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو وٹ اور ہم نے کتنے ہی

نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ ٦ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ٧

غیب بتانے والے (نبی) اگلوں میں بھیجے اور اُن کے پاس جو غیب بتانے والا (نبی) آیا اس کی ہنسی ہی بنایا کئے ٧

فَاهْلِكُنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَ مَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ٨ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو اُن سے بھی پکڑ میں سخت تھے و اگلوں کا حال گزر چکا ہے اور اگر تم اُن سے پوچھو ٨

مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ٩

کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اُنھیں بنایا اس عزت والے علم والے نے ٩

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا وَ جَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ

جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں راستے کئے کہ

تَهْتَدُونَ ١٠ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا بِهِ

تم راہ پاؤ وٹ اور وہ جس نے آسمان سے پانی اُتارا ایک اندازے سے وٹ تو ہم نے اس سے ایک

بَلَدَةً مَّيِّتًا ١١ كَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ١٢ وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ

مردہ شہر زندہ فرمادیا یونہی تم نکالے جاؤ گے ١٢ اور جس نے سب جوڑے بنائے ١٣ اور

جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ١٤ لَتَسْتَوُوا عَلَى ظُهُورِهِ ١٥

تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں کہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک بیٹھو ١٥

ہے قرآن کریم اس میں ثابت ہے۔ ٥ یعنی تمہارے کفر میں حد سے بڑھنے کی وجہ سے کیا ہم تمہیں ٹھیک چھوڑ دیں اور تمہاری طرف سے وحی قرآن کا رخ پھیر

دیں اور تمہیں امر و نہی کچھ نہ کریں۔ معنی یہ ہیں کہ ہم ایسا نہ کریں گے، حضرت قتادہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر یہ قرآن پاک اٹھالیا جاتا اس وقت جبکہ اس امت کے

پہلے لوگوں نے اس سے اعراض کیا تھا تو وہ سب ہلاک ہو جاتے لیکن اس نے اپنی رحمت و کرم سے اس قرآن کا نزول جاری رکھا۔ ٦ جیسا آپ کی قوم کے لوگ

کرتے ہیں کفار کا قدیم سے یہ معمول چلا آیا ہے۔ ٧ اور ہر طرح کا زور و قوت رکھتے تھے، آپ کی امت کے لوگ جو پہلے کفار کی چال چلتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے

کہ کہیں ان کا بھی وہی انجام نہ ہو جو ان کا ہوا کہ ذلت و رسوائی کی عُقوبتوں سے ہلاک کئے گئے۔ ٨ یعنی مشرکین سے۔ ٩ یعنی اقرار کریں گے کہ آسمان و

زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اور یہ بھی اقرار کریں گے کہ وہ عزت و علم والا ہے باوجود اس اقرار کے بعث کا انکار کیسی انتہا و رَجَب کی جہالت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ

اپنے اظہار قدرت کے لیے اپنی مصنوعات کا ذکر فرماتا ہے اور اپنے اوصاف و شان کا اظہار کرتا ہے۔ ١٠ سفروں میں اپنے منازل و مقاصد کی طرف۔ ١١ تمہاری

حاجتوں کی قدر و اتنا کم کہ اس سے تمہاری حاجتیں پوری نہ ہوں نہ اتنا زیادہ کہ قوم نوح کی طرح تمہیں ہلاک کر دے۔ ١٢ اپنی قیروں سے زندہ کر کے۔ ١٣ یعنی

تمام اصناف و انواع کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ”فرد“ (اکیلا) ہے، ضد (شریک ہونے) اور نہ (مثل ہونے) اور زوجیت (جوڑا ہونے) سے مزہ و پاک ہے اس

کے سوا خلق میں جو ہے زوج (جوڑا) ہے۔ ١٤ خشکی اور تری کے سفر میں۔

ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ

پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو جب اس پر ٹھیک بیٹھ لو اور یوں کہو پاکی ہے

الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا

اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بڑے (قابو) کی نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف

لِنُثْقَلُونَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۖ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ

پلٹتا ہے ﴿١٤﴾ اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا ﴿١٤﴾ بے شک آدمی ۱۵ کھلا

مُبِينٌ ﴿١٥﴾ أَمَّا اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بِنْتٍ وَأَصْفُكُمْ بِالْبَنِينَ ﴿١٦﴾ وَإِذَا

ناشنما ہے ﴿١٥﴾ کیا اس نے اپنے لیے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ﴿١٦﴾ اور جب

بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ

اُن میں کسی کو خوشخبری دی جائے اُس چیز کی ۱۷ جس کا وصف رحمن کے لیے بنا چکا ہے ۱۸ تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور

كَظِيمٌ ﴿١٧﴾ أَوْ مَنْ يَنْشَأُ فِي الْحُلِيِّةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿١٨﴾ وَ

غم کھایا کرے ﴿١٧﴾ اور کیا ۱۹ وہ جو گھنے (زیور) میں پروان چڑھے ۲۰ اور بحث میں صاف بات نہ کرے ۲۱ اور

جَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَاثًا ۖ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۖ

انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا ۲۲ کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے ۲۳

۱۵ آخر کار۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی ناقہ پر سوار ہوتے وقت پہلے ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“

پڑھتے پھر ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ اور ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ یہ سب تین تین بار پھر یہ آیت پڑھتے ”سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ“

اور اس کے بعد اور دعائیں پڑھتے اور جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کشتی میں سوار ہوتے تو فرماتے: ”بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَهَا وَمُرْسَهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ“ ۱۶ یعنی کفار نے اس اقرار کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کا خالق ہے یہ ستم کیا کہ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتایا اور اولاد صاحب اولاد کا جز ہوتی

ہے ظالموں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جز قرار دیا کیسا عظیم جرم ہے۔ ۱۷ جوابی باتوں کا قائل ہے۔ ۱۸ اس کا کفر ظاہر ہے۔ ۱۹ ادنیٰ اپنے لیے اور اعلیٰ تمہارے لیے کیسے جاہل ہو کیا جکتے ہو۔ ۲۰ یعنی بیٹی کی کہ تیرے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ ۲۱ کہ معاذ اللہ وہ بیٹی والا ہے۔ ۲۲ اور بیٹی کا ہونا اس قدر ناگوار سمجھے باوجود اس کے خدائے پاک کے لیے بیٹیاں بتائے (تعالیٰ اللہ عن ذلک) (اللہ کو برتری ہے اس سے) ۲۳ کافر حضرت رحمن کے لیے اولاد کی قسموں میں سے تجویز کرتے ہیں۔ ۲۴ یعنی زیوروں کی زیب و زینت میں ناز و نزاکت کے ساتھ پرورش پائے۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زیور سے

تَزِينُ (زیب و زینت کرنا) دلیل نقصان ہے تو مردوں کو اس سے اجتناب چاہئے، پرہیزگاری سے اپنی زینت کریں۔ اب آگے آیت میں لڑکی کی ایک اور کمزوری کا اظہار فرمایا جاتا ہے۔ ۲۵ یعنی اپنے ضعف حال اور قلت عقل کی وجہ سے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت جب گفتگو کرتی ہے اور اپنی تائید

میں کوئی دلیل پیش کرنا چاہتی ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے خلاف دلیل پیش کر دیتی ہے۔ ۲۶ حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتانے میں بے دینیوں نے تین کفر کئے ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت دوسرے اس ذلیل چیز کا اس کی طرف منسوب کرنا جس کو وہ خود بہت ہی حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے لیے گوارا نہیں کرتے تیسرے ملائکہ کی توہین انہیں بیٹیاں بتانا۔ (مدارک) اب اس کا رد فرمایا جاتا ہے۔ ۲۷ فرشتوں کا مذکر یا مؤنث ہونا ایسی چیز تو ہے نہیں جس پر کوئی عقلی

سَتَكْتُبُ شَهَادَتَهُمْ وَيُسْأَلُونَ ① وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ط

اب لکھ لی جائے گی اُن کی گواہی ۲۵ اور ان سے جواب طلب ہوگا ۲۶ اور بولے اگر رحمن چاہتا ہم انہیں نہ پوجتے ۲۷

مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ② أَمْ اتَيْنَهُمْ كِتَابًا

انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں ۲۸ یونہی اُنکلیں دوڑاتے ہیں ۲۹ یا اس سے قبل ہم نے انہیں

مِّنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَسْكُونَ ③ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ

کوئی کتاب دی ہے جسے وہ تھامے ہوئے ہیں ۳۰ بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین

أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ شَرِّهِمْ مُّقْتَدُونَ ④ وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

پر پایا اور ہم ان کی ککیر پر چل رہے ہیں ۳۱ اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں

فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ

کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں (مالداروں) نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا

وَإِنَّا عَلَىٰ شَرِّهِمْ مُّقْتَدُونَ ⑤ قُلْ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ

اور ہم ان کی ککیر کے پیچھے ہیں ۳۲ نبی نے فرمایا اور کیا جب بھی کہ میں تمہارے پاس وہ ۳۳ لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے ۳۴ جس

عَلَيْهِ آبَاءُكُمْ ط قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ⑥ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہم اُسے نہیں مانتے ۳۵ تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا ۳۶

دلیل قائم ہو سکے اور ان کے پاس خبر کوئی آئی نہیں تو جو کفار ان کو مؤنث قرار دیتے ہیں ان کا ذریعہ علم کیا ہے کیا ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے اور انہوں نے

مشاہدہ کر لیا ہے جب یہ بھی نہیں تو محض جاہلانہ گمراہی کی بات ہے۔ ۳۷ یعنی کفار کا فرشتوں کے مؤنث ہونے پر گواہی دینا لکھ لیا جائے گا۔ ۳۸ آخرت میں اور

اس پر سزا دی جائے گی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفار سے دریافت فرمایا کہ تم فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کس طرح کہتے ہو تمہارا ذریعہ علم کیا ہے؟ انہوں

نے کہا: ہم نے اپنے باپ دادا سے سنا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں وہ سچے تھے۔ اس گواہی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھی جائے گی اور اس پر جواب طلب ہوگا۔ ۳۹ یعنی

ملائکہ کو۔ مطلب یہ تھا کہ اگر ملائکہ کی پرستش کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوتا تو ہم پر عذاب نازل کرتا اور جب عذاب نہ آیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ یہی چاہتا ہے۔ یہ

انہوں نے ایسی باطل بات کہی جس سے لازم آئے کہ تمام جرم جو دنیا میں ہوتے ہیں ان سے خدا راضی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے۔ ۴۰ وہ رضائے

الہی کے جاننے والے ہی نہیں۔ ۴۱ جھوٹ بکتے ہیں۔ ۴۲ اور اس میں غیر خدا کی پرستش کی اجازت ہے ایسا نہیں یہ باطل ہے اور اس کے سوا بھی ان کے پاس

کوئی جہت نہیں ہے۔ ۴۳ آنکھیں میچ کر بے سوچے سمجھے ان کا اتباع کرتے ہیں وہ مخلوق پرستی کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی دلیل بجز اس کے نہیں

ہے کہ یہ کام وہ باپ دادا کی پیروی میں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے پہلے بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ ۴۴ اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی اندھے

بن کر پیروی کرنا کفار کا قدیمی مرض ہے اور انہیں اتنی تمیز نہیں کہ کسی کی پیروی کرنے کے لیے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ سیدھی راہ پر ہو۔ چنانچہ ۴۵ دین حق۔

۴۶ یعنی اس دین سے ۴۷ اگرچہ تمہارا دین حق و صواب (درست) ہو مگر ہم اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنے والے نہیں چاہے وہ کیسا ہی ہو اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد

فرماتا ہے ۴۸ یعنی رسولوں کے نہ ماننے والوں اور انہیں جھٹلانے والوں سے۔

انصاف

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٥﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِرَبِّهٖ وَ

تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قومؑ اِنِّیْ بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّہٗ

قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوا اس کے جس نے مجھے پیدا کیا کہ ضرور وہ بہت جلد

سَيِّدَيْنِ ۝۲۷ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝۲۸

مجھے راہ دے گا اور اُسے وہ اپنی نسل میں باقی کلام رکھا وہ کہ کہیں وہ باز آئیں ۴۲

بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿٢٩﴾

بلکہ میں نے انھیں ۴۳ اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے ۴۴ یہاں تک کہ اُن کے پاس حق ۴۵ اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا ۴۶ اور

لَبَّاءُ هُمْ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوا لَوْلَا

جب اُن کے پاس حق آیا بولے یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں اور بولے کیوں نہ

نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرِيتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿٣١﴾ أَهْمُ يَقْسِبُونَ

اُتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر ۴۸ کیا تمہارے رب کی

رَأَيْتَ رَبَّكَ ۖ نَحْنُ قَسَمٌ بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ

رحمت وہ بانٹتے ہیں وہ ہم نے اُن میں ان کی زیت (زندگی گزارنے) کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا وہ اور

۴۴۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس تو حیدی کلمہ کو جو فرما تھا کہ میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوائے اس کے جس نے مجھ کو پیدا کیا۔ ۴۵۔ تو

آپ کی اولاد میں مؤحد (ایک خدا کو ماننے والے) اور توحید کے داعی ہمیشہ رہیں گے۔ ۴۲ شرک سے اور یہ دین برحق قبول کر س یہاں حضرت ابراہیم علیہ

الصلوة والسلام کا ذکر فرمانے میں متنبہ ہے کہ اے اہل کفر اگر تمہیں اسے بابِ دادا کا اتباع کرنا ہی ہے تو تمہارے آباء میں جو سب سے بہتر ہیں حضرت ابراہیم علیہ

اسلام ان کا اتباع کرو اور شرک چھوڑ دو اور یہ بھی دیکھو کہ انہوں نے اپنے باپ اور ان کی قوم کو راہ راست پر نہیں ماما تو ان سے بھاری کا اعلان فرما دیا۔ اس سے معلوم

کہوا کہ جو با دادارہ راست رہوں دین حق رکھتے ہوں ان کا اتباع کھائے اور جو مائل رہوں گمراہی میں ہوں ان کے طریقے سے بیزاری کا اعلان کساجائے۔

۴۳۔ یعنی کفار مکہ کو ۴۲۔ دراز عس عطا فرمائیں اور ان کے کفر کے باعث ان پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی۔ ۴۵۔ یعنی قرآن شریف ۴۶۔ یعنی سید

نمناصلہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روشن تر نجات و معجزات کے ساتھ رفیق و رفیقہ فرما دے اور آپ نے شرعی احکام واضح طور پر بیان فرمائے اور ہمارے اس انعام کا حقیق

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت کرتے لیکن انہوں نے اسان کا (۴۷) مکرمہ وظائف (۴۸) خوش الحانیاں جتھہ اور ہجسے کا مکرمہ

۴۹۔ یعنی کہ انہوں نے کہا کہ اگر تم کو کچھ اللہ کے لئے چاہیے تو تم کو اللہ کے لئے جان و مال کی قربانی کرنی پڑے گی۔

میں کو یقین پیدا کر دیا ہے کہ وہ سب کچھ کر رہا ہے۔ یہی کیا جو کہ میں نے جیل میں دیکھا تھا کہ وہ سب کچھ کر رہا ہے۔

میں نے کہا کہ اگر وہ اس کے لئے تیار ہے تو اسے اس کے لئے تیار ہے۔

[illegible]

چاہے ہیں محروم بنائے ہیں سے چاہے ہیں سیر کرے ہیں سے چاہے ہیں خادم بنائے ہیں سے چاہے ہیں بی بنائے ہیں سے چاہے ہیں امیر کیا

لوئی اپنی قابلیت سے ہو جاتا ہے؟ ہماری عطا ہے جسے جو چاہیں لریں۔

رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

اُن میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی واکہ کہ ان میں ایک دوسرے کی

سُخْرِيًّا ۖ وَرَحِمْتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْعُونَ ۝ (٣٢) وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ

ہنسی بنائے ۵۲ اور تمہارے رب کی رحمت ۵۳ ان کی جمع جتنا سے بہتر ۵۴ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ

النَّاسُ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ لَّجَعَلْنَا لِسَنَیْکُمْ بِالرَّحْمٰنِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ سُقْفًا مِّنْ

سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں ۵۵ تو ہم ضرور رحمن کے منکروں کے لیے چاندی

فَضَّةٍ وَّ مَّعَارِجٍ عَلَیْهَا یُظْهَرُونَ ۝ (٣٣) وَلِيُبَيِّنَ لَهُمْ اَبْوَآبًا وَسُرُرًا عَلَیْهَا

کی چھتیاں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت

یَتَّكُونَ ۝ (٣٤) وَذُخْرًا ۖ وَ اِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَسَامَتَا الْحَیْوةِ الدُّنْیَا ۖ وَ

جن پر تکیہ لگاتے اور طرح طرح کی آرائش ۵۶ اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور

الْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (٣٥) وَ مَن یَّعِشْ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ

آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے ۵۷ اور جسے رُتوند (اندھا بننا) آئے رحمن کے ذکر سے ۵۸

نُقِیْضَ لَهُ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ۝ (٣٦) وَاِنَّهُمْ لَیَصْدُوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ

ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور بے شک وہ شیاطین ان کو ۵۹ راہ سے روکتے ہیں

۵۱ قوت و دولت وغیرہ دنیوی نعمت میں۔ ۵۲ یعنی مالدار فقیر کی ہنسی کرے۔ یہ قرطبی کی تفسیر کے مطابق ہے اور دوسرے مفسرین نے ”سُخْرِيًّا“ ہنسی بنانے کے

معنی میں نہیں لیا ہے بلکہ اعمال و اشغال کے مُخَرَّج بنانے کے معنی میں لیا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے دولت و مال میں لوگوں کو مُتَفَاوِت کیا تا کہ ایک

دوسرے سے مال کے ذریعہ خدمت لے اور دنیا کا نظام مضبوط ہو غریب کو ذریعہ معاش ہاتھ آئے اور مالدار کو کام کرنے والے ہم پہنچیں تو اس پر کون اعتراض کر سکتا

ہے کہ فلاں کو کیوں غنی کیا اور فلاں کو فقیر اور جب دنیوی امور میں کوئی شخص دہن نہیں مار سکتا تو نبوت جیسے رتبہ عالی میں کسی کو کیا تاج و تہن اعتراض اس کی مرضی جس

کو چاہے سرفراز فرمائے۔ ۵۳ یعنی جنت ۵۴ یعنی اس مال سے بہتر ہے جس کو دنیا میں کفار جمع کر کے رکھتے ہیں۔ ۵۵ یعنی اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ کافروں کو

فراخی عیش میں دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے۔ ۵۶ کیونکہ دنیا اور اس کے سامان کی ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں وہ سَرِیْعَةُ الزَّوَالِ (جلد ختم ہونے والا)

ہے۔ ۵۷ جنہیں دنیا کی چاہت نہیں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا چھڑ کے پر کے برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو اس سے ایک پیاس

پانی نہ دیتا۔ (قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا حَسَنُ غَرِیْبٌ) دوسری حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیاز مندوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف

لے جاتے تھے راستہ میں ایک مُردہ بکری دیکھی، فرمایا: دیکھتے ہو اس کے مالکوں نے اسے بہت بے قدری سے پھینک دیا دنیا کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی بھی قدر

نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اس مری بکری کی ہو۔ (اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ) حدیث: سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب اللہ

تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کرم فرماتا ہے تو اسے دنیا سے ایسا چاتا ہے جیسا تم اپنے بیمار کو پانی سے بچاتے ہو۔ (التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنُ غَرِیْبٌ) حدیث: دُنْیَا مَوْسَم

کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ ۵۸ یعنی قرآن پاک سے اندھا بن جائے کہ اس کی ہدایتوں کو نہ دیکھے اور ان سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ۵۹ یعنی اندھا

بننے والوں کو۔

وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ نَقَالَ يَلَيْتَ بَيْنِي وَ

اور نہ سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب ملا کافر ہمارے پاس آئے گا اپنے شیطان سے کہے گا ہائے کسی طرح مجھ میں

بَيْنَكَ بَعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَنْفَعَكَ الْيَوْمَ إِذْ

تجھ میں پورب پیچھے (مشرق و مغرب) کا فاصلہ ہوتا تو کیا ہی بُرا ساتھی ہے اور ہرگز تمہارا اس ملا سے بھلا نہ ہوگا آج جب

ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٩﴾ أَفَأَنْتَ تُسَبِّحُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي

کہ ۳۹ تم نے ظلم کیا کہ تم سب عذاب میں شریک ہو تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے ملا یا اندھوں کو راہ

الْعُمَىٰ وَمَنْ كَانَتْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٠﴾ فَمَا نَذَرُكَ فَإِنَّا مِّنْهُمْ

دکھاؤ گے ۴۰ اور انھیں جو کھلی گمراہی میں ہیں ملا تو اگر ہم تمہیں لے جائیں ملا تو ان سے ہم

مُنْتَقِبُونَ ﴿٤١﴾ أَوْ نُرِيكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ﴿٤٢﴾

ضرور بدلہ لیں گے ۴۱ یا تمہیں دکھا دیں ۴۲ جس کا انھیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم اُن پر بڑی قدرت والے ہیں

فَاسْتَسِمْ بِالَّذِي أَوْحَىٰ إِلَيْكَ ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَ

تو مضبوط تھامے رہو اُسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی ملا بے شک تم سیدھی راہ پر ہو اور

إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿٤٤﴾ وَسُئِلَ مَنْ أَرْسَلْنَا

بے شک وہ ملا شرف ہے تمہارے لیے ملا اور تمہاری قوم کے لیے ملا اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا ملا اور اُن سے پوچھو جو ہم

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ أَرْسَلْنَا أَجْعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يُعْبَدُونَ ﴿٤٥﴾

نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو ۴۵

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو اس نے فرمایا بے شک میں اس کا رسول

مَلَائِكَةٍ وَأَنذَاهُ بِنُوحٍ وَأَلَّا يَجْعَلَ آلَهُ مِثْلَ آلِهِ فَنُوحٍ كَأَنَّهُ كَانَتْ

۴۶ وہ اندھا بننے والے باوجود گمراہ ہونے کے ملا روز قیامت ملا حسرت و ندامت ملا ظاہر و ثابت ہو گیا کہ دنیا میں شرک کر کے ملا جو گوش قبول نہیں

رکھتے۔ ۴۷ جو چشم حق ہیں (حق دیکھنے والی آنکھ) سے محروم ہیں۔ ۴۸ جن کے نصیب میں ایمان نہیں۔ ۴۹ یعنی انہیں عذاب کرنے سے پہلے تمہیں وفات

دیں۔ ۵۰ آپ کے بعد۔ ۵۱ تمہارے حیات میں اُن پر اپنا وہ عذاب ملا ہماری کتاب قرآن مجید۔ ملا قرآن شریف۔ ۵۲ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں

نبوت و حکمت عطا فرمائی۔ ۵۳ یعنی امت کے لیے کہ انہیں اس سے ہدایت فرمائی۔ ملا روز قیامت کہ تم نے قرآن کا کیا حق ادا کیا اس کی کیا تعظیم کی اس نعت کا

کیا شکر بجالائے۔ ۵۴ رسولوں سے سوال کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ادا یاں و ملل کو تلاش کرو! کہیں بھی کسی نبی کی امت میں بت پرستی زور رکھی گئی ہے! اور

اکثر مفسرین نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ مومنین اہل کتاب سے دریافت کرو کہ کیا بھی کسی نبی نے غیر اللہ کی عبادت کی اجازت دی! تاکہ مشرکین پر ثابت

ہو جائے کہ مخلوق پرستی نہ کسی رسول نے بتائی نہ کسی کتاب میں آئی۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ شپ معراج سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں تمام

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَصْحَكُونَ ﴿٣٧﴾ وَ

ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے پھر جب وہ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو ان پر ہنسنے لگے اور

مَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ

ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ پہلے سے بڑی ہوتی ہے اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٣٨﴾ وَقَالُوا يَا إِلَهَ السَّحَرَاءِ لَنَا رَبُّكَ بِمَا عَهِدَ

کہ وہ باز آئیں گے اور بولے کہ اے جادوگر! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سب جو اس

عِنْدَكَ إِنَّا لَنُكْفِرُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ

کا تیرے پاس ہے ۳۸ بے شک ہم ہدایت پر آئیں گے ۳۹ پھر جب ہم نے اُن سے وہ مصیبت مٹا دی جبھی وہ

يَكْفُرُونَ ﴿٤٠﴾ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يُقَوْمُ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ

عہد توڑ گئے ۴۰ اور فرعون اپنی قوم میں ۴۱ پکارا کہ اے میری قوم کیا میرے لیے مصر کی

مَصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ أَنَا

سلطنت نہیں اور یہ نہریں کہ میرے نیچے بہتی ہیں ۴۱ تو کیا تم دیکھتے نہیں ۴۲ یا میں

خَيْرٌ مِّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ﴿٤٢﴾ وَلَا يَكَادِي بَيْنُ ﴿٤٣﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ

بہتر ہوں ۴۳ اس سے کہ ذلیل ہے ۴۴ اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا ۴۵ تو اس پر کیوں نہ ڈالے گئے

انبیاء کی امامت فرمائی جب حضور نماز سے فارغ ہوئے جبریل امین نے عرض کیا کہ اے سرور اکرم! اپنے سے پہلے انبیاء سے دریافت فرما لیجئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے

سوا کسی اور کی عبادت کی اجازت دی؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سوال کی کچھ حاجت نہیں یعنی اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ تمام انبیاء تو حید کی

دعوت دینے آئے سب نے مخلوق پرستی کی ممانعت فرمائی۔ ۴۶ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر دلالت کرتی تھیں۔ ۴۷ اور ان کو جادو بتانے لگے۔

۴۸ یعنی ہر ایک نشانی اپنی خصوصیت میں دوسری سے بڑھی چڑھی تھی مراد یہ ہے کہ ایک سے ایک علیٰ تھی۔ ۴۹ کفر سے ایمان کی طرف اور یہ عذاب خط سالی اور

طوفان و ٹڈی وغیرہ سے کئے گئے یہ سب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نشانیاں تھیں جو ان کی نبوت پر دلالت کرتی تھیں اور ان میں ایک سے ایک

بلند و بالا تھی۔ ۵۰ عذاب دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۵۱ یہ کلمہ ان کے عرف اور محاورہ میں بہت تعظیم و تکریم کا تھا وہ عالم و ماہر و حافظ کامل کو جادو گر کہا

کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ ان کی نظر میں جادو کی بہت عظمت تھی اور وہ اس کو صفت مدح سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بوقت التجاء

اس کلمہ سے دعا کی، کہا: ۵۲ وہ عہد یا تو یہ ہے کہ آپ کی دعا مستجاب ہے یا نبوت یا ایمان لانے والوں اور ہدایت قبول کرنے والوں پر سے عذاب اٹھالینا۔ ۵۳ ایمان

لا آئیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ان پر سے عذاب اٹھالیا گیا۔ ۵۴ ایمان نہ لانے کفر پر مضر رہے۔ ۵۵ بہت افتخار کے ساتھ

۵۶ یہ دریا ئے نیل سے نکلی ہوئی بڑی بڑی نہریں تھیں جو فرعون کے قصر (محل) کے نیچے جاری تھیں۔ ۵۷ میری عظمت و قوت اور شان و سطوت (شوکت)۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے! خلیفہ رشید نے جب یہ آیت پڑھی اور حکومت مصر پر فرعون کا غرور دیکھا تو کہا کہ میں وہ مصر اپنے ادنیٰ غلام کو دے دوں گا۔ چنانچہ انہوں

نے ”مصر“ ٹھیکہ کو دے دیا جو ان کا غلام تھا اور وضو کرانے کی خدمت پر مامور تھا۔ ۵۸ یعنی کیا تمہارے نزدیک ثابت ہو گیا اور تم نے سمجھ لیا کہ میں بہتر ہوں۔

۵۹ یہ اس بے ایمان و متکبر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں کہا۔ ۶۰ زبان میں گرہ ہونے کی وجہ سے جو بچپن میں آگ منہ میں رکھنے سے پڑ گئی تھی اور یہ

أَسْوَرَةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾ فَاسْتَخَفَّ

سونے کے کنگن و یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس رہتے ۹۲ پھر اس نے اپنی قوم کو

قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَبْنَا

کم عقل کر لیا ۹۳ تو وہ اس کے کہنے پر چلے ۹۴ بے شک وہ بے حکم لوگ تھے پھر جب انھوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب

مِنْهُمْ فَأَعْرَضْنَا عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ﴿٥٦﴾

ان پر آیا ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب کو ڈھونڈ لیا انھیں ہم نے کر دیا اگلی داستان اور کہاوت پچھلوں کے لیے ۹۵

وَلَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا

اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی جائے جہی تمہاری قوم اُس سے ہٹنے لگتے ہیں ۹۶ اور کہتے ہیں

ءَالِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْهُوَ ۖ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ ۹۷ انھوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو ۹۸ بلکہ وہ ہیں ہی

خَصُوفٌ ﴿٥٨﴾ إِنَّهُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّلْبَنِيِّ

جھگڑالو لوگ ۹۹ وہ تو نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا تھا اور اسے ہم نے بنی اسرائیل کے لیے

اس ماعون نے جھوٹ کہا کیونکہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے زبان اقدس کی وہ گرہ زائل کر دی تھی لیکن فرعون نے پہلے ہی خیال میں تھے آگے پھر اسی فرعون کا کام ذکر فرمایا

جاتا ہے۔ ۱۰۱ یعنی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو واجب الطاعت سردار بنایا ہے تو انہیں سونے کا کنگن کیوں نہیں پہنایا۔ یہ بات اس

نے اپنے زمانہ کے دستور کے مطابق کہی کہ اس زمانہ میں جس کسی کو سردار بنایا جاتا تھا اس کو سونے کے کنگن اور سونے کا طوق پہنایا جاتا تھا۔ ۱۰۲ اور اس کے صدق

کی گواہی دیتے۔ ۱۰۳ ان جابلوں کی عقل خبط (خراب) کر دی انہیں بہلا پھسلا لیا۔ ۱۰۴ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرنے لگے۔ ۱۰۵ کہ بعد والے

ان کے حال سے نصیحت و عبرت حاصل کریں۔ ۱۰۶ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کے سامنے یہ آیت ”وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ“ پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ اے مشرکین! تم اور جو چیز اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہے۔ یہ سن کر مشرکین کو بہت غصہ آیا اور

ابن زبیرؓ نے کہنے لگا: یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ خاص ہمارے اور ہمارے معبودوں ہی کے لیے ہے یا ہر امت و گروہ کے لیے؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لیے بھی ہے اور سب امتوں کے لیے بھی۔ اس پر اس نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ بن مریم نبی ہیں

اور آپ ان کی اور ان کی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نصاریٰ ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہود

وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات (معاذ اللہ) جہنم میں ہوں تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں اور یہ کہہ کر کفار خوب ہنسے اس پر یہ

آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی: ”إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ“ اور یہ آیت نازل ہوئی: ”وَلَمَّا ضَرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ..... الْآيَةَ“

جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ابن زبیرؓ نے اپنے معبودوں کے لیے حضرت عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سجا ڈلے کہ کیا کہ

نصاریٰ انہیں پوجتے ہیں تو قریش اس کی اس بات پر ہنسے لگے۔ ۱۰۷ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ مطلب یہ تھا کہ آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہتر

ہیں تو اگر (معاذ اللہ) وہ جہنم میں ہوئے تو ہمارے معبود یعنی بت بھی ہوا کریں کچھ پرواہ نہیں اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۰۸ یہ جاننے ہوئے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے

ہیں باطل ہے اور آریہ کریمہ ”إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ“ (بیشک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو) سے صرف بت مراد ہیں حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر

إِسْرَآءِيلَ ٥٩ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ

عجیب نمونہ بنایا و ۱۰ اور اگر ہم چاہتے تو ۱۱ زمین میں تمہارے بدلے فرشتے

يَخْلُقُونَ ٦٠ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلْسَاعَةِ فَلَا تَبْتَئِنَ بِهَا وَاتَّبِعُونَ ٦١ ط هَذَا

بساتے و ۱۲ اور بے شک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے و ۱۳ تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا و ۱۴ یہ

صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ٦١ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّكُمْ الشَّيْطَانُ ج إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ٦٢ ﴿٦٢﴾

سیدھی راہ ہے اور ہرگز شیطان تمہیں نہ روک دے و ۱۵ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَى بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلَا بُيِّنَ لَكُمْ

اور جب عیسیٰ روشن نشانیاں و ۱۶ لایا اس نے فرمایا میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا و ۱۷ اور اس لیے میں تم سے بیان کردوں

بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ج فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ٦٣ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ

بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو و ۱۸ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بے شک اللہ

هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ط هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ٦٤ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ

میرا رب اور تمہارا رب تو اسے پوجو یہ سیدھی راہ ہے و ۱۹ پھر وہ

الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ج فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْيَمِّ ٦٥ ﴿٦٥﴾

گروہ آپس میں مختلف ہو گئے و ۲۰ تو ظالموں کی خرابی ہے و ۲۱ ایک دردناک دن کے عذاب سے و ۲۲

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ٦٦ ﴿٦٦﴾

کاہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ اُن پر اچانک آجائے اور اُنھیں خبر نہ ہو

اور ملائکہ کوئی مراد نہیں لیے جاسکتے۔ ابن زبیری عرب صحابی زبان کا جاننے والا تھا یہ اس کو خوب معلوم تھا کہ ”مَتَّعِبُونَ“ میں جو ”مَآ“ ہے اس کے معنی چیز کے

ہیں، اس سے غیر ذوی العقول مراد ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے اس کا زبان عرب کے اصول سے جاہل بن کر حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر اور ملائکہ کو اس میں

داخل کرنا کھجی اور جہل پروری ہے۔ و ۹۹ بطل کے درپے ہونے والے اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد فرمایا جاتا ہے: و ۱۰۰ نبوت عطا

فرما کر۔ و ۱۰۱ اپنی قدرت کا کہ بغیر باپ کے پیدا کیا۔ و ۱۰۲ اے اہل مکہ! ہم تمہیں ہلاک کر دیتے اور و ۱۰۳ جو ہماری عبادت و اطاعت کرتے۔

و ۱۰۴ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا علامات قیامت میں سے ہے۔ و ۱۰۵ یعنی میری ہدایت و شریعت کا اتباع کرنا۔ و ۱۰۶ شریعت کے

اتباع یا قیامت کے یقین یا دین الہی پر قائم رہنے سے۔ و ۱۰۷ یعنی معجزات و ۱۰۸ یعنی نبوت اور انجیلی احکام۔ و ۱۰۹ توریت کے احکام میں سے۔ و ۱۱۰ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا کلام مبارک تمام ہو چکا آگے نصرا نیوں کے شرکوں کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ و ۱۱۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان میں سے کسی نے کہا

کہ عیسیٰ خدا تھے۔ کسی نے کہا: خدا کے بیٹے۔ کسی نے کہا: تین میں کے تیسرے۔ غرض نصرانی فرقے فرقے ہو گئے: یعقوبی، نسطوری، ملکانی، شمعونی۔

و ۱۱۲ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کفر کی باتیں کہیں۔ و ۱۱۳ یعنی روز قیامت کے۔

۶۰۳

أَلَا خَلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٠﴾ لِيُعْبَادَ لَا

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار ۱۱۴ ان سے فرمایا جائے گا

خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦١﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْآيَاتِ

اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور

كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٢﴾ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٦٣﴾

مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیویاں تمہاری خاطر میں ہوتیں ۱۱۵

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصَفَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ﴿٦٤﴾ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ

ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں جو

الْأَنْفُسُ وَتَكْدُّ الْأَعْيُنُ ﴿٦٥﴾ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٦٦﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ

جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے ۱۱۶ اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ جنت

الَّتِي أُورِثَتْهُنَّ وَأَبَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٧﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ

جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے تمہارے لیے اس میں بہت میوے ہیں

مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٦٨﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّهِينٍ ﴿٦٩﴾ خَالِدُونَ ﴿٧٠﴾

کہ ان میں سے کھاؤ ۱۱۷ بے شک مجرم ۱۱۸ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

لَا يُفْتَرَعُ عَنْهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧١﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمْ

وہ کبھی ان پر سے ہلکانہ پڑے گا اور وہ اس میں بے آس رہیں گے ۱۱۹ اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی

۱۱۴ یعنی دینی دوستی اور وہ محبت جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے باقی رہے گی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے آپ نے فرمایا: دو

دوست مومن اور دو دوست کافر مومن دوستوں میں ایک مرجاتا ہے تو بارگاہ الہی میں عرض کرتا ہے: یارب! افلاں مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری کا اور نیکی

کرنے کا حکم کرتا تھا اور مجھے برائی سے روکتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا ہے، یارب! اس کو میرے بعد گمراہ نہ کر اور اس کو ہدایت دے جیسی میری

ہدایت فرمائی اور اس کا اکرام کر جیسا میرا اکرام فرمایا۔ جب اس کا مومن دوست مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم میں ہر ایک دوسرے کی

تعریف کرے تو ہر ایک کہتا ہے کہ یہ اچھا بھائی ہے، اچھا دوست ہے، اچھا رفیق ہے اور دو کافر دوستوں میں سے جب ایک مرجاتا ہے تو دعا کرتا ہے: یارب! افلاں

مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری سے منع کرتا تھا اور بدی کا حکم دیتا تھا، نیکی سے روکتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعریف کرے، تو ان میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے: بُرا بھائی، بُرا دوست، بُرا رفیق۔ ۱۱۵ یعنی جنت میں تمہارا اکرام ہوگا نعمتیں

دی جائیں گی ایسے خوش کئے جاؤ گے کہ تمہارے چہروں پر خوشی کے آثار نمودار ہوں گے۔ ۱۱۶ انواع و اقسام کی نعمتیں۔ ۱۱۷ جنتی درخت شہر دار سدا بہار ہیں ان

کی زیب و زینت میں فرق نہیں آتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی ان سے ایک پھل لے گا تو درخت میں اس کی جگہ دو پھل نمودار ہو جائیں گے۔ ۱۱۸ یعنی

کافر۔ ۱۱۹ رحمت کی امید بھی نہ ہوگی۔

الْظَّالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَادُوا إِلَيْكَ لِيَقْضَ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط قَالَ إِنَّكُمْ

ظالم تھے ۱۲۰ اور وہ پکاریں گے ۱۲۱ اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے ۱۲۲ وہ فرمائے گا ۱۲۳ تمہیں

مَكشُونٌ ﴿٤٧﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كُرْهُونَ ﴿٤٨﴾

تو ٹھہرنا ہے ۱۲۴ بے شک ہم تمہارے پاس حق لائے ۱۲۵ مگر تم میں اکثر کو حق ناگوار ہے

أَمْ أَبْرِمُوا أَمْراً فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٤٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ

کیا انھوں نے ۱۲۶ اپنے خیال میں کوئی کام پکا کر لیا ہے ۱۲۷ تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں ۱۲۸ کیا اس گھنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات

سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ط بَلَىٰ وَرُسُلْنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ إِن كَانَ

اور ان کی مکتوبات نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں ۱۲۹ اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں تم فرماؤ بفرض محال

لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ قُلْ إِنَّا أَوَّلُ الْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ سُبْحَنَ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَ

رحمن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا ۱۳۰ پاکی ہے آسمانوں اور زمین

الْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٥٢﴾ فَذَرُهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا

کے رب کو عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ۱۳۱ تو تم انھیں چھوڑ دو کہ بہبود باتیں کریں اور کھیلیں ۱۳۲

حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ﴿٥٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهُ وَ

یہاں تک کہ اپنے اُس دن کو پائیں جس کا اُن سے وعدہ ہے ۱۳۳ اور وہی آسمان والوں کا خدا اور

فِي الْأَرْضِ إِلَهُ ط وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٥٤﴾ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ

زمین والوں کا خدا ۱۳۴ اور وہی حکمت و علم والا ہے اور بڑی برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت

۱۲۰ کہ سرکشی و نافرمانی کر کے اس حال کو پہنچے۔ ۱۲۱ جہنم کے دار و ند کو کہ ۱۲۲ یعنی موت دے دے۔ مالک سے درخواست کریں گے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ

سے ان کی موت کی دعا کرے۔ ۱۲۳ ہزار برس بعد۔ ۱۲۴ عذاب میں ہمیشہ کبھی اس سے رہائی نہ پاؤ گے نہ موت سے نہ اور کسی طرح اس کے بعد اللہ تعالیٰ اہل

مکہ سے خطاب فرماتا ہے ۱۲۵ اپنے رسولوں کی معرفت۔ ۱۲۶ یعنی کفار مکہ نے۔ ۱۲۷ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکر کرنے اور فریب سے ایذا

پہنچانے کا اور درحقیقت ایسا ہی تھا کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہو کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے لیے حیلے سوچتے تھے۔ ۱۲۸ ان کے

اس مکر و فریب کا بدلہ جس کا انجام ان کی ہلاکت ہے۔ ۱۲۹ ہم ضرور سنتے ہیں اور پوشیدہ ظاہر ہر بات جانتے ہیں ہم سے کچھ نہیں چھپ سکتا۔ ۱۳۰ لیکن اس کے

بچہ نہیں اور اس کے لیے اولاد محال ہے یہ بھی وَلَدٌ میں مبالغہ ہے۔ شان نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو نضر

کہنے لگا: دیکھتے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی۔ ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ رحمن کے ولد نہیں ہے اور میں اہل مکہ میں سے پہلا مؤجد

ہوں اس سے ولد کی نفی کرنے والا۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی تنزیہ (پاکی) کا بیان ہے۔ ۱۳۱ اور اس کے لیے اولاد قرار دیتے ہیں۔ ۱۳۲ یعنی جس لغو و

باطل میں ہیں اسی میں پڑے رہیں۔ ۱۳۳ جس میں عذاب کئے جائیں گے اور وہ روز قیامت ہے۔ ۱۳۴ یعنی وہی معبود ہے آسمان و زمین میں اسی کی عبادت کی

جاتی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ

آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور تمہیں

تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَلِيكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةُ إِلَّا

اسی کی طرف پھرنا اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے

مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ

جو حق کی گواہی دیں ۱۳۵ اور علم رکھیں ۱۳۶ اور اگر تم ان سے پوچھو ۱۳۷ کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے

اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾ وَقِيلَ لَهُ يَرْبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

اللہ نے ۱۳۸ تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۱۳۹ مجھے رسول ۱۴۰ کے اس کہنے کی قسم ۱۴۱ کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾

تو ان سے درگزر کرو ۱۴۲ اور فرماؤ بس سلام ہے ۱۴۳ کہ آگے جان جائیں گے ۱۴۴

﴿٥٩﴾ ﴿٢٣﴾ سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ٦٢ ﴿٣﴾ ﴿٣﴾ مَرْكَعَاتُهَا ٣ ﴿٣﴾

سورہ دخان مکہ ہے، اس میں انسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

حَمْدٌ ۱ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا

قسم اس روشن کتاب کی ۱ بے شک ہم نے اُسے بے شک والی رات میں اتارا ۲ بے شک ہم

مُنذِرِينَ ۳ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۴ أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا

ڈرسانے والے ہیں ۳ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ۴ ہمارے پاس کے حکم سے بے شک

۱۳۵ یعنی توحید الہی کی۔ ۱۳۶ اس کا کہ اللہ ان کا رب ہے ایسے مقبول بندے ایمانداروں کی شفاعت کریں گے۔ ۱۳۷ یعنی مشرکین سے۔ ۱۳۸ اور اللہ تعالیٰ

کے خالق عالم ہونے کا اقرار کریں گے۔ ۱۳۹ اور باوجود اس اقرار کے اس کی توحید و عبادت سے پھرتے ہیں۔ ۱۴۰ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۴۱ اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول مبارک کی قسم فرمانا حضور کے اکرام اور حضور کی دعا و التجاء کے احترام کا اظہار ہے۔ ۱۴۲ اور

انہیں چھوڑ دو۔ ۱۴۳ یہ سلام مُنْذِرَاتِ ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم تمہیں چھوڑتے ہیں اور تم سے امن میں رہنا چاہتے ہیں (وَكَانَ هَذَا قَبْلَ الْأَمْرِ بِالنَّجْدِ)

۱۴۴ اپنا انجام کار۔ ۱۴۵ سورہ دخان کی ہے اس میں تین رکوع اور ستاون یا انسٹھ آیتیں اور تین سو چھیالیس کلمے اور ایک ہزار چار سو اکتیس حرف ہیں۔ ۱۴۶ یعنی

قرآن پاک کی جو حلال و حرام وغیرہ احکام کا بیان فرمانے والا ہے۔ ۱۴۷ اس رات سے یا شبِ قدر مراد ہے یا شبِ براءۃ اس شب میں قرآن پاک و تمام لوح

م محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا پھر وہاں سے حضرت جبریل بیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے اس شب کو شبِ مبارکہ اس لیے فرمایا گیا

كُنَّا مُرْسِلِينَ ٥ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ٦ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٧

ہم بھیجنے والے ہیں ۵ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ۶ بے شک وہی سُننا جانتا ہے

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ إِنَّ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ٨ لَا إِلَهَ

وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو ۸ اس کے سوا

إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ٩ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ١٠ بَلْ هُمْ

کسی کی زندگی نہیں وہ چلائے اور مارے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بلکہ وہ

فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ٩ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ١٠

شک میں پڑے کھیل رہے ہیں ۹ تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا

يَغْشَى النَّاسَ ١١ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ١٢ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا

کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا ۱۱ یہ ہے دردناک عذاب اس دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم

مُؤْمِنُونَ ١٣ أَلَيْسَ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ١٤ ثُمَّ

ایمان لاتے ہیں ۱۳ کہاں سے ہوا انہیں نصیحت ماننا حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا ۱۴ پھر

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ١٥ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ

اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے ۱۵ ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں تم پھر

کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا اور ہمیشہ اس شب میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ ۱۶ اپنے عذاب کا۔ ۱۷ سال بھر کے آرزاق و

آجال (اموات) و احکام۔ ۱۸ اپنے رسول خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان سے پہلے انبیاء کو۔ ۱۹ کہ وہ آسمان و زمین کا رب ہے تو

یقین کرو کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ ۲۰ ان کا اقرار علم و یقین سے نہیں بلکہ ان کی بات میں ہنسی اور تمسخر شامل ہے اور وہ آپ کے

ساتھ استہزاء کرتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر دعا کی کہ یارب! انہیں ایسی ہفت سالہ قحط کی مصیبت میں مبتلا کر جیسے سات سال کا قحط

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھیجا تھا۔ یہ دعا مستجاب ہوئی اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا۔ ۲۱ چنانچہ قریش پر قحط

سالی آئی اور یہاں تک اس کی شدت ہوئی کہ وہ لوگ مردار کھا گئے اور بھوک سے اس حال کو پہنچ گئے کہ جب اوپر کو نظر اٹھاتے آسمان کی طرف دیکھتے تو ان کو

دھواں ہی دھواں معلوم ہوتا یعنی ضُعت سے نگاہوں میں خمیرگی (دُندھلاہٹ) آگئی تھی اور قحط سے زمین خشک ہوگئی خاک اڑنے لگی غبار نے ہوا کو

مَلَمَد (میلا) کر دیا۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دھوئیں سے مراد وہ دھواں ہے جو علامات قیامت میں سے ہے اور قریب قیامت ظاہر ہوگا

مشرق و مغرب اس سے بھر جائیں گے چالیس روز و شب رہے گا مومن کی حالت تو اس سے ایسی ہو جائے گی جیسے زکام ہو جائے اور کا فر مدہوش ہوں گے۔ ان

کے تھنوں اور کانوں اور بدن کے سوراخوں سے دھواں نکلے گا۔ ۲۲ اور تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں۔ ۲۳ یعنی اس حالت میں

وہ کیسے نصیحت مانیں گے۔ ۲۴ اور معجزات ظاہرات اور آیات بینات پیش فرما چکا۔ ۲۵ جس کو وحی کی غشی طاری ہونے کے وقت حجتات یہ کلمات تلقین کر جاتے

ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)۔

وَقَالَ لَهُمْ

عَايِدُونَ ١٥ يَوْمَ نَبِّطُشَ الْبُطْشَةَ الْكُبْرَى ١٦ إِنَّا مُتَقِمُونَ ١٧ وَلَقَدْ

وہی کرو گے ١٥ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے ١٦ بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک

فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ١٨ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ

ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا اور اُن کے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا ١٨ کہ اللہ کے بندوں کو

عِبَادَ اللَّهِ ١٩ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ٢٠ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ٢١ إِنِّي

مجھے سپرد کردو ١٩ بے شک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو میں

أَتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ٢٢ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ٢٣

تمہارے پاس ایک روشن سند لاتا ہوں ٢٢ اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو ٢٣

وَأِنْ لَّمْ تَوْمِنُوا إِلَيَّ فَأَعْتَزِلُونِ ٢٤ فَدَعَا رَبَّهُ أَنْ هُوَ لَا يَرْجُو

اور اگر تم میرا یقین نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ ٢٤ تو اُس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ

مُجْرِمُونَ ٢٥ فَاسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبِعُونَ ٢٦ وَاتْرِكِ الْبَحْرَ

مجرم لوگ ہیں ٢٥ ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا ٢٦ اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے

رَاهُوا ٢٧ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ ٢٨ كَمْ تَرَكَوْا مِنْ جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ٢٩ وَ

کھلا چھوڑ دے ٢٧ بے شک وہ لشکر ڈبویا جائے گا ٢٨ کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور

زُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ٣٠ وَنَعْمَةً كَانُوا فِيهَا فَكَيْدِينَ ٣١ كَذَلِكَ وَ

کھیت اور عمدہ مکانات ٣٠ اور نعمتیں جن میں فارغ اہل تھے ٣١ ہم نے یونہی کیا اور

٣٢ جِسْ كُفْرٍ مِثْلَ نَارٍ يُسْقٰى مِنْهَا فَيَكُبَّرُ نَارُهُ وَفِيهَا يُسْفٰى ٣٣

٣٢ جس کفر میں تھے اسی کی طرف لوٹو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اب فرمایا جاتا ہے کہ اس دن کو یاد کرو ٣٣ اس دن سے مراد روز قیامت ہے یا روز بدر۔ ٣٤

٣٤ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٤ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

٣٥ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي إِسْرٰٓءِيلَ وَكُنَّا لَكُمْ فِيهِ آيَٰتٍ ٣٥ وَزَكَرْنَاكَ يٰٓأَيُّهَا الْمَلِكُ

أَوْ رَشَّاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ٢٨ ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا

ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا ۲۸ تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے ۲۸ اور انھیں

كَانُوا مُنْتَظَرِينَ ٢٩ ﴿وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ٣٠ ﴿

مہلت نہ دی گئی ۲۹ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی ۳۰

مِنْ فِرْعَوْنَ ٣١ إِنَّهُ كَانَ عَلِيًّا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ٣١ ﴿وَلَقَدْ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ

فرعون سے ۳۱ بے شک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا اور بے شک ہم نے انھیں ۳۱

عَلِيمَ عَلَى الْعَالَمِينَ ٣٢ ﴿وَاتَيْنَاهُمْ مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَءٌ مُّبِينٌ ٣٣ ﴿إِنَّ

دانستہ چن لیا اس زمانہ والوں سے ۳۲ اور ہم نے انھیں وہ نشانیوں عطا فرمائیں جن میں صریح انعام تھا ۳۲ بے شک

هَؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ٣٤ ﴿إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ ٣٥ ﴿

یہ ۳۴ کہتے ہیں وہ تو نہیں مگر ہمارا ایک دفعہ کا مرنا ۳۴ اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے ۳۵

فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ٣٦ ﴿أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۚ وَالَّذِينَ

تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو ۳۶ کیا وہ بہتر ہیں ۳۶ یا تیج کی قوم ۳۸ اور جو

مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ ٣٧ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ٣٨ ﴿وَمَا خَلَقْنَا

ان سے پہلے تھے ۳۷ ہم نے انھیں ہلاک کر دیا ۳۷ وہ مجرم لوگ تھے ۳۸ اور ہم نے نہ بنائے

۳۷ یعنی بنی اسرائیل کو جو ان کے ہم مذہب تھے نہ رشتہ دار نہ دوست ۳۸ کیونکہ وہ ایماندار نہ تھے اور ایماندار جب مرتا ہے تو اس پر آسمان و زمین چالیس روز

تک روتے ہیں جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے مجاہد سے کہا گیا کہ کیا مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں فرمایا: زمین کیوں نہ روئے اس بندے پر جو زمین

کو اپنے رکوع و بخروج سے آباد رکھتا تھا اور آسمان کیوں نہ روئے اس بندے پر جس کی تسبیح و تکبیر آسمان میں پہنچتی تھی۔ حسن کا قول ہے کہ مومن کی موت پر آسمان والے

اور زمین والے روتے ہیں۔ ۳۹ تو بہ وغیرہ کے لیے عذاب میں گرفتار کرنے کے بعد۔ ۳۷ یعنی غلامی اور شافعی خدمتوں اور محتوتوں سے اور اولاد کے قتل کئے

جانے سے جو انہیں پہنچتا تھا ۳۷ یعنی بنی اسرائیل کو۔ ۳۸ کہ ان کے لیے دریا میں خشک رستے بنائے، ابر کو سائبان کیا، من و سلوی اتارا، اس کے علاوہ اور نعمتیں

دیں۔ ۳۳ کفار مکہ۔ ۳۴ یعنی اس زندگانی کے بعد سوائے ایک موت کے ہمارے لیے اور کوئی حال باقی نہیں اس سے ان کا مقصود بعثت یعنی موت کے بعد زندہ

کئے جانے کا انکار کرنا تھا جس کو اگلے جملے میں واضح کر دیا۔ (کبیر) ۳۵ بعد موت زندہ کر کے۔ ۳۶ اس بات میں کہ ہم بعد مرنے کے زندہ کر کے اٹھائے جائیں

گے۔ کفار مکہ نے یہ سوال کیا تھا کہ قُصَّی بن کلاب کو زندہ کر دو اگر موت کے بعد کسی کا زندہ ہونا ممکن ہو اور یہ ان کی جاہلانہ بات تھی کیونکہ جس کام کے لیے وقت

معین ہو اس کا اس وقت سے قبل وجود میں نہ آنا اس کے ناممکن ہونے کی دلیل نہیں ہوتا اور نہ اس کا انکار صحیح ہوتا ہے اگر کوئی شخص کسی نئے جے ہوئے درخت یا پودے

کو کہے کہ اس میں سے اب پھل نکالو ورنہ ہم نہیں مانیں گے کہ اس درخت سے پھل نکل سکتا ہے تو اس کو جاہل قرار دیا جائے گا اور اس کا انکار محض حُج (بیوقوفی) یا

مکابرہ ہوگا۔ ۳۷ یعنی کفار مکہ زور و قوت میں۔ ۳۸ مُجِجِ خَمْرِی بادشاہ یمن صاحب ایمان تھے اور ان کی قوم کافر تھی جو نہایت قوی زور آور و کثیر التعداد تھی۔

۳۹ کافراحتوں میں سے۔ ۴۰ اُن کے گُفر کے باعث۔ ۴۱ کافر مکر بعث۔

السُّبُوتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَبِيدَ ۖ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقْنَاهُمْ إِلَّا بِالْحَقِّ

آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ۳۸ ہم نے اُنہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ ۳۹

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۖ ﴿٣٩﴾ إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْعِلُ ۖ ﴿٤٠﴾

لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں ۳۹ بے شک فیصلہ کا دن ۴۰ ان سب کی میعاد ہے

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۖ ﴿٤١﴾ إِلَّا مَنْ رَحِمَ

جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا ۴۱ اور نہ ان کی مدد ہوگی ۴۲ مگر جس پر اللہ

اللَّهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۖ ﴿٤٢﴾ إِنَّ شَجَرَتَ الرَّقْمِ ۖ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ

رحم کرے ۴۲ بے شک وہی عزت والا مہربان ہے ۴۳ بے شک تھوڑے کا پیڑ ۴۴ گنہگاروں

الْأَثِيمِ ۖ ﴿٤٤﴾ كَالْهَمَلِ ۖ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۖ ﴿٤٥﴾ كَغَلِي الْحَمِيمِ ۖ ﴿٤٦﴾ خُدُوهُ

کی خوراک ہے ۴۵ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارے ۴۶ جیسا کھولتا پانی جوش مارے ۴۷ اسے پکڑو ۴۸

فَاعْتَلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۖ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ صَبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ

ٹھیک بھرتی آگ کی طرف بزرگھیٹے لے جاؤ ۴۸ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا

الْحَمِيمِ ۖ ﴿٤٩﴾ ذُقْ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۖ ﴿٥٠﴾ إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ

عذاب ڈالو ۴۹ چکھ ۵۰ ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے ۵۱ بے شک یہ ہے وہ ۵۲ جس میں تم

تَمْتَرُونَ ۖ ﴿٥١﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۖ ﴿٥٢﴾ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۖ ﴿٥٣﴾

شہر کرتے تھے ۵۱ بے شک ڈر والے امان کی جگہ میں ہیں ۵۲ باغوں اور چشموں میں

۵۴ اگر مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و ثواب نہ ہو تو خلق کی پیدائش محض فنا کے لیے ہوگی اور یہ عُبْثٌ و لَعْبٌ ہے، تو اس دلیل سے ثابت ہوا کہ اس دنیوی زندگی

کے بعد اخروی زندگی ضرور ہے جس میں حساب و جزا ہو۔ ۵۳ کہ طاعت پر ثواب دیں اور معصیت پر عذاب کریں۔ ۵۴ کہ پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے اور حکیم

کافل عیب نہیں ہوتا۔ ۵۵ یعنی روز قیامت جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا۔ ۵۶ اور قرابت و محبت نفع نہ دے گی۔ ۵۷ یعنی

کافروں کی۔ ۵۸ یعنی سوائے مؤمنین کے کہ وہ باذن الہی ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔ ۵۹ تھوڑے ایک خبیث نہایت کڑوا درخت ہے جو اہل

جہنم کی خوراک ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک قطرہ اس تھوڑے کا دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو اہل دنیا کی زندگی خراب ہو جائے۔ ۶۰ ابو جہل کی اور اس کے

ساتھیوں کی جو بڑے گنہگار ہیں۔ ۶۱ جہنم کے فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ ۶۲ یعنی گنہگار کو۔ ۶۳ اور اس وقت دوزخی سے کہا جائے گا کہ ۶۴ اس عذاب کو۔

۶۵ ملائکہ یکدم اہانت اور تذلیل کے لیے کہیں گے کیونکہ ابو جہل کہا کرتا تھا کہ ”بھلا“ میں میں بڑا عزت والا کرم والا ہوں اُس کو عذاب کے وقت یہ طعنہ دیا جائے

گا اور کفار سے یہ بھی کہا جائے گا کہ ۶۶ عذاب جو تم دیکھتے ہو۔ ۶۷ اور اس پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ اس کے بعد پرہیزگاروں کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ۶۸ جہاں

يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٥٢﴾ كَذَلِكَ قَفْ وَرَوْحُهُمْ

پہنیں گے کرب اور قنادیز وہ آنے سائے وہ یونہی ہے اور ہم نے انہیں بیاہ دیا

بِحُورٍ عَيْنٍ ﴿٥٣﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ

نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے وہ امن و امان سے وہ اس میں پہلی

فِيهَا النُّبُوتُ إِلَّا النُّبُوتَةُ الْأُولَىٰ ﴿٥٦﴾ وَوَقَهُمُ عَذَابُ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا

موت کے سوا وہ موت نہ چکھیں گے اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچا لیا وہ تمہارے

مِّن رَّبِّكَ ﴿٥٧﴾ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ

رب کے فضل سے یہی بڑی کامیابی ہے تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں وہ آسان کیا کہ

يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٩﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

وہ سمجھیں وہ تو تم انتظار کرو وہ بھی کسی انتظار میں ہیں وہ

﴿٥٩﴾ ایتھا ٣٤ ﴿٥٩﴾ سُوْرَةُ الْحَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ ٦٥ ﴿٥٩﴾ رُكُوْعَاتُهَا ٢ ﴿٥٩﴾

سورہ جاثیہ مکیہ ہے، اس میں سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

حَمْدٌ ﴿١﴾ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّ فِي السَّمَوَاتِ

کتاب کا اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے بے شک آسمانوں

وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٤﴾

اور زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے وہ اور تمہاری پیدائش میں وہ اور جو جانور وہ پھیلاتا ہے

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٥﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٦﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٧﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٨﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٩﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿١٠﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿١١﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿١٢﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿١٣﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿١٤﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿١٥﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿١٦﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿١٧﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿١٨﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿١٩﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٢٠﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٢١﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٢٢﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٢٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٢٤﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٢٥﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٢٦﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٢٧﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٢٨﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٢٩﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٣٠﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٣١﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٣٢﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٣٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٣٤﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٣٥﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٣٦﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٣٧﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٣٨﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٣٩﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٤٠﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٤١﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٤٢﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٤٣﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٤٤﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٤٥﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٤٦﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٤٧﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٤٨﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٤٩﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٥٠﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٥١﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٥٢﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٥٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٥٤﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٥٥﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٥٦﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٥٧﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٥٨﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٥٩﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٦٠﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٦١﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٦٢﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٦٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٦٤﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٦٥﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٦٦﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٦٧﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٦٨﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٦٩﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٧٠﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٧١﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٧٢﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٧٣﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٧٤﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٧٥﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٧٦﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٧٧﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٧٨﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٧٩﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٨٠﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٨١﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٨٢﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٨٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٨٤﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٨٥﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٨٦﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٨٧﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٨٨﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٨٩﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٩٠﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٩١﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٩٢﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٩٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٩٤﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٩٥﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٩٦﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٩٧﴾

وَمَا يَشَاءُ يَفْعَلُ ﴿٩٨﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿٩٩﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ ﴿١٠٠﴾

أَيُّ لِقَوْمٍ يُوقَتُونَ ۝ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

ان میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں وے اور اس میں کہ اللہ

مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَاهُ إِلَّا رُضَّ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ

نے آسمان سے روزی کا سبب مینہ اُتارا تو اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور ہواؤں کی

الرِّيحِ أَيُّ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ

گردش میں وے نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر حق کے ساتھ

بِالْحَقِّ قَبَائِي حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيُلْ لِّكُلِّ

پڑھتے ہیں پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کوئی بات پر ایمان لائیں گے خرابی ہے ہر بڑے

أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ

بہتان ہائے گنہگار کے لیے وے اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جتا ہے وے غرور کرتا وے گویا

يَسْمَعُهَا فَبَشْرُهُ بَعْدَ آيَاتِهِ ۝ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا

انھیں سنا ہی نہیں تو اُسے خوش خبری سنا و دردناک عذاب کی اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی پر اطلاع پائے اس کی

هُزُؤًا ۝ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِي

ہنسی بناتا ہے اُن کے لیے خواری کا عذاب اُن کے پیچھے جہنم ہے وے اور انھیں کچھ کام

عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۝ وَلَهُمْ

نہ دے گا ان کا کمایا ہوا وے اور نہ وہ جو اللہ کے سوا حمایتی ٹھہرا رکھے تھے وے اور ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ هَذَا هُدًى ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ

بڑا عذاب ہے یہ وے راہ دکھانا ہے اور جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا اُن کے لیے

عَذَابٌ مِّن رَّجْزِ آيَاتِهِ ۝ اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلُكُ

دردناک عذاب میں سے سخت تر عذاب ہے اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کر دیا کہ اس میں اس کے

وے کہ کبھی گھٹتے ہیں کبھی بڑھتے ہیں اور ایک جاتا ہے دوسرا آتا ہے۔ وے کہ کبھی گرم چلتی ہیں کبھی سرد کبھی جنوبی کبھی شمالی کبھی شرقی کبھی غربی۔ وے یعنی نضر بن

حارث کے لیے۔ شان نزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو عجم کے قسے کہانیاں سنا کر لوگوں کو قرآن پاک سننے سے روکتا تھا اور

آیت ہر ایسے شخص کے لیے عام ہے جو دین کو ضرر پہنچائے اور ایمان لانے اور قرآن سننے سے تکبر کرے۔ وے یعنی اپنے کفر پر۔ وے ایمان لانے سے۔ وے یعنی

بعد موت ان کا انجام کار اور مال (ٹھکانا) دوزخ ہے۔ وے مال جس پر وہ بہت نازاں ہیں۔ وے یعنی بت جن کو پوچھا کرتے تھے۔ وے قرآن شریف۔

فِيهِ بِأَمْرٍ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ

حکم سے کشتیاں چلیں اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو ۱۲ اور اس لیے کہ حق مانو ۱۳ اور تمہارے لیے کام میں لگائے

مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

جو کچھ آسمانوں میں ہیں ۱۴ اور جو کچھ زمین میں ۱۵ اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں

يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُ اللَّهُ وَإِلَى اللَّهِ يَرْجُونَ أَيَّامَ

سوچنے والوں کے لیے ایمان والوں سے فرماؤ درگزریں اُن سے جو اللہ کے دنوں کی اُمید نہیں

اللَّهُ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَن عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ

رکھتے ۱۴ تاکہ اللہ ایک قوم کو اس کی کمائی کا بدلہ دے ۱۵ جو بھلا کام کرے تو اپنے لیے

وَمَن أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي

اور بُرا کرے تو اپنے بُرے کو ۱۶ پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے ۱۷ اور بے شک ہم نے بنی

إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَ

اسرائیل کو کتاب ۱۸ اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی ۱۹ اور ہم نے انھیں ستمی روزیاں دیں ۲۰ اور

فَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوا

انھیں اُن کے زمانہ والوں پر فضیلت بخشی اور ہم نے انھیں اس کام کی ۲۱ روشن دلیلیں دیں تو انھوں نے اختلاف نہ کیا ۲۲

۲۳۔ بحری سفروں سے اور تجارتوں سے اور غزوہ (غوطہ خوری) کرنے اور موتی وغیرہ نکالنے سے۔ ۲۴۔ اس کے نعمت و کرم اور فضل و احسان کا۔ ۲۵۔ سورج

چاند ستارے وغیرہ۔ ۲۶۔ چوپائے درخت نہریں وغیرہ۔ ۲۷۔ چونکہ اس نے مومنین کی مدد کے لیے مقرر فرمائے یا ”اللہ تعالیٰ کے دنوں“ سے وہ وقائع (واقعات)

مراد ہیں جن میں وہ اپنے دشمنوں کو گرفتار کرتا ہے بہر حال اُن امید نہ رکھتے والوں سے مراد کفار ہیں اور معنی یہ ہیں کہ کفار سے جو ایذا پہنچے اور ان کے کلمات جو تکلیف

پہنچائیں مسلمان ان سے درگزر کریں مُنَازَعَت (جھگڑا) نہ کریں۔ (وَقِيلَ إِنَّ الْآيَةَ مَنسُوحَةٌ بِآيَةِ الْقِتَالِ)۔ شان نزول: اس آیت کی شان نزول میں کئی قول

ہیں: ایک یہ کہ غزوہ بنی مُصَلَّت میں مسلمان بَیْرُ مَرْيَسِیْع پر اترے، یہ ایک کنواں تھا عبد اللہ بن اُبی منافق نے اپنے غلام کو پانی کے لیے بھیجا وہ دیر میں آیا تو اس

سے سبب دریافت کیا اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے تھے، جب تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکیں نہ بھر گئیں اس وقت تک انہوں نے کسی کو پانی بھرنے نہ دیا۔ یہ سن کر اس بد بخت نے ان حضرات کی شان میں گستاخانہ کلمے کہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ تلوار لے کر تیار ہوئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس تقدیر پر آیت مدنی ہوگی۔ مُقَاتِل کا قول ہے کہ قبیلہ بنی غفار

کے ایک شخص نے مکہ مکرمہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی تو آپ نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ جب آیت

”مَنْ ذَا الَّذِي يُغْرِضُ اللَّهَ قَرَضًا حَسَنًا“ نازل ہوئی تو فتح خاص یہودی نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا رب محتاج ہو گیا (معاذ اللہ تعالیٰ) اس کو سن

کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کھینچی اور اس کی تلاش میں نکلے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر انہیں واپس بلوایا۔ ۱۸۔ یعنی ان کے

اعمال کا۔ ۱۹۔ نیکی اور بدی کا ثواب اور عذاب اس کے کرنے والے پر ہے۔ ۲۰۔ وہ نیکیوں اور بدوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔ ۲۱۔ یعنی تورات۔ ۲۲۔ ان

میں بکثرت انبیاء پیدا کر کے۔ ۲۳۔ حلال کشائش کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے اموال و دیار کا مالک کر کے اور مَنْ و سَلَوٰی نازل فرما کر۔ ۲۴۔ یعنی امر دین

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ لَا بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ

مگر بعد اس کے کہ علم اُن کے پاس آچکا ۱۷ آپس کے حسد سے بے شک تمہارا رب قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۱۸ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ

اُن میں فیصلہ کردے گا جس بات میں اختلاف کرتے ہیں پھر ہم نے اس کام کے ۱۸

مِّنَ الْأُمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۱۹ إِنَّهُمْ

عمدہ راستہ پر تھیں کیا ۱۹ تو اسی راہ چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو ۱۹ بے شک وہ

لَن يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ط وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ

اللہ کے مقابل تمہیں کچھ کام نہ دیں گے اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے

بَعْضٌ ج وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۲۰ هَذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ

دوست ہیں ۲۰ اور دُر والوں کا دوست اللہ ۲۰ یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے ۲۰ اور ایمان والوں کے لیے

لِقَوْمٍ يُؤْقِنُونَ ۲۱ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ

ہدایت و رحمت کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ۲۱ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان

كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۲۲ سَاءَ

جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کی اُن کی زندگی اور موت برابر ہو جائے ۲۲ کیا ہی

مَا يَحْكُمُونَ ۲۱ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ

بُرْا حکم لگاتے ہیں ۲۱ اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا ۲۱ اور اس لیے کہ

اور بیانِ حلال و حرام اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی۔ ۲۵ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت میں۔ ۲۶ اور علمِ زوال

اختلاف کا سبب ہوتا ہے اور یہاں ان لوگوں کے لیے اختلاف کا سبب ہوا اس کا باعث یہ ہے کہ علم ان کا مقصود نہ تھا بلکہ مقصود ان کا جاہ و ریاست کی طلب تھی اسی

لیے انہوں نے اختلاف کیا۔ ۲۷ کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کے بعد اپنے جاہ و ریاست کے اندیشہ سے آپ کے ساتھ حسد

اور دشمنی کی اور کافر ہو گئے۔ ۲۸ یعنی دین کے ۲۹ اے حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۰ یعنی رؤسائے قریش کی جو اپنے دین کی دعوت دیتے

ہیں۔ ۲۱ صرف دنیا میں اور آخرت میں ان کا کوئی دوست نہیں۔ ۲۲ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ۲۳ اور والوں سے مراد مومنین ہیں اور آگے قرآن پاک کی

نسبت ارشاد ہوتا ہے ۲۳ کہ اس سے انہیں امورِ دین میں بینائی حاصل ہوتی ہے۔ ۲۴ کفر و معاصی کا۔ ۲۵ یعنی ایمانداروں اور کافروں کی موت و حیات

برابر ہو جائے ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ ایماندار زندگی میں طاعت پر قائم رہے اور کافر بدیوں میں ڈوبے رہے تو ان دونوں کی زندگی برابر نہ ہوئی ایسے ہی موت بھی

یکساں نہیں کہ مومن کی موت بشارت و رحمت و کرامت پر ہوتی ہے اور کافر کی رحمت سے مایوسی اور ندامت پر۔ شانِ نزول: مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے

مسلمانوں سے کہا تھا اگر تمہاری بات حق ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا ہو تو بھی ہم ہی افضل رہیں گے جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل

ہوئی۔ ۲۶ مخالف، سرکش مخلص فرمانبردار کے برابر کیسے ہو سکتا ہے مومنین جناتِ عالیا میں عزت و کرامت اور عیش و راحت پائیں گے اور کفار اسفل السافلین

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ

ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے ۲۸ اور اُن پر ظلم نہ ہوگا بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش

إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ

کو اپنا خدا ٹھہرا لیا ۲۹ اور اللہ نے اُسے باوصف علم کے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی

عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشْوَةٌ ۖ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ وَ

آنکھوں پر پردہ ڈالا ۳۰ تو اللہ کے بعد اُسے کون راہ دکھائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور

قَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ

بولے ۳۱ وہ تو نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی ۳۲ مرتے ہیں اور جیتے ہیں ۳۳ اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ ۳۴

وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

اور انھیں اس کا علم نہیں ۳۵ وہ تو نہ گمان دوڑاتے ہیں ۳۶ اور جب اُن پر ہماری روشن

أَيُّهَا بَيِّنَاتٌ مَّا كَانَتْ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا اتَّبُوا آبَاءَنَا إِنَّا كُنْتُمْ

آیتیں پڑھی جائیں ۳۷ تو بس اُن کی حجت یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ ۳۸ تم اگر

صٰدِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْعَلُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ

سچے ہو ۳۹ تم فرماؤ اللہ تمہیں جلاتا ہے ۴۰ پھر تم کو مارے گا ۴۱ پھر تم سب کو اکٹھا کرے گا ۴۲ قیامت

میں ذلت و اہانت کے ساتھ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ۴۳ کہ اس کی قدرت و وحدانیت کی دلیل ہو۔ ۴۴ نیک نیکی کا اور بدی کا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس عالم کی پیدائش سے ظہار عدل و رحمت مقصود ہے اور یہ پوری طرح قیامت ہی میں ہو سکتا ہے کہ اہل حق اور اہل باطل میں امتیاز کامل ہو مومن مخلص درجہات جنت میں ہوں اور کافر نافرمان درکات جہنم (دوزخ کے طبقات) میں۔ ۴۵ اور اپنی خواہش کا تابع ہو گیا جسے نفس نے چاہا پوجنے لگا مشرکین کا یہی حال تھا کہ وہ پتھر اور سونے اور چاندی وغیرہ کو پوجتے تھے جب کوئی چیز انہیں پہلی چیز سے اچھی معلوم ہوتی تھی تو پہلی کو توڑ دیتے پھینک دیتے دوسری کو پوجنے لگتے۔ ۴۶ کہ اس گمراہ نے حق کو جان پہچان کر بے راہی اختیار کی۔ مفسرین نے اس کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے انجام کار اور اس کے ثقی ہونے کو جانتے ہوئے اُسے گمراہ کیا یعنی اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا تھا کہ یہ اپنے اختیار سے راہ حق سے منحرف ہوگا اور گمراہی اختیار کرے گا۔ ۴۷ تو اس نے ہدایت و موعظت (تبلیغ) کو نہ سنا اور نہ سمجھا اور راہ حق کو نہ دیکھا۔ ۴۸ منکرین بعث۔ ۴۹ یعنی اس زندگی کے علاوہ اور کوئی زندگی نہیں۔ ۵۰ یعنی بعض مرتے ہیں اور بعض پیدا ہوتے ہیں۔ ۵۱ یعنی روز و شب کا دورہ وہ اسی کو مؤثر اعتقاد کرتے تھے اور ملک الموت کا اور حکم الہی رو میں قبض کئے جانے کا انکار کرتے تھے اور ہر ایک حادثہ کو وہ ہر روز زمانہ کی طرف منسوب کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۵۲ یعنی وہ یہ بات بے علمی سے کہتے ہیں۔ ۵۳ خلاف واقع۔ مسئلہ: حوادث کو زمانہ کی طرف نسبت کرنا اور ناگوار حوادث رونما ہونے سے زمانہ کو برا کہنا ممنوع ہے احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ ۵۴ یعنی قرآن پاک کی آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے بعث بعد الموت پر قادر ہونے کی دلیلیں مذکور ہیں جب کفار ان کے جواب سے عاجز ہوتے ہیں۔ ۵۵ زندہ کر کے۔ ۵۶ اس بات میں کہ مُردے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ ۵۷ دنیا میں بعد اس کے کہ تم بے جان نطفہ تھے۔ ۵۸ تمہاری عمریں پوری ہونے کے وقت۔ ۵۹ زندہ کر کے۔ تو جو پروردگار ایسی قدرت والا ہے وہ تمہارے باپ دادا کے زندہ کرنے پر بھی بالیقین قادر ہے وہ سب کو زندہ کرے گا۔

۲۵۹

الْقِيَمَةُ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ

کے دن جس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت آدمی نہیں جانتے ۵۴ اور اللہ ہی کے لیے ہے

السُّبُوتِ وَالْأَرْضِ ط وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُخْسِرُ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جس دن قیامت قائم ہوگی باطل والوں کی اس

الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾ وَ تَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَآئِيَةً قَفْ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَى كِتَابِهَا ط

دن ہر ہے ۵۵ اور تم ہر گروہ ۵۶ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا ۵۷

الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ هَذَا كِتَابُنَا يُنْطَقُ عَلَيْكُمْ

آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا ہمارا یہ نوختہ تم پر حق

بِالْحَقِّ ط اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا

بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے ۵۸ جو تم نے کیا تو وہ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فَيَدْخُلُهُمْ رَٰبُّهُمْ فِي رَٰحَتِهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

اور اچھے کام کیے ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں لے گا ۵۹ یہی کھلی

السُّبِيْنُ ﴿٣٠﴾ وَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا قَفْ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰتِيْتَنِيْ تَسْلٰى عَلٰیكُمْ

کامیابی ہے اور جو کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا کیا نہ تھا کہ میری آیتیں پڑھی جاتی تھیں

فَاَسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا قِيلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

تو تم تکبر کرتے تھے ۶۰ اور تم مجرم لوگ تھے اور جب کہا جاتا ہے شک اللہ کا وعدہ ۶۱ سچا ہے

وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا

اور قیامت میں شک نہیں ۶۲ تم کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہمیں تو یونہی کچھ گمان سا

ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِسٰتِقِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتٍ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ

ہوتا ہے اور ہمیں ۶۳ یقین نہیں اور اُن پر کھل گئیں ۶۴ ان کے کاموں کی بُرائیاں ۶۵ اور انہیں گھیر لیا

۵۴ اس کو کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے اور ان کا نہ جاننا دلائل کی طرف مُلَقِّفَت نہ ہونے اور غور نہ کرنے کے باعث ہے۔ ۵۵ یعنی اُس دن کافروں

کا ٹوٹے میں ہونا ظاہر ہوگا۔ ۵۶ یعنی ہر دین والے۔ ۵۷ اور فرمایا جائے گا ۵۸ یعنی ہم نے فرشتوں کو تمہارے عمل لکھنے کا حکم دیا تھا۔ ۵۹ جنت میں داخل فرمائے

گا۔ ۶۰ اور ان پر ایمان نہ لاتے تھے۔ ۶۱ مُردوں کو زندہ کرنے کا۔ ۶۲ وہ ضرور آئے گی تو ۶۳ قیامت کے آنے کا ۶۴ یعنی کفار پر آخرت میں۔ ۶۵ جو انہوں

مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٣﴾ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنْسُكُمُ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ

اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے اور فرمایا جائے گا آج ہم تمہیں چھوڑ دیں گے ۶۷ جیسے تم اپنے اس دن کے ملنے کو

يَوْمَكُمْ هَذَا وَمَا لَكُمْ الثَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّصِيرِينَ ﴿٣٤﴾ ذَلِكُمْ بِأَنكُمْ

بھولے ہوئے تھے ۶۸ اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ۶۸ یہ اس لیے کہ تم

اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَآوَعَزَّيْتُمْ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ

نے اللہ کی آیتوں کا ٹھٹھا (مذاق) بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا ۶۹ تو آج نہ وہ آگ سے نکالے

مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٥﴾ فَلِلَّهِ الْحُكْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ

جائیں اور نہ اُن سے کوئی منانا چاہے ۷۰ تو اللہ ہی کے لیے سب خوبیاں ہیں آسمانوں کا رب اور زمین

الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ

کا رب اور سارے جہاں کا رب اور اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾

اور وہی عزت و حکمت والا ہے

نے دنیا میں کئے تھے اور ان کی سزائیں۔ ۶۶ عذابِ دوزخ میں۔ ۶۷ کہ ایمان و طاعت چھوڑ بیٹھے۔ ۶۸ جو تمہیں اس عذاب سے بچا سکے۔ ۶۹ کہ تم اس کے مفتوں (فتنے میں مبتلا) ہو گئے اور تم نے بعث و حساب کا انکار کر دیا۔ ۷۰ یعنی اب اُن سے یہ بھی مطلوب نہیں کہ وہ توبہ کر کے اور ایمان و طاعت اختیار کر کے اپنے رب کو راضی کریں کیونکہ اس روز کوئی عذر اور توبہ قبول نہیں۔

﴿اٰیٰتِهَا ۳۵﴾ ﴿سُوْرَةُ الْاِخْفَافِ مَكِّيَّةٌ ۲۶﴾ ﴿رُكُوْعَاتِهَا ۴﴾

سورۃ اخفاف مکہ ہے، اس میں پینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

حَمَّ ۱ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۲ مَا خَلَقْنَا

یہ کتاب اُتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے ہم نے نہ بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۳ وَ

آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ و ایک مقرر معیار پر و

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۴ قُلْ اَرَاۤءَیْتُمْ مَّا

کافر اس چیز سے کہ ڈرائے گئے و منہ پھیرے ہیں و تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اُرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ

تم اللہ کے سوا پوجتے ہو و مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین کا کون سا ذرہ بنایا یا

شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۵ اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثَرٍ ۶ مِّنْ عِلْمِ

آسمان میں اُن کا کوئی حصہ ہے میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب و یا کچھ بچا کچھ علم و

اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۷ وَمَنْ اَضَلُّ مِّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ

اگر تم سچے ہو و اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا الہیوں کو پوجے و جو

لَا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۸ وَ

قیامت تک اس کی نہ سُنیں اور انھیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں و اور

وَلَا سُوْرَةُ الْاِخْفَافِ مِکِیَّہ ہے مگر بعض کے نزدیک اس کی چند آیتیں مدنی ہیں جیسے کہ آیت ”قُلْ اَرَاۤیْتُمْ“ اور آیت ”فَاَصْبِرْ کَمَا صَبَرَ“ اور تین ۳ آیتیں ”وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ“ اس سورت میں چار رکوع اور پینتیس آیتیں اور چھ سو چوالیس کلمے اور دو ہزار پانچ سو پچانوے حرف ہیں۔ و یعنی قرآن شریف و کہ

ہماری قدرت و وحدانیت پر دلالت کریں و وہ مقرر معیار روز قیامت ہے جس کے آجانے پر آسمان و زمین فنا ہو جائیں گے۔ و اس چیز سے مراد یا عذاب ہے یا روز قیامت کی وحشت یا قرآن پاک جو بعث و حساب کا خوف دلاتا ہے۔ و کہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ و یعنی بُت جنہیں معبود ٹھہراتے

ہو۔ و جو اللہ تعالیٰ نے قرآن سے پہلے اتاری ہو مراد یہ ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن مجید توحید اور ابطال شرک پر ناطق ہے اور جو کتاب بھی اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی اس میں یہی بیان ہے تم کتب الہیہ میں سے کوئی ایک کتاب تو ایسی لے آؤ جس میں تمہارے دین (بت پرستی) کی شہادت ہو۔ و پہلوں کا و اپنے اس دعوے میں کہ خدا کا کوئی شریک ہے جس کی عبادت کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔ و یعنی بتوں کو و کیونکہ وہ جماد بے جان ہیں۔

إِذَا حَشَرَ النَّاسَ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءٌ وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كُفَرِينَ ۝۶ وَ

جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے ۱۳ اور ان سے منکر ہو جائیں گے ۱۴ اور

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَبَّا جَاءَهُمْ لَا

جب اُن پر ۱۵ پڑھی جائیں ہماری روشن آیتیں تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو ۱۶ کہتے ہیں

هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝۷ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۝۸ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا

یہ کھلا جادو ہے ۱۷ کیا کہتے ہیں انھوں نے اسے جی سے بنایا ۱۸ تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے بنالیا ہوگا

تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۝۹ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۝۱۰ كَفَىٰ بِهِ

تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے ۱۹ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو ۲۰ اور وہ کافی ہے

شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۝۱۱ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝۱۲ قُلْ مَا كُنْتُ

میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ۲۱ تم فرماؤ میں کوئی

بِدْعَا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرَايَ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۝۱۳ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا

انوکھا رسول نہیں ۲۲ اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا ۲۳ میں تو اسی کا تابع ہوں

۱۳ یعنی بت اپنے پیچاریوں کے۔ ۱۴ اور کہیں گے کہ ہم نے انہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی درحقیقت یہ اپنی خواہشوں کے پرستار تھے۔ ۱۵ یعنی اہل مکہ

پر ۱۶ یعنی قرآن شریف کو بغیر غور و فکر کے اور اچھی طرح سے ۱۷ کہ اس کے جادو ہونے میں شبہ نہیں اور اس سے بھی بدتر بات کہتے ہیں جس کا آگے ذکر ہے۔

۱۸ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ ۱۹ یعنی اگر بالفرض میں دل سے بتاتا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام بتاتا تو وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہوتا اور

اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے افتراء کرنے والے کو جلد عقوبت میں گرفتار کرتا ہے تمہیں تو یہ قدرت نہیں کہ تم اس کی عقوبت سے بچا سکو یا اس کے عذاب کو دفع کر سکو تو کس

طرح ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا۔ ۲۰ اور جو کچھ قرآن پاک کی نسبت کہتے ہو۔ ۲۱ یعنی اگر تم کفر سے توبہ کر کے ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے گا اور تم پر رحمت کرے گا۔ ۲۲ مجھ سے پہلے بھی رسول آپکے ہیں تو تم کیوں نبوت کا انکار کرتے ہو۔ ۲۳ اس کے معنی میں مفسرین

کے چند قول ہیں ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے مردی ہے کہ جب یہ آیت نازل

ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزى کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا یکساں حال ہے انہیں ہم پر کچھ بھی

فضیلت نہیں اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ اُن کے ساتھ کیا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے آیت ”لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ

مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ“ نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا

یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”لِيُذْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ“ اور یہ

آیت نازل ہوئی ”بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا“ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اور مؤمنین کے ساتھ کیا۔ دوسرا

قول آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور کو اپنا بھی معلوم ہے، مؤمنین کا بھی، مکذبین کا بھی۔ معنی یہ ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے گا؟ یہ معلوم نہیں۔ اگر یہ

معنی لیے جائیں تو بھی آیت منسوخ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ بھی بتادیا ”لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“ اور ”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ“ بہر حال

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرمادیا خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت

کے اور اگر روایت بمعنی ادراک بالقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤید ہے۔

مَا يُوحَىٰ إِلَىٰ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ قُلْ أَسَاءُ يَتَّبِعُونَ إِنْ كَانَ مِنْ

جو مجھے وحی ہوتی ہے ۲۴ اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن

عِنْدَ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ

اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ ۲۵ اس پر گواہی دے چکا ۲۶

فَأَمِّنْ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ وَقَالَ

تو وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا ۲۷ اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۖ وَإِذْ

کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس میں ۲۸ کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ۲۹ ہم سے آگے اس تک نہ پہنچ جاتے ۳۰ اور جب

لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَيَقُولُونَ هَذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ۝ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ

انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب ۳۱ کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی

مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۖ وَهَذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانٍ عَرَبِيٍّ لِّبْنِي

کتاب ۳۲ ہے پیشوا اور مہربانی اور یہ کتاب ہے تصدیق فرماتی ۳۳ عربی زبان میں کہ ظالموں

الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ

کو ڈر سنانے اور نیکوں کو بشارت ۳۴ وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے

ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

پھر ثابت قدم رہے ۳۵ نہ ان پر خوف ۳۶ نہ ان کو غم ۳۷ وہ جنت

الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ جَزَاءٌ لِّمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَصَيَّرْنَا الْإِنْسَانَ

والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا انعام اور ہم نے آدمی کو حکم کیا

علامہ نیشاپوری نے اس آیت کے تحت فرمایا: ”میں“ کہ اس میں نفی اپنی ذات سے جاننے کی ہے ”مِنْ جِهَةِ الْوَحْيِ“ جاننے کی نفی نہیں۔ ۳۸ یعنی میں جو کچھ جانتا

ہوں اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جانتا ہوں۔ ۳۹ وہ حضرت عبد اللہ بن سلام ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی صحت نبوت کی شہادت

دی۔ ۴۰ کہ وہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ۴۱ اور ایمان سے محروم رہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ۴۲ یعنی دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں ۴۳ غریب لوگ ۴۴ شان نزول: یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اگر دین محمدی حق ہوتا تو فلاں وفلاں اس کو ہم سے پہلے کیسے قبول

کر لیتے۔ ۴۵ عناد سے قرآن شریف کی نسبت ۴۶ توریت ۴۷ پہلی کتابوں کی ۴۸ اللہ تعالیٰ کی توحید اور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

شریعت پر دم آخر تک ۴۹ قیامت میں ۵۰ موت کے وقت۔

بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمَلُهُ وَ

کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جہی اس کو تکلیف سے اور اُسے اٹھائے پھرنا اور

فُضِّلَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا بَدَغُ أَسَدُهُ وَبَدَغُ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۖ

اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے ۳۰ یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا ۳۸ اور چالیس برس کا ہوا ۳۹

قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ

عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ۴۰

وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ

اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے ۴۱ اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح (نیکی) رکھ ۴۲ میں تیری طرف رجوع لایا ۴۳

وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝۱۵ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ تَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا

اور میں مسلمان ہوں ۴۴ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول

۴۰ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ“ تو حمل کے لیے چھ ماہ باقی رہے یہی قول ہے امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا اور حضرت امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس آیت سے رضاع کی مدت ڈھائی سال ثابت ہوتی ہے۔ مسئلہ کی تفصیل مع دلائل کتب اصول میں مذکور ہیں۔ ۳۸ اور عقل و قوت مستحکم ہوئی اور یہ بات تیس سے چالیس سال تک کی عمر میں حاصل ہوتی ہے۔ ۳۹ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ کی عمر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو سال کم تھی جب حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اس وقت حضور کی عمر شریف بیس سال کی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمراہی میں بغرض تجارت ملک شام کا سفر کیا ایک منزل پر ٹھہرے وہاں ایک پیری کا درخت تھا حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے قریب ہی ایک راہب رہتا تھا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس چلے گئے راہب نے آپ سے کہا یہ کون صاحب ہیں جو اس پیری کے سایہ میں جلوہ فرما ہیں؟ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابن عبد اللہ ہیں عبد المطلب کے پوتے۔ راہب نے کہا: خدا کی قسم! یہ نبی ہیں، اس پیری کے سایہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے آج تک ان کے سوا کوئی نہیں بیٹھا یہی نبی آخر الزماں ہیں۔ راہب کی یہ بات حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اثر کر گئی اور نبوت کا یقین آپ کے دل میں جم گیا اور آپ نے صحبت شریف کی ملازمت اختیار کی سفر و حضر میں آپ سے جدا نہ ہوتے۔ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنی نبوت و رسالت کے ساتھ سرفراز فرمایا تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر ایمان لائے اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اڑتیس سال کی تھی جب حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی: ۴۱ کہ ہم سب کو ہدایت فرما اور اسلام سے مشرف کیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ابوقحافہ اور والدہ کا نام ام الخیر ہے۔ ۴۲ آپ کی یہ دعا بھی مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن عمل کی وہ دولت عطا فرمائی کہ تمام امت کے اعمال آپ کے ایک عمل کے برابر نہیں ہو سکتے آپ کی نیکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ نومومن جو ایمان کی وجہ سے سخت ایذاؤں اور تکلیفوں میں مبتلا تھے ان کو آپ نے آزاد کیا انہیں میں سے ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ نے یہ دعا کی۔ ۴۳ یہ دعا بھی مستجاب ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں صلاح رکھی آپ کی تمام اولاد مومن ہے اور ان میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مرتبہ کس قدر بلند و بالا ہے کہ تمام عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت دی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین بھی مسلمان اور آپ کے صاحبزادے محمد اور عبد اللہ اور عبد الرحمن اور آپ کی صاحبزادیاں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء اور آپ کے پوتے محمد بن عبد الرحمن یہ سب مومن اور سب شرف صحابیت سے مشرف صحابہ ہیں آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہو کہ اس کے والدین بھی صحابی ہوں خود بھی صحابی اولاد بھی صحابی پوتے بھی صحابی چار پوتے شرف صحابیت سے مشرف۔ ۴۴ ہر امر میں جس میں تیری رضا ہو۔ ۴۵ دل سے بھی اور زبان سے بھی۔

عَمِلُوا وَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعَدَ الصَّدُوقِ

فرمائیں گے ۵۵ اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنت والوں میں سچا وعدہ

الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۖ ۱۲) وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِي

جو انھیں دیا جاتا تھا ۵۴ اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو

أَنْ أُخْرِجَ وَقَدْ خَلَّتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ

کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں (توئیں) گزر چکیں ۵۸ اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں

وَيْلَكَ أَمِنْ ۖ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

تیری خرابی ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۵۷ تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی

الْأَوَّلِينَ ۖ ۱۴) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

کہانیاں یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی وہ ان گروہوں میں جو ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خُسِرِينَ ۖ ۱۵) وَلِكُلِّ

پہلے گزرے جن اور آدمی بے شک وہ زیاں کار (نقصان والے) تھے اور ہر ایک کے لیے ۵۹

دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوقِيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۖ ۱۶) وَ

اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں ۶۰ اور تاکہ اللہ ان کے کام انھیں پورے بھر دے ۶۱ اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور

يَوْمَ يُعَرِّضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۖ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمْ

جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے اُن سے فرمایا جائے گا تم اپنے ہتھ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں

الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۖ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ

فنا کر چکے اور انھیں برت چکے ۶۲ تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا سزا

۶۳ ان پر ثواب دیں گے۔ ۶۴ دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے۔ ۶۵ مراد اس سے کوئی خاص شخص نہیں ہے بلکہ ہر کافر جو بعثت

کا منکر ہو اور والدین کا نافرمان اور اس کے والدین اس کو دین حق کی دعوت دیتے ہوں اور وہ انکار کرتا ہو۔ ۶۶ ان میں سے کوئی مکر زندہ نہ ہوا۔ ۶۷ ماں

باپ۔ ۶۸ مُردے زندہ فرمانے کا۔ ۶۹ عذاب کی ۷۰ مومن ہو یا کافر ۷۱ یعنی منازل و مراتب ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت جنت کے درجات

بند ہوتے چلے جاتے ہیں اور جہنم کے درجات پست ہوتے چلے جاتے ہیں تو جن کے عمل اچھے ہوں وہ جنت کے اونچے درجے میں ہوں گے اور جو کفر و معصیت

میں انتہا کو پہنچ گئے ہوں وہ جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے۔ ۷۲ یعنی مومنوں اور کافروں کو فرما کر داری اور نافرمانی کی پوری جزا دے۔ ۷۳ یعنی

لذت و عیش جو تمہیں پانا تھا وہ سب دنیا میں تم نے ختم کر دیا اب تمہارے لیے آخرت میں کچھ بھی باقی نہ رہا اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ طیبات سے تو اے جسمانیہ

اور جوانی مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم نے اپنی جوانی اور اپنی قوتوں کو دنیا کے اندر کفر و معصیت میں خرچ کر دیا۔

تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۚ (۲۰) وَادْكُرُوا

اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور سزا اس کی کہ حکم عدولی کرتے تھے ۵ اور یاد کرو

أَخَاعَادِ ۖ إِذْ أَنْذَرَكُمْ بِهِ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَّتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ

عاد کے ہم قوم ۵ کو جب اس نے ان کو سرزمین احفاف میں ڈرایا ۵ اور بے شک اس سے پہلے ڈر سنانے والے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

گزشتہ اور اس کے بعد آئے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا

يَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ (۲۱) قَالُوا أَجِئْنَا بِتُفْكَارٍ عَنِ الْهَيْئَةِ فَأُتِنَا بِعَذَابٍ

اندریشہ ہے بولے کیا تم اس لیے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو تو ہم پر لاؤ ۵ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو

إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۚ (۲۲) قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا

اگر تم سچے ہو ۵ اس نے فرمایا ۵ اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے ۵ میں تو تمہیں اپنے رب کے

أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۚ (۲۳) فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا

پیام پہونچاتا ہوں ہاں ہاں میری دانست میں تم نے جاہل لوگ ہو ۵ پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح

مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ ۚ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُسْطَرْنَا ۖ بَلْ هُوَ مَا

آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا اُن کی وادیوں کی طرف آتا ۵ بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا ۵ بلکہ یہ تو وہ ہے

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ ۚ رَإِيْخُ فِيْهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ (۲۴) تَدْمَرُ كُلَّ شَيْءٍ

جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے

بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسْكِنُهُمْ ۚ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

اپنے رب کے حکم سے ۵ تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سونے (ویران) مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں

۵ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیوی لذات اختیار کرنے پر کفار کو تنبیہ فرمائی تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے اصحاب نے لذات دنیویہ سے

کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات تک حضور کے اہل بیت نے کبھی بھوکے روٹی بھی دو روز

برابر نہ کھائی۔ یہ بھی حدیث میں ہے کہ پورا پورا مہینہ گزر جاتا تھا دولت سرائے اقدس میں آگ نہ جلتی تھی چند کھجوروں اور پانی پر گزر رکھی جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے تھے کہ میں چاہتا تو تم سے اچھا کھانا کھاتا اور تم سے بہتر لباس پہنتا لیکن میں اپنا عیش و راحت اپنی آخرت کے لیے باقی رکھنا

چاہتا ہوں۔ ۵ حضرت ہود علیہ السلام ۵ شرک سے اور اخفاف ایک ریگستانی وادی ہے جہاں قوم عاد کے لوگ رہتے تھے۔ ۵ وہ عذاب ۵ اس بات

میں کہ عذاب آنے والا ہے۔ ۵ یعنی ہود علیہ السلام نے ۵ کہ عذاب کب آئے گا ۵ جو عذاب میں جلدی کرتے تھے اور عذاب کو جانتے نہیں ہو کہ کیا چیز

ہے۔ ۵ اور مدت دراز سے ان کی سرزمین میں بارش نہ ہوئی تھی اس کالے بادل کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ ۵ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا: ۵ چنانچہ اس

الْجُرْمِينَ ۲۵) وَلَقَدْ مَكَنَّهُمْ فِيمَاۤ اِنْ مَّكَنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَبْعًا

مجرموں کو اور بے شک ہم نے انھیں وہ مقدور دیئے تھے جو تم کو نہ دیئے مکے اور اُن کے لیے کان

وَاَبْصَارًا وَاَفِئْدَةً ۚ فَمَا اَغْنٰی عَنْهُمْ سَعُهُمْ وَلَا اَبْصَارُهُمْ وَلَا

اور آنکھ اور دل بنائے ۲۵ تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ

اَفِئْدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا

کام نہ آئے جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انھیں گھیر لیا اس عذاب نے

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۚ ۲۶) وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرَىٰ وَ

جس کی ہنسی بناتے تھے اور بیشک ہم نے ہلاک کر دیں وہاں تمہارے آس پاس کی بستیوں کے اور

صَرَفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۚ ۲۷) فَلَوْلَا نَصَرَهُمْ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا

طرح طرح کی نشانیاں لائے کہ وہ باز آئیں مکے تو کیوں نہ مدد کی ان کی مکے جن کو

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا ۙ اِلٰهَةً ۚ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكَهُمْ وَمَا

انھوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا تھا مکے بلکہ وہ اُن سے گم گئے مکے اور یہ اُن کا

كَانُوا يَفْتَرُونَ ۚ ۲۸) وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَبِعُونَ

بہتان و افترا ہے مکے اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے مکے کان لگا کر

الْقُرْآنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلَىٰ قَوْمِهِمْ

قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو مکے پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف

آندھی کے عذاب نے ان کے مردوں، عورتوں، چھوٹوں، بڑوں کو ہلاک کر دیا ان کے اموال آسمان وزمین کے درمیان اڑتے پھرتے تھے چیزیں پارہ پارہ ہو گئیں

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا ہوا جب اس خط کے اندر آتی تو نہایت نرم پاکیزہ فرحت انگیز سر اور

وہی ہوا قوم پر شدید سخت مہلک اور یہ حضرت ہود علیہ السلام کا ایک معجزہ عظیم تھا۔ مکے اے اہل مکہ! وہ قوت و مال اور طول عمر میں تم سے زیادہ تھے۔ ۲۸ تاکہ

دین کے کام میں لائیں مگر انہوں نے سوائے دنیا کی طلب کے ان خداداد نعمتوں سے دین کا کام ہی نہیں لیا۔ ۲۹ اے قریش! مکے مثل شمود و عاد و قوم لوط

کے مکے کفر و طغیان سے لیکن وہ باز نہ آئے تو ہم نے انہیں ان کے کفر کے سبب ہلاک کر دیا۔ مکے اُن کفار کی اُن بتوں نے مکے اور جن کی نسبت یہ کہا کرتے

تھے کہ ان بتوں کے پوجنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ مکے اور نزول عذاب کے وقت کام نہ آئے۔ مکے کہ وہ بتوں کو معبود کہتے ہیں اور بت پرستی کو قرب

الہی کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں۔ مکے یعنی اے سید عالم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت کو یاد کیجئے جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو بھیجا اس

جماعت کی تعداد میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سات جن تھے جنہیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی قوم کی

طرف پیام رساں بنایا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ نو تھے علماء محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ جن سب کے سب مکلف ہیں اب ان جنوں کا حال ارشاد ہوتا ہے کہ

جب آپ بطنِ نخلہ میں مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان مکہ مکرمہ کو آتے ہوئے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے اس وقت جن مکے تاکہ اچھی طرح

مُنْذِرِينَ ۲۹) قَالُوا يَقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى

ڈر سناتے پلٹے ۷۸ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی وہی کہ موسیٰ کے بعد اُتاری گئی ۷۹

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ۳۰)

اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی

يَقَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَامْنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرَكُمْ

اے ہماری قوم اللہ کے منادی ۷۹ کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے ۸۰ اور تمہیں

مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۳۱) وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِعُجْزٍ فِي

دروناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر

الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۝ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۳۲)

جانے والا نہیں ۸۱ اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں ۸۲ وہ ۸۳ کھلی گمراہی میں ہیں

أُولَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَكُنْ

کیا انھوں نے ۸۴ نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے

بِخَلْقِهِنَّ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۝ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۳۳)

بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مُردے جلائے (زندہ کرے) کیوں نہیں بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ ۝ قَالُوا

اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے ان سے فرمایا جائے گا کیا یہ حق نہیں کہیں گے

بَلَىٰ وَرَبَّنَا ۝ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۳۴) فَاصْبِرْ

کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا تو عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا ۸۵ تو تم صبر کرو

حضرت کی قرأت سن لیں۔ ۸۶ یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لا کر حضور کے حکم سے اپنی قوم کی طرف ایمان کی دعوت دینے گئے اور انہیں ایمان

نہ لانے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت سے ڈرایا۔ ۸۷ یعنی قرآن شریف ۸۸ عطاء نے کہا چونکہ وہ جن دین یہودیت پر تھے اس لیے انہوں

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ لیا۔ بعض مفسرین نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ لینے کا باعث

یہ ہے کہ اس میں صرف مواعظ ہیں احکام بہت ہی کم ہیں۔ ۸۹ سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۹۰ جو اسلام سے پہلے ہوئے اور جن میں حق العباد

نہیں۔ ۹۱ اللہ تعالیٰ سے کہیں بھاگ نہیں سکتا اور اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ ۹۲ جو اسے عذاب سے بچا سکے۔ ۹۳ جو اللہ تعالیٰ کے منادی حضرت محمد

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات نہ مانیں ۹۴ یعنی منکرین بعث نے ۹۵ جس کے تم دنیا میں مرتکب ہوئے تھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرماتا ہے۔

كَصَابِرًا وَّلُوا الْعَزْمَ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ كَانَتْهُمْ يَوْمَ

جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ۵۸ اور اُن کے لیے جلدی نہ کرو ۵۹ گویا وہ جس دن

يَرُونَ مَا يُوْعَدُونَ ۚ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۚ بَلَدٌ ۚ فَهَلْ

دیکھیں گے ۶۰ جو انھیں وعدہ دیا جاتا ہے ۶۱ دنیا میں نہ ٹھہرے تھے مگر دن کی ایک گھڑی بھر یہ پہنچانا ہے ۶۲ تو کون

يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ ۚ

ہلاک کئے جائیں گے مگر بے حکم لوگ ۶۳

﴿آیتھا ۳۸﴾ ﴿سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ ۙ ۹۵﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۴﴾

سورہ محمد مدنیہ ہے، اس میں اڑتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۚ

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ۱ اللہ نے اُن کے عمل برباد کئے ۱ اور

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا ۲ اور وہی

الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ لََّا كَفَرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۚ

اُن کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے ان کی بُرائیاں اُتار دیں اور اُن کی حالتیں سنواریں ۳ یہ اس لیے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاتَّبَعُوا الْبَاطِلَ ۚ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ

کہ کافر باطل کے پیرو ہوئے اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف

۵۸ اپنی قوم کی ایذا پر۔ ۵۹ عذاب طلب کرنے میں کیونکہ عذاب ان پر ضرور نازل ہونے والا ہے۔ ۶۰ عذاب آخرت کو ۶۱ تو اس کی درازی اور دوام کے

سامنے دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کو بہت قلیل سمجھیں گے اور خیال کریں گے کہ ۶۲ یعنی یہ قرآن اور وہ ہدایت و بینات جو اس میں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ

ہے۔ ۶۳ جو ایمان و طاعت سے خارج ہیں۔ ۱ سورہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدنیہ ہے اس میں چار رکوع اور اڑتیس آیتیں اور پانچ سواٹھاون کلمے دو

ہزار چار سو پچھتر حرف ہیں۔ ۲ یعنی جو لوگ خود اسلام میں داخل نہ ہوئے اور دوسروں کو انہوں نے اسلام سے روکا ۳ جو کچھ بھی انہوں نے کئے ہوں خواہ

بھوکوں کو کھلایا ہو یا اسیروں کو چھڑایا ہو یا غریبوں کی مدد کی ہو یا مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کی عمارت میں کوئی خدمت کی ہو سب برباد ہوئی آخرت میں اس کا کچھ ثواب

نہیں۔ ۴ خماک کا قول ہے کہ مراد یہ ہے کہ کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو کمر سوچے تھے اور چلے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ تمام کام باطل

کر دیئے۔ ۵ یعنی قرآن پاک ۶ امور دین میں توفیق عطا فرما کر اور دنیا میں ان کے دشمنوں کے مقابل ان کی مدد فرما کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

رَّابِّهِمْ ۖ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۖ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ

سے ہے وہ اللہ لوگوں سے ان کے احوال یونہی بیان فرماتا ہے کہ تو جب کافروں سے تمہارا

كُفَرُوا فَضْرَبَ الرِّقَابِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَشْخَسْتَهُمْ فَسُدُّوا وُثُقًا ۖ

سامنا ہوئے تو گردنیں مارنا ہے وہ یہاں تک کہ جب انھیں خوب قتل کر لو گت تو مضبوط باندھو

فَمَا مَنَّا بَعْدُ وَإِنَّمَا فِدَاءٌ ۚ حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ۚ ذَٰلِكَ ۖ وَلَوْ

پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو وہ یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ رکھ دے وہ بات یہ ہے اور اللہ

يَشَاءُ ۚ اللَّهُ لَا تَنْصَرُ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لِّيَبْلُوَ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ ۖ وَالَّذِينَ

چاہتا تو آپ ہی اُن سے بدلہ لیتا وہ مگر اس لیے وہ کہ تم میں ایک کو دوسرے سے جانچے وہ اور جو

قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۖ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ

اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا وہ جلد انھیں راہ دے گا وہ اور اُن کا کام

بِأَلَهُمْ ۖ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۖ ۚ يَٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن

بنا دے گا اور انھیں جنت میں لے جائے گا انھیں اس کی پہچان کرا دی ہے وہ اے ایمان والو اگر

تَنْصَرُوا لِلَّهِ يَنْصَرِكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا وہ اور تمہارے قدم جمادے گا وہ اور جنہوں نے کفر کیا

فَتَعْسَاءَ لَهُمْ وَاضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۖ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أُنْزِلَ اللَّهُ

تو اُن پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے یہ اس لیے کہ انھیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اُنہیں

نَزَلَ فَرَمَاكَ ان کے ایام حیات میں ان کی حفاظت فرما کر کہ ان سے عصیان واقع نہ ہو۔ یعنی قرآن شریف۔ وہ یعنی فریقین کے کافروں کے عمل اکارت

اور ایمانداروں کی لغزشیں بھی مغفور۔ یعنی جنگ ہو وہ یعنی ان کو قتل کرو وہ یعنی کثرت سے قتل کر چکو اور باقی ماندوں کو قید کرنے کا موقع آجائے وہ

دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ مسئلہ: مشرکین کے اسیروں کا حکم ہمارے نزدیک یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا مملوک بنا لیا جائے اور احساناً چھوڑنا اور فدیہ لینا جو اس

آیت میں مذکور ہے وہ سورہ برأت کی آیت ”أَفْضَلُوا الْمُشْرِكِينَ“ سے منسوب ہو گیا۔ یعنی جنگ ختم ہو جائے اس طرح کہ مشرکین اطاعت قبول کریں اور اسلام

لائیں۔ ۱۳ بغیر قتال کے انہیں زمین میں دھنسا کر یا ان پر پتھر برساکر یا اور کسی طرح۔ ۱۴ تمہیں قتال کا حکم دیا وہ قتال میں تاکہ مسلمان مقتول ثواب پائیں

اور کافر عذاب۔ ۱۵ ان کے اعمال کا ثواب پورا پورا دے گا۔ شان نزول: یہ آیت روز اُحد نازل ہوئی جبکہ مسلمان زیادہ مقتول و مجروح ہوئے۔ ۱۶ درجات

عالیات کی طرف۔ ۱۷ وہ منازل جنت میں نوار دنا آشنا کی طرح نہ پہنچیں گے جو کسی مقام پر جاتا ہے تو اس کو ہر چیز کے دریافت کرنے کی حاجت درپیش ہوتی

ہے بلکہ وہ واقف کار اندا دخل ہوں گے اپنے منازل اور مساکن پہنچانے ہوں گے اپنی زوجہ اور خدام کو جانتے ہوں گے ہر چیز کا موقع ان کے علم میں ہوگا گویا کہ وہ

ہمیشہ سے یہیں کے رہنے بسنے والے ہیں۔ ۱۸ تمہارے دشمن کے مقابل۔ ۱۹ معرکہ جنگ میں اور حجت اسلام پر اور پل صراط پر۔ ۲۰ یعنی قرآن پاک

اس لیے کہ اس میں شہوات و لذات کے ترک اور طاعات و عبادات میں مشقتیں اٹھانے کے احکام ہیں جو نفس پر شاق ہوتے ہیں۔

فَاحْبِطْ أَعْبَالَهُمْ ⑨ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

تو اللہ نے ان کا کیا دھرا اکارت کیا تو کیا انھوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ⑩ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ⑪

اگلوں کا ۲۲ کیا انجام ہوا اللہ نے اُن پر تباہی ڈالی ۲۳ اور ان کافروں کے لیے بھی ویسی کتنی ہی ہیں ۲۴

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ ⑫

یہ ۲۵ اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

بے شک اللہ داخل فرمائے گا انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغوں میں جن کے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ⑬ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَمْشُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ

نیچے نہریں رواں اور کافر برتتے ہیں اور کھاتے ہیں ۲۶ جیسے چوپائے

الْأَنْعَامِ وَالنَّارُ مَشْوَى لَهُمْ ⑭ وَكَائِنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ

کھائیں ۲۷ اور آگ میں ان کا ٹھکانا ہے اور کتنے ہی شہر کہ اس شہر سے ۲۸ قوت میں زیادہ تھے

قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ ⑮ أَهْلَكَنْهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ⑯ أَفَسَنْ كَانَ عَلَى

جس نے تمہیں تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے انھیں ہلاک فرمایا تو ان کا کوئی مددگار نہیں ۲۹ تو کیا جو اپنے رب کی طرف سے

بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ كَسَنُ زُنِينَ لَهُ سُوءُ عَمَلٍ ⑰ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ⑱

روشن دلیل پر ہوتے اس ۳۰ جیسا ہوگا جس کے برے عمل اُسے بھلے دکھائے گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے ۳۱

۳۲ یعنی کچھلی اُمتوں کا ۳۳ کہ انہیں اور ان کی اولاد اور ان کے اموال کو سب کو ہلاک کر دیا۔ ۳۴ یعنی اگر یہ کافر سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

ایمان نہ لائیں تو ان کے لیے پہلے جیسی بہت سی تباہیاں ہیں۔ ۳۵ یعنی مسلمانوں کا منصور (مدد کیا ہوا) ہونا اور کافروں کا مقہور (غضب کیا ہوا) ہونا۔ ۳۶

دنیا میں چند روز غفلت کے ساتھ اپنے انجام و مال کو فراموش کئے ہوئے۔ ۳۷ اور انہیں تمیز نہ ہو کہ اس کھانے کے بعد وہ ذبح کئے جائیں گے یہی حال کفار کا

ہے جو غفلت کے ساتھ دنیا طلبی میں مشغول ہیں اور آنے والی مصیبتوں کا خیال بھی نہیں کرتے۔ ۳۸ یعنی مکہ مکرمہ والوں سے۔ ۳۹ جو عذاب و ہلاک سے بچا

سکے۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور غار کی طرف تشریف لے چلے تو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے شہروں میں تو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شہروں میں تو مجھے بہت پیارا ہے اگر مشرکین مجھے نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہ نکلتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۴۰ اور وہ مومنین ہیں کہ وہ قرآن مجید اور معجزات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برہان قوی سے اپنے دین پر یقین کامل اور جزم صادق رکھتے ہیں۔ ۴۱ اس کافر مشرک ۴۲ اور انہوں نے کفر و بت پرستی اختیار کی ہرگز وہ مومن اور یہ کافر ایک سے نہیں ہو سکتے اور ان دونوں میں کچھ بھی نسبت نہیں۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ط فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَ

احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے ۲۳ اور

أَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ج وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ه وَ

ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا ۲۴ اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے ۲۵ اور

أَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ط وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ

ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا ۲۶ اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور اپنے رب کی

رَأْبِهِمْ ط كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيًّا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَ

مغفرت ۲۷ کیا ایسے چین والے ان کے برابر ہو جائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے

هُم ۱۵ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَبِعُ إِلَيْكَ ج حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ

کردے اور ان ۲۸ میں سے بعض تمہارے ارشاد سنتے ہیں ۲۹ یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر جائیں ۳۰

قَالُوا الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ أَنِفًا قف أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ

علم والوں سے کہتے ہیں ۳۱ ابھی انھوں نے کیا فرمایا ۳۲ یہ ہیں وہ جن کے دلوں پر اللہ نے

عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۱۶ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى

مُہر کردی ۳۳ اور اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے ۳۴ اور جنھوں نے راہ پائی ۳۵ اللہ نے ان کی ہدایت ۳۶ اور زیادہ فرمائی

وَأَنَّهُمْ يَقُولُهُمْ ۱۷ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً

اور ان کی پرہیزگاری انھیں عطا فرمائی ۳۷ تو کاہے کے انتظار میں ہیں ۳۸ مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آجائے

۳۹ یعنی ایسا لطیف کہ نہ سڑے نہ اس کی بو بدلے نہ اس کے ذائقے میں فرق آئے۔ ۴۰ بخلاف دنیا کے دودھ کے کہ خراب ہو جاتے ہیں۔ ۴۱ خالص لذت

بی لذت نہ دنیا کی شرابوں کی طرح اس کا ذائقہ خراب نہ اس میں میل یکجہل نہ خراب چیزوں کی آمیزش نہ وہ سڑ کر بنی نہ اس کے پینے سے عقل زائل ہو نہ سر چکرائے

نہ شمار آئے نہ درد پیدا ہو یہ سب آفتیں دنیا ہی کی شراب میں ہیں وہاں کی شراب ان سب عیوب سے پاک نہایت لذیذ مفرح خوشگوار۔ ۴۲ پیدائش میں یعنی

صاف ہی پیدا کیا گیا دنیا کے شہد کی طرح نہیں جو کبھی کے پیٹ سے نکلتا ہے اور اس میں موم وغیرہ کی آمیزش ہوتی ہے۔ ۴۳ کہ وہ رب ان پر احسان فرماتا ہے اور

ان سے راضی ہے اور ان پر سے تمام تکلیفی احکام اٹھائے گئے جو چاہیں کھائیں جتنا چاہیں کھائیں نہ حساب نہ عقاب۔ ۴۴ کفار ۴۵ خطبہ وغیرہ میں نہایت

بے التفاتی کے ساتھ ۴۶ یہ منافق لوگ تو ۴۷ یعنی علماء صحابہ سے مثل ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مسخرگی (مذاق) کے طور پر ۴۸ یعنی سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ اللہ تعالیٰ ان منافقوں کے حق میں فرماتا ہے: ۴۹ یعنی جب انہوں نے حق کا اتباع ترک کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو

مُردہ کر دیا۔ ۵۰ اور انہوں نے نفاق اختیار کیا۔ ۵۱ یعنی وہ اہل ایمان جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام غور سے سنا اور اس سے نفع اٹھایا۔

۵۲ یعنی بصیرت و علم شرح صدر ۵۳ یعنی پرہیزگاری کی توفیق دی اور اس پر مدد فرمائی یا یہ معنی ہیں کہ انہیں پرہیزگاری کی جزادی اور اس کا ثواب عطا فرمایا۔

۵۴ کفار و منافقین۔

فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَهُمْ ذِكْرُهُمْ ۖ ۱۸ ۝ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ

کہ اس کی علامتیں تو آئی چلی ہیں وہ پھر جب وہ آجائے گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا تو جان لو کہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَاللَّهُ

اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو ۱۹ اور اللہ

يَعْلَمُ مُتَقَلِّبَكُمْ وَمُتَوَلِّكُمْ ۖ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ

جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا ۱۹ اور رات کو تمہارا آرام لینا ۲۰ اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ

سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أَنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۖ لَرَأَيْتُ

۱۸ اتاری گئی ۱۹ پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی ۲۰ اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا تو تم دیکھو گے

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ

انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے ۲۱ کہ تمہاری طرف ۲۲ اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر

الْمَوْتِ ۖ فَأُولَٰئِكَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ ۲۰ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ

مردنی چھائی ہو تو ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے ۲۱ اور اچھی بات کہتے پھر جب حکم ناطق ہو چکا ۲۲

فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ ۲۱ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ

تو اگر اللہ سے سچے رہتے ۲۱ تو ان کا بھلا تھا تو کیا تمہارے لیے چھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو

تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۚ ۲۲ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ

زمین میں فساد پھیلاؤ ۲۱ اور اپنے رشتے کاٹ دو ۲۲ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے

اللَّهُ فَاصَّهُمْ وَاعْتَصَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۚ ۲۳ ۝ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ

لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں ۲۳ تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں ۲۴ یا بعضے

۲۵ جن میں سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ اور تمہارا کاشق ہونا ہے۔ ۲۶ یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے فرمایا کہ ان کے لیے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ شفیع مقبول الشفاعۃ ہیں اس کے بعد مومنین وغیر مومنین سب سے عام خطاب ہے۔ ۲۷ اپنے اشتغال

(مشغلوں) میں اور معاش (روزی) کے کاموں میں۔ ۲۸ یعنی وہ تمہارے تمام احوال کا جاننے والا ہے اس سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ ۲۹ شان نزول: مومنین کو

جہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شوق تھا وہ کہتے تھے کہ ایسی سورت کیوں نہیں اترتی جس میں جہاد کا حکم ہوتا کہ ہم جہاد کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۳۰ جس میں صاف غیر متحمل بیان ہوا اور اس کا کوئی حکم منسوخ ہونے والا نہ ہو۔ ۳۱ یعنی منافقین کو ۳۲ پریشان ہو کر ۳۳ اللہ تعالیٰ اور رسول کی ۳۴ اور

جہاد فرض کر دیا گیا۔ ۳۵ ایمان و طاعت پر قائم رہ کر ۳۶ رشتوں کو ظلم کرو آپس میں لڑو ایک دوسرے کو قتل کرو ۳۷ مفسد ۳۸ کہ راہ حق نہیں دیکھتے۔ ۳۹ جو

حق کو پہچانیں۔

قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۚ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

دلوں پر اُن کے قفل لگے ہیں ۲۴ بے شک وہ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے ۲۵ بعد اس کے کہ ہدایت

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ ۚ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ ۖ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

ان پر کھل چکی تھی ۲۶ شیطان نے انھیں فریب دیا ۲۷ اور انھیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلائی ۲۸ یہ اس لیے کہ

قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ

انھوں نے ۲۹ کہا ان لوگوں سے وکے جنہیں اللہ کا اتارا ہوا وکے ناگوار ہے ایک کام میں ہم تمہاری مانیں گے وکے اور اللہ

يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۚ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ

ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے تو کیسا ہوگا جب فرشتے اُن کی روح قبض کریں گے اُن کے منہ

وَأَدْبَارَهُمْ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا آسَخَطَ اللَّهُ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ

اور اُن کی پیٹھیں مارتے ہوئے ۳۰ یہ اس لیے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ کی ناراضی ہے وکے اور اس کی خوشی وکے انھیں گوارا نہ ہوئی

فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۚ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَنَّ لَّنْ

تو اس نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے وکے اس گھنڈ میں ہیں کہ

يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۚ وَلَوْ نَشَاءُ لَا رَأْيَ لَكُمْ فَلَغَرْتُكُمْ بِسَيِّئِهِمْ

اللہ ان کے چھپے ہیر (چھپی دشمنی) ظاہر نہ فرمائے گا وکے اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھادیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو وکے

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۚ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

اور ضرور تم انھیں بات کے اسلوب میں پہچان لو گے وکے اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے وکے اور ضرور ہم تمہیں جانیں گے وکے

۲۴ کفر کے، کہ حق کی بات ان میں پہنچنے ہی نہیں پاتی۔ ۲۵ نفاق سے۔ ۲۶ اور طریق ہدایت واضح ہو چکا تھا۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ یہ کفار اہل کتاب کا حال

ہے جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا اور آپ کی نعت و صفات اپنی کتاب میں دیکھی پھر باوجود جاننے پہچاننے کے کفر اختیار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ضحاک و سدی کا قول ہے کہ اس سے منافق مراد ہیں جو ایمان لا کر کفر کی طرف پھر گئے۔ ۲۷ اور برائیوں کو ان کی نظر میں ایسا مزین کیا کہ

انہیں اچھا سمجھیں ۲۸ کہ ابھی بہت عمر بڑی ہے خوب دنیا کے مزے اٹھا لو اور ان پر شیطان کا فریب چل گیا۔ ۲۹ یعنی اہل کتاب یا منافقین نے پوشیدہ طور پر وکے یعنی مشرکین سے وکے قرآن اور احکام دین وکے یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت اور حضور کے خلاف ان کے دشمنوں کی امداد

کرنے میں اور لوگوں کو جہاد سے روکنے میں۔ وکے لوہے کے گرزوں سے وکے اور وہ بات تو ریت کے ان مضامین کا چھپانا ہے جن میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت شریف ہے۔ وکے ایمان و طاعت اور مسلمانوں کی مدد اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حاضر ہونا۔ وکے نفاق کی

وکے یعنی ان کی وہ عداوتیں جو وہ مومنین کے ساتھ رکھتے ہیں۔ ۳۰ حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی منافق مخفی نہ رہا آپ سب کو ان کی صورتوں سے پہچانتے تھے۔ وکے اور وہ اپنے خمیر کا حال ان سے چھپا نہ سکیں گے

حَتَّى نَعْلَمَ الْجُهْدَيْنِ مِنْكُمْ وَالصَّبْرَيْنِ ۚ وَنَبْلُوكُمْ أَخْبَارَكُمْ ۝۳۱ إِنَّ

یہاں تک کہ دیکھ لیں ۳۱ تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں آزمائیں ۳۱ بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ

وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے ۳۲ روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے

مَاتَبَيْنَ لَهُمُ الْهُدَى ۚ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحِطُّ أَعْمَالُهُمْ ۝۳۲

کہ ہدایت اُن پر ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کر دے گا ۳۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا

اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو ۳۳ اور اپنے عمل باطل

أَعْمَالَكُمْ ۝۳۳ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا

نہ کرو ۳۳ بے شک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر کافر

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝۳۴ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ ۚ وَ

ہی مر گئے تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا ۳۴ تو تم سستی نہ کرو ۳۴ اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ ۳۴ اور

چنانچہ اس کے بعد جو منافق لب بلاتا تھا حضور اس کے نفاق کو اس کی بات سے اور اس کے فوائے کلام (انداز گفتگو) سے پہچان لیتے تھے۔ فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضور

کو بہت سے وجوہ علم عطا فرمائے ان میں سے صورت سے پہچانا بھی ہے اور بات سے پہچانا بھی۔ ۳۴ یعنی اپنے بندوں کے تمام اعمال۔ ہر ایک کو اس کے لائق

جزا دے گا۔ ۳۴ آزمائش میں ڈالیں گے ۳۴ یعنی ظاہر فرما دیں ۳۴ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ طاعت و اخلاص کے دعوے میں تم میں سے کون اچھا

ہے۔ ۳۴ اس کے بندوں کو ۳۴ اور وہ صدقہ وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہ پائیں گے کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہو اس کا ثواب ہی کیا۔ شان نزول: جنگ بدر

کے لیے جب قریش نکلے تو وہ سال قحط کا تھا لشکر کا کھانا قریش کے دو متمردوں نے نوبت نبوت (باری باری) اپنے ذمہ لے لیا تھا مکہ مکرمہ سے نکل کر سب سے پہلا

کھانا ابو جہل کی طرف سے تھا جس کے لیے اس نے دس اونٹ ذبح کئے تھے پھر صفوان نے مقام غسفان میں نو اونٹ پھر ہبل نے مقام قدید میں دس یہاں سے وہ

لوگ سمندر کی طرف پھر گئے اور سترہ گم ہو گیا ایک دن ٹھہرے وہاں شیبہ کی طرف سے کھانا ہوا نو اونٹ ذبح ہوئے پھر مقام ابواء میں پہنچے، وہاں مقیس جمحی

نے نو اونٹ ذبح کئے۔ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے بھی دعوت ہوئی اس وقت تک آپ مشرف باسلام نہ ہوئے تھے آپ کی طرف سے دس اونٹ

ذبح کئے گئے پھر حارث کی طرف سے نو اور ابو بختری کی طرف سے بدر کے چشمتے پر دس اونٹ۔ ان کھانا دینے والوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۴ یعنی

ایمان و طاعت پر قائم رہو ۳۴ ریا یا نفاق سے۔ شان نزول: بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک کی وجہ سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اسی طرح ایمان کی

برکت سے کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ مومن کے لیے اطاعت خدا اور رسول ضروری ہے گناہوں سے بچنا لازم ہے۔

مسئلہ: اس آیت میں عمل کے باطل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی تو آدمی جو عمل شروع کرے خواہ وہ نفل ہی ہو نماز یا روزہ یا اور کوئی لازم ہے کہ اس کو باطل نہ کرے۔

۳۴ شان نزول: یہ آیت اہل قلیب کے حق میں نازل ہوئی قلیب بدر میں ایک کنواں ہے جس میں مقتول کفار ڈالے گئے تھے ابو جہل اور اس کے ساتھی اور حکم آیت

کا ہر کافر کے لیے عام ہے جو کفر پر مرا ہو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہ فرمائے گا اس کے بعد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا جاتا ہے اور

حکم میں تمام مسلمان شامل ہیں۔ ۳۴ یعنی دشمن کے مقابل میں کمزوری نہ دکھاؤ ۳۴ کفار کو۔ قرطبی میں ہے کہ اس آیت کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض

نے کہا کہ یہ آیت ”وَإِنْ جَنَحُوا“ کی ناسخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صلح کی طرف مائل ہونے کو منع فرمایا جبکہ صلح کی حاجت نہ ہو اور بعض علماء نے کہا کہ

أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ ۖ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتَرَكَكُمْ أَهْبَالَكُمْ ۝ (۳۵) إِنَّمَا الْحَيَاةُ

تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا ۹۱ دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ ۖ وَإِنْ تَوَمَّنْوا أَتَتْكُمُ الْيُوتُومُ أَجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلُكُمْ

تو یہی کھیل کود ہے ۹۲ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اور کچھ تم سے تمہارے مال

أَمْوَالَكُمْ ۝ (۳۶) إِنْ يَسْأَلُكُمْ هَا فَيُحْفِكُمْ تَبَخُّؤًا وَيُخْرِجُ أَضْغَانَكُمْ ۝ (۳۷)

نہ مانگے گا ۹۳ اگر انھیں ۹۴ تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تم بخل کرو گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل ظاہر کر دے گا

هَآئِنْتُمْ هَآءِ تَدْعُونَ لِنُفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ ۚ

ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو ۹۵ تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے

وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنِ نَفْسِهِ ۖ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ ۖ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ ۚ

اور جو بخل کرے ۹۶ وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے ۹۷ اور تم سب محتاج ۹۸

وَأِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۝ (۳۸)

اور اگر تم منہ پھيرو ۹۹ تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ۱۰۰

﴿اِيَاتَهَا ۲۹﴾ ﴿سُورَةُ الْفَتْحِ مَكِّيَّةٌ ۱۱۱﴾ ﴿رَكَعَاتُهَا ۴﴾

سورۃ فتح مدنیہ ہے، اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ۚ لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ

بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی ۱۰۱ تاکہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے

یہ آیت منسوخ ہے اور آیت ”وَإِنْ جَنَحُوا“ اس کی ناسخ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور دونوں آیتیں مختلف وقتوں اور مختلف حالتوں میں نازل ہوئیں اور

ایک قول یہ ہے کہ آیت ”وَإِنْ جَنَحُوا“ کا حکم ایک معین قوم کے ساتھ خاص ہے اور یہ آیت عام ہے کہ کفار کے ساتھ معاہدہ جائز نہیں مگر عند الضرورت جبکہ مسلمان

ضعیف ہوں اور مقابلہ نہ کر سکیں۔ ۹۱ تمہیں اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔ ۹۲ نہایت جلد گزرنے والی اور اس میں مشغول ہونا کچھ نافع نہیں۔ ۹۳ ہاں

راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم دے گا تاکہ تمہیں اس کا ثواب ملے۔ ۹۴ یعنی اموال کو ۹۵ جہاں خرچ کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ ۹۶ صدقہ دینے اور فرض ادا کرنے

میں۔ ۹۷ تمہارے صدقات اور طاعات سے ۹۸ اس کے فضل و رحمت کے۔ ۹۹ اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے ۱۰۰ بلکہ نہایت مطیع و فرمانبردار

ہوں گے۔ ۱۰۱ سورۃ فتح مدنیہ ہے اس میں چار رکوع انتیس آیتیں پانچ سو اڑھٹھ کلمے دو ہزار پانچ سو اڑھٹھ حرف ہیں۔ ۱۰۲ شان نزول: ”إِنَّا فَتَحْنَا“ حدیبیہ سے واپس

ہوتے ہوئے حضور پر نازل ہوئی حضور کو اس کے نازل ہونے سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور صحابہ نے حضور کو مبارکباد دیں۔ (بخاری و مسلم و ترمذی) حدیبیہ ایک

وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝۲

اور تمہارے پچھلوں کے وٹ اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے وٹ اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے وٹ اور

يُضْمَكُ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝۳ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ

اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے وٹ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں

الْمُؤْمِنِينَ لِيَزِدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيْمَانِهِمْ ۝۴ وَاللَّهُ جُنُودُ السَّمَوَاتِ

اطمینان اُتارا تاکہ انھیں یقین پر یقین بڑھے وٹ اور اللہ ہی کی ملک ہیں تمام لشکر آسمانوں

وَالْأَرْضِ ۝۵ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۶ لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ وَ

اور زمین کے وٹ اور اللہ علم و حکمت والا ہے وٹ تاکہ ایمان والے مردوں اور

کنواں ہے مکہ مکرمہ کے نزدیک مختصر واقعہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ حضور مع اپنے اصحاب کے امن کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل

ہوئے، کوئی حلق کئے ہوئے (یعنی سرمنڈائے) کوئی قصر کئے ہوئے (یعنی بال کم کرائے ہوئے ہے) اور کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے، کعبہ کی کجی لی، طواف فرمایا، عمرہ

کیا۔ اصحاب کو اس خواب کی خبر دی، سب خوش ہوئے پھر حضور نے عمرہ کا قصد فرمایا اور ایک ہزار چار سو اصحاب کے ساتھ یکم ذی القعدہ ۶ھ ہجری کو روانہ ہو گئے

ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رکعتیں پڑھ کر عمرہ کا احرام باندھا اور حضور کے ساتھ اکثر اصحاب نے بھی۔ بعض اصحاب نے ”جحفہ“ سے احرام باندھا راہ

میں پانی ختم ہو گیا اصحاب نے عرض کیا کہ پانی لشکر میں بالکل باقی نہیں ہے سوائے حضور کے آقا بہ کے کہ اس میں تھوڑا سا ہے حضور نے آقا بہ میں دست مبارک ڈالا

تو انگشت ہائے مبارک سے چشمے جوش مارنے لگے تمام لشکر نے پیا وضو کئے جب مقام عسفان میں پہنچے تو خبر آئی کہ کفار قریش بڑے سر و سامان کے ساتھ جنگ کے

لیے تیار ہیں جب حدیبیہ پر پہنچے تو اس کا پانی ختم ہو گیا ایک قطرہ نہ رہا گرمی بہت شدیدی تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنوئیں میں کلی فرمائی اس کی

برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا سب نے پیا اونٹوں کو پلایا یہاں کفار قریش کی طرف سے حال معلوم کرنے کے لیے کئی شخص بھیجے گئے سب نے جا کر یہی بیان کیا کہ

حضور عمرہ کے لیے تشریف لائے ہیں، جنگ کا ارادہ نہیں ہے لیکن انہیں یقین نہ آیا آخر کار انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو جو طائف کے بڑے سردار اور عرب کے

نہایت متمول (مالدار) شخص تھے تحقیق حال کے لیے بھیجا انہوں نے آ کر دیکھا کہ حضور دست مبارک دھوتے ہیں تو صحابہ تبرک کے لیے غسالہ (ہاتھوں کا دھوون) شریف

حاصل کرنے کے لیے ٹوٹے پڑتے ہیں اگر کبھی تھوکتے ہیں تو لوگ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کو وہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے چروں اور بدن پر برکت کے لیے ملتا ہے کوئی بال جسم اقدس کا گرنے نہیں پاتا اگر احیاناً (کبھی) جدا ہوتا تو صحابہ اس کو بہت ادب کے ساتھ لیتے اور جان سے زیادہ عزیز

رکھتے ہیں جب حضور کلام فرماتے ہیں تو سب ساکت ہو جاتے ہیں حضور کے ادب و تعظیم سے کوئی شخص نظر اوپر کو نہیں اٹھا سکتا۔ عروہ نے قریش سے جا کر یہ سب حال

بیان کیا اور کہا کہ میں بادشاہان فارس و روم و مصر کے درباروں میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کی یہ عظمت نہیں دیکھی جو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ان

کے اصحاب میں ہے مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان کے مقابل کا میاب نہ ہو سکو گے۔ قریش نے کہا: ایسی بات مت کہو ہم اس سال انہیں واپس کر دیں گے وہ اگلے سال

آئیں۔ عروہ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی مصیبت پہنچے یہ کہہ کر وہ مع اپنے ہمراہیوں کے طائف واپس چلے گئے اور اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں

مشرف باسلام کیا یہیں حضور نے اپنے اصحاب سے بیعت لی اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں بیعت کی خبر سے کفار خوف زدہ ہوئے اور ان کے اہل الرائے نے یہی

مناسب سمجھا کہ صلح کر لیں۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا اور سال آئندہ حضور کا تشریف لانا قرار پایا اور یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نافع ہوئی بلکہ نتائج کے اعتبار سے

فتح ثابت ہوئی اسی لیے اکثر مفسرین فتح سے صلح حدیبیہ مراد لیتے ہیں اور بعض تمام فتوحات اسلام جو آئندہ ہونے والی تھیں اور ماضی کے صیغہ سے تعبیر ان کے یقینی

ہونے کی وجہ سے ہے۔ (خازن و روح البیان) وٹ اور تمہاری بدولت امت کی مغفرت فرمائے۔ (خازن و روح البیان) وٹ دنیوی بھی اور اخروی بھی وٹ تبلیغ

رسالت و اقامت مراسم ریاست میں۔ (بیضاوی) وٹ دشمنوں پر کامل غلبہ عطا کر کے۔ وٹ اور باوجود عقیدہ راسخہ کے اطمینان نفس حاصل ہو۔ وٹ وہ قادر ہے

جس سے چاہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائے آسمان وزمین کے لشکروں سے یا تو آسمان اور زمین کے فرشتے مراد ہیں یا آسمانوں کے فرشتے اور

زمین کے حیوانات۔ وٹ اس نے مؤمنین کے دلوں کی تسکین اور وعدہ فتح و نصرت اس لیے فرمایا۔

الْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلِدْنَ فِيهَا وَيُكَفَّرُ عَنْهُنَّ

ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ اُن میں رہیں اور ان کی بُرائیاں

سَيَّاتِهِنَّ ط وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ

اُن سے اُتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے اور عذاب دے منافق مردوں

وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ط

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر بُرا گمان رکھتے ہیں و

عَلَيْهِمْ دَآبِرَةُ السَّوْءِ ج وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ط

انہیں پر ہے بُری گردش و اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار فرمایا

وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ ۲ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَكَانَ اللَّهُ

اور وہ کیا ہی بُرا انجام ہے اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ

عَزِيزٌ حَكِيمًا ۝ ۳ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ ۴

عزت و حکمت والا ہے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر و خوشی اور ڈر سناتا و

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ط وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَسْ

تاکراے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی

أَصِيلًا ۝ ۵ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ فَوْقَ

پاکی بولو و وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں و ان کے ہاتھوں پر و

أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ مَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ ۚ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ

اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا و اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے

وَلَا كَرِهَ اللَّهُ حِسَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامِ لِمَنْ كَفَرَ فِي الْعَهْدِ ط وَلَا يُضِلُّ اللَّهُ شَيْئًا ۚ وَلَهُ عَذَابٌ

وہ اپنی امت کے اعمال و احوال کا تاکہ روز قیامت ان کی گواہی دو۔ یعنی مومنین مقررین کو جنت کی خوشی اور منافقوں کو عذاب دوزخ کا

ڈر سناتا۔ صبح کی تسبیح میں نماز فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چاروں نمازیں داخل ہیں۔ و مراد اس بیعت سے بیعت رضوان ہے جو نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں لی تھی۔ و کیونکہ رسول سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرنا ہے جیسے کہ رسول کی اطاعت

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ و جن سے انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ و اس عہد توڑنے کا وبال

اسی پر پڑے گا۔

ع

عَلَيْهِ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ⑩ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ

اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا ۱۰ اب تم سے کہیں گے جو گنوار (دیہاتی) پیچھے رہ

الْأَعْرَابِ شَغَلْنَا أَمْوَالَنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِالسِّنْتِهِمْ

گئے تھے ۲۰ کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے جانے سے مشغول رکھا ۲۱ اب حضور ہماری مغفرت چاہیں ۲۲ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں

مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ط قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ

جو اُن کے دلوں میں نہیں ۲۳ تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کسے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ تمہارا بُرا

ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ط بَلْ كَانِ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ⑪ بَلْ

چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے بلکہ

ظَنَنْتُمْ أَنَّ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ

تم تو یہ سمجھتے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے ۲۴ اور اسی کو

ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنًّا سَوْءًا ط وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ⑫ وَمَنْ لَّمْ

اپنے دلوں میں بھلا سمجھتے ہوئے تھے اور تم نے بُرا گمان کیا ۲۵ اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے ۲۶ اور جو

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ⑬ وَبِاللَّهِ مُلْكُ

ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر ۲۷ تو بے شک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکنی آگ تیار کر رکھی ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط يَغْفِرْ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ط وَ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے ۲۸ اور

كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ⑭ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَى

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے ۲۹ جب تم غنیمتیں

۲۹ یعنی حدیبیہ سے تمہاری واپسی کے وقت۔ ۳۰ قبیلہ غفار و مُزَنِيَّہ و جُھَنِيَّہ و اشْجَع و اسلم کے جبکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سال

حدیبیہ بہ نسبت عمرہ مکہ مکرمہ کا ارادہ فرمایا تو حوالی مدینہ کے گاؤں والے اور اہل بادیہ بخوف قریش آپ کے ساتھ جانے سے رکے باوجود یکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور قربانیاں ساتھ تھیں اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ جنگ کا ارادہ نہیں ہے پھر بھی بہت سے اعراب پر جانا بار ہوا اور وہ کام کا

حیلہ کر کے رہ گئے اور ان کا گمان یہ تھا کہ قریش بہت طاقتور ہیں مسلمان ان سے بچ کر نہ آئیں گے سب وہیں ہلاک ہو جائیں گے اب جبکہ مدد الہی سے معاملہ ان

کے خیال کے بالکل خلاف ہوا تو انہیں اپنے نہ جانے پر افسوس ہوگا اور معذرت کریں گے۔ ۳۱ کیونکہ عورتیں اور بچے اکیلے تھے اور ان کا کوئی خبر گیراں نہ تھا اس

لیے ہم قاصر رہے۔ ۳۲ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے۔ ۳۳ یعنی وہ اعتذار و طلب استغفار میں جھوٹے ہیں۔ ۳۴ دشمن ان سب کا وہیں خاتمہ کر دیں

گے۔ ۳۵ کفر و فساد کے غلبہ کا اور وعدہ الہی کے پورا نہ ہونے کا۔ ۳۶ عذاب الہی کے مستحق۔ ۳۷ اس آیت میں اعلان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول

مَغَانِمٍ لِّتَأْخُذُوا هَٰذَا مِمَّا رَوْنَا نَتَّبِعُكُمْ ۚ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ ۖ ط

لینے چلوئے تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دوئے وہ چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل دیں ۲۲

قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُولُونَ بَلْ

تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ اللہ نے پہلے سے یونہی فرما دیا ہے ۲۳ تو اب کہیں گے بلکہ

تَحْسُدُونََنَا ۖ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۵ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنْ

تم ہم سے جلتے ہو ۲۴ بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے ۲۵ مگر تھوڑی ۲۶ اُن پیچھے رہ گئے ہوں

الْأَعْرَابِ سَتُدْعُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَرِيذٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ

گنواروں سے فرماؤ ۲۷ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے ۲۸ کہ اُن سے لڑو یا

يُسْلِمُونَ ۚ فَإِنْ تَطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا

وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا ۲۹ اور اگر پھر جاؤ گے جیسے

تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۶ لَيْسَ عَلَى الْإِسْطِ حَرَجٌ

پہلے پھر گئے ۳۰ تو تمہیں دردناک عذاب دے گا ۳۱ اندھے پر تنگی نہیں ۳۲

وَلَا عَلَى الْإِسْطِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۖ ط وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ

اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ ۳۳ اور جو اللہ اور اس کے

پر ایمان نہ لائے ان میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے۔ ۳۴ یہ سب اس کی مشیت و حکمت پر ہے۔ ۳۵ جو حدیبیہ کی حاضری سے قاصر رہے اے ایمان

والو! ۳۶ خیر کی۔ اس کا واقعہ یہ تھا کہ جب مسلمان صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فتح خیر کا وعدہ فرمایا اور وہاں کی غنیمتیں حدیبیہ

میں حاضر ہونے والوں کے لیے مخصوص کر دی گئیں جب مسلمانوں کے خیر کی طرف روانہ ہونے کا وقت آیا تو ان لوگوں کو لالچ آیا اور انہوں نے بطع غنیمت کہا

۳۷ یعنی ہم بھی خیر کو تمہارے ساتھ چلیں اور جنگ میں شریک ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۳۸ یعنی اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو اہل حدیبیہ کے لیے فرمایا تھا کہ خیر کی

غنیمت خاص ان کے لیے ہے۔ ۳۹ یعنی ہمارے مدینہ آنے سے پہلے۔ ۴۰ اور یہ گوارا نہیں کرتے کہ ہم تمہارے ساتھ غنیمتیں پائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۴۱ دین کی ۴۲ یعنی محض دنیا کی حتیٰ کہ ان کا زبانی اقرار بھی دنیا ہی کی غرض سے تھا اور امور آخرت کو بالکل نہیں سمجھتے تھے۔ (جمل) ۴۳ جو مختلف قبائل کے لوگ

ہیں اور اُن میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے نائب ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو نفاق میں بہت پختہ اور سخت ہیں انہیں آزمائش میں ڈالنا منظور

ہے تاکہ نائب و غیر نائب میں فرق ہو جائے اس لیے حکم ہوا کہ اُن سے فرما دیجئے ۴۴ اس قوم سے بنی حنیفہ یمامہ کے رہنے والے جو میلہ کذاب کی قوم کے لوگ

ہیں وہ مراد ہیں جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ فرمائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سے مراد اہل فارس و روم ہیں جن سے جنگ کے لیے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت دی۔ ۴۵ مسئلہ: یہ آیت شیخین جلیلین حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صحت خلافت کی

دلیل ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر جنت کا اور ان کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا۔ ۴۶ حدیبیہ کے موقع پر ۴۷ جہاد سے رہ جانے میں۔ شان نزول: جب

اوپر کی آیت نازل ہوئی تو جو لوگ ایچ و صاحب عذر تھے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت کیمرہ نازل

ہوئی۔ ۴۸ کہ یہ عذر ظاہر ہیں اور جہاد میں حاضر نہ ہونا اُن لوگوں کے لیے جائز ہے کیونکہ نہ یہ لوگ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ اس کے حملہ سے بچنے

رَسُولُهُ يُدْخِلُهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ

رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور جو پھر جائے گا

يُعَذِّبُهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۷ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ

اُسے دردناک عذاب فرمائے گا بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے

تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ

تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے وہ تو ان پر اطمینان اُتارا اور

فَتْحًا قَرِيبًا ۱۸ وَمَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں دے جن کو لیں اور اللہ عزت و

حَكِيمًا ۱۹ وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَعَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ

حکمت والا ہے اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگ وعدہ

اور بھانگنے کی، انہیں کے حکم میں داخل ہیں۔ وہ بڑھے ضعیف جنہیں نشست و برخاست کی طاقت نہیں یا جنہیں دمہ اور کھانسی ہے یا جن کی تلی بہت بڑھ گئی ہے اور

انہیں چلنا پھرنا دشوار ہے ظاہر ہے کہ یہ عذر جہاد سے روکنے والے ہیں اُن کے علاوہ اور بھی اعذار ہیں مثلاً غایت درجہ کی محتاجی اور سفر کے ضروری حوائج پر قدرت نہ

رکھنا یا ایسے اشتغال ضرور یہ جو سفر سے مانع ہوں جیسے کسی ایسے مریض کی خدمت جس کی خدمت اس پر لازم ہے اور اس کے سوا کوئی اس کا انجام دینے والا

نہیں۔ ۱۷ طاعت سے اعراض کرے گا اور کفر و نفاق پر رہے گا۔ ۱۸ حدیبیہ میں۔ چونکہ ان بیعت کرنے والوں کو رضائے الہی کی بشارت دی گئی اس لیے اس

بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں اس بیعت کا سبب باسباب ظاہر یہ پیش آیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

اشراف قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے لیے بقصد عمرہ تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ

جنگ کا نہیں ہے اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ جو کفر و مسلمان وہاں ہیں انہیں اطمینان دلادیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمائے گا۔ قریش

اس بات پر متفق رہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ معظمہ کا طواف

کرنا چاہیں تو کریں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بغیر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طواف کروں یہاں مسلمانوں

نے کہا کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خوش نصیب ہیں جو کعبہ معظمہ پہنچے اور طواف سے مشرف ہوئے۔ حضور نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ

کریں گے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ کے ضعیف مسلمانوں کو حسب حکم فتح کی بشارت بھی پہنچائی پھر قریش نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی یہ بیعت ایک بڑے خاردار درخت کے نیچے ہوئی جس کو عرب میں ”سمرہ“ کہتے ہیں حضور نے اپنا بایاں

دست مبارک داہنے دست اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیعت ہے اور فرمایا: یا رب! عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرے اور تیرے

رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کام میں ہیں اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور نبوت سے معلوم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ شہید نہیں ہوئے جی تو ان کی بیعت لی مشرکین اس بیعت کا حال سن کر خائف ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دیا۔ حدیث

شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اُن میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم

شریف) اور جس درخت کے نیچے بیعت کی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے اُن کو ناپید (ناپید) کر دیا سال آئندہ صحابہ نے ہر چند تلاش کیا کسی کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔ ۱۷ صدق

واخلاص و وفا۔ ۱۸ یعنی فتح خیبر کا جو حدیبیہ سے واپس ہو کر چھ ماہ بعد حاصل ہوئی۔ ۱۹ خیبر کی اور اہل خیبر کے اموال کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

تقسیم فرمائے۔ ۱۷ اور تمہاری فتوحات ہوتی رہیں گی۔

وَكَفَّ أَيْدِي النَّاسِ عَنْكُمْ^ج وَلِتَكُونَ آيَةً^ج لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ

اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے^ج اور اس لیے کہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو^ج اور تمہیں

صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا^{۲۰} وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ

سیّدھی راہ دکھا دے^ج اور ایک اور^ج جو تمہارے بل (بس) کی نہ تھی^ج وہ اللہ کے قبضہ

بِهَا^ط وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا^{۲۱} وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر کافر تم سے لڑیں^ج

لَوْ لَوْ^ط إِلَّا دَبَارُكُمْ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا^{۲۲} سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي

تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے^ج پھر نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار اللہ کا دستور ہے کہ

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ^ط وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا^{۲۳} وَهُوَ الَّذِي

پہلے سے چلا آتا ہے^ج اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے اور وہی ہے جس نے

كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ

اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ میں^ج بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو

عَلَيْهِمْ^ط وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا^{۲۴} هُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے وہ^ج وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَجَلَّهُ^ط وَ

تمہیں مسجد حرام سے^ج روکا اور قربانی کے جانور رُکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے^ج اور

۲۹ کہ وہ خائف ہو کر تمہارے اہل و عیال کو ضرر نہ پہنچا سکے۔ اس کا واقعہ یہ تھا کہ جب مسلمان جنگ خیبر کے لیے روانہ ہوئے تو اہل خیبر کے حلیف بنی اسد و

۳۰ غطفان نے چاہا کہ مدینہ طیبہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کے اہل و عیال کو لوٹ لیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا اور ان کے ہاتھ روک دیئے۔

۳۱ وہ یہ غنیمت دینا اور دشمنوں کے ہاتھ روک دینا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور کام اس پر موقوف کرنے کی جس سے بصیرت و یقین زیادہ

۳۲ ہو۔ فتح ۳۵ مراد اس سے یا مغانم فارس و روم (فارس و روم کی غنیمتیں) ہیں یا خیبر جس کا اللہ تعالیٰ نے پہلے سے وعدہ فرمایا تھا اور مسلمانوں کو امیر کامیابی

۳۳ تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی اور ایک قول یہ ہے کہ وہ فتح مکہ ہے اور ایک قول ہے کہ وہ ہر فتح ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۳۴ یعنی اہل مکہ یا اہل خیبر کے حلفاء اسد و غطفان۔ ۳۵ مغلوب ہوں گے اور انہیں ہزیمت ہوگی۔ ۳۶ کہ وہ مؤمنین کی مدد فرماتا ہے اور کافروں کو مقہور (رسوا) کرتا ہے۔

۳۷ یعنی کفار کے ۳۸ روز فتح مکہ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ”بطن مکہ“ سے حدیبیہ مراد ہے اور اس کے شان نزول میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ میں سے اسی ہتھیار بند جوان ”جبل تعیم“ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے اترے، مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضور نے معاف فرمایا اور چھوڑ دیا۔ ۳۹ کفار مکہ سے وہاں پہنچنے سے اور اس کا طواف کرنے سے^ج یعنی مقام ذبح سے جو حرم میں ہے۔

لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَبُوهُمْ أَنْ تَطَّوَّهُمْ

اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں ۷۲ جن کی تمہیں خبر نہیں ۷۳ کہیں تم انہیں روند ڈالو ۷۴

فَتَصِيبُكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ

تو تمہیں اُن کی طرف سے انجانائی میں کوئی مکروہ (ناپسندیدہ شے) پہنچے تو ہم تمہیں ان کے قتال کی اجازت دیتے ان کا یہ بچاؤ اس لیے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں

يَشَاءُ لَوْلَا تَرْيَاؤُا الْعَذَابُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۷۵ اِذْ

داخل کرے جسے چاہے اگر وہ جدا ہو جاتے ۷۶ تو ہم ضرور ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے ۷۷ جب

جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَيَّةَ الْحَيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ

کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ (ضد) رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ ۷۸ تو اللہ نے اپنا

سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَ

اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اُتارا ۷۹ اور پرہیزگاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا ۸۰ اور

كَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۷۶ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۷۶ لَقَدْ صَدَقَ

وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے ۷۶ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۷۷ بے شک اللہ

اللَّهُ رَسُولُهُ الرَّءِیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب ۷۸ بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے

أَمِنِينَ ۷۷ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ ۷۸ لَا تَخَافُونَ ۷۹ فَعَلِمَ مَا لَمْ

امن و امان سے اپنے سروں کے ۷۹ بال منڈاتے یا ۷۸ ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں

۷۶ مکہ مکرمہ میں ہیں ۷۷ تم انہیں پہچانتے نہیں ۷۸ کفار سے قتال کرنے میں ۷۹ یعنی مسلمان کافروں سے ممتاز ہو جاتے۔ ۷۶ تمہارے ہاتھ سے قتل

کرا کے اور تمہاری قید میں لا کر۔ ۷۶ کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے اصحاب کو کعبہ معظمہ سے روکا ۷۸ کہ انہوں نے سال آئندہ آنے پر صلح

کی اگر وہ بھی کفار قریش کی طرح ضد کرتے تو ضرور جنگ ہو جاتی۔ ۷۹ کلمہ تقویٰ سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ ہے۔ ۷۶ کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے انہیں اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف فرمایا۔ ۷۶ کافروں کا حال بھی جانتا ہے مسلمانوں کا بھی، کوئی چیز اس سے مخفی

نہیں۔ ۷۶ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا قصد فرمانے سے قبل مدینہ طیبہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ مع اصحاب کے مکہ معظمہ میں

بہ امن داخل ہوئے اور اصحاب نے سر کے بال منڈائے بعض نے ترشوائے یہ خواب آپ نے اپنے اصحاب سے بیان فرمایا تو انہیں خوشی ہوئی اور انہوں نے خیال کیا

کہ اسی سال وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جب مسلمان حدیبیہ سے بعد صلح کے واپس ہوئے اور اس سال مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوا تو منافقین نے تمسخر (طنز) کیا

طعن کئے اور کہا کہ وہ خواب کیا ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس کے خواب کے مضمون کی تصدیق فرمائی کہ ضرور ایسا ہوگا۔ چنانچہ اگلے سال ایسا

ہی ہوا اور مسلمان اگلے سال بڑے شان و شکوہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ ۷۶ تمام ۷۶ تھوڑے سے۔

تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝۲۷ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

معلوم نہیں دے گا تو اس سے پہلے دے گا ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی دے گا وہی ہے جس نے اپنے رسول کو

بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۖ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے دے گا اور اللہ کافی ہے

شَهِيدًا ۝۲۸ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

گواہ دے گا محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے دے گا کافروں پر سخت ہیں دے گا

رُحَصَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

اور آپس میں نرم دل دے گا تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے دے گا اللہ کا فضل و رضا چاہتے

سِبَاهُهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۖ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۖ وَ

ان کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے دے گا یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور

مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۖ كَزُرْءٍ أَخْرَجَ شُطْءَهُ فَازَرَاهُ فَاسْتَعْظَمَ

ان کی صفت انجیل میں دے گا جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر دیز ہوئی

فَاسْتَوَىٰ عَلَى سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۖ وَعَدَ اللَّهُ

پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے دے گا تاکہ اُن سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا

۵۷۱ یعنی یہ کہ تمہارا داخل ہونا اگلے سال ہے اور تم اسی سال سمجھے تھے اور تمہارے لیے یہ تاخیر بہتر تھی کہ اس کے باعث وہاں کے ضعیف مسلمان پامال ہونے سے بچ

گئے۔ ۵۷۲ یعنی دخولِ حرم سے قبل دے گا فتحِ خیر کہ فتحِ موعود (وعدہ کی گئی فتح) کے حاصل ہونے تک مسلمانوں کے دل اس سے راحت پائیں اس کے بعد جب اگلا

سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور کی خواب کا جلوہ دکھلایا اور واقعات اس کے مطابق رونما ہوئے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ۵۷۳ خواہ وہ مشرکین کے دین ہوں یا اہل کتاب

کے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمادیا۔ ۵۷۴ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر جیسا کہ فرماتا

ہے: ۵۷۵ یعنی ان کے اصحاب ۵۷۶ جیسا کہ شیر شکار پر اور صحابہ کا تشدد کفار کے ساتھ اس حد پر تھا کہ وہ لحاظ رکھتے تھے کہ اُن کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چھو

جائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگنے پائے۔ (مدارک) ۵۷۷ ایک دوسرے پر محبت و مہربانی کرنے والے ایسے کہ جیسے باپ بیٹے میں ہو اور یہ محبت اس

حد تک پہنچ گئی کہ جب ایک مومن دوسرے کو دیکھے تو فرطِ محبت سے مصافحہ و معافہ کرے۔ ۵۷۸ کثرت سے نمازیں پڑھتے نمازوں پر مداومت کرتے۔ ۵۷۹ اور

یہ علامت وہ نور ہے جو روز قیامت ان کے چہروں سے تاباں ہوگا اس سے پہچانے جائیں گے کہ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے لیے بہت سجدے کئے ہیں اور یہ بھی

کہا گیا ہے کہ ان کے چہروں میں سجدہ کا مقام ماہِ شب چہارہم (چودھویں رات کے چاند) کی طرح چمکتا دمکتا ہوگا۔ عطاء کا قول ہے کہ شب کی دراز نمازوں سے

ان کے چہروں پر نور نمایاں ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو رات کو نماز کی کثرت کرتا ہے صبح کو اس کا چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

گردِ کاشان بھی سجدہ کی علامت ہے۔ ۵۸۰ یہ مذکور ہے کہ ۵۸۱ یہ مثال ابتدائے اسلام اور اس کی ترقی کی بیان فرمائی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنہا

اٹھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے خالصین اصحاب سے تقویت دی۔ قنادہ نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی مثال انجیل میں یہ لکھی ہے

کہ ایک قوم کھیتی کی طرح پیدا ہوگی وہ نیکیوں کا حکم کریں گے بدیوں سے منع کریں گے کہا گیا ہے کہ کھیتی حضور ہیں اور اس کی شاخیں اصحاب اور مومنین۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۱۹

ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں ۱۹ بخشش اور بڑے ثواب کا

﴿ایاتھا ۱۸﴾ ﴿سُورَةُ الْحَجَرَاتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورۃ حجرات مدنیہ ہے، اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو ۱۱ اور اللہ سے

اللَّهُ ۱۱ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۱۱ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا

ڈرو بے شک اللہ سُنَّا جانتا ہے اے ایمان والو! اپنی آوازیں

أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ

اوپنی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے ۱۲ اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے

لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۱۲ إِنَّ الَّذِينَ

سامنے چلا تے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو ۱۲ بے شک وہ جو

۱۱ صحابہ سب کے سب صاحب ایمان و عمل صالح ہیں اس لیے یہ وعدہ سبھی سے ہے۔ ۱۲ سورۃ حجرات مدنیہ ہے اس میں دو رکوع اٹھارہ آیتیں تین سو تینتالیس

کلمے اور ایک ہزار چار سو چھتر حرف ہیں۔ ۱۱ یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہونہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدیم کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

ادب و احترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت میں نیاز مندی و آداب لازم ہیں۔ ۱۲ شان نزول: چند شخصوں نے عید الضحیٰ کے دن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا

شروع کر دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدیم نہ کرو۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ۱۲ یعنی جب

حضور (بارگاہ رسالت) میں کچھ عرض کرو تو آہستہ پست آواز سے عرض کرو یہی دربار رسالت کا ادب و احترام ہے۔ ۱۲ اس آیت میں حضور کا اجلال و اکرام و

ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات

ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ ۱۲ شان نزول: حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقل سماعت تھا (یعنی اونچی آواز سے سنتے تھے) اور آواز

ان کی اونچی تھی بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہل نارسے ہوں حضور

نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر اگر حضرت ثابت

سے اس کا ذکر کیا ثابت نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا۔ حضرت سعد نے یہ حال خدمت اقدس

میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ وہ اہل جنت سے ہیں۔

يَعُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ

اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری

قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝۲۱ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ

کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے

مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝۲۲ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ

باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں و اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ

تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۲۳ يَا أَيُّهَا

تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے و تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے و اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا

ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو و کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا

بِجَهَالَةٍ فَتُصِحِّحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝۲۴ وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ

نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر بیچھڑتے رہ جاؤ اور جان لو کہ تم میں

رَسُولَ اللَّهِ ۖ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَبٌ

اللہ کے رسول ہیں و بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں و تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں

وہ براہِ ادب و تعظیم۔ شانِ نزول: آیہ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ

عنہما اور بعض اور صحابہ نے بہت احتیاط لازم کر لی اور خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وہ شانِ نزول: یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دو پہر کے وقت پہنچے جبکہ حضور آرام فرما رہے تھے

ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا شروع کیا حضور تشریف لے آئے ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اجلال

شانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان فرمایا گیا کہ باگ و اقدس میں اس طرح پکارنا مجہل و بے عقلی ہے اور ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔ و اس

وقت وہ عرض کرتے جو انہیں عرض کرنا تھا یہ ادب ان پر لازم تھا اس کو بجالاتے۔ و ان میں سے ان کے لیے جو توبہ کریں۔ و کہ صحیح ہے یا غلط۔ شانِ نزول:

یہ آیت ولید بن عقبہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو بنی مصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا اور زمانہ جاہلیت میں ان

کے اور ان کے درمیان عداوت تھی جب ولید ان کے دیار کے قریب پہنچے اور انہیں خبر ہوئی تو اس خیال سے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے

ہیں بہت سے لوگ تعظیماً ان کے استقبال کے واسطے آئے ولید نے گمان کیا کہ یہ پرانی عداوت سے مجھے قتل کرنے آرہے ہیں یہ خیال کر کے ولید واپس ہو گئے اور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر دیا کہ حضور ان لوگوں نے صدقہ کو منع کر دیا اور میرے قتل کے درپے ہو گئے حضور نے خالد بن ولید کو تحقیق حال کے لیے

بھیجا حضرت خالد نے دیکھا کہ وہ لوگ اذائیں کہتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں نے صدقات پیش کر دیئے حضرت خالد یہ صدقات لے کر خدمتِ اقدس میں

حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت عام ہے اس بیان میں نازل ہوئی ہے کہ فاسق کے قول پر اعتماد نہ کیا

جائے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایک شخص اگر عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔ و اگر تم جھوٹ بولو گے تو اللہ تعالیٰ کے خیردار کرنے سے وہ تمہارا انشاء

إِلَيْكُمْ الْإِيْمَانِ وَزَيْنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ

ایمان پیارا کر دیا ہے اور اُسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی

وَالْعُصْيَانَ ۱۰ أُولَٰئِكَ هُمُ الرُّشْدُونَ ۚ فَضَلَّاهُمْ اللَّهُ وَنِعْمَةً ۖ وَاللَّهُ

تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں ۱۰ اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ

عَلَيْكُمْ حَكِيمٌ ۱۱ وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا

علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح

بَيْنَهُمَا ۚ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ

کراؤ ۱۲ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے ۱۲ تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ

تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۚ

وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کرو اور عدل کرو

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۱۳ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا

بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں مسلمان مسلمان بھائی ہیں ۱۳ تو اپنے دو بھائیوں

بَيْنَ أَخَوِيكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۱۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

میں صلح کرو ۱۴ اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو ۱۴ اے ایمان والو

لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ

نہ مرد مردوں سے نہیں ۱۵ عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں ۱۵ اور نہ عورتیں

حال کر کے تمہیں رسوا کر دیں گے۔ ۱۵ اور تمہاری رائے کے مطابق حکم دے دیں۔ ۱۵ کہ طریق حق پر قائم رہے۔ ۱۵ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم دراز گوش پر سوار تشریف لے جا رہے تھے انصار کی مجلس پر گزر رہا تھا وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کر لی

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے حضور تو تشریف لے گئے ان دونوں میں

بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھ پائی تک نوبت پہنچی تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرادی اس

معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۶ ظلم کرے اور صلح سے منکر ہو جائے۔ مسئلہ: باغی گروہ کا یہی حکم ہے اس سے قتال کیا جائے یہاں تک کہ وہ جنگ سے باز آئے۔

۱۷ کہ آپس میں دینی رابطہ اور اسلامی محبت کے ساتھ مربوط (جڑے ہوئے) ہیں یہ رشتہ تمام دنیوی رشتوں سے قوی تر ہے۔ ۱۷ جب کبھی ان میں

نزاع (رجش) واقع ہو۔ ۱۷ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور پرہیزگاری اختیار کرنا مومنین کی باہمی محبت و مودت کا سبب ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ

تعالیٰ کی رحمت اس پر ہوتی ہے۔ ۱۷ شان نزول: اس آیت کا نزول کئی واقعوں میں ہوا پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت ابن قیس بن شماس کو ثعلب ساعت تھا جب وہ سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوئے تو صحابہ انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لیے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک

سن سکیں ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور مجلس شریف خوب بھر گئی اس وقت ثابت آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں

نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۚ وَلَا تَلْبِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا

عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں وں اور آپس میں طعنہ نہ کرو وں اور ایک دوسرے کے بُرے

بِالْأَلْقَابِ ۚ بئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ

نام نہ رکھو ۲۲ کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا ۲۳ اور جو توبہ نہ کریں

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝۱۱ يَٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ

تو وہی ظالم ہیں اے ایمان والو بہت گمانوں سے

الظَّنِّ ۚ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۚ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُمُ

بچو ۲۴ بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے ۲۵ اور عیب نہ ڈھونڈو ۲۶ اور ایک دوسرے کی

ہوتا کھڑا رہتا۔ ثابت آئے تو وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب بیٹھنے کے لیے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو جگہ دو یہاں تک کہ وہ حضور کے قریب پہنچ گئے اور ان کے اور حضور کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو اس نے کہا کہ تمہیں جگہ مل گئی بیٹھ جاؤ ثابت غصہ میں آکر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو ثابت نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون؟ اس نے کہا کہ میں فلاں شخص ہوں۔ ثابت نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا: فلاںی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لیے کہا جاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ شاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمار و خباب و بلال و صہیب و سلمان و سالم وغیرہ غریب صحابہ کی غربت و کد کران کے ساتھ متسمخر کرتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ نہیں یعنی مالدار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسب غریزی نسب کی، نہ تندرست اپاہج کی، نہ بیٹا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔ ۲۵ صدق و اخلاص میں۔ ۲۶ شان نزول: یہ آیت ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں نازل ہوئی۔ انہیں معلوم ہوا تھا کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا اس پر انہیں رنج ہوا اور روئیں اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی تو حضور نے فرمایا کہ تم نبی زادی اور نبی کی بی بی ہو تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ سے فرمایا: اے حفصہ! خدا سے ڈرو۔ (التبرہ مذی) وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ ۲۷ ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اگر ایک مومن نے دوسرے مومن پر عیب لگایا تو گویا اپنے ہی آپ کو عیب لگایا۔ ۲۸ جو انہیں ناگوار معلوم ہوں۔ مسائل: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کر لی ہو اس کو بعد توبہ اس برائی سے عار دلانا بھی اس نبی میں داخل اور ممنوع ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کتا یا گدھ یا سور کا بھی اسی میں داخل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ القاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو لیکن تعریف کے القاب جو سچے ہوں ممنوع نہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر کا لقب عتیق اور حضرت عمر کا فاروق اور حضرت عثمان کا ذوالنورین اور حضرت علی کا ابوتراب اور حضرت خالد کا سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جو القاب بمنزلہ علم ہو گئے اور صاحب القاب کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں جیسا کہ اعش، اعرج۔ ۲۹ تو اے مسلمانو کسی مسلمان کی ہنسی بنا کر یا اس کو عیب لگا کر یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ کو فاسق نہ کہلاؤ۔ ۳۰ کیونکہ ہر گمان صحیح نہیں ہوتا۔ ۳۱ مسئلہ: مومن صالح کے ساتھ برا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ برا گمان کرنا ایک جائزہ فاسق معطن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔ ۳۲ یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ستاری سے چھپایا۔ حدیث شریف میں ہے: گمان سے بچو گمان بڑی جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو ان کے ساتھ حرص و حسد بغض بے مروتی نہ کرو اے اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بنے رہو جیسا تمہیں حکم دیا

بَعْضًا ۱۱ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۖ ط

غیبت نہ کرو ۱۱ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا ۱۱

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ۱۲ ۱۳ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ

اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۲ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد ۱۳

مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاهُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۖ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ

اور ایک عورت ۱۳ سے پیدا کیا ۱۴ اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو ۱۵ بے شک اللہ کے یہاں تم میں

عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَرُّكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۱۶ ۱۷ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا

زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ۱۶ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے ۱۷ گنوار بولے ہم ایمان لائے ۱۸

کیا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے اس کو رسوا نہ کرے اس کی تحقیر نہ کرے (پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے تقویٰ

یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے آدمی کے لیے یہ برائی بہت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر دیکھے ہر مسلمان مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی اس کی آبرو بھی اس کا مال

بھی اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں اور عملوں پر نظر نہیں فرماتا لیکن تمہارے دلوں پر نظر فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم) حدیث: جو بندہ دنیا میں دوسرے کی پردہ پوشی

کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ۱۵ حدیث شریف میں ہے کہ غیبت یہ ہے کہ مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے جو اسے

ناگوار گزرے اگر وہ بات سچی ہے تو غیبت ہے ورنہ بہتان۔ ۱۶ تو مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے

بعد اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کو بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت آبرو

گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔ شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جہاد کے لیے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مالداروں کے ساتھ ایک غریب

مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے وہ اسے کھلائیں پلائیں ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ کئے

گئے تھے ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لیے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا حضور کے

خادم مٹج حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کے پاس کچھ رہا نہ تھا انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی آکر کہہ

دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ حضرت اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بخل کیا جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا: میں

تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں فرمایا تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا

گوشت کھایا۔ مسئلہ: غیبت بالافتقار کبار (کبیرہ گناہوں) میں سے ہے، غیبت کرنے والے کو توبہ لازم ہے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ

جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ مسئلہ: فاسق معطل کے عیب کا بیان غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ

اس سے بچیں۔ مسئلہ: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں: ایک صاحب ہوا (بد مذہب)۔ دوسرا فاسق معطل۔ تیسرا بادشاہ

ظالم یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔ ۱۹ حضرت آدم علیہ السلام ۲۰ حضرت حوا ۲۱ نسب کے اس انتہائی درجہ پر جا کر تم سب کے سب مل جاتے ہو

تو نسب میں تفاخر اور تفاضل کی کوئی وجہ نہیں سب برابر ہو ایک جد اعلیٰ کی اولاد۔ ۲۲ اور ”ایک“ ”دوسرے“ کا نسب جانے اور کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے

کی طرف اپنی نسبت نہ کرے، نہ یہ کہ نسب پر فخر کرے اور دوسروں کی تحقیر کرے، اس کے بعد اس چیز کا بیان فرمایا جاتا ہے جو انسان کے لیے شرافت و فضیلت کا سبب

اور جس سے اس کو بارگاہ الہی میں عزت حاصل ہوتی ہے۔ ۲۳ اس سے معلوم ہوا کہ مدار عزت و فضیلت کا پرہیز گاری ہے نہ کہ نسب۔ شان نزول: رسول کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بازار مدینہ میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے اس غلام کو ایک شخص نے خریدا لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سید عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی

عیادت کے لیے تشریف لائے پھر اس کی وفات ہو گئی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے دفن میں تشریف لائے اس پر لوگوں نے کچھ کہا اس پر یہ آیت

قُلْ لَمْ تَوْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِي

تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ۳۵۷ ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے ۳۵۸ اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں قُلُوْبِكُمْ ط وَ اِنْ تُطِيعُوا اللّٰهَ وَرَاسُوْلَهٗ لَا يَلِيْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْءًا ط کہاں داخل ہوا ۳۵۹ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے ۳۵۸ تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا ۳۵۹

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۳ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَ

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر

رَاسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجْهًا وَّابًا مَّوَالِيَهُمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

ایمان لائے پھر شک نہ کیا ۳۶۰ اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں

اللّٰهُ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۱۵ قُلْ اَتَعْلَمُوْنَ اللّٰهُ يَدِيْنَكُمْ ط وَاللّٰهُ

جہاد کیا وہی سچے ہیں ۳۶۱ تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو اور اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۱۶

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے ۳۶۲ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۳۶۳

يَسْتُوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ط قُلْ لَا تَتَّبِعُوْا عَلٰٓى اِسْلَامِكُمْ بَلِ اللّٰهُ

اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ

يَسِّنْ عَلَيْكُمْ اَنْ هٰدِيْكُمْ لِاِيْمَانٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۷ اِنَّ اللّٰهَ

تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو ۳۶۴ بے شک اللہ

کریم نازل ہوئی۔ ۳۶۵ شان نزول: یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو خشک سالی کے زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام کا اظہار کیا اور حقیقت میں وہ ایمان نہ رکھتے تھے ان لوگوں نے مدینہ کے رستہ میں گندگیاں کیں اور

وہاں کے بھاؤ گراں کر دیئے صبح وشام رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے اور کہتے ہمیں کچھ دیجئے ان

کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۶۵ صدق دل سے ۳۶۶ ظاہر میں ۳۶۷ مسئلہ: محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اس سے آدمی مومن

نہیں ہوتا اطاعت و فرمانبرداری اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان ایک ہیں کوئی فرق نہیں۔ ۳۶۸ ظاہر و باطن صدق و اخلاص کے ساتھ

نفاق کو چھوڑ کر ۳۶۹ تمہاری نیکیوں کا ثواب کم نہ کرے گا۔ ۳۷۰ اپنے دین و ایمان میں ۳۷۱ ایمان کے دعویٰ میں۔ شان نزول: جب یہ دونوں آیتیں نازل

ہوئیں تو اعراب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم مومن مخلص ہیں اس پر اگلی آیت نازل ہوئی اور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا۔ ۳۷۲ اس سے کچھ مخفی نہیں ۳۷۳ مومن کا ایمان بھی اور منافق کا نفاق بھی تمہارے بتانے اور خبر دینے کی

حاجت نہیں۔ ۳۷۴ اپنے دعوے میں۔

جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۴۵

سورۃ ق مکیہ ہے، اس میں پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

عزت والے قرآن کی قسم؎ بلکہ انھیں اس کا اچھا (عجب) ہوا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا؎ تو

کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مرحائیں اور مٹی ہو جائیں گے پھر جنیں گے یہ پلٹنا

دُور ہے وہ ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے گھٹاتی ہے وہ اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی

کتاب ہے ۶۔ بلکہ انھوں نے حق کو جھٹلایا۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ ایک مضطرب بے ثبات بات میں ہیں ۷۔ تو کیا

انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا وہم نے اُسے کیسا بنایا وہ اور سنوارا وہ اور اس میں کہیں رخنہ نہیں ہے

۵۴۔ اس سے تمہارا کوئی حال چھپا نہیں نہ ظاہر نہ مخفی۔ ”وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ سِتْرٌ“ مکیہ ہے اس میں تین رکوع پینتالیس آیتیں تین سو ستاون کلمے اور ایک ہزار چار سو چورانوے حرف ہیں۔ ۵۵۔ ہم جانتے ہیں کہ کفار مکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔ ۵۶۔ جس کی عدالت و امانت اور صدق و راست بازی کو وہ خوب جانتے ہیں اور یہ بھی ان کے دل نشین ہے کہ ایسے صفات کا شخص سچا نا صحیح ہوتا ہے باوجود اس کے ان کا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور حضور کے اِنذار (ڈرانے) سے تعجب و انکار کرنا قابل حیرت ہے۔ ۵۷۔ ان کی اس بات کے رد و جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۵۸۔ یعنی اُن کے جسم کے جو حصے گوشت خون ہڈیاں وغیرہ زمین کھا جاتی ہے ان میں سے کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں تو ہم ان کو ویسے ہی زندہ کرنے پر قادر ہیں جیسے کہ وہ پہلے تھے۔ ۵۹۔ جس میں ان کے اسماء اعداد اور جو کچھ ان میں سے زمین نے کھایا سب ثابت و مکتوب و محفوظ ہے۔ ۶۰۔ بغیر سوچے سمجھے اور حق سے مراد یا نبوت ہے جس کے ساتھ معجزات باہرات ہیں یا قرآن مجید۔ ۶۱۔ تو کبھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاعر، کبھی ساحر، کبھی کاہن اور ایسی طرح قرآن پاک کو شعر و تحر و کہانت کہتے ہیں کسی ایک بات پر قرار نہیں۔ ۶۲۔ چشم بینا و نظر اعتبار سے کہ اس کی آفرینش میں ہماری قدرت کے آثار نمایاں ہیں۔ ۶۳۔ بغیر ستون کے بلند کیا ۶۴۔ کواکب کے روشن اجرام سے۔ ۶۵۔ کوئی عیب و قصور نہیں۔

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْثَبْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا ۱۳ اور اس میں لنگر ڈالے (پہاڑ رکھے) ۱۴ اور اس میں ہر بارونق

بَهِيْجٍ ۱۵ تَبَصَّرَةً ۱۶ وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۱۷ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

جوڑا اُگایا ۱۵ سوچھ اور سمجھ ۱۶ ہر رجوع والے بندے کے لیے ۱۷ اور ہم نے آسمان سے برکت والا

مَاءً مُّبَرَّكَ ۱۸ كَافًا ثَبَّتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ ۱۹ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ۲۰ وَالنَّخْلَ بَسَقَتْ لَهَا

پانی اُتارا ۱۸ تو اس سے باغ اُگائے اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے ۱۹ اور کھجور کے لمبے درخت جن کا

طَلْعٌ مُّضِيءٌ ۲۱ رِزْقًا لِلْعِبَادِ ۲۲ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۲۳ كَذَلِكَ

پکا گابھا (پکا ہوا تازہ پھل) ۲۱ بندوں کی روزی کے لیے ۲۲ اور ہم نے اس ۲۳ سے مردہ (ویران) شہر جلا یا (سرسبز کیا) ۲۴ یونہی

الْخُرُوجِ ۲۵ كَذَبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ ۲۶ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ ۲۷ وَثَمُودُ ۲۸ وَ

قبروں سے تمہارا نکلتا ہے ۲۵ ان سے پہلے جھٹلایا ۲۶ نوح کی قوم اور رس والوں ۲۷ اور ثمود اور

عَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۲۹ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۳۰ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۳۱ كُلٌّ

عاد اور فرعون اور لوط کے ہم قوموں اور بن والوں اور تُبَّع کی قوم نے ۳۱ ان میں ہر

كَذَّبَ الرَّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ۳۲ أَفَعَيَيْنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۳۳ بَلْ هُمْ

ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا ۳۲ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے ۳۳ بلکہ وہ

فِي لُبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۳۴ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا

نئے بننے سے ۳۴ شبہ میں ہیں اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو

۳۵ پانی تک۔ ۳۶ پہاڑوں کے کہ قائم رہے۔ ۳۷ کہ اس سے بینائی و نصیحت حاصل ہو ۳۸ جو اللہ تعالیٰ کے بدائع صنعت و عجائب خلقت میں نظر کر

کے اس کی طرف رجوع کرے۔ ۳۹ یعنی بارش جس سے ہر چیز کی زندگی اور بہت خیر و برکت ہے۔ ۴۰ طرح طرح کا گیہوں، بو، چنا وغیرہ۔ ۴۱ بارش کے پانی ۴۲ جس کے نباتات خشک ہو چکے تھے پھر اس کو سبزہ زار کر دیا۔ ۴۳ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار دیکھ کر مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کا کیوں

انکار کرتے ہو۔ ۴۴ رسولوں کو ۴۵ رس ایک کنواں ہے جہاں یہ لوگ مح اپنے مویشیوں کے مقیم تھے اور بتوں کو پوجتے تھے یہ کنواں زمین میں دھنس گیا اور اس کے قریب کی زمین بھی یہ لوگ اور ان کے اموال اس کے ساتھ دھنس گئے۔ ۴۶ ان سب کے تذکرے سورہ فرقان و حجر و دخان میں گزر چکے ہیں۔

۴۷ اس میں قریش کو تہدید اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ آپ قریش کے کفر سے تنگ دل نہ ہوں ہم ہمیشہ رسولوں کی مدد فرماتے اور ان کے دشمنوں پر عذاب کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد منکرین بعث کے انکار کا جواب ارشاد ہوتا ہے۔ ۴۸ جو دوبارہ پیدا کرنا ہمیں دشوار ہو اس میں منکرین بعث کے کمال جہل کا اظہار ہے کہ باوجود اس اقرار کے کہ خلق اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اس کے دوبارہ پیدا کرنے کو محال اور مستبعد سمجھتے ہیں۔ ۴۹ یعنی موت کے بعد پیدا کئے جانے سے۔

تَوَسَّوسَ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝۱۶ اِذْ

وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے ۲۵ اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں ۲۶ جب

يَتَلَقَّى الْمُتَكَلِّمِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۝۱۷ مَا يَلْفِظُ مِنْ

اس سے لیتے ہیں دو لینے والے ۲۷ ایک دابنے بیٹھا اور ایک بائیں ۲۸ کوئی بات وہ زبان سے

قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَاقِبٌ عَتِيدٌ ۝۱۸ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ

نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو ۲۹ اور آئی موت کی سختی ۳۰ حق کے ساتھ ۳۱

ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝۱۹ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۖ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعْدِ ۝۲۰

یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا اور صور پھونکا گیا ۳۲ یہ ہے وعدہ عذاب کا دن ۳۳

وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ۝۲۱ لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ

اور ہر جان یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا ۳۴ اور ایک گواہ ۳۵ بے شک تو اس سے غفلت

مِّنْ هٰذَا فَكْشِفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ۝۲۲ وَقَالَ

میں تھا ۳۶ تو ہم نے تجھ پر پردہ اٹھایا ۳۷ تو آج تیری نگاہ تیز ہے ۳۸ اور اس کا ہم نشین

۳۹ ہم سے اس کے سرائے و محار جیسے نہیں۔ ۴۰ یہ کمال علم کا بیان ہے کہ ہم بندے کے حال کو خود اس سے زیادہ جاننے والے ہیں، ”ورید“ وہ رگ ہے جس میں

خون جاری ہو کر بدن کے ہر ہر جز میں پہنچتا ہے یہ رگ گردن میں ہے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اجزاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز

پردے میں نہیں۔ ۴۱ فرشتے اور وہ انسان کا ہر عمل اور اس کی ہر بات لکھنے پر مامور ہیں۔ ۴۲ داہنی طرف والا نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف والا بدیاں اس

میں اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے لکھنے سے بھی غنی ہے، وہ اخفی الخفیات (باریک پوشیدگیوں) کا جاننے والا ہے، خطرات نفس تک اس سے چھپے نہیں،

فرشتوں کی کتابت حسب اقتضائے حکمت ہے کہ روز قیامت نامہائے اعمال ہر شخص کے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں۔ ۴۳ خواہ وہ کہیں ہو سوائے وقت

قضائے حاجت اور وقتِ جماع کے اس وقت یہ فرشتے آدمی کے پاس سے ہٹ جاتے ہیں۔ مسئلہ ان دونوں حالتوں میں آدمی کو بات کرنا جائز نہیں تاکہ اس کے

لکھنے کے لیے فرشتوں کو اس حالت میں اس سے قریب ہونے کی تکلیف نہ ہو یہ فرشتے آدمی کی ہر بات لکھتے ہیں بیماری کا کراہنا تک اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف

وہی چیزیں لکھتے ہیں جن میں اجر و ثواب یا گرفت و عذاب ہو۔ امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ جب آدمی ایک نیکی کرتا ہے تو وہی طرف والا فرشتہ دس

لکھتا ہے اور جب بدی کرتا ہے تو وہی طرف والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ ابھی تو توفیق کر شاید یہ شخص استغفار کر لے، منکرین بعثت کا رد فرمانے

اور اپنے قدرت و علم سے ان پر جہنم قائم کرنے کے بعد انہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ جس چیز کا انکار کرتے ہیں وہ عقرب ان کی موت اور قیامت کے وقت پیش آنے

والی ہے اور صیغہ ماضی سے ان کی آمد کی تعبیر فرما کر اس کے قرب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ۴۴ جو عقل و حواس کو خست و مکدر کر دیتی ہے۔ ۴۵ حق

سے مراد یا حقیقت موت ہے یا امر آخرت جس کو انسان خود معاند کرتا ہے یا انجام کار سعادت و شقاوت اور سکرات کی حالت میں مرنے والے سے کہا جاتا ہے کہ

موت ۴۶ بعث کے لیے ۴۷ جس کا اللہ تعالیٰ نے کفار سے وعدہ فرمایا تھا۔ ۴۸ فرشتہ جو اسے محشر کی طرف ہانکے۔ ۴۹ جو اس کے عملوں کی گواہی دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہانکنے والا فرشتہ ہوگا اور گواہ خود اس کا اپنا نفس۔ ضحاک کا قول ہے کہ ہانکنے والا فرشتہ ہے اور گواہ اپنے اعضائے

بدن ہاتھ پاؤں وغیرہ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر فرمایا کہ ہانکنے والا بھی فرشتہ ہے اور گواہ بھی فرشتہ۔ (جمل) پھر کافر سے کہا جائے گا: ۵۰ دینا

میں ۵۱ جو تیرے دل اور کانوں اور آنکھوں پر پڑا تھا: ۵۲ کہ تو ان چیزوں کو دیکھ رہا ہے جن کا دنیا میں انکار کرتا تھا۔

قَرِينُهُ هَذَا مَا لَدَىٰ عَتِيدٍ ۚ ۲۳ ۚ اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۚ ۲۴

فرشتہ ۲۳ بولا یہ ہے ۲۴ جو میرے پاس حاضر ہے حکم ہوگا تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو

مِّنَّا لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۚ ۲۵ ۚ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَأَلْقِيهِ

جو بھلائی سے بہت روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ۲۵ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا تم دونوں

فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۚ ۲۶ ۚ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَكِنْ كَانَ فِي

اسے سخت عذاب میں ڈالو اس کے ساتھی شیطان نے کہا ۲۶ ہمارے رب میں نے اُسے سرکش نہ کیا فلاں ہاں یہ آپ ہی

ضَلِيلٍ بَعِيدٍ ۚ ۲۷ ۚ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدُنِّي وَ قَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ

دور کی گمراہی میں تھا فلاں ۲۷ میرے پاس نہ جھگڑو ۲۸ میں تمہیں پہلے ہی عذاب کا

بِالْوَعِيدِ ۚ ۲۸ ۚ مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدُنِّي وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۚ ۲۹

ڈر سنا چکا تھا ۲۹ میرے یہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأَتْ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ۚ ۳۰ ۚ وَ

جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی فلاں وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے فلاں اور

أَزْلَفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۚ ۳۱ ۚ هَذَا مَا تُوْعَدُونَ لِكُلِّ

پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی ۳۱ یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ۳۲ ہر رجوع لانے

أَوَّابٍ حَفِيفٍ ۚ ۳۲ ۚ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۚ ۳۳

والے لگھداشت والے کے لیے ۳۲ جو رحمن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ۳۳

۳۴ جو اس کے اعمال لکھنے والا اور اس پر گواہی دینے والا ہے۔ (مدارک و نوازن) ۳۵ اس کا نامہ اعمال (مدارک) ۳۶ دین میں ۳۷ جو دنیا میں اس پر مسلط تھا۔

۳۸ یہ شیطان کی طرف سے کافر کا جواب ہے جو جہنم میں ڈالے جاتے وقت کہے گا کہ اے ہمارے رب مجھے شیطان نے ورغلا یا اس پر شیطان کہے گا کہ میں نے اُسے گمراہ نہ کیا۔ ۳۹ میں نے اسے گمراہی کی طرف بلایا اس نے قبول کر لیا اس پر ارشاد الہی ہوگا اللہ تعالیٰ ۴۰ کہ دارالجزاء اور موقف حساب میں جھگڑا کچھ نافع

نہیں ۴۱ اپنی کتابوں میں اور اپنے رسولوں کی زبانوں پر میں نے تمہارے لئے کوئی حجت باقی نہ چھوڑی ۴۲ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ فرمایا ہے کہ اسے جنوں اور انسانوں سے بھرے گا اس وعدہ کی تحقیق کے لئے جہنم سے یہ سوال فرمایا جائے گا ۴۳ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اب مجھ میں گنجائش باقی نہیں میں بھر چکی

اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ابھی اور بھی گنجائش ہے ۴۴ عرش کے دہنی طرف جہاں سے اہل موقف اس کو دیکھیں گے اور ان سے کہا جائے گا ۴۵ رسولوں کی معرفت دنیا میں ۴۶ رجوع لانے والے سے وہ مراد ہے جو معصیت کو چھوڑ کر طاعت اختیار کرے سعید بن مسیب نے فرمایا ”اَوَّاب“ وہ ہے جو گناہ کرے پھر توبہ کرے

پھر اس سے گناہ صادر ہو پھر توبہ کرے اور نگاہ داشت والا وہ جو اللہ کے حکم کا لحاظ رکھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جو اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور ان سے استغفار کرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی امانتوں اور اس کے حقوق کی حفاظت کرے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو طاعات کا پابند ہو خدا اور رسول کے حکم بجالائے اور اپنے نفس کی نگہبانی کرے یعنی ایک دم بھی یاد الہی سے غافل نہ ہو پاس انفاں کرے:

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَ

ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ ۳۴ یہ ہمیشگی کا دن ہے ۳۵ اُن کے لیے ہے اس میں جو چاہیں اور

لَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا

ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے ۳۵ اور اُن سے پہلے ۳۵ ہم نے کتنی سنگتیں (قومیں) ہلاک فرما دیں کہ گرفت میں اُن سے سخت تھیں ۳۶

فَتَقَبُّوا فِي الْبِلَادِ ۖ هَلْ مِنْ مَّحِيصٍ ﴿۳۶﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرًا لِمَنْ

تو شہروں میں کاوشیں کیں ۳۶ ہے کہیں بھاگنے کی جگہ ۳۶ اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو

كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّعْيَ وَهُوَ شَاهِدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ

دل رکھتا ہو ۳۷ یا کان لگائے ۳۷ اور متوجہ ہو اور بے شک ہم نے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۖ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ ﴿۳۸﴾

اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور نکلان ہمارے پاس نہ آئی ۳۸

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ

تو اُن کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چکنے سے پہلے اور

قَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَبِغْ

ڈوبنے سے پہلے ۳۹ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو ۴۰ اور نمازوں کے بعد ۴۰ اور کان لگا کر سنو

اگر تُو پَسنداری پَسِ اَنفَاسِ بَسُطَانِي رَسَانَدَتِ اَزِيں پَسِ

تُو اِیک پَند دَر ہَر دو عَالَمِ زَجَانَتِ بَر نِيَايد بے خَدَا دَم

(ترجمہ: ”اگر تو اپنے سانسوں کی حفاظت کرے تو لوگ تجھے اس کے سبب بادشاہ بنالیں گے، دنیا و آخرت میں تیرے لیے یہ ایک ہی نصیحت کافی ہے۔ بے حکم خدا تو سانس بھی نہیں لے سکتا۔“)

۵۵ یعنی اخلاص مند طاعت پذیر صبح العقیدہ دل ۵۵ بے خوف و خطر امن و اطمینان کے ساتھ نہ تمہیں عذاب ہو نہ تمہاری نعمتیں زائل ہوں۔ ۵۵ اب نہ فنا ہے نہ

موت۔ ۵۵ جو وہ طلب کریں اور وہ دیدار الہی و تجلی ربانی ہے جس سے ہر جمہ کو دار کرامت میں نوازے جائیں گے۔ ۵۵ یعنی آپ کے زمانہ کے کفار سے

قبل۔ ۵۵ یعنی وہ امتیں ان سے قوی اور زبردست تھیں۔ ۵۵ اور جستجو میں جا بجا پھراکے۔ ۵۵ موت اور حکم الہی سے مگر کوئی ایسی جگہ نہ پائی۔ ۵۵ دل دانا۔

شبلی قدس سرہ نے فرمایا کہ قرآنی نصائح سے فیض حاصل کرنے کے لیے قلب حاضر چاہئے جس میں طرفۃ العین (لحہ بھر) کے لیے بھی غفلت نہ آئے۔ ۵۵ قرآن

اور نصیحت پر۔ ۵۵ شان نزول: مفسرین نے کہا کہ یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین اور ان کے درمیانی کائنات کو

چھ روز میں بنایا جن میں سے پہلا کیشنبہ (اتوار) ہے اور پچھلا جمعہ، پھر وہ معاذ اللہ تھک گیا اور سنبچ (ہفتہ) کو اس نے عرش پر لیٹ کر آرام لیا۔ اس آیت میں ان کا

رد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ تھکے، وہ قادر ہے کہ ایک آن میں سارا عالم بنادے، ہر چیز کو حسب اقتضاء حکمت ہستی عطا فرماتا ہے۔ شان الہی میں یہود کا یہ

کلمہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت ناگوار ہوا اور شدت غضب سے چہرہ مبارک پر سرخی نمودار ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین فرمائی اور خطاب ہوا۔

يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝۳۱ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ

جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ سے دن چنگھاڑ سنیں گے دن

بِالْحَقِّ ۝۳۲ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝۳۲ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَاِلَيْنَا

حق کے ساتھ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری

الْصَّيْرِ ۝۳۳ يَوْمَ تَشْقَىٰ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۝۳۳ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا

طرف پھرنا ہے دن جس دن زمین اُن سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے دن یہ حشر ہے ہم کو

يَسِيرٌ ۝۳۴ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۝۳۴

آسان ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں دن اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں دن

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ۝۳۵

تو قرآن سے نصیحت کرو اُسے جو میری دھمکی سے ڈرے

﴿اٰیٰتِهَا ۲۰﴾ ﴿سُوْرَةُ الذَّرِیَّتِ مَكِّيَّةٌ ۶۷﴾ ﴿رُكُوْعَاتِهَا ۳﴾

سورہ ذریت مکہ ہے اس میں ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالذَّرِیَّتِ ذُرْوَا ۝۱ فَالْحَلِیْلِ وَقَرَّآ ۝۲ فَالْجَرِیَّتِ یُسْرَا ۝۳

قسم ان کی جو بکھیر کر اُڑانے والیاں پھر بوجھ اٹھانے والیاں پھر نرم چلنے والیاں

۱ یعنی فجر و ظہر و عصر کے وقت ۱ یعنی وقت مغرب و عشاء و تہجد ۱ حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے تمام نمازوں کے بعد تسبیح کرنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری) حدیث: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ مرتبہ

”سبحان اللہ“ تینتیس ۳۳ مرتبہ ”الحمد للہ“ تینتیس ۳۳ مرتبہ ”اللہ اکبر“ اور ایک مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ پڑھے، اس کے گناہ بخشے جائیں گے چاہے سمندر کے جھاگوں کی برابر ہوں یعنی بہت ہی کثیر ہوں۔ (مسلم شریف) ۱ یعنی

حضرت اسرافیل علیہ السلام دن یعنی صحرہ بیت المقدس سے جو آسمان کی طرف زمین کا سب سے قریب مقام ہے حضرت اسرافیل کی ندا یہ ہوگی: اے گلی ہوئی بڑبو!

بکھرے ہوئے جوڑو! ریزہ ریزہ شدہ گوشتو! پراگندہ بالو! اللہ تعالیٰ تمہیں فیصلہ کے لیے جمع ہونے کا حکم دیتا ہے۔ دن سب لوگ۔ مراد اس سے فتح ثانیہ (دوسری مرتبہ

سورہ پھونکا جانا) ہے۔ دن آخرت میں۔ دن مردے محشر کی طرف۔ دن یعنی کفار قریش۔ دن کہ انہیں بزور اسلام میں داخل کرو آپ کا کام دعوت دینا اور

سمجھا دینا ہے۔ (وکان هذا قبل الامر بالقتال) ۱ سورہ ذاریات مکہ ہے اس میں تین رکوع ساٹھ آیتیں تین سو ساٹھ کلمے ایک ہزار دو سو انتالیس حرف ہیں۔

۲ یعنی وہ ہوائیں جو خاک وغیرہ کو اڑاتی ہیں۔ ۳ یعنی وہ گھٹائیں اور بدلیاں جو بارش کا پانی اٹھاتی ہیں۔ ۴ وہ کشتیاں جو پانی میں بہولت چلتی ہیں۔

فَالْمَقْسَبِ أَمْرًا ۝ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ۝ وَإِنَّ الدِّينَ

پھر حکم سے بانٹنے والیاں ۵ بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور سچ ہے اور بے شک انصاف

لَوَاقِعُ ۝ وَالسَّاءَ ذَاتِ الْحُبِّ ۝ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝

ضرور ہونا ۶ والے آسمان کی قسم ۷ تم مختلف بات میں ہو ۸

يُؤْفِكُ عَنْهُ مَنْ أُوْفِكَ ۝ قَتَلَ الْخَرِصُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمَرَةٍ

اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت ہی میں اوندھا یا جانا ہو ۹ مارے جائیں دل سے تراشنے والے جو نشے میں

سَاهُونَ ۝ يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمِ الدِّينِ ۝ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ

بھولے ہوئے ہیں ۱۱ پوچھتے ہیں ۱۲ انصاف کا دن کب ہوگا ۱۳ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر

يُفْتَنُونَ ۝ ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ ۝ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۝

تپائے جائیں گے ۱۴ اور فرمایا جائے گا چکھو اپنا تپنا یہ ہے وہ جس کی تمہیں جلدی تھی ۱۵

إِنَّ السَّيِّئِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۝ اخْذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۝ إِنَّهُمْ

بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں ۱۶ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بے شک وہ

كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ ۝ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ الْبَلِّ مَا يَهْجَعُونَ ۝

اس سے پہلے وہ نیکوکار تھے وہ رات میں کم سویا کرتے ۱۷

۵۔ یعنی فرشتوں کی وہ جماعتیں جو حکم الہی بارش و رزق وغیرہ تقسیم کرتی ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مہربانیاں اور عالم میں تدبیر و تصرف کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ تمام صفیں ہواؤں کی ہیں کہ وہ خاک بھی اڑاتی ہیں بادلوں کو بھی اٹھائے پھرتی ہیں پھر انہیں لے کر بسوہلت چلتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے بلاد (شہروں) میں اس کے حکم سے بارش کو تقسیم کرتی ہیں قسم کا مقصود اصلی اس چیز کی عظمت بیان کرنا ہے جس کے ساتھ قسم فرمائی گئی کیونکہ یہ چیزیں اس قدر قدرت الہی پر دلالت کرنے والی ہیں کہ وہ ان میں نظر کر کے بعث و جزا پر استدلال کریں کہ جو قادر برحق ایسے امور عجیبہ پر قدرت رکھتا ہے وہ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ ہستی (زندگی) عطا فرمانے پر بیشک قادر ہے۔ ۶۔ یعنی بعث و جزا۔ ۷۔ اور حساب کے بعد نیکی بدی کا بدلہ ضرور ملنا۔ ۸۔ جس کو ستاروں سے مزین فرمایا ہے کہ اہل مکہ! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اور قرآن پاک کے بارے میں ۹۔ کبھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے کہتے ہو کبھی شاعر کبھی کاہن کبھی مجنون (معاذ اللہ تعالیٰ) اسی طرح قرآن کریم کو کبھی سحر بتاتے ہو کبھی شعر کبھی کہانت کبھی اگلوں کی داستانیں۔ ۱۰۔ اور جو محروم ازلی ہے اس سعادت سے محروم رہتا ہے اور بہکانے والوں کے بہکائے میں آتا ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کے کفار جب کسی کو دیکھتے کہ ایمان لانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہتے کہ ان کے پاس کیوں جاتا ہے وہ تو شاعر ہیں سارے کاذب ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) اور اسی طرح قرآن پاک کو کہتے ہیں کہ وہ شعر ہے سحر ہے کذب ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) ۱۱۔ یعنی شر جہالت میں آخرت کو بھولے ہوئے ہیں۔ ۱۲۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تمسخر اور تکذیب کے طور پر کہ ۱۳۔ ان کے جواب میں فرمایا جاتا ہے: ۱۴۔ اور انہیں عذاب دیا جائے گا۔ ۱۵۔ اور دنیا میں تمسخر سے کہا کرتے تھے کہ وہ عذاب جلدی لاؤ جس کا وعدہ دیتے ہو۔ ۱۶۔ یعنی اپنے رب کی نعمت میں ہیں باغوں کے اندر

وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝۱۸ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَ

اور کچھ رات استغفار کرتے ۱۸ اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور

الْبَحْرُومِ ۝۱۹ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝۲۰ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا

بے نصیب کا ۱۹ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو ۲۰ اور خود تم میں ۲۱ تو کیا

تُبْصِرُونَ ۝۲۱ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝۲۲ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَ

تمہیں سوچتا نہیں اور آسمان میں تمہارا رزق ہے ۲۲ اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۲۳ تو آسمان اور زمین کے

الْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطُقُونَ ۝۲۳ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ

رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو اے محبوب کیا تمہارے پاس

ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْكَرِيمِ ۝۲۴ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۝۲۵ قَالَ

ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ۲۴ جب وہ اس کے پاس آکر بولے سلام کہا

سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ ۝۲۵ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعَجَلٍ سَبِيْنٍ ۝۲۶

سلام ناشناسا لوگ ہیں ۲۵ پھر اپنے گھر گیا تو ایک فرہہ بچھڑا لے آیا ۲۶

فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝۲۷ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۝۲۸ قَالُوا

پھر اُسے ان کے پاس رکھا ۲۷ کہا کیا تم کھاتے نہیں تو اپنے جی میں اُن سے ڈرنے لگا ۲۸ وہ بولے

لَا تَخَفْ ۝۲۹ وَبَشِّرُوهُ بِعِلْمٍ عَلِيمٍ ۝۳۰ فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرَةٍ

ڈریئے نہیں ۲۹ اور اُسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی اس پر اس کی بی بی ۳۰ چلائی آئی

جن میں لطیف جتنے جاری ہیں۔ ۳۱ دنیا میں ۳۲ اور زیادہ حصہ شب کا نماز میں گزارتے۔ ۳۳ یعنی رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے ہیں اور

بہت تھوڑی دیر سوتے ہیں اور شب کا پچھلا حصہ استغفار میں گزارتے ہیں اور اتنے سو جانے کو بھی تقصیر سمجھتے ہیں ۳۴ منگتا تو وہ جوانی حاجت کے لیے لوگوں

سے سوال کرے اور محروم وہ کہ حاجتمند ہو اور حیاء (شرمندگی کے باعث) سوال بھی نہ کرے۔ ۳۵ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت و حکمت پر

دلالت کرتی ہیں۔ ۳۶ تمہاری پیدائش میں اور تمہارے تغیرات میں اور تمہارے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے بیشمار عجائب و غرائب ہیں

جن سے بندے کو اس کی شانِ خدائی معلوم ہوتی ہے۔ ۳۷ کہ اسی طرف سے بارش کر کے زمین کو پیداوار سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ ۳۸ آخرت کے

ثواب و عذاب کا وہ سب آسمان میں مکتوب ہے۔ ۳۹ جو دس یا بارہ فرشتے تھے۔ ۴۰ یہ بات آپ نے اپنے دل میں فرمائی ۴۱ نفیس بھنا ہوا ۴۲ کہ

کھائیں اور یہ میزبان کے آداب میں سے ہے کہ مہمان کے سامنے کھانا پیش کرے۔ جب ان فرشتوں نے نہ کھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۴۳

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آپ کے دل میں بات آئی کہ یہ فرشتے ہیں اور عذاب کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ ۴۴ ہم اللہ تعالیٰ کے

بھیجے ہوئے ہیں۔ ۴۵ یعنی حضرت سارہ۔

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۚ قَالُوا كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ ط

پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ ۳۲ انھوں نے کہا تمہارے رب نے یونہی فرما دیا ہے

إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝۳۰

اور وہی حکیم دانا ہے

۳۲۔ جس کے کبھی بچہ نہیں ہوا اور نوے یا ننانوے سال کی عمر ہو چکی مطلب یہ تھا کہ ایسی عمر اور ایسی حالت میں بچہ ہونا نہایت تعجب کی بات ہے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝۳۱ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ

ابراہیم نے فرمایا تو اے فرشتو تم کس کام سے آئے ۳۱ بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف

مُجْرِمِينَ ۝۳۲ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ جَارَاتٍ مِّنْ طِينٍ ۝۳۳ مَّسُومَةً عِنْدَ

بھیجے گئے ہیں ۳۲ کہ اُن پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں جو تمہارے رب کے پاس حد سے

رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝۳۴ فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۳۵ فَمَا

بڑھنے والوں کے لیے نشان کے رکھے ہیں ۳۴ تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لیے تو

وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ۝۳۶ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ

ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا ۳۶ اور ہم نے اس میں ۳۷ نشانی باقی رکھی

يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝۳۷ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أُرْسِلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

ان کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ۳۷ اور موسیٰ میں ۳۸ جب ہم نے اُسے روشن سند لے کر

بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝۳۸ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سِحْرٌ أَوْ مَجْجُونٌ ۝۳۹ فَأَخَذْنَاهُ

فرعون کے پاس بھیجا ۳۸ تو اپنے لشکر سمیت پھر گیا ۳۹ اور بولا جادوگر ہے یا دیوانہ تو ہم نے اسے

وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝۴۰ وَفِي عَادٍ إِذْ أُرْسِلْنَا

اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا ۴۰ اور عاد میں ۴۱ جب ہم نے

عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝۴۱ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلْنَاهُ

اُن پر خشک آندھی بھیجی ۴۱ جس چیز پر گزرتی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح

كَالْرَمِيمِ ۝۴۲ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَسْبِعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝۴۳ فَعَتَوْا

کر چھوڑتی ۴۲ اور ثمود میں ۴۳ جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو ۴۴ تو انہوں نے

۳۳ یعنی سوائے اس بشارت کے تمہارا اور کیا کام ہے۔ ۳۴ یعنی قوم لوط کی طرف ۳۵ ان پتھروں پر نشان تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ دنیا کے پتھروں میں سے

نہیں ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ہر ایک پتھر پر اس کا نام مکتوب تھا جو اس سے ہلاک کیا جانے والا تھا۔ ۳۶ یعنی ایک ہی گھر کے لوگ اور وہ حضرت لوط علیہ السلام

اور آپ کی دونوں صاحبزادیاں ہیں۔ ۳۷ یعنی قوم لوط کے اس شہر میں کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد ۳۸ تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور ان کے جیسے افعال سے

باز رہیں اور وہ نشانی ان کے اجڑے ہوئے دیار تھے یا وہ پتھر جن سے وہ ہلاک کئے گئے یا وہ کالا بدبودار پانی جو اس سرزمین سے نکلا تھا۔ ۳۹ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے واقعہ میں بھی نشانی رکھی۔ ۴۰ روشن سند سے مراد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں جو آپ نے فرعون اور فرعونین پر پیش فرمائے ۴۱ یعنی فرعون

نے مع اپنی جماعت کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔ ۴۲ کہ کیوں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لایا اور کیوں ان پر طعن

کئے۔ ۴۳ یعنی قوم عاد کے ہلاک کرنے میں بھی قابل عبرت نشانیاں ہیں۔ ۴۴ جس میں کچھ بھی خیر و برکت نہ تھی یہ ہلاک کرنے والی ہوا تھی ۴۵ خواہ وہ آدمی

عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصُّعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿۳۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا

اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی ۳۴ تو ان کی آنکھوں کے سامنے انھیں کڑک نے آیا ۳۵ تو وہ نہ کھڑے

مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ﴿۳۵﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ

ہو سکے ۳۵ اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے اور اُن سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا بے شک

كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۳۶﴾ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَنُوسِعُونَ ﴿۳۷﴾

وہ فاسق لوگ تھے اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا ۳۶ اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں ۳۷

وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْهُدُودُونَ ﴿۳۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا

اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے اور ہم نے ہر چیز کے دو

زُوجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۳۹﴾ فَفِرُّوْا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنَّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ

جوڑ بنائے ۳۹ کہ تم دھیان کرو ۴۰ تو اللہ کی طرف بھاگو ۴۱ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح

مُبِينٌ ﴿۴۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۖ إِنَّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۴۱﴾

ڈرسانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں

كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

یونہی ۴۲ جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا

مَجْنُونٌ ﴿۴۲﴾ أَتَوَصَّوْا بِهِمْ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿۴۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا

دیوانہ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ مرے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں ۴۳ تو اے محبوب تم اُن سے منہ پھیر لو تو

ہوں یا جانور یا اور اموال جس چیز کو چھو گئی اس کو ہلاک کر کے ایسا کر دیا گویا کہ وہ مدتوں کی ہلاک شدہ گلی ہوئی ہے۔ ۴۴ یعنی قوم خود کے ہلاک میں بھی نشانیاں

ہیں۔ ۴۵ یعنی وقت موت تک دنیا میں زندگانی کر لو یہی زمانہ تمہاری مہلت کا ہے۔ ۴۶ اور حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور ناقہ کی کوئیں کاٹیں

۴۷ اور ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کر دیئے گئے۔ ۴۸ وقت نزول عذاب نہ بھاگ سکے۔ ۴۹ اپنے دست قدرت سے۔ ۵۰ اس کو اتنی کہ زمین

مع اپنی فضا کے اس کے اندر اس طرح آجائے جیسے کہ ایک میدان وسیع میں گیند پڑی ہو یا یہ معنی ہیں کہ ہم اپنی خلق پر رزق وسیع کرنے والے ہیں۔ ۵۱ مثل

آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور رات اور دن اور خشکی و تری اور گرمی و سردی اور جن و انس اور روشنی و تاریکی اور ایمان و کفر اور سعادت و شقاوت اور حق و

باطل اور نرمادہ کے ۵۲ اور سمجھو کہ ان تمام جوڑوں کا پیدا کرنے والا فرد واحد ہے نہ اس کی نظیر ہے نہ شریک نہ ضد نہ بد وہی مستحق عبادت ہے۔ ۵۳ اس کے

ماسوا کو چھوڑ کر اس کی عبادت اختیار کرو۔ ۵۴ جیسے کہ ان کفار نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو ساحر و مجنون کہا ایسے ہی ۵۵ یعنی پہلے کفار نے اپنے پچھلوں کو

یہ وصیت تو نہیں کی کہ تم انبیاء کی تکذیب کرنا اور ان کی شان میں اس طرح کی باتیں بنانا لیکن چونکہ سرکشی اور طغیان کی علت دونوں میں ہے اس لیے گمراہی میں

ایک دوسرے کے موافق رہے۔

أَنْتَ بِسُلُومٍ ۵۳ وَذَكَرْ فَإِنَّ الدِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۵۵ وَمَا

تم پر کچھ الزام نہیں ۵۵ اور سبھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے اور

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۵۶ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ

میں نے جنّ اور آدمی اتنے ہی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں ۵۶ میں اُن سے کچھ رزق نہیں مانگتا ۵۶

وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونِ ۵۷ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۵۸

اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں ۵۷ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے ۵۸

فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُنُوبًا مِثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ ۵۹

تو بے شک ان ظالموں کے لیے ۵۹ عذاب کی ایک باری ہے ۵۹ جیسے ان کے ساتھ والوں کے لیے ایک باری تھی ۵۹ تو مجھ سے جلدی نہ کریں ۵۹

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۶۰

تو کافروں کی خرابی ہے ان کے اس دن سے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں ۶۰

﴿اٰیٰتھا ۴۹﴾ ﴿سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ ۷۶﴾ ﴿رَكَوْعَاتھا ۲﴾

سورہ طور مکہ ہے، اس میں انچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالطُّورُ ۱ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۲ فِي رَاقٍ مَّنْشُورٍ ۳ وَالْبَيْتِ

طور کی قسم ۱ اور اس نُوشۃ کی ۲ جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت

۵۸ کیونکہ آپ رسالت کی تبلیغ فرما چکے اور دعوت و ارشاد میں جہدِ تبلیغ صرف کر چکے اور آپ نے اپنی سعی میں کوئی دقیقہ اٹھانے کا حکم ہو گیا تو اب وحی

نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غمگین ہوئے اور آپ کے اصحاب کو بہت رنج ہوا کہ جب رسول علیہ السلام کو اعراض کرنے کا حکم ہو گیا تو اب وحی

کیوں آئے گی اور جب نبی نے امت کو تبلیغ بطریق اتم فرمادی اور امت سرکشی سے باز نہ آئی اور رسول کو ان سے اعراض کا حکم مل گیا تو وقت آ گیا کہ ان پر عذاب

نازل ہو اس پر وہ آیت کریمہ نازل ہوئی جو اس آیت کے بعد ہے اور اس میں تسکین دی گئی کہ سلسلہ وحی منقطع نہیں ہوا ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

نصیحت سعادتمندوں کے لیے جاری رہے گی، چنانچہ ارشاد ہوا ۵۹ اور میری معرفت ہو۔ ۶۰ کہ میرے بندوں کو روزی دیں یا سب کی نہیں تو اپنی ہی روزی خود

پیدا کریں کیونکہ رزاق میں ہوں اور سب کی روزی کا میں ہی کفیل ہوں۔ ۶۱ میری خلق کے لیے۔ ۶۲ سب کو وہی دیتا وہی پالتا ہے۔ ۶۳ جنہوں نے رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ۶۴ حصہ ہے نصیب ہے۔ ۶۵ یعنی اُمم سابقہ (گذشتہ امتوں) کے کفار کے لیے جو

انبیاء کی تکذیب میں ان کے ساتھی تھے ان کا عذاب و ہلاک میں حصہ تھا ۶۶ عذاب نازل کرنے کی۔ ۶۷ اور وہ روز قیامت ہے۔ ۶۸ سورہ طور مکہ ہے اس

میں دو رکوع، انچاس ۴۹ آیتیں، تین سو بارہ ۳۱۲ کلمے، ایک ہزار پانچ سو ۱۵۰۰ حرف ہیں۔ ۶۹ یعنی اس پہاڑ کی قسم جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام کو شرف کلام سے مشرف فرمایا۔ ۷۰ اس نوشتہ سے مراد یا تو بیت ہے یا قرآن یا لوح محفوظ یا اعمال نوبیں فرشتوں کے دفتر۔

الْمَعْمُورِ ۳ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۶ إِنَّ عَذَابَ

معمور ۳ اور بلند چھت ۵ اور سلگائے ہوئے سمندر کی ۶ بے شک تیرے رب

رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۷ مَالَهُ مِنْ دَافِعٍ ۸ يَوْمَ تَتُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ۹ وَ

کا عذاب ضرور ہونا ہے ۷ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ۸ جس دن آسمان ہلنا سا ہلنا ہلے گا ۹ اور

تَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۱۰ فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۱۱ الَّذِينَ هُمْ

پھاڑ چلنا سا چلنا چلیں گے ۱۰ تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ۱۱ وہ جو

فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۱۲ يَوْمَ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۱۳ هَذِهِ

مشغلہ میں ۱۲ کھیل رہے ہیں ۱۳ جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے ۱۳ یہ

النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۱۴ أَفَسِحْرُ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا

ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے ۱۴ تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں

تُبْصِرُونَ ۱۵ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ إِنَّمَا

سوچتا نہیں ۱۵ اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر ایک سا ہے ۱۵

تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۱۶ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ۱۷

تمہیں اسی کا بدلہ جو تم کرتے تھے ۱۶ بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں

فَكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۱۸ وَوَقَّهْمُ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۱۹ كَلُوا وَ

اپنے رب کی دین پر شاد شاد ۱۸ اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا ۱۹ کھاؤ اور

۱۷ بیت المعمور ساتویں آسمان میں عرش کے سامنے کعبہ شریف کے بالکل مقابل ہے یہ آسمان والوں کا قبلہ ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں طواف و نماز کے لیے

حاضر ہوتے ہیں پھر کبھی انہیں اونٹن کا موقع نہیں ملتا ہر روز نئے ستر ہزار حاضر ہوتے ہیں۔ حدیث معراج میں بصحت ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ساتویں آسمان میں بیت المعمور کو ملاحظہ فرمایا۔ ۱۵ اس سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لیے بمنزلہ چھت کے ہے یا عرش جو جنت کی چھت ہے۔ (قرطبی عن ابن

عباس) ۱۶ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت تمام سمندروں کو آگ کر دے گا جس سے جہنم کی آگ میں اور بھی زیادتی ہو جائے گی۔ (خازن) ۱۷ جس کا کفار کو

وعدہ دیا گیا ہے ۱۷ چکی کی طرح گھومیں گے اور اس طرح حرکت میں آئیں گے کہ ان کے اجزاء مختلف و منتشر ہو جائیں۔ ۱۸ جیسے کہ غبار ہوا میں اڑتا ہے یہ دن

قیامت کا دن ہوگا۔ ۱۹ جو رسولوں کو جھٹلاتے تھے۔ ۱۹ کفر و باطل کے۔ ۱۹ اور جہنم کے خازن کافروں کے ہاتھ گردنوں سے اور پاؤں پیشانیوں سے ملا کر

باندھیں گے اور انہیں منہ کے بل جہنم میں دھکیل دیں گے اور ان سے کہا جائے گا ۱۹ دنیا میں ۱۹ یہ ان سے اس لیے کہا جائے گا کہ وہ دنیا میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی طرف سخر کی نسبت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہماری نظر بندی کر دی ہے۔ ۱۹ نہ کہیں بھاگ سکتے ہونہ عذاب سے بچ سکتے ہوا اور یہ عذاب ۱۹ دنیا

اَشْرَبُوا هَنِيًْا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِئِيْنَ عَلٰۤى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَّ

پیو خوشگوارى سے صلہ اپنے اعمال کا ۱۹ متنتوں پر تکیہ لگائے جو قطار لگا کر بچے ہیں اور

زَوْجُهُمْ بِحُورٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَتَّبَعْتَهُمْ دَرَسٰتُهُمْ بِاَيَّانٍ

ہم نے انھیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی

الْحَقُّابِهِمْ دَرَسٰتُهُمْ وَمَا اَلَتْهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط ﴿٢١﴾ كُلُّ اَمْرِئٍ

ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی وئے اور اُن کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی وئے سب آدمی اپنے

بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٍ ﴿٢٢﴾ وَاَمَدَدْنَاهُمْ بِغَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مَّسٰیثَتُهُنَّ ﴿٢٣﴾

کئے میں گرفتار ہیں ۲۲ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں ۲۳

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاسًا لَا لَعُوْ فِيْهَا وَلَا تَاثِيْمٌ ﴿٢٤﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بے ہوگی اور نہ گنہگاری ۲۴ اور ان کے خدمتگار

غُلَمَآءٌ لَّهُمْ كَانَهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٢٥﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰۤى بَعْضٍ

لڑکے ان کے گرد پھریں گے ۲۵ گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے ۲۵ اور اُن میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ

يَتَسَاءَلُوْنَ ﴿٢٦﴾ قَالُوْا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ فَنَسَّ اللّٰهُ

کیا پوچھتے ہوئے ۲۶ بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سب سے ہوئے تھے ۲۷ تو اللہ نے ہم پر

عَلَيْنَا وَفَنَآ عَذَابَ السُّوْمِ ﴿٢٨﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ط اِنَّهٗ هُوَ

احسان کیا ۲۸ اور ہمیں اُو کے عذاب سے بچا لیا وئے بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں وئے اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی

وَلَهُ جُثْمٌ فِیْ دُنْيَا مِیْنِیْ كَمَا فِیْ دُنْيَا مِیْنِیْ اَمَّا فِیْ دُنْيَا مِیْنِیْ اَمَّا فِیْ دُنْيَا مِیْنِیْ اَمَّا فِیْ دُنْيَا مِیْنِیْ

ان کی اولاد ان کے ساتھ ملا دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس اولاد کو بھی وہ درجہ عطا فرمائے گا۔ ۲۹ انہیں ان کے اعمال کا پورا ثواب دیا اور

اولاد کے درجے اپنے فضل و کرم سے بلند کئے۔ ۳۰ یعنی ہر کافر اپنے کفری عمل میں دوزخ کے اندر گرفتار ہے۔ (غازن) ۳۱ یعنی اہل جنت کو ہم نے اپنے

احسان سے دم بدم مزید نعمتیں عطا فرمائیں۔ ۳۲ جیسا کہ دنیا کی شراب میں قسم قسم کے مفاسد تھے کیونکہ شراب جنت کے پینے سے نہ عقل زائل ہوتی ہے نہ

خصالتیں خراب ہوتی ہیں نہ پینے والا بیہودہ بکتا ہے نہ گنہگار ہوتا ہے۔ ۳۳ خدمت کے لیے اور ان کے حسن و صفا و پاکیزگی کا یہ عالم ہے وئے جنہیں کوئی ہاتھ

ہی نہ لگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ کسی جنتی کے پاس خدمت میں دوڑنے والے غلام ہزار سے کم نہ ہوں گے اور ہر غلام جدا جدا خدمت پر مقرر ہوگا۔

۳۴ یعنی جنتی جنت میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ دنیا میں کس حال میں تھے اور کیا عمل کرتے تھے اور یہ دریافت کرنا نعمت الہی کے اعتراف کے

لیے ہوگا۔ ۳۵ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس اندیشہ سے کہ نفس و شیطان خلل ایمان کا باعث نہ ہوں اور نیکیوں کے روکے جانے اور بدیوں پر گرفت کئے جانے

کا بھی اندیشہ تھا۔ ۳۶ رحمت اور مغفرت فرما کر۔ وئے یعنی آتش جہنم کے عذاب سے جو جسموں میں داخل ہونے کی وجہ سے سوم یعنی لو کے نام سے موسوم کی

گئی۔ ۳۷ یعنی دنیا میں اخلاص کے ساتھ صرف۔

الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۲۸ ۱ فَذَكَرْنَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۲۹ ۲

احسان فرمانے والا مہربان ہے تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ ۳۲ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمُنُونِ ۳۰ ۳ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي

یا کہتے ہیں ۳۲ یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے ۳۲ تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ ۳۵

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَرِبِينَ ۳۱ ۴ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَاءُهُمْ بِهَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ

میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں ۳۱ کیا اُن کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں ۳۱ یا وہ سرکش

طَاغُونَ ۳۲ ۵ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۶ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۳۳ ۷ فَلْيَاتُوا

لوگ ہیں ۳۲ یا کہتے ہیں انہوں نے ۳۲ یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے ۳۲ تو اس جیسی

بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۳۴ ۸ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ

ایک بات تولے آئیں ۳۴ اگر سچے ہیں کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے ۳۴ یا

هُمْ الْخُلُقُونَ ۳۵ ۹ أَمْ خَلِقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۱۰ بَلْ لَا يُؤْقِنُونَ ۳۶ ۱۱

وہی بنانے والے ہیں ۳۵ یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے ۳۵ بلکہ انہیں یقین نہیں ۳۵

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصِيطِرُونَ ۳۷ ۱۲ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ

یا اُن کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں ۳۷ یا وہ کڑوٹے (حاکم اعلیٰ) ہیں ۳۷ یا ان کے پاس کوئی زینہ ہے ۳۸

۳۲ کفار مکہ کو اور ان کے کاہن اور مجنوں کہنے کی وجہ سے آپ نصیحت سے باز نہ رہیں اس لیے ۳۳ یہ کفار کہ آپ کی شان میں ۳۴ کہ جیسے ان سے پہلے شاعر

مر گئے اور ان کے جتنے ٹوٹ گئے یہی حال ان کا ہونا ہے (معاذ اللہ) اور وہ کفار یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے والد کی موت جوانی میں ہوئی ہے ان کی بھی ایسی ہی ہوگی

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے ۳۵ میری موت کا ۳۶ کہ تم پر عذاب الہی آئے، چنانچہ یہ ہوا اور وہ کفار بدر میں قتل و قید کے عذاب میں گرفتار کئے گئے۔

۳۷ جو وہ حضور کی شان میں کہتے ہیں شاعر، ساحر، کاہن، مجنون ایسا کہنا بالکل خلاف عقل ہے اور طرہ یہ کہ مجنون بھی کہتے جائیں اور شاعر، ساحر، کاہن بھی اور پھر

اپنے عاقل ہونے کا دعویٰ ۳۸ کہ عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و طغیان میں حد سے گزر گئے۔ ۳۹ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دل

سے ۴۰ اور دشمنی و خبث نفس سے ایسے طعن کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت قائم فرماتا ہے کہ اگر ان کے خیال میں قرآن جیسا کلام کوئی انسان بنا سکتا ہے ۴۱ جو

حسن و خوبی اور فصاحت و بلاغت میں اس کے مثل ہو ۴۲ یعنی کیا وہ ماں باپ سے پیدا نہ ہوئے ہمداد بے عقل ہیں جن پر رحمت قائم نہ کی جائے گی ایسا نہیں یا یہ معنی

ہیں کہ کیا وہ لطف سے پیدا نہیں ہوئے اور کیا انہیں خدا نے نہیں بنایا۔ ۴۳ کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود ہی بنا لیا ہو یہ بھی محال ہے تو لامحالہ انہیں اقرار کرنا پڑے گا

کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر کیا سبب ہے کہ وہ اس کی عبادت نہیں کرتے اور بتوں کو پوجتے ہیں۔ ۴۴ یہ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا آسمان و زمین پیدا

کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا تو کیوں اس کی عبادت نہیں کرتے۔ ۴۵ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت و خالقیت کا اگر اس کا یقین ہوتا تو ضرور اس کے نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ ۴۶ نبوت اور رزق وغیرہ کے کہ انہیں اختیار ہو جہاں چاہیں خرچ کریں اور جسے چاہیں دیں۔ ۴۷ خود مختار جو چاہیں

کریں کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ ۴۸ آسمان کی طرف لگا ہوا۔

يَسْتَعْمُونَ فِيهِ ۚ فَلَيَاتِ مُسْتَعْتَبُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝۳۸ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ

جس میں چڑھ کر سن لیتے ہیں وہ تو ان کا سننے والا کوئی روشن سند لائے کیا اس کو بیٹیاں

وَلَكُمْ الْبَنٰتُ ۝۳۹ اَمْ تَسْأَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝۴۰ اَمْ

اور تم کو بیٹے ۵۵ یا تم ان سے واپس کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ بچی (تاوان) کے بوجھ میں دے رہے ہیں ۵۶ یا

عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝۴۱ اَمْ يُرِيدُوْنَ كَيْدًا ۝۴۲ فَالَّذِيْنَ

اُن کے پاس غیب ہیں جس سے وہ حکم لگاتے ہیں ۵۷ یا کسی داؤس (فریب) کے ارادہ میں ہیں ۵۸ تو

كَفَرُوْا هُمْ الْمَكِيْدُوْنَ ۝۴۲ اَمْ لَهُمُ الْاِلٰهَ غَيْرُ اللّٰهِ ۝۴۳ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

کافروں ہی پر داؤس (فریب) پڑتا ہے ۵۹ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے ۶۰ اللہ کو پاکی ان کے

يُشْرِكُوْنَ ۝۴۳ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ

شرک سے ۶۱ اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ

مَّرْكُومٌ ۝۴۴ فَذَرَهُمْ حَتّٰى يَلْقَوْا يَوْمَهُمُ الَّذِى فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝۴۵

بادل ہے ۶۲ تو تم انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے ۶۳

يَوْمَ لَا يُغْنِى عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُوْنَ ۝۴۶ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ

جس دن اُن کا داؤس (فریب) کچھ کام نہ دے گا اور نہ اُن کی مدد ہو ۶۴ اور بے شک

ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۷ وَاَصْبِرْ لِحُكْمِ

ظالموں کے لیے اس سے پہلے ایک عذاب ہے ۶۵ مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں ۶۶ اور اے محبوب تم اپنے رب کے

۵۹ اور انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کون پہلے ہلاک ہوگا اور کس کی فتح ہوگی اگر انہیں اس کا دعویٰ ہو ۶۰ یہ اُن کی سفاہت اور بے وقوفی کا بیان ہے کہ اپنے لیے تو

بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں جن کو برا جانتے ہیں۔ ۶۱ دین کی تعلیم پر ۶۲ اور تاوان کی زیر باری کے باعث اسلام

نہیں لاتے یہ بھی تو نہیں ہے پھر اسلام لانے میں انہیں کیا عذر ہے۔ ۶۳ کہ مرنے کے بعد نہ انہیں گے اور انہیں بھی تو عذاب نہ کئے جائیں گے یہ بات بھی

نہیں۔ ۶۴ دارالندوہ میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے نبی ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ضرر و قتل کے مشورے کرتے ہیں ۶۵ ان کے مکرو کید کا وبال انہیں پر

پڑے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے مکر سے محفوظ رکھا اور انہیں بدر میں ہلاک کیا۔ ۶۶ جو انہیں روزی دے اور

عذاب الہی سے بچا سکے۔ ۶۷ یہ جواب ہے کفار کے اس مقولہ کا جو کہتے تھے کہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا کر عذاب کیجئے اللہ تعالیٰ اسی کے جواب میں فرماتا ہے کہ

ان کا کفر و عناد اس حد پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان پر ایسا ہی کیا جائے کہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیا جائے اور آسمان سے اسے گرتے ہوئے دیکھیں تو بھی کفر سے باز نہ آئیں

اور براہِ عناد (دشمنی کی وجہ) یہی کہیں کہ یہ تو ابرہہ اس سے ہم سیراب ہوں گے۔ ۵۸ مراد اس سے فحشہ اولیٰ کا دن ہے۔ ۵۹ غرض کسی طرح عذاب آخرت سے

بچ نہ سکیں گے۔ ۶۰ ان کے کفر کے سبب عذاب آخرت سے پہلے اور وہ عذاب یا تو بدر میں قتل ہونا ہے یا بھوک و قحط کی ہفت سالہ مصیبت یا عذاب قبر ۶۱ کہ وہ

عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔

رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝ (۳۸) وَمِنْ

حکم پر پھرے ہوئے ۱۲۵ کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو ۱۲۶ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو ۱۲۷ اور کچھ

الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝ (۳۹)

رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے ۱۲۸

﴿ایاتھا ۲۲﴾ ﴿۵۳ سُورَةُ النِّجْمِ مَكِّيَّةٌ ۲۳﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۳﴾

سورہ نجم مکہ ہے، اس میں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ (۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ (۲) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے ۱ تمہارے صاحب نہ بھٹکے نہ بے راہ چلے ۲ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے

الْهَوَىٰ ۝ (۳) إِنَّهُ هُوَ الْوَلَا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (۴) عَلَيْهِ شَرِيدُ الْقَوَىٰ ۝ (۵)

نہیں کرتے ۳ وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے ۴ انھیں دکھایا ۵ سخت قوتوں والے طاقتور نے ۵

۱۲۸ اور جو مہلت انہیں دی گئی ہے اس پر دل تنگ نہ ہو ۱۲۹ تمہیں وہ کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ۱۳۰ نماز کے لیے اس سے تیسرا اولیٰ کے بعد ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ“

پڑھنا مراد ہے یا یہ معنی ہیں کہ جب سوکراٹھو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کیا کرو یا یہ معنی ہیں کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد و تسبیح بجالایا کرو۔ ۱۳۱ یعنی تاروں کے چھینے کے

بعد مراد یہ ہے کہ ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرو بعض مفسرین نے فرمایا کہ تسبیح سے مراد نماز ہے۔ ۱۳۲ سورۃ النجم مکہ ہے اس میں تین ۳ رکوع باسٹھ ۶۲

آیتیں، تین سو ساٹھ ۳۶۰ کلمے، ایک ہزار چار سو پانچ ۱۴۰۵ حرف ہیں یہ وہ پہلی سورت ہے جس کا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا اور حرم

شریف میں مشرکین کے رو برو پڑھی۔ ۱۳۳ نجم کی تفسیر میں مفسرین کے بہت سے قول ہیں بعض نے ثریا مراد لیا ہے اگرچہ ثریا کئی تارے ہیں لیکن نجم کا اطلاق ان پر

عرب کی عادت ہے بعض نے نجم سے جس نجوم مراد لی ہے بعض نے وہ نباتات جو ساق نہیں رکھتے زمین پر پھیلتے ہیں بعض نے نجم سے قرآن مراد لیا ہے لیکن سب

سے لفظ تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم قدس سرہ نے اختیار فرمائی کہ نجم سے مراد ہے ذات گرامی ہادی برحق سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ (خانان)

۱۳۴ ”صاحبِ نجم“ سے مراد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں معنی یہ ہیں کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی طریق حق و ہدایت سے عدول نہ کیا ہمیشہ

اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے آپ کے دامن عصمت پر کبھی کسی امرِ مکروہ کی گرد نہ آئی اور بے راہ نہ چلنے سے یہ مراد ہے کہ حضور ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ

منزل پر متمکن رہے اعتقادِ فاسد کا شائبہ بھی کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔ ۱۳۵ یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں

کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الہی ہوتی ہے اور اس میں حضور کے خلقِ عظیم اور آپ کی اعلیٰ منزلت کا بیان ہے نفس کا سب

سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہش ترک کر دے۔ (کبیر) اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات و افعال میں فنا کے

اس اعلیٰ مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا تجلی ربانی کا یہ استیلائے تام ہوا کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الہی ہوتی ہے۔ (روح البیان) ۱۳۶ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو ۱۳۷ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمایا اور اس تعلیم سے مراد قلب مبارک تک پہنچا دینا ہے۔ ۱۳۸ بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ

سخت قوتوں والے طاقتور سے مراد حضرت جبریل ہیں اور سکھانے سے مراد تعلیم الہی سکھانا یعنی وحی الہی کا پہنچانا ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ ”شَدِيدُ الْقَوَى ذُو مِرَّةٍ“ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ

تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی۔ (تفسیر روح البیان)۔

دُومِرَّةٌ ۱۰ فَاسْتَوَى ۱۱ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ۱۲ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۱۳

پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا ۱۰ اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا ۱۱ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا ۱۲ پھر خوب اتر آیا ۱۳

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۱۴ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۱۵ مَا

تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ۱۴ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی ۱۵

كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۱۶ أَفَتَسْمُوعُهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۱۷ وَلَقَدْ رَاَهُ

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا ۱۶ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو ۱۷ اور انھوں نے تو وہ

عام مفسرین نے ”فَاسْتَوَىٰ“ کا فاعل بھی حضرت جبریل کو قرار دیا ہے اور یہ معنی لیے ہیں کہ حضرت جبریل امین اپنی اصلی صورت پر قائم ہوئے اور اس کا

سبب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ان کی اصلی صورت میں ملاحظہ فرمانے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی تو حضرت جبریل جانب مشرق میں حضور

کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کے وجود سے مشرق سے مغرب تک بھر گیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی انسان نے حضرت

جبریل کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل کو دیکھنا تو صحیح ہے اور حدیث سے ثابت ہے لیکن یہ

حدیث میں نہیں ہے کہ اس آیت میں حضرت جبریل کو دیکھنا مراد ہے بلکہ ظاہر تفسیر میں یہ ہے کہ مراد ”فَاسْتَوَىٰ“ سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان عالی

اور منزلت رفیعہ میں استوی فرمانا ہے۔ (تفسیر کبیر) تفسیر روح البیان میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استوی فرمایا اور

حضرت جبریل سدرۃ المنتہی پر رک گئے آگے نہ بڑھ سکے انہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جلال مجھے جلا ڈالیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور مستوئے عرش سے بھی گزر گئے اور حضرت مترجم قدس سرہ کا ترجمہ اس طرف مشیر ہے کہ استوی کی اسناد حضرت رب العزت عز وعلیٰ

کی طرف ہے اور یہی قول حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ۱۶ یہاں بھی عام مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ یہ حال جبریل امین کا ہے لیکن امام رازی علیہ

الرحمہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حال سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ افق اعلیٰ یعنی فوق سموات تھے جس طرح کہنے والا کہتا ہے کہ میں

نے چھت پر چاند دیکھا پہاڑ پر چاند دیکھا اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ چاند چھت پر یا پہاڑ پر تھا بلکہ یہی معنی ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا چھت یا پہاڑ پر تھا۔ اسی طرح

یہاں معنی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فوق سموات پر پہنچے تو تجلی ربانی آپ کی طرف متوجہ ہوئی۔ ۱۷ اس کے معنی میں بھی مفسرین کے کئی قول ہیں ایک قول یہ

ہے کہ حضرت جبریل کا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب ہونا مراد ہے کہ وہ اپنی صورت اصلی دکھا دینے کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے قرب میں حاضر ہوئے دوسرے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حق کے قرب سے شرف ہوئے تیسرے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہی صحیح تر ہے۔ ۱۸ اس میں بھی چند قول ہیں ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج و وصول

مراد ہے اور اتر آنے سے نزول و رجوع تو حاصل معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیضیاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ

ہوئے دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی، تیسرا قول یہ ہے کہ سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرب درگاہ ربوبیت ہو کر تجدد طاعت ادا کیا۔ (روح البیان) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہوا جبار رب العزت..... الخ

(خازن) ۱۹ یہ اشارہ ہے تاکید قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور بادب اجاء میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنی غایت کو پہنچی۔ ۲۰ اکثر علماء

مفسرین کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی فرمائی۔ (جمل) حضرت جعفر صادق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ

خدا اور رسول کے درمیان کے اسرار ہیں جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔ (بہقی) نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے

حبیب کو کیا وحی فرمائی اور حُب و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (روح البیان) علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس شب میں جو

آپ کو وحی فرمائی گئی وہ کئی قسم کے علوم تھے ایک تو علم شرائع و احکام جن کی سب کو تبلیغ کی جاتی ہے دوسرے معارف الہیہ جو خواص کو بتائے جاتے ہیں تیسرے حقائق و

نتائج علوم و ذوقہ جو صرف انخاص الخواص کو تلقین کئے جاتے ہیں اور ایک قسم وہ اسرار جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ خاص ہیں کوئی ان کا تحمل نہیں کر سکتا۔

(روح البیان) ۲۱ آنکھ نے یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا معنی یہ ہیں کہ آنکھ سے دیکھا دل

نَزَلَتْ أُخْرَى ۱۳ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۱۴ عِنْدَ هَاجَتِ الْمَأْوَى ۱۵

جلوہ دوبار دیکھا ۱۳ سدرۃ المنتہی کے پاس ۱۴ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ۱۶ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَعَى ۱۷ لَقَدْ رَأَى

جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ۱۶ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی ۱۷ بے شک اپنے رب

مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۱۸ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّتَّ وَالْعُرَى ۱۹ وَمَنْوَةَ الثَّالِثَةِ

کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں ۱۸ تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور اس تیسری

الْأُخْرَى ۲۰ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَى ۲۱ تِلْكَ إِذْ أَوَّسَيْتُمْ ضُبُورِي ۲۲

منات کو ۲۰ کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی ۲۱ جب تو یہ سخت بھونڈی (بری) تقسیم ہے ۲۲

سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نے راہ نہ پائی اب یہ بات کہ کیا دیکھا بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کو دیکھا لیکن مذہب صحیح یہ ہے کہ

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھا اور یہ دیکھنا کس طرح تھا چشم سر سے یا چشم دل سے اس میں مفسرین کے دونوں قول پائے

جاتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رب عزوجل کو اپنے قلب مبارک سے دوبارہ دیکھا۔ (رواہ

مسلم) ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ نے رب عزوجل کو حقینہ چشم مبارک سے دیکھا یہ قول حضرت انس بن مالک اور حسن و عکرمہ کا ہے اور حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو غلت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور سید عالم محمد مصطفیٰ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔

(صلوات اللہ تعالیٰ علیہم) کعب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوبار کلام فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو

مرتبہ دیکھا۔ (ترمذی) لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیدار کا انکار کیا اور آیت کو حضرت جبریل کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ محمد (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا اور سند میں ”لَا تُنْذِرُ كُنْهُ الْآبْصَارُ“ تلاوت فرمائی۔ یہاں چند باتیں قابل لحاظ ہیں ایک یہ کہ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نفی میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثبات میں اور مثبت ہی مقدم ہوتا ہے کیونکہ ثانی کسی چیز کی نفی اس لیے کرتا ہے

کہ اس نے سنا نہیں اور مثبت اثبات اس لیے کرتا ہے کہ اس نے سنا اور جانا تو علم مثبت کے پاس ہے علاوہ بریں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلام حضور سے

نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے اپنے استنباط پر اعتماد فرمایا یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے ہے اور آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے نہ رویت کی۔ مسئلہ صحیح

یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیدار الہی سے مشرف فرمائے گئے۔ مسلم شریف کی حدیث مرفوعہ سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما جو جبرُّ الأُمّة (امت کے عالم) ہیں وہ بھی اسی پر ہیں مسلم کی حدیث ہے: ”رَأَيْتُ رَبِّي بَعِيْنِي وَبِقَلْبِي“ میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمة قسم کرتے تھے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

میں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل ہوں حضور نے اپنے رب کو دیکھا اس کو دیکھا امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ

سائنس ختم ہو گیا۔ ۱۵ یہ مشرکین کو خطاب ہے جو شب معراج کے واقعات کا انکار کرتے اور اس میں جھگڑتے تھے۔ ۱۶ کیونکہ تخفیف کی درخواستوں کے لیے چند

بار عروج و نزول ہوا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رب عزوجل کو اپنے قلب مبارک سے دومرتبہ دیکھا

اور انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور نے رب عزوجل کو آنکھ سے دیکھا۔ ۱۷ سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے جس کی اصل (جڑ) چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں

ساتویں آسمان میں پھیلی ہیں اور بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی گزر گیا ملائکہ اور ارواح شہداء و انقیاء اس سے آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ ۱۸ یعنی ملائکہ اور انوار۔

۱۹ اس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا

اس سے بہرہ اندوز ہوئے دائیں بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بیہوش ہوئے بلکہ اس مقام عظیم

میں ثابت رہے۔ ۲۰ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج عجائب ملک و ملکوت کا ملاحظہ فرمایا اور آپ کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہو گیا

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْبَاءٌ سَيِّئُ مَوْهَا أَنْتُمْ وَآبَاءُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا

وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند

مِنْ سُلْطٰنٍ ۱۰۰ اِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوٰى الْاَنۡفُسُ ۚ وَلَقَدْ

نہیں اُتاری وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں ۱۰۰ حالانکہ بے شک

جَاءَهُمْ مِّنۡ رَّسٰۤیْمٍ الْهُدٰى ۱۰۱ اَمْ لِّلۡنَّاسِ مَاتَبٰۤی ۱۰۲ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ

ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی ۱۰۱ کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے ۱۰۲ تو آخرت اور دنیا سب کا

وَالۡاَوَّلٰى ۱۰۳ وَكُمۡ مِّنۡ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیۡ شَفَاعَتُهُمْ شَيْۡاٌ اِلَّا

مالک اللہ ہی ہے ۱۰۳ اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر

مِّنۡۢ بَعْدِ اَنْ یَّآذِنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرۡضٰی ۱۰۴ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا

جب کہ اللہ اجازت دے دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے ۱۰۴ وہ بے شک وہ جو

یُؤْمِنُوْنَ بِالۡاٰخِرَةِ لَیَسۡتَوُنَّ الْمَلَکَۃَ تَسۡبِیۡةَ الْاُنۡثٰی ۱۰۵ وَمَالَهُمۡ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں ۱۰۵ اور انھیں

بِهٖۡ مِّنۡ عِلۡمٍ ۱۰۶ اِنْ یَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیۡ مِنَ الْحَقِّ

اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام

جیسا کہ حدیث اختصام ملائکہ میں وارد ہوا ہے اور دوسری اور احادیث میں آیا ہے۔ (روح البیان) ۱۰۶ لات وعزٰی اور منات بتوں کے نام ہیں جنہیں مشرکین

پوجتے تھے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے ان بتوں کو دیکھا یعنی بنظر تحقیق وانصاف اگر اس طرح دیکھا ہو تو تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ محض بے قدرت (بے

جان) ہیں اور اللہ تعالیٰ قادر برحق کو چھوڑ کر ان بے قدرت بتوں کو پوجنا اور اس کا شریک ٹھہرانا کس قدر ظلم عظیم اور خلاف عقل و دانش ہے اور مشرکین مکہ یہ کہا کرتے

تھے کہ یہ بت اور فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۱۰۷ جو تمہارے نزدیک ایسی بری چیز ہے کہ جب تم میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر

دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ بگڑ جاتا ہے اور رنگ تاریک ہو جاتا ہے اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے حتیٰ کہ تم بیٹیوں کو زندہ درگور کر ڈالتے ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں

بتاتے ہو ۱۰۸ کہ جو چیز بُری سمجھتے ہو وہ خدا کے لیے تجویز کرتے ہو۔ ۱۰۹ یعنی ان بتوں کا نام الہ اور معبود تم نے اور تمہارے باپ دادا نے بالکل بے جا اور غلط

طور پر رکھ لیا ہے نہ یہ حقیقت میں الہ ہیں نہ معبود۔ ۱۱۰ یعنی ان کا بتوں کو پوجنا عقل و علم و تعلیم الہی کے خلاف اتباع نفس و ہوا اور وہم پرستی کی بنا پر ہے۔ ۱۱۱ یعنی

کتاب الہی اور خدا کے رسول جنہوں نے صراحت کے ساتھ بار بار بتایا کہ بت معبود نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ ۱۱۲ یعنی کافر جو

بتوں کے ساتھ جھوٹی امیدیں رکھتے ہیں کہ وہ ان کے کام آئیں گے یہ امیدیں باطل ہیں۔ ۱۱۳ جسے جو چاہے دے اسی کی عبادت کرنا اور اسی کو راضی رکھنا کام

آئے گا۔ ۱۱۴ یعنی ملائکہ باوجودیکہ بارگاہ الہی میں قرب و منزلت رکھتے ہیں بعد ازاں صرف اس کے لیے شفاعت کریں گے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو یعنی

مؤمن موحد کے لیے تو بتوں سے شفاعت کی امید رکھنا نہایت باطل ہے کہ نہ انہیں بارگاہ حق میں قرب حاصل نہ کفار شفاعت کے اہل۔ ۱۱۵ یعنی کفار منکرین

بعث۔ ۱۱۶ کہ انہیں خدا کی بیٹیاں بتاتے ہیں۔

شَيْئًا ۲۸) فَأَعْرَضَ عَنْ مَنْ تَوَلَّى ۲۹) عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ

نہیں دیتا ۲۸) تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے بھرا ۲۹) اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی

الدُّنْيَا ۳۰) ذَلِكْ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۳۱) إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

زندگی ۳۰) یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے ۳۱) بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ

عَنْ سَبِيلِهِ ۳۲) وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَى ۳۳) وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

سے بہکا ۳۲) اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی ۳۳) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْأَرْضِ ۳۴) لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِأَعْمَلُهُمْ وَيَجْزِيَ الَّذِينَ

زمین میں ۳۴) تاکہ بُرائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت

أَحْسَنُ ۳۵) بِالْحَسَنَى ۳۶) الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ إِلَّا

اچھا صلہ عطا فرمائے ۳۶) وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں ۳۷) مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے

اللَّهِ ۳۸) إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۳۹) هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ

اور رک گئے ۳۸) بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے ۳۹) وہ تمہیں خوب جانتا ہے ۴۰) تمہیں مٹی

الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجْنَةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ

سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل تھے ۴۱) تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بناؤ ۴۲)

هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى ۴۳) أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى ۴۴) وَأَعْطَى قَلِيلًا وَ

وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں ۴۳) تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا ۴۴) اور کچھ تھوڑا سا دیا اور

۴۵) اَمْرًا تَقِيْ حَقِيقَتِ حَالِ عِلْمٍ وَتَقِيْنَ سَمْعًا مَّعْلُومًا ۴۶) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۴۷) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۴۸) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۴۹) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۰) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۱) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۲) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۳) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۴) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۵) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۶) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۷) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۸) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۵۹) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۰) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۱) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۲) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۳) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۴) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۵) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۶) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۷) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۸) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۶۹) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۰) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۱) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۲) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۳) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۴) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۵) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۶) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۷) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۸) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۷۹) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۰) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۱) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۲) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۳) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۴) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۵) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۶) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۷) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۸) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۸۹) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۰) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۱) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۲) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۳) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۴) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۵) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۶) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۷) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۸) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۹۹) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ ۱۰۰) لَيْسَ بِهٖ نَكَدٌ وَهَمٌّ وَكَمَانٌ

اَكْلَى ۳۲) اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَى ۳۵) اَمْ لَمْ يُنَبِّاْ بِاِنِّى

روک رکھا ۳۲) کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے ۳۳) کیا اُسے اس کی خبر نہ آئی جو

صُحُفِ مُوسَى ۳۶) وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِى وُفِّى ۳۷) اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةً وِّزْرًا

صحیفوں میں ہے موسیٰ کے ۳۶) اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجا لایا ۳۷) کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں

اُخْرٰى ۳۸) وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى ۳۹) وَاَنْ سَعِيْهٖ سَوْفَ

اٹھاتی ۳۸) اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش ۳۹) اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی

يُرٰى ۴۰) ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَاءُ الْاَوَّلٰى ۴۱) وَاَنْ اِلٰى رَبِّكَ السُّتْحٰى ۴۲)

جائے گی ۴۰) پھر اس کا بھر پور بدلہ دیا جائے گا ۴۱) اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے ۴۲)

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین میں اتباع کیا تھا مشرکوں نے اس کو عار دلانی اور کہا کہ تو نے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہو گیا اس نے کہا میں نے عذاب الہی کے خوف سے ایسا کیا تو عار دلانے والے کافرنے اس سے کہا کہ اگر تو شرک کی طرف لوٹ آئے اور اس قدر مال مجھ کو دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمے لیتا ہوں اس پر ولید اسلام سے منحرف و مرتد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہو گیا اور جس شخص کو مال دینا ٹھہرا تھا اُس کو تھوڑا سا دیا اور باقی سے منع کر دیا۔ ۴۲- باقی۔ شان نزول: یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل سہمی کے حق میں نازل ہوئی وہ اکثر امور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تائید و موافقت کیا کرتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ابوہبل کے حق میں نازل ہوئی کہ اس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی قسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ تھوڑا سا اقرار کیا اور حق لازم میں سے قدرِ قلیل ادا کیا اور باقی سے باز رہی ایمان نہ لایا۔ ۴۳- کہ دوسرا شخص اس کا بارگناہ اٹھالے گا اور اس کے عذاب کو اپنے ذمہ لے گا۔ ۴۴- یعنی اسفار تو ریت میں ۴۵- یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفت ہے کہ انہیں جو کچھ حکم دیا گیا تھا وہ انہوں نے پورے طور پر ادا کیا اس میں بیٹے کا ذبح بھی ہے اور اپنا آگ میں ڈالا جانا بھی اور اس کے علاوہ اور مامورات (احکامات) بھی اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس مضمون کا ذکر فرماتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کتاب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں مذکور فرمایا گیا تھا۔ ۴۶- اور کوئی دوسرے کے گناہ پر نہیں پکڑا جاتا اس میں اس شخص کے قول کا ابطال ہے جو ولید بن مغیرہ کے عذاب کا ذمہ دار بنا تھا اور اس کے گناہ اپنے ذمہ لینے کو کہتا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زمانہ حضرت ابراہیم سے پہلے لوگ آدمی کو دوسرے کے گناہ پر بھی پکڑ لیتے تھے اگر کسی نے کسی کو قتل کیا ہوتا تو بجائے اس قاتل کے اس کے بیٹے یا بھائی یا بی بی یا غلام کو قتل کر دیتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا تو آپ نے اس کی ممانعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچایا کہ کوئی کسی کے بارگناہ میں ناخو ذ نہیں۔ ۴۷- یعنی عمل۔ مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے، یہ مضمون بھی صحف ابراہیم و موسیٰ کا ہے علیہما السلام اور کہا گیا ہے کہ ان ہی امتوں کے لیے خاص تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم ہماری شریعت میں آیت ”اَلْحَقْنٰهُمْ بِهٖمْ ذُرِّيَّتَهُمْ“ سے منسوخ ہو گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں کی وفات ہو گئی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں کیا نافع ہو گا فرمایا ہاں۔ مسائل: اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ میت کو صدقات و طاعات سے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے پہنچتا ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے اور اسی لیے مسلمانوں میں معمول ہے کہ وہ اپنے اموات (مردوں) کو فاتحہ، سوم، چہلم، برسی، عرس وغیرہ میں طاعات و صدقات سے ثواب پہنچاتے رہتے ہیں عمل احادیث کے بالکل مطابق ہے اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں انسان سے کافر مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی بجز اس کے جو اس نے کی ہو کہ دنیا ہی میں وسعتِ رزق یا تندرستی وغیرہ سے اس کا بدلہ دے دیا جائے گا تا کہ آخرت میں اس کا کچھ حصہ باقی نہ رہے اور ایک معنی آیت کے مفسرین نے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ آدمی بمقتضائے عدل وہی پائے گا جو اس نے کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جو چاہے عطا فرمائے اور ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ مومن کے لیے دوسرا مومن جو نیکی کرتا ہے وہ نیکی خود اسی مومن کی شاری جاتی ہے جس کے لیے کی گئی کیونکہ اس کا کرنے والا مثل نائب وکیل کے اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔ ۴۸- آخرت میں ۴۹- آخرت میں اسی کی طرف رجوع ہے وہی اعمال کی جزا دے گا۔

وَأَنَّهُ هُوَ أَصْحَكُ وَأَبْكَى ۚ (۳۴) وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتٌ وَأَحْيَا ۚ (۳۵) وَأَنَّهُ خَلَقَ

اور یہ کہ وہ ہی ہے جس نے ہنسایا اور رولایا ۵۳ اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور چلایا ۵۴ اور یہ کہ اسی نے

الرُّوحَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى ۚ (۳۶) مِنْ نُّطْفَةٍ إِذَا تَسْنَى ۚ (۳۷) وَأَنَّ عَلَيْهِ

دو جوڑے بنائے نر اور مادہ ۵۵ نطفہ سے جب ڈالا جائے ۵۶ اور یہ کہ اسی کے

النَّشَاةِ الْآخِرَى ۚ (۳۸) وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۚ (۳۹) وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ

ذمہ ہے پچھلا اٹھانا ۵۷ اور یہ کہ اسی نے غنی دی اور قناعت دی ۵۸ اور یہ کہ وہی ستارہ شعلی

الشُّعْرَى ۚ (۴۰) وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۚ (۴۱) وَشَمُودًا أَبْقَىٰ ۚ (۴۲) وَ

کا رب ہے ۵۹ اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا ۶۰ اور شمود کو ۶۱ تو کوئی باقی نہ چھوڑا اور

قَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۚ (۴۳) وَالْمُؤْتَفِكَةَ

ان سے پہلے نوح کی قوم کو ۶۲ بے شک وہ ان سے بھی ظالم اور سرکش تھے ۶۳ اور اُس نے اُلٹنے والی ہستی

أَهْوَىٰ ۚ (۴۴) فَغَشَّيْهَا مَا غَشَّىٰ ۚ (۴۵) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تُتْبَارَىٰ ۚ (۴۶) هَذَا

کو نیچے گرایا ۶۴ تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا ۶۵ تو اسے سننے والے اپنے رب کی کوئی نعمتوں میں شک کرے گا یہ والا

نَذِيرٌ مِنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ۚ (۴۷) أَرَفَتِ الْآزِفَةَ ۚ (۴۸) لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ

ایک ڈرسانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں کی طرح ۶۶ پاس آئی پاس آنے والی ۶۷ اللہ کے سوا اس کا کوئی

اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۚ (۴۹) أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۚ (۵۰) وَتَضَحَكُونَ وَلَا

کھولنے والا نہیں ۶۸ تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ۶۹ اور ہنستے ہو اور

۵۱ جسے چاہو خوش کیا جسے چاہو غمگین کیا۔ ۵۲ یعنی دنیا میں موت دی اور آخرت میں زندگی عطا فرمائی یا یہ معنی کہ باپ دادا کو موت دی اور ان کی اولاد کو زندگی بخشی یا

یہ مراد کہ کافروں کو موت کفر سے ہلاک کیا اور ایمانداروں کو ایمانی زندگی بخشی۔ ۵۳ رحم میں ۵۴ یعنی موت کے بعد زندہ فرمانا ۵۵ جو کہ شدت گرمائی میں ”جوزا“

کے بعد طالع (طلوع) ہوتا ہے اہل جاہلیت اس کی عبادت کرتے تھے، اس آیت میں بتایا گیا کہ سب کا رب اللہ ہی ہے اس ستارے کا رب بھی اللہ ہے لہذا اسی کی

عبادت کرو۔ ۵۶ بادِ صرصر (تیز ہوا) سے۔ عادی ہیں ایک تو قوم ہود ان کو پہلی عادت کہتے ہیں اور ان کے بعد والوں کو دوسری عادت کہ وہ انہیں کے آفتاب (بعد کی

نسل) تھے۔ ۵۷ جو صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ ۵۸ غرق کر کے ہلاک کیا۔ ۵۹ کہ حضرت نوح علیہ السلام ان میں ہزار برس کے قریب تشریف فرما رہے مگر

انہوں نے دعوت قبول نہ کی اور ان کی سرکشی کم نہ ہوئی۔ ۶۰ مراد اس سے قوم لوط کی بستیاں ہیں جنہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے حکم الہی اٹھا کر اوندھا ڈال

دیا اور زیروزبر کر دیا۔ ۶۱ یعنی نشان کئے ہوئے پتھر برسائے۔ ۶۲ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۶۳ جو اپنی قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے

تھے۔ ۶۴ یعنی قیامت ۶۵ یعنی وہی اس کو ظاہر فرمائے گا یا یہ معنی ہیں کہ اس کے احوال اور شدائد کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں دفع کر سکتا اور اللہ تعالیٰ دفع نہ

فرمائے گا۔ ۶۶ یعنی قرآن مجید سے منکر ہوتے ہو۔

تَبْكُونَ ۱۰ وَأَنْتُمْ سِيدُونَ ۱۱ ۝ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۱۲ ۝

روتے نہیں ۱۲ اور تم کھیل میں پڑے ہو تو اللہ کے لیے سجدہ اور اس کی بندگی کرو ۱۱

﴿ایاتھا ۵۵﴾ ﴿سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷﴾ ﴿مَرْكُوعَاتِهَا ۳﴾

سورہ قمر کیہ ہے، اس میں پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ۱ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۲ ۝ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعَرِّضُوا ۳

پاس آئی قیامت اور ۲ شق ہو گیا چاند ۱ اور اگر دیکھیں ۳ کوئی نشانی تو منہ پھیرتے ۳ اور

يَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَبَرٌّ ۴ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ

کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا اور انھوں نے جھٹلایا ۴ اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے ۴ اور ہر کام قرار

مُسْتَقَرٌّ ۵ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۶ ۝ حِكْمَةٌ

پاچکا ۵ اور بے شک ان کے پاس وہ خبریں آئیں ۶ جن میں کافی روک تھی ۶ انتہا کو پہنچی ہوئی

بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرَ ۷ ۝ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ يُومَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَى شَيْءٍ

حکمت پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے تو تم اُن سے منہ پھیر لو ۷ جس دن بلانے والا ۷ ایک سخت بے پچانی بات کی طرف

۷ اس کے وعدہ وعید نہ کرے ۷ کہ اس کے سوائے کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ سورہ قمر کیہ ہے سوائے آیت ”مَسِيْهُنْزَمُ الْجَمْعُ“ کے، اس میں تین ۳

رکوع، پچپن ۵۵ آیتیں اور تین سو بیالیس ۳۳۲ کلمے اور ایک ہزار چار سو تیس ۱۴۲۳ حرف ہیں۔ سورہ قمر کے نزدیک ہونے کی نشانی ظاہر ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ میں سے ہے اہل

مکہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک معجزہ کی درخواست کی تھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند شق کر کے دکھایا چاند کے دو حصے ہو گئے اور ایک حصہ دوسرے سے جدا ہو گیا اور فرمایا کہ گواہ رہو قریش نے کہا محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے جادو سے ہماری نظر بندی کر دی ہے اس پر انہیں کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ نظر بندی ہے تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو حصے نظر نہ آئے ہوں گے اب جو قافلے آنے والے ہیں ان کی جستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند شق ہوتا دیکھا گیا ہے تو بیشک معجزہ ہے چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا

کہ اس روز چاند کے دو حصے ہو گئے تھے مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی اور وہ جاہلانہ طور پر جادو ہی جادو کہتے رہے۔ صحاح کی احادیث کثیرہ میں اس معجزہ عظیمہ کا بیان ہے اور خبر اس درجہ شہرت کو پہنچ گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بے دینی ہے۔ سورہ اہل مکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدق و

نہایت پر دلالت کرنے والی ۷ اس کی تصدیق اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے سے ۷ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور ان معجزات کو جو اپنی آنکھوں سے دیکھے ۷ ان اباطیل (باطل خواہشوں) کے جو شیطان نے ان کے دل نشین کی تھیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی تصدیق کی تو ان کی سرداری تمام عالم میں مسلم ہو جائے گی اور قریش کی کچھ بھی عزت و قدر باقی نہ رہے گی۔ سورہ وہ اپنے وقت پر ہونے ہی والا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ سورہ پچھلی امتوں کی جو اپنے رسولوں کی تکذیب کرنے کے سبب ہلاک کئے گئے۔ سورہ کفر و تکذیب سے اور انتہا درجہ کی نصیحت۔ سورہ کیونکہ وہ نصیحت و انداز سے بند پذیر ہونے والے نہیں (وَكُنَّا هَذَا قَبْلُ الْأُمَمِ بِالْقِتَالِ ثُمَّ نُنْسَخُ) یعنی حضرت اسرائیل

تُكْرِ ۶ خُشْعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ

بلانے گا ۶ نیچی آنکھیں کئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹیڑی (ٹڈی) ہیں

مُنْتَشِرٌ ۷ مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ط يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۸

پھیلی ہوئی ۷ بلانے والے کی طرف لپکتے ہوئے ۷ کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْزُونٌ وَازْدُجِرَ ۹

ان سے ۹ پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندے کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اُسے جھڑکا ۹

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرَ ۱۰ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے ۱۰ تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے

مُنْهَرٍ ۱۱ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قُدْرًا ۱۲

بہتے پانی سے ۱۱ اور زمین چشمے کر کے بہادی ۱۱ تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی ۱۲

وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ الْأَوَاحِ وَودُسِرَ ۱۳ تَجَرَّيْ بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ

اور ہم نے نوح کو سوار کیا ۱۳ تختوں اور کیلوں والی پر ۱۳ کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی ۱۳ اس کے صلہ میں ۱۵ جس کے ساتھ

كُفِرَ ۱۴ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۱۵ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

کفر کیا گیا تھا ۱۴ اور ہم نے اسے ۱۴ نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا ۱۵ تو کیا ہوا میرا عذاب

وَنُذِرًا ۱۶ وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۱۷ كَذَّبَتْ

اور میری دھمکیاں ۱۶ اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ۱۷ عاد نے

عليه السلام صحرة بيت المقدس (بيت المقدس کی چٹان) پر کھڑے ہو کر ۱۷ جس کی مثل سختی کبھی نہ دیکھی ہوگی اور وہ ہول قیامت و حساب ہے۔ ۱۷ ہر طرف

خوف سے حیران، نہیں جانتے کہاں جائیں۔ ۱۵ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز کی طرف۔ ۱۶ یعنی قریش سے ۱۷ نوح علیہ السلام ۱۸ اور

دھمکایا کہ اگر تم اپنے چند نصیحت اور وعظ و دعوت سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے سنگسار کر ڈالیں گے۔ ۱۹ جو چالیس روز تک نہ تھا ۱۷ یعنی زمین سے

اس قدر پانی نکلا کہ تمام زمین مثل چشموں کے ہو گئی۔ ۱۷ آسمان سے برسنے والے اور زمین سے ایلنے والے ۱۷ اور لوح محفوظ میں مکتوب تھی کہ طوفان اس حد

تک پہنچے گا۔ ۲۳ ایک کشتی میں۔ ۲۵ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے۔ ۲۶ یعنی اس واقعہ کو کہ کفار غرق کر کے ہلاک کر دیئے گئے اور

حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی اور بعض مفسرین کے نزدیک ”قَوْكُنْهَا“ کی ضمیر کشتی کی طرف رجوع کرتی ہے۔ قنادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس

کشتی کو سرزمین جزیرہ میں اور بعض کے نزدیک ”جودی“ پہاڑ پر مدتوں باقی رکھا یہاں تک کہ ہماری امت کے پہلے لوگوں نے اس کو دیکھا۔ ۲۷ جو چند پذیر ہوا اور

عبرت حاصل کرے۔ ۲۸ اس آیت میں قرآن کریم کی تعلیم و تعلم اور اس کے ساتھ اشتغال رکھنے اور اس کو حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ

قرآن یاد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور اس کا حفظ سہل و آسان فرمادینے ہی کا ثمرہ ہے کہ بچے تک اس کو یاد کر لیتے ہیں سوائے اس کے

کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہو اور سہولت سے یاد ہو جاتی ہو۔

عَادُ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۱۸ ۱۸ اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصًا

جھٹلایا ۱۸ تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے ڈر دلانے کے فرمان ۱۸ بے شک ہم نے اُن پر ایک سخت آندھی بھیجی ۱۸

فِي يَوْمٍ نَحُوسٍ مُّسْتَبِرٍّ ۱۹ تَنْزِعُ النَّاسَ ۲۰ كَانَتْهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۲۰

ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی ۱۹ لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ (سوکھے تنے) ہیں ۲۰

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۲۱ وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ۲۱ اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی

مُّدَكِّرٍ ۲۲ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذْرِ ۲۳ فَقَالُوا اَبَشْرًا امَّنَا وَاحِدًا

یاد کرنے والا ۲۲ ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا ۲۳ تو بولے کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کی

تَبِيعَةً ۲۴ اِنَّا اِذَا لَفِئْضٌ ضَلَّلٍ وَسُعْرٍ ۲۵ اَلْقَى الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا

تابعدری کریں ۲۴ جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں ۲۵ کیا ہم سب میں سے اس پر ۲۵ ذکر اُتارا گیا ۲۵

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌّ ۲۵ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مِّنَ الْكُذِّابِ الْاَشِرُّ ۲۶

بلکہ یہ سخت جھوٹا اترونا (شیخی باز) ہے ۲۵ بہت جلد کل جان جانیں گے ۲۵ کون تھا بڑا جھوٹا اترونا (شیخی باز) ۲۶

اِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۲۷ وَنَبِّئُهُمْ اَنَّ

ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو ۲۷ تو اسے صابر رہ کر دیکھ ۲۷ اور صبر کرو ۲۷ اور انہیں خبر دے دے کہ

الْبَاءُ قَسِمَةُ بَيْنِهِمْ ۲۸ كُلُّ شَرِبٍ مُّحْتَصَرٌّ ۲۹ فَمَادُوا بِصَاحِبِهِمْ فَتَعَاطَى

پانی ان میں حصوں سے ہے ۲۸ ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے ۲۹ تو انہوں نے اپنے ساتھی کو ۲۹ پکارا تو اس نے ۲۹ لے کر

۲۹ اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کو اس پر وہ بتلائے عذاب کئے گئے۔ ۲۹ جو نزول عذاب سے پہلے آچکے تھے۔ ۲۹ بہت تیز چلنے والی، نہایت ٹھنڈی، سخت سناٹے والی ۲۹ حتیٰ کہ ان میں کوئی نہ بچا سب ہلاک ہو گئے اور وہ دن مہینہ کا کچھلا بڑھ تھا۔ ۳۰ اپنے نبی حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا انکار کر کے

اور ان پر ایمان نہ لاکر ۳۰ یعنی ہم بہت سے ہو کر ایک آدمی کے تابع ہو جائیں ہم ایسا نہ کریں گے کیونکہ اگر ایسا کریں ۳۰ یہ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کا کلام لوٹایا آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر تم نے میرا اتباع نہ کیا تو تم گمراہ و بے عقل ہو۔ ۳۱ یعنی حضرت صالح علیہ السلام پر ۳۱ وحی نازل کی گئی اور کوئی ہم

میں اس قابل ہی نہ تھا۔ ۳۲ کہ نبوت کا دعویٰ کر کے بڑا بننا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۳۲ جب عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۳۲ یہ اس پر فرمایا گیا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ پتھر سے ایک ناقہ (اونٹنی) نکال دیجئے آپ نے ان کے ایمان کی شرط کر کے یہ بات منظور کر لی تھی،

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ناقہ بھیجے کا وعدہ فرمایا اور حضرت صالح علیہ السلام سے ارشاد کیا ۳۳ کہ وہ کیا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے ۳۳ ان کی ایذا پر ۳۳ ایک دن اُن کا ایک دن ناقہ کا ۳۳ جو دن ناقہ کا ہے اس دن ناقہ حاضر ہو اور جو دن قوم کا ہے اُس دن قوم پانی پر حاضر ہو۔ ۳۴ یعنی قدار بن سالف کو ناقہ

کے قتل کرنے کے لیے ۳۴ تیز تلوار۔

فَعَقَر ۲۹ ۚ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۚ ۳۰ ۚ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

اس کی کوچیں کاٹ دیں ۲۹ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ۳۰ بے شک ہم نے ان پر ایک چٹھاڑ

وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۳۱ ۚ وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

بھیجی ۳۱ وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی ۳۲ اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے

مَنْ مَّدَّ كِرٍ ۳۲ ۚ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِاللَّذْرِ ۳۳ ۚ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

کوئی یاد کرنے والا ۳۲ لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ۳۳ بیشک ہم نے ان پر وہ چٹھاڑ

حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۳۴ ۚ نِعْمَةٌ مِّنْ عِنْدِنَا ۚ كَذَلِكَ

بھیجا ۳۴ سوائے لوط کے گھر والوں کے ۳۴ ہم نے انہیں بچھلے پہر ۳۵ بچالیا ۳۶ اپنے پاس کی نعمت فرما کر ۳۷ ہم یونہی

نَجَّيْنَاهُ مِّنْ شَكْرٍ ۳۵ ۚ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِاللَّذْرِ ۳۶ ۚ

صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے ۳۵ اور بے شک اس نے وہ انہیں ہماری گرفت سے ۳۶ ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا ۳۷

وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ صَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذْرِي ۳۷ ۚ

انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا ۳۷ تو ہم نے انکی آنکھیں میٹ دیں (بالکل مٹا دیں) ۳۸ فرمایا چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ۳۹

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمُ بَكْرَةٌ ۚ عَذَابٌ مُّسْتَقَرٌّ ۳۸ ۚ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذْرِي ۳۹ ۚ

اور بیشک صبح تڑکے (صبح سویرے) ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا ۳۸ تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان اور

لَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّ كِرٍ ۴۰ ۚ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ

بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا اور بیشک فرعون والوں کے پاس

۴۱ اور اس کو قتل کر ڈالا ۴۲ جو نزول عذاب سے پہلے میری طرف سے آئے تھے اور اپنے موقع پر واقع ہوئے۔ ۴۳ یعنی فرشتہ کی ہولناک آواز ۴۴ یعنی جس

طرح چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لیے گھاس کانٹوں کا احاطہ بنا لیتے ہیں اس میں سے کچھ گھاس بچی رہ جاتی ہے اور وہ جانوروں کے پاؤں میں

روند کر رہا رہتا ہے یہ حالت ان کی ہو گئی۔ ۴۵ اس تکذیب کی سزا میں ۴۶ یعنی ان پر چھوٹے چھوٹے سنگریزے برسائے ۴۷ یعنی حضرت لوط علیہ

السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیاں اس عذاب سے محفوظ رہیں۔ ۴۸ یعنی صبح ہونے سے پہلے ۴۹ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور شکر گزار وہ ہے جو اللہ پر اور اس

کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کی اطاعت کرے۔ ۵۰ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے ۵۱ ہمارے عذاب سے ۵۲ اور ان کی تصدیق نہ کی۔ ۵۳ اور

حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے اور اپنے مہمانوں کے درمیان و خیل (مخل) نہ ہوں انہیں ہمارے حوالے کر دیں اور یہ انہوں نے نیت فاسد اور

خبیث ارادہ سے کہا تھا اور مہمان فرشتے تھے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ انہیں چھوڑ دیجئے گھر میں آنے دیجئے بھی (جونہی) وہ گھر میں آئے تو

حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک دستک دی۔ ۵۴ فوراً وہ اندھے ہو گئے اور آنکھیں ایسی ناپید ہو گئیں کہ نشان بھی باقی نہ رہا، چہرے سپاٹ (برابر) ہو گئے

حیرت زدہ مارے مارے پھرتے تھے دروازہ ہاتھ نہ آتا تھا، حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں دروازے سے باہر کیا۔ ۵۵ جو تمہیں حضرت لوط علیہ السلام نے

سنائے تھے۔ ۵۶ جو عذاب آخرت تک باقی رہے گا۔

النُّذُرُ ۴۱) كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخَذَ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ ۴۲)

رسول آئے ۶۳ انھوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں ۶۴ تو ہم نے ان پر ۶۵ گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی

اَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۴۳) اَمْ يَقُولُونَ

کیا ۶۶ تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں ۶۷ یا کتابوں میں تمہاری بھٹی لکھی ہوئی ہے ۶۸ یا یہ کہتے ہیں ۶۹

نَحْنُ جَبِيْعٌ مُّتَتَّبِعُونَ ۴۴) سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۴۵) بَلِ

کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے وکے اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت وکے اور پٹھیں پھیر دیں گے وکے بلکہ

السَّاعَةُ مُوْعَدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمْرٌ ۴۶) اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِي

ان کا وعدہ قیامت پر ہے وکے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی وکے بیشک مجرم

ضَلٰلٍ وَّ سُعْرِ ۴۷) يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ۴۸) ذُوْقُوا مَسَّ

گمراہ اور دیوانے ہیں وکے جس دن آگ میں اپنے منھوں پر گھیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا کچھ دوزخ

سَقَرٍ ۴۹) اِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۵۰) وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ

کی آنج بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی وکے اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے

كَلْبٍ بِالْبَصَرِ ۵۱) وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۵۲) وَكُلُّ

جیسے پلک مارنا وکے اور بیشک ہم نے تمہاری وضع کے وکے ہلاک کر دیئے تو ہے کوئی دھیان کرنے والا وکے اور انھوں

شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۵۳) وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌّ ۵۴) اِنَّ

نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے وکے اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے وکے بیشک

۶۳ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام تو فرعونؑی ان پر ایمان نہ لائے۔ ۶۴ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئیں تھیں۔ ۶۵ عذاب کے ساتھ۔ ۶۶ اے اہل مکہ! یعنی ان قوموں سے زیادہ قوی و توانا ہیں یا کفر و عناد میں کچھ ان سے کم ہیں۔ ۶۷ کہ تمہارے کفر کی گرفت نہ ہوگی اور تم عذاب الہی سے امن میں رہو گے۔ ۶۸ کفار مکہ۔ وکے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ وکے کفار مکہ کی۔ وکے اور اس طرح بھاگیں گے کہ ایک بھی قائم نہ رہے گا۔ ۶۹ شان نزول: روز

بدر جب ابو جہل نے کہا کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زہ پہن کر یہ آیت تلاوت فرمائی پھر ایسا ہی ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فتح ہوئی اور کفار کو ہزیمت (شکست) ہوئی۔ وکے یعنی اس عذاب کے بعد انہیں روز قیامت کے عذاب کا وعدہ ہے وکے دنیا کے عذاب سے اس کا عذاب بہت زیادہ اشد۔ وکے نہ سمجھتے ہیں نہ راہ یاب ہوتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) وکے حسب اقتضائے حکمت۔ ۵۳ شان نزول:

یہ آیت قدریوں کے رد میں نازل ہوئی جو قدرت الہی کے منکر ہیں اور حوادث کو کوکب و غیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مسائل: احادیث میں انہیں اس امت کا

بجوس فرمایا گیا اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کلام شروع کرنے اور وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرنے اور مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک ہونے کی ممانعت فرمائی گئی اور انہیں دجال کا ساتھی فرمایا گیا وہ بدترین خلق ہیں۔ وکے جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ ہو وہ حکم کے ساتھ ہی ہو جاتی ہے۔ وکے کفار پہلی

امتوں کے وکے جو عبرت حاصل کریں اور پند پذیر ہوں۔ وکے یعنی بندوں کے تمام افعال حافظ اعمال فرشتوں کے نوشتوں میں ہیں۔ وکے لوح محفوظ میں۔

الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝۵۳ فِي مَقْعَدِ صَدَقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝۵۴

پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور ۵۴

﴿ایاتھا ۷۸﴾ ﴿سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ ۹۷﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۳﴾

سورہ رحمن مدنیہ ہے، اس میں اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الرَّحْمٰنُ ۱ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۴

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا ۲ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ۳ ماکان و مایکون کا بیان انھیں سکھایا ۴

الْشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۵ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۶ وَ

سورج اور چاند حساب سے ہیں ۵ اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں ۶ اور

السَّمَاءُ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْبِيزَانَ ۷ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْبِيزَانِ ۸ وَ

آسمان کو بلند کیا ۷ اور ترازو رکھی ۸ کہ ترازو (ترازو) میں بے اعتدالی (ناانصافی) نہ کرو ۸ اور

اَقِیْمُوا الْوِزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْبِيزَانَ ۹ وَالْاَرْضَ رَضَ وَضَعَهَا

انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ ۹ اور زمین رکھی

لِلْاَنَامِ ۱۰ فِیْهَا فَاكِهَةٌ ۱۱ وَالنَّحْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۱۲ وَالْحَبُّ

مخلوق کے لیے ۱۰ اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں ۱۲ اور بھس

۵۲ یعنی اس کی بارگاہ کے مقرب ہیں۔ سورہ رحمن مکیہ ہے اس میں تین سو ۳ رکوع اور چھتر ۶ یا اٹھتر ۷ آیتیں تین سو اکیاون ۳۵۱ کلمے ایک ہزار چھ سو

چھتیس ۱۶۳۶ حرف ہیں۔ شان نزول: جب آیت ”اَسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ“ نازل ہوئی کفار نے کہا رحمن کیا ہے ہم نہیں جانتے اس پر اللہ تعالیٰ نے الرحمن

نازل فرمایا کہ رحمن جس کا تم انکار کرتے ہو وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ اہل مکہ نے جب کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو

کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ رحمن نے قرآن اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھایا۔ (غازن)

۷ انسان سے اس آیت میں سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور بیان سے ”مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ“ کا بیان کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے۔ (غازن) ۸ کہ تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں اور اس میں خلق کے لیے منافع ہیں اوقات

کے حساب، سالوں اور مہینوں کا شمار انہیں پر ہے۔ ۹ حکم الہی کے مطیع ہیں۔ ۱۰ اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے احکام کا جائے صدور بنایا۔ ۱۱ جس سے

اشیاء کا وزن کیا جائے اور ان کی مقداریں معلوم ہوں تاکہ لین دین میں عدل قائم رکھا جائے۔ ۱۲ تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ ۱۳ جو اس میں رہتی بستی ہے تاکہ

اس میں آرام کریں اور فائدے اٹھائیں۔ ۱۴ جن میں بہت برکت ہے۔

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ خَلَقَ

کے ساتھ اناج وک اور خوشبو کے پھول تو اے جن و انس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے وک اس نے

الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّمَّنْ

آدی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری وک اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے

نَّارٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ

لوکے سے وک تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے دونوں پورب کا رب اور دونوں

الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

پچھم کا رب وک تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے دو سمندر بہائے وک کہ دیکھنے

يَلْتَقَيْنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِي ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

میں معلوم ہوں ملے ہوئے وک اور ہے ان میں روک وک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا وک تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبِينَ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبِينَ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝ فَبِأَيِّ

جھٹلاؤ گے اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ وک تو اپنے

الْآلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَإِنَّ ۝ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے وک اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات

وَكُلُّ مِثْلِ لَهِجَةٍ ۝ وَغَيْرِهِ ۝ اس سورہ شریفہ میں یہ آیت اکتیس اسی بار آئی ہے بار بار نعمتوں کا ذکر فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب کی کوئی نعمت کو

جھٹلاؤ گے یہ ہدایت و ارشاد کا بہترین اسلوب ہے تاکہ سامع کے نفس کو تنبیہ ہو اور اسے اپنے جرم اور ناپسندی (ناشکری) کا حال معلوم ہو جائے کہ اس نے کس قدر

نعمتوں کو جھٹلایا ہے اور اسے شرم آئے اور وہ ادائے شکر و طاعت کی طرف مائل ہو اور یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اس پر ہیں۔ حدیث: سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت میں نے جنات کو سنائی وہ تم سے اچھا جواب دیتے تھے جب میں آیت ”فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ“ پڑھتا وہ کہتے: اے

رب ہمارے! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تجھے حمد (الْحَمْدُ لِلَّهِ) قَالَ غَرِيبٌ) وک یعنی خشک مٹی سے جو بجانے سے بجے اور کوئی چیز کھنکھاتی آواز دے پھر اس مٹی کو تر کیا کہ وہ مثل گارے کے ہوگئی پھر اس کو گلایا کہ وہ مثل سیاہ کچڑ کے ہوگئی۔ وک یعنی خالص بے دھوئیں والے شعلہ سے وک دونوں پورب اور دونوں پچھم سے مراد آفتاب کے طلوع ہونے کے دونوں مقام ہیں گرمی کے بھی اور جاڑے کے بھی اسی طرح غروب ہونے کے بھی دونوں مقام ہیں۔ وک شیریں اور شور وک نہ ان کے درمیان ظاہر میں کوئی فاصل نہ حائل۔ وک اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وک ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے اور کسی کا ذاتی تبدیل نہیں ہوتا۔ وک جن چیزوں سے وہ کشتیاں بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان کو ترکیب دینے اور کشتی بنانے اور صناعی کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور دریاؤں میں ان کشتیوں کا چلنا اور تیرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ وک ہر جاندار وغیرہ ہلاک ہونے والا ہے۔

ذُو الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ ۚ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٢٥﴾ يَسْأَلُهُ مَنْ

عظمت اور بزرگی والا ۲۴ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

آسمانوں اور زمین میں ہیں ۲۵ اُسے ہر دن ایک کام ہے ۲۶ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبِينَ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَيْنِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ ۲۷ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبِينَ ﴿٣٢﴾ يُعْشَرَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ

جھٹلاؤ گے اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ

أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ ﴿٣٣﴾

آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اُسی کی سلطنت ہے ۳۴

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شَوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۖ وَ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے تم پر ۳۵ چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور

نَحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرِينَ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ فَإِذَا انشَقَّتْ

بے لپٹ کا کالا دھواں ۳۶ تو پھر بدلہ لے سکو گے ۳۷ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے پھر جب آسمان

۳۸ کہ وہ خلق کے فنا کے بعد انہیں زندہ کرے گا اور ابدی حیات عطا فرمائے گا اور ایمانداروں پر لطف و کرم کرے گا۔ ۳۹ فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی

مخلوق کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں سب اس کے فضل کے محتاج ہیں اور زبان حال وقال سے اس کے حضور سائل۔ ۴۰ یعنی وہ ہر وقت اپنی قدرت کے آثار ظاہر

فرماتا ہے کسی کو روزی دیتا ہے کسی کو مارتا ہے کسی کو جلاتا (پیدا کرتا) ہے کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت کسی کو غنی کرتا ہے کسی کو محتاج کسی کے گناہ بخشتا ہے کسی کی

تکلیف رفع کرتا ہے۔ شان نزول: کہا گیا ہے کہ یہود کے درمیں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سچے کے روز کوئی کام نہیں کرتا ان کے قول کا بطلان ظاہر

فرمایا گیا۔ منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی دریافت کئے اس نے ایک روز کی مہلت چاہی اور نہایت متفکر و مغموں ہو کر اپنے مکان پر آیا

اس کے ایک حبشی غلام نے وزیر کو پریشان دیکھ کر کہا کہ اے میرے آقا آپ کو کیا مصیبت پیش آئی بیان کیجئے وزیر نے بیان کیا تو غلام نے کہا کہ اس کے معنی بادشاہ کو

میں سمجھا دوں گا وزیر نے اس کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو غلام نے کہا کہ اے بادشاہ اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور

مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندے سے مردہ اور بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلا کرتا

ہے عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے ذلیلوں کو عزت دیتا ہے مالداروں کو محتاج کرتا ہے محتاجوں کو مالدار بادشاہ نے غلام کا جواب پسند کیا اور وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو

خلعت وزارت پہنائے غلام نے وزیر سے کہا اے آقا یہی اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہے۔ ۴۱ جن و انس کے ۴۲ تم اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتے۔ ۴۳ روز

قیامت جب تم قبروں سے نکلو گے۔ ۴۴ حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا: لپٹ میں دھواں ہو تو اس کے سب اجزاء جلانے والے نہ ہوں گے کہ زمین کے اجزاء

شامل ہیں جن سے دھواں بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا نہ ہوگا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے ان پر بے دھوئیں کی لپٹ بھیجی جائے گی جس کے

سب اجزاء جلانے والے اور بے لپٹ کا دھواں جو سخت کالا اندھیرا اور اسی کے وجہ کریم کی پناہ۔ ۴۵ اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد

السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ ﴿٣٨﴾

بھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا (سرخ نری) (سرخ رنگا ہوا چڑا) تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

تو اس دن نہ کسی گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے ﴿۳۹﴾ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبَنِ ﴿٣٩﴾ يُعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ بِسَيِّئِهِمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَ

جھٹلاؤ گے مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے ﴿۳۹﴾ تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے

الْأَقْدَامِ ﴿٤٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ ﴿٤٠﴾ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي

جائیں گے ﴿۴۰﴾ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ﴿۴۰﴾ یہ ہے وہ جہنم جسے

يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٤١﴾ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَيْمِمْ إِنْ فَبِأَيِّ

مجرم جھٹلاتے ہیں پھرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں ﴿۴۱﴾ تو اپنے

الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ ﴿٤٢﴾ وَلَسَنُ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٍ ﴿٤٢﴾ فَبِأَيِّ

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے ﴿۴۲﴾ اس کے لیے دو جنتیں ہیں ﴿۴۲﴾ تو اپنے

الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ ﴿٤٣﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿٤٣﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں ﴿۴۳﴾ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبَنِ ﴿٤٤﴾ فِيْهِمَا عَيْنَتَا تَجْرِيْنِ ﴿٤٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ ﴿٤٤﴾

جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے بہتے ہیں ﴿۴۴﴾ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

نہ کر سکو گے بلکہ یہ لپٹ اور دھواں تمہیں محشر کی طرف لے جائیں گے پہلے سے اس کی خبر دے دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے تاکہ اس کی نافرمانی سے باز رہ کر

اپنے آپ کو اس بلا سے بچا سکو۔ ﴿۴۴﴾ کہ جگہ جگہ سے شوق اور رنگت کا سرخ۔ (حضرت مترجم قدس سرہ) ﴿۴۴﴾ یعنی جبکہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور آسمان پھٹے

گا۔ ﴿۴۴﴾ اس روز ملائکہ مجرمین سے دریافت نہ کریں گے ان کی صورتیں ہی دیکھ کر پہچان لیں گے اور سوال دوسرے وقت ہوگا جبکہ لوگ موقف میں جمع ہوں گے۔

﴿۴۴﴾ کہ ان کے منہ کا لے اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔ ﴿۴۴﴾ پاؤں پیچھے کے پیچھے سے لاکر پیشانیوں سے ملا دیئے جائیں گے اور گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض پیشانیوں سے گھسیٹے جائیں گے بعض پاؤں سے۔ ﴿۴۴﴾ اور ان سے کہا جائے گا ﴿۴۴﴾ کہ جب جہنم کی آگ سے جل بھن کر فریاد کریں

گے تو انہیں جلتا کھولتا پانی پلایا جائے گا اور اس کے عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے خدا کی نافرمانی کے اس انجام سے آگاہ فرما دینا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ ﴿۴۴﴾ یعنی

جسے اپنے رب کے حضور روز قیامت موقف میں حساب کے لیے کھڑے ہونے کا ڈر ہو اور وہ معاصی ترک کرے اور فرائض بجالائے ﴿۴۴﴾ جنت عدن اور جنت نعیم

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک جنت رب سے ڈرنے کا صلہ اور ایک شہوات ترک کرنے کا صلہ۔ ﴿۴۴﴾ اور ہر ڈالی میں قسم قسم کے میوے۔ ﴿۴۴﴾ ایک آب شیریں کا اور

ایک شراب پاک کا یا ایک تسنیم دوسرا سلسبیل۔

فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٌ ۝۵۲ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝۵۳

ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

مُتَكِبِّينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَاطِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۖ وَجَنَّاتٍ دَانٍ ۝۵۴

ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استر قناویز کا ملا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو ۵۴

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝۵۵ فِيْهِنَّ قُصْرٌ الطَّرْفُ لَمْ يَطْمِئِنَّ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ۵۵

إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝۵۶ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝۵۷

ان سے پہلے انھیں نہ چھو کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ

الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝۵۸ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝۵۹ هَلْ جَزَاءُ

لعل اور مونگا ہیں ۵۸ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے نیکی کا بدلہ

الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝۶۰ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝۶۱ وَمِنْ

کیا ہے مگر نیکی ۶۰ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور

دُونِهَا جَنَّاتٍ ۝۶۲ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝۶۳ مُدْهَاهَا مَثْنٍ ۝۶۴

ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں ۶۲ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے نہایت بھری سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝۶۵ فِيْهِمَا عَيْنٌ نَّصَاخَتِنِ ۝۶۶ فَبِأَيِّ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے تو اپنے

الْآلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝۶۷ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۝۶۸ فَبِأَيِّ

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو اپنے

۱۲ یعنی سنگین ریشم کا جب استر کا یہ حال ہے تو ابرا کیسا ہوگا سُبْحَانَ اللَّهِ۔ ۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ درخت اتنا قریب ہوگا کہ

اللہ تعالیٰ کے پیارے کھڑے بیٹھے اس کا میوہ چن لیں گے۔ ۱۴ جنتی یہاں اپنے شوہر سے کہیں گی مجھے اپنے رب کے عزت و جلال کی قسم جنت میں مجھے کوئی چیز

مجھ سے زیادہ اچھی نہیں معلوم ہوتی تو اس خدا کی حمد جس نے تجھے میرا شوہر کیا اور مجھے تیری بی بی بنایا۔ ۱۵ صفائی اور خوش رنگی میں حدیث شریف میں ہے کہ جنتی

حوروں کے صفائے ابدان کا یہ عالم ہے کہ ان کی پنڈلی کا مغز اس طرح نظر آتا ہے جس طرح آئینہ کی صراحی میں شراب سرخ۔ ۱۶ یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی

اس کی جزا آخرت میں احسان الہی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا قائل ہو اور شریعت محمدیہ پر عامل، اس کی جزا

جنت ہے۔ ۱۷ حدیث شریف میں ہے کہ دو جنتیں تو ایسی ہیں جن کے ظروف اور سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ایسی کہ جن کے ظروف واسباب سونے کے

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلی دو جنتیں سونے اور چاندی کی اور دوسری یا قوت و زبرد کی۔

الْآءِ رَبِّكُمْ أَتُكذِّبُنَ ۚ فِيهِنَّ خَيْرٌ حَسَانٌ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكذِّبُنَ ۚ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین ۴۱ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكذِّبُنَ ۚ لَمْ يَطْمِئِنَّ أَنْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے ان سے پہلے انھیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكذِّبُنَ ۚ مُتَكَبِّرِينَ عَلَى رَأْفِ خُضِرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حَسَانٍ ۚ فَبِأَيِّ

جھٹلاؤ گے ۴۲ تکبر لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور مقفل خوبصورت چاندنیوں پر تو اپنے

الْآءِ رَبِّكُمْ أَتُكذِّبُنَ ۚ تَبَرَّكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ ۚ

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا

﴿اٰیٰتہا ۹۶﴾ ﴿سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۲۶﴾ ﴿رُكُوْعَاتُهَا ۳﴾

سورۃ واقعہ مکہ ہے، اس میں چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۚ لَيْسَ لَوْقَعَتَهَا كَاذِبَةٌ ۚ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۚ

جب ہولے گی وہ ہونے والی ۱ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی کسی کو پست کرنے والی ۲ کسی کو بلندی دینے والی ۳

اِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا ۚ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًا ۚ فَكَانَتْ هَبَاءً

جب زمین کا پنے گی تھر تھرا کر ۴ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پورا ہو کر تو ہو جائیں گے جیسے روزن (سوراخ) کی دھوپ میں غبار کے

۵ کہ ان خیموں سے باہر نہیں نکلتیں یہ ان کی شرافت و کرامت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر جنتی عورتوں میں سے زمین کی طرف کسی کی ایک جھلک پڑ جائے تو آسمان وزمین کے درمیان کی تمام فضا روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور ان کے خیمے موتی اور زبرجد کے ہوں گے۔ ۶ اور ان کے شوہر جنت میں

عیش کریں گے۔ ۷ سورۃ واقعہ مکہ ہے سوائے آیت ”أَفَبِهَذَا الْحَدِيثِ“ اور آیت ”ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ“ کے اس سورت میں تین ۳ رکوع اور چھیانوے یا ستانوے

یا ننانوے آیتیں اور تین سو اٹھتر ۸۷۳ کلمے اور ایک ہزار سات سو تین ۱۷۰۳ حرف ہیں۔ امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ واقعہ کو ہر شب پڑھے وہ فاقہ سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ (غازن) ۸ یعنی جب قیامت قائم ہو جو ضرور ہونے والی ہے۔ ۹ جہنم میں گرا کر

۱۰ دخول جنت کے ساتھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں اونچے تھے قیامت انہیں پست کرے گی اور جو دنیا میں پستی میں تھے ان کے مرتبے بلند کرے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل معصیت کو پست کرے گی اور اہل طاعت کو بلند۔ ۱۱ حتیٰ کہ اس کی تمام عمارتیں گرجائیں گی۔

مُنْبَغَاً ۶ وَ كُنْتُمْ أَرْوَاجًا ثَلَاثَةً ۷ فَأَصْحَبُ الْبَيْتَةِ ۸ مَا أَصْحَبُ

باریک ذرے پھیلے ہوئے اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے تو دہنی طرف والے ۷ کیسے دہنی

الْبَيْتَةِ ۸ وَأَصْحَبُ الْبُشَّةِ ۹ مَا أَصْحَبُ الْبُشَّةِ ۱۰ وَالسَّبِقُونَ ۱۱

طرف والے ۸ اور بائیں طرف والے ۹ کیسے بائیں طرف والے ۱۰ اور جو سبقت لے گئے ۱۱

السَّبِقُونَ ۱۰ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱ فِی جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲ ثَلَاثَةٌ مِّنْ

وہ تو سبقت ہی لے گئے ۱۰ وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں اگلوں میں سے

الْأَوَّلِينَ ۱۳ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۴ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۵

ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے ۱۴ جزاؤ تختوں پر ہوں گے ۱۵

مُتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ۱۶ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۷

ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے ۱۶ ان کے گرد لیے پھریں گے ۱۷ ہمیشہ رہنے والے لڑکے ۱۷

بَاكُوَابٍ وَأَبَارِيقٍ ۱۸ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ۱۹ لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا

کوزے اور آفتابے اور جام آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کے اس سے نہ انھیں دروسر ہو

يُنْزِفُونَ ۲۰ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۲۱ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا

نہ ہوش میں فرق آئے ۲۰ اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت

۲۱ یعنی جن کے نامہ اعمال ان کے دہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ ۲۲ یہ ان کی تعظیم شان کے لیے فرمایا وہ بڑی شان رکھتے ہیں سعید ہیں جنت میں داخل

ہوں گے۔ ۲۳ جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ ۲۴ یہ ان کی تحقیر شان کے لیے فرمایا کہ وہ شقی ہیں جہنم میں داخل ہوں گے۔

۲۵ نیکوں میں ۲۶ دخول جنت میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ ہجرت میں سبقت کرنے والے ہیں کہ آخرت میں جنت کی طرف

سبقت کریں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مہاجرین و انصار ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف

نمازیں پڑھیں ۲۷ یعنی سابقین اگلوں میں سے بہت ہیں اور پچھلوں میں سے تھوڑے اور اگلوں میں سے مراد یا تو پہلی امتیں ہیں زمانہ حضرت آدم سے ہمارے

سرکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک کی جیسا کہ اکثر مفسرین کا قول ہے لیکن یہ قول نہایت ضعیف ہے اگرچہ مفسرین نے اس کے وجوہ ضعف

کے جواب میں بہت سی توجیہات بھی کی ہیں قول صحیح تفسیر میں یہ ہے کہ اگلوں سے امت محمدیہ ہی کے پہلے لوگ مہاجرین و انصار میں سے جو سابقین اولین ہیں وہ

مراد ہیں اور پچھلوں سے ان کے بعد والے احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حدیث مرفوعہ میں ہے کہ اولین و آخرین یہاں اسی امت کے پہلے اور پچھلے

ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں گروہ میری ہی امت کے ہیں۔ (تفسیر کبیرہ و بحر العلوم وغیرہ) ۲۸ جن میں لعل، یاقوت،

مونی وغیرہ جواہرات جڑے ہوں گے۔ ۲۹ حسن عشرت کے ساتھ با شان و شکوہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور دل شاد ہوں گے ۳۰ آداب خدمت کے ساتھ۔

۳۱ جو نہ مرے نہ بوڑھے ہوں نہ ان میں تغیر آئے یہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی خدمت کے لیے جنت میں پیدا فرمائے۔ ۳۲ بخلاف شراب دنیا کے کہ اس کے

پینے سے حواس مُخْتَل ہو جاتے ہیں (بگڑ جاتے ہیں)۔

يَسْتَهْوُونَ ۲۱ ط وَحُورٌ عِينٌ ۲۲ ل كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۲۳ ج جَزَاءٌ

جو چاہیں ۱۸ اور بڑی آنکھ والیاں حوریں ۱۹ جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی ۲۰ صلہ

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۲۴ لا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلا تَأْتِيًا ۲۵ لَ إِلَّا

ان کے اعمال کا ۲۱ اس میں نہ سُنیں گے کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ۲۲ ہاں

قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۲۶ وَاصْحَابُ الْيَمِينِ ۲۷ ل مَا اَصْحَابُ الْيَمِينِ ۲۸ ط فِي

یہ کہنا ہوگا سلام سلام ۲۳ اور دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے ۲۴ بے کانٹے

سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۲۸ ط وَطَلْحٍ مَّنْضُودٍ ۲۹ ل وَظِلِّ مَّدُودٍ ۳۰ ل وَمَاءٍ

کی بیڑیوں میں ۲۸ اور کیلے کے کچھوں میں ۲۹ اور ہمیشہ کے سائے میں ۳۰ اور ہمیشہ

مَسْكُوبٍ ۳۱ ل وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۳۲ ل لَا مَقْطُوعَةٍ وَلا مَمْنُوعَةٍ ۳۳ ل وَ

جاری پانی میں ۳۱ اور بہت سے میووں میں ۳۲ جو نہ ختم ہوں ۳۳ اور نہ روکے جائیں ۳۴ اور

فُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۳۴ ط اِنَّا اَنْشَاْنَهُنَّ اِنْشَاءً ۳۵ ل فَجَعَلْنَهُنَّ اَبْكَارًا ۳۶ ل

بلند بچھونوں میں ۳۴ بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اُٹھان اُٹھایا ۳۵ تو انھیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں

عُرْبًا اَتْرَابًا ۳۷ ل اَصْحَابُ الْيَمِينِ ۳۸ ط ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْاَوْلِيَيْنِ ۳۹ ل وَثَلَاثَةٌ

اُنھیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں ۳۷ دہنی طرف والوں کے لیے اگلوں میں سے ایک گروہ ۳۸ اور پچھلوں

مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۴۰ ط وَاَصْحَابُ الشِّمَالِ ۴۱ ل مَا اَصْحَابُ الشِّمَالِ ۴۲ ط فِي

میں سے ایک گروہ ۴۰ اور بائیں طرف والے ۴۱ کیسے بائیں طرف والے ۴۲ جلتی

۱۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر جنتی کو پرندوں کے گوشت کی خواہش ہوگی تو اس کے حسب مرضی پرندہ اڑتا ہوا سامنے آئے گا اور رکابی

میں آکر سامنے پیش ہوگا اس میں سے جتنا چاہے گا جنتی کھائے گا پھر وہ اڑ جائے گا۔ (خازن) ۱۹ ان کے لیے ہوں گی ۲۰ یعنی جیسا موتی صرف میں چھپا ہوتا

ہے کہ نہ تو اسے کسی کے ہاتھ نے چھوا نہ دھوپ اور ہوا لگی اس کی صفائی اپنی نہایت پر ہے اسی طرح وہ حوریں اچھوتی ہوں گی یہ بھی مروی ہے کہ حوروں کے تبسم سے

جنت میں نور چمکے گا اور جب وہ چلیں گی تو ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے زیوروں سے تقدیس و تمجید کی آوازیں آئیں گی اور یا قوتی ہار ان کی گردنوں کے حسن و خوبی

سے ہنسیں گے۔ ۲۱ کہ دنیا میں انہوں نے فرمانبرداری کی۔ ۲۲ یعنی جنت میں کوئی ناگوار اور باطل بات سننے میں نہ آئے گی۔ ۲۳ جنتی آپس میں ایک

دوسرے کو سلام کریں گے ملائکہ اہل جنت کو سلام کریں گے اللہ رب العزت کی طرف سے ان کی طرف سلام آئے گا، یہ حال تو سابقین مقررین کا تھا اس کے

بعد جنتیوں کے دوسرے گروہ اصحابِ یمن کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ۲۴ ان کی عجیب شان ہے کہ اللہ کے حضور میں معزز و مکرم ہیں۔ ۲۵ جن کے درخت جڑ سے

چوٹی تک پھلوں سے بھرے ہوں گے۔ ۲۶ جب کوئی پھل توڑا جائے فوراً اس کی جگہ ویسے ہی دہموجود۔ ۲۷ اہل جنت پھلوں کے لینے سے۔ ۲۸ جو مرصع

اونچے اونچے تختوں پر ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچھونوں سے مراد عورتیں ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ عورتیں فضل و جمال میں بلند درجہ رکھتی ہوں گی۔

۲۹ جو ان اور ان کے شوہر بھی جوان اور یہ جوانی ہمیشہ قائم رہنے والی۔ ۳۰ یہ اصحابِ یمن کے دو گروہوں کا بیان ہے کہ وہ اس امت کے پہلوں پچھلوں دونوں

سَوْمٍ وَحَبِيمٍ ۳۲ ۱ وَظِلٍّ مِّنْ يَّحْصُومٍ ۳۳ ۲ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ۳۴

ہوا اور کھولتے پانی میں اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں ۳۳ جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی

إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُشْرِكِينَ ۳۵ ۳ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ

بے شک وہ اس سے پہلے ۳۵ نعتوں میں تھے اور اس بڑے گناہ کی ۳۵ ہٹ (ضد)

الْعَظِيمِ ۳۶ ۴ وَكَانُوا يَقُولُونَ ۳۷ ۵ أَيَّدَا مِثْنًا وَكَانُوا ثَرَابًا وَعِظَاءً إِنَّا

رکھتے تھے اور کہتے تھے کیا جب ہم مرجائیں اور ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم

لَتَبْعُوهُمْ ۳۸ ۶ أَوْ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۳۹ ۷ قُلْ إِنَّا أَوْلِيُّنَا

اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی تم فرماؤ کہ بے شک سب اگلے اور

الْآخِرِينَ ۴۰ ۸ لَمَجْجُوعُونَ ۴۱ ۹ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۴۲ ۱۰ ثُمَّ إِنَّكُمْ

پچھلے ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر ۴۲ پھر بے شک تم

أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْكَاذِبُونَ ۴۳ ۱۱ لَا تَكُونُ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زُقُومٍ ۴۴ ۱۲

اے گمراہو ۴۳ جھٹلانے والو ضرور تھوڑے کے پیڑ میں سے کھاؤ گے

فَمَا لَكُمْ مِنْهَا الْبُطُونُ ۴۵ ۱۳ فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَبِيمِ ۴۶ ۱۴ فَشَرِبُونَ

پھر اس سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر کھوتا پانی پیو گے پھر ایسا پیو گے

شَرِبَ الْهَيْمِ ۴۷ ۱۵ هَذَا نُزْلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۴۸ ۱۶ نَحْنُ خَلَقْنَاهُ فَلَوْ

جیسے سخت پیاسے اُونٹ پئیں ۴۸ یہ ان کی مہمانی ہے انصاف کے دن ہم نے تمہیں پیدا کیا ۴۸ تو تم کیوں

لَا تَصَدِّقُونَ ۴۹ ۱۷ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَشْكُرُونَ ۵۰ ۱۸ ءَأَنْتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ

نہیں سچ مانتے ۴۹ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو ۵۰ کیا تم اس کا آدی بناتے ہو یا ہم

گروہوں میں سے ہوں گے پہلے گروہ تو اسباب رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور پچھلے ان کے بعد والے اس سے پہلے رکوع میں سابقین مقررین کی

دو جماعتوں کا ذکر تھا اور اس آیت میں اصحاب یمن کے دو گروہوں کا بیان ہے۔ ۵۱ جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ ۵۲ ان کا حال

شقاوت میں عجیب ہے ان کے عذاب کا بیان فرمایا جاتا ہے کہ وہ اس حال میں ہوں گے۔ ۵۳ جو نہایت تاریک و سیاہ ہوگا۔ ۵۴ دنیا کے اندر ۵۵ یعنی شرک کی

۵۶ وہ روز قیامت ہے۔ ۵۷ راہ حق سے ہٹنے والو اور حق کو ۵۸ ان پر ایسی بھوک مسلط کی جائے گی کہ وہ مضطر ہو کر جہنم کا جلتا تھوڑ کھائیں گے پھر جب اس

سے پیٹ بھر لیں گے تو ان پر پیاس مسلط کی جائے گی جس سے مضطر ہو کر ایسا کھولتا پانی پئیں گے جو آنتیں کاٹ ڈالے گا۔ ۵۹ نیست سے ہست کیا ۶۰ مرنے

کے بعد زندہ کئے جانے کو۔ ۶۱ عورتوں کے رحم میں۔

الْخَلْقُونَ ۵۹) نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۱۰

بنانے والے ہیں ۵۹) ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا ۵۹ اور ہم اس سے ہارے نہیں

عَلَىٰ أَنْ تُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۶۱) وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ

کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کردیں جس کی تمہیں خبر نہیں ۶۱) اور بیشک تم جان چکے ہو

النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ۶۲) أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ۶۳

پہلی اُٹھان ۶۲) پھر کیوں نہیں سوچتے ۶۲) تو بھلا بتاؤ تو جو جو بوٹے ہو

عَأْنْتُمْ تَرَ رَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۶۴) لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا

کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ۶۴) ہم چاہیں تو ۶۴ اسے روندن (پامال) کردیں ۶۴

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۶۵) إِنَّا لَمَغْرُمُونَ ۶۶) بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۶۷

پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ ۶۵) کہ ہم پر کچی (تاوان) پڑی واہ بلکہ ہم بے نصیب رہے

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ۶۸) عَأْنْتُمْ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ الْبُرْنِ أَمْ

تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا

نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ۶۹) لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ۷۰

ہم ہیں اُتارنے والے ۶۹) ہم چاہیں تو اُسے کھاری کردیں ۷۰ پھر کیوں نہیں شکر کرتے ۷۰

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۷۱) عَأْنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ

تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو ۷۱) کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا ۷۱ یا ہم ہیں

الْمُنْشِئُونَ ۷۲) نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذَكُّرًا وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ۷۳) فَسَبِّحْ

پیدا کرنے والے ۷۲) ہم نے اسے جہنم کی یادگار بنایا ۷۲ اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ ۷۳) تو اے محبوب تم پاکی بولو

۷۲) کہ نطفہ کو صورت انسانی دیتے ہیں زندگی عطا فرماتے ہیں تو مردوں کو زندہ کرنا ہماری قدرت سے کیا بعید۔ ۷۳) حسب اقتضائے حکمت و مشیت اور عمریں مختلف

رہیں کوئی بچپن ہی میں مر جاتا ہے کوئی جوان ہو کر کوئی ادھیڑ عمر میں کوئی بڑھاپے تک پہنچتا ہے جو ہم مقدر کرتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ۷۴) یعنی مسخ کر کے بندر سور وغیرہ

کی صورت بنا دیں یہ سب ہماری قدرت میں ہے۔ ۷۵) کہ ہم نے تمہیں نیست سے ہست کیا۔ ۷۶) کہ جو نیست کو ہست کر سکتا ہے وہ بالیقین مردے کو زندہ کرنے

پر قادر ہے۔ ۷۷) اس میں شک نہیں کہ بالیں بنانا اور اس میں دانے پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں۔ ۷۸) جو تم بوٹے ہو ۷۹) خشک گھاس چورا چورا جو

کسی کام کی نہ رہے۔ ۸۰) متخیر اور نام و نگین واہ ہمارا مال بیکار ضائع ہو گیا ۸۱) اپنی قدرت کاملہ سے ۸۲) کہ کوئی پی نہ سکے۔ ۸۳) اللہ تعالیٰ کی نعمت اور

اس کے احسان و کرم کا۔ ۸۴) دو ترکڑیوں سے جن کو زندہ زندہ کہتے ہیں ان کے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے۔ ۸۵) مَرْخ و عَفَّار (دودرخت) جن سے زندہ زندہ

(ترکڑیاں) لی جاتی ہے۔ ۸۶) یعنی آگ کو ۸۷) کہ دیکھنے والا اس کو دیکھ کر جہنم کی بڑی آگ کو یاد کرے اور اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ ۸۸) کہ اپنے

۲۷

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۚ ﴿۷۳﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِوَقَعِ النُّجُومِ ۚ ﴿۷۴﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ

اپنے عظمت والے رب کے نام کی تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں فلا اور تم سمجھو

لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ۚ ﴿۷۶﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۚ ﴿۷۷﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۚ ﴿۷۸﴾ لَا

تو یہ بڑی قسم ہے بے شک یہ عزت والا قرآن ہے فلا محفوظ نوحۃ میں فلا اسے نہ

يَمْسُهُ إِلَّا الْبَاطِلُونَ ۚ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۚ ﴿۸۰﴾ أَفَبِهَذَا

چھوئیں مگر با وضو فلا اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا تو کیا

الْحَدِيثِ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ ۚ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ۚ ﴿۸۲﴾

اس بات میں تم سستی کرتے ہو فلا اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو فلا

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ۚ ﴿۸۳﴾ وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ۚ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ

پھر کیوں نہ ہو کہ جب جان گلے تک پہنچے اور تم فلا اُس وقت دیکھ رہے ہو اور ہم فلا

أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ۚ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ

اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں فلا تو کیوں نہ ہو اگر تمہیں

مَدِينِينَ ۚ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ ﴿۸۷﴾ فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ

بدلہ ملنا نہیں فلا کہ اُسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو فلا پھر وہ مرنے والا اگر

الْبُقَرَاءِ ۚ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ۚ ﴿۸۹﴾ وَآمَّا إِنْ كَانَ

مقبروں سے ہے فلا تو راحت ہے اور پھول فلا اور چین کے باغ فلا اگر فلا

سفر میں اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ فلا کہ وہ مقام ہیں ظہور قدرت و جلال الہی کے۔ فلا جو سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمایا گیا کیونکہ یہ کلام الہی اور وحی ربانی ہے۔ فلا جس میں تبدیل و تحریف ممکن نہیں۔ فلا مسائل: جس کو غسل کی حاجت ہو یا جس کا وضو نہ ہو یا حائضہ عورت یا نفاس والی ان میں سے کسی کو قرآن مجید کا بغیر غلاف وغیرہ کسی کپڑے کے چھونا جائز نہیں، بے وضو کو یاد پر (ربانی) قرآن شریف پڑھنا جائز ہے لیکن بے غسل اور حیض والی کو یہ بھی جائز نہیں۔ فلا اور نہیں مانتے فلا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ بندہ بڑے ٹوٹے (خسارے) میں ہے جس کا حصہ کتاب اللہ کی تکذیب ہو۔ فلا اے اہل میت! فلا اپنے علم و قدرت کے ساتھ فلا تم بصیرت نہیں رکھتے تم نہیں جانتے۔ فلا مرنے کے بعد اٹھ کر۔ فلا کفار سے فرمایا گیا کہ اگر بخیاں تمہارے مرنے کے بعد اٹھنا اور اعمال کا حساب کیا جانا اور جزا دینے والا معبود یہ کچھ بھی نہ ہو تو پھر کیا سبب ہے کہ جب تمہارے پیاروں کی روح حلق میں پہنچتی ہے تو تم اسے لوٹا کیوں نہیں لاتے اور جب یہ تمہارے اختیار میں نہیں تو سمجھو کہ کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس پر ایمان لاؤ اس کے بعد مخلوق کے طبقات کے احوال وقت موت اور ان کے درجات کا بیان فرمایا۔ فلا سائقین میں سے جن کا ذکر اوپر ہو چکا تو اس کے لیے فلا ابو العالیہ نے کہا کہ مقررین سے جو کوئی دنیا سے مفارقت کرتا ہے اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے اس کی خوشبو لیتا ہے تب روح قبض ہوتی ہے۔ فلا آخرت میں فلا مرنے والا۔

مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۙ ۹۰ فَسَلِّمْ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۙ ۹۱ وَأَمَّا إِنْ

وہی طرف والوں سے ہو تو اے محبوب تم پر سلام ہے وہی طرف والوں سے ۵۷ اور اگر ۵۶

كَانَ مِنَ الْمَكْذِبِينَ الصَّالِّينَ ۙ ۹۲ فَزُلْ مِّنْ حَيْمٍ ۙ ۹۳ وَ تَصْلِيَةُ

جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو ۵۷ تو اس کی مہمانی کھولنا پانی اور بھرتی آگ

جَحِيمٍ ۙ ۹۴ إِنَّ هَذَا هُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ۙ ۹۵ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۙ ۹۶

میں دھنسانا ۵۸ یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو ۵۹

﴿آیتھا ۲۹﴾ ﴿سُورَةُ الْحَدِيدِ مَدَنِيَّةٌ ۙ ۹۴﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۴﴾

سورہ حدید مدنیہ ہے، اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۙ ۱ لَهُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۱ اور وہی عزت و حکمت والا ہے اسی کے لیے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت چلاتا ہے ۲ اور مارتا ۳ اور وہ سب کچھ

قَدِيرٌ ۙ ۲ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

کرسکتا ہے وہی اوّل ۴ وہی آخر ۵ وہی ظاہر ۶ وہی باطن ۷ اور وہی سب کچھ

۵۷ معنی یہ ہیں کہ اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ان کا سلام قبول فرمائیں اور ان کے لیے تمکین نہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے سلامت و محفوظ

رہیں گے اور آپ ان کو اسی حال میں دیکھیں گے جو آپ کو پسند ہو۔ ۵۷ مرنے والا۔ ۵۸ یعنی اصحاب شمال میں سے۔ ۵۹ جہنم کی اور مرنے والوں کے احوال

اور جو مضامین اس سورت میں بیان کئے گئے۔ ۹۰ حدیث: جب یہ آیت نازل ہوئی ”فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ“ تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں داخل کرو اور جب ”سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی“ نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو۔ (ابوداؤد) مسئلہ: اس آیت

سے ثابت ہوا کہ رکوع و سجود کی تسبیحات قرآن کریم سے ماخوذ ہیں۔ ۹۱ سورہ حدید مکیہ ہے یا مدنیہ اس میں چار رکوع، انتیس ۲۹ آیتیں، پانچ سو

چوالیس ۵۴ کلمے، دو ہزار چار سو چھتر ۲۴۷۶ حرف ہیں۔ ۹۲ جاندار ہو یا بے جان۔ ۹۳ مخلوق کو پیدا کر کے یا یہ معنی ہیں کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے

۹۴ یعنی موت دیتا ہے زندوں کو ۹۵ قدیم ہر شے سے قبل اوّل بے ابتداء کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا۔ ۹۶ ہر شے کے ہلاک و فنا ہونے کے بعد رہنے والا سب فنا

ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا اس کے لیے انتہائیں۔ ۹۷ دلائل و براہین سے پایہ معنی کہ غالب ہر شے پر۔ ۹۸ حواس اس کے ادراک سے عاجز یا یہ معنی کہ

ہر شے کا جاننے والا۔

عَلَيْهِم ۳) هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

جانتا ہے وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے وہ پھر

اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ط يَعْلَمُ مَا يَدْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ

عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے وہ اس سے باہر نکلتا ہے وہ اور

مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَرْجُ فِيهَا ط وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَ

جو آسمان سے اترتا ہے وہ اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے وہ تم کہیں ہو اور

اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۴) لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَإِلَى

اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے وہ اسی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ

اللَّهُ تَرْجِعُ الْأُمُورَ ۵) يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي

ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع رات کو دن کے ہٹے میں لاتا ہے دن اور دن کو رات کے ہٹے

الَّيْلِ ط وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۶) اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَ

میں لاتا ہے وہ اور وہ دلوں کی جانتا ہے وہ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور

اٰنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ

اس کی راہ (میں) کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں آوروں کا جانشین کیا وہ تو جو تم میں ایمان لائے اور

اٰنْفِقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۷) وَمَالَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

اس کی راہ میں خرچ کیا اُن کے لیے بڑا ثواب ہے اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول

يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اٰخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۸)

تمہیں بلارہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بے شک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے اگر تمہیں یقین ہو

۷- ایام دنیا سے کہ پہلا ان کا ایک شنبہ (اتوار) اور پچھلا جمعہ ہے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ اگر چاہتا تو طرفہ العین (پلک چھپکنے) میں پیدا کر دیتا

لیکن اس کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ چھ کو اصل بنائے اور ان پر مدار رکھے۔ وہ خواہ وہ دانہ ہو یا قطرہ یا خزانہ ہو یا مردہ وہ خواہ وہ نبات ہو یا دھات یا اور کوئی

چیز وہ رحمت و عذاب اور فرشتے اور بارش اعمال اور دعائیں۔ وہ اپنے علم و قدرت کے ساتھ عموماً اور فضل و رحمت کے ساتھ خصوصاً وہ تو تمہیں

تمہارے حسب اعمال جزا دے گا۔ وہ اس طرح کہ رات کو گھٹاتا ہے اور دن کی مقدار بڑھاتا ہے وہ دن گھٹا کر اور رات کی مقدار بڑھا کر وہ دل کے

عقیدے اور قلبی اسرار سب کو جانتا ہے۔ وہ جو تم سے پہلے تھے اور تمہارا جانشین کرے گا تمہارے بعد والوں کو معنی یہ ہیں کہ جو مال تمہارے قبضہ میں ہیں سب اللہ

تعالیٰ کے ہیں اس نے تمہیں نفع اٹھانے کے لیے دے دیے ہیں تم ھتھتہ ان کے مالک نہیں ہو بجز نائب و وکیل کے ہوں انہیں راہ خدا میں خرچ کرو اور جس طرح

نائب اور وکیل کو مالک کے حکم سے خرچ کرنے میں کوئی تا مل نہیں ہوتا تو تمہیں بھی کوئی تا مل و تردد نہ ہو۔ وہ اور برہانیں اور حجتیں پیش کرتے ہیں اور کتاب الہی

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدٍ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى

وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشنی آیتیں اتارتا ہے کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف

النُّورِ ۱۵ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۱۶ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي

لے جائے اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں

سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ

خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا وارث اللہ ہی ہے تم میں برابر نہیں

مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٍ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ

وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خراج اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں

الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتْلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

جنہوں نے بعد فتح کے خراج اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو

تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۚ ۱۰ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفَهُ

تمہارے کاموں کی خبر ہے کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض دے تو وہ اس کے لیے

لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۱۱ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ

دونے کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور

نُورُهُمْ بَيِّنٌ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيَّانِهِمْ بُشِّرُكُمْ الْيَوْمَ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ

ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے

سناتے ہیں تو اب تمہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ ۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ ۱۲ جب اس نے تمہیں پشت آدم علیہ السلام سے نکالا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے سوا

کوئی معبود نہیں۔ ۱۳ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ۱۴ کفر و شرک کی ۱۵ یعنی نور ایمان کی طرف۔ ۱۶ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور مال اسی کی

ملک میں رہ جائیں گے اور تمہیں خراج کرنے کا ثواب بھی نہ ملے گا اور اگر تم خدا کی راہ میں خراج کرو تو ثواب بھی پاؤ۔ ۱۷ جبکہ مسلمان کم اور کفر تھے اس وقت

جنہوں نے خراج کیا اور جہاد کیا وہ مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی احد

پہاڑ کے برابر سونا خراج کر دے تو بھی ان کے ایک مد کے برابر نہ ہونہ نصف مد کے۔ مد ایک پیانا ہے جس سے بنائے جاتے ہیں۔ شان نزول: بکلی نے کہا کہ یہ

آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ پہلے وہ شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جس نے راہ خدا میں مال خراج

کیا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کی۔ ۱۸ یعنی پہلے خراج کرنے والوں سے بھی اور فتح کے بعد خراج کرنے والوں سے بھی ۱۹ البتہ درجات

میں تفاوت ہے قبل فتح خراج کرنے والوں کا درجہ اعلیٰ ہے۔ ۲۰ یعنی خوش دلی کے ساتھ راہ خدا میں خراج کرے اس اتفاق کو اس مناسبت سے قرض فرمایا گیا ہے کہ

اس پر جنت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ ۲۱ پل صراط پر ۲۲ یعنی ان کے ایمان و طاعت کا نور ۲۳ اور جنت کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

تَحْتَهَا إِلَّا نَهْرٌ خَلِيدٌ فِيهَا ۖ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۱۲ يَوْمَ يَقُولُ

نہریں نہیں تم اُن میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے جس دن منافق

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُوا نَارًا تَنْقُتُ مِنْ نُورِكُمْ ۖ

مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں

قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۖ فَضَرَبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ

کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جبھی ان کے ۲۵ درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی ۲۶ جس میں ایک

بَابٌ ۖ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝۱۳

دروازہ ہے ۲۷ اس کے اندر کی طرف رحمت ۲۸ اور اس کے باہر کی طرف عذاب ۲۹ منافق ۳۰

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ

مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ۳۱ وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں ۳۲ اور

بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝۱۴ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ

مسلمانوں کی برائی ۳۳ اور شک رکھتے ۳۴ اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا ۳۵ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا ۳۶ اور تمہیں اللہ کے حکم پر

بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝۱۴ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ

اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا ۳۷ تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے ۳۸ اور نہ کھلے

كَفَرُوا ۖ مَا وَلَّكُمْ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ۝۱۵ أَلَمْ يَأْنِ

کافروں سے تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی بُرا انجام کیا ایمان والوں کو

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۖ لَا

ابھی وہ وقت نہ آیا کہ اُن کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا ۳۹

۳۴ جہاں سے آئے تھے یعنی موقف کی طرف جہاں ہمیں نور دیا گیا وہاں نور طلب کرو یا یہ معنی ہیں کہ تم ہمارا نور نہیں پاسکتے نور کی طلب کے لیے پیچھے لوٹ جاؤ پھر وہ

نور کی تلاش میں واپس ہوں گے اور کچھ نہ پائیں گے تو دوبارہ مومنین کی طرف پھریں گے۔ ۳۵ یعنی مومنین اور منافقین کے ۳۶ بعض مفسرین نے کہا کہ وہی

اعراف ہے۔ ۳۷ اس سے جنتی جنت میں داخل ہوں گے۔ ۳۸ یعنی اس دیوار کے اندرونی جانب جنت ۳۹ اس دیوار کے پیچھے سے ۴۰ دنیا میں نمازیں

پڑھتے روزہ رکھتے ۴۱ نفاق و کفر اختیار کر کے ۴۲ دین اسلام میں ۴۳ اور تم باطل امیدوں میں رہے کہ مسلمانوں پر حوادث آئیں گے وہ تباہ ہو جائیں گے

۴۴ یعنی موت ۴۵ یعنی شیطان نے دھوکا دیا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حلیم ہے تم پر عذاب نہ کرے گا اور نہ مرنے کے بعد اٹھنا نہ حساب تم اس کے اس فریب میں آ گئے۔

۴۶ جس کو دے کر تم اپنی جان عذاب سے چھڑا سکو، بعض مفسرین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ آج نہ تم سے ایمان قبول کیا جائے نہ توبہ۔ ۴۷ شان نزول: حضرت امّ

المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ

اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی ۵۸ پھر ان پر مدت دراز ہوئی ۵۹

فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۱۶﴾ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي

تو ان کے دل سخت ہو گئے ۵۹ اور ان میں بہت فاسق ہیں ۵۸ جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۷﴾ إِنَّ

کرتا ہے اس کے مرے پیچھے ۵۹ بے شک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں کہ تمہیں سمجھ ہو بے شک

الْبَصَّاقِينَ وَالْبَصَّادَاتِ ۖ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَعْفُ لَهُمْ

صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ۵۹ ان کے دُونے ہیں

وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ

اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے ۵۹ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں

الصَّادِقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَ

کامل سچے اور اوروں پر ۵۹ گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب ۵۹ اور ان کا نور ہے ۵۹ اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۹﴾ اَعْلَمُوا

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں جان لو

أَنَّا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي

کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود ۵۸ اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَشَلٍّ غِثٍّ ۖ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيَجُ

میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہتا ۵۹ اس مینہ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھتا ۵۸

میں ہنس رہے ہیں۔ فرمایا: تم ہنستے ہو ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے فرمایا: اتنا ہی رونا اور اترنے والے حق سے مراد قرآن مجید ہے۔ ۵۸ یعنی یہود و نصاریٰ کے طریقے اختیار نہ کریں۔

۵۹ یعنی وہ زمانہ جو ان کے اور ان کے انبیاء کے درمیان تھا ۵۹ اور یاد الہی کے لیے نرم نہ ہوئے دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور مواظبت سے انہوں نے اعراض کیا ۵۹ دین سے خارج ہونے والے۔ ۵۹ مینہ برسا کر سبزہ اُگا کر بعد اس کے کہ خشک ہو گئی تھی ایسے ہی دلوں کو سخت ہو جانے کے بعد نرم کرتا ہے اور انہیں علم و حکمت

سے زندگی عطا فرماتا ہے بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ تمثیل ہے ذکر کے دلوں میں اثر کرنے کی جس طرح بارش سے زمین کو زندگی حاصل ہوتی ہے ایسے ہی ذکر الہی سے دل زندہ ہوتے ہیں۔ ۵۹ یعنی خوش دلی اور نیت صالحہ کے ساتھ مستحقین کو صدقہ دیا اور راہ خدا میں خرچ کیا ۵۹ اور وہ جنت ہے۔ ۵۹ گزری ہوئی امتوں

میں سے ۵۹ جس کا وعدہ کیا گیا ۵۹ جو حشر میں ان کے ساتھ ہوگا۔ ۵۹ جس میں وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ ۵۹ اور ان چیزوں

فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُمْطًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ وَلَا

کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا ۱۱ اور آخرت میں سخت عذاب ہے ۱۲ اور

مَغْفِرَةٌ ۚ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۖ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۚ

اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا ۱۳ اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال ۱۴

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَ

بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ۱۵ جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور

الْأَرْضِ ۚ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ

زمین کا پھیلاؤ ۱۶ تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے

يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۚ مَا أَصَابَ مِنْ

جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے نہیں پہنچتی کوئی

مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلُ ۚ أَنْ

مصیبت زمین میں ۱۷ اور نہ تمہاری جانوں میں ۱۸ مگر وہ ایک کتاب میں ہے ۱۹ قبل اس کے کہ

تَبْرَاهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۚ لَّيَكِيلًا تَأْسُوا عَلَىٰ مَفَاتِكُمْ وَلَا

ہم اُسے پیدا کریں ۲۰ بے شک یہ اللہ کو آسان ہے اس لیے کہ غم نہ کھاؤ اس ۲۱ کے پر جو ہاتھ سے جائے اور

تَقْرَحُوا بِآثَاتِكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۚ الَّذِينَ

خوش نہ ہو ۲۲ اس پر جو تم کو دیا ۲۳ اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترونا (متکبر) بڑائی مارنے والا وہ جو

میں مشغول رہنا اور ان سے دل لگانا دنیا ہے لیکن طاعتیں اور عبادتیں اور جو چیزیں کہ طاعت پر مہین ہوں اور وہ امور آخرت سے ہیں اب اس زندگانی دنیا کی ایک

مثال ارشاد فرمائی جاتی ہے ۲۴ اس کی سبزی جاتی رہی پیلا پڑ گیا، کسی آفت سماوی یا ارضی سے۔ ۲۵ ریزہ ریزہ یہی حال دنیا کی زندگی کا ہے جس پر طالب دنیا

بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی امیدیں رکھتا ہے وہ نہایت جلد گزر جاتی ہے۔ ۲۶ اس کے لیے جو دنیا کا طالب ہو اور زندگی لہو لعب میں گزارے

اور وہ آخرت کی پرواہ نہ کرے ایسا حال کافر کا ہوتا ہے۔ ۲۷ جس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دی۔ ۲۸ یہ اس کے لیے ہے جو دنیا ہی کا ہو جائے اور اس پر بھروسہ

کر لے اور آخرت کی فکر نہ کرے اور جو شخص دنیا میں آخرت کا طالب ہو اور اسباب دنیوی سے بھی آخرت ہی کے لیے علاقہ رکھے تو اس کے لیے دنیا کی کامیابی

آخرت کا ذریعہ ہے حضرت ذوالنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے گروہ مریدین! دنیا طلب نہ کرو اور اگر طلب کرو تو اس سے محبت نہ کرو تو شہاں سے لو

آرام گاہ اور ہے۔ ۲۹ رضائے الہی کے طالب بنو، اس کی طاعت اختیار کرو اور اس کی فرمانبرداری بجالا کر جنت کی طرف بڑھو ۳۰ یعنی جنت کا عرض ایسا ہے کہ

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے ورق بنا کر باہم ملا دیئے جائیں تو جتنے وہ ہوں اتنا جنت کا عرض پھر طول کی کیا انتہا۔ ۳۱ قحط کی، امساک باران (بارش

رکنے) کی، عدم پیداوار کی، پھلوں کی کمی کی، کھیتوں کے تباہ ہونے کی، ۳۲ امراض کی اور اولاد کے غموں کی ۳۳ لوح محفوظ میں۔ ۳۴ یعنی زمین کو یا جانوں کو یا

مصیبت کو۔ ۳۵ یعنی ان امور کا باوجود کثرت کے لوح میں ثبت فرمانا۔ ۳۶ متاع دنیا ۳۷ یعنی نہ اتراؤ ۳۸ دنیا کا مال و متاع اور یہ سمجھ لو کہ جو اللہ تعالیٰ نے

يُخْلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ

آپ بخل کریں گے اور آدمیوں سے بخل کو کہیں گے اور جو منہ پھیرے گئے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے

الْحَبِيدُ ۲۳ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَ

سب خوبیوں سراہا بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب گئی اور

الْبِزْآنَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ

عدل کی ترازو اُتاری گئی کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں گے اور ہم نے لوہا اُتارا گئی اس میں سخت

شَدِيدٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَبْصُرُ ۖ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۖ

آنچ ۵۲ اور لوگوں کے فائدے ۵۳ اور اس لیے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھی اس کی ۵۴ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے

إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۚ ۲۵ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي

بے شک اللہ قوت والا غالب ہے ۵۵ اور بے شک ہم نے ابراہیم اور نوح کو بھیجا اور اُن کی

ذُرِّيَّتِهِمَا النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَبِئْسَ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ۲۶

اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی ۵۶ تو ان میں گمراہ کوئی راہ پر آیا اور ان میں بہترے فاسق ہیں

مقدور فرمایا ہے ضرور ہونا ہے غم کرنے سے کوئی ضائع شدہ چیز واپس مل سکتی ہے نہ فنا ہونے والی چیز اترانے کے لائق ہے تو چاہئے کہ خوشی کی جگہ شکر اور غم

کی جگہ صبر اختیار کر غم سے مراد یہاں انسان کی وہ حالت ہے جس میں صبر اور رضا بقضائے الہی اور امید ثواب باقی نہ رہے اور خوشی سے وہ اترانا مراد ہے

جس میں مست ہو کر آدمی شکر سے غافل ہو جائے اور وہ غم ورنج جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس کی رضا پر راضی ہو ایسے ہی وہ خوشی جس پر

حق تعالیٰ کا شکر گزار ہو ممنوع نہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے فرزند آدم! کسی چیز کے فقدان پر کیوں غم کرتا ہے یہ اس کو

تیرے پاس واپس نہ لائے گا اور کسی موجود چیز پر کیوں اتراتا ہے موت اس کو تیرے ہاتھ میں نہ چھوڑے گی۔ ۵۵ اور راہ خدا اور امور خیر میں خرچ نہ

کریں اور حقوق مالی کی ادا سے قاصر رہیں۔ ۵۶ اس کی تفسیر میں مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ یہود کے حال کا بیان ہے اور بخل سے مراد ان کا سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان اوصاف کو چھپانا ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ ۵۷ ایمان سے یا مال خرچ کرنے سے یا خدا اور رسول کی فرمانبرداری

سے ۵۸ احکام و شرائع کی بیان کرنے والی ۵۹ ترازو سے مراد عدل ہے معنی یہ ہیں کہ ہم نے عدل کا حکم دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ترازو سے وزن کا آلہ

ہی مراد ہے۔ مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے پاس ترازو لائے اور فرمایا کہ اپنی قوم کو حکم دیجئے کہ اس سے وزن کریں

۶۰ اور کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ ۶۱ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اتارنا یہاں پیدا کرنے کے معنی میں ہے مراد یہ ہے کہ ہم نے لوہا پیدا کیا اور لوگوں

کے لیے معادن سے نکالا اور انہیں اس کی صنعت کا علم دیا اور یہ بھی مروی ہے: اللہ تعالیٰ نے چار بابرکت چیزیں آسمان سے زمین کی طرف اتاریں لوہا،

آگ، پانی، نمک۔ ۶۲ اور نہایت قوت کہ اس سے اسلحہ اور آلات جنگ بنائے جاتے ہیں ۶۳ کہ صنعتوں اور حرفتوں میں وہ بہت کام آتا ہے خلاصہ

یہ کہ ہم نے رسولوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ ان چیزوں کو نازل فرمایا کہ لوگ حق و عدل کا معاملہ کریں۔ ۶۴ یعنی اس کے دین کی ۶۵ اس کو کسی کی مدد

درکار نہیں دین کی مدد کرنے کا جو حکم دیا گیا یہ انہی لوگوں کے نفع کے لیے ہے۔ ۶۶ یعنی توریت و انجیل و زبور اور قرآن ۶۷ یعنی ان کی ذریت میں جن

میں نبی اور کتابیں بھیجیں۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ

پھر ہم نے ان کے پیچھے ۵۸ اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اور اُن کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے

الْإِنْجِيلَ ۚ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۖ وَ

انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیرووں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی ۵۹ اور

رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ

راہب بننا ۶۰ تو یہ بات انھوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انھوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَ

پھر اُسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا ۶۱ تو ان کے ایمان والوں کو ۶۲ ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور

كَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۚ ﴿٢٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا

ان میں بہتیرے ۶۳ فاسق ہیں ۶۴ اے ایمان والو ۶۵ اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول ۶۶

بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُورًا تَتَشَوْنُ بِهِ

پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا ۶۷ اور تمہارے لیے نور کر دے گا ۶۸ جس میں چلو

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۚ ﴿٢٩﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا

اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ اس لیے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ

۵۸ یعنی حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے بعد تا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دیگرے۔ ۵۹ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و

شفقت رکھتے۔ ۶۰ پہاڑوں اور غاروں اور تنہا مکانات میں خلوت نشین ہونا اور صومعہ بنانا اور اہل دنیا سے مٹا لگتے (میل جول) ترک کرنا اور عبادتوں میں اپنے

اور پر زائد مشقتیں بڑھا لینا، تارک ہو جانا، نکاح نہ کرنا، نہایت موٹے کپڑے پہننا، ادنیٰ غذا نہایت کم مقدار میں کھانا ۶۱ بلکہ اس کو ضائع کر دیا اور تلبیث والحاد میں

جنتا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے کفر کر کے اپنے بادشاہوں کے دین میں داخل ہوئے اور کچھ لوگ ان میں سے دین مسیحی پر قائم اور ثابت بھی رہے

اور جب زمانہ پاک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پایا تو حضور پر بھی ایمان لائے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات

نیک ہو اور اس سے رضا لے لی مقصود ہو تو بہتر ہے اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہئے ایسی بدعت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں البتہ دین میں بری بات نکالنا

بدعت سیئہ کہلاتا ہے وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعت سیئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلاف سنت ہو اس کے نکالنے سے کوئی سنت اٹھ جائے۔ اس سے

جزا ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امور خیر کو بدعت بنا کر منع کرتے ہیں جن سے دین کی تقویت

و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی اس

آیت کے صریح خلاف ہے۔ ۶۲ جو دین پر قائم رہے تھے۔ ۶۳ جنہوں نے رہبانیت ترک کر کیا اور دین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منحرف ہو گئے۔ ۶۴ حضرت

موسیٰ و حضرت عیسیٰ پر علیہما السلام۔ یہ خطاب اہل کتاب کو ہے ان سے فرمایا جاتا ہے ۶۵ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۶۶ یعنی تمہیں دونا (دو گنا)

اجر دے گا کیونکہ تم پہلی کتاب اور پہلی نبی پر بھی ایمان لائے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر بھی۔ ۶۷ (ہل) صراط پر۔

يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں ۹۸ اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے

مَنْ يَشَاءُ ۝ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ ۲۹

جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

۹۸۔ وہ اس میں سے کچھ نہیں پاسکتے نہ دونا اجر نہ نور نہ مغفرت کیونکہ وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو ان کا پہلے انبیاء پر ایمان لانا بھی مفید نہ ہوگا۔ شان نزول: جب اوپر کی آیت نازل ہوئی اور اس میں مومنین اہل کتاب کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوپر ایمان لانے پر دونے اجر کا وعدہ دیا گیا تو کفار اہل کتاب نے کہا کہ اگر ہم حضور پر ایمان لائیں تو دونا اجر ملے اور اگر نہ لائیں تو ایک اجر جب بھی رہے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس خیال کا ابطال کر دیا گیا۔

﴿اٰیٰتِهَا ۲۲﴾ ﴿سُوْرَةُ الْمَجٰدِلَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۵﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتِهَا ۳﴾

سورۃ مجادلہ مدنیہ ہے، اس میں بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا فل

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْكِيْ اِلَى اللّٰهِ وَ

بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے فل اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور

اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَ كِبَا ۙ اِنَّ اللّٰهَ سَبِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝۱ الَّذِيْنَ يُظْهِرُوْنَ

اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو

مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَائِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهَاتُهُمْ ۙ اِنَّ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اَلٰئِي وَلَدْنَهُمْ ط

اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں فل وہ ان کی مائیں نہیں فل ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں فل

وَ اِنَّهُمْ لَيَقُولُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُورًا ط وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

اور وہ بے شک بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں فل اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا

فل سورۃ مجادلہ مدنیہ ہے اس میں تین ۳ رکوع، بائیس ۲۲ آیتیں، چار سو تتر ۴۳ کلمے، ایک ہزار سات سو پانچ ۱۷۹۲ حرف ہیں۔ فل وہ خولہ بنت ثعلبہ

تھیں اوس بن ثابت کی بی بی۔ شان نزول: کسی بات پر اوس نے ان سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی یہ کلمہ

زمانہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہو گئی خولہ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات

عرض کئے اور عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا ماں باپ گزر گئے عمر زیادہ ہو گئی بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں اپنے

ساتھ رکھوں تو بھوکے مر جائیں کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے باب

میں میرے پاس کوئی حکم نہیں یعنی ابھی تک ظہار کے متعلق کوئی حکم جدید نازل نہیں ہوا دستور قدیم یہی ہے کہ ظہار سے عورت حرام ہو جاتی ہے عورت نے عرض

کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوس نے طلاق کا لفظ نہ کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی

اور جواب حسبِ خواہش نہ پایا تو آسمان کی طرف سراٹھا کر کہنے لگی یا اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنی محتاجی و نیکی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں اپنے نبی

پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خاموش ہو دیکھ چہرہ مبارک

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آثار وحی ظاہر ہیں جب وحی پوری ہو گئی تو فرمایا اپنے شوہر کو بلا اوس حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

فل یعنی ظہار کرتے ہیں۔ ظہار اس کو کہتے ہیں کہ اپنی بی بی کو محرمات نسبی یا رضاعی کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دی جائے جس کو دیکھنا حرام ہے مثلاً بی بی سے

کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا بی بی کے ایسے عضو کو جس سے وہ تعبیر کی جاتی ہو یا اس کے جزو شائع کو محرمات کے ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا

دیکھنا حرام ہے مثلاً یہ کہے کہ تیرا سر یا تیرا نصف بدن میری ماں کی پیٹھ یا اس کے پیٹ یا اس کی ران یا میری بہن یا پھوپھی یا دودھ پلانے والی کی پیٹھ یا پیٹ

کے مثل ہے تو ایسا کہنا ظہار کہلاتا ہے۔ فل یہ کہنے سے وہ مائیں نہیں ہو گئیں۔ فل مسئلہ: اور دودھ پلانے والیاں بسبب دودھ پلانے کے ماؤں کے حکم میں

ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بسبب کمال حرمت مائیں بلکہ ماؤں سے اعلیٰ ہیں۔ فل جو بی بی کو ماں کہتے ہیں اس کو کسی طرح

ماں کے ساتھ تشبیہ دینا ٹھیک نہیں۔

غَفُورًا ۲) وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا

اور بخشنے والا ہے اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں وکے پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے وکے

فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَنَاسَا ۖ ذَلِكُمْ تَوْعَظُونَ بِهِ ۖ وَاللَّهُ بِمَا

تو ان پر لازم ہے وکے ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا وکے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں وکے یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے

تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ

کاموں سے خیر دار ہے پھر جسے بردہ نہ ملے تو وکے لگاتار دو مہینے کے روزے وکے قبل

قَبْلِ أَنْ يَتَنَاسَا ۖ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۖ ذَلِكْ

اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں وکے پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں وکے تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا وکے یہ

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو وکے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں وکے اور کافروں کے لیے دردناک

أَلِيمٌ ۖ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ

عذاب ہے بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی وکے اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں وکے اور کافروں کے لیے خواری کا

وکے یعنی اُن سے ظہار کریں مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ باندی سے ظہار نہیں ہوتا اگر اس کو محرمات سے تشبیہ دے تو مظاہر (ظہار کرنے والا) نہ ہوگا۔ وکے یعنی اس ظہار کو توڑ دینا اور حرمت کو اٹھا دینا۔ وکے کفارہ ظہار کا لہذا ان پر ضروری ہے وکے خواہ وہ مؤمن ہو یا کافر صغیر ہو یا کبیر مرد ہو یا

عورت البتہ مدبر اور اُم ولد اور ایسا مکاتب جائز نہیں جس نے بدل کتابت میں سے کچھ ادا کیا ہو۔ وکے مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اس کفارہ کے دینے سے پہلے وحلی اور اس کے دوائی (اسباب) حرام ہیں۔ وکے اس کا کفارہ وکے متصل اس طرح کہ نہ ان دو مہینوں کے درمیان رمضان آئے نہ ان پانچ

دنوں میں سے کوئی دن آئے جن کا روزہ ممنوع ہے اور نہ کسی عذر سے یا بغیر عذر کے درمیان سے کوئی روزہ چھوڑا جائے اگر ایسا ہوا تو از سر نو روزے رکھنے پڑیں گے۔ وکے مسائل: یعنی روزوں سے جو کفارہ دیا جائے اس کا بھی جماع اور دوائی جماع سے مقدم ہونا ضروری ہے اور جب تک وہ روزے

پورے ہوں خاوند بیوی میں سے کوئی کسی کو ہاتھ نہ لگائے۔ وکے یعنی اسے روزے رکھنے کی قوت ہی نہ ہو بڑھاپے یا مرض وغیرہ کے باعث یا روزے تو رکھ سکتا ہو مگر متواتر و متصل نہ رکھ سکتا ہو وکے یعنی ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا اور یہ اس طرح کہ ہر مسکین کو نصف صاع گے ہوں یا ایک صاع کھجور یا جو دے اور

اگر مسکینوں کو اس کی قیمت دی یا صبح وشام دونوں وقت انہیں پیٹ بھر کر کھلا دیا جب بھی جائز ہے۔ مسئلہ: اس کفارہ میں یہ شرط نہیں کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے قبل ہو حتیٰ کہ اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں شوہر اور بی بی میں قربت واقع ہوئی تو نیا کفارہ لازم نہ ہوگا۔ وکے اور خدا اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور جاہلیت کے طریقے چھوڑو۔ وکے ان کو توڑنا اور ان سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔ وکے رسولوں کی مخالفت کرنے کے سبب۔

وکے رسولوں کے صدق پر دلالت کرنے والی۔

مُهِينٌ ۵ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِأَعْمَلُوا ۖ أَحْصَهُ

عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا ۱۱ پھر انہیں اُن کے کو تک (کرتوت) بتادے گا ۱۲ اللہ نے انہیں گن

اللَّهُ وَنَسُوهُ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۖ ۶ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

رکھا ہے اور وہ بھول گئے ۲۳ اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے

مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۲۴ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو ۲۵ تو چوتھا

رَابِعُهُمْ وَلَا خُسَّةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا آدْنَىٰ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ

وہ موجود ہے ۲۶ اور پانچ کی ۲۷ تو چھٹا ۲۸ وہ اور نہ اس سے کم ۲۹ اور نہ اس سے زیادہ کی

إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِأَعْمَلُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ إِنَّ

مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے ۳۰ جہاں کہیں ہوں پھر انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا بے شک

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۖ ۷ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ

اللہ سب کچھ جانتا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بُری مشورت (مشاورت) سے منع فرمایا گیا تھا پھر

يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَجَّوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

وہی کرتے ہیں ۳۱ جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے ۳۲ اور رسول کی نافرمانی کے

الرَّسُولِ ۖ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِأَلَمٍ يُحْيِكَ بِهِنَّ اللَّهُ ۖ وَيَقُولُونَ

مشورے کرتے ہیں ۳۳ اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا (سلام) کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے ۳۴

۱۱ کسی ایک کو باقی نہ چھوڑے گا۔ ۱۲ رسوا اور شرمندہ کرنے کے لیے۔ ۱۳ اپنے اعمال جو دنیا میں کرتے تھے۔ ۱۴ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ ۱۵ اور اپنے

راز آپس میں گوش در گوش کہیں اور اپنی مشاورت پر کسی کو مطلع نہ کریں ۱۶ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مشاہدہ کرتا ہے ان کے رازوں کو جانتا ہے۔ ۱۷ سرگوشی ہو ۱۸ یعنی

اللہ تعالیٰ ۱۹ یعنی پانچ اور تین سے ۲۰ اپنے علم و قدرت سے ۲۱ شان نزول: یہ آیت یہود اور منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو آپس میں سرگوشیاں کرتے اور

مسلمانوں کی طرف دیکھتے جاتے اور آنکھوں سے ان کی طرف اشارے کرتے جاتے تاکہ مسلمان سمجھیں کہ ان کے خلاف کوئی پوشیدہ بات ہے اور اس سے انہیں رنج

ہو ان کی اس حرکت سے مسلمانوں کو غم ہوتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ شاید ان لوگوں کو ہمارے ان بھائیوں کی نسبت قتل یا زہر بیت (شکست) کی کوئی خبر پہنچی جو جہاد میں گئے

ہیں اور یہ اسی کے متعلق باتیں بناتے اور اشارے کرتے ہیں جب یہ حرکات منافقین کی بہت زیادہ ہوئیں اور مسلمانوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور

میں اس کی شکایتیں کیں تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرگوشی کرنے والوں کو منع فرما دیا لیکن وہ باز نہ آئے اور یہ حرکت کرتے ہی رہے اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی۔ ۲۲ گناہ اور حد سے بڑھنا یہ کہ مکاری کے ساتھ سرگوشیاں کر کے مسلمانوں کو رنج و غم میں ڈالتے ہیں۔ ۲۳ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی

یہ کہ باوجود ممانعت کے باز نہیں آتے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں ایک دوسرے کو رائے دیتے تھے کہ رسول کی نافرمانی کرو۔ ۲۴ یہودی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے پاس آتے تو ”الَسَّامُ عَلَيْكَ“ کہتے سام موت کو کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے جواب میں ”عَلَيْكُمْ“ فرمادیتے۔

فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ط حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ج

اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر ۲۵ انہیں جہنم بس (کافی) ہے اس میں دھنیں گے

فَيْئُسَ الْمَصِيرُ ۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَّخِذُوا

تو کیا ہی بُرا انجام اے ایمان والو تم جب آپس میں

بِالْأَنفُسِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوُ بِالَّذِينَ يَتَّقُونَ ط

مشورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشورت نہ کرو ۲۶ اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشورت کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۹ إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ

اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے وہ مشورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے ۲۷

لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط

اس لیے کہ ایمان والوں کو رنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بے حکم خدا اور

عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۱۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ

مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے ۲۸ اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے

تَفْسَحُوا فِي الْمَجْلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ج وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا

مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا ۲۹ اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو

فَانشُرُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۱۱ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ۳۰ درجے

دَرَجَاتٍ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۱۲ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اے ایمان والو جب

۳۱ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اگر حضرت نبی ہوتے تو ہماری اس گستاخی پر اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۳۲ اور جو طریقہ یہود اور منافقین کا ہے اس سے پرہیز کرو ۳۳ جس میں گناہ اور حد سے بڑھنا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو اور شیطان اپنے دوستوں کو اس پر ابھارتا ہے۔

۳۴ کہ اللہ پر بھروسہ کرنے والا ٹوٹے (خسارے) میں نہیں رہتا۔ ۳۵ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر میں حاضر ہونے والے اصحاب کی عزت کرتے تھے ایک روز چند بدری اصحاب ایسے وقت پہنچے جبکہ مجلس شریف بھر چکی تھی انہوں نے حضور کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا حضور نے جواب دیا

پھر انہوں نے حاضرین کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر وہ اس انتظار میں کھڑے رہے کہ ان کے لیے مجلس شریف میں جگہ کی جائے مگر کسی نے جگہ نہ دی یہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گراں گزرا تو حضور نے اپنے قریب والوں کو اٹھا کر ان کے لیے جگہ کی انھنے والوں کو اٹھنا شاق ہوا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۶ نماز کے یا جہاد کے یا اور کسی نیک کام کے لیے اور اسی میں داخل ہے تنظیم ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کھڑا ہونا۔ ۳۷ اللہ اور اس کے رسول

نَاجِيْتُمْ الرَّسُولَ فَقَدْ مَوَّابَيْنَ يَدَيَّ نَجْوَكُمْ صَدَقَةٌ ط ذَلِكْ خَيْرٌ

تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو ۲۲ یہ تمہارے لیے

لَكُمْ وَأَطْهَرُ ط فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۲ ءَأَشْفَقْتُمْ

بہتر اور بہت سترہا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تم اس سے ڈرے

أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيَّ نَجْوَكُمْ صَدَقَتْ ط فَادْلَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ

کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو ۲۳ پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے

اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط

تم پر رجوع فرمائی ۲۴ تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرماں بردار رہو

وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۱۳ ءَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ

اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر

اللَّهُ عَلَيْهِمْ ط مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۱۴ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ

اللہ کا غضب ہے ۱۵ وہ نہ تم میں سے نہ اُن میں سے ۱۶ وہ دانستہ جھوٹی قسم

يَعْلَمُونَ ۱۷ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ط إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا

کھاتے ہیں ۱۸ اللہ نے اُن کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت ہی بُرے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کے باعث ۱۹ کہ اس میں باریابی بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور فقرائے کافع ہے۔ شان نزول:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم

ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا ایک دینار صدقہ

کر کے دس مسائل دریافت کئے عرض کیا: یا رسول اللہ! وفا کیا ہے؟ فرمایا: توحید اور توحید کی شہادت دینا، عرض کیا: فساد کیا ہے؟ فرمایا: کفر و شرک، عرض کیا: حق کیا

ہے؟ فرمایا: اسلام و قرآن اور ولایت جب تجھے ملے، عرض کیا: حیلہ کیا ہے یعنی تدبیر؟ فرمایا: ترک حیلہ، عرض کیا: مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول کی طاعت، عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا: صدق و یقین کے ساتھ، عرض کیا کیا مانگوں؟ فرمایا: عاقبت، عرض کیا: اپنی نجات کے لیے کیا کروں؟

فرمایا: حلال کھا اور بیچ بول، عرض کیا: سرور کیا ہے؟ فرمایا: جنت، عرض کیا: راحت کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کا دیدار، جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں

سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔ (مدارک و

خازن) حضرت مترجم حدیث سنن نے فرمایا: یہ اس کی اصل ہے جو مزارات اولیاء پر تصدق کے لیے شریعی وغیرہ لے جاتے ہیں۔ ۲۳۔ بسبب اپنی غربتی و ناداری

کے۔ ۲۴۔ اور ترک تقدیم صدقہ کا مواخذہ تم پر سے اٹھالیا اور تم کو اختیار دے دیا ۲۵۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے ان سے مراد یہود ہیں اور ان سے دوستی

کرنے والے منافقین۔ شان نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے یہود سے دوستی کی اور ان کی خیر خواہی میں لگے رہتے اور مسلمانوں کے راز

ان سے کہتے۔ ۲۶۔ یعنی نہ مسلمان نہ یہودی بلکہ منافق ہیں مذہب۔ ۲۷۔ شان نزول: یہ آیت عبد اللہ بن ہشام منافق کے حق میں نازل ہوئی جو رسول کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر رہتا اور یہاں کی بات یہود کے پاس پہنچاتا ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دولت سرائے اقدس

يَعْمَلُونَ ⑮ اِتَّخَذُوا اَيَّانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ

کام کرتے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو ۲۸ ڈھال بنالیا ہے ۲۹ تو اللہ کی راہ سے روکا وہ تو ان کے لیے

عَذَابٌ مُّهِينٌ ⑯ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ

خواری کا عذاب ہے ۳۰ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں کچھ کام

شَيْءًا ۳۱ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۳۲ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ⑰ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ

ندوں کے ۳۳ وہ دوزخی ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا جس دن اللہ ان سب کو

جَمِيعًا فَيَحْلِقُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِقُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۳۴

اٹھائے گا تو اُس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں ۳۵ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا ۳۶

اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْكَذِبُونَ ⑱ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسَاهُمْ ذِكْرَ

سننے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں ۳۷ ان پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد

اللَّهِ ۳۸ اُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۳۹ اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ⑲

بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سُننا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے ۴۰

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ اُولَٰئِكَ فِي الْاٰذِلِّيْنَ ⑳ كَتَبَ

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں اللہ

اللَّهُ لَا غُلْبَةَ اَنَا وَرُسُلِي ۴۱ اِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ㉑ لَا تَجِدُ قَوْمًا

لکھ چکا ۴۲ کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول ۴۳ بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو

يُؤْمِنُوْنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَوْ

جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی ۴۴ اگرچہ

میں تشریف فرما تھے حضور نے فرمایا اس وقت ایک آدمی آئے گا جس کا دل نہایت سخت اور وہ شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے تھوڑی ہی دیر بعد عبد اللہ بن قہیل آیا

اس کی آنکھیں نیلی تھیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو اور تیرے ساتھی کیوں ہمیں گالیاں دیتے ہیں وہ قسم کھا گیا کہ ایسا نہیں کرتا اور

اپنے یاروں کو لے آیا انہوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم نے آپ کو گالی نہیں دی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۴۵ جو جھوٹی ہیں۔ ۴۶ کہ اپنا جان و مال محفوظ

رہے۔ ۴۷ یعنی منافقین نے اپنی اس حیلہ سازی سے لوگوں کو جہاد سے روکا اور بعض مفسرین نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکا

۴۸ آخرت میں ۴۹ اور روز قیامت انہیں عذاب الہی سے نہ بچاسکیں گے۔ ۵۰ کہ دنیا میں مومن مخلص تھے۔ ۵۱ یعنی وہ اپنی ان جھوٹی قسموں کو کار آمد سمجھتے

ہیں۔ ۵۲ اپنی قسموں میں اور ایسے جھوٹے کہ دنیا میں بھی جھوٹ بولتے رہے اور آخرت میں بھی رسول کے سامنے بھی اور خدا کے سامنے بھی۔ ۵۳ کہ جنت کی

دامنی نعمتوں سے محروم اور جہنم کے ابدی عذاب میں گرفتار۔ ۵۴ لوح محفوظ میں ۵۵ حجت کے ساتھ یا تلوار کے ساتھ۔ ۵۶ یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور

كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۖ أُولَٰئِكَ

وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں فلا یہ ہیں

كُتِبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانُ ۖ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی فلا اور انھیں باغوں میں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ رَاضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں اُن میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی فلا اور وہ اللہ سے

عَنْهُ ۖ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۖ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

راضی فلا یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

﴿اٰیٰتھا ۲۴﴾ ﴿سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۰﴾ ﴿رُكُوْعَاتھا ۳﴾

سورہ حشر مدنیہ ہے، اس میں چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان والا فلا

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ ۝

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے فلا

ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بددینوں اور بد مذہبوں اور خدا و رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مودت و اختلاط جائز نہیں۔ فلا چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے جنگ احد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز بدر اپنے بیٹے عبدالرحمن کو مبارزت کے لیے طلب کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روز بدر قتل کیا اور حضرت علی بن ابی طالب و حمزہ و ابو عبیدہ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔ فلا اس روح سے یا اللہ کی مدد مراد ہے یا ایمان یا قرآن یا جبریل یا رحمت الہی یا نور۔ فلا بسبب ان کے ایمان و اخلاص و طاعت کے۔ فلا اس کے رحم و کرم سے۔ فلا سورہ حشر مدنیہ ہے اس میں تین ۳ رکوع، چوبیس ۲۴ آیتیں، چار سو پینتالیس ۴۳۵ کلمے، ایک ہزار نو سو تیرہ ۱۹۱۳ حرف ہیں۔ فلا شان نزول: یہ سورت بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ یہودی تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کی کہ نہ آپ کے ساتھ ہو کر کسی سے لڑیں نہ آپ سے جنگ کریں جب جنگ بدر میں اسلام کی فتح ہوئی تو بنی نضیر نے کہا یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت توریت میں ہے پھر جب احد میں مسلمانوں کو ہزیمت کی صورت پیش آئی تو یہ شک میں پڑے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے نیاز مندوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا اور جو معاہدہ کیا تھا وہ توڑ دیا اور ان کا ایک سردار کعب بن اشرف یہودی چالیس یہودی سواروں کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ پہنچا اور کعبہ معظمہ کے پردے تھام کر قریش کے سرداروں سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف معاہدہ کیا اللہ تعالیٰ کے علم دینے سے حضور اس حال پر مطلع تھے اور بنی نضیر سے ایک خیانت اور بھی واقع ہو چکی تھی کہ انہوں نے قلعہ کے اوپر سے سید عالم صلی اللہ

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ

وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو دے ان کے گھروں سے نکالا

لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ

ان کے پہلے حشر کے لیے وہ تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے

حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَتْهُمْ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي

انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا وہ اور اس نے ان

قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ

کے دلوں میں رعب ڈالو کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ۚ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ

تو عبرت لو اے نگاہ والو اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا

لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۚ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ

تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا ہے اور ان کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے یہ اس لیے کہ وہ

شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ

اللہ سے اور اس کے رسول سے پچھے رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے پھٹا رہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے

تعالیٰ علیہ وسلم پر بارادۂ فاسد ایک پتھر گرایا تھا اللہ تعالیٰ نے حضور کو خبردار کر دیا اور بفضلہ تعالیٰ حضور محفوظ رہے غرض جب یہود بنی نضیر نے خیانت کی اور

عہد شکنی کی اور کفار قریش سے حضور کے خلاف عہد کیا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ انصاری کو حکم دیا اور انہوں نے کعب بن اشرف

کو قتل کر دیا پھر حضور مع لشکر کے بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ اکیس روز رہا اس درمیان میں منافقین نے یہود سے ہمدردی و

موافقت کے بہت معاہدے کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ناکام کیا یہود کے دلوں میں رعب ڈالا آخر کار انہیں حضور کے حکم سے جلا وطن ہونا پڑا اور وہ

شام و اریحہ و خیبر کی طرف چلے گئے۔ ۳ یعنی یہود بنی نضیر کو ۱۔ جو مدینہ طیبہ میں تھے۔ ۲۔ یہ جلا وطنی ان کا پہلا حشر ہے اور دوسرا حشر ان کا یہ

ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے زمانہ خلافت میں خیبر سے شام کی طرف نکالا یا آخر حشر روز قیامت کا حشر ہے کہ آگ

سب لوگوں کو سر زمین شام کی طرف لے جائے گی اور وہیں ان پر قیامت قائم ہوگی اس کے بعد اہل اسلام سے خطاب فرمایا جاتا ہے۔ ۴۔ مدینہ سے

کیونکہ وہ صاحبِ قوت صاحبِ لشکر تھے مضبوط قلعے رکھتے تھے ان کی تعداد کثیر تھی جاگیر دار صاحبِ مال۔ ۵۔ یعنی خطرہ بھی نہ تھا کہ مسلمان ان پر حملہ آور

ہو سکتے ہیں۔ ۶۔ ان کے سردار کعب بن اشرف کے قتل سے۔ ۷۔ اور ان کو ڈھاتے ہیں تاکہ جو لکڑی وغیرہ انہیں اچھی معلوم ہو وہ جلا وطن ہوتے وقت

اپنے ساتھ لے جائیں۔ ۸۔ کہ ان کے مکانوں کے جو حصے باقی رہ جاتے تھے انہیں مسلمان گرا دیتے تھے تاکہ جنگ کے لیے میدان صاف ہو جائے۔

۹۔ اور انہیں قتل و قید میں مبتلا کرتا جیسا کہ یہود بنی قریظہ کے ساتھ کیا۔ ۱۰۔ ہر حال میں خواہ جلا وطن کئے جائیں یا قتل کئے جائیں۔ ۱۱۔ یعنی

برسر مخالفت رہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَ

جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا ۱۵۱

لِيُخْرِجَ الْفَاسِقِينَ ۝ وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ

اس لیے کہ فاسقوں کو رسوا کرے ۱۵۲ اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے ۱۵۳ تو تم نے ان پر

عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَسْلُطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۖ

نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے نہ اونٹ ۱۵۴ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے ۱۵۵

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۖ وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ

اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر

الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَىٰ وَالسَّكِينِ وَابْنِ

والوں سے ۱۵۶ وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں ۱۵۷ اور یتیموں اور مسکینوں اور

السَّبِيلِ ۚ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَا أَتَكُمْ

مسافروں کے لیے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے ۱۵۸ اور جو کچھ تمہیں رسول

۱۵۹ شان نزول: جب بنی نضیر اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہوئے تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے درخت کاٹ ڈالنے اور انہیں جلا دینے کا حکم دیا

اس پر وہ دشمنانِ خدا بہت گھبرائے اور رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا تمہاری کتاب میں اس کا حکم ہے مسلمان اس باب میں مختلف ہو گئے بعض نے کہا درخت نہ کاٹو

یہ غنیمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی بعض نے کہا اس سے کفار کو رسوا کرنا اور انہیں غیظ میں ڈالنا منظور ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ

مسلمانوں میں جو درخت کاٹنے والے ہیں ان کا عمل بھی درست ہے اور جو کاٹنا نہیں چاہتے وہ بھی ٹھیک کہتے ہیں کیونکہ درختوں کا کاٹنا اور چھوڑ دینا یہ دونوں اللہ

تعالیٰ کے اذن و اجازت سے ہیں۔ ۱۵۱ یعنی یہود کو ذلیل کرے درخت کاٹنے کی اجازت دے کر۔ ۱۵۲ یعنی بنی نضیر سے ۱۵۳ یعنی اس کے لیے تمہیں کوئی

مشقت اور کوفت اٹھانا نہیں پڑی صرف دو میل کا فاصلہ تھا سب لوگ پیادہ پا چلے گئے صرف رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ ۱۵۴ اپنے دشمنوں

میں سے، مراد یہ ہے کہ بنی نضیر سے جو غنیمتیں حاصل ہوئیں ان کے لیے مسلمانوں کو جنگ کرنا نہیں پڑی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

ان پر مسلط کر دیا تو یہ مال حضور کی مرضی پر ہے جہاں چاہیں خرچ کریں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مال مہاجرین پر تقسیم کر دیا اور انصار میں سے

صرف تین صاحبِ حاجت لوگوں کو دیا اور وہ ابو دجانہ سماک بن خرش اور ہبل بن حنیف اور حارث بن صمہ ہیں۔ ۱۵۵ پہلی آیت میں غنیمت کا جو حکم مذکور ہوا اس

آیت میں اسی کی تفصیل ہے اور بعض مفسرین نے اس قول کی مخالفت کی اور فرمایا کہ پہلی آیت اموال بنی نضیر کے باب میں نازل ہوئی ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے

رسول کے لیے خاص کیا اور یہ آیت ہر اس شہر کی غنیمتوں کے باب میں ہے جس کو مسلمان اپنی قوت سے حاصل کریں۔ (مدارک) ۱۵۶ رشتہ داروں سے مراد بنی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ قرابت ہیں یعنی بنی ہاشم و بنی مطلب۔ ۱۵۷ اور غرباء اور فقراء نقصان میں رہیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ

غنیمت میں سے ایک چہارم تو سردار لے لیتا تھا باقی قوم کے لیے چھوڑ دیتا تھا اس میں سے مالدار لوگ بہت زیادہ لے لیتے تھے اور غریبوں کے لیے بہت ہی تھوڑا بچتا

تھا اسی معمول کے مطابق لوگوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور غنیمت میں سے چہارم لیں باقی ہم باہم تقسیم کر لیں گے اللہ تعالیٰ نے

اس کا رد فرما دیا اور تقسیم کا اختیار بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا اور اس کا طریقہ ارشاد فرمایا۔

الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَنْهُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

عطا فرمائیں وہ لو ۲۲ اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو ۲۳ بے شک اللہ

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۲۴ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ

کا عذاب سخت ہے ۲۴ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں

دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرُونَ

اور مالوں سے نکالے گئے ۲۵ اللہ کا فضل ۲۶ اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول

اللَّهُ وَرَسُولَهُ ۲۷ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۲۸ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْ

کی مدد کرتے ۲۷ وہی سچے ہیں ۲۸ اور جنھوں نے پہلے سے ۲۹ اس شہر ۳۰

الْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي

اور ایمان میں گھر بنالیا ۳۱ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے ۳۲ اور اپنے دلوں میں

صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

کوئی حاجت نہیں پاتے ۳۳ اس چیز کی جو دیئے گئے ۳۴ اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں ۳۵ اگرچہ انھیں شدید

خَصَاصَةً ۳۶ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۳۷ وَ

محتاجی ہو ۳۶ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا ۳۷ وہی کامیاب ہیں اور

۳۸ غنیمت میں سے کیونکہ وہ تمہارے لیے حلال ہے یا یہ معنی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں جو حکم دیں اس کا اتباع کرو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے۔ ۳۹ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرو اور ان کے قیل ارشاد میں سستی نہ کرو۔ ۴۰ ان پر جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں اور مالی غنیمت میں جیسا کہ اوپر ذکر کرتے ہوئے لوگوں کا حق ہے ایسا ہی ۴۱ اور ان کے گھروں اور مالوں پر کفار

مکہ نے قبضہ کر لیا۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار استیلاء (قبضہ کرنے) سے اموال مسلمان کے مالک ہو جاتے ہیں۔ ۴۲ یعنی ثواب آخرت ۴۳ اپنے جان و مال سے دین کی حمایت میں ۴۴ ایمان و اخلاص میں۔ قتادہ نے فرمایا کہ ان مہاجرین نے گھر اور مال اور کنبے اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت میں چھوڑے اور اسلام کو قبول کیا اور ان تمام شدتوں اور سختیوں کو گوارا کیا جو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے انہیں پیش آئیں ان کی حالتیں یہاں تک پہنچیں کہ بھوک کی شدت سے پیٹ

پر پتھر باندھتے تھے اور جاڑوں میں کپڑا نہ ہونے کے باعث گڑھوں اور غاروں میں گزارا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔ ۴۵ یعنی مہاجرین سے پہلے یا ان کی ہجرت سے پہلے بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ۴۶ مدینہ پاک ۴۷ یعنی مدینہ پاک کو وطن اور ایمان کو اپنا مستقر بنایا اور اسلام لائے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دو سال پہلے مسجدیں

بنائیں ان کا یہ حال ہے کہ ۴۸ چنانچہ اپنے گھروں میں انہیں اتارتے ہیں اپنے مالوں میں انہیں نصف کا شریک کرتے ہیں۔ ۴۹ یعنی ان کے دلوں میں کوئی خواہش و طلب نہیں پیدا ہوتی۔ ۵۰ مہاجرین، یعنی مہاجرین کو جو اموال غنیمت دیئے گئے انصار کے دل میں ان کی کوئی خواہش نہیں پیدا ہوتی تو کیا ہوتا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت نے قلوب ایسے پاک کر دیئے کہ انصار مہاجرین کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔ ۵۱ یعنی مہاجرین کو ۵۲ شان نزول:

حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بھوکا شخص آیا حضور نے ازواج مطہرات کے حجروں پر معلوم کرایا کیا کھانے کی

الَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا

وہ جو اُن کے بعد آئے ۲۸ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا

جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھو ۲۹

رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۱۰ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ

اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا وہ کہ اپنے بھائیوں

لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ

کافر کتائیوں ۱۱ سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے ۳۲ تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل

مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا ۱۲ وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۱۳ وَاللَّهُ

جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کبھی کسی کی نہ مانیں گے ۳۳ اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ

يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۱۴ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ ۱۵ وَلَئِنْ

گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ۳۴ اگر وہ نکالے گئے ۳۵ تو یہ اُن کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے

قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ ۱۶ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلِّنَنَّ الْأَدْبَارَ ۱۷ ثُمَّ لَا

لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے ۳۶ اور اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے ۳۷ پھر ۳۸

کوئی چیز ہے معلوم ہوا کسی بی بی صاحبہ کے یہاں کچھ بھی نہیں ہے تب حضور نے اصحاب سے فرمایا جو اس شخص کو مہمان بنائے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے حضرت

ابوطلیحہ انصاری کھڑے ہو گئے اور حضور سے اجازت لے کر مہمان کو اپنے گھر لے گئے گھر جا کر بی بی سے دریافت کیا کچھ ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں صرف بچوں کے

لیے تھوڑا سا کھانا رکھا ہے حضرت ابوطلیحہ نے فرمایا بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کھانے بیٹھے تو چراغ درست کرنے اٹھو اور چراغ کو بجھا دو تاکہ وہ اچھی طرح کھا

لے یہ اس لیے تجویز کی کہ مہمان یہ نہ جان سکے کہ اہل خانہ اس کے ساتھ نہیں کھا رہے ہیں کیونکہ اس کو یہ معلوم ہوگا تو وہ اصرار کرے گا اور کھانا کم ہے بھوکا رہ جائے گا

اس طرح مہمان کو کھلایا اور آپ ان صاحبوں نے بھوکے رات گزار دی جب صبح ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رات فلاں فلاں لوگوں میں عجیب معاملہ پیش آیا اللہ تعالیٰ ان سے بہت راضی ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۷ یعنی جس کے نفس کو

لا لُج سے پاک کیا گیا ۳۸ یعنی مہاجرین و انصار کے۔ اس میں قیامت تک پیدا ہونے والے مسلمان داخل ہیں ۳۹ یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی طرف سے۔ مسئلہ: جس کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لیے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کے اقسام

سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین قسمیں فرمائی گئیں۔ مہاجرین انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت

نہ رکھیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کریں تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے۔ حضرت ام المومنین

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا کہ صحابہ کے لیے استغفار کریں اور کرتے ہیں یہ کہ گالیاں دیتے ہیں۔ ۴۰ عبد اللہ بن اُمیہ بن

سلول منافق اور اس کے رفیقوں کو ۴۱ یعنی یہود بنی قریظہ و بنی نضیر ۴۲ مدینہ شریف سے ۴۳ یعنی تمہارے خلاف کسی کا کہنا نہ مانیں گے نہ مسلمانوں کا نہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ۴۴ یعنی یہود سے منافقین کے یہ سب وعدے جھوٹے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ منافقین کے حال کی خبر دیتا ہے۔ ۴۵ یعنی یہود

۴۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود نکالے گئے اور منافقین ان کے ساتھ نہ نکلے اور یہود سے مقاتلہ ہوا اور منافقین نے یہود کی مدد نہ کی۔ ۴۷ جب یہ مددگار بھاگ

يُنْصَرُونَ ⑫ لَا أَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِّنَ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ

مدد نہ پائیں گے بے شک ۵۸ اُن کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے ۵۹ یہ اس لیے

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ⑬ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرَىٰ مُحَصَّنَةٍ

کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ۵۸ یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں

أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ۖ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۖ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَ

یا دُھسوں (دیواروں) کے پیچھے آپس میں ان کی آج سخت ہے ۵۸ تم انہیں ایک جتھا (جماعت) سمجھو گے اور

كُلُّوهُمْ شَيْءٌ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ⑭ كَشَلِ الَّذِينَ مِنْ

ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس لیے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں ۵۸ ان کی سی کہات جو ابھی قریب

قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑮ كَشَلِ

زمانہ میں ان سے پہلے تھے ۵۸ انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا ۵۸ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۵۸ شیطان

الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ ۖ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكَ إِنِّي

کی کہات جب اُس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں

أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ⑯ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ

اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ۵۸ تو ان دونوں کا ۵۸ انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں

خَالِدَيْنِ فِيهَا ۖ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ⑰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

ہمیشہ اس میں رہیں اور ظالموں کی یہی سزا ہے اے ایمان والو

اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اللہ سے ڈرو ۵۸ اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا ۵۹ اور اللہ سے ڈرو ۶۰ بے شک اللہ

تکلیں گے تو منافق ۶۰ اے مسلمانوں! ۶۱ کہ تمہارے سامنے تو اظہار کفر سے ڈرتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی چھپی باتیں جانتا ہے

دل میں کفر رکھتے ہیں۔ ۶۲ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو نہیں جانتے ورنہ جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ڈرتے۔ ۶۳ یعنی جب وہ آپس میں لڑیں تو بہت شدت اور

قوت والے ہیں لیکن مسلمانوں کے مقابل بزدل اور نامرد ثابت ہوں گے۔ ۶۴ اس کے بعد یہودی کی ایک مثل ارشاد فرمائی۔ ۶۵ یعنی ان کا حال مشرکین مکہ کا سا

ہے کہ بدر میں ۶۶ یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے اور کفر کرنے کا کہ ذلت و رسوائی کے ساتھ ہلاک کئے گئے۔ ۶۷ اور منافقین

کا یہود بنی نصیر کے ساتھ سلوک ایسا ہے جیسے ۶۸ ایسے ہی منافقین نے یہود بنی نصیر کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا جنگ پر آمادہ کیا ان سے مدد کے وعدے کئے اور

جب ان کے کہے سے وہ اہل اسلام سے برسر جنگ ہوئے تو منافق بیٹھ رہے ان کا ساتھ نہ دیا۔ ۶۹ یعنی اس شیطان و انسان کا۔ ۷۰ اور اس کے حکم کی مخالفت

نہ کرو۔ ۷۱ یعنی روز قیامت کے لیے کیا اعمال کئے۔ ۷۲ اس کی طاعت و فرمانبرداری میں سرگرم رہو۔

خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝۱۸ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ

کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے ولا تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی

أَنْفُسَهُمْ ۝۱۹ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝۱۹ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ

جائیں یاد نہ رہیں ۱۹ فاسق ہیں دوزخ والے ۱۹ اور جنت والے ۱۹

الْجَنَّةِ ۝۲۰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝۲۰ لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ

برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر

جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۝۲۱ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ

اُتارتے ۲۱ تو ضرور تو اُسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے ۲۱ اور یہ مثالیں

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝۲۱ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝۲۱

لوگوں کے لیے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۝۲۲ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝۲۲ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا

ہر نہاں و عیاں (چھپی و ظاہر) کا جاننے والا ۲۲ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا وہی ہے اللہ جس کے سوا

إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝۲۳ أَلَمْ يَكُنْ لَّكَ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُنِيُّ الْعَزِيزُ

کوئی معبود نہیں بادشاہ ۲۳ نہایت پاک ۲۳ سلامتی دینے والا ۲۳ حفاظت فرمانے والا عزت والا

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۝۲۴ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۲۴ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ

عظمت والا تکبر والا ۲۴ اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْبَاءُ الْحُسْنَىٰ ۝۲۵ يَسْبَحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ

پیدا کرنے والا ۲۵ ہر ایک کو صورت دینے والا ۲۵ اُسی کے ہیں سب اچھے نام ۲۵ اُس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالَّذِينَ فِيهَا ۝۲۶ أَلَمْ يَكُنْ لَّكَ الْوَلَدُ الْأَوَّلُ ۝۲۶ أَلَمْ يَكُنْ لَّكَ الْوَلَدُ الْأَوَّلُ ۝۲۶

۲۶ اس کی طاعت ترک کی ۲۶ کہ ان کے لیے فائدہ دینے والے اور کام آنے والے عمل کر لیتے ۲۶ جن کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ۲۶ جن کے لیے عیش

مُحَلَّلٌ وَرَاحَةٌ سَرِدٌ (ہمیشہ کی عیش و عشرت) ہے۔ ۲۷ اور اس کو انسان کی سی تمیز عطا کرتے ۲۷ یعنی قرآن کی عظمت و شان ایسی ہے کہ پہاڑ کو اگر ادراک ہوتا تو وہ

باوجود اتنا سخت اور مضبوط ہونے کے پاش پاش ہو جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے دل کتنے سخت ہیں کہ ایسے باعظمت کلام سے اثر پذیر نہیں ہوتے۔ ۲۸ موجود کا

بھی اور معدوم کا بھی دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔ ۲۹ ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحت ملک و حکومت ہے اور اس کی مالکیت و سلطنت

دائمی ہے جسے زوال نہیں۔ ۳۰ ہر عیب سے اور تمام برائیوں سے ۳۰ اپنی مخلوق کو، ۳۱ اپنے عذاب سے اپنے فرمانبردار بندوں کو، ۳۲ یعنی عظمت اور بڑائی

والا اپنی ذات اور تمام صفات میں اور اپنی بڑائی کا اظہار اسی کے شایاں اور لائق ہے کہ اس کا ہر کمال عظیم ہے اور ہر صفت عالی مخلوق میں کسی کو نہیں پہنچتا کہ تکبر یعنی

اپنی بڑائی کا اظہار کرے۔ بندے کے لیے عجز و انکسار شایاں ہے۔ ۳۳ نیست سے ہست کرنے والا۔ ۳۴ جیسی چاہے۔ ۳۵ ۹۹۹ جود حدیث میں وارد ہیں۔

وَالْأَرْضُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ

اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

ایاتھا ۱۳ ﴿۲۰﴾ سُورَةُ الْمُتَّحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ﴿۹۱﴾ ﴿۲﴾ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴿۱۳﴾

سورۃ ممتحنہ مدنیہ ہے، اس میں تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ و تم انہیں خیریں

إِلَيْهِمْ بِالْمُودَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ

پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا ہے گھر سے جدا کرتے ہیں و

۱۔ سورۃ ممتحنہ مدنیہ ہے اس میں دو رکوع، تیرہ ۱۳ آیتیں، تین سواڑ تالیس ۳۸ کلمے، ایک ہزار پانچ سو دس ۱۵۱۰ حرف ہیں۔ ۲۔ یعنی کفار کو۔ شان نزول: بنی

ہاشم کے خاندان کی ایک باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی جبکہ حضور فتح مکہ کا سامان فرما رہے تھے، حضور نے اس

سے فرمایا: کیا تو مسلمان ہو کر آئی؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: کیا ہجرت کر کے آئی؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: پھر کیوں آئی؟ اس نے کہا: محتاجی سے تنگ ہو کر۔ بنی

عبدالطلب نے اس کی امداد کی کپڑے بنائے سامان دیا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ملے انہوں نے اس کو دس دینار دیئے ایک چادر دی اور ایک

خط اہل مکہ کے پاس اس کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم پر مملہ کا ارادہ رکھتے ہیں تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرو،

سارہ یہ خط لے کر روانہ ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی حضور نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے گھوڑوں پر

روانہ کیا اور فرمایا مقام روضہ خانہ پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے وہ خط اس سے لے لو اور

اس کو چھوڑ دو اگر انکار کرے تو اس کی گردن مار دو یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پایا جہاں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

اس سے خط مانگا وہ انکار کر گئی اور قسم کھا گئی صحابہ نے واپسی کا قصد کیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقسم فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر

خلاف ہو ہی نہیں سکتی اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا یا خط نکال یا گردن رکھ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل آمادہ قتل ہیں تو اپنے بھڑے میں سے خط نکالا حضور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ اے حاطب! اس کا کیا باعث؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم میں جب سے اسلام لایا کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیاز مندی میں آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی اور جب سے اہل مکہ کو چھوڑا کبھی

ان کی محبت نہ آئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا میرے سوائے اور جو مہاجرین ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے

گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اس لیے میں نے یہ چاہا کہ میں اہل مکہ پر کچھ احسان رکھ دوں تاکہ وہ میرے گھر والوں کو نہ ستائیں اور یہ

میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل مکہ پر عذاب نازل فرمانے والا ہے میرا خط انہیں بچانے کے گا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا

اور ان کی تصدیق کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے اس منافق کی گردن مار دوں، حضور

نے فرمایا: اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ خبردار ہے جب ہی اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا، یہ سن کر حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو جاری ہو گئے اور یہ آیات نازل ہوئیں۔ ۳۔ یعنی اسلام اور قرآن ۴۔ یعنی مکہ مکرمہ سے۔

الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا

رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں

فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسْرُونَ إِلَيْهِمْ بِالْهَوْدَىٰ ۖ وَأَنَا أَعْلَمُ

جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں

بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ

جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے وہ بے شک سیدھی راہ

السَّبِيلِ ۝۱ إِنْ يَتَّقَوْكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ

سے بہکا اگر تمہیں پائیں وہ تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ

أَيْدِيَهُمْ وَالسِّنَنُومُ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۖ لَنْ تَنْفَعَكُمْ

اور اپنی زبانیں دے بُرائی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ ۖ ہرگز کام نہ آئیں گے

أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۖ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا

تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد ۖ قیامت کے دن تمہیں ان سے الگ کر دے گا ۖ اور اللہ

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۲ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ

تمہارے کام دیکھ رہا ہے بے شک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ۖ ابراہیم اور اس کے ساتھ

مَعَهُ ۖ إِذْ قَالُوا الْقَوْمُ هُمُ الْبَارِعُونَ ۖ وَابْرَأُوا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

والوں میں ۖ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا ۖ بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جنہیں اللہ کے سوا

اللَّهُ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا

پوچھتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے ۖ اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کے لیے

حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ ۖ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَا اسْتَغْفِرَنَّ

جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرورتیری مغفرت

وَلَا لِعَنِي ۖ إِنْ كَفَرْتُمْ بِمَا جِئْتُمْ بِهِ ۖ وَاللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۖ وَابْرَأُوا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

میں ۖ اللہ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مومنین کو خطاب ہے اور سب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء کرنے کا حکم ہے کہ دین کے معاملہ

میں اہل قرابت کے ساتھ ان کا طریقہ اختیار کریں ۖ ۱۱ ساتھ والوں سے اہل ایمان مراد ہیں ۖ ۱۲ جو مشرک تھی ۱۳ اور ہم نے تمہارے

لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ

چاہوں گا وہ اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف

أَتَّبَعْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَ

رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال دے اور

أَغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ

ہمیں بخش دے اے ہمارے رب بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے بے شک تمہارے لیے وہ ان میں

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ

اچھی پیروی تھی اسے جو اللہ اور پچھلے دن کا اُمیدوار ہو اور جو منہ پھیرے

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ

تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراپا قریب ہے کہ اللہ تم میں اور اُن میں جو ان

الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوْدَّةً ۖ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

میں سے تمہارے دشمن ہیں دوستی کر دے اور اللہ قادر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے

مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بے شک انصاف والے

دین کی مخالفت اختیار کی۔ ۱۵۔ یہ قابل اتباع نہیں ہے کیونکہ وہ ایک وعدے کی بناء پر تھا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ظاہر ہو گیا کہ وہ کفر پر مستقل ہے تو

آپ نے اس سے بیزاری کی لہذا یہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بے ایمان رشتہ دار کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ ۱۶۔ اگر تو اس کی نافرمانی کرے اور شرک پر

قائم رہے۔ (غازن) ۱۷۔ یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور ان مومنین کی دعا ہے جو آپ کے ساتھ تھے اور ماقبل استثناء کے ساتھ متصل ہے لہذا مومنین کو اس

دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرنی چاہئے۔ ۱۸۔ انہیں ہم پر غلبہ نہ دے کہ وہ اپنے آپ کو حق پر گمان کرنے لگیں۔ ۱۹۔ اے امت حبیب خدا محمد

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!۔ ۲۰۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں میں۔ ۲۱۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و ثواب اور راحت آخرت کا

طالب ہو اور عذاب الہی سے ڈرے۔ ۲۲۔ ایمان سے اور کفار سے دوستی کرے ۲۳۔ یعنی کفار مکہ میں سے ۲۴۔ اس طرح کہ انہیں ایمان کی توفیق دے، چنانچہ

اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا اور بعد فتح مکہ ان میں سے کثیر التعداد لوگ ایمان لے آئے اور مومنین کے دوست اور بھائی بن گئے اور باہمی محبتیں بڑھیں۔ شان نزول: جب

اوپر کی آیات نازل ہوئیں تو مومنین نے اپنے اہل قرابت کی عداوت میں تشدد کیا ان سے بیزار ہو گئے اور اس معاملہ میں بہت سخت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرما کر انہیں امید دلائی کہ ان کفار کا حال بدلنے والا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۵۔ دل بدلنے اور حال تبدیل کرنے پر ۲۶۔ یعنی ان کافروں سے۔ شان

نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر صلح کی

الْمُقْسِطِينَ ⑧ إِنَّمَا يَهْتَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي الدِّينِ وَ

اللہ کو محبوب ہیں اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا

أَخْرَجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ

تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ اُن سے دوستی کرو ۲۷ اور جو

يَتَوَلَّوْهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ⑨ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ

ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں اے ایمان والو جب تمہارے پاس

الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٌ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ ط اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِهِنَّ ج فَإِنْ

مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرلو ۲۸ اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر

عَلِمْتَهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ط لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ

وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو نہ یہ ۲۹ انہیں حلال نہ

لَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ط وَأَتَوْهُنَّ مَا أَنْفَقُوا ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ

نہ وہ انہیں حلال نہ ۳۰ اور اُن کے کافر شوہروں کو وہ دو جو ان کا خرچ ہوا ۳۱ اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ

تھی کہ نہ آپ سے قتال کریں گے نہ آپ کے مخالف کو مدد دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے کی اجازت دی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے

فرمایا کہ یہ آیت ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی ان (حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی والدہ مدینہ طیبہ میں ان

کے لیے تھے لے کر آئی تھیں اور تھیں مشرکہ تو حضرت اسماء نے ان کے ہدایا قبول نہ کئے اور انہیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہ دی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا حکم ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ انہیں گھر میں بلائیں ان کے

ہدایا قبول کریں ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ ۳۲ یعنی ایسے کافروں سے دوستی ممنوع ہے۔ ۳۳ کہ ان کی ہجرت خالص دین کے لیے ہے ایسا تو نہیں ہے کہ

انہوں نے شوہروں کی عداوت میں گھر چھوڑا ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ان عورتوں کو قسم دی جائے کہ وہ نہ شوہروں کی عداوت میں نکلی

ہیں اور نہ کسی دنیوی وجہ سے انہوں نے صرف اپنے دین و ایمان کے لیے ہجرت کی ہے۔ ۳۴ مسلمان عورتیں ۳۵ یعنی کافروں کو ۳۶ یعنی نہ کافر مرد مسلمان

عورتوں کو حلال۔ مسئلہ: عورت مسلمان ہو کر کافر مرد کی زوجیت سے خالی ہوگئی۔ ۳۷ یعنی جو مہر انہوں نے ان عورتوں کو دیئے تھے وہ انہیں واپس کر دینا حکم اہل ذمہ

کے لیے ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن حربی عورتوں کے مہر واپس کرنا نہ واجب نہ سنت (وَ إِنْ كَانَ الْأَمْرُ بِإِيْسَاءٍ مَا أَنْفَقُوا لِلَّهِ جُوبٌ فَهُوَ مَنْسُوحٌ

وَ إِنْ كَانَ لِنَذْبٍ كَمَا هُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ فَلَا) مسئلہ: اور یہ مہر دینا اس صورت میں ہے جبکہ عورت کا کافر شوہر اس کو طلب کرے اور اگر نہ طلب کرے تو اس کو کچھ نہ

دیا جائے گا۔ مسئلہ: اسی طرح اگر کافر نے اس مہاجرہ کو مہر نہیں دیا تھا تو بھی وہ کچھ نہ پائے گا۔ شان نزول: یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی صلح میں یہ شرط تھی کہ

مکہ والوں میں سے جو شخص ایمان لا کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اس کو اہل مکہ واپس لے سکتے ہیں اس آیت میں یہ بیان فرما دیا گیا کہ

یہ شرط صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کی تصریح عہد نامہ میں نہیں نہ عورتیں اس قرارداد میں داخل ہو سکتی ہیں کیونکہ مسلمان عورت کافر کے لیے حلال نہیں۔ بعض

مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حکم اول کی ناخ ہے یہ اس تقدیر پر ہے کہ عورتیں عہد صلح میں داخل ہوں مگر عورتوں کا اس عہد میں داخل ہونا صحیح نہیں کیونکہ حضرت علی

مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عہد نامہ کے یہ الفاظ مروی ہیں (لَا يَأْتِيَنَّكَ مِّنْ رَّجُلٍ وَ إِنْ كَانَ عَلَىٰ دِينِكَ إِلَّا رَدُّنَا) یعنی ہم میں سے جو مرد آپ کے پاس پہنچے

خواہ وہ آپ کے دین ہی پر ہو آپ اس کو واپس دیں گے۔

تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ ۖ وَلَا تُمْسِكُوا بِعَصَمِ الْكُوفَرِ

ان سے نکاح کرلو ۳۲ جب ان کے مہر انہیں دو ۳۳ اور کافریوں کے نکاح پر جسے نہ رہو ۳۵

وَسَلُّوْا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوْا مَا أَنْفَقُوْا ۖ ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ

اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا ۳۶ اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا ۳۷ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں

بَيْنَكُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۰ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَرْوَاحِكُمْ إِلَى

فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کی کچھ عورتیں کافروں کی طرف

الْكُفَّارِ فَعَاقِبْتُمْ فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَرْوَاحُهُمْ مِّثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۖ

نکل جائیں ۳۸ پھر تم کافروں کو سزا دو ۳۹ تو جن کی عورتیں جاتی رہیں تھیں وہ غنیمت میں سے انہیں اتنا دے دو جو ان کا خرچ ہوا تھا ۴۰

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝۱۱ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ

اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان

الْمُؤْمِنَةُ يُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا يَشْرِكَنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا

عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ

يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ

بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی ۴۱ اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں

۳۲ یعنی مہاجرہ عورتوں سے اگرچہ دارالحرب میں ان کے شوہر ہوں کیونکہ اسلام لانے سے وہ ان شوہروں پر حرام ہو گئیں اور ان کی زوجیت میں نہ رہیں۔ مسئلہ:

وَاحْتَجَّ بِهِ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى أَنْ لَّعِدَّةً عَلَى الْمُهَاجِرَةِ فَيَحْزُلُ لَهَا التَّزْوُجُ مِنْ غَيْرِ عِدَّةٍ خِلَافًا لَّهُمَا۔ ۳۳ مہر دینے سے مراد اس کو اپنے ذمہ لازم کر لینا

ہے اگرچہ بالفعل نہ دیا جائے۔ مسئلہ: اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان عورتوں سے نکاح کرنے پر نیا مہر واجب ہوگا ان کے شوہروں کو جو ادا کر دیا گیا وہ اس میں مجراو

محسوب (شمار) نہ ہوگا۔ ۳۵ یعنی جو عورتیں دارالحرب میں رہ گئیں یا مرتدہ ہو کر دارالحرب میں چلی گئیں ان سے زوجیت کا علقہ (تعلق) نہ رکھو، چنانچہ یہ آیت

نازل ہونے کے بعد اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کافرہ عورتوں کو طلاق دے دی جو مکہ مکرمہ میں تھیں۔ مسئلہ: اگر مسلمان کی عورت (معاذ اللہ)

مرتدہ ہو جائے تو اس کے قید نکاح سے باہر نہ ہوگی (عَلَيْهِ الْفَتْوَى زُجْرًا وَ تَيْسُرًا) ۳۶ یعنی ان عورتوں کو تم نے جو مہر دیئے تھے وہ ان کافروں سے وصول کرلو

جنہوں نے ان سے نکاح کیا۔ ۳۷ اپنی عورتوں پر جو ہجرت کر کے دارالاسلام میں چلی آئیں ان کے مسلمان شوہروں سے جنہوں نے ان سے نکاح کیا۔

۳۸ شان نزول: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمانوں نے تو مہاجرہ عورتوں کے مہر ان کے کافر شوہروں کو ادا کر دیئے اور کافروں نے مرتدات کے مہر

مسلمانوں کو ادا کرنے سے انکار کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۹ جہاد میں اور ان سے غنیمت پاؤ۔ ۴۰ یعنی مرتدہ ہو کر دارالحرب میں چلی گئیں تھیں۔

۴۱ ان عورتوں کے مہر دینے میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مومنین مہاجرین کی عورتوں میں سے چھ عورتیں ایسی تھیں جنہوں نے

دارالحرب کو اختیار کیا اور مشرکین کے ساتھ لائق ہوئیں اور مرتد ہو گئیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے شوہروں کو مال غنیمت سے ان کے مہر عطا

فرمائے۔ فائدہ: ان آیتوں میں مہاجرہ جرات کے امتحان اور کفار نے جو اپنی بیبیوں پر خرچ کیا ہو وہ بعد ہجرت انہیں دینا اور مسلمانوں نے جو اپنی بیبیوں پر خرچ کیا ہو وہ

ان کے مرتدہ ہو کر کافروں سے مل جانے کے بعد ان سے مانگنا اور جن کی بیبیاں مرتدہ ہو کر چلی گئی ہوں انہوں نے جو ان پر خرچ کیا تھا وہ انہیں مال غنیمت میں سے دینا

أَيُّدِيَهُنَّ وَأَرْجُلَهُنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايَعُهُنَّ وَاسْتَغْفِرَ

اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں ۴۳ اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی ۴۴ تو اُن سے بیعت لو اور اللہ سے

لَهُنَّ اللَّهُ ۱۳ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اُن کی مغفرت چاہو ۴۵ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۴۶ اے ایمان والو ان لوگوں

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَسُوءُ مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا

سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے ۴۷ وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں ۴۸ جیسے

يَسَّ الْكُفَّارُ مِنَ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۱۵

کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے ۴۹

یہ تمام احکام منسوخ ہو گئے آیت سیف یا آیت غنیمت یا سنت سے کیونکہ یہ احکام جہی تک باقی رہے جب تک یہ عہد رہا اور جب وہ عہد اٹھ گیا تو احکام بھی نہ رہے۔

۴۲ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ لڑکیوں کو بچپان میں عار و باندیشہ ناداری زندہ دفن کر دیتے تھے اس سے اور ہر قتل ناحق سے باز رہنا اس عہد میں شامل ہے۔

۴۳ یعنی پر ایسا بچہ لے کر شوہر کو دھوکا دیں اور اس کو اپنے پیٹ سے جٹا ہوا بتائیں جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا۔ ۴۴ نیک بات اللہ اور اس کے رسول کی

فرمانبرداری ہے۔ ۴۵ مروی ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز فتح مکہ مردوں کی بیعت لے کر فارغ ہوئے تو کوہ صفا پر عورتوں سے بیعت لینا

شروع کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے کھڑے ہوئے حضور کا کلام مبارک عورتوں کو سناتے جاتے تھے ہند بنت عتیبہ ابوسفیان کی بیوی خوفزدہ برقع پہن کر اس

طرح حاضر ہوئی کہ پہچانی نہ جائے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ

کرو ہند نے سراٹھا کر کہا کہ آپ ہم سے وہ عہد لیتے ہیں جو ہم نے آپ کو مردوں سے لیتے نہیں دیکھا اور اس روز مردوں سے صرف اسلام و جہاد پر بیعت لی گئی تھی

پھر حضور نے فرمایا: اور چوری نہ کریں گی تو ہند نے عرض کیا کہ ابوسفیان بچیل آدمی ہیں اور میں نے ان کا مال ضرور لیا ہے میں نہیں سمجھی مجھے حلال ہوا یا نہیں ابوسفیان

حاضر تھے انہوں نے کہا جو تو نے پہلے لیا اور جو آئندہ لے سب حلال اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسم فرمایا اور ارشاد کیا: تو ہند بنت عتیبہ ہے، عرض کیا:

جی ہاں جو کچھ مجھ سے قصور ہوئے ہیں معاف فرمائیے پھر حضور نے فرمایا: اور نہ بدکاری کریں گی تو ہند نے کہا کیا کوئی آزاد عورت بدکاری کرتی ہے پھر فرمایا: نہ اپنی

اولاد کو قتل کریں۔ ہند نے کہا: ہم نے چھوٹے چھوٹے پالے جب بڑے ہو گئے تم نے انہیں قتل کر دیا تم جانو اور وہ جائیں اس کا لڑکا حظلہ بن ابی سفیان بدر میں قتل کر

دیا گیا تھا ہند کی یہ گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت ہنسی آئی پھر حضور نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان نہ گھڑیں گی ہند نے کہا بخدا

بہتان بہت بری چیز ہے اور حضور ہم کو نیک باتوں اور برتر خصلتوں کا حکم دیتے ہیں پھر حضور نے فرمایا کہ کسی نیک بات میں رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

نافرمانی نہ کریں گی اس پر ہند نے کہا کہ اس مجلس میں ہم اس لیے حاضر ہیں کہ اپنے دل میں آپ کی نافرمانی کا خیال آنے دیں عورتوں نے ان تمام امور کا

اقرار کیا اور چار سو ستاون عورتوں نے بیعت کی اس بیعت میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مصافحہ نہ فرمایا اور عورتوں کو دست مبارک چھونے نہ دیا بیعت کی

کیفیت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک قدح پانی میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ڈالا پھر اس میں عورتوں نے اپنے ہاتھ ڈالے اور یہ

بھی کہا گیا ہے کہ بیعت کپڑے کے واسطے سے لی گئی اور بعد نہیں ہے کہ دونوں صورتیں عمل میں آئی ہوں۔ مسائل: بیعت کے وقت مقرر اض کا استعمال مشائخ کا

طریقہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ خلافت کے ساتھ ٹوپی دینا مشائخ کا معمول ہے اور کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ عورتوں کی بیعت میں اجنبیہ کا ہاتھ چھونا حرام ہے۔ یا بیعت زبان سے ہو یا کپڑے وغیرہ کے واسطے سے۔ ۴۶ ان لوگوں سے مراد

یہود ہیں۔ ۴۷ کیونکہ انہیں کتب سابقہ سے معلوم ہو چکا تھا اور وہ یقین جانتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہود نے اس

کی تکذیب کی ہے اس لیے انہیں اپنی مغفرت کی امید نہیں۔ ۴۸ پھر دنیا میں واپس آنے کی یا یہ معنی ہیں کہ یہود ثواب آخرت سے ایسے ناامید ہوئے جیسا کہ مرے

ہوئے کافر اپنی قبروں میں اپنے حال کو جان کر ثواب آخرت سے بالکل مایوس ہیں۔

﴿اٰیٰتھا ۱۲﴾ ﴿۶۱ سُورَةُ الصَّفِّ مَكِّيَّةٌ ۱۰۹﴾ ﴿مَرْکُوعَاتھا ۲﴾

سورۃ صف مدنیہ ہے، اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُولُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۚ ② کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ

اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ۲ کتنی سخت ناپسند ہے

اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۚ ③ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ

اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ۳ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں

فِیْ سَبِیْلِهِ صَفًّا ۚ کَانَتْهُمْ بُنَیَّانٌ مَّرْصُوعٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ

لڑتے ہیں پرا (صف) باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا (سیسہ) پلائی ۴ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا

یَقَوْمِ لِمَ تَوَدُّوْنَنِیْ وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ اَنْیَّ رَاسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ ۚ فَلَمَّا

اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو ۵ حالانکہ تم جانتے ہو ۶ کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ۷ پھر جب

زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهِ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ⑤ وَاِذْ

وہ ۸ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے ۹ اور فاسق لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا ۱۰ اور یاد کرو جب

قَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنَیْ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَاسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ

عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں

۱ سورۃ صف مکیہ ہے اور بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وجمہور مفسرین مدنیہ ہے اس میں دو ۲ رکوع، چودہ ۱۴ آیتیں، دوسواکیس ۲۳۱ کلمے، اور نو سو ۹۰۰ حرف ہیں۔ ۱ شان نزول: صحابہ کرام کی ایک جماعت گفتگو میں کر رہی تھی یہ وہ وقت تھا جب تک کہ حکم جہاد نازل نہیں ہوا تھا اس جماعت میں یہ تذکرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کیا عمل پیا را ہے ہمیں معلوم ہوتا تو ہم وہی کرتے چاہے اس میں ہمارے مال اور ہماری جانیں کام آجائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت کے شان نزول میں اور بھی کئی قول ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو مسلمانوں سے مدد کا جھوٹا وعدہ کرتے تھے۔ ۲ ایک سے دوسرا ملا ہوا ہر ایک اپنی اپنی جگہ جما ہوا دشمن کے مقابل سب کے سب مثل شے واحد کے۔ ۳ آیات کا انکار کر کے اور میرے اوپر جھوٹی تہمتیں لگا کر وہ یقین کے ساتھ ۴ اور رسول واجب التعظیم ہوتے ہیں ان کی توقیر اور ان کا احترام لازم ہے انہیں ایذا دینا سخت حرام اور انتہا درجہ کی بد نصیبی ہے۔ ۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دے کر راہ حق سے منحرف اور ۶ انہیں اتباع حق کی توفیق سے محروم کر کے۔ ۷ جو اس کے علم میں نافرمان ہیں۔

مُصَدِّقًا لِّبَابَيْنِ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ

اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا فل اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف

بَعْدِي اسْمُهُ أَحَدٌ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ

لائیں گے اُن کا نام احمد ہے فل پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ سحر

مُبِينٌ ۶ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ وَهُوَ يُدْعَى إِلَى

جادو ہے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے فل حالانکہ اسے اسلام کی طرف

الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۷ يُرِيدُونَ لِيُطْفَئُوا

بلایا جاتا ہو فل اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور فل

نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۸ هُوَ

اپنے منہوں سے بجھادیں فل اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر وہی ہے

الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ

جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب

كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى

کرے فل پڑے بُرا مانیں مشرک اے ایمان والو فل کیا میں بتا دوں وہ سوداگری

اس آیت میں تنبیہ ہے کہ رسولوں کو ایذا دینا شدید ترین جرم ہے اور اس کے وبال سے دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور آدمی ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔ فل اور

توریت و دیگر کتب الہیہ کا اقرار و اعتراف کرتا ہوا اور تمام پہلے انبیاء کو مانتا ہوا۔ فل حدیث: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اصحاب کرام نجاشی

بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی بادشاہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہی رسول ہیں جن کی حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اگر امور سلطنت کی پابندی نہ ہوتی تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برداری (نعلین شریفین اٹھانے) کی خدمت بجا

لاتا۔ (ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے تو ریت میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت مذکور ہے اور یہ بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔ ابوداؤد مدنی نے کہا کہ روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی) حضرت کعب احبار سے مروی ہے کہ حواریوں نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: یارب اللہ! کیا ہمارے بعد اور کوئی امت بھی ہے؟ فرمایا: ہاں احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت وہ لوگ حکماء،

علماء، ابرار و اتقیاء ہیں اور فقہ میں نائب انبیاء ہیں اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے تھوڑے عمل پر راضی۔ فل اس کی طرف شریک اور

ولد کی نسبت کر کے اور اس کی آیات کو جادو بتا کر۔ فل جس میں سعادت دارین ہے۔ فل یعنی دین برحق اسلام فل قرآن پاک کو شعر و سحر و کہانت بتا کر۔

فل چنانچہ ہر ایک دین بعنایت الہی اسلام سے مغلوب ہو گیا۔ مجاہد سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو روئے زمین پر سوائے

اسلام کے اور کوئی دین نہ ہوگا۔ فل شان نزول: مومنین نے کہا تھا کہ اگر ہم جانے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ناسمیل بہت پسند ہے تو ہم وہی کرتے اس پر یہ آیت نازل

ہوئی اور اس آیت میں اس عمل کو تجارت سے تعبیر فرمایا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الہی اور

جنت و نجات حاصل ہوتی ہے۔

تَجَارَةً تُجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۱۰ تُوْمُنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَ

جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے ۱۰ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور

تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ۝۱۱ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ

اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے ۱۱ اگر

کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۲ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنَّتٍ تَجْرٰی مِنْ

تم جانو ۱۲ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَ مَسٰکِنٌ طَیِّبَةٌ فِیْ جَنَّتٍ عَدْنٍ ۝۱۳ ذٰلِکَ الْفَوْزُ

نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی

الْعَظِیْمُ ۝۱۴ وَاٰخِرٰی تُحِبُّوْنَہَا ۝۱۵ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ۝۱۶ وَبَشٰرٌ

کامیابی ہے اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا ۱۵ جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح ۱۶ اور اے محبوب

الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۷ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارًا لِلّٰهِ کَمَا قَالَ

مسلمانوں کو خوشی سناؤ ۱۷ اے ایمان والو دین خدا کے مددگار ہو جیسے ۱۷

عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیِّیْنَ مِّنْ اَنْصَارِہِۭۤا اِلٰی اللّٰهِ ۝۱۸ قَالَ

عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہے جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں حواری

الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاَمَنْتُ طَآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ وَ

بولے ۱۸ ہم دین خدا کے مددگار ہیں تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا ۱۸ اور

کَفَرَتْ طَآئِفَةٌ ۝۱۹ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّہِمُ فَاصْبَحُوْا ظٰہِرِیْنَ ۝۲۰

ایک گروہ نے کفر کیا ۱۹ تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے ۲۰

۱۸۔ اب وہ تجارت بتائی جاتی ہے۔ ۱۹۔ جان اور مال اور ہر ایک چیز سے ۲۰۔ اور ایسا کرو تو ۲۱۔ اس کے علاوہ جلد ملنے والی ۲۲۔ اس فتح سے یا فتح مکہ مراد ہے

یا بلاد فارس و روم کی فتح۔ ۲۳۔ دنیا میں فتح کی اور آخرت میں جنت کی۔ ۲۴۔ حواریوں نے دین الہی کی مدد کی تھی جب کہ ۲۵۔ حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے تخلصین کو کہتے ہیں یہ بارہ حضرات تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اول ایمان لائے، انہوں نے عرض کیا: ۲۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ۲۷۔ ان دونوں

میں قتال ہوا ۲۸۔ ایمان والے۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالیے گئے تو ان کی قوم تین فرقوں میں منقسم ہو گئی

ایک فرقے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کہا کہ وہ اللہ تھا آسمان پر چلا گیا دوسرے فرقے نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا اس نے اپنے پاس بلا لیا تیسرے فرقے

نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول تھے اس نے اٹھالیا یہ تیسرے فرقے والے مؤمن تھے ان کی ان دونوں فرقوں سے جنگ رہی اور کافر گروہ ان پر

غالب رہے یہاں تک کہ سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا اس وقت ایماندار گروہ ان کافروں پر غالب ہوا اس تقدیر پر مطلب یہ ہے کہ

﴿آیاتھا ۱۱﴾ ﴿سُورَةُ الْجُمُعَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۱۰﴾ ﴿مُكَوِّنَاتُهَا ۲﴾

سورۃ جمعہ مدنیہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا فل

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وٹ بادشاہ کمال پاکی والا عزت والا

الْحَكِيمِ ۱ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ

حکمت والا وہی ہے جس نے اُن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے

آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ

ہیں وٹ اور انہیں پاک کرتے ہیں وٹ اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں وٹ اور بے شک وہ اس سے پہلے وٹ

لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۚ ۲ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ

ضرور کھلی گمراہی میں تھے وٹ اور ان میں سے وٹ اور وٹ کو وٹ پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان لوگوں سے نہ وٹ وٹ اور وہی عزت و

الْحَكِيمِ ۚ ۳ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مِنْ يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے وٹ اور اللہ بڑے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے سے مدد فرمائی۔ وٹ سورۃ جمعہ مدنیہ ہے اس میں

دو ۲ رکوع، گیارہ ۱۱ آیتیں، ایک سو اسی ۱۸۰ کلمے، سات سو بیس ۷۲۰ حرف ہیں۔ وٹ تسبیح تین طرح کی ہے ایک تسبیح خلقت کہ ہر شے کی ذات اور اس کی

پیدائش حضرت خالق قدیر جل جلالہ کی قدرت و حکمت اور اس کی وحدانیت اور تنزیہ پر دلالت کرتی ہے دوسری تسبیح معرفت کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے مخلوق میں

اپنی معرفت پیدا کرے تیسری تسبیح ضروری وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک جو ہر پر اپنی تسبیح جاری فرماتا ہے یہ تسبیح معرفت پر مرتب نہیں۔ وٹ جس کے نسب و شرافت

کو وہ اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں ان کا نام پاک محمد مصطفیٰ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت نبی اُمی ہے اس کی بہت

وجہ ہیں: ایک ان میں سے یہ ہے کہ آپ امت امیہ کی طرف مبعوث ہوئے۔ کتاب شعباء میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُمیوں میں ایک اُمی بھیجوں گا اور اس

پر نبوت ختم کر دوں گا اور ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کی بعثت ام القریٰ یعنی مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے اور کتاب سے

کچھ پڑھتے نہ تھے اور یہ آپ کی فضیلت تھی کہ غایت حضور علم سے اس کی حاجت نہ تھی خط ایک صنعت ذہنیہ ہے جو آلہ جسمانیہ سے صادر ہوتی ہے تو جو ذات ایسی ہو

کہ قلم اعلیٰ اس کے زیر فرمان ہو اس کو اس کتابت کی کیا حاجت پھر حضور کا کتابت نہ فرمانا اور کتابت کا ماہر ہونا ایک معجزہ عظیمہ ہے کہ بتوں کو علم خط اور رسم کتابت کی

تعلیم فرماتے اور اہل حرفت (اہل فن) کو حرفتوں (فنون) کی تعلیم دیتے اور ہر کمال دنیوی و اخروی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام خلق سے اَعْلَمَ کیا۔ وٹ یعنی

قرآن پاک سناتے ہیں وٹ عقائد باطلہ و اخلاق رذیلہ و خباثت جاہلیت و قبح اعمال سے وٹ کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے سنت و فقہ ہے یا احکام

شریعت اور اسرار طریقت۔ وٹ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل وٹ کہ شرک و عقائد باطلہ و خباثت اعمال میں گرفتار تھے انہیں

مرشد کامل کی شدید حاجت تھی۔ وٹ یعنی اُمیوں میں سے وٹ اور وٹ سے مراد یا تو نجم ہیں یا وہ تمام لوگ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک

الْعَظِيمِ ۴) مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ

فضل والا ہے ۱۳ ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی ۱۴ پھر انھوں نے اس کی حکم برداری نہ کی ۱۵ گدھے کی

الْحَبَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۱۶ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ

مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے ۱۷ کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنھوں نے اللہ کی آیتیں

اللَّهُ ۱۸ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۱۹ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادَوْا

جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا تم فرماؤ اے یہودیو!

إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ إِنْ

اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ۲۰ تو مرنے کی آرزو کرو ۲۱ اگر

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۲۲ وَلَا يَتَسَوَّنَا أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُ أَيْدِيَهُمْ ۲۳ وَاللَّهُ

تم سچے ہو ۲۴ اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کو (نیکوں) (اعمال) کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ۲۵ اور اللہ

عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۲۶ قُلْ إِنْ الْمَوْتُ الَّذِي تُفَرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ

ظالموں کو جانتا ہے تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور

مُلَقِيكُمْ ثُمَّ تَرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تمہیں ملتی ہے ۲۷ پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ

تَعْمَلُونَ ۲۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمٍ

تم نے کیا تھا اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۲۹ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

جمعہ کے دن ۳۰ تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو ۳۱ اور خرید و فروخت چھوڑ دو ۳۲ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم

اسلام میں داخل ہوں ان کو ۳۳ ان کا زمانہ نہ پایا ان کے بعد آئے یا فضل و شرف میں ان کے درجہ کو نہ پہنچے کیونکہ صحابہ کے بعد کے لوگ خواہ غوث و قطب ہو جائیں

مگر فضیلت صحابہ کی نہیں پاسکتے۔ ۳۴ اپنے خلق پر، اس نے ان کی ہدایت کے لیے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ ۳۵ اور اس کے احکام کا اتباع ان پر لازم کیا گیا تھا وہ لوگ یہود ہیں۔ ۳۶ اور اس پر عمل نہ کیا اور اس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت دیکھنے کے باوجود

حضور پر ایمان نہ لائے۔ ۳۷ اور بوجھ کے سوا ان سے کچھ بھی نفع نہ پائے اور جو علوم ان میں ہیں ان سے اصلاً واقف نہ ہو یہی حال ان یہود کا ہے جو توریت اٹھائے پھرتے ہیں اس کے الفاظ رٹتے ہیں اور اس سے نفع نہیں اٹھاتے اس کے مطابق عمل نہیں کرتے اور یہی مثال ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو قرآن کریم کے معانی کو نہ سمجھیں اور اس پر عمل نہ کریں اور اس سے اعراض کریں۔ ۳۸ جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ ۳۹ کہ موت تمہیں اس تک پہنچائے۔ ۴۰ اپنے اس دعوے میں ۴۱ یعنی اس کفر و تکذیب کے باعث جو ان سے صادر ہوئی ہے۔ ۴۲ کسی طرح اس سے بچ نہیں سکتے۔ ۴۳ روز جمعہ

تَعْلُونَ ⑨ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا

جانو پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا

مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ⑩ وَإِذَا رَأَوْا

فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤں اور جب انھوں نے

تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَصَوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۖ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ

کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے ۲۵ اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے ۲۶ تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے ۲۷

خَيْرٌ مِنَ اللَّهِو مِنَ التِّجَارَةِ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّزِقِينَ ⑪

کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا

﴿اِيَاتَهَا ۱۱﴾ ﴿سُورَةُ الْمُنْفِقُونَ مَدَنِيَّةٌ ۴۰﴾ ﴿رَكَعَاتُهَا ۲﴾

سورہ منافقون مدنیہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

اس دن کا نام عربی زبان میں عَزْر تھا جمعہ اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ نماز کے لیے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے وجہ تسمیہ میں اور بھی اقوال ہیں سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لوی ہیں پہلا جمعہ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا اصحاب سیر کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بارہویں ربیع الاول روز دوشنبہ (پیر) کو چاشت کے وقت مقام قباء میں اقامت فرمائی دوشنبہ، سہ شنبہ (منگل)، چہار شنبہ (بدھ)، پنج شنبہ (جمعرات) یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی روز جمعہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمایا نبی سالم ابن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا وقت آیا اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا جمعہ کا دن سید الایام ہے جو مومن اس روز مرے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اذان سے مراد اذان اول ہے نہ اذان ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے اگرچہ اذان اول زمانہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اضافہ کی گئی مگر وجوب سعی اور ترک بیع و شراء اسی سے متعلق ہے۔ (کذا فی الدر المختار) ۲۲ دوڑنے سے بھاگنا مراد نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے تیاری شروع کرو اور ”ذِکْرُ اللَّهِ“ سے جمہور کے نزدیک خطبہ مراد ہے۔ ۲۳ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے نماز جمعہ کی فرضیت اور بیع وغیرہ مشاغل دنیویہ کی حرمت اور سعی یعنی اہتمام نماز کا وجوب ثابت ہوا اور خطبہ بھی ثابت ہوا۔ مسئلہ: جمعہ مسلمان مرد مکلف آزاد و تندرست مقیم پر شہر میں واجب ہوتا ہے نابینا اور لنگڑے پر واجب نہیں ہوتا صحت جمعہ کے لیے سات شرطیں ہیں (۱) شہر، جہاں فیصلہ مقدمات کا اختیار رکھنے والا کوئی حاکم موجود ہو یا فناء شہر جو شہر سے متصل ہو اور اہل شہر اس کو اپنے حوائج کے کام میں لاتے ہوں۔ (۲) حاکم (۳) وقت ظہر (۴) خطبہ وقت کے اندر (۵) خطبہ کا قبل نماز ہونا اتنی جماعت میں جو جمعہ کے لیے ضروری ہے (۶) جماعت اور اس کی اقل مقدار تین مرد ہیں سوائے امام کے (۷) اذان عام کہ نمازیوں کو مقام نماز میں آنے سے روکا نہ جائے۔ ۲۴ یعنی اب تمہارے لیے جائز ہے کہ معاش کے کاموں میں مشغول ہو یا طلب علم یا عیادت مریض یا شرکت جنازہ یا زیارت علماء اور اس کے مشل کاموں میں مشغول ہو کر نیکیاں حاصل کرو۔ ۲۵ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں روز جمعہ خطبہ فرما رہے تھے اس حال میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور حسب دستور اعلان کے لیے بل بجایا گیا زمانہ بہت تنگی اور گرانی (مہنگائی) کا تھا لوگ بائیں خیال اس کی طرف چلے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ دیر کرنے سے اجناس ختم ہو جائیں اور ہم نہ پاسکیں اور مسجد شریف میں صرف بارہ آدمی رہ گئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۶ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ خطیب کو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا چاہئے۔ ۲۷ یعنی نماز کا اجر و ثواب اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے کی برکت و سعادت۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ قَالُوا لَوْ أَنشَأَ لِرَسُولِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے

إِنَّكَ لَرَسُولُهُ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝۱ اتَّخَذُوا

کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں وہ انھوں نے اپنی

أَيْمَانَهُمْ جُزْءً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا

قسموں کو ڈھال ٹھہرا لیا وہ تو اللہ کی راہ سے روکا وہ بے شک وہ بہت ہی بُرے کام

يَعْمَلُونَ ۝۲ ذَلِك بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا

کرتے ہیں وہ یہ اس لیے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو اُن کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب

يَفْقَهُونَ ۝۳ وَإِذَا رَأَوْا آيَاتَهُمْ تَعَجَّبُوا أَجْسَامَهُمْ ۖ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمِعُ

وہ کچھ نہیں سمجھتے اور جب تو انہیں دیکھے وہ ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو اُن کی بات

لِقَوْلِهِمْ ۖ كَانَتْهُمْ خُشْبٌ مَّسَدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۖ

غور سے سننے وہ گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی وہ ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں وہ

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرُهُمْ ۖ قَاتِلْهُمْ اللَّهُ ۖ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝۴ وَإِذَا قِيلَ

وہ دشمن ہیں وہ تو ان سے بچتے رہو وہ اللہ انھیں مارے کہاں اونڈھے جاتے ہیں وہ اور جب ان سے

وَلَسَوْفَ يَنْفِقُونَ مَدِينَةٍ هِيَ اس میں دو ۲ رکوع، گیارہ ۱۱ آیتیں، ایک سو ۱۸۰ کلمے، اور نو سو چھتر ۶۴ حرف ہیں۔ وہ تو اپنے ضمیر کے خلاف وہ ان کا

باطن ظاہر کے موافق نہیں جو کہتے ہیں اس کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ کہ ان کے ذریعہ سے قتل و قید سے محفوظ رہیں۔ وہ لوگوں کو یعنی جہاد سے یاسید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے طرح طرح کے وسوسے اور شبہ ڈال کر۔ وہ کہ بمقابلہ ایمان کے کفر اختیار کرتے ہیں۔ وہ یعنی منافقین کو

مثل عبد اللہ بن ابی سلول وغیرہ کے وہ ابن ابی جسیم، صبیح، خوبرو و خوش بیان آدمی تھا اور اس کے ساتھ والے منافقین قریب قریب ویسے ہی تھے نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں جب یہ لوگ حاضر ہوتے تو خوب باتیں بناتے جو سننے والے کو اچھی معلوم ہوتیں۔ وہ جن میں بے جان تصویر

کی طرح نہ ایمان کی روح نہ انجام سوچنے والی عقل۔ وہ کوئی کسی کو پکارتا ہو یا اپنی گنجیز ڈھونڈتا ہو یا لشکر میں کسی مقصد کے لیے کوئی بات بلند آواز سے کہیں تو یہ

اپنے جنبش نفس اور سوزن سے یہی سمجھتے ہیں کہ انہیں کچھ کہا گیا اور انہیں یہ اندیشہ رہتا ہے کہ ان کے حق میں کوئی ایسا مضمون نازل ہوا جس سے ان کے راز فاش ہو

جائیں۔ وہ دل میں شدید عداوت رکھتے ہیں اور کفار کے پاس یہاں کی خبریں پہنچاتے ہیں ان کے جاسوس ہیں۔ وہ اور ان کے ظاہر حال سے دھوکا نہ

کھاؤ۔ وہ اور روشن برہان قائم ہونے کے باوجود حق سے منحرف ہوتے ہیں۔

لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّارُ عُرْوُسِهِمْ وَرَأَيْتَهُمْ

کہا جائے کہ آؤ فلا رسول اللہ تمہارے لیے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو

يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۵ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ

کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں فلا ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۶ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۷ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

چاہو ۶ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا فلا بے شک ۷ اللہ فاسقوں کو

الْفٰسِقِيْنَ ۶ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُولُوْنَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

راہ نہیں دیتا وہی ہیں جو کہتے ہیں ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں

حَتّٰی يَنْفَضُّوْا ۷ وَلِلّٰهِ خَزَاۤئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے فلا مگر منافقوں کو

لَا يَفْقَهُوْنَ ۸ يَقُولُوْنَ لَیْن رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ اِلَّا عَرُّ

سمجھ نہیں کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے فلا تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا

مِنْهَا اِلَّا ذَلَّ ۹ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اُسے جونہایت ذلت والا ہے فلا اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں

۱۱۔ معافی چاہنے کے لیے فلا شان نزول: غزوہ مُؤَسِبِیع سے فارغ ہو کر جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرچاہ (ایک کنویں کے پاس) نزول فرمایا

تو وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر سچا غفاری اور ابن ابی کے حلیف سنان بن ورجہنی کے درمیان جنگ ہو گئی سچا نے مہاجرین کو

اور سنان نے انصار کو پکارا اس وقت ابن ابی منافق نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں کہیں اور یہ کہا کہ مدینہ

طیبہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اگر تم انہیں اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب ان پر کچھ

خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں اس کی یہ ناشائستہ گفتگو سن کر زید بن ارقم کو تاب نہ رہی انہوں نے اس سے فرمایا کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اپنی قوم میں بغض

ڈالنے والا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک پر معراج کا تاج ہے حضرت رحمن نے انہیں عزت و قوت دی ہے ابن ابی کہنے لگا: چپ میں تو ہنسی

سے کہہ رہا تھا، زید بن ارقم نے یہ خبر حضور کی خدمت میں پہنچائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن ابی کے قتل کی اجازت چاہی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں، حضور انور نے ابن ابی سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ باتیں

کہی تھیں وہ مگر کیا اور قسم کھا گیا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا اس کے ساتھی جو مجلس شریف میں حاضر تھے وہ عرض کرنے لگے کہ ابن ابی بوڑھا بڑا شخص ہے یہ جو کہتا ہے

ٹھیک ہی کہتا ہے زید بن ارقم کو شاید دھوکا ہوا ہو اور بات یاد نہ رہی ہو پھر جب اوپر کی آیتیں نازل ہوئیں اور ابن ابی کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ جاسید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کر حضور تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں تو گردن پھیری اور کہنے لگا کہ تم نے کہا ایمان لا تو میں ایمان لے آیا تم

نے کہا زکوٰۃ دے تو میں نے زکوٰۃ دی اب یہی باقی رہ گیا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کروں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فلا اس لیے کہ

وہ نفاق میں راسخ اور پختہ ہو چکے ہیں۔ فلا وہی سب کا رازق ہے فلا اس غزوہ سے لوٹ کر فلا منافقین نے اپنے کو عزت والا کہا اور مؤمنین کو ذلت

لَا يَعْلَمُونَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ

کو خبر نہیں ہے اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝۹ وَانْفِقُوا

ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے ۲۲ تو وہی لوگ نقصان میں ہیں ۲۳ اور ہمارے دیئے میں

مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِيَ اَحَدَكُمْ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ

سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو ۲۴ قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب

لَا اٰخَرَتْنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَقَ وَاَكُنْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰

تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا

وَلَنْ يُّوْخِرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۙ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱

اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے ۲۵ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

﴿اِیَاتِهَا ۱۸﴾ ﴿سُوْرَةُ التَّعَابُثِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۸﴾ ﴿رُكُوْعَاتُهَا ۲﴾

سورہ تغابن مدنیہ ہے، اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحُدُوْدُ ۚ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اُسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف ہے

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں

وَاللّٰهُ تَعَالٰی فرماتا ہے: ۲۰ اس آیت کے نازل ہونے کے چند ہی روز بعد ابن ابی منافق اپنے نفاق کی حالت پر مر گیا۔ ۲۱ بچکانہ نمازوں سے یا قرآن شریف

سے ۲۲ کہ دنیا میں مشغول ہو کر دین کو فراموش کر دے اور مال کی محبت میں اپنے حال کی پروا نہ کرے اور اولاد کی خوشی کے لیے راحت آخرت سے غافل رہے

۲۳ کہ انہوں نے دنیا کے فانی کے پیچھے دار آخرت کی باقی رہنے والی نعمتوں کی پروا نہ کی۔ ۲۴ یعنی جو صدقات واجب ہیں وہ ادا کرو۔ ۲۵ جو لوح محفوظ میں

مکتوب ہے۔ ۱ سورہ تغابن اکثر کے نزدیک مدنیہ ہے اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ مکہ ہے سوائے تین ۳ آیتوں کے جو ”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ“

سے شروع ہوتی ہیں اس سورت میں دو ۲ رکوع، اٹھارہ ۱۸ آیتیں، دو سو اکتالیس ۲۴۱ کلمے، ایک ہزار ستر ۱۰۷۰ حرف ہیں۔ ۱ اپنے ملک میں متصرف ہے جو

چاہتا ہے جیسا چاہتا ہے کرتا ہے نہ کوئی شریک نہ ساجھی سب نعمتیں اسی کی ہیں۔

مُؤْمِنٌ ۱۰ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۱۱ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

کوئی مسلمان نہ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اس نے آسمان اور زمین حق

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ ۱۲ وَإِلَيْهِ النُّصَيْرُ ۱۳ يَعْلَمُ مَا فِي

کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی نہ اور اسی کی طرف پھرنا ہے نہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تَعْلَمُونَ ۱۴ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں

بِذَاتِ الصُّدُورِ ۱۵ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۱۶ فَذَاقُوا

کی جانتا ہے کیا تمہیں نہ ان کی خبر نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا نہ اور اپنے

وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۷ ذَلِكِ بِأَنَّكَ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ

کام کا وبال چکھا نہ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے نہ یہ اس لیے کہ ان کے پاس

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشْرٌ يَهْدُونَنَا ۱۸ فَكَفَرُوا وَاتَّوَلَّوْا ۱۹ أَسْتَغْنَىٰ

ان کے رسول روشن دلیلیں لاتے نہ تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے نہ تو کافر ہوئے نہ اور پھر گئے نہ اور اللہ نے بے نیازی کو

اللَّهُ ۲۰ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۲۱ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّنْ يُبْعَثُوا ۲۲ ط

کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سرہا کافروں نے کہا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے

قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّوْنَ بِمَا عَمِلْتُمْ ۲۳ وَذَلِكِ عَلَى اللَّهِ

تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کو تک (اعمال) تمہیں بتادیئے جائیں گے اور یہ اللہ کو

يَسِيرٌ ۲۴ فَاْمُنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا ۲۵ وَاللَّهُ بِمَا

آسان ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر نہ جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۲۶ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۲۷ ذَلِكِ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۲۸ ط

سے خبردار ہے جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا سب جمع ہونے کے دن نہ وہ دن ہے بارہا لوں کی بار کھلنے کا نہ

۱۰ حدیث شریف میں ہے کہ انسان کی سعادت و شقاوت فرشتہ بحکم الہی اسی وقت لکھ دیتا ہے جب کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ ۱۱ تو لازم ہے کہ تم

اپنی سیرت بھی اچھی رکھو۔ ۱۲ آخرت میں۔ ۱۳ اے کفار کہ! اے یعنی کیا تمہیں گزری ہوئی امتوں کے احوال معلوم نہیں جنہوں نے انبیاء کی تکذیب کی

۱۴ دنیا میں اپنے کفر کی سزا پائی نہ آخرت میں نہ معجزے دکھاتے۔ ۱۵ یعنی انہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی و نافرمانی ہے پھر

بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا اور پھر کا خدا ہونا تسلیم کر لیا۔ ۱۶ رسولوں کا انکار کر کے نہ ایمان سے۔ ۱۷ نور سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ اس کی بدولت گمراہی

وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ

اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اُتار دے گا اور اُسے باغوں میں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ

لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی

الْعَظِيمُ ۙ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ

کامیابی ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ آگ والے ہیں

خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۙ ۱۰ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ

ہمیشہ اس میں رہیں اور کیا ہی بُرا انجام کوئی مصیبت نہیں پہنچتی وگرنہ مگر اللہ کے

اللَّهِ ۖ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ ۖ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۙ ۱۱ وَ

حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا ۱۰ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا

اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھيرو وگرنہ تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف

الْبَلَاغُ الْبَيِّنُ ۙ ۱۲ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۙ ۱۳

صریح پہنچا دینا ہے ۱۲ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّ مِنْ أَرْوَاجِكُمْ وَأَوْ لَا دِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

اے ایمان والو تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں ۲۲

فَاخْذِرُوهُمْ ۚ وَإِنِ تَعَفَّوْا وَتَصَفَّحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

تو ان سے احتیاط رکھو ۲۲ اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا

کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور ہر شے کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ ۲۱ یعنی روز قیامت جس میں سب اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ ۲۰ یعنی کافروں کی محرومی

ظاہر ہونے کا۔ ۱۹ موت کی یا مرض کی یا نقصان مال کی یا اور کوئی ۱۸ اور جانے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے اور وقت

مصیبت ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر شکر اور بلا پر صبر کرے ۱۹ کہ وہ اور زیادہ نیکیوں اور طاعتوں میں مشغول ہو۔ ۲۰ اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے ۲۱ چنانچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور کامل طور پر دین کی تبلیغ فرمادی۔ ۲۲ کہ تمہیں نیکی

سے روکتے ہیں۔ ۲۳ اور ان کے کہنے میں آ کر نیکی سے باز نہ رہو۔ شان نزول: چند مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ان کی بی بی اور بچوں نے

انہیں روکا اور کہا ہم تمہاری جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے تم چلے جاؤ گے ہم تمہارے پیچھے ہلاک ہو جائیں گے، یہ بات ان پر اثر کر گئی اور وہ ٹھہر گئے کچھ عرصہ کے بعد جب

انہوں نے ہجرت کی تو انہوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ دین میں بڑے ماہر اور فقیہ ہو گئے ہیں یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی بی بی

رَّحِيمٌ ۱۴) اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۖ وَاللّٰهُ عِنْدَ اَجْرٍ

مہربان ہے تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں ۲۴ اور اللہ کے پاس بڑا

عَظِيمٌ ۱۵) فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاَسْعَوْا وَاَطِيعُوا وَاَنْفِقُوا

ثواب ہے ۲۵ تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے ۲۶ اور فرمان سنو اور حکم مانو ۲۷ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو

خَيْرًا اِلَّا نَفْسِكُمْ ۖ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۱۶)

اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کی لالچ سے بچایا گیا ۲۸ تو وہی فلاح پانے والے ہیں

اِنْ تَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضَعْفُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۖ وَاللّٰهُ

اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے ۲۹ وہ تمہارے لیے اس کے دوئے کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ

شَكُورٌ حَلِيمٌ ۱۷) عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۸)

قدر فرمانے والا علم والا ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت والا حکمت والا

﴿اٰیٰتھا ۱۲﴾ ﴿سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ ۹۹﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتھا ۲﴾

سورۃ طلاق مدنیہ ہے، اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا

اے نبی ۱ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت

الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمُ ۚ لَا تَخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ

کا شمار رکھو ۲ اور اپنے رب اللہ سے ڈرو ۳ عدت میں انہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں ۴

بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور یہ قصد کیا کہ ان کا خرچ بند کر دیں کیونکہ وہی لوگ انہیں ہجرت سے مانع ہوئے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضور کے ساتھ ہجرت کرنے

والے اصحاب علم و فقہ میں ان سے منزلوں آگے نکل گئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اپنے بی بی بچوں سے درگزر کرنے اور معاف کرنے کی ترغیب

فرمائی گئی، چنانچہ آگے ارشاد فرمایا جاتا ہے: ۲۴ کہ کبھی آدمی ان کی وجہ سے گناہ اور معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ان میں مشغول ہو کر امور آخرت کے سرانجام

سے غافل ہو جاتا ہے۔ ۲۵ تو لحاظ رکھو ایسا نہ ہو کہ اموال و اولاد میں مشغول ہو کر ثواب عظیم کھو بیٹھو۔ ۲۶ یعنی بقدر اپنی وسعت و طاقت کے طاعت و عبادت بجا

لاؤ یہ تفسیر ہے ”اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهٖ“ کی ۱۷ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ۲۸ اور اس نے اپنے مال کو اطمینان کے ساتھ حکم شریعت

کے مطابق خرچ کیا ۲۹ یعنی خوش دلی سے نیک نیتی کے ساتھ مال حلال سے صدقہ دو گے صدقہ دینے کو براہ لطف و کرم قرض سے تعبیر فرمایا، اس میں صدقہ کی

ترغیب ہے کہ صدقہ دینے والا نقصان میں نہیں ہے بالیقین اس کی جزا پائے گا۔ ۱۸ سورۃ طلاق مدنیہ ہے اس میں دو رکوع، بارہ آیتیں اور دو سو انچاس ۲۳۹ کلمے

إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيَّنَةٍ ۖ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۖ وَمَنْ يَتَعَدَّ

مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں وہ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدود

حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۖ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ

سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی

ذَلِكَ أَمْرًا ۝ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ

نیا حکم بھیجے ۱۱ تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں وے تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا

فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَى عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ

بھلائی کے ساتھ جدا کر دو ۱۲ اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کر لو اور اللہ کے لیے گواہی

لِلَّهِ ۖ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَمَنْ

قائم کرو ۱۳ اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اُسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو ۱۴ اور جو

اور ایک ہزار ساٹھ ۱۰۶۰ حرف ہیں۔ ۱۵ اپنی امت سے فرمادیجئے۔ ۱۶ شان نزول: یہ آیت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی انہوں

نے اپنی بی بی کو عورتوں کے ایام مخصوصہ میں طلاق دی تھی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجعت کریں پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طہر یعنی پاکی

کے زمانہ میں طلاق دیں، اس آیت میں عورتوں سے مراد مدخول بہا عورتیں ہیں (جو اپنے شوہروں کے پاس گئی ہوں) صغیرہ، حاملہ اور آنسہ نہ ہوں (آنسہ وہ عورت

ہے جس کے ایام بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو گئے ہوں ان کا وقت نہ رہا ہو) مسئلہ: غیر مدخول بہا پر عدت نہیں ہے باقی تینوں قسم کی عورتیں جو ذکر کی گئی تھیں انہیں ایام

نہیں ہوتے تو ان کی عدت حیض سے شمار نہ ہوگی۔ مسئلہ: غیر مدخول بہا کو حیض میں طلاق دینا جائز ہے۔ آیت میں جو حکم دیا گیا اس سے مراد ایسی مدخول بہا عورتیں

ہیں جن کی عدت حیض سے شمار کی جائے انہیں طلاق دینا ہو تو ایسے طہر میں طلاق دیں جس میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو پھر عدت گزرنے تک ان سے تعرض نہ کریں

اس کو طلاق احسن کہتے ہیں طلاق حسن غیر موطؤہ عورت یعنی جس سے شوہر نے قربت نہ کی ہو اس کو ایک طلاق دینا طلاق حسن ہے خواہ یہ طلاق حیض میں ہو اور موطؤہ

عورت اگر صاحب حیض ہو تو اسے تین طلاقیں ایسے تین طہروں میں دینا جن میں اس سے قربت نہ کی ہو طلاق حسن ہے اور اگر موطؤہ صاحب حیض نہ ہو تو اس کو تین

طلاقیں تین مہینوں میں دینا طلاق حسن ہے طلاق بدعی حالت حیض میں طلاق دینا یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں قربت کی گئی ہو طلاق بدعی ہے ایسے ہی ایک طہر

میں تین یا دو طلاقیں بیکارگی یا دوسرے تہہ میں دینا طلاق بدعی ہے اگرچہ اس طہر میں وطی نہ کی گئی ہو۔ مسئلہ: طلاق بدعی مکروہ ہے مگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی طلاق دینے

والا گنہگار ہوتا ہے۔ ۱۷ مسئلہ: عورت کو عدت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے نہ شوہر کو جائز کہ مطلقہ کو عدت میں گھر سے نکالے نہ ان عورتوں کو وہاں سے خود نکلتا

رہا ۱۸ ان سے کوئی فسق ظاہر صادر ہو جس پر حد آتی ہے مثل زنا اور چوری کے اس کے لیے انہیں نکالنا ہی ہوگا۔ مسئلہ: اگر عورت فحش کئے اور گھر والوں کو ایذا دے

تو اس کو نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ (نافرمان) کے حکم میں ہے۔ مسئلہ: جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہو اس کو گھر سے نکالنا بالکل جائز نہیں اور جو موت

کی عدت میں ہو وہ حاجت پڑے تو دن میں نکل سکتی ہے لیکن شب گزارنا اس کو شوہر کے گھر ہی میں ضروری ہے۔ مسئلہ: جو عورت طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کے

اور شوہر کے درمیان پردہ ضروری ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کوئی اور عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔ مسئلہ: اگر شوہر فاسق ہو یا مکان بہت تنگ ہو تو شوہر کو اس

مکان سے چلا جانا بہتر ہے۔ ۱۹ رجعت کا وہ یعنی عدت آخر (ختم) ہونے کے قریب ہو ۲۰ یعنی تمہیں اختیار ہے اگر تم ان کے ساتھ بحسن معاشرت و

مراقت رہنا چاہو تو رجعت کر لو اور دل میں پھر دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھو اور اگر تمہیں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کر سکنے کی امید نہ ہو تو مہر وغیرہ ان کے حق ادا

کر کے ان سے جدائی کر لو اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ اس طرح کہ آخر عدت میں رجعت کر لو پھر طلاق دے دو اور اس طرح انہیں ان کی عدت دراز کر کے پریشانی میں

ڈالو ایسا نہ کرو اور خواہ رجعت کرو یا فرقت اختیار کرو دونوں صورتوں میں دفع تہمت اور رفع نزاع کے لیے دو مسلمانوں کو گواہ کر لینا مستحب ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَفِي مَقْصُودِ اس سے اس کی رضا جوئی ہو اور اقامت حق و تعمیل حکم الہی کے سوا اپنی کوئی فاسد غرض اس میں نہ ہو۔ ۲۱ مسئلہ: اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ کفار

يَسْتَقِ اللَّهَ يَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا ۲ وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط

اللہ سے ڈرے وہ اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ط إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ط قَدْ جَعَلَ

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے وہ بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بے شک اللہ نے

اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۳ وَالَّذِي يَسْنُ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ

ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی وہ اگر

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَالَّذِي لَمْ يَحْضَنْ ط وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ

تمہیں کچھ شک ہو وہ ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا وہ حمل والیوں

أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ط وَمَنْ يَسْتَقِ اللَّهَ يَجْعَلُ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ

کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل بچن لیں وہ اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی

يُسِّرًا ۴ ذَلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ ط وَمَنْ يَسْتَقِ اللَّهَ يَكْفُرْ عَنْهُ

فرمادے گا یہ وہ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اتارا اور جو اللہ سے ڈرے وہ اللہ اس کی برائیاں

سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمُ لَهُ أَجْرًا ۵ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ

اتار دے گا اور اسے بڑا ثواب دے گا عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی

شرائع و احکام کے ساتھ مخاطب نہیں۔ واللہ طلاق دے تو طلاق سنی دے اور معتدہ (عدت والی) کو ضرور نہ پہنچائے نہ اسے مسکن (گھر) سے نکالے اور حسب حکم الہی

مسلمانوں کو گواہ کر لے۔ ۲۔ جس سے وہ دنیا و آخرت کے نعموں سے خلاص پائے اور ہر تنگی اور پریشانی سے محفوظ رہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی

ہے کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے شبہات دنیا و آخرت موت و شدائد و زکوٰۃ و قیامت سے خلاص کی راہ نکالے گا اور اس آیت کی نسبت سید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کر لیں تو ان کی ہر ضرورت و حاجت کے لیے کافی ہے۔ شان نزول: عوف

بن مالک کے فرزند کو مشرکین نے قید کر لیا تو عوف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ میرا بیٹا مشرکین نے

قید کر لیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے ”لَا حَوْلَ

وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ پڑھتے رہو عوف نے گھر آ کر اپنی بی بی سے یہ کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھ رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا

دشمن غافل ہو گیا تھا اس نے موقع پایا قید سے نکل بھاگا اور چلتے ہوئے چار ہزار بکریاں بھی دشمن کی ساتھ لے آیا عوف نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا

کہ کیا یہ بکریاں ان کے لیے حلال ہیں حضور نے اجازت دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۔ دونوں جہان میں۔ ۴۔ بوڑھی ہو جانے کی وجہ سے کہ وہ سن ایس کو پہنچ

گئی ہوں۔ سن ایس ایک تول میں بچپن اور ایک تول میں ساٹھ سال کی عمر ہے اور اس پر یہ ہے کہ جس عمر میں بھی حیض منقطع ہو جائے وہی سن ایس ہے۔ ۵۔ وہاں اس

میں کہ ان کا حکم کیا ہے۔ شان نزول: صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حیض والی عورتوں کی عدت تو ہمیں معلوم ہو گئی جو حیض والی نہ

ہوں ان کی عدت کیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۶۔ یعنی وہ صغیرہ ہیں یا عمر تو بلوغ کی آگئی مگر ابھی حیض نہ شروع ہوا ان کی عدت بھی تین ماہ ہے۔

۷۔ مسئلہ: حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی۔ ۸۔ احکام جو مذکور ہوئے۔ ۹۔ واللہ تعالیٰ کے نازل فرمائے ہوئے

وَجِدْكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ط وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ

طاقت بھرنے اور انھیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو ۲۱ اور اگر ۲۲ حمل والیاں

حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ج فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ

ہوں تو انھیں نان نفقہ دو یہاں تک کہ اُن کے بچہ پیدا ہو ۲۳ پھر اگر وہ تمہارے لیے بچہ کو دودھ پلائیں

فَاتَّوهُنَّ أَجُورَهُنَّ ج وَاتَّبِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ج وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمُ

تو انھیں اس کی اجرت دو ۲۴ اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو ۲۵ پھر اگر باہم مضائقہ کرو (دشوار سمجھو) ۲۶

فَسَتَرْضِعُ لَهَا أُخْرَى ط لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ط وَمَنْ قُدِرَ

تو قریب ہے کہ اُسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی مقدور والا ۲۷ اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر

عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ط لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا

اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اُسی قابل

أَتَاهَا ط سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ع وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ

جتنا اُسے دیا ہے قریب ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا ۲۸ اور کتنے ہی شہر تھے جنہوں نے اپنے رب کے

عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسِبُنْهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَدَّ بِنَهَا عَذَابًا

حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا ۲۹ اور انھیں بُری

تُكْمَرًا ۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۹ أَعَدَّ

مادی فتنے تو انھوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا اور اُن کے کام کا انجام گھٹا ہوا اللہ نے

احکام پر عمل کرے اور اپنے اوپر جو حقوق واجب ہیں انہیں باحیاط ادا کرے۔ ۱۰ مسئلہ: طلاق دی ہوئی عورت کو تاعدت رہنے کے لیے اپنے حسب حیثیت مکان

دینا شوہر پر واجب ہے اور اس زمانہ میں نفقہ دینا بھی واجب ہے۔ ۱۱ جگہ میں ان کے مکان کو گھیر کر یا کسی ناموافق کو ان کے شریک مسکن کر کے یا اور کوئی ایسی

ایذا دے کر کہ وہ نکلنے پر مجبور ہوں۔ ۱۲ وہ مطلقات ۱۳ کیونکہ ان کی عدت جب ہی تمام ہوگی۔ مسئلہ: نفقہ جیسا حاملہ کو دینا واجب ہے ایسا ہی غیر حاملہ کو بھی،

خواہ اس کو طلاق رجعی دی ہو یا بائن۔ ۱۴ مسئلہ: بچہ کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں باپ کے ذمہ ہے کہ اجرت دے کر دودھ پلوائے لیکن اگر بچہ ماں کے سوا کسی اور

عورت کا دودھ نہ پیے یا باپ فقیر ہو اس حالت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہو جاتا ہے بچے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں

ایسی حالت میں اس کو دودھ پلانے کی اجرت لینا جائز نہیں بعد عدت جائز ہے۔ مسئلہ: کسی عورت کو عین اجرت پر دودھ پلانے کے لیے مقرر کرنا جائز ہے۔ مسئلہ: غیر

عورت کی بہ نسبت اجرت پر دودھ پلانے کی ماں زیادہ مستحق ہے۔ مسئلہ: اگر ماں زیادہ اجرت طلب کرے تو پھر غیر زیادہ اولیٰ۔ مسئلہ: دودھ پلائی پر بچے کو نہلا نا اس کے

کپڑے دھونا اس کے تیل لگانا اس کی خوراک کا انتظام رکھنا لازم ہے لیکن ان سب چیزوں کی قیمت اس کے والد پر ہے۔ مسئلہ: اگر دودھ پلائی نے بچے کو بجائے اپنے

بکری کا دودھ پلایا یا کھانے پر رکھا تو وہ اجرت کی مستحق نہیں۔ ۱۵ نہ مرد و عورت کے حق میں کوتاہی کرے نہ عورت معاملہ میں سختی۔ ۱۶ مثلاً ماں غیر عورت کے برابر

اجرت پر راضی نہ ہو اور باپ زیادہ دینا نہ چاہے ۱۷ مطلقہ عورتوں کو اور دودھ پلانے والی عورتوں کو ۱۸ یعنی تنگی معاش کے بعد۔ ۱۹ اس سے حساب آخرت مراد ہے

مع

اللَّهُ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ

ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اللہ سے ڈرو اے عاقل والو وہ جو ایمان لائے ہو

قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۚ ۱۰ رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ

بے شک اللہ نے تمہارے لیے عزت اتاری ہے وہ رسول ﷺ کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں

مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى

پڑھتا ہے تاکہ انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ﷺ اندھیروں سے ﷺ اُجالے کی طرف

النُّورِ ۚ وَمَنْ يُؤْمَرْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے باغوں میں لے جائے گا

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ۚ ۱۱ اللَّهُ

جن کے نیچے نہریں بہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں بے شک اللہ نے اس کے لیے اچھی روزی رکھی ﷺ اللہ ہے

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۚ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ

جس نے سات آسمان بنائے ۷ اور انہی کے برابر زمینیں ۷ حکم ان کے درمیان اُترتا

بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ

ہے ﷺ تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ کا علم

بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ ۱۲

ہر چیز کو محیط ہے

﴿آیاتھا ۱۲﴾ ﴿سُورَةُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورہ تحریم مدنیہ ہے، اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

جس کا وقوع یقینی ہے اس لیے صیغہ ماضی سے اس کی تعبیر فرمائی گئی۔ ﷺ عذاب جہنم کی یاد دہانی میں قتل وغیرہ بلاؤں میں مبتلا کر کے ﷺ یعنی وہ عزت رسول

کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ﷺ کفر و جہل کی ﷺ ایمان و علم کے ﷺ جنت جس کی نعمتیں ہمیشہ باقی رہیں گی کبھی منقطع نہ ہوگی۔ ﷺ ایک کے

اوپر ایک ہر ایک کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ اور ہر ایک کا دوسرے سے فاصلہ پانچ سو برس کی راہ۔ ﷺ یعنی سات ہی زمینیں۔ ﷺ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ان

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتَّغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط

اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی واپس اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْبَانِكُمْ وَاللَّهُ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اُتار مقرر فرما دیا واپس اللہ

مَوْلَاكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۲ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ

تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی واپس سے

أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ

ایک راز کی بات فرمائی واپس پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اُسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اُسے کچھ بتایا

وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضِ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا ط قَالَ

اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی واپس پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی واپس حضور کو کس نے بتایا فرمایا

سب میں جاری و نافذ ہے یا یہ معنی ہیں کہ جبریل امین آسمان سے وحی لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ واپس سورہ تحریم مدنیہ ہے اس میں دو ۲ کو حرام، بارہ ۱۲

آیتیں، دو سو بیست تیس ۲۳۷ کلمے، ایک ہزار ساٹھ ۱۰۶۰ حرف ہیں۔ واپس شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے گل میں رونق افروز ہوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئیں حضور نے حضرت

ماریہ قبطیہ کو سرفراز خدمت کیا یہ حضرت حفصہ پر گراں گزر اُنہوں نے ان کی دلجوئی کے لیے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں

کہ میرے بعد امورات کے مالک ابو بکر و عمر ہوں گے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہ اس سے خوش ہو گئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ آپ انہیں اپنے لیے کیوں

حرام کئے لیتے ہیں اپنی بیبیوں حفصہ و عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی رضا جوئی کے لیے اور ایک قول اس آیت کی شان نزول میں یہ بھی ہے کہ ام المؤمنین زینب

بنت جحش کے یہاں جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے یہ بات حضرت عائشہ و حفصہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ وہ بن مبارک سے مغایر

(ایک قسم کے مشروب) کی بو آتی ہے اور مغایر کی بو حضور کو ناپسند تھی، چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشا معلوم تھا، فرمایا: مغایر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے

یہاں شہد میں نے پایا ہے اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں مقصود یہ کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک

فرمائے دیتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ واپس یعنی کفارہ تو ماریہ کو خدمت سے سرفراز فرمائے یا شہد پوش فرمائے یا قسم کے اوتار سے یہ مراد ہے کہ قسم کے

بعد ان شاء اللہ کہا جائے تاکہ اس کے خلاف کرنے سے جحش نہ ہو (یعنی قسم نہ ٹوٹے)۔ مقابل سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت

ماریہ کی تحریم کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کیا اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ مغفور ہیں کفارہ کا حکم تعلیم امت کے لیے

ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا یحییٰ قسم ہے۔ واپس یعنی حضرت حفصہ ۵۵ ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی اور اس کے

ساتھ یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا۔ واپس یعنی حضرت حفصہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے واپس یعنی تحریم ماریہ اور خلافت شیخین کے متعلق جو دو

باتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک بات کا ذکر فرمایا کہ تم نے یہ بات ظاہر کر دی اور دوسری بات کو ذکر نہ فرمایا یہ شانِ کریمی تھی کہ گرفت فرمانے میں بعض سے چشم پوشی

فرمائی۔ واپس حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

نَبَاَنِ الْعَلِيمِ الْخَبِيرِ ۲) اِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا

مجھے علم والے خبردار نے بتایا وہ نبی کی دونوں بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو فلاں ضرورتہا رے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں فلاں

وَ اِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَ جِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ

اور اگر ان پر زور باندھو فلاں تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے

وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ۳) عَسَى رَبُّهُ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُبْدِلَهُ

اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے

اَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُمْ مُّسْلِمًا مُّؤْمِنًا قَتَلَتْ يَتَّبِعْ عِدَّتِ سَبْحَتِ

بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں ایمان والیاں ادب والیاں توبہ والیاں بندگی والیاں فلاں روزہ داریں

تَتَّبِعْ ۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ

بیبیاں اور کنواریاں فلاں اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو

نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا

اس آگ سے بچاؤ فلاں جس کے ایندھن آدمی فلاں اور پتھر ہیں فلاں اس پر سخت کڑے فرشتے مقرر ہیں فلاں جو

يَعُصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں فلاں اے کافرو!

كَفَرُوا لَا تَعْتَدُوا الْيَوْمَ ۷) إِنَّمَا تَجَزُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۸

آج بہانے نہ بناؤ فلاں تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو کرتے تھے

۷) جس سے کچھ بھی چھپا نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خطاب فرماتا ہے: فلاں یہ تم پر واجب ہے۔ فلاں کہ تمہیں وہ

بات پسند آئی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گراں ہے یعنی تحریم ماریہ۔ فلاں اور باہم مل کر ایسا طریقہ اختیار کرو جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار

ہو ۸) جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور ان کی رضا جو ہوں۔ ۹) یعنی کثیر العبادت فلاں یہ تخویف ہے ازواج مطہرات کو

کہ اگر انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آزر دیا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اور بہتر بیبیاں عطا فرمائے گا اس تخویف سے ازواج مطہرات متاثر ہوئیں اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھا اور حضور کی دلجوئی اور رضا طلبی مقدم جانی لہذا آپ نے انہیں طلاق نہ دی۔ ۱۰) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کر کے عبادتیں بجالا کر گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کر کے اور انہیں علم و ادب سکھا کر۔ ۱۱) یعنی بت وغیرہ، مراد یہ ہے کہ جہنم کی آگ بہت ہی شدید الحرارة ہے اور جس طرح دنیا کی آگ لکڑی وغیرہ سے جلتی ہے جہنم کی آگ ان چیزوں سے جلتی ہے جن کا ذکر کیا گیا۔ ۱۲) جو نہایت قوی اور زور آور ہیں اور ان کی طبیعتوں میں رحم نہیں۔ ۱۳) کافروں سے وقتب دخول دوزخ کہا جائے گا جبکہ وہ آتش دوزخ کی شدت اور اس کا عذاب دیکھیں گے۔ ۱۴) کیونکہ اب تمہارے لیے کوئی جائے عذر باقی نہیں رہی نہ آج کوئی عذر قبول کیا جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۖ عَلَىٰ رَبِّكُمْ أَنْ

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے ۲۲ قریب ہے کہ تمہارا رب ۲۳

يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ

تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ

جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ۲۴ اُن کا نور دوڑتا ہوگا

أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ

اُن کے آگے اور اُن کے دہنے ۲۵ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے ۲۶ اور ہمیں بخش دے

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ ۸ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ

بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے ۸ اے نبی بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر ۲۷ جہاد کرو

وَاعْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ ۹ ضَرَبَ اللَّهُ

اور ان پر سختی فرماد اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی بُرا انجام ۹ اللہ کافروں کی

مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۚ امْرَأَتُ نُوحٍ وَامْرَأَتُ لُوطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ

مثال دیتا ہے ۱۰ نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتْهُمَا فَلَمْ يُغْنِ عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ

دو سزاوار قرب (مقرب) بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انھوں نے ان سے دغا کی فتہ تو وہ اللہ کے سامنے انھیں کچھ کام

۲۲ یعنی توبہ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہوا اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے

مجتنب رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور دوسرے اصحاب نے فرمایا توبہ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا

کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔ ۲۳ توبہ قبول فرمانے کے بعد ۲۴ اس میں کفار پر تعریض ہے کہ وہ دن ان کی رسوائی کا ہوگا اور نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے ساتھ والوں کی عزت کا۔ ۲۵ صراط پر اور جب مؤمن دیکھیں گے کہ منافقوں کا نور بجھ گیا ۲۶ یعنی

اس کو باقی رکھ کہ دخول جنت تک باقی رہے۔ ۲۷ تلوار سے ۲۸ قول غلیظ اور وعظ بلیغ اور حجت قوی سے ۲۹ اس بات میں کہ انہیں ان کے کفر

اور مؤمنین کی عداوت پر عذاب کیا جائے گا اور اس کفر و عداوت کے ہوتے ہوئے ان کا نسب اور مؤمنین اور مقربین کے ساتھ ان کی قربت و رشتہ

داری انہیں کچھ نفع نہ دے گی۔ ۳۰ دین میں کہ کفر اختیار کیا، حضرت نوح کی عورت و اہلہ اپنی قوم سے حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت کہتی تھی کہ

وہ مجھوں میں اور حضرت لوط علیہ السلام کی عورت و اہلہ اپنا نفاق چھپاتی تھی اور جو مہمان آپ کے یہاں آتے تھے آگ جلا کر اپنی قوم کو ان کے آنے

سے خبردار کرتی تھی۔

شَيْءًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ ۝ وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ

نہ آئے اور فرما دیا گیا ۱۳ کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ ۱۴ اور اللہ مسلمانوں کی مثال

أَمْوَا امْرَأَاتٍ فَرَعُونَ ۚ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

بیان فرماتا ہے ۱۵ فرعون کی بی بی ۱۶ جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنا ۱۷

وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے ۱۸ اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش ۱۹ اور

مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوحِنَا

عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی

وَصَدَقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ لَهَا مِنَ الْخَيْرِ ۝

اور اس نے اپنے رب کی باتوں ۲۰ اور اس کی کتابوں ۲۱ کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں ہوئی

۱۳ ان سے وقت موت یا روز قیامت (اور تعبیر صیغہ ماضی سے) بلحاظ تحقیق وقوع کے ہے۔ ۱۴ یعنی اپنی قوموں کے کفار کے ساتھ کیونکہ تمہارے اور ان انبیاء

کے درمیان تمہارے کفر کے باعث علاقہ باقی نہ رہا۔ ۱۵ کہ انہیں دوسرے کی معصیت ضرر نہیں دیتی۔ ۱۶ جن کا نام آسیہ بنت مزاحم ہے جب حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے جادو گروں کو مغلوب کیا تو یہ آسیہ آپ پر ایمان لے آئیں فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عذاب کئے انہیں چومینا کیا (یعنی ان کے ہاتھ پاؤں

میں کیلیں ٹھوک دیں) اور بھاری چکی سینہ پر رکھی اور دھوپ میں ڈال دیا جب فرعون نے ان کے پاس سے ہٹتے تو فرشتے ان پر سایہ کرتے۔ ۱۷ اللہ تعالیٰ نے ان کا

مکان جو جنت میں ہے ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی مسرت میں فرعون کی تختیوں کی شدت ان پر سہل ہو گئی۔ ۱۸ فرعون کے کام سے یا اس کا شرک و کفر و ظلم مراد ہے یا

اس کا قرب۔ ۱۹ یعنی فرعون کے دین والوں سے، چنانچہ یہ دعائ کی قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی اور ابن کیسان نے کہا کہ وہ زندہ اٹھا کر

جنت میں داخل کی گئیں۔ ۲۰ رب کی باتوں سے شرائع و احکام مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمائے۔ ۲۱ کتابوں سے وہ کتابیں مراد ہیں

جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں۔

ایاتھا ۳۰ ﴿۳۰﴾ سُورَةُ الْمَلِكِ مَكِّيَّةٌ ﴿۳۱﴾ ﴿۳۲﴾ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴿۳۳﴾

سورہ ملک مکہ ہے، اس میں تین آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

تَبَرَّكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جس

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ

نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے وہ اور وہی عزت والا

الْغَفُورُ ۝ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ

بخشش والا ہے جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا تو رحمن کے بنانے میں کیا فرق

مِنْ تَفَوُّتٍ ۖ فَأَرْجِعِ الْبَصَرَ ۚ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ

دیکھتا ہے وہ تو نگاہ اٹھا کر دیکھ وہ تجھے کوئی رخنہ (خرابی و عیب) نظر آتا ہے پھر دوبارہ

الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا

نگاہ اٹھاؤ نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی وہ اور بے شک ہم نے

السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِصَابِيحٍ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ

نیچے کے آسمان کو ف چراغوں سے آراستہ کیا وہ اور انھیں شیطانوں کے لیے مار کیا وہ اور ان کے لیے وہ بھڑکتی آگ

۝ سورۃ الملک مکہ ہے اس میں دو رکوع، تیس ۳۰ آیتیں، تین سو تیس ۳۳۰ کلمے، ایک ہزار تین سو تیرہ ۱۳۱۳ حرف ہیں۔ حدیث میں ہے کہ سورۃ ملک

شفاعت کرتی ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد) ایک اور حدیث میں ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جگہ خیمہ نصب کیا وہاں ایک قبر تھی اور انہیں خیال

نہ تھا کہ وہ صاحب قبر سورۃ ملک پڑھتے رہے یہاں تک کہ تمام کی تو خیمہ والے صحابی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں

نے ایک قبر پر خیمہ لگایا مجھے خیال نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اور تھی وہاں قبر اور صاحب قبر سورۃ ملک پڑھتے تھے یہاں تک کہ ختم کیا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ یہ سورت مَنَافِعُ مُنْجِيَةٌ ہے عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔ (ترمذی و قال غریب) وہ جو چاہے کرے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت۔ ۳ دنیا کی زندگی میں۔ ۴ یعنی کون زیادہ مطیع و مخلص ہے۔ ۵ یعنی آسمانوں کی پیدائش سے قدرت الہی ظاہر ہے کہ اس نے کیسے مستحکم، استوار، مستقیم، مستوی، متناسب بنائے۔ ۶ آسمان کی طرف بارگاہ (دوسری مرتبہ) ۷ اور بار بار دیکھ ۸ کہ بار بار کی جستجو سے بھی کوئی خلل نہ پاسکے گی۔ ۹ جو زمین کی طرف سب سے زیادہ قریب ہے۔ ۱۰ یعنی ستاروں سے ۱۱ کہ جب شیاطین آسمان کی طرف ان کی گفتگو سننے اور باتیں چرانے پہنچیں تو کواکب سے شعلے اور چنگاریاں نکلیں جن سے انہیں مارا جائے۔ ۱۲ یعنی شیاطین کے لئے۔

عَذَابِ السَّعِيرِ ⑤ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ⑥ وَبِئْسَ

کا عذاب تیار فرمایا اور جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی

الْصَّيْرِ ⑥ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ⑦ تَكَادُ

برا انجام جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینگنا (چنگھاڑنا) سنیں گے کہ جوش مارتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ

تَبِيرُ مِنَ الْغَيْظِ ⑧ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

شدت غضب میں پھٹ جائے گی جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ذر

نَذِيرٌ ⑧ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ⑨ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ

سنانے والا نہ آیا تھا کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرسانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ

مِنْ شَيْءٍ ⑨ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ⑩ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ

نہیں اوتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا

نَعْقُلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑩ فَأَعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ ⑪ فَسُحِقًا

سمجھتے ۱۱ تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے اب اپنے گناہ کا اقرار کیا ۱۲ تو پھٹکار

لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑪ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ

ہو دوزخیوں کو بے شک وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۱۲

مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑫ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ⑬ إِنَّهُ عَلِيمٌ

اُنکے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۱۴ اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ تو

بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑬ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ⑭ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ⑮

دلوں کی جانتا ہے ۱۵ کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ۱۶ اور وہی ہے ہر بار کی جانتا خبردار

۱۷ آخرت میں ۱۸ خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے ۱۹ مالک اور ان کے اعداؤں بطریق تو بخ ۲۰ یعنی اللہ کا نبی جو تمہیں عذاب

الہی کا خوف دلاتا ۲۱ اور انہوں نے احکام الہی پہنچائے اور خدا کے غضب اور عذاب آخرت سے ڈرایا۔ ۲۲ رسولوں کی ہدایت اور اس کو مانتے۔ مسئلہ:

اس سے معلوم ہوا کہ تکلیف کا مدار اولہ سمعیہ و عقلیہ دونوں پر ہے اور دونوں جہتیں ملزمہ ہیں۔ ۲۳ کہ رسولوں کی تکذیب کرتے تھے اور اس وقت کا اقرار

کچھ نافع نہیں ۲۴ اور اس پر ایمان لاتے ہیں ۲۵ ان کی نیکیوں کی جزاء۔ ۲۶ اس پر کچھ مخفی نہیں۔ شان نزول: مشرکین آپس میں کہتے تھے چیکے چیکے بات

کرو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خدا سن نہ پائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی یہ کوشش فضول ہے

۲۷ اپنی مخلوق کے احوال کو۔

الْمَزْلُ السَّابِعُ ﴿7﴾

أَهْدَىٰ أَمَّنْ يَمِشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢١﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي

زیادہ راہ پر ہے یا وہ جو سیدھا چلے وئے سیدھی راہ پر وئے تم فرماؤ وئے وہی ہے جس نے

أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا

تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل بنائے وئے کتنا کم

تَشْكُرُونَ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٣﴾

حق مانتے ہو وئے تم فرماؤ وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں پھیلایا اور اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے وئے

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ

اور کہتے ہیں وئے یہ وعدہ وئے کب آئے گا اگر تم سچے ہو تم فرماؤ یہ علم

عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّ آرَأَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئًا

تو اللہ کے پاس ہے اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا وئے پھر جب اسے وئے پاس دیکھیں گے

وَجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاقِيلَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾ قُلْ

کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے وئے اور ان سے فرمایا جائے گا وئے یہ ہے جو تم مانگتے تھے وئے تم فرماؤ وئے

أَرَأَيْتُمْ إِن أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَّعِيَ أَوْ رَحِمَنَا ۖ فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ

بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو وئے ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے وئے تو وہ کونسا ہے جو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا

دکھ کے عذاب سے بچالے گا وئے تم فرماؤ وہی رحمن ہے وئے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا

وَنُورِ اسْتَوْصُوا بِمَا يَنْهَىٰ عَنْهُ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَاصْبِرُوا لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْوَعْدُ ۚ

وئے راستہ کو دیکھتا وئے جو منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے۔ مقصود اس مثل کا یہ ہے کہ کافر گمراہی کے میدان میں اس طرح حیران و سرگرداں جاتا ہے کہ نہ اسے

منزل معلوم نہ راہ پہچانے اور مومن آنکھیں کھولے راہ حق دیکھتا پہچانتا چلتا ہے۔ وئے اے مصطفیٰ! اصلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مشرکین سے کہ جس خدا کی طرف میں

تمہیں دعوت دیتا ہوں وہ وئے جو آلات علم ہیں لیکن تم نے اُن قوئی (قوتوں) سے فائدہ نہ اٹھایا جو سناوہ نہ مانا جو دیکھا اس سے عبرت حاصل نہ کی جو سمجھا اس

میں غور نہ کیا وئے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے قوی اور آلات ادراک سے وہ کام نہیں لیتے جس کے لیے وہ عطا ہوئے، یہی سبب ہے کہ شرک و کفر میں مبتلا

ہوتے ہو۔ وئے روز قیامت حساب و جزا کے لیے وئے مسلمانوں سے تمسخر و استہزاء کے طور پر وئے عذاب یا قیامت کا وئے یعنی عذاب و قیامت کے

آنے کا تمہیں ڈر سناتا ہوں اتنے ہی کامور ہوں اسی سے میرا فرض ادا ہو جاتا ہے وقت کا بتانا میرے ذمہ نہیں۔ وئے یعنی عذاب موعود کو وئے چہرے سیاہ

پڑ جائیں گے وحشت و غم سے صورتیں خراب ہو جائیں گی وئے جہنم کے فرشتے کہیں گے وئے اور انبیاء علیہم السلام سے کہتے تھے کہ وہ عذاب کہاں ہے جلدی لاؤ

اب دیکھ لو یہ ہے وہ عذاب جس کی تمہیں طلب تھی وئے اے مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کفار مکہ سے جو آپ کی موت کی آرزو رکھتے ہیں وئے یعنی میرے

اصحاب کو وئے اور ہماری عمریں دراز کر دے۔ وئے تمہیں تو اپنے کفر کے سبب ضرور عذاب میں مبتلا ہونا، ہماری موت تمہیں کیا فائدہ دے گی۔ وئے جس کی

طرف ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں۔

فَسَتَعْلَبُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۲۹ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ

تو اب جان جاؤ گے ۵۸ کون کھلی گمراہی میں ہے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو

مَا وَكُمُ غَوْرًا فَنُيَا تِيكُمْ بِأَاءٍ مَّعِينٍ ۳۰

تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے ۵۹ تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لا دے نگاہ کے سامنے بہتا ۶۰

﴿ ایتھا ۵۲ ﴾ ﴿ ۲۸ سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۲ ﴾ ﴿ رُكُوْعَاتُهَا ۲ ﴾

سورہ قلم مکہ ہے، اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ۱

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۱ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۲ وَإِنَّ

قلم ۱ اور ان کے لکھے کی قسم ۱ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ۲ اور ضرور

لَكَ لَا جُرْأَ غَيْرَ مَسْنُونٍ ۳ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ ۴ فَسَتَبْصُرُ وَ

تمہارے لیے بے انتہا ثواب ہے ۳ اور بیشک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے ۴ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ

يُبْصِرُونَ ۵ بِأَبْصَارِكُمُ الْمُبْصُوتُونَ ۶ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِسَنِّ ضَلِّ عَنْ

لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے ۵ کہ تم میں کون مجنون تھا بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ

سَبِيلِهِ ۷ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۸ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۹ وَدُّوا لَوْ

سے بیکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ

۵۸ یعنی وقت عذاب ۵۹ اور اتنی گہرائی میں پہنچ جائے کہ ڈول وغیرہ سے ہاتھ نہ آسکے ۶۰ کہ اس تک ہر ایک کا ہاتھ پہنچ سکے، یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت

میں ہے تو جو کسی چیز پر قدرت نہ رکھے انہیں کیوں عبادت میں اُس قادر برحق کا شریک کرتے ہو۔ ۱ اس سورت کا نام سورہ نون و سورہ قلم ہے یہ سورہ مکہ ہے اس میں

دو ۲ رکوع، باون ۵۲ آیتیں، تین سو ۳۰۰ کلمے، ایک ہزار دو سو چھپن ۱۲۵۶ حرف ہیں۔ ۱ اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم ذکر فرمائی، اس قلم سے مراد دیا تو لکھنے والوں کے قلم

ہیں جن سے دینی دنیوی مصالح و فوائد وابستہ ہیں اور یا قلم اعلیٰ مراد ہے جو نوری قلم ہے اور اس کا طول فاصلہ زمین و آسمان کے برابر ہے۔ اس نے حکم الہی لوح محفوظ پر

قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ دیئے۔ ۲ یعنی اعمال۔ بنی آدم کے نگہبان فرشتوں کے لکھے کی قسم ۳ اس کا لطف و کرم تمہارے شامل حال ہے اس نے تم پر

انعام و احسان فرمائے نبوت اور حکمت عطا کی فصاحت تامہ، عقل کامل، پاکیزہ خصائل، پسندیدہ اخلاق عطا کئے مخلوق کے لیے جس قدر کمالات امکان میں ہیں سب

علی وجہ الکمال عطا فرمائے ہر عیب سے ذات عالی صفات کو پاک رکھا، اس میں کفار کے اس مقولہ کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا ”يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ أَنْتَ لَمَجْنُونٌ“۔ ۵ تبلیغ رسالت و اظہار نبوت اور خلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور کفار کی ان بیہودہ باتوں اور افتراؤں اور طعنوں پر صبر کرنے کا۔

۶ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے۔ حدیث شریف میں

تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ⑩ وَلَا تَطْعُمْ كُلَّ حَلَاٍ مَّهِينٍ ⑪ هَمَانٍ مَّشَاءٍ

کسی طرح تم نرمی کرو۔ تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا وہ ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگتا

بَنِيْمٍ ⑫ مَّاءٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ⑬ عُلِّيَّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيْمٍ ⑭

پھرنے والا۔ بھلائی سے بڑا روکنے والا وہ حد سے بڑھنے والا نگہ کار۔ دُرُشت خُوف اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا

أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِيْنٍ ⑮ إِذَا تَشَلَّى عَلَيْهِ اِيتْنَا قَالَ اَسَاطِيرُ

اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں وہ کہتا ہے اگلوں کی

الْأَوَّلِيْنَ ⑯ سَنَسِيْهُ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ⑰ اِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا

کہانیاں ہیں۔ قریب ہے کہ ہم اس کی سُر کی سی تھوٹنی پرداغ لگا دیں گے۔ بیشک ہم نے انہیں جانچا۔ جیسا اس باغ

أَصْحَابِ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ⑱ وَلَا يَسْتَشْنُونَ ⑲

والوں کو جانچا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے اس کے کھیت کاٹ لیں گے۔ اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ نہ کہا۔

جب ان پر عذاب نازل ہوگا۔ دین کے معاملہ میں ان کی رعایت کر کے کہ جھوٹی اور باطل باتوں پر قسمیں کھانے میں دلیر ہے۔ مراد اس سے یا ولید بن

مغیرہ ہے یا اُسود بن یَعُوْث یا اَخْنَس بن شُرَيْب، آگے اس کی صفوں کا بیان ہوتا ہے۔ تاکہ لوگوں کے درمیان فساد اُلے۔ بخیل نہ خود خرچ کرے نہ

دوسرے کو نیک کاموں میں خرچ کرنے دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کے معنی میں یہ فرمایا ہے کہ بھلائی سے روکنے سے مقصود اسلام سے

روکنا ہے کیونکہ ولید بن مغیرہ اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں سے کہتا تھا کہ اگر تم میں سے کوئی اسلام میں داخل ہوا تو میں اسے اپنے مال میں سے کچھ نہ دوں

گا۔ فاجر بدکار۔ دم مزاج بد زبان۔ یعنی بد گوہر، تو اس سے افعال خبیثہ کا صدور کیا عجب۔ مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی

ماں سے جا کر کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرے حق میں دس باتیں فرمائی ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل

میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ

مر جائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا، اُس سے ہے۔ فائدہ: ولید نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایک

جھوٹا کلمہ کہا تھا مجھوں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دس واقعی عیوب ظاہر فرمادیئے اس سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت اور شان

محبوبیت معلوم ہوتی ہے۔ یعنی قرآن مجید۔ اور اس سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ جھوٹ ہے اور اس کا یہ کہنا اس کا نتیجہ ہے کہ ہم نے اس کو مال اور اولاد

دی۔ یعنی اس کا چہرہ بگاڑ دیں گے اور اس کی بد باطنی کی علامت اس کے چہرہ پر نمودار کر دیں گے تاکہ اس کے لیے سب عار ہو آخرت میں تو یہ سب کچھ ہوگا ہی

مگر دنیا میں بھی یہ خبر پوری ہو کر رہی اور اس کی ناک دُغلی (عیب دار) ہوگئی، کہتے ہیں کہ بدر میں اس کی ناک کٹ گئی۔ (كَذٰلِكَ خَسَزْنَا وَ مَدَارِكًا وَ جَلَلْنَا)

وَ اَغْتَرَضْنَا عَلَيْهِ بَآءٌ وَلَوْلَا ذٰلِكَ اَنَّ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ الَّذِيْنَ مَاتُوْا قَبْلَ بَدْرٍ، یعنی اہل مکہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُعا سے جو آپ نے

فرمائی تھی کہ یارب! انہیں ایسی قحط سالی میں مبتلا کر جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی تھی، چنانچہ اہل مکہ قحط کی ایسی مصیبت میں مبتلا کئے گئے کہ وہ

بھوک کی شدت میں مردار اور ہڈیاں تک کھا گئے اور اس طرح آزمائش میں ڈالے گئے۔ اس باغ کا نام خُزْر و ان تھا یہ باغ صنعا یمین سے دوفرنگ کے فاصلہ

پر سر راہ تھا اس کا مالک ایک مرد صالح تھا جو باغ کے میوے کثرت سے فقراء کو دیتا تھا جب باغ میں جاتا فقراء کو بلا لیتا تمام گرے پڑے میوے فقراء لے لیتے اور

باغ میں بستر بچھا دیئے جاتے جب میوے توڑے جاتے تو جتنے میوے بستر وں پر گرتے وہ بھی فقراء کو دے دیئے جاتے اور جو خالص اپنا حصہ ہوتا اس سے بھی

دسواں حصہ فقراء کو دے دیتا اس طرح کھیتی کاٹتے وقت بھی اس نے فقراء کے حقوق بہت زیادہ مقرر کئے تھے، اس کے بعد اس کے تین بیٹے وارث ہوئے انہوں نے

ہام مشورہ کیا کہ مال قلیل ہے کنبہ بہت ہے اگر والد کی طرح ہم بھی خیرات جاری رکھیں تو تنگدست ہو جائیں گے آپس میں مل کر قسمیں کھائیں کہ صبح تڑکے لوگوں

کے اٹھنے سے پہلے باغ چل کر میوے توڑ لیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: تاکہ مسکینوں کو خبر نہ ہو۔ یہ لوگ تو قسمیں کھا کر سو گئے۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِبُونَ ۝۱۹ فَاصْبَحْتَ كَالصَّرِيمِ ۝۲۰

تو اس پر ۲۰ تیرے رب کی طرف سے ایک پھیری کرنے والا پھیرا کر گیا ۲۱ اور وہ سوتے تھے تو صبح رہ گیا ۲۲ جیسے پھل ٹوٹا ہوا ۲۵

فَتَنَادُوا مُصْحِحِينَ ۝۲۱ اِنِ اعْدُوا عَلٰی حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۲۲

پھر انہوں نے صبح ہوتے آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کہ تڑکے (صبح سویرے) اپنی کھیتی کو چلو اگر تمہیں کاٹنی ہے

فَاٰتَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۝۲۳ اَنْ لَا يَدْخُلَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ

تو چلے اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے کہ ہرگز آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں

مَسْكِيْنٌ ۝۲۴ وَاعْدُوا عَلٰی حَرْثٍ قَدِيرٍ ۝۲۵ فَلَمَّآ رَاَوْهَا قَالُوْا اِنَّا

آنے نہ پائے اور تڑکے چلے اپنے اس ارادہ پر قدرت سمجھتے ۲۶ پھر جب اسے دیکھا ۲۷ بولے بے شک ہم

لَصَّا لَوْنَ ۝۲۶ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝۲۷ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

راستہ بہک گئے ۲۸ بلکہ ہم بے نصیب ہوئے ۲۹ ان میں جو سب سے غنیمت تھا بولا کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا

لَوْلَا تَسْبِيحُونَ ۝۲۸ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۲۹ فَاَقْبَلَ

کہ تسبیح کیوں نہیں کرتے ۳۰ بولے پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہم ظالم تھے اب ایک

بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ يَّتَلَاوُمُونَ ۝۳۰ قَالُوْا اَيُوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝۳۱

دوسرے کی طرف ملامت کرتا متوجہ ہوا ۳۱ بولے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم سرکش تھے ۳۲

عَلٰی رَبِّنَا اَنْ يُّبَدِّلَنَا خَيْرًا مِنْهَا اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رٰغِبُونَ ۝۳۲ كَذٰلِكَ

اُمید ہے کہ ہمیں ہمارا رب اس سے بہتر بدل دے ہم اپنے رب کی طرف رغبت لاتے ہیں ۳۳ مار

الْعَذَابُ ۝۳۴ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۝۳۵ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُونَ ۝۳۶ اِنَّ

ایسی ہوتی ہے ۳۴ اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ۳۵

۳۶ یعنی باغ پر ۳۷ یعنی ایک بلا آئی حکم الہی آگ نازل ہوئی اور باغ کو تباہ کر گئی ۳۸ وہ باغ ۳۹ اور ان لوگوں کو کچھ خبر نہیں یہ صبح تڑکے اٹھے ۴۰ کہ کسی

مسکین کو نہ آنے دیں گے اور تمام میوہ اپنے قبضہ میں لائیں گے۔ ۴۱ یعنی باغ کو کہ اس میں میوہ کا نام و نشان نہیں ۴۲ یعنی کسی اور باغ پر پہنچ گئے ہمارا باغ تو

بہت میوہ دار ہے پھر جب غور کیا اور اس کے درود یوار کو دیکھا اور پہچانا کہ اپنا ہی باغ ہے تو بولے ۴۳ اس کے منافع سے مسکینوں کو نہ دینے کی نیت کر

کے۔ ۴۴ اور اس ارادہ بد سے تو یہ کیوں نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کیوں نہیں بجالاتے ۴۵ اور آخر کار ان سب نے اعتراف کیا کہ ہم سے خطا ہوئی

اور ہم حد سے متجاوز ہو گئے۔ ۴۶ کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر نہ کیا اور باپ دادا کے نیک طریقہ کو چھوڑا ۴۷ اس کے غفور کرم کی امید رکھتے ہیں ان لوگوں

نے صدق و اخلاص سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے عوض اس سے بہتر باغ عطا فرمایا جس کا نام باغ حیوان تھا اور اس میں کثرت پیداوار اور لطافت آب و

ہوا کا یہ عالم تھا کہ اس کے انگوروں کا ایک خوشہ ایک گدھے پر بار کیا جاتا تھا۔ ۴۸ اے کفار کہ! ہوش میں آؤ یہ تو دنیا کی مار ہے ۴۹ عذاب آخرت کو اور اس سے

الْمَنْزِلُ السَّابِعُ ﴿ 7 ﴾

الْحَدِيثُ ط سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ط

چھوڑ دوں ۵۳ قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے ۵۴ جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا

إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۳۵﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۳۶﴾

بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے ۵۵ یا تم ان سے اجرت مانگتے ہو ۵۶ کہ وہ بچی (تاوان) کے بوجھ میں دبے ہیں ۵۷

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۳۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ

یا ان کے پاس غیب ہے ۵۸ کہ وہ لکھ رہے ہیں ۵۹ تو تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو ۶۰ اور اس

كَصَابِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿۳۸﴾ لَوْلَا أَن تَدَارَكَهُ

مچھلی والے کی طرح نہ ہونا ۶۱ جب اس حال میں پکارا کہ اس کا دل گھٹ رہا تھا ۶۲ اگر اس کے رب کی نعمت

نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿۳۹﴾ فَاجْتَبِهْ رَبُّهُ

اس کی خبر کو نہ پہنچ جاتی ۶۳ تو ضرور میدان پر پھینک دیا جاتا الزام دیا ہوا ۶۴ تو اسے اس کے رب نے چن لیا

فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۴۰﴾ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ

اور اپنے قُرب خاص کے سزاواروں (حق داروں) میں کر لیا اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی بد نظر لگا کر

بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿۴۱﴾ وَمَا هُوَ

نہیں گرا دیں گے جب قرآن سنتے ہیں ۶۵ اور کہتے ہیں ۶۶ یہ ضرور عقل سے دور ہیں اور وہ ۶۷ تو نہیں

کرتے تھے اسی کا نتیجہ ہے جو یہاں جہدے سے محروم رہے۔ ۶۸ یعنی قرآن مجید کو ۶۹ میں اس کو سزا دوں گا۔ ۷۰ اپنے عذاب کی طرف اس طرح کہ باوجود

مُصْطَفٰیوں اور نافرمانیوں کے انہیں صحت و رزق سب کچھ ملتا رہے گا اور دم بدم عذاب قریب ہوتا جائے گا ۷۱ میرا عذاب شدید ہے۔ ۷۲ رسالت کی تبلیغ پر

۷۳ اور تاوان کا ان پر ایسا بار گراں ہے جس کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے ۷۴ غیب سے مراد یہاں لوح محفوظ ہے ۷۵ اس سے جو کچھ کہتے ہیں۔ ۷۶ جو وہ

اُن کے حق میں فرمائے اور چندے ان کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ ”قِيلَ إِنَّهُ مُنْسَوخٌ بِآيَةِ السَّيْفِ“ ۷۷ قوم پر تعجیل غضب میں اور مچھلی والے سے مراد حضرت

یونس علیہ السلام ہیں۔ ۷۸ مچھلی کے پیٹ میں غم سے۔ ۷۹ اور اللہ تعالیٰ ان کے عذر و دعا کو قبول فرما کر ان پر انعام نہ فرماتا ۸۰ لیکن اللہ تعالیٰ نے رحمت

فرمائی ۸۱ اور بغض و عداوت کی نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھتے ہیں۔ شان نزول: منقول ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں شرہ آفاق تھے اور ان کی یہ حالت

تھی کہ دعویٰ کر کر کے نظر لگاتے تھے اور جس چیز کو انہوں نے گزند (نقصان) پہنچانے کے ارادے سے دیکھا دیکھتے ہی ہلاک ہوگئی ایسے بہت واقعات ان کے تجربہ

میں آچکے تھے نفار نے ان سے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نظر لگائیں تو ان لوگوں نے حضور کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا اور کہا کہ ہم نے اب تک نہ

ایسا آدمی دیکھا نہ ایسی دلیل دیکھی اور ان کا کسی چیز کو دیکھ کر حیرت کرنا ہی ستم ہوتا تھا لیکن ان کی یہ تمام جدوجہد کبھی مثل ان کے اور مکائد (مکر فریب) کے جو رات

دن وہ کرتے رہتے تھے بیکارگی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا جس کو نظر لگے اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کر دی جائے۔ ۸۲ براہِ حسد و عناد اور لوگوں کو نفرت دلانے کے لیے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جب

آپ کو قرآن کریم پڑھتے دیکھتے ہیں ۸۳ یعنی قرآن شریف یا سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۵۲

مگر نصیحت سارے جہاں کے لیے ۱۸۰

﴿ایاتھا ۵۲﴾ ﴿سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ ۸﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورۃ حاقہ مکہ ہے، اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان والا

الْحَاقَّةُ ۱ مَا الْحَاقَّةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۳ كَذَّبَتْ

وہ حق ہونے والی ۱ کیسی وہ حق ہونے والی ۲ اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی ۳ شہود اور عاد نے

شُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۴ فَأَمَّا ثُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ۵ وَأَمَّا عَادٌ

اس سخت صدمہ دینے والی کو جھٹلایا ۴ تو ثمود تو ہلاک کئے گئے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے ۵ اور رہے عاد

فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۶ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَنِيَةً

وہ ہلاک کئے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے ۶ وہ ان پر قوت سے لگادی سات راتیں اور آٹھ

أَيَّامٍ ۷ حُسُومًا ۸ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى ۹ كَانَتْهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ

دن ۷ لگاتار تو ان لوگوں کو ان میں ۸ دیکھو چھڑے (مرے) ہوئے ۹ گویا وہ کھجور کے ڈنڈ (سوکھے تھے)

خَاوِيَةٍ ۱۰ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۱۱ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ

ہیں گرے ہوئے ۱۰ تو تم ان میں کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو ۱۱ اور فرعون اور اس سے اگلے ۱۲

وَالْمُؤْتَفِكْتُ بِالْخَطِئَةِ ۱۳ فَعَصَا رَسُولُ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخَذَةً

اور اُلٹنے والی بستیوں ۱۳ تو انہوں نے اپنے رب کے رسولوں کا حکم نہ مانا ۱۴ تو اس نے انہیں بڑھی چڑھی

۱۵۔ جنوں کے لیے بھی اور انسانوں کے لیے بھی یا ذکر بمعنی فضل و شرف کے ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے

شرف ہیں ان کی طرف جنوں کی نسبت کرنا کور باطنی ہے۔ (مدارک) ۱۶۔ سورۃ حاقہ مکہ ہے اس میں دو رکوع، باون ۵۲ آیتیں، دو سو چھپن ۲۵۶ کلمے، ایک ہزار

چار سو تیس ۱۴۲۳ حرف ہیں۔ ۱۷۔ یعنی قیامت جو حق و ثابت ہے اور اس کا وقوع یقینی و قطعی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ ۱۸۔ یعنی وہ نہایت عجیب و عظیم الشان

ہے۔ ۱۹۔ جس کے احوال و احوال اور شدائد تک فکر انسانی کا طائر پرواز نہیں کر سکتا۔ ۲۰۔ یعنی سخت ہولناک آواز سے ۲۱۔ چہار شنبہ سے چہار شنبہ (بدھ سے

بدھ) تک، آخر ماہ شوال میں نہایت تیز سردی کے موسم میں ۲۲۔ یعنی ان دنوں میں ۲۳۔ کہ موت نے انہیں ایسا ڈھا دیا ۲۴۔ کہا گیا ہے کہ آٹھویں روز جب صبح

کو وہ سب لوگ ہلاک ہو گئے تو ہواؤں نے انہیں اڑا کر سمندر میں پھینک دیا اور ایک بھی باقی نہ رہا۔ ۲۵۔ اس سے بھی پہلی اُمتوں کے کفار ۲۶۔ نافرمانیوں کی

شامت سے مثل قوم لوط کی بستیوں کے یہ سب ۲۷۔ افعال قبیحہ و معاصی و شرک کے مرتکب ہوئے ۲۸۔ جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔

رَآبِيَةَ ⑩ إِنَّا لَنَاطِقُا الْبَاءُ حَمَلُنُكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ⑪ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ

گرفت سے پڑا بے شک جب پانی نے سر اٹھایا تھا ۱۲ ہم نے تمہیں ۱۵ کشتی میں سوار کیا ۱۶ کہ اسے فلا تمہارے لیے

تَذَكْرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَآعِيَةٌ ⑫ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ

یادگار کریں ۱۷ اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو ۱۹ پھر جب صُور پھونک دیا جائے

وَاحِدَةً ⑬ وَحُصِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ⑭

ایک دم اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعۃً چورا کر دیئے جائیں

فِيَوْمٍ مِّنْ ذَٰلِكَ يَوْمَ الْوَاقِعَةِ ⑮ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی ۱۶ اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا

وَأَهِيَّةٌ ⑯ وَالْبَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشُ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ

حال ہوگا ۲۱ اور فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے ۲۲ اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر

يَوْمَئِذٍ ثَلَاثِينَ ⑰ يَوْمَئِذٍ تُعَرِّضُونَ لَا تُخْفِي مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ⑱ فَأَمَّا

آٹھ فرشتے اٹھائیں گے ۲۳ اس دن تم سب پیش ہو گے ۲۴ کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی تو وہ

مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَآؤُمْ أَقْرَأُوا كِتَابِيهِ ⑲ إِنِّي ظَنَنْتُ

جو اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا ۲۵ کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو مجھے یقین تھا

أَنِّي مُلِقٌ حِسَابِيهِ ⑳ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ㉑ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ㉒

کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا ۲۶ تو وہ من مانتے عین میں ہے بلند باغ میں

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ㉓ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ

جس کے خوشے جھکے ہوئے ۲۷ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں

۱۲۔ اور وہ درختوں، عمارتوں، پہاڑوں اور ہر چیز سے بلند ہو گیا تھا، یہ بیان طوفانِ نوح کا ہے۔ علیہ السلام ۱۵۔ جب کہ تم اپنے آبائے کے اصحاب (پڑھو) میں تھے

حضرت نوح علیہ السلام کی ۱۶۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کو اور ان کے ساتھ والوں کو جو ان پر ایمان لائے تھے نجات دی اور باقیوں کو غرق کیا ۱۷۔ یعنی مومنین کو

نجات دینے اور کافروں کے ہلاک فرمانے کو ۱۸۔ کہ سب عبرت و نصیحت ہو ۱۹۔ کام کی باتوں کو تاکہ ان سے نفع اٹھائے۔ ۲۰۔ یعنی قیامت قائم ہو جائے گی ۲۱۔ یعنی

وہ نہایت کمزور ہوگا باوجود اس کے کہ پہلے بہت مضبوط و مستحکم تھا۔ ۲۲۔ یعنی جن فرشتوں کا مسکن آسمان ہے وہ اس کے چھٹنے پر اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے

پھر حکمِ الہی اتر کر زمین کا احاطہ کریں گے۔ ۲۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ حاملینِ عرش آج کل چار ہیں روز قیامت ان کی تائید کے لیے چار کا اور اضافہ کیا جائے گا

آٹھ ہو جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے ملائکہ کی آٹھ صفیں مراد ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانے۔ ۲۴۔ اللہ تعالیٰ کے حضور

حساب کے لیے ۲۵۔ یہ سمجھ لے گا کہ وہ نجات پانے والوں میں ہے اور نہایت فرح و سرور کے ساتھ اپنی جماعت اور اپنے اہل و اقارب سے ۲۶۔ یعنی مجھے دنیا

الْخَالِيَةِ ۲۳) وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتْبَهُ بِشِبَالِهِ ۚ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ

آگے بھیجا ۲۸ اور وہ جو اپنے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا ۲۹ کہے گا ہائے کسی طرح مجھے اپناؤ غنہ (نامہ اعمال)

كِتَابِهِ ۲۵) وَلَمْ أَذِرْ مَا حِسَابِيهِ ۚ يَلَيْتَهَا كَانَتْ الْقَاضِيَةَ ۚ مَا

نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ہائے کسی طرح موت ہی قصہ چکا جاتی ۲۶ میرے

أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيهِ ۚ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيهِ ۚ خُدُوهُ فَعُلُّوهُ ۚ لَّ شَمَّ

کچھ کام نہ آیا میرا مال ۲۷ میرا سب زور جاتا رہا ۲۸ اسے پکڑو پھر اسے طوق ڈالو ۲۹ پھر

الْجَحِيمِ صَلُّوهُ ۚ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۚ

اسے بھڑکتی آگ میں دھنساؤ پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے ۳۰ اسے پرو دو ۳۱

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۚ وَلَا يَحْضُرُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۚ

بے شک وہ عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا ۳۲ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا ۳۳

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَبِيمٌ ۚ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۚ

تو آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں ۳۴ اور نہ کچھ کھانے کو مگر دو زنجیوں کا پیپ

لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۚ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ ۚ وَمَا لَا

اسے نہ کھائیں گے مگر خطاکار ۳۵ تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں تم

تُبْصَرُونَ ۚ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۚ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ

نہیں دیکھتے ۳۶ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول ۳۷ سے باتیں ہیں ۳۸ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں ۳۹

میں یقین تھا کہ آخرت میں مجھ سے حساب لیا جائے گا۔ ۴۰ کہ کھڑے بیٹھے لیئے ہر حال میں بآسانی لے سکیں اور ان لوگوں سے کہا جائے گا ۴۱ یعنی جو اعمال صالحہ

کہ دنیا میں تم نے آخرت کے لیے کئے۔ ۴۲ جب اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا اور اس میں اپنے بد اعمال مکتوب پائے گا تو شرمندہ درسا ہو کر ۴۳ اور حساب کے

لیے نہ اٹھایا جاتا اور یہ ذلت و رسوائی پیش نہ آتی ۴۴ جو میں نے دنیا میں جمع کیا تھا وہ ذرا بھی میرا عذاب نال نہ رہا ۴۵ اور میں ذلیل و محتاج رہ گیا۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے اس کی مراد یہ ہوگی کہ دنیا میں جو جنتیں میں کیا کرتا تھا وہ سب باطل ہو گئیں اب اللہ تعالیٰ جہنم کے خازنوں کو حکم دے گا ۴۶ اس

طرح کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر طوق میں باندھ دو ۴۷ فرشتوں کے ہاتھ سے ۴۸ یعنی وہ زنجیر اس میں اس طرح داخل کر دو جیسے کسی چیز میں ڈورا

پرویا جاتا ہے۔ ۴۹ اس کی عظمت و وحدانیت کا معتقد نہ تھا۔ ۵۰ نہ اپنے نفس کو نہ اپنے اہل کو نہ دوسروں کو۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ بعث کا قائل نہ تھا کیونکہ

مسکین کا کھانا دینے والا مسکین سے تو کسی بدلہ کی امید رکھتا ہی نہیں محض رضائے الہی و ثواب آخرت کی امید پر مسکین کو دیتا ہے اور جو بعث و آخرت پر ایمان ہی نہ رکھتا

ہو اسے مسکین کو کھلانے کی کیا غرض۔ ۵۱ یعنی آخرت میں ۵۲ جو اسے کچھ نفع پہنچائے یا شفاعت کرے ۵۳ کفار بد اطوار۔ ۵۴ یعنی تمام مخلوقات کی قسم جو

تمہارے دیکھنے میں آئے اس کی بھی جو نہ آئے اس کی بھی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ”مَا تُبْصَرُونَ“ سے دنیا اور ”مَا لَا تُبْصَرُونَ“ سے آخرت مراد ہے، اس کی تفسیر

میں مفسرین کے اور بھی کئی قول ہیں۔ ۵۵ محمد مصطفیٰ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۵۶ جو ان کے رب عز و علا نے فرمائیں۔ ۵۷ جیسا کہ کفار کہتے ہیں۔

قَلِيلًا مَّا تَرْمُونَ ۝ وَلَا يَقُولُ كَاهِنٌ ۝ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝ ط

کتنا کم یقین رکھتے ہو ۵۷ اور نہ کسی کاہن کی بات ۵۸ کتنا کم دھیان کرتے ہو ۵۹

تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ ۝ لا

اس نے اتارا ہے جو سارے جہان کا رب ہے اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ۶۰

أَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطْعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ

ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ دیتے ۶۱ پھر تم میں کوئی

مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَزِزِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَتَذَكَّرَةٌ لِلَّذِينَ ۝ وَإِنَّا

ان کا بچانے والا نہ ہوتا اور بے شک یہ قرآن ڈر والوں کو نصیحت ہے اور ضرور ہم

لَنَعْلَمَنَّ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ وَ

جانتے ہیں کہ تم میں کچھ جھٹلانے والے ہیں اور بے شک وہ کافروں پر حسرت ہے ۶۲ اور

إِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝ ع

بے شک وہ یقینی حق ہے ۶۳ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو ۶۴

﴿ ایتھا ۴۴ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۹ ﴾ ﴿ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴾

سورۃ معارج مکیہ ہے، اس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللَّهِ

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں ۶۵ وہ ہوگا اللہ کی

۶۵ بالکل بے ایمان ہوتا بھی نہیں سمجھتے کہ نہ یہ شعر ہے نہ اس میں شعریت کی کوئی بات پائی جاتی ہے ۶۶ جیسا کہ تم میں سے بعض کافر اس کتاب الہی کی نسبت

کہتے ہیں۔ ۶۷ نہ اس کتاب کی ہدایت کو دیکھتے ہوں نہ اس کی تعلیموں پر غور کرتے ہو کہ اس میں کیسی روحانی تعلیم ہے نہ اس کی فصاحت و بلاغت اور اعجاز بے مثالی

پر غور کرتے ہو جو یہ سمجھو کہ یہ کلام ۶۸ جو ہم نے نہ فرمائی ہوئی تو ۶۹ جس کے کاٹنے ہی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ۷۰ کہ وہ روز قیامت جب قرآن پرا ایمان

لانے والوں کا ثواب اور اس کے انکار کرنے والوں اور جھٹلانے والوں کا عذاب دیکھیں گے تو اپنے ایمان نہ لانے پر افسوس کریں گے اور حسرت و ندامت میں

گرفتار ہوں گے۔ ۷۱ کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ ۷۲ اور اس کا شکر کرو کہ اس نے تمہاری طرف اپنے اس کلام جلیل کی وحی فرمائی۔ ۷۳ سورۃ معارج

مکیہ ہے اس میں دو رکوع، چوالیس آیتیں، دو سو چوبیس ۲۲۴ کلمے، نو سو اسی ۹۲۹ حرف ہیں۔ ۷۴ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

جب اہل مکہ کو عذاب الہی کا خوف دلایا تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس عذاب کے مستحق کون لوگ ہیں اور یہ کن پر آئے گا سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذِي الْمَعَارِجِ ۲) تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُهُ

طرف سے جو بلندیوں کا مالک ہے ۳ ملائکہ اور جبریل ۴ اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا

خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۳) فَاصْبِرْ صَبْرًا جَبِيلًا ۵) إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ

جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ۴ تو تم اچھی طرح صبر کرو وہ اسے ۵ دور

بَعِيدًا ۶) وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۷) يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْهَيْلِ ۸) وَتَكُونُ

سمجھ رہے ہیں ۶ اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں ۷ جس دن آسمان ہوگا جیسی گلی چاندی اور

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۹) وَلَا يَسْأَلُ حَبِيمٌ حَبِيًّا ۱۰) يُبْصَرُونَهُمْ ۱۱) يَوْمَ

پہاڑا ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے اُون ۹ اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا ۱۰ ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے ۱۱ مجرم ۱۲

الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۱۱) وَصَاحِبَتِهِ وَ

آرزو کرے گا کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں دے دے اپنے بیٹے اور اپنی جورو اور

أَخِيهِ ۱۲) وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُعْوِيهِ ۱۳) وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لَا شَئ

اپنا بھائی اور اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے اور جتنے زمین میں ہیں سب پھر یہ بدلہ

يُنْجِيهِ ۱۳) كَلَّا ۱۴) إِنَّهَا لَظَى ۱۵) نَزَّاعَةً لِّلشَّوْىِ ۱۶) تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَو

دینا اسے بچالے ہرگز نہیں ۱۴ وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی بلارہی ہے ۱۵ اس کو جس نے پیٹھ دی اور

تَوَلَّى ۱۶) وَجَمَعَ فَأَوْعَى ۱۷) إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۱۸) إِذَا مَسَّهُ

منہ پھیرا ۱۶ اور جوڑ کر سینت رکھا (محفوظ کر رکھا) ۱۷ بے شک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص جب اسے برائی

سے پوچھو تو انہوں نے حضور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور حضور سے سوال کرنے والا نصر بن

حارث تھا اس نے دعا کی تھی کہ یا رب! اگر یہ قرآن حق ہو اور تیرا کلام ہو تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسایا دردناک عذاب بھیج، ان آیتوں میں ارشاد فرمایا

گیا کہ کافر طلب کریں یا نہ کریں عذاب جو ان کے لیے مقدر ہے ضرور آنا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا ۱۷ یعنی آسمانوں کا۔ ۱۸ جو فرشتوں میں مخصوص فضل و

شرف رکھتے ہیں ۱۹ یعنی اس مقام قرب کی طرف جو آسمان میں اس کے اوامر کا جائے نزول ہے۔ ۲۰ وہ روز قیامت ہے جس کے شہداء کافروں کی

نسبت تو اتنے دراز ہوں گے اور مومن کے لیے ایک فرض نماز سے بھی سبک تر (کم تر) ہوگا۔ ۲۱ یعنی عذاب کو ۲۲ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ واقعہ ہونے

والا ہی نہیں ۲۳ کہ ضرور ہونے والا ہے۔ ۲۴ اور ہوا میں اڑتے پھریں گے۔ ۲۵ ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی ۲۶ کہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے لیکن

اپنے حال میں ایسے مبتلا ہوں گے کہ نہ ان سے حال پوچھیں گے نہ بات کر سکیں گے۔ ۲۷ یعنی کافر ۲۸ یہ کچھ اس کے کام نہ آئے گا اور کسی طرح وہ عذاب

سے بچ نہ سکے گا ۲۹ نام لے لے کر کہ اے کافر میرے پاس آ اے منافق! میرے پاس آ۔ ۳۰ حق کے قبول کرنے اور ایمان لانے سے۔ ۳۱ مال کو اور

اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کئے۔

الشُّرَّ جَزُوعًا ۲۰) وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۲۱) إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۲۲)

پہنچے ۱۸ تو سخت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہنچے ۱۹ تو روک رکھنے والا ۲۰ نماز

الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۲۳) وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

جو اپنی نماز کے پابند ہیں ۲۳ اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم

مَعْلُومٌ ۲۴) لِلسَّائِلِ وَالْهَرُومِ ۲۵) وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ

حق ہے ۲۴ اس کے لیے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے ۲۵ اور وہ جو انصاف کا دن سچ

الَّذِينَ ۲۶) وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۲۷) إِنَّ عَذَابَ

جاننے ہیں ۲۶ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں بے شک ان کے

رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۲۸) وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَفِظُونَ ۲۹) إِلَّا عَلَىٰ

رب کا عذاب نذر ہونے کی چیز نہیں ۲۸ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی

أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۳۰) فَمَنْ ابْتَغَىٰ

بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو ان دو ۳۰

وَرَأَىٰ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعُدُونَ ۳۱) وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۳۱ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی

رَاعُونَ ۳۲) وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ ۳۳) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ

حفاظت کرتے ہیں ۳۲ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں ۳۳ اور وہ جو

۱۸ تنگدستی و بیماری وغیرہ کی ۱۹ دولت مند کی مال ۲۰ یعنی انسان کی حالت یہ ہے کہ اسے کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس پر صبر نہیں کرتا اور جب مال ملتا

ہے تو اس کو خرچ نہیں کرتا۔ ۲۱ کہ فرائض بچکانہ کو ان کے اوقات میں پابندی سے ادا کرتے ہیں یعنی مومن ہیں ۲۲ مراد اس سے زکوٰۃ ہے جس کی مقدار معلوم

ہے یا وہ صدقہ جو آدمی اپنے نفس پر مُعَيَّن کرے تو اسے مُعَيَّن اوقات میں ادا کیا کرے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صدقاتِ مستحبہ کے لیے اپنی طرف سے وقت

مُعَيَّن کرنا شرع میں جائز اور قابلِ مدح ہے۔ ۲۳ یعنی دونوں قسم کے محتاجوں کو دے انہیں بھی جو حاجت کے وقت سوال کرتے ہیں اور انہیں بھی جو شرم سے سوال

نہیں کرتے اور ان کی محتاجی ظاہر نہیں ہوتی۔ ۲۴ اور مرنے کے بعد اٹھنے اور حشر و نشر و جزا و قیامت سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ۲۵ چاہے آدمی کتنا ہی نیک پارسا

کثیر الطاعۃ والعبادۃ ہو مگر اسے عذابِ الہی سے بے خوف ہونا نہ چاہیے۔ ۲۶ یعنی زوجات و مملوکات ۲۷ کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے

ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے مُتَعَد، لواطت، جانوروں کے ساتھ قضاءِ شہوت اور ہاتھ سے استمناء کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ۲۸ شرعی امانتوں کی بھی اور بندوں کی

امانتوں کی بھی اور خلق کے ساتھ جو عہد ہیں ان کی بھی اور حق کے جو عہد ہیں ان کی بھی نذریں اور قسمیں بھی اس میں داخل ہیں۔ ۲۹ صدق و انصاف کے ساتھ نہ

۱۰۵

صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۳۲ اُولَٰئِكَ فِي جَنَّتٍ مُّكْرَمُونَ ۳۵ فَمَالِ الَّذِينَ

اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ۳۲ یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا ۳۵ تو ان کافروں

كُفَرُوا قَبْلَكَ مُهْطِعِينَ ۳۶ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ۳۷

کو کیا ہوا تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں ۳۶ دہنے اور بائیں گروہ کے گروہ

أَيُّطَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ۳۸ كَلَّا ط إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ

کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ ۳۸ جہن کے باغ میں داخل کیا جائے ہرگز نہیں بے شک ہم نے انہیں اس چیز

مِمَّا يَعْلَمُونَ ۳۹ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِنَّا لَقَدِرُونَ ۴۰

سے بنایا جسے جانتے ہیں ۳۹ تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب پوربوں سب پیچھموں کا مالک ہے ۴۰ کہ ضرور ہم قادر ہیں

عَلَىٰ أَنْ تُبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۴۱ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۴۲ فَذَرْنَاهُمْ يَخُوضُوا

کہ ان سے اچھے بدل دیں ۴۱ اور ہم سے کوئی نکل کر نہیں جاسکتا ۴۲ تو انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگیوں میں پڑے

وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ۴۳ يَوْمَ يَخْرُجُونَ

اور کھیلتے ہوئے یہاں تک کہ اپنے اس دن سے ملیں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے جس دن قبروں سے

مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَتْهُمْ إِلَىٰ نُصَبٍ يُّؤْفَضُونَ ۴۴ خَاشِعَةً

تکلیں گے جھپٹتے ہوئے ۴۴ گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں ۴۴ آنکھیں

أَبْصَارُهُمْ تَرَاهُمْ ذَلَّةً ط ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۴۵

نیچی کئے ہوئے ان پر ذلت سوار یہ ہے ان کا وہ دن ۴۵ جس کا ان سے وعدہ تھا ۴۵

وَنَمَّا ذَاكَ ذِكْرٌ لِّرَفْرَفٍ مَّا يَأْتِيَنَّ فِيهِ يَوْمَ لَا تَكُونُ إِلَّا جُلُودٌ ۴۶

اور وہاں اور سنتوں اور مستحبات کو کامل طور پر ادا کرتے ہیں۔ ۴۶ بہشت کے۔ ۴۶ شان نزول: یہ آیت کفار کی اس جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد حلقے باندھ کر گروہ کے گروہ جمع ہوتے تھے اور آپ کا کلام مبارک سنتے اور اس کو جھٹلاتے اور استہزاء کرتے اور کہتے کہ اگر یہ

لوگ جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں تو ہم ضرور ان سے پہلے اس میں داخل ہوں گے ان کے حق میں یہ آیت

نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ان کافروں کا کیا حال ہے کہ آپ کے پاس بیٹھتے بھی ہیں اور گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھتے بھی ہیں پھر بھی جو آپ سے سنتے ہیں اس سے نفع

نہیں اٹھاتے۔ ۴۳ ایمان والوں کی طرح ۴۴ یعنی نطفہ سے جیسے سب آدمیوں کو پیدا کیا تو اس سبب سے کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا جنت میں داخل ہونا ایمان پر

موقوف ہے۔ ۴۵ یعنی آفتاب کے ہر جائے طلوع اور ہر جائے غروب کا باہر ہر ستارہ کے مشرق و مغرب کا، مقصد اپنی ربوبیت کی قسم یاد فرمانا ہے۔ ۴۶ اس طرح

کہ انہیں ہلاک کر دیں اور بجائے ان کے اپنی فرمانبرداری و مخلوق پیدا کریں ۴۷ اور ہماری قدرت کے احاطہ سے باہر نہیں ہو سکتا ۴۸ عذاب کے ۴۹ محشر کی طرف

۴۹ جیسے جھنڈے والے اپنے جھنڈے کی طرف دوڑتے ہیں ۴۹ یعنی روز قیامت ۴۹ دنیا میں اور وہ اس کو جھٹلاتے تھے۔

﴿اٰیٰتِهَا ۲۸﴾ ﴿سُوْرَةُ نُوحٍ مَّكِّيَّةٌ ۷۱﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتِهَا ۲﴾

سورۃ نوح مکہ ہے، اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِيَهُمْ

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۲ اَنْ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ

دردناک عذاب آئے ۱ اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں کہ اللہ کی بندگی کرو ۲

وَ اتَّقُوْهُ وَاَطِيعُوْنَ ۳ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وِیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰی اَجَلٍ

اور اس سے ڈرو ۳ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا ۴ اور ایک مقرر میعاد تک ۵ تمہیں

مُسَّی ۴ اِنْ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۵ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۶ قَالَ

مہلت دے گا ۴ بے شک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے ہٹایا نہیں جاتا کسی طرح تم جانتے ۵ عرض کی ۶

رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَنَهَارًا ۷ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْ اِلَّا

اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا ۷ تو میرے بلانے سے انہیں بھگانا

فَرَا رَا ۸ وَاِنِّیْ لَکَلِّیَادَعُوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ

ہی بڑھا ۸ اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا ۹ کہ تو ان کو بخشے انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں ۱۰

وَاسْتَعْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصْرُوْا وَاَسْتَكْبَرُوْا ۱۱ وَاسْتَكْبَارًا ۱۲ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ

اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے ۱۱ اور ہٹ (ضد) کی ۱۲ اور بڑا غرور کیا ۱۳ پھر میں نے انہیں

۱ سورۃ نوح مکہ ہے اس میں دو رکوع، اٹھائیس آیتیں، دوسو چوبیس ۲۲۴ کلمے، نویسویں ۹۹۹ حرف ہیں۔ ۲ دنیا و آخرت کا ۳ اور اس کا کسی کو

شریک نہ بناؤ ۴ نافرمانیوں سے بچ کر تا کہ وہ غضب نہ فرمائے ۵ جو تم سے وقت ایمان تک صادر ہوئے ہوں گے یا جو بندوں کے حقوق سے متعلق نہ ہوں

گے ۶ یعنی وقت موت تک ۷ کہ اس دوران میں تم پر عذاب نہ فرمائے گا۔ ۸ اس کو اور ایمان لے آتے۔ ۹ حضرت نوح علیہ السلام نے ۱۰

ایمان و طاعت کی طرف ۱۱ اور جتنی انہیں ایمان لانے کی ترغیب دی گئی اتنی ہی اُن کی سرکشی بڑھتی گئی ۱۲ تجھ پر ایمان لانے کی طرف ۱۳ تاکہ میری دعوت کو

نہ سنیں ۱۴ اور منہ چھپا لیتے تاکہ مجھے نہ دیکھیں کیونکہ انہیں دین الہی کی طرف نصیحت کرنے والے کو دیکھنا بھی گوارا نہ تھا۔ ۱۵ اپنے کفر پر ۱۶ اور میری دعوت

کو قبول کرنا اپنی شان کے خلاف جانا۔

علائیہ بلایا مکہ پھر میں نے ان سے باعلان بھی کہا ۱۸ اور آہستہ خفیہ بھی کہا ۱۹ تو میں نے کہا

اپنے رب سے معافی مانگوں ۱ بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے ۲ تم پر شراٹے کا مینہ

(موسلا دھار بارش) بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا ۲۲ اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور

تمہارے لیے نہریں بنائے گا ۲۲ تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے ۲۳ حالانکہ اس نے تمہیں طرح

طرح بنایا ۲۵ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک اور اُن میں

چاند کو روشنی کیا ۲۶ اور سورج کو چراغ ۲۷ اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح

زمین سے اگایا ۲۸ پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا ۲۹ اور دوبارہ نکالے گا ۳۰ اور اللہ

الْمَنْزِلُ السَّابِعُ ﴿ 7 ﴾

جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ بِسَاطًا ۱۹ لِّتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۲۰ قَالَ

نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو نوح نے

نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا

عرض کی اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی ۲۱ اور ۲۲ ایسے کے پیچھے ہو لیے جسے اس کے مال اور اولاد نے نقصان ہی

خَسَارًا ۲۱ وَمَكْرُومًا كَبِيرًا ۲۲ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا

بڑھایا ۲۱ اور ۲۲ بہت بڑا داؤں کھیلے ۲۲ اور بولے ۲۲ ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ۲۱ اور ہرگز نہ

تَذَرُنَّ وُدًّا وَلَا سُوءًا ۲۳ وَلَا يَعْثُوتُ وَيَعُوقُ وَنَسْرًا ۲۴ وَقَدْ أَضَلُّوا

چھوڑنا وُد اور نہ سُوء اور یُعُوق اور یُعُوق اور نسر کو ۲۴ اور بے شک انہوں نے بہتوں

كَثِيرًا ۲۵ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ۲۶ مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أُغْرِقُوا

کو بہکایا ۲۵ اور تو ظالموں کو ۲۵ زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی ۲۶ اپنی کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے ۲۶

فَادْخُلُوا نَارًا ۲۷ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ۲۸ وَقَالَ

پھر آگ میں داخل کئے گئے ۲۷ تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پایا ۲۸ اور نوح نے

نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرُ عَلَيَّ الْأَرْضَ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۲۹ إِنَّكَ إِن

عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑے بے شک اگر

تَذَرُهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَكِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۳۰ رَبِّ

تو انہیں رہنے دے گا ۳۰ تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر ۳۰ اے میرے رب

۳۱ اور میں نے جو ایمان واستغفار کا جو حکم دیا تھا اس کو انہوں نے نہ مانا ۳۱ ان کے عوام، غرباء اور چھوٹے لوگ، سرکش رؤسا اور اصحاب اموال و اولاد کے تابع

ہوئے ۳۱ اور وہ غرور مال میں مست ہو کر کفر و طغیان میں بڑھتا رہا ۳۱ وہ رؤساء ۳۱ کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی اور انہیں اور ان

کے متبعین کو ایذا نہیں پہنچائیں ۳۱ رؤساء کفار اپنے عوام سے ۳۱ یعنی ان کی عبادت ترک نہ کرنا ۳۱ یہ اُن کے بتوں کے نام ہیں جنہیں وہ پوجتے تھے بُت تو

ان کے بہت تھے مگر یہ پانچ ان کے نزدیک بڑی عظمت والے تھے وُد تو مرد کی صورت پر تھا اور سُوء عورت کی صورت پر اور یُعُوق شیر کی شکل اور یُعُوق گھوڑے کی

اور نسر گر گس (گدھ) کی یہ بت قوم نوح سے منتقل ہو کر عرب میں پہنچے اور مشرکین کے قبائل سے ایک ایک نے ایک ایک کو اپنے لیے خاص کر لیا۔ ۳۱ یعنی یہ

بُت بہت سے لوگوں کے لیے گمراہی کا سبب ہوئے یا یہ معنی ہیں کہ رؤساء قوم نے بتوں کی عبادت کا حکم کر کے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ ۳۱ جو بتوں کو پوجتے

ہیں ۳۱ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے جب انہیں وحی سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے ان کے سوا اور لوگ ایمان لانے والے نہیں تب آپ

نے یہ دعا کی۔ ۳۱ طوفان میں ۳۱ بعد غرق ہونے کے ۳۱ جو انہیں عذاب الہی سے بچا سکتا۔ ۳۱ اور ہلاک نہ فرمائے گا ۳۱ یہ حضرت نوح علیہ السلام کو

اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَ

مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو مکہ اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور

الْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۚ

سب مسلمان عورتوں کو اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی ۲۸

﴿ایاتھا ۲۸﴾ ﴿سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۴۰﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورہ جن مکیہ ہے، اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا

تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے سنا میرا پڑھنا کان لگا کر سنا ہے تو بولے وہ ہم نے ایک عجیب

عَجَبًا ۚ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۚ وَلَنُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۚ وَ

قرآن سنا ہے کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے اور

أَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۚ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ

یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ ہے اور یہ کہ ہم میں کا

سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۚ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّنْ نَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ

بے وقوف اللہ پر بڑھ کر بات کہتا تھا وہ اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ہرگز جن اور آدمی

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ

اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے وہ اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ

۴۷ کے کہ وہ دونوں مومن تھے ۴۸ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم کے تمام کفار کو عذاب سے ہلاک کر دیا۔ ۴۹ سورہ جن

مکیہ ہے اس میں دو رکوع، اٹھائیس آیتیں، دو سو پچاس ۲۵۰ کلمے، اٹھ سو ستر ۸۷۰ حرف ہیں۔ ۵۰ اے مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۵۱ نصیبین

کے جن کی تعداد مفسرین نے نو ۹ بیان کی۔ ۵۲ نماز فجر میں بمقامِ مَلَكٍ مُّكْرَمٍ وطائف کے درمیان ۵۳ وہ جن اپنی قوم میں جا کر ۵۴ جو اپنی فصاحت و

بلاغت و خوبی مضامین و علوم معنی میں ایسا نادر ہے کہ مخلوق کا کوئی کلام اس سے کوئی نسبت نہیں رکھتا اور اس کی یہ شان ہے کہ یعنی توحید و ایمان کی۔ ۵۵ جیسا کہ

کفار، جن و انس کہتے ہیں۔ ۵۶ جھوٹ بولتا تھا بے ادبی کرتا تھا کہ اس کے لیے شریک و اولاد اور بی بی بتاتا تھا۔ ۵۷ اور اس پر افتراء نہ کریں گے اس لیے ہم ان

کی باتوں کی تصدیق کرتے تھے جو کچھ وہ شان الہی میں کہتے تھے اور خداوند عالم کی طرف بی بی اور بچے کی نسبت کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کریم کی ہدایت سے

ہمیں ان کا کذب و بہتان ظاہر ہو گیا۔

الْحِجْنَ فَرَادُوهُمْ رَهَقًا ۝۶ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَن لَّنْ يَبْعَثَ اللَّهُ

لے تھے وہ تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھا اور یہ کہ انہوں نے وہ گمان کیا جیسا تمہیں گمان ہے کہ اللہ ہرگز کوئی رسول

أَحَدًا ۝۷ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلْتِ حَرَسًا شَدِيدًا

نہ بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ وہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے

وَشُهْبًا ۝۸ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۝۹ فَمَنْ يَسْتَبِعُ الْآنَ

بھر دیا گیا ہے وہ اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے پھر اب وہ جو کوئی سنے

يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرُّ أُرِيدَ بِنَا فِي

وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا (لپٹ) پائے ۱۹ اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ زمین والوں سے کوئی برائی کا

الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝۱۰ وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا

ارادہ فرمایا گیا ہے یا ان کے رب نے کوئی بھلائی چاہی ہے اور یہ کہ ہم میں وہ کچھ نیک ہیں ۲۲ اور کچھ

دُونَ ذَلِكَ ۝۱۱ كُنَّا ظَرَاءً أَتَقْدَرُ ۝۱۲ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّنْ نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي

دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں ۲۳ اور یہ کہ ہم کو یقین ہوا کہ ہرگز زمین میں اللہ کے قابو

الْأَرْضِ وَلَن نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ۝۱۲ وَأَنَّا لَبَسْنَا عَنَّا الْهُدَىٰ أُمْنَانًا ۝۱۳ فَمَنْ

سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت سنی ۲۴ اس پر ایمان لائے تو جو

يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۝۱۳ وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا

اپنے رب پر ایمان لائے اسے نہ کسی کی کا خوف ۲۵ نہ زیادتی کا ۲۶ اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ

الْقَاسِطُونَ ۝۱۴ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۵ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ

ظالم ۲۷ تو جو اسلام لائے انھوں نے بھلائی سوچی ۲۸ اور رہے ظالم ۲۹

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تَارِكُونَ مَتَّبِعِينَ لِلْغَايَةِ الْمُنَاسِقِينَ ۝۱۶ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَاقِيَ

۱۶۔ یعنی اہل آسمان کا کلام سننے کے لیے آسمان دنیا پر جانا چاہا وہ فرشتوں کے ۱۷ تاکہ جنت کو اہل آسمان کی باتیں سننے کے لیے آسمان تک

مَنْجَنقًا ۝۱۷ نَبِيَّ كَرِيمٍ ۝۱۸ نَبِيَّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝۱۹ جَسَدًا ۝۲۰

مارا جائے ۲۰ ہماری اس بندش اور روک سے ۲۱ قرآن کریم سننے کے بعد ۲۲ مومن، مخلص، متقی و ابرار ۲۳ فرقے فرقے مختلف۔ ۲۴ یعنی

قرآن پاک ۲۵ یعنی نیکیوں یا ثواب کی کمی کا ۲۶ بدیوں کی ۲۷ حق سے پھرے ہوئے کافر ۲۸ اور ہدایت و راجح کو اپنا مقصود ٹھہرایا۔ ۲۹ کافر راہ

حق سے پھرنے والے۔

فَكَانُوا الْجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝۱۵ وَأَنْ لَّوِ اسْتَاقَمُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَا سُقَيْنَهُمْ

وہ جہنم کے ایندھن ہوئے ۱۵ اور فرماؤ کہ مجھے یہ وحی ہوئی کہ اگر وہ ۱۵ راہ پر سیدھے رہتے ۲۲ تو ضرور ہم انھیں

مَاءً غَدَقًا ۝۱۶ لَنَقُتَنَّهُمْ فِيهِ ۝۱۷ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ

وافر پانی دیتے ۱۶ کہ اس پر انھیں جانچیں ۱۷ اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے ۱۷ وہ اسے چڑھتے

عَذَابًا صَعَدًا ۝۱۸ وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝۱۹ وَأَنَّهُ

عذاب میں ڈالے گا ۱۸ اور یہ کہ مسجدیں ۱۸ کے لئے اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو ۱۹ اور یہ کہ

لَسَاقَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۱۹ قُلْ إِنَّمَا

جب اللہ کا بندہ ۱۹ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا ۱۹ تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں ۱۹ تم فرماؤ میں تو

أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝۲۰ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا

اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا تم فرماؤ میں تمہارے کسی بُرے بھلے کا

رَشَدًا ۝۲۱ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۝۲۲ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ

مالک نہیں ۲۱ تم فرماؤ ہرگز مجھے اللہ سے کوئی نہ بچائے گا ۲۲ اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ

مُلْتَحَدًا ۝۲۳ إِلَّا بِلِغَا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَتِهِ ۝۲۴ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

پاؤں گا ۲۳ مگر اللہ کے پیام پہنچانا اور اس کی رسالتیں ۲۴ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے ۲۴

فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا ۝۲۵ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

تو بے شک ان کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں یہاں تک کہ جب دیکھیں گے ۲۵ جو وعدہ دیا جاتا ہے

۲۵ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر جن آتش جہنم کے عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔ ۲۵ یعنی انسان ۲۵ یعنی دین حق و طریقہ اسلام پر

۲۳ کثیر، مراد وسعت رزق ہے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ سات برس تک وہ بارش سے محروم کر دیئے گئے تھے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ لوگ ایمان

لائے تو ہم دنیا میں ان پر رزق وسیع کرتے اور انہیں کثیر پانی اور فراخی عیش عنایت فرماتے ۲۴ کہ وہ کیسی شکرگزاری کرتے ہیں۔ ۲۵ قرآن سے

یا توحید یا عبادت سے ۲۶ جس کی شدت دم بدم بڑھے گی۔ ۲۷ یعنی وہ مکان جو نماز کے لیے بنائے گئے ۲۸ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ تھا

کہ وہ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے۔ ۲۹ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطنِ نخلہ میں وقتِ فجر ۲۷ یعنی

نماز پڑھنے ۲۷ کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت و تلاوت اور آپ کے اصحاب کی اقتداء نہایت عجیب اور پسندیدہ معلوم ہوئی

اس سے پہلے انہوں نے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا اور ایسا بے مثل کلام نہ سنا تھا۔ ۲۸ جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ”فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ“ (تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں) ۲۹ یہ میرا فرض ہے جس کو انجام دیتا ہوں ۲۹ اور ان پر

ایمان نہ لائے ۲۹ وہ عذاب۔

الْمَنْزِلُ السَّابِعُ ﴿7﴾

قَلِيلًا ۳) اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۴) اِنَّا سُلِّقِي عَلَيْكَ

کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ و اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو و بے شک عنقریب ہم تم پر ایک

قَوْلًا ثَقِيلًا ۵) اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وُطْأًا وَّ اَقْوَمُ قِيلًا ۶) اِنَّ

بھاری بات ڈالیں گے و بیشک رات کا اٹھنا و وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے و اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے و بیشک

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۷) وَاذْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ

دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں و اور اپنے رب کا نام یاد کرو و اور سب سے ٹوٹ کر

تَبَتَّلًا ۸) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۹)

اسی کے ہو و پورب کا رب اور پچھم کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ و

وَاَصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاَهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِيلًا ۱۰) وَذُرْنِي وَ

اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انھیں اچھی طرح چھوڑ دو و اور مجھ پر چھوڑو

الْمُكَذِّبِينَ اُولِيَ النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۱۱) اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَجَحِييًا ۱۲)

ان جھٹلانے والے مال داروں کو اور انھیں تھوڑی مہلت دو و بے شک ہمارے پاس فلاں بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ

کہا کہ ابتداء زمانہ جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوف سے اپنے کپڑوں میں لپٹ جاتے تھے ایسی حالت میں آپ کو حضرت جبریل نے ”يَسْأَلُهَا الْمُؤْمِلُ“

کہہ کر ندا کی۔ ایک قول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر شریف میں لپٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے اس حالت میں آپ کو ندا کی گئی ”يَسْأَلُهَا الْمُؤْمِلُ“

بہر حال یہ ندا بتاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ردائے نبوت و چادر رسالت کے حامل و لائق۔ و نماز اور عبادت کے

ساتھ و یعنی تھوڑا حصہ آرام کے لیے ہو باقی شب عبادت میں گزارے اب وہ باقی کتنی ہو اس کی تفصیل آگے ارشاد فرمائی جاتی ہے و مراد یہ ہے کہ آپ کو

اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ قیام نصف شب سے کم ہو یا نصف شب یا اس سے زیادہ ہو۔ (بیضادی) مراد اس قیام سے تہجد ہے جو ابتداء اسلام میں واجب و بقولے فرض

تھانہ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب شب کو قیام فرماتے اور لوگ نہ جانتے کہ تہائی رات یا آدھی رات یا دو تہائی رات کب ہوئی تو وہ تمام شب

قیام میں رہتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے اس اندیشہ سے کہ قیام قدر واجب سے کم نہ ہو جائے یہاں تک کہ ان حضرات کے پاؤں سو جاتے تھے پھر یہ حکم ایک

سال کے بعد منسوخ ہو گیا اور اس کا ناخ بھی اسی سورت میں ہے ”فَافْقُرُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ“۔ رعایت و وقوف اور ادائے مناجات کے ساتھ اور حرف کو خارج کے

ساتھ تاہم امکان صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔ و یعنی نہایت جلیل و با عظمت، مراد اس سے قرآن مجید ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم آپ پر قرآن

نازل فرمائیں گے جس میں اوامر و نواہی اور تکالیف شائع ہیں جو ممکنہ پر بھاری ہوں گی۔ و سونے کے بعد و بہ نسبت دن کی نماز کے و کیونکہ وہ وقت

سکون و اطمینان کا ہے شور و غلبہ سے امن ہوتی ہے، اخلاص تام و کامل ہوتا ہے، ریاء و نمائش کا موقع نہیں ہوتا۔ و شب کا وقت عبادت کے لیے خوب فراغت کا

ہے و رات و دن کے جملہ اوقات میں تسبیح، تہلیل، نماز، تلاوت قرآن شریف، درس علم وغیرہ کے ساتھ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی قرأت کی

ابتداء میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ پڑھو۔ و یعنی عبادت میں انتظام کی صفت ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی طرف مشغول نہ ہو سب علاقہ

قطع (تعلق ختم) ہو جائیں اسی کی طرف توجہ رہے۔ و اور اپنے کام اسی کی طرف تفویض کرو و ”وَهَذَا مُنْسَوخٌ بِآيَةِ الْقِتَالِ“ (اور یہ حکم جہاد کی آیت سے

منسوخ ہو چکا ہے) و بدرتک یا روز قیامت تک و آخرت میں۔

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۳ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ

اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب ۱۳ جس دن تھرتھرائیں گے زمین اور پہاڑ ۱۹

وَكَاثِبِ الْجِبَالِ كَثِيرًا مَّهِيلًا ۝۱۴ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا ۝۱۵ شَاهِدًا

اور پہاڑ ہو جائیں گے ریتے کا ٹیلہ بہتا ہوا ۱۴ بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے ۱۵ کہ تم پر

عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝۱۶ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ

حاضر ناظر ہیں ۱۶ جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے ۱۷ تو فرعون نے اس رسول کا

الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝۱۷ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا

کلم نہ مانا تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑا ۱۷ پھر کیسے بچو گے ۱۸ اگر ۲۳ کفر کرو اس دن سے ۲۵

يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝۱۸ السَّيِّئُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۝۱۹ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝۱۹

جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا ۱۹ آسمان اس کے صدمہ سے پھٹ جائے گا اللہ کا وعدہ ہو کر رہنا

إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۝۲۰ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝۲۱ إِنَّ رَبَّكَ

بے شک یہ نصیحت ہے توجو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے ۲۱ بے شک تمہارا رب

يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ

جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت

الَّذِينَ مَعَكَ ۝۲۲ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝۲۳ عَلِمَ أَنَّ لَّنْ تَحْصُوهُ

تمہارے ساتھ والی ۲۲ اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا ۲۹

فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۝۲۴ عَلِمَ أَنَّ سَيَكُونُ

تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہوتا پڑھو ۲۴ اسے معلوم ہے کہ غریب کچھ تم میں

مِنْكُمْ مَّرْضَىٰ ۝۲۵ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ

بیمار ہوں گے اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش

۱۸ اُن کے لیے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ۱۹ وہ قیامت کا دن ہوگا۔ ۲۰ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۱ مؤمن کے ایمان

اور کافر کے کفر کو جانتے ہیں ۲۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام ۲۳ عذاب الہی سے ۲۴ دنیا میں ۲۵ یعنی قیامت کے دن جو نہایت ہولناک ہوگا ۲۶ اپنے شدت

دہشت سے ۲۷ ایمان و طاعت اختیار کر کے ۲۸ تمہارے اصحاب کی وہ بھی قیام لیل میں آپ کا اتباع کرتے ہیں۔ ۲۹ اور ضبط اوقات نہ کر سکو گے ۳۰ یعنی شب

اللَّهُ ۱ وَآخِرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۲ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۳ وَ

کرنے والے اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے ۲ تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو ۳ اور

أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۴ وَمَا

نماز قائم رکھو ۴ اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو ۵ اور

تُقَدِّمُوا مَوَالِيَكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ أَوْ اعْظَمَ أَجْرًا ۵

اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے

وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۶ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۷

اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

﴿آیتھا ۵۶﴾ ﴿سُورَةُ الْمَدَّثَرِ مَكِّيَّةٌ ۲﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورہ مدثر مکہ ہے، اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا الْمَدَّثَرُ ۱ قُمْ فَأَنْذِرْ ۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۴

اے بالا پوش اور ہنسنے والے ۱ کھڑے ہو جاؤ ۲ پھر ڈرناؤ ۳ اور اپنے رب کی بڑائی بولو ۴ اور اپنے کپڑے پاک رکھو ۵

کا قیام معاف فرمایا۔ مسئلہ: اس آیت سے نماز میں مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی۔ مسئلہ: اقل درجہ قرأت مفروض ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں۔

۳ یعنی تجارت یا طلب علم کے لیے ۴ ان سب پر رات کا قیام دشوار ہوگا ۵ اس سے پہلا حکم منسوخ کیا گیا اور یہ بھی بجا نہ نمازوں سے منسوخ ہو گیا۔

۶ یہاں نماز سے فرض نمازیں مراد ہیں۔ ۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس قرض سے مراد زکوٰۃ کے سوا وہ خدا میں خرچ کرنا ہے

صلہ رحمی میں اور مہمانداری میں اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے تمام صدقات مراد ہیں جنہیں اچھی طرح مال حلال سے خوش دلی کے ساتھ راہِ خدا میں خرچ کیا جائے۔

۸ سورہ مدثر مکہ ہے اس میں دو رکوع، چھپن ۵۶ آیتیں، دو سو وچھپن ۲۵۵ کلمے، ایک ہزار دس ۱۰۱۰ حرف ہیں۔ ۹ یہ خطاب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو ہے۔ شان نزول: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کوہِ حرا پر تھا کہ مجھے ندا کی گئی ”يَا مُحَمَّدُ

اِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ“ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا کچھ نہ پایا اور پردیکھا ایک شخص آسمان زمین کے درمیان بیٹھا ہے (یعنی وہی فرشتہ جس نے ندا کی تھی) یہ دیکھ کر

مجھ پر رعب ہوا اور میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے بالا پوش اڑھاؤ انہوں نے اڑھا دیا تو جبریل آئے اور انہوں نے کہا: ”يَا أَيُّهَا الْمَدَّثَرُ“ ۱۰ اپنی

خواب گاہ سے ۱۱ قوم کو عذاب الہی کا ایمان نہ لانے پر ۱۲ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ اکبر فرمایا حضرت خدیجہ

نے بھی حضور کی تکبیر سن کر تکبیر کہی اور خوش ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ وحی آئی۔ ۱۳ ہر طرح کی نجاست سے کیونکہ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے اور نماز کے سوا

اور حالتوں میں بھی کپڑے پاک رکھنا بہتر ہے یا یہ معنی ہیں کہ اپنے کپڑے کو تازہ کیجئے ایسے دراز نہ ہوں جیسی کہ عربوں کی عادت ہے کیونکہ بہت زیادہ دراز ہونے سے

چلنے پھرنے میں نجس ہونے کا احتمال رہتا ہے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ فَإِذَا انْقَرَضَ

اور بتوں سے دور رہو اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو گے اور اپنے رب کے لیے صبر کئے رہو ۱۰ پھر جب صور

فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ

پھونکا جائے گا ۱۱ تو وہ دن گزرا (سخت) دن ہے کافروں پر آسان

يَسِيرٌ ۝ ذُرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَبْدُودًا ۝

نہیں ۱۲ اسے مجھ پر چھوڑ جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ۱۱ اسے وسیع مال دیا ۱۲

وَبَنِينَ شُهُودًا ۝ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَهَيُّدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝

اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہتے ۱۳ اور میں نے اس کے لیے طرح طرح کی تیاریاں کیں ۱۴ پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں ۱۵

كَلَّا ۝ إِنَّهُ كَانَ لِإِتْنَاعِنِدًا ۝ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۝ إِنَّهُ فَكَّرَ وَ

ہرگز نہیں ۱۶ وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں بے شک وہ سوچا اور

قَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝

دل میں کچھ بات ٹھہرائی تو اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر نظر اٹھا کر دیکھا

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ

پھر تیوری چڑھائی (اٹختے پر بل ڈالے) اور منہ بگاڑا پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا پھر بولا یہ تو وہی جادو ہے اگلوں

يُوشِرُ ۝ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝ وَمَا

سے سیکھا یہ نہیں مگر آدمی کا کلام ۱۷ کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں دھنساتا ہوں اور

۱۸ یعنی جیسے کہ دنیا میں ہدیے اور نیوتے (شادی وغیرہ میں رقم یا دوسرے تحائف) دینے کا دستور ہے کہ دینے والا یہ خیال کرتا ہے کہ جس کو میں نے دیا ہے وہ اس

سے زیادہ مجھے دے دے گا اس قسم کے نیوتے اور ہدیے شرعاً جائز ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے منع فرمایا گیا کیونکہ شان نبوت بہت ارفع و اعلیٰ

ہے اور اس مصیبت عالی کے لائق یہی ہے کہ جس کو جو دیں وہ محض کرم ہو اس سے لینے یا فسخ حاصل کرنے کی نیت نہ ہو۔ ۱۹ اواخر و نوائی اور ان ایذاؤں پر جو دین

کی خاطر آپ کو برداشت کرنی پڑیں۔ ۲۰ مراد اس سے بقول صحیح فقہ ثانیہ ہے۔ ۲۱ اس میں اشارہ ہے کہ وہ دن بفضل الہی مومنین پر آسان ہوگا۔ ۲۲ اس

کی ماں کے پیٹ میں بغیر مال و اولاد کے۔ ۲۳ شان نزول: یہ آیت ولید بن مغیرہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی وہ اپنی قوم میں وحید کے لقب سے ملقب تھا۔ ۲۴ کھیتیاں اور کثیر مویشی اور تجارتیں۔ مجاہد سے منقول ہے کہ وہ ایک لاکھ دینار نقد کی حیثیت رکھتا تھا اور طائف میں اس کا ایبا بڑا باغ تھا جو سال کے کسی وقت

پھلوں سے خالی نہ ہوتا تھا۔ ۲۵ جن کی تعداد دس تھی اور چونکہ مالدار تھے انہیں کسب معاش کے لیے سفر کی حاجت نہ تھی اس لیے سب باپ کے سامنے رہتے ان

میں سے تین مشرف بہ اسلام ہوئے خالد اور ہشام اور ولید ابن ولید۔ ۲۶ جاہ بھی دیا اور ریاست بھی عطا فرمائی عیش بھی دیا اور طول عمر بھی ۲۷ باوجود ناشکری

کے ۲۸ یہ نہ ہوگا، چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد ولید کے مال و اولاد و جاہ میں کمی شروع ہوئی یہاں تک کہ ہلاک ہو گیا۔ ۲۹ شان نزول: جب ”حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العظیم“ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں تلاوت فرمائی ولید نے سنا اور اس قوم کی مجلس میں آکر اس نے کہا

أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ۚ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۚ لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ ۖ عَلَيْهَا

تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے نہ چھوڑے نہ لگی رکھے ۱۸ آدمی کی کھال اتار لیتی ہے ۱۹ اس پر

تِسْعَةَ عَشَرَ ۖ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۖ وَمَا جَعَلْنَا

انہیں داروغہ ہیں ۲۰ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے اور ہم نے

عَدَّتْهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَيْسَتِيقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَ

ان کی یہ گنتی نہ رکھی مگر کافروں کی جانچ کو ۲۱ اس لیے کہ کتاب والوں کو یقین آئے ۲۲ اور

يُرْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

ایمان والوں کا ایمان بڑھے ۲۳ اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو کوئی

وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ وَلَيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ

شک نہ رہے اور دل کے رذولگی ۲۴ اور کافر کہیں

مَا ذَا آسَاءَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۖ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي

اس اپنے (تعجب) کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے یونہی اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے

کے خدا کی قسم میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابھی ایک کلام سنا نہ وہ آدمی کا نہ جن کا بخدا اس میں عجیب شیرینی اور تازگی اور فوائد دل کشی ہے وہ کلام سب پر

غالب رہے گا۔ قریش کو اس کی ان باتوں سے بہت غم ہوا اور ان میں مشہور ہو گیا کہ ولید آبادی دین سے بڑگفتہ (پھر گیا) ہو گیا، ابوجہل نے ولید کو ہموار کرنے کا ذمہ

لیا اور اس کے پاس آکر بہت غمزہ صورت بنا کر بیٹھ گیا ولید نے کہا: کیا غم ہے؟ ابوجہل نے کہا: غم کیسے نہ ہو تو بوڑھا ہو گیا ہے قریش تیرے خرچ کے لیے روپیہ جمع کر

دیں گے انہیں خیال ہے کہ تو نے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام کی تعریف اس لیے کی ہے کہ تجھے ان کے دسترخوان کا بچا کھانا مل جائے، اس پر

اسے بہت طیش آیا اور کہنے لگا کہ کیا قریش کو میرے مال و دولت کا حال معلوم نہیں ہے اور کیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب نے کبھی سیر ہو کر کھانا

بھی کھایا ہے ان کے دسترخوان پر کیا بچے کا پھر ابوجہل کے ساتھ اٹھا اور قوم میں آکر کہنے لگا تمہارا خیال ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھوں ہیں کیا تم نے ان

میں کبھی دیوانگی کی کوئی بات دیکھی سب نے کہا: ہرگز نہیں، کہنے لگا: تم انہیں کا بن سمجھتے ہو کیا تم نے انہیں کبھی کہا نہ کرتے دیکھا ہے، سب نے کہا: نہیں، کہا: تم انہیں

شاعر گمان کرتے ہو کیا تم نے کبھی انہیں شعر کہتے پایا، سب نے کہا: نہیں، کہنے لگا: تم انہیں کذاب کہتے ہو کیا تمہارے تجربہ میں کبھی انہوں نے جھوٹ بولا، سب

نے کہا: نہیں اور قریش میں آپ کا صدق و دیانت ایسا مشہور تھا کہ قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے یہ سن کر قریش نے کہا پھر بات کیا ہے تو ولید سوچ کر بولا کہ

بات یہ ہے کہ وہ جادوگر ہیں تم نے دیکھا ہوگا کہ ان کی بدولت رشتہ دار رشتہ دار سے باپ بیٹے سے جدا ہو جاتے ہیں بس یہی جادوگر کا کام ہے اور جو قرآن وہ

پڑھتے ہیں وہ دل میں اثر کر جاتا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ وہ جادو ہے اس آیت کریمہ میں اس کا ذکر فرمایا گیا۔ ۱۸ یعنی نہ کسی مستحق عذاب کو چھوڑے نہ کسی

کے جسم پر گوشت پوست کھال لگی رہنے دے بلکہ مستحق عذاب کو گرفتار کرے اور گرفتار کو جلانے اور جب جل جائیں پھر ویسے ہی کر دیئے جائیں۔ ۱۹ جلا کر۔

۲۰ فرشتے۔ ایک مالک اور اٹھارہ ان کے ساتھی۔ ۲۱ کہ حکمت الہی پر اعتماد نہ کر کے اس تعداد میں کلام کریں اور کہیں انہیں کیوں ہوئے۔ ۲۲ یعنی یہود کو

یہ تعداد اپنی کتابوں کے موافق دیکھ کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدق کا یقین حاصل ہو ۲۳ یعنی اہل کتاب میں سے جو ایمان لائے ان کا اعتقاد سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اور زیادہ ہوا اور جان لیں کہ حضور کو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الہی ہے اس لیے کتب سابقہ سے مطابق ہوتی ہے ۲۴ جن

کے دلوں میں نفاق ہے۔

مَنْ يَشَاءُ ط وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ط وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْبَشَرِ ع

جسے چاہے اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ ۲۵ تو نہیں مگر آدمی

لِّلْبَشَرِ ع ۳۱) كَلَّا وَالْقَمَرَ ۳۲) وَاللَّيْلَ إِذَا دَبَرَ ۳۳) وَالصُّبْحَ إِذَا أَصْفَرَ ۳۴)

کے لیے نصیحت ہاں ہاں چاند کی قسم اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اُجالا ڈالے ۲۶

إِنِّهَا لِأَحَدَى الْكُبَرِ ۳۵) نَذِيرٌ لِّلْبَشَرِ ۳۶) لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ط

بے شک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے آدمیوں کو ڈراؤ اُسے جو تم میں چاہے کہ

يَتَّقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ط ۳۷) كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۳۸) إِلَّا أَصْحَابَ

آگے آئے ۲۷ یا پیچھے رہے ۲۸ ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر وہی

الْيَبِينَ ۳۹) فِي جَنَّتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۴۰) عَنِ الْجُرُمِينَ ۴۱) مَا سَلَكَكُمْ

طرف والے ۲۹ باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ

فِي سَقَرٍ ۴۲) قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيِّينَ ۴۳) وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمُسْكِينِ ۴۴)

میں لے گئی وہ بولے ہم قتل نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے ۳۱

وَكُنَّا نَحُوزُ مَعَ الْخَاضِعِينَ ۴۵) وَكُنَّا نَكْذِبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۴۶)

اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو ۳۲ جھٹلاتے رہے

حَتَّىٰ أَتَيْنَا الْيَقِينَ ط ۴۷) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ط ۴۸) فَمَا لَهُمْ

یہاں تک کہ ہمیں موت آئی تو انھیں سفارش کی سفارش کام نہ دے گی ۳۳ تو انھیں کیا ہوا

عَنِ التَّذْكَرَةِ مُعْرِضِينَ ۴۹) كَانَتْهُمْ حَرٌّ مُّسْتَنْفِرَةً ۵۰) فَرَّتْ مِنْ

نصیحت سے منہ پھرتے ہیں ۳۴ گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے

قَسْوَرَةً ۵۱) بَلْ يَرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مِّنْشَرَةً ۵۲)

بھاگے ہوں ۳۵ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں ۳۶

۲۵ یعنی جہنم اور اس کی صفت یا آیات قرآن ۳۷ خوب روشن ہو جائے ۳۸ خیر یا جنت کی طرف ایمان لا کر ۳۹ کفر اختیار کر کے اور برائی و عذاب میں گرفتار ہو۔

۴۰ یعنی مومنین وہ گروی نہیں وہ نجات پانے والے ہیں اور انہوں نے نیکیاں کر کے اپنے آپ کو آزاد کرالیا ہے وہ اپنے رب کی رحمت سے مُنْتَفِع ہیں۔ ۴۱ دنیا

میں ۴۲ یعنی مساکین پر صدقہ نہ کرتے تھے ۴۳ جس میں اعمال کا حساب ہوگا اور آزادی جائے گی مراد اس سے روز قیامت ہے ۴۴ یعنی انبیاء، ملائکہ، شہداء،

كَلَّا ۖ بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۝ كَلَّا إِنَّهُ تَذَكَّرٌ ۝ فَسِنْ شَاءَ

ہرگز نہیں بلکہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں ہے ہاں ہاں بے شک وہ نصیحت ہے تو جو چاہے

ذَكَرَهُ ۝ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۖ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ

اس سے نصیحت لے اور وہ کیا نصیحت مانیں مگر جب اللہ چاہے وہی ہے ڈرنے کے لائق

وَأَهْلُ الْبَغْفِرَةِ ۝

اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا

﴿ایاتھا ۲۰﴾ ﴿سُورَةُ الْقِيَمَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۱﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورہ قیامہ مکہ ہے، اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَمَةِ ۚ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۚ أَيَحْسَبُ

روز قیامت کی قسم یاد فرماتا ہوں اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے کیا آدمی

الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ ۚ بَلَىٰ قَدَرِينٌ ۚ عَلَىٰ أَنْ تُسَوَّىٰ بَنَانُهُ ۚ

یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے کیوں نہیں ہم قادر ہیں کہ اس کے پور ٹھیک بنا دیں

صالحین جنہیں اللہ تعالیٰ نے شافع کیا ہے وہ ایمانداروں کی شفاعت کریں گے کافروں کی شفاعت نہ کریں گے تو جو ایمان نہیں رکھتے انہیں شفاعت بھی میسر نہ آئے

گی۔ ۳۴ یعنی مواظق قرآن سے اعراض کرتے ہیں۔ ۳۵ یعنی مشرکین نادانی و بے وقوفی میں گدھے کی مثل ہیں جس طرح شیر کو دیکھ کر وہ بھاگتا ہے اسی طرح یہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن سن کر بھاگتے ہیں ۳۶ کفار قریش نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم ہرگز آپ کی اتباع نہ

کریں گے جب تک کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایک کتاب نہ آئے جس میں لکھا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے فلاں بن فلاں

کے نام ہم اس میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم دیتے ہیں۔ ۳۷ کیونکہ اگر انہیں آخرت کا خوف ہوتا تو اولہ قائم ہونے اور معجزات ظاہر

ہونے کے بعد اس قسم کی سرکشانہ جلیلہ بازیاں نہ کرتے۔ ۳۸ قرآن شریف ۱ سورہ قیامہ مکہ ہے اس میں دو رکوع، چالیس ۴۰ آیتیں، ایک سو ننانوے ۱۹۹

کلمے، چھ سو بانوے ۶۹۲ حرف ہیں۔ ۳۹ باوجود متقی و کثیر الطاعت ہونے کے تم مرنے کے بعد ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ ۴۰ یہاں آدمی سے مراد کافر منکر بغث

ہے۔ شان نزول: یہ آیت عذری بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر میں قیامت کا دن دیکھ بھی لوں جب بھی

نہ مانوں اور آپ پر ایمان نہ لاؤں کیا اللہ تعالیٰ کھری ہوئی ہڈیاں جمع کر دے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کے معنی یہ ہیں کہ کیا اس کافر کا یہ گمان ہے کہ ہڈیاں

بکھرنے اور گلنے اور ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں ملنے اور ہواؤں کے ساتھ اڑ کر دور دراز مقامات میں منتشر ہو جانے سے ایسی ہو جاتی ہیں کہ ان کا جمع کرنا کافر ہماری

قدرت سے باہر سمجھتا ہے یہ خیال فاسد اس کے دل میں کیوں آیا اور اس نے کیوں نہیں جانا کہ جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر

ضرور قادر ہے۔ ۴۰ یعنی اس کی انگلیاں جیسی تھیں بغیر فرق کے ویسی ہی کر دیں اور ان کی ہڈیاں ان کے موقع پر پہنچا دیں جب چھوٹی چھوٹی ہڈیاں اس طرح

ترتیب دے دی جائیں تو بڑی کا کیا کہنا۔

بَلْ يَرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ۚ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ۖ فَإِذَا

بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بدی کرے وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا پھر جس دن

بَرَقَ الْبَصَرُ ۚ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۚ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ يَقُولُ

آنکھ چونڈھیاے گی فلک اور چاند گہے گا فلک اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے فلک اس دن

الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُجِ ۚ كَلَّا لَا وَزَرَ ۖ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ

آدمی کہے گا کدھر بھاگ کر جاؤں وہ ہرگز نہیں کوئی پناہ نہیں اس دن تیرے رب ہی کی طرف جا کر

الْمُسْتَقَرُّ ۚ يَنْبَوُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۚ بَلِ الْإِنْسَانُ

ٹھہرنا ہے فلک اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا فلک بلکہ آدمی

عَلَىٰ نَفْسِهِ بِصِيرَةٍ ۚ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۚ لَا تَحْرِكُ بِهِ لِسَانُكَ

خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لا ڈالے جب بھی نہ سنا جائے گا تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن

لَتَعْمَلَ بِهِ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا جُمُعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ

کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو ۱۲ بیشک اس کا محفوظ کرنا ۱۳ اور پڑھنا ۱۴ ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھیں ۱۵ اس وقت اُس

قُرْآنَهُ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۚ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۚ وَ

پڑھے ہوئے کی اتباع کرو ۱۸ پھر بیشک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے کوئی نہیں بلکہ اے کافرو تم پاؤں تلے کی دوست رکھتے ہو ۱۹ اور

تَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۚ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ ۚ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ

آخرت کو چھوڑے بیٹھے ہو کچھ منہ اس دن ۲۱ ترو تا زہ ہوں گے ۲۲ اپنے رب کو دیکھتے ۲۳

۲۴ انسان کا انکار بے اشتباہ اور عدم دلیل کے باعث نہیں ہے بلکہ حال یہ ہے کہ وہ بحال سوال بھی اپنے بنجور پر قائم رہنا چاہتا ہے کہ بطریق استہزاء پوچھتا ہے

قیامت کا دن کب ہوگا۔ (جمل) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کے معنی میں فرمایا کہ آدمی بحث و حساب کو چھٹلاتا ہے جو اس کے سامنے ہے

سعید بن جبیر نے کہا کہ آدمی گناہ کو مؤخر کرنا ہے اور توبہ کو مؤخر بھی کہتا رہتا ہے اب توبہ کروں گا اب عمل کروں گا یہاں تک کہ موت آجانی ہے اور وہ اپنی بدیوں

میں مبتلا ہوتا ہے۔ ۲۵ اور حیرت داسن گیر ہوگی ۲۶ تاریک ہو جائے گا اور روشنی زائل ہو جائے گی۔ ۲۷ یہ ملا دینا یا طلوع میں ہوگا دونوں مغرب سے طلوع

کریں گے یا بے نور ہونے میں۔ ۲۸ جو اس حال و وحشت سے رہائی ملے فلک تمام خلق اس کے حضور حاضر ہوگی حساب کیا جائے گا جزا دی جائے گی جسے چاہے

گا اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا جسے چاہے اپنے عدل سے جہنم میں ڈالے گا۔ ۲۹ جو اس نے کیا ہے ۳۰ شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم جبریل امین کے وحی پہنچا کر فرارغ ہونے سے قبل یاد فرمانے کی سعی فرماتے تھے اور جلد جلد پڑھتے اور زبان اقدس کو حرکت دیتے اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی مشقت گوارا نہ فرمائی اور قرآن کریم کا سینہ پاک میں محفوظ کرنا اور زبان اقدس پر جاری فرمانا اپنے ذمہ کرم پر لیا اور یہ آیت کریمہ نازل فرما کر

حضور کو مطمئن فرمادیا۔ ۳۱ آپ کے سینہ پاک میں ۳۲ آپ کا ۳۳ یعنی آپ کے پاس وحی آچکے ۳۴ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم وحی کو باطمینان سنتے اور جب وحی تمام ہو جاتی تب پڑھتے تھے۔ ۳۵ یعنی تمہیں دنیا کی چاہت ہے۔ ۳۶ یعنی روز قیامت۔ ۳۷ اللہ تعالیٰ کے

وَوُجُوهُ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۖ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۖ كَلَّا إِذَا

اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے ۲۱۱ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے ۲۱۲ ہاں ہاں جب

بَلَغَتِ الشَّرَاقِ ۖ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ۖ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۖ وَ

جان گلے کو پہنچ جائے گی ۲۱۳ اور لوگ کہیں گے ۲۱۴ کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے ۲۱۵ اور وہ ۲۱۶ سمجھ لے گا کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے ۲۱۷ اور

التَّقَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۖ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۖ فَلَا صَدَقَ

پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی ۲۱۸ اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے ۲۱۹ اس نے وقت نہ تو بچ مانا ۲۲۰

وَلَا صَلَّى ۖ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۖ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۖ

اور نہ نماز پڑھی ۲۲۱ ہاں جھٹلایا اور منہ پھیرا ۲۲۲ پھر اپنے گھر کو اکڑتا چلا ۲۲۳

أَوَّلَىٰ لَكَ فَأَوَّلَىٰ ۖ ثُمَّ أَوَّلَىٰ لَكَ فَأَوَّلَىٰ ۖ أَيْحَسِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ

تیری خرابی آگئی اب آگئی ۲۲۴ پھر تیری خرابی آگئی اب آگئی ۲۲۵ کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ

سُدَىٰ ۖ أَلَمْ يَكُنْ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ۖ ثُمَّ كَانَ عِلْقَةً فُخِّقَ

دیا جائے گا ۲۲۶ کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے ۲۲۷ پھر خون کی پھلک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا ۲۲۸

نعمت و کرم پر مسرور چہروں سے انوار تاباں یہ مؤمنین کا حال ہے۔ ۲۲۹ انہیں دیدار الہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مؤمنین کو دیدار الہی میسر آئے گا یہی اہل سنت کا عقیدہ قرآن و حدیث و اجماع کے دلائل کثیرہ اس پر قائم ہیں اور یہ دیدار بے کیف اور بے جہت ہوگا۔

۲۳۰ سیاہ، تاریک، غمزدہ، مایوس، یک کفار کا حال ہے۔ ۲۳۱ یعنی وہ عذت عذاب اور ہولناک مصائب میں گرفتار کئے جائیں گے۔ ۲۳۲ وقت موت ۲۳۳ جو اس کے قریب ہوں گے ۲۳۴ تاکہ اس کو شفا حاصل ہو ۲۳۵ یعنی مرنے والا ۲۳۶ کہ اہل مکہ اور دنیا سب سے جدائی ہوتی ہے۔ ۲۳۷ یعنی موت کی کرب و سختی سے پاؤں باہم لپٹ جائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ دونوں پاؤں کفن میں لپیٹے جائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ شدت پر شدت ہوگی ایک دنیا کی جدائی کی سختی اس کے ساتھ موت کی کرب یا ایک موت کی سختی اور اس کے ساتھ آخرت کی سختیاں۔ ۲۳۸ یعنی بندوں کا رجوع اسی کی طرف ہے وہی ان میں فیصلہ فرمائے گا۔ ۲۳۹ یعنی انسان نے، مراد اس سے ابوجہل ہے۔ ۲۴۰ رسالت اور قرآن کو ۲۴۱ ایمان لانے سے ۲۴۲ متکبرانہ شان سے، اب اس سے خطاب فرمایا جاتا ہے ۲۴۳ جب یہ آیت نازل ہوئی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطحا میں ابوجہل کے کپڑے پکڑ کر اس سے فرمایا ”أَوَّلَىٰ لَكَ فَأَوَّلَىٰ لَكَ فَأَوَّلَىٰ“ یعنی تیری خرابی آگئی اب آگئی پھر تیری خرابی آگئی اب آگئی تو ابوجہل نے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تم مجھے دھمکاتے ہو تم اور تمہارا رب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے مکہ کے پہاڑوں کے درمیان میں سب سے زیادہ قوی، زور آور، صاحب شوکت و قوت ہوں مگر قرآنی خبر ضرور پوری ہوتی تھی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ضرور پورا ہونے والا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جنگ بدر میں ابوجہل ذلت و خواری کے ساتھ بری طرح مارا گیا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت میں ایک فرعون ہوتا ہے میری امت کا فرعون ابوجہل ہے، اس آیت میں اس کی خرابی کا ذکر چار مرتبہ فرمایا گیا پہلی خرابی بے ایمانی کی حالت میں ذلت کی موت۔ دوسری خرابی قبر کی سختیاں اور وہاں کی شدتیں۔ تیسری خرابی مرنے کے بعد اٹھنے کے وقت گرفتار مصائب ہونا۔ چوتھی خرابی عذاب جہنم۔ ۲۴۵ کہ نہ اس پر امر و نہی وغیرہ کے احکام ہوں نہ وہ مرنے کے بعد اٹھایا جائے نہ اس سے اعمال کا حساب لیا جائے نہ اسے آخرت میں جزا دی جائے ایسا نہیں ۲۴۶ رحم میں تو جو ایسے گندے پانی سے پیدا کیا گیا اس کا تکبر کرنا اترا اور پیدا کرنے والے کی نافرمانی کرنا نہایت بے جا ہے۔ ۲۴۷ انسان بنایا۔

فَسَوِّى ۳۸ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى ۳۹ أَلَيْسَ ذَلِكَ

پھر ٹھیک بنایا ۳۸ تو اس سے وقت دو جوڑے بنائے وقت مرد اور عورت کیا جس نے یہ

بِقَدْرِ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى ۴۰

کچھ کیا وہ مردے نہ جلا سکے گا

﴿آیاتھا ۳۱﴾ ﴿سُورَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ ۹۸﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورۃ دہر مدنیہ ہے، اس میں آیتیں آتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۱ إِنَّا

بے شک آدمی پر وقت ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا وقت بیشک ہم نے

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَبْعًا بَصِيرًا ۲

آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے وقت کہ اسے جانچیں وقت تو اُسے ستا دیکھتا کر دیا

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۳ إِنَّا أَعْتَدْنَا

بے شک ہم نے اسے راہ بتائی وقت یا حق مانتا وقت یا ناشکری کرتا وقت بے شک ہم نے کافروں

لِلْكَافِرِينَ سَلْسِلًا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ۴ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ

کے لیے تیار کر رکھی ہیں زنجیریں وقت اور طوق وقت اور بھڑکتی آگ وقت بے شک نیک پیئیں گے اس جام میں سے

كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۵ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا

جس کی ملوٹی (آمیزش) کا فور ہے وہ کافور کیا؟ ایک چشمہ ہے وقت جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پیئیں گے اپنے مخلوق میں اسے جہاں چاہیں

۳۸ اس کے اعضاء کو کامل کیا اس میں روح ڈالی وقت یعنی منی سے یا انسان سے وقت دو صفتیں پیدا کیں وقت سورۃ دہر اس کا نام سورۃ انسان بھی ہے۔ مجاہد وقتادہ

اور جمہور کے نزدیک یہ سورت مدنیہ ہے، بعض نے اس کو مکہ کہا ہے۔ اس میں دو رکوع، آیتیں ۳۱ آیتیں، دو سو چالیس ۲۴۰ کلمے اور ایک ہزار پچاس ۱۰۵۴ حروف

ہیں۔ وقت یعنی حضرت آدم علیہ السلام پر نفخ روح سے پہلے چالیس سال کا وقت کیونکہ وہ ایک مٹی کا غیر تھا نہ کہیں اس کا ذکر تھا نہ اس کو کوئی جانتا تھا نہ کسی کو اس کی

پیدائش کی حکمتیں معلوم تھیں اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے انسان سے جنس مراد ہے اور وقت سے اس کے حمل میں رہنے کا زمانہ۔ وقت مرد و عورت کی وقت

مُكَلَّف کر کے اپنے امر و نہی سے۔ وقت تاکہ دلائل کا مشاہدہ اور آیات کا استماع کر سکے۔ وقت دلائل قائم کر کے رسول بھیج کر کتابیں نازل فرما کر تاکہ ہو وقت

یعنی مومن سعید وقت کافر شقی۔ وقت جنہیں باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں گے۔ وقت جو گلوں میں ڈالے جائیں گے وقت جس میں جلانے جائیں

گے۔ وقت جنت میں۔

تَفْجِيرًا ⑦ يُؤْفُونَ بِاللَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ⑧

بہا کر لے جائیں گے وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں وہ اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی وہ پھیلی ہوئی ہے وہ

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ⑨ إِنَّا نَطْعِمُكُمْ

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر وہ مسکین اور یتیم اور اسیر (قیدی) کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص

لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ⑩ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا

اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن

يَوْمًا عَبُوسًا قَاطِرًا ⑪ فَوَقَّعَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً

کا ڈر ہے جو بہت خُش نہایت سخت ہے وہ تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی

وَسُرُورًا ⑫ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ⑬ مُتَكِينِينَ فِيهَا

اور شادمانی دی اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے جنت میں تختوں پر

عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ⑭ وَدَانِيَةً

تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھہرنا اور اس کے وہ

عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلَّتْ أَقْطُوفُهَا تَذْلِيلًا ⑮ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِيَةٍ

سائے ان پر جھکے ہوں گے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہوں گے وہ اور ان پر چاندی کے برتنوں

وَأَبْرَارٍ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي جَنَّاتِهِمْ هُمْ فِيهَا مُقَامُونَ ⑯ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَصْرِفْ رِيسَالَهُ فَإِن يَرِيسَالَهُ يَرْسُلْهُ فِي جَنَّةٍ يَجْرِي فِيهَا سُرُرٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَمِنْ تَحْتِهَا أَنْهَارٌ مِّنْ عَذْرِ كُنُوزٍ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَّمِينَ يُقْرَبُونَ إِلَى اللَّهِ يُحَافِظُونَ أَمْرَهُمْ هَٰذَا هُمْ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَّمِينَ يُقْرَبُونَ إِلَى اللَّهِ يُحَافِظُونَ أَمْرَهُمْ

شرط سے اپنے اوپر واجب کرے مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا مریض اچھا ہو یا میرا مسافر بخیر واپس آئے تو میں راہ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا یا اتنی رکعتیں نماز پڑھوں گا

اس نذر کی وفا واجب ہوتی ہے، معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ طاعت و عبادات اور شرع کے واجبات کے عامل ہیں حتیٰ کہ جو طاعات غیر واجبہ اپنے اوپر نذر سے واجب کر

لیتے ہیں اس کو بھی ادا کرتے ہیں۔ وہ یعنی شدت اور سختی کے فائدہ نے کہا کہ اس دن کی شدت اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ آسمان پھٹ جائیں گے ستارے گر

پڑیں گے چاند سورج بے نور ہو جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کوئی عمارت باقی نہ رہے گی اس کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ ان کے اعمال ریا و نمائش سے خالی

ہیں۔ وہ یعنی ایسی حالت میں جبکہ خود انہیں کھانے کی حاجت و خواہش ہو اور بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھلاتے ہیں۔

شان نزول: یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی کثیرہ فضا کے حق میں نازل ہوئی، حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ

عنہما بیمار ہوئے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی اللہ تعالیٰ نے صحت دی نذر کی وفا کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے حضرت علی

مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیانا نہ ہے) بولا حضرت خاتونِ جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا

وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین ایک روز یتیم ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر

کے اگلا روزہ کھلایا گیا۔ وہ لہذا ہم اپنے عمل کی جزاء یا شکر گزاری تم سے نہیں چاہتے یہ عمل اس لیے ہے کہ ہم اس دن خوف سے امن میں رہیں وہ یعنی گرمی یا

سردی کوئی تکلیف وہاں نہ ہوگی وہ یعنی بہشتی درختوں کے وہ کہ کھڑے بیٹھے لیے ہر حال میں خوشے باسانی لے سکیں۔

مَنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝ قَوَارِيرًا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا

اور کوزوں کا دور ہو گا جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے کیسے شیشے چاندی کے ۲۳ سابقوں نے انھیں پورے

تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَان مَزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۝ عَيْنًا

اندازہ پر رکھا ہوگا ۲۴ اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے ۲۵ جس کی ملونی ادرك ہوگی ۲۶ وہ ادرك کیا ہے

فِيهَا تُسَيِّ سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝ إِذَا

جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سَلْسَبِيل کہتے ہیں ۲۷ اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے ۲۸ جب

رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنثورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا

تو انھیں دیکھے تو انھیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے ۲۹ اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے ۳۰ اور

مُلْكًا كَبِيرًا ۝ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُدُوسٌ خُضْرٌ ۝ اسْتَبْرَقٌ ۝ وَحُلُوعًا

بڑی سلطنت ۳۱ ان کے بدن پر ہیں کرب کے سبز کپڑے ۳۲ اور قتادیز کے ۳۳ اور انھیں

أَسَاوِرًا مِنْ فِضَّةٍ ۝ وَسَقَمَهُمْ رَأْبَهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَذَا كَانَ

چاندی کے ننگن پہنائے گئے ۳۴ اور انھیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی ۳۵ ان سے فرمایا جائے گا

لَكُمْ جَزَاءٌ ۝ وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

یہ تمہارا صلہ ہے ۳۶ اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی ۳۷ بے شک ہم نے تم پر ۳۸

۲۳ جنتی برتن چاندی کے ہوں گے اور چاندی کے رنگ اور اس کے حسن کے ساتھ مثل آگینے کے صاف شفاف ہوں گے کہ ان میں جو چیز پی جائے گی وہ باہر سے

نظر آئے گی۔ ۲۴ یعنی پینے والوں کی رغبت کی قدر نہ اس سے کم نہ زیادہ، یہ سلیقہ جنتی خدام کے ساتھ خاص ہے دنیا کے سابقوں کو میسر نہیں۔ ۲۵ شراب طہور کے

۲۶ اس کی آمیزش سے شراب کی لذت اور زیادہ ہو جائے گی۔ ۲۷ مقررین تو خالص اسی کو پیئیں گے اور باقی اہل جنت کی شراہوں میں اس کی آمیزش ہوگی یہ

چشمہ زیر عرش سے جنت عدن ہوتا ہوا تمام جنتوں میں گزرتا ہے۔ ۲۸ جو نہ کبھی مریں گے نہ بوڑھے ہوں گے نہ ان میں کوئی تغیر آئے گا نہ خدمت سے اکتائیں

گے ان کے حسن کا یہ عالم ہوگا ۲۹ یعنی جس طرح فرش مصطفیٰ پر گوہر آبدار غلطان ہوا حسن و صفا کے ساتھ جنتی غلمان مشغول خدمت ہوں گے۔ ۳۰ جس کا وصف

بیان میں نہیں آ سکتا ۳۱ جس کی حد نہایت نہیں نہ اس کو زوال نہ جنتی کو وہاں سے انتقال، وسعت کا یہ عالم کہ ادنیٰ مرتبہ کا جنتی جب اپنے ملک میں نظر کرے گا تو

ہزار برس کی راہ تک ایسے ہی دیکھے گا جیسے اپنے قریب کی جگہ دیکھتا ہو شوکت و شکوہ یہ ہوگا کہ ملائکہ بے اجازت نہ آئیں گے۔ ۳۲ یعنی باریک ریشم کے ۳۳ یعنی

دبیز ریشم کے ۳۴ حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک جنتی کے ہاتھ میں تین ننگن ہوں گے ایک چاندی کا ایک سونے کا ایک موتی کا۔ ۳۵

جو نہایت پاک صاف نہ اسے کسی کا ہاتھ لگا نہ کسی نے چھوا نہ وہ پینے کے بعد شراب دنیا کی طرح جسم کے اندر سر کر بول (پیشاب) بنے بلکہ اس کی صفائی کا یہ عالم ہے

کہ جسم کے اندر تر کر پاکیزہ خوشبو بن کر جسم سے نکلتی ہے اہل جنت کو کھانے کے بعد شراب پیش کی جائے گی اس کو پینے سے ان کے پیٹ صاف ہو جائیں گے اور جو

انہوں نے کھایا ہے وہ پاکیزہ خوشبو بن کر ان کے جسموں سے نکلے گا اور ان کی خواہشیں اور رغبتیں پھر تازہ ہو جائیں گی۔ ۳۶ یعنی تمہاری اطاعت و فرمانبرداری

کا۔ ۳۷ کہ تم سے تمہارا رب راضی ہوا اور اس نے تمہیں ثواب عظیم عطا فرمایا۔ ۳۸ اے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ۲۳) فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَطْعَمْ مِنْهُمْ إِشْبًا أَوْ

قرآن بتدریج اتارا ۲۳ تو اپنے رب کے حکم پر صابر رہو ۲۴ اور ان میں کسی گنہگار یا ناشکرے کی

کفو ۲۴) وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۲۵) وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ

بات نہ سنو ۲۴ اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو ۲۵ اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو ۲۶

لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۲۶) إِنَّ هَؤُلَاءِ يُجِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذْرُؤْنَ

اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولو ۲۶ بے شک یہ لوگ ۲۷ پاؤں تلے کی عزیز رکھتے ہیں ۲۷

وَرَأَوْهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۲۷) نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا

اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑے بیٹھے ہیں ۲۷ ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور ہم جب

شَنَابَدَلْنَا أَمْثَالَهُمُ تَبْدِيلًا ۲۸) إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۲۹) فَمَنْ شَاءَ

چاہیں ۲۸ ان جیسے اور بدل دیں ۲۹ بے شک یہ نصیحت ہے ۳۰ تو جو چاہے

اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۳۰) وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۳۱) إِنَّ

اپنے رب کی طرف راہ لے ۳۰ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے ۳۱ بے شک

اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۳۲) يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۳۳) وَ

وہ علم و حکمت والا ہے ۳۲ اپنی رحمت میں لیتا ہے ۳۳ جسے چاہے ۳۴ اور

الظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۳۴)

ظالموں کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۳۴

۳۵ آیت کر کے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں ہیں۔ ۳۶ رسالت کی تبلیغ فرما کر اور اس میں مشقتیں اٹھا کر اور دشمنانِ دین کی ایذا میں برداشت کر

کے ۳۷ شانِ نزول: عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ اس کام سے باز آئیے یعنی دین

سے، عتبہ نے کہا کہ آپ ایسا کریں تو میں اپنی بیٹی آپ کو بیاہ دوں اور بغیر مہر کے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں، ولید نے کہا کہ میں آپ کو اتنا مال دے دوں کہ

آپ راضی ہو جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۸ نماز میں، صبح کے ذکر سے نماز فجر اور شام کے ذکر سے ظہر اور عصر مراد ہیں۔ ۳۹ یعنی مغرب و عشاء کی

نمازیں پڑھو، اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر فرمایا گیا۔ ۴۰ یعنی فرائض کے بعد نوافل پڑھتے رہو، اس میں نماز تہجد آگئی۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ مراد

ذکر لسانی ہے مقصود یہ ہے کہ روز و شب کے تمام اوقات میں دل اور زبان سے ذکر الہی میں مشغول رہو۔ ۴۱ یعنی کفار ۴۲ یعنی محبت دنیا میں گرفتار ہیں

۴۳ یعنی روزِ قیامت کو جس کے شہداء کفار پر بہت بھاری ہوں گے نہ اس پر ایمان لاتے ہیں نہ اس دن کے لیے عمل کرتے ہیں۔ ۴۴ انہیں ہلاک کر دیں اور

بجائے اُن کے ۴۵ جو اطاعت شعار ہوں۔ ۴۶ مخلوق کے لیے ۴۷ اس کی اطاعت بجا لا کر اور اس کے رسول کی اتباع کر کے۔ ۴۸ کیونکہ جو کچھ ہوتا ہے

اسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔ ۴۹ یعنی جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ۵۰ ایمان عطا فرما کر۔ ۵۱ ظالموں سے مراد کافر ہیں۔

﴿اٰیٰتِهَا ۵۰﴾ ﴿سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ ۳۳﴾ ﴿مُرْكُوْعَاتُهَا ۲﴾

سورۃ مرسلت مکہ ہے، اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْمُرْسَلَاتُ عُرْفًا ۱۱ فَالْعَصْفُ عَصْفًا ۱۲ وَالنَّشْرُ نَشْرًا ۱۳

قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار ۱۱ پھر زور سے جھونکا دینے والیاں ۱۲ پھر ابھار کر اٹھانے والیاں ۱۳

فَالْفُرْقَةُ فُرْقًا ۱۴ فَالْمُلْقِيَةُ ذِكْرًا ۱۵ عُدْرًا اَوْ نُذْرًا ۱۶ اِنَّمَا

پھر حق ناحق کو خوب جدا کرنے والیاں ۱۴ پھر ان کی قسم جو ذکر کا القا کرتی ہیں ۱۵ حجت تمام کرنے یا ڈرانے کو ۱۶ بے شک

تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٍ ۱۷ فَاِذَا النُّجُومُ طُسِتْ ۱۸ وَاِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۱۹

جس بات کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو وہ ضرور ہونی ہے ۱۷ پھر جب تارے محو کر دیئے جائیں ۱۸ اور جب آسمان میں رخنے پڑیں ۱۹

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۲۰ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقْتُتْ ۲۱ لَا اِیَّ یَوْمٍ

اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیئے جائیں ۲۰ اور جب رسولوں کا وقت آئے وہ کس دن کے لیے

اُجِلَتْ ۲۲ لَیَوْمِ الْفَصْلِ ۲۳ وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۲۴ وَیْلٌ

ٹھہرائے گئے تھے روز فیصلہ کے لیے ۲۳ اور تو کیا جانے وہ روز فیصلہ کیا ہے ۲۴ جھٹلانے والوں

۱۔ سورۃ مرسلات مکہ ہے اس میں دو رکوع، پچاس ۵۰ آیتیں، ایک سو اسی ۱۸۰ کلمے، آٹھ سو سولہ ۸۱۶ حرف ہیں۔ شان نزول: حضرت ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وَالْمُرْسَلَاتُ خُبْرٌ جَنِّ میں نازل ہوئی ہم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں تھے جب منیٰ کی غار میں پہنچے وَالْمُرْسَلَاتُ

نازل ہوئی ہم حضور سے اس کو پڑھتے تھے اور حضور اس کی تلاوت فرماتے تھے اچانک ایک سانپ نے جست کی ہم اس کو مارنے کے لیے لپکے وہ بھاگ گیا حضور نے

فرمایا: تم اس کی برائی سے بچائے گئے وہ تمہاری برائی سے۔ یہ غار منیٰ میں غارِ الْمُرْسَلَات کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۔ ان آیتوں میں جو قسمیں مذکور ہیں وہ پانچ

صفات ہیں جن کے موصوفات ظاہر میں مذکور نہیں اسی لیے مفسرین نے ان کی تفسیر میں بہت وجوہ ذکر کی ہیں بعض نے یہ پانچوں صفتیں ہواؤں کی قرار دی ہیں، بعض

نے ملائکہ کی، بعض نے آیات قرآن کی، بعض نے نفوس کاملہ کی جو اسکمال کے لیے ابدان کی طرف بھیجے جاتے ہیں پھر وہ ریاضتوں کے جھوکوں سے ماسوائے حق کو

اڑا دیتے ہیں پھر تمام اعضاء میں اس اثر کو پھیلاتے ہیں پھر حق بالذات اور باطل فی نفسہ میں فرق کرتے ہیں اور ذات الہی کے سوا ہر شے کو ہالک دیکھتے ہیں پھر ذکر

کا القاء کرتے ہیں اس طرح کہ دلوں میں اور زبانوں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہوتا ہے اور ایک وجہ یہ ذکر کی ہے کہ پہلی تین صفتوں سے مراد ہیں اور باقی دو سے

فرشتے اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ قسم ان ہواؤں کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں پھر زور سے جھونکے دیتی ہیں، ان سے مراد عذاب کی ہوائیں ہیں (غازن دجمل وغیرہ) ۲۔

یعنی وہ رحمت کی ہوائیں جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں، اس کے بعد جو صفتیں مذکور ہیں وہ قول اخیر پر جماعات ملائکہ کی ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ فَارِقَاتُ وَمُلْقِيَاتُ سے

جماعات ملائکہ مراد ہونے پر اجماع ہے۔ ۳۔ انبیاء و مرسلین کے پاس وحی لا کر ۴ یعنی بحث و عذاب اور قیامت کے آنے کا ۵ کہ اس کے ہونے میں کچھ

بھی شک نہیں۔ ۶۔ وہ امتوں پر گواہی دینے کے لیے جمع کئے جائیں۔ ۷۔ اور اس کے ہول و شدت کا کیا عالم ہے۔

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۱۵ أَلَمْ نُهْلِكْ الْآوَالِينَ ۝۱۶ ثُمَّ نُنْبِئُهُمُ

کی اُس دن خرابی وہ کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا وہ پھر پچھلوں کو ان کے

الْآخِرِينَ ۝۱۷ كَذَلِكَ نَفْعِلُ بِالْجُرْمِ مِئْنَ ۝۱۸ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

پچھے پہنچائیں گے وہ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں اس دن جھٹلانے

لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۱۹ أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝۲۰ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ

والوں کی خرابی کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا وہ پھر اسے ایک محفوظ

مَكِينٍ ۝۲۱ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝۲۲ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَدِرُونَ ۝۲۳ وَيْلٌ

جگہ میں رکھا وہ ایک معلوم اندازہ تک وہ پھر ہم نے اندازہ فرمایا تو ہم کیا ہی اچھے قادر وہ اس دن

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۲۴ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ۝۲۵ أَحْيَاءٌ وَ

جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا تمہارے زندوں اور

أَمْوَاتًا ۝۲۶ وَجَعَلْنَا فِيهَا رِوَادًا وَخُبُرًا وَأَسْقَيْنَكُم مَّاءً فُرَاتًا ۝۲۷

مردوں کی وہ اور ہم نے اس میں اونچے اونچے لنگر ڈالے وہ اور ہم نے تمہیں خوب میٹھا پانی پلایا وہ

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۲۸ انْطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝۲۹

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی وہ چلو اس کی طرف وہ جسے جھٹلاتے تھے

انْطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۝۳۰ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ

چلو اس دھوئیں کے سایے کی طرف جس کی تین شاخیں وہ نہ سایہ دے وہ نہ لپٹ سے

اللَّهِبِ ۝۳۱ إِنهَاتَرْمِي بَشِيرًا قَلْبُصًا ۝۳۲ كَانَهُ جِلْتًا صَفْرًا ۝۳۳ وَيْلٌ

بچائے وہ بے شک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے وہ جیسے اونچے محل گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں اس دن

وہ جو دنیا میں توحید و نبوت اور روز آخرت اور بعث و حساب کے منکر تھے۔ وہ دنیا میں عذاب نازل کر کے جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا وہ یعنی جو پہلی

امتوں کے مُکذِّبِین کی راہ اختیار کر کے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں انہیں بھی پہلوں کی طرح ہلاک فرمائیں گے۔ وہ یعنی نطفہ

سے وہ یعنی رحم میں وہ وقت ولادت تک جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ اندازہ فرمانے پر۔ (جمل) وہ کہ زندے اس کی پشت پر جمع رہتے ہیں اور مردے

اس کے بطن میں۔ وہ بلند پہاڑوں کے۔ وہ زمین میں چشمے اور منبع پیدا کر کے، یہ تمام باتیں مردوں کو زندہ کرنے سے زیادہ عجیب ہیں۔ وہ اور روز قیامت

کافروں سے کہا جائے گا کہ جس آگ کا تم انکار کرتے تھے اس کی طرف جاؤ۔ وہ یعنی اس عذاب کی طرف وہ اس سے جہنم کا دھواں مراد ہے جو اوجھا ہو کر تین

شاخیں ہو جائے گا، ایک کفار کے سروں پر ایک اُن کے دائیں اور ایک اُن کے بائیں اور حساب سے فارغ ہونے تک انہیں اسی دھوئیں میں رہنے کا حکم ہوگا جبکہ اللہ

تعالیٰ کے پیارے بندے اس کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ اس کے بعد جہنم کے دھوئیں کی شان بیان فرمائی جاتی ہے کہ وہ ایسا ہے کہ وہ جس سے اس دن کی

يَوْمٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ

جھٹلانے والوں کی خرابی یہ دن ہے کہ وہ نہ بول سکیں گے ۲۵ اور نہ انھیں اجازت ملے

فَيَعْتَدِرُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ

کہ عذر کریں ۲۶ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے

جَعَلْنَاهُ وَالْأَوَّلِينَ ۝ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُوا ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

تمہیں جمع کیا ۲۷ اور سب اگلوں کو ۲۸ اب اگر تمہارا کوئی داؤں ہو تو مجھ پر چل لو ۲۹ اس دن جھٹلانے

لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ إِنَّ السَّاقِطِينَ فِي ظُلُمٍ وَعُيُونٍ ۝ وَفَوَاكِهَ مِمَّا

والوں کی خرابی بے شک ڈر والے فستاقوں اور چشموں میں ہیں اور میوؤں میں سے جو کچھ

يَشْتَهُونَ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّا

ان کا جی چاہے ۳۰ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا ۳۱ اپنے اعمال کا صلہ ۳۲ بے شک

كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ كُلُوا

نیکیوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ۳۳ کچھ دن کھالو

وَتَسْعَوْا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُّجْرِمُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ وَ

اور برت لو ۳۵ ضرور تم مجرم ہو ۳۶ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور

گرمی سے کچھ امن پائیں ۳۷ آتش جہنم کی ۳۸ اتنی اتنی بڑی ۳۹ نہ کوئی ایسی جنت پیش کر سکیں گے جو انہیں کام دے۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روز قیامت بہت سے موقع ہوں گے بعض میں کلام کریں گے بعض میں کچھ بول نہ سکیں گے۔ ۴۰ اور درحقیقت اُن

کے پاس کوئی عذر ہی نہ ہوگا کیونکہ دنیا میں جہتیں تمام کر دی گئیں اور آخرت کے لیے کوئی جائے عذر باقی نہیں رکھی گئی البتہ انہیں یہ خیال فاسد

آئے گا کہ کچھ حیلے بہانے بنائیں یہ حیلے پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کو عذر ہی کیا ہے جس نے نعمت

دینے والے سے روگردانی کی اس کی نعمتوں کو جھٹلایا اس کے احسانوں کی ناسپاسی (ناشکری) کی۔ ۴۱ اے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلمہ کی تکذیب کرنے والو! ۴۲ جو تم سے پہلے انبیاء کی تکذیب کرتے تھے تمہارا ان کا سب کا حساب کیا جائے گا اور تمہیں انہیں سب کو عذاب کیا

جائے گا ۴۳ اور کسی طرح اپنے آپ کو عذاب سے بچا سکو تو بچالو۔ یہ انتہا درجہ کی توبخ ہے کیونکہ یہ تو وہ یقینی جانتے ہوں گے کہ نہ آج کوئی

مکر چل سکتا ہے نہ کوئی حیلہ کام دے سکتا ہے۔ ۴۴ جو عذاب الہی کا خوف رکھتے تھے جنتی درختوں کے ۴۵ اس سے لذت اٹھاتے ہیں،

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل جنت کو ان کے حسب مرضی نعمتیں ملیں گی بخلاف دنیا کے کہ یہاں آدمی کو جو میسر آتا ہے اسی پر راضی ہونا پڑتا

ہے اور اہل جنت سے کہا جائے گا ۴۶ لذیذ خالص جس میں ذرا بھی تنگنہ (بدمزگی) کا شائبہ نہیں ۴۷ ان طاعات کا جو تم دنیا میں بجالائے

تھے ۴۸ اس کے بعد تہدید کے طور پر کفار کو خطاب کیا جاتا ہے کہ اے دنیا میں تکذیب کرنے والو! تم دنیا میں ۴۹ اپنی موت کے وقت تک

۵۰ کافر ہو دائی عذاب کے مستحق ہو۔

اِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿۳۸﴾ وَيُلْ يُؤْمِنُ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۹﴾

جب ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی

فِي آيِ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۰﴾

پھر اس آیت کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۳۸

۳۷ قرآن شریف ۳۸ یعنی قرآن شریف کتب الہیہ میں سب سے آخر کتاب ہے اور بہت ظاہر معجزہ ہے اس پر ایمان نہ لائے تو پھر ایمان لانے کی کوئی صورت نہیں۔

ایاتھا ۴۰ ﴿۸۱﴾ سُورَةُ النَّبَا مَكِّيَّةٌ ۸۰ ﴿۸۲﴾ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴿۸۳﴾

سورہ نبا مکہ ہے، اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۚ عَنِ النَّبَا الْعَظِيمِ ۚ الَّذِي هُمْ فِيهِ

یہ بے آپس میں کاہے کی پوچھ گچھ کر رہے ہیں وہ بڑی خبر کی طرف جس میں وہ

مُخْتَلِفُونَ ۚ ۳ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۚ ۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۚ ۵ أَلَمْ نَجْعَلِ

کئی راہ ہیں وہ ہاں اب جان جائیں گے پھر ہاں ہاں جان جائیں گے کیا ہم نے

الْأَرْضَ مِهْدًا ۚ ۶ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ۚ ۷ وَخَلَقْنَاهُ أَزْوَاجًا ۚ ۸ وَجَعَلْنَا

زمین کو بچھونا نہ کیا ہے اور پہاڑوں کو میخیں وہ اور تمہیں جوڑے بنایا ہے اور تمہاری

نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۚ ۹ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ۚ ۱۰ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۚ ۱۱

نیند کو آرام کیا ہے اور رات کو پردہ پوش کیا ہے اور دن کو روزگار کے لئے بنایا ہے

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۚ ۱۲ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ۚ ۱۳ وَأَنْزَلْنَا

اور تمہارے اوپر سات مضبوط چٹنائیاں جنہیں (تقریر کیں) وہ اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا ہے اور بھری

وَلَسَوْفَ يَنبَأُ ۚ اس کو سورہ تسناؤل اور سورہ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ بھی کہتے ہیں، یہ سورت مکہ ہے اس میں دو رکوع چالیس یا اکتالیس آیتیں ایک سو تہتر کلمے نو سو ستر

حرف ہیں۔ وہ کفار قریش سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کی خبر دی اور قرآن

کریم کی تلاوت فرما کر انہیں سنایا تو ان میں باہم گفتگو میں شروع ہوئیں اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا دین لائے ہیں؟ اس

آیت میں ان کی گفتگو کا بیان ہے اور تفخیم شان کے لیے استفہام کے پیرایہ میں بیان فرمایا یعنی وہ کیا عظیم الشان بات ہے جس میں یہ لوگ ایک دوسرے

سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں، اس کے بعد وہ بات بیان فرمائی جاتی ہے وہ ”بڑی خبر“ سے مراد یا قرآن ہے یا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کا

دین یا مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا مسئلہ۔ وہ بعض تو قطعی انکار کرتے ہیں بعض شک میں ہیں اور قرآن کریم کو ان میں سے کوئی تو سخر کہتا ہے کوئی شعر کوئی

کہانت اور کوئی اور کچھ، اسی طرح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی ساحر کہتا ہے کوئی شاعر کوئی کاؤن۔ وہ اس تکذیب و انکار کے نتیجہ کو۔ اس کے بعد اللہ

تعالیٰ نے اپنے عجائب قدرت میں سے چند چیزیں ذکر فرمائیں تاکہ یہ لوگ ان کی دلالت سے اللہ تعالیٰ کی توحید کو جانیں اور یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ عالم کو پیدا کرنے

اور اس کے بعد اس کو فنا کرنے اور بعد فنا پھر حساب و جزا کے لیے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کہ تم اس میں رہو اور وہ تمہاری قراگاہ ہو۔ وہ جن سے زمین

ثابت و قائم رہے وہ مرد و عورت وہ تمہارے جسموں کے لیے تاکہ اس سے کوفت اور تنکان دور ہو اور راحت حاصل ہو۔ وہ جو اپنی تاریکی سے ہر چیز کو

چھپاتی ہے کہ تم اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اپنی روزی تلاش کرو۔ وہ جن پر زمانہ گزرنے کا اثر نہیں ہوتا اور ٹھنڈی (پرانا پن) و بوسیدگی ان تک راہ

نہیں پاتی، مُراد ان چٹائیوں سے سات آسمان ہیں۔ وہ یعنی آفتاب جس میں روشنی بھی ہے اور گرمی بھی۔

مِنَ الْمُعْصِرَتِ مَاءً شَجَاجًا ۱۳ لِّنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۱۵ وَجَنَّتِ

بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے

الْفَافًا ۱۶ إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۱۷ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ

باغ و ۱۵ بے شک فیصلے کا دن و ۱۶ ٹھہرا ہوا وقت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا و ۱۷

فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۱۸ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۱۹ وَسُيِّرَتِ

تو تم چلے آؤ گے ۱۸ فوجوں کی فوجیں اور آسمان کھولا جائے گا کہ دروازے ہو جائے گا و ۱۹ اور پہاڑ چلائے جائیں

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۲۰ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۲۱ لِلطَّاغِينَ

گے کہ ہو جائیں گے جیسے چمکارتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا بے شک جہنم تاک میں ہے سرکشوں کا

مَا بَأْسًا ۲۲ لِّلْبَشِيرِ فِيهَا أَحْقَابًا ۲۳ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۲۴

ٹھکانا اس میں قرونوں (مدتوں) رہیں گے و ۲۳ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو

إِلَّا حَبِيرًا وَغَسَاقًا ۲۵ جَزَاءً وَفَاقًا ۲۶ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ

مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ جیسے کو تیسرا بدلہ و ۲۶ بے شک انہیں حساب کا خوف

حَسَابًا ۲۷ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَابًا ۲۸ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۲۹

نہ تھا و ۲۷ اور ہماری آیتیں حد بھر جھٹلائیں اور ہم نے و ۲۸ ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے و ۲۹

فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ۳۰ إِنَّ لِّلْمُتَّقِينَ مَغْفِرًا ۳۱ حَدَّ آتَىٰ

اب چکھو کہ ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر عذاب بے شک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے و ۳۱ باغ ہیں و ۳۰

وَأَعْنَابًا ۳۲ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۳۳ وَكَأْسَادٍ هَاقًا ۳۴ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا

اور انگور اور اٹھتے جو بن والیاں ایک عمر کی اور پھلکتا جام و ۳۴ جس میں نہ کوئی

۵۱ تو جس نے اتنی چیزیں پیدا کر دیں وہ انسان کو مرنے کے بعد زندہ کرے تو کیا تعجب! نیز ان اشیاء کا پیدا کرنا حکیم کا فعل ہے اور حکیم کا فعل ہرگز غبت اور بیکار

نہیں ہوتا اور مرنے کے بعد اٹھنے اور سزا و جزا کے انکار کرنے سے لازم آتا ہے کہ منکر کے نزدیک تمام افعال و غبت ہوں اور غبت ہونا باطل تو بعث و جزا کا انکار بھی

باطل، اس پر ہان قوی سے ثابت ہو گیا کہ مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و جزا ضرور ہے اس میں شک نہیں۔ و ۳۱ ثواب و عذاب کے لیے و ۳۲ مراد اس سے نفی

آخرہ ہے۔ و ۳۳ اپنی قبروں سے حساب کے لیے موقت کی طرف۔ و ۳۴ اور اس میں راہیں بن جائیں گی ان سے ملائکہ اتریں گے۔ و ۳۵ جن کی نہایت نہیں یعنی

ہمیشہ رہیں گے۔ و ۳۶ جیسے عمل ویسی جزا یعنی جیسا کفر بدترین جرم ہے ویسا ہی سخت ترین عذاب ان کو ہوگا۔ و ۳۷ کیونکہ وہ مرنے کے بعد اٹھنے کے منکر تھے۔

و ۳۸ لوح محفوظ میں۔ و ۳۹ ان کے تمام نیک و بد اعمال ہمارے علم میں ہیں ہم ان پر جزا دیں گے اور آخرت میں وقت عذاب ان سے کہا جائے گا و ۴۰ جنت میں

جہاں انہیں عذاب سے نجات ہوگی اور ہر مرداحاصل ہوگی۔ و ۴۱ جن میں قسم قسم کے نفیس پھولوں والے درخت و ۴۲ شراب نفیس کا۔

لَعَاوًا لَا كِذْبًا ۝۳۵ جَزَاءٌ مِّن رَّبِّكَ عَطَاءٌ حِسَابًا ۝۳۶ رَبِّ السَّمَوَاتِ

یہودہ بات سنیں اور نہ جھٹلائے ۳۵ صلہ تمہارے رب کی طرف سے ۳۶ نہایت کافی عطا وہ جو رب ہے آسمانوں کا

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۝۳۷ يَوْمَ

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمن کہ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے ۳۷ دن

يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلِكَةُ صَفًا ۝۳۸ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَ

جبریل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پرا باندھے (صفیں بنائے) کوئی نہ بول سکے گا ۳۸ مگر جسے رحمن نے اذن دیا ۳۸ اور

قَالَ صَوَابًا ۝۳۹ ذَلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۝۴۰ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ۝۴۱

اس نے ٹھیک بات کہی ۳۹ وہ سچا دن ہے اب جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ بنالے ۴۰

إِنَّا أَنْذَرْنَكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۝۴۲ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَ

ہم تمہیں ۴۲ ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آگیا ۴۲ جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۴۲ اور

يَقُولُ الْكَافِرُ يَلَيْتَنِي كُنْتُ تَرَبًّا ۝۴۳

کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا ۴۳

﴿اياتها ۴۲﴾ ﴿سُورَةُ النَّازِعَاتِ مَكِّيَّةٌ ۸۱﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورہ نزعۃ مکیہ ہے، اس میں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

۲۸ یعنی جنت میں نہ کوئی یہودہ بات سننے میں آئے گی نہ وہاں کوئی کسی کو جھٹلائے گا۔ ۲۹ تمہارے اعمال کا وٹا بسبب اس کے خوف کے۔ ۳۰ اس کے

رُعب و جلال سے ۳۱ کلام یا شفاعت کا ۳۲ دنیا میں اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ٹھیک بات سے کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ مراد ہے۔

۳۳ عمل صالح کر کے تاکہ عذاب سے محفوظ رہے۔ ۳۴ اے کافر و! ۳۵ مراد اس سے عذاب آخرت ہے۔ ۳۶ یعنی ہر نیکی بدی اس کے نامہ اعمال میں

درج ہوگی جس کو وہ روز قیامت دیکھے گا۔ ۳۷ تاکہ عذاب سے محفوظ رہتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روز قیامت جب جانوروں اور چوپایوں کو

اٹھایا جائے گا اور انہیں ایک دوسرے سے بدلہ دلایا جائے گا اگر سینگ والے نے بے سینگ والے کو مارا ہوگا تو اسے بدلہ دلایا جائے گا، اس کے بعد وہ سب خاک کر

دیئے جائیں گے۔ یہ دیکھ کر کافر تمنا کرے گا کہ کاش میں بھی خاک کر دیا جاتا۔ بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مومنین پر اللہ تعالیٰ کے انعام دیکھ کر

کافر تمنا کرے گا کہ کاش وہ دنیا میں خاک ہوتا یعنی متواضع ہوتا متکبر و سرکش نہ ہوتا۔ ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ کافر سے مراد ابلیس ہے جس نے حضرت آدم

علیہ السلام پر طعن کیا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا کئے گئے اور اپنے آگ سے پیدا کئے جانے پر افتخار کیا تھا جب وہ حضرت آدم اور ان کی ایماندار اولاد کے ثواب کو دیکھے گا

اور اپنے آپ کو شدت عذاب میں مبتلا پائے گا تو کہے گا کاش میں مٹی ہوتا یعنی حضرت آدم کی طرح مٹی سے پیدا کیا ہوا ہوتا۔ ۴۱ ”سورۃ النَّازِعَاتِ“ مکیہ ہے اس

میں دو رکوع چھیالیس آیتیں ایک سو ستانوے کلمے سات سو تیرن حرف ہیں۔

وَالنَّزْعَتِ غَرْقًا ۱ وَالنَّشِطَتِ نَشْطًا ۲ وَالسَّيِّئَتِ سَبْحًا ۳

قسم ان کی ۱ کہ سختی سے جان کھینچیں ۲ اور نرمی سے بند کھولیں ۳ اور آسانی سے پیریں (چلیں) ۴

فَالسَّيِّئَتِ سَبْقًا ۴ فَاَلْمَدَبَرَاتِ اَمْرًا ۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۶

پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں ۴ پھر کام کی تدبیر کریں ۵ کہ کافروں پر ضرور عذاب ہوگا جس دن تھر تھرائے گی تھر تھرانے والی ۶

تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ ۷ قُلُوبٌ يَّوْمٍ مِّدٍ وَّاجِفَةٌ ۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۹

اُس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی ۷ کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں گے آنکھ اوپر نہ اٹھائیں گے ۸

يَقُولُونَ ءَاِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۱۰ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۱۱

کافروں کہتے ہیں کیا ہم پھر اگلے پاؤں پلٹیں گے ۱۰ کیا جب گلی ہڈیاں ہو جائیں گے ۱۱

قَالُوا اتْلِكِ اِذَا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۱۲ فَاَتْلَاهِي زُجْرَةً وَّاحِدَةً ۱۳ فَاِذَا هُمْ

بولے یوں تو یہ پلٹنا نرا نقصان ہے ۱۲ تو وہ ۱۳ نہیں مگر ایک چھوٹی ۱۴ جیسی وہ کھلے میدان

بِالسَّاهِرَةِ ۱۴ هَلْ اَتْلَاكَ حَدِيثُ مُوسَى ۱۵ اِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ

میں آپڑے ہوں گے ۱۴ کیا تمہیں موسیٰ کی خبر آئی ۱۵ جب اسے اس کے رب نے پاک جنگل

الْمُقَدَّسِ طُوًى ۱۶ اِذْهَبْ اِلَى فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰى ۱۷ فَقُلْ هَلْ لَّكَ

طوئ میں ۱۶ ندا فرمائی کہ فرعون کے پاس جا اس نے سر اٹھایا ۱۷ اس سے کہہ کیا تجھے رغبت

اِلَى اَنْ تَزْكٰى ۱۸ وَاَهْدِيْكَ اِلَى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۱۹ فَاٰرَاهُ الْاٰيَةَ

اس طرف ہے کہ ستھرا ہو ۱۸ اور تجھے تیرے رب کی طرف ۱۹ راہ بتاؤں کہ تو ڈرے ۲۰ پھر موسیٰ نے اسے بہت بڑی نشانی

۲۱ یعنی ان فرشتوں کی ۲۲ کافروں کی ۲۳ یعنی مومنین کی جانیں نرمی کے ساتھ قبض کریں۔ ۲۴ جسم کے اندر یا آسمان وزمین کے درمیان مومنین کی روحیں

لے کر۔ حکماء و عی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۲۵ اپنی خدمت پر جس کے مامور ہیں۔ (روح البیان) ۲۶ یعنی امور دنیویہ کے انتظام جو ان سے متعلق ہیں

ان کے سر انجام کریں۔ یہ قسم اس پر ہے ۲۷ زمین اور پہاڑ اور ہر چیز ۲۸ اولیٰ سے اضطراب میں آجائے گی اور تمام خلق مرجائے گی۔ ۲۹ یعنی تھکے خانیہ ہوگا جس

سے ہر شے باذن الہی زندہ کر دی جائے گی، ان دونوں ٹٹھوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ ۳۰ اس دن کی ہول اور دہشت سے، یہ حال کفار کا

ہوگا۔ ۳۱ جو مرنے کے بعد اٹھنے کے منکر ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو ۳۲ یعنی موت کے بعد پھر زندگی کی طرف واپس

کئے جائیں گے۔ ۳۳ ریزہ ریزہ بکھری ہوئی پھر بھی زندہ کئے جائیں گے ۳۴ یعنی اگر موت کے بعد زندہ کیا جانا صحیح ہے اور ہم مرنے کے بعد اٹھائے گئے تو اس

میں ہمارا بڑا نقصان ہے کیونکہ ہم دنیا میں اس کی تکذیب کرتے رہے، یہ مقلوہ ان کا طریق استہزاء تھا اس پر انہیں بتایا گیا کہ تم مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو یہ نہ

سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ دشوار ہے کیونکہ قادر برحق پر کچھ بھی دشوار نہیں۔ ۳۵ تھکے خانیہ۔ ۳۶ جس سے سب جمع کر لیے جائیں گے اور جب تھکے خانیہ ہوگا

۳۷ زندہ ہو کر۔ ۳۸ یہ خطاب ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قوم کا تکذیب کرنا آپ کو شاق اور ناگوار گزارا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین کے لیے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جنہوں نے اپنی قوم سے بہت تکلیفیں پائی تھیں، مراد یہ ہے کہ انبیاء کو یہ باتیں پیش آتی رہتی ہیں، آپ اس سے غمگین نہ ہوں۔

الْكُبْرَىٰ ۲۰ ۞ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ۲۱ ۞ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ۲۲ ۞ فَحَشَرَ فَنَادَىٰ ۲۳ ۞

دکھائی ۲۰ اس پر اس نے جھٹلایا ۲۱ اور نافرمانی کی پھر پیچھے دی ۲۲ اپنی کوشش میں لگا ۲۳ تو لوگوں کو جمع کیا ۲۴ پھر پکارا

فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ۲۴ ۞ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْأَخْذَةِ الْأُولَىٰ ۲۵ ۞

پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں ۲۴ تو اللہ نے اسے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑا ۲۵

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ۲۶ ۞ ءَأَنْتُمْ أَشَدُّ خُلُقًا أَمِ السَّمَاءُ ط

بے شک اس میں سیکھ (سبق) ملتا ہے اُسے جو ڈرے ۲۶ کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بناؤ ۲۷ مشکل یا آسان کا

بَنَاهَا ۲۸ ۞ رَفَعَ سَنُكَهَا فَسُوبَهَا ۲۹ ۞ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۳۰ ۞

اللہ نے اسے بنایا اس کی چھت اونچی کی ۳۰ پھر اسے ٹھیک کیا ۳۱ اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی ۳۲ اور

الْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ۳۱ ۞ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَهَا ۳۲ ۞

اس کے بعد زمین پھیلائی ۳۱ اس میں سے ۳۲ اس کا پانی اور چارہ نکالا ۳۳ اور

الْجِبَالَ أَرْسَهَا ۳۳ ۞ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ط ۳۴ ۞ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ ط

پہاڑوں کو جمایا ۳۴ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کو پھر جب آئے گی وہ عام مصیبت

الْكُبْرَىٰ ۳۵ ۞ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَىٰ ۳۶ ۞ وَبُرْزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن

سب سے بڑی ۳۵ اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی ۳۶ اور جہنم ہر دیکھنے والے پر ظاہر کی

يَرَىٰ ۳۷ ۞ فَأَمَّا مَن ظَنَّىٰ ۳۸ ۞ وَآثَرَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۳۹ ۞ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ

جائے گی ۳۷ تو وہ جس نے سرکشی کی ۳۸ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ۳۹ تو بے شک جہنم ہی اس کا

الْمَأْوَىٰ ط ۴۰ ۞ وَأَمَّا مَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۴۱ ۞

ٹھکانا ہے اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا ۴۰ اور نفس کو خواہش سے روکا ۴۱

۱۹ جو ملک شام میں طور کے قریب ہے۔ ۲۰ اور وہ کفر و فساد میں حد سے گزر گیا ۲۱ کفر و شرک اور محصیت و نافرمانی سے ۲۲ یعنی اس کی ذات و صفات کی

معرفت کی طرف ۲۳ اس کے عذاب سے ۲۴ پید بیضا اور عصا ۲۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ۲۶ یعنی ایمان سے اعراض کیا۔ ۲۷ فساد انگیزی کی ۲۸ یعنی

جادو گروں کو اور اپنے لشکروں کو ۲۹ یعنی میرے اوپر اور کوئی رب نہیں۔ ۳۰ دنیا میں غرق کیا اور آخرت میں دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ ۳۱ اللہ عزوجل سے۔

اس کے بعد منکر میں بے کعبہ کو عتاب فرمایا جاتا ہے۔ ۳۲ تمہارے مرنے کے بعد ۳۳ بغیر ستون کے ۳۴ ایسا کہ اس میں کہیں کوئی خلل نہیں ۳۵ نور آفتاب کو

ظاہر فرما کر ۳۶ جو پیدا تو آسمان سے پہلے فرمائی گئی تھی مگر پھیلائی نہ گئی تھی۔ ۳۷ چشمے جاری فرما کر ۳۸ جسے جاندار کھاتے ہیں۔ ۳۹ روئے زمین پر تاکہ اس

کو سکون ہو ۴۰ یعنی تختہ ثانیہ ہوگا جس میں مُردے اٹھائے جائیں گے۔ ۴۱ دنیا میں نیک یا بد ۴۲ اور تمام خلق اس کو دیکھے۔ ۴۳ حد سے گزر اور کفر اختیار

کیا۔ ۴۴ آخرت پر اور شہوات کا تابع ہوا۔ ۴۵ اور اس نے جانا کہ اسے روز قیامت اپنے رب کے حضور حساب کے لیے حاضر ہونا ہے۔ ۴۶ حرام چیزوں کی۔

فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْبَاوِي ۱۱ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسُهَا ۱۲

تو بے شک جنت ہی ٹھکانا ہے ۱۱ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لیے ٹھہری ہوئی ہے

فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا ۱۳ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَا ۱۴ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ

تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق ۱۳ تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے ۱۴ تم تو فقط اُسے ڈرانے والے ہو

مَنْ يَخْشَاهَا ۱۵ كَانَتْهُمْ يَوْمَ يُدَوَّنُهَا أَلَّا عَشِيََّةٌ أَوْ ضُحَاهَا ۱۶

جو اس سے ڈرے ۱۵ گویا جس دن وہ اسے دیکھیں گے ۱۶ دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے

ایاتھا ۲۲ ﴿۸۰﴾ سُورَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ ۲۲ ﴿۸۰﴾ رُكُوعُهَا ۱

سورہ عبس مکیہ ہے، اس میں بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلَّى ۱ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى ۲ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهِ يَذَّكَّرُ ۳

توڑی چڑھائی اور منہ پھیرا ۱ اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا ۲ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ سٹھرا ہو ۳

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى ۴ أَمَّا مَنْ اسْتَعْزَى ۵ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّى ۶

یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے ۴ وہ جو بے پرواہ بنتا ہے ۵ تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو ۶

وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَذَّكَّرُ ۷ وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى ۸ وَهُوَ يَخْشَى ۹

اور تمہارا کچھ زباں نہیں اس میں کہ وہ سٹھرانہ ہو ۷ اور وہ جو تمہارے حضور ملکنا (ناز سے دوڑتا ہوا) آیا ۸ اور وہ ڈر رہا ہے ۹

وَعَلَىٰ سَيْدِ عَالَمِ أَصْلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَكُ الْكَافِرِ ۱۰

اور اس کا وقت بتانے سے کیا غرض ۱۰ اور اس کا انکار کرتے ہیں تو اس کے بول و

دہشت سے اپنی زندگانی کی مدت بھول جائیں گے اور خیال کریں گے کہ ۱۱ ”سورہ عبس“ مکیہ ہے اس میں ایک رکوع بیالیس آیتیں ایک سو تیس کلمے پانچ سو

تینتیس حرف ہیں۔ ۱۲ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۱۳ یعنی عبد اللہ بن ام مکتوم۔ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عتبہ بن ربیعہ، ابو جہل

بن ہشام اور عباس بن عبد المطلب اور ابی بن خلف اور امیہ بن خلف اشراف قریش کو اسلام کی دعوت فرما رہے تھے اس درمیان میں عبد اللہ ابن ام مکتوم نابینا حاضر

ہوئے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بار بار ندا کر کے عرض کیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے مجھے تعلیم فرمائیے! ابن ام مکتوم نے یہ نہ سمجھا کہ

حضور دوسروں سے گفتگو فرما رہے ہیں، اس سے قطع کلام ہوگا۔ یہ بات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گراں گزری اور آثارنا گواہی چہرہ اقدس پر نمایاں ہوئے

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دولت سرائے اقدس کی طرف واپس ہوئے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور ”نابینا“ فرمانے میں عبد اللہ بن ام مکتوم کی معذوری

کی طرف اشارہ ہے کہ قطع کلام ان سے اس وجہ سے واقع ہوا۔ اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ بن ام مکتوم کا اکرام فرماتے

تھے۔ ۱۴ گناہوں سے۔ آپ کا ارشاد سن کر وہ اللہ تعالیٰ سے اور ایمان لانے سے بسبب اپنے مال کے ۱۵ اور اس کے ایمان لانے کی طمع میں اس کے درپے

ہوتے ہو۔ ۱۶ ایمان لا کر اور ہدایت پا کر کیونکہ آپ کے ذمہ دعوت دینا اور پیام الہی پہنچا دینا ہے۔ ۱۷ یعنی ابن ام مکتوم ۱۸ اللہ عزوجل سے۔

فَأَنْتَ عَنْهُ تَكْفَى ۝۱۰ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝۱۱ فَمِنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ۝۱۲ فِي

تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو یوں نہیں ملے یہ تو سمجھانا ہے وہ تو جو چاہے اُسے یاد کرے وہ ان

صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝۱۳ مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝۱۴ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۝۱۵ كَرَامٍ

صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں وہ بلندی والے وہ پاک والے وہ ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے

بَرَرَةٍ ۝۱۶ قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَكْفَرَهُ ۝۱۷ مِنْ أَمْرِ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۝۱۸ مِنْ

کونئی والے آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے وہ اُسے کاہے سے بنایا پانی کی

نُطْفَةٍ ۝۱۹ خَلَقَهُ فَقَدَّرَاهُ ۝۲۰ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ۝۲۱ ثُمَّ أَمَاتَهُ

بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا وہ پھر اسے راستہ آسان کیا وہ پھر اُسے موت دی

فَأَقْبَرَهُ ۝۲۱ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ۝۲۲ كَلَّا لَبَّائِقُضْ مَا أَمَرَهُ ۝۲۳ فَلْيَنْظُرِ

پھر قبر میں رکھو ایسا پھر جب چاہا اسے باہر نکالو وہ کونئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا جو اُسے حکم ہوا تھا وہ تو آدمی

الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامٍ ۝۲۴ أَنَا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝۲۵ ثُمَّ شَقَقْنَاهُ لِرُضٍ

کو چاہئے اپنے کھانوں کو دیکھے وہ کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا وہ پھر زمین کو خوب

شَقًّا ۝۲۶ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۝۲۷ وَعَبَبْنَا وَقُضْبًا ۝۲۸ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۝۲۹ وَ

چیرا تو اس میں اُگایا اناج اور اُگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور

حَدَآئِقٍ غُلْبًا ۝۳۰ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۝۳۱ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝۳۲ فَإِذَا

گنے باغیچے اور میوے اور دُوب (گھاس) تمہارے فائدے کو اور تمہارے چوپایوں کے پھر جب

جَاءَتِ الصَّاحَّةُ ۝۳۳ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝۳۴ وَأُمُّهُ وَأَبِيهِ ۝۳۵

آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چٹکھاڑ وہ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ

وَلَا يَسْتَنْصِحُ عَدُوًّا ۝۳۶ لَئِنْ سَأَلْتَهُ عَنَّا لَغَبِلَةٌ ۝۳۷ وَاللَّهُ تَعَالَى كَزَيْدِكَ ۝۳۸ رَفِيعُ الْقَدْرِ ۝۳۹ كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مَا يَمْشِي بِهِ الرُّسُلُ ۝۴۰ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝۴۱ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝۴۲ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۝۴۳ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْنُونِ ۝۴۴

وہ ایسا نہ کیجئے وہ یعنی آیات قرآن مخلوق کے لیے نصیحت ہیں۔ وہ اور اس سے پند پذیر ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ رفیع القدر وہ کہ انہیں

پاکوں کے سوا کوئی نہ چھوئے وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور وہ فرشتے ہیں جو اس کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہ اللہ تعالیٰ کی کثیر نعمتوں اور بے

نہایت احسانوں کے باوجود کفر کرتا ہے۔ وہ کبھی نطفہ کی شکل میں کبھی علقہ کی صورت میں کبھی مُضْغہ کی شان میں تکمیل آفرینش تک۔ وہ ماں کے پیٹ سے

برآمد ہونے کا۔ وہ کہ بعد موت بے عزت نہ ہو۔ وہ یعنی بعد موت حساب و جزا کے لیے، پھر اس کے واسطے زندگانی مقرر کی۔ وہ اس کے رب کا یعنی کافر

ایمان لا کر حکم الہی کو بجا نہ لایا۔ وہ جنہیں کھاتا ہے اور جو اس کی حیات کا سبب ہیں کہ ان میں اس کے رب کی قدرت ظاہر ہے کس طرح جزو بدن ہوتے ہیں اور

کس نظام عجیب سے کام میں آتے ہیں اور کس طرح رب عزوجل عطا فرماتا ہے۔ ان حکمتوں کا بیان فرمایا جاتا ہے: وہ بادل سے ۴۵ یعنی قیامت کے نچر غانیہ

کی ہولناک آواز جو مخلوق کو بہرا کر دے گی۔

وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۖ لِكُلِّ أُمَرٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۖ

اور جو رو (بیوی) اور بیٹوں سے ۲۷ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے ۲۸

وَجُودُهُ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۖ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۖ وَجُودُهُ يَوْمَئِذٍ

کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ۲۸ ہنستے خوشیاں مناتے ۲۹ اور کتنے منہوں پر اس دن

عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۖ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۖ

گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہے ۳۰ یہ وہی ہیں کافر بدکار

﴿اٰیٰتِهَا ۲۹﴾ ﴿۸۱ سُورَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ۝۷۷﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورہ تکویر مکیہ ہے، اس میں انتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۖ ۱ اِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۖ ۲ اِذَا الْجِبَالُ

جب دھوپ لپٹی جائے ۱ اور جب تارے جھڑ پڑیں ۲ اور جب پہاڑ

سُيِّرَتْ ۖ ۳ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۖ ۴ اِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۖ ۵ وَاِذَا

چلائے جائیں ۳ اور جب تھلکی (گا بھن) اونٹنیاں ۵ چھوٹی پھریں ۴ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں ۵ اور

اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۖ ۶ اِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۖ ۷ اِذَا الْبُؤْعُودَةُ

جب سمندر سلاگئے جائیں ۶ اور جب جانوروں کے جوڑ بنیں ۷ اور جب زندہ دہائی ہوئی سے

۲۸ ان میں سے کسی کی طرف مُخْلِيفَت (متوجہ) نہ ہوگا اپنی ہی پڑی ہوگی۔ ۲۹ قیامت کا حال اور اس کے اہوال بیان فرمانے کے بعد مُخْلِيفَت کا ذکر فرمایا جاتا

ہے کہ وہ دو قسم ہیں سعید اور شقی جو سعید ہیں ان کا حال ارشاد ہوتا ہے: ۲۸ نور ایمان سے یا وضو کے آثار سے ۲۹ اللہ تعالیٰ کے نعمت و کرم

اور اس کی رضا پر۔ اس کے بعد اَشْقِيَاء کا حال بیان فرمایا جاتا ہے: ۲۸ ذلیل حال وحشت زدہ صورت۔ ۲۹ ”سورہ کوثر“ مکیہ ہے اس میں ایک رکوع انتیس

آیتیں ایک سو چار کلمے پانچ سو تیس حرف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے پسند ہو کہ روز قیامت کو ایسا دیکھے گویا کہ

وہ نظر کے سامنے ہے تو چاہئے کہ ”سورہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“ اور ”سورہ اِذَا السَّمَاءُ اَنْفَطَرَتْ“ اور ”سورہ اِذَا السَّمَاءُ اَنْشَقَّتْ“ پڑھے۔ (ترمذی) ۲۸

یعنی آفتاب کا نور زائل ہو جائے ۲۸ بارش کی طرح آسمان سے زمین پر گر پڑیں اور کوئی تارہ اپنی جگہ باقی نہ رہے ۲۹ اور غبار کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں

۵ جن کے حمل کو دس مہینے گزر چکے ہوں اور بیابان کا وقت قریب آ گیا ہو ۶ ان کا کوئی چرانے والا ہونہ نگران، اس روز کی دہشت کا یہ عالم ہو، اور لوگ اپنے

حال میں ایسے مبتلا ہوں کہ ان کی پرواہ کرنے والا کوئی نہ ہو۔ ۷ روز قیامت بعد بعثت کے ایک دوسرے سے بدلہ لیں، پھر خاک کر دیئے جائیں۔ ۸ پھر وہ

خاک ہو جائیں ۹ اس طرح کہ نیک نیکوں کے ساتھ ہوں اور بد بدوں کے ساتھ یا یہ معنی کہ جائیں اپنے جسموں سے ملا دی جائیں یا یہ کہ اپنے عملوں سے ملا دی

جائیں یا یہ کہ ایمانداروں کی جائیں حوروں کے اور کافروں کی جائیں شیاطین کے ساتھ ملا دی جائیں۔

سُئِلْتُ ۸ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلْتُ ۹ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۱۰ وَإِذَا السَّمَاءُ

پوچھا جائے گا کس خطا پر ماری گئی فلا اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں اور جب آسمان جگہ سے

کُشِطَتْ ۱۱ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِرَتْ ۱۲ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۱۳ عَلِمْتُ

کھینچ لیا جائے گا اور جب جہنم کو بھڑکایا جائے گا اور جب جنت پاس لائی جائے گا ہر جان کو معلوم

نَفْسٌ مَّا أَحْضَرْتُ ۱۴ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُشْسِ ۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۱۶

ہو جائے گا جو حاضر لائی فلا تو قسم ہے ان فلا کی جو اٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں فلا

وَالْبَلِّ إِذَا عَسَّسَ ۱۷ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۱۸ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ

اور رات کی جب پیٹھ دے فلا اور صبح کی جب دم لے فلا بے شک یہ فلا عزت والے رسول فلا کا

كَرِيمٍ ۱۹ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۲۰ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۲۱

پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے فلا امانت دار ہے فلا

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِبَجُونٍ ۲۲ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۲۳ وَمَا هُوَ

اور تمہارے صاحب فلا مجنون نہیں فلا اور بے شک انھوں نے اسے فلا روشن کنارہ پر دیکھا فلا اور یہ نبی

عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۲۴ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۲۵ فَإِنَّ

غیب بتانے میں بخیل نہیں اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا ہوا نہیں پھر کدھر

تَذْهَبُونَ ۲۶ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۲۷ لَسَنُ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ

جاتے ہو فلا وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہاں کے لیے اس کے لیے جو تم میں

يَسْتَقِيمَ ۲۸ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۲۹

سیدھا ہونا چاہے فلا اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہاں کا رب

فلا یعنی اس لڑکی سے جو زندہ دفن کی گئی ہو جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ فلا یہ سوال قاتل کی توبیخ کے لیے ہے

تاکہ وہ لڑکی جواب دے کہ میں بے گناہ ماری گئی۔ فلا جیسے ذبح کی ہوئی بکری کے جسم سے کھال کھینچ لی جاتی ہے۔ فلا دشمنان خدا کے لیے فلا اللہ تعالیٰ کے

پیاروں کے فلا نیکی بادی۔ فلا ستاروں فلا یہ پانچ ستارے ہیں جنہیں خَمْسَةُ مُتَحَبِّرَةٍ کہتے ہیں: (۱) زُحَل، (۲) مُشْتَرِي، (۳) مَرْتَج، (۴) ذُہرہ، (۵)

عُطَارِد (کنڈا) رُوٰی عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ (۱۸) اور اس کی تائید کی ہلکی پڑے فلا اور اس کی روشنی خوب پھیلے فلا قرآن شریف فلا

حضرت جبریل علیہ السلام فلا یعنی آسمانوں میں فرشتے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ فلا وحی الہی کا فلا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلا جیسا

کہ کفار مکہ کہتے ہیں فلا یعنی جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں فلا یعنی آفتاب کے جائے طلوع پر فلا اور کیوں قرآن سے اعراض کرتے ہو فلا یعنی

جس کو حق کا اتباع اور اس پر قیام منظور ہو۔

﴿اٰیٰتِهَا ۱۹﴾ ﴿۸۲ سُورَةُ الْإِنْفَاطَارِ مَكِّيَّةٌ﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورۃ انفطار مکیہ ہے، اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا السَّمَاءُ اُنْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكُوَاكِبُ اُنْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْبَحَارُ

جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہا

فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاٰخَرَتْ ۝۵

دیئے جائیں ۲ اور جب قبریں کھدی جائیں ۳ ہر جان جان لے گی جو اس نے آگے بھیجا ۴ اور

اٰخَرَتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِي

جو پیچھے ۵ اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے ۶ جس نے

خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِیْ اٰیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝۸ كَلَّا بَلْ

تجھے پیدا کیا ۷ پھر ٹھیک بنایا ۸ پھر ہموار فرمایا ۹ جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا ۱۰ کوئی نہیں ۱۱ بلکہ

تُكَذِّبُوْنَ بِالَّذِیْنَ ۝۹ وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۝۱۰ كِرٰمًا كَاتِبِیْنَ ۝۱۱

تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو ۹ اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں ۱۰ معزز لکھنے والے ۱۱

یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝۱۳ وَاِنَّ الْفُجَّارَ

کہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو ۱۲ بے شک نیکوکار ۱۳ ضرور عین میں ہیں ۱۴ اور بے شک بدکار ۱۵

لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝۱۶ یَّصْلُوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ۝۱۵ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغٰیِبِیْنَ ۝۱۶

ضرور دوزخ میں ہیں انصاف کے دن اس میں جائیں گے اور اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے

۱۔ ”سورۃ انفطار“ مکی ہے اس میں ایک رکوع انیس آیتیں اسی کلمے تین سو ستائیس حرف ہیں۔ ۲۔ اور شیریں و شور (ٹپٹھے اور کڑوے) سب مل کر ایک ہو

جائیں۔ ۳۔ اور ان کے مُردے زندہ کر کے نکالے جائیں۔ ۴۔ عمل نیک یا بد ۵۔ چھوڑی، نیکی یا بدی اور ایک قول یہ ہے کہ جو آگے بھیجا اس سے صدقات

مراد ہیں اور جو پیچھے چھوڑا اس سے میراث۔ ۶۔ کہ تو نے باوجود اس کے نعت و کرم کے اس کا حق نہ پہچانا اور اس کی نافرمانی کی ۷۔ اور نیست سے ہست

کیا۔ ۸۔ سالم الاغضاء سنتا دیکھتا ۹۔ اعضاء میں مناسبت رکھی ۱۰۔ لمبا یا ٹھگنا، خوب رو، یا کم رو، گور یا کالا، مرد یا عورت ۱۱۔ تمہیں اپنے رب کے کرم پر

مغرور نہ ہونا چاہئے ۱۲۔ اور روز جزا کے منکر ہو ۱۳۔ تمہارے اعمال و اقوال کے اور وہ فرشتے ہیں۔ ۱۴۔ تمہارے عملوں کے ۱۵۔ نیکی یا بدی، اُن سے تمہارا

کوئی عمل چھپائیں۔ ۱۶۔ یعنی مومنین صادق الایمان۔ ۱۷۔ جنت میں ۱۸۔ کافر۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ شَمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ ط

اور تو کیا جانے کیا انصاف کا دن پھر تو کیا جانے کیا انصاف کا دن

يَوْمَ لَا تَنَلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۝ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝ ع

جس دن کوئی جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ رکھے گی ۱۹ اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے

﴿ایاتھا ۳۶﴾ ﴿۸۳ سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ ۸۲﴾ ﴿رُكُوعُهَا ۱﴾

سورہ مطففین مکہ ہے، اس میں چھتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ ۱ الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ ۲

کم تولے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب اوروں سے ماپ (ناپ کر) لیں پورا لیں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ ۳ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ

اور جب انھیں ماپ یا تول کر دیں کم کر دیں کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انھیں

مَبْعُوثُونَ ۝ ۴ لِّيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ ۵ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ط

اٹھنا ہے ایک عظمت والے دن کے لیے ۵ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَارِ لَفِي سَجِّينٍ ۝ ۶ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَجِّينٌ ۝ ۷

بے شک کافروں کی لکھت ۶ سب سے نیچی جگہ سحین میں ہے ۷ اور تو کیا جانے سحین کیسی ہے ۷

كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ ۹ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ ۱۰ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ

وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے ۹ اس دن ۱۰ جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے

۱۰ یعنی کوئی کافر کسی کافر کو نفع نہ پہنچا سکے گا۔ (خازن) ۱۱ ”سورہ مطففین“ ایک قول میں لکھا ہے اور ایک میں مدنیہ اور ایک قول یہ ہے کہ زمانہ ہجرت میں مکہ

مکرمہ و مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی اس سورت میں ایک رکوع چھتیس آیتیں ایک سوانہتر کلمے اور سات سو تیس حرف ہیں۔ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہاں کے لوگ بیانہ میں خیانت کرتے تھے بالخصوص ایک شخص ابوجہینہ ایسا تھا کہ وہ دو پیانے رکھتا تھا لینے کا اور، دینے

کا اور۔ ان لوگوں کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور انہیں بیانہ میں عدل کرنے کا حکم دیا گیا۔ ۱۲ یعنی روز قیامت، اس روز ذرہ ذرہ کا حساب کیا جائے

گا۔ ۱۳ اپنی قبروں سے اٹھ کر ۱۴ یعنی ان کے اعمال نامے۔ ۱۵ سحین ساتویں زمین کے اسفل میں ایک مقام ہے جو الیمس اور اس کے لشکروں کا محل

ہے۔ ۱۶ یعنی وہ نہایت ہی ہول و ہیبت کا مقام ہے۔ ۱۷ جو نہ مٹ سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ ۱۸ جبکہ وہ نوشتہ (لکھا ہوا) نکالا جائے گا۔

بِیَوْمِ الدِّینِ ۝ وَمَا یُکَذِّبُ بِهِ إِلَّا کُلُّ مُعْتَدٍ أَثِیمٍ ۝ إِذَا تُتْلَىٰ

دن کو جھلاتے ہیں وہ اور اسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش گنہگاروں جب اس پر ہماری آیتیں

عَلِیْهِ اِیْتِنَا قَالِ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ کَلَّا بَلْ سَآءَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ

پڑھی جائیں کہے وہ اگلوں کی کہانیاں ہیں کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے

مَا کَانُوْا یُکْسِبُوْنَ ۝ کَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ یَوْمِمْذٍ لَّحَجُوْبُوْنَ ۝

ان کی کمائیوں نے وہ ہاں ہاں بے شک وہ اس دن وہ اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں وہ

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِیْمِ ۝ ثُمَّ یُقَالُ هَذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہِ

پھر بے شک انھیں جہنم میں داخل ہونا پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ وہ جسے تم

تُکَذِّبُوْنَ ۝ کَلَّا اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عَلَیِّیْنَ ۝ وَمَا اَدْرٰکَ

جھلاتے تھے وہ ہاں ہاں بے شک نیکیوں کی لکھت ۱۸ سب سے اونچے محل علیین میں ہے وہ اور تو کیا جانے

مَا عَلَیُّوْنَ ۝ کِتٰبٌ مَّرْکُومٌ ۝ یَّشْهَدُ الْمُقَرَّبُونَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ

علیین کیسی ہے وہ وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے وہ کہ مقرب ۲۲ جس کی زیارت کرتے ہیں بے شک نکوکار

لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ عَلٰی الْاَرَاٰیْکَ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِہُمْ نَضْرَةً

ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں ۲۳ تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی

التَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیقٍ مَّخْمُومٍ ۝ خَشَبُهُ مَسْکٌ ۝ وَفِیْ ذٰلِکَ

پچانے ۲۴ نھری (خالص و پاک) شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے وہ اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر

وہ اور روز جزا یعنی قیامت کے منکر ہیں۔ وہ حد سے گزرنے والا۔ وہ ان کی نسبت کہ یہ وہ اس کا کہنا غلط ہے۔ وہ ان معاصی اور گناہوں نے جو وہ کرتے

ہیں یعنی اپنے اعمال بد کی شامت سے ان کے دل زنگ خوردہ اور سیاہ ہو گئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ کوئی

گناہ کرتا ہے اس کے دل میں ایک نقطہ سیاہ پیدا ہوتا ہے جب اس گناہ سے باز آتا ہے اور توبہ واستغفار کرتا ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر پھر گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ

بڑھتا ہے یہاں تک کہ تمام قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی رین یعنی وہ زنگ ہے جس کا آیت میں ذکر ہوا۔ (ترمذی) ۱۴ یعنی روز قیامت ۱۵ جیسا کہ دنیا میں اس کی

توحید سے محروم رہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مومنین کو آخرت میں دیدار الہی کی نعمت میسر آئے گی کیونکہ محرومی دیدار سے کفار کی وعید میں ذکر کی گئی اور جو چیز

کفار کے لیے وعید و تہدید ہو وہ مسلمان کے حق میں ثابت ہو نہیں سکتی تو لازم آیا کہ مومنین کے حق میں یہ محرومی ثابت نہ ہو۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ جب اس نے اپنے دشمنوں کو اپنے دیدار سے محروم کیا تو دوستوں کو اپنی مجلس سے نوازے گا اور اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا۔ ۱۶ عذاب وہ دنیا میں ۱۸

یعنی مومنین صادقین کے اعمال نامے وہ علیین ساتویں آسمان میں زیر عرش ہے۔ ۱۷ یعنی اس کی شان عجیب عظمت والی ہے۔ ۱۸ علیین میں۔ اس میں ان

کے اعمال لکھے ہیں۔ ۲۲ فرشتے ۲۳ اللہ تعالیٰ کے اکرام اور اس کی نعمتوں کو جو اس نے انہیں عطا فرمائیں اور اپنے دشمنوں کو جو طرح طرح کے عذاب میں

گرفتار ہیں۔ ۲۴ کہ وہ خوشی سے چمکتے دھکتے ہوں گے اور سرور قلب کے آثار ان چہروں پر نمایاں ہوں گے۔ ۲۵ کہ ابراہیمی اس کی مہر توڑیں گے۔

فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمَزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ

چاہیے کہ لپچائیں لپچانے والے ۲۶ اور اس کی ملوثی (ملاوٹ) تسنیم سے ہے ۲۷ وہ چشمہ جس سے

بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

مُقَرَّبَانِ بَارِگاہ پیتے ہیں ۲۸ بے شک مجرم لوگ ۲۹ ایمان والوں سے ۳۰

يُضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَرُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ

ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ۳۱ ان پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے ۳۲ اور جب ۳۳ اپنے گھر

أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ

پلٹتے خوشیاں کرتے پلٹتے ۳۲ اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ

لَصَّالُونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَفِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ

بچکے ہوئے ہیں ۳۴ اور یہ ۳۵ کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہ بھیجے گئے ۳۶ تو آج ۳۷ ایمان

آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٣﴾ عَلَىٰ الْأَرَائِكِ لَا يَنْظُرُونَ ﴿٣٤﴾ هَلْ

والے کافروں سے ہنستے ہیں ۳۹ تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں ۴۰ کیوں

ثُوبَ الْكُفَّارِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٤﴾

کچھ بدلہ ملا کافروں کو اپنے کئے کا ۴۱

۲۶ طاعات کی طرف سبقت کر کے اور برائیوں سے باز رہ کر۔ ۲۷ جو جنت کی شراہوں میں اعلیٰ ہے۔ ۲۸ یعنی مقربین خالص شراب تسنیم پیتے ہیں اور باقی

جنتیوں کی شراہوں میں شراب تسنیم ملائی جاتی ہے۔ ۲۹ مثل ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ رؤساء کفار کے ۳۰ مثل حضرت عمار و خطاب و

صہیب و بلال وغیرہ فقراء مؤمنین کے۔ ۳۱ مؤمنین ۳۲ بطریق طعن و عیب کے۔ ۳۳ شان نزول: منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کی

ایک جماعت میں تشریف لے جا رہے تھے منافقین نے انہیں دیکھ کر آنکھوں سے اشارے کئے اور مسخرگی سے ہنسے اور آپس میں ان حضرات کے حق میں یہودہ کلمات

کہے تو اس سے پہلے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ۳۴ کفار ۳۵ یعنی مسلمانوں کو

بُرا کہہ کر آپس میں ان کی ہنسی بناتے اور خوش ہوتے ہوئے۔ ۳۶ کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور دنیا کی لذتوں کو آخرت کی

امیدوں پر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۳۷ کفار ۳۸ کہ ان کے احوال و اعمال پر گرفت کریں بلکہ انہیں اپنی اصلاح کا حکم دیا گیا ہے وہ اپنا حال درست

کریں دوسروں کو بے وقوف بنانے اور ان کی ہنسی اڑانے سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ۳۹ یعنی روز قیامت ۴۰ جیسا کافر دنیا میں مسلمانوں کی غربت و محنت پر

ہنستے تھے، یہاں معاملہ برعکس ہے: مؤمن دائمی عیش و راحت میں ہیں اور کافر ذلت و خواری کے دائمی عذاب میں، جہنم کا دروازہ کھولا جاتا ہے، کافراں سے نکلنے کے

لیے دروازے کی طرف دوڑتے ہیں، جب دروازہ کے قریب پہنچتے ہیں دروازہ بند ہو جاتا ہے، بار بار ایسا ہی ہوتا ہے۔ کافروں کی یہ حالت دیکھ کر مسلمان ان سے

ہنسی کرتے ہیں اور مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ جنت میں جو اہرات کے ۴۱ کفار کی ذلت و رسوائی اور شدت عذاب کو اور اس پر ہنستے ہیں۔ ۴۲ یعنی ان اعمال

کا جو انہوں نے دنیا میں کئے تھے۔

﴿ایاتھا ۲۵﴾ ﴿سُورَةُ الْإِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ ۸۳﴾ ﴿رُكُوعُهَا ۱﴾

سورۃ انشقاق مکہ ہے، اس میں پچیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۱ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۲ وَإِذَا الْأَرْضُ

جب آسمان شق ہو ۱ اور اپنے رب کا حکم سنے ۲ اور اسے سزاوار بنی یہ ہے اور جب زمین

مُدَّتْ ۳ وَالْقَتَّ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۴ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۵

دراز کی جائے ۳ اور جو کچھ اس میں ہے وہ ڈال دے اور خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے ۴ اور اسے سزاوار بنی یہ ہے وہ

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدًّا فَمُلِّقِيهِ ۶ فَا مَّا مَنُ

اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف ملے یقینی دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا ۶ تو وہ جو

أَوْتِي كِتَابَهُ بَيِّنِينَ ۷ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۸ وَيَنْقَلِبُ

اپنا نامہ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے ۷ اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا ۸ اور اپنے گھر والوں

إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۹ وَأَمَّا مَنُ أَوْتِي كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۱۰ فَسَوْفَ

کی طرف ۹ شاد شاد پلٹے گا ۹ اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے ۱۰ وہ عنقریب

يَدْعُوا ثُبُورًا ۱۱ وَيَصْلِي سَعِيرًا ۱۲ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۱۳

موت مانگے گا ۱۱ اور بھڑکتی آگ میں جائے گا بے شک وہ اپنے گھر میں ملے خوش تھا ۱۳

۱ ”سورۃ انشقاق“ جس کو ”سورۃ انشقاق“ بھی کہتے ہیں مکہ ہے، اس میں ایک رکوع، پچیس آیتیں، ایک سو سات کلمات، چار سو تیس حرف ہیں۔ ۲ قیامت

قائم ہونے کے وقت ۳ اپنے شق ہونے کے متعلق اور اس کی اطاعت کرے۔ ۴ اور اس پر کوئی عمارت اور پہاڑ باقی نہ رہے۔ ۵ یعنی اس کے بطن میں

خزانے اور مردے سب کو باہر ۶ اپنے اندر کی چیزیں باہر پھینک دینے کے متعلق اور اس کی اطاعت کرے ۷ اس وقت انسان اپنے عمل کے نتائج دیکھے گا۔

۸ یعنی اس کے حضور حاضری کے لیے، مراد اس سے موت ہے۔ (مدارک) ۹ اور اپنے عمل کی جزا پانا ملے اور وہ مؤمن ہے ۱۰ سہل حساب یہ ہے کہ اس

پر اس کے اعمال پیش کئے جائیں وہ اپنی طاعات و معصیت کو پہچانے پھر طاعت پر ثواب دیا جائے اور معصیت سے تجاوز فرمایا جائے، یہ سہل حساب ہے نہ اس میں

شدت مناقشہ (ہر ہر کام کا حساب)، نہ یہ کہا جائے کہ ایسا کیوں کیا نہ عذر کی طلب ہو نہ اس پر رجعت قائم کی جائے کیونکہ جس سے مطالبہ کیا گیا اسے کوئی عذر ہاتھ نہ

آئے گا اور وہ کوئی جہت نہ پائے گا رسوا ہوگا (اللہ تعالیٰ مناقشہ حساب سے پناہ دے) ۱۲ گھر والوں سے جتنی گھروالے مراد ہیں خواہ وہ حوروں میں سے ہوں یا

انسانوں میں سے۔ ۱۳ اپنی اس کامیابی پر۔ ۱۴ اور وہ کافر ہے جس کا داہنا ہاتھ تو اس کی گردن کے ساتھ ملا کر طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بائیں ہاتھ پس

پشت کر دیا جائے گا اس میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا، اس حال کو دیکھ کر وہ جان لے گا کہ وہ اہل ناریں سے ہے تو ۱۵ اور ”یسافروا“ کہے گا، ”فسور“ کے

معنی ہلاکت کے ہیں۔ ۱۶ دنیا کے اندر ملے اپنی خواہشوں اور شہوتوں میں اور متکبر و مغرور۔

إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ۚ بَلَىٰ ۚ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝۱۵ فَلَا

وہ سمجھا کہ اُسے پھرنا نہیں ۱۵ ہاں کیوں نہیں ۱۶ بے شک اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے تو مجھے

أَقْسِمُ بِالشَّقِيِّ ۚ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۚ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝۱۶

قسم ہے شام کے اُجالے کی ۱۶ اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں ۱۷ اور چاند کی جب پورا ہو ۱۸

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبِقٍ ۚ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ وَإِذَا قُرِئَ

ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے ۱۹ تو کیا ہوا ایمان نہیں لاتے ۲۰ اور جب قرآن

عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۚ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يَكْذِبُونَ ۝۲۱

پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے ۲۱ بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں ۲۲

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ۚ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝۲۲ إِلَّا الَّذِينَ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی میں رکھتے ہیں ۲۳ تو تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو ۲۴ مگر جو ایمان

۱۵ اپنے رب کی طرف اور وہ مرنے کے بعد اٹھایا نہ جائے گا ۱۶ ضرور اپنے رب کی طرف رجوع کرے گا اور مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا اور حساب کیا جائے

گا۔ ۱۷ جو سرخی کے بعد نمودار ہوتا ہے اور جس کے غائب ہونے پر امام صاحب کے نزدیک وقت عشاء شروع ہوتا ہے یہی قول ہے کثیر صحابہ کا اور بعض علماء

”شفق“ سے سرخی مراد لیتے ہیں۔ ۱۸ مثل جانوروں کے جودن میں منتشر ہوتے ہیں اور شب میں اپنے آشیانوں اور ٹھکانوں کی طرف چلے آتے ہیں اور مثل

تاریکی کے اور ستاروں اور ان اعمال کے جو شب میں کئے جاتے ہیں مثل تہجد کے۔ ۱۹ اور اس کا نور کامل ہو جائے اور یہ ایام بیض یعنی تیرہویں چودھویں

پندرہویں تاریخوں میں ہوتا ہے۔ ۲۰ یہ خطاب یا تو انسانوں کو ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ تمہیں حال کے بعد حال پیش آئے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ موت کے شدائد و احوال پھر مرنے کے بعد اٹھنا پھر موقوف حساب میں پیش ہونا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے حالات میں تبد رتبہ ہے

ایک وقت دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے پھر دودھ چھوٹتا ہے پھر لڑکپن کا زمانہ آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر جوانی ڈھلتی ہے پھر بوڑھا ہوتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے کہ آپ شب معراج ایک آسمان پر تشریف لے گئے پھر دوسرے پر اسی طرح درجہ بدرجہ مرتبہ بمرتبہ منازل قرب میں واصل

ہوئے۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال بیان فرمایا گیا ہے معنی یہ

ہیں کہ آپ کو مشرکین پر فتح و ظفر حاصل ہوگی اور انجام بہت بہتر ہوگا آپ کفار کی سرکشی اور ان کی تکذیب سے غمگین نہ ہوں۔ ۲۲ یعنی اب ایمان لانے میں کیا عذر

ہے باوجود لائل ظاہر ہونے کے کیوں ایمان نہیں لاتے۔ ۲۳ مراد اس سے سجدہ تلاوت ہے۔ شان نزول: جب سورۃ ”اقرا“ میں ”وَأَسْجُدُوا وَقُتِبَ“ نازل

ہوا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا مومنین نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور کفار قریش نے سجدہ نہ کیا ان کے اس فعل کی برائی میں یہ

آیت نازل ہوئی کہ کفار پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ تلاوت نہیں کرتے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ سجدہ تلاوت واجب ہے سننے والے پر اور

حدیث سے ثابت ہے کہ پڑھنے والے سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو

جاتا ہے خواہ سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ مسئلہ: سجدہ تلاوت کے لیے بھی وہی شرطیں ہیں جو نماز کے لیے مثل طہارت اور قبلہ رو ہونے اور ستر

عورت وغیرہ کے۔ مسئلہ: سجدہ کے اول و آخر اللہ اکبر کہنا چاہئے۔ مسئلہ: امام نے آیت سجدہ پڑھی تو اس پر اور مقتدیوں پر اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور سن لے اس

پر سجدہ واجب ہے۔ مسئلہ: سجدہ کی جتنی آیتیں پڑھی جائیں گی اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اگر ایک ہی آیت ایک مجلس میں بار بار پڑھی گئی تو ایک ہی سجدہ

واجب ہوا۔ والنصف فی کتب الفقہ۔ (تفسیر احمدی) ۲۴ قرآن کو اور مرنے کے بعد اٹھنے کو۔ ۲۵ کفر اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب

۲۶ ان کے کفر و عناد پر۔

أَمْنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝۲۵

لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا

﴿ایاتھا ۲۲﴾ ﴿۸۵ سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ ۲۸﴾ ﴿مَرْكُوعُهَا ۱﴾

سورہ بروج مکہ ہے، اس میں بائیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالسَّاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝۱ وَالْيَوْمِ الْوَعْدِ ۝۲ وَشَهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۝۳

قسم آسمان کی جس میں بُرج ہیں ۱ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے ۲ اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں وہ

قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ۝۵ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا

کھائی والوں پر لعنت ہو ۴ وہ اس بھڑکتی آگ والے جب وہ اس کے کناروں پر

۱ ”سورہ بروج“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، بائیس آیتیں، ایک سو نوے کلمے، چار سو پینسٹھ حرف ہیں۔ ۲ جن کی تعداد بارہ ہے اور ان میں عجائب حکمت

الہی نمودار ہیں آفتاب مہتاب اور کواکب کی سیران میں معین اندازے پر ہے جس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ ۳ وہ روز قیامت ہے۔ ۴ مُراد اس سے روز

جمعہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ۵ آدمی اور فرشتے مراد اس سے روز عرفہ ہے۔ ۶ مروی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جب اس کا جادوگر

بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے پاس ایک لڑکا بھیج جسے میں جادو سکھا دوں بادشاہ نے ایک لڑکا مقرر کر دیا وہ جادو سیکھنے لگا۔ راہ میں ایک راہب رہتا تھا

اس کے پاس بیٹھنے لگا اور اس کا کلام اس کے دل نشین ہوتا گیا اب آتے جاتے اس نے راہب کی صحبت میں بیٹھنا مقرر کر لیا ایک روز راستہ میں ایک مُہیب جانور ملا

لڑکے نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ یا رب اگر راہب تجھے پیارا ہو تو میرے پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دے وہ جانور اس کے پتھر سے مر گیا اس

کے بعد لڑکا مُسْتَجَابُ الدَّعْوَةِ ہوا اور اس کی دعا سے کوڑھی اور اندھے اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک مُصاحب نابینا ہو گیا تھا وہ آیا لڑکے نے دعا کی وہ اچھا ہو گیا

اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ اس نے کہا: تجھے کس نے اچھا کیا؟ کہا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: میرے سوا اور بھی کوئی

رب ہے! یہ کہہ کر اس نے اس پر سختیاں شروع کیں یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا پتہ بتایا، لڑکے پر سختیاں کیں، اس نے راہب کا پتہ بتایا، راہب پر سختیاں کیں

اور اس سے کہا اپنا دین ترک کر۔ اس نے انکار کیا تو اس کے سر پر آرا رکھ کر چروا دیا، پھر مصاحب کو بھی چروا دیا، پھر لڑکے کو حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی سے گر دیا

جائے۔ سپاہی اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، اس نے دعا کی، پہاڑ میں زلزلہ آیا، سب گر کر ہلاک ہو گئے، لڑکا صحیح سلامت چلا آیا۔ بادشاہ نے کہا: سپاہی کیا

ہوئے؟ کہا: سب کو خدا نے ہلاک کر دیا۔ پھر بادشاہ نے لڑکے کو سمندر میں غرق کرنے کے لیے بھیجا۔ لڑکے نے دعا کی، کشتی ڈوب گئی، تمام شاہی آدمی ڈوب

گئے، لڑکا صحیح و سلامت بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: وہ آدمی کیا ہوئے؟ کہا: سب کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا اور تو مجھے قتل کر ہی نہیں سکتا جب تک وہ

کام نہ کرے جو میں بتاؤں! کہا: وہ کیا؟ لڑکے نے کہا ایک میدان میں سب لوگوں کو جمع کر اور مجھے بھجور کے ڈھنڈ (سوکھے تنے) پر سولی دے پھر میرے ترش

سے ایک تیر نکال کر ”بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِ“ کہہ کر مار، ایسا کرے گا تو مجھے قتل کر سکے گا۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا، تیر لڑکے کی کپٹی پر لگا، اس نے اپنا ہاتھ اس

پر رکھا اور واصل بحق ہو گیا۔ یہ دیکھ کر تمام لوگ ایمان لے آئے اس سے بادشاہ کو اور زیادہ صدمہ ہوا اور اس نے ایک خندق کھدوائی اور اس میں آگ جلوائی

اور حکم دیا جو دین سے نہ پھرے اسے اس آگ میں ڈال دو۔ لوگ ڈالے گئے یہاں تک کہ ایک عورت آئی، اس کی گود میں بچہ تھا، وہ ذرا جمجکی، بچہ نے کہا: اے

ماں! صبر کر، نہ جھک، تو سچے دین پر ہے۔ وہ بچہ اور ماں بھی آگ میں ڈال دیئے گئے۔ یہ حدیث صحیح ہے، مسلم نے اس کی تخریج کی، اس سے اولیاء کی کرامتیں

ثابت ہوتی ہیں، آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

قُعُودٌ ۶ وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۷ وَمَا نَقَمُوا

بیٹھے تھے وہ اور وہ خود گواہ ہیں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے ۷ اور انہیں مسلمانوں کا

مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۸ الَّذِي لَهُ مُلْكُ

کیا بُرا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے اللہ عزت والے سب خوبیوں سراسر ہے پر کہ اسی کے لیے

السُّلُوتِ وَالْأَرْضِ ۹ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۱۰ إِنَّ الَّذِينَ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے بے شک جنہوں نے

فَتَتُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ

ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ورنہ ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے ورنہ اور

لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۱۱ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ

ان کے لیے آگ کا عذاب بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے

جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۱۲ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۱۳ إِنَّ بَطْشَ

باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں یہی بڑی کامیابی ہے بے شک تیرے رب کی

رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۱۴ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِي وَيُعِيدُ ۱۵ وَهُوَ الْغَفُورُ

گرفت بہت سخت ہے ۱۴ بے شک وہ پہلے کرے اور پھر کرے ۱۵ اور وہی ہے بخشنے والا

الْوَدُودُ ۱۶ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۱۷ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۱۸ هَلْ أَتَاكَ

اپنے نیک بندوں پر پیارا عرش کا مالک عزت والا ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا کیا تمہارے پاس

حَدِيثُ الْجُنُودِ ۱۹ فِرْعَوْنُ وَثَمُودَ ۲۰ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي

لشکروں کی بات آئی ۱۹ وہ لشکر کون فرعون اور ثمود ۲۰ بلکہ کافر جھٹلانے میں

وَكُتْرِيًّا ۲۱ بَجَّعْنَاهُمْ مِنْ دُونِ الْمَوْتِ أَنْ يَقُولُوا كُنَّا مُؤْمِنِينَ ۲۲ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

میں کرسیاں بچھائے اور مسلمانوں کو آگ میں ڈال رہے تھے ۲۱ شاہی لوگ بادشاہ کے پاس آکر ایک دوسرے کے لیے گواہی دیتے تھے کہ انہوں نے تعمیل حکم

میں کوتاہی نہیں کی ایمانداروں کو آگ میں ڈال دیا۔ مروی ہے کہ جو مومن آگ میں ڈالے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کے آگ میں پڑنے سے قبل ان کی رُو حیں

قبض فرما کر انہیں نجات دی اور آگ نے خندق کے کناروں سے باہر نکل کر کنارے پر بیٹھے ہوئے کفار کو جلا دیا۔ فائدہ: اس واقعہ میں مومنین کو صبر اور اہل مکہ کی

ایذا رسانیوں پر تحمل کرنے کی ترغیب فرمائی گئی۔ ۲۰ آگ میں جلا کر ورنہ اور اپنے کفر سے باز نہ آئے ورنہ آخرت میں بدلہ ان کے کفر کا۔ ۲۱ دنیا میں کہ

اسی آگ نے انہیں جلا ڈالا، یہ بدلہ ہے مسلمانوں کو آگ میں ڈالنے کا۔ ۲۲ جب وہ ظالموں کو عذاب میں پکڑے۔ ۲۳ یعنی پہلے دنیا میں پیدا کرے پھر

قیامت میں اعمال کی جزا دینے کے لیے موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے۔ ۲۴ جن کو کافر انبیاء علیہم السلام کے مقابل لائے۔ ۲۵ جو اپنے کفر کے سبب ہلاک

کئے گئے۔ ۲۶ اے سید عالم اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی امت کے۔

تَكْذِيبٍ ۱۹ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ۲۰ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ ۲۱

ہیں ۱۸ اور اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے ۱۹ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے

فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۲۲

لوح محفوظ میں

ایاتھا ۱۷ ﴿۸۶﴾ سُورَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ۳۲ ﴿۸۷﴾ رُكُوعُهَا ۱

سورۃ طارق مکہ ہے اس میں سترہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالسَّبَّاءِ وَالطَّارِقِ ۱ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۳

آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا

إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّسَاءَ عَلَيْهَا حَافِظٌ ۴ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۵ خُلِقَ

کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو تو چاہیے کہ آدمی غور کرے کہ کس چیز سے بنایا گیا ہے بخت

مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۶ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۷ إِنَّهُ عَلَى

کرتے (اچھلتے ہوئے) پانی سے وہ جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے ۷ بے شک اللہ اس کے

رَاجِعُهُ لَفَادٍ ۸ يَوْمَ تَبْلَى السَّرَائِرُ ۹ فَمَالَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا

واپس کر دینے پر وہ قادر ہے جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی ۹ تو آدمی کے پاس نہ کچھ زور ہوگا نہ

۱۸ آپ کو اور قرآن پاک کو جیسا کہ پہلے کافروں کا دستور تھا ۱۸ اس سے انہیں کوئی بچانے والا نہیں۔ ۱۹ ”سورۃ الطارق“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، سترہ

آیتیں، اکٹھے کلمے، دو سو انتالیس حرف ہیں۔ ۲۰ یعنی ستارے کی جورات کو چمکتا ہے۔ شان نزول: ایک شب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو

طالب کچھ ہدیہ لائے حضور اس کو تناول فرما رہے تھے اس درمیان میں ایک تارا ٹوٹا اور تمام فضا آگ سے بھر گئی ابوطالب گھبرا کر کہنے لگے یہ کیا ہے؟ سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ستارہ ہے جس سے شیاطین مارے جاتے ہیں اور یہ قدرت الہی کی نشانیوں میں سے ہے۔ ابوطالب کو اس سے تعجب ہوا اور یہ سورت نازل

ہوئی۔ ۲۱ اس کے رب کی طرف سے جو اس کے اعمال کی نگہبانی کرے اور اس کی نیکی بدی سب لکھ لے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مراد

اس سے فرشتے ہیں۔ ۲۲ تاکہ وہ جانے کہ اس کا پیدا کرنے والا اس کو بعد موت جزا کے لیے زندہ کرنے پر قادر ہے پس اس کو روز جزا کے لیے عمل کرنا چاہئے۔

۲۳ یعنی مرد و عورت کے نطفوں سے جو رحم میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ ۲۴ یعنی مرد کی پشت سے اور عورت کے سینہ کے مقام سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا: سینہ کے اس مقام سے جہاں ہار پہنا جاتا ہے اور انہیں سے منقول ہے کہ عورت کی دونوں چھاتیوں کے درمیان سے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ منی

انسان کے تمام اعضاء سے برآمد ہوتی ہے اور اس کا زیادہ حصہ دماغ سے مرد کی پشت میں آتا ہے اور عورت کے بدن کے اگلے حصہ کی بہت سی رگوں میں جو سینہ کے

مقام پر ہیں نازل ہوتا ہے اسی لیے ان دونوں مقاموں کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔ ۲۵ یعنی موت کے بعد زندگی کی طرف لوٹا دینے پر۔ ۲۶ چھپی باتوں سے

نَاصِرٍ ۱۰ وَالسَّيِّئَاتِ الرَّجْعِ ۱۱ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۱۲ اِنَّهُ

کوئی مددگار وہ آسمان کی قسم جس سے مینہ اترتا ہے وہ اور زمین کی جو اس سے کھلتی ہے وہ بے شک قرآن

لَقَوْلٍ فَصْلٌ ۱۳ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۱۴ اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۱۵ وَ

ضرور فیصلہ کی بات ہے وہ اور کوئی ہنسی کی بات نہیں وہ بے شک کافر اپنا سا داؤں چلتے ہیں وہ اور

اَكِيدُ كَيْدًا ۱۶ فَهَلِ الْكَافِرِينَ اَمْهَلُهُمْ رُويْدًا ۱۷

میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں وہ تو تم کافروں کو ڈھیل دو وہ انھیں کچھ تھوڑی مہلت دو وہ

ایاتھا ۱۹ ﴿۸۷﴾ سُورَةُ الْاَعْلٰی مَكِّيَّةٌ ۸ ﴿۱۹﴾ رُكُوْعُهَا ۱

سورہ اعلیٰ مکہ ہے، اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ۱ الَّذِیْ خَلَقَ فَسُوٰی ۲ وَالَّذِیْ قَدَّرَ

اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے وہ جس نے بنا کر ٹھیک کیا وہ اور جس نے اندازہ پر رکھ کر

فَهْدٰی ۳ وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۴ فَجَعَلَهُ غُثَاً اَحْوٰی ۵

راہ دی وہ اور جس نے چارہ نکالا پھر اسے خشک سیاہ کر دیا

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی ۶ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ۷ اِنَّهُ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا

اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے وہ مگر جو اللہ چاہے وہ بے شک وہ جانتا ہے ہر کھلے اور

مراودعقا ند اور نیتیں اور وہ اعمال ہیں جن کو آدمی چھپاتا ہے روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سب کو ظاہر کر دے گا۔ وہ یعنی جو آدمی منکر بعث ہے نہ اس کو ایسی قوت ہوگی

جس سے عذاب کو روک سکے نہ اس کا کوئی ایسا مددگار ہوگا جو اسے بچا سکے۔ وہ جو ارضی پیداوار نباتات و اشجار کے لیے مثل باپ کے ہے۔ وہ اور نباتات کے

لیے مثل ماں کے ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عجیب نعمتیں ہیں اور ان میں قدرت الہی کے بے شمار آثار نمودار ہیں جن میں غور کرنے سے آدمی کو بعض بعد الموت

کے بہت سے دلائل ملتے ہیں۔ وہ کہ حق و باطل میں فرق و امتیاز کر دیتا ہے۔ وہ جو کلمی اور بیکار ہو۔ وہ اور دین الہی کے مٹانے اور نوری حق کو بجھانے اور سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کے لیے طرح طرح کے داؤں کرتے ہیں۔ وہ جس کی انہیں خبر نہیں وہ اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ چند روز کہ وہ عنقریب ہلاک کئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بدر میں انہیں عذاب الہی نے پکڑا ”وَنُصِخَ الْاَمْهَالُ بِاَیَةِ السَّیْفِ“ وہ ”سورۃ الاعلیٰ“

مکہ ہے اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بہتر کلمے، دوسو اکانوے حرف ہیں۔ وہ یعنی اس کا ذکر عظمت و احترام کے ساتھ کرو۔ حدیث میں ہے: جب یہ آیت

نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو اپنے سجدہ میں داخل کرو یعنی سجدہ میں ”سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی“ کہو۔ (ابوداؤد) وہ یعنی ہر چیز کی

پیدائش ایسی مناسب فرمائی جو پیدا کرنے والے کے علم و حکمت پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یعنی امور کو ازل میں مقدر کیا اور اس کی طرف راہ دی یا یہ معنی ہیں کہ

روزیاں مقدر کیں اور ان کے طریق کسب کی راہ بتائی۔ وہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشارت ہے کہ آپ کو حفظ قرآن

يَخْفَى ٩ وَنَيْسِرُكَ لِلْيُسْرَى ٨ فَذَكَرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى ٩

چھپے کو اور ہم تمہارے لیے آسانی کا سامان کر دیں گے۔ تو تم نصیحت فرماؤ۔ اگر نصیحت کام دے وہ عنقریب

سَيَذَكَّرُ مَنْ يَخْشَى ١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ١١ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ

نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے۔ اور اس کے سے وہ بڑا بد بخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں

الْكُبْرَى ١٢ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ١٣ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ١٤

جائے گا۔ پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جنے گا۔ بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ١٥ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ١٦

اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو۔

الْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ١٧ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ١٨

آخرت بہتر اور باقی رہنے والی۔ بے شک یہ ۱۹ اگلے صحیفوں میں ہے۔

صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ١٩

ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

ایاتھا ۲۲ ﴿۸۸ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۸﴾ ﴿۲۲﴾ رکو عھا ۱

سورۃ غاشیہ مکہ ہے، اس میں چھیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

کی نعت بے محنت عطا ہوئی اور یہ آپ کا معجزہ ہے کہ اتنی بڑی کتاب عظیم بغیر محنت و مشقت اور بغیر تکرار و دہر کے آپ کو حفظ ہو گئی۔ (جمل) ۱۔ مُفْتَرِّينَ نے فرمایا کہ یہ استثناء واقع نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ آپ کچھ بھولیں۔ (غازن) ۲۔ کہ جی نہیں بے محنت یاد رہے گی۔ مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ آسانی کے سامان سے شریعت اسلام مراد ہے جو نہایت سہل و آسان ہے۔ ۳۔ اس قرآن مجید سے ۴۔ اور کچھ لوگ اس سے منتفع ہوں۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ سے ۶۔ پند و نصیحت ۷۔ شان نزول: بعض مُفْتَرِّينَ نے فرمایا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ۸۔ کہ مرکز ہی عذاب سے چھوٹ سکے ۹۔ ایسا جینا جس سے کچھ بھی آرام پائے۔ ۱۰۔ ایمان لا کر یا یہ معنی ہیں کہ اس نے نماز کے لیے طہارت کی، اس تقدیر پر آیت سے نماز کے لیے وضو اور غسل ثابت ہوتا ہے۔ (تفسیر احمدی) ۱۱۔ یعنی تکبیر افتتاح کہہ کر ۱۲۔ جگہ نہ مسئلہ: اس آیت سے تکبیر افتتاح ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نماز کا جزو نہیں ہے کیونکہ نماز کا اس پر عطف کیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ افتتاح نماز کا اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے جائز ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ ”تَزَكَّى“ سے صدقہ فطر دینا اور رب کا نام لینے سے عید گاہ کے راستہ میں تکبیریں کہنا اور نماز سے نماز عید مراد ہے۔ (تفسیر مدارک و احمدی) ۱۳۔ آخرت پر۔ اسی لیے وہ عمل نہیں کرتے جو ہاں کام آئیں۔ ۱۴۔ یعنی ستھروں کا مراد کو پہنچنا اور آخرت کا بہتر ہونا ۱۵۔ جو قرآن کریم سے پہلے نازل ہوئے۔ ۱۶۔ ”سورۃ غاشیہ“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، چھیس آیتیں، بانوے کلمے، تین سو اکیاسی حرف ہیں۔

هَلْ أَتَكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ ۱ ۚ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۲ ۚ عَامِلَةٌ

بے شک تمہارے پاس ۱ اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی ۲ کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے کام کریں

نَاصِبَةٌ ۳ ۚ تَصْلِي نَارًا حَامِيَةً ۴ ۚ تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ اِنِّيَّةٍ ۵ ۚ لَيْسَ

مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں ۴ نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں ان کے لیے

لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ۶ ۚ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ۷ ۚ

کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے ۵ کہ نہ فرہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں ۶

وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۸ ۚ لِسْعِيهَا رَاضِيَةٌ ۹ ۚ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۱۰ ۚ لَا

کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں ۷ اپنی کوشش پر راضی ۸ بلند باغ میں کہ

تَسْمَعُ فِيهَا لَا غِيَةَ ۱۱ ۚ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۱۲ ۚ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۱۳ ۚ وَ

اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے اس میں رواں چشمہ ہے اس میں بلند تخت ہیں اور

اَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۱۴ ۚ وَنَبَّارِقٌ مَّصْفُوفَةٌ ۱۵ ۚ وَزَرَّابِي مَبْثُوثَةٌ ۱۶ ۚ

چنے ہوئے کوزے ۱۴ اور برابر برابر بچے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں ۱۶

اَفَلَا يَنْظُرُونَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۱۷ ۚ وَ اِلَى السَّيِّءِ كَيْفَ

تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیا بنایا گیا اور آسمان کو کیا

رُفِعَتْ ۱۸ ۚ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۱۹ ۚ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ

اونچا کیا گیا ۱۸ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے اور زمین کو کیسے

۱۷ اے سید عالم! اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۸ خلق پر مراد اس سے قیامت ہے جس کے شہدائد احوال ہر چیز پر چھا جائیں گے۔ ۱۹ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو دین اسلام پر نہ تھے بت پرست تھے یا کتابی کافر مثل راہبوں اور پجاریوں کے انہوں نے محنتیں بھی

اٹھائیں مشقتیں بھی جھیلیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ جہنم میں گئے۔ ۱۷ عذاب طرح طرح کا ہوگا اور جو لوگ عذاب دیئے جائیں گے ان کے بہت طبقے ہوں گے بعض کو

زقوم کھانے کو دیا جائے گا بعض کو غسلین (دو زخیوں کی پیپ) بعض کو آگ کے کانٹے۔ ۱۸ یعنی ان سے غذا کا نفع حاصل نہ ہوگا کیونکہ غذا کے دو ہی فائدے

ہیں: ایک یہ کہ بھوک کی تکلیف رفع کرے۔ دوسرے یہ کہ بدن کو فرہ کرے۔ یہ دونوں وصف جہنمیوں کے کھانے میں نہیں بلکہ وہ شدید عذاب ہے۔ ۱۹ عیش و

خوشی میں اور نعمت و کرامت میں ۱۷ یعنی اس عمل و طاعت پر جو دنیا میں بجالائے تھے۔ ۱۸ چشمے کے کناروں پر جن کے دیکھنے سے بھی لذت حاصل ہو اور

جب پینا چاہیں تو وہ بھرے ملیں۔ ۱۹ اس سورت میں جنت کی نعمتوں کا ذکر کر کفار نے تعجب کیا اور جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عذاب صنعت میں نظر کرنے

کی ہدایت فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ جس قادر حکیم نے دنیا میں ایسی عجیب و غریب چیزیں پیدا کی ہیں اس کی قدرت سے جنتی نعمتوں کا پیدا فرمانا کسی طرح قابل

تعجب اور لائق انکار ہو سکتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ۱۷ بغیر ستون کے۔

إِسْرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝۷۷ التِّي لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ ۝۷۸ وَتَشُودُ

وہ اِرم حد سے زیادہ طول والے ملک کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا اور تشود

الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۷۹ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝۸۰ الَّذِينَ

جنہوں نے وادی میں منہ پتھر کی چٹانیں کاٹیں ملک اور فرعون کہ پو میٹھا کرتا سخت سزائیں دیتا ۷۹ جنہوں نے

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝۸۱ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفُسَادَ ۝۸۲ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

شہروں میں سرکشی کی ملک پھر ان میں بہت فساد پھیلا ۸۱ تو ان پر تمہارے رب نے

سَوْطَ عَذَابٍ ۝۸۳ إِنَّ رَبَّكَ لِبَاسٍ رَّصَدٍ ۝۸۴ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ

عذاب کا کوڑا بقوت مارا بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں لیکن آدمی تو جب اسے اس کا رب

رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ ۝۸۵ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝۸۶ وَأَمَّا إِذَا مَا

آزمائے کہ اس کو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی اور اگر آزمائے

ابْتَلَاهُ فَقَدَرَا عَلَيْهِ رِزْقَهُ ۝۸۷ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝۸۸ كَلَّا بَلْ لَا

اور اس کا رزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا یوں نہیں ۸۷ بلکہ تم یتیم

۸۹ جن کے قد بہت دراز تھے انہیں عدا ارم اور عدا اولیٰ کہتے ہیں مقصود اس سے اہل ملک کو خوف دلانا ہے کہ عدا اولیٰ جن کی عمریں بہت زیادہ اور قد بہت طویل اور

نہایت قوی اور توانا تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا تو یہ کافر اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں اور عذاب الہی سے کیوں بے خوف ہیں۔ ۹۰ زور و قوت اور طول قامت

میں۔ عدا کے بیٹوں میں سے ہڈا ابھی ہے جس نے دنیا پر بادشاہت کی اور تمام بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے اور اس نے جنت کا ذکر سن کر براہ سرکشی دنیا میں جنت بنانی

چاہی اور اس ارادہ سے ایک شہر عظیم بنایا جس کے محل سونے چاندی کی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے اور زبرجد اور یاقوت کے ستون اس کی عمارتوں میں نصب ہوئے اور

ایسے ہی فرش مکانوں اور رستوں میں بنائے گئے سنگریزوں کی جگہ ابدار موتی بچھائے گئے ہر محل کے گرد جواہرات پر نہریں جاری کی گئیں، قسم قسم کے درخت حسن

ترتیب کے ساتھ لگائے گئے، جب یہ شہر مکمل ہوا تو ہڈا اربادشاہ اپنے اعیان سلطنت کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا جب ایک منزل فاصلہ باقی رہا تو آسمان سے

ایک ہولناک آواز آئی جس سے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن قلابہ صحرائے عدنان میں اپنے گے ہوئے

اونٹ کو تلاش کرتے ہوئے اس شہر میں پہنچے اور اس کی تمام زیب و زینت دیکھی اور کوئی رہنے بسنے والا نہ پایا تھوڑے سے جواہرات وہاں سے لے کر چلے آئے۔ یہ

خبر امیر معاویہ کو معلوم ہوئی، انہوں نے انہیں بلا کر حال دریافت کیا؟ انہوں نے تمام قصہ سنایا۔ تو امیر معاویہ نے کعب احبار کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا دنیا میں کوئی ایسا

شہر ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے، یہ شہر شداد بن عدا نے بنایا تھا، وہ سب عذاب الہی سے ہلاک ہو گئے، ان میں سے کوئی باقی نہ

رہا اور آپ کے زمانہ میں ایک مسلمان سرخ رنگ، گبو چشم، قصیر القامت (نیلی آنکھوں، چھوٹے قد والا) جس کی ابرو پر ایک تل ہوگا، اپنے اونٹ کی تلاش میں داخل

ہوگا۔ پھر عبداللہ بن قلابہ کو دیکھ کر فرمایا: بخدا وہ شخص یہی ہے۔ ملک یعنی وادی القریٰ میں ملک اور مکان بنائے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہلاک کیا ۸۲

اس کو جس پر غضبناک ہوتا تھا۔ اب عاد و ثمود و فرعون ان سب کی نسبت ارشاد ہوتا ہے: ۸۳ اور معصیت و گمراہی میں انتہا کو پہنچے اور عہدیت کی حد سے گزر گئے۔

۸۴ کفر اور قتل اور ظلم کر کے ۸۵ یعنی عزت و ذلت و فقر پر نہیں یہ اس کی حکمت ہے کبھی دشمن کو دولت دیتا ہے کبھی بندہ مخلص کو فقر میں مبتلا کرتا ہے، عزت و

ذلت طاعت و معصیت پر ہے، کفار اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا تَحْضُونِ عَلَىٰ طَعَامِ الْيَسْكِينِ ۝ وَتَأْكُلُونَ

کی عزت نہیں کرتے ۱۷ اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے اور میراث

الْثَّرَاثِ أَكْلًا لِّسَاءٍ ۝ وَتُحِبُّونَ الْبَالَ حُبًّا جَبًّا ۝ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ

کا مال مال ہپ ہپ کھاتے ہوئے ۱۸ اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہوئے ۱۹ ہاں ہاں جب زمین ٹکرا

الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِئْنَا

کر پاش پاش کردی جائے ۲۰ اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار قطار اور اس دن

يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ۝

جہنم لائی جائے ۲۱ اس دن آدمی سوچے گا ۲۲ اور اب اسے سوچنے کا وقت کہاں ۲۳

يَقُولُ يَلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَہٗ

کہے گا ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی نیکی آگے بھیجی ہوتی تو اس دن اس کا سا عذاب ۲۴

أَحَدٌ ۝ وَلَا يُوْثِقُ وَثَاقَہٗ أَحَدٌ ۝ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝

کوئی نہیں کرتا اور اس کا سا باندھنا کوئی نہیں باندھتا اے اطمینان والی جان ۲۵

ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝

اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو

وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

اور میری جنت میں آ

۱۷ اور باوجود دولت مند ہونے کے ان کے ساتھ اچھے سلوک نہیں کرتے اور انہیں ان کے حقوق نہیں دیتے جن کے وہ وارث ہیں۔ مقاتل نے کہا کہ

أُمِّيَّةُ بن خلف کے پاس قَدَامَةُ بن مَطْعُونِ یتیم تھے وہ انہیں ان کا حق نہیں دیتا تھا۔ ۱۸ اور حلال و حرام کا امتیاز نہیں کرتے اور عورتوں اور بچوں کو ورثہ

نہیں دیتے ان کے حصے خود کھا جاتے ہو، جاہلیت میں یہی دستور تھا۔ ۱۹ اس کو خرچ کرنا ہی نہیں چاہتے۔ ۲۰ اور اس پر پہاڑ اور عمارت کسی چیز کا

نام و نشان نہ رہے۔ ۲۱ جہنم کی ستر ہزار باگیں ہوں گی ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے جمع ہو کر اس کو کھینچیں گے اور وہ جوش و غضب میں ہوگی یہاں تک

کہ فرشتے اس کو عرش کے بائیں جانب لائیں گے اس روز سب ”نَفْسِیْ نَفْسِیْ“ کہتے ہوں گے سوائے حضور پر نور حبیبِ خدا سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے کہ حضور ”يَا رَبِّ اٰمَنِيْ اٰمَنِيْ“ فرماتے ہوں گے، جہنم حضور سے عرض کرے گی کہ اے سیدِ عالم محمد مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آپ کا میرا کیا واسطہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھ پر حرام کیا ہے۔ (ہمل) ۲۱ اور اپنی تقصیر کو سمجھے گا ۲۲ اس وقت کا سوچنا سمجھنا کچھ بھی مفید نہیں۔ ۲۳

یعنی اللہ کا سا ۲۴ جو ایمان و ایقان پر ثابت رہی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے حضور سرطاعت خم کرتی رہی۔ یہ مومن سے وقتِ موت کہا جائے گا جب دنیا سے

اس کے سفر کرنے کا وقت آئے گا۔

﴿اياتھا ۲۰﴾ ﴿۹۰ سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ﴾ ﴿رکوعھا ۱﴾

سورہ بلد مکہ ہے، اس میں بیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۱۱ وَاَنْتَ حَلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۱۲ وَوَالِدٍ وَمَا

مجھے اس شہر کی قسم ۱ کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو ۲ اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس

وَلَدٍ ۱۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ کَبَدٍ ۱۴ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ

کی اولاد کی قسم ہو ۱۳ بے شک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۱۴ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہرگز اس پر

عَلَيْهِ اَحَدٌ ۱۵ يَقُوْلُ اَهْلَکْتُ مَا لَآ اُبَدِّا ۱۶ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَوْا

کوئی قدرت نہیں پائے گا ۱۵ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا ۱۶ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہ

اَحَدٌ ۱۷ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ۱۸ وَلِسَانًا وَشَفَتَیْنِ ۱۹ وَهَدَیْنٰهُ

دیکھا ۱۷ کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں ۱۸ اور زبان ۱۹ اور دو ہونٹ ۲۰ اور اسے دو ابھری چیزوں

النَّجْدَیْنِ ۲۰ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۲۱ وَمَا اَدْرَاکَ مَا الْعَقَبَةُ ۲۲ فَکُ

کی راہ بتائی ۲۰ پھر بے تامل گھائی میں نہ کودا ۲۱ اور تو نے کیا جانا وہ گھائی کیا ہے ۲۲ کسی بندے

۱ سورہ بلد مکہ ہے اس میں ایک رکوع، بیس آیتیں، بیاسی کلمے، تین سو بیس حرف ہیں۔ ۲ یعنی مکہ مکرمہ کی قسم اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رونق افزائی کی بدولت حاصل ہوئی۔ ۳ ایک قول یہ بھی ہے کہ والدہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولاد سے آپ

کی امت مراد ہے۔ (جینی) ۴ کہ حمل میں ایک تنگ وتاریک مکان میں رہے، ولادت کے وقت تکلیف اٹھائے دودھ پینے دودھ چھوڑنے کسب معاش اور

حیات وموت کی مشقتوں کو برداشت کر لے۔ ۵ یہ آیت ابو الاشد انسید بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی، وہ نہایت قوی اور زور آور تھا اور اس کی طاقت کا

یہ عالم تھا کہ چڑھ پاؤں کے نیچے دبا لیتا تھا دس آدمی اس کو کھینچتے اور وہ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا مگر جتنا اس کے پاؤں کے نیچے ہوتا ہرگز نہ نکل سکتا اور ایک قول

یہ ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی۔ معنی یہ ہیں کہ یہ کافر اپنی قوت پر مغرور مسلمانوں کو کمزور سمجھتا ہے۔ کس گمان میں ہے! اللہ قادر برحق کی قدرت

کو نہیں جانتا! اس کے بعد اس کا مقولہ نقل فرمایا: ۶ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت میں لوگوں کو رشتہ دے دے کرتا کہ حضور کو آزار پہنچائیں۔

۷ یعنی کیا اس کا یہ گمان ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ اس سے نہیں سوال کرے گا کہ اس نے یہ مال کہاں سے حاصل کیا کس کام میں خرچ کیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا ذکر فرماتا ہے تاکہ اس کو عبرت حاصل کرنے کا موقع ملے ۸ جن سے دیکھتا ہے ۹ جس سے بولتا ہے اور اپنے دل کی بات

بیان میں لاتا ہے ۱۰ جن سے منہ کو بند کرتا ہے اور بات کرنے اور کھانے اور پینے اور پھونکنے میں ان سے کام لیتا ہے ۱۱ یعنی چھاتیوں کی کہ پیدا ہونے کے

بعد ان سے دودھ پیتا اور غذا حاصل کرتا رہا۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ظاہر و باطن میں، ان کا شکر لازم۔ ۱۲ یعنی اعمال صالحہ بجالا کر ان جلیل نعمتوں کا شکر

ادانہ کیا، اس کو گھائی میں کوونے سے تعبیر فرمایا اس مناسبت سے کہ اس راہ میں چلنا نفس پر شاق ہے۔ (ابو سعد) ۱۳ اور اس میں کودنا کیا، یعنی اس سے اس کے

ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ اس کی تفسیر وہ ہے جو اگلی آیتوں میں ارشاد ہوتی ہے۔

رَقَبَةٍ ۱۳ اَوْ اِطْعَمْ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۱۴ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۱۵ اَوْ

کی گردن چھڑانا ۱۵ یا بھوک کے دن کھانا دینا ۱۴ رشتہ دار یتیم کو یا

مُسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَّصَّوْا بِالصَّبْرِ

خاک نشین مسکین کو ۱۶ پھر ہوا اُن سے جو ایمان لائے ۱۷ اور انھوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں ۱۷

وَتَوَّصَّوْا بِالْمَرْحَةِ ۱۷ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْبَيْتَةِ ۱۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں ۱۷ یہ وہی طرف والے ہیں ۱۸ اور جنھوں نے ہماری آیتوں

بِاٰتِنَاهُمْ اَصْحَابُ الشُّمَةِ ۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّوَصَّدَةٌ ۲۰

سے کفر کیا وہ بائیں طرف والے ۱۹ ان پر آگ ہے کہ اس میں ڈال کر اوپر سے بند کر دی گئی ۲۰

۱۵ ایتھا ۱۵ ﴿ ۹۱ سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ ۲۲ ﴾ ﴿ ۱ ﴾ رُكُوْعُهَا ۱

سورہ شمس مکہ ہے، اس میں پندرہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهٰهَا ۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلَدَهَا ۳

سورج اور اس کی روشنی کی قسم ۱ اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے ۲ اور دن کی جب اسے چمکائے ۳

۵ غلامی سے۔ خواہ اس طرح ہو کہ کسی غلام کو آزاد کر دے یا اس طرح کہ مکاتب کو اتنا مال دے جس سے وہ آزادی حاصل کر سکے یا کسی غلام کو آزاد کرانے میں

مدد کرے یا کسی اسیر یا مدیون کے رہا کرانے میں اعانت کرے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اعمال صالحہ اختیار کر کے اپنی گردن عذابِ آخرت سے چھڑائے۔ (روح

البیان) ۱ یعنی قسط و گرائی کے وقت کہ اس وقت مال نکالنا نفس پر بہت شاق اور اجرِ عظیم کا موجب ہوتا ہے۔ ۲ جو نہایت تنگدست اور در ماندہ (ناچار)، نہ

اس کے پاس اوڑھنے کو ہونہ بچھانے کو۔ حدیث شریف میں ہے: یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنے والا جہاد میں سعی کرنے والے اور بے تکان شب بیداری کرنے

والے اور مدام (پابندی کے ساتھ) روزہ رکھنے والے کی مثل ہے۔ ۳ یعنی یہ تمام عمل جب مقبول ہیں کہ عمل کرنے والا ایماندار ہو اور جب ہی اس کو کہا جائے گا

کہ گھائی میں کودا اور اگر ایماندار نہیں تو کچھ نہیں سب عمل بیکار۔ ۴ معصیوں سے باز رہنے اور طاعتوں کے بجالانے اور ان مشقتوں کے برداشت کرنے پر جن

میں مومن مبتلا ہو۔ ۵ کہ مومنین ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کریں۔ ۶ جنہیں ان کے نامہ اعمال داسنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور

عرش کے داسنے جانب سے جنت میں داخل ہوں گے۔ ۷ کہ انہیں ان کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور عرش کے بائیں جانب سے جہنم میں

داخل کئے جائیں گے۔ ۸ کہ نہ اس میں باہر سے ہوا آسکے نہ اندر سے دھواں باہر جاسکے۔ ۹ ”سورۃ الشمس“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، پندرہ آیتیں،

چون کلمے، دوسو سینتالیس حرف ہیں۔ ۱۰ یعنی غروب آفتاب کے بعد طلوع کرے یہ قمری مہینے کے پہلے پندرہ دن میں ہوتا ہے۔ ۱۱ یعنی آفتاب کو خوب واضح

کرے کیونکہ دن نور آفتاب کا نام ہے تو جتنا دن زیادہ روشن ہوگا اتنا ہی آفتاب کا ظہور زیادہ ہوگا کیونکہ اثر کی قوت اور اس کا کمال مؤثر کے قوت و کمال پر دلالت کرتا

ہے یا یہ معنی ہیں کہ جب دن دنیا کو یازمین کو روشن کرے یا شب کی تاریکی کو دور کرے۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ۝ وَالسَّاءِ وَمَا بَنَاهَا ۝ وَالْأَرْضِ وَمَا

اور رات کی قسم اسے چھپائے اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم اور زمین اور اس کے

طَحْهَهَا ۝ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝

پھیلانے والے کی قسم اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا اور اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی اور

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ

بے شک مرا کو پہنچا جس نے اسے پاک کر دیا اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا ثمود نے اپنی

بَطْغُوهَا ۝ إِذْ اتَّبَعَتْ أَشْهُقَهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ

سرکشی سے جھٹلایا اور جب کہ اس کا سب سے بد بخت اور اٹھ کھڑا ہوا تو ان سے اللہ کے رسول اللہ نے فرمایا اللہ کے

اللَّهُ وَسُقْيَاهَا ۝ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۝ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ

ناقہ اور اس کی پینے کی باری سے بچو اور انھوں نے اسے جھٹلایا پھر ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں (پاؤں کاٹ دیئے) تو ان پر ان کے رب نے ان کے

بَذَلْنَاهُمْ فَسَوْغَاهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۝

گناہ کے سبب انہیں ڈال کر وہ بستی برابر کر دی اور اس کے پیچھا کرنے کا اسے خوف نہیں اور

﴿اٰیٰتِهَا ۲۱﴾ ﴿سُوْرَةُ الْبٰیْلِ مِکِّيَّةٌ ۹﴾ ﴿رُکُوْعُهَا ۱﴾

سورہ لیل مکہ ہے، اس میں اکیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

اور رات کی قسم جب چھپائے اور دن کی قسم جب چمکے اور اس کے جس نے نر

وَلَا يَعْنِي آفَاتُ أَفَاقِ ظِلْمٍ وَتَارِكِي سَهْرٍ جَانِبِي يَابِيهِ مَعْنَىٰ كَيْفَ رَاتِ دُنْيَا كُوْچِيَّاهُ ۝ اور تو اے کثیرہ (کثیر تو تیں) عطا فرمائے۔ (جیسے) طُفْقُ،

سَمْعُ، بَصَرُ، فِكْرُ، خِيَالُ، عِلْمُ، فِہْمُ سب کچھ عطا فرمایا۔ اور خیر و شر اور طاعت و معصیت سے اسے باخبر کر دیا اور نیک و بد بتا دیا۔ اور نفس کو اور برائیوں سے۔

اور اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو اور قدار بن سالف ان سب کی مرضی سے ناقہ کی کوچیں کاٹنے کے لیے اور حضرت صالح علیہ السلام کے

درپے ہونے کے یعنی جو دن اس کے پینے کا مقرر ہے اس روز پانی میں تعرض نہ کرو تا کہ تم پر عذاب نہ آئے اور حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب اور

ناقہ کی کوچیں کاٹنے کے سبب اور سب کو ہلاک کر دیا ان میں سے کوئی نہ بچا اور جیسا بادشاہوں کو ہوتا ہے کیونکہ وہ مالک الملک ہے جو چاہے کرے کسی کو مجال

دم زدن (کچھ کہنے کی طاقت) نہیں۔ بعض مفسرین نے اس کے معنی یہ بھی بیان کئے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کو ان میں سے کسی کا خوف نہیں کہ نزول عذاب

کے بعد انہیں ایذا پہنچا سکے۔ اور ”سورۃ البیل“ مکیہ ہے اس میں ایک رکوع، اکیس آیتیں، اکہتر کلمے، تین سو دس حرف ہیں۔ اور جہاں پر اپنی تاریکی سے کہ وہ

وَالْأُنثَىٰ ۚ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ۖ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۖ وَ

و مادہ بنائے ۵ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے ۶ تو وہ جس نے دیا دے اور پرہیزگاری کی ۷

صَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۖ فَسَنِيَرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۖ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۖ

سب سے اچھی کو سچ مانا ۸ تو بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے ۹ اور وہ جس نے بخل کیا ۱۰ اور بے پرواہ بنا ۱۱

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۖ فَسَنِيَرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۖ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ

اور سب سے اچھی کو جھٹلایا ۱۲ تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے ۱۳ اور اس کا مال اُسے کام نہ آئے گا

إِذَا تَرَدَّىٰ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۖ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۚ

جب ہلاکت میں پڑے گا ۱۴ بے شک ہدایت فرمانا ۱۵ ہمارے ذمہ ہے ۱۶ اور بے شک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں

فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۚ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَىٰ ۖ الَّذِي كَذَّبَ

تو میں تمہیں ڈراتا ہوں اُس آگ سے جو جھڑک رہی ہے ۱۷ نہ جائے گا اس میں ۱۸ مگر بڑا بد بخت جس نے جھٹلایا ۱۹

وَتَوَلَّىٰ ۖ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَىٰ ۖ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۚ وَمَا

اور منہ پھیرا ۲۰ اور بہت جلد اس سے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو ۲۱ اور کسی

وقت ہے خَلْق کے سکون کا ہر جاندار اپنے ٹھکانے پر آتا ہے اور حرکت و اضطراب سے سناکن ہوتا ہے اور مقبولانِ حق صدقِ نیاز سے مشغولِ مناجات ہوتے

ہیں۔ ۲۲ اور رات کے اندھیرے کو دور کرے کہ وہ وقت ہے سوتوں کے بیدار ہونے کا اور جانداروں کے حرکت کرنے کا اور طلبِ معاش میں مشغول ہونے

کا۔ ۲۳ قادرِ عظیمِ القدرت ۲۴ ایک ہی پانی سے ۲۵ یعنی تمہارے اعمال جدا گانہ ہیں کوئی طاعت بجالا کر جنت کے لیے عمل کرتا ہے کوئی نافرمانی کر کے جہنم

کے لیے۔ ۲۶ اپنا مال راہِ خدا میں اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کیا۔ ۲۷ ممنوعات و محرمات سے بچا ۲۸ یعنی ملتِ اسلام کو ۲۹ جنت کے لیے اور اسے ایسی

خصلت کی توفیق دیں گے جو اس کے لیے سب آسانی و راحت ہو اور وہ ایسے عمل کرے جن سے اس کا رب راضی ہو۔ ۳۰ اور مال نیک کاموں میں خرچ نہ کیا

اور اللہ تعالیٰ کے حق ادا نہ کئے۔ ۳۱ ثواب اور نعمتِ آخرت سے ۳۲ یعنی ملتِ اسلام کو۔ ۳۳ یعنی ایسی خصلت جو اس کے لیے دشواری و شدت کا سبب ہو

اور اسے جہنم میں پہنچائے۔ ۳۴ شانِ نزول: یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”اَتَّقَىٰ“ ہیں اور دوسرا امیہ ”اَشْقَىٰ“ امیہ بن خلف حضرت بلال کو جو اس کی ملک میں تھے دین سے منحرف کرنے کے لیے طرح طرح

کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ امیہ نے حضرت بلال کو گرم زمیں پر ڈال کر پتے

ہوئے پتھر اُن کے سینہ پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمہ اِیمان ان کی زبان پر جاری ہے آپ نے امیہ سے فرمایا: اے بد نصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں اس

نے کہا آپ کو اس کی تکلیف ناگوار ہو تو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر اُن کو خرید کر آزاد کر دیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی اس میں بیان فرمایا گیا کہ تمہاری

کوششیں مختلف ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش اور امیہ کی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضائے الہی کے طالب ہیں امیہ حق کی

دستی میں اندھا۔ ۳۵ مرکزِ گور (قبر) میں جائے گایا قبرِ جہنم (جہنم کی گہرائیوں) میں پہنچے گا۔ ۳۶ یعنی حق اور باطل کی راہوں کو واضح کر دینا اور حق پر دلائل قائم

کرنا اور احکام بیان فرمانا ۳۷ بطریقِ لزوم و دوام ۳۸ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ۳۹ ایمان سے۔ ۴۰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی اس کا خرچ کرنا

ریاء و نمائش سے پاک ہے۔

لَا حَدَّ عِنْدَهُ مِنْ نُّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۖ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۚ

کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ۱۹ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے

وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۚ

اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا ۲۰

ایاتھا ۱۱ ﴿۹۳﴾ سُورَةُ الضُّحَىٰ مَكِّيَّةٌ ۱۱ ﴿۹۴﴾ رُكُوعُهَا ۱

سورہ ضحیٰ مکہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالضُّحَىٰ ۚ ۱ وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَىٰ ۙ ۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۚ ۳

چاشت کی قسم ۱ اور رات کی جب پردہ ڈالے ۲ کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور

لَلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۙ ۴ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۚ ۵

بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے ۳ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ۴

۱۲ شان نزول: جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کیوں کیا شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا جو انہوں نے اتنی گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے لوگوں کو ان کے اسلام کے سبب خرید کر آزاد کیا۔ ۲۲ اس نعمت و کرم سے جو اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں عطا فرمائے گا۔ ۱ ”سورۃ الضحیٰ“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چالیس کلمے، ایک سو بہتر حرف ہیں۔ شان نزول: ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفار نے بطریق طعن کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا اس پر ”والضحیٰ“ نازل ہوئی۔ ۲ جس وقت کہ آفتاب بلند ہو کیونکہ یہ وقت وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام سے شرف کیا اور اسی وقت جادوگر سجدے میں گرے۔ مسئلہ: چاشت کی نماز سنت ہے اور اس کا وقت آفتاب کے بلند ہونے سے قبل زوال تک ہے، امام صاحب کے نزدیک چاشت کی نماز دو رکعتیں ہیں یا چار ایک سلام کے ساتھ۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ضحیٰ سے دن مراد ہے۔ ۳ اور اس کی تاریکی عام ہو جائے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چاشت سے مراد وہ چاشت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ چاشت اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے غمیرین سے۔ (روح البیان) ۴ یعنی آخرت دنیا سے بہتر، کیونکہ وہاں آپ کے لیے مقام محمود و حوض مود و غیر موعود اور تمام انبیاء و رسل پر تقدم اور آپ کی امت کا تمام امتوں پر گواہ ہونا اور آپ کی شفاعت سے مؤمنین کے مرتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہاء تہیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آتیں اور مفسرین نے اس کے یہ معنی بھی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے احوال آپ کے لیے گزشتہ سے بہتر و برتر ہیں گویا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ساعت بساعت آپ کے مراتب ترقیوں میں رہیں گے۔ ۵ دنیا و آخرت میں ۱۲ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کر پیر ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں کمال نفس اور علوم اذولین و آخرین اور ظہور اُمر اور اعلائے دین اور وہ شواہد جو عہد مبارک میں ہوئیں اور عہد صحابہ میں ہوئیں اور

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاَوٰى ۖ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ۖ وَوَجَدَكَ

کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی وے اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی وے اور تمہیں

عَائِلًا فَاَغْنٰى ۚ فَاَمَّا الْيَتِيْمُ فَلَا تُقَهَّرُ ۙ وَامَّا السَّائِلَ فَلَا

حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا وے تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو وے اور محتاج کو نہ

تَنْهَرُ ۙ وَامَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱

جھڑکو وے اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو وے

تاقیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی امت کا بہترین اُمم ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعتِ عامہ و خاصہ اور مقامِ محمود و غیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں دست مبارک اٹھا کر امت کے حق میں رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا ”اَللّٰهُمَّ اَمِّیْ اُمِّیْ“ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں جا کر در یافت کر دے کہ کیا سبب ہے، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ دانا ہے، جبریل نے حسب حکم حاضر ہو کر دریافت کیا؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ امت کا اظہار فرمایا۔ جبریل امین نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا کہ تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں، باوجودیکہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے، حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک امی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیث شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا امی میں ہے کہ سب گنہگار ان اُمت بخش دیئے جائیں، تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور کی شفاعت مقبول اور حسب مرضی مبارک گنہگار ان اُمت بخشے جائیں گے، سب حان اللہ کیا رتبہ علیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقررین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں، وہ اس حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو آپ کے ابتدائے حال سے آپ پر فرمائیں۔ وے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابھی والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے، حمل دو ماہ کا تھا کہ آپ کے والد صاحب نے مدینہ شریفہ میں وفات پائی اور نہ کچھ مال چھوڑا، نہ کوئی جگہ چھوڑی، آپ کی خدمت کے متکفل آپ کے دادا عبدالمطلب ہوئے، جب آپ کی عمر شریف چار یا چھ سال کی ہوئی تو والدہ صاحبہ نے بھی وفات پائی، جب عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی وفات پائی، انہوں نے اپنی وفات سے پہلے اپنے فرزند ابوطالب کو جو آپ کے حقیقی چچا تھے آپ کی خدمت و نگرانی کی وصیت کی۔ ابوطالب آپ کی خدمت میں سرگرم رہے، یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے ایک معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یتیم بمعنی یتا و بے نظیر کے ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے: ”وَرِیْثِمَ“ اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و شرف میں یتا و بے نظیر پایا اور آپ کو مقامِ قرب میں جگہ دی اور اپنی حفاظت میں آپ کے دشمنوں کے اندر آپ کی پرورش فرمائی اور آپ کو نبوت و اصطفا (چُننے) و رسالت کے ساتھ مشرف کیا۔ (خازن و جمل در روح البیان) وے اور غیب کے اسرار آپ پر کھول دیئے اور علوم ماکان و مایکون عطا کئے، اپنی ذات و صفات کی معرفت میں سب سے بلند مرتبہ عنایت کیا۔ مفسرین نے ایک معنی اس آیت کے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا وارفتہ پایا کہ آپ اپنے نفس اور اپنے مراتب کی خبر بھی نہیں رکھتے تھے تو آپ کو آپ کے ذات و صفات اور مراتب و درجات کی معرفت عطا فرمائی۔ مسئلہ: انبیاء علیہ السلام سب معصوم ہوتے ہیں نبوت سے قبل بھی، نبوت سے بعد بھی اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے صفات کے ہمیشہ سے عارف ہوتے ہیں۔ وے دولت قناعت عطا فرما کر۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ تو نگری کثرت مال سے حاصل نہیں ہوتی، حقیقی تو نگری نفس کا بے نیاز ہونا۔ وے جیسا کہ اہل جاہلیت کا طریقہ تھا کہ یتیموں کو دباتے اور ان پر زیادتی کرتے تھے۔ حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمانوں کے گھروں میں وہ بہت اچھا گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور وہ بہت برا گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا جاتا ہے۔“ وے یا کچھ دے دیا حسن اخلاق اور نرمی کے ساتھ عذر کر دو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سائل سے طالب علم مراد ہے اس کا اکرام کرنا چاہئے اور جو اس کی حاجت ہو اس کا پورا کرنا اور اس کے ساتھ تشرُّش رُوئی و بدخلتی نہ کرنا چاہئے۔ وے نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے

﴿اٰیٰتِهَا ۸﴾ ﴿سُوْرَةُ الْمُنَشَّرِ مَكِّيَّةٌ ۱۲﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورۃ الم نشرح مکہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِي اَنْقَضَ

کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا ۱ اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ

ظہرک ۲ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۙ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ

توڑی تھی ۳ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۴ تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے بے شک دشواری

الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۙ وَالِی رَٰبِّكَ فَارْغَبْ ۙ

کے ساتھ اور آسانی ہے ۵ تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعائیں ۶ محنت کرو ۷ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو ۸

﴿اٰیٰتِهَا ۸﴾ ﴿سُوْرَةُ التَّيْنِ مَكِّيَّةٌ ۲۸﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورۃ تین مکہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

حبيب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں اور وہ بھی جن کا حضور سے وعدہ فرمایا۔ نعمتوں کے ذکر کا اس لئے حکم فرمایا کہ نعمت کا بیان کرنا شکر گزاری ہے۔

۱۔ ”سورۃ الم نشرح“ مکہ ہے، اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں اور ستائیس کلمے، ایک سو تین حرف ہیں۔ ۲۔ یعنی ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ اور وسیع کیا

ہدایت و معرفت اور عظم و نبوت اور علم و حکمت کے لئے یہاں تک کہ عالم غیب و شہادت اس کی وسعت میں سما گئے اور علاقہ جسمانیہ، انوار و وحانیہ کے لئے مانع

نہ ہو سکے اور علوم لدنیہ و حکم الہیہ و معارف ربانیہ و حقائق رحمانیہ سینہ پاک میں جلوہ نما ہوئے۔ اور ظاہری شرح صدر بھی بار بار ہوا، ابتدائے عمر شریف میں اور

ابتدائے نزول وحی کے وقت اور شپ معراج جیسا کہ احادیث میں آیا ہے، اس کی شکل یہ تھی کہ جبریل امین نے سینہ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور زریں

طشت میں آب زمزم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا۔ ۳۔ اس بوجھ سے مراد یا وہ غم ہے جو آپ کو کفار کے ایمان نہ لانے سے رہتا تھا

یا امت کے گناہوں کا غم جس میں قلب مبارک مشغول رہتا تھا، مراد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو مقبول الشفاعت کر کے وہ بار غم دور کر دیا۔ ۴۔ حدیث شریف میں ہے:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا

ذکر کیا جائے میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں،

منبروں پر، خطبوں میں۔ تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو

یہ سب بے کار، وہ کافر ہی رہے گا۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا، ہر خطیب، ہر تشہد پڑھنے والا، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلَهَ اِلَّا اللہ کے

ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ پکارتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے آپ پر ایمان لانے کا عہد

لیا۔ ۵۔ یعنی جو شہادت و حق کہ آپ کفار کے مقابلے میں برداشت فرما رہے ہیں اس کے ساتھ ہی آسانی ہے کہ ہم آپ کو ان پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔ ۶۔

یعنی آخرت کی ۷۔ اس دعا سے مراد آخر نماز کی وہ دعا ہے جو نماز کے اندر ہو یا وہ دعا جو سلام کے بعد ہو، اس میں اختلاف ہے۔

۸۔ اسی کے فضل کے طالب رہو اور اسی پر توکل کرو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ ۝ وَطُورِ سِينِينَ ۝ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۝

انجیر کی قسم اور زیتون ۝ اور طور سینا ۝ اور اس امان والے شہر کی قسم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ

بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا پھر اسے ہر نیچی سے نیچی سی حالت

سُفْلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ

کی طرف پھیر دیا مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ انہیں

مَسْنُونٍ ۝ فَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدُ بِالرَّيْنِ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ

بے حد ثواب ہے تو اب دے کیا چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر

الْحَكِيمِ ۝

حاکم نہیں

﴿آیتھا ۱۹﴾ ﴿سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۱﴾ ﴿رُكُوعُهَا ۱﴾

سورہ علق مکہ ہے، اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

۱۔ ”سورہ التین“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چونتیس کلمے، ایک سو پانچ حرف ہیں۔ ۲۔ انجیر نہایت عمدہ میوہ ہے جس میں فضل نہیں، سریع الہضم، کثیر النفع، مُلَيِّن، مُحَلِّل، دافع ریگ، مُفْتَحِ سُدَّةِ جِگَر، بدن کا فربہ کرنے والا، بغم کو چھانٹنے والا۔ زیتون ایک مبارک درخت ہے اس کا تیل روشنی کے کام میں بھی لایا جاتا ہے اور بجائے سالن کے بھی کھایا جاتا ہے، یہ وصف دنیا کے کسی تیل میں نہیں اس کا درخت خشک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے جن میں وہنیت (چکناہٹ) کا نام و نشان نہیں، بغیر خدمت کے پرورش پاتا ہے، ہزاروں برس رہتا ہے، ان چیزوں میں قدرت الہی کے آثار ظاہر ہیں۔ ۳۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے شرف فرمایا اور ”سینا“ اس جگہ کا نام ہے جہاں یہ پہاڑ واقع ہے یا بمعنی خوش منظر کے ہے جہاں کثرت سے پھل دار درخت ہوں۔ ۴۔ یعنی مکہ مکرمہ کی وہ یعنی بڑھاپے کی طرف جبکہ بدن ضعیف، اعضاء ناکارہ، عقل ناقص، پشت خم، بال سفید ہو جاتے ہیں، جلد میں جھریاں پڑ جاتی ہیں، اپنے ضروریات انجام دینے میں مجبور ہو جاتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ جب اس نے اچھی شکل و صورت کی شکر گزاری نہ کی اور نافرمانی پر جہار ہا اور ایمان نہ لایا تو جہنم کے اسفل ترین درکات (سب سے نیچے والے طبقوں) کو ہم نے اس کا ٹھکانا کر دیا۔ ۵۔ اگرچہ ضعف پیری کے باعث وہ جوانی کی طرح کثیر طاعتیں بجا نہ لاسکیں اور ان کے عمل کم ہو جائیں لیکن کرم الہی سے انہیں وہی اجر ملے گا جو شباب اور قوت کے زمانہ میں عمل کرنے سے ملتا تھا اور اتنے ہی عمل ان کے لکھے جائیں گے۔ ۶۔ اس بیان قاطع و برہان ساطع کے بعد اے کافر! اور تو اللہ تعالیٰ کی یہ قدرتیں دیکھنے کے باوجود کیوں بعث و حساب و جزا کا انکار کرتا ہے۔ ۷۔ ”سورہ اقرأ“

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَأْ

پڑھو اپنے رب کے نام سے ۱ جس نے پیدا کیا ۲ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو

وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝۳ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ

اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ۳ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ۴ آدمی کو سکھایا جو نہ

يَعْلَمُ ۝۵ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّا ۝۶ أَنْ سَاءَ اسْتَعْيَىٰ ۝۷ إِنَّ إِلَىٰ

جانتا تھا ۵ کلا! کہ انسان اپنے رب کے لیے برا ہے ۶ اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا ۷ بے شک تمہارے

رَبِّكَ الرَّجُوعُ ۝۸ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ۝۹ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ۝۱۰

رب ہی کی طرف پھرنا ہے ۸ دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے ۹

أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ ۝۱۱ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ ۝۱۲ أَرَأَيْتَ إِنْ

بھلا دیکھو تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا پرہیزگاری بتاتا تو کیا خوب تھا بھلا دیکھو تو اگر

كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝۱۳ أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ۝۱۴ كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ ۝۱۵

جھٹلایا ۱۳ اور منہ پھیرا ۱۴ تو کیا حال ہوگا کیا نہ جانا ۱۵ کہ اللہ دیکھ رہا ہے ۱۶ ہاں ہاں اگر باز نہ آیا ۱۷

اس کو ”سورہ علق“ بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکہ ہے اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بانوے کلمے، دوسو اسی حرف ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورت سب

سے پہلے نازل ہوئی اور اس کی پہلی پانچ آیتیں ”مَا لَمْ يَعْلَمْ“ تک غار حرا میں نازل ہوئیں۔ فرشتے نے آکر حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض

کیا: ”اِقْرَأْ“ یعنی پڑھ! فرمایا: ہم پڑھے نہیں۔ اس نے سینہ سے لگا کر بہت زور سے دہرایا، پھر چھوڑ کر ”اِقْرَأْ“ کہا، پھر آپ نے وہی جواب دیا، تیس مرتبہ ایسا ہی

ہوا پھر اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ”مَا لَمْ يَعْلَمْ“ تک پڑھا۔ ۱ یعنی قرأت کی ابتداء ادا باللہ تعالیٰ کے نام سے ہو۔ اس تقدیر پر آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ

قرأت کی ابتداء ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کے ساتھ مستحب ہے۔ ۲ تمام خلق کو ۳ دوبارہ پڑھنے کا حکم تاکید کے لیے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوبارہ قرأت کے حکم سے

مراد یہ ہے کہ تبلیغ اور امت کے تعلیم کے لیے پڑھے۔ ۴ اس سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی اور درحقیقت کتابت میں بڑے منافع ہیں، کتابت ہی سے علوم

ضبط میں آتے ہیں، گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں اور ان کے احوال اور ان کے کلام محفوظ رہتے ہیں۔ کتابت نہ ہوتی تو دین و دنیا کے کام قائم نہ رہ سکتے۔ ۵ آدمی

سے مراد یہاں حضرت آدم ہیں اور جو انہیں سکھایا اس سے مراد ”علم اسماء“ اور ایک قول یہ ہے کہ انسان سے مراد یہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جمیع اشیاء کے علوم عطا فرمائے۔ (معالم و غارن) ۶ یعنی غفلت کا سبب دنیا کی محبت اور مال پر تکبر ہے۔ یہ آیتیں ابو جہل کے حق میں نازل

ہوئیں، اس کو کچھ مال ہاتھ آگیا تھا تو اس نے لباس اور سواری اور کھانے پینے میں تلکفات شروع کئے اور اس کا غرور اور تکبر بہت بڑھ گیا۔ ۷ یعنی انسان کو یہ

بات پیش نظر رکھنی چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ اسے اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے تو سرکشی و طغیان اور غرور و تکبر کا انجام عذاب ہوگا۔ ۸ شان نزول: یہ آیت بھی

ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اور لوگوں سے کہا تھا کہ اگر میں انہیں ایسا کرتا دیکھو گا تو

(معاذ اللہ) گردن پاؤں سے کچل ڈالوں گا اور چہرہ خاک میں ملا دوں گا، پھر وہ اسی ارادہ فاسدہ سے حضور کے نماز پڑھتے میں آیا اور حضور کے قریب پہنچ کر اٹھے

پاؤں پیچھے بھاگا ہاتھ آگے بڑھائے ہوئے جیسے کوئی کسی مصیبت کو روکنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھاتا ہے، چہرہ کا رنگ اڑ گیا، اعضاء کا ہنسنے لگے۔ لوگوں نے کہا: کیا

حال ہے؟ کہنے لگا: میرے اور محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے درمیان ایک خندق ہے جس میں آگ بھری ہوئی ہے اور دہشت ناک پرند باز و پھیلانے

ہوئے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا غصہ و غضو جدا کر ڈالتے۔ ۹ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

۱۰ ایمان لانے سے ۱۱ ابو جہل نے ۱۲ اس کے فعل کو، پس جزا دے گا ۱۳ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا اور آپ کی تکذیب سے۔

لَنْسُفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝ ۱۷

تو ہم ضرور پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے ۱۷ کیسی پیشانی جھوٹی خطا کار اب پکارے اپنی مجلس کو ۱۷

سَدْعُ الزَّبَانِيَةِ ۝ ۱۸ ۝ لَا تَطْعُهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ ۱۹

ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں ۱۸ ہاں ہاں اس کی نہ سنو اور سجدہ کرو ۱۹ اور ہم سے قریب ہو جاؤ

ایاتھا ۵ ﴿۹۷﴾ سُورَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ۲۵ ﴿۹۸﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۹۹﴾

سورہ قدر مکہ ہے، اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ۱ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ ۲

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ۱ اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ ۳ ۝ تَنْزِيلُ الْمَلِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ۳ اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں ۴

۵ اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ ۱۱ شان نزول: جب ابو جہل نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز سے منع کیا تو حضور نے اس کو سختی سے جھڑک دیا اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے جھڑکتے ہیں خدا کی قسم میں آپ کے مقابل نوجوان سواروں اور پیدلوں سے اس جنگل کو بھر دوں گا آپ جانتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مجھ سے زیادہ بڑے جتھے اور مجلس والا کوئی نہیں ہے۔ ۱۲ یعنی عذاب کے فرشتوں کو۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر وہ اپنی مجلس کو بلاتا تو فرشتے اس کو بالا اعلان گرفتار کرتے۔ ۱۳ یعنی نماز پڑھتے رہو۔ ۱۴ ”سورۃ القدر“ مدنیہ و یقوٰ لے لکھی ہے، اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تیس کلمے، ایک سو بارہ حرف ہیں۔ ۱۵ یعنی قرآن مجید کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف یکبارگی ۱۶ شب قدر شرف و برکت والی رات ہے۔ اس کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت و قدر کے باعث اس کو شب قدر کہتے ہیں اور یہ بھی مقول ہے کہ چونکہ اس شب میں اعمال صالحہ مقبول ہوتے ہیں اور بارگاہ الہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لیے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ ۱۷ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ اس شب میں کثرت سے استغفار کرے اور رات عبادت میں گزارے۔ سال بھر میں شب قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں۔ بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہوتی ہے، یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اس رات کے فضائل عظیمہ اگلی آیتوں میں ارشاد فرمائے جاتے ہیں: ۱۸ جو شب قدر سے خالی ہوں، اس ایک رات میں نیک عمل کرنا ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمم گزشتہ کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا، اس طرح اس نے ہزار مہینے گزارے تھے مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی اور یہ آیت نازل کی کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (خرج ابن جریر عن طریق مجاہد) یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب پر کرم ہے کہ آپ کے امتی شب قدر کی ایک رات عبادت کریں تو ان کا ثواب پچھلی امت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو۔ ۱۹ زمین کی طرف، اور جو بندہ کھڑا بیٹھا یا دلہی میں مشغول ہوتا ہے اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعا و استغفار کرتے ہیں۔

بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ أَمْرِ ۖ سَلَامٌ عَلَىٰ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے سلامتی ہے صبح چکنے تک

ایاتھا ۸ ﴿۹۸﴾ سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۰ ﴿۱﴾ رکوہا ۱ ﴿۱﴾

سورۃ بینہ مدنیہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ

کتابی کافروں اور مشرکوں اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے

حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۚ ۱ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مَّطَهَرَةً ۚ ۲

جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے وہ کون وہ اللہ کا رسول وہ پاک صحیفہ پڑھتا ہے

فِيهَا كُتِبَ قِسْمَةٌ ۚ ۳ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا

ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں وہ اور پھوٹ نہ پڑی کتاب والوں میں مگر بعد اس کے کہ وہ

جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۚ ۴ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ

روشن دلیل وہ ان کے پاس تشریف لائے وہ اور ان لوگوں کو توکل یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نہ اسی پر

الدِّينَ ۚ ۵ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ

عقیدہ لاتے وہ ایک طرف کے ہو کر نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا

الْقِسْمَةِ ۚ ۵ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي

دین ہے بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی

۱۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس سال کے لیے مقدر فرمایا۔ ۲۔ بلاؤں اور آفتوں سے۔ ۳۔ ”سورۃ لم یکن“ اس کو ”سورۃ بینہ“ بھی کہتے ہیں، جمہور کے نزدیک یہ سورت

مدنیہ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت یہ ہے کہ مکہ ہے، اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چورانوے کلمے، تین سو نانوے حرف

ہیں۔ ۴۔ یہود و نصاریٰ پرست ۵۔ یعنی سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوں، کیونکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی تشریف

آوری سے پہلے یہ تمام ہی کہتے تھے کہ ہم اپنا دین چھوڑنے والے نہیں جب تک کہ وہ ”نبی موعود“ تشریف فرما نہ ہوں جن کا ذکر توریت و انجیل میں ہے۔ ۵۔ یعنی

سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۔ یعنی قرآن مجید کے حق و عدل کی ۲۔ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۔ مراد یہ ہے کہ پہلے

سے تو سب اس پر متفق تھے کہ جب ”نبی موعود“ تشریف لائیں تو ہم ان پر ایمان لائیں گے، لیکن جب وہ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو بعض

تو آپ پر ایمان لائے اور بعض نے حسد و عناد کفر اختیار کیا۔ ۴۔ توریت و انجیل میں وہ اخلاص کے ساتھ شرک و نفاق سے دور رہ کر ۵۔ یعنی تمام دینوں کو

نَارِ جَهَنَّمَ خَلِيدِينَ فِيهَا ۖ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۖ إِنَّ الَّذِينَ

آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں بے شک جو

أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۖ جَزَاءُ لَهُمْ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ان کا صلہ

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتٌ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ

أَبَدًا ۖ رَاضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَاضُوا عَنْهُ ۖ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۚ

رہیں اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہے یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے وہ

﴿اِیَاتِهَا ۸﴾ ﴿۹۹ سُورَةُ الزَّلْزَلَةِ مَكِّيَّةٌ ۹۳﴾ ﴿رُكُوعُهَا ۱﴾

سورہ زلزال مدنیہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۖ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۖ وَ

جب زمین تھرتھرا دی جائے وہ جیسا اس کا تھرتھرانا تھہرا ہے وہ اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے وہ اور

قَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۖ يَوْمَئِذٍ تُخْبِرُهَا أَنَّ رَبَّكَ

آدمی کہے اسے کیا ہوا وہ اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی وہ اس لیے کہ تمہارے رب

أَوْحَىٰ لَهَا ۖ يَوْمَئِذٍ يُصْدِرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ۖ لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۖ

نے اسے حکم بھیجا کہ اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے وہ کئی راہ ہو کر وہ تاکہ اپنا کیا فائدہ دکھائے جائیں

چھوڑ کر خالص اسلام کے پیچ ہو کر۔ وہ اور ان کے اطاعت و اخلاص سے وہ اس کے کرم و عطا سے وہ اور اس کی نافرمانی سے بچے۔ وہ ”سورہ اذا

زلزلت“ جس کو ”سورہ زلزلہ“ بھی کہتے ہیں، مکیہ و مکیہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، پینتیس کلمے اور ایک سو اسی حرف ہیں۔ وہ قیامت

قائم ہونے کے نزدیک باروز قیامت وہ اور زمین پر کوئی درخت کوئی عمارت کوئی پہاڑ باقی نہ رہے ہر چیز ٹوٹ پھوٹ جائے۔ وہ یعنی خزانے اور مردے جو

اس میں ہیں وہ سب نکل کر باہر آ پڑیں۔ وہ کہ ایسی مضطرب ہوئی اور اتنا شدید زلزلہ آیا کہ جو کچھ اس کے اندر تھا سب باہر پھینک دیا۔ وہ اور جو نیکی بدی اس

پر کی گئی سب بیان کرے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مرد و عورت نے جو کچھ اس پر کیا اس کی گواہی دے گی کہے گی فلاں روز یہ کیا فلاں روز یہ۔ (ترمذی)

وہ کہ اپنی خبریں بیان کرے اور جو عمل اس پر کئے گئے ہیں ان کی خبریں دے وہ موقف حساب سے وہ کوئی وہی طرف سے ہو کر جنت کی طرف جائے گا

کوئی بائیں جانب سے دوزخ کی طرف۔ وہ یعنی اپنے اعمال کی جزا۔

فَنُ یَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا یَرَهُ ۖ وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے

شَرًّا یَرَهُ ۚ

اسے دیکھے گا

ایاتھا ۱۱ ﴿۱۰۰﴾ سُورَةُ الْعَلَدِیَّتِ مَكِّيَّةٌ ۱۲ ﴿۱۰۱﴾ رُكُوعُهَا ۱

سورۃ علدیت مکیہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالْعَلَدِیَّتِ صُبْحًا ۱۱ فَاَلْمُورِیَّتِ قَدْحًا ۱۲ فَاَلْمُغِیْرِیَّتِ صُبْحًا ۱۳

قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی ۱۱ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر ۱۲ پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں ۱۳

فَاَثَرُنَ بِهٖ نَقْعًا ۱۴ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَعًّا ۱۵ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ

پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں بے شک آدمی اپنے رب کا

لَكَنُودٌ ۱۶ وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ ۱۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخٰیْرِ

بڑا ناشکر ہے ۱۶ اور بے شک وہ اس پر دل خود گواہ ہے اور بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور

لَشَدِیْدٌ ۱۸ اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُورِ ۱۹ وَحُصِّلَ مَا فِی

کرا ہے ۱۸ تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے ۱۹ جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی ۲۰ جو

۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن کا فرکروز قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں

دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب

کیا جائے گا۔ محمد بن کعب خزاعی نے فرمایا کہ کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی

نیکی نہ ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی۔ اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور

ترہیب (ڈرانا) ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔ بعض مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفار کے۔ ۱۱ ”سورۃ العلدیت“

بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکیہ ہے اور بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدنیہ۔ اس میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چالیس کلمے اور ایک سو تیرے

حرف ہیں۔ ۱۲ مراد ان سے غازیوں کے گھوڑے ہیں جو جہاد میں دوڑتے ہیں تو ان کے سینوں سے آوازیں نکلتی ہیں۔ ۱۳ جب پتھر پل زین پر چلتے

ہیں۔ ۱۴ دشمن کو ۱۵ کہ اس کی نعمتوں سے مکر جاتا ہے۔ ۱۶ اپنے عمل سے ۱۷ نہایت قوی و توانا ہے اور عبادت کے لیے کمزور۔ ۱۸ مردے ۱۹ وہ

حقیقت یا وہ نیکی و بدی۔

الْصُّدُورِ ۱۰۱ إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۝۱۱

سینوں میں ہے بے شک ان کے رب کو اس دن فلان کی سب خبر ہے فلان

ایاتھا ۱۱ ﴿۱۰۱ سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۰﴾ ﴿۱۱ رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورۃ قارعہ مکہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْقَارِعَةُ ۱ مَا الْقَارِعَةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۳

دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی ۲

يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۴ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ

جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے ۴ اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھکی (دھنی ہوئی)

السُّفُوفِ ۵ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۶ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ

اون ۵ تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں ۶ وہ تو من مانتے عیش میں

رَاضِيَةٍ ۷ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۸ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۹ وَمَا

ہیں ۷ اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں ۸ وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے ۹ اور تو

أَدْرَاكَ مَا هِيَ ۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۱۱

نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی ۱۱

فلان یعنی روز قیامت جو فیصلہ کا دن ہے۔ فلان جیسی کہ ہمیشہ ہے تو انہیں اعمال نیک و بد کا بدلہ دے گا۔ فلان ”سورۃ القارعہ“ کہی ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چھتیس کلمے، ایک سو باون حرف ہیں۔ فلان مراد اس سے قیامت ہے جس کی ہول و ہیبت سے دل دہلیں گے اور ”قارعہ“ قیامت کے ناموں سے ایک نام ہے۔ فلان یعنی جس طرح پتنگے شعلہ پر گرنے کے وقت منتشر ہوتے ہیں اور ان کے لیے کوئی ایک جہت معین نہیں ہوتی ہر ایک دوسرے کے خلاف جہت سے جاتا ہے، یہی حال روز قیامت خلقت کے انتشار کا ہوگا۔ فلان جس کے اجزاء سُفُوفِ ہو کر اڑتے ہیں، یہی حال قیامت کے ہول و دہشت سے پہاڑوں کا ہوگا۔ فلان اور وزن دار عمل یعنی نیکیاں زیادہ ہوئیں۔ فلان یعنی جنت میں۔ مؤمن کی نیکیاں اچھی صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی تو اگر وہ غالب ہوئیں تو اس کے لیے جنت ہے اور کافر کی برائیاں بدترین صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی اور تول ہلکی پڑے گی کیونکہ کفار کے اعمال باطل ہیں، ان کا کچھ وزن نہیں، تو انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ فلان بسبب اس کے کہ وہ باطل کا اتباع کرتا تھا فلان یعنی اس کا مسکن آتش دوزخ ہے۔ فلان جس میں انتہا کی سوزش و تیزی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔

﴿اٰیٰتِهَا ۸﴾ ﴿سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۲﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورہ تکاثر مکہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۱ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۲ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۳ ثُمَّ

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ۱ ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ۲

کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۳ کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ ۴ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ۵

ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ۳ ہاں ہاں اگر یقین کا جانتا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے ۴ بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے ۵

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْیَقِیْنِ ۶ ثُمَّ لَسَعُنَّ یَوْمَئِذٍ النَّعِیْمَ ۷

پھر بے شک ضرور اسے یقین دیکھنا دیکھو گے ۶ پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں سے پرش ہوگی ۷

﴿اٰیٰتِهَا ۳﴾ ﴿سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۳﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورہ عصر مکہ ہے، اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْعَصْرِ ۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۲ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اس زمانہ محبوب کی قسم ۱ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے ۲ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام

۱ ”سورہ تکاثر“ مکہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، اٹھائیس کلمے، ایک سوئیس حرف ہیں۔ ۲ اللہ تعالیٰ کی طاعات سے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ

کثرت مال کی حرص اور اس پر مفاخرت مذموم ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سعادتِ اخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ ۴ یعنی موت کے وقت تک حرص تمہارے

دامنِ غیر خاطر رہی۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مُر دے کے ساتھ تین ہوتے ہیں دلوٹ آتے ہیں ایک اس کے ساتھ

رہ جاتا ہے۔ ایک مال ایک اس کے اہل و اقارب ایک اس کا عمل، عمل ساتھ رہ جاتا ہے باقی دونوں واپس ہو جاتے ہیں۔ (بخاری) ۵ نزع کے وقت اپنے اس

حال کے نتیجے بد کو ۶ قبروں میں۔ ۷ اور حرص مال میں مبتلا ہو کر آخرت سے غافل نہ ہوتے۔ ۸ مرنے کے بعد ۹ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی

تھیں، صحت و فراغ و امن و عیش و مال وغیرہ جن سے دنیا میں لذتیں اٹھاتے تھے۔ پوچھا جائے گا: یہ چیزیں کس کام میں خرچ کیں، ان کا کیا شکر ادا کیا؟ اور ترک

شکر پر عذاب کیا جائے گا۔ ۱ ”سورہ العصر“ جمہور کے نزدیک مکہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، تین آیتیں، چودہ کلمے، اڑسٹھ حرف ہیں۔ ۲ ”عصر“ زمانہ کو

کہتے ہیں اور زمانہ چونکہ عجاہات پر مشتمل ہے، اس میں احوال کا تغیر و تبدل ناظر کے لیے عبرت کا سبب ہوتا ہے اور یہ چیزیں خالقِ حکیم کی قدرت و حکمت اور اس کی

وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ زمانہ کی قسم مراد ہو اور ”عصر“ اس وقت کو بھی کہتے ہیں جو غروب سے قبل ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ خاسر کے حق میں

اس وقت کی قسم یا دفرمائی جائے جیسا کہ رائج کے حق میں ”ضحیٰ“، یعنی ”وقتِ چاشت کی قسم“ ذکر فرمائی گئی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عصر سے نماز عصر مراد ہو سکتی

الصَّلَاحِ وَتَوَاصُوا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصُوا بِالصَّبْرِ ۝

کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی و۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی و۔

ایاتھا ۹ ﴿۲۰﴾ السُّورَةُ الْهُمَزَةُ مَكِّيَّةٌ ۳۲ ﴿۲۱﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۲۲﴾

سورۃ ہمزہ مکہ ہے، اس میں نو آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ ۱ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ ۲ ۝ يَحْسَبُ

خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے و۔ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے

أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ ۳ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَّةِ ۝ ۴ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا

کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا و۔ ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا و۔ اور تو نے کیا جانا کیا

الْحُطَّةُ ۝ ۵ ۝ نَارُ اللَّهِ الْبُوقِدَّةُ ۝ ۶ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِئِدَةِ ۝ ۷ ۝ إِنَّهَا

روندنے والی اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے و۔ وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی و۔ بے شک وہ

عَلَيْهِمْ مُّوَصَّاةٌ ۝ ۸ ۝ فِي عَمَدٍ مُّبَدَّدَةٍ ۝ ۹ ۝

ان پر بند کر دی جائے گی و۔ لمبے لمبے ستونوں میں و۔

ہے جو دن کی عبادتوں میں سب سے پچھلی عبادت ہے اور سب سے لذت و راح تفسیر وہی ہے جو حضرت مخرج قس نے اختیار فرمائی کہ زمانہ سے ”مخصوص زمانہ“ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مراد ہے جو بڑی خیر و برکت کا زمانہ اور تمام زمانوں میں سب سے زیادہ فضیلت و شرف والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے زمانہ مبارک کی قسم یاد فرمائی جیسا کہ ”لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ“ میں حضور کے مسکن و مکان کی قسم یاد فرمائی ہے اور جیسا کہ ”لَعَمْرُكَ“ میں آپ کی عمر شریف کی قسم یاد فرمائی اور اس میں شان محبوبیت کا اظہار ہے۔ و۔ کہ اس کی عمر جو اس کا راس المال ہے اور اصل پونجی ہے وہ ہر دم گھٹ رہی ہے۔ و۔ یعنی ایمان و عمل صالح کی۔ و۔ ان تکلیفوں اور مشقتوں پر جو دین کی راہ میں پیش آئیں یہ لوگ بفضل الہی ٹوٹے میں نہیں ہیں کیونکہ ان کی جتنی عمر گزری نیکی اور طاعت میں گزری تو وہ نفع پانے والے ہیں۔ و۔ ”سورۃ ہمزہ“ مکہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، نو آیتیں، تیس کلمے، ایک سو تیس حرف ہیں۔ و۔ یہ آیتیں ان کفار کے حق میں نازل ہوئیں جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر زبان طعن کھولتے تھے اور ان حضرات کی غیبت کرتے تھے مثل اخنس بن شریق و امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ و غیرہم کے اور حکم ہر غیبت کرنے والے کے لیے عام ہے۔ و۔ مرنے نہ دے گا جو وہ مال کی محبت میں مست ہے اور عمل صالح کی طرف التفات نہیں کرتا۔ و۔ یعنی جہنم کے اس در (طبقے) میں جہاں آگ ہڈیاں پسلیاں توڑ ڈالے گی۔ و۔ اور کبھی سر نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے: جہنم کی آگ ہزار برس دھو کی گئی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی پھر ہزار برس دھو کی گئی تا آنکہ سفید ہو گئی پھر ہزار برس دھو کی گئی حتیٰ کہ سیاہ ہو گئی تو وہ سیاہ ہے اندھیری۔ (ترمذی) و۔ یعنی ظاہر جسم کو بھی جلانے کی اور جسم کے اندر بھی پہنچنے کی اور دلوں کو بھی جلانے کی۔ دل ایسی چیز ہیں جن کو ذرا سی بھی گرمی کی تاب نہیں تو جب آتش جہنم کا ان پر استیلا (غلبہ) ہوگا اور موت آئے گی نہیں تو کیا حال ہوگا! ”دلوں کو جلانا“ اس لیے ہے کہ وہ مقام ہیں کفر اور عقائد باطلہ و بیانات فاسدہ کے۔ و۔ یعنی آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ و۔ یعنی دروازوں کی بندش آتشیں لوہے کے ستونوں سے مضبوط کر دی جائے گی کہ کبھی دروازہ نہ کھلے۔ بعض مفسرین

ایاتھا ۵ ﴿۵﴾ سُورَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ ۱۹ ﴿۱۹﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۱﴾

سورۃ فیل مکیہ ہے اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۚ ۱ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا کیا ان کا داؤں تباہی

تَضْلِيلٍ ۚ ۲ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۚ ۳ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ

میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں (نوجہیں) بھیجیں ۳ کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے

مِّنْ سِجِّيلٍ ۚ ۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۚ ۵

مارتے ۴ تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (بھوسہ) ۵

ایاتھا ۴ ﴿۴﴾ سُورَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ ۲۹ ﴿۲۹﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۱﴾

سورۃ قریش مکیہ ہے، اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے

یہ معنی بیان کئے ہیں کہ دروازے بند کر کے آتشیں ستونوں سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں گے۔ ۱۔ ”سورۃ الفیل“ مکیہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمے، چھیانوے حرف ہیں۔ ۲۔ ہاتھی والوں سے مراد ابرہہ اور اس کا لشکر ہے۔ ابرہہ یمن اور حبشہ کا بادشاہ تھا، اس نے صنعاء میں ایک کنیہ (یہودونصاری کا عبادت خانہ) بنایا تھا اور چاہتا تھا کہ حج کرنے والے بجائے مکہ مکرمہ کے یہیں آئیں اور اسی کنیہ کا طواف کریں، عرب کے لوگوں کو یہ بات بہت شاق تھی، قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیہ میں قضائے حاجت کی اور اس کو نجاست سے آلودہ کر دیا، اس پر ابرہہ کو بہت طیش آیا اور اس نے کعبہ کو ڈھانے کی قسم کھائی اور اس ارادے سے اپنا لشکر لے کر جس میں بہت سے ہاتھی تھے اور ان کا ”پیش رو“ ایک بڑا عظیم الجثہ کوہ پیکر ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا۔ ابرہہ نے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر اہل مکہ کے جانور قید کر لیے ان میں دوسواونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے، عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے تھے بہت جہم و ہاشکودہ ابرہہ نے ان کی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا اور مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: میرا مطلب یہ ہے کہ میرے اونٹ واپس کئے جائیں۔ ابرہہ نے کہا: مجھے بہت تعجب ہوتا ہے کہ میں خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لیے آیا ہوں اور وہ تمہارا تمہارے باپ دادا کا معظم و محترم مقام ہے! تم اس کے لیے تو کچھ نہیں کہتے اپنے اونٹوں کے لیے کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں اونٹوں ہی کا مالک ہوں انہی کے لیے کہتا ہوں اور کعبہ کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیئے عبدالمطلب نے قریش کو حال سنایا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ لیں ہوں۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا اور عبدالمطلب نے دروازہ کعبہ پر پہنچ کر بارگاہ الہی میں کعبہ کی حفاظت کی دعا کی اور دعا سے فارغ ہو کر آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور ہاتھیوں کو تیار کیا لیکن محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا، جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا، جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تھے پیٹھ جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرند ان پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے (پتھر) گراتے تھے جن سے وہ ہلاک ہو جاتے تھے۔ ۳۔ جو سمندر کی جانب سے فوج آئیں ہر ایک کے پاس تین کنکریاں تھیں، دودو نوں پاؤں میں ایک مختار (چونچ) میں۔ ۴۔ جس پر وہ پرند سگریزہ چھوڑتے وہ سگریزہ اس کے خود (جنگی ٹوپی) کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیز کر ہاتھی میں گزر کر زمیں میں پہنچتا ہر سگریزہ پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس سگریزہ سے ہلاک کیا گیا۔ ۵۔ جس سال یہ واقعہ ہوا اسی سال اس واقعہ کے پچاس روز بعد سید عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۚ الْفَهِمُ رَاحِلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۚ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ

اس لیے کہ قریش کو میل دلایا ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا (رغبت دلائی) ۲ تو انھیں چاہیے اس گھر

هَذَا الْبَيْتِ ۚ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ ۚ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۚ

کے ۲ رب کی بندگی کریں جس نے انھیں بھوک میں ۳ کھانا دیا اور انھیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا ۴

﴿آیتھا﴾ ﴿سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ﴾ ﴿رکوعھا﴾

سورہ ماعون مکیہ ہے، اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

أَرْسَلَتْ إِلَيْنَا الْمُرْسَلِينَ ۚ فَمِنْهُمْ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَاذِبٌ ۚ

بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے ۱ پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ۲

وَلَا يَحْضُرُ عَلَى طَعَامِ الْيَتَامَى ۚ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۚ الَّذِينَ هُمْ عَنْ

اور یتیم کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا ۳ تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے

۱ ”سورۃ القدر“ بقول اصح مکیہ ہے اس میں ایک رکوع، چار آیتیں، سترہ کلمے بہتر حرف ہیں۔ ۲ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں ان میں سے ایک نعمت

ظاہرہ یہ ہے کہ اس نے قریش کو ہر سال میں دوسفروں کی طرف رغبت دلائی ان کی محبت ان میں ڈالی، جاڑے کے موسم میں یمن کا سفر اور گرمی کے موسم میں شام

کا کہ قریش تجارت کیلئے ان موسموں میں یہ سفر کرتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہل حرم کہتے تھے اور ان کی عزت و حرمت کرتے تھے۔ یہ امن کے ساتھ

تجارتیں کرتے اور فائدے اٹھاتے اور مکہ مکرمہ میں اقامت کرنے کیلئے سرمایہ بہم پہنچاتے، جہاں نہ کھیتی ہے نہ اور اسباب معاش، اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت ظاہر ہے

اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ۳ یعنی کعبہ شریفہ کے ۴ جس میں ان سفروں سے پہلے اپنے وطن میں کھیتی نہ ہونے کے باعث مبتلا تھے، ان سفروں

کے ذریعہ سے ۵ سبب حرم شریف کے اور سبب اہل مکہ ہونے کے کہ کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا باوجودیکہ اطراف وحوالی (آس پاس کے علاقوں)

میں قتل و غارت ہوتے رہتے ہیں قافلے لٹتے ہیں مسافر مارے جاتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ انہیں جذام سے امن دی کہ ان کے شہر میں انہیں کبھی جذام نہ ہوگا

یا یہ مراد کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے انہیں خوف عظیم سے امان عطا فرمائی۔ ۱ ”سورۃ الماعون“ مکیہ ہے اور یہ بھی کہا گیا

ہے کہ نصف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی عاص بن وائل کے بارے میں اور نصف مدینہ طیبہ میں عبد اللہ بن ابی بن مسلول منافق کے حق میں۔ اس میں ایک

رکوع، سات آیتیں، پچیس کلمے، ایک سو پچیس حرف ہیں۔ ۲ یعنی حساب و جزاء کا انکار کرتا ہے باوجود دلائل واضح ہونے کے۔ شان نزول: یہ آیتیں

عاص بن وائل سہمی یا ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ ۳ اور اس پر شدت و سختی کرتا ہے اور اس کا حق نہیں دیتا۔ ۴ یعنی نہ خود دیتا ہے نہ

دوسرے سے دلاتا ہے انتہا درجہ کا بخیل ہے۔

صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرْءَاوُنَ ۖ وَيَسْعُونَ الْبَاعُونَ ۝

بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز کے مانگے نہیں دیتے

ایاتھا ۳ ﴿۱۰۸﴾ سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ ﴿۱۵﴾ ﴿۱﴾ رکوہا ۱

سورہ کوثر مکہ ہے، اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ۖ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرُ ۖ إِنَّ شَانِئَكَ

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے

هُوَ الْأَبْتَرُ ۝

وہی ہر خیر سے محروم ہے

ایاتھا ۲ ﴿۱۰۹﴾ سُورَةُ الْكَافِرُونَ مَكِّيَّةٌ ﴿۱۸﴾ ﴿۱﴾ رکوہا ۱

سورہ کافرون مکہ ہے، اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

۵۔ مراد اس سے منافقین ہیں جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اس کے معتقد نہیں اور لوگوں کے سامنے نماز ہی بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نمازی ظاہر کرتے ہیں اور دکھانے کے لیے اٹھ بیٹھ لیتے ہیں اور حقیقت میں نماز سے غافل ہیں۔ ۶۔ عبادتوں میں۔ آگے ان کے بخل کا بیان فرمایا جاتا ہے ۷۔ مثل سوئی وہاڑی ویلا کے ۸۔ مسئلہ: علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ آدمی اپنے گھر میں ایسی چیزیں اپنی حاجت سے زیادہ رکھے جن کی ہمسایوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں عاریہ دیا کرے۔ ۹۔ ”سورہ کوثر“ جمہور کے نزدیک مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع، تین آیتیں، دس کلمے، بیالیس حرف ہیں۔ ۱۰۔ اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرت امت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، کثرت فتوح بھی اور بیشمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔ ۱۱۔ جس نے تمہیں عزت و شرافت دی ۱۲۔ اس کے لیے اس کے نام پر بخلاف بت پرستوں کے جو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز سے نماز عید مراد ہے۔ ۱۳۔ نہ آپ۔ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے متبعین سے دنیا بھر جائے گی آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے بے نام و نشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ”ابتر“ یعنی منقطع النسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا، اس پر سورہ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا بالغ رد فرمایا۔ ۱۴۔ ”سورہ الکافرون“ مکہ ہے، اس میں ایک رکوع، چھ آیتیں، چھ بیس کلمے، چورانوے حرف ہیں۔ شان نزول: قریش کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجئے ہم آپ کے دین کی اتباع کریں گے ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ

تم فرماؤ اے کافروں نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور نہ تم

عِبْدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ

پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا اور نہ تم

عِبْدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝

پوجو گے جو میں پوجتا ہوں تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین

﴿آیتھا ۳﴾ ﴿۱۱۰ سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۲﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورہ نصر مدنیہ ہے، اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج

اللَّهُ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۝ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو وہ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ غیر کوشش کروں کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق

کریں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے، اس پر یہ سورہ شریفہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش

کی وہ جماعت موجود تھی حضور نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور حضور کے اور حضور کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے۔ مخاطب یہاں

مخصوص کافر ہیں جو علم الہی میں ایمان سے محروم ہیں۔ یعنی تمہارے لیے تمہارا کفر اور میرے لیے میری توحید اور میرا اخلاص اور مقصود اس سے تہدید ہے۔

”وَهَذِهِ آيَةُ مَنْسُوحَةٍ بِآيَةِ الْقِتَالِ“ (یعنی اور یہ آیت قتال کی آیت سے منسوخ ہے) اول ”سورہ نصر“ مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع، تین آیتیں، سترہ کلمے، ستر

حرف ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دشمنوں کے مقابلہ میں۔ اس سے یا عام فتوحات اسلام مراد ہیں یا خاص فتح مکہ۔ ویسا کہ بعد فتح

مکہ ہوا کہ لوگ اقطار ارض سے شوق غلامی میں چلے آتے تھے اور شرف اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ امت کے لیے وہ اس سورت کے نازل ہونے کے

بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“ کی بہت کثرت فرمائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

مروی ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں بمقام منیٰ نازل ہوئی، اس کے بعد آیت ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ نازل ہوئی، اس کے نازل ہونے کے بعد اسی روز

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف رکھی پھر آیت ”الْمَكَلَالَةَ“ نازل ہوئی، اس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر آیت ”وَأَقْبُوا يَوْمًا

تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ“ نازل ہوئی، اس کے بعد حضور اکیس روز یا سات روز تشریف فرما رہے۔ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دین

کامل اور تمام ہو گیا تو اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے،

اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا، چاہے دنیا میں رہے، چاہے اس کی

سورہ لہب مکہ ہے، اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

بتاہ ہو جائیں البتہ کے دونوں ہاتھ اور وہ بتاہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔

اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جو روئے لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے اس

کے گلے میں کھجور کی چھال کا رساؤ

سورۂ اخلاص مکیہ ہے، اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْمَنْزِلُ السَّابِعُ ﴿7﴾

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَكِدْ لَهُ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے وہ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ

يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

اس کے جوڑ کا کوئی نہ

ایاتھا ۵ ﴿۱۳﴾ سُورَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۲۰ ﴿۱﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۱﴾

سورہ فلق مکہ ہے، اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے اس کی سب مخلوق کے شر سے اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب

وارد ہوئی ہیں اس کو تمہاری قرآن کے برابر فرمایا گیا یعنی تین مرتبہ اس کو پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے، ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اس سورت سے بہت محبت ہے فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی) شان نزول: کفار عرب نے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ رب العزت عزّ و علا تبارک و تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے سوال کئے کوئی کہتا تھا کہ اللہ کا نسب کیا ہے کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا

چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے؟ کسی نے کہا وہ کیا کھاتا ہے، کیا پیتا ہے، ربوبیت اس نے کس سے ورثہ میں پائی اور اس کا کون وارث ہوگا؟

ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے ذات و صفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات و ادہام کی تاریکیوں کو جن میں

وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات و صفات کے انوار کے بیان سے مضحل کر دیا۔ ربوبیت والوہیت میں صفات عظمت و کمال کے ساتھ موصوف ہے، مثل و نظیر و شبیہ

سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہر چیز سے۔ نہ کھائے نہ پئے، ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے۔ کیونکہ کوئی اس کا مجالس نہیں۔ کیونکہ وہ قدیم

ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔ یعنی کوئی اس کا ہمتا و عدیل نہیں۔ اس سورت کی چند آیتوں میں علم الہیات کے نفیس و اعلیٰ مطالب بیان فرمادیئے گئے جن

کی تفصیلات سے کتب خانے کے کتب خانے لبریز ہو جائیں۔ ”سورہ فلق“ مدنیہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکہ ہے۔ ”وَالْأَوَّلُ آخِصُّ“ (یعنی مدنیہ والا قول

زیادہ صحیح ہے) اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تینیں کلمے، چوتھ حرف ہیں۔ شان نزول: یہ سورت اور سورۃ الناس جو اس کے بعد ہے یہ اس وقت نازل

ہوئیں جب کہ لہید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسم مبارک اور اعضاء ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا،

قلب و عقل و اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند روز کے بعد جبریل (علیہ السلام) آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان

ہے وہ فلاں کنویں میں ایک پتھر کے نیچے داب دیا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا، انہوں نے کنویں کا پانی

نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا اس کے نیچے سے مجبور کے گائیے کی تھیلی برآمد ہوئی، اس میں حضور کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور کی کنگھی کے چند

دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں تھیں اور ایک موم کا پتلہ جس میں گیارہ سوئیاں جیچی تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی

خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ سورہ فلق میں، ہر ایک آیت کے پڑھنے کے

ساتھ ہی ایک گرہ کھتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور بالکل تندرست ہو گئے۔ مسئلہ: تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمہ کفر یا شرک کا نہ ہو جائز ہے

خاص کر وہ عمل جو آیات قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں، حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم جمعہ کے بچوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لیے عمل کروں؟ حضور نے اجازت دی۔ (ترمذی) رب تعوذ میں اللہ تعالیٰ کا اس

وہ ڈوبے اور ان عورتوں کے شر سے جو گروہوں میں پھونکتی ہیں اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے

سورہ ناس مکیہ ہے، اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ۲ سب لوگوں کا بادشاہ ۳ سب لوگوں کا خدا ۴ اس کے شر سے جو دل

میں برے خطرے ڈالے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں

جن اور آدمی کے

(الجامع الصغير للسيوطي، الحديث: ٥٤١، ص ٢١، دار الكتب العلمية بيروت وتفسير روح البيان، سورة الاسراء، تحت الآية: ١٠، ج ٥، ص ١٣٦، كوئته)

(تفسير روح البيان، سورة الاحزاب، تحت الآية: ٥٦، ج ٤، ص ٢٣٥، كوئٹہ)

الْمَنْزِلُ السَّابِعُ ﴿ 7 ﴾

قرآن یا اسماء الہیہ دم کرنا جائز ہے جمہور صحابہ و تابعین اسی پر ہیں اور حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور معوذات پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔ ۱۔ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوالِ نعمت کی تمنا کرے۔ یہاں حاسد سے یہود مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے یا خاص لبید بن اعصم یہودی۔ حسد بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں الہیوں سے سرزد ہوا اور زمین میں قاتیل سے۔ ۲۔ ”سورۃ الناس“ بقول اصح مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع، چھ آیتیں، بیس کلمے، اُناسی حرف ہیں۔ ۳۔ سب کا خالق و مالک۔ ذکر میں انسانوں کی تخصیص ان کی تشریف کے لیے ہے کہ انہیں اشرف المخلوقات کیا۔ ۴۔ ان کے کاموں کی تدبیر فرمانے والا ۵۔ کہ اللہ اور معبود ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔ ۶۔ مراد اس سے شیطان ہے۔ ۷۔ یہ اس کی عادت ہی ہے کہ انسان جب غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان دبا کر رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔ ۸۔ یہ بیان ہے وسوسے ڈالنے والے شیطان کا کہ وہ جنوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسا شیاطین جن انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں ایسے ہی شیاطین انس بھی ناحی بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو اس کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے اور خوب گمراہ کرتے ہیں اور اگر اس سے متفر ہوتا ہے تو ہٹ جاتے ہیں اور دبا کر رہتے ہیں۔ آدمی کو چاہئے کہ شیاطین جن کے شر سے بھی پناہ مانگے اور شیاطین انس کے شر سے بھی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب کو جب بستر مبارک پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دست مبارک جمع فرما کر ان میں دم کرتے اور سورہ ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ“ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ“ پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں کو سر مبارک سے لے کر تمام جسم اقدس پر پھیلتے جہاں تک دست مبارک پہنچ سکتے، یہ عمل تین مرتبہ فرماتے۔

”وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِمُرَادِهِ وَاَسْرَارِ كِتَابِهِ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَزْكٰی السَّلَامِ عَلٰی حَبِیْبِهِ وَسَيِّدِ اَنْبِیَآئِهِ وَرُسُلِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاِلٰهٍ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ۔“

دعائے ختم القرآن

صَدَقَ اللّٰهُ اَعْلٰی الْعَظِیْمِ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّهِیْدِیْنَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِكُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الْقُرْآنِ حَلَاوَةً وَبِكُلِّ جُزْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ جَزَاءً اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِالْاَلْفِ اَلْفَةً وَبِالْبَآءِ بَرَكَهً وَبِالنَّاءِ تَوْبَةً وَبِالنَّاءِ ثَوَابًا وَبِالْجِیْمِ جَمَالًا وَبِالْحَآءِ حِكْمَةً وَبِالْخَآءِ خَيْرًا وَبِالذَّالِ ذَلِیْلًا وَبِالذَّالِ ذِكَاً وَبِالرَّآءِ رَحْمَةً وَبِالرَّآءِ زَكَاً وَبِالْسِّیْنِ سَعَادَةً وَبِالشِّیْنِ شِفَاءً وَبِالصَّادِ صِدْقًا وَبِالضَّادِ ضِیَاءً وَبِالطَّآءِ طَرَاوَةً وَبِالطَّآءِ ظَفْرًا وَبِالْعِیْنِ عِلْمًا وَبِالْعِیْنِ غِنًیً وَبِالْفَآءِ فَلَاحًا وَبِالْقَافِ قُرْبَةً وَبِالْكَافِ كَرَامَةً وَبِاللَّامِ لُطْفًا وَبِالْمِیْمِ مَوْعِظَةً وَبِالنُّونِ نُوْرًا وَبِالْوَاوِ وَصَلَةً وَبِالْهَآءِ هِدَایَةً وَبِالْبَآءِ یَقِیْنًا اَللّٰهُمَّ اِنْفَعْنَا بِالْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ ۝ وَاَرْفَعْنَا بِالْاٰیَتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۝ وَتَقَبَّلْ مِنَّا قِرَاءَتَنَا وَتَجَاوَزْ عَنَّا مَا كَانَ فِی تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ مِنْ خَطَاٍ اَوْ نِسْیَانٍ اَوْ تَحْرِیْفٍ كَلِمَةٍ عَنْ مَوَاضِعِهَا اَوْ تَقْدِیْمٍ اَوْ تَاخِیْرِ اَوْ زِیَادَةٍ اَوْ نَقْصَانٍ اَوْ تَاوِیْلِ عَلٰی غَیْرِ مَا اَنْزَلْتَهُ عَلَیْهِ اَوْ رِیْبٍ اَوْ شَكٍّ اَوْ سَهْوٍ اَوْ سُوءِ الْحَسَنِ اَوْ تَعْجِیْلِ عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ اَوْ كَسَلٍ اَوْ سُرْعَةٍ اَوْ زِیْعٍ لِّسَانٍ اَوْ وُقُوفٍ بَغَیْرِ وَقُوفٍ اَوْ اِدْغَامٍ بَغَیْرِ مُدْغَمٍ اَوْ اِظْهَارٍ بَغَیْرِ بَیِّنٍ اَوْ مَدٍّ اَوْ تَشْدِیْدٍ اَوْ هَمْزَةٍ اَوْ جَزْمٍ اَوْ اِعْرَابٍ بَغَیْرِ مَا كَتَبَهُ اَوْ قَلَّةٍ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ عِنْدَ اٰیَاتِ الرَّحْمَةِ وَاٰیَاتِ الْعَذَابِ فَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا وَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِالْقُرْآنِ وَزِیْنْ اَخْلَاقَنَا بِالْقُرْآنِ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِالْقُرْآنِ وَاَدْخِلْنَا فِی الْجَنَّةِ بِالْقُرْآنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْآنَ لَنَا فِی الدُّنْیَا قَرِیْنًا وَفِی الْقَبْرِ مُوَسِّئًا وَعَلٰی الصِّرَاطِ نُوْرًا وَفِی الْجَنَّةِ رَفِیْقًا وَمِنَ النَّارِ سِتْرًا وَحِجَابًا وَاِلٰی الْخَیْرَاتِ كُلِّهَا ذَلِیْلًا فَاكْتُبْنَا عَلٰی التَّمَامِ وَاَرْزُقْنَا اَدَاءً بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَحُبَّ الْخَیْرِ وَالسَّعَادَةِ وَالْبَشَارَةِ مِنَ الْاِیْمَانِ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ مَّظْهَرِ لُطْفِهِ وَنُوْرِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاِلٰهٍ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا۔

قرآن پاک تجوید کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت

قرآن پاک کو تجوید یعنی حروف کو ان کے مخارج اور صفات کے ساتھ پڑھنا فرض ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمَنِ ”فتاویٰ رضویہ“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اتنی تجوید (سیکنا) کہ ہر حرف دوسرے حرف سے صحیح ممتاز ہو فرض عین ہے اور بغیر اس کے نماز قطعاً باطل ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۵۳، رضا فاؤنڈیشن) صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، مولانا مفتی محمد امجد علی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَظِيمِ ”بہار شریعت“ میں فرماتے ہیں: ”ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آ سکے یعنی کم سے کم ”مد“ کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے، آج کل کے اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ ”مد“ کا ادا ہونا تو بڑی بات ہے ”يَعْلَمُونَ نَعْلَمُونَ“ کے سوا کسی لفظ کا پتہ بھی نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی، بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر تقاضا ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام و سخت حرام ہے۔ (بہار شریعت، حصہ سوم، ج ۱، ص ۵۴، مکتبۃ المدینہ) مزید صفحہ ۵۷۰ پر فرماتے ہیں: ”جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے (اس کے لیے تھوڑی دیر مشق کر لینا کافی نہیں بلکہ) اس پر واجب ہے کہ تصحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں (درست پڑھنے والے) کی اقتدا کر سکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانہ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی، آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں باطل ہیں۔“

تجوید کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر حرف کی ادائیگی دوسرے حرف سے ممتاز ہو بالخصوص ایسے حروف جن کی آوازیں آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مولانا امجد علی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَظِيمِ فرماتے ہیں: ”ط، ت، س، ص، ذ، ظ، ا، ع، ح، ض، طو، ان حروف میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو ”س، ش، ز، ج، ق، ک“ میں بھی فرق نہیں کرتے۔“ (بہار شریعت، حصہ سوم، ج ۱، ص ۵۷۰، مکتبۃ المدینہ) ایسے (ملتی جلتی آوازوں والے) حروف کی ادائیگی میں امتیاز نہ ہونے کی صورت میں، معنی میں تبدیلی سے متعلق قرآن پاک سے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

”ط“ اور ”ت“ کی مثال (طِینُ اور تِینُ)

حَاقَّتْکَیْ مِنْ نَّاسٍ وَّحَاقَّتْکَ مِنْ طِیْنٍ ① (۸، الاعراف: ۱۲) ترجمہ کنز الایمان: تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا

وَالَّتِیْنِ وَالزَّیْنُونَ ② (پ ۳۰، التین: ۱) ترجمہ کنز الایمان: انجیر کی قسم اور زیتون

طِینُ کے معنی: مٹی اور تِینُ کے معنی: انجیر۔ اگر پہلی آیت میں طِینُ کی جگہ تِینُ پڑھا جائے تو معنی ہوں گے: تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے انجیر سے بنایا۔ اسی طرح تمام مثالوں میں ایسے الفاظ کے ساتھ ان کے معنی بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ ایک حرف کی آواز کے بجائے دوسرے حرف کی آواز نکلے تو کس قدر معنوی فساد لازم آتا ہے۔

”ث“ اور ”س“ کی مثال (ثَبَاتٌ اور سُبَاتٌ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا احْذَرُوا كُفْرًا كَثِيرًا قَدْ افْتَرَا ثُبَاتٌ وَأُفْرُوا ③ (پ ۵، النساء: ۱۷) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ④ (پ ۱۹، الفرقان: ۴۷) ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ کیا اور نیند کو آرام اور دن بنایا اٹھنے کے لیے

ثُبَاتٌ کے معنی: تھوڑے تھوڑے اور سُبَاتٌ کے معنی: آرام۔

”ص“ اور ”س“ کی مثال (صَدِيدٌ اور سَدِيدٌ)

ترجمہ کنز الایمان: جہنم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا

قِنْ وَرَأَيْهِمْ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ ۝

(پ ۱۳، ابراہیم: ۱۶)

ترجمہ کنز الایمان: تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں

فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝
صَدِيدٌ کے معنی: پیپ اور سَدِيدٌ کے معنی: سیدھا

(پ ۴، النساء: ۹)

”ح“ اور ”ه“ کی مثال (مَحْجُورٌ اور مَهْجُورٌ)

ترجمہ کنز الایمان: اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجِجْرًا مَّحْجُورًا ۝

(پ ۱۹، الفرقان: ۵۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ كَوْمِئِذٍ اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۝
مَحْجُورٌ کے معنی: رکھا ہوا اور مَهْجُورٌ کے معنی: چھوڑا ہوا

(پ ۱۹، الفرقان: ۳۰)

”د“ اور ”ض“ کی مثال (ذَلَّ اور ضَلَّ)

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَكُنِ اسْمُهَا الضُّلَّةُ ۝

(پ ۲۲، سبا: ۱۴)

ترجمہ کنز الایمان: تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝
ذَلَّ کے معنی: بتایا اور ضَلَّ کے معنی: بہکا

(پ ۲۷، النجم: ۲)

”ذ“ اور ”ز“ کی مثال (ذَرَعَ اور زَرَعَ)

ترجمہ کنز الایمان: پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے اسے پروو

ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۝

(پ ۲۹، الحاقة: ۳۲)

ترجمہ کنز الایمان: پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی

ثُمَّ يُخْرِجُ بِهَا زُرْعًا مَّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۝
ذَرَعَ کے معنی: ناپ اور زَرَعَ کے معنی: کھیتی

(پ ۲۳، الزمر: ۲۱)

”ذ“ اور ”ظ“ کی مثال (ذَلَّلَ اور ظَلَّلَ)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ان کے لیے نرم کر دیا تو کسی پر سوار ہوتے اور کسی کو کھاتے ہیں

وَذَلَّلْنَاهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝

(پ ۲۳، یس: ۷۲)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من اور سلوی اتارا

وَذَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوٰى ۝
ذَلَّلَ کے معنی: نرم کیا اور ظَلَّلَ کے معنی: سائبان کیا

(پ ۱، البقرة: ۵۷)

”ق“ اور ”ک“ کی مثال (قَلْبٌ اور كَلْبٌ)

ترجمہ کنز الایمان: مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝

(پ ۱۹، الشعراء: ۸۹)

ترجمہ کنز الایمان: تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبانا نکالے اور چھوڑ دے تو زبانا نکالے

فَسَلُّهُ كَسَلُ الْكَلْبِ ۝
قَلْبٌ کے معنی: نرم کیا اور كَلْبٌ کے معنی: کتا

(پ ۹، الاعراف: ۱۷۶)

قَلْبُ کے معنی: دل اور کَلْبُ کے معنی: کتا

”ء“ اور ”ع“ کی مثال (اَلَيْمُ اور عَلِيمُ)

وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (پ ۲۵، الشوری: ۲۱) ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے

وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ (پ ۶، المائدہ: ۷۲) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے

اَلَيْمُ کے معنی: دردناک اور عَلِيمُ کے معنی: جاننے والا

شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ اپنی مایہ ناز تصنیف ”نماز کے احکام“ میں فرماتے ہیں: واقعی وہ مسلمان بڑا بد نصیب ہے جو رُست قرآن شریف پڑھنا نہیں سیکھتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوت اسلامی“ کے بے شمار مدارس بنام ”مَدْرَسَةُ الْمَدِیْنَةِ“ قائم ہیں ان میں مَدَنی مَنُوں اور مَدَنی مَنُوں کو قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے نیز بالغان کو عموماً بعد نماز عشاء حُرُوف کی صحیح ادائیگی کیساتھ ساتھ سُنُّوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ کاش! تعلیم قرآن کی گھر گھر دھوم پڑ جائے۔ کاش! ہر وہ اسلامی بھائی جو صحیح قرآن شریف پڑھنا جانتا ہے وہ دوسرے اسلامی بھائی کو سکھانا شروع کر دے۔ اسلامی نہیں بھی کریں یعنی جو رُست پڑھنا جانتی ہیں وہ دوسری اسلامی بہنوں کو پڑھائیں اور نہ جاننے والیاں ان سے سیکھیں اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ پھر تو ہر طرف تعلیم قرآن کی بہار آ جائے گی اور سیکھے سکھانے والوں کیلئے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ثواب کا انبار لگ جائے گا۔

یہی ہے آرزو و تعلیم قرآن عام ہو جائے

تلاوت شوق سے کرنا ہمارا کام ہو جائے (نماز کے احکام، ص ۲۱۱، مکتبۃ المدینہ)

ضروری ہدایات

قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت جہاں بعض جگہوں پر حروف کی تبدیلی سے معنی میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے یونہی زبر، زیر اور پیش کی تبدیلی بھی معنی بدل جانے کا باعث ہوتی ہے، جس میں بعض اوقات نوبت کفر تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ ذیل میں چند مثالیں ذکر کی جارہی ہیں انہیں پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ ذرا سی غلطی سے معنی کس حد تک بدل جاتا ہے۔

نمبر شمار	مقام	صحیح	صحیح ترجمہ	غلط	غلط ترجمہ
1	پارہ 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 6	اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	جن پر تو نے احسان کیا	اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ	جن پر میں نے احسان کیا
2	پارہ 1، سورۃ البقرہ، آیت 124	وَإِذْ بَنَیْ اِبْرٰہِیْمَ رَبُّہٗ	اور جب ابراہیم کو اسکے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا	وَإِذْ بَنَیْ اِبْرٰہِیْمَ رَبُّہٗ	اور جب ابراہیم نے اپنے رب کو کچھ باتوں سے آزمایا
3	پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت 251	قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوْتَ	قتل کیا داود نے جالوت کو	قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوْتَ	قتل کیا جالوت نے داود کو
4	پارہ 16، سورۃ طہ، آیت 121	وَعَصٰی اٰدَمُ رَبُّہٗ	اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی	وَعَصٰی اٰدَمُ رَبُّہٗ	اور آدم کے رب سے آدم کے حکم میں لغزش واقع ہوئی

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

تلاوت کے خوشبودار مدنی پھول

از: شیخ طریقت امیر اہلسنت ہانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

شیطان اس رسالے سے بھٹ روکے گا مگر آپ پڑھ لیجئے
ان شاء اللہ عزوجل معلومات کا بیش بہا خزانہ ہاتھ آئیگا۔

دُرود شریف کی فضیلت

دو جہاں کے سلطان، سرورِ ایشان، محبوبِ رَحْمَن عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے، مجھ پر دُرود پاک پڑھنا پل صراط پر نور ہے جو روزِ مُجْمَع مجھ پر اُسی بار دُرود پاک پڑھے اُس کے اسی سال کے گناہ مُعاف ہو جائیں گے۔
(الجامع الصغیر للسیوطی ص ۳۲۰ حدیث ۵۱۹۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

واہ کیا بات ہے عاشقِ قرآن کی

حضرت سیدِ ناثات بُنائی قَدِیْس سُرَّہُ النُّورانی روزانہ ایک بار ختمِ قرآن پاک فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات قیام (عبادت) فرماتے، جس مسجد سے گزرتے اس میں دو رکعت (تحیۃ المسجد) ضرور پڑھتے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتے ہیں: میں نے جامع مسجد کے ہر سُتُون کے پاس قرآن پاک کا ختم اور بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں گر یہ کیا ہے۔ نماز اور تلاوتِ قرآن کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خصوصی مَحَبَّت تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایسا کرم ہوا کہ رشک آتا ہے چنانچہ وفات کے بعد دورانِ تدفین اچانک ایک اینٹ سرک کر اندر چلی گئی، لوگ اینٹ اٹھانے کیلئے جب جھکے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قَبْرِ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر والوں سے جب معلوم کیا گیا تو شہزادی صاحبہ نے بتایا: والدِ محترم علیہ رَحْمَةُ اللہِ الْاَکَرَم روزانہ دُعا کیا کرتے تھے: ”یَا اللہ! اگر تو کسی کو وفات کے بعد قَبْرِ میں نماز پڑھنے کی سعادت عطا فرمائے تو مجھے بھی مُشَرَّف فرمانا۔“ منقول ہے: جب بھی لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار کے قریب سے گزرتے تو قَبْرِ انور سے تلاوتِ قرآن کی آواز آرہی ہوتی۔ (جلید الاولیاء ج ۲ ص ۳۶۲، ۳۶۶ مُلْتَقَطاً دار الکتب العلمیہ) اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ حَیُّ اُن پر

رَحْمَتُ هُوَ اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اَمِينَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

وَهَنَ مَيلاً نَهَيْسَ هُوَ تَا بَدَنَ مَيلاً نَهَيْسَ هُوَ تَا

خدا کے اولیا کا تو کفن مایا نھیں ہوتا

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

ایک حرف پر دس نیکیاں

قرآن مجید، فُرْقَانِ حَمِيدِ اللَّهِ رَبِّ الْاِنَامِ عَزَّ وَجَلَّ کا مبارک کلام ہے، اس کا پڑھنا، پڑھانا اور سننا سب ثواب کا کام ہے۔ قرآن پاک کا ایک حرف پڑھنے پر 10 نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، چنانچہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِينَ، شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ، رَحْمَةُ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ دلنشین ہے: ”جو شخص کتابِ اللہ کا ایک حرف پڑھے گا، اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا اَللّٰہ ایک حرف ہے، بلکہ اَلف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔“ (سُنَنِ التِّرْمِذِي ج ۴ ص ۴۱۷ حدیث ۲۹۱۹)

تلاوت کی توفیق دیدے الہی

گناہوں کی ہو دور دل سے سیاہی

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

بہترین شخص

نَبِيِّ مَكْرَمٍ، نُورِ مُجَسَّم، رَسُولِ اَكْرَمٍ، شَهِيدِ شَهِادَةِ بَنِي آدَمَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ معظّم ہے: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ یعنی تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔ (صَحِيحُ الْبُخَارِي ج ۳ ص ۴۱۰ حدیث ۵۰۲۷) حضرت سَيِّدُنا ابوعبدالرحمن سَلَمَی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مسجد میں قرآن پاک پڑھایا کرتے اور فرماتے: اسی حدیثِ مبارک نے مجھے یہاں بٹھا رکھا ہے۔ (فَيْضُ الْقَدِير ج ۳ ص ۶۱۸ تَحْتَ الْحَدِيثِ ۳۹۸۳)

اللہ مجھے حافظِ قرآن بنا دے

قرآن کے احکام پہ بھی مجھ کو چلا دے

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

قرآن شفاعت کر کے جنت میں لے جائے گا

حضرت سَيِّدُنا اَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بَنِي آدَمَ،

رسولِ مُحْتَشَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ معظَّم ہے: جس شخص نے قرآنِ پاک سیکھا اور سکھایا اور جو کچھ قرآنِ پاک میں ہے اس پر عمل کیا، قرآن شریف اس کی شفاعت کریگا اور جنت میں لے جائے گا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۴۱ ص ۳، الْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ ج ۱۰ ص ۹۸ حدیث ۱۰۴۵۰)

الہی خوب دیدے شوق قراں کی تلاوت کا
شرف دے گنبدِ خضرا کے سائے میں شہادت کا
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

آیت یا سنت سکھانے کی فضیلت

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید کی ایک آیت یاد دین کی کوئی سنت سکھائی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسا ثواب تیار فرمائے گا کہ اس سے بہتر ثواب کسی کے لیے بھی نہیں ہوگا۔

(جَمْعُ الْجَوَامِعِ لِلسُّيُوطِيِّ ج ۷ ص ۲۸۱ حدیث ۲۲۳۵۳)

تلاوت کروں ہر گھڑی یا الہی
بکوں نہ کبھی بھی میں واہی تباہی
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

ایک آیت سکھانے والے کیلئے قیامت تک ثواب!

ذوالنورین، جامع القرآن حضرت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ منورہ، سلطانِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآنِ مُبِین کی ایک آیت سکھائی اس کے لیے سیکھنے والے سے دُگنا ثواب ہے۔ ایک اور حدیثِ پاک میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتمُ المرسلین، شفیعُ المذنبین، رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے قرآنِ عظیم کی ایک آیت سکھائی جب تک اس آیت کی تلاوت ہوتی رہے گی اس کے لیے ثواب جاری رہے گا۔

(جَمْعُ الْجَوَامِعِ ج ۷ ص ۲۸۲ حدیث ۲۲۳۵۵-۲۲۳۵۶)

تلاوت کا جذبہ عطا کر الہی
مُعَاف فرما میری خطا ہر الہی
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

اللہ تعالیٰ قیامت تک اجر بڑھاتا رہیگا

ایک حدیث شریف میں ہے: جس شخص نے کتاب اللہ کی ایک آیت یا علم کا ایک باب سکھایا اللہ عزوجل تا قیامت

اس کا اجر بڑھاتا رہیگا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵۹ ص ۲۹۰)

عطا ہو شوق مولیٰ مدرّسے میں آنے جانے کا

خدایا ذوق دے قرآن پڑھنے کا پڑھانے کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ماں کے پیٹ میں 15 پارے حفظ کر لئے

”ملفوظات اعلیٰ حضرت“ سے ایک مفید عرض اور ایمان افروز ارشاد ملاحظہ فرمائیے:

عرض: حضور! ”تقریب بِسْمِ اللّٰہ“ کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے؟

ارشاد: شرعاً کچھ مقرر نہیں، ہاں مشائخ کرام (رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام) کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن مقرر رہیں۔

حضرت خواجہ قطب الحق والدین مختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی (تو)

”تقریب“ بِسْمِ اللّٰہ“ مقرر رہی، لوگ بلائے گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو! حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین

صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو ”بِسْمِ اللّٰہ“ پڑھا۔ قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ

سے فرمایا: صاحبزادے پڑھئے! بِسْمِ اللّٰہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ آپ نے پڑھا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اور شروع سے لے کر پندرہ پارے حفظ سنا دیئے۔ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا:

”صاحبزادے آگے پڑھئے! فرمایا: میں نے اپنی ماں کے شکم (پیٹ) میں اتنے ہی سُنے تھے اور اسی قَدْر اُن (یعنی امی

جان) کو یاد تھے، وہ مجھے بھی یاد ہو گئے! (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۴۸۱ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی) اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ حَی

اُن پر رَحْمَت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مَغْفِرَت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

خدا اپنی الفت میں صادق بنا دے

مجھے مصطفےٰ کا تو عاشق بنا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

افسوس! اسلامی معلومات کی کمی کی وجہ سے آج مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد قرآن پاک پڑھنے پڑھانے، سُننے سنانے

اور چھو نے اٹھانے وغیرہ کے شرعی احکام سے نابلد ہے۔ اشاعتِ علم کا ثواب پانے اور مسلمانوں کو گناہوں سے بچانے کی نیت سے قرآن پاک کے بارے میں رنگ برنگے مدنی پھولوں کا گلدستہ پیش کرتا ہوں۔

”قرآن تمام ہی کُتب سے افضل ہے“ کے اکیس حُرُوف

کی نسبت سے تلاوت کے 21 مدنی پھول

﴿۱﴾ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ صبح قرآن مجید کو پڑھتے تھے اور فرماتے: ”یہ میرے رب عزوجل کا عہد اور اس کی کتاب ہے۔“ (دُرُْمُخْتَار ج ۹ ص ۶۳۴ دار المعرفۃ بیروت) ﴿۲﴾ تلاوت کے آغاز میں اَعُوْذُ بِرَبِّهِمَا مُسْتَحَب ہے اور ابتدا اے سورت میں بِسْمِ اللّٰهِ سُنَّت، ورنہ مُسْتَحَب (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۵۵۰ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی) ﴿۳﴾ سورۃ براءت (سورۃ توبہ) سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ (اور) بِسْمِ اللّٰهِ (دونوں) کہہ لیجئے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورۃ توبہ (دورانِ تلاوت) آگئی تو تَنْسِیْہ (یعنی بِسْمِ اللّٰهِ شریف) پڑھنے کی حاجت نہیں۔ اور اس کی ابتدا میں نیا تَعُوْذُ (تَعَوُّ - وَذ) جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے، بے اَصْل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۃ توبہ ابتدا بھی پڑھے جب بھی بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھے یہ مُخْصِ غَلْط ہے (ایضاً ص ۵۵۱) ﴿۴﴾ باؤْضُوْ، قبلہ رُو، لپٹے کپڑے پہن کر تلاوت کرنا مُسْتَحَب ہے (ایضاً ص ۵۵۰) ﴿۵﴾ قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور یہ سب کام عبادت ہیں۔ (غُنْبِیۃُ الْمُتَمَلِّی ص ۴۹۵) ﴿۶﴾ قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے، اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی آواز بنانے کی کوشش کرے، مگر لَحْن کے ساتھ پڑھنا کہ حُرُوف میں کمی بیشی ہو جائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، بلکہ پڑھنے میں قواعد تجوید کی رعایت کیجئے (دُرُْمُخْتَار، رَدُّ الْمُحْتَار ج ۹ ص ۶۹۴) ﴿۷﴾ قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔ (غُنْبِیۃُ الْمُتَمَلِّی ص ۴۹۷) ﴿۸﴾ جب قرآن پاک کی سورتیں یا آیتیں پڑھی جاتی ہیں اُس وقت بعض لوگ چپ تو رہتے ہیں مگر ادھر ادھر دیکھنے اور دیگر حرکات و اشارات وغیرہ سے باز نہیں آتے، ایسوں کی خدمت میں عرض ہے کہ چپ رہنے کے ساتھ ساتھ غور سے سننا بھی لازمی ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 352 پر میرے آقا علیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: قرآن مجید پڑھا جائے اسے کان لگا کر غور سے سُننا اور خاموش رہنا فرض ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا): وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۹﴾ (پ ۹ الاعراف ۲۰۴) (ترجمہ کنز الایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو)

﴿۹﴾ جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے، جب کہ وہ مجمعِ سُننے کے لئے حاضر ہو ورنہ ایک کا سُننا کافی ہے، اگرچہ اور (لوگ) اپنے کام میں ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ، مَحْرُوج ج ۲۳ ص ۵۳ مُلَخَّصاً) ﴿۱۰﴾ مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے، اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (بہارِ شریعت ج ۳ حصہ ۵۵۲ ص ۱۱) مسجد میں دوسرے لوگ ہوں، نماز یا اپنے ورد و وظائف پڑھ رہے ہوں اُس وقت فقط اتنی آواز سے تلاوت کیجئے کہ صرف آپ خود سن سکیں برابر والے کو آواز نہ پہنچے ﴿۱۲﴾ بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سُنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا، تو اس (یعنی پڑھنے والے) پر گناہ (غُنْبُیۃُ الْمُتَمَلِّی ص ۴۹۷) ﴿۱۳﴾ جہاں کوئی شخص علمِ دین پڑھا رہا ہے یا طالبِ علم علمِ دین کی تکرار کرتے یا مطالعہ دیکھتے ہوں، وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ (ایضاً) ﴿۱۴﴾ لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ گھلا ہو، یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے، جبکہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔ (ایضاً ص ۴۹۶) ﴿۱۵﴾ غسل خانے اور نجاست کی جگہوں میں قرآن مجید پڑھنا، ناجائز ہے (ایضاً) ﴿۱۶﴾ قرآن مجید سُننا، تلاوت کرنے اور نُفْل پڑھنے سے افضل ہے (ایضاً ص ۴۹۷) ﴿۱۷﴾ جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سُننے والے پر واجب ہے کہ بتادے، بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ (ایضاً ص ۴۹۸) ﴿۱۸﴾ اسی طرح اگر کسی کا مُصْحَف شریف (قرآن پاک) اپنے پاس عاریت (یعنی وقتی طور پر لیا ہوا) ہے، اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے، (تو جس کا ہے اُسے) بتادینا واجب ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۳ حصہ ۵۵۳ ص ۱۹) ﴿۱۹﴾ گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور سردیوں میں اوّل شب کو کہ حدیث میں ہے: ”جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا، صبح تک استغفار کرتے ہیں۔“ گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے وقت ختم کرنے میں استغفارِ ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں (یعنی سردیوں) کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔ (غُنْبُیۃُ الْمُتَمَلِّی ص ۴۹۶) ﴿۲۰﴾ جب قرآن پاک ختم ہو تو تین بار سورۃِ اخلاص پڑھنا بہتر ہے۔ اگرچہ تراویح میں ہو، البتہ اگر فرض نماز میں ختم کرے تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے۔ (غُنْبُیۃُ الْمُتَمَلِّی ص ۴۹۶) ﴿۲۱﴾ ختم قرآن کا طریقہ یہ ہے کہ سورۃ ناس پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ سے وَأُولَٰئِکَ هُمْ

الْمُفْلِحُونَ ۝ تک پڑھئے اور اس کے بعد دعا مانگئے کہ یہ سنت ہے چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ”عجی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب ”قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝“ پڑھتے تو سورۃ فاتحہ شروع فرماتے پھر سورۃ بقرہ سے ”وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝“ تک پڑھتے پھر ختم قرآن کی دعا پڑھ کر کھڑے ہوتے۔ (الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۵۸)

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دُعائے محمد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

مَدَنی مَنے نے راز فاش کر دیا!

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی نیکیاں چھپانے کا بے حد خیال فرماتے یہاں تک کہ ایک بار فرمانے لگے: اگر میرا بس چلے تو میں کراما کا تبین (اعمال لکھنے والے دونوں بزرگ فرشتوں) سے بھی چھپ کر عبادت کروں! راوی کہتے ہیں: میں بیس برس سے زیادہ عرصہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہا مگر جمعۃ المبارک کے علاوہ کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دور کعت نفل بھی پڑھتے نہیں دیکھ سکا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانی کا کوزہ لیکر اپنے کمرہ خاص میں تشریف لے جاتے اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے تھے۔ میں کبھی بھی نہ جان سکا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمرے میں کیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مَدَنی ممتاز روزور سے رونے لگا۔ اس کی امی جان چُپ کروانے کی کوشش کر رہی تھیں، میں نے کہا: مَدَنی مَنے نے! آخر اس قدر کیوں رورہا ہے؟ بی بی صاحبہ نے فرمایا: اس کے ابو (حضرت سیدنا ابوالحسن طوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی) اس کمرے میں داخل ہو کر تلاوت قرآن کرتے ہیں اور روتے ہیں تو یہ بھی ان کی آوازن کر رونے لگتا ہے! شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابوالحسن طوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (ریا کاریوں کی تباہ کاریوں سے بچنے کی خاطر) نیکیاں چھپانے کی اس قدر سعی فرماتے تھے کہ اپنے اُس کمرہ خاص سے عبادت کرنے کے بعد باہر نکلنے سے پہلے اپنا منہ دھو کر آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تاکہ چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر کسی کو اندازہ نہ ہونے پائے کہ یہ روئے تھے! (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۲۵۳) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حَی

اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بِجاءِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحَنَ اللّٰہ! ایک طرف نیکیاں چھپانے والے وہ مخلص صالح انسان اور آہ! دوسری طرف اپنی نیکیوں کا بڑھا چڑھا کر ڈھنڈورا پیٹنے والے ہم جیسے اخلاص سے عاری نادان! کہ اوّل تو نیکی ہونہیں پاتی ہے کبھی ہو بھی گئی تو ریاکاری لاگو پڑ جاتی ہے۔ ہائے! ہائے!

نفسِ بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی
عملِ نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

قرآنِ کریم کے حُرُوف کی دُرُست مَخَارِج سے ادائیگی اور غلط پڑھنے سے بچنا فرضِ عین ہے
میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”بلاشبہ اتنی تجوید جس سے تَصْحِیح (تص۔ جی۔ ح۔ ج) ہو (یعنی قواعدِ تجوید کے مطابق حُرُوف کو دُرُست مَخَارِج سے ادا کر سکے)، اور غلط خوانی (یعنی غلط پڑھنے) سے بچے فرضِ عین ہے۔“
(فتاویٰ رضویہ مَنَوَّجہ ج ۶ ص ۳۳۳)

قرآن پڑھنے والے مدنی مَنَوَّج کی فضیلت

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ زمین والوں پر عذاب کرنے کا ارادہ فرماتا ہے لیکن جب بچوں کو قرآنِ پاک پڑھتے سنتا ہے تو عذاب کو روک لیتا ہے۔
(سُنَنِ دارمی ج ۲ ص ۵۳۰ حدیث ۳۳۴۵ دار الکتاب العربی بیروت)

ہو کرم اللہ! حافظِ مدنی مَنَوَّج کے طفیل
جگمگاتے گنبدِ خضرا کی کرنوں کے طفیل

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

الْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، ”دعوتِ اسلامی“ کے تحت دنیا کے مختلف ممالک میں بے شمار مدارس بنام مَدْرَسَةُ الْحَمْدِ یَنَہ قائم ہیں۔ جن میں تادمِ تحریر صرف پاکستان میں پچاس ہزار مدنی مَنَوَّج اور مدنی مَنَوَّج حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں، نیز لاتعداد مساجد و مقامات پر مَدْرَسَةُ الْحَمْدِ یَنَہ (بالغان) کا بھی اہتمام ہوتا ہے، جن میں دن کے اندر کام کاج میں مصروف رہنے والوں کو عموماً نمازِ عشا کے بعد تقریباً 40 منٹ کیلئے دُرُست قرآنِ مجید پڑھنا سکھایا جاتا ہے مختلف دعائیں یاد کروائی جاتیں اور سنتیں بھی سکھائی جاتی ہیں۔ الْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسلامی بہنوں کیلئے بھی مدارسِ المدینہ (بالغات) قائم ہیں۔

”خوب قرآن پاک پڑھو“ کے چودہ حُرُوف کی

نسبت سے سجدہ تلاوت کے ۱۴ مدنی پھول

﴿۱﴾ آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ (الہدایہ، ج ۱ ص ۸۷ مدار احیاء التراث العربی بیروت)

﴿۲﴾ فارسی یا کسی اور زبان میں (بھی اگر) آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نہ معلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیتِ سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۳ کوئٹہ)

﴿۳﴾ پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز میں ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲۸۸)

﴿۴﴾ سننے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بالقصد (یعنی ارادۃً) سنی ہو، بلا قصد (یعنی بلا ارادہ) سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ (الہدایہ ج ۱ ص ۷۸)

﴿۵﴾ اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سن سکتا تھا مگر شور و غل یا بہرہ ہونے کی وجہ سے نہ سنی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۲)

﴿۶﴾ سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدے کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۴)

﴿۷﴾ سجدہ تلاوت کا طریقہ: سجدے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَنَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدے میں جانا اور سجدے کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیامِ مُسْتَحَب۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۹)

﴿۸﴾ سجدہ تلاوت کے لئے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد (یعنی التَّحِيَّاتُ) ہے نہ سلام۔ (تَنْوِيرُ الْأَبْصَارِ ج ۲ ص ۷۰۰)

﴿۹﴾ اس کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیت کا سجدہ ہے بلکہ مُطْلَقاً سجدہ تلاوت کی نیت کافی ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۹)

﴿۱۰﴾ آیتِ سجدہ بیرونِ نماز (یعنی نماز کے باہر) پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تزیہی۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۷۰۳)

﴿۱۱﴾ اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع (یعنی سننے والے) کو یہ کہہ لینا مُسْتَحَب ہے: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (ترجمہ کنز الایمان: ہم نے سنا اور مانا، تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔ (پ ۳ البقرة: ۲۸۵) (ردالمحتار ج ۲ ص ۷۰۳)

﴿۱۲﴾ ایک مجلس میں سجدے کی ایک آیت کو بار بار پڑھنا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو یونہی اگر آیت

پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ (ذُرْمُخْتَار، ذُرْمُخْتَار ج ۲ ص ۴۱۲) ﴿۱۳﴾ پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملا لے۔ (ذُرْمُخْتَار ج ۲، ص ۴۱۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حاجت پوری ہونے کیلئے

﴿۱۴﴾ (احناف یعنی حنفیوں کے نزدیک قرآن پاک میں سجدے کی ۱۴ آیتیں ہیں) جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ کی سب (یعنی ۱۴) آیتیں پڑھ کر سجدے کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمادے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں ۱۴ سجدے کر لے۔ (بہارِ شریعت ج حصہ ۴ ص ۴۳۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

14 آیات سجدہ

- (۱) ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَیَسْبَحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ﴾ (پ ۹ غراف ۲۰۶)
- (۲) ﴿وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْہًا وَظِلًّا لِّہُمْ بِالْعُدُوِّ وَالْاَصَالِ﴾ (پ ۱۳ رعد ۱۵)
- (۳) ﴿وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِکَہٗ وَہُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (پ ۱۴ نحل ۴۹)
- (۴) ﴿قُلْ اِمْنُوْا بِہٖ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اَوْثَرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلَہٗ اِذَا یُتْلٰ عَلَیْہِمْ یَخْرُؤْنَ لَا دَقَانَ سَجْدًا ۚ وَیَقُولُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا﴾ (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۰۷-۱۰۹)
- (۵) ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ ۚ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَع نُوحٍ ۚ وَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰہِیْمَ وَ اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَ مِنْ ہٰدِیْنَا وَاجْتَبٰیْنَا ۚ اِذَا تُتْلٰ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَبُکِیًّا﴾ (پ ۱۶ مریم ۵۸)
- (۶) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۚ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ ۚ وَ مِنْ یُّہِنُ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ ۚ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ﴾ (پ ۱۷ حج ۱۸)

(۷) ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝﴾ (پ ۱۹ فرقان ۶۰)

(۸) ﴿أَلَا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السُّبُوتِ وَالْأَرْصِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝﴾ (پ ۱۹ نمل ۲۵-۲۶)

(۹) ﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝﴾ (پ ۲۱ سجده ۱۵)

(۱۰) ﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْتِكَ إِلَىٰ نَعَايِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۖ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝﴾ (پ ۲۳ ص ۲۴-۲۵)

(۱۱) ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ الْبَيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَوْنَ ۝﴾ (پ ۲۴ حم السجدة ۳-۳۸)

(۱۲) ﴿فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝﴾ (پ ۲ نجم ۶۲)

(۱۳) ﴿وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۝﴾ (پ ۳۰ انشقاق ۲۰-۲۱)

(۱۴) ﴿كَلَّا ۖ لَا تَطَّعُهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝﴾ (پ ۳۰ علق ۱۹)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّد

”فرمانِ حمید“ کے نو حروف کی نسبت سے قرآن

پاک کو چھونے کے ۹ مدنی پھول

﴿۱﴾ اگر وضو نہ ہو تو قرآنِ عظیم چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔ (نور الإيضاح ص ۱۸) ﴿۲﴾ بے چھوئے زبانی دیکھ کر (بے وضو) پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ﴿۳﴾ قرآن مجید چھونے کے لئے یا سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر کے لئے تیمم جائز نہیں جب کہ پانی پر قدرت ہو۔ (بہارِ شریعت ج ۲ حصہ ۲ ص ۳۵۲) ﴿۴﴾ جس پر غسل فرض ہو اس کو قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا پتلی چھوئے یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مقطعات کی انگوٹھی حرام ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۲ حصہ ۲ ص ۳۶۱) ﴿۵﴾ اگر قرآنِ عظیم جُردان میں ہو تو جُردان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں یونہی رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآن

مجید کا تو جائز ہے، کرتے کی آستین، دوپٹے کے آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے (یعنی کندھے) پر ہے دوسرے کونے سے چھو نا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔ (ذِمْمُخَار، رَدُّ الْمَحَار ج ۱ ص ۳۲۸) ﴿۶﴾ قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۲ ص ۳۲۷) ﴿۷﴾ کتاب یا اخبار میں آیت لکھی ہو تو اُس آیت پر نیز اُس آیت والے حصہ کا غذ کے عین پیچھے بے وضو اور بے غسلے کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ﴿۸﴾ جس کا غز پر صرف آیت لکھی ہو اور کچھ بھی نہ لکھا ہو اُس کو آگے پیچھے یا کونے وغیرہ کسی بھی جگہ پر بے وضو اور بے غسلے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

کلام پاک کے مولا مجھے آداب سکھلا دے
مجھے کعبہ دکھا دے گنبد خضرا بھی دکھلا دے

کتابیں چھاپنے والوں کی خدمتوں میں مدنی التجاء

﴿۹﴾ دینی کتابیں اور ماہنامے وغیرہ چھاپنے والوں کی خدمتوں میں درد بھری مدنی التجاء ہے کہ سرورِ رق (TITLE) کے چاروں صفحوں میں سے کسی بھی صفحے پر آیاتِ مبارکہ یا ان کے ترجمے نہ چھاپا کریں کہ کتاب یا رسالہ لیتے اُٹھاتے ہوئے بے شمار مسلمان بے خیالی میں بے وضو چھونے میں مُبتلا ہو سکتے ہیں۔ اس ضمن میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۹۳ پر فرماتے ہیں: آیۃ کریمہ کو اخبار کی طباق (یعنی اخبار یا رسالے کے بنڈل، پلندے یا گڈی کے گرد لپٹے ہوئے کاغذ) یا کارڈ یا لفافوں پر چھپوانا بے ادبی کو مُستلزم (یعنی لازم کرتا) اور حرام کی طرف مُنجبر (یعنی لے جانے والا) ہے اُس پر چٹھی رسالوں (یعنی ڈاکیومنٹس) وغیرہم بے وضو بلکہ جُب (یعنی بے غسل) بلکہ کُفار کے ہاتھ لگیں گے جو ہمیشہ جُب (یعنی بے غسلے) رہتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) لَا يَسُبُّوا آيَاتِنَا فَهَوْا فِيهَا كُفْرًا (ترجمہ کنز الایمان: اسے نہ چھوئیں مگر با وضو) مہریں لگانے کے لئے زمین پر رکھے جائیں گے پھاڑ کر ردی میں پھینکے جائیں گے ان بے خرمیوں پر آیت کا پیش کرنا اس (یعنی چھاپنے یا لکھنے والے) کا فعل ہوا۔

کردم از عقل سوا لے کہ بگہ ایمان چیست عقل در گوشِ دلم گُفت کہ ایمان ادب است

(میں نے عقل سے یہ سوال کیا تو یہ بتا دے کہ ایمان کیا ہے، عقل نے میرے دل کے کانوں میں کہا کہ ایمان ادب کا نام ہے)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

اگر کسی کتاب کے سرورِ رق (TITLE) پر آیتِ قرآنی چھپی ہوئی دیکھیں تو درخواست ہے اچھی اچھی نیتیں کر کے کتاب

چھاپنے والے کو مندرجہ بالا تحریر دکھائیے یا اس کی فوٹو کاپی بذریعہ ڈاک ارسال فرمائیے اور ساتھ میں یہ بھی لکھئے کہ آپ کی فلاں کتاب کے سرورق پر آیت کریمہ دیکھی تو تحریری طور پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوں کہ برائے کرم! سرورق پر آیات مبارکہ اور ان کے ترجمے نہ چھاپئے تاکہ مسلمان بے خیالی میں بے وضو چھونے سے محفوظ رہیں۔ جزاک اللہ خیراً۔ اگر پبلیشر بزرگان دین رَحْمَهُمُ اللہ المبین کا عاشق ہو اتوان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو دعاؤں سے نوازتے ہوئے آئندہ احتیاط کی نیت کا اظہار کریگا۔

محفوظ خدا رکھنا سدا بے ادبوں سے

اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”قرآن“ کے چار حُرُوف کی نسبت سے ترجمہ قرآن کے

4 مدنی پھول

﴿۱﴾ بغیر تفسیر صرف ترجمہ قرآن نہ پڑھا جائے میرے آقا علی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک فتوے کے ایک جُز (یعنی حصے) کا خلاصہ ہے: بغیر علم کثیر کے صرف ترجمہ قرآن پڑھ کر سمجھ لینا ممکن نہیں، بلکہ اس میں نفع کے مقابلے میں نقصان زیادہ ہے۔ ترجمہ پڑھنا ہے تو کسی عالم ماہر کامل سنی دیندار سے پڑھے۔ (فتاویٰ رضویہ، مَحْرُوج ج ۲۳ ص ۳۸۲، مُلَخَّصاً)

﴿۲﴾ قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے میرے آقا علی حضرت، ولی نعمت، امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجِدِّ دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، امام عشق و محبت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا شہرہ آفاق ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ مع تفسیر ”خزائن العرفان“ (از حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی) حاصل کیجئے ﴿۳﴾ روزانہ قرآن پاک کی کم از کم ۳ آیات (مع ترجمہ و تفسیر) کی تلاوت کے مدنی انعام پر عمل کیجئے، ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکتیں آپ خود ہی دیکھ لیں گے ﴿۴﴾ دعوت اسلامی کے تنظیمی انداز کے مطابق ہر مسجد کو ایک ذیلی حلقہ قرار دیا گیا ہے۔ تمام ذیلی حلقوں میں روزانہ نماز فجر کے بعد اجتماع طور پر تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان کے مدنی حلقے کا ہدف ہے۔ اگر مُیَسَّر ہو تو اسلامی بھائی اس میں شرکت کی سعادت پائیں۔

”کنز الایمان“ اے خدا میں کاش! روزانہ پڑھوں

پڑھ کے تفسیر اس کی پھر اُس پر عمل کرتا رہوں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”رب“ کے دو حروف کی نسبت سے مقدّس اوراق کو دفن کرنے یا ٹھنڈے کرنے کے 2 مدنی پھول

﴿۱﴾ اگر مُصَحَّف (یعنی قرآن) شریف پُرانا ہو گیا، اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق مُنتَشِر ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کیا جائے اور دفن کرنے میں اس کیلئے لُحْد بنائی جائے (یعنی گڑھا کھود کر چائے قبلہ کی دیوار کو اتنا کھودیں کہ سارے مقدّس اوراق سما جائیں) تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا (گڑھے میں رکھ کر) اُس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے، مُصَحَّف شریف پُرانا ہو جائے تو اُس کو خُلا یا نہ جائے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۳۸ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی) ﴿۲﴾ مُقَدَّس اوراق کم گہرے سَمندر، دریا یا نہر میں نہ ڈالے جائیں کہ عُموماً بہ کر کنارے پر آجاتے اور سخت بے ادبیاں ہوتی ہیں۔ ٹھنڈا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی تھیلی یا خالی بوری میں بھر کر اُس میں وَزنی پتھر ڈال دیا جائے نیز تھیلی یا بوری پر چند جگہ اس طرح چیرے لگائے جائیں کہ اُس میں فوراً پانی بھر جائے اور وہ تہ میں چلی جائے ورنہ پانی اندر نہ جانے کی صورت میں بعض اوقات میلوں تک تیرتی ہوئی کنارے پہنچ جاتی ہے اور کبھی گنوار یا لُفّا رخالی بوری حاصل کرنے کے لالچ میں مقدّس اوراق کنارے ہی پر ڈھیر کر دیتے ہیں اور پھر اتنی سخت بے ادبیاں ہوتی ہیں کہ سُن کر عُشّاق کا کلیجہ کانپ اُٹھے! مقدّس اوراق کی بوری گہرے پانی تک پہنچانے کیلئے مسلمان کشتی والے سے بھی تعاون حاصل کیا جاسکتا ہے مگر بوری میں چیرے ہر حال میں ڈالنے ہوں گے۔

میں ادبِ قرآن کا ہر حال میں کرتا رہوں

ہر گھڑی اے میرے مولیٰ تجھ سے میں ڈرتا رہوں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”کلامُ اللّٰہ“ کے آٹھ حروف کی نسبت سے مُتَفَرِّق 8 مدنی پھول

﴿۱﴾ قرآن مجید کو مجُردان و غُلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانے سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۳۹) ﴿۲﴾ قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔ (ایضاً) ﴿۳﴾ لُغْت و نَحْو و صرف (تینوں علوم) کا ایک (ہی) مرتبہ ہے، ان میں ہر ایک (علم) کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور ان سے اوپر علمِ کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ اور احادیث و مؤاعظ و دعوات

ماثورہ (یعنی قرآن واحادیث سے منقول دعائیں) فقہ سے اوپر اور تفسیر کو ان کے اوپر اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھئے۔ قرآن مجید جس صدوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۳-۳۲۴) ﴿۴﴾ کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعثِ ثواب ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۲، ص ۳۷۸) ﴿۵﴾ بے خیالی میں قرآن کریم اگر ہاتھ سے چھوٹ کر یا طاق وغیرہ پر سے زمین پر تشریف لے آیا (یعنی گڑبڑا) تو نہ گناہ ہے نہ کوئی کفارہ ﴿۶﴾ گستاخی کی نیت سے کسی نے معاذ اللہ عزوجل قرآن پاک زمین پر دے مارا یا بے نیت توہین اس پر پاؤں رکھ دیا تو کافر ہو گیا ﴿۷﴾ اگر قرآن مجید ہاتھ میں اٹھا کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر حلف یا قسم کا لفظ بول کر کوئی بات کی تو یہ بہت ”سخت قسم“ ہوئی اور اگر حلف یا قسم کا لفظ نہ بولا تو صرف قرآن کریم ہاتھ میں اٹھا کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر بات کرنا نہ قسم ہے نہ اس کا کوئی کفارہ۔ (فتاویٰ رضویہ، مَحْرَجہ ج ۱۳ ص ۵۷۴-۵۷۵، مُلَخَّصًا) ﴿۸﴾ اگر مسجد میں بہت سارے قرآن پاک جمع ہو گئے اور سب استعمال میں نہیں آرہے، رکھے رکھے بوسیدہ ہو رہے ہیں تب بھی انہیں ہدیہ دے کر (یعنی بیچ کر) ان کی قیمت مسجد میں صرف نہیں کر سکتے۔ البتہ ایسی صورت میں وہ قرآن پاک دیگر مساجد و مدارس میں رکھنے کیلئے تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، مَحْرَجہ ج ۱۶ ص ۱۶۴، مُلَخَّصًا)

ہر روز میں قرآن پڑھوں کاش خدایا

اللہ! تلاوت میں مرے دل کو لگا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”مدینہ“ کے پانچ حُرُوف کی نسبت سے ایصالِ ثواب کے

5 مدنی پھول

﴿۱﴾ سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مشکبار ہے: مردہ کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے اور جب کسی کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے) سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے، زندوں کا ہدیہ (یعنی تحفہ) مَرْدُوں کیلئے ”دعائے مغفرت کرنا ہے“۔ (شُعَبُ الْإِيمَان ج ۶ ص ۲۰۳ حدیث ۷۹۰۵) ﴿۲﴾ طَبَسَ انی میں ہے: ”جب کوئی شخص میت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام اسے تُورانی طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ”اے قبر

والے! یہ ہدیہ (تحفہ) تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر۔“ یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔
(الْمُعْجَمُ الْأَوْسَطُ لِلطَّبْرَانِيِّ ج ۵ ص ۳۷۷ حدیث ۲۵۰۴ دار الفکر بیروت)

قبر میں آہ! گھپ اندھیرا ہے
فضل سے کردے چاندنا یارب!

﴿۳﴾ تلاوتِ قرآن کے ساتھ ساتھ فرض، واجب، سنت، نفل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیان، درس، مدنی قافلے میں سفر، مدنی انعامات، نیکی کی دعوت، دینی کتاب کا مطالعہ، مدنی کاموں کیلئے انفرادی کوشش وغیرہ ہر نیک کام کا ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔

ایصالِ ثواب کا طریقہ

﴿۴﴾ ”ایصالِ ثواب“ کوئی مشکل کام نہیں صرف اتنا کہدینا یا دل میں نیت کر لینا بھی کافی ہے کہ مَثَلُ يَا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو قرآن پاک پڑھا (یا فلاں فلاں عمل کیا) اس کا ثواب میری والدہ مرحومہ کو پہنچا۔“ اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ثواب پہنچ جائے گا۔

فاتحہ کا طریقہ

﴿۵﴾ آج کل مسلمانوں میں خصوصاً کھانے پر جو فاتحہ کا طریقہ رائج ہے وہ بھی بہت اچھا ہے، اس دوران تلاوت وغیرہ کا بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ جن کھانوں کا ایصالِ ثواب کرنا ہے وہ سارے یا سب میں سے تھوڑا تھوڑا کھانا نیز ایک گلاس میں پانی بھر کر سب کچھ سامنے رکھ لیجئے۔ اب ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھ کر ایک بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبِدُوا مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۝
وَلَا أَنْتُمْ عِبِدُوا مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝

تین بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

ایک بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

ایک بار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

ایک بار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

ایک بار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْم ۝ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۚ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

پڑھنے کے بعد یہ پانچ آیات پڑھیے:

﴿۱﴾ وَالْهُمُّلَةُ وَاحِدٌ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿۳۳﴾ (پ ۲ البقرة: ۱۶۳)

﴿۲﴾ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۱﴾ (پ ۸ الاعراف: ۵۶)

﴿۳﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿۷۷﴾ (پ ۱ الانبياء: ۱۰۷)

﴿۴﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۲۲﴾ (پ ۲ الاحزاب: ۴۰)

﴿۵﴾ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۱﴾

(پ ۲۲ الاحزاب: ۵۶)

اب دُرود شریف پڑھئے:

اس کے بعد پڑھئے:

سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸۲﴾

اب ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھانے والا بلند آواز سے ”الفاتحہ“ کہے۔ سب لوگ آہستہ سے سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ اب فاتحہ پڑھانے والا اس طرح اعلان کرے: ”آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اُس کا ثواب مجھے دیدیتے“۔ تمام حاضرین کہہ دیں: ”آپ کو دیا۔“ اب فاتحہ پڑھانے والا ایصالِ ثواب کر دے۔

ایصالِ ثواب کیلئے دعا کا طریقہ

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھا گیا (اگر کھانا وغیرہ ہے تو اس طرح سے بھی کہئے) اور جو کچھ کھانا وغیرہ پیش کیا گیا ہے بلکہ آج تک جو کچھ ٹوٹا پھوٹا عمل ہو سکا ہے اس کا ثواب ہمارے ناقص عمل کے لائق نہیں بلکہ اپنے کرم کے شایانِ شان مرحمت فرما۔ اور اسے ہماری جانب سے اپنے پیارے محبوب، دانا عَزَّوَجَلَّ بصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تَوَسُّط سے تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ تمام اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی جناب میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تَوَسُّط سے سیدنا آدم صَفِیُّ اللہ علی نبینا وعلیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے لیکر اب تک جتنے انسان و جنات مسلمان ہوئے یا قیامت تک ہوں گے سب کو پہنچا۔ اس دوران جن جن بزرگوں کو خصوصاً ایصالِ ثواب کرنا ہے ان کا نام بھی لیتے جائیے۔ اپنے ماں باپ اور دیگر رشتے داروں اور اپنے پیرو مرشد کو بھی ایصالِ ثواب کیجئے۔ (نوت شدگان میں سے جن جن کا نام لیتے ہیں ان کو خوشی حاصل ہوتی ہے) اب حسب معمول دعا ختم کر دیتے۔ (اگر تھوڑا تھوڑا کھانا اور پانی نکالا تھا تو وہ کھانوں اور پانی میں واپس ڈال دیتے)

ثواب اعمال کا میرے تو پہنچا ساری اُمت کو

مجھے بھی بخش یا رب بخش اُن کی پیاری اُمت کو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”کنز الایمان“ اور ”دعوتِ اسلامی“

قرآن مجید و فرقانِ حمید کے تراجم کا سلسلہ فارسی زبان سے شروع ہوا جو تادم تحریر اردو، انگلش، فرانسیسی، بنگلہ، سندھی، گجراتی، پشتو، پنجابی سمیت 100 سے زائد زبانوں تک پھیل چکا ہے۔ کئی زبانیں تو ایسی ہیں کہ ان میں ایک سے زائد تراجم موجود ہیں، صرف اردو زبان میں اب تک متعدد تراجم منظرِ عام پر آچکے ہیں، اور ان تراجم میں جو فضل و کمال چودھویں صدی ہجری کے مجددِ دین و ملت، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، پروانہٴ شمعِ رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ ترجمہ کرنا اتنا آسان نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے کیونکہ ترجمہ اصل کتاب کا گویا وجودِ ثانی ہوتا ہے، پھر ”کتاب اللہ“ کا ترجمہ کرنا تو اور بھی مشکل ہے۔ ”ترجمہ قرآن“ کو معتبر قرار دینے کے لئے عموماً ان امور کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے: (۱) مترجم کی وجاہتِ علمی (۲) اندازِ بیان کی شستگی (۳) حقِ ترجمانی کی ادائیگی (۴) شریعت کی پاسداری، الحمد للہ عزوجل کنز الایمان میں یہ سب خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ صاحبِ کنز الایمان اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن عقائد، کلام، تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تصوف، سلوک، ادب، لغت، تاریخ، مناظرہ، تفسیر، توفیق، ہیئت جیسے کم و بیش 55 علوم پر عبور رکھنے والے ماہرِ عالم و مفتی اور فقیہ تھے کہ درجنوں علوم و فنون پر آپ کی سینکڑوں تصانیف موجود ہیں، آپ کی تصانیف مبارکہ میں آپ کی علمی وجاہت، فقہی مہارت اور تحقیقی بصیرت کے جلوے دکھائی دیتے ہیں، بالخصوص 30 ضخیم جلدوں، تقریباً بائیس ہزار (22000) صفحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سوالات کے جوابات اور دو سو چھ (206) رسائل پر مشتمل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ”فتاویٰ رضویہ“ تو خیر فقہ میں غوطہ لگانے والوں کے لئے آکسیجن کا کام دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کنز الایمان میں قرآن پاک کے مطالب و معانی کو اردو زبان میں منتقل کرنے کے لئے ان الفاظ و محاورات کا خصوصیت کے ساتھ استعمال کیا جو آپ کے دور میں رائج تھے۔ ترجمے کا مقصد مرادِ متکلم (یعنی کلام کرنے والے کی مراد) کو واضح کرنا ہے نہ کہ محض ایک زبان کے جملے کو دوسری زبان میں بدل دینا، کنز الایمان اس حسنِ معنوی سے بخوبی آراستہ ہے۔ اپنے تو ایک طرف رہے غیروں نے بھی سخت مخالفت کے باوجود اعتراف کیا ہے کہ اول تا آخر کنز الایمان میں ایک بھی لفظ خلافِ شریعت نہیں بلکہ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب آیت میں اللہ رب العزت کا ذکر پاک آیا تو ترجمہ کرتے وقت اُس کی عظمت و کبریائی پیشِ نظر رہی، اور جب انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ ہوا تو مقامِ رسالت کے شایانِ شان الفاظ لکھے گئے۔

ترجمہ کنز الایمان کب اور کیسے لکھا گیا؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 52 صفحات پر مشتمل رسالے ”تذکرہ صدر الشریعہ“ صفحہ 17 پر شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاء قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کچھ یوں لکھتے ہیں: صحیح اور اغلاط سے مُبرّأ، احادیثِ نبویہ و اقوالِ ائمہ کے مطابق ایک ترجمہ قرآن کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزۃ کے مرید و خلیفہ صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے غالباً ۱۳۳۰ھ میں ترجمہ قرآن پاک کے لئے اعلیٰ حضرت کی بارگاہِ عظمت میں درخواست پیش کی تو ارشاد فرمایا: ”یہ تو بہت ضروری ہے مگر چھپنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی طباعت کا کون اہتمام کرے گا؟ باوضو کا پیوں کو لکھنا، باوضو کا پیوں اور حروف کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ اعراب نقطے یا علامتوں کی بھی غلطی نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہو جانے کے بعد سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ پر لیس مبین ہمہ وقت با وضو رہے، بغیر وضو نہ پتھر کو چھوئے اور نہ کاٹے، پتھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور چھپنے میں جو جوڑیاں نکلی ہیں ان کو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ”إن شاء اللہ عزوجل جو باتیں ضروری ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی، بالفرض مان لیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہو سکا تو جب ایک چیز موجود ہے تو ہو سکتا ہے آئندہ کوئی شخص اس کے طبع کرنے کا انتظام کرے اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے میں کوشش کرے اور اگر اس وقت یہ کام نہ ہو سکا تو آئندہ اس کے نہ ہونے کا ہم کو بڑا افسوس ہوگا۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس معرض کے بعد ترجمے کا کام شروع کر دیا گیا۔ ترجمے کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزۃ زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو لکھتے رہتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے کتبِ تفسیر و لغت کو ملاحظہ فرماتے بعدہ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ (بغیر سوچے) ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوتِ حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریفِ روانی سے پڑھتا جاتا ہے۔ پھر جب حضرت صدر الشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین رحمہم اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمے کا کتبِ تفسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزۃ کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفسیرِ معتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔ الغرض اسی قلیل وقت میں یہ ترجمہ کام ہوتا رہا۔ بحمد اللہ تعالیٰ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مساعیٰ جمیلہ سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور ایک سال سے بھی کم مدت میں ”ترجمہ کنز الایمان“ مکمل ہو گیا، یوں مسلمانوں کی کثیر تعداد

مُجِدِّ اعْظَم، امامِ اہلسنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّة کے لکھے ہوئے قرآنِ پاک کے صحیح ترجمے ”کنز الایمان“ سے مُستفید ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (یعنی صدر الشریعہ) کی آج بھی ممنون ہے۔

آج کی دنیا

آج ذرائعِ ابلاغ اتنے تیز رفتار ہو چکے ہیں کہ ساری دنیا گویا ایک گھرانے کی مثل ہو گئی ہے، اس کے کسی بھی گوشے میں کوئی واقعہ ہو، پوری دنیا کے لوگ اُسی وقت اُس سے آگاہ ہو جاتے ہیں جیسے کہ ایک گھر کے دو کمروں کا معاملہ ہو۔ صبح کے وقت پیدا ہونے والا فتنہ شام تک پل کر ایسا جوان ہو چکا ہوتا ہے کہ اُس سے مقابلہ دُشوار ہو جاتا ہے۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں جبکہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کو علمِ دین سکھانے کے نام پر ایمان کی دولت کو لوٹنے اور کردار کی عظمت کو داغدار کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں، نیز قرآنِ فہمی کے نام پر مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات سے دور سے دُور کرتے چلے جا رہے ہیں لہذا باطل کو مٹانے کے لئے اور حق کا اُجالا پھیلانے کیلئے جدوجہد کرنے کی آج اشد ضرورت ہے۔ اس لئے جس سے جو بن پڑے احقاقِ حق کے لئے کوششیں کرے۔ اُردو بولنے والے مسلمانوں کو قرآنِ پاک سمجھ کر پڑھنے کے لئے ”کنز الایمان“ پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔ آج کی دُنیا دلائل کی دُنیا ہے اس لئے کنز الایمان کے امتیازی اوصاف کا چرچا کیا جائے تاکہ لوگوں کے دل و دماغ میں اس کی اہمیت راسخ ہو جائے۔ اس کی اہمیت کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ کنز الایمان کے نسخوں کو بھی عام کیا جائے، جن زبانوں میں کنز الایمان کا ترجمہ ہو چکا ہے اُن کی بھی تشہیر ہونی چاہئے۔

کنز الایمان کو عام کرنے کے ذرائع

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مُجِدِّ دین و مِلّت، حامی سُنّت، ماجی بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، امامِ عشق و محبت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کو لوگوں تک پہنچانے اور اُن میں مقبولِ عام بنانے کے لئے یہ ذرائع استعمال کئے جاسکتے ہیں: (1) بیانات (2) تحریرات (3) انفرادی کوشش (4) مساجد و مزارات میں رکھ کر (5) ویب سائٹس (6) تحفے (7) جہیز (8) اسکولز و کالجز اور جامعات (یونیورسٹیز) میں عام کرنا (9) فتاویٰ (10) جیل خانہ جات میں عام کرنا (11) ٹی وی چینل (12) ماہنامے (13) جرائد (14) کتابوں کی دُکانیں۔

1 ﴿بیانات﴾:

مُبلِّغین یا واعظین جب بھی بیان کریں تو دورانِ بیان پڑھی جانے والی آیات کا ترجمہ ”کنز الایمان“ سے پیش کریں اور یہ وضاحت بھی کر دیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کنز الایمان میں اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں یا کم از کم ترجمہ بولنے سے پہلے اتنا ضرور کہہ دے: ”ترجمہ کنز الایمان“۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ سننے والوں کو اس کا تعارف ہو جائے گا۔ اگر دورانِ بیان مختصر الفاظ میں کنز الایمان ہدیہ لے کر پڑھنے کی ترغیب دلا دی جائے تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کچھ نہ کچھ اسلامی بھائی اسے حاصل کر ہی لیں گے اور یوں کنز الایمان کو عام کرنے میں مدد ملے گی۔ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کا برہنہ برس سے معمول ہے کہ اپنے بیانات میں آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ عموماً کنز الایمان ہی سے پیش کرتے ہیں اور سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کچھ اس انداز میں کرتے ہیں کہ سننے والے کے دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے اور ترجمہ اور مُترجم (یعنی ترجمہ کرنے والے) کی اہمیت و عظمت اس پر روشن ہو جائے، ان کے ترجمہ بیان کرنے کا انداز بارہا یہ سنا گیا ہے مثلاً اللہ تبارک و تعالیٰ پارہ ۲۵، سورۃ الثوری، آیت نمبر ۳۰ میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجدد دین و ملت، حامی سنت، حامی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، امام عشق و محبت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنے شہرہ آفاق ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ میں اس کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں: ”اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو مُعاف فرما دیتا ہے۔“ علاوہ ازیں آپ دامت برکاتہم العالیہ کے بیانات میں کنز الایمان ہدیہ حاصل کرنے کی ترغیب کچھ یوں سنی گئی ہے ”آپ ترجمہ قرآن لیں اور ضرور لیں مگر جب بھی لیں صرف و صرف کنز الایمان لیں کہ یہ ایک عاشقِ رسول اور ولی کامل کا ترجمہ ہے۔“ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مُبلِّغین بھی آپ دامت برکاتہم العالیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسی طرح کنز الایمان کا ڈنکا بجانے میں سرگرم عمل ہیں۔

2 ﴿تحریرات﴾:

کتاب، رسالہ، مقالہ، کسی کتاب کا ترجمہ یا کوئی سا مضمون لکھتے وقت تحریر کی جانے والی آیات کا ترجمہ کنز الایمان سے لکھنے کا التزام کر لیا جائے تو اس قلمی کاوش کو پڑھنے والا ہر شخص کنز الایمان سے مُتعارف ہو جائے گا لیکن یہ بات پیش نظر

رہے کہ ترجمے کی ابتداء میں یا اس آیت کا حوالہ دیتے وقت ترجمہ کنز الایمان لکھ دیا جائے تاکہ پڑھنے والا آسانی سے سمجھ جائے کہ اس آیت کا ترجمہ کنز الایمان سے لیا گیا ہے۔ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی کنز الایمان سے محبت صد کروڑ مرحبا! تحریر میں بھی آپ کا معمول ہے کہ آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ التزاماً کنز الایمان ہی سے پیش کرتے ہیں اور اسے واضح بھی کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سنی علماء پر مشتمل دعوتِ اسلامی کے علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کاموں پر مامور مجلس ”المدينة العلمية“ کی تمام کتب میں بھی آیات کا ترجمہ کنز الایمان سے مع تصریح نام پیش کیا جاتا ہے۔^(۱)

﴿3﴾ انفرادی کوشش:

اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے اسلامی بھائیوں کو قرآن پاک کا ترجمہ ”کنز الایمان“ پڑھنے کی ترغیب دی جائے اس طرح ”کنز الایمان“ کا تعارف انتہائی مؤثر انداز میں ہوگا۔

﴿4﴾ مساجد و مزارات میں رکھنا:

مکمل صورت میں مساجد و مزارات کے اندر کنز الایمان ہونا چاہئے اس طرح نمازی اور زائر اسلامی بھائی بھی کنز الایمان پڑھنے کی سعادت پاتے رہیں گے۔ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں ہر ذیلی حلقے^(۲) میں ”المدينة لائبریری“ کے قیام کا ہدف ہے، اس لائبریری کی مجوزہ کتب و رسائل میں کنز الایمان سرِ فہرست ہے، کئی علاقوں میں ان کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔

﴿5﴾ ویب سائٹس:

جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں انٹرنیٹ نے دنیا کو رابطے کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اس کے ذریعے ہم اپنا پیغام انتہائی کم وقت میں دنیا کے کونے کونے تک پہنچا سکتے ہیں۔ کنز الایمان کی تشہیر کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال بھی بہت مفید ہے، الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے اس معاملے میں بھی دعوتِ اسلامی نے اچھی پیش رفت کی ہے، دنیا بھر میں ”فیضِ رضا“ اور ”فیضانِ کنز الایمان“ کی دھو میں مچانے کے مقدس جذبے کے پیش نظر دعوتِ اسلامی نے اپنی ویب

①..... الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ اس مجلس کے تحت 8 شعبہ جات ہیں جن کی طرف سے تادم تحریر 192 سے زائد کتب طباعت کے مراحل سے گزر کر منظرِ عام پر آچکی ہیں جن میں ”جدالمتار علی رد المحتار“ اور ”بہارِ شریعت“ (تخریج شدہ) سرِ فہرست ہیں اور 19 کتب عنقریب منظرِ عام پر آجائیں گی۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

②..... ذیلی حلقہ دعوتِ اسلامی کی اصطلاح ہے، عموماً ہر مسجد ایک حلقہ ہوتا ہے جسے ذیلی حلقہ کہتے ہیں، جہاں مسجد نہ ہو وہاں کوئی مکان یا دکان کرائے پر لے کر یا مالک کی اجازت سے مدنی کام کی ترکیب بنائی جاتی ہے، صرف پاکستان میں 50 ہزار ذیلی حلقے بنانے کی کوشش ہے، ہر ذیلی حلقے میں روزانہ نمازِ فجر کے بعد مدنی حلقہ قائم کر کے اجتماعی طور پر تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان کا ہدف ہے۔

سائٹ www.dawateislami.net پر کنز الایمان شریف اور خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا تفسیری حاشیہ ”خزائن العرفان“ یونی کوڈ^(۱) میں پیش کیا ہے، اس کے علاوہ دعوتِ اسلامی کی ”مجلس آئی ٹی“ نے کنز الایمان مع خزائن العرفان کی ایک سافٹ ویئر CD بھی مکتبہ المدینہ سے جاری کی ہے۔

6 ﴿تحفہ﴾

جب بھی کسی اسلامی بھائی کو تحفہ دینے کی ترکیب ہو تو اُس میں دیگر تحائف کے علاوہ کنز الایمان بھی تحفہ میں پیش کیا جائے اس طرح آپ کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا خزانہ مُندرج ہونے کے ساتھ ساتھ کنز الایمان کا تعارف بھی ہو جائے گا۔

7 ﴿جہیز﴾

ہمارے ہاں عموماً جہیز میں قرآن پاک بھی دیا جاتا ہے، اگر ترجمے والا قرآن کریم کنز الایمان دیا جائے تو اس کی برکتیں سسرال والوں کو بھی ملیں گی۔ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ اسلامی بہنوں میں مدنی کام کے سلسلے میں دعوتِ اسلامی کے دنیا بھر میں مدنی حلقے، ہفتہ وار اجتماعات اور مُتَعَدِّد جامعۃ المدینہ للبنات اور مدرسۃ المدینہ للبنات قائم ہیں۔ اس کام کے لئے ”اسلامی بہنوں کی مجلس مشاورت“ بھی قائم ہے۔ اگست 2009ء کی کارکردگی کے مطابق پاکستان میں تقریباً 2511 اجتماعات ہوتے ہیں اور شرکاء کی تعداد تقریباً 162367 ہے جن میں وقتاً فوقتاً ترجمہ قرآن کنز الایمان کا مطالعہ کرنے اور جہیز میں دینے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔

8 ﴿اسکولز و کالجز اور جامعات میں عام کرنا﴾

با اثر شخصیات کو چاہئے کہ اسکولز و کالجز اور جامعات (یونیورسٹیز) کی لائبریریوں میں کنز الایمان رکھوانے کی ترکیب کریں۔ اسکولز و کالجز اور جامعات (یونیورسٹیز) میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے والے اساتذہ و پروفیسر حضرات اگر دورانِ تدریس کنز الایمان کے محاسن بیان کر کے اسے پڑھنے کی ترغیب دلائیں تو جہاں طلبہ قرآن پاک کی صحیح ترجمانی پائیں گے وہیں یہ سلسلہ کنز الایمان کی تشہیر میں بھی بہت معاون ہوگا۔ اسکولز و کالجز میں دعوتِ اسلامی کا مدنی کام کرنے والی مجلس ”شعبہ تعلیم“ ہے جو کہ کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ اور اساتذہ کو دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں سے متعارف کراتی ہے جس میں مدرسۃ المدینہ بالغان کا انعقاد بھی ہے جس کے ذریعے قرآن پاک صحیح قراءت کے ساتھ سکھایا جاتا ہے نیز موقع کی مناسبت سے کالج و یونیورسٹیز کے پرنسپل، پروفیسر، لیکچرار، دفتری عملہ اور طلبہ کو کنز الایمان کا تعارف

① کمپیوٹر کی اصطلاح میں یونی کوڈ ٹیکسٹ Unicode Text اس لکھائی کو کہتے ہیں جسے عموماً کسی بھی لکھائی والے سوفٹ ویئر میں Copy/Past کیا جاسکے۔

بھی کروایا جاتا اور تحفہ بھی پیش کیا جاتا ہے اس کے علاوہ پاکستان بھر میں درسِ نظامی کے لئے 112 سے زائد قائم جامعات المدینہ میں دیگر درجات کے ہزاروں طلبہ و طالبات کو بالعموم اور درجہ ثانیہ والوں کو بالخصوص ترجمہ کنز الایمان پڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

﴿9﴾ فتاویٰ:

مسلمانوں کی کثیر تعداد دینی مسائل میں شرعی رہنمائی کے لیے دارالافتاء سے رجوع کرتی ہے، اگر ہمارے مفتیانِ کرام ان فتاویٰ میں قرآنی آیات کو پیش کرتے ہوئے انہیں ترجمہ کنز الایمان سے مزین کر دیں تو اس سے بھی کنز الایمان کے عام ہونے کو ترویج ملے گی۔ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کے تحت پاکستان کے کئی شہروں میں دارالافتاء بنام ”دارالافتاء اہلسنت“ قائم ہیں جن میں جاری ہونے والے فتاویٰ میں عموماً قرآنی آیات کے تحت ترجمہ کنز الایمان لکھا جاتا ہے، اس کے علاوہ تَخْصُص فی الْفِقْہ (مفتی کورس) کرنے والے علما کے نصابی مطالعے میں ترجمہ کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

﴿10﴾ جیل خانوں میں عام کرنا:

معاشرے میں پائے جانے والے مختلف طبقات میں ایک طبقہ جیلوں میں بند قیدیوں کا بھی ہے اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ جیلوں میں ایسے لوگوں کی کثرت ہوتی ہے جو عموماً قرآن و سنت کی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں، اسی وجہ سے نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر قتل و غارت، فائرنگ، دہشت گردی، توڑ پھوڑ، چوری، ڈکیتی، زنا کاری، منشیات فروشی، جو اور نہ جانے کیسے کیسے جرائم میں مبتلا ہو کر بالآخر جیلوں میں بند ہوتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے، الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کی ”مجلس برائے جیل خانہ جات“ کی کوشش ہے کہ ان قیدیوں میں اچھے اخلاقیات و نظریات فروغ پائیں۔ اس سلسلے میں بہت کم مدت میں اس مجلس نے تادم تحریر پاکستان بھر کی 53 جیلوں میں مدنی حلقے قائم کئے ہیں، یہ مجلس مختلف جیلوں میں بیرکوں اور مساجد کا قیام بھی عمل میں لارہی ہے۔ ان مساجد اور بیرکوں میں مدرسۃ المدینہ بالغان اور مختلف کورسز مثلاً قاعدہ کورس، شریعت کورس، مدرس کورس وغیرہ ہیں جن میں تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھانے کے ساتھ ساتھ کنز الایمان کے حلقے لگائے جاتے ہیں جبکہ تادم تحریر 25 جیلوں کے اندر ”المدینہ لابھری“ کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے جن میں ترجمہ قرآن کنز الایمان بھی رکھا گیا ہے۔

﴿11﴾ ٹی وی چینل کے ذریعے:

الحمد لله عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی چینل پر دیگر سلسلوں (پروگرامز) کے ساتھ ساتھ ”فیضانِ کنز الایمان“ کے نام سے ایک سلسلہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔

﴿12,13﴾ ماہنامے و جرائد:

مختلف سنی جامعات و اداروں کی طرف سے ماہنامے و جرائد شائع کئے جاتے ہیں، مگر حضرات کو چاہئے کہ حسب موقع کنز الایمان پر مضامین لکھوا کر شائع کیا کریں اس طرح قارئین کبھی تو کنز الایمان کی تاریخی حیثیت سے واقف ہوں گے تو کبھی خصوصیات سے، کبھی اس کے بہترین اسلوب کی معرفت ملے گی تو کبھی اس کے فکری اثرات سے قلب و دماغ معطر کریں گے۔

﴿14﴾ کتابوں کی دکانیں:

الحمد لله عَزَّوَجَلَّ اس وقت دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے صرف پاکستان میں 300 سے زائد مکاتب و بستے ہیں جن کے ذریعے کنز الایمان کے لاکھوں نسخے فروخت ہو چکے ہیں جبکہ بیرون ملک میں مکتبۃ المدینہ کی تعداد اور کنز الایمان کی فروخت اس کے علاوہ ہے۔ دعوتِ اسلامی کے ملک اور بیرون ملک بے شمار ہفتہ وار اور لاتعداد تربیتی اجتماعات ہوتے ہیں جن میں کنز الایمان ہدیہ فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، دعوتِ اسلامی کے مختلف اجتماعات میں کنز الایمان کے نسخے کافی تعداد میں ہدیہ فروخت ہوتے ہیں، آج کل ٹیب میلوں کا بھی رواج ہے، ایسے مقامات پر مکتبۃ المدینہ کا بستہ لگا کر کنز الایمان اور علماء اہلسنت کی کتب ہدیہ فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

دعوتِ اسلامی کی مزید کاوشیں

الحمد لله عَزَّوَجَلَّ ”کنز الایمان“ کو عام کرنے کے سلسلے میں ”دعوتِ اسلامی“ نے مذکورہ بالا ذرائع کے علاوہ اور بھی کئی اقدامات کیے ہیں۔ اسی مقدس سلسلے کی ایک سنہری کڑی روزانہ کم از کم تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان پڑھنے والا ”مدنی انعام“ بھی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عاشقِ اعلیٰ حضرت قبلہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے لوگوں کو نیکیوں کا خوگر بنانے اور گناہوں سے ان کا پیچھا چھڑانے کے لیے ”مدنی انعامات“ کے نام سے سوائے جواباً ایک نظام الحیاة ترتیب دیا ہے جو کثیر مسلمانوں میں رائج ہے۔ ان میں سے بعض سوالات کا تعلق روزانہ کے معمولات سے، بعض کا ہفتے سے، بعض کا ماہانہ سے اور بعض کا سالانہ سے ہے۔ اسلامی بھائیوں کے لئے 72، اسلامی بہنوں

کے لئے 63، طلبہ علم دین کے لئے 92، دینی طالبات کے لئے 83 اور مدنی متوں اور مدنی متیوں کے لئے 40 جبکہ خصوصی اسلامی بھائیوں (یعنی گونگے بہروں) کے لئے 27 مدنی انعامات ہیں۔ ان میں مطالعہ کے لئے سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزیز کی تصنیفِ لطیف ”تمہید الایمان“، علمائے حریمِ طہیین کے فتاویٰ کا مجموعہ ”حسام الحرمین“، خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ العزیز کی ”بہارِ شریعت“ کے مخصوص ابواب اور امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ”منہاج العابدین“ کے منتخب ابواب شامل ہیں۔ کسی مستند سنی عالم دین کی اسلامی کتاب کے بارہ (۱۲) منٹ مطالعے کے علاوہ کنز الایمان سے کم از کم تین آیات (مع ترجمہ و تفسیر) کی تلاوت کا تعلق روزانہ کے مدنی انعامات سے ہے۔

”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے“ کے مدنی مقصد کے حصول کے لئے مدنی قافلے 3 دن، 12 دن، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے ایک قریہ سے دوسرے قریہ، ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرتے رہتے ہیں ان کے جدول میں روزانہ نماز فجر کے بعد اجتماعی طور پر تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان ہوتی ہے۔

مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

کنز الایمان کے صد سالہ جشن کے موقع پر امیرِ اہلسنت

کا ایک اہم مکتوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ طسگ مدینہ محمد الیاس عطار قادری رضوی عفی عنہ کی جانب سے دعوتِ اسلامی (ہند) کی 12 کابیناؤں کے اراکین نیز تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی خدمتوں میں مدینۃ المرشد بریلی شریف کی فضاؤں میں گھومتا ہوا، مزارِ اعلیٰ حضرت کو چومتا ہوا، جھومتا ہوا، خوشگوار و ہر بہارِ سلام،

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ الحمد للّٰہ ربّ العلمین علی کُلّ حال

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

جُمْلہ اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو 25 مرتبہ ”یومِ رضا“ مبارک ہو۔

الحمد للّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس سال صد سالہ جشنِ کنز الایمان کی دھوم دھام ہے۔ یقیناً میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، ولیّ

نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجددِ دین و ملت، حامی سنت، حامی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، امامِ عشق و محبت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا ”ترجمہ قرآن کنز الایمان“ اردو کے تمام تراجم پر فائق ہے۔ یہ ترجمہ تحت اللفظ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف مستند تفاسیر کا مجموعہ بھی ہے، جہاں کنز الایمان کے ہر ہر لفظ سے ربُّ الارباب عزَّوَجَلَّ کے احترام و آداب کے سونے پھوٹے ہیں، وہاں شاہِ خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و اکرام کے چشمے بھی اُبل رہے ہیں، معارفِ قرآنی اور الفتِ ربّانی و شہنشاہِ زمانی سے اپنے قلوب کو نورانی بنانے کیلئے کنز الایمان شریف کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریکِ دعوتِ اسلامی کی طرف سے باعمل بنانے کیلئے اسلامی بھائیوں کو 72، اسلامی بہنوں کو 63 نیز طلبہ کو دیئے ہوئے 92 ”مدنی انعامات“ میں سے مدنی انعام نمبر 20 کے مطابق ہر دعوتِ اسلامی والے اور والی کو کنز الایمان شریف سے روزانہ کم از کم تین آیات کا ترجمہ اور خزانِ العرفان یا نور العرفان سے اس کی تفسیر پڑھنی ہوتی ہے۔ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں کئی ایسے اسلامی بھائی اور اسلامی بہن ملیں گے جو کہ کنز الایمان شریف مع تفسیر کے مکمل مطالعے سے مُشرف ہوں گے۔ جنہوں نے ابھی تک مکمل مطالعہ نہیں کیا اُن سب کی خدمتوں میں مدنی التجاء ہے کہ صد سالہ جشنِ کنز الایمان کے مبارک موقع پر حُصولِ ثواب کی نیت سے مطالعے کی تکمیل کا مُصمَّم عزم فرمائیں۔ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگرانِ سلمۃ الرحمن کو بھی میں نے درخواست کی ہے کہ خیر حضرات سے ترکیب بنا کر ہدیہِ مُعینہ سے آدھی قیمت پر اس صد سالہ جشنِ کنز الایمان کے مبارک موقع پر گھر گھر کنز الایمان شریف کو داخل کرنے کی مہم چلائیں۔ الحمد للہ عزوجل وہ اس امر میں ساعی ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ مدنی کام ساری دنیا میں عام کرنا ہے، کہ ہمارا مدنی مقصد بھی ہے: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے“ (ان شاء اللہ عزوجل)۔ الحمد للہ عزوجل تادمِ تحریر دعوتِ اسلامی کا مدنی پیغام دنیا کے کم و بیش 66 ممالک میں پہنچ چکا ہے۔ ہر ہر ملک میں ممکنہ حد تک کنز الایمان شریف مسلمانوں کے گھروں میں داخل کرنا ہے۔ اسی ضمن میں ہند کے اسلامی بھائیوں کی خدمتوں میں بھی مدنی التجاء ہے کہ آپ بھی اٹھئے، ہمت کیجئے اور صد سالہ جشنِ کنز الایمان کے اس مدنی موقع پر اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ کنز الایمان شریف کو گھر گھر عام کرنے پر کمر بستہ ہو جائیے۔ کنز الایمان شریف مُعینہ ہدیہ سے آدھے دام میں فروخت کر کے مالی کمی مُخیر اسلامی بھائیوں سے اسی مد میں چندہ لیکر پوری کیجئے۔ میری خواہش ہے کہ عرسِ رضوی کے بابرکت موقع پر مدینۃ المرشد

بریلی شریف میں دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی جانب سے بہت بڑا بستہ لگایا جائے اور اُس پر کنز الایمان شریف آدھے حدیثیہ بلکہ صرف ”ڈبل 25“ (یعنی 50) روپے میں فراہم کیا جائے۔ رعایتی حدیثیہ پر فروخت کئے جانے والے کنز الایمان شریف کے ہر نسخے پر برائے کرم! اس جملے کی مہربنا کر کم از کم تین جگہ لکوا دیجئے، (چٹ چھاپ کر بھی لگائی جاسکتی ہے): ”صد سالہ جشن کنز الایمان کے موقع پر دیا جانے والا کنز الایمان شریف کا نسخہ رعایت پر خرید کر زیادہ دام پر فروخت مت کیجئے۔“ یہ ذہن میں رہے کہ اگرچہ کنز الایمان شریف کا گھر میں تشریف فرما ہونا باعثِ برکت ہے مگر اس کو پڑھنا سعادت بالائے سعادت، ایمان کی طراوت، سنّت پر استقامت، اعمالِ حسنہ پر مداومت، سوالاتِ قبر میں استقامت اور نجاتِ آخرت اور دخولِ جنت کا ذریعہ ہے۔ لہذا پڑھنے کی بھی برابر ترغیب جاری رکھئے۔ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کاسینوں کا اکلوتا اور مقبول عام مدنی چینل بھی بالخصوص ”ماہِ رضا“ میں فیضانِ رضا کے عنوان سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاکیزہ حالات، آپ کے سیرت کے روح پرور واقعات اور ایمان افروز ارشادات کے مدنی پھول لئے بیک وقت روزانہ دنیا کے ہزاروں گھروں میں T.V. اور انٹرنیٹ کے ذریعے داخل ہو کر لاکھوں مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو مہکار رہا ہے اور یوں دنیا میں ہر طرف مسلکِ اعلیٰ حضرت کی دھومیں مچا رہا ہے۔

والسلام مع الکرام



۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

غیبت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے

ہم تو غیبت کریں نہ سنیں

ایک چپ سو سکھ

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
ظہار کا کفارہ				بوڑھی عورتوں کا پردے میں رہنا بہتر ہے				غضب کا بیان			
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ	۲۸	المجادلة	۴	وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ	۱۸	النور	۶۰	وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ	۲	البقرة	۱۸۸
لعان کا بیان				عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم ہے				ذبح کا بیان			
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ	۱۸	النور	۴	وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ	۲۲	الاحزاب	۳۳	وَمَا أَهْلٌ لِّغَيْرِ اللَّهِ بِهِ	۶	المائدة	۳
فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ	۱۸	النور	۶	کن لوگوں سے پردہ کا حکم نہیں				فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ	۸	الانعام	۱۱۸
أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ	۱۸	النور	۸	وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ	۱۸	النور	۳۱	وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ	۸	الانعام	۱۲۱
عدت کا بیان				گھر میں آنے جانے کے آداب				وہ جانور جو حرام ہیں			
إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ	۲۸	الطلاق	۱	لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ	۱۸	النور	۲۷	إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ	۲	البقرة	۱۷۳
طلاق والی کی عدت				لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ	۱۸	النور	۲۹	حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ	۶	المائدة	۳
وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ	۲	البقرة	۲۲۸	لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ	۱۸	النور	۵۸	غیر خدا کی طرف نسبت کرنے سے جانور			
فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ	۲۸	الطلاق	۴	وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ	۱۸	النور	۵۹	حرام نہیں ہوتے			
بیوہ عورتوں کی عدت				مخلوط تعلیم منع ہے				مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ	۷	المائدة	۱۰۳
وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ	۲	البقرة	۲۳۴	وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ	۱۸	النور	۳۱	جان بچانے کی خاطر حرام چیزیں			
خلوت سے پہلے طلاق دینے پر عدت نہیں				وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ	۲۲	الاحزاب	۳۳	کھا سکتے ہیں			
إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ	۲۲	الاحزاب	۴۹	وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا	۲۲	الاحزاب	۵۳	فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ	۲	البقرة	۱۷۳
سوگ کا بیان				قُلْ لَا زَوْجَ لَكُمْ وَبَيْنَكُمْ	۲۲	الاحزاب	۵۹	فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ	۸	الانعام	۱۴۵
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا	۲	البقرة	۲۳۵	امانت کا بیان				فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ	۱۲	النحل	۱۱۵
نفاق کا بیان				فَلْيَوِّدِ الَّذِي أُوتِئِمْنَ أَمَانَتَهُ	۳	البقرة	۲۸۳	قسم کا بیان			
الْمُؤَلَّدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ	۲	البقرة	۲۳۳	إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَوَدُّوا	۵	النساء	۵۸	وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً	۲	البقرة	۲۲۴
أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ	۲۸	الطلاق	۶	الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا	۹	الانفال	۲۷	لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ	۲	البقرة	۲۲۵
لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ	۲۸	الطلاق	۷	وَالَّذِينَ هُمْ لَا مُسْتَبِطُهُمْ	۱۸	المؤمنون	۸	إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ	۳	ال عمران	۷۷
زینت کا بیان				اجارہ کا بیان				لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ	۷	المائدة	۸۹
زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ	۳	ال عمران	۱۴	أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَنِي حَجَجٍ	۲۰	القصاص	۲۷	وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ	۱۲	النحل	۹۱
خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ	۸	الاعراف	۳۱	اکراہ کا بیان				وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ	۱۲	النحل	۹۴
پردہ کا بیان				مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ	۱۴	النحل	۱۰۶	لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ	۱۸	النور	۲۲
يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ	۱۸	النور	۳۰	وَلَا تَكْرَهُوا فَتْيَتَكُمْ	۱۸	النور	۳۳	اتَّخِذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	۲۸	المجادلة	۱۶
قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ	۱۸	النور	۳۱	حجر (تصرفات سے روکنے) کا بیان				جھوٹی قسم کی مذمت			
يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَّ	۲۲	الاحزاب	۵۹	لَا تَقُولُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالُكُمْ	۴	النساء	۵	يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ	۳	ال عمران	۷۷

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
نیک نہ کرنے پر قسم کھانے کی ممانعت	۲۲۳	البقرہ	۲	لین دین کے معاملات میں لکھنے کی ترغیب	۲۸۲	البقرہ	۳	وَأَمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوُوا	۱۷	الحج	۳۱
وَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ عُرْضَةً	۲۲۳	البقرہ	۲	مَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ	۲۸۲	البقرہ	۳	رَاهِ خُدا میں سفر کرنا	۱۷	الحج	۳۱
وَلَا يَأْتِلْ أُولَؤُلَا الْفَضْلِ	۲۲	النور	۱۸	فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ	۱۲۲	التوبة	۱۱	نیک کی ترغیب دلانا (انفرادی کوشش)	۱۲۵	النحل	۱۲۵
قسم پوری کرنے کا حکم	۹۱	النحل	۱۲	وَأِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ	۵۸	النساء	۵	وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ	۲۳	المائدة	۲۳
وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ	۹۱	النحل	۱۲	فَأَحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ	۲۶	ص	۲۳	قضا کا بیان	۲۶	ص	۲۳
قسم کا کفارہ	۸۹	المائدة	۷	وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ	۳۸۲	البقرہ	۳	گواہی کا بیان	۳۸۲	البقرہ	۳
فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ	۸۹	المائدة	۷	وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ	۳۸۳	البقرہ	۳	وکالت کا بیان	۱۹	الكهف	۱۹
قَدْ قَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ	۲۸	التحریم	۲	وَأَمَّا أَنْفُسُكُمْ	۲۹	النساء	۵	کفالت کا بیان	۲۴	ال عمران	۲۴
مَنْ أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ	۳	البقرہ	۳	وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ	۲۹	النساء	۵	خودکشی کی ممانعت	۲۹	النساء	۵
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ	۲۱	الاحزاب	۲۳	وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ	۳۸	الشورى	۲۵	دم کرنے کا بیان	۳۹	ال عمران	۳۹
وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ	۳	البقرہ	۳	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا	۱۱	الحجرات	۲۶	اپنے نفس کا محاسبہ (کفر مدینہ)	۱۲	النحل	۱۲
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ	۷	المائدة	۷	وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ	۱۱	الحجرات	۲۶	اولئک کان عنه مسئولا	۱۵	بنی اسرائیل	۱۵
لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ	۱۸	النور	۳۷	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۱۸	الحشر	۲۸	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۲۸	الحشر	۲۸
یا کیزہ کمائی سے زکوٰۃ ادا کرو	۲۶۷	البقرہ	۳	قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا	۹	الشمس	۳۰	تجارت کی ممانعت	۱۲	النحل	۱۲
وَلَا تَيْمَمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ	۳	البقرہ	۳	وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ	۱۱	الحجرات	۲۶	تجارت کی ممانعت	۱۲	النحل	۱۲
تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲	وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ	۱۱	الحجرات	۲۶	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲
مَسَحَرِ الْبَحْرِ لِنَاكُلُوا مِنْهُ	۱۲	النحل	۱۲	وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ	۱۱	الحجرات	۲۶	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲
يُزْجَى لَكُمْ الْفَلَکَ	۶۶	بنی اسرائیل	۱۵	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۱۸	الحشر	۲۸	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲
وَلْتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ	۷	القصاص	۷	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۱۸	الحشر	۲۸	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲
تجارت اللہ عزوجل کا فضل ہے	۱۲	النحل	۱۲	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۱۸	الحشر	۲۸	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲
لِيَتَّبِعُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ	۱۵	بنی اسرائیل	۱۵	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۱۸	الحشر	۲۸	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲
وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ	۲۸	الجمعة	۱۰	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۱۸	الحشر	۲۸	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲
مرد و عورت دونوں تجارت کر سکتے ہیں	۳۲	النساء	۵	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۱۸	الحشر	۲۸	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲
لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ	۳۲	النساء	۵	وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ	۱۸	الحشر	۲۸	تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے	۱۲	النحل	۱۲

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ رَبُّكُمْ وَيَقُومُوا اسْتَغْفِرُوا رَبُّكُمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ يَسْتَغْفِرُونَ رَبُّكُمْ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبُّكُمْ	۵	النساء	۶۴	رَجَا کابیان			
وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ	۹	الانفال	۳۳	لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ	۲۴	الزمر	۵۳
وَأَنْ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ	۱۱	هود	۳	وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي	۲۵	الشوری	۵
وَيَقُومُوا اسْتَغْفِرُوا رَبُّكُمْ	۱۲	هود	۵۲	مَحَبَّت، شوق اور رضائے الہی کا بیان			
بِأَلْسِنَتِهِمْ يَسْتَغْفِرُونَ	۲۶	الذّٰرِیّت	۱۸	وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا	۲	البقرة	۱۶۵
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبُّكُمْ	۲۹	نوح	۱۰	يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ	۶	المائدة	۵۴
				رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ	۷	المائدة	۱۱۹
				أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ	۱۰	التوبة	۲۴
				وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ	۱۰	التوبة	۷۲
				تَوَكَّلْ کابیان			
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ	۲	البقرة	۲۲۲	فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ	۴	ال عمران	۱۵۹
إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ	۴	النساء	۱۷	فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ	۵	النساء	۸۱
فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ	۶	المائدة	۳۹	وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	۱۰	الانفال	۴۹
ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا	۹	الاعراف	۱۵۳	إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ	۱۲	هود	۵۶
ثُمَّ تَوَبَّوْا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ	۱۱	هود	۳	وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي	۱۹	الفرقان	۵۸
إِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ	۱۶	طه	۸۲	وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ	۱۹	الشعراء	۲۱۷
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ	۱۹	الفرقان	۷۰	فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	۲۰	النمل	۷۹
وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ	۲۵	الشوری	۲۵				
تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا	۲۸	التحریم	۸				
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ	۱۶	مریم	۶۰				
فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا	۲۴	المؤمن	۷				
وَمَنْ لَمْ يَتُبْ	۲۶	الحجرات	۱۱				
				تَفَكَّرْ کابیان			
إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ	۹	الانفال	۲	كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ	۲	البقرة	۲۱۹
هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ	۱۸	المؤمنون	۵۷	إِنْ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ	۴	ال عمران	۱۹۰
يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ	۱۴	النحل	۵۰	وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ	۴	ال عمران	۱۹۱
يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ	۱۸	النور	۳۷	هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى	۷	الانعام	۵۰
يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا	۲۱	السجدة	۱۶	أَوْ لَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ	۲۱	الروم	۸
وَيَخْشَى اللَّهَ وَيَتَّقِيهِ	۱۸	النور	۵۲	مُتَشَى وَفَرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا	۲۲	سبا	۴۶
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبِ	۲۶	ق	۳۳				
إِنَّا كُنَّا قَبْلَ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ	۲۷	الطور	۲۶				
إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا	۲۹	الدھر	۱۰				
				مسلمان مرد و عورت کے اوصاف			
يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ	۲۲	فاطر	۱۵	إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ	۲۲	الاحزاب	۳۵
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ	۲۶	محمد	۳۸				
				گناہوں سے اجتناب			
				اچھی محبت			

۳۳	خم السجدة	۲۴	إِذْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ	۲۱۵	البقرة	۲	فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ	۲۸	الكهف	۱۵	وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ
				۲۶۵	البقرة	۳	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ	۱۱۹	التوبة	۱۱	كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ
مسلمان کی عیب پوشی				۹۲	ال عمران	۴	فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ	بری صحبت			
۱۲	النور	۱۸	لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ	۱۰۰	النساء	۵	فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ	۱۳۰	النساء	۵	فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ
۱۲	الحجرات	۲۶	لَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ	۵۲	الانعام	۷	وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت
گفتگو کے آداب				۱۸	ق	۲۶	مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ	۶۸	الانعام	۷	فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ
۸۳	البقرة	۱	وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا	خشوع و خضوع کا بیان				۲۸	المجادلة	۲۲	لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
۲۶۳	البقرة	۳	قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ	۲	المؤمنون	۱۸	هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشْعُونَ	اللہ عزوجل کے لئے دوستی کرنا			
۶۳	الفرقان	۱۹	إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ	۶۳	الفرقان	۱۹	عِبَادَ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ	۵۱	المائدة	۶	لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى
۱۸	لقمن	۲۱	وَلَا تُصْعِرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ	نیکیوں کا اجر				۶۷	الزخرف	۲۵	أَلَا خَلَاءَ يَوْمَئِذٍ يَعْضُّهُمْ
سچ کا بیان				۱۴	ال عمران	۳	وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَاِبِ	۲۸	الممتحنة	۱	لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي
۱۱۹	المائدة	۷	يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ	الآیہ	سورہ	پارہ	آیت	دوستی کا نسخہ			
				۱۱۵	ال عمران	۴	وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ	۳۳	خم	۲۴	إِذْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
				۱۱۵	هود	۱۲	لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ		السجدة		
سلام و جواب کے آداب				۲۴	الرعد	۱۳	سَلِّمْ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ	اللہ عزوجل کے لئے دشمنی کرنا			
۸۶	النساء	۵	وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا	۹۶	النحل	۱۴	صَبَرُوا أَجْرُهُمْ بِأَحْسَنِ	۲۳	التوبة	۱۰	لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَ كُفٍّ
گھر میں داخلے کے آداب				۴۶	الكهف	۱۵	خَيْرٍ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا	۲۲	المجادلة	۲۸	لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
۲۷	النور	۱۸	لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ	۶۴	العنكبوت	۲۱	إِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ	۱	الممتحنة	۲۸	لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي
۶۱	النور	۱۸	فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا	۲۰	المزمل	۲۹	تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ	صلح کا بیان			
اخلاص کا بیان				۷	الزلزال	۳۰	فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ	۱۱۴	النساء	۵	لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ
۱۴۶	النساء	۵	أَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ	نیکی و پرہیزگاری پر امانت				۱۲۸	النساء	۵	وَأَنَّ امْرَأَةً خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا
۳	الزمر	۲۳	أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ	۲	المائدة	۶	تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ	۹	الحجرات	۲۶	وَأَنَّ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
۵	البينة	۳۰	إِلَّا لِيُعْبَدَ اللَّهُ مُخْلِصِينَ	وسعتِ رزق				۱۰	الحجرات	۲۶	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ
صبر کا بیان				۳۹	سبا	۲۲	إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ	نیت کا بیان			
۴۵	البقرة	۱	وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ	کسبِ حلال							
۱۵۳	البقرة	۲	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا	۱۰	الجمعة	۲۸	فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ				
صبر ہمت والے کاموں میں سے ہے				اخوت							
۴۳	الشورى	۲۵	وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ	۱	الانفال	۹	أَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ				
صبر کا بدلہ جنت ہے				۱۰	الحجرات	۲۶	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ				
۱۲	الذھر	۲۹	جَزَاءُكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ جَنَّةٌ	برائی کو بھلائی سے ٹال							

صبر کرنے پر دگنا اجر ملتا ہے			غصہ پینے و علم کرنے کا بیان			یَعُصُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ ۱۸ النور ۳۰		
أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ ۲۰ القصص ۵۴			وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ ۴ الرعد ۱۳۴			وفائے عہد		
صبر کرنے والے کامیاب ہیں			صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ ۱۳ الرعد ۲۲			يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا ۶ المائدة ۱		
أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۱۸ المؤمنون ۱۱۱			إِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۲۵ الشورى ۳۷			مسکین سے حسن سلوک		
اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے			إِنْ تَعَفُّوا وَتَصْفَحُوا ۲۸ التغابن ۱۴			وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ ۱ البقرة ۸۳		
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۲ البقرة ۱۵۳			إِذْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۲۴ ختم السجدة ۳۴			وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۲ البقرة ۲۱۵		
اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کی مدد فرماتا ہے			درگزر کا بیان			وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ۵ النساء ۳۶		
فَصَبِرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا ۷ الانعام ۳۴			مَغْفِرَةً خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ ۳ البقرة ۲۶۳			یتامی کا احترام		
صبر اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ہو			وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۴ الرعد ۲۲			وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ ۱ البقرة ۸۳		
وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ ۱۳ الرعد ۲۲			فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ ۲۵ الشورى ۴۰			وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ ۲ البقرة ۲۱۵		
صبر کرنے والوں کے لئے بخشش			فَاجْرُهُ ۱۱ ہود ۱۲			وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ ۵ النساء ۳۶		
آیت پاره سورہ الآیہ			سوال کی مذمت			یتیم کا مال ظلماً کھانے کی ممانعت		
صبر کا بدلہ سلامتی ہے			لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِحْقَافًا ۳ البقرة ۲۷۳			وَأَتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۴ النساء ۲		
سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ۱۳ الرعد ۲۴			وَالِي رَبِّكَ فَارْغَبْ ۳۰ الانشراح ۸			إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ ۴ النساء ۱۰		
شکر کا بیان			آیت پاره سورہ الآیہ			یتیم کو جھڑکنے کی ممانعت		
وَأَشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا ۲ البقرة ۱۵۲			تہمت سے بچنا			فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۳۰ الضحیٰ ۹		
وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ ۲ البقرة ۱۷۲			وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ۱۸ النور ۴			حقوق کا بیان		
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۱۳ ابرہیم ۷			إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ ۱۸ النور ۲۳			والدین کے حقوق		
وَأَشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ ۱۳ النحل ۱۱۴			مذاق اڑانے کی ممانعت			وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۱ البقرة ۸۳		
فَلْيَسْلَمَا تَتَشَكَّرُونَ ۲۱ السجدة ۹			طعن دینے کی ممانعت			مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ ۲ البقرة ۲۱۵		
وَأَشْكُرُوا لَهُ ۲۲ سبا ۱۵			وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ ۲۶ الحجرات ۱۱			وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۵ النساء ۳۶		
أَوْ رَغْنِي أَنْ أَشْكُرَ ۲۶ الاحقاف ۱۵			ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو			وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۱۵ بنی اسراء ۲۳		
صلح کا بیان			لَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۲۶ الحجرات ۱۱			وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۲۰ یٰل ۸		
إِصْلَاحُ بَيْنِ النَّاسِ ۵ النساء ۱۱۴			غیبت کی مذمت			وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۲۱ العنکبوت ۱۴		
أَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۹ الانفال ۱			وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۲۶ الحجرات ۱۲			صَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا ۲۱ لقمن ۱۵		
فَاصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۲۶ الحجرات ۱۰			کثرت گمان کی ممانعت			وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۲۶ لقمن ۱۵		
عاجزی کا ثواب			إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِتْمٌ ۲۶ الحجرات ۱۲			اولاد کے حقوق		
رُحَمَاءَ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ ۲۶ الفتح ۲۹			نگاہوں کی حفاظت					
رُغْمًا								

۲۳۷	البقرة	۲	وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً	بیوی کا حصہ				۳۱	بنی اسراء	۱۵	وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً
۴	النساء	۴	وَاتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ	۱۲	النساء	۴	وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ	۶	یل	۲۸	فَوَا اَنْفُسَكُمْ وَاهْلِيكُمْ
۲۰	النساء	۴	وَاتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا	۱۲	النساء	۴	فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ	تحریم			
۵	المائدة	۶	اِذَا تَيْتُمُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ	بیٹی کا حصہ				زوجہ کے حقوق			
۵۰	الاحزاب	۲۲	قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ	۱۱	النساء	۴	وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً	۱۹	النساء	۴	وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
اگر انصاف نہ کر سکے تو صرف ایک عورت سے نکاح کرے				۱۱	النساء	۴	فَلَهَا	۳۶	النساء	۵	وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ
				لِلَّذَكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنثَيَيْنِ				رشتہ داروں کے حقوق			
۳	النساء	۴	فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا	حقیقی بہن کا حصہ				۸۳	البقرة	۱	وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
عورت پر کسی کا جبر جائز نہیں				۱۷۶	النساء	۶	وَلَهٗ اُخْتُ فَلَهَا نِصْفُ	۲۱۵	البقرة	۲	فَلِلَّذِيْنَ وَالِالْقَرَبِيِّنَ
۱۹	النساء	۴	لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرْتُوْا النِّسَاءَ	نکاح کا بیان				۱	النساء	۴	تَسَاءَلُوْنَ لَوْنُ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ
عورت اگر نافرمانی کرے تو اس کو نصیحت کی جائے				۳	النساء	۴	فَاَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ	۷۵	الانفال	۱۰	اَوْ لَوْ اَلْاَرْحَامَ بَعْضُهُمْ
۳۲	النساء	۵	فِعْظُوْهُنَّ	۲۴	النساء	۵	اِحْلُ لَكُمْ مَا وَّرَآءَ ذٰلِكُمْ	۲۱	الرعد	۱۳	يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ
اگر باز نہ آئے تو ان کے ساتھ سونا ترک کر دو				۳۲	النور	۱۸	وَاَنْكِحُوا الْاَيَامَىٰ مِنْكُمْ	قطع رحم کی ممانعت			
				محرمات کا بیان				۲۷	البقرة	۱	وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ
۳۲	النساء	۵	وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ	۲۲۱	البقرة	۲	وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِ	۲۲	محمد	۲۶	وَتَقْطَعُوْا اَرْحَامَكُمْ
اگر پھر بھی باز نہ آئے تو ہلکی مار کی اجازت ہے				۲۲	النساء	۴	وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ	پڑوسیوں کے حقوق			
۳۲	النساء	۵	وَاضْرِبُوْهُنَّ	رضاعت کا بیان				۳۶	النساء	۵	وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ
اگر بیوی پسند نہ بھی ہو تو نیکی کے ساتھ رکھو				۲۳	النساء	۴	وَأُمّهْتِكُمْ الَّتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ	آیت			
۱۹	النساء	۴	وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ	آیت				۳۶	سورہ	پارہ	حق صحبت
آیت				نکاح سنت نبیاء علیہم السلام ہے				۳۶	النساء	۵	وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ
مرد اور عورت اپنی کمائی میں خود مختار ہیں				۲۶	النساء	۵	سُنَّ الذِّیْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ	وراثت کے مسائل			
۳۲	النساء	۵	لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا	۳۸	الرعد	۱۳	وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَثَرِیَّةً	مال باپ کا حصہ			
طلاق کا بیان				۳۸	الاحزاب	۲۲	سُنَّة اللّٰهِ فِی الذِّیْنِ خَلَوْا	۱۱	النساء	۴	وَلَا یُوْثِقُہٗ لِکُلِّ وَاحِدٍ
۲۲۹	البقرة	۲	الطَّلَاقُ مَرَّتَیْنِ مِمَّا فَمَا سَاکَ	۳۹	الاحزاب	۲۲	یُلَیْقُوْنَ رِسَالَتِ اللّٰهِ	خاوند کا حصہ			
۱	الطلاق	۲۸	فَطَلَّقُوْهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ	ولی کا بیان				۱۲	النساء	۴	وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ
دو طلاق کے بعد ای شوہر سے نکاح جائز ہے				۲۳۲	البقرة	۲	فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ	۱۲	النساء	۴	فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَ
۲۳۱	البقرة	۲	وَ اِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ قَبْلَ غَی	۳۲	النور	۱۸	وَاَنْكِحُوا الْاَيَامَىٰ مِنْكُمْ	اخیانی بھائی کا حصہ			
۲۳۲	البقرة	۲	وَ اِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ قَبْلَ غَی	مہر کا بیان				۱۲	النساء	۴	وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ یُّورَثُ
								۱۲	النساء	۴	فَاِنْ کَانُوْا اَکْثَرُ مِنْ ذٰلِکَ

آیت			پارہ	سورہ	الآیہ	زنا کی تہمت لگانے والا عذاب کا حق دار ہے			لہو و لعب کی مذمت					
الَّذِينَ يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ			۲۸	الصف	۴	وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ			۱۸	النور	۲۳	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لِقَمَيْنِ		
باغی کا حکم						آیت			پارہ	سورہ	الآیہ	شراب اور جوئے کی مذمت		
أَنْ يُقَاتِلُوا أَوْ يَصْلَحُوا			۶	المائدة	۳۳	لَوَاطِئُ الْحَرَمِ			۸	الاعراف	۸۰	إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ		
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا			۶	المائدة	۳۴	فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ			۱۸	المؤمنون	۷	شراب اور جوئے کے ذریعے شیطان اللہ عزوجل کے ذکر سے روکتا ہے		
جنگ میں قیدیوں کا حکم						سود کی حرمت			آیت			شراب اور جوئے کے ذریعے شیطان اللہ عزوجل کے ذکر سے روکتا ہے		
فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا			۲۶	محمد	۴	أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزَّيْوَ			۳	البقرة	۲۷۵	إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ		
زنا کا بیان						سود سے مال میں برکت نہیں			آیت			نشر کی حالت میں نماز کی ممانعت		
إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ			۸	الاعراف	۳۳	يَمْحَقُ اللَّهُ الزَّيْوَ			۳	البقرة	۲۷۶	لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ		
وَلَا تَقْرَبُوا الزَّيْوَ إِنَّهُ			۱۵	بنی اسراء	۳۲	سود و سود بھی حرام ہے			آیت			ناپ تول میں کمی کی ممانعت		
يَل						سود میں اخروی فائدہ نہیں			آیت			امانت میں خیانت سے ممانعت		
لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ			۴	النور	۲	وَمَا آتَيْتُم مِّن زَبَايِرُ			۲۱	ال روم	۳۹	لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ		
زنا کی شرعی سزا						سود کھانے والوں سے اللہ عزوجل کی جنگ ہے			آیت			جھوٹ کا بیان		
الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا			۱۸	النور	۲	فَإِذَا بَلَغَ ابْنُ اللَّهِ			۳	البقرة	۲۷۹	وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ		
باپ کی منکوحہ سے نکاح حرام ہے						سود کے نقصانات			آیت			جھوٹ سننے کی ممانعت		
وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ			۴	النساء	۲۲	الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا			۳	البقرة	۲۷۵	سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ سَمْعُونَ		
زانیہ لوٹدی کی سزا						رشوت کی ممانعت			آیت			جھوٹ سننا یہودیوں کی عادت ہے		
فَإِذَا أُحْصِنَ فَإِنَّ أَتَيْنَ			۵	النساء	۲۵	وَتَذْلُوا بِهِآ إِلَى الْحُكَّامِ			۲	البقرة	۱۸۸	مِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمْعُونَ		
زنا سے بچنے کا حکم						رشوت خوری یہودیوں کی عادت ہے			آیت			جھوٹ بولنے والے کا میاب نہیں		
وَلَا تَقْرَبُوا الزَّيْوَ			۱۵	بنی اسراء	۳۲	أَكْلُونَ لِلشُّحِّ			۶	المائدة	۴۲	عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ لَا يُفْلِحُونَ		
زنا کی تہمت لگانے کی سزا						گواہی چھپانے کی ممانعت			آیت			چغلی کی ممانعت		
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ			۱۸	النور	۴	وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ			۱	البقرة	۱۳۰	وَلَا تُطْع كُلَّ حَلْفٍ مَّهِينٍ		
زنا کی تہمت لگانے والے کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے						بڑے نام سے پکارنے کی ممانعت			آیت			گالی دینے کی ممانعت		
وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا			۱۸	النور	۴	وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ			۳	البقرة	۲۸۳	وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ		
بیوی پر تہمت لگانے کا حکم						زنا کی تہمت لگانے والوں پر لعنت			آیت			زنا کی تہمت لگانے والوں پر لعنت		
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ			۱۸	النور	۶	وَلَا تَنَابَرُوا بِالْأَلْقَابِ			۲۶	الحجرات	۱۱	وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ		
زنا کی تہمت لگانے والوں پر لعنت						زنا کی تہمت لگانے والوں پر لعنت			آیت			زنا کی تہمت لگانے والوں پر لعنت		
إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ			۱۸	النور	۲۳	وَلَا تَنَابَرُوا بِالْأَلْقَابِ			۲۶	الحجرات	۱۱	وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ		

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
وَنُكَلُّ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي	۱۹	الفرقان	۵۸	تَقُومُ السَّاعَةُ	۲۱	الروم	۱۲	ذَلِكَ الْقَوْزُ الْعَظِيمُ	۲۸	الصف	۱۲
اللَّهُ يُخَيِّكُم ثُمَّ يَمِينُكُمْ	۲۵	الحاثیة	۲۶	السَّاعَةُ قَرِيبٌ	۲۵	الشورى	۱۷	ذَلِكَ الْقَوْزُ الْكَبِيرُ	۳۰	البروج	۱۱
إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ	۲۸	الجمعة	۸	اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ	۲۷	القمر	۱	جنت کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ			
ہر جاندار کو مرنا ہے				قیامت کا علم اللہ عزوجل کے پاس ہے				وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ			
كُلُّ نَفْسٍ ذَاتِ نَفْسٍ	۳	ال عمران	۱۸۵	قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا	۹	الاعراف	۱۸۷	جنت کی وسعت			
قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ	۲۱	السجدة	۱۱	إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ	۲۱	لقمن	۳۳	عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ			
وَالَّذِي يُمَيِّنُنِي	۱۹	الشعراء	۸۱	إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ	۲۵	حم السجدة	۳۷	جنت کی صفات			
موت کے لیے وقت مقرر ہے				یا جوج و ما جوج				جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا			
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ	۳	ال عمران	۱۳۵	إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ	۱۶	الكهف	۹۴	مِثْلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ	۱۳	الرعد	۳۵
موت سے فرار ناممکن ہے				یا جوج و ما جوج کا محبوس ہونا				لَنُيَوِّنَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا			
أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ	۵	النساء	۷۸	فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ	۱۶	الكهف	۹۷	مِثْلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ	۲۶	محمد	۱۵
حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ	۷	الانعام	۶۱	یا جوج و ما جوج کا نکلتا				جنت کے وارث			
قُلْ لَنْ يُفْعَلَ لَكُمُ الْفِرَارُ	۲۱	الاحزاب	۱۶	فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي	۱۶	الكهف	۹۸	وَنُودُوا أَنْ تُلْكُمْ الْجَنَّةُ	۸	الاعراف	۴۳
نَحْنُ قَدَرْنَا بَيْنَكُمْ الْمَوْتَ	۲۷	الواقعة	۶۰	حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ	۱۷	الانبیاء	۹۶	تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ	۱۶	مریم	۶۳
قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي	۲۸	الجمعة	۸	دَابَّة الارض				وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي	۲۵	الزخرف	۷۲
موت کے لیے سختیاں				أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً				فرشتوں کی طرف سے جنتیوں کو سلام			
وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ	۲۶	ق	۱۹	میزان عمل				سَلَّمَ عَلَيْكُمْ	۱۳	الرعد	۲۴
مومن و کافر کی موت یکساں نہیں				نَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقُسْطَ				داروغہ جنت کی طرف سے جنتیوں کو سلام			
أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا	۲۵	الحاثیة	۲۱	پل صراط				قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَّمَ	۲۳	الزمر	۷۳
مرنے کے بعد زندہ ہونا				إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا				جہنم کا بیان			
يُخَيِّ اللَّهُ الْمَوْتَى	۱	البقرة	۷۳	وَقِفُّهُمْ	۲۳	الصُّفَّت	۲۴	دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے			
وَلَكِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ	۱۲	هود	۷	جنت کا بیان				وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ	۲	البقرة	۲۰۶
وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ	۱۳	النحل	۳۸	بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ	۱۱	التوبة	۱۱۱	وَبِئْسَ الْمِهَادُ	۱۳	الرعد	۱۸
فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا	۱۵	بنی اسرائیل	۵۱	وَأَزَلَّتِ الْجَنَّةُ	۱۹	الشعراء	۹۰	وَبِئْسَ الْقَرَارُ	۱۳	ابراہیم	۲۹
ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ	۱۸	المؤمنون	۱۶	جنت میں داخلہ بڑی کامیابی ہے				دوزخ بھڑکتی آگ ہے			
فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ	۲۰	العنکبوت	۲۰	فَمَنْ رُخِّحَ عَنِ النَّارِ	۴	ال عمران	۱۸۵	وَكَفَىٰ بِهِمْ سَعِيرًا	۵	النساء	۵۵
معاد و حشر				وَذَلِكَ الْقَوْزُ الْعَظِيمُ	۴	النساء	۱۳	فَانذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى	۳۰	البیل	۱۳
وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا تَيِّئُ	۱۳	الحجر	۸۵	مَنْ يُصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ	۷	الانعام	۱۶	کھولتے ہوئے پانی کا عذاب			
أَنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا	۱۵	الكهف	۲۱	ذَلِكَ هُوَ الْقَوْزُ الْعَظِيمُ	۲۷	الحديد	۱۲	فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ			

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
جہنمیوں کا لباس				نماز کا بیان				نماز جماعت کیساتھ پڑھنے کا حکم			
سَرَابِلُهُمْ مِّنْ قُطْرَانٍ	۱۳	ابراہیم	۵۰	نماز کی فرضیت				وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ	۱	البقرة	۴۳
قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ	۱۷	الحج	۱۹	إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَىٰ	۵	النساء	۱۰۳	فَاقْصُتْ لَهُمُ الصَّلَاةَ	۵	النساء	۱۰۲
دوزخ بہت بڑی آفت ہے				نماز قائم کرنے کا حکم				نماز بے حیائی اور بڑی باتوں سے روکتی ہے			
إِنَّهَا لَا تَخَذِي الْكِبَرِ	۲۹	المدثر	۳۵	وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ	۱۲	ہود	۱۱۴	إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ	۲۱	العنکبوت	۴۵
اللہ کے نافرمانوں اور کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے				اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِكَ	۱۵	بنی اسرائیل	۷۸	نماز مسافر کا بیان			
وَمَا وَهَّ جَهَنَّمَ	۴	ال عمران	۱۶۲	وَسَبَّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ	۱۶	طلہ	۱۳۰	أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ	۵	النساء	۱۰۱
ثُمَّ مَّا وَهَّ جَهَنَّمَ	۴	ال عمران	۱۹۷	فَسُبْحَنَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ	۲۱	ال روم	۱۷	نماز جمعہ			
إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنْفِقِينَ	۵	النساء	۱۴۰	وَأَذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً	۲۹	الدھر	۲۵	إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمٍ	۲۸	الجمعة	۹
إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ	۱۰	التوبة	۴۹	نماز ترک کرنا باعث ہلاکت ہے				نماز خوف			
ذَلِكَ جَزَاءُ هُم جَهَنَّمَ	۱۶	الکھف	۱۰۶	فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ	۳۰	الماعون	۴	فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا	۲	البقرة	۲۳۹
إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ	۲۱	العنکبوت	۵۴	نمازوں کی محافظت کرنا				إِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقِمْ	۵	النساء	۱۰۲
إِنْ مَرَّجَعُكَ إِلَى الْجَحِيمِ	۲۳	الصف	۶۸	حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ	۲	البقرة	۲۳۸	نماز عیدین			
سَاضِلِيهِ سَقَرٌ	۲۹	المدثر	۲۶	وَهُمْ عَلَى صَلَاةٍ	۷	الانعام	۹۲	وَلْيُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا	۲	البقرة	۱۸۵
مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ	۲۹	المدثر	۴۲	عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ	۱۸	المؤمنون	۹	فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ	۳۰	الکوثر	۲
لِلطَّاغِيَتِ مَآبَا	۳۰	النبا	۲۲	هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ	۲۹	المعارج	۲۳	نماز جنازہ			
إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ	۳۰	المطففين	۱۶	نماز کے لئے ستر عورت				لَا تَصَلَّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ	۱۰	التوبة	۸۴
طہارت کا بیان				خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ	۸	الاعراف	۳۱	نفل نمازوں کا بیان			
وضو				نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا				وَمِنَ اللَّيْلِ فَسُجِّدْ لَهُ نَافِلَةً	۱۵	بنی اسرائیل	۷۹
إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ	۶	المائدة	۶	فَإِنَّمَا تُوَلُّوْا فَنَمَّ وَجْهَ اللَّهِ	۱	البقرة	۱۱۵	تَتَجَافَىٰ جُنُوبَهُمْ	۲۱	السجدة	۱۶
غسل				قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ	۲	البقرة	۱۴۴	وَأَذْبَارِ النَّجُومِ	۲۷	الطور	۴۹
لَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ	۲	البقرة	۲۲۲	فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ	۲	البقرة	۱۵۰	روزے کا بیان			
وَلَا جُنْبًا إِلَّا غَابِرًا سَبِيلُ	۵	النساء	۴۳	نماز میں قرأت کا حکم				روزے کی فرضیت			
وَأَنْ كُنْتُمْ جُنْبًا فَاطْهَرُوا	۶	المائدة	۶	لَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ	۱۵	بنی اسرائیل	۱۱۰	كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ	۲	البقرة	۱۸۳
استنجاء				فَاقْرَأْ وَامَّا تيسَّرَ	۲۹	المزمل	۲۰	فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ	۲	البقرة	۱۸۵
جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ	۵	النساء	۴۳	خاموش رہ کر قرآن سننا				مسافر اور مریض پر روزہ فرض نہیں			
رَجُلٌ يُجُونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا	۱۱	التوبة	۱۰۸	وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا	۹	الاعراف	۲۰۴	مَنْ كَانَ مَرِيضًا	۲	البقرة	۱۸۵
تیمم				امامت کا ذکر				مسافر و مریض کا روزہ رکھنا افضل ہے			
فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا	۶	المائدة	۶	إِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقِمْ	۵	النساء	۱۰۲	أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ	۲	البقرة	۱۸۴

آیت				پارہ	سورہ	آیہ	آیت				پارہ	سورہ	آیہ										
روزے کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے							قرآن میں اختلاف نہیں							قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے									
حَتَّى يَبَيِّنَ لَكُمْ							۲	البقرة	۱۸۷	قرآن نور و برہان ہے							قرآن پر گزیدہ ہے						
رمضان کی راتوں میں بیوی سے جماعت جائز ہے							قرآن مبارک کتاب ہے							قرآن حکمت والا ہے									
أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ							۲	البقرة	۱۸۷	ہذا کتب انزلنہ مبرک							۸	الانعام	۱۵۵				
روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں کفارہ واجب ہے							قرآن ایک مفصل کتاب ہے							قرآن روشن کتاب ہے									
وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ							۲	البقرة	۱۸۳	ہذا ذکر مبرک انزلنہ							۱۷	الانبیاء	۵۰				
قسم کے کفارے میں روزہ							قرآن باعش شفاء ہے							قرآن حاکمیت والا ہے									
فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ							۷	المائدة	۸۹	انزلنہ الیک مبرک							۲۳	ص	۲۹				
ظہار کے کفارے میں روزہ							قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان ہے							قرآن کا شل ممکن نہیں									
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ							۲۸	المجادلة	۴	وَتَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ							۱۳	يوسف	۱۱۱				
حج کے کفارے میں روزہ							قرآن تمام جہان کے لئے نصیحت ہے							قرآن میں تشابہات بھی ہیں									
فَقَدَّيْنِهِ مِنَ صِيَامٍ							۲	البقرة	۱۹۶	وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ							۲۹	القلم	۵۲				
أَوْعَذَلْ ذَلِكَ صِيَامًا							۷	المائدة	۹۵	إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ							۳۰	التكوير	۲۷				
شب قدر							قرآن ایک عزت والا صحیفہ ہے							قرآن مجید ہدایت ہے									
إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبْرَكَةٍ							۲۵	الدخان	۳	فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ							۳۰	عبس	۱۳				
اعتکاف کا بیان							قرآن نصیحت ہے							قرآن میں شک و شبہ نہیں									
وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ							۲	البقرة	۱۸۷	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ							۲۷	القمر	۱۷				
لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ							۱۷	الحج	۲۶	إِنَّ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ							۲۹	المزمل	۱۹				
قرآن اللہ عزوجل کا اتارا ہوا ہے							قرآن آسان کتاب ہے							قرآن میں شک و شبہ نہیں									
تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ							۲۷	الواقعة	۸۰	كَذَلِكَ							۲۹	المدثر	۵۳				
قرآن مجید ہدایت ہے							قرآن میں شک و شبہ نہیں							قرآن میں شک و شبہ نہیں									
هُدًى لِلْمُتَّقِينَ							۱	البقرة	۲	إِنَّ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ							۲۹	الدھر	۲۹				
هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى							۴	ال عمران	۱۳۸	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ							۲۷	القمر	۱۷				
قرآن میں شک و شبہ نہیں							قرآن میں شک و شبہ نہیں							قرآن میں شک و شبہ نہیں									
ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ							۱	البقرة	۲	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ							۲۷	القمر	۱۷				

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ	۱۹	الشعراء	۱۹۵	حج و عمرہ میں توشہ ساتھ لیکر جائے	۲	البقرہ	۱۹۷	ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ	۱۷	الحج	۲۹
قرآن پاک میں مثالیں بیان کی گئی ہیں	۵۸	الروم	۲۱	اِحرام کا بیان	۲	البقرہ	۱۹۷	قربانی، سر کے بال منڈانے اور کتر وانے	۱۷	الحج	۲۹
قرآن پاک میں کئی نہیں	۲۸	الزمر	۲۳	حالت احرام میں شکار منع ہے	۷	المائدہ	۹۵	طواف فرض	۲	البقرہ	۱۹۶
قرآن درست طریقے سے پڑھا جائے	۲۸	الزمر	۲۳	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	جرم اور اس کے کفارے	۲	البقرہ	۱۹۶
وَرَبِّ الْقُرْآنِ تَرْتِيلاً	۲۹	المزمل	۴	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری	۲	البقرہ	۱۹۶
قرآن پاک خاموشی سے سنا جائے	۲۸	الزمر	۲۳	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	قرآن کا بیان	۲	البقرہ	۱۹۶
فَاسْمِعُوا لَهُ	۹	الاعراف	۴۰۴	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
قرآن لوح محفوظ میں مرقوم ہے	۲۲	البروج	۳۰	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ	۲۲	البروج	۳۰	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
حج کا بیان	۲۲	البروج	۳۰	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
خانہ کعبہ اللہ عزوجل کا پہلا گھر ہے	۹۶	ال عمران	۴	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ	۴	ال عمران	۹۶	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
حضرت ابراہیم واسلم علیہما السلام کے	۹۶	ال عمران	۹۶	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
ہاتھوں خانہ کعبہ کی تعمیر	۹۶	ال عمران	۹۶	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
وَأَذِ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ	۱	البقرہ	۱۲۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
حج کی فرضیت	۱	البقرہ	۱۲۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ	۴	ال عمران	۹۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ	۲	البقرہ	۱۹۶	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
حج صاحب استطاعت پر فرض ہے	۲	البقرہ	۱۹۶	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ	۴	ال عمران	۹۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
حج میں فسق و فجور اور جھگڑا نہ ہو	۴	ال عمران	۹۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
فَلَا رَفَتْ وَلَا فُسُوقٌ	۲	البقرہ	۱۹۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
حج تمتع کا بیان	۲	البقرہ	۱۹۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ	۲	البقرہ	۱۹۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
محصر قربانی کا جانور حرم میں بھیجے گا	۲	البقرہ	۱۹۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵
فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ	۲	البقرہ	۱۹۷	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵	حالت احرام میں پانی کا شکار منع نہیں	۷	المائدہ	۹۵

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
وَاتُوا الزَّكَاةَ	۱	البقرة	۸۳	أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ	۱۸	النور	۲۲
وَاتُوا الزَّكَاةَ	۱	البقرة	۱۱۰	جہاد کا بیان			
وَاتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا	۱۸	النور	۵۶	فَإِنَّمَا يَنبَغُ عَنْ نَفْسِهِ	۲۶	محمد	۳۸
زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے				مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ	۱۱	التوبة	۱۱۱
خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً	۱۱	التوبة	۱۰۳	كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ	۱۱	التوبة	۱۲۰
زکوٰۃ ادا کرنے والے کو اللہ عزوجل وگنا				إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ	۲۸	الصف	۴
ثواب دیتا ہے				راہ جہاد میں ہر عمل پر ثواب ہے			
مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ	۳	البقرة	۲۶۱	ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ	۱۱	التوبة	۱۲۰
وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ	۲۱	الروم	۳۹	جہاد میں خرچ کرنے پر عظیم اجر ہے			
وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ	۲۲	سبا	۳۹	وَأَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ	۲	البقرة	۱۹۵
زکوٰۃ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے دیں				يُؤْتِ الْيَكْمَ	۱۰	الانفال	۶۰
تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ	۲۱	الروم	۳۹	كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ	۱۱	التوبة	۱۲۱
زکوٰۃ میں عمدہ چیز دیں				جہاد فرض کفایہ ہے			
وَلَا تَتِمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ	۳	البقرة	۲۶۷	كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ	۲	البقرة	۲۱۶
زکوٰۃ دے کر احسان نہ جتلائیں				لَا يَسْتَوِي الْقُعْدُونَ	۵	النساء	۹۵
لَا تُبْطِلُوا صَدَقَتِكُمْ	۳	البقرة	۲۶۳	ضرورت کے وقت جہاد فرض عین ہے			
زکوٰۃ پاک مال سے دی جائے	۳	البقرة	۲۶۷	إِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا	۱۰	التوبة	۴۱
أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ	۳	البقرة	۲۶۷	کن لوگوں پر جہاد فرض نہیں			
زکوٰۃ نہ دینے والے پر عذاب ہے				لَيْسَ عَلَى الضَّعَفَاءِ	۱۰	التوبة	۹۱
لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ	۴	ال عمران	۱۸۰	لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ	۲۶	الفتح	۱۷
وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ	۱۰	التوبة	۳۴	کن سے جہاد کیا جائے			
باغ اور کھیت پر زکوٰۃ				وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	۲	البقرة	۱۹۰
وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنْ	۳	البقرة	۲۶۷	فَإِنْ أَنْتَهُوا فَلَا غَدْرَانَ	۲	البقرة	۱۹۳
وَاتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ	۸	الانعام	۱۴۱	جہاد کے لیے بھرپور تیاری رکھو			
مال تجارت پر زکوٰۃ				يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ	۱۰	الانفال	۴۵
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ	۳	البقرة	۲۶۷	جہاد میں کثرت سے ذکر الہی کریں			
مصارف زکوٰۃ				وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا	۴	ال عمران	۱۳۹
إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ	۱۰	التوبة	۶۰	وَكَايِنَ مِنْ نَبِيِّ قَتَلَ مَعَهُ	۴	ال عمران	۱۴۶
جنگ میں صف بندی کا حکم				جنگ خلائی کرنا حرام ہے			
فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	۵	النساء	۷۴	فَمَنْ نَكَتْ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ	۲۶	الفتح	۱۰

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
تذکرہ صالحین و مقربین				ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ			
حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ				هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ			
لَقَدْ آتَيْنَا لَقْمَانَ الْحِكْمَةَ	۲۱	لقمن	۱۲	جَاءَ بِالصَّدْقِ وَصَدَّقَ			
وَإِذْ قَالَ لَقْمَانُ لَابْنِهِ	۲۱	لقمن	۱۳	إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ			
حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ				لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ			
يَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقُرْنَيْنِ	۱۶	الكهف	۸۳	أَنفَقَ			
قَالُوا يَنْذِرُ الْفَرَّانِينَ	۱۶	الكهف	۹۴	فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ			
حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا				وَسَيُجَنِّبُهَا الْآتَفَى			
وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ	۱	البقرة	۳۵	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ثبوت			
فَارَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا	۱	البقرة	۳۶	وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ	۱۸	النور	۵۵
اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ	۸	الاعراف	۱۹	سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ	۲۶	الفتح	۱۶
فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ	۸	الاعراف	۲۲	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَكَ	۱۶	طه	۱۱۷	أَجَلٌ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ	۲	البقرة	۱۸۷
فَاكْلًا مِنْهَا فَبَدَثَ لَهَا	۱۶	طه	۱۲۱	وَمَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	۱۰	الانفال	۶۴
حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا				وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ	۲۶	الفتح	۲۹
إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ	۳	ال عمران	۳۳	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ	۳۰	البينة	۸
فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ	۳	ال عمران	۳۷	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
يَمْرُومٍ أَفْتَنِي لَوْلَاكَ	۳	ال عمران	۴۳	مَثَلُ الَّذِينَ يُبْغِقُونَ أَمْوَالَهُمْ	۳	البقرة	۲۶۱
وَإِذْ كُنْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ	۱۶	مریم	۱۶	أَمَّنْ هُوَ قَابَتْ آنَاءُ اللَّيْلِ	۲۳	الزمر	۹
وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا	۱۷	الانبیاء	۹۱	إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ	۲۶	الفتح	۱۰
حضرت طالوت رضی اللہ تعالیٰ عنہ				رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا	۳۰	البينة	۸
قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا	۲	البقرة	۲۴۷	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ	۲	البقرة	۲۴۹	إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ	۲۸	المجادلة	۱۲
حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا				وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ	۲۹	الدھر	۸
وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ	۲۸	التحریم	۱۱	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا	۳۰	البينة	۸
فضائل خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم				فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم			
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ				فضائل اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم			
الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ	۳	البقرة	۲۷۲				
وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ	۸	الاعراف	۴۳				

۸۳ الانعام			۷	تَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَأٍ			غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے			۲۴۸ البقرة			۲	فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكَمْ						
۸۰ القصص			۲۰	قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ هَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ			۱۵۳ البقرة			۲	اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ			۳	وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا					
۴،۳ الرحمن			۲۷	يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا			۶۴ النساء			۵	وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا			۹	إِن أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ					
۱۱ المجادلة			۲۸				۲ المائدة			۶	تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ			۱۱	أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ					
							۱۰ الانفال			۶۴	يَأْتِيهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ			۱۳	وَذَكَرَهُمْ بِأَيِّمِ اللَّهِ					
							محمد			۲۶	إِنْ تَتُصَرَّوْا اللَّهُ يَتُصَرِّحْكُمْ			۱۵	وَتَحْسِبُهُمْ أَيَقَاطًا					
							التحرير			۲۸	فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ			اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی کرامات کا ثبوت						
			۱۲۵ النحل	۱۳	وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ			فضائل شہداء کرام												
			ابتداء میں دین کی تعلیم دی جائے																	
۱۳۲ طہ			۱۶	وَأُمِرَ أَهْلُكَ بِالصَّلَاةِ			۱۵۴ البقرة			۲	وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ			۳	كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا					
۱۳ لقمن			۲۱	قَالَ لُقْمَنُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْطِيهِ			۱۵۷ ال عمران			۴	فَقُتِلَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ			۱۵	فَاطْلُقَا وَهِنَّ حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا					
			اللہ عزوجل کے محبوب بندے			الآیہ			سورہ	پارہ	آیت			پارہ	آیت					
۳،۲ البقرة			۱	هَذِي لِلْمُتَّقِينَ			۱۶۹ ال عمران			۴	بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ			۱۵	فَاطْلُقَا وَهِنَّ حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا					
			آیت			۶۹ النساء			۵	فَاُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ			۱۶	هَؤُلَاءِ إِلَيْكَ بِجِدْعِ النَّخْلَةِ						
									فضائل علم و علماء			بزرگوں کے تبرکات سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں			۱۹	نَا أَنَا أَنْتِكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ				
۱۹۵ البقرة			۲	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ									۲۴۸ البقرة			۲	فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكَمْ			
۲۲۲ البقرة			۲	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ			۷ ال عمران			۳	وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ			۱۶	فَكُلِّي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا					
۱۴۶ ال عمران			۴	وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ			۱۸ ال عمران			۳	أُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ			۱۶	فَقَبَضْتُ قَبْضَةً					
۴۲ المائدة			۶	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ			۱۶۲ النساء			۶	لَكِنَّ الرُّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ			۱۶	فَقَبَضْتُ قَبْضَةً					
۵۴ المائدة			۶	يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ			۱۲۲ التوبة			۱۱	مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَّيْسَتْفَهُوا			انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کے						
۴ التوبة			۱۰	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ			۵ یونس			۱۱	يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ			قرب میں دعا قبول ہوتی ہے						
۱۰۸ التوبة			۱۱	وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطْهَرِينَ			۶۸ یوسف			۱۳	وَأَنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ			۳۸ ال عمران			۳	هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ		
۹۶ مریم			۱۶	سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا			۷۶ یوسف			۱۳	وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ			۵ النساء			۵	وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا		
۴ الصف			۲۸	يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ			۲۷ النحل			۱۴	قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ			۸ الاعراف			۸	إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ		
			اللہ عزوجل کے ناپسندیدہ بندے			۷۱ بنی اسرائیل			۱۵	يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ			۵۶ الاعراف			انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ دور سے				
						۲۲ یل			۱۵	مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ						سنتے، دیکھتے اور مدد بھی کرتے ہیں				
						۵۴ الکہف			۱۷	وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ			۷۱ بنی اسرائیل			۷	وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ			
						۴۰ الحج			۱۹	عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ			۸ الاعراف			۸	إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ			
						۴۳ النمل			۲۰	وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالَمُونَ			۱۶ الکہف			۱۶	فَارْذَنَّا أَنْ يَبُدِّلَ اللَّهُ رُتُبَهُمَا			
						۹ العنکبوت			۲۳	هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ			۱۹ مریم			۱۶	لَا هَبْ لَكَ عِلْمًا زَكِيًّا			
						الزمر							۳۰ النمل			۱۹	أَنَا أَنْتِكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ			
									تعلیم و تعلیم کی فضیلت											

جن کے عاجز ہونے کا بیان				۲۱	یونس	۱۱	إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُوبُونَ	۱۹۰	البقرة	۲	وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ
وَأَنَا ظَنَّا أَنْ لَنْ نُعْجِزَ				۲۹	الجن	۱۲	كِرَامًا كَاتِبِينَ	۲۰۵	البقرة	۲	وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ
ابلیس جنات میں سے ہے				فرشتے روح قبض کرتے ہیں				۲۷۶	البقرة	۳	وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ
كَانَ مِنَ الْجِنِّ				۱۵	الکھف	۵۰	إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ	۳۲	ال عمران	۳	فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ
شیطان کی پیروی نہ کرو				یتوفکم ملک الموت				۵۷	ال عمران	۳	وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ
لَا تَتَّبِعُوا خُطُواتِ الشَّيْطَانِ				۲	البقرة	۱۶۸	وَهُمْ لَا يَفْرَطُونَ	۳۶	النساء	۵	وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا				۱۸	النور	۲۱	وَهُمْ لَا يَفْرَطُونَ	۱۰۷	النساء	۵	وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ
شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے				فرشتے تسبیح کرتے ہیں				۱۳۸	النساء	۶	لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ
إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ				۱۲	يوسف	۵	يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ	۳۱	الاعراف	۸	إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ
إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ				۲۰	القصص	۱۵	وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ	۵۸	الانفال	۱۰	وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ
إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ				۲۲	فاطر	۶	وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ	۲۳	النحل	۱۳	إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ
شیطان سے دوستی کا انجام				فرشتوں کا پیشوا کرنا				۲۷	بنی اسراء	۱۵	وَأَنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ
وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ				۵	النساء	۱۱۹	وَتَتْلُوهُمْ الْمَلَائِكَةُ	۷۶	یل	۲۰	وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ
وَعَبْدَ الطَّاغُوتِ				۶	المائدہ	۶۰	يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ	۴۰	القصص	۲۵	إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ
إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطَانَ أَوْلِيَاءَ				۸	الاعراف	۲۷	إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ	فرشتوں کا بیان			
مَنْ يَتَّبِعِ خُطُواتِ الشَّيْطَانِ				۱۸	النور	۲۱	يُصَلُّونَ	۸	الحجر	۱۳	مَا نَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ
شیطان کے دھوکے سے بچو				فرشتوں کا دعائے مغفرت کرنا				۲۵	الفرقان	۱۹	وَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِيلًا
يَبْنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمْ				۸	الاعراف	۲۷	يَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا	۲۶	النجم	۲۷	وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ
وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ				۱۳	النحل	۳۶	جَنَ كَا بِيَان	۱۷	الحاقة	۲۹	وَالْمَلَكِ عَلَى
أَلَا إِنَّ جُزْبَ الشَّيْطَانِ				۲۸	المجادلة	۱۹	جَنَ كَا بِيَان	آیت			
شیطان سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگو				جن آگ سے بنے ہیں				۳۸	النبا	۳۰	وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا
إِنَّمَا يَنْزِعُ عَنْكَ مِنَ الشَّيْطَانِ				۹	الاعراف	۲۰۰	وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ	فرشتوں کے مقام مقرر ہیں			
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ				۱۳	النحل	۹۸	وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ	۲۳	الصفّٰت	۱۶۳	وَمَا مِمَّنْ إِلَّا لَهُ مَقَامٌ
آیت				پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	
وَقُلْ رَبِّ اعُوذُ بِكَ				۱۸	المؤمنون	۹۷	وَحَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ	فرشتے بھی مدد کرتے ہیں			
إِنَّمَا يَنْزِعُ عَنْكَ مِنَ الشَّيْطَانِ				۲۳	حکم	۳۶	جَنَاتِ بِي مَكْلَفٍ	۲۸	التحریم	۴	هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ
کافروں کے حمایتی شیطان ہیں				جنات کے مختلف مذاہب				اعمال لکھے پر مامور فرشتے			
وَأَنَا مِمَّنِ الصَّالِحُونَ				۲۹	الجن	۱۱	وَأَنَا مِمَّنِ الصَّالِحُونَ				

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	وَأَنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ	۱	البقرة	۲۳	وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ	۲	البقرة	۱۳۳
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ	۵	النساء	۶۹	وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ	۱۴	النحل	۸۹	وَجَنَابِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ	۵	النساء	۴۱
مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ	۵	النساء	۸۰	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	النَّبِيُّ أَوْلى بِالْمُؤْمِنِينَ	۲۱	الاحزاب	۶
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ	۷	المائدة	۹۲	سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ	۱۵	بنی اسراء	۱	إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا	۲۹	المزمل	۱۵
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۹	الانفال	۱	وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ	۲۷	یل	۱	علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطائے کبریا			
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا	۹	الانفال	۲۰	ثُمَّ ذَا فَتَدَلَّى	۲۷	النجم	۸	وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطِيعَكُمْ	۴	ال عمران	۱۷۹
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا	۹	الانفال	۲۴	فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ	۲۷	النجم	۹	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۱۰	الانفال	۴۶	مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ	۲۷	النجم	۱۷	وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ	۵	النساء	۱۱۳
وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۱۰	التوبة	۷۱	إِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ	۲۷	النجم	۱	مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ	۷	الانعام	۳۸
فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي	۱۶	طہ	۹۰	وَأَنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا	۲۷	القمر	۲	وَلَا رُطْبٌ وَلَا يَابِسُ إِلَّا فِي	۷	الانعام	۵۹
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۱۸	النور	۵۲	إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ	۲۹	القمر	۲۳	وَتَفْصِيلِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ	۱۱	يونس	۳۷
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا	۱۸	النور	۵۴	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلق عظیم				وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا	۱۴	النحل	۸۹
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ	۱۸	النور	۵۶	فِيمَارْحَمَةٍ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ	۴	ال عمران	۱۵۹	الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ	۲۷	الرحمن	۲۷
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا	۱۹	الشعراء	۱۰۸	لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ	۱۰	التوبة	۱۲۸	عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ	۲۹	الجن	۲۶
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۲۲	الاحزاب	۳۳	فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا	۱۱	يونس	۱۶	وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ	۳۰	التكوير	۲۴
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ	۲۲	الاحزاب	۷۱	لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولٍ	۲۱	الاحزاب	۲۱	عطاء کبریا بوسیلمہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم			
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ	۲۶	محمد	۳۳	وَأَنْتَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ	۲۹	القلم	۴	وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولَ	۵	النساء	۶۴
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۲۶	الفتح	۱۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی				وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ	۵	النساء	۸۳
لَا تَقْدِرُوا مَوْبِقَ يَدِي اللَّهِ	۲۶	الحجرات	۱	قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ	۶	المائدة	۱۵	وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ	۹	الانفال	۳۳
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۲۸	المجادلة	۱۳	يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ	۱۰	التوبة	۳۲	وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ	۳۰	الضحی	۵
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا	۲۸	التغابن	۱۲	قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ	۱۶	الکہف	۱۱۰	حدمش رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت			
شفاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم				مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا	۱۸	النور	۳۵	قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ	۳	ال عمران	۳۱
وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ	۵	النساء	۶۴	وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ	۲۲	الاحزاب	۴۶	مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ	۵	النساء	۸۰
عَسَىٰ أَنْ يَنْعَمَ عَلَيْكَ رَبُّكَ	۱۵	بنی اسراء	۷۹	وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ	۲۷	النجم	۱	لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولٍ	۲۱	الاحزاب	۲۱
وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ	۲۶	یل	۱۹	يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ	۲۸	الصف	۸	وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۲۲	الاحزاب	۷۱
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ	۲۸	محمد	۵	حاضر و ناظر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم				وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ	۲۷	النجم	۴، ۳
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ	۳۰	المنفقون	۵	مکرتین حدیث کا رد				وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ	۲۸	الحشر	۷
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات											

[illegible]

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
وَلَوْ طَآئِفَتُهُ حُكْمًا وَعِلْمًا	۱۷	الانبياء	۷۳	وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ	۱	البقرة	۵۱
فَأَمِّنَ لَهُ لُوطٌ	۲۰	العنكبوت	۲۶	وَأَتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا	۶	النساء	۱۵۳
وَإِنْ لُّوطًا لِّمَنِ الْمُرْسَلِينَ	۲۳	الطُّفُت	۱۳۳	ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ	۹	الاعراف	۱۰۳
حضرت یعقوب علیہ السلام				وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ	۹	الاعراف	۱۴۲
أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ	۱	البقرة	۱۳۳	وَأَخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ	۹	الاعراف	۱۵۵
أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ	۱	البقرة	۱۴۰	آیت			
فَبَشِّرْنَاهَا بِاسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ	۱۲	هود	۷۱	فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ	۱۱	يونس	۷۶
قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا	۱۲	يوسف	۱۳	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا	۱۲	هود	۹۶
قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي	۱۳	يوسف	۸۶	وَأَتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ	۱۵	بنی اسراء	۲
إِذْ هَبُوا بَقْمِيصِي هَذَا فَالْقَوَّةُ	۱۳	يوسف	۹۳	وَإِذْ كَرَفَى الْكِتَابِ مُوسَىٰ	۱۶	یل	۵۱
وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ	۱۷	الانبياء	۷۲	مَا تِلْكَ يَبِيبُكَ يَمْوَسَىٰ	۱۶	مریم	۱۷
وَإِذْ كَرَّعِدْنَا إِبْرَاهِيمَ	۲۳	ص	۴۵	وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ	۱۷	طه	۴۸
حضرت یوسف علیہ السلام				وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ	۱۹	الانبياء	۳۵
سورة يوسف	۱۲	يوسف	مکملہ	تَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ مُوسَىٰ	۲۰	الفرقان	۳
حضرت ادریس علیہ السلام				أَسْلُكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ	۲۰	القصص	۳۲
وَإِذْ كَرَفَى الْكِتَابِ	۱۶	مریم	۵۶	هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ	۳۰	القصص	۱۵
إِذْ رَسَّ	۱۷	الانبياء	۸۵	صُحِفَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ	۳۰	النزعت	۱۹
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ						الاعلی	
حضرت شعيب علیہ السلام				حضرت داود علیہ السلام			
وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا	۸	الاعراف	۸۵	وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ	۲	البقرة	۲۵۱
الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا	۹	الاعراف	۹۲	وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا	۶	النساء	۱۶۳
وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا	۱۲	هود	۸۴	وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا	۱۵	بنی اسراء	۵۵
إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ	۱۹	الشعراء	۱۷۷	وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ	۱۹	یل	۱۵
وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا	۲۰	العنكبوت	۳۶	وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِّنَّا فَضْلًا	۲۲	النمل	۱۰
حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام				إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُدَ فَفَرَّغَ	۲۳	سبا	۲۲
				وَطَّنَ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتْنَهُ	۲۳	ص	۲۴
				وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ	۲۳	ص	۳۰
حضرت سلیمان علیہ السلام				آیت			
وَأَسْمِعِلْ وَأَلِيسَعُ وَيُونُسَ	۷	الانعام	۸۶	فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ	۱۱	يونس	۷۶
فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ أُمِنَتْ	۱۱	يونس	۹۸	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا	۱۲	هود	۹۶
وَذَا النُّونِ إِذْ ذُهِبَ مُعَاصِبًا	۱۷	الانبياء	۸۷	وَأَتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ	۱۵	بنی اسراء	۲
حضرت یونس علیہ السلام				وَإِذْ كَرَفَى الْكِتَابِ مُوسَىٰ	۱۶	یل	۵۱
وَأَنَّ يُونُسَ لِمَنِ الْمُرْسَلِينَ	۲۳	الطُّفُت	۱۳۹	مَا تِلْكَ يَبِيبُكَ يَمْوَسَىٰ	۱۶	مریم	۱۷
وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ	۲۳	الطُّفُت	۱۴۷	وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ	۱۷	طه	۴۸
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ	۲۹	القلم	۴۸	وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ	۱۹	الانبياء	۳۵
فَاجْتَبِيَهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ	۲۹	القلم	۵۰	تَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ مُوسَىٰ	۲۰	الفرقان	۳
حضرت ایوب علیہ السلام				أَسْلُكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ	۲۰	القصص	۳۲
وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ	۶	النساء	۱۶۳	هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ	۳۰	القصص	۱۵
وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ	۷	الانعام	۸۴	صُحِفَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ	۳۰	النزعت	۱۹
وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ	۱۷	الانبياء	۸۳			الاعلی	
وَإِذْ كَرَّعِدْنَا أَيُّوبَ	۲۳	ص	۴۱	حضرت داود علیہ السلام			
وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمُ	۲۳	ص	۴۳	وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ	۲	البقرة	۲۵۱
حضرت ہود علیہ السلام				وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا	۶	النساء	۱۶۳
وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا	۸	الاعراف	۶۵	وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا	۱۵	بنی اسراء	۵۵
وَيَقُومُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ	۱۲	هود	۵۲	وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ	۱۹	یل	۱۵
قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا	۱۲	هود	۵۳	وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِّنَّا فَضْلًا	۲۲	النمل	۱۰
إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ	۱۲	هود	۵۶	إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُدَ فَفَرَّغَ	۲۳	سبا	۲۲
إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ هُودٌ	۱۹	الشعراء	۱۲۴	وَطَّنَ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتْنَهُ	۲۳	ص	۲۴
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ	۱۹	الشعراء	۱۳۵	وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ	۲۳	ص	۳۰
إِذْ جَاءَ تَهُمُ الرُّسُلُ	۲۴	خم السجدة	۱۴	حضرت سلیمان علیہ السلام			
فَأَمَّا عَادُ فَاسْتَكْبَرُوا	۲۴	خم السجدة	۱۵	وَأَذْكُرْ أَخَا عَادٍ	۲۶	الاحقاف	۲۱

حضرت الیاس علیہ السلام			حضرت عیسیٰ علیہ السلام				حضرت الیاس علیہ السلام			
وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَيَأْسَىٰ	۷	الانعام	۸۵	وَيَكْلِمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ	۳	۳۶	وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ	۸	الاعراف	۷۴
وَأَنَّ الْيَاسَىٰ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ	۲۳	الصف	۱۲۳	وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	۳	۳۸	فَاَخَذْنَاهُمُ الرِّجْفَ	۸	الاعراف	۷۸
سَلَّمَ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ	۲۳	الصف	۱۳۰	أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ	۳	۳۹	وَالِى ثُمُودَ أَخَاهُمْ	۱۲	هود	۶۱
إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ	۲۳	الصف	۱۳۲	وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ	۶	۱۶۳	وَيَقُومُ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ	۱۲	هود	۶۴
حضرت یس علیہ السلام			حضرت خضر علیہ السلام			حضرت نوح علیہ السلام				
وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ	۷	الانعام	۸۶	فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا	۱۵	۶۵	وَكَانُوا يَنْجُتُونَ	۱۴	الحجر	۸۲
وَمِنْ آلِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ	۷	الانعام	۸۷	قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ اتَّبَعَكَ	۱۵	۶۶	وَتَنْجُتُونَ مِنَ الْجِبَالِ	۱۹	الشعراء	۱۴۹
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ	۷	الانعام	۹۰	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	۱۹	الشعراء	۱۵۵
وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ	۲۳	ص	۴۸	بعض انبیاء علیہم السلام کی قوموں کا بیان			۱۹	النمل	۴۵	
حضرت ذوالکفل علیہ السلام			قوم عاد (ہود علیہ السلام کی قوم)				قوم لوط علیہ السلام			
وَإِذْ يُسَّ وَذَا الْكِفْلِ	۱۷	الانبياء	۸۵	قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا	۸	۶۶	فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ	۱۹	النمل	۵۱
وَإِذْ يُسَّ وَالْيَسَعَ	۲۳	ص	۴۸	قَالَ يَقُومُ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ	۸	۶۷	سَيَعْلَمُونَ عَذَابَ	۲۷	القمر	۲۶
حضرت زکریا علیہ السلام			حضرت یحییٰ علیہ السلام				قوم نوح علیہ السلام			
وَكَمْثَلَهَا زَكْرِيَّا	۳	ال عمران	۳۷	قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ	۸	۷۱	فَأَمَّا ثُمُودُ فَأَهْلَكُوا	۲۹	الحاقة	۵
هَذَا لَكَ دَعَا زَكْرِيَّا رَبَّهُ	۳	ال عمران	۳۸	وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ	۱۹	۱۳۰	وَتُمُودُ الَّذِينَ جَاءُوا	۳۰	الفجر	۹
فَنَادَتْهُ الْمَلَكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ	۳	ال عمران	۳۹	قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَضْتَ	۱۹	۱۳۶	فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوا	۳۰	الشمس	۱۴
قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً	۳	ال عمران	۴۱	فَأَمَّا عَادُ فَاسْتَكْبَرُوا	۲۴	۱۵	قوم لوط علیہ السلام			
وَزَكْرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ	۷	الانعام	۸۵	أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ	۳۰	۶				
عَبْدَهُ زَكْرِيَّا	۱۶	مریم	۲	قوم نوح علیہ السلام						
رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ	۱۶	مریم	۴	فَقَالَ يَقُومُ اعْبُدُوا اللَّهَ	۸	۵۹				
يُنْزِكْرِيَا إِنَّا نُبَشِّرُكَ	۱۶	مریم	۷	فَكَذَّبُوهُ فَانْجَيْنَاهُ	۸	۶۴				
فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ	۱۶	مریم	۱۱	إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَقُومُ	۱۱	۷۱				
حضرت یحییٰ علیہ السلام			حضرت یحییٰ علیہ السلام				قوم شموود (صالح علیہ السلام کی قوم)			
وَزَكْرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ	۷	الانعام	۸۵	قَالَ يَقُومُ آرَاءَ يُتَمُّ	۱۲	۲۸	قوم شموود (صالح علیہ السلام کی قوم)			
بِعِلْمِهِ ۝ اسْمُهُ يَحْيَىٰ	۱۶	مریم	۷	قَالُوا يَنْسُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا	۱۲	۳۲				
يَسِيحِي خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ	۱۶	مریم	۱۲	حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا	۱۲	۴۰				
وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكَاةً	۱۶	مریم	۱۳	فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا	۱۸	۲۴				
وَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا	۱۷	الانبياء	۹۰							

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ	۶	المائدة	۱۶	وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ	۱۲	هود	۶	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْعُدُوا	۲۶	الحجرات	۱-۵
فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ	۸	الانعام	۱۲۵	وَكَايِنَ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ	۲۱	العنكبوت	۶۰	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا	۲۸	المجادلة	۱۲
وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ آتَابَ	۱۳	الرعد	۲۷	يُنْزِلْ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا	۲۳	المؤمن	۱۳	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں			
وَأَنَّ اللَّهَ لَهُاد الَّذِينَ آمَنُوا	۱۷	الحج	۵۴	إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ	۲۷	الذّٰريت	۵۸	أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ	۶	المائدة	۳
اللہ عزوجل کس کو ہدایت نہیں دیتا؟				أَمِنْ هَذَا الَّذِي يُرْزَقُكُمْ	۲۹	الملك	۲۱	إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا	۹	الاعراف	۱۵۸
وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ	۱	البقرة	۲۶	وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ	۲	البقرة	۲۱۲	لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ	۱۰	التوبة	۳۳
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ	۳	البقرة	۲۶۴	اللَّهُ يَسْطُرُ الرِّزْقَ	۱۳	الرعد	۲۶	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً	۱۷	الانبیاء	۱۰۷
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ	۳	ال عمران	۸۶	وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ	۲۵	الشورى	۲۷	لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا	۱۸	الفرقان	۱
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ	۱۴	النحل	۳۷	ذکر الہی				وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً	۲۲	سبا	۲۸
علم الہی				فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ	۲	البقرة	۱۵۲	رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ	۲۲	الاحزاب	۴۰
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ	۱	البقرة	۲۹	وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ	۱۰	الانفال	۴۵	لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ	۲۶	الفتح	۲۸
إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبُ السَّمُوتِ	۱	البقرة	۳۳	أَلَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ	۱۳	الرعد	۲۸	لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ	۲۸	الصف	۹
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ	۱۰	الانفال	۴۳	میلاد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم				آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں			
وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ	۱۱	یونس	۶۱	لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ	۴	ال عمران	۱۶۳	تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا	۳	البقرة	۲۵۳
وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا	۱۲	هود	۶	وَادْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ	۶	المائدة	۷	ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ	۳	ال عمران	۸۱
وَمَا رَّبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا	۱۲	هود	۱۲۳	لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ	۱۱	التوبة	۱۲۸	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ	۷	الانعام	۹۰
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ	۱۳	الحجر	۲۴	قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ	۱۱	یونس	۵۸	تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ	۱۸	الفرقان	۱
فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى	۱۶	طہ	۷	وَمُبَشِّرًا يُرْسِلُ يَأْتِي	۲۸	الصف	۶	مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ	۲۲	الاحزاب	۴۰
يُنَبِّئُ إِنَّهَا تَكُ مِثْقَالَ	۲۱	لقمن	۱۶	هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ	۲۸	الصف	۹	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً	۲۲	سبا	۲۸
يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ	۴	الحديد	۴	وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ	۳۰	الضحی	۱۱	محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم			
اللہ عزوجل دعا قبول فرمانے والا ہے				تعظیم مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم				قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ	۳	ال عمران	۳۱
أُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا	۲	البقرة	۱۸۶	لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا	۱	البقرة	۱۰۳	قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ	۱۰	التوبة	۲۴
أَمِنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا	۲۰	النمل	۶۲	فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى	۵	النساء	۲۵	اطاعت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم			
فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ	۲۳	الزمر	۴۹	وَأَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ	۶	المائدة	۱۲	قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ	۳	ال عمران	۳۱
دعا مانگنے کی ترغیب				وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا	۹	الاعراف	۱۵۷	قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ	۳	ال عمران	۳۲
وَسَلُّوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ	۵	النساء	۳۲	اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ	۹	الانفال	۲۴	وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ	۴	ال عمران	۱۳۲
قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي	۲۴	المؤمن	۶۰	لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ	۱۸	النور	۲۳	وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۵	النساء	۵۹
اللہ عزوجل ہی رزاق حقیقی ہے				وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ	۲۲	الاحزاب	۳۶	أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ	۵	النساء	۵۹
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ	۷	المائدة	۸۸	وَتَعَزَّزُوهُ وَتُقَوِّرُوهُ	۲۶	الفتح	۹	وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ	۵	النساء	۶۴

مطالب القرآن

از: مجلس المدینۃ العلمیۃ

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	
اللہ عزوجل ایک ہے								
وَاللَّهُمَّ إِلَهًا وَاحِدًا	۲	البقرة	۱۶۳	هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ	۱۱	یونس	۵	
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	۳	البقرة	۲۵۵	اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمُوتِ	۱۳	الرعد	۲	
شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا	۳	ال عمران	۱۸	وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ	۱۳	الرعد	۳	
إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ	۶	النساء	۱۷۱	وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ	۱۳	الرعد	۴	
مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ	۸	الاعراف	۶۵	وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ	۱۴	الحجر	۲۲	
وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	۱۲	هود	۱۴	إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلْقُ	۱۴	الحجر	۸۶	
وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ	۱۳	الرعد	۱۶	قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى	۱۶	طه	۵۰	
إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ	۱۴	النحل	۵۱	وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ	۱۸	النور	۴۵	
وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ	۲۳	ص	۶۵	هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ	۲۸	الحشر	۲۴	
وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ	۲۵	الزخرف	۸۴	خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ	۲۸	التغابن	۳	
أَمْ لَهُمْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ	۲۷	الطور	۴۳	إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ	۳۰	العلق	۱	
اللہ عزوجل شرک سے پاک ہے								
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ	۵	النساء	۴۸	ہر چیز کا مالک وہی ہے				مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ	۵	النساء	۱۱۶					
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ	۱۸	الفرقان	۲	مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ	۱	الفاتحة	۳	
إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ	۲۱	لقمن	۱۳	أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ	۱	البقرة	۱۰۷	
سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ	۲۸	الحشر	۲۳	وَاللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ	۱	البقرة	۱۱۵	
وہی ہر چیز کا خالق ہے								
بَدِيعُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ	۱	البقرة	۱۱۷	قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ	۳	ال عمران	۲۶	
إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ	۲	البقرة	۱۶۴	وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ	۴	ال عمران	۱۰۹	
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ	۷	الانعام	۱	إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ	۱۱	التوبة	۱۱۶	
إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ	۷	الانعام	۹۵	وَأَنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا	۱۴	الحجر	۲۱	
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ	۷	الانعام	۱۰۲	إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ	۱۶	مریم	۴۰	
إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ	۸	الاعراف	۵۴	الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ	۲۸	الحشر	۲۳	
هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ	۹	الاعراف	۱۸۹	لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ	۲۸	التغابن	۱	
وَالَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ	۹	الاعراف	۱۸۹	تَبَرَّكَ الَّذِي بِيَدِهِ	۲۹	الملک	۱	
قدرت الہی								
وَمَنْ يَتَّبِعْهُ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ	۳	ال عمران	۱۰۱	أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ	۱	البقرة	۱۰۶	
وَمَنْ يَتَّبِعْهُ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ	۳	ال عمران	۱۰۱	أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا	۲	البقرة	۱۶۵	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

نمبر	سورت کا نام	صفحہ	نمبر	سورت کا نام	صفحہ	نمبر	سورت کا نام	صفحہ	نمبر	سورت کا نام	صفحہ
1	سُورَةُ الْفَاتِحَةِ	۲	30	سُورَةُ الرُّومِ	۷۴۸	59	سُورَةُ الْحَشْرِ	۱۰۰۷	88	سُورَةُ الْغَاشِيَةِ	۱۰۹۹
2	سُورَةُ الْبَقَرَةِ	۴	31	سُورَةُ لُقْمَنِ	۷۵۸	60	سُورَةُ الْمُمتَحِنَةِ	۱۰۱۴	89	سُورَةُ الْفَجْرِ	۱۱۰۱
3	سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ	۱۰۲	32	سُورَةُ السَّجْدَةِ	۷۶۶	61	سُورَةُ الصَّفِّ	۱۰۲۰	90	سُورَةُ الْبَلَدِ	۱۱۰۴
4	سُورَةُ النَّسَاءِ	۱۵۱	33	سُورَةُ الْأَحْزَابِ	۷۷۱	62	سُورَةُ الْجُمُعَةِ	۱۰۲۳	91	سُورَةُ الشُّمُسِ	۱۱۰۵
5	سُورَةُ الْمَائِدَةِ	۲۰۵	34	سُورَةُ سَبَأٍ	۷۹۲	63	سُورَةُ الْمُتَفِقُونَ	۱۰۲۵	92	سُورَةُ الْبَلِّ	۱۱۰۶
6	سُورَةُ الْأَنْعَامِ	۲۴۵	35	سُورَةُ فَاطِرٍ	۸۰۴	64	سُورَةُ التَّغَابُنِ	۱۰۲۸	93	سُورَةُ الضُّحَى	۱۱۰۸
7	سُورَةُ الْأَعْرَافِ	۲۸۵	36	سُورَةُ يَسٍ	۸۱۳	65	سُورَةُ الطَّلَاقِ	۱۰۳۱	94	سُورَةُ الْكَمَلِ نَشْرَح	۱۱۱۰
8	سُورَةُ الْأَنْفَالِ	۳۳۳	37	سُورَةُ الصُّفَّتِ	۸۲۵	66	سُورَةُ التَّحْرِيمِ	۱۰۳۵	95	سُورَةُ التِّينِ	۱۱۱۰
9	سُورَةُ التَّوْبَةِ	۳۵۳	38	سُورَةُ ص	۸۳۷	67	سُورَةُ الْمَلِكِ	۱۰۴۰	96	سُورَةُ الْعَلَقِ	۱۱۱۱
10	سُورَةُ يُونُسَ	۳۹۰	39	سُورَةُ الزُّمَرِ	۸۴۷	68	سُورَةُ الْقَلَمِ	۱۰۴۴	97	سُورَةُ الْقَدَرِ	۱۱۱۳
11	سُورَةُ هُودٍ	۴۱۵	40	سُورَةُ الْمُؤْمِنِ	۸۶۳	69	سُورَةُ الْحَاقَّةِ	۱۰۴۹	98	سُورَةُ الْبَيِّنَةِ	۱۱۱۴
12	سُورَةُ يُوسُفَ	۴۳۹	41	سُورَةُ حَمِّ السَّجْدَةِ	۸۷۸	70	سُورَةُ الْمَعَارِجِ	۱۰۵۲	99	سُورَةُ الزَّلْزَالِ	۱۱۱۵
13	سُورَةُ الرُّعْدِ	۴۶۶	42	سُورَةُ الشُّورَى	۸۸۸	71	سُورَةُ نُوحٍ	۱۰۵۶	100	سُورَةُ الْعَدِيَّتِ	۱۱۱۶
14	سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ	۴۷۸	43	سُورَةُ الزُّخْرَفِ	۸۹۹	72	سُورَةُ الْجِنِّ	۱۰۵۹	101	سُورَةُ الْقَارِعَةِ	۱۱۱۷
15	سُورَةُ الْحَجَرِ	۴۸۹	44	سُورَةُ الدُّخَانِ	۹۱۱	73	سُورَةُ الْمُزِيلِ	۱۰۶۲	102	سُورَةُ التَّكْوِيْنِ	۱۱۱۸
16	سُورَةُ النَّحْلِ	۴۹۹	45	سُورَةُ الْجَاثِيَةِ	۹۱۶	74	سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ	۱۰۶۵	103	سُورَةُ الْعَصْرِ	۱۱۱۸
17	سُورَةُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ	۵۲۵	46	سُورَةُ الْأَحْقَافِ	۹۲۳	75	سُورَةُ الْقِيَمَةِ	۱۰۶۹	104	سُورَةُ الْهَمَزَةِ	۱۱۱۹
18	سُورَةُ الْكَهْفِ	۵۴۷	47	سُورَةُ مُحَمَّدٍ	۹۳۱	76	سُورَةُ الدَّهْرِ	۱۰۷۲	105	سُورَةُ الْفِيلِ	۱۱۲۰
19	سُورَةُ مَرْيَمَ	۵۶۹	48	سُورَةُ الْفَتْحِ	۹۳۸	77	سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ	۱۰۷۶	106	سُورَةُ قَرِيشَ	۱۱۲۰
20	سُورَةُ طه	۵۸۳	49	سُورَةُ الْحَجَرَاتِ	۹۴۷	78	سُورَةُ النَّبَاِ	۱۰۸۰	107	سُورَةُ الْمَاعُونِ	۱۱۲۱
21	سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ	۶۰۱	50	سُورَةُ قِ	۹۵۳	79	سُورَةُ النَّازِعَاتِ	۱۰۸۲	108	سُورَةُ الْكَوثرِ	۱۱۲۲
22	سُورَةُ الْحَجِّ	۶۱۷	51	سُورَةُ الذِّذَارِ	۹۵۸	80	سُورَةُ عَبَسَ	۱۰۸۵	109	سُورَةُ الْكَافِرُونَ	۱۱۲۲
23	سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ	۶۳۴	52	سُورَةُ الطُّورِ	۹۶۴	81	سُورَةُ التَّكْوِيْنِ	۱۰۸۷	110	سُورَةُ النَّصْرِ	۱۱۲۳
24	سُورَةُ النُّورِ	۶۴۸	53	سُورَةُ النَّجْمِ	۹۶۹	82	سُورَةُ الْإِنْفِطَارِ	۱۰۸۹	111	سُورَةُ اللَّهَبِ	۱۱۲۴
25	سُورَةُ الْفُرْقَانِ	۶۶۷	54	سُورَةُ الْقَمَرِ	۹۷۶	83	سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ	۱۰۹۰	112	سُورَةُ الْإِخْلَاصِ	۱۱۲۴
26	سُورَةُ الشُّعَرَاءِ	۶۸۰	55	سُورَةُ الرَّحْمَنِ	۹۸۱	84	سُورَةُ الْإِنْشِقَاقِ	۱۰۹۳	113	سُورَةُ الْفَلَقِ	۱۱۲۵
27	سُورَةُ النَّملِ	۶۹۸	56	سُورَةُ الْوَاقِعَةِ	۹۸۶	85	سُورَةُ الْبُرُوجِ	۱۰۹۵	114	سُورَةُ النَّاسِ	۱۱۲۶
28	سُورَةُ الْقَصَصِ	۷۱۴	57	سُورَةُ الْحَدِيدِ	۹۹۲	86	سُورَةُ الطَّارِقِ	۱۰۹۷		دعائے شتم القرآن (اول)	۱۱۲۶
29	سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ	۷۳۴	58	سُورَةُ الْمُجَادَلَةِ	۱۰۰۱	87	سُورَةُ الْأَعْلَى	۱۰۹۸		دعائے شتم القرآن (ثانی)	۱۱۲۷

رموزِ اوقافِ قرآن مجید

ہر ایک زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے، کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ، اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اسی لیے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامات مقرر کر دی ہیں جن کو ”رموزِ اوقافِ قرآن مجید“ کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ان رموز کو ملحوظ رکھیں، اور وہ یہ ہیں:

○ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے، وہاں چھوٹا سادہ اندازہ بنا دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول ”ت“ ہے۔ جو بصورت ”ة“ لکھی جاتی ہے اور یہ وقف تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہئے، اب ”ة“ تو نہیں لکھی جاتی البتہ چھوٹا سادہ اندازہ بنا دیا جاتا ہے، اسی کو آیت کہتے ہیں۔

م یہ علامت وقف لازم کی ہے اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیے، اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہیے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ ”اٹھو، مت بیٹھو“ جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے تو ”اٹھو“ پر ٹھہرنا لازم ہے، اگر نہ ٹھہرا جائے تو ”اٹھو مت بیٹھو“ ہو جائے گا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط یہ وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیے مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج یہ وقف جائز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز یہ وقف مجوز کی علامت ہے یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص یہ وقف مرخص کی علامت ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے، لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم رہے کہ ”ص“ پر ملا کر پڑھنا ”ز“ کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔

صلے

یہ ”الْوَصْلُ اَوَّلٰی“ کا اختصار ہے، یعنی یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق

یہ ”قِيلَ عَلَيْهِ الْوَقْفُ“ کا خلاصہ ہے یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔

صل

یہ ”قَدْ يُوَصَّلُ“ کی علامت ہے یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی ٹھہرا جاتا، لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف

یہ لفظ ”قَفْ“ ہے جس کے معنی ہیں ”ٹھہر جاؤ“ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یا سکتہ

یہ دونوں سکتہ کی علامات ہیں یہاں اس طرح ٹھہرنا چاہئے کہ آواز ٹوٹ جائے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفہ

یہ بھی سکتہ کی علامت ہے البتہ یہاں ماقبل دونوں علامات ”س یا سکتہ“ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیے اور سانس بھی نہ ٹوٹے۔ سکتہ اور وقفہ میں یہی فرق ہے کہ سکتہ میں کم اور وقفہ میں زیادہ ٹھہرا جاتا ہے۔

لا

”لا“ کے معنی ”نہیں“ ہیں، یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہئے البتہ آیت کے اوپر ہو تو اس پر ٹھہرنے یا نہ ٹھہرنے میں اختلاف ہے لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔

لک

یہ ”كَذٰلِكَ“ کی علامت ہے یعنی اس سے پہلے جو علامت وقف ہے یہاں بھی وہی سمجھی جائے۔ اگر کوئی عبارت ان تین تین نقطوں کے درمیان ہو تو پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ پہلے تین نقطوں پر وقف کر کے دوسرے تین نقطوں پر وقف نہ کرے یا پہلے تین نقطوں پر وقف نہ کر کے دوسرے تین نقطوں پر وقف کرے۔ اس قسم کی عبارت کو معانقہ یا مراقبہ کہتے ہیں۔

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کے اشاعتی ادارے ”مکتبۃ المدینہ“ کا آغاز آج سے تقریباً 25 سال قبل ۱۴۰۶ھ بمطابق 1986ء میں شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے بیانات کی آڈیو کیسٹیں جاری کرنے سے فرمایا۔ بعد میں ”مکتبۃ المدینہ“ کے مزید شعبے بھی قائم ہوئے اور سنتوں بھرے بیانات و مدنی مذاکرات کی لاکھوں کیسٹیں، سی ڈیز اور وی سی ڈیز دنیا بھر میں پہنچنے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث، تصوف و حکایات پر مشتمل امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر علمائے کرام دامت فیوضہم کی سینکڑوں کتابیں بشمول رسائل زیور طبع سے آراستہ ہو کر لاکھوں کی تعداد میں عوام کے ہاتھوں میں پہنچ کر سنتوں کے پھول کھلا رہی ہیں۔ اب ”مکتبۃ المدینہ“ قرآن مجید کی طباعت کے بعد ”کنز الایمان مع خزائن العرفان“ کی سعادت بھی حاصل کر رہا ہے یقیناً قرآن پاک چھاپنے کا کام بہت احتیاط طلب اور مشکل ہے مگر امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی خواہش پر مجلس ”مکتبۃ المدینہ“ نے اس اہم ذمہ داری کو قبول کیا۔

قرآن پاک چھاپنے کے مدنی پھول

جب صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے ترجمہ قرآن پاک کے لیے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی بارگاہِ عظمت میں درخواست پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن پاک چھاپنے کے حوالے سے مدنی پھول عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”یہ تو بہت ضروری ہے مگر چھپنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی طباعت کا کون اہتمام کرے گا؟“ ﴿۱﴾ باؤ ضو کا پیوں کو لکھنا، ﴿۲﴾ باؤ ضو کا پیوں اور حرفوں کی تصحیح کرنا اور ﴿۳﴾ تصحیح بھی ایسی ہو کہ اعراب نقطے یا علامتوں کی بھی غلطی نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہو جانے کے بعد سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ﴿۴﴾ پریس مین ہمہ وقت با وضو رہے، ﴿۵﴾ بغیر وضو نہ پتھر کو چھوئے اور نہ کاٹے، ﴿۶﴾ پتھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور ﴿۸﴾ چھپنے میں جو جوڑیاں لگی ہیں انکو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے۔ (تذکرہ صدر الشریعہ ص ۷ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

یٹھے یٹھے اسلامی بھائیو اور بہنو.....! اگر چہ جی زمانہ چھپائی کیلئے جدید ترین مشینیں آچکی ہیں، پھر بھی ہم نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے عطا کردہ ان مدنی پھولوں پر عمل کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔

مدنی التجاء:

ہماری ہر ممکنہ کوشش رہی ہے کہ ”کنز الایمان مع خزائن العرفان“ کے اس نسخے میں کتابت وغیرہ میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہ جائے پھر بھی بتقاضائے بشریت خطا ہونا خارج از امکان نہیں، لہذا اگر کوئی اسلامی بھائی اس میں کسی بھی قسم کی کیسی ہی غلطی پائے تو پہلی فرصت میں ”مکتبۃ المدینہ“ پر رابطہ کر کے تحریراً مطلع فرمادے۔

مجلس مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)



مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید سید محمد اکرم اور۔ فون: 021-32203311
- راولپنڈی: فضل وار پناہ روکش چوک، مقابل روڈ۔ فون: 051-5553765
- لاہور: وائٹ ہاؤس پارک، کتب خانہ، روڈ۔ فون: 042-37311679
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گبرگ، نمبر 1، انور سٹریٹ، صدر۔
- سرحد (فیصل آباد): اٹن پور بازار۔ فون: 041-2632625
- خان پور: ذرا بی چوک، نمبر 1، کٹارہ۔ فون: 068-5571686
- کشمیر: چوک شہیدان، میرپور۔ فون: 058274-37212
- نواب شاہ: چکر بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفیسر ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- سکس: فیضانِ مدینہ، برج روڈ۔ فون: 071-5619195
- ملتان: نزد کھیل والی مسجد، اندرون پور، بڑگٹ۔ فون: 061-4511192
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شہر چور، گورنوالہ۔ فون: 055-4225653
- اوکاڑہ: کٹی روڈ، باغیچہ، نزد تحصیل کونسل ہال، فون: 044-2550767
- گلبرگ (مرکوبہ)، نزد انجمن اہل بیت، مقابل جامع مسجد، نزد عادل شاہ۔ فون: 048-6007128

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net

Email: ilmia@dawateislami.net

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
MC 1286



مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
شعبہ مکتبہ اعلیٰ حضرت